بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحیح
تاریخ الاسلام والمسلمین

ماخذ

قرآن مجید — صحیح احادیث — صحیح مسلم

مؤلف

مسعود احمد، بی، ایس سی۔ امیرِ جماعت المسلمین

جماعت المسلمین



مقدّمہ

اسلام کے خلاف بہت سی سازشیں بَرپا ہوئیں۔ متعدّد قسم کے زہر پھیلائے گئے۔ دشمنانِ اسلام نے مختلف لبادے اوڑھے۔ اسلام سے باہر رہ کر بھی اسلام کی بیخ کَنی کی اور بظاہر اسلام میں داخل ہو کر مُنافق کی حیثیت سے بھی سازشیں کرتے رہے۔ منجملہ ان سازشوں کے ایک سازش یہ بھی کی کہ اسلام کی تاریخ کو مسخ کر دیا۔ وہ معاشرہ جس کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے فیضِ صحبت سے تیار کیا تھا، جس معاشرہ کی تربیت اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں ہوئی تھی، جس معاشرہ کی تعریف میں قرآنی آیتیں اُتری تھیں اُسی معاشرہ اور معاشرہ کے افراد کے متعلق ایسی زہر افشانی کی کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ قرنِ ثانی اور قرنِ ثالث کے اکابر کے اُوپر بھی اِسی قسم کے الزامات لگائے۔ خود ساختہ واقعات کو رنگ آمیزی اور نمک مرچ لگا کر اِس طرح پیش کیا کہ پڑھنے والے اپنے اکابر کے متعلّق بدظنی کا شکار ہو گئے اور پھر ان تمام زہر افشانیوں، افتراء پردازیوں کو تاریخ میں اِس طرح سمو دیا کہ جھوٹ سچ میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا۔

۲۔ موجودہ زمانہ میں اسلام سے بیزار کرنے کے لئے یہ چال چلی گئی کہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں ان فرضی واقعات کو تاریخی حقائق (HISTORICAL FACTS) کے نام سے متعارف کرایا گیا۔ اور یہ سازش اِتنی کارگر ہوئی کہ اکثر لوگوں کے ذہن مسموم ہو گئے اور وہ بس یہی سمجھنے لگے کہ تاریخ کا تمام مواد بالکل حقیقت ہے اور اس میں سے کسی ایک واقعہ کے بھی انکار کی گنجائش نہیں۔ الغرض تاریخ پرستی عام ہو گئی۔ اس سازش کی زد میں بڑے بڑے آگئے اور اپنے اکابر کے خلاف مختلف قسم کی زہر افشانی کرنے لگے۔

۳۔ اِس سازش یا تاریخ پرستی نے جو فتنے پیدا کئے وہ یہ ہیں:-

(۱) انکارِ حدیث کیلئے فضا سازگار ہو گئی۔ اگر کوئی حدیث کسی تاریخی واقعہ سے ٹکرائی تو بجائے تاریخی واقعہ کو جُھٹلانے کے حدیث کو یہ کہہ کر جُھٹلایا گیا کہ یہ تاریخی حقائق کے خلاف ہے۔ حالانکہ کہاں تاریخ اور کہاں حدیث۔ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔ حدیث کی جانچ کے لئے بیسیوں فنّ استعمال کئے گئے، راویانِ حدیث کی جانچ پڑتال کی گئی۔ اُن کی ثقاہت، کردار، حفظ و اتقان کو پَرکھا گیا۔ سنَد کو دیکھا گیا کہ متّصل ہے یا منقطع، غرض یہ کہ انتہائی حزم و احتیاط کے ساتھ حدیث کو مدوّن کیا گیا۔ صحیح اور غلط میں خطِ امتیاز کھینچا گیا۔ اس کے برخلاف تاریخِ اسلام کے ابتدائی مؤلّفین میں سے اکثر غیر مستند جھوٹے بلکہ دشمنِ اسلام تھے۔ بعد میں آنے والے متدیّن مؤرّخین کے لئے ان ابتدائی

مؤلفین کی کتابیں ماخذ بن گئیں۔ دوسرے دَور کی ان کتُبِ تاریخ میں بغیر تحقیق وتنقید ہر قسم کے رَطب ویابس کو بھر دیا گیا۔ واقعات کی سَندیں بیان نہیں کی گئیں اگر بیان بھی کی گئیں تو اُن کی صحت یا ضعف کو بیان نہیں کیا گیا۔ یوں کہنا چاہئے کہ ان مورّخین نے جو واقعات محقّقین کے لئے جمع کئے تھے وہ بغیر تحقیق کے مستند سمجھے جانے لگے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حدیث اور تاریخ کے تضاد کی صورت میں تاریخ کی تکذیب کرتے لیکن ہوا اس کے برعکس نتیجہ یہ نکلا کہ حدیث پر سے اعتماد اُٹھ گیا اور اس طرح اسلام کو مسخ کرنے کیلئے راہ ہموار ہو گئی۔

(۲) جب حدیث پر سے اعتماد اُٹھ گیا تو پھر قرآن مجید کی من مانی تاویلیں ہونے لگیں، قرآن مجید بازیچۂ اطفال بن گیا اور ایک جدید اسلام کی داغ بیل ڈال دی گئی۔

(۳) خلافتِ راشدہ کو دشمنانِ اسلام کی نام نہاد ملوکیت میں تبدیل کرنے کا ذمّہ دار صحابۂ کرامؓ اور دوسرے اکابر کو ٹھہرایا گیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ ملوکیت کو غیر شرعی نظامِ حکومت ظاہر کر کے انتہائی کراہت آمیز شکل میں پیش کیا گیا، جس کے نتیجہ میں صحابۂ کرامؓ اور دوسرے اکابر کو محض دنیا دار، مکّار اور خوشامدی کی حیثیت سے پیش کیا گیا۔ کوئی صحابی کسی صحابی کے خلاف زہر افشانی کر رہا ہے، کوئی کسی کے خلاف نبرد آزما ہے۔ آپس میں تلواریں چل رہی ہیں، دنیا کی دَوڑ میں کوئی پیچھے رہنا نہیں چاہتا، مال و دولت اور اقتدار کی ہوس نے سب کو اندھا کر دیا ہے۔ غرض یہ کہ جس معاشرہ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیار کیا تھا وہ اسلام سے کوسوں دور تھا، وہ افراد جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فیض یافتہ تھے وہی صحیح معنوں میں مسلم نہیں تھے تو بعد والوں کا کیا کہنا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (نعوذ باللہ من ذٰلک) اپنے مقصد میں ناکام رہے اور اپنے بعد مُنافق اور دنیا کے پیچھے بھاگنے والے چھوڑ گئے۔ اِس فتنہ نے نبوّت کی عمارت کو متزلزل کر دیا اور اسلام کے متعلّق بدگمانی پیدا ہونے لگی۔

۴۔ یہ ہیں وہ فتنے جو ہماری غلط تاریخ کی وجہ سے وجود میں آئے اور جنہوں نے ہزارہا آدمیوں کے ایمان کو متزلزل کیا۔ موجودہ تاریخ کو پڑھ کر ہماری گردنیں شرم سے جُھک جاتی ہیں کیونکہ اس خونی تاریخ کو ہم اپنی تاریخ سمجھتے ہیں۔ ہمیں اِتنی جرأت نہیں ہوتی کہ اس تاریخ کی صحت سے انکار کر دیں، ذہن مسموم ہو چکے ہیں، دماغ مرعوب ہو چکے ہیں، علم سے تہی دامن ہیں، تقلید کے جراثیم اس قدر سرایت کر گئے ہیں کہ تحقیق کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ	اے ایمان والو، اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے
بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ	تو اُس کی تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ جہالت کے باعث
فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ {حجرات}	تم کسی قوم پر جا پڑو اور پھر تمہیں نادم ہونا پڑے۔

اس عظیم الشّان فرمان کے باوجود ہم نے کبھی یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ کسی واقعہ کا بیان کرنے والا صحیح الایمان ہے یا فاسق۔ بغیر تحقیق کے ہم نے ہر واقعہ کو قبول کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جہالت کے باعث ہم اپنے اکابر پر برس پڑے

اسلامی اصولوں کی پامالی کا ذمّہ دار اُنہیں ٹھہرایا اور کبھی ہمیں یہ خیال بھی نہ آیا کہ کہیں کل میدانِ محشر میں ہمیں شرمسار نہ ہونا پڑے۔

۵۔ دوسرے دَور کی کتبِ تاریخ کی بنیاد پر دوسری کتبِ تاریخ وجود میں آئیں۔ مختلف زبانوں میں تاریخِ اسلام لکھی گئی۔ علماء نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں ان ہی کتب تاریخ کے افسانوں کو مستند سمجھ کر پیش کیا۔ معدودے چند محققین کے علاوہ کسی نے یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ یہ تاریخی واقعات قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ کے مُطابق بھی ہیں یا نہیں۔ حالانکہ اگر وہ ذرا سا بھی غور و تدبّر کرتے تو اُنہیں معلوم ہو جاتا کہ جن واقعات کو وہ مُستند سمجھ رہے ہیں اُن کے بطلان پر قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ شاہد ہیں۔ مثلاً جن صحابۂ کرامؓ کے تقوے، اللہ کی رضاجوئی اور اُن کی آپس کی محبّت کی شہادت قرآن مجید دے رہا ہے اُن کے متعلق تاریخ میں ایسے افسانے ملتے ہیں جن سے اُن کے تقوے پر ضربِ کاری پڑتی ہے۔ خلوص اور للّٰہیت کی دھجّیاں اُڑتی دکھائی دیتی ہیں۔ محبّت کے بجائے نفرت و عداوت کی تیز و تُند آندھیاں چلتی نظر آتی ہیں مگر وہ ہیں کہ سب کو تسلیم کرتے چلے جا رہے ہیں اور باایں ہمہ اُن کا ایمان بالقرآن متأثر نہیں ہوتا۔ ایں چہ بوالعجبیست۔

۶۔ قرآن مجید کے بعد صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا جو درجہ ہے وہ کسی پر مخفی نہیں، جس تحقیق و تفتیش اور سخت شرائط کے ساتھ اِن کتابوں کو مدوّن کیا گیا وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ تاریخ کے سلسلہ میں اکثر لوگوں نے ان کتابوں سے بے اعتنائی کا ثبوت دیا۔ تاریخ کے اُن واقعات کو بھی تسلیم کر لیا جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے متصادم تھے۔ ذیل میں ہم چند مثالوں سے اس کی وضاحت کرتے ہیں:۔

① صحیح بخاری میں ہے کہ واقعۂ رجیع میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عاصم بن ثابتؓ کو امیر بنایا، تاریخ میں ہے کہ حضرت مرثدؓ کو امیر بنایا (سیرۃ ابن اسحٰق، سیرۃ ابن ہشام، تاریخ ابن خلدون)

② صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت خبیبؓ کو عقبہ نے قتل کیا، تاریخ میں ہے کہ عقبہ کے بھائی نے قتل کیا (فتح الباری بحوالہ سیرۃ ابن اسحٰق)

③ صحیح بخاری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی کہ جنگِ موتہ میں حضرت خالدؓ کے ہاتھ پر مسلمین کو فتح نصیب ہوئی، تاریخ میں ہے کہ حضرت خالدؓ بڑی خوبصورتی سے اپنی فوج کو بچا کر لے آئے یعنی دوسرے لفظوں میں شکست کھا کر بھاگ آئے خالد دشمنی کی یہ ادنیٰ مثال ہے جو ہماری تاریخ میں مذکور ہے۔ (تاریخ ابن خلدون)

④ صحیح بخاری میں ہے کہ جنگِ خندق، جنگِ اُحد کے ایک سال بعد ہوئی اور جنگ اُحد بالاتفاق ۳ھ میں ہوئی، لہٰذا صحیح بخاری سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ جنگِ خندق ۴ھ میں ہوئی لیکن تاریخ میں ہے کہ جنگِ خندق شوّال ۵ھ میں ہوئی (سیرۃ ابن اسحٰق و سیرۃ ابن ہشام)

⑤ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ جنگِ خندق میں شہید ہوئے۔ صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ اُس وقت موجود تھے جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ پر تہمت لگائی گئی۔ اس سے یہ بات بالبداہت ثابت ہو گئی کہ واقعۂ تہمت جنگِ خندق سے پہلے واقع ہوا اور جنگِ خندق جیسا کہ اُوپر لکھا گیا ۴ھ میں ہوئی۔ لہٰذا واقعۂ تہمت زیادہ سے

زیادہ ۴ھ میں ہونا چاہیئے، اس کے بعد نہیں ہو سکتا لیکن تاریخ میں ہے کہ واقعۂ تہمت ۶ھ میں ہوا۔ (سیرۃ ابن اسحٰق وسیرۃ ابن ہشام) اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ واقعۂ تہمت ۶ھ میں ہوا تو حضرت سعد بن معاذؓ اُس وقت زندہ ہو کر کیسے آگئے جب کہ وہ جنگِ خندق میں جو بقول مؤرخین ۵ھ میں ہوئی تھی شہید ہو گئے تھے۔

(۶) صحیح بخاری میں ہے کہ حجاب کا حکم واقعۂ تہمت سے پہلے نازل ہوا اور واقعۂ تہمت جنگِ خندق سے پہلے ہوا لہٰذا از روئے صحیح بخاری حجاب کا حکم جنگِ خندق سے بہت پہلے نازل ہوا۔ کیونکہ جنگِ خندق ماہ شوال ۴ھ میں ہوئی لہٰذا حجاب کا حکم بہر صورت شوال ۴ھ سے پہلے نازل ہونا چاہیئے لیکن تاریخِ واقدی میں ہے کہ حجاب کا حکم ۵ھ میں نازل ہوا اور دوسری تاریخوں میں ہے کہ ذوقعدہ ۴ھ میں نازل ہوا یعنی ہر حالت میں جنگِ خندق کے بعد اور یہ چیز صحیح بخاری کے خلاف ہے (فتح الباری تفسیر سورۂ نور)

(۷) صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دن حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ سے ناراض ہو کر مسجد میں جا کر سو گئے۔ اُن کے جسم پر خاک لگ گئی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو یہ کہکر جگایا "اے ابوتراب اُٹھو"۔ تاریخ میں ہے کہ جب حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ سے ناراض ہوتے تو غصہ میں مٹی لیکر اپنے سر پر ڈال لیتے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے فرماتے "اے ابوتراب کیا ہوا؟" (سیرۃ ابن ہشام اردو حصہ اوّل ۲۲۵)

(۸) صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عباسؓ جنگِ بدر میں کافروں کے ساتھ شریک تھے اور جنگ کے بعد قید ہو گئے تھے۔ پھر فدیہ لے کر اُن کو رہا کیا گیا تھا۔ لیکن تاریخ میں ہے کہ حضرت عباسؓ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے ایمان لے آئے تھے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے بموجب مکہ میں رہ گئے تھے۔ (رحمۃ للعالمین جلد دوم)

(۹) صحیح مسلم میں ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت اُمِّ حبیبہؓ کا نکاح فتحِ مکہ کے بعد ہوا لیکن تاریخ میں ہے کہ فتح مکہ سے پہلے ہوا۔ (سیرۃ ابن اسحٰق وغیرہ)

(۱۰) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت کے سلسلہ میں ایک نامۂ مبارک نجاشی شاہِ حبش کو بھیجا تھا، صحیح مسلم میں ہے کہ اس بادشاہ کا نام اصحمہ نہیں تھا جس کی نمازِ جنازہ غائبانہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھی۔ اس کے برخلاف تاریخ میں ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمہ ہی کو دعوت نامہ بھیجا تھا۔ (طبری)

(۱۱) صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابو عامرؓ جنگِ اوطاس میں شہید ہوئے۔ صحیح بخاری ہی میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو عامرؓ کے قاتل کو حضرت ابو موسیٰؓ نے اُسی وقت قتل کر دیا تھا۔ تاریخ میں ہے کہ وہ قاتل بعد میں مسلم ہو گیا تھا۔ (فتح الباری بحوالہ سیرۃ ابن اسحٰق)

(۱۲) صحیح مسلم میں ہے کہ آیۂ کریمہ "لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ" اُس وقت نازل ہوئی جب قبیلہ بنو تمیم کا وفد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آیت کے نزول کے بعد بھی حضرت سعد بن معاذؓ زندہ تھے۔ کیونکہ حضرت سعد بن معاذؓ کی شہادت جنگِ خندق میں ہوئی لہٰذا آیت کا نزول اور وفدِ بنو تمیم کی آمد ۳ھ یا

سنہ ۴ھ میں ہونی چاہئے لیکن تاریخ میں ہے کہ یہ وفد سنہ ۹ھ میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام اردو مترجمہ سید یٰسین علی جلد حصہ دوم ص۴۵۸ وفتح الباری بحوالہ مدائنی وتفسیر ابن کثیر)

(۱۳) ازواجِ مطہراتؓ کو ایک خاص موقع پر اختیار دیا گیا تھا کہ وہ اللہ اور رسولؐ کو اختیار کریں یا دنیا کو اختیار کریں۔ اسے واقعۂ تخییر کہتے ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ یہ واقعہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہوا، اور جیسا کہ اُوپر ثابت کیا گیا ہے کہ حجاب کا حکم سنہ ۴ھ میں نازل ہوا لہٰذا واقعۂ تخییر سنہ ۴ھ یا سنہ ۳ھ میں ہونا چاہئے لیکن تاریخ کہتی ہے کہ واقعۂ تخییر سنہ ۹ھ میں واقع ہوا۔ (فتح الباری کتاب النکاح بحوالہ دمیاطی) اور اسی تاریخ کے بیان کو اکثر علماء وائمہ نے تسلیم کرلیا حالانکہ واقعۂ تخییر کے متعلق جو آیات نازل ہوئیں اُن کا سنہ ۹ھ میں نازل ہونا عقلاً بھی محال ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى {احزاب ۳۳}

اے نبی کی بیویو اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور ایامِ جاہلیت کی طرح اپنی نمائش نہ کرو۔

اگر یہ واقعہ حجاب کے نازل ہونے کے بعد مان لیا جائے تو اس کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ حکم حجاب نازل ہونے کے بعد پانچ سال تک ازواجِ مطہراتؓ پردہ میں نہیں بیٹھیں۔ اپنی نمائش کرتی تھیں اور اب سنہ ۹ھ میں انہیں حکم دیا جارہا ہے کہ پردہ میں بیٹھو، اپنا بناؤ سنگھار ظاہر نہ کرو، یہ قطعاً باطل ہے۔ ہاں اگر اس آیت کے نزول کو حکمِ حجاب سے پہلے مان لیں تو پھر کوئی اشکال نہیں رہتا اِس لئے کہ حجاب کے حکم سے پہلے تمام عورتیں اور ازواجِ مطہراتؓ بھی بے پردہ آتی جاتی تھیں۔ پہلے اس آیت کے ذریعہ اُنہیں غیر ضروری آمد و رفت اور اپنی نمائش سے روکا گیا اور بعد میں پردہ کرنے کا حکم دیدیا گیا۔ یہ تدریج بالکل فطرتِ اسلام کے مُطابق ہے دوسرے احکام بھی اسی طرح بتدریج ہی نازل ہوئے۔

دوسری بات جو عقلاً اس قصہ کو سنہ ۹ھ میں واقع ہونے سے مانع ہے وہ یہ کہ سنہ ۹ھ تک ازواجِ مطہراتؓ کی حالت نہ بدلی۔ دنیا کی طمع اُن میں بدستور موجود تھی، کئی کئی سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کے بعد بھی اُن کی اصلاح نہیں ہوئی، اگر ہم واقعۂ تخییر کو سنہ ۳ھ یا سنہ ۴ھ کا واقعہ مان لیں تو پھر یہ بالکل قرینِ قیاس ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ کو سنہ ۳ھ یا سنہ ۴ھ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفیض ہونے کا بہت کم موقع ملا تھا، لہٰذا ابتدائی دور میں یہ ممکن ہے کہ دنیا کی خواہش اُن میں موجود ہو اور اُسی وقت اُن کو اس سے روک دیا گیا ہو۔

تیسری بات یہ ہے کہ آیۂ تطہیر بھی اسی موقع پر نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اِرادہ کرلیا تھا کہ ازواجِ مطہراتؓ کو پاک کرکے چھوڑے گا لیکن اللہ کے ارادہ کی تکمیل میں اتنی دیر لگ گئی کہ سنہ ۹ھ کا زمانہ آگیا اور طمع بدستور موجود تھی، یہ خلافِ عقل ہے۔

(۱۴) صحیح بخاری کتاب النکاح میں ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ واقعۂ تخییر کے وقت یعنی ۷ھ ہجری میں مدینہ منوّرہ میں موجود تھے لیکن تاریخ میں ہے کہ فتحِ مکّہ ۸ھ کے بعد مدینہ منوّرہ آئے۔

(۱۵) صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ جنگِ خیبر کے بعد حبشہ سے مدینہ منوّرہ پہنچے اور پھر غزوۂ ذات الرّقاع میں شریک ہوئے۔ یہ چیز بالبداہت ثابت کرتی ہے کہ غزوۂ ذات الرّقاع، جنگ خیبر کے بعد ہوا لیکن تمام تاریخیں اس پر متّفق ہیں کہ غزوۂ ذات الرّقاع جنگِ خیبر سے پہلے ہوا۔ (سیرۃ ابن اسحٰق و سیرۃ ابن ہشام اردو حصّہ دوم ص۳۲۹)

(۱۶) صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرّقاع میں ہمارے پیر زخمی ہو گئے تھے لہٰذا ہم نے اپنے پیروں پر دھجیاں باندھ لیں، اسی لئے اِس غزوہ کا نام ذات الرّقاع (یعنی دھجیوں والی جنگ) ہو گیا۔ لیکن تاریخوں میں اس کی مختلف وجوہ بیان کی گئی ہیں جن کی تعداد پانچ تک پہنچ گئی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام و تاریخ واقدی) اور کسی تاریخ میں وہ وجہ بیان نہیں کی گئی جو صحیح بخاری میں ہے۔ صحیح بخاری کی روایت کتنی مستند ہے اور کتنے یقین سے بیان کی گئی ہے۔ برخلاف اس کے تاریخ کی روایتیں نہ مستند ہیں نہ یقین کے ساتھ بیان کی گئیں بلکہ مجہول کے صیغہ میں بیان کی گئی ہیں لیکن افسوس ہے کہ پھر بھی بعض علماء نے صحیح بخاری کی حدیث کے خلاف تاریخ کی روایت کو تسلیم کیا۔

(۱۷) صحیح بخاری میں ہے کہ یہ آیت "اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا" حضرت اشعث بن قیسؓ اور ان کے چچازاد بھائی کے مقدمہ کے سلسلہ میں نازل ہوئی، تاریخ میں ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے متعلّق نازل ہوئی جبکہ انہوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ "توریت میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی ذکر نہیں"۔ (طبری)

(۱۸) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے یہ حدیث کہ "رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ فجر کے بعد جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے اور نمازِ عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو جائے نماز پڑھنے سے منع فرمایا" کئی صحابہؓ نے بیان کی۔ ان صحابہؓ میں عمرؓ بھی شامل ہیں اور وہ مجھے اُن تمام صحابہؓ میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

اس کے برخلاف تاریخ میں حضرت عمرؓ اور حضرت ابنِ عبّاس کا ایک مکالمہ درج ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابنِ عبّاسؓ کو حضرت عمرؓ سے بغضِ شدید تھا۔ (طبری)

(۱۹) صحیح بخاری میں ہے کہ امام مسروقؒ کہتے ہیں "حضرت اُمِّ رومانؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی"، یہ اس بات کا کتنا زبردست ثبوت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں جب امام مسروقؒ مدینہ منوّرہ آئے تو حضرت اُمِّ رومانؓ زندہ تھیں اور مدینۂ منوّرہ پہنچنے کے بعد انہوں نے حضرت اُمِّ رومانؓ سے حدیث سُنی، لیکن تاریخ کہتی ہے کہ حضرت اُمِّ رومانؓ کا انتقال عہدِ رسالت میں ۴ھ یا ۵ھ یا ۶ھ میں ہو گیا تھا (واقدی) لہٰذا حضرت مسروقؒ کی ان سے سماعت صحیح نہیں۔

حضرت اُمِّ رومانؓ حضرت ابوبکرؓ کی زوجہ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی والدہ ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی موجودگی میں چند مہمان حضرت ابوبکرؓ کے ہاں آئے۔ اِس دعوت میں حضرت اُمِّ رومانؓ موجود تھیں۔ کیونکہ حضرت عبدالرحمٰنؓ ۷ھ یا ۸ھ میں ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ آئے تھے لہٰذا اُمِّ رومانؓ کی وفات ۴ھ یا ۵ھ یا ۶ھ میں ہونا قطعًا غلط ہے۔ امام بخاریؒ نے خود اپنی تاریخ میں اِس بات کی تردید کی تھی کہ اُن کا انتقال ۴ھ یا ۵ھ یا ۶ھ میں ہوا۔ امام بخاریؒ نے لکھا تھا کہ حضرت اُمِّ رومانؓ کی وفات حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ہوئی۔ امام بخاریؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ مسروقؒ کی حدیث اِسناد کے لحاظ سے قوی ہے اور اُس کا اتّصال بہت واضح ہے۔ حضرت ابراہیم حلبیؒ نے بھی مسروقؒ کا حضرت اُمِّ رومانؓ سے سُننا تسلیم کیا ہے، لیکن بایں ہمہ لوگوں نے تاریخ پر اعتماد کیا حتّٰی کہ بعض علماء نے بھی تاریخ کا اعتبار کیا۔ امام خطیب بغدادی، امام مزی، علّامہ ذہبی، علائی، صاحب المشارق والمطالع سہیلی، ابن سیدالنّاس اور ان کے علاوہ بہت لوگوں نے تاریخ کی روایت پر اعتماد کیا، بالآخر ان سب کی مخالفت حضرتِ امام ابن قیمؒ نے کی اور حضرتِ اُمِّ رومانؓ سے مسروقؒ کی سماعت ثابت کی۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ بعض علماء بھی صحیح بخاری پر تاریخ کو ترجیح دیتے رہے انہیں اس بات کی قطعًا پرواہ نہیں ہوئی کہ تاریخ کے بیان کو صحیح ماننے سے صحیح بخاری کی حدیث ضعیف و منقطع ہو جائے گی۔ سب کچھ گوارا کیا لیکن تاریخ کی تردید نہیں کی باوجود اِس کے کہ روایاتِ تاریخ کِسی ایک تاریخِ وفات پر متّفق بھی نہیں، مزید برآں یہ تمام مختلف تاریخیں واقدی نے نقل کی ہیں جو محدّثین کے نزدیک کذّاب ہے۔ تاریخ کی دوسری روایت جس کو زبیر بن بکار نے روایت کیا ہے کہ حضرت اُمِّ رومانؓ نے ذوالحجہ ۶ھ میں وفات پائی منقطع اور ضعیف ہے۔ غرض یہ کہ تاریخ کی جملہ روایتیں موضوع ہیں لیکن افسوس کہ پھر بھی ہمارے اکثر علمائے کرام تاریخ کا اعتبار کرتے رہے اور صحیح بخاری کی حدیث کو ضعیف بتاتے رہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

(نوٹ :۔ اس سلسلہ کی مزید معلومات کیلئے ضمیمۂ مقدّمۂ ہٰذا ملاحظہ فرمائیں۔)

۷۔ مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہو گیا کہ تاریخی روایات متعدّد مقامات پر صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث سے ٹکراتی ہیں اور یہ چیز اِس بات کا کُھلا ثبوت ہے کہ تاریخ کی اکثر روایات ناقابلِ اعتبار ہیں۔ اِسی وجہ سے اِمام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ "تین قسم کی کتابیں یکسر بے بنیاد ہیں۔ یعنی مغازی، تفسیر اور شورِشوں کی کتابیں"۔ قاضی ابوالولید باجیؒ فرماتے ہیں۔ "اہلِ سیر کی روایت پر محدّثین اعتماد نہیں کرتے"۔ غرض یہ کہ تاریخ کی کتابیں سب غیر معتبر ہیں۔ مؤرّخین نے سلسلۂ اسناد کا اہتمام نہیں کیا اور اگر سند بیان بھی کی تو اُس کی جانچ پڑتال نہیں کی۔

۸۔ **صحیح تاریخ کی ضرورت** | اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب موجودہ تاریخوں میں بے انتہا جھوٹ کی آمیزش ہے اور جو مطوّل یا مختصر تاریخیں لکھی جا رہی ہیں اُن کا ماخذ یہی کتبِ تاریخ ہیں تو کیا ایسی حالت میں ایک ایسی

تاریخ کی ضرورت نہیں جو روایتًا اور درایتًا صحیح ہو۔ ہمیں تعجّب ہوتا ہے کہ جو لوگ حدیث کے معاملہ میں سند کی صحت سے زیادہ درایت پر زور دیتے ہیں وہ تاریخ کے معاملہ میں درایت کا قطعًا خیال نہیں کرتے۔ اسی طرح ہمیں اُن پر بھی تعجّب ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ وہ حدیث مانی جائے گی جو قرآن مجید کے خلاف نہ ہو لیکن تاریخی روایات کو اخذ کرتے وقت وہ اِس اصول کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔ وہ کیسے یقین کر لیتے ہیں کہ جو لوگ مجسّم تقویٰ ہوں، جن کے تقوے کی شہادت قرآن مجید دے رہا ہو وہ درحقیقت مکّار اور دنیا دار تھے، جھوٹی قسمیں کھاتے تھے، ایک دوسرے کو گالی دیا کرتے تھے، قتل کرتے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ مسلم سے لڑنا کُفر ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ "میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو" (صحیح بخاری) تو کیا باوجود تاریخ کے بیان کردہ جنگ و جدال، قتل و قتال کے وہ ان احادیث کی روشنی میں مسلم رہے۔ کیا اسلامی قوانین اُن پر نافذ نہ ہوں گے؟ وہ کس قانون کے تحت اس حکم سے مستثنےٰ ہیں؟ پھر مزید تعجّب اُن لوگوں پر ہے جو کہتے ہیں کہ تاریخ کے واقعات کی سند کی جانچ پڑتال کی ضرورت ہی نہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحبت یافتہ لوگوں کے کردار کو ملوّث کیا جائے اور ہم یہ بھی نہ دیکھیں کہ کہنے والا کون ہے۔ بلکہ ہر جھوٹے، دشمنِ اسلام کی افتراء پردازیوں کو صحیح سمجھ کر قرونِ اولیٰ کے مسلمین کو بدترین قسم کے مسلم تسلیم کر لیں۔

بعض لوگوں کو یہ بھی فکر ہے کہ اگر حدیث کی طرح تاریخی روایات کی جانچ پڑتال کی گئی تو ہمیں نوّے فیصدی تاریخِ اسلام سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں ایسی تاریخ کی ضرورت ہی کب ہے جس کو پڑھ کر ہماری آنکھیں شرم سے نیچی ہو جائیں۔ جس کو پڑھ کر غیر مسلم ہمیں طعنہ دیں کہ "یہ تھے آپ کے اسلاف اور آپ کے رسولؐ کے اصحابؓ۔ اگر قرآن واقعی اللہ کی طرف سے نازل ہوتا تو وہ کبھی بھی ایسے مکّاروں، دنیاداروں (نعوذ باللہ من ذٰلک) کی تعریف نہ کرتا"۔ جنھیں اِس تاریخ کے ضائع ہونے کا غم ہو اُنہیں یہ تاریخ مبارک ہو، اُنہیں نوّے فیصدی تاریخ کے کالعدم ہونے کا ڈر ہے ہم کہتے ہیں کہ ایسی تاریخ سے تو ہم بے تاریخ ہی اچھے، اگر سو فیصدی تاریخ بھی کالعدم ہو جائے تو ہمیں پرواہ نہیں۔ ہم بڑے فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ تاریخ ہماری ہے ہی نہیں۔ یہ تاریخ دشمنانِ اسلام کی سازش کا نتیجہ ہے۔ ہماری آنکھیں نیچی نہیں ہوں گی۔ ہم شرمسار نہیں ہوں گے۔ ہم ڈنکے کی چوٹ اعلان کریں گے کہ ہمارے اسلاف تو وہ تھے جن کی تعریف قرآن نے کی ہے۔ جن کی تعریف حدیثوں میں آئی ہے۔ کتنے تعجّب کی بات ہے کہ نوّے فیصدی تاریخ کے ضائع ہونے کے خوف سے ہم اس فرضی تاریخ کو سینہ سے لگائے رہیں۔

پھر لوگوں کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ تاریخ کا نوّے فیصدی حصّہ ضائع ہو جائے گا۔ یہ بات مبالغہ سے خالی نہیں۔ ضعیف اور موضوع روایتیں نکالنے کے بعد بھی موجودہ تاریخ کا نصف سے زیادہ حصّہ ایسا ہوگا جو اسلاف کی شان کے عین مطابق ہوگا۔

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر حدیث کے طرز پر تاریخ کو لکھا جائے تو اَوروں کی تاریخ تو کجا خود رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت بھی مکمل طور پر مرتّب نہیں کی جا سکتی۔ ہماری یہ تاریخ جو اِس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کی تردید کے لئے ایک کُھلی دلیل ہے۔ ہم نے اس میں وہ روایتیں نہیں لیں جو بہ اُصولِ محدّثین حَسَن ہیں، ہم نے وہ روایتیں بھی نہیں لیں جو صحت کے ادنیٰ درجہ پر ہیں۔ وہ روایتیں بھی نہیں لیں جو صحیح بخاری یا صحیح مسلم یا ان دونوں کی شرط پر صحیح کے درجہ پر فائز ہیں۔ ہم نے صرف وہ روایتیں لی ہیں جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں۔ حتّٰی کہ ان کتابوں

کی تعلیقات بھی ہماری اِس تاریخ میں شامل نہیں کی گئیں۔ اِس کتاب کو صرف قرآن مجید اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی باسند احادیث سے تیار کیا گیا ہے۔ اِن تینوں کتابوں کی صحت کا کیا کہنا۔ اتنی اعلےٰ درجہ کی صحیح ترین روایتوں سے ہم نے سیرۃُ النبیؐ اور سیرۃُ الخلفاء تیار کی ہے اور ہماری اس صحیح ترین تاریخ کا وہ حصّہ جو سیرۃُ النبیؐ پر مشتمل ہے وہ ان تمام کتبِ سیرت سے جو اب تک اردو زبان میں صرف سیرت[1] پر لکھی گئی ہیں زیادہ ضخیم ہے۔ کیا اب بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ حدیث کے طرز پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت بھی مکمّل طور پر نہیں لکھی جاسکتی۔ اور اگر ہم وہ تمام روایتیں اس میں شامل کر دیں جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے اور جو ہم نے اپنی اس صحیح ترین تاریخ میں شامل نہیں کی ہیں تو پھر آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو سیرۃُ النبیؐ تیار ہوگی وہ کتنی ضخیم ہوگی۔ یہ انشاءاللہ آپ کو آئندہ معلوم ہوگا جب ہماری مطوّل تاریخ آپ کے سامنے آئے گی۔ اِس وقت جو تاریخ آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ اسلام کی ایک مختصر، جامع، ٹھوس اور صحیح ترین تاریخ ہے۔ یہ وقت کی ایک اہم ضرورت تھی۔ اُمّت پر یہ ایک قرضہ تھا جو مُدّت سے چلا آرہا تھا۔ اُمّتِ مسلمہ کو ایک ایسی تاریخ کی سخت ضرورت تھی کہ جس سے صحابۂ کرامؓ اور دوسرے اکابرِ اُمّت کے متعلق عوام النّاس کے ذہن صاف ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے جماعت المسلمین کو اِس اہم ضرورت کے پُورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

جماعت المسلمین کے منصوبوں میں اِس مختصر تاریخ کے علاوہ ایک مکمّل اور مطوّل تاریخ کی ترتیب کا منصوبہ بھی شامل ہے جس میں آدم علیہ السّلام سے لے کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور پھر خلفائے عثمانیہ تک کے صحیح حالات جمع کر دئے جائینگے۔ اس مطوّل تاریخ میں صحیحین کے علاوہ تمام کتُبِ احادیث کی صحیح احادیث اور تمام کتبِ تاریخ کی صحیح روایتیں جو محدّثین کے اصول پر صحیح یا حسَن ہوں شامل کر دی جائیں گی۔ کسی ضعیف روایت کو اِس تاریخ میں شامل نہیں کیا جائے گا خصوصًا ایسی روایت کو جو قرآن وحدیث سے ٹکراتی ہو۔ البتّہ حاشیہ پر اس قسم کی روایتوں کی نشاندہی کر دی جائے گی اور اُن پر عقلی ونقلی جرح بھی تحریر کر دی جائے گی تاکہ پڑھنے والوں کو دشمنانِ اسلام کی افتراء پردازیوں کا علم ہو جائے اور وہ ان روایتوں کو کالعدم سمجھیں۔ یہ منصوبہ بہت دشوار اور محنت طلب ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب کچھ آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعاء ہے کہ وہ اس منصوبہ کو ہمارے لئے آسان کر دے اور مسلمین کو اپنے اسلاف کے صحیح اور قابلِ فخر کارناموں سے واقف ہونے کا موقع فراہم کرے۔

ایک بات ہم یہاں یہ بھی عرض کر دیں کہ تاریخ کے ان خود ساختہ افسانوں کی نشاندہی سب سے پہلے ہم نے نہیں کی ہے۔ ہمارے اکابر بھی ان افسانوں کی تردید کرتے آئے ہیں۔ مثلاً قاضی ابوبکر ابن العربیؒ نے آج سے تقریبًا نوسَو سال پہلے اپنی کتاب العواصم من القواصم میں ان فرضی واقعات کے بخیے اُدھیڑ کر رکھ دئے۔ اسی طرح علّامہ ابن تیمیہؒ نے اپنی معرکۃُ الآراء کتاب "منہاج السنّۃ" میں ان روایات پر سخت تنقید کی۔

۹۔ اِس تاریخ کا مزید تعارف | یہ تاریخ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے ایک مختصر تاریخ ہے اور جیسا کہ اُوپر لکھا گیا ہے صرف قرآن مجید اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مسند احادیث سے ماخوذ ہے۔ قرآن مجید اور صحیحین میں جو موتی مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے تھے اُن کو ایک لڑی میں پرو کر مربوط شکل میں پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب مطوّل تاریخِ اسلام کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس بنیاد پر جو ذہن تیار ہوگا اُس ذہن میں پھر کسی ایسی بات کے لئے گنجائش نہیں ہوگی جو اِن ٹھوس حقائق کے خلاف ہو۔ کاش مسلمین اس کو اپنے بچّوں کے لئے حکومتی سطح پر یا خانگی سطح پر داخلِ نصاب کر لیں۔ کاش ہر وہ

---

[1] سیرت سے مُراد سیرت کے مربوط ومسلسل واقعات ہیں۔

بچّہ جو کسی مسلم کے ہاں پیدا ہوا ہے سنِ شعور تک پہنچنے سے پہلے اس کتاب کا مطالعہ کرلے۔ یہ کتاب صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ اسلام کے متعلّق مفید معلومات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ اس میں توحید، رسالت، قیامت اور دیگر مسائل پر سیر حاصل مواد ہے۔

آیات اور واقعات کی ترتیب میں کافی کوشش کی گئی ہے۔ بعض مقامات پر قرآن مجید اور صحیحین ہی سے ترتیب کو اخذ کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر حدیث کی دوسری کتابوں اور کتبِ تاریخ سے واقعات کی ترتیب میں مدد لی گئی ہے۔ ہم نے واقعات کی ترتیب میں جو کوشش کی ہے اُس کا اندازہ آپ کو مقدّمۂ ہٰذا کے پیرا ۶ کے مطالعہ سے ہو گیا ہوگا غرض یہ کہ بعض آیات اور واقعات کی ترتیب تو یقینی ہے لیکن ہمیں اعتراف ہے کہ تمام آیات اور واقعات کی ترتیب یقینی نہیں ظنّی ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ :۔

① آیات کے ذریعہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مکّی زندگی کے تیرہ سال میں توحید اور شرک میں جو کشمکش رہی آگے یا پیچھے اُس کا صحیح نقشہ آپ کے سامنے آجائے گا اور ایسا محسُوس ہونے لگے گا گویا کہ آپ اس دَور میں موجود ہیں اور یہ سارے واقعات آپ کے سامنے سے گذر رہے ہیں۔

② رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مدنی زندگی کے دسؔ سال کے صبح و شام اور صحابۂ کرامؓ کے واقعات کی صحیح ترین تصویر آگے یا پیچھے آپ کے سامنے کھینچ جائے گی۔

آخر میں ہم پھر اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہم باوجود کوشش کے تمام آیات اور واقعات کی ترتیب کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ موجودہ ترتیب قطعی الصّحت ہے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اِس کتاب کی تالیف میں ہم غلطی سے مبرّا ہیں۔ عجز اور غلطی سے مُبرّا صرف اللہ جلّ جلالہٗ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ والکمال لِلّٰہ وحدہٗ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ○

فقط

خادم

مسعود احمد

۲۹، رجب ۱۳۹۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ

تاریخ اور قرآن و حدیث کا تقابل

نمبر شمار	تاریخ	قرآن و حدیث	تبصرہ
①	واقعۂ رجیع (۱) چند منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ کچھ مبلغین کو ہمارے ہاں بھیج دیجئے جو ہمیں دین سکھائیں۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ صحابیوں کو ان کے ساتھ کر دیا۔ (۳) ان صحابیوں میں حضرت عاصمؓ حضرت خبیبؓ حضرت ابن دثنہؓ اور حضرت مرثدؓ شامل تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابیوں پر حضرت مرثدؓ کو امیر بنایا۔ ان منافقین نے قبیلۂ ہذیل کو ان مبلغین کے خلاف اُبھارا۔ قبیلۂ ہذیل نے ان مبلغوں کا محاصرہ کر کے چار کو شہید کر دیا اور دو کو یعنی حضرت خبیبؓ اور حضرت ابن دثنہؓ کو مکہ میں لاکر بیچ دیا۔ قریش نے انہیں قتل کر ڈالا۔ کافر حضرت عاصمؓ کی لاش کی بے حرمتی نہ کر سکے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیاں بھیجکر اس کی حفاظت کی۔ (تاریخ ابن خلدون اردو حصہ اوّل مترجمہ ڈاکٹر عنایت اللہ ص۳۴۲)	واقعۂ رجیع (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابیوں کا ایک دستہ کافروں کی جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا۔ (۲) ان صحابیوں کی تعداد دس تھی۔ (۳) ان صحابیوں میں حضرت عاصمؓ حضرت خبیبؓ حضرت ابن دثنہؓ شامل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حضرت عاصمؓ کو امیر بنایا۔ قبیلۂ ہذیل نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ آٹھ کو شہید کر دیا اور دو کو یعنی حضرت خبیبؓ اور حضرت ابن دثنہؓ کو مکہ میں لاکر بیچ دیا۔ اہل مکہ نے انہیں شہید کر دیا۔ کافر حضرت عاصمؓ کی لاش کی بے حرمتی نہ کر سکے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بھڑیں بھیجکر اس کی حفاظت کی۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد)	"تاریخ میں ہے کہ مبلغ بنا کر بھیجا، حدیث میں ہے کہ جاسوس بنا کر بھیجا۔ تاریخ میں ہے کہ ان کی تعداد چھ تھی، حدیث میں ہے کہ دس تھی۔ تاریخ میں ہے کہ ان کے امیر حضرت مرثدؓ تھے، حدیث میں ہے کہ حضرت عاصمؓ تھے۔
②	جنگِ مُوتہ حضرت خالد بن ولیدؓ باقی ماندہ (اسلامی) لشکر کو بچا کر واپس لے آئے (تاریخ ابن خلدون حصۂ اوّل ص۳۷۹) جب یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو بعض لوگوں نے اس لشکر پر خاک ڈالنی شروع کی اور کہا کہ تم لوگ اللہ کی راہ سے بھاگ کر آئے ہو۔ (سیرۃ ابن ہشام اردو مترجمہ محمد اسماعیل ص۴۸۶) مُوتہ کی تباہی غش ہزیمت (تاریخ امیر علی مترجمہ حسین رضوی ص۳۹)	جنگِ مُوتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ وحی خوش خبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے خالدؓ کے ہاتھ پر لشکرِ اسلام کو فتح عنایت فرمائی۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد)	تین تاریخوں کی عبارتیں آپ کے سامنے ہیں انکا خلاصہ یہ ہے کہ مؤمنین کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر آگئے۔ اس کے برخلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ مؤمنین فتحیاب ہوئے اب بتائیے کیا تاریخ کی بات پر یقین کرنے کے بعد بھی ایمان بالرسول باقی رہے گا؟ حضرت خالدؓ کے بہادرانہ شاندار کارناموں سے اسلامی تاریخ مملو ہے لیکن دشمنانِ اسلام کو یہ چیز کھٹکتی ہے۔ انہوں نے خالدؓ دشمنی میں شکست کی روایت گھڑ کر ہماری تاریخ میں شامل کر دی۔

نمبر شمار	تاریخ	قرآن وحدیث	تبصرہ
③	**حضرت اُمِّ رومانؓ کی وفات** حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زوجۂ محترمہ حضرت اُمِّ رومانؓ کا انتقال ۶ھ میں ہوگیا تھا۔ (تاریخ واقدی)	**حضرت اُمِّ رومانؓ کی وفات** حضرت مسروقؒ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں مدینہ منورہ آئے، وہ) کہتے ہیں مجھ سے حضرت اُمِّ رومانؓ نے حدیثِ اِفک بیان کی۔ (صحیح بخاری)	صحیح بخاری کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اُمِّ رومانؓ ۱۲ھ یا ۱۳ھ تک زندہ تھیں، لیکن تاریخ کہتی ہے کہ ۶ھ میں اُن کا انتقال ہوگیا تھا۔
④	**حضرت عمرؓ اور حضرت ابنِ عبّاسؓ** حضرت عمرؓ نے حضرت ابنِ عبّاسؓ سے فرمایا "مجھے خبر ملی ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ انہوں نے اسے (یعنی خلافت کو) ہم سے حسد اور ظلم کی وجہ سے الگ کر رکھا ہے۔" حضرت ابن عبّاسؓ نے کہا "آپ نے ظلم کا ذکر کیا ہے تو ہر جاہل اور عقلمند پر ظاہر ہے، جہاں تک حسد کا ذکر ہے تو حسد تو ابلیس نے حضرت آدمؑ پر بھی کیا تھا، انہی کی اولاد ہم ہیں جن پر حسد کیا جا رہا ہے۔" (تاریخ طبری اردو حصّۂ سوم خلافتِ راشدہ حصّۂ دوم مترجمہ رشید احمد صـ۲۸۲)	**حضرت عمرؓ اور حضرت ابنِ عبّاسؓ** حضرت ابنِ عبّاسؓ فرماتے ہیں "مجھ سے یہ حدیث کہ نمازِ فجر کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی جائے جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے ..... الخ کئی صحابہؓ نے بیان کی، ان صحابہؓ میں حضرت عمرؓ بھی شامل ہیں اور وہ مجھے ان تمام صحابہؓ میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔" (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ وصحیح بخاری ابواب مواقیت الصلوٰۃ)	کیا وہ شخص جو ظالم بھی ہو، حاسد بھی ہو مظلوم و محسود کا محبوب ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ لیکن تاریخ نے صحابۂ کرامؓ کے آپس کے تعلقات ہی کو ناخوشگوار نہیں بتایا بلکہ اسلام کے مایۂ ناز عادل حکمراں (حضرت عمرؓ) کو ظالم بھی بنا دیا۔
⑤	**جنگِ خندق** جنگ کے دوران ایک زبردست آندھی آئی جس سے لشکرِ کفّار کے خیمے اُکھڑ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حُذَیفہؓ کو کفّار کے حالات معلوم کرنے کیلئے بھیجا، اُنہوں نے واپس آکر خبر دی کہ کفّار جا چکے ہیں۔ (تاریخ ابنِ خلدون حصّۂ اوّل صـ۳۵۱)	**جنگِ خندق** رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنگ سے پہلے کفّار کا حال معلوم کرنے کیلئے حضرت حُذَیفہؓ کو بھیجا۔ وہ کفّار کی فوجوں تک پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ کافروں کے سپہ سالار ابوسفیان آگ سے اپنی پیٹھ سینک رہے ہیں۔ انہوں نے چاہا کہ تیر مار کر اُنہیں ہلاک کر دیں لیکن پھر اُنہیں یاد آگیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہدایت کی تھی کہ ان کو جنگ پر برانگیختہ نہ کرنا، لہٰذا اُنہوں نے ہاتھ روک لیا۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۂ احزاب)	تاریخ میں ہے کہ حضرت حُذَیفہؓ کفّار کے حالات معلوم کرنے کیلئے جنگ کے بعد گئے صحیح مسلم میں ہے کہ جنگ سے پہلے گئے۔
⑥	**کعب کا قتل** (۱) بغاوت وغیرہ کے الزام میں کعبؓ بن اشرف کو قتل کرنے کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سلکان بن سلامہؓ اور چار اور صحابیوں کو روانہ کیا۔ (۲) کعب ملاقات کیلئے قلعہ سے باہر آیا۔ (۳) ابھی وہ تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ مسلمین نے اُسے قتل کر دیا (تاریخ ابن خلدون حصّۂ اوّل صـ۳۳۲)	**کعب کا قتل** (۱) بغاوت وغیرہ کے الزام میں کعبؓ بن اشرف کو قتل کرنے کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت محمّد بن مسلمہؓ اور دو اور صحابیوں کو روانہ کیا۔ (۲) حضرت محمّد بن مسلمہ قلعہ کے اندر گئے۔ (۳) کچھ دیر بعد کعب (مکان سے) باہر آیا۔ اُس کے سر میں خوشبو لگی ہوئی تھی حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے کہا "مجھے سر سونگھنے کی اجازت دو۔" اُس نے اجازت دی۔ حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے سر سونگھنے کے بہانہ سے سر کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ ان کے دونوں ساتھیوں نے اسے قتل کر دیا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب الجہاد)	تاریخ اور حدیث کا تضاد ملاحظہ فرمائیے۔ اس واقعہ میں اور بھی بہت سے تضادات ہیں لیکن بخوفِ طوالت تحریر نہیں کئے گئے۔

نمبر شمار	تاریخ	قرآن وحدیث	تبصرہ
⑦	**ابو رافع کا قتل** (۱) خیبر کے یہودیوں میں ابو رافع بھی اسلامی حکومت کا باغی تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کے قتل کے لئے ایک دستہ روانہ کیا۔ اس دستہ پر آپؐ نے عبد بن عتیکؓ کو امیر مقرر کیا۔ (۲) دستہ کے تمام افراد ابو رافع کے کمرہ میں داخل ہوئے اور اُسے قتل کر دیا۔ (تاریخ ابنِ خلدون حصّہ اوّل صـ۳۳۴)	**ابو رافع کا قتل** (۱) ابو رافع اسلامی حکومت کا باغی تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کے قتل کیلئے ایک دستہ روانہ کیا اور اُس پر حضرت عبد اللہ بن عتیکؓ کو امیر مقرر کیا۔ (۲) حضرت عبد اللہ بن عتیکؓ اکیلے ابو رافع کے کمرہ میں گئے اور اُسے قتل کر دیا (صحیح بخاری کتابُ الجہاد وکتابُ المغازی)	اِس واقعہ کے سلسلہ میں تاریخ اور حدیث میں اور بھی تضادات ہیں لیکن بخوفِ طوالت انہیں تحریر نہیں کیا گیا۔
⑧	**رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ کا آخری دن** جس دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وفات پائی اُس کی صبح کو آپؐ سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے، آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کی اقتدار میں نماز ادا کی، نماز کے بعد صحابۂ کرامؓ کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ (تاریخ ابن خلدون حصّہ اوّل صـ۴۳۶)	**رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ کا آخری دن** جس دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وفات پائی اُس کی صبح کو آپؐ نے حجرہ کا پردہ اُٹھایا۔ حضرت ابو بکرؓ پیچھے ہٹے تاکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم امامت فرمائیں۔ لیکن آپؐ باہر آنے پر قادر نہ ہو سکے اور پردہ ڈال دیا۔ (صحیح بخاری کتابُ الاذان وکتابُ الصلوٰۃ وکتابُ المغازی وصحیح مسلم کتابُ الصلوٰۃ)	تاریخ میں ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے، آپؐ نے نماز پڑھی پھر خطاب فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ آپؐ باہر تشریف نہ لا سکے۔
⑨	**حضرت ابو بکرؓ کا انتخاب** سقیفۂ بنو ساعدہ میں جب حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت ہو رہی تھی تو حضرت عمرؓ نے کہا "سعدؓ کو قتل کر دو"۔ یہ کہکر حضرت عمرؓ حضرت سعدؓ کے سرہانے کھڑے ہو کر کہنے لگے "میں چاہتا ہوں کہ تمہیں روند ڈالوں" حضرت سعد بن عبادہؓ نے حضرت عمرؓ کی ڈاڑھی پکڑ لی۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اسے چھوڑ دو، اگر اس کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو تمہارے مُنہ میں ایک دانت نہ رہے گا۔" (طبری اردو حصّہ دوم خلافتِ راشدہ حصّہ اوّل مترجمہ محمد ابراہیم صـ۳۳)	**حضرت ابو بکرؓ کا انتخاب** قرآن مجید میں صحابہؓ کے متعلق ہے کہ وہ آپس میں ایکدوسرے پر بڑے رحیم ہیں (فتح) قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کے دلوں میں محبّت ڈالدی اور وہ بھائی بھائی بن گئے (آل عمران ۱۰۳)	کتنا مکروہ نقشہ ہے جو صحابہ کرامؓ کے کردار کا ہماری تاریخ میں کھینچا گیا۔ کیا یہ ان ہی لوگوں کا حال ہے جن کی تعریف قرآن کرتا ہے۔ صحیح بخاری میں بھی بیعت کا واقعہ بڑی تفصیل سے مروی ہے لیکن تاریخی خرافات اس میں نہیں ہیں۔
⑩	**انتخاب کا ایک اور منظر** انتخاب کے موقع پر حضرت حبابؓ نے تلوار نکالی اور کہا میں اس کا تصفیہ کئے دیتا ہوں (کہ کون خلیفہ ہوگا) حضرت عمرؓ نے ان پر حملہ کیا، اُن کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی حضرت عمرؓ نے اسے اُٹھا لیا۔ پھر حضرت عمرؓ حضرت سعدؓ پر جھپٹے ..... اُس وقت عہدِ جاہلیت کا سا منظر سامنے آگیا۔ (تاریخ طبری حصّہ دوم خلافتِ راشدہ حصّہ اوّل مترجمہ محمد ابراہیم صـ۳۴)	**انتخاب کا ایک اور منظر** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جب کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیّت کے زمانہ جیسی حمیّت کو جگہ دی تو اللہ نے اپنے رسُولؐ اور مُومنین پر سکینہ نازل فرمائی اور تقوے کے کلمہ کو ان سے چمٹا دیا اور وہ تقوے کے مستحق بھی ہیں اور اہل بھی۔" (فتح ۲۶)	کیا تاریخ نے صحابۂ کرامؓ کا وہی نقشہ کھینچا ہے جو قرآن مجید میں بیان ہوا ہے۔ تاریخ نے صحابہ کرامؓ پر ایسی حمیّت، عصبیت کا الزام لگایا ہے جو ایامِ جاہلیّت میں کفّار کی تھی۔ کیا جو لوگ تقوے شعار ہوں، آپس میں رحیم ہوں وہ ایسی عصبیت کی باتیں کر سکتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تربیت دی تھی۔ اگر آپؐ کی تربیت کے بعد بھی اُن کے کردار کا یہ حال تھا تو کیا تربیتِ نبوی کے متعلق شبہ نہ ہوگا۔ کیا یہ در پردہ نبوّت پر چوٹ نہیں ہے؟

نمبر شمار	تاریخ	قرآن و حدیث	تبصرہ
(۱۱)	**حضرت ابوبکرؓ کی بیعت اور حضرت سعدؓ** تمام لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی۔ لیکن حضرت سعد بن عبادہؓ نے بیعت نہیں کی نہ وہ جماعت میں شریک ہوتے تھے نہ حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے (تاریخ طبری حصہ دوم خلافتِ راشدہ حصہ اوّل مترجمہ محمد ابراہیم ص ۳۴) حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر حضرت سعد بن عبادہؓ بہت ناراض تھے، انہوں نے بیعت نہیں کی اور ملک شام کی طرف چلے گئے، کہتے ہیں کہ جنات نے انہیں قتل کر دیا۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اوّل ص ۲۰۰ مترجمہ ڈاکٹر عنایت اللہ)	**حضرت ابوبکرؓ کی بیعت اور حضرت سعدؓ** تمام لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی (صحیح بخاری کتاب المظالم و باب مناقب ابی بکرؓ) قرآن مجید میں ہے کہ صحابہ کرامؓ اللہ کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں۔ (فتح ۲۹)	صحیح بخاری میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا، اگر حضرت سعدؓ نے بیعت نہ کی ہوتی تو ضرور اس بات کا ذکر ہوتا۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "ائمہ قریش میں سے ہونگے" تو حضرت سعدؓ نے کہا "تم سچ کہتے ہو" (فتح الباری بحوالہ مسند احمد) کیا اب بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت سعدؓ، حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے ناراض تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "اگر تم پر کوئی حبشی غلام بھی امیر بنا دیا جائے تو اس کی سنو اور اطاعت کرو" (صحیح بخاری) کیا حضرت سعدؓ نے اس حکم کی تعمیل کی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! "جس نے جماعت چھوڑ دی وہ جاہلیت کی موت مرا" (صحیح بخاری و صحیح مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو ایسی حالت میں مرا کہ اس نے بیعت نہیں کی تو وہ جاہلیت کی موت مرا" (صحیح مسلم) اگر تاریخ کے بیان کو صحیح مان لیا جائے تو کیا حضرت سعدؓ باوجود بدری صحابی ہونے کے جاہلیت کی موت مرے۔ کیا اللہ کی رضا جوئی جس کا قرآن شاہد ہے اسی کا نام ہے؟
(۱۲)	**جنگِ اُحد** مدینہ والوں کو (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کو) شکست ہوئی۔ (تاریخ اسلام اردو مؤلفہ امیر علی مترجمہ حسین رضوی ص ۳۱)	**جنگِ اُحد** قرآن مجید میں ہے (کفار میدان چھوڑ کر چلے گئے) مؤمنین نے ان کا تعاقب کیا۔ تعاقب کے بعد مسلمین اللہ کے فضل اور اسکی نعمت کے ساتھ واپس ہوئے (آل عمران-۱۷۴)	تاریخ میں کس قدر غلط بیانی کی گئی ہے۔ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤمنین فتحیاب ہوئے۔ تاریخ کہتی ہے شکست کھائی۔ کیا شکست خوردہ فوج، فاتح لشکر کا تعاقب کرتی ہے۔ دشمنانِ اسلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یہ ایک خفیہ چوٹ ہے۔
(۱۳)	**بلوۂ جمل** حضرت عائشہؓ نے جو حضرت علیؓ سے سخت نفرت رکھتی تھیں، اس شعلہ کو بھڑکایا، طلحہؓ اور زبیرؓ حلفِ اطاعت کو ایک طرف رکھکر پہلے مکہ کی طرف پھر عراق کی طرف بھاگ گئے جہاں حضرت عائشہؓ بھی ان سے جا ملیں اور خلیفہ (یعنی حضرت علیؓ) پر حملہ آور ہونے کی غرض سے باغیوں کی ایک بڑی فوج جمع ہو گئی ..... (باغیوں کو شکست ہوئی) حضرت عائشہؓ گرفتار ہو گئیں۔ (تاریخ اسلام	**بلوۂ جمل** حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ وغیرہ کو اپنی چادر اڑھا کر آیت تطہیر پڑھی (صحیح مسلم) حضرت عائشہ صدیقہؓ بصرہ روانہ ہوئیں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی اُن کے ساتھ تھے۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن)	اگر حضرت عائشہ صدیقہؓ کو حضرت علیؓ سے بغض ہوتا تو وہ کیسے ان کی فضیلت میں اس حدیث کو بیان کرتیں۔ حدیث مذکور کی روشنی میں تاریخ کا بیان حضرت عائشہ صدیقہؓ پر اتہام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عائشہؓ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسی ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر" (صحیح بخاری) حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ عشرہ مبشرہ

نمبر شمار	تاریخ	قرآن و حدیث	تبصرہ
	مؤلفہ امیر علی ص۶۱)		صحابیوں میں سے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شہید ہونے کی خبر دی (صحیح مسلم) ایسی جلیل القدر زوجۂ محترمہؓ اور ایسے صاحبِ فضل صحابیوں کے کردار کا کتنا مکروہ نقشہ ہے جو تاریخ میں کھینچا گیا ہے۔ بغاوت جو ایک سنگین جرم ہے اُس کا مرتکب انہیں بتایا گیا ہے۔ کیا یہ لوگ احادیث مذکورہ بالا کی روشنی میں جاہلیت کی موت مرے۔ اگر جاہلیت کی موت مرے تو شہید کیسے ہوئے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط خبر دی تھی؟ نعوذ باللہ۔ "زوجۂ مطہرہؓ کی گرفتاری" کتنا عجیب منظر پیش کرتی ہے۔ کیا یہ الفاظ کسی مسلم کی زبان اور قلم کو زیب دیتے ہیں۔
(۱۴)	**حضرت علیؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ** ابو موسیٰ اشعری در پردہ حضرت علیؓ سے عداوت رکھتا تھا۔ (تاریخ اسلام مؤلفہ امیر علی ص۶۲)	**حضرت علیؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ** قرآن مجید میں ہے "صحابہؓ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحیم ہیں" (فتح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علیؓ سے منافق ہی بغض رکھے گا" (صحیح مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے متعلق فرمایا تھا "وہ مجھ سے ہیں، میں ان سے ہوں" (صحیح مسلم)	صحابۂ کرامؓ کا آپس میں ایک دوسرے سے بغض رکھنا قرآن مجید کے خلاف ہے۔ اگر تاریخ کے بیان کو صحیح مان لیا جائے تو حضرت ابو موسیٰؓ منافق ہوئے کیونکہ انہیں حضرت علیؓ سے عداوت تھی۔ کیا کسی منافق کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما سکتے تھے کہ "وہ مجھ سے ہیں، میں ان سے ہوں"۔ تاریخ کا بیان سرتاپا جھوٹ ہے۔
(۱۵)	**حضرت عمرؓ کی جانشینی** حضرت عمرؓ سے جب اُن کی جانشینی کے سلسلہ میں پوچھا گیا تو فرمایا (کس کو جانشین بناؤں) (۱) علیؓ میں تو ظرافت بہت ہے۔ (۲) عثمانؓ ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیں گے، یہ لوگ اللہ کی نافرمانی کریں گے، لوگ عثمانؓ پر ٹوٹ پڑیں گے اور انہیں قتل کر دیں گے۔ (۳) طلحہؓ مغرور ہیں۔ (۴) زبیرؓ صاع اور مدّ میں لوگوں کے طمانچے ماریں گے۔ (۵) سعد بن ابی وقاصؓ تو بس جنگ کرنا جانتے ہیں۔ (۶) عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بس کا یہ کام نہیں۔ (گویا ان میں سے خلافت کا کوئی بھی اہل نہیں) (الاستیعاب)	**حضرت عمرؓ کی جانشینی** حضرت عمرؓ نے فرمایا "خلافت کا مستحق میں ان لوگوں سے زیادہ کسی کو نہیں جانتا۔ عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اپنی وفات تک خوش رہے۔ لہٰذا یہ لوگ اپنے میں سے جس کسی کو خلیفہ بنا دیں تو بس وہی خلیفہ ہے۔ اس کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔ اگر خلافت سعدؓ کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں"۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز و ابواب مناقب عثمانؓ) ایک اور موقع پر حضرت عمرؓ نے فرمایا "مشورہ کرنے کے بعد خلافت ان چھ آدمیوں میں رہے گی"۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد)	تاریخ اور حدیث کی روایتوں میں کس قدر تضاد ہے۔ عشرہ مبشرہ صحابیوں کے متعلق حضرت عمرؓ کے خیالات جو تاریخ نے بیان کئے ہیں کس قدر افسوس ناک ہیں۔ اگر عشرہ مبشرہ صحابیوں کا یہ حال ہے تو پھر اوروں کا کیا حال ہوگا۔ اگر تمام صحابہؓ نااہل تھے تو پھر تربیت دینے والے کے متعلق کیا خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ کیا نبیؐ برحق کے تربیت یافتہ ایسے ہوتے ہیں۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ صحابہؓ کے کردار پر چوٹ ہے حالانکہ اگر وہ غور کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ یہ دراصل نبوت پر بالواسطہ ضرب لگائی گئی ہے۔

نمبر شمار	تاریخ	قرآن وحدیث	تبصرہ
(١٦)	**حضرت عثمانؓ کا کردار** حضرت عثمانؓ نے حضرت عمارؓ کو اِس قدر مارا کہ اُنکا پیٹ پھٹ گیا۔ (الاستیعاب۔ الامامۃ والسیاستہ) حضرت عمارؓ نے حضرت عثمانؓ کو نعشل یہودی کہا۔ حضرت عمارؓ حضرت عثمانؓ کی غیبت کیا کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد حصہ سوم مترجمہ عبداللہ عمادی ص۳۶۴)	**حضرت عثمانؓ کا کردار** حضرت عثمانؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو بُلایا اور اُن سے فرمایا میں تمہیں عمارؓ کا حال نہ سُناؤں، میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اُن کے اور اُن کے والدین کے پاس سے گُذرا، اُن کو اسلام لانے کی وجہ سے تکلیف پہنچائی جارہی تھی۔ حضرت عمارؓ کے والدنے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "کیا ہم ہمیشہ اس تکلیف میں مبتلا رہیں گے"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صبر کرو"۔ پھر فرمایا "اے اللہ! آل یاسرؓ کی مغفرت فرما اور ان کی مغفرت تو ہو ہی گئی" (مسند احمد) قرآن مجید میں ہے کہ "صحابہؓ آپس میں ایک دوسرے پر بڑے رحیم ہیں"۔ (ح)	کیا قرآن مجید نے صحابہؓ کی کیفیت غلط بیان کی ہے (نعوذ باللہ) کیا تاریخ پر اعتماد کرکے قرآن مجید پر ایمان باقی رہ سکتا ہے؟ کیا یہ وہی حضرت عثمانؓ ہیں جن کے متعلق شیعہ مورخ امیر علی لکھتا ہے "حضرت عثمانؓ پارسا اور ایمان دار تھے" (تاریخ اسلام ص۵۶) "ان کا اعلیٰ وصف ان کی رحمدلی ہے" (تاریخ اسلام ص۵۸) حضرت عثمانؓ کی رحمدلی کا ایک شیعہ کو بھی اعتراف ہے لیکن یہ کیسی رحمدلی ہے کہ وہ ایک جلیل القدر صحابی کو اس قدر مارتے ہیں کہ اُن کا پیٹ پھٹ جاتا ہے اور صحابی بھی وہ جن کی مدح سرائی وہ خود کرتے ہیں۔
(١٧)	**حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ** حضرت علیؓ فرماتے ہیں "معاویہ، عمرو بن العاص ..... نہ دین والے ہیں نہ قرآن والے" (یعنی نہ اُن کا دین ہے نہ ایمان) (تاریخ طبری حصہ سوم کا حصہ دوم۔ خلافتِ راشدہ حصہ سوم مترجمہ حبیب الرحمٰن ص۳۶۰)	**حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ** رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ کو کاتب بنایا (صحیح مسلم) بحری جنگ کے سلسلہ میں بشارت دیتے ہوئے ان کا جنتی ہونا بتایا۔ ان کے خاندان کو اپنا محبوب بتایا (صحیح بخاری) ان کیلئے دُعا کی کہ "اے اللہ معاویہؓ کو ہادی۔ مہدی بنا اور ان کے ذریعہ ہدایت دے" (ترمذی) حضرت عمرو بن العاصؓ کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے ایک لشکر پر امیر بنایا (صحیح بخاری و صحیح مسلم) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگ اسلام لائے اور عمرو بن العاصؓ ایمان لائے" (مسند احمد) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عاص کے دونوں بیٹے مُومن ہیں۔ عمروؓ اور ہشامؓ"۔ (مسند احمد) سندہ صحیح (صحیح جامع الصغیر ۱/۷۰)	کیا بے دین اور بے ایمان کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا محبوب اور کاتب بنا سکتے تھے؟ کیا بے دین کے متعلق آپؐ جنتی ہونے کی بشارت دے سکتے تھے؟ کیا کسی بے دین و بے ایمان شخص کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سپہ سالار بنا سکتے تھے؟ کیا کسی بے ایمان شخص کے ایمان کی گواہی آپؐ دے سکتے تھے؟
(١٨)	**واقعۂ تحکیم** حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے فرمایا "اللہ تجھے توفیق نہ دے، تو نے بدعہدی کی اور فسق و فجور کا ارتکاب کیا۔ تیری مثال کُتّے کی سی ہے کہ سامان لادا جائے تو ہانپے اور ویسے ہی چھوڑ دیا جائے تو بھی ہانپے"۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے فرمایا "تیری مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہو"۔ پھر شریح بن ہانی نے فاتحِ مصر حضرت عمرو بن العاصؓ کو کوڑے مارنے شروع کر دئے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے شریح کو مارا۔ خوب مار پیٹ ہوئی۔ (تاریخ طبری حصہ سوم کا حصہ دوم، خلافتِ راشدہ حصہ سوم مترجمہ حبیب الرحمٰن ص۳۹۸)	**واقعۂ تحکیم** قرآن مجید میں ہے کہ "صحابہ کرامؓ کے ساتھ تقوے کو چمٹا دیا گیا ہے اور وہ اس کے مستحق بھی ہیں اور اہل بھی" (فتح) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کیلئے دُعا کی "اے اللہ اسکو باعزت مقام میں داخل کر، وہ مجھ سے ہیں میں ان سے ہوں"۔ (صحیح مسلم ابواب الفضائل) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک حضرت عمرو بن العاصؓ سے محبت کرتے رہے۔ (مسند احمد)	کیا صحابہ کرامؓ اور محبوبِ رسُولؐ کے درمیان یہ گالی گلوچ ان کے اس کردار کے عین مطابق ہے جس کو قرآن و حدیث نے بیان کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ کے کردار کو ایسے مکروہ طریقے سے پیش کرنیکا مقصد ہی یہی ہے کہ نبوت پر چوٹ پڑے لیکن اسلام کے نادان دوستوں کی سمجھ میں یہ چیز نہیں آتی۔ وہ تاریخ کے ان خرافات کو سینے سے لگائے پھر رہے ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ	قرآن وحدیث	تبصرہ
(۱۹)	**حضرت عثمانؓ کی بیعت** حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کا اعلان کیا تو لوگ حضرت عثمانؓ کے چاروں طرف چھا گئے۔ سب نے بیعت کی مگر حضرت علیؓ پیچھے رہ گئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "جو عہد شکنی کرے گا اُس کی عہد شکنی اُس کی ذات کیلئے نقصان دہ ہوگی"۔ یہ سُن کر حضرت علیؓ نے بیعت کی اور فرمایا "دھوکا اور فریب! کس قدر فریب دیا گیا ہے"۔ (تاریخ طبری حصّہ سوم۔ خلافتِ راشدہ حصّہ دوم مترجمہ رشید احمد ص۳۱)	**حضرت عثمانؓ کی بیعت** جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عثمانؓ کی خلافت کا اعلان کرنے والے تھے تو حضرت علیؓ نے فوراً کہا "اے عثمانؓ! میں تمہاری بیعت کرتا ہوں"۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی، پھر تمام لوگوں نے بیعت کی۔ (صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ وکتاب الاحکام)	صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت علیؓ نے بغیر کسی پس وپیش کے زبانی بیعت سب سے پہلے کی اور ہاتھ پر بیعت کرنے میں ان کا نمبر دوسرا تھا۔ لیکن تاریخ میں ہے کہ انہوں نے بہت دیر میں بیعت کی اور وہ بھی دھمکی کے بعد۔
(۲۰)	**سُورۂ لہب کا نزول** ابولہب اکثر اوقات کہا کرتا تھا کہ محمدؐ مجھ سے بہت سی چیزوں کا وعدہ کرتا ہے، میں اُن میں سے ایک کو بھی نہیں دیکھتا، محمدؐ کہتا ہے کہ وہ مَوت کے بعد ہوں گی، پھر اپنے ہاتھوں پر پھُونک مار کر کہتا "خرابی ہو تم کو، میں تمہارے اندر ان میں سے ایک کو بھی نہیں دیکھتا جو محمدؐ کہتا ہے"۔ پس اللہ تعالیٰ نے سُورۂ لہب نازل فرمائی۔ (سیرۃ ابن ہشام اردو ترجمہ مطبوعہ رفاہِ عام سٹیم پریس لاہور ص۱۱۹ ملخصًا)	**سُورۂ لہب کا نزول** جب یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر کُفّارِ مکّہ سے خطاب فرمایا اور اُن کو اسلام کی دعوت دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس دعوت کو سُن کر ابولہب نے کہا "تم تمام دن برباد رہو، کیا تم نے ہمیں یہاں اسی لئے جمع کیا تھا"۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت سُورۂ لہب نازل فرمائی۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم ملخصًا)	حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سُورۂ لہب بالکل ابتدائی تبلیغ کے زمانہ میں نازل ہوئی، تاریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی تبلیغ کے بہت عرصہ بعد نازل ہوئی جبکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کافی وعدوں اور وعیدوں سے اُن کو رُوشناس کر چکے تھے لیکن ان وعدوں اور وعیدوں کے ظہور میں تاخیر ہو رہی تھی۔
(۲۱)	**سراقہؓ کے لئے پروانۂ امن** سراقہؓ کہتے ہیں "میں نے عرض کیا میں آپؐ سے ایک نشانی چاہتا ہوں جو میرے اور آپؐ کے درمیان میں ہو۔ (آپؐ نے) ابوبکرؓ سے فرمایا اے ابوبکرؓ تم لکھدو۔ ابوبکرؓ نے ایک ہڈی یا ٹھیکری یا پرچہ لکھکر میری طرف ڈالدیا۔ میں نے اُسے اُٹھا کر اپنے توشہ دان میں رکھ لیا"۔ (سیرۃ ابن ہشام ص۱۷۴)	**سراقہؓ کے لئے پروانۂ امن** سراقہؓ نے عرض کیا "میرے لئے ایک پروانۂ امن لکھدیا جائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عامر بن فہیرہؓ کو لکھنے کا حکم دیا۔ انہوں نے چمڑے کے ایک رقعہ میں تحریرِ امن لکھ (کر سراقہؓ کے حوالہ کر) دی۔ (صحیح بخاری)	حدیث میں ہے کہ تحریرِ امن حضرت عامرؓ نے لکھی، تاریخ میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے لکھی۔
(۲۲)	**مرحب کا قاتل کون ہے؟** جنگِ خیبر میں یہودیوں کے سپہ سالار مرحب کو حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے قتل کیا (سیرۃ ابن ہشام ملخصًا ص۳۷۶) محمّد بن مسلمہؓ نے مرحب کی دونوں ٹانگیں کاٹ دیں، وہ زمین پر پڑا ہوا تھا کہ حضرت علیؓ اُس کے پاس سے گذرے اور اُنہوں نے اس کا سر کاٹ دیا (واقدی، بلوغ الامانی جُزء ۲۱ ص۱۳۱)	**مرحب کا قاتل کون ہے؟** یہودیوں کے سپہ سالار مرحب کو حضرت علیؓ نے باقاعدہ مقابلہ کے بعد قتل کیا۔ (صحیح مسلم ملخصًا)	دونوں میں تضاد ظاہر ہے۔ تاریخ کا بیان بُغضِ علیؓ کا مُظہر ہے۔

نمبر شمار	تاریخ	قرآن و حدیث	تبصرہ
(۲۳)	**جنگِ حُنین اور کثرتِ تعداد پر فخر** جب آپؐ مکّہ سے حنین کی طرف چلے ہیں اور اپنے لشکر کی کثرت ملاحظہ کی ہے تو فرمایا تھا کہ ہم مغلوب نہ ہوں گے۔ (سیرۃ ابن ہشام صـ۴۱۶)	**جنگِ حُنین اور کثرتِ تعداد پر فخر** قرآن مجید کی آیت اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو اپنی کثرت پر گھمنڈ ہو گیا تھا۔ حدیث میں ہے کہ لوگوں نے اپنی کثرتِ تعداد پر فخر کیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ان کا کثرتِ تعداد پر فخر کرنا ناگوار گذرا۔ (رواہ الحاکم و صححہ۔ بلوغ الامانی جزء ۲۱ صـ۱۶۹)	تاریخ کا بیان کس قدر غلط اور شانِ نبوّت کے خلاف ہے، گویا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بجائے اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنے کے وسائل پر توکّل کرتے تھے۔ جس چیز پر اللہ تعالیٰ نے خفگی کا اظہار کیا اور جس چیز کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ناپسند فرمایا اُسی چیز کو تاریخ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف منسوب کر دیا۔ اِنّا لِلّٰہ و انّا الیہ راجعون
(۲۴)	**حضرت عمّار بن یاسرؓ اور تعمیرِ مسجدِ نبوی** عمّار بن یاسرؓ آئے، اُن کے سر پر بہت اینٹیں رکھی ہوئی تھیں، اور عرض کرنے لگے۔ یا رسُولَ اللہ اِن لوگوں نے مجھ کو قتل کر دیا ہے، میرے اُوپر اتنا بوجھ رکھ دیتے ہیں جو مجھ سے چل نہیں سکتا۔ (آپؐ نے) فرمایا "اے ابن سمیّہ، یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو تجھکو قتل کریں گے، تجھ کو باغیوں کا گروہ قتل کرے گا"۔ (سیرۃ ابن ہشام صـ۱۷۶)	**حضرت عمّار بن یاسرؓ اور تعمیرِ مسجدِ نبوی** ۔ مسجدِ نبوی کی تعمیر کے وقت تمام صحابۂ کرامؓ ایک ایک اینٹ اُٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمّارؓ دو دو اینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں دیکھا تو اُن کے سر پر سے مٹّی جھاڑنے لگے اور فرمایا "عمّار پر افسوس، انہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی"۔ (صحیح بخاری)	(۱) حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمّارؓ دو دو اینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے۔ تاریخ میں ہے کہ کئی کئی اینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے اور ان کے بوجھ سے نڈھال ہو گئے تھے۔ (۲) حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمّارؓ برضا و رغبت ثواب کی خاطر دو دو اینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے، تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی کئی اینٹیں اُٹھانے کیلئے اُن پر جبر کیا جا رہا تھا اور وہ بادلِ ناخواستہ یہ کام کر رہے تھے۔ گویا مدینہ منوّرہ میں بھی ان کو دشمنوں کے ظلم سے نجات نہیں ملی تھی۔

تاریخ اور قرآن حدیث کے بیان کردہ واقعات میں جو تضاد ہے وہ اُوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔ ایسی صورت میں کیا یہ اور اسی قسم کے دوسرے قصّے قرآن و حدیث کے خلاف ہوتے ہوئے بھی تسلیم کئے جا سکتے ہیں۔ کیا اِن قصّوں کو تسلیم کرنے کے بعد قرآن و حدیث پر ایمان رہ سکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

نمبر	عنوان	صفحہ
	سیرۃ النبیؐ	
۱	حالات قبل نبوّت	۱
۲	نبوّت سے قبل معاشرہ کی حالت	۴
۳	آثارِ نبوّت	۶
۴	آغازِ وحی	۹
۵	آغازِ تبلیغ	۱۱
۶	پہاڑی کا وعظ	۱۳
۷	تبلیغ میں شدّت	۱۵
۸	کُفّار کا مضحکہ خیز مطالبہ	۲۲
۹	حضرت عمرو بن عبسہؓ کا اسلام قبول کرنا	۲۹
۱۰	حضرت ابوذرؓ کا اسلام قبول کرنا	۳۰
۱۱	مکّہ میں قحط سالی	۴۱
۱۲	حضرت عمرؓ کا اسلام قبول کرنا	۵۲
۱۳	جنّات کی پریشانی	۵۳
۱۴	کُفّار کا انتہائی مضحکہ خیز مطالبہ	۶۶
۱۵	حضرت ضمادؓ کا قبولِ اسلام	۸۲
۱۶	شریعت سازی شرک ہے	۹۵
۱۷	نماز میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اوجھڑی ڈالنا	۱۱۳
۱۸	حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات	۱۱۷
۱۹	طائف میں تبلیغ	۱۱۸
۲۰	حضرت ابوبکرؓ اور ہجرتِ حبشہ	۱۳۰
۲۱	رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حضرت عائشہؓ سے نکاح	۱۳۱
۲۲	معجزۂ شقّ القمر	۱۳۲
۲۳	معراج	۱۳۳
۲۴	منصبِ نبوّت	۱۴۵
۲۵	ہجرت	۱۵۷
۲۶	حضرت عبداللہ بن سلامؓ کا اسلام قبول کرنا	۱۶۲
۲۷	عدیم النّظیر واقعۂ ایثار	۱۶۵
۲۸	کھجور کے تنے کا رونا	۱۷۰
۲۹	یہودیوں میں تبلیغ	۱۷۴
۳۰	جنگوں کا آغاز اور احکامات کا نزول	۱۸۱
۳۱	تحویلِ قبلہ	۱۹۲
۳۲	**جنگِ بدر**	۱۹۹
۳۳	جماعت المسلمین کی پہلی عید	۲۱۵
۳۴	رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حضرت حفصہؓ سے نکاح	۲۱۵
۳۵	**جنگِ بنو نضیر**	۲۲۴
۳۶	ولایت کا معیار	۲۳۳
۳۷	یہودیوں کی شرارتیں، یہودی سَرغنوں کا قتل	۲۳۸
۳۸	**جنگِ اُحد**	۲۵۹
۳۹	حضرت خنساءؓ کا نکاح مسترد کر دیا گیا	۲۸۰
۴۰	واقعۂ رجیع	۲۹۰
۴۱	واقعۂ بئرِ معونہ	۲۹۲

نمبر	عنوان	صفحہ
۴۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت اُمِّ سلمہؓ سے نکاح	۲۹۴
۴۳	واقعۂ ایلاء	۲۹۶
۴۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینبؓ سے نکاح	۳۰۱
۴۵	جنگِ بنو مصطلق	۳۰۶
۴۶	حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت	۳۰۸
۴۷	جنگِ خندق	۳۲۵
۴۸	بنو قریظہ کا انجام	۳۳۴
۴۹	حضرت معاویہؓ اور یزیدؒ کی فضیلت	۳۵۳
۵۰	جنگِ فزارہ	۳۵۸
۵۱	اسلامی معاشرہ کے متعلق نزولِ احکام	۳۶۳
۵۲	جنگِ بطن بُواط	۳۸۳
۵۳	صلح حدیبیہ	۳۹۶
۵۴	ذو قرد کا ڈاکہ	۴۱۵
۵۵	جنگِ خیبر	۴۱۹
۵۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صفیہؓ سے نکاح	۴۲۹
۵۷	سپہ سالاروں کو ہدایات	۴۳۱
۵۸	بادشاہوں کے نام دعوت نامے	۴۳۲
۵۹	جنگِ نجد	۴۴۰
۶۰	جنگِ ذات الرّقاع	۴۴۲
۶۱	جنگِ بنو لحیان	۴۵۰
۶۲	نمازِ عید میں عورتوں کی شرکت لازمی ہے	۴۵۴
۶۳	اہلِ فارس کی فضیلت	۴۵۶
۶۴	عمرۃ القضاء	۴۵۷
۶۵	جنگِ جمینہ	۴۶۶
۶۶	جنگِ مُوتہ	۴۶۷
۶۷	سریّہ نجد	۴۷۰
۶۸	فتحِ مکّہ	۴۷۱
۶۹	متفرّق واقعات بعد فتحِ مکّہ	۴۸۱
۷۰	سریّہ خالدؓ	۴۸۳
۷۱	حضرت اُمِّ حبیبہؓ سے نکاح	۴۸۴
۷۲	جنگِ حنین	۴۸۵
۷۳	جنگِ اوطاس	۴۹۰
۷۴	جنگِ طائف	۴۹۱
۷۵	یمن پر فوج کشی اور سریّہ خالدؓ	۴۹۶
۷۶	ذوالخلصہ کی تباہی	۵۱۴
۷۷	جنگِ تبوک	۵۱۶
۷۸	سریّہ اُسامہؓ	۵۴۱
۷۹	ختمِ نبوّت کی وضاحت	۵۵۱
۸۰	دجّال کے متعلق ایک خطبہ	۵۵۵
۸۱	حضرت تمیم داریؓ کا قبولِ اسلام	۵۵۷
۸۲	فرقہ بندی کی ممانعت	۵۶۲
۸۳	جنگِ بنو عبس	۵۶۹
۸۴	قیصر و کسریٰ سے جنگ کا حکم	۵۷۳
۸۵	حجۃ الوداع	۵۷۴
۸۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخی خطبہ	۵۸۰
۸۷	جماعت المسلمین سے وابستہ رہنے کی ہدایت	۵۹۰
۸۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات	۵۹۲
۸۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل	۶۰۳
۹۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل	۶۰۴
۹۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل	۶۰۶
	اہلِ بیت	
۹۲	ازواج مطہّراتؓ	۶۱۵
۹۳	اہلِ بیت کون لوگ ہیں	۶۱۵
۹۴	آلِ محمدؐ کون ہیں	۶۱۶

نمبر	عنوان	صفحہ
۹۵	ازواجِ مطہّرات کے فضائل	۶۱۹
۹۶	حضرت خدیجہ رضؓ	۶۲۱
۹۷	حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ	۶۲۲
۹۸	حضرت سودہ رضؓ	۶۳۱
۹۹	حضرت حفصہ رضؓ	۶۳۲
۱۰۰	حضرت اُمِّ سلمہ رضؓ	״
۱۰۱	حضرت زینب رضؓ	۶۳۴
۱۰۲	حضرت جویریہ رضؓ	۶۳۶
۱۰۳	حضرت صفیّہ رضؓ	״
۱۰۴	حضرت میمونہ رضؓ	۶۳۷
۱۰۵	حضرت اُمِّ حبیبہ رضؓ	۶۳۸
۱۰۶	**اولادِ نبوی ص**	۶۳۹
۱۰۷	حضرت ابراہیم رضؓ	״
۱۰۸	حضرت زینب رضؓ	۶۴۰
۱۰۹	حضرت رُقیّہ رضؓ	۶۴۱
۱۱۰	حضرت اُمِّ کلثوم رضؓ	״
۱۱۱	حضرت فاطمہ رضؓ	״
۱۱۲	حضرات حسنین رضؓ	۶۴۵
	تاریخ الخلفاء	
۱۱۳	صحابۂ کرامؓ کے فضائل	۶۴۷
۱۱۴	آدابِ خلافت	۶۵۳
۱۱۵	خلافتِ راشدہ کے متعلّق اللہ تعالیٰ کے وعدے	۶۵۶
۱۱۶	حضرت ابوبکر رضؓ	۶۶۱
۱۱۷	حضرت عمر رضؓ	۶۹۳
۱۱۸	حضرت عثمان رضؓ	۷۴۳
۱۱۹	حضرت علی رضؓ	۷۵۴
۱۲۰	حضرت حسن رضؓ	۷۷۷
۱۲۱	حضرت معاویہ رضؓ	۷۷۹
۱۲۲	حضرت یزید رحؒ	۷۸۸
۱۲۳	حضرت مروان رحؒ	۷۹۴
۱۲۴	حضرت عبدالملک رحؒ	۷۹۶
۱۲۵	حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ	۷۹۷
۱۲۶	حضرت ولید رحؒ	۸۰۴
۱۲۷	حضرت عمر بن عبدالعزیز رحؒ	۸۰۵
	تاریخ الصّحابہ رضؓ	
۱۲۸	اُسوۂ صحابہ رضؓ	۸۰۹
۱۲۹	حضرت ابان بن سعید رضؓ	۸۱۳
۱۳۰	حضرت ابن حدرد رضؓ	۸۱۴
۱۳۱	حضرت ابن دحداح رضؓ	״
۱۳۲	حضرت ابن قوقل رضؓ	״
۱۳۳	حضرت ابن لتبیّہ رضؓ	״
۱۳۴	حضرت ابو ارطات رضؓ	״
۱۳۵	حضرت ابو اسرائیل رضؓ	۸۱۵
۱۳۶	حضرت ابو اُسید رضؓ	״
۱۳۷	حضرت ابو الطّفیل رضؓ	״
۱۳۸	حضرت ابو العاص رضؓ	۸۱۶
۱۳۹	حضرت ابو الیسر رضؓ	״
۱۴۰	حضرت ابو ایوب رضؓ	۸۱۷
۱۴۱	حضرت ابو بُردہ رضؓ	۸۱۸
۱۴۲	حضرت ابو برزہ رضؓ	״
۱۴۳	حضرت ابو بصیر رضؓ	۸۱۹
۱۴۴	حضرت ابو بکرہ رضؓ	״
۱۴۵	حضرت ابو ثعلبہ رضؓ	۸۲۰
۱۴۶	حضرت ابو جندل رضؓ	״
۱۴۷	حضرت ابو جہیم رضؓ	۸۲۱

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۴۸	حضرت ابوحُذیفہ رضؓ	۸۲۱
۱۴۹	حضرت ابوحُمَیْد رضؓ	״
۱۵۰	حضرت ابوخَیثمہ رضؓ	۸۲۲
۱۵۱	حضرت ابودجانہ رضؓ	״
۱۵۲	حضرت ابودرداء رضؓ	״
۱۵۳	حضرت ابوذر رضؓ	۸۲۳
۱۵۴	حضرت ابورافع رضؓ	۸۲۶
۱۵۵	حضرت ابورجاء رضؓ	״
۱۵۶	حضرت ابورفاعہ رضؓ	״
۱۵۷	حضرت ابوزید رضؓ	״
۱۵۸	حضرت ابوسعید بن معلّٰی رضؓ	״
۱۵۹	حضرت ابوسعید خُدری رضؓ	۸۲۷
۱۶۰	حضرت ابوسفیان بن حارث رضؓ	״
۱۶۱	حضرت ابوسفیان بن حرب رضؓ	۸۲۸
۱۶۲	حضرت ابوسلمہ رضؓ	۸۳۰
۱۶۳	حضرت ابوسنابل رضؓ	״
۱۶۴	حضرت ابوشاہ رضؓ	״
۱۶۵	حضرت ابوشریح رضؓ	۸۳۱
۱۶۶	حضرت ابوشعیب رضؓ	״
۱۶۷	حضرت ابوطلحہ رضؓ	״
۱۶۸	حضرت ابوعامر رضؓ	۸۳۴
۱۶۹	حضرت ابوعبیدہ رضؓ	۸۳۵
۱۷۰	حضرت ابوعُقَیل رضؓ	۸۳۶
۱۷۱	حضرت ابوعمرو رضؓ	״
۱۷۲	حضرت ابوعمیر رضؓ	״
۱۷۳	حضرت ابوقتادہ رضؓ	״
۱۷۴	حضرت ابوقحافہ رضؓ	۸۳۸
۱۷۵	حضرت ابولبابہ رضؓ	״
۱۷۶	حضرت ابومحذورہ رضؓ	״
۱۷۷	حضرت ابومذکور رضؓ	۸۳۸
۱۷۸	حضرت ابومعبد رضؓ	۸۳۹
۱۷۹	حضرت ابومسعود رضؓ	״
۱۸۰	حضرت ابوموسیٰ رضؓ	״
۱۸۱	حضرت ابونائلہ رضؓ	۸۴۴
۱۸۲	حضرت ابوواقد رضؓ	״
۱۸۳	حضرت ابوہُریرہ رضؓ	״
۱۸۴	حضرت آبی اللّحم رضؓ	۸۴۹
۱۸۵	حضرت اُبَیّ ابن کعب رضؓ	״
۱۸۶	حضرت اخرم رضؓ	۸۵۰
۱۸۷	حضرت اُسامہ رضؓ	״
۱۸۸	حضرت اُسَید رضؓ	۸۵۲
۱۸۹	حضرت اسماء بنت ابی بکر رضؓ	״
۱۹۰	حضرت اسماء بنت عمیس رضؓ	۸۵۵
۱۹۱	حضرت اشج رضؓ	۸۵۶
۱۹۲	حضرت اشعث رضؓ	״
۱۹۳	حضرت اقرع رضؓ	״
۱۹۴	حضرت اُمِّ اُسَید رضؓ	۸۵۷
۱۹۵	حضرت اُمّ العلاء رضؓ	״
۱۹۶	حضرت اُمّ الفضل رضؓ	״
۱۹۷	حضرت اُمامہ رضؓ	״
۱۹۸	حضرت اُمِّ ایمن رضؓ	۸۵۸
۱۹۹	حضرت اُمِّ حبیبہ بنت جحش رضؓ	״
۲۰۰	حضرت اُمِّ حرام رضؓ	۸۵۹
۲۰۱	حضرت اُمِّ حُفَید رضؓ	״
۲۰۲	حضرت اُمِّ خالد رضؓ	״
۲۰۳	حضرت امرؤالقیس رضؓ	۸۶۰
۲۰۴	حضرت اُمِّ رُبَیِّع رضؓ	״
۲۰۵	حضرت اُمِّ رُومان رضؓ	״

نمبر	عنوان	صفحہ
۲۰۶	حضرت اُمِّ زفر رضؓ	۸۶۱
۲۰۷	حضرت اُمِّ سلیط رضؓ	〃
۲۰۸	حضرت اُمِّ سُلَیم رضؓ	〃
۲۰۹	حضرت اُمِّ سنان رضؓ	۸۶۳
۲۱۰	حضرت اُمِّ عبد رضؓ	〃
۲۱۱	حضرت اُمِّ عطیہؓ رضؓ	〃
۲۱۲	حضرت اُمِّ قیس رضؓ	۸۶۴
۲۱۳	حضرت اُمِّ کعب رضؓ	〃
۲۱۴	حضرت اُمِّ کلثوم بنت عقبہ رضؓ	〃
۲۱۵	حضرت اُمِّ کلثوم بنت علی رضؓ	〃
۲۱۶	حضرت اُمِّ مالک رضؓ	〃
۲۱۷	حضرت اُمِّ مبشّر رضؓ	۸۶۵
۲۱۸	حضرت اُمِّ مسطح رضؓ	〃
۲۱۹	حضرت اُمِّ ہانی رضؓ	〃
۲۲۰	حضرت اُمِّ ہشام رضؓ	۸۶۶
۲۲۱	حضرت امیمہ رضؓ	〃
۲۲۲	حضرت انجشہ رضؓ	〃
۲۲۲	حضرت انس بن مالک رضؓ	〃
۲۲۴	حضرت انس بن نضر رضؓ	۸۶۹
۲۲۵	حضرت اوس رضؓ	۸۷۰
۲۲۶	حضرت اُہبان	〃
۲۲۷	حضرت براء رضؓ	〃
۲۲۸	حضرت بریدہ رضؓ وحضرت بریرہ رضؓ	۸۷۱
۲۲۹	حضرت بُسر رضؓ	〃
۲۳۰	حضرت بسیسہ رضؓ	۸۷۲
۲۳۱	حضرت بشیر رضؓ	〃
۲۳۲	حضرت بلال رضؓ	〃
۲۳۳	حضرت بنت خفاف رضؓ	۸۷۴
۲۳۴	حضرت بنت عبدالرحمٰن رضؓ	〃
۲۳۵	حضرت تمیم داری رضؓ	۸۷۴
۲۳۶	حضرت ثابت بن ضحاک رضؓ	۸۷۵
۲۳۷	حضرت ثابت بن قیس رضؓ	〃
۲۳۸	حضرت ثمامہ رضؓ	۸۷۶
۲۳۹	حضرت ثوبان رضؓ	〃
۲۴۰	حضرت جابر بن سمرہ رضؓ	〃
۲۴۱	حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ	۸۷۷
۲۴۲	حضرت جبار رضؓ	۸۸۲
۲۴۳	حضرت جبیر رضؓ	۸۸۳
۲۴۴	حضرت جریر رضؓ	〃
۲۴۵	حضرت جعفر رضؓ	۸۸۴
۲۴۶	حضرت جلیبیب رضؓ	۸۸۵
۲۴۷	حضرت جُندب رضؓ	〃
۲۴۸	حضرت حارثہ بن سراقہ رضؓ	۸۸۶
۲۴۹	حضرت حارثہ بن وہب رضؓ	〃
۲۵۰	حضرت حاطب رضؓ	〃
۲۵۱	حضرت حُبیش رضؓ	۸۸۷
۲۵۲	حضرت حُذیفہ رضؓ	〃
۲۵۳	حضرت حرام رضؓ	۸۸۹
۲۵۴	حضرت حسّان رضؓ	〃
۲۵۵	حضرت حکیم رضؓ	۸۹۰
۲۵۶	حضرت حمزہ رضؓ بن عبدالمطلب	۸۹۱
۲۵۷	حضرت حمزہ بن عمرو رضؓ	۸۹۲
۲۵۸	حضرت حنظلہ رضؓ	〃
۲۵۹	حضرت حولاء رضؓ	۸۹۳
۲۶۰	حضرت خالد بن سعید رضؓ	〃
۲۶۱	حضرت خالد بن ولید رضؓ	〃
۲۶۲	حضرت خبّاب رضؓ	۸۹۵
۲۶۳	حضرت خبیب رضؓ	۸۹۶

نمبر	عنوان	صفحہ
۲۶۴	حضرت خِدام رضؓ	۸۹۷
۲۶۵	حضرت خرباق رضؓ	〃
۲۶۶	حضرت خزیمہ رضؓ	〃
۲۶۷	حضرت خفاف رضؓ	〃
۲۶۸	حضرت خنساء رضؓ	〃
۲۶۹	حضرت خنیس رضؓ	۸۹۸
۲۷۰	حضرت خولہ رضؓ	〃
۲۷۱	حضرت دحیہ رضؓ	〃
۲۷۲	حضرت دِرّہ رضؓ	〃
۲۷۳	حضرت رافع رضؓ	〃
۲۷۴	حضرت رافع بن خدیج رضؓ	〃
۲۷۵	حضرت رباح رضؓ	۸۹۹
۲۷۶	حضرت رُبیّع	〃
۲۷۷	حضرت ربیعہ بن حارث رضؓ	۹۰۰
۲۷۸	حضرت ربیعہ بن عبدان رضؓ	〃
۲۷۹	حضرت ربیعہ بن کعب رضؓ	〃
۲۸۰	حضرت رفاعہ رضؓ	〃
۲۸۱	حضرت زاہر رضؓ	۹۰۱
۲۸۲	حضرت زبیر رضؓ	〃
۲۸۳	حضرت زید بن ارقم رضؓ	۹۰۳
۲۸۴	حضرت زید بن ثابت رضؓ	۹۰۴
۲۸۵	حضرت زید بن حارثہ رضؓ	۹۰۵
۲۸۶	حضرت زید بن خالد رضؓ	۹۰۶
۲۸۷	حضرت زید بن دثنہ	〃
۲۸۸	حضرت زید بن عمرو رضؓ	〃
۲۸۹	حضرت زینب رضؓ	۹۰۷
۲۹۰	حضرت زینب رضؓ بنتِ حمید رضؓ	〃
۲۹۱	حضرت زینب بنتِ ابی سلمہ رضؓ	〃
۲۹۲	حضرت زینب رضؓ زوجۂ ابن مسعود رضؓ	〃
۲۹۳	حضرت سالم رضؓ	۹۰۸
۲۹۴	حضرت سائب رضؓ	〃
۲۹۵	حضرت سبرہ رضؓ	۹۰۹
۲۹۶	حضرت سُبَیعہ رضؓ	〃
۲۹۷	حضرت سراقہ رضؓ	〃
۲۹۸	حضرت سعد بن ابی وقّاص رضؓ	۹۱۰
۲۹۹	حضرت سعد بن خولہ رضؓ	۹۱۳
۳۰۰	حضرت سعد بن ربیع رضؓ	〃
۳۰۱	حضرت سعد بن عبادہ رضؓ	۹۱۴
۳۰۲	حضرت سعد بن معاذ رضؓ	۹۱۵
۳۰۳	حضرت سعید بن زید رضؓ	۹۱۷
۳۰۴	حضرت سفیان رضؓ	〃
۳۰۵	حضرت سلمان رضؓ	〃
۳۰۶	حضرت سلمہ رضؓ	۹۱۸
۳۰۷	حضرت سلمہ بن اکوع رضؓ	〃
۳۰۸	حضرت سُلَیک رضؓ	۹۲۲
۳۰۹	حضرت سنین رضؓ	〃
۳۱۰	حضرت سوید بن مقرن رضؓ	〃
۳۱۱	حضرت سوید بن نعمان رضؓ	〃
۳۱۲	حضرت سہل رضؓ اور حضرت سہیل رضؓ	〃
۳۱۳	حضرت سَہل بن حُنَیف رضؓ	〃
۳۱۴	حضرت سہل بن سعد رضؓ	۹۲۳
۳۱۵	حضرت سہلہ رضؓ	〃
۳۱۶	حضرت سہیل بن بیضاء رضؓ	〃
۳۱۷	حضرت شرید رضؓ	۹۲۴
۳۱۸	حضرت صعب رضؓ	〃
۳۱۹	حضرت صفوان رضؓ بن اُمیّہ	〃
۳۲۰	حضرت صفوان بن معطّل رضؓ	〃
۳۲۱	حضرت صہیب رضؓ	۹۲۵

نمبر	عنوان	صفحہ
۳۲۲	حضرت ضباعہؓ	۹۲۵
۳۲۳	حضرت ضمادؓ	۹۲۶
۳۲۴	حضرت ضمامؓ	〃
۳۲۵	حضرت طفیلؓ	۹۲۷
۳۲۶	حضرت طلحہؓ	〃
۳۲۷	حضرت ظہیرؓ	〃
۳۲۸	حضرت عازبؓ	۹۲۸
۳۲۹	حضرت عاصم بن ثابتؓ	〃
۳۳۰	حضرت عاصم بن عدیؓ	〃
۳۳۱	حضرت عامرؓ	۹۲۹
۳۳۲	حضرت عامر بن اکوعؓ	〃
۳۳۳	حضرت عامر بن ربیعہؓ	〃
۳۳۴	حضرت عامر بن فہیرہؓ	۹۳۰
۳۳۵	حضرت عائذؓ	〃
۳۳۶	حضرت عبادہؓ	〃
۳۳۷	حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ	۹۳۱
۳۳۸	حضرت عباس بن مرداسؓ	۹۳۳
۳۳۹	حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ	〃
۳۴۰	حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ	〃
۳۴۱	حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ	۹۳۶
۳۴۲	حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ	〃
۳۴۳	حضرت عبداللہ بن ابی طلحہؓ	〃
۳۴۴	حضرت عبداللہ بن امیہؓ	〃
۳۴۵	حضرت عبداللہ بن ثعلبہؓ	۹۳۷
۳۴۶	حضرت عبداللہ بن جبیرؓ	〃
۳۴۷	حضرت عبداللہ بن جعفرؓ	〃
۳۴۸	حضرت عبداللہ بن حذافہؓ	〃
۳۴۹	حضرت عبداللہ بن رواحہؓ	۹۳۸
۳۵۰	حضرت عبداللہ بن زیدؓ	〃
۳۵۱	حضرت عبداللہ بن سرجسؓ	۹۳۹
۳۵۲	حضرت عبداللہ بن سلامؓ	〃
۳۵۳	حضرت عبداللہ بن سہلؓ	۹۴۰
۳۵۴	حضرت عبداللہ بن عباسؓ	〃
۳۵۵	حضرت عبداللہ بن عبداللہؓ	۹۴۴
۳۵۶	حضرت عبداللہ بن عتیکؓ	〃
۳۵۷	حضرت عبداللہ بن عمرؓ	۹۴۵
۳۵۸	حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ	۹۵۲
۳۵۹	حضرت عبداللہ بن عمرو بن اُمِّ مکتومؓ	۹۵۴
۳۶۰	حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ	۹۵۵
۳۶۱	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	〃
۳۶۲	حضرت عبداللہ بن مغفلؓ	۹۵۹
۳۶۳	حضرت عبداللہؓ بن ہشام	〃
۳۶۴	حضرت عبداللہ حمارؓ	۹۶۰
۳۶۵	حضرت عبدالمطلبؓ	〃
۳۶۶	حضرت عتبانؓ	〃
۳۶۷	حضرت عتبہؓ	۹۶۱
۳۶۸	حضرت عثمان بن ابی العاصؓ	〃
۳۶۹	حضرت عثمان بن حنیفؓ	〃
۳۷۰	حضرت عثمان بن طلحہؓ	〃
۳۷۱	حضرت عثمان بن مظعونؓ	〃
۳۷۲	حضرت عدیؓ	۹۶۲
۳۷۳	حضرت عروہؓ	۹۶۳
۳۷۴	حضرت عزّہ	〃
۳۷۵	حضرت عقبہ بن الحارثؓ	〃
۳۷۶	حضرت عقبہ بن عامرؓ	۹۶۴
۳۷۷	حضرت عکاشہؓ	〃
۳۷۸	حضرت علاءؓ	〃
۳۷۹	حضرت عمّارؓ	〃

نمبر	عنوان	صفحہ
۳۸۰	حضرت عمران رضؓ	۹۶۵
۳۸۱	حضرت عمر بن ابی سلمہ رضؓ	۹۶۶
۳۸۲	حضرت عمرو بن العاص رضؓ	۹۶۷
۳۸۳	حضرت عمروؓ بن اُمیّہ	۹۶۸
۳۸۴	حضرت عمرو بن تغلب رضؓ	〃
۳۸۵	حضرت عمرو بن حارث رضؓ	〃
۳۸۶	حضرت عمرو بن سلمہ رضؓ	〃
۳۸۷	حضرت عمرو بن عبسہ رضؓ	۹۶۹
۳۸۸	حضرت عمرہ بنت رواحہ رضؓ	〃
۳۸۹	حضرت عمیرؓ	۹۷۰
۳۹۰	حضرت عمیر بن حمام رضؓ	〃
۳۹۱	حضرت عوف بن مالک رضؓ	〃
۳۹۲	حضرت عویمر رضؓ	۹۷۱
۳۹۳	حضرت فاطمہ بنت ابی جبیش رضؓ	〃
۳۹۴	حضرت فاطمہ بنت عمروؓ رضؓ	〃
۳۹۵	حضرت فاطمہ بنت قیس رضؓ	۹۷۲
۳۹۶	حضرت فضل بن عباسؓ رضؓ	۹۷۳
۳۹۷	حضرت قبیصہ رضؓ	〃
۳۹۸	حضرت قُدامہ رضؓ	〃
۳۹۹	حضرت قعقاع رضؓ	〃
۴۰۰	حضرت قیس بن سعدؓ رضؓ	۹۷۴
۴۰۱	حضرت قیس بن صِرمہ رضؓ	〃
۴۰۲	حضرت کرز بن جابر رضؓ	〃
۴۰۳	حضرت کعب بن عجرہؓ رضؓ	〃
۴۰۴	حضرت کعب بن مالک رضؓ	۹۷۵
۴۰۵	حضرت ماعز رضؓ	۹۷۶
۴۰۶	حضرت مالک بن دخشن رضؓ	〃
۴۰۷	حضرت مالک بن حویرث رضؓ	۹۷۷
۴۰۸	حضرت مجاشع رضؓ	〃
۴۰۹	حضرت محمّد بن مسلمہ رضؓ	۹۷۸
۴۱۰	حضرت محمود رضؓ	〃
۴۱۱	حضرت محمیہ رضؓ	۹۷۹
۴۱۲	حضرت محیصہ رضؓ	〃
۴۱۳	حضرت مخرمہ رضؓ	〃
۴۱۴	حضرت مرارہ رضؓ	۹۸۰
۴۱۵	حضرت مِسطح رضؓ	〃
۴۱۶	حضرت مِسوَر رضؓ	〃
۴۱۷	حضرت مسیّب	۹۸۱
۴۱۸	حضرت مصعب رضؓ	〃
۴۱۹	حضرت مطیع رضؓ	〃
۴۲۰	حضرت معاذ بن جبل رضؓ	〃
۴۲۱	حضرت معاذ بن عفراء رضؓ	۹۸۲
۴۲۲	حضرت معاذ بن عمرو رضؓ	〃
۴۲۳	حضرت معاویہ بن الحکم رضؓ	۹۸۳
۴۲۴	حضرت معقل رضؓ	۹۸۴
۴۲۵	حضرت معن بن عدی رضؓ	〃
۴۲۶	حضرت معن بن یزید رضؓ	〃
۴۲۷	حضرت مغیث رضؓ	۹۸۵
۴۲۸	حضرت مغیرہ رضؓ	〃
۴۲۹	حضرت مقداد رضؓ	۹۸۷
۴۳۰	حضرت مقداد بن عمروؓ رضؓ	۹۸۸
۴۳۱	حضرت مُلَیکہ رضؓ	〃
۴۳۲	حضرت منذر بن ابی اسید رضؓ	〃
۴۳۳	حضرت منذر بن عمرو رضؓ	۹۸۹
۴۳۴	حضرت نافع رضؓ	〃
۴۳۵	حضرت نائلہ رضؓ	〃
۴۳۶	حضرت نجاشی رضؓ	〃
۴۳۷	حضرت نعمان بن بشیر رضؓ	〃

نمبر	عنوان	صفحہ
۴۳۸	حضرت نعمان بن مقرنؓ	۹۹۰
۴۳۹	حضرت نعیمؓ	″
۴۴۰	حضرت نعیمانؓ	″
۴۴۱	حضرت نوفلؓ	″
۴۴۲	حضرت وحشیؓ	″
۴۴۳	حضرت ورقہؓ	۹۹۱
۴۴۴	حضرت ہشام بن حکیمؓ	″
۴۴۵	حضرت ہشام بن عامرؓ	۹۹۲
۴۴۶	حضرت ہلالؓ	″
۴۴۷	حضرت ہندؓ	″
۴۴۸	حضرت یزیدؓ	۹۹۳
۴۴۹	حضرت یعلیٰؓ	″
۴۵۰	حضرت یمانؓ	۹۹۴
۴۵۱	**متفرق صحابہؓ و صحابیاتؓ**	″
	تاریخ التابعینؒ	
۴۵۲	حضرت ابان بن عثمانؒ	۱۰۰۹
۴۵۳	حضرت ابن ابی عمرہؒ	″
۴۵۴	حضرت ابن وعلہؒ	″
۴۵۵	حضرت ابوالاسودؒ	″
۴۵۶	حضرت ابوالعالیہؒ	″
۴۵۷	حضرت ابوالہیاجؒ	۱۰۱۰
۴۵۸	حضرت ابوتمیمؒ	″
۴۵۹	حضرت ابوجمرہؒ	″
۴۶۰	حضرت ابوحسانؒ	″
۴۶۱	حضرت ابوسعیدؒ	″
۴۶۲	حضرت ابوسلمہؒ	۱۰۱۱
۴۶۳	حضرت ابوقلابہؒ	″
۴۶۴	حضرت ابولیلیٰؒ	″

نمبر	عنوان	صفحہ
۴۶۵	حضرت ازرقؒ	۱۰۱۱
۴۶۶	حضرت اُمِّ درداءؒ	″
۴۶۷	حضرت انس بن سیرینؒ	″
۴۶۸	حضرت اویس قرنیؒ	۱۰۱۲
۴۶۹	حضرت ایمنؒ	″
۴۷۰	حضرت بُسرؒ	۱۰۱۳
۴۷۱	حضرت ثابتؒ	″
۴۷۲	حضرت حارثؒ	″
۴۷۳	حضرت حُرؒ	″
۴۷۴	حضرت حفصہؒ	″
۴۷۵	حضرت خالد بن العاصؒ	۱۰۱۴
۴۷۶	حضرت خالد بن مہاجرؒ	
۴۷۷	حضرت خرشہؒ	″
۴۷۸	حضرت زبیرؒ	″
۴۷۹	حضرت زبیدؒ	″
۴۸۰	حضرت زہریؒ	″
۴۸۱	حضرت زینبؒ	۱۰۱۵
۴۸۲	حضرت سائبؒ	″
۴۸۳	حضرت سعدؒ	″
۴۸۴	حضرت سعیدؒ	۱۰۱۶
۴۸۵	حضرت سویدؒ	۱۰۱۷
۴۸۶	حضرت شُرَحبیلؒ	″
۴۸۷	حضرت شعبیؒ	″
۴۸۸	حضرت شیبہؒ	″
۴۸۹	حضرت صنابحیؒ	″
۴۹۰	حضرت طارقؒ	۱۰۱۸
۴۹۱	حضرت طاؤسؒ	″
۴۹۲	حضرت عبدالرحمٰن بن اسودؒ	″
۴۹۳	حضرت عبدالرحمٰن بن حارثؒ	″

نمبر	عنوان	صفحہ
۴۹۴	حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ	۱۰۱۸
۴۹۵	حضرت عبدالرحمٰن بن عبد رب الکعبہ	۱۰۱۹
۴۹۶	حضرت عبدالرحمٰن بن مطعمؒ	〃
۴۹۷	حضرت عبداللہ بن حنینؒ	〃
۴۹۸	حضرت عبداللہ بن رباحؒ	〃
۴۹۹	حضرت عبداللہ بن سعدیؒ	۱۰۲۰
۵۰۰	حضرت عبداللہ بن شقیقؒ	〃
۵۰۱	حضرت عبداللہ بن صامتؓ	〃
۵۰۲	حضرت عبداللہ بن عامرؒ	〃
۵۰۲	حضرت عبیداللہ بن عدیؒ	〃
۵۰۴	حضرت عتبہؒ	۱۰۲۱
۵۰۵	حضرت عُروہؒ	〃
۵۰۶	حضرت عسعسؒ	۱۰۲۲
۵۰۷	حضرت عکرمہؒ	۱۰۲۳
۵۰۸	حضرت علقمہؒ	〃
۵۰۹	حضرت علی بن حسینؒ	〃
۵۱۰	حضرت عمر بن عبیداللہؒ	۱۰۲۴
۵۱۱	حضرت عمروؒ	۱۰۲۴
۵۱۲	حضرت عنبسہؒ	〃
۵۱۳	حضرت کریبؒ	〃
۵۱۴	حضرت مالکؒ	۱۰۲۵
۵۱۵	حضرت محمدؒ بن ابی بکرؒ	〃
۵۱۶	حضرت محمدؒ بن اُسامہؒ	〃
۵۱۷	حضرت محمدؒ بن سیرین	〃
۵۱۸	حضرت محمدؒ بن عبدالرحمٰنؒ	۱۰۲۶
۵۱۹	حضرت مسروقؒ	〃
۵۲۰	حضرت معاذہؒ	〃
۵۲۱	حضرت معدانؒ	〃
۵۲۲	حضرت نافع بن عبدالحارث	〃
۵۲۳	حضرت ہنیؒ	۱۰۲۷
۵۲۴	حضرت یزید بن رومانؒ	〃
۵۲۵	حضرت یزید تیمیؒ	〃
۵۲۶	**متفرق تابعینؒ**	〃

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا، سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى اَلَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيْرًا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حالاتِ زندگی

حالاتِ قبل نبوّت

ولادت ونسب | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ میں ۵۳ سنہ قبل ہجرت بروز دوشنبہ مولد ہوئے[۱]۔ آپؐ نہایت عالی نسب[۲] تھے۔ آپؐ کا سلسلۂ نسب نضر بن کنانہ، پھر مضر[۳] اور پھر حضرت اسماعیل علیہ السّلام سے جا ملتا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود فرماتے ہیں کہ اللہ نے اولادِ اسماعیلؑ میں سے کِنانہ کو منتخب کیا۔ کِنانہ میں سے قریش کو منتخب کیا۔ قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا[۴]۔ قریش کے تمام خاندانوں سے آپؐ کی قرابت[۵] تھی۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والد کا نام عبد اللہ[۶] تھا۔ دادا کا نام عبد المطلب[۷] تھا۔ والدہ کا نام آمنہ[۸] تھا۔ آپؐ جب پیدا ہوئے تو آپؐ کے والد کا انتقال ہو چکا تھا[۹]۔ مندرجہ ذیل آیت میں اِسی طرف اشارہ ہے:-

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى {الضحیٰ} کیا اللہ نے آپؐ کو یتیم نہیں پایا پھر آپ کو ٹھکانہ دیا۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اسمِ مُبارک | گھر والوں نے آپؐ کا نام محمّدؐ رکھا[۱۰] اور یہی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ

---

۱ صحیح بخاری باب الہجرۃ وصحیح مسلم باب کم اقام بمکۃ عن ابن عباسؓ وکتاب الصیام عن ابی قتادہؓ (دوشنبہ کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے)۔

۲ صحیح بخاری کتاب الوحی عن ابی سفیانؓ۔

۳ صحیح بخاری ابواب المناقب عن زینبؓ۔

۴ صحیح مسلم ابواب الفضائل عن واثلہؓ۔

۵ صحیح بخاری ابواب المناقب عن ابن عباسؓ۔

۶ صحیح بخاری کتاب الصلح عن براءؓ۔

۷ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب رد المہاجرین الی الانصار منائحہم عن انسؓ

۸ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب رد المہاجرین الی الانصار منائحہم عن انسؓ

۹ صحیح مسلم کتاب الحیض باب بیان صفۃ منی الرجل والمرأۃ عن ثوبانؓ

وسلّم کا سب سے زیادہ مشہور نام ہے۔ قرآن مجید میں چار جگہ اللہ تعالیٰ نے اِس نام کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ { آل عمران ۱۴۴ } اور محمدؐ تو اللہ کے رسول ہیں اور بس۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّھُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ کَفَّرَ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَاَصْلَحَ بَالَھُمْ { محمد ۲ }

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور اُس چیز پر بھی ایمان لائے جو محمدؐ پر نازل کی گئی ہے اور وہ اُن کے رب کی طرف سے حق ہے۔ ایسے لوگوں کے گناہ مٹا دئے جائیں گے اور اُن کی حالت کی اصلاح کر دی جائے گی۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ { فتح ۲۹ }

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ { احزاب ۴ }

(لوگو) محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔

دوسرا مشہور نام احمدؐ ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود فرماتے ہیں اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَنَا اَحْمَدُ۔ میرا نام محمدؐ بھی ہے اور احمدؐ بھی۔[1] قرآن مجید میں یہ نام صرف ایک جگہ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ { صف }

اور (وہ وقت یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں مجھ سے پہلے جو کتاب توریت نازل ہوئی ہے اُس کی تصدیق کرتا ہوں اور بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمدؐ ہوگا۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کُنیت ابوالقاسم[2] تھی۔

رضاعت و شقِّ صدر | رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب تولّد ہوئے تو ثُوَیبہ نے جو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھیں آپکو دودھ پلایا۔[3] پھر ایک اور دائی نے آپکو دودھ پلایا۔ انہی دائی کے ہاں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پرورش ہوئی۔ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کچھ بڑے ہوئے تو ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ آپ بچّوں کیساتھ کھیل رہے تھے کہ اسی اثناء میں حضرت جبریلؑ آئے انہوں نے آپکو پکڑا اور چت لٹایا۔ پھر دل کو باہر نکالا اور اُس کو چیرا۔ دل میں سے خون کی ایک پھٹکی نکالی اور کہا کہ یہ تمہارے جسم میں شیطان کا حصّہ تھا۔ پھر سونے کے ایک طشت میں آبِ زم زم سے دل کو دھویا۔ پھر اُسے جوڑا اور اُس کے مقام پر رکھ دیا۔ بچّے یہ واقعہ دیکھ کر دوڑتے ہوئے آپؐ کی رضاعی والدہ کے پاس گئے اور کہا بے شک محمدؐ قتل کر دئے گئے۔ یہ سُن کر سب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف روانہ ہوئے۔ اُس وقت آپؐ کے چہرہ کی رنگت بدلی ہوئی تھی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مَیں سینہ میں سلائی کے نشان کو دیکھا کرتا تھا۔[4]

بچپن | پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پرورش حضرت اُمِّ ایمنؓ کے سپرد ہوئی جو حبشہ کی رہنے والی تھیں۔

---

[1] صحیح بخاری ابواب المناقب باب ماجاء فی اسماء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جُبیرؓ و صحیح مسلم ابواب الفضائل واللفظ لمسلم۔

[2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب الکنیۃ عن انسؓ۔

[3] صحیح بخاری کتاب النکاح و صحیح مسلم کتاب النکاح عن اُمِّ حبیبہؓ۔

[4] صحیح مسلم باب الاسراء (جلد اوّل)۔

[5] حضرت حلیمہؓ۔

اور آپؐ کے والد عبداللہ کی لونڈی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہوئے تو آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے زمانہ میں ایک زبردست سیلاب[2] آیا۔ اِس سیلاب کی وجہ سے کعبہ کو نقصان پہنچا اور آئندہ مزید نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ لہٰذا کعبہ کو از سرِ نو تعمیر کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے۔ آپؐ ایک تہبند باندھے ہوئے تھے۔ آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ بھی تعمیر میں شریک تھے۔ حضرت عباسؓ نے آپؐ سے کہا کہ اے بھتیجے تہبند اُتار کر اپنے کندھوں اور گردن پر رکھ لو تاکہ پتھر رکھنے سے تکلیف نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ ایسا کرنا تھا کہ آپؐ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ آنکھیں آسمان کی طرف چڑھ گئیں۔ پھر جب آپؐ کو ذرا افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا میرا تہبند، میرا تہبند۔ پھر آپؐ نے فوراً تہبند باندھ لیا۔ اس کے بعد پھر کبھی آپؐ کو برہنہ نہ دیکھا گیا۔[3] صلی اللہ علیہ وسلم۔

خرچ کی کمی کے باعث قریش نے کعبہ کی عمارت میں کمی کر دی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر اس کی تعمیر نہیں کی۔ ایک دیوار کو اس میں شامل نہیں کیا۔ دروازہ کو سطحِ زمین سے اونچا کر دیا تاکہ جس کو چاہیں اندر داخل ہونے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں۔[4]

جوانی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عرصہ بکریاں چرائیں۔ آپؐ فرماتے تھے "کیا کوئی ایسا نبی ہے جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں؟"[5] بچپن ہی سے آپؐ اوصافِ حمیدہ کے حامل تھے۔ نبوّت سے پہلے کی ساری زندگی تمام بُرائیوں سے پاک تھی۔ رشتہ داروں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آتے تھے۔ معاشرہ پر جو لوگ بار سمجھے جاتے تھے اُن کا بوجھ آپؐ اٹھاتے تھے۔ غریبوں، فاقہ کشوں کے لئے آپؐ کماتے تھے۔ مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے تھے۔ حق کے کاموں میں لوگوں کی مدد کرتے تھے۔ سچ بولتے تھے۔ بدعہدی نہ کرتے تھے۔[6]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر اللہ کے آستانوں پر ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت نہ کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ بلدح کے نشیب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مُلاقات زید بن عمرو بن نُفیل سے ہوئی۔ آپؐ کے سامنے ایک دسترخوان رکھا گیا۔ آپؐ نے اُس میں سے کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر وہ دسترخوان زید کے سامنے کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا "میں بھی تمہارے آستانوں پر ذبح کئے ہوئے جانور نہیں کھاتا۔ میں تو اُس جانور کا گوشت کھاتا ہوں جو صرف اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔"[7]

اِس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل نبوّت ہی شرک اور بُت پرستی کی تمام آلائشوں سے پاک تھے۔

شادی | نبوّت سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی حضرت خدیجہؓ بنت خُویلد سے ہو چکی تھی۔[8]

یہی وہ زوجۂ مطہرہ ہیں جن سے آپؐ کی اولاد ہوئی۔[9]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب رد المہاجرین الی الانصار منائحہم عن انسؓ۔

[2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب ایام الجاہلیۃ عن جدّ سعید بن المسیبؓ

[3] صحیح بخاری ابواب المناقب باب بنیان الکعبۃ وکتاب الصلوٰۃ باب کراہیۃ التعری فی الصلوٰۃ وصحیح مسلم کتاب الحیض باب الاعتناء بحفظ العورۃ عن جابرؓ

[4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب فضل مکۃ وبنیانہا عن عائشہ صدیقہؓ وصحیح مسلم کتاب الحج باب نقض الکعبۃ وبنائہا۔

[5] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب یعکفون علی اصنام لہم عن جابرؓ

[6] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن عائشہؓ وابی سفیانؓ وکتاب التفسیر سورۂ اقرأ وصحیح مسلم باب بدء الوحی جلد اوّل عن عائشہؓ۔

[7] صحیح بخاری ابواب المناقب باب حدیث زید بن عمرو عن ابن عمرؓ۔

[8] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن عائشہؓ۔

[9] صحیح بخاری باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہؓ وابواب اسماء

نبوّت سے قبل مُعاشرہ کی حالت

تمام دنیا میں اَبتری پھیلی ہوئی تھی۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ { الروم ۴۲ }

خُشکی وتَری میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی تھی جہاں لوگوں کی بداعمالی کی وجہ سے فساد نہ پھیلا ہو۔

جنگ وخونریزی اِتنی عام تھی کہ حُرمت والے مہینوں کو محض جنگ کی خاطر آگے پیچھے کر لیا کرتے تھے۔ { توبہ ۳۷ }

لڑکیوں کو باعث عار سمجھا جاتا تھا اور اُنہیں بہت سے لوگ زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ { نحل ۵۹، انعام ۱۳۷ }

بعض لوگ محض مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ { بنی اسرائیل ۳۱ }

یتیم کی معاشرہ میں کوئی عزّت نہیں تھی۔ مساکین کو کھلانے پلانے کی ترغیب نہیں دیتے تھے۔ میراث کے مال کو ناجائز طریقہ پر سمیٹ کر کھا جایا کرتے تھے۔ { الفجر ۱۷ تا ۱۹ }

شرک وبُت پرستی کا دَور دَورہ تھا۔ چَوپایوں اور کھیتیوں کے ایک حِصّہ کو اللہ کی نذر کرتے اور ایک حِصّہ کو اپنے شُرکاء کی نذر کرتے۔ { انعام ۱۳۹ }

چَوپایوں اور کھیتی میں سے بعض کو حرام قرار دیا کرتے اور اپنی مرضی سے جس کو چاہتے کھانے کی اجازت دیتے اور جس کو چاہتے اِجازت نہ دیتے۔ بعض جانوروں پر سواری کرنے کو حرام قرار دیا کرتے۔ بعض جانوروں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیا کرتے تھے۔ { انعام ۱۳۸ }

مادَہ جانوروں کے پیٹ میں جو بچّے ہوتے اُنہیں عورتوں پر حرام کر دیا کرتے۔ اگر بچّہ مَرا ہوا پیدا ہوتا تو مَرد وعورت سب مِل کر اُسے کھایا کرتے۔ { انعام ۱۳۹ }

اللہ اکیلے کو پُکارا جاتا تھا تو اس کا اِنکار کرتے اور اگر اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک کیا جاتا تو اس کو تسلیم کرتے۔ اِسی شِرک کو ایمان سمجھ رکھا تھا۔ { مؤمن ۱۲ }

کعبہ کے اندر چاروں طرف ۳۶۰ بُت رکھ چھوڑے تھے[1]

جب سمندر میں سفر کرتے تھے تو صرف اللہ کو پُکارتے اور جب خشکی میں واپس آجاتے تو پھر اللہ کے ساتھ شِرک کرتے تھے۔ { عنکبوت ۶۵ } بعض قبائل حضرت نوح علیہ السّلام کے زمانہ کے بتوں کی پُوجا کرتے تھے[2]

درختوں اور پتھروں کی بھی پُوجا کرتے[3]

اگر کسی پتّھر کی پُوجا کرتے کرتے دوسرا پتّھر اس سے بہتر مل جاتا تو پہلے پتّھر کو پھینک دیتے اور دوسرے پتّھر کو پُوجنے کے لئے لے لیتے۔ اگر پتّھر نہ ملتا تو مٹی کا ایک ڈھیر بناتے پھر اُس پر بکری کا دودھ دوہتے پھر اُس ڈھیر کا طواف کرتے[4] بعض لوگ جِنّات کی بھی پرستش کرتے تھے[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب فتح مکّہ وصحیح مسلم فتح مکّہ باب ازالۃ الاصنام۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ نوحؑ) [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ۔ [4] صحیح مسلم کتاب التفسیر [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفۃ عن ابی رجاء

اُن کی نماز یہ تھی کہ بیت اللہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے۔ {انفال ۳۵}
عورتیں بناؤ سنگھار کر کے بے پردہ پھرتی تھیں {احزاب ۳۳} حتّٰی کہ مرد و عورت کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر کرتے۔ صرف قریش کپڑے پہن کر طواف کرتے تھے یا جس کو وہ کپڑے پہننے کے لئے دے دیں تو وہ اُن کپڑوں میں طواف کر لیا کرتا تھا۔[1]

اہلِ کتاب کی حالت بھی کچھ عام لوگوں سے مختلف نہیں تھی۔ یہودیوں کے بعض گروہ حضرت عُزیر علیہ السّلام کو اللہ کا بیٹا سمجھتے اور عیسائی عموماً حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو اللہ کا بیٹا مانتے۔ اکثر عیسائی حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو اللہ سمجھتے بلکہ بعض تین معبودوں کے قائل تھے۔ {۲ مائدہ ۷۳ | توبہ ۳۰}

اہلِ کتاب نے اپنی الہامی کتابوں میں تحریف کر لی تھی۔ بعض اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے اور کہتے یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس شریعت سازی کے ذریعہ روپیہ حاصل کرتے {بقرہ ۷۹} کتابِ الٰہی میں سے بہت سی باتوں کو چھپا لیا کرتے تھے۔ {مائدہ ۱۵}

ہدایت معدوم ہو چکی تھی۔ ان کے سنجیدہ علماء خود اس کا اقرار و اعتراف کرتے تھے۔ مندرجہ ذیل واقعہ اس پر کھلی شہادت ہے:۔

زید بن عمرو بن نُفیل غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانوروں اور بتوں کے آستانوں پر ذبح کئے ہوئے جانوروں کا گوشت نہیں کھایا کرتے تھے۔ ان ذبیحوں کے سلسلہ میں قریش پر بہت تنقید کرتے تھے۔ وہ کہتے اللہ نے اُسے پیدا کیا، اُس ہی نے اس کے لئے آسمان سے پانی برسایا۔ اللہ ہی نے اس کے لئے چارہ اُگایا۔ پھر تم کیوں اس کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو۔ غرض یہ کہ کفّار کی ان باتوں سے پریشان ہو کر وہ دینِ حق کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ ملکِ شام پہنچے۔ ایک یہودی عالم سے ملاقات ہوئی۔ اس سے یہودیوں کے دین کے متعلّق دریافت کیا۔ کہنے لگے مجھے اپنے دین کے متعلّق کچھ بتاؤ شاید میں تمہارا دین قبول کر لوں۔ یہودی عالم نے کہا تم ہمارے دین پر نہیں ہو سکتے جب تک اللہ کا غضب[2] نہ حاصل کر لو۔ زید نے کہا میں تو اللہ کے غضب ہی سے بھاگتا پھرتا ہوں اور میں کبھی بھی اللہ کا ذرا سا غضب بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور نہ میں اِس کی استطاعت رکھتا ہوں تو کیا تم مجھے کوئی اور دین بتاؤ گے؟ یہودی عالم نے کہا تم حنیف ہو جاؤ۔ زید نے پُوچھا حنیف کیا ہوتا ہے۔ اُس نے کہا دینِ ابراہیمؑ۔ ابراہیم علیہ السّلام نہ یہودی تھے نہ عیسائی اور وہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ پھر زید وہاں سے چلے آئے اور ایک عیسائی عالم کے پاس پہنچے۔ اُس سے دین کے متعلّق سوال کیا۔ اُس نے کہا اگر تم ہمارے دین کو اختیار کرو گے تو اللہ کی لعنت[3] میں سے اپنا حصّہ ضرور حاصل کرو گے۔ زید نے کہا میں تو اللہ کی لعنت ہی سے بھاگ رہا ہوں۔ میں اللہ کی لعنت میں سے ذرا سی بھی لعنت کا متحمّل نہیں ہوں اور نہ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں۔ کیا تم مجھے کوئی اور دین بتاؤ گے۔ عیسائی عالم نے کہا تم حنیف ہو جاؤ۔ زید نے پوچھا حنیف کیا ہوتا ہے؟ اُس نے کہا ابراہیم علیہ السّلام کا دین جو نہ یہودی تھے نہ عیسائی

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب فی الوقوف۔

[2] قرآن مجید میں جگہ جگہ یہودیوں کے مغضوب ہونے کی صراحت ہے۔ یہودیوں کے سنجیدہ علماء اس کے معترف تھے۔

[3] قرآن مجید میں نصاریٰ پر لعنت کئے جانے کا ذکر صراحت سے موجود ہے۔ عیسائیوں کے سنجیدہ علماء اس کے معترف تھے۔

اور نہ وہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرتے تھے۔ جب زید نے ابراہیم علیہ السّلام کے دین کے متعلق ان عالموں کی گفتگو سُنی تو وہاں سے باہر چلے آئے اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا "اے اللہ میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں دینِ ابراہیمؑ پر ہوں"[1]۔

آثارِ نبوّت

معراج فی المنام | نبوّت سے پہلے ایک رات کو یہ ہوا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجدِ کعبہ میں سو رہے تھے کہ یکایک تین شخص آئے۔ پہلے شخص نے کہا وہ کونسے ہیں۔ بیچ والے نے کہا وہ ان سب میں بہتر ہیں۔ آخری شخص نے کہا ان میں جو سب سے بہتر ہیں ان کو لے لو۔ پھر وہ دکھائی نہیں دئے۔ دوسری رات کو پھر آئے (آپؐ سو رہے تھے لیکن) آپؐ کا قلب جاگ رہا تھا اور (نہ صرف اُس وقت بلکہ ہمیشہ) آپؐ کی آنکھیں ہی سوتی تھیں، دل نہ سوتا تھا۔ پھر جبریلؑ علیہ السّلام نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آسمان پر لیجانے کا کام اپنے ہاتھ میں لیا[2]۔

ان فرشتوں نے آپؐ سے کوئی بات نہ کی۔ آپؐ کو اُٹھایا اور زمزم کے کنوئیں پر لٹا دیا۔ پھر حضرت جبریلؑ نے آپؐ کا سینہ چیرا اور سینہ اور پیٹ کی تمام چیزوں کو اُلٹ دیا۔ پھر زمزم کے پانی سے پیٹ کو اپنے ہاتھ سے صاف کیا۔ پھر سونے کا طشت لایا گیا جس میں سونے کا ایک برتن رکھا ہوا تھا۔ یہ برتن ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت جبریلؑ نے ان چیزوں کو سینہ میں حلق تک بھر دیا۔ پھر سینہ کو ٹھیک کر دیا۔ پھر آپؐ کو آسمانِ دنیا کی طرف لے کر چلے۔ دروازہ کھٹکھٹایا اہلِ آسمان نے کہا کون ہے؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "مَیں جبریل ہوں" انہوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے۔ جواب دیا "محمدؐ" ہیں۔ پوچھا کیا یہ مبعوث ہوئے ہیں۔ جواب دیا "ہاں"۔ ان لوگوں نے مرحبا کہا اور خوش آمدید کہی۔ اگرچہ آسمان والے آپؐ کی آمد کی خبر پہلے سے سُنتے آئے تھے (لیکن انہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کا علم نہ تھا) کیوں کہ جو کام اللہ تعالیٰ زمین میں کرتا رہتا ہے آسمان والوں کو اس کی کچھ خبر نہیں ہوتی جب تک اللہ اُن کو خبر نہ دے۔ الغرض آسمانِ دنیا پر آدم علیہ السّلام سے مُلاقات ہوئی۔ حضرت جبریلؑ نے کہا یہ آپ کے باپ ہیں، ان کو سلام کیجئے۔ آپؐ نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا اے بیٹے تم کو مرحبا و خوش آمدید۔ تم اچھے فرزند ہو۔ پھر اُسی آسمان پر آپؐ نے دو نہریں بہتی ہوئی دیکھیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "اے جبریل یہ کونسی نہریں ہیں؟" انہوں نے کہا یہ نیل اور فرات کا منبع ہیں۔ پھر حضرت جبریلؑ نے آپؐ کو آسمان کی سیر کرائی۔ آپؐ نے ایک نہر اور دیکھی جس پر موتی اور زبرجد کے محل بنے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی مٹّی پر ہاتھ مارا تو معلوم ہوا کہ وہ مُشک ہے۔ پھر دوسرے آسمان پر گئے۔ پھر تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان پر آپ کو لیجایا گیا۔ ہر آسمان پر دربانوں سے اُسی قسم کی گفتگو ہوئی۔ ہر آسمان میں انبیاء علیہم السّلام سے ملاقات ہوئی۔ دوسرے آسمان پر ادریس علیہ السّلام سے، چوتھے میں ہارون علیہ السّلام سے، چھٹے میں ابراہیم علیہ السّلام سے اور ساتویں میں موسیٰ علیہ السّلام سے۔ (ساتویں آسمان پر موسیٰ علیہ السّلام کو اس لئے فائز کیا گیا تھا کہ) اُن کو اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کی فضیلت ملی تھی۔ موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا "اے ربّ میں سمجھتا تھا کہ مجھ سے اوپر کوئی نہیں جائے گا" پھر اس مقام سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اتنا بلند کیا گیا

---

[1] صحیح بخاری ابواب المناقب باب حدیث زید بن عمرو بن نُفَیل۔ [2] اس کی تشریح ہم آگے معراجِ جسمانی کے ذیل میں بیان کریں گے۔
[2] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب کان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم تنام عینہ ولا ینام قلبہ و صحیح مسلم باب الاسراء جلد اوّل نحوہٗ۔

کہ اس کی حد کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا یہاں تک کہ سدرۃ المنتہٰے پہنچے۔ اللہ ربّ العزّت آپؐ سے قریب ہوا اور اس قدر قریب ہوا کہ دو کمانوں کے درمیانی فاصلہ کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم[1]۔ پھر اللہ نے آپؐ پر وحی کی۔ منجملہ اور احکام کے اُس وحی میں یہ بھی حکم تھا کہ آپ کی اُمّت پر پچاس نمازیں فرض کیجاتی ہیں۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نیچے آئے۔ موسٰی علیہ السّلام نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو روک لیا۔ انہوں نے پُوچھا آپؐ کے ربّ نے آپؐ سے کس بات کا عہد لیا ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دن رات میں پچاس نمازیں پڑھنے کا عہد لیا ہے۔ موسٰی علیہ السّلام نے فرمایا آپؐ کی اُمّت اِس کی طاقت نہیں رکھتی۔ آپؐ واپس جائیں آپؐ کا ربّ اس میں تخفیف کر دے گا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبریلؑ کی طرف دیکھا گویا کہ آپؐ اُن سے مشورہ لے رہے ہیں۔ جبریل علیہ السّلام نے مشورہ دیا کہ اگر آپ تخفیف چاہتے ہیں تو درخواست کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالٰی کے پاس گئے اور اُسی مقام پر پہنچ گئے جہاں پہلے پہنچے تھے۔ آپؐ نے عرض کیا "اے ربّ ہم سے تخفیف فرما کیونکہ میری اُمّت اس کی طاقت نہیں رکھتی"۔ اللہ تعالٰی نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر آپؐ موسٰی علیہ السّلام کے پاس آئے۔ موسٰی علیہ السّلام برابر آپؐ کو واپس کرتے رہے یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ پھر موسٰی علیہ السّلام نے آپؐ کو روک لیا اور کہا "اے محمدؐ میں اپنی قوم بنی اسرائیل کی اِس سے کم پر آزمائش کر چکا ہوں، اُنہوں نے کمزوری دکھائی، نماز چھوڑ دی اور آپؐ کی اُمّت تو جسم، قلب بدن، بصارت، سماعت ہر لحاظ سے ان کے مقابلہ میں کمزور ہے۔ لہٰذا آپ پھر واپس جائیں۔ آپؐ کا ربّ تخفیف کر دے گا"۔ ہر مرتبہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت جبریلؑ کی طرف متوجّہ ہوتے تھے اور اُن سے مشورہ لیتے تھے اور جبریل علیہ السّلام مشورہ کو ناپسند نہیں کرتے تھے۔ جبریل علیہ السّلام پھر آپؐ کو اُوپر لے گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عرض کیا "اے ربّ، میری اُمّت کے جسم، دل، سماعت اور بدن سب کمزور ہیں پس ہم پر تخفیف فرما"۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا "اے محمدؐ"۔ آپؐ نے کہا "لبّیک و سعدیک"۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا "میرے ہاں بات نہیں بدلتی، میں نے جو تم پر فرض کیا ہے لوحِ محفوظ میں وہی لکھا ہوا ہے"۔ پھر فرمایا "ہر نیکی کا بدلہ دس نیکی ہوتا ہے لہٰذا وہ لوحِ محفوظ میں پچاس ہیں اور تم پر پانچ ہیں"۔ واپسی میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر موسٰی علیہ السّلام کے پاس آئے۔ موسٰی علیہ السّلام نے پُوچھا "کیا کر کے آئے ہو"۔ آپؐ نے فرمایا اللہ نے ہم پر تخفیف کر دی ہے۔ ہمیں ہر نیکی کا بدلہ دس گنا عطا فرمایا ہے"۔ موسٰی علیہ السّلام نے فرمایا "واللہ میں نے بنی اسرائیل سے اس سے کم کا مطالبہ کیا تھا لیکن اُس کو بھی وہ پورا نہ کر سکے، (نماز چھوڑ بیٹھے) آپ اپنے ربّ کے پاس واپس جائیے وہ اور کمی کر دے گا"۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے موسٰی، اللہ کی قسم مجھے بار بار جانے سے اب شرم محسوس ہوتی ہے"۔ موسٰی علیہ السّلام نے فرمایا تو پھر اللہ کا نام لے کر اُترو۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ پھر مَیں جاگا تو مسجدِ حرام ہی میں تھا[2]۔

---

[1] یہ ضروری نہیں کہ خواب میں جو کچھ دیکھا جائے تعبیر بھی اُس کی ہو بہو ویسی ہی ہو۔ تعبیر مختلف ہو سکتی ہے۔ مثلاً رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ فام عورت مدینۂ منوّرہ سے نکل کر جحفہ چلی گئی۔ آپؐ نے فرمایا اس کی تعبیر یہ ہے کہ مدینہ کی وبا جحفہ منتقل ہو گئی۔ مندرجہ بالا خواب میں جو قربت اللہ تعالٰی سے دکھائی گئی تھی اُس کی تعبیر اس طرح پوری ہوئی کہ حضرت جبریلؑ وحی الٰہی لیکر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اتنے قریب ہوئے جیسے دو کمان کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی کم اور پھر سورۂ مدّثّر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ یہ تمام تفصیلات آگے آ رہی ہیں۔ [2] صحیح بخاری کتاب التوحید باب قولہٗ وکلّم اللہ موسٰی تکلیمًا، عن انس بن مالکؓ۔

یہ معراج تھی جو خواب میں ہوئی۔ اس کی تعبیر نبوّت ملنے کے کئی سال بعد بحالتِ بیداری جسمانی معراج کی صورت میں ظاہر ہوئی (جس کا ذکر آگے آرہا ہے) غرض یہ کہ نبوّت کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔

پتّھر کا سلام کرنا نبوّت سے پہلے ہی مکّہ معظّمہ میں ایک پتّھر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو سلام کرنا شروع کر دیا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود فرمایا کرتے تھے کہ میں مکّہ کے اُس پتّھر کو پہچانتا ہوں جو نبوّت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔[1]

سچّے خواب اور غیبی آواز وحی آنے سے پہلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اچھّے خواب نظر آنے لگے۔ جو خواب آپؐ دیکھتے وہ سپیدۂ سحری کی طرح ظاہر ہو جاتا تھا۔[2] کچھ عرصہ تک آپؐ کو ایک آواز سُنائی دیتی رہی اور ایک روشنی دکھائی دیتی رہی لیکن اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔[3]

نبوّت کا زمانہ قریب آتا گیا، ہدایت کی تلاش میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سرگردانی بڑھتی گئی۔ مندرجہ ذیل آیت میں اسی طرف اشارہ ہے:۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى {الضحیٰ} اللہ نے آپؐ کو راہِ حق کی تلاش میں سرگرداں پایا پھر آپکو ہدایت دی

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تنہائی پسند کرنے لگے، اس تنہائی کے حصول کے لئے آپؐ غارِ حرا میں تشریف لیجایا کرتے تھے اور مسلسل کئی کئی رات (اور دن) وہاں عبادت کیا کرتے تھے۔ پھر آپؐ اپنی زوجہ محترمہؓ کے پاس آتے اور اُن سے مزید کھانا لے کر واپس غارِ حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔[4]

دُعائے خلیلؑ ابراہیم علیہ السّلام اور اسماعیل علیہ السّلام نے کعبہ کی تعمیر کے بعد اِس طرح دُعا کی تھی:۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ {بقرہ ۱۲۹} اے ہمارے رب ان لوگوں میں ایک رسول ان ہی میں سے مبعوث فرما جو تیری آیتیں تلاوت کرے۔ انکو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان (کے قلوب) کو پاک کرے۔ بیشک تو زبردست ہے، اور حکمت والا ہے۔

نویدِ مسیحاؑ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا:۔

مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّاْتِي مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ {صف} میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد ایک رسُول آئیگا جس کا نام احمدؐ ہوگا۔

توریت اور انجیل میں آپؐ کے تذکارِ جلیلہ توریت اور انجیل میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کی خبریں دی جا چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَجِدُونَهٗ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيلِ {اعراف} اہل کتاب توریت اور انجیل میں آپؐ کا ذکر لکھا ہوا پاتے ہیں۔

غرض یہ کہ ابراہیم علیہ السّلام اور اسماعیل علیہ السّلام کی دُعائیں اور دوسرے انبیا، علیہم السّلام کی بشارتوں کے پورا ہونے کا وقت آپہنچا۔ عیسیٰ علیہ السّلام — رفع آسمانی کو چھ سو سال گذر چکے تھے۔[5] اِس درمیانی وقفہ میں اللہ کی طرف سے کوئی بھی بعثت نہیں ہوا تھا۔[6] قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں اسی وقفہ کی طرف اشارہ ہے:۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ {مائدہ} اے اہلِ کتاب ہمارا رسول تمہارے پاس ایسے وقت پر آیا ہے جبکہ کافی عرصہ سے رسولوں کا آنا بند تھا، وہ تمہارے لئے تمام باتوں کی وضاحت کرتا ہے

---

[1] صحیح مسلم جلد ۲ کتاب الفضائل باب نسب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔
[2] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن عائشۃ الصدیقہ رضؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن عائشۃ الصدیقہ رضؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب الفضائل باب اسلام سلمان فارسی رضؓ۔
[5] صحیح مسلم باب فضائلِ عیسیٰ علیہ السّلام عن ابی ہریرۃ رضؓ۔
[6] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کم اقام النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بمکۃ۔

آغازِ وحی

بنی آدم کی تاریخ میں بہت سے دَور آئے اور گذر گئے۔ زمانہ نے بہت سی کروٹیں بدلیں۔ آخر وہ زمانہ آیا جو خلاصۂ زمن اور انسانی تاریخ کا بہترین دَور تھا۔ اُسی زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانی آبادی کی ہدایت کے لئے مبعوث کئے گئے۔[1]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو آپؐ پر وحی کا آغاز ہوا۔[2]

پیر کا دن تھا۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حراء میں مصروفِ عبادت تھے کہ یکایک آپؐ کے پاس حق آگیا۔ ایک فرشتہ آپؐ کے پاس آیا اُس نے کہا پڑھو۔ آپؐ نے فرمایا "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" اُس نے آپؐ کو پکڑا اور خوب بھینچا یہاں تک کہ آپؐ کو قوت محسوس ہوئی۔ پھر آپؐ کو چھوڑ دیا۔ پھر کہا پڑھو۔ آپؐ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اُس نے دوسری مرتبہ پھر آپؐ کو پکڑ کر خوب بھینچا یہاں تک کہ آپؐ کو قوت محسوس ہوئی۔ پھر آپؐ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھو۔ آپؐ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اُس نے پھر پکڑ کر آپؐ کو بھینچا یہاں تک کہ آپؐ کو قوت محسوس ہوئی۔ پھر اُس نے آپؐ کو چھوڑ دیا اور کہا:۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ○ {اقرأ ۱ تا ۵}

اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھو جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کی پُھٹکی سے پیدا کیا، پڑھو اور تمہارا رب تو بہت عزت والا ہے، اُس ہی نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا، اُس ہی نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا۔

قرآن مجید کی یہ آیتیں پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر آگئے۔ آپؐ کا دل دھڑک رہا تھا۔ آپؐ اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ کے پاس پہنچے اور فرمایا مجھے کمبل اُڑھا دو، مجھے کمبل اُڑھا دو۔ گھر والوں نے آپؐ کو کمبل اُڑھا دیا۔ پھر جب خوف جاتا رہا تو آپ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا "مجھے کیا ہو گیا ہے۔ مجھے اپنی جان کا خوف ہے" پھر آپؐ نے اُن کو سارا قصہ سُنایا۔ حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا "ہرگز نہیں۔ آپؐ کو خوش خبری ہو، اللہ کی قسم اللہ آپؐ کو رسوا نہیں کریگا۔ آپؐ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، معاشرہ پر جو لوگ بار ہیں اُن کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، نادار کے لئے آپؐ کماتے ہیں۔ مہمان کی خاطر تواضع کرتے ہیں۔ حق کے کاموں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔" پھر حضرت خدیجہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے چچازاد بھائی وَرَقہ بن نَوفَل بن اسد بن عبد العزّیٰ کے پاس آئیں۔ ورقہ ایامِ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے۔ عبرانی زبان میں کتابیں لکھا کرتے تھے۔ انجیل کا ترجمہ بھی عبرانی زبان میں کیا تھا۔ بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے ان سے کہا اے چچا کے بیٹے ذرا اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ ورقہ نے پوچھا اے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا بیان فرمایا۔ ورقہ نے کہا یہ تو وہی فرشتہ ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی ہریرۃؓ [2] صحیح بخاری ابواب الفضائل باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر عن ابی قتادہؓ۔

السلام پر نازل فرمایا تھا۔ اے کاش میں جوان ہوتا، اے کاش میں اُس وقت زندہ ہوتا جب آپؐ کی قوم آپؐ کو نکال دیگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "کیا وہ مجھے نکال دیں گے" ورقہ نے کہا "ہاں، ہر شخص سے جو ایسی چیز لیکر آیا جیسی آپؐ لیکر آئے ہیں دشمنی کی گئی اور اگر مجھے آپؐ کا وہ زمانہ نصیب ہوا تو بہت زور دار طریقہ پر آپ کی مدد کروں گا"۔ پھر حضرت ورقہؓ زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہے اور ان کی وفات ہوگئی اور وحی کچھ عرصہ کے لئے رُک گئی۔ وحی کے رُکجانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت رنجیدہ رہنے لگے[1]

بھینچنے کی حکمت | حضرت جبریلؑ نے بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھینچا۔ بھینچنے سے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں۔ خفتہ قوتیں جاگ اُٹھتی ہیں۔ بھینچنے کا مقصد غالباً یہی تھا کہ قُویٰ نبوت جو اب تک خفتہ تھے بیدار ہو جائیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھبراہٹ کی وجہ | فرشتہ کا غارِ حراء میں آنا محض ایک ناگہانی واقعہ تھا[2]۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ { قصص ۸۶ } — آپ کو تو یہ اُمید بھی نہیں تھی کہ آپؐ پر کتاب نازل کی جائے گی۔

مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ { شوریٰ ۵۲ } — نہ آپ یہ جانتے تھے کہ شریعت کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا چیز ہے

نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کتاب ہی پڑھی تھی کہ اُس کے ذریعہ کچھ معلوم ہو جاتا۔ نہ کسی کے سامنے زانوئے ادب طے کیا تھا۔ نہ لکھنا آتا تھا نہ پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ { عنکبوت ۴۸ } — اِس سے پہلے نہ آپ نے کوئی کتاب ہی پڑھی تھی اور نہ اُس کو آپ اپنے داہنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے۔

غرض یہ کہ اس طرح ناگہانی طور پر فرشتہ کے آنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈر جانا بالکل ایک فطری تقاضہ تھا۔ پھر تبلیغ کے فرائض سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونا، احساسِ ذمہ داری، علم اور خشیتِ الٰہی یہ چیزیں مل جُل کر ایسی کیفیت پیدا کر رہی تھیں کہ آپؐ کو اپنی جان کی ہلاکت کا اندیشہ ہوا۔ یہ اتنا عظیم الشان بوجھ تھا کہ

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا { احزاب ۷۲ } — آسمان اور زمین اور پہاڑ اس کے متحمل نہ ہو سکے اور اس ذمہ داری کو سنبھالنے سے ڈر گئے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ { حشر ۲۱ } — (اور) اگر یہ قرآن پہاڑ پر اُتار دیا جاتا تو وہ اللہ کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی و کتاب التفسیر سورۂ اقرأ و صحیح مسلم باب بدء الوحی جلد اوّل (وحی کے رُک جانے پر آپؐ کے رنجیدہ رہنے کا ذکر صحیح مسلم میں نہیں ہے)

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آثارِ عجیبہ ضرور دیکھے تھے لیکن محض آثارِ عجیبہ دیکھنے سے اور وہ بھی خواب میں کسی انسان کا یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ نبی بننے والا ہے بعید از قیاس ہے۔

آغازِ تبلیغ وانذار

اقرأ کے نزول کے بعد کچھ عرصہ تک وحی رُکی رہی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جبلِ حراء پر ایک مہینہ اعتکاف کیا۔ پھر جب اعتکاف کی مُدّت پُوری ہوئی تو آپؐ پہاڑ پر سے اُترے۔ پھر آپؐ چلے یہانتک کہ بطنِ وادی میں پہنچے۔[1]

اس اثناء میں کہ آپؐ چلے جارہے تھے آپؐ نے آسمان کی طرف سے آنے والی ایک آواز سُنی۔[2]

آپؐ نے آگے دیکھا، پیچھے دیکھا، داہنی طرف دیکھا، بائیں طرف دیکھا۔ لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ پھر آپؐ کو کسی نے آواز دی لیکن پھر آپؐ کو کوئی نظر نہ آیا۔ تیسری مرتبہ پھر آپؐ کو کسی نے پُکارا۔[3]

آپؐ نے نظر کو اُوپر اُٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی فرشتہ جو آپؐ کے پاس غارِ حراء میں آیا تھا زمین و آسمان کے درمیان ایک کُرسی پر بیٹھا ہے۔[4] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ {التکویر ۲۳} فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ {النجم ۶ تا ۹}	اور تحقیق آپ نے اُس فرشتہ کو اُفقِ مُبین پر دیکھا[5] وہ فرشتہ پُورا نظر آیا، وہ اُفقِ اعلیٰ پر تھا۔ پھر وہ نزدیک ہوا اور نیچے آیا۔ غرضکہ اس کا فاصلہ دو کمان کے برابر بلکہ اس سے بھی کم رہ گیا۔

یہ فرشتہ حضرت جبریلؑ تھے، اُس وقت وہ اپنی اصل شکل میں نمودار ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ آسمان سے اُتر رہے ہیں۔ اُن کی عظیم جسامت نے زمین و آسمان کے درمیانی خلاء کو پُر کر دیا تھا۔[6]

حضرت جبریلؑ کو اِس حالت میں دیکھ کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ڈر گئے۔ حتّٰی کہ آپؐ زمین کی طرف جُھک گئے۔ آپؐ پر لرزہ طاری ہوگیا۔ اِسی حالت میں آپؐ حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے کمبل اُڑھا دو۔ مجھے کمبل اُڑھا دو اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو۔ گھر والوں نے آپؐ کو کمبل اُڑھا دیا اور آپؐ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے۔[7]

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِسی حالت میں تھے کہ

فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى {نجم ۱۰}	اللہ نے آپ پر وحی بھیجی جو وحی بھیجی

اللہ نے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ {المدثر ۱ تا ۵}	اے کمبل اوڑھنے والے! اُٹھو اور ڈراؤ، اپنے ربّ کی بڑائی بیان کرو، اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دور رہو

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی وصحیح بخاری کتاب التفسیر نحوہٗ

[2] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی عن جابرؓ

[3] صحیح مسلم باب بدء الوحی وصحیح بخاری کتاب التفسیر

[4] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی وکتاب بدء الخلق وصحیح مسلم باب بدء الوحی عن جابرؓ

[5] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی

[6] صحیح مسلم کتاب الایمان باب معنی قول اللہ عزوجل ولقد راٰہ نزلۃً اُخریٰ عن عائشہؓ

[7] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی وکتاب بدء الخلق وکتاب التفسیر وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

ان آیات کے نزول کے بعد وحی کی آمد گرما گرم ہو گئی اور وحی لگاتار آنے لگی۔[1]

قیام اللّیل ابھی تک نماز کے متعلق کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔[2]

مندرجہ ذیل آیات نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے قیام اللیل کو فرض کر دیا۔ اللہ نے فرمایا:۔

يَاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اے کمبل اوڑھنے والے رات کو اُٹھ کر کچھ دیر نماز پڑھا کرو۔
نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ یہ قیام آدھی رات کرو یا کم یا زیادہ کر لیا کرو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر
رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا پڑھا کرو۔ ہم آپ کی طرف ایک بہت وزنی بات نازل کرنے
ثَقِيْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ والے ہیں بے شک رات کا اُٹھنا نفس کو پامال کرتا ہے اور اس
اَقْوَمُ قِيْلًا ۝ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ وقت ذکر بھی اچھا ہوتا ہے۔ دن کے وقت تو آپؐ کو مصروفیت
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ بہت زیادہ ہے لہٰذا رات کے وقت سب سے بے تعلق ہو کر اپنے
{ مزمل ۱ تا ۸ } رب کے نام کا ذکر کیا کیجئے۔

نمازِ شب فرض ہوئی اور اس میں قرآن مجید پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ قُمْ فَاَنْذِرْ کے حکم کی تعمیل اور اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا کے بمصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ شروع کر دی تھی۔ اس ابتدائی دورِ تبلیغ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، دو عورتیں اور پانچ غلام ایمان لائے۔[3] حضرت بلالؓ بھی ایمان لانے والوں میں شامل تھے۔[4] اسی زمانہ میں حضرت علیؓ بھی ایمان لائے۔[5] اسی دور میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اسلام قبول کیا۔ ان سے پہلے صرف دو آدمی ایمان لائے تھے۔[6] تقریباً اسی زمانہ میں حضرت عثمانؓ بھی ایمان لائے۔[7] سعید بن زیدؓ بھی ایمان لائے۔[8] اور حضرت عمرؓ کی بہن بھی ایمان لائیں۔[9]

غرض یہ کہ مکہ والوں میں سے ایک جماعت نے اسلام قبول کر لیا۔ مسلمین کی یہ جماعت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ تہجد پڑھا کرتی تھی۔ ایک سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیتیں نازل فرما کر تہجد کی نماز میں تخفیف کر دی:[10]

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ (اللہ نے فرمایا اے رسول) بے شک آپؐ کے رب کو علم ہے
ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ کہ آپؐ اور آپؐ کے ساتھ مسلمین کی ایک جماعت کبھی تقریباً دو
الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ تہائی رات، کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات قیام کرتے ہیں اور
عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا اللہ ہی رات اور دن کا اندازہ مقرر کرتا ہے۔ اس کو تو علم ہے کہ تم
مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ اس کو نباہ نہ سکو گے پس اس نے تم پر مہربانی کی اب تم جتنا قرآن

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی و صحیح مسلم کتاب الایمان نحوہٗ۔

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ مزمّل و صحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی عن جابرؓ۔

[3] صحیح بخاری باب فضائلِ اصحابؓ عن عمارؓ۔

[4] صحیح مسلم باب اسلام عمرو بن عبسہؓ جلد اوّل۔

[5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصّۃ اسلام ابی ذرؓ

[6] صحیح بخاری باب فضائلِ اصحابؓ عن سعدؓ۔

[7] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ۔

[8] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اسلام سعیدؓ۔

[9] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اسلام عمرؓ۔

[10] صحیح مسلم کتاب الصّلوٰۃ باب جامع صلوٰۃ اللّیل عن عائشہؓ۔

مَّرْضٰی ۙ وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۟ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ ۙ { مزمل ۲۰ }

آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔ اس کو معلوم ہے کہ تم میں بعض بیمار رہوتے ہیں بعض فضلِ الٰہی یعنی معاش کی تلاش میں ملک میں سفر کرتے ہیں یا چلتے پھرتے ہیں اور بعض اللہ کے راستہ میں آئندہ جہاد کریں گے لہٰذا جتنا آسانی سے ہو سکے اُتنا ہی پڑھ لیا کرو۔

پہاڑی کا وعظ اور تبلیغِ عام

کچھ عرصہ بعد اللہ نے حکم دیا (اے رسولؐ)

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ { شعراء ۲۱۴ } اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر چڑھے اور فرمایا یا صباحاہ۔ پھر آپؐ نے آواز دی "اے قبیلۂ قریش کے لوگو!" اِس عام خطاب کے بعد آپؐ نے قریش کے تمام خاندانوں کو نام بنام آواز دے کر بُلایا۔ آپؐ نے فرمایا اے بنو فہر، اے بنو عدی وغیرہ وغیرہ۔ حتّٰی کہ تمام لوگ جمع ہو گئے اور جو نہیں آسکا اُس نے کسی شخص کو بھیج دیا کہ وہ معلوم کر کے آئے کہ کیا معاملہ ہے۔ ان جمع ہونے والوں میں ابولہب بھی شامل تھا۔ لوگوں نے پوچھا کیا معاملہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا بتاؤ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس وادی میں ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر میں یہ خبر دوں کہ ایک دشمن صبح یا شام تم پر چھاپہ مارنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے۔ لوگوں نے کہا "ہاں، ہم نے سوائے سچ کے تمہیں اور کچھ کہتے ہوئے نہیں پایا۔ کبھی جھوٹ کا ہمیں تجربہ نہیں ہوا"۔ آپؐ نے فرمایا "میں تمہیں شدید عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ اپنی جانوں کو بچاؤ۔ میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اے بنو کعب اپنی جانوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے بنو مرہ اپنی جانوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے بنو عبد شمس اپنی جانوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے بنو عبد مناف اپنی جانوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے بنو ہاشم اپنے کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے بنو عبد المطلب اپنے کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے عباس بن عبد المطلب میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے صفیہ! رسول اللہ کی پھوپی! میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ مجھ سے جو مال (یہاں) مانگنا چاہو مانگ لو اے فاطمہ، محمدؐ کی بیٹی! اپنی جان کو دوزخ سے بچاؤ۔ رشتہ داری کا حق میں یہاں ادا کر سکتا ہوں۔ جو مال مجھ سے یہاں مانگنا ہو مانگ لو۔ آخرت میں مَیں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا"۔

یہ تقریر سُن کر ابولہب نے کہا کہ تم تمام دن برباد رہو۔ کیا تم نے ہمیں یہاں اس لئے جمع کیا تھا۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور وہاں سے چلا آیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے جواب میں یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَہَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ۝ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ ۝ فِیْ جِیْدِہَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ برباد ہو گیا۔ نہ اُس کا مال اُس کے کام آیا نہ اُس کی کمائی۔ وہ عنقریب شعلہ والی آگ میں ڈالا جائے گا اور اُس کی بیوی بھی جو لکڑیاں اُٹھانے والی ہے۔ اُسکی گردن میں کھجور کی رسّی ہو گی۔[1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الشعراء عن ابن عباسؓ و ابی ہریرۃؓ کتاب التفسیر سورۃ سبا و تبت یدا عن ابن عباسؓ و کتاب احادیث الانبیاء باب من انتسب الی آبائہ عن ابی ہریرۃؓ و صحیح مسلم باب "وانذر عشیرتک الاقربین" کتاب الایمان نحوہٗ۔

وحی کی کیفیت اِس واقعہ کے بعد سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قریش میں برابر تبلیغ کرتے رہے۔ وحی کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ وحی کی کیفیت یہ تھی کہ کبھی تو گھنٹی کی جھنجھناہٹ کی طرح محسوس ہوتا اور یہ وحی آپؐ پر بہت سخت ہوتی پھر جو کچھ آپؐ سے کہا جاتا آپؐ اُسے محفوظ کر لیتے تھے۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ فرشتہ انسانی شکل میں آتا وہ جو کچھ کہتا آپؐ اُسے یاد کر لیا کرتے۔ وحی کی شدّت کا یہ عالم تھا کہ وحی کے بعد سخت سردی کے دن بھی آپؐ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا تھا[1]۔ چہرے کی رنگت بدل جاتی تھی۔ آپؐ اور آپؐ کے تمام اصحابؓ سر جُھکا لیا کرتے تھے۔ پھر وحی ختم ہونے کے بعد سر اُٹھا لیا کرتے تھے[2]۔

وحی کی شدّت وحی کی عظمت کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ وہ چیز ہے کہ اگر پہاڑ پر اُترتی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا { ۲۱ حشر } اس کے باوجود وحی ایک نعمت ہے اور پُر لطف بھی۔ بہت سی پُر لطف چیزیں اپنے اندر شدّت رکھتی ہیں۔ مثلاً بہت ٹھنڈا شربت پُر لطف ہوتے ہوئے بھی پینے والے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی طرح گرم مشروبات کا حال ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ بادشاہ کا تقرّب باوجود ایک اعزاز کے پاسِ آدابِ شاہی کی شدّت رکھتا ہے۔

وحی کو یاد کرنا جب جبریل علیہ السّلام وحی لے کر آیا کرتے تھے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسے یاد کرنے کیلئے زبان اور ہونٹوں کو ہِلایا کرتے تھے۔ اس سے آپؐ کو کافی تکلیف ہوتی تھی۔ یہ تکلیف آپؐ کے چہرہ سے پہچانی جاتی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ { قیٰمۃ ۱۶ تا ۱۹ }

اے رسُول وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان نہ ہِلایا کرو۔ اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارا ذمّہ ہے۔ پس جب ہم پڑھا کریں تو آپ سُنتے رہا کریں۔ پھر اس کی تشریح بھی ہمارے ذمّہ ہے (یعنی جو تشریحات احادیث میں پائی جاتی ہیں وہ سب من جانب اللہ ہیں[3])

ان آیات کے نزول کے بعد جب حضرت جبریلؑ آتے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سر جھکا کر سُنتے رہتے جب وہ چلے جاتے تو آپؐ اللہ کے وعدہ کے مُطابق اُسی طرح پڑھتے جس طرح حضرت جبریلؑ نے پڑھایا تھا[4]۔

اس کے بعد بھی بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ پوری وحی نازل ہونے سے پہلے وقفہ میں آپؐ پڑھنا شروع کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ { طٰہٰ ۱۱۴ }

(اے رسول) اللہ سچّا اور عالی قدر بادشاہ ہے۔ آپؐ پوری وحی ختم ہونے سے پہلے جلدی نہ کریں۔ بلکہ یہ دُعا کیا کریں کہ اے رب مجھے اور زیادہ علم عطا فرما (یعنی وحی زیادہ آنے کی تمنّا کیجئے)

ایک عورت کا طعنہ اِسی اثناء میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک مرتبہ بیمار ہو گئے اور دو یا تین رات کو تہجّد کے لئے نہ اُٹھ سکے۔ اتّفاق سے ان ایّام میں حضرت جبریلؑ بھی آپؐ کے پاس نہ آئے۔ ایک قریشی عورت آئی اور کہنے لگی "اے محمدؐ، میں اُمّید کرتی ہوں کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا اور دو تین رات سے تمہارے قریب بھی نہ آیا"۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب عرق النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نحوہ عن عائشۃ رضؓ۔

[2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب عرق النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم فی البرد عن عبادۃ بن الصامت رضؓ۔

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابن عبّاس رضؓ۔

[4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الاستماع للقراءۃ عن ابن عبّاس رضؓ و صحیح بخاری کتاب بدء الوحی نحوہ

اللہ نے بطور تسلّی کے فرمایا:۔

وَالضُّحٰى ○ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ○ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ؕ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ ○ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ○ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ○ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ؕ ○ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ؕ ○ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ؕ ○ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ؕ ○ {ضحیٰ}

(اے رسول) آفتاب کی روشنی کی قسم اور رات کی قسم جب چھا جائے آپؐ کے ربّ نے نہ آپؐ کو چھوڑا ہے نہ آپؐ سے بیزار ہوا ہے آخرت آپؐ کے لئے دنیا سے بہتر ہے اور عنقریب آپؐ کا ربّ آپکو اتنا دیگا کہ آپؐ خوش ہو جائیں گے۔ کیا اس نے آپؐ کو یتیم نہیں پایا پھر جگہ نہیں دی؟ اُس نے آپؐ کو سرگرداں پایا پھر ہدایت دی اور آپؐ کو تنگ دست پایا پھر غنی کر دیا۔ پس آپؐ یتیم پر سختی نہ کریں سائل کو نہ جھڑکیں اور اپنے ربّ کی نعمتوں کو بیان کرتے رہیں۔[1]

تبلیغ میں شدّت اور مشرکین کی مخالفت

کفّار عام طور پر بُتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ان بتوں کو بعض صفات میں اللہ کا شریک سمجھتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ○ {انعام}

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا تاریکیاں اور روشنی پیدا کی، پھر بھی کافر دوسروں کو اپنے ربّ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

کافروں نے مذاق اُڑانا شروع کیا۔ اللہ نے فرمایا:۔

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ○ {انعام ۵ و ۶}

تحقیق ان لوگوں نے حق کی تکذیب کی ہے۔ اگر یہی حال رہا تو انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم نے اِن سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا جو ان سے زیادہ زمین میں قوّت کے مالک تھے، انعامِ الٰہی کا یہ عالم تھا کہ آسمان سے ہم نے اُن پر لگاتار مینہ برسایا۔ اُن کے مکانوں کے دامن میں نہریں بہائیں لیکن گناہوں کی وجہ سے ہم نے اُنہیں ہلاک کر دیا اور اُن کے بعد دوسری اُمتیں پیدا کیں۔

اس اِنذار اور تخویف کے بعد کافروں نے کہا ہم تو جب تسلیم کریں گے جب کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اُترے۔ اللہ نے فرمایا:۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ {انعام}

اگر ہم کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب بھی آپؐ پر نازل کرتے اور یہ اُس کو ہاتھ بھی لگاتے پھر بھی یہ کافر یہی کہتے کہ یہ کُھلا ہوا جادو ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الضحیٰ و کتاب الصلوٰۃ باب التہجد و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین عن جندبؓ۔

یہ جواب سُن کر

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ○ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ○ {الانعام ۸، ۹}

کافر کہنے لگے کہ اِس رسول پر کوئی فرشتہ کیوں نہ نازل ہوا (اللہ نے فرمایا کہ) اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو پھر دو ٹوک فیصلہ ہو جاتا۔ پھر انہیں مہلت نہ ملتی اور اگر ہم فرشتہ بھیجتے تو اُسے بھی انسانی شکل میں بھیجتے لہٰذا انہیں پھر بھی شبہ ہی رہتا۔

کافروں نے پھر مذاق اُڑایا۔ اللہ نے پھر تنبیہ کی اور اپنے رسولؐ کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا:۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ {الانعام ۱۰، ۱۲}

تحقیق تم سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اُڑایا گیا، بالآخر اُن تمسخر کرنے والوں کو تمسخر کی سزا نے آگھیرا (اے رسولؐ) ان سے کہئے کہ ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ انبیاء کی تکذیب کرنے والوں کا انجام کیا ہوا۔ (اور اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین کا مالک کون ہے اور پھر انہیں خود ہی بتائیے کہ اللہ ہے۔ اللہ نے اپنی ذات پر رحمت کرنا لازم کر لیا ہے (ورنہ اب تک یہ ہلاک ہو گئے ہوتے) بہرحال قیامت کے دن ہم سب کو جمع کریں گے (وہاں سزا مل جائے گی) اور اے رسولؐ آپ انہیں کتنا ہی سمجھائیں جو لوگ اپنے نقصان پر تُلے ہوئے ہیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

کفّارِ مکّہ، اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو کارساز و مشکل کُشا سمجھتے تھے۔ سمجھانے پر بھی اس شرک سے باز نہ آتے تھے۔ اللہ نے فرمایا:۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ ۭ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ○ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ {الانعام ۱۴، ۱۷}

(اے رسولؐ) ان سے کہئے: کیا میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو کارساز بناؤں حالانکہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا تو اللہ ہی ہے (یعنی خالق ہی تو کارساز ہو سکتا ہے) پھر اللہ سب کو کھلاتا ہے اُسے کوئی نہیں کھلاتا (بھلا جو کھلائے جانے کا محتاج ہو وہ کارساز کیسے ہو سکتا ہے) آپؐ کہہ دیجئے کہ مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلے خالص توحید کو تسلیم کروں اور (اے رسولؐ آپؐ کو یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ) آپؐ مشرکوں میں سے نہ ہوں۔ (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔ جو شخص اُس دن عذاب سے بچ گیا اُس پر اللہ کا بڑا رحم ہو گیا اور یہی اصل کامیابی ہے (اللہ کے علاوہ مشکل کُشا کوئی نہیں اور اے رسولؐ) اگر آپؐ کو کوئی تکلیف پہنچ جائے تو اُسے دُور کرنے والا کوئی نہیں سوائے اللہ کے اور اگر وہ نعمت عطا کرے تو (وہ عطا کر سکتا ہے کیونکہ) وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

گذشتہ قوموں کی بربادی کا ذکر کیا گیا تو کافر

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ

کہنے لگے یہ جو تم بیان کرتے ہو صرف پہلے لوگوں کے افسانے

الْاَوَّلِيْنَ ○ {انعام ۲۵}

ہیں (حقیقت سے اس کو دور کا بھی واسطہ نہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں برابر سمجھاتے رہے۔ دوبارہ زندہ ہونے اور پھر حساب و کتاب کے واقع ہونے سے ڈراتے رہے۔ کافروں نے جواب دیا:۔

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ○ {انعام ۲۹}

بس یہ دنیا کی زندگی ہی ہے جو کچھ ہے اور اس کے بعد ہم زندہ نہیں کئے جائیں گے۔

اللہ نے جواب دیا:۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ {انعام ۳۱}

جن لوگوں نے اللہ کے سامنے حاضر ہونے کو جھٹلایا وہ بڑے نقصان میں ہیں

تسلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا جا رہا تھا۔ تکلیفیں بھی دی جا رہی تھیں۔ آپؐ کو کفار کی ان حرکات سے صدمہ پہنچ رہا تھا۔ اللہ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اے رسولؐ

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ○ {انعام ۳۳ و ۳۴}

ہمیں معلوم ہے جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اُس سے آپؐ کو رنج ہوتا ہے لیکن یہ آپؐ کی تکذیب تو نہیں کر رہے۔ یہ ظالم تو اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں (آپؐ کو رنج کرنے کی کیا ضرورت ہے،) آپ سے پہلے رسولوں کو بھی جھٹلایا گیا، وہ تکذیب و ایذا پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ہماری مدد آگئی۔ اللہ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں نبیوں کے حالات آپؐ کو معلوم ہو ہی گئے ہیں (بس آپؐ بھی اُن ہی کی طرح صبر کیجئے)

معجزہ کا مطالبہ تبلیغ شدت سے جاری تھی۔ کافروں نے مطالبہ کیا کہ:۔

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ {انعام ۳۷}

اِن پر اُن کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوتی۔ اللہ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ) ان سے کہئے کہ بے شک اللہ اس پر قادر ہے کہ کوئی نشانی نازل فرما دے لیکن اکثر لوگ (اللہ کی مصلحت کو) نہیں جانتے (کہ وہ کیوں تاخیر کر رہا ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی ہدایت کے لئے بے چین رہا کرتے تھے۔ اُن کو عذاب الٰہی سے بچانے کی فکر میں آپؐ گھلے جا رہے تھے۔ عین ممکن تھا کہ اسی ہمدردانہ جذبہ کے تحت آپؐ کی یہ خواہش ہوتی کہ کوئی نشانی دکھا دیجائے تو یہ ایمان لے آئیں۔ ان کی آخرت سنور جائے اور یہ کشمکش ختم ہو کر صرف اللہ کی عبادت ہونے لگے۔ اللہ تعالےٰ نے بطورِ پیش بندی فرمایا:۔

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ {انعام ۳۵، ۳۶}

(اے رسولؐ) اگر آپؐ کو اِن کی روگردانی شاق گذرتی ہے تو اگر آپؐ سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سُرنگ ڈھونڈ لیں یا آسمان پر جانے کے لئے کوئی سیڑھی تلاش کر لیں اور پھر ان کیلئے کوئی نشانی لے آئیں۔ اگر اللہ چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا پس (اے رسولؐ) آپؐ نادانوں میں سے نہ ہو جانا

(کہ معجزہ دکھانے پر اصرار کرنے لگو۔ یہ تو پھر بھی نہیں مانیں گے) مانتا تو وہ ہے جو سُنتا ہے (یہ مُردوں کے مثل ہیں) اور مُردوں کو تو اللہ قیامت کے روز زندہ کرے گا اور وہ پھر اُسی کی طرف لَوٹ کر جائیں گے (یعنی ان کے قلوب مُردہ ہو چکے ہیں لہٰذا یہ ہدایت کو سُننے کے قابل ہی نہیں رہے)

شرک کی تردید | معجزہ کے مطالبہ کو ٹھکراتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پھر ان کے ضمیر کو جھنجھوڑا۔ فرمایا کہ اے رسُول:۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝

ان سے پوچھئے کہ اگر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت واقع ہو جائے تو سچ سچ بتاؤ کیا تم اللہ کے علاوہ کسی کو پکارو گے نہیں بلکہ اُس وقت تم اُسی کو پکارو گے، پھر اللہ چاہے تو عذاب ٹالدے۔ ایسے وقت تم اپنے شریکوں کو بھول جاؤ گے۔

{انعام ۴۰، ۴۱}

جب یہ شریک مصیبت کے وقت کام نہیں آسکتے تو پھر انہیں کیوں پکارتے ہو۔ کیوں ان کی نذر و نیاز کرتے ہو۔ اچھا بتاؤ۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝ {انعام ۴۶}

اگر اللہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں چھین لے۔ تمہارے دِلوں پر مُہر لگادے تو اللہ کے علاوہ کون ہے جو یہ نعمتیں واپس دیدے۔ دیکھو ہم کس کس طرح اپنی آیتیں بیان کرتے ہیں پھر بھی یہ لوگ رُوگردانی کر رہے ہیں۔

کافر طرح طرح کی باتیں بناتے تھے۔ قسم قسم کے مُطالبے کرتے تھے۔ اللہ نے ان سب کے جواب میں فرمایا کہ اے رسُول

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ {انعام ۵۰}

ان سے کہدیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف وحی کی پیروی کرتا ہوں۔

رؤسائے قریش کا عجیب مطالبہ | رؤسائے قریش ایک دن کہنے لگے کہ ان غریبوں کو یعنی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ابن مسعودؓ و بلالؓ وغیرہ کو آپؐ اپنی مجلس سے اُٹھا دیں تاکہ یہ ہمارے خلاف کسی قسم کی جُرأت نہ کرسکیں (اگر آپؐ ایسا کریں تو ہم آپؐ کی مجلس میں آئیں گے اور آپؐ کی بات سُنیں گے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ {انعام ۵۲}

جو لوگ صبح و شام اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اللہ کی رضا کے طالب ہیں اُنہیں آپؐ اپنی مجلس سے نہ نکالیں۔ ان کا حساب آپؐ پر نہیں اور نہ آپؐ کا حساب ان کے ذمّہ ہے۔ اور اگر کہیں آپؐ نے انہیں اپنی مجلس سے نکال دیا تو آپؐ گناہگاروں میں سے ہو جائیں گے۔[1]

پھر اللہ تعالیٰ نے ان غریب مؤمنین کے متعلق مزید ہدایت دی۔ فرمایا کہ (اے رسولؐ):۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ

جب آپؐ کے پاس یہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان

---

[1] صحیح مسلم باب فی فضل سعد بن ابی وقاصؓ۔

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ {انعام ۵۴}

رکھتے ہیں تو اُن سے "سلامٌ علیکم" کہا کیجئے۔ اللہ نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا ہے (یہی وجہ ہے کہ) تم میں سے اگر کوئی نادانی سے بُرا کام کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور نیک کام کرے تو (اللہ معاف کر کے رحمت نازل فرمائے گا کیونکہ) وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

کافر جب اِس مطالبہ میں کامیاب نہ ہو سکے تو اُنہیں مصالحت کی سوجھی۔ کہنے لگے کہ اگر آپؐ ہمارے بتوں کی عبادت بھی کبھی کبھی کر لیا کریں تو ہم آپ کی بات مان لیں گے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وحی کے توسّط سے فرمایا:۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَاۗءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ {انعام ۵۶}

مجھے اِس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ مَیں اُن کو پُکاروں جن کو تم اللہ کے علاوہ پُکارتے ہو۔ میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا۔ اگر میں ایسا کروں تو مَیں بھی گم راہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یاب نہ رہوں گا۔

عذاب کا مطالبہ | کافروں نے کہا ہم آپؐ کی تکذیب کرتے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا۔ اللہ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اِنِّيْ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ {انعام ۵۷، ۵۸}

ان سے کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر قائم ہوں۔ تم نے اُسے جھٹلایا ہے تو یہ میرے بس کی بات نہیں کہ تم کو عذاب میں مُبتلا کر دوں جس کی تم جلدی کر رہے ہو۔ حکم تو صرف اللہ ہی کا چلتا ہے۔ وہ سچّی بات بیان کرتا ہے اور وہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اگر میرے اختیار میں وہ عذاب ہوتا جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا (لیکن اللہ بہت متحمّل ہے کہ عذاب میں تاخیر کر رہا ہے) بہرحال اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے (وقت مقررہ پر وہ اُنہیں سزا دے گا)

توحید کا سبق | توحید کا وعظ جاری رکھتے ہوئے بتوسّط وحی الٰہی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ {انعام ۵۹، ۶۰}

غیب کی کُنجیاں صرف اللہ کے پاس ہیں۔ انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ وہی جانتا ہے جو خشکی میں ہے اور جو تری میں ہے۔ کوئی پتّا ایسا نہیں گرتا جو اُس کے علم میں نہ ہو اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ بلکہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو اُس کے پاس روشن کتاب میں موجود نہ ہو۔ وہی رات کے وقت تم کو سُلاتا ہے۔ دن کو جو کچھ کرتے ہو اُسے وہ جانتا ہے۔ پھر وہی تم کو جگاتا ہے تاکہ تمہاری مقررہ عمر پوری کرے پھر تم اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔ پھر وہ تمہیں بتائے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

جب یہ تمام قوّتیں صرف اللہ ہی کے لئے ہیں تو پھر

اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝ {انعام ۶۲} خبردار ہو جاؤ کہ حکم بھی اُسی کا ماننا ہوگا۔ اور اگر تم اللہ کی حاکمیت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو تو پھر خبردار ہو جاؤ کہ وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

شرک کی تردید کفّارِ مکّہ برابر اپنی روش پر جمے رہے۔ اللہ کے علاوہ دوسروں کو مشکل کشا سمجھتے رہے اللہ تعالیٰ نے اُن کو الزام دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ {انعام ۶۳، ۶۴} ان سے پوچھئے کہ خشکی اور تری کے اندھیروں سے تمہیں کون نجات دیتا ہے جبکہ تم اُسے عاجزانہ اور خفیہ آواز سے پُکارتے ہو جبکہ تم یہ بھی کہتے ہو کہ اگر وہ ہم کو اس سے نجات دے گا تو ہم ضرور اس کے شکر گزار بن جائیں گے۔ آپؐ اعلان کر دیجئے کہ اللہ ہی اُس سے نجات دیتا ہے بلکہ تمام تکلیفوں کو دور کرنے والا صرف وہی ہے۔ پھر بھی تم دوسروں کو اس کا شریک بناتے ہو (کہ مصیبت کے وقت اُن کو پکارنے لگتے ہو)

عذاب کا مطالبہ کفّار نے پھر عذاب کا مطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر اُوپر کی طرف سے عذاب بھیجدے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیجدے یا تم کو فرقہ فرقہ کر دے اور پھر تم کو آپس میں لڑا کر عذاب کا مزا چکھائے (اے رسولؐ) دیکھئے ہم کس کس طرح اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔ پھر بھی آپؐ کی قوم نے قرآن کو جھٹلایا ہے حالانکہ وہ سراسر حق ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم پر داروغہ نہیں ہوں (کہ زبردستی منواؤں) ہر بات کا ایک وقت مقرر ہے (اس مقرّرہ وقت پر ہی اللہ کا عذاب آئے گا) اور پھر تم کو معلوم ہو جائے گا (کہ تکذیبِ رسول کا انجام کیسا ہوتا ہے۔)

جب کفّار اپنے شرک سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک نئے انداز سے انہیں سمجھایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۡ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {انعام ۷۱} ان سے کہہ دیجئے کہ کیا ہم اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکاریں حالانکہ وہ نہ ہمیں فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان اور کیا ہم ہدایت کے بعد اُلٹے پیر (کفر کی طرف) واپس ہو جائیں (پھر ہماری مثال ایسی ہوگی کہ) جیسے جنّات نے کسی کو جنگل میں راستہ بھلا دیا ہو اور وہ حیران و پریشان پھر رہا ہو۔ اُسکے ساتھی اُسے بُلا رہے ہوں (کہ اِدھر آ) راستہ اِدھر ہے۔ ہمارے پاس چلا آ (لیکن پھر بھی وہ حیران پھر رہا ہو) آپؐ کہہ دیجئے کہ اللہ کا بتایا ہوا راستہ ہی ہدایت کا راستہ ہے اور ہمیں تو یہ حکم

ملا ہے کہ ربُّ العالمین کے فرمانبردار بن کر رہیں۔

کفارِ مکّہ شرک اور بُت پرستی پر اَڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا قصّہ اُنہیں سُنایا تاکہ اُنہیں معلوم ہوجائے کہ جس دینِ ابراہیمی کا وہ دعوٰی کرتے ہیں اُس کی کیا حقیقت ہے۔ دینِ ابراہیمی تو درحقیقت خالص توحید ہے نہ کہ شرک آمیز عبادت اور غیراللہ کی نذر و نیاز۔ پھر اور بہت سے انبیاء علیہم السّلام کا ذکر کرکے فرمایا کہ یہ انبیاء سب کے سب شرک سے کوسوں دُور تھے اور اگر بالفرض محال

لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ {انعام ۸۸} وہ لوگ شرک کرتے تو اُن کے بھی سارے اعمال ضائع ہوجاتے

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر توحید کے مزید دلائل بیان کئے (انعام ۹۵ تا ۱۰۴) اور آخر میں فرمایا:۔

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ {انعام ۱۰۵} ہم اِس طرح اپنی آیات کو مختلف انداز سے بیان کرتے ہیں تاکہ (ایک ہی انداز دیکھ کر کہیں) یہ لوگ یہ نہ کہدیں کہ آپؐ نے کسی سے اتنا ہی سیکھ لیا ہے (اُسی کو دُہراتے رہتے ہو) اور تاکہ سمجھنے والوں کیلئے ہم وضاحت بھی کردیں۔

اِس طرح اللہ تعالیٰ نے معجزہ کے مطالبہ کو ٹھکراتے ہوئے نبوّت کی صداقت کے لئے تصریفِ آیات اور متنوّع عبارات و مضامین کو ہی دلیل و معجزہ کی حیثیت سے پیش کیا اور پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ {انعام ۱۰۶، ۱۰۷} آپؐ تو بس اس وحی کی پیروی کرتے رہیں جو آپؐ کے ربّ کی طرف سے آرہی ہے۔ اسکے علاوہ کوئی حاکم و معبود و کارساز نہیں ہے اور آپؐ مشرکین سے رُوگردانی اختیار کیجئے۔ اگر اللہ چاہتا تو یہ شرک نہ کرتے (یعنی اعمال کے نتائج بدل نہیں سکتے ان کی سرکشی ان کی ہٹ دھرمی کا نتیجہ ہے لہٰذا یہ شرک میں مبتلا ہیں) اور اے رسولؐ آپؐ ان پر نہ نگہبان ہیں نہ داروغہ۔

معبودانِ باطل کو بُرا نہ کہو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو اور تمام مؤمنین کو ہدایت دی کہ تبلیغ کے دوران

لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ {انعام ۱۰۸} اُن ہستیوں کو بُرا نہ کہو جنہیں یہ اللہ کے علاوہ مدد کیلئے پکارتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لاعلمی میں اللہ کو بُرا کہنے لگیں۔

معجزہ کا مطالبہ کفّار نے پھر مطالبہ کیا یا تو اللہ ہم پر فرشتے نازل کرے یا آپؐ مُردوں کو زندہ کرکے ہم سے بات کرائیں۔ اگر یہ مطالبہ آپ پُورا کردیں تو ہم آپؐ پر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ نے جواب دیا:۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰۗىِٕكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝ {انعام ۱۱۱} اگر ہم ان پر فرشتے بھی اُتار دیں اور مُردے بھی اُن سے گفتگو کریں اور اگر ہم تمام چیزوں کو اُن کے سامنے لاکر رکھ دیں تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے مگر صرف وہی جن کو اللہ چاہے (یعنی ہدایت اُن کو ملیگی جو قانونِ فطرت کے مُطابق اُسے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے، ہدایت قانونِ فطرت کے مُطابق ہی ملتی ہے) لیکن اکثر لوگ بات نہیں سمجھتے۔

کفارِ مکّہ بتوں کی نذر و نیاز کرتے تھے۔ ان کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رسمِ مشرکانہ کا قلع قمع کرنے کے سلسلہ میں فرمایا:۔

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ تم وہ چیز نہ کھاؤ جس پر (خالص) اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔

وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ط {انعام ۱۲۱} اس کا کھانا گناہ ہے۔

مضحکہ خیز مطالبہ قرآن مجید کی آیات نازل ہو رہی تھیں۔ توحید کے دلائل بیان کئے جا رہے تھے کہ اسی اثناء میں کفار نے کہا:۔

لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ط اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ط سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ○ {انعام ۱۲۴}

ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں بھی وہی چیز نہ ملے جو اللہ کے رسولوں کو ملی ہے (اللہ نے فرمایا کہ یہ مطالبہ پورا نہیں ہو سکتا اس لئے کہ) اللہ خوب جانتا ہے کہ رسالت کس کو دے، جو لوگ جرم کر رہے ہیں اُن کے لئے اللہ کے ہاں ذلت اور عذابِ شدید ہے (اور یہ عذاب) اس لئے (بھی ضروری ہے) کہ وہ خفیہ سازشیں کرتے رہتے ہیں۔

پھر اللہ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اب بھی ایمان نہ لائیں تو (اے رسولؐ)

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ج فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○ {انعام ۱۳۵}

ان سے کہہ دیجئے کہ اے لوگو تم اپنی جگہ عمل کئے جاؤ، میں اپنی جگہ عمل کر رہا ہوں۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ جنّت کس کو ملتی ہے۔ (خبردار ہو جاؤ) بے شک ظالم فلاح نہیں پا سکتے۔

غیر اللہ کی نذر و نیاز کفّارِ مکّہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا (کہ یہ لوگ کتنے بے وقوف ہیں کہ)

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ج فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ج وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ط سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○ {انعام ۱۳۶}

اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشی میں سے اللہ کا حصّہ مقرر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شرکاء کی نذر ہے۔ پھر جو شرکاء کا حصّہ ہوتا ہے اُسے اللہ کے حصّہ میں کبھی شامل نہیں کرتے اور جو اللہ کا حصّہ ہوتا ہے وہ شریکوں کی طرف منتقل کر دیتے ہیں۔ یہ کیسا بُرا فیصلہ ہے۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ق لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ط سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ج وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ط سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ط اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○ {انعام ۱۳۸، ۱۳۹}

پھر یہ مشرکینِ مکّہ یہ بھی کرتے ہیں کہ بعض کھیتی اور مویشی کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کو وہی کھا سکتا ہے جس کو ہم اجازت دیں۔ پھر یہ لوگ بعض جانوروں پر سواری کرنے کو بھی حرام کر لیتے ہیں اور بعض مویشی پر اللہ کا نام نہیں لیتے۔ یہ سب افتراء ہے (اللہ نے انہیں یہ حکم نہیں دیا) اِس جھوٹ کا بدلہ انہیں ملیگا۔

پھر یہ کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ اِن مویشیوں کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ صرف مَردوں کے لئے حَلال ہے۔ عورتوں پر حَرام ہے۔ اگر مُردہ بچّہ پیدا ہو تو پھر مَرد و عورت دونوں اس کے کھانے میں شریک ہو جاتے ہیں (یہ احکام اللہ کی طرف سے نہیں ہیں اگرچہ وہ ان کو اللہ کی طرف

منسوب کرتے ہیں) عنقریب انہیں ان افتراء پردازیوں کی سزا ملے گی۔ بے شک اللہ حکمت والا، جاننے والا ہے (سزا میں دیر جو ہو رہی ہے یہ اُس کی حکمت کے ماتحت ہے)

تحریم کا حق صرف اللہ کو ہے کفّار کی ان تمام افتراء پردازیوں کی تردید اور پھر ایک مرتبہ توحید کے دلائل دینے کے بعد فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

ان سے کہدیجئے کہ مَیں وحیِ الٰہی میں کھانے کی کسی چیز کو حرام نہیں پاتا سوائے مُردار کے یا بہتے ہوئے خون کے یا سُور کے گوشت کے کیونکہ یہ چیزیں ناپاک ہیں یا اُس چیز کے جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو کیونکہ کسی چیز کو غیر اللہ کے نام کر دینا صریح گناہ ہے۔ ہاں جو مجبور ہو جائے بشرطیکہ نہ تو نافرمانی کی نیت ہو نہ حد سے تجاوز کرے تو پھر وہ یہ حرام چیزیں بھی کھا سکتا ہے (ایسی صورت میں اللہ معاف کر دے گا) کیونکہ وہ بخشنے والا ہے اور رحم کرنیوالا ہے۔

آیتِ بالا میں اللہ تعالیٰ نے کفّارِ مکّہ کی تحلیل و تحریم کو کالعدم قرار دیا کیونکہ تحلیل و تحریم کا حق صرف اللہ کو ہے اور اس کا فیصلہ صرف وحی کے ذریعہ ہوتا ہے نہ کہ انسانوں کی رائے سے۔

کفّار کا عُذر لنگ کفّارِ مکّہ نے کہا ہمارا اِس میں کوئی قصور نہیں، اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ کسی چیز کو حرام ٹھہراتے نہ ہمارے آباء و اجداد ایسا کرتے (معلوم ہوتا ہے کہ اللہ بھی اسے پسند کرتا ہے) اللہ نے فرمایا:-

كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰی ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ۝ {انعام ۱۴۸}

گذشتہ قوموں نے بھی اِسی طرح تکذیب کی تھی، آخر اُنہوں نے ہمارے عذاب کا مزا چکھا (اچھا اگر تم اِس دعوے میں سچّے ہو کہ اللہ بھی اس سے خوش ہے) تو کیا تمہارے پاس اس کی کوئی سند ہے۔ اگر ہے تو اس کو نکالکر سامنے لاؤ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تمہارے پاس کوئی سند نہیں ہے، تم تو محض فرضی باتوں کی پیروی کر رہے ہو۔

حلال و حرام چیزیں پھر اللہ نے اپنے رسولؐ سے فرمایا کہ (یہ جو محض رسماً بعض چیزوں کو حرام سمجھ رہے ہیں یہ سب ان کا افتراء ہے۔ حلال چیزوں کو حرام کر رکھا ہے اور حرام چیزوں کو حلال کر رکھا ہے)

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِیَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ

ان سے کہئے کہ آؤ مَیں تمہیں بتاؤں کہ تمہارے ربّ نے کون کون سی چیزیں حرام کی ہیں۔ سُنو اللہ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو (یہ حرام ہے) ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو (بدسلوکی حرام ہے) اپنی اولاد کو ناداری کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم ہی تم کو بھی کھلائیں گے اور اُن کو بھی۔ اور بیحیائی کے کام خواہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ ان کے قریب بھی مت جاؤ۔ اور جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اُس کو

إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۚ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ {انعام ۱۵۱ تا ۱۵۳}

قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔ اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ اور (دیکھو) یتیم کے مال کے قریب بھی مت جاؤ مگر احسن طریقہ پر (اسی پر عمل پیرا رہو) جب تک وہ جوان نہ ہو جائے۔ اور ناپ تول پورا کیا کرو۔ ہر شخص کو اُسکی طاقت کے مطابق ہی تکلیف دی جاتی ہے۔ اور جب بات کہو تو انصاف کی بات کہو خواہ وہ تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اور اللہ سے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرو، اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ یہ ہے میرا سیدھا راستہ اسی کی پیروی کرو۔ اس کے علاوہ اور راستوں کی پیروی نہ کرو ورنہ تم راہِ حق سے بھٹک جاؤ گے۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

کفارِ مکہ کو نصیحت جاری رکھتے ہوئے فرمایا سُنو:۔

وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○ أَن تَقُولُوا إِنَّمَا أُنزِلَ الْكِتَابُ عَلَىٰ طَائِفَتَيْنِ مِن قَبْلِنَا ۖ وَإِن كُنَّا عَن دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ ○ أَوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا أَهْدَىٰ مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَاءَكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ○ {انعام ۱۵۵ تا ۱۵۷}

اور یہ کتاب ہم نے نازل کی ہے۔ یہ برکت والی کتاب ہے۔ اس کی پیروی کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (یہ کتاب ہم نے اِس لئے بھی اُتاری ہے کہ) کہیں تم یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے دو گروہوں پر کتاب اُتاری گئی تھی ہم تو اُسکے پڑھنے سے (معذور اور) بے خبر تھے یا یہ نہ کہو کہ اگر ہم پر کوئی شریعت نازل ہوتی تو ہم ان لوگوں سے زیادہ ہدایت پر ہوتے۔ لہٰذا اب یہ تمہارے ربّ کی طرف سے دلیل، ہدایت اور رحمت آچکی ہے (اسے قبول کرو) اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ کی آیات کی تکذیب کرے اور (دوسروں کو) اُس سے برگشتہ کرے۔ جو لوگ ایسا کر رہے ہیں ہم عنقریب اُنہیں دردناک سزا دیں گے۔

ان ہدایات کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حسبِ ارشادِ الٰہی فرمایا:۔

إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۚ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ○ {انعام ۱۶۱ تا ۱۶۳}

مجھے میرے ربّ نے سیدھا راستہ بتا دیا ہے۔ یہی وہ دینِ قیم ہے جس پر ابراہیم علیہ السّلام تھے۔ وہ مشرک نہیں تھے۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا مرنا جینا صرف اللہ ربّ العالمین کے لئے ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی بات کا حکم مِلا ہے اور مَیں سب سے پہلا مسلم ہوں۔

غرض یہ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شرک کی تمام اقسام پر ضربِ کاری لگائی اور پھر یہ بتایا کہ اگر

تم نے اِس توحید کو تسلیم نہ کیا تو پھر ایک دن تمہیں اللہ کے سامنے حاضر ہو کر حساب دینا ہوگا۔ کفارِ مکّہ نے یوم حساب کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابھی تو یہ دوبارہ زندہ ہونے سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن :۔

كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ○ {النبأ ۴، ۵}

انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ پھر ضرور انہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا (کہ دوبارہ زندہ ہونا اور حساب و کتاب حق ہے)

روزِ محشر | پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ اور خلّاقیت کے مظاہر کو بطور دلیل و حجّت پیش کرنیکے بعد فرمایا:۔

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا ○ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ○ وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ○ وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ○ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ○ لِلطَّاغِينَ مَآبًا ○ لَّابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ○ لَّا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ○ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ○ جَزَاءً وِفَاقًا ○ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ○ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ○ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ○ فَذُوقُوا فَلَن نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ○ {النبأ ۱۷، ۳۰}

بے شک فیصلہ کا دن مقرر ہے۔ جس دن صور پھونکا جائیگا۔ اور تم لوگ فوج در فوج حاضر ہو جاؤ گے۔ اُس دن آسمان کھول دیا جائے گا اور اُس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے۔ پہاڑ چلائے جائیں گے، اور وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ بے شک دوزخ گھات میں ہے۔ سرکشوں کا وہی ٹھکانہ ہے، اُس میں وہ مُدّتوں رہیں گے، نہ وہاں ٹھنڈک کا مزا چکھیں گے نہ کچھ پینے کو ملیگا سوائے گرم پانی اور پیپ کے۔ اُن کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ یہ سزا اِس لئے ہوگی کہ وہ حساب و کتاب کی اُمید ہی نہیں رکھتے تھے اور ہماری آیتوں کو جُھٹلاتے تھے۔ ہم نے ہر چیز کو لکھ لیا ہے۔ (وہاں ہم ان دوزخیوں سے کہیں گے کہ) اب تم عذاب کا مزا چکھو، ہم تم پر عذاب کو بڑھاتے چلے جائینگے

پھر جنّت کی ترغیب اور وہاں کی نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:۔

ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَآبًا ○ إِنَّا أَنذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا ۖ يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا ○ {النبأ ۳۹، ۴۰}

قیامت کا دن برحق ہے (آکر رہے گا) بس اب جو چاہے اپنے رب کے پاس (اچھا یا بُرا) اپنا ٹھکانہ بنالے۔ ہم تو تم کو اُس عذاب سے جو عنقریب آنے والا ہے ڈرا چکے (ہماری ذمّہ داری ختم ہوگئی) وہ ایسا دن ہے کہ اُس دن ہر شخص اپنے اعمال کو دیکھ لیگا اور اُس وقت کافر یہ تمنّا کرے گا کہ اے کاش میں مٹّی ہوتا (تاکہ حساب و کتاب سے مجھے واسطہ نہ پڑتا)

قیامت پر زور دیتے ہوئے اللہ نے پھر فرمایا کہ:۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ○ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ○ قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ ○ أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ○ {النازعات ۶ تا ۹}

اُس دن سخت زلزلہ آئے گا اور اس زلزلہ کے بعد ایک اور سخت زلزلہ آئیگا۔ اُس دن قلوب خوف زدہ ہوں گے آنکھیں جُھکی ہوئی ہوں گی۔

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں تو کافر مذاقاً

يَقُولُونَ أَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ○ أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ○ قَالُوا تِلْكَ إِذًا

کہنے لگے کیا ہم پھر زندہ ہوں گے۔ کیا جب ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو جائیں گے (تو پھر زندہ کئے جائیں گے) اگر ایسا ہوا

كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ○ {نازعات ۱۰ تا ۱۲} تو ہم بڑے خسارہ میں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یہ کیا مشکل ہے)

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ○ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ○ {نازعات ۱۳ و ۱۴} وہ تو صرف ایک سخت آواز ہوگی کہ جس کو سُنتے ہی سب میدانِ محشر میں آکر جمع ہو جائیں گے۔

پھر تنبیہ کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا ذکر کیا اور بتایا کہ جس قوم نے ان کی تکذیب کی اُسکا کیا حشر ہوا

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ○ {نازعات ۲۶} بے شک اُن کے اِس انجام میں ڈرنے والوں کے لئے عبرت ہے (اگر تم بھی نہ مانے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا)

کفّار کی سمجھ میں کسی طرح نہ آتا تھا کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کرسکتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سوال کیا اچھا بتاؤ

ءَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا ○ {نازعات ۲۷} تمہاری پیدائش زیادہ مشکل ہے یا آسمان کی۔ اُس اللہ نے تو آسمان جیسی چیز کو بنایا (تو پھر تمہارا بنانا کیا مشکل ہے)

پھر اللہ تعالیٰ نے زمین اور پہاڑوں کی پیدائش کا ذکر کرکے کافروں کی عقل کو خوب جھنجھوڑا اور فرمایا:۔

فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ○ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ○ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ○ فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ○ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ○ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ○ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ○ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ○ جب وہ بڑی آفت آئے گی تو اُس دن انسان کو اپنے اعمال یاد آئیں گے اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ کو لاکر کھڑا کر دیا جائے گا۔ پس جس نے سرکشی کی ہوگی اور دُنیا کی زندگی کو ترجیح دی ہوگی اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگی اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہشات سے بچالیا تو اُس کا ٹھکانہ جنّت ہوگی۔

کفّار جب اِن دلائل کا انکار نہ کرسکے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ○ فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَاهَا ○ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَاهَا ○ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرُ مَن يَخْشَاهَا ○ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ○ {نازعات ۴۲ تا ۴۶} پوچھنے لگے کہ آخر وہ گھڑی کب آئے گی (اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے رسُولؐ) آپ کو اس کے ذکر سے کیا مطلب؟ اس کا علم تو صرف آپؐ کے ربّ کو ہے۔ آپ تو بس اُس شخص کو ڈرانے والے ہیں جو قیامت سے ڈرتا ہے۔ جب وہ آئے گی تو اُنہیں ایسا معلوم ہوگا کہ دنیا میں بس ایک شام رہے تھے یا ایک صبح۔

اے رسولؐ قیامت کے متعلق بس ان سے کہدیجئے کہ وہ ضرور آئے گی اور جب وہ آئے گی تو

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ○ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ○ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ○ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ○ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ○ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ○ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ○ سُورج لپیٹ لیا جائیگا۔ تارے بے نور ہو جائینگے۔ پہاڑ چلائے جائینگے گیابھن اُونٹنیاں بے کار ہو جائینگی۔ وحشی جانور اکٹھے کئے جائینگے۔ سمندر آگ ہو جائیں گے۔ روحیں بدنوں سے ملادی جائیں گی اور جب (تم زندہ ہوکر میدانِ محشر میں جمع ہو جاؤ گے تو) پوچھا جائے گا کہ لڑکی کو زندہ درگور

بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ○ وَاِذَا الصُّحُفُ
نُشِرَتْ ○ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ○ وَاِذَا
الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ○ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ○
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ○ {تکویر ۱ تا ۱۴}

کس جرم میں کیا گیا تھا۔ اُس دن عملوں کے دفتر کھولدئے جائیں گے۔ آسمان کی کھال کھینچ لی جائے گی۔ دوزخ بھڑکائی جائے گی جنّت قریب کردیجائے گی۔ اُس وقت ہر شخص کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ کیسے عمل لیکر آیا ہے۔

توحید کے اثبات، شرک کی تردید اور قیامت کے وقوع کے سلسلہ میں جو دلائل دئے جارہے تھے کفارِ مکہ کے پاس اُن کا کوئی جواب نہیں تھا۔ لاجواب ہوکر وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیوانہ کہنے لگے تاکہ اِسی طرح یہ توحید کی دعوت بے معنی ہوکر رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کھاکر فرمایا (کہ یہ دیوانے کا کلام نہیں ہے)

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ○ ذِىْ قُوَّةٍ
عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ○ مُّطَاعٍ ثَمَّ
اَمِيْنٍ ○ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ○ وَلَقَدْ
رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ○ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ
بِضَنِيْنٍ ○ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ○
فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ
لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ○
وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ
الْعٰلَمِيْنَ ○ {تکویر ۱۹ تا ۲۹}

بلکہ یہ مکرّم فرشتہ کا پہنچایا ہوا الٰہی پیغام ہے۔ وہ فرشتہ قوّت والا ہے اور عرش والے کے ہاں بڑے درجہ والا ہے سردار ہے۔ امانت دار ہے اور اے کافرو تمہارے یہ رسولؐ دیوانے نہیں ہیں۔ انہوں نے بے شک اُس فرشتہ کو اُفقِ مبین پر دیکھا بھی ہے اور یہ رسُول پوشیدہ باتوں کو ظاہر کرنے میں بخیل بھی نہیں ہیں (اور دیکھو) یہ شیطان مردود کا کلام نہیں ہے۔ تم کدھر چلے جارہے ہو۔ یہ تو جہان والوں کے لئے نصیحت ہے یعنی ہر اُس شخص کیلئے جو سیدھے راستہ پر چلنا چاہے اور تم کچھ نہیں چاہ سکتے جب تک اللہ ربّ العالمین نہ چاہے (سب کچھ اللہ کی مشیّت اور توفیق سے ہوتا ہے)

قرآن میں تدبّر اللہ تعالےٰ نے پھر فرمایا:

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ
مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ○ اَمْ لَمْ
يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○
اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ
وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ○ {مؤمنون ۶۸ تا ۷۰}

کیا اُنہوں نے اِس کلام پر غور نہیں کیا۔ کیا اُن کے پاس ایسی چیز آئی ہے جو اُن کے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی۔ کیا یہ اپنے رسول کو نہیں پہچانتے اِس لئے اُس کا انکار کرتے ہیں۔ کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کو جنون ہے نہیں بلکہ یہ تو حق لے کر آیا ہے اور ان میں سے اکثر حق سے نفرت کرتے ہیں (اس لئے اسے نہیں مانتے)

پھر اللہ تعالےٰ نے توحید کے دلائل دیتے ہوئے فرمایا:-

وَهُوَ الَّذِىْ ذَرَاَكُمْ فِى الْاَرْضِ وَ
اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ {مؤمنون ۷۹}

اللہ ہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلادیا اور تم اُسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

کافروں نے پھر اُسی شُبہ کو دوہرایا:-

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ {مؤمنون ۸۲}

کہنے لگے کیا جب ہم مرکر مٹّی ہوجائیں گے تو پھر زندہ کئے جائیں گے (یہ بات سمجھ میں نہیں آتی)

پھر کہنے لگے :-

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ {مؤمنون ۸۳}

یہ وعدہ ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے ہوتا چلا آیا ہے یہ تو صرف اگلوں کی کہانیاں ہیں۔

شرک کی تردید شرک اور بُت پرستی کے خلاف رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسلسل وعظ و نصیحت کرتے رہے لیکن ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی تو اللہ تعالٰے نے فرمایا اے رسولؐ :-

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ ۭ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ {مؤمنون ۸۴ تا ۹۲}

ان سے پوچھئے زمین اور جو کچھ زمین میں ہے کس کا ہے؟ اگر تمہیں معلوم ہے تو بتاؤ۔ یہ فوراً جواب دیں گے کہ اللہ کا (جب وہ یہ جواب دیں تو ان سے پوچھئے کہ پھر) تم نصیحت کیوں حاصل نہیں کرتے۔ پھر ان سے پوچھئے کہ ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ جواب دیں گے کہ اللہ ہے۔ تو پھر آپ ان سے پوچھئے کہ تم اس سے ڈرتے کیوں نہیں (کیوں اسکے ساتھ شریک کرتے ہو) اور (اے رسولؐ) ان سے یہ بھی پوچھئے کہ تمام چیزوں پر کس کی بادشاہت ہے، وہ کون ہے جو پناہ دیسکتا ہے اور اُسکے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دیسکتا۔ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ۔ یہ فوراً جواب دیں گے کہ ایسی ہستی صرف اللہ ہے تو پھر آپ اُن سے پوچھئے کہ پھر تم پر جادو کیسے ہو جاتا ہے (کہ تم باوجود ان باتوں کے اعتراف کے دوسروں کو اللہ کا شریک بناتے ہو) اور (اے رسولؐ) ہم نے تو حق ان کو پہنچا دیا ہے۔ مگر یہ لوگ جھوٹے ہیں (ان کے پاس حق نہیں ہے) اللہ کے تو کوئی اولاد نہیں ہے (پھر یہ کیوں افتراء کرتے ہیں اور فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں) اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے، ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی مخلوق کو لے کر کہیں چلدیتا اور بعض بعض پر غالب بھی آجاتا۔ جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں اللہ اس سے پاک اور مُبرّا ہے۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر سب سے واقف ہے۔ اور جو شرک یہ کر رہے ہیں وہ اس سے بہت بلند و بالا ہے۔

پھر فرمایا (اے کافرو)

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ○ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ○ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ {مؤمنون ۱۱۵ تا ۱۱۸}

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ اُس نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔ اللہ بلند و بالا ہے۔ حقیقی بادشاہ وہی ہے۔ اُس کے سوا کوئی حاکم نہیں، وہ عرشِ کریم کا مالک ہے، اور جو شخص (پھر بھی) اللہ کے ساتھ دوسرے کو پکارتا ہے حالانکہ اس کے پاس اسکی کوئی دلیل نہیں تو اللہ کے ہاں اُس سے حساب لیا جائیگا۔ وہاں کافر فلاح نہ پاسکیں گے۔ اور اے رسولؐ آپ اِس طرح دُعا کیجئے کہ اے ربّ مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما۔ اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

کفّار کی ایذائیں خالص توحید کی تعلیم اور شرک کی بے لاگ تردید سے ایوانہائے کفر میں زلزلہ آگیا وہ لوگ جواب تو دے نہ سکے تنگ آکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور مُومنین کو تکلیفیں پہنچانے لگے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز پڑھ رہے تھے۔ عقبہ بن ابی مُعَیط آیا اور اپنی چادر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گلے میں ڈال کر بہت زور سے آپؐ کا گلا گھونٹنے لگا۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آئے انہوں نے عقبہ کو ہٹایا اور پھر کہا "کیا تم ایک آدمی کو صرف اِس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا ربّ صرف اللہ ہے اور حالانکہ وہ تمہارے پاس اپنے ربّ کے ہاں سے واضح دلائل بھی لیکر آیا ہے"[1]

حضرت عمرؓ اپنی بہن اور بہنوئی حضرت سعید بن زیدؓ کو رسّیوں سے باندھ کر مارا کرتے تھے[2]

حضرت سعدؓ کی والدہ کی ضد حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ اسلام لاچکے تھے (ان کی والدہ مسلم نہیں ہوئی تھیں) ایک دن اُن کی والدہ نے قسم کھالی کہ جب تک وہ اسلام کا انکار نہ کریں نہ وہ ان سے بولیں گی نہ کھائیں گی، نہ پئیں گی۔ ان کی والدہ نے اُن سے یہ بھی کہا کہ تم یہ کہتے ہو کہ بے شک اللہ نے تم کو والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم دیا ہے اور میں تمہاری ماں ہوں۔ میں تمہیں اسلام چھوڑنے کا حکم دیتی ہوں (تم میرا کہنا مانو حُسنِ سلوک کا تقاضہ یہی ہے) غرض یہ کہ وہ تین دن اسی حالت میں رہیں یہاں تک کہ بے ہوش ہوگئیں۔ انکے بیٹے عمارہ نے ان کو پانی پلایا (جب اُنہیں ہوش آیا تو) حضرت سعدؓ کو بددُعا دینے لگیں۔ اُس وقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِىْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِىْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَىَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۖ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَىَّ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(اس میں کوئی شک نہیں کہ) میں نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں یہ نصیحت کی ہے کہ میرا اور اُن کا شکریہ ادا کرتے رہو، خصوصًا ماں کا کہ وہ اسکو پیٹ میں اُٹھاتی ہے اور تکلیف پر تکلیف سہتی ہے پھر اسکو دودھ پلاتی ہے اور دو برس میں اُس کا دودھ چھُڑاتی ہے اور (اے لوگو یہ بات یاد رکھو کہ تم سب کو) میری ہی طرف لَوٹ کر آنا ہے (اگر والدین کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آؤ گے تو اس کا خمیازہ بھگتو گے۔ البتہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا یہ مطلب نہیں کہ اُن کی ہر جائز و ناجائز بات مانی جائے، اگر وہ تمہیں شرک کا حکم دیں جس کا تمہیں علم نہیں تو ان کا کہنا ہرگز نہ ماننا۔ ہاں دُنیوی معاملات میں پھر بھی اُن کے ساتھ سلوک کرتے رہنا اور اُس راستہ کی پیروی کرنا جو میری طرف رجوع کرنے والوں کا راستہ ہے (یعنی اسلام پر چلنا کہ یہی اللہ والوں کا راستہ ہے) تم سب کو میری طرف آنا ہے پھر مَیں تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کرتے تھے[3]

حضرت عمرو بن عبسہؓ کا اسلام قبول کرنا غرض یہ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ایمان والوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دی جارہی تھیں۔ مصائب کے پہاڑ توڑے جارہے تھے۔ تبلیغ میں رُکاوٹیں ڈالی جارہی تھیں۔ اسی

---

[1] صحیح بخاری باب فضل ابی بکرؓ عن عبداللہ بن عمروؓ
[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اسلام عمر بن خطّابؓ عن سعیدؓ
[3] صحیح مسلم باب من فضائل سعدؓ عن سعد بن ابی وقّاصؓ

اثناء میں عمرو بن عبسہؓ نے اسلام قبول کیا۔ عمرو ایامِ جاہلیت میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ تمام لوگ گمراہی پر ہیں صحیح راستہ پر نہیں ہیں کیونکہ عام طور پر لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ جب عمروؓ نے سُنا کہ مکّہ میں ایک شخص (آسمانی) خبریں بیان کرتا ہے تو وہ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف روانہ ہوئے۔

اُس زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پوشیدہ تھے اور کُفّارِ قریش کی کڑی نگرانی میں تھے۔ بہرحال کسی نہ کسی حیلہ سے عمروؓ مکّہ میں آپؐ سے آکر ملے۔ اُنہوں نے آپؐ سے پوچھا "آپ کون ہیں؟" آپؐ نے فرمایا "میں نبی ہوں"۔ اُنہوں نے پوچھا "نبی کیا ہوتا ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے اللہ نے (ہادی بنا کر) بھیجا ہے"۔ اُنہوں نے پوچھا "کیا چیز دے کر آپؐ کو بھیجا ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے اِن باتوں کی تعلیم دینے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ صلہ رحمی کرنا، بُتوں کو توڑنا، اللہ کو ایک ماننا، اسکے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرنا"۔ اُنہوں نے پوچھا "آپؐ کے ساتھ اِس دین پر کون کون ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آزاد بھی ہے۔ غلام بھی ہے"۔ اور اُس دن ایمان لانے والوں میں سے آپؐ کے ساتھ ابوبکرؓ اور بلالؓ تھے۔ عمروؓ نے کہا "میں آپؐ کی پیروی کرتا ہوں"۔ آپؐ نے فرمایا، ابھی تم اس کی طاقت نہیں رکھتے کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرا اور لوگوں کا کیا حال ہے (یعنی تمام لوگ میرے مخالف ہیں۔ کہیں تم بھی مصائب میں مُبتلا نہ ہو جاؤ) ابھی تم اپنے گھر چلے جاؤ۔ پھر جب تم سُنو کہ میں غالب آگیا تو پھر تم میرے پاس آجانا۔ غرض یہ کہ وہ اپنے گھر واپس چلے گئے۔[1]

حضرت ابوذرؓ کا اسلام قبول کرنا حضرت ابوذرؓ قبیلۂ غفار کے ایک فرد تھے۔ اُنہیں یہ خبر پہنچی کہ مکّہ میں ایک شخص نے نبوّت کا دعوٰے کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اُس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ انہوں نے اپنے بھائی سے کہا "اُس شخص کے پاس جاؤ، اُس سے گفتگو کرو اور پھر مجھے اس کی خبر دو"۔ وہ روانہ ہوئے (مکّہ پہنچکر) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مُلاقات کی پھر اپنے بھائی ابوذرؓ کے پاس واپس پہنچے۔ ابوذرؓ نے پوچھا "کیا خبر لائے"۔ اُنہوں نے کہا "اللہ کی قسم میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے کہ وہ خیر اور مکارم اخلاق کا حکم دیتا ہے۔ بُرائی سے روکتا ہے۔ اُس کا کلام شعر و شاعری نہیں"۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا تم نے اپنی خبر میں میری تشفّی نہیں کی۔ لہٰذا اُنہوں نے اپنا تھیلا، پانی کا مشکیزہ، توشہ اور عصا لیا اور مکّہ پہنچے۔ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے پوچھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ زمزم کا پانی پیتے رہے اور مسجد ہی میں ٹھہر گئے یہاں تک کہ رات ہوگئی۔ رات کے وقت اُن کے پاس سے حضرت علیؓ کا گذر ہوا۔ انہوں نے کہا یہ شخص مسافر معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا "ہاں میں مسافر ہوں" حضرت علیؓ نے کہا تو گھر چلو۔ وہ حضرت علیؓ کے ساتھ چلے۔ نہ حضرت علیؓ نے اُن سے کچھ پوچھا نہ اُنہوں نے اُن سے کچھ کہا۔ جب صبح ہوئی تو وہ پھر مسجد آگئے تاکہ کسی سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پتہ معلوم کریں لیکن ایسا کوئی آدمی نہیں ملا جو آپؐ کا پتہ انہیں بتاتا۔ یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ پھر حضرت علیؓ وہاں سے گذرے۔ حضرت علیؓ پھر اُنہیں اپنے ساتھ لے گئے۔ صبح کو وہ پھر مسجد آگئے اور مسجد ہی میں رہے یہانتک کہ رات ہوگئی۔ پھر حضرت علیؓ کا اُن کے پاس سے گذر ہوا۔ حضرت علیؓ نے کہا ابھی تک اس شخص کو اپنی منزل معلوم نہیں ہوئی۔ اُنہوں نے کہا "ہاں" حضرت علیؓ نے کہا "میرے ساتھ چلو"۔ پھر حضرت علیؓ نے پوچھا "تمہارے

---

[1] صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب اسلام عمرو بن عبسہؓ عن عمروؓ۔

آنے کا مقصد کیا ہے ؟ تم اِس شہر میں کیوں آئے ہو ؟" اُنہوں نے کہا "اگر تم ظاہر نہ کرو تو مَیں تمہیں بتاؤں" حضرت علیؓ نے کہا کہ میں کسی پر ظاہر نہ کروں گا۔ حضرت ابو ذرؓ نے کہا "ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہاں ایک شخص ہے جس نے نبوّت کا دعوٰے کیا ہے۔ میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا کہ اُس سے گفتگو کرے۔ وہ واپس آیا لیکن اُسکی خبر میں میرے لئے تشفّی کا سامان نہیں تھا۔ لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ میں خود اُس شخص سے ملاقات کروں" حضرت علیؓ نے فرمایا "تم صحیح مقام پر پہنچ گئے۔ میں اِس وقت وہیں جا رہا ہوں، تم بھی میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ جہاں مَیں داخل ہوں تم بھی داخِل ہو جانا۔ پھر اگر مجھے کسی شخص سے کسی قسم کا اندیشہ ہوگا تو میں دیوار کے قریب رُک جاؤں گا گویا میں یہ ظاہر کروں گا کہ میں اپنی جوتی ٹھیک کر رہا ہوں اور تم چلتے رہنا۔" پھر حضرت ابو ذرؓ حضرت علیؓ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اُن کے ساتھ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابو ذرؓ نے کہا مجھ پر اسلام پیش کیجئے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسلام پیش کیا۔ انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (مشورۃً) فرمایا "ابو ذر، ابھی اس بات کو خفیہ رکھو۔ اپنے شہر لَوٹ جاؤ جب ہمارے غلبہ کی خبر تمہیں ملے تو پھر آجانا۔" حضرت ابو ذرؓ نے کہا "قسم اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں ان لوگوں کے سامنے اعلان کروں گا۔" پھر وہ مسجد گئے، قریش وہاں موجود تھے۔ حضرت ابو ذرؓ نے کہا "اے معشر قریش میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و حاکم نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔" لوگوں نے کہا اس بے دین کی خبر لو۔ لوگ کھڑے ہوئے اور حضرت ابو ذرؓ کو مارنے لگے، اتنا مارا کہ وہ مرنے کے قریب ہو گئے۔ اتنے میں حضرت عباسؓ وہاں پہنچ گئے وہ ان پر جُھک گئے، پھر لوگوں کی طرف متوجّہ ہو کر کہا۔ "تمہاری خرابی ہو، تم غفار کے ایک شخص کو قتل کر رہے ہو حالانکہ تمہاری تجارت گاہ انہی کے شہر میں ہے۔ انہی کے پاس سے ہو کر تم گذرتے ہو۔" یہ سُن کر لوگ اُن کے پاس سے ہٹ گئے۔ جب دوسرے دن صبح ہوئی تو انہوں نے پھر وہی کلمے دوہرائے، لوگوں نے پھر کہا اس کی خبر لو، انہوں نے پھر اسی طرح مارا، پھر حضرت عباسؓ آنکلے، وہ اُن پر جُھک گئے اور پھر وہی بات کہی جو پہلے دن کہی تھی۔ حضرت ابو ذرؓ واپس چلے آئے اور اپنی قوم سے اپنے اسلام کو چھپایا۔[1]

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ابو ذرؓ مع اپنی والدہ اور اپنے بھائی انیس کے پھر مکّہ کے لئے روانہ ہوئے مکہ کے سامنے پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ انیس نے کہا مجھے مکہ میں کچھ کام ہے میں مکہ جاتا ہوں، تم یہیں رہو۔ ابو ذرؓ وہیں ٹھہر گئے۔ انیس گئے اور کافی دیر کے بعد آئے۔ حضرت ابو ذرؓ نے پوچھا اتنی دیر میں کیوں آئے۔ وہ کہنے لگے "میں مکّہ میں ایک شخص سے ملا جو تمہارے دین پر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے اُسے بھیجا ہے۔" ابو ذرؓ نے کہا "لوگ اُسے کیا کہتے ہیں ؟" انیس نے کہا "لوگ اُسے شاعر، کاہن اور جادوگر کہتے ہیں۔" انیس خود بھی شاعر تھے۔ کہنے لگے میں نے کاہنوں کی بات سُنی ہے لیکن جو کلام یہ شخص پڑھتا ہے وہ کاہنوں کا کلام نہیں۔ میں نے اس کے کلام کا موازنہ شاعروں کے کلام سے بھی کیا لیکن کسی شخص کی زبان پر ایسے موزوں شعر نہیں آسکتے۔ اللہ کی قسم وہ سچّا ہے اور لوگ جھوٹے ہیں۔" حضرت ابو ذرؓ نے کہا تم یہیں رہو، اب میں اُسے جاکر دیکھتا ہوں۔ پھر وہ مکّہ میں آئے اور ایک ناتواں شخص کو اُنہوں نے منتخب کیا۔ پھر اُس سے اُنہوں نے پوچھا "وہ شخص کہاں ہے جسے تم صابی کہتے ہو ؟" اُس نے حضرت ابو ذرؓ کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ صابی آگیا۔ یہ سُنکر

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ اسلام ابی ذرؓ عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابی ذرؓ نحوہ۔

تمام وادی والے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر اُن پر پل پڑے (اتنا مارا کہ) وہ بے ہوش ہوگئے۔ جب اُنہیں ہوش آیا تو کھڑے ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ خون کی وجہ سے وہ ایک لال بُت معلوم ہو رہے ہیں۔ وہ زمزم کے پاس گئے۔ خون دھویا اور پانی پیا۔ پھر وہ تیس دن وہاں ٹھہرے، زمزم کے علاوہ اُن کے پاس کوئی کھانا نہیں تھا۔ زمزم کا پانی پی کر وہ موٹے تازے ہوگئے اور فاقہ کی ناتوانی بھی اُنہیں محسوس نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ چاندنی رات تھی۔ مکّہ والے سو رہے تھے۔ اُس وقت بیت اللہ کا طواف کوئی نہیں کر رہا تھا۔ صرف دو عورتیں اِساف اور نائلہ نامی بتوں کو پکار رہی تھیں۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا ایک کا نکاح دوسرے سے کر دو۔ وہ پھر بھی باز نہیں آئیں، بتوں کو پکارتی رہیں۔ دوبارہ جب وہ اُن کے پاس سے گذریں انہوں نے پھر ان بتوں کو بُرا بھلا کہا۔ دونوں عورتیں چلّاتی ہوئی چلی گئیں۔ وہ یہ کہہ رہی تھیں کاش اِس وقت کوئی ہمارا آدمی ہوتا۔ راستہ میں ان عورتوں کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ ملے۔ وہ پہاڑ پر سے اُتر رہے تھے۔ اُنہوں نے عورتوں سے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا ایک صابی آیا ہے جو کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ انہوں نے پوچھا "وہ کیا کہتا ہے؟" عورتوں نے کہا وہ فحش بات کہتا ہے۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (مسجد میں) تشریف لائے، حجرِ اسود کو بوسہ دیا۔ دونوں نے طواف کیا اور نماز پڑھی۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز پڑھ چکے تو حضرت ابوذرؓ نے کہا السّلام علیک یا رسول اللہ، آپؐ نے فرمایا وعلیک السّلام ورحمۃ اللہ۔ آپؐ نے پوچھا تم کون ہو۔ ابوذرؓ نے کہا غفار کا ایک شخص ہوں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ اُٹھایا پھر اپنی اُنگلیاں اپنی پیشانی پر رکھیں ابوذرؓ یہ سمجھے کہ غفار کہنا آپؐ کو ناگوار گزرا۔ وہ آپؐ کا ہاتھ پکڑنے کیلئے آگے بڑھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جو آپؐ کا حال حضرت ابوذرؓ سے زیادہ جانتے تھے ابوذرؓ کو روکا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سر اُٹھایا اور پوچھا تم کب یہاں آئے؟ ابوذرؓ نے کہا تیس دن ہوگئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا تمہیں کھانا کون کھلاتا ہے۔ ابوذرؓ نے کہا زمزم کے پانی کے علاوہ اور کچھ مجھے کھانے کو نہیں ملا۔ میں اُسی سے موٹا ہوگیا ہوں اور بھوک کی ناتوانی بھی معلوم نہیں ہوتی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "زمزم کا پانی برکت والا ہے اور کھانے کی طرح پیٹ بھر دیتا ہے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "آج مجھے انہیں کھانا کھلانے کی اجازت دیجئے"۔ پھر وہ چلے۔ حضرت ابوبکرؓ نے دروازہ کھولا اور طائف کی کشمش نکال نکال کر اُنہیں دینے لگے۔ یہ پہلا کھانا تھا جو اُنہوں نے مکہ میں کھایا۔ پھر وہ کچھ دیر اور وہاں ٹھہرے۔ اس کے بعد وہ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے ایک کھجور والی زمین دکھائی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ یثرب کے علاوہ کوئی اور جگہ نہیں ہے۔ لہٰذا تم ابھی چلے جاؤ اور اپنی قوم میں تبلیغ کرو، ممکن ہے اللہ تمہارے ذریعہ سے ان کو نفع پہنچائے اور تمہیں ثواب عطا فرمائے۔ حضرت ابوذرؓ وہاں سے رخصت ہو کر اُنیس کے پاس آئے۔ اُنیس نے پوچھا تم نے کیا کیا؟ حضرت ابوذرؓ نے کہا "میں مسلم ہوگیا ہوں اور اُن کی نبوّت کی تصدیق کرتا ہوں"۔ انیس نے کہا "تمہارے دین سے مجھے بھی نفرت نہیں ہے۔ میں بھی اسلام قبول کرتا ہوں"۔ پھر وہ دونوں اپنی والدہ کے پاس گئے۔ انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ پھر انہوں نے اونٹوں پر اپنا سامان لادا اور اپنی قوم غفار میں پہنچے ان کی تبلیغ سے آدھی قوم مسلم ہوگئی۔ ان کی قیادت اَیما بن رحضہ کیا کرتے تھے۔ باقی آدھی قوم نے کہا کہ جب آپؐ مدینہ تشریف لائیں گے تو ہم بھی مسلم ہو جائیں گے۔ غرض یہ کہ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ

پہنچے تو باقی قوم بھی مسلم ہوگئی [1]

مسلمین کی ابتلاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین کو برابر تکلیفیں دی جارہی تھیں۔ صرف ایک آپؐ کے چچا ابوطالب تھے جو اسلام تو نہ لائے تھے لیکن آپؐ کی حمایت کرتے تھے اور قریش پر غیظ و غضب کا اظہار بھی کرتے تھے [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر مسجد میں تشریف لیجایا کرتے تھے۔ توحید کی تعلیم دیتے تھے اور شرک سے روکتے تھے۔ کفارِ مکہ طواف کرتے وقت یہ الفاظ کہتے تھے:۔

لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ — میں حاضر ہوں (اے اللہ) تیرا کوئی شریک نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے "تمہاری خرابی ہو، بس بس" (اس کے آگے کچھ مت کہو) لیکن وہ نہیں مانتے تھے اور پھر اس کے آگے یہ الفاظ کہتے تھے:۔

اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ — سوائے اُس شریک کے کہ جس کا تو مالک ہے اور وہ کسی چیز کا مالک نہیں [3]

ہجرت حبشہ مسلمین پر عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا تھا۔ اسلام پر چلنے سے روکا جارہا تھا۔ اللہ نے فرمایا:۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ○ {عنکبوت ۵۶} — اے میرے مؤمن بندو! میری زمین فراخ ہے۔ پس میری ہی عبادت کرو۔

اِس حکم کی تعمیل میں ہجرت کا آغاز ہوا۔ کچھ لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان میں حضرت عثمانؓ بھی شامل تھے [4] اور حضرت جعفرؓ بھی [5]

کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب جاری رکھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ {رعد ۱} — (کافر مانیں یا نہ مانیں) یہ کتابِ الٰہی کی آیتیں ہیں۔ اور (اے رسولؐ) جو چیز آپکے ربّ کی طرف سے آپؐ پر نازل کیجارہی ہے وہ حق ہے۔ پھر بھی اکثر لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے۔

دلائلِ توحید توحید کے دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ○ {رعد ۲} — اللہ تو وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بنایا، پھر عرش پر متمکن ہوا۔ اُسی نے سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ ان میں سے ہر ایک وقت مقررہ تک چلتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام کاموں کی تدبیر کرتا رہتا ہے اور اپنی آیات کو واضح طریقہ پر بیان کرتا ہے تاکہ تم اُسکے سامنے حاضر ہونیکا یقین کرلو۔

توحید کے مزید دلائل دینے کے بعد فرمایا:۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ {رعد ۴} — ان تمام چیزوں میں عقل والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابی ذرؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء ابواب الفضائل باب قصۃ ابی طالب
[3] صحیح مسلم کتاب الحج باب التلبیۃ وصفتہا عن ابن عباسؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء ابواب الفضائل باب ہجرۃ الحبشۃ
[5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ۔

ان دلائل کے سُننے کے بعد کافروں نے پھر وہی بات دوہرائی۔ کہنے لگے :۔

ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ کیا مٹّی ہو جانے کے بعد ہم پھر از سرِ نو پیدا کئے جائیں گے۔ { رٰعٓد }

جب ان سے کہا گیا کہ رسُول کی تکذیب کر کے عذابِ الٰہی کو دعوت نہ دو تو کہنے لگے اچھا وہ عذاب کب آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا :۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ { رٰعٓد }

(یہ کیسے لوگ ہیں کہ) بھلائی سے پہلے بُرائی یعنی عذاب کی جلدی کر رہے ہیں (کیا انہیں نہیں معلوم کہ) ان سے پہلے کتنے عذاب واقع ہو چکے ہیں اور بے شک اللہ باوجود انکے گناہوں کے درگذر کرتا رہتا ہے (ورنہ اب تک کبھی کا عذاب آچکا ہوتا) اور (خبردار) تمہارا ربّ سخت عذاب دینے والا بھی ہے۔

معجزہ کا مُطالبہ کافر کہنے لگے (اچھا عذاب نہیں آتا) تو

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ { رٰعٓد } کم از کم اِس رسُول پر کوئی نشانی ہی اُتر تی۔

اللہ تعالیٰ نے اِس کے جواب میں فرمایا کہ (اے رسُولؐ، کافروں کو یہ معلوم ہو جانا چاہیئے کہ)

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۧ { رٰعٓد } آپؐ تو صرف ڈرانیوالے ہیں (معجزہ کا دکھانا آپؐ کے اختیار میں نہیں ہے) اور ہر قوم کے پاس ہادی بھیجے گئے ہیں (اسی طرح آپؐ ان کی طرف ہادی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور بس)

اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد پھر توحید کے دلائل دیئے اور آخر میں فرمایا :۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ { رٰعٓد }

(مصیبت ہو یا راحت) صرف اللہ ہی کو پکارنا صحیح ہے، اُس کے علاوہ جن کو یہ لوگ پُکارتے ہیں وہ ان کی پُکار کا کوئی جواب نہیں دے سکتے، ان مانگنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا دے تاکہ پانی خود ہی اُس کے مُنہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ اس تک خود کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ بس اسی طرح کافروں کی پُکار بھی بے سُود ہے (جن کو یہ پُکارتے ہیں وہ خود کچھ نہیں کر سکتے)

تردیدِ شریک ان دلائل کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ

ان سے پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین کا ربّ کون ہے۔ پھر آپؐ خود ہی بتائیے کہ اللہ ہے۔ پھر ان سے پوچھئے کہ تم نے اللہ کے علاوہ ایسی ہستیوں کو کیوں کارساز بنا رکھا ہے جو خود اپنے نفع، نقصان کے بھی مالک نہیں۔ پھر (اے رسُولؐ) ان سے پوچھئے کہ "کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر

شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ { الرعد ۱۶ }

ہو سکتے ہیں" (اِسی طرح اللہ اور دوسرے معبودانِ باطل برابر نہیں ہو سکتے، کیونکہ اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے. دوسرے حاضر و ناظر نہیں. پھر اے رسولؐ) ان سے پوچھئے" اچھا یہ بتاؤ کہ اندھیرا اور اُجالا برابر ہو سکتے ہیں"؛ بھلا اِن لوگوں نے جو اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں تو کیا ان شریکوں نے بھی اللہ کی طرح کوئی مخلوق پیدا کی ہے جس کے سبب اُن پر تخلیق مشتبہ ہو گئی ہے۔ آپؐ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ وہ اکیلا ہے اور زبردست ہے.

ترہیب | اِن سوالات کے بعد اللہ تعالیٰ نے توحید کے مزید دلائل دیتے ہوئے کفار کو پھر جھنجھوڑا. پھر فرمایا اگر یہ نہیں مانیں گے تو :-

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْۗءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ { الرعد ۱۸ }

ایسے لوگوں کا حساب بُرا ہوگا۔ اُن کا ٹھکانہ جہنم ہوگی اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔

کافروں نے پھر حسابِ کتاب کا انکار کیا تو فرمایا قیامت ضرور آئے گی اور وہ اُس وقت آئے گی :.

اِذَا السَّمَاۗءُ انْفَطَرَتْ ○ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ○ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ○ { الانفطار ۱ تا ۳ }

جب آسمان پھٹ جائیگا۔ تارے جھڑ جائیں گے ۔ دریا بہہ جائیں گے ۔

اور جب یہ ہوگا تو پھر :-

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ○ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ○ { الانفطار ۴ تا ۵ }

اُس وقت قبریں اُکھیڑ دی جائیں گی (سُنبلہ ہو جائیں گے) ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ اُس نے کیسے عمل آگے بھیجے تھے اور کیسے اعمال پیچھے چھوڑ آیا تھا (جو اُس کی اولاد اور متبعین میں محض اُس کی وجہ سے جاری تھے)

اس کے بعد پھر اپنی قدرتِ کاملہ کی نشانیاں بتلاتے ہوئے فرمایا :-

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ○ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ○ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ○ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ { الانفطار ۹ تا ۱۲ }

پھر بھی تم سزا و جزا کو جھٹلاتے ہو (سُن لو) تم پر نگہبان مقرر ہیں، وہ عزّت والے ہیں۔ وہ تمہارے اعمال لکھتے رہتے ہیں، جو کچھ تم کرتے ہو اُسے وہ جانتے ہیں۔

روزِ جزا پر مزید زور دیتے ہوئے فرمایا (اُس دن سے ڈرو کیوں کہ)

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـــًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ○ { الانفطار ۱۹ }

اُس دن کوئی کسی کا کچھ بھلا نہیں کر سکتا۔ اُس روز صرف اللہ ہی کی حکومت ہوگی۔

معجزہ کا مُطالبہ | کافروں نے پھر وہی مطالبہ کیا کہ آخر

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ { الرعد ۷ }

اس رسول پر اس کے ربّ کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں نازل ہوتی.

اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ○ { الرعد ۲۷ }

آپؐ ان سے کہہ دیجئے کہ بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے (یعنی گمراہی بھی فطری قوانین کے مطابق

ہوتی ہے) اور جو اُس کی طرف رجوع کرتا ہے اللہ اُسے ہدایت دیدیتا ہے (یعنی ہدایت کے لئے خود انسان کی اپنی کوشش اور خلوص کو بڑا دخل ہے)

معجزہ نہ دکھانے کی وجہ | پھر فرمایا کہ ان کی خواہش کے مُطابق اور مُومنین کی آرزو کے موافق

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْــَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ {رعد ۳۱}

اگر (اللہ ایسا معجزہ دکھا بھی دے کہ) قرآن کے ساتھ پہاڑ چلنے لگیں یا زمین پھٹ جائے یا مُردے بات کریں (تو اللہ یہ کر تو سکتا ہے) کیونکہ یہ تمام چیزیں اللہ کے اختیار میں ہیں (لیکن اللہ ہمیشہ ایسا کرتا نہیں) کیا مُومنین کو یہ یقین نہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت دیدیتا (کیونکہ مشیئتِ الٰہی کے بغیر ہدایت ناممکن ہے لہٰذا معجزہ بھی مفید نہ ہوگا۔ اس چیز کو یہ لوگ نہیں جانتے۔ اللہ کی مصلحت کو اللہ ہی خوب جانتا ہے)

پھر اللہ نے فرمایا کہ (معجزہ دکھانے کا وقت تو ابھی نہیں آیا) ہاں یہ ضرور ہوتا رہے گا کہ:۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۡ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ {رعد ۳۱، ۳۲}

ان کافروں پر بلائیں آتی رہیں گی یا ان کی بستیوں کے قریب نازل ہوتی رہیں گی یہاں تک کہ اللہ کے وعدہ کے مُطابق عذاب نازل ہو جائے۔ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور (اے رسولؐ آپ گھبرائیں نہیں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ مذاق کیا گیا تھا۔ ہم نے ان کو ڈھیل دی تھی (انہیں بھی ڈھیل دے رہے ہیں) پھر آخر ہم نے ان کو اپنی گرفت میں لے لیا اور وہ کتنا سخت عذاب تھا (ایسے ہی ڈھیل دینے کے بعد ان کے لئے بھی عذاب کا ایک وقت مقرر ہے۔ اس وقتِ مقررہ پر عذاب آکر رہے گا)

تردیدِ شرک | پھر اللہ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۭ اَمْ تُنَبِّــُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۭ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ {رعد ۳۳، ۳۴}

ان لوگوں نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں۔ ان سے پوچھئے کہ ذرا ان کے (صفاتی) نام تو بتاؤ۔ کیا تم اللہ کو ایسی باتوں کی خبر دیتے ہو کہ جن کو وہ زمین میں موجود ہوتے ہوئے نہیں جانتا یا یہ شرک محض ظاہری ہے، زبان ہی زبان پر ہے (دل میں تم بھی سمجھتے ہو کہ یہ معبودانِ باطل کچھ نہیں کر سکتے) اصل بات یہ ہے کہ کافروں کو ان کی تدبیریں بڑی اچھی معلوم ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے وہ راہِ راست سے بھٹک گئے ہیں اور اللہ جس کو (اپنے قوانینِ فطرت کے مُطابق) گمراہ کر دے تو اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ ان کو دنیا میں بھی عذاب ہوگا (اور آخرت میں بھی) اور آخرت میں تو اور بھی زیادہ سخت عذاب ہے۔ وہاں انکو کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ آپ صاف صاف اعلان کر دیجئے کہ)

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ

بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ○ {الرعد ۳۶} کروں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں۔ لہٰذا میں اُسی کی طرف بُلاتا ہوں اور اُسی کی طرف مجھ کو لوٹنا ہے۔

کافروں کی سمجھ میں اس کا کوئی جواب نہیں آیا تو کہنے لگے آپؐ رسول کیسے ہوسکتے ہیں۔ آپ کے تو بیوی بھی ہے، بچّے بھی ہیں۔ پھر آپ کوئی معجزہ بھی نہیں دکھاتے۔ اللہ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ○ {الرعد ۳۸}

ہم نے جتنے بھی رسول آپؐ سے پہلے بھیجے سب کی بیویاں تھیں اور بچّے تھے اور کسی بھی رسُول کے اختیار میں یہ نہیں تھا کہ کوئی معجزہ دکھا سکے جب تک اللہ کا حکم نہ ہو (اللہ کے ہاں) ہر کام کا وقت مقرر ہے۔

یہ جواب باصواب ملنے کے بعد بھی :-

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝ {الرعد ۴۳}

کافروں نے کہا "آپؐ اللہ کے رسول نہیں ہیں" (اے رسولؐ) آپؐ ان سے کہدیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی کافی گواہ ہے اور وہ شخص بھی میری صداقت کا گواہ ہے جس کے پاس کتابِ الٰہی کا علم ہے (یعنی منصف اہلِ کتاب بھی میری صداقت کے گواہ ہیں)

تسلّی اپنے رسولؐ کو تسلّی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○ {ابراہیم}

ہم نے یہ کتاب آپؐ پر نازل کر دی ہے تاکہ آپؐ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئیں یعنی اپنے ربّ کے حکم سے اُس راستہ پر لے آئیں جو راستہ عزّت والے، تعریف والے اللہ کا راستہ ہے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم احکامِ الٰہی کی تعمیل میں برابر توحید کی دعوت دیتے رہے۔ کفار جب اور کوئی اعتراض نہ کرسکے تو کہنے لگے کہ قرآن کسی اور زبان میں کیوں نہ اُترا۔ اللہ تعالےٰ نے جواب دیا :-

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ {ابراہیم}

ہم نے جو پیغمبر بھی بھیجا وہ اپنی قوم ہی کی زبان میں گفتگو کرتا تھا تاکہ وہ اُنکو اُنکی اپنی زبان میں اچھی طرح سمجھا سکے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسری قوموں کے انجام کی طرف توجّہ دلانے کے بعد فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ○ {ابراہیم ۳۰}

ان سے کہدیجئے کہ چند روز فائدہ اُٹھالو آخر کار تمہیں دوزخ ہی میں جانا ہے۔

کفّار کی سازش کفّارِ مکہ برابر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔ تکلیفیں پہنچاتے رہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا :-

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ○ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ

گذشتہ اقوام نے بھی بڑی بڑی تدبیریں کی تھیں۔ ان کی تدبیریں سب اللہ کے پاس لکھی ہوئی ہیں۔ یہ تدبیریں ایسی زبردست تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جاتے (اے رسولؐ)

رُسُلَهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○ {ابراہیم ۴۷} آپؐ یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ جو وعدہ رسُولوں سے کرتا ہے وہ پُورا نہیں کرتا۔ بے شک اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے (ایک وقت آئے گا کہ ان ایذا رسانیوں کا ان سے بدلہ لیا جائیگا اور ان کی ساری تدبیریں اسی طرح خاک میں مل جائیں گی جس طرح گذشتہ قوموں کی تدبیریں خاک میں مل گئیں)

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر توحید کی دعوت دیتے رہے۔ اللہ اکیلے کی حاکمیت کی طرف بُلاتے رہے لیکن کفّار کی سمجھ میں کسی طرح نہ آیا کہ اللہ اکیلا بھی معبود ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ (کوئی مانے یا نہ مانے) یہ کتابِ الٰہی اور روشن قرآن کی رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ○ {الحجر ۱، ۲} آیتیں ہیں، ایک وقت ایسا آنیوالا ہے کہ اُس وقت کافر یہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلم ہوتے۔

معجزہ کا مُطالبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر اسلام کی دعوت دیتے رہے اور کافر یہ کہتے رہے کہ:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ اے وہ شخص جس پر یہ کتاب نازل ہوئی ہے "تم مجنون ہو" لَمَجْنُوْنٌ ○ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ اگر تم سچے ہو تو فرشتوں کو ہمارے پاس کیوں نہیں لاتے (اللہ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ نے فرمایا ان سے کہہ دیجئے) کہ ہم فرشتے حق کے ساتھ ہی نازل اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ○ {الحجر ۶ تا ۸} کرتے ہیں (یعنی جب ان کے نزول کا صحیح وقت آجاتا ہے اور وہ اُسی وقت نازل ہوتے ہیں جب کافروں کی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے) اور پھر کافر مہلت نہیں دئے جاتے۔

تسلّی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول کو تسلّی دینے کے لئے فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ ہم نے آپؐ سے پہلے بھی اور قوموں میں رسُول بھیجے تھے۔ اُن الْاَوَّلِيْنَ ○ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا قوموں نے بھی اپنے رسُول کا مذاق اُڑایا (لہٰذا آپؐ ان کے بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ {الحجر ۱۰ تا ۱۱} استہزاء کی پرواہ نہ کریں، یہ تو ہوتا ہی آیا ہے)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (ایمان لانے کے لئے معجزہ کا دکھانا کوئی ضروری نہیں کہ مفید ہی ہو)

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ اگر ہم آسمان کا دروازہ بھی کھولدیں اور یہ اس میں سے ہوکر فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ○ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ آسمان پر چڑھنے لگیں اُس وقت بھی یہ کہدیں گے کہ ہماری اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ○ {الحجر ۱۴، ۱۵} آنکھیں مخمور ہوگئی ہیں بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیوں کی طرف توجّہ دلانے کے بعد فرمایا:۔

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ط اِنَّهٗ بے شک آپؐ کا ربّ (قیامت کے دن) ان سب کو حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○ {الحجر ۲۵} جمع کرے گا اور وہ بڑا حکمت والا علم والا ہے۔

پھر ابلیس کی سرکشی اور نافرمانی کی سرگذشت سُنانے کے بعد فرمایا (کہ یہ لوگ اُسی کی پیروی کر رہے ہیں)

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ {الحجر ۴۳} اور ان سب کے وعدہ کی جگہ دوزخ ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اصحابِ لوطؑ، اصحابِ ایکہ اور اصحابِ حجر کے واقعات اور عبرتناک انجام کا حال سُنا کر فرمایا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ (یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ) ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور اِلَّا بِالْحَقِّ ط وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ اُن کے درمیان کی چیزوں کو یوں ہی پیدا کیا ہے۔ نہیں

الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ○ {حجر ۸۵} ہم نے ان کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے (یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ انہیں چھوڑ دیا جائے گا) بے شک قیامت ضرور واقع ہوگی (اور اُس وقت اُن کو سزا بھگتنی ہوگی) اور (اے رسولؐ) ابھی آپؐ ان کو خوبصورتی سے معاف کرتے رہیں (ان کی زیادتی سے درگذر فرمائیں)

عذاب کا مطالبہ کفارِ مکہ نے پھر عذاب کا مطالبہ کیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ {نحل} اللہ کا عذاب آنے ہی والا ہے۔ اس کی جلدی نہ کرو۔ (تم شرک کرتے ہو تو اللہ کا کیا بگڑتا ہے) اللہ تمہارے شرک سے بلند و بالا ہے۔

پھر اللہ تعالےٰ نے توحید کے دلائل دینے کے بعد فرمایا:۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ○ {نحل ۱۳} ان دلائل میں نصیحت حاصل کرنیوالوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مخلوق پرستی کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ {نحل ۱۷} کیا جو پیدا کرسکتا ہے اور جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتا ایک جیسے ہوسکتے ہیں (ہرگز نہیں ہوسکتے، تو پھر ان معبودانِ باطل کو اللہ کی ذات، صفات اور حقوق میں کیوں شریک کرتے ہو) آخر تم غور کیوں نہیں کرتے۔

مخلوق پرستی، بُت پرستی اور شرک کے تمام اقسام کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○ جن کو یہ اللہ کے علاوہ مشکل کشائی کے لئے پکارتے ہیں وہ کچھ بھی تو پیدا نہیں کرسکتے، وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں (بھلا جو شخص اپنی تخلیق میں دوسرے کا محتاج ہو وہ کیا کسی کی مدد کرسکتا ہے) پھر وہ زندہ بھی نہیں ہیں، مر چکے ہیں اور انہیں تو یہ تک نہیں معلوم کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے۔ تمہارا معبود تو صرف ایک ہی ہے لیکن جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہی اسکا انکار کرتے ہیں اور وہی سرکشی کرتے ہیں۔

توحید کے اِن دلائل کو سُن کر کفارِ مکہ لاجواب ہوگئے تو کہنے لگے:۔

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ {نحل ۳۵} اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے آباء و اجداد نہ شرک کرتے نہ اللہ کے سوا کسی کو پوجتے اور نہ اُس کے فرمان کے بغیر کسی چیز کو حرام کرتے (ہمارے یہ افعالِ شرکیہ اللہ ہی کی طرف سے ہیں وہ ان سے خوش ہے۔ اللہ نے فرمایا) پہلے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا (یہ مانیں یا نہ مانیں) ہمارے رسولوں کی ذمہ داری تو صرف اِتنی ہے کہ وضاحت کے ساتھ پہنچا دیں۔

شرک فی الذات کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ○ {نحل} ان لوگوں نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں سمجھ رکھا ہے۔ اللہ ایسی چیزوں سے پاک ہے۔ پھر فرمایا یہ اپنے لئے تو

بیٹے پسند کرتے ہیں (اور اللہ کیلئے بیٹیاں۔ کتنے تعجّب کی بات ہے)

پھر اللہ نے فرمایا کہ اے رسولؐ :۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ {اخلاص}

ان سے کہدیجئے کہ اللہ ایک ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اُس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔

شرک کی مزید تردید کرتے ہوئے فرمایا (ان کو کیا ہو گیا ہے کہ)

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ {نحل ۷۳، ۷۴}

یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نہ تو آسمانوں میں نہ زمین میں روزی دینے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ ان میں کسی قسم کی طاقت و قدرت ہے۔ لہٰذا اللہ کیلئے مثالیں نہ بیان کیا کرو (یعنی اس طرح نہ کہو کہ سیڑھی در سیڑھی ہی پہنچنا ہوتا ہے لہٰذا ان بزرگوں کی عبادت اور نذر و نیاز بھی ضروری ہے یا اور اسی قسم کی مثالیں دینے لگو) بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (کہ کونسی مثال اللہ کے شایانِ شان ہے اور کونسی نہیں)

پھر اللہ تعالےٰ نے مؤمنین کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا :۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ {نحل ۹۷، ۹۸}

جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مؤمن ہو ہم اُسے پاک زندگی عطا کریں گے اور ان کے اعمال کا اچھا بدلہ دیں گے اور (اے مؤمنو) جب قرآن پڑھا کرو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

کفّارِ مکّہ کا عناد کسی طرح کم نہ ہوا۔ مختلف قسم کی باتیں بناتے رہے۔ ایک دن کہنے لگے کہ ایک عجمی شخص ہے وہ آکر ان کو سکھا جاتا ہے۔ یہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا (اے رسولؐ)

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ {نحل ۱۰۳، ۱۰۴}

ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو ایک آدمی آکر سکھا جاتا ہے (افسوس یہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ) وہ آدمی جس کی طرف یہ نسبت کرتے ہیں اُس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ کلام فصیح عربی زبان میں ہے۔ بے شک جو لوگ (حیلہ حوالہ سے) اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اللہ اُن کو ہدایت نہیں دیتا۔ (یعنی فطری قوانین کے مطابق وہ ہدایت سے محروم رہتے ہیں) ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

دھمکی | پھر اللہ تعالےٰ نے شرک کی تردید کرتے ہوئے عذاب کی دھمکی دی۔ فرمایا :۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ڮ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ

اللہ کے سوا کوئی الٰہ (حاجت روا) نہیں، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے، وہی تمہارا رب ہے، اور تمہارے آباء و

يَّلْعَبُوْنَ ○ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ
مُّبِيْنٍ ○ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○
رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ○
اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ
مُّبِيْنٌ ○ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ
مَّجْنُوْنٌ ○ {دخان ۱۰ تا ۱۴}

اَجداد کا بھی جو پہلے گذر چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک یہ لوگ شک میں کھیل رہے ہیں (اور مذاق اُڑا رہے ہیں) اے رسولؐ آپ انتظار کریں اُس دن کا جس دن آسمان سے دُھواں ظاہر ہوگا جو لوگوں کو گھیر لے گا۔ یہ ایک دردناک عذاب ہوگا اُس وقت یہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب اس عذاب کو دور فرما دے تو ہم ایمان لے آئینگے (لیکن اس عذاب کے ٹل جانے سے) اُن کو کیسے نصیحت حاصل ہوگی جبکہ ایسے رسُولؐ کے آنے سے یہ راہِ راست پر نہ آئے جو ہر بات وضاحت سے بیان کر رہا ہے بلکہ رسُول سے اُن لوگوں نے مُنہ پھیر لیا اور کہتے ہیں کہ یہ تو سکھایا پڑھایا ہوا دیوانہ ہے۔

قحط جب کفار قریش کسی طرح سرکشی سے باز نہ آئے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کرتے رہے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی سرکشی کو ختم کرنے کے لئے اِس طرح دُعا کی کہ:۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ۔

اے اللہ ان لوگوں کے مقابلہ میں ایسے ہفت سالہ قحط سے میری مدد فرما جیسا ہفت سالہ قحط یوسف (علیہ السّلام) کے زمانہ میں آیا تھا۔

آپؐ کی اس دُعا سے ان پر قحط مسلّط ہو گیا اور بڑی مصیبت میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ وہ اس میں ہلاک ہونے لگے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ مُردار، چمڑے اور ہڈیاں تک کھا گئے۔ ان میں سے ہر شخص کو مصیبت اور بھوک کی وجہ سے آسمان اور زمین کے بیچ میں دھواں سا نظر آنے لگا۔ آخر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں ابوسفیان (جو ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے) آئے اور کہنے لگے آپؐ تو اس لئے آئے ہیں کہ ہمیں اللہ کی اطاعت اور صلۂ رحمی کا حکم دیں اور بے شک آپؐ کی قوم قبیلۂ مضر وغیرہ ہلاک ہوتی چلی جا رہی ہے، لہٰذا آپؐ اللہ سے دُعا کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا "مضر کے لئے دُعا؟ تو بڑا دلیر ہے" (کہ ایسی بدبخت اور سرکش قوم کے لئے دعا کراتا ہے) بہرحال رحمۃ للعالمینؐ نے پانی کے لئے دُعا کی۔ سُورۂ دخان کی مندرجہ بالا پیشین گوئی کے بمصداق کفار بھی دُعا کرنے لگے کہ اے اللہ ہم سے عذاب دور کر دے، ہم ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اچھا:۔

اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ○ {دخان ۱۵}

ہم کچھ عرصہ کے لئے عذاب کو دور کئے دیتے ہیں مگر تم پھر وہی سرکشی کرو گے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دُعا قبول ہوئی۔ اللہ نے قحط کو دور کر دیا اور پھر وہی ہوا جو اللہ نے فرمایا تھا یعنی کفار پھر وہی سرکشی کرنے لگے۔ اُسی کفر و عناد کا اِعادہ کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سکھایا پڑھایا ہوا دیوانہ کہا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ○ {دخان ۱۶}

(اس وقت تو ہم نے عذاب ٹال دیا لیکن) جس دن ہم بڑی گرفت میں تمہیں لینگے تو پھر اُس دن ہم انتقام ہی لیکر چھوڑینگے[1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سُورۂ روم / سُورۂ ص و سورۂ دخان۔ و صحیح مسلم کتاب الرقاق باب الدخان نحوہٗ۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم کے ہیں۔

الغرض اس عذاب کے ٹل جانے کے بعد بھی ان کی سرکشی ختم نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السّلام کا ذکر کیا اور بطور عبرت کے قومِ فرعون کی ہلاکت کا ذکر کیا۔ لیکن اُنہیں عبرت نہیں ہوئی بلکہ :۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ○ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ○ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ {دخان ۳۴ تا ۳۶}

ان لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ ہمیں بس ایک بار مرنا ہے پھر کوئی زندگی نہیں، اگر تم (اپنے دعویٰ قیامت میں) سچّے ہو تو ہمارے آباء و اجداد کو زندہ کر کے لاؤ۔

اللہ تعالےٰ نے جواب دیا کہ (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے :۔

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ○ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ○ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○ {دخان ۳۷ تا ۴۲}

کیا یہ بہتر ہیں یا قومِ تبّع اور ان سے پہلے کے لوگ (یقیناً وہ زیادہ طاقتور تھے) لیکن ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا صرف اس لئے کہ وہ مجرم تھے (اور کیونکہ یہ بھی مجرم ہیں لہٰذا انہیں ہلاک کرنا ہمارے لئے کچھ بھی مشکل کام نہیں ہے۔ مزید برآں یہ عذاب یہیں ختم نہ ہوگا بلکہ روزِ حشر ہم ان سے پھر انتقام لیں گے) کیونکہ ہم نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ انکے درمیان ہے بطور کھیل کے پیدا نہیں کیا ہے۔ ہم نے ان کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ بیشک فیصلہ کا دن ان سب کے حساب کا وقت ہے جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی کام نہ آسکے گا مگر ہاں جس پر اللہ ہی رحم فرمائے (تو بے شک وہ بے خوف ہوگا) بے شک اللہ غالب ہے اور رحم کرنے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے عذابات کا ذکر کر کے کفار کو ڈرایا۔ جنّت کی نعمتیں بیان کر کے راہِ ہدایت کی ترغیب دی لیکن وہ نہ مانے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ○ {دخان ۵۹}

آپؐ بھی انتظار کیجئے۔ یہ بھی انتظار کر رہے ہیں (عذاب کے نزول کا وقت قریب آتا جا رہا ہے پھر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ تکذیبِ رسول کا انجام کیا ہوتا ہے)

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تبلیغ میں جانفشانی | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑی محنت و جانفشانی سے تبلیغ کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کو آپؐ کی اس حالت پر رحم آگیا۔ فرمایا :۔

طٰهٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ○ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ○ {طٰہٰ ۱ تا ۳}

(اے رسولؐ) ہم نے یہ قرآن اِس لئے نازل نہیں کیا ہے کہ آپؐ مشقّت میں پڑ جائیں یہ تو بس ڈرنے والے کیلئے نصیحت ہے

(اگر کوئی نہیں مانتا تو آپؐ محنتِ شاقہ نہ کیجئے)

صبر کی تلقین | پھر اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو صبر و استقامت کی تلقین کرنے اور کفار کی ترہیب کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا قصّہ نازل فرمایا۔ مؤمنین کی تسلّی کے لئے فرمایا کہ اُن جادوگروں کو دیکھو، کتنے صابر تھے کہ جب فرعون نے اُن سے کہا :۔

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ

میں تمہارے مخالف سمت سے ہاتھ پیر کاٹ ڈالونگا اور تمہیں سُولی پر لٹکا دوں گا۔ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ

وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَا اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ○ {طٰہٰ} کس کا عذاب زیادہ سخت ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے (میرا یا اللہ کا)

تو جادوگروں نے کہا:۔

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ط اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ○ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ط وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى ○ {طٰہٰ}

جو تجھے کرنا ہو کر گزر۔ تیرا حکم تو دنیا کی زندگی ہی تک محدود ہے۔ ہم تو اپنے ربّ پر ایمان لا چکے تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کرے اور جو جادو تو نے ہم سے زبردستی کرایا ہے اسے بھی معاف فرمائے اور اللہ ہی اچھا اور باقی رہنے والا ہے۔

موسیٰ علیہ السّلام کا پورا قصّہ ختم کرنے اور اُن کے مخالفین کا انجام بتانے کے بعد کفّار سے فرمایا:۔

مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا ○ خٰلِدِیْنَ فِیْهِ ط وَسَآءَ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حِمْلًا ○ {طٰہٰ}

جو شخص اس نصیحت سے منہ موڑتا ہے وہ قیامت کے دن (گناہ کا) بوجھ اُٹھائیگا۔ ایسے لوگ ہمیشہ اسی حالت میں رہیں گے اور جو بوجھ یہ قیامت کے دن اُٹھائے ہوں گے وہ بہت ہی بُرا بوجھ ہے۔

پھر فرمایا کہ وہ دن دور نہیں کہ جس دن جزاء و سزا واقع ہوگی، حساب و کتاب ہوگا بلکہ:۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ○ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ ○ لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ ط وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ج الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ج هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ج اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ○ {انبیاء}

(یوں سمجھو کہ) حساب کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ پھر بھی یہ لوگ غفلت میں اس سے روگردانی کر رہے ہیں۔ جب کوئی نصیحت ان کے ربّ کی طرف سے ان کے پاس آتی ہے تو اُسے کھیلتے ہوئے سُنتے ہیں۔ ان کے دل غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (مزید برآں) یہ ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے رہتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ شخص تو تم ہی جیسا آدمی ہے۔

تو پھر تم جانتے بوجھتے کیوں جادو کی لپیٹ میں آتے ہو۔

ان سرگوشیوں کے جواب میں اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

قُلْ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ {انبیاء}

اللہ ہر بات کو جانتا ہے خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں اور وہ سُننے والا جاننے والا ہے۔

کافر یہ سُن کر کہنے لگے:۔

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ج فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ○ {انبیاء}

یہ سب پریشان باتیں ہیں، بلکہ یہ خود اسی نے گھڑلی ہیں۔ بلکہ یہ شخص شاعر ہے (شاعرانہ باتیں کرتا ہے اگر یہ واقعی رسول ہے تو پھر) ہمیں معجزہ کیوں نہیں دکھاتا جس طرح کہ پہلے رسُول معجزہ دے کر بھیجے گئے تھے (اور انہوں نے معجزے دکھائے تھے)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن قوموں کو معجزے دکھائے گئے تھے وہ

مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ج

بھی تو ایمان نہیں لائیں اور بالآخر ہم نے اُنہیں ہلاک

اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ○ {انبیاء} کر دیا تو کیا یہ ایمان لے آئینگے (کیا اِنکا بھی حشر اُن جیسا نہ ہوگا)

رسُول بشر ہوتا ہے رہا ان کا یہ اعتراض کہ یہ ان ہی جیسا آدمی ہے، رسول کیسے ہوسکتا ہے تو (اے رسولؐ)

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ○ {انبیاء ۱ و ۸}

آپؐ سے پہلے جتنے بھی رسُول ہم نے بھیجے سب انسان ہی تھے اُنہی کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے (اگر انہیں یقین نہ آئے تو ان سے کہئے کہ) اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم یعنی اہلِ کتاب سے پوچھ لو۔ اور (یہی نہیں کہ وہ انسان تھے بلکہ) ہم نے اُن کے ایسے جسم ہی نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔

اور اے رسولؐ اُن سے یہ بھی کہہ دیجئے (کہ اگر تم اب بھی باز نہ آئے تو سُن لو کہ ہم تمہیں نیست و نابود کر دینگے جس طرح)

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ○ {انبیاء ۱۱}

ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں نیست و نابود کر دیا اور اُن کے بعد اور لوگ پیدا کر دئے۔

وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ○ {انبیاء ۱۸}

اور جو باتیں تم بنا رہے ہو (اسکی سزا میں) تمہارے لئے بڑی خرابی ہے۔

شرک کی تردید پھر شرک کی تردید کرتے ہوئے مشرکینِ مکّہ سے سوال کیا:۔

اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ○ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ {انبیاء ۲۱ و ۲۲}

لوگوں نے زمین میں جو معبود بنا رکھے ہیں کیا یہ ان لوگوں کو دوبارہ زندہ کریں گے۔ اگر زمین و آسمان میں (ان کے عقیدہ کے مطابق) اللہ کے علاوہ اور معبود کارساز ہوتے تو زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ پس جو باتیں یہ بنا رہے ہیں اللہ ربُّ العرش ان سے مُبرّا ہے۔

پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اگر تم بہت سے معبودوں کے قائل ہو تو

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ {انبیاء ۲۴}

لاؤ کوئی دلیل پیش کرو۔

پھر فرمایا (کہ اے رسولؐ یہ توحید کی تعلیم جو آپ پیش کر رہے ہیں کوئی نئی اور انوکھی تعلیم نہیں ہے بلکہ)

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○

ہم نے جو رسول بھی آپؐ سے پہلے بھیجا اُس کی طرف یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، لہٰذا صرف میری ہی عبادت کرو (اور جب یہ کوئی انوکھی چیز نہیں تو یہ اُسے تسلیم کیوں نہیں کرتے)

پھر فرمایا (کہ یہ کیسے لوگ ہیں کہ)

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ○ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ○ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى

کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہے۔ وہ تو قطعاً اس سے مُبرّا ہے جن کو یہ اولاد بتاتے ہیں وہ اللہ کے عزّت والے بندے ہیں، وہ تو اللہ کے سامنے بڑھ کر بات نہیں کر سکتے بلکہ اُسکے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ اُس چیز سے واقف ہے جو اُنکے

وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ○ {انبیاء ۲۶ تا ۲۸} آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور وہ تو اللہ سے کسی کی سفارش بھی نہیں کر سکتے مگر اُس شخص کی جس سے اللہ خوش ہو، اور وہ تو اللہ کی ہیبت سے (ہر وقت) ڈرتے رہتے ہیں۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر توحید کی تعلیم دیتے رہے اور بُت پرستی کی مذمّت کرتے رہے۔ کافر بھی برابر آپؐ کے ساتھ استہزاء سے پیش آتے رہے {انبیاء ۲۹} آپؐ کو دیکھتے تو مذاقاً کہتے :۔

اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ج {انبیاء ۳۶} کیا یہی وہ شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر کرتا ہے (اور ان کی عبادت سے روکتا ہے)

پھر بطور استہزاء کے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کرتے :۔

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ اگر تم سچّے ہو تو بتاؤ کہ یہ عذاب کا وعدہ کب پورا ہوگا۔ {انبیاء ۳۸}

تسلّی اللہ تعالیٰ نے بطور تسلّی کے اپنے رسولؐ سے فرمایا:۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ {انبیاء ۴۱} اور تحقیق آپؐ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے ہیں سب سے استہزاء کیا گیا، آخر تمسخر کرنیوالوں کو عذابِ الٰہی نے آگھیرا (تمسخر کر کے یہ کفّارِ مکّہ عذابِ الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں)

پھر فرمایا کہ اے رسولؐ ان سے

قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۚ {انبیاء ۴۵} کہدیجئے کہ میں وحی کے ذریعہ تمہیں ڈرا رہا ہوں (اور وحی کے ساتھ مذاق تمہارے لئے اچھا نہیں ہوگا)

تردیدِ شرک پھر اللہ تعالیٰ نے گذشتہ اُمّتوں کا ذکر بطور عبرت کے اُن کے سامنے پیش کیا اور اس کے بعد شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اے کفّار:۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ○ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ط وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ○ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ج وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ○ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ {انبیاء ۹۸ تا ۱۰۳}

تم اور تمہارے معبود جن کو اللہ کے علاوہ تم پوجتے ہو سب دوزخ کا ایندھن ہونگے اور تم سب دوزخ پر سے گذرو گے اگر یہ معبود ہوتے تو دوزخ پر سے ان کا گذر نہ ہوتا اور یہ سب ہمیشہ اُسی میں رہیں گے۔ یہ لوگ دوزخ میں چلّاتے رہیں گے اور کچھ سُن نہ سکیں گے، ہاں وہ لوگ جن کے متعلق پہلے سے بھلائی مقرر ہو چکی ہے (یعنی اِن کے وہ معبود جن کا اپنا کوئی قصور نہیں بلکہ ان کی تعلیم کے خلاف انہوں نے ان کو معبود بنایا تھا) وہ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے بلکہ اُس کی آواز بھی نہ سُنیں گے اور جن نعمتوں کو اُن کا جی چاہے گا اُن نعمتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اُس دن کی عظیم دہشت کا اُنہیں کوئی غم نہ ہوگا۔ فرشتے ان سے ملاقات کریں گے اور کہیں گے یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

تسلّی | پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ کافر ایمان نہیں لاتے تو یہ سمجھ لیں کہ :۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ {انبیاء ۱۰۵}

ہم زبور میں نصیحت کے بعد پہلے ہی لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث تو میرے نیک بندے ہی ہوں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو تسلّی دی کہ وہ گھبرائیں نہیں، حکومت آخر اُنہی کو ملے گی۔ پھر فرمایا (اے رسولؐ)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ {انبیاء ۱۰۷}

ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے (اور یہ ہماری مہربانی ہے کہ ہم نے ان کی ہدایت کا انتظام کیا)

آپؐ پھر اعلان کر دیجئے کہ :۔

اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ {انبیاء ۱۰۸}

میری طرف یہی وحی آرہی ہے کہ تمہارا الٰہ (حاجت روا اور کارساز) صرف ایک ہے تو کیا تم مسلم ہوتے ہو یا نہیں۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ۝ {انبیاء ۱۰۹}

اور اگر نہیں مانتے تو میں نے تو تمہیں یکساں طور پر احکامِ الٰہی سے آگاہ کر دیا ہے اور مجھ کو نہیں معلوم کہ جس عذاب کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ قریب ہے یا دور ہے۔

اس کے بعد بھی کافر باز نہ آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس طرح دُعا کی کہ :۔

رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ ۝ {انبیاء ۱۱۲}

اے میرے ربّ حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور (اے کافرو) ہمارا ربّ بڑا ہی مہربان ہے۔ اُسی سے ان باتوں میں جو تم کہہ رہے ہو مدد مانگی جاتی ہے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ برابر جاری رکھی۔ آپؐ کفار کے مجمع میں پہنچتے اور اُن کو تبلیغ کرتے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے ایک رئیس کو تبلیغ کر رہے تھے کہ دورانِ وعظ ایک نابینا نے آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ آپؐ تو یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح کفارِ قریش ایمان لے آئیں۔ اسی کوشش میں آپؐ ہر وقت لگے رہتے تھے۔ نابینا کا آنا اس رئیس کو پسند نہیں آیا۔ اس نے تیوری چڑھائی اور پیٹھ موڑ کر چل دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بلاتے رہے لیکن اس نے ایک نہ سنی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ اَنْ جَاۗءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَاۗءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَاۗءَ ذَكَرَهٗ ۝ {عبس ۱ تا ۱۲}

قریش کے اُس رئیس نے تیوری چڑھائی اور پیٹھ موڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر چلا گیا جبکہ اس کے پاس ایک نابینا آیا۔ (اے رسول) آپ کو تو معلوم نہیں (اللہ کو معلوم ہے کہ وہ پاکی حاصل نہیں کرے گا۔ ہاں) شاید یہ نابینا پاکی حاصل کرے یا نصیحت حاصل کرے تو نصیحت اُسے فائدہ پہنچائے۔ آپ نے اسکی طرف توجہ دی جو پرواہ ہی نہیں کرتا حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں اگر وہ پاکی حاصل نہ کرے اور جو دوڑتا ہوا آیا اور وہ اللہ سے ڈرتا بھی ہے آپ نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ (کسی کافر متکبر

کی خاطر کسی غریب مسلم کو) ہرگز (دور) نہیں (کیا جائے گا)۔ یہ قرآن تو ایک نصیحت ہے جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔

اگر یہ کافر نہیں مانتے تو قیامت کے دن اُنہیں اس کی سزا مل جائے گی اور:۔

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝ {عبس ۳۳ تا ۳۷}

جب قیامت غُل مچاتی ہوئی آئے گی تو اُس دن انسان اپنے بھائی سے بھاگے گا، ماں، باپ، بیوی اور اولاد سے بھاگیگا اُس دن ہر شخص کی حالت ایسی ہوگی کہ وہ اُسی میں مدہوش ہوگا۔

معجزہ کا مُطالبہ کفار نے پھر معجزہ کا مطالبہ کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ {اسراء ۵۹}

ہمیں معجزہ دکھانے سے یہ امر مانع ہے کہ اگلے لوگوں نے معجزات کی بھی تکذیب کی تھی (اصل بات یہ ہے کہ ہٹ دھرم لوگ معجزات دیکھکر بھی ایمان نہیں لاتے) اور ہم نے قوم ثمود کو ایک اونٹنی دی تھی جو (نبوّت کی) کھلی نشانی تھی تو انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم جو نشانیاں بھیجتے ہیں وہ ڈرانے کیلئے بھیجتے ہیں (یعنی وہ ہماری طرف سے الٹی میٹم ہوتا ہے کہ اب بھی اگر کافر ایمان نہیں لائے تو عذاب یقینی ہے اور مستقبلِ قریب ہی میں آنے والا ہے)

پھر اپنی قدرتِ کاملہ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا (کہ اگر یہ اس قرآن کو نہیں مانتے تو نہ مانیں اللہ کو انکی کوئی پرواہ نہیں)

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ {طارق ۱۳ تا ۱۷}

ہاں یہ حقیقت ہے کہ یہ قرآن حق و باطل میں قولِ فیصل ہے۔ یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ یہ اپنی تدبیریں کر رہے ہیں۔ میں اپنی تدبیریں کر رہا ہوں، پس (اے رسول) آپؐ ان کافروں کو چند دن کی مہلت دیدیجئے (انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کفر و انکار کا انجام کیا ہوتا ہے)

اور (اے رسولؐ) آپ تو

فَذَكِّرْ ۚ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝ {غاشیہ ۲۱ تا ۲۶}

بس نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپؐ نصیحت کئے جائیں۔ آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں (کہ زبردستی مسلم بنائیں) اب جو شخص مُنہ پھیرتا ہے اور کفر کرتا ہے (وہ سمجھ لے کہ) اللہ اس کو سخت عذاب دے گا۔ بے شک ان کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے اور پھر ہم ہی کو اُن سے حساب لینا ہے۔

ترہیب اور (اے رسولؐ آپ غمگین نہ ہوں اگر یہ ایمان نہیں لائیں گے تو بے شک تباہ ہوں گے۔ کیا ان کو نہیں معلوم اور)

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ

کیا آپؐ نے نہیں دیکھا کہ آپؐ کے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا جو اِرم کہلاتے تھے۔ جو بڑے بڑے ستون والے تھے وہ ایسے تھے کہ اُن جیسی مخلوق تو ہم نے کسی شہر میں پیدا ہی

ذِی الْاَوْتَادِ ۝ اَلَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ ۝ فَاَکْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ {فجر ۶ تا ۱۴}

نہیں کی۔ اور آپؐ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ثمود کے ساتھ کیا کیا جو وادی میں پتھر تراشا کرتے تھے۔ اور فرعون کے ساتھ کیا کیا جو (خیموں اور) میخوں والا تھا[1]۔ ان لوگوں نے مُلک میں سرکشی کی تھی اور بہت سی خرابیاں پیدا کی تھیں لہٰذا آپ کے ربّ نے اُن پر عذاب کا کوڑا برسایا (آپ گھبرائیں نہیں) بے شک آپؐ کا ربّ (اِن کی) گھات میں ہے (اِن پر بھی عذاب نازل ہوگا)

اور یہ تو دنیا کا عذاب ہوگا، آخرت کا عذاب اس پر مستزاد ہے۔

وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ یَوْمَئِذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰی لَهُ الذِّكْرٰی ۝ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ۝ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝ وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ۝ {فجر ۲۳ تا ۲۶}

اُس دن دوزخ حاضر کی جائے گی، اُس دن انسان کو ہوش آئے گا لیکن اُس دن نصیحت ماننے سے کیا حاصل ہوگا۔ اُس دن تو بس وہ یہ کہیگا اے کاش میں نے اپنی اِس زندگی کے لئے کچھ اعمال کئے ہوتے۔ بس اُس دن جو قید و بند اور سزا دی جائے گی اُس کی مثال کہیں نہیں ملے گی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بطور دھمکی کے فرمایا:۔

اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ ۝ {بلد ۵}

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اُس پر کوئی قدرت نہیں رکھتا۔

اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗٓ اَحَدٌ ۝ {بلد ۷}

کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اُسے کوئی دیکھ نہیں رہا ہے۔

(اور اے رسولؐ) اگر اب بھی یہ باز نہیں آتے تو سمجھ لیں کہ ایک دن وہ آنے والا ہے کہ جس دن

عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝ {بلد ۲۰}

آگ اُن پر بند کر دی جائے گی۔

پھر فرمایا کہ (کافر اپنے بُرے انجام کے خود ذمّہ دار ہیں اس لئے کہ اللہ نے تو)

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ {شمس ۸}

ہر انسان کو اچھے اور بُرے دونوں راستے بتا دئے (اللہ کی ذمّہ داری ختم ہوگئی)

پھر قومِ ثمود کے عبرتناک انجام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

فَدَمْدَمَ عَلَیْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝ {شمس ۱۴}

کہ اُن کے ربّ نے اُن کے گناہوں کے سبب اُن پر عذاب بھیجا اور پھر اُن کو نیست و نابود کر دیا (اگر کفّارِ مکّہ باز نہ آئے تو اُن کا بھی یہی حشر ہوگا)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذمّہ داری کی طرف توجّہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی ۝ {لیل ۱۲}

بے شک ہمارے ذمّہ ہدایت کا راستہ بتانا تھا (تو وہ ہم بتا چکے)

اور ہمارے ذمّہ ڈرانا تھا تو

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰی ۝ {لیل ۱۴}

ہم نے تم کو بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا بھی دیا (اس کے بعد بھی)

---

[1] فرعون کی اتنی بڑی فوج تھی کہ جب وہ کہیں پڑاؤ کرتی تھی تو اُس کے لئے کثیر تعداد میں خیمے لگائے جاتے تھے۔ اُن خیموں کو نصب کرنے کے لئے بڑی کثیر تعداد میں میخیں گاڑی جاتی تھیں۔

لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ {لیل ۱۵ تا ۱۶}

اگر کوئی شخص دوزخ میں داخل ہوگا تو وہی ہوگا جو بڑا بدبخت ہے اور وہ وہی شخص ہوگا جو جھٹلاتا ہے اور (ہماری تعلیم سے) منہ پھیر لیتا ہے۔

پھر اللہ نے تخلیقِ انسانی کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا (کہ اے انسان)

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝ {تین ۷ و ۸}

پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے۔ کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقوع پر زور دیتے ہوئے فرمایا (اُس دن کو یاد کرو)

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ {زلزال ۱} جس دن زمین میں ایک سخت زلزلہ آئے گا۔

یہ وہ دن ہوگا جس دن

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ جس نے ذرّہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اُسے دیکھ لیگا اور

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ {زلزال ۷ و ۸} جس نے ذرّہ برابر بھی بُرائی کی ہوگی وہ اُسے دیکھ لیگا (پھر نیکی و بدی کا بدلہ دیا جائیگا)

پھر حساب و کتاب اور دوبارہ زندہ کئے جانے پر زور دیتے ہوئے فرمایا:۔

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝ {عادیات ۹} کیا انسان یہ بات نہیں جانتا کہ (ایک دن وہ آنیوالا ہے) جس دن تمام اہلِ قبور کو زندہ کیا جائے گا۔

کفارِ مکّہ کو کسی طرح قیامت اور حساب و کتاب پر یقین نہ آتا تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ بھی بار بار انہیں قیامت کے حالات سے آگاہ کر کے ڈراتا رہتا تھا لہٰذا ایک مرتبہ پھر قیامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ {قارعہ ۱ تا ۳} وہ بڑی گڑگڑاہٹ والی ساعت ہوگی کیسی گڑگڑاہٹ والی؟ اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ کیسی گڑگڑاہٹ والی ساعت ہوگی!

قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ {قارعہ ۶ تا ۱۱}

(اُس دن) جس کے اوزان بھاری ہوں گے وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا اور جس کے اوزان ہلکے ہوں گے (یعنی نیک عمل کم ہوں گے) تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگی اور تمہیں معلوم بھی ہے کہ دوزخ کیا چیز ہے وہ دہکتی ہوئی آگ ہے۔

پھر کافروں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ {تکاثر ۵ و ۶} کاش تم کو دوزخ کا یقین ہو جاتا۔ بے شک تم اُس کو ضرور دیکھو گے (جس دن تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے)

پھر اُس دن کیا ہوگا یہ بھی تمہیں معلوم ہونا چاہیئے

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا

زمانہ کی قسم اُس دن تمام انسان نقصان میں ہوں گے سوائے اُن کے جو ایمان لائے، جنھوں نے نیک عمل کئے

بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ {عصر} جو حق کی نصیحت کرتے رہے اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

قیامت کی ہولناکیاں غرض یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر قیامت کی ہولناکیوں اور دوزخ کے عذابات سے ڈراتے رہے۔ اسی سلسلہ میں بتوسط وحیِ الٰہی آپؐ نے کافروں کو پھر قیامت کے دن سے ڈرایا۔ فرمایا:۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝ {الحج}

اے لوگو اپنے رب سے ڈر جاؤ، بے شک قیامت کا زلزلہ بہت عظیم ہوگا۔ اُس دن تم دیکھو گے کہ دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچّوں کو بھول جائیں گی اور تمام حاملہ عورتوں کے حمل گر پڑیں گے اور تمہیں ایسا محسوس ہوگا کہ لوگ نشہ میں ہیں حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بے حد شدید ہوگا (کہ اس کو دیکھکر ان کے ہوش اُڑ جائیں گے)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں پیش کرتے ہوئے اور دوبارہ زندہ کرنے کے دلائل دیتے ہوئے آخر میں فرمایا:۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ {الحج}

کہ ان مظاہرِ قدرت سے ظاہر ہے کہ اللہ ہی حق ہے وہ مُردوں کو زندہ کرسکتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے بیشک قیامت آکر رہے گی اور بے شک اللہ اہلِ قبور کو زندہ کرے گا۔

تسلّی جب کفارِ مکہ نے کسی طرح اپنی سرکشی نہ چھوڑی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا:۔

وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ۝ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ۝ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝ فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِيدٍ ۝ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ۝ {الحج ۴۲ تا ۴۶}

اگر یہ لوگ آپؐ کو جھٹلاتے ہیں تو اُن سے پہلے قومِ نوحؑ، قومِ عاد، قومِ ثمود، قومِ ابراہیمؑ، قومِ لوطؑ اور قومِ موسےٰؑ نے بھی جھٹلایا تھا پھر میں نے کافروں کو مہلت دی (اور عذاب میں تاخیر کی) بالآخر جب میں نے ان کو پکڑا تو پھر دیکھو میرا عذاب کتنا سخت تھا۔ (اور ان ہی پر کیا منحصر ہے) بہت سی بستیوں کو ہم نے تباہ کرڈالا محض اس وجہ سے کہ وہ نافرمان تھیں۔ وہ بستیاں اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں۔ بہت سے کنوئیں اور محل بے کار پڑے ہیں۔ کیا انہوں نے مُلک میں سیر نہیں کی تاکہ ان کے دل ہوتے جن سے سمجھتے، کان ہوتے کہ جن سے سُنتے، لیکن بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں (اس لئے باوجود ان برباد شدہ علاقوں کو دیکھنے کے بھی اُن کو عبرت نہیں ہوتی)

عذاب کا مطالبہ کافروں نے پھر عذاب کا تقاضہ کیا، اللہ نے فرمایا:۔

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ

یہ عذاب کے لئے جلدی کررہے ہیں اور اللہ بھی ہرگز اپنے

اللّٰہُ وَعَدَہٗ ط {ع ۶}

وعدہ کے خلاف نہیں کریگا (عذاب ضرور آئیگا لیکن ابھی مہلت دیجارہی ہے)

رسالتِ عامّہ | پھر فرمایا کہ اے رسُول

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ○ {ع ۹}

ان سے کہدیجئے کہ اے لوگو میں تو تم کو کھلّم کھلا ڈرانے والا ہوں۔

شرک کی تردید | پھر شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ○

بیشک اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور جن جن کو یہ کافر مدد کیلئے پکارتے ہیں وہ معبودانِ باطل ہیں اور بیشک اللہ ہی بلند و بالا بزرگی والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَیْسَ لَھُمْ بِہٖ عِلْمٌ ط وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ○ {ع ۱۴}

اور یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہیں کہ اللہ نے ان کی عبادت کیلئے کوئی سند نازل نہیں کی اور نہ اُن کے پاس کوئی دلیل ہے (قیامت کے دن ایسے) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

مؤمنین کو تنبیہ | ابتدائے اسلام میں ایمان لانے والوں کو ابھی چار سال ہی گذرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْھِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُھُمْ ط وَکَثِیْرٌ مِّنْھُمْ فٰسِقُوْنَ ○ {حدید ۱۶}

کیا ابھی تک ایمان والوں کیلئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر اور نازل شدہ حق کیلئے جھک جائیں اور وہ اہلِ کتاب کی طرح نہ ہو جائیں کہ جب اُن پر زمانہ طویل ہو گیا تو اُن کے دل سخت ہو گئے اور اُن میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ {صحیح مسلم کتاب التفسیر}

الغرض مؤمنین نے تبلیغ میں شدت اختیار کی، جب وہ آیاتِ الٰہی کی تلاوت کرتے تو کافروں کے چہرے بگڑ جاتے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ مؤمنین پر ٹوٹ پڑیں گے۔ {ج ۷۲}

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسُول:۔

قُلْ اَفَاُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکُمْ ط اَلنَّارُ ط وَعَدَھَا اللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ط وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ○

ان سے کہدیجئے کہ کیا میں تمہیں (تمہارے لئے) اِس سے بھی زیادہ بُری چیز نہ بتاؤں۔ وہ چیز دوزخ ہے۔ کافروں کیلئے اللہ نے اس کا وعدہ کیا ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

تردیدِ شرک | شرک کی تردید بڑے شدّ و مد سے جاری تھی۔ طرح طرح سے کفّار کو سمجھایا جارہا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک مثال کے ذریعہ توحید کی حقیقت سمجھائی۔ فرمایا:۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ ط اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ ط وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ط ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ○ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ط اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ○ {ج ۷۳ و ۷۴}

اے لوگو! تمہارے لئے ایک مثال بیان کی جاتی ہے، غور سے سنو جن ہستیوں کو تم اللہ کے علاوہ (حاجت روائی کیلئے) پکارتے ہو (اُن کا تو یہ حال ہے کہ) وہ سب مل کر بھی ایک مکھی نہیں بنا سکتے (اور مکھی بنانا تو کجا) وہ سب ملکر یہ بھی نہیں کر سکتے کہ اگر مکھی کوئی چیز چھین کر لیجائے تو اُسے اُس سے واپس لے لیں۔ طالب اور مطلوب یعنی یہ خود اور ان کے معبود دونوں کمزور ہیں (کچھ نہیں کر سکتے، افسوس) ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق ہے، بیشک اللہ ہی قدرت والا ہے اور وہی غالب ہے۔

توحید کے اثبات اور شرک کی تردید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تقریریں برابر جاری تھیں۔ ان تقاریر کا یہ اثر ہوا کہ بعض لوگوں نے ایمان قبول کیا۔

حضرت عمرؓ کا اسلام قبول کرنا تقریباً اِسی زمانہ میں حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا۔ ان کے اسلام قبول کرنے کا پس منظر یہ ہے کہ:۔

حضرت عمرؓ ایک دن کفار کے معبودوں کے پاس سو رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص گائے کا بچّہ لایا۔ اُس نے اُسے ذبح کیا، پھر ایک چِلّانے والا چلّایا۔ وہ کہتے ہیں میں نے کسی چلّانے والے کی آواز اس سے زیادہ سخت نہیں سُنی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اے دشمن! ایک عجیب بات ہے کہ ایک مردِ فصیح ہے جو یہ کہتا ہے "لا الٰہ الّا اللہ"۔ جو لوگ وہاں بیٹھے تھے سب چلے گئے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نہیں جاؤں گا جب تک میں یہ نہ معلوم کرلوں کہ اس کے پیچھے کیا ہے۔ اُس نے پھر اُسی طرح چیخ ماری۔ حضرت عمرؓ وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ یہ چرچا ہونے لگا کہ یہ نبی ہیں[1]۔

اِس واقعہ کے بعد بھی وہ ایمان نہیں لائے بلکہ اپنی بہن اور بہنوئی کو اسلام لانے کی بناء پر مارا کرتے تھے[2]۔ بہرحال اسلام کی حقّانیت نے آہستہ آہستہ اثر کیا اور وہ مسلم ہوگئے۔ ان کے اسلام لاتے ہی تمام لوگوں نے ان کا مکان گھیر لیا۔ حضرت عمرؓ اپنے گھر میں خوفزدہ ہو کر بیٹھ گئے۔ لوگ باہر چلّا رہے تھے "عمر بے دین ہوگیا" اتنے میں عاص بن وائل آیا۔ یہ ایّامِ جاہلیّت میں حضرت عمرؓ کا حلیف (دوست) تھا۔ عاص نے کہا "اے عمر تمہارا کیا حال ہے" حضرت عمرؓ نے کہا کہ تمہاری قوم یہ کہتی ہے کہ وہ مجھے قتل کردے گی اگر میں نے اسلام قبول کرلیا۔ عاص نے کہا میرے امان دینے کے بعد وہ تم پر قابو نہیں پاسکتے۔ عاص باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ تمام وادی لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ عاص نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟" لوگوں نے کہا "عمر بے دین ہوگیا ہے"۔ عاص نے کہا "ہوگیا تو کیا ہوا۔ یہ ہجوم کیسا ہے؟" لوگوں نے کہا "ہم اس کے پاس جارہے ہیں (تاکہ اُسے قتل کریں)" عاص نے کہا میں نے اُس کو پناہ دی ہے۔ اب تم اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ یہ سُننا تھا کہ تمام لوگ واپس چلے گئے[3]۔ (حضرت عمرؓ کے خلاف یہ شورش ہنگامی تھی۔ حضرت عمرؓ کا وہ کچھ نہ بگاڑ سکے) بلکہ ہوا یہ کہ اُن کے اسلام لانے سے مسلمین کو کافی قوت پہنچی[4]۔

عاص بن وائل کا کفر عاص بن وائل نے اگرچہ حضرت عمرؓ کی حمایت کی لیکن اسلام قبول نہیں کیا۔ حضرت خبابؓ فرماتے ہیں "میں لوہار تھا اور میرا عاص پر کچھ قرضہ تھا۔ میں اُس کے پاس آیا اور تقاضہ کیا" اُس نے کہا میں اُس وقت تک قرضہ ادا نہیں کروں گا جب تک تم محمدؐ کا انکار نہ کروگے۔ حضرت خبابؓ نے کہا "میں انکا انکار نہیں کروں گا جب تک تو مرجائے اور پھر زندہ کیا جائے" (یعنی میں قیامت تک انکار نہیں کرسکتا) اُس نے کہا "کیا میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا؟ اگر یہ بات ہے تو پھر اُس وقت میرے پاس مال بھی ہوگا، اولاد بھی ہوگی، میں تمہارا قرضہ ادا کردوں گا۔" اللہ تعالیٰ نے فوراً یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

أَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِـَٔايَٰتِنَا وَقَالَ — کیا آپؐ نے اُس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اسلام عمرؓ عن ابنِ عمرؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اسلام عمرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اسلام عمرؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اسلام عمرؓ۔

لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝ {مریم ۷۷ تا ۸۰}

کیا اور یہ کہا کہ مجھے (دوسری زندگی میں) مال اور اولاد ملے گی، کیا اُس نے غیب کی بات معلوم کرلی ہے، یا رحمٰن سے کوئی عہد لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں، جو کچھ وہ کہہ رہا ہے ہم لکھ رہے ہیں اور اس کے لئے عذاب کو آہستہ آہستہ بڑھاتے چلے جائیں گے اور جو چیزیں یہ بتا رہا ہے اس کے وارث ہم ہوں گے اور یہ تو اکیلا ہمارے سامنے حاضر ہوگا۔[1]

ناپ تول میں احتیاط | توحید اور مکارمِ اخلاق کی دعوت جاری تھی۔ نہ صرف شرک بلکہ معاشرہ کی تمام بُرائیوں کی اصلاح اللہ تعالےٰ کے پیشِ نظر تھی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا يَظُنُّ اُولٰۗىِٕكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {تطفیف}

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے دوزخ ہے۔ جو لوگوں سے تو پُورا ناپ کر لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ وہ ایک بڑے دن (قبروں سے زندہ کر کے) اُٹھائے جائیں گے جس دن وہ ربّ العالمین کے سامنے (حساب کتاب کیلئے) کھڑے ہونگے۔

جنّات کی پریشانی | جب سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مبعوث ہوئے تھے جنّات بھی پریشان نظر آتے تھے ایک صاحب ایّامِ جاہلیت میں کاہن تھے، بعد میں وہ مسلم ہوگئے تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک دن وہ بازار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک جنّیہ آئی، اُس کے چہرہ سے گھبراہٹ نظر آرہی تھی۔ وہ کہنے لگی "کیا تم نے جنّات اور اُن کی حیرت اور مایوسی کو دیکھا، کیا نگونساری کے بعد اُن کی نا اُمیدی کو دیکھا اور کیا تم نے لوگوں کا اونٹ والوں اور چادر اوڑھنے والوں (یعنی اہلِ عرب) کا تابع ہوجانے کو دیکھا"[2]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مبعوث ہوتے ہی جنّات اور آسمان کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی اور ان پر شدّت سے چنگاریاں برسنے لگیں۔ ایک دن جنّات اوپر سے واپس آنے کے بعد کہنے لگے "یہ تم کو کیا ہوگیا ہے۔ ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے اور اب ہم پر (شدّت سے) چنگاریاں برسائی جاتی ہیں۔" اُن میں سے ایک جن نے کہا "ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان جو رکاوٹ ہوگئی ہے (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) ضرور کوئی نئی بات ظہور میں آئی ہے۔ لہٰذا تم سب زمین کے مشارق و مغارب کو چھان مارو اور معلوم کرو کہ کونسی نئی بات ظہور میں آئی ہے۔" پس وہ چلے۔ زمین کے مشارق و مغارب کا انہوں نے چکّر لگایا۔ ان سب کو اس بات کی تلاش تھی کہ آخر کونسی چیز ہے جو ان کے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوگئی ہے۔ بالآخر جنّات کی وہ جماعت جو سرزمینِ تہامہ کی طرف روانہ ہوئی تھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب پہنچ گئی۔ آپؐ اُس وقت مقامِ نخلہ میں تھے اور سوق عکاظ کی طرف جانے کا ارادہ تھا۔ صبح کے وقت یہ جماعت وہاں پہنچی اُس وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع اپنے اصحابؓ کے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپؐ کی قرأت کی آواز ان کے کان میں آئی تو انہوں نے قرآن مجید کو بڑے غور سے سُنا۔ پھر کہنے لگے "یہی وہ چیز ہے جو ہمارے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ مریم عن خبابؓ و صحیح مسلم کتاب صفۃ القیٰمۃ باب یسئلونک عن الرّوح نحوہٗ۔

[2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام عمرؓ عن ابنِ عمرؓ۔

اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوگئی ہے"۔ یہاں سے واپس ہوکر وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور کہا "اے ہماری قوم! ہم نے قرآن سُنا، وہ بڑا عجیب ہے۔ وہ ہدایت کا راستہ بتاتا ہے۔ پس ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور اب ہم کسی کو اپنے ربّ کا شریک نہ کریں گے"۔ اللہ تعالیٰ نے اِس واقعہ کی اطلاع اپنے رسولؐ کو دی۔ فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ یَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا وَّشُهُبًا ۝ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓی اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ {۷۲ تا ۱۵ جن}

آپؐ کہہ دیجئے کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنّوں کی ایک جماعت نے قرآن کو سُنا اور پھر کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سُنا ہے، جو ہدایت کا راستہ بتاتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے اور اب ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ ہمارے ربّ کی عظمت بہت عالیشان ہے۔ اس کی کوئی بیوی نہیں ہے نہ کوئی اولاد ہے، اور بعض بے وقوف اللہ کے بارے میں افتراء کرتے تھے اور ہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ انسان اور جنّ اللہ پر جھوٹ نہیں بولتے۔ اور بعض آدمی بعض جنّات کی پناہ پکڑا کرتے تھے اِس سے ان جنّات کا غرور اور سرکشی اور بڑھ جایا کرتی تھی اور انسانوں کا بھی یہی اعتقاد تھا جیسا کہ (اے جنّات) تمہارا اعتقاد تھا کہ اللہ کسی کو مبعوث نہیں کرے گا۔ اور ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اُس کو مضبوط چوکیداروں اور انگاروں سے بھرا ہوا پایا اور ہم آسمان میں خبریں سُننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے لیکن اب اگر کوئی سُننا چاہتا ہے تو وہ اپنے لئے انگارا تیار پاتا ہے اور ہمیں نہیں معلوم کہ اہلِ زمین کے ساتھ بُرائی مقصود ہے یا بھلائی۔ ہم میں سے بعض نیک ہیں اور بعض اَور طرح کے ہیں۔ ہمارے کئی طرح کے مذہب ہیں اور ہم نے یقین کر لیا کہ ہم زمین میں اللہ کو ہرا نہیں سکتے اور نہ بھاگ کر اُسے تھکا سکتے ہیں۔ ہم نے ہدایت کی کتاب سُنی ہم اس پر ایمان لائے (اور) جو شخص بھی اپنے ربّ پر ایمان لے آئے اُسے نہ نقصان کا خوف ہے نہ ظلم کا۔ ہم میں بعض مسلم ہیں اور بعض نافرمان، جو مسلم ہیں وہ سیدھے راستہ پر چل رہے ہیں اور جو نافرمان ہیں وہ دوزخ کا ایندھن ہیں[1]۔

جنّات کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ ان کفّارِ قریش سے)

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝ قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ

کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے ربّ کو پکارتا ہوں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور یہ بھی کہہ دیجئے کہ میں تمہارے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ جنّ و صحیح مسلم باب الجہر بالقرأۃ عن ابنِ عباسؓ۔

إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ ۙ وَلَنْ أَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۝ إِلَّا بَلَاغًا مِّنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ ۚ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۝ {۲۰ تا ۲۳ جن}

نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ مجھے اللہ کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا اور نہ میرے لئے کوئی جائے پناہ ہے (اللہ کے عذاب سے بچنے کی میرے لئے بس ایک ہی صورت ہے، اور وہ یہ کہ) میں اللہ کا پیغام اور اُس کے احکام تم تک پہنچادوں اور جو شخص بھی اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کرے گا وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہے گا۔

جنّات کی دوسری آمد جنّات ایک مرتبہ قرآن مجید سُن کر چلے گئے تھے۔ دوسری مرتبہ پھر آئے۔ ایک درخت نے آپؐ کو جنّات کی آمد کی خبر دی۔ اِتنے میں جنّات کی طرف سے ایک بلانے والا بھی آگیا۔ رات کا وقت تھا، آپؐ اُس کے ساتھ چلے گئے (صحابہؓ کو خبر نہ ہوئی) وہ بہت پریشان ہوئے کہ آپؐ کہاں غائب ہوگئے۔ رات بھر تلاش کرتے رہے۔ صبح کے وقت آپؐ حراء سے آتے ہوئے دکھائی دئے۔ آپؐ نے فرمایا میں جنّات کے پاس گیا تھا۔ اُنہیں قرآن سُنایا۔ پھر آپ صحابہؓ کو بھی وہاں لے گئے اور اُنہیں جنّات کے نقوشِ قدم اور آگ جلانے کے مقامات دکھائے[1]

اس واقعہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیتیں نازل فرمائیں۔ فرمایا (اے رسولؐ)

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ ۖ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ۝ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ {احقاف ۲۹ تا ۳۲}

اور جب ہم نے کچھ جنّات کو آپؐ کے پاس بھیجا تاکہ وہ قرآن سُنیں۔ وہ آئے اور کہنے لگے خاموش رہو۔ واپس جاکر انہوں نے اپنی قوم کو ڈرایا۔ انہوں نے کہا اے قوم ہم نے ایک کتاب سُنی جو موسیٰ (علیہ السّلام) کے بعد نازل ہوئی ہے وہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور حق اور صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتی ہے۔ اے قوم اللہ کی طرف بُلانے والے کی بات قبول کرو اور ایمان لے آؤ۔ تمہارے گناہ معاف ہوجائیں گے۔ عذاب سے بچ جاؤ گے۔ اور جو شخص دعوت الی اللہ کو قبول نہ کرے گا تو وہ اللہ کو عاجز نہیں کرسکتا۔ اُس کا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔ ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم برابر تبلیغ کرتے رہے۔ آپؐ فرماتے تھے:۔

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۝ {جن ۱۸}

کہ مسجدیں صرف اللہ کے لئے ہیں لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

کفّار نے مسلسل سرکشی جاری رکھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تکلیف پہنچاتے رہتے تھے بلکہ:۔

وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ {جن ۱۹}

جب آپؐ نماز پڑھتے تھے تو کافر آپؐ کے گرد ہجوم کرلیا کرتے تھے (ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ آپؐ پر ٹوٹ پڑیں گے)

سُورۂ مُرسلٰت کا نزول حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم منیٰ میں ایک غار میں تھے کہ سورۂ مرسلٰت نازل

---

[1] صحیح مسلم باب الجہر بالقرأۃ عن ابن مسعودؓ (درخت کے خبر دینے کا ذکر صحیح بخاری میں بھی ہے)

ہوئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کی تلاوت کر رہے تھے اور ہم بھی آپؐ سے سُن کر اُسے یاد کرتے جا رہے تھے۔ آپؐ کا دہانِ مُبارک اس کی تلاوت سے تر و تازہ تھا کہ اتنے میں ایک سانپ نے ہم پر حملہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا اسے مار ڈالو۔ ہم اُس کی طرف لپکے لیکن وہ بل میں داخل ہو گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ تمہاری بُرائی سے وہ بچ گیا جس طرح تم اُس کی بُرائی سے بچ گئے۔[1]

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو دھمکی دی۔ فرمایا اور بار بار فرمایا کہ :-

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ {مرسلٰت ۱۵} فیصلہ کے دن جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہے

پھر فرمایا :-

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ○ {مرسلٰت ۱۶} کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا (اسی طرح ہم تم کو بھی ہلاک کر سکتے ہیں)

اور

كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ○ {مرسلٰت ۱۸} ہم گناہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

اس دھمکی کے باوجود وہ باز نہیں آئے۔ شرک پر اڑے رہے۔ ان کا ایک شرک یہ بھی تھا کہ فرشتوں کو اور بعض فرضی عورتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے بھی ان کو الزام دیا تھا کہ خود تو لڑکے پسند کرتے ہو اور اللہ کے لئے لڑکیاں پسند کرتے ہو۔ یہ کیسا عجیب معاملہ ہے۔ لیکن کفارِ مکّہ کی سمجھ میں یہ معمولی سی بات بھی نہ آئی۔ اللہ نے پھر اُسی الزامی جواب کو دوہرایا۔ فرمایا :-

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ○ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ○ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ○ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ○ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ○ {نجم ۱۹ تا ۲۳}

کیا تم نے لات، عزّٰی اور منات کو دیکھا (کیا یہ الٰہ اور حاجت روا ہو سکتی ہیں کہ ان کو پوجتے ہو، کیا یہ اللہ کی بیٹیاں ہو سکتی ہیں؟ اور اگر تم انہیں اللہ کی بیٹیاں سمجھتے ہو تو کتنی عجیب بات ہے کہ) تمہارے لئے تو بیٹے اور اللہ کے لئے بیٹیاں۔ یہ تو بڑی نامنصفانہ تقسیم ہے۔ یہ تو بس نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لئے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی سند نازل نہیں کی۔ (اے رسولؐ) یہ لوگ محض گمان اور خواہشاتِ نفس کی پیروی کر رہے ہیں حالانکہ اُن کے پاس اُن کے ربّ کی طرف سے ہدایت آچکی ہے (جو یقینی ہے)

فرشتوں کے متعلّق مزید ارشاد فرمایا :-

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ○ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ○ {نجم ۲۷ و ۲۸}

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو لڑکیاں کہتے ہیں۔ انہیں اس کا کچھ بھی علم نہیں، محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور گمان یقین کے مقابلہ میں کچھ کام نہیں آتا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر۔

پھر اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل بیان کئے۔ موسیٰ علیہ السّلام اور ابراہیم علیہ السّلام کے صحیفوں کا ذکر کیا قومِ نوحؑ، قومِ عاد اور قومِ ثمود کی تباہی و بربادی کا ذکر کر کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق فرمایا کہ :-

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ۝ {نجم ۵۶} یہ رسول بھی ایسے ہی نذیر بنا کر بھیجے گئے ہیں جس طرح پہلے انبیاء نذیر بنا کر بھیجے گئے تھے۔

(اور جس طرح ان نبیوں کے نہ ماننے والے ہلاک کر دئے گئے اُسی طرح اگر تم اِس رسولؐ پر ایمان نہ لاؤ گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے) اور سُن لو :-

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ۝ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ۝ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝ {نجم ۵۷ تا ۶۲}

وہ آنے والی قریب آپہنچی (یعنی قیامت قریب آگئی) اسکی تکلیفوں کو سوائے اللہ کے کوئی دور نہیں کر سکتا۔ پھر بھی (اے کفار) تم اِس کلامِ الٰہی پر تعجّب کر رہے ہو۔ ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔ اب تو اللہ کے آگے سجدہ کرو اور صرف اُسی کی عبادت کرو۔

کافروں کا سجدہ کرنا جن سُورتوں میں سجدہ ہے اُن میں سب سے پہلے سورۂ نجم نازل ہوئی۔ آپؐ نے اُسے تلاوت کیا اور سجدہ کیا۔ اور جو جو لوگ آپؐ کے پیچھے تھے، مسلم، مشرک، جنّ و انس سب نے سجدہ کیا۔ صرف اُمیّہ بن خلف نے سجدہ نہیں کیا۔ اُس نے ایک مٹھی مٹی اُٹھائی اور اس پر سجدہ کیا اور کہا میرے لئے بس یہی کافی ہے۔ انجام کار یہ شخص بحالتِ کفر ہی قتل ہوا۔[1]

مشرکین نے غالباً اِس لئے سجدہ کیا کہ اِس سورت میں تین بتوں کے نام آگئے تھے یا اس لئے کیا کہ ان پر محویت کا عالَم طاری ہو گیا تھا۔

(اسی واقعہ کے بعد) حضرت عثمانؓ وغیرہ حبشہ سے واپس آگئے اور انہیں دوبارہ ہجرت کرنی پڑی۔[2]

نماز سے روکنا اَب کافروں نے مخالفت میں شدّت اختیار کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نماز پڑھنے سے روکنا چاہا۔ ایک دن ابوجہل جو کافروں کا ایک بڑا سردار تھا کہنے لگا "کیا محمدؐ تم لوگوں کے سامنے اپنا چہرہ زمین پر رکھتے ہیں۔" لوگوں نے کہا ہاں۔ ابوجہل نے کہا "لات و عُزّٰی کی قسم اگر میں نے اُن کو اس حال میں دیکھ لیا تو اُن کی گردن روند ڈالوں گا اور مُنہ کو مٹی میں دبا دوں گا۔" غرض یہ کہ وہ اِس ارادہ سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ اُس نے آپؐ کی گردن رَوندنے کا ارادہ کیا لیکن پھر وہ پیچھے ہٹا اور اپنے ہاتھ سے کسی چیز سے بچنے کی کوشش کی۔ اُس سے پوچھا گیا کہ تجھے کیا ہوا تھا تو کہنے لگا میرے اور محمدؐ کے درمیان آگ کی ایک خندق تھی، بازو تھے اور بڑا ہی ہولناک منظر تھا (اِس لئے میں پیچھے ہٹ گیا) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اُس کی تِکّا بوٹی کر دیتے۔ اِسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝

بے شک انسان سرکش ہو جاتا ہے جب وہ اپنے کو غنی دیکھتا ہے۔ بے شک اُسے اپنے ربّ کے پاس جانا ہے۔ (اے رسولؐ)

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ نجم عن ابنِ مسعودؓ و ابنِ عباسؓ۔ و صحیح مسلم باب سجود التلاوۃ نحوہٗ (خط کشیدہ عبارت صرف مسلم میں ہے)

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ عن عبید اللہ بن عدی عن عثمانؓ۔

عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ○ اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ عَلَی الْھُدٰٓی ○ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ○ اَرَءَیْتَ اِنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ○ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ○ کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ ○ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ ○ فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ ○ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ ○ کَلَّا ط لَا تُطِعْہُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ○ {۶ تا آخر}

کیا آپؐ نے اُس شخص کو دیکھا جو بندے کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔ اگر یہ راہِ راست پر ہوتا یا تقوے کا حکم دیتا (تو کتنا اچھا ہوتا) اب اگر اُس نے تکذیب کی ہے اور راہِ حق سے مُنہ موڑ لیا ہے تو کیا اسے نہیں معلوم کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹینگے یعنی جھوٹے، گناہگار کی پیشانی کے بال۔ اُسے چاہیئے کہ اپنی مجلس کو بُلائے اور ہم بھی دوزخ کے فرشتوں کو بُلائیں گے (پھر اس کی خیریت نہیں) بہرحال (اے رسولؐ) آپؐ اسکا کہنا ہرگز نہ مانیں۔ آپؐ برابر سجدہ کرتے رہیں اور اللہ کا قُرب حاصل کرتے رہیں۔[1]

قیامت کفّار اپنی سرکشیوں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالٰی نے انہیں پھر قیامت سے ڈرایا۔ فرمایا:۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ○ وَاَذِنَتْ لِرَبِّھَا (جب وہ آئے گی تو) آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اپنے
وَحُقَّتْ ○ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ○ وَاَلْقَتْ مَا ربّ کا حکم بجالائے گا۔ اور یہی اس کے لئے لازم ہے۔ اور جب
فِیْھَا وَتَخَلَّتْ ○ وَاَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَحُقَّتْ ○ یٰٓاَیُّھَا زمین ہموار کر دی جائیگی اور وہ جو کچھ اس میں ہے نکال کر
الْاِنْسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا فَمُلٰقِیْہِ ○ باہر ڈال دیگی اور خالی ہو جائے گی اور وہ بھی اپنے رب کا
حکم مانے گی اور یہی اس کے لئے لازم ہے اور اے انسان تو گھُل گھُل کر آخر کار (مرجائے گا اور پھر) اپنے رب کے
پاس پہنچ جائے گا اور اُس سے مُلاقات کرے گا۔

قیامت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:۔

فَمَا لَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ {انشقاق ۲۰} انہیں کیا ہو گیا ہے کہ ایمان نہیں لاتے

پھر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُوْعُوْنَ ○ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ {انشقاق ۲۳ و ۲۴} اللہ کو خوب علم ہے جو اعمال یہ اپنے لئے جمع کر رہے ہیں (اے رسولؐ) ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دیجئے۔

پھر فرمایا (اے رسولؐ ان سے صاف صاف کہہ دیجئے کہ)

اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ ○ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّیُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَہٗ ط وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ ○ {ہود ۲ و ۳}

بے شک میں اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو، اُس کے آگے توبہ کرو۔ وہ تم کو ایک وقتِ مقرر تک متاعِ نیک سے بہرہ مند کریگا اور ہر وہ شخص جو زیادہ نیکی کرے اُس کو زیادہ (ثواب) دیگا اور اگر تم مجھ سے مُنہ موڑو گے تو مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

معجزہ کا مطالبہ کفّار نے پھر معجزہ طلب کیا تو اللہ نے اپنے رسولؐ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ وَ آپؐ پر جو وحی کی جا رہی ہے کیا اُس میں سے آپؐ کچھ
ضَآئِقٌ بِہٖ صَدْرُکَ اَنْ یَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ چھوڑ دیں گے، اور کیا آپؐ کا دل تنگ ہوتا ہے جب کفّار

---

[1] صحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ والجنّۃ والنّار عن ابی ہُریرۃ رض۔

عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ { ہود ۱۲ }

یہ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہ اُترا یا کوئی فرشتہ اس کے ساتھ کیوں نہ آیا؟ (اے رسولؐ) آپؐ تو بس ڈرانے والے ہیں (معجزہ کا دکھانا اللہ کے اختیار میں ہے) اور اللہ ہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔

چیلنج کافروں نے سرکشی اور ہٹ دھرمی سے کہا:۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ { ہود ۱۳ }

کہ یہ قرآن تو آپؐ نے خود ہی بنالیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اِس کے جواب میں اُنہیں چیلنج دیا۔ فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ { ہود ۱۳ و ۱۴ }

ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو (کہ یہ کلام الٰہی نہیں ہے بلکہ انسانی کلام ہے) تو ایسی دس سورتیں تم بھی بنالاؤ اور اللہ کے علاوہ جس کو تم (اپنی مدد کے لئے) بلا سکتے ہو بلا لو۔ پھر (اے رسولؐ) اگر وہ آپؐ کی بات نہ مانیں (یعنی چیلنج قبول نہ کریں) تو پھر (ان سے کہئے کہ) اب تو سمجھ جاؤ کہ یہ قرآن اللہ کے علم کے ساتھ (اللہ کی طرف سے) اُترا ہے اور (اس دلیل کی بنا پر) یہ بھی مان لو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود و کارساز نہیں۔ اور (اے کفّار) کیا (عاجز ہونے کے بعد بھی) تم مسلم بننے کیلئے تیار نہیں؟

کفّارِ مکّہ عاجز ہو گئے لیکن پھر بھی ایمان لانے سے انکار کیا۔ اللہ نے فرمایا:۔

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ { ہود ۲۲ }

بلاشبہ آخرت میں یہ لوگ سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

دھمکی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر کیا۔ ان کی قوموں کی تباہی اور بربادی کا حال سُنا کر فرمایا کہ:۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ۝ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝ { ہود ۱۰۰ و ۱۰۱ }

یہ (پرانی) بستیوں کے حالات ہیں جو ہم آپؐ سے بیان کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض بستیاں اب بھی موجود ہیں اور بعض بالکل نیست و نابود ہو گئیں۔ اور ہم نے اُن لوگوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ پھر وہ معبود جن کو وہ اللہ کے علاوہ (اپنی حاجت روائی کے لئے) پکارا کرتے تھے ہمارا عذاب پہنچنے کے بعد ان کے کچھ بھی کام نہ آئے بلکہ اُن کی تباہی کا سبب وہی بنے (یعنی اُن کی پوجا کی وجہ سے ہی عذاب آیا)

اللہ تعالیٰ نے پھر کافروں کو متنبّہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ

اور آپؐ کا ربّ جب نافرمان بستیوں کی گرفت کرتا ہے تو اسی طرح گرفت کرتا ہے اور بیشک اس کی گرفت بڑی دردناک اور سخت ہوتی ہے۔ ان واقعات میں اُس کیلئے عبرت ہے، جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ اُس دن سب

مَّشْهُوْدٌ ○ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ○ {ہود ۱۰۴} لوگ اِکھٹّے کئے جائیں گے اور سب حاضر ہو جائیں گے (اور اے کفّار ہم جو عذاب میں تاخیر کر رہے ہیں اُس کی وجہ صرف یہ ہے کہ) ہم نے ایک وقتِ مقرّرہ تک کیلئے اس کو مؤخّر کر دیا ہے (شاید اس مہلت کے زمانہ میں کچھ لوگ ایمان لے آئیں)

انبیاء علیہم السّلام کے قصّے بیان کرنے کا ایک مقصد تو یہ تھا کہ کافروں کو عبرت ہو۔ دوسرا مقصد یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت قدم رہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اے رسولؐ)

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ {ہود ۱۲۰} ہم نے جو یہ انبیاء علیہم السّلام کے قصّے بیان کئے ہیں وہ اس لئے کہ آپؐ کے دل کو قائم رکھیں (آپؐ کو تسلّی ہو، آپؐ صبر کرتے رہیں) ان قصّوں میں آپؐ کیلئے حق و صداقت کا بیان ہے اور مؤمنین کیلئے وعظ و نصیحت کا سامان ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عذاب کی جلدی کرنے والوں سے کہہ دیجئے کہ :-

وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ○ {ہود ۱۲۲} تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔

یوسُف علیہ السّلام کے متعلق سوال کفّار نے بطور آزمائش کے ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یوسف علیہ السّلام اور اُن کے بھائیوں کے حالات دریافت کئے، اللہ نے اس کے جواب میں فوراً سورۂ یوسف نازل فرمائی اور فرمایا :-

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ○ {یوسف ۷} بے شک پوچھنے والوں کیلئے یوسف اور اُن کے بھائیوں کے قصّہ میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

دلیل نبوّت پھر نبوّت و رسالت پر مُہرِ تصدیق ثبت کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ○ {یوسف ۱۰۲} یہ اخبارِ غیب ہیں جو ہم آپؐ کی طرف وحی کر رہے ہیں اور جب برادرانِ یوسفؑ نے متّفقہ طور پر ایک سازش کی تھی اُس وقت آپؐ اُن کے پاس نہیں تھے (پھر بھی ان خبروں کا آپؐ کو علم ہونا آپؐ کی نبوّت کی کھُلی دلیل ہے)

یوسف علیہ السّلام کے قصّہ کو ختم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پھر کفّار کے ضمیر کو جھنجھوڑا۔ فرمایا :-

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ ان کے قصّہ میں عقل والوں کیلئے نصیحت ہے۔ یہ قرآن انہوں نے خود نہیں بنا لیا بلکہ (یہ یقیناً اللہ کی طرف سے ہے) یہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، ہر چیز کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتا ہے اور یہ قرآن مؤمنین کیلئے ہدایت اور رحمت ہے۔

قرآن مجید کا چیلنج تو کفّار نے قبول نہیں کیا۔ ہٹ دھرمی سے یہ کہنے لگے کہ ایک انسان کو رسُول کیسے بنایا گیا ہے۔ یہ بڑے تعجّب کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ○ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ یہ کتابِ حکیم کی آیتیں ہیں۔ کیا ان کو یہ تعجّب ہے کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک شخص کو حکم بھیجا کہ وہ لوگوں کو ڈرائے

مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝ {یونس ۲}

اور مؤمنین کو بشارت دے کہ ان کیلئے ان کے رب کے ہاں سچا درجہ ہے کافر (ان حقائق کے باوجود) یہ کہتے ہیں کہ یہ کھلا ہوا جادوگر ہے۔

اثباتِ توحید پھر اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ کائنات اور اپنی قدرتِ کاملہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ {یونس ۵}

اللہ تو وہ ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا۔ چاند کی منازل مقرر کیں تاکہ تم (ماہ و) سال کا شمار اور حساب کتاب رکھ سکو۔ یہ سب کچھ اللہ نے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے وہ سمجھنے والوں کے لئے اپنی آیتوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتا ہے۔

توحید کے دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو ایک بات یہ بھی سمجھادی کہ اُن کے ماہ وسال کا حساب کتاب قمری ہونا چاہیئے نہ کہ شمسی اور یہی فطری چیز ہے۔

دھمکی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے کفّار:۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ {یونس ۱۳}

تحقیق ہم نے تم سے پہلے کئی قوموں کو اُن کے گناہ کی وجہ سے ہلاک کردیا۔ اُن کے پاس رسُول واضح دلائل کے ساتھ آئے تھے لیکن پھر بھی وہ ایمان نہیں لائے۔ اور اسی طرح ہم مجرموں کو سزا دیا کرتے ہیں (اگر تم بھی ایمان نہیں لاؤگے تو تم بھی تباہ کردیئے جاؤگے)

قرآن مجید میں شرک اور بُت پرستی کی تردید دیکھ کر کفّارِ مکّہ نے کہا:۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلْ لَّوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ {یونس ۱۵ و ۱۶}

اس قرآن کے علاوہ کوئی اور کتاب لے آؤ یا اس ہی میں کچھ ردّوبدل کردو۔ (اللہ نے فرمایا کہ اے رسولؐ) آپؐ ان سے کہدیجئے کہ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ میں خود اسے بدل دوں۔ میں تو وحی الٰہی کی پیروی کرتا ہوں۔ اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو مجھے یومِ عظیم کے عذاب کا ڈر ہے (اور اے رسولؐ ان سے یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اگر اللہ نہ چاہتا تو میں تمہارے سامنے اس کی تلاوت نہ کرتا اور نہ اس سے تمہیں واقف کرتا۔ آخر میں نے زندگی کا بہت بڑا حصّہ (نبوّت سے پہلے) تم لوگوں میں گذارا ہے (کبھی اس قسم کی کوئی بات کہی؟) کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

پھر فرمایا (ان پر حیرت ہے کہ)

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ {یونس ۱۸}

اللہ کے علاوہ ان ہستیوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ اُن کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع۔

غیر اللہ کی عبادت کی توجیہ و تاویل اس حیرت واستعجاب کا جواب کافروں نے یہ دیا کہ (ہم ان کو نفع نقصان کا مالک سمجھ کر عبادت نہیں کرتے بلکہ صرف اِس لئے عبادت کرتے ہیں کہ)

هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ {یونس ۱۸} یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (سفارش کر کے ہمارا کام کرا دیتے ہیں)

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عقیدہ کے ساتھ عبادت کرنے کو بھی شرک قرار دیا۔ فرمایا:۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ {یونس ۱۸} اللہ ان کے اس شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی نذر و نیاز، ان کی دُہائی، ان سے فریاد، ان سے استمداد، ان کے سامنے جھکنا ہر قسم کی عبادت کو شرک قرار دیا باوجود اس کے کہ عبادت کرنے والے ان معبودوں کو مالک و مختار نہیں سمجھتے تھے بلکہ محض سفارشی سمجھتے تھے۔

معجزہ کا مطالبہ اس کے بعد کفار کہنے لگے کہ آپؐ پر کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ {یونس ۲۰} (اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ غیب کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔

درسِ توحید شرک کی مزید مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے کفار سے چند سوال کئے اور اُن کے منہ سے کہلوایا کہ مختار تو صرف اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ {یونس ۳۱} ان سے پوچھئے کہ تم کو زمین اور آسمان سے رزق کون دیتا ہے۔ تمہاری آنکھوں اور تمہارے کانوں کا مالک کون ہے کون بے جان سے زندہ کو نکالتا ہے اور کون زندہ سے بے جان کو نکالتا ہے۔ کون ہے جو کائنات کا نظام چلا رہا ہے۔ یہ لوگ یہی جواب دیں گے کہ اللہ۔ پھر ان سے پوچھئے کہ (جب تمہیں اس بات کا اقرار ہے) تو ڈرتے کیوں نہیں (کہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہو حالانکہ تمہارے عقیدہ کے مطابق بھی تمام اختیارات صرف اللہ کو حاصل ہیں)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ ان سے پوچھئے کہ)

هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ {یونس ۳۴} کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو مخلوقات کو پیدا کرے اور پھر (فنا کرنے کے بعد) دوبارہ پیدا کرے (اے رسولؐ یہ کیا جواب دیں گے) آپ خود ہی ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ ہی پہلی بار پیدا کر سکتا ہے اور دوبارہ بھی وہی پیدا کر سکتا ہے (اور جب یہ قدرت سوائے اللہ کے کسی میں نہیں) تو پھر تم کہاں بھٹکے چلے جا رہے ہو (کہ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے مدد مانگتے ہو، ان کی نذر و نیاز کرتے ہو)

دوبارہ چیلنج کافروں نے پھر وہی بات دوہرائی کہ یہ قرآن تو انہوں نے خود ہی بنا لیا ہے {یونس ۳۸} اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر واقعی ایسا ہے تو:۔

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ {یونس ۳۸} تم اس جیسی ایک ہی سورت بنا لاؤ اور اپنی مدد کے لئے اللہ کے علاوہ جن کو بُلا سکتے ہو بلا لو اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو (تو یہ چیلنج قبول کرو اور یہ کام کر کے دکھاؤ)

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسرا چیلنج تھا۔ پہلی مرتبہ یہ چیلنج دیا تھا کہ اِس جیسی دس سورتیں بنالاؤ {سورۂ ہود} اب اس میں کمی کر کے یہ کہدیا کہ چلو دس نہ سہی اس جیسی ایک ہی سورت بنالاؤ۔ اس چیلنج کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا سوائے ہٹ دھرمی کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ {یونس ۴۱}

اگر (یہ اب بھی) آپؐ کی تکذیب کریں تو آپؐ کہدیجئے کہ میرے عمل میرے لئے اور تمہارے عمل تمہارے لئے ہم میرے عملوں کے جواب دِہ نہیں ہو اور نہ مَیں تمہارے عملوں کا جواب دِہ ہوں (میں تو اپنا فرض ادا کر چکا)

عذاب کا مُطالبہ

کافر کہنے لگے:۔

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ {یونس ۴۸}

اچھا تو وہ عذاب کا وعدہ کب پورا ہوگا۔ اگر تم سچے ہو (تو عذاب لے آؤ اور ہمیں ہلاک کر ڈالو)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○ {یونس ۴۹}

ان سے کہدیجئے کہ میں تو اپنے نقصان اور نفع کا بھی مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے (تو پھر بھلا مَیں عذاب کیسے لا سکتا ہوں) ہاں ہر اُمّت کیلئے عذاب کا ایک وقت مقرر ہے (جس کو اللہ ہی جانتا ہے) جب وہ آجاتا ہے تو پھر ایک گھڑی بھی آگے پیچھے نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا اچھا یہ تو بتاؤ کہ:۔

اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ۭ آٰلْــٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○ {یونس ۵۱}

جب وہ عذاب آجائے گا تو اُس وقت ایمان لاؤ گے (اس وقت تو تم سے یہ کہا جائے گا کہ) اب ایمان لائے ہو (ایمان کا وقت تو نکل چکا۔ اب عذاب دیکھنے کے بعد ایمان قبول نہیں ہوتا، اب تم اِس عذاب کا مزا چکھو) جسکی تم بہت جلدی کیا کرتے تھے۔

کفّارِ مکّہ بڑے تعجّب سے پوچھنے لگے کیا واقعی جو آپؐ کہتے ہیں حق ہے! اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۭ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○ {یونس ۵۳}

(اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے ہاں میرے ربّ کی قسم یہ سچ ہے اور تم (بھاگ کر اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

تحلیل و تحریم کا حق صرف اللہ کو ہے

کفارِ مکّہ جس چیز کو چاہتے حلال کر لیتے اور جس چیز کو چاہتے حرام کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ○ {یونس ۵۹}

(اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ یہ جو رزق اللہ نے اتارا ہے پھر اس میں سے تم نے کسی کو حرام کر لیا اور کسی کو حلال، کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا تم اللہ پر افتراء کرتے ہو۔

تسلّی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کفّارِ مکّہ کی بار بار کی تضحیک، اعتراضات اور تکذیب سے کچھ ملول ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولؐ کی تسلّی کیلئے فرمایا:۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ {یونس ۶۵}

(اے رسولؐ) ان کی باتوں سے آپ غمگین نہ ہوں۔ عزّت تو سب اللہ ہی کی ہے (اُس نے جب آپؐ کو عزّت دی ہے تو ان کی توہین سے آپؐ بے عزّت نہیں ہو سکتے) اللہ (ان کی گستاخیوں کو) سُن رہا ہے اور وہ (ان سے) باخبر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے چند نبیوں کا حال سُنایا پھر اُن کی قوموں کی تباہی کا حال سُنا کر پوچھا

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ {یونس ۱۰۲}

(اے کفّار) کیا تم اسی عذاب کے منتظر ہو جو پہلوں پر آچکا ہے۔

اگر یہی بات ہے تو (اے رسُولؐ ان سے کہہ دیجئے کہ)

فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ {یونس ۱۰۲}

تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔

درسِ توحید پھر اللہ تعالیٰ نے شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ {یونس ۱۰۷}

اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اُس کو اللہ کے علاوہ کوئی دور نہیں کر سکتا۔ اور اگر اللہ تم سے بھلائی کا ارادہ کرے تو اُس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے تکلیف یا بھلائی پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (یہ اس کا رحم و کرم ہی ہے کہ اب تک تم کو معاف کر رہا ہے اور عذاب میں تاخیر کر رہا ہے)

فہمائش پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو فہمائش کی۔ فرمایا (اے رسولؐ)

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ {یونس ۱۰۹}

آپؐ تو اُسی چیز کی پیروی کرتے رہیئے جو (آپؐ کے ربّ کی طرف سے) آپؐ پر وحی کی جا رہی ہے۔ اور صبر کرتے رہیئے جب تک اللہ فیصلہ نہ کر دے۔ وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تسلّی اور کفّار کی تنبیہ کے لئے فرمایا:۔

كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ {مؤمنون ۴۴}

جب کبھی کسی اُمّت کے پاس اُس کا رسُول آتا تھا تو اُمّت کے لوگ اُسے جھٹلاتے تھے (اور جب ایسا ہوا) تو ہم بھی یکے بعد دیگرے ان قوموں کو ہلاک کرتے رہے اور اُن کو افسانہ بناتے رہے۔ جو لوگ ایمان نہیں لاتے اُن پر لعنت ہی ہوتی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولؐ کو ہدایت کی کہ (اے رسولؐ)

فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ {مؤمنون ۵۴ تا ۵۶}

آپؐ انہیں ان کی غفلت میں وقتِ مقررہ تک چھوڑ دیجئے کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو دنیا میں انہیں مال اور بیٹے دیتے ہیں (یہ ان کے حق میں مفید ہے۔ نہیں) بلکہ ہم تو ان کو فائدہ پہنچانے میں جلدی کر رہے ہیں (یعنی دنیا

میں فائدہ پہنچا سکتے ہیں، آخرت میں ان کے لئے کچھ نہیں) لیکن انہیں (ہماری اس مصلحت کا) شعور نہیں۔

درسِ توحید ایمان اور کفر، حق اور باطل، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کفارِ مکہ کے درمیان ایک مسلسل کشمکش جاری تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر تبلیغ میں مصروف تھے۔ توحید کی دعوت برابر دے رہے تھے۔ اسی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۝ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝ {فرقان ۱ تا ۳}

بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کر دینے والا کلام نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے نذیر ہو۔ وہ ذات ایسی ہے کہ آسمانوں اور زمین میں صرف اُسی کی بادشاہت ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ اس کی بادشاہت میں کوئی اُس کا شریک ہے اُسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا (کتنے بیوقوف ہیں یہ لوگ) جنھوں نے اللہ کے علاوہ ایسے معبود بنا لئے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں (بھلا جو مخلوق ہو وہ معبود کیسے ہو سکتا ہے) یہ معبود (دوسروں کا نفع، نقصان تو بڑی چیز ہے) اپنے بھی نقصان یا نفع کے مالک نہیں۔ ان کے اختیار میں نہ مرنا ہے، نہ جینا ہے۔ نہ مر کر اُٹھنا ہے (ایسے مجبور لوگوں کو بھلا کیسے معبود، حاجت روا اور مشکل کُشا سمجھا جاتا ہے)

شرک کی اِس مدلّل تردید کے بعد کافروں نے کہا:۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَیْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ وَقَالُوْۤا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ {فرقان ۴ تا ۵}

یہ سب من گھڑت باتیں ہیں جو اس شخص نے بنا لی ہیں اور کچھ لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد بھی کی ہے۔ ان کا یہ کہنا بالکل ظلم اور جھوٹ ہے۔ پھر فرمایا کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جس کو اس نے لکھوا لیا ہے۔ وہی صبح و شام اس کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ {فرقان ۶}

آپؐ اُن سے کہہ دیجئے کہ یہ کلام اُس نے اُتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کے تمام بھیدوں سے واقف ہے۔ وہ غفور بھی ہے اور رحیم بھی (کہ تمہاری اس گستاخی کو درگذر کر کے تم کو مہلت دے رہا ہے)

کفار کی بدحواسی توحید کے اِن دلائل کا جب کوئی جواب سمجھ میں نہ آیا تو بچکانہ اعتراض کرنے لگے۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا ۝ اَوْ یُلْقٰۤی اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ

کہنے لگے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازار میں بھی چلتا پھرتا ہے (اگر واقعی یہ رسول ہے تو) کیوں اس پر کوئی فرشتہ نازل نہیں ہوا کہ وہ اس کے ساتھ ڈراتا رہتا یا یہ کہ اس پر کوئی خزانہ اُتارا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہوتا

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ○ {فرقان ۸، ۷} کہ اس میں سے کھاتا (اے مؤمنو) تم تو ایک جادو زدہ شخص کی پیروی کر رہے ہو۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ○ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ {فرقان ۹ تا ۱۱}

دیکھئے یہ آپؐ کے متعلق کیسی کیسی باتیں بنا رہے ہیں۔ بس یہ گمراہ ہو گئے ہیں اور راستہ نہیں پا سکتے۔ اللہ کی ذات بہت بابرکت ہے، وہ چاہتا تو آپؐ کیلئے اس سے بہتر چیزیں فراہم کر دیتا مثلاً ایسے باغات فراہم کرتا جن کے دامن میں نہریں جاری ہوتیں یا محلات عطا فرماتا (اے رسولؐ یہ سب شرارتیں انکی اس لئے ہیں کہ) انہوں نے قیامت کو جھٹلایا ہے اور جو شخص بھی قیامت کو جھٹلائے تو اُس کیلئے ہم نے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے مندرجہ بالا بچکانہ اعتراض کا جواب دیا۔ فرمایا (اے رسولؐ)

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝ {فرقان ۲۰}

ہم نے آپؐ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے سب کھانا بھی کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔ ہم نے تمہیں ایک دوسرے کیلئے آزمائش بنایا ہے (پس اے ایمان والو) کیا تم (کفار کی ایذا رسانی پر) صبر نہ کرو گے تمہارا ربّ سب کچھ دیکھ رہا ہے (وہ ان کے کرتوتوں سے غافل نہیں ہے)

انتہائی مضحکہ خیز مطالبہ کفارِ مکہ برابر سرکشی پر اڑے رہے۔ قیامت کا سلسل انکار کرتے رہے۔ طرح طرح کے مطالبے کرتے رہے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ {فرقان ۲۱}

کہ فرشتے ہم پر کیوں نہیں نازل ہوتے (اگر فرشتے ہم پر نازل ہوں تو ہم ایمان لے آئیں) یا یہ کہ ہم اپنی آنکھوں سے اپنے ربّ کو دیکھیں (تو ایمان لے آئیں گے)

اس مضحکہ خیز مطالبہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ○ {فرقان ۲۱}

یہ لوگ اپنے خیال میں بہت اترا رہے ہیں اور بڑی سرکشی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ:۔

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰۗىِٕكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَىِٕذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ○ {فرقان ۲۲}

جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے اُس دن گناہگاروں کیلئے کوئی خوشخبری کی بات نہیں ہوگی۔ یہ خود فرشتوں سے کہیں گے کہ تم روک لئے جاؤ (تو اچھا ہے کہ عذاب ٹل جائے)

اللہ تعالیٰ نے پھر بطور تہدید کے فرمایا کہ (ڈر جاؤ)

اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذِۨ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ

اُس دن بادشاہت صرف اللہ کی ہوگی۔ وہ دن کافروں پر

يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ
عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ
سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝
لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۗ وَكَانَ
الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَقَالَ الرَّسُوْلُ
يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝
{فرقان ۲۶ تا ۳۰}

بہت سخت ہوگا۔ اُس دن گناہگار اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائیگا اور یہ کہے گا اے کاش میں نے رسول کا راستہ اختیار کیا ہوتا اے کاش میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔ اُس نے نصیحت کے آنے کے بعد مجھے گمراہ کر دیا اور شیطان تو انسان کو ذلیل کرنے پر تُلا ہی ہوا ہے۔ اُس وقت رسول بھی کہے گا کہ اے ربّ میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا (اس پر ایمان نہیں لائے۔ ایمان لائے تو عمل نہیں کیا)

کفّار کا اعتراض اِدھر سے مسلسل توحید، رسالت اور قیامت کے دلائل دئے جا رہے تھے اور اُدھر کفارِ مکّہ بھی اعتراضات اور سوالات سے باز نہ آتے تھے۔ اب انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ :-

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ
الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ {فرقان ۳۲}

اس پر پُورا قرآن ایک ہی مرتبہ کیوں نہیں نازل کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ
تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ
وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝ {فرقان ۳۲ و ۳۳}

ہم نے اِس کو اِس طرح اِس لئے اُتارا ہے کہ اِس سے آپؐ کے دل کو ثابت رکھیں (ہر اعتراض کا جواب، ہر انکار پر تنبیہ اور ان کی ہر ایذا دہی پر آپؐ کو تسلّی برمحل ہو، تو اس سے یہ ہوگا کہ آپؐ کا دل مضبوط رہے گا، آپ مطمئن رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ برابر میری حمایت میں لگا ہوا ہے) اور اسی واسطے ہم نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر اُتارا ہے اور (اے رسولؐ آپ گھبرائیں نہیں) یہ جو اعتراض بھی آپؐ کے پاس لے کر آئیں گے ہم فوراً اُس کا معقول اور مشرّح جواب دیتے رہیں گے۔

دھمکی پھر اللہ تعالیٰ نے گذشتہ اقوام کا ذکر، ان کی تکذیبِ رُسُل کی داستان سُنانے کے بعد فرمایا :-

وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝ {فرقان ۳۹}

ہم نے ان سب کو نیست و نابود کر دیا (اسی طرح ہم تم کو بھی نیست و نابود کر سکتے ہیں)

کفّار کا استہزاء رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے برابر تبلیغ جاری رکھی، توحید کی دعوت دیتے رہے۔ قیامت کا بیان کرتے رہے لیکن کفار برابر مذاق اُڑاتے رہے۔

وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ
اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ
لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ
{فرقان ۴۱ و ۴۲}

جب آپؐ کو دیکھتے تو بطور استہزار کے کہتے کیا یہی وہ شخص ہے جس کو اللہ نے رسُول بنا کر بھیجا ہے۔ اگر ہم ثابت قدم نہ رہتے تو اس نے تو ہمیں اپنے معبودوں سے برگشتہ کر ہی دیا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے اِس تمسخر کے جواب میں فرمایا :-

وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ
مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ {فرقان ۴۲}

ان کو عنقریب معلوم ہو جائے گا جبکہ یہ خود عذاب کا نظارہ کرینگے کہ کون صحیح راستہ سے بھٹکا ہوا تھا (اور کون صحیح راستہ پر

گامزن تھا)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیوں کا ذکر فرمایا۔ توحید کے دلائل دیئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ:۔

جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۝ {فرقان ۵۲} (اے رسولؐ) آپ ان کے ساتھ حق و باطل کی کشمکش کو بڑے شدّ و مدّ کے ساتھ جاری رکھیں

اس لئے کہ ہم نے آپؐ کو

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ {فرقان ۵۶} بھیجا ہی اس لئے ہے کہ آپؐ (مسلمین کو) بشارت دیتے رہیں اور (کافروں کو) ڈراتے رہیں۔

اور (اے رسولؐ) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ:۔

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ {فرقان ۵۷} میں تم سے اِس تبلیغ کی کوئی اُجرت طلب نہیں کرتا جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے (اور جو چاہے نہ کرے)

دھمکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں کفارِ مکہ رکاوٹیں کھڑی کرتے تھے۔ آپؐ کا مذاق اُڑاتے تھے تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ لیکن آپؐ برابر تبلیغ میں مشغول رہتے تھے۔ طرح طرح سے کفار کی فہمائش جاری تھی لیکن وہ ہٹ دھرمی پر اڑے ہوئے تھے۔ اس مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبیوں کے حالات سُنائے، اُن کی قوموں کی مخالفت اور تکذیب کا حال سُنایا۔ پھر فرمایا:۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ {عنکبوت ۴۰} ہم نے ان تمام قوموں کو اُن کے گناہوں کے سبب سے اپنی گرفت میں لے لیا۔ ان میں سے بعض پر پتھروں کی بارش کی۔ بعض کو چنگھاڑ نے آدبوچا۔ بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعض کو ہم نے غرق کر دیا۔ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے (اے کفارِ مکہ اگر تم نے بھی تکذیب جاری رکھی تو پھر عذابِ الٰہی میں تم بھی گرفتار ہو جاؤ گے۔)

شرک کی تردید ایک مثال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بار بار سمجھایا، گذشتہ اقوام کے انجام سے مطلع کر کے انہیں بار بار ڈرایا۔ شرک کی تردید میں مختلف قسم کے دلائل دیئے۔ طرح طرح کی مثالیں دیکر سمجھایا لیکن کفارِ مکہ کسی طرح نہ مانے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی صبر و تحمّل سے کام لیتے ہوئے فہمائش جاری رکھی۔ شرک کی تردید میں پھر ایک مثال دی۔ فرمایا:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ {عنکبوت ۴۱} جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ دوسروں کو کارساز سمجھ رکھا ہے اُن کی مثال مکڑی کی سی ہے۔ وہ ایک گھر بناتی ہے۔ بے شک اُس کا گھر تمام گھروں کے مقابلہ میں کمزور ترین ہوتا ہے۔ کاش یہ اس بات کو سمجھتے (کہ غیر اللہ کو کارساز سمجھنا ایسا ہی ہے جیسے مکڑی کا گھر جس میں کوئی مضبوطی نہیں)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ○ {عنکبوت ۴۳} — یہ مثالیں ہم لوگوں کو سمجھانے کیلئے بیان کرتے ہیں اور انہیں تو علم والے ہی سمجھتے ہیں۔

نبوّت کی دلیل پھر اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور نبوّت کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسُولؐ یہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ)

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ○ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ○ — آپؐ اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے (کہ انہیں یہ شبہ ہو کہ اُسی کتاب کا مضمون ہمیں سُنا دیتے ہیں۔ آپؐ نے کسی کے سامنے زانوئے ادب بھی طے نہیں کیا۔ نہ کوئی کتاب پڑھی۔ نہ آپ پڑھنا جانتے ہیں۔ پھر یہ آپؐ کی تصدیق کرنے میں کیوں تأمل کر رہے ہیں) اور نہ کبھی آپؐ نے اُس کتاب میں سے کچھ لکھا، اگر ایسا ہوتا (کہ آپؐ لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے) تو پھر اہلِ باطل کو شک کرنے کا موقع تھا (لیکن بغیر پڑھے لکھے ایسی کتاب پیش کر دینا یقیناً آپؐ کی نبوّت کی کھُلی دلیل ہے۔ تعجّب ہے کہ یہ لوگ پھر بھی نہیں مانتے) بلکہ یہ تو ایسی روشن آیتیں ہیں کہ (پڑھا لکھا آدمی بھی انہیں بنا نہیں سکتا) اہلِ علم نے انہیں اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا ہے اور ہماری آیتوں کا انکار تو وہی لوگ کرتے ہیں جو ناانصاف ہیں۔

معجزہ کا مُطالبہ اتنی واضح دلیل کے بعد بھی ان ظالموں نے نبوّت کی دلیل کیلئے معجزہ طلب کیا۔

وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِنْ رَبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ ○ {عنکبوت ۵۰} — کہنے لگے تو پھر آپؐ پر آپؐ کے ربّ کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں نازل ہوتی۔ اللہ نے فرمایا (اے رسُولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ نشانیاں اللہ کے اختیار میں ہیں اور میں تو صرف کھُلم کھُلا ڈرانے والا ہوں۔

معجزہ کے مُطالبہ پر معجزۂ وحی کی نشاندہی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (کسی اور معجزہ کی ضرورت ہی کیا ہے) کیا ان کیلئے یہ معجزہ کافی نہیں کہ ہم نے ان پر ایک کتاب نازل کر دی ہے جو ان کو پڑھ کر سُنائی جا رہی ہے۔ اس میں ایمان والوں کیلئے رحمت اور نصیحت ہے (اور تمام دنیا کیلئے معجزہ ہے کہ دُنیا اس کی مثال سے عاجز ہے۔ پھر بھی یہ کفار کسی اور معجزہ کے طلبگار ہیں۔ اے رسولؐ) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ وہ ہر اُس

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ○ {عنکبوت ۵۱ و ۵۲}

چیز کو جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ اور جو لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں ایسے ہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

عذاب کا مُطالبہ کفارِ مکّہ نے ہٹ دھرمی سے پھر انکار کیا اور تمسخر کے انداز سے

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ — عذاب کیلئے جلدی کی۔ اللہ نے فرمایا کہ اگر عذاب کا ایک

مُسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ {عنکبوت ۵۳ تا ۵۴}

وقت معین نہ ہوتا تو عذاب کبھی کا آگیا ہوتا۔ اور عذاب جب کبھی بھی آئیگا ناگہانی طور پر آئیگا اور انہیں خبر بھی نہیں ہوگی (اے رسولؐ) یہ آپ سے عذاب کیلئے جلدی کر رہے ہیں اور دوزخ (جو عذاب کا گھر ہے وہ) ان کافروں کو گھیرے ہوئے ہے (یہ اس سے بچکر کہاں جائینگے)

شرک کی تردید | کفارِ مکّہ کسی طرح شرک سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے پھر اس کی تردید میں فرمایا کہ (اے رسولؐ)

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ {عنکبوت ۶۱}

اگر آپؐ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا تو یہ کہیں گے اللہ نے۔ (ان سے پوچھئے کہ جب ان کو یہ اقرار ہے) تو پھر یہ کیوں اُلٹے چل رہے ہیں (یعنی کیوں اللہ ہی کو نہیں پکارتے۔ کیوں صرف اُسی کی عبادت، نذر و نیاز نہیں کرتے)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ {عنکبوت ۶۳}

اگر آپؐ ان سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی کس نے نازل فرمایا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد کس نے زندہ کیا۔ کفار جواب دیں گے کہ اللہ نے تو (اے رسولؐ) پھر ان سے کہئے کہ سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے پھر بھی اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

سمندر میں کفار کی خالص توحید | پھر اللہ تعالیٰ نے کفار کی ایک عجیب غریب حرکت کا ذکر کر کے انہیں ملامت کی فرمایا:۔

فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۙ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۟ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ {عنکبوت ۶۵ و ۶۶}

جب یہ جہاز میں سوار ہوتے ہیں تو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔ خالص اُسی کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر جب ہم اُنہیں نجات دیکر خشکی میں پہنچا دیتے ہیں تو پھر یہ شرک کرنے لگتے ہیں (کتنے بیوقوف ہیں یہ لوگ کہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جو اتنا بے بس ہو کہ سمندر میں کام نہیں آسکتا تو بھلا وہ خشکی میں کیسے کام آسکتا ہے) یہ لوگ ہماری نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں تو کریں اور ان سے فائدہ حاصل کرتے رہیں لیکن انہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا (کہ اسکی سزا انہیں کیا ملتی ہے)

عبرتناک عذاب کی یاددہانی | اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (انہیں ہمارے عذاب سے ڈرنا چاہیئے اے رسولؐ)

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِىْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝ {فیل}

کیا آپؐ کو نہیں معلوم کہ آپؐ کے ربّ نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا اور کس طرح ان کی تمام تدابیر کو خاک میں ملا دیا۔ اللہ نے اُن پر جُھنڈ کے جُھنڈ پرند بھیجے جنہوں نے ان پر کنکر برسائے اور اُن کو ایسا کر دیا جیسا کھایا ہوا بھوسہ (اگر ہم چاہیں گے تو کفارِ مکّہ کو بھی اُن کی تکذیب کی بناء پر نیست و نابود کر دیں گے)

حرمِ مکّہ کفار کیلئے نعمت ہے | پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک بہت بڑی نعمت یاد دلائی۔ فرمایا:۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۝ {عنکبوت ۶۷}

کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس مکہ کو حرم اور مقام امن بنادیا (اس مقام پر کسی قسم کی لوٹ مار نہیں ہوتی) اور ان کے گرد و نواح سے تو لوگ اُچک لئے جاتے ہیں (یعنی مکہ کے اطراف میں جان و مال محفوظ نہیں ہے) کیا پھر بھی یہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں (انہیں تو یہ چاہیئے تھا کہ جس نے ان کو یہ امن بخشا اُسی پر ایمان لاتے اور کسی کو اس کا شریک نہ بناتے)

کفارِ مکہ کو نہ صرف مکہ میں امن و امان حاصل تھا بلکہ جہاں کہیں یہ جاتے تھے کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے محفوظ رہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس احسان کو یاد دلا کر انہیں توحید کی طرف مائل کیا۔ فرمایا:-

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ {قریش}

ان کفارِ قریش کو جاڑے اور گرمی (غرضکہ ہر موسم کے سفر کی) کیسی چاٹ پڑ گئی ہے (یہ کتنا بے خوف و خطر سفر کرتے ہیں اور تجارتی منافع حاصل کرتے ہیں۔ محض بیت اللہ کے متولی ہونے کی وجہ سے انہیں کوئی کچھ نہیں کہتا اور جب اس گھر کی وجہ سے ان کو امن و امان میسّر ہے) تو پھر انہیں اس گھر کے مالک ہی کی عبادت کرنی چاہیئے جو انہیں بھوک میں کھانا کھلاتا ہے اور خوف اور خطرہ سے محفوظ رکھتا ہے۔

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو طرح طرح سے سمجھایا کہ شرک چھوڑ دو، صرف اللہ اکیلے کی عبادت و اطاعت کرو لیکن وہ ہٹ دھرمی سے انکار ہی کرتے رہے۔

ایک پیشین گوئی۔ دلیلِ نبوّت اللہ تعالیٰ توحید کے دلائل بیان کرتا رہا۔ نبوّت کی صداقت پر مختلف قسم کی دلیلیں قائم کیں۔ اس مرتبہ دلیلِ نبوّت کیلئے ایک پیشین گوئی فرمائی۔ فرمایا:-

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ {روم ۱ تا ۴}

اہلِ رُوم مغلوب ہو گئے اُس سرزمین میں جو قریب ہی واقع ہے مغلوب ہونے کے بعد نو سال کے اندر اندر وہ پھر غالب ہو جائیں گے۔ پہلے بھی اور بعد میں بھی حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے اور اس روز (جس روز وہ غالب ہونگے) مومن بھی خوش ہوں گے۔

چند سال بعد اس پیشین گوئی کا ظہور ہوا لیکن افسوس ہے کہ کفار پھر بھی ایمان نہیں لائے۔

دعوتِ عبرت جب کفارِ مکہ کسی طرح اپنی سرکشی سے باز نہ آئے اور اپنی طاقت کے بل بوتے پر تکذیب کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ {روم ۹}

کیا یہ روئے زمین کی سیر نہیں کرتے تاکہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیا ہوا۔ وہ ان سے قوت میں بھی بہت زیادہ تھے۔ انہوں نے زراعت بھی خوب کی تھی اور ان سے زیادہ زمین کو آباد کیا تھا ان کے پاس ان کے رسُول دلائل لے کر آئے تھے (لیکن انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی لہٰذا ان پر عذاب بھیجا گیا)

اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا۔

اثبات قیامت اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیوں کا ذکر کیا۔ پھر شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ {۲۶}

آسمانوں میں اور زمین میں جو ہستیاں ہیں وہ سب اللہ کی مملوک ہیں اور سب اُس کی فرمانبردار ہیں (پھر وہ معبود کیسے ہو سکتی ہیں)

پھر فرمایا (کہ قدرت کی نشانیوں کو دیکھنے کے بعد بھی تمہیں یقین نہیں آتا کہ تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے)

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ {۲۷}

وہ اللہ ہی ہے جو پہلی بار پیدا کر چکا ہے اور پھر وہی دوبارہ پیدا کریگا اور یہ اُس کیلئے بہت آسان ہے (کوئی کام اُسکے لئے مشکل ہے ہی نہیں) آسمانوں میں اور زمین میں اس کی شان بہت بلند ہے۔ وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

شرک کی تردید میں ایک اور مثال شرک کی تردید جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ {۲۸}

اللہ تمہارے لئے تم ہی میں سے ایک مثال دیتا ہے۔ بتاؤ کیا جو مال ہم نے تم کو دیا ہے اُس میں تمہارے غلام بھی تمہارے شریک ہیں (ہرگز نہیں تم اپنے مال کا اپنے کو واحد مالک و مختار سمجھتے ہو تو پھر اللہ کی کائنات میں اللہ کے بندوں کو کیوں شریک کرتے ہو۔ یہ کیسی ناانصافی ہے)

پھر فرمایا:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ {۴۰}

اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ پھر تمہیں رزق دیا، پھر تمہیں مارے گا پھر زندہ کریگا (اے مشرکین مکہ بتاؤ) کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو اِن کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے (نہیں، کوئی نہیں کر سکتا) تو پھر وہ (اللہ) تمہارے شرک سے پاک اور بلند ہے۔

پھر فرمایا (کہ اس شرک کا انجام بہت بُرا ہوگا۔ اے رسولؐ)

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ۝ {۴۲}

آپؐ ان سے کہئے کہ ذرا مُلک میں سفر کرو پھر دیکھو کہ پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا۔ ان میں زیادہ تر مشرک ہی تھے۔

تسلی کفار کی مسلسل ایذا رسانیوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مومنین کو تسلی دی۔ فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ {۴۷}

ہم نے آپؐ سے پہلے بہت سے رسُول اُن کی قوموں کی طرف مبعوث کئے۔ وہ دلائل بھی لیکر آئے تھے (لیکن اُن قوموں نے رسُولوں کی نافرمانی کی تو) ہم نے ان نافرمانوں سے بدلہ لیا

اور مؤمنین کی مدد ہمارے ذمّہ ہے (پس اے مؤمنو، صبر و استقامت سے کام لو، ہماری مدد ضرور آنے والی ہے)

اثباتِ قیامت کی دندان شکن دلیل کفارِ مکّہ نہ توحید کے قائل تھے نہ دوبارہ زندہ ہونے کے۔ دلائل سُن رہے تھے لیکن ٹس سے مَس نہیں ہوتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے پھر ایک دلیل دی تاکہ اُسے سُننے کے بعد انہیں دوبارہ زندہ ہونے کا یقین آجائے۔ فرمایا:۔

فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ {روم ۵۰}

اللہ کی رحمت کی نشانیوں کو دیکھو، وہ کس طرح زمین کو مُردہ ہوجانے کے بعد دوبارہ زندہ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ اِسی طرح مُردوں کو بھی زندہ کریگا۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

صبر کی تلقین اس کے بعد بھی کفارِ مکّہ باز نہیں آئے۔ تکلیفیں پہنچاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے فرمایا:۔

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ۝ {روم ۶۰}

۔آپؐ صبر کرتے رہیئے، اللہ کا وعدہ سچا ہے (عذاب آکر رہے گا) اور ایسا کبھی نہ ہونا چاہیئے کہ بے ایمان لوگ پریشان کر کے آپؐ کو بے صبر بنا دیں۔

قصّہ کہانیوں کے ذریعہ تبلیغ میں رُکاوٹ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر تبلیغ کرتے رہے۔ توحید کی دعوت دیتے رہے۔ لیکن کفار برابر مذاق اُڑاتے رہے۔ ان میں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ {لقمٰن ۶ و ۷}

بعض لوگ ایسے بھی تھے جو بیہودہ باتوں کے خریدار تھے اور ان بیہودہ باتوں (اور قصّہ کہانیوں) کے ذریعہ اللہ کے راستے سے روکتے تھے اور بغیر علم کے گمراہ کرتے تھے بلکہ اللہ کے راستے کا مذاق اُڑاتے تھے (اللہ نے فرمایا) ایسے لوگوں کو ذلّت کا عذاب ہوگا۔ ایسے شخص کو جب ہماری آیتیں سُنائی جاتی ہیں تو تکبّر سے مُنہ پھیر لیتا ہے گویا کہ اُس نے اُن کو سُنا ہی نہیں، گویا اُس کے کانوں میں بوجھ ہے پس (اے رسولؐ) ایسے شخص کو عذابِ الیم کی خوشخبری سُنا دیجئے۔

شرک کی پُرزور تردید شرک کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ {لقمٰن ۱۰ و ۱۱}

اللہ نے آسمانوں کو بغیر کسی ستون کے پیدا کر دیا جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو اور زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ تم کو لیکر جُھک نہ پڑے اور زمین میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے۔ آسمان سے پانی برسایا اور اس سے ہر قسم کی نفیس چیزیں اُگائیں۔ یہ تو اللہ کی مخلوقات ہے، پس اے کافرو تم مجھے یہ بتاؤ کہ اللہ کے علاوہ جو تمہارے معبود ہیں انہوں نے کیا کیا پیدا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں (بھلا جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتا وہ کس طرح عبادت، نذر و نیاز اور اطاعت کا مستحق ہو سکتا ہے)

کُفارِ مکّہ کا مقلدانہ جواب اتنی زبردست حقیقت کو تسلیم نہ کرنے کا کفارِ مکّہ کے پاس بس ایک جواب تھا وہ یہ کہ

قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ ہم تو بس اُس چیز کی پیروی کرتے ہیں جس پر اپنے باپ
اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ دادا کو پایا۔ بھلا اگر شیطان ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف
ہی بُلاتا ہو (جب بھی آباء و اجداد کی بات ہی مانیں گے)

غرض یہ کہ دلائل کے مقابلہ میں جب وہ لاجواب ہو گئے تو تقلید کا سہارا لیا۔ حالانکہ تقلید دلائل کے مقابلہ میں صرف ایک حیلہ اور بہانہ ہے۔ تقلید دراصل اعترافِ شکست ہے اگرچہ مقلّد زبان سے تسلیم نہ کرے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی | شرک کی مدلّل اور پُرزور تردید کے بعد بھی کفار نے ایمان قبول نہیں کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے رنجیدہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ {لقمٰن ۲۳}

جو شخص کفر کرتا ہے (تو کفر کرتا رہے) اُس کے کفر سے آپؐ رنجیدہ نہ ہوں۔ ان کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر ہم انہیں بتائیں گے کہ وہ کیا عمل کرتے تھے بیشک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے

پھر فرمایا (کہ اے رسُولؐ)

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ {لقمٰن ۲۵}

اگر آپؐ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہیں گے اللہ نے۔ آپؐ کہئے کہ (پھر) سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ جو پیدا کرتا ہے وہی ہر قسم کی تعریف و عبادت کا مستحق ہو سکتا ہے دوسرے نہیں ہو سکتے)

اِثباتِ قیامت | کفّارِ مکّہ اس بات کو کسی طرح تسلیم نہیں کرتے تھے کہ مرنے کے بعد انسان دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ ان کے خیال میں یہ چیز بہت مشکل تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ {لقمٰن ۲۸}

تمہارا پیدا کرنا اور پھر دوبارہ زندہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک آدمی کا پیدا کرنا اور پھر دوبارہ زندہ کرنا (ہمارے لئے تو کوئی کام بھی مشکل نہیں) اللہ سُننے والا، دیکھنے والا ہے۔

تردیدِ شرک | شرک کی تردید برابر جاری تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ {لقمٰن ۳۰}

بات یہ ہے کہ اللہ ہی حق ہے اللہ کے علاوہ جن جن کو یہ لوگ پُکارتے ہیں وہ باطل ہیں (ان کا پُکارنا لغو فعل ہے) اور بے شک اللہ عالی مرتبہ اور بڑائی والا ہے۔

خوفِ آخرت | کافروں کی تمام سرکشی کی بنیاد اس عقیدہ پر تھی کہ دوبارہ زندہ ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ یہ عقیدہ تمام بُرائیوں کی جڑ ہے کیوں کہ جس شخص کو خوفِ آخرت نہ ہو اُس کی زندگی میں عموماً بے راہ روی آجاتی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے خوفِ آخرت پیدا کرنے کیلئے فرمایا:۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور یومِ آخرت سے ڈرو جس دن نہ باپ بیٹے کے کام آئے گا نہ بیٹا باپ کے۔ بے شک اللہ کا وعدہ سچّا ہے لہٰذا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ {لقمٰن ۳۳}

اور نہ دھوکے باز شیطان تمہیں فریب میں مبتلا کرے (کہ تم بس سب کچھ دنیا کیلئے ہی کرتے رہو، آخرت کو بھول جاؤ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ جاری رکھی۔ قرآن مجید کو کفّار کے سامنے پیش کیا۔ بار بار چیلنج کرنے کے بعد بھی وہ یہی کہتے رہے کہ آپؐ نے خود ہی اس کو بنا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید میں فرمایا:-

الٓمّٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝

یہ کتاب بلاشبہ ربّ العالمین کی طرف سے نازل ہوئی ہے کیا کفّار یہ کہتے ہیں کہ آپؐ نے خود ہی اس کو بنا لیا ہے۔ نہیں بلکہ یہ آپؐ کے ربّ کی طرف سے برحق ہے تاکہ (اے رسولؐ) آپؐ اس قوم کو ڈرائیں جن کے پاس آپؐ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ (یعنی معبود) تو وہی ہے جس نے آسمانوں کو زمین کو اور ان دونوں کے درمیان تمام چیزوں کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر قرار پکڑا۔ اس کے سوا تمہارا کوئی مددگار ہے نہ نجات دہندہ۔ کیا تم پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

اثباتِ قیامت کافروں نے نہ توحید کو تسلیم کیا نہ دوبارہ زندہ ہونے کو بلکہ ازراہِ تعجّب کہنے لگے "جب ہم زمین میں ملیامیٹ ہو جائیں گے تو کیا ازسرِنو پیدا ہوں گے۔" اللہ نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے جانے کے منکر ہیں۔ (اے رسولؐ) آپؐ ان سے کہہ دیجئے کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے وہ تمہاری روحیں قبض کرے گا پھر تم اپنے ربّ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۭ بَلْ هُمْ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ {سجدہ ۱۰ و ۱۱}

پھر اللہ تعالیٰ نے کفّار کو محشر کی ہولناکیوں سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی یہ سرکشی صرف یہیں تک ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ {سجدہ ۱۲}

وہاں (اے رسولؐ) جب تم ان کو دیکھو گے تو یہ اپنے ربّ کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔ اُس وقت (حسرت کے ساتھ) کہیں گے اے ہمارے ربّ ہم نے دیکھ لیا اور سُن لیا۔ ہمیں دنیا میں واپس بھیج دے۔ اب ہم اچھے عمل کریں گے۔ بیشک اب ہمیں یقین آگیا ہے۔

غرض یہ کہ محشر کے عبرتناک منظر کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے کفّار کے سامنے یہیں پیش کر دیا تاکہ وہ راہِ راست قبول کرلیں لیکن انہوں نے پھر بھی ہدایت قبول نہیں کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَــَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ {سجدہ ۱۳}

اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دیدیتے (لیکن ہم کسی کو راہِ راست پر چلنے کیلئے مجبور نہیں کرتے۔ جو شخص چاہے ہدایت قبول کرے اور جو شخص چاہے قبول نہ کرے، ہاں جو لوگ ہدایت قبول نہیں کریں گے تو) یہ بات طے شدہ ہے کہ میں ایسے جنّات اور انسانوں سے جہنّم کو بھر دوں گا۔

دھمکی پھر اللہ تعالیٰ نے عذاب کی دھمکی دیتے ہوئے فرمایا:-

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝ {سجدہ ۲۶}

کیا اُن کو اِس بات سے بھی ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر دیا جن کی بستیوں میں یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں، بے شک اس میں نشانیاں ہیں۔ پھر کیا (بات ہے کہ ان نشانیوں کو دیکھ کر بھی) یہ حق بات کو نہیں سُنتے۔

عذاب کی دھمکی سُننے کے بعد کفّار

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ {سجدہ ۲۸}

کہنے لگے یہ فیصلہ (یعنی عذاب) کب آئیگا۔ اگر تم سچّے ہو تو اس کا وقت بتاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ (اے رسُولؐ)

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝ {سجدہ ۳۰}

آپؐ انکی بیہودہ باتوں سے اعراض کیجئے اور انتظار کیجئے یہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔

تکذیبِ قیامت پر اصرار | اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم توحید کی دعوت دیتے رہے۔ قیامت کے واقع ہونے کے دلائل دیتے رہے، لیکن کافر:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ {سبا ۳}

برابر یہی کہتے رہے کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ) ان سے کہدیجئے کہ کیوں نہیں آئے گی میرے پروردگار کی قسم قیامت تم پر ضرور آکر رہے گی۔ (وہی پروردگار اس کو لائے گا اور وہی اس کا وقت جانتا ہے جو) غیب کا جاننے والا ہے

کفّارِ مکّہ قیامت کے وقوع پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مذاق اُڑاتے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے سے اِس طرح:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ {سبا ۷، ۸}

کہتے تھے کہ آؤ ہم تمہیں ایسا آدمی بتائیں جو تمہیں یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم مَر کر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر از سرِ نو تمہیں پیدا کیا جائے گا، یا تو اُس نے اللہ پر افترا کیا ہے یا پھر اُسے جنون ہے۔

دھمکی | کفّار نے قیامت کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے بطور دھمکی کے فرمایا کہ:۔

اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ {سبا ۹}

ہم اگر چاہیں تو ان کو (اِس انکارِ قیامت کی سزا میں) زمین میں دھنسا دیں۔ یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں اس میں ہر اُس بندے کیلئے جو رجوع کرنے والا ہے عبرت کا سامان ہے۔

اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السّلام کا ذکر کر کے فرمایا (کہ ان کفّار کو چاہیئے تو یہ تھا کہ داؤد علیہ السّلام کی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اللہ کا شُکر کرتے لیکن یہ حقیقت ہے)

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ {سبا ۱۳}

کہ میرے بندوں میں شُکر گذار تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔

مُلکِ سبا کا حال برائے عبرت اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مُلکِ سبا کا حال سُنایا۔ فرمایا:۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۚ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۝ {۱۵ تا ۱۷ سبا}

اہلِ سبا کیلئے اُن کے مقامِ بود و باش میں ایک نشانی تھی۔ ان کی بستی کے دونوں طرف باغ تھے۔ ایک داہنی طرف دوسرا بائیں طرف (اللہ نے ان سے فرمایا تھا) "اپنے ربّ کے دئے ہوئے رزق میں سے خوب کھاؤ اور اُس کا شکر ادا کرتے رہو تمہیں شہر پاکیزہ دیا گیا ہے اور تمہارا ربّ بخشنے والا ہے (یعنی ہر لحاظ سے تم فائدہ میں ہو)" لیکن انہوں نے شکر گذاری سے مُنہ پھیر لیا تو ہم نے اُن پر ایک زبردست سیلاب بھیجا اور اُن کے باغوں کے عوض ہم نے ان کو ایسے باغ دئے جنکے میوے بدمزا تھے اور جن میں کچھ تو جھاؤ کے درخت تھے اور کچھ بیریاں تھیں۔ ہم نے اُن کی ناشکری کی اُن کو یہ سزا دی۔ اور ہم ناشکروں ہی کو ایسی سزا دیا کرتے ہیں (اگر کفّارِ مکّہ بھی ناشکری کریں گے تو ہم اُن کو بھی سزا دینگے)

فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ {سبا ۱۹}

پھر ہم نے اہلِ سبا کو مزید سزا یہ دی کہ ان کو نیست و نابود کر کے افسانہ بنا دیا اور اُن کے ٹکڑے اُڑا دئے۔ اس واقعہ میں ہر صابر و شاکر کیلئے نشانیاں ہیں (تاکہ وہ صبر و شکر پر قائم رہے اور اہلِ سبا کی طرح ناشکری کر کے اپنی تباہی و بربادی کو دعوت نہ دے)

شرک کی تردید شرک کی پھر تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ ۝ {سبا ۲۲}

ان سے کہئے کہ جن کو تم نے اللہ کے علاوہ معبود سمجھ رکھا ہے ان کو بُلاؤ (لیکن یہ سمجھ لو کہ وہ تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتے کیونکہ) وہ آسمانوں اور زمین میں ذرّہ برابر چیز کے بھی مالک نہیں اور نہ آسمان و زمین کے بنانے میں ان کی شرکت ہے اور نہ اُن میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۙ {سبا ۲۴}

ان سے پوچھئے کہ آسمانوں سے اور زمین سے تم کو رزق کون دیتا ہے پھر (خود ہی) بتا دیجئے کہ اللہ۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ ان سے صاف صاف)

قُلْ لَا تُسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ {سبا ۲۵}

کہہ دیجئے کہ ہمارے گناہوں کی تم سے پرسش نہیں ہوگی اور نہ تمہارے اعمال کی ہم سے باز پُرس ہوگی۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۚ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ۝ {سبا ۲۶}

ان سے کہہ دیجئے کہ ہمارا ربّ ہم سب کو جمع کرے گا۔ پھر وہ حق کے ساتھ فیصلہ کریگا اور وہ اچھا فیصلہ کرنیوالا اور

خوب جاننے والا ہے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ {سبا ۲۷}

ان سے کہئے کہ مجھے ان ہستیوں کو ذرا دکھا تو دو جن کو تم نے شریک بنا کر اللہ کے ساتھ ملا دیا ہے۔ ہرگز کوئی اسکا شریک نہیں بلکہ وہ اکیلا اللہ ہے اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ آپ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ {سبا ۲۸}

ہم نے آپؐ کو تمام انسانوں کیلئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت سے) واقف نہیں۔

عذاب کا مطالبہ | یہ تمام باتیں سُننے کے بعد کفارِ مکّہ کہنے لگے کہ اچھا یہ تو

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ {سبا ۲۹ و ۳۰}

بتاؤ کہ عذاب کا وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو تو (اس کا وقت بتاؤ) اللہ نے فرمایا (اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ عذاب کا ایک دن مقرر ہے جس سے نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو گے اور نہ ایک گھڑی آگے بڑھ سکو گے (یعنی وہ عذاب نہ وقتِ مقررہ سے پہلے آئے گا نہ وقتِ مقررہ کے بعد)

کُفّارِ مکّہ کسی طرح باز نہ آئے بلکہ جب

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ {سبا ۴۳}

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے سامنے قرآن مجید کی روشن آیتیں تلاوت کرتے تو آپس میں کہتے کہ یہ شخص تو یہ چاہتا ہے کہ جن کی پرستش تمہارے آباء و اجداد کیا کرتے تھے اُن سے تمہیں روک دے یہ سب محض جھوٹ ہے جو اس نے خود بنا لیا ہے، بلکہ یہ صریح جادو ہے۔

دھمکی | اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ {سبا ۴۵}

ان سے پہلے بھی لوگوں نے جھٹلایا تھا جو کچھ (نعمتیں اور قوتیں) ہم نے اُن کو دی تھیں اُس کے دسویں حصّہ کو بھی یہ نہیں پہنچے۔ جب انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو (پھر دیکھا) میرا عذاب کتنا سخت تھا (اگر یہ نہ مانے تو ان کی تو ہستی ہی کیا ہے کہ یہ اللہ کے عذاب سے بچ جائیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو جانچنے کی دعوت | کفارِ مکّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہا کرتے تھے، کبھی اور دوسرے القاب بھی دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۛ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝ {سبا ۴۶}

ان سے کہئے کہ میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں اللہ کے واسطے تم میں دو دو، ایک ایک آدمی اُٹھ کھڑے ہوں، پھر غور و فکر کریں پھر دیکھیں کہ مجھ میں جنون کا کوئی شائبہ ہے (وہ ہرگز مجھے مجنون نہیں پائیں گے) تو پھر اسکے

سوا اور کوئی بات نہیں کہ میں عذابِ شدید سے پہلے ڈرانیوالا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانچنے کا کتنا کھلا چیلنج تھا۔ بھلا ایسا شخص جو تمام اوصافِ حمیدہ کا مالک ہو اور ایسا لاثانی کلام پیش کرتا ہو کہیں دیوانہ ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِىْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِىْٓ اِلَىَّ رَبِّىْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ○ {سبا ۵۰}

ان سے کہدیجئے کہ اگر میں گمراہ ہوں تو میری گمراہی کا نقصان مجھ ہی کو ہوگا اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو یہ وحیِ الٰہی کا فیضان ہے۔ بیشک میرا ربّ سُننے والا ہے اور قریب ہے۔

مشکل کُشا کوئی نہیں سوائے اللہ کے جب کفارِ مکّہ نے نہ شخصیتِ رسول کے چیلنج کو قبول کیا نہ قرآن مجید کا چیلنج قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے شرک کی تردید جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○ {فاطر ۲ و ۳}

اگر اللہ اپنی رحمت کا دروازہ کھولدے تو اُسے بند کرنے والا کوئی نہیں اور اگر رحمت کو روک دے تو اُس کو بھیجنے والا کوئی نہیں اور اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔ اے لوگو اللہ کی نعمتیں یاد کرو کیا اللہ کے علاوہ کوئی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق فراہم کرتا ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ (رازق) نہیں، پھر تم کہاں بہکے ہوئے (دوسروں کے آستانوں کی طرف) چلے جا رہے ہو۔

تسلّی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○ {فاطر ۴}

اگر یہ آپؐ کو جھٹلا رہے ہیں (تو کوئی نئی بات نہیں) آپؐ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا ہے اور تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں (لہٰذا جھٹلانیوالوں کو اللہ ہی سزا دے گا)

مزید تسلّی دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ○ {فاطر ۸ و ۹}

ان لوگوں پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپؐ کی جان پر نہ بن جائے (آپؐ فکر نہ کریں بس تبلیغ کئے چلے جائیں) بے شک اللہ کو علم ہے جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔ اللہ ہی ہے جو ہوائیں چلاتا ہے پھر وہ بادل کو اُبھارتی ہیں پھر ہم اُس کو بے جان شہر کی طرف چلاتے ہیں پھر ہم زمین کو مرنے کے بعد زندہ کر دیتے ہیں، بس اسی طرح مُردے بھی زندہ ہو جائیں گے (اُس دن ہم ان کفار کو ان کی گستاخیوں کی سزا دینگے)

شرک کی واضح تردید پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قُدرت کی نشانیوں کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ:۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۭ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا

جو اِن تمام قُدرتوں کا مالک ہے وہ اللہ ہے۔ وہی تمہارا ربّ ہے۔ اُسی کی بادشاہت ہے (اور جو اِن قُدرتوں کا مالک نہیں وہ معبود و مشکل کُشا کیسے ہو سکتا ہے کہ اُس کے سامنے

مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝ {فاطر ۱۳، ۱۴}

سرِ نیاز خم کیا جائے) جن جن کو تم اللہ کے علاوہ مدد کیلئے پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ (اور جو کسی چیز کا بھی مالک نہ ہو اُس سے مانگنا سراسر جہالت ہے) اور اگر تم ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری پکار کو سُن نہیں سکتے اور اگر (بالفرض محال) سُن بھی لیں تو تمہاری خواہش کو پُورا نہیں کر سکتے۔ قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کریں گے (اس لئے کہ انہوں نے شرک کی تعلیم نہیں دی تھی بلکہ یہ تمہاری اپنی ایجاد ہے) اور باخبر ہستی کے مثل تمہیں کوئی خبر نہیں دے سکتا۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی اور کافروں کو دھمکی کفّار کی مسلسل سرکشی سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین رہا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ بھی برابر تسلّی دیتا رہتا تھا۔ اب پھر تسلّی دیتے ہوئے فرمایا:۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاۗءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۡ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ {فاطر ۲۲ تا ۲۶}

زندہ اور مُردہ برابر نہیں ہو سکتے (یعنی ان کفّار کی مثال مُردوں کی سی ہے۔ یہ کچھ سُنتے ہی نہیں) اللہ تو جس کو چاہے سُنا سکتا ہے لیکن (اے رسُولؐ) تم اہلِ قبور کو نہیں سُنا سکتے (گویا یہ کافر مثل اہل قبور کے ہیں۔ نہ وہ سُنتے ہیں نہ یہ سُنتے ہیں) آپؐ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور ہم نے حق کے ساتھ آپؐ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے (اسی طرح) ہر اُمّت میں نذیر آئے ہیں۔ اگر یہ آپؐ کو جُھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے بھی لوگوں نے جُھٹلایا تھا، حالانکہ ان کے پاس ان کے رسُول نشانیاں، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے پھر ہم نے کافروں کو پکڑا، پھر دیکھا ہمارا عذاب کیسا رہا۔

شرک کی تردید شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰي بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَىِٕنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَاۗءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝ {فاطر ۴۰ تا ۴۲}

ان سے کہئے کہ ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ کہ جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو اُنہوں نے زمین کی کونسی چیز پیدا کی ہے۔ یا آسمانوں کے بنانے میں اُن کی کوئی شرکت ہے (بس جو خالق نہیں وہ مددگار بھی نہیں) یا اس شرک کے جواز کے لئے ان کے پاس ہماری دی ہوئی کوئی کتاب ہے، جو بطور سند یہ پیش کر سکیں (ان کے پاس کوئی سند نہیں) بس یہ ظالم یوں ہی ایک دوسرے سے وعدے کرتے رہتے ہیں جو محض فریب ہوتا ہے۔ بیشک اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ کہیں اپنی جگہ سے ٹل نہ جائیں اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جو اُن کو تھام سکے۔ بے شک اللہ بُردبار ہے اور بخشنے والا ہے (یہ اُس کا تحمّل ہے کہ اُس نے اب تک عذاب نہیں بھیجا) پھر فرمایا (اے رسُولؐ، ان لوگوں کو یاد دلائیے کہ) تم تو قسمیں کھایا کرتے تھے کہ اگر تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا آیا تو تم تمام اُمّتوں سے زیادہ

ہدایت پر ہوگے لیکن جب وہ ڈرانے والا آگیا تو اس سے تم کو نفرت زیادہ ہوگئی۔

عذاب کا مطالبہ کافر بار بار عذاب کا مطالبہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا:۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝ {فاطر ۴۵}

اگر اللہ لوگوں کو ان کے اعمال کی وجہ سے (فوراً) پکڑنے لگے تو روئے زمین پر ایک بھی چلنے والا نہ چھوڑے۔ لیکن اللہ ایک وقت مقررہ تک ڈھیل دیتا ہے (تاکہ لوگ سنبھل جائیں) لیکن جب ان کا وقت مقررہ آجاتا ہے (تو پھر عذاب نہیں ٹلتا) بے شک اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

دھمکی کفارِ مکہ قیامت کے انکار پر برابر اصرار کئے جارہے تھے، اللہ تعالیٰ نے بطور دھمکی کے فرمایا:۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝ {حاقہ ۴}

ثمود اور عاد نے بھی قیامت کو جھٹلایا تھا (پھر ان کا حشر کیا ہوا) وہ ایسے نیست و نابود ہوئے کہ

فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝ {حاقہ ۸}

تمہیں ان کا کہیں نام و نشان نہیں ملیگا۔

قرآن مجید کی صداقت کفار کہتے تھے کہ قرآن مجید کو محمدؐ نے خود ہی بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا نہیں بلکہ یہ تو:۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ {حاقہ ۴۰}

مکرم فرشتہ کا پہنچایا ہوا کلام ہے۔

کبھی کفار کہتے تھے کہ یہ شخص شاعر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ {حاقہ ۴۱}

نہیں یہ شاعر کا کلام نہیں ہے۔ لیکن تم بہت ہی کم ایمان لاتے ہو۔

بلکہ

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ {یٰسٓ ۶۹}

ہم نے اپنے رسولؐ کو شعر و شاعری سکھائی ہی نہیں اور نہ یہ اُس کے شایانِ شان ہے۔ یہ نصیحت اور روشن قرآن ہے۔

کفارِ مکہ کبھی کہتے کہ یہ شخص کاہن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {حاقہ ۴۲،۴۳}

نہیں یہ کاہن کا کلام بھی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو ربّ العالمین کی طرف سے نازل شدہ کلام ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ {حاقہ ۵۱،۵۲}

یہ کلام حق ہے اور یقیناً حق ہے، پس (اے رسولؐ آپ ان کی تکذیب کی پرواہ نہ کریں بلکہ) اپنے عظمت والے ربّ کی تسبیح پڑھتے رہا کریں۔

کفارِ مکہ کبھی کہتے کہ یہ دیوانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ {قلم ۲}

(اے رسولؐ) آپؐ اپنے ربّ کے فضل و کرم سے مجنون نہیں ہیں۔

غرض یہ کہ مکہ میں کفر و ایمان، شرک و توحید کی ایک زبردست کشمکش جاری تھی۔ کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلّم کو تکلیفیں بھی پہنچاتے تھے اور بُرے بُرے القاب بھی دیا کرتے تھے۔ انہوں نے آپؐ کو شاعر، مجنون، کاہن کذّاب، ساحر، مسحور اور مفتری سب کچھ کہا لیکن آپؐ برابر ثابت قدمی کے ساتھ تبلیغ میں مصروف رہے۔

ضمادؓ کا قبولِ اسلام تقریباً اسی زمانہ میں ضمادؓ مکّہ معظّمہ آئے۔ یہ قبیلہ اَزد شنوءَۃ کے ایک فرد تھے اور آسیب کو جھاڑا کرتے تھے۔ انہوں نے مکّہ معظّمہ کے بے وقوفوں سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ محمدؐ مجنون ہیں۔ ضمادؓ نے کہا ذرا میں بھی اُس شخص کو دیکھوں شاید اللہ میرے ہاتھ سے اس کو شفا عنایت فرمائے۔ پس انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مُلاقات کی۔ ضمادؓ نے کہا اے محمدؐ میں آسیب کو جھاڑتا ہوں اور بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے میرے ہاتھ سے شفا عنایت فرماتا ہے۔ تو آپؐ کی کیا مرضی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ ضمادؓ نے کہا ان ہی کلمات کو پھر دوہرا دیجئے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کلمات کو تین مرتبہ دوہرایا۔ ضمادؓ نے کہا میں نے کاہنوں کا کلام سُنا ہے، جادوگروں کی باتیں سُنی ہیں، شاعروں کے اشعار سُنے ہیں لیکن میں نے ان کلمات کے مثل کبھی کچھ نہیں سُنا۔ تحقیق یہ کلمات تو سمندر کی تہ تک پہنچ گئے ہیں۔ ضمادؓ نے کہا اپنا ہاتھ لائیے میں آپؐ سے اسلام کی بیعت کروں (آپؐ نے ہاتھ بڑھایا) انہوں نے بیعت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اور تمہاری قوم؟ ضمادؓ نے کہا میں اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں[1]۔

قراءت کے متعلّق ہدایت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب صحابہؓ کو نماز پڑھایا کرتے تھے تو بلند آواز سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ اگرچہ آپؐ پوشیدہ ہوتے تھے مگر آواز مشرکین تک پہنچ جایا کرتی تھی جب مشرکین قرآن مجید سُنتے تو قرآن مجید کو، اُس کے نازل کرنے والے کو اور اس کے لانے والے کو بُرا کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولؐ کو ہدایت کی۔ فرمایا (اے رسُولؐ)

وَلَا تَجْھَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ {بنی اسرائیل ۱۱۰}

نہ بہت بلند آواز سے پڑھئے اور نہ بالکل پوشیدہ آواز سے بلکہ ان دونوں کے بیچ کا راستہ اختیار کیجئے[2]۔

حضرت جبریلؑ بحکمِ الٰہی آتے تھے ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبریلؑ سے کہا "کونسی چیز آپ کو مانع ہے کہ جتنی مرتبہ آپ آتے ہیں اُس سے زیادہ مرتبہ آپ آئیں" اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ کی زبان سے کہلوایا کہ:-

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ {مریم ۶۴}

ہم تو آپؐ کے ربّ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں (اپنی مرضی سے نہیں آسکتے) جو کچھ ہمارے آگے ہے، جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اُسی کا ہے اور آپ کا ربّ بھولنے والا نہیں[3]۔

---

[1] ضمادؓ کو اپنی قوم پر اعتماد تھا کہ وہ ان کی بات نہ ٹالیگی یا یہ کہ اُن کو اپنی قوم کے متعلّق حُسنِ ظن تھا کہ حق کو قبول کرنے میں پس و پیش نہیں کریگی اس لئے انہوں نے قوم کی طرف سے بھی بیعت کر لی۔

[2] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصّلوٰۃ عن ابن عباس رضؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر و صحیح مسلم کتاب الصّلوٰۃ باب التوسّط فی قراءۃ عن ابن عباسؓ۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابنِ عبّاس رضؓ۔

اللہ پوشیدہ باتوں کو بھی سُنتا ہے | ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ قریش کے دو آدمی اور اُن کا ایک داماد جو بنو ثقیف میں سے تھا یا بنو ثقیف کے دو شخص اور ان کا داماد جو قرشی تھا ایک مکان میں جمع تھے۔ غالباً وہ آپؐ کے خلاف سازش کرنا چاہتے تھے۔ ان کے پیٹ بڑے تھے اور سمجھ کم تھی۔ ایک نے کہا کیا اللہ تمہاری باتیں سُنتا ہے؟ دوسرے نے کہا ہاں اگر زور سے کہو تو سُنتا ہے ورنہ نہیں سُنتا۔ (ان میں سے) ایک آدمی نے کہا کہ اگر اللہ بعض باتیں سُن لیتا ہے تو وہ ضرور سب باتیں سُنتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ {حٰمٓ سجدہ ۲۲ و ۲۳}

تم (اِس بات کے خوف سے) تو پردہ نہیں کرتے کہ تمہارے کان تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف شہادت دیں گی بلکہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ اللہ کو بھی تمہارے بہت سے اعمال کی خبر نہیں ہوتی، اور اسی خیال نے جو تم اپنے ربّ کے متعلق رکھتے ہو تم کو ہلاک کر دیا اور تم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔[1]

تقدیر پر بحث | ایک دن مشرکینِ مکّہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تقدیر کے مسئلہ پر بحث کرنے آئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ○ {قمر ۴۸ و ۴۹}

جس دن گناہگار مُنہ کے بَل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے (ان سے کہا جائیگا کہ) اب آگ کا مزا چکھو۔ ہم نے ہر چیز کو ایک اندازہ پر پیدا کیا ہے (یعنی ہر چیز کی تقدیر مقرر کی ہے)[2]

تردیدِ شرک | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسلسل شرک کے خلاف تبلیغ کرتے رہے۔ کافروں کی شدید مخالفت کے باوجود بحکمِ الٰہی آپؐ اعلان فرماتے تھے:۔

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ○ {صٰفّٰت ۴}

بے شک تمہارا معبود ایک ہی ہے۔

اور وہ وہی ہے جو:۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ○ {صٰفّٰت ۵}

آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ اِن دونوں کے درمیان ہے اس کا اور مشارق کا ربّ ہے۔

اثباتِ قیامت | پھر اثباتِ قیامت پر دلائل دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ○ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ○ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ○ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ○ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ اَوَ

ان سے پوچھئے کہ ان کا بنانا زیادہ مشکل ہے یا اس تمام کائنات کا جس کو ہم نے پیدا کیا۔ ان کو تو ہم نے چپکنے والے گارے سے بنایا (بھلا ان کی بھی کوئی حقیقت ہے، اے رسولؐ) آپؐ کو (تو ان کی جہالت پر) تعجّب ہوتا ہے اور یہ تمسخر کرتے ہیں اور نصیحت نہیں مانتے، بلکہ اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اس کا بھی مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابنِ مسعودؓ و صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین جلد ۲

[2] صحیح مسلم کتاب القدر باب کلّ شیءٍ بقدر جلد ۲۔

اَبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝ {صٰفّٰت ۱۱ تا ۱۸}

ہے، بھلا جب ہم مرگئے اور مٹّی اور ہڈّیاں ہوگئے تو کیا ہم پھر اُٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے باپ دادا بھی اُٹھائے جائیں گے (اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ ہاں (تم سب زندہ کئے جاؤ گے) اور پھر تم اُس دن ذلیل و خوار ہوگے۔

کفّار کی ہٹ دھرمی کفّار نے اثباتِ قیامت کے دلائل کا جواب دینے کے بجائے ہٹ دھرمی سے کام لیا کہنے لگے:۔

اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝ {صٰفّٰت ۳۶}

کیا ہم اس دیوانے شاعر کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں (یہ نہیں ہوسکتا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کہ وہ نہ دیوانے ہیں نہ شاعر ہیں)

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ۝ {صٰفّٰت ۳۷ و ۳۸}

بلکہ وہ حق لیکر آئے ہیں اور وہ تمام رسولوں کی تصدیق بھی کرتے ہیں (یہ سچ ہے کہ اگر تمہاری حالت یہی رہی تو) تم کو دردناک عذاب کا مزا چکھنا ہوگا۔

دھمکی اس کے بعد اللہ نے دوزخ کے عذاب کا ذکر کرکے فرمایا کہ (اچھی طرح ہوشیار ہوجاؤ)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ {صٰفّٰت ۷۲ و ۷۳}

ہم نے لوگوں میں (پہلے بھی) رسول بھیجے تھے تو پھر دیکھ لو جن کو ڈرایا گیا تھا (وہ نہیں مانے تو) ان کا انجام کیسا ہوا (اگر تم نہیں مانوگے تو ایسا ہی انجام تمہارا بھی ہوگا)

شرک فی الذّات کی تردید کفّار طرح طرح کے شرک میں مبتلا تھے اور جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔ جنّات سے اللہ کا رشتہ جوڑتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس مضحکہ خیز شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ {صٰفّٰت ۱۴۹ تا ۱۵۹}

ان سے پوچھئے کہ کیا تم اپنے ربّ کیلئے بیٹیاں اور اپنے لئے بیٹے (پسند کرتے ہو) اور (اے رسولؐ) کیا جب ہم نے فرشتوں کو مؤنّث بنایا تھا تو یہ موجود تھے۔ بے شک یہ اُن کی بنائی ہوئی بات ہے کہ اللہ کے اولاد ہے۔ بے شک یہ جھوٹے ہیں کیا اس نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیوں کو پسند کیا (اے کفّار) تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ کس قسم کا فیصلہ کرتے ہو۔ آخر تم غور کیوں نہیں کرتے۔ کیا تمہارے پاس اس کی کوئی صریح دلیل ہے۔ اگر سچّے ہو تو اپنی کتاب پیش کرو اور (اے رسولؐ) انہوں نے تو اللہ اور جنّات کے مابین بھی رشتہ مقرّر کر رکھا ہے۔ حالانکہ جنّات جانتے ہیں کہ وہ سب اللہ کے سامنے حاضر کئے جائیں گے (وہ بھی دوسرے بندوں کی طرح محکوم ہیں) یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے۔

تسلّی اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے رسولؐ کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ گھبرائیں نہیں، ایک وقت آنے والا ہے کہ:۔

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ○ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ○ {صٰفّٰت ۱۷۳ تا ۱۷۵}

ہمارا لشکر ہی غالب ہوگا تو اُس وقت تک کیلئے ان سے اعراض کریں اور انہیں دیکھتے رہیں یہ خود بھی عنقریب (اپنا انجام) دیکھ لیں گے۔

عذاب کا مُطالبہ | یہ سُننے کے بعد کفّار نے عذاب کے سلسلہ میں جلدی کا مطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ○ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ○ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ○ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ○ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {صٰفّٰت ۱۷۶ تا ۱۸۲}

کیا یہ ہمارے عذاب کیلئے جلدی کر رہے ہیں حالانکہ جب وہ ان کے میدان میں اُتر آئے گا تو اُن کی صبح بہت بُری ہوگی اور (اے رسولؐ) آپؐ وقتِ مقررہ تک ان سے اعراض کریں اور دیکھتے رہیں، یہ بھی (اپنا انجام) دیکھ لیں گے (بہرحال) جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں آپؐ کا ربّ جو ربّ العزّت ہے ان باتوں سے پاک ہے۔ (وہی) رسولوں پر سلام (بھیجتا ہے) اور سب تعریف اُسی اللہ کیلئے ہے جو ربّ العالمین ہے۔

دھمکی | کافر برابر سرکشی اور ہٹ دھرمی پر اڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ○ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ○ {صٓ ۲ و ۳}

یہ کافر غرور اور ہٹ دھرمی میں مبتلا ہیں۔ ان سے پہلے ہم نے بہت سی قوموں کو ہلاک کر دیا (عذاب دیکھکر) وہ فریاد کرنے لگے لیکن نجات کا وقت نکل چکا تھا۔

تعجّب پر تعجّب | کفّارِ مکّہ کو ایک تو اسی بات پر تعجّب تھا کہ یہ رسول ہم ہی میں سے کیسے آگیا (کوئی فرشتہ آنا چاہیئے تھا) دوسرے اِس بات پر تعجّب تھا کہ اس رسول نے تمام معبودوں کے بجائے ایک معبود بنا دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ○ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ○ {صٓ ۴ و ۵}

کیا انہوں نے اِس بات پر تعجّب کیا کہ اُن کے پاس اُن ہی میں سے ڈرانے والا آگیا۔ لہٰذا انہوں نے کہدیا کہ یہ تو جھوٹا جادوگر ہے۔ کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

ایک دن کفّارِ مکّہ آپؐ کی مجلس میں آکر بیٹھے لیکن جب اُنہیں توحید کی تعلیم دی گئی تو:۔

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ { ص ۶ }

ان کے سردار باہر نکل آئے اور کہنے لگے چلو اور اپنے معبودوں اور کارسازوں پر جمے رہو ان کی اس انوکھی تبلیغ کا کوئی خاص مقصد ہے۔

اس کے بعد کہنے لگے:۔

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ○ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۭ {ص ۷ و ۸}

ہم نے تو یہ بات گذشتہ ملّت میں کبھی نہیں سُنی، یہ تو (انکی) من گھڑت بات ہے۔ کیا ہم لوگوں میں بس یہی رہ گئے تھے کہ ان پر کلامِ الٰہی نازل ہو۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝ {ص ۹}

کیا یہ آپؐ کے ربِّ غالب اور وہّاب کے خزانوں کے مالک ہیں (کہ جس کو چاہیں نبوّت دیں)

پھر اللہ تعالیٰ نے گذشتہ قوموں کا ذکر کرنے کے بعد بطور دھمکی فرمایا:۔

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ {ص ۱۴}

ان سب قوموں نے رسولوں کو جھٹلایا تو پھر ان پر عذاب نازل کر دیا گیا (اگر یہ جھٹلائیں گے تو ان پر بھی عذاب نازل کر دیا جائے گا)

کفّار کہنے لگے:۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝ {ص ۱۶}

اے ہمارے ربّ یوم الحساب سے پہلے ہی ہم کو ہمارے (عذاب) کا حصّہ دیدے۔

تلقینِ صبر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ {ص ۱۷}

یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں آپؐ اس پر صبر کیجئے۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝ {ص ۲۷}

کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب تیّار ہے۔

پھر فرمایا (اے رسولؐ آپؐ صاف صاف) کہدیجئے:۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ {ص ۶۵}

کہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں اور (یہ بھی کہہ دیجئے کہ) اللہ اکیلے قہّار کے سوا کوئی معبود و حاکم نہیں۔

اگر اس کے بعد بھی یہ نہ مانیں تو ان سے:۔

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ۝ {ص ۸۶ تا ۸۸}

کہدیجئے کہ میں تم سے تبلیغِ رسالت پر کچھ اجر نہیں مانگتا اور نہ میں تکلّف کرنے والوں میں سے ہوں۔ یہ شریعت تمام اہلِ عالم کیلئے نصیحت ہے، (اب بھی اگر انکار کروگے تو) تمہارے اس انکار کی حقیقت تو تمہیں کچھ عرصہ بعد معلوم ہو جائیگی۔

غیر اللہ کی عبادت کی انوکھی دلیل

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ {زمر ۲ و ۳}

ہم نے آپؐ کی طرف حق کے ساتھ شریعت نازل فرمائی ہے پس آپؐ خالص اللہ کی عبادت کرتے رہئے اس طرح کہ دین صرف اُسی کیلئے ہو (یعنی قوانینِ شریعت صرف اُسی کے ملنے جائیں) اور خبردار ہو جایئے کہ دین خالص اللہ ہی کیلئے ہے (دوسرا اس میں دخل نہیں دے سکتا نہ اُس کے خود ساختہ قوانین دین میں داخل ہو سکتے ہیں) اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ دوسروں کو اپنا کارساز بنا لیا ہے (کہ ان کی عبادت کرتے ہیں یا اُن کے اقوال کو شریعت یا دین سمجھتے ہیں یہ سب گمراہ ہیں)

کافروں نے اپنے شرک کی تاویل کی اور کہنے لگے:۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ {زمر ۳}

ہم تو ان کی عبادت اِس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کا مقرّب بنا دیں (یعنی ان کی عبادت محض تقرّب الی اللہ کا

وسیلہ ہے ہم انہیں مختار یا کارساز نہیں مانتے)

قرآن مجید کی ان آیات اور ان کے علاوہ متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارِ مکہ عقیدتاً اپنے معبودوں کو مشکل کُشا نہیں سمجھتے تھے لیکن عملاً وہ ان ہی کو پُکارتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار اُن کے عملی شرک ہی پر تنبیہہ کی اور اُن کے عقیدہ اور عمل کی دورنگی کو بطور الزام پیش کر کے ان کے عملی شرک کو بھی شرک ہی شمار کیا۔

کفّارِ مکّہ کی مندرجہ بالا تاویل کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ {۳۹}

بے شک اللہ ہی فیصلہ کرے گا جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں (یعنی تقرب اور سفارش کیلئے جو یہ عبادت کر رہے ہیں اس کا فیصلہ اللہ کے ہاں ہوگا)

پھر فرمایا (کہ اے رسولؐ جس تاویل سے یہ ان کی عبادت کر رہے ہیں، کرتے رہیں، آپ ان سے صاف صاف)

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝

کہدیجئے کہ مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ اللہ کی خالص طور پر عبادت کروں۔ دین صرف اُس کا مانوں، مجھے یہ بھی حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلم بنوں۔ اگر میں اپنے ربّ کا حکم نہ مانوں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ میں اپنے دین میں خالص اللہ کی عبادت کرتا ہوں (تم نہیں مانتے تو) جس کی چاہو عبادت کرو۔ نقصان وہی اُٹھائیں گے جنہوں نے خود اپنے کو اور اپنے اہل و عیال کو نقصان میں مبتلا کیا۔ یہی تو صریح نقصان ہے۔

شرک کی تردید ایک مثال کے ذریعہ

شرک کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَاۗءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝

اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے (وہ مثال یہ ہے کہ) ایک شخص ہے کہ وہ کئی مختلف المزاج آدمیوں کا غلام ہے اور دوسرا صرف ایک ہی آدمی کا غلام ہے۔ کیا دونوں کی حالت یکساں ہے (کئی آقاؤں کا غلام ہمیشہ پریشان رہے گا) سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (بہرحال اے رسولؐ) آپؐ بھی مرنے والے ہیں اور یہ بھی مرنے والے ہیں (مرنے کے بعد آپ لوگوں کے اختلاف کا فیصلہ ہو جائیگا)

کافر کہنے لگے اِس قسم کی باتوں سے باز آجاؤ ورنہ ہمارے یہ بزرگ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچا دیں گے تو بتاؤ پھر کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ {۳۶}

کیا اللہ اپنے بندے (کی حفاظت) کیلئے کافی نہیں، یہ کیا آپؐ کو اپنے معبودوں سے ڈراتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ جس کو گمراہ کر دے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

پھر فرمایا کہ اگر ان کافروں سے آپؐ پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے بنایا تو یہ:۔

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ {۳۸}

ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے (جب اللہ ہی خالق ہے

تو نفع و نقصان کا مالک بھی وہی ہے، غیر اللہ سے ڈرنا یا ڈرانا لایعنی ہے)

پھر فرمایا (کہ اے رسولؐ ذرا) ان سے :۔

قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ {۳۸}

یہ تو پوچھئے کہ اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا یہ معبود جن کو اللہ کے علاوہ تم پکارتے ہو میری تکلیف دور کر سکتے ہیں، یا اگر اللہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ معبود اُس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں (جب یہ معبود ایسا نہیں کر سکتے تو پھر مجھے ان سے کیا خوف ہے) میرے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ توکّل کرنے والے اُسی پر توکّل کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ) ان سے :۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○ {۳۹ و ۴۰}

کہہ دیجئے کہ تم اپنی جگہ پر عمل کئے جاؤ میں بھی اپنی جگہ پر عمل کر رہا ہوں۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ رُسوا کرنے والا عذاب کس پر آتا ہے اور پھر کس پر باقی رہنے والا عذاب ہوگا۔

غرض یہ کہ کفّارِ مکّہ کسی طرح ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے تھے۔

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ {۴۵}

جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جاتا تو بہت ہی منقبض اور خفا ہوتے لیکن جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جاتا تو بہت خوش ہوتے تھے۔

اور یہ صرف اُس زمانہ کی بات نہیں تھی، ہر زمانہ میں ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ مشرکین اپنے شُرکاء کے ذکر کو تو پسند کرتے ہیں، اس کیلئے محفلیں اور مجلسیں قائم کرتے ہیں لیکن اللہ اکیلے کے ذکر یا توحیدِ خالص کے لئے کوئی مجلس قائم نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی دوسرا خالص توحید بیان کرے تو منقبض ہوتے ہیں اور توحیدِ خالص کو اپنے بزرگوں کی توہین کے بہانہ سے سُننا پسند نہیں کرتے اور لوگوں کو اسی بہانہ سے ورغلاتے ہیں۔

کفّارِ قریش میں سے بعض کو یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ اِتنے گناہ کرنے کے بعد اب ہمارے گناہ کیسے معاف ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ میری طرف سے ان سے)

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○ {۵۳ و ۵۴}

کہہ دیجئے کہ اے میرے گناہگار بندو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، اللہ تعالیٰ (تمہارے) تمام گناہ معاف کر دے گا۔ بے شک وہ غفور اور رحیم ہے۔ لہٰذا اپنے ربّ کی طرف آؤ اور اسلام قبول کر لو اِس سے پہلے کہ عذاب آئے (اِس لئے کہ اُس وقت معافی کا وقت نکل جائے گا) اور پھر تمہاری کوئی مدد نہ کر سکے گا۔[1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابنِ عبّاس رضؓ۔

کافر خالص توحید ماننے کیلئے تیار نہیں تھے بلکہ اس کے برعکس وہ باطل معبودوں کی پرستش کی ترغیب دیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ) ان سے :۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ {۳۹:۶۴-۶۶}

کہئے کہ اے نادانو مجھے اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کا حکم دیتے ہو حالانکہ (اے رسولؐ) آپؐ کی طرف اور آپؐ سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں اُن کی طرف یہی وحی بھیجی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے سارے اعمال بیکار کر دئے جائیں گے اور تم نقصان پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے (اے رسولؐ آپؐ ان کی باتوں کی پرواہ نہ کریں) بلکہ اللہ ہی کی عبادت کئے جائیں اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جائیں۔ (اللہ کی شکر گزاری یہی ہے کہ اُس کے حقِ عبادت میں دوسروں کو شریک نہ کیا جائے)

پھر اللہ تعالیٰ نے ترغیب ترہیب کے طور پر جنّت، دوزخ اور قیامت کا ذکر کیا پھر فرمایا :۔

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {۳۹:۷۵}

(اُس دن) اُن لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا (اُس دن تکذیبِ رسولؐ کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی) اور کہا جائے گا کہ سب تعریف اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔

توحید پر تقریر کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ {۴۰:۳}

اللہ کے علاوہ کوئی حاکم، حاجت روا اور معبود نہیں، اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔

دُنیوی عیش کی حقیقت کافر مال و دولت کے مالک تھے، مسلم غریب تنگدست، اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

فَلَا يَغُرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ {۴۰:۴}

کافروں کا شہروں میں (بغرض تجارت وغیرہ) آنا جانا تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے (یہ چند روزہ متاع ہے۔ یہ چہل پہل فانی ہے پس اے مؤمنو صبر کرو)

پھر اللہ تعالیٰ نے گذشتہ قوموں کا ذکر کر کے فرمایا کہ اُنہوں نے اپنے رسولوں کی تکذیب کی

فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ {۴۰:۵}

تو میں نے اُن کو گرفت میں لے لیا پھر دیکھ لو میرا عذاب کیسا تھا (اگر کفارِ مکّہ تکذیب سے باز نہ آئے تو اُنکا بھی یہی حشر ہوگا)

پھر اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو ہدایت کی۔ فرمایا :۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ {۴۰:۱۴}

بس تم تو خالص اللہ کو پکارو۔ دین کو صرف اللہ ہی کا سمجھو (یعنی دینی معاملات میں کسی اور کی بات، رائے یا فتوٰی نہ مانو) خواہ کافروں کو کتنا ہی بُرا کیوں نہ لگے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۭ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝ {۴۰:۱۸}

آپؐ ان کو قریب آنے والے دن یعنی قیامت سے ڈراتے رہیے (وہ ایسا دن ہے کہ) جس دن غم کے باعث دل گلوں تک پہنچ جائیں گے۔ اُس دن ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا نہ

کوئی سفارشی کہ جس کی بات مان لی جائے۔

شرک کی کھلی تردید | شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا :۔

وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ {مؤمن ۲۰}

اللہ سچّائی کے ساتھ حکم دیتا ہے اور جن کو یہ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی حکم نہیں دے سکتے (اور وہ حکم دینگے بھی کیسے جبکہ اُن کا کوئی محکوم نہیں اور نہ کہیں اُن کی بادشاہت ہے) بے شک اللہ ہی سُننے والا دیکھنے والا ہے۔

دھمکی | پھر دھمکی دیتے ہوئے فرمایا کہ :۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ {مؤمن ۲۱ و ۲۲}

یہ زمین میں سفر کیوں نہیں کرتے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا جو قوت اور تمکنت کے لحاظ سے ان لوگوں سے کہیں زیادہ تھے۔ لیکن اللہ نے اُن کے گناہوں کے سبب سے ان کو پکڑ لیا۔ پھر اللہ کے عذاب سے ان کو بچانے والا کوئی نہیں ملا۔ یہ عذاب ان پر اس لئے آیا تھا کہ ان کے پاس رسُول دلائل کے ساتھ آئے تھے لیکن انہوں نے پھر بھی انکار کیا لہٰذا انہیں اللہ نے اپنی گرفت میں لے لیا۔

بے شک وہ قوّت والا سخت عذاب دینے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السّلام اور قوم فرعون کے ایک مردِ مؤمن کا ذکر کر کے فرمایا :۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ {مؤمن ۵۵}

تم بھی صبر کرو (جس طرح اُس مردِ مؤمن نے صبر کیا تھا) بے شک اللہ کا وعدہ سچّا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہا کرو اور صبح و شام اپنے ربّ کی تعریف کے ساتھ تسبیح بھی کرتے رہا کرو۔

دلائلِ توحید | پھر اللہ تعالیٰ نے رات اور دن کی تخلیق کا ذکر کر کے فرمایا :۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ {مؤمن ۶۲}

تمہارا ربّ تو وہ ہے جس نے تمام اشیاء کو پیدا کیا، اسکے سوا کوئی معبود و حاکم نہیں۔ پھر تم کہاں بھٹک رہے ہو (کہ دوسروں کو حاجت روا سمجھتے ہو حالانکہ وہ خالق نہیں اور جب وہ خالق نہیں تو حاجت روا بھی نہیں)

پھر زمین و آسمان اور انسان کی تخلیق کا ذکر کر کے فرمایا :۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ

یہ ہے تمہارا ربّ۔ بابرکت تو اللہ ہی ہے جو ربّ العالمین بھی ہے۔ وہ زندہ ہے (مرتا نہیں) اُس کے سوا کوئی معبود نہیں پس خالص اُس کو پکارو۔ دین اُسی کا ہو (یعنی جو خالق ہے، زندہ ہے وہی پکارے جانے کے قابل ہے اور جو مر جائے اور پیدا کچھ بھی نہ کر سکے وہ اِس قابل نہیں کہ اُسے پکارا جائے)

مِنْ رَّبِّیْ ۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ {مؤمن ۶۶} اور (اے رسولؐ) آپ کہہ دیجئے کہ مجھے تو اللہ کے علاوہ جن کو تم پکارتے ہو اُن کی عبادت (یعنی اُن کو پکارنے) سے منع کر دیا گیا ہے اور (یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے) جبکہ میرے پاس میرے ربّ کی طرف سے دلائل آچکے ہیں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں صرف ربّ العالمین کا تابع بن کر رہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیوں کی طرف توجّہ دلائی۔ دوزخ کے عذاب کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا:۔

فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ ○ {مؤمن ۷۶} متکبّرین کا ٹھکانہ بہت ہی بُرا ہے۔

کافروں کو دھمکی دینے کے بعد پھر اپنے رسولؐ کو صبر و استقامت کی تلقین کی۔ فرمایا:۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ ج {مؤمن ۷۷} (اے رسولؐ) آپ صبر کیجئے، بیشک اللہ کا وعدہ سچّا ہے۔

معجزہ کا مُطالبہ کافروں نے معجزہ کا مُطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْکَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ ط وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ج فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰہِ قُضِیَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِکَ الْمُبْطِلُوْنَ ○ {مؤمن ۷۸} ہم نے آپؐ سے پہلے بہت سے رسُول بھیجے، بعض کا ذکر تو ہم نے آپؐ سے کر دیا ہے اور بعض کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن کسی رسُول کو یہ اختیار نہیں تھا کہ بغیر اللہ کے حکم کے کوئی معجزہ دکھائے پھر جب اللہ کا حکم آپہنچا تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور اہلِ باطل نقصان اُٹھانے والے ثابت ہوئے۔

درسِ عبرت جب کافر کسی طرح نہ مانے تو اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ پھر کہا کہ ان کافروں کو چاہیئے کہ مُلک میں سیر و سیاحت کریں اور دیکھیں کہ گذشتہ قوموں کا کیا حشر ہوا۔

فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ○ {مؤمن ۸۲} جو دولت اُنہوں نے کمائی تھی وہ ان کے کچھ کام نہ آئی (یہی حال ان کا بھی ہونے والا ہے)

کفّارِ مکّہ اپنی خود ساختہ شریعت اور آبائی رسم و رواج پر بہت نازاں تھے۔ شریعت حقّہ کا مذاق اُڑاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ○ {مؤمن ۸۳} گذشتہ قوموں کے پاس جب ہمارے رسُول کھُلے دلائل لے کر آئے تو وہ اس علم پر جو ان کے پاس تھا فخر کرنے لگے (اور انبیاء کی لائی ہوئی شریعت کے ساتھ تمسخر کرنے لگے۔ عذاب کا مذاق اُڑانے لگے) آخر اسی چیز نے انہیں آگھیرا جس کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے (اگر کفّارِ مکّہ نے تصدیقِ نبوّت نہیں کی اور خالص توحید کو تسلیم نہ کیا تو ایک دن اُن کا بھی یہی حشر ہونیوالا ہے)

کافروں کی نئی بات تبلیغ برابر جاری رہی۔ کافروں نے ازراہِ تمسخر کہنا شروع کیا:۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَیْنِنَا وَبَیْنِکَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ○ {حٰمٓ سجدہ ۵} جس چیز کی طرف تم ہمیں بُلاتے ہو اُس کیلئے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے کانوں میں بوجھ ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان ایک پردہ پڑا ہوا ہے لہٰذا (ہم تمہاری بات نہ سمجھینگے نہ سُنینگے) تم اپنا کام کئے جاؤ ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ {حٰمٓ سجدہ}

ان سے کہدیجئے کہ میں تم ہی جیسا آدمی ہوں مگر ہاں مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہے۔ اُسی کی طرف متوجہ ہوجاؤ اور اُسی سے مغفرت مانگو مشرکین پر افسوس ہے (کہ اتنی سیدھی سادی بات کو نہیں سمجھتے)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {حٰمٓ سجدہ}

اِن سے پوچھئے کیا تم اُس ذات کا انکار کرتے ہو جس ذات نے زمین کو دو دن میں بنایا اور کیا تم دوسروں کو اُس کا شریک بناتے ہو وہ تو سارے جہان کا رب ہے (دوسروں میں یہ بات کہاں)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ {حٰمٓ سجدہ}

اگر یہ اب بھی مُنہ موڑیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ میں تو تم کو ایسی چنگھاڑ سے ڈرا چکا ہوں جیسی چنگھاڑ عاد اور ثمود پر بھیجی گئی تھی

(اگر تم نے میری بات نہ مانی تو تم پر بھی ایسا ہی عذاب نازل ہوگا جیسا اُن پر ہُوا تھا)

کافروں کی ایک اور نئی سازش کفارِ مکّہ مخالفت سے باز نہیں آئے اور قرآن مجید کے اعجاز کا بھی مقابلہ نہ کر سکے تو آپس میں مشورہ کر کے یہ طے کیا:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ {حٰمٓ سجدہ}

کہ اِس قرآن کو سُنا ہی نہ کرو (اس لئے کہ سُننے کے بعد اس سے متاثر نہ ہونا مشکل ہے) بلکہ (ایسا کیا کرو کہ جب قرآن پڑھا جائے تو) شور مچایا کرو تاکہ تم غالب رہو (نہ کوئی اُن کی بات سُنیگا نہ اُن کا گرویدہ ہوگا)

اِس سازش کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ہم بھی کافروں کو سخت عذاب کا مزا چکھائیں گے اور اُن کے بُرے عملوں کی سزا ان کو دیں گے (یہ ہم سے بچ کر کہاں جا سکتے ہیں)

تسلّی پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ {حٰمٓ سجدہ}

اُس سے اچھی کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بُلائے اور خود بھی نیک عمل کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمین میں سے ہوں۔ (یعنی میں اللہ کا فرمانبردار ہوں۔ پس اے رسولؐ آپ کی دعوت بھی اچھی، آپ کے عمل بھی اچھے لہٰذا آپ سے بہتر کون ہو سکتا ہے) بھلائی اور بُرائی برابر نہیں ہو سکتیں۔ (اے رسولؐ) آپ اُن کی بُرائیوں کا جواب بھلائی سے دیجئے اِس طرح آپؐ کا دشمن بھی آپ کا دوست بن جائے گا۔ اور یہ چیز ان ہی کو مُیسّر ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور جو بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں۔ اور (اے رسولؐ) اگر کبھی شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ بھی آئے تو اللہ کی پناہ طلب کر لیا کیجئے، بیشک وہ سُننے والا

جاننے والا ہے۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کی خوبی، آپؐ کے اعمالِ صالحہ، اطاعتِ الٰہی، صبر و تحمل اور اخلاقِ کریمانہ کی کتنی کھلی شہادت ہے جو اللہ برتر و بالا نے مندرجہ بالا آیات میں دی ہے۔

اِس تسلّی آمیز خطابِ ہدایت کے بعد اللہ تعالیٰ نے کافروں سے فرمایا:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○ {حٰمٓ سجدہ ۳}

رات اور دن، سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس تم نہ سُورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو بلکہ اُس ہستی کو سجدہ کرو جس نے ان کو بنایا اگر واقعی تم اللہ کی عبادت کرنا چاہتے ہو۔

پھر قیامت کی دلیل دیتے ہوئے کافروں سے فرمایا:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ {حٰمٓ سجدہ ۳۹}

اور یہ بھی اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ زمین خشک ہوتی ہے پھر اللہ پانی برساتا ہے تو وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے اور پھلنے پھولنے لگتی ہے۔ بے شک جو مُردہ زمین کو زندہ کرتا ہے وہی مُردوں کو بھی زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو مخاطب کر کے فرمایا (اے رسُولؐ)

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ○ {حٰمٓ سجدہ ۴۳}

آپؐ سے وہی باتیں کہی جا رہی ہیں جو آپ سے پہلے رسُولوں سے کہی گئی ہیں۔ بیشک آپؐ کا پروردگار مغفرت والا بھی ہے اور دردناک عذاب دینے والا بھی ہے (اگر یہ اب بھی توبہ کر لیں تو انہیں معاف کر دیا جائے گا ورنہ پھر ان کیلئے عذاب تیار ہے)

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ {حٰمٓ سجدہ ۵۰}

کافروں میں بعض اِس قسم کا بھی مذاق کرتے تھے کہ اگر کسی تکلیف کے بعد انہیں راحت کا سامان میسّر آتا تو کہتے کہ یہ تو ہمارا حق تھا۔ اس کے بعد کہتے کہ اوّل تو قیامت آئیگی ہی نہیں اور اگر آ بھی گئی اور ہمیں اپنے ربّ کے سامنے حاضر ہونا ہی پڑا تو ہمارے لئے وہاں بھی راحت ہی راحت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے فرمایا:۔

فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ○ {حٰمٓ سجدہ ۵۰}

کافر جو عمل کر رہے ہیں ہم ضرور وہ عمل اُن کو جتائیں گے اور پھر اُنہیں سخت عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ

ان سے کہئے کہ اگر یہ قرآن واقعی اللہ کی طرف سے ہو پھر بھی تم اس کا انکار کرو (تو بتاؤ تمہارا کیا حشر ہوگا) کیا اُس سے بھی

بَعِيْدٍ ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ
اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ
اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝
اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ
بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝ {حٰمٓ سجدہ ۵۲ تا ۵۴}

زیادہ کوئی گمراہ ہو سکتا ہے جو قرآن کی اتنی شدید مخالفت کرے (اے رسولؐ) ہم عنقریب ان کو آفاق میں اور خود ان کی ذات میں ایسی نشانیاں دکھائیں گے کہ ان پر یہ ظاہر ہو جائیگا کہ یہ قرآن حق ہے۔ کیا ڈرنے کیلئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب ہر چیز سے باخبر ہے۔ یہ اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے سے شک میں پڑے ہوئے ہیں، خبردار وہ تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے (یہ اُس سے بچ کر کہاں جائینگے؟)

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ
حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝
وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ
اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ ؕ
لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝

جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ اپنے کارساز بنا رکھے ہیں وہ اللہ کی نگرانی میں ہیں (اللہ سے بچکر وہ کہیں نہیں جا سکتے) اور آپؐ ان پر داروغہ نہیں ہیں (کہ ان کو مجبور کریں، آپؐ کا کام تو بس اتنا ہے کہ آپؐ پہنچا دیں) اور یہ قرآن ہم نے عربی میں اسی لئے نازل کیا ہے کہ آپ مکہ والوں اور اُس کے اطراف کے لوگوں کو ڈرائیں یعنی قیامت سے ڈرائیں جس دن ایک فریق جنت میں جائیگا اور ایک فریق دوزخ میں جائیگا۔

شرک کی تردید

پھر فرمایا:-

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ
هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {شوریٰ ۹}

کیا انہوں نے اللہ کے علاوہ کارساز بنا رکھے ہیں بس کارساز تو وہی ہے۔ وہی مُردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (بھلا جو ہر چیز پر قادر نہیں وہ کارساز و مشکل کُشا کیسے ہو سکتے ہیں)

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ {شوریٰ ۱۳}

جس چیز کی طرف آپؐ انہیں بُلا رہے ہیں وہ ان پر بڑی دشوار گذرتی ہے (توحید ان کے لئے ایک بارِ گراں ہے)

لیکن (اے رسولؐ)

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ
وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ
اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ
رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ
لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ
وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ {شوریٰ ۱۵}

آپؐ اسی کی طرف ان کو بُلاتے رہیئے (خواہ انہیں ناگوار ہی کیوں نہ گذرے) اور جو حکم آپ کو دیا گیا ہے اُس پر قائم رہیئے اور اُن کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے۔ بلکہ ان سے کہئے کہ جو کتاب اللہ نے نازل فرمائی ہے میں اُس پر ایمان لایا اور مجھے یہ حکم ملا ہے کہ تم لوگوں میں انصاف قائم کروں۔ اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، ہم میں اور تم میں کوئی بحث و تکرار نہیں۔ اللہ ہم سب کو جمع کریگا اور ہم سب کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (وہاں معلوم ہو جائے گا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر)

شریعت سازی شرک ہے، کفارِ مکہ جس چیز کو چاہتے حلال کر لیتے اور جس چیز کو چاہتے حرام کر لیتے، مختلف مذہبی رسوم، مسائل و قوانین خود ایجاد کر لئے تھے اور اُن کو شریعت کا درجہ دے رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ {شوریٰ ۱۳} کہ دینی شریعت تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کی ہے (کسی دوسرے کو اختیار ہی کب ہے، کہ وہ شریعت سازی کر سکے)

پھر فرمایا:۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ {شوریٰ ۲۱}

کیا اُنہوں نے ایسے شریک بنا رکھے ہیں جنہوں نے ان کے لئے دینی شریعت تجویز کر دی ہے حالانکہ اللہ نے تو اس شریعت سازی کی انہیں اجازت نہیں دی، اور اگر فیصلہ کا دن مقرر نہ ہوتا تو اس شرک کی سزا میں کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے،

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝ {شوریٰ ۴۷}

(ان سے کہدیجئے) کہ اپنے ربّ کی بات مان لو قبل اس کے کہ وہ دن آئے جو ٹلنے والا نہیں، اُس دن تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی اور نہ تم (اپنے اعمالِ بد کا) انکار ہی کر سکو گے۔

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ {شوریٰ ۴۸}

اگر یہ پھر بھی مُنہ موڑیں تو ہم نے آپؐ کو ان پر نگراں نہیں بنایا ہے آپؐ کے ذمّہ تو صرف اتنا ہے کہ (حق) پہنچا دیں۔

شرک اور بُت پرستی کی شدّت کے ساتھ تردید ہو رہی تھی، ایوانِ کفر میں زلزلہ آ رہا تھا ایک دن کفّار نے یہ فیصلہ کیا کہ اب ہمیں مخالفت میں کمی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ خوب شدّت کے ساتھ مخالفت جاری رکھنی چاہیئے تاکہ یہ ہم سے نا اُمید ہو جائیں اور شرک کی تردید کرنا ہی چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ {زخرف ۵ تا ۸}

کیا ہم تم کو نصیحت کرنا چھوڑ دیں گے اس لئے کہ تم بدعنوانیوں میں حد سے بڑھ چکے ہو اور ہم نے پہلے لوگوں میں بھی بہت سے رسول بھیجے تھے۔ ہر نبی کے ساتھ تمسخر کیا گیا۔ پھر ہم نے بڑی بڑی طاقت رکھنے والوں کو ہلاک کر دیا اور اُن کو قصّۂ پارینہ بنا دیا۔ (اے کفّارِ مکہ تم تو چیز ہی کیا ہو)

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ {زخرف ۹}

اگر آپؐ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا تو کفّار ضرور یہ جواب دیں گے کہ غالب اور علم والے اللہ نے (لیکن اِس کے باوجود یہ شرک میں مبتلا ہیں)

کفّارِ مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے {زخرف ۱۵} اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ○ {زخرف ۱۶}

کیا اللہ نے تمام مخلوقات میں سے خود تو بیٹیاں لیں اور تم کو چُن چُن کر بیٹے دئے۔

پھر فرمایا (کتنی مضحکہ خیز یہ بات ہے) کہ :۔

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ○ {زخرف ۱۹}

انہوں نے فرشتوں کو جو اللہ کے بندے ہیں اللہ کی بیٹیاں مقرر کیا۔ کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے۔ ہم ان کی شہادت لکھ رہے ہیں اور پھر (قیامت کے دن) ان سے باز پُرس کریں گے۔

کافروں کے مضحکہ خیز جوابات

کافر کہنے لگے۔

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ {زخرف ۲۰}

اگر اللہ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ○ {زخرف ۲۰}

انہیں اس کا کچھ علم نہیں یہ تو صرف قیاس آرائیاں کر رہے ہیں۔

پھر فرمایا (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ○ {زخرف ۲۱}

کیا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی تھی جس کو یہ بطورِ سند پیش کر سکیں۔

کُفّار نے جواب دیا:۔

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ {زخرف ۲۲}

ہم نے اپنے باپ دادا کو جس راستہ پر پایا اُسی پر قدم بہ قدم ہم چل رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ○ {زخرف ۲۳}

آپؐ سے پہلے جو نبی بھی کسی بستی میں بھیجے گئے تو وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا تھا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راستہ پر پایا اور ہم اُسی کی پیروی کر رہے ہیں (ہم اپنے باپ دادا کے راستہ کو نہیں چھوڑ سکتے)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ {زخرف ۲۵}

پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ پھر دیکھ لو جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی سرکشی کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ان پر احسان کیا۔

بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ○ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○ {زخرف ۲۹ و ۳۰}

ان کو، ان کے آباء واجداد کو مال و دولت سے متمتع کیا، یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور رسولِ مبین آگیا اور جب وہ حق آیا تو (بوجہ اپنی دولت کے تکبّر کیا اور) کہنے لگے یہ جادو ہے اور ہم

اس کو نہیں مانتے (گویا بجائے ہمارے شکر گذار ہونے کے ناشکرے بنگئے اور ہمارے رسول کا انکار کیا)

کافروں کی عجیب منطق | جب کوئی جواب سمجھ میں نہیں آیا تو کفار کہنے لگے:۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ○ {زخرف ۳۱}

کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں[1] کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ اُترا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○ {زخرف ۳۲}

کیا یہ لوگ آپؐ کے ربّ کی رحمت کو تقسیم کرنے والے ہیں۔ (یہ تو اللہ کا کام ہے کہ جس کو چاہے نبوّت دے۔ یہ تقسیم کرنیوالے کون ہوتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ مال و دولت کے لحاظ سے نبوّت ملنی چاہیئے تو یہ مال و دولت کی تقسیم بھی ہماری طرف سے ہے اِس میں بھی دُنیا والوں کو کوئی اختیار نہیں) ہم ہی نے ان کے درمیان دنیا کی زندگی میں معیشت کو (کم و بیش) تقسیم کر دیا ہے اور بعض کو بعض پر درجہ کی بلندی عطا کی ہے تاکہ بعض بعض سے خدمت لے[2] اور جو کچھ یہ جمع کر رہے ہیں آپؐ کے ربّ کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے۔

تسلّی | پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ○ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ○ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ○

اگر ہم آپؐ کو لیجائیں تب بھی ہم ان سے انتقام لیں گے یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپؐ کو وہ عذاب دکھا بھی دیں جس کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے اور ہم اس پر قادر ہیں۔ بس آپ تو جو وحی آپؐ کے پاس آرہی ہے اُس کو مضبوطی سے پکڑے رہیئے بیشک آپؐ صراطِ مستقیم پر ہیں اور یہ قرآن آپکے اور آپؐ کی قوم کے لئے نصیحت ہے اور تم سب عنقریب بازپُرس ہوگی (کہ اس قرآن پر تم نے کس حد تک عمل کیا)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس قسم کی یہ باتیں کہہ رہے ہیں فرعون نے بھی یہی باتیں کہی تھیں۔ وہ کہتا تھا:۔

اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ {زخرف ۵۱}

کیا میں مصر کا بادشاہ نہیں ہوں۔ کیا میرے محلوں کے دامن میں دریا نہیں بہتے۔

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ {زخرف ۵۲}

کیا میں اس بے عزت آدمی سے بہتر نہیں ہوں (پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ نبی بنایا جائے اور مَیں اس سے کمتر قرار دیا جاؤں)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کچھ معلوم ہے کہ اس کا اور اس کے ماننے والوں کا کیا انجام ہوا)

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ○ {زخرف ۵۶}

ہم نے اُن کو قصۂ پارینہ بنادیا اور بعد والوں کیلئے عبرت،

---

[1] بستیوں سے مُراد مکّہ معظّمہ اور طائف ہے۔

[2] اگر سب حاکم ہوں تو حکومت نہیں چل سکتی، اگر سب رعیت ہوں اور حاکم کوئی نہ ہو تو مُلکی نظام درہم برہم ہوجائے گا۔ اگر سب کارخانوں کے مالک بن جائیں تو کام کون کرے اور اگر سب مزدور بن جائیں تو کارخانہ کون چلائے۔ غرض یہ کہ مال و دولت اور درجات میں تفاوت مصلحت پر مبنی ہے اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ ان چیزوں میں مساوات غیر فطری ہے اور ناقابلِ عمل بھی۔ اور آج ۲۹ جمادی الآخر ۱۳۹۳ھ / ۳۱ جولائی ۱۹۷۳ء تک کوئی اس کی مثال پیش نہیں کرسکا۔ دعوے کتنے ہی کئے لیکن ناکام ہی رہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ناکام رہیں گے۔

(اگر کُفّارِ مکّہ مال و دولت اور حکومت کو نبوّت کے لئے ضروری سمجھتے ہیں تو ان کا بھی یہی انجام ہوگا اور یہ تو فرعون کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے)

دورانِ تبلیغ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بذریعہ وحی مختلف پیغمبروں کے حالات بیان کئے، ان حالات سے مقصد یہ تھا کہ کُفّارِ مکّہ کو عبرت ہو کہ جس طرح ان انبیاء علیہم السّلام کے جُھٹلانے والے ہلاک کر دئے گئے بالکل اُسی طرح کُفّارِ مکّہ بھی ہلاک کر دئے جائیں گے۔ منجملہ ان انبیاء علیہم السّلام کے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کا بھی ذکر کیا گیا نصاریٰ ان کو معبود اور اللہ کا بیٹا سمجھتے تھے، اللہ نے اس بات کی تردید کی۔ یہودی عیسٰی علیہ السّلام کو جھوٹا سمجھتے تھے اللہ نے ان کی بھی تردید کی۔ اللہ نے بتایا کہ وہ اللہ کے رسُول تھے اور اللہ کے بندے۔ غرض یہ کہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے عیسٰی علیہ السّلام کی فضیلت اور محاسن کا ذکر کیا۔ کُفّارِ مکّہ کو یہ ناگوار گذرا اس لئے کہ ان کے معبودوں کی کبھی تعریف نہیں کی گئی۔ محض جھگڑنے کے ارادہ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے معبود بہتر ہیں یا عیسٰی علیہ السّلام؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ○ وَقَالُوا ءَأَلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ○ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ○ {زخرف ۵۷ تا ۵۹}

جب تمہاری قوم کے سامنے ابنِ مریم کا حال بیان کیا جاتا ہے تو کُفّار کو ناگوار گذرتا ہے، کہتے ہیں ہمارے معبود بہتر ہیں یا ابنِ مریم؟ انہوں نے ان کی مثال صرف جھگڑنے کے لئے دی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ہیں ہی جھگڑالو۔ وہ ہمارے ایک بندے تھے جن پر ہم نے انعام کیا تھا اور ان کو بنی اسرائیل کے لئے نمونہ بنایا تھا (بھلا اِن کے معبود اُن سے بہتر کیسے ہو سکتے ہیں)

پھر فرمایا:۔

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ○ {زخرف ۶۱}

اور بے شک عیسٰی علیہ السّلام قیامت کی نشانی ہیں (یعنی قیامت کے قریب وہ نازل ہوں گے۔ اُن کے نزول سے معلوم ہو جائے گا کہ اب قیامت قریب ہے،) اس میں کسی قسم کا شک مت کرو (یعنی وہ بے شک قیامت کی علامت ہیں) اور اے لوگو صرف میری پیروی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر تبلیغ میں مصروف تھے۔ کُفّارِ مکّہ بھی اپنی سازشوں میں مصروف تھے۔ آپؐ کے خلاف خفیہ منصوبے بنایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ○ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ○ {زخرف ۷۹ و ۸۰}

کیا ان کافروں نے کوئی منصوبہ بنایا ہے تو ہم بھی منصوبہ بنانے والے ہیں۔ کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں اور سرگوشیوں کو نہیں سُنتے۔ کیوں نہیں؟ ہم سُنتے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس ان کی سب باتوں کو لکھ بھی رہے ہیں۔

کُفّارِ مکّہ بھی اللہ تعالیٰ کی اولاد مانتے تھے، اسی طرح عیسٰی علیہ السّلام کو عیسائیوں نے اللہ کا بیٹا بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ ۖ فَأَنَا أَوَّلُ

ان سے کہئے کہ اگر اللہ کے اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے اُسکی

الْعٰبِدِيْنَ ○ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ {زخرف ۸۱ و ۸۲}

عبادت کرتا۔ اور (اے رسولؐ) یہ لوگ، جو کچھ بیان کرتے ہیں آسمانوں اور زمین اور عرش کا مالک اس سے پاک ہے۔

پھر کُفّارِ مکّہ کے ارضی معبودوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ○ {زخرف ۸۴}

اللہ ہی آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے اور وہ حکمت والا جاننے والا ہے۔

تسلّی پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○ {زخرف ۸۹}

ان سے درگذر کیجئے اور کہدیجئے کہ ہمارا تم کو سلام ہے (یعنی ہم تم سے بیزار ہیں) پھر ان کو عنقریب معلوم ہو جائے گا (کہ

تکذیبِ رسُول کا انجام کیا ہوتا ہے)

اِدھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم درگذر فرماتے رہتے تھے اُدھر کُفّار کا یہ حال تھا کہ استہزاء سے باز نہ آتے تھے قرآن مجید سُن کر تکبُّر کرتے تھے اور اپنے گناہوں پر اصرار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ○ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ {جاثیہ ۷ تا ۱۰}

ہر جھوٹے گناہگار پر افسوس ہے کہ جب اس کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو سُن تو لیتا ہے لیکن تکبُّر کے ساتھ ہٹ دھرمی پر اڑا رہتا ہے گویا کہ اس نے ان آیات کو سُنا ہی نہیں پس (اے رسُولؐ) اس کو دردناک عذاب کی بشارت دیجئے، اور یہ ایسا شخص ہے کہ جب ہماری آیتوں کا اُسے علم ہوتا ہے تو ان کا مذاق اُڑاتا ہے۔ ایسے لوگوں کیلئے ذلّت کا عذاب ہے، دوزخ ان کے پیچھے ہے۔ جو اعمال یہ کر رہے ہیں وہ ان کے کچھ کام نہ آئیں گے اور نہ وہ کارساز کام آئیں گے جو اللہ کے علاوہ انہوں نے بنا رکھے ہیں اور وہاں اُن کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔

پھر فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ○ {جاثیہ ۱۴ و ۱۵}

مُومنین سے کہدیجئے کہ تم بھی ان لوگوں سے درگذر کیا کرو جو اللہ کے عذاب و ثواب کی توقّع نہیں رکھتے تاکہ اللہ تعالےٰ (وقتِ مقرّرہ پر) ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دے۔ جو شخص نیک عمل کریگا تو وہ اپنے لئے کریگا اور جو کوئی بُرا کام کرے گا تو اُس کا وبال اُسی پر ہوگا، پھر تم اپنے ربّ کی طرف لَوٹ کر جاؤگے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا ذکر کیا۔ ان کے اختلافات کو بیان کیا۔ پھر فرمایا کہ:۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ {جاثیہ ۱۸}

(اے رسُولؐ) پھر ہم نے احکامِ الٰہی کی ایک شریعت پر آپؐ کو مبعوث کیا پس آپؐ اُس شریعت ہی کی پیروی کیجئے اور ان نادانوں کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔

اور (اے رسولؐ)

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○ {جاثیہ} — یہ شریعت تمام لوگوں کیلئے باعثِ بصیرت ہے، اور اہل یقین و ایمان کیلئے ہدایت و رحمت ہے۔

کفارِ مکّہ برابر اپنی ضد پر اڑے رہے، انہیں کسی طرح دوبارہ زندہ ہونے اور حساب و کتاب کا یقین نہ آتا تھا بلکہ وہ یہ :-

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ○ {جاثیہ} — کہتے تھے کہ بس یہی دُنیا کی زندگی ہے۔ یہیں مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں زمانہ مارتا ہے (یعنی مرنا جینا یہ تو اسی طرح ہوتا آیا ہے اللہ نے فرمایا) انہیں اسکا کوئی علم نہیں، یہ تو صرف ظن سے کام لے رہے ہیں۔

پھر فرمایا :-

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ {جاثیہ} — اور جب اُن کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں (جن میں دوبارہ زندہ ہونیکے واضح دلائل ہوتے ہیں) تو انکی حُجّت بس یہ ہوتی ہے کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کرکے دکھاؤ (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے اللہ ہی تمکو زندگی بخشتا ہے وہی تم کو موت دیتا ہے وہی پھر قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

پھر فرمایا :-

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ {جاثیہ ۳۶ و ۳۷} — سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جو آسمانوں کا، زمین کا اور تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ آسمانوں میں اور زمین میں بڑائی صرف اُسی کیلئے ہے۔ وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

شرک کی زبردست تردید شرک کی تردید برابر جاری تھی، کفارِ مکّہ کسی طرح نہیں مانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ایک مرتبہ ان کو الزام دیتے ہوئے سوال کیا۔ فرمایا (اے رسولؐ) ان سے :-

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ ائْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ {احقاف} — پوچھئے کہ اللہ کے علاوہ جن معبودوں کو تم پکارتے ہو مجھے بتاؤ کہ روئے زمین کی چیزوں میں سے کونسی چیز ایسی ہے جو تمہارے ان معبودوں نے بنائی ہے یا آسمانوں کی تخلیق میں کچھ ان کی شرکت ہے۔ اگر تم سچے ہو تو اپنے دعوے کے ثبوت میں قرآن سے پہلے کی کوئی کتاب پیش کرو یا تعلیماتِ انبیاء سے منقول شدہ کوئی حدیث پیش کرو (کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہی دو چیزیں حُجّت ہیں۔ یہی دو چیزیں ماخذ قانون و شریعت ہیں یعنی اللہ کی کتاب اور نبیؐ کی حدیث صرف یہی دو چیزیں ایسی ہیں جو غلط نہیں ہوسکتیں نہ اللہ غلط بات کہہ سکتا ہے نہ اُس کا رسُول، اگر کسی شخص کے پاس بطور دلیل و حجّت نہ آیت ہو نہ حدیث تو پھر اُس کا قول باطِل ہے، شریعت کا اُس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ

اس کو شریعت سمجھنا شرک کُفر ہے کیونکہ ان کافروں کے پاس بطور سند یہ دونوں چیزیں نہیں ہیں لہٰذا ان کا فعل شرک ہے)

اللہ کے علاوہ کوئی نہیں سُنتا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ {احقاف ۵}

اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو پکارے حالانکہ وہ قیامت تک اُس کو جواب نہیں دے سکتے بلکہ وہ تو ان کی پُکار سے بھی بے خبر ہیں (انہیں خبر ہی نہیں کہ کون پُکار رہا ہے)

کافروں نے اِس کا بس اِتنا جواب دیا:۔

هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ {احقاف ۷}

کہ یہ کُھلا ہوا جادو ہے۔

یا یہ کہدیا کہ یہ کلام انہوں نے خود گھڑ لیا ہے۔ نہ یہ رسُول ہیں نہ یہ کلام وحی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○

کیا یہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپؐ نے اس کو خود بنا لیا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں نے خود بنا لیا ہے تو پھر تم مجھ کو اللہ سے بچا نہیں سکتے، وہ تمہاری گفتگو سے واقف ہے۔ وہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے۔ وہ بخشنے والا مہربان ہے اور (اے رسولؐ ان سے یہ بھی) کہہ دیجئے کہ میں کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں (مجھ سے پہلے بھی پیغمبر آچکے ہیں) مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ میں تو صرف اُس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جارہی ہے اور میں تو صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

اِس کے جواب میں:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ {احقاف ۱۱}

کافروں نے مُومنین سے کہا اگر یہ دین بہتر ہوتا تو پھر تم اس کی طرف ہم پر سبقت نہ لیجاتے (ہم تم سے پہلے اسے قبول کرتے)

بلکہ:۔

هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ○ {احقاف ۱۱}

یہ تو وہی پُرانا جھوٹ ہے۔

دھمکی اللہ تعالیٰ نے اس سرکشی پر ان کو دھمکی دی۔ قومِ عاد کا ذکر فرمایا اور اُس کے انجام کا حال سُنایا پھر فرمایا:۔

وَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ {احقاف ۲۵}

(جب انہوں نے ہود علیہ السلام کی تکذیب کی اور اس پہ اڑے رہے تو) ایک وقت وہ آیا کہ ان کے گھروں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا (سب برباد کر دئے گئے)

پھر فرمایا اے کُفارِ مکہ:۔

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ○ {احقاف ۲۵}

تمام مجرم قوموں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں (اگر تم باز

نہ آئے تو ایک دن تم پر بھی عذاب نازل ہوگا پھر تمہارا نام ونشان باقی نہ رہے گا)

پھر فرمایا (کہ قوم عاد ہی پر کیا موقوف ہے)

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَ صَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ {احقاف ۲۷ و ۲۸}

تمہارے ارد گرد کی بہت سی بستیوں کو ہم نے ہلاک کر ڈالا اور (ہلاک کرنے سے پہلے ہم نے) بار بار اپنی نشانیاں ظاہر کیں تاکہ وہ لوگ باز آجائیں (لیکن وہ باز نہ آئے) پھر وہ معبود و مشکل کشا کیوں نہ اُن کی مدد کو آئے جن کو وہ اللہ کے علاوہ محض اللہ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے پوجتے تھے بلکہ وہ سب گم ہوگئے اور یہ ان کا جھوٹ تھا (کہ یہ مددگار ہیں) اور وہ یہی افتراء کیا کرتے تھے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ {احقاف ۳۵}

آپؐ صبر کیجئے جس طرح اولوالعزم پیغمبر صبر کرتے رہے اور ان کیلئے عذاب میں جلدی نہ کیجئے (اسی میں مصلحت ہے) جس دن یہ عذاب دیکھیں گے تو ایسا معلوم ہوگا گویا یہ گھڑی بھر دنیا میں رہے تھے، تبلیغ ہو چکی اب جو لوگ ہلاک ہوں گے وہ وہی ہوں گے جو فاسق ہیں۔

کافروں کا پھر وہی تعجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر توحید کی دعوت دیتے رہے۔ صبر و تحمل سے کام لیتے رہے لیکن ان کی طرف سے وہی دو اعتراض دوہرائے جا رہے تھے۔ پہلا اعتراض یہ تھا کہ رسول ہم ہی میں سے کیسے آسکتا ہے۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ مرنے کے بعد کیسے زندہ ہوں گے جب کہ ہم مٹی ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان اعتراضوں کے سلسلہ میں فرمایا:۔

قٓ ۟ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ ۟ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝ {ق ۱ تا ۳}

قرآن مجید کی قسم (بے شک آپؐ رسول ہیں) لیکن ان کو یہ تعجب ہے کہ ڈرانے والا ان ہی میں سے کیسے آگیا کہتے ہیں یہ تو عجیب بات ہے (پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ) بھلا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے (تو پھر زندہ کیسے ہوں گے) یہ عقل سے بعید ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یہ کونسا مشکل کام ہے)

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝ {ق ۴ و ۵}

ہمیں تو یہ بھی علم ہے کہ زمین جسموں کو کھا کھا کر کتنا کم کرتی ہے اور ہمارے پاس محفوظ کرنے والی کتاب بھی موجود ہے اصل بات یہ ہے کہ ان کے پاس دینِ حق آگیا تو بس (حیلہ حوالہ) سے اسکو جھٹلا رہے ہیں اور ایک اُلجھی ہوئی بات میں پڑے ہوئے ہیں۔

پھر فرمایا:۔

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا

ہم نے آسمان سے برکت والا پانی برسایا اور اُس سے باغ اور

بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ {ق ۱۱}

اناج لگائے اور لمبی لمبی تہ بہ تہ گابھے والی کھجوریں اُگائیں۔ یہ سب کچھ بندوں کی روزی کیلئے کیا اور ہم نے مردہ زمین کو بارش سے زندہ کر دیا۔ بس اسی طرح مُردوں کو زندہ کر دینگے۔

دھمکی | پھر فرمایا:۔

كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ {ق ۱۴}

گذشتہ قوموں نے رسُولوں کو جُھٹلایا تو ہمارا عذاب بھی آکر رہا (اسی طرح اے کُفّارِ مکّہ اگر تم جُھٹلاؤ گے تو تم بھی ضرور عذاب کی لپیٹ میں آکر رہو گے)

بعث ونشور پر کُفّار سے ایک سوال | پھر فرمایا (اے کُفّارِ مکّہ یہ بتاؤ)

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ {ق ۱۵}

کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے (کہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتے) بات یہ ہے کہ (اے رسولؐ) یہ از سرِ نو پیدا کئے جانے کے سلسلہ میں (بلاوجہ) شک کر رہے ہیں۔

پھر ڈراتے ہوئے فرمایا:۔

وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ {ق ۱۶}

کہ جو خیالات انسان کے دل میں گذرتے ہیں ہم تو انہیں بھی جانتے ہیں۔

اور صرف جانتے ہی نہیں بلکہ:۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ {ق ۱۸}

جو بات اس کی زبان پر آتی ہے ایک نگہبان اس کے لکھنے کیلئے تیار رہتا ہے (یعنی اے کُفّار تمہارے خیالات اور اقوال ہمارے ہاں سب محفوظ ہیں۔ ان کے متعلق تم سے باز پُرس ہوگی)

دھمکی | پھر دھمکی دیتے ہوئے فرمایا:۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝ {ق ۳۶، ۳۷}

اور ہم نے اِن سے پہلے کتنی ہی قومیں ہلاک کر دیں جو اِن سے بھی زیادہ طاقتور تھیں اور شہر در شہر گشت کرتی پھرتی تھیں (فتح کرتے ہوئے یا تجارت کرتے ہوئے) کیا انہیں کہیں بھاگنے کی جگہ ملی۔ ان واقعات میں اُس شخص کیلئے نصیحت ہے جو دل رکھتا ہے یا متوجّہ ہو کر سُنتا ہے۔

تلقینِ صبر | کُفّار کی ہمّت شکن مخالفت جاری تھی۔ مذاق اُڑاتے تھے، باتیں بناتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝ {ق ۳۹، ۴۰}

جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس پر آپؐ صبر کرتے رہئے اور سُورج کے طلوع وغروب سے پہلے اپنے ربّ کی تحمید وتقدیس کیا کیجئے اور رات کے اوقات میں بھی تسبیح کیجئے اور بعد نماز کے بھی تسبیح پڑھا کیجئے۔

پھر فرمایا (کہ اے رسولؐ)

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ○ {ق ۴۵}

ہمیں معلوم ہے جو کچھ یہ آپؐ کو کہہ رہے ہیں لیکن آپؐ ان پر زبردستی کرنے والے تو نہیں ہیں (کہ زبردستی مسلم بنائیں)
پس جو ہمارے عذاب سے ڈرتا ہے اُس کو اِس قرآن کے ذریعہ نصیحت کرتے رہیئے۔

پھر فرمایا کہ اے کُفّارِ مکّہ :۔

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ○ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ○ {ذاریات ۵ و ۶}

تم سے جو وعدہ کیا جا رہا ہے وہ سچّا ہے۔ انصاف کا دن ضرور قائم ہو کر رہے گا۔

کُفّار کب ماننے والے تھے، اپنے ظن و گمان پر چل کر غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔

يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ○ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ○ {ذاریات ۱۲ و ۱۳}

پوچھنے لگے کہ انصاف کا دن کب ہوگا (اے رسولؐ آپ فرما دیجئے) اُس دن ہوگا جس دن یہ آگ میں ڈالدئے جائینگے

پھر فرمایا (یہ لوگ قرآن کا انکار کر رہے ہیں حالانکہ)

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ○ {ذاریات ۲۳}

آسمان اور زمین کے ربّ کی قسم وہ اتنا ہی سچ ہے جتنا تم لوگوں کا بات کرنا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السّلام کی گمراہ قوم کا ذکر کیا، اُن کی تباہی و بربادی کا ذکر کیا اور پھر فرمایا:۔

فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ {ذاریات}

ہمیں وہاں مسلمین کا کوئی گھر نہ ملا سوائے ایک گھر کے (ہم نے اُس گھر والوں کے علاوہ سب لوگوں کو نیست و نابود کر دیا۔ پس اے کفّار اگر تم انکار کرو گے تو اسی طرح تم بھی نیست و نابود کر دئے جاؤ گے)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ {ذاریات ۵۰ و ۵۱}

(ان سے کہدیجئے کہ) اللہ کی طرف دوڑو۔ میں تو صاف صاف ڈرانے والا ہوں (ڈر جاؤ) اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود و کارساز نہ بناؤ (اور پھر سُن لو کہ) میں تو تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں (اگر ڈر جاؤ گے تو عذاب سے بچ جاؤ گے)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ○ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ {ذاریات ۵۴ و ۵۵}

آپؐ ان کی باتوں سے اعراض کیجئے۔ آپؐ کو کسی قسم کی ملامت نہ کی جائے گی۔ ہاں نصیحت جاری رکھئے اس لئے کہ نصیحت مؤمنین کو تو (ضرور) فائدہ دیگی۔

پھر فرمایا:۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ○ {ذاریات ۶۰}

جس دن کا وعدہ اِن کافروں سے کیا جا رہا ہے اُسدن اِن کی بڑی خرابی ہے۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ○ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ○ {طور ۷ و ۸}

بے شک آپؐ کے ربّ کا عذاب آکر رہے گا، اُسے کوئی روک نہ سکیگا۔

پھر ترغیب کے طور پر جنت کی نعمتوں کا ذکر فرمایا۔ کافروں نے کبھی آپؐ کو دیوانہ کہا اور کبھی کاہن۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ○ {طور}

آپؐ نصیحت کرتے رہیے۔ آپؐ اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں نہ مجنون۔

کافروں نے آپؐ کو شاعر کہنا شروع کیا، کبھی کہتے کہ انتظار کرو، زمانہ خود انہیں ہلاک کر ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ○ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ○ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ○ {طور تا طور}

کیا یہ آپؐ کو شاعر کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس کے حق میں زمانہ کے حوادث کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ (اے رسولؐ) کیا ان کی عقلیں ان کو یہی سکھاتی ہیں یا یہ لوگ ہیں ہی شریر (عقل سے کام نہیں لیتے یا ہٹ دھرمی کرتے ہیں)

کافر کبھی یہ کہتے کہ انہوں نے قرآن کو خود بنا لیا ہے۔ کبھی کہتے کہ شرک و بت پرستی کی تردید میں یہ مضمون خود بنا لیتے ہیں۔ کبھی کہتے کہ فرشتے بیشک اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ○ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ○ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ○ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ○ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ○ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ○ اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ○ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ○ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۭ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ○ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ○ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ○ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قرآن آپؐ نے خود بنا لیا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ بے ایمان ہیں (لہٰذا جو چاہتے ہیں کہہ دیتے ہیں) اگر یہ اپنے اس قول میں سچے ہیں تو اس جیسا کلام بنا کر لائیں (حالانکہ ہم نے تو ان کو چیلنج بھی دے رکھا ہے) کیا یہ کسی کے پیدا کئے بغیر خود ہی پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود خالق ہیں (اپنے خالق کو اس طرح کیوں نہیں مانتے جس طرح اس کے ماننے کا حق ہے) کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے (اگر نہیں کیا تو خالق السمٰوٰت والارض کی خالص عبادت کیوں نہیں کرتے) بلکہ انہیں (ہماری توحید کا) یقین ہی نہیں ہے۔ کیا آپؐ کے رب کے خزانے ان کی تحویل میں ہیں (کہ جس کو چاہیں نبوت دیں) یا یہ داروغہ ہیں۔ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر یہ سن آتے ہیں، تو جو سن آتا ہے وہ سند پیش کرے (کہ ان کے یہ معبود سچے اور مشکل کشا ہیں) (اے رسولؐ) ان سے پوچھیے کیا اللہ کی تو بیٹیاں (تم نے بنا رکھی) ہیں اور تم اپنے لئے بیٹے (پسند کرتے ہو) کیا آپؐ ان سے کوئی اجرت مانگتے ہیں کہ یہ اس کے بوجھ سے دبے چلے جا رہے ہیں۔ کیا ان کے پاس علم غیب ہے، کہ یہ اسے

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝ {طور ۴۳ تا ۴۹}

لکھ لیتے ہیں (تاکہ اپنے شرک کی سند دے سکیں) کیا یہ کوئی داؤں کرنا چاہتے ہیں تو (خبردار ہو جائیں) یہ خود داؤں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ کیا اللہ کے علاوہ ان کا کوئی معبود ہے (ہرگز نہیں) اللہ ان کے شرک سے مبرّا و منزّہ ہے اور (یہ جو عذاب عذاب کی رَٹ لگا رہے ہیں تو ان کی تو یہ حالت ہے کہ) اگر آسمان سے عذاب کا ٹکڑا گرتے ہوئے دیکھیں تو کہیں گے یہ تو گھنا گھور گھٹا ہے۔ پس (اے رسولؐ) آپؐ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ وہ دن آجائے جس دن یہ بے ہوش ہو جائیں گے۔ اُس دن ان کا کوئی داؤ پیچ اُن کے کچھ کام نہ آئے گا۔ نہ ان کی کوئی مدد کر سکیگا ظالموں کیلئے اس کے علاوہ اور عذاب بھی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور (اے رسولؐ) آپؐ اپنے ربّ کے حکم پر قائم رہئے۔ آپؐ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اور جب آپؐ اُٹھا کریں تو تسبیح و تحمید کیا کیجئے اور رات کے وقت بھی اور ستاروں کے چھپ جانے کے بعد بھی اسکی تسبیح بیان کیا کیجئے۔

پھر تمام کفار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا (کہ یہ قرآن درحقیقت کلامِ الٰہی ہے)

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ {رحمٰن ۱ تا ۹}

وہ رحمٰن ہے جس نے (اپنے رسولؐ کو) قرآن سکھایا (یہ قرآن رسول کا بنایا ہوا نہیں ہے جیسا کہ تم کہتے ہو) اُسی رحمٰن نے انسان کو پیدا کیا۔ اُسی نے بولنا سکھایا، سورج اور چاند ایک مقررہ حساب سے چل رہے ہیں (یہ اُسی کا کرشمہ ہے) اور جڑی بوٹیاں اور درخت سب اُسی ذاتِ واحد کو سجدہ کرتے ہیں۔ اُسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی۔ لہٰذا ترازو (سے تولنے) میں حد سے آگے نہ بڑھو۔ انصاف کے ساتھ ڈنڈی سیدھی رکھو، تول میں کمی نہ کرو۔

پھر فرمایا:-

يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝ {رحمٰن ۲۹}

آسمان اور زمین میں جو بھی ہیں سب اُسی سے مانگتے ہیں (تم بھی اُسی سے مانگو) ہر روز اُسکی ایک نرالی شان ہے۔

پھر فرمایا:-

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ط لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ {رحمٰن ۳۳}

اے جنّ و انس کے گروہ اگر تمہیں یہ قدرت ہے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو پھر نکل جاؤ اور (سُن لو کہ) تم نکل نہیں سکتے جب تک تمہارے پاس سلطان نہ ہو (یعنی جب تک ہماری طرف سے تمہیں اجازت و قدرت نہ مل جائے تم نہیں نکل سکتے لہٰذا تمہیں اپنی سرکشی ختم کر دینی چاہیئے، تم ہم سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔)

پھر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے عذابات کا ذکر کر کے ڈرایا۔ پھر جنّت کی نعمتوں کا ذکر کر کے ترغیب دی اور بار بار فرمایا:-

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ {رحمٰن}

(اے جنّ و انس) تم اپنے ربّ کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

(جنّت کی نعمتیں تو حقیقتاً نعمت ہیں لیکن دوزخ کے عذابات سے ڈرانا بھی اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے کہ لوگ اس سے ڈر کر جنّت کی طرف جانے کی کوشش کریں)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ { رحمٰن ۷۸ } — آپؐ کا ربّ جو صاحبِ جلال و اکرام ہے اُسی کا نام بابرکت ہے۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر صبر و استقامت کے ساتھ مصروفِ تبلیغ رہے۔ بار بار توحید کی دعوت دی شرک کی تردید کی۔ نبوّت کے دلائل دیئے۔ وقوعِ قیامت کے لئے براہین پیش کئے لیکن کُفّارِ مکّہ کو کسی طرح قیامت کا یقین نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ { واقعہ ۱ تا ۳ } — جب وہ گھڑی واقع ہوگی اور اُس کے واقع ہونے میں کچھ بھی جھوٹ نہیں تو وہ کسی کو پست کر دے گی اور کسی کو بلند کر دیگی

(بعض لوگ بداعمالی کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوں گے بعض لوگ نیک اعمال کی وجہ سے درجاتِ عالیہ میں عزّت کے ساتھ ہوں گے)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ۝ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّاۗلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۝ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۝ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۝ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۝ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ { واقعہ ۵۰ تا ۵۶ } — ان سے کہدیجئے کہ بے شک اگلے اور پچھلے سب ایک روز وقتِ مقرّرہ پر جمع کئے جائیں گے، پھر تم اے جُھٹلانے والو، گمراہو! تھوہر کا درخت کھاؤ گے اور اسی سے پیٹ بھرو گے۔ پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے اور اس طرح پیو گے جس طرح پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ جزا کے دن انکی یہ ضیافت ہوگی۔

پھر فرمایا (کہ اے رسولؐ اِن سے کہدیجئے کہ)

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ { واقعہ ۶۲ } — پہلی پیدائش کا تو تم کو علم ہو ہی چکا ہے۔ پھر تم غور کیوں نہیں کرتے (کہ دوسری پیدائش کیا مشکل ہے، وہ بھی اسی طرح ہو جائے گی)

پھر فرمایا:۔

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝ وَاَنْتُمْ حِيْنَىِٕذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۝ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ { واقعہ ۸۳ تا ۸۷ } — جب رُوح گلے میں آپہنچتی ہے اور تم اُس وقت دیکھتے رہتے ہو (لیکن کر کچھ نہیں سکتے) اور ہم تم سے زیادہ اُس مرنے والے کے قریب ہوتے ہیں لیکن تم کو نظر نہیں آتے۔ پس اگر تم کسی کے بس میں نہیں ہو یا یہ کہ (تمہارے عقیدہ کے مطابق) تمہارا حساب و کتاب نہیں ہونا ہے تو پھر اس رُوح کو واپس لے آؤ اگر تم سچّے ہو (رُوح تو جا اسی لئے رہی ہے کہ اللہ کے سامنے اُسے حساب و کتاب کیلئے پیش ہونا ہے)

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ○ {واقعہ ۹۶} آپؐ تو اپنے عظمت والے ربّ کے نام کی تسبیح پڑھتے رہیے۔

قیامت کے عقیدہ پر پھر زور دیتے ہوئے فرمایا:۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ○ {ملک ۱۵}

اللہ ہی نے تمہارے لئے زمین کو نرم (وہموار) کر دیا تو (اب) تم اس کی راہوں پر چلو اور اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ پھر تم کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (وہاں ان نعمتوں کے متعلق پُوچھا جائے گا)

عذاب کی دھمکی پھر عذاب کی دھمکی دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ○ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ○ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ○ {ملک ۱۶ تا ۱۸}

کیا تم اُس ہستی سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے اور پھر وہ جھکولے کھاتی رہے۔ کیا تم اُس ہستی سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو جو (اگر چاہے تو) تم پر پتھر برسا دے، پھر تمہیں معلوم ہو جائے کہ ڈرانا کیسا ہوتا ہے اور (اے رسولؐ) ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا، پھر دیکھا میرا عذاب کتنا سخت تھا (اگر یہ باز نہ آئے تو اِن پر بھی ایسا ہی عذاب بھیجا جائیگا)

شرک کی تردید پھر شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اے کُفّار:۔

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ○ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ؕ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ○ {ملک ۲۰ و ۲۱}

بتاؤ اللہ کے علاوہ وہ کون ہے جو تمہاری فوج بنکر تمہاری مدد کر سکے، بتاؤ اگر اللہ اپنا رزق روک لے تو کون ہے جو تم کو رزق دے (یعنی اللہ کے علاوہ سب مجبور ہیں کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتے۔ پھر کیوں ان سے مدد مانگتے ہو) بات یہ ہے کہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں (اسی لئے اتنی صاف اور سیدھی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ {ملک ۲۴}

ان سے کہدیجئے کہ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا دیا ہے اور اُسی کی طرف تم جمع کئے جاؤ گے (لہٰذا اب تو کُفر سے باز آجاؤ)

کافروں کا سوال۔ قیامت کب ہوگی؟ لاجواب ہو کر کافروں نے پھر وہی سوال کیا:۔

يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ {ملک ۲۵}

کہ آخر یہ وعدۂ قیامت کب پُورا ہوگا، اگر سچے ہو تو بتاؤ۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاِنَّمَآ اَنَا

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ {مُلک ۲۶} صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

پھر فرمایا (کہ اے رسولؐ)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ○ {ملک ۲۸ تا ۳۰}

ان سے پوچھئے کہ اگر اللہ مجھے اور میرے اصحاب کو ہلاک کردے یا ہم پر رحمت نازل فرمائے تو آخر کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا (تمہیں تو ہر حال میں عذاب کا مزا چکھنا ہے خواہ مؤمنین مرجائیں یا زندہ رہیں) پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے وہ رحمٰن ہے جس پر ہم ایمان لائے، اسی پر ہم نے بھروسہ کیا اور تمہیں عنقریب معلوم ہوجائیگا کہ کون صریح گمراہی میں مبتلا تھا۔ پھر (اے رسولؐ) ان سے یہ بھی پوچھئے کہ بتاؤ کہ اگر تمہارا پانی خشک ہوجائے تو تمہارے لئے کون میٹھا پانی لائے گا (یعنی اللہ کے علاوہ کسی میں کوئی قدرت نہیں کہ کچھ کرسکے)

کافروں کا ڈھیلا ہوجانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر بے خوف ہوکر تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ شرک کی تردید، بت پرستی کی مذمت شد و مد سے جاری تھی۔ کافر مجبور ہوکر مصالحت و مفاہمت پر آمادہ ہوگئے۔

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ○ {قلم ۹} انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ذرا نرمی اختیار کریں تو ہم بھی نرمی اختیار کریں گے (آپؐ شرک کی تردید میں کچھ نرم ہوجائیں تو ہم بھی مخالفت میں نرم ہوجائینگے)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ {قلم ۸} آپ ان جھٹلانے والوں کا کہنا ہرگز نہ ماننا (سختی سے شرک کی تردید کرتے رہنا)

دین میں سمجھوتہ نہیں اِن ہی حالات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ○ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ○ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ○ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ○ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ○ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ○ {کافرون}

ان سے کہدیجئے کہ اے کافرو، جن کو تم پوجتے ہو، میں انکو نہیں پوجتا اور جس کی میں عبادت کرتا ہوں تم اُس کی عبادت نہیں کرتے اور آئندہ بھی میں ان کی عبادت نہیں کروں گا جن کی تم عبادت کرتے ہو، اور نہ تم اس کی عبادت کرتے (معلوم ہوتے) ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ بس تمہارے لئے تمہارا دین، میرے لئے میرا دین (دین کے معاملہ میں کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا)

دھمکی پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۭ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ○ {قلم ۴۴ و ۴۵}

مجھے اور اِس کلام کو جھٹلانے والوں کو چھوڑ دیجئے میں انکو آہستہ آہستہ ایسے طریق سے پکڑوں گا کہ اُن کو خبر بھی نہ ہوگی میں تو (فی الحال) ان کو مہلت دے رہا ہوں میری تدبیر بڑی قوی ہوتی ہے (جب میں انہیں پکڑوں گا تو میری گرفت سے نکل کر یہ کہاں جائیں گے)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ آپ ذرا ان سے ہوشیار رہیں)

وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ ○ وَمَا ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ (ن ۵ تا ۵۲)

یہ لوگ جب نصیحت سُنتے ہیں تو آپ کو گھور گھور کر دیکھتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ آپؐ کو (ڈرا کر) راہِ راست سے ہٹا دیں گے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے حالانکہ (جو کچھ آپؐ انہیں سُنا رہے ہیں وہ دیوانگی کی باتیں نہیں ہیں بلکہ) وہ تو تمام عالم کے لئے نصیحت ہے۔

عذاب کا مُطالبہ اور جواب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر تبلیغ کرتے رہے۔ کافروں کو مہلت دی جارہی تھی۔ کافروں نے اس مہلت کی وجہ سے اپنے آپ کو حق پر سمجھا، یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے

سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ○ {معارج ۱} اُس واقع ہونے والے عذاب کا مُطالبہ کر دیا۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا :۔

لِّلْکٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَہٗ دَافِعٌ ○ {معارج ۲} وہ عذاب (جب آجائے گا تو اُس کو) کافروں سے کوئی ٹال نہ سکے گا۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا ○ اِنَّھُمْ یَرَوْنَہٗ بَعِیْدًا ○ وَّنَرٰىہُ قَرِیْبًا ○ یَوْمَ تَکُوْنُ السَّمَآءُ کَالْمُھْلِ ○ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِھْنِ ○ وَلَا یَسْئَلُ حَمِیْمٌ حَّمِیْمًا ○ {معارج ۵ تا ۱۰}

آپؐ صبرِ جمیل سے کام لیجئے۔ وہ عذاب ان لوگوں کی نگاہ سے دور ہے اور ہماری نظر میں نزدیک ہے۔ اُس دن آسمان ایسا ہو جائے گا جیسا پگھلا ہوا تانبا اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے (دُھنکی ہوئی) اُون۔ اُس دن کوئی دوست اپنے دوست کا پُرسانِ حال نہ ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اُس عذاب کا ذکر کیا جس سے کافروں کو سابقہ پڑیگا۔ فرمایا :۔

اِنَّھَا لَظٰی ○ نَزَّاعَۃً لِّلشَّوٰی ○ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰی ○ وَجَمَعَ فَاَوْعٰی ○ {معارج ۱۵ تا ۱۸}

وہ عذاب بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ وہ کھال اُدھیڑنے والی ہے۔ وہ ان لوگوں کو بُلائیگی جنہوں نے دینِ حق سے مُنہ موڑ لیا اور مال جمع کر کر کے رکھّا اور اسے خرچ نہ کیا۔

مال کے گھمنڈ میں یہ لوگ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور مُومنین کو مُنہ در مُنہ بھی بُرا بھلا کہہ دیتے تھے۔ طعنے دیتے تھے اور پیٹھ پیچھے بُرائیاں بھی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ ○ اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَہٗ ○ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗٓ اَخْلَدَہٗ ○ کَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَۃِ ○ وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا الْحُطَمَۃُ ○ نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ ○ اَلَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْـِٕدَۃِ ○ اِنَّھَا عَلَیْھِمْ مُّؤْصَدَۃٌ ○ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ ○ {ہُمزۃ}

ہر مُنہ در مُنہ بُرا کہنے والے اور پیٹھ پیچھے بُرائی کرنے والے کی خرابی ہے (یہ باتیں خاص طور پر ایسے شخص میں پائی جاتی ہیں) جو مال جمع کرتا رہتا ہے اور اُسے گِنتا رہتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ یہ مال اُسے حیاتِ جاوداں بخشیگا ہرگز نہیں (یہ عارضی دولت ہے جو کام نہ آئے گی) بلکہ ایسا شخص حُطَمہ میں ڈالا جائے گا اور آپؐ کو کیا معلوم کہ حُطَمہ کیا چیز ہے۔ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک کی خبر لے گی۔ وہ ان پر لمبے لمبے ستونوں کے درمیان

بند کر دی جائے گی (آگ کی لپٹ بھی باہر نہ نکلے گی کہ عذاب میں تخفیف ہو)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ○ {معارج ۴۲}

ان کو باطل میں پڑا رہنے دیجئے اور کھیلنے دیجئے یہانتک کہ وہ دن آجائے جس دن کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا حال سنایا۔ اُن کی قوم نے اُن کی تکذیب کی۔ اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیجا اور وہ سب :-

مِمَّا خَطِيٰٓـٔتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْصَارًا ○ {نوح ۲۵}

اپنے گناہوں کی سزا میں غرق کر دئے گئے۔ پھر آگ میں ڈالدئے گئے۔ انہیں اللہ کے علاوہ کوئی مددگار نہ ملا۔

(اگر کفارِ مکہ باز نہ آئے تو ان کا بھی یہی حشر ہوگا)

کافروں کا بار بار یہ مطالبہ تھا کہ آخر وہ قیامت کب آئے گی۔ ہم بھی تو دیکھیں قیامت کیسی ہوتی ہے۔ یا یہ یونہی بناوٹی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ○ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ○ عَلَى الْكٰفِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ○ {مدثر ۸ تا ۱۰}

(قیامت اُس وقت آئے گی) جب صور پھونکا جائے گا وہ دن بڑی مصیبت کا دن ہوگا۔ کافروں پر کبھی آسان نہ ہوگا (آخر ایسے دن کا وہ کیوں مطالبہ کر رہے ہیں)

بعض کافر اپنی دولت اور اولاد کی کثرت پر بہت مغرور تھے۔ ان میں سے جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تو بڑے ناز و نخرے کے ساتھ اِتراتا اور مُنہ پھیر لیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ تو کلامِ الٰہی نہیں ہے، اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ○ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا ○ وَبَنِينَ شُهُودًا ○ وَمَهَّدتُّ لَهُ تَمْهِيدًا ○ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ○ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ○ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ○ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ○ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ○ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ○ ثُمَّ نَظَرَ ○ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ○ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ○ فَقَالَ إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ○ إِنْ هٰذَآ إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ○ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ○ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ○ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ○ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ○ {مدثر ۱۱ تا ۲۹}

مجھے اس شخص سے سمجھ لینے دیجئے جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا تھا (پیدائش کے وقت نہ اس کے اولاد تھی نہ دولت) پھر میں نے ہی اسکو مالِ کثیر دیا اور حاضر رہنے والے بیٹے عنایت کئے اور خوب سامانِ راحت دیا اور ابھی اُسے خواہش ہے کہ ہم اُسے اور زیادہ دیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ وہ ہماری آیتوں کا دشمن ہے۔ ہم اُسے جہنم کے پہاڑ پر چڑھائیں گے۔ اُس نے غور و فکر کے بعد فیصلہ کیا (کہ یہ انسانی کلام ہے) افسوس پر افسوس اُس نے کیسا فیصلہ کیا۔ مزید برآں اُس نے خوب دیکھا، تیوری چڑھائی اور مُنہ بگاڑ لیا۔ پھر پیٹھ پھیر کر چل دیا۔ اُس نے گھمنڈ کیا اور کہنے لگا یہ تو کچھ نہیں بس جادو ہے جو یوں ہی چلا آتا ہے۔ یہ کچھ نہیں انسانی کلام ہے۔ ہم (اس کی سزا میں) عنقریب اُسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ اور آپؐ کو معلوم ہے دوزخ کیسی ہے۔ وہ نہ باقی رکھے گی نہ کسی کو چھوڑیگی۔ بدن کو جھلسا کر سیاہ کر دے گی۔

پھر فرمایا:-

اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۝ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۝ {مدثر ۳۵، ۳۶}

وہ دوزخ ایک بہت بڑی آفت ہے۔ بنی آدم کے لئے موجبِ خوف ہے۔

پھر فرمایا:-

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝ {قیامۃ ۳ و ۴}

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ (اس کے مرنے کے بعد) ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کر سکیں گے۔ کیوں نہیں ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں۔

پھر قیامت کے دن کی سختی کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ نِ الْمُسْتَقَرُّ ۝ {قیامۃ ۱۰ تا ۱۲}

اُس دن انسان کہیگا اب کہاں بھاگ کر جاؤں۔ بے شک کہیں پناہ نہیں ملے گی اُس روز تو آپؐ کے ربّ کے پاس ہی ٹھہرنا ہوگا۔

اثباتِ قیامت پر زور دیتے ہوئے فرمایا:-

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۝ {قیامۃ ۳۶ تا ۴۰}

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اُسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا کیا وہ پانی کا ایک قطرہ نہیں تھا۔ پھر لوتھڑا ہوا، پھر اللہ نے اُسے بنایا۔ پھر درست کیا۔ پھر اس کی دو قسمیں بنائیں۔ مرد اور عورت، تو کیا ایسے خالق کو یہ قدرت نہیں کہ وہ مُردوں کو زندہ کر دے (کیوں نہیں، وہ کر سکتا ہے۔ افسوس کہ کافروں کو کسی طرح یقین نہیں آتا)

کُفّار برابر اس بات پر تعجّب کا اظہار کرتے رہے کہ مرنے کے بعد کیسے زندہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝ {دھر ۱}

کیا انسان پر ایسا وقت نہیں آیا ہے کہ جب کہیں اسکا ذکر و فکر نہیں تھا (یعنی پیدا ہونے سے پہلے اس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ جب ہم نے ایسی حالت میں اُسے پیدا کر دیا تو پھر دوبارہ پیدا کرنا تو اور بھی آسان ہے۔ افسوس ہے کہ کُفّار کی سمجھ میں اتنی معمولی بات بھی نہیں آتی)

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تسلّی قیامت کے انکار کے ساتھ قرآن مجید کا انکار بھی کیا جا رہا تھا۔ اِس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ

یہ قرآن ہم نے آپؐ پر اُتارا ہے۔ پس آپؐ اپنے ربّ کے حکم پر جمے رہیے اور کسی گناہگار ناشکرے کا کہنا نہ مانیے۔ صبح و شام اپنے ربّ کے نام کا ذکر کیا کیجئے۔ رات کو اُس کے سامنے سجدہ ریز ہو جایا کیجئے اور بڑی دیر تک اُس کی پاکی بیان کیا کیجئے۔ یہ لوگ دنیا سے محبّت کرتے ہیں۔ اور ایک بھاری دن

وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ۝ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يُدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ {دھر ۲۳ تا ۳۱}

کو انہوں نے پسِ پُشت ڈال دیا ہے۔ ہم نے ان کو پیدا کیا ان کے جوڑوں کو مضبوط بنایا اور ہم جب چاہیں گے انکی جگہ ان ہی جیسے اور لوگ لے آئیں گے۔ یہ تو نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے ربّ کی طرف پہنچنے کا راستہ اختیار کرے اور اے لوگو تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر اتنا ہی جتنا اللہ کو منظور ہو، بے شک اللہ علیم اور حکیم ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔ اور ظالموں کیلئے اُس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

معجزہ کا مُطالبہ کُفّار نے پھر معجزہ کا مُطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝ {طٰہٰ ۱۳۳ تا ۱۳۵}

کافر کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر اپنے ربّ کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا۔ کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی نشانی نہیں آئی (یعنی قرآن وہی باتیں بتاتا ہے جو پہلی کتابوں میں موجود تھیں، پھر گذشتہ قوموں کی تباہی کی داستان بھی سناتا ہے) اور اگر ہم ان کو رسول کے بھیجنے سے پہلے ہی ہلاک کر دیتے تو پھر یہ فریاد کرتے کہ ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تاکہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تیرے کلام کی پیروی کرتے (اب رسول آگیا تو پھر پیروی کیوں نہیں کرتے) (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ سب منتظر ہیں تم بھی منتظر رہو۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کون سیدھے راستہ پر چلنے والے ہیں اور ہدایت یاب ہیں۔

نماز میں آپؐ پر اوجھڑی خالص توحید کی تعلیم اور شرک کی بے لاگ تردید سے ایوانہائے کفر میں زلزلہ آگیا۔ وہ جواب تو کچھ دے نہ سکے تنگ آکر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور غریب مؤمنین کو مزید تکلیفیں پہنچانے لگے۔

ایک دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کے سایہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اور قریش کے کچھ لوگ وہاں موجود تھے۔ ابوجہل نے کہا کہ اس ریاکار کو دیکھا (نعوذ باللہ)۔

اُس دن مکہ معظمہ میں ایک اونٹ نحر کیا گیا تھا۔ ابوجہل نے کہا کون ہے جو آلِ فلاں کے اونٹ کی طرف جائے اور وہاں سے اُس کا گوبر، خون اور اوجھڑی لے آئے۔ پھر ٹھہر جائے یہاں تک کہ جب یہ سجدہ کرے تو اس کے کندھوں پر ان چیزوں کو ڈال دے۔ پس انہوں نے کچھ لوگوں کو اس طرف روانہ کیا۔ وہ گئے اور اوجھڑی اُٹھا لائے۔ ان میں سے جو سب سے زیادہ بدبخت تھا یعنی عقبہ بن ابی معیط وہ کھڑا ہوا اور جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سجدہ کیا اُس نے وہ اوجھڑی آپؐ کے کندھوں پر رکھ دی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑی دیر تک سجدہ میں پڑے رہے کُفّارِ قریش ہنستے رہے حتّٰی کہ ایک دوسرے پر ہنسی کے سبب سے جُھک جاتا تھا۔

ایک شخص نے جاکر حضرت فاطمہؓ کو خبر دی۔ وہ ابھی لڑکی ہی تھیں، دَوڑتی ہوئی آئیں۔ آپؐ ابھی تک سجدہ ہی میں تھے۔ اُنہوں نے اوجھڑی کو آپؐ پر سے ہٹایا اور کافروں کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ

وسلّم نے نماز ختم کی تو آپؐ نے دُعا کی کہ اللہ قریش کو پکڑ لے، اے اللہ قریش کو پکڑ لے، اے اللہ قریش کو پکڑ لے۔ یہ بد دعا، قریش پر بہت شاق گذری کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر میں دعا قبول ہوتی ہے جب انہوں نے یہ بد دعا سُنی تو ہنسنا بند کر دیا اور خوفزدہ ہو گئے۔ پھر آپؐ نے ایک ایک کے نام لئے۔ آپؐ نے کہا اے اللہ عمرو بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، عقبہ بن ابی معیط۔ اُمیّہ بن خلف اور عمارہ بن ولید کو پکڑ لے۔

جن جن لوگوں کے آپؐ نے نام لئے یہ سب جنگِ بدر میں قتل ہوئے (اور اس طرح عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوئے)[1] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی ذات پر ہونے والے مظالم کے خلاف بد دُعا نہیں کی لیکن جب آپکو اللہ کی عبادت سے روکا گیا یا اللہ کے دِین کے نفاذ میں کُفّار سدِّ راہ ہوئے تو محض اللہ کی خاطر بد دعا کے الفاظ زبان پر آ گئے۔

مُومنین پر آزمائش کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک دن جبکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کے سایہ میں چادر سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے کہ صحابہؓ نے عرض کیا "آپ ہمارے لئے مدد کیوں نہیں مانگتے؟ آپ ہمارے لئے اللہ سے دُعا کیوں نہیں کرتے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سیدھے بیٹھ گئے، آپؐ کا چہرہ سُرخ ہو رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا "تم سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں اُن میں سے مسلم شخص کے لئے گڑھا کھودا جاتا تھا پھر اس میں اس کو کھڑا کر دیا جاتا تھا، پھر آرا اُس کے سر کی مانگ پر رکھ کر اُس کے دو حصّے کر دئے جاتے تھے اور یہ بات بھی اُس کو اُس کے دین سے باز نہیں رکھتی تھی اور ایسا بھی ہوتا تھا کہ مسلم کے بدن پر لوہے کی کنگھیوں سے گوشت کے نیچے ہڈّی اور پٹھے پر کنگھی کی جاتی تھی اور یہ بات بھی اُس کو اُس کے دین سے باز نہیں رکھتی تھی اور اللہ کی قسم اللہ اس دین کو ضرور پُورا کریگا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضرموت تک جائے گا اس حال میں کہ اسے اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا اور نہ بکریوں کیلئے سوائے بھیڑیے کے اور کسی کا خوف ہوگا، مگر تم لوگ جلدی کرتے ہو"[2]۔

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝ {بقرہ ۲۱۴}	کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنت میں یوں ہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تم پر ابھی ویسی مصیبتیں نہیں آئیں جیسی تم سے پہلے لوگوں پر آئی تھیں، اُن کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ ہِلا ہِلا دئے گئے یہاں تک کہ رسُول اور مُومن جو اُن کے ساتھ تھے پُکار اُٹھے کہ اے اللہ مدد کب آئیگی۔ (اللہ نے فرمایا) خبردار اللہ کی مدد بہت قریب ہے، (آنے ہی والی ہے)

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء علی المشرکین عن ابن مسعودؓ وکتاب الصلوٰۃ باب المرأۃ تطرح عن المصلّی شیئًا من الاذی وکتاب الوضوء باب اذا القی علی ظہر المصلی قذر وکتاب احادیث الانبیاء باب ما لقی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم واصحابہ من المشرکین وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب ما لقی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من اذی المنافقین نحوہٗ۔ اوجھڑی ڈالنے کی ترغیب دینے والے کا نام (ابوجہل) صرف صحیح مسلم میں ہے۔ صحیح بخاری میں نام کی صراحت نہیں ہے۔ خط کشیدہ عبارت صرف مسلم میں ہے۔

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوّۃ فی الاسلام عن خبابؓ وباب ما لقی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم واصحابہ من المشرکین۔ آپکی یہ پیشین گوئی کہ مکمل امن و امان ہو جائیگا حرف بحرف پوری ہوئی جیسا کہ اسکا ذکر آگے آرہا ہے

پھر فرمایا:۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ○ اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ○ {۱ تا ۲ علق}

(اے رسولؐ) اپنے جلیل القدر ربّ کے نام کی تسبیح پڑھتے رہیئے (اُس ربّ کی) جس نے انسان کو بنایا پھر اُس کے اعضاء کو درست کیا۔

اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰى ○ وَنُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰى ○ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ○ سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى ○ وَیَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ○ اَلَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ○ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰى ○ {۷ تا ۱۳ علق}

وہ ظاہر بات کو بھی جانتا ہے اور پوشیدہ بات کو بھی جانتا ہے (اُسے معلوم ہے کہ آپؐ کو کیا کیا تکلیفیں پہنچائی جارہی ہیں) ہم آپؐ کیلئے آسانی فراہم کرنے والے ہیں۔ آپؐ نصیحت کئے جائیے اگر نصیحت نفع دے۔ جو ڈرتا ہے وہ تو نصیحت حاصل کریگا۔ اور جو بدبخت ہے وہی اس سے پہلوتہی کریگا پھر وہ بڑی آگ میں ڈالدیا جائے گا۔ وہاں اُسے نہ موت آئیگی نہ (اچھی حالت میں) زندہ ہی رہیگا۔

تسلّی برائے جماعت المسلمین | پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمین کی تسلّی اور ہمّت افزائی کیلئے خندق والوں کا حال سُنایا۔ فرمایا:۔

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ○ اَلنَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ○ اِذْ هُمْ عَلَیْهَا قُعُوْدٌ ○ وَّهُمْ عَلٰى مَا یَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ شُهُوْدٌ ○ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ○ اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ○ {۴ تا ۹ بروج}

خندق کھودنے والے ہلاک کردیئے گئے یعنی وہ خندق جس میں ایندھن ڈال کر خوب آگ سُلگائی گئی تھی (اور وہ وقت یاد کرو) جبکہ وہ لوگ خندق کے کنارے بیٹھے ہوئے جو کچھ وہ مُومنوں کے ساتھ کررہے تھے اُس کا تماشہ دیکھ رہے تھے (انہوں نے تمام ایمان والوں کو صرف اس بات پر آگ میں جلادیا کہ) انہیں مُومنین کی یہ بات بُری معلوم ہوتی تھی کہ وہ اللہ غالب، تعریف والے پر ایمان لائے تھے۔ وہ اللہ جس کی بادشاہت آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی ہے اور اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے (یعنی مُومنین کو محض ایمان کی وجہ سے آگ میں جلایا گیا تھا، انہوں نے صبر کیا، اے ایمان والو تم بھی صبر کرو، استقامت سے کام لو اور تمام تکالیف کو برداشت کرتے رہو)

کافروں کو دھمکی | پھر کافروں کو دھمکی دیتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ ○ {بروج ۱۰}

جن لوگوں نے مُومن مَردوں اور مُومن عورتوں کو تکلیف پہنچائی پھر توبہ نہیں کی تو اُن کیلئے دوزخ کا عذاب ہے، اُن کو آگ میں جلایا جائے گا۔

پھر فرمایا:۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ ○ {بروج ۱۲}

بے شک آپؐ کے ربّ کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

پھر فرمایا:۔

بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ تَكْذِیْبٍ ○ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِیْطٌ ○ {۱۸ و ۱۹ بروج}

کافر (جان بوجھ کر) تکذیب میں گرفتار ہیں اور اللہ بھی انہیں گھیرے ہوئے ہے (یعنی اے ایمان والو، گھبراؤ نہیں، اللہ

تعالیٰ سے بچ کر یہ کہیں نہیں جا سکتے۔ ہاں کچھ دن صبر کی ضرورت ہے۔ عذاب وقتِ مقررہ پر ہی آئے گا)

مؤمنین سے خطاب، آزمائش ضرور ہوگی پھر فرمایا:۔

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ {عنکبوت ۱ تا ۳}

کیا لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ وہ صرف یہ کہہ دینے کے بعد چھوڑ دئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہیں ہوگی۔ ہم نے اِن سے پہلے بھی لوگوں کو آزمایا تھا (اِنکو بھی آزمائیں گے) اور اللہ ضرور ظاہر کرے گا کہ کون سچّے ہیں اور کون جھوٹے ہیں۔

کافروں سے خطاب، عذاب ضرور آئے گا پھر فرمایا:۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ {عنکبوت ۴}

کیا وہ لوگ جو بُرے کام کر رہے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے۔ ان کا یہ خیال بُرا ہے۔

جب کُفّار کی طرف سے ایذاؤں کا سلسلہ شدّت اختیار کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ {شوریٰ ۲۳}

(اے رسُولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے اجرِ رسالت طلب نہیں کرتا مگر ہاں تمہیں رشتہ داری کی محبّت کا حق تو ادا کرنا چاہیئے (یعنی میرے اور تمہارے درمیان رشتہ ہے اس کا تو کچھ لحاظ کیا کرو[1])

کُفّارِ مکّہ نے رشتہ داری کا بھی کوئی لحاظ نہیں کیا، تکلیف پہنچانے کا سلسلہ برابر جاری رکھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی دعوتِ رُشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا، عذابِ الٰہی سے بار بار ڈرایا لیکن وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے۔

عذاب کیلئے دُعاء ایک دن ابوجہل نے اِس طرح دُعاء کی کہ "اے اللہ اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا ہمیں کسی دردناک عذاب میں مبتلا کر دے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ {انفال ۳۳ و ۳۴}

اللہ ایسا نہیں کر سکتا کہ آپؐ ان میں موجود ہوں اور ان پر عذاب بھیجدے اور نہ اللہ ان کو اس وقت تک عذاب دے گا جب تک (ان میں سے بعض) معافی مانگ کر مسلم ہوتے رہیں اور ویسے تو کوئی وجہ نہیں کہ اللہ انکو عذاب میں مُبتلا نہ کرے حالانکہ وہ مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے سے روکتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ اس کے متولّی ہونے کے اہل بھی نہیں ہیں۔ اس کے متولّی تو صرف وہ ہو سکتے ہیں جو متقی ہوں، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ تولیتِ کعبہ کس کا حق ہے[2])

جماعت المسلمین سے مقاطعہ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تکلیفوں کے باوجود شدّت کے ساتھ تبلیغ کو جاری رکھا تو کفّارِ مکّہ نے خیف بنی کنانہ میں کُفر پر جمے رہنے کی قسمیں کھائیں اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۂ شوریٰ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سُورۂ انفال و صحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ

وسلّم، بنو ہاشم اور بنو مطلب سے مقاطعہ کا فیصلہ کیا۔ اس مقاطعہ میں قریش اور کنانہ دونوں شریک تھے۔ کفّار نے طے کیا کہ نہ ان لوگوں سے نکاح کیا جائے اور نہ ان سے خرید و فروخت کا کوئی معاملہ کیا جائے جب تک یہ لوگ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ان کے حوالہ نہ کر دیں[1]۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات مقاطعہ ختم ہوا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تبلیغ جاری رکھی۔ ان ہی ایام میں یعنی ۳ سنہ قبل ہجرت آپؐ کی زوجۂ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا[2]۔

یہی وہ زوجہ محترمہ ہیں جن کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کثرت سے کیا کرتے تھے۔ ان کی سہیلیوں کو تحفے بھیجتے تھے۔ اللہ نے ان کو سلام کہلوایا تھا اور جنّت میں موتی کے ایک محل کی بشارت دی تھی[3]۔

ابوطالبؓ کی وفات تقریباً اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا ابوطالب کا انتقال ہوگیا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُنکے پاس تشریف لے گئے اُس وقت اُنکے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن اُمیّہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے چچا لا الٰہ الّا اللہ پڑھ لو، اِس کلمہ کی بنیاد پر میں اللہ کے ہاں آپ کے لئے حُجّت پیش کر سکوں گا۔" ابوجہل اور عبداللہ بن اُمیّہ نے کہا "اے ابوطالب! عبدالمطلب کی ملّت سے مُنہ موڑتے ہو؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے باوجود بھی ان پر کلمہ پیش کرتے رہے اور وہ دونوں برابر انہیں روکتے رہے[4]۔

ابوطالب نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "اگر قریش مجھے اس بات کی عار نہ دیتے کہ وہ یہ کہیں گے کہ ابوطالب نے مَوت کے ڈر سے کلمہ پڑھ لیا تو میں ضرور تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیتا[5]۔" غرض یہ کہ ابوطالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ "میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں ضرور تمہارے لئے مغفرت کی دُعا کرتا رہوں گا جب تک مجھے منع نہ کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر آپؐ کو دُعائے مغفرت سے روک دیا۔ فرمایا:-

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ نبی کو اور مؤمنین کو یہ جائز نہیں کہ مشرکین کیلئے دُعائے مغفرت کریں خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اس بات کے ظاہر ہونے کے بعد کہ مشرکین دوزخ ہی میں رہیں گے (ان کی بخشش ناممکن ہے)

پھر اللہ تعالیٰ نے بطور تسلّی کے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ آپؐ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جس کو چاہے ہدایت دے سکتا ہے اور وہ ہدایت پانیوالوں کو خوب جانتا ہے[6]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب نزول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم مکۃ عن ابی ہریرہؓ۔ وصحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب النزول بالمحصب۔

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عائشۃؓ عن عائشہؓ

[3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم خدیجہؓ۔

[4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ ابی طالب عن مسیبؓ۔

[5] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اوّل الایمان قول لا الٰہ الّا اللہ عن ابی ہریرہؓ۔

[6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ ابی طالب و کتاب الجنائز باب اذا قال المشرک عند الموت لا الٰہ الّا اللہ و کتاب التفسیر و صحیح مسلم کتاب الایمان باب اوّل الایمان قول لا الٰہ الّا اللہ نحوہٗ۔

حضرت عباسؓ نے پوچھا کہ اے رسولؐ آپ نے اپنے چچا کو کیا فائدہ پہنچایا وہ تو آپؐ کی نصرت وحمایت کرتے تھے اور آپ کیلئے (کُفّارِ مکّہ پر) غیظ وغضب کا اظہار کرتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ دوزخ کے اُوپر کے حصّہ میں ہیں، اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے نیچے کے حصّہ میں ہوتے[1]۔ ان کو تمام دوزخیوں کے مقابلہ میں سب سے کم عذاب ہے۔ ان کو آگ کی دو جوتیاں پہنادی گئی ہیں جن سے ان کا دماغ کھول رہا ہے[2]۔

طائف میں تبلیغ حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات سے ظاہر ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بہت صدمہ ہوا ہوگا۔ نہ مونس وغمخوار بیوی رہیں نہ حمایت کرنے والا چچا باقی رہا۔ ایسے موقع پر فطری طور پر ہمّتیں پَست ہوجاتی ہیں، حَوصلے ٹوٹ جاتے ہیں، پائے استقامت میں تزلزل واقع ہوتا ہے لیکن اللہ کا رسول تو آخر اللہ کا رسُول ہوتا ہے۔ اُس کے منصب پر ان حوادث کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ وہ اولوالعزم ہوتا ہے۔ ہمّت نہیں ہارتا۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اب میدانِ تبلیغ میں اور وُسعت دیدی۔ اللہ اکیلے پر بھروسہ رکھتے ہوئے آپؐ اکیلے مکّہ سے وادیِ طائف کی طرف روانہ ہوئے۔ نہ کوئی یار ساتھ ہے نہ مددگار۔ اللہ کی معیّت میں اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے خاندان کو چھوڑ کر غیروں میں تبلیغ کیلئے نکل جاتے ہیں۔ نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی ہراس۔ نہ مایوس ہیں نہ درماندہ۔ عُلُوِّ ہمّتی کے ساتھ آپؐ تبلیغ کیلئے ایک نیا میدان تلاش کرتے ہیں۔

طائف پہنچ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابن عبد یالیل کے پاس پہنچے لیکن اُس نے دعوتِ اسلام قبول نہیں کی۔ اہلِ طائف نے آپؐ کو سخت تکلیف پہنچائی۔ وہ ایسی تکلیف تھی کہ پُوری زندگی میں اس سے زیادہ تکلیف آپؐ کو نہیں پہنچی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں سے نہایت رنجیدہ واپس ہوئے۔ اس تکلیف سے آپؐ کو پُوری طرح ہوش نہ آیا تھا کہ آپؐ مقام قرن الثعالب پہنچے۔ آپؐ نے سر اُٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ابر کا ٹکڑا آپؐ پر سایہ فگن ہے۔ اس ابر میں آپؐ کو حضرت جبریلؑ نظر آئے۔ انہوں نے آپؐ کو آواز دی (اور کہا) کہ اللہ نے آپؐ کی قوم کی گفتگو سُن لی ہے اور جو جواب انہوں نے آپ کو دیا ہے وہ بھی سُن لیا ہے۔ اللہ نے آپؐ کے پاس پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیجا ہے۔ آپؐ اِس فرشتہ کو کافروں کے متعلق جو چاہیں حُکم دیں (یہ آپؐ کے حکم کی تعمیل کرے گا) پھر اُس فرشتہ نے آپؐ کو آواز دی اور سلام کیا پھر کہا اے محمدؐ! بے شک اللہ نے اس جواب کو سُن لیا جو آپؐ کی قوم نے آپؐ کو دیا ہے میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ آپؐ کے ربّ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ اگر آپؐ چاہیں تو اخشبین نامی دونوں پہاڑ ان پر رکھ (کر ان کو کچل) دوں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں مجھے اُمید ہے کہ ان کی پُشت سے اللہ ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے[3]۔"

تسلّی طائف سے آنے کے بعد بھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تبلیغ جاری رکھی۔ وحی اُترتی رہی اور بار بار اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلّی آمیز آیتیں نازل ہوتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا (اے رسُولؐ) کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں کیا۔ کیا ہم نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصّۃ ابی طالب وصحیح مسلم باب شفاعۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لابی طالب جلد اوّل، یہاں دونوں کی روایتوں کے مجموعی الفاظ ذکر کئے گئے ہیں۔ نصرت کا لفظ صرف مسلم میں ہے اور یغضب صرف بخاری میں ہے

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اھون اھل النار عذابا عن ابن عبّاسؓ۔

[3] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔

عَنْكَ وِزْرَكَ ○ اَلَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ○ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ○ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ ○ {انشراح}

آپؐ کا بوجھ آپؐ سے ہٹا نہیں دیا جس بوجھ سے آپؐ کی کمر ٹوٹی جارہی تھی (اب آپؐ کو تبلیغ کا بوجھ محسوس نہیں ہوتا) اور (آپ خوش ہوجائیں کہ) ہم نے آپؐ کی خاطر آپ کے ذکر کو رفعت و بلندی عطا فرمائی۔ بے شک سختی کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ بے شک سختی کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ پس جب آپؐ تبلیغ سے فارغ ہوں تو کوشش کریں اور اپنے رب کی طرف پوری طرح متوجہ ہوجایا کریں۔

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ○ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○ {قدر}

ہم نے اس قرآن کو لیلۃ القدر میں اُتارا اور آپ کو کیا معلوم کہ لیلۃ القدر کیا ہے۔ لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے بہتر ہے اس میں فرشتے اور رُوح الامین اپنے ربّ کے حکم سے تمام احکامِ الٰہی کو لیکر اُترتے ہیں۔ اس رات میں سلامتی ہی سلامتی ہے یہاں تک کہ صبح ہوجائے۔

پھر فرمایا:۔

لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ ○ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ○ فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ ○ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ ○ {بینہ ۱ تا ۴}

جو لوگ کافر ہیں خواہ وہ اہلِ کتاب میں سے ہوں یا مشرکین میں سے وہ کُفر سے کب باز آنے والے تھے جب تک کہ اُن کے پاس کُھلی دلیل نہ آتی (اب وہ دلیل آچکی) یعنی اللہ کا رسُول جو پاک صحیفے پڑھتا ہے جن میں مستحکم مضامین ہیں (لیکن افسوس، یہ اب بھی ایمان قبول نہیں کرتے) اور اہلِ کتاب کا تو یہ حال ہے کہ پہلے بھی یہ متفرق رہے باوجود اس کے کہ اُن کے پاس کُھلی دلیل آچکی تھی (لہٰذا ان کا اب بھی کُھلی دلیل کو نہ ماننا کوئی تعجّب کی بات نہیں)

شرک کی تردید کُفّارِ مکّہ کی مشرکانہ رسموں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِیْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ[۲] وَّلَا وَصِیْلَةٍ[۳] وَّلَا حَامٍ[۴] وَّلٰكِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ {مائدہ ۱۰۳}

اللہ نے نہ بحیرہ[۱] کا حکم دیا نہ سائبہ[۲] کا، نہ وصیلہ[۳] کا اور نہ حام[۴] کا۔ البتّہ کافروں نے اللہ پر افترا کیا ہے (کہ کہتے ہیں کہ یہ اونٹ اللہ نے حرام کردئے ہیں۔ ان پر سواری نہیں کی جاسکتی نہ یہ باربرداری کے کام آسکتے ہیں) اور ان میں سے اکثر لوگ عقل نہیں رکھتے (کہ اس قسم کی لغو حرکتیں کرتے ہیں)

۱؎ بحیرہ اُس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کو (کان چیر کر) بُتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے کوئی اُس کا دودھ نہ پیتا تھا (ماخوذ از صحیح بخاری کتاب التفسیر سُورۂ مائدہ)

۲؎ سائبہ اُس جانور کو کہتے ہیں جو بُتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا، پھر اُس کو باربرداری کے کام میں نہیں لایا جاتا تھا (ماخوذ از صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ مائدہ)

۳؎ وصیلہ اُس اونٹنی کو کہتے ہیں جو اوّل عمر میں اُوپر تلے دو مادہ بچے دیتی۔ ایسی اونٹنی کو بھی بتوں کی نذر کردیتے تھے (ماخوذ از صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ مائدہ)

۴؎ حام اُس اُونٹ کو کہتے ہیں جس کی نسل سے چند بچے لیکر بتوں کی نذر کردیا جائے پھر نہ اُس پر سواری کیجائے نہ اُسے اور کسی کام میں لایا جائے (ماخوذ از صحیح بخاری کتاب التفسیر سُورۂ مائدہ)

تقلید کی آڑ | توحید کی دعوت دیتے ہوئے پھر اللہ نے فرمایا کہ جو احکام اللہ نے نازل فرمائے ہیں اُن کی طرف اور رسولؐ کی طرف آؤ { مائدہ ۱۰۴ } کافروں نے جواب دیا کہ :-

حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا بس وہی ہمارے
كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ لئے کافی ہے (اللہ نے فرمایا) خواہ اُن کے آباؤ اجداد نہ
کسی چیز کا علم رکھتے ہوں نہ ہدایت پر ہوں (کیا پھر بھی یہ لوگ انہی کے راستہ پر چلتے رہیں گے ایسا کام تو بے عقلوں کے سوا
کوئی نہیں کرتا)

تسلّی | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

الٓمّٓصٓ ۝ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ یہ کتاب ہم نے آپؐ کی طرف نازل کی ہے۔ آپ اس کی تبلیغ
فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى میں دل کو فکر سے خالی رکھئے۔ یہ اس لئے نازل کی گئی ہے کہ
لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ { اعراف ۱ و ۲ } آپؐ اس کے ذریعہ ڈرائیں (اب اگر کوئی نہیں مانتا تو آپؐ کو
فکر کی ضرورت نہیں) مومنین کیلئے تو (بے شک) یہ نصیحت ہے۔

پھر تمام دُنیا کے انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے لوگو!)

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا جو شریعت تمہارے ربّ کی طرف سے نازل کی گئی ہے بس
تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اُس کی پیروی کرو (یعنی صرف قرآن وحدیث کی پیروی کرو)
اور اس کے علاوہ ولیوں (کے قیاس اور رائے) کی پیروی نہ کرو مگر (افسوس) تم نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہو۔

دھمکی | پھر کفّار کو دھمکی دیتے ہوئے فرمایا :-

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَاۗءَهَا بَاْسُنَا كتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کر ڈالیں جن پر ہمارا عذاب یا تو
بَيَاتًا اَوْهُمْ قَاۗىِٕلُوْنَ ۝ { اعراف ۴ } رات کو آیا یا (دوپہر کو) جب وہ قیلولہ کرتے ہوتے تھے (پس
اے کفّارِ مکّہ اگر تم نے تکذیب جاری رکھی تو اسی قسم کا عذاب تم پر بھی نازل کر دیا جائے گا)

کفّارِ مکّہ بہت سے بے حیائی کے کام بھی کیا کرتے تھے۔ اور جب اُن سے کہا جاتا تھا کہ ان کاموں سے بچو تو کہتے تھے کہ ہمارے باپ دادا بھی ایسا ہی کرتے تھے اور اللہ نے بھی یہی حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ (اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ اللہ بے حیائی کا حکم نہیں
عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ { اعراف ۲۸ } دیتا۔ کیا تم اللہ کی نسبت ایسی بات کہتے ہو جس کا تمہیں
کچھ بھی علم نہیں۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ ان سے کہدیجئے کہ اللہ جن باتوں کا حکم دیتا ہے وہ تو یہ ہیں۔
عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ انصاف کیا کرو۔ ہر نماز کے وقت اپنے چہروں کو خالص اللہ
كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝ { اعراف ۲۹ } کی طرف رکھو، اُسی کو پکارو، دین خالص اسی کیلئے ہو (ورنہ
یاد رکھو) جس طرح تم کو ابتداء میں پیدا کیا تھا اُسی طرح تم پھر پیدا ہو گے (اور پھر تمہیں تمہارے اعمال کی سزا ملجائیگی)

توحید کی دعوت دیتے ہوئے پھر فرمایا :-

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ قف یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (اعراف ۵۴)

بے شک تمہارا ربّ تو اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر جلوہ گر ہوا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے گویا کہ دن اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے۔ سورج، چاند اور تاروں کو بھی اُسی نے پیدا کیا اور یہ سب اُسی کے حکم سے اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ خبردار ہو جاؤ پیدا کرنا اُسی کیلئے خاص ہے اور حکم بھی اُسی کیلئے مخصوص ہے (اس کے بندوں پر اُسی کا حکم چلتا ہے دوسرے کا حکم نہیں چل سکتا) اللہ ربّ العالمین بڑی برکت والا ہے۔

پھر دھمکی دیتے ہوئے بطور عبرت چند انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا جب ان کی قوموں نے ان کی تکذیب کی تو اُن قوموں کو تباہ کر دیا گیا، اور اُن ہی پر کیا موقوف ہے :۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰی عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ {اعراف ۹۴، ۹۵}

ہم نے جس بستی میں بھی نبی بھیجا تو پہلے وہاں کے لوگوں کو (معمولی) تکلیفوں میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی کریں (اور سنبھل جائیں) پھر تکلیف کو آسودگی سے بدل دیا یہاں تک کہ جب وہ مال و اولاد کے لحاظ سے خوب بڑھ گئے تو کہنے لگے اِس طرح کی تکلیف اور راحت ہمارے آباء واجداد کو بھی پہنچتی رہی ہے (یعنی ایسا ہوتا ہی رہتا ہے) پھر ہم نے ان کو یکایک پکڑ لیا اور اُنہیں خبر بھی نہیں ہوئی۔

عذابِ الٰہی کی دھمکی دیتے ہوئے پھر فرمایا :۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًی وَّهُمْ یَلْعَبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ج فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ {اعراف ۹۷، ۹۹}

کیا بستیوں کے رہنے والے اِس بات سے بے خوف ہیں کہ اُن پر ہمارا عذاب رات کو آجائے اور وہ بے خبر سو رہے ہوں اور کیا بستیوں والے اِس بات سے بے خوف ہیں کہ اُن پر ہمارا عذاب دن چڑھے آجائے اور وہ کھیل کود میں مصروف ہوں۔ کیا یہ اللہ کی تدبیروں سے بے خوف ہو گئے ہیں۔ اللہ کی تدبیروں سے وہی بے خوف ہوتے ہیں جو خسارہ پانے والے ہیں۔

پھر گذشتہ اقوام کے بُرے انجام کا حال سُنا کر فرمایا :۔

سَآءَ مَثَلًا ن الْقَوْمُ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ۝ {اعراف ۱۷۷}

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی اُن کی مثال بہت بُری ہے۔ اُنہوں نے (ہمارا کیا بگاڑا) اپنا ہی نقصان کیا۔

پھر فرمایا :۔

وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِیْ لَهُمْ ط اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ ۝ اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا ز مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ط اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ {اعراف ۱۸۲ تا ۱۸۴}

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم اُن کو بتدریج ایسے طریقہ سے پکڑیں گے کہ اُن کو محسوس بھی نہ ہوگا اور (اے رسولؐ) میں تو اُن کو مُہلت دے رہا ہوں۔ میری تدبیر بڑی مضبوط ہوتی ہے آخر وہ غور کیوں نہیں کرتے کہ اُن کے رسول کو کسی طرح کا جنون نہیں ہے۔ وہ تو صاف صاف ڈرانے والے ہیں۔

پھر فرمایا:۔

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝ {اعراف ۱۸۵}

کیا اُنہوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور جو چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں اُن پر نظر نہیں کی اور (نہ اس بات پر غور کیا کہ) شاید اُن کی موت کا وقت آپہنچا ہو تو اس کے بعد وہ پھر اور کس بات پر ایمان لائیں گے۔

کافر کہنے لگے کہ آخر وہ قیامت جس کی آپ دھمکی دیا کرتے ہیں

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۭ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ {اعراف ۱۸۷}

کب آئیگی (اے رسولؐ) آپ کہدیجئے کہ اُس کا علم تو میرے ربّ ہی کو ہے۔ وہی اس کے وقتِ مقررہ پر اس کو ظاہر کریگا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں ایک بھاری آفت ہوگی اور ناگہاں تم پر آجائے گی۔ (اے رسولؐ) یہ آپ سے اِس طرح سوال کرتے ہیں گویا آپؐ اس سے بخوبی واقف ہیں آپؐ پھر کہدیجئے کہ اس کا علم صرف اللہ کو ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

کُفّارِ مکّہ برابر قیامت اور عذاب کا مُطالبہ کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۭ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ {اعراف ۱۸۸}

(اے رسولؐ) آپ کہدیجئے کہ مجھے تو اپنے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں (لہٰذا عذاب کے ذریعہ تمہیں نقصان پہنچانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) بس جو اللہ چاہے (وہی ہوتا ہے) اور (اے رسولؐ آپ یہ بھی کہدیجئے کہ میں غیب کی باتیں بھی نہیں جانتا) اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے حاصل کرلیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو صرف ڈرانے والا اور مؤمنین کو خوشخبری سُنانے والا ہوں۔

شرک کی تردید

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ ان سے پوچھئے)

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـــًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ {اعراف ۱۹۱ تا ۱۹۵}

کیا وہ ایسوں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں (یعنی جو مخلوق ہو وہ کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا کہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکے۔ لہٰذا ایسے شخص کو پکارنا بیکار ہے) پس جن کو یہ پکارتے ہیں وہ اُن کی مدد نہیں کرسکتے اور (ان کی مدد تو کجا) وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے۔ (پھر فرمایا، اے مؤمنو!) اگر تم مشرکین کو راہِ راست کی دعوت دو تو یہ تمہارا کہنا نہیں مانینگے تمہارے لئے دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم ان کو راہ راست کی دعوت دو یا راہِ راست کی دعوت نہ دو (یہ نہیں مانیں گے) پھر

فرمایا کہ (اے مشرکو) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہارے ہی جیسے بندے تھے۔ اچھا تم اُنہیں پکارو (پھ دیکھو کہ وہ تمہاری مدد کرتے ہیں یا نہیں)۔ اگر تم اس دعوٰی میں سچے ہو (کہ یہ تمہاری مدد کرتے ہیں) تو پھر انہیں تمہاری پکار پر لبّیک کہنا چاہیئے۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا کان ہیں جن سے سُنیں (مرنے کے بعد تو کچھ نہیں رہا سب قوتیں ختم ہوگئیں)

چیلنج پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ○ اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ○ {اعراف ۱۹۵-۱۹۶}

ان سے کہدیجئے کہ اپنے شریکوں کو بُلاؤ اور میرے خلاف جو تدبیر کرنی ہو کرو اور مجھے مہلت بھی نہ دو۔ میرا مددگار تو اللہ ہے جس نے شریعت نازل کی ہے اور وہی نیک لوگوں کا مددگار ہے۔

یہاں پہنچکر تاریخِ اسلام دوسری طرف مڑ جاتی ہے۔ ہمدرد و حامی چچا مر چکے ہیں۔ غمگسار بیوی داغِ مفارقت دے چکی ہیں لیکن اللہ کا رسولؐ ہراساں نہیں ہے۔ اب تک جو کچھ ہوا ہوا۔ کافروں نے تکلیفیں دیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر صبر کرتے رہے، طرح طرح سے سمجھاتے رہے۔ مقابلہ کی دعوت کبھی نہیں دی۔ لیکن اب وہ موقع آچکا ہے کہ کافروں کو علی الاعلان چیلنج دیا جاتا ہے کہ آؤ تم اور تمہارے شریک سب ملکر میرے خلاف کوئی تدبیر کرو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب تک اللہ نے کافروں کو اختیار دے رکھا تھا کہ جو چاہیں کریں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شخصیت، صبر، استقامت و استقلال، جرأت و شجاعت غرض یہ کہ ہر چیز کی آزمائش کریں لیکن اب کافروں کے رحم و کرم پر چھوڑنے کے بجائے اللہ تعالٰی اپنے رسولؐ کو اپنی مدد کی خوشخبری سُناتا ہے اور کافروں سے کہتا ہے کہ آؤ مُقابلہ پر۔ پھر دیکھو کس کی فتح ہوتی ہے۔

پھر فرمایا:-

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○ {اعراف ۱۹۷-۱۹۸}

جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کیا کرینگے وہ تو اپنی ہی مدد نہیں کر سکتے اور (اے مُومنو) اگر تم ان کافروں کو سیدھے راستہ کی طرف بُلاؤ تو وہ تمہاری بات نہ سُنیں گے۔ اے رسولؐ، آپؐ سمجھتے ہیں کہ وہ آپؐ کی طرف دیکھ رہے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے (وہ تو صرف دھوکا دیتے ہیں)

پھر فرمایا:-

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○ {اعراف ۱۹۹}

(اے رسولؐ) آپ درگذر سے کام لیجئے۔ نیک کام کرنیکا حکم دیتے رہیئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے (اُنکی سزا کا وقت قریب ہے)

توحید اور شرک میں ایک مسلسل کشمکش جاری تھی۔ کفّار کے سوالات کے جوابات میں پیہم آیاتِ قرآنی کا نزول ہو رہا تھا، اگر ذرا دیر ہو جاتی تھی تو یہ بھی کُفّار کیلئے باعثِ اعتراض بن جاتی تھی۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:-

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ

اور جب آپؐ ان کے پاس کوئی آیت نہیں لاتے تو کہتے ہیں کہ آپ اپنی ہی طرف سے کیوں نہیں بنا لیتے۔ (اے رسولؐ) آپؐ فرمادیجئے کہ میں تو اُسی چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میرے

يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ {اعراف ۲۰۳-۲۰۴}

ربّ کی طرف سے میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ یہ قرآن تمہارے ربّ کی طرف سے بصیرت ہے، ایمان والوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے اور (اے مؤمنو) جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اسے توجّہ سے سُنا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کہ اے رسُولؐ کسی آیت کا لانا یا غیب کی خبر بتانا آپؐ کا کام نہیں) اور

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ○ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ز وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ○ {کہف ۲۳ و ۲۴}

کسی کام کی نسبت یہ بھی نہ کہا کیجئے کہ یہ کام مَیں کل کرونگا جب تک آپؐ انشاء اللہ نہ کہہ لیں۔ اور اگر آپ اللہ کا نام لینا بھول جائیں تو جس وقت یاد آجائے اُسی وقت لے لیا کریں اور کہہ دیجئے کہ مجھے اُمّید ہے کہ میرا ربّ مجھے اس سے زیادہ ہدایت کی باتیں بتائے۔

مذکورۂ بالا آیتیں اصحابِ کہف کے قصّہ کے ضمن میں بیان ہوئی ہیں۔ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اصحابِ کہف کے متعلّق سوال کیا گیا تھا اور اسی سوال کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے اصحابِ کہف کا قصّہ بیان کیا۔ یہ گویا نبوّت کی تصدیق کیلئے ایک امتحان تھا لیکن افسوس کہ کُفّارِ مکّہ اب بھی ایمان نہ لائے۔ ان میں سے کسی نے کہا ان غریب مؤمنین کو آپؐ اپنی مجلس سے ہٹا دیں تو ہم آپ کی باتیں سُنیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○ {کہف ۲۸}

جو لوگ صبح و شام اپنے ربّ کو پُکارتے ہیں اور اُسکی خوشنودی کے طالب ہیں آپؐ اپنی نشست و برخاست اُنہیں کے ساتھ رکھیں۔ ان کی طرف سے توجّہ نہ ہٹائیں (کافر ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں) ایسا نہ ہو کہ آپؐ دنیا کی زندگی کے طلبگار بن جائیں (یعنی کوئی کافر کیسا ہی دولت مند کیوں نہ ہو اُس کے ایمان کی خواہش میں غریب مؤمنین سے تغافل نہ برتیں) اور جس شخص کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ چُکا ہے اس کا کہنا ہرگز نہ مانیں (کہ اس کے کہنے میں آکر غریب مؤمنین کو اپنے سے دور کر دیں۔ انکی خوشامد نہ کریں خواہ وہ ایمان لائیں یا نہ لائیں)

پھر فرمایا (اے رسُولؐ)

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ز فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ {کہف ۲۹}

کہہ دیجئے کہ یہ حق تمہارے ربّ کی طرف سے ہے پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

پھر دنیا کے مادّی ساز و سامان پر ناز کرنے والوں کی عبرت کے لئے دو آدمیوں کا قصّہ سُنایا۔ ان میں سے ایک کے پاس باغات تھے، کھیت تھے، مال و دولت، اولاد اور ملازمین کے لحاظ سے وہ بہت ممتاز تھا۔ دوسرا شخص غریب تھا۔ مالدار شخص کو اپنی دولت پر ناز تھا۔ اُس کی ذہنیت مادّہ پرستانہ تھی۔ اللہ نے اُسکے مال و دولت پر عذاب نازل کر کے اُسے نیست و نابود کر دیا۔ اُس نے جب اپنی تباہی کا نقشہ اپنی آنکھوں سے

دیکھا تو اپنی مادّہ پرستی پر نادم ہوا اور کہنے لگا:۔

یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْٓ اَحَدًا ○ {کہف ۴۲} اے کاش میں نے اپنے ربّ کے ساتھ شرک نہ کیا ہوتا (یعنی مادّہ پرستی نہ کرتا بلکہ خالص اللہ ہی پر بھروسہ کرتا)

وہ اب سمجھا کہ مادّہ پرستی (یعنی وسائل پر کُلّیتہً بھروسہ کرلینا) شرک ہے۔ لیکن اب کیا ہوسکتا تھا۔ عذاب آنے کے بعد توبہ کیسی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ○ {کہف ۴۳} اللہ کے مقابلہ میں کوئی جماعت اس کی مدد نہ کرسکی اور نہ وہ (اللہ سے) بدلہ لے سکا۔

غرض یہ کہ کُفّارِ مکّہ کو بار بار سمجھایا جارہا تھا کہ اپنی سرکشی سے باز آجاؤ۔ نہ تمہاری یہ اولیاء پرستی کام آئے گی نہ مادّہ پرستی کام آئے گی۔ کام آسکتا ہے تو صرف اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ {کہف ۴۴} اس قصّہ سے ثابت ہوا کہ مشکل کُشائی صرف اللہ ہی کیلئے حق ہے

دھمکی | پھر دھمکی دیتے ہوئے فرمایا (اے رسولؐ)

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ○ {کہف ۵۸} آپ کا ربّ بخشنے والا ہے۔ رحمت والا ہے۔ اگر ان کے کرتوتوں پر ان کی گرفت کرے تو ان پر فوراً عذاب بھیج دے (نہیں دیتا یہ اس کی رحمت ہے) مگر ہاں ان کے لئے عذاب کا ایک وقت مقرر ہے۔ اس سے انہیں کہیں پناہ نہ ملیگی۔

اصحابِ کہف کے بعد کُفّار نے بطور امتحان کے

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ {کہف ۸۳} ذوالقرنین کا قصّہ دریافت کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ○ {کہف ۸۳} کہدیجئے کہ میں اس کا بھی کچھ ذکر تمہیں سُناتا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کا حال سُنایا۔ غرض یہ کہ کُفّارِ مکّہ جو سوال کرتے تھے اللہ تعالیٰ اُس کا جواب دیتا چلا جاتا تھا لیکن اس کے باوجود وہ کفر پر اڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ○ {کہف ۱۰۲} کیا کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے جو میرے علاوہ میرے بندوں کو کارساز بنا رکھا ہے (تو بس کام چل جائے گا وہ کارسازی کریں گے۔ نہیں) بلکہ ہم نے ان کافروں کی مہمانی کے لئے جہنّم تیار کر رکھی ہے (جہاں ان کے وہ کارساز کچھ کام نہ آسکینگے)

پھر اللہ تعالیٰ نے چند انبیاء علیہم السّلام کا ذکر بطور عبرت کُفّار کو سُنایا اور پھر دوبارہ زندہ ہونے پر زور دیتے ہوئے فرمایا:۔

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ○ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ○ {مریم ۶۶-۶۷} انسان یہ کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گا تو کیا پھر زندہ کیا جاؤں گا۔ کیا اُسے یاد نہیں کہ ہم نے اُس کو پہلے بھی تو پیدا کیا تھا اور جب تو وہ کوئی چیز بھی نہ تھا۔

مسلمین سے تمسخر | مسلمین کی غربت دیکھکر کافروں نے مسلمین سے کہا :۔

قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِیًّا ۝ {مریم ۷۳}

بتاؤ ہم دونوں میں سے مقام کے لحاظ سے کون بہتر ہے اور کس کی مجلسیں زیادہ شاندار ہیں۔

اس مادّہ پرستانہ ذہنیت کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَکَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْیًا ۝ {مریم ۷۴}

ہم نے ان سے پہلے بہت سی اُمّتوں کو ہلاک کر دیا حالانکہ وہ شان و شوکت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں (ان کی مادّی قوّت ان کے کچھ کام نہ آئی۔ اسی طرح اے کفّارِ مکّہ تم کو بھی نیست و نابود کر دیا جائے گا یہ جاہ و حشمت تمہارے کچھ کام نہیں آئے گی)

فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝ {مریم ۷۵}

اُس وقت تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ مکان کس کا بُرا ہے اور لشکر کس کا کمزور ہے۔

تسلّی | پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

فَلَا تَعْجَلْ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ {مریم ۸۴}

آپؐ ان کیلئے عذاب کی جلدی نہ کیجئے۔ بس ہم ان کے (دن) شمار کر رہے ہیں (عذاب آنے ہی والا ہے)

شرک فی الذّات کی تردید | کُفّارِ مکّہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السّلام کو اللہ کا بیٹا مانتے تھے۔ شرک فی الذّات کم و بیش تمام قوموں میں پایا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْئًا اِدًّا ۝ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝ اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَکُلُّهُمْ اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَرْدًا ۝ {مریم ۸۸ تا ۹۵}

کافر کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہے (اے کافرو) یہ بہت بڑی بات ہے جو تم کہہ رہے ہو۔ قریب ہے، کہ اس بات سے آسمان پھٹ جائیں۔ زمین شق ہو جائے اور پہاڑ پارہ پارہ ہو جائیں (کیا) تم اللہ کیلئے اولاد تجویز کرتے ہو۔ یہ اللہ کے شایانِ شان نہیں کہ کسی کو اولاد بنائے۔ آسمانوں اور زمین کے تمام لوگ اُس کے سامنے بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔ اُس نے سب کا احاطہ کر رکھا ہے اور ایک ایک کو گن رکھا ہے اور سب قیامت کے دن فرداً فرداً اس کے سامنے پیش ہوں گے۔

دھمکی | پھر فرمایا کہ (شرک کی اتنی زبردست تردید کے باوجود اگر یہ لوگ اپنے شرک پر اڑے رہے تو سُن لیں کہ)

وَکَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِکْزًا ۝ {مریم ۹۸}

ہم نے ان سے پہلے کئی اُمّتوں کو ہلاک کر دیا (اے کافرو) کیا تم ان میں سے کسی کو کہیں دیکھتے ہو یا تمہیں کہیں انکی بھنک سُنائی دیتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء کا ذکر فرمایا۔ ان کی قوموں کی تکذیب اور تباہی کا حال سُنایا اور ہر نبی کے ذکر کے بعد فرمایا:۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ اس واقعہ میں عبرت کی نشانیاں ہیں لیکن اکثر لوگ [illegible]

مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ایمان نہیں لاتے اور (اے رسولؐ) بے شک آپؐ کا رب زبردست ہے، رحمت والا ہے (عذاب میں ڈھیل اُس کی رحمت کا تقاضہ ہے ورنہ اب تک کبھی کا عذاب آگیا ہوتا)

تصدیقِ نبوّت پھر اللہ تعالیٰ نے نبوّت کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ○ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ○ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○ {شعراء ۱۹۲}

بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اُتارا ہوا ہے، اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اُترا ہے۔ اُس نے آپؐ کے دل پر اس کو القا کیا ہے تاکہ آپ (اسکے ذریعہ) لوگوں کو ڈرائیں یہ قرآن فصیح عربی زبان میں ہے (جس کا مقابلہ کرنے سے کفار عاجز ہیں) اور اس کی خبر پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ کیا ان کے لئے یہ چیز سند نہیں کہ علمائے بنی اسرائیل اس قرآن کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

عذاب کا مُطالبہ کفّار نے پھر عذاب کا مُطالبہ دوہرایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ○ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ○ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ○ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ۝

کیا یہ ہمارے عذاب کیلئے جلدی کر رہے ہیں اگر ہم ان کو چند سال اور دُنیوی فائدہ اُٹھانے بھی دیں (تو کیا ہوگا) جب وہ عذابِ موعود آجائیگا تو یہ فائدہ ان کے کس کام آئیگا۔

(یہ مادّی طاقتیں ان کو ہمارے عذاب سے بچا نہ سکیں گی)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ {شعراء ۲۱۶}

اگر یہ اب بھی آپؐ کی نافرمانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے اعمال سے بیزار و بے تعلق ہوں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ○ {شعراء ۲۲۷}

اور عنقریب ان ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ کس جگہ یہ لوٹ کر جانے والے ہیں۔

شرک کی تردید شرک کی تردید برابر جاری رہی۔ کُفّارِ مکّہ کی سمجھ میں کسی طرح نہ آتا تھا کہ شرک میں کیا بُرائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر سمجھایا۔ فرمایا (اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجئے:۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَاۗىِٕقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ○ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے۔ اُس کے برگزیدہ نبیوں پر سلام ہو۔ کیا اللہ بہتر ہے یا ان کے شریک (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا۔ کس نے آسمان سے پانی برسایا (ان کے کسی شریک نے یہ کام نہیں کئے بلکہ ہم ہی نے یہ سب کچھ کیا) اور (پانی برسانے کے بعد) ہم ہی نے اس کے ذریعہ سرسبز باغ اُگائے۔ تمہارے بس کی یہ بات نہ تھی کہ باغوں میں درختوں کو اُگاتے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔ (نہیں) مگر یہی (ناسمجھ) لوگ ہیں کہ (ناحق) کجروی کرتے ہیں

لَا يَعْلَمُوْنَ ○ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○ {نمل ۵۹ تا ۶۵}

(اے رسولؐ) پھر ان سے پوچھئے کہ کس نے زمین کو قرارگاہ بنایا؟ کس نے اس میں ندّی نالے بہائے؟ کس نے اس میں پہاڑوں کو نصب کیا اور کس نے (میٹھے اور کھاری) دو دریاؤں میں حدِّ فاصل رکھی، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (جو یہ کام کر سکے) لیکن ان میں سے اکثر لوگ (اتنی موٹی بات بھی) نہیں سمجھتے۔ اور (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ کون بے قرار کی فریاد کو سُنتا اور قبول کرتا ہے اور اُس کی مشکل کُشائی کرتا ہے۔ اور کون زمین میں تمہیں حکومت دیتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود (یا مشکل کُشا) ہے (نہیں کوئی مشکل کُشا نہیں ہے) مگر تم لوگ بہت کم غور کرتے ہو۔ اور (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ بحر و برّ کی تاریکیوں میں کون تمہیں راستہ بتاتا ہے اور کون بارانِ رحمت سے پہلے خوشخبری دینے والی (ٹھنڈی ٹھنڈی) ہوائیں چلاتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود (اور راہبر) ہے (نہیں اللہ کے ساتھ کوئی معبود اور راہبر نہیں) اور اللہ ان کے شرک سے بہت بلند و بالا ہے۔ اور (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ بتاؤ کس نے پہلی بار پیدا کیا اور کون دوبارہ پیدا کریگا اور کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے۔ کیا اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود (اور رازق) ہے (نہیں۔ اس کے باوجود یہ لوگ شرک پر اڑے ہوئے ہیں، تو اے رسولؐ ان سے) کہئے کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچّے ہو تو اس شرک کی کوئی دلیل پیش کرو۔ پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں ایک بھی ایسا نہیں جو غیب جانتا ہو سوائے اللہ کے اور ان (بزرگوں) کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ انہیں کب زندہ کیا جائے گا۔

کافر کہنے لگے کہ :-

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ○ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○ {نمل ۶۷ و ۶۸}

جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر زندہ کئے جائیں گے۔ یہ وعدہ تو ہم سے اور ہمارے آباء و اجداد سے یونہی ہوتا آیا ہے۔ یہ تو بس قصّے کہانیاں ہیں، (حقیقت کچھ بھی نہیں)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ○ {نمل ۶۹}

ان سے کہدیجئے کہ ذرا زمین میں سیر کر کے دیکھو کہ مجرمین کا کیا انجام ہوا (پھر تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ تکذیبِ قیامت کا کیا انجام ہوتا ہے)

اور (اے رسولؐ)

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا

آپؐ ان کے حال پر رنج نہ کریں اور نہ ان کی سازشوں سے

يَمْكُرُوْنَ ○ {نمل}

آزردہ ہوں۔

کافر کہنے لگے:۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ {نمل} اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ (عذاب) کب پورا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ○ {نمل ع ۱۲}

آپ کہہ دیجئے کہ جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو کہیں وہ قریب ہی نہ ہو اور (اے رسولؐ) بے شک آپکا رب لوگوں پر فضل کرنے والا ہے (ورنہ عذاب جلدی بھیج دیتا، یہ اُس کا فضل و کرم ہے کہ عذاب میں تاخیر کر رہا ہے) لیکن اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

پھر فرمایا (کہ اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ:۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ○ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ {نمل ۹۱ تا ۹۳}

مجھے یہی حکم ملا ہے کہ اس شہر کے رب کی عبادت کروں جس نے اس کو محترم بنایا۔ سب چیزیں اُسی کی ہیں۔ مجھے یہ بھی حکم ملا ہے کہ میں مسلمین میں سے ہوں اور قرآن کی تلاوت کرتا رہوں۔ پس جو شخص ہدایت قبول کریگا تو اُسکا ہی بھلا ہے اور جو گمراہی اختیار کریگا تو (اے رسولؐ) آپؐ کہدیجئے کہ میں تو بس ڈرانے والا ہوں (میرا فرض تو بس اتنا ہی ہے کہ تمہیں ڈرا دوں) اور یہ بھی کہدیجئے کہ سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے۔ عنقریب وہ اپنی نشانیاں تم کو دکھائے گا اور تم ان کو پہچان لوگے (کہ وہ وعدہ کے مطابق رونما ہوئی ہیں) اور (اے رسولؐ) آپؐ کا رب ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے (وہ وقتِ مقررہ پر انکو انکے اعمال کی سزا دیگا)

دلائلِ نبوّت | پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السّلام کا قصّہ بہت تفصیل سے سُنایا اور فرمایا (اے رسولؐ)

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ○ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ {قصص ۴۴ تا ۴۶}

جب ہم نے موسیٰؑ کو رسالت سے سرفراز فرمایا تو آپؐ (طور کے) مغربی جانب (جہاں موسیٰؑ کو رسالت ملی تھی) موجود نہیں تھے اور (یہ ایک حقیقت ہے) کہ آپؐ اسے دیکھنے والوں میں سے نہیں ہیں اور ہم نے کئی اُمّتوں کو پیدا کیا پھر ان پر طویل مُدّتیں گذریں اور آپؐ مدین میں بھی نہیں تھے کہ انکو ہماری آیتیں پڑھکر سُناتے (بلکہ یہ ہمارا ہی کام ہے کہ) رسول بنا کر بھیجتے رہتے ہیں۔ اور جب ہم نے موسیٰؑ کو آواز دی تو اُس وقت بھی آپؐ طور کے کنارے پر کہیں موجود نہ تھے۔ مگر ہاں یہ اللہ کی رحمت ہے (کہ ان حالات سے آپؐ کو مطلع کیا) تاکہ آپ ایسی قوم کو ڈرائیں جن کے پاس آپؐ سے پہلے (ماضی قریب میں) کوئی رسُول نہیں آیا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

شرک کی تردید | رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر تبلیغ فرماتے رہے۔ شرک کی تردید بڑے شدّ و مدّ سے جاری

تھی۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۗ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۗ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○

اور آپؐ کا ربّ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ اختیار رکھتا ہے۔ ان کے معبودوں کو کسی قسم کا اختیار نہیں (افسوس ہے کہ یہ پھر بھی انہیں پکارتے ہیں) اللہ ان کے شرک سے منزّہ و بلند و بالا ہے۔ جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں اللہ سب کو جانتا ہے۔ اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود و حاکم نہیں۔ دنیا اور آخرت میں اُسی کی تعریف ہے۔ حکم اسی کا چلتا ہے اور اُسی کی طرف تم سب لوٹ کر جاؤ گے۔ اور (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ اگر اللہ تم پر ہمیشہ کیلئے قیامت تک رات کر دے تو اللہ کے علاوہ کون معبود ہے جو روشنی کو لے آئے۔ کیا تم سُنتے نہیں (کہ تم سے کیا کہا جا رہا ہے) اور (اے رسولؐ) ان سے یہ پوچھئے کہ اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک دن کر دے تو اللہ کے علاوہ کونسا معبود ہے جو رات لے آئے جس میں تم آرام کر سکو۔ کیا تم دیکھتے نہیں (کہ اللہ کے علاوہ سب مجبور ہیں تو پھر ان کو پکارنا، ان کی نذر و نیاز مضحکہ خیز چیز نہیں تو اور کیا ہے)

حضرت ابوبکرؓ اور ہجرتِ حبشہ توحید کی تبلیغ برابر جاری تھی۔ مؤمنین پر عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ صبح و شام حضرت ابوبکرؓ کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ جب کُفّار نے مؤمنین کو طرح طرح کی تکلیفوں میں مُبتلا کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ مکّہ سے نکل کر حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ برکِ غماد میں پہنچے تو ان کو ابنِ دغنہ ملا جو قبیلۂ قارہ کا سردار تھا۔ کہنے لگا اے ابوبکر کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے تو میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ زمین میں سفر کروں اور اپنے ربّ کی عبادت کروں۔" ابنِ دغنہ نے کہا اے ابوبکر تم جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے۔ تم ناداروں کے لئے کماتے ہو، صلۂ رحمی کرتے ہو۔ معاشرہ پر جو لوگ بار ہیں اُن کا بوجھ اُٹھاتے ہو۔ مہمان کی خاطر تواضع کرتے ہو۔ حق کے کاموں میں مدد کرتے ہو۔ لہٰذا میں تم کو پناہ دیتا ہوں، واپس چلو اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ حضرت ابوبکرؓ واپس آ گئے۔ ابن دغنہ بھی ان کے ساتھ ہی آ گیا۔ شام کو ابنِ دغنہ اشرافِ قریش کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ ابوبکر جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے آدمی کو نکالتے ہو جو ناداروں کیلئے کماتا ہے، صلۂ رحمی کرتا ہے۔ جو لوگ معاشرہ پر بار ہیں اُن کا بوجھ اُٹھاتا ہے مہمان کی خاطر تواضع کرتا ہے، حق کے کاموں میں مدد کرتا ہے۔ قریش نے ابنِ دغنہ کی امان کو مسترد نہیں کیا۔ انہوں نے ابنِ دغنہ سے کہا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ اپنے ربّ کی عبادت اپنے گھر کے اندر کریں، اُسی میں نماز پڑھیں اور جو چاہیں پڑھیں لیکن ہمیں اپنی قرأت سے تکلیف نہ دیں۔ بلند آواز سے قرأت نہ کریں کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور ہماری اولاد فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائے۔ ابنِ دغنہ نے یہ باتیں حضرت ابوبکرؓ

سے کہدیں۔ حضرت ابوبکرؓ کچھ عرصہ تک ان شرائط پر قائم رہے۔ اپنے گھر ہی میں عبادت کرتے، اپنی نماز میں بلند آواز سے قرأت نہ کرتے اور نہ اپنے گھر کے علاوہ کسی اور مقام پر قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ پھر ایک دن انکو یہ سُوجھی کہ اپنے گھر کے باہر میدان میں انہوں نے مسجد بنالی۔ اُس میں نماز پڑھنے لگے اور قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ مشرکین کی عورتوں اور بچّوں کا ان کے پاس ہجوم ہوجاتا تھا۔ وہ ان کی قرأت کو پسند کرتے اور انکی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ بہت رونے والے آدمی تھے۔ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو انہیں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا تھا۔ مشرکین میں سے اشرافِ قریش اس بات سے خوف زدہ ہوئے۔ انہوں نے ابنِ دغنہ کو بُلوایا۔ ابنِ دغنہ اُن کے پاس گیا۔ اشرافِ قریش نے اس سے کہا کہ ہم نے تمہاری امان پر ابوبکر کو پناہ دی تھی اس شرط پر کہ وہ اپنے گھر میں اپنے ربّ کی عبادت کریں، لیکن انہوں نے اس شرط کی خلاف ورزی کی۔ باہر میدان میں انہوں نے مسجد بنالی اور علی الاعلان نماز اور قرآن پڑھتے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچّے فتنہ میں مُبتلا نہ ہوجائیں، لہٰذا تم انہیں منع کرو۔ اگر وہ صرف اپنے گھر کے اندر رہ کر اپنے ربّ کی عبادت کرسکتے ہیں تو کریں اور اگر وہ نہ مانیں اور علی الاعلان ہی نماز اور قرآن پڑھنے پر اصرار کریں تو ان سے کہو کہ تمہارا ذمّہ تمہیں واپس کر دیں، کیونکہ ہمیں یہ بات پسند نہیں کہ تمہاری امان کی توہین کریں۔ ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ ابوبکر کے اس اعلان کو برقرار نہ رہنے دیں گے۔ ابنِ دغنہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہا "تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کس شرط پر تم سے معاہدہ کیا تھا۔ پس اگر تم اس پر قائم رہو تو ٹھیک ہے ورنہ میرا ذمّہ واپس کر دو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ اہلِ عرب یہ بات سُنیں کہ میں نے ایک شخص کو امان دی تھی لیکن میری امان ضائع کر دی گئی"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں تمہاری امان واپس کرتا ہوں اور اللہ عزّ وجلّ کی امان سے راضی ہوں۔[1]

حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خواب میں حضرت عائشہؓ سے نکاح

ان ہی ایّام میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو خواب میں دو مرتبہ دیکھا۔ اس طرح کہ وہ ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی تھیں اور کوئی اُن کو گود میں اُٹھا کر یہ کہتا تھا کہ یہ آپؐ کی زوجہ (مُطہّرہ) ہیں۔ آپؐ مُنہ کھول کر دیکھتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ عائشہؓ ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے تھے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ایسا ہوجائے گا۔[2]

(اللہ تعالیٰ کے اِس اشارہ پر) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ کو پیغامِ نکاح بھیجا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "میں تو آپؐ کا بھائی ہوں"۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اللہ کے دین اور اُس کی شریعت میں میرے بھائی ہو (یعنی دینی بھائی ہو حقیقی بھائی نہیں) اور وہ میرے لئے حلال ہیں"۔[3]

غرض یہ کہ ۲ سنہ قبل ہجرت ماہ شوّال میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نکاح حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ہوگیا۔[4] حضرت عائشہؓ ہی وہ واحد زوجۂ مُطہّرہ ہیں جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شادی کے وقت کنواری تھیں۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشہؓ وکتاب الاجارہ باب جوار ابی بکرؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشہؓ وکتاب النکاح باب نکاح الابکار۔

[3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب تزویج الصغار من الکبار۔

[4] صحیح بخاری کتاب النکاح باب انکاح الرجل ولدہ الصغار۔ صحیح مسلم کتاب النکاح (شوّال کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے)

[5] صحیح بخاری کتاب النکاح باب نکاح الابکار۔

نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ سال تھی[1]۔ مہر پانچ سو درہم مقرر ہوا[2]۔ نکاح تو ہو گیا لیکن اُس وقت حضرت عائشہؓ کو وداع نہیں کیا گیا[3]۔

طفیل بن عمر دوسی کی آمد تقریباً اسی زمانہ میں حضرت طفیل بن عمر دوسیؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اگر آپؐ کو مضبوط قلعہ کی ضرورت ہے تو ہمارے ہاں تشریف لے چلئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ درخواست قبول نہیں فرمائی[4]۔

معجزۂ شقّ القمر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسلسل تبلیغ میں مصروف رہے۔ نبوّت کے دلائل بھی دیتے رہے، مثلاً :-

① نبوّت سے پہلے کسی کے سامنے زانوئے ادب طے نہ کرنا۔ لکھنا پڑھنا نہ آنا۔
② قرآن مجید کے مقابلہ کے لئے چیلنج۔
③ اخبارِ غیب مثلاً انبیاء علیہم السّلام کے حالات بیان کرنا۔
④ کُفّارِ مکّہ کے مطلوبہ قصّوں کی تفصیل بیان کرنا مثلاً یوسُف علیہ السّلام کا قصّہ، ذوالقرنین، اصحابِ کہف وغیرہ کے قصّے۔
⑤ ایک ہی واقعہ کو مختلف انداز اور الفاظ سے بیان کرنا۔
⑥ اپنی شخصیت کو پیش کرنا۔
⑦ کُفّار کو چیلنج کہ وہ جو تدبیر آپؐ کے خلاف کرنا چاہیں کریں اور آپؐ کو مہلت نہ دیں۔

لیکن کُفّارِ مکّہ کسی اور معجزہ کے خواہاں تھے۔ وہ کسی مادّی نشانی کے طلبگار تھے۔ مندرجہ بالا معجزات کی حقیقت ان کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ انہوں نے پھر کسی مادّی معجزہ کا مطالبہ کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت مع چند صحابہؓ کے منیٰ میں تھے۔ کُفّار کی درخواست پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں شقّ القمر کا معجزہ دکھایا۔ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا حراء پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا حراء پہاڑ کے دامن میں تھا اور حراء پہاڑ دونوں ٹکڑوں کے درمیان میں تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "گواہ رہو، گواہ رہو"[5]۔

کُفّارِ مکّہ اس معجزہ کو دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائے اور اس کو جادو بتانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ○ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ○ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ○ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ○ {القمر}

عذاب کی گھڑی قریب آپہنچی۔ چاند شق ہو گیا۔ اور یہ کافر جب کبھی کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اس سے مُنہ پھیر لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جادو تو ہوتا ہی آیا ہے (یہ بھی جادو ہے) انہوں نے معجزہ کو جُھٹلایا۔ اپنی خواہشات کی پیروی کی۔ (ہمارے ہاں) ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے (بس اب وہ وقت قریب

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب انکاح الرجل ولدہ الصغار۔
[2] صحیح مسلم باب الصداق عن عائشہؓ
[3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب انکاح الرجل ولدہ الصغار۔
[4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب قاتل نفسہ لایکفر عن جابرؓ
[5] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ قمر عن ابنِ مسعودؓ و ابنِ عباسؓ و انسؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوّۃ فی الاسلام و باب انشقاق القمر (مذکورہ بالا بیان تمام روایتوں کا مجموعی بیان ہے)
صحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ والجنّۃ والنّار باب انشقاق القمر عن ابن مسعودؓ و ابن عمرؓ و ابنِ عباسؓ و انسؓ نحوہ

آگیا ہے) ان کو ایسے واقعات کا علم ہو چکا ہے جن میں سراسر عبرت ہے۔ ان کے پاس کامل دانائی کی بات بھی آچکی ہے۔ لیکن (پھر بھی ہمارا) ڈرانا ان کے لئے مفید ثابت نہیں ہوا (لہٰذا جس طرح گذشتہ قوموں پر عذاب نازل ہوا اسی طرح ان پر بھی عذاب نازل ہونیوالا ہے)

پھر فرمایا کہ (دُنیوی عذاب کے بعد ایک عذاب اور بھی ہے اور وہ اُس دن واقع ہوگا)

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ {قمر} جس دن ایک بُلانے والا ایک ایسی چیز کی طرف بُلائے گا جس سے (ان کے ذہن بھی) آشنا نہیں۔

دھمکی | پھر اللہ تعالیٰ نے چند انبیاء علیہم السّلام کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ ان کی قوموں نے معجزات آنے کے بعد بھی انبیاء علیہم السّلام کو جُھٹلایا تھا۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ {قمر} پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا (اسی طرح اے کُفّار تم بھی عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے۔ اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ)

پھر فرمایا (اے کافرو!)

أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۝ {قمر} کیا تمہارے (زمانہ کے) کافران گذشتہ اُمّتوں کے کُفّار سے برتر ہیں یا تمہارے لئے پہلی کتابوں میں کوئی تحریری ضمانت ہے کہ (اس تحریری ضمانت کی بناء پر) تم عذاب سے محفوظ رہو گے۔

کُفّار نے کہا:۔

يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ۝ {قمر} ہماری جماعت بڑی مضبوط ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ {قمر} عنقریب یہ جماعت (جس پر ان کو ناز ہے) شکست کھائیگی اور یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

پھر فرمایا (کہ غور سے سُنو اور عبرت حاصِل کرو)

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ۝ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ {قمر ۵۱ تا ۵۳} تحقیق ہم تم جیسے منکرین کی کئی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ پھر ہے کوئی جو عبرت حاصِل کرے؟ ان لوگوں نے جو کچھ اعمال کئے تھے سب ان کے اعمالناموں میں محفوظ ہیں۔ ہر چھوٹا اور بڑا عمل ان میں محفوظ کر دیا گیا ہے (ان کے تمام اعمال کا بدلہ انہیں قیامت کے روز مل جائیگا)

معراج | تقریباً ان ہی ایّام میں اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آسمانوں کی سیر کرائی۔ نبوّت سے قبل خواب میں جو معراج رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہوئی تھی اب اُس کی تعبیر کا وقت آپہنچا تھا جسدِ مبارک کے ساتھ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عالمِ بیداری میں آسمانوں پر تشریف لے گئے جسکی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

"رات کے وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر کی چھت پھٹی۔ جبریل علیہ السّلام تشریف لائے (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مسجد لے گئے) پھر اس حالت میں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیتُ اللہ کے قریب حطیم میں سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں لیٹے ہوئے تھے (یعنی ابھی نیند کے اثرات زائل نہیں ہوئے تھے) کہ رسُول اللہ

صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سینۂ مبارک ہنسلی سے لیکر پیٹ تک چاک کیا گیا، پھر سینہ اور شکم مبارک کو آبِ زمزم سے دھویا گیا، پھر ان کو حکمت و ایمان سے پُر کر دیا گیا۔ دل کو بھی دھویا گیا اور اُسے بھی ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک سفید طویل جانور لایا گیا جو خچّر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا جس کو بُراق کہا جاتا ہے۔ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نظر پڑتی تھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس پر سوار کیا گیا۔ جبریل علیہ السّلام بھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک سُرخ ٹیلہ کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دیکھا، وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیت المقدس پہنچے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بُراق کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء علیہم السّلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجدِ اقصےٰ میں داخل ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام نماز پڑھ رہے ہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر نماز (باجماعت) قائم ہوئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انبیاء علیہم السّلام کی امامت کی۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز سے فارغ ہوئے تو ایک کہنے والے نے کہا کہ "اے محمدؐ یہ مالک ہیں جو دوزخ کے داروغہ ہیں، ان کو سلام کیجئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کی طرف متوجّہ ہوئے تو مالک نے پہلے سلام کیا۔

بیت المقدس میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے دو پیالے لائے گئے۔ ایک میں شراب تھی دوسرے میں دودھ تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو دیکھا اور دودھ کے پیالے کو لے لیا۔ حضرت جبریلؑ نے کہا اللہ ہی کیلئے سب تعریف ہے (اسی کا شکر ہے کہ) جس نے آپؐ کو فطرت کی ہدایت کی، اگر آپؐ شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپؐ کی (ساری) اُمّت گمراہ ہو جاتی۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پہلے آسمان پر | پھر حضرت جبریلؑ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو لے کر اُوپر چلے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آسمانِ دُنیا پر پہنچے تو حضرت جبریلؑ نے دربان سے کہا "دروازہ کھولو" دربان نے پوچھا "کون ہے؟" اُنہوں نے جواب دیا کہ "جبریل"۔ دربان نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمدؐ ہیں۔ دربان نے پوچھا کیا بُلائے گئے ہیں؟ جبریلؑ نے کہا ہاں، بُلائے گئے ہیں۔ دربان نے کہا مرحبا۔ خوش آمدید۔ پھر دروازہ کھول دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت آدم علیہ السّلام کے پاس پہنچے۔ حضرت آدم علیہ السّلام بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت جبریلؑ نے کہا یہ آپؐ کے باپ آدم علیہ السّلام ہیں، انہیں سلام کیجئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام کیا، حضرت آدم علیہ السّلام نے سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا مرحبا اے صالح بیٹے! اے صالح نبی۔ آدم علیہ السّلام کے داہنی طرف کچھ اشخاص تھے اور بائیں طرف بھی کچھ اشخاص تھے۔ وہ جب اپنی داہنی طرف دیکھتے تھے تو ہنس دیتے تھے اور جب بائیں طرف دیکھتے تھے تو رو دیتے تھے۔ حضرت جبریلؑ نے کہا یہ داہنے اور بائیں اُن کی اولاد کی رُوحیں ہیں۔ داہنی طرف والے جنّتی ہیں، بائیں طرف والے دوزخی ہیں، اسی لئے دائیں طرف دیکھکر ہنس دیتے ہیں اور بائیں طرف دیکھکر رو دیتے ہیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دوسرے آسمان پر | پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دوسرے آسمان پر پہنچے۔

دروازہ کھلوایا۔ دربان نے پوچھا کون ہے؟ حضرت جبریلؑ نے جواب دیا "جبریل" دربان نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمدؐ ہیں۔ دربان نے پوچھا کیا بُلائے گئے ہیں؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "ہاں، بُلائے گئے ہیں۔" دربان نے کہا مرحبا، خوش آمدید۔ پھر دروازہ کھول دیا۔ وہاں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُلاقات حضرت عیسٰی علیہ السّلام اور حضرت یحییٰ علیہ السّلام سے ہوئی۔ عیسٰی علیہ السّلام متوسّط قد، متوسّط اعضاء، سُرخ و سفید رنگ کے سیدھے بال والے آدمی تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ ابھی نہا کر حمّام سے نکلے ہیں۔ عیسٰی علیہ السّلام اور یحییٰ علیہ السّلام خالہ زاد بھائی تھے۔ حضرت جبریلؑ نے کہا یہ عیسٰیؑ اور یحییٰؑ ہیں ان کو سلام کیجیے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا مرحبا اے صالح بھائی! اے صالح نبی!

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تیسرے آسمان پر پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تیسرے آسمان پر پہنچے۔ حضرت جبریلؑ نے دروازہ کھلوایا۔ دربان نے پوچھا کون ہے۔ جواب دیا "جبریل" دربان نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "محمدؐ ہیں" دربان نے پوچھا "کیا بُلائے گئے ہیں؟" حضرت جبریلؑ نے کہا "ہاں، بُلائے گئے ہیں۔" دربان نے کہا مرحبا، خوش آمدید۔ پھر دروازہ کھول دیا۔ وہاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ملاقات حضرت یوسُف علیہ السّلام سے ہوئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اُنہیں حُسن و جمال کا ایک وافر حصّہ عطا ہوا ہے۔ حضرت جبریلؑ نے کہا "یہ یوسُفؑ ہیں، انہیں سلام کیجیے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام کیا۔ حضرت یوسُف علیہ السّلام نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا مرحبا اے صالح بھائی! اے صالح نبی۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چوتھے آسمان پر پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چوتھے آسمان پر پہنچے۔ حضرت جبریلؑ نے دروازہ کھلوایا۔ دربان نے پوچھا کون ہے؟ جواب دیا "جبریل"۔ دربان نے پوچھا "تمہارے ساتھ کون ہے؟" حضرت جبریلؑ نے جواب دیا "محمدؐ ہیں"۔ دربان نے پوچھا کیا بُلائے گئے ہیں؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "ہاں، بُلائے گئے ہیں"۔ دربان نے کہا مرحبا، خوش آمدید۔ پھر دروازہ کھولدیا۔ وہاں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُلاقات حضرت ادریس علیہ السّلام سے ہوئی۔ حضرت جبریلؑ نے کہا "یہ ادریسؑ ہیں، اِنہیں سلام کیجیے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا "مرحبا اے صالح بھائی! اے صالح نبی"۔ یہی وہ نبی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے "وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا" ہم نے ادریس کو ایک بلند مقام پر اُٹھالیا۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پانچویں آسمان پر پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پانچویں آسمان پر پہنچے۔ حضرت جبریلؑ نے دروازہ کھلوایا۔ دربان نے پوچھا "کون ہے؟" حضرت جبریلؑ نے جواب دیا کہ "جبریل"۔ اس نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "محمدؐ ہیں" دربان نے پوچھا کیا بُلائے گئے ہیں؟ حضرت جبریلؑ نے جواب دیا "ہاں بُلائے گئے ہیں"۔ دربان نے کہا مرحبا، خوش آمدید۔ وہاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُلاقات حضرت ہارون علیہ السّلام سے ہوئی۔ حضرت جبریلؑ نے کہا "یہ ہارون ہیں، اِنہیں سلام کیجیے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام کیا۔ اُنہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا "مرحبا اے صالح بھائی! اے صالح نبی"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چھٹے آسمان پر پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چھٹے آسمان پر پہنچے۔ حضرت جبریلؑ نے دروازہ کھلوایا۔ دربان نے پوچھا کون ہے؟ اُنہوں نے کہا "جبریل"۔ دربان نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "محمدؐ ہیں"۔ دربان نے پوچھا کیا بُلائے گئے ہیں؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "ہاں بُلائے گئے ہیں"۔

دربان نے کہا مرحبا، خوش آمدید۔ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ، دراز قامت، پیچدار بال والے آدمی تھے۔ وہ قبیلۂ شنوءہ کے مردوں کے مشابہ معلوم ہوتے تھے۔ حضرت جبریلؑ نے کہا "یہ موسیٰؑ ہیں۔ انہیں سلام کیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا مرحبا اے صالح بھائی! اے صالح نبی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام رونے لگے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ "اے رب یہ لڑکا میرے بعد نبی بنایا گیا۔ اس کی اُمت کے لوگ میری اُمت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے (اس لئے فرطِ انبساط سے مجھے رونا آگیا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر پہنچے (دروازہ کھلوایا گیا) دربان نے پوچھا کون ہے؟ جواب دیا "جبریل"۔ دربان نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبریلؑ نے جواب دیا کہ "محمدؐ ہیں"۔ دربان نے پوچھا کیا بُلائے گئے ہیں؟ جواب دیا "ہاں بُلائے گئے ہیں"۔ دربان نے کہا مرحبا، خوش آمدید۔ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ اور وہ صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ حضرت جبریلؑ نے کہا یہ آپؐ کے باپ (ابراہیمؑ) ہیں۔ انہیں سلام کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا مرحبا اے صالح بیٹے، اے صالح نبی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیت المعمور کو بلند کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا "یہ کیا ہے؟" حضرت جبریلؑ نے کہا یہ بیت المعمور ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں، جب وہ نکل جاتے ہیں تو واپس کبھی نہیں لوٹتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا گیا۔ سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے، یہاں پہنچکر زمین والے رُک جاتے ہیں اور اُن سے جو لینا ہوتا ہے وہ لے لیا جاتا ہے۔ اور جو اوپر سے اُترتے ہیں وہ یہاں آکر رُک جاتے ہیں اور ان سے جو لینا ہوتا ہے وہ لے لیا جاتا ہے۔ اس بیری کے بیر ہجر کے مٹکوں کے برابر اور پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر تھے۔ اللہ کے حکم سے اس کو جس چیز نے ڈھانک لیا تھا ڈھانک لیا تھا۔ مخلوق میں سے کسی کو طاقت نہیں کہ اس کے حُسن کو بیان کرسکے۔ اس بیری کی جڑ میں سے چار نہریں نکلتی ہوئی دکھائی دیں۔ ان میں سے دو نہریں (دنیا والوں سے) پوشیدہ رکھی گئیں اور دو نہریں (دنیا والوں پر) ظاہر کر دی گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا (کہ یہ نہریں کیسی ہیں؟) حضرت جبریلؑ نے کہا "پوشیدہ نہریں جنت میں ہیں اور ظاہر نہریں نیل اور فرات ہیں[۱]"۔

---

[۱] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً یہ دونوں دریا سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے نکالے گئے اور پھر ان کو زمین پر منتقل کر دیا گیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان دونوں دریاؤں کا تعلق سدرۃ المنتہیٰ سے اب بھی باقی ہو۔ اس تعلق کا سمجھنا انسانی عقل سے بالاتر ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ریڈیو کے ذریعہ ہزاروں میل دور سے آواز سُنائی دیتی ہے لیکن بظاہر کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ راکٹ کے ذریعہ چاند پر جانیوالوں کا تعلق زمین پر بدستور اُن لوگوں سے قائم رہتا ہے جو اُن کی نقل و حرکت کی نگرانی کرتے ہیں۔ حالانکہ بظاہر کوئی تعلق نظر نہیں آتا جب انسان مخلوق ہو کر ایسے محیر العقول کارنامے انجام دیسکتا ہے تو خالق، قادرِ مطلق کیلئے کیا مشکل ہے کہ وہ عقل سے بالاتر کام انجام دے۔ بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم اس کی قدرت کے رازہائے سربستہ کو سمجھ نہیں سکتے إلّا ماشاءاللہ (زرونکی یہ توجیہ صرف سمجھانے کے لئے ہے حقیقت کا علم اللہ ہی کو ہے)

پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس تین گلاس لائے گئے، ایک میں شراب، دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شہد تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ کا گلاس لے لیا حضرت جبریلؑ نے کہا یہی وہ فطرت ہے جس پر آپؐ ہیں اور آپؐ کی اُمّت۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سدرۃ المنتہٰی سے آگے | پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اور اُوپر لیجایا گیا۔ یہاں تک کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک ہموار مقام پر پہنچے۔ وہاں پہنچکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قلموں کے چلنے کی آواز آنے لگی۔

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر پچاس وقت کی نماز فرض کی گئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں سے واپس ہوئے تو موسیٰ علیہ السّلام سے مُلاقات ہوئی۔ موسیٰ علیہ السّلام نے پوچھا "آپؐ کو کیا حکم ملا؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھ پر ایک دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔" موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا "میں لوگوں کو آپؐ سے زیادہ جانتا ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے بنی اسرائیل کا خوب تجربہ کیا ہے اور بے شک آپؐ کی اُمّت ہر روز پچاس نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ آپؐ واپس جائیں اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کریں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لے گئے۔ اوپر پہنچکر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تخفیف کی درخواست کی، اللہ تعالیٰ نے دس کم کر کے چالیس کر دیں پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس ہوئے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سدرۃ المنتہٰی پہنچے تو آپنے حضرت جبریلؑ کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھا۔ اُن کے چھ سو پَر تھے۔ وہ سبز رفرف یعنی سبز جوڑا پہنے ہوئے تھے جس کے پھیلاؤ سے سارا اُفق بھر گیا تھا۔

واپسی میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر موسیٰ علیہ السّلام کے پاس سے گذرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے پھر اُسی قسم کی گفتگو ہوئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر اُوپر تشریف لے گئے۔ اللہ سے تخفیف کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں اور کم کر کے تیس کر دیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس ہوئے۔ پھر موسیٰ علیہ السّلام سے مُلاقات ہوئی، پھر اُسی قسم کی باتیں ہوئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر اُوپر گئے۔ اللہ سے تخفیف کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے دس اور کم کر کے بیس کر دیں۔ وہاں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر واپس ہوئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے مُلاقات ہوئی، پھر وہی باتیں ہوئیں، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کی، اللہ عزّوجلّ نے دس اور کم کر کے دس نمازیں مقرر کر دیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں سے واپس ہوئے۔ موسیٰ علیہ السّلام سے پھر مُلاقات ہوئی اور پھر وہی باتیں ہوئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر اوپر تشریف لے گئے۔ اللہ سے تخفیف کی درخواست کی، اللہ تعالیٰ نے پانچ اور کم کر کے پانچ نمازیں مقرر کر دیں۔ واپسی میں پھر موسیٰ علیہ السّلام سے مُلاقات ہوئی۔ اُنہوں نے پوچھا کیا حکم مِلا؟ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔" موسیٰ علیہ السّلام نے کہا "آپؐ کی اُمّت ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ میں نے آپؐ سے پہلے لوگوں کا خوب تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کی خوب جانچ کی ہے۔ آپؐ اپنے ربّ کے پاس جائیے اور اپنی اُمّت کیلئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کئی مرتبہ درخواست کر چکا ہوں، اب تو مجھے شرم آتی ہے۔ بس اب تو میں راضی ہوں اور (پانچ نمازوں کو) تسلیم کرتا ہوں۔"

واپسی | جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس ہوئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ عزّوجلّ نے آپؐ کو پکارا اور کہا "میں نے اپنا

فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی کر دی۔ میں ایک نیکی کا بدلہ دس نیکی دونگا اور جس نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس ارادہ پر عمل نہیں کیا تو اُس کیلئے ایک نیکی لکھ دوں گا۔ اور جس نے بُرائی کا ارادہ کیا لیکن اس ارادہ پر عمل نہیں کیا تو وہ بُرائی نہیں لکھی جائے گی۔ اگر اس بُرائی پر عمل کر لیا تو (صرف) ایک بُرائی لکھی جائے گی۔ یہ اگرچہ پانچ نمازیں ہیں، لیکن ہر نماز دس نمازوں کے برابر ہے، اِس طرح پانچ نمازیں پچاس کے برابر ہوں گی۔ میرے ہاں بات بدلا نہیں کرتی (یعنی حساب و کتاب میں پچاس ہی رہیں گی اگرچہ ادا کرنے میں پانچ ہی کیوں نہ ہوں) پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سُورۂ بقرہ کی آخری آیتوں کی بشارت دی گئی اور آپؐ کی اُمّت کے بڑے بڑے گناہوں کی بخشش کا مُژدہ سنایا گیا اُن لوگوں کیلئے جو شرک نہ کریں۔

اب پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سدرۃ المنتہٰے کی سیر کرائی گئی۔ اس پر ایسے رنگ چھا رہے تھے کہ آپؐ بیان نہ کر سکے کہ وہ کیا ہیں۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جنّت میں لیجایا گیا۔ اُس میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے موتی کے گنبد دیکھے۔ جنّت کی مٹّی کو دیکھا، وہ مُشک تھی۔

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مالک داروغۂ جہنّم کو دیکھا۔ دجّال کو دیکھا۔ اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سی نشانیاں دیکھیں[1]۔

واپس آکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ واقعہ کفارِ قریش سے بیان کیا۔ اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جُھٹلایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقامِ ہجر میں کھڑے ہو گئے۔ اُنہوں نے بیت المقدس کے متعلق پوچھنا شروع کیا (معراج کے واقعہ سے پہلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کبھی بیت المقدس تشریف نہیں لے گئے تھے) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ان سوالات سے اتنا صدمہ ہوا کہ ایسا صدمہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اُسی وقت اللہ تعالےٰ نے بیت المقدس کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسے دیکھتے جاتے تھے اور کُفّار کو اُن کے سوالات کا جواب دیتے جاتے تھے[2]۔

معراج کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا گیا "کیا آپؐ نے اپنے ربّ کو دیکھا تھا؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے ایک نور دیکھا تھا، اُس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں[3]"۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اُس کا حجاب بھی نور ہے۔ اگر اُسے کھول دے تو اس کے چہرہ کی شعاعیں جہاں تک نظر جاتی ہے وہاں تک کی ہر چیز کو جلا کر بھسم کر دیں[4]۔

اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلہ میں یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ عن مالک بن صعصعہؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب المعراج عن مالک بن صعصعہؓ وکتاب الصلوٰۃ عن ابی ذرؓ وکتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ عن ابنِ عباسؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم وکتاب التفسیر عن عائشہؓ وابنِ مسعودؓ تفسیر سورۂ نجم وکتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ عن عائشہؓ وابنِ مسعودؓ وکتاب التفسیر سورۂ بنی اسرائیل عن ابی ہریرہؓ۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء وذکر سدرۃ المنتہٰی وکتاب الفضائل باب موسیٰ علیہ السلام وکتاب الایمان باب ذکر المسیح بن مریم میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے، (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الاسراء وکتاب التفسیر سورۂ بنی اسرائیل عن جابرؓ۔ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب ذکر المسیح ابن مریمؑ عن جابرؓ وابی ہریرۃؓ نحوہٗ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قولہ نورٌ انّی اراہٗ عن ابی ذرؓ

[4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قولہ ان اللہ لا ینام عن ابی موسیٰؓ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○ {بنی اسرائیل}

وہ (اللہ) عجز و درماندگی کے عیب سے پاک ہے، جو اپنے بندے کو رات کے کچھ حصّہ میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصٰے تک لے گیا۔ جس کے اردگرد کے علاقہ کو ہم نے برکت دی ہے تاکہ ہم اُس بندے کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں (یعنی آسمان وغیرہ کی سیر کرائیں)۔ بیشک اللہ سُننے والا دیکھنے والا ہے۔

معراج بحالتِ بیداری ہوئی اِس آیت میں لفظ "سُبحان" جس کے معنٰی ہیں کہ اللہ تمام کمزوریوں، مجبوریوں اور عیبوں سے پاک ہے، اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس سلسلہ میں جو بات بیان کی جا رہی ہے وہ بہت ہی عجیب و غریب ہے اگرچہ اللہ تعالٰی کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ وہ عجیب چیز معراج کا بیداری میں واقع ہونا ہے۔ اور یہی چیز درحقیقت تعجّب خیز ہے جس کو دور کرنے کیلئے لفظ 'سُبحان' استعمال ہوا۔ ورنہ خواب میں دیکھنا تو عجیب چیز نہیں کہ اس کے لئے لفظ 'سُبحان' استعمال کیا جائے۔

آیتِ مذکورہ بالا میں ذرا سا بھی اشارہ نہیں پایا جاتا کہ یہ واقعہ خواب میں ہوا۔ لہٰذا بلاوجہ اس کو خواب پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ خواب پر محمول کرنے کیلئے دلیل چاہیئے اور وہ مفقود ہے۔

اگر یہ واقعہ خواب میں ہوا ہوتا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے کہ میں نے خواب میں اِس اِس طرح دیکھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی خواب کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ مزید برآں خواب کے واقعہ کو جُھٹلانے کی کُفّار کو کیا ضرورت تھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھی کُفّار سے یہ خواب بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر کُفّار نے اسکی تصدیق کیلئے بطور آزمائش چند سوال کئے تھے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ کہہ سکتے تھے کہ میں نے تو ایک خواب دیکھا ہے اس میں تصدیق کی کیا ضرورت ہے۔ خواب کی تفصیلات کس کو یاد رہتی ہیں بلکہ بیداری میں دیکھنے والا بھی کسی عمارت کا تفصیلی نقشہ نہیں کھینچ سکتا۔ اگر یہ خواب ہوتا تو کُفّار کے سوالات قابلِ وقعت نہ ہوتے اور نہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو صدمہ ہوتا۔ کیونکہ یہ پورا واقعہ ایک معجزہ اور دلیلِ نبوّت کے طور پر واقع ہوا تھا لہٰذا کُفّار کے ہر قسم کے سوالات کے جوابات کیلئے بیت المقدس کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے کر دیا گیا۔

معراج کے سلسلہ میں اللہ تعالٰی نے سُورۂ نجم کی آیات بھی نازل کیں۔ سلسلۂ کلام سے پہلے اللہ تعالٰی نے نبوّت کے دلائل دیتے ہوئے فرمایا:۔

وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی ○ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ○ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ○ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ○ عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ○ ذُوْ مِرَّۃٍ ؕ فَاسْتَوٰی ○ وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ○ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ○ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ○ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ○ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ○ اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی ○ {النجم ۱ تا ۱۲}

تارے کی قسم جب بلند ہو۔ تمہارے ساتھی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہ رستہ بھُولے ہیں نہ بھٹکے ہیں۔ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے۔ وہ وہی بات کہتے ہیں جو اُن کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ ان کو نہایت قوّت والے (فرشتہ) نے تعلیم دی ہے۔ وہ بڑی طاقت والا ہے۔ اور جس وقت وہ (آسمان کی) ایک طرف اُونچی جگہ میں تھا تو اپنی (اصلی صورت میں) سارے کا سارا (پیغمبر کے سامنے) آ کھڑا ہوا۔ پھر قریب ہوا اور ان کی طرف اِتنا جُھکا کہ (دونوں میں) دو کمان کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اُس وقت

اللہ نے اپنے بندے پر جو وحی بھیجنی تھی بھیجی۔ جو کچھ رسُول نے دیکھا دل نے اُسے جھوٹ نہ جانا (یعنی حقیقت سمجھا خواب نہیں سمجھا) تو کیا جو کچھ وہ دیکھتے ہیں تم اس بارے میں ان سے جھگڑتے ہو۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبریلؑ کو دو مرتبہ اُن کی اپنی اصلی شکل میں دیکھا جیسا کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مذکور ہے۔ ایک مرتبہ اصلی صورت میں دیکھنے کا ذکر اُوپر کی آیتوں میں ہے۔ آیاتِ بالا کا تقاضہ یہ ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کچھ دیکھا بیداری میں دیکھا۔ خواب کا کوئی شائبہ تک ان آیات سے مترشح نہیں ہوتا۔ خواب میں جو کچھ دیکھا جاتا ہے دل اُس کی تصدیق نہیں کرتا۔ مندرجہ بالا آیتوں میں سے ایک آیت میں صاف صاف یہ مذکور ہے کہ جو کچھ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا دل نے اُس کی تکذیب نہیں کی۔ اور یہی اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ آیاتِ بالا میں جس دیکھنے کا ذکر ہے وہ ظاہری آنکھوں سے بحالتِ بیداری دیکھنا ہے۔ ورنہ حضرت جبریلؑ کا آنا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب ہونا۔ آپؐ کو تعلیم دینا پھر وحی کرنا سب خواب و خیال کی باتیں ہو جائیں گی۔ اور نبوّت مشکوک ہو جائے گی۔ غرض یہ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبریلؑ کو بحالت بیداری دیکھا۔ کُفّارِ مکّہ نے تکذیب کی اور جھگڑنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا جھگڑتے ہو، ایک دفعہ نہیں

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ○ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ○ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ○ {نجم ۱۳ تا ۱۵}

بلکہ اُنہوں نے ایک مرتبہ اور جبریل کو اپنی اصلی صورت میں دیکھا ہے یعنی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اُسی کے پاس جنّت الماوٰے ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ پہلی مرتبہ کا دیکھنا بیداری میں تھا تو لازماً دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس حضرت جبریلؑ کو دیکھنا بھی بیداری میں تھا۔ یعنی جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سدرۃ المنتہیٰ پہنچے ہیں تو آپ بیدار تھے نہ یہ کہ آپؐ خواب دیکھ رہے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کہ وہ منظر بھی عجب پُر کیف تھا)

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ○ مَا زَاغَ الْبَصَرُ جب بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ رسُول کی آنکھ نہ تو وَمَا طَغٰى ○ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ○ اور کسی طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ رسُول نے (اس موقع پر) اپنے پروردگار (کی قدرت) کے بڑے بڑے عجائبات کا مشاہدہ کیا۔

ان آیات میں بھی خواب کا کوئی شائبہ نظر نہیں آتا۔ جو کچھ ذکر ہے وہ آنکھ کے متعلّق ہے۔ اور بڑے شد و مد سے یہ بات ثابت کی جا رہی ہے کہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھیں ہی تھیں جنہوں نے عجائبات کی نیرنگیوں کا مشاہدہ کیا۔ اور بڑے انہماک سے کیا۔

تصدیقِ نبوّت کیلئے معنوی معجزوں کے علاوہ شقّ القمر کے بعد یہ دوسرا صوری و ظاہری معجزہ تھا۔ لیکن افسوس کہ کُفّارِ مکّہ اب بھی اپنی ضد پہ اَڑے رہے۔ بیت المقدس کے متعلّق اپنے تمام سوالات کا تسلّی بخش جواب سُننے کے بعد بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے۔

نماز کا طریقہ اور اوقات دن و رات میں پانچ نمازیں فرض ہو چکی تھیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے نماز کی رکعتیں مقرر کیں اور طریقہ اور اوقات کی تعلیم کا اہتمام کیا۔ ابتداء میں نماز کی دو دو رکعتیں مقرر کی گئیں[1]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کیف فرض الصلوٰۃ فی الاسراء عن عائشہ صدیقہؓ۔

اَوقات اور نماز کا طریقہ سکھانے کیلئے حضرت جبریلؑ ہر نماز کے وقت نازل ہوتے تھے۔ حضرت جبریلؑ امامت کرتے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے ساتھ اُن کی اقتدا میں نماز ادا فرماتے۔[1]

عاشورہ کا روزہ رمضان کے روزے ابھی تک فرض نہیں ہوئے تھے لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے[2] اور مسلمین بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔[3]

کُفّار کی سرکشی کُفّار ابھی تک اپنی سرکشی میں مُبتلا تھے۔ شقّ القمر اور اسراء کے معجزات دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ {ابراہیم ۲۸ و ۲۹}

کیا آپؐ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت (یعنی بعثتِ رسُول) کو کُفر اور ناشُکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جا اُتارا۔ وہ گھر دوزخ ہے۔ یہ کافر اس میں داخل ہوں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے

قیامت، حشر و نشر اور جنّت و دوزخ کے بیانات سُن کر کُفّار کو عبرت نہ ہوتی تھی۔ بلکہ اُلٹا مذاق اُڑاتے تھے ایک دن :-

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ {طٰہٰ ۱۰۵}

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا کہ (قیامت آئیگی تو) پہاڑوں کا کیا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ {طٰہٰ ۱۰۵ تا ۱۰۹}

ان سے کہدیجئے کہ اللہ ان کو اُڑا کر بکھیر دیگا اور ان کو ہموار زمین میں تبدیل کر دیگا (وہ ایسی ہموار زمین ہوگی کہ) جس میں تم نہ کجی دیکھو گے نہ ٹیلا۔ اُس دن یہ لوگ ایک پُکارنے والے کے پیچھے چلینگے۔ اس کی پیروی سے انحراف نہیں کریں گے۔ اللہ کے سامنے آوازیں پست ہو جائیں گی تو تو اُس وقت تمہیں سوائے خفی آواز کے کوئی اور آواز سُنائی نہ دیگی۔ اُس روز کسی کی سفارش کام نہ آئیگی سوائے اس کی سفارش کے جس کو رحمٰن اجازت دے اور اُس کی بات کو پسند فرمائے۔

پھر فرمایا :-

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ {طٰہٰ ۱۱۱}

اُس دن حیّ و قیّوم اللہ کے سامنے سب کے چہرے جُھک جائینگے اور وہی شخص نامُراد ہوگا جس نے ظلم کا بوجھ اُٹھایا ہو۔

پھر فرمایا :-

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب مواقیت الصّلوٰۃ وکتاب بدء الخلق ذکر الملائکۃ عن ابی مسعودؓ۔ وصحیح مسلم باب اوقات الصلوات الخمس۔

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ایّام الجاھلیۃ عن عائشہ صدیقہؓ وصحیح مسلم کتابُ الصّوم باب صوم یوم عاشوراء۔

[3] صحیح مسلم کتاب الصّوم باب صوم یوم عاشوراء عن ابن عمرؓ۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝ {طٰہٰ ۱۱۳}

اور ہم نے اِس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے اور مختلف الفاظ و انداز سے ڈرا بھی دیا ہے تاکہ یہ لوگ ڈر جائیں یا اللہ ان میں نصیحت (کو قبول کرنے کی صلاحیت) پیدا کر دے۔

دھمکی اس کے بعد پھر بطور دھمکی کے فرمایا کہ:۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ {طٰہٰ ۱۲۴}

جو شخص ہماری نصیحت سے مُنہ موڑے گا ہم اُس کی معیشت میں بے چینی پیدا کر دیں گے (یہ تو دُنیا کا عذاب ہوا) اور قیامت کے روز اُسے اندھا اُٹھائیں گے۔

پھر فرمایا:۔

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝ {طٰہٰ ۱۲۸}

کیا اس بات سے انہیں نصیحت نہیں ہوتی کہ ان سے پہلے ہم کتنی قوموں کو تباہ کر چکے ہیں جن کے گھروں میں یہ آباد ہیں۔ عقل والوں کے لئے اس میں عبرت کی نشانیاں ہیں۔

عذاب کا مُطالبہ اور اس کا جواب کافروں نے پھر عذاب کا مُطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ {طٰہٰ ۱۲۹}

اگر آپؐ کے ربّ کی طرف سے عذاب کا وقت پہلے سے مقرر نہ ہوتا تو عذاب کبھی کا آچکا ہوتا۔

تسلّی اس جواب کا بھی اُنہوں نے مذاق اُڑایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ {طٰہٰ ۱۳۰ تا ۱۳۱}

جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں آپؐ اس پر صبر کیجئے اور طلوع و غروب آفتاب سے قبل اور کچھ رات کی ساعتوں میں اور دن کے اطراف میں اللہ کی تسبیح کرتے رہئے تاکہ (آپؐ کفار کی ایذا رسانیوں کو بھول جائیں اور) آپؐ کو خوشی و سکونِ قلب نصیب ہو اور دُنیوی زندگی کی جو نعمتیں ہم نے ان کفّار کو دے رکھی ہیں اُن کی طرف نظر نہ کیجئے، (یہ تو اس لئے ہے کہ) ہم انکی آزمائش کریں اور آپؐ کے ربّ کا دیا ہوا رزق بہت بہتر اور باقی رہنے والا ہے (یعنی آپؐ کیلئے جنّت ہے، جہاں کا رزق دنیا کے رزق سے بدرجہا بہتر ہے)

پھر مسلمین کو تسلّی اور تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {بقرہ ۲۸۴}

زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے (ایک وقت آئیگا کہ ہم زمین و آسمان کی نعمتوں سے تمہیں سرفراز فرمائینگے لیکن تمہارے دل میں کسی قسم کا شک یا تذبذب نہیں آنا چاہیئے ورنہ یاد رکھو کہ) اپنے دل کی جو باتیں تم ظاہر کرو گے اور جو چھپاؤ گے اللہ تم سے ان سب کا حساب لیگا۔ پھر جس کو چاہے گا معاف کر دیگا اور جس کو چاہے گا سزا دیگا (اللہ سب کچھ کر سکتا ہے، بے شک) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابۂ کرامؓ پر سخت گراں گذری۔ ان کے دل اتنے خوف زدہ ہوئے کہ کسی دوسری چیز سے اتنے خوف زدہ نہیں ہوئے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا کہ اب تک ہمیں ایسے اعمال کا مکلف ٹھہرایا گیا تھا جن کی ادائیگی کی ہم میں طاقت ہے (یعنی) نماز، روزہ، جہاد، صدقہ، لیکن اس آیت میں جو بات کہی گئی ہے اُس کی ہم میں طاقت نہیں ہے (خیالات پر ہم کیسے قابو رکھ سکتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایسی بات کہنا چاہتے ہو جیسی تم سے پہلے اہلِ کتاب نے کہی تھی کہ "ہم نے سُن لیا لیکن نافرمانی کریں گے" بلکہ تم اس طرح کہو کہ "ہم نے سُنا، اطاعت کی اور تسلیم کر لیا۔ اے ہمارے ربّ ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور تجھ ہی سے معافی کے خواستگار ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بموجب صحابہ کرامؓ نے ان کلمات کو ادا کیا۔[1]

نزولِ سورۂ فاتحہ ایک دن حضرت جبریلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں اُنہوں نے اُوپر سے آنے والی ایک آواز سُنی۔ اُنہوں نے اپنے سر کو اٹھایا۔ پھر فرمایا کہ "آسمان کا یہ دروازہ آج کھُلا ہے، اس سے پہلے کبھی نہیں کھُلا۔" اس میں سے ایک فرشتہ نازل ہوا۔ حضرت جبریلؑ نے فرمایا یہ فرشتہ جو زمین کی طرف نازل ہوا ہے آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔ فرشتہ نے آکر سلام کیا اور کہا کہ (اے رسولؐ) آپؐ کو خوشخبری ہو، دو نور آپؐ کو دئے گئے ہیں جو آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دئے گئے۔ ایک نور سورۂ فاتحہ اور دوسرا نور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں ہیں۔ ان میں سے ایک حرف بھی اگر آپؐ پڑھیں گے تو آپؐ کو (آپؐ کی مطلوبہ چیز) دی جائے گی۔[2]

سورۂ بقرہ کی آخری آیتوں کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں دیدی گئی تھی اور اب انکو نازل کیا گیا۔

جب دلوں کے وسوسہ اور خیالات کے متعلق آیت (بقرہ ۲۸۴) نازل ہوئی تھی تو اُس وقت صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق چند کلمات ادا کئے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کا ذکر فرما کر صحابہؓ کی تعریف و توصیف میں فرمایا:-

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ {بقرہ ۲۸۵}	جو چیز اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اُس پر رسولؐ بھی ایمان لائے اور مؤمنین بھی (اور یہی نہیں بلکہ وہ تو) سب کے سب اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں (اور اس طرح کہتے ہیں کہ) ہم رسولوں میں سے کسی ایک کا بھی انکار نہیں کرتے (اور ہماری آیتیں سُن کر اِس طرح کہتے ہیں کہ) ہم نے تیرا حکم سُنا اور قبول کیا۔ ہم اطاعت کریں گے۔ اور اے ہمارے ربّ ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور ہم تجھ ہی سے معافی کے خواستگار ہیں۔

اس تعریف و توصیف کے بعد صحابہؓ کا خوف و ہراس دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان قولہ "ان تبدوا ما فی انفسکم" عن ابی ہریرۃؓ و ابن عباسؓ۔

[2] صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل سورۃ الفاتحہ عن ابنِ عباسؓ۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ ۚ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اللہ کسی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اگر کوئی شخص اچھے کام کریگا تو اُس کا اجر اُسے ملیگا۔ بُرے کام کریگا تو اُس کی سزا پائے گا، اور (اے مؤمنو! تم اِس طرح دُعا کیا کرو کہ) اے ہمارے رب اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو اور اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جس کے ہم متحمّل نہ ہو سکیں ہمارے گناہوں کو معاف کر دے، ہماری مغفرت فرما، ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا مالک ہے۔ کافروں کے مُقابلہ میں ہماری مدد فرما۔[1]

نماز میں سُورۂ فاتحہ کی فرضیّت | سُورۂ فاتحہ نازل ہوئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز میں اسکا پڑھنا فرض کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بغیر سُورۂ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی۔[2]

نماز اور نماز کے اوقات و ارکان کی تاکید کی گئی۔ فرمایا:۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ {ماعون ۴ تا ۷}

اُن نمازیوں کی بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔ جو رِیاکاری کرتے ہیں اور برتنے کی چیز عاریتًا نہیں دیتے۔

گویا نمازیوں کے لئے تین چیزوں کو لازم کر دیا گیا:۔

① نماز کے اَوقات و ارکان کی حفاظت۔

② نماز خالِص اللہ کے لئے پڑھنا۔ کِسی کو دکھانے کے لئے نہیں۔ اللہ نے فرمایا "میں شرک سے بہت مستغنی ہوں جو کوئی ایسا عمل کریگا کہ اُس میں میرے ساتھ دوسرے کو شریک کریگا میں اُس کو بھی چھوڑ دونگا اور اُس کے شرک کو بھی چھوڑ دونگا۔"[3]

③ نمازی کو با اخلاق ہونا چاہیئے کہ برتنے کی چیز کو عاریتًا دینے سے انکار نہ کرے۔ یعنی خالی نماز پڑھ لینا کافی نہیں۔

پھر نماز میں قرأت کو لازمی قرار دیا گیا۔ فرمایا (اے رسولؐ)

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ {عنکبوت ۴۵}

جو کتاب آپؐ کی طرف وحی کی جا رہی ہے اُس کو پڑھا کیجئے اور نماز کو قائم کیجئے بیشک نماز بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بڑا ہی اچھا کام ہے (اِسی میں بھلائی ہے اور خبردار) جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے جانتا ہے۔

منصبِ نبوّت اور کتبِ سابقہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صفات | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان قولہ "ان تبدوا ما فی انفسکم" عن ابی ہریرۃؓ و ابن عباسؓ

[2] صحیح بخاری، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ عن عُبادہ بن صامتؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الزُّھد عن ابی ہریرۃؓ۔

برابر تبلیغ میں مصروف تھے۔ اللہ تعالیٰ بھی مسلسل گذشتہ اقوام کی سرگذشت سنا کر کفّار کو بار بار ڈرا رہا تھا۔ اب پھر موسیٰ علیہ السّلام کا پورا قصّہ سنا کر کافروں اور ایمان والوں دونوں کو متنبّہ کیا کہ رحمت کے حقدار کون لوگ ہیں۔ فرمایا:۔

عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ۫ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (اعراف ۱۵۶، ۱۵۷)

میں اپنے عذاب کو جس پر چاہتا ہوں نازل کرتا ہوں (یعنی عذاب کا نزول قوانینِ الٰہیہ کے مطابق ہوتا ہے) اور رہی میری رحمت تو اُس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے (اور یہ رحمت اگرچہ بڑی وسیع ہے لیکن) میں اس کو ان ہی لوگوں کیلئے لکھونگا جو متّقی ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں یعنی وہ لوگ جو اس رسُول نبیِّ اُمّی کی پیروی کرتے ہیں جس کے اوصافِ حمیدہ کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں بھی لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیک کاموں کا حکم دیتا ہے، بُرے کاموں سے روکتا ہے۔ پاک چیزیں ان کے لئے حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے اور ان پر سے (توہمات، رسوم اور خود ساختہ پابندیوں کے) بوجھ اور طوق جو ان پر پڑے ہوئے تھے اُتارتا ہے۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لائے، اس کا ادب و احترام کیا، اس کو مدد دی اور جو نور (ہدایت) اس کے ساتھ نازل ہوا ہے اسکی پیروی کی وہی فلاح پانے والے ہیں۔

اعلانِ نبوّتِ عامّہ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ِالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (اعراف ۱۵۸)

آپؐ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسُول بنکر آیا ہوں۔ اُس اللہ کا (رسُول) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود و حاکم نہیں، وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے، پس (اس) اللہ پر ایمان لاؤ اور اُس کے رسُول نبی اُمّی پر ایمان لاؤ جو خود بھی اللہ پر اور اس کے کلام پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ۔

ان ہی ایّام میں رات کے وقت مدینہ منوّرہ کے چند آدمیوں نے ایک گھاٹی میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان لوگوں کو مدینہ منوّرہ میں نقیب مقرر کیا، ان میں حضرت عبادہ بن صامتؓ بھی شامل تھے۔[1]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر تبلیغ میں مصروف رہے۔ قیامت کے وقوع پر برابر زور دیا جا رہا تھا۔ اِسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

بیشک یہ قرآن ہی سیدھی راہ بتاتا ہے اور مؤمنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا اجر

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب وفود الانصار۔

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ وَاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ {بنی اسرائیل ۹ و ۱۰}

ہے اور (یہ بھی بتاتا ہے کہ) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کیلئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

دھمکی | پھر عذاب کی دھمکی دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ {بنی اسرائیل ۱۲}

نوح (علیہ السلام) کے بعد ہم نے کئی اُمتوں کو نیست و نابود کر دیا اور (اے رسولؐ) آپکا ربّ اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے اور دیکھنے کیلئے کافی ہے (اگر کفّارِ مکّہ ایمان نہیں لائے تو انکا بھی وہی حشر ہوگا جو دوسری قوموں کا ہوا)

احکام کا نزول | توحید کے ساتھ اب اللہ تعالیٰ نے احکام نازل کرنے کا سلسلہ بھی جاری کر دیا۔ فرمایا:۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا

اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود و کارساز نہ بناؤ ورنہ مذموم اور ملامت زدہ ہو جاؤ گے۔ اور (اے رسولؐ) آپؐ کے ربّ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ عبادت صرف اُسی کی کرو۔ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہو۔ نہ جھڑکی دو بلکہ ان سے ادب سے بات کرو اور عجز و نیاز کے ساتھ ان کی خدمت کرتے رہو اور ان کیلئے اِس طرح دُعا کرتے رہو کہ اے ربّ ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں (رحم و شفقت کے ساتھ) پرورش کیا۔ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔ اگر تم نیک ہوگے تو پھر اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کیلئے اللہ بڑی بخشش کرنے والا ہے اور (اے مؤمنو) رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دیدیا کرو اور فضول خرچی نہ کیا کرو بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے ربّ کا بڑا ناشکرا ہے۔ اور اگر تم کو اپنے ربّ کی رحمت کی اُمید میں اُن کی طرف سے (مجبوری) رُوگردانی کرنی پڑے تو اُن کو نرمی سے سمجھا دو اور (اے رسولؐ) نہ اپنے ہاتھ کو بالکل تنگ کر لو اور نہ بالکل کھول ہی دو اور پھر ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔ بے شک تمہارا ربّ جس کیلئے چاہتا ہے رزق کو فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے۔ اور (اے مؤمنو) اپنی اولاد کو مُفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ان کو بھی اور تم کو

فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي
الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا
مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ
اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
مَسْـُٔوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ
تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ
السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ
عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ
اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ
طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ
مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ
الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى
فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ {۲۲ تا ۳۹}

بھی ہم ہی کھلائیں گے۔ ان کا قتل کر دینا بڑا گناہ ہے۔ اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بُری راہ ہے اور جس کا قتل کر دینا اللہ نے حرام کر دیا ہے اُسے قتل نہ کرو مگر ہاں حق کے ساتھ۔ اور جو شخص مظلوماً قتل کیا جائے تو ہم نے اُس کے ولی کو اختیار دیا ہے (کہ وہ ظالم سے بدلہ لے لے) لیکن اُس کے قتل میں زیادتی نہ کرے۔ بیشک (زیادتی کی صورت میں) اس کی مدد کی جائے گی۔ اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر اچھے طریق سے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے۔ اور عہد کو پورا کیا کرو بے شک عہد کے متعلق باز پُرس ہوگی۔ اور (اے مومنو) ناپ کر دو تو پورا ناپ کر دو اور تولتے وقت ترازو کی ڈنڈی سیدھی رکھو۔ یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی اچھا ہے۔ اور جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اُس کے پیچھے نہ پڑو۔ بے شک کان، آنکھ اور دل سب سے باز پُرس ہوگی اور (اے مومنو) زمین پر اکڑ کر نہ چلو، تم زمین کو پھاڑ نہیں سکتے اور نہ تن کر پہاڑ کی بلندی تک پہنچ سکتے ہو۔ یہ تمام باتیں اللہ کو ناپسند ہیں۔ اور یہ بہت بُری باتیں ہیں۔ اور (اے رسولؐ) یہ حکمت کی باتیں آپؐ کے ربّ کی طرف سے آپؐ کی طرف وحی کی جا رہی ہیں۔ اور (اے رسولؐ) اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود و حاکم نہ بنانا ورنہ تم ملامت زدہ اور راندۂ درگاہ بنا کر جہنّم میں ڈال دئے جاؤ گے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اخلاق کی بھی تعلیم دی، سیاست اور تمدّن کے گُر بھی سکھائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب جلد ہی اسلامی ریاست قائم ہونے والی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ریاست کا ایک مختصر آئین نازل فرما کر صحابہؓ کو تربیت دینی شروع کر دی۔

شرک کی تردید ان احکام کے نزول کے بعد پھر کُفّارِ مکّہ سے سوال کیا گیا:۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ
الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝ {۴۰ اسرا}

کیا اللہ نے تمہیں تو لڑکے دئے اور خود فرشتوں کو اپنی بیٹیاں بنایا۔ بے شک تم بڑی (نامعقول) بات کہتے ہو۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا
لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝ سُبْحٰنَهٗ وَ
تَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ {۴۲ و ۴۳ اسرا}

ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ کے ساتھ دوسرے معبود ہوتے جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تو وہ ضرور عرش والے کے پاس پہنچنے کا راستہ تلاش کر لیتے۔ اللہ ان مشرکین کی ان باتوں سے پاک ہے اور بہت بلند و بالا ہے۔

پھر فرمایا (اے رسولؐ ان کی تو یہ حالت ہے کہ)

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ○ {۱۷/۴۶}

جب آپؐ قرآن میں اپنے پروردگارِ یکتا (و بے ہمتا) کا ذکر کرتے ہیں تو یہ نفرت کے ساتھ پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں۔

اور (اے رسولؐ) ہمیں خوب معلوم ہے کہ :-

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ○ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ○ {۱۷/۴۷-۴۸}

جب یہ آپؐ کی باتیں سُنتے ہیں تو کس لئے سُنتے ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ جب یہ سرگوشیاں کرتے ہیں تو کہتے ہیں تم تو ایک ایسے شخص کے پیچھے پڑے ہوئے ہو جس پر کسی نے جادو کر دیا ہے (اے رسولؐ) آپؐ دیکھئے یہ آپؐ کیلئے کیسی کیسی مثالیں دیتے ہیں۔ یہ گمراہ ہو گئے ہیں لہٰذا سیدھے راستہ پر نہیں آسکتے۔

اور جب قیامت کا ذکر کیا گیا۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ○ {۱۷/۴۹}

تو کہنے لگے کہ جب ہم مر کر ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو کیا پھر از سرِ نو پیدا کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ○ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ○ {۱۷/۵۰-۵۱}

آپؐ کہہ دیجئے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا تمہارے خیال میں جو چیز ان سے بھی زیادہ سخت ہو وہ بن جاؤ (تم ضرور دوبارہ پیدا کئے جاؤ گے) کافر کہنے لگے کہ ہمیں دوبارہ کون پیدا کر سکتا ہے اللہ نے فرمایا (اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ وہ پیدا کریگا جس نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا۔ یہ سُنکر اُنہوں نے سر جھکا دیا (اس دلیل کا انکار نہ کر سکے۔ لاجواب ہو کر یہ سوال کیا کہ آخر) یہ کب ہوگا۔ اللہ نے فرمایا (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ عجب نہیں عنقریب ہی ایسا ہو جائے۔

اخلاقی تعلیم | مؤمنین کو اخلاقی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ○ {۱۷/۵۳}

میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ خوبصورتی سے بات کیا کریں۔ (بد اخلاقی سے) شیطان فساد ڈلوا دیتا ہے اور وہ انسان کا کھلا دشمن ہے۔

پھر فرمایا کہ (اے کافرو)

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ○ {۱۷/۵۴}

تمہارا ربّ تم سے خوب واقف ہے۔ وہ اگر چاہے تو تم پر رحم کرے (اور ہدایت کی توفیق دے) اور چاہے تو تم کو عذاب دے (اس لئے کہ فی الحال تم اسی کے مستحق ہو) اور (اے رسولؐ) آپؐ ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجے گئے (کہ ان کو راہِ راست پر لانا آپؐ کی ذمہ داری ہو، آپؐ کا کام تو بس پہنچا دینا ہے)

اَولیاء اللہ کی خشیت | بعض آدمی بعض جنّات کی عبادت کرتے تھے۔ جنّات تو مُسلم ہو گئے لیکن وہ لوگ

پھر بھی لاعلمی میں ان کی عبادت کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں[1]۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ {بنی اسرائیل}

(اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ معبود و مشکل کشا سمجھتے ہو انہیں پکارو (لیکن یاد رکھو) وہ تم سے تکلیف دور کرنے یا اس کو بدلنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اور (اے رسولؐ) جن کو یہ اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے ہاں ذریعۂ تقرب تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون ان میں اللہ کا زیادہ مقرب ہے اور (اے رسولؐ) یہ مقربانِ خاص تو خود اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اور (اے رسولؐ) بے شک آپؐ کے رب کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے۔

آیاتِ بالا میں اللہ تعالیٰ نے مقربانِ خاص (یعنی اولیاء اللہ) کو پکارنے کے سلسلہ میں ہدایت کی کہ وہ اگرچہ ولی ہوتے ہیں لیکن اُن کے اختیار میں یہ نہیں ہوتا کہ کسی کی تکلیف کو دُور کر دیں یا اس کو بدل ہی دیں لہٰذا ان کو پُکارنا بے سُود ہے۔ مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے اور بس۔

پھر شرک کی مزید تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے کافرو! یہ تمہارا عجیب رویّہ ہے کہ)

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝ {بنی اسرائیل}

جب تم کو سمندر میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو سوائے اللہ کے اور سب معبود گم ہو جاتے ہیں اور جب اللہ تمہیں نجات دیکر خشکی میں لے آتا ہے تو تم پھر اُس سے مُنہ موڑ لیتے ہو۔ (بات درحقیقت یہ ہے کہ) انسان بڑا ہی ناشُکرا ہے۔

پھر فرمایا کہ (اے کافرو! اچھا یہ بتاؤ کہ خشکی پر آنے کے بعد)

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝ {بنی اسرائیل}

کیا تم محفوظ و مامون ہو جاتے ہو۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ خشکی ہی میں تمہیں دھنسا دے یا تم پر پتھروں کی بارش کر دے اور پھر تمہیں کوئی کارساز و مشکل کشا نہ ملے۔ کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ دوبارہ تمہیں سمندر میں لے جائے اور پھر تیز آندھی چلا کر تمہارے کُفر کی سزا میں تمہیں ڈبو دے۔ پھر تمہیں کوئی ہم سے بدلہ لینے والا نہ ملے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ڈگمگا دینے کی کوشش

اس سے پہلے کُفّارِ مکّہ یہ کہہ چکے تھے کہ اِس قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن آپؐ لے آئیں یا اس میں کچھ تبدیلی کر لیں تو ہم مان لیں گے۔ وہ اب بھی اسی کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اتنا مجبور کریں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم شرک کی تردید میں نرم ہو جائیں یا شرک کی طرف سے چشم پوشی اختیار کر لیں۔ کچھ ایسی باتیں بھی کہہ یا کر دیں جس سے ہماری اشک شوئی ہو جائے۔ دل آزاری نہ ہو۔ ان تمام کوششوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

---

[1] صحیح مسلم کتاب التفسیر عن ابنِ مسعود رضؓ۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝

یہ کافر تو اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ آپؐ کو اُس وحی سے جو ہم آپؐ کی طرف بھیج رہے ہیں ڈگمگا دیں تاکہ آپؐ اسکے علاوہ کوئی اور وحی خود گھڑ کر ہماری طرف منسوب کر دیں تو پھر یہ آپ کو اپنا دوست بنا لیں۔ اور اگر ہم آپؐ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو پھر اس بات کا امکان ہو سکتا تھا کہ آپؐ کچھ اُن کی طرف جُھک جاتے (ثابت قدمی اللہ کے فضل اور توفیق سے ہوتی ہے۔ نبی کو یہ توفیق بدرجۂ اتم حاصل ہوتی ہے لہٰذا کیسا ہی خطرناک موقع کیوں نہ آئے اس کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آتی) اور اگر (بفرض محال) ایسا ہو جاتا (کہ آپؐ اُن کی طرف جُھک جاتے) تو ہم آپؐ کو زندگی میں بھی دوگنا عذاب دیتے اور مرنے پر بھی دوگنا عذاب دیتے۔ پھر آپ ہمارے مقابلہ میں کسی کو اپنا مددگار نہ پاتے (نبی تو ثابت قدم ہوتا ہی ہے۔ یہاں دراصل نبی کو خطاب کر کے مؤمنین کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ثابت قدم رہیں اور شرک کے ساتھ کسی قسم کا سمجھوتہ نہ کریں)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝ {۱۷/۷۶-۷۷}

یہ کافر اس کوشش میں بھی لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح آپؐ کو اس سرزمین (مکّہ) سے نکال دیں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو پھر یہ بھی آپؐ کے جانے کے بعد زیادہ عرصہ وہاں نہ رہ سکیں گے (قتل ہو جائیں گے یا مقہور و مغلوب) آپؐ سے پہلے جتنے رسُول ہم نے بھیجے ان کے بارے میں ہمارا دستور یہی رہا ہے اور آپؐ ہمارے دستور میں تغیّر و تبدّل نہیں پائینگے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

سورج ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے تک نمازوں کو (بدستور) قائم رکھئے اور صبح (کی نماز میں) قرآن (زیادہ) پڑھا کیجئے۔ بیشک صبح کو قرآن کی تلاوت کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور رات کے وقت بیدار ہو کر کچھ دیر تہجّد کی نماز پڑھا کیجئے۔ یہ نماز آپؐ کے لئے زائد ہے۔ عنقریب اللہ آپؐ کو مقامِ محمود میں کھڑا کرے گا (یعنی میدانِ محشر میں شفاعتِ کبریٰ کا رُتبہ عطا فرمائیگا)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ {۱۷/۸۱}

آپ کہہ دیجئے کہ حق آگیا ہے۔ باطل جانے والا ہے اور بیشک باطل تو معدوم ہونے والا ہی ہوتا ہے (وہ حق کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتا)

کُفّار کہتے تھے کہ یہ قرآن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود گھڑ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝

کہ (اے رسولؐ، گھڑنا تو کُجا) اگر ہم اس وحی کو جو آپؐ کی طرف بھیجی گئی ہے محو کر دیں تو پھر آپؐ اس کے لئے ہمارے

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿بنی اسرائیل ۸۶ و ۸۷﴾

مقابلہ میں کوئی مددگار نہیں پائیں گے (یعنی وہ وحی جو ایک مرتبہ آچکی ہے محو ہو جائے تو اس کو بھی آپؐ نہیں بنا سکتے پھر جبکہ ابتداءً گھڑنا) اس وحی کا نزول اور بقاء یہ سب آپؐ کے ربّ کی رحمت ہے۔ بیشک آپؐ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

پھر فرمایا کہ (کافروں کا یہ کہنا غلط ہے کہ یہ قرآن آپؐ نے خود گھڑ لیا ہے) آپؐ ان سے:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝

کہئے کہ اگر تمام انسان اور تمام جنات بھی اس کام پر جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا کلام بنائیں تو وہ ہرگز ایسا کلام نہ بنا سکیں گے، اگرچہ وہ سب مل کر ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں۔

پھر فرمایا کہ:۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝

ہم نے قرآن میں لوگوں کیلئے سب ہی قسم کی مثالیں طرح طرح سے بدل بدل کر بیان کر دی ہیں (ہے کوئی جو اس طرح مختلف انداز و متنوّع الفاظ میں اس فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک ہی چیز کو بیان کر سکے) پھر بھی اکثر لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔

بار بار چیلنج دیا جا رہا تھا کہ لاؤ اس قرآن جیسا کوئی مضمون لاؤ لیکن کسی میں جرأت نہیں ہوئی کہ اس کی مثال پیش کرتا۔ لاجواب ہو کر پھر معجزہ کا مطالبہ کیا:۔

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ ﴿بنی اسرائیل ۹۰ تا ۹۳﴾

کہنے لگے کہ ہم آپؐ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ۱۔ آپ ہمارے لئے اِس زمین میں چشمہ نہ جاری کر دیں یا ۲۔ آپ کا کوئی کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو کہ جس کے بیچ میں آپ نہریں جاری کر دیں یا ۳۔ ہم پر آسمان گرا دیں جیسا کہ آپ اکثر کہا کرتے ہیں یا ۴۔ ہمارے سامنے اللہ کو اور فرشتوں کو لے آئیں یا ۵۔ آپ کا مکان سونے کا بنا ہوا ہو یا ۶۔ آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم ہرگز آپ کے چڑھنے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ وہاں سے کوئی کتاب لیکر آئیں جس کو ہم بھی پڑھ سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان تمام مطالبات کا جواب بہت جامع اور مختصر انداز میں دیا۔ فرمایا:۔

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ ﴿بنی اسرائیل ۹۳﴾

(اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ میرا ربّ تمام کمزوریوں سے پاک ہے (وہ ان تمام مطالبات کو پورا کرنے کی قدرت رکھتا ہے) لیکن میں تو ایک انسان ہوں جس کو اللہ نے رسول بنا دیا ہے (مجھ میں یہ قوّت نہیں کہ تمہارے مطالبات کو پورا کر سکوں)

کافر کہنے لگے کہ اگر آپؐ انسان ہیں جیسا کہ آپؐ کہہ رہے ہیں تو پھر انسان کو تو ہم رسُول نہیں مانتے۔ کوئی فرشتہ رسُول بنا کر بھیجا جاتا تو ہم اس کو تسلیم کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ {۱۷/۹۴-۹۵}

لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو وہ اس کو قبول کرنے سے صرف اس لئے انکار کر رہے ہیں کہ اللہ نے انسان کو رسُول کیوں بنایا (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان کے ساتھ رہتے ہوتے تو ہم فرشتے ہی کو رسُول بنا کر بھیجتے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ {۱۷/۹۶}

آپؐ ان سے کہہ دیجئے کہ (میری صداقت کیلئے کسی معجزہ کی ضرورت نہیں) بس میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی کافی گواہ ہے۔ وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے اور اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

مطلوبہ معجزوں کی مذکورہ بالا طویل فہرست کے سلسلہ میں فرمایا کہ:۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ۝ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَاۗىِٕرَ ۚ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ۝ {۱۷/۱۰۱-۱۰۳}

بیشک ہم نے موسیٰؑ کو نو معجزے دئے تھے۔ بنی اسرائیل سے پُوچھ کر (تصدیق کر لو) جب موسیٰؑ ان معجزات کے ظہور کے بعد کافروں کے پاس گئے تو فرعون نے کہا اے موسیٰؑ میں سمجھتا ہوں کہ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا یہ معجزے آسمانوں اور زمین کے ربّ کے علاوہ کسی نے نازل نہیں کئے۔ تمہارے سمجھانے کیلئے (یہ نازل کئے گئے ہیں) اور اے فرعون میں سمجھتا ہوں تو عنقریب ہلاک ہو جائے گا۔ پس فرعون نے موسیٰؑ کو نکالنے کا ارادہ کیا تو ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو غرق کر دیا (لہٰذا اس کی کیا ضمانت ہے کہ مطلوبہ معجزہ دکھانے کے بعد یہ ایمان لے آئیں گے۔ جبکہ گذشتہ قوموں کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہٹ دھرم لوگوں کیلئے معجزہ بیکار ثابت ہوتا ہے)

پھر فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ {۱۷/۱۰۵}

ہم نے اس کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ حق کے ساتھ ہی نازل ہوا ہے۔ اور ہم نے تو آپؐ کو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (یہ نہیں مانتے تو نہ مانیں)

ہجرت گاہ کے متعلق خواب اسی زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپؐ مکّہ سے کھجوروں کی زمین کی طرف ہجرت کر رہے ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا کہ وہ جگہ یمامہ ہے یا ہجر[1]

مسلمین کی ہجرت ۱۳ سنہ نبوی اس خواب کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب اور دیکھا جس میں

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوّۃ فی الاسلام و صحیح مسلم باب رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی موسیٰؓ۔

آپؐ کو پھر ہجرت گاہ بتائی گئی۔ وہ ایسی بستی تھی جس میں کھجور بہت تھے اور دو سنگستانوں کے درمیان واقع تھی۔ (اب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سمجھ گئے کہ ہجرت گاہ مدینہ منوّرہ ہے) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس خواب کو صحابہؓ سے بیان کیا (اور ہجرت کی اجازت دی) سب سے پہلے حضرت مصعب بن عُمیرؓ اور حضرت ابن اُمِّ مکتومؓ نے ہجرت کی۔ یہ دونوں مدینہ منوّرہ کے مسلمین کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ ان کے بعد حضرت عمّارؓ اور حضرت بلالؓ نے ہجرت کی، ان کے بعد بیس صحابہؓ اور چلے گئے جن میں حضرت عمرؓ بھی شامل تھے۔ غرض یہ کہ بہت سے صحابہؓ نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی۔ اس خبر کو سُن کر بہت سے لوگ جو ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے مدینہ منوّرہ چلے آئے۔[1]

اقتصادی، سیاسی اور اخلاقی ہدایات کا خلاصہ اسلامی آئین کے سلسلہ میں احکامِ الٰہی کا خلاصہ نازل ہو چکا تھا۔ اب پھر اللہ تعالیٰ نے بطور تتمّہ کے چند مزید ہدایات نازل فرمائیں۔ فرمایا:۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ {فرقان ۶۳ تا ۶۷}

رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔ اور جب جاہل لوگ ان سے الجھتے ہیں تو سلام کہتے (ہوئے گذر جاتے) ہیں اور جو اپنے ربّ کے سامنے سجدہ و قیام میں رات گذارتے ہیں، جو اس طرح دُعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھ، بیشک اُس کا عذاب بڑی تکلیف دِہ چیز ہے۔ اور بیشک وہ بہت ہی بُری قیامگاہ اور بہت ہی بُری رہائش گاہ ہے اور (رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں) کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا خرچ کرتے ہیں اور نہ بُخل سے کام لیتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔

ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کسی نے سوال کیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ) تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ حالانکہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اُس نے پوچھا کہ پھر کونسا گناہ بڑا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اپنے بچّہ کو اس خیال سے قتل کرنا کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگا۔" اُس نے پوچھا پھر کونسا گناہ بڑا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ (پھر سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ) تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ اس کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اللہ نے فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ {فرقان ۶۸ و ۶۹}

(رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اُس جان کو قتل کرتے ہیں جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے مگر ہاں اس صورت میں کہ اس کا قتل کرنا از روئے شرع حق ہو، اور نہ زنا کرتے ہیں۔ اور جو شخص یہ کام کریگا وہ سخت گناہ میں مُبتلا ہوگا۔ قیامت کے دن اُس کو دردناک عذاب ہوگا اور وہ ذلّت کیساتھ اس میں ہمیشہ رہیگا۔[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ عن عائشۃ صدیقہؓ و باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن براءؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الفرقان، و صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون الشرک اقبح الذنوب عن ابنِ مسعودؓ۔

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو کفارِ مکہ نے کہا ہم نے تو اللہ کے ساتھ (صفات میں) دوسروں کو برابری کا درجہ دیا، اُس جان کو قتل کیا جس کو اللہ نے حرام کیا تھا اور ہم نے فحش کام بھی کئے اور یہ کام بڑی کثرت سے کئے، اور اے محمدؐ تم جو کہتے ہو اور جس بات کی دعوت دیتے ہو وہ اچھی تو ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ ہم نے اب تک جو کام کئے ہیں اُن کا کفارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ {فرقان ۷۰، ۷۱}

جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور پھر اچھے کام کرتا رہا تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دیگا اور اللہ تو بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے اور (یہ سمجھ لو کہ) جو شخص توبہ کر کے نیک عمل کرتا ہے وہی درحقیقت اللہ سے توبہ کرتا ہے[1]۔

اِسلامی وقار۔ اللہ کے بندوں کے مزید اَوصاف پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے کچھ اور اَوصاف بیان کئے۔ فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ {فرقان ۷۲ تا ۷۴}

(رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں) جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور اور جب بے ہودہ مشاغل اور تماشوں کے پاس سے انکا گذر ہوتا ہے تو بڑے وقار سے گذر جاتے ہیں اور وہ لوگ کہ جب ان کو ان کے ربّ کے احکام یاد دلائے جاتے ہیں تو وہ ان پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں گرتے (بلکہ غور سے سُن کر عمل کرتے ہیں) اور وہ لوگ جو اس طرح دُعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا پیشوا بنا۔

غرض یہ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر تبلیغ کرتے رہے۔ کُفّار کے ہر اعتراض کا جواب دیتے رہے۔ ایمان لانے کے بعد تمام گناہوں کی مغفرت کی خوشخبری بھی سُنائی لیکن وہ ایمان نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝ {فرقان ۷۷}

ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو نہیں پکارتے تو اللہ کو بھی تمہاری کچھ پرواہ نہیں۔ تم جھٹلا چکے (اور کسی طرح نہیں مانتے تو) بس عنقریب تمہارے لئے سزا لازمی ہوگئی۔

یہ سزا جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت میں دی تھی جنگِ بدر میں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے کُفّار کی سخت گرفت کی[2]۔ (اور ان کی قوّت کو پامال کر دیا)

تسلّی کُفّارِ مکّہ کو الٹی میٹم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلّی کیلئے فرمایا:۔

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ

قرآنِ حکیم کی قسم بے شک آپؐ رسُولوں میں سے ہیں۔ آپؐ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سُورۃ الزمر۔ وصحیح مسلم کتاب التفسیر عن ابنِ عباس رضؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سُورۃ الروم عن ابنِ مسعود رضؓ۔

الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ تَنْزِيْلَ
الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ○ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ
فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ○ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ
فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ
اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○
وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ
خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○
وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ {یٰسٓ ۱ تا ۱۰}

سیدھے راستہ پر ہیں۔ یہ قرآن اللہ غالب اور مہربان نے نازل کیا ہے تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے باپ دادا کو (ماضی قریب میں) ڈرایا نہیں گیا تھا اور اس لئے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے (لہٰذا آپ فکر نہ کریں) ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں جس میں وہ ٹھوڑیوں تک پھنسے ہوئے ہیں، ہم نے ان کے آگے بھی دیوار بنا دی ہے اور پیچھے بھی۔ پھر ہم نے ان پر پردہ ڈال دیا ہے، لہٰذا انہیں کچھ نظر نہیں آتا (یعنی ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے ان کیلئے رکاوٹ ہی رکاوٹ ہے) آپ ان کو نصیحت کریں یا نہ کریں وہ ایمان نہیں لائینگے۔

پھر فرمایا:۔

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ {یٰسٓ ۳۰}

بندوں پر افسوس ہے کہ ان کے پاس جب کبھی کوئی رسول آیا تو انہوں نے اس کا مذاق ہی اڑایا۔

دھمکی پھر فرمایا:۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ
الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ○ وَاِنْ
كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ○ {یٰسٓ ۳۱ و ۳۲}

کیا کفارِ مکہ کو یہ نہیں معلوم کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا اور اب وہ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آسکتے یہ اور وہ سب کے سب ہمارے روبرو حاضر کئے جائیں گے۔

پھر فرمایا:۔

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا
هُمْ يُنْقَذُوْنَ ○ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى
حِيْنٍ ○ {یٰسٓ ۴۳ و ۴۴}

اگر ہم چاہیں تو انہیں فوراً غرق کر دیں پھر نہ تو کوئی ان کا فریاد رس ہو اور نہ ان کو رہائی ملے۔ مگر یہ ہماری رحمت ہے کہ ایک مدت تک فائدہ اٹھانے کیلئے ہم نے انہیں چھوڑ دیا ہے (تاکہ یہ مہلت کے زمانہ میں سنبھل جائیں اور اگر نہ سنبھلیں تو ہماری طرف سے حجت پوری ہو جائے)

جب کافروں سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرو اور صرف اللہ کے راستہ میں اللہ کے دئے ہوئے مال میں سے فقراء اور مساکین کی مدد کرو تو اس کا مذاق اڑاتے تھے اور مؤمنین سے کہتے تھے (یٰسٓ ۴۷)

اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ
اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ {یٰسٓ ۴۷}

کہ کیا ہم ان لوگوں کو کھانا کھلائیں کہ جن کو اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا (اللہ ہی چاہتا ہے کہ یہ بھوکے مریں، تنگ حال رہیں) تم تو صریح غلطی میں ہو (کہ انکو کھلاتے ہو جنکو اللہ کھلانا نہیں چاہتا)

عذاب کا تقاضہ کفار نے پھر عذاب کا تقاضہ کیا۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ○ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً

کہنے لگے وہ وعدہ قیامت کب پورا ہوگا، اگر سچے ہو تو بتاؤ اللہ نے فرمایا کہ یہ لوگ بس ایک چنگھاڑ کے منتظر ہیں جو انکو

نَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ○ { یٰسٓ ۴۹ } اس حال میں یکایک پکڑ لیگی کہ وہ آپسمیں جھگڑ ہی رہے ہونگے۔

عذاب کا نہائیہ (ULTIMATUM) کُفّار کو سُنا دیا گیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ○ { یٰسٓ ۷۴، ۷۵ } کہ انہوں نے اللہ کے علاوہ دوسرے معبود بنا رکھے ہیں۔ (اس خیال سے) کہ شاید وہ ان کی مدد کر سکیں، لیکن وہ اِن کی مدد کی ہرگز طاقت نہیں رکھتے (ہمارا عذاب جو عنقریب آنے والا ہے اُس سے وہ ان کو نہیں بچا سکتے) بلکہ وہ سب ان کی (مخالف یا موافق) جماعت بن کر اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے (پھر وہ یا تو ان لوگوں کی شکایت کر کے بری الذّمّہ ہو جائیں گے یا اگر انہوں نے ہی اس شرک کی انہیں تعلیم دی تھی تو پھر ان ہی کے ساتھ وہ بھی پابجولاں ہوں گے)

تسلّی کُفّارِ مکّہ کے طرح طرح کے اعتراضات، تمسخر اور بے ہودہ باتوں سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم آزردہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولؐ کو تسلّی دی۔ فرمایا (اے رسُولؐ)

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○ { یٰسٓ ۷۶ } آپؐ ان لوگوں کی باتوں سے ملول نہ ہوں۔ جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں ہمیں سب معلوم ہے۔

پھر فرمایا:۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ { یٰسٓ ۸۳ } وہ ذات پاک اور بے عیب ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اُسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے

(یہ کُفّار بھی ہم سے بھاگ کر کہاں جائیں گے، آخر ہمارے پاس آئیں گے پھر اپنے اعمال کی سزا بھگتینگے۔

کُفّار کی سازش جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی طرح توحید کی تبلیغ اور شرک کی مذمّت سے نہ رُکے نہ کسی قسم کے سمجھوتے کیلئے تیار ہوئے تو کُفّارِ مکّہ نے تنگ آکر

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○ { الانفال ۳۰ } متفقہ طور پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف سازشیں کرنی شروع کر دیں کہ یا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا مکّہ سے نکال دیں۔ (اللہ فرماتا ہے کہ) وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیریں کر رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنیوالا ہے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہجرت ۱ھ

ہجرت گاہ کے متعلق جو خواب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا تھا اُس خواب کے اشارہ پر صحابۂ کرامؓ نے ہجرت شروع کر دی تھی۔ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع چند رفقاء کے مکّہ معظّمہ میں رہ گئے تھے۔ اگرچہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی جانے کی تیاری میں مصروف تھے لیکن حکمِ الٰہی کا انتظار تھا۔ اُدھر کُفّار اپنی سازشوں میں مصروف تھے۔ ایسے موقع پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تقریباً تمام رفقاء کو مدینہ منوّرہ روانہ کر دینا اور خود کافروں کے نرغہ میں رہ جانا آپؐ کے کمالِ شجاعت پر دالّ ہے۔

خوشخبری | ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے عین ایسے عالم میں جبکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کُفّار کے نرغہ میں تھے۔ ہر طرف سازشیں ہی سازشیں تھیں اللہ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خوشخبری سُنائی۔ فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَمَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ {قصص ۸۵}

(اے رسُولؐ) جس اللہ نے آپ پر قرآن (کی تبلیغ اور اُس پر عمل کو) فرض کیا ہے وہ بیشک آپؐ کو واپس مکّہ لائیگا[1] اور (اے رسُولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ اللہ اُس شخص کو جانتا ہے جو ہدایت یاب ہے، اور اُس شخص کو بھی جانتا ہے جو صریح گمراہی میں ہے۔

جب کُفّارِ مکّہ کی ایذا رسانیاں کسی طرح ختم نہ ہوئیں تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی مدینہ منوّرہ جانیکی تیاری کی اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روانہ ہونے کی اجازت طلب کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے ابوبکرؓ تم ابھی ٹھہرو۔ مجھے اُمّید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "میرے ماں باپ آپؐ پر قُربان ہو جائیں، کیا آپؐ کو بھی (مستقبل قریب میں) اجازت ملنے کی اُمّید ہے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہاں۔ پس حضرت ابوبکرؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رفاقت کی خاطر رُک گئے۔ اِس اثناء میں انہوں نے چار مہینہ تک دو اونٹنیوں کو درخت سمر کے پتّے خوب کھلائے[2] (تاکہ اونٹنیاں فربہ ہو جائیں)

کچھ عرصہ بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھی ہجرت کی اجازت مل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ {بنی اسرائیل ۸۰}

آپؐ (روانہ ہوتے وقت) یہ دُعاء پڑھیں "اے میرے ربّ مجھے (مدینہ میں) اچھّی طرح داخل کر اور (مکّہ سے) اچھی طرح نکال اور اپنی طرف سے زور و قوت کو میرا مددگار بنا"

نبوّت کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ میں تیرہ سال تک رہے۔ پھر آپؐ کو ہجرت کا حکم دیا گیا۔ حکم ملتے ہی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سفرِ ہجرت کا اہتمام شروع کر دیا[3]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ القصص عن ابن عباسؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الہجرۃ عن عائشۃ رضؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الہجرۃ عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کم اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ والمدینۃ نحوہ۔

ایک دن ٹھیک دوپہر کے وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لیگئے۔ کسی کہنے والے نے کہا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سر پر کپڑا باندھے ہوئے ایسے وقت تشریف لا رہے ہیں کہ اس سے پہلے اس وقت کبھی تشریف نہیں لائے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں، اللہ کی قسم اِس وقت جو آپؐ تشریف لائے ہیں تو ضرور کوئی اہم کام ہے۔ اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر پہنچ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت طلب کی۔ آپؐ کو اجازت دی گئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اندر تشریف لائے۔ آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا "یہاں جو لوگ موجود ہیں اُنہیں باہر کر دو"۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ پر میرا باپ قربان ہو جائے یہ تو آپؐ ہی کے گھر والے ہیں۔ یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں۔ عائشہؓ اور اسمارؓ"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے یہاں سے جانے کا حکم مل گیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسُولؐ میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے مجھے اپنی رفاقت میں لے لیجئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا" پھر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے اِن اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی آپؐ لے لیجئے میں نے ان کو سفر ہی کیلئے تیار کیا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قیمتاً لونگا"۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ وغیرھا نے جلدی سے سامانِ سفر تیار کیا۔ کچھ کھانا ایک چمڑے کے تھیلے میں رکھدیا۔ حضرت اسماءؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "میرے پاس تھیلے کو باندھنے کیلئے سوائے میرے ازاربند کے اور کچھ نہیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اس کے دو ٹکڑے کر لو"۔ حضرت اسماءؓ نے اپنے ازاربند کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک سے مشکیزہ اور تھیلے کا منہ باندھ دیا اور دوسرے ٹکڑے سے اپنے ازار کو باندھ لیا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب ذات النطاقین (دو کمربند والی) ہو گیا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ اپنی سواریوں پر روانہ ہو گئے اور غارِ ثور میں جا کر چھپ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ تین رات اس غار میں رہے۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ بھی رات غار ہی میں گذارتے تھے اور وہ اس زمانہ میں ایک سمجھدار اور ذہین نوجوان تھے۔ صبح کے وقت وہ وہاں سے چلے جاتے تھے اور مکّہ میں قریش کے ساتھ اس طرح صبح کرتے تھے گویا کہ رات کو بھی وہیں رہے ہوں، پس جو بات ان دونوں کے خلاف وہ مکّہ میں سُنتے تھے اُس کو محفوظ کر لیتے تھے یہاں تک کہ اندھیرا ہو جانے کے بعد آکر وہ بات ان دونوں کو پہنچا دیا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کے غلام عامر بن فہیرہؓ غار کے قریب بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جب کچھ رات گذر جاتی تو وہ ان بکریوں کو ان کے پاس لیجاتے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ رات کو انہی بکریوں کا دودھ پی لیا کرتے تھے۔ صبح کو اندھیرے ہی میں عامرؓ بکریوں کو ہانک کر لیجایا کرتے تھے۔ تینوں راتوں میں انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کی اس بات سے دوسرا کوئی چرواہا واقف نہ تھا۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلہ بنو دِیل میں سے ایک شخص کو اُجرت پر ملازم رکھ لیا تھا۔ یہ شخص بنو عبد بن عدی کے گھرانے کا ایک فرد تھا اور راستہ بتانے میں بڑا ماہر تھا۔ یہ شخص عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا۔ اور ابھی تک کُفّارِ قریش کے دین پر تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ نے اُسے اپنا امین بنایا (غارِ ثور پہنچکر) دونوں اونٹنیاں اُس کے حوالہ کر دیں اور اُس سے تین رات کے بعد بوقت صبح اونٹنیاں لانے کا وعدہ لے لیا۔

قریش کو معلوم ہوا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ روانہ ہو گئے ہیں تو اُنہوں نے ان دونوں کی تلاش کیلئے آدمی مقرر کیئے۔ یہ آدمی تلاش کرتے کرتے غارِ ثور کے مُنہ تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اوپر دیکھا تو اُن آدمیوں کے قدم نظر آئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے نبی، اگر ان میں سے کوئی اپنی نظر نیچی کرے تو ہمیں دیکھ لیگا۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوبکرؓ، خاموش رہو، اُن دو آدمیوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔" پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (اے ابوبکر)

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج { توبہ } — ڈرو نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ط وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ { توبہ } — پھر اللہ نے ان پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو نظر نہ آتے تھے۔ اللہ نے کافروں کی بات کو پست کر دیا (اُن کی تدبیریں اُن کے کام نہ آئیں) اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے۔ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

تین رات کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ اندھیرے ہی میں غارِ ثور سے روانہ ہوئے۔ حضرت عامر بن فہیرہؓ بھی ساتھ تھے۔ اُس رہبر نے اِن لوگوں کو ساحل کے راستہ پر لگا دیا۔ یہ لوگ چلتے رہے۔ رات کو بھی سفر جاری رہا۔ دوسرے دن دوپہر تک جاگتے رہے (اور سفر کرتے رہے) اِسی اثنار میں راستہ میں ایک پتھر دکھائی دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے قریب گئے۔ پتھر کے دامن میں کچھ سایہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس جگہ صاف کیا اور وہاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیٹنے کیلئے ایک پوستین جس کو وہ اپنے ساتھ لیکر چلے تھے بچھا دیا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس پر لیٹ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ (نہیں لیٹے بلکہ) اُس پتھر سے دور جاکر یہ دیکھتے رہے کہ پکڑنے والوں میں سے تو کوئی اِس طرف نہیں آرہا۔ اتفاق سے انہیں ایک چرواہا نظر آیا جو کچھ بکریاں لئے ہوئے اُسی پتھر کی طرف سایہ حاصِل کرنے کیلئے چلا آرہا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا "تم کس کے غلام ہو؟" اُس نے کہا "میں فلاں شخص کا غلام ہوں" حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا "تمہاری بکریوں میں کچھ دودھ ہے؟" اُس نے کہا "ہاں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کیا تم دودھ دو ہو گے۔ اُس نے کہا "ہاں"[1]۔ پھر اس غلام نے ایک بکری پکڑی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اس کے تھن صاف کرو۔ اُس نے ایک ہانڈی بھر کے دودھ دوہا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے ظرف میں سے اس میں پانی ملایا، یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ دودھ لے کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دودھ پلایا اور پلا کر بہت خوش ہوئے۔

اُس مقام سے پھر یہ لوگ روانہ ہوئے۔ سواری پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آگے بیٹھے تھے اور حضرت ابوبکرؓ پیچھے۔ حضرت ابوبکرؓ بوڑھے معلوم ہوتے تھے اور لوگ اُنہیں پہچانتے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جوان (معلوم ہوتے) تھے اور کوئی آپؐ کو پہچانتا نہ تھا۔ مکّہ والوں نے جو آدمی آپؐ کے تعاقب میں روانہ کیئے تھے وہ (جب ان دونوں کے قریب پہنچتے تو) حضرت ابوبکرؓ سے پوچھتے تھے کہ یہ تمہارے آگے کون ہے[2]۔ حضرت ابوبکرؓ یہ جواب دیتے تھے کہ یہ ایک شخص ہے جو مجھے راستہ بتاتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی مُراد راستہ سے راہِ خیر ہوتی تھی اور وہ لوگ راہِ سفر سمجھ کر واپس ہو جاتے تھے۔

---

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو مالک کی طرف سے اس بات کا اختیار تھا کہ مسافر وغیرہ کو قیمتاً یا بلا قیمت دودھ پلا دے۔

[2] ان لوگوں کو یہ علم نہیں تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کو بھی پکڑ کر لانا ہے اور نہ اُنہیں یہ علم تھا کہ وہ جن کو گرفتار کرنا ہے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ سفر کر رہے ہیں۔

سُراقہ کا تعاقب اسی اثنار میں کُفّارِ قریش کے قاصد سُراقہ بن مالک بن جُعشَم کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ قریش نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ابوبکرؓ کو گرفتار کر کے لانے یا قتل کر دینے کی صورت میں ہر ایک کے عوض سَو اُونٹ انعام دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ سُراقہ اُس وقت اپنی قوم بنو مُدلج کی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ان قاصدوں میں سے ایک اور شخص آیا اور اس مجلس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا اے سُراقہ بے شک میں نے ابھی چند لوگوں کو سَاحِل پر دیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمدؐ اور ان کے اصحاب ہیں۔ سُراقہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ تو گیا کہ وہ وہی ہیں لیکن میں نے اُس سے کہدیا کہ وہ نہیں ہیں بلکہ تم نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہوگا۔ وہ ابھی ہماری آنکھوں کے سامنے سے گذرے ہیں۔ پھر سُراقہ کچھ دیر اور مجلس میں بیٹھے رہے۔ پھر وہاں سے اُٹھے۔ اپنے مکان میں داخل ہوئے، اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ اُن کا گھوڑا لے کر باہر جائے اور ٹیلے کے پیچھے اُسے لیکر کھڑی ہو جائے۔ پھر سُراقہ نے اپنا نیزہ لیا اور گھر کی چھت پر چڑھے، نیزہ کی نوک زمین پر ٹکا دی اور اُس کے اوپر کا حصّہ جُھکا دیا اور (اُس کے ذریعہ) نیچے اُتر گئے۔ پھر وہ اپنے گھوڑے کے پاس پہنچے۔ اس پر سوار ہو کر اُسے بہت تیز دوڑایا تاکہ وہ جلدی سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچ جائیں (تھوڑی ہی دیر میں) وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے (قریب پہنچنا ہی تھا کہ) اُن کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ اس پر سے گر پڑے۔ پھر اُٹھے اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا۔ اس میں سے تیر نکالے اور ان سے فال نکالی۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے ساتھیوں کو نقصان پہنچائیں یا نہیں۔ فال میں وہ بات نکلی جس کو اُنہوں نے پسند نہیں کیا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو گئے اور فال کی پرواہ نہ کی۔ اب اُن کا گھوڑا اُن کو لیکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اتنا قریب پہنچ گیا کہ اُن کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قرأت سُنائی دینے لگی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِدھر اُدھر نہیں دیکھتے تھے، حضرت ابوبکرؓ کثرت سے اِدھر اُدھر دیکھتے جا رہے تھے۔ اتنے میں اُن کو سُراقہ نظر آئے۔ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسُولؐ یہ سوار ہمارے قریب آگیا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ڈرو نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔ یہ کہکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مُڑ کر دیکھا اور دُعا کی کہ اللہ اسے گرا دے (دُعا کرتے ہی) سُراقہ کے گھوڑے کے اگلے پیر گھُٹنوں تک زمین میں دھنس گئے اور وہ اس پر سے پھر گر پڑے۔ سُراقہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "آپؐ میرے لئے دُعا فرمائیں۔ میں آپؐ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی۔ آپؐ کی دُعا کی برکت سے انہیں نجات ملی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے گھوڑے کو ڈانٹا تو بڑی مشکل سے اُس کے پیر باہر نکلے۔ جب گھوڑا سیدھا کھڑا ہو گیا تو اس کی وجہ سے بہت سا غُبار دھوئیں کے مثل آسمان تک بلند ہو گیا۔ گھوڑا ہنہنانے لگا۔ سُراقہ نے پھر تیروں سے فال نکالی اور پھر وہی چیز نکلی جس کو وہ پسند نہیں کرتے تھے لہٰذا اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے اصحابؓ کو امان کے ساتھ پُکارا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے ساتھی ٹھہر گئے۔ سُراقہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اُن کے پاس پہنچ گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے ان تک پہنچنے میں جو دِقّت پیش آئی تو میں سمجھ گیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کام (یعنی دین) غالب ہو جائے گا۔ سُراقہ نے عرض کیا کہ آپؐ کی قوم نے آپؐ کیلئے انعام مقرر کیا ہے اور وہ آپؐ کے ساتھ ایسا ایسا کرنا چاہتے ہیں۔ پھر سُراقہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو زادِ راہ اور کچھ سامان پیش کیا

لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ نہیں لیا اور نہ خود ہی کچھ طلب کیا۔ سُراقہ نے عرض کیا کہ آپؐ جو چاہیں مجھے حکم دیجئے (میں تعمیل کروں گا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم ابھی یہیں ٹھہرو اور کسی کو ہم تک نہ آنے دو۔ ہمارے حال کو چُھپاؤ (کسی پر ظاہر نہ کرو) سُراقہ نے عرض کیا "میرے لئے ایک پروانۂ امن لکھ دیا جائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عامر بن فہیرہؓ کو حکم دیا۔ انہوں نے (آپؐ کے حکم کی تعمیل میں) چمڑے کے ایک رقعہ میں تحریرِ امن لکھ دی۔ غرض یہ کہ سُراقہ جو دن کے اوّل حصّہ میں دشمن تھے آخر حصّہ میں دوست بن گئے۔ جو شخص بھی انہیں ملتا اُس سے کہتے کہ میں تمہارے لئے کافی ہوں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِدھر نہیں ہیں۔ اس طرح وہ تمام تلاش کرنے والوں کو واپس کرتے رہے۔

وہاں سے روانہ ہو کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر چلتے رہے یہاں تک کہ آپؐ کو پیاس محسُوس ہوئی۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے ایک چرواہا گذرا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک پیالہ میں دودھ دوہا۔ اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ پی لیا۔ حضرت ابوبکرؓ آپؐ کو دودھ پلا کر بہت خوش ہوئے۔

مدینہ منوّرہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آمد کا غلغلہ اثنائے راہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت زبیرؓ مع چند مسلم تاجروں کے ملک شام سے آتے ہوئے ملے۔ حضرت زبیرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اور حضرت ابوبکرؓ کو سفید کپڑے پہننے کیلئے پیش کئے (ان دونوں نے وہ کپڑے پہن لئے)۔

مدینہ منوّرہ کے مسلمین نے جب مکّہ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روانگی کی خبر سُنی تو وہ ہر روز صبح کو مقامِ حرّہ تک استقبال کیلئے آتے اور وہاں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ اُنہیں دوپہر کی گرمی واپس کرتی تھی۔ ایک دن وہ کافی دیر تک انتظار کرنے کے بعد جب لَوٹ کر واپس گھر پہنچے تو ایک یہودی مدینہ منوّرہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر کسی کام سے چڑھا۔ اُس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ کو سفید لباس میں ملبوس مدینہ منوّرہ کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ ان کی (سفیدی اور چمک دمک کی) وجہ سے سراب غائب ہو گیا تھا۔ وہ یہودی بے ساختہ چیخنے لگا کہ اے گروہِ عرب وہ تمہارا مقصود آ پہنچا جس کا تم انتظار کر رہے تھے۔ یہ سُنتے ہی تمام مؤمنین ہتھیار لے کر اُمنڈ پڑے اور مقامِ حرّہ پہنچ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا استقبال کیا۔ وہاں سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم داہنی طرف مُڑ گئے، یہاں تک کہ چلتے چلتے آپؐ مدینہ کی ایک مرتفع (مضافاتی بستی یعنی) بنو عمرو بن عوف کے محلّہ میں جا کر اُترے۔ وہ ربیع الاوّل کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن تھا۔ حضرت ابوبکرؓ لوگوں سے ملاقات کیلئے کھڑے ہوئے تھے۔ اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ جن لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نہیں دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آتے تھے (اور اُنکو اللہ کا رسُول سمجھ رہے تھے) یہاں تک کہ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر دھوپ آگئی تو ابوبکرؓ نے (آپؐ کے پاس) کھڑے ہو کر آپؐ کے اوپر اپنی چادر سے سایہ کر لیا۔ اب لوگوں نے سمجھا کہ اللہ کے رسُولؐ یہ ہیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہاں چودہ دن قیام فرمایا۔ آپؐ نے وہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ یعنی اس مسجد کی بنیاد ڈالی جس کی بنیاد تقوٰے پر ہے۔ اس مسجد میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک دن آپؐ نے انصارِ مدینہ کو بُلوایا۔ انصار حاضرِ خدمت ہوئے۔ انصار نے سلام کیا پھر عرض کیا کہ آپ

دونوں اطمینان کے ساتھ مدینہ منوّرہ چلئے، ہم آپؐ کی اطاعت کریں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی سواری پر سوار ہوگئے اور مدینہ منوّرہ کی طرف چلے۔ لوگ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ چل رہے تھے۔ انصار نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ کو ہتھیاروں سے گھیر رکھا تھا۔ مدینہ منوّرہ میں ہر طرف یہی چرچا تھا کہ اللہ کے نبیؐ آرہے ہیں۔ لوگ بلندیوں پر چڑھ کر نظارہ کر رہے تھے۔ بہت سے مرد و عورت گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ لڑکے اور خادم راستوں میں پھیل گئے۔ وہ پکار پکار کر کہہ رہے تھے یا محمدؐ یا رسُولَ اللہ، یا محمدؐ، یا رسُولَ اللہ (فرطِ خوشی سے) لوگ بار بار کہہ رہے تھے اللہ کے نبیؐ آگئے، اللہ کے نبیؐ آگئے۔ اہلِ مدینہ ایسے خوش تھے کہ اس سے پہلے ایسے خوش کبھی نہیں ہوئے تھے (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قیام کے سلسلہ میں) جھگڑ رہے تھے، ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میرے ہاں قیام فرمائیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں عبدالمطلب کی ننھیال یعنی بنو نجار کے ہاں قیام کروں گا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر چلتے رہے، یہاں تک کہ اونٹنی اُس جگہ جا کر بیٹھ گئی جہاں بعد میں مسجدِ نبوی تعمیر ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا انشاءاللہ یہی ہماری منزل ہے۔ الغرض آپ اپنی ننھیال میں حضرت ابوایوبؓ کے مکان کے ایک جانب اُتر گئے۔ اور اُن کے گھر والوں سے باتیں کرتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کا اسلام قبول کرنا

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مدینہ منوّرہ تشریف لانے کی خبر ہوئی (خبر سنتے ہی انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آنیکا قصد کیا) اس وقت وہ اپنے باغ میں کھجوریں توڑ رہے تھے۔ انہوں نے جلدی سے کھجوریں رکھدیں اور کچھ کھجوریں ساتھ لیکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کچھ دیر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی باتیں سُنیں اور واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہمارے آدمیوں میں سے کس کا گھر (یہاں سے) سب سے زیادہ قریب ہے۔ حضرت ابوایوبؓ نے عرض کیا "یا رسُولَ اللہ، یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اچھا تم جاؤ اور ہمارے لیٹنے کا انتظام کرو۔ حضرت ابوایوبؓ نے کہا "آپ دونوں اللہ کی برکت کے ساتھ اُٹھئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (وہاں سے اُٹھے اور ابھی) ان کے مکان میں پہنچے ہی تھے کہ اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ پھر حاضر ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا "میں آپؐ سے تین باتیں پوچھتا ہوں جن کو سوائے نبی کے اور کوئی نہیں جانتا۔ ایک تو یہ کہ قیامت کی پہلی علامت کیا ہے؟ دوسری یہ کہ جنّتی سب سے پہلے کیا کھائیں گے؟ تیسری یہ کہ بچّہ اپنے ماں باپ کے مشابہ کیوں ہوتا ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے ان باتوں کی خبر ابھی ابھی جبریلؑ دے کر گئے ہیں۔ انہوں نے کہا "کیا جبریلؑ فرشتہ نے آپؐ کو خبر دی ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہاں۔ اُنہوں نے کہا وہ تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ○ {بقرہ}

جو شخص جبریل کا دشمن ہے (اُسے معلوم ہونا چاہیئے کہ) تحقیق اُسی نے اللہ کے حکم سے یہ کتاب آپؐ کے قلب پر نازل کی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے،

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ قیامت کی (سب سے پہلی) علامت یہ ہے کہ ایک آگ نکلیگی جو

لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف بھگائیگی۔ جنّتیوں کا پہلا کھانا مچھلی کی کلیجی ہوگی۔ اور بچّہ اُس کے مشابہ ہوتا ہے جس کی منی رحم میں سبقت کرے اور غالب رہے۔ اگر ماں کی غالب رہے تو ماں کے مشابہ ہوگا اور اگر باپ کی غالب رہے تو باپ کے مُشابہ ہوگا"۔ یہ سُنتے ہی عبداللہ بن سَلامؓ نے اسلام قبول کرلیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں۔ آپؐ حق کے ساتھ آئے ہیں۔ پھر عرض کیا کہ "تمام یہودی جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں، ان کے سردار کا بیٹا ہوں۔ ان سب سے زیادہ عالم ہوں اور ان سب سے زیادہ علم رکھنے والے کا بیٹا ہوں۔ پس آپؐ یہودیوں کو بُلوائیے، وہ بہت جھوٹے اور بہتان لگانے والے ہیں۔ اُن سے قبل اِس کے کہ اُن کو میرے اسلام لانے کی خبر ہو میرا حال دریافت کیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں کو بُلوایا۔ وہ حاضر ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن سَلامؓ گھر کے اندر چھپ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے گروہِ یہود، تمہاری خرابی ہو، اُس اللہ سے ڈرو جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بیشک تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا سچّا رسُولؐ ہوں اور تمہارے پاس حق کے ساتھ آیا ہوں، پس تم لوگ مسلم ہوجاؤ"۔ یہودیوں نے کہا ہم یہ بات ہرگز نہیں جانتے۔ تین مرتبہ انہوں نے یہی بات کہی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا یہ بتاؤ کہ عبداللہ بن سَلام تم لوگوں میں کیسا آدمی ہے؟" اُنہوں نے کہا وہ ہمارا سردار ہے، ہمارے سردار کا بیٹا ہے، وہ ہم سب سے زیادہ علم رکھتا ہے اور ہم سب سے زیادہ علم رکھنے والے کا بیٹا ہے۔ وہ ہم سب سے بہتر ہے اور ہم سب سے بہتر کا بیٹا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا بتاؤ اگر وہ مُسلم ہوجائے؟" کہنے لگے حاشا للہ وہ ہرگز مسلم نہیں ہوگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "اگر وہ مُسلم ہوجائے؟" یہودی کہنے لگے حاشا للہ وہ ہرگز مسلم نہیں ہوگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر پوچھا "بتاؤ اگر وہ مُسلم ہوجائے" کہنے لگے وہ ہرگز مُسلم نہیں ہوگا۔ اللہ اُسے اِس سے بچائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابن سلام باہر آؤ"۔ عبداللہ بن سلامؓ باہر آئے اور کہا "اے گروہِ یہود اللہ سے ڈرو کیونکہ قسم اُس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسُول ہیں اور حق کے ساتھ آئے ہیں"۔ یہودی کہنے لگے "تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم سب سے بدتر اور سب سے بدتر کے بیٹے ہو"۔ پھر بہت کچھ اُن کے (خودساختہ) عیوب بیان کرنے لگے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو باہر نکلوا دیا۔ عبداللہ بن سلامؓ نے عرض کیا "یا رسُولَ اللہ میں اِسی بات سے ڈرتا تھا"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ {احقاف ۱۰}

ان لوگوں سے کہدیجئے کہ اچھا بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو اور باوجود اس بات کے کہ بنی اسرائیل کے ایک گواہ نے اس جیسی کتاب کے نازل ہونے کی گواہی دیدی ہے اور وہ ایمان بھی لے آیا ہے تم اس کا انکار کر بیٹھے اور تکبّر کرنے لگے (تو اس صورت میں تمہارا انجام کیا ہوگا) بے شک اللہ ہٹ دھرم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

پھر فرمایا:۔

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ

اور اس قرآن سے پہلے موسیٰ کی کتاب آچکی ہے جو پیشوا اور ہدایت تھی اور یہ قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے۔ یہ عربی زبان

الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قف وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ ○ {۱۲} میں نازل ہوا ہے تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نیکی کرنیوالوں کو خوشخبری دے (پھر بھی افسوس ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے)

مسجدِ نبوی کی تعمیر جہاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُونٹنی بیٹھی تھی وہاں پہلے سے کچھ مُسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔ وہ زمین دو یتیم لڑکوں سہیلؓ و سہلؓ کے کھجوروں کی کھلیان تھی، یہ لڑکے اسعد بن زرارہ کی تربیت میں تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان دونوں لڑکوں کو بُلوایا اور اُس زمین کی قیمت پوچھی تاکہ اُسے خرید کر مسجد بنائی جائے۔ ان دونوں لڑکوں نے کہا کہ ہم قیمت نہیں لیں گے بلکہ اے اللہ کے رسُولؐ ہم اس کو ویسے ہی ہبہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو منظور نہیں فرمایا اور ان سے زمین خرید لی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہاں مسجد بنائی۔ صحابۂ کرامؓ اینٹیں اور پتھر اُٹھا کر لا رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَہ	اے اللہ بھلائی تو بس آخرت کی بھلائی ہے
فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہ	پس اے اللہ انصار اور مہاجرین کی مدد فرما

جس جگہ مسجد تعمیر ہو رہی تھی وہاں مشرکین کی قبریں تھیں، کھنڈرات تھے۔ کچھ کھجور کے درخت تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے مشرکین کی قبروں کو اُکھاڑ دیا گیا۔ کھنڈرات کو برابر کر دیا گیا۔ کھجور کے درخت کاٹ دئے گئے اور اُن کو مسجد کے قبلہ کی طرف لگا دیا گیا۔ پھر ان کے دونوں طرف پتھر لگا دئے گئے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی صحابۂ کرامؓ کے ساتھ اینٹیں اور پتھر اُٹھا اُٹھا کر لا رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ یہ بوجھ اُٹھانا باعثِ ثواب ہے نہ کہ خیبر میں (اُجرت کیلئے چھوہاروں وغیرہ کا) بوجھ اُٹھانا۔ اے ہمارے ربّ یہ نہایت ثواب کا اور پاکیزہ کام ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ بھی پڑھ رہے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرَہ	اے اللہ بے شک اجر تو آخرت ہی کا اجر ہے
فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہ	پس تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما[1]

تمام صحابہؓ تو ایک ایک اینٹ اُٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنھیں دیکھا تو اُن کے سر سے مٹّی جھاڑنے لگے اور فرمایا افسوس عمّار پر کہ ان کو ایک باغی جماعت (یعنی سبائی پارٹی) قتل کریگی۔ یہ اُن کو اللہ کی طرف بُلا رہے ہوں گے اور وہ اِن کو دوزخ کی طرف بُلا رہے ہونگے[2]۔ غرض یہ کہ مسجد تعمیر ہوگئی۔ اس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں کی تھی اور ستون کھجور کے تنے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں مسجد کی یہی کیفیت رہی[3]۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بالاخانہ میں قیام کچھ دن تک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نیچے کی منزل میں رہے۔ حضرت ابو ایوبؓ اوپر کی منزل میں رہا کرتے تھے۔ ایک رات کو انہیں خیال آیا "ہم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سر پر چلتے پھرتے

---

[1] ہجرت سے لیکر یہاں تک کا یہ سارا واقعہ اُن تمام احادیث کا مجموعی بیان ہے جن کا حوالہ یہ ہے۔ صحیح بخاری باب الصلاۃ من الایمان و باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃؓ و ابی بکرؓ و اسماءؓ و براءؓ و انسؓ و باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن انسؓ و براءؓ و باب خلق آدمؑ و ذریتہ عن عبد اللہ بن سلامؓ و باب علامات النبوۃ فی الاسلام و کتاب الصلوٰۃ عن انسؓ و کتاب البیوع باب اذا اشتری طعاما فوضعہ عن البائع عن عائشۃؓ و کتاب التفسیر باب من کان عدوا لجبریل عن انسؓ و کتاب احادیث الانبیاء باب مناقب المہاجرین عن ابی بکرؓ و باب مناقب عبد اللہ بن سلامؓ و کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع عن عائشۃؓ۔ و کتاب الاطعمۃ۔ صحیح مسلم میں بھی یہ واقعات جستہ جستہ بیان ہوئے ہیں مثلاً غار ثور میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان "ان دو آدمیوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے"۔ (باب من فضائل ابی بکرؓ عن انسؓ) سُراقہ کے جانے کے بعد حضرت ابو بکرؓ کا دودھ پلانا (باب شرب اللبن) سُراقہ کے ملنے سے پہلے پتھر کے سایہ میں آرام کرنا۔ حضرت ابو بکرؓ کا دودھ پلانا۔ پھر سُراقہ کا حملہ کرنا (باب حدیث الہجرۃ) مدینہ میں داخلہ کا منظر۔ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) (باب حدیث الہجرۃ و باب ذکر کذاب ثقیف)

[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التعاون فی بناء المسجد عن ابی سعید و کتاب الجہاد باب مسح الغبار۔ صحیح مسلم میں صرف یہ فرمان ہے تقتل عمارا الفئۃ الباغیۃ (کتاب الفتن باب لا تقوم الساعۃ حتی ام سلمہؓ)

[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب بنیان المسجد عن ابن عمرؓ۔

ہیں" یہ خیال آتے ہی وہ ایک کونہ میں ہو گئے اور وہیں رات گذاری۔ پھر اُنہوں نے اس کا ذکر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپؐ نے فرمایا "نیچے سہولت ہے"۔ حضرت ابو ایوبؓ نے عرض کیا "میں اس چھت پر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپؐ ہوں"۔ الغرض وہ نیچے آگئے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر چلے گئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا حضرت ابو ایوبؓ کے ہاں سے ہی آیا کرتا تھا۔[1]

ہجرتِ اشعریین رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منوّرہ تشریف لیجانے کی خبر جب حضرت ابو موسیٰؓ وغیرہ کو ہوئی تو یہ لوگ یمن میں تھے۔ اُنہوں نے بھی مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ ۵۲ یا ۵۳ آدمی تھے۔ وہ ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ کشتی اتفاق سے ساحلِ حبشہ پر جا کر رکی (یہ تمام وہاں اُتر گئے اور) شاہ نجاشی کے پاس چلے گئے۔ وہیں ان کی مُلاقات حضرت جعفر بن ابی طالبؓ سے ہوئی۔ حضرت جعفرؓ نے کہا ہمیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھیجا ہے اور یہاں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا تم بھی ہمارے ساتھ یہاں قیام کرو۔ غرض یہ کہ یہ لوگ بھی ان ہی کے ساتھ وہاں ٹھہر گئے اور ایک عرصہ کے بعد سب نے مل کر مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی۔[2]

مواخات مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کیا۔ یہ اتنا قوی بھائی چارہ تھا کہ مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا۔[3] مواخات کی کارروائی حضرت انسؓ کے گھر میں ہوئی۔ حضرت انسؓ کے والد حضرت ابو طلحہؓ کے مہاجر بھائی حضرت ابو عبیدہؓ تھے۔[4]

عدیم النظیر واقعۂ ایثار حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت سعد بن ربیعؓ بھائی بھائی قرار دئے گئے۔ حضرت سعدؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہا "میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، میں اپنے مال کے دو حصّے کرتا ہوں ایک تم لے لو، اور میری دو بیویاں ہیں۔ آپ دیکھیں جو آپ کو پسند ہو میں اُسے طلاق دیدوں پھر جب اُس کی عدّت پوری ہو جائے تو آپ اُس سے نکاح کر لیں"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "اللہ تمہیں تمہارے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے۔ مجھے تو بس یہ بتا دو کہ بازار کہاں ہے؟" حضرت سعدؓ نے ان کو بنو قینقاع کے بازار کا راستہ بتا دیا۔ جب حضرتِ عبدالرحمٰنؓ بازار سے واپس ہوئے تو اُن کے پاس کچھ پنیر اور گھی تھا۔ اس کے بعد وہ برابر صبح کو بازار جایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان پر کچھ زردی لگی ہوئی تھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یہ کیا ہے؟" حضرت عبدالرحمٰنؓ نے عرض کیا "میں نے نکاح کیا ہے"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے مہر کیا دیا۔ عرض کیا ایک گٹھلی کے برابر سونا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری سہی"۔[5]

عام انصار کا ایثار اسی طرح تمام انصار نے ایثار کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ انصار نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "ہمارے کھجوروں کے درختوں کو ہمارے اور ہمارے مہاجرین بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیجئے"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں" انصار نے عرض کیا "اچھا تو وہ محنت کریں اور کھجوروں میں ہمارے شریک ہو جائیں"۔ مہاجرین نے کہا "یہ ہمیں منظور ہے"۔[6]

دنیا داروں کی ہجرت بعض لوگ مُسلم ہو کر مدینہ منوّرہ آتے تھے۔ اگر اُن کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا اور اُن کی گھوڑیاں بیاہتیں تو کہتے کہ یہ دین اچھا ہے۔ اگر اُن کے ہاں بچّہ پیدا نہ ہوتا اور نہ گھوڑیاں بیاہتیں تو کہتے کہ یہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اباحۃ اکل الثوم۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ عن ابی موسیٰؓ صحیح مسلم باب من فضائل جعفر [illegible] کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ النساء عن ابن عباسؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مؤاخاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[5] صحیح بخاری باب مناقب الانصار عن سعدؓ و انسؓ و باب کیف اخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ و کتاب البیوع عن سعدؓ و انسؓ۔ [6] صحیح بخاری باب مناقب الانصار عن ابی ہریرۃؓ و کتاب الشروط و کتاب المزارعۃ۔

دین بُرا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ {ج}

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ایک کنارہ پر رہ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر انہیں کوئی فائدہ پہنچے تو مطمئن ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی آفت آجائے تو اپنے مُنہ کے بل واپس ہو جاتے ہیں (یعنی کافر ہو جاتے ہیں) اُنہوں نے دُنیا میں بھی نقصان اُٹھایا اور آخرت میں بھی نقصان اُٹھائیں گے اور یہ صریح نقصان ہے۔[1]

ہجرت کیلئے خلوصِ نیّت تقریباً اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہجرت کیلئے خلوصِ نیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا "تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور بے شک ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اُس نے نیت کی۔ پس جس شخص نے اللہ اور رسُولؐ کیلئے ہجرت کی تو اُس کی ہجرت اللہ اور رسُولؐ کیلئے ہوگی۔ اور جس نے دُنیا حاصل کرنے کیلئے، ہجرت کی یا کسی عورت سے نکاح کرنے کیلئے ہجرت کی تو اُس کی ہجرت اُسی کیلئے شمار ہوگی جس کی طرف اُس نے ہجرت[2] کی۔" رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت وہ عظیم الشان واقعہ تھا کہ بعد میں اسی سے سنہ ہجری کا آغاز کیا گیا۔[3]

مسجدِ نبوی کی کیفیّت مسجدِ نبوی کی تعمیر بہت ہی معمولی طریقہ سے ہوئی تھی۔ چھت وغیرہ کا صحیح انتظام نہ ہونے کی وجہ سے زمین گرم ہو جایا کرتی تھی۔ صحابہ کرامؓ سجدہ کے مقام پر کپڑے کا دامن بچھا لیا کرتے تھے۔[4]

حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنو سلمہ کے مکان مسجد سے بہت دور تھے۔ جب مسجد کے اطراف میں جگہ خالی ہوئی تو قبیلہ بنو سلمہ نے اپنے مکان بیچ کر مسجد کے قریب آنا چاہا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا "اپنے مکانوں میں رہو، تمہارے قدم بھی لکھے جاتے ہیں۔"[5] آپؐ نے اِس بات کو ناپسند فرمایا کہ مدینہ (کا کوئی حصّہ) خالی کر دیا جائے۔[6]

مسجدِ عُصبہ قباء میں ایک مقام ہے جس کو عصبہ کہا جاتا تھا۔ وہاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہجرت سے پہلے ہی مہاجرینِ اوّلین نماز باجماعت ادا کیا کرتے تھے۔ سالم مولیٰ ابوحُذیفہؓ امامت کرتے تھے اور وہ ان سب سے زیادہ قرآن مجید کے حافظ تھے۔[7]

حضرت عثمان بن مظعونؓ کی وفات حضرت اُمّ علاء انصاریہؓ فرماتی ہیں کہ جب مہاجرین کیلئے انکے رہنے کے سلسلہ میں قرعہ اندازی ہوئی تو حضرت عثمان بن مظعونؓ کا قُرعہ ہمارے مکان میں رہنے کا نکلا اور وہ ہمارے ہاں رہنے لگے۔ چند دن کے بعد حضرت عثمان بن مظعونؓ بیمار ہو گئے۔ ہم نے اُن کی تیمارداری کی یہاں تک کہ انہوں نے وفات پائی۔ ہم نے اُنہیں اُن کے کپڑوں میں رکھ دیا۔ اسی اثناء میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ میں نے کہا "اے ابوسائب تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے تمہیں بزرگی دی ہے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں کیا معلوم کہ اللہ نے انہیں بزرگی دی ہے۔" حضرت اُمّ علاء نے عرض کیا "میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہو جائیں اگر یہ بزرگ نہ ہوں گے تو پھر کون ہوگا۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سُورۃ الحج عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن عمرؓ و کتاب الایمان باب ماجاء ان الاعمال بالنیّۃ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب السجود علی الثوب عن انسؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل کثرۃ الخطا عن جابرؓ و صحیح بخاری کتاب الحج عن انسؓ نحوہ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناسک ابواب المدینۃ عن انسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب امامۃ العبد عن ابن عمرؓ و ابواب ہجرۃ النبیؐ باب اقامۃ المہاجر بمکۃ بعد قضاء نسکہ

"عثمان کو موت آچکی ہے اور میں ان کیلئے بہتری کی اُمید رکھتا ہوں، مگر اللہ کی قسم میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا"۔ حضرت اُمِّ علاءؓ نے عرض کیا "اللہ کی قسم اب میں کسی کی پاکی بیان نہ کرونگی" وہ کہتی ہیں مجھے اس بات سے کافی صدمہ ہوا (ایک دن) مجھے خواب میں عثمان کی ایک نہر دکھائی گئی جو بہہ رہی تھی۔ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئی۔ میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے خواب بیان کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ (نہر) ان کا عمل ہے"۔[1]

مدینہ منوّرہ میں اسلام کیلئے سازگار حالات رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مدینہ منوّرہ تشریف لانے سے پہلے مدینہ والوں میں ایک جنگ ہوئی تھی جسے جنگِ بعاث کہتے ہیں۔ اس جنگ کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے پہلے ہی سے سازگار حالات پیدا کردئے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو ان کی جماعتیں متفرّق ہوچکی تھیں۔ ان کے سردار قتل ہوچکے تھے یا مجروح ہوگئے تھے۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے دخولِ اسلام کے لئے پہلے ہی سے سازگار حالات پیدا کردئے (آپس کی دشمنی اور جنگ جدال کا علاج انہیں اسلام ہی میں نظر آیا۔ سرداروں کے قتل ہوجانے سے اسلام قبول کرنیوالوں کیلئے مزاحمت و مخالفت کا اندیشہ باقی نہ رہا[2])

نماز کی رکعات میں اضافہ ہجرت سے پہلے دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں۔ ہجرت کے بعد (ظہر و عصر اور عشاء کی نمازوں میں) چار چار رکعت فرض کردی گئیں[3]۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی ولادت حضرت اسماءؓ نے جب ہجرت کی تو وہ حاملہ تھیں اور مُدّتِ حمل پوری ہوچکی تھی۔ جب وہ مدینہ منوّرہ پہنچیں تو پہلے قباء میں قیام کیا۔ وہیں اُن کے بچّہ تولّد ہوا۔ وہ اس بچّہ کو لیکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں۔ بچّہ کو انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی گود میں دیدیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک کھجور منگائی پھر اُس کو چبا کر اُس بچّہ کے مُنہ میں ڈالدیا۔ پس سب سے پہلی چیز جو اس بچّہ کے پیٹ میں گئی وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا لُعابِ دہن تھا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس بچّہ کے تالو میں کھجور لگادی۔ پھر اس کیلئے دُعا کی اور اللہ سے برکت طلب کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بچّہ کا نام عبداللہ رکھا اور اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ یہ پہلا بچّہ تھا جو اسلام میں (بعد ہجرت) پیدا ہوا۔ اس بچّہ کی پیدائش سے مسلمین بہت خوش ہوئے اس لئے کہ یہ کہا جارہا تھا کہ یہودیوں نے جادو کردیا ہے لہٰذا مسلمین کے ہاں کوئی بچّہ پیدا نہیں ہوگا[4]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خادم جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو آپؐ کا کوئی خادم نہیں تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابوطلحہؓ سے کہا کوئی لڑکا تلاش کرو جو میری خدمت کردیا کرے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے حضرت انسؓ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور اُن کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں لے گئے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ یہ لڑکا بڑا عقلمند ہے۔ یہ آپؐ کی خدمت کیا کریگا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن اُمِّ علاء وکتاب الشہادات باب القرعۃ فی المشکلات۔

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم المدینۃ عن عائشہؓ وباب مناقب الانصارؓ۔

[3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب التاریخ عن عائشۃ صدیقہؓ

[4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الہجرۃ عن اسماءؓ وکتاب العقیقۃ۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم کتاب الآداب باب تحنیک المولود میں ہے۔ غیر خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے۔

پس حضرت انسؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کی۔ سفر میں بھی حضر میں بھی۔ لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی کسی کام کے متعلق جو اُنہوں نے کیا یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا اور جس کام کو نہیں کیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی اس کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا۔ غرض یہ کہ حضرت انسؓ نے دس سال تک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کی، وہ کہتے ہیں کہ اس پوری مُدّت میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی مجھے اُف بھی نہیں کہا۔[1]

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے کسی کام کیلئے بھیجا۔ میں نے کہا میں نہیں جاتا۔ دل میں خیال تھا کہ جاؤں گا۔ پھر میں نکلا اور بازار میں بچّوں کا کھیل دیکھنے لگا۔ اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی وہاں پہنچ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم ابھی اس کام کیلئے نہیں گئے۔ میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف دیکھا۔ آپؐ مُسکرا رہے تھے۔ میں نے کہا ابھی جاتا ہوں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں سے زیادہ خلیق تھے۔[2]

ایک یہودی لڑکا بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کے لئے لایا گیا۔ اُس نے ایک عرصہ تک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کی۔[3]

تبلیغ کیلئے آپؐ کا عبداللہ بن اُبیّ کے گھر تشریف لیجانا ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا گیا کاش آپؐ عبداللہ بن اُبیّ کے پاس تشریف لے چلیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک گدھے پر سوار ہوئے اور اُسکے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ صحابہؓ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے (جہاں سے آپؐ گذر رہے تھے) وہ ایک شور زمین تھی۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عبداللہ کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگا تم مجھ سے دور رہو۔ اللہ کی قسم تمہارے گدھے کی بدبو نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ ایک انصاری نے کہا اللہ کی قسم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گدھے کی بو تیری بو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اس بات پر عبداللہ کی قوم کے ایک شخص کو غصّہ آگیا اور دونوں میں باہم سخت کلامی ہوئی۔ پھر دونوں طرف کے آدمیوں کو غصّہ آگیا اور چھڑیوں، جوتیوں اور ہاتھوں سے خوب مار پیٹ ہوئی۔[4]

اذان کی ابتداء جب مہاجرین مدینہ منوّرہ آئے تو وقت کا اندازہ کر کے نماز کے لئے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اذان نہیں دی جاتی تھی۔ جب مسلمین کی تعداد زیادہ ہوگئی تو اس بات کی ضرورت محسُوس ہوئی کہ کوئی ایسی چیز ہونی چاہیئے جس سے وقت معلوم ہو جایا کرے۔ لہٰذا ایک دن لوگوں نے اِس سلسلہ میں مشورہ کیا۔ بعض نے کہا نصاریٰ کے ناقوس کے مثل ناقوس بنا لو۔ بعض نے کہا نہیں یہودیوں کے سنکھ کی طرح ایک سنکھ بنا لو۔ بعض نے کہا آگ جلا دیا کرو۔ حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ ایک آدمی کیوں نہ مقرر کر دیا جائے جو اذان دے دیا کرے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے بلال اُٹھو اور نماز کے لئے اذان دو، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو حکم دیا کہ اذان کے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الوصایا باب استخدام الیتیم عن انسؓ وکتابُ الاطعمۃ بابُ الحیس وکتابُ الادب باب حسن الخلق صحیح مسلم کتابُ الحج باب فضل المدینہ) میں صرف خط کشیدہ الفاظ ہیں۔

[2] صحیح مسلم کتابُ الفضائل عن انس رضؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المرضی عن انسؓ۔

[4] صحیح بخاری کتابُ الصّلح باب ما جآء فی الاصلاح بین النّاس عن انس رضؓ۔

کلمات دوہرے ادا کریں اور اقامت کے کلمات سوائے قد قامت الصلوٰۃ کے اکہرے ادا کریں[1]۔

اذان کے جاری ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان سننے والوں کو حکم دیا کہ جب اذان سنو تو تم بھی مؤذن کے مثل کہتے رہو[2]۔ حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا کرتے تھے[3]۔

حضرت عمرو بن عبسہؓ کی آمد | حضرت عمرو بن عبسہ سلمیؓ مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے اور پھر زمانہ کے پُر آشوب ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنے گھر واپس چلے گئے تھے۔ وہ اپنے وطن ہی میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ ان ایام میں وہ برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خبریں معلوم کرتے رہتے تھے۔ ایک دن مدینہ منورہ کے چند لوگ ان کے پاس پہنچے۔ حضرت عمرو بن عبسہؓ نے دریافت کیا کہ مدینہ منورہ آنے کے بعد اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ ان لوگوں نے بتایا کہ اب لوگ تیزی سے اُن پر ایمان لا رہے ہیں۔ اُن کی قوم نے اُن کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن وہ آپؐ کو قتل نہ کر سکے۔ یہ سُن کر حضرت عمروؓ مدینہ منورہ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ حضرت عمروؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ آپؐ مجھے پہچانتے ہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں تم وہی ہو جو مکہ میں مجھ سے ملے تھے۔" عمروؓ نے کہا جی ہاں۔ پھر حضرت عمروؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، جو اللہ نے آپؐ کو سکھایا ہے مجھے بھی بتا دیجئے۔ نماز کے متعلق بھی مجھے تعلیم دیجئے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز پڑھو پھر جب تک سورج بلند نہ ہو جائے نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اُس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ پھر تم نماز پڑھ سکتے ہو، بے شک نماز مشہود و محضور ہوتی ہے (یعنی اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں) اور تم اُس وقت تک نماز پڑھ سکتے ہو جب تک سایہ نیزے کے برابر نہ ہو جائے۔ پھر نماز سے رُک جاؤ کیونکہ اُس وقت جہنّم کو دہکایا جاتا ہے۔ پھر جب سایہ آگے بڑھنا شروع ہو تو نماز پڑھ سکتے ہو، بے شک نماز مشہود و محضور ہوتی ہے۔ پھر جب تم عصر کی نماز پڑھ لو تو نماز سے رُک جاؤ جب تک سورج غروب نہ ہو جائے، کیونکہ سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔ اُس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں[4]۔

اذانِ جمعہ | جمعہ کی نماز فرض ہو چکی تھی، پانچوں نمازوں کی اذانیں اپنے اپنے وقت پر ہو رہی تھیں لیکن نمازِ جمعہ کی اذان اُس وقت ہوتی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کیلئے آکر بیٹھ جایا کرتے تھے[5]۔

جمعہ کی نماز کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس دن کی نماز یہود و نصاریٰ پر بھی فرض کی گئی تھی لیکن انہوں نے اختلاف کیا۔ پھر اللہ نے ہمیں جمعہ کی توفیق و ہدایت بخشی"[6]۔

منبر | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر آپؐ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ پھر

---

[1] صحیح بخاری ابواب الاذان باب بدء الاذان عن ابن عمرؓ و باب الاذان مثنیٰ عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب بدء الاذان عن ابن عمرؓ و انسؓ۔

[2] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الاذان عن ابی سعید رضؓ۔

[3] صحیح مسلم کتاب الاذان عن عمرؓ۔

[4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اسلام عمرو بن عبسہؓ عن ابی امامہؓ۔

[5] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ عن سائبؓ۔

[6] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ و صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن ابی ہریرۃؓ۔

کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دیتے تھے[1]

خطبہ دیتے وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک کھجور کے تنہ کے قریب کھڑے ہو جایا کرتے تھے[2]

ایک دن ایک انصاری خاتون نے کہا کہ میرا غلام بڑھئی ہے۔ کیا میں آپؐ کیلئے منبر بنوا دوں کہ آپؐ اُس پہ بیٹھ جایا کریں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر تم چاہو تو بنوا دو[3]

کچھ دن بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بطور یاددہانی کے اُس خاتون سے کہلوایا کہ وہ اپنے غلام کو حکم دے کہ وہ میرے لئے (جلدی سے) منبر بنا دے جس پر بیٹھ کر میں لوگوں سے کلام کروں۔ اُس عورت نے غلام کو حکم دیا غلام نے مقام غابہ کے جھاؤ کی لکڑی سے ایک منبر بنایا۔ پھر وہ اُس کو لیکر اُس خاتون کے پاس آیا۔ اُس خاتون نے اُس کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بھیجدیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے وہ اُس کی جگہ پر رکھدیا گیا[4]

نماز کی تعلیم منبر پر | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منبر پہ کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ آپؐ نے منبر پر ہی اللہ اکبر کہا قرأت کی اور رکوع کیا۔ لوگوں نے بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رکوع کیا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُلٹے پاؤں منبر سے اُترے اور منبر کی جڑ میں سجدہ کیا۔ (سجدوں کے بعد) پھر منبر پر تشریف لے گئے اور اسی طرح کیا (جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا) پھر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف مُنہ کیا اور فرمایا اے لوگو! میں نے یہ کام صرف اس لئے کیا کہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز سیکھ لو[5]

کھجور کے تنہ کا رونا | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اب تک ایک کھجور کے تنہ کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب منبر بن گیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس پر خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے۔ اُس تنہ سے ایسی آواز آئی جیسی حاملہ اونٹنی کی آواز ہوتی ہے یا جیسے بچّہ روتا ہے۔ اُس کی ایسی حالت ہو گئی کہ قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر سے اُترے اور اُس تنہ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور اُسے اپنے سے چمٹا لیا، وہ تنہ اِس طرح رو رہا تھا جس طرح روتا ہوا بچّہ چُپ کیا جائے (کچھ دیر بعد) وہ تنہ خاموش ہو گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ اس لئے رو رہا تھا کہ (پہلے) یہ ذکر سُنتا تھا (اور اب اس سے محروم ہو گیا[6])

زکوٰۃ کا فرض ہونا | تقریباً اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مُومنین پر زکوٰۃ فرض کر دی۔ فرمایا:۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ {نور} (اے مُومنو!) نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو اور رسُولؐ کی اطاعت کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تجارتی قافلہ کی آمد | ایک دفعہ ایسا ہوا کہ جمعہ کے دن اُس وقت جبکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے شام سے غلّہ کا ایک تجارتی قافلہ مدینہ منوّرہ آیا۔ لوگ اُس کی طرف چلے گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ صرف بارہ آدمی رہ گئے جن میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا[7]:۔

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الجمعۃ عن ابنِ عُمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ بابُ الخطبۃ علی المنبر عن جابرؓ۔

[3] صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ وکتاب البیوع باب النجّار عن جابرؓ۔

[4] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ بابُ الصّلوٰۃ علی السّطوح وبابُ الخطبۃ علی المنبر و صحیح مسلم باب جواز الخطوۃ فی الصّلوٰۃ عن سہلؓ۔

[5] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ بابُ الصّلوٰۃ علی السّطوح وبابُ الخطبۃ علی المنبر و صحیح مسلم باب جواز الخطوۃ فی الصّلوٰۃ عن سہل بن سعدؓ۔

[6] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ عن جابرؓ وباب علامات النبوّۃ فی الاسلام عن ابنِ عمرؓ وجابرؓ وکتابُ البیوع بابُ النجّار۔

[7] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ وکتابُ البیوع وکتابُ التّفسیر سُورۃ الجمعۃ عن جابرؓ و صحیح مسلم کتابُ الجمعۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ
مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ
وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا
فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا
اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً
اَوْ لَهْوَا ِۨ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ
مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ
وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ (پ ۲۸ ع ۱۱)

اے ایمان والو جب جمعہ کے روز نماز کے لئے اذان ہو جائے تو فوراً اللہ کے ذکر کے لئے چلدیا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو تمہارے لئے یہی بہتر ہے بشرطیکہ تم سمجھو پھر جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جایا کرو اور اللہ کا فضل (یعنی روزی وغیرہ) تلاش کیا کرو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور (اے رسولؐ یہ کیسے لوگ ہیں کہ) جب انہوں نے تجارت یا تماشہ دیکھا تو اس کی طرف چلے گئے اور آپؐ کو کھڑا چھوڑ گئے (اے رسولؐ) آپؐ کہدیجئے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ تماشہ اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ ہی بہترین رزق دینے والا ہے۔

احکامِ جمعہ ان آیات سے ثابت ہوا کہ:۔

① جُمعہ کی نماز اور خطبہ اس واقعہ سے پہلے فرض ہو چکا تھا۔
② جُمعہ کی اذان بھی جاری ہو چکی تھی۔

(لیکن ان دونوں کی فرضیت کا ذکر قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی احکامِ الٰہی نازل ہوتے تھے)

③ خُطبہ کی اذان ہونے کے بعد خرید و فروخت حرام ہے۔ فوراً خُطبہ سُننے کیلئے مسجد روانہ ہو جانا چاہیئے۔
④ نمازِ جُمعہ ختم ہونے کے بعد تجارت کر سکتے ہیں لیکن اس حال میں بھی کثرت سے اللہ کو یاد رکھنا ضروری ہے (یعنی کسی کام میں اللہ کی نافرمانی نہیں ہونی چاہیئے)
⑤ خُطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیئے۔

مندرجہ بالا قرآنی احکام کے علاوہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جُمعہ اور خُطبہ کے متعلق مزید احکام صادر فرمائے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

① جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت آئے کہ امام خُطبہ دے رہا ہو تو اُسے دو رکعت پڑھنی چاہئیں لیکن ان دونوں رکعتوں کو مختصر ادا کرے[1]۔
② نماز میں طول دو اور خطبہ مختصر دو[2]۔
③ جب خطیب خُطبہ دے رہا ہو تو کسی سے یہ بھی نہ کہو کہ چُپ رہو۔ جس نے ایسا کیا اُس نے لغو کام کیا[3] (یعنی چُپ کہنا بھی حرام ہے چہ جائیکہ بات کرنا)

احکامِ تجارت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تجارت کے متعلق بھی بہت سے احکام صادر فرمائے۔ مثلاً آپؐ نے فرمایا:۔

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن جابر رض۔
[2] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن جابر رض۔
[3] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الجمعۃ۔

① کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی بیع پر بیع نہ کرے[1]۔ (یعنی جب ایک شخص کسی چیز کا سودا کر رہا ہو تو اُسوقت اُس چیز کا سودا نہ کرے)

② غلہ وغیرہ کو اندازہ سے نہ بیچے۔ نہ اُسی جگہ بیچے (جہاں خریدا ہے) بلکہ پہلے اپنی جگہ پر منتقل کرے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے ایسے لوگوں کو مارا جاتا تھا جو اس کی خلاف ورزی کرتے تھے[2]۔

③ (نیلام میں) قیمت بڑھانیکی نیت سے بولی نہ لگائے ہاں جب خود خریدنا ہو تو بولی لگائے[3]۔

④ کوئی شہری کسی دیہاتی کی طرف سے نہ بیچے[4] (یعنی دیہاتی کو شہر کے بازار کا نرخ معلوم نہ ہو اور شہری اُسے کم قیمت دیتا ہے)

⑤ تجارتی قافلوں سے شہر کے باہر جاکر سودا نہ کرے بلکہ اُنہیں بازار پہنچ جانے دے[5] (تاکہ انہیں بازار کا بھاؤ معلوم ہو جائے)

مسلمین کا کاروبار رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں اکثر مہاجرین بازار میں خرید و فروخت کرتے تھے۔ انصار کھیتی وغیرہ کرتے تھے[6]۔

بال اور مانگ مشرکین بالوں میں مانگ نکالا کرتے تھے اور اہلِ کتاب بالوں کو پیچھے موڑ دیا کرتے تھے۔ (ابتداء میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اہلِ کتاب کی موافقت کو پسند کیا کرتے تھے تاوقتیکہ اس معاملہ میں آپؐ کو کوئی حکم دیا جائے۔ لہٰذا پہلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی (مانگ نہ نکالتے تھے بلکہ) بالوں کو پیچھے موڑ دیا کرتے تھے۔ پھر کچھ عرصہ بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بالوں میں مانگ نکالنے لگے[7] (یعنی مانگ نکالنے کا حکم ملا تو موافقتِ اہلِ کتاب ترک کر دی) بلکہ پھر آپؐ نے یہاں تک فرمادیا کہ "یہود و نصاریٰ بال نہیں رنگتے تم اُنکی مخالفت کیا کرو[8]۔

حضرت عائشہؓ کی بیماری حضرت عائشہ صدّیقہؓ ہجرت کے بعد بنو حارث بن خزرج کے محلّہ میں اُتریں۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو ایک ماہ بخار آیا۔ حضرت ابوبکرؓ گھر میں داخل ہوتے۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ لیٹی ہوتی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ ان کے رخسار پر پیار کرتے تھے۔ پھر پوچھتے تھے اے بیٹی، تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ (بخار کے بعد وہ صحتیاب ہوئیں لیکن) اس بیماری میں ان کے تمام بال جھڑ گئے[9]۔

حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا وداع شوّال ۱۱ھ حضرت عائشہ صدّیقہؓ جب بیماری سے صحتیاب ہوگئیں تو پھر کثرت سے بال آگئے۔ غرض یہ کہ جب وہ بالکل اچھی ہوگئیں تو ایک دن ماہِ شوّال میں اُن کی والدہ اُمِّ رومانؓ اُن کے پاس آئیں۔ اُس وقت حضرت عائشہ صدّیقہؓ اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل میں مشغول تھیں کہ اتنے میں حضرت اُمِّ رومانؓ نے اُنہیں پکارا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں اُن کے پاس چلی گئی، مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ مجھے کیوں بُلا رہی ہیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع عن ابنِ عمرؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب البیوع عن ابنِ عمرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب البیوع عن ابنِ عمرؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب البیوع عن ابنِ عبّاسؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب البیوع عن ابنِ عباسؓ و ابن عمرؓ۔
[6] صحیح بخاری کتاب العلم باب حفظ العلم عن ابی ہریرۃؓ۔
[7] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اِتیان الیہود حین قدم النبیؐ المدینۃ عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل۔
[8] صحیح بخاری کتاب اللباس باب الخضاب عن ابی ہریرۃ رضؓ۔
[9] صحیح بخاری باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن براءؓ و باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عائشہؓ عن عائشہؓ۔ (صحیح مسلم کتاب النکاح میں ایک ماہ بخار آنے کا ذکر ہے۔ صحیح بخاری میں مدت نہیں ہے)

حضرت اُمِّ رومانؓ نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا ہاتھ پکڑا اور اُنہیں ایک مکان کے دروازہ پر لیجا کر کھڑا کر دیا۔ اس وقت حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا سانس پھول رہا تھا۔ جب ذرا سکون ہوا تو اُنہوں نے کچھ پانی لیکر اپنے چہرہ اور سر پر ڈالا۔ ان کی والدہ نے انہیں مکان کے اندر داخل کر دیا۔ اُس مکان میں چند انصاری خواتین تھیں۔ ان خواتین نے کہا خیر و برکت اور فالِ نیک کے ساتھ آؤ۔ پھر ان کی والدہ نے انہیں ان خواتین کے حوالہ کر دیا۔ ان خواتین نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا بناؤ سنگھار کیا۔ پھر صبح کے وقت جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی والدہ نے اُنہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی عمر نو سال تھی۔[1]

حضرت عائشہ صدّیقہؓ اب بھی اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیاں کھیلا کرتی تھیں۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لاتے تو وہ سہیلیاں چُھپ جایا کرتی تھیں۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (کہیں اِدھر اُدھر ہو جاتے اور) اُن سہیلیوں کو حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے پاس بھیجدیا کرتے تھے اور وہ ان کے ساتھ کھیلتی تھیں۔[2]

حضرت جبریلؑ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو سلام کرتے تھے حضرت جبریلؑ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عائشؓ، یہ جبریل ہیں تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا وعلیہ السّلام ورحمۃُ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت جبریلؑ نظر آتے تھے اور ہم لوگوں کو نظر نہ آتے تھے۔[3]

حضرت جبریلؑ کا دیر سے آنا ایک دن حضرت جبریلؑ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک مقررہ وقت پر آنے کا وعدہ کیا جس وقت کہ وہ عموماً آیا کرتے تھے۔ وقت مقررہ آگیا لیکن حضرت جبریلؑ نہیں آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک عصا تھا۔ آپؐ نے اُسے نیچے ڈالدیا پھر فرمایا "اللہ اور اُس کے فرشتے وعدہ خلافی نہیں کرتے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مُڑ کر دیکھا، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پِلّا اور ایک کُتّا پلنگ کے نیچے بیٹھے ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عائشہ یہ کُتّا یہاں کب آیا؟" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا "اللہ کی قسم مجھے تو معلوم نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (ان کو نکالنے کا) حکم دیا۔ وہ دونوں نکالدئے گئے۔ پھر حضرت جبریلؑ آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ میں تمہارے انتظار میں بیٹھا رہا۔ لیکن تم وقتِ مقررہ پر نہیں آئے"۔ حضرت جبریلؑ نے کہا "مجھے اس کُتّے نے روکدیا جو آپکے گھر میں تھا۔ ہم اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کُتّا یا تصویر ہو۔"[4]

مدینہ منوّرہ میں بُخار کی وبا مدینہ میں آکر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ کو بھی بخار آنے لگا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ ان کی عیادت کیا کرتی تھیں۔[5] جب حضرت ابوبکرؓ کو بخار چڑھتا تو وہ یہ شعر پڑھتے:۔

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي اَهْلِهٖ	ہر شخص اپنے اہل و عیال میں صبح کرتا ہے حالانکہ
وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ	مَوت اُسکی جوتی کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلّم عائشہؓ و صحیح مسلم نحوہٗ (ماہِ شوّال کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے)
[2] صحیح بخاری کتابُ الادب بابُ الانبساط الی النّاس عن عائشہ رضؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الادب باب من دعا صاحبہ فنقص من اسمہ حرفا و کتاب الفضائل۔
[4] صحیح مسلم کتاب اللّباس عن عائشہؓ۔ [5] پردہ کا حکم ابھی نازل نہیں ہوا تھا۔

حضرت بلالؓ کو جب افاقہ ہوتا تو آواز کو بلند کرتے اور یہ دو شعر پڑھتے :۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً	کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ میں اب پھر کسی شب اُس
بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ	وادی میں رہونگا جہاں میرے گرد اذخر اور جلیل نامی
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ	گھاس ہونگی اور کیا میں کبھی مجنّہ نامی چشمہ پر پہنچوں گا
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ	اور کیا مجھے شامہ اور طفیل نامی پہاڑیاں دکھائی دینگی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جاکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات کی خبر دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا فرمائی کہ "اے اللہ ہمیں مدینہ کی ایسی ہی محبت دے جیسی مکّہ کی بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور اس کی آب ہوا کو اچھّا کر دے اور ہمارے لئے مدینہ کے صَاع اور مُدّ میں برکت عطا فرما اور یہاں کے بُخار کو مقام جُحفہ میں منتقل کر دے[1]۔"

اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خواب دیکھا۔ آپؐ نے دیکھا کہ ایک سیاہ فام عورت جس کے بال پراگندہ ہیں مدینہ سے نکل کر مہیعہ میں منتقل ہو گئی ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے اسکی یہ تعبیر لی کہ مدینہ کی وبا مہیعہ میں منتقل ہو گئی ہے۔ پھر فرمایا مہیعہ جُحفہ ہی کو کہتے ہیں[2]۔

یہودیوں میں تبلیغ یہودی بھی کُفّار مکّہ کی طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت کا انکار کرتے تھے۔ یہ لوگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ذکرِ جلیل اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے تھے لیکن پھر بھی ہٹ دھرمی سے تکذیب کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ جیسے متبحّر عالم کے ایمان لانے سے بھی ان پر کچھ اثر نہیں ہوا بلکہ اُن کو بھی بُرا بھلا کہنے لگے۔ یہودیوں نے محض ہٹ دھرمی سے کہا :۔

مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ط {انعام ۹۱}	اللہ نے کسی انسان پر کچھ نہیں اُتارا

اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ج وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا أَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ط قُلِ اللّٰهُ لا ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ○ {انعام ۹۱}	ان سے پوچھئے کہ جو کتاب موسیٰؑ لے کر آئے تھے اُسے کس نے نازل کیا تھا۔ وہ کتاب لوگوں کیلئے نور اور ہدایت تھی۔ اور تم نے جسے علیحدہ علیحدہ اوراق پر نقل کر رکھا ہے۔ بعض اوراق کو ظاہر کرتے ہو اور اکثر کو چھپاتے ہو۔ اور تم کو وہ باتیں سکھائی گئی تھیں جن کو نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا (اے رسُولؐ) ان سے کہدیجئے کہ وہ کتاب اللہ ہی نے اُتاری تھی (تو اللہ اب بھی اُتار سکتا ہے) پھر (اے رسُولؐ) ان کو چھوڑ دیجئے کہ وہ اپنی بیہودہ بکواس میں کھیلتے رہیں۔

پھر فرمایا (اے رسُولؐ)

وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ط {انعام ۹۲}	اور اس کتاب کو بھی ہم ہی نے نازل کیا ہے۔ یہ برکت والی کتاب ہے، جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے تاکہ (اس کے ذریعہ) آپؐ مکّہ اور اس کے تمام اطراف کے لوگوں کو ڈرائیں

کُفّار چاہتے تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کی باتوں کو تسلیم کر لیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

---

[1] صحیح بخاری باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم المدینۃ عن عائشۃ رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التعبیر باب المرأۃ السوداء عن ابن عمر رضؓ۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ {انعام ۱۱۴}

(اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کیا میں اللہ کے علاوہ کسی اور حاکم کو تلاش کروں، حالانکہ اُس نے تمہاری طرف علیحدہ علیحدہ احکامِ شریعت نازل کردئے ہیں (تاکہ سمجھنے میں التباس نہو) اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کتاب تمہارے ربّ کی طرف سے حق کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔ پس تم ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔

فرقہ بندی کی مذمّت اہلِ کتاب مختلف فرقوں میں بٹ گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ {انعام ۱۵۹}

جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور کئی فرقے بنا ڈالے آپؐ کو ان سے کوئی سروکار نہیں۔ ان کا کام اللہ کے حوالہ ہے پھر وہی ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے۔

اِذنِ قتال مؤمنین پر اب تک ظلم ہوتا رہا۔ ظلم ہی کی وجہ سے انہیں ہجرت کرنی پڑی، جیسا کہ ارشادِ باری ہے۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ {نحل ۴۱}

جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد اللہ کیلئے ہجرت کی ہم انکو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑا ہے۔ کاش وہ اِس بات کو جانتے۔

مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو بھی جنگ کی اجازت دی۔ فرمایا:۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ ۝ اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ {حج ۳۹۔۴۰}

جن مؤمنین سے لڑائی کی جارہی ہے ان کو اجازت ہے کہ وہ بھی لڑیں کیونکہ ان پر ظلم ہورہا ہے (ظلم کو مٹانا ضروری ہے) اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ لوگ بے قصور اپنے گھر سے نکالے گئے صرف اِس بات پر کہ اُنہوں نے کہا ہمارا ربّ (صرف) اللہ ہے۔

پھر فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ {حج ۵۸و۵۹}

جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر مارے گئے یا مرگئے اللہ اُن کو اچھی روزی دیگا اور وہ بہتر رزق دینے والا ہے اور اللہ اُن کو ایسے مقام میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے۔ اور بے شک اللہ علیم اور حلیم ہے۔

مزید احکام کا نزول اب تک نماز میں باتیں کرنیکی اجازت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرماکر نماز میں خاموش (و باادب) رہنے کا حکم دیا۔ فرمایا:۔

حٰفِظُوْا عَلَي الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۤ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ {بقرہ ۲۳۸}

نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً بیچ والی نماز کی اور اللہ کے سامنے باادب کھڑے رہا کرو۔[1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن زید بن ارقم رض۔

پھر فرمایا:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ {المؤمنون ۱ تا ۱۱}

بے شک وہ ایمان والے فلاح پائیں گے جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ جو بے ہودہ باتوں سے اعراض کرتے ہیں، جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جو شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے بیویوں اور لونڈیوں کے کہ ان سے صحبت کرنے میں کوئی ملامت نہیں اور جو ان کے علاوہ کسی اور عورت کا طالب ہو تو ایسے لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ اور جو امانتوں اور عہد و پیمان کی نگرانی کرتے ہیں۔ اور جو نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ جنّت الفردوس کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

تقریباً اسی زمانہ میں مسلمین کا ایک قافلہ حبشہ سے مدینہ منوّرہ پہنچا۔ ان میں حضرت ابنِ مسعودؓ بھی شامل تھے۔ اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس حال میں سلام کیا کہ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جواب نہیں دیا حالانکہ پہلے آپ جواب دیا کرتے تھے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے سلام کا جواب نہ دینے کی وجہ دریافت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک نماز میں شغل ہوتا ہے[1]"۔ (یعنی نمازی اللہ سے سرگوشی کرنے میں مشغول ہوتا ہے، اُسے کسی اور سے بات نہ کرنی چاہیئے)

یہودیوں کا وہم | یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر بیوی کے پاس پیچھے سے آئے تو بچّہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس غلط عقیدہ کو دور کرنے کیلئے فرمایا:۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ص فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ {بقرہ ۲۲۳}

تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، پس تم اپنی کھیتیوں (یعنی قُبُل) میں جس طرح چاہو آؤ[2]

یہودیوں کو دعوت | یہودیوں کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ○ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ○ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِیْنِ ○ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ○ وَمَآ اَنْتَ

بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے ان باتوں کی وضاحت کرتا ہے جن میں وہ ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں اور بے شک یہ مؤمنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ اور (اے رسُولؐ) بے شک قیامت کے دن اللہ اپنے حکم سے ان میں فیصلہ کرے گا اور وہ غالب اور علم والا ہے۔ (اے رسُولؐ) آپؐ (صرف) اللہ پر بھروسہ کیجئے۔ بے شک آپؐ حق مبین پر ہیں (اگر یہ نہیں سُنتے تو آپؐ غمگین نہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ عن ابنِ مسعودؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن جابرؓ و صحیح مسلم کتاب الطلاق۔

بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ ہوں) کیوں کہ آپؐ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے (یہ بھی روحانی
اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ {النمل ۸۰ تا ۸۱} طور پر مُردہ ہو چکے ہیں) اور نہ آپؐ بہروں کو سُنا سکتے ہیں۔
(خصوصًا) جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں اور نہ آپؐ اندھوں کو راستہ بتا سکتے ہیں۔ آپؐ تو اُن ہی کو سُنا سکتے ہیں
جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور مسلم بن جاتے ہیں۔

اہلِ کتاب سے مُباحثہ پھر فرمایا کہ (ہمیں معلوم ہے کہ اہلِ کتاب آپؐ سے بحث و مباحثہ کرتے ہیں اگر ایسی صورت پیش آئے تو اے رسولؐ)

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ {عنکبوت ۴۶ و ۴۷}

آپؐ ان سے بڑی خوبصورتی سے بحث کریں، یہ ضرور ہے کہ جو ان میں ظلم کریں (وہ سختی کے مستحق ہیں) اور اے مؤمنو! اہلِ کتاب سے کہدو کہ ہم اُس کتاب پر بھی جو ہم پر نازل ہوئی اور اُن کتابوں پر بھی جو تم پر نازل ہوئیں ایمان لاتے ہیں ہمارا تمہارا حاکم صرف ایک ہے اور ہم صرف اُسی کے مسلم ہیں (اور اے رسولؐ جس طرح ہم پہلے انبیاء پر کتابیں نازل کر چکے ہیں) اسی طرح ہم نے یہ کتاب آپؐ پر نازل کی ہے۔ پس جن لوگوں کو ہم نے (آپؐ سے پہلے) کتاب دی تھی (ان میں سے جو حق پرست ہیں) وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور ان (مشرکینِ عرب) میں سے بھی بعض لوگ ایمان لے آتے ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ جو ہٹ دھرم ہیں وہی ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

ہجرت نہ کرنے والوں کو سرزنش اکثر مُسلم ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ آ چکے تھے۔ کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے دُنیوی مفاد کی خاطر ہجرت نہیں کی وطن ہی میں رہے۔ ان لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ {توبہ ۲۳ و ۲۴}

اے ایمان والو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی ایمان کے مقابلہ میں کُفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو۔ جو ان سے دوستی رکھیں گے وہ گنہگار ہوں گے (اور اے رسولؐ) آپؐ ان سے کہدیجئے کہ اگر تمہیں تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور رشتہ دار اور جو مال تم کماتے ہو اور تجارت جس کے مندا ہو جانے سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکان جن کو تم پسند کرتے ہو اللہ، اُس کے رسولؐ اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (یعنی وہ اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے فطرتًا ہدایت سے محروم رہتے ہیں)

کتابتِ قرآن مجید مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی کتابت کا باقاعدہ

انتظام فرمایا۔ اِس کام پر حضرت زید بن ثابتؓ مقرر کئے گئے۔[1]

قرآن مجید کی سات قرأتیں قرآن مجید نازل ہو رہا تھا۔ مختلف لب لہجہ کے لوگ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ ابتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک طرز سے پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار التجا کرتے رہے کہ مزید طرز سے پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو سات طریقوں سے پڑھنے کی اجازت مل گئی۔[2]

اس اجازت کے بعد مسلمین مختلف لب لہجہ میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ہشام بن حکیمؓ کو نماز میں سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سُنا۔ وہ ایسے طریقہ سے تلاوت کر رہے تھے کہ حضرت عمرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس طریقہ سے پڑھنے کی تعلیم نہیں دی تھی۔ حضرت عمرؓ نے ان کی نماز ختم ہونے تک صبر کیا نماز کے بعد اُن سے پوچھا کہ تم کو اِس طرح کس نے پڑھایا ہے۔ حضرت ہشامؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس طریقہ سے پڑھایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا تم غلط کہتے ہو (یہ کہکر) وہ اُنہیں کھینچتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے سورۂ فرقان سُنی اور ہر ایک کی قرأت پر یہی فرمایا کہ اس طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا کہ بے شک قرآن سات قرأتوں (ولہجوں) پر نازل ہوا ہے لہٰذا تم جس طریقہ سے بآسانی پڑھ سکتے ہو پڑھو۔[3]

حضرت سعد بن معاذؓ کا سفرِ مکّہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشین گوئی اسی زمانہ میں حضرت سعد بن معاذؓ بغرضِ عمرہ مکّہ معظّمہ تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ اُمیّہ بن خلف کے دوست تھے۔ اُمیّہ جب مدینہ منوّرہ آتا تھا تو اُن کے ہاں ٹھہرتا تھا۔ اور یہ جب مکّہ معظّمہ جاتے تھے تو اس کے ہاں ٹھہرتے تھے۔ اِس مرتبہ بھی حضرت سعدؓ اُمیّہ کے ہاں ہی ٹھہرے۔ حضرت سعدؓ نے اُمیّہ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسا تنہائی کا وقت بتاؤ کہ میں اُسوقت جاکر بیتُ اللہ کا طواف کرسکوں۔ اُمیّہ حضرت سعدؓ کو دوپہر کے وقت لے کر گھر سے چلا۔ بیتُ اللہ میں ابوجہل سے اسکی ملاقات ہوئی۔ ابوجہل نے کہا اے ابوصفوان یہ تمہارے ساتھ کون ہے۔ اُمیّہ نے کہا یہ سعدؓ ہیں۔ ابوجہل نے حضرت سعدؓ سے کہا "کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم مکّہ میں امن کے ساتھ طواف کر رہے ہو حالانکہ تم نے بے دینوں کو پناہ دے رکھی ہے اور تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم اُن کی مدد کروگے۔ اللہ کی قسم اگر تم ابوصفوان کے ساتھ نہ ہوتے تو کبھی اپنے گھر صحیح سلامت نہ جاتے۔" حضرت سعدؓ نے اپنی آواز کو اُس کی آواز پر بلند کیا اور کہا ہاں۔ دونوں کی آپس میں سخت کلامی ہوئی۔ حضرت سعدؓ نے کہا "اللہ کی قسم اگر تو مجھے یہاں آنے سے روکیگا تو میں ضرور تجھے ایسی جگہ جانے سے روکونگا کہ وہ روکنا تیرے لئے اس سے زیادہ بُرا ہوگا۔ میں تجھ پر مدینہ ہوکر شام جانے کا تجارتی راستہ بند کردوں گا۔" اُمیّہ نے بار بار حضرت سعدؓ سے کہا "اے سعدؓ وادیٔ مکّہ کے سردار ابوالحکم پر اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔" اُمیّہ نے ان کو بلند آواز کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ حضرت سعدؓ کو غصّہ آگیا۔ کہنے لگے "اے اُمیّہ رہنے دے اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپؐ فرماتے تھے کہ بیشک مسلم تجھ کو قتل کرینگے" اُمیّہ نے پوچھا "کیا مجھے قتل کریں گے؟" حضرت سعدؓ نے کہا ہاں۔ اُس نے پوچھا "کیا مکّہ میں قتل کریں گے؟" حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب کاتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن زید بن ثابتؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن ابن عباسؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب بیان ان القرآن علیٰ سبعۃ احرف نحوہٗ۔

سعدؓ نے کہا "یہ مجھے نہیں معلوم" اُمیّہ یہ سُن کر بہت خوفزدہ ہوا۔ کہنے لگا "واللہ محمدؐ جھوٹ نہیں بولتے"۔ پھر جب وہ اپنی بیوی کے پاس آیا تو کہنے لگا "اے اُمِّ صفوان، تم نے سُنا سعدؓ نے میرے متعلق کیا کہا ہے"۔ بیوی نے کہا "میں نے نہیں سُنا، تم بتاؤ کہ کیا کہا ہے؟" اُمیّہ نے کہا کہ سعدؓ نے یہ کہا ہے کہ انہیں محمدؐ نے یہ خبر دی ہے کہ مسلم مجھے قتل کریں گے۔ میں نے سعدؓ سے پوچھا کہ مکہ میں قتل کریں گے یا کہیں اور، تو اُنہوں نے جواب دیا کہ "مجھے نہیں معلوم"۔ بیوی نے کہا اللہ کی قسم محمدؐ غلط بات نہیں کہتے۔ اُمیّہ نے کہا اللہ کی قسم میں کبھی مکہ سے باہر نہیں جاؤں گا۔[1]

جمعہ کے دن غسل کی ابتداء جمعہ کے دن لوگ اپنی منزلوں اور مدینہ کے بالائی علاقوں سے آیا کرتے تھے۔ ان پر گرد و غبار پڑتا پھر پسینہ آتا، پسینہ سے بدبو آنے لگتی (اسی حالت میں) ایک شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بدبو محسُوس ہوئی) آپؐ نے فرمایا "کاش تم آج کے دن نہا دھو کر آتے![2]"

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یہ کلمات گویا غسل کی ایک ترغیب تھی۔ فوراً آپؐ نے غسل کو فرض نہیں کیا، کیونکہ تمام احکام کا نفاذ تدریجاً ہی ہوا، یہی صورت یہاں بھی اختیار کی گئی۔

(پھر کچھ عرصہ بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور خوب پاک و صاف ہو کر تیل اور خوشبو لگا کر مسجد آئے، دو آدمیوں میں تفریق نہ کرے۔ پھر جتنی اُس کی تقدیر میں ہو نماز پڑھے پھر جب امام خطبہ دے تو خاموش رہے تو ایسے شخص کے وہ گُناہ جو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ہوں مُعاف کر دئے جاتے ہیں[3]"۔

(پھر کچھ عرصہ بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص جمعہ کی نماز کو آئے اُسے غسل کر لینا چاہیئے[4]"۔

(پھر کچھ عرصہ بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر فرض ہے۔ اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا بھی فرض ہے بشرطیکہ خوشبو میسّر ہو[5]"۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب ذکر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من یُقتل ببدر عن ابنِ مسعودؓ و باب علامات النبوّۃ (اُمیّہ جنگِ بدر میں شریک ہوا اور مسلمین کے ہاتھوں سے قتل ہوا جیسا کہ آگے آئے گا)

[2] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الجمعۃ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ عن سلمانؓ۔

[4] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ عن ابنِ عمرؓ و صحیح مسلم کتابُ الجمعۃ۔ [5] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الجمعۃ عن ابی سعیدؓ۔

سنہ ۲ھ

۱۰ محرم یعنی عاشورہ کا روزہ یہ تو پہلے لکھا جا چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین مکہ معظمہ میں عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ یہودی بھی عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے دریافت کیا کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ یہودیوں نے کہا یہ ایک بڑا دن ہے۔ اس دن اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر فتح دی تھی لہٰذا ہم اس کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی بطور شکریہ روزہ رکھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم موسیٰؑ کے تم سے زیادہ حقدار ہیں۔ پھر آپؐ نے عاشورہ کے روزہ کا حکم دیدیا[1]۔ عاشورہ کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی بستیوں میں اعلان کروا دیا کہ جس نے ایسی حالت میں صبح کی کہ اس کا روزہ نہ ہو تو وہ بقیہ دن روزہ رکھے اور جس نے روزہ کی حالت میں صبح کی ہو وہ اپنا روزہ پورا کرے[2]۔ پھر صحابہ کرامؓ صحابیاتؓ اور ان کے بچوں نے روزہ رکھا۔ بچوں کیلئے انہوں نے اون کے کھلونے بنا رکھے تھے۔ جب کوئی بچہ روتا تو وہ کھلونے اس کو دیدئے جاتے۔ افطار تک ایسا ہی ہوتا رہا[3]۔

قصاص کا وجوب بنی اسرائیل میں قصاص تو تھا لیکن دیت نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمین پر فضل و کرم کرتے ہوئے دیت کا حکم بھی نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۭ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۭ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۷۸ و ۱۷۹}

اے ایمان والو تم پر قصاص کو فرض کیا جاتا ہے۔ آزاد کے بدلہ آزاد، غلام کے بدلہ غلام، عورت کے بدلہ عورت (یعنی جو شخص بھی قاتل ہوگا وہ قتل کیا جائے گا) اگر مقتول کے ورثاء قاتل کو معاف کر دیں تو معروف کے مطابق دیت ادا کی جائے اور بطریق احسن ادا کی جائے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے آسانی اور مہربانی ہے۔ دیت لینے کے بعد جو شخص زیادتی کرے تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے، اور اے عقل والو قصاص میں تمہارے لئے زندگی (کا تحفظ) ہے، اسی طرح تم تقویٰ حاصل کر سکتے ہو (یعنی خونریزی سے بچ سکتے ہو)[4]

---

[1] صحیح بخاری باب اتیان الیہود النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قدم المدینۃ عن ابن عباسؓ وابی موسیٰؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب وھل اتاک حدیث موسیٰ عن ابن عباسؓ وصحیح مسلم کتاب الصوم۔

[2] صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم الصبیان عن ربیع بنت معوذ وباب صوم یوم عاشوراء عن سلمہ بن اکوعؓ وصحیح مسلم کتاب الصوم۔

[3] صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم الصبیان عن ربیع وصحیح مسلم کتاب الصوم۔ [4] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابن عباسؓ۔

جنگوں کا آغاز

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کی اجازت مل چکی تھی لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفّار کی قوّت کو پامال کرنے اور ان کی مسلسل دشمنی کا خاتمہ کرنے کی غرض سے مکّہ معظّمہ کی ناکہ بندی کے انتظامات شروع کیے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی جھڑپ عشیرہ کے مقام پر ہوئی۔ اسی لئے اس جنگ کا نام غزوۂ عشیرہ ہے[1]۔

کیونکہ اب باقاعدہ جنگوں کا آغاز ہو رہا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ {۱۱۱ تو ۱۱۲}

بے شک اللہ نے مؤمنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنّت کے عوض میں خرید لئے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے راستہ میں لڑتے ہیں (کافروں کو) قتل بھی کرتے ہیں اور (کافروں کے ہاتھ سے) قتل بھی ہو جاتے ہیں۔ یہ توریت، انجیل اور قرآن کا سچّا وعدہ ہے (کہ ایسے لوگوں کے لئے جنّت ہے) اور اللہ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے لہٰذا (اے مؤمنو!) جو سودا تم نے اللہ سے کیا ہے اُس پر خوش ہو جاؤ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے (یہ مجاہد در اصل) توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک کاموں کا حکم دینے والے، بُری باتوں سے روکنے والے اور حدود اللہ کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں (یعنی نیک عمل کرتے ہیں اور پھر جہاد کرتے ہیں) اور (اے رسولؐ) ایسے مؤمنین کو (جنّت کی) خوشخبری سُنا دیجئے۔

چھت گیری اور دیوار گیری کی ممانعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کیلئے تشریف لے گئے حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ العشیرۃ عن زید بن ارقم رضہ۔

عائشہ صدیقہؓ نے طاق کے دروازہ پر ایک تصویر دار کپڑا لٹکا دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور پردہ دیکھا تو چہرہ مبارک متغیّر ہوگیا، آپؐ نے پردہ کو کھینچکر پھاڑ دیا اور فرمایا "اللہ نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھروں اور مٹّی کو کپڑا پہنائیں (یعنی طاق پر پردہ لٹکانا مٹّی کو کپڑا پہنانا ہے اور یہ چیز بالکل غیر ضروری ہے) اور اے عائشہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اُس کو ہوگا جو اللہ کی (جاندار) مخلوق کی تصویر بنائے"۔ پھر حضرت عائشہؓ نے اس پردہ کو قطع و بُرید کر کے دو تکئے بنالئے، ان میں کھجور کی چھال بھری۔ آپؐ نے انکو تکئے بنانے پر کوئی ملامت نہیں کی، ان تکیوں پر آپؐ تکیہ لگایا کرتے تھے[1]۔

گھروں میں تصویر رکھنے کی ممانعت مندرجہ بالا حدیث میں تصویر بنانے کی وعید کا بیان کر دیا گیا تھا لیکن تصویروں کو گھر میں رکھنے کی کوئی ممانعت نہیں کی گئی تھی، اسی بنا پر کچھ عرصہ بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک گدّا خریدا۔ گدّے میں چند تصاویر تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر تشریف لائے، آپؐ نے اس گدّے کو دیکھا اور دروازے پر کھڑے ہوگئے، اندر داخل نہیں ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ مبارک پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے۔ کہنے لگیں میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف رجوع کرتی ہوں۔ میں نے کیا قصور کیا؟ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ گدّا کیسا ہے؟ عرض کیا میں نے اسے آپؐ کیلئے خریدا ہے تاکہ آپؐ اس پر بیٹھیں اور تکیہ لگائیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ان تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب کیا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا تھا اسے زندہ کرو۔ اس کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک اُس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویریں ہوں[2]۔"

حضرت ابو اُسیدؓ کی شادی میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شرکت حضرت ابو اُسیدؓ کی شادی ہوئی تو اُنہوں نے ولیمہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے اصحابؓ کو دعوت دی۔ حضرت ابو اسیدؓ کی دلہن ہی نے کھانا تیار کیا اور مہمانوں کے سامنے پیش کیا۔ اُنہوں نے رات کو پتھر کے ایک برتن میں کچھ کھجوریں بھگو دی تھیں۔ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھانے سے فارغ ہوئے تو اُنہوں نے آپؐ کو کھجور کا شربت پلایا[3]۔ (نوٹ:- پردہ کا حکم ابھی تک نازل نہیں ہوا تھا)

چغلی اور پیشاب پر عذاب ایک دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دو قبروں کے پاس سے گذرے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ان قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر نہیں ہو رہا ہے۔ ایک تو ان میں سے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا تھا۔ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک تر ٹہنی منگائی، اس کو چیر کر دو حصّے کئے اور ایک ایک حصّہ کو دونوں قبروں پر گاڑ دیا۔ پھر فرمایا شاید جب تک یہ خشک نہ ہوں ان پر عذاب میں تخفیف ہو[4]۔ (عذاب میں تخفیف کا سبب ٹہنی کا تر ہونا اور اُس کا تسبیح پڑھنا نہیں ہے، کیونکہ قرآن مجید کی رو سے ہر خشک و تر چیز اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے۔ تخفیف کا سبب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دُعا تھی کہ جب تک یہ ٹہنیاں تر رہیں کم از کم اتنی دیر تو ان پر عذاب میں کمی ہو جائے جیسا کہ

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب اللباس باب التصاویر۔ [2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب هل یرجع اذا رأی منکرا عن عائشہؓ و صحیح مسلم کتاب اللباس۔
[3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب قیام المرأة علی الرجال فی العرس عن سهلؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الادب باب الغیبة عن ابن عباسؓ۔

صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ کی روایت کردہ طویل حدیث میں مذکور ہے)

تعریف کی مذمت ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ایک شخص کا ذکر آیا۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے اُس کی بہت تعریف کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی (یعنی وہ سُنے گا تو اس پر فخر کریگا اور فخر کرنے سے اُس کے اعمال ضائع ہوجائیں گے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بات کئی مرتبہ فرمائی۔ پھر فرمایا کہ اگر کسی کو لامحالہ کسی کی تعریف کرنی ہی ہو تو اِس طرح کہے کہ "میں گمان کرتا ہوں کہ وہ ایسا ہے، ایسا ہے"، بشرطیکہ وہ یہ سمجھتا ہو کہ واقعی وہ ایسا ہے۔ اصلی حساب لینے والا تو اللہ ہی ہے (وہی جانتا ہے کہ کون اچھا ہے اور کون بُرا ہے) لہٰذا اللہ کے سامنے کسی کا تزکیہ نہ کیا کرو۔[1]

نزولِ سُورۂ کوثر ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صحابۂ کرامؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ کو کچھ غنودگی سی ہوئی (جب افاقہ ہوا تو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا سر اُٹھایا۔ آپؐ اُس وقت مسکرا رہے تھے۔ صحابہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ کو کس چیز نے ہنسایا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابھی ایک سُورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپؐ نے وہ سُورت تلاوت فرمائی:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○ {کوثر}

اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمٰن ہے اور رحیم ہے (اے رسُولؐ) بے شک ہم نے آپؐ کو کوثر دی۔ پس آپؐ اپنے رب کیلئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔ بیشک آپؐ کا دشمن ہی نامُراد ہے۔

تلاوت کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم جانتے ہو، کوثر کیا چیز ہے؟ صحابہؓ نے کہا اللہ اور اس کا رسُولؐ زیادہ جانتا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ ایک نہر ہے جس کا میرے ربّ عزّوجلّ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ اُس پر خیرِ کثیر ہے۔ وہ (مثل) ایک حوض کے ہے۔ اس کے کُلاس گنتی میں تاروں کے برابر ہیں۔ قیامت کے دن میری اُمّت کے لوگ اس پر وارد ہوں گے۔ ان میں سے کسی شخص کو اس حوض سے علیحدہ کر دیا جائیگا۔ میں کہونگا اے ربّ یہ تو میری اُمّت میں سے ہے۔ اللہ فرمائے گا آپؐ نہیں جانتے اس نے آپؐ کے بعد کیسی کیسی بدعتیں نکالی تھیں۔[2]"

حُسنِ تعلیم و حُسنِ صلوٰۃ معاویہ بن الحکم کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص کو چھینک آئی، میں نے (حسبِ دستور) یرحمک اللہ کہا۔ لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا "میری ماں مجھ پر روئے، تم لوگ کیوں مجھے گھور رہے ہو"۔ لوگوں نے اپنے ہاتھ رانوں پر مارے۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ لوگ مجھے خاموش کرنا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہوگیا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام پھیرا تو میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں میں نے آپؐ سے بہتر تعلیم دینے والا نہ آپؐ سے پہلے دیکھا نہ آپؐ کے بعد دیکھا۔ اللہ کی قسم نہ آپؐ نے مجھے دھمکایا، نہ مارا، نہ بُرا بھلا کہا بلکہ یہ فرمایا "بے شک یہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس میں لوگوں سے گفتگو جائز نہیں، نماز تو بس تسبیح، تکبیر اور قرأۃ قرآن کیلئے ہے"۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسُولؐ، میں جاہلیّت سے ابھی ابھی نکلا ہوں، اور اب اللہ نے اسلام کو قائم کر دیا ہے (لیکن اسلام

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب عن ابی بکرۃ رض۔

[2] صحیح مسلم کتاب الصّلوٰۃ باب حجۃ من قال البسملۃ آیۃ عن انسؓ۔

کے احکام سے میں واقف نہیں ہوں) ہم میں سے بہت سے آدمی کاہنوں کے پاس جایا کرتے تھے (کیا اب بھی ہم اُن کے پاس جا سکتے ہیں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ان کے پاس نہ جانا۔ میں نے کہا "ہم میں سے بعض لوگ بدشگونی لیتے ہیں (اس کا کیا حکم ہے)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بدشگونی کا وہم لوگوں کے دلوں میں آجایا کرتا ہے لیکن یہ وہم اُن کیلئے کسی کام سے رُک جانے کا سبب نہ بنے (بدشگونی کا خیال بھی آئے تو اُس عمل کو ترک نہ کرے)" میں نے کہا "ہم لوگوں میں بعض آدمی لکیریں کھینچتے ہیں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نبیوں میں سے ایک نبی لکیریں کھینچا کرتے تھے، پس جس کی لکیریں ان کے موافق ہیں وہ ٹھیک ہے۔" معاویہؓ کہتے ہیں میری ایک لونڈی تھی وہ اُحد اور جوانیہ کے سامنے بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لے گیا۔ میں بھی آخر آدمی ہوں، مجھے اس کا صدمہ ہوا جیسے تمام آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے لونڈی کے ایک طمانچہ مار دیا پھر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا۔ (میں نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا) آپؐ نے اس کو بہت بڑا (گناہ) خیال کیا۔ میں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ کیا میں اُسے آزاد نہ کردوں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس کو میرے پاس لے آؤ"۔ میں اُس کو لیکر آیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس سے پوچھا "اللہ کہاں ہے؟" اُس نے کہا "آسمان میں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "میں کون ہوں؟" اُس نے کہا آپؐ اللہ کے رسُول ہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کو آزاد کر دو کیونکہ یہ مؤمنہ ہے"[1]۔

عبداللہ بن اُبیّ کو تبلیغ اور اُس کی گستاخی تقریباً اسی زمانہ میں حضرت سعد بن عبادہؓ بیمار ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ آپؐ ایک گدھے پر سوار تھے جس کے پالان پر فدک کی چادر پڑی ہوئی تھی۔ حضرت اُسامہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا گذر ایک مجلس پر سے ہوا جس میں عبداللہ بن اُبیّ بن سلول بیٹھا ہوا تھا اور یہ ابھی بظاہر بھی مسلم نہیں ہوا تھا۔ مجلس میں مسلم، بُت پرست مشرک اور یہودی سب مِلے جُلے بیٹھے تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مجلس کے قریب پہنچے تو آپؐ کے گدھے کے چلنے سے جو خاک اُڑی اُس نے مجلس کو ڈھانک لیا۔ عبداللہ بن اُبیّ نے اپنی ناک کو چادر سے ڈھانک لیا اور کہا "ہم پر خاک نہ اُڑاؤ"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رُک گئے۔ آپؐ نے سلام کیا اور اپنی سواری سے اُتر گئے۔ پھر آپؐ نے ان کو دعوت الی اللہ دی۔ قرآن مجید سُنایا۔ عبداللہ بن اُبیّ نے کہا "اے شخص، تم جو کچھ کہتے ہو یہ اچھی چیز نہیں، اگر یہ حق ہو تو بھی ہماری مجلس میں آکر ہمیں تکلیف نہ دو اور اپنے گھر واپس چلے جاؤ۔ ہم میں سے جو شخص تمہارے پاس آئے اُسے نصیحت کرو"۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا "ہاں یا رسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہماری مجلس میں آکر ہمیں غبار آلود کیجئے، ہم اس کو پسند کرتے ہیں"۔ اس بات پر مسلمین نے اور مشرکین اور یہودیوں نے ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہا یہاں تک کہ قریب تھا کہ جنگ و جدال ہو جائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُنہیں خاموش کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سب خاموش ہو گئے۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی سواری پر سوار ہو کر حضرت سعد بن عبادہؓ کے ہاں پہنچے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے کہا "اے سعد کیا تم نے نہیں سُنا کہ ابو حباب (یعنی عبداللہ بن اُبیّ) نے کیا کہا" حضرت سعدؓ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ عن معاویہ بن حکمؓ۔

نے عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسولؐ میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے آپؐ اس کو معاف کر دیجئے۔ درگذر فرمائیے قسم اُس ذات کی جس نے آپؐ پر کتاب نازل کی ہے بے شک اللہ نے جو کتاب آپؐ پر نازل کی ہے وہ حق کے ساتھ نازل کی ہے۔ اور جو مرتبہ اللہ نے آپؐ کو دیا ہے وہ (آپؐ کا حق ہے جو آپؐ کو) دیا گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ اس شہر کے لوگوں نے یہ اتفاق کر لیا تھا کہ عبداللہ بن اُبیّ کو تاج پہنا کر دستار باندھ دیں لیکن ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حقِ سیادت آپؐ کو عطا فرما دیا اور اُس فیصلہ پر عمل نہ ہو سکا، اِس وجہ سے اُسے حسد پیدا ہو گیا اور اُس نے یہ بات کہی جو آپؐ نے دیکھی"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے معاف کر دیا (اور اُسے ہی کیا معاف کر دیا بلکہ) آپؐ اور آپؐ کے اصحابؓ مشرکین اور اہلِ کتاب کو معاف کرتے ہی رہتے تھے اور اُن کی ایذا رسانیوں پر صبر کرتے ہی رہتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:-

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (آل عمران ۱۸۶)

تم ضرور اہلِ کتاب اور مشرکین سے دل آزار باتیں سنو گے اگر تم صبر کرتے رہو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو تو یہ بڑی عزیمت کی بات ہے۔

اور (اے مؤمنو!)

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {بقرہ ۱۰۹}

اہلِ کتاب میں سے بہت سے لوگ محض حسد کی بناء پر یہ چاہتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے کے بعد پھر کافر بنا دیں، حالانکہ ان پر حق واضح ہو چکا ہے۔ پس تم انہیں معاف کرتے رہا کرو۔ درگذر کرتے رہا کرو۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

غرض یہ کہ اس حکم کی تعمیل میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ معاف کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملہ میں (سختی کی) اجازت دی۔[1]

کُفّار پر سختی کرنے کی اجازت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدافعانہ جنگ کی اجازت مل چکی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے مدافعانہ جنگ کی ترغیب کے ساتھ کفّار پر مناسب سختی کرنے کی اجازت دی۔ فرمایا:-

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ

جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو لیکن زیادتی نہ کرو۔ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (بحالت جنگ) اُن کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے تم بھی انہیں نکال دو۔ فتنہ قتل سے زیادہ بُرا ہے اور ان سے مسجد حرام کے قریب نہ لڑو جب تک وہ نہ لڑیں پھر اگر وہ لڑیں تو انہیں قتل کر دو، کافروں کی یہی سزا ہے۔ اگر وہ باز آ جائیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے! اور (اے مؤمنو!) ان سے اس وقت تک لڑو جب تک فتنہ و فساد نیست و نابود نہ ہو جائے اور (ہر جگہ) اللہ اکیلے کا قانون نافذ ہو جائے اگر وہ فساد سے باز آ جائیں تو ظالموں کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المرضیٰ و کتاب الادب باب کنیۃ المشرک و کتاب التفسیر سورۃ آلِ عمران عن اُسامہؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ نحوہ

اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ {بقرہ: ۱۹۰ تا ۱۹۵}

علاوہ کسی پر زیادتی نہ کرو۔ حُرمت کا مہینہ حُرمت کے مہینہ کے ساتھ مشروط ہے۔ (یعنی اگر کُفّار اس کی حُرمت کو ملحوظ رکھیں تو تم بھی ملحوظ رکھو) اور (اسی میں کیا ہر معاملہ میں) حُرمت حُرمت کے بدلہ میں ملحوظ رکھی جائے گی۔ پس جو شخص تم پر زیادتی کرے تم بھی اُسی کے مثل اُس پر زیادتی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ متّقیوں کے ساتھ ہے۔ اور (اے مؤمنو) اللہ کے راستہ میں مال بھی خرچ کیا کرو (مال روک کر جہاد کی تیّاری کیسے کر سکتے ہو، جہاد کی تیّاری نہ ہوگی تو کافروں کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ ان کی حوصلہ افزائی نہ کرو) اور اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو، نیکی کرتے رہا کرو، بے شک اللہ نیکی کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔

جہاد کی ترغیب جہاد پر مزید زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝ {بقرہ: ۲۱۴}

(اے مؤمنو!) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنّت میں یوں ہی داخل ہو جاؤ گے۔ ابھی تو تم کو ویسی مشکلیں پیش نہیں آئیں جیسی کہ تم سے پہلے لوگوں کو پیش آئی تھیں۔ ان کو بڑی بڑی سختیاں اور مصیبتیں پہنچیں۔ خوب جھنجھوڑے گئے یہانتک کہ رسول اور اُن کے ساتھ جو مؤمن تھے پکار اُٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ خبردار ہو جاؤ اللہ کی مدد تو قریب ہی ہے (لیکن بغیر قربانیوں کے نہ جنّت مل سکتی ہے نہ اللہ کی نصرت حاصل ہو سکتی ہے)

اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے متعلّق سوال صحابہؓ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا کہ اللہ کے راستہ میں کس طرح خرچ کریں (کیا سب کچھ جہاد میں خرچ کر دیا جائے یا اوروں کو بھی دیا جائے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ {بقرہ: ۲۱۶}

ان سے کہدیجئے کہ والدین، اقرباء، یتامٰی، مساکین اور مسافر کو بھی تم دے سکتے ہو اور جو بھلائی تم کروگے اللہ اسے جانتا ہے (اور جہاد میں خرچ کرنا بہرحال بہت ضروری ہے کیونکہ) تم پر لڑنا فرض کر دیا گیا ہے خواہ وہ تمہیں ناگوار ہی کیوں نہ گذرے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں بُری لگے اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تم کو اچھی معلوم ہو اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو۔ اس کو اللہ ہی جانتا ہے، تم نہیں جانتے (کہ کونسی چیز تمہارے حق میں اچھی ہے اور کونسی بُری)

ماہِ حرام میں جنگ کے متعلق سوال جب جہاد فرض کر دیا گیا تو لوگوں نے سوال کیا کہ ماہِ حرام میں لڑنا کیسا

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ان سے کہہ دیجئے کہ ماہِ حرام میں لڑنا بڑا گناہ ہے لیکن اللہ کے راستہ سے روکنا، اللہ کے ساتھ کفر کرنا، مسجدِ حرام سے روکنا اور اہلِ مسجد کو مسجد میں سے نکال دینا یہ اللہ کے نزدیک زیادہ بڑے گناہ ہیں۔ فتنہ انگیزی، خوں ریزی سے بھی بدتر ہے اور (اے مؤمنو!) یہ لوگ تو تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر انہیں قدرت ہوئی تو تمہیں دین سے برگشتہ کر دیں گے اور جو شخص اپنے دین (اسلام) سے ارتداد (وبغاوت) کرے اور بحالتِ کفر ہی مرجائے تو اُس کے اعمال دُنیا اور آخرت میں برباد کر دیئے جائیں گے۔ یہی لوگ دوزخ میں جانے والے ہیں۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے پھر اُنہوں نے اللہ کے راستہ میں ہجرت کی اور جہاد کیا تو ایسے ہی لوگ اللہ کی رحمت کے اُمیدوار ہو سکتے ہیں۔ اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

شراب اور جوئے کے متعلق سوال تقریباً اسی زمانہ میں صحابہؓ نے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ {بقرہ ۲۱۹}

ان سے کہہ دیجئے کہ ان میں بڑے بڑے نقصانات ہیں اور لوگوں کیلئے فائدے بھی ہیں۔ لیکن نقصانات فائدوں سے کہیں زیادہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے کے متعلق بس اتنی بات کہہ کر خاموشی اختیار کی۔ ان دونوں چیزوں کو ابھی حرام نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو بھی جو معاشرہ میں کثرت سے رائج تھی فوری طور پر حرام نہیں کیا بلکہ بتدریج حرام کیا تاکہ کسی پر بار نہ گذرے اور نہ کوئی شخص شریعتِ الٰہیہ سے متنفر ہو۔

مال کے متعلق پھر سوال مال کے خرچ کرنے کے متعلق صحابہؓ نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ لیکن سوال کی نوعیت اب دوسری تھی۔ سوال کا منشاء اب وہ نہیں تھا جو پہلے تھا۔ اللہ تعالیٰ کیونکہ ان کی منشاء سے واقف تھا اس لیے ان کی منشار کے مطابق جواب دیا۔ فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ {بقرہ ۲۱۹ و ۲۲۰}

ان سے کہہ دیجئے کہ جو مال پسندیدہ اور عمدہ ہو اُسے خرچ کرتے رہا کرو، اللہ اپنے احکام کو واضح طور پر بیان کر رہا ہے تاکہ تم دنیا و آخرت دونوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے غور و فکر کرو۔

یتیموں کے متعلق سوال اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہو رہی تھی۔ مسلمین کو مختلف مسائل پیش آرہے تھے۔ سوالات کا سلسلہ جاری تھا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یتیموں کے مال کے متعلق سوال کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ {بقرہ ۲۲۰}

آپ کہدیجئے کہ یتیموں (کی حالت) کی اصلاح بہت اچھا کام ہے اور اگر تم ان کا خرچ اپنے خرچ کے ساتھ شامل کرلو تو وہ تمہارے بھائی ہیں (ان کی خیر خواہی کرتے رہو اگر خیر خواہی نہ کروگے تو) اللہ کو تو علم ہے کہ مفسد کون ہے اور مصلح کون ہے (یہ اللہ کی طرف سے آسانی ہے) اگر اللہ چاہتا تو تم کو تکلیف میں مبتلا کر دیتا (یعنی ان کا خرچ علیحدہ رکھنے کا حکم دیتا تو تم کو بڑی مشکل پیش آتی) بیشک اللہ زبردست، حکمت والا ہے۔

اذیّتِ ماہانہ کے متعلق سوال | مسلمین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی اذیّتِ ماہانہ کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ {بقرہ ۲۲۲}

ان سے کہدیجئے کہ یہ ایک قسم کی اذیّت ہے، لہٰذا اذیّت کے زمانہ میں بیویوں سے علیحدہ رہا کرو۔ اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں اُن سے قربت نہ کرو۔ پھر جب وہ بالکل پاک صاف ہوجائیں تو جس طریقہ سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اُنکے پاس جاؤ۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

لغو قسمیں | بعض لوگ نیکی کا کام نہ کرنے پر بے ارادہ قسمیں کھا لیا کرتے تھے اور پھر اس قسم کی وجہ سے نیکی کرنے سے باز رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:-

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ {بقرہ ۲۲۵}

اللہ ایسی لغو (یعنی بے ارادہ) قسموں کا تم سے مواخذہ نہیں کریگا۔ البتہ جو قسمیں ارادتاً کھاؤگے اُن پر تم سے مواخذہ کریگا۔ اللہ بخشنے والا اور بُردبار ہے (یہ اُس کی بُردباری ہی ہے کہ بے ساختہ مُنہ سے نکل جانے والی قسموں پر گرفت نہیں کرتا)

ایّامِ جاہلیّت میں عورتوں پر ظلم | ایّامِ جاہلیّت میں لوگ اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھا لیا کرتے تھے۔ اور قسم کی کوئی میعاد مقرر نہ کرتے تھے۔ عورتیں اس رویّہ سے بہت پریشان ہوتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس ظلم کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَاۗءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ {بقرہ ۲۲۶ و ۲۲۷}

جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھالیں تو انہیں چار مہینہ کی مہلت ہے۔ اگر اس عرصہ میں رجوع کرلیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق کا ارادہ کرلیں تو اللہ سُننے والا، جاننے والا ہے۔

اس حکم نے مَردوں کو پابند کر دیا، اب کسی شوہر کو اختیار نہیں رہا کہ وہ قسم کی بنیاد پر اپنی بیوی کو چار مہینہ سے زیادہ چھوڑ دے۔ یا تو اُسے رجوع کرنا پڑے گا یا طلاق دینی ہوگی۔

طلاق کے سلسلہ میں مزید احکام | اُوپر طلاق کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے طلاق کے سلسلہ میں مزید

احکام نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ {بقرہ ۲۲۸}

مطلّقہ عورتیں تین اذیّتوں تک عدّت میں بیٹھیں اور اگر وہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہیں تو اُن کے لئے حلال نہیں کہ حمل کو چھپائیں (یعنی حالتِ حمل ہی میں نکاح نہ کرلیں) عدّت کے زمانہ میں اگر شوہر موافقت چاہیں تو وہ ان کو پھر اپنی زوجیت میں لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔ بیویوں کے شوہروں پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے شوہروں کے حقوق بیویوں پر، اگرچہ مَردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت ہے۔ اللہ زبردست ہے، حکمت والا ہے۔

ایّامِ جاہلیّت میں عورتوں پر مختلف قسم کے مظالم کا رواج تھا۔ طلاقوں کی کوئی گنتی نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان مظالم کا خاتمہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـــًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ {بقرہ ۲۲۹}

طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہو سکتی ہے۔ دو طلاقوں کے بعد معروف کے مُطابق (بیوی کو اپنی) زوجیت میں رکھ سکتے ہو ورنہ (تیسری طلاق دے کر) خوبصورتی سے رخصت کردو اور جو مہر تم ان مطلّقہ عورتوں کو دے چکے ہو اُس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو سوائے اس صورت کے کہ تم کو اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکنے کا اندیشہ ہو۔ اگر ایسا اندیشہ ہو (اور عورت خلع کی خواہش کرے) تو وہ خود اگر شوہر سے رہائی پانے کے لئے کچھ دیدے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔

پھر مَردوں کو تیسری طلاق کے عواقب سے ڈراتے ہوئے فرمایا:۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ {بقرہ ۲۳۰}

اگر شوہر (تیسری) طلاق بھی دیدے تو اب وہ عورت اُس شوہر کیلئے حلال نہیں جب تک وہ کسی دوسرے مَرد سے نکاح نہ کرلے۔ اگر دوسرا شوہر طلاق دیدے اور پھر وہ دونوں رجوع کرلیں تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ انہیں یقین ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں، جن کو اللہ علم والوں کے لئے بیان کر رہا ہے۔

عورتوں پر سے مظالم کو ختم کرنے کے سلسلہ میں مزید فرمایا:۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠

اور (اے مؤمنو) جب تم عورتوں کو طلاق (رجعی) دو اور عدّت ختم ہو جائے تو ان کو حُسنِ سلوک کے ساتھ (دوبارہ

وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ {البقرہ ۲۳۱}

نکاح کرکے) اپنی زوجیت میں رکھ لو یا بطریقِ شائستہ اُنہیں رخصت کر دو۔ ان پر زیادتی کرنے کے لئے (زبردستی) اُن کو مت روکے رکھو اور جو ایسا کرے گا وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ اللہ کے احکام کا مذاق نہ اُڑاؤ (یعنی حیلے نہ کرو) اور اللہ نے جو نعمتیں تم کو دی ہیں اور تم پر کتاب و حکمت کی جو باتیں نازل کی ہیں جن کے ذریعہ اللہ نے تم کو نصیحت کی ہے اُنہیں یاد رکھو، اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ سمجھ لو کہ بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے (اگر تم خلاف ورزی کروگے تو اس کی سزا بھگتو گے)

اسی زمانہ میں ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ حضرت معقِل بن یسارؓ نے اپنی بہن کا نکاح کسی شخص سے کر دیا تھا، اُس شخص نے طلاق (رجعی) دیدی۔ جب عدّت گذر گئی تو اُس نے پھر نکاح کے لئے پیغام بھیجا۔ حضرت معقِلؓ نے کہا "میں نے تم سے شادی کی، تمہیں بچھونا دیا، تم کو عزّت دی، پھر تم نے طلاق دیدی اور اب پھر پیغام بھیج رہے ہو۔ اللہ کی قسم اب وہ تمہارے پاس کبھی واپس نہیں ہوگی"۔ وہ آدمی اچھا تھا، وہ عورت بھی اس کے پاس جانا چاہتی تھی (لیکن حضرت معقِلؓ نے مزاحمت کی) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ {البقرہ ۲۳۲}

جب تم میں سے بعض لوگ اپنی بیویوں کو طلاق (رجعی) دیں اور عدّت گذر جائے تو ان عورتوں کو اپنے شوہروں سے دوبارہ نکاح کرنے سے نہ روکو جبکہ وہ دونوں معروف کے مُطابق (دوبارہ نکاح کرنے پر) رضامند ہوں۔ یہ اُس شخص کیلئے نصیحت ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ بات (کہ وہ دوبارہ نکاح کرلیں) تمہارے لئے بہت اچھی اور پاکیزہ ہے۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (کہ اس میں کیا مصلحت ہے)

اس آیت کے نزول کے بعد حضرت معقلؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ میں نکاح کرنے کیلئے تیار ہوں"۔ غرض یہ کہ اُنہوں نے اپنی بہن کا نکاح اُس شخص سے دوبارہ کر دیا۔[1]

طلاق کے بعد شیر خوار بچّہ کو دودھ پلانے کے سلسلہ میں بھی دونوں طرف سے زیادتی ہوتی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے مندرجہ ذیل احکام بھیجکر ان تمام زیادتیوں کا خاتمہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۭ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَاۗرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ

(مطلّقہ) مائیں اپنے بچّوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ یہ اُس کے لئے ہے جو مُدّتِ رضاعت کو پورا ہی کرنا چاہے۔ (ورنہ اس سے کم مُدّت میں بھی دودھ چھُڑایا جاسکتا ہے) ایّامِ رضاعت میں مُطلّقہ بیویوں کو معروف کے مُطابق کھانے پہننے کا خرچ بچّہ کے باپ کو دینا ہوگا۔ کسی شخص کو اُس کی طاقت

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب لانکاح الا بولی عن معقلؓ۔

مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ
مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ
أَرَدْتُّمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَّا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ
بَصِيرٌ ۝ {بقرہ ۲۳۳}

سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔ بچّہ کی وجہ سے نہ ماں کو تکلیف پہنچائی جائے نہ باپ کو (اگر باپ نہ ہو تو) یہ خرچ وارث کے ذمّہ ہوگا۔ اگر ماں اور باپ باہمی رضامندی اور مشورہ سے (دو سال سے پہلے ہی) دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں اور (اے مؤمنو) اگر تم (ماں کے علاوہ) کسی اور عورت سے دودھ پلوانا چاہو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ دستور کے مطابق دودھ پلانے والی عورتوں کو پوری پوری اُجرت دیدو، اور (دیکھو) اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ سمجھ لو کہ اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے (وہ زیادتی کرنیوالوں کو مناسب سزا دیگا)

بیوہ کی عدّت اب تک بیوہ کی عدّت کے سلسلہ میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اب اللہ نے بیوہ کی عدّت بھی مقرر فرمادی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ
أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّ
عَشْرًا ۚ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ {بقرہ ۲۳۴}

شوہر اگر مر جائیں تو اُن کی بیویاں چار مہینے دس دن عدّت میں بیٹھیں۔ جب یہ مُدّت پوری ہوجائے تو پھر اگر وہ اپنے دوسرے نکاح کے سلسلہ میں کچھ کریں تو کوئی حرج نہیں اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے (وہ ظلم و زیادتی کی سزا ضرور دے گا)

ایّامِ عدّت میں نکاح کے لئے پیغام ایّامِ عدّت میں نکاح کا پیغام بھیجنے پر پابندی عائد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ
خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ ۚ
عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا
تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ
وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ
أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ
فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ {بقرہ ۲۳۵}

کہ اگر کنایۃً کوئی بات کہدو تو مضائقہ نہیں یا دلوں میں مخفی رکھو (تو بھی کوئی حرج نہیں) یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ ان کا ذکر تمہاری زبان پر آئے گا لیکن عدّت کے زمانہ میں خفیہ طور پر ان سے کوئی عہد و پیمان نہ لو سوائے اس کے کہ کوئی معروف بات کہدو (یعنی کنایۃً کچھ کہدو جیسا کہ تم سے پہلے کہا گیا ہے) اور (دیکھو) جب تک عدّت پوری نہ ہوجائے نکاح کا عزم نہ کرو اور یہ سمجھ لو کہ اللہ تمہارے دلوں کی بات بھی جانتا ہے (اُس سے تم کوئی بات چھپا نہیں سکتے) پس اُس سے ڈرتے رہو اور یہ بھی ذہن نشین کرلو کہ (اگر تم ڈرتے رہے) تو اللہ بخشنے والا، حلم والا ہے (وہ تمہاری غلطیوں کو مُعاف کر دے گا)

قربت سے پہلے طلاق طلاق اور مہر کے سلسلہ میں مزید ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ
مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۖ
وَّمَتِّعُوهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ

(اے مؤمنو) تم پر قربت سے پہلے طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں، اگر مہر مُقرر نہ کیا ہو تو حسبِ حیثیت دستور کے مطابق ضرور کچھ دیدو اور اگر مہر مقرر کر دیا ہے تو پھر نصف مہر ادا کرو۔

قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

ہاں اگر عورتیں مہر معاف کر دیں یا وہ ولی جن کے ہاتھ میں عقد نکاح ہے معاف کر دیں (تو پھر مہر نہ دینے میں کوئی حرج نہیں) اور (اے مؤمنو) ایسی صورت میں اگر تم مہر معاف کر دیا کرو تو یہ تقوے کی بات ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرنے کو نہ بھولو، بے شک اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے (اگر تم احسان کرو گے تو اللہ اس کا اجر تمہیں دے گا اور اگر زیادتی کرو گے تو تمہیں سزا دے گا)

تحویلِ قبلہ رجب ۲ھ ہجرت کے بعد سے سترہ اٹھارہ مہینے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ بیت المقدس یہودیوں کا بھی قبلہ تھا۔ یہودیوں کو مسلمین کا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا بہت اچھا معلوم ہوتا تھا[1]۔

ابتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت مشرکین کے اہلِ کتاب کی موافقت کو زیادہ پسند فرماتے تھے اس وجہ سے بھی کہ ان کے پاس آسمانی کتاب تھی اور اس وجہ سے بھی کہ ان کی تالیفِ قلوب ہو لیکن اہلِ کتاب نے ہٹ دھرمی کی اور مسلم نہیں ہوئے تو آہستہ آہستہ ان کی مخالفت شروع ہوئی جیسا کہ مانگ نکالنے کے سلسلہ میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔ منجملہ اور وجوہ کے مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہودی اہلِ علم، متمدن اور مالدار تھے۔ اندیشہ تھا کہ کہیں مسلمین میں احساسِ کمتری نہ پیدا ہو جائے اور دوسری قوموں کی نقالی کی عادت نہ پڑ جائے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مسلمین کیلئے تمام اصول وضوابط علیحدہ کر دئے تاکہ مسلمین میں احساسِ برتری پیدا ہو۔ وہ یہ سمجھیں کہ وہ ایک علیحدہ قوم ہیں اور اپنی زندگی میں کسی دوسری قوم اور ان کے قواعد کے قطعاً محتاج نہیں بلکہ ان کے پاس تمام قوموں کے قواعد اور ضوابط سے بہتر قواعد اور ضوابط ہیں۔ ان کی تہذیب اور اصولِ تمدن دوسروں کی تہذیب اور اصولِ تمدن سے برتر ہیں۔ اگر کسی مرحلہ پر کسی مسلم کے دل میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ کسی دوسری قوم کے پاس اسلامی اصول وفروع سے بہتر اصول وفروع ہیں تو یہ کفر کی علامت ہے۔ اس خیال سے اسلامی معاشرہ کی بنیادیں ہل جاتی ہیں۔

اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سترہ اٹھارہ مہینے تک بحکمِ الٰہی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، لیکن آپؐ کی خواہش یہ تھی کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ آپؐ کی اس خواہش کی طرف اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ ۚ {بقرہ ۱۴۴} (اے رسولؐ) ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ بار بار چہرہ کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں (اس انتظار اور خواہش میں کہ کب تحویلِ قبلہ کا حکم نازل ہو[2])

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ {بقرہ ۱۴۴} ہم ضرور آپؐ کا منہ اُدھر پھیر دیں گے جدھر منہ کرنے کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان باب الصلوٰۃ من الایمان عن براءؓ وکتاب الصلوٰۃ باب التوجہ وکتاب التفسیر سورۃ البقرۃ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التوجہ عن براءؓ وکتاب الایمان وکتاب التفسیر صحیح مسلم نحوہٗ (کتاب المساجد)

آپؐ کو خواہش ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے رسولؐ کو خوشخبری سُنائی پھر حکم دیا کہ (اے رسولؐ)

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ○ {بقرہ ۱۴۴}

بس اب آپؐ اپنا مُنہ مسجدِ حرام کی طرف کرلیا کریں۔ اور (اے مؤمنو) جہاں کہیں بھی تم ہو تم بھی اپنا مُنہ مسجدِ حرام کی طرف کرلیا کرو۔ اور بے شک اہلِ کتاب کو معلوم ہے کہ یہ تحویل ان کے ربّ کی طرف سے حق ہے (لیکن افسوس کہ اس کے باوجود ایمان نہیں لاتے، خیر) جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔

اہلِ کتاب کو اس تحویلِ قبلہ کا اپنی کتابوں کے ذریعہ پہلے سے علم تھا۔ یہ تحویل گویا صداقتِ نبوّت کی ایک دلیل تھی، لیکن بجائے ایمان لانے کے۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ {بقرہ ۱۴۲}

(ان بے وقوفوں نے طرح طرح کے اعتراض کئے) کہنے لگے کہ جس قبلہ کی طرف یہ مُنہ کرتے تھے اب اُس سے کیوں مُنہ موڑ لیا[1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○ {بقرہ ۱۴۲}

ان سے کہدیجئے کہ مشرق و مغرب (غرض یہ کہ تمام سمتیں) سب اللہ کی ہیں (وہ جدھر چاہے منہ کرنے کا حکم دیدے) وہ جس کو چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔

پھر اس تحویلِ قبلہ کا مقصد بھی بیان کیا۔ فرمایا (اے رسولؐ)

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ {بقرہ ۱۴۳}

جس قبلہ کی طرف آپؐ اب تک مُنہ کرتے تھے اُس کو ہم نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہم جانچ کریں کہ کون رسولؐ کا مُتّبع رہتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں کُفر کی طرف واپس چلا جاتا ہے۔ بے شک اتباعِ رسولؐ لوگوں کو گراں تو گذرتی ہے لیکن اُن لوگوں کو نہیں جن کو اللہ نے ہدایت بخشی ہے۔

مندرجہ بالا آیت سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

① قبلۂ اوّل کی طرف مُنہ کرنے کا حکم اللہ نے دیا تھا، لیکن یہ حکم قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی آتی تھی۔

② اِتّباعِ رسولؐ بہت ضروری چیز ہے۔ اتّباعِ رسولؐ ایمان کی جانچ ہے۔ جو لوگ اتّباعِ رسولؐ کے لئے عقل اور مصلحت کو معیار بنائیں وہ ایمان بالرّسول سے خارج ہیں۔ بلکہ ان کا ایمان عقل پر ہے۔ ایمان بالرّسولؐ کا تقاضہ یہ ہے کہ رسولؐ کی پیروی کرے، خواہ بظاہر فعل رسولؐ عقل اور مصلحت کے خلاف ہی کیوں نہ نظر آئے۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب التوجہ عن براءؓ وکتاب الایمان وکتابُ التفسیر وصحیح مسلم نحوہٗ (کتابُ المساجد)

صحابہ کرامؓ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جو لوگ تحویلِ قبلہ سے پہلے قتل ہو گئے (آخرت میں) اُن کا کیا حال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ {بقرہ ۱۴۳}

اللہ ایسا نہیں کریگا کہ تم لوگوں کے ایمان کو ضائع کر دے (تحویلِ قبلہ سے پہلے جو لوگ مر گئے وہ بھی مؤمن ہیں کیونکہ اُنہوں نے اپنی زندگی میں اتباعِ رسولؐ سے انحراف نہیں کیا) اور اللہ تو لوگوں پر بڑا مہربان اور رحم کرنیوالا ہے۔

تحویلِ قبلہ اہلِ کتاب کے لئے نبوّت کی ایک زبردست دلیل تھی لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَلَىِٕنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ {بقرہ ۱۴۵}

اگر آپؐ اہلِ کتاب کے پاس ہر قسم کی نشانیاں لے آئیں تب بھی یہ آپؐ کے قبلہ کی طرف منہ نہیں کریں گے۔

حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَهُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۴۶}

اہلِ کتاب اس (تحویلِ قبلہ) کو اِس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو، لیکن پھر بھی ان میں سے ایک فریق جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ {بقرہ ۱۴۷}

یہ تحویلِ قبلہ آپؐ کے ربّ کی طرف سے حق ہے، پس آپؐ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا۔

پھر فرمایا:۔

وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ۭ {بقرہ ۱۴۹}

اور بے شک یہ آپؐ کے ربّ کی طرف سے حق ہے۔

پھر مسلمین کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۙ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۵۰، ۱۵۱}

اِن (دشمنانِ اسلام) سے نہ ڈرو بلکہ مجھ ہی سے ڈرو تاکہ میں تم پر اپنی نعمت پوری کر دوں اور تم ہدایت پر چلتے رہو۔ اور یہ بھی ہماری ایک نعمت ہے کہ تم ہی میں سے تم لوگوں کیلئے ایک رسول بھیجدیا جو تم کو ہماری آیات سُناتا ہے، تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں ایسی ایسی باتیں سکھاتا ہے جن سے تم قطعی لاعلم تھے۔

مسجدِ نبوی میں تحویلِ قبلہ کے بعد پہلی نماز | تحویلِ قبلہ کے بعد سب سے پہلی نماز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کی وہ عصر کی نماز تھی[1]

ایک اور مسجد میں تحویلِ قبلہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص نے مسجدِ نبوی میں نماز ادا کی اور پھر وہ انصار کی ایک جماعت کے پاس سے گذرا۔ یہ لوگ (اپنے محلّہ کی) مسجد میں نمازِ عصر پڑھ رہے تھے جس وقت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان باب الصلوٰۃ من الایمان۔

وہ شخص اُن لوگوں کے پاس پہنچا تو یہ لوگ رکوع میں تھے اور مُنہ بیت المقدس کی طرف تھا۔ اُس شخص نے کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھی ہے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھی ہے۔" یہ سُنتے ہی تمام نمازیوں نے کعبہ کی طرف مُنہ کر لیا۔[1]

مسجدِ قُبا میں تحویلِ قبلہ مسجدِ قُبا ذرا مدینہ سے دور تھی، اس لئے وہاں تحویلِ قبلہ کی خبر دوسرے دن صبح کو ہوئی۔ مسجدِ قُبا میں لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ "کل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر قرآن اُترا ہے اور آپؐ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کریں۔" نمازیوں کے مُنہ شام کی طرف تھے لیکن یہ خبر سُنتے ہی تمام لوگوں نے نماز ہی میں گھُوم کر کعبہ کی طرف مُنہ کر لیا۔[2]

تحویلِ قبلہ پر اعتراض اور اس کا جواب تحویلِ قبلہ پر جب بار بار اعتراض کیا گیا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ○ {بقرہ}

نیکی یہی نہیں کہ مشرق یا مغرب کی طرف مُنہ کرلے۔ بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ اللہ پر، آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور نبیوں پر ایمان لائے۔ مال کو محبوب رکھتے ہوئے اس کو اقارب، یتامیٰ، مساکین، مُسافر سائلین اور غلاموں کی آزادی پر خرچ کرے۔ نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، عہد کو پورا کرے۔ سختی، تکلیف اور معرکۂ کارزار میں ثابت قدم رہے۔ ایسے ہی لوگ سچّے ہیں۔ اور یہی لوگ متقی ہیں۔

وصیّت کی فرضیّت تقریباً ان ہی ایّام میں اللہ تعالیٰ نے وصیّت کو فرض قرار دیا۔ فرمایا (اے مُومنو)

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ○ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ {بقرہ}

تم پر یہ بات فرض کی جاتی ہے کہ تم میں سے جب کسی کو موت آئے اور وہ کچھ مال چھوڑ کر دُنیا سے رخصت ہو رہا ہو تو والدین اور رشتہ داروں کے لئے دستور کے مُطابق وصیّت کرے۔ یہ متقیوں پر ضروری ہے۔ پھر جو شخص وصیّت سُننے کے بعد اُسے بدل ڈالے تو بدلنے والوں پر گناہ ہوگا۔ بے شک اللہ سُننے والا جاننے والا ہے ہاں اگر کسی کو وصیّت کرنے والے کی طرف سے حق تلفی یا گُناہ کا اندیشہ ہو تو وہ اگر وارثوں میں صلح صفائی کرا دے تو اس میں کوئی حرج نہیں، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان وکتاب الصلوٰۃ باب التوجہ عن براء وکتاب التفسیر سورۃ البقرۃ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ نحوہٗ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی القبلۃ عن ابن عمرؓ وکتاب التفسیر وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ نحوہٗ۔

روزوں کی فرضیّت | ان ہی ایّام میں اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیّت کا حکم نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۸۳ و ۱۸۴}

اے ایمان والو، تم پر روزے فرض کئے جاتے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ یہ گنتی کے چند دن ہیں (جن میں تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے) ہاں جو شخص مریض ہو یا مُسافر ہو تو وہ بعد میں روزوں کی مقررہ تعداد کو پورا کر لے۔ اور جو لوگ باوجود قوّت کے روزہ نہ رکھیں یا ایسے لوگ کہ روزہ رکھنا ان کی استطاعت سے باہر ہو یا بمشکل ہی رکھ سکیں تو وہ روزوں کے بدلِ مساکین کو کھانا کھلا دیں اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اُس کے حق میں اچّھا ہے اور اگر تم سمجھو تو روزہ رکھنا بہتر ہے۔

باوجود قوّت کے روزہ نہ رکھنے اور اس کے بدلِ فدیہ دینے کی رعایت کو کچھ عرصہ بعد منسُوخ کر دیا گیا[1]۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۸۵}

رمضان کے مہینہ میں قرآن نازل کیا گیا۔ جس میں لوگوں کے لئے ہدایت ہے (اور نہ صرف ہدایت بلکہ) ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز کے کھُلے دلائل ہیں۔ لہٰذا جو شخص بھی اس مہینہ کو پائے اُسے چاہیئے کہ اس مہینہ کے روزے رکھے (قوّت ہوتے ہوئے روزہ نہ رکھنے اور فدیہ دینے کی اب اجازت نہیں) البتّہ جو شخص مریض ہو یا مُسافر ہو تو وہ بعد میں گنتی پوری کر لے (یہ اس لئے کہ) اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے۔ تمہیں سختی میں مُبتلا کرنا نہیں چاہتا (لیکن آسانی کا یہ مطلب نہیں کہ روزے چھوڑ ہی دئے جائیں، نہیں بلکہ) گنتی بہرحال پوری کرو اور اس احسان کے بدلِ میں کہ اُس نے تم کو ہدایت دی تم (عید کے دن) اللہ کی کبریائی بیان کرو اور اس کا شُکر ادا کرو۔

فدیہ کی رعایت جس کا اوپر ذکر ہوا بوڑھے مَرد اور عورت کے لئے باقی رہی۔ یعنی ایسے بوڑھے مَرد اور بوڑھی عورتیں جنھیں روزہ رکھنے کی قوّت نہ ہو وہ ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائیں[2]۔

جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو مسلمین کو اس بات کی اجازت نہیں تھی کہ رات کو کھائیں پئیں یا اپنی بیویوں کے پاس جائیں۔ بلکہ اگر کوئی شخص افطار سے پہلے سو جاتا تھا تو پھر وہ دوسرے دن مغرب تک نہ کھا سکتا تھا نہ پی سکتا تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ قیس بن صِرمہؓ کو افطار کے وقت کھانے کے لئے کچھ نہ ملا۔ ان کی بیوی کھانے کی تلاش میں کہیں چلی گئیں۔ جب وہ واپس آئیں تو قیسؓ سو چکے تھے۔ (انہوں نے بغیر کھائے پئے دوسرا روزہ رکھ لیا)

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّوم بابُ وعلی الّذین یطیقونہٗ، عن ابنِ عمرؓ وکتابُ التفسیر سُورۃ البقرۃ عن ابنِ عمرو سلمہؓ بن اکوع۔

[2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر عن ابنِ عبّاسؓ۔

جب دوپہر ہوئی تو وہ (نقاہت کی وجہ سے) بے ہوش ہو گئے۔

بعض لوگوں سے رمضان کی راتوں میں کچھ اور بھی غلطی ہو گئی (اس قسم کے واقعات پیش آئے تو) اللہ تعالےٰ نے تخفیف نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا[1]:۔

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ (مِنَ الْفَجْرِ ۖ) ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ○ {بقرہ ۱۸۷}

روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے بیویوں کے پاس جانا جائز کر دیا گیا۔ وہ تمہاری پوشاک ہیں، تم ان کی پوشاک ہو (یعنی شوہر و بیوی ایک دوسرے کی عصمت کے محافظ ہیں) اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں پر زیادتی کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر رحم و کرم کیا اور تمہاری غلطی کو معاف کر دیا، اب تم (رات کے وقت) اپنی بیویوں کے پاس جا سکتے ہو۔ اور جو اولاد اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقدیر میں لکھ دی ہے اُسے طلب کر سکتے ہو، اور (رات کے وقت) تم کھا بھی سکتے ہو، پی بھی سکتے ہو۔ یہاں تک کہ سفید تاگہ سیاہ تاگہ سے ممتاز نظر آئے۔ پھر تم (روزہ رکھو اور) رات تک روزہ کو پورا کرو۔ البتہ حالتِ اعتکاف میں (اب بھی) بیویوں کے پاس نہ جایا کرو۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ متقی بن جائیں۔

پہلے اس آیت میں "من الفجر" کے الفاظ نہیں تھے لہٰذا بعض لوگوں نے اپنے پیروں میں سفید اور سیاہ تاگے باندھ لئے (وہ ان تاگوں کو دیکھتے رہتے) اور اُس وقت تک کھاتے رہتے جب تک وہ تاگے ایک دوسرے سے ممتاز نہ نظر آئیں (اس طرح وہ صبح صادق ہو جانے کے بعد بھی کھاتے پیتے رہتے تھے، اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے) اللہ تعالیٰ نے مِنَ الْفَجْرِ کے الفاظ نازل فرمائے۔ اب لوگ سمجھ گئے کہ تاگوں میں امتیاز سے رات اور دن کا امتیاز مُراد ہے[2]۔

مندرجۂ بالا واقعہ پر تبصرہ | اللہ تعالیٰ کو تو پہلے سے معلوم تھا کہ بعض بندے اس آیت کا مفہوم سمجھنے میں غلطی کریں گے تاہم اس نے وضاحت کو مؤخر کر دیا اور اس میں ضرور کوئی مصلحت تھی۔ جس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس کی مثالیں قرآن مجید میں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکے کو حضرت خضرؑ کے ذریعہ قتل کرا دیا اگرچہ اللہ تعالیٰ کو اس کی پیدائش سے پہلے معلوم تھا کہ وہ لڑکا بڑا ہو کر اپنے ماں باپ کو گمراہ کریگا تاہم اُسے پیدا کیا اور پھر قتل کرایا۔ اس پیدائش میں بھی ضرور کوئی مصلحت تھی۔ وضاحت میں تاخیر قرآن مجید کی آیت "ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ" سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

سحری کا حکم | جب رمضان کی راتوں میں کھانے پینے کی اجازت مل گئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سحری کھانا لازم کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا:۔

---

[1] ماخوذ از قرآن مجید و صحیح بخاری کتاب التفسیر عن براء رضؓ و کتاب الصّوم عن براء رضؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن سہل رضؓ و کتاب الصّوم و صحیح مسلم کتاب الصّوم۔

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَۃً سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے[1]۔

رات کو کھانے پینے کی اجازت نے مُسلمین کے روزوں کو اہلِ کتاب کے روزوں سے ممتاز کر دیا اور کیونکہ اہلِ کتاب کی مخالفت اسلام کا مطمح نظر بن چکا تھا لہٰذا رات کے وقت کھانے اور پینے کو محض اجازت پر نہیں چھوڑا گیا بلکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سحری کا حکم دے کر اس کو لازم کر دیا، بلکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہاں تک فرما دیا کہ "ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں وجہِ امتیاز سحری ہے"۔ (یعنی سحری ضرور کھایا کرو تاکہ ان سے مشابہت نہ ہو[2])

صبحِ صادق | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صبح کی نماز کی اذان کے لئے دو مؤذن مقرر کئے تھے۔ حضرت بلالؓ وقت سے پہلے اذان دیا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن اُمِّ مکتومؓ نمازِ فجر کا وقت شروع ہونے پر اذان دیا کرتے تھے (کیونکہ حضرت بلالؓ کی اذان سے رمضان کی راتوں میں غلط فہمی کا اندیشہ تھا) لہٰذا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بلال کی اذان تم میں سے کسی کو سحری سے باز نہ رکھے کیونکہ وہ تو اس لئے اذان دیتے ہیں کہ نماز پڑھنے والا لوٹ آئے (یعنی تہجّد ختم کر دے) اور جو سو رہا ہو وہ متنبہ ہو جائے (یعنی جاگ جائے)۔ بلال تو رات کو اذان دیتے ہیں (یعنی صبح صادق سے پہلے اذان دیتے ہیں) لہٰذا (ان کی اذان کے بعد بھی) کھا سکتے ہو، پی سکتے ہو (البتہ کھانا پینا اُس وقت ترک کر دو) جب ابنِ اُمِّ مکتومؓ اذان دیں۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ پہلے اُن کو اوپر کی طرف اُٹھایا اور پھر نیچے کی طرف جُھکایا۔ پھر فرمایا (ایسی حالت میں) کوئی شخص یہ نہ کہے کہ صبح ہو گئی (یہ تو صبحِ کاذب ہے) پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی شہادت کی انگلیاں ایک دوسرے کے اوپر رکھیں پھر ان دونوں کو دائیں جانب اور بائیں جانب پھیلایا پھر فرمایا کہ (کھاؤ اور پیو) یہاں تک کہ اِس طرح نہ ہو جائے (یعنی جب تک سفیدی ہر طرف نہ پھیل جائے کھانا پینا بند نہ کرو[3])

وقتِ افطار | انتہائے وقت سحری کے ساتھ ساتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابتدائے وقت افطار کی بھی وضاحت فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا "جب رات اِدھر سے (یعنی مشرق سے) آجائے اور دن اِدھر سے (یعنی مغرب سے) چلا جائے تو بس روزہ دار کو افطار کر لینا چاہیئے[4]"۔ (یعنی جلدی افطار کرے، دیر نہ کرے) اس سلسلہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزید فرمایا "لوگ ہمیشہ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے[5]"

آدابِ روزہ | آدابِ صیام کے سلسلہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص غلط گوئی اور غلط کاری نہیں چھوڑتا تو اللہ کو اس بات کی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے[6]"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزید فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی شخص روزہ دار ہو تو وہ نہ چیخے (نہ) چلّائے اور اگر کوئی شخص اُس کو بُرا بھلا کہے یا اس سے لڑے تو اُسے صرف یہ کہہ دینا چاہیئے کہ میں روزہ دار ہوں" (اس لئے نہ بیہودہ بات کہہ سکتا ہوں نہ لڑ سکتا ہوں[7])

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الصّوم عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الصّوم عن عمرو بن العاصؓ۔
[3] صحیح بخاری ابوابُ الاذان عن ابنِ مسعودؓ و ابنِ عمرؓ و صحیح مسلم کتابُ الصّوم نحوہٗ۔
[4] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الصّوم عن عمرؓ۔ [5] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الصّوم عن سہلؓ
[6] صحیح بخاری کتابُ الصّوم عن ابی ہریرہؓ۔ [7] صحیح بخاری کتابُ الصّوم عن ابی ہریرہؓ۔

جنگِ بدر

اسباب قریش کے تجارتی قافلے مدینہ منوّرہ ہوکر گذرتے تھے۔ کُفّار کی اقتصادی اور جنگی ناکہ بندی کیلئے ضروری تھا کہ تجارتی قافلوں کی آمدورفت میں رکاوٹ ڈالی جائے۔ اسی زمانہ میں کُفّارِ قریش کا ایک قافلہ مکّہ معظّمہ واپس آرہا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِس قافلہ پر چھاپہ مارنے کا ارادہ فرمایا۔[1]

ابوجہل کو معلوم ہوا تو اُس نے کُفّارِ مکّہ کو اپنے قافلہ کی حفاظت کیلئے اُبھارا۔ اُس نے کُفّارِ قریش سے کہا "اپنے قافلہ کی حفاظت کیلئے چلو۔" کُفّارِ مکّہ میں سے اُمیّہ (ابوصفوان) نے چلنے سے انکار کردیا۔ ابوجہل اُس کے پاس آیا اور کہا کہ "اے ابوصفوان تم وادیٔ مکّہ کے سردار ہو، جب لوگ دیکھیں گے کہ تم نہیں جارہے تو کوئی بھی نہیں جائیگا ابوجہل اصرار کرتا رہا (اور وہ انکار کرتا رہا) ابوجہل نے کہا کہ ایک دو دن کیلئے ہی چلے چلو۔ اُمیّہ نے کہا اگر تم نہیں مانتے تو خیر میں چلتا ہوں، اللہ کی قسم میں مکّہ کا بہترین اُونٹ خریدوں گا (تاکہ آسانی سے بھاگ کر محفوظ مقام پہ پہنچ جاؤں) پھر اُمیّہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ میرا اسبابِ سفر تیار کردو۔ بیوی نے کہا "اے ابوصفوان تم یثربی بھائی (یعنی حضرت سعد بن معاذؓ) کی بات بھول گئے کہ انہوں نے کہا تھا کہ مُسلم تمہیں قتل کریں گے۔" اُمیّہ نے کہا میں ان کے ساتھ زیادہ دور جانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ غرض یہ کہ اُمیّہ بھی کُفّارِ مکّہ کے ساتھ (قافلہ کی حفاظت کیلئے) روانہ ہوا۔ وہ ہر منزل پر بڑی مضبوطی سے اپنے اونٹ کو باندھ دیتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بدر کے میدان میں پہنچ گیا اور اللہ کے فضل وکرم سے مسلمین کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جنگ کیلئے مشورہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جب کُفّار کی اس فوج کی آمد کی خبر ہوئی تو آپؐ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ بعض مُسلم مسلّح فوج سے جنگ کرنے کے حق میں نہیں تھے۔

إِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ ۝ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۝ {الانفال ۸ و ۶}

وہ (اس بے سروسامانی میں جنگ کرنے کو) ناپسند کرتے تھے اور حق ظاہر ہوجانے کے باوجود بحث کررہے تھے گویا انہیں اُن کی آنکھوں دیکھتے موت کے مُنہ میں دھکیلا جارہا تھا۔

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝

اللہ تعالیٰ نے (ان کی ہمّت افزائی کرتے ہوئے) وعدہ کیا کہ (گھبراؤ نہیں) ان دونوں جماعتوں میں سے ایک ضرور تمہارے ہاتھ آئے گی (اگر مسلّح فوج سے مقابلہ ہوا تو فتح اور مالِ غنیمت تمہارے لئے مقدّر ہے اور اگر قافلہ سے مقابلہ ہوا تو پھر اسبابِ تجارت پر تمہارا قبضہ ہوجائے گا۔ اس وعدۂ الٰہی کے باوجود) وہ مُسلم (جو جنگ کو ناپسند کرتے تھے) یہ چاہتے تھے کہ غیر مسلّح قافلہ ہمارے ہاتھ آئے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک عن کعب بن مالکؓ وسورۃ الانفال (۷)
[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل ببدر عن ابن مسعودؓ۔

(تو اچھا ہے تاکہ جنگ نہ ہو) لیکن اللہ نے یہ چاہا کہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو ثابت کردے اور کافروں کا استیصال کردے تاکہ حق کو حق اور باطل کو باطل کر دکھائے، اگرچہ یہ بات کافروں کو کتنی ہی بری کیوں نہ معلوم ہو (اللہ ایسا کر کے رہے گا)

مجلسِ مشاورت میں اکثر مُسلم جنگ کیلئے برضاء و رغبت تیار تھے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنگ کے لئے اُبھارا[1] تو حضرت ابوبکرؓ نے (جنگ کی موافقت میں) تقریر کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی تقریر سے اعراض کیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے تقریر کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعراض فرمایا۔ پھر سعد بن عبادہؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا (آپؐ کا رُوئے سخن ہماری طرف ہے) اے اللہ کے رسُولؐ قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر آپؐ ہمیں سمندر میں کودنے کا حکم دیں گے تو ہم سمندر میں کود پڑیں گے اور اگر آپؐ ہمیں برکِ غماد مقام تک گھوڑے دوڑانے کا حکم دیں گے تو ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔[2]

(حضرت سعدؓ کے بعد) حضرت مقدادؓ نے کہا ہم وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السّلام سے کہی تھی کہ "اے موسیٰ تم جاؤ اور تمہارا ربّ، تم دونوں لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں"۔ بلکہ (اے اللہ کے رسُولؐ) آپ (جنگ کے لئے) نکلئے، ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ ہم آپؐ کے دائیں بائیں، آگے پیچھے ہر طرف لڑیں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس تقریر سے بہت خوش ہوئے، خوشی سے آپؐ کا چہرہ چمکنے لگا۔[3]

جنگ کے لئے روانگی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابوسفیان کے تجارتی قافلہ کی خبر لانے کیلئے حضرت بسیسہؓ کو جاسوس بنا کر روانہ کیا۔ وہ لوٹ کر آئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے گھر میں تھے، آپؐ (فوراً) باہر تشریف لائے (تمام حالات معلوم کرنے کے بعد) آپؐ نے فرمایا ہمیں ایک چیز کی طلب ہے لہٰذا جس کے پاس سواری موجود ہو وہ سوار ہو کر ہمارے ساتھ چلے۔ یہ سُن کر کچھ لوگوں نے مدینہ منوّرہ کے بالائی حصّہ سے اپنی سواریاں لانے کی اجازت طلب کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں صرف وہ لوگ چلیں جن کی سواریاں یہاں موجود ہوں"۔ الغرض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ مدینہ منورہ سے فوراً روانہ ہو گئے۔[4]

بدر کے راستہ میں مقام حرۃ الوبرہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک شخص ملا جس کی ہمّت اور شجاعت کا شہرہ تھا۔ صحابہ کرامؓ اسے دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اُس نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آپؐ کے ساتھ ہو کر کُفّار سے لڑوں اور آپؐ کے ساتھ حصّہ پاؤں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا تم اللہ اور رسُولؐ پر ایمان رکھتے ہو۔ اُس نے کہا نہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تو تم واپس چلے جاؤ، میں مشرک سے مدد نہیں لیتا۔ (وہ شخص چلا گیا اور) مقام شجرہ پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پھر ملا۔ پھر وہی سوال و جواب ہوئے۔ وہ پھر چلا گیا۔ مقام بیداء پر پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی کلمات دوہرائے۔ اُس نے کہا میں ایمان لاتا ہوں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (اب تم ہمارے ساتھ) چل سکتے ہو۔[5]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مشرکینِ مکّہ سے پہلے بدر کے مقام پر پہنچ گئے۔[6] اور وہاں آپؐ نے پڑاؤ کیا۔[7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذ تستغیثون ربکم عن ابن مسعودؓ و کتاب التفسیر سورۃ المائدۃ۔ [2] صحیح مسلم باب غزوۃ بدر عن انسؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذ تستغیثون ربکم و کتاب التفسیر سورۃ المائدۃ عن ابن مسعودؓ۔
[4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشّہید عن انسؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کراہۃ الاستعانۃ بکافر عن عائشہؓ۔
[6] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشّہید عن انسؓ۔ [7] صحیح مسلم باب غزوۃ بدر عن انسؓ۔

حضرت عثمانؓ کی عدم شرکت حضرت عثمانؓ کے نکاح میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک صاحبزادیؓ تھیں۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بدر کے لئے روانہ ہوئے تو اُس وقت وہ بیمار تھیں۔ حضرت عثمانؓ ان کی تیمارداری کی وجہ سے روانہ نہ ہو سکے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا کہ "تمہارے لئے اتنا ہی اجر ہے جتنا شرکائے بدر کے لئے اور تمہیں اتنا ہی حصّہ ملیگا جتنا شرکائے بدر کو ملیگا۔"[1] (اگرچہ حضرت عثمانؓ جنگِ بدر میں حقیقتاً شریک نہ ہو سکے تاہم کیونکہ اُن کا عُذر معقول تھا لہٰذا وہ حُکماً جنگِ بدر میں شریک سمجھے گئے)

حضرت یمانؓ اور حضرت حُذیفہؓ کی عدم شرکت حضرت یمانؓ اور حضرت حُذیفہؓ دونوں جنگ میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔ (راستہ میں) کُفّارِ قریش نے اُنہیں گرفتار کر لیا۔ کُفّار نے کہا "تم محمدؐ کے پاس جانا چاہتے ہو؟" اُنہوں نے کہا "ہم ان کے پاس جانا نہیں چاہتے بلکہ ہم تو مدینہ منوّرہ جانا چاہتے ہیں۔" کُفّار نے ان دونوں سے اللہ کی قسم کے ساتھ عہد لیا کہ وہ مدینہ چلے جائیں اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہو کر نہ لڑیں۔ وہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سارا واقعہ سُنایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم مدینہ چلے جاؤ، ہم ان کا عہد پُورا کریں گے اور ان کے مقابلہ میں اللہ سے مدد طلب کریں گے۔"[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میدانِ جنگ میں جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بدر کے مقام پر پہنچے تو آپؐ کے ساتھ تین سو دس سے کچھ زائد صحابہؓ تھے، ان کی تعداد بالکل اتنی تھی جتنی اصحابِ طالوت کی جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو پار کیا تھا۔[3] (چھوٹے بڑے سب ملا کر) صحابہؓ کی تعداد ۳۱۹ تھی۔[4] جن میں مہاجرین ساٹھ سے کچھ زائد تھے اور انصار ۲۴۰ سے کچھ زائد تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت براء بن عازبؓ کو کم عُمری کی وجہ سے جنگ میں شرکت کی اجازت نہیں ملی۔[5]

مشرکینِ مکّہ بھی بدر کے مقام پر پہنچ چکے تھے۔[6] (ابھی جنگ شروع نہیں ہوئی تھی کہ اسی اثناء میں) صحابہؓ کو قریش کے چند سقّے (پانی بھرنے والے) ملے۔ ان میں بنی حجاج کا ایک کالا غلام بھی تھا۔ صحابۂ کرامؓ نے اُسے پکڑ لیا اور اُس سے ابوسفیان اور قافلے والوں کا حال دریافت کیا، اُس نے کہا مجھے ابوسفیان کے متعلق کوئی علم نہیں البتہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور اُمیّہ بن خلف تو یہاں موجود ہیں۔ جب وہ یہ جواب دیتا تو صحابۂ کرامؓ اُسے مارتے اور جب وہ یہ کہتا کہ ابوسفیان کا حال بتاتا ہوں تو اُسے چھوڑ دیتے۔ پھر اُس سے پوچھتے تو پھر وہ وہی بات کہتا کہ میں ابوسفیان کے متعلق کچھ نہیں جانتا البتہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور اُمیّہ تو یہاں لوگوں میں موجود ہیں۔ جب وہ یہ کہتا تو صحابۂ کرامؓ اُسے پھر مارتے۔ اُس وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ ماجرا دیکھا تو آپؐ (جلدی سے) نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا "قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب وہ تم سے سچ کہتا ہے تو تم اُسے مارتے ہو اور جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو تم اُسے چھوڑ دیتے ہو۔"

اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے، یہ فلاں کافر کے مرنے کی

۱؎ حضرت رُقیہؓ۔ ۱؎ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب اذا بعث الامام رسولاً عن ابنِ عمرؓ۔ ۲؎ صحیح مسلم کتابُ الجہاد بابُ الوفاء بالعہد عن حُذیفہؓ۔
۳؎ صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عدۃ اصحاب بدر عن براءؓ۔ ۴؎ صحیح مسلم کتابُ الجہاد بابُ الامداد بالملٰئکۃ فی غزوۃ بدر۔
۵؎ صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عدۃ اصحاب بدر عن براءؓ ۶؎ صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشّہید عن انسؓ۔

جگہ ہے۔ جنگ کے بعد دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔[1]

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ {انفال}	صحابہؓ (مدینہ سے) قریب کے ناکہ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اور کفار دوسری طرف تھے اور کفار کا وہ تجارتی قافلہ نشیبی علاقہ سے گذر رہا تھا (جنگ محض اتفاقی تھی) اللہ فرماتا ہے کہ اگر تم دونوں فریق پہلے سے جنگ کا وقت مقرر کرتے تو ضرور تم سے وقتِ مقررہ پر پہنچنے میں تقدیم یا تاخیر ہو جاتی لیکن اللہ کو تو جنگ منظور تھی لہٰذا اُس نے ویسے ہی انتظامات بھی کر دئے تاکہ جو مرے وہ حجت کے بعد مرے اور جو زندہ رہے وہ حجت کے بعد زندہ رہے۔

صحابہؓ ساز و سامان اور تعداد کے لحاظ سے بہت کم تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ {آل عمران ۱۲۳}	تحقیق اللہ نے تمہاری جنگِ بدر میں مدد کی اور تم اُس وقت بے سر و سامان تھے اور تمہاری تعداد قلیل تھی۔

جنگ کی رات حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا امیہ سے ایک دوسرے کی حفاظت کا معاہدہ تھا۔ (رات کو) جب (اکثر) لوگ سو گئے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ پہاڑ کی طرف چلے گئے تاکہ اُمیہ کی حفاظت کریں۔ حضرت بلالؓ نے اُمیہ کو دیکھ لیا اور انصار کی ایک مجلس میں آکر کہا "اگر اُمیہ بن خلف بچ گیا تو میں نہیں بچ سکتا"۔ اُن کا یہ کہنا تھا کہ چند انصار نے اُمیہ کا پیچھا کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے جب دیکھا کہ اب وہ بچ نہیں سکتا تو اُس کے لڑکے کو اُن کے لئے پیچھے چھوڑ دیا تاکہ وہ اُنہیں مشغول کر لے، انصار نے اُمیہ کے لڑکے کو قتل کر دیا اور پھر اُمیہ کا پیچھا کرنے لگے، اُمیہ بھاری جسم کا آدمی تھا (لہٰذا بھاگ نہ سکا) حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُس سے کہا "بیٹھ جا"۔ وہ بیٹھ گیا، حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُسے بچانے کیلئے خود کو اُس پر ڈال دیا لیکن انصار نے اُن کے نیچے سے تلواروں سے چھید کر اُسے قتل کر دیا، اُس کو بچانے میں حضرت عبدالرحمٰنؓ کے پشتِ قدم پر بھی ایک زخم لگ گیا۔[2]

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ {انفال ۴۳}	اسی (رات کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا خواب میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دکھایا کہ کافر قلیل تعداد میں ہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب صحابہؓ سے بیان کیا۔ یہ خواب سُنکر اُنکی ہمت بلند ہو گئی) اگر خواب میں کفار کی تعداد زیادہ دکھائی جاتی تو مسلمین ہمت ہار جاتے آپس میں اختلاف کرتے (یہ اللہ کا فضل تھا کہ) اُس نے مسلمین کو (اختلاف سے) بچا لیا۔

یہ خواب گویا ایک بشارت تھی۔ کفار کی قلیل تعداد سے مُراد اُنکی کم ہمتی اور بزدلی تھی اور یہ تعبیر بالکل صحیح ثابت ہوئی جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں (صبح کو) دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہو گئیں۔

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ {انفال ۴۴}	اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی آنکھوں میں کفار کی تعداد کم دکھائی اور کافروں کی آنکھوں میں صحابہؓ کی تعداد کم دکھائی (تاکہ دونوں فریق لڑنے سے پہلے ہمت نہ ہار جائیں بلکہ اچھی طرح لڑائی میں کود پڑیں اور جم کر لڑیں اور یہی اللہ کی منشاء تھی) تاکہ اللہ جس کام کا فیصلہ کر چکا ہے اُسے پورا کر دکھائے (یعنی کافروں کی قوت پاش پاش ہو جائے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزانہ دُعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کافروں کی تعداد کم دکھائی گئی تھی تاکہ مسلمین ہمت نہ ہاریں ورنہ حقیقتاً وہ ایک ہزار تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ بدر عن انسؓ و کتاب الجنۃ عن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔

مشرکین کی طرف نظر کی اور آپؐ کو یہ معلوم ہوا کہ کافر ایک ہزار ہیں اور مُسلم ۳۱۹ (تو مُسلمین کی قلیل تعداد اور بے سروسامانی کو دیکھکر) آپؐ اپنے قُبّہ میں تشریف لائے۔ اُس وقت آپؐ چادر اُوڑھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے قبلہ کی طرف مُنہ کیا پھر ہاتھوں کو دراز کیا اور اللہ سے بڑے ناز و عجز کے ساتھ دُعا کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ "اے میرے اللہ میں تجھ سے تیرے عہد اور وعدہ کو پُورا کرنے کی درخواست کرتا ہوں اے اللہ تو نے جو وعدہ مجھ سے کیا تھا اُسے پُورا فرما دے۔ اے میرے اللہ اگر مُسلمین کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو روئے زمین پر تیری عبادت کہیں نہ ہوگی۔ اے میرے اللہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کیجائے (تو پھر تو جو چاہے کر)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑی دیر تک ہاتھ دراز کئے رہے۔ اپنے ربّ سے فریاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ کندھوں پر سے چادر گر گئی۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آئے، انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چادر کو اُٹھایا اور آپؐ کے کندھوں پر ڈال دیا۔ پھر اپنے ہاتھ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پکڑ کر عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسُولؐ بس کافی ہے۔ آپؐ اپنے ربّ سے بہت منّت والحاح سے دُعا کر چکے۔ اللہ تعالیٰ بیشک اس وعدہ کو پُورا کرے گا جو اُس نے آپؐ سے کیا ہے۔"[عہ]

دُعا کرنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قُبّہ سے باہر تشریف لائے۔ اُس وقت آپؐ یہ آیات تلاوت فرما رہے تھے:۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ۝ عنقریب کافروں کی فوج کو شکست ہوگی اور یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے (اور یہ سزا تو کچھ بھی نہیں) انکے (عذابِ) موعود کا وقت تو قیامت کا دن ہے اور قیامت زیادہ سخت اور زیادہ تلخ ہے۔[لہ]

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ {انفال ۹ و ۱۰} مُؤمنین بھی (اپنی اپنی جگہ پر) اللہ سے فریاد کر رہے تھے (دُعائیں مانگ رہے تھے) اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعائیں قبول کیں اور (بطور خوشخبری کے فرمایا) میں لگاتار ایک ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری امداد کروں گا۔ اس خوشخبری سے مُؤمنین کو اطمینان ہوگیا (ورنہ اللہ چاہتا تو بغیر فرشتوں کے بھی امداد کر سکتا تھا) اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے (وہ سب کچھ کر سکتا ہے لیکن وہ جو کچھ کرتا ہے اُس میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے)

ہدایات برائے جنگ

جنگ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے مُؤمنین کو ہدایت کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ۝ وَمَن اے ایمان والو جب کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو تو پیٹھ نہ پھیرنا اور جو شخص پیٹھ پھیرے تو وہ اللہ کے غضب میں

عہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دُعا کرنے کے یہ معنیٰ نہیں کہ معاذ اللہ آپؐ کو شک تھا بلکہ آپؐ کو اپنے فعل سے یہ ثابت کرنا تھا کہ کوئی شخص بھی اپنی تمام تدابیر اختیار کرنے کے بعد ان تدابیر پر بھروسہ نہ کر بیٹھے بلکہ بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھے اور اُس سے دُعا کرے کہ وہ اس کی تدابیر کو کامیابی سے ہمکنار کرے اس لئے کہ فتح و شکست تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

لہ صحیح بخاری کتابُ المغازی اذ تستغیثون ربکم عن ابنِ عباسؓ و کتابُ الجہاد باب فی درع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم والقمیص فی الحرب و کتابُ التفسیر سُورۃ القمر و صحیح مسلم کتابُ الجہاد بابُ الامداد بالملئکۃ عن عمرؓ۔ (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم کی ہیں۔ باقی عبارتیں صحیح بخاری کی ہیں)

يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

گرفتار ہوگیا۔ اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔ البتہ وہ شخص اس سے مستثنٰی ہے جو کوئی جنگی چال چلنے کیلئے پیٹھ پھیرے یا اپنی فوج میں ملنے کیلئے پیٹھ پھیرے۔ (اور) اے ایمان والو جب تمہارا مقابلہ دشمن فوج سے ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو، اِسی میں تمہاری بھلائی ہے، اور (اے مؤمنو) اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرتے رہو۔ آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ صبر و استقامت سے کام لو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور دیکھو تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اِتراتے ہوئے لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنے گھروں سے نکلے اور اللہ کے راستہ سے لوگوں کو روکا، اللہ ان کے تمام اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ہدایت کی کہ جب کافر قریب ہوں تو اُن پر تیر چلانا (تاکہ تیر ضائع نہ ہوں جہاں تک ہو سکے) تیروں کو بچا بچا کر رکھو[1] اور تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کی طرف پیش قدمی نہ کرے جبتک میں پیش قدمی نہ کروں[2]۔

کافروں کو جنگ میں الجھانے کیلئے کافروں کی نگاہ میں مُسلم کم دکھائے گئے تھے جیساکہ اُوپر بیان کیا گیا ہے اب جبکہ وہ آمادۂ پیکار ہو ہی گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو مرعوب کرنے کیلئے

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

ان کی نگاہ میں مسلمین کو کافروں سے دوگنا دکھایا (یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک قسم کی مدد تھی) اور اللہ اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے (اس نے مسلمین کی مدد کی کیونکہ) مُسلمین اللہ کے راستہ میں لڑنے کیلئے جمع ہوئے تھے (ان کا اور کوئی مقصد نہیں تھا)

جنگ سے پہلے اطمینان بخش غنودگی | بعض مؤمنوں کے دلوں میں گھبراہٹ تھی اللہ تعالیٰ نے ان کی

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰي قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ {انفال ۱۱}

گھبراہٹ دور کرنے کیلئے اُن پر ایک غنودگی بھیجدی (جب غنودگی سے افاقہ ہوا تو مؤمنین نے سکون محسوس کیا) اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا۔ مؤمنین (نہا دھو کر) پاک صاف ہو گئے، ان کے دل مضبوط ہو گئے اور پیر جم گئے۔

جنگ کی ابتداء۔ اوّلین مقابلے | جنگ شروع ہوئی۔ کافروں کی طرف سے شیبہ بن ربیعہ، عتبہ اور ولید

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب التحریض علی الرمی عن ابی اُسیدؓ وکتاب المغازی۔
[2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید عن انس رضؓ۔

بن عتبہ میدان میں آئے۔ مؤمنین کی طرف سے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ مقابلہ کیلئے نکلے۔ (تینوں کافر قتل ہوئے) اللہ تعالیٰ نے ان تین جواں مرد مؤمنین (اور تینوں کافروں) کے حق میں فرمایا:۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝ {۱۹ تا ۲۴}

یہ دونوں فریق جو ایک دوسرے کے دشمن تھے اپنے رب کے بارے میں لڑے (ایک فریق ربّ کا منکر تھا اور دوسرا مؤمن) جو منکر تھے اُن کو آگ کے کپڑے پہنائے جائینگے اُن کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا، اس پانی سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں جل جائینگی ان کو مارنے کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔ جب وہ اس تکلیف سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں لوٹا دئے جائیں گے۔ ان سے کہا جائیگا جلنے کے عذاب کا مزا چکھتے رہو۔ اور بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو اللہ جنّت میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہاں اُن کو سونے اور موتی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اُن کا لباس ریشمی ہوگا، یہ اس لئے کہ ان کو پاکیزہ کلام اور صراطِ حمید کی ہدایت کی گئی تھی۔[1]

ابوجہل کا قتل دو نوجوانوں کے ہاتھ سے

انفرادی مقابلے جاری تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ مؤمنین کی صف میں کھڑے ہوئے تھے کہ اتنے میں اُنہوں نے اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دو کم عمر انصاری نوجوانوں کے بیچ میں ہیں۔ انہوں نے ان دونوں نوجوانوں کی وجہ سے اپنے کو غیر محفوظ خیال کیا وہ اسی خیال میں تھے کہ اتنے میں ایک نوجوان نے دوسرے سے چھپاتے ہوئے ان کو ہاتھ سے دبایا اور پوچھا "اے چچا جان کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "ہاں پہچانتا ہوں"۔ اُس نوجوان نے کہا "مجھے بتائیے ان میں ابوجہل کونسا ہے"۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا "اے بھتیجے تم اس کا کیا کروگے"۔ نوجوان نے جواب دیا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بُرا بھلا کہتا ہے لہٰذا میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ اگر میں اسے دیکھوں گا تو قتل کر دوں گا یا خود شہید ہو جاؤں گا"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کو اس نوجوان کی بات سے بہت تعجب ہوا۔ پھر دوسرے لڑکے نے بھی اپنے ساتھی سے چھپا کر حضرت عبدالرحمٰنؓ سے اُسی قسم کی باتیں کیں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں (کہ یہ باتیں سُننے کے بعد) اب مجھے وہ تمنّا اچھی نہیں معلوم ہوئی کہ ان دو نوجوانوں کے بجائے میرے دائیں بائیں دو مرد ہوتے۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ابوجہل دکھائی دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان دونوں لڑکوں کو اشارہ سے بتایا کہ وہ ابوجہل ہے۔ یہ سُنتے ہی وہ دونوں اپنی تلواروں کے ساتھ مثلِ شکرے کے اُس پر جھپٹے اور اُس کو قتل کر دیا۔ یہ دونوں لڑکے عفراء کی اولاد میں سے تھے۔ ایک کا نام معاذ بن عفراءؓ اور دوسرے کا نام معاذ بن عمرو بن الجموحؓ تھا۔ ابوجہل کو قتل کرنے کے بعد یہ دونوں لڑکے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ دونوں نے آپؐ کو خوشخبری سُنائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سے کس نے اُسے قتل کیا ہے؟" ہر ایک لڑکے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابی ذرؓ و کتاب المغازی و صحیح مسلم کتاب التفسیر۔

نے کہا "میں نے" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے اپنی تلواروں کو پوچھ لیا ہے ؟" اُنہوں نے جواب دیا "نہیں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کی تلواریں دیکھیں پھر فرمایا کہ "تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے"۔ (جب مالِ غنیمت تقسیم ہوا تو) ابوجہل کا ساز وسامان رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے معاذ بن عمرو رضؓ کو دیدیا[1]۔

جاں نثاری کا عجیب واقعہ انفرادی مقابلے جاری تھے کہ اتنے میں مشرکین آگے بڑھ کر مؤمنین کے قریب آگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس جنّت میں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ حضرت عُمَیر بن حُمام انصاری نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ایسی جنّت جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے!" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں" اُنہوں نے کہا "واہ واہ" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "واہ واہ کہنے کی کیا وجہ ہے ؟" حضرت عُمَیرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ کی قسم میں نے اس اُمید میں یہ بات کہی تھی کہ میں جنتی ہو جاؤں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم بے شک جنّتی ہو"۔ یہ سُن کر حضرت عمیرؓ نے اپنے ترکش میں سے کچھ کھجوریں نکالیں اور اُنہیں کھانے لگے، پھر کہنے لگے اگر میں ان کھجوروں کے ختم ہونے تک زندہ رہوں گا تو بہت وقت لگ جائے گا۔ لہٰذا اُنہوں نے جو کھجوریں ان کے پاس تھیں اُنہیں (ایک طرف) ڈال دیا پھر کُفّار سے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے[2]۔

مزید معرکے جنگ برابر جاری تھی۔ حضرت خُبَیبؓ نے حارث بن عامر کو قتل کر دیا۔ حضرت عاصم بن ثابتؓ نے کُفّار کے ایک بہت بڑے سردار کو مَوت کے گھاٹ اُتار دیا[3]۔

حضرت زبیرؓ کا مقابلہ عبیدہ بن سعید بن العاص سے ہوا جس کی کُنیت ابوذات الکرش تھی۔ عبیدہ آہن پوش تھا۔ سوائے آنکھوں کے اُس کے جسم کا کوئی حصّہ نظر نہیں آتا تھا۔ حضرت زبیرؓ نے اس پر نیزہ سے حملہ کیا اور اُسی آنکھوں میں نیزہ مارا۔ یہی ضرب اُس کی مَوت کا باعث بن گئی۔ پھر حضرت زبیرؓ نے اُس کی نعش پر پیر رکھ کر بڑی مشکل سے وہ نیزہ اُس کے جسم سے نکالا۔ نیزہ کی دونوں دھاریں ٹیڑھی ہو گئی تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ سے اُس نیزہ کو مانگا۔ اُنہوں نے اس نیزہ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کر دیا[4]۔

حضرت حارثہ بن سراقہؓ کی شہادت حضرت حارثہؓ اس جنگ میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ یہ ابھی لڑکے ہی تھے۔ جب ان کی والدہ نے اُن کی شہادت کی خبر سُنی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ کو تو معلوم ہے کہ حارثہ سے میرا کیسا تعلّق تھا (کتنی محبّت تھی) اگر وہ جنّت میں گیا تو مَیں صبر کرتی ہوں اور ثواب کی اُمّید رکھتی ہوں اور اگر کوئی اور بات ہے تو پھر دیکھئے میں کیا کرتی ہوں۔ میں اس پر بہت روؤنگی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پر افسوس، تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟ کیا جنّت ایک ہی ہے ؟ جنّتیں بہت سی ہیں اور وہ تو جنّت الفردوس میں ہے جو سب سے اعلیٰ ہے[5]"

جنگ کی شدّت (جنگ شدّت سے جاری تھی) اللہ تعالیٰ نے حسبِ وعدہ فرشتوں کو مدد کے لئے بھیجا

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ وکتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب وصحیح مسلم کتابُ الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل۔
[2] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشہید عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن ابی ہُریرہ رضؓ۔ (باب غزوۃ الرّجیع)
[4] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن زبیرؓ [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن انسؓ فی باب فضل من شہد بدرًا وکتابُ الجہاد باب من اتاہ سہم غرب۔

فرشتوں کو بھیجتے وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:۔

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ {انفال ۱۲ و ۱۳}

کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم مؤمنین کو ثابت قدم رکھو میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال رہا ہوں۔ تم کافروں کی گردنیں اُڑا دو، اور ان کی پور پور پر ضربیں لگاؤ۔ یہ اس لئے کہ اُنہوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کی ہے۔ اور جو شخص بھی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کرے تو اللہ اُس کو سخت سزا دے گا۔

وَاِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَیْهِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ {انفال ۴۸}

اُدھر شیطان بھی میدانِ جنگ میں موجود تھا۔ وہ کافروں کو اُن کی حرکات عمدہ کر کے دکھا رہا تھا اور ان سے کہہ رہا تھا (گھبراؤ نہیں) آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر جب دورانِ جنگ اُس نے فرشتوں کو دیکھا تو کہنے لگا میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں میں تو ایسی ہستیاں دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں۔ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ یہ کہکر وہ میدانِ جنگ سے چلا گیا۔

الغرض فرشتے میدانِ جنگ میں آگئے اور مؤمنین کی طرف سے لڑنے لگے۔ اس اثناء میں کہ ایک مسلم ایک کافر کے پیچھے دوڑ رہا تھا اُسے اوپر سے ایک کوڑے کی آواز سُنائی دی اور ایک سوار کی آواز بھی آئی۔ وہ کہہ رہا تھا بڑھ اے حیزوم[1]۔ اتنے میں وہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ کافر اس کے آگے چت گرا ہوا پڑا ہے۔ اُس کی ناک پر نشان تھا، اُس کا مُنہ پھٹ گیا تھا گویا کہ اُسے کسی نے کوڑا مارا ہے۔ اس کا رنگ سبز ہو گیا تھا۔ وہ شخص یہ دیکھکر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ سے واقعہ بیان کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم سچ کہتے ہو، یہ (فرشتے) تیسرے آسمان سے مدد کے لئے آئے تھے[1]۔"

بدریوں کی فضیلت۔ حضرت جبریلؑ کی شرکت | فرشتوں کی جماعت میں حضرت جبریلؑ بھی موجود تھے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ جبریل ہتھیار پہنے ہوئے اور اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے کھڑے ہیں[2]۔" حضرت جبریلؑ نے پوچھا "آپؐ مسلمین میں اہلِ بدر کو کیا درجہ دیتے ہیں۔" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بدر میں شرکت کرنے والے تمام مُسلمین سے افضل ہیں۔" حضرت جبریلؑ نے کہا کہ اسی طرح وہ فرشتے جو بدر میں شریک ہوئے تمام فرشتوں سے افضل ہیں[3]۔

جنگ آخری مرحلہ پر | جنگ جاری تھی کہ اسی اثناء میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِیُبْلِیَ

کافروں کی طرف کچھ سنگ ریزے پھینکے۔ سنگ ریزوں کے اثر سے کافروں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب الامداد بالملئکۃ فی غزوۃ بدر عن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب شہود الملئکۃ بدراً عن ابنِ عباسؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب شہود الملئکۃ بدراً عن رفاعہؓ۔ [4] حیزوم غالباً فرشتے کے گھوڑے کا نام ہے۔

الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ {انفال ۱۷ و ۱۸}

نے کافروں کو قتل کیا اور کافروں کی تمام تدبیروں کو بے کار کر دیا۔

مؤمنین کی فتح مؤمنین فتحیاب ہوئے۔ کافروں کے ستّر آدمی مارے گئے اور ستّر آدمی قید ہو گئے۔[1]

بعض مؤمنین کا ضعفِ ایمانی بعض مؤمنین ڈر کی وجہ سے اسلام کا اظہار نہیں کرتے تھے اور مشرکین کے ساتھ بادلِ ناخواستہ میدانِ جنگ میں چلے آئے تھے۔ یہ بھی کافروں کے ساتھ تیر وغیرہ لگنے سے قتل ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے متعلّق فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ۭ فَاُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۝ فَاُولٰۗىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ {نساء ۹۷ تا ۱۰۰}

جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا (یعنی ہجرت نہیں کی) جب فرشتوں نے ان کی جان نکالی تو ان سے پوچھا "تم کس حال میں تھے؟" اُنہوں نے کہا "ہم زمین میں عاجز و ناتواں تھے" فرشتوں نے کہا "کیا اللہ کا مُلک فراخ نہیں تھا کہ تم ہجرت کرتے"۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ ہاں جو مرد، عورت اور بچے بے بس ہیں کہ نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں نہ راستہ ہی جانتے ہیں تو اللہ ایسے لوگوں کو معاف کر دے گا۔ اللہ معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرے تو وہ زمین میں بہت جگہ اور کُشادگی پائیگا۔ اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسُول کی طرف ہجرت کے لئے روانہ ہوا اور راستہ میں اس کو موت آگئی تو اس کا ثواب اللہ کے ذمّہ واجب ہو گیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[2]

کفّار کے مقتولین فتح کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کون ہے جو جا کر دیکھے کہ ابوجہل کس حال میں ہے؟" حضرت ابنِ مسعودؓ روانہ ہوئے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ عفراء کے بیٹوں نے اُس پر ضرب کاری لگائی ہے۔ اس میں ابھی زندگی کی کچھ رمق باقی تھی۔ حضرت ابنِ مسعودؓ نے اُس کی ڈاڑھی پکڑ کر پوچھا "کیا تو ابوجہل ہے؟" اُس نے کہا کیا ہوا اگر کسی آدمی کو اُسی کی قوم نے قتل کر دیا" (یہ قتل باعثِ عار نہیں۔ بعد میں جب اُسے معلوم ہوا کہ اُسے انصاری لڑکوں نے قتل کیا ہے تو) کہنے لگا کاش مجھے کاشتکاروں کے علاوہ کسی اور نے قتل کیا ہوتا۔[3]

کُفّار کے ۲۴ بڑے بڑے سردار مارے گئے، جن میں ابوجہل، عتبہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، اُمیّہ بن خلف وغیرہ شامل تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ ان کی لاشیں کنویں میں ڈال دو۔ لاشیں کنویں میں ڈال دی گئیں۔ لیکن اُمیّہ کی لاش کنویں میں نہ ڈالی جا سکی۔ وہ بہت موٹا تھا۔ جب اُس کو گھسیٹا گیا تو کنویں تک پہنچنے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب امداد الملٰئکۃ عن عمرؓ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابنِ عباسؓ۔

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل عن انسؓ و ابنِ مسعودؓ و فی باب بعد باب شہود الملٰئکۃ بدرًا عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قتل ابی جہل عن انسؓ۔

سے پہلے اُس کے جوڑ جوڑ علیٰحدہ ہو گئے۔[1] گرمی کا زمانہ تھا اس لئے لاشیں (بہت جلدی) سڑ گئیں۔[2]

فتح کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میدانِ جنگ میں تین دن ٹھہرا کرتے تھے۔ فتحِ بدر کے بعد بھی آپؐ نے تین دن میدانِ جنگ میں قیام فرمایا۔ تیسرے روز رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی سواری کی تیاری کا حکم دیا۔ سواری پر کاٹھی کسی گئی (لیکن آپ سواری پر بیٹھے نہیں) بلکہ پیدل ہی چل دئے۔ صحابہ کرامؓ بھی آپؐ کے پیچھے پیچھے گئے۔ صحابہ کرامؓ یہ سمجھ رہے تھے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی خاص ضرورت سے کہیں جا رہے ہیں۔ لیکن آپ کنویں پر تشریف لے گئے۔ کنویں پر پہنچ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے کنارے پر کھڑے ہو گئے۔ پھر آپؐ نے مقتولین کو اُن کے نام اور اُن کے باپوں کے نام لے لے کر پکارا۔ آپؐ اس طرح فرما رہے تھے "اے فلاں بن فلاں اے فلاں بن فلاں کیا تمہیں اب اس بات کی خواہش ہے کہ کاش تم نے اللہ اور اس کے رسُولؐ کی اطاعت کی ہوتی بے شک ہمارے ربّ نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا وہ پُورا کر دیا۔ کیا تم نے بھی اس وعدہ کو سچّا پایا جو تمہارے ربّ نے تم سے کیا تھا۔" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا آپؐ ایسے جسموں سے بات کر رہے ہیں جن میں روح نہیں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سُن رہے ہو۔ (یعنی بطور معجزہ اللہ نے میری باتیں ان کو سُنا دیں) البتّہ یہ جواب نہیں دے سکتے[3]"۔

ان مقتولین کے مرثیہ میں ایک شاعر نے مندرجہ ذیل اشعار لکھے:۔

وَمَا ذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ	بدر کے کنویں پر شیزٰی نامی لکڑی کے درخت
مِنَ الشِّيزَى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ	جن کے نیزے بنتے ہیں نہیں رہے۔
وَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ	نہ بدر کے کنویں پر گانے والیاں ہیں
مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ	نہ شراب پینے والے شُرفاء۔
تُحَيِّي بِالسَّلَامَةِ أُمُّ بَكْرٍ	اُمِّ بکر مجھے سلامتی کی دُعاء دیتی ہے
وَهَلْ لِي بَعْدَ قَوْمِي مِنْ سَلَامٍ	حالانکہ میری قوم کے بعد میری سلامتی کہاں؟
يُحَدِّثُنَا الرَّسُولُ بِأَنْ سَنَحْيَا	رسُولؐ ہم سے بیان کرتے ہیں کہ ہم زندہ کئے جائینگے
وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ	حالانکہ ہڈیاں اور کھوپریاں کیسے زندہ ہونگی۔

اُمِّ بکر اس شاعر کی بیوی کا نام تھا۔ یہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کے نکاح میں تھی۔ ہجرت کے وقت انہوں نے اسے طلاق دیدی تھی[4]۔

مُسلمین کی فاتحانہ واپسی اور مُنافقین کا قبولِ اسلام

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مالِ غنیمت اور قیدیوں کے ساتھ مدینہ منوّرہ تشریف لائے۔ ان قیدیوں میں کُفّار کے بڑے بڑے رئیس اور قریش کے بڑے بڑے سردار تھے، اور جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے قریش کے کئی بڑے بڑے سردار مارے جا چکے تھے۔ یہ دیکھکر عبداللہ بن اُبیّ

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب طرح جیف المشرکین فی البئر عن عبداللہ و کتاب المغازی باب قتل ابی جہل عن ابی طلحہؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب دُعاء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابن مسعودؓ

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر باب قتل ابی جہل عن ابی طلحہؓ۔ صحیح مسلم کتاب الجنّۃ والنّار (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

[4] صحیح بخاری ابواب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشہؓ۔

اور اُس کے ساتھیوں نے جو مشرک اور بُت پرست تھے آپس میں ایکدوسرے سے کہا" اب اسلام غالب ہوگیا (اب اسلام قبول کر لینے ہی میں عافیت ہے)" الغرض انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آکر آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور (بظاہر) مسلم ہوگئے[1]

قیدیوں کی پیشی | مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد تمام قیدی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے پیش کئے گئے۔ ان قیدیوں میں حضرت عبّاسؓ بھی تھے، ان پر لباس نہ تھا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کیلئے قمیص تلاش کی تو کسی کی قمیص ان کے ٹھیک نہ آئی سوائے عبداللہ بن اُبیّ کی قمیص کے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عبداللہ بن اُبیّ سے قمیص لے کر حضرت عبّاسؓ کو پہنادی[2]

قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑنے کا فیصلہ | قیدیوں کے متعلّق رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے مشورہ لیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا" یہ ہمارے چچا کی اولاد اور ہمارے خاندان ہی کے افراد ہیں۔ میری رائے تو یہ ہے کہ آپؐ ان کو کچھ مال کے عوض چھوڑ دیجئے تاکہ اس مال سے کُفّار سے مقابلہ کرنے کیلئے سامانِ جنگ اِکٹھا کیا جائے اور شاید اللہ تعالیٰ (بعد میں) انہیں اسلام کی توفیق عطا فرمائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے خطّاب کے بیٹے تمہاری کیا رائے ہے؟" حضرت عمرؓ نے عرض کیا" اللہ کی قسم میری وہ رائے نہیں ہے جو رائے ابوبکرؓ نے دی ہے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ آپؐ انہیں ہمارے حوالہ کیجئے کہ ہم ان کی گردنیں اُڑادیں، عقیل کو علیؓ کے حوالہ کیجئے کہ وہ انہیں قتل کریں اور مجھے میرا فلاں عزیز دیجئے تاکہ میں اس کی گردن اُڑاؤں (ان کا قتل بڑا ضروری ہے) کیونکہ یہ کُفر کے سردار اور اس کے مُہرے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت ابوبکرؓ کی رائے پسند آئی، حضرت عمرؓ کی رائے کو آپؐ نے پسند نہیں فرمایا[3]

اِس موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور وہ مجھ سے ان ناپاکوں کے متعلّق سوال کرتا تو میں اس کی خاطر ان سب کو چھوڑ دیتا (تاکہ اس کے احسان کا بدلہ اتر جاتا[4])

الغرض قیدیوں سے فدیہ لیا گیا۔ قیدیوں میں حضرت عبّاسؓ بھی تھے۔ جب فدیہ لیا جارہا تھا تو اس موقع پر انصار نے عرض کیا" یارسُولَ اللہ، اگر آپؐ اجازت دیں تو ہم اپنے بھانجے عباسؓ کا فدیہ معاف کردیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" ان سے (فدیہ میں سے) ایک درہم بھی نہ چھوڑا جائے[5]"

مشورہ (اور قیدیوں کی رہائی) کے دوسرے دن حضرت عمرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ اُنہوں نے عرض کیا" اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ کیوں رو رہے ہیں؟ اگر مجھے بھی رونا آیا تو میں بھی روؤنگا ورنہ آپ دونوں کے رونے کی وجہ سے رونے کی صورت ہی بنالوں گا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" میں اس واقعہ کی وجہ سے رو رہا ہوں جو تمہارے ساتھیوں سے فدیہ لینے کی وجہ سے پیش آیا"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک درخت

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر سُورۂ آلِ عمران باب ولتسمعُنّ من الذین اوتوا الکتاب عن اُسامہؓ وکتابُ الادب باب کنیۃ المشرک عن اسامہ رضؓ۔

[2] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الکسوۃ للاساریٰ عن جابرؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب امداد الملائکۃ عن عمرؓ۔

[4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب مامنَّ النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم علی الاساریٰ عن جبیرؓ۔

[5] صحیح بخاری کتابُ العتق وفضلہ باب اذا اسر اخوالرجل او عمّہ ھل یُفادیٰ عن انسؓ۔

کی طرف جو آپؐ کے قریب ہی تھا اشارہ کرکے فرمایا "میرے سامنے ان لوگوں کا عذاب لایا گیا (جنہوں نے فدیہ لیکر چھوڑنے کا مشورہ دیا تھا) وہ عذاب اس درخت سے بھی زیادہ قریب تھا۔" اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۡ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ {انفال ۶۷}

نبی کے یہ شایانِ شان نہیں کہ اُس کے قبضہ میں قیدی ہوں جب تک کافروں کو خوب قتل کرکے ملک میں (اپنا رعب نہ قائم کرلے اے مؤمنو!) تم دنیا چاہتے ہو اور اللہ آخرت کی بھلائی چاہتا ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ {انفال ۶۸}

اگر اللہ پہلے سے فیصلہ نہ کرچکا ہوتا تو جو فدیہ تم نے لیا اس کی وجہ سے تم پر زبردست عذاب نازل ہوتا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ یہ غلطی معاف کردی جائے گی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے غلطی معاف کردی اور مزید یہ انعام فرمایا کہ مالِ غنیمت حلال کردیا۔ فرمایا:۔

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ {انفال ۶۹}

اور جو مال تمہیں غنیمت کی صورت میں ملا ہے اُسے تم کھا سکتے ہو۔ وہ حلال اور پاکیزہ ہے۔ البتہ اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے (یہ اس کی مہربانی ہی ہے کہ تمہاری دنیا طلبی کو معاف کردیا)[1]

باطل نکاحوں کی ممانعت | ایامِ جاہلیّت میں مختلف قسم کے نکاح تھے۔ مثلاً:۔

① کوئی شخص اپنی بیوی سے کہدیا کرتا تھا کہ جب تم اذیّتِ ماہانہ سے پاک ہوجاؤ تو فلاں مرد کے پاس چلی جانا اور اُس سے فائدہ حاصل کرنا۔ پھر شوہر اس سے علیحدہ رہتا تھا جب تک وہ حاملہ نہ ہوجائے۔ حاملہ ہونے کے بعد پھر وہ جب چاہتا اُس کے پاس چلا جاتا۔ یہ اس واسطے کیا جاتا تھا کہ بچّہ اچھی نسل کا پیدا ہو۔ اس نکاح کو استبضاع کہتے تھے۔

② دس سے کم آدمی ایک عورت کے پاس جایا کرتے تھے۔ جب اُس کے ہاں بچّہ پیدا ہوتا تو چند دن بعد وہ سب کو بُلواتی، ان میں سے کوئی بھی آنے سے انکار نہ کرسکتا تھا (جب وہ سب جمع ہوجاتے تو) وہ کسی ایک کو مخاطب کرکے کہہ دیتی کہ یہ تیرا بچّہ ہے۔ اس شخص کو انکار کی مجال نہیں ہوتی تھی۔

③ بہت سے مَرد ایک عورت کے پاس جایا کرتے تھے۔ وہ کسی آنے والے کو منع نہیں کرتی تھی۔ علامت کے لئے ایسی عورتوں کے دروازوں پر جھنڈے ہوتے تھے۔ جب اُس عورت کے ہاں بچّہ ہوتا تو وہ سب مرد جمع ہوکر کسی قیافہ شناس کو بُلاتے۔ قیافہ شناس جس شخص سے کہدیتا کہ یہ تیرا بچّہ ہے تو وہ اُس کا بچّہ ہوجایا کرتا تھا۔ اُس شخص کو انکار کی جُرأت نہ ہوتی تھی۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان تمام نکاحوں کی ممانعت فرمادی[2]۔

اللہ تعالےٰ کا کُفّار سے خطاب | جنگِ بدر میں مُسلمین کی فتح ہوئی۔ کافر اس عذابِ لزام میں گرفتار

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب امداد الملئکۃ فی غزوۃ بدر عن عمر رض۔
[2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب لانکاح الّا بولی۔

ہوئے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے کُفّار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ :-

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ {انفال ۱۹}

اگر تم کو (اس لئے) مؤمنین کی فتح کا انتظار تھا (کہ تم حق و باطل میں تمیز کر سکو) تو لو اب تو مؤمنین کو فتح حاصل ہو گئی (اب تو تمہیں اسلام قبول کر لینا چاہئے) اگر اب بھی تم (کفر سے) باز آجاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم پھر سرکشی کرو گے تو ہم بھی پھر عذاب دیں گے اور تمہاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر کیوں نہ ہو تمہارے کام نہ آسکے گی۔ اور بے شک اللہ تو مؤمنین کے ساتھ ہے۔

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ {انفال ۳۸}

ان سے کہدیجئے کہ اگر یہ باز آجائیں تو جو ہو چکا وہ معاف کر دیا جائے گا اور اگر یہ پھر وہی حرکتیں کرینگے تو ان سے پہلے لوگوں کے ساتھ جو ہو چکا ہے (وہی ان کے ساتھ ہوگا)

اللہ تعالیٰ کا فاتحین سے خطاب پھر اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو خطاب کر کے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ {انفال ۳۹ ۴۰}

کافروں سے برابر لڑتے رہو جب تک فتنہ (یعنی غیر اللہ کا قانون) ختم نہ ہو جائے اور (ہر جگہ) اللہ اکیلے ہی کے قوانین نافذ نہ ہو جائیں، ہاں اگر وہ باز آجائیں تو اللہ ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور اگر وہ مُنہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ تمہارا حامی ہے۔ اور وہ اچھا حامی ہے اور اچھا مددگار۔

فاتح قوم کو ہدایاتِ ربّانی مؤمنین کو مزید ہدایات دیتے ہوئے فرمایا :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ {انفال ۲۴}

اے ایمان والو، اللہ اور اُس کے رسولؐ کا حکم ملتے رہو رسولؐ تو تمہیں ایسی چیز کی دعوت دے رہے ہیں کہ (اگر تم اس چیز کو قبول کر لو تو) وہ چیز تمہیں حیاتِ اُخروی بخشے اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ آدمی اور اُسکے دل کے (ارادہ کے) درمیان حائل ہو جاتا ہے (یعنی توفیق الٰہی کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا) اور یہ بھی سمجھ لو کہ تم سب اس کے سامنے جمع کئے جاؤ گے (پھر تم سے حساب لیا جائے گا)

پھر فرمایا (کہ اپنے معاشرہ کی اصلاح کرتے رہو، بُرائیوں کو پنپنے نہ دو)

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ {انفال ۲۵}

ورنہ اس فتنہ سے ڈرو جس سے صرف بدکار ہی ہلاک نہ ہوں گے (بلکہ اس کی زد میں اچھے لوگ بھی آجائیں گے) اور یہ سمجھ لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

مدینہ منوّرہ میں اسلامی ریاست قائم ہو چکی تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آیاتِ بالا میں اسلامی سیاست و حکومت کے گُر بتلائے۔ یعنی :-

① اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنا۔
② روزِ جزاء پر صحیح ایمان رکھنا۔
③ معاشرہ میں معروف کو پھیلانا اور مُنکَر کو ملیامیٹ کرنا کیونکہ معاشرہ میں اگر بُرائیاں پھیل گئیں تو پھر نہ اسلامی حکومت باقی رہے گی نہ چین وسکون۔ نیک بد سب اللہ کے عذاب میں گرفتار ہو جائینگے۔

پھر مؤمنین کو مزید ہدایت دیتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ {الانفال ۲۶ تا ۲۸}

وہ وقت یاد کرو جب تم قلیل تھے، زمین میں کمزور شمار ہوتے تھے۔ تمہیں ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا کہ کہیں دشمن تمہیں اُچک نہ لیجائیں (یہ اللہ کا احسان ہے کہ) اُس نے تمہیں ٹھکانہ دیا، اپنی نصرت سے تمہاری مدد کی۔ تمہیں پاکیزہ رزق عطا فرمایا تاکہ تم اللہ کا شکر ادا کرتے رہو (اُسی کے حکم پر چلتے رہو) اے ایمان والو، اللہ اور رسولؐ کی خیانت نہ کرو (یعنی اللہ اور اُس کے رسولؐ کے احکام و قوانین اور اسلامی حکومت کے وفادار رہو۔ حیلوں سے احکامِ الٰہی کو پسِ پُشت نہ ڈالو) اور جان بوجھ کر آپس میں ایک دوسرے کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کیا کرو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش کی چیزیں ہیں (ان کی محبت میں اللہ اور اس کے احکام کو نہ بھول جانا اگر تم اللہ کے احکام کی تعمیل کرتے رہو گے تو) اللہ کے پاس (تمہارے لئے) اجرِ عظیم ہے۔

فتح کے بعد مالِ غنیمت کے متعلق سوال مالِ غنیمت کو اگرچہ اللہ نے حلال کر دیا تھا لیکن اس سلسلہ میں ابھی تک تفصیلی احکام نازل نہیں فرمائے تھے۔

جنگِ بدر میں بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا تھا۔ اس میں ایک تلوار بھی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے وہ تلوار لے لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ "یہ تلوار مجھے انعام میں دیدیجئے میرے جو حالات ہیں اُس کا تو آپؐ کو علم ہی ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے وہیں رکھ دو۔ جب وہ اسے رکھنے لگے تو ان کے دل نے اُنہیں ملامت کی، لہٰذا اُنہوں نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ تلوار مجھے دیدیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا سخت لہجہ میں فرمایا کہ اسے وہیں رکھ دو، صحابہؓ نے سوال کیا کہ آخر اس کے مصارف کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ {انفال}

کہدیجئے کہ مالِ غنیمت سب اللہ اور رسولؐ کا ہے، لہٰذا اللہ سے ڈرتے رہو (اس میں سے کچھ بھی نہ لو) آپس میں صلح رکھو (مال کی محبت میں آپس میں کسی قسم کا جھگڑا حسد، جوڑ توڑ نہیں ہونا چاہئے) اگر تم مؤمن ہو تو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرتے رہو (مالِ غنیمت کے متعلق جو فیصلہ وہ کریں وہ تمہیں ماننا ہوگا[1])

---

[1] صحیح مسلم باب من فضائل سعد بن ابی وقاصؓ و کتاب الجہاد باب الانفال۔

پھر فرمایا:۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اور جان لو کہ مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصّہ تو اللہ، رسُولؐ، اقربا، یتامٰی مساکین اور مسافر کے لئے ہے۔ اگر تمہیں اللہ پر ایمان ہے اور اس (نصرت) پر ایمان ہے جو اللہ نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کر دینے والے دن اُس وقت نازل کی جب دو فوجوں کی مُڈبھیڑ ہوئی (تو تمہیں یہ فیصلہ ماننا ہوگا) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (تمہاری یہ فتح اسی کی قُدرت و نصرت سے ہوئی ہے)

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصّہ بیت المال کے لئے مختص کر دیا اور باقی مال کو مجاہدین کیلئے رہنے دیا تاکہ وہ ان میں تقسیم کر دیا جائے۔

مالِ غنیمت میں سے حضرت علیؓ کا حصّہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (مالِ غنیمت تقسیم فرمایا تو اس میں سے) حضرت علیؓ کو ایک اُونٹنی عطا فرمائی۔ پھر اُن کو ایک اونٹنی خمس[1] میں سے مزید عنایت فرمائی۔

جب حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے شادی کا ارادہ کیا تو بنو قینقاع کے ایک سُنار سے وعدہ لیا کہ وہ ان کے ساتھ (جنگل) جائے تاکہ وہ اِذخر گھاس لاکر سُناروں کے ہاتھ فروخت کریں اور اس رقم سے شادی کے بعد ولیمہ کریں۔ وہ اپنی اُونٹنیوں کیلئے ہودہ، گھاس کا ظرف اور رسّیاں جمع کرنے میں مشغول ہو گئے اور اُونٹنیوں کو ایک انصاری کے حُجرہ کی ایک جانب باندھ دیا۔ جب سارا سامان جمع کر کے اُونٹنیوں کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے کوہان کاٹ لئے گئے ہیں اور ان کی کلیجیاں نکال لی گئی ہیں۔ یہ دیکھکر حضرت علیؓ بے اختیار رونے لگے۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حمزہؓ بن عبد المطّلب نے یہ کام کیا ہے۔ اور وہ اسی گھر میں چند شراب پینے والوں کے ساتھ موجود ہیں، ان کے پاس ایک گانے والی بھی ہے جو گاتے گاتے یہ کہنے لگی کہ اے حمزہؓ ہمارے واسطے فربہ اُونٹنیوں کا قصد کرو۔ حضرت حمزہؓ یہ سن کر اُٹھے اور انہوں نے ان اونٹنیوں کے کوہان کاٹ لئے اور کلیجیاں نکال لیں۔

یہ سُن کر حضرت علیؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ اُس وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حضرت زید بن حارثہؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو دیکھا اور دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ وہ کسی مصیبت میں مُبتلا ہو گئے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا "تمہارا کیا حال ہے"؟ حضرت علیؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہؓ نے میری اونٹنیوں کے کوہان اور کولہے کاٹ لئے ہیں اور وہ (ابھی) اُسی گھر میں ہیں۔ اُن کے ساتھ کچھ اور شراب پینے والے بھی وہاں موجود ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی چادر منگائی۔ چادر اوڑھ کر آپؐ روانہ ہوئے۔ حضرت زیدؓ بھی آپؐ کے پیچھے پیچھے چلے یہانتک کہ آپؐ اس گھر کے دروازہ پر پہنچے۔ آپؐ نے اجازت طلب کی۔ گھر والوں نے اجازت دی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اندر تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ شراب پی رہے ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حمزہؓ کو ملامت کی لیکن حضرت حمزہؓ نشہ میں چُور تھے، اُن کی آنکھیں سُرخ تھیں۔ اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] مالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ بیت المال میں داخل کیا جاتا ہے اس حصّہ کو خمس کہتے ہیں۔

کی طرف دیکھا، پہلے نظر اُٹھا کر آپؐ کے گھٹنے تک دیکھا، پھر نظر اُٹھائی اور آپؐ کی ناف تک دیکھا، پھر نظر اُٹھا کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ انور کو دیکھا اور کہا "تم سب میرے باپ کے غلام ہو۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سمجھ گئے کہ وہ نشہ میں چُور ہیں لہٰذا آپؐ مع اپنے ساتھیوں کے واپس تشریف لے آئے۔ یہ واقعہ اُس وقت پیش آیا جب شراب حرام نہیں ہوئی تھی[1]

عید الفطر ۲ھ

وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ کے حکم کی تعمیل میں اسی سال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یکم شوّال کو پہلی مرتبہ جشن منایا۔ آپؐ صبح کے وقت عید گاہ تشریف لے گئے۔ آپؐ کے آگے آگے ایک نیزہ لیجایا گیا اور اُسے عید گاہ میں (سُترہ کی غرض سے) گاڑ دیا گیا پھر اس کی طرف مُنہ کر کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ عید ادا فرمائی[2]

نماز کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ دیا۔ نمازِ عید کے لئے نہ اذان دی گئی نہ اقامت کہی گئی[3]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حضرت حفصہؓ سے نکاح حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کا نکاح پہلے حضرت خنیس بن حذافہ سہمیؓ سے ہوا تھا۔ حضرت خنیس جنگِ بدر میں شریک ہوئے، جنگ سے واپس آنے کے کچھ دن بعد مدینہ منوّرہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا "اگر تم چاہو تو میں حفصہؓ کا نکاح تم سے کر دوں"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا میں اس معاملہ میں غور کر کے بتاؤں گا۔ حضرت عمرؓ نے کچھ دن انتظار کیا (حضرت عثمانؓ نے کوئی جواب نہ دیا تو) ایک دن اُنہوں نے خیال کیا کہ حضرت حفصہؓ کا نکاح جلد کر دیا جائے (تو اچھا ہے) لہٰذا اُنہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے مُلاقات کی اور اُن سے کہا "اگر آپ چاہیں تو حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کوئی جواب نہ دیا۔ ان کی اس خاموشی پر حضرت عمرؓ کو حضرت عثمانؓ کے جواب سے زیادہ صدمہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے پھر کچھ دن انتظار کیا۔ اسی اثناء میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حضرت حفصہؓ کا نکاح کر دیا۔ نکاح کے بعد حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ سے ملے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ "اے عمرؓ، جب تم نے مجھ سے حفصہؓ کے نکاح کی خواہش کی تھی تو میں نے جواب نہیں دیا تھا۔ تم مجھ سے ناراض ہو گئے ہو گے؟" حضرت عمرؓ نے کہا "ہاں" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میں نے اس لئے جواب نہیں دیا کہ مجھے علم تھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حفصہؓ کا ذکر کیا تھا (جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ حفصہؓ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں) اور میں آپؐ کے راز کو ظاہر بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ہاں اگر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حفصہؓ سے نکاح کا ارادہ ترک کر دیتے تو میں انہیں قبول کر لیتا[4]"

مجاہدین کی فضیلت جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے مجاہدین کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن علیؓ وکتاب المغازی باب بعد باب شہود الملائکۃ وکتاب البیوع باب بیع الحطب والکلأ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر عن علیؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب العیدین۔ [3] صحیح بخاری وصحیح مسلم کتاب العیدین۔

[4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعد باب شہود الملائکۃ فی غزوۃ بدر عن ابن عمرؓ۔

لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

مؤمنین میں سے جو لوگ جہاد کے لئے نہ جائیں اور جو لوگ اللہ کے راستہ میں جہاد کریں دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابتؓ کو بلایا۔ ان کے پاس دوات اور تختی یا شانہ کی ہڈی رہا کرتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ سے فرمایا کہ اسے لکھ لو۔ حضرت زیدؓ اس آیت کو لکھ رہے تھے کہ اتنے میں ابن اُمِّ مکتومؓ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابن اُمِّ مکتومؓ نے کہا "اللہ کی قسم اگر مجھے استطاعت ہوتی تو میں ضرور جہاد کرتا"۔ حضرت ابن اُمِّ مکتومؓ نابینا تھے (اس لئے جہاد سے معذور تھے) ان کا یہ کہنا ہی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے لگی، اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران حضرت زیدؓ کی ران پر تھی۔ حضرت زیدؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران اتنی بھاری معلوم ہونے لگی کہ انہیں اندیشہ ہوا کہ اُن کی ران کہیں ٹوٹ نہ جائے۔ کچھ دیر بعد وحی کی کیفیت زائل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آیتِ مذکورہ کو اس طرح نازل فرمایا[1]:

لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِیْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِیْنَ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ {النساء ۹۵ و ۹۶}

معذورین کے علاوہ جو مؤمن جہاد کے لئے نہ جائیں اور وہ جو اللہ کے راستہ میں جان و مال کے ساتھ جہاد کریں، دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ مال و جان کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو اللہ نے جہاد نہ کرنے والوں پر درجہ میں فضیلت دی ہے۔ اگرچہ اللہ کا وعدہ سب سے اچھا ہی ہے لیکن اجرِ عظیم کے لحاظ سے مجاہدین کو قاعدین پر بڑی فضیلت ہے، درجات، مغفرت اور رحمت میں (مجاہدین کا بہت بڑا حصہ ہے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ اس واقعہ سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں تھا کہ معذورین کو مستثنیٰ کرنا ضروری ہے، حضرت ابن اُمِّ مکتومؓ نے بتایا تو معلوم ہوا۔ اللہ کو تو معلوم تھا لیکن بندوں سے کہلوانا مقصود تھا تاکہ نفسیاتی طور پر ان کی دل جوئی ہو۔ ایسی مثالیں قرآن مجید میں اور بھی ملتی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ اُن کے ہاتھ میں کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دُعا مانگی "اے اللہ میرا سینہ تنگ ہوتا ہے، زبان صاف نہیں ہے، میری امداد کے لئے ہارون کو نبی بنا دے"۔ اللہ تعالےٰ نے دُعا قبول کی اور حضرت ہارون علیہ السلام کو نبی بنا دیا۔ اگرچہ اُن کو رسول بنانا پہلے سے اللہ تعالیٰ کی مشیئت میں تھا لیکن اس کو موسیٰ علیہ السلام کی دُعا پر موقوف کر رکھا تھا۔ ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ ہم کو سیدھے راستہ پر چلا یعنی اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اپنا فضل و انعام کیا، کیا اللہ کو نہیں معلوم کہ سیدھا راستہ کونسا ہے، کن لوگوں کا ہے۔ ضرور معلوم ہے لیکن بندوں سے کہلوانا مقصود ہے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ انعام یافتہ لوگ وہی ہوتے ہیں جو سیدھے راستہ پر چلتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اور مصلحتیں ہو سکتی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔

یہودیوں کو دعوتِ ایمان یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے تھے۔ آپؐ کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ النساء عن زید بن ثابتؓ و براء بن عازبؓ۔

تذکارِ جلیلہ کو وہ توریت میں لکھا ہوا پاتے تھے لیکن پھر بھی ہٹ دھرمی سے آپؐ کا انکار کرتے تھے۔ تحویلِ قبلہ کے سلسلہ میں اُنہوں نے کافی باتیں بنائی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے متعلق ایک ہی مجلس میں کس طرح انہوں نے دو متضاد بیان دئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حرکات پر دھمکی دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ {بقرہ}

اے بنی اسرائیل وہ احسانات یاد کرو جو میں نے تم پر کئے تھے اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا (اگر تم ایسا کروگے) تو پھر میں بھی اپنا عہد پورا کروں گا اور (اے بنی اسرائیل) مجھ ہی سے ڈرو اور جو کتاب میں نے اپنے رسولؐ پر نازل کی ہے اُس پر ایمان لاؤ، وہ کتاب ایسی ہے کہ تمہاری کتاب کی تصدیق بھی کرتی ہے (دیکھو) تم اس کے انکار میں پہل نہ کرو، معمولی فائدہ کی خاطر میری آیتوں کو نہ بیچو اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو (اے بنی اسرائیل) حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ، حق کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ تم بھی رکوع کرو (یعنی مؤمنین کے ساتھ شامل ہوکر نماز باجماعت ادا کرو)

دعوتِ اسلام قبول نہ کرنے کے عواقب پر توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ {بقرہ}

اے بنی اسرائیل میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم کو بخشی تھیں (منجملہ ان کے ایک نعمت یہ بھی تھی کہ) میں نے تم کو تمام دُنیا کے لوگوں پر فضیلت دی تھی۔ (اسلام قبول کرلو ورنہ) اُس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ نہ کسی سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی، نہ کسی طرح کا کوئی بدلہ منظور کیا جائے گا، نہ وہ کسی کی مدد حاصل کرسکیں گے۔

پھر بہت سے احسانات کا صراحتًا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ {بقرہ} (خبردار) اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

پھر مؤمنین کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ {بقرہ}

کیا تم کو یہ اُمید ہے کہ یہ لوگ تمہارے دین پر ایمان لے آئینگے حالانکہ یہ لوگ (اتنے بدبخت ہیں کہ) اللہ کے کلام کو سُننے اور سمجھنے کے بعد بدل دیتے ہیں۔ ان لوگوں کی تو یہ حالت ہے کہ جب یہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے (ہمیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اپنی کتاب کے ذریعہ ہو چکا ہے) لیکن جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایسی بات مسلمین

سے کیوں کہتے ہو جو اللہ نے تمہیں بتائی ہے۔ اس کے ذریعہ سے وہ تمہارے رب کے پاس تمہارے خلاف حجّت قائم کریں گے۔ کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

اللہ نے فرمایا:۔

اَوَلَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ○ {بقرہ ۷۷}

کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ان تمام باتوں کو جانتا ہے جو یہ چھپاتے ہیں اور جو یہ ظاہر کرتے ہیں (اگر مسلمین کو معلوم نہ ہوگا تو کیا اللہ بھی ان باتوں سے ناواقف ہے)

یہودی علماء اپنی طرف سے شریعت میں کمی بیشی کر لیا کرتے تھے۔ جس چیز کو چاہتے حلال کر لیتے اور جس چیز کو چاہتے حرام کر لیتے اور اپنے فتووں کے متعلق عوام سے یہ کہتے کہ اللہ کی طرف سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دھمکی دیتے ہوئے فرمایا:۔

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْھِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ لِیَشْتَرُوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط فَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْھِمْ وَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ ○ {بقرہ ۷۹}

ایسے لوگوں کے لئے دوزخ تیّار ہے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ جو کچھ یہ لکھ رہے ہیں اور جو کچھ یہ (اس کے ذریعہ) کما رہے ہیں یہ سب دوزخ میں لے جانے والی باتیں ہیں۔

دوزخ کا ذکر سن کر یہودیوں نے کہا:۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً ط {بقرہ ۸۰}

دوزخ کی آگ میں ہم چند دن سے زیادہ ہرگز نہیں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰہِ عَھْدًا فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ عَھْدَہٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّاَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ○ {بقرہ ۸۰ و ۸۱}

ان سے پوچھئے کیا تم نے اللہ سے عہد لے لیا ہے (اگر ایسا ہے تو پھر بے شک) اللہ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہیں کریگا (اگر یہ بات نہیں ہے تو) کیا تم اللہ پر ایسی باتیں افترا کرتے ہو جن کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں۔ خبردار جو شخص بھی گناہ کریگا اور اُس کے گناہ اُسے گھیر لیں گے تو ایسے لوگ (ضرور) دوزخ میں جائیں گے۔ اور جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کریں گے وہ جنّت میں جائیں گے اور اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ نے یہودیوں سے بہت سے عہد و پیمان لئے تھے۔ یہودی ان میں سے بعض پر قائم تھے اور بعض پر سرے سے عمل نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰہُ

کیا تم شریعت کی بعض باتوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ تم میں سے جو کوئی بھی ایسی حرکت کریگا وہ دنیا میں ذلیل ہوگا اور قیامت کے دن سخت ترین عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور (اے یہودیو!

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ {بقرہ ۸۵} اچھّی طرح سمجھ لو کہ) اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

انعامِ الٰہی کی یاددہانی اور اس قدر وعظ و نصیحت کے باوجود اُنہوں نے کہا تو یہ کہا کہ :۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ط {بقرہ ۸۸} ہمارے دلوں پر غلاف چڑھا ہوا ہے (ہم پہ آپؐ کی تبلیغ کا کچھ اثر نہ ہوگا)

اللہ تعالٰے نے فرمایا:۔

بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ○ {بقرہ ۸۸} بات یہ نہیں ہے بلکہ ان کے کفر یعنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے لہٰذا یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ج فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ {بقرہ ۸۹} ان کا تو یہ حال ہے کہ (ہمارے رسُولؐ کے آنے سے) پہلے یہ (اِس رسُول پر ایمان لانے کا عہد کر کے) کافروں پر فتح کی دُعا مانگا کرتے تھے، لیکن جب وہ رسُولؐ آگیا تو پہچاننے کے بعد اس کا انکار کر دیا۔ ایسے ہٹ دھرموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

جب اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ ان سے کہتے کہ :۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ط قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ {بقرہ ۹۱} ایمان لاؤ تو جواب میں کہتے کہ ہم اُس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پہ اُتری ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کتاب کو نہیں مانتے (اللہ نے فرمایا اے رسُولؐ) یہ کتاب حق ہے اور ان کی کتاب کی تصدیق کرتی ہے (پھر بھی اس کو نہ ماننا تعجّب خیز ہے اور اے رسُولؐ) ان سے پوچھئے کہ اگر تم اپنی کتاب پر ایمان لانے کے معاملہ میں سچّے ہو تو تم پہلے اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے رہے۔

اپنے زعمِ باطل میں یہودیوں نے کہا (کچھ بھی ہو) آخرت تو خالص ہمارے لئے ہے۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا (اے رسُولؐ ان سے) کہئے :۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ {بقرہ ۹۴ و ۹۵} کہ اگر دارِ آخرت خالص تمہارے لئے ہے، دوسرے لوگوں کیلئے نہیں تو آؤ پھر موت پر مباہلہ کر لو، اگر تم سچّے ہو (تو یہ چیلنج قبول کرو، اللہ نے فرمایا) لیکن اپنی بداعمالی کی وجہ سے یہ ہرگز موت پر مباہلہ نہیں کرینگے اللہ ان ظالموں سے خوب واقف ہے۔

یہودیوں کی شرارت بعض یہودی جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو متوجّہ کرنا چاہتے تو لفظ رَاعِنَا (ہماری طرف توجّہ فرمائیے) کو زبان مروڑ کر "رَاعِیْنَا" (ہمارے چرواہے) کہتے۔ اللہ تعالٰی نے اپنے رسولؐ کو اِس شرارت کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:۔

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بعض یہودی کلمات کو ان کے اصل مقام سے ہٹا دیتے ہیں اور (اے رسُولؐ آپؐ سے) کہتے ہیں ہم نے سُن لیا

وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ {نساء ۶}

مانا نہیں، ہماری سُنو اللہ تم کو نہ سُنوائے (یعنی تم بہرے ہو جاؤ) پھر زبان کو مروڑ کر دین میں طعن کے ارادہ سے رَاعِنا کہتے ہیں۔ اگر وہ یہ کہتے ہم نے سُن لیا اور مان لیا اور یہ کہتے کہ سُنئے، ہماری طرف نظر فرمائیے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا اور بات بھی صاف اور سیدھی ہوتی مگر ان پر تو ان کے کُفر (وہٹ دھرمی) کی وجہ سے اللہ کی لعنت ہے لہٰذا یہ لوگ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔

یہودیوں کی ان شرارتوں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے مُومنین کو آدابِ رسُولؐ کی تعلیم و تربیت دی۔ فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ {بقرہ ۱۰۴}

اے ایمان والو، تم راعِنا نہ کہا کرو بلکہ (جب تم اللہ کے رسُولؐ کو متوجّہ کرنا چاہو تو) اُنظُرنا کہا کرو پھر (جو کچھ اللہ کے رسُولؐ تم سے کہا کریں اُس کو توجّہ سے) سُنتے رہا کرو (رہے) کافر (جو بے ادبی کرتے ہیں تو اُن) کے لئے دردناک عذاب تیّار ہے۔

سوالات کی کثرت | موسیٰ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے طرح طرح کے سوال کئے۔ اللہ تعالےٰ نے مُومنین کو آدابِ رسُولؐ کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا (اے مُومنو!)

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۔ {بقرہ}

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسُولؐ سے اُسی طرح سوال کرو جس طرح کہ پہلے موسیٰ سے کئے گئے تھے۔ جس شخص نے ایمان کے بدلے کفر کو اختیار کیا وہ راہِ راست سے بھٹک گیا۔

اہلِ کتاب کی خوش فہمی | اہلِ کتاب نے

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۱۱ و ۱۱۲}

کہا یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ جنّت میں ہرگز کوئی نہیں جائے گا (اللہ نے فرمایا) یہ ان کی خوش فہمیاں ہیں (اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم سچّے ہو تو اس پر کوئی دلیل پیش کرو۔ اللہ کے ہاں تو بس اس شخص کے لئے اجر و ثواب ہے جو اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دے اور نیک عمل کرتا رہے۔ ایسے لوگوں کو واقعی نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم۔

یہود و نصاریٰ کی پیروی گمراہی ہے | اوپر یہ گذر چکا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابتداء میں اہلِ کتاب کی موافقت پسند کرتے تھے حتّٰی کہ ہجرت کے بعد ایک عرصہ تک اُنہی کے قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ لیکن بجائے اس کے کہ اہلِ کتاب اسلام کی طرف مائل ہوتے ہر موقع پر مُسلمین کی مخالفت ہی کرتے رہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ

یہود و نصاریٰ ہرگز آپؐ سے خوش نہیں ہوں گے جبتک آپؐ ان کے مذہب کی پیروی نہ کریں۔ آپؐ کہہ دیجئے کہ اللہ کی دی ہوئی ہدایت ہی دراصل ہدایت ہے اور (اے

الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ○ {بقرہ ۱۲۰}

رسولؐ) اللہ کے پاس سے علم آجانے کے بعد اگر آپؐ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو آپؐ کو اللہ سے بچانے والا نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی مددگار۔

بنی اسرائیل کسی طرح اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی نعمتوں کا احسان جتانے کے بعد فرمایا (اے بنی اسرائیل)

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ○ {بقرہ ۲۳}

اُس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کے کام نہ آسکے گا۔ نہ اُس سے بدلہ قبول کیا جائے گا، نہ اُس کو کسی کی سفارش نفع دے گی اور نہ وہ لوگ کسی کی مدد حاصل کرسکیں گے۔

ملّتِ ابراہیمؑ کی دعوت تمام اہلِ کتاب اور مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ملّت پر متفق تھے لیکن وہ عملاً اس سے رُوگردانی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا {کہ دینِ ابراہیمی تو وہ ہے جو میرے رسُول محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پیش کر رہے ہیں}

وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا ۚ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ {بقرہ ۱۳۰}

تو بھلا کون شخص ہے جو دینِ ابراہیمی سے رُوگردانی کریگا اُس سے رُوگردانی کرنیوالا تو وہی ہوسکتا ہے جو نہایت ہی نادان ہو، ہم نے ابراہیمؑ کو دنیا میں (امامت کیلئے) منتخب کرلیا تھا۔ اور آخرت میں وہ صالحین میں ہوں گے۔

اہلِ کتاب نے مُسلمین سے کہا:۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ {بقرہ ۱۳۵}

یہودی ہوجاؤ یا عیسائی ہوجاؤ (اسی صورت میں) تم ہدایت حاصل کرسکتے ہو۔ اللہ نے فرمایا (اے رسُولؐ) آپؐ ان سے کہدیجئے کہ (ہم تمہاری ملّت کی پیروی نہیں کرسکتے) ہم تو حضرت ابراہیمؑ کی ملّت پر ہیں جو ایک اللہ کے ماننے والے تھے (وہ خالص توحید کے پرستار تھے تمہاری طرح شرک فی الذّات اور شرک فی الصّفات کے قائل نہ تھے۔ وہ تو قطعاً) مشرکین میں سے نہیں تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مُسلمین سے فرمایا کہ ان اہلِ کتاب سے:۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ۚ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ {بقرہ ۱۳۶ و ۱۳۷}

کہدو کہ ہم اللہ پر، جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اُس پر اور جو کتابیں ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ، آلِ یعقوبؑ موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور تمام نبیوںؑ پر نازل ہوئیں سب پر ایمان لاتے ہیں، ہم ان رسُولوں میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے (سب کو مانتے ہیں) اور ہم صرف اللہ تعالیٰ کے مسلم ہیں اور (اے مومنو!) اگر وہ تمہاری طرح ایمان لے آئیں تو ہدایت کے راستہ پر آجائیں گے اور اگر وہ مُنہ پھیریں تو (پھر سمجھ لو کہ) وہ مخالفت پر جمے ہوئے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں

تمہارے لئے اللہ کافی ہے، وہ سُننے والا ہے، جاننے والا ہے۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۴۰}

یہودیوں نے کہا کہ ابراہیم علیہ السّلام اور دوسرے پیغمبر یہودی تھے، عیسائیوں نے کہا کہ عیسائی تھے۔ اللہ نے فرمایا (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ (اللہ تو اس کتاب میں بھی اور تمہاری کتابوں میں بھی بتا چکا ہے کہ وہ صرف مسلم تھے لیکن تم اپنی کتابوں کی شہادت بھی تسلیم نہیں کرتے بلکہ اُسے چھپاتے ہو) اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی شہادت کو جو اس کے پاس موجود ہو چھپائے اور (اے اہلِ کتاب) اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

پھر فرمایا کہ (اے اہلِ کتاب تمہارا یہ عقیدہ بھی صحیح نہیں کہ ان بزرگوں کے اعمال سے تمہیں کسی قسم کا فائدہ پہنچے گا)

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۴۱}

یہ ایک جماعت تھی جو گذر گئی، ان کو اُن کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے اعمال کا۔ ان کے اعمال کے متعلق تم سے باز پُرس نہیں ہوگی۔

اہلِ کتاب اب بھی حق چھپانے سے باز نہیں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ {بقرہ ۱۵۹ و ۱۶۰}

جو لوگ ہمارے نازل کردہ دلائل و ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجود اس کے کہ ہم نے اپنی کتاب میں ہر چیز کو وضاحت سے بیان کر دیا ہے تو ایسے لوگوں پر اللہ کی، اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے، مگر ہاں جو لوگ توبہ کرلیں، اپنی اصلاح کرلیں اور (احکامِ الٰہی کو) صاف صاف بیان کر دیں تو میں ان کا قصور معاف کر دوں گا، اور میں توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہوں۔

غیر اللہ سے اللہ کے برابر محبّت کرنا شرک ہے مشرکین اور اہلِ کتاب اپنے معبودوں کے ساتھ جن کو وہ ذات اور صفات میں اللہ کا شریک سمجھتے تھے ایسی محبّت کرتے تھے جیسی محبّت اللہ سے کرنی چاہیئے۔ اللہ نے فرمایا:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝ {بقرہ ۱۶۵}

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو دوسروں کو اللہ کا شریک بنا لیتے ہیں۔ وہ اُن سے ایسی محبّت کرتے ہیں جیسی محبّت اللہ سے کرنی چاہیئے۔ حالانکہ ایمان والے تو سب سے زیادہ محبّت اللہ سے کرتے ہیں اور اگر یہ ظالم لوگ عذاب کے مشاہدہ کے وقت جو چیزیں دیکھیں گے (ابھی دیکھ لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا) کہ سب قوتوں کا مالک صرف اللہ ہے اور یہ کہ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

حلال و حرام کے متعلق ہدایات مسلمین کو ہدایت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ {بقرہ ۱۷۲ و ۱۷۳}

اے ایمان والو، جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا کی ہیں ان کو کھاؤ اور اگر تم اللہ ہی کی عبادت کرتے ہو تو اس کا شکر بھی ادا کرو۔ (اور سنو) اللہ تعالیٰ نے تم پر مُردار (بہتا ہوا) خون، سور کا گوشت اور وہ چیز جو اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی نذر کر دی جائے حرام کر دی ہے۔ البتہ جو شخص فاقہ سے مجبور ہو کر ان چیزوں میں سے کچھ کھالے بشرطیکہ نافرمانی کی نیت نہ ہو اور نہ ضرورت سے زیادہ کھائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

عیدالاضحیٰ ۲ھ

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا اسلامی تہوار مقرر فرمایا جس کو عیدالاضحیٰ کہتے ہیں۔ اس میں قربانی کا حکم دیا۔ ۱۰ ذوالحجہ کو آپؐ عیدگاہ تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد صحابہؓ کی طرف مُنہ کر کے خطبہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ میں آپؐ نے فرمایا کہ آج کے دن جو کام سب سے پہلے کرنا ہے وہ یہ ہے کہ نماز پڑھی جائے پھر واپس جا کر قربانی کی جائے۔ جس نے ایسا کیا وہ ہماری سُنّت کو پہنچ گیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی تو وہ محض گوشت کی بکری ہے جو اُس نے اپنے اہل و عیال کیلئے ذبح کی ہے۔ قربانی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ سُن کر حضرت ابو بردہ بن نیارؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسولؐ آج کا دن کھانے اور پینے کا دن ہے لہٰذا میں نے جلدی سے قربانی کر لی۔ خود بھی گوشت کھایا اور اپنے اہل و عیال اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ محض گوشت کی بکری ہے۔ انہوں نے عرض کیا "میرے پاس ایک دنبہ کا بچہ ہے جو گوشت کے لحاظ سے بکری سے زیادہ ہے بلکہ دو بکریوں سے زیادہ مجھے محبوب ہے، کیا وہ کافی ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تمہارے لئے کافی ہے) تمہارے علاوہ کسی اور کے لئے ہرگز کافی نہیں[1]۔

حضرت عمرؓ کی فضیلت ایک دن حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں اور اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے زیادہ بلند کر رہی تھیں۔ جب اُن عورتوں نے حضرت عمرؓ کو اجازت مانگتے ہوئے سُنا تو فوراً پردہ کے پیچھے چلی گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ جب حضرت عمرؓ گھر کے اندر داخل ہوئے تو اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ آپؐ کو ہنستا رکھے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس بات پر تعجب ہوا کہ یہ عورتیں میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، تمہاری آواز سُنتے ہی پردہ کے پیچھے چلی گئیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ آپؐ زیادہ حقدار ہیں کہ آپؐ سے ڈریں"۔ پھر حضرت عمرؓ نے ان عورتوں سے کہا "اے اپنی جان کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں" عورتوں نے کہا "تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب العیدین باب استقبال الامام النّاس و باب کلام الامام النّاس و باب الاکل یوم النحر عن براءؓ و صحیح مسلم نحوہٗ۔

سخت ہو" (یعنی بُرائی کو دیکھکر سختی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی کرتے ہیں لیکن اُتنی نہیں جتنی تم کرتے ہو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمر رضؓ سے فرمایا "قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے شیطان جب کسی راستہ میں تم سے ملتا ہے تو اُس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلا جاتا ہے"[1]۔

(اس حدیث کو سمجھنے کیلئے حاشیہ[2] اسی صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

منذر بن ابو اسیدؓ کی پیدائش جب حضرت ابو اُسیدؓ کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اُس کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لایا گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کو اپنی ران پر لٹایا۔ حضرت ابو اُسیدؓ بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے کوئی چیز تھی، آپؐ اس میں مشغول ہو گئے۔ حضرت ابو اُسیدؓ کے اشارہ پر بچہ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ران پر سے اُٹھا کر گھر بھیج دیا گیا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کام سے فارغ ہوئے تو فرمایا وہ بچہ کہاں ہے؟ حضرت ابو اُسیدؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم نے اسے واپس بھیج دیا" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس کا نام کیا ہے؟" حضرت ابو اُسیدؓ نے نام بتایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کا نام منذر ہے"۔ حضرت ابو اُسیدؓ نے اسی دن اس کا نام منذر رکھ دیا[3]۔

۳ھ

۱۰ محرّم (یومِ عاشورہ) رمضان کے روزے فرض ہو چکے تھے (لہٰذا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عاشورہ کے روزہ کی فرضیت ساقط کر دی) آپؐ نے فرمایا کہ (اب) جو چاہے عاشورہ کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے[4]۔

جنگِ بنو نضیر

اسباب یہودی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ (یہودیوں پر جنگ کی آفت اس لئے نازل ہوئی کہ) یہ لوگ مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ اور جو شخص بھی اللہ کی (یعنی اللہ کے دین کی) مخالفت کرے تو (وہ سمجھ لے کہ) بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

منافقین ان کی سازش میں برابر کے شریک تھے بلکہ یہودیوں کو اُکسانا ان ہی کا کام تھا۔ اللہ تعالےٰ

---

[1] صحیح بخاری فضائل اصحابؓ و صحیح مسلم کتابُ الفضائل عن سعد بن ابی وقاص رضؓ۔

[2] اس کی مثال ایسی ہے جیسی بادشاہ اور کوتوال کی، بادشاہ کو جو محبت رعایا سے ہوتی ہے وہ کوتوال کو نہیں ہوتی۔ بادشاہ کو اگرچہ اختیارات کوتوال سے زیادہ ہوتے ہیں لیکن اس کا خوف، محبت کے ساتھ کچھ اس طرح ملا جُلا ہوتا ہے کہ ہنگامی طور پر کوئی آدمی اس سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا کوتوال سے۔ حضرت عمر رضؓ جب خلیفہ ہوئے تو وہ بھی شاہانہ تمکنت کا مجسّمہ بن گئے۔

[3] صحیح بخاری کتابُ الادب باب تحویل الاسم الی اسم احسن منہ عن سہل رضؓ۔ [4] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الصّوم عن عائشہؓ و ابن عمر رضؓ۔

فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ط {حشر ۱۲}

(اے رسولؐ) کیا آپؐ نے منافقین کو نہیں دیکھا جو اپنے اہلِ کتاب بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم جلاوطن کئے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے بارے میں کسی کا کہنا نہیں مانیں گے اور اگر تم سے جنگ ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو یہودیوں اور مُنافقوں کی سازش سے باخبر کیا، پھر مؤمنین کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ {حشر ۱۱ و ۱۲}

اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ مُنافق جھوٹے ہیں۔ اگر یہودی نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ ہوئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر مدد کریں گے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر ان کو کہیں سے مدد نہ ملیگی۔

مؤمنین کی مزید حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ○ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ط بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ط تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ○ {حشر ۱۳ و ۱۴}

ان کے دلوں میں تمہاری ہیبت اللہ کی ہیبت سے زیادہ ہے۔ یہ اس لئے کہ ان میں فہم نہیں (اگر ذرا بھی سمجھ ہوتی تو اللہ سے ڈرتے اور کفر کو اختیار نہ کرتے) یہ سب جمع ہو کر بھی تم سے نہیں لڑ سکتے سوائے اس کے کہ قلعہ بند بستیوں میں محفوظ ہو کر لڑیں یا دیواروں کی اوٹ میں بیٹھ کر جنگ کریں (سامنے آکر مقابلہ نہیں کر سکتے) ان میں آپس میں شدید عداوت ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ یہ اکٹھے اور ایک جان ہیں۔ نہیں بلکہ ان کے دل ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان میں عقل نہیں (عقل ہوتی تو آپس میں پھوٹ نہ ہوتی)

فتح کی پیشین گوئی غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے لڑائی سے پہلے ان کی پوری قلعی کھول دی۔ مسلمین کی خوب ہمت افزائی کی حتّٰی کہ جنگ کے نتیجہ کا بھی پہلے سے اعلان فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ج وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ {حشر ۵}

ان لوگوں کا وہی حال ہوگا جو کچھ ہی عرصہ پہلے (مکّہ کے) لوگوں کا ہو چکا ہے۔ انہوں نے (بدر میں) اپنے کرتوتوں کا مزا چکھا اور آخرت میں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

حالاتِ جنگ جب یہودیوں اور منافقوں کی سازش مکمل ہو گئی تو یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر نے جنگ کی ابتداء کی[1] یہودیوں کے اس قبیلہ کے نام پر ہی اس جنگ کا نام جنگ بنو نضیر رکھا گیا یہودیوں کے قبیلہ بنو قینقاع اور

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابن عمرؓ

بنو قریظہ بھی اس جنگ میں شریک تھے[1]

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے خبر دیدی تھی یہودی قلعہ میں بند ہو گئے۔ منافقین نے ان کی کچھ مدد نہ کی۔ یہودی یہ سمجھ رہے تھے کہ:۔

وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ {حشر ۲}

ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے (لیکن ان کا یہ خیال غلط ثابت ہوا)

مسلمین نے اللہ کے حکم سے جنگی نقطۂ نظر کا لحاظ رکھتے ہوئے بنو نضیر کے کھجور کے درختوں میں سے کچھ درخت کاٹ ڈالے کچھ جلا دئے اور کچھ کو چھوڑ دیا۔ یہ درخت بُویرہ مقام پر تھے[2]

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ {حشر ۵}

کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا اُن کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ اللہ کے حکم سے تھا تاکہ اللہ نافرمانوں کو ذلیل و خوار کرے[3]

(نوٹ:۔ یہ آیت ایک گذشتہ واقعہ کی خبر دیتی ہے۔ درخت اس آیت کے نزول سے پہلے بحکمِ الٰہی کاٹے گئے تھے لیکن ایسا کوئی حکم قرآن مجید میں نہیں ملتا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی آیا کرتی تھی)

جب مسلمین نے درختوں کو آگ لگائی تو حضرت حسّان بن ثابتؓ نے یہ شعر کہا:۔

وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ

سرداران بنی لوی (یعنی قریش) کیلئے باعثِ شرم ہے کہ بُویرہ میں آگ لگ رہی ہے جس کی چنگاریاں دُور دُور تک جا رہی ہیں (لیکن اس کے باوجود قریش اپنے دوستوں کی مدد نہیں کرتے)

قریش کی طرف سے ابو سفیان بن حارث نے جواب میں یہ دو شعر کہے:۔

اَدَامَ اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنْ صَنِيْعٍ وَحَرَّقَ فِيْ نَوَاحِيْهَا السَّعِيْرُ
سَتَعْلَمُ اَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ وَتَعْلَمُ اَيُّ اَرْضَيْنَا تَضِيْرُ

اللہ یہ آگ ہمیشہ جلائے رکھے اور اسکے اطراف آتشِ دوزخ جلتی رہے۔
عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ کون اس آگ سے دُور ہے اور کونسی زمین کو نقصان پہنچتا ہے[4]

فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {حشر ۶}

یہودیوں نے جنگ تو چھیڑ دی لیکن لڑ نہ سکے۔ مقابلہ نہ کر سکے اللہ تعالیٰ نے بغیر جنگ کے مؤمنین کو فتح عنایت فرمائی۔ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے فتح عنایت فرماتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

فتح کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنو نضیر کو جلاء وطن کر دیا۔ ان ہی کے ساتھ بنو قینقاع کو بھی مدینہ منوّرہ سے نکال دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ اسی قبیلہ کے ایک فرد تھے۔ قبیلہ بنو قریظہ پر رسُول اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابن عمرؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر۔
[4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابن عمرؓ۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے احسان فرمایا اور انہیں مدینہ منوّرہ میں رہنے کی اجازت دیدی[1]

هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِی الدُّنْیَا ۗ وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ {حشر ۲ و ۳}

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید سے ہوا۔ مسلمین کو تو وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ یہ لوگ (اتنے ذلیل و خوار ہو کر) نکلیں گے اور یہودی اس زعم میں مست تھے کہ اُن کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے۔ پھر اللہ نے ان کو وہاں سے آپکڑا جہاں سے اُن کو گمان بھی نہ تھا۔ ان کے دلوں میں دہشت ڈالدی (وہ بغیر جنگ کئے مسلمین کے قبضہ میں آگئے) جب وہ مدینہ چھوڑ کر جا رہے تھے تو اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو اُجاڑ رہے تھے۔ مسلمین نے بھی ان کے گھروں کو برباد کردیا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اے بصیرت کی آنکھیں رکھنے والو! اِس واقعہ سے عبرت حاصل کرو۔ اور (وہ تو خیریت ہوئی کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے مقدر میں جلاء وطنی لکھ دی تھی ورنہ دُنیا میں بھی وہ سخت عذاب میں مبتلاء ہوتے اور آخرت میں تو ان کیلئے آگ کا عذاب تیار ہی ہے۔

جنگ کے نتائج | جنگ کے نتائج یہ تھے:-

لِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ {حشر ۵} ① یہودیوں کی رُسوائی۔

اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا {حشر ۲} ② جلاء وطنی اور

یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ {حشر ۲} بربادی

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ {حشر ۷} ③ اور مؤمنین کی مالی حالت کی اصلاح۔

بنونضیر قبیلہ کی املاک کا مَصرف | یہودیوں کی بہت سی املاک مؤمنین کے قبضہ میں آئیں۔ کیونکہ یہ املاک بغیر جنگ کے حاصل ہوئی تھیں اس لئے ان کو مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا گیا۔ ان املاک کا مصرف بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ

جو مال اللہ نے اپنے رسولؐ کو یہودیوں سے دلوایا (اس میں تمہارا براہِ راست کوئی حق نہیں کیونکہ) اس کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اُونٹ۔ البتہ اللہ جس پر چاہتا ہے اپنے رسُولوں کو قابض کر دیتا ہے۔ اللہ ہر چیز پہ قادر ہے۔ لہٰذا ان بستیوں میں سے جو مال اللہ نے بغیر جنگ کے اپنے رسولؐ کو دلوایا ہے وہ اللہ کا ہے، اُس کے رسولؐ کا ہے۔ اس میں قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مُسافروں کا حق ہے۔ یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ کہیں یہ مال تم میں جو دولت مند ہیں اُن ہی میں نہ گردش کرتا رہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر۔

الْعِقَابِ ○ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ
اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ وَ
الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ
يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ
صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا {حشر ۶ تا ۹}

(اس میں سے) جو مال رسولؐ تم کو دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس مال کے لینے سے تم کو منع کردیں تو تم اُس کے لینے سے باز رہا کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ اور یہ مال ان مہاجرین فقراء کیلئے بھی ہے جو اپنے گھر اور اپنے مال کو چھوڑنے پر مجبور کئے گئے۔ یہ لوگ اللہ کے فضل اور اُس کی خوشنودی کے متلاشی رہتے ہیں اور اللہ (کے دین) اور اُسکے رسولؐ کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں۔ اور یہ مال اُن لوگوں کیلئے بھی ہے جو مہاجرین سے پہلے ہجرت گاہ میں اقامت گزیں تھے۔ اور ایمان میں مستقل رہے۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ مہاجرین کو دیا جاتا ہے اُس سے اپنے دل میں کوئی خواہش (یا خلش) نہیں پاتے۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا
بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ {حشر ۱۰}

اور یہ مال اُن لوگوں کے لئے بھی ہے جو مہاجرین (اوّلین) کے بعد ہجرت کر کے آئے۔ جو اس طرح دُعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ ہماری اور ان لوگوں کی جو ہم سے پہلے ایمان لائے مغفرت فرما اور اے ربّ ہمارے دل میں مؤمنین کیلئے کینہ نہ آنے پائے، اے ہمارے ربّ تو بڑا شفیق اور مہربان ہے۔

یہ مال جو بطور فَے (یعنی بغیر جنگ) کے حاصل ہوا تھا، اِس میں سے کچھ مال خالص طور پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے تھا۔ پھر بھی اس میں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کو بہت کچھ دیا۔ باقی جو بچا اُس میں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی ازواجِ مطہراتؓ کو پُورے سال کا خرچ دے دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد جو بچتا تھا اُس کو اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیا کرتے تھے، اس سے سامانِ جنگ خریدتے تھے[1] (ان اموال میں باغ فدک بھی شامل تھا)

فدک وغیرہ کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ ہاں اس مال میں سے آلِ محمدؐ (یعنی ازواجِ مطہرات وغیرہ) اپنے گذارے کے لئے لے سکتے ہیں[2]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تاریخ یا تفسیر کا وہ واقعہ جس میں یہ ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فدک حضرت فاطمہؓ کو دیدیا تھا بالکل لغو ہے۔

انصار نے کھجور کے جو باغات رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تحویل میں دے رکھے تھے، بنو نضیر کی فتح کے بعد وہ باغات رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو واپس کر دئے[3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن عمرؓ وکتاب التفسیر سورۃ الحشر وکتاب النفقات وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب حکم الفئے۔

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابی بکرؓ۔ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ما ترکنا فہو صدقۃ (فدک کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے)

[3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب کیف قسم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم قریظۃ والنضیر عن انسؓ وکتاب المغازی۔

ایثار کا ایک عجیب و غریب واقعہ اسی زمانہ میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں بھوکا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ زوجۂ محترمہؓ نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میرے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بیوی کے پاس آدمی بھیجا۔ اُنہوں نے بھی وہی بات کہی۔ غرض یہ کہ اسی طرح تمام بیویوںؓ نے وہی بات کہی جو پہلی بیوی نے کہی تھی۔ (سال بھر کا خرچ ملنے کے باوجود داد و دہش و مہمانداری کا یہ عالم تھا کہ وقت سے پہلے ہی وہ رقم خرچ ہو جاتی تھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج رات کو کون اس شخص کی مہمانداری کریگا۔ اللہ تعالیٰ مہمانداری کرنے والے پر رحمت نازل فرمائے۔" حضرت ابوطلحہؓ انصاری کھڑے ہوئے اور کہا "اے اللہ کے رسولؐ میں ان کی ضیافت کروں گا۔" یہ کہکر حضرت ابوطلحہؓ اُس شخص کو لے کر اپنے مکان پر آئے۔ گھر پہنچکر اپنی بیوی سے پوچھا "کیا تمہارے پاس کھانے کیلئے کچھ ہے؟ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کو اپنے ساتھ لایا ہوں، جو کچھ ہو لے آؤ اور اس مہمان کا اکرام کرو۔" بیوی نے کہا "ہمارے ہاں کچھ نہیں ہے سوائے تھوڑے سے کھانے کے جو بچوں کیلئے رکھا ہے۔" حضرت ابوطلحہؓ نے کہا جب بچے کھانا مانگیں تو اُن کو کسی چیز سے بہلا کر سُلا دو۔ پھر جب مہمان داخل ہو تو جو کچھ تمہارے پاس ہو وہ اُس کے سامنے لاکر رکھ دو۔ جب وہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے تو کھڑے ہو کر یہ ظاہر کرو گویا تم چراغ ٹھیک کر رہی ہو (اور اس بہانہ سے) اُس کو بجھا دو (اس کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ جاؤ) اور یہ ظاہر کرو کہ ہم کھانا کھا رہے ہیں (لیکن کھاؤ نہیں)۔ غرض یہ کہ ابوطلحہؓ اور اُن کی بیوی نے ایسا ہی کیا۔ مہمان کھانا کھاتا رہا اور وہ یہ ظاہر کرتے رہے گویا کہ وہ بھی کھا رہے ہیں (لیکن کھایا کچھ نہیں) جب صبح ہوئی تو حضرت ابوطلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج رات کو جو کچھ تم نے اپنے مہمان کے ساتھ کیا اللہ کو وہ بہت پسند آیا۔" اُسی وقت اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ {حشر ۹}

اور (انصار میں ایسے لوگ بھی ہیں جو) اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں حالانکہ وہ خود فقر و فاقہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔[1]

وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ۝ {حشر ۹}

اور جو شخص نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو بس ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔[2]

یہودیوں کی حق پوشی یہودی اچھی طرح جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ کے رسولؐ ہیں لیکن حق پوشی ان کی عادتِ ثانیہ بن چکی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکارِ جلیلہ جو اُن کی کتابوں میں پائے جاتے تھے اُن پر پردہ ڈال رکھا تھا۔ ہٹ دھرمی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ خَتَمَ ٱللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰٓ أَبْصَٰرِهِمْ

بے شک جن لوگوں نے حق کو چھپا کر ہٹ دھرمی سے (نبوت کا) انکار کیا اُن کے لئے آپؐ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں وہ ایمان نہیں لائیں گے (اس ہٹ دھرمی کے نتیجہ کے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ عن ابی ہریرۃ رض۔ وصحیح بخاری کتاب التفسیر وکتاب مناقب الانصار نحوہٗ، خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح بخاری میں ہیں۔

[2] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار عن ابی ہریرۃ رض (یہ واقعہ پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا ہے)

غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ {بقرہ ۶ و ۷} طور پر) اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگادی ہے، ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ ان لوگوں کے لئے عذابِ عظیم ہے۔

منافقین سے ہوشیار رہنے کا حکم اسلامی معاشرہ میں بعض منافقین بھی تھے۔ کافروں کی طرح یہ مسلمین کے کھلے دشمن نہیں تھے لہٰذا ان سے اسلام اور مُسلمین کو زیادہ خطرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مُسلمین کو ان سے ہوشیار رہنے کا حکم دیا اور ان کی مختلف صفات سے مُسلمین کو آگاہ کیا۔ فرمایا:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ○ {بقرہ ۸ تا ۱۰}

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ مؤمن نہیں ہیں۔ وہ اللہ کو اور مؤمنین کو دھوکا دیتے ہیں۔ درحقیقت وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں لیکن انہیں اسکا شعور نہیں۔ ان کے دلوں میں (نفاق اور حسد کا) مرض ہے، اللہ نے (مؤمنین کی فتوحات کے ذریعہ) اس مرض کو اور زیادہ کر دیا (یعنی حسد اور جلن کا مرض اور زیادہ بڑھ گیا) اور آخرت میں اُن کیلئے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔

منافقین کی سازشیں برابر جاری تھیں۔ یہودیوں کے ساتھ مسلسل ساز باز کرتے رہتے تھے۔ فساد اور جنگ کی آگ کو بھڑکانا ان کا مشغلہ بن گیا تھا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ○ {بقرہ ۱۱}

مؤمنین ان سے کہتے کہ مُلک میں فساد نہ مچاؤ تو وہ جواب دیتے کہ ہم تو اصلاح کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ○ {بقرہ ۱۲}

خبردار یہی لوگ فساد پھیلانے والے ہیں لیکن انہیں شعور نہیں (کہ یہ ساز باز کس درجہ ان کے حق میں نقصان دہ ہے)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ○ {بقرہ ۱۳}

(مؤمنین جب ان منافقین سے ملتے تو انہیں سمجھاتے) ان سے کہتے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں اُسی طرح تم بھی ایمان لاؤ۔ مُنافقین جواب دیتے کہ کیا ہم اس طرح ایمان لائیں جس طرح بے وقوف لوگ ایمان لائے ہیں (جن کو نہ سیاست آتی ہے نہ وقت کے تقاضوں اور مصلحتوں کو سمجھتے ہیں۔ ہمارا کفّار سے ملنا سیاست پر مبنی ہے۔ ہم موقع اور وقت کی نزاکتوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں) اللہ نے فرمایا خبردار یہی لوگ بے وقوف ہیں لیکن یہ جانتے نہیں (کہ اس قسم کی باتوں سے ان کی آخرت خراب ہو رہی ہے اور جو اپنی آخرت خراب کرے اُس سے زیادہ بے وقوف کون ہو سکتا ہے)

ان منافقین کی یہ حالت تھی کہ:۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ

جب مؤمنین سے ملتے تو کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے اور جب تنہائی میں اپنے شیطانوں (یہودیوں وغیرہ) سے

اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○ {بقرہ ۱۴} ملتے تو کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو مؤمنین سے مذاق کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ○ {بقرہ ۱۵ و ۱۶}

اللہ ان منافقین کو اس مذاق کی سزا دے گا (لیکن فی الحال) ان کو ڈھیل دے رکھی ہے لہٰذا وہ اپنی شرارت میں بہک رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ہدایت کے بدلہ گمراہی خریدی لیکن یہ تجارت ان کے لئے نفع بخش نہیں ہوئی اور ہدایت بھی ہاتھ سے گئی (دین و دنیا دونوں میں نقصان اُٹھایا)

تبلیغ عام | پھر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اہلِ کتاب اور مُنافقین کو بلکہ تمام دُنیا کے انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے توحیدِ خالص کی دعوت دی۔ فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ {بقرہ ۲۱ و ۲۲}

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے (عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا پھر یہی نہیں بلکہ) اُس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا، آسمان سے پانی برسایا پھر اُس سے تمہارے کھانے کیلئے انواع و اقسام کے پھل پیدا کئے لہٰذا تم کسی کو اس کا شریک و ہمسر نہ بناؤ اور تم یہ بات جانتے بھی ہو (کہ اُس کا کوئی ہمسر نہیں، زمین و آسمان کی پیدائش میں اس کا کوئی شریک نہیں تو پھر عبادت، نذر و نیاز میں اس کا شریک کیسے ہو سکتا ہے)

چیلنج | توحید کا ذکر کرنے اور اُس کی طرف دعوت دینے کے بعد رسالت کے متعلق شک و شبہات کو دُور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بطور تحدّی و چیلنج فرمایا:۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ○ {بقرہ ۲۳ و ۲۴}

اگر تمہیں اس کلام میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمایا شک ہے تو اس کی مثل ایک سورت ہی بنا کر لے آؤ اور اپنی مدد کے لئے اللہ کے علاوہ ان سب کو پکار و جن کو تم حاضر و ناظر سمجھتے ہو۔ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو تو ایسا کر دکھاؤ لیکن اگر تم ایسا نہ کر سکو، اور ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو پھر اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جو کافروں کے لئے (خاص طور پر) تیار کی گئی ہے۔

یہ اتنا بڑا چیلنج تھا کہ اُس زمانہ کے تمام کُفّار اس کا مقابلہ نہ کر سکے اور یہ چیلنج آج تک بدستور قائم ہے لیکن اب تک اِس چیلنج کو کسی نے قبول نہیں کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کیلئے قرآن مجید ہی ایک بہت بڑا معجزہ تھا اور معجزہ ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی اور معجزے کی ضرورت ہی باقی نہیں تھی۔ تاہم

کُفّار نے بار بار معجزے کا مطالبہ کیا حالانکہ وہ معجزے جن کا وہ مطالبہ کرتے تھے اور جن کا وقوع رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ مبارک سے ہو بھی گیا وہ سب وقتی اور عارضی تھے لیکن قرآن مجید کا معجزہ ایسا معجزہ ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اسی لیے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا" ہر نبی کو بقدر اُن آدمیوں کے جو ان پر ایمان لائے تھے معجزے دئے گئے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی ہے جو مجھ پر نازل کی گئی۔ میں اُمّید کرتا ہوں کہ (اس کی وجہ سے) قیامت کے دن میرے تابعین تمام انبیاء کے تابعین سے زیادہ ہوں گے"[1]

مُنافقین وغیرہ کا اعتراض اللہ تعالیٰ نے مختلف مثالوں سے دیگر توحید کو سمجھایا، شرک کا ابطال کیا۔ ایک جگہ فرمایا:-

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ {عنکبوت ۴۱}

جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ دوسروں کو کارساز بنا رکھا ہے اُن کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ ایک خاص قسم کا گھر بناتی ہے جو بے شک شبہ تمام گھروں میں سب سے زیادہ کمزور ہوتا ہے۔ کاش یہ اس بات کو سمجھتے (کہ جس طرح جالا مکڑی کو آفات سے نہیں بچا سکتا اسی طرح اللہ کے علاوہ جتنے کارساز و مشکل کشا انہوں نے بنا رکھے ہیں وہ ان کو کسی مصیبت سے نہیں بچا سکتے)

منافقین وغیرہ نے اس مثال اور اسی قسم کی دوسری مثالوں پر اعتراض کیا کہ ایسی چھوٹی چھوٹی چیزوں کی مثالیں اللہ تعالیٰ کے بلند و برتر کلام کے شایانِ شان نہیں ہو سکتیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ {بقرہ ۲۶}

بے شک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ مچھر یا (کمزوری میں) اس سے بھی بڑھ کر کسی چیز کی مثال بیان فرمائے جو لوگ مؤمن ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ مثالیں اللہ کی طرف سے حق ہیں اور جو کافر ہیں وہ (اعتراضاً) کہتے ہیں کہ ایسی مثال سے اللہ کی کیا منشاء ہے اللہ فرماتا ہے (یہ مثالیں امتحان کا ذریعہ ہیں) ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بہت سوں کو گمراہ کر دیتا ہے (یعنی اِنکا انکار کر کے بعض لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں اور اُن کی گمراہی ظاہر ہو جاتی ہے) اور بہت سوں کو ہدایت دے دیتا ہے۔ اور اللہ ان مثالوں سے ان ہی کو گمراہ کرتا ہے جو (پہلے ہی سے) فاسق ہوتے ہیں (یعنی جن کا شیوہ ہی اللہ کی نافرمانی کرنا ہوتا ہے) یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ سے مضبوط عہد کر کے اُسے توڑ دیتے ہیں۔ جس چیز کو ملانے کا اللہ حکم دیتا ہے اُسے قطع کرتے ہیں اور مُلک میں فساد برپا کرتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں (یعنی گمراہی ان ہی کی بڑھتی ہے جو عناد اور سرکشی سے اللہ کی باتوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ مچھر یا مکڑی اگرچہ بہت معمولی چیز ہے لیکن ایسی معمولی چیز کو بھی ان کے کارساز پیدا نہیں کر سکتے تو پھر انہیں اللہ ہی کی قدرت کا قائل ہونا چاہیئے اور صرف

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن ابی ہریرۃ رض۔

اُسی کو پکارنا چاہیئے)

مؤمنین کو ہدایت اور منافقین کو تنبیہ منافقین اندرونی طور پر یہودیوں کے دوست بنے ہوئے تھے۔ مؤمنین کے خلاف سازباز کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {آل عمران ۲۸ و ۲۹}

مؤمنوں کو چاہیئے کہ مؤمنوں کے علاوہ کسی کو دوست نہ بنائیں۔ جو شخص ایسا کرے تو اُس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ البتہ اگر ان کے شر سے بچنے کیلئے کوئی دوستی کی بات کہہ دیجائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اللہ تم کو تنبیہ کرتا ہے کہ اللہ ہی سے ڈرو۔ تمہیں اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور (اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم کوئی بات اپنے دل میں چھپاؤ یا اُسے ظاہر کرو (بہرحال) اللہ اس کو جانتا ہے۔ وہ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں سے باخبر ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے (تم میں سے کوئی شخص جھوٹ بول کر اپنے نفاق کو چھپا نہیں سکتا)

ولایت کا معیار لوگوں میں اللہ کی محبت کے بہت سے دعوے دار تھے لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ تو ایمان لائے تھے نہ آپؐ کی پیروی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ {آل عمران ۳۱ و ۳۲} فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

آپؐ کہہ دیجئے کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو (اگر ایسا کروگے تو) اللہ تم سے محبت کرے گا، تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (یعنی بغیر اتباعِ رسولؐ کے اللہ کی محبت کا دعویٰ باطل ہے۔ اللہ کا محبوب یا ولی وہی بن سکتا ہے جو نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بلکہ آپؐ کی پیروی بھی کرے) پھر فرمایا (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اگر تم اس سے منہ موڑوگے تو اللہ بھی (ایسے) کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

یہودیوں اور منافقین کے سلسلہ میں مؤمنین کو ہدایت یہودی اور منافقین برابر اپنی سازشوں میں مصروف تھے۔ بعض مؤمنین ان کو خیرخواہ سمجھ کر اُن سے اپنی راز کی باتیں کہہ دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے مؤمنین کو ہدایت کرتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ

اے ایمان والو! اپنے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا رازدار نہ بناؤ یہ لوگ تمہیں نقصان پہنچانے میں کسی قسم کی کمی نہیں کرتے یہ تو بس یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں تکلیفیں پہنچتی رہیں۔ ان کی زبانوں سے دشمنی ظاہر ہوچکی ہے اور جو (دشمنی) ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ اگر تم میں عقل ہے (تو ہماری ہدایت کے بموجب عمل کرو)

كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا
عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ
مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ
وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ
تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا ۭ
اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ {آل عمران ۱۱۸ تا ۱۲۰}

ہم نے اپنے احکام وضاحت کے ساتھ تم سے بیان کر دئے ہیں۔ تم اُن سے محبّت کرتے ہو حالانکہ وہ تم سے محبّت نہیں کرتے، تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (لیکن وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں لاتے) وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب تنہا ہوتے ہیں تو غصّہ میں اپنی اُنگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں (اے رسُولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ تم غصّہ میں مَر جاؤ، بے شک اللہ تمہارے دلوں کی باتوں سے واقف ہے۔ اور (اے مؤمنو!) اگر تمہیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو ان کو بُرا محسوس ہوتا ہے اور اگر تم پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو خوش ہوتے ہیں (اے مؤمنو!) اگر تم صبر و استقامت، تقوٰے و پرہیز گاری سے کام لو تو ان کا فریب تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بیشک اللہ اُنکے اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

بعض اہلِ کتاب کا ایمان لانا بعض اہلِ کتاب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لے آئے لیکن اکثر اہلِ کتاب ہٹ دھرمی سے کُفر پر جمے رہے۔ اللہ تعالٰے نے اہلِ کتاب اور اُن کے علاوہ تمام کُفّار کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا (اے مُنکرین)

اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ
يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّيَقُوْلُوْنَ
سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝
وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ
خُشُوْعًا ۝ {بنی اسرائیل ۱۰۷ تا ۱۰۹}

تم قرآن پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ (ہمارا کیا نقصان ہے) جن (منصف مزاج) لوگوں کو قرآن سے پہلے کی آسمانی کتابوں کا) علم دیا گیا ہے (وہ تو اس پر ایمان لاتے ہیں) ان کا تو یہ حال ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بَل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور یہ کہتے ہیں "ہمارا ربّ پاک ہے۔ بے شک ہمارے ربّ کا وعدہ پورا ہو گیا" (وعدہ کے مُطابق رسُولؐ آگیا) وہ پھر ٹھوڑیوں کے بَل سجدہ میں گر پڑتے ہیں روتے رہتے ہیں، ان کے خضوع و خشوع میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

اللہ تعالٰی نے اہلِ کتاب میں سے بعض علماء کے ایمان لانے کو بطور حجّت پیش کیا لیکن وائے ہٹ دھرمی اہلِ کتاب کب باز آنے والے تھے وہ اپنی سرکشی اور ہٹ دھرمی پر بدستور قائم رہے۔

بغیر علم کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مُباحثہ بعض لوگ ایسے بھی تھے جو بغیر علم کے بڑے ناز و انداز سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آکر بحث کرتے تھے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ
عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهٖ
لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ
وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ
بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

بعض ایسے بھی آدمی ہیں جو بغیر علم و ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے اللہ کے معاملہ میں بحث کرتے ہیں۔ پھر متکبّرانہ انداز سے گردن کو موڑ لیتے ہیں تاکہ (اپنے اس متکبّرانہ انداز سے) لوگوں کو (متأثر کریں اور انہیں) اللہ کے راستہ سے گمراہ کریں۔ ایسے لوگوں کیلئے دنیا میں ذلّت ہے،

لِّلْعَبِيْدِ ○ {حٰمٓ ۴۱ تا ۴۶} اور قیامت کے روز ہم انہیں عذابِ سوزاں کا مزا چکھائیں گے (ان سے کہا جائے گا) یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے۔ (ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا کیونکہ) اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

یہودیوں کے سوالات (۱) ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے عصا کے سہارے ایک کھیت میں سے گذر رہے تھے کہ اتنے میں کچھ یہودی آپؐ کے پاس سے گذرے۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ان سے رُوح کے متعلق سوال کرو۔ ایک شخص نے کہا "تمہارا ان کے متعلق کیا خیال ہے؟" دوسرے شخص نے کہا "ایسی کوئی بات نہیں کہیں گے جو تمہیں بُری معلوم ہو"۔ غرض یہ کہ ان سب نے یہی رائے دی کہ پوچھ کر تو دیکھو (کیا کہتے ہیں) پھر وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور آپؐ سے رُوح کے متعلق سوال کیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش رہے، کوئی جواب نہ دیا۔ آپؐ پر وحی کا نزول شروع ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○ {بنی اسرائیل ۸۵}

یہ لوگ آپؐ سے رُوح کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپؐ کہہ دیجئے کہ رُوح میرے ربّ کے امر میں سے ہے (تم اسکی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے اس لئے کہ) تمہیں بہت کم علم دیا گیا ہے۔[1]

(۲) ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک یہودی عالم آیا۔ اُس نے کہا اے محمّد السّلام علیک۔ حضرت ثوبانؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے اس یہودی عالم کو اِس زور سے دھکّا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔ یہودی عالم نے پوچھا تم مجھے کیوں دھکّا دیتے ہو؟ حضرت ثوبانؓ نے کہا کہ تو یا رسُول اللہ کیوں نہیں کہتا (نام کیوں لیتا ہے) اُس نے کہا ہم ان کو اس نام سے پکارتے ہیں جو نام ان کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک میرا نام محمّدؐ ہے جو میرے اہلِ خاندان نے رکھا ہے"۔ یہودی عالم نے کہا "میں آپؐ سے کچھ سوال کرنے آیا ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو کچھ میں تمہیں بتاؤں گا کیا تمہیں اُس سے کوئی فائدہ پہنچیگا؟" اُس نے کہا میں اپنے کانوں سے سُن رہا ہوں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی لکڑی سے زمین پر ایک لکیر کھینچی اور فرمایا پوچھو۔ یہودی عالم نے کہا "جس دن زمین و آسمان بدل جائیں گے اُس دن سب کہاں ہوں گے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ پل صراط کے قریب تاریکی میں ہوں گے"۔ اُس نے پوچھا سب سے پہلے (جنّت میں جانے کی) اجازت کس کو ملے گی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا فقراء مہاجرین کو۔ اُس نے پوچھا کہ جب وہ جنّت میں داخل ہوں گے تو (سب سے پہلے) اُن کو تحفۃً کیا چیز دی جائے گی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مچھلی کی کلیجی"۔ اُس نے پوچھا اسکے بعد اُنہیں کیا غذا دی جائے گی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کیلئے وہ بیل ذبح کیا جائے گا جو جنّت کے اطراف میں چرتا ہوگا"۔ اُس نے پوچھا "ان کو پینے کے لئے کیا چیز دی جائے گی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس چشمہ کا پانی جس کا نام سلسبیل ہے"۔ یہودی عالم نے کہا "آپؐ نے سچ فرمایا"۔ پھر اُس نے کہا "میں آپؐ سے ایسی بات پوچھنے آیا ہوں کہ رُوئے زمین پر اُسے سوائے ایک دو آدمیوں کے نبی کے کوئی نہیں جانتا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ "اگر میں تمہیں بتادوں گا تو کیا اس سے تمہیں کوئی فائدہ پہنچے گا؟" اُس نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابنِ مسعودؓ و صحیح مسلم کتاب صفۃ القیٰمۃ والجنّۃ۔

کہا "میں اپنے کانوں سے سُن رہا ہوں۔ میں آپؐ سے یہ سوال کرنے آیا ہوں کہ لڑکا یا لڑکی کس طرح پیدا ہوتے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مرد کا پانی سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی زرد ہوتا ہے جب وہ دونوں جمع ہوتے ہیں تو اگر مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجاتا ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آتا ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکی پیدا ہوتی ہے۔" اُس نے کہا "آپؐ سچ فرماتے ہیں۔ بے شک آپ نبی ہیں۔" یہ کہکر وہ چلا گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو سوالات اس نے مجھ سے پوچھے تھے مجھے ان کا علم نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی مجھے ان سوالات کے جوابات سے مطلع فرمایا۔"[1]

اہلِ کتاب کو دعوت اہلِ کتاب کی بدعہدی کو اللہ تعالیٰ برابر نظر انداز کرتا رہا بلکہ اپنے رسُولؐ کو بھی درگذر کرنے کی ہدایت کی۔ بار بار سمجھانے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ {مائدہ ۱۵ و ۱۶}

اے اہلِ کتاب تمہارے پاس ہمارے رسُولؐ آگئے ہیں جو ان باتوں میں سے جن کو تم کتابُ اللہ میں سے چھپاتے ہو بہت سی باتوں کو صاف صاف بیان کر دیتے ہیں اور بہت سی باتوں سے (اخلاقاً) چشم پوشی بھی کرتے ہیں بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آگئی ہے (اب تو اس پر ایمان لے آؤ) یہ کتاب ایسی ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ اپنی رضا پر چلنے والوں کو سلامتی کے راستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آتا ہے اور ان کو سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

شرک فی الذّات کی تردید پھر نصاریٰ کے شرک فی الذّات کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ {مائدہ ۱۷}

وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح ابنِ مریم ہی اللہ ہیں (اے رسولؐ) ان سے کہئے کہ اگر اللہ مسیح اور ان کی والدہ کو اور تمام لوگوں کو ہلاک کرنا چاہے تو اُسے کون روک سکتا ہے (جب مسیح ہلاک ہو سکتے ہیں تو وہ اللہ کیسے ہوئے؟) اللہ تو وہ ہے کہ آسمان، زمین اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے سب پر اس کی بادشاہت ہے۔ وہ جو چاہے پیدا کر سکتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ان قدرتوں کے حامل نہیں لہٰذا وہ اللہ کیسے ہو سکتے ہیں)

اہلِ کتاب بجائے اس کے کہ کچھ شرمندہ ہوتے ہٹ دھرمی سے کہنے لگے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم ۖ بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ

ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں، اللہ نے فرمایا (اے رسولؐ ان سے کہئے کہ اگر یہی بات ہے) تو پھر اللہ تمہیں تمہاری بداعمالی کی سزا کیوں دیتا رہتا ہے (کیا پیاروں کو

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحیض باب بیان صفۃ منی الرجل والمرأۃ۔

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ {مائدہ ۱۸}

سزا دی جاتی ہے) بلکہ (جو کچھ تم کہتے ہو بالکل غلط ہے) اور انسانوں کی طرح تم بھی انسان ہو۔ اللہ جس کو چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے (اللہ کا قانونِ عذاب و مغفرت سب کیلئے یکساں ہے اس میں کسی کی خصوصیّت نہیں) آسمانوں میں، زمین میں اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس میں صرف اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر آنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر اہلِ کتاب کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {مائدہ ۱۹}

اے اہلِ کتاب رسُولوں کے آنے کے کافی وقفہ کے بعد اب ہمارا رسُولؐ پھر تمہارے پاس آگیا ہے تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر نہیں آیا (سن لو) کہ بے شک تمہارے پاس بھی بشیر و نذیر آگیا ہے۔ اور (یہ بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (اگر تم ایمان نہیں لائے تو یا تو تمہیں نیست و نابود کر دے گا یا ذلیل و خوار کر کے دوسروں کا محکوم بنا دے گا)

پھر اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی ان شرارتوں کا بیان کیا جو اُنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ کی تھیں پھر جو انجام اُن کا ہوا تھا اُسے بطور عبرت اُنہیں سُنایا۔ لیکن وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اور اس قسم کے تمام مُفسدوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ {مائدہ ۳۳ و ۳۴}

جو لوگ اللہ اور رسُولؐ سے لڑتے ہیں اور مُلک میں فساد اور بدامنی پھیلاتے ہیں اُن کی سزا یہ ہے کہ اُنہیں قتل کر دیا جائے یا اُنہیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے یا اُن کے مخالف سمت کے ہاتھ اور پیر کاٹ دئے جائیں یا اُنہیں مُلک بدر کر دیا جائے۔ یہ تو دنیا میں ان کی رُسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بہت ہی سخت عذاب ہے۔ البتہ (اے مؤمنو!) جو لوگ تمہارے قابو میں آنے سے پہلے توبہ کر لیں تو (پھر ان کو معاف کر دیا جائے) بے شک اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

مفسدوں اور بدامنی پھیلانے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے چوروں کی سزا بھی نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

چور خواہ مرد ہو یا عورت اُس کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ اُن کے اعمال کی سزا ہے اور اللہ کی طرف سے (تازیانۂ) عبرت۔ اللہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔ اگر کوئی شخص ظلم کے بعد توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو اللہ اُس کو

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ { مائدہ ۳۸ و ۳۹ } معاف کر دے گا۔ بیشک اللہ بخشنے والا ہے اور مہربان ہے۔

اس حکم کے نازل ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چوری کا نصاب مقرر فرمایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک چوتھائی دینار اور اس سے زیادہ کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ چوتھائی دینار سے کم پر ہاتھ نہ کاٹا جائے[1]"

یہودیوں کی شرارتیں ایک مرتبہ یہودیوں کی ایک جماعت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئی اور کہا السّام علیکم (تم کو موت آئے) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں سمجھ گئی کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں[2] میں نے کہا "تمہیں موت آئے اور تم پر اللہ کی لعنت اور اُس کا غضب نازل ہو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عائشہ رہنے دو (اس طرح نہ کہو) بیشک اللہ ہر کام میں نرمی پسند کرتا ہے۔ تم بھی نرمی کو اپنے اوپر لازم کر لو، سختی اور تُند کلامی سے پرہیز کرو۔" حضرت عائشہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ نے نہیں سُنا کہ انہوں نے کیا کہا!" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے نہیں سُنا کہ میں نے وعلیکم کہہ دیا تھا یعنی میں نے اُسی چیز کو لوٹا دیا تھا۔ میری بددُعا اُن کے حق میں قبول ہوگی، ان کی بددُعا میرے حق میں قبول نہیں ہوگی۔"[2]

یہودی سرغنوں کا قتل یہودیوں کی شرارتیں بڑھتی چلی جا رہی تھیں۔ ان کے دو سرغنے تھے جو تمام شرارتوں کے منبع تھے۔ ایک کعب بن اشرف اور دوسرا ابو رافع۔

کعب کا قتل ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ کی ایک جماعت سے فرمایا کہ کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا اُس نے اللہ اور اُس کے رسُولؐ کے خلاف سخت سازشیں کی ہیں۔ حضرت محمّد بن مسلمہؓ کھڑے ہو کر کہنے لگے "اے اللہ کے رسولؐ آپؐ چاہتے ہیں کہ میں اُسے قتل کر دوں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں" اُنہوں نے کہا "مجھے اجازت دیجئے کہ مَیں کچھ بات بنا سکوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں اجازت ہے۔" الغرض حضرت محمّد بن مسلمہؓ کعب بن اشرف کے پاس پہنچے۔ اُس سے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہم سے صدقہ مانگا ہے۔ اور ہمیں تنگ کر رکھا ہے (توریۃً اُنہوں نے یہ جملہ کہا کیونکہ کُفّار کی تمام اذیّتوں کا اصل سبب آپؐ ہی کی ذاتِ گرامی تھی نہ آپؐ پر ایمان لاتے نہ یہ مصیبتیں آتیں) پھر حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے کہا "میں تم سے کچھ مال قرض لینے آیا ہوں۔" اُس نے کہا "اللہ کی قسم ابھی کیا ہوا ہے، ابھی تو تم ان کی وجہ سے اور مصیبتیں جھیلو گے۔" حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے کہا "ہم نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے لہٰذا ہم یہ نہیں چاہتے کہ اُنہیں چھوڑ دیں جب تک یہ نہ دیکھ لیں کہ آئندہ ان کا کیا رنگ رہتا ہے۔ اس وقت تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمیں ایک دو وسق (غلّہ) قرض دیدو۔" اُس نے کہا "اچھا، لیکن کوئی چیز رہن رکھ دو۔" حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے کہا "تم کیا چیز رہن رکھنا چاہتے ہو؟" کعب نے کہا "اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو۔" حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے کہا "عورتوں کو کیسے رہن رکھ دیں! تم تو عرب کے بہت خوبصورت (آدمیوں میں سے) ہو۔" اُس نے کہا "اپنے لڑکوں کو رہن رکھ دو۔" حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے کہا "لڑکوں کو کیسے رہن رکھ دیں کیونکہ جب کوئی انہیں بُرا بھلا کہیگا تو یہ بھی طعنہ دے گا کہ تم وہی تو ہو جو ایک دو وسق کے بدلہ رہن رکھے گئے تھے، یہ بات ہمارے لئے باعثِ عار ہوگی، البتہ ہم تمہارے

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الحدود عن عائشۃ صدیقہؓ [2] یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے واقع ہوا تھا۔
صحیح بخاری کتاب الادب باب الرفق فی الامر کلہ و باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلّم فاحشًا۔

پاس اپنے ہتھیار رہن رکھ سکتے ہیں۔" (وہ اِس بات پر راضی ہوگیا) اور حضرت محمد بن مسلمہؓ اُس سے وعدہ کرکے واپس چلے آئے۔ رات کو دوبارہ اُس کے پاس گئے۔ ان کے ساتھ حضرت ابو نائلہؓ بھی تھے جو کعب کے رضاعی بھائی تھے اور ایک صاحب اور تھے۔ کعب نے ان تینوں کو اپنے قلعہ میں بُلا لیا اور اُن کے پاس آنے کی تیاری کرنے لگا۔ اس کی بیوی نے کہا "اِس وقت تم کہاں جاتے ہو؟" کعب نے کہا "یہ محمد بن مسلمہؓ اور میرا بھائی ابو نائلہ ہیں۔" بیوی نے کہا "میں ایسی آواز سُن رہی ہوں جس سے خون ٹپک رہا ہے۔" کعب نے کہا "یہ تو میرا بھائی محمد بن مسلمہ اور رضاعی بھائی ابو نائلہ ہیں۔ اور عزت دار آدمی کو تو اگر نیزہ سے (قتل کرنے کیلئے) رات کے وقت بھی باہر بلایا جائے تو وہ اُس وقت بھی باہر جانے سے انکار نہیں کریگا۔ باہر جانا منظور کر لیگا۔"

حضرت محمد بن مسلمہؓ مع اپنے دونوں ساتھیوں کے قلعہ کے اندر داخل ہوگئے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں کعب کے بال پکڑ کر سونگھوں گا۔ جب تم دیکھو کہ میں نے اُسے مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو تم اُس پر وار کرنا اور اُسے قتل کر دینا۔ کچھ دیر بعد کعب چادر اوڑھے ہوئے اُن کے پاس آیا۔ اُس کا بدن خوشبو سے مہک رہا تھا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا "میں نے اس سے پہلے ایسی خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔" کعب نے کہا "میری بیوی عرب کی بہترین عطر ساز اور کامل ترین عورت ہے۔" حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا "کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارا سر سونگھوں؟" اُس نے کہا "ہاں اجازت ہے۔" حضرت محمد بن مسلمہؓ نے اُس کا سر سُونگھا۔ پھر اُن کے ساتھیوں نے اس کا سر سُونگھا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا "مجھے ایک مرتبہ اور سونگھنے کی اجازت دیدو۔" اُس نے کہا "ہاں اجازت ہے۔" حضرت محمد بن مسلمہؓ نے سر کو (پھر سونگھا اور اس کو) مضبوطی سے پکڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا وار کرو۔ ساتھیوں نے اُس پر وار کر کے اُسے قتل کر دیا۔ پھر وہ تینوں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ کو خوش خبری سُنائی۔[1]

ابو رافع کا قتل کعب کی طرح ابو رافع بھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتا اور آپؐ کے خلاف (آپؐ کے دشمنوں کو) مدد دیا کرتا تھا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کا ایک دستہ اُس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ اس دستہ پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عتیک کو امیر مقرر کیا۔ ابو رافع حجاز میں ایک قلعہ کے اندر رہا کرتا تھا۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا دستہ وہاں پہنچا تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ لوگ اپنے مویشی لے کر واپس آچکے تھے۔ حضرت عبداللہؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا "تم یہیں ٹھہرو میں جاتا ہوں۔ دربان سے کوئی لطیف حیلہ کرونگا شاید اس طرح میں اندر داخل ہو جاؤں۔" حضرت عبداللہؓ آگے بڑھے، یہاں تک کہ قلعہ کے پھاٹک کے قریب پہنچ گئے۔ قلعہ والوں کا ایک گدھا گُم ہو گیا تھا۔ وہ مشعل لے کر اُسے ڈھونڈنے نکلے۔ حضرت عبداللہؓ بھی ان کے ساتھ چلے گئے اور یہ ظاہر کیا گویا یہ بھی ڈھونڈ رہے ہیں۔ کچھ دیر بعد انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں قلعہ والے اُنہیں پہچان نہ لیں۔ لہٰذا وہ اپنی چادر اوڑھ کر اس طرح بیٹھ گئے گویا کہ قضائے حاجت کر رہے ہیں۔ اس اثناء میں گدھا مل گیا۔ قلعہ والے اندر داخل ہو گئے۔ دربان نے حضرت عبداللہ کو دیکھا تو پکار کر کہنے لگا "اے اللہ کے بندے اگر تم اندر داخل ہونا چاہتے ہو تو آجاؤ کیونکہ میں پھاٹک بند کر رہا ہوں۔" حضرت عبداللہ قلعہ کے اندر داخل ہو گئے اور گدھوں کے باڑے میں چھُپ گئے۔ جب سب لوگ اندر داخل

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل کعب عن جابرؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قتل کعب نحوہٗ۔

ہوگئے تو پھاٹک بند کر دیا گیا۔ دربان نے کُنجیوں کو ایک طاق میں کھونٹی پر لٹکا دیا۔ حضرت عبداللہؓ (موقع پاکر) کُنجیوں کے پاس گئے، اُنہیں اُتار لیا اور پھاٹک کھول دیا۔

ابورافع کے پاس رات کو باتیں ہوتی تھیں، کہانیاں سُنائی جاتی تھیں۔ رات کا کھانا بھی لوگ ابورافع کے ہاں ہی کھاتے تھے۔ ابورافع اپنے بالاخانہ میں سویا کرتا تھا۔ جب کہانی سُنانے والے اُس کے پاس سے چلے گئے اور بالکل سنّاٹا ہوگیا تو حضرت عبداللہؓ بالاخانہ پر چڑھے۔ جب وہ کسی دروازہ کو کھول کر اندر داخل ہوتے تو اُسے اندر سے بند کر دیتے تاکہ اگر لوگوں کو (ابورافع پر قاتلانہ حملہ کا) علم ہوجائے تو وہ ابورافع کے قتل سے پہلے اُن تک نہ پہنچ سکیں۔ (اسی طرح دروازے بند کرتے ہوئے) وہ ابورافع کے پاس پہنچ گئے۔ ابورافع اپنے اہل وعیال کے بیچ میں ایک تاریک کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔ چراغ بجھا دیا گیا تھا۔ تاریکی میں وہ نہیں سمجھ سکے کہ وہ ان میں کونسا ہے۔ لہٰذا انہوں نے پُکارا "اے ابورافع"۔ اُس نے کہا "کون ہے؟" حضرت عبداللہؓ آواز کی طرف بڑھے اور ڈرتے ڈرتے تلوار کا وار کیا لیکن وہ خالی گیا۔ ابورافع چیخا تو وہ کمرے کے باہر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر اندر گئے اور آواز بدل کر اُس سے اس طرح پوچھا گویا وہ اس کی مدد کیلئے آئے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "اے ابورافع یہ کیسی آواز تھی"۔ اُس نے کہا "تمہاری ماں کی خرابی ہو، اس کمرہ میں مجھے ایک شخص نے تلوار ماری تھی"۔ انہوں نے پھر ایک وار کیا لیکن اب بھی وہ اُسے قتل نہ کر سکے۔ وہ پھر چیخا۔ اُس کی آواز سُن کر گھر والے اُٹھ گئے۔ انہوں نے پھر آواز بدلی اور آگے بڑھے گویا کہ اُس کی مدد کو آئے ہیں۔ وہ چت لیٹا ہوا تھا۔ انہوں نے تلوار کی دھار کو پیٹ پر رکھ کر اتنا دبایا کہ وہ پیٹھ تک پہنچ گئی۔ اب اُنہیں یقین ہوگیا کہ اُنہوں نے اُسے قتل کر دیا۔ وہ یکے بعد دیگرے دروازے کھولتے ہوئے واپس ہوئے یہاں تک کہ وہ زینہ تک پہنچ گئے۔ چاندنی رات ہونے کے باوجود (گھبراہٹ میں اُنہیں معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ زینہ ہے) وہ سمجھے کہ وہ زمین پر پہنچ گئے۔ انہوں نے زمین سمجھ کر پیر رکھا، پیر رکھتے ہی وہ گر پڑے اور اُن کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ انہوں نے پنڈلی پر اپنا عمامہ باندھ دیا۔ پھر قلعہ کے باہر آگئے اور وہیں بیٹھ گئے۔ اپنے ساتھیوں سے انہوں نے کہا کہ "تم جلدی سے جاکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خوشخبری سُناؤ کہ اللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے۔ میں تو رات بھر یہیں ٹھہروں گا تاوقتیکہ مجھے یہ نہ معلوم ہوجائے کہ میں نے واقعۃً اُسے قتل کر دیا ہے"۔ غرض یہ کہ حضرت عبداللہ بن عتیکؓ وہیں ٹھہر گئے۔ جب مُرغ نے اذان دی تو ایک اعلان کرنے والے نے قلعہ کی فصیل پر کھڑے ہوکر اعلان کیا کہ ابورافع تاجر اہلِ حجاز کی موت واقع ہوگئی۔ یہ سُنکر حضرت عبداللہؓ وہاں سے چلے (خوشی کی وجہ سے) اُنہیں چلنے میں کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ راستہ میں انکے ساتھی بھی اُنہیں مِل گئے۔ حضرت عبداللہؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سُنایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اپنا پیر پھیلاؤ۔ اُنہوں نے پیر پھیلایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پنڈلی پر ہاتھ پھیرا۔ پنڈلی بالکل ٹھیک ہوگئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی[1]

کعب اور ابورافع کے قتل پر تبصرہ جیسا کہ اُوپر لکھا جاچکا ہے کہ کعب اور ابورافع دونوں فتنوں کے بانی تھے۔ خفیہ سازشیں کرتے رہتے تھے۔ ان کی سازشوں سے اسلامی حکومت کی سلامتی کو خطرہ تھا۔ دینِ حق کی ترویج و اشاعت میں یہ دونوں رکاوٹ بنے ہوئے تھے۔ لہٰذا مُلک و ملّت کی خاطر ضروری تھا کہ ان دونوں کو ختم کر دیا جائے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی رافع عن براءؓ بسندین وکتاب الجہاد باب قتل المشرک النائم۔

اللہ تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا تھا :۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا { مائدہ ۳۳ }

کہ ایسے لوگ جو اللہ اور رسولؐ سے جنگ کرتے ہیں اور مُلک میں فساد برپا کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔

اس حکمِ الٰہی کی تعمیل میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں قتل کرا دیا۔ آجکل جس طرح کسی ڈاکو یا باغی کو قتل کرنے کیلئے پولیس کے دستے روانہ کئے جاتے ہیں بالکل اسی طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں موقعوں پر صحابہؓ کرامؓ کے دستے روانہ کئے۔

ان دونوں کا قتل بالکل ایسا ہی تھا جیسا کہ کسی باغی، بدعہد، ڈاکو یا بدامنی پھیلانے والے کا قتل۔ بدعہدی بغاوت اور سازش کے بعد یہ ضروری نہیں رہتا کہ باغی یا بدعہد کو قتل سے پہلے مطّلع کیا جائے۔ ان کا قتل کسی دشمن مُلک سے باقاعدہ جنگ نہیں تھی بلکہ ان کا قتل اسلامی حکومت کی باغی رعایا کے قتل کے مترادف تھا۔ باغی رعایا کو قتل سے پہلے اطّلاع دینے کی مطلقاً ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ اطلاع نہ دینا سیاسی تدبّر کی علامت ہے۔

ان دونوں کے خفیہ طور پر قتل کرانے میں یہ بھی مصلحت تھی کہ اِس طرح صرف وہی دونوں قتل ہوئے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو پوری یہودی آبادی سے جنگ کی نوبت آتی اور کافر تو کافر اندیشہ تھا کہ چند مُسلم بھی قتل ہو جاتے لہٰذا اِس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ کم سے کم جانی نقصان ہو ان کے خفیہ قتل کو مناسب سمجھا گیا۔

ان دونوں کے قتل ہو جانے کے بعد یہودیوں نے انتقاماً کوئی جنگ نہیں کی۔ گویا اُنہیں عملاً اعتراف تھا کہ ان دونوں کا قتل ایک مناسب فعل تھا۔

متفرّق واقعات

ایک دعوت | حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ان کی نانی حضرت مُلیکہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے گئے۔ کھانا تناول فرمایا پھر فرمایا "کھڑے ہو جاؤ میں تم کو نماز پڑھا دوں"۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک چٹائی لی جو کثرتِ استعمال سے سیاہ ہو گئی تھی۔ میں نے اُسے دھویا (اور بچھا دیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ میں اور ایک یتیم لڑکا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور بوڑھی (نانی) ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو رکعت نماز پڑھائی اور پھر آپؐ واپس تشریف لے گئے[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر کی تنگی | حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور میں ایک ہی بستر پر سوتے تھے۔ جب آپؐ نماز (تہجّد) پڑھتے تو میں آپؐ کے سامنے مثل جنازے کے لیٹی ہوتی۔ میری ٹانگیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ہوتیں۔ گھروں میں اُس زمانہ تک چراغ نہیں تھے (لہٰذا تاریکی کی وجہ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سجدہ کرتے ہوئے دکھائی نہ دیا کرتے تھے) جب آپؐ سجدہ کرتے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب الصّلوٰۃ علی الحصیر عن انسؓ۔

تو میرے پیر کو دبا دیا کرتے۔ میں پیر سمیٹ لیتی، جب آپؐ کھڑے ہو جاتے تو میں پیر پھیلا دیا کرتی تھی۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صلح کرانے کیلئے تشریف لیجانا ایک دن ایسا ہوا کہ بنو عمرو بن عوف کے کچھ لوگوں میں جھگڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح کرانے کیلئے تشریف لے گئے۔ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف نہیں لائے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت بلالؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا "اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو میں اقامت کہوں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ہاں، اگر تم چاہو"۔ حضرت بلالؓ نے اقامت کہی حضرت ابوبکرؓ اور صحابہؓ کرام نے نماز شروع کی۔ تھوڑی ہی دیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپؐ صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں آکر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ لیکن جب لوگوں نے کثرت سے تصفیق کی (یعنی ہاتھ پہ ہاتھ مارے) تو حضرت ابوبکرؓ نے اِدھر اُدھر دیکھا (اُس وقت تک نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی) حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اس بات پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں نماز پڑھانے کا حکم دیا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا (کچھ دیر بعد) حضرت ابوبکرؓ اُلٹے پاؤں پیچھے آکر صف میں شامل ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ جب آپؐ نے سلام پھیرا تو فرمایا "اے ابوبکر جب میں نے تم کو حکم دیا تھا تو کس چیز نے تم کو وہاں قائم رہنے سے روکا؟" حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ، ابو قحافہ کے بیٹے کی یہ کہاں مجال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا۔ "کیا بات ہے کہ میں نے تمہیں کثرت سے تصفیق کرتے دیکھا۔ اگر کسی کو نماز میں کوئی بات پیش آجائے تو اُسے سُبحان اللہ کہنا چاہئے کیونکہ جب وہ سُبحان اللہ کہے گا تو اُس کی طرف توجہ کی جائے گی۔ تصفیق تو عورتوں کے لئے ہے"۔[2]

بارش کے لئے دُعاء جمعہ کا دن تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص مسجد میں اُس دروازہ سے داخل ہوا جو منبر کے سامنے تھا۔ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ اُس نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ! اموال ضائع ہو گئے، راستے منقطع ہو گئے، مویشی ہلاک ہو گئے، بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ آپؐ اللہ سے دُعاء کریں کہ وہ ہمارے لئے پانی برسائے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اِس طرح دُعاء کی "اے اللہ ہم پر بارش نازل فرما۔ اے اللہ ہم پر بارش نازل فرما۔ اے اللہ ہم پر بارش نازل فرما"۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں "اللہ کی قسم آسمان میں ہمیں نہ کوئی ابر نظر آتا تھا نہ بادل کا کوئی ٹکڑا نہ کوئی اور چیز۔ ہمارے اور سلع نامی پہاڑی کے درمیان کوئی مکان وغیرہ نہیں تھا۔ یکایک اُس پہاڑی کے پیچھے سے ڈھال کے مانند ایک ابر نمودار ہوا، پھر وہ بلند ہوا اور پہاڑوں کی مثل نظر آنے لگا، پھر وہ آسمان کے بیچ میں آکر پھیل گیا۔ اتنے میں بارش شروع ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی سے بارش کے قطرے گرنے لگے۔ اللہ کی قسم ہم نے ایک ہفتہ تک

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی الفراش عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الاذان باب من دخل لیؤم الناس فجاء الامام الاول عن سہل بن سعدؓ وابواب العمل فی الصلوٰۃ باب ما یجوز من التسبیح والحمد فی الصلوٰۃ للرجال وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تقدیم الجماعۃ من تصیلی بہم۔

سُورج کو نہ دیکھا۔" دوسرے جمعہ کو اُسی دروازہ سے ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے۔ وہ شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا "اے اللہ کے رسُولؐ، اموال ضائع ہوگئے، راستے مسدود ہوگئے، مکانات گر گئے، مویشی ہلاک ہوگئے۔ اللہ سے دُعا کیجئے کہ بارش روک دے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اِس طرح دُعا کی "اے اللہ ہمارے اطراف میں برسا ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ ٹیلوں پر، پہاڑوں پر، پہاڑیوں پر، وادیوں میں، درختوں کے اُگنے کے مقامات میں برسا۔" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ آپؐ جس طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے اَبر پھٹ جاتا تھا غرض یہ کہ اَبر دائیں بائیں اِس طرح ہٹ گیا جیسے کپڑا ہٹ جاتا ہے۔ پانی رک گیا اور دھوپ نکل آئی۔ مدینہ منوّرہ کے اطراف میں بدستور پانی برستا رہا (چاروں طرف ابر اور بیچ میں صاف آسمان ہونے کی وجہ سے) مدینہ منوّرہ مثل تاج یا صحن کے معلوم ہوتا تھا۔ اطرافِ مدینہ سے آنے والے بیان کرتے تھے کہ پانی کثرت سے برس رہا ہے (پانی کی کثرت کے باعث) وادیٔ قنات مہینہ بھر تک بہتی رہی[1]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پانی کے لئے دُعا مانگا کرتے تھے تو مجھے ابوطالب کا یہ شعر یاد آجایا کرتا تھا:۔

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ — محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) جن کا رنگ گورا ہے ان کے
ثِمَالَ الْيَتَامٰى عِصْمَةً لِّلْأَرَامِلِ — چہرۂ مبارک کے طفیل سے ابر سے پانی مانگا جاتا ہے وہ یتیموں کی پرورش کرنے والے اور بیوہ عورتوں کو پناہ دینے والے ہیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دُعا مانگتے ہوتے تھے اور میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ انور کو دیکھتا رہتا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر سے اُترنے نہ پاتے تھے کہ تمام پرنالے بہنے لگتے تھے[2]

اسبابِ دُنیا کی فراوانی میں خطرہ ہے حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر پر بیٹھ گئے اور ہم آپؐ کے چاروں طرف بیٹھ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے تمہارے متعلّق جس چیز کا خوف ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کی تروتازگی اور اُس کی زینت تمہارے لئے کھولدی جائے گی۔" ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ کیا خیر سے بھی بُرائی آتی ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہوگئے۔ ہم نے دیکھا کہ آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ آپؐ نے پسینہ پوچھا اور پھر فرمایا "وہ سائل کہاں ہے؟" گویا کہ آپؐ نے اُس کے سوال کو اچھا سمجھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "خیر سے بُرائی آتی نہیں (لائی جاتی ہے جس طرح) فصلِ ربیع کی گھاس (جو ایک خیر ہے بعض دفعہ چرنے والے جانور کو) بیمار بھی ڈالدیتی ہے اور بعض دفعہ موت کا سبب بھی بن جاتی ہے۔ البتّہ اُس چرنے والے جانور کو نقصان نہیں پہنچاتی جو چرے اور جب اُس کے دونوں کوکھ بھر جائیں تو سُورج کے سامنے آکر لید کرے اور پیشاب کرے اور پھر چرنے لگے (یعنی ایک دم بہت نہ کھا جائے) بیشک مال ایک میٹھی سبزی (کے مانند) ہے (لیکن اس کا لے جانا استعمال بُرا ہے، البتّہ) اُس مسلم کا مال کتنا اچھا ہے جس میں وہ مسکین کو، یتیم کو، مسافر کو دیتا رہے۔ اور بے شک جو شخص اس مال کو ناحق طریقہ سے لیگا وہ اُس شخص کے مثل ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو۔ ایسا مال قیامت کے دن اس پر وبال ہوگا" (یعنی مال اچھی

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ ابواب الاستسقاء عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ ابوابُ الاستسقاء عن ابنِ عمرؓ۔

چیز تو ہے لیکن مال کی حرص، مال کو ناحق طریقہ سے حاصل کرنا اور اگر حلال طریقہ سے کمایا ہے تو اُس کو ضرورت مندوں کو نہ دینا اچھی چیز نہیں) [1]

ایک کاتب کا ارتداد ایک عیسائی نے اسلام قبول کیا۔ اسلام لانے کے بعد اُس نے سُورۂ بقرہ اور سورۂ آلِ عمران پڑھیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے کتابت کا کام لینا شروع کر دیا۔ کچھ دن بعد وہ پھر عیسائی ہوگیا اور کہنے لگا محمدؐ بس اتنا ہی جانتے ہیں جتنا میں نے اُنہیں لکھ کر دیا ہے۔ کچھ عرصہ بعد وہ مر گیا۔ لوگوں نے اُسے دفن کر دیا۔ صبح کے وقت وہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ قبر سے باہر پڑا ہے۔ اُنہوں نے کہا یہ محمدؐ اور اُن کے اصحابؓ کا کام ہے۔ اُنہوں نے اِس وجہ سے کہ یہ شخص ان کے پاس سے بھاگ کر آگیا تھا قبر کھود کر اُسے باہر پھینک دیا ہے۔ اُنہوں نے بہت گہری قبر کھود کر اُسے پھر دفن کر دیا۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ پھر باہر پڑا ہے۔ اُن لوگوں نے پھر یہی کہا کہ یہ محمدؐ اور اُن کے اصحابؓ کا کام ہے۔ پھر اُنہوں نے جہاں تک ہوسکا قبر کو گہرا کیا لیکن صبح کو وہ پھر باہر پڑا ہوا تھا۔ اب وہ سمجھ گئے کہ یہ انسانوں کا کام نہیں ہوسکتا لہٰذا اُنہوں نے اُس کو وہیں پڑا رہنے دیا۔ [2] (ارتداد کی سزا قتل ہے لیکن وہ ابھی تک نافذ نہیں ہوئی تھی)

آدابِ رسولؐ کی تعلیم۔ وفد بنو تمیم کی آمد تقریباً ان ہی ایام میں بنو تمیم قبیلہ کا ایک وفد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسُولؐ، ان پر قعقاع بن معبد کو امیر بنا دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے رائے دی کہ بنو مجاشع کے بھائی اقرع بن حابس کو امیر بنا دیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ تم نے میری مخالفت کی نیت سے یہ بات کہی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ نہیں تمہاری مخالفت کی نیت سے میں نے یہ رائے نہیں دی۔ دونوں میں اختلاف ہوا اور آوازیں بلند ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ {حجرات ۱ تا ۳}

اے ایمان والو! اللہ اور رسُولؐ سے آگے نہ بڑھو (یعنی بغیر پوچھے رائے نہ دیا کرو) اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سُننے والا جاننے والا ہے۔ اور اے ایمان والو! نبیؐ کی آواز سے اپنی آوازوں کو بلند نہ کیا کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو اس طرح زوردار آواز سے رسُولؐ سے بات نہ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے تمام اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ اللہ کے رسولؐ کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں اللہ نے اُن کے دلوں کو تقوے کے لئے آزما لیا ہے۔ ان لوگوں کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔ [3]

آیاتِ بالا کا اثر ان آیات کے نزول کے بعد خطیب الانصار حضرت ثابت بن قیسؓ نے گھر سے نکلنا بند کر دیا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ علی الیتامیٰ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب تخوف ما یخرج من زہرۃ الدنیا۔

[2] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام عن انسؓ وصحیح مسلم کتاب صفات المنافقین نحوہٗ۔

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابن عمرؓ و ابن زبیرؓ۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب (کئی دن تک) انہیں نہیں دیکھا تو حضرت سعد بن معاذؓ سے پوچھا کہ اے ابوعمرو ثابت کا کیا حال ہے؟ کیا بیمار ہیں؟ حضرت سعدؓ نے کہا وہ میرے پڑوسی ہیں مجھے ان کی بیماری کا کوئی علم تو نہیں البتہ میں ابھی جاکر اُن کی کیفیت معلوم کرکے آپؐ کو مطّلع کرتا ہوں۔ حضرت سعدؓ حضرت ثابتؓ کے گھر آئے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ حضرت ثابتؓ سر جھکائے اپنے گھر میں بیٹھے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت ثابتؓ نے کہا بُرا حال ہے۔ میں رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آواز سے زیادہ اپنی آواز کو بلند کرتا تھا لہٰذا میرے عمل تو سب ضائع ہو گئے اور اب تو میں دوزخی ہو گیا۔ یہ سُن کر حضرت سعدؓ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور سارا حال سُنایا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ وہ دوزخی نہیں ہیں، جنّتی ہیں[1]۔"

ان آیات کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمرؓ اتنی آہستہ بات کرتے تھے کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا[2]۔ (نوٹ:- مندرجہ بالا آیات کی زد میں وہ لوگ بھی آتے ہیں جو حدیثِ رسولؐ کے مقابلہ میں اپنے یا اپنے کسی بزرگ کے قول کو پیش کرتے ہیں)

آدابِ رسولؐ کی مزید تعلیم | بعض نادان ایسے بھی تھے جو رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آپؐ کے گھر کے باہر کھڑے ہو کر آواز دیا کرتے تھے کیونکہ یہ بات شانِ رسالت کے منافی تھی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:-

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ {حجرات ۴ و ۵}

(اے رسولؐ) جو لوگ آپؐ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں اُن میں سے اکثر بے عقل ہیں۔ اگر وہ صبر کریں یہانتک کہ آپؐ خود باہر تشریف لے آئیں تو یہ ان کے لئے بہتر ہے اللہ بخشنے والا ہے، رحم کرنے والا ہے (کہ اُس نے گذشتہ خطاؤں کو معاف کر دیا۔ آئندہ ایسا نہ کریں)

آدابِ معاشرہ کا نزول | اسلامی ریاست قائم ہو چکی تھی۔ اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہو رہی تھی، لہٰذا اللہ تعالےٰ نے معاشرہ کے آداب کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں چند احکام نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۝ {حجرات}

اے ایمان والو! اگر کوئی نامعتبر شخص تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو مبادا غلط خبر کی بنیاد پر تم نادانی سے کسی قوم پر جا پڑو اور بعد میں تمہیں پچھتانا پڑے۔

پھر فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ

اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ تم لوگوں میں اللہ کے رسولؐ موجود ہیں (ان کی موجودگی میں ان کے اشارے پر چلو، اپنی رائے پر اصرار نہ کرو) اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ فی الاسلام عن انسؓ و کتابُ التفسیر سورۃ الحجرات و صحیح مسلم کتابُ الایمان باب مخافۃ المؤمن ان یحبط عملہ (حضرت سعد بن معاذؓ کے نام کی صراحت اور خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ حضرت ثابتؓ کے متعلّق "خطیبُ الانصار" کا خطاب بھی صرف صحیح مسلم میں ہے۔ حضرت سعدؓ کی وفات جنگِ خندق میں ہوئی جو ۵ھ میں ہوئی تھی لہٰذا ان آیات کا نزول حضرت سعدؓ کی وفات سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ لیکن تاریخ و تفسیر میں یہ ہے کہ یہ آیتیں ۹ھ میں نازل ہوئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون) [2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر عن ابن زبیرؓ۔

قُلُوْبِكُمُ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ ج وَالْعِصْيَانَ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ {حجرات ۷ و ۸}

کہنا مان لیں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ (تم فعل رسول ص کی مصلحت کو نہیں سمجھ سکتے) اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دیدی ہے اور تمہارے دلوں میں اس کو مزیّن کر دیا ہے اور کفر، گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا ہے (لہٰذا رسول ص کا حکم اگر تمہاری رائے کے خلاف بھی ہو تب بھی اُسی کی اطاعت کرو کیونکہ معصیتِ رسول گناہ ہے بلکہ بعض حالات میں کفر ہے اور تم کفر اور گناہ سے بیزار ہو تو تمہارا یہی شیوہ ہونا چاہیئے کہ رسول ص کی نافرمانی نہ کرو) ایسے ہی لوگ ہدایت پر ہوتے ہیں، اور یہ سب کچھ اللہ ہی کے فضل و کرم سے ہوتا ہے۔ اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور وہ حکمت والا ہے۔

پھر فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ج فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ج فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ {حجرات ۹ و ۱۰}

اگر ایمان والوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اگر ایک فریق دوسرے فریق پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے فریق سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ اگر وہ رجوع کر لے (یعنی شریعت کے مطابق فیصلہ کے لئے راضی ہو جائے) تو دونوں میں عدل کے ساتھ صلح کرا دو۔ اور (اسی موقع پر نہیں بلکہ) ہمیشہ انصاف کیا کرو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے (اور اے مؤمنو! سن لو) تمام مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں لہٰذا اپنے دو بھائیوں میں (جو اتّفاق سے لڑ پڑیں) صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ وہ تم پر رحم فرمائے۔

بعض دفعہ معاشرہ میں ایسی صورت بھی پیش آتی ہے کہ مذاق میں جھگڑے کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اگر جھگڑا نہ بھی ہو تو ایک فریق کی دل آزاری ضرور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ج وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ج وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ {حجرات}

اے ایمان والو، تم میں سے کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ہو سکتا ہے کہ وہ تمسخر کرنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ بعض عورتیں بعض عورتوں کا مذاق اُڑائیں، ہو سکتا ہے کہ مذاق اُڑانے والی عورتوں سے وہ عورتیں بہتر ہوں جن کا مذاق اُڑایا گیا ہے اور (اے مؤمنو!) ایک دوسرے کو عیب نہ لگایا کرو۔ نہ ایک دوسرے کو بُرے نام سے پُکارا کرو۔ ایمان لانے کے بعد کسی کا بُرا نام رکھنا گناہ ہے۔ جو لوگ ان باتوں سے باز نہیں آئیں گے تو وہ ظالم ہوں گے۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بدگمانی سے تعلّقات خراب ہو جاتے ہیں، ایک دوسرے کی عیب جوئی اور غیبت تک نوبت پہنچتی ہے۔ اپنے نسب پر فخر کرنے اور دوسرے کو حقیر سمجھنے سے بھی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس سلسلہ میں فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا

اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے پرہیز کرو

مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ {حجرات}

بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں (یعنی کسی مسلم کے متعلق بدگمانی کرنا گناہ ہے) اور (اے ایمان والو!) ایکدوسرے کی عیب جوئی نہ کرو۔ نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اس سے تو ضرور تم کو نفرت ہوگی (لہٰذا غیبت سے بھی نفرت ہونی چاہئے) اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔ اور

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ {حجرات ۱۳}

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایکدوسرے کو پہچان سکو (اور صلۂ رحمی کرسکو) البتہ (عزت کا مدار حسب و نسب پر نہیں بلکہ) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ بے شک اللہ جاننے والا اور باخبر ہے۔

دیہاتیوں کا اسلام قبول کرنا بعض دیہاتی ایمان کا دعویٰ کرتے تھے لیکن ایمان کی حقیقت سے ناآشنا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو تربیت دیتے ہوئے فرمایا:-

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ {حجرات ۱۴ و ۱۵}

(اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے (لہٰذا یہ نہ کہو کہ ہم ایمان لائے) بلکہ یہ کہو کہ ہم اسلام لائے اور ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ ہاں اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرتے رہو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ کریگا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ مؤمن تو درحقیقت وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لاتے ہیں پھر کسی قسم کا شک نہیں کرتے اور اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرتے رہتے ہیں۔ یہی لوگ سچّے ہیں (اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام پر عمل کرنے کے بعد دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے)۔

بعض لوگوں کا ایمان لاکر احسان جتانا بعض لوگ ایسے بھی تھے جو اپنی دینداری جتاتے اور اپنے ایمان لانے کا احسان رکھتے تھے۔ ایسے لوگوں کی اصلاح کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ

ان سے کہہ دیجئے کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتاتے ہو حالانکہ اللہ کو تو زمین و آسمان کی ہر چیز کا علم ہے (اے رسولؐ) یہ لوگ آپؐ پر اپنے اسلام لانے کا احسان رکھتے ہیں، آپؐ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو بلکہ تم پر یہ اللہ کا احسان ہے کہ اُس نے تم کو ایمان کی ہدایت بخشی

صٰدِقِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ {الحجرات ۱۸}

بشرطیکہ تم اپنے ایمان لانے میں پُرخلوص ہو۔ بے شک اللہ زمین و آسمان کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور وہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

معاشرہ کی اصلاح اور چند سزاؤں کا نفاذ

معاشرہ میں بدکاری کا سدِّ باب کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ {نساء ۱۵ و ۱۶}

جو عورتیں بدکاری کر بیٹھیں تو اُن پر چار گواہوں کی شہادت لو۔ اگر وہ شہادت دیں تو اُنہیں گھروں میں قید کر دو یہاں تک کہ موت اُن کا کام تمام کر دے یا اللہ ان کے لئے کوئی اور سبیل نکال دے۔ اگر دو (مرد و عورت) بدکاری کریں تو انہیں سزا دو۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو اُن سے اعراض کرو۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے بدکار مرد اور بدکار عورت پر سزا کی صراحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۖ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ {النور ۲ و ۳}

بدکار عورت اور بدکار مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائیں۔ اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس قانونِ الٰہی کے نفاذ میں تمہیں ان پر ترس نہیں آنا چاہیئے۔ سزا کے نفاذ کے وقت مؤمنین کی ایک جماعت وہاں موجود ہونی چاہیئے۔ زانی تو زانیہ یا مشرکہ سے نکاح کرتا ہے اور زانیہ سے زانی یا مشرک ہی نکاح کر سکتا ہے۔ ایسے نکاح ایمان والوں پر حرام ہیں۔

کوڑوں کی سزا شادی شدہ اور غیر شادی شدہ دونوں کیلئے مشترک تھی۔ اِس مشترک سزا کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے غیر مُشترک سزاؤں کا نفاذ کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "شادی شدہ کو سو کوڑے مار کر پھر سنگسار کر دو اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے مار کر ایک سال کیلئے جلاء وطن کر دو۔"[1]

تہمت لگانا پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا بہت بُری بات ہے۔ اس سے معاشرہ میں بڑی خرابیاں پھیلتی ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کے سدِّ باب کیلئے جھوٹی تہمت لگانے والوں پر سزا مقرر کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ

جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور اس پر چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو اُن کو اَسّی دُرّے مارو اور اُن کی شہادت کبھی قبول نہ کرو۔ یہ لوگ فاسق ہیں۔ البتّہ جو لوگ اس کے بعد توبہ کر لیں اور پھر اصلاح کر لیں تو بے شک

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحدود باب حدّ الزانی عن عبادۃ رض۔

تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

لِعان کا حکم | معاشرہ کی تطہیر و اصلاح کا عمل بتدریج جاری تھا۔ پُرانی عادتیں ختم ہو رہی تھیں۔ تقریباً ان ہی ایام میں ہلال بن اُمیّہ اور عُوَیمر نے اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگائی۔ ہلال بن اُمیّہ نے اس کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (چار) گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتنے میں حضرت جبریلؑ نازل ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی کا نزول ہونے لگا۔ اسی اثناء میں عُوَیمر بھی آگئے۔ نزولِ وحی کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تمہارے اور تمہاری بیوی کے معاملہ میں قرآن نازل ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ {۶ تا ۹}

جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور اُن کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو وہ چار بار قسم کھا کر کہیں کہ وہ سچے ہیں اور پانچویں مرتبہ یہ کہیں کہ اگر وہ جھوٹے ہوں تو اُن پر اللہ کی لعنت ہو۔ رہی وہ عورت (جس پر تہمت لگائی گئی ہے) وہ اس صورت میں سزا سے بچ سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ اُس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اگر وہ سچّا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔

اِن آیتوں کے نازل ہونے کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہلال اور اُن کی بیوی سے فرمایا "اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ تو کیا تم دونوں میں سے کوئی تائب ہونے کیلئے تیّار ہے؟" کسی نے بھی رجوع نہیں کیا تو پھر آیاتِ بالا کی روشنی میں ان کے درمیان لِعان کرایا گیا۔ اسی طرح عُوَیمر اور اُن کی بیوی کے درمیان بھی لِعان کرایا گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے میاں اور بیوی کے درمیان تفریق کرا دی اور جب بچّہ پیدا ہوا تو اُس کو ماں کے حوالہ کر دیا۔[1]

لِعان کے بعد عُوَیمر نے کہا میرا مال یعنی مہر مجھے واپس دلوا دیجئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم سچّے ہو تو تم نے اس مال کے بدلہ میں اُس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کر لیا تھا اور اگر تم نے جھوٹا الزام لگایا ہے تو پھر یہ اور بھی زیادہ نامناسب ہے، کہ اس میں سے کچھ لو۔"[2]

اللہ ہر چیز سے واقف ہے | بعض لوگ ایسے بھی تھے جو کھُلی جگہ میں پیشاب پاخانہ کرنے اور جماع کرنے سے شرماتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آسمان (والے) تک اس کی خبر پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

خبردار یہ جو اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ اللہ سے چھپائیں، انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جس وقت یہ اپنے کپڑوں کو اپنے اوپر لپیٹ لیتے ہیں تو اللہ اُس حالت

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن سہلؓ و ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب اللعان عن سہلؓ و ابنِ عمرؓ و ابن مسعودؓ و انسؓ۔

[2] صحیح مسلم کتاب اللعان عن ابنِ عمرؓ۔

الصُّدُوْرِ ○ { ہود ۵ }

میں بھی ان کی کھلی اور چھپی باتوں کو جانتا ہے۔ اور (یہی کیا) وہ تو دلوں کی بات بھی جانتا ہے[1]۔

نیکیاں گناہوں کا کفّارہ ہیں ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لیا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور عرض کیا "میں سزا کا مستحق ہو گیا ہوں مجھ پر اللہ کی سزا نافذ کیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش رہے۔ اُس نے پھر کہا۔ آپؐ پھر خاموش رہے (پھر نماز قائم ہوئی) اُس نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ○ { ہود ۱۱۴ }

دن کے دونوں اطراف میں اور کچھ رات کے وقت نماز کو قائم کرو۔ بیشک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ اللہ کا ذکر کرنے والوں کے لئے یہ ایک نصیحت ہے (تاکہ وہ نیکیاں کماتے رہیں، اس میں سُستی نہ کریں)

نزولِ وحی کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس شخص سے پوچھا "کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی" اُس نے کہا "ہاں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارا گناہ معاف ہو گیا"۔ اُس شخص نے پوچھا "کیا یہ (رعایت) صرف میرے لئے ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ (رعایت) میری اُمّت کے ہر شخص کے لئے ہے جو ایسا کرے[2]"۔ (یعنی ایسی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں کے ذریعہ مٹاتا رہتا ہے۔ بُرائیاں تو نادانی سے ہو ہی جاتی ہیں لہٰذا جہاں تک ہو سکے نیکیاں کثرت سے کرتا رہے تاکہ وہ بُرائیوں کا کفّارہ ہو جائیں، اس آیت و حدیث میں نیکیوں کی ترغیب ہے، نہ کہ بُرائیوں کی)

مُنہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کے مثل نہیں ہوتا حضرت زید بن حارثہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا، لہٰذا لوگ ان کو زیدؓ بن محمدؐ کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس چیز کو ناپسند فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ { احزاب ۵ }

(اے مُومنو!) لوگوں کو ان کے (حقیقی) باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔ اللہ کے نزدیک یہی انصاف کے قریب ہے۔ اگر ان کے باپوں کا نام معلوم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں۔ بھول سے غلطی ہو جانے کا کوئی گناہ نہیں۔ البتّہ اگر تم دلی ارادہ سے اس کی خلاف ورزی کرو گے (تو تم پر گناہ ہو گا) اور اللہ تو بخشنے والا، مہربانی کرنے والا ہے[3]۔

سفر کا ایک واقعہ حضرت عمرؓ ایک سفر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ چند سواروں کے ساتھ آگے آگے چلے جا رہے تھے کہ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پیچھے سے اُن کے برابر آ گئے۔ حضرت عمرؓ اُس وقت اپنے باپ کی قسم کھا (کر کچھ کہہ) رہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک اللہ تمہیں

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر عن ابنِ عبّاسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر سُورۃ ہود عن ابنِ مسعودؓ و صحیح مسلم کتابُ التوبہ عن ابن مسعودؓ و ابی امامہؓ و انسؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [3] سُورۃ الاحزاب {آیت ۳۷} و صحیح بخاری کتابُ التفسیر عن ابن عمرؓ۔

اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے۔ جو شخص قسم کھائے وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔" حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم اُس وقت سے میں نے کبھی غیرُ اللہ کی قسم نہیں کھائی، نہ حکایتاً غیرُ اللہ کی قسم کا ذکر کیا۔[1]

نماز میں ساکن رہنے کا حکم۔ افتراق کی ممانعت۔ صف بندی کا حکم | حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور السّلام علیکم ورحمۃُ اللہ کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا کرتے تھے۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے تو ہمیں ہاتھوں سے سلام کرتے ہوئے دیکھ لیا۔ آپؐ نے فرمایا "یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں اِس طرح ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ تم میں سے جب کوئی سلام پھیرے تو ہاتھ کو ران پر رکھا رہنے دے، پھر دائیں بائیں اپنے بھائی کو سلام کرے، ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرمایا "نماز میں ساکن رہا کرو۔"

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپؐ باہر تشریف لائے تو ہمیں دیکھا کہ ہم متفرّق حلقوں میں بیٹھے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا "کیا بات ہے کہ میں تم کو متفرّق دیکھتا ہوں۔"

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے تو ہم سے فرمایا "تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے ربّ کے پاس صفیں بناتے ہیں۔" ہم نے کہا فرشتے کس طرح صف بناتے ہیں؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ پہلے اگلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند صف بناتے ہیں[2]" (یعنی خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں)

عورتوں کا شوقِ علم | ایک دن ایک خاتون رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسُولؐ، مرد تو خوب آپؐ کی باتیں سُنتے رہتے ہیں ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر کر دیجئے کہ ہم اُس دن آپؐ کے پاس آجایا کریں اور آپؐ ہمیں بھی وہ باتیں سکھا دیا کریں جو اللہ نے آپؐ کو سکھائی ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم فلاں فلاں دن جمع ہو جایا کرو۔ (وہ جمع ہو جاتیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لیجاتے اور اُن کو تعلیم دیا کرتے تھے[3]

سفر کا ایک واقعہ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر میں چلے جا رہے تھے کہ ایک دیہاتی آپؐ کے سامنے آیا اور آپؐ کی اونٹنی کی لگام پکڑ کر کہنے لگا "اے اللہ کے رسُولؐ، وہ عمل بتائیے جو مجھے جنّت کے قریب کر دے اور دوزخ سے دور کر دے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رُک گئے اور صحابہ کرامؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا "یقیناً اسے توفیق یا ہدایت دی گئی ہے۔" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس شخص سے پوچھا "تم نے کیا سوال کیا ہے؟" اُس نے اپنے سوال کو دوہرایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو اور صلۂ رحمی کرو۔" پھر آپؐ نے اُس شخص سے فرمایا "اچھا اب اونٹنی چھوڑ دو۔"[4]

آدابِ رمضان و آدابِ رویتِ ہلال | رمضان کے سلسلہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مندرجہ ذیل

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ عن جابر بن سمرۃؓ۔
[3] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ عن ابی سعیدؓ وصحیح بخاری کتاب العلم نحوہٗ [4] صحیح مسلم کتاب الایمان عن ابی ایوبؓ۔

ہدایتیں دیں۔ فرمایا:۔

① جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور افطار بھی نہ کرو (یعنی عید نہ کرو) جب تک چاند نہ دیکھ لو۔ مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔ اگر (۲۹ تاریخ کو) ابر کی وجہ سے چاند نہ دکھائی دے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔[۱]

② رمضان کے شروع ہونے سے پہلے کوئی شخص ایک یا دو روزے بطور استقبال کے ہرگز نہ رکھے، البتہ جو شخص ہمیشہ کوئی خاص روزہ رکھتا ہو (مثلاً پیر یا جمعرات کا) وہ رکھ سکتا ہے۔[۲]

③ جو شخص روزے میں بھولے سے کھالے اور پی لے وہ اپنے روزے کو پورا کرے کیونکہ اُسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔[۳]

رمضان میں اعتکاف | جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا۔ (بعض) صحابۂ کرامؓ بھی اعتکاف میں شریک تھے (جب عشرہ ختم ہوا تو) حضرت جبریلؑ تشریف لائے اور کہا "جس چیز کی آپ کو تلاش ہے وہ آگے ہے" (یعنی شبِ قدر آگے ہے) لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ کے عشرہ میں اعتکاف کیا اور پھر چند سال تک اسی طرح کرتے رہے۔[۴] (چند سال کے بعد آپ نے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا جس کا ذکر آگے آئے گا)

عید الفطر کے مسائل | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمین پر خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، بڑا ہو یا چھوٹا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقۂ فطر فرض کر دیا اور حکم دیا کہ یہ صدقہ عید کی نماز کو جانے سے پہلے ادا کیا جائے۔[۵]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صاع (تقریباً ڈھائی کلوگرام) طعام فطرہ ادا کیا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں صحابۂ کرامؓ کا طعام جو، کشمش، پنیر اور کھجوروں پر مشتمل تھا۔[۶]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن عیدگاہ تشریف نہیں لیجایا کرتے تھے جب تک چند کھجوریں نہ کھالیں۔[۷]

دونوں عیدوں پر عیدگاہ سے واپسی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ بدل دیا کرتے تھے۔[۸]

عیدین کا روزہ ممنوع قرار دیا گیا | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزہ کی ممانعت فرما دی۔[۹]

اخلاقی تعلیم | مؤمنین کو اخلاقی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ○ {صف ۲ و ۳}

اے ایمان والو ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت غضب کا باعث ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

---

[۱] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الصوم عن عبداللہ بن عمرؓ۔ [۲] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الصوم عن ابی ہریرۃؓ۔ [۳] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الصوم عن ابی ہریرۃؓ۔ [۴] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب السجود علی الانف والسجود علی الطین و کتاب الصوم ابواب الاعتکاف و صحیح مسلم کتاب الصوم نحوہٗ عن ابی سعیدؓ۔ [۵] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ عن ابن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔ [۶] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ ابواب صدقۃ الفطر عن ابی سعیدؓ۔ [۷] صحیح بخاری کتاب العیدین عن انسؓ۔ [۸] صحیح بخاری کتاب العیدین عن جابرؓ۔ [۹] صحیح بخاری کتاب الصوم عن عمرؓ و ابی سعیدؓ و صحیح مسلم عن عمرؓ و ابی سعیدؓ و عائشہؓ۔

جہاد کی ترغیب کفّار اس کوشش میں مصروف تھے کہ کسی طرح اسلام ختم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا:-

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ {صف ۸ و ۹}

لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو پھونک مار کر بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گذرے۔ اللہ نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تاکہ اُسے پورے دین پر غالب کرے (یعنی پورا دین نافذ کرنے کی اُسے قدرت عطا کرے) خواہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی بُری کیوں نہ معلوم ہو۔

لیکن پورے دین کو نافذ کرنے کیلئے جدوجہد ضروری تھی۔ جنگ ناگزیر تھی اِس لئے مسلمین کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ {صف ۴}

بیشک اللہ اُن لوگوں سے محبّت کرتا ہے جو اللہ کے راستہ میں اس طرح صف بنا کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

پھر فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝ {صف ۱۰ تا ۱۴}

اے ایمان والو کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں عذابِ الیم سے نجات دے۔ وہ یہ ہے کہ تم اللہ اور اُسکے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ اللہ کے راستہ میں اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو (اگر تم ایسا کرو گے تو) اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو ایسے باغات میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور ایسے پاکیزہ مکانات میں داخل کرے گا جو بہشت ہائے جاوداں میں تیّار کئے گئے ہیں (ان چیزوں کا حصول) بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور ایک چیز اور بھی تمہیں عطا کرے گا جس کا تمہیں بے حد اشتیاق ہی یعنی اللہ کی طرف سے مدد اور فتح قریب۔ تو اے ایمان والو (بس اب تمہارا کام یہ ہے کہ) اللہ کے (دین کے) مددگار بن جاؤ بالکل اُسی طرح جس طرح (عیسٰی علیہ السّلام کے) حواریوں نے اللہ کے دین کی مدد کی تھی جبکہ عیسٰیؑ بن مریم نے اُن سے کہا تھا کہ کون اللہ (کے دین) کی طرف بُلانے میں میرا مددگار ہے۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں۔ پھر بنی اسرائیل کی

ایک جماعت ایمان لے آئی اور ایک جماعت نے انکار کیا۔ ہم نے ایمان والوں کو اُن کے دشمن کے مقابلہ میں مدد دی اور وہ غالب ہو گئے۔

آدابِ معاشرہ کی تعلیم آداب معاشرہ کے سلسلہ میں چند احکام نازل ہو چکے تھے۔ اب اللہ تعالےٰ نے چند مزید ہدایتیں نازل فرمائیں۔ فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ {نور ۲۷ تا ۲۹}

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ کسی گھر میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، شاید تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تب بھی بغیر اجازت اندر داخل نہ ہو۔ اگر تم سے گھر والے یہ کہیں کہ اِس وقت لَوٹ جاؤ تو واپس چلے آیا کرو، یہ تمہارے لئے پاکیزگی کی بات ہے۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ اگر تم ایسے گھر میں جس میں کوئی نہ رہتا ہو اور جہاں تمہارا سامان رکھا ہو (بغیر اجازت) داخل ہو جاؤ تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور اللہ کو تو سب کچھ معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو (تمہاری بدنیتی کا اس کو علم ہو جائے گا اور تمہارا حیلہ تمہارے کچھ کام نہ آئے گا)

نکاح ایامیٰ[1] اور غلاموں کے حقوق پھر فرمایا:۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَاۗىِٕكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاۗءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۠ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ {نور ۳۲ و ۳۳}

غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کا نکاح کر دیا کرو اور اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں کا بھی نکاح کر دیا کرو۔ اگر وہ مفلس ہونگے تو اللہ اپنے فضل سے اُنہیں غنی کر دے گا۔ اللہ بہت وسعت والا ہے۔ اُسے ہر چیز کا علم ہے۔ اور جو لوگ نکاح کی مقدرت نہ رکھتے ہوں اُنہیں چاہیئے کہ پاک دامنی اختیار کریں یہانتک کہ اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے۔ اور (اے مومنو) تمہارے غلام اگر تم سے مکاتبت[1] چاہیں تو اُن سے مکاتبت کر لیا کرو بشرطیکہ تم ان میں صلاحیت اور نیکی کے آثار دیکھو اور اللہ نے جو مال تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے تم بھی ان کو دو (تاکہ وہ جلدی سے زرِ مکاتبت ادا کر کے آزاد ہو جائیں)

لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرنے کی ممانعت رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبیّ ابن سلول کی دو لونڈیاں تھیں، ایک کا نام مسیکہ تھا اور دوسری کا امیمہ۔ وہ ان دونوں کو زنا پر مجبور کرتا تھا تاکہ اسکے ذریعہ روپیہ کمائے۔ لونڈیوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا دُنیوی مال و متاع کی خاطر

---

[1] مکاتبت کے یہ معنے ہیں کہ غلام اپنے آقا سے کہے کہ میں محنت مزدوری کر کے اتنا روپیہ تمہیں دیدوں گا وہ رقم لے کر تم مجھے آزاد کر دینا اور آقا اس پر رضامند ہو جائے۔ عہ ایامیٰ = غیر شادی شدہ مرد اور عورتیں۔

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ {نور ۳۳}

اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاک دامن رہنا[1] چاہیں اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا (تو وہی گناہگار ہوگا) لونڈیوں کو بوجہ مجبوری معاف کر دیا جائے گا کیونکہ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔[2] (حاشیہ [1] ضرور پڑھئے)

منافقین کی بیجا حرکات منافقین اپنی شرارتوں سے باز نہ آتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو :-

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۭ بَلْ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ {نور ۴۷ تا ۵۰}

کہتے کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم اطاعت کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس کے بعد ان میں سے ایک فریق اپنے عہد سے پھر جاتا۔ (اللہ نے فرمایا ان کے ظاہری اقرار سے دھوکا نہ کھانا) یہ لوگ مؤمن نہیں ہیں (ان کی تو یہ حالت ہے کہ) جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول اُن کے درمیان فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک فریق اعراض کرتا ہے۔ ہاں اگر ان کو کچھ مال وغیرہ ملنے کی اُمید ہوتی ہے تو رسول کے پاس مطیع ہو کر چلے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا یہ شک شبہ میں مبتلا ہیں یا یہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اُس کا رسول ان کی حق تلفی کریں گے (اللہ اور رسول تو ناانصاف نہیں ہیں) بلکہ یہ خود ہی ناانصاف ہیں۔

اہلِ ایمان کی صفت پھر ان منافقین کو الزام دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی صفت بیان کی۔ فرمایا:-

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ {نور ۵۱}

مؤمنین کو جب اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو اُن کا تو صرف یہ قول ہوتا ہے کہ "ہم نے سُن لیا اور مان لیا" ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پائیں گے۔

کیونکہ منافقین میں یہ صفت نہیں پائی جاتی لہٰذا یہ مؤمن نہیں۔ پھر فرمایا:-

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝ {نور ۵۲}

جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اور اللہ سے ڈرتا رہے گا وہی کامیاب ہوگا (کیونکہ منافق ایسا نہیں کرتے لہٰذا اُن کے لئے ناکامی کے سوا اور کیا ہے)

پھر فرمایا کہ (اے رسول یہ لوگ جب آپ کے پاس آتے ہیں تو)

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ

اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں گے

---

[1] اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر لونڈی پاک دامن نہ رہنا چاہے تو اُس کو زنا پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم جبر و اکراہ کی صورت میں ہے اور اس کی ضرورت اُسی وقت پیش آئے گی جب وہ پاک دامن رہنا چاہے۔ اگر وہ پاک دامن رہنا نہ چاہے تو پھر جبر و اکراہ کی ضرورت ہی پیش نہ آئیگی۔ اور جب جبر و اکراہ ہی نہ ہوگا تو جبر و اکراہ کی ممانعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ [2] صحیح مسلم کتاب التفسیر عن جابر رض۔

لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ {۵۳ نور}

تو ہم ضرور (جنگ کیلئے) چلیں گے (اے رسولؐ) آپؐ ان سے کہہ دیجئے کہ قسمیں نہ کھاؤ، تمہاری اطاعت کی حقیقت تو معلوم ہے (قسموں سے کام نہیں چلے گا۔ عمل مقصود ہے) بیشک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اطاعتِ رسولؐ پر زور | پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ {۵۴ نور}

کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اگر تم اطاعتِ رسولؐ سے منہ موڑو گے تو (اس سے رسولؐ کا کیا بگڑے گا) اس کے ذمہ تو پہنچا دینا ہے۔ تمہارا فرض یہ ہے کہ تم اس کے مطابق چلو۔ اگر تم رسولؐ کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے (اور یہ پھر سن لو کہ) رسولؐ کے ذمہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مؤمنین سے حکومت کا وعدہ | مسلمین کو چاروں طرف سے دشمن کا خطرہ تھا۔ صرف مدینہ منورہ اور اس کے اطراف میں مسلمین کی ایک چھوٹی سی ریاست تھی لیکن وہ بھی منافقین کی داخلی سازشوں سے غیر محفوظ معلوم ہوتی تھی۔ سکون و چین کا فقدان تھا کہ ٹھیک اسی عالم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمین سے وعدہ فرمایا کہ:-

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ {۵۵ نور}

اگر وہ مؤمن بن کر نیک عمل کرتے رہے تو اللہ انہیں زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جیسا کہ وہ ان سے پہلے لوگوں کو خلافت دے چکا ہے اور ان کے دین کو جس کو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے مستحکم و پائیدار کر دے گا، خوف کے بدلہ میں انہیں امن و سکون عطا فرمائے گا (پھر وہ چین و اطمینان کے ساتھ) اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنائیں گے (صرف اللہ کے قانون کی حکومت ہوگی۔ کسی دوسرے قانون کو اللہ کے قانون کے ساتھ تسلیم نہیں کیا جائیگا) اس کے بعد بھی اگر کسی نے کفر کیا (یعنی غیر اللہ کے قانون کو مانا) تو ایسے ہی لوگ فاسق ہوتے ہیں۔

معاشرۂ اسلامی کے مزید آداب | اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو معاشرہ کے مزید آداب سکھاتے ہوئے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ

اے ایمان والو! تمہاری لونڈیاں، تمہارے غلام اور تمہارے وہ بچے جو نابالغ ہوں تین اوقات میں تم سے اجازت لیکر (تمہارے پاس) آئیں۔ نمازِ فجر سے پہلے، دوپہر کے وقت جب تم (قیلولہ کرنے کے لئے) کپڑے اتار دیتے ہو اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین وقت تمہارے پردے کے اوقات ہیں، ان اوقات کے علاوہ (اگر وہ تمہارے پاس بغیر اجازت

جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

آئیں تو) نہ تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر کیونکہ پھر تو تمہارا ایکدوسرے کے پاس آنا جانا رہتا ہی ہے۔ اللہ اپنے احکام کو وضاحت سے بیان کر رہا ہے۔ وہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔ اور جب بچے بالغ ہو جائیں تو پھر وہ بھی اوروں کی طرح اجازت لے کر آیا کریں۔ اللہ اپنے احکام کو وضاحت سے بیان کر رہا ہے۔ وہ علم والا اور حکمت والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ {النور}

اندھے، لنگڑے اور بیمار اور تم خود اگر اپنے گھروں یا اپنے باپوں کے گھروں، یا ماؤں، بھائیوں، بہنوں، چچاؤں، پھوپھیوں ماموؤں، خالاؤں، غلاموں اور اپنے دوستوں کے ہاں سے کچھ کھا (پی) لو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں خواہ تم مل کر کھانا کھاؤ یا علیحدہ علیحدہ۔ اور (اے مؤمنو!) جب اپنے گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔ اللہ اپنے احکام وضاحت سے بیان کر رہا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

آدابِ رسالت کی مزید تعلیم

آدابِ رسالت کی کچھ تعلیم پہلے دی جا چکی تھی۔ اب مزید آداب کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ

مؤمن تو وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائیں اور جب کسی اجتماعی کام کیلئے جمع ہوں تو بغیر رسولؐ کی اجازت کے کہیں نہ جائیں اور (اے رسولؐ) جو لوگ آپ سے اجازت لیتے ہیں وہی درحقیقت اللہ اور رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور جب یہ لوگ اپنے کسی کام کے لئے آپؐ سے اجازت مانگیں تو ان میں سے جسے آپؐ چاہیں اجازت دیدیں، اور ان کے لئے بخشش کی دُعا کرتے رہیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے اور (اے مؤمنو!) رسولؐ کے بُلانے کو ایسا نہ سمجھو جیسا کہ آپس میں ایکدوسرے

الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ {۶۲ تا ۶۴ نور}

کے بُلانے کو سمجھتے ہو، اللہ کو ان لوگوں کا علم ہے جو آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں۔ جو لوگ رسولؐ کے قول و فعل کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں اُن پر کوئی آفت نہ نازل ہو جائے یا وہ کسی دردناک عذاب میں مبتلا ہو جائیں۔ خبردار ہو جاؤ، زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ تم کس راستہ پر چلے جا رہے ہو اور جس دن تمام لوگ اُس کی طرف لوٹائے جائیں گے تو اُس دن وہ اُن کے اعمال اُنہیں جتلائے گا۔ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

دستورِ ہدایت و آئینِ حکومت پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمین کیلئے ایک جامع و مختصر دستور نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۗئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ {۹۰ و ۹۱ نحل}

بے شک اللہ عدل و انصاف، حُسنِ سلوک اور رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی نامعقول کاموں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ تم (ان احکام کو) یاد رکھو اور جب اللہ سے عہد کرو تو اُسے پُورا کرو۔ پکی قسمیں کھا کر انہیں نہ توڑو حالانکہ تم اللہ کو ضامن ٹھہرا چکے ہو۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

جنگِ اُحُد

اسباب | قرآن مجید کی آیت "وَيَاْتُوكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ" {آل عمران ۱۲۵} (کافر جوش کے ساتھ حملہ کرینگے) سے معلوم ہوتا ہے کہ کُفّارِ مکّہ نے مدینہ منوّرہ پر حملہ کیا۔ حملہ کا مقصد مسلمین سے جنگِ بدر کا بدلہ لینا تھا جیسا کہ ابوسفیان کے الفاظ "آج بدر کا بدلہ ہے"[1] سے ظاہر ہوتا ہے۔

مؤمنین کو خوشخبری و تسلّی | اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی ہمّت افزائی کرتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ {آل عمران ۱۲۳}

بے شک اللہ نے جنگِ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی حالانکہ تم بے حد بے سروسامان تھے (اور اب بھی مدد کریگا مگر شرط یہ ہے کہ تم) اللہ سے ڈرتے رہو اور اُس کے احسانوں کا شکر ادا کرتے رہو۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی مؤمنین کو تسلّی دی۔ آپؐ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ {آل عمران ۱۲۴ تا ۱۲۶}

کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا ربّ تین ہزار فرشتے نازل کر کے تمہاری مدد فرمائے۔ بلکہ اگر تم ثابت قدم رہے، اللہ سے ڈرتے رہے (اور نافرمانی نہیں کی) اور کافروں نے جوش و خروش کے ساتھ تم پر حملہ کیا تو تمہارا ربّ پانچ ہزار نشان دار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے گا۔ یہ خبر صرف ایک بشارت ہے تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں ورنہ اصل مدد تو اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے ہی آتی ہے۔

حالات قبل جنگ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ {آل عمران ۱۲۱}

صبح کے وقت مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے۔

جب آپؐ اُحُد کے میدان میں پہنچے تو آپؐ کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ (جو منافق تھے) مدینہ منوّرہ واپس چلے آئے (اُنہوں نے جنگ میں شرکت نہیں کی بلکہ مؤمنین کی ہمّت شکنی کا سبب بنے) مؤمنین کے دو قبیلے بنو سلمہ اور بنو حارثہ

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ {آل عمران ۱۲۲}

بزدلی اور پست ہمتی کا شکار ہوتے ہوتے رہ گئے۔ اُنہوں نے جنگ نہ کرنے کا ارادہ کیا (وہ یہ بات بھول گئے کہ) اللہ اُن کا مددگار تھا (انہوں نے مادّی قوّت پر بھروسہ کیا حالانکہ انہیں ایسا کرنا نہ چاہئے تھا کیونکہ) مؤمنین کو تو صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے[2]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی [2] صحیح بخاری کتاب المغازی عن جابرؓ و کتاب الحج باب المدینۃ تنفی الخبث و صحیح مسلم کتاب الفضائل۔

جو منافقین میدان چھوڑ کر چلے گئے تھے ان کے متعلّق صحابہ کرامؓ میں دو گروہ ہو گئے۔ ان میں سے ایک کہتا تھا کہ ہم ان منافقین سے جنگ کریں گے دوسرا کہتا تھا کہ ہم ان سے جنگ نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بطور خفگی ارشاد فرمایا (اے مؤمنو!)

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ {نساء ۸۸}

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے معاملہ میں تم دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہو۔ اللہ نے ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان (کی عقلوں) کو اوندھا کر دیا[1] (اور ان کو جہاد کی توفیق نہیں دی تو ایسے بداعمال لوگوں کی طرفداری مناسب نہیں)

جنگ کی رات اُس رات کو جس کی صبح جنگ ہونے والی تھی، حضرت جابرؓ کے والد نے حضرت جابرؓ کو بلایا اور کہا "میں سمجھتا ہوں کہ میں سب سے پہلے قتل ہونے والوں میں سے ہوں اور سوائے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے میں تم سے زیادہ عزیز کسی کو نہیں سمجھتا۔ مجھ پر کچھ قرضہ ہے اُسے ادا کر دینا۔ اپنی بہنوں سے اچھی طرح پیش آنا۔"[2]

جنگ کی صبح رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیر اندازوں کا ایک پیدل دستہ ایک جگہ متعیّن فرمایا۔ یہ دستہ پچاس آدمیوں پر مشتمل تھا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس دستہ پر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو امیر بنایا۔ ان لوگوں سے آپؐ نے فرمایا "تم یہاں سے نہ ہٹنا اگرچہ تم یہ دیکھو کہ ہماری فتح ہو گئی ہے اور ہم نے دشمن کو پامال کر دیا ہے جب تک میں تم کو خود نہ بلواؤں اور اگر تم دیکھو کہ دشمن ہم پر غالب آ گئے ہیں اور پرندے ہمارے جسموں کو نوچ نوچ کر لے جا رہے ہیں پھر بھی تم یہاں سے نہ ہٹنا اور ہماری مدد کے لئے نہ آنا جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں۔"[3]

اسی طرح سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ {آل عمران ۱۲۱}

تمام مؤمنین کو مورچوں پر موقع بموقع متعیّن فرما دیا۔

آغازِ جنگ جب دونوں فوجیں صف آرا ہو گئیں تو کافروں کی طرف سے سباع نامی ایک شخص مقابلہ کے لئے نکلا۔ اُس نے کہا "مجھ سے کون مقابلہ کرے گا؟" مسلمین کی صف سے حضرت حمزہؓ مقابلہ کیلئے نکلے۔ حضرت حمزہؓ نے کہا۔ "اے سباع، اے اُمِّ انمار کے بیٹے جو عورتوں کی ختنہ کرتی تھی، کیا تو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے لڑتا ہے؟" یہ کہکر اُس پر حملہ کیا اور گذرے ہوئے کل کی طرح اُسے ختم کر دیا۔[4]

حالاتِ جنگ غرض یہ کہ باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی۔ مسلمین نے اللہ کے وعدہ کے مطابق کفّار کو دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کر دیا۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ {آل عمران ۱۵۲}

مسلمین کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔

مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ {آل عمران ۱۵۲}

کفّار شکست کھا کر بھاگے۔ ان کی عورتوں کی یہ حالت تھی کہ پنڈلیوں پر سے دامن اُٹھائے ہوئے تیزی سے پہاڑ کی طرف بھاگ رہی تھیں اور پنڈلیاں کھل جانے کی وجہ سے اُن کی پازیبیں نظر آ رہی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے دستہ کے لوگوں نے (جب یہ دیکھا تو) کہنا شروع کیا "مالِ غنیمت، مالِ غنیمت" (یہ کہکر وہ مالِ غنیمت لوٹنے کے لئے جانے لگے) حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے انہیں بہت سمجھایا کہ (ایسا نہ کرو)

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب التفسیر عن زید بن ثابتؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ھل یخرج المیت عن جابرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد عن براءؓ و کتاب الجہاد باب مایکرہ من التنازع فی الحرب [4] صحیح بخاری کتاب المغازی عن وحشیؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے عہد لے لیا ہے کہ یہاں سے نہ ہلنا، اور کیا تم بھول گئے کہ تم سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا کہا تھا۔ اُنہوں نے کہا ہم تو ضرور مالِ غنیمت لُوٹیں گے۔ غرض یہ کہ اُنہوں نے عبداللہ بن جبیرؓ کا کہنا نہ مانا اور مالِ غنیمت لُوٹنے میں مصروف ہو گئے[1]

حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ {آل عمران ۱۵۲} — انہوں نے کمزوری کا مظاہرہ کیا۔ حکمِ رسُولؐ کی تعمیل میں اختلاف کیا اور بالآخر نافرمانی کر بیٹھے۔

یہ اس لئے ہوا کہ:۔

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا {آل عمران ۱۵۲} — ان میں سے بعض دنیا کی طلب میں گرفتار ہو گئے (اور مالِ غنیمت کا رُخ کیا)

بعض لوگوں نے پھر بھی نافرمانی نہیں کی۔ وہ دنیا کی طلب میں گرفتار نہیں ہوئے۔

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ {آل عمران ۱۵۲} — بلکہ بدستور (مورچوں پر ڈٹے ہوئے) آخرت کی طلب میں لگے رہے۔

بہرحال طالبانِ دُنیا کی اِس نافرمانی کا وبال سب پر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے بطورِ سزا

لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ {آل عمران ۱۵۲} — کے مسلمین کو مصیبت میں مبتلا کر دیا اور

ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ {آل عمران ۱۵۲} — کافروں کی طرف سے مُسلمین کا مُنہ پھیر دیا[2]

فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ {آل عمران ۱۵۳} — مُسلمین کو شدید نقصان پہنچا اِس افراتفری میں سب سے پہلے حضرت جابرؓ کے والد شہید ہو گئے[3]

مسلمین کی یہ زبوں حالی بظاہر اس طرح واقع ہوئی کہ جب مُسلمین کُفّار کی شکست خوردہ فوج کا تعاقب کر رہے تھے تو ابلیس ملعون چِلّا چِلّا کر مُسلمین سے کہنے لگا "اے اللہ کے بندو پیچھے کی خبر لو" (مسلمین یہ سمجھے کہ کافروں نے پیچھے سے حملہ کر دیا لہٰذا) آگے والے پیچھے کی طرف مڑے اور اپنے ہی آدمیوں سے لڑنے لگے آپس میں ایسے گُتھم گُتھا ہوئے کہ ایک دوسرے کو شناخت کرنا مشکل ہو گیا۔ حضرت یمانؓ پر مسلمین ٹوٹ پڑے اُن کے لڑکے حضرت حذیفہؓ بہت چیخے کہ "یہ تو میرے والد ہیں"۔ لیکن کسی نے کچھ نہ سُنا اور حضرت یمانؓ کو قتل کر دیا حضرت حُذیفہؓ نے کہا "اللہ تمہیں معاف کرے"[4]۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ {آل عمران ۱۵۵} — (اِس پریشانی کے عالم میں) بعض مُسلم پیٹھ پھیر کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ ان کی اپنی غلطی کے سبب سے شیطان نے ان کو کمزور کر دیا (وہ بزدل ہو گئے)

یہ بھاگنے والے اُسی پیدل دستے کے افراد تھے جن کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی ماتحتی میں متعیّن کیا تھا[5]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ اُحُد وکتابُ الجہاد باب مایکرہ من التنازع فی الحرب عن براءؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن براءؓ۔
[3] صحیح بخاری کتابُ الجنائز باب ھل یخرج المیت عن جابرؓ [4] کتابُ المغازی عن عائشۃ صدیقہؓ وکتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس وجنودہ وکتابُ الدیات بابُ العفو فی الخطأ [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن براءؓ وکتابُ الجہاد باب مایکرہ من التنازع فی الحرب وکتاب التفسیر سُورۃ آل عمران۔

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰٓ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِىٓ أُخْرَىٰكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ أَصَابَكُمْ ۗ {آل عمران ۱۵۳}

یہ لوگ بھاگے چلے جا رہے تھے اور کسی کو پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے، حالانکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (میدانِ جنگ میں) پیچھے کھڑے ہوئے اُن کو آواز دے رہے تھے (لیکن ان پر اتنی دہشت طاری تھی کہ انہوں نے کچھ نہ سُنا) پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اتنی سخت آزمائش کی کہ آئندہ کیسی ہی مصیبت کیوں نہ آئے اور کیسا ہی نقصان کیوں نہ ہو وہ غمگین نہ ہوں (مصیبت سہنے کے عادی ہو جائیں اور صابر و ثابت قدم رہیں)

اِس افراتفری میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے۔[1]

وَطَآئِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِىٓ أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَىْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَٰهُنَا ۗ قُل لَّوْ كُنتُمْ فِى بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِىَ اللَّهُ مَا فِى صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِى قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ {آل عمران ۱۵۴}

بعض لوگوں کو بس اپنی جان کی پڑی تھی۔ اللہ تعالےٰ کے متعلّق ایّامِ جاہلیت کا سا گمان کر رہے تھے۔ وہ یہ سوچ رہے تھے کہ کیا ہمارے اختیار میں کچھ ہے؟ حالانکہ (انکے اختیار میں کچھ نہیں) سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں ان کے دلوں میں وسوسے آ رہے تھے (ایمان متزلزل ہو رہا تھا) لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ کبھی کہتے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم کبھی یہاں قتل ہونے کیلئے نہ آتے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (ان کا یہ خیال غلط تھا بلکہ) جن کی قسمت میں قتل ہونا لکھا تھا وہ گھر میں ہونے کے باوجود بھی (کسی نہ کسی بہانہ سے) اپنی اپنی قتل گاہوں میں پہنچ جاتے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی آزمائش مقصود تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ تھا کہ ان کے دلوں کے خیالات کو پاک و صاف کر دے (وسوسے دور ہو جائیں۔ کھوٹ نکل جائے) اور اللہ تو دلوں کی بات کو اچھی طرح جانتا ہے۔

اسی حالت میں ایک شخص رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا۔ وہ ہتھیار پہنے ہوئے تھا۔ اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں لڑوں یا اسلام قبول کروں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسلام لاؤ پھر لڑو۔" وہ شخص مُسلم ہو گیا۔ پھر وہ جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اُس نے عمل کم کیا اور اجر بہت پایا۔"[2]

ایک شخص نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا "اگر میں قتل ہو جاؤں تو کہاں جاؤنگا؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جنّت میں" اُس نے جو کھجوریں اُس کے ہاتھ میں تھیں اُنہیں کہیں رکھ دیا۔ پھر خوب جنگ کی اور بالآخر شہید ہو گیا۔[3]

حضرت انس بن نضرؓ کہا کرتے تھے کہ "بدر کے روز میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پہلی لڑائی میں شریک

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مایکرہ من التنازع وکتاب التفسیر سورۃ آل عمران عن براءؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب عمل صالح قبل القتال عن براءؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی عن جابرؓ۔

نہ ہو سکا، اگر اللہ نے آئندہ جنگ کا موقع دیا تو اللہ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں"۔ جب جنگ اُحد میں مُسلمین میں انتشار کی سی کیفیت پیدا ہوئی تو کہنے لگے۔ "اے اللہ جو کچھ مُسلمین نے کیا میں تجھ سے اس کی معذرت چاہتا ہوں اور جو کچھ مشرکوں نے کیا اُس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں"۔ پھر اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے حضرت سعد بن معاذؓ سے ملاقات ہوئی۔ کہنے لگے اے سعدؓ تم کہاں جا رہے ہو مجھے تو اُحد پہاڑ کے سامنے سے جنّت کی خوشبو آ رہی ہے۔ پھر وہ آگے بڑھے (لڑے) اور شہید ہو گئے۔[1]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ہی کھڑے ہوئے لڑ رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر حضرت سعدؓ کو دئے اور فرمایا "اے سعد تم پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں، تیر چلائے جاؤ"۔[2]

حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس دو آدمی تھے جو بڑی شدّت کے ساتھ آپؐ کی طرف سے جنگ کر رہے تھے۔ وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے، میں نے اُن کو نہ کبھی پہلے دیکھا تھا اور نہ بعد میں کبھی دیکھا (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بتلایا کہ) وہ جبریلؑ اور میکائیلؑ تھے۔[3]

جنگ شدّت سے جاری تھی۔ دورانِ جنگ بعض اوقات ایسے بھی آئے کہ ان میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سوائے حضرت سعدؓ اور طلحہؓ کے کوئی نہیں رہا[4] (کوئی لڑتا ہوا کہیں نکل گیا اور کوئی کہیں)

حضرت طلحہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بچانے کے لئے اپنے ہاتھ کو سپر بنا لیا (جو تیر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف آ رہے تھے اُن کو اپنے ہاتھ پر روک رہے تھے) یہاں تک کہ اُن کا ہاتھ شل ہو گیا۔[5]

جب لوگ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تو حضرت ابو طلحہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب آ گئے۔ پھر آپؐ کے سامنے اپنی ڈھال لگا کر کھڑے ہو گئے (اور تیروں کو اپنی ڈھال پر روکتے رہے) حضرت ابو طلحہؓ بہت بڑے تیر انداز تھے۔ کمان کو بہت شدّت کے ساتھ کھینچتے تھے (وہ کافروں کی طرف تیر پھینکتے رہے) یہاں تک کہ اُن کے ہاتھ سے دو تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ اگر کوئی شخص رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے گذرتا اور اُس کے ترکش میں تیر ہوتے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس سے فرماتے کہ ان تیروں کو ابو طلحہ کے لئے چھوڑ جاؤ۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی گردن اُونچی کر کے بار بار کُفّار کی طرف دیکھتے۔ حضرت ابو طلحہؓ عرض کرتے تھے "میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہو جائیں آپؐ اُونچے ہو کر نہ دیکھئے، ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر آپؐ کو لگ جائے (میں تو یہ چاہتا ہوں کہ) تیر میرے سینہ پر لگے نہ کہ آپؐ کے سینہ پر"۔[6]

دوزخی مجاہد مسلمین کی فوج میں ایک شخص تھا جو بہت جانبازی سے جنگ کر رہا تھا۔ مُشرکین کا اِکّا دُکّا آدمی جہاں ملتا اُس کا پیچھا کر کے اُسے قتل کر دیتا۔ کسی نے کہا کہ آج تو ہماری طرف سے لڑائی کا حق جیسا اس نے ادا کیا ہے کسی نے نہیں کیا۔ یہ سُنکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ شخص دوزخی ہے"۔ مسلمین

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الجہاد باب قول اللہ عزّ وجل من المؤمنین رجال صدقوا عن انسؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشہید عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی عن سعدؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی عن سعدؓ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی قتال جبریلؑ (فرشتوں کے نام صرف صحیح مسلم میں ہیں) [4] صحیح بخاری کتاب المغازی عن طلحہؓ وسعدؓ وابواب المناقب۔
[5] صحیح بخاری کتاب المغازی عن قیسؓ وابواب المناقب۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی وابواب المناقب عن انسؓ وصحیح مسلم باب غزوۃ النساء مع الرجال۔

میں سے ایک شخص نے کہا میں اس کے ساتھ رہوں گا (تاکہ یہ معلوم کرسکوں کہ یہ دوزخی کیوں ہے) الغرض وہ اس کے ساتھ ساتھ رہا۔ جہاں وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتا اور جب وہ دوڑتا تو یہ بھی دوڑتا۔ آخرِ کار لڑتے لڑتے وہ شخص بہت زخمی ہوگیا (زخموں کی تکلیف برداشت نہ کرسکا) اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اُس کی دھار کو اپنی چھاتیوں کے درمیان رکھا پھر اس پر بوجھ دیکر اپنے آپ کو قتل کر ڈالا۔ وہ شخص جو اس کے پیچھے لگا ہوا تھا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور کہنے لگا "میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا بات ہے؟" اُس شخص نے کہا کہ آپؐ نے ایک شخص کے متعلّق فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے۔ لوگوں پر یہ بات بڑی گراں گذری۔ تو میں نے کہا اے مسلمین! میں اس معاملہ میں تمہارا اطمینان کرائے دیتا ہوں۔ میں اس کا پیچھا کرتا رہا۔ وہ شخص شدید زخمی ہوگیا تو (زخموں کی تاب نہ لاکر) اُس نے اپنی تلوار پر بوجھ دیکر خودکشی کرلی۔ یہ سُنکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بعض آدمی لوگوں کی نگاہ میں جنّتیوں کے سے عمل کرتا ہے حالانکہ درحقیقت وہ دوزخی ہوتا ہے۔ اور بے شک بعض آدمی لوگوں کی نگاہ میں دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے حالانکہ فی الحقیقت وہ جنّتی ہوتا ہے۔ بے شک تمام اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے[1]"۔

سات انصاریوں کی شہادت (جنگ کی حالت ہر آن بدلتی رہتی تھی) ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سات انصاری اور دو قرشی جمع ہوگئے۔ کُفّار نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بڑی کثیر تعداد کے ساتھ حملہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں کون ہٹائے گا، ہٹانے والے کو جنّت ملے گی یا وہ جنّت میں میرا رفیق ہوگا"۔ یہ سُن کر ایک انصاری آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ کُفّار نے پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر شدّت کے ساتھ حملہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی بات کہی۔ ایک اور انصاری آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ اسی طرح ساتوں انصاری شہید ہوگئے۔ ان لوگوں کی شہادت کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے قرشی ساتھیوں سے کہا "ہم نے اپنے اصحاب کے ساتھ انصاف نہیں کیا"۔ (یعنی ہر مرتبہ انصاری ہی بڑھتے رہے اور شہید ہوتے رہے۔ قرشیوں کو بھی اس قسم کی قربانی دینی چاہیئے تھی)[2]

حضرت حمزہؓ کی شہادت (حضرت حمزہؓ بھی شدّت کے ساتھ لڑ رہے تھے) اُنہوں نے جنگ بدر میں طُعَیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تھا۔ طعیمہ کے بھتیجے جبیر بن مطعم نے چاہا کہ حضرت حمزہؓ سے انتقام لے۔ اُس نے اپنے غلام سے جن کا نام وحشی تھا کہا کہ اگر تم میرے چچا طعیمہ کے بدلہ میں حمزہؓ کو قتل کردو تو میں تمہیں آزاد کردوں گا۔ آزادی کی لالچ میں وحشی جنگِ اُحُد میں شریک ہوئے اور ایک پتّھر کے نیچے چھُپ کر حضرت حمزہؓ کی گھات میں بیٹھ گئے۔ لڑتے لڑتے جب حضرت حمزہؓ، وحشی کے قریب سے گذرے تو وحشی نے اپنا ہتھیار پھینک کر حضرت حمزہؓ کو مارا اور اُن کی ناف کے نیچے بھالا رکھ کر اس زور سے دبایا کہ ان کے دونوں کولہوں کے پار ہوگیا (زخم اتنا شدید تھا کہ) حضرت حمزہؓ (جانبر نہ ہوسکے اور ان) کی وفات ہوگئی[3]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا زخمی ہونا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اس جنگ میں شدید زخمی ہوگئے۔ آپؐ کا آگے کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ شدّتِ ضرب سے سرِ مبارک پر خود ٹوٹ گیا اور چہرہ زخمی ہوگیا[4]۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر و کتابُ القدر عن سہلؓ و صحیح مسلم کتابُ الایمان باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے) [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ اُحُد عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن وحشیؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن سہلؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چہرۂ انور سے خون پونچھتے جاتے تھے اور (افسوس کے ساتھ) یہ فرماتے جاتے تھے کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبیؐ کو زخمی کر دیا۔ اُس کا اگلا دانت توڑ دیا حالانکہ وہ اُس کو اللہ کی طرف بُلا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ (اے رسُولؐ) آپؐ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ {آل عمران ۱۲۸} ان کی توبہ قبول فرمائے (یہ مُسلم ہو جائیں) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کو عذاب میں مبتلا کر دے کیونکہ یہ ظالم ہیں [1]

جنگ کی شدّت | جب جنگ بہت شدید ہو گئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک تلوار (ہاتھ میں) لیکر فرمایا "یہ تلوار مجھ سے کون لیتا ہے؟" سب نے ہاتھ پھیلا دئے۔ ہر ایک نے کہا میں لیتا ہوں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کون اسے لیکر اس کا حق ادا کرے گا؟" یہ سُن کر سب پیچھے ہٹ گئے (انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ اس کا حق ادا نہ کر سکیں) حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہؓ نے کہا "میں اسے لیکر اس کا حق ادا کروں گا۔" (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تلوار انہیں دیدی) انہوں نے تلوار لیکر کُفّار پر شدّت کے ساتھ حملہ کیا اور بہت سے کُفّار کے سر پھاڑ دئے [2]

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً ان شدائد اور مصائب کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ پر تسلّی نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ {آل عمران ۱۵۴} نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی ایک جماعت پر غنودگی طاری کر دی (غنودگی سے دہشت اور گھبراہٹ دور ہو گئی اور صحابہؓ پھر تر و تازہ ہو گئے)

اس غنودگی کے عالم میں حضرت ابو طلحہؓ کے ہاتھ سے دو تین مرتبہ تلوار گر پڑی۔ وہ اُسے اُٹھاتے تھے اور وہ پھر گر پڑتی تھی [3]

مشرکین میں ایک شخص تھا جس نے کچھ مسلمین کو آگ میں جلایا تھا (اُس کو میدانِ جنگ میں دیکھکر) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے فرمایا "تیر مارو" اُنہوں نے حکم کی تعمیل میں بے پھل کا تیر اُس کے مارا۔ وہ تیر اُس شخص کے پہلو میں لگا تیر لگتے ہی وہ گر پڑا اور اُس کا ستر کھُل گیا (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُس کے قتل کی بڑی خوشی ہوئی) آپؐ مُسکرائے یہاں تک کہ آپؐ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں [4]

صحابہؓ کافی زخمی ہو چکے تھے۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ اور حضرت اُمِّ سُلیمؓ اپنے دامن اُٹھائے ہوئے اس حالت میں کہ ان کی پازیبیں دکھائی دے رہی تھیں اپنی پیٹھ پر مشکیں اُٹھا اُٹھا کر لاتی تھیں اور (زخمی) لوگوں کے مُنہ میں پانی ڈالتی تھیں۔ جب مشکیں خالی ہو جاتیں تو پھر جا کر اُنہیں بھر لاتیں [5]

اسی طرح حضرت اُمِّ سَلِیطؓ بھی مشکیزہ میں پانی لا کر زخمیوں کو پلا رہی تھیں [6]

حضرت رُبَیِّعْ بنت مُعَوِّذؓ اور دوسری مُسلم عورتیں بھی زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں، ان کی خدمت اور مرہم پٹّی کر رہی تھیں اور زخمیوں اور مقتولین کو مدینہ منتقل کر رہی تھیں [7]

اسی اثناء میں جنگ رُک گئی۔ ابو سفیان (جو کافروں کی فوج کے سپہ سالار تھے اور ابھی تک مُسلم نہیں ہوئے تھے) پہاڑی پر چڑھے اور کہا "کیا اس قوم میں محمدؐ ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو جواب

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی عن انسؓ و ابی طلحہؓ و کتاب التفسیر سورۃ آل عمران و صحیح مسلم باب غزوۃ النساء مع الرجال۔ [4] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل سعد بن ابی وقاصؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی عن انسؓ و ابواب المناقب باب مناقب ابی طلحہؓ و کتاب الجہاد عن انسؓ و صحیح مسلم باب غزوۃ النساء مع الرجال (اس وقت تک پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا) [6] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب عن عمرؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مداواۃ النساء الجرح و باب ردّ النساء الجرحی عن ربیعؓ۔

نہ دو ۔" ابوسفیان نے کہا "کیا اس قوم میں ابوبکر بن ابی قحافہؓ ہیں ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جواب نہ دو" پھر ابوسفیان نے کہا "کیا اس قوم میں عمر بن خطّابؓ ہیں ؟" اس کے بعد ابوسفیان نے کہا "بے شک یہ سب لوگ قتل ہو گئے، اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے"۔ یہ سُنکر حضرت عمرؓ کی زبان سے بیساختہ یہ الفاظ نکل گئے "اے اللہ کے دشمن تو غلط کہتا ہے۔ اللہ نے تیرے غمگین کرنے والوں کو بچا لیا ہے"۔ ابوسفیان نے کہا "ہبل نامی بُت کی جے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو جواب دو" صحابہؓ نے پوچھا "کیا جواب دیں ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ کہو "اللہ بلند و برتر ہے"۔ ابوسفیان نے کہا "ہماری (مددگار) عُزّیٰ (دیوی) ہے اور تمہاری کوئی عُزّیٰ نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ کہو "ہمارا مولیٰ اللہ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں" ابوسفیان نے کہا یہ جنگِ بدر کا بدلہ ہے، لڑائی مثل ڈول کے ہُوا کرتی ہے (کبھی کسی کا نقصان اور کبھی کسی کا) پھر ابوسفیان نے کہا "تم مقتولین کے اعضاء کٹے ہوئے پاؤ گے میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا (میرے ساتھیوں نے اپنی مرضی سے یہ کام کیا ہے) البتہ میں اسے بُرا نہیں سمجھتا"۔[1]

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا تھا۔ زخم کو دھونے کے لئے حضرت علیؓ اپنی سپر میں پانی لائے۔ وہ پانی ڈال رہے تھے اور حضرت فاطمہؓ زخم کو دھو رہی تھیں۔ پانی ڈالنے سے خون نکلنا بند نہیں ہوا بلکہ اور بڑھ گیا۔ یہ دیکھکر حضرت فاطمہؓ نے چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر اس کی راکھ کو زخم میں بھر دیا۔ راکھ بھرنے کے بعد خون نکلنا بند ہو گیا۔[2]

مشرکین کا میدانِ جنگ سے کوچ اِس جنگ میں اگرچہ مُومنین کو کافی نقصان پہنچا لیکن اُنہوں نے میدانِ جنگ کو نہیں چھوڑا[3] (کافر واپس روانہ ہو گئے)

اسی اثناء میں

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝ (آل عمران ۱۷۳)

بعض لوگوں نے مُومنین سے کہا کہ کفّار لشکر جمع کر کے پھر حملہ کرنے والے ہیں لہٰذا ان سے ڈرو (لیکن بجائے ڈرنے اور ہمّت ہارنے کے) مُومنین کا ایمان اور زیادہ ہو گیا۔ اُنہوں نے کہا (کوئی پرواہ نہیں) اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ اچھّا کارساز ہے۔

کُفّار کا تعاقب جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ خبر سُنی کہ کُفّار پھر حملہ کرنے والے ہیں تو آپؐ نے فرمایا "کون کُفّار کا تعاقب کرے گا ؟" اگرچہ مُومنین کافی زخمی ہو چکے تھے تاہم ستّر آدمی فوراً تیّار ہو گئے جن میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت زبیرؓ بھی شامل تھے۔ ان لوگوں کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ {آل عمران ۱۷۲}

جن لوگوں نے باوجود زخمی ہونے کے اللہ اور رسُولؐ کے حکم کو قبول کیا ایسے نیکی کرنے والے اور پرہیزگار لوگوں کیلئے بڑا ثواب ہے[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع فی الحرب عن براءؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الوضوء باب غسل المرأۃ اباھا الدم وکتاب الجہاد باب المجن وباب لبس البیضۃ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ اُحد عن سہلؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب الذین استجابوا عن عائشۃ صدیقہؓ ملخصاً۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب الذین استجابوا عن عائشۃ صدیقہؓ۔

مؤمنین کی واپسی | مؤمنین نے کفّار کا تعاقب کیا (کفّار بھاگ گئے)

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ {آل عمران ۱۷۴}

مؤمنین تعاقب کر کے اللہ کی نعمت اور اُس کے فضل کے ساتھ واپس ہوئے۔ انہیں اس تعاقب میں کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچا۔ وہ اللہ کی رضاء کے طالب رہے (اللہ نے ان پر فضل کیا) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

مؤمنین کو ہدایت | مؤمنین کو ڈرایا گیا تھا کہ کافر پھر جمع ہو کر حملہ کرنے والے ہیں لیکن وہ نہ ڈرے، اللہ تعالیٰ نے تمام مؤمنین کو آئندہ بھی اسی قسم کا مظاہرہ کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاۗءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۷۵}

یہ شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے تم کو ڈراتا ہے لیکن تم ان سے نہ ڈرا کرو بلکہ صرف مجھ ہی سے ڈرا کرو، اگر تم مؤمن ہو۔

جنگ کا نتیجہ، مسلمین کی فتح، کفّار کی ہلاکت و ناکامی | اگرچہ دورانِ جنگ مسلمین کو کافی مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن بالآخر فتح ان ہی کی ہوئی۔ کفّار میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمین میدانِ جنگ میں ڈٹے رہے۔ پھر کفّار کا تعاقب کیا

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَاۗىِٕبِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۲۷}

وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۴۱}

کفّار کی ایک جماعت ہلاک ہوئی اور ایک جماعت ذلیل اور ناکام واپس ہوئی۔

کفّارِ مکّہ کا زور ٹوٹ گیا (اور وہ پھر اکیلے حملہ نہ کر سکے)

مسلمین کا نقصان | اس جنگ میں ستر مسلم شہید ہوئے[1]

چند کے علاوہ یہ سب انصار تھے[2] ان میں سے بعض وہ بھی تھے جنہوں نے صبح کو شراب پی تھی اور پھر شہید ہو گئے[3] (نوٹ:۔ شراب ابھی تک حرام نہیں ہوئی تھی)

اس جنگ میں حضرت مصعبؓ بھی شہید ہوئے۔ انہیں ایک چادر میں کفنایا گیا، وہ اتنی چھوٹی تھی کہ اگر سر ڈھانکتے تو پیر کھُل جاتے اور اگر پیر ڈھانکتے تو سر کھُل جاتا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سر ڈھانک دو اور پیروں پر گھاس ڈال دو[4]۔

حضرت انس بن نضرؓ بھی اس جنگ میں شہید ہوئے۔ ان کے بدن پر نیزے، تلوار اور تیر کے اَسّی سے زیادہ نشان تھے۔ ان کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ پہچانے نہیں جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی بہن ربیعؓ نے انگلیوں کے پوروں کو دیکھ کر انہیں پہچانا[5]۔

حضرت جابرؓ کے والد عبداللہ بھی اس جنگ میں شہید ہوئے۔ کافروں نے ان کے اعضاء کاٹ دئے تھے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الجہاد باب لاتحسبن الذین قُتِلُوا عن براءؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الجہاد باب لاتحسبن الذین قُتِلُوا عن براءؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی عن خبابؓ وعبدالرحمٰنؓ وکتاب الجنائز عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ وباب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن خبابؓ وصحیح مسلم باب فی کفن المیت عن خبابؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی عن خبابؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید (حضرت انسؓ کی بہن کا نام صرف صحیح مسلم میں ہے)

حضرت جابرؓ رونے لگے اور بار بار اُن کے چہرہ کو کپڑا ہٹا ہٹا کر دیکھتے رہے۔ صحابہؓ نے انہیں منع کیا لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منع نہیں کیا۔ جب حضرت عبداللہؓ کو دفن کرنے کے لئے اُٹھایا گیا تو حضرت جابرؓ کی پھوپی بھی اپنے بھائی کی لاش کو دیکھکر رونے لگیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کون ہے؟" حضرت جابرؓ نے کہا "یہ عمرو کی بیٹی ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان پر نہ روؤ (بلکہ خوش ہو کہ) فرشتے ان پر اپنے پروں سے اُس وقت تک سایہ کئے رہے جب تک وہ اُٹھائے نہ گئے" (اللہ نے انکو بڑا اعزاز بخشا)[1]

شہداء کی تدفین جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شہداء کی تدفین شروع کی تو دو دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر قبر میں رکھا۔ ہر قبر میں ایک بغلی قبر بھی بنوائی گئی۔ جب آپؐ دفن کرتے تو دریافت فرماتے کہ ان دو میں سے کون قرآن مجید کا زیادہ عالم تھا۔ جب آپؐ کو بتایا جاتا تو آپؐ اُسے بغلی قبر میں رکھتے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے تمام شُہداء خون میں لتھڑے ہوئے دفن کئے گئے۔ نہ انہیں غسل دیا گیا نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ دفن کرنے کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں قیامت کے دن ان لوگوں پر گواہ ہوں گا"۔[2]

جنگ کے بعد اللہ تعالےٰ کا مؤمنین سے خطاب جنگِ اُحد میں مؤمنین کا جو نقصان ہوا اُس کا غم غلط کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ۝ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِن قَبْلِ أَن تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ۝ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۖ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝ وَمَا كَانَ

آزردہ نہ ہوؤ۔ غم نہ کرو۔ اگر تم مؤمن رہے تو تم ہی غالب رہو گے۔ اگر تمہیں زخم پہنچا ہے تو اُن لوگوں کو بھی تمہارے مثل زخم پہنچا ہے اور ہم تو ان ایام کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں (کبھی کسی کا نقصان اور کبھی کسی کا) اللہ کا اس (آزمائش) سے یہ مقصد تھا کہ وہ یہ ظاہر کر دے کہ حقیقی ایمان والے کون ہیں (اور مُنافق کون ہیں) اور یہ بھی مقصد تھا کہ تم میں سے بعض لوگوں کو شرفِ شہادت سے سرفراز فرمائے۔ اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا (اللہ تو یہ چاہتا تھا کہ) ایمان والوں کو خالص کر دے اور کافروں کا زور توڑ دے (اے مؤمنو!) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنّت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو ظاہر ہی نہیں کیا کہ کون جہاد کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں اور (اے مؤمنو!) تم خود بھی تو موت و شہادت کی تمنّا کرتے تھے لہٰذا تمہاری مُراد پُوری ہو گئی (اب رنج کیسا!) محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) تو بس اللہ کے رسُول ہیں (رسُول

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد عن جابرؓ و کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت و فی باب غیرہ و کتاب الجہاد باب من ضرب دابۃ غیرہ و فی باب غیرہ۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی الشہید و باب من یُقدّم فی اللحد عن جابر رضؓ۔

لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا
مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ
مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ
وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ
قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا
لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا
وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝
وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ
اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ
عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ
مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ سَنُلْقِيْ
فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا
بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ
النَّارُ ؕ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۳۹ تا ۱۵۱}

ہونے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ وہ لافانی ہوں) ان سے
پہلے بھی بہت سے رسُول گزر چکے ہیں ان میں سے الا من شاء اللہ
کوئی زندہ نہیں ہے تو یہ کیسے ہمیشہ زندہ رہ سکتے ہیں)
تو کیا اگر ان کی وفات ہو جائے یا یہ قتل کر دئے جائیں تو تم
اُلٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹ جاؤ گے! جو شخص ایسا
کریگا وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اللہ کے ہاں تو شکر
گزار بندوں کے لئے اجر و ثواب ہے۔ کسی شخص کے اختیار میں
نہیں (کہ وہ جب چاہے) مر جائے۔ موت بھی اللہ کے
حکم سے ہی آتی ہے۔ اللہ نے موت کا وقت مقرر کر رکھا ہے
(اُس سے پہلے موت نہیں آسکتی، البتہ جو نقصان تمہیں
پہنچا ہے تو یہ تم میں سے بعض لوگوں کی دنیا طلبی کی وجہ سے
تھا۔ ہمارا تو دستور رہے کہ) جو دُنیا کا طلبگار ہوتا ہے ہم
اُسے دنیا دیدیتے ہیں اور جو آخرت کا طلبگار ہوتا ہے ہم
اُسے آخرت عطا کر دیتے ہیں۔ اور (اے مؤمنو! یہ تکلیفیں
صرف تم ہی کو نہیں پہنچیں بلکہ) بہت سے نبی ایسے گزرے
ہیں جن کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو ایسی تکلیفیں پہنچیں لیکن
انہوں نے ہمت نہیں ہاری۔ نہ بزدلی دکھائی نہ کافروں سے
دبے (بلکہ وہ ثابت قدم رہے) اور اللہ ثابت قدم رہنے
والوں ہی سے محبت کرتا ہے۔ (وہ چاروں طرف سے تکلیفوں میں گھرے ہوئے تھے لیکن اس حالت میں بھی)
وہ صرف یہ کہہ رہے تھے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں اور ہماری زیادتیوں کو معاف فرما، ہم کو ثابت قدم
رکھ اور ہمیں کافروں پر فتح عنایت فرما (ان کی اس ثابت قدمی کے صلہ میں) اللہ نے انہیں دُنیا اور آخرت
دونوں جگہ اچھا بدلہ دیا (اُنہوں نے نیکی کی، اللہ نے اپنی نعمتوں سے انہیں نوازا) اور اللہ نیکی کرنے والوں
ہی سے محبت کرتا ہے (لہٰذا اے مؤمنو! تمہیں بھی ان جیسا بننا چاہیئے۔ ہمت نہ ہارنی چاہیئے۔ دیکھو کافروں کا کہنا
ہرگز نہ ماننا) اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو وہ تمہیں مُرتد کر دیں گے اور پھر تم نقصان اُٹھاؤ گے (یہ تمہارے مددگار
نہیں ہیں) تمہارا مددگار تو اللہ ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے (اے مؤمنو، گھبراؤ نہیں) میں کافروں کے
دلوں میں اُن کے شرک کے سبب سے جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اُتاری رعب ڈالدوں گا (وہ شکست کھائیں گے
یہ دنیا کا عذاب ہے اور) آخرت میں ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور (تمام) ظالموں کے لئے وہاں بُرا ہی ٹھکانہ ہے۔

(اور اے مؤمنو! اگر تمہیں یہ خیال ہو کہ جنگِ اُحد میں اللہ نے اپنی نصرت و مدد کا وعدہ پُورا نہیں کیا تو
سُن لو کہ)

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ اللہ نے تو اپنا وعدہ پُورا کر دیا تھا، تم اللہ ہی کے حکم

بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ { آل عمران ۱۵۲ }

(اور وعدہ کے مطابق) کافروں کو دھڑا دھڑ قتل کر رہے تھے (پھر جو آفت آئی تو وہ تمہارے اعمال کی وجہ سے آئی) تم نے ہمت ہار دی، حکم (رسولؐ) میں اختلاف کیا اور خاطر خواہ فتح پانے کے بعد رسولؐ کی نافرمانی کر بیٹھے۔

پھر آئندہ کے لئے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ { آل عمران ۱۵۶ تا ۱۵۸ }

اے ایمان والو! تم ان کافروں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے مجاہد بھائیوں کے متعلق کہا کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے نہ مارے جاتے۔ اللہ نے ان کے دلوں میں ایک حسرت ڈالدی ہے ورنہ موت اور زیست تو اللہ کے قبضے میں ہیں اور (اے ایمان والو، موت تو اپنے وقت پر آکر رہے گی لہٰذا) اگر تم اللہ کے راستہ میں مارے جاؤ یا (اپنی طبعی موت سے) مرجاؤ تو (اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ) تم اللہ کی مغفرت اور رحمت کے حقدار بن جاؤ گے اور یہ چیز اُس مال و متاع سے بہت بہتر ہے جو کافر جمع کر رہے ہیں۔ اور (اے مؤمنو!) اگر تم مرجاؤ یا قتل ہو جاؤ بہر صورت تمہیں اللہ کے پاس حاضر ہونا ہے۔

اللہ کی طرف سے معافی اس جنگ میں بعض مؤمنین سے غلطی ہوئی، دُنیا طلبی نے اُنہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی پر اُبھارا۔ اس غلطی کی وجہ سے مؤمنین کو کافی نقصان پہنچا۔ نافرمانی کرنے والوں نے ہمت ہار دی اور بھاگنے لگے، لیکن اللہ نے ان کی اس غلطی کو

وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ { آل عمران ۱۵۲ }
وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ { آل عمران ۱۵۵ }

معاف کر دیا

پھر اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ { آل عمران ۱۵۹ }

آپؐ بھی انہیں معاف کر دیجئے۔ ان کے لئے مغفرت کی دُعا کیجئے اور ان سے مشورہ لیتے رہئے، البتہ جب آپؐ کسی کام کا عزم کر لیں تو پھر اللہ پر بھروسہ رکھیں (اور اس کام کو کر گذریں) بے شک اللہ توکّل کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے۔

پھر مؤمنین کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِىْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ { آل عمران ۱۶۰ }

اگر اللہ تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون تمہاری مدد کر سکتا ہے ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

(اے مؤمنو! یہ اللہ کا کتنا زبردست احسان ہے کہ اُس نے تمہیں معاف کر دیا اور اے مؤمنو! اس نے

تم پر صرف یہی احسان نہیں کیا ہے بلکہ وہ بہت سے احسان کر چکا ہے) اور سب سے بڑا احسان تو

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ {آل عمران ۱۶۴}

اللہ نے تم پر یہ کیا ہے کہ تم ہی میں سے ایک رسولؐ مبعوث فرمایا جو تم کو اللہ کی آیات پڑھ کر سُناتا ہے۔ تم کو (شرک اور کفر کی گندگی سے) پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے ورنہ اس سے پہلے تم صریح گمراہی میں تھے۔

پھر مؤمنین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ {آل عمران ۱۶۵}

جب تم پر مصیبت نازل ہوئی، ایسی مصیبت کہ اس سے دوگنی مصیبت تمہارے ہاتھوں (جنگ بدر میں) کافروں کو پہنچ چکی تھی تو تم چیخ اُٹھے کہ یہ مصیبت کہاں سے آگئی۔ (اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجیے یہ مصیبت تمہاری شامتِ اعمال کا نتیجہ تھی (نہ نافرمانی کرتے نہ یہ مصیبت آتی)

پھر اللہ تعالیٰ نے اِس مصیبت کا مقصد بتاتے ہوئے فرمایا:۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۶۶}

جو مصیبت اِس باہمی جنگ میں تمہیں پہنچی یہ اللہ کے حکم سے تھی (اس لئے کہ شامتِ اعمال کے نتیجے اللہ کی طرف سے مقرر ہیں) اس کا مقصد یہ تھا کہ اللہ مؤمنین کو (منافقوں سے) ممتاز کر دے۔

اور اللہ یہ بھی چاہتا تھا کہ

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ {آل عمران ۱۶۷}

منافقوں کی بھی قلعی کھول دے۔

مُنافقین کی چالبازیاں منافقین میدانِ جنگ سے چلے آئے تھے (جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے) جنگ کے بعد مؤمنین نے ان منافقین سے پوچھا کہ:۔

وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۶۷ و ۱۶۸}

تم سے تو کہا گیا تھا کہ آؤ اللہ کے راستہ میں لڑو یا دفاع کرو (تو تم کیوں نہ آئے) مُنافقین نے کہا (ہمیں کیا معلوم تھا کہ لڑائی ہو ہی جائے گی) اگر ہمیں لڑائی کا علم ہو جاتا تو ہم ضرور تمہارا ساتھ دیتے (اے رسولؐ) یہ لوگ اُس دن ایمان کے بجائے کفر کے قریب تھے۔ یہ لوگ ایسی باتیں کہہ رہے ہیں جو اِن کے دل میں نہیں ہیں (یہ لوگ دھوکا دینا چاہتے ہیں) اور اللہ تو ان کی پوشیدہ باتوں سے بھی واقف ہے۔ (انہوں نے قصداً جنگ سے پہلو تہی اختیار کی اور) جو لوگ جنگ میں شریک ہوئے اُن کو بھی یہ کہکر بہکا رہے ہیں کہ اگر وہ ہمارا کہنا مان لیتے تو کیوں (نقصان اُٹھاتے اور کیوں ان کے بعض ساتھی) قتل ہوتے (گویا ان کی تدبیر سے موت ٹل جاتی۔ اگر ان کا یہی عقیدہ ہے تو اے رسولؐ ان سے) کہئے کہ اگر تم اس عقیدہ میں سچے ہو تو اب اپنے اوپر سے موت کو ٹال دینا

(نہیں کبھی موت نہ آنے پائے)

مؤمنین کی ہمّت افزائی منافقین نے مؤمنین کی شہادت کی اہمیّت گھٹانے کے لئے بہت کچھ کہا کثیر تعداد میں مؤمنین کے قتل ہوجانے کو ان کی اپنی کوتاہی اور غلط تدبیر کا نتیجہ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان شہداء کی عزّت افزائی اور مؤمنین کی ہمّت بڑھانے کے سلسلہ میں فرمایا:۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۶۹ تا ۱۷۱}

جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل ہوئے ہیں اُن کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے ربّ کے پاس زندہ ہیں، اُنہیں رزق مل رہا ہے۔ اور جو کچھ اللہ نے اُنہیں اپنے فضل سے دیا ہے اُس سے وہ خوش ہیں اور جو مؤمن ابھی اُن سے نہیں ملے اُن کی نسبت بھی وہ خوشیاں منا رہے ہیں کہ اُنہیں بھی وہاں کوئی خوف وغم نہ ہوگا۔ وہ لوگ اللہ کی نعمت اور اس کے فضل میں مگن ہیں (یہ اللہ کی طرف سے اجر و ثواب ہے) بے شک اللہ مؤمنین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اور اے مؤمنو! مصیبتیں آئندہ بھی آتی رہیں گی۔ ایسا نہیں ہوگا کہ

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ {آل عمران ۱۷۹}

اللہ مؤمنین کو موجودہ حالت پر چھوڑ دے (کہ منافقین ان میں ملے جلے رہیں اور ان کی شناخت نہ ہو سکے بلکہ) اللہ ناپاک کو پاک سے ممیّز کریگا (اور ان مصیبتوں کے ذریعہ ہی سچّے اور جھوٹے کی پہچان ہوگی)

جنگِ اُحُد پر تبصرہ جنگِ اُحُد میں جو واقعات پیش آئے اُن سے مؤمنین کو مندرجہ ذیل سبق ملتے ہیں:۔

① جنگِ اُحُد میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی کی وجہ سے مؤمنین کو نقصان اُٹھانا پڑا، آئندہ بھی جب کبھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی ہوگی مؤمنین کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔

② جنگِ اُحُد میں بعض مؤمنین کی غلطی سے تمام مؤمنین پر مصیبت نازل ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض مؤمنین کے گناہ کے سبب جو عذاب آئے گا وہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ لہٰذا نیک لوگوں کو چاہیئے کہ بُرائی کرنے والوں کو بُرائی سے روکتے رہیں۔

③ جنگِ اُحُد میں بعض مؤمنین نے نافرمانی کی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی موجودگی بھی انکی مصیبت کو ٹالنے کا سبب نہ بن سکی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں کی سزا میں جب کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو یہ ضروری نہیں کہ کسی بزرگ کی موجودگی سے وہ مصیبت ٹل جائے۔

④ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی غلطی کو معاف کر دیا۔ معاف کرنے کے بعد فرمایا:۔

وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۵۲} اللہ کا مؤمنین پر بڑا فضل وکرم ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ {آل عمران ۱۵۵} بے شک اللہ بخشنے والا، حلم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر فضل وکرم ہوا۔ اللہ کے فضل وکرم اور معافی کے باوجود جو لوگ ان پر طعن

کرتے ہیں وہ یقیناً گمراہ ہیں۔

⑤ گناہوں کی وجہ سے

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ج {آل عمران ۱۵۵} — میدانِ جنگ میں پاؤں اُکھڑ جاتے ہیں۔

⑥ مصیبتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ

لِكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ط {آل عمران ۱۵۳} — مؤمنین کے ایمان میں پختگی پیدا کرتا ہے۔ مصیبتیں سہنے کا عادی بناتا ہے۔

⑦ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ج {آل عمران ۱۵۳} — دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کی وجہ سے مُصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔

⑧ حُسنِ تدبیر اچھی چیز ہے لیکن اس پر کُلّیتہً بھروسہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ {آل عمران ۱۶۰} — مؤمنین کو بھروسہ اللہ ہی پر کرنا چاہیئے۔

⑨ کسی کے اختیار میں کچھ نہیں

اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ط {آل عمران ۱۵۴} — تمام اُمور اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔

⑩ مصیبت آئے تو گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ

فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ {آل عمران ۱۷۳} — صبر و استقامت سے کام لینا چاہیئے اور یہ کہنا چاہیئے کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔

مال کی قربانی جہاد کے سلسلہ میں جس طرح جان کی قربانی ضروری ہے اُسی طرح مال کی قربانی بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ط بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ {آل عمران ۱۸۰} — جو لوگ مال کی قربانی میں بُخل سے کام لیتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے، بلکہ یہ ان کے حق میں بہت بُرا ہے۔ قیامت کے دن ان کو اس مال کا طوق پہنایا جائے گا (کیا وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ یہ مال یہیں رہ جائے گا اور بالآخر نہ صرف اُن کے مال کا بلکہ) آسمانوں اور زمین کا وارث صرف اللہ ہوگا۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

یہودیوں کی ریشہ دوانیاں جب اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنے یا اللہ کو قرضِ حسنہ دینے کی ترغیب دی جاتی تو یہود

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ج سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ — اس کا مذاق اُڑاتے اور کہتے کہ اللہ محتاج ہے (اس لئے ہم سے قرض مانگتا ہے) اللہ نے فرمایا کہ ہم ان کی باتیں سُن رہے ہیں ہم عنقریب ان کی باتوں پر فیصلہ کریں گے اور جو یہ (اس سے پہلے) انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے رہے ہیں

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○ {آل عمران ۱۸۱ و ۱۸۲} (اس کا بھی فیصلہ کرینگے، قیامت کے روز) ہم ان سے کہیں گے کہ لو اَب عذاب کا مزا چکھو، یہ اُن اعمال کی سزا ہے جو تم کرتے رہے تھے (تم پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا کیونکہ) اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

جب ان یہودیوں کو تبلیغ کی جاتی تو

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ {آل عمران ۱۸۳}

کہتے کہ اللہ نے ہم سے عہد لے لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی نہ پیش کرے جس کو آگ آکر کھا جائے (اے رسولؐ) آپؐ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے کئی رسولؐ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے اور وہ معجزہ بھی اُنہوں نے دکھایا جس کا تم مطالبہ کر رہے ہو تو پھر تم انہیں کیوں قتل کرتے رہے۔ اگر تم سچے ہو (تو اس کا جواب دو)

تسلی یہودیوں کے مذاق اور ان کی تکذیب سے جو ملال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہوا اُس کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ○ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ {آل عمران ۱۸۴ و ۱۸۵}

اگر یہ آپؐ کو جھٹلاتے ہیں (تو کیا ہوا) آپؐ سے پہلے بھی بہت سے رسُولوں کو جھٹلایا گیا باوجود اس کے کہ وہ کھلی نشانیاں (آسمانی) صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آئے تھے ہر شخص کو موت کا مزا چکھنا ہے (انہیں بھی موت آکر رہیگی) پھر تم سب کو قیامت کے روز تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ جو شخص دوزخ سے بچ جائے گا اور جنّت میں داخل کر دیا جائے گا وہ کامیاب ہوگا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے (کب تک یہ عیش کرتے رہیں گے اور آپؐ کا مذاق اُڑاتے رہیں گے، ایک دن وہ آنے والا ہے کہ ان کو اس کی سزا ملے گی)

پھر فرمایا (اے رسُولؐ)

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ○ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ○ {آل عمران ۱۹۶ و ۱۹۸}

شہروں میں کافروں کی چہل پہل آپؐ کو دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ تو تھوڑا سا فائدہ ہے اس کے بعد تو ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔ اور جو لوگ اپنے ربّ سے ڈرتے رہتے ہیں اُن کے لئے ایسے باغ ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کی طرف سے ان کی مہمانی ہوگی، نیکی کرنے والوں کے لئے اللہ کے ہاں اچھّا معاوضہ ہے۔

پھر مؤمنین کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا

(اے ایمان والو!) ثابت قدم رہو اور ایک دوسرے کو ثابت

وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ {آل عمران ۱۵} قدم رکھو۔ مورچوں پر ڈٹے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

کیونکہ لڑائیوں کا سلسلہ جاری تھا لہٰذا ثابت قدمی کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ ذٰلِكَ ط وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ط وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ○ {محمد ۴}

جب کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان کی گردنیں اُڑا دو یہاں تک کہ جب خوب قتل کر چکو تو (جو زندہ پکڑے جائیں انکو) مضبوطی کے ساتھ قید کر دو۔ پھر اس کے بعد یا تو احسان کر کے (چھوڑ دو) یا کچھ مال لے کر چھوڑ دو (یہ سختی اُس وقت تک جاری رکھو) جب تک کُفّار ہتھیار نہ ڈال دیں (اور تابع نہ ہو جائیں) اگر اللہ چاہتا تو کسی اور طریقہ سے اُن سے انتقام لے لیتا، لیکن وہ تو یہ چاہتا ہے کہ تمہاری آزمائش ایک (کو) دوسرے سے (لڑوا کر) کرے (اور اس بات کو ذہن نشین کر لو کہ) جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل ہو جائیں گے اللہ اُن کے عملوں کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔

پھر مؤمنین کو مزید خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ○ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ○ {محمد ۷ تا ۹}

اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کریگا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا۔ جو لوگ کافر ہیں اُن کو ہلاک کر دیگا اور ان کے اعمال کو ضائع کر دیگا۔ یہ سزا اِس لئے ہو گی کہ انہوں نے اللہ کے نازل کردہ کلام کو ناپسند کیا (جو تدبیریں وہ تمہارے خلاف کر رہے ہیں نہ دُنیا میں انکے کام آئیں گی اور نہ آخرت میں) وہ سب برباد کر دیجائیں گی۔

کافروں کو تنبیہ | پھر کافروں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ط وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ○ {محمد ۱۰}

کیا انہوں نے مُلک میں سیر نہیں کی تاکہ انہیں معلوم ہوتا کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا کیا انجام ہوا۔ اللہ نے ان کو نیست و نابود کر دیا اور (اگر یہ کافر شرارت سے باز نہ آئے تو) ان کو بھی اسی طرح نیست و نابود کر دیا جائیگا۔

پھر کافروں کو مزید تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ○ {محمد ۱۳}

ہم نے کتنی ہی بستیوں کو نیست و نابود کر دیا حالانکہ وہ آپؐ کی بستی سے جہاں کے رہنے والوں نے آپؐ کو نکالا زور و قوّت میں بدرجہا زیادہ تھیں (اور جب ہمارا عذاب آیا تو) کوئی ان کا مددگار نہ ہو سکا (اگر یہ نہ مانے تو ان کا بھی یہی حشر ہو گا)

مُنافقوں کا استہزاء | منافقین بھی اپنی شرارتوں سے باز نہ آتے تھے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا

بعض ان میں سے (ایسے شریر تھے) کہ رسُول اللہ صلی اللہ

خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ۝ { محمد ۱۶ }

علیہ وسلّم کی باتیں کان لگا کر سُنتے اور جب باہر نکلتے تو اہلِ علم سے پوچھتے کہ ابھی آپؐ نے کیا فرمایا (گویا اس کا مذاق اُڑاتے ہیں یا تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتے ہیں۔ ان کی اس حرکت سے خبردار کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا) ان کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے (یعنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان کے دلوں پر اثر نہیں ہوتا) اور وہ اپنی خواہشات کے پیچھے چل رہے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا (اے رسولؐ)

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَاۗءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَاۗءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۝ { محمد ۱۸ }

کیا یہ لوگ بس قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آجائے (اور حال یہ ہے کہ) اس کی نشانیاں تو آ ہی چکی ہیں (ان کو دیکھ کر انہیں نصیحت حاصل کر لینی چاہیئے تھی اور یہ کام قیامت کے آنے سے پہلے ہی ہو سکتا ہے کیونکہ) جب وہ آجائے گی تو نصیحت حاصل کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

مُنافقین کی بدحواسی | جنگیں جاری تھیں۔ جنگ کی ترغیب دی جا رہی تھی۔ مؤمنین جنگوں سے مطلقاً نہ گھبراتے تھے بلکہ

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۝ { محمد ۲۰ }

ان کی تو یہ خواہش ہوتی تھی کہ مزید کوئی اور سورت نازل ہوتی جس میں جہاد کا حکم ہوتا (تو وہ اس حکم کی تعمیل کرتے) لیکن منافقین کا یہ حال تھا کہ جب ایسی سورت نازل ہوتی تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس طرح دیکھتے گویا ان پر موت کی بے ہوشی طاری ہے (اللہ نے فرمایا) ایسے لوگوں کے لئے بڑی خرابی ہے۔

پھر فرمایا:-

طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۭ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۭ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝

(اے رسولؐ اگر یہ خرابی سے بچنا چاہیں تو) اطاعت کریں، اچھی بات کہا کریں اور جب (جہاد کی) بات پختہ ہو جائے تو پھر اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کو سچا کر دکھائیں۔ اسی میں ان کی بھلائی ہے۔

پھر فرمایا:-

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝ { محمد ۲۴ }

آخر یہ لوگ قرآن میں غور و تدبّر کیوں نہیں کرتے، کیا انکے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں (کہ اتنی صاف بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی)

مُنافقین کی سازشیں | مُنافقین برابر یہودیوں کے ساتھ ساز باز کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے راز کو ظاہر کرتے ہوئے فرمایا:-

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا

کہ یہ مُنافقین اُن لوگوں کے پاس جاتے ہیں جو قرآن سے بیزار

نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۝ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۝

ہیں پھر ان سے کہتے ہیں کہ ہم بعض باتوں میں تمہارے ہی مشورہ پر چلیں گے (یہ خفیہ سازشیں کرتے ہیں حالانکہ) اللہ ان کی پوشیدہ باتوں سے واقف ہے (اس وقت یہ جو چاہیں کرلیں لیکن) اُس وقت ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی جان نکالیں گے اور ان کے چہروں اور پیٹھوں پر ماریں گے (اُس وقت انہیں معلوم ہوجائے گا کہ رسولؐ کے خلاف سازشوں کا کیا انجام ہوتا ہے)

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝ {محمد ۲۹}

کیا یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ ان کے دل کے کینوں اور عداوتوں کو ظاہر نہ کرے گا (ضرور کریگا) اور (اے رسولؐ) اگر ہم چاہتے تو آپؐ کو انکی ایسی طرح شناخت کرادیتے پھر آپؐ صورت دیکھتے ہی انہیں پہچان لیتے (لیکن اس کی ضرورت نہیں کیونکہ) آپؐ ان کو ان کے طرزِ کلام سے ہی پہچان لیتے ہیں اور اللہ تو (ان کے اور) تمہارے سب کے اعمال سے باخبر ہے (اس سے بچ کر یہ کہاں جائیں گے؟)

مسلمین سے خطاب اور جہاد کی ترغیب پھر مسلمین کو مخاطب کرکے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ۝ {محمد ۳۱}

(اے مسلمین) ہم تمہاری آزمائش ضرور کریں گے یہاں تک کہ ہم یہ نہ ظاہر کردیں کہ تم میں جہاد کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے کون ہیں اور ہم تمہارے حالات کی بھی جانچ کریں گے (تاکہ کھرا کھوٹا الگ ہوجائے)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝ {محمد ۳۳}

(اے مؤمنو! بس تمہارا کام یہ ہے کہ) اللہ کی اطاعت کرو، رسولؐ کی اطاعت کرو (اللہ اور رسولؐ کی اطاعت نہ کرکے) اپنے عملوں کو ضائع مت کرو (یعنی تمہارے وہی اعمال مقبول ہوں گے جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کے احکام کے مطابق ہوں گے)

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۠ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝ {محمد ۳۵}

اور (اے مؤمنو!) ہمت نہ ہارو، دشمن کو تم خود صلح کی دعوت نہ دو (یہ کمزوری کی علامت ہے۔ گھبراؤ نہیں) تم ہی غالب رہو گے (کیونکہ) اللہ تمہارے ساتھ ہے (وہ بڑا مہربان ہے) وہ تمہارے اعمال (کے ثواب) میں کسی طرح کی کمی نہیں کرے گا۔

اور (اے مؤمنو!)

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝ {محمد ۳۸}

اگر تم مُنہ پھیروگے (اور اللہ کے احکام سے روگردانی کروگے) تو اللہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔

حضرت جابرؓ کے والد کا قرضہ حضرت جابرؓ کے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ نے (جیسا کہ پہلے لکھا جاچکا ہے) مرنے سے پہلے حضرت جابرؓ کو وصیت کی تھی کہ میرا قرضہ ادا کردینا۔ جب وہ جنگِ اُحد میں شہید ہوگئے تو اُن کے یہودی قرضخواہوں نے حضرت جابرؓ سے قرضہ کی ادائیگی کے لئے بہت سختی سے تقاضہ کیا۔ حضرت

جابرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کون ہے؟" حضرت جابرؓ نے کہا "میں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں میں (کیا ہوتا ہے)" گویا آپؐ نے (نام بتانے کے بجائے) میں میں کہنے کو ناپسند فرمایا۔ حضرت جابرؓ نے عرض کیا کہ آپؐ یہودیوں سے سفارش کر دیں تاکہ وہ کچھ قرضہ معاف کر دیں یا قرض کی ادائیگی میں کچھ مہلت دیدیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں سے سفارش کی کہ وہ کچھ قرضہ مُعاف کر دیں لیکن انہوں نے اس بات کو قبول نہیں کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جابر کے باغ کے تمام پھل اپنے قرضہ کے عوض لے لو (اور اس کا پیچھا چھوڑ دو)" وہ اِس بات پر بھی راضی نہ ہوئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ سے کہا "تم جاؤ اور اپنی کھجوروں کی قسمیں علیٰحدہ علیٰحدہ کر دو۔ عجوہ علیٰحدہ، عذق بن زید علیٰحدہ، لین علیٰحدہ۔ اسکے بعد تم مجھے بلا لینا۔" حضرت جابرؓ نے ایسا ہی کیا اور پھر آپؐ کو بُلوایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صبح کے وقت حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر (ایک) یہودی قرضخواہ سے مہلت کے لئے کہا لیکن اُس نے انکار کر دیا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے باغ کا ایک چکّر لگایا۔ پھر اُس یہودی کے پاس آکر مہلت کے لئے کہا۔ اُس نے پھر انکار کیا۔ حضرت جابرؓ نے کچھ تازہ کھجوریں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کیں۔ آپؐ نے تناول فرمائیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا "تمہاری جھونپڑی کہاں ہے؟" حضرت جابرؓ نے جھونپڑی بتائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (اس میں) بچھونا کر دو۔ انہوں نے بچھونا کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں تشریف لے گئے اور سو گئے۔ کچھ دیر بعد آپؐ جاگے تو حضرت جابرؓ نے پھر کچھ کھجوریں پیش کیں۔ آپؐ نے کھجوریں کھائیں اور اُس یہودی سے پھر مہلت کے لئے کہا۔ اُس نے پھر انکار کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر باغ کا چکّر لگایا۔ پھلوں میں برکت کی دُعاء کی۔ پھر آپؐ نے سب سے بڑی ڈھیری کے گرد تین چکّر لگائے۔ پھر آپؐ اس پر بیٹھ گئے آپؐ نے فرمایا "اے جابر ناپ ناپ کر دینا شروع کرو۔" یہ کہہ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لے گئے۔ حضرت جابرؓ نے ناپ ناپ کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ پُورا قرض ادا ہو گیا اور کھجوریں اسی طرح باقی تھیں گویا کہ ان میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوئیں۔ حضرت جابرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطّلاع دینے کیلئے چلے۔ وہ جب (مسجد نبوی) پہنچے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نمازِ عصر پڑھتے ہوئے پایا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت جابرؓ نے کھجوریں بچ جانے کی خبر آپؐ کو سُنائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسُولؐ ہوں۔" پھر آپؐ نے حضرت جابرؓ سے فرمایا "ابو بکرؓ اور عمرؓ کو بھی اس کی اطّلاع دو۔" حضرت جابرؓ نے حضرت عمرؓ کو اطّلاع دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے گئے تھے تو میں تو اُسی وقت سمجھ گیا تھا کہ بے شک کھجوروں میں برکت ہو جائے گی"۔ کچھ دیر بعد حضرت عمرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا "اے عمرؓ جابرؓ کی بات سُنو۔" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا ہم نہیں جانتے کہ آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں۔ اللہ کی قسم آپؐ بے شک اللہ کے رسولؐ ہیں۔" حضرت جابرؓ نے جب حضرت ابو بکرؓ کو اطلاع دی تو انہوں نے فرمایا "ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ ایسا ہوگا۔"

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں تو اسی بات پر راضی تھا کہ اللہ قرض ادا کر دے اور میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں۔ لیکن ہوا یہ کہ تمام ڈھیریاں سالم تھیں، حتّٰی کہ وہ ڈھیری جس میں سے قرضہ ادا کیا گیا تھا ویسی ہی باقی تھی گویا کہ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی۔ یہی وہ ڈھیری تھی جس پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیٹھے تھے[1]

ایک غزوہ اور حضرت جابرؓ کی شادی کچھ عرصہ بعد حضرت جابرؓ نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کر لیا نکاح کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ وہ ایک غزوہ میں شریک ہوئے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم غزوہ سے واپس ہوئے تو آپؐ نے فرمایا "جو شخص جلدی مدینہ جانا چاہے وہ جا سکتا ہے"۔ تھوڑی دیر بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت جابرؓ سے ملے۔ حضرت جابرؓ اُس وقت ایک پانی بھرنے والے سُرخ اُونٹ پر سوار تھے۔ اُونٹ اتنا تھک گیا تھا کہ (اچھی طرح) چل نہیں سکتا تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ سے فرمایا "تمہارے اُونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "وہ تھک گیا ہے" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیچھے سے آکر اُسے ڈانٹا۔ پھر اُسے کوڑے سے مار کر دُعا کی (آپؐ کی دُعا کی برکت سے) وہ اُونٹ تیزی سے چلنے لگا۔ پھر آپؐ برابر اُس کے سامنے چلتے رہے (کچھ دیر بعد) آپؐ نے حضرت جابرؓ سے پوچھا "اب تمہارے اُونٹ کی کیا کیفیت ہے؟" انہوں نے کہا "آپؐ کی (دُعا کی) برکت سے اب وہ ٹھیک ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اسے میرے ہاتھ بیچو گے؟" حضرت جابرؓ کے پاس اس کے سوا اور کوئی پانی بھرنے والا اُونٹ نہیں تھا لیکن اُنہیں انکار کرتے ہوئے شرم آئی۔ اُنہوں نے کہا "یا رسُول اللہ یہ آپؐ کیلئے ویسے ہی پیش ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تمہیں معاف کرے۔ تم اسے میرے ہاتھ بیچ دو"۔ حضرت جابرؓ نے کہا "یہ آپؐ ہی کا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اس کو چار دینار میں خریدتا ہوں" حضرت جابرؓ نے عرض کیا "میں اس اُونٹ کو آپؐ کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ مدینہ تک میں اس پر سوار رہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم مدینہ تک اس پر سوار ہو سکتے ہو"۔ حضرت جابرؓ نے کہا "(یا رسُول اللہؐ) میں نے نکاح کیا ہے لہٰذا مجھے جلدی گھر جانے کی اجازت دیدیجئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت دیدی۔ پھر فرمایا "تم نے کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے" حضرت جابرؓ نے کہا "میں نے بیوہ سے نکاح کیا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے کنواری لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کیا کہ وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے کھیلتے"۔ حضرت جابرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے والد شہید ہو گئے۔ میری چھ چھوٹی بہنیں ہیں، مجھے بُرا معلوم ہوا کہ اُن ہی جیسی کم سن نادان لڑکی سے نکاح کروں کہ نہ وہ ان کو ادب (آداب) سکھا سکے اور نہ اُن کی خدمت کر سکے، میں نے بیوہ سے اس لئے نکاح کیا ہے کہ وہ ان کے کنگھی کرے ان کو آداب سکھائے اور ان کی دیکھ بھال کرے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے اچھا کیا۔ جب تم رات کو مدینہ پہنچو تو فوراً بیوی کے پاس نہ جانا، اُس کو اتنی مہلت دینا کہ وہ کنگھی کر لے، زیرِ ناف بال مونڈ لے"۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ البیوع باب الکیل علی البائع والمشتری وکتاب فی الاستقراض باب اذا قضٰی دون حقہ وباب اذا قاص اَو جازفہ فی الدَّین۔ باب الشفاعۃ فی وضع الدَّین وکتابُ الہبۃ باب اذا وہب دینا علی رجلٍ وکتاب الصّلح وکتابُ الوصایا وکتابُ المغازی باب اذ ہمّت طائفتان وکتابُ الاطعمہ باب الرّطب والتّمر وکتابُ الاستئذان باب اذا قال من ذا قال انا عن جابرؓ (ان تمام روایتوں کا مجموعی بیان تحریر کیا گیا ہے)

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہی حکم تمام مسلمین کو دیا۔

حضرت جابرؓ سب سے پہلے مدینہ منوّرہ پہنچے۔ مدینہ میں اُن کی مُلاقات اپنے ماموں سے ہوئی۔ ماموں نے اُونٹ کا حال دریافت کیا۔ حضرت جابرؓ نے اس کی کیفیّت اُنہیں بتائی اور یہ بھی بتا دیا کہ انہوں نے اس کو بیچ دیا۔ ماموں نے انہیں ملامت کی کہ کیوں بیچ دیا۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ پہنچے تو آپؐ نے ایک گائے ذبح کی۔ سب لوگوں نے اس کا گوشت کھایا۔ دوسرے دن حضرت جابرؓ اُونٹ لے کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اُنہوں نے اُونٹ کو پتّھر کے ایک گوشہ سے باندھ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "یہ آپؐ کا اُونٹ موجود ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد کے باہر تشریف لائے اور اُونٹ کو چکّر دینے لگے۔ اُس وقت آپؐ حضرت جابرؓ سے یہ فرما رہے تھے "اُونٹ تو ہمارا ہی اُونٹ ہے۔" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ سے فرمایا "مسجد میں جاؤ اور دو رکعت پڑھو۔" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا "ان کو قیمت ادا کر دو اور کچھ زیادہ دیدو۔" حضرت بلالؓ نے حضرت جابرؓ کو چار دینار اور ایک قیراط سونا دیا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ سے فرمایا "تمہیں پوری قیمت مل گئی؟" اُنہوں نے کہا "جی ہاں" یہ کہہ کر حضرت جابرؓ وہاں سے جانے لگے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں بُلایا اور فرمایا "اُونٹ اور قیمت دونوں تمہارے ہیں۔" یہ کہہ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں قیمت بھی دیدی اور اُونٹ بھی واپس کر دیا۔[1]

حضرت خنساءؓ کا نکاح حضرت خنساءؓ بنت خدام انصاریہؓ کا نکاح اُن کے والد نے کسی شخص سے کر دیا۔ وہ بیوہ تھیں اور اس نکاح کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں اور (سارا ماجرا سُنایا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح کو مسترد کر دیا۔[2]

معاشرہ اسلامیہ کی تشکیل اور ضروری مسائل کا نزول تقریباً اسی زمانہ میں سُورۂ نساء کی اکثر آیات جو اسلامی معاشرہ کے آداب پر مشتمل ہیں نازل ہوئیں۔ رشتہ داری کے حقوق ادا کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ {نساء ۱}

اللہ سے ڈرو جس کے نام کو تم حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہو، اور رشتوں (کے قطع کرنے) سے بچو۔ بے شک اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

یتیموں کے حقوق کی نگہداشت کے سلسلہ میں فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ {نساء ۲}

یتیموں کا مال جو تمہاری تحویل میں ہو اُسے اُن کے حوالہ کر دیا کرو۔ ان کے عمدہ مال کو اپنے ناکارہ مال سے نہ بدلا کرو اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ۔ بے شک

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب استئذان الرجل الامام وباب من ضرب دابّۃ غیرہٗ وبابُ الطّعام عند القدوم وکتابُ الوکالۃ باب اذا وکّل رجلٌ رجلاً وکتابُ النکاح باب طلب الولد وباب تستحدّ المغیبۃ وصحیح مسلم کتابُ النکاح باب استحباب نکاح البکر وکتابُ البیوع عن جابرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتابُ النکاح باب اذا زوج الرّجل ابنتہٗ وھی کارھۃ عن خنساء رضؓ۔

یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ {نساء ۶}

یتیموں کی آزمائش کرتے رہا کرو یہاں تک کہ جب وہ بالغ ہو جائیں اور تم اُن کی عقل میں پختگی دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالہ کر دیا کرو۔ اور اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے (تو اُن کا مال ان کے حوالہ کرنا پڑے گا) ان کا مال فضول خرچی کر کے جلدی جلدی نہ کھا جاؤ، جو آسودہ حال ہو وہ ان کے مال سے بچے اور جو محتاج ہو وہ دستور کے مُطابق اُس میں سے کچھ لے لے۔ جب تم ان کا مال ان کے حوالہ کرو تو گواہ کر لیا کرو (خورد بُرد کا) حساب لینے کے لئے تو اللہ ہی کافی ہے۔

مدینہ منوّرہ میں اُس وقت بعض ایسے بھی لوگ تھے جن کے ہاں یتیم لڑکیاں پرورش پاتی تھیں۔ وہ لوگ اُن یتیم لڑکیوں کے جوان ہونے کے بعد اُن کے حسن و جمال کو دیکھکر اُن سے نکاح کی رغبت کرتے اور یہ ارادہ کرتے کہ اُن کا مہر اُن کے خاندان کے دستور کے مُطابق نہ دیں بلکہ کم مہر دے کر نکاح کر لیں (یا یہ کہ اگر لڑکیاں مالدار ہیں تو ان کے مال کی وجہ سے ان سے شادی کا ارادہ کرتے ویسے ان کو ان لڑکیوں سے خاص رغبت نہ ہوتی) مثلاً ایک شخص نے ایک یتیم لڑکی سے محض ایک کھجور کے درخت کی خاطر نکاح کیا، اُس لڑکی سے اُسے رغبت نہیں تھی لیکن اُسے چھوڑتا بھی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اِس بُرائی اور ظلم کا سدِّ باب کرنے کے لئے فرمایا:۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ وَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــًٔا مَّرِيْۗـــًٔا ۝ {نساء ۳ و ۴}

(اے مؤمنو!) اگر تمہیں اس بات کا اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے (یعنی مہر پورا نہ دو گے یا دلی رغبت کے ساتھ انہیں اپنے پاس نہ رکھ سکو گے) تو دوسری عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں نکاح کر لو، دو سے یا تین سے یا چار سے نکاح کر لو۔ اگر تمہیں اپنی بیویوں کے ساتھ ناانصافی کا اندیشہ ہو تو پھر ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا لونڈی جس کے تم مالک ہو (اس پر قناعت کرو) یہ حکم تم کو ناانصافی سے بچانے کے لئے دیا جا رہا ہے اور دیکھو بیویوں کو مہر پورا دیا کرو، ہاں اگر وہ خوشی سے کچھ دیدیں تو تم لے سکتے ہو۔[1]

جب یہ آیتیں اُتریں تو صحابہ کرامؓ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے اِس سلسلہ میں مزید وضاحت کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاۗءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ

یہ آپؐ سے فتوٰی لے رہے ہیں ان سے کہدیجئے کہ اللہ فتوٰی دیتا ہے (کہ تم یتیم لڑکیوں سے نکاح کر سکتے ہو) وہ جو پہلے حکم دیا گیا وہ ان یتیم لڑکیوں کے متعلق ہے جن سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی المال عن عائشہؓ وکتاب الشرکۃ وکتاب الوصایا وکتاب التفسیر صحیح مسلم کتاب التفسیر۔

أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝ {النساء ۱۲۷}

تم نکاح کی خواہش تو کرو لیکن مہر پورا نہ دو (مہر پورا نہ دینا صریح ناانصافی ہے) اور یہی نہیں بلکہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تمام بے بس بچوں اور یتیموں کے ساتھ انصاف کیا کرو۔ جو نیکی بھی تم کرو گے اللہ اُسے جانتا ہے[1]

میراث کے احکام تقریباً اسی زمانہ میں حضرت جابرؓ بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ بنو سلمہ کے محلہ میں پیدل اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت جابرؓ کے ہوش و حواس بجا نہیں تھے۔ آپؐ نے پانی منگایا اور وضو کیا پھر ان پر وضو کے بچے ہوئے پانی کے چھینٹے دئے۔ جب حضرت جابرؓ کو افاقہ ہوا تو اُنہوں نے پوچھا کہ "(یا رسول اللہؐ) آپ میرے مال کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ میں اس کا کیا کروں"۔ اللہ تعالیٰ نے میراث کے احکام نازل فرمائے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاۗءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

لڑکے کو لڑکی سے دوگنا حصہ دیا جائے۔ اگر صرف لڑکیاں ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو اُنہیں دو تہائی مال دیدیا جائے۔ اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اُسے نصف مال دیدیا جائے۔ ماں، باپ میں سے ہر ایک کو اولاد کی موجودگی میں چھٹا حصہ دیا جائے، اگر اولاد نہ ہو اور وارث صرف ماں باپ ہوں تو ماں کو تہائی (باقی باپ کو) اگر میت کے بھائی (بہن) بھی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ یہ تقسیم وصیت کی تعمیل اور قرض کی ادائیگی کے بعد کی جائے۔ تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے باپ دادا اور تمہاری اولاد میں کون نفع کے لحاظ سے تمہارے زیادہ قریب ہے۔ یہ حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہیں۔ بیشک اللہ علیم اور حکیم ہے۔ اگر بیوی مر جائے تو اولاد نہ ہونے کی صورت میں شوہر کو نصف اور اگر اولاد ہو تو شوہر کو چوتھائی حصہ دیا جائے۔ اگر شوہر مر جائے تو اولاد نہ ہونے کی صورت میں بیوی کو چوتھائی اور اگر اولاد ہو تو بیوی کو آٹھواں حصہ دیا جائے۔ اگر میت ایسی ہو کہ جس کا نہ باپ ہو نہ اولاد۔ البتہ بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ دیا جائے۔ اگر بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی مال اُن میں برابر تقسیم کر دیا جائے۔ یہ تقسیم بھی بے ضرر وصیت کی تعمیل اور قرض کی ادائیگی کے بعد کی جائے۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ اللہ جاننے والا حلم

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی المال عن عائشہؓ وکتاب الشرکۃ وکتاب الوصایا وکتاب التفسیر وصحیح مسلم کتاب التفسیر۔

يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ {نسآء ۱۱ تا ۱۴}

والا ہے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں، جو شخص اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرے گا وہ جنّت میں ہمیشہ رہے گا۔ اور جو اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور اُس کو ذلّت کا عذاب ہوگا[1]

پھر فرمایا کہ اگر

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ {نسآء ۸}

تقسیمِ میراث کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار، یتیم یا مساکین آجائیں تو اُنہیں بھی کچھ دیدیا کرو اور اُن سے شیریں کلامی سے پیش آیا کرو۔

عورتوں کے حقوق ایامِ جاہلیّت میں یہ دستور تھا کہ شوہر کے مَرنے کے بعد اس کے وارث اُس کی بیوی کے بھی وارث بن جاتے، اگر چاہتے تو خود اس سے نکاح کر لیتے یا کسی دوسرے سے نکاح کرادیتے اور اگر چاہتے تو کسی سے بھی نکاح نہ کرنے دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ظلم کا خاتمہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ {نسآء ۱۹ تا ۲۱}

اے ایمان والو! زبردستی (بیوہ) عورتوں کے وارث نہ بن جایا کرو اور اس نیت سے انہیں گھروں میں نہ روکو کہ انہیں مجبور کر کے مہر میں سے کچھ واپس لے لو البتّہ اگر وہ بدکاری کریں تو روکنے میں کوئی حرج نہیں ان کے ساتھ اچھی طرح رہا کرو۔ اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اُس میں بہت سی بھلائیاں پیدا کر دے۔ اور اگر پہلی بیوی کو طلاق دیکر تم دوسری شادی کرنا چاہو تو اگر تم نے پہلی بیوی کو ایک خزانہ بھی دیدیا ہے تو اُس میں سے کچھ بھی واپس نہیں لے سکتے۔ کیا (تمہارے لئے یہ مناسب ہے کہ) بہتان لگا کر یا صریح ناانصافی کر کے اس میں سے کچھ واپس لیلو اور تم کیسے لے سکتے ہو جبکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کر چکے ہو اور وہ تم سے (بوقتِ نکاح) مضبوط عہد بھی لے چکی ہیں[2]

محرّمات کی تفصیل پھر اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کی تفصیل بتائی جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو۔ تم پر تمہاری مائیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن جابرؓ و صحیح مسلم کتاب الفرائض نحوہٗ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابن عباسؓ۔

إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا ۖ وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ {۲۲ تا ۲۴}

بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں بھانجیاں، رضاعی مائیں، رضاعی بہنیں، ساسیں اُن بیویوں کی بیٹیاں جن سے تم صحبت کر چکے ہو۔ بہوئیں اور بہ یک وقت اُختَین حرام کر دی گئی ہیں۔ جو پہلے ہو گیا وہ ہو گیا (اب ایسا نہیں ہونا چاہیئے) بے شک اللہ غفور اور رحیم ہے۔ اور شوہر والی عورتیں بھی تم پر حرام ہیں سوائے اُن لونڈیوں کے جن کے تم مالک ہوئے (اور اُن کے کافر شوہر دارالحرب میں موجود ہوں) ان مذکورہ بالا عورتوں کے علاوہ تمام عورتیں تم پر حلال ہیں بشرطیکہ انہیں نکاح میں رکھنا ہو۔ محض شہوت رانی کی نیت نہ ہو۔ اور (اے مؤمنو!) بیویوں کو اُن کے مقررہ مہر دیدیا کرو، البتہ اگر آپس کی رضامندی سے کچھ کمی بیشی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، اللہ (سب کے حال سے) واقف ہے اور سب کام حکمت سے کرتا ہے۔

بیویوں کی حق تلفی کی ممانعت معاشرہ میں بعض ایسے لوگ بھی تھے جو اپنی بیویوں سے محبت سے پیش نہ آتے تھے اور اُنہیں طلاق دینا چاہتے تھے لیکن بیویاں طلاق کو ناپسند کرتی تھیں، لہٰذا نان نفقہ وغیرہ معاف کر دیا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِن تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ {نساء ۱۲۸}

اگر کسی عورت کو شوہر کی بے رغبتی یا زیادتی کا اندیشہ ہو تو میاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں اگر وہ صلح کر لیں۔ صلح ہی اچھی چیز ہے۔ رہا نفس تو وہ بے شک بخل کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اگر تم (آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ) نیکی کرو گے اور تقوٰے اختیار کرو گے تو اللہ کو تمہارے اعمال کا علم ہے۔[1]

شراب کے متعلق دوسری آیت کا نزول پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ شراب میں فائدے بھی ہیں اور نقصانات بھی اور نقصانات فائدوں سے زیادہ ہیں۔ یہ شراب سے روکنے کی ایک ترغیب تھی اور بس۔ اب اللہ تعالیٰ نے شراب نوشی پر ایک پابندی لگائی۔ فرمایا:۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن عائشہ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتاب التفسیر۔ [2] اُختَین سے مُراد حقیقی "بہنیں، پھوپی بھتیجی، خالہ بھانجی" ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ {نساء ۴۳}

اے ایمان والو! جب تم نشہ میں ہو تو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ جب تک تم اُس بات کو سمجھو نہیں جسے اپنی زبان سے ادا کر رہے ہو۔

مُنافقین کی جہاد سے پہلوتہی جہاد برابر جاری تھا۔ مُنافقین جنگ میں شریک ہونے سے گریز کرتے تھے ان کی حالت یہ تھی کہ شروع میں

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ {نساء ۷۷، ۷۸}

جب ان سے کہا گیا کہ ابھی جنگ نہ کرو بس نماز پڑھتے رہو، زکوٰۃ دیتے رہو (تو جنگ کی جلدی کرتے تھے) لیکن جب جنگ کرنا فرض کر دیا گیا تو ان میں سے بعض لوگ دشمن سے اس طرح ڈرتے تھے جیسے اللہ سے ڈرنا چاہیئے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور اس طرح کہتے کہ ابھی سے قتال کیوں فرض کر دیا گیا، ابھی تو ہمیں زندہ رہنے کی اور مہلت ملتی۔ اللہ نے فرمایا (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ دنیا کا مال تو بہر صورت تھوڑا ہی ہے (خواہ کتنا ہی زندہ رہو) اور آخرت پرہیزگاروں کیلئے بہت اچھی جگہ ہے۔ وہاں تم میں سے کسی پر تاگے کے برابر بھی ظلم و ناانصافی نہیں ہوگی اور (اے مؤمنو، موت سے ڈرنا فضول ہے) موت تو آکر رہے گی خواہ تم بڑے بڑے بُرجوں ہی میں کیوں نہ ہو (اور اے رسولؐ ان کی بھی عجیب حالت ہے کہ) جب انہیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور جب نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ آپؐ کی طرف سے ہے (یعنی آپؐ کی غلط تدبیر کا نتیجہ ہے) اے رسولؐ آپؐ کہہ دیجئے کہ سب اللہ کی طرف سے ہے ان لوگوں کو کیا ہو گیا کہ اتنی سی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ اور (اے رسولؐ)

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ {نساء ۸۱}

یہ لوگ زبان سے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم آپؐ کی اطاعت کرتے ہیں لیکن آپؐ کے پاس سے جانے کے بعد رات کو آپؐ کے خلاف مشورے کرتے ہیں (اے رسول) اللہ تعالےٰ ان کے مشوروں کو لکھ رہا ہے (ان کے اعمال کی سزا ان کو عنقریب مل جائے گی) اے رسولؐ آپؐ ان سے اعراض کیجئے، اللہ پر بھروسہ کیجئے، اللہ ہی کارسازی کے لئے کافی ہے۔

پھر فرمایا کہ (اگر یہ مُنافقین جہاد نہیں کرتے تو اے رسولؐ)

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ

آپؐ تو اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے رہیں۔ آپؐ اپنی ذات کے سوا اور کسی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اور مؤمنین

يَكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ○ {نسآء ۸۴}

کو بھی جہاد پر اُبھاریئے، ہوسکتا ہے کہ اللہ کافروں کے زور کو توڑ دے، اللہ کا زور سب سے زیادہ اور اُس کی سزا سب کی سزا سے زیادہ سخت ہے۔

مُنافقین کی ریشہ دوانیاں مُنافقین اپنی ریشہ دوانیوں سے باز نہ آتے تھے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ط وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ط وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ {نسآء ۱۱۳}

اگرچہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بفضلِ الٰہی ان کی گمراہ کُن باتوں سے متأثر نہیں ہوتے تھے لیکن وہ اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ آپؐ کو راہِ راست سے ہٹا دیں۔ اور وہ درحقیقت خود اپنی گمراہی کا باعث بنے ہوئے تھے۔ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کچھ نہیں بگاڑ سکے (کیونکہ اللہ کو آپ سے اپنے دین کا کام لینا تھا) اللہ نے آپؐ پر اپنی کتاب و حکمت نازل کی تھی اور آپ کو ایسی ایسی باتیں بتائی تھیں جو (پہلے) آپؐ نہیں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل و کرم تھا (اس فضل کے ہوتے ہوئے آپؐ کا بہکنا ناممکن تھا، لہٰذا منافقین کی تمام کوششیں ناکام ہو رہی تھیں)

غیرُ اللہ کی نذر و نیاز کی تردید تمام کُفّار کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ط وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ○ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ج وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ○ لَّعَنَهُ اللّٰهُ م وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ○ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ط وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ○ {نسآء ۱۱۶ تا ۱۱۹}

بے شک اللہ شرک کو نہیں بخشے گا اور اس کے سوا جتنے گناہ ہیں اُن کو جس کے لئے چاہے گا بخش دیگا (اور اے لوگو سُن لو) جس نے شرک کیا وہ راہِ راست سے دور جا پڑا، اگرچہ بظاہر یہ چند (فرضی) عورتوں کی پوجا کرتے ہیں لیکن درحقیقت یہ شیطان کی عبادت کر رہے ہیں جس پر اللہ نے لعنت کی ہے۔ اُس نے تو (شروع ہی میں) کہدیا تھا کہ (اے اللہ) میں تیرے بندوں سے اُن کے مال کا ایک مقرّرہ حصّہ لے لیا کروں گا (یعنی ان سے غیرُ اللہ کی نذر و نیاز کرایا کروں گا) انہیں گمراہ کرتا رہوں گا (غلط) اُمّیدیں دلاتا رہوں گا اور انہیں یہ بھی سکھاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیریں اور اللہ کی تخلیق میں تغیّر کرتے رہیں (یعنی غیرُ اللہ کی نذر کرتے وقت جانوروں کے اعضاء میں تغیّر و تبدّل کریں) اب جو شخص بھی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ صریح نقصان میں مُبتلا ہوگیا۔

منافقین کی بے ایمانی مُنافقین زبان سے تو یہ اقرار کرتے تھے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

کہ ہم اُس کتاب پر ایمان لائے جو (اے رسُولؐ) آپؐ پر اُتاری گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان لائے جو

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ
اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ
يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ
تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ
الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝
فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ
اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ
اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ
الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ
عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
قَوْلًۢا بَلِيْغًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ
لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (النساء ۱۰)

آپؐ سے پہلے آتی تھی لیکن جب مقدمات کا فیصلہ کرانا ہوتا تو اللہ کے قوانین کو چھوڑ کر دوسرے قوانین کے مطابق فیصلہ چاہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا کہ غیر اللہ کے قوانین کا انکار کریں۔ لیکن شیطان یہ چاہتا تھا کہ انہیں راہِ راست سے دور ہٹا دے (اور وہ شیطان ہی کا کہنا مان رہے تھے) جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب اور اُس کے رسولؐ کی طرف آؤ تو یہ منافقین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور بھاگتے اور اگر ان کی شامتِ اعمال سے ان پر کوئی مصیبت نازل ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑے چلے آتے اور قسمیں کھا کھا کر کہتے کہ ہمارا مقصد تو بھلائی تھا، ہم تو موافقت (و اصلاح) چاہتے تھے۔ اللہ نے فرمایا (اے رسولؐ) اللہ ان کے دل کا حال جانتا ہے۔ آپؐ ان سے اعراض کریں البتہ نصیحت جاری رکھیں اور ان سے ایسی باتیں کہیں جو ان کے دلوں میں اثر کر جائیں اور (اے رسولؐ نہ صرف آپؐ بلکہ) ہم نے جو رسول بھی بھیجا تو اُس کے بھیجنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ انہیں تو یہ چاہیئے تھا کہ اگر یہ (آپؐ کی نافرمانی کر کے) گناہ کر بیٹھے تھے تو آپؐ کے پاس آتے، اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور آپؐ بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو یہ اللہ کو معاف کرنیوالا، رحم کرنے والا پاتے۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ
الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ
عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ
يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ
حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا
مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ
فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ
بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ
نَكُنْ مَّعَكُمْ ۠ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا
اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ

لیکن معافی مانگنا تو کجا اُن لوگوں کی تو یہ حالت تھی کہ مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے، ان کے ہاں اپنی عزت کے طلبگار ہوتے (ان کی اس حرکت پر اللہ نے فرمایا) عزت تو سب اللہ ہی کی ہے (وہ جس کو عزت دے وہ عزت پا سکتا ہے)۔ مزید برآں منافقین اپنی مجلسوں میں اللہ کی آیات کا مذاق اُڑاتے تھے، اللہ نے مومنین سے فرمایا کہ (اے مومنو!) جب اللہ کی آیات کا مذاق اُڑایا جائے یا اُنکا انکار کیا جائے تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہوں (اگر تم ان کے ساتھ بیٹھے) تو تمہارا شمار بھی انہی میں سے ہوگا۔ غرض یہ کہ منافقین طرح طرح کی چالیں چلتے موقع شناسی

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ {نساء ۱۳۹ تا ۱۴۵}

ان کی خصلت بن گئی تھی ۔ اگر مؤمنین کی فتح ہوتی تو کہتے ہم تمہارے ساتھ ہیں اور اگر کافروں کو کچھ فائدہ پہنچ گیا تو اُن سے کہتے "کیا ہم نے تمہاری حفاظت نہیں کی ؟ ہم ہی نے تو تم کو مؤمنین سے بچایا" وہ اللہ کو دھوکا دینے میں لگے ہوئے تھے حالانکہ وہ خود دھوکے میں مبتلا تھے. جب نماز پڑھتے تو محض لوگوں کو دکھانیکے لئے سُستی اور کاہلی کے ساتھ نماز پڑھتے ۔ اور اللہ کو تو (درحقیقت) وہ بہت کم ہی یاد کرتے تھے . نہ پُوری طرح مؤمنین کے ساتھ تھے نہ پوری طرح کافروں کے ساتھ تھے. بیچ میں لٹک رہے تھے. ان لوگوں کے متعلق اللہ نے فرمایا کہ یہ لوگ اللہ کے فطری قوانین کے مُطابق گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں ۔ اب انہیں ۔اہِ ۔است کیسے مل سکتی ہے۔ ان کی سزا تو یہ ہے کہ یہ دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں ہوں گے اور وہاں اُن کیلئے کوئی مدد گار نہ ہوگا ۔ اور اے مؤمنو، تم کافروں کو دوست نہ بنانا ورنہ تم بھی عذاب کے مستحق ہو جاؤ گے ۔

اہلِ کتاب میں تبلیغ اسلام | مُنافقین کی طرح یہودی بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور مُسلمین کے درپئے آزار رہا کرتے تھے ۔ جب ان سے کہا جاتا کہ اسلام قبول کرو تو طرح طرح کے بہانے بناتے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے. بہرحال رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انہیں برابر تبلیغ کرتے رہتے تھے (لیکن وہ کسی طرح ایمان نہیں لاتے تھے) ایک دن

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ {نساء ۱۵۳}

کہنے لگے کہ آپ آسمان سے ہم پر کوئی کتاب اُتار لائیں (تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے. اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہٹ دھرمی ان کی پُرانی عادت ہے) ان کے بڑوں نے تو موسیٰؑ سے اس سے بھی زیادہ (لغو) بات کا مطالبہ کیا تھا یعنی یہ کہ ہمیں اللہ کو بے حجاب دکھا دو. ان کی اس شرارت کی وجہ سے بجلی نے انہیں آدبوچا (یہی نہیں بلکہ) ان کے بڑوں نے تو کھُلی نشانیاں آنے کے بعد بچھڑے کو پُوجا (یہ ہمارا فضل و کرم تھا کہ) ہم نے معاف کر دیا اور موسیٰؑ کو صریح غلبہ عطا کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ان سے ایمان کی اُمید رکھنا فضول ہے) یہ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ

اپنے عہدوں کو توڑا. اللہ کی آیات کا انکار کیا. انبیاء کو ناحق قتل کیا اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے دلوں

قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ {نساء ۱۵۵ تا ۱۵۸}

پر غلاف چڑھا ہوا ہے۔ بات یہ نہیں ہے بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر اُن کے کفر اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے مُہر لگا دی ہے۔ لہٰذا یہ کم ہی ایمان لائیں گے اور اس لئے بھی ان کے دل پر مُہر لگائی کہ اُنہوں نے مریم پر بُہتانِ عظیم لگایا اور پھر یہ دعوٰی کیا کہ ہم نے اللہ کے رسُول عیسیٰؑ بن مریم کو قتل کر دیا، حالانکہ اُنہوں نے نہ عیسیٰؑ کو قتل کیا، نہ اُنہیں سُولی پر چڑھایا مگر ہاں اُن کو (مصلوب کی) شکل عیسٰےؑ جیسی معلوم ہوئی۔ یہ لوگ شک و شبہ میں مُبتلا ہیں (انہیں خود بھی یقین نہیں کہ وہ ایسا کر گزرے ہیں) یہ تو محض وہم و گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔ یقیناً انہوں نے عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اُنہیں اپنی طرف اُوپر اُٹھا لیا اور۔ اللہ غالب ہے (وہ سب کچھ کر سکتا ہے) اور وہ حکمت والا بھی ہے۔

پھر اللہ نے تمام دنیا کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ {نساء ۱۷۰}

اے لوگو! تمہارے ربّ کی طرف سے ایک رسُولِ برحق تمہارے پاس آگیا ہے، اُس پر ایمان لے آؤ، یہی تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر انکار کرو گے تو بے شک زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے (تم نہ اللہ کا کچھ بگاڑ سکتے ہو نہ اللہ کے رسُولؐ کا) اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے۔

آدابِ مُعاشرہ کے متعلّق مزید ہدایات مؤمنین کو آدابِ معاشرہ سکھاتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے مؤمنو)

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝ {نساء ۸۶}

جب تم کو سلام کیا جائے تو اس سے بہتر جواب دیا کرو، یا (کم از کم) اتنا ہی لوٹا دیا کرو۔ بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے حکم دیا تھا کہ شوہروں کو چاہیئے کہ بیویوں میں انصاف کریں۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس انصاف کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ {نساء ۱۲۹}

تم کتنا ہی چاہو بیویوں میں ہرگز برابری نہیں کر سکتے (محبّت کا کم و بیش ہونا فطری چیز ہے) تو ایسا بھی نہ کرو کہ بس ایک ہی بیوی کے ہو کر رہ جاؤ اور دوسری کو معلّق چھوڑ دو، اور اگر تم صلح و صفائی سے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

عیدُ الاضحٰے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عیدالاضحٰے کی نماز حسب دستور پڑھائی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی

ہیں عید کا دن تھا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر میں تشریف لائے۔ اُس وقت میرے پاس دو انصاری لڑکیاں جو گانا نہیں جانتی تھیں دَف بجا بجا کر جنگِ بُعاث کے گیت گا رہی تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے بستر پر لیٹ گئے۔ آپؐ نے اپنے چہرۂ مبارک کو کپڑے سے ڈھانک کر دوسری طرف کر لیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے۔ اُنہوں نے مجھے دھمکایا اور ان لڑکیوں کو بھی دھمکایا اور کہا "کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر میں یہ شیطانی باجے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چہرہ پر سے کپڑا ہٹا کر حضرت ابوبکرؓ کی طرف مُنہ کیا اور فرمایا "انہیں چھوڑ دو، بے شک ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے"۔ پھر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم غافل ہو گئے تو حضرت عائشہؓ نے ان لڑکیوں کو اشارہ کیا اور وہ دونوں باہر چلی گئیں[1]

ایّامِ تشریق کے روزوں کی ممانعت عید الفطر اور عید الاضحٰے کے روزوں کی ممانعت تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پہلے ہی فرما چکے تھے۔ اب آپؐ نے ایّامِ تشریق کے متعلّق فرمایا کہ یہ بھی کھانے پینے کے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں[2] (گویا آپؐ نے ایّامِ تشریق یعنی ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ذوالحجہ کے روزوں کی بھی ممانعت فرما دی)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جاسوس روانہ کرنا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دس آدمیوں کا ایک دستہ کافروں کی جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا۔ اور حضرت عاصم بن ثابت انصاریؓ کو جو عاصم بن عمر بن خطابؓ کے نانا تھے اُن پر امیر مقرر کیا۔ حضرت عاصمؓ مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے۔ جب وہ ہدات کے مقام پر پہنچے جو عُسفان اور مکّہ معظّمہ کے درمیان ہے تو اُن کی خبر ہذیل کے ایک قبیلہ کو جس کا نام بنو لحیان تھا پہنچی۔ بنو لحیان نے ان مؤمنین کے مقابلہ کے لئے دو سو آدمیوں کو روانہ کیا جو سب تیر انداز تھے۔ مؤمنین کو تلاش کرنے کے لئے وہ اُن کے قدم کے نشانات پر چلتے رہے۔ جب انہوں نے مؤمنین کی کھائی ہوئی کھجوریں جو یہ مدینہ منوّرہ سے بطور زادِ راہ لائے تھے دیکھیں تو کہنے لگے یہ تو مدینہ کی کھجوریں ہیں۔ غرض یہ کہ وہ نشاناتِ قدم پر چلتے ہوئے مؤمنین کے پاس پہنچ گئے۔ جب حضرت عاصمؓ اور اُن کے ساتھیوں نے اُنہیں دیکھا تو وہ پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے۔ کافروں نے اُنہیں گھیر لیا اور ان سے کہا پہاڑ سے اُتر آؤ اور اپنا ہاتھ ہمیں دیدو (یعنی گرفتار ہو جاؤ) ہم تم سے عہد کرتے ہیں کہ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصمؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں کافر کی امان میں نہیں اُتروں گا"۔ یہ کہہ کر دُعاء کی کہ "اے اللہ ہماری خبر اپنے نبیؐ کو پہنچا دے"۔ کافروں نے تیر مارنے شروع کئے۔ دونوں طرف سے باقاعدہ جنگ ہوتی رہی، یہاں تک کہ کافروں نے حضرت عاصمؓ اور اُن کے ساتھ چھ آدمیوں کو شہید کر دیا۔ تین آدمی جو بچے وہ کافروں کے عہد و پیمان پر بھروسہ کر کے پہاڑ سے نیچے اُتر آئے۔ منجملہ ان کے حضرت خبیب انصاریؓ اور حضرت زید بن دثنہؓ تھے۔ جب کافروں نے ان پر قابو پا لیا تو اپنی کمانوں کی تانتیں کھول کر انہیں باندھ دیا۔ حضرت خبیبؓ اور حضرت ابنِ دثنہؓ کے علاوہ جو تیسرے صحابی تھے انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا "یہ ان لوگوں کی پہلی وعدہ خلافی ہے۔ اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا، معلوم ہوتا ہے ان کا قتل کرنے کا ارادہ ہے"۔ انہوں نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب العیدین باب الحراب والدرق فی یوم العید وباب سنۃ العید لاھل الاسلام وباب اذا فاتہ العید یصلی رکعتین عن عائشہؓ۔

[2] صحیح مسلم کتاب الصّوم عن نبیشہؓ وکعب بن مالکؓ۔

کافروں کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ کافروں نے اُن کو کھینچا اور اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اُن کے ساتھ چلیں۔ لیکن وہ نہ مانے۔ کافروں نے اُنہیں وہیں شہید کر دیا۔ اب وہ حضرت خبیبؓ اور حضرت ابنِ دثنہؓ کو لے کر چلے یہاں تک کہ ان دونوں کو مکہ معظمہ میں لے جا کر بیچ دیا۔ حضرت خبیبؓ کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبدِ مناف کے بیٹوں نے مول لے لیا اس لئے کہ حضرت خبیبؓ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ حضرت خبیبؓ ان لوگوں کے ہاں قید رہے۔ جب وہ لوگ ان کے قتل کے لئے جمع ہوئے تو حضرت خبیبؓ نے حارث کی بیٹی سے ایک اُسترا مانگا تاکہ اس سے زیرِ ناف بالوں کو مونڈیں۔ لڑکی نے اُسترا انہیں دیدیا۔ اسی اثناء میں حضرت خبیبؓ نے اس لڑکی کے بیٹے کو اپنی گود میں لے لیا۔ اُس لڑکی کو خبر نہیں ہوئی۔ جب اُس نے اپنے بچّہ کو حضرت خبیبؓ کے زانو پر بیٹھا ہوا دیکھا اور یہ دیکھا کہ حضرت خبیبؓ کے ہاتھ میں اُسترا ہے تو وہ ڈر گئی۔ حضرت خبیبؓ نے اُس کے چہرہ سے اُس کی گھبراہٹ کو پہچان لیا۔ اُنہوں نے اُس لڑکی سے کہا "کیا تمہیں اس بات کا خوف ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ نہیں میں ایسا نہیں کروں گا۔" وہ لڑکی کہتی ہے کہ "میں نے خبیبؓ سے بہتر قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے اُن کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ دیکھا، وہ اُس کو کھا رہے تھے حالانکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ مکّہ معظّمہ میں اس زمانہ میں کوئی پھل نہیں آرہا تھا وہ رزق اللہ کی طرف سے آیا تھا اور اللہ ہی نے خبیبؓ کو دیا تھا۔" پھر کافر حضرت خبیبؓ کو لے کر حدودِ حرم کے باہر گئے تاکہ اُنہیں قتل کریں۔ حضرت خبیبؓ نے اُن سے کہا "مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔" کافروں نے انہیں چھوڑ دیا۔ اُنہوں نے دو رکعت نماز پڑھی، اس کے بعد کہا اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ مجھے قتل کا خوف ہے تو میں طویل نماز پڑھتا۔ پھر اس طرح دُعاء کی "اے اللہ ان کو گن لے، ان کو علیٰحدہ علیٰحدہ مار اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔" پھر یہ دو شعر پڑھے:۔

وَلَسْتُ اُبَالِی حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا	جبکہ میں اسلام پر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ	اس بات کی پرواہ نہیں کہ میں کس پہلو پر گرتا ہوں
وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَأْ	یہ مصیبت تو اللہ کی راہ میں پہنچ رہی ہے اور اگر اللہ
یُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ	چاہے تو کٹے ہوئے اعضاء کے ٹکڑوں میں برکت

عطاء فرمائے۔

اس کے بعد حارث کے بیٹے عقبہ نے اُنھیں شہید کر دیا۔

حضرت خبیبؓ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ہر اُس مُسلم کے لئے جو قید کر کے قتل کیا جائے دو رکعت مسنون کر دیں (کیوں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے اس فعل کو برقرار رکھا اور ناپسند نہیں فرمایا)

اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم بن ثابتؓ کی دُعاء قبول فرمالی جو اُنہوں نے شہادت کے دن مانگی تھی اور اپنے نبیؐ کو اُن کی خبر پہنچا دی۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ کو اس واقعہ سے مطلع فرمایا۔

کُفّارِ قریش میں سے چند لوگوں نے حضرت عاصمؓ کے قتل کا یقین نہیں کیا، لہٰذا اُنہوں نے چند آدمی روانہ کئے تاکہ وہ ان کے جسم کا کوئی حصّہ کاٹ کر لے آئیں جس سے یہ پہچانا جائے کہ واقعی وہ قتل ہو گئے۔ کیوں کہ حضرت عاصمؓ نے جنگِ بدر میں ان کے ایک سردار کو قتل کیا تھا لہٰذا وہ حضرت عاصمؓ کے قتل کے بہت

زیادہ متمنّی تھے۔ جب قریش کے بھیجے ہوئے آدمی وہاں پہنچے تو حضرت عاصمؓ کی لاش پر بھڑیں مثل چھتّہ کے چھا گئیں۔ بھڑوں نے اُن کی لاش کو محفوظ کر دیا اور وہ کافر اس بات پر قادر نہ ہو سکے کہ ان کے جسم کا کوئی ٹکڑا کاٹ سکیں[1]

حضرت بریرہؓ کی مُکاتبت حضرت بریرہؓ ابتداء میں ایک لونڈی تھیں۔ ان کے مالکوں نے ان کو آزاد کرنے کا معاوضہ نو اوقیہ چاندی مقرر کی اور ان سے ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنے کا معاہدہ کیا۔ حضرت بریرہؓ، حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے پاس آئیں اور اُن سے زرِ مکاتبت کے ادا کرنے میں امداد چاہی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں اس شرط پر زرِ مکاتبت ادا کرنے کیلئے تیّار ہوں کہ تمہاری وراثت میرے لئے ہو۔ حضرت بریرہؓ کے مالکوں نے اس شرط کو منظور نہیں کیا۔ اُنہوں نے کہا حقِ وراثت ہمارا ہی رہے گا۔ کچھ دیر بعد جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے اس بات کا ذکر آپؐ سے کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اُسے خرید کر آزاد کر دو اور ولاء کی شرط ان ہی کے لئے کر لو (شرط کرنے سے کیا ہوتا ہے) حقِ وراثت تو آزاد کرنے والے ہی کا ہوتا ہے"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ حمد و ثناء کے بعد آپؐ نے فرمایا "امّا بعد، لوگوں کا کیا حال ہے، ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتابُ اللہ میں نہیں۔ جو شخص ایسی شرط کرے جو کتابُ اللہ میں نہ ہو تو اُس کی شرط باطِل ہے۔ اُسے اس شرط کی بنیاد پر کچھ نہیں ملیگا خواہ وہ سَو مرتبہ شرط کرے۔ اللہ ہی کا فیصلہ سچّا ہے اللہ ہی کی شرط مضبوط شرط ہے۔ ولاء (حقِ وراثت) اُسی کے لئے ہوگا جو آزاد کرے"۔[2]

(نوٹ:۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حدیث بھی کتابُ اللہ ہے کیونکہ مسئلۂ ولاء قرآن مجید میں نہیں ہے)

عامر بن طفیل کی گستاخانہ شرطیں مشرکین کا سَردار عامر بن طفیل رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور کہنے لگا "میں آپؐ کو تین باتوں میں سے ایک کا اختیار دیتا ہوں (ان میں سے آپؐ جو چاہیں قبول کریں)

(۱) آپؐ کے مطیع جنگل والے ہوں اور میرے شہر والے یا

(۲) میں آپؐ کا خلیفہ بنوں ورنہ

(۳) میں آپؐ پر دو ہزار غطفانیوں کے لشکر سے حملہ کروں گا"۔[3]

(یہ کہکر وہ واپس چلا گیا اور مؤمنین کے خلاف ایک سازش کی)

کافروں کی ایک سازش۔ واقعہ بئرِ معونہ رُعل، ذکوان، عصیّہ اور بنو لحیان قبیلے کے لوگوں نے (بظاہر مسلم بن کر) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے ایسے آدمی طلب کئے جو (تبلیغی جدوجہد میں) ان کی مدد کر سکیں اور ان کو قرآن اور سُنّت کی تعلیم بھی دیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ستّر انصار کو جو اپنے زمانہ کے قُرّاء کہلاتے تھے اُن کے ساتھ کر دیا۔ ان میں حضرت انسؓ کے ماموں یعنی حضرت اُمّ سُلیمؓ کے بھائی حضرت حرام بن ملحانؓ اور ایک لنگڑے قاری بھی شامل تھے۔ یہ لوگ دن کے وقت لکڑیاں چُن کر لاتے اور ان کو بیچ کر اصحابِ صفّہ[4] اور فقراء کے لئے کھانا خریدتے۔ رات کو قرآن پڑھتے، تعلیم (دین)

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب ہل یُستاسر الرّجُل عن ابی ہُریرہؓ کتابُ المغازی ابواب غزوۃ بدر وباب غزوۃ الرجیع۔

[2] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب ذکر البیع والشراء علی المنبر فی المسجد عن عائشہؓ وکتابُ البیوع باب اذا اشترط وصحیح مسلم کتابُ العتق۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع۔

[4] اصحابِ صفہ سے مُراد وہ طلباء ہیں جو مسجدِ نبوی میں ایک چبوترہ پر رہا کرتے تھے۔

حاصل کرتے اور نماز (تہجّد) پڑھا کرتے تھے۔ مدینہ منوّرہ سے روانہ ہونے کے بعد جب یہ لوگ بئرِ معونہ مقام پر پہنچے تو اُن لوگوں نے بدعہدی کی۔ جو عہد انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا تھا اُسے توڑ دیا۔ حضرت حرامؓ کو جب اُن کی بدعہدی کا علم ہوا تو دو آدمیوں کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔ کچھ دور جا کر اُنہوں نے اپنے دو ساتھیوں سے جن میں ایک لنگڑے تھے کہا "تم دونوں میرے قریب (چلتے) رہنا جب تک میں ان کے پاس پہنچوں۔ اگر کافروں نے مجھے امن دیدیا تو تم میرے قریب ٹھہرے رہنا اور اگر مجھے مار ڈالا تو تم اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جانا"۔ یہ کہکر حضرت حرامؓ کافروں کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا کیا تم مجھے امن دیتے ہو تاکہ میں تمہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیغام پہنچاؤں۔ اُنہوں نے امن دیا حضرت حرامؓ نے تقریر شروع کی۔ ان لوگوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا۔ اُس نے پیچھے سے آکر حضرت حرامؓ کو نیزہ مارا اور اُن کے جسم کے پار کر دیا حضرت حرامؓ نے اپنا خون لے کر اپنے منہ اور سر پر مل لیا اور کہا "اللہُ اکبر۔ ربِّ کعبہ کی قسم میں مُراد کو پہنچ گیا"۔ کُفّار نے دھوکا دیکر دو کے علاوہ باقی تمام مؤمنین کو بھی شہید کر دیا۔ مؤمنین یہ کہتے رہے کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں (لیکن اُنہوں نے ایک نہیں سُنی) شہید ہونے والوں میں حضرت عروہ بن اسماء بن صلتؓ اور منذر بن عمرؓ شامل تھے۔

دو مسلم جو بچ گئے تھے اُن میں سے ایک لنگڑے قاری تھے۔ یہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے (اور بچ کر نکل آئے) دوسرے حضرت عمرو بن اُمیّہ ضمریؓ تھے جن کو کافروں نے گرفتار کر لیا۔

عامر بن طفیل جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے نامُراد واپس ہوا تھا اس سازش میں شامل تھا۔ جب حضرت عمرو بن اُمیّہؓ گرفتار کر کے اس کے پاس لائے گئے تو اُس نے ایک لاش کی طرف اِشارہ کر کے پوچھا "یہ کون ہے؟" حضرت عمروؓ نے کہا "یہ عامر بن فہیرہؓ ہیں"۔ عامر بن طفیل نے کہا "میں نے دیکھا کہ وہ قتل ہونے کے بعد آسمان کی طرف اُٹھائے گئے۔ بڑی دیر تک اُن کی لاش آسمان اور زمین کے درمیان معلّق رہی پھر وہ زمین پر رکھدی گئی"۔ یہ وہی "عامر بن فہیرہؓ" ہیں جو سفرِ ہجرت میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اِس واقعہ کی خبر پہنچی۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو مطّلع کیا اور فرمایا! "تمہارے اصحاب مصیبت میں مبتلا ہوئے"۔ شہادت کے بعد اُنہوں نے اپنے ربّ سے دُعا کی "اے ہمارے ربّ ہمارے بھائیوں کو ہماری اور اپنی باہمی رضامندی کی خبر پہنچادے"۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا حال صحابہؓ کرامؓ کو بتادیا۔ وحی کے الفاظ یہ تھے:۔

بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا اَنَّا لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَاَرْضَانَا۔

ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچادو کہ بیشک ہم اپنے ربّ سے ملے۔ وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اُس سے راضی ہیں۔

وحی کے یہ الفاظ قرآن مجید کی آیت (کی طرح) تلاوت کئے جاتے تھے۔ بعد میں (بحکمِ الٰہی) ان کی تلاوت منسوخ کر دی گئی۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے اتنا سخت صدمہ ہوا کہ) آپؐ ایک مہینہ تک صبح کی نماز میں رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھتے رہے۔ آپؐ عرب کے اُن قبیلوں پر بددعا کرتے تھے جنہوں نے اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی (اور بدعہدی) کی تھی۔

عامر بن طفیل کو طاعون ہو گیا، اُس نے کہا یہ اُونٹ کے غدود کی طرح ایک غدود ہے۔ میرا گھوڑا لاؤ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑے کی پُشت پر ہی مر گیا۔[1]

۴ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت اُمّ سلمہؓ سے نکاح

حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا تھا کہ جب کسی مسلم کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یہ پڑھے:-

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا۔	ہم سب اللہ کے ہیں اور ہم سب اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ میری مصیبت کا مجھے اجر دے اور اس سے بہتر چیز مجھے عطا فرما۔

تو اللہ اُس کو اجر بھی دیتا ہے اور بدلہ میں اس کو اس سے بہتر چیز عطا فرماتا ہے۔ جب میرے شوہر ابوسلمہؓ کا انتقال ہوا تو میں نے سوچا کہ ابوسلمہؓ سے بہتر کون ہوگا۔ وہ صحابیِ رسولؐ تھے، ان کا گھر وہ گھر تھا کہ جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تھی۔ پھر اللہ نے میرے دل میں ڈالا میں نے وہ کلمات پڑھ ہی لئے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ میں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، ابوسلمہؓ کا انتقال ہو گیا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پڑھو:-

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلَہٗ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْہُ عُقْبٰی حَسَنَۃً۔	اے اللہ مجھے بخش دے اور انہیں بھی بخش دے اور ان کے بعد مجھے بہتری عطا فرما۔

حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے یہ کلمے پڑھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسلمہؓ کے پاس تشریف لائے۔ اُن کی آنکھیں کھُلی رہ گئی تھیں۔ آپؐ نے اُنہیں بند کر دیا۔ پھر فرمایا "جب رُوح نکلتی ہے تو نگاہ اُس کے پیچھے پیچھے جاتی ہے۔" اتنے میں گھر والے رونے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بھلائی کی دعا کرو کیونکہ فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا کی کہ "اے اللہ ابوسلمہؓ کو بخش دے، ہدایت والوں میں ان کا درجہ بلند فرما، ان کے پس ماندگان میں تو خلیفہ بن جا، اور اے ربّ العالمین ہم کو اور ان کو بخشدے۔ ان کی قبر کو کُشادہ فرما دے اور اس میں ان کے لئے روشنی کر دے۔"

حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ابوسلمہؓ کے انتقال پر میں نے کہا "یہ مُسافر مُسافرت میں مر گیا۔ میں اس پر

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع وبئر معونہ عن انسؓ وعن عائشہ صدیقہؓ وکتاب الجہاد عن انسؓ باب من ینکب او یطعن فی سبیل اللہ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید (مختصرًا) عامر بن طفیل اور حضرت عامر بن فہیرہؓ کا واقعہ صحیح مسلم میں نہیں البتہ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔ دوہری خط کشیدہ عبارت صحیح بخاری میں ہے۔

ایسا روؤنگی کہ لوگ اس کا ذکر کریں گے۔ میں نے رونے کی تیاری کی۔ ایک عورت مدینہ کے بالائی حصّہ سے میرا ساتھ دینے آئی۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کے پاس آئے اور فرمایا "کیا تو شیطان کو اُس گھر میں جس گھر سے اللہ نے اُسے (ایمان اور ہجرت کے ذریعہ) دو مرتبہ نکالا ہے بُلانا چاہتی ہے"۔ حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں یہ کلمات سُن کر میں نوحہ و ماتم سے باز رہی، اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے ذریعہ حضرت اُمّ سلمہؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے کہا "میری ایک بیٹی ہے، پھر میں غیور بہت ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہلوایا کہ "ہم اُن کی بیٹی کے لئے دُعاء کریں گے کہ اللہ ان کو اس سے بے فکر کر دے اور میں یہ بھی دُعاء کروں گا کہ ان کی (غیر ضروری) غیرت[1] دور ہو جائے"۔ غرض یہ کہ حضرت اُمّ سلمہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نکاح کر لیا۔ وہ فرماتی ہیں "وہ دُعاء جو میں نے پڑھی تھی اُس کے اثر سے اللہ نے ابو سلمہؓ سے بہتر شوہر کی زوجیت مجھے نصیب فرمائی"۔

نکاح کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت اُمّ سلمہؓ کے ہاں تین دن رہے۔ جب آپؐ جانے لگے تو اُنہوں نے آپؐ کا دامن پکڑ لیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اپنے شوہر کے نزدیک کم مرتبہ نہیں ہو اگر تم چاہو تو میں تمہارے ہاں سات دن رہوں، پھر تمام بیویوں کے پاس سات سات دن کا دورہ کروں"۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے کہا "تین دن ہی ٹھیک ہیں"[2]۔

پردہ کا مشورہ ایک دن حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "آپؐ کے ہاں اچھے اور بُرے سب ہی قسم کے لوگ آتے ہیں، کاش آپؐ مؤمنین کی ماؤں کو پردہ کرنے کا حکم دے دیں"[3]۔ حضرت عمرؓ اس طرح بار بار مشورہ دیتے رہے لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پردہ کا حکم نہیں دیا۔ ازواجِ مطہّراتؓ برابر قضائے حاجت کے لئے رات کو باہر جایا کرتی تھیں۔ ایک رات کو ایسا ہوا کہ حضرت سودہ بنت زمعہؓ قضائے حاجت کے لئے نکلیں۔ حضرت عمرؓ نے جو اُس وقت کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اُنہیں دیکھ لیا۔ وہ دراز قامت تھیں لہٰذا حضرت عمرؓ نے اُنھیں پہچان لیا، کہنے لگے "اے سودہؓ ہم نے تمہیں پہچان لیا"۔ یہ بات انہوں نے اس لئے کہی کہ انہیں اس بات کی بے حد خواہش تھی کہ کسی طرح پردہ کا حکم نازل ہو جائے[4] (لیکن اب بھی کچھ عرصہ تک پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا)

انصاری عورتوں کا اثر مہاجر عورتوں پر قریش کے مرد عورتوں پر غالب رہتے تھے۔ جب وہ ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ آئے تو اُنہوں نے دیکھا کہ وہاں کی عورتیں مَردوں پر غالب ہیں۔ قرشی عورتوں نے بھی انصاری عورتوں کی عادتیں سیکھنی شروع کر دیں۔ ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت عمرؓ اپنی بیوی پر چِلّائے۔ بیوی نے انہیں سخت جواب دیا۔ حضرت عمرؓ کو بیوی کا اس طرح بات کرنا ناگوار گذرا۔ بیوی نے کہا "تم کو میرا جواب دینا کیوں ناگوار گذرا، نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیویاں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جواب دے دیتی ہیں اور بعض ان میں سے دن بھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بات نہیں کرتیں"۔ حضرت عمرؓ یہ سُن کر ڈر گئے۔ اُنہوں نے کہا جس نے ایسا کیا وہ سخت خسارہ میں ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے اپنے کپڑے پہنے اور حضرت حفصہؓ کے پاس گئے۔ حضرت عمرؓ نے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنائز عن اُمّ سلمہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الرضاع باب قدر ما تستحقہ البکر الخ عن اُمّ سلمہؓ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب آیۃ الحجاب عن عائشہؓ و صحیح مسلم کتاب السلام۔ [5] غیرت سے مُراد وہ غیرت ہے جو سوکنوں میں ہوتی ہے۔

کہا" اے حفصہؓ کیا تم میں سے کوئی دن دن بھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ناراض رکھتی ہے؟" حضرت حفصہؓ نے کہا "ہاں" حضرت عمرؓ نے کہا "تو وہ خسارہ میں رہے گی اور نامُراد ہوگی، کیا اُسے یہ ڈر نہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہو جائے گا اور وہ ہلاک ہو جائے گی۔ تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ بات نہ کیا کرو، نہ کسی بات میں اُلٹ کر جواب دیا کرو، نہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ترکِ کلام کیا کرو۔ جو کچھ تمہیں ضرورت ہوا کرے مجھ سے مانگ لیا کرو۔ اور دیکھو تم دھوکے میں نہ آجانا کیونکہ تمہاری پڑوسن یعنی عائشہؓ تم سے زیادہ حسین اور تم سے زیادہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو محبوب ہیں۔" حضرت حفصہؓ کو نصیحت کرنے کے بعد حضرت عمرؓ، حضرت اُمِّ سلمہؓ کے پاس گئے۔ وہ ان کی رشتہ دار تھیں۔ حضرت عمرؓ نے ان سے اس سلسلہ میں گفتگو کی۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے فرمایا "تم ہر معاملہ میں دَخل دیتے ہو اور اب یہ چاہتے ہو کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کی ازواجؓ کے معاملہ میں بھی دخل دو۔" حضرت عمرؓ کو ان کی اس بات سے اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ ان کو نصیحت نہ کر سکے اور واپس چلے آئے۔[1]

واقعہ اِیلاء[2] ایک دن ایسا ہوا کہ ازواجِ مطہّرات نے جمع ہو کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے خرچ کا مُطالبہ کیا۔ آپؐ نے اِس مُطالبہ کو ناپسند فرمایا اور خفگی کا اظہار کیا۔ اُس وقت آپؐ کے دروازہ پر بہت سے لوگ موجود تھے۔ لیکن کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں ملی تھی۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے۔ اُن کو اجازت مل گئی وہ اندر چلے گئے۔ پھر حضرت عمرؓ آئے۔ اُن کو بھی اجازت مل گئی۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیٹھے ہوئے ہیں اور آپؐ کے گرد آپؐ کی بیویاں غمگین اور خاموش بیٹھی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے سوچا میں کوئی ایسی بات کہوں کہ آپؐ مُسکرا دیں۔ اُنہوں نے کہا "یا رسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کاش آپؐ خارجہ کی بیٹی (یعنی میری بیوی) کو دیکھتے کہ اگر وہ مجھ سے خرچ مانگتی تو میں کھڑے ہو کر اس کا کلا گھونٹتا" یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مُسکرائے، پھر فرمایا "یہ سب میرے گرد بیٹھی ہیں اور مجھ سے خرچ مانگ رہی ہیں۔" حضرت ابوبکرؓ اُٹھے اور حضرت عائشہؓ کا کلا گھونٹنے لگے۔ حضرت عمرؓ حضرت حفصہؓ کا کلا گھونٹنے لگے۔ وہ دونوں کہنے لگیں "ہم وہ چیز آپؐ سے کبھی نہ مانگیں گے جو آپؐ کے پاس نہ ہو۔" (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے جانے کے بعد) ازواجِ مطہّرات کے اس مطالبہ پر ناراض ہو کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (ایک مہینہ تک) ان کے پاس نہ جانے کی قَسم کھالی[3]۔

کیونکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پَیر میں موچ آگئی تھی لہٰذا آپؐ ایک بالاخانہ میں فروکش ہو گئے[4]۔ (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چڑھنے اُترنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی جیسا کہ آگے آرہا ہے)

حضرت عمرؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس قَسم کی خبر نہیں ہوئی۔ وہ مدینہ کی بلندی پر بنو اُمیّہ بن زید کے محلّہ میں رہتے تھے۔ ایک انصاری ان کے پڑوسی تھے۔ حضرت عمرؓ اور وہ انصاری باری باری سے نبی صلّی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المظالم بابُ الغرفۃ عن عمرؓ وکتابُ النکاح باب موعظۃ الرّجل ابنتہ وباب، بحرۃ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نساءَہٗ عن ابنِ عباسؓ وصحیح مسلم کتابُ الطّلاق باب بیان ان تخییر امرأۃ ..... عن عائشہؓ وبابُ الایلاء عن عائشہؓ وعمرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ صحیح مسلم میں کتابُ الطّلاق دو جگہ ہے)

[2] بیوی کے پاس نہ جانے کی قَسم کھا لینے کو ایلاء کہتے ہیں۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الطّلاق عن جابرؓ۔ [4] پردہ کا حکم ابھی نازل نہیں ہوا تھا۔

[4] صحیح بخاری کتابُ المظالم بابُ الغرفۃ عن انسؓ۔

علیہ وسلّم کے پاس آیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت عمرؓ آتے اور ایک دن وہ انصاری آتے جب حضرت عمرؓ آتے تو اُس دن کی تمام خبریں اور احکام وغیرہ اُنہیں سُنا دیا کرتے، اور جس دن وہ آتے تو وہ بھی ایسا ہی کرتے۔

ان دنوں میں مدینہ منوّرہ میں اکثر اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ غسّان (امیرِ شام) مسلمین سے جنگ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت عمرؓ کے انصاری پڑوسی اپنی باری کے دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے۔ رات کو جب وہ لَوٹ کر آئے تو حضرت عمرؓ کے دروازہ کو زور سے کھٹکھٹایا اور کہا "کیا وہ سو رہے ہیں؟" حضرت عمرؓ (ان کی اس بات سے) ڈر گئے۔ باہر نکلے تو انصاری نے کہا "ایک بڑا حادثہ ہو گیا" حضرت عمرؓ نے کہا "کیا غسّان آگیا؟" اُنہوں نے کہا "اس سے بھی بڑا حادثہ ہو گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "حفصہ نقصان میں رہی اور نامُراد ہو گئی۔ میں تو پہلے ہی سمجھ رہا تھا کہ عنقریب ایسا ہو جائے گا"۔

صبح کو حضرت عمرؓ کپڑے وغیرہ پہن کر گھر سے روانہ ہوئے اور فجر کی نماز رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ پڑھی۔ نماز کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بالاخانہ میں تشریف لے گئے اور اُس میں تنہا بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ حُجروں کی طرف آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر گھر میں رونا ہو رہا ہے اور ہر بیوی کے گھر والے اُس کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ اُس زمانہ کی بات ہے کہ جب تک پردہ کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ حضرت عائشہؓ کے گھر گئے اور ان سے کہا "اے صدّیقؓ کی بیٹی، تمہارا یہ کیا حال ہو گیا ہے کہ تم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایذا دینے لگی ہو"۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ "تم کو مجھ سے اور مجھ کو تم سے کیا مطلب۔ تم اپنی گٹھڑی (یعنی اپنی بیٹی) کی خبر لو"۔ وہاں سے اُٹھ کر حضرت عمرؓ حضرت حفصہؓ کے پاس گئے۔ وہ رو رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا "تم کیوں رو رہی ہو؟" کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا (کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نامناسب بات نہ کہنا) اللہ کی قسم تم جانتی ہو کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تم کو (زیادہ) نہیں چاہتے اور میں نہ ہوتا تو ابھی تک تم کو طلاق دے چکے ہوتے۔ اچھا بتاؤ کیا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہیں طلاق دیدی ہے؟" حضرت حفصہؓ نے کہا "مجھے نہیں معلوم" یہ کہہ کر وہ زار و قطار رونے لگیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِس وقت کہاں ہیں؟" حضرت حفصہؓ نے کہا "آپؐ اپنے بالاخانہ میں ہیں"۔ حضرت عمرؓ وہاں سے نکل کر منبر کے پاس آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ رو رہے ہیں۔ کنکریاں اُلٹ پلٹ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی۔ حضرت عمرؓ کچھ دیر ان لوگوں کے پاس بیٹھے پھر ان کی بے چینی نے ان پر غلبہ کیا تو انہوں نے سوچا کہ اس معاملہ کی تحقیق کریں۔ وہ بالاخانہ پر چڑھے بالاخانہ کی چوکھٹ پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حبشی غلام جن کا نام رَباحؓ تھا بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا "میرے لئے اجازت لو"۔ وہ اندر گئے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت طلب کی۔ کچھ دیر بعد وہ باہر آگئے۔ اُنہوں نے کہا میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آپ کے لئے اجازت طلب کی لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ وہاں سے واپس آگئے اور اُن لوگوں کے پاس بیٹھ گئے جو منبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی بے چینی نے پھر ان پر غلبہ کیا۔ وہ پھر گئے۔ غلام سے کہا، "میرے لئے اجازت طلب کرو"۔ رَباحؓ پھر اندر گئے اور واپس آکر وہی جواب دیا۔ حضرت عمرؓ پھر منبر کے پاس

آکر بیٹھ گئے۔ ان کی بے چینی نے پھر غلبہ کیا۔ وہ پھر بالاخانہ گئے۔ رَباحؓ سے پھر اجازت مانگنے کے لئے کہا۔ وہ اندر گئے اور پھر باہر آکر وہی جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے ذرا بلند آواز سے کہا کہ شاید رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ خیال ہے کہ میں حفصہؓ کے لئے (سفارش کرنے) آیا ہوں۔ اللہ کی قسم اگر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کی گردن مارنے کا حکم دیں تو میں اُس کی گردن مار دوں۔ یہ کہکر وہ واپس روانہ ہوئے ہی تھے کہ یکایک غلام نے آواز دی۔ غلام نے کہا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپؓ کو اجازت دیدی"۔ حضرت عمرؓ اندر گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا تہ بند اچھی طرح لپیٹ لیا۔ اس تہ بند کے علاوہ آپؐ کے پاس کوئی اور کپڑا نہیں تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ چٹائی پر کوئی بستر وغیرہ نہیں تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پہلو پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے۔ آپؐ چمڑے کے ایک تکیہ سے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے سلام کیا اور سلام کے بعد کھڑے ہی کھڑے عرض کیا "کیا آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نظر اُٹھا کر اُن کو دیکھا اور فرمایا "نہیں میں نے ایک مہینہ کے لئے ایلاء کیا ہے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ اکبر" پھر کھڑے ہی کھڑے عرض کیا "یا رسُول اللہ میں کچھ دل بہلانے کی باتیں کروں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ "ہم قرشی مرد، عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے، پھر ہم ایسے مَردوں کے پاس آئے کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں"۔ یہ سُن کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مُسکرائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا "آپ دیکھئے، میں حفصہؓ کے پاس گیا تھا اور میں نے اُن سے کہا تھا کہ تم کسی گھمنڈ میں نہ رہنا، تمہاری پڑوسن یعنی عائشہؓ تم سے زیادہ حسین اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تم سے زیادہ محبوب ہیں"۔ یہ سُن کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر مُسکرائے۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت اُمِّ سلمہؓ کا واقعہ سُنایا۔ اُس کو سُن کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر مُسکرائے۔ جب حضرت عمرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مُسکراتے ہوئے دیکھا تو بیٹھ گئے۔ اس کے بعد اُنہوں نے اپنی نظر اُٹھا کر آپؐ کے گھر کو دیکھا۔ وہ کہتے ہیں "اللہ کی قسم میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی جو نظر کو روکتی سوائے تین کھالوں کے اور ایک صاع کے قریب جَو اور کچھ سلم نامی درخت کے پتّوں کے جو گھر کے ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے"۔ یہ عُسرت دیکھکر حضرت عمرؓ کی آنکھیں بھر آئیں اور وہ رونے لگے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیوں روتے ہو؟" حضرت عمرؓ نے کہا "کیسے نہ روؤں، آپؐ اپنی اُمّت کے لئے فراخی کی دُعاء کیجئے۔ آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں اور یہ آپؐ کی کُل کائنات ہے! چٹائی کے نشان بازو پر پڑ گئے ہیں۔ یہ فارس اور رُوم کے لوگ ہیں کہ پھلوں اور نہروں میں عیش کر رہے ہیں۔ ان کو خوب وسعت اور فراخی دی گئی ہے۔ دنیا کی کونسی نعمت ہے جو انہیں نہ ملی ہو حالانکہ وہ (خالص) اللہ کی پرستش نہیں کرتے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ یہ سُن کر سیدھے بیٹھ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابنِ خطّاب! کیا تمہیں اس بات میں کچھ شک ہے کہ اُنہیں ان کے اعمال کی جزاء دُنیوی زندگی میں دیدی گئی ہے۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ اُن کے لئے دُنیا ہو اور تمہارے لئے آخرت"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے لئے استغفار کیجئے"۔ یہ کہکر حضرت عمرؓ نے عرض کیا "آپؐ کو اپنی بیویوں کے متعلق پریشانی کی کیا ضرورت ہے۔ اگر آپؐ انہیں طلاق بھی دیدیں تو اللہ، اُس کے فرشتے، میں اور ابوبکرؓ اور تمام مسلمین آپؐ کے ساتھ ہیں (یا رسُول اللہؐ) مسجد میں لوگ یہ کہہ رہے

ہیں کہ آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی، کیا میں اُنہیں مطلع کر دوں کہ آپؐ نے طلاق نہیں دی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم چاہو تو مطلع کر دو"۔ حضرت عمرؓ کچھ دیر اور باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا غصّہ بالکل زائل ہو گیا۔ آپؐ مُسکرائے اور مُسکراتے وقت آپؐ اتنے اچھے معلوم ہوتے تھے کہ اتنے اچھے دوسرے لوگ مسکراتے وقت معلوم نہیں ہوتے (حضرت عمرؓ واپس آگئے) اور مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی۔ اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ {نساء ۸۳}

جب ان کے پاس کوئی خبر امن کی یا خوف کی آتی ہے تو یہ اُسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو نبی اور سرداروں کے پاس پہنچاتے تو وہ اس کی تحقیق کر لیتے۔ یہ تو تم پر اللہ کا فضل ہو گیا ورنہ سوائے چند کے سب لوگ شیطان کے تابع ہو جاتے۔

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قسم کو ۲۹ دن ہو گئے تو حضرت عمرؓ ان کے پاس گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بالاخانہ پر سے اُترے۔ حضرت عمرؓ بھی اُترے۔ حضرت عمرؓ تو کھجور کے ٹہنے کو پکڑتے ہوئے اُترے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِس طرح اُترے گویا بے تکلّف زمین پر چل رہے ہوں۔ آپؐ نے کسی چیز کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "(یا رسُول اللہ) آپؐ ۲۹ دن رہے" (ابھی مہینہ پُورا نہیں ہوا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مہینہ ۲۹ دن کا بھی تو ہوتا ہے۔ پھر سب سے پہلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہؓ کے پاس گئے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "آپؐ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک ہمارے پاس نہیں آئینگے میں نے یہ دن گِن گِن کے کاٹے ہیں۔ ابھی اُنتیس ۲۹ دن ہی ہوئے ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے اور یہ مہینہ ۲۹ دن ہی کا ہے۔ اسی اثناء میں آیۂ تخییر نازل ہوئی۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ازواجِ مطہّرات کو اختیار دیا کہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اختیار کریں یا دُنیا کو۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ازواجِ مطہّرات سے دریافت کیا کہ وہ کیا چیز پسند کرتی ہیں۔ آپؐ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ابتداء کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "میں تم سے ایک بات کہتا ہوں۔ یہ ضروری نہیں کہ تم فوراً جواب دو بلکہ اِس سلسلہ میں تم اپنے والدین سے پوچھ کر جواب دے سکتی ہو"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپؐ سے علیٰحدہ ہونے کا مشورہ نہیں دیں گے (اسی لئے آپؐ نے والدین سے پوچھنے کا مشورہ دیا) اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ

اے نبیؐ اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دُنیا کی زندگی اور اُس کی زیب و زینت کی خواہشمند ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال دے کر رخصت کر دوں اور اگر تم کو اللہ اور رسُولؐ اور دارِ آخرت کی خواہش ہے تو پھر اللہ نے تم میں سے جو نیکی

فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا
عَظِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ
بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ
وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّقْنُتْ
مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ
اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ
اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ
فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ
فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ
الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ
وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ
لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ
بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ {۲۸ تا ۳۴ / ۲۲}

کرنے والیاں ہیں اُن کے لئے اَجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔
اے نبیؐ کی بیویو، تم میں سے جو کوئی صریح فحش کام کرے
تو اُس کو دوگنی سزا دی جائے گی اور یہ بات اللہ کیلئے
آسان ہے، اور جو تم میں سے اللہ اور رسُولؐ کی فرمانبردار
رہے گی اور نیک عمل کرے گی تو ہم اُس کو دوگنا اَجر
دیں گے اور اُس کے لئے ہم نے عزّت کی روزی تیار
کر رکھی ہے۔ اے نبیؐ کی بیویو، تمام عورتوں میں سے کوئی
ایک عورت بھی تمہارے ہم پلّہ نہیں۔ اگر تم پرہیزگار رہنا
چاہتی ہو تو کسی (غیر محرم) مَرد سے نرم باتیں نہ کرو تاکہ جس
کے دل میں مرض ہے اُسے کوئی لالچ نہ پیدا ہو، دستور کے
مُطابق بات کیا کرو۔ اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور جس
طرح ایّامِ جاہلیّت میں اظہارِ حسن و جمال ہوتا تھا تم اُس
طرح سے اپنے کو نہ دکھاتی پھرو۔ نماز پڑھتی رہو، زکوٰۃ دیتی
رہو، اللہ اور رسُولؐ کی اطاعت کرتی رہو۔ اے اہلِ بیت
اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کر دے اور تمہیں (تمام
روحانی گندگیوں سے) بالکل پاک و صاف کر دے۔ تمہارے
گھروں میں جو اللہ کی آیات اور حکمت کی باتیں تلاوت کی جاتی ہیں اُن کو یاد رکھو، بے شک اللہ لطیف و خبیر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (جنّت کی یہ بشارت تمہارے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ) بلاشک و شُبہ

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ
وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ
وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ
وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ
فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا
وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا
عَظِيْمًا ۝ {احزاب ۳۵}

تمام مُسلم مَرد اور تمام مُسلم عورتیں، ایمان والے
مَرد اور ایمان والی عورتیں، فرمانبردار مَرد اور فرمانبردار
عورتیں، راستباز مَرد اور راستباز عورتیں، صابر مَرد
اور صابر عورتیں، عاجزی کرنے والے مَرد اور عاجزی کرنے
والی عورتیں، خیرات کرنے والے مَرد اور خیرات کرنے
والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مَرد اور روزہ رکھنے والی
عورتیں، شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مَرد اور
شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں، کثرت سے
اللہ کا ذکر کرنے والے مَرد اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان سب کیلئے بخشش اور اجرِ عظیم
تیار کر رکھا ہے۔

یہ آیتیں سُننے کے بعد حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا "کیا مَیں اِس بات میں اپنے والدین سے مشورہ
کروں؟ مَیں تو اللہ اور اُس کے رسُولؐ اور دارِ آخرت کو اختیار کرتی ہوں اور اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ یہ

بات کسی اور بیوی کو نہ بتائیں کہ میں نے آپؐ کو اختیار کیا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو بیوی مجھ سے پوچھے گی میں اُسے ضرور بتاؤں گا، کیونکہ اللہ نے مجھے مُبلّغ، معلّم اور آسانی پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی اور تنگی میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بھیجا ہے۔"

حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے دریافت کرنے کے بعد آپؐ نے دوسری بیویوں کو بھی اختیار دیا۔ سب بیویوںؓ نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے دیا تھا۔[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حضرت زینبؓ سے نکاح اور پردہ کا حکم

حضرت زیدؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مُنہ بولے بیٹے تھے۔ ان کا نکاح حضرت زینبؓ سے ہوا تھا۔ حضرت زیدؓ انہیں طلاق دینا چاہتے تھے۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ (پ ۲۲)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُنہیں مشورہ دیتے تھے کہ ایسا نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو، لیکن (کسی نہ کسی وجہ سے آخر) اُنہوں نے (اللہ اور رسُولؐ کے دئے ہوئے اختیار کی بنیاد پر) حضرت زینبؓ کو طلاق دیدی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (حضرت زینبؓ کی دلجوئی اور متبنّٰی بنانے کی رسم کو ختم کرنے کی خاطر) ان سے نکاح کا اِرادہ کیا لیکن اِس اِرادہ کو ظاہر کرتے ہوئے آپؐ ڈرے (کہ لوگ یہ کہیں گے کہ اپنی بہو سے شادی کرلی) اللہ نے فرمایا کہ (اے رسُولؐ) اللہ ہی حقدار ہے کہ اُس سے ڈرا جائے (آپؐ لوگوں کی پرواہ نہ کیجئے بلکہ جو ارادہ کرلیا ہے اُسے کر گزریئے)

اِس حکمِ الٰہی کی تعمیل میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زینبؓ کی عدّت ختم ہونے کے بعد حضرت زیدؓ کے ذریعہ پیغامِ نکاح بھیجا۔ حضرت زیدؓ، حضرت زینبؓ کے پاس پہنچے۔ وہ اُس وقت آٹا گوندھ رہی تھیں (پردہ کا حکم ابھی تک نازل نہیں ہوا تھا) حضرت زیدؓ نے اُن کو دیکھا تو اُن کے دل میں حضرت زینبؓ کی اتنی عظمت بیٹھ گئی کہ وہ اُن کی طرف دیکھ نہ سکے۔ اس کیفیت کے پیدا ہونے کا سبب صرف یہ تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں پیغامِ نکاح بھیجا تھا (اور اب وہ زوجۂ رسُولؐ بننے والی تھیں) حضرت زیدؓ نے پیٹھ موڑی اور ایڑیوں پر پیچھے ہٹے۔ پھر حضرت زیدؓ نے کہا "اے زینبؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہیں پیغامِ نکاح بھیجا ہے۔" حضرت زینبؓ نے کہا "میں کوئی کام نہیں کرتی جب تک اپنے ربّ سے مشورہ نہ کرلوں۔" یہ کہکر وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑی ہوگئیں۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ

جب زیدؓ نے اُن سے تعلق منقطع کرلیا تو ہم نے آپؐ سے ان کا نکاح کر دیا (یہ کام ہم نے اس لئے کیا) تاکہ مؤمنین کے لئے اُن کے مُنہ بولے بیٹوں کی بیویوں

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المظالم بابُ الغرفۃ عن عمرؓ وکتابُ النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ، وباب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نساءہٗ وکتابُ اللباس وصحیح مسلم کتابُ الطّلاق باب بیان ان تخییر امرأتہ الخ عن عائشہؓ وبابُ الایلاء عن عائشہؓ وعمرؓ (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ دوہری خط والی عبارت صحیح بخاری میں ہے)

وَطَرًا ط وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ مَا كَانَ
عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ط سُنَّةَ
اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ط وَكَانَ اَمْرُ
اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۝ اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ
رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا
اِلَّا اللّٰهَ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ مَا كَانَ
مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ
رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ {۳۷ تا ۴۰ احزاب}

سے جب وہ اُنہیں طلاق دیدیں نکاح کرنے میں کوئی پس وپیش نہ رہے اور اللہ کا حکم تو ہو کر رہتا ہے۔ نبی پر اس کام کے کرنے میں کوئی حرج نہیں جو اللہ نے اس پر فرض کر دیا ہے (نبی اللہ کے حکم کے مقابلہ میں رسم ورواج کی پرواہ نہیں کرتا) جو لوگ پہلے گذر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے، اللہ کا حکم واقع ہو کر رہتا ہے جو لوگ اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں وہ اللہ ہی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے، حساب لینے کیلئے اللہ ہی کافی ہے۔ محمدؐ (زیدؓ کے باپ نہیں ہیں بلکہ) اہلِ اسلام تمہارے (بالغ) مردوں میں سے بھی وہ کسی کے باپ نہیں ہیں، وہ اللہ کے رسولؐ ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے۔ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

ان آیات کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینبؓ کے مکان میں بغیر اجازت تشریف لے گئے[1] حضرت زینبؓ اس نکاح پر بڑا فخر کرتی تھیں۔ وہ ازواجِ مطہرات سے کہتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے گھر والوں نے کیا اور میرا نکاح اللہ نے ساتوں آسمانوں کے اُوپر کیا[2]

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے نکاح کیا تو نکاح کی صبح کو میری والدہ اُمِّ سُلیمؓ نے مجھ سے کہا "کاش ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تحفہ بھیجتے"۔ میں نے کہا "ضرور بھیجئے"۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ اُٹھیں اور اُنہوں نے ایک برتن میں کچھ کھجور، گھی اور پنیر رکھ کر اُن کا مالیدہ بنایا اور میرے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں روانہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے رکھ دو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کچھ کھانا تیار کروایا تھا جو گوشت اور روٹی پر مشتمل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ سے فرمایا "فلاں فلاں آدمیوں کو بُلا لاؤ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آدمیوں کے نام لئے پھر فرمایا "جس جس سے تم ملو اُس کو بُلا کر لے آؤ"۔ جب حضرت انسؓ حکم کی تعمیل کر کے واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر آدمیوں سے بھرا ہُوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالیدہ پر ہاتھ رکھ کر جو اللہ نے چاہا پڑھا۔ پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لئے بُلانا شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے فرماتے تھے "بسم اللہ کہہ کر اپنے آگے سے کھاؤ"۔ سب آدمیوں نے کھانا کھایا اور کھانا کھا کر واپس چلے گئے سوائے چند آدمیوں کے جو وہیں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دسترخوان اُٹھاؤ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ کھانا دسترخوان بچھاتے وقت زیادہ تھا یا اُٹھاتے وقت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت زینبؓ بھی پیٹھ موڑے دیوار کی طرف مُنہ کئے بیٹھی تھیں (جب دسترخوان اُٹھایا گیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُٹھنے کی تیاری کی، لیکن وہ لوگ پھر بھی نہ اُٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تو اور سب آدمی بھی کھڑے ہو گئے اور اپنے اپنے گھر لوٹ گئے۔ صرف تین آدمی باقی رہ گئے۔

[1] صحیح مسلم کتاب النکاح باب زواج زینبؓ عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب وکان عرشہ علی الماء عن انسؓ۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ان لوگوں کے نہ جانے سے رنج ہونے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر تا اُن سے کچھ نہیں کہا، آپؐ ازواجِ مطہراتؓ کے حجروں کی طرف روانہ ہو گئے اور ہر نکاح کی صبح کو آپؐ کا یہ دستور تھا کہ آپؐ تمام بیویوں کے پاس جایا کرتے تھے۔ سب سے پہلے آپؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ آپؐ نے فرمایا "السلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللہ" (اے اہلِ بیت، تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت) حضرت عائشہؓ نے جواب دیا "وعلیک السلام ورحمۃ اللہ"۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "اللہ آپؐ کو مبارک کرے۔ آپؐ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکے بعد دیگرے تمام بیویوںؓ کے پاس گئے۔ ہر ایک کو آپؐ نے اُسی طرح سلام کیا جس طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کیا تھا اور ہر ایک بیویؓ نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دیا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو وہ تین آدمی اب بھی بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی شرمیلے تھے لہٰذا آپؐ بغیر کچھ کہے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے مکان کی طرف چلے گئے۔ جب ان تین آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس تشریف لے جاتے دیکھا تو فوراً اُٹھ کر چل دئے۔ حضرت انسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے جانے کی خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے۔ آپؐ مکان کے اندر داخل ہو رہے تھے، آپؐ کا ایک پیر اندر تھا اور ایک پیر باہر کہ آپؐ پر پردہ کی آیت نازل ہوئی۔ حضرت انسؓ نے بھی اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور حضرت انسؓ کے درمیان پردہ ڈال دیا۔ حضرت انسؓ صحن میں تھے۔ اُنہوں نے سُنا کہ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیتیں تلاوت فرما رہے تھے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝ إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ

اے ایمان والو، نبیؐ کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر صرف اس صورت میں کہ تمہیں کھانے کے لئے بُلایا جائے (پہلے سے جا کر) اس کے پکنے کا انتظار نہ کیا کرو (بلکہ جب کھانا تیار ہو جائے اور) تمہیں بُلایا جائے تو اندر جاؤ اور جب کھا چکو تو فوراً چلے آیا کرو۔ باتوں میں مصروف نہ ہوا کرو۔ اس بات سے نبیؐ کو تکلیف ہوتی ہے۔ وہ تم سے شرماتے ہیں لیکن اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا اور (اے ایمان والو) جب تم نبیؐ کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے اور اُن کے دلوں کے لئے پاکیزگی کی بات ہے اور تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسولؐ کو تکلیف پہنچاؤ اور یہ کہ اُن کے بعد اُن کی بیویوں سے نکاح کرو۔ بے شک یہ کام اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ اگر تم کسی بات کو ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ نبیؐ کی بیویوں کو اپنے باپوں سے، بیٹوں سے، بھائیوں سے بھتیجوں سے،

اَیۡمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِیۡنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ۝ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا مُّهِیۡنًا ۝ وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَیۡرِ مَا اكۡتَسَبُوۡا فَقَدِ احۡتَمَلُوۡا بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِیۡنًا ۝ {احزاب ۵۳ تا ۵۸}

بھانجوں سے، اپنی عورتوں سے اور اپنے غلاموں سے پردہ نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ انہیں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ بے شک اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبیؐ پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو، تم بھی نبیؐ پر نزولِ رحمت کی دُعاء کیا کرو اور سلام بھیجا کرو۔ جو لوگ اللہ اور رسولؐ کو تکلیف پہنچاتے ہیں (یعنی اللہ اور رسولؐ کو ناراض کرتے ہیں) اُن پر دُنیا اور آخرت میں لعنت ہے۔ اُن کے لئے اللہ نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ مؤمن مَرد اور عورتوں پر تہمت لگا کر اُنہیں تکلیف پہنچائیں تو اُنہوں نے بُہتان باندھا اور بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔[1]

حضرت زینبؓ کے نکاح پر تبصرہ اللہ تعالیٰ متبنّٰے بنانے کی رسمِ بد کو مٹانا چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی منشاء یہ تھی کہ لوگ کسی کو مُنہ بولا بیٹا نہ بنائیں۔ اگر غلطی سے بنالیں تو اُس کو صلبی و حقیقی بیٹے کی طرح نہ سمجھیں۔ نہ صلبی بیٹے کی طرح متبنّٰی کے حقوق تسلیم کئے جائیں۔ نہ متبنّٰی کی بیوی کو بہو سمجھا جائے۔ ان تمام باتوں کی اصلاح منظور تھی۔ جب کوئی شخص کسی رسمِ بد کی اصلاح کرنا چاہے تو اس کے لئے سب سے عمدہ تدبیر یہ ہے کہ خود اس پر عمل کر کے دکھائے۔ اس کے نمونہ کو دیکھ کر دوسرے لوگ عمل کریں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیونکہ اس رسم کی اصلاح کرنا چاہتے تھے لہٰذا آپؐ نے خود حضرت زینبؓ سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا لیکن مشکل یہ تھی کہ یہ کام اُس زمانہ میں معیوب سمجھا جاتا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اندیشہ ہوا کہ لوگ بدنام کریں گے۔ طرح طرح کی باتیں بنائیں گے۔ لہٰذا آپؐ نے ابتداء میں اِس ارادہ کو ظاہر نہ فرمایا لیکن بعد میں حسبِ فرمانِ الٰہی اس کو ظاہر کر دیا اور اس پر عمل بھی کر لیا تاکہ ہر وہ شخص جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو ایسا کرنے میں نہ ہچکچائے اور بے دھڑک یہ کام کر ڈالے۔

پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ایک واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد ایک دن حضرت سودہ بنتِ زمعہؓ اپنے کسی کام سے باہر گئیں۔ وہ ایک جسیم (دراز قامت) عورت تھیں لہٰذا وہ اپنے پہچاننے والوں سے اپنے آپ کو چھپا نہیں سکتی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اُنہیں دیکھ لیا۔ اُنہوں نے کہا "اے سودہؓ، اللہ کی قسم تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں۔ دیکھو تم کس طرح نکلتی ہو۔" حضرت سودہؓ لوٹ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے مکان میں رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی۔ حضرت سودہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، مَیں اپنے کسی کام سے باہر گئی تھی۔ عمرؓ نے مجھ سے اس طرح کہا۔" ان کا یہ کہنا تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی کچھ دیر بعد نزولِ وحی کی کیفیت دور ہو گئی۔ ہڈی ابھی تک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ مبارک میں تھی۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب آیۃ الحجاب عن انسؓ و کتاب النکاح باب الہدیۃ للعروس و کتاب التفسیر باب لا تدخلوا بیوت النبی۔ صحیح مسلم کتاب النکاح میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" اللہ نے تمہیں اپنے کام کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دیدی ہے"۔[1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | حضرت عمرؓ کا حضرت سودہؓ کو پکارنا اور اس قسم کے کلمات کہنا اس مقصد سے تھا کہ ازواجِ مطہراتؓ گھر کے باہر نکلنا بند کر دیں۔ ان کی یہ خواہش ان کے جذبۂ احترامِ رسُولؐ کی غمّاز ہے۔

دختر جَوْن | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرب کی ایک عورت کا ذکر کیا گیا (تاکہ آپؐ اُس سے نکاح کر لیں) اس عورت کا نام امیمہ بنت نعمان بن شراحیل تھا۔ اُس کو جونیہ اور دختر جَوْن بھی کہتے تھے[2] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (حسبِ مشورہ) اُس سے نکاح کر لیا۔ پھر حضرت ابو اُسیدؓ کو حکم دیا کہ امیمہ کے پاس کسی کو بھیجیں۔ اُنہوں نے کسی آدمی کو بھیجدیا۔ امیمہ (اُس آدمی کے ساتھ) مدینہ منوّرہ آگئی، اس کے ساتھ اس کی دایہ بھی تھی جس نے اس کی پرورش کی تھی۔ یہاں وہ بنو ساعدہ کی ایک حویلی میں فروکش ہوگئی جو کھجوروں کے ایک باغ میں واقع تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت ابو اُسیدؓ وغیرہ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ جب آپؐ اُس باغ کی طرف چلے جس کا نام شَوْط تھا تو آپؐ کے اصحابؓ ایک جگہ پر جو دو دیواروں کے درمیان واقع تھی بیٹھ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا" یہیں بیٹھے رہنا" یہ کہکر آپؐ باغ کے اندر اُس حویلی میں تشریف لے گئے۔ جَوْن کی بیٹی سر جھکائے بیٹھی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" تم اپنا نفس مجھے دیدو" وہ آپؐ کو پہچان نہ سکی۔ اُس نے کہا" کیا ملکہ کسی بازاری آدمی کو اپنا نفس دے سکتی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کو تسلّی و تشفّی دینے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اُس نے کہا" میں تم سے اللہ کی پناہ طلب کرتی ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" تم نے بہت بڑے کی پناہ طلب کی ہے لہٰذا میں نے تمہیں اپنے سے پناہ دی۔ تم اپنے گھر والوں کے پاس واپس چلی جاؤ"۔ یہ کہکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے اصحابؓ کے پاس تشریف لائے۔ آپؐ نے حضرت ابو اُسیدؓ سے فرمایا کہ اس عورت کو اس کے گھر والوں کے پاس پہنچادو اور اُس کو دو کتّانی کپڑے اور کچھ سامان دیدو (جب وہ واپس جانے لگی تو) لوگوں نے اُس سے کہا" تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون تھے" (جو تمہارے پاس آئے تھے؟) اُس نے کہا" مجھے نہیں معلوم" لوگوں نے کہا" یہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھے"۔ یہ سُن کر اُس نے بڑے افسوس کے ساتھ کہا" پھر تو میں بڑی بدنصیب ہوں" (کہ زوجۂ مطہّرہ ہونے کا شرف مجھے نہ مل سکا)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے اصحابؓ نے کچھ دیر بنو ساعدہ کے مکان میں قیام فرمایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سہلؓ سے فرمایا" اے سہل ہمیں پانی پلاؤ"۔ حضرت سہلؓ نے پانی لاکر آپؐ کو پلایا۔[3]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | جو شخص جتنا بھی اس واقعہ پر غور کرے گا اُتنا ہی وہ حیرت و استعجاب میں کھو جائے گا۔ قلم قاصر ہے کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جذباتِ اقدس، صفاتِ عالیہ اور ضبطِ نفس کی صحیح ترجمانی کر سکے۔ اللہ کی پناہ طلب کرنے کے بعد آپؐ کا اُس عورت کے پاس سے چلا آنا نہ صرف خشیتِ الٰہی کی بلکہ نبوّت کی بھی دلیل ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر سُورۃ الاحزاب۔ [2] جَوْن اُس عورت کے آباء و اجداد میں سے کسی کا نام تھا۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الاشربۃ باب الشرب من قدح النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن سہل بن سعدؓ۔ وکتابُ الطّلاق باب من طلّق عن عائشۃ صدیقہؓ وابی اُسیدؓ وسہل بن سعدؓ۔ صحیح مسلم کتابُ الاشربہ میں یہ واقعہ اختصار کے ساتھ مروی ہے۔

غزوۂ بنو مُصطَلِق (جنگِ مُرَیسِیع)

تقریباً انہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلہ بنو مُصطلِق پر حملہ کیا۔ راستہ میں آپؐ نے حضرت جابرؓ کو کسی کام کے لئے روانہ کیا۔ جبکہ وہ واپس آئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (سواری پر) نماز پڑھ رہے تھے (حضرت جابرؓ کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ آپؐ نماز پڑھ رہے ہیں) اُنہوں نے کچھ بات کہی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ سے اشارہ کیا (اُنہوں نے بات بند کر دی۔ آپؐ نماز پڑھتے رہے) رکوع و سجود کیلئے آپ سر جُھکا دیا کرتے تھے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں "مجھے آپؐ کی قرأت کی آواز آ رہی تھی"۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا "میں نماز پڑھ رہا تھا اس لئے جواب نہ دے سکا۔ اچھا بتاؤ تم نے وہ کام کر لیا؟"[1] (حضرت جابرؓ نے کیفیت بتائی)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مع اپنے اصحابؓ کے بنو مصطلق پر اچانک حملہ کیا۔ اُنہیں آپؐ کے آنے کی خبر نہیں ہوئی۔ جبکہ آپؐ ان کے پاس پہنچے تو وہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لڑنے والوں کو قتل کر دیا اور باقی لوگوں کو قید کر لیا۔ ان قیدیوں میں حضرت جویریہؓ بھی تھیں[2]۔ (لونڈی غلام تقسیم کر دئے گئے) بعض لوگوں کو عورتوں کی خواہش ہوئی لیکن انہوں نے یہ نہ چاہا کہ اُن کی لونڈیاں حاملہ ہوں لہٰذا اُنہوں نے عزل کا ارادہ کیا۔ پھر اُنہوں نے سوچا کہ جبکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم موجود ہیں تو آپؐ سے بغیر پوچھے عزل کیوں کریں۔ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا، آپؐ نے فرمایا عزل نہ کرنے میں تمہارا کوئی حرج نہیں کیونکہ جو جان قیامت تک پیدا ہونے والی ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی[3] (یعنی عزل کرنا فضول ہے)

کچھ عرصہ بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ خفیہ طور پر زندہ گاڑنا ہے[4]" (گویا اس کی ممانعت فرما دی)

منافقین کی شرارتیں | **پہلی شرارت:۔** مہاجرین میں ایک شخص بہت ہی ظریف الطبع تھا۔ اُس نے مذاق میں ایک انصاری کی پیٹھ پر تھپّڑ مار دیا۔ انصاری کو غصّہ آگیا۔ اُس نے انصار کو آواز دی۔ اُس مہاجر نے مہاجرین کو آواز دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ آوازیں سُنکر اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا "یہ ایّامِ جاہلیّت کی سی پکار کیسی؟ یہ کیا لوگوں کا حال ہے!" صحابہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پوری کیفیت سُنائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس پکار کو (ہمیشہ کے لئے) ترک کر دو۔ یہ خبیث پکار ہے[5]"۔

دوسری شرارت:۔ ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میدانِ جنگ ہی میں تھے کہ حضرت زید بن ارقمؓ نے عبداللہ بن اُبیّ مُنافق کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ "جو لوگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہیں اُن کو کچھ نہ دیا کرو (جبکہ اُنہیں کچھ نہیں ملے گا تو) وہ خود ہی (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چھوڑ کر) بھاگ جائیں گے۔ مہاجرین

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب تحریم الکلام فی الصّلوٰۃ عن جابرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الجہاد والسیر باب جواز الاغارۃ عن ابن عمرؓ۔ حضرت جویریہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حصّہ میں آئیں۔ آپؐ نے اُن سے نکاح کر لیا۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ بنی مصطلق عن ابی سعیدؓ و صحیح مسلم کتابُ الطّلاق باب حکم العزل۔ [4] صحیح مسلم کتابُ النکاح باب جواز الغیلۃ عن جدامۃ۔ [5] صحیح مسلم کتابُ البرّ الصّلۃ والآداب باب نصر الاخ ظالما او مظلوما عن جابرؓ و صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما یُنھی عن دعوی الجاہلیۃ۔ وکتابُ التفسیر سُورۃ المنافقون۔

نے ہم سے فریاد رسی کی تھی (ہم نے اُنھیں ٹھکانہ دیا لیکن یہ لوگ سر پہ چڑھ گئے) اب ہم یہ کریں گے کہ مدینہ پہنچکر جو عزّت والا ہے وہ ذلیل آدمی کو (مدینہ سے) نکال دیگا۔" حضرت زید بن ارقمؓ نے اس بات کا ذکر اپنے چچا سے یا حضرت عمرؓ سے کیا۔ اُنھوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زیدؓ کو بُلایا۔ حضرت زیدؓ نے آپؐ سے بھی سارا واقعہ بیان کر دیا۔ پھر آپؐ نے عبداللہ بن اُبیّ اور اُس کے اصحاب کو بُلایا اور ان سے اس واقعہ کی تحقیق کی۔ تمام منافقین نے قسمیں کھا کر انکار کر دیا اور حضرت زیدؓ کی تکذیب کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو سچّا سمجھ لیا اور حضرت زید بن ارقمؓ کی بات کو غلط سمجھا۔ حضرت زیدؓ کو اس بات سے بہت صدمہ ہوا۔ وہاں سے اُٹھ کر وہ اپنی منزل میں جا کر بیٹھ گئے اور (کچھ دیر بعد) سو گئے (جب ان کے چچا کو معلوم ہوا تو وہ ان کے پاس آئے۔ حضرت زیدؓ کو غمگین دیکھکر) اُنہوں نے کہا "تمہاری یہ کیفیت غالباً اس لئے ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہیں جھوٹا سمجھا اور تم پر خفگی کا اظہار کیا۔"

(ابھی کچھ زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زیدؓ کو بُلایا۔ جب حضرت زیدؓ آپؐ کی خدمتِ اقدس میں پہنچے تو آپؐ نے فرمایا "اللہ نے تمہاری تصدیق کر دی"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نازل شدہ آیات کی تلاوت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں مُنافقین کی تمام باتوں کی پول کھول دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۘ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ ۗ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ۝ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۝ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝

جب یہ مُنافق آپؐ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں، اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں (یہ آپؐ کو رسولؐ نہیں سمجھتے) انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکتے رہتے ہیں اور (یہی کیا) یہ تو اور بھی بہت سی شرارتیں کرتے رہتے ہیں۔ یہ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے لہٰذا ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے اب یہ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ جب آپؐ انہیں دیکھیں تو جسم نہایت اچھے، جب گفتگو کرتے ہیں تو دلپذیر گفتگو کرتے ہیں (بے ہمّت اتنے کہ) جیسے دیوار سے ٹکی ہوئی لکڑیاں (کہ بغیر سہارے کھڑی نہیں رہ سکتیں) ہر زور کی آواز کو اپنے لئے بلائے ناگہانی سمجھتے ہیں۔ یہی حقیقی دشمن ہیں۔ ان کی طرف سے بے خوف نہ ہو جانا۔ یہ بہک کر کہاں جائیں گے، اللہ انہیں ہلاک کرنے والا ہے۔

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مُنافقین کو بُلوایا تاکہ ان کے لئے اللہ سے معافی مانگیں۔ منافقین نے متکبّرانہ انداز میں اپنے سر مٹکا دئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ

جب ان منافقین سے کہا جاتا ہے کہ (آؤ اب بھی توبہ کر لو) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمہارے لئے استغفار کریں گے

وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ○ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے) تو سر مٹکاتے ہیں اور اتراتے ہوئے مُنہ پھیر لیتے ہیں (اے رسولؐ) آپؐ ان کے لئے دُعائے مغفرت کریں یا نہ کریں اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ بے شک اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا اور (اے رسولؐ) بیشک یہ لوگ کہتے ہیں کہ جو لوگ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ہیں اُن پر کچھ خرچ نہ کرو (جب انہیں کچھ نہیں ملیگا تو) خود بخود بھاگ جائیں گے۔ وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ زمین و آسمان کے تمام خزانوں کا مالک تو اللہ ہے (وہ جس کو چاہے مالا مال کر سکتا ہے) یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ واپس پہنچیں گے تو عزّت والے ان ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال باہر کریں گے (وہ اپنے کو عزّت والا سمجھتے ہیں) حالانکہ عزّت تو اللہ کے لئے اُس کے رسولؐ کے لئے اور مُومنین کے لئے ہے لیکن مُنافقین اتنی بات بھی نہیں جانتے۔

حضرت عمرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "(یا رسُولَ اللہ) مجھے اجازت دیجئے کہ اس خبیث (عبداللہ بن اُبیّ) کی گردن اُڑا دوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رہنے دو لوگ کہینگے کہ یہ (کیسے رسولؐ ہیں کہ) اپنے اصحاب کو (بھی) قتل کرتے ہیں"[1]۔

تیسری شرارت۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ پر تہمت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے تھے۔ جس کے نام کا قرعہ نکلتا اُسے آپؐ اپنے ساتھ لیجاتے۔ جنگ بنو مصطلق کو جاتے وقت جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا نام نکلا۔ حضرت عائشہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا لہٰذا (کچھ آدمی) انہیں ہودج میں بٹھا کر سواری پر چڑھاتے اتارتے تھے۔ جب لڑائی ختم ہو گئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس مدینہ منوّرہ روانہ ہوئے۔ مدینہ کے قریب آپؐ نے ایک مقام پر منزل کی۔ وہاں سے رات کے وقت آپؐ نے کوچ کا حکم صادر فرمایا۔ جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو کُوچ کا علم ہوا تو وہ قضائے حاجت کے لئے روانہ ہوئیں اور اسلامی لشکر سے کافی دور چلی گئیں۔ قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد جب وہ اپنی سواری کے قریب پہنچیں تو اُنہوں نے اپنے سینہ پر ہاتھ پھیرا۔ کیا دیکھتی ہیں کہ اُن کا ہار جو یمنی خزف کا بنا ہوا تھا غائب ہے۔ وہ سمجھیں کہ کہیں ٹوٹ کر گر گیا ہے۔ لہٰذا اُس کو تلاش کرنے کیلئے وہ واپس اُسی جگہ گئیں جہاں اُنہوں نے قضائے حاجت کی تھی۔ انہوں نے ہار تلاش کیا۔ تلاش کرتے کرتے اُنہیں کافی دیر ہو گئی۔ اسی اثناء میں اسلامی فوج اُس منزل سے روانہ ہو گئی۔ اُس زمانہ میں عورتیں بہت کم کھانا کھاتی تھیں۔ ان پر گوشت بہت کم ہوتا تھا لہٰذا ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ مزید برآں حضرت عائشہؓ ایک کم سِن لڑکی تھیں لہٰذا بہت ہلکی پھلکی تھیں۔ اُن لوگوں نے جو حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا ہودج چڑھاتے اُتارتے تھے ہودج اُٹھاتے وقت اُس کو ہلکا نہ جانا۔ وہ یہ سمجھے کہ حضرت عائشہؓ اس میں موجود ہیں لہٰذا انہوں نے اُسے اُونٹ پر رکھ دیا۔ اور

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سُورۃ المنافقون عن زید بن ارقمؓ و جابرؓ و ... احادیث الانبیاء باب ما ینہی عن دعوی الجاہلیۃ عن جابرؓ۔

اُونٹ کو لے کر روانہ ہو گئے۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو وہ ہار اسلامی لشکر کے روانہ ہونے کے بعد ملا۔ ہار کو لے کر وہ اپنی منزل پر آئیں تو دیکھا کہ وہاں کوئی بھی نہیں۔ وہ اپنی جگہ پر اس خیال سے بیٹھ گئیں کہ جب مسلمین کو ان کے گُم ہونے کا عِلم ہو گا تو اُنہیں ڈھونڈنے اِسی جگہ آئیں گے۔ کچھ دیر بعد انہیں نیند آئی اور وہ سو گئیں۔

حضرت صفوان بن معطل سلمیؓ جو بعد میں ذکوانی مشہور ہو گئے اسلامی لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے۔ وہ صبح کے وقت حضرت عائشہؓ کے قریب پہنچے۔ کیونکہ انہوں نے پردِہ سے پہلے حضرت عائشہؓ کو دیکھا تھا لہٰذا دیکھتے ہی پہچان گئے اور کہا "انّا للہ وانّا الیہ راجعون" ان کلمات کی آواز سے حضرت عائشہؓ جاگ گئیں اور فوراً اپنی چادر سے اپنا مُنہ چھپا لیا۔ اُن دونوں نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی اور نہ حضرت عائشہؓ نے سوائے استرجاع (یعنی انّا لِلہ وانّا الیہ راجعون) کے ان کی زبان سے کوئی اور بات سُنی۔ حضرت صفوانؓ اپنے اُونٹ سے اُترے پھر اس کو بٹھا کر اُس کے ہاتھ پیر باندھ دئے۔ حضرت عائشہؓ اس پر سوار ہو گئیں۔ حضرت صفوانؓ اُونٹ کی لگام پکڑ کر پیدل چلتے رہے یہاں تک کہ دوپہر کے وقت جبکہ سخت گرمی پڑ رہی تھی اسلامی لشکر سے جا ملے۔ مسلمین وہاں ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے اسلامی لشکر میں عبداللہ بن اُبیّ اور مُنافقین کا ایک گروہ شامل تھا۔ اُن لوگوں کو موقع ملا اُنہوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی۔ اس تہمت کا اصل بانی منافقین کا سرغنہ عبداللہ بن اُبیّ تھا۔

اسلامی لشکر مدینہ منوّرہ پہنچا۔ مدینہ منوّرہ پہنچتے ہی حضرت عائشہ صدّیقہؓ بیمار ہو گئیں۔ بیماری نے طُول کھینچا یہاں تک کہ ایک مہینہ گذر گیا۔ اِس عرصہ میں عبداللہ بن اُبیّ اپنی مجلس میں اس تہمت کا ذکر کرتا۔ دوسرے منافقین بھی اس کی مجلس میں بیٹھ کر یہی تذکرہ کرتے اور وہ سُنتا رہتا۔ غرضکہ یہ بات پھیلتے پھیلتے ایک انصاری کو پہنچی۔ اُس نے سُنتے ہی فوراً کہا "اے اللہ تو پاک ہے۔ ہمارے لئے یہ زیبا نہیں کہ ہم یہ بات مُنہ سے نکالیں۔ اے اللہ تو پاک ہے یقیناً یہ بُہتان عظیم ہے۔" منافقین کے علاوہ مؤمنین میں سے بھی تین آدمی اس بُہتان میں شریک ہو گئے یعنی حضرت حسّان بن ثابتؓ، مسطح بن اثاثہؓ اور حمنہ بنت جحشؓ۔ لوگوں میں اس تہمت کا چرچا ہونے لگا۔ وہ اس میں غور و فکر کرتے تھے لیکن حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو اس تہمت کا اب تک کوئی علم نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ اپنی بیماری میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وہ لُطف و کرم نہیں دیکھتی تھیں جو اس سے پہلے اپنی بیماری میں دیکھا کرتی تھیں۔ انہیں اس بات سے شک ہوتا تھا (کہ غالباً رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کچھ خفا ہیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے پاس تشریف لاتے، سلام کرتے اور یہ پوچھتے "تم کیسی ہو؟" پھر واپس چلے جاتے۔ کم سِنی کی وجہ سے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو بھلے بُرے کا زیادہ شعور نہیں تھا (وہ نہ سمجھ سکیں کہ آخر کیا بات ہے)۔

جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو بیماری سے افاقہ ہوا تو وہ ایک رات کو قضائے حاجت کیلئے نکلیں۔ گھروں میں اُس وقت تک بیت الخلاء نہیں بنائے گئے تھے۔ عورتیں صرف رات کے وقت ہی قضائے حاجت کیلئے باہر جایا کرتی تھیں۔ قدیم عربوں سے یہی دستور چلا آ رہا تھا۔ گھروں کے پاس بیت الخلاء بنانے سے اُنہیں تکلیف ہوتی تھی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے ساتھ حضرت اُمِّ مسطحؓ بھی قضائے حاجت کے لئے نکلیں۔ حضرت اُمِّ مسطحؓ ابورہم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھیں۔ اُن کی والدہ جو صخر بن عامر کی بیٹی تھیں، حضرت ابوبکرؓ کی خالہ تھیں۔

حضرت اُمّ مِسطَحؓ کے شوہر کا نام اثاثہ بن عباد بن عبدالمطّلب تھا۔ ان کے بیٹے کا نام مِسطَح تھا، اسی بیٹے کے نام پر ان کی کُنیت اُمّ مِسطَح تھی۔ قضائے حاجت کے بعد حضرت عائشہ صدّیقہؓ اور حضرت اُمِّ مِسطَحؓ واپس روانہ ہوئیں راستہ میں حضرت اُمّ مِسطَحؓ کا پاؤں چادر میں الجھ کر پھسل گیا۔ وہ کہنے لگیں "مسطح ہلاک ہو" حضرت عائشہؓ نے فرمایا "تم بُری بات کہہ رہی ہو۔ وہ تو بدری صحابی ہے"۔ انہوں نے کہا "ارے دیوانی کیا تو نے نہیں سُنا کہ مسطح نے کیا کہا ہے"۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا "مسطح نے کیا کہا ہے"۔ حضرت اُمّ مِسطَحؓ نے تہمت کا سارا حال سُنایا۔ یہ سُن کر حضرت عائشہؓ صدّیقہؓ کی بیماری بڑھنی شروع ہوگئی۔ جب وہ گھر پہنچیں تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ آپؐ نے سلام کیا، پھر پوچھا "تم کیسی ہو؟"۔ حضرت عائشہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے والدین کے ہاں جانے کی اجازت مانگی تاکہ ان سے اس خبر کا مزید حال معلوم کریں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت دیدی اور ایک لڑکا ان کے ساتھ کر دیا۔

حضرت عائشہؓ اپنے والدین کے ہاں پہنچیں۔ اپنی والدہ حضرت اُمِّ رومانؓ سے پوچھا کہ لوگ (میرے متعلق) کیا کہہ رہے ہیں۔ حضرت اُمّ رومانؓ نے جواب دیا "اے بیٹی، گھبراؤ نہیں، ایسی عورتیں بہت کم ہیں جو خوبصورت ہوں، کسی محبّت کرنے والے شوہر کے پاس ہوں۔ پھر اُن کی سوکنیں بھی ہوں اور اُنہیں تہمت نہ لگائی جائے"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "سُبحان اللہ، کیا لوگ واقعی یہ بات کہہ رہے ہیں؟" اتنے میں ایک انصاری عورت آئی اور کہنے لگی "اللہ فلاں شخص کے ساتھ بُرائی کرے"۔ حضرت اُمّ رومانؓ نے کہا "تم نے یہ کیا بات کہی؟" اُس عورت نے کہا، "میرا بیٹا بھی تہمت لگانے والوں میں شامل ہے"۔ حضرت اُمّ رومانؓ نے پُوچھا "آخر یہ کیا قصّہ ہے؟" (اسکی کیا تفصیل ہے؟) اُس عورت نے پُورا قصّہ بیان کیا۔ جب وہ بیان کر چکی تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے پوچھا "کیا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی یہ بات سُنی ہے؟" اُس نے کہا "ہاں"۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا "کیا ابوبکرؓ نے بھی یہ بات سُنی ہے؟" اُس نے کہا "ہاں"۔ یہ سُن کر حضرت عائشہ صدّیقہؓ بے ہوش ہو کر اپنی والدہ پر گر پڑیں۔ ہوش آیا تو لرزہ کا بخار چڑھا ہوا تھا۔ حضرت اُمِّ رومانؓ نے ان پر رضائی وغیرہ ڈالدی اور اُنہیں اچھی طرح اُس میں چھپا دیا۔

اسی اثنار میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ آپؐ نے پوچھا "ان کا کیا حال ہے؟" حضرت اُمِّ رومانؓ نے کہا "انہیں سخت لرزہ کا بخار چڑھا ہوا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "شاید تہمت کی خبر سُن کر بخار آگیا ہے؟" حضرت اُمِّ رومانؓ نے کہا "ہاں" حضرت اُمِّ رومانؓ کہتی ہیں پھر آپؐ چلے گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔

(جب بخار سے ذرا افاقہ ہوا تو) حضرت عائشہؓ رونے لگیں۔ رات بھر روتی رہیں۔ نہ آنسو تھمتے تھے نہ نیند آتی تھی۔ روتے روتے صبح ہوگئی۔ حضرت صفوانؓ کو جب اس تہمت کا علم ہوا تو کہنے لگے اللہ کی قسم میں کبھی کسی عورت کے پاس نہیں گیا۔

اِس واقعہ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی بہت پریشان تھے (لوگوں کا مُنہ بند کرنے کی خاطر) آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے چال چلن کے متعلق تحقیقات شروع کی۔ پہلے آپؐ نے اپنی بیوی حضرت زینبؓ سے دریافت کیا۔ حضرت زینبؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں اپنی آنکھ اور کانوں کو بچاتی ہوں (میں نے اُن میں نہ کوئی بُرائی دیکھی نہ سُنی) اللہ کی قسم میں بجز بھلائی کے کچھ نہیں جانتی"۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

کی تمام بیویوں میں صرف زینبؓ میری برابر کی مُدّعی تھیں لیکن اُن کے زہد و تقوٰے نے اُنہیں (میری بُرائی کرنے سے) بچالیا۔ باوجود اس کے کہ ان کی بہن (حَمنَہ بنت جَحش) تہمت لگانے والوں میں شامل تھیں، (لیکن اُنہوں نے اپنی بہن کی بات کو صحیح نہ سمجھا) حَمنہ حضرت زینبؓ سے جھگڑنے لگیں اور ہلاک ہونے والی جماعت میں شامل ہوکر وہ بھی ہلاک ہوئیں (یعنی تہمت لگاکر گناہ کا ارتکاب کیا اور پھر سزا پائی)"

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی بن ابی طالبؓ اور اُسامہ بن زیدؓ کو بُلایا اور اپنی بیوی حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی علیٰحدگی کے سلسلہ میں اُن سے مشورہ لیا۔ حضرت اُسامہؓ نے کہا "وہ آپؐ کی بیوی ہیں (بھلا ان سے یہ کام کیسے ہوسکتا ہے) آپؐ بدستور انہیں اپنے پاس ہی رکھئے۔ ہم بجز بھلائی کے اُن کے متعلق کچھ نہیں جانتے"۔ حضرت علیؓ بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے معاملہ میں سلامت رہے (کسی قسم کا شُبہ نہیں کیا) البتّہ (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا غم غلط کرنے کیلئے) یہ عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ نے آپؐ پر کوئی تنگی نہیں کی۔ آپؐ کے لئے ان کے علاوہ بہت عورتیں ہیں۔ (لیکن پہلے) آپؐ خادمہ سے تو پوچھیں۔ وہ آپؐ کو صحیح بات بتادے گی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خادمہ کو جن کا نام بَرِیرَہؓ تھا بُلوایا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "کیا تم نے عائشہؓ کی کبھی کوئی ایسی بے جا حرکت دیکھی ہے جو تمہیں شک میں ڈالتی ہو؟" حضرت بریرہؓ نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو سچّا نبی بنا کر بھیجا ہے میں نے ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جس کی وجہ سے میں عائشہؓ کو تہمت لگا سکوں۔ وہ تو اتنی (بھولی) کم سِن لڑکی ہیں کہ آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں۔ پلی ہوئی بکری آکر اُسے کھا جاتی ہے"۔ ایک شخص نے اُنہیں دھمکا کر کہا کہ "سچ سچ بیان کرو"۔ حضرت بریرہؓ نے کہا "سُبحان اللہ میں تو عائشہؓ کو اس طرح بے عیب جانتی ہوں جس طرح جوہری خالص سُرخ سونے کی ڈلی کو بے عیب جانتا ہے"۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اور اظہارِ حقیقت اسی دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر پر تشریف لے گئے۔ آپؐ نے فرمایا "کون ہے جو اُس شخص کے مقابلہ میں میری مدد کرسکے جس نے میری بیوی کے معاملہ میں مجھے سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ اللہ کی قسم میں اپنی بیوی میں سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتا اور جس شخص کا نام اِس سلسلہ میں اُنہوں نے لیا ہے اس کے متعلق بھی سوائے بھلائی کے میں کوئی اور گمان نہیں کرسکتا۔ وہ میری عدم موجودگی میں کبھی میرے گھر میں نہیں آیا"۔ یہ سُن کر بنو عبدالاشہل کے بھائی حضرت سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے اور کہا "یارسُولَ اللہ، میں آپؐ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ اوس قبیلہ کا آدمی ہے تو میں اس کی گردن اُڑادوں گا اور اگر ہمارے بھائی خزرج قبیلہ کا آدمی ہے تو جو حکم آپؐ دیں گے ہم اُس کی تعمیل کریں گے"۔ یہ سُن کر قبیلۂ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ کھڑے ہوئے۔ یہ بہت اچھّے آدمی تھے لیکن اس موقع پر پھسل گئے۔ قومی حمیّت اور غرور نے اُنہیں اُبھارا۔ کہنے لگے "تم جھوٹے ہو، واللہ تم خزرجی کو قتل نہیں کرسکتے اور نہ اُس کے مارنے پر قادر ہوسکو گے۔ اگر وہ تمہاری قوم سے ہوگا تو تم اُس کے قتل کو پسند نہیں کروگے"[1]۔ یہ سُن کر حضرت اُسَید بن حُضَیر کھڑے ہوئے۔ یہ حضرت سعد بن معاذؓ کے چچازاد بھائی تھے۔ حضرت اُسَیدؓ نے حضرت سعد بن عبادہؓ سے کہا،

---

[1] معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ ابھی تک قومی حمیّت سے متاثّر تھے۔ ابھی تک ان کا پوری طرح تزکیۂ نفس نہیں ہوا تھا۔ لیکن بتدریج ان کا اور اسی قسم کے دوسرے صحابیوں کا تزکیۂ نفس ہوا اور پھر وہ ایسے ہوگئے کہ اللہ ان سے راضی ہوگیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

"تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی قسم ہم اُسے مار ڈالیں گے۔ تم منافق ہو کہ منافقوں کی طرف سے جھگڑتے ہو۔" اس بات پر اوس اور خزرج دونوں قبیلے اتنا بھڑکے کہ لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابھی منبر پر ہی تھے۔ آپؐ اُن کو چُپ کرتے رہے یہاں تک کہ بالآخر وہ چپ ہو گئے۔

حضرت عائشہؓ کا غم اور صدمہ ان دونوں قبیلوں کے اختلاف کی وجہ سے اُس دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی عملی قدم نہ اُٹھایا۔ اُس دن بھی حضرت عائشہ صدّیقہؓ مسلسل روتی رہیں، نہ آنسو تھمتے تھے نہ نیند آتی تھی۔ دوسری رات بھی اسی طرح گذر گئی۔ ان کے والدین نے ان کے پاس بیٹھے بیٹھے صبح کر دی۔ حضرت عائشہؓ کو روتے ہوئے اب دو راتیں اور ایک دن ہو گیا تھا۔ اس عرصہ میں نہ اُنکے آنسو تھمے نہ اُنکی آنکھ لگی۔ وہ اور ان کے والدین ڈر رہے تھے کہ ان کے رونے سے کہیں ان کا کلیجہ نہ پھٹ جائے۔ ان کی والدہ بھی ان کے پاس بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں۔ اسی اثناء میں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ اُنہوں نے اجازت دی۔ وہ عورت اندر آکر بیٹھ گئی اور ان کے ساتھ وہ بھی رونے لگی۔ یہ لوگ اسی حال میں تھے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اور سلام کر کے حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ تہمت کے بعد اُس دن پہلی مرتبہ آپؐ حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھے۔ ایک مہینہ تک مسلسل آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے معاملہ میں وحی کا انتظار کیا لیکن ابھی تک وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیٹھتے وقت کلمۂ شہادت پڑھا۔ پھر حمد و تشہّد کے بعد فرمایا "اے عائشہؓ تمہارے متعلّق ایسی ایسی خبر سُننے میں آئی ہے۔ اگر تم بَری ہو تو اللہ عنقریب تمہاری بَرِیّت کی خبر دیدے گا اور اگر تم سے گناہ ہو گیا تو اللہ سے اپنی بخشش کی دُعاء کرو، اُس کی طرف رجوع کرو کیونکہ بندہ جب گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔"

اگرچہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یقین تھا کہ حضرت عائشہؓ بَری ہیں جیسا کہ آپؐ خطبہ میں فرما چکے تھے تاہم آپؐ نے یہ کلمات صرف اس لئے کہے کہ ساری اُمّت کے لئے نصیحت و موعظت کا کام دیں۔ اپنے یقین کی بنیاد پر نہ آپؐ نے بریّت کا اعلان فرمایا، نہ مجرموں کو سزا دی تاکہ کسی شخص کو بدظنی کا موقع نہ ملے۔

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بات ختم کی تو حضرت عائشہؓ کے آنسو بالکل خشک ہو گئے آنسو کا ایک قطرہ بھی نہ ٹپکا۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے والد حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپؐ میری طرف سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جواب دیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کیا جواب دوں۔ پھر حضرت عائشہؓ نے اپنی والدہ سے کہا کہ آپ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بات کا جواب دیجئے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کیا جواب دوں۔ یہ جواب سُن کر حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے جو ایک نوعمر لڑکی تھیں اور اُس وقت تک بہت زیادہ قرآن بھی پڑھی ہوئی نہیں تھیں جواب دینے کا ارادہ کیا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں جانتی ہوں کہ تم لوگوں نے یہ بات سُنی ہے اور وہ تمہارے دلوں میں جم گئی ہے اور تم نے اُسے مان بھی لیا ہے۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ مَیں بَری ہوں تو تم مجھے سچّا نہ سمجھو گے اور اگر میں تم سے اِس اَمر کا اقرار کر لوں حالانکہ اللہ جانتا ہے میں اس سے بَری ہوں تو تم مجھے سچّا سمجھو گے۔ اللہ کی قسم میں اپنی اور تم لوگوں کی مثال یوسف (علیہ السّلام) کے باپ کی مثل سمجھتی ہوں جبکہ اُنہوں نے یہ کہا تھا "فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ" میں بھی (ان کی طرح) خوبصورتی کے ساتھ صبر کرتی ہوں

اور جو کچھ تم لوگ کہہ رہے ہو اُس پر اللہ ہی میرا مددگار ہے۔" یہ کہکر حضرت عائشہؓ منہ پھیر کر اپنے بچھونے پر لیٹ گئیں وہ فرماتی ہیں اللہ کو علم تھا کہ میں بری ہوں (لہٰذا مجھے اُمید تھی کہ) اللہ ضرور میری برئیت بیان کرے گا۔ لیکن اللہ کی قسم میں یہ نہیں جانتی تھی کہ اللہ میری شان میں ایسی وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ میں اپنی دانست میں اپنی شان کو اتنا بلند نہیں سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں کلام فرمائے گا۔ مجھے تو بس یہ اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں میرا بری ہونا ظاہر کر دے گا۔ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنی جگہ سے اُٹھنے بھی نہ پائے تھے اور نہ گھر کا کوئی آدمی باہر جانے پایا تھا کہ آپؐ پر وحی نازل ہونے لگی اور جو شدت آپؐ پر بوقت نزولِ وحی ہوا کرتی تھی وہ شروع ہو گئی۔ سردی کا دن ہونے کے باوجود وحی کے بوجھ سے آپؐ کے جسمِ اطہر سے پسینہ موتیوں کی طرح ٹپک رہا تھا۔ کچھ دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے وہ شدت دور ہوئی، آپؐ ہنستے ہوئے اُٹھے اور فرمایا "اے عائشہؓ اللہ کا شکر ادا کرو، اللہ بزرگ و برتر نے تمہیں بری کر دیا۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ

جن لوگوں نے یہ بہتان لگایا ہے وہ تم ہی میں سے ایک جماعت ہے (یعنی جماعتِ منافقین) اس بہتان کو اپنے لئے بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے اچھا ہے (کہ اس کی وجہ سے تمہیں صدمہ پہنچا، صدمہ پر صبر کرنے کی تربیت ہوئی اس صبر پر تم کو ثواب ملا۔ اہلِ بیت نبوی یعنی ازواجِ مطہراتؓ کی فضیلت و عظمت ظاہر ہوئی۔ منافقین کی حقیقت کھل کر سامنے آگئی۔ سنی سنائی باتوں پر یقین کر لینے کی برائی ظاہر ہوئی۔ غلط بات کو سننے اور سنکر اُس کی تردید نہ کرنے کی مذمت نازل ہوئی۔ رسولؐ کا کلمہ پڑھ کر ناموسِ رسولؐ کے خلاف زہر افشانی ایمان کے منافی قرار دی گئی۔ برائی اور فحش بات کو پھیلانے کا سدِباب کیا گیا۔ مؤمن کو مؤمن کے متعلق حسنِ ظن رکھنے کی تاکید کی گئی وغیرہ وغیرہ) اس بہتان میں جس شخص کا جتنا حصہ ہے اُتنا ہی اُس کا گناہ بھی ہے اور جس نے اس بہتان کا سب سے بڑا بوجھ اُٹھایا ہے یعنی جو اس فتنہ کا بانی ہے اُس کو بہت ہی بڑا عذاب ہوگا۔ اے مؤمنو! جب تم نے یہ بات سُنی تھی تو کیوں نہ اپنے دلوں میں نیک گمان کو جگہ دی اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے۔ ان بہتان لگانے والوں نے اپنی تصدیق کے لئے چار گواہ کیوں نہ پیش کئے اور جب یہ گواہ پیش نہ کر سکے تو پھر اللہ کے نزدیک یہ

اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

جھوٹے ہیں (ورنہ وہ گواہ جھوٹے قرار پاتے۔ یہ لوگ بری ہو جاتے) اگر دُنیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو اس بہتان کی وجہ سے تم پر بڑا سخت عذاب نازل ہوتا۔ (اے مؤمنو!) جب تم اس تہمت کا ذکر اپنی زبانوں سے کر رہے تھے اور مُنہ سے وہ بات نکال رہے تھے جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہ تھا تو تم اُسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی۔ اور جب تم نے یہ بات سُنی تھی تو کیوں نہ کہا کہ ہمارے شایان شان نہیں کہ ہم (کلمہ پڑھ کر) ایسی بات زبان پر لائیں۔ (تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ) اے پروردگار تو پاک ہے (جب تو پاک ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تیرے رسولؐ کی اہلیہؓ پاک نہ ہو۔ اے اللہ تو پاک۔ تیرا رسولؐ بھی پاک اور اُس کی زوجہؓ بھی پاک۔ صلّی اللہ علی النّبیّ وعلیٰ ازواجہ المطہّرات) پھر تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ یہ تو بہتانِ عظیم ہے۔ اگر تم مؤمن ہو تو اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ کبھی ایسی بات نہ کرنا۔ اللہ (تمہیں سمجھانے کیلئے) اپنی آیات کو وضاحت سے بیان کر رہا ہے۔ اللہ جاننے والا ہے، حکمت والا ہے (وہی جانتا ہے کہ اس واقعہ میں کیا حکمت تھی) اور (اے مؤمنو! سُن لو کہ) جو لوگ مؤمنین کے مُعاشرہ میں بے حیائی کی باتوں کو پھیلانا چاہتے ہیں اُن کے لئے دُنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے (کہ بے حیائی کی باتوں سے کیا کیا خرابیاں رُونما ہوتی ہیں) اور اگر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت شاملِ حال نہ ہوتی (تو پھر سخت عذاب نازل ہوتا) بے شک اللہ نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے (کہ سچّے مؤمنوں کو عذاب سے بچا لیا اور انہیں توبہ کی توفیق دی)

ان آیات کے سُننے کے بعد حضرت عائشہ صدّیقہؓ طاہرہ و مطہّرہ کی والدہ ماجدہ نے حضرت عائشہ مطہّرہؓ سے کہا کہ اُٹھو اور کھڑی ہو کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا شکریہ ادا کرو۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ طاہرہ و مطہّرہ نے جواب دیا "اللہ کی قسم میں کسی کی طرف اُٹھ کر نہ جاؤں گی اور نہ اللہ کے سوا کسی کا شکر ادا کروں گی"۔[1]

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰی مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ {نور ۲۱}

اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، اور جو شخص شیطان کے قدم بقدم چلے تو شیطان اُسے فحش اور بُرائی ہی کا حکم دے گا۔ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے ایک بھی شخص کبھی پاک نہ ہوتا (دائمی عذاب میں مبتلا ہوتا) اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور اللہ سُننے والا، جاننے والا ہے۔

حضرت ابو بکر صدّیقؓ نے حضرت مسطَح بن اثاثہ کا خرچ ان کی مفلسی اور رشتہ داری کی وجہ سے اپنے ذمّہ لے رکھا تھا۔ حضرت مسطَح تہمت لگانے والوں میں شامل تھے۔ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بریّت نازل ہوئی

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب حدیث الافک عن عائشہؓ وامّ رومانؓ وکتابُ التفسیر کتابُ الشہادات وکتابُ الاعتصام بالکتاب والسُّنّۃ وصحیح مسلم کتابُ التوبہ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ کثرتِ بُکا سے جگر پھٹنے کا اندیشہ حضرت عائشہؓ کو ہوا یہ صرف صحیح بخاری میں ہے اور یہی اندیشہ ان کے والدین کو ہوا یہ صرف صحیح مسلم میں ہے۔ انصاری کے الفاظ "یہ بہتانِ عظیم ہے....." یہ صرف صحیح بخاری کتابُ الاعتصام میں ہیں)۔

تو حضرت ابو بکرؓ (مسطح سے ناراض ہو گئے، انہوں) نے کہا "اللہ کی قسم میں مسطح کو اب کبھی کچھ نہ دوں گا"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ {نور ۲۲}

جو لوگ تم میں صاحب فضل و وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں، محتاجوں، اور ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے۔ ان کو چاہیئے کہ معاف کر دیں، درگذر کریں (اے مؤمنو!) کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تم کو بخش دے، اللہ بخشنے والا، رحم کرنیوالا ہے۔

اس آیت کے نازل ہونے پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا "واللہ مجھے اپنی بخشش بہت پسند ہے، اللہ کی قسم میں یہ نفقہ بند نہیں کروں گا"۔ الغرض اُنہوں نے مسطح کا وظیفہ پھر جاری کر دیا[1]

قرآن مجید کے طرزِ بیان اور سلسلۂ کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بہتان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو بہت غصہ آیا تھا، یہ اسی غصہ کا اظہار ہے جو مندرجہ ذیل آیتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ ہدایت و تنبیہ جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ○ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ○ {نور ۲۳ تا ۲۶}

جو لوگ پاک دامن، بے خبر، ایمان دار عورتوں پر تہمت لگائیں اُن پر دُنیا اور آخرت دونوں جگہ لعنت ہے اور ان کے لئے عذابِ عظیم (تیار) ہے (اس عذاب میں وہ) اُس دن (داخل کئے جائیں گے) جس دن اُنکی زبانیں، اُن کے ہاتھ اور اُن کے پیر اُن کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ اُس دن اللہ اُن کو پُورا اور ٹھیک (انصاف کے مُطابق) بدلہ دے گا۔ اُس دن اُن کو معلوم ہو جائیگا کہ اللہ ہی سچّا (اور سچ کو سچ کر) دکھانے والا ہے۔ ناپاک عورتیں ناپاک مَردوں کے لئے ہوتی ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے۔ پاک عورتیں پاک مَردوں کیلئے ہوتی ہیں اور پاک مَرد پاک عورتوں کے لئے۔ یہ پاکیزہ لوگ ان لوگوں کی تہمتوں سے پاک ہیں، ان کے لئے مغفرت اور عزّت کی روزی ہے (کیونکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پاک و مقدّس ہیں لہٰذا ان کی بیویاں بھی پاک اور مقدّس ہیں اور جو الزام حضرت عائشہؓ پر لگایا گیا وہ جھوٹ ہے۔ یہ آیت ازواجِ مطہّرات کے لئے مغفرت اور رزقِ کریم یعنی جنّت کی بشارت دیتی ہے)

حضرت حسّان بن ثابتؓ اگرچہ تہمت لگانے والوں میں شامل تھے لیکن جب حضرت عائشہ صدّیقہ مطہّرہؓ کے سامنے کوئی اُنہیں بُرا بھلا کہتا تو اُسے بُرا بھلا کہنے سے روک دیا کرتی تھیں[2]۔ وہ فرماتی تھیں کہ حسّان رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے کُفّار سے جھگڑتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت حسّانؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و کتاب التفسیر کتاب الشہادات عن عائشہ صدیقہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب التوبہ باب فی حدیث الافک عن عائشہؓ۔

سے کُفّار کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میرے نسب کو ہجو سے کیسے بچاؤ گے" (جبکہ کُفّارِ قریش کا اور میرا نسب ایک ہے) حضرت حسّانؓ نے عرض کیا "میں آپؐ کو مشرکین سے اس طرح علیٰحدہ کرلوں گا جس طرح آٹے میں سے بال بالکل صاف نکل آتا ہے"۔ حضرت حسّانؓ نے حضرت عائشہؓ کے متعلّق یہ شعر کہا تھا:۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ — باوقار، تیز فہم، کسی کے شک سے ان پر تہمت نہیں
وَتُصْبِحُ غَرْثَىٰ مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ — لگائی جا سکتی۔ وہ صبح کو بے خبر عورتوں کے
گوشت سے بھوکی اُٹھتی ہیں[1] (یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں)

متفرّق واقعات

حضرت ابو طلحہؓ کا صدقہ | حضرت ابو طلحہؓ کھجور کے درختوں کے اعتبار سے مدینہ کے تمام انصار پر فوقیت رکھتے تھے۔ ان کا سب سے زیادہ محبوب مال بَیرُحاء باغ تھا جو مسجد کے سامنے تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس باغ میں تشریف لیجایا کرتے تھے اور اس کا پاکیزہ پانی پیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی:۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ — اے مُومنو! تم اُس وقت تک نیکی حاصِل نہیں کر سکتے جب
وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيمٌ ۝ (آلِ عمران ۱۲) — تک وہ چیز نہ خرچ کرو جو تمہیں محبوب ہے اور جو چیز بھی
تم خرچ کروگے اللہ اُسے جانتا ہے (اس کی بُرائی کو تم اللہ سے نہیں چھپا سکتے)

تو حضرت ابو طلحہؓ کھڑے ہوگئے اور کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ یہ فرماتا ہے کہ تم ہرگز نیکی حاصِل نہیں کر سکتے جب تک اُس چیز کو خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہے، اور میرا سب سے زیادہ محبوب مال بَیرُحاء باغ ہے، وہ میں اللہ کے راستہ میں صدقہ کرتا ہوں، میں اس کی نیکی اور اس کے اللہ کے ہاں ذخیرہ ہونے کا اُمیدوار ہوں، لہٰذا اے اللہ کے رسُولؐ آپ اسے اُس جگہ خرچ کریں جہاں خرچ کرنے کے متعلّق اللہ آپؐ کو سُجھائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بہت خوب! یہ تو بہت نفع بخش مال ہے۔ یہ تو بہت نفع بخش مال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو"۔ حضرت ابو طلحہؓ نے کہا "یا رسُولَ اللہ بہت اچھا (مَیں ایسا ہی کروں گا)" الغرض اس باغ کو اُنہوں نے اپنے رشتہ داروں خصوصًا چچازاد بھائی بہنوں میں تقسیم کر دیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ نے وہ مال حضرت حسّانؓ اور حضرت اُبَیؓ کو بھی دیا۔ لیکن باوجود اس کے کہ میں ان کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار تھا مجھے کچھ نہیں دیا[2] (غالبًا اس وجہ سے کہ حضرت انسؓ انکی کفالت میں تھے)

سزائے رجم اور یہودی | ایک دن کچھ یہودی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "تم زنا کرنے والے کو کیا سزا

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب حدیث الافک عن عائشہؓ و مسروق و صحیح مسلم باب فضائل حسّانؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر سُورۃ آلِ عمرانؓ عن انسؓ و کتابُ الزکوٰۃ بابُ الزکوٰۃ علی الاقاربؓ کتابُ الوکالۃ و صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ عن انسؓ۔

دیتے ہو"۔ اُنہوں نے کہا ہم اس کا مُنہ کالا کر کے مارتے ہیں اور دونوں کو گدھے پر سوار کر کے مخالف سمت میں ان کا مُنہ کر کے گشت کراتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا سنگسار کرنے کا حکم تمہیں توریت میں نہیں مِلتا"؟ اُنہوں نے کہا "ہمیں توریت میں ایسا کوئی حکم نہیں ملا"۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ (جو اس وقت وہاں موجود تھے) کہنے لگے "تم جھوٹ کہتے ہو۔ توریت لاؤ، اگر تم سچّے ہو تو اسے پڑھو"۔ یہودی توریت لے آئے۔ اُن کے مدرّس نے سنگسار کے حکم پر ہاتھ رکھ کر اُوپر نیچے سے پڑھنا شروع کر دیا۔ آیۂ رجم کو تلاوت نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے اس کا ہاتھ ہٹایا اور کہا "یہ کیا ہے؟" جب اُنہوں نے اُسے دیکھا تو کہا "ہاں یہ سنگسار کرنے کا حکم ہے"۔ الغرض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ وہ دونوں مسجد کے قریب اُس مقام پر سنگسار کر دئے گئے جہاں جنازے رکھے جاتے تھے، جب ان پر پتھر مارے جا رہے تھے تو وہ مَرد اُس عورت کو بچانے کی خاطر اُس کے اُوپر آجاتا تھا۔[1]

مہر میں قرآن مجید کی تعلیم | ایک دن ایک عورت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی "میں اپنا نفس اللہ اور اُس کے رسُولؐ کے لئے ہبہ کرتی ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے تو نکاح کی حاجت نہیں"۔ یہ سُن کر وہ عورت وہیں بیٹھ گئی۔ ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ اس عورت کا نکاح مجھ سے کر دیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے (مہر میں) کچھ دو، گھر جا کر دیکھو کہ تمہارے پاس کیا ہے"۔ وہ شخص گھر گیا پھر واپس آیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچ کر اُس نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ کی قسم کچھ بھی نہیں ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پھر جا کر دیکھو (اور اسے کچھ دو) خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی سہی"۔ وہ شخص پھر گھر گیا۔ واپس آکر کہا "اے اللہ کے رسُولؐ اللہ کی قسم لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہے۔ بس یہ میرا تہ بند ہے (اس کے علاوہ کچھ نہیں)"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تہ بند سے کیا ہوگا، اگر تم باندھو گے تو اس کے بدن پر کچھ نہ ہوگا اور اگر وہ باندھے گی تو تمہارے جسم پر کچھ نہ ہوگا"۔ یہ سُن کر وہ شخص خاموش ہو گیا اور بڑی دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر کھڑا ہوا اور واپس جانے لگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے پیٹھ پھیر کر جاتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے حکم دیا کہ اسے بُلاؤ۔ لوگوں نے اسے بُلایا۔ جب وہ آیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس سے فرمایا "تمہیں کتنا قرآن یاد ہے"؟ اُس نے چند سُورتوں کے نام لئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ میں نے بعوض اس قرآن کے جو تمہیں یاد ہے اُس عورت کا نکاح تم سے کر دیا تم ان سُورتوں کی تعلیم اس عورت کو دیدینا[2] (یہی اس کا مہر ہو جائے گا)"۔

ضیافتیں | (۱) ایک دن حضرت ابو شعیب انصاریؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ مُبارک پر بھوک کے آثار پائے۔ انہوں نے گھر جا کر اپنے غلام سے جو قصائی کا کام کرتا تھا کہا کہ "ہمارے لئے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر دو، میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کرنا چاہتا ہوں"۔ پھر حضرت ابو شعیبؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور آپؐ کو چار آدمیوں کے ساتھ کھانا کھانے کی دعوت دی۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے گھر روانہ ہوئے تو ایک آدمی زائد آپؐ کے ساتھ ہو گیا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر سُورۃ آلِ عمران باب "قل فأتوا بالتورٰیۃ" عن عبداللہ بن عمرؓ و صحیح مسلم کتابُ الحدود (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

[2] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن سہل و صحیح مسلم کتابُ النکاح باب الصداق وجواز کونہ تعلیم القرآن۔

حضرت ابو شعیبؓ کے گھر کے دروازہ پر پہنچے تو آپؐ نے فرمایا "یہ صاحب ہمارے ساتھ چلے آئے ہیں، اگر تم اجازت دو (تو یہ ٹھہر جائیں) اور اگر تم چاہو تو یہ واپس چلے جائیں"۔ حضرت ابو شعیبؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میں نے ان کو بھی اجازت دی"۔[1]

(۲) ایک دن حضرت ابو طلحہؓ نے اپنی بیوی حضرت اُمِّ سُلَیمؓ سے کہا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں بہت نقاہت محسوس کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ بھوکے ہیں۔ کیا تمہارے پاس کچھ کھانا وغیرہ ہے (کہ آپؐ کو بھیجا جائے)" حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے کہا "ہاں"۔ یہ کہکر حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے جَو کی چند ٹکیاں نکالیں اور اُن کو ایک دوپٹہ میں لپیٹا، پھر اُنہوں نے اپنے لڑکے حضرت انسؓ کو ایک چادر اُڑھائی اور اس چادر کے اندر ان ٹکیوں کو چھپا دیا۔ پھر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں روانہ کیا۔ جب حضرت انسؓ وہ ٹکیاں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند آدمیوں کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضرت انسؓ وہاں پہنچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا "کیا تمہیں ابو طلحہؓ نے بھیجا ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا کھانے کے لئے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا چلو (ابو طلحہؓ کے ہاں چلیں) یہ کہکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحابؓ کے روانہ ہوئے۔ آگے آگے حضرت انسؓ روانہ ہوئے اور گھر پہنچکر حضرت ابو طلحہؓ کو آپؐ کی آمد کی خبر سنائی جب حضرت ابو طلحہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مع اصحاب کے آنے کی خبر ہوئی تو اُنہوں نے کہا "اے اُمِّ سُلَیمؓ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع چند اصحابؓ کے تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ان سب کو کھلا سکیں"۔ حضرت اُمِّ سلیمؓ نے کہا "اللہ اور رسولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ پھر حضرت ابو طلحہؓ استقبال کے لئے باہر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو طلحہؓ ساتھ ساتھ مکان میں داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اُمِّ سُلَیمؓ! جو کچھ تمہارے پاس ہو لے آؤ"۔ اُنہوں نے وہ ٹکیاں پیش کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کا مالیدہ بناؤ۔ فوراً اُس کا مالیدہ بنایا گیا۔ مالیدہ تیار ہونے کے بعد حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے اُس پر کچھ گھی ٹپکا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پر ہاتھ رکھکر کچھ پڑھا، برکت کی دُعاء کی۔ پھر دس دس آدمیوں کو بُلا کر کھلانا شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جاتے تھے "اللہ کا نام لیکر کھاؤ"۔ (لوگ اندر آتے اور کھانا کھا کر چلے جاتے) یہاں تک کہ تمام آدمیوں نے جنکی تعداد اسّی تھی سیر ہو کر کھانا کھایا اور واپس چلے گئے۔ سب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور گھر والوں نے کھانا کھایا۔ کھانا اب بھی اُتنا ہی باقی تھا جتنا کہ شروع میں تھا۔ گھر والوں نے وہ بچا ہوا کھانا پڑوسیوں کے ہاں بھیجدیا۔[2]

(۳) ایک دن ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ حضرت انسؓ بھی ساتھ تھے۔ اُس درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جَو کی روٹی، لَوکی کا سالن اور کچھ بُھنا ہوا گوشت رکھا۔ رسول اللہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب مایفعل الضیف اذا تبعہ غیر من دعاہ عن ابی مسعودؓ و صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ فی بابین۔

[2] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب جواز استتباع غیرہ عن انسؓ و صحیح بخاری باب علامات النبوۃ و کتاب الایمان والنذور۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم لوکی کے قتلے برتن کے کناروں سے اُٹھا اُٹھا کر کھا رہے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں "اُس دن سے میں بھی لوکی سے محبت کرتا ہوں"[1]۔

حضرت حسّانؓ اور مشرکین کی ہجو ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے فرمایا "کُفّار کی ہجو میں اشعار کہو کیونکہ اُنہیں اپنی ہجو تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ شاق گذرتی ہے"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو حضرت ابنِ رواحہؓ کے پاس بھیجا (اُس نے حضرت ابن رواحہؓ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیغام پہنچایا) حضرت ابن رواحہؓ نے (حکم کی تعمیل میں) ایک ہجو کہی لیکن وہ ہجو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پسند نہ آئی۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو حضرت کعب بن مالکؓ کے پاس بھیجا اور ایک آدمی کو حضرت حسّانؓ کے پاس روانہ کیا۔ حضرت حسّانؓ حاضرِ خدمت ہوئے اور کہنے لگے "وہ وقت آگیا ہے کہ آپؐ نے اس شیر کو بلایا ہے جو اپنی دم سے مارتا ہے؟" پھر اپنی زبان باہر نکالی اور اُسے ہلایا، پھر عرض کیا "قسم اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کافروں کو اپنی زبان سے اس طرح پھاڑ دوں گا جیسے چمڑے کو پھاڑا جاتا ہے"۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے حسّانؓ جلدی نہ کرو، ابو بکرؓ قریش کے نسب کو بخوبی جانتے ہیں اور کیونکہ میں بھی قرشی ہوں لہٰذا جب تک وہ میرے نسب کو تمہیں علیحدہ کر کے نہ بتادیں (کچھ نہ کہو)" حضرت حسّانؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور اُن سے قریش کے نسب کا حال معلوم کر کے پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ! ابوبکرؓ نے آپؐ کا نسب مجھ سے بیان کر دیا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں آپؐ کو قریش سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "روح القدس (یعنی جبریلؑ) تمہاری مدد کرتے رہیں گے جب تک تم اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی طرف سے جواب دیتے رہو گے"۔ الغرض حضرت حسّانؓ نے کُفّار کی ہجو اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں بہت سے اشعار لکھے، جن میں سے چند درجِ ذیل ہیں:-

(۱) هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ — تو نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بُرائی کی۔ میں نے اُس کا
وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَآءُ — جواب دیا اور اس کا بدلہ تو مجھے اللہ تعالےٰ ہی عنایت فرمائے گا۔

(۲) هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِيْفًا — تو نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہجو کی جو نیک ہیں،
رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَآءُ — حنیف ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسُولؐ ہیں، وفاداری ان کی خصلت ہے

(۳) فَاِنَّ اَبِيْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِيْ — بیشک میرے باپ، دادا اور میری آبرو
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَآءُ — سب محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عزّت بچانے کیلئے قربان ہے

(۴) ثَكِلَتْ بُنَيَّتِيْ اِنْ لَمْ تَرَوْهَا — میری بیٹی ہلاک ہو جائے اگر تم گھوڑوں کو مقامِ
تُثِيْرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَآءٍ — کداء کے دونوں طرف غبار اُڑاتے نہ دیکھو

(۵) يُبَارِيْنَ الْاَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ — وہ گھوڑے جو تمہاری طرف دوڑتے ہوئے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن انسؓ باب جواز اکل المرق وصحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب المرق۔

عَلٰى اَكْتَافِهَا الْاَسَلُ الظِّمَاءُ نگاہوں سے سرتابی کرتے جاتے ہیں، ان کے
شانوں پر خون کے پیاسے لچکدار نیزے ہوتے ہیں۔

(۶) تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے، انکے
تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ مونہوں کو عورتیں اپنے دوپٹوں سے صاف کرتی ہونگی۔

(۷) فَاِنْ اَعْرَضْتُمُوْا عَنَّا اعْتَمَرْنَا اگر تم ہم سے رُوگردانی کروگے تو ہم عُمرہ کریں گے
وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ اور پھر فتح ہو جائے گی اور پردہ ہٹ جائے گا۔

(۸) وَاِلَّا فَاصْبِرُوْا لِضِرَابِ يَوْمٍ ورنہ اُس دن کے مقابلہ کا انتظار کرو
يُعِزُّ اللّٰهُ فِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ جس دن اللہ تعالیٰ جسے چاہیگا عزّت عطا فرمائیگا

(۹) وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْدًا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ایک بندہ کو رسول بناکر
يَقُوْلُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهٖ خَفَاءُ بھیجا ہے۔ وہ سچّی بات کہتا ہے جس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

(۱۰) وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ میں نے ایک لشکر تیّار کر دیا ہے
هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ وہ انصار ہیں جن کا مقصد دشمن کا مقابلہ کرنا ہے۔

(۱۱) يُلَاقِيْ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ ہم تو روزانہ لڑائی کی تیّاری میں لگے رہتے ہیں
سِبَابٌ اَوْ قِتَالٌ اَوْ هِجَاءُ کافروں کو بُرا کہنا، لڑنا یا ہجو کرنا ہمارا کام ہے۔

(۱۲) فَمَنْ يَهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ تم میں سے اگر کوئی شخص اللہ کے رسولؐ کی ہجو کرے
وَيَمْدَحُهٗ وَيَنْصُرُهٗ سَوَاءُ یا ان کی مدح کرے یا ان کی مدد کرے سب برابر ہے

(۱۳) وَجِبْرِيْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْنَا کیونکہ اللہ کے پیامبر جبریلؑ ہم میں موجود ہیں
وَرُوْحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهٗ كِفَاءُ وہ رُوح القُدس ہیں جن کا کوئی ہمسر نہیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "حسّان نے قریش کی ہجو کر کے مؤمنین کے قلوب کو تسکین عطا کر دی اور کافروں کی عزّت کو تباہ کر دیا۔"[1]

ابوسفیانؓ جو ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے اُن کو مخاطب کر کے حضرت حسّانؓ نے کہا:۔

وَاِنَّ سَنَامَ الْمَجْدِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ بزرگی اور شرافت آلِ ہاشم میں بنتِ مخزوم[2]
بَنُوْ بِنْتِ مَخْزُوْمٍ وَوَالِدُكَ الْعَبْدُ کی اولاد کو ملی ہے اور تیرا باپ تو غلام تھا۔

عتبان بن مالکؓ کے ہاں تشریف آوری حضرت عتبان بن مالکؓ بدری صحابی تھے۔ ایک دن انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ میری بینائی کمزور ہو گئی ہے میں اپنی قوم بنی سالم کو نماز پڑھاتا ہوں۔ جب بارش ہوتی ہے تو میرے اور میری قوم کے درمیان جو وادی ہے اُس میں سیلاب آجاتا ہے پھر میں اُس کو پار نہیں کر سکتا اور اُن کی مسجد پہنچکر اُن کو نماز نہیں پڑھا سکتا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپؐ کسی دن میرے

---

[1] صحیح مسلم باب فضیلۃ حسّانؓ عن عائشہؓ [2] بنتِ مخزوم، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دادی تھیں۔ ابوسفیان کی دادی ایک غلام کی لڑکی تھیں۔ یہ ابوسفیان وہ نہیں ہیں جو حضرت امیر معاویہؓ کے والد ہیں یہ ابوسفیان مغیرہ بن الحارث بن عبدالمطّلب ہیں جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچازاد بھائی ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دادی عبدالمطّلب کی دوسری بیوی تھیں، غلام زادی نہیں تھیں۔ [1] صحیح مسلم باب فضیلۃ حسّانؓ عن عائشہؓ۔

گھر پر تشریف لاکر نماز پڑھیں تو پھر میں اُسی جگہ کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالوں گا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" انشاء اللہ ہم (کسی دن تمہارے ہاں) آئیں گے"۔ الغرض ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ دن چڑھے ان کے ہاں جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ ان کے مکان پر پہنچکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت مانگی۔ اُنہوں نے اجازت دی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اندر تشریف لے گئے اور بیٹھنے سے پہلے فرمایا "تم کس جگہ نماز پڑھوانا چاہتے ہو؟" حضرت عتبانؓ نے گھر کے ایک کونہ کی طرف اشارہ کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس جگہ کھڑے ہوگئے۔ آپؐ نے اللہ اکبر کہا، اور لوگ بھی آپؐ کے پیچھے صف بناکر کھڑے ہوگئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا اور آپؐ کے ساتھ ہی سب نے سلام پھیر دیا۔ نماز کے بعد گھر والوں نے آپؐ کو خزیرہ کھلانے کے لئے روک لیا جو انہوں نے آپؐ کے لئے تیار کیا تھا۔ اتنے میں اہلِ محلّہ کو معلوم ہوا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں تشریف لائے ہیں تو سب تیزی کے ساتھ بڑی کثیر تعداد میں حضرت عتبانؓ کے گھر میں اکھٹے ہوگئے۔ اُن لوگوں میں سے کسی نے کہا "مالک بن دُخشن کہاں ہے؟" اُن میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ وہ منافق ہے۔ اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبت نہیں کرتا۔ پھر اُن لوگوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے درخواست کی کہ اُس کے لئے بددُعا کریں کہ وہ ہلاک ہوجائے یا کسی آفت میں مبتلا ہوجائے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ بات نہ کہو، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اُس نے لا الٰہ الّا اللہ پڑھا ہے"۔ لوگوں نے عرض کیا "وہ زبان سے کہتا ہے۔ دل میں اُس کے کچھ بھی نہیں ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس نے اللہ کی رضاجوئی کی نیت سے کلمہ پڑھا ہے"۔ یہ سُن کر ایک شخص نے کہا "اللہ اور اُس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں، ہم نے تو اس وجہ سے یہ بات کہی تھی کہ (بظاہر) ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ منافقین کی خیر خواہی کرتا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک اللہ نے اُس شخص پر دوزخ کو حرام کردیا ہے جو اللہ کی رضاجوئی کے لئے لا الٰہ الّا اللہ پڑھے اور یہ تسلیم کرے کہ میں اللہ کا رسُول ہوں"[1]۔

حضرت خولہؓ کا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے اپنا نفس ہبہ کرنا حضرت خولہ بنتِ حکیمؓ نے ایک دن اپنے نفس کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حوالہ کیا۔ حضرت عائشہؓ کہنے لگیں کیا اس عورت کو شرم نہیں آتی کہ وہ اپنے نفس کو ایک مرد کے حوالہ کر رہی ہے۔ اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْٓ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَآ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا ○ {احزاب ۵۱}

(اے رسولؐ) آپؐ کو اختیار ہے کہ جس بیوی کو چاہیں علیحدہ رکھیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور اگر آپؐ کسی بیوی کو علیحدہ کرنے کے بعد واپس بُلالیں تو بھی آپؐ پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ اجازت اس لئے ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں (اور وہ یہ سمجھ کر کہ آپؐ کو کسی بیوی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں آپؐ مختار ہیں جہاں چاہیں چلے جائیں تو آپؐ کے جانے سے) رنجیدہ نہ ہوں، اور جو کچھ آپؐ انہیں دیں اُسے لیکر خوش رہیں۔ اللہ کو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اُس کا بھی علم ہے۔ وہ جاننے والا، حلم والا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المساجد فی البیوت عن عتبان و باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ۔ صحیح مسلم کتاب الایمان و کتاب الصلوٰۃ۔ خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

اسی آیت کے ساتھ یہ آیت بھی نازل ہوئی :-

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ط {احزاب ۵۰}

اور اگر کوئی مؤمن عورت اپنا نفس نبی کو ہبہ کر دے اور نبی اُس سے نکاح کرنا چاہے (تو کر سکتا ہے۔ اے نبیؐ) یہ حکم خاص آپؐ کیلئے ہے، مؤمنین کے لئے نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "میں دیکھتی ہوں کہ اللہ آپؐ کی خواہش کے مطابق (حکم نازل) کرتا ہے[1]"۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُس بیوی سے جس کی نوبت ہوتی دوسری بیوی کے ہاں جانے کی اجازت لیا کرتے تھے (یہ اجازت طلب کرنا محض انکی دلجوئی کے لئے تھا ورنہ آیتِ بالا کی رُو سے یہ اُن کا حق نہیں تھا کہ اپنے حق کا دعویٰ کرتیں) حضرت عائشہؓ سے جب آپؐ اجازت لیتے تو وہ عرض کرتیں "اگر آپؐ مجھ سے پوچھتے ہی ہیں تو میں تو آپؐ کا کسی اور کے پاس جانا پسند نہیں کرتی[2]"۔ (یعنی ناپسند تو کرتی ہوں لیکن آپؐ کو روک نہیں سکتی)

ایک سفر کا واقعہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کا ارادہ کیا۔ آپؐ نے ازواجِ مطہراتؓ کے درمیان قرعہ اندازی کی۔ قرعہ اندازی میں حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کا نام نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کو اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ (اکثر ایسا ہوتا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت حضرت عائشہؓ کے اُونٹ کے قریب چلتے۔ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اُونٹ پر اور میں تمہارے اُونٹ پر سوار ہو جاؤں، پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اچھا۔ الغرض اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے قریب آئے جس پر حضرت حفصہؓ سوار تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو سلام کیا اور اُن کے ساتھ چلتے رہے۔ کچھ دور جا کر مؤمنین نے پڑاؤ کیا۔ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قریب نہ پا کر اپنے پیروں کو اِذخر گھاس میں ڈال دیا اور کہنے لگیں "اے ربّ مجھ پر کسی بچھو یا سانپ کو مسلّط کر دے کہ وہ مجھے کاٹ کھائے۔ میں اس بات کی قدرت نہیں رکھتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی کہوں کیونکہ وہ تو تیرے رسولؐ ہیں[3]"۔

(اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبّت تھی اور آپؐ کا بے حد احترام کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی ذہانت، ان کے تقویٰ، ان کے لحاف میں وحی کا نزول وغیرہ خصوصیات کی بناء پر ان سے زیادہ محبّت کرتے تھے)

سفر کے مزید واقعات | (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں چلے جا رہے تھے۔ بعض صحابہؓ روزے سے تھے اور بعض کا روزہ نہیں تھا۔ صحابہؓ میں سے بعض کے پاس چادریں تھیں اور بعض کے پاس چادریں نہیں تھیں۔ جن لوگوں کے پاس چادریں تھیں اُنہوں نے ان چادروں سے اپنے اوپر سایہ کر لیا تھا۔ جن لوگوں کے پاس چادریں نہیں تھیں وہ اپنے ہاتھ سے دھوپ کو روکتے تھے۔ اس سفر میں جو لوگ روزہ دار تھے اُنہوں نے کوئی کام نہیں کیا۔ جن لوگوں کا روزہ نہیں تھا اُنہوں نے خیمے گاڑے، اُونٹوں کو اُٹھایا، اُنہیں پانی پلایا اور دوسرے محنت و

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب ھل للمرأۃ ان تھب نفسھا عن عائشہؓ وکتاب التفسیر۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن عائشہ صدیقہؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب القرعۃ بین النساء عن عائشہؓ وصحیح مسلم باب فضل عائشہؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

مشقت کے کام کئے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج تو اُن لوگوں نے اجر لوٹ لیا جن کا روزہ نہیں تھا"[1]

(۲) رمضان کا مہینہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں چلے جا رہے تھے۔ جب سورج غروب ہو گیا تو آپؐ نے ایک شخص سے فرمایا "اُترو اور افطار کے لئے ستو گھول دو"۔ اُس نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ شام تو ہو جانے دیجئے، ابھی تو دن باقی ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُترو اور ستو گھول دو" وہ شخص اُترا اور اُس نے ستو گھول دئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو سے روزہ افطار کیا۔ پھر فرمایا جب سورج اِدھر غائب ہو جائے اور رات اُدھر سے آجائے تو روزہ دار کو افطار کر لینا چاہیئے[2]

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں چلے جا رہے تھے۔ ایک انصاری عورت بھی اپنی اونٹنی پر چلی جا رہی تھی۔ اونٹنی نے کچھ شرارت کی تو اُس عورت نے کہا تجھ پر (اللہ کی) لعنت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی یہ بات سُنی تو فرمایا "اس اونٹنی پر جو سامان ہے وہ لے لو اور اسے چھوڑ دو کیونکہ وہ ملعون ہے۔ ہمارے ساتھ ایسی کوئی سواری نہیں ہونی چاہیئے جس پر اللہ کی لعنت ہو"۔ آپؐ کے حکم کی تعمیل میں وہ اونٹنی چھوڑ دی گئی۔ وہ لوگوں کے درمیان آتی جاتی تھی لیکن کوئی اس سے تعرّض نہیں کرتا تھا[3]

روزہ کے متعلق سوالات ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا "آپؐ کیسے روزہ رکھتے ہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا (غالباً اس وجہ سے کہ وہ کثرت سے روزے رکھنا چاہتا تھا یا صوم وصال یعنی مسلسل بے افطار کئے روزے رکھنا چاہتا تھا) حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں ہیں تو کہنے لگے "ہم اللہ کے ربّ ہونے سے راضی ہیں۔ اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے راضی ہیں"۔ وہ بار بار یہ کلمات دوہراتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا "وہ شخص کیسا ہے جو ہمیشہ روزہ رکھے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہ اُس نے روزے رکھے نہ افطار کیا"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اگر دو دن روزے رکھے اور ایک دن افطار کرے (تو کیسا ہے)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا کسی میں اتنی استطاعت ہے؟" عرض کیا "ایک دن روزہ رکھے ایک دن افطار کرے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس کی طاقت مل جاتی۔ مہینہ میں تین روزے اور رمضان کے روزے یہ پورے سال کے روزے ہیں۔ عرفہ کے روزہ کے متعلق میں اللہ سے اُمید رکھتا ہوں کہ ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ معاف ہو جائیں گے، اور مجھے اللہ سے یہ بھی اُمید ہے کہ عاشورہ کے روزہ سے سال گذشتہ کے گناہ معاف فرما دیگا"[4]

عید کے لئے زینت کرنا ایک دن حضرت عمرؓ نے بازار میں ایک ریشمی جوڑا بکتا ہوا دیکھا۔ وہ اس کو لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ! اس جوڑے کو خرید لیجئے تاکہ اس کو پہن کر آپؐ عید، جمعہ، اور وفود کی آمد پر زینت کر لیا کریں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ تو

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الخدمۃ فی الغزو عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب الصیام نحوہٗ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الصیام عن عبداللہ بن ابی اوفیؓ [3] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب النہی عن لعن الدواب عن عمرانؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلثۃ ایام عن ابی قتادہؓ۔

اُس کا لباس ہے جس کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں"۔ کچھ عرصہ بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو ایک ریشمی جُبّہ بھیجا۔ حضرت عمرؓ اُس کو لیکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ! آپؐ نے تو یہ فرمایا تھا کہ یہ اُس کا لباس ہے جس کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں، پھر یہ جُبّہ آپؐ نے مجھے کیوں بھیجا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے اس لئے نہیں بھیجا کہ تم اسے پہنو، بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ اس کو بیچکر اپنی ضرورت پُوری کر لو"۔[1]

اُسی دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک ریشمی جوڑا حضرت علیؓ کو بھی دیا اور حکم دیا کہ اسے پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹّے بنا لو۔

ایک ریشمی جوڑا حضرت اُسامہؓ کو بھیجا، حضرت اُسامہؓ اُس جوڑے کو پہن کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خفگی کی نظر سے اُن کو دیکھا۔ حضرت اُسامہؓ سمجھ گئے۔ عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ (خفگی سے) کیوں دیکھ رہے ہیں یہ تو وہی جوڑا ہے جو آپؐ نے بھیجا تھا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم اسے پہنو بلکہ اس لئے بھیجا تھا کہ عورتوں کے دوپٹّے بنا لو"۔[2]

شہد سے علاج | ایک دن ایک شخص رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر کہنے لگا "میرے بھائی کو دست آرہے ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کو شہد پلاؤ"۔ وہ آدمی واپس چلا گیا۔ اُس نے اپنے بھائی کو شہد پلایا لیکن دست بند نہ ہوئے، وہ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور عرض کیا "میں نے اپنے بھائی کو شہد پلایا لیکن دست اور زیادہ ہو گئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کو شہد پلاؤ"۔ اُس نے حکم کی تعمیل کی۔ دست اور زیادہ ہو گئے۔ وہ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا "میں نے اپنے بھائی کو شہد پلایا لیکن دست اور زیادہ ہو گئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "اس کو شہد پلاؤ، اللہ نے سچ فرمایا ہے (کہ شہد میں شفا ہے) تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے"۔ اُس نے واپس آکر پھر شہد پلایا (اُس کے دست بند ہو گئے اور) وہ اچھا ہو گیا۔[3]

دُنیا کی حقیقت | ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقامِ عالیہ سے ہوتے ہوئے بازار میں داخل ہوئے۔ آپؐ کو ایک بھیڑ کا مردہ بچّہ دکھائی دیا جس کے کان بہت چھوٹے چھوٹے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے پاس گئے اور اس کا کان پکڑ کر فرمایا "تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ ایک درہم میں اسے خرید لے"۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "ہم تو کسی قیمت میں بھی اسے لینا پسند نہیں کرتے، اور اس کا ہم کیا کریں گے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "کیا تم اسے پسند کرتے ہو؟" صحابہؓ نے عرض کیا "اللہ کی قسم اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو بھی کان چھوٹے ہونے کی وجہ سے بیکار تھا تو پھر اب اس کو کیسے لیا جا سکتا ہے جبکہ یہ مُردہ ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم جتنا یہ بچّہ تمہارے نزدیک حقیر ہے، اللہ کے نزدیک یہ دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے"۔[4]

ایک جہاد | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک اور جہاد کیلئے نکلے۔ راستہ میں زادِ راہ کی قلّت ہو گئی، صحابہؓ نے سواریوں کو ذبح کرنا چاہا تو آپؐ نے زادِ راہ جمع کرنے کا حکم دیا۔ الغرض دسترخوان پر بکری کے برابر زادِ راہ جمع ہو گیا۔ پھر اس کھانے کو چودہ سو (۱۴۰۰) آدمیوں نے کھایا اور سب کا پیٹ بھر گیا۔ لوگوں نے باقی کھانا اپنی تھیلیوں میں بھر لیا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وضو کیلئے پانی ہے؟" ایک شخص ایک برتن میں ایک قطرہ پانی لایا، آپؐ نے اُسے ایک پیالہ میں ڈال دیا۔ پھر سب صحابہؓ نے اس سے وضو کیا۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ والعیدین و صحیح مسلم کتاب اللباس عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب اللباس عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب السلام باب التداوی بالعسل عن ابی سعیدؓ و صحیح بخاری کتاب الطب باب الدواء بالعسل۔ [4] صحیح مسلم کتاب الزھد۔ [5] صحیح مسلم کتاب اللقطۃ۔

جنگِ خندق (یا جنگِ احزاب)

اسی سال یعنی ۵ھ میں مسلمین اور کافروں کے مابین ایک جنگ ہوئی۔ اس جنگ کو جنگِ خندق یا جنگِ احزاب کہتے ہیں۔

اسباب جنگ کا سبب اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ اسلام اور اہلِ اسلام کو ختم کیا جائے جیسا کہ ارشادِ باری ہے :-

يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ {صف ۸}

کافر یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نورِ (ہدایت) کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی برا لگے۔

مذکورہ بالا مقصد کی خاطر کافروں نے

إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ {احزاب}

مؤمنین پر حملہ کیا (جس کے نتیجہ میں جنگ خندق واقع ہوئی)

جنگِ خندق جنگِ اُحد کے ایک سال بعد واقع ہوئی[1]

مردم شماری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو لوگ اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں اُن کے نام لکھ کر لاؤ۔ اس حکم کی تعمیل میں ایک ہزار پانچ سو مردوں کے نام لکھے گئے[2]

مدینہ منوّرہ پر جنگ کے بادل مدینہ منوّرہ پر جنگ کے بادل منڈلا رہے تھے۔ ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا کہ کسی وقت بھی حملہ ہو جائے۔

ایک رات کو ایسا ہوا کہ مدینہ کے باہر سے ایک خوفناک آواز آئی۔ تمام اہلِ مدینہ گھبرا گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً حضرت ابو طلحہؓ کا گھوڑا عاریتاً لیا جو بہت سست رفتار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو کر مدینہ منوّرہ کے باہر دیکھنے کے لئے گئے (کہ یہ کیسی آواز ہے) آپؐ کے جانے کے بعد اور لوگ بھی تیار ہوئے اور اُس آواز کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آتے ہوئے ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے۔ آپؐ کی گردن میں تلوار لٹکی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا "گھبراؤ نہیں، گھبراؤ نہیں، کوئی خطرہ نہیں میں دیکھ کر آرہا ہوں"۔ پھر آپؐ نے حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا ہم نے تمہارے گھوڑے کو مثلِ دریا کے (تیز رو) پایا اس کے بعد وہ گھوڑا کسی گھوڑے سے پیچھے نہ رہتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِس طرح تن تنہا آدھی رات کو اُس آواز کی طرف چلے جانا بہادری کی زبردست علامت ہے۔ اسی لئے حضرت انسؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ خندق عن ابن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب بیان سن البلوغ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب کتابۃ الامام الناس عن حذیفہؓ۔

بہادر تھے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو گشت لگانا ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ کے باہر گشت کرتے ہوئے) کافی دیر تک جاگتے رہے۔ جب آپؐ مدینہ منورہ واپس آئے تو فرمایا "کاش آج رات کو میرے اصحاب میں سے کوئی نیک آدمی میری چوکیداری کرتا"۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (نے یہ الفاظ سُنے تو فوراً) ہتھیار پہن کر حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار کی آواز سُنی تو فرمایا "یہ کون ہے؟" حضرت سعدؓ نے کہا "میں سعد بن ابی وقاصؓ ہوں، میں آپؐ کی چوکیداری کرنے آیا ہوں"۔ (یہ سُن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اطمینان سے) سو گئے۔[2]

دفاع کے انتظامات جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے حملہ کرنے کا یقین ہو گیا تو مردم شماری کے بعد دوسرا حکم آپؐ نے یہ دیا کہ مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودی جائے۔ صحابہ کرامؓ نے خندق کھودنی شروع کی، خندق میں سے مٹی نکال کر وہ اپنی پیٹھوں پر لادتے تھے اور پھر اُسے باہر لیجا کر ڈال دیتے تھے۔[3]

مہاجرین اور انصار سب اس کام میں مشغول تھے۔ ان کے پاس نہ غلام تھے (نہ مزدور) کہ وہ اس کام کو انجام دیتے صبح کا وقت تھا۔ سردی کا دن تھا۔ صحابہ کرامؓ خندق کھود رہے تھے کہ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپؐ نے اُن کی حالت دیکھی کہ فاقہ سے دوچار ہیں لیکن محنت مشقت کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃ	اے اللہ عیش تو درحقیقت آخرت کا عیش ہے (اے اللہ)
فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃ	انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں صحابۂ کرامؓ یہ پڑھتے تھے:۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا	ہم وہ ہیں کہ جنہوں نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر اس بات کی
عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا	بیعت کی ہے کہ ہم جب تک باقی ہیں ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے
نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا	ہم وہ ہیں جنہوں نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر اس بات
عَلَی الْجِھَادِ مَا حَیِیْنَا اَبَدًا	کی بیعت کی ہے کہ ہم جب تک زندہ ہیں ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے
نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا	ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر
عَلَی الْاِسْلَامِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا	اس بات کی بیعت کی ہے کہ ہم جب تک باقی ہیں ہمیشہ اسلام پر قائم رہیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے جواب میں فرماتے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃ	اے اللہ بیشک آخرت کی بھلائی کے علاوہ کوئی (حقیقی) بھلائی
فَبَارِکْ فِی الْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃ	نہیں (اے اللہ) انصار اور مہاجرین میں برکت نازل فرما

کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح فرماتے:۔

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ	اے اللہ کوئی عیش (حقیقی) نہیں سوائے آخرت کے عیش
فَاَکْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ	کے (اے اللہ) انصار اور مہاجرین کو عزت عطاء فرما۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الشجاعۃ فی الحرب باب الرکوب علی الدابۃ۔ وباب فرس القطوف و باب رکوب الفرس العُری وباب الحمائل و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی شجاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح بخاری کتاب الآداب باب حسن الخلق عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحراسۃ فی الغزو عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی عن سہلؓ و انسؓ۔

اور کبھی آپؐ اس طرح فرماتے:۔

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ
فَاصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ

اے اللہ کوئی عیش (حقیقی) نہیں سوائے آخرت کے عیش کے۔ (اے اللہ) انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ اگرچہ بھوکے تھے لیکن (بڑے اطمینان و حوصلہ کے ساتھ) محض اللہ کی رضاجوئی کی خاطر وہ یہ تمام مصیبتیں برداشت کر رہے تھے (کبھی ایسا ہوتا کہ) لوگ ایک ایک مٹھی جَو لاتے، پھر وہ جَو بدبودار روغن میں پکائے جاتے اور قوم کے سامنے رکھ دئے جاتے۔ کھاتے وقت جَو حلق میں ناگوار بھی معلوم ہوتے اور اُن میں سے بدبو بھی آتی تھی[1] (تاہم چار و ناچار اُنہیں کھانا پڑتا تھا)

ایک سخت چٹان کو توڑنا خندق کھودتے کھودتے اتفاقاً ایک چٹان نکل آئی (وہ اتنی سخت تھی کہ کسی سے نہ ٹوٹی) لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر عرض کیا کہ ایک چٹان (ایسی) نکل آئی ہے (کہ کسی طرح نہیں ٹوٹتی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں خود آکر اسے توڑتا ہوں" پھر آپؐ اس حالت میں روانہ ہوئے کہ آپؐ کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے۔ تین روز سے کسی نے بھی کھانا نہ کھایا تھا۔ ایسے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پہنچکر کدال ماری۔ کدال مارتے ہی وہ چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی۔[2]

حضرت جابرؓ کے ہاں دعوت جب حضرت جابرؓ نے یہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہیں تو خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ! مجھے گھر جانے کی اجازت دیدیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دیدی۔ اجازت حاصل کرکے وہ اپنی بیوی کے پاس آئے۔ بیوی سے کہا "میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ میں صبر نہیں کرسکتا۔ تمہارے پاس (کھانے کے لئے) کچھ ہے؟" بیوی نے کہا "میرے پاس کچھ جَو اور ایک بکری کا بچّہ ہے"۔ یہ کہکر اُنہوں نے تھیلی میں سے جَو نکالے جو حجم میں صرف ایک صاع تھے۔ انہوں نے انہیں پیسنا شروع کردیا۔ حضرت جابرؓ نے بکری کے بچّہ کو ذبح کیا، گوشت کو پتیلی میں ڈال کر پکنے کے لئے آگ پر رکھ دیا۔ جَو پیسنے کے بعد ان کی بیوی آٹا گوندھنے لگیں۔ حضرت جابرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُلانے روانہ ہوئے۔ بیوی نے کہا "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کے سامنے رُسوا نہ کرنا"۔ حضرت جابرؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور چپکے سے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے پاس کچھ کھانا ہے، آپؐ ایک دو آدمیوں کے ساتھ تشریف لے چلئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "کتنا کھانا ہے؟" حضرت جابرؓ نے کھانے کی مقدار بتائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ تو بہت ہے اور بڑا پاکیزہ ہے۔ جاؤ اپنی بیوی سے کہو کہ میرے آنے سے پہلے پتیلی نہ اُتاریں نہ روٹی پکائیں (اگر تنور میں روٹیاں لگادی ہوں تو) اُنہیں تنور سے نہ نکالیں"۔ یہ فرماکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا "اے خندق والو! جابر نے کھانا پکایا ہے، لہٰذا جلدی چلو"۔ آپؐ کے فرماتے ہی مہاجر اور انصار سب چلنے کے لئے تیّار ہوگئے۔ حضرت جابرؓ فوراً اپنی بیوی کے پاس پہنچے اور کہنے لگے "وائے افسوس

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی عن انسؓ وکتاب المناقب باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصلح الانصار وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ الاحزاب (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب المغازی عن جابرؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان تمام مہاجرین اور انصار کے ساتھ جو آپؐ کی معیّت میں (خندق کھود رہے) ہیں تشریف لا رہے ہیں۔" بیوی نے کہا "کیا تم سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا تھا (کہ کھانا کس قدر ہے)" حضرت جابرؓ نے کہا "ہاں"۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت جابرؓ کے ہاں پہنچ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "کیا تم نے وہ کام جس کے متعلق میں نے کہا تھا کر لیا۔" حضرت جابرؓ کی بیوی نے کہا "ہاں"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آٹے میں اور برتن میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور برکت کی دُعا کی۔ پھر حضرت جابرؓ کی بیوی سے فرمایا کہ ایک روٹی پکانے والی کو بُلاؤ جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور تم پتیلی میں سے سالن بھی نکالتی جانا" یہ کہکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں سے کہا اندر چلے آؤ اور ایک دوسرے کے ساتھ مزاحمت نہ کرو۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں کھانا کھلانا شروع کیا۔ آپؐ روٹی توڑتے اور گوشت اُس پر رکھ کر لوگوں کو کھانے کے لئے دیدیتے۔ آپؐ خود بھی پتیلی میں سے سالن اور تنّور سے روٹی نکالتے تھے۔ نکالنے کے بعد فوراً پتیلی اور تنّور کو ڈھانک دیتے۔ اس طرح آپؐ روٹی، سالن لوگوں کے سامنے رکھتے اور جب وہ فارغ ہو جاتے تو (دسترخوان) اُٹھا لیتے اور پھر دوسروں کے سامنے بچھا دیتے۔ یہی ہوتا رہا یہاں تک کہ سب کا پیٹ بھر گیا۔ پتیلی سے اب بھی سالن اُبل رہا تھا۔ آٹے کی روٹیاں پک رہی تھیں لیکن وہ کم نہ ہوا تھا، ایک ہزار آدمی کھا چکے تھے لیکن کھانا ابھی باقی تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ کی بیوی سے فرمایا "تم بھی کھاؤ اور تحفۃً اوروں کے ہاں بھی بھیجو کیونکہ سب ہی بھوکے ہیں۔"[1]

خندق کی کھُدائی میں سپہ سالارِ اعظم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شرکت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود بہ نفسِ نفیس خندق کھودنے میں شریک تھے۔ آپؐ خندق کی مٹّی اُٹھا اُٹھا کر لا رہے تھے اور باوجود اس کے کہ آپؐ کے سینہ پر بکثرت بال تھے، آپؐ کے بال اور شکم مبارک خاک سے چھپ گئے تھے، آپؐ اُس وقت ابنِ رواحہؓ کے یہ اشعار پڑھ رہے تھے:-

(۱) اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا — اے اللہ اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو ہم ہدایت
وَلَا تَصَدَّقْنَ وَلَا صَلَّیْنَا — یاب نہ ہوتے۔ نہ صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے
(۲) فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا — ہم پر تسکین نازل فرما۔ اور اگر دشمن
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا — سے ہمارا مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ
(۳) اِنَّ الْاُولٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا — بے شک ان لوگوں نے ہم پر زیادتی کی ہے،
وَاِنْ اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا — اگر یہ فتنہ کا ارادہ کریں گے تو ہم ایسا نہ ہونے دینگے

آخری لفظ اَبَیْنَا اَبَیْنَا کے ساتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی آواز کو بلند فرماتے تھے۔[2]

جنگ کی تیّاری | خندق تیّار ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنگ کی تیّاری شروع کر دی اور ہتھیار وغیرہ پہن لئے۔[3]

افواجِ کُفّار کی آمد | ایک عرصہ سے جنگ کا خطرہ محسُوس کیا جا رہا تھا بالآخر

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن جابرؓ و صحیح مسلم کتابُ الاشربہ باب جواز استتباعہ غیرہٗ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن براءؓ و کتابُ الجہاد باب الرجز و باب حفر الخندق۔
[3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب مرجع النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من الاحزاب عن عائشہ رضؓ۔

اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ {احزاب ۹} کافروں کی فوجیں مدینہ کے قریب پہنچ گئیں۔

قرآن مجید کے لفظ "احزاب" سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ متعدد فوجیں تھیں۔ جنہوں نے یکبارگی مدینہ منوّرہ پر حملہ کیا تھا۔ مسلمین نے اپنے بچّوں اور اپنی عورتوں کو حضرت حسّانؓ کے قلعہ میں محفوظ کر دیا۔[1]

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ افواجِ کُفّار نے مدینہ کی بلندی سے بھی حملہ کیا اور نشیب وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا کی طرف سے بھی حملہ کیا (اتنی کثیر تعداد میں فوجوں کو دیکھکر) لوگوں کی آنکھیں پھر گئیں۔ دہشت کے باعث دل گلوں تک پہنچ گئے۔ بعض لوگ اللہ کے متعلّق بدگمانی کرنے لگے مؤمنین کو سخت آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور اُنہیں خوب جھنجھوڑا گیا۔[2]

کُفّار کے لشکروں کی جاسوسی رات کا وقت تھا، ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ سردی کی شدّت تھی کہ عین اس عالم میں اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کوئی شخص ہے جو جاکر کافروں کی خبر لائے، اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اُس شخص کو میری معیّت نصیب فرمائے گا۔" سب خاموش رہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی فرمایا۔ سب خاموش رہے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حُذیفہؓ سے فرمایا اُٹھو اور جاکر کُفّار کی خبر لاؤ اور دیکھو اُنہیں مجھ پر نہ اُکسانا (یعنی جنگ نہ بھڑکانا) حضرت حُذیفہؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ اتنی سخت سردی کے باوجود انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ گویا وہ گرم حمّام میں چلے جا رہے ہیں یہاں تک کہ وہ کُفّار کی فوجوں تک پہنچ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ابوسفیان (جو ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے) اپنی پیٹھ آگ سے سینک رہے ہیں۔ انہیں دیکھتے ہی حضرت حُذیفہؓ نے تیر کمان پر چڑھایا اور اُنہیں مارنے کا ارادہ کیا۔ وہ تیر مارنے ہی والے تھے کہ اُنہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان یاد آگیا کہ "اُنہیں مجھ پر نہ اُکسانا" (لہٰذا اُنھوں نے تیر نہ مارا) وہ کہتے ہیں کہ اگر میں تیر مارتا تو ضرور ابوسُفیان کے لگتا۔ الغرض کُفّار کی جاسوسی کے بعد حضرت حُذیفہؓ وہاں سے واپس ہوئے اور انہیں پھر یہی محسُوس ہوا کہ وہ گرم حمّام میں چل رہے ہیں۔ جب وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے اور سب حال بیان کر چکے تو پھر سردی محسُوس ہونے لگی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں اپنا ایک فاضل کمبل اُڑھا دیا جسے اوڑھ کر آپؐ نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت حذیفہؓ کمبل اوڑھ کر صبح تک سوتے رہے۔ جب صبح (صادق) ہوئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے بہت زیادہ سونے والے اُٹھ جاؤ۔"[3]

منافقین کی شرارتیں اتنی کثیر تعداد میں کُفّار کو دیکھکر مُنافقین اور حاسد لوگوں نے کہنا شروع کیا:-

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ○ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ کہ اللہ اور اُس کے رسُولؐ نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا وہ محض دھوکا تھا (کیا ان لشکروں کا مقابلہ ہم کر سکتے ہیں، یہ لشکر ہمیں نیست و نابود کر دینگے) بعض حاسد لوگ تو یہاں تک کہنے لگے کہ اے اہلِ مدینہ اب یہ ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے۔ کہیں اور چلے چلو (غرض یہ کہ مُنافقین

---

[1] صحیح بخاری ابوابُ المناقب باب مناقبِ زبیرؓ و صحیح مسلم کتابُ الفضائل عن عبداللہ بن زبیرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

[2] صحیح بخاری کتابُ المغازی و صحیح مسلم کتابُ التفسیر عن عائشہؓ [3] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ احزاب عن حذیفہؓ۔

بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ط وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ج إِنْ
يُّرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ○ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ
مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا
وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ○ وَلَقَدْ كَانُوا
عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ط
وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُولًا ○ قُلْ لَّنْ
يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ
أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ○
قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ إِنْ
أَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ط وَلَا
يَجِدُونَ لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا
وَّلَا نَصِيرًا ○ {احزاب ۱۲ تا ۱۷}

مسلمین میں دہشت پھیلا کر انہیں بزدل بنانا چاہتے تھے اور اپنے لئے راہِ فرار تلاش کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک جماعت نے آکر صاف کہہ دیا کہ ہمیں اجازت دیجئے کہ اپنے گھر واپس چلے جائیں کیونکہ گھروں کو بھی حفاظت کی ضرورت ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ نہیں تھی بلکہ وہ جنگ سے بچنا چاہتے تھے (یہ لوگ مسلمین میں انتشار پیدا کرنے کے آرزومند تھے حتّٰی کہ ان کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ) اگر افواجِ کفّار مدینہ میں داخل ہو جاتیں اور ان سے فتنہ پھیلانے کے لئے کہا جاتا تو (اپنی جان بچانے کی خاطر) فوراً وہ یہ کام کر گذرتے اور کسی قسم کا پس و پیش نہ کرتے ان لوگوں نے پہلے اللہ سے عہد کیا تھا کہ (کفّار کے مقابلہ میں) پیٹھ نہیں پھیریں گے (لیکن اس عہد پر قائم نہیں رہے) اللہ سے کئے ہوئے اس عہد کے متعلق روزِ محشر ان سے باز پُرس ہوگی اور (اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم موت یا قتل کے ڈر سے بھاگو گے تو یہ بھاگنا تمہارے کام نہ آئے گا اور جو فائدہ تمہیں حاصل ہوگا وہ بہت ہی تھوڑا ہوگا۔ (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ اگر اللہ تمہارے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے تو کون تمہیں اُس سے بچا سکتا ہے یا اگر مہربانی کا ارادہ کرے تو اس سے تمہیں کون محروم کر سکتا ہے۔ تمہیں اللہ کے علاوہ کوئی مددگار ملے گا نہ کوئی کارساز۔

غرض یہ کہ مُنافقین مُومنین کے ایمان میں رخنہ ڈالنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ ان کی ہمّت شکنی کر رہے تھے لیکن مُومنین کی عجیب شان تھی، اُنہوں نے مُنافقین کی طرح بزدلی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ انہوں نے جب کُفّار کے لشکروں کو

وَلَمَّا رَأَ الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا
هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ
اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَّ
تَسْلِيمًا ○ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا
مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى
نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا
تَبْدِيلًا ○ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِينَ
بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِينَ إِنْ شَآءَ
أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ط إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا
رَّحِيمًا ○ {احزاب ۲۲ تا ۲۴}

دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اُس کے رسولؐ نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا تھا (کہ ہمیں مصیبتیں جھیلنی پڑیں گی، جنگیں لڑنی پڑینگی بجائے اس کے کہ ان کی ہمّت پست ہوتی) ان کا ایمان و ایقان بڑھ گیا (ان کی ہمّتیں اور بڑھ گئیں) اطاعت اور فرمانبرداری کا جذبہ اور زیادہ ہو گیا۔ ان مُومنین میں سے بعض وہ تھے جنہوں نے اُس عہد کو جو اُنہوں نے اللہ سے کیا تھا سچ کر دکھایا، وہ (جنگِ بدر و جنگ احد میں) اپنی نذر پیش کر چکے تھے، بعض نذر پیش کرنے کے منتظر تھے (ڈگمگانا کیسا) وہ اپنی بات کے پکّے تھے۔ ان کے

پائے استقلال میں لغزش تک نہ آئی (جنگِ خندق ایک آزمائش تھی) تاکہ اس کے نتیجہ میں اللہ سچّوں کو ان کی سچّائی کا بدلہ دے اور مُنافقین کو اگر چاہے تو سزا دے اور اگر چاہے تو (ان کو توبہ کی توفیق عطا کر کے) ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بیشک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

جنگ کی ابتداء | جنگ شروع ہوئی، مؤمنین بڑی جوانمردی سے لڑتے رہے لیکن منافقین نے جنگ سے پہلوتہی اختیار کی، بلکہ دوسروں کو بھی جنگ سے روکنے کی کوشش کی۔ مؤمنین سے کہتے کہ ہمارے پاس چلے آؤ (سلامتی اسی میں ہے) اور کبھی (دکھانے کے لئے) میدانِ جنگ میں آجاتے تو بس تھوڑی دیر کے لئے (اور پھر واپس اپنے محفوظ مقامات میں چلے جاتے۔ مؤمنین کے معاملہ میں بُخل اور حسد سے کام لے رہے تھے۔ جب لڑائی کی شدّت کا خوف ہوتا تو اُن کی آنکھیں اِس طرح پھرنے لگتیں جیسے کسی کو موت کی غشی آرہی ہو۔ اور جب خطرہ ٹل جاتا تو بڑی لمبی لمبی باتیں کرتے (تاکہ مالی منفعت سے محروم نہ رہیں، مالِ غنیمت میں سے انہیں بھی حصّہ مل جائے) مال پر تو بس گرے پڑتے تھے (ان کی یہ تمام سازشیں اور شرارتیں صرف اس لئے تھیں کہ) یہ لوگ حقیقتاً ایماندار تھے ہی نہیں (انہوں نے مؤمنین کے خلاف سازشوں کا جال پھیلا رکھا تھا لیکن) اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام تدابیر پہ پانی پھیر دیا (اور وہ مؤمنین کا کچھ نہ بگاڑ سکے) اور یہ کام اللہ کے لئے کیا مشکل تھا۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ {۱۸ و ۱۹ احزاب}

ایک نوجوان صحابی کا جِنّ سے تصادم | ایک نوجوان مُسلم بھی اس جنگ میں شریک تھے۔ اُن کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ وہ روزانہ دوپہر کے وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت لے کر اپنے گھر آیا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے حسبِ معمول رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت طلب کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اپنے ہتھیار لے کر جاؤ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ بنو قریظہ (قبیلے کے یہودی) کہیں تمہیں نقصان نہ پہنچائیں" اُنہوں نے تعمیل کی اور اپنے ہتھیار لے کر روانہ ہوئے۔ جب گھر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کی بیوی دروازہ کے دونوں کواڑوں کے درمیان کھڑی ہیں۔ اُنہوں نے غیرت سے اپنا نیزہ اُنہیں مارنے کے لئے اُٹھایا[1]۔ بیوی نے کہا اپنے نیزہ کو سنبھالو اور اندر جا کر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں کیوں باہر نکلی ہوں۔ وہ نوجوان صحابی اندر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑا سانپ کُنڈلی مارے ہوئے بستر پر بیٹھا ہے۔ اُنہوں نے اس پر نیزہ اُٹھایا اور نیزہ میں اس کو پرو لیا۔ پھر اندر سے نکلے اور نیزہ مکان (کے صحن) میں گاڑ دیا۔ وہ سانپ اُس پر لوٹ پوٹ ہوتا رہا، پھر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ سانپ پہلے مَرا یا وہ نوجوان مُسلم۔ صحابۂ کرامؓ نے اس نوجوان کی موت کی خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سُنائی اور سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ سے دُعا کیجئے کہ وہ اسے زندہ کر دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اپنے ساتھی کے لئے دُعائے مغفرت کرو"۔

---

[1] اُس زمانہ کے مسلمین میں کتنی غیرت تھی اور آج کیا حال ہے کہ غیرت نام کو نہیں۔ عورتیں بے پردہ پھر رہی ہیں۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا "مدینہ میں کچھ جنّ رہتے ہیں جو مُسلم ہوگئے ہیں لہٰذا جب کسی سانپ کو دیکھو تو تین دن تک اُسے خبردار کرو، اگر اس کے بعد بھی وہ دکھائی دے تو اُسے مار ڈالو اس لئے کہ وہ شیطان یعنی کافر (جنّ) ہے۔" اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ اپنے بھائی کو دفن (کرنے کا انتظام) کرو۔"[1] (نوٹ:۔ تین دن خبردار کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ غلطی سے کسی مُسلم آدمی کے ہاتھ سے کوئی مُسلم جِنّ قتل نہ ہو جائے۔ اگر کوئی جِنّ تین دن خبردار کرنے کے بعد بھی نہیں جاتا تو پھر وہ مُسلم نہیں، کافر ہے اُسے قتل کیا جا سکتا ہے)

بنو قریظہ کی جاسوسی کیلئے حضرت زبیرؓ کی روانگی مذکورہ بالا واقعہ میں اُس نوجوان کو جو نصیحت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کے گھر جاتے وقت کی تھی اُس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا قبیلہ بنو قریظہ بھی خفیہ طور پر کُفّار کے ساتھ ملا ہوا تھا بلکہ

اَلَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ {احزاب ۲۶} عملاً کُفّار کی مدد کر رہا تھا۔

مدینہ منوّرہ کے باہر مشرکین تھے جنہوں نے مدینہ منوّرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا اور اندرونِ شہر یہودی اور مُنافقین سازش میں لگے ہوئے تھے۔ انتہائی خطرناک حالات تھے جن سے مُومنین دوچار تھے۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کون جا کر اس قوم (بنو قریظہ) کی خبر لائے گا؟" حضرت زبیرؓ نے کہا "مَیں"، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "اس قوم کی خبر کون لائے گا؟" حضرت زبیرؓ نے پھر عرض کیا "مَیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر دریافت فرمایا "اس قوم کی خبر کون لائے گا؟" حضرت زبیرؓ نے کہا "مَیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیرؓ ہیں"۔ الغرض حضرت زبیرؓ روانہ ہوئے۔ صحابۂ کرامؓ کے بچّے جو حضرت حسّانؓ کے قلعہ میں محفوظ تھے اُن میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عمر بن ابی سلمہؓ بھی تھے۔ یہ دونوں بچّے باری باری ایک دوسرے پر چڑھ کر باہر کا نظارہ کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے دو تین مرتبہ اپنے والد (حضرت زبیرؓ) کو ہتھیار لگائے ہوئے بنو قریظہ کی بستی میں آتے جاتے دیکھا۔ حضرت زبیرؓ بنو قریظہ کی جاسوسی کر کے واپس آئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تمام حال سُنایا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں۔[2]

جنگ کی شدّت۔ نمازِ عصر فوت ہونا جنگ شدّت سے جاری تھی۔ ایک دن تو اتنی مہلت بھی نہ مل سکی کہ مسلمین نمازِ عصر پڑھتے[3] سورج غروب ہونے کے بعد حضرت عمرؓ کُفّارِ قریش کو بُرا بھلا کہتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں عصر کی نماز نہ پڑھنے پایا تھا کہ سُورج غروب ہو گیا" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں نے بھی نہیں پڑھی، اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھرے جنہوں نے ہمیں بیچ والی نماز پڑھنے کی مہلت نہ دی یہانتک کہ سُورج غروب ہو گیا۔"

---

[1] صحیح مسلم کتاب قتل الحیات عن ابی سعید الخدری رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الجہاد باب فضل الطلیعۃ عن جابرؓ وابواب المناقب باب مناقب زبیرؓ عن عبداللہ بن زبیرؓ وصحیح مسلم کتاب الفضائل (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [3] نمازِ خوف کا حکم ابھی تک نازل نہیں ہوا تھا۔

پھر سب صحابہؓ بُطحان مقام گئے۔ سب نے وضو کیا، پھر سب نے سُورج غروب ہونے کے بعد پہلے نمازِ عصر پڑھی پھر اس کے بعد نمازِ مغرب پڑھی[1]۔

حضرت سعد بن معاذؓ کا زخمی ہونا دورانِ جنگ قریش کے ایک شخص نے جس کو حبّان بن عَرَقہ کہا جاتا تھا حضرت سعد بن معاذؓ کو ایک تیر مارا، تیر اُن کی رگِ ہفت اندام[2] اور سینہ میں لگا اور وہ شدید زخمی ہو گئے[3]۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں اپنے دستِ مبارک سے داغ دیا۔ زخم پہ ورم آگیا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دوبارہ داغ دیا۔

حضرت اُبی بن کعبؓ بھی رگِ ہفت اندام میں تیر لگنے سے زخمی ہو گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے پاس ایک طبیب کو بھیجا۔ طبیب نے اُن کی فصد کھولی اور پھر داغ دیا[4]۔ کچھ عرصہ بعد آپؐ نے داغ دینے سے منع فرما دیا[5]۔

بارگاہِ الٰہی میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی درخواست (لڑائی نے طول کھینچا تو) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ سے اِس طرح دُعاء کی "اے اللہ، کتاب کے اُتارنے والے، جلدی حساب لینے والے۔ ان افواج کو شکست دے۔ اے اللہ، ان کو شکست دے اور ان کو جھنجوڑ ڈال[6]"

اللہ تعالیٰ کی مدد هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝ {احزاب ۱۱}

جنگ شدّت سے جاری تھی۔ مُومنین کو سخت مصائب میں مبتلا کر کے ان کی کافی آزمائش ہو چکی تھی کہ (اسی اثناء میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دُعاء مقبول ہوئی) اللہ تعالیٰ نے ایک آندھی بھیجی اور ایسے لشکر نازل کئے جو دکھائی نہ دیتے تھے، یہ اللہ کا بڑا احسان تھا کہ (اس بے سروسامانی میں مُومنین کی امداد کی) اللہ تعالیٰ مُومنین

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ {احزاب ۹}

کے عمل کو دیکھ رہا تھا۔

حضرت جبریلؑ اور دوسرے فرشتے ہتھیار پہنے ہوئے مُومنین کی مدد کے لئے میدانِ جنگ میں آگئے۔

لڑتے لڑتے حضرت جبریلؑ کا سر خاک سے چھپ گیا تھا[7]۔

مُومنین کی فتح نصرتِ الٰہی سے کافروں کے پیر اُکھڑ گئے

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ۝ {احزاب ۲۵}

اور وہ غصّہ میں بھرے ہوئے واپس ہوئے۔ اس جنگ سے انہیں کسی قسم کا فائدہ نہیں ہوا۔ مُومنین کی طرف سے اللہ ہی لڑائی کے لئے کافی ہو گیا اور وہ قوی اور زبردست ہے۔

نتائجِ جنگ جنگ کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے بادِ صبا سے مدد دی گئی اور قومِ عاد کو بادِ دبور سے ہلاک کیا گیا تھا[8]۔

پھر فرمایا اب ہم کُفّار پر حملہ کریں گے۔ کُفّار ہم پر حملہ نہ کر سکیں گے[9] (تاریخ شاہد ہے کہ پھر کُفّار حملہ نہ کر سکے)

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الصلوٰۃ عن جابرؓ و علیؓ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التغلیظ فی تفویت العصر عن علیؓ و جابرؓ۔ [2] ہاتھ کے بیچ کی رگ کو رگِ ہفت اندام کہتے ہیں۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب السلام باب لکل داء دواء۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی عن عبداللہ بن ابی اوفی و کتاب الجہاد و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحباب الدعاء۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی عن ابن عباسؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب المغازی عن سلیمان بن صُرد۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ (کارساز و مشکل کشا و معبود) نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس نے اپنے لشکر کو غالب کیا، اپنے بندہ کی مدد کی اور اس اکیلے نے افواجِ کفار کو مغلوب کیا، اللہ کے بعد کوئی چیز نہیں[1] (اللہ ہی سب کو محیط ہے اور وہی سب کے بعد باقی رہنے والا ہے)

کس شان سے اللہ کے نبیؐ توحید کا اعلان کر رہے ہیں۔ فتح و کامرانی کو اپنی قوت اور کوشش کا نتیجہ قرار نہیں دیتے آندھی کو اتفاقی چیز نہیں سمجھتے بلکہ ان تمام چیزوں کو اللہ کی نصرت و قدرت کا کرشمہ سمجھتے ہیں فللہ الحمد۔

جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار اُتار دئے اور غسل فرمایا[2]۔

منافقین کی بدحواسی

کافروں کے تمام لشکر ناکام واپس ہو گئے (لیکن منافقین کی بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ) اُنہیں یقین ہی نہ آتا تھا کہ کافر واپس چلے گئے بلکہ ان کی حالت اتنی ناگفتہ بہ ہو چکی تھی کہ اگر کہیں وہ لشکر دوبارہ آجاتے تو یہ تمنا کرتے کہ کاش وہ کسی گاؤں میں ہوتے اور وہاں سے مؤمنین کی خبریں معلوم کرتے رہتے اور اگر مؤمنین میں رہتے بھی تو لڑائی میں بہت کم حصہ لیتے۔

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ۭ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ۝ {احزاب ۲}

بنو قریظہ کا انجام

جنگ خندق کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار اُتار دئے تھے۔ آپؐ کے ہتھیار اُتارنے کے بعد حضرت جبریلؑ اپنے سر سے خاک جھاڑتے ہوئے آئے اور کہا "آپؐ نے ہتھیار اُتار دئے۔ اللہ کی قسم ہم نے تو ابھی نہیں اُتارے۔ آپؐ اُن لوگوں کی طرف چلئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہاں؟" حضرت جبریلؑ نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا[3]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا "بنو قریظہ کی طرف چلو اور تم میں سے کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے جب تک بنو قریظہ (کی بستی) نہ پہنچ جائے"۔ صحابہؓ روانہ ہوئے۔ بعض لوگوں کو نمازِ عصر کا وقت راستہ میں آگیا۔ ان میں سے بعض نے کہا ہم نماز نہیں پڑھیں گے جب تک بنو قریظہ (کی بستی) نہ پہنچ جائیں۔ بعض نے کہا "نہیں ہم تو نماز (راستہ ہی میں) پڑھیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء یہ نہیں تھا" (کہ نماز قضاء ہو جائے آپؐ کا منشاء تو یہ تھا کہ ہم وہاں پہنچنے میں عجلت سے کام لیں) جب ان لوگوں کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا گیا۔ آپؐ نے ان دونوں میں سے کسی کو بُرا نہیں کہا[4]۔ (کیونکہ دونوں کی نیت خلوص پر مبنی تھی۔ ایک جماعت نے اس دن کی نمازِ عصر کے متعلق جو خاص حکم تھا اُس پر عمل کیا، دوسری جماعت نے اس عام حکم پر عمل کیا جو نماز کو وقت پر ادا کرنے کے سلسلہ میں پہلے سے نافذ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی عن ابی ہریرہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب وکتاب الجہاد باب الغسل بعد الحرب عن عائشہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہؓ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد۔

جب حکم عام اور حکم خاص میں تضاد نظر آئے تو دونوں میں سے کسی بھی حکم پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اور عقیدہ بھی یہی رکھنا چاہئے کہ دونوں طرح جائز ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ناجائز نہیں بتایا یہ نہیں کہنا چاہئے کہ فلاں عمل صحیح ہے اور فلاں غلط، نہ یہ کہے کہ فلاں عمل راجح ہے اور فلاں مرجوح، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو راجح یا مرجوح نہیں بتایا۔ اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اگر کسی حدیث کا منشا سمجھنے میں اختلاف ہو جائے تو یہ قابلِ معافی ہے، لیکن ایک دوسرے کو برا نہ کہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو برا نہیں کہا۔ البتہ اختلاف کی بنیاد پر فرقہ بنانا، یا محض قیاس کی بنیاد پر حدیث کو نہ ماننا یا کسی غیر نبی کی رائے کو حدیث پر ترجیح دینا یہ سب چیزیں اسلام و ایمان کے منافی اور شرک کی طرف لے جانے والی ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کی بستی میں پہنچے۔ فرشتے بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ فرشتوں کے لشکر کے چلنے سے کوچۂ غنم میں گرد اڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی[1]

بنو قریظہ کا محاصرہ | یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ بنو قریظہ خفیہ طور پر مشرکین کی مدد کر رہے تھے۔ یہ وہی بنو قریظہ ہیں جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ کرم بنو نضیر کے ساتھ جلاءِ وطن نہیں کیا تھا۔ انہوں نے احسان فراموشی کی اور آپؐ سے اور مؤمنین سے (خفیہ طور پر) جنگ کی[2] لہٰذا بحکمِ الٰہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کرتے ہی

وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ {احزاب ۲۶} اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

اور

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ {احزاب ۲۶} وہ اپنے قلعوں سے اترنے پر مجبور ہو گئے۔

قلعوں سے اترتے وقت انہوں نے یہ شرط منظور کر لی کہ ان کے حق میں جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں وہ انہیں قبول ہوگا[3] لیکن بعد میں انہوں نے حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلہ پر اترنے کو ترجیح دی[4] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست کو منظور کر لیا اور حضرت سعدؓ کو حَکَم بنا دیا[5]

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو بلوایا۔ حضرت سعدؓ گدھے پر سوار ہو کر حاضر ہوئے۔ جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا "اپنے سردار کے استقبال کیلئے جاؤ"۔ حضرت سعدؓ مسجد میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ لوگ تمہارے فیصلہ پر اترے ہیں"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے لڑنے والے قتل کر دئے جائیں، ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے اموال تقسیم کر دئے جائیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اللہ، بادشاہِ (حقیقی) کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا[6]۔ الغرض۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب اجلاء الیہود عن ابن عمرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب من ابی سعیدؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی عن عائشہؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد۔
[6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی من الاحزاب عن عائشہؓ و ابی سعیدؓ و ابجاب المناقب و کتاب الجہاد باب اذا نزل عدو علی حکم و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد عن عائشہؓ۔

فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ○ {احزاب ۲۶} حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلہ کے مطابق مسلمین نے لڑنے والے مردوں کو قتل کر دیا اور باقی کو قیدی بنالیا۔

وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ○ {احزاب ۲۷} اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو اُن کی زمینوں، اُن کے مکانات اور اُن کے اموال کا وارث بنا دیا اور اُس زمین کا وارث بنا دیا جس پر مسلمین نے پاؤں بھی نہ رکھا تھا، اللہ (جو چاہتا ہے کر دکھاتا ہے وہ) ہر چیز پر قادر ہے۔

مشرکین کی ہجو بنو قریظہ سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے پھر فرمایا "کفار کی ہجو بیان کرو۔ بے شک جبریلؑ بھی تمہارے ساتھ ہیں[1]۔"

ہجو کا فائدہ یہ تھا کہ مسلمین کی ہمت بڑھتی تھی اور کفار کے حوصلے پست ہوتے تھے۔

کفارِ قریش، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپؐ کو مذمم کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا "کیا تمہیں تعجب نہیں ہوتا کہ کس طرح اللہ کفار کی برائی اور اُن کی لعنت کو مجھ سے دفع کر دیتا ہے۔ وہ مذمم کو برا بھلا کہتے ہیں۔ وہ مذمم پر لعنت بھیجتے ہیں (اُن کی برائی اور لعنت مذمم کو پہنچتی ہے) اور میں تو محمدؐ ہوں[2]۔"

حضرت سعد بن معاذؓ کی وفات یہ تو اُوپر لکھا جا چکا ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ جنگِ خندق میں زخمی ہو گئے تھے۔ اسی حالت میں وہ بنو قریظہ کے معاملہ میں فیصلہ کرنے کے لئے مسجدِ نبوی تشریف لائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے مسجدِ نبوی میں خیمہ لگوا دیا تاکہ آپؐ بآسانی قریب سے ان کی عیادت (و تیمارداری) کر سکیں۔ حضرت سعدؓ خیمہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ ایک دن اُنہوں نے اس طرح دُعا کی کہ "اے اللہ تو جانتا ہے کہ مجھے کسی سے جہاد کرنا اتنا محبوب نہیں جتنا کہ اُس قوم سے جس نے تیرے رسولؐ کی تکذیب کی اور اُن کو مکہ سے نکالا۔ اے اللہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم میں اور ان کفارِ قریش میں اب لڑائی نہیں ہوگی۔ اگر قریش سے آئندہ لڑائی ہونی ہے تو تُو مجھے باقی رکھ تاکہ تیرے راستہ میں ان سے جہاد کروں، اور اگر تو نے ان سے اب لڑائی کو ختم کر دیا ہے تو اِس زخم کو جاری کر دے اور میری موت اسی میں واقع کر دے۔" اس دُعا کے بعد ان کے سینہ سے خون جاری ہو گیا۔ مسجد میں بنو غفار قبیلہ کا بھی خیمہ تھا۔ خون بہتے بہتے اُن کے خیمہ میں پہنچ گیا۔ وہ لوگ گھبرا گئے اور کہنے لگے اے خیمہ والو یہ کیا چیز ہے جو تمہاری طرف سے آ رہی ہے، تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت سعدؓ کے زخم سے خون بہہ رہا ہے۔ خون بہتا رہا اور اسی حال میں حضرت سعدؓ کا انتقال ہو گیا[3]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی موت سے رحمٰن کا عرش حرکت میں آ گیا[4]۔

اموالِ بنو قریظہ کی تقسیم بنو قریظہ کی فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اموال مؤمنین میں تقسیم کر دئے۔ کھجور کے درخت جو انصار نے مہاجرین کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کئے تھے اُن

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی ہریرہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبیؐ من الاحزاب وکتاب الصلوٰۃ باب الخیمۃ فی المسجد وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد عن عائشہؓ۔ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب عن جابرؓ ومسلم کتاب الفضائل۔

میں سے بہت سے آپؐ نے بنو نضیر کی فتح کے موقع پر انصار کو واپس کر دئے تھے۔ جو باقی رہ گئے تھے انہیں بنو قریظہ کی فتح کے بعد واپس کر دیا۔[1]

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنو قریظہ پر فتح پائی اور اُن کے باغات آپؐ کے قبضہ میں آئے تو آپؐ نے لوگوں کے عطیّات کو واپس کرنا شروع کیا۔ جب میرے گھر والوں کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے مجھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں اپنے عطیّہ کی واپسی کے لئے بھیجا۔ یہ عطیّہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُمِّ ایمنؓ کو جنہوں نے بچپن میں آپؐ کی پرورش کی تھی دے رکھا تھا۔ جب اُنہیں یہ خبر پہنچی (کہ میں اُس عطیّہ کی واپسی کی درخواست کرنے آیا ہوں) تو وہ فوراً رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئیں اور میری گردن میں کپڑا ڈال کر کہنے لگیں "اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود، حاکم و کارساز نہیں، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہ عطیّہ ہرگز تمہیں واپس نہیں کریں گے وہ تو آپؐ مجھے دے چکے ہیں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی یہ باتیں سُنیں تو اُن کو راضی کرنے کی کوشش کی۔ آپؐ نے فرمایا "میں تمہیں اس کے بدلہ میں اس قدر دیدوں گا۔" وہ کہنے لگیں "واللہ میں تو نہیں دوں گی۔" بالآخر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس عطیّہ سے دس گنا یا اس کے لگ بھگ دے کر حضرت اُمِّ ایمن کو راضی کر لیا[2] (اور وہ عطیّہ حضرت انسؓ کے گھر والوں کو واپس کر دیا)

متفرّق واقعات

جوئے اور شراب کی حرمت ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا "اے لوگو، اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کرنے کا اشارہ کر دیا ہے اور اُمّید ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ (اس کی حرمت کا) حکم نازل فرمائے گا۔ لہٰذا جس کے پاس شراب ہے اُسے چاہیئے کہ اُس شراب کو بیچ کر نفع حاصل کرے۔[3]"

اس خطبہ کو کچھ ہی دن گذرے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے پاس گئے۔ اُنہوں نے حضرت سعدؓ سے کہا "آؤ ہم تمہیں کھلائیں اور شراب پلائیں۔" حضرت سعدؓ اُن کے پاس ایک باغ میں جا کر بیٹھ گئے۔ وہاں اُونٹ کی سری بھُنی ہوئی رکھی تھی اور ایک مشکیزے میں شراب بھری ہوئی رکھی تھی۔ حضرت سعدؓ نے سب کے ساتھ کھایا پیا۔ دورانِ گفتگو مہاجرین اور انصار کا ذکر آ گیا۔ حضرت سعدؓ نے کہا "مہاجرین انصار سے افضل ہیں۔" یہ سُن کر ایک شخص نے سری کا ایک ٹکڑا اُٹھا کر اُنہیں مارا (وہ ٹکڑا اُن کی ناک پر لگا اور) ان کی ناک زخمی ہو گئی۔ حضرت سعدؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی۔ اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیتیں نازل فرما کر شراب کو مطلقاً حرام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ	اے ایمان والو، شراب، جُوا، آستانے اور فال نکالنے
وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ	کے پانسے یہ سب ناپاک کام اور شیطانی عمل ہیں، ان

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب کیف قسم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم قریظۃ عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من الاحزاب وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب ردّ المہاجرین الی الانصار منائحہم (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [3] صحیح مسلم کتاب البیوع عن انسؓ۔

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ {مائدہ ۹۰ تا ۹۲}

سے بچو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تم لوگوں میں دشمنی اور رنجش پیدا کرے اور اللہ کے ذکر اور نماز سے تمہیں روک دے، لہٰذا تم کو ان چیزوں سے بچنا چاہئے، اے لوگو! (شیطان کی اطاعت نہ کرو بلکہ) اللہ کی اطاعت کرو، رسولؐ کی اطاعت کرو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو، اگر تم (اِن احکام سے) روگردانی کروگے (تو رسولؐ کا اس سے کیا بگڑیگا) رسولؐ کے ذمہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے[1]۔

اِن آیتوں کے نازل ہوتے ہی رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک منادی کو اعلان کرنے کیلئے روانہ کیا، منادی نے اِس طرح اعلان کرنا شروع کیا" (لوگو) سُنو، شراب حرام ہوگئی"۔ مدینہ منوّرہ کے تمام راستوں پر اس نے یہ اعلان کیا، اُس وقت حضرت انسؓ، حضرت ابوطلحہؓ کے مکان میں لوگوں کو کشمش اور خشک کھجوروں کا نشہ آور خیسا ندہ پلا رہے تھے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے جب منادی کی آواز سُنی تو حضرت انسؓ سے کہا باہر نکل کر دیکھو یہ کیا اعلان ہے۔ حضرت انسؓ باہر نکلے، شراب کی حُرمت کا اعلان سُنا اور حضرت ابوطلحہؓ کو اس کی اطّلاع دی۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا اِس شراب کو باہر لیجا کر بہا دو حضرت انسؓ نے تمام شراب باہر لیجا کر بہادی۔ پھر حضرت ابوطلحہؓ نے کہا" اس مٹکے کو توڑ دو" حضرت انسؓ نے مٹکا توڑ دیا۔ (الغرض تمام لوگوں نے اسی طرح کیا) مدینہ منوّرہ کے گلی کوچوں میں اُس دن شراب بہ رہی تھی۔

اس حکم کے نازل ہونے کے بعد ان لوگوں نے پھر کبھی شراب نہیں پی اور نہ شراب کی حُرمت کی تحقیق کی، بس منادی کی خبر ہی پر اعتماد کر کے حکمِ الٰہی پر عمل کیا[2]۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سلسلہ میں مزید احکام صادر فرمائے، مثلاً آپؐ نے

(۱) شراب کا سرکہ بنانے کی ممانعت کی[3]۔

(۲) شراب کو بطور دوا کے استعمال کرنے کی ممانعت کی بلکہ یہاں تک فرمایا کہ وہ دوا نہیں، بیماری ہے[4]۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ" ہر وہ چیز جو نشہ لائے حرام ہے[5]۔"

ابتدا میں رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شراب کے برتنوں کو استعمال کرنے کی بھی ممانعت فرمادی، پھر کچھ عرصہ بعد اجازت دیدی[6]۔

شراب کی حرمت نازل ہونے کے بعد بعض لوگوں کو اُن شُہداء (کی شہادت اور اُخروی فلاح) کے متعلق شبہ ہوا جو اس حالت میں مرے تھے کہ ان کے پیٹ میں شراب بھری ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے تو (ممانعت

---

[1] صحیح بخاری تفسیر سورۃ المائدۃ وصحیح مسلم باب من فضائلِ سعد بن ابی وقاصؓ وکتاب الاشربۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ المائدۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن انس رضؓ۔
[3] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم تخلیل الخمر عن انسؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن وائل۔ [5] صحیح بخاری کتاب الاشربۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن عائشہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الاشربۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ۔

جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوٓا إِذَا مَا اتَّقَوا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَّآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوا وَّأَحْسَنُوا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ {المائدہ}

سے پہلے) جو کچھ اُنہوں نے کھایا (اور پیا) اس میں ان پر کوئی گناہ نہیں جبکہ (ان کی حالت یہ رہی کہ) وہ حرام چیزوں سے بچتے رہے اور ایمان لاکر عمل صالح کرتے رہے پھر (اگر اسی اثنار میں کوئی اور چیز حرام ہوگئی تو) اس سے بھی بچے اور (حکمِ الٰہی پر) ایمان لائے، پھر وہ (تمام) حرام چیزوں سے بچتے رہے اور نیکیاں کرتے رہے تو اللہ نیکیاں کرنے والوں سے محبت کرتا ہے[1] (لہٰذا ان کی فلاح کے متعلق شک نہیں ہونا چاہیئے)

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پایاں سخاوت ایک مرتبہ ایک عورت نے تحفۃً ایک چادر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی اور عرض کیا "(اے اللہ کے رسُولؐ) یہ چادر آپؐ کے لئے لائی ہوں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس چادر کو لے لیا اور آپؐ کو اُس وقت چادر کی ضرورت بھی تھی۔ آپؐ نے وہ چادر لپیٹ لی۔ ایک صحابی نے کہا "یارسُولَ اللہ یہ تو بہت عمدہ چادر ہے، مجھے دیدیجئے"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا" یہ کہہ کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر (اندر) چلے گئے۔ آپؐ کے جانے کے بعد لوگوں نے اُس شخص کو ملامت کی۔ اُنہوں نے اُس سے کہا "رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو خود چادر کی ضرورت تھی (ایسی حالت میں) تم نے چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ جب آپؐ سے کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو آپؐ انکار نہیں کرتے"۔ اُس شخص نے کہا "(بات یہ ہے کہ) جب آپ نے اس چادر کو (جسم اطہر پر) لپیٹ لیا تو میں نے برکت کی اُمید میں وہ چادر آپؐ سے مانگی تاکہ میں اس چادر کو اپنا کفن بناؤں"۔ (رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور وہ چادر اُن صحابی کو دیدی) پھر جب اُن صحابی کا انتقال ہوا تو اُسی چادر میں اُنہیں کفنایا گیا۔[2]

حضرت انسؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے۔[3] حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ فیاض تھے، خصوصاً رمضان میں تو آپؐ سخاوت میں آندھی سے زیادہ تیز ہوجایا کرتے تھے۔[4]

مُنافقین کی شرارتیں منافقین برابر اپنی سازشوں اور شرارتوں میں مصروف تھے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَإِذَآ أُوذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ أَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعٰلَمِينَ ۝ {عنکبوت}

زبان سے کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے لیکن جب اُن کو اللہ کے راستہ میں تکلیف پہنچتی تو لوگوں کی ایذا کو اللہ کے عذاب کا درجہ دیا کرتے (معمولی سی تکلیفوں کو بھی عذابِ الٰہی سمجھتے اور مؤمنین کو بہکایا کرتے تھے) اگر فتح ہوتی تو مؤمنین سے کہتے کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ (افسوس) ان میں اتنی بھی عقل نہیں (کہ اگر مؤمنین کو ان کے دل کا حال نہ معلوم ہوا تو کیا اللہ کو بھی معلوم نہ ہوگا) اللہ تو دلوں کی بات جانتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ کہ اللہ ضرور یہ ظاہر کریگا کہ مؤمن کون ہیں اور منافق کون ہیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الادب باب حُسن الخلق عن سہلؓ و کتاب البیوع باب النساج۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب حُسن الخلق عن انسؓ و صحیح مسلم باب شجاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [4] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس عن ابن عباسؓ۔

الْمُنٰفِقِيْنَ ○ {عنکبوت ۱۱} (تاکہ مؤمنین کو دھوکا نہ ہو)

کافروں کا فریب کافروں کو برابر تبلیغ کی جارہی تھی، لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی پر بدستور قائم تھے۔ مؤمنین سے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ط وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ط اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ز وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

کہتے تھے کہ ہمارے راستہ پر آجاؤ (اگر ہمارا راستہ صحیح نہ ہوا تو) تمہارے گناہ ہم اُٹھالیں گے۔ اللہ نے جواب دیا "یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ مؤمنین کے گناہوں میں سے کچھ بھی نہ اُٹھائیں گے (یعنی رضامندی کے ساتھ یہ کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اُٹھائیں گے، ویسے مجبوراً تو) انہیں اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسروں کے بوجھ بھی اُٹھانے پڑیں گے (جن لوگوں کو یہ گمراہ کررہے ہیں اُن کے گناہوں کا بوجھ ان پر بھی لادا جائے گا) اور جو بُہتان تراشی یہ لوگ کررہے ہیں قیامت کے روز اس کے متعلق ان سے باز پُرس ہوگی۔"

بشارت و تسلّی حالات بہت مایوس کُن تھے۔ کافروں اور مُنافقوں کی ریشہ دوانیاں بدستور جاری تھیں۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ اور مُسلمین کو تسلّی و بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ:-

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ○ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○ {احزاب ۴۵ تا ۴۸}

اے نبیؐ ہم نے آپؐ کو (حق کا) گواہ، مُبشّر، نذیر، اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے (یہ کتنی بڑی نعمت ہے جو آپؐ کو ملی ہے) اور مؤمنین کو بھی خوشخبری سُنا دیجئے کہ اُن پر بھی اللہ کا بڑا فضل و کرم ہوگا۔ اور (اے رسولؐ آپؐ ثابت قدم رہیے) کافروں اور مُنافقوں کی بات نہ مانئے۔ ان کی ایذا رسانیوں کو نظر انداز کرتے رہیے اور اللہ اکیلے پر بھروسہ کیجئے۔ کارسازی کیلئے اللہ اکیلا کافی ہے۔

بعض مطلقہ عورتوں پر عدّت نہیں جن عورتوں پر کسی قسم کی عدّت نہیں اُن کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ○ {احزاب ۴۹}

اے ایمان والو، جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کرو پھر بغیر ہاتھ لگائے اُن کو طلاق دیدو تو اُن پر کوئی عدّت نہیں (ہاں اتنا ضرور کیا کرو کہ) اُنہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح رخصت کر دیا کرو۔

کافروں کو تنبیہ کافر اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے ہوئے تھے، یہ کہہ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تکذیب کرتے تھے کہ "کیا انسان بھی ہادی بن سکتا ہے؟" اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے کافرو!)

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا

کیا تمہارے پاس پہلے کافروں کی خبریں نہیں پہنچیں، انہوں نے اپنے اعمال کی سزا کا مزا چکھ لیا اور ابھی دردناک عذاب اور باقی ہے (ان کو سزا کیوں ملی صرف) اسلئے کہ جب ان کے پاس ان کے رسولؑ کھلی نشانیاں لے کر

وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ {تغابن ۵ و ۶} آئے تو وہ یہ کہنے لگے کہ کیا آدمی بھی ہمیں ہدایت دے سکتا ہے (بس اِس بہانہ کی بنیاد پر) اُنہوں نے رسولوں کا انکار کیا اور مُنہ پھیر لیا۔ اللہ نے بھی ان سے لاپرواہی برتی کیونکہ اللہ لاپرواہ، تعریفوں والا ہے۔ (اُسے ان کے ایمان لانے نہ لانے کی کیا پرواہ ہے۔ یہ اگر ایمان نہ لائے توجب یہ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو اُن کو اِس کی سزا مِل جائے گی)

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ {تغابن ۷ و ۸} کافر کہنے لگے ہم ہرگز دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ) آپؐ کہدیجئے کہ میرے ربّ کی قسم تم ضرور دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔ پھر جو کام تم اب کر رہے ہو وہ تمہیں بتائے جائیں گے (اور ان کی سزا دیجائیگی، لہٰذا تمہاری خیر اسی میں ہے کہ) تم اللہ، اُس کے رسولؐ اور جو نور اللہ نے نازل فرمایا ہے اُس پر ایمان لے آؤ (اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے) وہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

پھر فرمایا (اے لوگو!)

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ {تغابن ۱۲} اللہ کی اطاعت کرو، رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اگر تم ہمارے رسولؐ کی اطاعت سے مُنہ پھیرو گے تو (اس کا کچھ نہیں بگڑے گا) اس کے ذمّہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

مُومنین کو انتباہ کافروں کو تنبیہ کرنے کے بعد مُومنین کو متنبّہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ {تغابن ۱۴ تا ۱۸} اے ایمان والو! تمہارے بعض شوہر اور بیویاں اور تمہاری بعض اولاد تمہاری دشمن ہوتی ہے (یعنی بعض شوہر بیویوں کو گمراہ کر دیتے ہیں اور بعض بیویاں، شوہروں کو گمراہ کر دیتی ہیں، اسی طرح بعض اولاد ماں باپ کو گمراہ کر دیتی ہے) لہٰذا ایسے دشمنوں سے ڈرتے رہا کرو (کہ کہیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں) اگر (وہ دشمنی سے باز آجائیں تو) انہیں معاف کر دیا کرو، بے شک اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے اور (اے مُومنو، یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھو کہ) بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش کی چیزیں ہیں اور (جو لوگ اِس آزمائش میں پُورے اُتریں، مال اور اَولاد کی محبّت میں اللہ سے غافِل نہ ہوں تو اُن کیلئے) اللہ کے ہاں اجرِ عظیم ہے (اے مُومنو!) جہانتک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہا کرو، اللہ کے احکام سُنو اور اُن پر عمل کرو، اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے رہو یہی تمہارے لئے بہتر ہے، جو شخص بخل سے بچ گیا اُسی کیلئے فلاح ہے (اگر تم اللہ کے راستہ میں خرچ کرو تو یہ سمجھ لو کہ تم اللہ کو قرضِ حَسنہ دے رہے ہو) اور اگر تم اللہ کو قرضِ حَسنہ دوگے تو وہ تم کو اُس کے بدلہ میں کئی گنا دیگا، تمہاری مغفرت فرمائے گا (بے شک)

اللہ قدردان اور حلم والا ہے۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے۔ وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہد نہ کھانے کی قسم کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ عصر کے بعد ازواجِ مطہراتؓ کے ہاں دورہ فرمایا کرتے تھے۔ ہر ایک بیوی کے پاس کچھ دیر بیٹھتے۔ جب آپؐ حضرت زینبؓ بنت جحش کے ہاں پہنچتے تو وہ آپؐ کو شہد پلاتیں۔ شہد پینے کی وجہ سے آپؐ اُن کے ہاں کچھ زیادہ دیر ٹھہر جاتے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ کو یہ چیز بار گذری، انہوں نے طے کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں میں سے کسی کے ہاں تشریف لائیں تو ہم یہ کہیں کہ آپؐ نے مغافیر[1] کھایا ہے، اس لئے آپؐ کے منہ سے مغافیر کی بُو آرہی ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائیں کہ میں نے تو شہد پیا ہے تو ہم یہ کہیں کہ مکھی نے عُرفط نامی درخت کا عرق چوسا ہوگا (لہٰذا شہد میں اسی کی بُو آرہی ہے) ان دونوں نے حضرت سودہؓ کو بھی اس فیصلہ میں شامل کر لیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بیویوں کے ہاں تشریف لائے تو فیصلہ کے مطابق اُنہوں نے وہی بات کہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے تو زینبؓ کے ہاں شہد پیا ہے لیکن اب ہرگز نہیں پیونگا" آپؐ نے یہ فیصلہ اس لئے کیا کہ آپؐ کو بدبو سے بے حد نفرت تھی) پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں اس بات پر قسم کھاتا ہوں لیکن تم یہ بات کسی سے نہ کہنا (کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت زینبؓ کو معلوم ہو اور وہ آزردہ ہوں) یہ سن کر حضرت سودہؓ نے کہا واللہ ہم نے شہد کو حرام کرا دیا، حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا چُپ رہو۔

اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فیصلہ کو ظاہر کرنے سے منع فرمادیا تھا لیکن زوجہ مطہرہؓ نے اسے ظاہر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے مطلع فرمادیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوجہ مطہرہؓ سے اس کے متعلق باز پُرس کی تو زوجہ مطہرہؓ نے پوچھا کہ آپؐ کو کس نے بتایا کہ میں نے افشائے راز کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ علیم وخبیر نے بتایا۔

اس پورے واقعہ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا ۖ فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَن بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ۝ إِن تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ وَإِن تَظَاهَرَا عَلَيْهِ

اے نبیؐ جو چیز اللہ نے آپؐ کے لئے حلال کر دی ہے آپؐ اُسے کیوں اپنے اُوپر حرام کرتے ہیں، کیا اس سے بیویوں کی خوشنودی مقصود ہے (نہیں آپؐ ایسا نہ کریں) اللہ تو بڑا بخشنے والا، مہربانی کرنے والا ہے (یہ اُس کے رحم وکرم ہی کا تقاضہ ہے کہ وہ نہیں چاہتا کہ آپؐ خود بے ضرورت اپنے اُوپر پابندی عائد کریں) اللہ نے قسموں کا کفارہ مقرر کر ہی دیا ہے (بس وہ کفارہ ادا کر کے آپؐ اس پابندی سے آزاد ہو جائیں) اللہ ہی تم سب کا مالک ہے، وہ جاننے والا ہے، حکمت والا ہے۔ اور جب نبیؐ نے اپنی بیوی سے ایک راز کی بات کہی تو اُس نے دوسری بیوی کو بتا دی

---

[1] مغافیر ایک قسم کا گوند یا شیرہ ہے جو عُرفط نامی درخت سے نکلتا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ {التحریم}

(یہ اچھا نہیں کیا) اور جب اللہ نے اپنے نبی کو افشائے راز کی خبر دی تو نبیؐ نے اُس بیوی کو اُس وحی کی بعض باتوں سے آگاہ کر دیا اور بعض باتوں سے اعراض کیا۔ پھر جب نبیؐ نے اُس بیوی سے افشائے راز کے متعلق باز پُرس کی تو بیوی نے (تعجب سے) پوچھا "آپ کو کس نے بتایا (کہ میں نے آپؐ کے راز کو ظاہر کر دیا)" نبیؐ نے جواب دیا کہ اللہ علیم وخبیر نے مجھے بتایا (اے نبیؐ کی بیویو!) تم دونوں اللہ سے توبہ کرو اس لئے کہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں، اور اگر تم دونوں نبیؐ کے خلاف ایک دوسرے کی اعانت کرو گی تو یاد رکھو کہ اللہ، جبریلؑ اور تمام صالح مؤمنین اس کے حامی ہیں اور ان کے علاوہ تمام فرشتے نبیؐ کے مددگار ہیں (تم نبیؐ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں بلکہ اپنا ہی نقصان کرو گی)

(اس واقعہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ان دونوں بیویوں سے ناراض ہو گئے) جب حضرت عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں سے ناراض ہیں تو وہ ان کے پاس پہنچے اور کہا "تم لوگ باز آجاؤ ورنہ اللہ اپنے رسولؐ کو تم سے بہتر بیویاں بدلہ میں دیدیگا" ایک بیوی نے جواب دیا "کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو نصیحت نہیں کر سکتے جو تم کرتے ہو" اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی تائید میں فرمایا:-

عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝ {تحریم}

(اے نبیؐ کی بیویو!) اگر نبیؐ تم کو طلاق دیدیں تو بعید نہیں کہ ان کا پروردگار ان کو تم سے بہتر بیویاں دیدے جو مسلمہ، مومنہ، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گذار اور روزہ رکھنے والیاں ہوں، بیوہ بھی ہوں اور کنواری بھی۔

واقعہ تحریم شہد پر تبصرہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ سے جو غلطی ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہوئی، انہیں یہ چیز ناگوار گذری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینبؓ کے ہاں زیادہ بیٹھیں اور ان کے ہاں کم۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بُری چیز نہیں لیکن اس محبت کا تقاضہ یہ نہیں ہونا چاہئے تھا کہ ایک فرضی بات بناتیں یا یہ کہ منع کر دینے کے بعد راز کو ظاہر کرتیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس غلطی کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ انہیں تنبیہ کر دی اور آیۂ تطہیر (احزاب ۳۳) میں جو وعدہ کیا تھا اُسے پورا کرنے کا اہتمام فرمایا۔ غرض یہ کہ ازواجِ مطہراتؓ کی تطہیر بتدریج ہوتی رہی اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ نے جو ارادہ کیا تھا اُسے پورا کر دیا۔ اہلِ بیتِ نبویؐ کا بھی کیا مقام ہے کہ ان میں کوئی نامناسب بات اللہ کو برداشت نہیں۔ پہلے دنیا طلبی پر تنبیہ کی، پھر اس واقعہ پر تنبیہ کی۔ اگر مزید کوئی اور غلطی ہوتی تو ضرور تنبیہ ہوتی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد سے ایسی کوئی بات ازواجِ مطہراتؓ سے نہیں ہوئی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو تنبیہ کی ضرورت پیش آتی۔ قرآن مجید میں پھر کسی تنبیہ کا نہ ہونا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ تمام نامناسب باتوں سے پاک ہو گئیں۔ مزید برآں قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے سچی توبہ کی ورنہ اللہ کے وعدہ کے

۱؎ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ التحریم عن عائشہؓ وکتاب الطلاق وکتاب التفسیر سورۃ البقرۃ عن عمرؓ وکتاب الایمان والنذور وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الکفارۃ علی من حرم امرأتہ (ایک روایت میں حضرت زینبؓ کے بجائے حضرت سفصہؓ اور حضرت حفصہؓ کے بجائے حضرت صفیہؓ ہو گیا ہے۔ یہ صحیح نہیں صحیح یہی ہے کہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ حضرت حفصہؓ شریک تھیں نہ کہ حضرت زینبؓ یا حضرت صفیہؓ حضرت عمرؓ کی روایت سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے) ۲؎ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ البقرۃ وسورۃ التحریم عن عمرؓ۔ ۳؎ ان آیات کے نزول سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو افشائے راز کی خبر دے دی تھی وہ خبر قرآن میں کہیں نہیں ہے اس سے ثابت ہوا کہ قرآن کے علاوہ بھی وحی آتی تھی۔ اس کی

مُطابق اُنہیں طلاق دی جاتی اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسُولؐ کو ان سے بہتر بیویاں عنایت فرماتا۔ کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلاق نہیں دی لہٰذا جو صفات مذکورہ بالا آیت میں بیان کی گئی ہیں وہ سب ان میں بدرجۂ اتمّ موجود تھیں اور یہ کہ ان کے علاوہ اب کوئی اور عورت نہیں تھی جو ان صفات میں ان سے بہتر ہو۔

مؤمنین کو ہدایت | مؤمنین کو ہدایت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ○ {تحریم}

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ دوزخ پر تُند خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم ملتا ہے اُسے فوراً بجا لاتے ہیں۔ (پھر فرمایا)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا {تحریم}

اے ایمان والو! اللہ سے سچّی توبہ کرو۔ (پھر فرمایا)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ {تحریم}

اے نبیؐ! کفّار اور منافقین سے جہاد کرتے رہیئے اور ان پر سختی کیجئے (انہیں دُنیا میں بھی سزا ملنی چاہیئے) آخرت میں تو ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

پھر تمام مسلمین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ○ {احزاب ۲۱}

جو شخص اللہ سے قیامت کے دن اچھی اُمید رکھتا ہے اور جو اللہ کا ذکر بہت کرتا ہے اُس کیلئے رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے (رسُولؐ کی پیروی کروگے تو اللہ سے اچھی اُمید رکھ سکتے ہو)

نماز کا ایک واقعہ اور اُمّت کیلئے ایک سبق | رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی۔ آپؐ (اپنی نواسی) حضرت امامہ بنتِ زینبؓ کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے۔ جب آپؐ رکوع کرتے تو اُنہیں اُتار دیتے اور جب سجدوں سے فارغ ہوتے تو پھر کندھے پر بٹھا لیتے [1]

اِس واقعہ میں اُمت کیلئے ایک سبق ہے۔ وہ یہ کہ جب ایسا موقع آجائے کہ بچّہ کو بغیر گود میں لئے نماز پڑھنے میں دشواری کا سامنا ہو تو اِس طرح کرلیا جائے لیکن نماز کو ترک نہ کیا جائے۔

ایک جہاد | ایک مرتبہ (کسی جہاد میں) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مرار کی گھاٹی پر کون چڑھتا ہے؟ (جو چڑھیگا) اُس کے گناہ اسی طرح معاف ہوجائیں گے جس طرح بنی اسرائیل کے معاف ہوئے تھے۔" یہ سُنکر قبیلۂ خزرج کا رسالہ سب سے پہلے اس گھاٹی پر چڑھا، پھر اور لوگ بھی چڑھ گئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سوائے سُرخ اُونٹ والے کے تم سب کی مغفرت ہوگئی۔" اُس اُونٹ والے کا اُونٹ کھو گیا تھا، وہ اُس کو تلاش کر رہا تھا۔ حضرت جابرؓ اُس کے پاس گئے اور اُس سے کہا "چلو (شاید) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے مغفرت کی دُعا فرمائیں۔" اُس نے کہا "اللہ کی قسم میرا اُونٹ مجھے مل جائے یہ مجھے تمہارے ساتھی کی دُعا سے زیادہ محبوب ہے۔" [2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب جواز حمل الصبیان فی الصلوٰۃ عن ابی قتادہؓ ۔ [2] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین ۔

۵ شہ

متفرّق واقعات

حضرت علیؓ کی کنیت "ابو تراب" کی وجہ ایک دن حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے پھر اُن کی کسی بات سے ناراض ہو کر مسجد میں جا کر لیٹ گئے۔ اس اثناء میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر تشریف لائے۔ آپؐ نے وہاں حضرت علیؓ کو نہ دیکھا تو دریافت فرمایا" (اے فاطمہؓ) تمہارے چچا کے لڑکے کہاں ہیں؟" حضرت فاطمہؓ نے کہا "مسجد میں ہیں۔ میرے اور اُن کے درمیان کوئی بات ہو گئی تھی۔ لہٰذا وہ ناراض ہو گئے اور یہاں قیلولہ نہیں کیا۔"

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے کہا "دیکھو وہ کہاں ہیں؟" وہ آدمی دیکھ کر آیا اور کہا "وہ مسجد میں ہیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تشریف لے گئے۔ جب آپؐ وہاں پہنچے تو حضرت علیؓ لیٹے ہوئے تھے اُن کی چادر سرک گئی تھی اور پیٹھ پر مٹی لگ گئی تھی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی پیٹھ سے مٹی جھاڑنے لگے اور یہ فرماتے جا رہے تھے "اے ابو تراب (مٹی کے باپ) اُٹھو، اے ابو تراب اُٹھو"۔ (اس دن سے حضرت علیؓ کی کنیت ابو تراب ہو گئی) حضرت علیؓ اس کنیت کو پسند کرتے تھے اور جب کوئی شخص اس کنیت سے ان کو پکارتا تھا تو بہت خوش ہوتے تھے۔[1]

لونڈی کے لئے حضرت فاطمہؓ کی درخواست حضرت فاطمہؓ چکّی پیسا کرتی تھیں۔ چکّی پیستے پیستے اُنہیں کچھ تکلیف ہو گئی۔ ان ہی ایّام میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لونڈی کہیں سے آئی ہوئی تھی حضرت فاطمہؓ (اس لونڈی کو اپنی خدمت کے واسطے مانگنے کے لئے) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لائیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت گھر میں نہیں تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے اپنے آنے کا مقصد حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے بیان کر دیا اور واپس چلی گئیں۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدّیقہ مطہّرہؓ نے حضرت فاطمہؓ کے آنے کا ذکر کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر پہنچے۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے، حضرت علیؓ اُٹھنے لگے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دونوں اپنی اپنی جگہ پر رہو"۔ پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے درمیان میں جا کر بیٹھ گئے حضرت علیؓ فرماتے ہیں "مجھے آپؐ کے قدموں کی ٹھنڈک محسوس ہوئی"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو اُس چیز سے بہتر ہے جس کا تم نے سوال کیا ہے۔ جب تم اپنے بستر پر لیٹا کرو تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ سُبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے[2]"

---

[1] صحیح بخاری ابواب الفضائل وکتاب الادب باب التکنی بابی تراب وصحیح مسلم کتاب الفضائل عن سہلؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

[2] صحیح بخاری ابواب الفضائل عن علیؓ وصحیح مسلم کتاب الذکر۔

حضرت علیؓ کا ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجنا ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی کو پیغامِ نکاح بھیجا۔ حضرت فاطمہؓ کو معلوم ہوا تو وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا "آپؐ کی قوم یہ کہتی ہے کہ آپؐ اپنی بیٹیوں کے معاملہ میں کبھی (کسی پر) خفا نہیں ہوتے۔ اور دیکھئے یہ علیؓ ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں"۔ ان ہی ایّام میں بنو ہشامؔ بن مغیرہ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور آپؐ سے اپنی لڑکی (یعنی ابوجہل کی لڑکی) کا نکاح حضرت علیؓ سے کرنے کی اجازت طلب کی۔ ان ہر دو واقعات کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر پر کھڑے ہوئے۔ آپؐ نے تشہد پڑھا پھر فرمایا "امّا بعد میں نے اپنی بیٹی کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے کیا۔ اُس نے جو بات مجھ سے کی اُسے سچ کر دکھایا، جو وعدہ کیا اُسے پُورا کیا۔ بے شک فاطمہؓ بھی میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے اور میں اِسے ناپسند کرتا ہوں کہ اُسے تکلیف پہنچے۔ جو تکلیف اُسے پہنچتی ہے وہ مجھے پہنچتی ہے۔ بنو ہشام بن مغیرہ مجھ سے اجازت لے رہے ہیں کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علیؓ سے کر دیں میں اجازت نہیں دیتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ علیؓ میری بیٹی کو طلاق دیدیں اور اُن کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ اللہ کی قسم رسُولُ اللہ کی بیٹی اور عدوّ اللہ کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں"۔ اس خطبہ کے بعد حضرت علیؓ نے نکاح کا خیال ترک کر دیا۔[1]

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے داماد صرف حضرت علیؓ ہی نہیں تھے بلکہ حضرت ابوالعاصؓ بھی تھے اور ان سے آپؐ بہت خوش تھے۔ آپؐ کے تیسرے داماد حضرت عثمانؓ تھے۔[2]

اہلِ شرک سے نکاح کی ممانعت ابھی تک مشرکین سے نکاح کی ممانعت نہیں تھی۔ اب اللہ تعالےٰ نے اہلِ شرک سے نکاح کرنے کی ممانعت نازل فرما دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ {بقرہ ۲۲۱}

تک وہ ایمان نہ لائیں۔ مؤمنہ لونڈی مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھی ہی کیوں نہ لگے۔ اور مشرک مَردوں سے بھی نکاح نہ کرو۔ مؤمن غلام، مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں اچھا ہی کیوں نہ لگے۔ یہ کافر تو دوزخ کی طرف بُلاتے ہیں اور اللہ جنّت و مغفرت کی طرف بُلاتا ہے اور لوگوں کیلئے اپنی آیتیں وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

آیتِ تیمّم کا نزول رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر میں کہیں چلے جا رہے تھے۔ آپؐ کے ساتھ اس سفر میں حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی تھیں۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابۂ کرامؓ بَیداء یا ذات الجیش مقام پر پہنچے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کی تلاش کی وجہ سے

---

[1] صحیح بخاری ابواب الفضائل باب ذکر اصہار النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن مسورؓ و کتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنتہ و صحیح مسلم باب فضائل فاطمہؓ۔

[2] صحیح بخاری باب مناقب عثمان عن ابن عمرؓ ۔ [3] ہشام ابوجہل کے باپ کا نام ہے۔

رُک گئے۔ تمام لوگ بھی رُک گئے۔ نہ اُن کے پاس پانی تھا نہ وہ کسی پانی کے پاس تھے۔ لہٰذا وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا "آپ نہیں دیکھتے کہ عائشہؓ نے کیا کیا؟ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو روک لیا حالانکہ نہ تو لوگوں کے پاس پانی ہے اور نہ وہ پانی کے چشمہ وغیرہ کے قریب ہیں"۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہ مطہرہؓ کے پاس آئے۔ اور اُن کی ہنسلی کے قریب اِس زور سے ہاتھ مارا کہ اُنہیں بہت تکلیف ہوئی۔ اُس وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہؓ کی ران پر سر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا "تم نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو محض ہار کی خاطر ایسے مقام پر روک لیا کہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے"۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ پر بہت خفا ہوئے اور جو چاہا کہا، حضرت ابوبکرؓ نے اُن کی کوکھ میں اُنگلی چبھوئی لیکن اُنہوں نے محض اس وجہ سے کہ ان کی ران پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سرِ مُبارک تھا کوئی حرکت نہیں کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سوتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ لوگوں نے بغیر وضو کئے نماز پڑھ لی۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ {مائدہ}

اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کرو تو اپنے چہرے اور ہاتھ کُہنیوں تک دھولیا کرو، سر پر مسح کرلیا کرو اور ٹخنوں تک پیروں کو بھی دھولیا کرو، اگر تم جُنبی (ناپاک) ہو تو نہالیا کرو اور اگر تم مریض ہو تو تیمّم کرلیا کرو اور اگر تم سفر میں ہو یا بیت الخلاء سے آئے ہو یا تم نے جماع کیا ہو پھر تمہیں پانی نہ ملے تو اس صورت میں بھی پاک مٹی سے تیمّم کرلیا کرو، یعنی مُنہ اور ہاتھوں پر مٹی سے مسح کرلیا کرو۔ اللہ تم پر تنگی نہیں چاہتا، بلکہ اللہ تم کو پاک کرنا چاہتا ہے اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کرنا چاہتا ہے تاکہ تم اُس کا شُکر ادا کرو۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت اُسید بن حضیرؓ نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے کہا "اے آلِ ابوبکرؓ، یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے۔ اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔ تمہارے معاملہ میں جب کوئی پریشانی لاحق ہوئی تو اللہ نے تمہارے لئے اُس سے بچنے کی راہ نکال دی اور تمام مسلمین کے لئے اُسے باعثِ برکت بنا دیا۔

(جب صحابہؓ نے اس مقام سے کوچ کیا) اور اُس اُونٹ کو کھڑا کیا جس پر حضرت عائشہ طاہرہؓ بیٹھتی تھیں تو وہ ہار اُس اُونٹ کے نیچے سے مِل گیا۔[1]

جھوٹی قسم پر وعید | حضرت اشعث بن قیسؓ کہتے ہیں کہ میرے چچازاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا۔ میں نے اس کنویں کا دعویٰ کیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ثبوت میں دو گواہ پیش کرو، اگر تمہارے پاس گواہ نہیں ہیں تو اُس سے قسم لی جائے گی"۔ حضرت اشعثؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ وہ تو قسم کھالے گا"۔

[1] صحیح بخاری باب مناقب ابی بکرؓ عن عائشہ صدیقہؓ وکتاب التفسیر سُورۃ النساء وسُورۃ المائدۃ وصحیح مسلم باب التیمّم (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مُسلم کا مال حاصل کریگا وہ اللہ سے اس حال میں ملیگا کہ اللہ اُس پر غضبناک ہوگا۔"

عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے بازار میں کچھ سامان بیچنے کے لئے رکھّا، پھر قسم کھا کر (ایک خریدار سے) کہنے لگا "مجھے اس مال کی اتنی قیمت مل رہی تھی حالانکہ اُسے اتنی قیمت نہیں مِل رہی تھی۔ وہ اس طریقہ سے ایک مُسلم کا مال ناحق لینا چاہتا تھا۔"

مذکورہ بالا دونوں واقعات کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ تھوڑا سا فائدہ حاصِل کرتے ہیں اُن کے لئے آخرت میں کوئی حصّہ نہیں، نہ اللہ اُن سے کلام کریگا، نہ اُنکی طرف دیکھیگا اور نہ اُن کو پاک کریگا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔[1]

حضرت زبیرؓ اور ایک مُنافِق کا جھگڑا حضرت زبیرؓ کا ایک انصاری سے کھیتوں میں پانی دینے کے سلسلہ میں جھگڑا ہوا۔ مقدّمہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس انصاری کی رعایت کرتے ہوئے فرمایا "اے زبیرؓ، تم اپنے کھیت کو پانی دے کر پھر پانی اپنے پڑوسی کیلئے چھوڑ دیا کرو۔" اُس انصاری کو غصّہ آگیا۔ اُس نے کہا اے اللہ کے رسُولؐ یہ اس لئے کہ وہ آپؐ کے پھوپی زاد بھائی ہیں۔ یہ سُن کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک متغیّر ہوگیا، آپؐ نے فرمایا "اے زبیر، تم اپنے کھیت کو پانی دو، پھر پانی کو روک لو یہاں تک کہ پانی مُنڈیروں تک پہنچ جائے۔ پھر اپنے پڑوسی کے لئے پانی چھوڑ دو۔" اس فیصلہ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ کو اُن کا پُورا حق دلا دیا حالانکہ پہلے آپؐ نے ایسا فیصلہ کیا تھا جس میں دونوں کے لئے فراخی تھی۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں میرا خیال سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت نازل فرمائی:۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ {نساء ۶۵}

(اے رسُولؐ) آپؐ کے ربّ کی قسم یہ لوگ اُس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافات میں آپؐ کو منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ آپؐ کریں اُس سے دل میں تنگی یا انقباض نہ محسُوس کریں، بلکہ اس فیصلہ کے سامنے برضاء و رغبت سرِ تسلیم خم کر دیں۔[2]

ایک نجدی کے سوالات ایک دن ایک نجدی شخص رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا۔ اُس کے بال پراگندہ تھے۔ اُس کی آواز سُنائی تو دیتی تھی لیکن اچھی طرح سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہے۔ پھر وہ شخص رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بالکل قریب آگیا۔ اُس نے پوچھا "اسلام کیا ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دن اور رات میں پانچ نمازیں پڑھنا" اُس نے پوچھا "پانچ نمازوں کے علاوہ بھی کوئی اور

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ بقرہ و کتاب الرھن فی الحضر باب اذا اختلف الراھن والمرتھن وکتاب الشّھادات۔ [2] صحیح بخاری کتاب التّفسیر وکتاب الصّلح عن زبیرؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب وجوب اتباعہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

نماز فرض ہے"؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، مگر یہ کہ تم اپنی خوشی سے پڑھنا چاہو (تو پڑھ سکتے ہو)"۔ پھر فرمایا "رمضان کے روزے رکھنا"۔ اُس نے پوچھا "کیا اس کے علاوہ بھی اور روزے فرض ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، مگر یہ کہ تم اپنی مرضی سے رکھنا چاہو (تو رکھ سکتے ہو)" پھر آپؐ نے زکوٰۃ کا حکم دیا۔ اُس نے پوچھا کیا اس کے علاوہ بھی اور کچھ فرض ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں. مگر یہ کہ تم اپنی مرضی سے کچھ دیدو"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کو اسلام کے اور احکام کی تعلیم دی۔ اس کے بعد وہ پیٹھ پھیر کر چلا اور یہ کہتا جارہا تھا کہ اللہ کی قسم میں نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ کم کروں گا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر یہ سچ کہتا ہے تو اس نے فلاح پائی[1]"۔

وفد عبدالقیس کی آمد قبیلۂ عبدالقیس کا ایک وفد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارا تعلق کس قوم سے ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "ربیعہ سے" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مرحبا غیرَ خزایا ولا ندامیٰ (تمہیں نہ رسوائی ہوگی نہ ندامت)" اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم آپؐ کے پاس مسافتِ بعیدہ سے آئے ہیں اور سوائے حُرمت کے مہینوں کے اور کبھی نہیں آسکتے، کیونکہ آپؐ کے اور ہمارے درمیان مضر قبیلہ کے کُفّار حائل ہیں لہٰذا آپؐ ہمیں فیصلہ کُن باتیں بتادیجئے تاکہ ہم پیچھے رہ جانے والوں کو بھی وہ باتیں بتادیں اور ان کے ذریعہ جنّت میں داخل ہوجائیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اللہ اکیلے پر ایمان لانے کا حکم دیا پھر فرمایا "(تم جانتے ہو کہ) اللہ اکیلے پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "اللہ اور اُس کا رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود، حاکم و کارساز نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسُول ہیں"۔ پھر آپؐ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع کیا۔ آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں، رمضان کے روزے رکھیں اور مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصّہ (بیت المال میں) داخل کریں"۔ پھر آپؐ نے اُنہیں اِن چار برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ حَنْتَمْ (سبز گھڑا)، دُبّاء (کدو کا برتن)، نقیر (لکڑی کا برتن) اور مزفّت یا مقیّر یعنی روغنی گھڑا (یہ شراب کے برتن تھے، ابتداء میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شراب کے برتنوں کے استعمال کی ممانعت فرمادی تھی بعد میں اجازت دے دی)

ان احکام کو بیان کرنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِن باتوں کو یاد کرلو اور جن کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو اُن کو بھی اس کی اطلاع کردو"[2]۔ اُنہوں نے پوچھا "اے اللہ کے نبیؐ، ہم آپؐ پر قربان، کیا آپؐ نقیر کو جانتے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیوں نہیں۔ تم لکڑی کو کھودتے ہو اور اس میں ایک قسم کی چھوٹی کھجوریں بھگو دیتے ہو، جب اُس کا جوش ختم ہوجاتا ہے تو تم اُسے پی لیتے ہو اور نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ نشہ میں آکر تم میں سے بعض آدمی اپنے چچازاد بھائی کو تلوار مارنے لگتے ہیں"۔ وفد میں ایک شخص تھا جس کو ایسے ہی کسی واقعہ میں زخم لگا تھا، اُس نے شرم کی وجہ سے اپنے آپ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے چھپالیا۔ پھر وفد کے ارکان نے پوچھا "ہم کس برتن میں (پانی، شربت وغیرہ) پئیں"؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الایمان بابُ الزکوٰۃ من الایمان عن طلحہؓ وکتابُ الصّوم وصحیح مسلم کتابُ الایمان۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الایمان باب الخمس من الایمان عن ابن عباسؓ وکتابُ العلم وصحیح مسلم کتابُ الایمان۔

فرمایا" ان مشکوں میں جن کے دہانے بندھے ہوئے ہوں"۔ اُنہوں نے عرض کیا" یارسُولَ اللہ، ہماری زمین میں چوہے بکثرت ہیں، وہاں چمڑے کے مشکیزے سلامت نہیں رہ سکتے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" چمڑے کے مشکیزے ہی استعمال کرو اگرچہ چوہے کاٹ ڈالیں، اگرچہ چوہے کاٹ ڈالیں، اگرچہ چوہے کاٹ ڈالیں"۔ پھر آپؐ نے وفد عبدالقیس کے ایک رُکن سے جس کا نام اشج تھا فرمایا" تمہارے اندر دو ایسی خصلتیں ہیں جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے" بُردباری اور تحمّل"[1] (یعنی تم حلیم الطّبع ہو اور جلد بازی نہیں کرتے)

جس دن قبیلۂ عبدالقیس کا وفد آیا اُس دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عصر کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھیں۔ آپؐ اُس دن حضرت اُمّ سلمہؓ کے ہاں تھے۔ اُن کے پاس اُس وقت بنو حرام قبیلہ کی کچھ انصاری عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، اس لئے حضرت اُمّ سلمہؓ نے ایک لڑکی سے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پہلو میں جا کر کھڑی ہو جاؤ اور آپؐ سے یہ دریافت کرو کہ آپؐ تو (نمازِ عصر کے بعد) دو رکعتیں (بھی) پڑھنے سے منع فرماتے تھے اور آج اِس وقت میں یہ دیکھ رہی ہوں کہ آپ دو رکعتیں پڑھ رہے ہیں۔ اُنہوں نے اُس لڑکی سے یہ بھی کہا کہ اگر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہاتھ سے اشارہ کریں تو تم پیچھے ہٹ جانا۔ اُس لڑکی نے اُسی طرح کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ وہ لڑکی پیچھے ہٹ گئی۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام پھیرا تو فرمایا" اے ابو اُمیّہ کی بیٹی، تم نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلّق دریافت کیا تو بات یہ ہے کہ قبیلۂ عبدالقیس کے کچھ لوگ اسلام قبول کر کے اپنی قوم کی طرف سے (وفد کی صورت میں) میرے پاس آئے تھے (ان کی تعلیم و تربیت میں) مَیں اِتنا مشغول ہو گیا کہ ظہر کے بعد کی دو سُنّتیں رہ گئیں۔ یہ وہی دو رکعتیں ہیں[2] (جو میں نے اب ادا کی ہیں)"

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک خواب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب (فجر کی) نماز پڑھ چکتے تو صحابہؓ کی طرف مُنہ کر کے بیٹھ جایا کرتے تھے اور فرماتے تھے" تم میں سے کسی نے آج رات کو کوئی خواب دیکھا ہے؟" اگر کِسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کر دیتا پھر جو کچھ اللہ چاہتا آپؐ اُس کی تعبیر بتا دیا کرتے۔ ایک دن (حسبِ معمول) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے پوچھا" کیا تم میں سے کِسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟" صحابہؓ نے عرض کیا" نہیں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے آج رات کو خواب دیکھا ہے۔ (وہ یہ کہ) دو آدمی میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک مقدّس زمین میں لے گئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک آدمی بیٹھا ہے اور ایک آدمی کھڑا ہے۔ (جو آدمی کھڑا ہوا ہے) اُس کے ہاتھ میں لوہے کی ایک درانتی ہے۔ وہ اُس درانتی کو اُس بیٹھے ہوئے آدمی کے جبڑے میں داخِل کرتا ہے، پھر وہ (اُس درانتی سے) اُس کے جبڑے کو، نتھنے کو اور آنکھ کو چیرتا ہے یہاں تک کہ درانتی اُس کی گُدّی تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کے بعد دوسرے جبڑے کے ساتھ بھی وہ ایسا ہی کرتا ہے۔ اتنی دیر میں اُس کا پہلا جبڑا ٹھیک ہو جاتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ پہلے جبڑے کو چیرتا ہے۔ میں نے پوچھا" سُبحان اللہ یہ کیا بات ہے؟" اُن دونوں آدمیوں نے مجھ سے کہا آگے چلئے۔ ہم چلے، یہاں تک کہ ہم ایسے شخص کے پاس پہنچے جو چِت لیٹا ہوا تھا۔ اُس شخص کے سرہانے ایک آدمی ایک پتّھر لئے کھڑا تھا

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الایمان بابُ الامر بالایمان عن قتادہؓ و ابی سعیدؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب معرفۃ الرکعتین و صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب اذا کلم وھو یصلی عن اُمّ سلمہؓ۔ عہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُمّت کو اس سے منع کر دیا (مسند احمد عن اُمّ سلمہ رضؓ) مسلم عصر کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھ سکتے سوائے اس کے کہ عصر کی نماز پڑھنے کے بعد اتّفاق سے جماعت ملجائے تو جماعت میں شامل ہو جائیں (مسند احمد۔ موطّا امام مالک عن محجنؓ)

اُس پتّھر کو وہ آدمی اُس لیٹے ہوئے شخص کے سَر پر دے مارتا تھا (جس سے اُس کا سر کُچل جاتا تھا) پتّھر لڑھک کر کچھ دور چلا جاتا تھا۔ مارنے والا اُسے لے کر آتا تھا، اتنی دیر میں اُس کا سر ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ پھر وہ دوبارہ اسے مارتا تھا۔ میں نے کہا "سُبحان اللہ! یہ کیا معاملہ ہے؟" اُن آدمیوں نے کہا آگے چلئے۔ پھر ہم ایک گڑھے کی طرف چلے۔ وہ گڑھا ایک تنّور کی مانند تھا، اُس کا مُنہ تنگ اور پیندا چوڑا تھا۔ تنّور میں بڑا شور ہو رہا تھا، چیخنے چلّانے کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں، اُس میں آگ جل رہی تھی۔ گڑھے میں کچھ برہنہ مَرد اور عورتیں تھیں جب آگ بھڑکتی تھی تو وہ اُوپر اُٹھ جاتے تھے یہاں تک کہ نکلنے کے قریب ہو جاتے تھے۔ جب آگ ہلکی ہوتی تھی تو وہ واپس (گڑھے کی تہ میں) لَوٹ جاتے تھے۔ میں نے کہا "یہ کیا معاملہ ہے؟" اُن آدمیوں نے کہا آگے چلئے (ہم آگے چلے) پھر ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ نہر کے بیچ میں ایک آدمی تھا، اور ایک آدمی نہر کے کنارے پر تھا۔ اُس کے سامنے کچھ پتّھر پڑے ہوئے تھے۔ وہ اُس شخص کے سامنے کھڑا ہوا تھا جو نہر کے اندر تھا۔ جب وہ شخص نہر سے باہر نکلنا چاہتا تھا تو یہ شخص ایک پتّھر اُس کے مُنہ پر کھینچ مارتا تھا اور اُسے وہیں واپس کر دیتا تھا جہاں وہ آگے بڑھنے سے پہلے تھا۔ اسی طرح جب وہ دوبارہ باہر نکلنا چاہتا تھا تو یہ شخص پھر اُسے پتّھر کھینچ مارتا اور وہ جہاں تھا وہیں لَوٹ جاتا تھا۔ میں نے کہا "یہ کون شخص ہے؟" اُنہوں نے کہا آگے چلئے۔ پھر ہم ایک سرسبز باغ میں پہنچے جس میں فصلِ بہار کے ہر قسم کے پھُول لگے ہوئے تھے۔ اس باغ میں ایک بہت بڑا درخت تھا۔ باغ کے وسط میں ایک بزرگ اور کچھ بچّے جمع تھے۔ وہ بزرگ اتنے طویل القامت تھے کہ میں ان کے سر کو نہ دیکھ سکا۔ اتنے میں یکایک مَیں نے درخت کے پاس ایک بے حد بدصورت آدمی کو دیکھا۔ اُس کے سامنے کچھ آگ تھی، وہ اُسے بھڑکا رہا تھا۔ پھر وہ دونوں شخص مجھے اس درخت پر چڑھا لیگئے اور ایک مکان میں مجھے داخِل کیا۔ مَیں نے اُس سے عمدہ اور شاندار مکان کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس مکان میں کچھ بوڑھے کچھ جوان، مرد اور عورتیں تھیں اور کچھ بچے بھی تھے۔ پھر وہ دونوں شخص مجھے مکان سے باہر لائے اور مجھے درخت پر (اور اُوپر) چڑھایا۔ پھر وہ مجھے ایک اور مکان میں لے گئے۔ یہ مکان پہلے مکان سے بھی زیادہ عمدہ اور شاندار تھا۔ اُس مکان میں کچھ بوڑھے اور کچھ جوان تھے۔ میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا "تم نے مجھے رات بھر گشت کرایا اب مجھے بتاؤ کہ (جو کچھ میں نے دیکھا) اُس کی کیا حقیقت ہے۔" اُنہوں نے کہا "اچھّا۔" پھر اُنہوں نے بتایا کہ "وہ شخص جس کا جبڑا چیرا جا رہا تھا وہ جھوٹ بولنے والا تھا، جھوٹی باتیں بیان کرتا تھا اور یہ جھوٹی باتیں اُس سے نقل کی جاتی تھیں یہاں تک کہ اطرافِ عالَم میں پہنچ جاتی تھیں۔ اس کے ساتھ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ اور وہ شخص جس کا سر کُچلا جا رہا تھا وہ شخص ہے کہ جسے اللہ نے قرآن کا عِلم دیا تھا مگر وہ رات کو اس سے غافِل ہو کر سو جاتا تھا اور دن کو اس پر عمل نہیں کرتا تھا۔ اس کے ساتھ بھی قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ اور وہ لوگ جنھیں آپؐ نے گڑھے میں دیکھا تھا زنا کار تھے۔ اور وہ شخص جسے آپؐ نے نہر میں دیکھا تھا سود خور تھا۔ وہ بزرگ جو درخت کی جڑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ابراہیم (علیہ السّلام) تھے اور جو بچّے اُن کے گرد تھے وہ لوگوں کے بچّے ہیں۔" ایک شخص نے پوچھا "مشرکین کے بچّے بھی تھے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں مشرکین کے بچّے بھی تھے۔" اور وہ شخص جو آگ دہکا رہا تھا مالِک تھا جو دوزخ کا داروغہ ہے۔ اور وہ پہلا مکان جس میں آپؐ تشریف لے گئے تھے عام مسلمین کا گھر ہے۔ اور یہ مکان (جس میں آپؐ اِس وقت

ہیں) شہیدوں کا گھر ہے۔ میں جبریلؑ ہوں اور یہ میکائیلؑ ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں، "پھر وہ مجھے ایک اور بہت بڑے اور اُس سے بہتر باغ میں لے گئے۔ اُس سے بہتر باغ میں نے کبھی نہیں دیکھا میں اوپر چڑھا تو میں نے ایک شہر دیکھا، اُس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی تھی (شہر کا) دروازہ کُھلوایا گیا۔ ہم اندر داخِل ہوئے تو وہاں ایسے آدمی دکھائی دیئے جن کا آدھا دھڑ خوبصورت تھا اور آدھا دھڑ بدصورت۔ باغ کے عرض میں ایک نہر تھی جس کا پانی نہایت سفید اور خالِص تھا۔ میرے ساتھیوں نے ان آدمیوں سے کہا 'اِس نہر میں کُود و' وہ لوگ اس نہر میں کود پڑے۔ پھر جب وہ اس نہر سے نِکل کر آئے تو اُن کی بدصورتی جاتی رہی تھی اور وہ بہت خوبصورت ہو گئے تھے۔ فرشتوں نے کہا یہ مقامِ عَدن ہے اور یہ آپؐ کے رہنے کی جگہ ہے اور یہ لوگ جن کا آدھا دھڑ اچھّا اور آدھا بُرا تھا وہ ہیں جنہوں نے اچھّے اور بُرے دونوں عمل کئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن کے بُرے عملوں کو معاف کر دیا۔ پھر اُنہوں نے کہا 'آپؐ اپنا سر اُٹھائیے'۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں "میں نے سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اُوپر ابر کے مثل کوئی چیز ہے" فرشتوں نے کہا 'یہ آپؐ کا محل ہے' میں نے کہا "مجھے اپنے محل میں جانے دو"۔ اُنہوں نے کہا 'ابھی آپؐ کی کچھ عمر باقی ہے جسے آپؐ نے پورا نہیں کیا۔ اگر آپؐ اسے پورا کر لیتے تو اپنے محل میں جا سکتے تھے۔"[1]

اختلاف کی ممانعت | ایک مرتبہ آپؐ نے سُنا کہ دو آدمی ایک آیت میں اختلاف کر رہے ہیں۔ آپؐ کو غُصّہ آگیا۔ آپؐ نے فرمایا "تم سے پہلے کے لوگ کتاب میں اختلاف کرنے کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے"[2] (اگر اختلاف کرو گے تو تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے)

کسوف کا ایک واقعہ | ایک دن سُورج گہن ہوا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز کسوف ادا کی۔ پھر خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا "وہ تمام چیزیں جو ابتک میں نے یہاں نہیں دیکھی تھیں اِس وقت یہاں اِسی مقام پر دیکھ لیں یہانتک کہ جنّت اور دوزخ بھی۔ میرے پاس (اِس وقت) یہ وحی آئی ہے کہ قبروں میں دجّال کی آزمائش کے مثل تمہاری آزمائش ہوگی۔ مؤمن یا مسلم (سے جب میرے متعلّق پوچھا جائے گا تو وہ) یہ کہیگا کہ یہ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم تھے جو ہمارے پاس واضح احکامات لیکر آئے تھے۔ ہم ان احکامات پر ایمان لائے اور ان کی تعمیل کی۔ اس سے کہا جائے گا ہم جانتے تھے کہ تم مؤمن ہو، آرام سے سو جاؤ۔ جب منافق سے میرے متعلّق سوال ہوگا تو وہ یہ کہیگا مجھے کچھ نہیں معلوم، جو لوگ کہتے تھے میں بھی کہہ دیا کرتا تھا۔"[3]

اخلاقِ کریمانہ اور ادائیگی قرضہ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایک شخص کا ایک خاص عمر کا اونٹ قرض تھا۔ اُس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اونٹ کا تقاضہ کیا اور تقاضہ میں بہت سختی کی۔ صحابۂ کرامؓ نے اُس کو تنبیہ کرنے کا ارادہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے چھوڑ دو اس لئے کہ حق والے کو کہنے کا حق ہے، اس کو اس کے اُونٹ کی عمر کا ایک اُونٹ دیدو"۔ صحابۂ کرامؓ نے تلاش کیا لیکن اُس عمر کا اُونٹ نہیں ملا۔ صحابہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس عمر کا اُونٹ تو نہیں مِلتا، زیادہ عمر کا اُونٹ ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہی دیدو" (صحابہؓ نے وہی اُونٹ دیدیا) اُس شخص نے کہا "آپؐ نے مجھے پورا دیا، اللہ آپؐ کو پورا دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں بہتر شخص وہ ہے جو ادائیگی قرض میں بہتر ہو۔"[4]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجنائز عن سمرۃؓ وکتاب تعبیر الرؤیا۔ [2] صحیح مسلم کتابُ العلم عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الاعتصام بالکتاب والسُّنّۃ۔
[4] صحیح بخاری کتابُ الوکالۃ باب وکالۃ الشاہد وباب الوکالۃ فی قضاء الدّیون عن ابی ہریرۃؓ۔

مقدّمات ① ایک دن ایک مسلم اور ایک یہودی میں جھگڑا ہو گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہا۔ مسلم نے کہا "قسم اُس ذات کی جس نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تمام عالم پر فضیلت دی"۔ یہودی نے کہا "قسم اُس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السّلام کو تمام عالم پر فضیلت دی"۔ مسلم نے کہا "اے خبیث، محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بھی؟ اور ابھی آپؐ ہم میں موجود ہیں (آپؐ کی زندگی میں یہ گستاخی)" یہ کہہ کر غصّہ میں یہودی کے مُنہ پر ایک طمانچہ مار دیا۔ یہودی فوراً رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچا اور کہا کہ آپؐ کے ایک صحابی نے میرے ایک طمانچہ مار دیا حالانکہ میرے لئے آپؐ کا ذمّہ اور عہد (امان) ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "کس نے مارا؟" اُس نے کہا ایک انصاری نے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو بلاؤ" جب وہ انصاری حاضر ہوئے تو اُنہوں نے طمانچہ مارنے کا سبب بیان کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بہت غصّہ آیا، غصّہ کے آثار چہرے سے ظاہر ہوئے آپؐ نے فرمایا "انبیاء میں ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دیا کرو۔ مجھ کو موسیٰ (علیہ السّلام) پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے دن جب صور پھُونکا جائے گا تو سب بے ہوش ہو جائیں گے (برزخی زندگی کے ہوش و حواس بھی باقی نہ رہیں گے) مَیں بھی سب کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا۔ پھر دوبارہ صور پھُونکا جائیگا تو سب سے پہلے مجھے ہوش آئیگا میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السّلام عرش کا پایہ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ بھی بے ہوش ہوئے تھے لیکن مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا اِس سے پہلے (کوہِ طور پر) ان کا بے ہوش ہونا اس کے بدلہ شمار کر لیا گیا۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ کوئی شخص یونس علیہ السّلام سے بہتر ہے اور کوئی شخص ہرگز یہ بات نہ کہے کہ میں یونس علیہ السّلام سے بہتر ہوں۔ جس نے ایسا کہا اُس نے غلطی کی[1]"

② ایک دن دو آدمی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ ایک نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، کتاب اللہ سے ہمارے درمیان فیصلہ کر دیجئے"۔ دوسرے نے کہا "یہ سچ کہتا ہے، ہمارے درمیان کتابُ اللہ سے فیصلہ کر دیجئے"۔ پہلے شخص نے کہا۔ "میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدوری کرتا تھا، اُس نے اِس کی بیوی سے زنا کیا۔ لوگوں نے کہا تیرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا۔ میں نے اُس کے فدیہ میں سَو بکریاں اور ایک لونڈی دیدی۔ پھر میں نے اہلِ علم سے پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ تمہارے بیٹے کو سَو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاءِ وطن ہوگا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں ضرور تمہارے درمیان کتابُ اللہ سے فیصلہ کرونگا۔ وہ لونڈی اور بکریاں تمہیں واپس کیجائینگی اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سَال کے لئے جلاءِ وطن ہوگا"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اے انیس تم صبح کو اُس عورت کے پاس جانا اگر وہ اعتراف کر لے تو اُسے سنگسار کر دینا"۔ اس حکم کی تعمیل میں حضرت انیسؓ صبح کو اُس عورت کے پاس گئے اُس نے جُرم کا اعتراف کیا۔ حضرت انیسؓ نے اُسے سنگسار کر دیا[2]۔

(نوٹ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدیث بھی کتابُ اللہ ہے کیونکہ جو فیصلہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا وہ قرآن مجید میں نہیں ہے)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک خواب۔ حضرت معاویہؓ اور حضرت یزیدؒ کی فضیلت

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر حضرت اُمِّ حرامؓ بنتِ ملحان[3] کے ہاں جایا کرتے تھے۔ جب آپؐ اُن کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپؐ

---

[1] صحیح بخاری کتاب فی الاستقراض باب ما یذکر فی الاشخاص والخصومۃ بین المسلم والیہود عن ابی اُسیدؓ وابی ہریرۃؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب ان یونس.... عن ابن عباسؓ وابی ہریرۃؓ وکتاب التفسیر سورۃ الصافات عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلح عن زید بن خالدؓ وابی ہریرۃؓ وکتاب الحدود۔ [3] حضرت اُمِّ حرامؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رضاعی خالہ تھیں۔

کو کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (حسبِ معمول) اُن کے ہاں گئے۔ اُنہوں نے آپؐ کو کھانا کھلایا۔ کھانے کے بعد آپؐ تکیہ لگا کر لیٹ گئے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ آپؐ کے سر کو کُریدنے لگیں (تاکہ آپؐ کو آرام پہنچائیں) لیٹے لیٹے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نیند آگئی۔ (کچھ دیر بعد) آپؐ مُسکراتے ہوئے بیدار ہوئے حضرت اُمِّ حرامؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ کیوں مُسکرا رہے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے (میرے سامنے) پیش کئے گئے اِس حالت میں کہ وہ اس سبز سمندر کے بیچ میں چلے جا رہے ہیں گویا کہ وہ تخت نشین بادشاہ ہیں۔ یہ میری اُمّت کا پہلا لشکر ہے جو سمندر میں جہاد کرے گا، ان کے لئے (جنّت) واجب ہو گئی"۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ! آپؐ اللہ سے دُعا کیجئے کہ مجھے ان لوگوں میں کر دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے لئے دُعا کی۔

دُعا کرنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر سر (تکیہ پر) رکھا اور سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر مُسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ کیوں مُسکرا رہے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کئے گئے گویا کہ وہ تخت نشین بادشاہ ہیں۔ یہ میری اُمّت کا پہلا لشکر ہے جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا۔ ان سب کی مغفرت ہو گئی"۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ سے دُعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں بھی شامل کر دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پہلے لوگوں میں شامل ہو، دوسرے لوگوں میں شامل نہیں ہو"۔

اِس واقعہ کے بعد حضرت اُمِّ حرامؓ نے حضرت عبادہ بن صامت سے نکاح کیا اور ان کے ہمراہ حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ کی سرکردگی میں سمندر میں (کشتی پر) سوار ہوئیں پھر سمندر سے نکل کر جب مسلمین واپس مُلکِ شام پہنچے تو حضرت اُمِّ حرامؓ کے سامنے سواری لائی گئی (وہ اس پر سوار ہوئیں) لیکن گر پڑیں اور اُن کی وفات ہو گئی[1]

دوسرا جہاد جو ارض روم میں ہوا اُس میں اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت یزید بن معاویہؒ تھے۔ اسی جہاد میں حضرت ابوایّوب انصاریؓ کی وفات ہوئی[2]

سفر کا ایک واقعہ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک معجزہ حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ ہم لوگ رات بھر چلتے رہے یہاں تک کہ جب صبح قریب ہوئی تو سب نے قیام کیا، ہم سب پر نیند نے غلبہ کیا اور مسافر کے لئے اُس وقت کی نیند بڑی میٹھی ہوتی ہے (لہٰذا) سب (سکون کے ساتھ) سوتے رہے۔ یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ بیدار ہوئے۔ پھر دو آدمی اور بیدار ہوئے پھر حضرت عمرؓ بیدار ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کوئی بیدار نہیں کرتا تھا (لوگ منتظر رہا کرتے تھے) تاوقتیکہ آپؐ خود بیدار ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سرہانے بیٹھ گئے اور بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے حضرت عمرؓ بھی بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے رہے، یہاں تک کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیدار ہو گئے۔ صحابہ کرامؓ نے اس مصیبت کی آپؐ سے شکایت کی، آپؐ نے فرمایا "کوئی حرج نہیں یہاں سے کوچ کرو" کچھ دور چلنے کے بعد جب سورج سفید

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعا بالجہاد و باب فضل من یُصرعُ فی سبیل اللہ و باب غزوۃ المرأۃ فی البحر و باب رکوب البحر عن انسؓ و باب ما قیل فی قتال الرُّوم عن عُمیر عن اُمِّ حرامؓ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغزو فی البحر عن انسؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے) [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب صلاۃ النوافل جماعۃ عن محمود بن ربیعؓ

ہو گیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک مقام پر اُترے اور آپؐ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی۔ ایک شخص علیٰحدہ ہو کر بیٹھ گیا، نماز میں شامل نہیں ہوا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے اُس شخص سے فرمایا "تمہیں کس چیز نے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا؟" اُس نے کہا "مجھے جنابت ہو گئی تھی اور پانی تھا نہیں (کہ اس سے نہا لیتا)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے حکم دیا "مٹّی سے تیمّم کر لو، یہ کافی ہے"۔ اُس شخص نے تیمّم کیا اور نماز ادا کی۔

پھر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرانؓ کو چند سواروں کے ہمراہ اپنے آگے کر دیا (اور وہاں سے روانہ ہو گئے) تمام لوگوں کو شدّت سے پیاس لگ رہی تھی۔ لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پیاس کی شکایت کی (یہ سُنکر) آپؐ نے پڑاؤ کیا۔ پھر حضرت علیؓ اور ایک اور آدمی کو بُلایا، آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا جاؤ پانی تلاش کرو۔ (حکم کی تعمیل میں وہ دونوں روانہ ہوئے) اس حال میں کہ وہ (پانی کی تلاش میں) چلے جا رہے تھے انہیں ایک عورت ملی جو اپنے اُونٹ پر اپنی دونوں ٹانگیں دو پکھالوں کے درمیان لٹکائے ہوئے چلی جا رہی تھی۔ انہوں نے اس عورت سے پوچھا "پانی کہاں ہے؟" اس عورت نے کہا "پانی یہاں کہیں نہیں ہے" اُنہوں نے پوچھا "تمہارے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟" اُس نے کہا "ایک شبِ روز کی مسافت، کل میں اس وقت پانی پر تھی، کچھ اور آدمی بھی میرے ساتھ ہیں جو پیچھے رہ گئے ہیں۔" اُنہوں نے اُس عورت سے کہا "تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس چلو۔" اُس نے کہا "کون رسُولُ اللہ؟ وہی جن کو بے دین کہا جاتا ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں جن کو تم ایسا سمجھتی ہو"۔ غرض یہ کہ وہ اُسے مجبور کر کے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے آئے۔ اُس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے وہی کہا جو ان دونوں آدمیوں سے کہا تھا۔ پھر وہ کہنے لگی "میں یتیم بچّوں کی ماں ہوں" (یہ الفاظ غالباً اس نے اس لئے کہے کہ اس کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کیا جائے) صحابہؓ نے اُسے اُونٹ پر سے اُتارا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک برتن منگایا۔ اُس برتن کے پانی سے ان پکھالوں میں کُلّی کی۔ پھر پکھالوں کے مُنہ پہ ہاتھ پھیرا، پھر ان کو اُوپر کے بند کر کے نیچے سے کھولنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپؐ نے منادی کرائی کہ آؤ پانی پیو اور پلاؤ۔ صحابہ کرامؓ کی تعداد چالیس تھی اور اُنہیں خوب پیاس لگی ہوئی تھی۔ انہوں نے خوب پانی پیا یہاں تک کہ سیراب ہو گئے۔ اُسی پانی سے وہ آدمی بھی نہایا جو جُنبی تھا۔ بہت سے صحابہؓ نے اپنے اُونٹوں کو بھی پانی پلایا۔ جتنے برتن اور مشکیں اس سفر میں انکے ساتھ تھیں وہ سب اُنہوں نے بھر لیں۔ وہ عورت کھڑی ہوئی یہ سب کچھ دیکھتی رہی۔ حضرت عمرانؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم جب پکھالوں کو بند کیا گیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پہلے سے زیادہ بھری ہونے کی وجہ سے پھٹنے کے قریب تھیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو کچھ تمہارے پاس ہو لے آؤ"۔ صحابہؓ نے اُس کے لئے روٹی کے ٹکڑے ستّو اور کچھ کھجوریں جمع کر دیں اور ایک کپڑے میں اُن کو باندھ دیا۔ پھر اُس عورت کو اُونٹ پر سوار کرایا اور وہ پوٹلی اُس کے سامنے رکھ دی۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس عورت سے فرمایا "ہم نے تمہارے پانی میں سے کچھ نہیں لیا۔ ہمیں تو اللہ نے (پانی) پلایا ہے۔" جب وہ عورت اپنے گھر پہنچی تو گھر والوں نے کہا کہ تمہیں کس چیز نے روک لیا تھا؟ اُس نے کہا "دو آدمی مجھے ملے۔ وہ مجھے اس کے پاس لے گئے جس کو صابی (بے دین) کہا جاتا ہے۔ اُس نے ایسا ایسا کیا۔ اللہ کی قسم وہ آسمان و زمین کے درمیان سب سے بڑا جادوگر ہے یا وہ نبی برحق ہے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں"۔ اس واقعہ کے بعد ایسا ہوا کہ جب صحابہؓ نے (مفسدوں کی) سرکوبی کے لئے ہر چہار طرف حملے شروع کئے تو ہر مرتبہ وہ

اُس عورت کے گاؤں کو چھوڑ دیا کرتے تھے (اس کے گاؤں پر حملہ نہیں کرتے تھے، اس طرزِ عمل کو دیکھکر) ایک دن اُس عورت نے اپنی قوم سے کہا "میں سمجھتی ہوں کہ یہ لوگ عمدًا ہمارے گاؤں کو چھوڑ دیتے ہیں تو کیا تم اسلام قبول کرتے ہو؟" پھر وہ عورت مُسلم ہوگئی اور اُس کی وجہ سے تمام گاؤں والے بھی مُسلم ہوگئے[1]

گھوڑ دوڑ اور تیر اندازی کی مشقیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مدنی زندگی جہاد و غزوات ہی میں گذری۔ آپؐ کو جہاد فی سبیل اللہ بے حد مرغوب تھا۔ آپؐ فرماتے تھے "قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر چند مُسلم ایسے نہ ہوتے کہ ان کا دل میرے جانے کے بعد (مدینہ میں) رہنا گوارا نہ کرے گا اور اتنی سواریاں میرے پاس نہیں کہ سب کو لیجاؤں (اگر اتنی سواریاں ہوتیں) تو میں کسی چھوٹے سے چھوٹے لشکر سے بھی جو اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے جاتا ہے پیچھے نہ رہتا (ہر لشکر میں شریک ہوتا) قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں[2]"۔

جہاد کی مزید ترغیب دیتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے (اور کون نہیں)۔ مجاہد (فی سبیل اللہ) کا درجہ ایسا ہے جیسا (دن کو) روزہ رکھنے والے، رات کو نماز پڑھنے والے کا[3]"۔

جہاد مؤمنین پر فرض ہے جیساکہ ارشادِ باری ہے:۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ {بقرہ ۲۱۶} (اے مؤمنو!) تم پر جہاد فرض کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح جہاد کی تیاری بھی فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ {انفال ۶۰} (اے مؤمنو!) جہاں تک ہو سکے کفّار سے مقابلہ کرنے کیلئے سامانِ جنگ تیار رکھو۔

اس حکم کی تعمیل میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جہاد کی تیاری میں مصروف رہا کرتے تھے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھوڑ دَوڑ بھی کرایا کرتے تھے۔ گھوڑوں کو سدھایا بھی جاتا تھا۔ تربیت یافتہ گھوڑوں کی دَوڑ حفیا مقام سے ثنیۃ الوداع مقام تک ہوتی تھی یعنی تقریبًا پانچ چھ میل۔ غیر تربیت یافتہ گھوڑوں کی دَوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک ہوتی تھی یعنی تقریبًا ایک میل[4]۔

گھوڑے رکھنے کی ترغیب بھی دی جاتی تھی۔ مالِ غنیمت میں سے سوار کو تین حصّے ملتے تھے، یعنی ایک حصّہ سوار کا اور دو حصّے سواری کے۔ پیدل کو صرف ایک حصّہ ملتا تھا[5]۔

تیر اندازی کی مشقیں بھی ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قبیلۂ اسلم کے کچھ لوگوں کی طرف سے گذرے۔ وہ لوگ تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اولادِ اسماعیلؑ، تیر اندازی کرتے رہو تمہارے باپ اسماعیل (علیہ السّلام) بڑے تیر انداز تھے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن تیر انداز

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام (کتاب احادیث الانبیاء) وکتاب التیمم عن عمران وصحیح مسلم باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ مختصرًا (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب تمنی الشہادۃ عن ابی ہریرۃؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب افضل الناس مؤمن یجاہد عن ابی ہریرۃؓ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد وصحیح مسلم کتاب الامارۃ عن ابن عمر رضؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد عن ابنِ عمر رضؓ۔

جماعتوں میں سے ایک جماعت میں شامل ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا "میں فلاں جماعت کے ساتھ ہوں" یہ سُن کر مقابل کی جماعت والے رُک گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "اب تم تیر اندازی کیوں نہیں کرتے؟" اُنہوں نے کہا "ہم کیسے ان پر تیر اندازی کریں جبکہ آپؐ ان لوگوں کے ساتھ ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں"[1]۔

عید کے دن جنگی کھیل عید کے دن بھی جنگی کھیلوں کی مشق ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ عید کے دن مسجد کے صحن میں کچھ حبشیوں نے اپنے ہتھیاروں سے جنگی کرتب کا مُظاہرہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دروازے میں کھڑے ہو کر دیکھتے رہے اور اپنے پیچھے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو کھڑا کر کے اُن کو بھی یہ کھیل دکھائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زوجۂ مطہّرہؓ کا پردہ کئے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں حضرت عمرؓ مسجد میں داخل ہوئے (غالباً اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نہیں دیکھا اور جنگی کھیلوں کو مسجد کے احترام کے منافی سمجھا لہٰذا) اُنہوں نے حبشیوں کو مارنے کے لئے کنکر اُٹھائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عمر رہنے دو" پھر آپؐ نے اُن حبشیوں سے فرمایا "اطمینان سے کھیلے جاؤ"[2]۔

جہاد کے متعلّق مختلف قسم کی ہدایتیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہاد کے متعلّق مختلف قسم کی بہت سی ہدایتیں دیں۔ آپؐ نے فرمایا "قرآن مجید کو لے کر دشمن کے مُلک میں سفر نہ کیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن کے ہاتھ لگ جائے[3] (اور وہ اس کی بے حُرمتی کریں)"۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور آپؐ سے جہاد کی اجازت چاہی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟" اُس نے کہا "ہاں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان دونوں میں جہاد کرو[4] (یعنی ان کی خدمت کرو)"

اکثر جنگ میں جانے والوں کے نام درجِ رجسٹر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کوئی عورت سفر نہ کرے جبتک اُس کے ساتھ محرم نہ ہو" ایک شخص کھڑا ہوا، اُس نے کہا "میرا نام فلاں جنگ میں جانے والوں کے رجسٹر میں لکھ لیا گیا ہے اور میری بیوی حج کرنے جا رہی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو[5]"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مالِ غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے کچھ لے لینے کی ممانعت کی اور ایسا کرنے کو آپؐ نے بہت بڑا گناہ بتایا[6]۔

حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت تقریباً ان ہی ایّام میں حضرت سعد بن عبادہؓ بیمار ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ آپؐ کے ساتھ تھے۔ اس وقت ان لوگوں کے پاس نہ جوتی تھی نہ موزے، نہ ٹوپی نہ قمیص۔ کنکریلی زمین پر ننگے پیر چل کر یہ لوگ حضرت سعد بن عبادہؓ کے مکان پر پہنچے[7]۔ حضرت سعد بن عبادہؓ اُس وقت بے ہوش

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد عن سلمہ بن اکوعؓ۔ [2] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب العیدین۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب کراہیۃ السفر بالمصاحف عن ابن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب النہی ان یسافر بالمصحف (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجہاد باذن الابوین۔
[5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من اکتتب فی جیش عن ابن عباسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الغلول عن ابی ہریرۃؓ۔

تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا ان کا انتقال ہوگیا؟" لوگوں نے کہا "نہیں یا رسُولَ اللہ"۔ (ان کو اس حالت میں دیکھکر) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ جب لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نہیں سُنتے کہ اللہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا (پھر آپؐ نے زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) بلکہ اُس چیز پر جو اِس سے صادر ہو عذاب کرتا ہے یا رحم کرتا ہے"[1] (یعنی نالہ وشیون، نوحہ وماتم پر عذاب کرتا ہے اور نیک بات اور کلمۂ شکر کہنے پر رحم کرتا ہے)

صبر شروع صدمہ کے وقت کرنا چاہیئے | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک عورت کے پاس سے گذرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی ہوئی اپنے بچّہ کی موت پر آہ وزاری کر رہی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ سے ڈرو اور صبر کرو"۔ اُس عورت نے کہا "جیسی مصیبت مجھے پہنچی ہے تمہیں نہیں پہنچی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وہاں سے گذر جانے کے بعد کسی نے اُس عورت سے کہا یہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ اُس عورت نے اس خبر کو اپنی موت کے مثل سمجھا۔ وہ فوراً رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دروازہ پر کوئی دربان نہیں تھا (وہ سیدھی آپؐ کے پاس پہنچی اور) کہنے لگی "اے اللہ کے رسُولؐ، مَیں نے آپؐ کو پہچانا نہیں تھا (اس لئے نامناسب بات زبان سے نکل گئی)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (خلافِ شان بات پر اُسے کچھ نہیں کہا بلکہ نصیحتاً) فرمایا "بے شک صبر تو وہی ہے جو شروع صدمہ کے وقت کیا جائے[2] (بعد میں تو خود ہی صبر آجاتا ہے)"

نفلی روزہ کی نیّت دن کو بھی جائز ہے۔ نفلی روزہ کھولنا بھی جائز ہے | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا "اے عائشہ، کھانے کیلئے کچھ ہے؟" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے جواب دیا "کچھ نہیں ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا تو میں (آج) روزہ رکھتا ہوں"۔

ایک اور دن کا ذکر ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر میں تشریف لائے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہمارے پاس کچھ حیس تحفۃً آیا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لے آؤ"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ لے کر آئیں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے تناول فرمایا، پھر فرمایا "آج میں روزے سے تھا"[3]۔

جنگِ فزارہ | تقریباً ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلۂ فزارہ سے جنگ کرنے کے لئے حضرت ابوبکرؓ کی امارت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ یہ لشکر مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوا۔ جب اس کے اور پانی کے درمیان ایک گھڑی کی مسافت کا فاصلہ رہ گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اسلامی لشکر کو اُترنے کا حکم دیا۔ سب لوگ اُتر پڑے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے ہر طرف سے حملہ کا حکم دیا۔ مسلمین آگے بڑھتے بڑھتے پانی پر پہنچ گئے۔ (کُفّار سے مقابلہ ہوا) مسلمین نے بہت سے کافروں کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کرلیا۔ حضرت سلمہؓ بن اکوع بھی اسلامی لشکر میں شامل تھے۔ وہ اُس جگہ کی تاک میں لگے رہے جس جگہ کُفّار کی عورتیں اور بچّے تھے۔ اُنہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ ان سے پہلے پہاڑ پر نہ پہنچ جائیں

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الجنائز باب البکاء علی المیّت عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الجنائز باب فی الصّبر علی المصیبۃ عن انسؓ و صحیح بخاری نحوہٗ مختصراً۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الصّوم باب صوم النّافلۃ عن عائشہ صدیقہؓ۔

(اور بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہوجائیں) لہٰذا اُنہوں نے ان کے اور پہاڑ کے درمیان ایک تیر مارا۔ تیر دیکھکر وہ سب ٹھہر گئے۔ حضرت سلمہؓ نے ان سب کو گھیر لیا۔ پھر وہ اُن کو لے کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ ان قیدیوں میں بنو فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑے کے کپڑے پہنے ہوئے تھی۔ اُس کے ساتھ ایک نہایت خوبصورت لڑکی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے وہ لڑکی بطور انعام کے حضرت سلمہؓ کو دیدی۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منوّرہ پہنچے اور ابھی میں نے اُس لڑکی کا کپڑا تک نہ کھولا تھا کہ بازار میں مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ملے۔ آپؐ نے فرمایا "اے سلمہ وہ لڑکی مجھے دیدو" میں نے کہا "وہ مجھے اچھّی لگتی ہے اور میں نے ابھی تک اس کا کپڑا بھی نہیں کھولا ہے"۔ (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ نہیں فرمایا) دوسرے دن آپؐ پھر مجھے بازار میں ملے۔ آپؐ نے فرمایا "اے سلمہ، وہ لڑکی مجھے دیدو، تمہارا باپ تو بہت اچھا آدمی تھا" میں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ وہ آپؐ ہی کی ہے، اللہ کی قسم میں نے ابھی تک اُس کا کپڑا نہیں کھولا ہے"۔ (میں نے وہ لڑکی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حوالہ کردی) آپؐ نے اُس کو مکّہ والوں کے پاس بھیجدیا اور اس کے بدلے میں کئی مُسلمین کو چھڑا لیا[1]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فاقہ کا ایک واقعہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر سے نکلے، راستہ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی مل گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "اس وقت نکلنے کا کیا سبب ہے؟" دونوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، بھوک نے ہمیں نکالا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو سبب تمہارے نکلنے کا ہے وہی سبب میرے نکلنے کا ہے"۔ پھر آپؐ نے اُن سے فرمایا "چلو"۔ وہ دونوں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہ انصاری گھر میں نہیں تھے۔ اُن کی بیوی نے آپؐ کو دیکھکر مرحبا اور خوش آمدید کہا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا وہ انصاری کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا "میٹھا پانی لانے گئے ہیں"۔ اتنے میں وہ انصاری آگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے ساتھیوں کو دیکھ کر اُنہوں نے کہا "الحمد للہ آج میرے مہمانوں سے زیادہ مکرّم کسی کے مہمان نہیں ہیں"۔ یہ کہہ کر وہ کھجوروں کا ایک خوشہ لے کر آئے جس میں گدری، سوکھی اور تازہ کھجوریں تھیں۔ اس خوشہ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا "اس میں سے کھائیے"۔ پھر اُنہوں نے ایک چھُری لی (اور ایک بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا"۔ الغرض اُنہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ سب نے اس کا گوشت بھی کھایا، کھجوریں بھی کھائیں اور پھر پانی بھی پیا۔ جب کھانے اور پینے سے فارغ ہوئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا "قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں کا سوال ہوگا۔ تمہیں تمہارے گھروں سے بھوک نکال کر لائی تھی۔ پھر تمہیں یہ نعمتیں ملیں[2]" (یہ سب اللہ کا احسان ہے)

ایک کافر کی مہمانی ایک رات کو ایک کافر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مہمان ہوا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے ایک بکری کا دودھ دوہا گیا۔ اُس شخص نے وہ دودھ پی لیا۔ پھر دوسری کا دودھ دوہا گیا۔ اُس نے وہ بھی پی لیا۔ اِس طرح اُس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ مُسلم ہوگیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب التنفیل عن سلمہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب جواز استتباعہ غیرہٗ عن ابی ہریرہؓ۔

کے حکم سے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہا گیا (اُس نے وہ پی لیا) پھر دوسری بکری کا دودھ دوہا گیا لیکن وہ اس کو پورا نہ پی سکا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مؤمن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے"[1] (یعنی کافر حریص ہوتا ہے)

حضرت اُمِّ سُلیمؓ کا حیرت انگیز صبر حضرت اُمِّ سُلیمؓ کے ایک لڑکے کا انتقال ہوگیا۔ اُنہوں نے گھر والوں کو ہدایت کردی کہ اس کے والد ابوطلحہؓ کو اس کے مرنے کی خبر نہ کرنا جب تک میں خود ان سے نہ کہوں۔ رات کو جب حضرت ابوطلحہؓ آئے تو حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے کھانا لاکر سامنے رکھ دیا۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کھانا کھایا، پانی پیا۔ پھر حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے ان کے لئے (حسب معمول) بناؤ سنگار کیا حتّٰی کہ ابوطلحہؓ رات کو اُن کے ساتھ سوئے۔ جب حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے دیکھا کہ حضرت ابوطلحہؓ کھاپی کر سیر ہوگئے اور اُن کی خواہش بھی پوری ہوگئی تو کہنے لگیں "اے ابوطلحہؓ اگر کچھ لوگ کسی گھر سے کوئی چیز عاریۃً لیں، پھر وہ اپنی چیز مانگیں تو کیا عاریۃً لینے والے وہ چیز روک سکتے ہیں؟" حضرت ابوطلحہؓ نے کہا نہیں۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے کہا تو میں تمہیں تمہارے بیٹے کے انتقال کی خبر دیتی ہوں (اللہ نے عاریۃً ہمیں دیا تھا، اُس کی چیز تھی اُس نے واپس لے لی، اب ہمیں رنج کرنے کی کیا ضرورت ہے) یہ سنکر حضرت ابوطلحہؓ خفا ہوئے اور کہا "تم نے مجھے پہلے کیوں نہ بتایا (میں کیا کیا کر گزرا) حتّٰی کہ میں نے صحبت بھی کی اور تم مجھے اب بتا رہی ہو (جب سب کچھ ہو چکا)" صبح کو حضرت ابوطلحہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو تمام واقعہ سُنایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(شاید) اللہ تمہیں تمہاری گذری ہوئی رات میں برکت عطا فرمائے۔" حضرت اُمِّ سُلیمؓ حاملہ ہوگئیں (چند ماہ بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی سفر پر روانہ ہوئے۔ حضرت ابوطلحہؓ اور حضرت اُمِّ سُلیمؓ بھی آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب سفر سے واپس ہوئے تو رات کے وقت آپؐ مدینہ کے قریب پہنچ کر ٹھہر گئے کیونکہ جب آپؐ کسی سفر سے واپس آتے تھے تو رات کے وقت مدینہ منوّرہ میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ اس مقام پر حضرت اُمِّ سُلیمؓ کو دردِ زہ شروع ہوا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو (صبح کو) مدینہ منوّرہ روانہ ہوگئے اور حضرت ابوطلحہؓ حضرت اُمِّ سُلیمؓ کے پاس ٹھہر گئے۔ حضرت ابوطلحہؓ (کو یہ جُدائی شاق گذری) کہنے لگے "اے ربّ تو جانتا ہے کہ مجھے تیرے رسُولؐ کے ساتھ نکلنا کتنا محبوب ہے جب کبھی وہ نکلیں، اور تیرے رسُولؐ کے ساتھ جانا کتنا محبوب ہے جب (اور جہاں کہیں) وہ جائیں۔ تو جانتا ہے کہ میں کس وجہ سے یہاں رُک گیا ہوں"۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ کہنے لگیں "ابوطلحہؓ اب مجھے ویسا درد نہیں ہے جیسا کہ پہلے تھا، چلو ہم بھی چلیں"۔ الغرض وہ دونوں بھی مدینہ منوّرہ روانہ ہوگئے۔ جب مدینہ منوّرہ پہنچے تو پھر حضرت اُمِّ سُلیمؓ کو دردِ زہ شروع ہوا اور ایک لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے اپنے لڑکے حضرت انسؓ سے کہا "اے انسؓ اسے کوئی دودھ نہیں پلائے جب تک تم اسے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں نہ لے جاؤ"۔ جب صبح ہوئی تو حضرت انسؓ نے بچّہ کو گود میں لیا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت آپؐ کے ہاتھ میں اُونٹوں پر نشان کرنے کا آلہ تھا۔ آپؐ نے حضرت انسؓ کو دیکھا تو فرمایا "شاید اُمِّ سُلیمؓ کے ہاں لڑکا ہوا ہے"۔ حضرت انسؓ نے کہا "جی ہاں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ آلہ رکھ دیا۔ حضرت انسؓ نے بچّہ کو آپؐ کی گود میں دے دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عجوہ کھجور منگائی۔ اس کو اپنے مُنہ میں چبایا۔ جب وہ گھُل گئی تو اس بچّہ کے مُنہ میں ڈالدی۔ بچّہ اُسے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب المؤمن یاکل فی معی عن ابی ہریرۃ ؓ

چُوسنے لگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انصار کو کھجور سے کس قدر محبّت ہوتی ہے۔" پھر آپؐ نے اُس کے مُنہ پر ہاتھ پھیرا اور اُس کا نام عبداللہ رکھّا۔[1]

یہودی اور سنگسار کی سزا ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے سے ایک یہودی نکلا جس کا مُنہ کالا کر دیا گیا تھا اور جس کو کوڑے مارے گئے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں کو بُلایا اور دریافت فرمایا کہ کیا تم اپنی کتابوں میں زانی کی یہی سزا پاتے ہو؟ اُنہوں نے کہا جی ہاں۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے ایک عالِم کو بُلوایا اور اُس سے فرمایا "میں تمہیں اُس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السّلام پر توریت نازل کی کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی یہی سزا پاتے ہو؟" اُس نے کہا نہیں، اور اگر آپؐ مجھے قسم نہ دیتے تو مَیں یہ بات آپؐ کو نہ بتاتا۔ ہماری کتاب میں تو رجم ہی کا حکم ہے مگر جب ہم میں شُرفاء کثرت سے زنا کرنے لگے تو پھر یہ ہوا کہ جب ہم کسی شریف کو اس جُرم میں پکڑتے تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کسی غریب آدمی کو پکڑتے تو اُس پر حد جاری کرتے۔ بالآخر ہم نے کہا سب جمع ہو کر کوئی ایسی سزا مُتعیّن کریں جو شریف اور رذیل سب کے لئے یکساں ہو، لہٰذا ہم نے کوئلہ سے مُنہ کالا کرنا اور سنگسار کے بدلے کوڑے لگانا مقرر کر لیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے الٰہ العالمین، میں سب سے پہلے تیرے اس حکم کو زندہ کرتا ہوں جبکہ یہ لوگ اسے ختم کر چکے ہیں۔" یہ کہہ کر آپؐ نے حکم دیا (کہ وہ سنگسار کر دیا جائے) لہٰذا وہ سنگسار کیا گیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔[2]

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـــًٔا ۭ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ

اے رسولؐ، جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں خواہ وہ اُن لوگوں میں سے ہوں جو مُنہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے لیکن اُن کے دل مُومن نہیں ہیں اور خواہ وہ اُن لوگوں میں سے ہوں جو یہودی ہیں ان کی وجہ سے آپ غمگین نہ ہوں یہ لوگ غلط باتیں بتانے کے لئے جاسوسی کرتے ہیں خصوصًا ایسے لوگوں کو بہکانے کے لئے جاسوسی کرتے ہیں جو ابھی آپؐ کے پاس نہیں پہنچے۔ یہ لوگ صحیح باتوں کو اُن کے اصلی مقامات سے بدل دیتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم ملے تو لے لینا اور اگر یہ حکم نہ ملے تو نہ لینا اور جس کو اللہ گمراہ کرنا چاہے (یعنی جو شخص فطری قوانین کے مطابق گمراہ ہو جائے) تو آپؐ کو اُس کے لئے اللہ کی طرف سے کسی قسم کا اختیار نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ پاک کرنا نہیں چاہتا (یعنی جو لوگ فطری قوانین کے مُطابق پاک نہیں ہو سکتے) اُن کے لئے دُنیا میں بھی ذلّت اور آخرت میں تو عذابِ عظیم ہے۔ یہ لوگ صرف اِس لئے سُنتے ہیں کہ (سُنکر) جھوٹ پھیلائیں۔ یہ لوگ وہ ہیں کہ حرام کا مال

---

[1] صحیح مسلم باب من فضائل اُمِّ سُلَیم رضؓ عن انسؓ۔

[2] صحیح مسلم کتاب الحدود باب رجم الیہود عن براءؓ۔

وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ
يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا
هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ
الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ
وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ
وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ
وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ
اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ
الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ
بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ
بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ
اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَ
قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ
وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ
وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ
اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ
لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ۝ { مائدہ ۴۱ تا ۴۷ }

کھاتے رہتے ہیں، اگر یہ لوگ آپؐ کے پاس آئیں تو آپؐ کو اختیار ہے کہ آپؐ ان کے معاملہ میں فیصلہ کر دیں یا آپؐ ان سے اعراض کریں۔ اور اگر آپؐ ان سے اعراض کریں تو یہ آپؐ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر آپؐ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو پھر انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔ بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے۔ اور (اے رسولؐ) یہ کیسے آپؐ سے فیصلہ کرائیں گے جبکہ خود ان کے پاس توریت موجود ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے (اگر آپؐ سے فیصلہ کرائیں تو پھر توریت کے حکم ہی کو نہ مان لیں کیونکہ آپؐ کا فیصلہ بھی تو وہی ہوگا جو توریت میں ہے) یہ توریت کے حکم سے (واقف ہونے کے باوجود) پھر جاتے ہیں، دراصل یہ مؤمن ہی نہیں ہیں (اگر مؤمن ہوتے تو کم از کم اپنی کتاب پر تو چلتے) توریت کو بھی ہم ہی نے اُتارا تھا، اس میں ہدایت اور روشنی تھی۔ اُسی کے مُطابق اللہ کے فرمانبردار نبیؑ یہودیوں کو حکم دیتے رہتے تھے (اسی طرح) اللہ والے بھی اور علماء بھی (سب اُسی کے مُطابق چلنے کی ہدایت دیتے رہے) کیونکہ وہ کتابِ الٰہی کے نگہبان بنائے گئے تھے اور وہ اُس کے (مبنی برحق ہونے کے) گواہ تھے۔ (اے اہلِ کتاب) لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ صرف مجھ سے ڈرو، میری آیتوں کے بدلہ تھوڑی سی قیمت نہ لو اور جو شخص بھی اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ درحقیقت کافر ہیں۔ اور (اے رسولؐ) ہم نے ان لوگوں کے لئے توریت میں یہ حکم فرض کر دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ۔ ناک کے بدلے ناک۔ کان کے بدلے کان۔ دانت کے بدلے دانت۔ غرض یہ کہ تمام زخموں کا اسی طرح برابر برابر بدلہ لیا جائے۔ ہاں جو شخص بدلہ نہ لے بلکہ معاف کر دے تو یہ معافی اُس کے لئے کفّارہ ہو جائے گی (یہ اللہ کے احکام ہیں) اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ احکام کے مُطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ تو ظالم ہوتے ہیں۔ اور (اے رسولؐ) ان نبیوں کے بعد ہم نے عیسٰی بن مریمؑ کو بھیجا جو پہلی کتاب یعنی توریت کی تصدیق کرتے تھے۔ ہم نے ان کو انجیل دی تھی جس میں ہدایت اور نور تھا۔ وہ کتاب بھی توریت کی تصدیق کرتی تھی جو اس سے پہلے بھیجی گئی تھی۔ اس میں یعنی انجیل میں بھی پرہیزگاروں کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی۔ اہلِ انجیل کو چاہئے کہ جو احکام اللہ نے اس میں نازل فرمائے ہیں اُن کے مُطابق حکم دیں۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے

مطابق حکم نہ دیں، فیصلہ نہ کریں تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔

اسلامی معاشرہ کے متعلق مزید احکام کا نزول

نظریں نیچی رکھنے اور عورتوں کو سینہ ڈھانکنے کا حکم | اصلاحِ معاشرہ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے چند مزید احکام نازل فرمائے۔ فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَاۗىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰي عَوْرٰتِ النِّسَاۗءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ {نور ۳۰ و ۳۱}

مؤمن مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ اُن کے لئے پاکیزگی کی بات ہے۔ اللہ ان لوگوں کے اعمال سے باخبر ہے۔ (بداعمالی کی سزا ان کو دی جائے گی) اور (اے رسولؐ) مؤمن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو (اتفاقاً) خود کھُل جائے (وہ معاف ہے) اپنے سینوں پر اپنے دوپٹّوں کے بُکّل ماریں اور اپنی زینت یعنی بناؤ سنگھار، زیورات وغیرہ کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے اِن لوگوں کے (۱) شوہر (۲) باپ (دادا) (۳) شوہر کے باپ (دادا) (۴) بیٹے (۵) شوہر کے بیٹے (۶) بھائی (۷) بھتیجے (۸) بھانجے (۹) اپنی عورتیں (۱۰) اپنے لونڈی غلام (۱۱) وہ خادم جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں (۱۲) ایسے بچّے جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے واقف نہ ہوئے ہوں اور (اے رسولؐ عورتوں سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ) اپنے پیر مار کر نہ چلیں کہ (جھنکار کی آواز سے) ان کی پوشیدہ زینت کا علم ہو جائے اور اے مؤمنو سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

ان آیات کے نازل ہونے کے بعد عورتوں نے اپنے ازاروں کے حاشیے کاٹ کاٹ کر اپنے لئے دوپٹّے بنائے[1] (اور سر اور سینہ کو چھپایا)

نقاب کا حکم | منافقین کی حرکتیں جاری تھیں، راستہ چلتی عورتوں کو چھیڑتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات نازل فرما کر مؤمن عورتوں کو باوقار رہنے کا حکم دیا اور منافقین کو تنبیہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاۗءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ

اے نبیؐ، اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے (چہرہ) پر اپنی چادروں کے گھونگھٹ

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن عائشہ صدیقہ رض۔

جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مَلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝ {احزاب ۵۹ تا ۶۱}

نکال لیا کریں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ پہچان لی جائینگی (کہ شریف و پاک دامن عورتیں ہیں) اور پھر کوئی (اُن سے چھیڑ چھاڑ کرکے) اُن کو ایذا نہ پہنچا سکے گا۔ (اگر بغیر ارادہ کے گھونگھٹ کھل جائے تو اللہ معاف کردے گا کیونکہ) اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ رہے منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں طرح طرح کی افواہیں پھیلاتے رہتے ہیں تو اگر یہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو پھر (عنقریب) ہم آپؐ کو ان کے پیچھے لگا دینگے پھر وہ مدینہ میں زیادہ عرصہ رہنے نہ پائیں گے اور اگر رہیں گے تو پھٹکارے ہوئے۔ جہاں کہیں پائے جائینگے گرفتار کئے جائیں گے اور قتل کر دئے جائیں گے۔

ان آیات کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح کی گئی، ایک طرف تو مسلم عورتوں کو باہر نکلتے وقت شریفانہ طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا اور دوسری طرف چھیڑ چھاڑ کرنے والوں کے لئے گرفتاری اور قتل کی سزا نافذ کی گئی۔ اِس سزا کے نافذ ہونے کے بعد مُنافقین کی شرارتیں ختم ہوگئیں۔

اِن آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زینت چھپانے کا حکم نازل ہونیکے بعد سے مسلم عورتوں نے اپنے کپڑوں کے اوپر ایک چادر اوڑھنی شروع کر دی تھی اور اب اُسی چادر سے گھونگھٹ نکالنے کا حکم دیا گیا۔

بوڑھی عورتوں کے لئے رعایت | بوڑھی عورتوں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

کہ ایسی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہ رہی ہو اگر وہ اُوپر کی چادریں اُتار دیں تو کوئی حرج نہیں لیکن اس حالت میں بھی زینت ظاہر نہ کریں اور اگر چادریں اُتارنے سے بھی بچیں تو یہ اُن کے لئے بہتر ہے۔ اللہ سُننے والا، جاننے والا ہے۔

ظِہار کا حکم | بعض لوگ غصہ میں ایسا کرتے تھے کہ اپنی بیویوں کو اپنی ماں کہہ کر اپنے اُوپر حرام کر لیا کرتے تھے۔ اس حرام کر لینے کو ظہار کہتے ہیں۔ اس قسم کا ایک واقعہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں پیش آیا۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ماں کہہ دیا۔ اُس عورت نے آکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کی شکایت کی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ محض اس قول کی بناء پہ اُس کا شوہر اُسے چھوڑ دے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وحیِ الٰہی کی عدم موجودگی میں اس کے لئے کوئی سبیل نہ پائی تو اُس نے اپنی پریشانی کی شکایت اللہ سے کی۔ اللہ نے فرمایا:۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ

(اے رسُولؐ) اللہ نے اس عورت کی التجا سُن لی جو آپؐ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑ رہی تھی (یعنی عذر و معذرت پیش کر رہی تھی) اور اللہ سے شکایت کر رہی تھی (تاکہ اللہ اُس کے لئے کوئی سبیل نکالے) اللہ، تم دونوں کی گفتگو سُن رہا تھا، بے شک اللہ سُننے والا، دیکھنے والا ہے۔ (اے مؤمنو!) تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں کو

يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ
تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ
يَّتَمَآسَّا ؕ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ
مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَ
تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

ماں کہدیتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہوسکتیں، مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے ہیں۔ بے شک جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ بے شک اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے (اے مؤمنو سنو) جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہدیں پھر اپنے قول سے رجوع کرنا چاہیں تو اُن کو بیویوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ اس حکم کے ذریعہ اللہ تم کو نصیحت کر رہا ہے (تاکہ آئندہ تم ہوشیار رہو) اور تم جو عمل بھی کروگے اللہ اُس سے باخبر ہے۔ البتہ جس شخص کو غلام میسّر نہ ہو تو وہ اپنی بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے متواتر دو مہینے کے روزے رکھے، اگر کسی کو روزوں کی طاقت نہ ہو تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ حکم اِس لیئے ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسُولؐ پر (صحیح معنوں میں) ایمان لے آؤ (اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرو جو آپسمیں ایک دوسرے کی تکلیف کا باعث ہو) یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں (یعنی اللہ کی حدوں کو تسلیم نہ کرنے والوں) کے لئے دردناک عذاب ہے۔

دشمنانِ اسلام (یعنی یہودیوں اور مُنافقین) کی شرارتیں دشمنانِ اسلام، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مخالفت سے باز نہ آتے تھے۔ آپؐ کے خلاف سازشیں اور سرگوشیاں کرتے رہتے تھے، مُلاقات کے وقت آپؐ کو بددُعاء دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات نازل فرماکر اُن کی ریشہ دوانیوں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مطّلع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا
كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ
بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ
اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ
اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ
تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ
مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا
خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ
وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ
يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ {ہ مجادلہ ۷}

بے شک جو لوگ اللہ اور رسُولؐ کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسی طرح ذلیل کئے جائیں گے جس طرح ان سے پہلے لوگ ذلیل کئے گئے تھے۔ ہم نے صاف اور صریح آیتیں نازل کردی ہیں (اتنی صاف اور صریح آیتوں کو) جو لوگ نہیں مانتے اُن کے لئے ذلّت کا عذاب ہے، (یہ عذاب خاص طور پر اُس دن ہوگا) جس دن اللہ ان سب کو زندہ کریگا۔ اور پھر ان کے تمام اعمال ان کو جتائے گا۔ یہ (اگر) بھول بھی گئے تو (کیا ہوا) اللہ کو تو سب یاد ہیں۔ اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ اللہ کو ان تمام چیزوں کا علم ہے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں (تو کیا اللہ کو ان کی سرگوشیوں کا علم نہیں ہوگا، ضرور ہوگا) جہاں تین آدمی خفیہ مشورہ کرتے ہیں وہاں چوتھا اللہ ہوتا ہے۔ جہاں پانچ آدمی سرگوشی کرتے ہیں وہاں چھٹا اللہ ہوتا ہے بلکہ اس سے کم ہوں یا زیادہ اللہ ان کے ساتھ ہے خواہ وہ کہیں بھی ہوں (ان کا کوئی عمل اللہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا) قیامت کے دن اللہ ان کا ایک ایک عمل ان کو بتائے گا، بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

سرگوشیاں پھر بھی جاری رہیں۔ بد اخلاقی کا یہ عالم تھا کہ سلام کرتے وقت بجائے دُعا کے بددُعا کرتے تھے یعنی (جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے) بجائے السّلام علیک (تم پر سلامتی ہو) کے السّام علیک (تم کو موت آئے) کہا کرتے تھے۔ لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہ کبھی اُن پر سختی کی، نہ تُرش رُوئی اختیار کی۔ بلکہ آپ ہمیشہ اخلاقِ کریمانہ کا مظاہرہ کرتے رہے۔ خندہ پیشانی سے اُن کی اِن حرکتوں کو نظر انداز کرتے رہے[1] اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ ان کی سازشوں اور سرگوشیوں کا پردہ چاک کرتا رہتا تھا، اِس مرتبہ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی سرگوشیوں اور خفیہ مشوروں کا پردہ چاک کرتے ہوئے، اپنے رسُول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو تسلّی دیتے ہوئے اور کافروں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ {مجادلہ}

(اے رسُولؐ) کیا آپؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو سرگوشیوں سے منع کر دیا گیا تھا، باوجود منع کرنے کے یہ لوگ اس کام کو کرتے رہے (اور اے رسُولؐ اب بھی یہ لوگ) گناہ، ظلم اور آپؐ کی نافرمانی کے لئے سرگوشیاں کر رہے ہیں۔ جب آپؐ کے پاس آتے ہیں تو دُعا کے طور پر ایسے کلمات کہتے ہیں جو کلمات اللہ نے آپؐ کے لئے استعمال نہیں کئے پھر اپنے دل میں یہ کہتے ہیں کہ (اگر حقیقتاً یہ رسُولؐ ہیں تو) اللہ ہمارے اس بددُعائیہ کلمہ پر ہمیں سزا کیوں نہیں دیتا (اے رسُولؐ) ان کے لئے بس دوزخ کی سزا کافی ہے (ابھی ہم انہیں ڈھیل دے رہے ہیں بالآخر) یہ لوگ دوزخ میں داخل کئے جائیں گے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بذریعہ وحی ان کی تمام سرگوشیوں کا حال بتا دیا کرتے تھے۔ ان کے دل کی باتوں کو ظاہر کر دیا کرتے تھے۔ یہ آپؐ کی نبوّت کی زبردست دلیل تھی لیکن افسوس کہ وہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان نام نہاد مؤمنین اور حقیقی مؤمنین کو تربیت دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَيْـــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اے ایمان والو، جب تم سرگوشیاں کرو تو گناہ، ظلم اور رسولؐ کی نافرمانی کے متعلّق سرگوشیاں نہ کرو بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کے سلسلہ میں سرگوشیاں کیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے (دشمنوں کی سرگوشیاں شیطان کی طرف سے ہیں تاکہ (سچّے) ایمان والوں کو فکر میں مبتلا کریں لیکن یہ لوگ سچّے مؤمنین کو بغیر اللہ کے حکم کے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے (لہٰذا اے مؤمنو، تم گھبراؤ نہیں) مؤمنین کو اللہ پر توکّل رکھنا چاہیئے۔

آدابِ مجلس کی تعلیم | آدابِ مجلس کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا

اے ایمان والو، جب تم سے کہا جائے کہ کشادہ ہو کر بیٹھ جاؤ تو کشادہ ہو کر بیٹھ جایا کرو، اللہ تم کو کشادگی عطا فرمائیگا

---

[1] صحیح مسلم کتاب السّلام عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔

قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ {مجادلہ ۱۱}

اور جب تم سے کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور علم والوں کے درجے بلند فرماتا ہے (لہٰذا ایمان میں پختگی پیدا کرو اور علم حاصل کرو تاکہ تمہارے درجے بلند ہوں) اور اللہ کو تمہارے تمام اعمال کی خبر ہے۔

آدابِ رسولؐ کی مزید تعلیم | بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں بات کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس پر پابندی عائد کرتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ {مجادلہ ۱۲}

اے ایمان والو، رسولؐ کے کان میں بات کہنے سے پہلے اللہ کے راستہ میں کچھ نذرانہ پیش کیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ تر ہے۔ اگر تم کو نذرانہ میسّر نہ ہو تو پھر اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اگرچہ اس حکم سے مُنافقین کی سُوءِ ادبی کو روکنا تھا لیکن حکم کا اطلاق سب پر تھا۔ غریب مُومنین کو یہ حکم شاق گذرا۔ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ کرم تخفیف نازل فرمائی۔ فرمایا:۔

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ {مجادلہ ۱۳}

(اے مُومنو!) کیا تم اس حکم سے ڈر گئے کہ رسولؐ سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دو۔ تو اگر تم ایسا نہ کر سکو تو (کوئی حرج نہیں) اللہ نے تمہیں معافی دیدی۔ بس اب یہ کرو کہ نماز کو باقاعدگی سے پڑھتے رہو۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہو، اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے رہو (اور یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تمہارے اعمال سے غافل ہے نہیں بلکہ) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اُس سے پوری طرح باخبر ہے۔

منافقین کی سازشیں | مُنافقین کی خفیہ سازشوں میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اُنہوں نے یہودیوں کو اپنا دوست بنا رکھا تھا اگرچہ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَي الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ

زبان سے کہتے تھے کہ (اے مُومنو!) ہم مُومن ہیں، تمہارے ساتھ ہیں، جھوٹی قسمیں کھا کر مُومنین کو اپنی دوستی کا یقین دلاتے تھے۔ ان جھوٹی قسموں کو انہوں نے بچاؤ کیلئے ڈھال بنا رکھا تھا۔ جھوٹی قسمیں کھا کر سزا سے بچ جایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یہاں کی سزا سے یہ بچ جائیں گے تو کیا ہوا) اصل عذاب تو وہ ہے جو اللہ نے ان کے لئے (دوزخ میں) تیار کر رکھا ہے۔ یہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ ان کے حق میں بہت بُرا ہے (ان کو اپنے مال اور اپنی اولاد پر ناز ہے) اللہ کے ہاں ان کے مال اور ان کی اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ یہ لوگ دوزخ کے ہو چکے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ جس دن

اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ {۱۴ تا ۲۱ مجادلہ}

ان سب کو اللہ تعالیٰ زندہ کریگا تو اُس دن بھی یہ اللہ کے سامنے اسی طرح قسمیں کھائیں گے اور یہ خیال کریں گے کہ اس طرح وہاں بھی کام چل جائے گا (اے مؤمنو) خبردار ہو جاؤ، یہ لوگ جھوٹے ہیں (ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں) شیطان نے ان کو اپنے قابو میں کرلیا ہے اور اللہ کی یاد سے ان کو غافل کر دیا ہے۔ یہ شیطان کا لشکر ہے اور خبردار رہو کہ شیطان کا لشکر نقصان اُٹھانے والا ہے۔ اللہ یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ ہی غالب ہوں گے، بے شک اللہ قوی اور زبردست ہے۔ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کر رہے ہیں (بالآخر ضرور) ذلیل و خوار ہوں گے۔

اللہ کے لشکر کی خصوصیّات | شیطان اور اس کے لشکر کی خصوصیّات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنے لشکر کی خصوصیّات بھی بیان فرمائیں تاکہ ہر وہ شخص جو ایمان کا دعویٰ کرتا ہو اپنے کو ان خصوصیّات کا حامل بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ {مجادلہ ۲۲}

جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں آپؐ انہیں اللہ اور رسولؐ کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ پائیں گے، خواہ وہ اُن کے باپ، بیٹے، بھائی یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو پیوست کر دیا ہے اور فیضِ غیبی سے ان کو مدد دی ہے۔ اِن لوگوں کو اللہ ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، یہ ہمیشہ اُس میں رہیں گے۔ اللہ ان سے خوش ہوگا اور وہ اللہ سے خوش ہوں گے۔ یہ لوگ اللہ کا لشکر ہیں اور خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کا لشکر ہی فلاح پائے گا۔

طلاق کے متعلق مزید احکامات کا نزول | ازدواجی زندگی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے مزید احکام نازل فرمائے۔ فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا

اے نبیؐ جب تم عورتوں کو طلاق دو تو عدّت کے شروع میں طلاق دو (طلاق کے بعد) وہ اپنی عِدّت میں بیٹھیں۔ عِدّت کے ایّام گنتے رہو، (جب تک تیسری طلاق نہ دو اُس وقت تک) عِدّت کے زمانہ میں انہیں اپنے گھروں ہی میں رکھو نہ تم خود انہیں ان کے گھر سے نکالو نہ وہ خود نکلیں تاوقتیکہ وہ کوئی کھلی بے حیائی کا کام نہ کریں (جب وہ ایسا کریں تو پھر اُنہیں گھر سے نکال سکتے ہو) یہ اللہ کی حدیں ہیں جو شخص اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے آپ پر

ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۔ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ {طلاق ۱ تا ۳}

ظلم کرے گا (عدّت کے زمانہ میں شوہر کے مکان میں رکھنے کا جو فائدہ ہے وہ اللہ ہی جانتا ہے) تمہیں کیا معلوم کہ اللہ اس کے بعد کوئی سبیل پیدا کر دے (ہو سکتا ہے کہ شوہر رجوع کر لے) البتہ جب طلاق رجعی کے بعد عدّت ختم ہو جائے تو یا تو پھر (نکاح کر کے) ان کو رکھ لو یا دستور کے مطابق انہیں رخصت کر دو اور اس بات پر دو عادل آدمیوں کو گواہ کر لو (گواہوں کو چاہئے کہ) گواہی کو محض اللہ کے لئے صحیح خطوط پر قائم رکھیں۔ یہ سب کچھ اُس شخص کے لئے نصیحت ہے جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اُس کے لئے مصیبت سے نجات کی کوئی صورت پیدا کر دے گا اور اُس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اُسے وہم و گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اُس کے لئے کافی ہے۔ اللہ جب کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو اُسے پُورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے تو ہر چیز کا اندازہ مقرّر کر ہی رکھا ہے۔

عِدّت کے مزید مسائل | پہلے اللہ تعالیٰ نے عِدّت کے سلسلہ میں یہ فرمایا تھا کہ مطلّقہ عورتیں اُس وقت تک عِدّت میں بیٹھیں جب تک تین دفعہ اذیّتِ ماہانہ نہ گذر جائے۔ اب عِدّت کی چند مخصوص صورتوں کے متعلّق فرمایا:۔

وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝ {طلاق ۴ و ۵}

کہ وہ عورتیں جو اذیّتِ ماہانہ سے نا اُمّید ہو چکی ہوں اُن کی عدّت تین ماہ ہو گی۔ اور جن کو اذیّتِ ماہانہ شروع نہ ہوئی ہو اُن کی عدّت بھی تین ماہ ہی ہو گی۔ جو عورتیں حاملہ ہوں اُن کی عدّت وضعِ حمل تک رہے گی۔ جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اُس کے کام میں سہولت پیدا کر دے گا۔ یہ اللہ کے احکام ہیں جو اللہ نے تم پر نازل کئے ہیں (ڈرنے والوں کے لئے ان پر عمل کرنا کچھ مشکل نہیں) اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اُس کے گناہ دُور کر دے گا اور اُسے اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

مطلّقہ عورتوں کے حقوق | مطلّقہ عورتوں کے حقوق کے سلسلہ میں فرمایا:۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۭ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا

(رجعی) طلاق کے بعد مطلّقہ عورتوں کو ایّامِ عدّت میں اپنے مقدور کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم رہتے ہو، ان کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ دو۔ اگر مطلّقہ عورتیں حاملہ ہوں تو وضعِ حمل تک اُن کا خرچ دیتے رہو، اگر وہ بچّے کو دودھ پلائیں تو اُس کی بھی انہیں اُجرت دو۔ اور آپس میں معروف کے مطابق مشورہ کرتے رہو، اگر دودھ پلانے کے سلسلہ میں نا اتفاقی ہو جائے تو بچّے کو دوسری عورت دودھ پلا سکتی ہے (بچّے کا ولی) دودھ پلانے والی کو اپنی وسعت کے

اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ {طلاق ۷}

مطابق خرچ دے۔ اگر بچّہ کا ولی تنگ دست ہو پھر بھی اللہ کے دئے ہوئے مال میں سے (جو کچھ دے سکتا ہو) دے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا (اور یہ بھی سُن لو کہ) اللہ عنقریب اس تنگی کے بعد فراخی عطاء کرے گا۔

مؤمنین کو تنبیہ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام نازل فرمائے۔ اپنے رسولؐ کے ذریعہ اُن کی تشریح بتائی۔ ان پر عمل کرنے کے طریقے سکھائے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے احکامِ الٰہی پر عمل کرنے کے سلسلہ میں وحی کے ذریعہ مزید قواعد وضوابط مقرر فرمائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ {طلاق ۸ تا ۱۲}

بہت سی بستیاں ایسی تھیں جن کے رہنے والوں نے اللہ اور رسُولؐ کے احکام سے سرتابی کی تو اللہ نے ان سے سخت حساب لیا اور ان کو بہت سخت سزا دی، انہوں نے اپنی بداعمالی کا مزا چکھ لیا اور ایسے کاموں کا انجام سوائے نقصان کے اور کیا ہو سکتا ہے (تم بھی اگر اللہ اور اُس کے رسُولؐ کے احکام سے سرتابی کروگے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا) اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ لہٰذا اے اہلِ دانش ایمان لانے والو، اللہ سے ڈرو، اللہ نے تمہارے لئے نصیحت نازل کر دی ہے کہ جس کو رسُولؐ تمہیں پڑھ کر سناتے رہتے ہیں (وہ نصیحت کیا ہے) وہ اللہ کی آیتیں ہیں جو (احکامِ الٰہی کی) وضاحت کرتی ہیں تاکہ (ان کے ذریعہ) اللہ کا رسُولؐ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے۔ اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرتا رہے تو اللہ اُس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ لوگ ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ نے ان کے لئے بہت اچھا رزق مہیّا کر رکھا ہے۔ اُس اللہ نے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور اتنی ہی زمینیں پیدا کیں۔ اِن آسمانوں میں اور زمینوں میں اللہ کے احکام نازل ہوتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

ترجیع کی اذان تقریباً ان ہی ایّام میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو محذورہؓ کو ترجیع کے ساتھ اذان کے کلمات کی تعلیم دی۔ یعنی آپؐ نے ان کو تعلیم دی کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ایک مرتبہ (آہستہ) کہنے کے بعد انہیں پھر دوبارہ (بلند) آواز سے کہا جائے[1] (اذان کے باقی کلمات بدستور ادا کئے جائیں)

---

[1] صحیح مسلم باب صفۃ الاذان عن ابی محذورہؓ۔

قبیلۂ ثقیف کی چھیڑ چھاڑ | تقریباً اسی زمانہ میں قبیلۂ ثقیف نے مسلمین سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی اور موقع پاکر دو مسلم مردوں کو قید کرلیا۔ بنو عُقیل قبیلۂ ثقیف کے حلیف تھے، مسلمین نے موقع پاکر بنو عقیل کے ایک شخص کو گرفتار کرلیا اور ایک اونٹنی پکڑ کر لے آئے جس کا نام عَضبَاء تھا۔ صحابۂ کرامؓ نے اُس شخص کو باندھ دیا کچھ دیر بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس شخص کے پاس آئے۔ اُس نے کہا اے محمدؐ! آپؐ اُس کے قریب گئے اور اُس سے پوچھا "تمہارا کیا حال ہے؟" اُس نے کہا "مجھے کس جُرم میں گرفتار کیا گیا ہے اور یہ اُونٹنی کیوں پکڑی گئی ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں بہت بڑے جُرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔ تمہارے حلیف قبیلۂ ثقیف کے جرم میں تمہیں گرفتار کیا گیا ہے"۔ یہ کہہ کر آپؐ اُس کے پاس سے چلے آئے، اُس نے پکارا "اے محمدؐ۔ اے محمدؐ!"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نہایت مہربان اور رحم دل تھے اس کی آواز سُن کر لَوٹ آئے اور اس سے دریافت کیا "کیا کہتے ہو؟" اُس نے کہا میں مسلم ہوں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ "یہ بات تمہیں اُس وقت کہنی چاہیئے تھی جب تم اپنے اُمور کے مختار تھے (یعنی گرفتار ہونے سے پہلے کہنی چاہیئے تھی) اگر تم اُس وقت کہتے تو پُوری طرح کامیاب ہوتے"۔ یہ کہکر آپؐ واپس چل دئے۔ اُس نے پھر آواز دی "اے محمدؐ، اے محمدؐ!" آپؐ پھر تشریف لائے اور پوچھا "کیا کہتے ہو؟" اُس نے کہا "میں بھوکا ہوں، مجھے کھانا کھلائیے۔ پیاسا ہوں پانی پلائیے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کے کھانے پینے کا انتظام کردیا۔ پھر اُسے ان دو شخصوں کے عوض چھوڑ دیا جنہیں قبیلۂ ثقیف نے گرفتار کیا تھا اور عَضبَاء اُونٹنی کو اپنی سواری کے لئے مخصوص کرلیا۔[1]

سنہ ۶ھ

متفرّق واقعات

لمبی قرأت پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خفگی | حضرت معاذؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، پھر واپس جاکر اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک شخص دن بھر کام کرنے کے بعد اپنے پانی بھرنے والے اُونٹوں کو لے کر آیا۔ رات ہوچکی تھی۔ اُس نے دیکھا حضرت معاذؓ عشاء کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ اُس نے اپنے اُونٹوں کو بٹھایا اور جماعت میں آکر شامل ہوگیا۔ حضرت معاذؓ نے سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کردی۔ وہ شخص اتنی طویل قرأت کو برداشت نہ کرسکا اور چلا آیا (حضرت معاذؓ اُس کی اِس بات سے ناراض ہوگئے) اُسے معلوم ہوا کہ حضرت معاذؓ اس سے ناراض ہیں تو وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور آپؐ سے حضرت معاذؓ کی شکایت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت معاذؓ سے فرمایا "کیا تم فتنہ میں ڈالنے والے ہو؟ کیا تم فتنہ میں ڈالنے والے ہو؟ کیا تم فتنہ میں ڈالنے والے ہو؟ تم سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى، وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا، وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى کیوں نہیں پڑھتے۔ تمہارے پیچھے بہت سے بوڑھے

---

[1] صحیح مسلم کتاب النذر عن عمران رضؓ۔

بھی ہوتے ہیں۔ بہت سے کمزور بھی ہوتے ہیں اور بہت سے ضرورت مند بھی ہوتے ہیں[1]۔"

اسی قسم کے ایک اور موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے ناراض ہوئے کہ اس سے پہلے اتنے ناراض آپ کبھی نہیں ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے بعض لوگ نفرت پھیلانے والے ہیں۔ جو شخص امام بنے اُسے چاہیئے کہ مختصر نماز پڑھائے کیونکہ مقتدیوں میں کمزور، بوڑھے اور ضرورتمند بھی ہوتے ہیں[2]۔"

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہلکی لیکن کامل نماز پڑھایا کرتے۔ اگر بچّے کے رونے کی آواز کان میں آجاتی تو اپنی نماز کو اور مختصر کر دیتے تاکہ اُس کی ماں پریشان نہ ہو[3]۔

نجاشی شاہِ حبش کی وفات | تقریباً اسی زمانہ میں حبش کے بادشاہ نجاشی نے جس کا نام اصحمہ تھا وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی وفات کی خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا "آج حبش کے ایک صالح آدمی نے وفات پائی۔ چلو اپنے بھائی اصحمہ کی نمازِ جنازہ پڑھو۔" یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ گاہ تشریف لے گئے۔ صحابہؓ نے صفیں بنائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی اور چار تکبیروں کے ساتھ نمازِ جنازہ ادا کی[4]۔

فرض نماز کی اقامت کے بعد سُنّتِ فجر پڑھنا ناجائز ہے | ایک دن ایسا ہوا کہ صبح کی نماز کی اقامت ہو چکی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہا تھا۔ آپؐ نے (آہستہ سے) اُس سے کچھ بات کہی۔ جب نماز ختم ہوئی تو لوگوں نے اُسے گھیر لیا اور اُس سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا کہا تھا۔ اُس نے کہا آپؐ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ قریب ہے، کہ تم میں سے کوئی شخص صبح کی چار رکعت (فرض) پڑھنے لگے[5]۔

ایک دن ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور مسجد کے ایک کونے میں دو رکعتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا "اے فلاں تم نے کونسی نماز کو (فرض) شمار کیا۔ وہ نماز جو تنہا پڑھی یا وہ جو ہمارے ساتھ پڑھی[6]۔"

نمازِ خوف کا حکم | تقریباً اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے نمازِ خوف کا حکم نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو)

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ

جب تم سفر کرو اور تمہیں خوف ہو کہ کافر تمہیں ایذا پہنچائینگے تو تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم نماز میں کمی کر لیا کرو۔ بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں اور (اے رسولؐ) جب آپؐ اسلامی فوج میں موجود ہوں تو اُن کو اس طرح نماز پڑھائیں کہ ایک جماعت آپؐ کے ساتھ اسلحہ پہنے ہوئے نماز پڑھے جب وہ سجدے کر چکیں تو وہ آپؐ کے پیچھے چلے جائیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا طوّل الامام وباب من شکا امامہ وصحیح مسلم باب القرأۃ فی العشاء عن جابرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من شکا امامہ عن ابی مسعودؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من اخفّ الصلوٰۃ عند بکاء الصبی عن انسؓ وابی قتادہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز عن ابی ہریرہؓ وجابرؓ فی ابوابٍ متعددۃ وابواب المناقب وصحیح مسلم کتاب الجنائز۔
[5] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب کراھۃ الشروع فی نافلۃٍ عن ابن بحینہؓ وصحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ نحوہٗ۔
[6] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب کراھۃ الشروع فی نافلۃٍ عن عبداللہ بن سرجسؓ۔

وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ (نساء)

اور دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی آئے اور آپؐ کے ساتھ اسلحہ پہنے ہوئے نماز پڑھے، (اے مؤمنو!) کافر تو یہ چاہتے ہیں کہ تم ذرا بھی اپنے ہتھیار سے غافل ہو جاؤ تو دفعۃً تم پر ٹوٹ پڑیں (لہٰذا بحالتِ نماز بھی ہتھیار نہ اُتارا کرو) البتّہ اگر تم مریض ہو یا بارش ہو رہی ہو تو ہتھیار اُتار دینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں لیکن دفاعی ہتھیار پھر بھی پہنے رہو، بے شک اللہ نے کافروں کیلئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھّا ہے اور (اے مؤمنو!) جب تم نمازِ خوف ادا کر چکو تو پھر بھی کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حالت میں اللہ کو یاد کرتے رہو۔ جب تم دشمن کی طرف سے مطمئن ہو جاؤ (اور کوئی خطرہ باقی نہ رہے) تو پھر نماز کو اصلی طریقہ سے ادا کرو۔ بے شک نماز مؤمنین پر اوقاتِ مقررہ میں ادا کرنا فرض ہے۔

شدّتِ جنگ میں نماز کا حکم | شدّتِ جنگ میں کیونکہ جماعت سے نماز پڑھنا ممکن نہیں ہوتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ {بقرہ ۲۳۹}

اگر تم خوف کی حالت میں ہو تو پیادے یا سوار جس حال میں ہو نماز ادا کرو، پھر جب امن ہو جائے تو نماز اُسی طریقہ سے پڑھو جس طریقہ سے تمہیں اللہ نے سکھائی ہے اور جس کو تم نہیں جانتے تھے۔

غزوۂ نجد | ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جہاد کے لئے نجد کی طرف روانہ ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کُفّار کے مقابلہ کے لئے اپنی فوج کو صف آرا کیا (لڑائی جاری تھی کہ) اتنے میں نماز کا وقت آگیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسلامی فوج کے دو حصّے کئے۔ ایک حصّہ کُفّار کا مقابلہ کرتا رہا اور ایک حصّے نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی، اِن لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رُکوع کیا اور سجدے کئے۔ پھر یہ اُن لوگوں کی جگہ چلے گئے جو دشمن کے مقابل تھے اور وہ لوگ نماز کے لئے آگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن لوگوں کو بھی ایک رکعت پڑھائی۔ پھر اس کے بعد ہر ایک نے ایک رکعت علیٰحدہ علیٰحدہ پڑھ لی۔[1]

ایک جنازہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شرکت | حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم ایک جنازہ کے ساتھ بقیع غرقد کے قبرستان میں تھے کہ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے پاس آکر بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپؐ کے اِرد گرد بیٹھ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سر جُھکا لیا، آپؐ کے پاس ایک چھڑی تھی اُس سے آپؐ زمین کُریدنے لگے۔ پھر آپؐ نے فرمایا "تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کا مقام جنّت اور دوزخ میں مقرّر نہ کر دیا گیا ہو اور یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ وہ بدبخت ہے یا نیک بخت۔" ایک شخص نے کہا یا رسُولَ اللہ، ہم اپنے نوشتۂ تقدیر پر بھروسہ نہ کر لیں اور عمل چھوڑ دیں کیونکہ جو نیک بخت ہے وہ خود بخود نیک عمل اختیار

---

[1] صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ الخوف عن ابن عمرؓ و صحیح مسلم باب صلوٰۃ الخوف

کرلے گا اور جو بدبخت ہے وہ بدبختی والوں کے عمل خود بخود اختیار کرلیگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو لوگ نیک بخت ہیں اُن کے لئے اچھّے عمل آسان ہوجائیں گے اور جو بدبخت ہیں اُن کے لئے بُرے عمل آسان ہوجائیں گے۔" پھر آپؐ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں :۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝ جس نے (اللہ کے راستہ میں) مال دیا، پرہیزگاری اختیار کی اور نیک بات کی تصدیق کی اُس کو ہم آسان طریقہ کی توفیق عطا فرمائیں گے اور جس نے بخل کیا، لاپرواہ بنا رہا اور نیک بات کی تکذیب کی اُس کے لئے ہم سختی کی راہ ہموار کردیں گے۔[1]

فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی ۝ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۝ وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی ۝ {ۃ ۱۰ لیل}

آلِ رسُولؐ کی عُسرت و تنگی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھروں میں عُسرت و تنگی کا یہ عالم تھا کہ دو دو مہینے گذر جاتے تھے اور چولہا نہیں جلتا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "ہماری گذران کھجور اور پانی پر ہوتی تھی، البتہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پڑوس میں جو انصار رہتے تھے اُن کے ہاں دودھ کے جانور تھے وہ کبھی کبھی آپؐ کے لئے دودھ بھیجدیا کرتے تھے، وہ دودھ آپؐ ہمیں بھی پلا دیا کرتے تھے۔[2]"

حضرت عائشہ صدّیقہؓ فرماتی ہیں کہ آلِ محمدؐ یعنی ازواجِ مطہراتؓ نے کبھی بھی دو دن تک متواتر جَو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتقال ہوگیا۔[3]

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے مکان میں داخل ہوئے۔ آپؐ نے پوچھا "کھانے کو کچھ ہے؟" حضرت عائشہؓ نے عرض کیا "کچھ نہیں ہے سوائے اُس گوشت کے جو اُمِّ عطیہؓ نے ہدیۃً ہمیں بھیجا ہے اور یہ گوشت اُس بکری کا ہے جو آپؐ نے صدقہ کے مال میں سے اُنہیں بھیجی تھی (یعنی صدقہ ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے حلال نہیں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ (صدقہ) اپنے مقام پر پہنچ چکا[4] (پھر ہدیۃً ہمیں ملا ہے لہٰذا اب ہمارے لئے جائز ہے)۔"

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت انسؓ کے گھر میں ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت انسؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے پانی مانگا۔ اُنہوں نے بکری کا دودھ دوہا پھر اپنے کُنویں کا پانی اُس میں ملا کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے بائیں جانب تھے، حضرت عمرؓ سامنے تھے اور ایک اعرابی داہنی طرف تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ نوش فرمایا۔ جب آپؐ فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا "یہ ابوبکر ہیں (انہیں دیدیجئے)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (حضرت عمرؓ کا مشورہ قبول نہیں فرمایا اور) بچا ہوا دودھ اُس اعرابی کو دیدیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا "سیدھی طرف والے، پھر سیدھی طرف والے، پھر سیدھی طرف والے۔ خبردار سیدھی طرف سے ابتدا کیا کرو۔[5]"

جنگوں میں زادِ راہ کی قِلّت جنگوں میں زادِ راہ کی قلّت ہوا کرتی تھی۔ ایک جہاد میں ایسا ہوا کہ لوگوں کے زادِ راہ ختم ہوگئے اور کھانے کیلئے کچھ نہ رہا تو لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اونٹ نحر (ذبح) کرنے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجنائز باب موعظۃ المحدث عند القبر عن علیؓ [2] صحیح بخاری کتابُ الھبۃ وصحیح مسلم کتاب الزّھد عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔
[3] صحیح مسلم کتابُ الزّھد عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الھبۃ عن اُمِّ عطیہؓ۔
[5] صحیح بخاری کتابُ الھبۃ عن انسؓ و صحیح مسلم کتابُ الایمان وکتابُ الاشربۃ باب استحباب ادارۃ الماء (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے اجازت دیدی۔ اس کے بعد اُن لوگوں کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی۔ اُنہوں نے اِس بات سے حضرت عمرؓ کو مطلّع کیا حضرت عمرؓ نے کہا "اُونٹ ختم ہو جانے کے بعد تمہاری بقاء کیلئے کیا ہوگا؟" یہ کہہ کر حضرت عمرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اُونٹ ختم ہو جانے کے بعد بقاء کا ذریعہ کیا ہوگا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لوگوں میں اعلان کر دو کہ جن کے پاس کچھ زادِ راہ بچا ہوا ہے وہ اُسے لے آئیں"۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس بچے ہوئے کھانے میں برکت کی دُعاء کی۔ پھر آپؐ نے لوگوں کو مع اُن کے برتنوں کے بُلایا (لوگ آتے گئے اور اپنے اپنے برتن کھانے سے بھر کر لیجاتے رہے) جب سب لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر لئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود، حاکِم اور مشکل کُشا نہیں، اور یہ کہ میں اللہ کا رسُولؐ ہوں"۔[1]

آدابِ رسالت | ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت ابو سعید بن مُعلّیٰؓ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں آواز دی۔ اُنہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جب نماز پڑھ چکے تو عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میں نماز پڑھ رہا تھا (اس لئے جواب نہ دے سکا)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ:-

اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ۔ — جب اللہ اور رسُولؐ تمہیں بُلائیں تو جواب دو (یعنی حکم کی تعمیل کرو)

پھر آپؐ نے فرمایا "اس سے پہلے کہ تم مسجد سے باہر جاؤ میں تمہیں ایک سُورت بتاؤں گا جو قرآن میں سب سے زیادہ عظمت والی ہے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کا ہاتھ پکڑا (اور چلے) یہاں تک کہ جب آپؐ نے مسجد سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو اُنہوں نے عرض کیا "یا رسُولَ اللہؐ) کیا آپؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں تمہیں ایسی سُورت بتاؤں گا جو قرآن میں سب سے زیادہ عظمت والی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ (سُورت) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہے۔ وہی سبع مثانی ہے (یعنی سات دوہرائی جانے والی آیتوں پر مشتمل ہے) اور وہی قرآنِ عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے"۔[2]

یہودیوں کی حق پوشی اور مُنافقین کا فریب | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں کو بُلایا اور اُن سے کچھ دریافت فرمایا۔ یہودیوں نے حق پوشی کی اور آپؐ کو غلط بات بتائی۔ پھر اپنے دل میں خیال کیا کہ ان کی اس حرکت پر (ان کے اپنے حلقہ میں) ان کی تعریف کی جائے گی۔ اصلی بات کے نہ بتانے پر وہ دل ہی دل میں بہت خوش ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کا پردہ فاش کر دیا۔ فرمایا:-

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝ {آل عمران ۱۸۷}

اور جب اللہ نے اہلِ کتاب سے عہد لیا تھا کہ جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے اُسے صاف صاف بیان کرتے رہنا اور اس کتاب کی کسی بات کو نہ چھپانا تو اُنہوں نے (عہد تو کر لیا لیکن بعد میں) اس عہد کو پسِ پُشت پھینک دیا اور اس کے بدلہ تھوڑا سا فائدہ حاصِل کیا (خبردار) جو فائدہ یہ حاصِل کر رہے ہیں وہ (ان کے حق میں) بہت بُرا ہے۔

مُنافقین کا یہ دستور تھا کہ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جہاد کے لئے تشریف لے جاتے تو یہ اپنے گھروں میں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حمل الزّادِ فی الغزوِ عن سلمہؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (تفسیر سُورۃ الفاتحہ) عن ابی سعید بن معلّیٰ رضؓ۔

(چھپ کر) بیٹھ جاتے اور اس بات پر بڑے خوش ہوتے کہ جہاد میں جانے سے بچ گئے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے واپس تشریف لاتے تو معذرت کرتے، جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی خیر خواہی جتاتے اور اس بات کے خواہش مند ہوتے کہ محض زبانی خیر خواہی پر اُن کی تعریف کی جائے (اور انہیں وفادار سمجھا جائے)

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور مُنافقوں کی اِس مشترکہ صفت کا پردہ فاش کرتے ہوئے فرمایا (کہ اے مؤمنو!)

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {آل عمران ۱۸۸ و ۱۸۹}

جو لوگ اپنے (پُرفریب) کاموں سے خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بغیر کچھ کئے ان کی تعریف کی جائے ان کی نسبت یہ خیال نہ کرنا کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے[1] (اس سے بچ کر یہ کہاں جا سکتے ہیں)

مُسلمین کی ہمّت افزائی | جماعت المسلمین کی ہمّت افزائی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ {انفال ۶۵}

اگر تم میں بیس آدمی بھی صابر و ثابت قدم ہوں گے تو وہ دو سو آدمیوں پر غالب آئیں گے۔

مُسلمین پر یہ حکم گراں گذرا کیونکہ اس کا منشاء یہ تھا کہ ایک مُسلم کو دس کافروں کے مقابلہ میں بھاگنا نہیں چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں تخفیف نازل فرمائی۔ فرمایا (اے مؤمنو!)

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ {انفال ۶۶}

اب اللہ نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا، اُسے معلوم ہے کہ تم لوگوں میں کسی قدر کمزوری بھی واقع ہوگی (ہر زمانہ میں ہر شخص کی ایمانی قوّت یکساں نہیں ہوگی) لہٰذا اگر تم لوگوں میں سے ایک سو آدمی بھی ثابت قدم رہنے والے ہونگے تو اللہ کے حکم سے وہ دو سو پر غالب رہیں گے۔ اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو دو ہزار پر غالب رہیں گے، اور (سُن لو کہ) اللہ صابر اور ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے[2]۔

سُورۂ فاتحہ سے علاج کا ایک واقعہ | ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ کچھ صحابۂ کرامؓ ایک سفر میں چلے جا رہے تھے۔ اثنائے سفر میں اُنہوں نے ایک قبیلہ کے ہاں قیام کیا۔ قبیلہ والوں نے اُن کی مہمانداری نہیں کی۔ اتنے میں صحابۂ کرامؓ کے پاس ایک لڑکی آئی اور اُس نے کہا کہ اس قبیلہ کے سردار کو سانپ نے کاٹ کھایا ہے اور ہمارے آدمی اِس وقت موجود بھی نہیں ہیں (جو کچھ علاج وغیرہ کر سکیں) تم لوگوں میں کوئی منتر پڑھنے والا ہے یا کسی کے پاس کوئی دوا ہے۔ وہ یہ باتیں کر ہی رہی تھی کہ اتنے میں اُس قبیلہ کا ایک آدمی آیا اور صحابۂ کرامؓ سے کہا "ہم نے ہر قسم کی کوشش کر لی لیکن اُس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا، کیا تمہارے پاس اس کی کوئی دوا ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے کہا "ہاں (ہمارے پاس اس کی دوا ہے) لیکن کیونکہ تم لوگوں نے ہماری مہمانداری نہیں کی لہٰذا ہم بغیر کسی معاوضہ کے علاج نہیں کریں گے"۔ یہ بات سُن کر قبیلے والوں نے معاوضہ میں کچھ بکریاں دینے کا وعدہ کیا۔ ان کے وعدہ کر لینے کے بعد

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (تفسیر سورۃ آل عمران) عن ابی سعیدؓ و ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (تفسیر سُورۃ الانفال) عن ابن عباس رضؓ۔

صحابہؓ میں سے ایک شخص اس کے علاج کے لئے روانہ ہوا۔ وہ منتر وغیرہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ لیکن جب وہ اُس شخص کے پاس پہنچا تو سورۂ فاتحہ پڑھ کر اُس پر تُھتکارتا رہا۔ ایسا کرنے سے وہ شخص اچھا ہو گیا۔ اُس نے صحابۂ کرامؓ کو تیس بکریاں دیں اور دودھ پلایا۔ جب وہ صحابیؓ جنہوں نے اس شخص کا علاج کیا تھا واپس آئے تو صحابۂ کرامؓ نے اُن سے پوچھا "کیا تم منتر پڑھنا جانتے ہو؟" اُنہوں نے کہا "میں نے منتر نہیں پڑھا، میں نے تو صرف سُورۂ فاتحہ پڑھی ہے"۔ یہ سُنتے ہی بعض صحابہ کرامؓ نے کہا "کیا تم نے کتابُ اللہ پر اُجرت لی ہے؟" بعض نے کہا "(اس میں کیا حرج ہے) بکریوں کو تقسیم کر دو"۔ اس اختلاف پر اُنہوں نے آپس میں مشورہ کیا (کہ کیا کرنا چاہیئے) آخر یہ طے پایا کہ جب تک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نہ دریافت کریں اس مال کے معاملہ میں (اپنی رائے سے) کچھ نہ کہیں۔ بالآخر جب وہ مدینہ منوّرہ پہنچے تو اس واقعہ کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا، آپؐ مُسکرائے اور فرمایا "اِسے کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ منتر ہے"۔ پھر فرمایا "تم نے ٹھیک کیا، یہ مال لے لو، اسے تقسیم کر دو اور مجھے بھی اس میں سے حصّہ دو" (یہ آپؐ نے اس لئے فرمایا تاکہ پھر کسی کے دل میں اس کے متعلّق ذرا سی بھی کراہت باقی نہ رہے) صحابہ کرامؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس نے کتابُ اللہ پر اُجرت لی ہے (کیا یہ جائز ہے؟)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جن چیزوں پر تم اُجرت لو اُن میں سب سے زیادہ حقدار اللہ کی کتاب ہے کہ اس پر اُجرت لی جائے"۔[1]

تین آدمی اور کثرتِ عبادت ایک دن تین آدمی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر کے قریب آکر بیٹھ گئے اور ازواجِ مطہّراتؓ سے آپؐ کی عبادت کا حال دریافت کیا جب اُنہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عبادت کی کیفیت بتائی گئی تو اُنہوں نے اُسے اپنے لئے کم سمجھا۔ کہنے لگے کہاں ہم اور کہاں اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم آپؐ کو تو اگلی پچھلی سب بھول چُوک سے محفوظ کر دیا گیا ہے (لہٰذا ہمیں زیادہ عبادت کرنی چاہیئے) ان میں سے ایک نے کہا میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھونگا، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھونگا اور گوشت نہیں کھاؤنگا۔ تیسرے نے کہا میں عورتوں سے علیٰحدہ رہوں گا کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ (وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ) اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے پاس تشریف لائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے اِس اِس طرح کہا ہے، اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ متّقی ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ تو جو شخص میری سُنّت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں[2] (یعنی اُس کا مجھ سے کوئی تعلّق نہیں)"۔

خُلع کا ایک مقدمہ ایک دن ثابت بن قیسؓ بن شمّاس کی بیوی نے آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسُولؐ، میں نہ ثابتؓ کے خُلق میں کوئی بُرائی دیکھتی ہوں نہ اُس کے دین میں کوئی بُرائی ہے، میں ان وجوہ کی بناء پر ان سے ناخوش نہیں ہوں لیکن (پھر بھی) میں اُن کو گوارا نہیں کر سکتی، میں ڈرتی ہوں کہ کہیں مجھ سے اسلام لانے کے بعد کفر نہ ہو جائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اس کا باغ واپس کر دوگی"

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب فضل فاتحۃ الکتاب عن ابی سعیدؓ وکتابُ الطّب عن ابی سعیدؓ وابنِ عباسؓ۔ وکتابُ الاجارۃ باب مایعطی فی الرقیۃ عن ابی سعیدؓ وصحیح مسلم کتابُ السّلام عن ابی سعیدؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے) [2] صحیح بخاری کتابُ النکاح باب الترغیبُ فی النکاح عن انسؓ وصحیح مسلم کتابُ النکاح (صحیح مسلم میں بجائے روزے رکھنے کے خط کشیدہ الفاظ آئے ہیں۔ صحیح بخاری میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں)

اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ثابتؓ سے فرمایا "اپنا باغ لے لو اور انہیں ایک طلاق دیدو" حضرت ثابتؓ نے حکم کی تعمیل کی[1] (اور باغ لے کر اُنہیں ایک طلاق دیدی)

لونڈی، غلام کے حقوق ایک دن حضرت ابو ذرؓ نے اپنے غلام کی ماں کو جو عجم کی رہنے والی تھی کچھ بُرا بھلا کہدیا۔ غلام نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابو ذرؓ سے پوچھا "کیا تم نے فلاں شخص کو بُرا بھلا کہا ہے؟" حضرت ابو ذرؓ نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "کیا تم نے اس کی ماں کو بھی بُرا بھلا کہا ہے؟" حضرت ابو ذر نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں ابھی تک جاہلیّت کی خصلت باقی ہے"۔ حضرت ابو ذرؓ نے پوچھا "کیا اس بُڑھاپے کے زمانہ میں؟" (یعنی اتنی عمر ہو جانے کے باوجود مجھ میں جاہلیّت کی خصلت باقی ہے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، اُن کو اللہ نے تمہارے قبضہ میں دیدیا ہے۔ لہٰذا جس کے قبضہ میں اللہ نے اُس کے کسی بھائی کو کر دیا ہو تو اُسے چاہیئے کہ جو خود کھائے وہی اُسے کھلائے۔ جو خود پہنے وہی اُس کو پہنائے اور جو کام اُس کی طاقت سے باہر ہو اُس کی تکلیف اُسے نہ دے۔ اگر تکلیف دے تو خود بھی اس کام میں اس کی مدد کرے[2]"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو، پھر وہ اُس کو ادب کی تعلیم دے اور اچھی طرح تعلیم دے پھر اس کو آزاد کر کے اُس سے نکاح کر لے تو اُس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ اور جو غلام اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مالکوں کا حق بھی ادا کرے اُس کو دوہرا اجر ملے گا[3]"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر غلام اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اپنے ربّ کی اچھی طرح عبادت کرے تو اُس کے لئے دوہرا اجر ہے[4]"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب تمہارا خادم تمہارے لئے کھانا پکا کر لائے تو اپنے ساتھ بٹھا کر اُسے بھی کھلاؤ کیونکہ اسے اس کی گرمی اور اس کا دُھواں برداشت کرنا پڑا ہے۔ اگر کھانا کم ہو تو ایک دو لقمے ہی اس کے ہاتھ میں رکھدو[5]"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس شخص نے اپنے غلام کو طمانچہ مارا یا کسی اور طرح اُس کو مارا تو اُس کا کفّارہ یہ ہے کہ اُسے آزاد کر دے[6]"۔

حضرت سوید بن مقرنؓ کہتے ہیں ہم سات آدمیوں میں صرف ایک غلام تھا۔ ہم میں جو سب سے کم عمر کا آدمی تھا اُس نے اُس غلام کو طمانچہ مار دیا (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو معلوم ہوا) آپؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کر دیں[7]۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ {نور ۳۲}

جو غیر شادی شدہ ہوں اُن کا نکاح کر دیا کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو صالح ہوں اُنکا بھی نکاح کر دیا کرو۔

پھر فرمایا کہ (اے مؤمنو!)

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الطّلاق عن ابنِ عبّاس رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الادب باب ماینہی عن السّبابُ اللعن عن ابی ذر رضؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ العتق وفضلہ عن ابی موسیٰ رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ العتق وفضلہ عن ابنِ عمر رضؓ وعن ابی ہریرۃ رضؓ نحوہٗ صحیح مسلم کتابُ الایمان عن ابن عمر رضؓ و ابی ہریرۃ رضؓ۔ [5] صحیح مسلم کتابُ الایمان عن ابی ہریرۃ رضؓ وصحیح بخاری کتاب العتق وفضلہ نحوہٗ۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الایمان عن ابن عمر رضؓ۔ [7] صحیح مسلم کتابُ الایمان عن سوید رضؓ۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ

جن لوگوں کو آزاد عورتوں سے نکاح کی مقدرت نہ ہو وہ مؤمن لونڈیوں سے نکاح کرلیں۔ اللہ کو تمہارے ایمان کا خوب علم ہے۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو لہٰذا ان لونڈیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرلیا کرو اور قاعدہ کے مطابق مہر بھی دیا کرو۔ لونڈیاں محصنات غیر مسفحات و غیر متخذات خفیہ یا علانیہ بدکاری کے لئے نہ رکھی جائیں بلکہ جب وہ منکوحہ بن جائیں اور پھر کوئی بے حیائی کا کام کر بیٹھیں تو اُن کو آزاد عورتوں کی سزا کی نصف سزا دی جائے۔

لونڈی غلام کے حقوق پر تبصرہ مندرجہ بالا ہدایات کا خلاصہ یہ ہے:-

جو آقا پہنے وہی غلام کو پہنائے۔ جو آقا کھائے وہی غلام کو کھلائے، غلام کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائے۔ اس کو بھائی سمجھے، اس کو مارا نہ جائے۔ مارے تو آزاد کر دے۔ اُس سے ہلکا کام لیا جائے۔ اگر مشکل کام لیا جائے تو آقا اُس کے ساتھ کام کرے۔ اگر لونڈی غلام صالح ہوں تو اُن کا نکاح کر دے۔ لونڈی اگر بے حیائی کر بیٹھے تو اس کو نصف سزا دی جائے۔ لونڈی یا غلام اگر نیکی کرے تو دوہرا اجر پائے، دُنیا کی فکر سے آزاد ہو۔

یہ ہے مؤمن کے غلام کی زندگی، یہ ایسی زندگی ہے کہ اس پر بجا طور پر رشک ہو سکتا ہے۔ پھر اسلام نے مختلف موقعوں پر غلاموں کا آزاد کرنا صرف مستحب قرار نہیں دیا بلکہ فرض قرار دیا۔ غرض یہ کہ غلامی کو ایک حد تک ختم کر دیا جو کچھ باقی رہ گئی اُسے قابلِ رشک بنا دیا اور اس میں دینی اور سیاسی مصلحتوں کو سمو دیا گیا[1] فللہ الحمد۔ (نوٹ:- لونڈی غلام سے وہ کافر مُراد ہیں جو میدانِ جنگ میں گرفتار ہو جائیں اور پھر امیر انہیں مجاہدین میں تقسیم کر دے)

سُورج گرہن اور نمازِ کسوف ایک دن سُورج کو گرہن لگا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ کسوف ادا کی۔ آپؐ نے قرأت کی پھر رکوع کیا۔ رکوع سے سر اُٹھا کر پھر قرأت کی۔ پھر رکوع کیا۔ پھر قرأت کی پھر رکوع کیا۔ پھر قرأت کی، پھر رکوع کیا۔ پھر سجدے کئے۔ پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی۔ غرض یہ کہ آپؐ نے چار سجدوں کے ساتھ (یعنی دو رکعت میں) آٹھ رکوع کئے[2] (ہر رکعت میں چار رکوع)

اختلافِ قرأت کا ایک واقعہ حضرت اُبیّ بن کعبؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، اُس نے نماز پڑھی اور قرأت کچھ اس انداز سے کی کہ مجھے ناگوار گُذری۔ کچھ دیر بعد ایک اور شخص مسجد میں داخل ہوا، اُس نے دوسرے طرز سے قرأت کی۔ جب ہم نماز پڑھ چکے تو ہم سب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے میں نے کہا "(یا رسُول اللہؐ) اِس شخص نے قرأت کی، میں نے اس کو بُرا سمجھا۔ پھر دوسرا شخص مسجد میں آیا اُس نے پہلے شخص کے طریقہ سے مختلف طریقہ پر قرأت کی"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو حکم دیا کہ قرأت کریں۔ دونوں نے قرأت کی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی قرأت کی تحسین فرمائی۔ حضرت اُبیّ بن کعبؓ کہتے ہیں میرے دل میں کچھ تکذیب کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری

---

[1] تفصیل کیلئے تفہیم اسلام بجواب دو اسلام ملاحظہ فرمائیں۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ذکر من قال انہ رکع ثمان عن ابن عباس رضؓ۔

کیفیت کو سمجھ گئے، آپؐ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا۔ مجھے پسینہ آگیا۔ مجھے خوف کی وجہ سے ایسا معلوم ہونے لگا گویا میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اُبیّ، مجھے یہ حکم ملا تھا کہ میں قرآن کو ایک لہجے میں پڑھوں۔ میں نے بار بار دُعاء کی کہ اے اللہ میری اُمّت پر آسانی فرما۔ پہلے دو لہجوں کی اجازت ملی۔ پھر میں دُعاء کرتا رہا، یہاں تک کہ سات لہجوں میں پڑھنے کی اجازت مل گئی۔ پھر ارشادِ باری ہوا کہ اے رسُولؐ، آپؐ نے جتنی بار اُمّت کے لئے دُعاء کی ہر بار کے عوض آپؐ کی ایک دُعاء مقبول ہوگی۔ میں نے کہا میری اُمّت کی مغفرت فرما، میری اُمّت کی مغفرت فرما (دو مرتبہ میں نے دُعاء کرلی) اور تیسری دُعاء، میں نے اُس دن کیلئے محفوظ کرلی جس دن تمام مخلوق میری طرف متوجّہ ہوگی حتّٰی کہ ابراہیم علیہ السّلام بھی[1] (میری طرف متوجّہ ہوں گے)"

ایک سفر کا واقعہ حضرت ابوسعید خُدریؓ کہتے ہیں "ہم ایک سفر میں تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی ہمارے ساتھ تھے۔ آپؐ نے فرمایا 'جس کے پاس فاضِل سَواری ہو وہ اُس کو دیدے جس کے پاس سواری نہ ہو، جس کے پاس فاضِل زادِ راہ ہو وہ اُس کو دیدے جس کے پاس زادِ راہ نہ ہو'۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چند اور چیزوں کا ذکر کیا یہاں تک کہ ہم نے سمجھ لیا کہ فاضل اشیاء میں ہمارا کوئی حق نہیں[2]"۔ (مساوات تو غیر فطری چیز ہے، البتّہ اسلامی مواسات کا یہ ایک نمونہ ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ اسلام مواسات پر ہی پُورا زور دیتا ہے اور اپنے ماننے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے اندر مکارمِ اخلاق پیدا کریں)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاں حضرت جابرؓ کی ضیافت ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت جابرؓ کے مکان کے پاس سے گذرے۔ حضرت جابرؓ اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اشارہ کیا۔ وہ باہر نکل کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر آپؐ اُن کو لے کر اپنی کسی زوجۂ مطہّرہؓ کے مکان پر آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اندر داخِل ہوئے پھر حضرت جابرؓ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ زوجۂ مطہّرہؓ پردہ کے پیچھے چلی گئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُوچھا کچھ کھانا وغیرہ ہے۔ گھر والوں نے کہا ہاں۔ پھر تین روٹیاں لائی گئیں اور چھال کے بنے ہوئے ایک دسترخوان پر رکھی گئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک روٹی حضرت جابرؓ کے آگے رکھی اور ایک روٹی اپنے آگے رکھی۔ پھر تیسری روٹی کے دو برابر حصّے کئے۔ ایک حضرت جابرؓ کے آگے رکھا اور ایک اپنے آگے رکھ لیا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زوجۂ مطہّرہؓ سے فرمایا کچھ سالن ہے؟ اُنہوں نے کہا نہیں البتّہ کچھ سرکہ ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہی لے آؤ، سرکہ تو بہت عمدہ سالن ہے[3]"۔

ایک معجزہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع اپنے اصحابؓ کے مقامِ زوراء میں تھے۔ اتنے میں عصر کا وقت آگیا۔ لوگوں نے پانی تلاش کیا لیکن پانی نہیں ملا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اپنا ہاتھ اس میں رکھ دیا۔ پیالہ میں اتنا کم پانی تھا کہ آپؐ کی اُنگلیاں اُس میں نہ ڈوب سکیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُنگلیوں سے پانی پھوٹنا شروع ہوگیا۔ اس وقت آپؐ کے ساتھ تقریباً تین سو آدمی تھے۔ سب نے اس پانی سے وضو کرلیا[4]۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب بیان ان القرآن علی سبعۃ احرف عن ابی بن کعبؓ
[2] صحیح مسلم کتاب اللقطۃ باب استحباب المؤاسات بفضول المال عن ابی سعیدؓ
[3] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب فضیلۃ الخلّ عن جابرؓ۔
[4] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی المعجزات عن انسؓ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پایاں سخاوت حضرت انسؓ فرماتے ہیں اسلام لانے کے بعد جس شخص نے جو چیز بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کی آپؐ نے عنایت فرمائی (کبھی انکار نہیں کیا) ایک شخص آیا، اُس نے آپؐ سے کچھ مانگا، آپؐ نے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں سب دیدیں۔ جب وہ اپنی قوم کے پاس پہنچا تو کہنے لگا "اے قوم مُسلم ہو جاؤ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے حد و حساب دیتے ہیں۔ افلاس سے بالکل نہیں ڈرتے۔" حضرت انسؓ کہتے ہیں بعض لوگ دُنیا کی خاطر مُسلم ہوتے تھے لیکن اسلام لانے کے بعد اُن کی نظر میں اسلام تمام دُنیا سے زیادہ محبوب ہو جاتا تھا۔[1]

ایک واقعہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم معطّر تھا حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ بچے آگئے۔ آپؐ نے فرداً فرداً ہر بچّہ کے رُخسار پر ہاتھ پھیرا اور میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا، آپؐ کا ہاتھ ٹھنڈا تھا اور اتنا خوشبودار تھا گویا کہ ابھی آپؐ نے عطر فروش کے کنٹر سے نکالا ہے۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تبرّک حاصل کرنا صبح کی نماز پڑھ کر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹتے تو مدینہ منوّرہ کے خادم اپنے برتنوں میں پانی لے کر آپؐ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوتے۔ پھر جو برتن بھی آپؐ کے پاس لایا جاتا آپؐ اُس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے حتّٰی کہ سخت سردی کے دن بھی آپؐ اپنا ہاتھ ڈبو دیا کرتے تھے۔[3]

حضرت حنظلہؓ اور نفاق کا شبہ حضرت حنظلہ اسیدیؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، آپؐ نے ہمیں نصیحت فرمائی۔ دوزخ کا تذکرہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ کے بعد میں گھر آیا۔ بال بچّوں سے ہنسی مذاق کیا۔ باہر نکلا تو مجھے ابوبکرؓ ملے۔ اُنہوں نے مجھ سے پوچھا "اے حنظلہؓ کیا حال ہے؟" میں نے کہا "حنظلہ منافق ہو گیا"۔ اُنہوں نے کہا "سُبحان اللہ، کیا کہہ رہے ہو!" میں نے کہا "جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں، آپؐ ہمیں جنّت، دوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو جنّت، دوزخ آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے، پھر جب ہم آپؐ کے پاس سے چلے آتے ہیں اور بیوی، بچّوں اور کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں تو بہت کچھ بھُول جاتے ہیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اللہ کی قسم یہ بات تو ہم کو بھی پیش آتی ہے۔" اس کے بعد حضرت حنظلہؓ اور حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ حضرت حنظلہؓ کہتے ہیں میں نے کہا "حنظلہ منافق ہو گیا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا بات ہے؟" میں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، جب ہم آپؐ کے پاس ہوتے ہیں اور آپؐ ہمیں جنّت، دوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا جنّت، دوزخ آنکھوں کے سامنے آگئی ہے، لیکن جب ہم آپؐ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور اہل و عیال اور کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "یہی بات مجھے بھی پیش آتی ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم (ہر وقت) اُسی حالت پر رہتے جو حالت تمہاری میرے پاس ہوتی ہے اور یادِ الٰہی میں مصروف رہتے تو

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ما سُئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط فقال لا عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن سمرہؓ
[3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب قرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الناس وتبرکہم عن انسؓ۔

بستروں پر اور راستوں میں فرشتے تم کو سلام کرتے اور تم سے مصافحہ کرتے۔ لیکن اے حنظلہ یہ کیفیت کبھی کبھی ہی ہوتی ہے بس (اتنا ہی کافی ہے کہ) ایک گھڑی یہ کیفیت اور ایک گھڑی وہ۔ ایک گھڑی یہ کیفیت اور ایک گھڑی وہ۔ ایک گھڑی یہ کیفیت اور ایک گھڑی وہ۔"[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو۔ حضرت انسؓ کے ہاں قیلولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر حضرت انسؓ کے ہاں جاکر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن حسب معمول آپؐ اُن کے ہاں تشریف لے گئے اور قیلولہ فرمایا۔ آپؐ کو کثرت سے پسینہ آیا کرتا تھا لہٰذا اس وقت بھی کثرت سے پسینہ آیا۔ کیونکہ آپؐ چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لیٹے ہوئے تھے (لہٰذا پسینہ جمع ہونے لگا) حضرت انسؓ کی والدہ حضرت اُمِّ سُلَیمؓ[2] ایک شیشی لائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ اُس میں جمع کرنے لگیں۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی تو آپؐ نے فرمایا "اے اُمِّ سُلَیم، یہ تم کیا کر رہی ہو؟" اُنہوں نے کہا "یہ آپؐ کا پسینہ ہے، اس کو ہم اپنی خوشبو میں مِلا لیتے ہیں کیونکہ یہ تمام عطروں سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے۔"[3]

ایک غزوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جہاد میں تھے۔ آپؐ کے پاس مغرب کی طرف سے کچھ لوگ بالوں کا لباس پہنے ہوئے آئے۔ ایک ٹیلہ کے پاس آپؐ کی اُن سے مُلاقات ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور وہ لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت نافع بن عتبہؓ کہتے ہیں میں نے سوچا کہ میں اُن کے پاس جاؤں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے درمیان کھڑا ہو جاؤں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ دھوکا دیکر آپؐ پر حملہ کر دیں۔ الغرض میں آکر درمیان میں کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے باتیں کرتے رہے، ان باتوں میں سے چار باتیں مجھے یاد ہیں جنہیں میں نے اُنگلیوں پر گن لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم جزیرۂ عرب میں لڑو گے اللہ تمہیں فتح دے گا۔ پھر فارس سے لڑو گے اللہ اُسے بھی فتح کرا دے گا۔ روم سے لڑو گے اس پر بھی اللہ فتح دے گا۔ پھر (قیامت کے قریب) دجّال سے لڑو گے اُس پر بھی اللہ فتح دے گا۔"[4]

قیامت کی نشانیاں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بالاخانہ میں تشریف فرما تھے کچھ لوگ نیچے بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُوپر سے جھانک کر نیچے دیکھا اور فرمایا "تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو؟" صحابہؓ نے عرض کیا "ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں گی قیامت نہیں آئے گی، (وہ دس نشانیاں یہ ہیں):-

① مغرب میں زمین دھنسے گی۔
② مشرق میں زمین دھنسے گی۔
③ جزیرۂ عرب میں زمین دھنسے گی۔
④ دھواں (نکلے گا)
⑤ دجّال اور دابّۃُ الارض (نکلیں گے)
⑥ یاجوج، ماجوج (نکل پڑیں گے)

---

[1] صحیح مسلم کتاب التوبہ باب فضل دوام الذکر عن حنظلۃؓ
[2] حضرت اُمِّ سُلَیمؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں۔
[3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ۔
[4] صحیح مسلم کتاب الفتن باب ما یکون من فتوحات المسلمین عن نافع بن عتبؓ۔

⑦ ایک بہت زوردار آندھی آئے گی جو لوگوں کو سمندر میں لے جاکر ڈالدے گی۔
⑧ عیسٰی علیہ السّلام نازل ہوں گے۔
⑨ مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا۔
⑩ عدن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہنکا کر محشر کی طرف لے جائے گی۔[1]"

نماز میں قبلہ کی طرف تھوکنے کی ممانعت | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد میں تشریف لائے۔ آپؐ کے دستِ مبارک میں ابنِ طاب کی ایک لکڑی تھی۔ آپؐ نے مسجد میں قبلہ کی دیوار پر کچھ بلغم لگا ہوا دیکھا۔ اپنی لکڑی سے آپؐ نے اُسے کھُرچ دیا۔ پھر صحابۂ کرامؓ کی طرف مُنہ کرکے فرمایا "تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اللہ اُس سے مُنہ موڑلے"۔ یہ سُن کر صحابۂ کرامؓ ڈر گئے (اور کوئی جواب نہیں دیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی سوال کیا صحابۂ کرامؓ پھر ڈر گئے۔ آپؐ نے پھر وہی سوال کیا۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "ہم میں سے کوئی بھی یہ بات نہیں چاہتا (کہ اللہ اُس سے مُنہ موڑلے)"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ اُس کے سامنے ہوتا ہے۔ لہٰذا مُنہ کے سامنے نہ تھوکے بلکہ بائیں طرف پاؤں کے نیچے تھوکے[2] اگر تھوک نہ رُکے تو کپڑے میں لے کر اِس طرح کرلے" پھر آپؐ نے کپڑے میں مَل کر بتایا۔ پھر فرمایا "خوشبو لاؤ" ایک جوان دوڑتا ہوا گھر گیا اور ہتھیلی میں کچھ خوشبو لایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ خوشبو لکڑی کی نوک پر لگائی اور بلغم کی جگہ لگادی[3]۔ تھوکنے کے سلسلہ میں مزید ہدایت دیتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفّارہ اس کو مٹی میں دبا دینا ہے[4]"۔

جنگ بطن بُواط[5] | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، مجدی بن عمرو جہنی کی سرکوبی کے لئے مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے۔ اسلامی فوج کے پاس سواریوں کی قلّت تھی۔ پانچ پانچ۔ چھ چھ اور سات سات آدمیوں میں صرف ایک اُونٹ تھا جس پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے۔ راستہ میں ایک مرتبہ ایک انصاری کے چڑھنے کی باری آئی۔ اُس نے اونٹ کو بٹھایا اور اس پر سوار ہوگیا۔ پھر اُونٹ کو کھڑا کیا۔ اُونٹ نے کچھ شوخی کی، انصاری نے کہا "شَأْ لَعَنَكَ اللّٰهُ" اے اللہ تجھ پر لعنت کرے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کون ہے جو اُونٹ پر لعنت کرتا ہے؟" انصاری نے کہا میں ہوں یارسُولَ اللہ۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس اُونٹ پر سے اُتر جاؤ۔ ہمارے ساتھ لعنت کیا ہوا اُونٹ نہیں رہنا چاہیئے"۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ "اپنی جانوں پر، اپنی اولاد اور اپنے مالوں پر بددُعاء نہ کیا کرو، ممکن ہے وہ بددُعاء ایسے وقت میں نکلے کہ اُس وقت اللہ سے جو کچھ مانگا جائے اللہ اُسے قبول کرلے"۔ اسلامی فوج آگے بڑھتی رہی یہاں تک کہ شام کے وقت وہ ایک کنوئیں کے قریب پہنچے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(تم میں سے) کون آگے جاکر حوض کو درست کرے گا۔ خود بھی پانی پیئے گا اور ہمیں بھی پانی پلائے گا"۔ حضرت جابرؓ نے (اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے) عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ یہ شخص جائے گا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِن کے ساتھ کون جائے گا؟" حضرت جبّار بن صخرؓ جانے کیلئے کھڑے ہوگئے۔ پھر وہ اور حضرت جابرؓ

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الفتن۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الزھد والرّقائق فی حدیث جابرؓ الطویل۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب کفّارۃ البُزاق فی المسجد عن انسؓ۔
[4] بطن بُواط ایک پہاڑ کا نام ہے۔ [5] یہ حکم اُس وقت ہے جبکہ مسجد کا فرش کچّا ہو، ورنہ اگلی حدیث پر کیسے عمل ہوسکتا ہے جس میں حکم ہے کہ تھوک کو مٹی میں دبادو۔ اگر فرش پکّا ہو تو پھر کپڑے میں تھوکنا چاہیئے۔

کنویں کی طرف چلے۔ حوض پر پہنچ کر دو ایک ڈول اُس میں ڈالے اور اس پر مٹّی لگائی۔ حوض کی مرمت کرنے کے بعد انہوں نے اس میں پانی بھرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ لبالب بھر گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر سب سے پہلے ہمیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نظر آئے۔ آپؐ نے فرمایا "تم دونوں ہمیں (پانی پینے کی) اجازت دیتے ہو"۔ اُنہوں نے کہا "جی ہاں یارسُولَ اللہ" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی اونٹنی کو چھوڑا، اُس نے پانی پیا۔ پھر آپؐ نے اُس کی لگام کھینچی، اُس نے پانی پینا موقوف کر دیا اور پیشاب کرنے لگی۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسے علیٰحدہ لے گئے اور بٹھا دیا۔ اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر حوض پر تشریف لائے اور اس سے وضوء کیا۔ حضرت جابرؓ بھی کھڑے ہو گئے اور جس جگہ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وضوء کیا تھا اُسی جگہ سے وضوء کیا۔ حضرت جبّارؓ بن صخر قضائے حاجت کے لئے چلے گئے۔ وضوء کرنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ حضرت جابرؓ آکر آپؐ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور گھما کر اپنی دائیں طرف کر لیا۔ حضرت جابرؓ کے پاس ایک چھوٹی سی چادر تھی جس کو اُنہوں نے گردن سے باندھ لیا تھا، (ٹانگیں کھُلی ہوئی تھیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ کو غور سے دیکھا جس کا اُنہیں علم نہ ہوا۔ کچھ دیر بعد اُنہیں معلوم ہوا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تہ بند باندھ لو۔ اتنے میں حضرت جبّار بن صخرؓ بھی آ گئے۔ اُنہوں نے وضوء کیا اور آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کے ہاتھ پکڑے اور اُن کو ہٹا کر اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا "اے جابرؓ" حضرت جابرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میں حاضر ہوں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب چادر کُشادہ ہو تو اُس کے دونوں کنارے اُلٹ لیا کرو (یعنی اوڑھ لیا کرو) اور جب تنگ ہو تو اُس کا تہ بند باندھ لیا کرو"۔ (اتنے میں اسلامی فوج بھی وہاں پہنچ گئی اور پھر) وہ سب آگے روانہ ہوئے۔ اسلامی لشکر میں ہر شخص کو ایک کھجور روزانہ ملتی تھی، وہ اُسے چُوستا تھا اور اُسے اپنے دانتوں پر پھیرتا تھا۔ تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ مسلمین اپنی کمانوں سے پتّے جھاڑتے تھے اور اُنہیں کھاتے تھے یہاں تک کہ ان کی باچھیں زخمی ہو گئیں۔ صرف یہی جنگ نہیں بلکہ اکثر جنگوں میں مسلمین درخت کے پتّے کھاتے تھے اور اُونٹ یا بکری کی طرح خشک مینگنیاں کرتے تھے۔ راستہ میں ایک دن ایسا ہوا کہ کھجور تقسیم کرنے والا ایک شخص کو کھجور دینا بھُول گیا۔ حضرت جابرؓ اُسے اپنے ساتھ لے گئے اور گواہی دی کہ اسے کھجور نہیں ملی۔ تقسیم کرنے والے نے اُسے ایک کھجور دیدی۔ اُس نے کھڑے ہو کر وہ کھجور لے لی۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع صحابہؓ کے آگے چلتے رہے یہاں تک کہ آپؐ ایک کُشادہ وادی میں پہنچے۔ وہاں پہنچکر آپؐ قضائے حاجت کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت جابرؓ بھی پانی کا ایک ڈول لے کر ساتھ چلے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہاں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس سے پردہ کر سکیں۔ البتّہ وادی کے کنارہ پر آپؐ کو دو درخت دکھائی دئے۔ آپؐ ایک درخت کے پاس گئے اور اُس کی ڈالی پکڑ کر فرمایا "اللہ کے حکم سے میرا تابع ہو جا" وہ درخت آپؐ کا ایسا تابع ہو گیا جیسا کہ وہ اُونٹ جس کی ناک میں نکیل ہو۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے۔ اُس کی بھی ایک ڈالی پکڑ کر آپؐ نے فرمایا "اللہ کے حکم سے میرا تابع ہو جا" یہ سُن کر وہ درخت بھی اُسی طرح آپؐ کے ساتھ ہو گیا جس طرح پہلا درخت ہوا تھا حتّٰی کہ جب آپؐ دونوں درختوں کے درمیان میں

پہنچے تو دونوں کو ملا کر فرمایا "اللہ کے حکم سے جُڑ جاؤ"۔ وہ دونوں جُڑ گئے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں اس ڈر سے کہ کہیں آپؐ مجھے دیکھ نہ لیں اور پھر میری وجہ سے قضائے حاجت کے لئے دور تشریف لے جائیں دوڑتا ہوا وہاں سے چلا آیا اور دُور آکر بیٹھ گیا اور اپنے دل سے باتیں کرنے لگا۔ اچانک جو نظر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لا رہے ہیں اور وہ درخت علیٰحدہ ہو کر اپنی اپنی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھوڑی دیر کے لئے ایک جگہ رُک گئے۔ آپؐ نے سرِ مُبارک سے دائیں بائیں اشارہ کیا۔ پھر آپؐ آگے بڑھے اور میرے پاس پہنچکر فرمایا "اے جابرؓ، تم نے میرے کھڑے ہونے کی جگہ دیکھی؟" میں نے کہا "جی ہاں یارسولَ اللہ"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ہر ایک درخت میں سے ایک ایک ڈالی کاٹ کر لے آؤ اور جب اُس جگہ پہنچو جہاں میں کھڑا ہوا تھا تو ایک ڈالی داہنی جانب اور ایک بائیں جانب ڈال دو"۔ حضرت جابرؓ نے ایک پتّھر توڑا، اُسے تیز کیا۔ جب وہ تیز ہو گیا تو وہ درختوں کے پاس گئے۔ ہر ایک میں سے ایک ایک ڈالی کاٹی پھر ان ڈالیوں کو کھینچتے ہوئے اُس جگہ پر آئے جہاں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہوئے تھے۔ وہاں پہنچکر اُنہوں نے ایک ڈالی داہنی طرف اور ایک بائیں طرف ڈال دی۔ پھر وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، جو آپؐ نے فرمایا میں نے اُس کے مطابق عمل کیا، لیکن یہ تو فرمائیے کہ ایسا کرنے کی وجہ کیا ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے دیکھا کہ وہاں دو قبریں ہیں۔ ان قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ میں نے چاہا کہ ان کی سفارش کروں کہ جب تک یہ شاخیں ہری رہیں ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے"۔ اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اسلامی لشکر سے آملے (اور آگے روانہ ہوئے۔ کچھ دور چل کر) آپؐ نے فرمایا "اے جابرؓ لوگوں سے پُکار کر کہہ دو کہ وضو کریں"۔ حضرت جابرؓ نے (بلند آواز سے) کہنا شروع کیا وضو کرو۔ وضو کرو۔ وضو کرو۔ پھر حضرت جابرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ قافلہ میں تو ایک قطرہ بھی پانی کا نہیں ہے"۔ قافلہ میں ایک انصاری تھے جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ایک پُرانی مشک میں جو ایک لکڑی کی شاخوں پر لٹکی رہتی تھی پانی ٹھنڈا کیا کرتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن انصاری کے پاس جا کر دیکھو کہ مشک میں کچھ پانی ہے یا نہیں"۔ حضرت جابرؓ اُن انصاری کے پاس گئے۔ مشک کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کے دہانہ میں اتنا پانی ہے کہ اگر وہ اُس کو اُنڈیلیں تو سوکھی مشک ہی اُس کو پی جائے۔ (اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جا کر یہ کیفیت بیان کر دی) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اُس مشک کو میرے پاس لے آؤ۔ حضرت جابرؓ مشک لے کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ پھر آپؐ نے زبانِ مبارک سے کچھ پڑھا۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں میں نہیں سمجھ سکا کہ آپؐ نے کیا پڑھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے دستِ مُبارک سے مشک کو دباتے رہے۔ پھر اس مشک کو حضرت جابرؓ کے حوالہ کر دیا۔ پھر فرمایا "اے جابرؓ آواز دو کہ قافلہ کے پانی کا بڑا برتن لائیں"۔ حضرت جابرؓ نے آواز دی۔ کئی آدمی اس برتن کو اُٹھا کر لائے۔ حضرت جابرؓ نے وہ برتن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے رکھوا دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا ہاتھ اُس میں پھیرا۔ پھر اُنگلیاں پھیلا کر انہیں کُشادہ کیا اور اپنا ہاتھ اُس کی تہ میں رکھ دیا۔ پھر فرمایا "اے جابرؓ، مشک لو اور (وہ قطرۂ آب) بسم اللہ کہہ کر میرے ہاتھ پر ڈال دو"۔ حضرت جابرؓ نے بسم اللہ کہہ کر وہ

قطرۂ آب آپؐ کے ہاتھ پر ڈالدیا (اُس قطرۂ آب میں برکت ہوگئی) اور جب وہ پانی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ پر پڑا تو آپؐ کی اُنگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مارنے لگا۔ پھر اُس برتن (میں پانی) نے جوش مارا، برتن نے چکّر کھایا اور پانی سے لبریز ہوگیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے جابرؓ آواز دو کہ جسے پانی کی ضرورت ہو وہ آئے"۔ لوگ آئے اور پانی پی کر سیراب ہوگئے۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا دستِ مُبارک برتن سے نکال لیا۔ برتن بدستور پانی سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے بعد لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھوک کی شکایت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قریب ہے، کہ اللہ تمہیں کھانا کھلائے" (چلتے چلتے) وہ لوگ ایک دریا کے کنارہ پر پہنچے۔ دریا نے مَوج ماری اور ایک جانور باہر ڈالدیا۔ صحابۂ کرامؓ نے آگ جلائی اور اس جانور کا گوشت پکایا، بھونا اور کھایا۔ پھر حضرت جابرؓ اور چار آدمی اُس کی آنکھ کے گوشہ میں گھُس گئے (وہ اتنا بڑا تھا کہ اُس میں گھُسنے کے بعد) اُنہیں کوئی دیکھ نہ سکتا تھا۔ پھر وہ لوگ باہر نکلے۔ اُس جانور کی ایک پسلی کو کھڑا کیا۔ پھر ایک آدمی کو بُلایا جو سب سے زیادہ بلند قامت تھا اور جو سب سے زیادہ اُونچے اُونٹ پر سوار تھا جس کی زین بھی تمام زینوں میں سب سے زیادہ بڑی تھی (پھر اس آدمی کو سوار کر کے اس پسلی کے نیچے سے نکالا تو) وہ بغیر سر جھکائے اُس پسلی کے نیچے سے نکل گیا۔[1]

کثرتِ سوال کی ممانعت ایک دن لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بڑی کثرت سے سوال کئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کثرتِ سوال سے غصّہ آگیا۔ آپؐ باہر تشریف لائے اور سُورج ڈھلتے ہی ظہر کی نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ منبر پر تشریف لے گئے اور کھڑے ہوکر خطبہ دیا۔ خطبہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قیامت کا ذکر کیا اور اُن بڑے بڑے واقعات کا ذکر کیا جو قیامت سے پہلے واقع ہوں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرمایا "جو میں جانتا ہوں اگر تمہیں معلوم ہوجائے تو تم بہت روؤ اور کم ہنسو"۔ پھر فرمایا "تم میں سے جو کوئی مجھ سے کچھ پوچھنا چاہے تو وہ پوچھ سکتا ہے۔ اللہ کی قسم جب تک میں اس جگہ پر ہوں جو بات پوچھو گے میں تمہیں بتادوں گا"۔ یہ سُن کر سب نے اپنا سر جھکالیا اور کپڑا لپیٹ کر چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ صحابہؓ پر اُس دن سے زیادہ سخت کوئی دن نہ گذرا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر فرمارہے تھے "مجھ سے پوچھو"۔ اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں کہاں جاؤں گا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دوزخ میں"۔ پھر حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کھڑے ہوئے، لوگ اُن کو اُن کے اصلی باپ کی طرف منسوب نہیں کرتے تھے، اس لئے اُنہوں نے سوال کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرا باپ کون تھا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "حذافہ" (لوگوں کو ان کے متعلق جو شبہ تھا اِس جواب سے وہ دور ہوگیا) پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا، اُس نے پُوچھا "میرا باپ کون ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تیرا باپ سالم مولیٰ شیبہ ہے"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم غصّہ میں تھے۔ حضرت عمرؓ نے چہرۂ مبارک پر غصّہ کے آثار دیکھے تو ہمّت کر کے دوزانو بیٹھ گئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم اللہ سے توبہ کرتے ہیں۔ ہم اللہ کے ربّ ہونے سے راضی ہیں، اسلام کے دین ہونے سے راضی ہیں اور محمدؐ کے رسُول ہونے سے راضی ہیں۔ فتنوں کی بُرائی سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہوگئے (پھر کچھ دیر بعد) آپؐ نے فرمایا "آفت قریب

---

[1] یہ سارا واقعہ صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق میں حضرت جابرؓ کی طویل حدیث میں بیان ہوا ہے۔ صحیح بخاری میں یہ واقعہ نہیں ہے البتہ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری (ابواب المناقب مناقب سعد بن ابی وقاصؓ) میں ہے۔

آچکی ہے (قیامت قریب ہے،) قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جیسی بُرائی اور بھلائی آن دیکھنے میں آئی اس سے پہلے ایسی بُرائی اور بھلائی میں نے کبھی نہیں دیکھی جنّت اور دوزخ میرے سامنے لائی گئیں اور میں نے ان دونوں کو اِس کونے میں دیکھا"۔ (ایسی نعمتیں اور ایسے عذابات اِس سے پہلے کبھی یہاں دیکھنے میں نہیں آئے) اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝ {مائدۃ ۱۰۱ و ۱۰۲}

اے ایمان والو، ایسی باتیں نہ پُوچھا کرو کہ اگر وہ ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بُری معلوم ہوں۔ اگر قرآن کے نزول کے زمانہ میں ایسی باتیں پوچھو گے تو وہ ضرور ظاہر کر دی جائیں گی۔ اللہ نے اس دفعہ تو تم کو معاف کر دیا ہے کیونکہ اللہ معاف کرنے والا، اور حِلم والا ہے۔ تم سے پہلے بھی لوگوں نے ایسی باتیں پوچھی تھیں، پھر جب وہ بتا دی گئیں تو اُنہیں تسلیم نہیں کیا۔[1]

اعتکاف رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ نے چند سال رمضان کے عشرۂ اوسط میں اعتکاف کیا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت جبریلؑ تشریف لائے اور کہا "جس چیز کی آپؐ کو تلاش ہے وہ آپؐ کے آگے ہے (یعنی شبِ قدر اگلے عشرہ میں ہے)" جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپؐ نے بیسؔ رمضان کی صبح کو کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا "جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ واپس آجائے کیونکہ میں نے شبِ قدر کو دیکھ لیا تھا لیکن میں بھُلا دیا گیا ہوں (مجھے یاد نہیں رہا کہ وہ کونسی رات ہے، البتہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ) وہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے اور میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شبِ قدر کی صبح کو کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں"۔ جس وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ دیا اُس وقت آسمان میں کوئی ابر وغیرہ نہیں تھا، یکایک ابر نمودار ہوا اور بارش ہونے لگی۔ مسجد کی چھت کھجور کی لکڑیوں کی بنی ہوئی تھی (لہٰذا وہ ٹپکنے لگی اور کیچڑ ہو گئی) جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (اکیسویں تاریخ کو) صبح کی نماز پڑھائی (تو نماز کے بعد) آپؐ کی پیشانی پر کیچڑ کا نشان تھا۔[2]

اس واقعہ کے بعد سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے رہے۔[3]

جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عبادت کے لئے کمر کس لیتے، رات کو جاگتے اور اپنی بیویوں کو بھی جگاتے۔[4]

ابر میں مغرب سے پہلے افطار کرنا ایک دن ابر چھایا ہوا تھا۔ (اندھیرے کی وجہ سے ایسا معلوم ہوا کہ مغرب ہو گئی) صحابہ کرامؓ نے روزہ افطار کر لیا (افطار کرنے کے بعد) سُورج دکھائی دینے لگا۔[5] (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِس سلسلہ میں کچھ نہیں فرمایا)

نمازِ تراویح جماعت سے ماہِ رمضان میں ایک دفعہ آدھی رات کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب توقیرہ وترک اکثار سوالہ عن انسؓ و صحیح بخاری کتاب الاعتصام وغیرہ نحوہٗ مختصراً عن انسؓ وابن عباسؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے)
[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب السجود علی الانف والسجود علی الطین عن ابی سعیدؓ وکتاب الصوم ابواب الاعتکاف وصحیح مسلم کتاب الصوم نحوہٗ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الصوم ابواب الاعتکاف عن عائشہ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصوم باب العمل فی العشر الاواخر عن عائشہ صدیقہؓ وصحیح مسلم کتاب الصوم۔
[5] صحیح بخاری کتاب الصوم باب اذا افطر ثم طلعت الشمس عن اسماءؓ۔

آپؐ نے مسجد میں نماز پڑھی۔ چند اور آدمیوں نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز ادا کی۔ صبح کو لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوا۔ دوسری رات کو پہلی رات سے زیادہ آدمی جمع ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن لوگوں کو نماز پڑھائی صبح کو پھر لوگوں میں چرچا ہوا تیسری رات کو بہت آدمی مسجد میں جمع ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو نماز پڑھائی۔ چوتھی رات کو اتنے آدمی جمع ہوئے کہ مسجد ناکافی ہو گئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف نہیں لائے نمازِ فجر کے بعد آپؐ نے تشہّد کے بعد فرمایا رات کو تمہارا آنا مجھ پر مخفی نہیں تھا لیکن مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر لازم نہ ہو جائے پھر اس کی ادائیگی سے تم عاجز ہو جاؤ (اور گناہگار ہو) یہ نماز تم گھر میں پڑھ لیا کرو کیونکہ فرض کے علاوہ تمام نمازیں گھر میں بہتر ہیں[1]

لیلۃُ القدر کی پہچان اُٹھا لی گئی ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے تاکہ صحابۂ کرامؓ کو لیلۃُ القدر (کی علامت) بتا دیں (اور وہ ابتدائے رات ہی سے پہچان لیں کہ آج کی رات شبِ قدر ہے) آپؐ کو دو آدمی لڑتے ہوئے ملے (ان کی لڑائی میں وہ علامت آپؐ بھول گئے) آپؐ نے فرمایا "میں شبِ قدر بتانے کیلئے نکلا تھا، فلاں اور فلاں آدمی لڑ رہے تھے لہٰذا اس کی پہچان اُٹھا لی گئی۔ اور شاید اسی میں بہتری ہو۔ اب تم اسے (خاص طور پر) اُنتیسویں[29]، ستائیسویں[27] اور پچیسویں[25] شب میں تلاش کیا کرو[2]" (نوٹ:۔ شبِ قدر ہر سال ایک ہی تاریخ کو نہیں ہوتی بلکہ کسی سال کسی تاریخ کو اور کسی سال کسی تاریخ کو)

عید الفطر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بغیر اذان اور اقامت کے عید الفطر کی نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ دیا۔ لوگوں کو تقوے کا حکم دیا، طاعتِ الٰہی کی ترغیب دی اور (بہت کچھ) نصیحت کی۔ جب آپؐ خطبہ سے فارغ ہوئے تو اُترے اور عورتوں کے پاس تشریف لائے اور اُن کو نصیحت کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت بلالؓ کے ہاتھ پر سہارا لئے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے "صدقہ دو، اس لئے کہ عورتیں کثرت سے جہنّم کا ایندھن ہوں گی"۔ ایک عورت نے پوچھا "ایسا کیوں ہو گا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم کثرت سے شکایت کرتی ہو، شوہر کی ناشکری کرتی ہو"۔ حضرت بلالؓ کپڑا پھیلائے ہوئے تھے، عورتیں بالیاں، چھلّے اور انگوٹھیاں اُس کپڑے میں ڈال رہی تھیں[3]

احرام کے متعلّق احکامِ الٰہی کا نزول اللہ کے علم میں یہ بات تھی کہ اس سال رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عمرہ کیلئے روانہ ہوں گے لہٰذا اِس سلسلہ کے بہت سے احکام اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ۝ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا

اے ایمان والو، اپنے عہد و پیمان کو پورا کیا کرو۔ تمہارے لئے چوپائے حلال کر دئے گئے ہیں سوائے اُن چوپایوں کے جو تم کو (پہلے) بتائے جا چکے ہیں (اور چوپایوں کا شکار بھی تم پر حلال ہے) مگر حالتِ احرام میں شکار حلال نہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے، اے ایمان والو، اللہ کے شعائر کی

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّوم باب فضل من قام رمضان و کتابُ الجمعۃ باب من قال فی الخطبۃ امّا بعد و کتابُ الصّلوٰۃ باب صلوٰۃ اللّیل قبل ابواب صفۃ الصّلوٰۃ عن زید بن ثابتؓ و صحیح مسلم باب الترغیب فی قیام رمضان (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)

[2] صحیح بخاری کتابُ الصّوم باب رفع معرفۃ لیلۃ القدر عن عبادۃؓ۔ [3] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ العیدین عن جابرؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح

الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ {مائدہ ۱ و ۲}

بے حُرمتی نہ کیا کرو۔ نہ حُرمت والے مہینہ کی بے حُرمتی کرو نہ قربانی کے جانوروں کی بے حُرمتی کرو۔ نہ اُن لوگوں کی بے حُرمتی کرو جو اپنے ربّ کے فضل اور رضا کی تلاش میں مسجدِ حرام کی طرف جا رہے ہوں۔ البتہ جب تم احرام اُتار دو تو پھر شکار کر سکتے ہو۔

یہودیوں اور عیسائیوں کی بدعہدی یہودیوں کی شرارتیں برابر جاری تھیں۔ اگرچہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہچانتے تھے (کہ واقعی آپؐ توریت کی پیشین گوئیوں کا مصداق ہیں) لیکن ایمان نہ لاتے تھے۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کئے تھے اُنہیں بُھلا ہی نہیں دیا تھا بلکہ قصداً ان کو توڑتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَىْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ {مائدہ ۱۲}

اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا، ان میں بارہ سردار مقرر کئے تھے اور ان سے کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں بشرطیکہ تم نماز پڑھتے رہو، زکوٰۃ دیتے رہو اور میرے رسولوں پر ایمان لاتے رہو، ان کی مدد کرتے رہو اور اللہ کو قرضِ حَسنہ دیتے رہو (اگر تم اس عہد پر قائم رہے تو) اللہ تمہارے گُناہ دور کر دے گا اور تمہیں ایسی جنّتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ لیکن جس نے اِس (عہد) کے بعد کُفر کیا (میرے رسُولوں پر ایمان نہ لایا) تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔

غرض یہ کہ جب یہودیوں نے اپنے عہد کو پُورا نہیں کیا اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ ۚ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ {مائدہ ۱۳}

ان کے عہد توڑنے کے سبب سے ہم نے ان پر لعنت بھیجی اور ان کے دلوں کو (ہٹ دھرمی کے نتیجہ میں) سخت کر دیا۔ یہ لوگ اللہ کے کلام کو اس کے اصل مقام سے ہٹا دیتے ہیں۔ جن باتوں کی نصیحت انہیں کی گئی تھی انہوں نے انہیں بُھلا دیا ہے (اے رسُولؐ) آپؐ ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی سازش کی خبر سُنتے رہیں گے۔ بہت تھوڑے آدمی ہیں جو ان بُرائیوں سے مستثنیٰ ہیں (اکثر لوگ سازشیں برپا کرتے رہتے ہیں) تاہم آپؐ ان کی خطائیں معاف کرتے رہیں، درگذر کرتے رہیں، بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے۔

نبی آخر الزّماں صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لانے کا عہد نہ صرف یہودیوں سے لیا گیا تھا بلکہ عیسائیوں سے بھی لیا گیا تھا لیکن اُنہوں نے بھی بدعہدی کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا

وہ لوگ جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں اُن سے بھی ہم نے عہد لیا تھا لیکن اُنہوں نے بھی (ہماری) نصیحت کا ایک بہت

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ بڑا حصہ فراموش کر دیا۔ ہم نے بھی اُن کے درمیان قیامت وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ تک کیلئے دشمنی اور کینہ ڈال دیا۔ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ عنقریب ان کو اس سے مطلع فرمائے گا۔

اہلِ کتاب کے معاملہ میں قانونِ الٰہی کا اجراء پہلے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے مقدمات میں اعراض کی اجازت دی تھی، اب اللہ تعالیٰ نے اپنے قوانین کو سب پر لازم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ { مائدہ ۴۸ }

ہم نے آپؐ پر حق کے ساتھ شریعت نازل کر دی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اُن کی محافظ بھی ہے، بس اب جو شریعت اللہ نے نازل کر دی ہے اسی کے مطابق ان میں فیصلہ کیجئے اور اُس حق کو چھوڑ کر جو آپؐ کو دیا گیا ہے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔

پھر دوبارہ اس حکم پر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ { مائدہ ۴۹ }

جو قانون اللہ نے نازل فرما دیا ہے اُسی کے مطابق ان کے مقدمات کا فیصلہ کیا کیجئے، ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے اور ان سے بچتے رہئے کہیں وہ آپؐ کو ایسے حکم سے جو اللہ نے آپؐ پر اُتارا ہے پھیر نہ دیں۔ اگر یہ اب بھی منہ موڑیں (اور بدامنی پھیلاتے رہیں) تو آپؐ جان لیں کہ اللہ نے ان کو ان کے گناہوں کی سزا دینے کا ارادہ کر لیا ہے (ان میں سے) اکثر لوگ نافرمان ہیں (لہٰذا وہ اپنے بداعمال کی سزا بھگتیں گے)

مسلمین کو ہدایت پھر اللہ تعالیٰ نے جماعت المسلمین کو اہلِ کتاب سے بچنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ { مائدہ ۵۱ }

اے ایمان والو، یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ آپس میں ایکدوسرے کے دوست ہو سکتے ہیں (تمہارے دوست کبھی نہیں ہو سکتے تمہارے سب دشمن ہیں) اور جو شخص ان کو دوست بنائے گا وہ ان ہی میں شمار ہوگا۔ بے شک اللہ، ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (ظلم کا نتیجہ گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا)

منافقین کی حالت مندرجہ بالا ہدایت کے باوجود منافق اپنی روش سے باز نہ آئے

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝ { مائدہ ۵۲ }

وہ بدستور اہلِ کتاب سے ملتے رہے، ان کی خیر خواہی کرتے رہے (جب ان سے پوچھا جاتا کہ ایسا کیوں کرتے ہو تو) جواب دیتے کہ کہیں ہم زمانہ کی گردش میں مبتلا نہ ہو جائیں (یعنی ملنا مصلحت آمیز ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی فتح ہو تو پھر نقصان اُٹھانا پڑے) اللہ نے فرمایا فتح تو عنقریب مسلمین کی ہوگی۔ اُس وقت یہ اپنی سازشوں پر نادم ہوں گے۔

مُسلمین کو مزید ہدایت مُسلمین کو مزید ہدایت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَاۗءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ {مائدہ ۵۴ تا ۵۸}

اے ایمان والو اگر تم میں سے کوئی مُرتد ہو جائے (تو اللہ کو کوئی پرواہ نہیں) اللہ ایسی قوم لے آئے گا جو اللہ سے محبّت کرے گی اللہ اُس سے محبّت کرے گا۔ وہ مؤمنین کے حق میں نرم ہوں گے اور کافروں کے حق میں سخت، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اللہ وسعت والا، جاننے والا ہے (اے ایمان والو) تمہارے دوست تو بس اللہ، اُس کا رسُولؐ اور مؤمنین ہونے چاہئیں جو نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں اور اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کردیں۔ (اے ایمان والو خبردار ہو جاؤ) جو اللہ، اس کے رسُولؐ اور مؤمنین کو دوست بنائے گا (وہی فائدہ میں رہے گا کیونکہ مؤمنین اللہ کا لشکر ہیں) اور اللہ کا لشکر ہی بالآخر غالب ہوگا اور اے ایمان والو، ان اہلِ کتاب کو جنہوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہے دوست نہ بنانا اور نہ (دوسرے) کُفّار کو، اللہ سے ڈرتے رہو۔ اگر تم مؤمن ہو۔ (اور تم ان کو کیسے اپنا دوست بنا سکتے ہو حالانکہ) یہ تو وہی لوگ ہیں جو (تمہاری) اذان کا مذاق اُڑاتے ہیں (یہ ایسی باتیں اِس لئے کرتے ہیں کہ) اِنہیں سمجھ نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ {مائدہ ۵۹}

اہلِ کتاب سے پوچھئے کہ آخر تم کس بات کا بدلہ ہم سے لے رہے ہو، کیا صرف اِس بات کا بدلہ لے رہے ہو کہ ہم اللہ پر اور اس کتاب پر جو ہم پر نازل ہوئی ہے اور اُن کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں ایمان لاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ تم میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں (اس لئے اِس قسم کی سرکشی کرتے رہتے ہیں)

یہودیوں کی شرارتیں اور مُنافقت اہلِ کتاب میں سے بعض مُنافق بھی تھے۔ ان لوگوں کی یہ حالت تھی کہ:۔

وَاِذَا جَاۗءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝ {مائدہ ۶۱}

جب مُؤمنین کے پاس آتے تو کہتے ہم ایمان لائے، حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ وہ کُفر کے ساتھ ہی آئے تھے اور کُفر کے ساتھ ہی لوٹے (وہ مُؤمنین سے اپنے نفاق کو چھپاتے تھے۔ اللہ نے فرمایا وہ مؤمنین سے اپنا نفاق چھپا سکتے ہیں، اللہ سے نہیں چھپا سکتے کیونکہ) اللہ ان کی مخفی باتوں کو جانتا ہے۔

یہودیوں کی شرارت اور گستاخی کی حد ہوگئی، ایک دن کہنے لگے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ {مائدہ ۶۴}

اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے (یعنی اللہ بخیل ہے) اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا (اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا نہیں ہے) بلکہ ان لوگوں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، ان کے اس قول کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی گئی ہے۔ اللہ کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، جس طرح وہ چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور (اے رسولؐ) جو کتاب آپؐ پر نازل کی گئی ہے اُس کی وجہ سے ان کا پیچ و تاب ابھی اور زیادہ ہوگا۔ وہ کُفر میں اور آگے بڑھ جائیں گے، ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کیلئے بغض اور عداوت ڈالدی ہے (یہ تمہارے دشمن ہیں اور قیامت تک دشمن رہیں گے) جب یہ لڑائی کیلئے آگ سُلگاتے ہیں اللہ اُسے بجھا دیتا ہے (ان کی سازش کامیاب نہیں ہوتی) یہ مُلک میں بدامنی پھیلانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور اللہ بدامنی پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ {مائدہ ۶۵}

اگر یہ لوگ ایمان لے آئیں اور ڈریں تو اللہ ان کی خطائیں معاف کر دے گا اور انہیں نعمت کے باغوں میں داخل کرے گا۔

رہی یہ بات کہ یہ لوگ تنگدست ہیں اور اللہ تعالیٰ پر بُخل کا الزام لگاتے ہیں تو اگر

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ {مائدہ ۶۶}

یہ لوگ توریت، انجیل اور اِس کتاب کو قائم کریں جو اللہ نے نازل فرمائی ہے تو اللہ اُن پر اوپر اور نیچے دونوں طرف سے رزق کے دروازے کھول دے گا (اور اے رسولؐ) ان میں کچھ ہی لوگ میانہ رَو ہیں ورنہ اکثر تو بڑے بداعمال ہیں۔

پھر فرمایا کہ:۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ {مائدہ ۶۷}

اے رسولؐ جو شریعت آپؐ کے ربّ کی طرف سے آپؐ پر نازل کی جارہی ہے اُسے بے کم و کاست پہنچا دیجئے اگر آپؐ نے ایسا نہ کیا تو آپؐ نے اللہ کا پیغام نہ پہنچایا (یعنی حقِّ رسالت ادا نہ کیا اور اس ابلاغِ رسالت میں آپؐ کسی سے نہ ڈریں) اللہ آپؐ کو تمام لوگوں (کی شرارت) سے محفوظ رکھے گا (اور جب تک کافر اپنے کفر سے باز نہ آجائیں) اللہ اُنہیں ہدایت پر نہیں چلاتا (اور اللہ اُنہیں ہدایت پر کیسے چلائے ان کی تو)

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى

یہ حالت ہے کہ جو عہد انہوں نے اللہ سے کئے تھے یہ انہیں پُورا نہیں کرتے۔ اللہ نے ان کے پاس بہت سے رسُول بھیجے

اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ○ {مائدہ} لیکن جب کوئی رسول ان کے پاس ایسی چیز لیکر آیا جو اُن کو ناپسند تھی تو اُنہوں نے بعض رسُولوں کی تکذیب کی اور بعض رسولوں کو قتل کر ڈالا (رہے عیسائی تو ان کا یہ حال ہے کہ)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ج وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ {مائدہ ۷۲ تا ۷۴}

انہوں نے بھی کُفر کیا جبکہ انہوں نے یہ کہا حضرت عیسےٰؑ اللہ ہی تو ہیں، حالانکہ حضرت عیسےٰؑ نے تو یہ کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اُس ہستی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا دونوں کا ربّ ہے۔ اُنہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کریگا تو اللہ اُس پر جنّت حرام کر دیگا اور (پھر میدانِ محشر میں) ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا (اور اے رسولؐ) ان عیسائیوں میں سے وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین معبودوں میں سے ایک ہے۔ حالانکہ کوئی الٰہ نہیں سوائے ایک الٰہ کے (اور وہ صرف اللہ ہے) اور اگر یہ لوگ اپنے کُفر سے باز نہ آئے تو پھر ان کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے (اس عذاب سے ڈر کر) یہ توبہ کیوں نہیں کرتے اور اللہ سے اپنے بدعقیدہ کی معافی کیوں نہیں مانگتے (اگر اب بھی یہ توبہ کرلیں تو اللہ معاف کردے گا کیونکہ) اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے ان دونوں فرقوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ط كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ط اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ط وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ○ {مائدہ ۷۵ تا ۷۷}

عیسیٰ بن مریمؑ تو رسُول تھے اور بس۔ (وہ الٰہ نہیں تھے) ان سے پہلے بھی رسُولؑ گذر چکے ہیں (اُن میں سے کوئی الٰہ نہیں تھا) عیسیٰؑ کی والدہ صدیقہ تھیں، دونوں کھانا کھاتے تھے (پھر الٰہ کیسے؟ الٰہ تو کھانے کا محتاج نہیں ہوتا) اور (اے رسُولؐ) (ہم کو) دیکھئے ہم کس کس طرح اپنی آیات وضاحت سے بیان کر رہے ہیں اور (ان کو) دیکھئے کہ یہ کس طرح اُلٹے چلے جا رہے ہیں (اے رسُولؐ) آپؐ ان سے پوچھئے کیا تم اللہ کے علاوہ ایسی شخصیت کی عبادت کرتے ہو جس کو تمہارے نفع و نقصان کا اختیار نہیں (تمہارے معبودانِ باطل نہ سُن سکتے ہیں نہ اُنہیں کسی بات کا علم ہوتا ہے لیکن) اللہ سب کچھ سُنتا ہے اور سب کچھ جانتا ہے (لہٰذا وہی عبادت کے لائق ہے) اور (اے رسُولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ اے اہلِ کتاب اپنے دین میں ناحق غُلُو نہ کرو (یعنی شریعت کے مقرّرہ حدود سے تجاوز نہ کرو، بس وہی کہو جو حق ہے) اور ایسے لوگوں کے پیچھے نہ چلو جو خود بھی گمراہ ہوئے اور بہت لوگوں کو گمراہ کر گئے۔ اور سیدھے راستہ سے بھٹک گئے۔

ان آیاتِ بیّنات کو سُن کر بہت سے عیسائی ایمان لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے متعلّق فرمایا:۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ یہ لوگ جب اس کلام کو سُنتے ہیں جو رسُولؐ پر اُتارا گیا تو (اے

تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

رسولؐ) آپؐ دیکھیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور یہ اس لئے کہ وہ حق کو پہچان گئے ہیں۔ وہ اِس طرح دُعائیں کرتے ہیں کہ "اے ہمارے ربّ ہم ایمان لے آئے، ہم کو اپنے ماننے والوں میں لکھ لے"۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آخر ہمیں کیا ہو گیا ہے جو ہم اللہ پر اور اس حق پر جو ہمارے پاس آیا ہے ایمان نہ لائیں (ہم ایمان لے آئے ہیں) اور ہم اُمید رکھتے ہیں کہ ہمارا ربّ ہمیں نیک بندوں کے ساتھ جنّت میں داخِل کرے گا (اے رسولؐ) ہم نے ان کے اس قول کے بدلہ میں انہیں ایسے باغات عطا کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ان باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور (ان ہی پر کیا موقوف ہے) تمام نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ ملتا ہے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے کُفر کیا اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی وہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔

قَسَم توڑنے کا کفّارہ بعض دفعہ قَسَم زبان سے بے ساختہ نِکل جاتی ہے اور بعض دفعہ دل کے ارادہ کے ساتھ نکلتی ہے۔ ان دونوں قسم کی قسموں کے متعلّق اللہ نے فرمایا:-

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ {مائدہ ۸۹}

اللہ تمہاری لغو قسموں پر کوئی مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ البتّہ جو قسمیں پُختہ ہوں گی اُن پر مؤاخذہ ہوگا (اے مؤمنو! اگر تم قسم کھا کر توڑو تو) اس کا کفّارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو اوسط درجہ کا کھانا جو تم اپنے اہل و عیال کو عموماً کھلاتے ہو کھلاؤ یا اُن کو کپڑے پہناؤ یا ایک غلام آزاد کرو۔ اگر کسی کو یہ چیزیں مُیسّر نہ ہوں تو وہ تین روزے رکھے (اور اے مؤمنو!) اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو، اللہ اپنے احکام بیان کر رہا ہے (اور آسانیاں بھی بہم پہنچا رہا ہے) تاکہ تم اُس کا شُکر ادا کرو۔

حالتِ احرام میں شکار کرنے کی ممانعت کی یاددہانی مؤمنین عنقریب عمرہ کے لئے روانہ ہونے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس سلسلہ میں پیش آنے والے واقعہ سے اور اس کے ذریعہ ہونے والے امتحان سے پہلے ہی آگاہ فرما دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ

اے ایمان والو، عنقریب اللہ تم کو ایسے شکار سے آزمائیگا جس کو تم اپنے ہاتھوں اور نیزوں سے حاصِل کر سکو گے یہ اس لئے کہ اللہ یہ ظاہر کر دے کہ کون اللہ سے غائبانہ ڈرتا ہے (اور کون نہیں) پھر جو شخص زیادتی کرے گا (اور اس آزمائش میں پُورا نہ اُترے گا) تو اُس کیلئے

حُرُمٌ ط وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ
مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ
مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ
مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ
وَبَالَ اَمْرِهٖ ط عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ط وَمَنْ
عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو
انْتِقَامٍ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ
مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ
الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ
اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ {مائدہ ۹۴ تا ۹۶}

دردناک عذاب ہے۔ اے ایمان والو، حالتِ احرام میں شکار نہ کرو۔ اور جو شخص قصداً ایسا کرے تو اس کا کفّارہ یہ ادا کرے کہ اُسی طرح کا چوپایہ جسے تم میں سے دو معتبر شخص مقرر کر دیں قربانی کے لئے کعبہ کو روانہ کرے یا (قربانی کے جانور کی قیمت میں جتنے) مساکین کو (کھانا کھلایا جا سکتا ہے) کھانا کھلائے یا ان مساکین کی تعداد کے برابر روزے رکھے۔ یہ کفّارہ اس لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ وہ اپنے کئے کا مزا چکھے۔ اب تک جو ہو چکا وہ اللہ نے معاف کر دیا لیکن جو شخص آئندہ ایسا کرے گا تو اللہ اس سے انتقام لے گا، اللہ غالب ہے، اور انتقام لینے والا ہے البتہ تمہارے لئے دریائی شکار حلال ہے (وہ تم کر سکتے ہو) اس کا کھانا بھی حلال ہے۔ تم بھی کھا سکتے ہو اور مسافر بھی (بطورِ زادِ راہ کے اُسے اپنے ساتھ لیجا کر) کھا سکتے ہیں۔ اور (اسے پھر سُن لو کہ جب تم حالتِ احرام میں ہو تو خشکی کا شکار حلال نہیں، اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تمہیں (ایک دن) جمع ہونا ہے۔

حج کی فرضیّت تقریباً اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حج فرض کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ
بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ
اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ
كَانَ اٰمِنًا ط وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ
غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {آل عمران ۹۷ تا ۹۷}

سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کیلئے بنایا گیا وہ وہی ہے جو مکّہ میں ہے۔ وہ بابرکت مقام ہے اور تمام دُنیا کیلئے (ذریعۂ) ہدایت ہے۔ اس میں کھُلی ہوئی نشانیاں ہیں (جو اس کی قدامت اور بزرگی کی گواہ ہیں) ان نشانیوں میں مقامِ ابراہیمؑ بھی ہے۔ جو شخص اس گھر میں داخل ہو گیا وہ امن میں آ گیا۔ ایسے تمام لوگوں پر جن کو اس گھر تک پہنچنے کی مقدرت ہو اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ اس گھر کا حج کریں۔ اور جو انکار کرے تو (اللہ کو کوئی پرواہ نہیں) اللہ تمام عالم سے بے نیاز ہے۔

پھر فرمایا:۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ط فَاِنْ
اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا
تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ط

اللہ کے لئے حج اور عُمرہ کو پُورا کرو، اگر تمہیں راستہ میں روک دیا جائے تو جو قربانی میسّر ہو (اللہ کے راستہ میں) ذبح کر دو (اور اس بات کو یاد رکھو کہ) جب تک قربانی مقام ذبح پر نہ پہنچ جائے سر نہ مُنڈواؤ۔

پھر فرمایا:۔

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۪ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى
الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ

جب تم مطمئن ہو جاؤ تو تم میں سے جو شخص حج کے ساتھ عمرہ کرنا چاہے تو وہ جو قربانی میسّر ہو نذر کرے۔ اگر کسی شخص کو

يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ
اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ
لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ {بقرہ ۱۹۶}

قربانی میسّر نہ ہو تو وہ تین روزے ایّامِ حج میں رکھّے اور سات جب واپس گھر آجائے۔ یہ پورے دس دن ہوئے لیکن یہ حکم صرف اُس شخص کے لئے ہے جس کے اہل وعیال مکّہ میں نہ رہتے ہوں۔ اللہ سے ڈرتے رہو اور اچھّی طرح سمجھ لو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

صُلحِ حُدَیبیہ

تقریباً ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ
لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ
اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ
لَا تَخَافُوْنَ ۭ {فتح ۲۷}

ایک خواب دیکھا کہ مُسلمین مسجدِ حرام جاکر امن کے ساتھ عمرہ کریں گے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ خوشخبری صحابۂ کرامؓ کو سُنائی پھر ذیقعدہ کے مہینہ میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ عمرہ کے ارادہ سے مکّہ روانہ ہوئے۔ صحابۂ کرامؓ کی تعداد ۱۴۰۰ سے زائد تھی۔ جب آپؐ ذوالحلیفہ پہنچے تو اپنی قربانی کے جانور کو قِلادہ پہنا دیا، اس کا اشعار[ف] کیا اور پھر عمرہ کا احرام باندھ لیا۔ احرام باندھنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خزاعہ قبیلہ کے ایک شخص کو جاسوس بنا کر روانہ کیا اور آپؐ آگے روانہ ہو گئے۔ جب آپؐ مقام غُدیر الاشطاط پر پہنچے تو وہ جاسوس واپس آکر آپؐ سے ملا۔ اُس نے کہا قریش نے آپؐ سے لڑنے کیلئے جماعتیں اکھٹّی کی ہیں اور قوم احابیش[ع] کو بھی (اپنی مدد کے لئے) بُلا لیا ہے۔ وہ آپؐ سے لڑیں گے اور آپؐ کو بیتُ اللہ جانے سے روکیں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا "اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ کیا تمہاری رائے ہے کہ میں ان کافروں کو جاکر غارت کر دوں جو ہمیں بیتُ اللہ جانے سے مانع ہوں اور اُن کے اہل وعیال کو قیدی بنالوں، اگر وہ ہمارا مقابلہ کریں گے تو اللہ عزّوجلّ ہماری مدد کرے گا (اور ہمیں ان کے شر سے بچائے گا) جس طرح اُس نے (ہمارے) جاسوس کو اُن کی شر سے بچایا اور اگر وہ مقابلہ نہ کریں تو ہم اُنہیں لُٹے ہوئے اور بھاگے ہوئے لوگوں کی طرح (شکست خوردہ) چھوڑ دیں گے۔" حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ تو بیتُ اللہ کے ارادہ سے آئے ہیں، آپؐ کا منشا کسی کو قتل کرنا یا کسی سے لڑنا تو ہے نہیں، آپؐ چلئے تو سہی، اگر کوئی ہمیں روکیگا

ف اشعار خون آلودہ کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ قربانی کے جانور کی علامت ہوتی ہے۔

ع احابیش حُبشی سے بنا ہے۔ حُبشی مکّہ معظمہ کے قریب ایک پہاڑی کا نام ہے۔ اس پہاڑی کے قریب قبیلہ بنو نضر، قبیلہ بنو مالک اور قبیلہ مُطیّبین نے ایک معاہدہ کیا تھا اس وقت سے ان قبیلوں کو احابیش کہا جانے لگا۔ مُطیّبین کو مطیّبین اس لئے کہا گیا کہ معاہدہ کرتے وقت انہوں نے عطر استعمال کیا تھا۔ (رحمۃ للعالمین جلد ۲ صفحہ ۲۷۷)

تو ہم اس سے لڑیں گے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" اللہ کا نام لے کر چلو"۔[1]

راستہ میں ایک جگہ لوگوں کو پیاس لگی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ایک لوٹا تھا، آپؐ نے اس سے وضو کیا، پھر لوگ آپؐ کے پاس آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا" تم لوگوں کا کیا حال ہے؟" لوگوں نے عرض کیا" اے اللہ کے رسُولؐ، ہمارے پاس نہ وضو کیلئے پانی ہے نہ پینے کے لئے پانی ہے سوائے اُس پانی کے جو آپؐ کے لوٹے میں ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس لوٹے میں اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ یکایک آپؐ کی اُنگلیوں کے درمیان سے چشموں کی مانند پانی جوش مارنے لگا، تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو بھی کیا۔ حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ تم اُس دن کتنے آدمی تھے؟ کہنے لگے اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہو جاتا، ہم اس دن پندرہ سو (کے قریب) تھے۔[2]

سفر جاری تھا، سوائے حضرت ابوقتادہؓ کے تمام صحابۂ کرامؓ احرام باندھے ہوئے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر ملی کہ دشمن مقام غَیقہ میں ہے۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا تم ساحِل کے کنارہ کنارہ چلو اور مجھ سے آکر ملو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ مقام قاحہ میں پہنچے تو سب نے پڑاؤ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان سے کچھ آگے جا کر ٹھہر گئے۔ حضرت ابوقتادہؓ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے اپنی جوتی سی رہے تھے کہ اتنے میں صحابہ کرامؓ کو ایک جنگلی گدھا دکھائی دیا۔ احرام کی وجہ سے (وہ خود اُس کا شکار نہیں کر سکتے تھے اور) حضرت ابوقتادہؓ کو بھی نہ بتا سکتے تھے، اگرچہ وہ چاہ رہے تھے کہ کاش حضرت ابوقتادہؓ اُسے دیکھ لیں۔ ان میں سے بعض لوگ حضرت ابوقتادہؓ کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے۔ اتفاقاً حضرت ابوقتادہؓ نے منہ موڑا تو اُنہیں گدھا دکھائی دیا۔ وہ پہاڑوں پر چڑھنے کے بڑے مشّاق تھے۔ انہوں نے فوراً اپنے گھوڑے پر زین کسا اور اُس پر سوار ہو گئے۔ جلدی میں کوڑا اور نیزہ لینا بھول گئے۔ انہوں نے صحابۂ کرامؓ سے کہا" نیزہ اور کوڑا مجھے دیدو" صحابۂ کرامؓ نے کہا" اللہ کی قسم ہم تمہاری کسی قسم کی بھی مدد نہیں کریں گے"۔ حضرت ابوقتادہؓ کو غصّہ آگیا۔ گھوڑے سے اُترے اور دونوں چیزیں اُٹھالیں۔ پھر سوار ہو کر تیزی سے اُس گدھے پر حملہ کیا اور اُس کی ٹانگ کاٹ دی۔ پھر صحابۂ کرامؓ کے پاس واپس آئے اور اُن سے کہا چلو اُس کو اُٹھا کر لے آئیں۔ صحابہ کرامؓ نے کہا" ہم تو اسے ہاتھ بھی نہ لگائیں گے"۔ یہ سُن کر وہ خود گئے اور اُس کو اُٹھا کر صحابۂ کرامؓ کے پاس لے آئے۔ گدھا مر چکا تھا (اُس کا گوشت پکایا گیا) بعض صحابہؓ نے گوشت کھایا اور بعض کو حالتِ احرام میں اس کا گوشت کھانے سے شبہ ہوا لہٰذا اُنہوں نے نہیں کھایا، پھر وہ لوگ آگے روانہ ہوئے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کافی آگے نکل گئے تھے۔ صحابہ کرامؓ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان سے چھوٹ نہ جائیں (لہٰذا وہ تیزی سے روانہ ہوئے) حضرت ابوقتادہؓ بھی کبھی گھوڑے کو تیزی سے دوڑاتے اور کبھی آہستہ چلاتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ اندھیری رات میں اُنہیں بنو غفار کا ایک شخص ملا۔ اُنہوں نے اُس سے پوچھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کہاں ہیں۔ اُس نے کہا میں نے اُنہیں مقام تعہن میں چھوڑا ہے اور دوپہر کو آپؐ مقام سُقیا میں قیام فرمائیں گے۔ حضرت ابوقتادہؓ آپؐ سے جا کر مل گئے اور عرض کیا" آپؐ کے اصحابؓ آپؐ پر سلام اور رحمت بھیجتے ہیں، انہیں اندیشہ ہے کہ دشمن انہیں آپؐ سے دُور نہ کر دے، لہٰذا آپؐ ان کا انتظار فرمائیے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے انتظار میں ٹھہر گئے۔

جب صحابۂ کرامؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے تو آپؐ سے اُس گدھے کا گوشت کھانے کے متعلق سوال کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" کیا تم نے شکار کیا تھا یا کسی قسم کی مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا؟" صحابہؓ نے کہا

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن مسورؓ و مروانؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن جابرؓ۔

"نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی ہے؟" حضرت ابو قتادہؓ ایک دست چھپا کر لے آئے تھے کہنے لگے "جی ہاں باقی ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو بچا ہوا ہے وہ بھی کھالو۔ اس کا کھانا حلال ہے"۔[1]

حضرت ابو قتادہؓ نے وہ دست رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا، آپؐ نے اس میں سے کھایا حالانکہ آپؐ احرام باندھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "یہ کھانا تو وہ ہے جو تمہیں اللہ نے کھلایا ہے"۔[2]

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آگے روانہ ہوئے۔ اَبوا یا وِدّان کے مقام پر حضرت صعب بن جثّامہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہدیۃً ایک جنگلی گدھا پیش کیا۔ آپؐ نے واپس کر دیا۔ پھر جب آپؐ نے اُن کے چہرہ پر مَلال کے آثار دیکھے تو فرمایا "ہم نے کسی اور وجہ سے واپس نہیں کیا بلکہ صرف اس وجہ سے واپس کیا ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں"۔[2] (سالم گدھا لے کر ذبح کرنا مثل شکار کے ہے اور یہ حالتِ احرام میں جائز نہیں)

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آگے روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں آپؐ نے فرمایا "خالد بن ولیدؓ مقام غُمَیم میں قریش کے سواروں کے ساتھ مقدمۃ الجیش میں ہیں لہٰذا تم داہنی جانب چلو"۔ (صحابہؓ نے حکم کی تعمیل کی) حضرت خالدؓ کو (جو ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے) مسلمین کے آنے کی خبر نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ جب لشکرِ اسلام کا غبار اُن کے پاس پہنچا تو وہ سمجھے کہ مسلمین آگئے۔ وہ فوراً قریش کو خبر دینے کے لئے روانہ ہوئے۔ اس اثناء میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر چلتے رہے، یہاں تک کہ آپؐ جب اُس پہاڑی پر پہنچے جس کے اُوپر سے ہو کر مکّہ میں اُترتے تھے تو آپؐ کی اُونٹنی جس کا نام قَصواء تھا بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا حَلْ حَلْ لیکن اُونٹنی نے جنبش نہیں کی۔ صحابہؓ نے کہا قَصواء بیٹھ گئی، قَصواء بیٹھ گئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قصواء نہیں بیٹھی نہ اُس کی یہ عادت ہے بلکہ اسے اُس ذات نے روک دیا ہے جس نے ہاتھی کو روکا تھا" (یہ قصّہ سورۂ فیل کے حوالہ سے پہلے گذر چکا ہے) پھر آپؐ نے فرمایا "اُس ذات کی قَسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کُفّارِ قریش مجھ سے جس بات کا بھی سوال کریں گے بشرطیکہ وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی حرمت کا لحاظ (کرتے ہوئے مجھ سے کسی حرام چیز کا مطالبہ نہیں) کریں گے تو میں ان کی اس بات کو منظور کر لوں گا"۔ یہ کہکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُونٹنی کو ڈانٹا۔ اُونٹنی نے ایک جست لگائی (اور کھڑی ہو گئی) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (پہاڑی سے) ایک طرف ہٹ کر آگے روانہ ہوئے۔ جب آپؐ حدیبیہ نامی کُنویں کے پاس پہنچے تو اُتر پڑے (اور وہاں قیام فرمایا) صحابۂ کرامؓ بھی وہاں پہنچ گئے اور اُس کُنویں میں سے تھوڑا تھوڑا پانی لیتے رہے۔ تھوڑی دیر میں اُسے بالکل صاف کر دیا اور ایک قطرہ پانی بھی اُس میں نہ چھوڑا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جب پانی ختم ہونے کی خبر ہوئی تو آپؐ تشریف لائے اور کُنویں کی مُنڈیر پر بیٹھ گئے۔ پھر آپؐ نے وضو کے لئے پانی منگایا۔ آپؐ نے کُنویں میں کُلّی کی اور دُعاء فرمائی۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اسے کچھ دیر کیلئے چھوڑ دو" لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اُس کُنویں میں اتنا پانی ہو گیا کہ تمام صحابہؓ نے اور اُن کے جانوروں نے سیر ہو کر پیا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ آگے روانہ ہوئے اور تھوڑی دور جا کر حدیبیہ ہی کے علاقہ میں ایک گڑھے کے پاس ٹھہر گئے۔ گڑھے میں پانی بہت کم تھا (گرمی کا زمانہ تھا)

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الہبۃ باب من استوہب من اصحابہ شیئاً عن ابی قتادۃؓ وکتابُ المغازی وکتابُ الذبائح والصّید وکتابُ الاطعمۃ باب تعرّق العضد وصحیح مسلم کتابُ الحج باب تحریم الصّید للمحرم نحوہٗ (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتابُ الہبۃ باب قبول الہدیۃ عن صعبؓ وصحیح مسلم باب تحریم الصّید للمحرم۔

لوگوں نے تھوڑی دیر میں اُسے بھی صاف کر دیا، پھر آپؐ سے پیاس کی شکایت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور فرمایا "اِسے وہاں گاڑ دو" تیر گاڑتے ہی پانی جوش مارنے لگا۔ لوگوں نے پانی پیا اور سب سیراب ہو گئے۔

حضرت کعب بن عجرہؓ کے سر میں جوئیں پڑ گئی تھیں۔ حدیبیہ پہنچتے پہنچتے جوئیں اس کثرت سے ہو گئیں کہ سر سے جھڑنے لگیں۔ ان کی اس تکلیف کو رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۲ {بقرہ ۱۹۶}

جو شخص مریض ہو یا جس شخص کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو وہ (حالتِ احرام میں قربانی کرنے سے پہلے) سر مُنڈا سکتا ہے، البتّہ فدیہ میں روزے رکھّے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

صحابہ کرامؓ حضرت کعبؓ کو اُٹھا کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لائے۔ آپؐ نے اُن سے فرمایا "میں دیکھتا ہوں کہ تم بڑی تکلیف میں ہو، لہٰذا تم سر مُنڈوا دو اور فدیہ میں تین روزے رکھو یا ایک فرق پیمانہ کے برابر (طعام) چھ آدمیوں کو بطور صدقہ دیدو یا جو قربانی میسّر ہو وہ قربانی کر دو"۔ (اُنہوں نے حکم کی تعمیل کی)

صحابہ کرامؓ مختلف درختوں کے سایوں میں قیام کرنے کیلئے پھیل گئے، اسی اثناء میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمانؓ کو (بات چیت کے لئے) مکّہ روانہ کیا۔ آپؐ نے اِس کام کے لئے حضرت عثمانؓ کا انتخاب اس لئے کیا کہ مکّہ والوں کے نزدیک ان سے زیادہ کوئی معزز نہیں تھا۔

حضرت عثمانؓ کے جانے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر مسلمین سے لڑنے مرنے پر بیعت لی۔ اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ لوگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف چلے جا رہے ہیں تو اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ سے کہا جاؤ دیکھو یہ کیا معاملہ ہے اور فلاں انصاری سے میرا گھوڑا بھی لیتے آنا۔ حضرت عبداللہؓ روانہ ہوئے۔ دیکھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیعت لے رہے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ نے فوراً بیعت کی۔ پھر حضرت عمرؓ کو خبر دی۔ حضرت عمرؓ اُس وقت ہتھیار پہن رہے تھے۔ وہ گئے اور اُنہوں نے بھی جا کر بیعت کی۔ پھر حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ کو سہارا دیا۔ لوگ بیعت کرتے رہے یہاں تک کہ (تقریباً) پندرہ سَو آدمیوں نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت عثمانؓ کیونکہ موجود نہیں تھے لہٰذا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے سیدھے ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا اور اُس کو اپنے بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا "یہ عثمانؓ کی بیعت ہے"۔

حضرت سلمہ بن اَکوعؓ کہتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد میں ایک درخت کے سایہ میں جا بیٹھا، جب لوگ چھٹ گئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا "اے اَکوع کے بیٹے تم بیعت کیوں نہیں کرتے؟" میں نے عرض کیا "میں بیعت کر چکا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پھر سہی"۔ میں نے دوبارہ بیعت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا کہ میرے پاس ہتھیار نہیں ہیں تو مجھے ایک ڈھال عنایت فرمائی، میں نے وہ ڈھال اپنے چچا عامرؓ کو دیدی۔ اس کے بعد بھی کچھ لوگوں نے بیعت کی۔ جب یہ سلسلہ بالکل ختم ہو گیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا "اے سلمہؓ تم بیعت کیوں نہیں کرتے؟" میں نے کہا میں تو شروع میں بیعت کر چکا ہوں اور ایک مرتبہ بیچ میں اور کر لی ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پھر سہی"۔ میں نے تیسری مرتبہ بیعت کی۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے پوچھا "اے سلمہؓ وہ ڈھال کہاں گئی؟" میں نے عرض کیا "میرے چچا عامرؓ کے پاس ہتھیار نہیں تھے میں نے وہ ڈھال اُن کو دیدی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مُسکرائے اور فرمایا "تم اُس شخص کی مثل ہو جس نے دُعاء کی تھی کہ الٰہی مجھے ایسا دوست عطا فرما جو مجھے میری جان سے زیادہ پیارا ہو"۔

اسی اثناء میں بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم کے چند لوگوں کے ہمراہ خزاعہ قبیلہ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تہامہ کے پورے علاقہ میں صرف یہی قبیلہ تھا جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خیر خواہ تھا۔ بدیل نے کہا "میں نے کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ حدیبیہ کے عمیق چشموں پر فروکش ہیں۔ اُن کے ہمراہ دودھ والی اُونٹنیاں ہیں، وہ آپؐ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور آپؐ کو کعبہ سے روکنا چاہتے ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے، بلکہ عمرہ کرنے آئے ہیں، قریش کو لڑائی نے کمزور کر دیا ہے اور ان کو نقصان پہنچایا ہے (ایسی حالت میں) اگر وہ چاہیں تو میں اُن کے لئے (صُلح کی) کوئی مُدّت مقرر کر دوں۔ اس مُدّت میں پھر وہ میرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان مداخلت نہ کریں، اگر (صُلح کی مُدّت میں) میں غالب آجاؤں تو اگر وہ چاہیں تو اس دین میں داخل ہو جائیں جس میں اور لوگ داخل ہوئے ہیں۔ اور اگر وہ اس دین میں داخل نہ ہوں تو پھر صُلح کی مُدّت تک آرام سے بیٹھیں۔ اگر وہ اس بات کو منظور نہ کریں گے تو اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اپنی اسی حالت میں ان سے لڑوں گا یہاں تک کہ میں قتل کر دیا جاؤں اور (ایسا ہو نہیں سکتا کیونکہ) اللہ اپنے دین کو جاری کر کے رہے گا"۔ بدیل نے کہا جو کچھ آپؐ نے فرمایا میں قریش سے جا کر کہوں گا۔ یہ کہہ کر بدیل قریش کے پاس پہنچا اور کہا کہ ہم تمہارے پاس اُس شخص کی طرف سے آرہے ہیں (جس کو تم روکنا چاہتے ہو) ہم نے اُس سے کچھ باتیں سُنی ہیں، اگر تم چاہو تو وہ باتیں ہم تم سے بیان کر دیں۔ ان میں سے بے وقوف لوگوں نے کہا کہ ہمیں ان باتوں کی ضرورت نہیں۔ ان میں جو عقلمند لوگ تھے اُنہوں نے کہا جو کچھ تم نے سُنا ہے بیان کرو۔ بدیل نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی باتیں اُنہیں سُنائیں۔ عروہ بن مسعود نے جب یہ باتیں سُنیں تو کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ "اے لوگو! کیا میں تمہارا باپ نہیں ہوں؟" لوگوں نے کہا "ہاں" عروہ نے کہا کیا تم میرے بیٹوں کے مثل نہیں ہو؟ لوگوں نے کہا "ہاں"۔ عروہ نے کہا "کیا تم کو مجھ سے کسی قسم کی بدظنی ہے؟" لوگوں نے کہا "نہیں"۔ عروہ نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے عکاظ والوں کو تمہاری مدد کے لئے بلایا تھا، لیکن جب اُنہوں نے میرا کہنا نہ مانا تو میں اپنے اقرباء اور اولاد کو اور جس جس نے میرا کہنا مانا تمہاری مدد کے لئے لے آیا"۔ انہوں نے کہا "ہاں (تم سچ کہتے ہو)" عروہ نے کہا۔ "اس شخص نے تمہارے سامنے ایک اچھی بات پیش کی ہے، اسے منظور کر لو اور مجھے اجازت دو کہ میں اس کے پاس جاؤں"۔ لوگوں نے کہا اچھا تم اس کے پاس جاؤ۔ الغرض عروہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور آپؐ سے گفتگو کرنے لگا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عروہ سے وہی باتیں کہیں جو بدیل سے کہی تھیں۔ عروہ نے کہا "اے محمدؐ، یہ بتاؤ اگر تم اپنی قوم کی جڑ کاٹ ڈالو گے (تو تمہیں کیا ملیگا) کیا تم نے اس سے پہلے کسی عرب کے متعلق سُنا ہے کہ اُس نے اپنی قوم کا استیصال کیا ہو اور اگر کوئی دوسری بات ظہور میں آئی (یعنی تم مغلوب ہو گئے) تو پھر کیا ہو گا اور بظاہر ایسا ہی ہوتا نظر آتا ہے کیونکہ میں تمہارے ساتھ ایسے مختلف قسم کے آدمی دیکھ رہا ہوں کہ وہ بھاگ جانے کے زیادہ سزاوار ہیں اور وہ تمہیں تنہا چھوڑ دینگے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا تو جو چاہے بکتا پھر، کیا ہم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے"۔ عروہ نے کہا یہ کون ہے؟[عہ] لوگوں نے کہا ابوبکرؓ ہیں۔ عروہ نے کہا "قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارا ایک

عہ عروہ نے کافی عرصہ کے بعد ان کو دیکھا تھا اس لئے پہچان نہ سکا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عروہ کی بینائی کمزور ہو گئی ہو۔

احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا بدلہ میں ابھی تک نہ ادا کر سکا ہوں تو میں ضرور تمہیں جواب دیتا۔ عروہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگا۔ وہ جب بات کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو اپنا ہاتھ لگاتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے پاس کھڑے ہوئے تھے، ان کے پاس تلوار تھی اور سر پر خود تھا۔ اُنہوں نے جب دیکھا کہ عروہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھا رہا ہے تو اپنی تلوار کا قبضہ اُس کے ہاتھ پر مارا اور کہا "اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے الگ رکھ"۔ عروہ نے اپنا سر اُٹھایا اور پوچھا "یہ کون ہے؟" لوگوں نے کہا مغیرہ بن شعبہؓ۔ عروہ نے کہا "اے بے وفا تو سمجھتا ہے کہ میں تیری بے وفائی کے انتقام کی فکر میں نہیں ہوں"۔ ایامِ جاہلیت میں حضرت مغیرہؓ کچھ لوگوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے تھے، ایک دن اُنہوں نے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا اور اُن کا مال لے لیا۔ اس کے بعد وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہارا اسلام لانا تو قبول کرتا ہوں لیکن مال کے معاملہ میں مجھے معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے"۔ عروہ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا اور اُس لوٹ مار کو بیوفائی کہا، اس کے بعد عروہ گوشۂ چشم سے صحابۂ کرامؓ کو دیکھنے لگا۔ اُس نے دیکھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوکتے ہیں تو (صحابہؓ فوراً اپنے ہاتھ پھیلا دیتے ہیں اور) آپؐ کا تھوک کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اُسے چہرہ پر مل لیتا ہے اور جب آپؐ اُنہیں کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً اُس کی تعمیل کرتے ہیں۔ جب آپؐ وضو کرتے ہیں تو لوگ آپؐ کے وضو کے پانی پر لڑتے ہیں۔ جب آپؐ بات کرتے ہیں تو وہ اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور بغرضِ تعظیم بے محابا آپؐ کی طرف نہیں دیکھتے۔ یہ منظر دیکھکر عروہ واپس چلا گیا اور قریش سے کہا "اے لوگو! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں، قیصر، کسریٰ اور نجاشی کا دربار دیکھا ہے مگر اللہ کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اُس کے مصاحب اُس کی اِس قدر تعظیم کرتے ہوں جس قدر محمدؐ کے اصحاب محمدؐ کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو اُن کا تھوک اُن میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اُس کو اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب وہ اپنے اصحاب کو کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو لوگ وضو کے پانی کے لئے جھگڑتے ہیں اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور ادب کے باعث اُن کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے اور بے شک انہوں نے تمہارے سامنے ایک عمدہ بات پیش کی ہے لہٰذا تم اس کو مان لو"۔ یہ سُنکر بنو کنانہ میں سے ایک شخص نے کہا "مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں"۔ لوگوں نے کہا "اچھا تم جاؤ"۔ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے پاس آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا تو فرمایا "یہ فلاں شخص ہے اور اُس قوم میں سے ہے جو قربانی کے جانوروں کی بہت تعظیم کرتے ہیں، لہٰذا تم قربانی کے جانور اس کے سامنے لاؤ"۔ لوگ قربانی کے جانور لے کر چلے اور تلبیہ کہتے ہوئے اُس کا استقبال کیا۔ جب اُس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا سُبحان اللہ، ان لوگوں کو کعبہ سے روکنا مناسب نہیں۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس واپس چلا آیا۔ اور اُن سے کہا "میں نے قربانی کے جانوروں کو دیکھا کہ انہیں قلادے پہنا دئے گئے ہیں (یعنی ان کے گلے میں پٹے ڈال دئے گئے ہیں) اور ان کا اِشعار کیا گیا ہے۔ میں مناسب نہیں سمجھتا کہ انہیں کعبہ سے روکا جائے"۔ یہ سُن کر اُن میں سے ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نام مِکرز بن حفص تھا، اُس نے کہا اب مجھے اجازت دو کہ میں محمدؐ کے پاس جاؤں۔ لوگوں نے

لہ عروہ نے کافی عرصہ کے بعد ان کو دیکھا تھا اِس لئے پہچان نہ سکا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عروہ کی بینائی کمزور ہو گئی ہو۔

کہا "اچھا تم جاؤ" جب وہ مسلمین کے پاس پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ مکرز ہے اور یہ ایک بدکردار آدمی ہے"۔ وہ آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگا۔ اسی حال میں کہ وہ مصروفِ گفتگو تھا سہیل بن عمرو آیا۔ جب سہیل آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اب تمہارا کام سہل کر دیا گیا"۔ سہیل نے کہا کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان صلح نامہ لکھ دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل نے کہا اللہ کی قسم ہم رحمٰن کو نہیں جانتے کہ کون ہے، آپ اس طرح لکھوائیے باسمک اللّٰھم، جیسا کہ آپ پہلے لکھا کرتے تھے۔ صحابہؓ نے کہا ہم تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھوائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باسمک اللّٰھم ہی لکھدو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ لکھو "یہ وہ تحریر ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی"۔ سہیل نے کہا "اللہ کی قسم اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو کعبہ سے نہ روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے۔ بلکہ آپ کی پیروی کرتے۔ لہٰذا آپ یہ لکھوائیے محمد بن عبداللہ"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں بے شک اللہ کا رسول ہوں، اور اگر تم میری تکذیب کرتے ہو تو محمد بن عبداللہ ہی لکھوادو"۔ یہ فرما کر آپ نے حضرت علیؓ سے کہا "رسول اللہ" کو مٹا کر "ابنِ عبداللہ" لکھدو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا "اللہ کی قسم یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کاغذ لے لیا اور فرمایا "مجھے بتاؤ (کہ وہ کہاں لکھا ہے؟)" حضرت علیؓ نے بتادیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اسے مٹا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صلح اس بات پر ہو رہی ہے کہ تم ہمارے اور کعبہ کے درمیان راہ صاف کر دو"۔ سہیل نے کہا اللہ کی قسم اس سال نہیں، کہیں عرب یہ نہ کہیں کہ ہم مجبور کر دئے گئے۔ ہاں آئندہ سال یہ بات ہو جائے گی مگر اس شرط پر کہ آپ مکہ میں ہتھیار لے کر نہیں آئیں گے سوائے تلواروں کے اور وہ بھی نیام میں ہوں گی اور تین دن سے زیادہ قیام نہیں کریں گے یا جتنا ہم چاہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منظور کر لیا اور اس کے مطابق صلح نامہ میں لکھوا دیا۔ پھر سہیل نے کہا کہ یہ لکھوائیے کہ اگر ہماری طرف سے کوئی مرد تمہارے ہاں چلا جائے تو تم اسے ہماری طرف واپس کر دو گے خواہ وہ تمہارے دین ہی پر کیوں نہ ہو۔ اور جو تمہارے پاس سے آئے گا اسے ہم واپس نہ کریں گے۔ صحابہؓ نے کہا سبحان اللہ وہ کیسے مشرکوں کے پاس واپس کر دیا جائے گا حالانکہ وہ مسلم ہو کر آیا ہے۔ صحابۂ کرامؓ پر یہ شرط بہت گراں گذری اور وہ باہم اس سلسلہ میں گفتگو کرنے لگے۔ انہوں نے اس شرط کو مسترد کر دیا لیکن سہیل نے اس پر اصرار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منظور فرمالیا۔ صحابہؓ نے کہا "کیا یہ شرط بھی ہم مان لیں اور تحریر کرادیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں، اس لئے کہ جو ہمارے پاس سے جائے اللہ اسے اور دور کرے اور جو ان کی طرف سے ہمارے پاس آئے گا تو اللہ عنقریب اس کے لئے کشادگی اور نکلنے کی سبیل مہیا فرمائے گا"۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتنے میں حضرت ابو جندل بن سہیل بن عمروؓ اپنی بیڑیوں کو کھڑکھڑاتے ہوئے مکہ کے نشیب سے وہاں پہنچے۔ انہوں نے اپنے کو صحابہؓ کے درمیان ڈالدیا۔ سہیل نے کہا یہی پہلی شرط ہے جس پر ہم آپ سے صلح کرتے ہیں کہ آپ ابو جندل کو واپس میرے حوالہ کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابھی ہم نے تحریر ختم نہیں کی"۔ سہیل نے کہا اللہ کی قسم تو پھر ہم آپ سے کسی بات پر صلح نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس ایک آدمی کی اجازت دیدو"۔ سہیل نے کہا میں ہرگز اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں اس کی اجازت دیدو"۔ سہیل نے کہا "میں اجازت نہیں دوں گا"۔ مکرز نے کہا "میں آپ کو اس کی اجازت دیتا ہوں"۔ (سہیل انکار ہی کرتا رہا تو)

حضرت ابو جندلؓ نے کہا "اے مؤمنو! کیا میں مشرکوں کی طرف واپس کر دیا جاؤں گا حالانکہ میں مُسلم ہو کر آیا ہوں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے کیا کیا مصیبتیں اُٹھائی ہیں"۔ اتنے میں حضرت عمر بن خطّابؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "کیا آپؐ اللہ کے سچّے نبی نہیں ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا ہم حق پر اور دشمن باطِل پر نہیں ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "کیا ہمارے مقتول جنّت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں نہیں جائینگے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "پھر ہم کیوں اپنے دین کے معاملہ میں ان سے دبیں اور واپس چلے جائیں خصوصًا اِس حالت میں کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اللہ کا رسُولؐ ہوں، میں اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتا، وہی میرا مددگار ہے، وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا آپؐ نے ہم سے یہ بیان نہیں کیا تھا کہ ہم کعبہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے"؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال جائیں گے"؟ حضرت عمرؓ نے کہا "جی نہیں، یہ تو نہیں فرمایا تھا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک تم کعبہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے (لیکن یہ ضروری نہیں کہ اسی سال)"

حضرت عمرؓ غم میں بھرے ہوئے واپس ہوئے لیکن اُن سے صبر نہ ہو سکا۔ حضرت ابو بکر صدّیقؓ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا "اے ابو بکرؓ، کیا یہ اللہ کے سچّے نبی نہیں ہیں"؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "ہاں" حضرت عمرؓ نے کہا کیا ہم حق پر اور دشمن باطِل پر نہیں ہیں؟" حضرت ابو بکرؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "پھر ہم کیوں اپنے دین کے معاملہ میں دبیں؟" حضرت ابو بکرؓ نے کہا "بے شک وہ اللہ کے رسُولؐ ہیں، وہ اپنے ربّ کی نافرمانی نہیں کر سکتے، وہی انکا مددگار ہے، وہ ہرگز ان کو ضائع نہیں کرے گا لہٰذا تم مضبوطی کے ساتھ ان کے حکم کی تعمیل کرو کیونکہ اللہ کی قسم وہ حق پر ہیں"[1] حضرت عمرؓ نے کہا "کیا انہوں نے ہم سے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم کعبہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے"؟ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "ہاں کہا تھا لیکن کیا تم سے یہ کہا تھا کہ تم اسی سال کعبہ جاؤ گے"؟ حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں یہ تو نہیں کہا تھا"۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "تو پھر تم کعبہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے"۔ (حضرت عمرؓ بعد میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال و جواب کرنے پر بہت پچھتائے) اور اس کے کفّارہ میں بہت سی عبادتیں کیں۔

حضرت سہل بن حُنَیفؓ کہتے ہیں کہ اگر مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حکم ٹال دینے کا اختیار ہوتا تو میں (اس دن) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حکم ٹال دیتا (لیکن حقیقی ایمان کے بعد ایک مؤمن کو کوئی اختیار باقی نہیں رہتا کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فیصلہ کی خلاف ورزی کرے) پھر وہ کہتے ہیں کہ اللہ اور رسُولؐ ہی کو زیادہ علم ہے (اور جب یہ ہمارا ایمان ہے تو ہم اپنی کم عِلمی کے باوجود کیسے آپؐ کے حکم کو ٹال سکتے ہیں)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (صحابہؓ کی تسلّی اور غم غلط کرنے کیلئے) فرمایا "تم زمین والوں میں سب سے بہتر ہو"۔

جب صلح نامہ کی تحریر مکمّل ہو گئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے فرمایا "اُٹھو، قربانی کرو اور

---

[1] حضرت عمرؓ کے یہ سوال و جواب درحقیقت اُنکے جذبۂ ایمان کی دلیل ہیں۔ انہیں یہ گوارا نہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی شان کے خلاف کوئی بات مان لیں۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اسلام کی شان، عزّت و وقار پر مر مٹنے کیلئے بے چین ہیں۔ احترامِ رسُولؐ کا یہ جوش و خروش جب ذرا اعتدال پر آیا تو انہیں اس بات کا بھی احساس ہوا کہ یہ سوال و جواب بھی شانِ رسُولؐ کے منافی تھے، وہ اس پر پچھتائے اور اس کا کفّارہ ادا کیا۔ اس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

سر مُنڈادو"۔ آپؐ نے تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے لیکن (اِس اُمّید میں کہ شاید کوئی دوسرا حکم مل جائے اور وہ انکی تسلّی کا باعث ہو) کوئی نہیں اُٹھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی زوجۂ مطہّرہ حضرت اُمِّ سلمہؓ کے پاس چلے گئے اور اُن سے یہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے نبیؐ کیا واقعی آپؐ یہی چاہتے ہیں، اگر ایسا ہے تو آپؐ باہر تشریف لے جائیے، ان میں سے کسی سے بات نہ کیجئے یہاں تک کہ آپؐ اپنے جانوروں کو ذبح کر دیجئے اور پھر سر مُونڈنے والے کو بُلائیے کہ وہ آپؐ کا سر مُونڈے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لے گئے اور ان میں سے کسی سے کوئی بات نہیں کی، یہاں تک کہ آپؐ نے اپنے جانوروں کو ذبح کیا پھر سر مُونڈنے والے کو بُلایا۔ اُس نے آپؐ کا سر مُونڈ دیا۔ جب صحابہ کرامؓ نے یہ دیکھا تو (اب اُنہیں حکم کی تبدیلی کی کوئی اُمّید باقی نہیں رہی) اُٹھے اور قربانی کی، پھر ان میں سے ایک دوسرے کا سر مُونڈنے لگا۔ یہاں تک کہ اَزدحام کی وجہ سے ایسا محسُوس ہوتا تھا کہ ایک دوسرے کو قتل نہ کر دیں۔ الغرض بعض لوگوں نے بال مُنڈوائے اور بعض لوگوں نے بال کتروائے۔

ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حدیبیہ ہی میں مقیم تھے کہ رات کو بارش ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صبح کی نماز پڑھائی، پھر صحابہؓ کی طرف مُنہ کر کے فرمایا "تم جانتے ہو تمہارے ربّ نے کیا کہا؟" صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "اللہ اور اُس کا رسُولؐ خوب جانتا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندوں نے آج اس حال میں صبح کی کہ بعض ان میں سے مجھ پر ایمان لانے والے ہیں اور بعض ان میں سے میرے ساتھ کُفر کرنے والے ہیں۔ جس شخص نے کہا ہم پر اللہ کی رحمت، اللہ کی بخشش اور اللہ کے فضل سے بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستارہ کا منکر ہے اور جس نے یہ کہا کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی تو وہ ستارہ پر ایمان لایا اور میرا منکر ہو گیا"۔ اسی موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۝ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝ {۷۵ تا ۸۲ واقعہ}

تاروں کی منزلوں کی قسم اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ یہ قرآن عزّت والا ہے اور پوشیدہ کتاب میں تحریر ہے۔ اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں۔ یہ ربُّ العالمین کی طرف سے اُتارا گیا ہے۔ کیا تم اس کلام کا انکار کرتے ہو اور تکذیب کو اپنا وظیفہ بناتے ہو۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں میں طلحہ بن عبید اللہؓ کی خدمت میں تھا، ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا تھا، کھرریرا کرتا تھا اور ان کی بھی خدمت کرتا تھا اور اُن کے ساتھ ہی کھانا کھاتا تھا۔ میں اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر اللہ کے لئے ہجرت کر کے (مدینہ منوّرہ) آیا تھا۔ جب ہماری اور مکّہ والوں کی صلح ہو گئی اور ایک دوسرے سے ملنے لگا تو میں ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے نیچے سے کانٹے صاف کر کے اس کی جڑ میں لیٹ گیا۔ اتنے میں مشرکین مکّہ میں سے چار آدمی آئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ مجھے ان پر غصّہ آیا۔ میں وہاں سے دوسرے درخت کے پاس آ گیا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکائے اور لیٹ گئے۔ وہ اسی حال میں تھے کہ یکایک وادی کے نشیب میں سے آواز آئی کہ اے مہاجرین، ابن زُنیم قتل کر دئے گئے۔ یہ سُنتے ہی میں نے اپنی تلوار سونت لی اور ان چار آدمیوں پر حملہ کر دیا۔ وہ سو رہے تھے۔ میں نے اُن کے ہتھیار لئے اور اکٹھے کر کے اپنے ہاتھ میں پکڑ لئے (اتنے میں وہ جاگے تو) میں نے

کہا اُس ذات کی قسم جس نے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ مبارک کو عزّت عطا فرمائی ہے تم میں سے اگر کسی نے اپنا سر اُٹھایا تو میں اُس کا وہ حصّہ اڑا دوں گا جس میں اُس کی دونوں آنکھیں ہیں۔ پھر میں اُن کو کھینچتا ہوا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت اقدس میں لے آیا۔

قبیلۂ عَبلات کا ایک آدمی جس کا نام مِکرز تھا ستّر مشرکین کے ہمراہ مسلح ہو کر کوہِ تنعیم میں مسلمین کی گھات میں بیٹھ گیا۔ ان لوگوں کا یہ ارادہ تھا کہ ناگہانی طور پر مسلمین پر حملہ کر دیا جائے۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ کے چچا حضرت عامرؓ (نے ان پر غلبہ حاصل کیا اور) اُنہیں گھسیٹ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے آئے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان تمام لوگوں کی طرف نظر کی، اُن کو معاف کر دیا اور فرمایا ان کو چھوڑ دو۔ (بدعہدی کے) گناہ کی ابتداء بھی ان ہی کی طرف سے ہوئی اور تکرار بھی، اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو)

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٢٤﴾ (فتح)

اللہ ہی نے حدودِ مکّہ میں ان کے ہاتھوں کو تم سے روک لیا، اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک لیا باوجود اس کے کہ اللہ تم کو ان پر فتح اور کامیابی عطا فرما چکا تھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اُسے دیکھ رہا تھا۔

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ واپس ہوئے۔ راستہ میں آپؐ ایک منزل پر اُترے جہاں صحابہؓ اور بنی لحیان قبیلہ کے مشرکین کے درمیان بس ایک پہاڑ حائل تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (اس قبیلہ کی طرف سے خطرہ محسُوس کیا اور) اُس شخص کے لئے دعائے مغفرت فرمائی جو اس پہاڑ پر چڑھ کر اسلامی فوج کا پہرہ دے۔ یہ دُعا سُن کر حضرت سلمہ بن اکوعؓ (نے رات بھر پہرہ دیا اور وہ) دو تین مرتبہ پہاڑ پر بھی چڑھے۔

یہاں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آگے روانہ ہوئے۔ اثنائے سفر میں ایک رات کو حضرت عمرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک بات دریافت کی، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جواب نہیں دیا۔ انہوں نے پھر دریافت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر جواب نہیں دیا۔ اُنہوں نے پھر پوچھا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے "اے عمر تیری ماں تجھ کو روئے تو نے متواتر تین دفعہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا لیکن آپؐ نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔" پھر حضرت عمرؓ نے اپنے اُونٹ کو تیز کیا اور صحابہؓ سے آگے بڑھ گئے، وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں ان کے معاملہ میں قرآن نہ نازل ہو جائے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے سُنا کہ ایک آدمی اُنہیں آواز دے رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں ڈر گیا کہ ضرور میرے معاملہ میں قرآن نازل ہوا ہے۔ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے اور سلام کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا آج رات کو مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے وہ مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سُورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سورت کی تلاوت کی:-

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ

(اے رسولؐ) ہم نے آپؐ کو فتح مبین دی تاکہ اللہ آپؐ پر لگائے گئے اگلے پچھلے تمام الزامات کی اصلاح فرمائے اور آپؐ پر اپنی نعمت پوری کر دے اور آپؐ کو سیدھے راستہ پر چلاتا رہے۔ (بے شک) اللہ آپؐ کی (ہر موقع پر) زبردست مدد کریگا

السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا
اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ {ف ۱ تا ۴}

وہی ہے جس نے مؤمنین کے دلوں پر تسکین نازل فرمائی (اور انہوں نے صلح کے شرائط کو برداشت کر لیا) یہ تسکین اس لئے بھیجی گئی کہ اللہ ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دے آسمانوں کے اور زمین کے تمام لشکر اللہ ہی کے ہیں (وہ جب چاہے تمہیں مدد دے سکتا ہے اور اس صلح میں اللہ کی کیا مصلحت ہے تمہیں اس کا علم نہیں، اللہ ہی جانتا ہے) اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

صحابۂ کرامؓ نے کہا (اے اللہ کے رسولؐ) یہ آسانی اور خوشی آپؐ کے لئے ہے۔ ہمارے لئے کیا ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیتیں تلاوت کیں:۔

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ
اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ
وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ
الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ
السَّوْءِ ۪ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ
لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ
جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا
حَكِيْمًا ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ
نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ
وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ اِنَّ
الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ
اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ
عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ
فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ {ف ۵ تا ۱۰}

(مؤمنین کی یہ آزمائش اس لئے ہوئی) تاکہ اللہ مؤمن مردوں اور عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ان کے گناہوں کو دور کر دے اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے اور منافقین اور منافقات مشرکین اور مشرکات کو جو اللہ کے بارے میں بُرے بُرے خیالات رکھتے ہیں عذاب دے۔ وہ حوادث کے چکر میں پھنس چکے ہیں۔ اللہ ان پر غضبناک ہے، اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کیلئے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔ آسمانوں کے اور زمین کے لشکر سب اللہ کے ہیں اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ (اور اے رسولؐ) ہم نے آپؐ کو (حق کا) گواہ، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگ اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائیں، اُسکی مدد کریں، اس کی عزّت کریں اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہیں۔ اے رسولؐ جو لوگ آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ بیعت کے بعد جو شخص عہدِ بیعت کو توڑے گا تو اس کا نقصان اُسی کو پہنچے گا اور جو عہد کو پورا کرے گا تو اللہ عنقریب اُسے اَجرِ عظیم دے گا۔

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ
شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ
يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ
قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ
اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ

(اور اے رسولؐ جب آپؐ مدینہ پہنچیں گے تو) جنگ میں شرکت نہ کرنے والے دیہاتی اس طرح کہیں گے کہ ہم کو ہمارے مال اور اہل و عیال نے روک لیا۔ آپؐ ہماری معافی کیلئے دُعا فرمائیں۔ یہ لوگ زبان سے وہ باتیں کہیں گے جو اُن کے دل میں نہیں ہوں گی، آپؐ اُن سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ تم کو نفع

اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ
لَّنْ یَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓی اَهْلِیْهِمْ
اَبَدًا وَّزُیِّنَ ذٰلِكَ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ
السَّوْءِ ۖ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ وَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَعِیْرًا ۝
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ
وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

یا نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے تو اللہ کے سامنے کس کو اختیار ہے (کہ وہ نفع یا نقصان کو روک دے) اللہ کو سب خبر ہے جو تم کر رہے ہو (اے رسولؐ آپؐ ان سے یہ بھی کہئے کہ) تم تو اس خیال میں تھے کہ رسولؐ اور مؤمنین کبھی واپس گھر نہیں لوٹیں گے (ہلاک ہو جائیں گے) تمہارے دل میں بُرے بُرے خیال آ رہے تھے (رسولؐ اور مؤمنین تو ہلاک نہیں ہوئے البتہ) تم ہی ہلاک ہونے والے ہو (خبردار) جو شخص اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان نہ لائے تو ہم نے ایسے کافروں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔ آسمانوں اور زمین میں بادشاہت صرف اللہ کی ہے، وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیبیہ میں بیعت کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ
عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِیْرَةً
یَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ۝ {۴۸، ۱۸، ۱۹ فتح}

بے شک اللہ ان مؤمنین سے راضی ہو گیا جنہوں نے درخت کے نیچے آپؐ سے بیعت کی، جو خلوص اُنکے دلوں میں ہے اللہ کو وہ بھی معلوم ہے۔ اللہ نے ان پر تسلّی نازل فرمائی اور انہیں فتح قریب عنایت کی اور بہت سی غنیمتیں ہیں جو انہیں ملنے والی ہیں۔ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے کُفّار کی مزاحمت اور مؤمنین کے دب کر صلح کر لینے کی مصلحت پر روشنی ڈالتے ہوئے اور مؤمنین کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا:۔

هُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَالْهَدْیَ مَعْكُوْفًا اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ
وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ
تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِیْبَكُمْ مِّنْهُمْ
مَّعَرَّةٌۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ لِیُدْخِلَ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ مَنْ
یَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ
اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ
وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی وَكَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا
وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝ لَقَدْ
صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ
الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ

یہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجدِ حرام سے روک دیا جس کی وجہ سے قربانیاں اپنی جگہ پر نہ پہنچ سکیں (تو اے مؤمنو تم اس کا غم نہ کرو) اگر ایسے مؤمن مرد و عورت مکّہ میں نہ ہوتے جن کا تمہیں علم نہیں (تو اللہ تم کو ابھی فتح دیدیتا) لیکن پھر یہ ہوتا کہ تم (اپنے حملہ کے دوران) ان مؤمنین کو بھی پامال کر ڈالتے اور تمہاری لاعلمی سے تمہیں اُن سے نقصان پہنچ جاتا اور یہ تاخیر اس لئے بھی ضروری تھی کہ اللہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کر لے (یعنی بعض لوگ اس عرصہ میں مُسلم ہو کر رحمت کے مستحق بن جائیں) البتّہ اگر وہاں کے مؤمن اور کافر علیحدہ علیحدہ ہوتے تو پھر ہم کافروں کو دردناک عذاب دیتے اور (وہ وقت یاد کرو) جب کافروں نے اپنے دلوں میں حمیّت کو جگہ دی اور حمیّت بھی جاہلیّت کی (یعنی صُلح نامہ کی تحریر اور اُس کے شرائط میں حمیّت کا مظاہرہ کیا تو

رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ط فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ ۲۷ ثُمَّ ۲۸ اس وقت جنگ کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا لیکن) اللہ نے اپنے رسولؐ اور مؤمنین پر تسکین نازل فرمائی (یعنی جوشِ انتقام کو ٹھنڈا کر دیا) اور اُن کو تقوے کی بات پر قائم رکھا اور وہ اسی کے مستحق اور اہل بھی ہیں اور اللہ (نہ صرف ان کے تقوے سے باخبر ہے بلکہ وہ) ہر چیز سے واقف ہے اور اللہ نے اپنے رسولؐ کو سچا خواب دکھایا تھا تم ضرور انشاء اللہ مسجدِ حرام میں امن کے ساتھ داخل ہو گے (اور عمرہ کرو گے) اپنے سر کے بال منڈواؤ گے یا کتروا ؤ گے اور (بیشک) تمہیں اُس وقت کسی قسم کا خوف نہیں ہو گا۔ جو بات تمہیں نہیں معلوم اللہ اُسے جانتا ہے۔ اللہ نے یہ فوری فتح تمہیں دیدی ہے (یہ صلح بھی تمہاری فتح ہی ہے اور اصلی وظاہری فتح کا پیش خیمہ ہے) حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا یہ فتح ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت عمرؓ (بہت) خوش ہوئے۔

اس ہی خوشخبری کی بنیاد پر صحابۂ کرامؓ بیعتِ رضوان اور صلح حدیبیہ ہی کو فتح کہا کرتے تھے۔ خوشخبریوں کا سلسلہ جاری لکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ج وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ق كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ {۲۸ و ۲۹ فتح}

اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو پورے دین پر غالب کرے (یعنی وہ پورا دین نافذ کرنے پر قادر ہو جائے اور ایسا ہو کر رہے گا) اس بات کیلئے اللہ اکیلا گواہ کافی ہے۔ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں (اے رسولؐ) آپؐ دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ کبھی رکوع میں ہیں اور کبھی سجدہ میں، یہ لوگ اللہ کا فضل اور اُس کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں۔ کثرتِ سجود سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑ گئے ہیں، ان کے اوصاف توریت اور انجیل میں بھی مرقوم ہیں۔ وہ گویا ایک کھیتی ہیں، جس نے پہلے اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا، پھر موٹی ہوئی، پھر اپنی پنڈلی پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ کھیتی کرنے والے کو وہ بہت اچھی معلوم ہوتی ہے اور کافروں کو غیظ و غضب میں مبتلا کرتی ہے۔ جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو بخش دے گا اور اجرِ عظیم عطا کریگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ پہنچے۔ صلح کے شرائط پر آپؐ عمل کرتے رہے۔ جو مرد مسلم ہو کر آپؐ کے پاس آتے تھے آپؐ انہیں واپس کر دیا کرتے تھے۔ کچھ عورتیں بھی مسلم ہو کر آنے لگیں۔ سب سے پہلے حضرت اُمِّ کلثومؓ بنت عقبہ بن ابی معیط آئیں۔ وہ بالغ ہو چکی تھیں۔ ان کے گھر والے ان کو واپس لینے کے لئے آئے (کیونکہ صلح نامہ میں عورتوں کے متعلق کوئی صراحت نہیں تھی اس لئے ان کی واپسی لازمی نہیں تھی لہٰذا) اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی واپسی کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ط اَللّٰهُ اَعْلَمُ

اے ایمان والو جب مؤمن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو (اُن کے ایمان کا) امتحان لیا کرو، اللہ تو اُن کے ایمان سے اچھی

بِاِیْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ {ممتحنہ ۱۰}

طرح واقف ہے۔ اگر تحقیقات سے معلوم ہو کہ وہ واقعی مؤمنہ ہیں تو اُن کو کُفّار کے پاس واپس نہ کرو۔ نہ یہ اُن کیلئے حلال ہیں نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں۔ البتہ جو کچھ مہر اُنہوں نے ان عورتوں کو دیا ہو وہ انہیں واپس کر دو، پھر تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم مہر دے کر ان سے نکاح کر لو۔ کافر عورتوں کو اب تم بھی اپنے نکاح میں نہ رکھو، جو مہر تم نے ان کو دیا ہے تم کُفّار سے طلب کر لو اور جو مہر اُنہوں نے دیا ہو وہ تم سے طلب کر لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے، وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے۔ اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ {ممتحنہ ۱۲}

اور اے نبیؐ جب مؤمن عورتیں بیعت کے لئے آئیں کہ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کریں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، کسی پر بہتان تراشی نہیں کرینگی اور نیک کاموں میں آپؐ کی نافرمانی نہیں کرینگی تو آپؐ اُن سے بیعت لے لیا کیجئے اور ان کیلئے دُعائے مغفرت کیا کیجئے، بے شک اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

الغرض رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عورتوں کی واپسی سے انکار کر دیا۔ جب عورتیں آپؐ کے پاس ہجرت کر کے آتی تھیں تو آپؐ اُن کا امتحان لیا کرتے تھے اور اُن سے زبانی بیعت لیا کرتے تھے اور کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ ایک دن ایک عورت بیعت کرنے آئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آیتِ بالا کے شرائط پیش کئے اور نوحہ کرنے سے بھی منع فرمایا، وہ عورت بیعت کرتے کرتے رُک گئی۔ وہ کہنے لگی کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میرا ساتھ دیا تھا میں اُس کا بدلہ اُتارنا چاہتی ہوں، آپؐ اس سے ابھی کچھ کہنے بھی نہ پائے تھے کہ وہ واپس چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ پھر آئی اور بیعت کی۔

(یہ امتحان کا سلسلہ غالباً اس لئے بھی قائم کیا گیا تھا کہ کوئی عورت جاسوس بن کر نہ آئے بہرحال کوئی مہاجر عورت مرتد ہو کر مکّہ واپس نہیں گئی)۔

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مذکورہ بالا آیتوں کی تلاوت کی تو حضرت عمرؓ نے مشرک عورتوں کو جو اُن کے نکاح میں تھیں طلاق دیدی، ایک قُرَیبہ بنتِ ابی اُمیّہ اور دوسری بنتِ جَرْوَل خزاعی تھی۔ قُرَیبہ سے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے (جو ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے) اور دوسری کے ساتھ ابوجہم صفوان بن اُمیّہ نے نکاح کر لیا۔

ان ہی ایّام میں حضرت ابوبَصِیرؓ جو قرشی النسل تھے مُسلم ہو گئے۔ مُسلم ہو کر وہ مدینہ منوّرہ پہنچے۔ اَخْنَس بن شَرِیق نے ان کی واپسی کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک خط لکھا۔ اُدھر کُفّارِ مکّہ نے ان کے تعاقب میں دو آدمی بھی روانہ کئے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہلوایا کہ جو عہد آپؐ نے کیا ہے اُس کی پاسداری کیجئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبَصِیرؓ کو ان دونوں کے حوالہ کر دیا۔ وہ دونوں حضرت ابوبَصِیرؓ کو لے کر چلے۔ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو اپنی سواری سے اُتر کر کھجوریں کھانے لگے۔ حضرت ابوبَصِیرؓ نے ان میں سے

ایک شخص سے کہا "اللہ کی قسم میں تمہاری تلوار کو بہت عمدہ سمجھتا ہوں"۔ اُس شخص نے تلوار نیام سے نکالی اور کہا "اللہ کی قسم یہ بہت عمدہ ہے۔ میں نے اس کو کئی مرتبہ آزمایا ہے"۔ حضرت ابوبصیرؓ نے کہا ذرا مجھے دکھاؤ، میں بھی تو دیکھوں کہ یہ کیسی ہے۔ اُس نے وہ تلوار حضرت ابوبصیرؓ کو دیدی۔ حضرت ابوبصیرؓ نے وہ تلوار لیکر اُس شخص پر وار کیا یہاں تک کہ اُسے ٹھنڈا کر دیا۔ دوسرا شخص بھاگ گیا اور سیدھا مدینہ منوّرہ پہنچ کر دوڑتا ہوا مسجد میں گھس گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے دیکھکر فرمایا "یہ خوف زدہ ہے" جب وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب پہنچا تو اُس نے کہا اللہ کی قسم میرا ساتھی قتل کر دیا گیا اور (اگر میں نہ بھاگتا تو) میں بھی قتل کر دیا جاتا۔ اتنے میں حضرت ابوبصیرؓ بھی آگئے۔ اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، بے شک اللہ نے آپؐ کو آپؐ کی ذمّہ داری سے بَری کر دیا ہے۔ آپؐ تو مجھے کُفّار کی طرف واپس کر چکے ہیں، اب تو اللہ نے مجھے ان سے نجات دی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ تو لڑائی کی آگ ہے۔ اگر اس کا کوئی مددگار ہوتا (تو یہ آگ بھڑک اُٹھتی)"۔ حضرت ابوبصیرؓ نے جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ بات سُنی تو سمجھ گئے کہ آپؐ پھر انہیں واپس کر دیں گے، لہٰذا وہ وہاں سے چلدئے۔ سمندر کے کنارہ پہنچ کر وہاں مقیم ہو گئے۔ اسی اثناء میں حضرت ابوجندلؓ بھی چھوٹ کر آئے اور حضرت ابوبصیرؓ کے ساتھ رہنے لگے۔ پھر قریش میں سے جو شخص بھی مُسلم ہو کر آتا وہ حضرت ابوبصیرؓ کے پاس ہی آکر ٹھہر جاتا۔ یہاں تک کہ اُن کی اچھی خاصی جماعت ہو گئی۔ وہ جب سُنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ شام کی طرف جا رہا ہے تو اُس کی گھات میں رہتے۔ آدمیوں کو قتل کر دیتے اور مال لے لیتے۔ قریش (بہت پریشان ہوئے انہوں) نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک آدمی بھیجا، آپؐ کو اللہ کا اور قرابت کا واسطہ دلایا اور درخواست کی کہ آپؐ حضرت ابوبصیرؓ کو ان باتوں سے منع کر دیں، اب جو شخص مسلم ہو کر آپؐ کے پاس آئے وہ بے خوف ہو کر آسکتا ہے (اُسے واپس کرنے کی شرط ختم کی جاتی ہے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبصیرؓ کو لُوٹ مار کرنے سے منع کروا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا تھا کہ جو کچھ مسلمین نے اپنی کافر بیویوں پر خرچ کیا ہو جب وہ کافروں کے پاس جائیں تو کافر اس خرچ کو مسلمین کے حوالہ کر دیں، کافروں نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مُومنو!)

وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ {ممتحنہ ۱۱}

اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت تمہارے پاس سے نکل کر کافروں کے پاس چلی جائے (اور اُس کا مہر کافروں سے وصول نہ ہو) تو تم بھی ان سے بدلہ لے سکتے ہو (یعنی تم بھی اُن کو نہ دو اور اس رقم میں سے) تم ان مُومن مَردوں کو دیدو جن کی عورتیں چلی گئی ہوں (اور اُنہیں معاوضہ نہ ملا ہو) البتہ اتنی رقم دو جتنی اُنہوں نے (اپنی کافر بیویوں پر) خرچ کی تھی، اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تمہارا ایمان ہے۔

اس آیت کے نزول تک کافروں کی جو عورت مُسلم ہو کر آتی تھی اُس کا مہر مُسلم واپس کر دیا کرتے تھے۔ اب انہوں نے ایسا کرنا بند کر دیا۔ اب وہ اس رقم میں سے اُس مُسلم کو دیدیتے تھے جس کی کافر بیوی کافروں کے پاس چلی گئی ہو[1] (اور اُسے کافروں سے کچھ نہ ملا ہو)

---

[1] صلح حدیبیہ اور اس سلسلہ کے تمام واقعات بڑے بسط کے ساتھ صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد میں حضرت مسورؓ اور مروان سے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

صُلح حُدیبیہ پر تبصرہ (۱) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اگرچہ بظاہر دب کر صُلح کی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں بڑی مصلحت تھی۔ مثلاً یہ صلح ہی دراصل فتح مکّہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ تبلیغ کے لئے میدان صاف ہوگیا مکّہ کے مظلوم مسلمین لاعلمی میں قتل ہونے سے بچ گئے۔ اس اثنار میں بہت سے کافر مسلم ہوگئے وغیرہ وغیرہ۔

(۲) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابتداء ہی میں مشورہ لیتے وقت فرمایا تھا "کیا تمہاری رائے ہے کہ میں ان کافروں کو جاکر غارت کردوں"۔ پھر آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے لڑنے اور مرنے پر بیعت لے کر جنگ کا ارادہ فرمالیا تھا آپؐ نے بدیل اور عروہ سے بھی جنگ کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا، اور آپؐ کسی طرح بھی ان سے خوفزدہ نہیں تھے، اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے بھی یہی واضح ہوتا ہے، مثلاً :-

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ {فتح ۲۲} — اگر کافر تم سے لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے۔

اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ {فتح ۲۵} — تم ان کو پامال کر دیتے۔

ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ دب کر صلح کسی کمزوری یا بزدلی کی وجہ سے نہیں کی گئی تھی۔

(۳) اللہ اور رسُول کی بات اگر سمجھ میں نہ آئے پھر بھی اس پر ایمان لانا چاہیئے۔ اپنی عقل کو دخل نہ دینا چاہیئے۔

(۴) یہ صلح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی مرضی سے نہیں کی بلکہ اللہ کے حکم سے کی جیسا کہ آپؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا تھا کہ "میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرسکتا"۔ پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے سُورۂ فتح میں اس کی تائید کردی۔

(نوٹ :- اللہ کا یہ حکم کہ دَب کر ہی صلح کرلی جائے قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس وحی آتی تھی، اسی وحی کو حدیث کہتے ہیں)

(۵) کُفّارِ مکّہ باوجود مشرک ہونے کے یہ سمجھتے تھے کہ ہماری جانیں اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ وہ اللہ ہی کی قسمیں کھاتے تھے جیسا کہ عروہ، سہیل اور حضرت ابوبصیرؓ کو گرفتار کر کے لیجانے والے آدمی کی قسموں سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۶) عروہ نے یہ کہہ کر کہ "کیا تم نے اس سے پہلے کسی عرب کے متعلّق سُنا کہ اس نے اپنی قوم کا استیصال کیا ہو"۔ قومیت کے نظریہ کو پیدا کرنا چاہا لیکن مسلمین نے اسے ٹھکرا دیا۔ وہ لڑنے کے لئے بے چین تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسلسل مسلم قوم کی طرف سے عرب قوم کے خلاف لڑتے رہے۔ قومیت کا نعرہ سراسر غیر اسلامی ہے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا گھوڑے پر سے گر جانا ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھوڑے پر سے گر گئے آپؐ کا داہنا بازو چھل گیا، صحابہ کرامؓ عیادت کے لئے حاضر ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیٹھ کر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مروی ہیں۔ جزوی واقعات کیلئے ملاحظہ ہو صحیح بخاری کتابُ الحج باب قول اللہ تعالیٰ اوصدقۃ وباب الاطعام فی الفدیۃ نصف صاعٍ عن کعب بن عجرہؓ وکتابُ الصُّلح فی ابواب عن براءؓ وابن عمرؓ وکتاب فرض الخمس باب المصالحۃ علیٰ ثلاثۃ ایّام عن براءؓ وابواب المناقب عن ابن عمرؓ وکتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن ابن عمرؓ وجابرؓ وسلمہ بن اکوعؓ وزیدؓ وکتابُ الجہاد بابُ البیعۃ فی الحرب عن سلمہؓ وکتابُ التفسیر سُورۃ الفتح عن سہل بن حنیفؓ وانسؓ وسُورۃ الممتحنۃ عن اُمِّ عطیہؓ وصحیح مسلم کتابُ الایمان باب بیان کفر من قال مطرنا بالنّوءِ عن زید بن خالدؓ وکتابُ الامارۃ باب استحباب مبایعۃ الامام وباب کیفیۃ بیعۃ النّساءِ وکتابُ الحج باب جواز حلق الرّأس للمحرم اذا کان بہ اذیً وباب بیان عمرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتابُ الجہاد باب غزوۃ ذات قرد عن سلمہؓ وباب قول اللہ تعالیٰ ہُوَالّذی کفّ عن انسؓ۔ (صحیح مسلم میں صلح حدیبیہ کی تفصیل نہیں۔ صرف چند واقعات ہیں۔ البتہ خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں)

نماز پڑھائی، حضرت ابوبکرؓ بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے تھے تاکہ لوگ سُن لیں۔ صحابۂ کرامؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ فرمایا تو وہ سب بیٹھ گئے۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا "تم تو اِس وقت وہ فعل کرنے والے تھے جو فارس اور رُوم کے لوگ کرتے ہیں۔ ان کے بادشاہ بیٹھے ہوتے ہیں اور وہ کھڑے رہتے ہیں۔ ایسا نہ کیا کرو، اپنے اماموں کی پوری متابعت کیا کرو، امام اسی لئے بنایا جاتا ہے کہ اُس کی پیروی کیجائے لہٰذا اس سے اختلاف نہ کیا کرو۔ جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو، جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو جب وہ سر اُٹھائے تو تم بھی سر اُٹھاؤ، جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللّٰھمّ ربّنا ولک الحمد کہو، جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو، جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔[1]"

سُنّہ

ڈاکہ زنی کا ایک واقعہ قبیلۂ عُکل اور عُرَینہ کے آٹھ آدمی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا، ان کو مدینہ منوّرہ کی آب و ہوا ناموافق ہوئی۔ انہوں نے کہا ہمیں کچھ اونٹنیاں دے دیجئے اس لئے کہ ہم دودھ کے عادی ہیں، کاشت وغیرہ نہیں کرتے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں حکم دیا کہ وہ (سرکاری) اُونٹوں کے مقام پر چلے جائیں، وہ لوگ چلے گئے۔ اُنہوں نے اُونٹوں کا پیشاب[2] اور دودھ پیا۔ جب وہ تندرست اور موٹے تازے ہو گئے تو اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں اور پھر انہیں قتل کر دیا، اُونٹوں کو ہنکا کر لے گئے اور اسلام لانے کے بعد پھر مرتد ہو گئے۔

یہ خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو صبح کے وقت پہنچی۔ آپؐ نے چند آدمیوں کو اُن کے گرفتار کرنے کیلئے روانہ کیا۔ دن چڑھے وہ گرفتار کر کے لائے گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے ہاتھ پیر کٹوائے۔ اُن کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں اور پھر وہ دھوپ میں چٹانوں پر ڈالدئے گئے۔ وہ پانی مانگتے تھے لیکن اُن کو پانی نہ دیا جاتا تھا۔ وہ پتّھر چباتے رہے اور اسی طرح پڑے پڑے مر گئے۔ اُنہوں نے قتل کیا، ڈاکہ ڈالا، اللہ اور اُسکے رسُولؐ سے جنگ کی اور مُلک میں فساد برپا کیا[3] لہٰذا اُن کو یہ سخت سزا دی گئی)

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ یہ سزا ان کو سورۂ مائدہ کی آیت ۳۳ (جو پہلے گذر چکی ہے) کے مُطابق دیگئی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے لڑنے اور مُلک میں فساد و بدامنی پھیلانے کی یہ سزا مقرر کی ہے کہ ایسے لوگوں کو یا تو قتل کر دیا جائے یا پھانسی دیدی جائے یا مخالف سمت کے ہاتھ پیر کاٹ دئے جائیں یا مُلک بدر کر دیا جائے۔

مُلک میں فساد و بدامنی پھیلانے کی سزا میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ پیر کاٹ دئے، باقی سزائیں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ائتمام الماموم بالامام عن عائشۃ صدیقہؓ و انسؓ و جابرؓ و ابی ہریرۃؓ۔ [2] اُونٹ کا پیشاب بعض بیماریوں میں مفید ہے اُس زمانہ میں اس سے علاج کا دستور تھا۔ یہ واقعہ ناپاک حرام چیزوں سے علاج کرنے کی ممانعت سے پہلے واقع ہوا۔ [3] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب ابوال الابل عن انسؓ۔ کتاب الزکوٰۃ باب استعمال ابل الصدقۃ و کتاب الجہاد باب اذا حرق المشرک المسلم و کتاب المحاربین فی ابوابٍ کتاب المغازی و کتاب الدیات و صحیح مسلم کتاب القسامۃ والدیات (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

یعنی آنکھوں میں گرم سلائی پھروانا، اُن کو پیاسا مارنا[1]، اُن کو ہلاک کر دینا وغیرہ یہ سب قرآنی قِصاص کی تعمیل میں نافذ کی گئیں۔ جو کچھ اُنہوں نے چرواہوں کے ساتھ کیا تھا وہی اُن کے ساتھ بھی کیا گیا۔

اسلام کے یہ قوانین فساد و بدامنی، ظلم و ستم کو ختم کرنے کے سلسلہ میں بہت زیادہ مناسب ہیں، ایسی ہی عبرتناک سزاؤں سے امنِ عالم برقرار رہتا ہے اور جس حکومت[2] میں اِس وقت بھی یہ قوانین نافذ ہیں وہاں مکمّل امن و امان ہے ورنہ تقریبًا ساری دُنیا اس وقت بدامنی کا شکار ہے، کہیں بھی عزّت و آبرو، جان و مال محفوظ نہیں۔

یہودیوں کی شرارتیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قتل کرنے کی سازش یہودیوں کی شرارتیں برابر جاری تھیں، وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قتل کرنے یا نقصان پہنچانے کی سازشیں کرتے رہتے تھے۔

قبیلہ بنو زریق یہودیوں کا حلیف تھا۔ اس قبیلہ کا ایک شخص یہودی ہو گیا تھا۔ اُس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جادو کیا، آپؐ پر جادو کا صرف اتنا اثر ہوا کہ آپؐ کبھی کبھی بھول جایا کرتے تھے۔ مثلاً آپؐ خیال کرتے تھے کہ میں گھر ہو آیا لیکن حقیقتًا ایسا نہ ہوتا تھا۔ چند روز یہ کیفیت رہی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہے کہ آپؐ کو حقیقتِ حال سے مطلع فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے دُعا قبول فرمائی اور آپؐ کو حقیقتِ حال سے مطلع فرما دیا۔ آپؐ نے خواب دیکھا کہ دو شخص آئے ہیں۔ ایک آپؐ کے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پائینتی بیٹھ گیا، پائینتی بیٹھنے والے نے سرہانے والے شخص سے کہا "ان کا کیا حال ہے؟" اُس نے کہا "اِن پر جادو کیا گیا ہے"۔ پائینتی والے نے پُوچھا "جادو کس نے کیا ہے؟" اُس نے جواب دیا "لَبِید بن اَعْصَم نے" اُس نے پوچھا "کِس چیز میں؟" سرہانے والے نے جواب دیا "نر کھجور کے چھلکے میں کنگھی اور بالوں کو لپیٹ کر ذروان نامی کُنویں میں پتّھر کے نیچے دبا دیا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کُنویں پر تشریف لے گئے۔ کنویں کو دیکھکر آپؐ نے فرمایا "یہ وہی کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے"۔ کنویں کے پاس کچھ کھجور کے درخت تھے، ان کے سر ایسے معلوم ہوتے تھے گویا شیطانوں کے سر ہیں۔ کنویں کے پانی کا رنگ ایسا سُرخ تھا جیسے مہندی کا رنگ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس جادو کو نکلوایا اور دفن کرا دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ آپؐ نے (اس شخص کی حرکت کو) ظاہر کیوں نہیں کیا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے مجھے اچھا کر دیا، میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگوں میں سے کسی ایک شخص کی بھی بُرائی کو شہرت دوں[3]"۔

واقعۂ بالا پر تبصرہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حُسنِ اخلاق، عفو و درگذر کی یہ ادنیٰ مثال ہے کہ جس شخص نے آپؐ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی آپؐ نے اُس کی بُرائی کو ظاہر کرنا بھی پسند نہیں فرمایا اور حسبِ عادت اپنی ذاتِ خاص کے سلسلہ میں نہ اُس سے انتقام لیا نہ اُس کیلئے بددُعا کی۔

جادو اتنا شدید تھا کہ کھجور کے درخت دہشتناک معلوم ہوتے تھے، کنویں کا پانی سُرخ ہو گیا تھا لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اس کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا، صرف کچھ بھول سی پیدا ہو گئی۔ بھول ہر انسان میں فطرتًا ہوتی ہے، آپؐ میں بھی تھی جیسا کہ دو ایک مرتبہ نماز میں آپؐ سے بھول ہو گئی۔ جادو ہلاک کرنے یا دماغ خراب کرنے کے لئے

---

[1] نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے چرواہوں کو پیاسا مارا تھا [2] سعودی عرب کی طرف اشارہ ہے۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ ان اللہ یأمر بالعدل عن عائشہؓ وکتاب الطب فی ابواب وصحیح مسلم کتاب السلام باب السحر۔

کیا گیا تھا لیکن اِس قسم کی کوئی بات ظہور میں نہیں آئی۔ اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو نہ معلوم اُس کی کیا حالت ہوتی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اس کا کوئی ناپسندیدہ اثر نہ ہونا آپؐ کی نبوّت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ افسوس ان یہودیوں پر جو پھر بھی ایمان نہ لائے۔

بھُول کی زیادتی نبوّت کے منافی نہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر وہ بھُول جو فطرتًا نبی میں ہوتی ہے وہ بھی نبوّت کے منافی ہوگی۔ جب فطری بھُول سے نبی کوئی غلط بات نہیں کہہ سکتا تو بھُول کی عارضی زیادتی سے بھی نبی کوئی غلط بات نہیں کہہ سکتا، یعنی دینی احکام کے سلسلہ میں نبی بھُول سے بھی کوئی غلط بات نہیں بتا سکتا۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ {اعلیٰ} وہ بھُول تو سکتا ہے لیکن صرف اتنا جتنا اللہ چاہے۔

جادو کا اتنا اثر بھی غالبًا اس وجہ سے ہوا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ جادو اپنی جگہ پر کامیاب تھا، اگر اتنا اثر بھی نہ ہوتا تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ جادو میں کوئی نقص رہ گیا۔

جادو کا اثر فطرتًا ہر انسان پر ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ جادوگروں کے جادو کا اثر حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر بھی ہوا اور وہ ڈر گئے لیکن اُن سے بھی جادو کے اثر سے کوئی ایسا ناپسندیدہ کام ظہور میں نہیں آیا جو منصبِ نبوّت کے منافی ہو اور یہی بات یہاں بھی پائی جاتی ہے۔

مکّہ معظّمہ میں کافروں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مسحور کہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی تھی۔ کافروں کا وہ قول ان معنوں میں تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نبی نہیں ہیں، ان پر کسی نے جادو کر دیا ہے لہٰذا ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں، حالانکہ حقیقتًا ایسا نہیں تھا۔ آپؐ جو کچھ کہتے تھے وہ وحی ہوتی تھی، وہاں اللہ کی طرف سے مسحور کہنے کی تردید کا مقصد یہ تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی باتیں جادو کے اثر سے نہیں ہیں بلکہ مِن جانب اللہ ہیں، وہاں اس بات کا انکار نہیں تھا کہ کبھی آپؐ پر جادو نہ ہوگا اور نہ کبھی آپؐ پر اس کا فطری اثر ہوگا، وہ جادو جس کی نسبت کُفّارِ مکّہ نے کی تھی نبوّت کی تردید تھا اور یہ جادو جو اپنے مقصد کے لحاظ سے بے اثر ہو کر رہ گیا نبوّت کی تائید ہے۔

سُورۂ فلق اور سُورۂ ناس کا نزول تقریبًا اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ سُورتیں نازل فرمائیں:۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ {سُورۂ فلق}

(اے رسُولؐ) کہئے کہ میں پَو پھٹنے (یا مخلوقات) کے ربّ کی پناہ طلب کرتا ہوں مخلوقات کے شر سے، چاند[1] یا رات کی تاریکی کے شر سے، جادوگر جماعتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھُونکتی ہیں اور حاسد کے شر سے جب حسد کرے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ {سُورۂ ناس}

(اے رسُولؐ) کہئے کہ میں تمام انسانوں کے ربّ، تمام انسانوں کے بادشاہ، تمام انسانوں کے معبود و مشکل کُشا کی پناہ طلب کرتا ہوں شیطان کے وسوسہ کی بُرائی سے، وہ شیطان جو انسانوں کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے، وہ شیطان جو انسانوں میں سے بھی ہو سکتا ہے اور جنّات میں سے بھی۔

---

[1] چاند گرہن سے بعض مرتبہ انسانوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔

مندرجہ بالا سورتیں رات کے وقت نازل ہوئیں۔ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آج رات کو مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئی ہیں کہ ان کے مثل کبھی دیکھنے میں نہیں آئیں (یعنی) قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس"[1]

ایک یہودی کی شرارت ایک دن ایسا ہوا کہ مدینہ منوّرہ کی ایک لڑکی زیور پہنے ہوئے باہر نکلی۔ ایک یہودی نے زیور کے لالچ میں اُس لڑکی کا سر دو پتھروں کے بیچ میں کھکر کچل ڈالا اور اُس لڑکی کو ایک گڑھے میں ڈال دیا۔ (اتفاق سے چند لوگوں نے اُس لڑکی کو گڑھے میں پڑے ہوئے دیکھا) وہ لوگ لڑکی کو اُٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا "کیا تمہیں فلاں شخص نے قتل کیا ہے؟" اُس نے اشارہ سے بتایا کہ نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا "کیا تمہیں فلاں شخص نے قتل کیا ہے؟" اُس نے اشارہ سے بتایا کہ نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا "کیا تمہیں فلاں شخص نے قتل کیا ہے؟" اُس نے اشارہ سے بتایا ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس یہودی کو بُلوایا، وہ لایا گیا، اُس نے اپنے جرم کا اقرار کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھروں کے درمیان اُس کا سر رکھ کر کچلوا دیا[2]

سفر کا ایک واقعہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عُسفان کے مقام پر کئی دن تک قیام کیا، لوگ کہنے لگے "یہاں ہم بے کار ہیں، ہمیں اپنے اہل و عیال کی طرف سے اطمینان نہیں"۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، آپؐ نے فرمایا "یہ کیا بات ہے جو مجھ کو پہنچی ہے، قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم چاہو تو میں اُونٹنی کے کسنے کا حکم دوں اور جب تک مدینہ نہ پہنچوں اس کی گرہ نہ کھولوں"۔ پھر فرمایا "مدینہ کی ہر گھاٹی اور درّہ پر دو فرشتے تمہاری واپسی تک اس کی حفاظت کرتے ہیں"۔ پھر آپؐ نے کوچ کا حکم دیا۔

مدینہ منوّرہ پہنچ کر ابھی صحابہؓ نے سامان بھی نہیں اُتارا تھا کہ یکایک غطفانیوں نے ڈاکہ ڈالا حالانکہ اس سے پہلے ان میں کسی وجہ سے (کسی قسم کا) ہیجان بھی پیدا نہیں ہوا تھا[3] اس ڈاکہ کی تفصیل درجِ ذیل ہے:-

ذوقَرَد کا ڈاکہ ایک دن صبح کے وقت ایک شخص عبدالرحمٰن فزاری اور قبیلۂ غطفان کے کچھ اور لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کو جو ذوقَرَد مقام پر چَرا کرتی تھیں لوٹ لیا اور تمام اُونٹنیوں کو ہانک کر لے گئے۔ اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام رباح کے ساتھ کچھ اُونٹ مدینہ منوّرہ کے باہر روانہ کئے تھے، حضرت سلمہ بن اکوعؓ بھی رباح کے ساتھ حضرت طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار ہو کر اُونٹوں کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں انہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے غلام ملے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی بیت المال) کی اُونٹنیاں لوٹ لی گئیں۔ حضرت سلمہؓ نے پوچھا "کس نے لوٹیں؟" اُنہوں نے کہا کہ "قبیلۂ غطفان نے"۔ حضرت سلمہؓ نے رباح سے کہا "یہ گھوڑا لو اور طلحہ بن عبیداللہ کو پہنچا دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دو کہ مشرکین نے آپؐ کی اُونٹنیاں لوٹ لیں"۔ یہ کہکر حضرت سلمہؓ ایک ٹیلہ پر جا کر کھڑے ہو گئے اور مدینہ منوّرہ کی طرف مُنہ کر کے تین بار بلند آواز سے یہ کہا "یاصباحاہ"[4]۔ اس کے بعد وہ لٹیروں کے تعاقب میں اکیلے ہی روانہ ہو گئے۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل قراءۃ المعوذتین عن عقبۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الدیات فی ابواب کتاب المزارعۃ باب الخصومۃ بین المسلم والیہودی و صحیح مسلم کتاب القسامۃ والدیات (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [3] صحیح مسلم کتاب الحج باب الترغیب فی سکنی المدینۃ۔ [4] یہ ایک کلمہ ہے جو دشمن سے ہوشیار کرنے کیلئے کہا جاتا تھا۔

وہ بڑے اچھے تیر انداز تھے۔ وہ تیر مارتے جا رہے تھے اور یہ رجز پڑھ رہے تھے :-

اَنَا اِبْنُ الْاَكْوَعِ ، وَالْيَوْمَ يَوْمُ الرُّضَّعِ میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے،

جو شخص بھی انہیں دکھائی دیتا حضرت سلمہؓ اُس کے تیر مارتے یہاں تک کہ تیر اُس کے کندھے میں داخل ہو جاتا پھر وہ کہتے "یہ تیر لیتا جا میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے"۔ غرض یہ کہ وہ برابر تیر مار کر اُن لوگوں کو زخمی کرتے رہے، جب ان میں سے کوئی سوار لَوٹ کر اُن کی طرف آتا تو وہ درخت کے نیچے آکر اُس کی جڑ میں بیٹھ جاتے اور ایک تیر اُس کو ایسا مارتے کہ وہ زخمی ہو جاتا۔ وہ لوگ بھاگتے بھاگتے پہاڑ کے ایک تنگ راستہ میں گھُس گئے۔ حضرت سلمہؓ پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہاں سے پتّھر مارنے لگے، حضرت سلمہؓ اسی طرح برابر ان کا پیچھا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تمام اُونٹنیوں کو چھوڑ گئے۔ حضرت سلمہؓ پھر بھی ان کا پیچھا کرتے رہے اور تیر مارتے رہے۔ مجبوراً ان ڈاکوؤں نے اپنے کو ہلکا کرنے کیلئے تیس چادریں اور تیس نیزے پھینک دئے۔ جو چیز وہ پھینکتے تھے حضرت سلمہؓ اُس پر پتّھر سے ایسا نشان بنا دیتے تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے صحابہؓ پہچان لیں، بھاگتے بھاگتے وہ ڈاکو ایک تنگ گھاٹی پر پہنچے، فلاں بن بدر فزاری بھی ان کے پاس پہنچ گیا۔ وہ لوگ دوپہر کا کھانا کھانے کیلئے بیٹھ گئے، حضرت سلمہؓ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ فزاری کہنے لگا یہ کون شخص ہے جو ہمیں دیکھ رہا ہے۔ لوگ کہنے لگے اِس شخص نے ہمیں تنگ کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم، یہ شخص اندھیری رات سے ہمارے ساتھ ہے، برابر تیر مارے جا رہا ہے یہاں تک کہ اس نے جو کچھ ہمارے پاس تھا سب چھین لیا ہے۔ فزاری نے کہا "تم میں سے چار آدمی جا کر اسے قتل کر دیں" یہ سُن کر چار آدمی پہاڑ پر چڑھے اور حضرت سلمہؓ کی طرف بڑھے، جب وہ قریب پہنچے تو حضرت سلمہؓ نے کہا "تم مجھے پہچانتے ہو" اُنہوں نے کہا "نہیں تم کون ہو؟ (ہمیں بتاؤ)" حضرت سلمہؓ نے کہا "میں سلمہؓ بن اکوع ہوں، قسم اُس ذات کی جس نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ انور کو بزرگی عطاء فرمائی ہے میں تم میں سے جس کو چاہوں گا مار ڈالوں گا اور تم میں سے کوئی مجھے نہیں مار سکتا"۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا یہ ایسا ہی نظر آتا ہے۔ حضرت سلمہؓ کی بات سُن کر وہ چاروں آدمی لَوٹ گئے۔ حضرت سلمہؓ ابھی وہیں تھے کہ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سوار نظر آئے جو درختوں میں گھُس گئے تھے۔ سب کے آگے حضرت اخرمؓ اسدیؓ، اُن کے پیچھے حضرت ابو قتادہؓ انصاری اور اُن کے پیچھے حضرت مقداد بن اسود کندیؓ تھے۔ حضرت سلمہؓ نے حضرت اخرمؓ سے کہا "اے اخرمؓ تم ان سے احتیاط سے رہنا تاوقتیکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے اصحابؓ نہ آجائیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو مار ڈالیں"۔ حضرت اخرمؓ کہنے لگے۔ "اے سلمہؓ، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور یقین رکھتے ہو کہ جنّت اور دوزخ حق ہیں تو میری شہادت کے درمیان حائل نہ ہو"۔ حضرت سلمہؓ نے انہیں چھوڑ دیا۔ ان کا مقابلہ عبدالرحمٰن فزاری سے ہوا۔ حضرت اخرمؓ نے اُس کے گھوڑے کو زخمی کر دیا، اُس نے حضرت اخرمؓ کو برچھی مار کر شہید کر دیا اور حضرت اخرمؓ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے شہسوار حضرت ابو قتادہؓ آپہنچے، انہوں نے عبدالرحمٰن کو برچھی مار کر قتل کر دیا (پھر وہ لوگ بھاگے) حضرت سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں "اُس ذات کی قسم جس نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ انور کو بزرگی عطاء فرمائی ہے میں برابر ان کا تعاقب کرتا رہا، میں پیدل اتنا تیز دوڑ رہا تھا کہ مجھے اپنے پیچھے صحابہؓ میں سے کوئی نہ دکھائی دیا اور نہ ان کا غبار ہی دکھائی دیا۔ بھاگتے بھاگتے وہ ڈاکو آفتاب غروب ہونے سے کچھ پہلے ایک گھاٹی پر پہنچے۔ جہاں پانی کا ایک چشمہ

تھا، اس چشمہ کا نام بھی ذوقَرَد تھا۔ وہ لوگ بہت پیاسے تھے اس لئے پانی پینے کے لئے اس گھاٹی میں اُترے ابھی وہ پانی کا ایک قطرہ بھی پینے نہ پائے تھے کہ اُن کی نظر حضرت سلمہؓ پر پڑی جو ابھی تک اُن کے تعاقب میں چلے آرہے تھے۔ حضرت سلمہؓ نے اُنہیں وہاں بھی ٹھہرنے نہیں دیا، وہ ایک گھاٹی کی طرف دوڑے۔ حضرت سلمہؓ بھی اُن کے پیچھے دوڑے اور اُن میں سے ایک شخص کے شانہ کی ہڈی پر ایک تیر مارا اور کہا "لے، میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے۔" اُس نے کہا "اس کی ماں اس پر روئے یہ وہی اکوع ہے۔ جو صبح کو میرے ساتھ تھا؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "اے اپنی جان کے دشمن، یہ وہی اکوع ہے جو صبح کو تیرے ساتھ تھا۔" پھر ان لوگوں نے دو گھوڑے ایک گھاٹی پر چھوڑ دئے۔ حضرت سلمہؓ ان دونوں کو ہانکتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف چلے۔ پہلے اُن کی ملاقات حضرت عامرؓ سے ہوئی۔ اُن کے پاس ایک چھاگل میں پانی ملا ہوا دودھ تھا اور ایک چھاگل میں پانی تھا، حضرت سلمہؓ نے وضو کیا اور دودھ پیا، پھر وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت اُس پانی پر تھے جہاں سے انہوں نے لٹیروں کو بھگایا تھا۔ وہ تمام اونٹنیاں، برچھیاں، چادریں اور وہ تمام چیزیں جو حضرت سلمہؓ نے مشرکین سے چھینی تھیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قبضہ میں آچکی تھیں، جو اُونٹ حضرت سلمہؓ نے مشرکین سے چھینے تھے اُن میں سے ایک اونٹ کو حضرت بلالؓ نے نحر کیا اور (جب حضرت سلمہؓ وہاں پہنچے ہیں تو) وہ اُس کی کلیجی اور کوہان رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے بھون رہے تھے۔ حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ مجھے لشکر میں سے سَو آدمی چُن لینے کی اجازت دیجئے تاکہ میں ان لٹیروں کا تعاقب کروں اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑوں کہ جو اپنی قوم کو جاکر خبر دے سکے، وہ لوگ پانی پینا چاہتے تھے، میں نے اُنہیں پانی نہیں پینے دیا، وہ پیاسے ہیں۔" یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہنسے، یہاں تک کہ آگ کی روشنی میں آپؐ کی کچلیاں ظاہر ہوئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے سلمہ، تم اپنی چیزیں لے چکے ہو، اب رہنے بھی دو اور اب تو وہ ارضِ غطفان میں پہنچ چکے ہوں گے۔" اتنے میں ایک غطفانی آیا، اس نے کہا کہ فلاں شخص نے ان لوگوں کے لئے ایک اُونٹ نحر کیا تھا، ابھی وہ کھال ہی اُتارنے پائے تھے کہ انہیں کچھ غبار سا نظر آیا۔ وہ کہنے لگے لوگ آگئے، لہٰذا وہ وہاں سے بھی بھاگ کھڑے ہوئے (یعنی اب ان کا تعاقب مناسب نہیں) جب صبح ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آج ہمارے سواروں میں سب سے بہتر ابو قتادہؓ ہیں اور پیادوں میں سب سے بہتر سلمہؓ ہیں۔" پھر جب آپؐ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا تو حضرت سلمہؓ کو دو حصّے دئے، ایک حصّہ سوار کا اور ایک پیادہ کا، پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سلمہؓ کو اپنی اُونٹنی پر جس کا نام عَضبَاء تھا اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ پھر آپ مدینہ منوّرہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک انصاری نے جن سے دَوڑ میں کوئی سبقت نہیں لے جا سکتا تھا کہا "کوئی ہے جو مدینہ تک میرے ساتھ دوڑ لگائے۔" اُنہوں نے ان الفاظ کو بار بار دوہرایا۔ جب حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے اُن کے یہ الفاظ سُنے تو کہنے لگے "تمہیں کسی کی بزرگی کا بھی لحاظ ہے اور کسی بزرگ سے ڈرتے بھی ہو؟" وہ انصاری کہنے لگے "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ کسی اور کی بزرگی کا لحاظ نہیں ہے۔" حضرت سلمہؓ نے عرض کیا، "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں، آپؐ مجھے ان کے ساتھ دوڑ لگانے کی اجازت دیدیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تمہارا جی چاہتا ہے تو جاؤ۔" حضرت سلمہؓ نے اُن انصاری سے

کہا "میں آرہا ہوں" یہ کہکر اُنہوں نے اپنا پیر ٹیڑھا کیا اور اُونٹنی پر سے کود پڑے۔ پھر اُنہوں نے دوڑنا شروع کیا، جب ایک دو چڑھائی باقی رہی تو اُنہوں نے دم لیا، پھر اُن کے پیچھے دوڑنے لگے، پھر کچھ دور جاکر دَم لیا۔ اس کے بعد پھر دَوڑے اور ان کو جاکر پکڑ لیا، حضرت سلمہؓ نے اُن کے پاس پہنچکر ان کے شانوں کے درمیان ایک مُکّا مارا اور کہا "اللہ کی قسم اب میں آگے بڑھا"۔ یہ کہکر وہ بھاگے اور ان انصاری سے پہلے مدینہ منوّرہ پہنچ گئے۔[1]

یہودیوں کی پھر ایک اور شرارت ایک دن حضرت عبداللہ بن سہلؓ اور حضرت مُحیّصہ بن مسعودؓ بن زید خیبر گئے، اس زمانہ میں خیبر کے یہودیوں سے مُسلمین کی صلح تھی (لیکن صُلح کے باوجود وہ سازشیں و شرارتیں کرتے رہتے تھے) وہ دونوں صحابی خیبر پہنچ کر کسی وجہ سے ایک دوسرے سے علیٰحدہ ہوگئے۔ کچھ دیر بعد حضرت محیّصہؓ حضرت عبداللہ بن سہلؓ کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ انہیں کسی نے قتل کر دیا ہے اور وہ خون میں لتھڑے ہوئے پڑے ہیں۔ حضرت محیّصہؓ نے اس مقام کے یہودیوں سے کہا تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے۔ یہودیوں نے کہا نہ ہم نے قتل کیا ہے اور نہ ہمیں قاتل کا علم ہے (اس گفتگو کے بعد) حضرت محیّصہؓ نے حضرت عبداللہ کو دفن کر دیا اور مدینہ منوّرہ واپس چلے آئے۔ مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد وہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن سہلؓ اور حضرت حُوَیّصہ بن مسعودؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچے۔ ان تینوں میں حضرت عبدالرحمٰنؓ سب سے چھوٹے تھے، اُنہوں نے گفتگو شروع کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بڑے کو بات کرنے دو" یہ سُن کر حضرت عبدالرحمٰنؓ خاموش ہوگئے۔ پھر حضرت محیّصہؓ اور حویّصہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے گفتگو کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم قسم کھا کر اپنے عزیز کے قاتل کو قتل کرنے کا حق ثابت کرو" انہوں نے کہا "ہم کیسے قسم کھا سکتے ہیں۔ نہ ہم وہاں تھے نہ ہم نے اُن کو دیکھا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر اپنی برأت کردیں" انہوں نے کہا "ہم کافروں کی قسم پر کیسے اعتبار کر سکتے ہیں"۔ الغرض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبداللہ بن سہلؓ کی دیت ان کو اپنے پاس سے ادا کر دی۔[2]

ایک مجلس میں تین آدمیوں کی آمد ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد میں تشریف فرما تھے اور وعظ و نصیحت میں مشغول تھے، اسی اثناء میں تین آدمی آئے۔ ایک شخص نے کچھ جگہ خالی دیکھی وہاں آکر بیٹھ گیا، دوسرا سب آدمیوں کے پیچھے ہی بیٹھ گیا اور تیسرا چلا گیا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وعظ سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا۔ "کیا میں تمہیں تین آدمیوں کا حال نہ بتاؤں، ایک نے اللہ کی طرف جگہ تلاش کی، اللہ نے اُسے جگہ دی، دوسرے نے شرم کی، اللہ نے بھی اُس سے شرم کی۔ تیسرے نے مُنہ موڑا، اللہ نے بھی اس سے مُنہ موڑ لیا۔"[3]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قَرَد عن سلمہؓ۔ صحیح بخاری کتاب المغازی میں بھی یہ واقعہ ہے لیکن بہت مختصر البتہ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الموادعۃ والمصالحۃ مع المشرکین عن سہل بن ابی حثمہؓ وکتاب الدّیات باب القسامۃ وصحیح مسلم کتاب القسامۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب الحلق فی المسجد عن ابنِ عمرؓ۔

جنگِ خیبر

اسباب خیبر کے یہودی برابر سرکشی میں مصروف تھے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جادو کرانا، ایک لڑکی کا سر پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دینا، حضرت عبداللہ بن سہلؓ کا قتل وغیرہ وغیرہ مختلف شرارتیں اُنہوں نے کیں، لہٰذا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔

روانگی سے پہلے جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر جانے کی تیّاری کی تو

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ {۱۵ و ۱۶ فتح}

وہ لوگ جو (حدیبیہ وغیرہ میں) شریک نہیں ہوئے تھے مالِ غنیمت کے لالچ میں کہنے لگے "ہم بھی ساتھ چلینگے" اللہ نے فرمایا "کیا یہ اللہ کی بات کو بدلنا چاہتے ہیں، اے رسُولؐ آپؐ ان سے کہدیجئے کہ اللہ پہلے ہی فرما چکا ہے "اب تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے"۔ کہنے لگے (اللہ نے تو کیا منع کیا ہوگا) تم حسد کی بناء پر ہمیں لیجانا نہیں چاہتے۔ اللہ نے فرمایا "یہ لوگ بہت ہی ناسمجھ ہیں" (یہ اس حکم کو حسد پر محمول سمجھتے ہیں حالانکہ یہ مصلحت پر مبنی ہے) اے رسُولؐ آپؐ کہدیجئے (تمہاری آزمائش بعد میں ہو جائے گی) تمہیں عنقریب ایک سخت جنگجو قوم سے لڑنے کے لئے بُلایا جائے گا، پھر یا تو وہ اسلام قبول کرلیں گے ورنہ تمہیں ان سے جنگ کرنی ہوگی۔ اگر تم نے اُس وقت اطاعت کی (اور جہاد میں شریک ہوئے) تو اللہ تمہیں اچھا بدلہ دیگا اور اگر پہلے کی طرح پیٹھ پھیروگے تو سخت سزا دیگا۔

خیبر کو روانگی ذوقَرَد سے واپس آنے کے تین دن بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صحابۂ کرامؓ کے ساتھ رات کے وقت خیبر کو روانہ ہوگئے۔ راستہ میں ایک آدمی نے حضرت عامر بن اکوعؓ سے کہا اپنے کچھ شعر سُنائیے حضرت عامرؓ سواری پر سے اُترے اور حدی خوانی شروع کردی۔ بطور رَجز[عہ] اُنہوں نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:۔

تَا للّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا — اللہ کی قسم اگر اللہ ہدایت نہ دیتا تو ہمیں ہدایت نہ ملتی
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا — نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے
فَاغْفِرْ فِدَاءٌ لَّكَ مَا اتَّقَيْنَا — تجھ پر ہم فدا ہو جائیں، جب تک ہم تیری اطاعت کریں تو ہمیں معاف کرتا رہ۔
وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا — اور ہم تیرے فضل سے مستغنی نہیں ہیں۔
فَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا — جب دشمن سے ہماری مڈبھیڑ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

عہ ایسے اشعار جو جنگ میں اپنی بہادری جتانے کیلئے پڑھے جاتے ہیں۔

وَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا اور ہم پر تسکین نازل فرما۔
اِنَّا اِذَا صِيْحَ بِنَا اَتَيْنَا جب کبھی ہم کو (جنگ کیلئے) آواز دی جاتی ہے ہم جا پہنچتے ہیں۔
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا آواز کے ساتھ ہی لوگ ہم پر بھروسہ کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عامرؓ کے اشعار پڑھنے کی آواز سنی تو فرمایا یہ ہنکانے والا کون ہے؟ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے عرض کیا "یہ عامرؓ ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "اللہ تمہاری مغفرت فرمائے"۔ آپؐ جب کسی کے لئے استغفار کرتے تو وہ ضرور شہید ہو جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے جو اپنے اونٹ پر چلے جا رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات سنے (تو سمجھ گئے کہ عامرؓ شہید ہو جائیں گے) انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے نبی، آپؐ نے ہمیں عامرؓ سے فائدہ کیوں نہ اٹھانے دیا[1] (ابھی یہ زندہ رہتے تو ان سے اور فائدہ اٹھاتے)"۔

خیبر کے راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی جگہ اترے۔ جہاں کہیں آپؐ اترتے حضرت انسؓ آپؐ کی خدمت کرتے۔ وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا پڑھتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔
اے اللہ میں رنج و فکر، عجز و تکان، بخل و نامردی قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں[2]۔

مقام صہبا میں ورودِ مسعود جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام صہبا میں پہنچے جو خیبر کے قریب واقع ہے تو آپؐ نے کھانا منگوایا۔ ستو کے علاوہ کھانے کیلئے اور کچھ نہیں تھا۔ وہی آپؐ کو پیش کر دئے گئے۔ صحابہ کرامؓ نے بھی ستو گھول کر کھائے اور پیئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، آپؐ نے کلی کی، صحابہ کرامؓ نے بھی کلی کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھائی۔

خیبر میں مجاہدین کی آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ہی خیبر پہنچ گئے۔ آپؐ کی یہ عادت تھی کہ اگر کسی قوم کے پاس آپؐ رات کو پہنچتے تو اس وقت تک حملہ نہ کرتے جب تک صبح نہ ہو جاتی[3]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھی، پھر آپؐ اپنی سواری پر سوار ہو کر خیبر کی آبادی میں داخل ہوئے آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اللہ اکبر، خیبر برباد ہو گیا۔ پھر آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا:۔

اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ○
جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے جن کو ڈرایا جاتا ہے۔

سورج نکلنے کے وقت تک تمام مسلمین خیبر پہنچ چکے تھے۔ صبح ہوئی تو یہودیوں نے اپنے مویشی باہر نکالے اور درانتیاں، پھاوڑے، ٹوکرے اور درخت پر چڑھنے کی رسیاں لے کر خود بھی باہر نکلے۔ جب انہوں نے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ و باب غزوۃ خیبر و صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الادب کتاب الدیات باب اذا قتل نفسہ خطأً فلا دیۃ لہٗ (اس روایت میں حضرت عمرؓ کے نام کی صراحت صرف صحیح مسلم میں ہے۔ رجزیہ اشعار میں دو ایک لفظوں کا فرق بھی ہے) [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من غزا بصبی للخدمۃ عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن انسؓ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے "اللہ کی قسم محمدؐ آگئے اور لشکر بھی ساتھ ہے، اللہ کی قسم محمدؐ آگئے اور لشکر بھی آگیا"۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا محاصرہ کرلیا[2] (اور جنگ شروع ہوگئی)

حضرت علیؓ کی آمد حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اس لئے وہ مدینہ میں رہ گئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوگئے تو انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جنگ کے لئے جائیں اور میں پیچھے رہ جاؤں (یہ کیسے ہوسکتا ہے) لہٰذا وہ اسی حالت میں مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے[3]

حضرت عامرؓ کی شہادت لڑائی شروع ہوئی تو سب سے پہلے یہودیوں کا سپہ سالار مرحب مندرجہ ذیل رجز (رزمیہ اشعار) پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّيْ مَرْحَبُ	خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ	جب لڑائی کی آگ بھڑکنے لگتی ہے تو میں
اِذَا الْحُرُوْبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ	ہتھیار بند، بہادر اور جنگ آزمودہ ہوتا ہوں۔

حضرت عامرؓ اس کے مقابلہ کے لئے نکلے اور یہ رجز پڑھا:۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّيْ عَامِرُ	خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں۔
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرُ	ہتھیار بند، بہادر اور لڑائیوں میں گھسنے والا۔

مقابلہ شروع ہوا۔ دونوں کی ضربیں ایک دوسرے پر پڑنے لگیں۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ مرحب کی تلوار حضرت عامرؓ کی ڈھال پر پڑی انہوں نے نیچے سے اس کی پنڈلی پر تلوار ماری، مگر ان کی تلوار چھوٹی تھی وہ لوٹ کر خود ان ہی کے لگ گئی اور اس سے ان کی شہ رگ کٹ گئی اور بالآخر اسی زخم سے ان کی وفات ہوگئی[4]۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ مقابلہ پر پھر حضرت سلمہ بن اکوعؓ مقابلہ کے لئے نکلے۔ انہوں نے بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ "عامرؓ کا عمل رائیگاں ہوگیا کیونکہ انہوں نے خودکشی کرلی"۔ حضرت عامرؓ حضرت سلمہؓ کے بھائی تھے، لہٰذا حضرت سلمہؓ کو ان لوگوں کی اس بات سے بہت صدمہ پہنچا۔ وہ روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپؐ کے پاس جاکر خاموش کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارا کیا حال ہے؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "میرے ماں باپ آپؐ پر سے قربان، لوگ کہتے ہیں کہ عامرؓ کے سب عمل برباد ہوگئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کون کہتا ہے؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "فلاں شخص، فلاں شخص اور اسید بن حضیرؓ انصاری"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو ایسا کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے"۔ پھر آپؐ نے اپنی دونوں انگلیوں کو جمع کرکے فرمایا "ان کے لئے دوہرا ثواب ہے، وہ طاعتِ الٰہی میں کوشش کرنے والے اور مجاہد تھے، ان جیسے عرب کم ہی زمین پر چلے ہوں گے[5]"

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ خیبر عن انسؓ و کتاب النکاح باب فضیلۃ عتاقہ امۃ و صحیح بخاری کتاب الجہاد باب التکبیر عند الحرب کتاب المغازی نحوہٗ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ خیبر عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی لواء النبیؐ عن سلمہؓ۔
[4] صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ ذی قرد وغیرھا عن سلمہ بن اکوعؓ۔ و صحیح بخاری کتاب المغازی نحوہٗ (صحیح بخاری میں رجزیہ اشعار نہیں ہیں) [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ و باب غزوۃ خیبر و صحیح بخاری کتاب المغازی۔

حضرت ابوہُریرہؓ کی آمد | اسی زمانہ میں حضرت ابوہُریرہؓ اسلام قبول کرنے کے ارادہ سے اپنے وطن سے روانہ ہوئے، اُن کا غلام بھی اُن کے ہمراہ تھا۔ اثنائِ راہ میں ان کا غلام اُن سے علیٰحدہ ہوگیا۔ حضرت ابوہُریرہؓ برابر چلتے رہے راستہ میں وہ یہ شعر پڑھتے جارہے تھے:۔

يَا لَيْلَةً مِنْ طُوْلِهَا وَعَنَائِهَا — اس رات کی درازی اور تکلیف کی شکایت (تو ضرور کرتا
عَلٰى اِنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتْ — ہوں) مگر (وہ رات بڑی مبارک رات ہے کہ) اس
رات نے کُفر کے شہر سے مجھے نجات دی۔

حضرت ابوہُریرہؓ سیدھے خیبر پہنچے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر بیعت کی۔ ابھی وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت ہی میں تھے کہ ان کا غلام دکھائی دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوہُریرہؓ یہ تمہارا غلام آگیا"۔ حضرت ابوہُریرہؓ کہنے لگے "میں آپؐ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اللہ کے لئے آزاد کردیا"۔[1]

دوزخ میں جانے والا مجاہد | جنگ جاری تھی۔ ایک مجاہد کے متعلّق رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ دوزخی ہے"۔ وہ شخص بہت جانفشانی کے ساتھ لڑتا رہا۔ بالآخر اُسے ایک زخم لگا (زخم اتنا شدید تھا کہ لوگ سمجھے اس کی وفات ہوگئی) انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُول! جس شخص کے متعلّق آپؐ نے فرمایا تھا کہ دوزخی ہے اُس نے تو بڑی شدّت کے ساتھ جنگ کی اور بالآخر وہ شہید ہوگیا (کیا ایسی حالت میں بھی وہ دوزخی ہے؟)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ دوزخ میں گیا" لوگوں کو اِس بات پر بڑی تشویش ہوئی اسی اثنار میں کسی نے کہا وہ مَرا نہیں ہے بلکہ اسے شدید زخم پہنچا ہے۔ جب رات ہوئی تو وہ زخم کی تکلیف برداشت نہ کرسکا اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر اُس سے خودکُشی کرلی۔ لوگ جلدی سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں آئے اور کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ نے آپؐ کی بات کو سچّا کردیا، اُس شخص نے اپنے کو نحر کرکے خودکشی کرلی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ اکبر، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسُولؐ ہوں"۔ پھر آپؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کردو کہ جنّت میں کوئی نہیں جائے گا سوائے مسلم کے اور بے شک اللہ اپنے دین کی مدد تو فاجر آدمی سے بھی لے لیتا ہے[2] (یہ ضروری نہیں کہ دین کی خدمت کرنے والا مسلم ہی ہو)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ اور چربی | خیبر کا محاصرہ ابھی جاری ہی تھا کہ قلعہ میں سے ایک شخص نے چربی کی ایک تھیلی باہر پھینکی۔ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ اُسے لینے کے لئے دوڑے۔ اتنے میں اُنہوں نے مُڑکر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں کھڑے ہیں۔ آپؐ کو دیکھ کر انہیں شرم آگئی[3] (اور چربی کی تھیلی اُٹھانے کا ارادہ ترک کردیا)

حضرت خفاف بن ایماء الغفاریؓ کی جانبازی | حضرت خفاف بن ایماءؓ اپنے لڑکے کے ساتھ کئی دن تک

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الرھن فی الحضر، کتابُ العتق وفضلہ باب اذا قال لعبدہ ..... عن ابی ہُریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب انّ اللہ لیؤید الدّین بالرجل الفاجر عن ابی ہُریرۃؓ وکتابُ المغازی باب غروۃ خیبر وکتابُ القدر وصحیح مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب مایصیب من الطعام فی ارض الحرب وکتابُ الذبائح والصّید باب ذبائح اہل الکتاب وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب اخذ الطّعام من ارض العدوّ

ایک قلعہ کا محاصرہ کئے رہے یہاں تک کہ اُسے فتح کر کے ہی چھوڑا۔[1]

حضرت سلمہ بن اکوعؓ کا زخم | حضرت عامرؓ کی شہادت کے بعد جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے حضرت سلمہؓ مقابلہ کے لئے نکل آئے تھے۔ لڑتے لڑتے حضرت سلمہؓ کی پنڈلی پر ایک زخم لگا۔ زخم بہت خطرناک تھا۔ لوگ سمجھے سلمہؓ بچ نہیں سکتے۔ حضرت سلمہؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، آپؐ نے تین دفعہ اُس پر دَم کیا۔ زخم اچھا ہو گیا۔ اور پھر کبھی اُس میں کوئی شکایت نہیں ہوئی۔[2]

حضرت علیؓ کے ہاتھ میں جھنڈا | لڑائی کئی دن جاری رہی۔ فتح سے ایک دن پہلے شام کے وقت رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کل میں جھنڈا اُس شخص کو دونگا جس سے اللہ اور اُس کا رسولؐ محبّت کرتے ہیں اور جو اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے۔ اللہ اُس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔" لوگوں نے پوری رات اسی خیال میں گذاری کہ دیکھیں جھنڈا کِس کو ملتا ہے۔ صبح وہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر شخص کو یہ اُمّید تھی کہ جھنڈا اُسے ملیگا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علیؓ کہاں ہیں؟" لوگوں نے کہا اُن کی آنکھیں دُکھ رہی ہیں۔[3] رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو حضرت علیؓ کے لانے کے لئے روانہ کیا۔ حضرت سلمہؓ حضرت علیؓ کو پکڑ کر اپنے ساتھ لائے۔[4] رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لُعابِ دہن لگایا اور صحت کے لئے دُعا کی (آپؐ کی دُعا کی برکت سے) وہ اُسی وقت تندرست ہو گئے (ایسا معلوم ہوتا تھا) گویا اُنہیں کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا اُن کے ہاتھ میں دے دیا۔[5]

حضرت علیؓ نے عرض کیا "کیا میں اُن سے اُس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ ہماری مثل (مُسلم) نہ ہو جائیں؟" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم جاؤ، ان کے میدان میں اُترو، پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور فرائض کی تعلیم دو۔ اللہ کی قسم تمہارے ہاتھ پر اگر اللہ ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو وہ تمہارے لئے سُرخ اُونٹوں سے بہتر ہے۔"[6]

حضرت علیؓ مرحب کے مقابلہ پر | جھنڈا لیکر حضرت علیؓ میدانِ جنگ میں آئے۔ مرحب وہی رَجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا جو اُس نے حضرت عامرؓ کے مقابلہ کے وقت پڑھا تھا۔ حضرت علیؓ نے اس کے جواب میں یہ رجز پڑھا:-

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ	میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔
کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ	میں جنگل کے اُس شیر کی طرح ہوں جو بہت
اُوْفِیْهِمْ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہْ	ہی خوفناک صورت ہوتا ہے میں لوگوں کو ایک
	صَاع کے بدلہ اُس سے بڑا پیمانہ دیتا ہوں

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن سلمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی لواء النبیؐ عن سلمہؓ و باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل عن سہلؓ و کتاب المغازی و صحیح مسلم باب فضائل علیؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ و فضائلِ علیؓ و صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علیٰ یدیہ رجل و کتاب المغازی عن سہلؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علیٰ یدیہ رجل عن سہلؓ و کتاب المناقب باب مناقبِ علیؓ و کتاب المغازی۔

پھر حضرت علیؓ نے مرحب کے سر پر ایک ضرب لگائی اور اُسے قتل کر دیا۔[1]

فتح | حضرت علیؓ کے ہاتھ پر خیبر فتح ہو گیا۔[2] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لڑنے والوں کو قتل کر دیا اور عورتوں اور بچّوں کو قید کر لیا۔[3] فتح کے بعد صحابہؓ کا گذر مؤمنین کی لاشوں کے پاس سے ہوا۔ اُنہوں نے کہا فلاں شہید ہے فلاں شہید ہے۔ ایک شخص کے متعلق انہوں نے کہا یہ شہید ہے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہرگز نہیں، میں نے ایک چادر چُرانے کی وجہ سے اُسے دوزخ میں دیکھا ہے۔ پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا "لوگوں میں منادی کر دو کہ جنّت میں سوائے مؤمنوں کے کوئی نہیں جائے گا"۔ حضرت عمرؓ نے منادی کر دی کہ جنّت میں سوائے مؤمنوں کے کوئی نہیں جائے گا۔[4]

فتح کے بعد یہودیوں کی ایک سازش | خیبر کی فتح کے بعد یہودیوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں بکری کا گوشت پیش کیا جس میں زہر ملا ہوا تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا جتنے یہودی یہاں ہیں سب کو جمع کرو، حکم کی تعمیل میں تمام یہودی جمع کئے گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "میں تم سے ایک بات پوچھ رہا ہوں کیا تم مجھے سچ سچ بتا دو گے؟" یہودیوں نے کہا "ہاں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارا باپ (جدِّ اعلیٰ) کون ہے؟" اُنہوں نے کہا ہمارا باپ (جدِّ اعلیٰ) فلاں شخص ہے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم جھوٹ بولتے ہو تمہارا باپ (جدِّ اعلیٰ) فلاں شخص ہے"۔ اُنہوں نے کہا آپؐ نے سچ فرمایا، آپؐ نے صحیح فرمایا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا بتاؤ اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو تم مجھے صحیح صحیح بتا دو گے؟" انہوں نے کہا "ہاں، اور اگر ہم آپؐ سے جھوٹ بولیں گے تو آپؐ کو معلوم ہو جائے گا جیسے ابھی ہمارے باپ کے سلسلہ میں آپؐ کو معلوم ہو گیا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دوزخی کون لوگ ہیں؟" یہودیوں نے جواب دیا "کچھ دن ہم دوزخ میں رہیں گے پھر ہمارے بعد آپ لوگ دوزخ میں رہیں گے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "درگاہِ رب کے راندے ہوئے ہو کر تمہیں اس میں رہو، اللہ کی قسم ہم تمہارے بعد کبھی بھی دوزخ میں نہیں رہیں گے"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو صحیح صحیح بتا دو گے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کس چیز نے تمہیں اس بات پر آمادہ کیا" اُنہوں نے کہا "ہم نے یہ چاہا تھا کہ اگر آپؐ جھوٹے ہیں تو آپؐ سے ہمارا پیچھا چھوٹ جائیگا اور اگر آپؐ نبی ہیں تو زہر آپؐ کو نقصان نہیں پہنچائے گا"۔[5] (پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے کچھ نہ کہا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ	ان لوگوں کو توریت کا حامل بنایا گیا تھا لیکن انہوں نے
يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ	اس کے احکام کی خلاف ورزی کی ان کی مثال ایسی ہے
مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ	جیسے گدھا جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں، اور جو لوگ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی لواء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن انسؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم الغلول عن عمرؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب الطب باب ما یذکر فی سم النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی ہریرۃؓ۔

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ {جمعہ ۵ تا ۸}

بھی اللہ کی آیات واحکام کی تکذیب کرتے ہیں اُن کی مثال بُری ہی ہوتی ہے، اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت پر نہیں چلاتا (ہدایت پر وہ چلتے ہیں جو ظالم و ناانصاف نہ ہوں اور اے رسُولؐ اُن کا یہ زعم ہے کہ وہ جنّت میں جائیں گے) آپؐ ان سے کہئے کہ اگر واقعی تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف تم ہی اللہ کے محبوب ہو تو اگر تم سچّے ہو تو آؤ موت پر مُباہلہ کرلو، لیکن یہ لوگ ہرگز موت پر مُباہلہ نہیں کرسکتے اور اسکی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ان کے اعمال اس قابل نہیں ہیں، اللہ ان ظالموں سے خوب واقف ہے (اے رسُولؐ) آپؐ کہدیجئے کہ جس موت سے تم بھاگ رہے ہو وہ تم کو آکر رہیگی پھر تم عالِمُ الغیبِ والشّہادہ کے سامنے پیش کئے جاؤگے، پھر وہ تمہیں بتائیگا کہ تم کیا کیا کرتے رہے تھے۔

نکاحِ متعہ کی حُرمت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسی زمانہ میں متعہ کو حرام قرار دیا[2]۔

شہری گدھے کی حُرمت جس دن خیبر فتح ہوا اُس دن مسلمین کو شدّت کی بھوک لگی ہوئی تھی۔ شام کے وقت مُسلمین نے جگہ جگہ آگ روشن کی اور گدھوں کا گوشت پکانے کے لئے آگ پر رکھ دیا۔ ایک شخص نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی کہ گدھے کھالئے گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش رہے (وہ چلا گیا کچھ دیر بعد) وہ پھر آیا اور کہا گدھے کھالئے گئے۔ اس مرتبہ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش رہے (وہ شخص چلا گیا کچھ دیر بعد) پھر آیا اور اُس نے تیسری مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آکر کہا کہ گدھے ختم ہوگئے۔ یہ سُنکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ آگ کیسی ہے؟ کس چیز کے نیچے تم لوگ آگ جلا رہے ہو؟" صحابہؓ نے کہا "گوشت کے نیچے (آگ جلا رہے ہیں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کس جانور کا گوشت ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "شہری گدھوں کا" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے پھینکدو اور ہانڈیوں کو توڑدو"۔ ایک شخص نے عرض کیا "گوشت کو پھینک کر ہانڈیوں کو دھوڈالیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایسا کرلو" پھر آپؐ نے منادی کرائی کہ اللہ اور اُس کا رسُولؐ تمہیں شہری گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ (گوشت) ناپاک ہے[3]۔

مالِ غنیمت اور خیبر کی تقسیم جب خیبر فتح ہوا تو مالِ غنیمت میں یہ چیزیں حاصِل ہوئیں: گائے، اُونٹ اسباب اور باغات۔ ابھی تقسیم شروع نہیں ہوئی تھی کہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور دوسرے مسلمین جو اَب تک حبشہ میں تھے مدینہ منوّرہ پہنچے۔

جب تقسیم شروع ہوئی تو حضرت ابوہُریرہؓ نے کہا مجھے بھی حصّہ دیجئے۔ سعید بن عاص کے بیٹے نے (مذاقاً) کہا "یارسُولَ اللہ انہیں کچھ نہ دیجئے"۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بھی (مذاقاً) جواب دیا "یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے ابنِ قوقلؓ

---

[1] متعہ میعادی نکاح کو کہتے تھے۔ میعاد ختم ہونے کے بعد نکاح ختم ہوجاتا تھا۔ [2] صحیح بخاری کتابُ النکاح باب نہی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن نکاح المتعۃ عن علیؓ۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ خیبر عن سلمہؓ وکتابُ الصّید وصحیح بخاری کتابُ المظالم باب ھل تکسر الدنان وکتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن انسؓ۔

کو قتل کیا تھا۔" اُنہوں نے کہا "ضان نامی پہاڑی سے ایک بِلّا (ابوہُریرہؓ یعنی بلّی کا باپ یا بلّی والا) اُتر کر آیا ہے اور ایک مسلم کے قتل پر مجھے طعنہ دیتا ہے جس کو میرے ہاتھ سے اللہ نے (شہادت کی) فضیلت عطا فرمائی اور اس کے ہاتھوں سے مجھے (بحالتِ کفر قتل کرا کے) ذلیل نہیں کیا[1]۔"

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر کو مسلمین میں تقسیم کر دیا[2]۔ اور صرف اُن لوگوں کو حصّہ دیا جو جنگ میں شریک تھے (جو لوگ جنگ میں شریک نہیں تھے اُن میں سے کسی کو حصّہ نہیں دیا) سوائے اُن کشتی والوں کے جو حضرت جعفرؓ کے ساتھ (حبشہ سے) آئے تھے[3]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گھوڑے کو دو حصّے دئے اور پیدل کو ایک حصّہ، یعنی سوار کو تین حصّے دئے ایک اُس کا اور دو گھوڑے کے۔ خیبر کے خُمس میں سے جو مال باقی بچا اُس میں سے آپؐ اپنی ازواجِ مطہّراتؓ کو بیس وسق جَو اور اَسّی وسق کھجور سالانہ دیدیا کرتے تھے اور باقی کو خیرات کر دیا کرتے تھے۔ جب خیبر فتح ہوا تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا اب ہم پیٹ بھر کر کھجور کھا سکیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں "ہم نے پیٹ بھر کر (کھانا) نہیں کھایا جب تک خیبر فتح نہ ہوا[4]۔"

قیدی عورتوں میں حضرت صفیہؓ بھی شامل تھیں۔ وہ ابھی نئی دلہن ہی تھیں کہ اُن کا شوہر جنگ میں مارا گیا، لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے اُن کی خوبصورتی کا ذکر کیا (آپؐ نے کوئی توجّہ نہ فرمائی) اسی اثناء میں حضرت دحیہؓ نے عرض کیا "مجھے ایک لونڈی دیدیجئے" آپؐ نے فرمایا "ایک لونڈی لے لو" اُنہوں نے حضرت صفیہؓ کو لے لیا۔ پھر ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا "آپؐ نے قریظہ اور نضیر کے سردار کی بیٹی دحیہؓ کو دیدی، وہ سوائے آپؐ کے اور کسی کیلئے مناسب نہیں۔" آپؐ نے (لوگوں کا نفسیاتی جائزہ لیتے ہوئے) فرمایا "اُن کو مع اُس لڑکی کے بلاؤ۔" وہ آئے تو آپؐ نے حضرت صفیہؓ کو دیکھا اور حضرت دحیہؓ سے فرمایا اے دحیہ دوسری لونڈی لے لو، پھر آپؐ نے (ان کی دلجوئی کی خاطر) سات لونڈیوں کے بدلہ میں اُن سے حضرت صفیہؓ کو خرید لیا اور اپنے لئے منتخب فرمالیا[5] (نوٹ:۔ حضرت صفیہؓ کو آپؐ نے اُن کی خوبصورتی کی وجہ سے منتخب نہیں کیا بلکہ مشورہ اور لوگوں کے نفسیاتی جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے منتخب فرمایا)

یہودیوں سے معاہدہ | فتح کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں کو جلاء وطن کرنے کا ارادہ کیا۔ یہودیوں نے عرض کیا "ہمیں رہنے دیجئے، ہم کھیتوں میں اور باغوں میں کام کریں گے اور نصف پیداوار آپؐ کو پیش کر دیا کریں گے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا، لیکن جب تک ہم چاہیں گے تمہیں (اس شرط اور اس مقام پر) برقرار رکھیں گے[6]۔"

خیبر سے واپسی | (تمام ضروری انتظامات کے بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت صفیہؓ کے ہمراہ خیبر سے مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپؐ کو کچھ رَجز سُناؤں" رسُولُ اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم عن ابی ہُریرہؓ وکتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر عن ابی ہُریرۃؓ وکتاب فرض الخمس من الدلیل علےٰ۔۔۔ عن ابی موسیٰؓ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الغنیمۃ لمن شہد الوقعۃ عن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب من الدلیل علےٰ ان الخمس لنوائب المسلمین عن ابی موسیٰؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر وصحیح مسلم کتابُ البیوع (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[5] صحیح بخاری کتاب النکاح والمغازی والبیوع وصحیح مسلم کتابُ النکاح عن انسؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [6] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ماکان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یعطی المؤلفۃ قلوبہم عن ابن عمرؓ وکتابُ المغازی وصحیح مسلم باب المساقات والمعاملات بجزءٍ من الثمر۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رَجز سُنانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت عمرؓ نے کہا "جو کچھ سُناؤ سوچ سمجھ کر سُنانا"۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے یہ رَجز پڑھا:۔

وَاللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ مَا اھْتَدَیْنَا	اللہ کی قسم اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو ہمیں راہِ راست
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا	نہ ملتی۔ نہ ہم صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم نے سچ کہا"۔

پھر حضرت سلمہؓ نے پڑھا:۔

وَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا	(اے اللہ) ہم پر تسکین نازل فرما۔
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا	(کُفّار سے) مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھ
وَالْمُشْرِکُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا	بے شک مُشرکین نے ہم پر زیادتی کی ہے۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اشعار کس کے ہیں؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "میرے بھائی (عامرؓ) کے"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ ان پر رحم فرمائے"۔ حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "لوگ تو اُن کے لئے دُعاء کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اس لئے کہ وہ اپنے ہتھیار سے مرے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ غلط کہتے ہیں۔ وہ جاہد اور مجاہد مَرے ہیں (یعنی وہ اس حالت میں مَرے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کوشش کرتے تھے اور جہاد کرتے تھے)" پھر آپؐ نے دونوں اُنگلیوں کو ملا کر فرمایا "ان کیلئے دوگنا ثواب ہے۔ اس قتل سے اور کونسا قتل زیادہ باعثِ ثواب ہو سکتا ہے[1]؟"۔

نمازِ فجر کا فوت ہو جانا سفر جاری تھا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابۂ کرامؓ چلے جا رہے تھے۔ سفر رات کو بھی جاری رہا۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "کاش آپؐ ہمیں کچھ دیر سونے کا موقع دیں"۔ اگرچہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اُونگھ آ رہی تھی (لیکن آپؐ نے سونے کو مناسب نہ سمجھا) آپؐ نے فرمایا "مجھے ڈر ہے کہ کہیں سوتے میں نماز نہ نکل جائے"۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا "میں جگا دونگا"۔ یہ سُنکر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پر قیام فرمایا، آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا "تم پہرہ دو"۔ پھر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ سو گئے۔ حضرت بلالؓ نماز پڑھتے رہے۔ جب فجر قریب ہوئی تو وہ اپنی سواری پر تکیہ لگا کر مشرق کی طرف مُنہ کر کے بیٹھ گئے۔ (بیٹھے بیٹھے) اُن پر بھی نیند غالب ہو گئی اور اُن کی آنکھ لگ گئی (صبح کی نماز کا وقت نکل گیا) جب دھوپ نکلی تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھُلی۔ آپؐ بہت گھبرائے۔ آپؐ نے فرمایا "اے بلال، تمہارا وہ کہنا کہاں گیا؟" حضرت بلالؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں جس چیز نے آپؐ کو روک لیا تھا اُسی نے مجھے بھی روک لیا، ایسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ نے تمہاری روحوں کو جب تک چاہا روکے رکھا اور جب چاہا واپس کر دیا"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "یہاں سے کوچ کرو، یہاں شیطان آ گیا تھا"۔ (لوگ روانہ ہوئے) تھوڑی دور جا کر جب آفتاب بلند اور صاف ہو گیا (رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے) آپؐ نے اذان کا حکم دیا۔ پھر وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں،

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ خیبر عن سلمہؓ و صحیح بخاری کتاب الدیات باب اذا قتل نفسہ خطأً (صحیح بخاری میں رَجزیہ اشعار سُنانے کا واقعہ نہیں ہے۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)

پھر آپؐ نے حضرت بلالؓ کو اقامت کہنے کا حکم دیا، اُنہوں نے اقامت کہی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا "جو شخص نماز پڑھنی بھُول جائے اُسے چاہیئے کہ یاد آتے ہی اُسے پڑھ لے کیونکہ اللہ فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ میرے ذکر کیلئے نماز قائم کرو[1]"۔

شرابی کو سزا ایک شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس نشہ کی حالت میں لایا گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے مارنے کا حکم دیا (حکم کی تعمیل میں) بعض نے اُسے اپنے ہاتھ سے مارا، بعض نے اپنی جوتی سے مارا اور بعض نے اپنے کپڑے سے مارا۔ سزا کے بعد جب وہ واپس ہوا تو ایک شخص نے کہا "اس کو کیا ہو گیا، اللہ اسے رسوا کرے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے یہ الفاظ سُنے تو فرمایا کہ "اپنے بھائی پر شیطان کی مدد نہ کرو[2]"۔
(اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شراب پینے کی ابھی تک کوئی باقاعدہ سزا مقرر نہیں ہوئی تھی)

حضرت صفیہؓ سے نکاح جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقام سُدّ الصَّہبا پہنچے تو حضرت صفیہؓ پاک ہو چکی تھیں۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے اُنہیں دُلہن بنایا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں آزاد کر کے اُن سے نکاح کر لیا اور اُن کی آزادی کو اُن کا مہر قرار دیا (دوسرے دن) صبح کو آپؐ نے ولیمہ کیا، آپؐ نے فرمایا "جو چیز جس کے پاس ہو لے آؤ"۔ پھر گڑھا کر کے چمڑے کا ایک دسترخوان بچھایا گیا۔ کوئی کچھ لایا اور کوئی کچھ۔ اس طرح دسترخوان پر کھجور، پنیر اور گھی جمع کر دیا گیا اور پھر ان چیزوں کا مالیدہ تیار کیا گیا (مالیدہ تیار ہو گیا تو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت انسؓ سے فرمایا "جو لوگ تمہارے اِرد گرد ہیں سب کو بُلا لاؤ" (وہ سب لوگوں کو بُلا کر لائے) سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ تین دن وہاں قیام فرمانے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوئے۔
حضرت صفیہؓ کو آپؐ نے اپنی عباء اُڑھا دی، اُونٹنی پر ان کے بیٹھنے کیلئے جگہ بنائی اور پردہ تان دیا۔ جب حضرت صفیہؓ اُونٹنی پر سوار ہوتیں تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُونٹنی کے پاس بیٹھ جاتے، اپنا گھٹنا رکھ دیتے حضرت صفیہؓ اپنا پیر آپؐ کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔ مدینہ منوّرہ کے قریب پہنچ کر آپؐ نے اپنی اُونٹنی عَضباء کو تیزی کے ساتھ دوڑایا۔ تمام صحابہؓ نے بھی اپنی سواریوں کو دوڑایا۔ اتّفاقاً آپؐ کی اُونٹنی نے ٹھوکر کھائی اور آپؐ اور حضرت صفیہؓ اس پر سے گر پڑے۔ حضرت ابو طلحہؓ فوراً اپنی سواری پر سے اُترے اور کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ مجھے آپؐ پر سے قربان کرے، چوٹ تو نہیں آئی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، خاتون کو سنبھالو"۔ حضرت ابو طلحہؓ اپنے مُنہ پر کپڑا ڈال کر حضرت صفیہؓ کی طرف گئے اور وہ کپڑا اُن پر ڈال دیا۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی جلدی سے کھڑے ہو گئے اور حضرت صفیہؓ پر پردہ تان دیا۔ جب آپؐ پالان ٹھیک کر کے اُونٹنی پر سوار ہو گئے تو صحابہؓ کرامؓ آپؐ کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ اس سے پہلے صحابہؓ کرامؓ نے ادباً آپؐ کی اور حضرت صفیہؓ کی طرف نظر نہیں کی۔ پھر آپؐ ان کے ساتھ آگے روانہ ہوئے[3]

راستہ میں تکبیر و تہلیل اثنائے راہ میں جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک وادی میں سے گذرے تو لوگوں نے چیخ چیخ کر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الّا اللہ کہنا شروع کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُنا تو فرمایا "اپنی جانوں پر رحم کرو، تم نہ کسی بہرے کو پکار رہے ہو نہ کسی غائب کو، تم سُننے والے کو پکار رہے ہو جو تمہارے قریب ہے

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب قضاء الصّلوٰۃ الفائتۃ عن ابی ہُریرۃؓ و صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ بابُ الاذان بعد ذہاب الوقت عن ابی قتادۃؓ۔
[2] صحیح بخاری کتابُ الحدود باب مایکرہ من لعن شارب الخمر عن ابی ہُریرۃؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب من غزا بصبیّ للخدمۃ و باب مایقول اذا رجع و کتابُ الصّلوٰۃ باب مایذکر فی الفخذ و باب التکبیر عند الاغارۃ و کتابُ المغازی و النکاح و البیوع و صحیح مسلم کتابُ النّکاح (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ حضرت ابو طلحہؓ کی بات چیت وغیرہ صحیح مسلم میں نہیں ہے)

اور تمہارے ساتھ ہے۔" حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھے وہ لاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا "اے عبداللہ بن قیس!" انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ میں حاضر ہوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تمہیں ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔" انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسول، کیوں نہیں۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں (ضرور) بتائیے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لاحول ولا قوۃ الا باللہ[1] (وہ خزانہ ہے)"

خائن شہید دوزخ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادیٔ قریٰ پہنچے تو آپؐ کے غلام مِدعَم کے جس کو بنو ضباب نامی قبیلہ کے ایک شخص رفاعہ بن زید نے آپؐ کو تحفۃً دیا تھا ایسی حالت میں کہ وہ آپؐ کی سواری کی کاٹھی ٹھیک کر رہا تھا ایک تیر لگا جس کا چلانے والا معلوم نہ ہو سکا۔ اس تیر سے اس کی موت واقع ہو گئی، لوگوں نے کہا "اس کو شہادت مبارک ہو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں، وہ چادر جو خیبر کے مالِ غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے اس نے چرا لی تھی وہ اس پر آگ کو مشتعل کر رہی ہے۔" یہ سن کر ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر آیا اور کہا "یہ چیز مجھے ملی تھی (اور تقسیم سے پہلے میں نے لے لی تھی)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ آگ کے ایک یا دو تسمے تھے[2]۔"

مدینہ منوّرہ کے قریب تشریف آوری راستہ میں صحابۂ کرامؓ کا گذر لہسن و پیاز کے ایک کھیت سے ہوا صحابۂ کرامؓ بھوکے تھے لہٰذا بہت سے لوگوں نے لہسن اور پیاز کھائی[3]۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے اُحد پہاڑ کی طرف دیکھ کر فرمایا "یہ پہاڑ ہم سے محبّت کرتا ہے اور ہم اس سے محبّت کرتے ہیں۔" پھر آپؐ نے مدینہ منوّرہ کی طرف نظر کی اور فرمایا "اے اللہ (تو گواہ رہ، تیرے حکم سے) میں اسکے دونوں سنگستانوں کے درمیانی علاقہ کو حرم قرار دیتا ہوں جس طرح ابراہیمؑ نے مکّہ کو حرم قرار دیا تھا، اے اللہ، مدینہ والوں کے لئے اُن کے مُدّ اور صاع میں برکت عطا فرما[4]۔" پھر آپؐ نے یہ کلمات پڑھے "آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ (ہم پھر واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں) پھر یہ کلمات آپؐ برابر پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ منوّرہ میں داخل ہو گئے[5]۔

لہسن کھا کر مسجد جانے کی ممانعت اوپر لکھا گیا ہے کہ بعض لوگوں نے راستہ میں لہسن و پیاز کھائی تھی۔ جب یہ لوگ مسجد پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدبو آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھانے والوں کو آگے بُلا لیا اور کھانے والوں کو پیچھے کر دیا۔ پھر فرمایا "جو شخص بھی اس بدبودار درخت میں سے کچھ کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے جب تک بدبو نہ چلی جائے، ہمیں بدبو سے اذیّت نہ پہنچائے۔" لوگوں نے کہا "لہسن پیاز حرام ہو گئی۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام کرنے کا مجھے اختیار نہیں ہے۔ البتّہ میں اس کی بدبو کو ناپسند کرتا ہوں[6]۔"

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر عن ابی موسیٰ و صحیح مسلم باب استحباب خفض الصوت بالذکر (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر عن ابی ہریرہؓ و کتابُ الایمان والنذور و صحیح مسلم کتابُ الایمان باب غلظ تحریم الغلول۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الصلوٰۃ عن ابن عمرؓ و ابی سعیدؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب من غزا بصبیّ للخدمۃ و کتابُ الصلوٰۃ بابُ التکبیر عند الاغارۃ عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب مایقول اذا رجع من الغزو عن انسؓ۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الصلوٰۃ عن ابنِ عمرؓ و ابی سعیدؓ۔

خوش خبری مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے خوش خبری سُنائی۔ فرمایا:۔

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۠ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ {۲۰ تا ۲۳ فتح}

اللہ نے بہت سی غنیمتوں کا تم سے وعدہ کیا تھا کہ تم انہیں حاصل کرو گے تو یہ غنیمت (خیبر) تو اُس نے جلدی ہی عنایت فرمادی اور دشمنوں کے ہاتھ تم سے روک دئے (وہ تم کو نقصان نہ پہنچا سکے) اللہ نے اس فتح کو مؤمنین کیلئے نشانی بنادیا تاکہ (اے مؤمنو) وہ تم کو سیدھے راستہ پر چلاتا رہے اور اس کے علاوہ اور بھی غنیمتیں ہیں (جو تمہیں ملیں گی) ان پر تم قدرت نہیں رکھتے لیکن اللہ نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور (اے مؤمنو، حدیبیہ کے موقع پر بھی اللہ نے دُشمنوں کے ہاتھ تم سے روک لئے، وہ تم سے نہ لڑ سکے) اگر لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتے، پھر نہ کوئی دوست اُنہیں ملتا نہ مددگار۔ اللہ کی یہی سُنّت ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے اور (اے رسُولؐ) آپ اللہ کی سُنّت میں تبدیلی نہیں پائیں گے۔

متفرّق واقعات

رضاعی چچا سے پردہ نہیں ایک دن آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے ہاں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو حضرت حفصہؓ کے گھر پر ایک آدمی کے اجازت مانگنے کی آواز آئی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ شخص آپؐ کے گھر میں جانے کی اجازت مانگ رہا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرا خیال ہے کہ یہ حفصہؓ کا رضاعی چچا ہے"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے عرض کیا کہ اگر فلاں شخص جو میرا رضاعی چچا تھا زندہ ہوتا تو کیا وہ میرے پاس آسکتا تھا؟ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، رضاعت سے وہی حُرمت ہوتی ہے جو ولادت سے ہوتی ہے"[1]

حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے علم میں یہی تھا کہ بس ان کا ایک ہی رضاعی چچا تھا وہ مرگیا حالانکہ اُن کا ایک رضاعی چچا اور تھا جس کا نام افلح تھا اتفاق سے ایک دن افلح آیا اور اُس نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا، اُس نے کہا "آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں حالانکہ میں آپ کا چچا ہوں"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا "یہ کیسے؟" اُس نے کہا میرے بھائی کی بیوی نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ (کو یقین نہ آیا لہٰذا اُنہوں) نے اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو اُنہوں نے آپؐ سے ذکر کیا، آپؐ نے حکم دیا کہ ان کو اجازت دیدو۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے (مزید وضاحت کے لئے) پوچھا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے تو مَرد نے دودھ نہیں پلایا، دودھ تو اُس کی بیوی نے پلایا تھا"، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں اجازت دو، تمہارا

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب اُمّھاتکم التی ارضعنکم عن عائشہ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتاب الرضاع۔

ہاتھ خاک آلودہ[1] ہو وہ تمہارے چچا ہیں۔"[2]

جنگ کا ایک واقعہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی جنگ میں تھے کہ یکایک آپؐ کی اُنگلی میں ایک پتّھر آکر لگا اور اُنگلی سے خون بہنے لگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ — تو ایک اُنگلی ہی تو ہے جو خون آلودہ ہوئی ہے۔
وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَا لَقِيْتِ — جو تکلیف تجھے پہنچی ہے وہ اللہ کے راستہ میں پہنچی ہے[3]

لشکروں کی روانگی اور سپہ سالاروں کو ہدایت کافروں کی سرکوبی کیلئے مختلف مقامات کی طرف اسلامی لشکر روانہ کئے جارہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب کسی شخص کو امیرِ لشکر مقرر فرماتے تو اُسے خاص طور پر اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتے، پھر آپؐ فرماتے "مجاہدین کے ساتھ بھلائی کرنا، اللہ کا نام لے کر اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا، جو اللہ کا مُنکر ہے اُس سے لڑنا، خیانت نہ کرنا، کسی کے ناک کان نہ کاٹنا، کسی بچّہ کو قتل نہ کرنا۔ جب مُشرکین سے مقابلہ ہو تو اُنہیں تین باتوں کی دعوت دینا۔ اگر وہ (پہلی دو) باتوں میں سے ایک بھی مان لیں تو لڑنے سے باز رہنا۔ پہلی بات یہ کہ اُنہیں اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ اس بات کو مان لیں تو تم اُن کے قبولِ اسلام کو تسلیم کر لینا اور جنگ نہ کرنا۔ پھر ان سے کہنا کہ اپنا وطن چھوڑ کر مہاجرین کے مقام پر آجائیں، اگر وہ ایسا کرینگے تو مہاجرین کے نفع و نقصان میں برابر کے شریک ہوں گے۔ اگر وہ ہجرت نہ کریں تو اُن سے کہنا کہ تمہارے حقوق وہی ہوں گے جو دیہاتی مسلمین کے ہوتے ہیں، جو حکم دیہاتی مسلمین پر نافذ ہے وہی تم پر نافذ ہوگا (ان سے کہنا کہ) اگر وہ جہاد میں شریک نہ ہوں گے تو مالِ غنیمت اور فَے میں سے اُنہیں کچھ نہیں ملیگا۔ اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں تو اُن سے جزیہ طلب کرنا، اگر وہ مان لیں تو تم (جزیہ) قبول کر لینا اور جنگ نہ کرنا۔ اگر وہ اس سے بھی انکار کر دیں تو پھر اللہ سے مدد طلب کرنا اور اُن سے جنگ کرنا۔ اگر تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور قلعہ والے تم سے اللہ اور رسُولؐ کے ذمّہ (پر امان) طلب کریں تو اللہ اور رسُولؐ کے ذمّہ پر امان نہ دینا بلکہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کی ذمّہ داری پر امان دینا کیونکہ اگر تم اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ذمّہ داری سے پھر جاؤ گے تو یہ اتنا بُرا نہ ہوگا جتنا اللہ اور رسُولؐ کی ذمّہ داری کو توڑنا۔ اگر قلعہ والے چاہیں کہ اللہ کے فیصلہ پر باہر نکل آئیں تو اُنہیں اللہ کے فیصلہ پر باہر آنے کی اجازت نہ دینا کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ تم ان کے درمیان اللہ کے فیصلہ کو پہنچ سکو گے یا نہیں[4]۔"

مسجد کے خادم کی وفات ایک حبشی شخص مسجد کی خدمت کیا کرتا تھا، اس کا انتقال ہوگیا۔ صحابہ کرامؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع دیئے بغیر اُسے دفن کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک دن پوچھا وہ خادم کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا وہ مر گیا۔ آپؐ نے فرمایا "تم نے مجھے اس کی مَوت کی اطلاع کیوں نہیں دی، چلو مجھے اس کی قبر بتاؤ۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کی قبر پر تشریف لے گئے اور نمازِ جنازہ ادا فرمائی[5]۔ پھر آپؐ نے فرمایا "قبریں تاریکی سے پُر ہوتی ہیں، میری نماز سے اللہ ان کو منوّر کر دیتا ہے[6]۔"

---

[1] یہ ایک محاورہ ہے۔ اس سے مُراد بد دُعا نہیں ہوتی۔ [2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب لبن الفحل عن عائشہ صدیقہؓ وکتاب الادب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم تربت یمینک وکتاب الشہادات وصحیح مسلم کتاب الرضاع۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب مایجوز من الشعر وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین عن جندبؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب تامیر الامام الامراء علی البعوث عن بریدہ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کنس المسجد عن ابی ہریرۃ رضؓ وصحیح مسلم کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی القبر۔ [6] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی القبر عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

بادشاہوں کے نام دعوت نامے

صلحِ حدیبیہ کے بعد کفارِ مکّہ سے اور جنگِ خیبر کے بعد یہودیوں سے ذرا اطمینان نصیب ہوا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بادشاہوں کے نام خطوط لکھنے اور اُن کو اسلام کی دعوت دینے کا ارادہ کیا۔ آپؐ سے کہا گیا کہ بادشاہ اُس خط کو نہیں پڑھتے جس پر مُہر نہیں ہوتی۔ لہٰذا آپؐ نے ایک مُہر بنوائی جس پر تین سطروں میں محمدٌ رّسُولُ اللہ کندہ تھا، یعنی اِس طرح محمدٌ رسُولُ اللہ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کو سیدھے یا الٹے ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی میں پہنتے تھے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کر لیا کرتے تھے۔ ابتداء میں یہ مُہر سونے کی تھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی میں لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں پہننی شروع کر دیں۔ کچھ عرصہ بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مَردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت کر دی۔ آپؐ منبر پر تشریف لے گئے۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد آپؐ نے فرمایا "میں نے یہ انگوٹھی بنوائی تھی لیکن اب اسے کبھی نہ پہنوں گا۔" یہ کہکر آپؐ نے اُسے اُتار دیا۔ لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اُتار دیں۔ پھر آپؐ نے چاندی کی مُہر بنوائی، لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوا لیں، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (چاندی کی انگوٹھی پہننے سے منع نہیں فرمایا البتہ) اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص وہی نقش کندہ کرائے جو آپؐ کی مُہر میں تھا۔[1]

ہرقل شاہِ روم کے نام خط | مُہر بن جانے کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بادشاہوں کے نام خطوط لکھے۔ ہرقل شاہِ روم کو جو خط آپؐ نے تحریر فرمایا، اُس کا مضمون یہ تھا:-

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ اللہ کے بندے اور اُس کے رسُول محمدؐ کی طرف سے ہرقل شاہِ روم کی طرف، اُس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ امّا بعد مَیں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لاؤ گے تو سلامت رہو گے۔ اللہ تمہیں دوگنا ثواب دے گا اور اگر مُنہ پھیرو گے تو پھر تمام رعایا (کے ایمان نہ لانے) کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔ اے اہلِ کتاب، ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، یعنی یہ کہ ہم تم سب اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے علاوہ اپنا ربّ نہ بنائے۔ پھر اگر اہلِ کتاب اس سے اعراض کریں تو ان سے کہدو کہ اس بات کے گواہ رہیں کہ ہم تو مسلم ہیں۔

ابھی کچھ ہی عرصہ گذرا تھا کہ اللہ نے ہرقل کو فارس پر فتح عنایت کی تھی وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے حمص سے ایلیاء آیا ہوا تھا، ابھی وہ ایلیاء ہی میں مقیم تھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خط اُسکے پاس پہنچا۔ ان ہی ایّام میں ابوسفیان اور اُن کے ساتھ قریش کے چند سوار بغرضِ تجارت ملک شام میں آئے ہوئے تھے۔ ہرقل نے ابوسفیان کو بُلانے کیلئے ایک آدمی روانہ کیا، ابوسفیان مع اپنے ساتھیوں کے ایلیاء گئے

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم عن انسؓ و کتاب اللباس ابو بکر خاتم عن براء و ابی ہریرہؓ و ابن عمرؓ و انسؓ و صحیح مسلم کتاب اللباس فی ابواب الخاتم (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

اور بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ تختِ شاہی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کے سر پر تاج تھا، سردارانِ رُوم اُس کے چاروں طرف بیٹھے ہُوئے تھے۔ بادشاہ نے ابوسفیان اور اُن کے ساتھیوں کو اپنے قریب بُلا کر پُوچھا "تم میں اُس شخص کا جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کون ہے؟" ان لوگوں میں سوائے ابوسفیان کے بنو عبدِ مناف میں سے کوئی نہیں تھا اس لئے ابوسفیان نے کہا "میں اس کا سب سے زیادہ قریب النّسب ہوں"۔ ہرقل نے کہا "تمہارا اس سے کیا رشتہ ہے؟" ابوسفیان نے کہا "وہ میرے چچا کا لڑکا ہے"۔ قیصر یعنی ہرقل نے کہا "ابوسفیان کو میرے قریب کر دو اور ان کے ساتھیوں کو بھی اُن کے پیچھے قریب ہی کھڑا کر دو"۔ پھر قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا "ان لوگوں سے کہو کہ میں ابوسفیان سے اُس شخص کا حال پوچھ رہا ہوں جو اپنے کو نبی کہتا ہے، اگر ابوسفیان غلط بیانی کریں تو تم ان کی تکذیب کر دینا"۔ ابوسفیان کہتے ہیں "اللہ کی قسم اگر مجھے اس بات کی غیرت نہ ہوتی کہ لوگ میرے اوپر جھوٹ بولنے کا الزام لگائیں گے تو یقیناً میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت غلط بیانی کرتا"۔ پھر ہرقل نے سب سے پہلے یہ سوال کیا "اُن کا نسب تم لوگوں میں کیسا ہے؟" ابوسفیان نے کہا "وہ ہم میں بڑے نسب والے ہیں" ہرقل نے پُوچھا "کیا تم میں سے کسی نے ان سے پہلے بھی یہ دعویٰ کیا ہے؟" انہوں نے کہا "نہیں"۔ بادشاہ نے پوچھا "کیا اُن کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ گذرا ہے؟" ابوسفیان نے کہا "نہیں"۔ بادشاہ نے پوچھا "کیا بڑے لوگوں نے اُن کی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے؟" ابوسفیان نے کہا "کمزور لوگوں نے" اُس نے پوچھا "کیا اُن کے متّبعین بڑھتے جا رہے ہیں یا گھٹتے جا رہے ہیں؟" ابوسفیان نے کہا "بڑھتے جا رہے ہیں"۔ بادشاہ نے پوچھا "کیا کوئی شخص اُن کے دین میں داخل ہونے کے بعد اُن کے دین سے ناخوش ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ بادشاہ نے پوچھا "کیا نبوّت کے دعوے سے پہلے تم نے کبھی اُن پر جھوٹ بولنے کی تہمت لگائی ہے؟" ابوسفیان نے کہا "نہیں"۔ بادشاہ نے پوچھا "کیا وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں؟" ابوسفیان نے کہا "نہیں، اور اب ہم نے اُن سے صلح کر لی ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ اس صُلح کی مُدّت میں کیا کرنے والے ہیں، ہمیں ان سے وعدہ خلافی کا اندیشہ ہے"۔ ابوسفیانؓ کہتے ہیں کہ اس جُملہ کے علاوہ مجھے قابو نہیں ملا کہ کوئی بات رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حالات میں داخل کر دیتا۔ پھر ہرقل نے پوچھا "کیا تم نے کبھی ان سے جنگ کی ہے؟" ابوسفیان نے کہا "ہاں"۔ اُس نے پُوچھا "اُن کے ساتھ تمہاری جنگ کیسی رہی؟" ابوسفیان نے کہا "مثل ڈول کے، کبھی وہ ہم سے لے لیتے ہیں اور کبھی ہم اُن سے لے لیتے ہیں" (کبھی ہمارا نقصان ہوتا ہے اور کبھی اُن کا)۔ ہرقل نے پوچھا "وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟" ابوسفیان نے کہا "وہ کہتے ہیں کہ اللہ اکیلے کی عبادت کرو، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، وہ تمام شرکیہ افعال جو تمہارے باپ دادا کرتے تھے چھوڑ دو، وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاک دامنی، خیرات، وفائے عہد، ادائے امانت اور صلۂ رحمی کا حکم دیتے ہیں"۔ ان سوالات و جوابات کے بعد بادشاہ نے کہا "میں نے تم سے ان کا نسب پُوچھا تھا تم نے بیان کیا کہ وہ تم میں عالی نسب ہیں اور (حقیقت بھی یہی ہے کہ) تمام نبی اپنی قوم میں عالی نسب ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ نبوّت کا دعویٰ تم میں سے کسی اور نے بھی کیا ہے، تم نے بیان کیا کہ کسی نے نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات ان سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں یہ سمجھتا کہ یہ اُسی قول کی تقلید کر رہے ہیں، میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے آباء و اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہے، تم نے کہا نہیں، اگر کوئی بادشاہ گذرا ہوتا تو میں

کہتا کہ وہ ایک شخص ہیں جو اپنے باپ کا مُلک حاصِل کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ نبوّت کے دعوے سے پہلے کبھی تم نے اُن پر جھوٹ کی تُہمت لگائی ہے، تم نے کہا نہیں۔ اور میں یقیناً اس بات کو اچھّی طرح جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ لوگوں پر جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور اللہ پر جھوٹ بولے۔ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ بڑے لوگوں نے اُن کی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے، تم نے کہا کہ کمزور لوگوں نے اور حقیقت یہ ہے کہ تمام رسولوں کے پیرو کمزور لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے پیرو زیادہ ہوتے جارہے ہیں یا کم، تم نے بیان کیا کہ زیادہ ہوتے جارہے ہیں تو بے شک ایمان کی کیفیّت یہی ہوتی ہے یہانتک کہ وہ کمال کو پہنچ جائے میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کوئی شخص اُن کے دین میں داخِل ہونے کے بعد اُن کے دین سے ناخوش ہوکر مرتد بھی ہوجاتا ہے، تم نے بیان کیا کہ نہیں، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب ایمان کی بشاشت دلوں میں پیوست ہوجاتی ہے تو پھر ایمان دلوں سے نہیں نکلتا۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں، تم نے بیان کیا کہ نہیں، اور تمام نبی اسی طرح وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ تمہاری اور اُن کی جنگ ہوئی ہے۔ تم نے کہا ہاں، اور تم نے یہ بھی کہا کہ لڑائی مثل ڈول کے رہی، کبھی تم نفع میں اور کبھی وہ۔ اور یہ حقیقت ہے کہ تمام رسُولوں کی اسی طرح آزمائش ہوتی ہے اور پھر انجام اُن ہی کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں، تم نے بیان کیا کہ وہ تمہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، بتوں کی پرستش سے باز آجاؤ، نماز پڑھو، سچ بولو اور پرہیزگاری اختیار کرو، تو اگر جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے تو عنقریب وہ میرے ان دونوں قدموں کی جگہ کے مالک ہوجائیں گے اور بے شک میں جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں مگر مجھے یہ علم نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے، اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں اُن تک پہنچ سکوں گا تو میں اُن سے ملنے کا بڑا اہتمام کرتا، اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو یقیناً میں اُن کے پیروں کو دھوتا۔" یہ کہکر ہرقل نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نامۂ مبارک منگوایا جو آپؐ نے حضرت دِحیہ کلبیؓ کے ہاتھ امیر بُصریٰ کے پاس بھیجا تھا اور امیر بُصریٰ نے اُسے ہرقل کے پاس بھیجدیا تھا۔ ہرقل نے اُس خط کو پڑھوایا۔ جب خط کا مضمون ختم ہوا تو اُس کے دربار میں شور ہونے لگا۔ آوازیں بلند ہوگئیں اور ابوسفیان مع اپنے ساتھیوں کے باہر کردئے گئے۔ جب ابوسفیان باہر آئے تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے "ابوکبشہ (عبداللہ بن عبدالمطّلب) کے بیٹے کا کام اتنا بڑھ گیا ہے کہ بنی اصفر (روم) کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔" ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس وقت سے میں برابر ذلّت کا شکار رہا اور مجھے یقین ہوگیا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم عنقریب غالب آجائینگے یہاں تک کہ اللہ نے اسلام کو میرے دل میں داخِل کیا حالانکہ میں اسے پسند نہیں کرتا تھا۔[1]

ہرقل سمجھ گیا تھا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بے شک اللہ کے رسُول ہیں۔ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ اُس کے اُمراء وغیرہ مُسلم ہوجائیں۔ اس کے سوالات اور پھر جوابات پر تبصرہ درحقیقت اُس کی بڑی پُرحکمت تبلیغ تھی لیکن افسوس ہے کہ اُس کے اُمراء نے اسلام قبول نہ کیا۔ بادشاہ نے ایک مرتبہ پھر کوشش کی کہ وہ اسلام قبول کرلیں۔ واقعہ اِس طرح ہوا کہ ہرقل ایلیاء ہی میں مقیم تھا کہ ایک دن صبح کو بہت پریشان خاطر اُٹھا۔ اُس کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن ابی سفیانؓ وکتاب الجہاد باب دُعاء النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم إلی الاسلام وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب کتاب النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الیٰ ھرقل (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)

بعض خواص نے کہا "ہم اِس وقت آپ کی حالت خراب پاتے ہیں (آخر کیا بات ہے؟)" ہرقل جو بہت بڑا کاہن تھا اور علمِ نجوم میں بڑی مہارت رکھتا تھا کہنے لگا "میں نے رات کو ستاروں کو دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ ختنہ کرلنے والا بادشاہ غالب ہوگیا، مجھے بتاؤ کہ اس زمانہ میں ختنہ کون کراتا ہے"۔ لوگوں نے کہا "سِوَا یہود کے اور کوئی نہیں کراتا اور یہود سے تو آپ اندیشہ نہ کریں البتہ (اتنا ضرور کریں کہ) اپنے ملک کے بڑے بڑے شہروں میں لکھ بھیجئے کہ جتنے یہودی وہاں ہیں سب قتل کردئے جائیں"۔ وہ ابھی غور و فکر کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا جسے غسّان کے بادشاہ نے بھیجا تھا۔ وہ آدمی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حالات سے واقف تھا۔ ہرقل نے اس سے کچھ باتیں پوچھیں پھر اپنے آدمیوں سے کہا جاؤ دیکھو کہ یہ آدمی ختنہ کرائے ہوئے ہے یا نہیں۔ لوگوں نے اُسے دیکھا اور پھر بادشاہ سے بیان کیا کہ وہ ختنہ کرائے ہوئے ہے۔ ہرقل نے اُس سے اہلِ عرب کا حال دریافت کیا۔ اُس نے بتایا کہ وہ سب ختنہ کراتے ہیں۔ ہرقل نے کہا تو پھر یہی اس زمانہ کے لوگوں کا بادشاہ ہے جو ظاہر ہوگیا ہے۔ پھر ہرقل نے اپنے ایک دوست کو جو رُومیہ میں تھا یہ سب حال لکھکر روانہ کیا۔ وہ شخص بھی علمِ نجوم میں ہرقل کا ہم پلّہ تھا۔ یہ خط روانہ کرکے ہرقل حمص روانہ ہوگیا، ابھی وہ حمص سے جانے نہ پایا تھا کہ اُس کے دوست کا جواب آگیا۔ اُس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں ہرقل کی رائے کی موافقت کی اور لکھا کہ وہ بے شک نبیؐ ہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے سرداران رُوم کو اپنے محل میں جو حمص میں تھا طلب کیا، جب وہ سب جمع ہوگئے تو ہرقل نے حکم دیا کہ محل کے دروازے بند کردئے جائیں۔ حکم کی تعمیل میں سب دروازے بند کردئے گئے۔ پھر ہرقل باہر آیا اور کہا "اے روم والو، کیا ہدایت اور کامیابی میں کچھ تمہارا بھی حصّہ ہے، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری سلطنت قائم رہے۔ اگر چاہتے ہو تو اس نبی کی بیعت کرلو"۔ یہ سُنتے ہی وہ لوگ وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف بھاگے، کواڑوں کو بند پایا (لہٰذا باہر نہ جاسکے) جب ہرقل نے دیکھا کہ ان کو (ہدایت سے) اس قدر نفرت ہے تو اُن کے ایمان لانے کی اُسے کوئی توقّع نہیں رہی، کہنے لگا ان لوگوں کو میرے پاس واپس لاؤ۔ جب وہ واپس آئے تو اُس نے اُن سے کہا "میں نے جو بات ابھی کہی تھی تو اُس سے میرا مقصد یہ تھا کہ تمہارا امتحان لوں کہ تم کِس قدر مضبوطی کے ساتھ اپنے دین پر قائم ہو، مجھے معلوم ہوگیا (کہ تم اپنے دین پر مضبوطی سے قائم ہو)" یہ سُن کر لوگ اس سے خوش ہوگئے اور اُسے سجدہ کیا۔ اس کے بعد ہرقل کی کیفیت آخر تک یہی رہی[1] (وہ اپنے ایمان کو ظاہر نہ کرسکا)

کِسریٰ شاہِ ایران کے نام نامۂ مُبارک | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایران کے بادشاہ کو بھی دعوت نامہ لکھا۔ آپؐ نے نامۂ مبارک ایک شخص کے ہاتھ بحرین کے حاکم کو روانہ کیا، بحرین کے حاکم نے وہ خط کسریٰ کو بھیجدیا۔ کِسریٰ نے جب نامۂ مُبارک پڑھا تو اُسے چاک کرڈالا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے دُعا فرمائی کہ وہ بھی اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں[2]۔

تمام بادشاہوں کے نام دعوت نامے | اسی طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمام جابر بادشاہوں کے نام خطوط لکھوائے۔ ان خطوط کے ذریعہ آپؐ نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی، جن بادشاہوں کے نام خطوط روانہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی وکتاب الجہاد باب دُعاء النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الی الاسلام [2] صحیح بخاری کتاب العلم عن عبداللہ بن عبّاس رض۔

کئے گئے تھے ان میں حبش کا بادشاہ نجاشی بھی شامل تھا لیکن یہ وہ نجاشی نہیں تھا جس کی نمازِ جنازہ غائبانہ آپؐ نے مدینہ منوّرہ میں پڑھی تھی[1]

حضرت ابوہریرہؓ اور حفظ احادیث ایک دن حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میں آپؐ سے بہت سی حدیثیں سُنتا ہوں مگر انہیں بھول جاتا ہوں" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اپنی چادر پھیلاؤ"، اُنہوں نے چادر پھیلادی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر اُس میں ڈالدیا (ہاتھوں میں آپؐ کے کوئی چیز نہیں تھی) پھر آپؐ نے فرمایا "اسے لپیٹ لو" اُنہوں نے لپیٹ لیا، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں کچھ نہیں بھولا۔

بعد میں جب لوگوں نے اُنہیں کثرت سے احادیث بیان کرتے سُنا تو اعتراض کیا، اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اُنہوں نے کہا "لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہؓ بہت کثرت سے احادیث بیان کرتے ہیں، اگر کتاب اللہ میں یہ دو آیتیں:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ {بقرہ ۱۵۹-۱۶۰}

جو لوگ ہمارے حکموں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں چُھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم نے ان کو لوگوں کے سمجھانے کیلئے وضاحت سے بیان کر دیا ہے ان پر اللہ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں، البتہ جو لوگ توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں اور احکامِ الٰہی کو صاف صاف بیان کردیں تو میں اُن کے قصور کو معاف کر دیتا ہوں اور میں بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہوں۔

نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا۔ بے شک ہمارے مہاجرین بھائی بازاروں میں خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے اور ہمارے انصاری بھائی اپنے کھیتوں میں کام کرتے تھے اور میں ہمہ اوقات رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں رہتا تھا اور وہ باتیں حفظ کرلیتا تھا جو وہ لوگ (غیر حاضری کی وجہ سے) حفظ نہ کر سکتے تھے[2]"

بیت الخلاء گھروں میں شروع میں مرد اور عورتیں قضائے حاجت کیلئے جنگل جایا کرتے تھے، اب گھروں میں بیت الخلاء بنائے گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بیت الخلاء میں دو اینٹیں تھیں جس پر بیٹھ کر آپؐ قضائے حاجت کرتے تھے[3]

ایک حبشی لونڈی کا قبولِ اسلام عرب کے کسی قبیلہ کی ایک حبشی لونڈی تھی، قبیلہ والوں نے اُسے آزاد کر دیا تھا لیکن وہ پھر بھی انہی کے ساتھ رہا کرتی تھی، ایک مرتبہ اس قبیلہ کی ایک لڑکی باہر نکلی، وہ سُرخ چمڑے کی ایک حمائل پہنے ہوئے تھی، اُس نے حمائل اُتار کر ہاتھ میں لے لی۔ ہاتھ میں سے وہ حمائل کہیں گر پڑی، اتفاقاً ایک چیل اُدھر سے گذری، اُس نے حمائل کو پڑے ہوئے دیکھا، وہ اُسے گوشت سمجھی اور جھپٹ کر لے گئی، لوگوں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کتب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الی ملوک الکفار عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب العلم باب حفظ العلم عن ابی ہریرہؓ [3] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب التبرز عن ابن عمرؓ۔

کو خبر نہ ہوئی، اُنہوں نے حمائل کو تلاش کیا لیکن جب اُنہیں کہیں نہ ملی تو اُس لونڈی پر چوری کی تہمت لگائی، اُنہوں نے اُس کی تلاشی لی حتّٰی کہ اُسے برہنہ کر کے دیکھا، وہ کہتی ہے "اللہ کی قسم میں اُن کے پاس کھڑی ہوئی تھی اور بڑی تکلیف میں تھی کہ ناگاہ وہ چیل وہاں سے گذری اور اُس نے وہ حمائل وہاں ڈالدی۔ حمائل اُن لوگوں کے درمیان آکر گری۔" لونڈی نے کہا "یہی ہے وہ جس کے لئے تم نے مجھے متہم کیا تھا، تم نے بدگمانی کی حالانکہ میں اس سے بالکل بَری تھی۔" اس واقعہ کے بعد وہ لونڈی ان لوگوں کے پاس سے چلی آئی اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام لے آئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسجد میں اُس کیلئے ایک خیمہ لگوادیا (وہ اس میں رہا کرتی تھی) اور حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ کے پاس آتی جاتی تھی، اُن سے باتیں کرتی تھی لیکن جب وہ اُن سے باتیں کرتی تو یہ ضرور پڑھتی:۔

وَ یَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِیْبِ رَبِّنَا — حمائل والا دن ہمارے ربّ کی عجیب قُدرتوں میں سے ہے۔
اَلَا اِنَّهٗ مِنْ بَلْدَةِ الْکُفْرِ اَنْجَانِیْ — آگاہ رہو کہ اُسی نے مجھے کفر کے شہر سے نجات دی

حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ نے ایک دن اُس سے پوچھا "یہ کیا بات ہے کہ جب کبھی تم میرے پاس آکر بیٹھتی ہو تو یہ ضرور پڑھتی ہو۔" اُس نے مذکورہ بالا قصّہ بیان کیا[1]۔

مؤمنین کا شوقِ تعلیم واقعۂ بیر معونہ کے سلسلہ میں اصحابِ صُفّہ کا ذکر گذر چکا ہے، یہ لوگ علم دین حاصِل کرتے تھے، اُن کی قناعت کا یہ عالم تھا کہ ستّر آدمی اُن میں ایسے تھے کہ جن کے پاس چادر نہیں تھی صرف تہ بند تھا یا ایک کپڑا تھا جس کو وہ گردن میں باندھ لیتے تھے، یہ کپڑا کسی کی آدھی پنڈلی تک اور کسی کے ٹخنوں تک پہنچتا تھا، وہ اُسے اپنے ہاتھ سے پکڑے رہتے کہ کہیں ستر نہ کُھل جائے[2]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا قیامِ شب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رات کو نماز میں اس قدر لمبا قیام کرتے کہ پیروں پر ورم آجاتا، ایک دن آپؐ سے کسی نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ اس قدر محنت کیوں کرتے ہیں آپؐ کی تو اگلی پچھلی بھول چُوک سب معاف ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں اس بات کو پسند نہ کروں کہ اللہ کی بے شمار نعمتوں کا شُکر گزار بنوں۔" جب آپؐ کے پیر بہت سُوج جاتے تو آپؐ بیٹھ جاتے (اور بیٹھ کر قرأت کرتے) پھر جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو جاتے، پھر کچھ دیر قرأت کر کے رکوع کرتے[3]۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اِس قیام کے متعلّق حضرت عبداللہ بن رواحہ رضؓ کہتے ہیں:۔

فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ یَتْلُوْا کِتَابَهٗ — ہمارے درمیان اللہ کے رسُولؐ ہیں جو اللہ کی کتاب تلاوت کرتے ہیں
اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعٗ — جب صبح صادق کی سفیدی بلند ہوتی ہے۔
اَرَانَا الْهُدٰی بَعْدَ الْعَمٰی فَقُلُوْبُنَا — اُنہوں نے گمراہی کے بعد ہم کو ہدایت دی اور ہمارے دل
بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٗ — یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے جو کچھ کہا ویسا ہی ہوگا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب نوم المرأۃ فی المسجد و کتاب المناقب باب ایّام الجاھلیۃ عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب نوم الرجال فی المسجد عن ابی ہریرہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الفتح) عن عائشہ صدیقہ رضؓ و مغیرہ رضؓ

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ — رات کو ان کا پہلو بستر سے علیٰحدہ ہوتا ہے
اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ — جس وقت کہ مشرکین اپنے بچھونوں پر بوجھل پڑے ہوتے ہیں[1]

نمازِ تہجد کس طرح پڑھی جائے | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا، اس نے پوچھا "رات کی نماز کس طرح پڑھی جائے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے رہو پھر جب صبح کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت وتر پڑھو، یہ ایک رکعت تمہاری پوری نماز کو وتر بنا دیگی اور دیکھو وتر اپنی پوری نماز کے آخر میں پڑھا کرو"[2]

نمازِ عشاء کی تاخیر کا ایک واقعہ | حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں "میں اور میرے ساتھی جو میرے ساتھ کشتی میں (حبشہ سے) آئے تھے بقیع بطحان میں ٹھہرے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ میں تھے ہم میں سے ایک جماعت باری باری سے نماز عشاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا کرتی تھی ایک دن میں اور میرے ساتھی عشار کی نماز کے وقت مسجدِ نبوی آئے تو کسی کام کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں دیر کر دی یہاں تک کہ کافی رات گذر گئی، حضرت عمرؓ نے بلند آواز سے کہا "عورتیں اور بچے سو گئے" (ان کی آواز سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا "تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ تم اللہ کے رسولؐ سے نماز پڑھانے کا تقاضہ کرو" پھر آپؐ نے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپؐ نے حاضرین سے فرمایا اپنی جگہ پر بیٹھے رہو، پھر آپؐ نے فرمایا "خوش خبری سنو کہ تمہارے علاوہ اس وقت کسی نے نماز نہیں پڑھی اور لوگ تو پڑھ کر سو گئے اور تم نماز ہی میں رہے جب تک انتظار کرتے رہے (تم اس فضیلت میں ممتاز ہو)" حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں یہ خوش خبری سن کر ہم لوگ خوش خوش واپس آئے[3]

مظلوم مسلمین کے لئے دعائے قنوت | بہت سے مسلم ابھی تک مکّہ معظّمہ میں کفّار کے شکنجہ میں گرفتار تھے، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں دوسری رکعت کے رکوع کے بعد اُن مظلوم مسلمین کی رہائی کے لئے دعا کی۔ آپؐ نے فرمایا "اے اللہ عیاشؓ بن ربیعہ کو نجات دے، اے اللہ سلمہؓ بن ہشام کو نجات دے، اے اللہ ولیدؓ بن ولید کو نجات دے اور اے اللہ تمام کمزور مؤمنین کو نجات دے، اے اللہ مضر قبیلہ پر اپنی پامالی کو سخت کر دے، اے اللہ ان پر ایسا قحط نازل فرما جیسا یوسفؑ کے زمانہ میں آیا تھا" (تاکہ وہ توبہ کی طرف مائل ہوں) کچھ دن تک آپؐ اسی طرح دعاء فرماتے رہے پھر ترک کر دی[4]۔

(نوٹ:۔ اس دعاء کا یہ اثر ہوا کہ تقریباً ایک سال بعد مکّہ فتح ہو گیا اور مسلمین کا دورِ مظلومیت ختم ہو گیا)

ایک یہودی لڑکے کی عیادت اور تبلیغ اسلام | تقریباً ان ہی ایّام میں وہ یہودی لڑکا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا بیمار ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی عیادت کے لئے تشریف لیگئے آپؐ جا کر اُس کے سر کے قریب بیٹھ گئے اور فرمایا اسلام قبول کر لو، لڑکے کا باپ وہاں موجود تھا، لڑکے نے اپنے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب ھجاء المشرکین عن ابی ہریرۃ رض۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الحلق والجلوس فی المسجد عن ابن عمرؓ وصحیح مسلم باب صلاۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل العشاء عن عائشہ صدیقہؓ وابی موسیٰؓ وباب السمر فی الفقہ عن انسؓ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب وقت العشار (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب یھوی بالتکبیر حین یسجد وابواب الاستسقاء عن ابی ہریرۃؓ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

باپ کی طرف دیکھا، باپ نے لڑکے سے کہا "ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو"۔ لڑکے نے اسلام قبول کرلیا، آپؐ باہر تشریف لائے اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوئے "ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اس نے اس لڑکے کو آگ سے نجات دی"[1]

حضرت فاطمہؓ کے گھر پر تشریف آوری | حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر میں سے) باہر تشریف لائے، پھر آپؐ چلے یہاں تک کہ بنوقینقاع کے بازار میں پہنچے۔ راستہ میں آپؐ نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی، وہاں سے واپس آکر آپؐ حضرت فاطمہؓ کے گھر پہنچے اور گھر کے باہر بیٹھ گئے، آپؐ نے فرمایا "کیا بچہ وہاں ہے، کیا بچہ وہاں ہے؟" حضرت فاطمہؓ نے حضرت حسنؓ کو کچھ دیر کے لئے روک لیا، غالباً وہ انہیں نہلا رہی تھیں۔ پھر کچھ دیر بعد وہ (حضرت حسنؓ) دوڑتے ہوئے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے سے لگالیا اور پیار کیا۔ پھر فرمایا "اے اللہ اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کر"[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیوی کے ہاں تھے کہ اسی اثنار میں کسی دوسری بیوی نے اپنے خادم کے ہاتھ ایک پیالے میں کچھ کھانا بھیجا، بیوی نے پیالے پر ہاتھ مارا، پیالا ٹوٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کو جوڑا، اس میں کھانا رکھا اور فرمایا کھاؤ، آپؐ نے اس خادم کو روک لیا یہاں تک کہ سب کھانے سے فارغ ہوگئے، پھر ثابت پیالا ان بیوی کو بھیجدیا اور ٹوٹا ہوا رکھ لیا[3]

دنیا کی فراوانی سے بے رغبتی | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے لیکن دروازے سے ہی واپس ہوگئے۔ جب حضرت علیؓ آئے تو حضرت فاطمہؓ نے ان سے اس بات کا ذکر کیا، حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور واپسی کا سبب پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے دروازہ پر ریشمی پردہ دیکھا تو میں نے کہا مجھے دنیا سے کیا مطلب" حضرت علیؓ نے واپس آکر حضرت فاطمہؓ سے ذکر کیا، انہوں نے کہا "آپؐ ہمیں حکم دیں کہ اس کے متعلق آپؐ کی کیا خواہش ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کو فلاں شخص کے گھر والوں کے پاس بھیجدو، وہ ضرورتمند ہیں"[4]

حضرت علیؓ کا ریشمی جوڑا پہننا | ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ہدیۃً ایک ریشمی حُلّہ دیا، انہوں نے اسے پہن لیا۔ پہننے کے بعد انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر غصہ کے آثار دیکھے تو اسے پھاڑ کر اپنے گھر کی عورتوں میں تقسیم کردیا[5] (کیونکہ عورتوں کو ریشمی کپڑا پہننا حرام نہیں)

کافر والدہ کے ساتھ صلۂ رحمی کا حکم | ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت اسماءؓ کی والدہ حضرت اسماءؓ کے پاس آئیں، وہ ابھی مشرکہ ہی تھیں، انہوں نے حضرت اسماءؓ سے کچھ امداد چاہی، حضرت اسماءؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ مال کی خواہشمند ہیں تو کیا میں اپنی ماں کے ساتھ صلۂ رحمی کرسکتی ہوں"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنی والدہ کے ساتھ صلۂ رحمی کرو"[6]

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے رضاعی بھائی کی آمد | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات عن انسؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب ما ذکر فی الاسواق عن ابی ہریرہؓ وصحیح مسلم باب فضائل حسنؓ
[3] صحیح بخاری کتاب المظالم باب اذا کسر قصعۃ عن انس رضؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب ہدیۃ ما یکرہ لبسہا عن ابن عمر رضؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب ہدیۃ ما یکرہ لبسہا عن علی رضؓ۔
[6] صحیح بخاری کتاب الہبۃ للمشرکین عن اسماء رضؓ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقۃ۔

کے مکان میں تشریف لائے، آپؐ نے دیکھا کہ ایک آدمی اُن کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا "اے عائشہ یہ کون ہے؟" اُنہوں نے کہا "میرے رضاعی بھائی ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دیکھ لیا کرو کہ تمہارے بھائی کون ہیں، اس لئے کہ رضاعت تو اُس وقت ہوتی ہے جب (بچّہ کو دودھ کی) بھوک ہو[1]"

حضرت عمرؓ کا وقف حضرت عمرؓ کو خیبر میں ایک زمین ملی تھی، ایک دن وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے خیبر میں ایک زمین ملی ہے، میرے نزدیک اس سے بہتر مال مجھے کوئی نہیں ملا (میں اُسے فی سبیل اللہ وقف کرنا چاہتا ہوں) آپؐ مجھے اِس سلسلہ میں کیا حکم دیتے ہیں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم چاہو تو اصل درخت اپنے قبضہ میں رہنے دو اور اُن کے پھلوں کو صدقہ کردو"۔ اس حکم کی تعمیل میں اُنہوں نے اس زمین کو اس شرط کے ساتھ صدقہ کردیا کہ نہ بیچی جائے، نہ ہبہ کی جائے، نہ اس کا کوئی وارث ہو، اس کو انہوں نے فقراء، اقرباء، غلاموں کی آزادی، اللہ کے راستہ میں جہاد وغیرہ کیلئے اور مسافروں اور مہمانوں کیلئے وقف کردیا۔ متولّی کیلئے اُنہوں نے یہ شرط لگادی کہ وہ معروف کے مُطابق اس میں سے کھائے، کھلائے لیکن جمع نہ کرے[2]۔

ایک جنگ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شرکت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک جہاد پر تشریف لے گئے، آپؐ نے سُورج ڈھلنے کا انتظار کیا، پھر لوگوں میں کھڑے ہوکر فرمایا "اے لوگو دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنّا نہ کیا کرو، اللہ سے عافیت طلب کیا کرو، پھر جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو ہی جائے تو ثابت قدم رہا کرو اور سمجھ لو کہ جنّت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اے اللہ، کتاب کے نازل کرنے والے، بادل کے چلانے والے، لشکروں کو شکست دینے والے، ان کو شکست دے اور ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما[3]" (پھر آپؐ نے جنگ کی)

جنگِ نجد تقریباً اسی زمانہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نجد کی طرف لشکر کشی کی، اسلامی فوج نے صفیں بنائیں اور کفّار سے جنگ کی (کفّار کو شکست ہوئی) جنگ کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس مدینہ منوّرہ روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر جب آپؐ مقام ذات الرّقاع پہنچے تو قیلولہ کرنے کیلئے آپؐ ایک ایسی وادی میں اُترے جس میں درخت بڑی کثرت سے تھے۔ صحابۂ کرامؓ اِدھر اُدھر ہوگئے اور مختلف درختوں کے سایہ میں آرام کرنے لگے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا۔ آپؐ نے اپنی تلوار کو درخت پر لٹکا دیا اور پھر آپؐ سوگئے۔ صحابۂ کرامؓ بھی سوگئے۔

کچھ دیر بعد ایک دیہاتی آیا، اُس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تلوار درخت سے اُتاری اور آپؐ کو قتل کرنے کے ارادہ سے تلوار آپؐ پر کھینچ لی۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھ کھُل گئی، آپؐ نے دیکھا کہ وہ شخص ہاتھ میں ننگی تلوار لئے کھڑا ہے اور یہ کہہ رہا ہے "کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو؟" آپؐ نے فرمایا "نہیں"۔ اُس نے کہا "بتاؤ اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الشہادات عن عائشۃ صدیقہؓ وصحیح مسلم کتابُ الرضاع۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الشروط باب الشروط فی الوقف وکتاب الوصایا باب الوقف کیف یکتب وصحیح مسلم باب الوقف عن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب کان النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم اذا لم یقاتل اول النہار اخّر عن عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ۔

اللہ، اللہ" (وہ شخص آپؐ کو قتل نہ کر سکا) اُس نے تلوار کو نیام میں رکھا اور آپؐ کے پاس بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ کو بُلایا اور اُن کو یہ واقعہ سُنایا۔ صحابہ کرامؓ نے اُس کو دھمکایا۔ آپؐ نے (اُس کو معاف کر دیا اور) اُس سے کوئی بدلہ نہیں لیا[1]۔

نمازِ خوف | پھر نماز کی اذان دی گئی (کیونکہ دشمن کا خطرہ تھا لہٰذا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِسلامی فوج کے دو حصّے کئے) پہلے ایک حصّہ کو آپؐ نے دو رکعتیں پڑھائیں، پھر یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی آگے آگئے، آپؐ نے اُن کو بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ صحابہ کرامؓ کی دو دو رکعتیں ہوئیں اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چار رکعتیں ہوئیں[2]۔

ابوالقاسم کُنیت | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ پہنچے، ایک انصاری کے ہاں لڑکا تولّد ہوا انصاری نے اس کا نام قاسم رکھا، انصار نے کہا ہم تمہاری کُنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور (یہ کُنیت رکھ کر) تمہیں خوش نہیں کریں گے۔ وہ انصاری رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میرے ہاں ایک لڑکا تولّد ہوا ہے، میں نے اُس کا نام قاسم رکھا ہے۔ انصار یہ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری کُنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور اس کُنیت سے تمہیں خوش نہیں کریں گے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انصار نے اچھا کیا، میرا نام تو رکھ سکتے ہو لیکن میری کُنیت نہ رکھو کیونکہ میں قاسم ہوں، تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں[3]"۔

وفدِ بنو تمیم اور وفدِ یمن کی آمد | اسی زمانہ میں بنو تمیم کے کچھ لوگ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے بنو تمیم خوش خبری قبول کرو" وہ لوگ کہنے لگے "آپؐ نے خوش خبری دی (اس سے کیا ہوتا ہے) کچھ مال دلوائیے"۔ اُنہوں نے دو مرتبہ یہی بات کہی۔ اس جواب سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مُبارک متغیّر ہو گیا۔ اتنے میں یمن کا ایک وفد خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اہلِ یمن بنو تمیم نے (بشارت) قبول نہیں کی، تم بشارت قبول کرو"۔ اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ ہم نے بشارت قبول کی[4]"۔

(نوٹ:۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ دُنیا کو دین پر ترجیح دینے والے لوگ اللہ اور رسُولؐ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں)

جب یمن کے لوگ اپنے مُلک واپس جانے لگے تو عرض کیا ہمارے ساتھ کسی کو بھیج دیجئے کہ وہ ہمیں سُنّت اور اسلام کی تعلیم دے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوعبیدہؓ کو اُن کے ہمراہ روانہ فرمایا[5]۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک نواسہ کا انتقال | تقریباً اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک نواسہ کا انتقال ہو گیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی (حضرت زینبؓ) نے آپؐ کو کہلوایا کہ ہمارے ایک بیٹے کا انتقال ہو گیا ہے آپؐ تشریف لائیے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی صاحبزادی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من علّق سیفہٗ بالشجر و باب تفرق الناس عن جابرؓ و کتاب المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع و صحیح مسلم باب صلوٰۃ الخوف نحوہٗ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم باب صلوٰۃ الخوف عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب قول اللہ تعالیٰ فان للہ خمسہٗ عن جابرؓ و صحیح مسلم کتاب الآداب (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [4] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ وہو الذی یبدؤا الخلق عن عمرانؓ و کتاب المغازی باب قدوم الاشعریین۔ [5] صحیح مسلم باب فضائل ابی عبیدہؓ عن انسؓ۔

کو سلام کہلوایا اور کہلوایا کہ "بے شک اللہ ہی کا ہے جو اُس نے لے لیا، اُسی کا ہے جو اُس نے دے دیا، ہر ایک کے لئے ایک وقت مقرر ہے، لہٰذا صبر کرو اور ثواب کی اُمید رکھو"۔ صاحبزادی نے قسم دے کر کہلوایا کہ آپؐ تشریف لائیں، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع چند صحابہؓ کے اُن کے ہاں تشریف لے گئے، وہاں پہنچکر آپؐ نے بچّہ کو گود میں لے لیا (آپؐ نے دیکھا کہ وہ ابھی زندہ ہے) اُس کا سانس اِس طرح چل رہا تھا جیسے مَشک میں (ہوا حرکت کرتی ہے) کچھ دیر بعد (بچّہ کا انتقال ہوگیا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ حضرت سعدؓ نے (تعجّب سے) پوچھا "یہ کیا؟ (کیا آپؐ رونے کو جائز سمجھتے ہیں)" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(ہاں، اس قسم کا رونا) یہ ایک رحمت ہے جو اللہ نے دلوں میں پیدا کی ہے اور اللہ اپنے رحم کرنے والے بندوں ہی پر رحم کرتا ہے[1]"۔

حضرت طفیل بن عمر دوسیؓ کی آمد ان ہی ایّام میں حضرت طفیلؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "قبیلۂ دوس ہلاک ہوگیا، اُنہوں نے نافرمانی کی اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپؐ اُن پر بد دُعا کیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور اُن کو لے آ"[2]

ایک جہاد۔ جو سلام کرے اُسے قتل نہ کرو (مسلمین کسی جہاد میں تھے، دَورانِ جنگ اُنہوں نے دیکھا کہ) ایک شخص اپنی بکریوں کے ریوڑ میں ہے، مسلمین اُس شخص کے پاس پہنچے، اُس شخص نے کہا السّلام علیکم مسلمین نے (اُسے منافق سمجھ کر) قتل کر دیا اور اُس کی بکریاں لے لیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ {نساء ۹۴}

اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں نکلو تو تحقیق سے کام لیا کرو۔ جو سلام کرے اُس سے یہ نہ کہدیا کرو کہ تو مؤمن نہیں، اگر تمہاری غرض اس سے یہ ہو کہ (اُسے کافر قرار دیکر) تم دُنیا کی زندگی کا کچھ فائدہ حاصل کرلو تو سمجھ لو کہ اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں (اے مؤمنو!) تم بھی تو آخر پہلے کافر ہی تھے اللہ نے تم پر احسان کیا، لہٰذا تحقیق ضرور کیا کرو (ایسا نہ ہو کہ لاعلمی میں تم کسی مؤمن کو قتل کر دو) اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے[3]

جنگ ذات الرّقاع جنگیں مسلسل جاری تھیں، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر ایک جنگ کے لئے مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے۔ سواریاں بہت کم تھیں۔ چھ چھ آدمیوں کے حصّہ میں ایک اُونٹ تھا۔ صحابۂ کرامؓ باری باری سے اُونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ پیدل چلتے چلتے قدم چھلنی ہوگئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے تو دونوں پیروں میں سُوراخ ہوگئے اور ناخن گر گئے۔ زخموں کی وجہ سے صحابۂ کرامؓ نے اپنے پیروں پر دھجّیاں

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلّم یعذب المیّت ببکاء اہلہ علیہ عن اسامہؓ وکتاب المرضیٰ وصحیح مسلم کتابُ الجنائز بابُ البکاء۔

[2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب قصّۃ دوس عن ابی ہریرۃؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ التفسیر سورۃ النّسآء وصحیح مسلم کتابُ التفسیر عن ابن عبّاسؓ۔

[4] آپؐ کی دُعاء کی برکت سے یہ لوگ ایمان لے آئے۔

باندھ لیں، اسی لئے اس لڑائی کو جنگ ذات الرِّقاع (دھجیوں والی لڑائی) کہتے ہیں[1]
(جنگ کی ابتداء ہوئی) دورانِ جنگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ خوف ادا کی۔ اسلامی فوج دو جماعتوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک جماعت نے نماز کے لئے صف بنائی اور دوسری جماعت دشمن سے مقابلہ کرتی رہی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک رکعت نماز پڑھائی، پھر آپؐ کھڑے ہوگئے اور ان لوگوں نے جو آپؐ کے ساتھ نماز میں شریک تھے اپنی نماز علیٰحدہ علیٰحدہ پوری کرلی۔ نماز پڑھکر یہ لوگ چلے گئے اور دُشمن کے سامنے صف باندھ لی اور جس جماعت نے نماز نہیں پڑھی تھی وہ نماز کے لئے آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے صف بستہ ہوگئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس جماعت کو بھی ایک رکعت پڑھائی پھر آپؐ بیٹھ گئے اور ان لوگوں نے اپنی ایک رکعت (علیٰحدہ علیٰحدہ) پُوری کرلی۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ سلّم نے ان لوگوں کے ساتھ سلام پھیرا[2]۔

سفر کا ایک واقعہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر میں کہیں چلے جارہے تھے، حضرت معاذؓ آپؐ کے پیچھے سوار تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے معاذ"، حضرت معاذؓ نے کہا "لبّیک وسعدیک (میں حاضر ہوں اور سعادت حاصِل کرتا ہوں)" تین مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِس طرح پُکارا (اور وہ اسی طرح جواب دیتے رہے) پھر فرمایا "تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں" پھر تھوڑی دور چلنے کے بعد آپؐ نے فرمایا "اے معاذ"۔ حضرت معاذؓ نے کہا "لبّیک سعدیک"۔ آپؐ نے تین مرتبہ اسی طرح پکارنے کے بعد فرمایا "تم جانتے ہو کہ اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے (بندوں کا حق یہ ہے کہ) بندے جب اس کا حق ادا کریں تو وہ ان کو عذاب نہ دے"[3]

جس نے شرک نہیں کیا وہ جنّت میں جائے گا ایک دن حضرت ابوذرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ عشاء کے وقت مقامِ حرّہ میں چلے جارہے تھے، اتنے میں اُحُد پہاڑ سامنے دکھائی دیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوذر مجھے پسند نہیں کہ اُحُد کے برابر سونا میرے پاس آئے اور ایک رات یا (زیادہ سے زیادہ) تین راتیں مجھ پر گذریں کہ بجز اُس سونے کے جو قرضہ کی ادائیگی کیلئے میں رکھ لوں اُس میں سے کچھ بھی (میرے پاس) باقی رہے (میں تو یہ چاہتا ہوں کہ) اس کو اللہ کے بندوں میں لپ بھر بھر کر تقسیم کردوں" پھر فرمایا "اے ابوذر" اُنہوں نے کہا "لبّیک وسعدیک یارسُولَ اللہ"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہاں جو لوگ مالدار ہیں آخرت میں غریب ہوں گے مگر وہ لوگ جو اللہ کے بندوں پر مال خرچ کرتے ہیں (وہ غریب نہیں ہوں گے)" پھر فرمایا "جب تک میں لَوٹ کر آؤں تم یہیں کھڑے رہنا"۔ یہ کہکر آپؐ تشریف لیگئے یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہوگئے، تھوڑی دیر میں حضرت ابوذرؓ نے ایک آواز سُنی، اُنہیں اندیشہ ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کہیں کوئی حادثہ تو پیش نہیں آیا۔ اُنہوں نے ارادہ کیا کہ آپؐ کو دیکھنے کیلئے جائیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع عن ابی موسیٰ و صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ ذات الرقاع۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع و صحیح مسلم باب صلوٰۃ الخوف۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب من اجاب بلبّیک عن معاذؓ۔

پھر آپؐ کا حکم یاد آگیا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا لہٰذا وہ وہیں کھڑے رہے۔ کچھ دیر بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لائے۔ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میں نے ایک آواز سُنی تھی، مجھے ڈر ہوا کہ کہیں آپؐ کو کوئی حادثہ تو پیش نہیں آیا۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ جبریلؑ کی آواز تھی، وہ میرے پاس آئے تھے اور یہ خبر دیکر گئے ہیں کہ میری اُمّت میں سے جو اس حال میں مرگیا کہ اُس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا تو وہ جنّتی ہے۔" حضرت ابوذرؓ نے کہا "یارسُول اللہ، اگرچہ اُس نے چوری اور زنا کیا ہو؟" فرمایا "ہاں اگرچہ اُس نے چوری اور زنا کیا ہو"[1] (یعنی تمام گناہ معاف ہوسکتے ہیں سوائے شرک کے)

حضرت ابوثعلبہؓ خشنی کی آمد حضرت ابوثعلبہؓ خشنی اپنے مُلک سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ ہم اہلِ کتاب کی سرزمینؔ میں رہتے ہیں، اُن کے برتنوں میں کھاتے ہیں، میں اپنی کمان سے شکار کرتا ہوں اور اپنے سدھائے ہوئے کُتّے سے بھی شکار کرتا ہوں اور ایسے کُتّے سے بھی شکار کرتا ہوں جو سدھایا ہوا نہیں ہوتا، آپؐ مجھے بتائیے کہ کونسی چیز حلال ہے (اور کونسی حرام)۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے اہلِ کتاب کے برتنوں کے متعلّق سوال کیا کہ تم ان میں کھاتے ہو تو اگر دوسرے برتن تمہیں مل جائیں تو پھر اُن ہی میں کھاؤ اور اگر نہ ملیں تو پھر اہلِ کتاب کے برتنوں کو دھوکر ان میں کھا سکتے ہو۔ اور جو تم نے ذکر کیا کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو تو جب تم کمان سے شکار کرو تو (تیر کو) بسم اللہ کہہ کر (چھوڑو پھر) اُس شکار کو کھالو اور جب تم سدھائے ہوئے کُتّے سے شکار کرو تو (کُتّے کو) بسم اللہ کہہ کر (چھوڑو پھر) اُس شکار کو کھالو اور اگر غیر سدھائے ہوئے کُتّے سے شکار کرو تو اگر تم (شکار کو) زندہ پاؤ تو ذبح کرکے کھا سکتے ہو۔"[2]

ایک مقدّمہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں میں لڑائی ہوئی، ایک عورت نے دوسری عورت کو پتّھر مارا، پتّھر اُس کے پیٹ پر لگا، وہ عورت حاملہ تھی، پتّھر لگنے سے بچّہ کا اسقاط ہوگیا، مقدّمہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پیٹ کے بچّے کی دیت ایک غلام یا لونڈی دینا ہے۔" اس عورت کا وارث کہنے لگا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں کیسے اس کی دیت دوں جبکہ اس بچّہ نے نہ کھایا نہ پیا، نہ وہ بولا نہ رویا، تو کیا ایسا بچّہ قابلِ معافی نہیں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کاہنوں کا بھائی ہے"[3] (کہ ایسی مُسجّع اور مقفّٰی عبارت سے ناانصافی کی ترغیب دیتا ہے)

تقوے کی بہترین مثال ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ماعزؓ نامی ایک شخص آئے اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھ سے زنا ہوگیا، مجھے پاک کردیجئے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ استغفار کرو اور توبہ کرو۔" یہ کہکر آپؐ نے مُنہ موڑ لیا۔ حضرت ماعزؓ چلے گئے لیکن وہ پھر حاضر ہوئے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں پھر واپس کردیا۔ پھر آپؐ نے اُن کی قوم کے پاس آدمی بھیجا اور یہ دریافت کیا کہ ان کی عقل میں فتور تو نہیں ہے، اُنہوں نے کہا نہیں وہ ہم میں اچھی عقل والے آدمی ہیں حضرت ماعزؓ پھر حاضر خدمت ہوئے، آپؐ نے (انہیں پھر واپس کردیا اور) ان کی قوم سے پھر تصدیق کرائی قوم نے کہا ان کو نہ بیماری ہے نہ ان کی عقل میں فتور ہے۔ حضرت ماعزؓ چوتھی مرتبہ آئے اور اپنے متعلّق پھر زنا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب من اجاب بلبیک عن ابی موسیٰؓ وصحیح مسلم مختصراً فی کتاب الزکوٰۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب ما جاء فی التصید عن ابی ثعلبہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الطب باب الکہانۃ عن ابی ہریرہؓ وصحیح مسلم باب دیۃ الجنین۔

کی گواہی دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں اپنے پاس بُلایا اور پوچھا "کیا تمہیں جنون ہے؟" انہوں نے کہا نہیں، پھر آپؐ نے (لوگوں سے) فرمایا کیا انہوں نے شراب پی ہے، ایک شخص نے کھڑے ہوکر ان کا مُنہ سُونگھا تو شراب کی بدبو محسُوس نہیں ہوئی، پھر آپؐ نے حضرت ماعزؓ سے فرمایا "تم نے اور کچھ کیا ہوگا" کہا "نہیں اِس نالائق سے زنا ہوگیا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر جو بات میں نے تمہارے متعلق سُنی تھی وہ صحیح ہے؟" اُنہوں نے کہا وہ کیا؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے فلاں لونڈی کے ساتھ زنا کیا ہے؟" اُنہوں نے کہا "بالکل صحیح ہے (میں تو خود ہی معترف ہوں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تمہاری شادی ہوگئی ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے فرمایا "انہیں لے جاؤ اور سنگسار کردو"۔ لوگوں نے اُنہیں جنازہ گاہ میں لیجا کر سنگسار کیا۔ اُن کو نہ باندھا گیا نہ (گہرا) گڑھا کھودا گیا، معمولی گڑھا کھود کر (اس میں انہیں کھڑا کر دیا) جب انہیں پتّھر لگے تو اِدھر اُدھر بھاگنے لگے، لوگوں نے پکڑ کر سنگسار کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے متعلق کلمۂ خیر کہا اور اُن کے جنازہ کی نماز پڑھی[1]۔ پھر آپؐ نے فرمایا "انہوں نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر پوری اُمّت میں تقسیم کر دی جائے تو اس کو کافی ہوجائے"۔ پھر آپؐ نے اُسی شام کو ایک خطبہ دیا، آپؐ نے فرمایا "جب کبھی ہم جہاد کے لئے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی شخص یہیں رہ جاتا ہے اور بکرے کی طرح آواز کرتا ہے۔ اللہ کی قسم اللہ نے اگر مجھے اُس پر قابو دے دیا تو میں ضرور اسے (عبرتناک) سزا دوں گا[2]"

ایک شخص کا اپنی بیوی پر شبہ کرنا ایک دن ایک دیہاتی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا۔ اُس نے عرض کیا "میری بیوی نے کالا بچّہ جنا ہے (مجھے اس پر شبہ ہے)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے پاس اونٹ ہیں؟" اُس نے کہا ہاں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کے رنگ کیسے ہیں؟" اُس نے کہا سُرخ ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن میں کوئی بھُورا بھی ہے؟" اُس نے کہا ہاں ہے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ کہاں سے آیا؟" اُس نے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ اُس کو اُس کی اصل نے اس طرح نکالا ہو" (یعنی اوپر اصل میں کوئی بھُورا اونٹ ہوگا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو تیرے بچّہ کو بھی اُس کی اصل نے ایسا ہی نکالا ہوگا[3]" (یعنی تیرے آباء واجداد میں بھی کوئی کالا ہوگا جس کے اثر سے یہ بچّہ کالا پیدا ہوا ہے)

سُود کی حرمت تقریباً اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے سُود کو حرام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ {آل عمران ۱۳۰ تا ۱۳۲}

اے ایمان والو دوگنا چوگنا سُود نہ کھاؤ اللہ سے ڈرو تاکہ تم نجات حاصِل کرسکو اور اُس دوزخ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور اللہ اور رسُولؐ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت ہو۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المحاربین من اہل الکفر باب لا یرجم المجنون عن ابی ہریرۃ رض و باب الرجم فی المصلی عن جابرؓ و صحیح مسلم کتابُ الحدود (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتابُ الحدود باب من اعترف علی نفسہ بالزنی عن ابی ہریرۃؓ و ابی سعیدؓ و جابر بن عبد اللہ رض و جابر بن سمُرۃؓ و ابن عباسؓ و بریدۃ رض۔
[3] صحیح بخاری کتاب المحاربین من اہل الکفر باب التعریض عن ابی ہریرۃ رض

اس کے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے سُود کی ممانعت فرما دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ ۲۷۶ تا ۲۸۰)

جو لوگ سُود کھاتے ہیں (میدان محشر میں) وہ اِس طرح حواس باختہ کھڑے ہوں گے جیسے کسی کو شیطان نے مَس کر کے مخبوط الحواس کر دیا ہو۔ ایسا اس لئے ہوگا کہ انہوں نے (دُنیا کی زندگی میں) یہ کہا تھا کہ خرید و فروخت بھی تو سُود ہی کے مثل ہے (اگر وہ جائز ہے تو یہ بھی جائز ہے) حالانکہ اللہ نے خرید و فروخت کو جائز کر دیا ہے اور سُود کو حرام کر دیا ہے۔ جس کے پاس یہ نصیحت پہنچ گئی اور وہ سُود (کے کاروبار) سے باز آ گیا تو جو پہلے اُس نے لے لیا تھا وہ اُس کا ہے، اور اس کا (ہر) معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو شخص اِس کے بعد بھی سُود لیگا تو ایسے لوگ دوزخ میں داخل کئے جائیں گے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ سُود کو نیست و نابود کر رہا ہے اور صدقات کو بڑھا رہا ہے۔ اور اللہ کسی ناشکرے گناہگار سے محبّت نہیں کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، نماز پڑھتے رہے، زکوٰۃ دیتے رہے تو اُن کیلئے اُن کے ربّ کے پاس جزائے خیر ہے انہیں نہ کوئی خوف ہوگا، نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جتنا سُود باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو اگر واقعی تم مؤمن ہو (تو تمہیں یہی کرنا چاہیئے) اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو پھر اللہ اور اُس کے رسُولؐ کا تم سے اعلانِ جنگ ہے اگر تم توبہ کر لو تو اپنا زرِ اصل لے سکتے ہو (اس طرح) نہ ان پر ظلم ہوگا اور نہ تم پر اور اگر قرضدار تنگ دست ہو تو اُسے فراخی تک مہلت دو بلکہ (ایسی صورت میں) اپنی اصل رقم بھی معاف کر دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے بشرطیکہ تم سمجھو۔

جب مندرجہ بالا آیتیں نازل ہوئیں تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو یہ آیتیں سُنائیں، پھر سُود کے ساتھ آپؐ نے شراب کی تجارت کو بھی حرام کر دیا۔[1]

سُود کی حُرمت نازل ہونے کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُود کی تمام بیعوں کو بھی حرام کر دیا آپؐ نے فرمایا کھجور کے بدلے کھجور، گیہوں کے بدلے گیہوں، جَو کے بدلے جَو، نمک کے بدلے نمک (بلکہ ایسے تمام تبادلوں میں) دونوں چیزیں وزن میں برابر ہوں اور تبادلہ دست بدست ہو۔ جس نے زیادہ لیا یا زیادہ دیا تو وہ (زیادتی) سُود ہے۔[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ البقرۃ) عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ و صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الخمر۔ [2] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الربوا عن ابی ہریرۃؓ و ابی سعیدؓ و صحیح بخاری عن عمرؓ وغیرہٗ نحوہٗ۔

آپؐ نے فرمایا دینار بدلے دینار کے فروخت کرو تو اس میں کمی بیشی نہیں ہونی چاہیئے۔ اسی طرح درہم بدلے درہم کے فروخت کیا جائے تو کمی بیشی نہیں ہونی چاہیئے[1]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزید فرمایا کہ اگر مختلف اجناس ہوں تو جس طرح چاہو بیچو بشرطیکہ خرید و فروخت دست بدست ہو[2] اگر دست بدست نہ ہو بلکہ قرض پر ہو تو یہ سود ہے[3]

ایک جہاد تقریباً اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہاد کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عمّارؓ بھی اس جہاد میں شریک تھے، اتّفاق سے دونوں جنبی ہو گئے۔ پانی کہیں نہیں تھا کہ وہ دونوں غسل کرتے۔ حضرت عمرؓ نے نماز نہیں پڑھی۔ حضرت عمّارؓ نے زمین پر ایک لوٹ لگائی اور نماز پڑھ لی۔ جب حضرت عمّارؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے تو آپؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا "اے عمّار تمہارے لئے اتنا کافی تھا کہ تم دونوں ہاتھ زمین پر مارتے، پھر ہاتھوں پر پھُونک مارتے، پھر ان دونوں سے اپنے چہرہ اور ہاتھوں پر مسح کرتے"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عملاً تیمّم کی تعلیم دی۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ ایک مرتبہ زمین پر مارے، پھر ان پر پھُونک ماری، پھر دونوں ہاتھوں پر مسح کیا، پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ کا مسح کیا[4]

والدہ کی قبر کی زیارت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ سے اپنی والدہ کیلئے دُعائے مغفرت کرنے کی اجازت طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ پھر آپؐ نے اُن کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت طلب کی، اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قبر پر تشریف لے گئے، پھر آپؐ خوب روئے (آپؐ کو دیکھکر) صحابہ کرامؓ بھی رونے لگے، پھر آپؐ نے فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے مَوت یاد آتی ہے[5]

ایک جہاد جہاد برابر جاری تھا، اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اور لشکر جہاد کے لئے روانہ کیا۔ آپؐ نے ایک شخص کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا۔ وہ سپہ سالار جب ان کو نماز پڑھاتا تو قرأت کے آخر میں سُورۂ "قل ہو اللہُ اَحد" ضرور پڑھتا۔ جب لشکر واپس مدینہ منوّرہ پہنچا تو اِس بات کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا "اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے"۔ لوگوں نے اُس سے پوچھا۔ اُس نے کہا یہ رحمٰن کی صفت ہے اس لئے میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُنا تو فرمایا "اُسے خبر دو کہ بے شک اللہ اُس سے محبّت کرتا ہے[6]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا رات کو گشت لگانا۔ مہاجرینِ حبشہ کی فضیلت حضرت جعفرؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر دورانِ جنگِ خیبر مدینہ منوّرہ پہنچے۔ اُن لوگوں سے دوسرے مہاجرین یہ کہا کرتے تھے کہ ہجرت میں ہم لوگ تم پر سبقت لے گئے (کہ مدینہ منوّرہ تم سے پہلے پہنچے) مہاجرینِ حبشہ میں حضرت اسماء بنت عُمَیسؓ بھی تھیں۔ ایک دن وہ حضرت حفصہؓ کے ہاں گئیں، وہ ابھی وہیں بیٹھی تھیں کہ اتنے میں حضرت عمرؓ آئے، حضرت عمرؓ نے پوچھا "یہ کون ہیں؟" اُن کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ نے فرمایا کہ یہ اسماء

---

[1] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الصرف عن ابی ہریرۃؓ و صحیح بخاری کتاب البیوع عن ابی بکرۃؓ نحوہٗ۔ [2] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الربوٰا عن عبادہؓ و صحیح بخاری کتاب البیوع عن براءؓ و اسامۃؓ نحوہٗ۔ [3] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الربوٰا عن براءؓ و زید بن ارقم رضؓ۔ [4] صحیح بخاری و صحیح مسلم باب التیمم عن عمار بن یاسرؓ [5] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب استئذان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ربہ عزّ وجلّ فی زیارۃ قبر امہ عن ابی ہریرۃؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب التوحید باب ماجاء فی دعاء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم امتہ الی التوحید و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل قل ہو اللہ احد عن عائشۃ صدیقہؓ۔

بنتِ حمیسؓ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "حبشہ والی، سمندر والی؟" حضرت اسماءؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے باتوں باتوں میں یہ کہدیا کہ ہم ہجرت میں تم پر سبقت لے گئے لہٰذا ہم تم سے زیادہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حقدار ہیں۔ حضرت اسماءؓ کو غصّہ آگیا، اُنہوں نے کہا "ہرگز نہیں تم تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس موجود تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تم میں سے جو بھوکا ہوتا اُسے کھانا کھلاتے اور جو ناواقف ہوتا اُسے نصیحت کرتے تھے اور ہم اجنبیوں اور دشمنوں کی زمین میں تھے جو حبش میں واقع ہے، ہمیں ایذا دی جاتی تھی۔ خوف کے عالم میں دن گذرتے تھے اور ہماری یہ تکالیف صرف اللہ اور رسُولؐ کے راستہ میں تھیں، اللہ کی قسم مجھ پر کھانا حرام ہے جب تک میں تمہاری بات کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نہ کرلوں، اللہ کی قسم میں نہ جھوٹ بولوں گی، نہ کج روی کروں گی اور نہ میں (اپنی طرف سے کوئی بات) بڑھا کر کہونگی۔" جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (زوجۂ مطہرہؓ کے ہاں) تشریف لائے تو حضرت اسماءؓ نے کہا "اے اللہ کے نبیؐ، عمرؓ نے اِس اِس طرح کہا ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے عمرؓ کو کیا جواب دیا؟" حضرت اسماءؓ نے کہا "میں نے عمرؓ کو یہ یہ جواب دیا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عمرؓ تم سے زیادہ میرے حقدار نہیں ہیں کیونکہ عمرؓ اور اُن کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور اے کشتی والو تمہاری دو ہجرتیں ہیں۔" اِس واقعہ کے بعد حضرت ابوموسیٰؓ اور دوسرے کشتی والے جُوق در جُوق آکر حضرت اسماءؓ سے یہ حدیث سُنتے تھے۔ دُنیا کی کوئی چیز اُن کی نگاہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس بات سے زیادہ فرحت بخش اور بزرگ تر نہیں تھی۔ حضرت ابوموسیٰؓ تو بار بار یہ حدیث اُن سے آکر پوچھا کرتے تھے۔

(رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رات کو گشت لگاتے تھے) آپؐ فرماتے ہیں کہ "جب اشعری لوگ اپنی قیام گاہوں میں داخل ہوکر رات کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو میں ان کی آواز کو پہچان لیتا ہوں اور اُن کی قرأت کی آواز سے اُن کی قیام گاہوں کو پہچان لیتا ہوں حالانکہ دن کے وقت میں نے اُن کی قیام گاہوں کو دیکھا نہیں ہوتا۔"[1]

خیبر پر تحصیلدار مقرر کرنا خیبر کی فتح کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر پر ایک عامل مقرر کیا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس عمدہ عمدہ کھجوریں لے کر آیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟" اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، سب ایسی نہیں ہوتیں، ہم ان کھجوروں کا ایک صَاع معمولی کھجوروں کے دو صَاع کے بدلے یا دو صَاع تین صَاع کے بدلے میں لیتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایسا نہ کیا کرو بلکہ ردّی کھجوروں کو درہموں کے عوض بیچ دیا کرو، پھر اُن درہموں کی عمدہ کھجوریں خرید لیا کرو۔"[2]

ایک جہاد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہاد کے لئے پھر ایک لشکر روانہ کیا۔ یہ لشکر حضرت ضمادؓ کی قوم کے پاس سے گذرا، حضرت ضمادؓ مکّہ معظّمہ میں آکر مُسلم ہوگئے تھے اور اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کر گئے تھے۔ لشکر کے سپہ سالار نے کہا "کیا تم نے اس قوم سے کچھ لیا ہے؟" ایک شخص نے کہا "میں نے ان سے ایک لوٹا

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتابُ الفضائل عن ابی موسیٰ رض۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب استعمال النبیؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم علیٰ اھل خیبر و صحیح مسلم باب بیع الطعام مثلا بمثل عن ابی ہریرۃ رض۔

لیا ہے۔" سپہ سالار نے کہا "اس کو واپس کر دو کیونکہ یہ ضماد کی قوم سے ہے[1] (جو مسلم ہو چکی ہے)"

اکلِ حلال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکلِ حلال پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا "اے لوگو اللہ پاک ہے اور پاک چیز ہی قبول کرتا ہے اور بیشک اللہ نے مؤمنین کو اُسی بات کا حکم دیا ہے جس بات کا حکم رسُولوں کو دیا تھا۔ اللہ نے رسُولوں سے فرمایا تھا:۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ — اے رسُولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرتے رہو۔

اور مؤمنین سے فرمایا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔ — اے ایمان والو! جو پاک رزق ہم نے تم کو دیا ہے اُس میں سے کھاؤ۔

پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مُسافر کا ذکر کیا جس کا سفر طویل ہے۔ بال پریشان ہیں (جسم پر) غبار پڑا ہوا ہے، دونوں ہاتھ آسمان کی طرف دراز کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے ربّ، اے میرے ربّ (حالانکہ) اُس کا کھانا حرام کا ہے، اُس کا پینا حرام کا ہے، اُس کا لباس حرام کا ہے، اُس کی پرورش حرام سے ہو رہی ہے۔ بھلا ایسی حالت میں اُس کی دُعا کیسے قبول ہو سکتی ہے[2]۔

قبیلۂ مضر کے وفد کی آمد ایک دن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں قبیلہ مضر کی ایک جماعت حاضر ہوئی۔ یہ لوگ ننگے پیر، ننگے بدن تھے، صرف گلے میں چمڑے کی عبائیں پہنے ہوئے تھے۔ گردن میں تلواریں لٹکی ہوئی تھیں، اُن کے افلاس کو دیکھ کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیّر ہو گیا۔ آپؐ اندر گئے، پھر باہر تشریف لائے، پھر حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ اذان دیں (اذان دی گئی) پھر حضرت بلالؓ نے اقامت کہی، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ {نساء}

اے لوگو! اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تمہیں (صرف) ایک شخص (یعنی حضرت آدمؑ) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو بھی پیدا کیا، پھر ان دونوں سے بہت سے مَرد اور عورتیں (پیدا کیں اور انہیں) پھیلا دیا (اے لوگو) اللہ سے ڈرو جس کے نام سے تم سوال کرتے ہو اور رشتوں سے ڈرو (کہیں ایسا نہ ہو کہ رشتہ کو منقطع کر دو، اگر ایسا کرو گے تو سمجھ لو کہ) بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

اِتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ {حشر ۱۸}

(اے مؤمنو!) اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اُس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب الخطبۃ عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب عن ابی ہریرۃ رضؓ

پھر آپؐ نے فرمایا:۔

" انسان کو صدقہ دینا چاہیئے، اپنے دینار سے دے، اپنے درہم سے دے، اپنے کپڑے سے دے، گیہوں کے صاع سے دے، کھجور کے صاع سے دے (کچھ نہ کچھ ضرور دے) خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔" یہ سُن کر ایک انصاری ایک تھیلی لیکر آئے جس کے وزن سے اُن کا ہاتھ تھک گیا تھا۔ پھر تو دینے والوں کا تانتا بندھ گیا یہاں تک کہ کھانے اور کپڑے کے دو ڈھیر لگ گئے۔ یہ دیکھکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مُبارک ایسا چمکنے لگا گویا کہ وہ سونے کا ایک ٹکڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا " جو شخص کوئی نیک عمل جاری کرے تو اُس کے لئے اجر ہے اور جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے اُن کے ثواب کے برابر اُسے بھی ثواب ملیگا اور اُن کا ثواب کم نہ ہوگا۔ اور جو بُرا عمل جاری کرے اُس کے لئے اُس کا اپنا گناہ ہے اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کے گناہوں کے برابر گناہ اس پر بھی ہوگا اور اُن کا گناہ کم نہ ہوگا۔"[1]

نوٹ:۔ نیک عمل جاری کرنا سُنّت ہے اور نیک عمل ایجاد کرنا بدعت ہے اور بدعت حرام اور شرک کی ایک قسم ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں " مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ " یعنی جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا تو اُس کا وہ (نیک) کام قبول نہیں ہوگا۔[2] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں " شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ " یعنی سب سے بدتر کام وہ ہیں جو نئے نکالے جائیں اور ہر نیا کام (یعنی ہر بدعت) گمراہی ہے۔[3]

جنگ بنی لحیان | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہاد کیلئے پھر ایک اور لشکر روانہ فرمایا۔ یہ لشکر بنو لحیان کی طرف جو قبیلۂ ہذیل کی ایک شاخ ہے روانہ کیا گیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لشکر کی تیاری کے وقت فرمایا " ہر دو مَردوں میں سے ایک مرد جہاد کیلئے جائے۔" پھر آپؐ نے رہنے والوں سے فرمایا " تم میں سے جو شخص جانے والے کے گھر کی خیر و خوبی کے ساتھ خبر گیری کرے گا اُس کو جہاد پر جانے والے کے ثواب کا نصف ثواب ملیگا۔"[4]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " مجاہدین کی بیویوں کی حُرمت گھروں میں رہنے والوں پر ایسی ہے جیسی اُن کی ماؤں کی حُرمت۔ جو شخص کسی مجاہد کے گھربار کی خبر گیری کرے، پھر اس میں خیانت کرے تو وہ قیامت کے دن روک لیا جائے گا اور مجاہد اُس کے عمل میں سے جو چاہے گا لے لیگا تو تمہارا کیا خیال ہے (کیا وہ کچھ چھوڑ دیگا)"۔[5]

صدق دل سے کلمہ پڑھنا | ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صحابہؓ کے درمیان سے اُٹھ کر کہیں چلے گئے۔ جب دیر ہوگئی اور آپؐ واپس تشریف نہیں لائے تو صحابۂ کرامؓ گھبرائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی دشمن آپؐ کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے۔ سب سے پہلے حضرت ابوہریرہؓ آپؐ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ وہ ایک انصاری کے باغ کے قریب پہنچے۔ اس کا چکّر لگایا لیکن دروازہ نہیں ملا۔ بالآخر وہ سُکڑ کر ایک نالی میں سے اندر داخل ہوگئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (اُنہیں دیکھا تو) فرمایا "اے ابوہریرہؓ"۔ حضرت ابوہُریرہؓ نے کہا "جی، اے اللہ کے رسُولؐ"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ حضرت ابوہُریرہؓ نے پورا واقعہ سُنایا

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ عن جریرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلح و صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن جابرؓ۔
[4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل اعانۃ الغازی عن ابی سعیدؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب حرمۃ نساء المجاہدین عن بریدۃؓ۔

اور عرض کیا کہ میں لومڑی کی طرح سکڑ کر اس باغ میں داخل ہوا ہوں۔ دوسرے لوگ بھی میرے پیچھے پیچھے (آپؐ کو تلاش کرنے کیلئے) آرہے ہیں۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اپنی دونوں جوتیاں دے کر فرمایا "اے ابوہریرہؓ یہ جوتیاں لے کر جاؤ اور جو شخص بھی باغ کے باہر تمہیں ملے اور وہ یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی حاکم و کارساز نہیں اور اس کا دل اس پر یقین رکھتا ہو تو اُسے جنّت کی بشارت دو۔" حضرت ابوہریرہؓ روانہ ہوئے تو سب سے پہلے حضرت عمرؓ ملے۔ اُنہوں نے پوچھا یہ جوتیاں کیسی ہیں؟ حضرت ابوہریرہؓ نے کیفیت بیان کی۔ اُنہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کے سینہ پر زور سے ہاتھ مارا، وہ (افلاس اور فاقوں کی وجہ سے کمزور تو تھے ہی) کولہوں کے بَل گر پڑے۔ حضرت عمرؓ نے کہا واپس چلو۔ وہ واپس آئے۔ اُن کی کیفیت ایسی تھی گویا رونے والے ہیں۔ حضرت عمرؓ بھی پیچھے پیچھے پہنچ گئے۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوہریرہؓ کیا ہوا؟" اُنہوں نے واقعہ سُنایا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عمرؓ تم نے ایسا کیوں کیا؟" اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہو جائیں کیا آپؐ نے ان کو بھیجا تھا؟" رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ اُنہوں نے عرض کیا "مَیں ڈرتا ہوں کہ لوگ (غلط فہمی سے) اسی پر بھروسہ کرلیں گے (اور عمل چھوڑ دیں گے، آپؐ اعلان نہ کرائیں تو اچھا ہے) اُنہیں عمل کرنے دیجئے۔" رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (حضرت ابوہریرہؓ سے) فرمایا "اس کا اعلان نہ کرو[1] (تاکہ لوگ غلط فہمی کی بناء پر عمل نہ چھوڑ بیٹھیں)"

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ یہ واقعہ اُمّت کیلئے ایک سبق ہے، یعنی بڑے مرتبہ کے آدمی کو کم مرتبہ والے آدمی کا صحیح مشورہ مان لینا چاہیئے اور اس میں عار محسوس نہ کرنی چاہیئے۔ اور یہی اس میں مصلحت ہے۔ ورنہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عمرؓ سے اس بات کو زیادہ سمجھتے تھے۔ یہ مشورہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السّلام کا دُعاء کرنا کہ اے اللہ میرے بوجھ کو ہلکا کرنے کیلئے ہارونؑ کو بھی رسُول بنا دیجئے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ موسیٰ علیہ السّلام کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے حضرت ہارون علیہ السّلام کو نبی بنانا ضروری ہے، لیکن خود ایسا نہیں کیا بلکہ موسیٰ علیہ السّلام سے کہلوایا۔ اسی طرح رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود بھی وضاحت کر سکتے تھے لیکن نفسیاتی طور پر وہ چیز اِتنی زوردار نہیں ہوتی جتنا کہ اس سلسلہ میں پورے ایک واقعہ کا صادر ہونا۔ انتباہ کے لئے یہ زیادہ مؤثر طریقہ ہے۔

ایک جہاد۔ حضرت جُلَیبیبؓ کی شہادت رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر ایک اور جہاد پر تشریف لیگئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو (فتح اور) مالِ غنیمت عطا فرمایا۔ جنگ کے بعد رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سے کوئی غائب تو نہیں ہے؟" صحابہؓ نے عرض کیا "فلاں اور فلاں اور فلاں غائب ہیں" (یعنی شہید ہو گئے) رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کوئی اور تو غائب نہیں ہے؟" عرض کیا جی نہیں۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں جُلَیبیبؓ کو نہیں دیکھتا۔" لوگوں نے اُن کو مقتولین کی لاشوں میں تلاش کیا تو اُنکی لاش اُن سات آدمیوں کے پاس ملی جن کو اُنہوں نے قتل کیا تھا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کی لاش کے پاس آئے اور فرمایا "انہوں نے سات آدمیوں کو قتل کیا پھر کُفّار نے ان کو شہید کیا۔ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الایمان باب من لقی اللہ بالایمان۔

ہوں۔ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں"۔ پھر آپؐ نے تنہا انہیں اپنی دونوں کلائیوں پر اُٹھایا اور دفن کر دیا۔[1]

حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ کا قبولِ اسلام | حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ ابھی تک مشرکہ تھیں۔ حضرت ابوہریرہؓ اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے۔ ایک دن حسبِ معمول اُنہوں نے والدہ کو اسلام کی دعوت دی۔ اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلّق ایک ایسی بات کہی جو حضرت ابوہریرہؓ کو بُری معلوم ہوئی۔ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس روتے ہوئے آئے، اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بُلاتا تھا وہ نہیں مانتی تھیں، آج اُنہوں نے آپؐ کے متعلّق وہ بات کہی جو مجھے بُری معلوم ہوئی۔ آپؐ اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ میری والدہ کو ہدایت دے" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا فرمائی "الٰہی ابوہریرہؓ کی والدہ کو ہدایت دے"۔ حضرت ابوہریرہؓ دُعا سُن کر خوش خوش گھر واپس آئے۔ گھر کے دروازہ پر پہنچے تو دیکھا دروازہ بند ہے۔ ان کی والدہ نے پاؤں کی آواز سُنی تو کہنے لگیں ذرا ٹھہرو، حضرت ابوہریرہؓ نے پانی گرنے کی آواز سُنی۔ ان کی والدہ نے غسل کیا، اپنا کُرتہ پہنا اور جلدی سے دوپٹّہ اوڑھا۔ پھر دروازہ کھولا، دروازہ کھولتے ہی کہنے لگیں "میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اس کے بندے اور اُس کے رسُولؐ ہیں"۔ حضرت ابوہریرہؓ خوشی میں روتے ہوئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ خوش ہو جائیے اللہ نے آپؐ کی دُعا قبول کر لی اور ابوہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کلمۂ خیر فرمایا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ دُعا کیجئے کہ اللہ میری اور میری والدہ کی محبّت مسلمین کے دلوں میں ڈال دے اور مسلمین کی محبّت ہمارے دلوں میں ڈالدے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا فرمائی "اے اللہ اس بندہ اور اس بندہ کی والدہ کو مُسلمین کا محبوب بنا دے اور انہیں ایمانداروں کی محبّت نصیب کر" اس دُعا کے بعد کوئی مسلم ایسا پیدا نہیں ہوا کہ ان کا ذکر سُن کر یا ان کو دیکھکر ان سے محبّت نہ کرتا ہو۔[2]

مسجد بنی معاویہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ورودِ مسعود | ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع اپنے اصحابؓ کے عالیہ مقام سے تشریف لائے اور مسجد بنی معاویہ کے پاس سے گذرے۔ مسجد میں جا کر آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھی، صحابہؓ نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپؐ نے ایک طویل دُعا مانگی۔ دُعا سے فارغ ہونے کے بعد صحابہؓ کی طرف مُنہ کر کے فرمایا "میں نے اپنے ربّ سے تین دُعائیں مانگیں، اُس نے دو دُعائیں قبول کیں، تیسری دُعا قبول نہیں کی۔ میں نے اپنے ربّ سے دُعا کی کہ میری اُمّت کو قحط سالی سے ہلاک نہ کرے۔ اللہ نے یہ دُعا قبول فرمالی۔ میں نے دُعا کی کہ میری اُمّت کو غرق کر کے ہلاک نہ کرے۔ یہ دُعا بھی اللہ نے قبول فرمالی۔ پھر میں نے یہ دُعا کی کہ مسلمین آپس میں نہ لڑیں۔ میری یہ دُعا قبول نہیں ہوئی"۔[3]

یہودیوں کو تبلیغ اور انتباہ | ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر سے مسجد میں تشریف لائے۔ آپؐ نے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا "یہودیوں کی طرف چلو" صحابۂ کرامؓ آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئے اور یہودیوں کے پاس پہنچے۔ وہاں

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الفضائل باب من فضائلِ جُلَیبیبؓ عن ابی برزہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الفضائل باب من فضائلِ ابی ہریرہؓ۔
[3] صحیح مسلم کتابُ الفتن باب ہلاک ہٰذہِ الامّۃ بعضہم ببعض عن سعد بن ابی وقّاصؓ۔

پہنچ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہو گئے اور یہودیوں کو آواز دیکر فرمایا "اے یہودی گروہ، اسلام قبول کرو، سلامت رہو گے۔" یہودیوں نے کہا "اے ابو القاسمؐ آپؐ نے پہنچا دیا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اسلام قبول کر لو (اگر اسلام قبول کر لو گے تو) سلامت رہو گے۔" اُنہوں نے کہا "بے شک آپؐ نے تبلیغ کر دی" (آپؐ کا فرض ادا ہو گیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر اسلام کی دعوت دی، پھر فرمایا "خبردار ہو جاؤ! زمین یقیناً اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی ہے۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں تمہیں اس زمین سے نکال دوں، لہٰذا جس شخص کے پاس مال ہو وہ اُسے بیچ دے (اور چلا جائے) اور یہ بات پھر اچھی طرح سمجھ لو کہ زمین تو اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی ہے"[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے اس ارادہ کا اظہار جماعت المسلمین سے بھی کیا، آپؐ نے فرمایا "میں ضرور یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے باہر نکال دوں گا یہاں تک کہ سوائے مُسلم کے اور کسی کو (یہاں) نہ چھوڑوں گا"[2] (اس ارادہ کا اظہار فرما کر آپؐ نے یہودیوں کو ایک دفعہ پھر مہلت دے دی)

سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر میں تھے۔ آپؐ نے ایک جگہ لوگوں کا ازدحام دیکھا، آپؐ نے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے؟ آپؐ سے عرض کیا گیا یہ ایک روزہ دار شخص ہے۔ اس پر سایہ کرنے کیلئے لوگوں نے ازدحام کر رکھا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں[3] (یعنی مشقّت ہو تو افطار کرنا چاہیئے)"

اعتکاف رمضان کے آخری عشرہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعتکاف فرمایا۔ زوجۂ مطہّرہ حضرت صفیّہؓ آپؐ سے ملنے تشریف لائیں۔ اُنہوں نے کچھ دیر آپؐ سے گفتگو کی، پھر واپس جانے کیلئے کھڑی ہوئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی حضرت صفیّہؓ کو پہنچانے کیلئے اُٹھے۔ جب آپؐ مسجد کے اُس دروازہ کے قریب پہنچے جو حضرت اُمِّ سلمہؓ کے دروازہ کے قریب تھا تو دو انصاری وہاں سے گذرے۔ ان دونوں نے آپؐ کو سلام کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (سلام کا جواب دینے کے بعد) فرمایا ٹھہر جاؤ۔ پھر آپؐ نے اُن سے فرمایا "یہ صفیّہ بنت حیّیؓ ہیں (یعنی میری زوجہ ہیں)" ان دونوں نے اس بات کو بہت بڑا سمجھا (کہ بھلا مؤمن ہو کر کوئی شخص اپنے رسُولؐ کے متعلّق بدگمانی کرے) اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، سُبحان اللہ (بھلا ہم آپؐ پر شبہ کر سکتے ہیں؟)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یقیناً شیطان دورانِ خون کے ساتھ گردش کرتا رہتا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں تمہارے دل میں کوئی وسوسہ نہ ڈالے[4]"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے متعلّق کسی کو بدگمانی کا موقع نہیں دینا چاہیئے۔

وصال کے روزوں کی ممانعت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بغیر افطار کئے مسلسل روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ تو وصال کرتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سے کون میری مثل ہے، میں اس حالت میں رات گذارتا ہوں کہ میرا ربّ مجھے کھلا پلا دیتا ہے"۔

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب اجلاء الیہود و صحیح بخاری کتابُ الاکراہ باب فی بیع المکرہ عن ابی ہُریرۃ رضؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب اخراج الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب عن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الصّوم عن جابرؓ۔ [4] صحیح بخاری ابوابُ الاعتکاف عن صفیہؓ و صحیح مسلم کتابُ السّلام باب بیان انہ یستحب لمن رُؤی خالیاً بامرأۃٍ الخ۔

بعض لوگوں نے (اس ممانعت کو تنزیہی سمجھا اور) وصال کے روزے شروع کر دئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی اُن کے ساتھ وصال کیا، پھر دوسرے دن بھی وصال کیا۔ تیسرے دن (عید کا) چاند دکھائی دیا تو (آپؐ نے روزہ افطار کر لیا، پھر) آپؐ نے فرمایا "اگر چاند دکھائی نہ دیتا تو میں تمہاری (سزا کی) خاطر وصال کو اور زیادہ کرتا۔" حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں "باوجود منع کرنے کے لوگ وصال کے روزوں سے باز نہ آئے تو بطور سرزنش آپؐ نے یہ الفاظ کہے۔"[1]

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے احکام پر سختی سے عمل کرنا چاہیئے۔ اپنی طرف سے آپؐ کے حکم کو استحبابی اور ممانعت کو تنزیہی قرار دینا صحیح نہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم اور فعل میں بظاہر اختلاف نظر آئے تو اُمّت کو حکم پر عمل کرنا چاہیئے اور فعل کو مخصوص حالات میں آپؐ کیلئے مخصوص سمجھنا چاہیئے۔ یا اُس فعل کے وقوع کو اُس حکم سے پہلے اور اُس حکم کے باعث منسُوخ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قول و فعل میں تضاد ناممکن ہے۔

نمازِ عید میں عورتوں کی شرکت لازمی ہے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عورتوں کو حکم دیا کہ وہ عید کے روز عیدگاہ جایا کریں۔ حتّٰی کہ آپؐ نے کنواری لڑکی کے متعلّق بھی حکم دیا کہ اُسے عیدگاہ لایا جائے۔ آپؐ نے فرمایا "جو عورتیں اذیّتِ ماہانہ میں ہوں وہ بھی عیدگاہ جائیں، وہ لوگوں کے پیچھے بیٹھ جائیں (یعنی نماز نہ پڑھیں) لیکن لوگوں کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہتی رہیں اور اُن کی دُعا کے ساتھ دُعا، مانگیں اور عید کے دن کی (خیر و) برکت اور اُس کی پاکیزگی (و مغفرت) کی اُمّیدوار رہیں۔"[2]

ایک عورت نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اگر کسی عورت کے پاس بُرقع نہ ہو تو کیا عیدگاہ نہ جانے میں اُس پر گناہ ہوگا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کے ساتھ والی کو چاہیئے کہ وہ اپنے بُرقع میں اُسے چھپا لے۔ عورتوں کو اس خیر (و برکت) میں ضرور حاضر ہونا چاہیئے۔ اور مؤمنین کی دُعا میں شرکت کرنی چاہیئے۔"[3]

نمازِ عید اور خطبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عیدالفِطر کی نماز دو رکعت ادا کی۔ پھر آپؐ نے خطبہ دیا۔ اور ہر عید پر آپؐ ایسا ہی کرتے تھے۔ نماز عید کے بعد آپؐ لوگوں کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ تمام لوگ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے، پھر آپؐ اُن کو نصیحت کرتے۔ وصیّت کرتے۔ احکام جاری فرماتے۔ اگر آپؐ چاہتے کہ کوئی لشکر جہاد پر روانہ فرمائیں تو وہیں اُس لشکر کی تشکیل فرما دیتے۔ الغرض جس چیز کا اللہ آپؐ کو حکم دیتا وہی حکم آپؐ لوگوں کو عید کے خطبہ میں دے دیا کرتے تھے۔[4]

دَورانِ خطبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مَردوں سے فرمایا "صدقہ دو" پھر آپؐ عورتوں کے پاس تشریف لے گئے، آپؐ نے اُن سے فرمایا "اے عورتوں کی جماعت، صدقہ دو کیونکہ میں نے دوزخ میں عورتوں کو کثیر تعداد میں دیکھا ہے۔" عورتوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، کس وجہ سے آپؐ نے عورتوں کو دوزخ میں کثرت سے دیکھا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم لعنت بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشُکری کرتی ہو، باوجود ناقص العقل اور ناقص الدّین ہونے کے میں نے کسی عاقل مرد کی عقل کو سلب کرنے والا تم سے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّوم باب التنکیل لمن اکثر الوصال عن ابی ہُریرۃ رض۔ و صحیح مسلم کتابُ الصّوم۔ [2] صحیح بخاری کتابُ العیدین بابُ التکبیر ایّام منیٰ عن اُمّ عطیّہ رض [3] صحیح بخاری کتابُ العیدین باب اذا لم یکن لہا جلباب عن اُمّ عطیّہ رض وغیرہا و صحیح مسلم کتابُ العیدین نحوہٗ۔
[4] صحیح بخاری کتابُ العیدین عن ابنِ عبّاس رض و ابی سعید رض۔

زیادہ نہیں دیکھا۔" عورتوں نے پُوچھا ہمارے دین اور ہماری عقل میں کیا نقصان ہے ؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا "کیا عورت کی شہادت مرد کی شہادت کا نصف نہیں ہے ؟" عورتوں نے کہا "جی ہاں ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ ان کی عقل کا نقصان ہے۔" پھر آپؐ نے فرمایا "کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ عورت اذیّتِ ماہانہ میں ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے ؟" عورتوں نے کہا بے شک ایسا ہوتا ہے، آپؐ نے فرمایا "یہ اُس کے دین کا نقصان ہے[1]۔" (یعنی عورت فطرتاً مجبور ہے کہ اُسے نیکی کرنے کا موقع کم ملتا ہے)

خطبہ کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر تشریف لے آئے۔ کچھ دیر بعد حضرت زینبؓ جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی تھیں حاضر ہوئیں۔ اُنہوں نے اجازت طلب کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع دی گئی کہ زینبؓ آئی ہیں (اور اجازت طلب کر رہی ہیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کونسی زینبؓ ؟" کسی نے کہا "ابنِ مسعودؓ کی بیوی" آپؐ نے فرمایا انہیں اجازت دو، الغرض انہیں اجازت دی گئی، انہوں نے کہا "آج آپؐ نے صدقہ دینے کا حکم دیا تھا، میرے پاس کچھ زیور ہے، میں چاہتی ہوں کہ اس کو اللہ کے راستہ میں دے دوں، ابنِ مسعودؓ یہ کہتے ہیں کہ وہ اور اُن کی اولاد اَوروں سے زیادہ صدقہ کے مستحق ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابنِ مسعودؓ سچ کہتے ہیں، تمہارے شوہر اور تمہاری اَولاد اَوروں سے زیادہ تمہارے صدقہ کے مستحق ہیں[2]۔"

رشتہ داروں کو صدقہ دینا دوہرے اجر کا باعث ہے حضرت زینبؓ مستقل طور پر اپنے شوہر اور کچھ یتیم بچّوں کو جو اُن کی پرورش میں تھے اپنے صدقات دینے لگیں۔ ایک دن وہ اپنے شوہر (عبداللہ بن مسعودؓ) سے کہنے لگیں "یہ جو میں تم پر اور اُن یتیم بچّوں پر اپنے صدقات صَرف کر رہی ہوں یہ میرے لئے کافی بھی ہے یا نہیں، تم ذرا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کر کے مجھے بتاؤ۔" حضرت ابنِ مسعودؓ نے کہا "تم ہی دریافت کرو" الغرض وہ خود دریافت کرنے کیلئے روانہ ہوئیں۔ جب وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مکان پر پہنچیں تو دیکھا کہ ایک انصاری خاتون دروازہ پر کھڑی ہیں اور وہ بھی اسی مقصد سے آئی ہیں۔ حضرت بلالؓ ان کے پاس سے گُذرے تو ان دونوں نے ان سے کہا کہ ہمارا یہ سوال رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کر کے ہمیں بتا دو لیکن آپؐ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں۔ حضرت بلالؓ نے اندر جا کر دریافت کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کون عورتیں ہیں ؟" اُنہوں نے کہا زینبؓ ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کونسی زینب ؟" حضرت بلالؓ نے کہا "ایک تو عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں (یہ صدقہ دینا کافی ہے) اور ان کیلئے دوہرا اجر ہے، ایک اجر قرابت کا اور ایک اجر صدقہ کا[3]۔"

نماز میں شیطان کا آنا ایک رات کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ آپؐ نے کہا "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ" (میں تجھ سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں) پھر تین مرتبہ آپؐ نے فرمایا "اَلْعَنُکَ بِلَعْنَۃِ اللّٰہِ" (میں اللہ کی لعنت کے ساتھ تجھ پر لعنت کرتا ہوں) یہ کہہ کر آپؐ نے اپنا ہاتھ بڑھایا گویا

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الحیض باب ترک الحائض الصّوم عن ابی سعید رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الزکوٰۃ بابُ الزکوٰۃ علی الاقارب عن ابی سعیدؓ
[3] صحیح بخاری کتابُ الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الزّوج عن زینبؓ۔

آپؐ کوئی چیز لے رہے ہیں۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرامؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ ہم نے آپؐ کو نماز میں ایسے کلمات کہتے سُنا کہ اس سے پہلے ہم نے ایسے کلمات نہیں سُنے اور ہم نے دیکھا کہ آپؐ نے ہاتھ بڑھایا تھا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کا دشمن ابلیس ایک انگارا لے کر آیا تھا تاکہ میرے مُنہ میں دیدے۔ میں نے تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ کہا، پھر میں نے تین بار کہا اَلْعَنُکَ بِلَعْنَۃِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ لیکن وہ پیچھے نہ ہٹا تو اللہ نے مجھے اُس پر قابو دیا، میں نے اُسے پچھاڑ دیا پھر میں نے یہ ارادہ کیا کہ اُسے پکڑ لوں اور مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں۔ پھر مجھے اپنے بھائی سلیمانؑ کی دُعاء یاد آگئی جو اُنہوں نے ان الفاظ میں کی تھی :-

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ۔ — اے میرے ربّ مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہت عطاء فرما کہ میرے بعد پھر وہ کسی کیلئے نہ ہو۔

اللہ کی قسم اگر ہمارے بھائی سلیمانؑ کی دُعاء نہ ہوتی تو وہ صبح تک رسّیوں سے بندھا ہوتا حتّٰی کہ تم سب اُسے دیکھ لیتے اور مدینہ کے بچّے اُس سے کھیلتے۔ بہرحال اللہ نے اُسے ناکام واپس کر دیا"۔ جب صبح ہوئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اور لوگوں کو بھی یہ واقعہ سُنایا[1]۔

نوٹ :- اعوذ باللہ کہنے کے باوجود ابلیس کے نہ بھاگنے میں غالباً یہی مصلحت تھی کہ اللہ تعالیٰ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُس پر قابو دے اور آپؐ کی قوّت و فضیلت کا اظہار ہو۔

سُورۂ جمعہ کی ابتدائی آیات کا نزول اور بعض اہلِ فارس کی فضیلت ایک دن ایسا ہوا کہ صحابہ کرامؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں سُورۂ جمعہ کی مندرجہ ذیل آیتیں نازل ہوئیں :-

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۝ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ {جمعہ ۱ تا ۴}

آسمانوں کی اور زمین کی تمام چیزیں اللہ کی تسبیح پڑھتی ہیں جو بادشاہ ہے، جو پاک ہے، جو زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں اُن ہی میں سے ایک رسُولؐ مبعوث فرمایا جو اُن کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کرتا ہے، ان کے دلوں کو پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے ورنہ اس سے پہلے تو وہ صریح گمراہی میں مُبتلا تھے اور (اس رسُولؐ کو نہ صرف ناخواندہ یعنی اہلِ عرب کیلئے مبعوث فرمایا بلکہ) ان کے علاوہ اور لوگوں کیلئے بھی مبعوث فرمایا جو ابھی ان ناخواندہ لوگوں سے ملے بھی نہیں۔ اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے اور یہ (نبوّت) اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطاء کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ الفاظ تلاوت فرمائے

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ؕ — اس رسُولؐ کو دوسرے لوگوں کیلئے بھی مبعوث فرمایا ہے جو

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصّلوٰۃ باب جواز لعن الشیطان فی اثناء الصّلوٰۃ عن ابی ہریرۃ رض و ابی الدّرداء رض۔

ابھی مسلمین سے ملے نہیں۔

تو ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، یہ کون لوگ ہیں؟" رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی جواب نہیں دیا، اُس نے دو تین مرتبہ سوال کیا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسیؓ پر رکھ کر فرمایا "اگر ایمان ثریا میں بھی ہوتا تو فارس کے لوگوں میں سے بعض لوگ اُسے وہاں سے بھی حاصل کر لیتے"۔[1]

مندرجہ بالا آیات و حدیث پر تبصرہ | حدیثِ بالا سے ثابت ہوا کہ آخرین سے مُراد فارس کے لوگ ہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ فارس کے بعض لوگ ایمان کو انتہائی دور دراز مقام سے بھی حاصل کریں گے۔ مثلاً محدّثینِ کرام جن میں سے بہت سے اہلِ فارس ہیں جنہوں نے احادیث کو تلاش کر کے محفوظ کر دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگلے اور پچھلے تمام لوگوں کے لئے حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی رسُول ہیں آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ کی طرف سے معلّمِ کتاب و حکمت ہیں لہٰذا آپؐ کی تشریح و توضیح یعنی حدیث بھی مِن جانب اللہ ہے۔

عُمرۃ القضاء

صُلح حُدیبیہ کے موقع پر کُفّار نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عُمرہ ادا کرنے سے روک دیا تھا لہٰذا اس سال ۷ھ میں آپؐ نے اُس عُمرہ کی قضاء کی۔ اسی لئے اس کو عمرۃ القضاء کہتے ہیں۔ صلح حدیبیہ کی شرط کے مُطابق آپؐ ماہ ذوالقعدہ[2] میں عُمرہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ جب آپؐ حُدیبیہ سے گُذرے تو اُس درخت کو کوئی پہچان نہ سکا جس درخت کے نیچے بیٹھ کر آپؐ نے بیعتِ رضوان لی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں اسی میں اللہ کی رحمت تھی[3] (کہ لوگ اس درخت کو بھول گئے ورنہ اندیشہ تھا کہ کہیں بعد میں اس کی پُوجا ہونے لگے)

جب رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ میں داخل ہوئے تو کُفّار نے آپس میں کہنا شروع کیا کہ تمہارے پاس ایسے لوگ آئے ہیں جن کو مدینہ کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ جب رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپؐ نے حکم دیا کہ طواف کرتے وقت تین چکّروں میں رمل کریں یعنی تیزی سے دوڑیں تاکہ مشرکین ان کی قوّت کو دیکھیں۔ مشرکینِ مکّہ مُسلمین کو دیکھنے کے لئے قُعَیقَان نامی مقام پر جمع ہو گئے تھے اور کچھ حطیم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے[4] (اور کیونکہ دونوں رُکنوں کا درمیانی علاقہ مُشرکینِ مکّہ کی نظروں سے اُوجھل تھا) اِس لئے آپؐ نے حکم دیا کہ رمل کے چکّروں میں جب اس علاقہ سے گذریں تو آہستہ چلیں (یہ حکم ازراہِ شفقت تھا) اور ازراہِ شفقت ہی آپؐ نے تمام چکّروں میں رمل کا حکم نہیں دیا[5]۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کعبہ کا طواف کیا۔ آپؐ نے سات چکّر لگائے، تین چکّروں میں رمل کیا۔

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الفضائل باب فضل فارس عن ابی ہریرۃ رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الحج باب کم اعتمر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و صحیح مسلم باب بیان عدد عمر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب البیعۃ فی الحرب عن ابنِ عمرؓ۔ و کتابُ المغازی باب غزوۃ حدیبیۃ عن مسیبؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء عن ابنِ عباسؓ و کتابُ المناسک و صحیح مسلم کتابُ الحج باب استحباب الرّمل (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ قُعَیقَان کا ذکر صحیح مسلم میں نہیں ہے) [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء عن ابنِ عباس رضؓ۔

جب آپؐ طواف سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کاش آپؐ مقامِ ابراہیمؑ کو مصلّٰی بنا لیتے، اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی:۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط {بقرہ ۱۲۵} مقامِ ابراہیمؑ کو مصلّٰی بنالو [1]

حکمِ الٰہی کی تعمیل میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مقامِ ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز ادا کی، پھر آپؐ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کیلئے روانہ ہوئے [2]

ایّامِ جاہلیّت میں مدینہ کے لوگ منات بُت کیلئے احرام باندھتے تھے، یہ بُت مُشلّل کے مقام پر جو موضع قُدید کے بالمقابل ہے رکھا ہوا تھا۔ یہ لوگ وہاں جاتے اور اُس بُت کی پوجا کرتے تھے اور صفا و مروہ کے درمیان دَوڑنے کو بُرا سمجھتے تھے۔ بعض لوگ ایسے بھی تھے جو ایّامِ جاہلیّت میں صفا و مروہ کا طواف کرتے تھے اور کیونکہ قرآن مجید میں صفا و مروہ کے طواف کا ذکر نہیں تھا اِس لئے انہوں نے اس طواف کو جاہلیّت کی رسم سمجھتے ہوئے ناجائز سمجھا۔ ہر دو فریق نے اس سلسلہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے استفسار کیا۔ ان ہر دو فریق کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝ {بقرہ ۱۵۸}

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے (دو نشانیاں) ہیں، لہٰذا جو شخص بیتُ اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے (جو لوگ اس طواف کو بُرا سمجھتے ہیں اُن کا خیال غلط ہے بلکہ یہ تو ایک نیک کام ہے) اور جو شخص بھی خوشی سے نیک کام کریگا (تو اللہ یقیناً اس کی قدر کریگا) کیونکہ اللہ قدر دان اور علم والا ہے [3]۔

غرض یہ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (اور صحابۂ کرامؓ) نے صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا شروع کیا۔ صفا اور مروہ کے درمیان مشرکین کا بہت بڑا ہجوم تھا جو سب آپؐ کو دیکھنے کیلئے جمع ہوئے تھے۔ حتّٰی کہ کنواری لڑکیاں بھی آپؐ کو دیکھنے کیلئے وہاں آگئی تھیں، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہ لوگوں کو ہٹایا نہ دھکّا دیا، جب ہجوم زیادہ ہوگیا تو آپؐ اپنی سواری پر سوار ہوگئے [4]

مشرکینِ مکّہ نے جب مسلمین کی دَوڑ بھاگ دیکھی تو کہنے لگے ہمارا تو یہ خیال تھا کہ ان کو بُخار نے کمزور کر دیا ہے، یہ تو فلاں اور فلاں سے بھی زیادہ طاقتور ہیں [5]

غرض یہ کہ مسلمین نے عمرہ کے اَرکان ادا کئے، عمرہ کے دَوران صحابۂ کرامؓ، مشرکین سے اور مشرکین کے لڑکوں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حفاظت کرتے رہے مبادا وہ آپؐ کو کسی قسم کی ایذا پہنچائیں [6] عمرہ کے بعد آپؐ نے احرام کھول دیا اور پھر حدودِ حرم ہی میں آپؐ نے حضرت میمونہؓ [7] سے نکاح کیا [8]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء وکتابُ المناسک وصحیح مسلم کتابُ الحج عن ابنِ عباسؓ وابن عمرؓ وصحیح بخاری کتابُ التفسیر عن عمرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الحج باب استحبابِ الرّمل وصحیح بخاری کتابُ المناسک عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب وجوب الصّفا والمروۃ وفی ابواب اخریٰ و کتابُ التفسیر عن عائشہؓ وانسؓ وابی بکرؓ بن عبدالرحمٰن وصحیح مسلم کتابُ الحج۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ حدیبیۃ وصحیح مسلم کتابُ الحج باب استحباب الرّمل عن ابنِ عباسؓ۔ [5] صحیح مسلم کتابُ الحج باب استحباب الرمل عن ابنِ عباسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء وباب غزوۃ حدیبیۃ وکتابُ المناسک عن عبداللہ بن ابی اوفی۔ [7] صحیح مسلم کتابُ النکاح باب تحریم نکاح المحرم عن میمونہؓ وصحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء عن ابنِ عباسؓ (اس عبارت میں دونوں کتابوں کا مجموعی بیان ہے) [8] حضرت میمونہؓ بیوہ ہوگئی تھیں حضرت عباسؓ کی سفارش پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے

جب رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مکّہ معظّمہ میں آئے ہوئے تین دن ہو گئے تو کفّارِ مکّہ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا اپنے ساتھی سے کہو کہ (صلح نامۂ حدیبیہ کے مُطابق) مقرّرہ وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب انہیں مکّہ سے چلا جانا چاہیئے (صلح نامہ کے مُطابق کُفّارِ مکّہ میعاد کو بڑھا بھی سکتے تھے لیکن اُنہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ مقرّرہ میعاد ختم ہونے پر مکّہ سے رخصت ہو جانے کے لئے کہا تو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ سے روانہ ہو گئے [1]

حضرت حمزہؓ کی لڑکی جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہؓ کی لڑکی (دوڑتی ہوئی) آپؐ کے پیچھے پیچھے آئی۔ وہ پُکار رہی تھی اے چچا، اے چچا۔ حضرت علیؓ نے اُسے گود میں لے لیا اور حضرت فاطمہؓ کے پاس لاکر ان سے کہا اپنے چچا کی بیٹی کو سنبھالو، حضرت فاطمہؓ نے اسے گود میں لے لیا۔

اس لڑکی کی پرورش کے سلسلہ میں حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت زیدؓ جھگڑنے لگے۔ حضرت علیؓ کہتے تھے کہ میں اسے اُٹھا کر لایا ہوں اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے (لہٰذا مجھے اس کی پرورش کا سب سے زیادہ حق ہے) حضرت جعفرؓ نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میری بیوی اس کی خالہ ہے (لہٰذا میں اس کی پرورش کا سب سے زیادہ مستحق ہوں) حضرت زیدؓ نے کہا یہ میرے (دینی) بھائی کی بیٹی ہے (لہٰذا میں اس کی پرورش کا سب سے زیادہ حقدار ہوں) پھر (جب یہ لوگ آپس میں فیصلہ نہ کر سکے تو) معاملہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچا آپؐ نے اس لڑکی کی پرورش کا فیصلہ خالہ کے حق میں کیا پھر فرمایا "خالہ بمنزلہ ماں کے ہے"۔ اس کے بعد آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں"۔ حضرت جعفرؓ سے فرمایا "تم پیدائش اور خُلق میں میرے مشابہ ہو"۔ اور حضرت زیدؓ سے فرمایا "تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے دوست ہو" [2]

حضرت جبریلؑ کا وقتِ مقرّرہ پر نہ آنا عمرۃ القضاء کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس مدینہ منوّرہ تشریف لے آئے، ایک دن ایسا ہوا کہ جب آپؐ صبح کو اُٹھے تو چُپ چُپ تھے۔ حضرت میمونہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ آج صبح سے آپؐ کچھ پریشان نظر آتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا "آج رات کو جبریلؑ نے مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا لیکن ملے نہیں۔ اللہ کی قسم اُنہوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی"۔ تمام دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہی کیفیّت رہی، یکایک آپؐ کے دل میں کُتّے کے بچّہ کا خیال آیا جو پلنگ کے نیچے آکر بیٹھ گیا تھا، آپؐ نے فوراً حکم دے کر اُسے نکلوا دیا اور جہاں وہ بیٹھا تھا وہاں پانی چھڑکوا دیا۔ پھر حضرت جبریلؑ تشریف لائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے تو گذشتہ رات کو آنے کا وعدہ کیا تھا" (پھر کیوں نہیں آئے) اُنہوں نے کہا "ہاں (وعدہ تو کیا تھا) لیکن ہم اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں کُتّا اور تصویر ہو"۔ دوسرے دن صبح کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کُتّوں کے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ (کُتّے قتل کر دیئے گئے) حتّٰی کہ آپؐ کے حکم سے چھوٹے باغ کے کُتّے بھی قتل کر دیئے گئے، البتّہ بڑے باغ کے کُتّوں کو چھوڑ دیا گیا [3]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء عن براء رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء عن براء رضؓ۔
[3] صحیح مسلم کتابُ الاشربۃ باب لا تدخل الملٰئکۃ بیتًا فیہ کلب عن میمونہؓ۔

دودھ والے جانور کی خرید و فروخت کے متعلق ہدایت تقریباً اسی زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُونٹ، بکری (وغیرہ تمام دودھ کے جانوروں) کا دودھ روکنے سے منع فرمایا۔[1]

پھر آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جس شخص نے ایسا جانور خریدا جس کا دودھ روکا گیا ہو تو اُس کو اختیار ہے کہ اُس جانور کو تین دن اپنے پاس رکھے، دودھ دوہے (اور جانچ کرتا رہے) اگر وہ دودھ سے راضی ہو تو اُسے روک لے ورنہ ایک صاع کھجور دے کر بیچنے والے کو واپس کر دے۔[2]

(نوٹ:۔ ایک صاع کھجور اس دودھ کی اندازاً قیمت ہے جو دودھ بیچنے والا روک کر لایا تھا)

ازواج مطہراتؓ میں رشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بیویوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے تھی۔ صحابہؓ کو بھی اس بات کا علم تھا لہٰذا جب ان میں سے کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجنا چاہتا تو اُس ہدیہ کی چیز کو روک لیتا اور جب آپؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں ہوتے تو وہ اس چیز کو آپؐ کے ہاں بھیجتا۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ اور اُن کی ہم خیال ازواجِ مطہراتؓ نے اس بات کو محسوس کیا اور آپس میں صلاح و مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت اُمِّ سلمہؓ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کریں اور آپؐ سے گذارش کریں کہ آپؐ لوگوں کو ہدایت کریں کہ جو شخص بھی ہدیہ بھیجنا چاہے وہ کسی خاص دن کا انتظار نہ کرے بلکہ آپؐ جہاں کہیں بھی ہوں ہدیہ بھیجدے۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی لیکن آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواجِ مطہراتؓ نے حضرت اُمِّ سلمہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جواب دیا اُنہوں نے کہا کچھ جواب نہیں دیا۔ ازواجِ مطہراتؓ نے حضرت اُمِّ سلمہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی گذارش پھر کریں۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے پھر گذارش کی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا۔ ازواجِ مطہراتؓ نے حضرت اُمِّ سلمہؓ سے پھر پوچھا کہ کیا جواب ملا۔ اُنہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواجِ مطہراتؓ نے کہا کہ تم پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا کہ کچھ تو جواب دیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دورہ کرتے ہوئے حضرت اُمِّ سلمہؓ کے ہاں پہنچے تو اُنہوں نے پھر گذارش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم مجھے عائشہؓ کے بارے میں نہ ستاؤ اس لئے کہ سوائے عائشہؓ کے لحاف کے اور کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نہیں آتی"۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ میں آپؐ کو تکلیف دینے کی اللہ عزّ وجلّ سے توبہ کرتی ہوں"۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ کی ہم خیال بیویوں میں حضرت حفصہؓ، حضرت صفیہؓ اور حضرت سودہؓ پہلے ہی سے شامل نہیں تھیں کیونکہ یہ ازواجِ مطہراتؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرفدار تھیں۔ اب حضرت اُمِّ سلمہؓ بھی تائب ہو گئیں تو باقی بیویوں نے حضرت فاطمہؓ کو بُلایا اور اُن کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہلوایا کہ آپؐ کی بیویاں آپؐ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہیں کہ آپؐ ابوبکرؓ کی بیٹی کے معاملہ میں انصاف کرائیں۔ حضرت فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر آئیں اور اجازت مانگی۔ آپؐ اُس وقت ایک چادر اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی آپؐ کے پاس ہی تھیں۔ آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کو

---

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع و صحیح مسلم کتاب البیوع باب حکم بیع المصراۃ عن ابی ہریرۃؓ۔

اندر آنے کی اجازت دی۔ اندر پہنچکر حضرت فاطمہؓ نے اُن بیویوں کا پیغام پہنچا دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے بیٹی کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو جس کو میں پسند کرتا ہوں"۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر تم ان سے محبّت کیا کرو۔ یہ سُن کر حضرت فاطمہؓ لَوٹ کر ان ازواجؓ کے پاس آئیں اور ان سے یہ گفتگو بیان کر دی۔ ان ازواجِ مطہّراتؓ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا تم پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جاؤ۔ حضرت فاطمہؓ نے انکار کر دیا۔ اُنہوں نے حضرت زینبؓ بنتِ جحش کا انتخاب کیا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ فرماتی ہیں وہ مرتبہ میں میری ہمسری کرتی تھیں۔ میں نے کسی عورت کو ان سے بہتر دیندار، اللہ سے ڈرنے والی، صلۂ رحمی کرنے والی، صدقہ دینے والی، سچ بولنے والی نہیں دیکھا البتہ ان میں ذرا تیزی تھی لیکن فوراً نادم ہو جاتی تھیں۔ الغرض حضرت زینبؓ بنت جحش رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور سختی سے گفتگو کرنے لگیں۔ اُنہوں نے کہا "آپؐ کی ازواج آپؐ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہیں کہ آپؐ ابن ابی قحافہؓ کی بیٹی کے معاملہ میں انصاف کرائیں"۔ حضرت زینبؓ نے اپنی آواز بلند کر لی اور حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو بُرا بھلا کہنے لگیں۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ پاس بیٹھی ہوئی تھیں، اُن کے مُنہ پر اُنہوں نے اُنہیں سخت سُست کہا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نگاہوں کو دیکھ رہی تھیں کہ آپؐ انہیں (بولنے کی) اجازت دیتے ہیں یا نہیں۔ اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی طرف دیکھنے لگے کہ آیا وہ جواب دیتی ہیں یا نہیں۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ سمجھ گئیں کہ آپؐ ان کے جواب دینے سے ناراض نہیں ہوں گے۔ لہٰذا انہوں نے حضرت زینبؓ کو جواب دینا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اُنہیں خاموش کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہؓ کی طرف دیکھکر مُسکرائے پھر آپؐ نے فرمایا "آخر وہ ابوبکرؓ کی بیٹی ہی تو ہیں"۔ [1]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہر ایک زوجۂ مطہّرہؓ کے لئے ایک دن ایک رات کی باری مقرر کر رکھی تھی سوائے حضرت سودہ بنتِ زمعہؓ کے کیونکہ اُنہوں نے اپنا دن اور اپنی رات حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو ہبہ کر دی تھی تاکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی حاصل کریں۔ [2]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | بعض ازواجِ مطہّراتؓ کو غلط فہمی ہوئی کہ اُنہوں نے صحابۂ کرامؓ کے امتیازی طرزِ عمل کو ناانصافی پر محمول کیا۔ ناانصافی اُس وقت ہوتی کہ خود رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کوئی امتیاز برتتے۔ دوسروں کا امتیاز برتنا ناانصافی میں شمار نہیں ہوتا۔ بہرحال ازواجِ مطہّراتؓ کا گِلہ و شکوٰی حسد کی نیت سے نہیں تھا بلکہ انہیں رشک ہوا کہ کیوں نہ ہمیں بھی وہی چیز ملے جو حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو ملتی ہے اور رشک بُری چیز نہیں۔

یہ واقعہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حُسنِ معاشرت پر ایک کھُلی دلیل ہے۔ بیویوں کی ناز برداری اور اُن کی آزادانہ اور سخت گفتگو پر تحمّل آپؐ کے حُسنِ اخلاق کا ایک روشن نمونہ ہے۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ اور حضرت فاطمہؓ کا اللہ اور رسُولؐ کی رضا میں گُم ہو جانا اُن کے تقوے پر دال ہے۔ اسی طرح حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الہبۃ عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم باب فضل عائشہؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں البتہ حضرت اُمِّ سلمہؓ کا پُورا واقعہ صحیح مسلم میں نہیں ہے) [2] صحیح بخاری کتاب الہبۃ عن عائشۃ صدیقہؓ۔

زینبؓ کا حق بات سُن کر خاموش ہوجانا ان کی حق پرستی کی بڑی واضح دلیل ہے۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا اپنی سوکن حضرت زینبؓ کی تعریف کرنا حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے خلوص، تقوٰے اور اخلاق کی بہترین دلیل ہے۔ ازواجؓ کو رشک تو ہوتا تھا لیکن حسد نام و نشان کو نہیں تھا۔

ایک انصاری خاتون کا گرفتار ہونے کے بعد فرار ہونا تقریباً اسی زمانہ میں کافروں نے ایک انصاری خاتون کو گرفتار کرلیا اور اُس کے ساتھ عضباء اُونٹنی کو بھی پکڑ کر لے گئے جس پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سوار ہوا کرتے تھے۔ کافروں نے اس خاتون کو باندھ دیا۔ ایک رات کو جبکہ کافروں نے اپنے جانوروں کو اپنے گھر کے سامنے آرام دینے کیلئے باندھ رکھا تھا وہ خاتون وہاں سے رسّیاں تُڑا کر سیدھی اُونٹوں کے پاس پہنچیں وہ جس اُونٹ کے پاس پہنچتیں وہ اُونٹ آواز کرنے لگتا۔ یہاں تک کہ وہ عضباء اُونٹنی کے پاس آئیں۔ وہ بڑی سیدھی اور غریب اُونٹنی تھی۔ وہ خاتون اُس اُونٹنی پر بیٹھ گئیں اور اُسے ڈانٹا۔ اُونٹنی کھڑی ہوگئی اور اُنہیں لیکر چلی۔ اتنے میں کافروں کو خبر ہوگئی، اُنہوں نے اس خاتون کا تعاقب کیا لیکن عضباء نے اُنہیں تھکا دیا۔ اور اُن کے ہاتھ نہ آئی۔ اس انصاری خاتون نے نذر مانی کہ اگر عضباء مجھے بچانے میں کامیاب ہوگئی تو میں اسے (اللہ کے راستہ میں) قربان کردوں گی۔ بھاگتے بھاگتے جب وہ اُونٹنی مدینہ منوّرہ پہنچی اور لوگوں نے اُسے دیکھا تو کہنے لگے یہ تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُونٹنی عضباء ہے۔ وہ خاتون کہنے لگیں میں نے تو نذر مانی تھی کہ اگر اللہ مجھے اس کے ذریعہ نجات دیگا تو میں اسے اللہ کی راہ میں نحر کردوں گی۔ یہ سُن کر صحابہ کرامؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے اور آپؐ سے تذکرہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُنہوں نے عضباء کو کس قدر بُرا بدلہ دیا، اُنہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ اُنہیں عضباء کی پیٹھ پر نجات دیگا تو وہ عضباء ہی کو قربان کردیں گی، اللہ کی نافرمانی کے کام میں نذر پوری نہیں کی جاتی اور نہ اس چیز کی نذر پوری کی جاتی ہے جس کا انسان مالک نہ ہو"[1] (کیونکہ وہ خاتون اس اُونٹنی کی مالک نہیں ہیں اس لئے یہ نذر پوری نہیں کی جاسکتی)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سراپا رحمت تھے کُفّار برابر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تکلیف پہنچاتے رہتے تھے، ایک دن صحابہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ مشرکین کے لئے بددُعا فرمائیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا! "میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں"[2]۔

نوٹ:۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی ذاتِ خاص کے سلسلہ میں کبھی بددُعا نہیں کی۔ اگر دو تین مرتبہ کی بھی تو اسلام اور مسلمین کی خاطر، مثلاً

(۱) کُفّار کے لئے قحط کی بددُعا کی تاکہ وہ اسلام کی طرف راغب ہوجائیں۔

(۲) آپؐ نے اُس وقت بددُعا کی جب آپؐ کو اللہ کی عبادت سے روکا گیا۔

(۳) اُس وقت بددُعا کی جب کُفّار نے منافقانہ طور پر اسلام قبول کیا اور دھوکا دے کر مُسلمین کی ایک بہت بڑی جماعت کو شہید کردیا۔

---

[1] صحیح مسلم کتابُ النذر عن عمرانؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ البرّ والصلۃ والآداب باب النہی عن لعن الدّواب عن ابی ہُریرۃ رضؓ۔

آخری دو بد دُعائیں بھی آپؐ نے چند مخصوص لوگوں کیلئے کیں، پوری قوم کی ہلاکت کے لئے کبھی بد دُعا، نہیں کی اور یہی آپؐ کے رحمتِ عالمؐ ہونے کا تقاضہ تھا۔

اولاد کے درمیان انصاف کا حکم | حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ میرے والد نے میری والدہ کے کہنے سے مجھے ایک عطیّہ دیا۔ پھر میری والدہ عمرہؓ نے جو رواحہ کی بیٹی تھیں میرے والد سے کہا کہ میں اُس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تم اس پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گواہ نہ کرلو۔ میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے گئے۔ خدمتِ اقدس میں پہنچکر اُنہوں نے عرض کیا، "میں نے اپنے اس بیٹے کو جو عمرہ کے بطن سے ہے عمرہ کے کہنے سے ایک عطیّہ دیا ہے، اے اللہ کے رسُولؐ، عمرہ کا کہنا یہ ہے کہ اس عطیہ پر میں آپؐ کو گواہ کرلوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے اپنے تمام بچّوں کو ایسا عطیّہ دیا ہے؟" اُنہوں نے کہا نہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے ظلم پر گواہ نہ کرو، اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ نیکی کرنے میں برابر ہوں؟" اُنہوں نے کہا "جی ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس عطیّہ کو واپس لے لو"۔ الغرض وہ گھر واپس آئے اور اپنا عطیّہ واپس لے لیا۔[1]

سُنّہ ۸ھ

مُتفرّق واقعات

حضرت زینبؓ بنت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتقال | ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے مکان پر تشریف لائے، حضرت اُمِّ عطیّہؓ اور چند اور دوسری عورتوں نے حضرت زینبؓ کو غسل دینے کا ارادہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو پانی اور بیری سے (یعنی ایسے پانی سے جس کو بیری کے پتّے ڈال کر گرم کیا گیا ہو) تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا ضرورت سمجھو تو اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو لیکن (ہر حالت میں) طاق مرتبہ غسل دو، آخری بار نہلاتے وقت (پانی میں) کچھ کافور بھی ڈال دو۔ غسل دیتے وقت ابتدا سیدھی طرف سے اور وضو کے اعضاء سے کرو اور جب تم غسل دیکر فارغ ہوجاؤ تو مجھے مطلع کرنا"۔ غرض یہ کہ جب وہ خواتین غسل دے کر فارغ ہوئیں تو اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع دی۔ آپؐ نے اپنا تہ بند ان کو دیا اور فرمایا "یہ ان پر لپیٹ دو"۔ (خواتین نے ایسا ہی کیا پھر) اُنہوں نے حضرت زینبؓ کی تین چوٹیاں گوندھیں اور اُن چوٹیوں کو اُن کی پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا۔[2]

کھڑے ہوکر پینے کی ممانعت | تقریباً اسی زمانہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کھڑے ہوکر پینے کی

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الھبۃ فی باب بین عن نعمان وکتابُ الشھادات وصحیح مسلم کتابُ الھبات باب کراہۃ تفضیل بعض الاولاد۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الجنائز فی ابواب و صحیح مسلم کتابُ الجنائز (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں۔ صاحبہ کے نام کی صراحت صرف صحیح مسلم میں ہے)

ممانعت فرمائی۔ پھر کھڑے ہو کر پینے پر دھمکایا بلکہ یہاں تک فرما دیا کہ کھڑے ہو کر ہرگز کچھ نہ پیو۔ اگر بھولے سے بھی پی لو تو قے کر دو۔[۱]

زوجۂ مطہرہ حضرت میمونہؓ کا لونڈی آزاد کرنا حضرت میمونہؓ نے ایک لونڈی آزاد کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر نہ کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باری کے دن اُن کے پاس آئے تو اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول، کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم اپنے ماموؤں کو دیدیتیں[۲] تو تمہیں بڑا اجر ملتا"۔[۲]

فاضل زمین اپنے بھائی کو بغیر کرایہ دینا بعض صحابہؓ کے پاس فاضل زمینیں تھیں وہ اُن کو چوتھائی تہائی یا نصف پیداوار کے عوض کرایہ پر دیدیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ خود اس پر کھیتی کرے یا اپنے بھائی کو ویسے ہی دیدے (کرایہ نہ لے) اور اگر وہ یہ نہ کر سکے تو پھر اپنی زمین روکے رکھے[۳] بعد میں آپ نے کرایہ پر دینے کی اجازت دیدی۔ فرمایا جب کرایہ مقررہ رقم میں ہو تو زمین کرایہ پر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں[۴]۔

اِس اجازت کے بعد ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھیت کے پاس سے گذرے۔ اس میں کھیتی لہلہا رہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یہ کس کا کھیت ہے" لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص نے کرایہ پر دیدیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر وہ اس کو ویسے ہی دیدیتا تو اس پر مقررہ کرایہ لینے سے بہتر ہوتا"۔[۵]

حضرت مخرمہؓ کو قباء عطا فرمانا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قبائیں آئیں۔ حضرت مخرمہؓ نے اپنے لڑکے مسورؓ سے کہا "چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں تاکہ آپ ہمیں بھی اُن میں سے ایک قباء عنایت فرمائیں"۔ الغرض وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر پہنچے۔ حضرت مخرمہؓ دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور کچھ باتیں کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز پہچان لی۔ آپ باہر تشریف لائے، آپ کے پاس ایک قباء تھی، آپ نے اس کی خوبیاں بیان کیں اور فرمایا "یہ میں نے تمہارے لئے رکھ چھوڑی تھی[۶]"

ایک لشکر روانہ فرمانا تقریباً اسی زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا "اگر تم فلاں اور فلاں شخص کو پاؤ تو اُن دونوں کو آگ میں جلا دینا"۔ جب لشکر کی روانگی کا وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا "میں نے تم کو فلاں اور فلاں شخص کو جلانے کا حکم دیا تھا لیکن (اب مجھے بذریعہ وحی بتایا گیا ہے کہ) آگ کے عذاب سے کوئی کسی کو سزا نہیں دے سکتا۔ یہ صرف اللہ کے لئے مخصوص ہے لہٰذا اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو (بجائے جلانے کے) انہیں قتل کر دینا"۔[۷]

حلم اور بردباری کی بہترین مثال ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک موٹے حاشیہ کی نجرانی

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن انسؓ و ابی سعیدؓ و ابی ہریرۃؓ (تینوں کی روایت کردہ احادیث کے مجموعی الفاظ اوپر بیان کئے گئے ہیں) [۲] صحیح بخاری کتاب الہبۃ عن میمونہؓ۔ [۳] صحیح بخاری کتاب الہبۃ عن جابرؓ۔ [۴] صحیح مسلم کتاب البیوع باب کراء الارض بالذھب عن رافع بن خدیجؓ۔ [۵] صحیح بخاری کتاب الہبۃ عن ابن عباسؓ۔ [۶] صحیح بخاری کتاب الشہادات عن مسورؓ و صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء من سأل بفحش۔ [۷] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب لا یعذب بعذاب اللہ عن ابی ہریرۃؓ۔

[۲] اس حدیث کی تشریح حضرت میمونہؓ کے حالات میں کر دی گئی ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

چادر اوڑھے ہوئے کہیں تشریف لیجا رہے تھے۔ آپؐ کو ایک دیہاتی ملا۔ اُس نے اُس چادر کو بڑی سختی کے ساتھ کھینچا۔ چادر پھٹ گئی اور آپؐ کی گردن میں نشان پڑ گیا۔ دیہاتی نے کہا "اللہ نے جو مال آپؐ کو دیا ہے اُس میں سے مجھے کچھ دلوائیے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کی طرف متوجّہ ہوئے، مُسکرائے اور صحابہؓ سے فرمایا اسے کچھ مال دے دو[1]

حضرت علیؓ کو قبریں برابر کرنے کیلئے روانہ فرمانا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو اس بات پر مامور کیا کہ تمام تصویروں کو مٹا دیں اور جو قبر بلند نظر آئے اُسے (زمین کے) برابر کر دیں[2]

پانی میں برکت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر میں چلے جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں پانی کی قلّت ہو گئی، آپؐ نے فرمایا "بچا ہوا پانی تلاش کرو" لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا، پھر فرمایا "مبارک اور پاکیزہ پانی کی طرف آؤ۔ برکت اللہ کی طرف سے آتی ہے"۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو اُس وقت وہاں موجود تھے کہتے ہیں "میں نے دیکھا کہ آپؐ کی اُنگلیوں کے درمیان (پانی اس طرح) جاری تھا جیسے کوئی چشمہ جاری ہو۔ اور یہی کیا (آپؐ کے ساتھ جب) ہم کھانا کھاتے تو کھانے کی تسبیح کی آواز سُنا کرتے تھے"[3]

حضرت عمرو بن العاصؓ کا اسلام قبول کرنا حضرت عمرو بن العاصؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بہت سخت دشمن تھے۔ انہیں اس سے زیادہ اور کوئی چیز محبوب نہیں تھی کہ کسی طرح رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر قابو پا کر آپؐ کو قتل کر دیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل میں بھی اسلام کی محبّت ڈالدی۔ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اپنا داہنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں بیعت کروں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھایا، حضرت عمرو بن العاصؓ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عمروؓ کیا بات ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "میں کچھ شرط کرنا چاہتا ہوں" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا شرط کرنا چاہتے ہو؟" اُنہوں نے عرض کیا "میرے پچھلے گناہ سب معاف ہو جائیں" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں نہیں معلوم کہ اسلام لانا پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ ہجرت پچھلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج بھی پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے"۔ حضرت عمروؓ نے اسلام قبول کیا اور اب اُن کے نزدیک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں تھا اور نہ اُن کی نگاہ میں آپؐ سے زیادہ کوئی جلال والا تھا اور آپؐ کے جلال کی وجہ سے وہ کبھی آپؐ کو نظر بھر کر نہ دیکھ سکے[4]

(نوٹ:۔ گناہوں کی معافی کی شرط، فکرِ آخرت اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت اور آپؐ کا ادب حضرت عمرو بن العاصؓ کی ایمانی قوّت کی بہت بڑی دلیل ہے)

تقوے کی بہترین مثال تقریباً اسی زمانہ میں قبیلۂ غامد کی ایک عورت سے زنا ہو گیا۔ وہ عورت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئی، اُس نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھ سے زنا ہو گیا ہے مجھے پاک کر دیجئے"۔ رسُول اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ماکان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یعطی المؤلفۃ قلوبہم وکتاب الادب عن انسؓ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء من سأل بفحش (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح مسلم کتاب الجنائز عن علیؓ۔ [3] صحیح بخاری ابواب علامات النبوّۃ فی الاسلام عن ابن مسعودؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون الاسلام یہدم ماقبلہ عن عمرو بن العاصؓ۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے واپس کر دیا۔ دوسرے دن وہ پھر آئی (اُس نے پھر عرض کیا "مجھے پاک کر دیجیے"۔ آپؐ نے اُسے پھر واپس کرنا چاہا) اُس نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ مجھے کیوں واپس کرتے ہیں؟ شاید آپؐ مجھے اسی طرح واپس کر رہے ہیں جس طرح آپؐ نے ماعزؓ کو واپس کیا تھا، اللہ کی قسم میں تو حاملہ ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ، جب بچّہ ہو جائے تو پھر آنا"۔ جب بچّہ پیدا ہوا تو وہ بچّہ کو کپڑے میں لپیٹ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائی اور کہا "میں نے یہ بچّہ جنا ہے (اب مجھے پاک کر دیجیے)" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ اس کو دودھ پلاؤ، جب اس کا دودھ چھڑا دو تو پھر آنا"۔ وہ عورت چلی گئی، جب اُس نے بچّہ کا دودھ چھڑا لیا تو پھر حاضرِ خدمت ہوئی۔ بچّہ کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا (جو اِس بات کی علامت تھی کہ اب بچّہ کو دودھ کی ضرورت نہیں) اُس عورت نے کہا "اے اللہ کے نبیؐ میں نے دودھ چھڑا دیا ہے اور یہ بچّہ اب کھانا کھانے لگا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بچّہ کو ایک شخص کے حوالہ کیا، پھر آپؐ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودا جائے۔ گڑھا کھودا گیا۔ گڑھے کی گہرائی اُس کے سینہ تک تھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے۔ لوگوں نے اسے سنگسار کرنا شروع کیا۔ حضرت خالدؓ نے اُس کے سر پر ایک پتّھر مارا۔ خون اُڑ کر حضرت خالدؓ کے مُنہ پر گرا حضرت خالدؓ نے اُسے بُرا بھلا کہا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُنا تو فرمایا "اے خالدؓ، خبردار ہو جاؤ، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ناجائز محصول لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اُس کے گناہ معاف ہو جاتے"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا آپؐ اس کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہیں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستّر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو اُنہیں کافی ہو جائے، اُس نے محض اللہ کی رضاء کی خاطر جان قربان کر دی، کیا تم نے اِس سے بہتر توبہ بھی کبھی دیکھی ہے"۔[1]

جنگِ جہینہ تقریباً اسی زمانہ میں قبیلۂ جہینہ کی ایک جماعت سے مُومنین کی جنگ ہوئی۔ لڑائی نے بڑی شدّت اختیار کی، دورانِ جنگ نمازِ ظہر کا وقت آگیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ نے نمازِ ظہر ادا کی۔ جب ظہر کی نماز ختم ہوئی تو مشرکین نے آپس میں کہا اب جو نماز آرہی ہے وہ مسلمین کو اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہے، لہٰذا ایسے وقت (جبکہ وہ نماز میں مصروف ہوں) اگر ہم یکبارگی اُن پر ٹوٹ پڑیں تو اُنہیں کاٹ کر رکھ دیں گے۔ حضرت جبریلؑ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کُفّار کے اس ارادہ کی خبر دی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے ذکر کیا۔ جب عصر کا وقت آیا تو آپؐ نے صحابہؓ کی دو صفیں بنائیں۔ مشرکین قبلہ کی طرف تھے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ اکبر کہا، صحابہؓ نے بھی اللہ اکبر کہا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رکوع کیا۔ صحابہؓ نے بھی رکوع کیا، پھر جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سجدہ کیا تو آپؐ کے ساتھ صرف پہلی صف نے سجدہ کیا۔ دوسری صف دشمن کے مقابل کھڑی رہی۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور پہلی صف کے آدمی سجدہ کر کے کھڑے ہو گئے تو دوسری صَف والوں نے سجدہ کیا (سجدہ کے بعد) پہلی صف پیچھے ہٹ گئی اور دوسری صف آگے بڑھ کر پہلی صف کے مقام پر کھڑی ہو گئی۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تکبیر کہی تو سب نے تکبیر کہی، آپؐ نے رکوع کیا، سب رکوع میں چلے گئے، پھر جب آپؐ نے سجدہ کیا تو پہلی صف نے سجدہ کیا۔ دوسری صَف دشمن کے مقابل کھڑی

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحدود عن بریدہؓ و عمران رضؓ۔

رہی۔ جب پہلی صف والے سجدوں سے فارغ ہوگئے تو دوسری صف والوں نے سجدہ کیا، پھر قعدہ میں شریک ہوگئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو صحابہ کرامؓ نے بھی سلام پھیرا[1] (جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے)

اہلِ کتاب سے مسلسل جہاد کا حکم مسلمین کی یہودیوں سے کچھ جنگیں ہو چکی تھیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کی خاطر جنگ کے دائرہ کو وسیع کر دیا تاکہ دنیا کا کوئی چپہ ایسا نہ رہے جہاں اللہ کا قانون نافذ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ (توبہ ۹)

اہلِ کتاب میں سے جو لوگ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام کی ہیں اور نہ دینِ حق کو قبول کرتے ہیں اُن سے جنگ کرو یہاں تک کہ ماتحت ہو کر وہ جزیہ ادا کریں۔

اس حکم کی تعمیل میں رومیوں سے جنگ کا آغاز ہوا۔

جنگِ مُوتہ

سب سے پہلی جنگ جو رومیوں سے لڑی گئی وہ مُوتہ[2] کے مقام پر تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُوتہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور اُس پر حضرت زید بن حارثہؓ کو امیر مقرر کیا۔ حضرت زیدؓ، آزاد کردہ غلام تھے لہٰذا منافقین نے اُن کی امارت پر طعن کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طعن وغیرہ کی کوئی پرواہ نہیں کی (لشکر کی روانگی کے وقت) آپؐ نے فرمایا اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ امیر ہونگے۔[3]

لشکرِ اسلام مُوتہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ بھی لشکر میں شامل تھے۔ جنگ کیلئے یمن سے بھی کچھ کمک آگئی تھی۔[4]

مُوتہ کے مقام پر جنگ کا آغاز ہوا۔ اُدھر جنگ ہو رہی تھی اِدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ میں وہاں کی خبریں بیان فرما رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "زیدؓ نے جھنڈا لیا وہ شہید ہو گئے، پھر جعفرؓ نے جھنڈا لیا (اور کچھ دیر بعد) وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے جھنڈا لیا اور (لڑتے لڑتے) وہ بھی شہید ہو گئے"۔ یہ خبریں سنانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولیدؓ نے بغیر اس کے کہ کوئی انہیں امیر بنائے اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے لیا"۔ آپؐ یہ خبریں سنا رہے تھے اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔[5] مُسلم سپہ سالاروں کی شہادت سے آپؐ بے حد مغموم تھے، حضرت عائشہ صدیقہؓ دروازہ کی دراڑ میں سے دیکھ رہی تھیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے، چہرہ پر رنج و غم کے آثار پائے جاتے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اُس نے حضرت جعفرؓ (کے خاندان) کی عورتوں کے نوحہ کرنے کا ذکر آپؐ سے

---

[1] صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ الخوف عن جابرؓ۔ [2] صحیح بخاری باب مناقبِ زیدؓ عن ابنِ عمرؓ وکتابُ المغازی باب غزوۃ مُوتہ۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الجہاد، الاستحباب القاتل... عن عوفؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب تمنی الشہادۃ وباب من تامّر فی الحرب و باب مناقب خالدؓ وکتابُ المغازی باب غزوۃ مُوتہ عن انسؓ

[5] مُوتہ شام کے ایک قصبہ کا نام ہے۔

کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے حکم دیا کہ جاکر اُنہیں منع کرے۔ وہ شخص گیا (اُس نے اُنہیں منع کیا لیکن وہ باز نہ آئیں) وہ شخص واپس آیا اور کہنے لگا "(اے اللہ کے رسُولؐ) اُن عورتوں نے میرا کہنا نہیں مانا" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پھر جاکر منع کرو"۔ وہ شخص گیا (اُس نے منع کیا لیکن وہ نہ مانیں تو) واپس آکر عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسُولؐ وہ ہم پر غالب آگئی ہیں" (ہماری بات ہی نہیں سُنتیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کے منہ میں خاک ڈالدو"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے اُس شخص کو مخاطب کرکے فرمایا "اللہ تمہاری ناک خاک آلودہ کرے نہ تو تم وہ کام کرتے ہو جس کا حکم تمہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیا اور نہ آپؐ کو پریشان کرنے سے باز آتے ہو"[1]۔

حضرت خالدؓ مردانہ وار جنگ کرتے رہے۔ اُس دن اُن کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں، صرف ایک یمنی تلوار باقی بچی[2] (جس سے وہ آخر تک جنگ کرتے رہے)

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منوّرہ میں خبر دی کہ اللہ نے خالدؓ کے ہاتھ پر فتح دی[3]۔

فتح کے بعد (شُہداء کی لاشوں کو تلاش کیا گیا) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں "ہمیں جعفر بن ابی طالبؓ کی لاش مقتولین میں ملی، ہم نے دیکھا کہ اُن کے جسم پر نوّے سے زیادہ زخم تھے جن میں سے پچاس صرف آگے کی طرف تھے"[4]۔

(حضرت خالدؓ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا) قبیلہ مُیَر کے ایک شخص نے ایک کافر کو قتل کیا تھا، اُس نے مقتول کا سامان لینا چاہا۔ حضرت خالدؓ نے دینے سے انکار کردیا۔ حضرت عوف بن مالکؓ نے کہا "اے خالدؓ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قاتل کو (مقتول کا) سامان دلوایا ہے"۔ حضرت خالدؓ نے کہا "بے شک (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسا کیا ہے) مگر مجھے یہ سامان بہت معلوم ہوتا ہے"۔ تقسیم کے بعد لشکرِ اسلام فاتحانہ مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب یہ لوگ مدینہ منوّرہ پہنچے تو حضرت عوفؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی کہ حضرت خالدؓ نے قاتل کو مقتول کا سامان دینے سے انکار کردیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ سے فرمایا "تم نے (قاتل کو مقتول کا) سامان کیوں نہ دیا؟" حضرت خالدؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں نے اس سامان کو بہت زیادہ سمجھا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دیدو"۔ جب خالدؓ (حکم کی تعمیل کیلئے روانہ ہوئے تو) حضرت عوفؓ کے سامنے سے گذرے۔ حضرت عوفؓ نے اُن کی چادر کھینچ کر کہا "جو میں نے کہا تھا وہی ہوا" (تمہاری نہ چلی) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عوفؓ کی یہ بات سُن لی، آپؐ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا "اے خالدؓ اسے نہ دو، اے خالدؓ اسے نہ دو"۔ پھر فرمایا "کیا تم میرے اُمراء کو نہیں چھوڑتے (کیوں انہیں اشتعال دلاتے ہو، کیوں ان کی توہین کرتے ہو) تمہاری اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے اونٹ اور بکریاں چَرانے کیلئے لیں، پھر ان کی پیاس کا وقت دیکھکر حَوض پر آیا۔ اُنہوں نے پینا شروع کیا تو صاف صاف پانی پی لیا اور تلچھٹ چھوڑ دی تو (کیا) صاف اور اچھّی اچھّی چیزیں تمہارے لئے ہیں اور بُری سرداروں کیلئے ہیں[5]"۔

(نوٹ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتول کے سامان پر قاتل کا کوئی حق نہیں۔ امیر کے اختیار میں ہے خواہ دے یا نہ دے۔ یہی وجہ ہے کہ عوفؓ کی غلطی پر آپؐ نے قاتل کو اس سامان سے محروم کردیا۔ اگر وہ سامان قاتل کا

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجنائز باب من جلس عند المصیبۃ عن عائشہؓ و باب ما ینہٰی عن النوح و صحیح مسلم کتابُ الجنائز بابُ التشدید فی النیاحۃ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ موتۃ عن خالدؓ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقبِ خالدؓ و کتابُ الجہاد و کتابُ المغازی عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن ابن عمرؓ [5] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل عن عوفؓ

حق ہوتا تو آپؐ حضرت عوفؓ کی غلطی پر قاتل کو سامان سے محروم نہ کرتے)

جنگ ذات السلاسل ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک لشکر ذات السّلاسل کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر پر آپؐ نے حضرت عمرو ابن العاصؓ کو سپہ سالار مقرر کیا۔ جب حضرت عمرو بن العاصؓ (فتح کے بعد وہاں سے) واپس آئے تو اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا "آپؐ کو سب سے زیادہ محبّت کس سے ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عائشہؓ سے"۔ اُنہوں نے پوچھا "پھر کس سے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کے باپ سے"۔ انہوں نے پوچھا پھر کِس سے؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عمرؓ سے"۔ پھر حضرت عمرو بن العاصؓ اسی طرح پوچھتے رہے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے محبوبین کے نام بتاتے رہے (جن میں حضرت عمرو بن العاصؓ کا نام نہیں تھا) پھر اس ڈر سے کہ کہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُنہیں بالکل آخر میں نہ کر دیں اُنہوں نے پُوچھنا بند کر دیا۔[1]

جیش الخبط تقریباً اسی زمانہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اور لشکر تیّار کیا اور اُس کو ساحل کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر میں تین سو آدمی تھے جن میں حضرت جابرؓ بھی شامل تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس لشکر پر حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو سپہ سالار مقرر کیا اور ایک بوری کھجوریں بطور زادِ راہ ان کے ساتھ کر دیں۔ یہ لشکر قریش کے قافلہ کے انتظار میں پندرہ دن سمندر کے ساحل پر پڑاؤ ڈالے رہا۔ حضرت ابوعبیدہؓ پہلے ایک ایک مٹھی کھجوریں ہر ایک کو دیتے رہے۔ پھر ایک ایک کھجور دینے لگے، یہاں تک کہ کھجوریں ختم ہوگئیں۔ کھجوریں ختم ہونے کے بعد ایک شخص نے تین اُونٹ نحر کئے، پھر تین اُونٹ نحر کئے، پھر تین اُونٹ نحر کئے۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے اونٹ نحر کرنے کی ممانعت کر دی۔ پھر اُنہوں نے حکم دیا کہ لشکر کے بچے ہوئے کھانے جمع کرو۔ بچے ہوئے کھانے جمع کئے گئے۔ یہ کھانا کھجور کی دو ڈھیریاں تھیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ اس میں سے تھوڑی تھوڑی کھجوریں روزانہ سب کو دیدیا کرتے تھے۔ جب وہ کھجوریں ختم ہونے لگیں تو ایک ایک کھجور دینے لگے۔ کسی نے حضرت جابرؓ سے پُوچھا کہ ایک کھجور سے کیا ہوتا ہوگا۔ کہنے لگے جب وہ بھی ختم ہوگئی تو اُس کی قدر معلوم ہوئی۔ جب کھجوریں ختم ہوگئیں اور سخت بھوک لگی تو مجاہدین نے درخت کے پتّے کھائے۔ اسی وجہ سے اس لشکر کا نام جیش الخبط (پتّوں کا لشکر) ہوگیا۔ کچھ دن بعد یہ لوگ سمندر کے ساحل کے بالکل قریب جاکر فروکش ہوگئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ پہاڑی کے برابر ایک مُردہ مچھلی جسے عنبر کہتے ہیں (ساحل کے قریب) پڑی ہوئی ہے۔ پہلے تو حضرت ابوعبیدہؓ کو اس کے مُردار ہونے کی وجہ سے کھانے میں پس وپیش ہوا، پھر کہنے لگے ہم اللہ کے راستہ میں ہیں اور بھوکے بھی ہیں لہٰذا کھاؤ۔ اہل لشکر اُسے اٹھارہ[18] دن تک کھاتے رہے۔ صحابۂ کرامؓ بیل کے برابر ٹکڑے اس میں سے کاٹا کرتے تھے (اُس کی آنکھیں اتنی بڑی تھیں کہ) تیرہ آدمی اُس کی آنکھ کے حلقے میں بیٹھ گئے۔ مشکیں بھر بھر کر اُس کی آنکھ میں سے چربی نکالتے رہے۔ چربی کو بدن پر ملتے رہے، حتّٰی کہ ان کے جسم (جو دُبلے ہوگئے تھے) پھر اپنی اصلی حالت پر آگئے۔ ایک دن حضرت ابوعبیدہؓ کے حکم سے اس کی دو پسلیاں نصب کی گئیں پھر اُنہوں نے ایک اُونٹنی کو کسنے کا حکم دیا۔ اُونٹنی کسی گئی پھر اُس کے اوپر ایک لمبے آدمی کو بٹھا کر پسلیوں کے نیچے سے نکالا گیا تو وہ پسلیاں اُس کے نہ لگیں (الغرض قریش کے قافلہ کا کافی انتظار کرنے کے بعد) یہ لوگ واپس مدینہ منوّرہ چلے آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذات السلاسل عن عمرو بن العاصؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضیلۃ ابی بکرؓ۔

اُس مچھلی کا ذکر کیا گیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا، اگر تمہارے پاس موجود ہو تو کھاؤ اور ہمیں بھی کھلاؤ"۔ (بچا ہوا موجود تھا) آپؐ کو لا کر دیا گیا، آپؐ نے بھی تناول فرمایا[1]۔

نجد کی طرف لشکر کشی ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک لشکر نجد کی طرف روانہ کیا، جنگ ہوئی، فتح کے بعد مالِ غنیمت میں بہت اُونٹ ہاتھ آئے۔ ہر ایک مجاہد کے حصّہ میں بارہ بارہ اُونٹ آئے اور ایک ایک اُونٹ (خمس میں سے) اور زائد دیا گیا[2]۔

(جنگ کے بعد) اسلامی لشکر کے سواروں نے ایک شخص کو گرفتار کیا جو قبیلۂ بنی حَنیفہ کا ایک فرد تھا اور جسے ثُمامہ بن اُثال کہتے تھے۔ وہ اہلِ یمامہ کا سردار تھا۔ مسلمین نے ثمامہ کو مدینہ لا کر مسجدِ نبویؐ کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ثمامہ کے پاس گئے اور پُوچھا "اے ثمامہ کیا حال ہے؟" اُس نے کہا "خیریت ہے، اگر آپؐ مجھے قتل کریں گے تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جو خونریزی کی وجہ سے قتل کا مستحق ہے اگر آپؐ مجھے چھوڑ دیں گے تو ایک احسان ماننے والے شخص پر احسان کریں گے اور اگر آپؐ کو مال چاہیئے تو آپؐ جتنا مال چاہیں طلب فرمائیں"۔ یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے پاس سے چلے آئے۔ دوسرے دن پھر آپؐ نے پُوچھا "اے ثمامہ تمہارا کیا حال ہے؟" اُس نے کہا "خیریت ہے"۔ اور پھر وہی باتیں کہیں جو پہلے دن کہی تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تیسرے دن پھر اُس کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا "ثمامہ کیا حال ہے؟" اُس نے کہا وہی جو میں آپؐ سے کہہ چکا ہوں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ثمامہ کو چھوڑ دو"۔ صحابہؓ نے اس کو چھوڑ دیا۔ مسجد سے نکل کر وہ ایک باغ میں پہنچا جو مسجد کے قریب تھا اور نہا کر پھر مسجد میں آیا۔ مسجد میں آتے ہی اُس نے کہا "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اے محمدؐ، اللہ کی قسم رُوئے زمین پر مجھے آپؐ کے چہرہ سے زیادہ کسی چہرہ سے دشمنی نہیں تھی اور اب میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب آپؐ کا چہرہ ہے۔ اللہ کی قسم مجھے کوئی دین آپؐ کے دین سے زیادہ بُرا نہیں معلوم ہوتا تھا اور اب آپؐ کا دین سب سے بہتر معلوم ہوتا ہے اور اللہ کی قسم میرے نزدیک آپؐ کے شہر سے زیادہ کوئی شہر بُرا نہیں تھا اور اب میرے نزدیک آپؐ کا شہر تمام شہروں سے بہتر ہو گیا۔ آپؐ کے سواروں نے مجھے گرفتار کیا جبکہ میں عُمرہ کرنے کا ارادہ کر رہا تھا، اب آپؐ کیا فرماتے ہیں، عُمرہ کروں یا نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ثمامہؓ کو خوش خبری دی اور عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ جب حضرت ثمامہؓ مکّہ معظّمہ پہنچے تو کسی نے اُن سے کہا تم بے دین ہو گئے اُنہوں نے کہا نہیں بلکہ میں محمّد رسُولُ اللہؐ کے دین کو قبول کر کے مُسلم ہو گیا ہوں اور اب اس سے رُجُوع نہیں کر سکتا۔ اللہ کی قسم اب یمامہ سے تمہارے پاس گیہوں کا ایک دانہ بھی بغیر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اجازت کے نہیں آئے گا[3]۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الشرکۃ باب فی الطّعام عن جابرؓ وکتاب الجہاد باب حمل الزاد علی الرّقاب وکتاب المغازی باب غزوۃ سیف البحر وکتابُ الذبائح والصّید وصحیح مسلم کتابُ الصّید باب اباحۃ میتۃ البحر (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب من الدلیل علیٰ ان الخمس لنوائب المسلمین عن ابنِ عمرؓ وکتابُ المغازی باب السریۃ قبل نجد وصحیح مسلم کتابُ الجہاد باب الانفال۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب وفد بنی حنیفۃ عن ابی ہریرۃؓ وصحیح مسلم کتابُ الجہاد باب ربط الاسیر (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

فتح مکّہ

جہاد کی ترغیب اور مکّہ معظّمہ پر حملہ کا پس منظر صلح حُدیبیہ کے بعد بھی کُفّارِ مکّہ کے مظالم کم نہیں ہوئے تھے وہ اُن کمزور مسلمین پر جو مکّہ میں قید تھے ظلم کرتے رہتے تھے۔ ان مسلمین کی رہائی کے لئے جہاد ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاد پر اُبھارتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ {۴، نساء: ۷۵}

اے ایمان والو! جہاد کے لئے ہتھیار لے لیا کرو، پھر خواہ مختلف لشکروں میں کُوچ کرو یا سب اکٹھے کُوچ کرو۔ تم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو روانہ ہونے میں دیر لگاتے ہیں۔ پھر اگر تم پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم پر بڑی مہربانی کی کہ ہم ان میں موجود نہیں تھے اور اگر اللہ فضل کرے تو (یہ منافق) اِس طرح کہتے ہیں کہ کاش ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے اور مقصدِ عظیم حاصِل کرتے گویا اس سے پہلے تم میں اور ان میں کوئی دوستی ہی نہ تھی (کہ جس کی بناء پر تمہارا ساتھ دیتے) جو لوگ دُنیا کی زندگی کو بیچ کر آخرت خریدنا چاہتے ہیں اُنہیں اللہ کے راستہ میں جنگ کرنی چاہیئے۔ اور جو شخص ایسا کرے پھر وہ شہید ہو جائے یا غالب آجائے ہر صورت میں ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے۔ اور (اے ایمان والو!) آخر تم اللہ کے راستہ میں کیوں نہ لڑو جبکہ بے بس مَرد و عورت اور بچّے اِس طرح دُعائیں کر رہے ہیں کہ اے ہمارے ربّ ہم کو اس شہر (مکّہ) سے جس کے باشندے ظالم ہیں نجات دے اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا دے اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار بنا دے۔

صلح حدیبیہ کے بعد ہی کُفّارِ مکّہ نے صلح نامہ کی خلاف ورزیاں شروع کر دی تھیں، ان کا ذکر صلح حُدیبیہ کے عنوان کے تحت گذر چکا ہے۔ ان بدعہدیوں کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو جنگ پر اُبھارتے ہوئے فرمایا (اے اہلِ ایمان!)

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ

بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے رسولؐ کو مکّہ سے نکالنے کا ارادہ کیا تھا (ان سے لڑنے کیلئے ان کا یہی جُرم کافی تھا)

تَخْشَوْنَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ قٰتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ {۱۳ تا ۱۵}

اور اب تو اُنہوں نے عہد شکنی میں ابتداء بھی کی ہے (لہٰذا اب عہد کی پابندی تم پر لازم نہیں رہی، اب تم ان سے لڑ سکتے ہو۔ لہٰذا لڑو اور ڈرو نہیں) کیا تم ان سے ڈرو گے حالانکہ اگر تم مؤمن ہو تو تمہارے لئے ڈرنے کے لائق صرف اللہ ہی ہے۔ اے مؤمنو، ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھ سے ان کو سزا دے گا، ان کو ذلیل کرے گا اور تم کو ان پر غلبہ دے گا اور مؤمنوں کے دلوں کو شفاء عطاء فرمائے گا، ان کے دلوں سے غصّہ کو دور کریگا اور جس پر چاہے گا رحمت کرے گا، اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

مندرجہ بالا احکامات کی روشنی میں بے بس مؤمنین کو ظالموں کے پنجے سے نجات دلانے کیلئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ معظّمہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کی غلطی حضرت حاطبؓ کے اہل وعیال کافروں کے رحم وکرم پہ مکّہ معظّمہ میں مقیم تھے۔ اُنہوں نے سوچا کہ مہاجرین کے رشتہ دار مکّہ میں موجود ہیں، رشتہ کی وجہ سے کُفّار اُنکے اقارب اور اُن کے اموال کی حفاظت کرتے ہیں، میرا کوئی رشتہ دار مکّہ میں نہیں ہے لہٰذا میں ان پر کوئی احسان کروں تاکہ اس احسان کے بدلہ میں وہ میرے اقارب کی حفاظت کریں۔ لہٰذا اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حملہ کرنے کی خبر کُفّارِ مکّہ کو لکھکر روانہ کی (تاکہ کُفّارِ مکّہ اِس خبر کی وجہ سے ان کے احسانمند ہوں) حضرت حاطبؓ کے غلام نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات سے مطّلع کیا، غلام نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، حاطبؓ ضرور دوزخ میں جائے گا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ دوزخ میں داخِل نہیں ہوگا کیونکہ وہ بدر اور حُدیبیہ میں شریک تھا"۔ (غلام نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پُوری کیفیت بتائی) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فوراً حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت مقدادؓ اور حضرت ابو مرثد غنویؓ سے فرمایا "تم (مکّہ معظّمہ کی طرف) جاؤ (راستہ میں) جب تم روضۂ خاخ مقام پر پہنچو گے تو تمہیں وہاں ایک بڑھیا ملیگی اُس کے پاس ایک خط ہے وہ خط تم اُس سے لے لینا"۔ اس حکم کی تعمیل میں وہ لوگ روانہ ہوگئے، گھوڑوں کو تیزی سے دَوڑاتے ہوئے وہ لوگ روضۂ خاخ پہنچ گئے، انہیں وہ بُڑھیا اُسی جگہ ملی جس جگہ کے متعلّق رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں خبر دی تھی۔ اُنہوں نے بُڑھیا سے کہا وہ خط نکال۔ اُس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ اُنہوں نے اُسے سواری پر سے اُتارا اور اُس کے پالان کی تلاشی لی لیکن اُنہیں کچھ نہ ملا۔ حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے کہا "خط تو نہیں ملا (اب کیا کریں)" حضرت علیؓ نے فرمایا "مجھے یقین ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو غلط بات کہہ ہی نہیں سکتے (لہٰذا خط ضرور اس کے پاس ہوگا)" یہ کہکر حضرت علیؓ نے اُس بُڑھیا سے کہا "قسم اُس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے تو وہ خط نکال ورنہ ہم تیرے کپڑے اُتار کر تلاشی لینگے"۔ جب بڑھیا نے یہ سختی دیکھی تو وہ خط اپنے بالوں کے جُوڑے میں سے نکال کر اُنہیں دیدیا۔ وہ لوگ اس خط کو لیکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ اس میں لکھا تھا کہ "یہ خط حاطِب بن ابی بلتعہؓ کی طرف سے مشرکینِ مکّہ کے نام (بھیجا جارہا ہے)" خط کے متن میں حضرت حاطِبؓ نے رسُول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارادوں کی انہیں خبر دی تھی۔ حضرت عمرؓ (اُس وقت وہاں موجود تھے) کہنے لگے "اے اللہ کے رسولؐ، اس نے اللہ، اس کے رسولؐ اور مؤمنین کی خیانت کی ہے، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اُڑادوں"۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطبؓ سے فرمایا "اے حاطب یہ کیا بات ہے؟" انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ آپؐ جلدی نہ کیجئے (ذرا میری گذارشات سُن لیجئے) میں قریش کا حلیف تو ضرور ہوں لیکن ان سے میری کوئی رشتہ داری نہیں۔ دوسرے مہاجرین کے رشتہ دار مکّہ میں موجود ہیں، رشتہ کی وجہ سے وہ ان مہاجرین کے اقارب و اموال کی نگہداشت کرتے ہیں، میں نے چاہا کہ میری رشتہ داری نہیں ہے تو کوئی احسان ان پر ایسا کروں جس کے بدلہ میں وہ میرے اقارب کی حفاظت و نگہداشت کریں۔ میں نے یہ بات نہ کُفر کی وجہ سے کی ہے نہ اِرتداد کی وجہ سے کی ہے، نہ اسلام لانے کے بعد کُفر سے راضی ہوکر کی ہے"۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حاطبؓ نے سچ سچ بیان کر دیا اب ان سے کچھ نہ کہو" (اس حکم کی تعمیل میں ان سے کسی نے کچھ نہ کہا) حضرت عمرؓ نے (بھی اُن سے کچھ نہ کہا البتہ) ان الفاظ میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر اجازت طلب کی "اے اللہ کے رسولؐ، اس نے اللہ، اس کے رسولؐ اور مؤمنین کی خیانت کی ہے لہٰذا اجازت دے ہی دیجئے کہ میں اِس مُنافق کی گردن اُڑادوں"۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ بدر میں شریک ہو چکے ہیں اور کیا خبر اللہ نے اہلِ بدر سے کہہ دیا ہو کہ تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخشدیا (یعنی جس نے بدر جیسے نازک موقع پر مؤمنین کا ساتھ دیا ہو اُس پر غدّاری کا شبہ کرنا صحیح نہیں، شاید اللہ بھی بدر میں شرکت کی وجہ سے انکی اس غلطی کو نظر انداز کر دے، لہٰذا ہمیں اس سلسلہ میں فی الحال کچھ نہ کرنا بہتر ہے)" یہ سُن کر حضرت عمرؓ رونے لگے اور کہنے لگے "اللہ اور اُس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں"[1]۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاطبؓ کو معاف تو کر دیا لیکن سخت تنبیہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۚ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ {ممتحنہ}

اے ایمان والو! اگر تم جہاد کیلئے نکلو اور اللہ کی رضاء تلاش کرو تو پھر میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ نہ اُن کو دوستی کا پیغام بھیجو، وہ تو اس دینِ حق کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا ہے اور محض اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے رسولؐ کو اور تم کو جلاوطن کر چکے ہیں (کیا اس حالت میں بھی وہ تمہاری خیر خواہی کے مستحق ہیں) تم اُن کو خفیہ طور پر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو، مجھے اس چیز کا بھی علم ہے جو تم چھپاتے ہو اور اُس چیز کا بھی علم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو (تمہاری خفیہ دوستی مجھ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی، آئندہ) جو شخص ایسا کریگا وہ راہِ راست سے بھٹک جائیگا[2]۔

پھر فرمایا:-

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجاسوس عن علیؓ وباب فضل من شہد بدرًا وکتاب استتابۃ المرتدین وکتاب المغازی باب غزوۃ الفتح وکتاب التفسیر (سورۃ الممتحنۃ) وکتاب الاستئذان باب من نظر فی کتاب وصحیح مسلم باب فضائل اہل بدر عن علیؓ وجابرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں البتہ حضرت عمرؓ کا رونا اور اللہ ورسولہ اعلم کہنا صرف صحیح بخاری میں ہے)

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح عن علیؓ وکتاب التفسیر وصحیح مسلم باب فضائل اہل بدر۔

اِنْ یَّثْقَفُوْکُمْ یَکُوْنُوْا لَکُمْ اَعْدَآءً وَّ یَبْسُطُوْٓا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ وَاَلْسِنَتَھُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ ○ لَنْ تَنْفَعَکُمْ اَرْحَامُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَفْصِلُ بَیْنَکُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○ {ممتحنہ ۲ و ۳}

ان کافروں کا تو یہ حال ہے کہ اگر تم پر قدرت پالیں تو تمہارے ساتھ دشمنی کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں۔ تمہیں نقصان پہنچانے کیلئے ہاتھ بھی استعمال کریں اور زبانیں بھی۔ ان کی تو بس یہ خواہش ہے کہ تمہیں کسی نہ کسی طرح پھر کافر بنادیں (اے مؤمنو!) قیامت کے دن تمہارے نہ رشتے کام آئیں گے، نہ اولاد کام آئے گی (تو پھر بھلا یہ کافر کیا کام آسکتے ہیں) وہاں اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا (اس کو تمہارے تمام اعمال کی خبر ہے اور) جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

پھر فرمایا (اے مؤمنو!)

قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِھِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَحْدَهٗٓ {ممتحنہ ۴}

تمہارے لئے ابراہیمؑ اور اُن کے رفقاء میں بہترین نمونہ ہے جبکہ اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ ہم تم سے اور اللہ کے علاوہ تمہارے تمام معبودوں سے بیزار ہیں، ہم تمہارے (عقیدوں کا) انکار کرتے ہیں اور جب تک تم اللہ اکیلے پر ایمان نہیں لاؤ گے ہم میں اور تم میں کھلی عداوت اور دشمنی قائم رہے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے رفقاء کی پیروی پر پھر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْھِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ○ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْھُمْ مَّوَدَّةً وَاللّٰہُ قَدِیْرٌ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

تم میں سے جو شخص اللہ اور یوم آخرت سے اچھی اُمیدیں وابستہ رکھتا ہے اس کے لئے ابراہیمؑ اور ان کے رفقاء میں بہترین نمونہ ہے اور جو شخص (اس نمونہ سے) مُنہ موڑے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز اور لائقِ حمد و ثنا ہے (اس کو تمہارے مُنہ موڑنے کی کوئی پرواہ نہیں) ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تم میں اور اُن لوگوں میں جن سے تمہاری دشمنی ہے محبت پیدا کر دے (اللہ سب کچھ کر سکتا ہے) وہ قادر ہے اور بخشنے والا مہربان بھی ہے (کہ اس مرتبہ غلطی کو معاف کر دیا)

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو تنبیہ کر دی کہ اپنے ذاتی اغراض کیلئے کُفّار سے دوستی نہ پیدا کی جائے نہ اُن کی خیر خواہی کی جائے، اپنے ذاتی نقصان کو برداشت کر لیا جائے لیکن اسلام اور اسلامی ریاست کا نقصان کسی حالت میں برداشت نہ کیا جائے۔

اسلامی فوج کا مکّہ معظّمہ کی طرف کوچ رمضان کے مہینہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع دس ہزار صحابہؓ کے مدینہ منوّرہ سے مکّہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور بعض صحابہؓ روزہ رکھ رہے تھے اور بعض صحابہؓ روزہ نہیں رکھ رہے تھے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کَدِید کے چشمہ پر جو قُدَید اور عُسفان کے درمیان ہے پہنچے تو آپؐ نے عصر کے بعد دودھ یا پانی کا ایک گلاس منگایا اور اپنی سواری پر بیٹھے

بیٹھے روزہ افطار کرلیا، سواری پر بیٹھے بیٹھے روزہ افطار کرنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ دیکھ لیں کہ آپؐ نے افطار کرلیا ہے (تاکہ آپؐ کی پیروی میں وہ بھی افطار کرلیں) جب لوگوں نے آپؐ کو افطار کرتے دیکھا تو جن کا روزہ نہیں تھا انہوں نے روزے داروں سے کہا "افطار کرلو" سوائے چند کے سب نے افطار کرلیا جن لوگوں نے افطار نہیں کیا تھا ان کے متعلق آپؐ نے فرمایا "یہ گنہگار ہیں" (اس لئے کہ انہوں نے سُنّت کی پیروی نہیں کی) پھر آخر رمضان تک آپؐ نے روزہ نہیں رکھا۔[1]

اسلامی فوج مکّہ معظّمہ کے قریب جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ کے قریب پہنچے تو کسی نے آپؐ سے سوال کیا کہ مکّہ میں آپؐ کہاں قیام فرمائیں گے؟ کیا آپؐ اپنے مکان میں اُتریں گے؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا عقیل نے کوئی مکان چھوڑا ہے (جس میں ہم قیام کریں، اُس نے تو سب مکان بیچ ڈالے) عقیل اور طالب بس یہی دونوں ابوطالب کے وارث ہوئے تھے، حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ مُسلم ہوجانے کی وجہ سے ابوطالب کے وارث نہیں ہوئے (لہٰذا ان کا کوئی مکان باقی نہیں رہا) پھر آپؐ نے فرمایا" (مزید برآں) نہ مؤمن کافر کا وارث ہوتا ہے اور نہ کافر مؤمن کا"[2] (اس لحاظ سے بھی ہم ان مکانوں کے وارث نہیں ہوسکتے تھے)

پھر آپؐ نے فرمایا "کل جب اللہ ہمیں فتح دے گا تو انشاء اللہ ہماری منزل خَیف بنی کنانہ نامی مقام میں ہوگی جہاں کافروں نے مسلمین سے مقاطعہ (بائیکاٹ) کرنے کی قسم کھائی تھی"[3]

اسلامی فوج مَرّ الظّہران میں مکّہ معظّمہ کی طرف رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابۂ کرامؓ کا سفر جاری تھا جب آپؐ مرّ الظّہران پہنچے تو وہاں کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ اسی مقام پر لوگوں نے ایک خرگوش کو (جھاڑی وغیرہ سے) باہر نکالا، پھر اُس کے پیچھے دَوڑے لیکن تھک گئے (اور اُس کو پکڑ نہ سکے) حضرت انسؓ نے بھی اس کا پیچھا کیا اور بالآخر اُسے پکڑ لائے۔ انہوں نے اسے حضرت ابوطلحہؓ کے حوالہ کیا۔ حضرت ابوطلحہؓ نے اُسے ذبح کیا اور اُس کی رانیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھیجدیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں قبول فرمایا اور اُن میں سے کھایا۔[4]

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آمد کی خبر قریش کو پہنچی تو ابوسفیان، حکیم بن حزام[عہ] اور بُدَیل بن وَرقاء آپؐ کی خبر معلوم کرنے کیلئے مکّہ معظّمہ کے باہر نکلے۔ جب مرّ الظّہران پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جگہ جگہ آگ بکثرت روشن ہے جیسی کہ عرفہ (کے دن عرفات) میں ہوتی ہے۔ ابوسُفیان نے کہا "یہ آگ کیسی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے گویا عرفہ کی آگ ہے"۔ بُدَیل نے کہا قبیلۂ بنوعمرو نے مختلف مقامات پر آگ جلائی ہوگی۔ ابوسفیان نے کہا بنوعمرو کے قبیلہ میں اتنے آدمی نہیں ہیں۔ وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چوکیداروں نے اُنہیں دیکھ لیا اور پکڑ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الفتح فی رمضان عن ابنِ عباسؓ و صحیح مسلم کتابُ الصّوم باب جواز الصّوم والفِطر فی رمضان عن جابرؓ نحوہٗ مختصراً (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب توریث دور مکّۃ عن اُسامۃؓ۔
[3] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب نزول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّۃ عن ابی ہُریرۃؓ وکتابُ المغازی۔ [4] صحیح بخاری کتاب الھبۃ باب قبول ھدیۃ الصّید عن انسؓ۔
عہ حکیم بن حزام کعبہ کے اندر پیدا ہوئے تھے (صحیح مسلم کتابُ البیوع باب الصّدق فی البیع)

علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچ کر ابوسفیانؓ مسلم ہو گئے [1]

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ معظّمہ کی طرف کُوچ کیا تو حضرت عبّاسؓ سے فرمایا کہ ابوسفیانؓ کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجاؤ تاکہ وہ مُسلمین کی شوکت کا نظّارہ کریں۔ حضرت عبّاسؓ نے حضرت ابوسفیانؓ کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجا کر کھڑا کر دیا۔ پھر ان کے سامنے سے ایک ایک قبیلہ گذرنا شروع ہوا، جب یہ دستے ان کے سامنے سے گذرے تو ایک دستہ کے متعلق اُنہوں نے پوچھا "اے عبّاسؓ یہ کون ہیں؟" حضرت عبّاسؓ نے کہا یہ قبیلۂ غفار ہے۔ حضرت ابوسفیانؓ نے کہا میری اور قبیلۂ غفار کی تو لڑائی نہ تھی (پھر یہ کیوں مجھ پر چڑھ کر آئے ہیں) پھر اُن کے سامنے سے قبیلۂ جہینہ کا دستہ گذرا، حضرت ابوسفیان نے پھر وہی گفتگو کی۔ پھر قبیلۂ سعد بن ہُذیم اور سُلیم کے دستے گذرے، حضرت ابوسفیانؓ نے پھر وہی بات کہی۔ پھر ایک اور قبیلہ گذرا، اس جیسا لشکر حضرت ابوسفیانؓ نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ پوچھا یہ کون ہیں، حضرت عبّاسؓ نے جواب دیا "یہ انصار ہیں، انکے امیر سعد بن عبادہؓ ہیں، انہی کے پاس جھنڈا ہے۔" حضرت سعدؓ جب حضرت ابوسفیانؓ کے پاس سے گذرے تو کہنے لگے "اے ابوسفیانؓ، آج ہلاکت کا دن ہے، آج کعبہ حلال ہو جائے گا (یعنی آج اس کی حرمت کا لحاظ نہیں ہوگا)" حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "اے عبّاسؓ، یومِ ہلاکت بھی خوب ہے!" پھر ایک پیدل دستہ آیا۔ یہ دستہ سب دستوں سے چھوٹا تھا، اسی دستہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے اصحابؓ تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جھنڈا حضرت زبیر بن العوامؓ کے پاس تھا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت ابوسفیانؓ کے پاس سے گذرے تو حضرت ابوسفیانؓ نے عرض کیا "آپؐ کو نہیں معلوم کہ سعد بن عبادہؓ نے کیا کہا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "اُنہوں نے کیا کہا ہے؟" حضرت ابوسفیانؓ نے کہا، اُنہوں نے اِس طرح کہا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سعدؓ نے غلط کہا، یہ دن تو وہ ہے کہ اس دن اللہ کعبہ کو بزرگی عطا فرمائے گا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ اس میں کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا [2]"

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ کو میسرہ (یعنی بائیں دستہ) پر امیر مقرر کر کے ایک طرف روانہ کیا۔ دوسری جانب حضرت خالدؓ کو میمنہ (یعنی داہنے دستہ) پر امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ کو آپؐ نے ایسے صحابہؓ پر امیر مقرر کیا جن کے پاس زرہیں اور سواریاں نہیں تھیں اور ان کو مقام بطنِ وادی کی طرف روانہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی لشکر کے ایک دستہ میں شامل تھے (غرضکہ کئی طرف سے بہ یک وقت مکّہ معظّمہ پر حملہ کیا گیا)

اِسی اثناء میں قریش نے بھی اپنے اَوباش اور تابع لوگ جمع کر لئے اور کہا ہم انہیں آگے کرتے ہیں، اگر کچھ (مال) ملا تو ہم بھی ان کے ساتھ ہیں اور اگر یہ پکڑے گئے تو (ان کو چھڑانے کیلئے) جو ہم سے مانگا جائیگا ہم دیدینگے۔

مقابلہ کے لئے قریش کے اوباشوں کا اجتماع دیکھنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوہریرہؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا "اے ابوہریرہؓ" اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں حاضر ہوں"۔ رسُولُ اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب این رکز النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الرّایۃ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب این رکز النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الرّایۃ یوم الفتح۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انصار کو بُلاؤ" (حضرت ابوہُریرہؓ نے انصار کو بُلایا) تمام انصار رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گِرد جمع ہو گئے۔ آپؐ نے انصار سے فرمایا "تم قریش کے اوباشوں اور اُن کے تابع لوگوں کو دیکھ رہے ہو (یہ مقابلہ کیلئے جمع ہوئے ہیں)" پھر آپؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر اشارہ کیا اور فرمایا "کل جب ان سے مقابلہ ہو تو ان کو کھیتی کی طرح کاٹ دینا اور پھر مجھ سے کوہِ صفا پر آکر ملنا"۔ انصارؓ یہ حکم سُن کر روانہ ہوئے، پھر جو انصاری جس شخص کو قتل کرنا چاہتا قتل کر دیتا۔ قریش کے اوباشوں میں سے کوئی بھی انصار سے مقابلہ کی جرأت نہ کر سکا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کوہِ صفا پر پہنچ گئے۔ اتنے میں حضرت ابوسفیانؓ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ قریش کی جماعت ختم ہو جائے گی، آج کے بعد قریش میں سے کوئی باقی نہ رہے گا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے، جو ہتھیار ڈال دے وہ امن میں ہے، جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ امن میں ہے"۔ یہ سُن کر کچھ لوگ حضرت ابوسفیانؓ کے مکان میں داخل ہو گئے اور کچھ لوگوں نے اپنے مکانوں کے دروازے بند کر لئے۔

(اعلانِ امن کے بعد) انصار رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور صفا پہاڑ کے چاروں طرف جمع ہو گئے (امن کے اعلان سے انصار کو غلط فہمی ہوئی) کہنے لگے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے وطن کی محبّت غالب آگئی اور اپنے خاندان پر ترس آگیا۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی۔ اور جب وحی نازل ہوتی تھی تو صحابہؓ پہچان لیتے تھے اور جب تک وحی نازل ہوتی رہتی کوئی آپؐ کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھ نہ سکتا تھا۔ جب وحی ختم ہو گئی (اور وہ کیفیت جاتی رہی) تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے گروہِ انصار" اُنہوں نے کہا "لبّیک یا رسُولَ اللہ"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے یہ بات کہی تھی کہ اس شخص کو اپنے وطن کی الفت اور عزیزوں کی محبّت غالب آگئی"۔ اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، بے شک (ہم نے یہ بات کہی تھی)" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر یہی بات ہے تو بتاؤ میرا کیا نام ہے؟" تین مرتبہ آپؐ نے یہ الفاظ کہے، پھر فرمایا "ہرگز ایسا نہیں ہے (جیسا تم سمجھتے ہو) میں محمدؐ، اللہ کا بندہ اور اس کا رسُولؐ ہوں (رسُول کی حیثیت سے ہی میرے اقوال و افعال صادر ہوتے ہیں نہ کہ مکّی یا قرشی ہونے کی حیثیت سے) میں نے اللہ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے، اب میری زندگی بھی تمہارے ساتھ ہے اور مرنا بھی تمہارے ساتھ ہے"۔ (یعنی وطن و خاندان کوئی چیز نہیں) یہ سُنتے ہی انصار روتے ہوئے آگے بڑھے اور عرض کیا "اللہ کی قسم ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ محض اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی حرص اور محبّت میں کہا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ اور رسُولؐ تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عُذر قبول کرتے ہیں"[۱]۔

مکّہ معظّمہ میں فاتحانہ داخلہ اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قَصوَاء اُونٹنی پر سوار ہو کر کَدا یعنی مکّہ معظّمہ کی بلندی کی طرف سے شہر میں داخل ہوئے۔ اُس وقت حضرت اُسامہؓ آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھینچ کھینچ کر سُورۂ فتح تلاوت فرما رہے تھے[۲]۔

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکۃ عن ابی ہریرۃ رض۔ [۲] صحیح بخاری کتاب المناسک عن عائشۃ صدیقۃ رض وکتاب الجہاد باب الردف علی الحمار عن ابن عمر رض وکتاب المغازی عن عبداللہ بن مغفل رض وابنِ عمر رض وابنِ عباس رض باب این رکز الرایۃ وصحیح مسلم کتاب الحج مختصرًا۔

حضرت خالدؓ بھی اپنے دستہ کے ساتھ مکّہ معظّمہ کی بلندی کی طرف سے شہر میں داخِل ہوئے۔ اس دستہ کے دو آدمی حُبَیش ابن الاشعرؓ اور کُرز بن جابر الفہریؓ کُفّار سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔[1]

شہر میں داخلہ کے وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سر مبارک پر خَود تھا۔ پھر آپؐ نے خود اُتار کر سیاہ عمامہ باندھ لیا، اتنے میں ایک شخص آیا اور اُس نے کہا "ابنِ خَطَل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُسے قتل کر دو"۔[2]

مکّہ معظّمہ میں داخل ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے مقام حجون میں آپؐ کا جھنڈا نصب کیا گیا۔[3]

یومِ فتح مکّہ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کے پاس پہنچے تو عثمان بن طلحہؓ کو بُلایا اور اُن کو کعبہ کی کُنجی لانے کا حکم دیا، وہ اپنی والدہ کے پاس گئے (اور اُن سے کنجی مانگی) والدہ نے کنجی دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "کنجی تو بہر حال تمہیں ضرور دینی ہوگی ورنہ یہ تلوار میری پیٹھ سے پار ہو جائے گی"۔[4] یہ سُن کر اُن کی والدہ نے کنجی دیدی۔ وہ کنجی لے کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچے اور کنجی آپؐ کو دیدی۔ حضرت عثمان بن طلحہؓ نے دروازہ کھولا، کعبہ کے اندر چاروں طرف ۳۶۰ بُت رکھے ہوئے تھے۔ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی مورتیں بھی تھیں، اُن کے ہاتھوں میں فال نکالنے کے تیر تھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (بتوں کی موجودگی میں) کعبہ کے اندر جانے سے انکار کر دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی مورتیں دیکھکر فرمایا "اللہ کفّار کو غارت کرے، اللہ کی قسم انہیں بھی معلوم ہے کہ اُن دونوں نے کبھی تیروں سے فال نہیں نکالی"۔ (باہر ہی سے) آپؐ بتوں کو لکڑی مارتے اور فرماتے

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ — حق آگیا اور باطِل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کے لئے ہے۔

جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ۔ — حق آگیا، باطل (معبود) نہ پہلی بار پیدا کر سکتا ہے نہ دوسری بار۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بتوں کو نکالنے کا حکم دیا۔ تمام بُت باہر نکال دئے گئے۔ پھر آپؐ اور حضرت بلالؓ، حضرت اُسامہؓ اور حضرت عثمانؓ بن طلحہؓ کعبہ کے اندر داخِل ہوئے۔ اِن لوگوں کے داخِل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کافی دیر تک اندر رہے۔ کعبہ کے کونوں میں آپؐ نے تکبیر کہی اور دُعاء مانگی۔ پھر آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھی، نماز کے وقت دو ستون آپؐ کی داہنی جانب تھے ایک بائیں جانب تھا اور تین پیچھے تھے۔ کعبہ کا دروازہ آپؐ کی پُشت پر تھا۔ آپؐ کے اور سامنے کی دیوار میں تقریباً تین ہاتھ کا فاصلہ تھا۔ نماز کے بعد آپؐ باہر تشریف لائے۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب دخول الحرم بغیر احرام وکتاب المغازی عن انسؓ وصحیح مسلم کتاب الحج باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب دخول الحرم بغیر احرام وکتاب المغازی عن انسؓ وصحیح مسلم کتاب الحج باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام (ابنِ خَطَل کا جُرم یہ تھا کہ مسلم ہو کر مرتد ہو گیا تھا اور اس کے بعد ایک مسلم کو قتل کر ڈالا تھا۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب این رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرایۃ یوم الفتح۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب المساجد باب الابواب عن ابنِ عمرؓ وباب الصلوٰۃ بین السواری فی غیر جماعۃ وابواب القبلۃ وکتاب المناسک باب من کبّر فی نواحی الکعبۃ عن ابن عباسؓ وکتاب المظالم باب ہل تکسر الدنان وکتاب الجہاد باب الردف علی الحمار عن ابن عمرؓ وکتاب المغازی عن ابنِ مسعودؓ وابنِ عباسؓ وابواب حجۃ الوداع وکتاب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل عن ابنِ مسعودؓ وصحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب دخول الکعبۃ عن ابن عمرؓ وکتاب الجہاد باب فتحِ مکۃ عن ابنِ عمرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کعبہ سے باہر آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرِ اسود کے پاس آئے اور اُس کو بوسہ دیا۔ پھر بیت اللہ کا طواف شروع کیا۔ دورانِ طواف آپؐ ایک بُت کے پاس آئے جو کعبہ کے پہلو میں رکھا ہوا تھا، ایامِ جاہلیّت میں اس کی پرستش ہوتی تھی، اُس وقت آپؐ کے ہاتھ میں ایک کمان تھی، آپؐ اُس کا ایک کونا پکڑے ہوئے تھے۔ آپؐ نے (کمان) اس کی آنکھوں پر ماری اور فرمایا جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (حق آیا اور باطل گیا) جب آپؐ طواف سے فارغ ہوئے تو کعبہ کی طرف مُنہ کر کے دو رکعت نماز پڑھی پھر فرمایا "یہ قبلہ ہے"۔ پھر کوہِ صفا پر تشریف لیگئے پھر کعبہ کو دیکھا اور دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر جو دُعا آپؐ مانگنا چاہتے تھے مانگی۔[1]

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج کے بعد قیامت تک کوئی قرشی شخص باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔"

فتح کے بعد بہت سے لوگ مُسلم ہو گئے۔ البتہ جن لوگوں کے نام عاص تھے اُن میں سے کوئی مُسلم نہیں ہوا سوائے ایک شخص کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نام بدل کر مطیع رکھ دیا۔[2]

ہند بنت عتبہؓ کا اسلام | حضرت ابوسفیانؓ کی زوجہ حضرت ہند بھی اسلام لائیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، ایک وہ وقت تھا کہ روئے زمین پر کوئی اہلِ خیمہ ایسے نہیں تھے جن کا ذلیل ہونا مجھے آپؐ کے خیمے والوں کے ذلیل ہونے سے زیادہ محبوب ہو اور اب آج یہ حالت ہے کہ رُوئے زمین پر کوئی اہلِ خیمہ ایسے نہیں جن کا باعزّت ہونا مجھے آپؐ کے خیمہ والوں کے باعزّت ہونے سے زیادہ محبوب ہو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری بھی یہی حالت ہے۔" پھر حضرت ہندؓ نے عرض کیا "ابوسفیانؓ ذرا بخیل آدمی ہیں تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہوگا اگر میں ان کے مال میں سے اپنے بچّوں کے لئے (بغیر اجازت) کچھ لے لوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(گناہ) نہیں (ہوگا) مگر دستور کے مُطابق[3] (لینا)"

ایک وضو سے کئی نمازیں | فتح مکّہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کیں اور موزوں پر مسح کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "آج آپؐ نے ایسا کام کیا ہے جو پہلے کبھی نہیں کیا تھا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عمرؓ میں نے قصداً ایسا کیا ہے[4]" (یعنی اگر میں ہمیشہ ہر نماز کیلئے تازہ وضو کرتا تو ایسا کرنا سُنّت ہو جاتا اور اُمّت مشقّت میں پڑ جاتی، اگر وہ اس سُنّت کو ترک کرتی تو گناہگار ہوتی)

صحابہؓ سے تجدیدِ بیعت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں طرف صحابۂ کرامؓ کا جمِّ غفیر تھا۔ آپؐ نے فرمایا "مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو گے، چوری نہ کرو گے، زِنا نہ کرو گے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، کسی پر بہتان نہ لگاؤ گے، معروف کاموں میں میری نافرمانی نہ کرو گے، پھر جس نے اس بیعت کو پُورا کیا تو اُس کا اجر اللہ کے ذمّہ ہے اور جس نے اس میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور اُس کو دُنیا میں سزا مل گئی تو وہ اُس کیلئے کفّارہ ہو جائے گی اور جس نے کوئی گناہ کیا اور اللہ نے اس کو پوشیدہ رکھا تو

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) [1] غالباً حضرت عثمان بن طلحہؓ اُس وقت تک مسلم نہیں ہوئے تھے اس لئے اُنہوں نے کہا میں خودکشی کر لوں گا یا اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اگر میں کنجی نہیں دوں گا تو مسلم اسی تلوار سے مجھے قتل کر دینگے۔ [1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکّۃ و صحیح بخاری ابواب القبلۃ [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکّۃ عن مطیعؓ۔ [3] صحیح بخاری ابواب المناقب ذکر ہندؓ بنت عتبہ و کتاب الایمان والنذور باب کیف کانت یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب قضیۃ ہندؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب جواز الصلوات کلہا بوضوءٍ واحدٍ عن بریدۃ رضؓ۔

پھر اللہ کے اختیار میں ہے خواہ اُسے معاف کرے خواہ اُسے سزا دے"۔ تمام صحابۂ کرامؓ نے ان باتوں پر بیعت کی۔[1]

خطبہ قبیلۂ خزاعہ نے بنولیث کے ایک آدمی کو اپنے ایک آدمی کے بدلہ میں جس کو بنولیث نے قتل کیا تھا قتل کر دیا۔ اس قتل کی خبر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دی گئی۔ خبر سُنتے ہی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی سواری پر سوار ہوئے اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ حمد و ثناء کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا "اب ہجرت نہیں رہی، لیکن جہاد باقی رہ گیا ہے اور نیت باقی رہ گئی ہے (نیّت یہ رکھے کہ جب کبھی ہجرت کی ضرورت ہوگی ہجرت کروں گا) جب تم کو جہاد کیلئے بُلایا جائے تو نکل کھڑے ہوا کرو۔ بے شک اللہ نے اِس شہر کو اُس دن سے حُرمت دی ہے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہ اللہ کی دی ہوئی حُرمت کی وجہ سے قیامت تک کیلئے حَرَم ہے۔ بیشک اللہ نے مکّہ سے ہاتھی (والوں) کو روک دیا تھا لیکن اللہ نے اپنے رسُولؐ اور مسلمین کو اہلِ مکّہ پر تسلّط دے دیا۔ خبردار ہو جاؤ، نہ مجھ سے پہلے کبھی کسی کیلئے یہاں خونریزی حَلال ہوئی اور نہ میرے بعد کسی کیلئے حَلال ہوگی، خبردار ہو جاؤ، میرے لئے بھی کچھ دیر کیلئے حلال ہوئی تھی۔ خبردار ہو جاؤ اب اِس گھڑی وہ بدستور قیامت تک کیلئے حرام ہے۔ نہ یہاں کا کانٹا توڑا جائے، نہ درخت کاٹا جائے، نہ شکار بھگایا جائے (یعنی یہاں کے شکار کو بھگا کر حدودِ حرم کے باہر نہ لیجائے تاکہ وہاں اس کا شکار کر لے) اور نہ یہاں کی گری پڑی چیز اُٹھائی جائے البتّہ اس کا اعلان کرنے والا اُٹھا سکتا ہے۔ جس شخص کا کوئی عزیز قتل ہو جائے تو اُسے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے خواہ بدلہ لے لے یا فِدیہ لے لے"۔ حضرت عبّاسؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ اِذخر گھاس کو مستثنٰی کر دیجئے کیونکہ وہ ہمارے گھروں میں کام آتی ہے، لوہاروں کے اور قبروں کے کام آتی ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہو گئے، کچھ دیر بعد آپؐ نے فرمایا "مگر اِذخر، مگر اِذخر" (یعنی اِذخر مستثنٰی ہے، اُسے کاٹا جا سکتا ہے)

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خطبہ سے فارغ ہوئے تو یمن کا ایک شخص جس کو ابو شاہ کہتے تھے آگے آیا، اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ یہ خطبہ مجھے لکھوا دیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(یہ خطبہ) ابو شاہ کو لکھ کر دیدو"۔[2]

فتح کا دوسرا دن فتح کے دوسرے دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا "یقیناً مکّہ کو اللہ نے حرمت دی ہے نہ کہ انسانوں نے، جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُس کیلئے حلال نہیں کہ یہاں خونریزی کرے یا یہاں کا درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص اللہ کے رسُولؐ کے قتال کی بنیاد پر (یہاں قتال کرنا) جائز سمجھے تو اُس سے کہو کہ یقیناً اللہ نے اپنے رسُولؐ کو اجازت دی تھی، تم کو اجازت نہیں دی اور یقیناً مجھے بھی ایک گھڑی کیلئے اجازت ملی تھی، اب پھر اس کی حُرمت بدستور اسی طرح لوٹ آئی جس طرح کل (میرے قتال سے پہلے) تھی۔ حاضر کو چاہئے کہ غائب کو یہ حدیث پہنچا دے"۔[3]

حضرت اُمِّ ہانیؓ کہتی ہیں کہ میں چاشت کے وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئی، میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو غسل کرتے ہوئے پایا۔ حضرت فاطمہؓ پردہ کئے ہوئے تھیں۔ میں نے سلام کیا۔ رسُول اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان عن عبادۃؓ و صحیح مسلم کتاب الحدود والکفارات۔ [2] صحیح بخاری کتاب العلم باب کتابۃ العلم عن ابی ہریرہؓ و کتاب الجنائز و کتاب المناسک باب لا یحل القتال بمکّۃ و کتاب اللقطۃ باب کیف تعرّف لقطۃ اہل مکّۃ و کتاب المغازی باب غزوۃ فتح مکّۃ و صحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکۃ عن ابن عباسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب العلم باب لیبلّغ الشاہد الغائب عن ابی شریحؓ۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (سلام کا جواب دینے کے بعد) فرمایا "یہ کون ہے؟" میں نے کہا "میں اُمِّ ہانی رضؓ ہوں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُمِّ ہانی کو مرحبا" جب آپؐ غسل سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے کھڑے ہوکر اور ایک کپڑا اوڑھ کر آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میری ماں کے لڑکے (علیؓ) یہ کہتے ہیں کہ وہ فلاں بن ہُبَیرہ کو قتل کریں گے حالانکہ میں اُسے پناہ دے چکی ہوں"۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اُمِّ ہانی جس کو تم نے پناہ دی اسکو ہم نے بھی پناہ دی"۔[1]

ایک مقدّمہ | اُسی دن حضرت سعدؓ اور عبد بن زمعہ میں، زمعہ کی ایک لونڈی کے بچّہ کے معاملہ میں اختلاف ہوا۔ دونوں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ حضرت سعدؓ نے کہا یہ میرے بھائی عتبہ کا لڑکا ہے، اس نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ میں اس بچّہ کو اپنے قبضہ میں لے لوں۔ عبد نے کہا یہ میرا بھائی ہے، میرے باپ کی لونڈی کا بچّہ ہے اور میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عبد بن زمعہ، یہ تمہارا ہے، بچّہ بستر (والے) کا ہوتا ہے، زانی کیلئے پتّھر ہوتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا کہ اُس بچّہ میں عتبہ کی مشابہت پائی جاتی ہے تو اپنی زوجہ مطہّرہ حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے فرمایا "اے سودہؓ اس لڑکے سے پردہ کیا کرو" (کیونکہ یہ تمہارے والد کا لڑکا نہیں معلوم ہوتا) حضرت سودہؓ نے حکم کی تعمیل کی اور اُس کے سامنے نہ آئیں یہاں تک کہ اُس کی وفات ہوئی۔[2]

شراب وغیرہ کی بیع کی حُرمت کا اعلان | اسی دوران میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعلان فرمایا کہ بے شک اللہ اور اس کے رسُولؐ نے شراب، مُردار، سور اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام کر دیا ہے۔ ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، مُردار کی چربی کے متعلّق آپؐ کیا فرماتے ہیں اس لئے کہ وہ کشتیوں پر اور کھالوں پر لگائی جاتی ہے اور لوگ اس سے چراغ جلاتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں وہ بھی حرام ہے، اللہ یہود کو غارت کرے جب اللہ نے ان پر چربی حرام کی تو اُنہوں نے اُسے پگھلا کر بیچا اور اُس کی قیمت کھائی"۔[3]

متفرّق واقعات بعد فتح مکّہ

کعبہ کی از سرِ نو تعمیر کی خواہش | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عائشہؓ تمہاری قوم ابھی کفر سے نئی نئی نکلی ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ ان کو کعبہ کا گرانا بہت بُرا معلوم ہوگا (ایسا نہ ہو کہ وہ پھر کُفر کی طرف مائل ہو جائیں) اگر ایسا نہ ہوتا تو میں کعبہ کو گرا کر ابراہیم علیہ السّلام کی بنیادوں پر اس کو از سرِ نو تعمیر کرتا، اس کے فرش کو زمین سے ملا دیتا، اس کے دو دروازے بناتا، ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف ایک داخل ہونے کیلئے اور ایک نکلنے کیلئے"۔[4] پھر فرمایا "اگر میرے بعد تمہاری قوم کا یہ ارادہ ہو کہ اس کو (اس طرح) تعمیر کرے (جس طرح میں چاہتا ہوں) تو آؤ میں تمہیں وہ جگہ دکھا دوں جو اُنہوں نے (یعنی قریش

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب الصّلوٰۃ فی الثوب الواحد عن امّ ہانیؓ و کتاب فرض الخمس و صحیح مسلم باب استحباب صلوٰۃ الضحیٰ۔ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب تفسیر المشبہات عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ البیوع باب بیع المیتۃ والاصنام عن جابرؓ و کتابُ المغازی باب غزوۃ فتح مکّۃ و صحیح مسلم کتابُ البیوع باب تحریم بیع الخمر۔
[4] صحیح بخاری کتابُ العلم باب من ترک بعض الاختیار عن عائشۃ صدیقہؓ و کتابُ الحج باب فضل مکّۃ و بنیانہا و صحیح مسلم کتابُ الحج باب نقض الکعبۃ

نے) بوقت تعمیر چھوڑ دی تھی" پھر آپؐ نے وہ جگہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دکھائی۔ وہ جگہ تقریباً سات ہاتھ (چوڑی) تھی۔[1]

حضرت عبداللہ بن ہشامؓ کے لئے دعائے برکت حضرت عبداللہ بن ہشامؓ بچّے تھے۔ انکی والدہ زینب بنتِ حُمَید انہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس سے بیعت لے لیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ ابھی چھوٹے ہیں"۔ پھر آپؐ نے ان کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور اُن کیلئے دعا کی (اس دعا کی برکت سے انہیں تجارت میں بڑا نفع ہوتا تھا) جب وہ بازار میں غلّہ خریدتے اور اتفاق سے انہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ مل جاتے تو وہ دونوں اُن سے کہتے کہ ہمیں بھی (اپنی تجارت میں) شریک کرلو کیونکہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہارے لئے برکت کی دُعا کی ہے، وہ ان دونوں کو شریک کرلیا کرتے، اکثر ایسا ہوتا کہ پُورا پُورا اونٹ نفع میں آجاتا اور وہ اس (غلّہ) کو اپنے گھر بھیج دیتے۔[2]

ایک مقدّمہ اور نزول آیات قبیلۂ بنو سہم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بدّا کے ہمراہ سفر کے لئے نکلا اثنائے سفر میں اُس شخص کا انتقال ہوگیا، اُس وقت اُس کے پاس کوئی مُسلم نہیں تھا، تمیم اور عدی (جو غیر مسلم تھے) اُس کا ترکہ لیکر آئے۔ متروکہ سامان میں سے چاندی کا ایک جام جس پر سنہری نقوش تھے غائب تھا (مقدّمہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمیم اور عدی سے قسم لی (اُنہوں نے قسم کھا کر اپنی بریّت ثابت کردی) اس کے بعد وہ جام مکّہ معظّمہ میں ایک شخص کے پاس ملا (جب اُس سے پوچھا گیا تو) اُس نے بتایا کہ میں نے اسے تمیم اور عدی سے خریدا ہے۔ پھر دو شخص میّت کے اقرباء میں سے کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے قسم کھائی کہ ہماری شہادت بہ نسبت ان دونوں کی شہادت کے زیادہ قابلِ قبول ہے، ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ پیالہ ہمارے عزیز کا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا

اے ایمان والو جب تم میں سے کسی کو مَوت آئے تو وصیّت کرتے وقت دو عادل مُسلم مَردوں کو گواہ کرلیا کرو اور اگر تم سفر میں ہو اور مَوت آئے (اور مُسلم موجود نہ ہوں) تو دو غیر مسلم گواہ بنالو، اگر تم کو اُن گواہوں کے متعلّق (نا انصافی کا) شبہ ہو تو نماز کے بعد انہیں روک لو اور اُن سے قسم لو کہ وہ اس شہادت کے ذریعہ کسی قسم کا فائدہ اُٹھانا نہیں چاہتے (سچّی گواہی دیں گے) خواہ وہ گواہی اُن کے رشتہ دار کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اور اس بات کی بھی قسم کھائیں کہ وہ اللہ کی (مطلوبہ) شہادت کو نہیں چھپائیں گے اگر وہ ایسا کرینگے تو گناہگار ہوں گے۔ پھر اگر معلوم ہوجائے کہ ان دونوں نے جھوٹ بول کر گناہ کما ہی لیا ہے تو جن لوگوں کی وہ حق تلفی کرنا چاہتے ہیں اُن میں سے اِن گواہوں کی جگہ دو اور گواہ کھڑے ہوں جو میّت سے قرابتِ قریبہ رکھتے ہوں۔ پھر وہ اللہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب نقض الکعبۃ عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ۔

اَنْ تُرَدَّ اَیْمَانٌ بَعْدَ اَیْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ کی قسم کھاکر کہیں کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی کے
وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ مقابلہ میں بالکل سچّی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی
ہے، اگر ہم ایسا کریں تو ہم ظالموں میں سے ہوں گے، اِس طرح یہ فائدہ ہوگا کہ گواہی سچّی دیجائے گی، گواہوں کو یہ
خوف ہوگا کہ ہماری قسمیں ان کی قسموں کے بعد رَدّ کر دی جائیں گی (اور ہم جھوٹے تصوّر کئے جائیں گے۔ اے لوگو!)
اللہ سے ڈرو اور اُس کے احکام سُنتے رہو، اللہ فاسقوں کو ہدایت پر نہیں چلاتا[1] (جو باغی ہوتا ہے وہ فطرتاً غلط
راستہ پر جاتا ہے)

چوری کا مقدّمہ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قیامِ مکّہ کے دوران ایک مخزومی عورت نے چوری کی، پھر اُس نے حضرت اُمِّ سلمہؓ سے پناہ دینے کی درخواست کی۔ قریش کو بڑا فکر ہوا (کہ کس طرح اُس کو سزا سے بچایا جائے) کون اس کی معافی کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سفارش کرے۔ کہنے لگے یہ جرأت سوائے اُسامہ بن زیدؓ کے اور کون کرسکتا ہے، وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب ہیں (اُنہوں نے حضرت اُسامہؓ سے کہا) حضرت اُسامہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سفارش کی۔ سفارش سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک متغیّر ہوگیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اسامہؓ سے فرمایا "تم اللہ کی حدوں میں سے ایک حدّ میں سفارش کرتے ہو"۔ حضرت اسامہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے لئے دُعائے مغفرت کیجئے (مجھ سے غلطی ہوگئی)" اُسی دن شام کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کھڑے ہوکر ایک خطبہ دیا۔ حمد وثناء کے بعد آپؐ نے فرمایا "بنی اسرائیل اور دیگر قومیں جو تم سے پہلے گذری ہیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ ان میں جب کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اُس پر حدّ قائم کرتے، اللہ کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ چوری کرتی تو محمدؐ اُس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔" خطبہ کے بعد آپؐ نے اُس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اُس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر اُس نے بڑی اچھی توبہ کی اور نکاح کرلیا۔ وہ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے پاس آیا کرتی تھی اور وہ اس کی بات کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچا دیا کرتی تھیں[2]۔

حضرت ابو معبدؓ کا قبولِ اسلام | حضرت ابو معبدؓ اور مجاشعؓ دونوں بھائی تھے۔ فتحِ مکّہ کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت مجاشعؓ نے کہا میں اپنے بھائی کو آپؐ کے ہاتھ پر ہجرت کی بیعت کرانے کیلئے لایا ہوں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہجرت کا ثواب تو اہلِ ہجرت لُوٹ چکے"۔ حضرت مجاشعؓ نے کہا "پھر آپؐ کس چیز کی بیعت لیں گے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں ان سے اسلام، ایمان اور جہاد کی بیعت لوں گا"[3]۔

سریّہ حضرت خالد بن ولیدؓ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر بنو جذیمہ کی طرف روانہ کیا، حضرت خالدؓ نے پہلے اُنہیں اسلام کی دعوت دی۔ اُنہوں نے جواب میں بجائے اَسْلَمْنَا (ہم نے اسلام قبول کیا) کے صَبَأْنَا صَبَأْنَا (ہم بے دین ہوگئے یا ہم نے دین بدل دیا) کہنا شروع کر دیا۔ حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوصایا باب قول اللہ عزّ وجلّ یا ایّھا الذین آمنوا شھادۃ..... عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری باب المناقب عن عائشہؓ (باب مناقب اسامہؓ) وکتاب المغازی ابواب غزوۃ فتح مکّۃ وکتاب الحدود باب کراھیۃ الشفاعۃ فی الحدّ وصحیح مسلم کتاب الحدود باب قطع السّارق الشریف عن عائشۃ صدیقہؓ وجابرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [3] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب فتح مکّۃ عن مجاشعؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المبایعۃ بعد فتح مکّۃ۔

خالدؓ نے غلط فہمی سے انہیں کافر سمجھا، کچھ کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا اور ایک ایک قیدی ہر مجاہد کے حوالہ کر دیا۔ پھر ایک دن اُنہوں نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہنے لگے "اللہ کی قسم نہ میں اپنے قیدی کو قتل کروں گا اور نہ میرے ساتھی"۔ (کیونکہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ یہ لوگ ایمان لے آئے ہیں اور مؤمن کو قتل کرنا حرام اور معصیتِ الٰہی ہے اور معصیتِ الٰہی میں امیر کی اطاعت حرام ہے) جب یہ لشکر واپس آیا تو اس بات کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا گیا، آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور فرمایا "اے اللہ میں اس کام سے جو خالدؓ نے کیا بری الذّمہ ہوں، اے اللہ میں اس کام سے جو خالدؓ نے کیا بری الذّمہ ہوں"۔[1]

(نوٹ:۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ خلافِ شرع کام میں امیر کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے)

حضرت اُمِّ حبیبہؓ سے نکاح اور حضرت معاویہؓ کو کاتب بنانا فتحِ مکّہ سے پہلے حضرت ابوسفیانؓ مسلم ہو گئے تھے لیکن مسلمین ان کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اور نہ ان کے ساتھ نشست و برخاست کرتے تھے۔ انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میری تین درخواستیں قبول فرمائیے" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا"۔ حضرت ابوسفیانؓ نے عرض کیا "میری بیٹی اُمِّ حبیبہؓ عرب کی تمام عورتوں سے زیادہ حسین و جمیل ہے، میں اُس کا نکاح آپؐ سے کرتا ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا" حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "معاویہؓ کو کاتب بنا لیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا"۔ حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "مجھے سپہ سالار بنا دیجئے تاکہ جس طرح میں مسلمین سے لڑتا تھا اب کافروں سے لڑوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا"۔[2]

زوجہ مطہّرہ حضرت اُمِّ حبیبہؓ کی دُعا ایک دن حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے دُعا کی کہ اے اللہ مجھے میرے شوہر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم، میرے باپ ابوسفیانؓ اور میرے بھائی معاویہؓ سے (دُنیوی) فائدہ اُٹھانے (کا موقع) دینا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُنا تو فرمایا "تم نے اللہ سے ایسی باتوں کا سوال کیا جن کی میعادیں مقرر ہیں۔ قدم تک لکھے ہوئے ہیں، روزیاں مقسوم ہو چکی ہیں، ان میں سے اللہ کسی چیز کو مقدّم یا مؤخّر نہیں کریگا، اگر تم اللہ سے یہ مانگتیں کہ اے اللہ جہنّم اور قبر کے عذاب سے مجھے عافیت دے تو بہتر ہوتا"۔ اُسی موقع پر کسی نے سوال کیا "اے اللہ کے رسُولؐ کیا بندر اور سور ان ہی لوگوں کی اولاد ہیں جنہیں مسخ کیا گیا تھا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ جس قوم پر عذاب نازل (کر کے مسخ) کرتا ہے اس کی نسل کو باقی نہیں رکھتا اور بندر اور سور تو (ان قوموں کے مسخ ہونے سے) پہلے بھی تھے"۔[3]

مکّہ معظّمہ میں مدّتِ قیام رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ معظّمہ میں اُنّیس[19] دن قیام فرمایا۔ اس عرصہ میں آپؐ (چار کے بجائے) دو رکعت نماز پڑھتے رہے۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم خالدؓا عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح مسلم باب فضائل ابی سفیانؓ عن ابن عباسؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب القدر عن عبداللہ بن مسعودؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مقام النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بمکّۃ عن ابن عباسؓ۔

[1] اس حدیث کی تشریح حضرت اُمِّ حبیبہؓ کے حالات میں بیان کر دی گئی ہے۔ ص۶۳۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

جنگِ حُنین

فتحِ مکّہ کے بعد قبیلۂ ہوازن نے ایک آخری اور فیصلہ کُن جنگ کی تیّاری کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جب اس کا علم ہوا تو آپؐ نے فوراً ان کے مقابلہ کیلئے مکّہ معظّمہ سے کوچ کا حکم دیا۔

مکّہ معظّمہ سے روانگی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نشیبی علاقہ یعنی کُدا کی طرف سے مکّہ معظّمہ سے نکلے[۱]۔ اور مقام حُنین کی طرف روانہ ہوگئے[۲]۔ دس ہزار سے زیادہ مجاہدین آپؐ کے ساتھ تھے[۳]

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ {توبہ ۲۵} کیونکہ اسلامی فوج بڑی کثیر تعداد میں تھی اس لئے بعض مسلمین کو اپنی کثرتِ تعداد پر ناز بھی ہوا (کہ اب ہمیں کون شکست دے سکتا ہے)

اسلامی فوج میدانِ جنگ میں اسلامی لشکر حنین کے مقام پر پہنچ گیا، حضرت اُمِّ سُلَیمؓ بھی ایک خنجر لے کر میدانِ جنگ میں پہنچیں (ان کے شوہر) حضرت ابو طلحہؓ نے انہیں دیکھا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ اُمِّ سُلَیمؓ بھی آگئیں، دیکھئے ان کے پاس ایک خنجر ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "یہ خنجر کیسا ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "اگر کوئی مشرک میرے پاس آئے گا تو اس خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی"۔ یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرائے[۴]

جنگ کی ابتداء اور حالاتِ جنگ حنین کے مقام پر مُسلمین کا مقابلہ قبیلۂ ہوازن سے ہوا۔ اس قبیلہ کے ساتھ غطفان، بنو نصر اور دیگر قبائل بھی شریکِ جنگ تھے۔ یہ سب لوگ اُونٹوں، بکریوں اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ آئے تھے۔ اُنہوں نے بڑی خوبی سے صف آرائی کی، پہلے گھوڑوں کی صَف، پھر پیدل لڑنے والوں کی صَف، پھر عورتوں کی صف، پھر بکریوں اور اُن کے پیچھے اُونٹوں کی صف تھی۔ مُسلمین کی فوج میں ایک جانب کے شہ سواروں پر حضرت خالد بن ولیدؓ امیر تھے۔

مسلمین نے کُفّار پر حملہ کیا، (حملہ کی تاب نہ لاکر) وہ سب لوگ شکست کھا کر بھاگے۔

مسلمین فتحیاب ہوئے اور مالِ غنیمت لوٹنے میں مشغول ہوگئے۔ اسی اثناء میں حضرت سلمہ بن اکوعؓ ایک گھاٹی پر چڑھے، ایک دشمن اُن کے سامنے آیا، اُنہوں نے اس کو تیر مارا، وہ چھُپ گیا، پھر معلوم نہیں اس کا کیا ہوا۔ اتنے میں دشمن دوسری گھاٹی سے نمودار ہوئے۔ اُنہوں نے مسلمین کو غافل دیکھکر تیروں پر رکھ لیا کُفّار کی فوج میں سے بنو ہوازن اور بنو نَصر بڑے زبردست تیرانداز تھے، ان کا نشانہ خطا نہیں کرتا تھا، انہوں نے تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی جیسے ٹڈّی دَل (آسمان پر چھا جائے۔ تیروں کی بوچھاڑ سے) مسلمین کے گھوڑوں نے (اس تیزی سے) مُنہ موڑا کہ سوار اپنے گھوڑوں کی پُشت پر ٹھہر نہ سکے (اُتر گئے یا گر گئے) گھوڑوں کی پیٹھیں خالی

---

[۱] صحیح بخاری کتابُ الحج باب من این یخرج من مکّۃ عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتابُ الحج نحوہٗ۔ [۲] صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلّفۃ قلوبہم عن انسؓ۔
[۳] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الطائف عن انسؓ و صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلّفۃ قلوبہم۔ [۴] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال عن انسؓ۔

ہوگئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ دس ہزار صحابۂ کرامؓ کے علاوہ (کافی تعداد میں) طلقاءؔ بھی تھے۔ (یعنی وہ لوگ جن کو فتح مکّہ کے موقع پر معافی دی گئی تھی اور وہ نئے نئے مُسلم ہوئے تھے) اور دیہاتی بھی تھے۔ ان طلقاء میں سے نوجوان، جلد باز لوگ جن کے پاس ہتھیار بھی نہیں تھے بھاگے (ان کے ساتھ) دیہاتی بھی بھاگے، ان لوگوں کے بھاگنے سے مسلمین میں افراتفری پھیل گئی (آگے والوں کے پیچھے مڑکر بھاگنے سے پیچھے والے بھی جم نہ سکے) اور اِدھر اُدھر منتشر ہوگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میدانِ جنگ میں اکیلے رہ گئے۔

حضرت ابو قتادہؓ نے ایک مُسلم کو دیکھا کہ وہ ایک مشرک سے لڑ رہا ہے اور وہ مشرک اُس مسلم پر غالب آگیا ہے، وہ گھوم کر جلدی سے اس کے پیچھے آئے اور اس کے شانہ پر تلوار ماری۔ اِس ضرب سے اُس کی زرہ کٹ گئی وہ حضرت ابو قتادہؓ کے مقابل ہوگیا اور اُس نے حضرت ابو قتادہؓ کو پکڑ کر اس زور سے بھینچا کہ وہ مرنے کے قریب ہوگئے لیکن (حضرت ابو قتادہؓ کی ضرب کاری تھی، وہ اُس کی تاب نہ لاسکا اور) اُس کی موت پہلے واقع ہوگئی، اس کے مرتے ہی حضرت ابو قتادہؓ چھوٹ گئے۔ اتنے میں ان کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی، اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا "لوگوں کا کیا حال ہے؟ (یہ کیوں بھاگ رہے ہیں)" حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ کا حکم اسی طرح ہے"[1]۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ بھی بھاگتے ہوئے لَوٹے، اُن کے پاس دو چادریں تھیں، ایک باندھ رکھی تھی اور دوسری اوڑھ رکھی تھی۔ اتنے میں اُن کا تہ بند کھلنے لگا تو اُنہوں نے دونوں چادروں کو اکھٹا کرکے (تہ بند) باندھ لیا۔ حضرت سلمہؓ لَوٹتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے گزرے۔ اُن کو دیکھکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اکوع کا بیٹا گھبرا کر لَوٹا ہے"[2]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیرت انگیز بہادری غرض یہ کہ کچھ لوگ بھاگ رہے تھے، کچھ اِدھر اُدھر منتشر ہوگئے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکیلے میدانِ جنگ میں ڈٹے ہوئے تھے۔ کُفّار (نے آپؐ کو اکیلا دیکھا تو وہ) آپؐ کی طرف بڑھے (اتنے میں) حضرت عبّاسؓ اور ابوسفیانؓ بن حارث (آپؐ کے پاس پہنچ گئے اور پھر) برابر آپؐ کے ساتھ رہے، ایک لمحہ کیلئے بھی آپؐ کو تنہا نہ چھوڑا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم شہباء نامی خچّر پر سوار تھے جو فَرْوہ بن نُفاثہ جذامی نے آپؐ کو تحفتہً بھیجا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے خچّر کو کُفّار کی طرف بھگا رہے تھے، حضرت عبّاسؓ نے لگام پکڑ لی اور خچّر کو تیز بھاگنے سے روکنے لگے۔ حضرت ابوسفیانؓ (بن حارث) نے آپؐ کی رکاب پکڑ لی اور کبھی وہ لگام پکڑ لیتے تھے۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں اُس دن آپؐ سے زیادہ بہادر اور جنگجو کوئی دیکھنے میں نہ آیا۔ غرض یہ کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کُفّار کی طرف بڑھ رہے تھے اور یہ فرماتے جارہے تھے:-

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ — میں نبی ہوں، اس میں کچھ جھوٹ نہیں

اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ — میں عبدالمطّلب کا بیٹا ہوں

گویا آپؐ اسلامی فوج کی افراتفری سے ہمّت نہیں ہارے۔ اپنے اُس دعوے کو دُہراتے رہے جس دعوے کی وجہ سے یہ جنگیں پیش آرہی تھیں۔ نہ اس دعوے سے دست بردار ہوئے نہ گھبرائے بلکہ نبوّت کے اعتبار سے بھی اور خاندانی

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب تخمس الاسلاب، کتاب المغازی باب غزوۃ حنین و باب غزوۃ الطّائف و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبہم و کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل و باب غزوۃ حنین عن براءؓ و سلمہ بن اکوعؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ حُنین عن سلمۃ بن اکوعؓ۔ [3] انہوں نے جہاد کا شوق ظاہر کیا لہٰذا انہیں شرکت کی اجازت دیدی گئی۔

اعتبار سے بھی اپنا تعارف کراتے رہے۔ اپنا تعارف کرانا اور تنِ تنہا کُفّار کی جانب خچّر کو بھگانا شجاعت کی بہترین مثال ہے۔

(جب حضرت عبّاسؓ اور حضرت ابوسفیانؓ بن حارث نے آپؐ کی تیز رفتاری کو روک دیا تو) آپؐ نے حضرت عبّاسؓ سے فرمایا "اصحابِ سمرہ (یعنی بیعتِ رضوان کرنے والوں) کو پکارو"۔ حضرت عبّاسؓ بلند آواز تھے انہوں نے بلند آواز سے پکارا "اصحاب سمرہ کہاں ہیں"؟ پھر انصار کو آواز دی، پھر بنو حارث بن خزرج کو آواز دی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی خود بنفسِ نفیس آواز دے رہے تھے، آپؐ نے دا ہنی طرف آواز دی، "اے مہاجرین اے مہاجرین، اے انصار کی جماعت"۔ آواز کا سُننا تھا کہ سب نے جواب دیا "ہم حاضر ہیں اور سعادت حاصل کرتے ہیں، ہم آپؐ کے سامنے ہی موجود ہیں، آپؐ خوش ہوجائیں (ہم بھاگے نہیں ہیں)" پھر آپؐ نے بائیں طرف آواز دی (اے مہاجرین)، اے انصار کی جماعت۔ آواز سُن کر سب نے کہا اے اللہ کے رسُولؐ، ہم حاضر ہیں (اور سعادت حاصل کرتے ہیں) آپؐ خوش ہوجائیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں (بھاگے نہیں ہیں)

غرض یہ کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت عبّاسؓ کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے وہ اِس طرح آئے جس طرح گائے اپنے بچّوں کی طرف آتی ہے۔ آپؐ نے سب کو صف بستہ کیا اور فرمایا "میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسُولؐ ہوں"۔ لڑائی دوبارہ شروع ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے خچّر پر سوار تھے، آپؐ اپنی گردن کو بلند کرتے اور لڑائی کا منظر دیکھتے، آپؐ نے فرمایا "یہ تنّور (یعنی لڑائی) کے جوش مارنے کا وقت ہے" حضرت عبّاسؓ نے بھی لڑائی کا منظر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ لڑائی بڑی شدّت سے جاری ہے۔ حضرت براءؓ (جو اس زمانہ میں بالکل نوجوان تھے) فرماتے ہیں جب لڑائی بہت شدّت اختیار کرتی اور خونخوار ہوجاتی تو ہم اپنے آپ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آڑ میں بچاتے (یعنی آپؐ کے پیچھے ہوجاتے اور پھر آگے بڑھ کر حملہ کرتے) اور ہم میں سے بہادر وہ تھے جو میدانِ جنگ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب تھے (کیونکہ لڑائی کی سب سے زیادہ شدّت وہیں تھی اور کُفّار کا پُورا زور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قتل کرنے کی کوشش میں صَرف ہو رہا تھا) کُفّار نے چاروں طرف سے آپؐ کو گھیر لیا تھا (لڑائی جاری تھی کہ اسی اثناء میں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے خچّر سے اُترے اور نُصرت کی دُعاء مانگی، آپؐ نے فرمایا "اے اللہ اپنی مدد نازل فرما"۔ آپؐ یہ بھی فرماتے جارہے تھے:۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ — میں نبی ہوں، اس میں کچھ جھوٹ نہیں

اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ — میں عبدُ المطّلب کا بیٹا ہوں

(چاروں طرف سے آپؐ کُفّار کے نرغہ میں تھے لیکن اس عالم میں بھی آپؐ اپنے دعوے کو دوہرا رہے تھے اور اپنا تعارف کرا رہے تھے) پھر آپؐ نے زمین سے ایک مُٹھی خاک اُٹھائی اور کُفّار کے مُنہ پر پھینکی۔ پھر فرمایا "دشمنوں کے مُنہ رُسوا ہوگئے"۔ کوئی آدمی ایسا نہ بچا جسکی آنکھ میں اس مٹھی خاک کی مٹّی نہ بھر گئی ہو، اسی اثناء میں اللہ تعالےٰ کی طرف

لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ فِیْ مَوَاطِنَ کَثِیْرَۃٍ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ { توبہ ۲۵ } — سے بھی مدد آگئی

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَ — اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولؐ اور مؤمنین پر تسکین نازل فرمائی

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا[2] اور ایسے لشکروں کو بھیجدیا جو نظر نہ آتے تھے، پھر (انکے ذریعہ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اللہ تعالیٰ نے) کافروں کو سخت سزا دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ کا نقشہ ملاحظہ کیا پھر) فرمایا "کعبہ کے رب کی قسم کفار کو شکست ہوگئی، کعبہ کے رب کی قسم کفار کو شکست ہوگئی، محمدؐ کے رب کی قسم کفار کو شکست ہوگئی۔" کفار کا زور ٹوٹنے لگا، وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے خچر کو تیز دوڑاتے ہوئے ان کا تعاقب کیا۔

الغرض کافر بھاگ گئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی اور بہت سا مالِ غنیمت مسلمین کے ہاتھ آیا۔[1]

فتح کے بعد حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، یہ طلقاء جو ہمارے ساتھ ہیں جو آپؐ کی معیت کے باوجود بھاگے انہیں قتل کر دیجئے" (اس لئے کہ ان کا ایمان صحیح نہیں معلوم ہوتا، اگر وہ صحیح معنوں میں مسلم ہوتے تو آپؐ کو چھوڑ کر نہ بھاگتے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اُمِّ سُلَیم، اللہ کافی ہوگیا اور اس نے بڑا احسان کیا۔"[2] (کہ باوجود ان کے بھاگ جانے کے شاندار فتح عنایت فرمائی، اب کیا ضرورت ہے کہ انہیں سزا دی جائے)

جنگ حنین پر تبصرہ مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل بھاگنے والے مکہ معظمہ کے نومسلم تھے اور جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ یہ لوگ جلد باز تھے جن میں استقامت پیدا نہیں ہوئی تھی۔ مزید برآں نوجوان اور غیر مسلح بھی تھے ان نومسلموں میں بعض دیہاتی بھی تھے جنہیں جنگ سے واسطہ نہیں پڑا تھا۔ جب یہ لوگ بھاگے تو افراتفری سی پھیل گئی، کوئی کدھر ہوگیا اور کوئی کدھر، بھاگنے والوں کے ریلے میں نہ بھاگنے والے بھی کبھی آگے ہوگئے اور کبھی پیچھے۔ حضرت ابو قتادہؓ کی روایت کردہ حدیث[3] کے لفظ "جَوْلَةٌ" (جولانی کرنا) کی یہ بالکل صحیح ترجمانی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اکابر صحابہؓ نے میدان نہیں چھوڑا، بلکہ وہ میدانِ جنگ ہی میں جولانی کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس ہی رہے اور یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی پکار پر انہوں نے فوراً جواب دیا ہم حاضر ہیں، ہم آپؐ کے پاس ہی ہیں، آپؐ خوش ہوجائیں (ہم بھاگے نہیں) اور پھر فوراً جمع ہوگئے۔ بہرحال یہ جو کچھ بھی ہوا یہ اُسی فخر و ناز کا خمیازہ تھا جو بعض مسلمین کو اپنی کثرتِ تعداد پر ہوگیا تھا۔ گویا اس عارضی گھبراہٹ اور افراتفری کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی تھی اور مسلمین کو آئندہ کیلئے سبق دینا تھا کہ کبھی مادّی طاقت پر بھروسہ نہ کریں بلکہ اللہ اکیلے پر بھروسہ کریں اس لئے کہ فتح و نصرت اُس کے ہاتھ میں ہے۔ مادّی وسائل اور قوتیں سب اس کی رضاء اور مشیّت کے تابع ہیں، اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے:-

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـــًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ {توبہ ۲۵}

اور (اے مؤمنو!) جنگِ حنین کے دن تم کو اپنی کثرت پر ناز ہوگیا تھا تو وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی اور تم نے پیٹھ پھیر لی۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من قاد دابۃ غیرہ الی الحرب باب البغلۃ البیضاء وباب من صف اصحابہ عند الہزیمۃ وباب من قال خذھا وانا ابن فلان عن براءؓ وکتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب عن ابی قتادہؓ وکتاب المغازی باب غزوۃ حنین عن براءؓ فی ابوابٍ باب غزوۃ الطائف وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبہم وکتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ حنین عن براءؓ وعباسؓ وسلمہؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ حضرت براءؓ کے الفاظ "اس دن آپؐ سے زیادہ بہادر و جنگجو کوئی دیکھنے میں نہیں آیا" صرف صحیح بخاری میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین۔

جنگِ اُحُد اور جنگِ حنین کا موازنہ | جنگِ اُحُد اور جنگِ حنین میں بہت سی باتیں ملتی جلتی ہیں۔ جنگِ اُحُد میں مسلمین کو فوراً فتح حاصل ہوگئی تھی اور کفّار بھاگ گئے تھے۔ جنگِ حنین میں بھی مسلمین کو فوری فتح حاصل ہوئی اور کفّار بھاگ گئے۔ جنگِ اُحُد میں مسلمین فوراً مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے تھے، جنگِ حنین میں بھی ایسا ہی ہوا۔ جنگِ اُحُد میں جو نقصان پہنچا اُس کی اصلی وجہ مالِ غنیمت کی طرف رغبت اور دشمن سے غفلت تھی اور یہی چیز جنگِ حنین میں بھی نقصان کا سبب بنی۔ جنگِ اُحُد میں بھی بالآخر مسلمین ہی کی فتح ہوئی اور اُنہوں نے کافروں کا تعاقب کیا۔ جنگِ حنین میں بھی ایسا ہی ہوا۔ جنگِ اُحُد میں ایک نافرمانی کی وجہ سے مصیبت نازل ہوئی۔ جنگِ حنین میں ایک غلط قسم کے فخر و ناز کی وجہ سے نقصان اُٹھانا پڑا۔ جنگِ اُحُد میں مادّی چیز کی محبت مصیبت کا باعث بن گئی اور جنگِ حنین میں مادّی چیز پر بھروسہ نقصان کا باعث بنا۔

کافروں کا جاسوس | ابھی مؤمنین حنین ہی میں تھے کہ ایک دن جبکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ صبح کا کھانا کھا رہے تھے ایک شخص لال اُونٹ پر سوار ہو کر آیا۔ اُس نے اونٹ کو بٹھایا، ایک تسمہ اُس کی کمر سے نکالا اور اُسے باندھ دیا۔ اس کے بعد آگے بڑھا اور صحابہؓ کے ساتھ کھانا کھانے لگا، کھانا کھاتے وقت وہ اِدھر اُدھر دیکھتا جاتا تھا۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ وہ شخص تیزی کے ساتھ دوڑا۔ اپنے اُونٹ کے پاس آیا، اُس کا تسمہ کھولا، پھر اُسے بٹھایا، پھر اُس پر سوار ہو کر اُسے کھڑا کیا پھر اُسے تیزی کے ساتھ دوڑایا۔ ایک مسلم نے ایک خاکی رنگ کی اونٹنی پر اس کا تعاقب کیا۔ مُسلمین میں سے ہر ایک کے پاس سواری نہیں تھی بہت سے پیادہ بھی تھے اور ساز و سامان کے لحاظ سے کمزور بھی تھے۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ بھی ان ہی لوگوں میں سے تھے۔ حضرت سلمہؓ نے پیدل ہی اُس شخص کا تعاقب کیا وہ اُس کے پیچھے بھاگتے رہے۔ بھاگتے بھاگتے وہ اونٹنی کے سرین کے پاس پہنچ گئے۔ پھر اور تیز دوڑ کر وہ اونٹ کے سرین کے پاس پہنچ گئے، پھر وہ دوڑ کر اور آگے بڑھے اور اُونٹ کی نکیل کو پکڑ لیا، پھر اُنہوں نے اونٹ کو بٹھایا۔ جیسے ہی اونٹ نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا انہوں نے تلوار کھینچی اور اس شخص کے سر پر ایک وار کیا، وہ گر پڑا (اور مر گیا) حضرت سلمہؓ اونٹ کو مع پالان اور ہتھیار کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے آئے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ نے ان کا استقبال کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دریافت کیا کہ اس شخص کو کس نے قتل کیا۔ سب نے کہا سلمہ بن اکوعؓ نے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس کا سارا سامان اِن کا ہے"[1]۔

تقسیم انعام | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک جگہ آکر بیٹھ گئے اور فرمایا "جس شخص نے جس کافر کو قتل کیا ہے اور اس کے پاس اس کا ثبوت ہے تو اُس کافر کا سامان اُسے ملیگا"۔ حضرت ابو قتادہؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کون میرے لئے گواہی دے گا! کسی نے گواہی نہیں دی تو وہ بیٹھ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی اعلان کیا، حضرت ابو قتادہؓ پھر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے میرے لئے کون گواہی دیگا! کسی نے گواہی نہیں دی تو وہ پھر بیٹھ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیسری مرتبہ پھر وہی اعلان کیا۔ حضرت ابو قتادہؓ پھر کھڑے ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابو قتادہؓ، کیا معاملہ ہے؟" حضرت ابو قتادہؓ نے واقعہ بیان کیا۔ ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ سچ کہتے ہیں، اُس کافر کا اسباب (جس کو انہوں نے قتل کیا ہے)

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل عن سلمۃ بن اکوع رض۔

میرے پاس ہے، آپؐ ان کو راضی کر دیجئے کہ وہ اسباب میں لے لوں"۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا "اللہ کی قسم آپؐ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کے ساتھ جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے لڑتا ہے ایسا نہیں کریں گے کہ اُس کا اسباب تمہیں دیدیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ سچ کہتے ہیں"۔ اُس شخص نے وہ اسباب حضرت ابوقتادہؓ کو دیدیا، اُنہوں نے زرہ کو بیچ کر بنی سلمہ میں ایک باغ مول لیا۔ اور یہ سب سے پہلا مال تھا جو زمانۂ اسلام میں انہوں نے حاصل کیا[1]۔

(نوٹ:۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ کی تصدیق کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوقتادہؓ آپؐ کی نگاہ میں اسداللہ (اللہ کے شیر) تھے۔

جنگِ اَوطاس

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگ حنین سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے حضرت ابوعامرؓ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر اَوطاس کی طرف روانہ کیا۔ حضرت ابوعامرؓ کا مقابلہ دُرَید بن صمّہ اور اُس کے ساتھیوں سے ہوا۔ دُرَید قتل ہو گیا اور اُس کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے شکست دی، حضرت ابوعامرؓ ایک تیر کے لگنے سے جو ایک جشمی شخص نے پھینکا تھا زخمی ہو گئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ابوعامرؓ کے پاس جا کر پوچھا "اے چچا، تمہیں کس نے تیر مارا ہے"۔ اُنہوں نے اشارہ سے بتایا کہ فلاں شخص میرا قاتل ہے۔ حضرت ابوموسیٰؓ اس کے پاس پہنچے۔ اُن کو دیکھکر وہ بھاگا، اُنہوں نے اس کا تعاقب کیا۔ حضرت ابوموسیٰؓ یہ کہتے جا رہے تھے کہ تجھے شرم نہیں آتی؟ کیا تو عربی نہیں ہے؟ تو ٹھہرتا کیوں نہیں؟ بالآخر وہ ٹھہر گیا، ان کے اور اس کے مابین تلوار کے دو دو وار ہوئے۔ پھر حضرت ابوموسیٰؓ نے اُسے قتل کر دیا۔ اس کو قتل کرنے کے بعد وہ حضرت ابوعامرؓ کے پاس آئے اور کہا "اللہ نے تمہارے قاتل کو ہلاک کر دیا"۔ اُنہوں نے کہا اچھا تو یہ تیر نکالو، حضرت ابوموسیٰؓ نے تیر نکالا (تیر نکالتے ہی) زخم سے پانی بہنے لگا۔ حضرت ابوعامرؓ نے کہا "اے بھتیجے تم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو میرا سلام کہنا اور اُن سے عرض کرنا کہ ابوعامرؓ کے واسطے استغفار کریں۔ یہ کہہ کر حضرت ابوعامرؓ نے حضرت ابوموسیٰؓ کو لوگوں پر اپنا خلیفہ بنا دیا اور تھوڑی دیر بعد فوت ہو گئے، حضرت ابوموسیٰؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک پلنگ پر جو رسّیوں سے بُنا ہوا تھا لیٹے ہوئے تھے۔ پلنگ پر بچھونا ہونے کے باوجود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پُشت اور پہلو میں رسّیوں کے نشانات پڑ گئے تھے۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے اپنا اور حضرت ابوعامرؓ کا حال سُنایا۔ پھر کہا کہ ابوعامرؓ نے آپؐ سے دُعائے مغفرت کرنے کی درخواست کی ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پانی منگا کر وضو کیا۔ پھر دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی۔ ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی، آپؐ نے فرمایا "اے اللہ، عبید ابوعامرؓ کو بخشدے۔ اے اللہ قیامت کے روز ابوعامرؓ کا درجہ بہت سے انسانوں سے زیادہ بلند فرما"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے لئے بھی دُعا فرمائیے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب، کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حُنین .....

"اے اللہ عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰؓ) کے گناہ بخشدے اور اِسے قیامت کے دن اچھی جگہ داخِل کر"۔[1]

جنگِ اَوطاس کا نتیجہ اس جنگ میں بہت سے قیدی ہاتھ آئے۔ بعض مُسلمین کے حصّہ میں لونڈیاں بھی آئیں۔ مُسلمین نے اِس خیال سے کہ ان کے مشرک شوہر موجود تھے ان سے خلوت کرنے کو بُرا سمجھا، اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ { نساء ۲۴ }

شوہر والی عورتیں بے شک تم پر حرام ہیں لیکن وہ لونڈیاں اس حکم سے مستثنےٰ ہیں جو (جنگ کے نتیجہ میں) تمہارے قبضہ میں آجائیں، اس سلسلہ میں تمہارے لئے اللہ نے یہی فیصلہ فرمادیا ہے[2]

جنگِ طائف

جنگِ حُنین (واَوطاس) کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے طائف کا محاصرہ کرلیا حضرت اُمِّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ (دورانِ محاصرہ ایک دن) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے پاس تشریف لائے۔ اُس وقت میرے پاس ایک مخنّث بیٹھا ہوا تھا (دورانِ گفتگو) اُس نے (میرے بھائی) عبداللہ بن ابی اُمیّہ سے کہا کہ اے عبداللہ اگر کل اللہ طائف فتح کرادے تو تم غیلان کی بیٹی کو لے لینا کیونکہ جب وہ سامنے سے آتی ہے تو اُس کے پیٹ میں چار شِکن پڑتے ہیں اور جب پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو آٹھ شِکن پڑتے ہیں (یعنی خوب فربہ ہے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مخنّث آئندہ کبھی تمہارے پاس نہ آئیں"۔[3]

دورانِ محاصرہ حضرت ابوبکرہؓ مع چند لوگوں کے فصیل پر چڑھ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے[4] (اور مُسلم ہوگئے)

محاصرہ جاری تھا لیکن محاصرہ سے کوئی فائدہ حاصِل نہ ہوا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا. "ہم انشاءاللہ اب واپس چلے جائیں گے"۔ صحابۂ کرامؓ پر یہ بات بہت گراں گذری۔ اُنہوں نے عرض کیا "کیا بغیر فتح کے ہم واپس چلے جائیں گے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا تو کل جنگ کرنا" دوسرے دن صبح کو پھر جنگ ہوئی اور صحابہؓ کافی زخمی ہوگئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کل انشاءاللہ ہم واپس چلے جائیں گے"۔ اب یہ بات صحابہؓ کو بھی پسند آئی اور خاموش رہے۔ صحابہؓ کی خاموشی کو دیکھکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرائے[5] الغرض چالیس دن محاصرہ کرنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس چلے آئے[6]

تقسیمِ غنیمت واپسی میں جب مسلمین ذوالحلیفہ[7] پہنچے تو اُنہیں شدّت کی بھوک لگی۔ مالِ غنیمت میں اُنہیں کچھ اُونٹ اور بکریاں ہاتھ آئی تھیں۔ اُنہوں نے ان میں سے چند اونٹوں یا بکریوں (کو ذبح کرکے اُن) کا گوشت

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ اوطاس عن ابی موسیٰؓ و صحیح مسلم باب فضائلِ ابی موسیٰؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتابُ الرّضاع باب جواز وَطءِ المسبیّۃ بعد الاستبراء عن ابی سعیدؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الطائف عن اُمِّ سلمہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الطائف۔ [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الطائف عن ابنِ عمرؓ و کتابُ الادب بابُ التبسّم و صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ الطائف۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلّفۃ قلوبہم عن انسؓ۔ [7] یہ وہ ذوالحلیفہ نہیں ہے جو مدینہ منورہ کے قریب ہے۔

بتیلیوں میں ڈال کر پکانا شروع کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کچھ پیچھے رہ گئے تھے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو آپؐ نے حکم دیا کہ پتیلیاں اوندھا دی جائیں (کیونکہ تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت میں تصرّف ناجائز ہے) پتیلیاں اَوندھا دی گئیں۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مُسلمین میں اُونٹ اور بکریاں تقسیم کیں، ایک اُونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دیا۔ ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگا، کیونکہ مجاہدین کے پاس گھوڑے بہت کم تھے لہٰذا اُسے گھیر کر نہ پکڑ سکے، بھاگتے بھاگتے تھک گئے۔ اتنے میں ایک شخص نے اُسے تیر مارا (تیر مارتے ہی) اللہ نے اُسے روک دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان جانوروں میں کبھی وحشی جانوروں کی طرح وحشت ہو جایا کرتی ہے لہٰذا اگر ان میں سے کوئی جانور تم پر غالب آجائے تو ایسا ہی کیا کرو"۔[1]

مقام جِعرانہ میں اقامت اور تقسیم مالِ غنیمت ذوالحلیفہ سے روانہ ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جِعرانہ میں قیام فرمایا اور اسی مقام پر آپؐ نے جنگِ حنین میں حاصِل کیا ہوا مالِ غنیمت تقسیم کیا (مالِ خمس میں سے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ لوگوں کو مال دیا اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا۔ جن کو نہیں دیا وہ خفا ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جن کی کجی اور بے صبری کا مجھے اندیشہ ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کو اُس خیر اور غنیٰ کے حوالہ کر دیتا ہوں جو خیر و غنیٰ اللہ نے اُن کے دلوں میں پیدا کر دی ہے، ان ہی لوگوں میں عمرو بن تغلِبؓ بھی ہیں"۔ حضرت عمرو بن تغلِبؓ کہتے ہیں کہ میں نہیں چاہتا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس بات کے عوض مجھے سُرخ اونٹ ملیں۔[2]

حضرت صفوان بن اُمیّہؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سَو اونٹ دئے۔ پھر سَو اونٹ دئے۔ پھر سَو اونٹ دئے۔ وہ کہتے ہیں اللہ کی قسم آپؐ نے مجھے جو کچھ دیا وہ (خوب) دیا، مجھے آپؐ سے سب سے زیادہ بغض تھا، اس کے بعد مجھے آپؐ سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔[3]

غرض یہ کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قریش کے آدمیوں میں سے ہر ایک کو سَو سَو اُونٹ دئے۔ ایک منافق نے کہا واللہ اس تقسیم میں انصاف نہیں کیا گیا اور نہ اللہ کی رضا طلب کی گئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس بات کی خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا "اگر اللہ اور رسُولؐ انصاف نہیں کریں گے تو پھر کون کرے گا۔ اللہ موسیٰؑ پر رحم فرمائے ان کو اس سے زیادہ تکلیف پہنچائی گئی پھر بھی انہوں نے صبر کیا"۔[4]

انصار میں سے بعض کم عقل نوعمر لڑکوں نے کہا اللہ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو معاف فرمائے آپؐ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں، اللہ کی قسم یہ تو عجیب بات ہے، ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور ہماری غنیمتیں ان کو لوٹائی جا رہی ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات کی خبر پہنچی۔ آپؐ نے انصار کو بُلایا اور اُن کو چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا۔ جب وہ سب جمع ہو گئے تو آپؐ تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا "تمہارے علاوہ اور کوئی تو (یہاں) نہیں ہے؟" انصار نے کہا "ہمارا ایک بھانجہ ہے اور کوئی نہیں ہے"۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب التسمیۃ عن رافع بن خدیجؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما کان النبیؐ یعطی المؤلفۃ قلوبہم عن عمرو بن تغلبؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ما سئل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قط فقال لا عن صفوان رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف وکتاب فرض الخمس باب کان النبیؐ یعطی المؤلفۃ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبہم عن ابن مسعودؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بھانجہ قوم ہی میں شمار ہوتا ہے"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے؟" انصار میں جو بڑے بڑے سمجھدار لوگ تھے اُنہوں نے کہا اور وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے کہ ہم میں سے اہلِ عقل لوگوں نے یہ بات نہیں کہی ہے۔ ہاں چند نوعمر (ناسمجھ) لڑکوں نے یہ بات کہی ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا، پھر اللہ نے میرے ذریعہ تمہیں ہدایت دی۔ تم متفرق تھے، اللہ نے میرے ذریعہ تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی۔ تم مفلس تھے، اللہ نے میرے ذریعہ تمہیں غنی کر دیا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہر بات پر انصارؓ یہ جواب دے رہے تھے "اللہ اور اُس کے رسُولؐ کا بہت بڑا احسان ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں کونسی چیز روکتی ہے کہ تم اللہ کے رسُولؐ کو جواب دو" لیکن وہ ہر بات کے جواب میں یہی کہتے رہے "اللہ اور اُس کے رسُولؐ کا بہت بڑا احسان ہے"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اگر تم چاہو تو تم بھی کہہ سکتے ہو" (کہ ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ احسان کیا، انصار نے پھر بھی کوئی جواب نہیں دیا تو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں ایسے لوگوں کو (مال وغیرہا) دیتا ہوں جن کا کفر کا زمانہ قریب ہوتا ہے۔ یہ لوگ مصیبت میں ہوتے ہیں، میں ان کی حالت کی اصلاح چاہتا ہوں اور اُن کی تالیفِ قلوب کرتا ہوں، کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ مال و دولت، بکریاں، اونٹ اور دُنیا لیکر جائیں اور تم اللہ کے رسُولؐ کو اپنے گھر لے کر جاؤ، اللہ کی قسم جو چیز تم لیکر جارہے ہو وہ اُس سے بہتر ہے جو وہ لیکر جارہے ہیں۔ اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ہوتا، اگر انصار ایک وادی میں چلیں اور باقی تمام دُنیا دوسری وادی میں چلے تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا۔ انصار استر ہیں اور باقی لوگ ابرا ہیں یعنی استر کی طرح میرے جسم سے قریب تر انصار ہی ہیں" (ظاہری شان کے لحاظ سے ابرا اگرچہ اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن قُربِ استر ہی کو حاصِل ہوتا ہے) انصار نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ ہم راضی ہیں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ حوض (کوثر) پر اللہ اور رسُولؐ سے مُلاقات کرو"۔[1]

حضرت عمرؓ کی نذر ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقام جعرانہ ہی میں تھے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں نے اَیامِ جاہلیّت میں ایک دن اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی، وہ مجھ پر باقی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے پُورا کرو"۔[2]

حضرت بلالؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ کو بشارت اسی مقام پر ایک دیہاتی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور کہنے لگا "جو وعدہ آپؐ نے کیا تھا اُسے پُورا کیوں نہیں کرتے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بشارت قبول کرو"۔ اُس نے کہا "بشارت تو آپؐ دے چکے (کچھ مال دلوائیے)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو غصّہ آگیا، آپ حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت بلالؓ کی طرف متوجّہ ہوئے اور ان دونوں سے فرمایا "اس شخص نے بشارت کو قبول نہیں کیا، تم اسے قبول کرلو"۔ ان دونوں نے کہا "ہم نے قبول کی"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پانی کا

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما کان النبیؐ یعطی المؤلّفۃ قلوبہم عن النسؓ وکتاب المناقب باب مناقبِ انصارؓ وکتاب المغازی باب غزوۃ الطائف وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلّفۃ قلوبہم (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما کان النبیؐ یعطی المؤلّفۃ قلوبہم وصحیح مسلم کتاب الایمان باب نذر الکافر عن ابن عمرؓ۔

ایک پیالہ منگایا۔ پھر آپؐ نے اس میں اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، کُلّی کی اور مُنہ دھویا۔ اس کے بعد فرمایا "تم دونوں اسے پی لو، اپنے چہروں اور ہنسلیوں پر مَل لو اور خوش خبری حاصِل کرو۔" اُن دونوں نے وہ قدح لے لیا اور آپؐ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے پردہ کے پیچھے سے کہا "اپنی والدہ کیلئے بھی بچا دو۔" یہ سُن کر انہوں نے حضرت اُمِّ سلمہؓ زوجۂ مطہرہ کیلئے کچھ پانی اس میں چھوڑ دیا[1]

قبیلۂ ہوازِن کا قبولِ اسلام اسی اثناء میں قبیلۂ ہوازن کے لوگ مُسلم ہو گئے۔ مقام جعرانہ ہی میں وہ لوگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ جب وہ آئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہو گئے۔ اُنہوں نے اپنے مال اور قیدی واپس کرنے کی درخواست کی (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مال اور قیدی سب کچھ تقسیم کر چکے تھے اور اب وہ لوگوں کی ملکیت تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِس سلسلہ میں مسلمین سے گفتگو کی۔ مسلمین اس بات پر راضی ہو گئے کہ قیدی یا مال دونوں میں سے ایک کو واپس کر دیں گے۔ اس کے بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلۂ ہوازن کے لوگوں سے فرمایا "میرے ساتھ جو لوگ ہیں اُن کو تم دیکھ رہے ہو (مال اور قیدی ان کی ملکیت میں جا چکے ہیں) طائف سے آنے کے بعد میں نے تمہارا کئی دن انتظار کیا (جب تم نے مُسلم ہو کر آنے میں دیر کی تو میں نے مال اور قیدی تقسیم کر دئے) بہرحال میرے ساتھی مال یا قیدی دونوں میں سے ایک چیز کو واپس کرنے پر راضی ہو گئے ہیں۔" (اب تم بھی ایک چیز کو پسند کر لو، مال یا قیدی) جب انہوں نے دیکھا کہ آپؐ صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے تو اُنہوں نے کہا "ہم اپنے قیدی واپس لینا چاہتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمین میں کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا اللہ کی ایسی تعریف کی جو اس کی شان کے لائق ہے، پھر فرمایا "امّا بعد، یہ تمہارے بھائی توبہ کر کے (یعنی اسلام قبول کر کے) تمہارے پاس آئے ہیں، میری رائے ہے کہ میں ان کے قیدی ان کو واپس کر دوں، پس جو شخص خوشی سے (بغیر معاوضہ) اپنا قیدی چھوڑ دے وہ ایسا کرے اور جو شخص اُس مالِ فَے میں سے جو سب سے پہلے اللہ ہمیں عطاء فرمائے اس کا بدلہ لینا چاہے تو وہ اس شرط پر اپنا قیدی چھوڑ دے۔" سب نے کہا "ہم بخوشی (بغیر معاوضہ کے) قیدی چھوڑتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی، لہٰذا تم لوگ چلے جاؤ، پھر تمہارے سردار تمہاری مرضی سے مجھے مطّلع کریں۔" لوگ چلے گئے، پھر ان کے سرداروں نے ان سے گفتگو کی، انہوں نے رضامندی کا اظہار کیا۔ سرداروں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ سب بطیبِ خاطر اپنے قیدی چھوڑنے پر رضامند ہیں[2] (یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمام قیدی چھوڑ دئے)

حضرت عمرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت لیکر مسجدِ حرام میں اعتکاف کرنے کیلئے چلے گئے تھے، اُنہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خُمس میں سے ایک لڑکی دی تھی، جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمام قیدی آزاد کر دئے تو وہ (خوشی میں چلّا چلّا کر) یہ کہہ رہے تھے "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں آزاد کر دیا" یہ آوازیں حضرت عمرؓ کے کان تک پہنچیں، اُنہوں نے پوچھا "یہ کیسا شور و غل ہے؟" لوگوں نے کہا "رسُولُ اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الطّائف عن ابی موسیٰؓ و صحیح مسلم باب فضائل ابی موسیٰؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ باب اذا وہب شیئًا لوکیل عن مسورؓ و مروان وکتاب العتق وکتابُ الہبۃ وکتاب فرض الخمس وکتاب المغازی باب غزوۃ حنین۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمام قیدی آزاد کر دئے (یہ وہی قیدی ہیں جو خوشی میں چلّا رہے ہیں) "حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے سے کہا "اے عبداللہ جاؤ اور اُس لڑکی کو آزاد کر دو[1] (جو مجھے خمس میں سے ملی تھی)"

عمرہ کے متعلّق سوال | ابھی آپؐ جعرانہ ہی میں مقیم تھے (دھوپ کی وجہ سے) آپؐ پر کپڑے کا سایہ کر دیا گیا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا، اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اُس شخص کے متعلّق آپؐ کیا فرماتے ہیں جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور اُس سے خوشبو مہک رہی ہو"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہو گئے۔ آپؐ پر وحی نازل ہونی شروع ہو گئی، آپؐ کا چہرہ سُرخ ہو گیا، سانس تیزی سے آنے لگا، کچھ دیر بعد یہ کیفیت جاتی رہی۔ آپؐ نے فرمایا "عمرہ کے متعلّق سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟" لوگوں نے اُسے آپؐ کے سامنے پیش کیا، آپؐ نے فرمایا جو خوشبو تمہارے بدن میں لگی ہوئی ہو اُسے تین مرتبہ دھو ڈالو اور وہ (خوشبودار) جُبّہ اتار دو اور پھر وہی کرو جو حج میں کرتے ہو[2]۔

عمرہ کے لئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روانگی | کافی دن تک مقام جعرانہ میں قیام کرنے کے بعد ذوالقعدہ کے مہینہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عمرہ کرنے کیلئے (مکّہ معظّمہ) روانہ ہو گئے[3]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حِلم | راستہ میں کچھ دیہاتیوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گھیر لیا اور آپؐ سے کچھ مانگنے لگے۔ مانگتے مانگتے وہ آپؐ کو ببول کے ایک درخت کے نیچے لے گئے۔ ببول (کے کانٹوں) میں آپؐ کی چادر اُلجھ گئی، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور فرمایا میری چادر مجھے دیدو۔ اگر ان درختوں (کی تعداد) کے برابر بھی بکریاں میرے پاس ہوتیں تو میں اُن کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا، تم مجھے بخیل نہ پاؤ گے، نہ جھوٹا، نہ بزدل[4]۔

(فاتح اور حکمراں ہوتے ہوئے یہ حِلم اپنی نظیر آپ ہے۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم)

مدینہ منوّرہ واپسی | عمرہ کرنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس مدینہ منوّرہ تشریف لے آئے۔

متفرّق واقعات

حضرت عمرو بن سلمہؓ کا قبولِ اسلام | حضرت عمرو بن سلمہؓ کہتے ہیں "ہم لوگوں کی گذرگاہ پر رہا کرتے تھے۔ ہماری بستی کے پاس سے مسافروں کے قافلے گذرا کرتے تھے، ہم ان سے پوچھتے رہتے تھے کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ اُس شخص کا (جس نے نبوّت کا دعوٰی کیا ہے) کیا حال ہے؟ مسافر ہم سے بیان کرتے کہ وہ شخص یہ دعوٰی کرتا ہے کہ اُس کو اللہ نے رسُولؐ بنا کر بھیجا ہے، اُس کی طرف وحی آتی ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ کلام اللہ نے اُس کی طرف بذریعہ وحی نازل فرمایا ہے۔ عمرو بن سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں وحی کے کلمات اُن سے سُن کر حفظ کر لیا کرتا تھا اور وہ میرے سینہ میں محفوظ ہو جاتے تھے۔ عرب کے تمام لوگ اپنے اسلام کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس و صحیح مسلم کتابُ الایمان باب نذر الکافر عن عبداللہ بن عمرؓ (صحیح مسلم میں ایک لڑکی کا ذکر ہے) [2] صحیح بخاری کتابُ الحج باب غسل الخلوق عن یعلیٰؓ و کتابُ المغازی باب غزوۃ الطائف و صحیح مسلم باب ما یباح للمحرم۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الحج ابواب العمرۃ عن انسؓ و براءؓ و صحیح مسلم کتابُ الحج باب بیان عدد عمر عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الشجاعۃ فی الحرب عن جبیرؓ۔

کی فتح کے منتظر تھے۔ وہ کہتے تھے کہ اس کو اور اس کی قوم کو چھوڑ دو، اگر وہ اپنی قوم پر غالب آگیا تو وہ سچّا نبی ہے الغرض جب مکّہ فتح ہوگیا تو پھر تمام قومیں جلدی جلدی اسلام قبول کرنے لگیں۔ حضرت عمرو بن سلمہؓ کہتے ہیں کہ ہماری قوم میں سب سے پہلے میرے والد اسلام لائے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد جب وہ اپنی قوم کے پاس آئے تو کہنے لگے "اللہ کی قسم میں سچّے نبیؐ کے پاس سے آیا ہوں۔ اُس نے کہا ہے کہ فلاں وقت اس طریقہ سے اتنی (رکعت) نماز پڑھو، جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جس کو تم میں سب سے زیادہ قرآن یاد ہو وہ امامت کرے" (وہ سب مسلم ہوگئے) اُنہوں نے دیکھا تو پوری قوم میں مجھ سے زیادہ قرآن جاننے والا انہیں کوئی نہیں ملا کیونکہ میں قافلہ والوں سے قرآن سیکھتا رہتا تھا اِس لئے اُنہوں نے مجھے ہی آگے کر دیا (یعنی امام بنالیا) حالانکہ میں اُس وقت چھ سات سال کا بچّہ ہی تھا۔ میرے پاس صرف ایک (چھوٹی سی) چادر تھی، جب میں سجدہ کرتا تو ستر کھُل جاتا۔ قبیلہ کی ایک عورت نے کہا کہ تم اپنے قاری کا ستر کیوں نہیں ڈھانکتے، اُنہوں نے کپڑا خریدا اور میرے لئے ایک قمیص بنائی۔ مجھے اس قمیص سے زیادہ خوشی کسی بات سے نہیں ہوئی۔[1]

یمن پر فوج کشی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ کی امارت میں ایک لشکر (یمن کی طرف) روانہ کیا، کچھ عرصہ بعد آپؐ نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا (تاکہ حضرت خالدؓ اور اُن کے ساتھی جو کافی عرصہ سے جہاد میں تھے اپنے گھر آسکیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو روانہ کرتے وقت ہدایت کی کہ خالدؓ کے ساتھیوں میں سے جو تمہارے ساتھ جانا چاہے چلا جائے اور جو مدینہ واپس آنا چاہے واپس آجائے، حضرت براءؓ کہتے ہیں "میں علیؓ کے ساتھ چلا گیا اور کئی اوقیہ (چاندی) میرے حصّہ میں آئی"۔[2]

(نوٹ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجاہدین باری باری جہاد میں جایا کرتے تھے)

حضرت خالدؓ ایک اور جہاد میں ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اور لشکر روانہ کیا۔ اور اس پر حضرت خالدؓ کو سپہ سالار مقرر کیا (مؤمنین کی فتح ہوئی اور) بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو بھیجا کہ جاکر خُمس کو اپنی تحویل میں لے لیں (اور تقسیم کر دیں) حضرت بریدہؓ کہتے ہیں "مجھے علیؓ سے بغض تھا (جب اُنہوں نے خمس میں سے ایک لونڈی لے لی پھر) وہ نہا کر آئے تو میں نے خالدؓ سے کہا آپ نے ان کو دیکھا (انہوں نے اپنے حصّہ سے زائد لے لیا)" حضرت بریدہؓ کہتے ہیں پھر جب ہم مدینہ منوّرہ پہنچے تو میں نے اس کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے بُریدہؓ کیا تم علیؓ سے بغض رکھتے ہو؟" میں نے کہا "ہاں" آپؐ نے فرمایا "اُن سے بغض مت رکھو کیونکہ خمس میں ان کا اس سے بھی زیادہ حصّہ ہے"۔[3]

تہجّد کا ایک واقعہ حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ کہتے ہیں "ایک رات کو میں اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے ہاں رہا۔ مَیں بستر کے عرض میں لیٹ گیا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کی زوجہ مطہّرہؓ اس کے طول میں لیٹ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سو گئے، پھر تقریباً نصف شب کے بعد آپؐ جاگے۔ آپؐ نے نیند دور کرنے کیلئے اپنے دونوں

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوہ فتح مکہ عن عمرو بن سلمہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب بعث علی ابن ابی طالبؓ عن براءؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ عن بریدہؓ (اس واقعہ کے بعد حضرت بریدہؓ حضرت علیؓ سے محبت کرنے لگے۔ مسند احمد)

ہاتھوں کو چہرہ پر ملا پھر سورۂ آلِ عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں۔ پھر ایک مشک سے جو لٹکی ہوئی تھی آپؐ نے وضو کیا اور بہت اچھا وضو کیا، پھر آپؐ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے، میں نے بھی وہی کیا جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا تھا۔ پھر میں آپؐ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپؐ نے میرے سر پر اپنا سیدھا ہاتھ رکھا اور میرے سیدھے کان کو ملتے ہوئے مجھے اپنی داہنی جانب کر لیا، پھر آپؐ نے دو[1] رکعتیں پڑھیں، پھر دو[2] رکعتیں پڑھیں، پھر دو[3] رکعتیں، پھر دو[4] رکعتیں پڑھیں، پھر دو[5] رکعتیں پڑھیں، پھر دو[6] رکعتیں پڑھیں، پھر وتر پڑھا، پھر آپؐ لیٹ گئے۔ پھر جب مؤذن نے اذان دی تو اذان کے بعد دو ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر آپؐ باہر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی"[1]

نیک کام میں سفارش ایک دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا "مؤمن مؤمن کے لئے عمارت کے مانند ہے کہ اس کا ایک حصّہ دوسرے حصّہ کو مضبوط رکھتا ہے"۔ پھر آپؐ نے اپنے داہنے ہاتھ کی اُنگلیاں بائیں ہاتھ کی اُنگلیوں میں داخل کیں (یعنی جس طرح اُنگلیاں ایک دوسرے کی قوّت کا باعث ہیں اسی طرح مؤمن ایک دوسرے کی قوّت کا باعث ہیں) اتنے میں ایک شخص آیا اور اُس نے کچھ سوال کیا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ کی طرف رُخ کر کے فرمایا "سفارش کرو تمہیں بھی اجر ملیگا اور اللہ تو اپنے نبیؐ کی زبان پر جو چاہے گا جاری کر ہی دے گا"[2]

خندہ پیشانی سے ملنا ایک دن ایک شخص نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حاضر ہونے کی اجازت مانگی آپؐ نے اس کو اجازت دی اور (حضرت عائشہؓ سے) فرمایا "یہ شخص اپنے قبیلہ میں بدترین آدمی ہے"۔ پھر وہ شخص آیا اور بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس سے خندہ پیشانی اور بڑے تپاک سے ملے۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ صدّیقہ مطہّرہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، جب آپؐ نے اس شخص کو دیکھا تھا تو ایسا ایسا فرمایا اور جب وہ آیا تو آپؐ اُس کے ساتھ خندہ پیشانی اور کُشادہ روئی سے ملے"۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عائشہؓ تم نے مجھے بدکلامی کرتے کب دیکھا ہے؟ (یعنی میں تو ہمیشہ سب سے خندہ پیشانی ہی سے ملتا ہوں) اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بدتر وہ شخص ہوگا جس کے شر سے بچنے کیلئے لوگ اس سے ملنا ترک کر دیں[3]" (یعنی بُرے شخص سے بھی بدخُلقی سے پیش نہ آئے۔ بدخُلقی سے پیش آنے والا بدترین انسان ہے اور اسی لئے آپؐ نے پہلے اس کی برائی بیان کی تاکہ لوگ جان لیں کہ آپؐ شریر انسان سے بھی خوش خُلقی سے پیش آتے تھے اور آپؐ کی اتّباع میں وہ بھی ایسا ہی کریں)

غصّہ دور کرنے کی دُعا ایک دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا کہ دو آدمی لڑ رہے ہیں۔ اُن میں سے ایک شخص کو بہت غصّہ آگیا حتّٰی کہ اُس کے چہرہ کی حالت بدل گئی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں ایک کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ اُسے کہہ لے تو اس کا غصّہ ٹھنڈا ہو جائے" (یعنی اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم) ایک شخص اُس کے پاس گیا اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس بات کی خبر اسے دیکر کہا اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم پڑھ لو۔ اُس نے کہا "کیا تم مجھ میں کوئی خرابی دیکھتے ہو؟ کیا میں دیوانہ ہوں؟ یہاں سے چلے جاؤ[4]" (غالباً یہ شخص منافق تھا)

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ آلِ عمران عن ابنِ عبّاسؓ و صحیح مسلم باب الدّعاء فی صلوٰۃ اللیل وقیامہ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الادب باب تعاون المؤمنین عن ابی موسیٰؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم فاحشا عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب مداراۃ من یتقی فحشہ۔
[4] صحیح بخاری کتاب الادب ما ینہٰی من السّباب عن سلیمان بن صُردؓ و صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل من یملک نفسہ۔

وقار کی ہدایت ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ اتنے میں آپؐ کو دوڑنے بھاگنے کی آواز آئی۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا "یہ تمہاری کیا حالت تھی؟" لوگوں نے کہا ہم نماز کے لئے جلدی جلدی دوڑتے ہوئے آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسا نہ کیا کرو۔ جب نماز کی اقامت ہو جائے تو دوڑتے ہوئے نہ آیا کرو بلکہ (آہستہ) چلتے ہوئے آیا کرو۔ سکون و اطمینان اور وقار کو اپنے اوپر لازم کر لو جتنی نماز ملے پڑھ لو اور جو رہ جائے اُسے (بعد میں) پورا کر لو"[1]

غلام کو طمانچہ مارو تو آزاد کر دو حضرت سُوَید بن مُقرِنؓ کہتے ہیں ہم سات بھائی تھے۔ ہم میں سے سب سے چھوٹے بھائی نے اپنے غلام کو ایک طمانچہ مار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا "اسے آزاد کر دو" انہوں نے عرض کیا "ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی غلام نہیں ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا فی الحال اس سے خدمت لیتے رہو، جب اس کی ضرورت نہ رہے تو آزاد کر دو"[2]

(اس کے کچھ عرصہ بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قانوناً اس حکم کو نافذ کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا "جو شخص اپنے غلام کو طمانچہ مارے یا کسی اور طرح مارے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اُسے آزاد کر دے"[3]

ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت ابو مسعودؓ انصاری اپنے غلام کو کوڑے مار رہے تھے، اتنے میں انہوں نے پیچھے سے ایک آواز سُنی "اے ابو مسعودؓ جان لو"۔ حضرت ابو مسعودؓ غصّہ میں تھے اس لئے آواز کو پہچان نہ سکے پھر ان کے قریب سے آواز آئی کہ "اے ابو مسعودؓ اس بات کو جان لو کہ اللہ تم پر زیادہ قدرت رکھتا ہے بہ نسبت اس قدرت کے جو تم اس غلام پر رکھتے ہو"۔ انہوں نے مُڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں، آپؐ کی ہیبت سے کوڑا اُن کے ہاتھ سے گر پڑا، انہوں نے عرض کیا "میں اب کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔ اے اللہ کے رسولؐ، یہ غلام اللہ کے لئے آزاد ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنّم کی آگ تمہیں جلا دیتی"۔[4]

ہجرت مشکل چیز ہے ایک دن ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے متعلّق دریافت کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم پر افسوس ہے، ہجرت تو بہت مشکل کام ہے، کیا تمہارے پاس اُونٹ ہیں؟" اُس نے کہا "ہاں (میرے پاس اونٹ ہیں)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم انکی زکوٰۃ دیتے ہو؟" اس نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم اُن کا دودھ بھی خیرات کرتے ہو؟" اُس نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم پانی پلانے کے دن دودھ دوہتے ہو (اور فقراء کو پلاتے ہو)" اُس نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر سمندر پار رہ کر عمل کرتے رہو، اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی ضائع نہیں کرے گا"۔[5]

حضرت مقدادؓ کی بھوک کا ایک واقعہ حضرت مقدادؓ کہتے ہیں "میں اور میرے دو ساتھی (مدینہ منوّرہ) آئے (بھوک کی) تکلیف سے ہمارے کانوں اور آنکھوں کی قوّت جاتی رہی۔ ہم نے اپنے کو بعض اصحاب پر پیش کیا

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب اتیان الصلاۃ بوقار عن ابی قتادہؓ و ابی ہریرہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المماليک عن سویدؓ
[3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المماليک عن ابن عمرؓ [4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المماليک عن ابی مسعودؓ
[5] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المبایعۃ بعد فتح مکۃ عن ابی سعیدؓ و صحیح بخاری باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)

لیکن کسی نے ہمیں قبول نہیں کیا (یعنی کسی کے پاس کچھ نہ تھا) بالآخر ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ ہمیں اپنے گھر لے گئے، وہاں تین بکریاں بندھی ہوئی تھیں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" ان کا دودھ نکالو ہم تم سب ہی پئیں گے "حضرت مقدادؓ اور اُن کے ساتھیوں نے ایسا ہی کیا، پھر وہ روزانہ ان کا دودھ نکالتے، اپنا حصّہ پی لیتے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حصّہ اُٹھا کر رکھ دیتے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کافی رات گذرنے کے بعد تشریف لاتے اور ایسی آواز سے سَلام کرتے جس سے سونے والا نہ جاگے اور جاگنے والا سُن لے، پھر آپؐ مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھتے، پھر اپنے دودھ کے پاس آتے اور اُسے پی لیا کرتے۔ حضرت مقدادؓ کہتے ہیں" ایک رات کو شیطان میرے پاس آیا، میں اپنا حصّہ پی چکا تھا، شیطان نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو انصار کے پاس جاتے ہیں، وہ آپؐ کو تحفے دیتے ہیں (اور جس چیز کی آپؐ کو ضرورت ہوتی ہے وہ آپؐ کو مل جاتی ہے) آپؐ کو اس ایک گھونٹ (دودھ) کی کیا ضرورت ہے۔" حضرت مقدادؓ کہتے ہیں "میں دودھ کے پاس آیا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حصّہ کا دودھ پی گیا۔ جب وہ دودھ پیٹ میں چلا گیا اور دودھ کے دستیاب ہونے کا کہیں سے کوئی امکان باقی نہ رہا تو شیطان نے مجھے ندامت دلائی اور کہا تیری خرابی ہو تو نے یہ کیا کام کیا، تو نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حصّہ پی لیا۔ جب وہ آئیں گے اور اُنہیں دودھ نہیں ملیگا تو تجھے بددُعا دیں گے، تیری دُنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی۔" حضرت مقدادؓ کہتے ہیں اُس وقت میں ایک چادر اُوڑھے ہوئے تھا، جب اُسے پیروں پر ڈالتا تو سر کھُل جاتا اور جب سر ڈھانکتا تو پیر کھُل جاتے میرے ساتھیوں نے وہ کام نہیں کیا تھا جو میں نے کیا تھا لہٰذا وہ (تو بے فکری کی وجہ سے بڑے آرام سے) سو گئے۔ مجھے (فکر و ندامت کی وجہ سے) نیند نہ آئی۔ کچھ دیر بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے، معمول کے مطابق آپؐ نے سَلام کیا پھر مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھی، اس کے بعد دودھ کے پاس آئے اور برتن کھولا۔ برتن میں کچھ نہیں تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ حضرت مقدادؓ کہتے ہیں میں سمجھا کہ بددُعا کریں گے اور میں تباہ ہو جاؤں گا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" الٰہی جو مجھے کھلائے تُو اُسے کھلا اور جو مجھے پلائے تُو اُسے پلا۔" حضرت مقدادؓ نے یہ سُن کر اپنی چادر کو مضبوطی سے باندھا، پھر چُھری لیکر بکریوں کی طرف گئے تاکہ جو اُن میں موٹی تازی ہو اُسے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ذبح کریں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے تھن میں دودھ بھرا ہوا ہے بلکہ تمام بکریوں کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا تھا، اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر والوں کا ایک برتن لیا جس میں دودھ نہیں دوہا جاتا تھا، اُنہوں نے اُس برتن میں دودھ دوہا یہاں تک کہ جھاگ اُوپر تک آگئے۔ وہ دودھ دوہ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے رات کو اپنے حِصّہ کا دودھ نہیں پیا؟" اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ پیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ پی کر باقی دودھ حضرت مقدادؓ کو دیا۔ حضرت مقدادؓ نے عرض کیا "اور پیجئے" آپؐ نے اور پیا، پھر حضرت مقدادؓ کو دیا۔ جب حضرت مقدادؓ کو یقین ہو گیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سیر ہو گئے اور وہ آپؐ کی دُعا کے حقدار ہو گئے تو اُنہیں ہنسی آئی یہاں تک کہ ہنسی کی وجہ سے وہ زمین پر گر پڑے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے مقدادؓ تم نے کوئی بُری بات کی ہے۔" حضرت مقدادؓ نے جو واقعہ گذرا تھا وہ آپؐ کو سُنایا اور پھر عرض کیا "یہ میرا قصور ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ دودھ تو اللہ کی رحمت تھی، تم نے

مجھے پہلے کیوں نہ بتایا، ہم اپنے ساتھیوں کو جگاتے وہ بھی پی لیتے۔" حضرت مقدادؓ نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جب آپؐ نے اور میں نے رحمت حاصل کرلی تو اب مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ دوسرا اسے حاصل کرے یا نہ کرے۔"[1]

رشتہ داروں کی بدسلوکی کی شکایت ایک دن ایک شخص نے آکر کہا "اے اللہ کے رسولؐ میرے کچھ رشتہ دار ہیں جن کے ساتھ میں صلۂ رحمی کرتا ہوں لیکن وہ قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں، وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں بُردباری سے کام لیتا ہوں، وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر واقعی تم ایسا کر رہے ہو جیسا کہ تم نے بیان کیا تو تم اُن کے مُنہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو (ایک نہ ایک دن اُن کی بدزبانی اور بدسلوکی بند ہو جائے گی) اور جب تک تم یہ کام کرتے رہو گے اللہ کی طرف سے تمہارے ساتھ ان کے مقابلہ کیلئے ایک مددگار رہے گا۔"[2]

سفر کا ایک واقعہ ایک سفر میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کہیں تشریف لیجا رہے تھے۔ راستہ میں آپؐ نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، بعض لوگ اپنا خیمہ درست کرنے لگے، بعض تیر مارنے لگے اور بعض اپنے جانوروں کے پاس بیٹھے رہے۔ اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے منادی نے آواز دی کہ نماز تیار ہے (یعنی اذان دی گئی)۔ سب آپؐ کے پاس جمع ہو گئے، آپؐ نے فرمایا "مجھ سے پہلے جو نبی بھی گذرا ہے اُس پر لازم تھا کہ اپنی اُمّت کو اپنے علم کے مطابق خیر کی تعلیم دے اور جو چیز اس کی نظر میں اُن کے لئے بُری ہے اُس سے ڈرائے۔ تمہاری اُمّت کی عافیت اس کے ابتدائی حصّہ میں ہے اور اس کے اخیر میں مصائب ہیں۔ ایسے امور پیش آئیں گے جو تمہیں ناگوار گذریں گے اور ایسا فتنہ پیدا ہوگا کہ اُمّت کا ایک گروہ دوسرے کو کمزور کر دے گا۔ جب کوئی فتنہ آئے گا تو مؤمن یہ کہے گا کہ یہ ضرور میری تباہی لیکر آیا ہے، پھر وہ فتنہ جاتا رہے گا، پھر اس کے بعد کوئی مصیبت آئیگی تو مؤمن کہیگا یہ ضرور میری ہلاکت لیکر آئی ہے۔ جو شخص آگ سے دور رہنا اور جنّت میں داخل ہونا چاہے تو اُس کو اِس حالت میں موت آنی چاہیئے کہ وہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کیلئے وہی پسند کرتا ہو جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اگر کسی نے امام کی بیعت کرلی ہو اور اُسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ اور اُس کو اپنے دل کا ثمرہ دے چکا ہو تو بقدر امکان اس کی اطاعت کرے اور (اے مؤمنو!) اگر کوئی دوسرا امام اس کے مقابل کھڑا ہو تو اُس کی گردن مار دو۔"[3]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک خطبہ ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ دیا خطبہ میں آپؐ نے سُنّتوں کا بیان کیا اور نماز کا طریقہ سکھایا، آپؐ نے فرمایا "جب تم نماز پڑھو تو صفیں سیدھی کیا کرو۔ پھر تم میں سے ایک شخص تمہاری امامت کرے، جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو، جب وہ قرأت کرے تو خاموش رہو، اللہ تم سے محبّت کرے گا۔ جب وہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے تو تم بھی اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرو۔ امام تم سے پہلے رکوع میں جائے اور تم سے پہلے سر اُٹھائے، پہلے سر اُٹھانا پہلے رکوع میں جانے کا بدلہ ہو جائے گا (یعنی تم اگر بعد میں رکوع میں جاؤ گے تو سر بھی بعد میں اُٹھاؤ گے، لہٰذا امام کا اور تمہارا رکوع برابر ہو جائے گا) پھر جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف عن مقدادؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب البرّ والصّلۃ والآداب باب صلۃ الرحم عن ابی ہریرۃ رضؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء الاوّل فالاوّل عن عبد اللہ بن عمرو رضؓ۔

کہے تو تم اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو، اللہ تمہاری حمد سُنے گا، کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی زبان سے یہ کہلوایا ہے کہ جو شخص اللہ کی حمد کرتا ہے اللہ اُس کی حمد کو سُن لیتا ہے۔ اور جب وہ اللہ اکبر کہکر سجدہ کرے تو تم بھی اللہ اکبر کہکر سجدہ کرو۔ امام تم سے پہلے سجدہ کرے گا پھر تم سے پہلے سر اٹھالیگا یہ برابر سرابر ہوجائے گا۔ پھر جب تم میں کوئی بیٹھے تو سب سے پہلے یہ پڑھے اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" [1]

حدیث جبریلؑ ایک دن کا ذکر ہے کہ صحابۂ کرامؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص نمودار ہوا، اس کے کپڑے بہت زیادہ سفید تھے، بال بہت زیادہ کالے تھے، سفر کا اس پر کوئی نشان نہیں تھا۔ صحابۂ کرامؓ میں سے کوئی اُسے نہ پہچانتا تھا، وہ آیا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زانوؤں سے اپنے زانو مِلا کر بیٹھ گیا۔ اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لئے اور عرض کیا "اے محمدؐ، مجھے بتائیے اسلام کیا ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔" اُس نے کہا "آپؐ سچ فرماتے ہیں۔" صحابہؓ کو تعجّب ہوا کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے۔ اس کے بعد اُس نے کہا "مجھے بتائیے کہ ایمان کیا ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کا، اُس کے فرشتوں کا، اُس کی کتابوں کا، اُس کے رسُولوں کا اور قیامت کا یقین رکھو، تقدیر کی بُرائی بھلائی پر یقین رکھو۔" اُس نے کہا "آپؐ سچ فرماتے ہیں۔" پھر اُس نے پوچھا "احسان کیا ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اِس طرح کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو، اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہوسکے تو یہ سمجھو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔" اُس نے کہا "قیامت کب آئے گی؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ اس بات کو نہیں جانتا" (سائل اور مسئول دونوں برابر ہیں) اُس نے کہا "اچھا قیامت کی علامات ہی بتادیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "علاماتِ قیامت یہ ہیں کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے (یعنی اولاد اپنی ماں کو لونڈی بنالے یا اپنے باپ کی لونڈی کو جو اگرچہ اُن کی ماں ہو اپنی لونڈی سمجھے یا یہ کہ لونڈی زادے مُلک پر قابض ہوجائیں) اور جب برہنہ پا، ننگے بدن والے، بہرے، گونگے (یعنی نااہل لوگ جو نہ بات سمجھ سکیں اور نہ بات سمجھا سکیں) بادشاہ (اور سربراہِ مملکت) بن جائیں، اور جب مویشی چَرانے والے کنگال اُونچی عمارتوں پر فخر کریں، بس یہ اسکی (کچھ) علامتیں ہیں، رہا اس کے آنے کا علم تو یہ ان پانچ باتوں میں سے ہے جن کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں ہے۔" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ج وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ ج وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ

بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کو ہے، وہی بارش نازل کرتا ہے (اور وہی اس کے وقت کو جانتا ہے) وہی جانتا ہے کہ رحمِ مادر میں کیا ہے، کسی کو نہیں معلوم کہ کل وہ کیا

---

[1] صحیح مسلم باب التشہد فی الصلوٰۃ عن ابی موسیٰ رضؓ۔

بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝ (لقمٰن ۳۴) کرے گا اور کسی کو نہیں معلوم کہ کس زمین پر اُس کو موت آئے گی، بے شک اللہ ہی جاننے والا، خبر رکھنے والا ہے۔

اس کے بعد وہ آدمی پیٹھ پھیر کر چلا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس کو واپس بلا کر لاؤ، لوگ اس کو بُلانے کیلئے روانہ ہوئے لیکن اُنہیں کچھ دکھائی نہ دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عمرؓ، تم جانتے ہو یہ کون شخص تھا؟" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اللہ اور اُس کے رسُولؐ کو زیادہ علم ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ جبریلؑ تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے"۔ [1]

اسلام کے ارکانِ خمسہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی امّت کو تعلیم دی کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اللہ کی توحید یعنی اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و کارساز نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسُولؐ ہیں۔ نمازؔ قائم کرنا، زکوٰۃؔ دینا، رمضان کے روزےؔ رکھنا اور حجؔ کرنا۔ [2]

فتحِ مکّہ سے پہلے ایمان لانے والوں کی فضیلت اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب جنگوں کا سلسلہ برابر جاری تھا جنگوں کیلئے روپیہ کی ایک مستقل ضرورت تھی، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ {حدید ۱۰}

تم کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ زمین و آسمان کی وراثت اللہ ہی کیلئے ہے (تم سب کچھ چھوڑ کر جانے والے ہو، چھوڑا ہوا مال تمہارے کچھ کام نہ آئے گا)

لیکن (اے مؤمنو، یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ)

لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ {حدید ۱۰}

تم میں سے جس شخص نے فتح (مکّہ) سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی اور جس نے یہ کام (فتحِ مکّہ کے) بعد کئے دونوں برابر نہیں ہو سکتے، فتح (مکّہ) سے پہلے لڑنے والوں اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے والوں کا بڑا درجہ ہے، ویسے اللہ کا (ان سے اور بعد والوں سے یعنی) سب سے، اچھے اجر کا وعدہ ہے، اور اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ۝ {حدید ۱۱}

کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے، اللہ اس کے بدلہ میں اُس کو کئی گنا دیگا اور اُس کو آخرت میں عزّت والا اجر دیگا۔

صدقات کی مزید ترغیب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ۝ {حدید ۱۸}

بیشک صدقہ دینے والے مَرد اور صدقہ دینے والی عورتیں یعنی وہ لوگ جو اللہ کو قرضِ حسنہ دیتے ہیں ان کیلئے (اللہ کے ہاں) کئی گنا ثواب اور عزّت والا اجر ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابی ہریرہؓ و کتاب الایمان و صحیح مسلم کتاب الایمان عن عمرؓ و ابی ہریرہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الایمان باب دعاءکم ایمانکم و باب سؤالِ جبریلؑ و صحیح مسلم کتاب الایمان عن ابنِ عمرؓ۔

پھر فی سبیل اللہ خرچ نہ کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ {حدید ۲۰ و ۲۱}

جان لو کہ دُنیا کی زندگی محض کھیل، تماشہ، زینت و آرائش، آپس میں فخر و مباہات اور مال اور اولاد میں کثرت کی خواہش ہے، (لیکن ناپائیدار ہے) اس کی مثال ایسی ہے جیسے بارش کہ اس سے کھیتی اُگتی ہے، پھر وہ کسانوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے، پھر وہ زور پر آتی ہے پھر زرد ہو جاتی ہے، پھر چورا چورا ہو جاتی ہے (یعنی ابتدا میں اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن آخر میں تباہ ہو جاتی ہے اور کسان کے کچھ کام نہیں آتی، اِسی طرح دُنیا کی فراوانی اور اس کی حرص اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن آخرت میں کچھ کام نہیں آتی) اور (اے مؤمنو!) آخرت میں عذابِ شدید بھی ہے اور اللہ کی مغفرت اور اس کی رضاء بھی ہے (اور مغفرت اور رضاء جب ہی مِل سکتی ہے جب تم آخرت کا فکر کرو اور اس کیلئے نیکیاں کرو) دُنیا کی زندگی تو محض متاعِ فریب ہے، لہٰذا اپنے ربّ کی مغفرت اور اُس جنّت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کے مثل ہے، وہ جنّت اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لانے والوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ وہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا، فرمائے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

حج کے متعلّق آیاتِ ربّانی کا نزول مکّہ فتح ہو چکا تھا، اب مؤمنین کیلئے وہ وقت آگیا تھا کہ بے خوف و خطر حج کر سکیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حج کے متعلّق مختلف قسم کی ہدایات نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَاۗءَۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ {ع ۲۵}

ہم نے مسجدِ حرام کو وہاں کے رہنے والوں کیلئے بھی اور باہر سے آنے والوں کیلئے بھی یکساں عبادت گاہ بنایا ہے۔ جو شخص یہاں ظلم کے ساتھ کج روی کریگا تو ہم اُس کو دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

حج کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اور وہ وقت یاد کرو)

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـــًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْقَاۗىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ {ع ۲۶ و ۲۷}

جب ہم نے ابراہیمؑ کیلئے کعبہ کو عبادت گاہ مقرر کیا تھا اور اُن سے کہا تھا کہ میرے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کرنا میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے صاف ستھرا رکھنا اور (وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے ابراہیمؑ سے کہا تھا کہ) لوگوں میں حج کا اعلان کرو، لوگ دور دراز علاقوں سے پیدل اور دُبلے دُبلے اُونٹوں پر بیٹھ کر تمہارے پاس جمع ہو جائیں گے۔

پھر حج کے فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ (حج کے موقع پر جمع ہونے کا مقصد یہ ہے کہ) حج کرنے

اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ {حج ۲۸}

والے (دینی ودُنیوی) فائدے حاصِل کریں اور جو مویشی اللہ نے ان کو دئے ہیں ان کو ایامِ مقررہ میں ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیں (تاکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ ہر چیز اللہ ہی کی ہے اور اللہ ہی کے راستہ میں قربان ہونے کے لئے ہے اور اس طرح وہ توحید پہ بھی قائم رہیں اور اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کیلئے بھی تیّار رہیں)

پھر ان قربانی کے جانوروں کے گوشت کے مصرف کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۝ {حج ۲۸}

(اے مؤمنو!) قربانی کے جانوروں کا گوشت تم بھی کھاؤ اور فقیر درماندہ کو بھی کھلاؤ۔

پھر حج کے بعض مسائل کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ {حج ۲۹}

قربانی کے بعد لوگوں کو چاہیئے کہ اپنا میل کُچیل دور کریں، اپنی نذریں پوری کریں اور خانۂ قدیم یعنی کعبہ کا طواف کریں

شِرک کی تردید اور تقوے کی ہدایت پھر شرک کے متعلّق تنبیہ کرتے ہوئے اور شعائر اللہ کے آداب کے سلسلہ میں ہدایت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ {حج ۳۰ تا ۳۲}

یہ (ہمارا حکم ہے، اس کے سُننے کے بعد اب یہ بھی سمجھ لو کہ) جو شخص بھی اللہ کی حُرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے گا تو یہ اُس کے حق میں اُس کے ربّ کے نزدیک بہتر ہے۔ تمہارے لئے تمام مویشیوں کو حلال کر دیا گیا ہے سوائے ان مویشیوں کے جن کی حُرمت کا ذکر کیا جا چکا ہے، بتوں کی گندگی (ان کی نذر و نیاز) سے دور رہو اور جھوٹ بولنے سے احتراز کرو (جو کام بھی کرو) صرف ایک اللہ کی طرف رجوع ہو کر خالِص اسی کیلئے کرو نہ یہ کہ اُس کے ساتھ شرک (کرکے کوئی نیک کام انجام دو) اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر اُسے پرندے اُچک کر لیجائیں یا ہوا کسی دور دراز مقام میں اُڑا کر اُسے پھینک دے (یعنی مشرک کی تباہی یقینی ہے) یہ (ہمارا حکم ہے) اور جو لوگ اللہ کے شعائر کا احترام کریں گے تو اُن کا یہ احترام اُن کے دلوں کے تقوے کا مُظہر ہے (یعنی متّقی لوگ ہی اللہ کے شعائر کا احترام کرتے ہیں)

پھر قربانی کے جانوروں سے فائدہ اُٹھانے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ {حج ۳۳}

قربانی کے جانوروں میں تمہارے لئے ایک وقتِ مقررہ تک کیلئے کچھ فائدے ہیں (فائدے حاصِل کرنے کے بعد) بالآخر ان کو خانۂ قدیم تک پہنچنا ہے (اور پھر ذبح ہونا ہے)

اُونٹوں کو نحر کرنے کا طریقہ پھر اُونٹوں کو نحر کرنے کے طریقہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

قربانی کے اونٹوں کو بھی ہم نے تمہارے لئے شعائر مقرر کیا ہے

لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ {حج ۳۶}

ان میں تمہارے لئے فائدے ہیں (جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے) اُن کو قطار در قطار کھڑا کر کے (نحر کری اور نحر کرتے وقت اللہ کا نام لو، جب وہ پہلو کے بل گر جائیں تو تم خود بھی ان میں سے کھاؤ اور قانع اور سائل کو بھی کھلاؤ، ان کو ہم نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم ہمارا شکر ادا کرو۔

پھر قربانی کے مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ○ {حج ۳۷}

اللہ کے ہاں اِن کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اُس کے ہاں تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے (یعنی ریاء و نمائش کوئی چیز نہیں بلکہ خلوصِ نیّت پیدا کرو) اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے لیے مسخّر کر دیا ہے تاکہ جو ہدایت اللہ نے تمہیں دی ہے اُس کا شُکر ادا کرنے کیلئے (قربانی کرتے وقت بلکہ ہمہ اوقات) اللہ کی بزرگی بیان کرتے رہو اور (اے رسولؐ) آپؐ نیکی کرنے والوں کو خوش خبری سُنا دیجئے (کہ نیکی کا بدلہ اللہ کے ہاں لازوال نعمتیں ہیں)

حج میں عرفات کی حیثیت ایّامِ جاہلیّت میں قریش مقام جَمع (مزدلفہ) میں قیام کرتے تھے اور وہیں سے آگے روانہ ہو جایا کرتے تھے۔ قریش کے علاوہ تمام لوگ عرفات میں قیام کرتے تھے اور وہیں سے اگلے مقام کیلئے روانہ ہو جاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس تخصیص کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا:۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ {بقرہ ۱۹۹} (اے مؤمنو!) تم وہیں سے روانہ ہوا کرو جہاں سے تمام لوگ روانہ ہوتے ہیں[1]

سُنّہ ۹

متفرّق واقعات

جھوٹ کی بُرائی ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں تمہیں وہ گُناہ نہ بتاؤں جو کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے ہیں"۔ صحابہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ ضرور بتائیے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا"۔ آپؐ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے، اِتنا کہنے کے بعد آپؐ سیدھے بیٹھ گئے، پھر فرمایا "جھوٹ بولنا"۔ پھر برابر آپؐ اس کو دوہراتے رہے، یہاں تک کہ صحابہؓ یہ تمنّا کرنے لگے کاش آپؐ خاموش ہو جائیں[2]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حق و باطِل میں تمیز کرنے والے ہیں ایک دن ایسا ہوا کہ رسُول اللہ

[1] صحیح بخاری کتاب الحج باب الوقوف بعرفۃ عن عائشۃ رض۔ [2] صحیح بخاری کتاب الشہادات عن ابی بکرۃ رض۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم سو رہے تھے، کچھ فرشتے آپؐ کے پاس آئے۔ ان میں سے ایک فرشتہ نے کہا یہ سو رہے ہیں، دوسرے نے کہا (ان کی) آنکھ سوتی ہے دل جاگتا رہتا ہے، پھر انہوں نے کہا ان کی کوئی مثال بیان کرو، ان میں سے کسی فرشتہ نے اُسی بات کو دوہرایا کہ یہ سو رہے ہیں (مثال بیان کرنے سے کیا فائدہ) دوسرے فرشتہ نے کہا "آنکھ سوتی ہے، دل جاگتا رہتا ہے"۔ پھر وہ فرشتے کہنے لگے اِن کی مثال اُس شخص جیسی ہے جس نے کوئی مکان تعمیر کیا، پھر اُس میں دعوت کا انتظام کیا اور ایک بُلانے والے کو بھیجدیا (کہ وہ لوگوں کو بُلا کر لائے) پھر جس نے اس بُلانے والے کا کہنا مان لیا تو وہ اس مکان میں پہنچ جائے گا اور وہاں کے کھانے بھی کھائے گا۔ اور جس نے بُلانے والے کا کہنا نہ مانا تو وہ نہ مکان میں داخِل ہوگا اور نہ وہاں کے کھانے کھا سکے گا، پھر ان فرشتوں نے کہا اس تمثیل کی تشریح کرو تاکہ یہ بھی سمجھ لیں۔ ان میں سے کسی نے پھر کہا یہ سو رہے ہیں۔ دوسرے فرشتہ نے کہا اِنکی آنکھ سوتی ہے، دل جاگتا رہتا ہے (لہٰذا یہ سب کچھ سُن رہے ہیں) پھر انہوں نے اس تمثیل کی تشریح کی اور کہا وہ مکان تو جنّت ہے اور بُلانے والے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں، تو جس نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کی اُس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی کی اُس نے یقیناً اللہ کی نافرمانی کی۔ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم (مسلم و کافر) لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں[1] (جو اِن پر ایمان لاتا ہے وہ مسلم ہے اور جو ان پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے)

حضرت سائبؓ کے لئے دُعاء حضرت سائب بن یزیدؓ بچّے تھے۔ ایک دن اُن کی خالہ اُن کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں لے گئیں اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ میرا بھانجہ درد میں مُبتلا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور اُن کیلئے برکت کی دُعاء کی، پھر آپؐ نے وضو کیا، حضرت سائبؓ نے وضو کا بچا ہوا پانی پیا پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پُشتِ مبارک کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور آپؐ کی مُہرِ نبوّت کو دیکھنے لگے جو آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔[2]

حضرت ابوہریرہؓ کا فاقہ ایک دن حضرت ابوہریرہؓ کو سخت بھوک لگی، وہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور اُنہیں قرآن مجید کی ایک آیت سُنائی۔ حضرت عمرؓ گھر کے اندر گئے اور اُن کے آنے کیلئے دروازہ کھول دیا، حضرت ابوہریرہؓ (اندر داخِل ہونے کیلئے) آگے بڑھے تو بھوک کی وجہ سے مُنہ کے بل گر پڑے (حضرت عمرؓ دروازہ کھولکر اندر چلے گئے، انہیں حضرت ابوہریرہؓ کے گرنے کی خبر نہیں ہوئی) کچھ دیر بعد حضرت ابوہریرہؓ کیا دیکھتے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے سرہانے کھڑے ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوہریرہؓ"۔ انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ میں حاضر ہوں اور سعادت حاصِل کرتا ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا اور اُن کی حالت کو پہچان لیا۔ آپؐ اُنہیں اپنے گھر لے گئے اور دودھ کا ایک پیالہ اُنہیں دیکر پینے کا حکم دیا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے دودھ پیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اور پیو، اُنہوں نے اور پیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اور پیو، اُنہوں نے اور پیا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں میرا پیٹ بھر کر پیالا سا ہو گیا، اس کے بعد حضرت ابوہریرہؓ پھر حضرت عمرؓ سے ملے اور اپنی بھوک اور اُن کے پاس آنے کا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنّۃ باب الاقتداء بسُنن رسُولِ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خاتم النبوّۃ عن سائبؓ۔

قصّہ بیان کیا، اس کے بعد اُنہوں نے کہا "اے عمرؓ، پھر میری بھوک کے دور کرنے کے والی وہ بن گئے جو تم سے زیادہ اس کے حق دار ہیں، اور میں نے تمہیں وہ آیت سُنائی تھی حالانکہ تم سے زیادہ میں اُس آیت کو پڑھتا رہتا ہوں (اور خوب سمجھتا ہوں، سُنانا مقصد تھا نہ سمجھنا مقصد تھا بلکہ اپنا فاقہ جتانا مقصد تھا)" حضرت عمرؓ نے کہا "اگر مجھے تمہاری ضیافت نصیب ہوتی تو یہ مجھے سُرخ اُونٹوں سے زیادہ پسندیدہ ہوتی"[1]

سانڈھے کا گوشت ایک دن حضرت خالدؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ اپنی خالہ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہؓ کے ہاں گئے، اُن کیلئے اُن کی بہن حفیدہ نجد سے سانڈھے کا بھُنا ہوا گوشت لائی تھیں۔ حضرت میمونہؓ نے وہ گوشت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے لاکر رکھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عموماً یہ دستور تھا کہ کھانے کی چیز کے متعلّق دریافت فرمالیا کرتے تھے لیکن اِس مرتبہ آپؐ نے (بغیر دریافت کئے) کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ ایک عورت نے کہا "آپؐ سے کہہ تو دو کہ یہ سانڈھے کا گوشت ہے۔" کسی نے آپؐ کو مطلع کیا، آپؐ نے ہاتھ روک لیا۔ حضرت خالدؓ نے پُوچھا "اے اللہ کے رسُولؐ، کیا یہ حرام ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، ہمارے مُلک میں سانڈھا نہیں ہوتا اِس لئے مجھے کچھ کراہت سی محسُوس ہوتی ہے۔" حضرت خالدؓ نے وہ گوشت اپنی طرف کھینچ لیا، وہ کھاتے رہے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دیکھتے رہے[2]

دنیا سے بے رغبتی ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عصر کی نماز پڑھائی، سلام پھیرتے ہی آپؐ بڑی تیزی کے ساتھ اپنی کسی بیوی کے حجرہ میں داخل ہوگئے۔ آپؐ کے اس تیزی کے ساتھ جانے سے لوگ گھبرا گئے، کچھ دیر بعد آپؐ باہر تشریف لائے، آپؐ نے دیکھا کہ لوگوں کو آپؐ کے تیزی کے ساتھ جانے پر تعجّب ہو رہا ہے تو فرمایا "صدقہ میں آیا ہوا سونے کا ایک ٹکڑا مجھے یاد آگیا جو ہمارے پاس رہ گیا تھا، مجھے یہ بات بُری معلوم ہوئی کہ وہ رات کو میرے پاس رہے اور مجھے اپنی طرف متوجّہ کرے، لہٰذا میں نے اُس کو تقسیم کرنیکا حکم دیدیا"[3]

صاحبزادی کا انتقال تقریباً اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی (حضرت اُم کلثومؓ) کا انتقال ہوگیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (دفن کرتے وقت) ان کی قبر پر تشریف فرما تھے اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپؐ نے فرمایا "کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے آج رات کو کمائی نہ کی ہو؟" حضرت ابو طلحہؓ نے عرض کیا "میں ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم قبر میں اُترو"۔ وہ قبر میں اُترے اور اُن کو دفن کیا[4]۔

(نوٹ:۔ کاروبار میں عموماً جھوٹ سچ کا امکان ہوتا ہے لیکن جو کاروبار نہ کرے وہ اس سے محفوظ ہوتا ہے لہٰذا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ چاہا کہ قبر میں اُتر کر اُس کی درستی وغیرہ کرنے والا ایسا آدمی ہو جس نے کم از کم ایک رات تو بغیر لغزش کے گذاری ہو)

تحصیل زکوٰۃ کا ایک واقعہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو زکوٰۃ کی وصولیابی کے لئے عامل بنایا، اُنہوں نے واپس آکر آپؐ کو اطلاع دی کہ تین آدمیوں نے زکوٰۃ نہیں دی۔ ایک ابنِ جمیل، دوسرے خالد

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب قول اللہ تعالیٰ کلوا من طیبات عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب ما کان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لا یاکل حتّٰی یسمّٰی عن خالد بن ولید رض۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب صلی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بالناسِ فذکر حاجۃ عن عقبۃ بن حارث وکتاب الزکوٰۃ۔
[4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یعذب المیّت ببکاء اہلہ علیہ عن انسؓ وباب من یدخل قبر المرأۃ۔

بن ولید، تیسرے عباسؓ بن عبدالمطلب۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابن جمیلؓ اس لئے انکار کرتا ہے کہ وہ فقیر تھا اللہ نے اُسے غنی کر دیا۔ خالدؓ پر تو تم لوگ ظلم کرتے ہو اُنہوں نے اپنی زرہیں اور ہتھیار اللہ کے راستہ میں دے دئے ہیں۔ تیسرے عباسؓ تو وہ اللہ کے رسولؐ کے چچا ہیں اُن کا صدقہ میرے اُوپر ہے اور اس کے مثل اس کے ساتھ اور بھی ہے اور اے عمرؓ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ چچا مثل باپ کے ہوتا ہے۔"[1]

بعض انصار کا مال طلب کرنا انصار میں سے بعض لوگوں نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کچھ مال طلب کیا، آپ نے اُنہیں کچھ مال دیدیا۔ اُنہوں نے پھر سوال کیا، رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اور مال دے دیا اُنہوں نے اور مانگا، رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جس قدر مال آپؐ کے پاس تھا سب دیدیا، پھر آپؐ نے فرمایا "اگر میرے پاس مال ہوگا تو میں اُسے تم لوگوں سے بچا بچا کر نہیں رکھوں گا، مگر جو شخص سوال سے بچے گا، اللہ اُسے (فقر و ذلت سے) بچائے گا اور جو شخص استغناء ظاہر کریگا اللہ اُسے غنی کر دے گا اور جو شخص صبر کریگا اللہ اُسے صابر بنا دے گا اور کسی کو کوئی چیز صبر سے عمدہ اور کشادہ نہیں دی گئی[2] (لہٰذا صبر اور قناعت سے کام لو)"

ابن صیّاد کا دعویٰ نبوّت صاف نے جو صیّاد کا بیٹا تھا اور ابھی لڑکا ہی تھا نبوّت کا دعویٰ کر دیا، ایک دن ایسا ہوا کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور کچھ اور لوگوں کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے۔ اثنائے راہ میں آپؐ نے ابن صیّاد کو بنی مغالہ کے ٹیلوں کے پاس بچّوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا۔ اور بچّے تو بھاگ گئے لیکن ابن صیّاد وہیں بیٹھ گیا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ بات بُری معلوم ہوئی۔ ابن صیّاد اس زمانہ میں قریبُ البلوغ تھا۔ اُسے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آنے کی خبر نہیں ہوئی یہاں تک کہ آپؐ نے اُس پر اپنا ہاتھ مارا۔ آپؐ نے اُس سے فرمایا "تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں؟" ابن صیّاد نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف دیکھا اور کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اُمّیوں کے رسولؐ ہیں"۔ یہ کہکر اُس نے پُوچھا "آپؐ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں"۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کے پاس سے ہٹ گئے اور فرمایا "میں اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں"۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا "تو کیا دیکھتا ہے؟" اُس نے کہا "میں پانی پر ایک تخت دیکھتا ہوں"۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو سمندر میں ابلیس کا تخت دیکھتا ہے"۔ پھر آپؐ نے پوچھا "اور کیا دیکھتا ہے؟" اُس نے کہا "میرے پاس سچّے اور جھوٹے دونوں آتے ہیں"۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تجھ پر بات مشتبہ کر دی گئی ہے، میں اپنے دل میں ایک بات چھپاتا ہوں تو بتا وہ کیا چیز ہے؟" اُس نے کہا "وہ دُخ ہے" رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دور ہو، تو ہرگز اپنی حدّ سے آگے نہیں بڑھ سکتا"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسکی گردن اُڑا دوں"۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر یہ وہی ہے (یعنی دجّال ہے) تو تم اس پر قابو نہیں پا سکتے اور اگر یہ وہ نہیں تو پھر اس کے قتل سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا (کیونکہ بچپن میں دعویٰ نبوّت کی کوئی اہمیّت نہیں)"۔

اس کے بعد ایک دن رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کھجور کے باغ میں گئے جہاں ابن صیّاد رہتا تھا۔ آپؐ

---

[1] ابن جمیل پہلے منافق تھے، بعد میں توبہ کر کے صحیح معنوں میں مؤمن ہو گئے۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ وفی الرقاب عن ابی ہریرہؓ وصحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب تقدیم الزکوٰۃ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الاستعفاف عن ابی سعیدؓ۔

کا خیال تھا کہ اس کی کچھ باتیں سُنیں اور اُسے خبر نہ ہو، آپؐ نے دیکھا کہ وہ چادر اوڑھ کر لیٹا ہوا ہے اور کچھ آواز آرہی ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک کھجور کے تنے کے پیچھے چھپے ہوئے تھے لیکن اُس کی ماں نے آپؐ کو دیکھ لیا، اُس نے کہا "اے صاف، یہ محمدؐ آگئے ہیں"۔ ابنِ صیّاد اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر یہ عورت اس کو رہنے دیتی تو اس کی کیفیت معلوم ہو جاتی"۔ کچھ عرصہ بعد ابن صیّاد مُسلم ہو گیا۔[1]

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خطبہ دیا جس میں حمد و ثناء کے بعد آپؐ نے دجّال کا ذکر کیا، آپؐ نے فرمایا "میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو، حتّٰی کہ نوح (علیہ السّلام) نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔ لیکن میں تم سے ایک ایسی بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی، تم جانتے ہو، وہ کانا ہوگا، اور بے شک اللہ کانا نہیں ہے[2] (کانا ہونے کے باوجود وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا، اُس کے کانا ہونے سے تم اُسے پہچان لوگے)"

زکوٰۃ کی وصولیابی پر دُعاء | تقریباً اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ {التوبۃ ۱۰۳}

(اے رسُولؐ) ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لیا کیجئے اور اس کے ذریعہ سے ان کو مُزکّی اور مصفّٰی بنا لیجئے اور ان کیلئے دُعائے رحمت کیا کیجئے، بے شک آپؐ کی دُعاء ان کے لئے باعثِ سکین ہے۔ اللہ سُننے والا، جاننے والا ہے۔

اس حکم کی تعمیل میں جب کبھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کسی قوم کی زکوٰۃ آتی تو آپؐ اس طرح دُعاء فرماتے تھے "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی فُلَانٍ"[3]

سرکاری اُونٹوں پر علامت | زکوٰۃ میں جو اُونٹ وصول ہوتے ان پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود اپنے دستِ مبارک سے (امتیاز کے لئے) نشان لگا دیا کرتے تھے[4]

قیامت کے متعلّق ایک سوال | ایک دن ایک مجلس میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کچھ وعظ و نصیحت فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور اُس نے سوال کیا "قیامت کب آئے گی؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وعظ جاری رکھا، بعض لوگوں نے کہا "آپؐ نے سُن تو لیا لیکن آپؐ کو یہ سوال ناگوار گذرا"۔ بعض نے کہا "نہیں، آپؐ نے سُنا ہی نہیں"۔ جب آپؐ نے وعظ ختم کیا تو فرمایا "قیامت کے متعلّق سوال کرنے والا کہاں ہے؟" اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں یہاں موجود ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا"۔ اُس شخص نے پوچھا "امانت کا ضائع کرنا کیسے ہوگا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب حکومت نااہل کے سپرد کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا"[5]

قیامت کے متعلّق ایک اور سوال | ایک دن ایک اور دیہاتی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات عن ابنِ عمرؓ و کتاب الادب و صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر ابن صیّاد (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[2] صحیح بخاری کتاب الادب باب قول الرجل للرجل اخسأ عن ابنِ عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب صلوٰۃ الامام عن عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ۔ [4] صحیح بخاری باب وسم الامام ابل الصدقۃ عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب العلم عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

بابرکت میں حاضر ہوا، اُس نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، قیامت کب قائم ہوگی ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پر افسوس! تم نے اس کیلئے کیا جمع کیا ہے؟" اُس نے کہا "میں نے کچھ جمع نہیں کیا سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبّت کرتا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اُسکے ساتھ ہوگے جس سے محبّت کرتے ہو"۔ صحابہؓ نے کہا "ہم بھی اسی طرح ساتھ ہوں گے ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ صحابۂ کرامؓ یہ سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اتنے میں حضرت مغیرہؓ کا ایک لڑکا سامنے سے گذرا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر یہ زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا نہیں آئے گا یہاں تک کہ (تم لوگوں کی) قیامت آجائے گی"[1]۔ اسی طرح جب کبھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے قیامت کے متعلّق سوال ہوتا تو آپؐ سب سے چھوٹے (بچّے) کی طرف نظر کرکے فرماتے "اگر یہ زندہ رہا تو یہ بوڑھا نہیں ہوگا کہ تم پر تمہاری قیامت (یعنی موت) آجائے گی"[2]۔

(کیونکہ موت اصلی قیامت کا پیش خیمہ ہے لہٰذا ہر انسان کیلئے اُس کی موت ہی قیامت ہے، موت کے بعد ہی سے سوال وجواب اور عذابات کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے)

سرکاری ملازم کو ہدیہ لینا حرام ہے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنو سُلیم کے ایک شخص کو جس کو ابن لتبیہؓ کہتے تھے عامل بنا کر بھیجا۔ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے تو آپؐ نے ان سے حساب لیا، اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ یہ آپؐ کا مال ہے اور یہ مجھے تحفۃً ملا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم سچّے ہو تو اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے پھر دیکھتے کہ تمہیں تحفہ ملتا ہے یا نہیں"۔ پھر شام کے وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منبر پر (کھڑے ہوکر) خطبہ دیا، آپؐ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور کلمۂ شہادت پڑھا پھر فرمایا "امّا بعد۔ عامل کا یہ حال ہے کہ جب میں اُسے تحصیلِ زکوٰۃ کیلئے بھیجتا ہوں تو وہ میرے پاس آتا ہے اور یہ کہتا ہے 'یہ آپؐ کا مال ہے اور یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے'۔ وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں بیٹھ کر دیکھتا کہ اُسے ہدیہ ملتا ہے یا نہیں، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے تم میں سے جو شخص ذرا سی بھی خیانت کرے گا تو وہ قیامت کے دن اُسے اپنی گردن پر اُٹھا کر لائے گا، اگر اُونٹ ہوگا تو اُسکو لے کر آئے گا اور وہ آواز کرتا ہوگا، اگر گائے ہوگی تو اُسے لیکر آئے گا اور وہ آواز کرتی ہوگی، اور اگر بکری ہوگی تو اُسے لیکر آئے گا اور وہ آواز کرتی ہوگی"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "تحقیق میں نے پہنچا دیا"۔ پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ بلند کیا یہاں تک کہ آپؐ کی بغل کی سفیدی دکھائی دی۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا؟"[3]

ناجائز نذر پوری نہ کی جائے ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپؐ کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جو (دھوپ میں) کھڑا ہوا تھا، آپؐ نے اس کے متعلّق دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو اسرائیل ہے، اس نے نذر مانی ہے کہ روزہ رکھے گا، روزہ میں کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں، اپنے اوپر سایہ نہ کرے گا اور بات نہ کرے گا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کو حکم دو کہ بات کرے، اپنے اوپر

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الادب باب ماجاءَ فی قولِ الرّجُلِ ویلک عن انسؓ وصحیح مسلم کتابُ البرّ والصلۃ باب المرءِ مع من اَحبّ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الرّقاق باب سکرات الموت عن عائشہ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الاَیمان والنذور باب کیف کانت یمین رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابی حُمیدؓ وکتابُ الحیل باب احتیال العامل وصحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب تحریم ہدایا العمال۔

سایہ کرے، بیٹھ جائے اور پھر روزہ پورا کرے۔"[1]

شرابی کو سزا ایک شخص جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ شراب پینے کی سزا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کوڑے مارنے کا حکم دیا، ایک شخص نے کہا "اے اللہ اس پر لعنت کر، یہ بار بار یہی حرکت کرتا ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس پر لعنت نہ بھیجو، اللہ کی قسم وہ اللہ اور رسولؐ سے محبت کرتا ہے۔"[2] (اس محبت سے اس کی بُری عادت چھوٹ جائیگی)

(نوٹ:۔ ایسے موقع پر لعنت کرنے سے نفسیاتی طور پر اشتعال پیدا ہوتا ہے اور بُری عادت چھوڑنے کا جو جذبہ اور ارادہ ہوتا ہے وہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف ایسے کلمات جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے نفسیاتی طور پر توبہ کی طرف مائل کرنے میں بہت ہی ممد و معاون بنتے ہیں۔ یہ حدیث اللہ اور رسولؐ کی محبت کی ترغیب دیتی ہے نہ کہ شراب پینے کی، گناہ تو انسان سے ہو ہی جاتے ہیں لیکن جب تک اللہ اور رسولؐ کی محبت باقی ہے توبہ کی اُمید باقی ہے۔ جب اللہ اور رسولؐ کی محبت نہ رہے تو پھر توبہ کا امکان ختم ہو جاتا ہے، پھر سوائے گمراہی اور لعنت کے اور کیا ہے۔)

ایمان نکل جانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس حکمت سے توبہ کی طرف مائل کرتے تھے اُس کی ایک نظیر اوپر بیان ہوئی، لیکن بعض اوقات آپؐ بُرے کاموں سے ڈرایا بھی کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا "زانی اس حال میں زنا نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو۔ شرابی اس حال میں شراب نہیں پیتا کہ وہ مؤمن ہو۔ چور اس حال میں چوری نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو اور نہ لوگوں کی نظروں کے سامنے لُوٹنے والا اس حال میں لُوٹتا ہے کہ وہ مؤمن ہو۔"[3] (یعنی جب وہ یہ کام کرتا ہے ایمان اُس سے علیحدہ ہو جاتا ہے)

نمازِ کسوف کا ایک واقعہ سخت گرمی کا موسم تھا کہ سورج میں گرہن لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو نماز کسوف پڑھائی۔ آپؐ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ صحابہ گرنے کے قریب ہو گئے۔ پھر بڑا لمبا رکوع کیا، رکوع کے بعد پھر لمبا قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا، پھر دو سجدے کئے۔ پھر دوسری رکعت بھی آپؐ نے اسی طرح پڑھائی نماز کے بعد آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔[4]

کثرتِ عبادت کی ممانعت حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے ایک دن یہ کہا "اللہ کی قسم میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھوں گا اور ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔" اُن کے والد حضرت عمرو بن العاصؓ (کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو اُنہوں) نے اُن کی بیوی سے اُن کا حال دریافت کیا۔ بیوی نے کہا "بہت اچھے آدمی ہیں لیکن جب سے میری شادی ہوئی ہے نہ وہ میرے ساتھ سوئے اور نہ مجھ سے اُنہیں کوئی مطلب"۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت عبداللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چمڑے کا ایک گدا بچھایا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر ہی بیٹھ گئے اور گدا دونوں کے درمیان پڑا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی کہ تم (دن) کو روزہ رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو اور

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب النذر فیما لا یملک و فی معصیۃ عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الحدود باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر عن عمرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الحدود باب ما یحذر من الحدود عن ابی ہریرۃؓ۔ [4] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الکسوف عن جابر وغیرہ۔

تم نے ہمیشہ روزہ رکھنے اور (رات بھر) قیام کرنے کی قسم کھائی ہے۔" حضرت عبداللہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، بے شک میں نے قسم کھائی ہے اور میں ایسا کرتا بھی ہوں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسا نہ کرو، تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ ایسا کرنے سے آنکھیں کمزور ہو جائیں گی نفس نڈھال ہو جائے گا، لہٰذا روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی، اس لئے کہ بیشک تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، بے شک تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ بے شک تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری اولاد کا بھی تم پر حق ہے، اور بے شک تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے اور ہو سکتا ہے کہ تمہاری عمر زیادہ ہو (پھر ضعیفی میں یہ کام کیسے کرو گے، اتنی عبادت کرو جو ہمیشہ نبھ سکے) تمہارے لئے بس یہ کافی ہے کہ مہینہ میں تین روزے رکھ لو اور کیونکہ ہر نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے لہٰذا یہ پورے سال کے روزوں کے برابر ہو جائیں گے۔" حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا "مجھ میں اس سے زیادہ قوت ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پانچ روزے رکھ لو۔" انہوں نے پھر وہی کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سات رکھ لو۔" انہوں نے پھر وہی کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نو روزے رکھ لو" حضرت عبداللہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میں اپنے میں اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو پھر ایک دن روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو۔" انہوں نے عرض کیا "(یا رسول اللہ) مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "گیارہ روزے رکھ لو۔" انہوں نے پھر وہی بات کہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر تم داؤد (علیہ السلام) کے طریقہ پر روزے رکھو اور اس سے زیادہ روزے نہ رکھو۔" انہوں نے پوچھا "داؤد علیہ السلام کے روزے رکھنے کا کیا طریقہ تھا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نصف سال، لہٰذا تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔" حضرت عبداللہؓ نے کہا "مجھ میں تو اس سے بھی زیادہ قوت ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس سے افضل روزہ رکھنے کا اور کوئی طریقہ نہیں اور جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزے رکھے ہی نہیں، جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزے رکھے ہی نہیں۔" پھر فرمایا "ایک مہینہ میں ایک مرتبہ قرآن پڑھو" (یعنی اتنی دیر قیام کرو کہ بس ایک سیپارہ اس میں پڑھا جائے، لمبا قیام نہ کرو) حضرت عبداللہؓ نے کہا "مجھ میں اس سے زیادہ قوت ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بیس دن میں ختم کرو۔" انہوں نے پھر وہی کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دس دن میں ختم کرو" انہوں نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ پڑھنے کی قوت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سات دن میں ختم کر لیا کرو۔" انہوں نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ کی قوت ہے، وہ برابر زیادتی کیلئے درخواست کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین راتوں میں قرآن ختم کرو اور اس سے زیادہ ختم نہ کرو۔"[1]

پھر آپؐ نے فرمایا "سب سے بہتر نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے، وہ آدھی رات تک سوتے تھے، پھر تہائی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصیام فی ابواب متفرقۃ وکتاب فضائل القرآن وکتاب الادب باب حق الضیف وصحیح مسلم کتاب الصیام عن عبداللہ بن عمروؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ تین دن میں قرآن شریف ختم کرنے کی اجازت صرف صحیح بخاری میں ہے)

رات نماز پڑھتے، پھر رات کا چھٹا حصّہ سوتے۔"[1]

حضرت ابوبکرؓ کے ہاں اصحابِ صُفّہ کی دعوت اصحابِ صفّہ کا ذکر پہلے گذر چکا ہے، یہ سب فقراء تھے۔ ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو اپنے ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے کو بھی ساتھ لے جائے"۔ اس حکم کی تعمیل میں حضرت ابوبکرؓ تین آدمیوں کو اپنے ساتھ لائے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دس آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے خاندان میں یہ افراد تھے: ایک وہ خود، ایک اُن کی بیوی، ایک اُن کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰنؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ کی بیوی اور ایک خادم۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ ان مہمانوں کو گھر پر چھوڑ کر شام کے وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں روانہ ہوئے۔ جاتے وقت اپنے لڑکے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہہ گئے کہ مہمانوں کی خبر گیری (خاطر تواضع) کرنا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حسبِ ہدایت شام کو مہمانوں کے سامنے کھانا پیش کیا، مہمانوں نے میزبان کے آنے تک کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "وہ (یعنی میرے والد) بہت سخت آدمی ہیں، وہ مجھ پر بہت خفا ہوں گے لہٰذا آپ کھائیے۔" اُنہوں نے پھر بھی کھانے سے انکار کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رات کا کھانا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاں کھایا۔ کھانا کھا کر وہ وہیں ٹھہر گئے پھر عشاء کی نماز پڑھی، نماز کے بعد پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ٹھہر گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رات کا کھانا کھایا (حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے پاس ہی بیٹھے رہے) پھر کافی رات گذرنے کے بعد اپنے گھر واپس تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیوی نے کہا "تم اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں رہ گئے تھے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا "کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھِلایا؟" بیوی نے کہا "کھانا اُن کو پیش کیا گیا تھا لیکن اُنہوں نے جب تک آپ نہ آئیں کھانے سے انکار کر دیا"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ ڈر کر کہیں چھپ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اے نالائق!" پھر خوب اُنہیں بُرا بھلا کہا۔ پھر کہا "میں تجھے قسم دیتا ہوں اگر تو میری آواز سُنتا ہے تو آجا"۔ یہ سُنکر وہ آگئے۔ انہوں نے کہا "اللہ کی قسم میرا کوئی قصور نہیں ہے، آپ ان مہمانوں سے پوچھ لیجئے"۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے مہمانوں کی طرف متوجّہ ہو کر کہا "اللہ کی قسم میں ہرگز نہیں کھاؤں گا، آپ کھانا کھائیں، آپ کو (میرا نہ کھانا) گوارا (ہو یا) نہ ہو"۔ اُنہوں نے کہا "اگر آپ نہیں کھائیں گے تو اللہ کی قسم ہم بھی نہیں کھائیں گے"۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے کہا "ایسی بُری رات میں نے کبھی نہیں دیکھی، افسوس آپ مہمانی کیوں نہیں قبول کرتے" (انہوں نے پھر بھی نہیں کھایا تو) کچھ دیر بعد حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے فرمایا "لاؤ کھانا لاؤ۔ وہ قسم شیطانی تھی"۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کر دیا، مہمانوں نے بھی کھانا شروع کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم ہم جب کوئی لقمہ لیتے تو اُس کے نیچے اُس سے زیادہ بڑھ جاتا"۔ مہمان سب سیر ہو گئے اور کھانا جس قدر تھا اُس سے زیادہ بچ گیا۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے کھانے کی طرف دیکھا تو وہ اُسی قدر تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ دیکھکر اُنہوں نے اپنی بیوی سے کہا "اے بنی فراس کی بہن، یہ کیا ماجرا ہے"۔ وہ کہنے لگیں "میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یقیناً یہ اِس وقت پہلے سے تِگنا ہے"۔ پھر وہ کھانا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لیجایا گیا، وہاں اُس کو آدمیوں کی کثیر تعداد نے کھایا۔[2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصّیام عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [2] یہ قسم بے ساختہ مُنہ سے نکل گئی۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ ابواب مواقیت الصّلوٰۃ باب السّمر

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ مہمانوں کی قسم تو سچی ہوئی اور میری قسم جھوٹی ہوگئی (مجھے اپنی قسم توڑنی پڑی)" یہ کہکر حضرت ابوبکرؓ نے پورا واقعہ بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہاری قسم سب سے زیادہ پوری ہوئی اور تم سب سے بہتر ہو۔"[1] (یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے فرمائی کہ حضرت ابوبکرؓ جب کسی بہتر کام کی وجہ سے قسم توڑتے تھے تو کفارہ دیدیا کرتے تھے[2])

ذوالخلصہ کی تباہی ذوالخلصہ یمن میں قوم خثعم اور قوم بجیلہ کا ایک بت خانہ تھا جس کو کعبہ یمانیہ بھی کہا جاتا تھا۔ اس میں کئی بت رکھے ہوئے تھے جن کی پوجا ہوتی تھی۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریرؓ سے فرمایا "تم مجھے ذوالخلصہ کو تباہ کر کے خوشی کیوں نہیں پہنچاتے۔" حضرت جریرؓ کہتے ہیں "میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر (ہاتھ) مارا۔ آپؐ کی انگلیوں کے نشان مجھے اپنے سینہ پر نظر آئے۔" پھر آپؐ نے اس طرح دعا کی "اے اللہ ان کو ثابت رکھ اور ان کو ہادی اور مہدی (یعنی ہدایت دینے والا اور ہدایت یاب) بنادے۔" حضرت جریرؓ کہتے ہیں اس کے بعد میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔ الغرض حضرت جریرؓ قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ اس کام کیلئے روانہ ہوئے۔ حضرت جریرؓ نے وہاں پہنچکر ذوالخلصہ کو توڑ ڈالا اور پھر اس کو جلا دیا، اس کے اردگرد جو پجاری تھے (انہوں نے مزاحمت کی تو) حضرت جریرؓ نے انہیں قتل کر دیا۔ پھر ابوارطاتؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دینے کیلئے روانہ کیا۔ انہوں نے مدینہ منورہ پہنچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس کو اس حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں گویا وہ خارشتی اونٹ ہے۔" یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس کے گھوڑوں اور سواروں کے لئے پانچ مرتبہ دعائے برکت کی[3]

یمن میں ایک شخص تھا جو تیروں سے فال نکالا کرتا تھا۔ کسی نے اس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد یہاں موجود ہے، اگر اس نے تجھ پر قدرت پائی تو تیری گردن اڑا دے گا۔ اتفاقاً ایک دن وہ تیروں سے فال نکال رہا تھا کہ حضرت جریرؓ وہاں پہنچ گئے۔ حضرت جریرؓ نے کہا ان تیروں کو توڑ کر کلمۂ شہادت پڑھ ورنہ میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ یہ سن کر اس شخص نے تیروں کو توڑ دیا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلم ہوگیا[4]

(نوٹ:۔ حضرت جریرؓ نئے نئے ایمان لائے تھے اس لئے غالباً انہیں علم نہیں تھا کہ اسلام کے لئے جبر جائز نہیں، یا یہ کہ وہ شخص مسلم تو تھا لیکن فال نکالنے کی تحریم سے ناواقف تھا، کلمۂ شہادت پڑھوانا صرف تجدید ایمان (توبہ) اور تردید عقائد باطلہ کیلئے تھا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو قبرستان جانا حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں، ایک رات کو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں لیٹے ہوئے تھے، آپؐ نے کروٹ لی (پھر بیٹھے) جوتے نکال کر قدموں کے سامنے رکھے۔ پھر اپنی چادر لی اور اس کا ایک سرا بستر پر بچھا کر لیٹ گئے، پھر تھوڑی دیر اس خیال

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) مع الاہل عن عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ وباب علامات النبوۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف عن عبدالرحمٰنؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر باب لایؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم عن عائشہ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حرق الدور والنخیل وباب البشارۃ فی الفتوح ومناقب جریرؓ بن عبداللہ وکتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصۃ وصحیح مسلم باب من فضائل جریرؓ عن جریرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصۃ عن جریرؓ۔ [5] جس کو کھجلی کا مرض ہو۔

سے رُکے رہے کہ کہیں میں جاگ نہ جاؤں۔ پھر آپؐ نے آہستہ سے اپنی چادر لی، آہستہ سے جوتے پہنے، آہستہ سے دروازہ کھولا، آہستہ سے نکلے اور آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے بھی اپنی چادر لی، اُس کو سر پر اوڑھا اور جسم پر لپیٹ لیا، پھر میں بھی آپؐ کے پیچھے چلی۔ آپؐ بقیع کے قبرستان پہنچے اور وہاں بڑی دیر تک کھڑے رہے پھر دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ اُٹھایا، پھر آپؐ لَوٹے۔ مَیں بھی لَوٹی۔ آپؐ جلدی چلے تو میں بھی جلدی چلی، آپؐ گھر آگئے اور میں بھی گھر آگئی میں آپؐ سے پہلے گھر پہنچ گئی اور آتے ہی لیٹ گئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر میں داخِل ہوئے تو فرمایا "اے عائشہؓ کیا ہوا؟ سانس کیوں چڑھ رہا ہے؟ پیٹ کیوں پھول رہا ہے؟" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے عرض کیا "کچھ نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بتادو ورنہ لطیف وخبیر (اللہ) مجھے بتادے گا"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں" یہ کہکر سارا ماجرا سُنایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرے آگے آگے جو سایہ[1] نظر آرہا تھا وہ تم ہی تھیں؟" حضرت عائشہؓ نے کہا "جی ہاں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے سینہ پر ہاتھ مارا جس سے اُنہیں کچھ تکلیف سی محسوس ہوئی۔ پھر فرمایا "کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ اللہ اور اُس کا رسولؐ تمہاری حق تلفی کریں گے۔ میرے پاس جبریلؑ آئے تھے، اُنہوں نے مجھے آواز دی اور تم سے اُنہوں نے اس بات کو چھپایا۔ وہ تمہارے پاس آنا نہیں چاہتے تھے کیونکہ تم نے اپنے کپڑے اُتار دئے تھے یعنی دوپٹہ اور چادر اُتار دی تھی۔ میں نے تمہیں بیدار کرنا اچھا نہیں سمجھا اس لئے کہ تم (اکیلے) گھبراؤ گی۔ جبریلؑ نے کہا آپؐ کا ربّ آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ آپؐ بقیع والوں کے پاس جائیں اور اُن کیلئے استغفار کریں[1] (اس لئے مَیں قبرستان گیا تھا)"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ (پھر) میری باری کی رات کو آپؐ یہی کرتے کہ آخر شب میں بقیع (کے قبرستان) تشریف لے جاتے اور اُن کیلئے دُعائے مغفرت کرتے[2]۔

ہر جاندار پر رحم کرنا باعثِ اجر ہے ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک شخص کہیں چلا جارہا تھا۔ راستہ میں اُسے سخت پیاس لگی، اُسے ایک کُنواں مِلا، وہ اس میں اُترا اور پانی پیا۔ جب وہ کُنویں کے باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کُتّا ہانپ رہا ہے اور پیاس کے باعث کیچڑ چاٹ رہا ہے، اُس شخص نے سوچا کہ اِس کُتّے کو ویسی ہی پیاس لگ رہی ہے جیسی مجھ کو لگ رہی تھی۔ یہ خیال کرکے وہ پھر کُنویں میں اُترا اپنے موزے میں پانی بھرا، پھر اُسے مُنہ سے پکڑ کر باہر نکلا اور کُتّے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس فعل کی قدردانی کی اور اُسے بخشدیا"۔ صحابۂ کرامؓ نے پوچھا "کیا جانوروں کے ساتھ احسان کرنے کا بھی ہمیں ثواب ملیگا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہر تر جگر رکھنے والے یعنی جاندار کے ساتھ احسان کرنا باعثِ اجر ہے[3]"۔

درخت اُگانے کی ترغیب ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو مُسلم کوئی درخت لگائے پھر اُس درخت سے کوئی انسان یا جانور کچھ کھائے تو وہ کھانا درخت لگانے والے کیلئے باعثِ اجر ہوگا[4]"۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب ما یقال عند دخول القبور۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب ما یقال عند دخول القبور۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبہائم عن ابی ہریرۃ رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبہائم عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

[1] دوری اور تاریکی کی وجہ سے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا جسمِ اطہر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مثل سایہ کے نظر آرہا تھا۔

جنگِ تبوک[1]

رُومیوں سے ایک جنگ پہلے ہو چکی تھی جسے جنگِ مُوتہ کہتے ہیں، اسی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رُوم کی عیسائی حکومت سے پھر جنگ کا ارادہ کیا۔ یہ جنگ کیونکہ تبوک کے مقام پر لڑی جانے والی تھی اس لئے اس کا نام جنگِ تبوک ہو گیا۔

جنگ کیلئے ساز و سامان کی بڑی ضرورت تھی لہٰذا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو صدقات دینے کا حکم دیا۔

منافقین کا استہزاء اس حکم کی تعمیل میں صحابۂ کرامؓ نے صدقہ دینا شروع کیا، وہ (محنت مزدوری کرتے) بوجھ ڈھوتے (اور اس کی اُجرت میں سے صدقہ دیتے) حضرت ابو خیثمہ انصاریؓ نے ایک صاع کھجور اللہ کے راستہ میں دئے، منافقین نے اُن پر طعنہ زنی کی۔ ایک مرتبہ حضرت ابو عُقیلؓ نصف صاع لیکر آئے۔ ایک اور صحابیؓ نے ان سے بہت زیادہ صدقہ دیا، منافقین نے ان دونوں کو طعنہ دیا اور کہا "اللہ (ابو عُقیلؓ کے نصف صاع) صدقہ سے مستغنی ہے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اتنے سے صدقہ کی کیا قدر و قیمت ہے) اور دوسرے آدمی نے جو زیادہ صدقہ دیا ہے تو وہ محض ریاء کاری ہے (اللہ ایسا صدقہ قبول نہیں فرماتا)" اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ {۹ توبہ ۸۰}

جو مُومن دل کھول کر خرچ کرتے ہیں اُن کو یہ منافق (ریاء کاری کا) طعنہ دیتے ہیں اور اُن لوگوں کو بھی طعنہ دیتے ہیں جو اپنی تھوڑی سی کمائی میں سے تھوڑا بہت لاکر دیدیتے ہیں پھر اُن لوگوں کا مذاق اُڑاتے ہیں (غرض یہ کہ دونوں کی ہمّت پست کرنے کی کوشش کرتے ہیں) اللہ انہیں اس کی سخت سزا دے گا، ان کیلئے دردناک عذاب (تیار) ہے، انکے لئے آپ بخشش کی دُعاء کریں یا نہ کریں، اگر ستّر مرتبہ بھی آپ ان کیلئے بخشش کی دُعاء کریں گے اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ اور رسُولؐ کے ساتھ کفر کیا ہے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔[1]

جیسا کہ جنگِ مُوتہ کے آغاز میں بیان کیا جا چکا ہے رُومیوں سے جنگ کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اور اُس کی منشاء کے مُطابق شروع کیا گیا، جنگِ تبوک بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کیلئے مُومنین کو اُبھارتے ہوئے اور منافقین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ — اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحمل اجرۃ یتصدق بہا عن ابی مسعودؓ و کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب بن مالکؓ۔ [2] تبوک ملک شام کے ایک مقام کا نام ہے۔

انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝ اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَیْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ {۳۸ تا ۴۱ توبہ}

جاتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں نکلو تو تم زمین پر گرے جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کی نعمتوں کے بدلہ میں دنیا کی زندگی پر مگن ہو گئے ہو حالانکہ آخرت کے مقابلہ میں دُنیا کے فوائد بہت ہی کم ہیں، اور (اے مؤمنو!) اگر تم جہاد کے لئے نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں سخت عذاب دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کر دے گا۔ تم اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اگر تم رسولؐ کی مدد نہ کرو گے (تو کیا اللہ بھی اُس کی مدد نہ کریگا) اللہ تو اُس وقت بھی اُس کی مدد کر چکا ہے جب کافروں نے اُسے نکالا تھا، اُس وقت اُس کے ساتھ صرف ایک ہی ساتھی تھا (کوئی اور مددگار نہیں تھا) جبکہ وہ غار میں تھے اور رسولؐ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ ڈرو نہیں یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے، اللہ نے اس پر تسکین نازل فرمائی اور اُس کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہ آتے تھے، اللہ نے کافروں کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ اور اللہ ہی کی بات بلند و بالا ہے، اللہ زبردست حکمت والا ہے (لہٰذا اے مؤمنو) تم سُبکبار ہو یا گراں بار (مسلح ہو یا غیر مسلح) ہر حالت میں گھر سے نکلو اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستہ میں جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے بشرطیکہ تم سمجھو۔

جہاد بہت دور دراز مقام پر تھا لہٰذا منافقین نے پہلوتہی کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَیْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ یُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ {توبہ ۴۲}

اگر مالِ غنیمت آسانی سے ملنے کی امید ہوتی اور سفر ہلکا ہوتا تو (اے رسولؐ) یہ بڑے شوق سے آپؐ کے ساتھ جاتے لیکن اُن کو مسافت دور دکھائی دی (تو ہمت ہار گئے) اور (اے رسولؐ) یہ اللہ کی قسمیں کھا کر کہیں گے کہ اگر واقعی ہم میں استطاعت ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ جاتے (ایسے بہانوں سے) یہ اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔

الغرض یہی ہوا کہ منافقین قسمیں کھا کر جھوٹے بہانے بنانے لگے اور جہاد پر نہ جانے کی اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ لَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یُّجَاهِدُوْا

اللہ آپؐ کو معاف کرے، آپؐ نے اُن کو اجازت کیوں دیدی (اگر آپؐ اجازت نہ دیتے تو) سچوں اور جھوٹوں میں امتیاز ہو جاتا، جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ آپؐ سے جہاد پر نہ جانے کی اجازت نہیں لیتے بلکہ وہ تو اپنے

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝ {۴۳ تا ۴۵}

مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنا چاہتے ہیں، اللہ متقیوں سے خوب واقف ہے۔ جہاد پر نہ جانے کی اجازت تو وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے جن کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے شک شبہ میں ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں۔

مؤمنین جنگ کی تیاری میں مصروف تھے، لیکن منافقین نے کوئی تیاری نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ان کا جہاد پر جانے کا ارادہ ہی نہ تھا)

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً {۴۶ توبہ}

اگر ارادہ ہوتا تو کچھ تیاری کرتے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ {۴۹ توبہ}

ان منافقین میں بعض (ایسے بھی صاف گو تھے جو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر گذارش کرتے کہ ہمیں تو اجازت ہی دیدیجئے، آفت میں نہ ڈالئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خبردار ہو جاؤ، یہ لوگ تو آفت میں پہلے ہی پڑ چکے ہیں (سب سے بڑی آفت تو کفر ہے جس میں یہ پہلے سے مبتلا ہیں اور کفر کی سزا دوزخ ہے) اور دوزخ تمام کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝ {۵۰ توبہ}

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اور مؤمنین) کو کوئی بھلائی پہنچتی تو ان کو بُری لگتی اور اگر کوئی مصیبت پیش آتی تو کہتے کہ ہم نے تو پہلے ہی سمجھ لیا تھا (اسی لئے ہم نہیں گئے) مؤمنین کی مصیبت پر بڑی خوشی مناتے، شاداں و فرحاں اپنے گھر لوٹتے۔

جنگِ تبوک کے موقع پر بھی وہ اپنے دلفریب بہانوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے تھے اور آنے والی مصیبت کا خوف دلا کر مؤمنین کی ہمت شکنی کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ اَوْ بِاَيْدِيْنَا فَتَرَبَّصُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝ {۵۱ و ۵۲}

ان سے کہدیجئے کہ ہم کو ہرگز کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی مگر وہی جو اللہ نے لکھدی ہے وہی ہمارا کارساز ہے اور مؤمنین کو اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اور (اے رسولؐ) ان سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر رہو (فتح یا شہادت) اور ہم تمہارے لئے اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تم پر کوئی عذاب اپنے پاس سے بھیجدے یا ہمارے ہاتھ سے تمہیں سزا دلوائے۔ بس تم انتظار کرتے رہو، ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔

بعض منافقین نے جنگ سے جی چُراتے ہوئے اپنے نفاق کی پردہ پوشی کیلئے کچھ مال دینا چاہا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا

ان سے کہدیجئے کہ تم اپنا مال خوشی سے دو یا ناخوشی سے تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، تم یقیناً نافرمان لوگ ہو (اور اے رسولؐ) ان کے مال قبول کرنے سے صرف یہ

بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ
كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ فَلَا
تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ
اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ
تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ {٥٣ تا ٥٥}

امر مانع ہے کہ یہ اللہ اور رسولؐ کے ساتھ کفر کرتے ہیں، سُستی کے ساتھ نماز کو آتے ہیں اور جب خرچ کرتے ہیں تو ناخوشی ہی سے خرچ کرتے ہیں (اے رسولؐ) آپؐ انکے مال اور اولاد کو دیکھکر تعجب نہ کریں، اسی مال کے ذریعہ تو اللہ انہیں دنیا کی زندگی میں عذاب دینا چاہتا ہے اور جب ان کی جان نکلے گی تو اُس وقت بھی یہ کافر ہی ہوں گے (پھر جو عذاب کافروں کیلئے مخصوص ہے وہی ان کو بھی ہوگا بلکہ اس سے بھی زیادہ)

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ
مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝ لَوْ يَجِدُوْنَ
مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ
وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝ {٥٦ تا ٥٧}

ان منافقین کا یہ حال تھا کہ جب مُومنین سے ملتے تو اللہ کی قسمیں کھاکر کہتے کہ ہم یقیناً تم ہی میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ قطعاً تم میں سے نہیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ بزدل ہیں (لہٰذا اپنے دل کی بات کہتے ہوئے ڈرتے ہیں) ان کا تو یہ حال ہے کہ اگر کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا کوئی تہ خانہ مل جائے تو اس کی طرف رسّیاں تڑاکر بھاگ جائیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ
فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا
مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا
مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا
اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ
اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ {٥٨ تا ٥٩}

اور (اے رسولؐ) ان میں سے بعض وہ لوگ بھی ہیں جو تقسیمِ مال کے سلسلہ میں آپؐ پر اعتراض کرتے ہیں (جیسا کہ جنگِ حُنین کے مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت ان کا اعتراض گذر چکا ہے اور آگے بھی آرہا ہے، حالانکہ نبی پر اعتراض یا ناانصافی کا گمان ایمان بالرّسولؐ کے قطعاً منافی ہے۔ نبیؐ پر ناانصافی کا گمان وہی کرسکتا ہے جو کافر ہو) ان کا تو یہ حال ہے کہ ان کو دیا جائے تو خوش رہتے ہیں اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہوجاتے ہیں اور (کتنا اچھا ہوتا) اگر یہ اُس مال سے راضی ہوجاتے جو اُن کو اللہ اور رسولؐ نے دیا تھا اور یہ کہتے کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے، وہ اپنے فضل سے پھر کبھی دے گا، اور اُس کا رسولؐ دیگا، ہمیں تو بس اللہ چاہیئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تقسیمِ مال پر اعتراض کرنے والے سُن لیں

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ
وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ
فِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ {التوبہ}

کہ صدقات، فقراء، مساکین اور عاملین کے لئے ہیں اور اُن لوگوں کے لئے ہیں جن کی تالیفِ قلوب منظور ہو اور غلاموں کے آزاد کرانے، قرضداروں کے قرض کی ادائیگی، اللہ کے راستہ میں اور مسافروں پر بھی یہ صدقات خرچ ہوسکتے ہیں، یہ اللہ کی طرف سے فرض ہے، اللہ علم والا اور حکمت والا ہے (لہٰذا اگر رسولؐ نے تالیفِ قلوب کے لئے دیدیا تو اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے)

منافقین میں بعض ایسے بھی تھے جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تکلیف پہنچاتے، آپؐ کے متعلق ناشائستہ

الفاظ استعمال کرتے۔ مثلاً وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ { توبہ ۶۱ }

تو کان (کے کچے) ہیں (ہمارے خلاف باتیں سنتے ہیں تو اُن پر بھی یقین کر لیتے ہیں اور جب ہم قسمیں کھا کر اپنی بریت ثابت کرتے ہیں تو اس پر بھی یقین کر لیتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ انکا ایسا ہونا تمہارے لئے بہتر ہے (وہ سُن کر درگذر کرتے ہیں، تمہاری حرکتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور تمہاری گرفت نہیں کرتے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کچھ سمجھتے نہیں، وہ سب کچھ سمجھتے ہیں، انہیں تمہاری باتوں پر یقین نہیں آتا اور یقین آئے بھی کیسے جبکہ تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تمہاری باتوں پر یقین کیا جائے) وہ تو اللہ کی باتوں پر یقین کرتے ہیں یا ایمان والوں کی باتوں پر یقین کرتے ہیں۔ اور ایمان والوں کیلئے تو وہ رحمتِ مجسّم ہیں (یہ اُن کا رحم وکرم ہی ہے کہ تمہارے ظاہری ایمان کی وجہ سے تم سے کچھ نہیں کہتے، تمہیں معاف کر دیتے ہیں بہرحال) جو لوگ (اِس قسم کے طعنے دیکر) اللہ کے رسولؐ کو تکلیف پہنچاتے ہیں اُنکے لئے دردناک عذاب ہے۔

یہ لوگ اتنے بزدل واقع ہوئے تھے کہ مؤمنین کے سامنے اپنے دل کی بات نہ کہتے۔ جھوٹی

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝ { توبہ ۶۲ و ۶۳ }

قسمیں کھا کر انہیں راضی کرنے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر یہ مؤمن ہوتے تو ان کے نزدیک اللہ اور رسولؐ کو راضی کرنا زیادہ ضروری تھا (لیکن یہ ایسا نہیں کرتے) تو اچھی طرح سمجھ لیں کہ جو شخص اللہ اور رسولؐ سے مقابلہ کرتا ہے (اُن کو ناخوش کرتا ہے) اُس کیلئے دوزخ کی آگ (تیار) ہے۔ اس آگ میں وہ ہمیشہ رہے گا اور بڑی ذلّت اور رُسوائی کے ساتھ اس میں (جلتا) رہیگا۔

یہ تو آخرت کا عذاب ہے۔ لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ وہ دُنیا میں چین واطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے، دنیا میں بھی اُنہیں چین نصیب نہیں تھا۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ

ہر وقت ڈرتے رہتے کہ کہیں کوئی سُورت ایسی نہ نازل ہو جائے جو ان کے دِلوں کے راز کو ظاہر کر دے (اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ تم جتنا مذاق اُڑا سکتے ہو اُڑاؤ، اللہ (تعالیٰ) تمہارے دل کی باتوں کو جن کے ظاہر ہونے کا تمہیں ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے ضرور ظاہر کر کے رہیگا اور (اے رسولؐ) اگر آپؐ ان سے پوچھیں (کہ تم نے یہ بات کیوں کہی تھی) تو یہ جواب دیں گے کہ ہم نے تو یونہی دل لگی میں ایک بات کہہ دی تھی (ہماری مخالفت کی نیّت نہیں تھی) اے رسولؐ آپؐ ان سے پوچھئے کیا تم اللہ،

يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ {۶۷ تا ۶۸}

اس کی آیتوں اور اس کے رسولؐ سے مذاق کرتے ہو، بس اب تم بہانے نہ بناؤ (تمہاری حقیقت سے اللہ اچھی طرح واقف ہے) یقیناً تم ایمان کا اقرار کرنے کے بعد بھی کافر ہی ہو، اگر ہم تم میں سے بعض کو معاف بھی کر دیں تو بعض کو سزا بھی دیں گے کیونکہ وہ (یقیناً) مجرم ہیں (اور اے رسولؐ) ان لوگوں کی تو یہ حالت ہے کہ لوگوں کو برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیک کاموں سے روکتے ہیں۔ خرچ کرنے کے موقع پر ہاتھ روک لیتے ہیں۔ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا ہے، اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا (یعنی ان پر کبھی رحم نہیں کریگا) کیونکہ یہ لوگ یقیناً فاسق ہیں۔ ان کے اور (دوسرے) کافروں کیلئے دوزخ کی آگ (تیار) ہے جس میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے، وہی ان کیلئے کافی ہے، اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کیلئے دائمی عذاب ہے (جس سے وہ چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے)

دھمکی | پھر اللہ تعالیٰ نے منافقین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ {۶۹ تا ۷۰}

تم انہی لوگوں کی طرح ہو جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں، البتہ وہ تم سے زیادہ طاقتور تھے۔ مال اور اولاد میں بھی وہ تم سے کہیں زیادہ تھے، انہوں نے دنیا میں چند دن خوب مزے اڑا لئے۔ تم بھی ان کی طرح مزے اڑا چکے ہو (اور کچھ دن اڑا لو) اور جس طرح انہوں نے باتیں بنائی تھیں تم بھی باتیں بنا رہے ہو۔ ایسے لوگوں کے اعمال دنیا میں بھی ضائع ہو گئے اور آخرت میں بھی یہ اعمال ان کے کام نہ آئیں گے یہی وہ لوگ ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں (اور اے رسولؐ) کیا ان کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ یعنی قوم نوحؑ، عاد، ثمود، قوم ابراہیمؑ، اصحاب مدین اور الٹی ہوئی بستیوں والے۔ ان کے پاس ان کے رسولؑ نشانیاں لیکر آئے تھے (انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا، عذاب الٰہی نے ان کو نیست و نابود کر دیا) اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے (اور اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنا رہے تھے۔ اگر یہ منافق اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ان کا بھی وہی حشر ہونے والا ہے جو ان قوموں کا ہوا)

اور اے رسولؐ یہ اپنے کو مؤمن کہتے ہیں حالانکہ مؤمن تو وہ ہوتے ہیں جو

يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ {۷۱}

اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں، بری باتوں سے منع کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (ہر معاملہ میں) اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں ایسے مؤمنین پر اللہ رحم کرتا ہے، یقیناً اللہ زبردست اور

حکمت والا ہے۔

منافقین کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے میں حد گزر چکی تھی، لہٰذا اب اللہ تعالیٰ نے مزید نرمی سے روکتے ہوئے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ:-

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ {۹/۷۳،۷۴}

اے نبیؐ! کفار اور منافقین سے جہاد کیجیے اور ان پر سختی کیجیے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ ان منافقین کا تو یہ حال ہے کہ کفر کے کلمے زبان سے نکالتے ہیں اور پھر قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے کچھ نہیں کہا، اسلام کا اقرار کرنے کے باوجود یہ لوگ کافر ہی ہیں، انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جس کو کر نہ سکے (اسلام کی بیخ کنی میں انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا لیکن ناکام رہے) آخر اسلام کی کونسی چیز ان کو بری لگتی ہے (کہ اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں) سوائے اس بات کے کہ اللہ اور رسولؐ نے انہیں غنی کر دیا (کیا یہ اس احسان کا بدلہ اس طرح دے رہے ہیں) اگر یہ اب بھی توبہ کرلیں تو ان کیلئے اچھا ہے اور اگر یہ منہ موڑیں گے تو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے اور پھر روئے زمین پر نہ ان کا کوئی کارساز ہوگا نہ مددگار۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین جنگ کی تیاری میں مصروف تھے لیکن یہ منافقین

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ {۹/۸۱}

(بہانے بنا کر) جنگ میں شریک نہ ہونے سے بہت خوش تھے، انہیں یہ بات پسند نہیں تھی کہ اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کریں (یہی نہیں بلکہ) اوروں کو بھی یہ کہہ کر بہکا رہے تھے کہ گرمی بہت ہے، جہاد کے لئے نہ جانا (ورنہ بڑی تکلیف میں مبتلا ہو جاؤ گے) اے رسولؐ ان سے کہہ دیجئے کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے (اسے کیسے برداشت کرو گے) کاش یہ لوگ سمجھتے (کہ ان باتوں سے یہ اپنے آپ کو دوزخ کا ایندھن بنا رہے ہیں)

بعض دیہاتی بھی منافقین کی روش پر چل رہے تھے۔ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَجَاۗءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ {۹/۹۰}

کے پاس آکر اپنے عذر بیان کرتے اور جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت طلب کرتے تھے، الغرض یہ لوگ بھی جھوٹے بہانے کر کے گھر میں بیٹھے رہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

منافقین کے بالکل برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین کا یہ حال تھا کہ

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ {۹/۸۸}

وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے لئے بخوشی تیار تھے۔

بہت سے مسلمین ایسے بھی تھے جن کے پاس سواری نہیں تھی۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس
إِذَا مَآ أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ أَجِدُ مَآ سواری مانگنے کے لئے آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم
أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا۟ وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے۔ وہ مایوس ہوکر واپس
ٱلدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا۟ مَا يُنفِقُونَ ۝ {توبہ ۹۲} ہوئے، اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ انہیں اس
بات کا رنج تھا کہ ان کے پاس مال نہیں (جس کے ذریعہ وہ سامانِ جنگ فراہم کریں اور لڑائی میں شریک ہوں)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بھی اُن لوگوں میں سے ہیں جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سواری مانگنے آئے تھے، وہ کہتے ہیں مجھے میرے دوستوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سواریاں مانگنے کیلئے بھیجا میں جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچا تو آپؐ غصّہ میں تھے، مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپؐ غصّہ میں ہیں، میں نے سواریاں طلب کیں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں انہیں کوئی سواری نہیں دے سکتا، میرے پاس سواریاں نہیں ہیں کہ ان میں سے انہیں سواریاں دوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یہ الفاظ سُن کر حضرت ابوموسیٰؓ غمزدہ حالت میں واپس چلے گئے۔ انہیں یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُن پر تو غصّہ نہیں آیا۔ (آپؐ ان سے تو ناراض نہیں ہیں) اُنہوں نے واپس جاکر اپنے دوستوں سے یہ واقعہ بیان کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ حضرت بلالؓ نے انہیں آواز دی۔ حضرت ابوموسیٰؓ حضرت بلالؓ کے پاس گئے۔ حضرت بلالؓ نے اُن سے کہا تمہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بُلا رہے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰؓ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ دو اُونٹ لے جاؤ۔ یہ دو اُونٹ لے جاؤ۔ یہ دو اُونٹ لے جاؤ۔" یہ اُونٹ آپؐ نے اُسی وقت حضرت سعدؓ سے خریدے تھے۔ پھر آپؐ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے فرمایا "اپنے دوستوں سے کہنا کہ یہ اُونٹ تمہیں اللہ نے سواری کیلئے دئے ہیں"۔ اُنہوں نے اپنے دوستوں سے جاکر یہ بات کہہ دی (پھر اُنہیں خیال آیا کہ وہ لوگ کہیں ان کو جھوٹا نہ سمجھیں اس لئے کہ ابھی تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سواریاں نہیں ہیں اور اب یہ سواریاں لیجاکر انہیں دے رہے ہیں) انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا "اللہ کی قسم میں تم کو اُس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک میں تمہیں اُن لوگوں کے پاس نہ لے چلوں جنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو انکار کرتے ہوئے سُنا تھا، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میری بات کو جھوٹ سمجھو"۔ دوستوں نے کہا "تم سچّے ہو اور اگر تم تصدیق کرانا بہتر سمجھتے ہو تو ہم ایسا بھی کرلیں گے"۔ الغرض حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ان میں سے ایک آدمی کو لیکر اُن لوگوں کے پاس پہنچے جنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو انکار کرتے ہوئے سُنا تھا۔ ان لوگوں نے حضرت ابوموسیٰؓ کی تصدیق کی[1]

کچھ دیر بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس مالِ غنیمت کے کچھ اُونٹ اور آگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ ان میں سے پانچ اُونٹ ابوموسیٰؓ اور اُن کے ساتھیوں کو دے دئے جائیں، حکم کی تعمیل میں پانچ اُونٹ انہیں دیدئے گئے۔ جب وہ اُونٹ لیکر چلے گئے تو اُنہیں خیال آیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُونٹ نہ دینے کی قسم کھائی تھی، ہم نے آپؐ کو قسم یاد نہ دلائی۔ ایسی صورت میں ہم کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں قسم یاد دلانے

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ تبوک و صحیح مسلم کتابُ النذر عن ابی موسیٰ رضؓ۔

کے لئے روانہ کیا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کیا، "اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ نے قسم کھائی تھی کہ آپؐ ہمیں سواری نہ دیں گے، پھر آپؐ نے ہمیں سواری دیدی۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں (میں نے قسم کھائی تھی) لیکن میں جب کسی بات پر قسم کھا لیتا ہوں اور پھر کسی دوسری بات کو اس سے زیادہ مناسب سمجھتا ہوں تو زیادہ مناسب بات کو اختیار کر لیتا ہوں اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں"[1]

تبوک کو روانگی تمام تیاریاں مکمل کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مدینہ میں چھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا "آپؐ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تسلی دیتے ہوئے) فرمایا "کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے (یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام کو چھوڑ کر کوہِ طور پر چلے گئے تھے اسی طرح میں بھی تمہیں اس عارضی غیر حاضری میں چھوڑ کر جا رہا ہوں) ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا"[2] (یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو نبوت دینے کے بعد ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت دی گئی تھی، تمہیں اس طرح میرے بعد نبوت نہیں مل سکتی، ہارون علیہ السلام سے تمہاری مماثلت عارضی طور پر نگراں ہونے میں ہے، نبی ہونے میں نہیں ہے)

(نوٹ :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی بن جانے کے بعد اب کوئی اُمتی بھی نبی نہیں بن سکتا)

حضرت کعب بن مالکؓ کا شریک نہ ہونا حضرت کعب بن مالکؓ اس جہاد میں شریک نہ ہو سکے، وہ خود بیان کرتے ہیں کہ اس جہاد سے پہلے میں کبھی اتنا قوی اور اتنا فارغ البال نہیں تھا۔ اللہ کی قسم اس سے پہلے کسی بھی لڑائی میں میں نے اپنے لئے دو سواریاں جمع نہیں کی تھیں۔ اس لڑائی کیلئے میں نے دو سواریاں تیار کر رکھی تھیں (اور شریکِ جہاد ہونے کا پختہ ارادہ تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عموماً یہ طریقہ تھا کہ جب آپؐ کسی جنگ کیلئے تشریف لیجاتے تو اُس کو صراحتاً ظاہر نہ فرماتے بلکہ دوسری لڑائی کے ضمن میں اس کا بھی ذکر فرما دیتے۔ لیکن اس لڑائی میں کیونکہ منزل بہت دور تھی، دور دراز کا سفر تھا، سخت گرمی کا موسم تھا اور کفار کی تعداد بہت زیادہ تھی، مسلمین بھی سمجھ چکے تھے کہ ان کا مقابلہ کثیر تعداد فوجوں سے ہوگا، لہٰذا آپؐ نے بھی صاف بتا دیا کہ کس سے مقابلہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمین بھی کثیر تعداد میں تھے، ان کی تعداد دس ہزار سے زائد تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاضری کا کوئی (باقاعدہ) رجسٹر نہیں ہوتا تھا اور نہ حاضری رجسٹر کی چنداں ضرورت ہی تھی کیونکہ ہر شخص سمجھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات بذریعہ وحی معلوم ہو جاتی ہے لہٰذا کوشش کرتا تھا کہ غیر حاضر نہ رہے (ورنہ اس کی غیر حاضری کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی ہو جائے گا) حضرت کعبؓ فرماتے ہیں "تمام مسلمین نے جنگ کی تیاری مکمل کر لی اور میں کاہلی سے کام لیتا رہا۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ میں جب چاہوں گا تیاری کر لوں گا، میں اس پر قادر

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قدوم الاشعریین وکتاب الایمان وصحیح مسلم کتاب النذر وکتاب الایمان عن ابی موسیٰ رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک عن سعدؓ وصحیح مسلم باب فضائل علیؓ۔

ہوں، میں آج کل، آج کل کرتا رہا یہاں تک کہ کافی وقت گذر گیا۔ درختوں پر بہار آرہی تھی، پھل پختہ ہو چکے تھے، یہی چیزیں میری توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھیں (اور میں انہی میں اُلجھ کر رہ گیا)"۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو کُفّار سے مقابلہ کی جلدی تھی، لہٰذا آپؐ مزید انتظار کئے بغیر جمعرات کے دن بوقت صبح مدینہ منوّرہ سے روانہ ہو گئے۔ حضرت کعب بن مالکؓ نے ابھی تک کوئی سامان نہ کیا تھا۔ اُنہوں نے سوچا کہ سامان مہیّا کر کے ایک دن بعد رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے راستہ میں جا ملوں گا لہٰذا وہ آپؐ کے ساتھ روانہ نہ ہوئے، لیکن پھر وہ آج کل آج کل کرتے رہے حتیٰ کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ بڑی تیزی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے تبوک کے مقام پر پہنچ گئے۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں "میں نے قصد کیا کہ اب بھی روانہ ہو جاؤں اور کاش میں چلدیتا تو کتنا اچھا ہوتا لیکن (افسوس یہ جہاد) میری قسمت میں نہ تھا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے جانے کے بعد جب میں مدینہ میں اپنے گھر سے نکلتا تو بس منافقوں اور معذوروں سے ملاقات ہوتی (اور کوئی نظر نہ آتا) مجھے اس بات سے سخت صدمہ ہوتا تھا[1] (کہ ہائے افسوس غیر معذورین مسلمین میں سے کوئی نظر نہیں آتا ہیں اکیلا رہ گیا)

دورانِ سفر نمازیں جمع کرنا | اس سفر میں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے رہے[2]۔

مقامِ حجر میں ورودِ مسعود | دورانِ سفر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مقامِ حجر سے گذرے جہاں قومِ ثمود رہتی تھی۔ آپؐ وہاں اُترے، آپؐ نے حکم دیا کہ اس عذاب زدہ علاقہ کے کنویں کا پانی نہ بھریں اور نہ یہاں کا پانی پئیں۔ لوگوں نے کہا "ہم نے تو پانی بھر لیا اور اس سے آٹا بھی گوندھ لیا"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آٹا پھینکدو اور پانی بہادو اور صرف اُس کنویں سے پانی بھرو جس کنویں سے (حضرت صالح علیہ السّلام کی) اُونٹنی پانی پیتی تھی"۔ پھر آپؐ نے حکم دیا کہ عذاب سے ہلاک کردہ لوگوں کی بستی میں داخل نہ ہوں مگر اس حال میں کہ رو رہے ہوں اور اگر رونا نہ آئے تو داخل نہ ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ جو عذاب اُن پر نازل ہوا تھا ان پر بھی نازل ہو جائے (ایسے مقامات پر جو جائے عبرت ہوں ان میں جا کر بھی اگر انسان اللہ سے بے خوف رہے اور اس پر غفلت طاری رہے تو اندیشہ ہے کہ اس بے خوفی اور غفلت کی سزا میں وہ بھی گرفتارِ عذاب ہو جائے)

پھر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی چادر سے اپنا سر ڈھانک لیا (اپنی سواری پر سوار ہوئے) اور اُس کو تیزی کے ساتھ چلاتے ہوئے اُس (معذّب) وادی سے جلدی سے گذر گئے[3]۔

وادی القُریٰ سے گذر | راستہ میں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم وادی القُریٰ سے گذرے۔ وہاں آپؐ کو ایک عورت ملی جو اپنے باغ میں تھی۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے صحابۂ کرامؓ سے کہا "اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ"۔ صحابہؓ نے اندازہ لگایا (رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھی اندازہ لگایا) آپؐ کے اندازہ میں وہ پھل وزن میں دس وسق (تقریباً پچاس من) تھے، پھر آپؐ نے اُس عورت سے فرمایا "جب پھل اُتریں تو ان کی ناپ (تول)

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و کتاب الجہاد باب غزوۃ غزاھا وورٰی بغیرھا و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔ روانگی کا دن جمعرات تھا یہ صرف صحیح بخاری میں ہے) [2] صحیح مسلم باب الجمع بین الصلوٰتین فی الحضر عن معاذؓ و ابنِ عباسؓ و کتاب الفضائل باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی مواضع الخسف عن ابن عمرؓ و کتاب احادیث الانبیاء، باب والیٰ ثمود اخاھم صالحًا و کتاب المغازی باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلّم الحجر و صحیح مسلم کتاب الزھد (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے)

کر لینا۔" (یہ کہہ کر آپؐ وہاں سے روانہ ہو گئے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چشمۂ تبوک پر پہنچنا | سفر جاری تھا، دوران سفر ایک دن (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا، آپؐ کے لئے خیمہ لگایا گیا، آپؐ اس میں تشریف لے گئے) آپؐ نے ظہر کی نماز میں تاخیر کی، پھر آپؐ خیمہ سے باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر کو ملا کر ادا کیا۔ پھر آپؐ خیمہ میں تشریف لے گئے، کچھ عرصہ بعد آپؐ باہر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا "کل تم انشاء اللہ تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے لیکن دن نکلنے سے پہلے نہیں پہنچ سکتے (جب تم وہاں پہنچو تو) تم میں سے کوئی شخص بھی جو چشمہ کے پاس جائے تو اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے جب تک میں وہاں نہ پہنچ جاؤں"۔ الغرض دوسرے دن مسلمین اس چشمہ پر پہنچ گئے۔ ان میں سے دو آدمی باقی تمام لوگوں سے پہلے وہاں پہنچے، انہوں نے پانی کو ہاتھ لگا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو آدمیوں سے پوچھا "کیا تم نے چشمہ کے پانی کو ہاتھ لگایا ہے؟" انہوں نے کہا "جی ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملامت کی اور جو کچھ اللہ نے چاہا آپؐ نے کہا۔ چشمہ میں جوتی کے تسمہ کے برابر پانی تھا جو بہت آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی لیکر ایک برتن میں جمع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرۂ مبارک اور ہاتھ اس میں دھوئے۔ پھر وہ پانی اس چشمہ میں ڈال دیا گیا۔ پانی ڈالتے ہی چشمہ جوش مارنے لگا یہاں تک کہ لوگوں نے (آدمیوں اور جانوروں کو) پانی پلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے معاذؓ، اگر تمہاری زندگی رہی تو تم دیکھو گے کہ اس (چشمہ) کا پانی باغوں کو سیراب کریگا"[1]

سخت آندھی کی پیشین گوئی | تبوک کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا (اور دشمن کا انتظار کرنے لگے) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج رات کو سخت آندھی آئے گی لہٰذا تم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ ہو، جس کے پاس اونٹ ہو اسے چاہیئے کہ اسے باندھ دے"۔ صحابۂ کرامؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق رات کو سخت آندھی آئی، ایک شخص (اتفاق سے) کھڑا ہو گیا، ہوا نے اسے اڑا کر طیٔ پہاڑ پر پھینک دیا[2]۔

سترہ کے متعلق سوال | ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک ہی میں قیام فرما تھے کہ آپؐ سے کسی نے پوچھا "سترہ کتنا اونچا ہونا چاہیئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر"[3] (یعنی تقریباً ۲۶ سینٹی میٹر)

وعظ و نصیحت | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۘ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي

(اے رسولؐ) وہ اللہ ہی ہے جس نے آپؐ پر کتاب نازل فرمائی جس میں محکم آیتیں بھی ہیں اور متشابہ آیتیں بھی، جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں تاکہ ان کی تاویل کریں اور فتنہ برپا کریں۔ حالانکہ ان کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ اور جو علم

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر عن ابی حمیدؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی المعجزات۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی المعجزات عن معاذؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی المعجزات عن ابی حمیدؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب سترۃ المصلی عن عائشہ صدیقہؓ

الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ {آل عمران}

میں رسوخ رکھتے ہیں وہ اس طرح کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے، یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں، اور نصیحت سے تو صرف عقلمند لوگ ہی فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

اس آیت کی تلاوت کے بعد رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں تو (سمجھ لو کہ) وہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ (تعالیٰ) نے (اس آیت میں) کیا ہے۔ ایسے لوگوں سے بچتے رہنا"[1] (یہ لوگ اس قابل نہیں کہ ان کی صحبت میں رہا جائے)

(نوٹ:۔ قرآن مجید کی جن آیات میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا تمثیلی ذکر ہے اُن کے معانی کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیئے، ان پر صرف ایمان لانا چاہیئے البتہ مُحکَم آیتیں جن میں اللہ تعالیٰ کے احکام بیان ہوئے ہیں اُن کو سمجھنا چاہیئے اور اُن پر عمل کرنا چاہیئے)

حضرت کعب بن مالکؓ کا تذکرہ راستہ میں کہیں بھی رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت کعبؓ کا ذکر نہیں کیا، البتہ تبوک کے قیام کے دوران ایک دن جبکہ آپؐ صحابۂ کرامؓ کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا "یہ کعب نے کیا کیا کہ (جہاد کے لئے) نہ آئے"۔ قبیلۂ بنو سلمہ کے ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، دولت اور تکبّر نے انہیں آنے سے باز رکھا"۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا "اے شخص تم نے بہت بُری بات کہی"۔ پھر رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، اللہ کی قسم ہم اُن کے متعلّق سوائے بہتری کے اور کچھ نہیں جانتے"۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہو گئے[2] (اور مزید کچھ نہ فرمایا)

اتنے میں ایک سفید پوش آدمی دور سے ریگستان میں آتا ہوا نظر آیا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابو خَیثمہ ہوں"۔ جب وہ آئے تو معلوم ہوا کہ واقعی وہ ابو خیثمہ انصاریؓ ہی ہیں[3]

زادِ راہ کا خاتمہ، رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک معجزہ اثنائے قیام میں کچھ دن بعد زادِ راہ ختم ہو گیا، لوگ فاقہ کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے حتّٰی کہ کھجور کی گٹھلیاں چُوستے اور پانی پی لیتے۔ جب فاقہ کی تکلیف زیادہ ہوئی تو لوگوں نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں آکر عرض کیا کہ اگر آپؐ اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹ نحر کر لیں۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت دیدی۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو وہ خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، اگر ایسا کیا گیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ ایسا کیجئے کہ باقی بچا ہوا زادِ راہ منگا لیجئے اور برکت کی دُعا فرمائیے"۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا"۔ پھر آپؐ نے ایک دسترخوان منگوایا، پھر آپؐ نے اس کو بچھایا، پھر آپؐ نے حکم دیا کہ باقی ماندہ زادِ راہ لے آؤ۔ حکم کی تعمیل میں کوئی ایک مٹھی جوار لایا، کوئی ایک مُٹھی گیہوں، کوئی ایک مٹھی کھجور، کوئی روٹی کے ٹکڑے لایا یہاں تک کہ تھوڑا سا کھانا جمع ہو گیا۔ پھر رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے برکت کی دُعا کی، پھر فرمایا "اپنے اپنے برتن بھر لو"۔ لوگوں نے برتن بھرنے شروع کئے حتّٰی کہ پورے لشکر میں جتنے برتن تھے سب بھر لئے، پھر سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور کھانا پھر بھی باقی بچ گیا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب العلم باب النہی عن اتباع متشابہ القرآن عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک وصحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ عن کعبؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب بن مالک، عن کعبؓ۔

کوئی الٰہ (کارساز و مددگار، حاکم و معبود، برکت دینے والا اور تنگی کرنے والا) نہیں، اور (میں گواہی دیتا ہوں) کہ بے شک میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ جو شخص بغیر شک کے ان دونوں کلمات کے ساتھ اللہ سے ملیگا تو وہ جنّت میں داخل ہونے سے نہیں روکا جائے گا۔" [1]

ایک مقدّمہ | حضرت یعلیٰ بن اُمیّہؓ کا ایک مزدور بھی اس سفر میں شریک تھا۔ اُس کی ایک شخص سے لڑائی ہوگئی اُن میں سے ایک شخص نے دوسرے شخص کی اُنگلی کو دانتوں سے کاٹا۔ اُس شخص نے اپنی انگلی کو کھینچ کر باہر نکالا تو (اُنگلی کاٹنے والے) شخص کے دانت گر پڑے، وہ شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچا اور آپؐ سے شکایت کی (اور دانت کے قصاص کا مطالبہ کیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دانت کا قصاص نہ دلوایا۔ آپؐ نے فرمایا "کیا وہ اپنی اُنگلی تمہارے مُنہ میں رہنے دیتا کہ تم اُسے اُونٹ کی طرح چبا ڈالتے"۔ [2]

علاماتِ قیامت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چمڑے کے ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں حضرت عوف بن مالکؓ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قیامت سے پہلے یہ سات باتیں ضرور ہوں گی، اِنہیں شمار کرلو (سب سے پہلے) میری مَوت، پھر بیت المقدس کی فتح، پھر مُوتان کی بیماری تم لوگوں میں اس طرح پھیل جائے گی جس طرح بکریوں میں عقاص نامی بیماری پھیلتی ہے، پھر مال کی کثرت اتنی ہوجائے گی کہ اگر کسی شخص کو سَو اشرفیاں دی جائیں گی جب بھی وہ ناخوش ہی رہے گا۔ پھر ایک فتنہ اُٹھے گا اور عرب کا کوئی گھر باقی نہ بچے گا جس میں وہ داخل نہ ہو۔ پھر تمہارے اور رُومیوں کے درمیان ایک صلح ہوگی، رومی بدعہدی کریں گے اور اَسّی جھنڈوں کے ساتھ تمہارے مقابلہ کو آئیں گے، ہر جھنڈے کے ساتھ بارہ ہزار آدمی ہوں گے"۔ [3]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی امامت | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قبل نمازِ فجر قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے، اُس وقت آپؐ موزے پہنے ہوئے تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ ایک لوٹا لیکر آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئے (قضائے حاجت کے بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وضو کیا۔ حضرت مغیرہؓ پانی ڈالتے جارہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین دفعہ دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ مُنہ دھونے کے بعد آپؐ نے کلائیاں دھونے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ جُبّہ کی آستینیں بہت تنگ ہیں، آپؐ نے ہاتھوں کو جُبّہ کے نیچے سے نکالا، پھر اُن کو دھویا، (پیروں کو دھونے کے بجائے) آپؐ نے موزوں پر مسح کیا۔ وضو کرنے کے بعد آپؐ واپس تشریف لائے۔ اس اثناء میں لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو امام بناکر نماز شروع کردی تھی۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں پہنچے تو حضرت مغیرہؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو پیچھے ہٹانے کا ارادہ کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رہنے دو"۔ یہ کہکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز میں شامل ہوگئے۔ آپؐ کو جماعت کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی۔ جب حضرت عبدالرحمٰنؓ نے سلام پھیرا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہوگئے اور نماز پوری کرلی (نماز کے بعد جب لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بحیثیت مقتدی نماز ادا کرتے دیکھا تو) بہت خوف زدہ ہوئے اور کثرت سے تسبیح پڑھنے لگے جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام پھیرا تو فرمایا "تم نے اچھا کیا"۔ [4]

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الایمان باب من لقی اللہ بالایمان وہو غیر شاکٍ عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الاجارۃ بابُ الاجیر فی الغزو عن یعلیٰؓ وکتابُ المغازی باب غزوۃ تبوک وصحیح مسلم کتابُ القسامۃ باب الصائل۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب مایحذر من الغدر عن عوف رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ تبوک وصحیح مسلم کتابُ الصلوٰۃ باب تقدیم الجماعۃ من یصلی بہم عن مغیرہؓ (تین دفعہ ہاتھ دھونے کا ذکر اور حضرت عبدالرحمٰنؓ کی امامت کا واقعہ صرف صحیح مسلم میں ہے)

شاہِ اَیلہ کا ہدیہ ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقام تبوک ہی میں قیام فرما تھے کہ آپؐ کی خدمتِ اقدس میں ایلہ کے بادشاہ ابن علمار کا قاصد حاضر ہوا۔ یہ قاصد بادشاہِ ایلہ کی طرف سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نام ایک خط لے کر آیا تھا۔ اسی قاصد کے ہمراہ ایلہ کے بادشاہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک سفید خچّر اور ایک چادر ہدیۃً بھیجی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو خط کا جواب لکھا اور ایک چادر تحفہ میں روانہ کی اور اس کو اس کے مُلک پر برقرار رکھا۔[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تبوک سے واپسی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے اس بات سے مدد دی گئی ہے کہ ایک مہینہ کی مسافت سے (دشمن پر) میرا رعب پڑتا ہے۔[2]" (الغرض دشمن مرعوب ہو کر مقابلہ کیلئے نہ آیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کچھ دن تبوک میں قیام فرمانے کے بعد مدینہ منوّرہ واپس ہوئے۔

واپسی پر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وادی القُریٰ سے گذرے تو باغ والی عورت سے آپؐ نے پوچھا کہ تمہارے باغ میں کس قدر پھل نکلا، اُس نے کہا دس وسق (یعنی) اُسی قدر کہ جس قدر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اندازہ لگایا تھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا "میں مدینہ جلدی جانا چاہتا ہوں لہٰذا جو شخص میرے ساتھ جلدی جانا چاہے وہ جلدی کرے۔[3]" (پھر آپؐ تیزی کے ساتھ مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوئے)

ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ کے راستہ ہی میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے حال سے آپؐ کو آگاہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ۚ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۚ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ

جب تم منافقین کے پاس واپس پہنچو گے تو وہ تم سے طرح طرح کے عُذر کریں گے (اے رسُولؐ) آپؐ ان سے کہہ دیجئے کہ عُذر نہ بیان کرو، ہم تمہاری باتوں کا ہرگز یقین نہیں کریں گے اللہ نے ہمیں تمہارے حالات سے (پہلے ہی) مطلع کر دیا ہے اللہ اور اُس کا رسُولؐ تمہارے اعمال کی جانچ ابھی اور کریں گے، پھر بالآخر تم ظاہر و پوشیدہ چیزوں کا علم رکھنے والے کے پاس لوٹائے جاؤ گے، وہاں وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا عمل کرتے تھے (اور کیسے کیسے جھوٹے بہانے کرتے تھے) اور (اے مؤمنو!) جب تم ان کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو وہ اللہ کی قسمیں کھائیں گے (اور اپنے عُذر بیان کریں گے) تاکہ تم ان سے درگذر کرو، لہٰذا تم ان سے درگذر ہی کرنا۔ وہ ناپاک ہیں، ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے (بس وہی سزا ان کے لئے کافی ہے) اور یہ سزا ان کے اعمال کے بدلہ ہی میں دی جائے گی (اے مؤمنو!) اگر تم ان کی قسموں کے باعث ان سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر وکتاب فرض الخمس باب اذا وادع الامام وصحیح مسلم باب فی المعجزات (کتاب الفضائل) عن ابی حمیدؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب التیمم عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر۔ [4] ایک شہر کا نام ہے جو مدینہ اور مصر کے درمیان ساحل قلزم پر واقع تھا۔

عَلِيْمٌ ○ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ
اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ
سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ○ {۹۴ تا ۹۹}

راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوتا (محض تمہارے راضی ہونے سے انہیں کیا ملیگا، تمہارا راضی ہونا بے فائدہ ہے۔ فائدہ تو جب ہو سکتا ہے جب اللہ راضی ہو، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا) دیہاتیوں میں بھی کچھ لوگ منافق ہیں اور یہ کفر اور نفاق میں اور بھی زیادہ سخت ہیں یہ اس قابل ہیں کہ انہیں وہ احکامِ شریعت جو اللہ نے اپنے رسولؐ پر نازل کئے ہیں معلوم ہی نہ ہوں (یہ اس کے اہل ہی نہیں۔ ان میں نفاق کے ساتھ کم فہمی بھی ہے) اللہ (ان سے اچھی طرح واقف ہے کیونکہ وہ) علیم ہے اور (انہیں فوراً سزا اس لئے نہیں دیتا کہ وہ) حکیم ہے (اس کے تمام کام حکمت کے ساتھ ہوتے ہیں) اور اے مؤمنو، یہ دیہاتی منافق اللہ کے راستہ میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُسے تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے حق میں مصیبتوں کے منتظر رہتے ہیں حالانکہ مصیبت میں وہی گرفتار ہوں گے۔ اللہ سُننے والا اور جاننے والا ہے (اللہ کو ان کی تمام باتوں کا علم ہے، وقتِ مقررہ پر اللہ ان کو سزا دیگا) ان کے برعکس بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُسے اللہ کی قُربت اور رسولؐ کی دُعائیں حاصل کرنیکا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یقیناً یہ خرچ کرنا ان کیلئے موجبِ قربت ہے عنقریب اللہ اُن کو اپنی رحمت میں داخل کریگا یقیناً اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

پھر مؤمنین کو تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کہ اچھا ہی ہوا جو یہ تمہارے ساتھ جہاد کیلئے نہ گئے)

وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَ
قِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ○ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ
مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاۡ اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ
يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ
مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ
وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○ {۴۶ تا ۴۸}

اگر جاتے تو شرارت ہی کرتے اور تم میں فساد ڈلوانے کے سلسلہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے۔ لہٰذا اللہ ہی نے نہ چاہا کہ یہ (تمہارے ساتھ) جائیں۔ اللہ نے ان کو بوجھل بنا دیا اور ان سے کہدیا کہ جہاد پہ نہ جانے والوں کے ساتھ تم بھی بیٹھے رہو۔ اور (اے مؤمنو!) تم لوگوں میں ان کے جاسوس بھی رہتے ہیں (لہٰذا ان سے ہوشیار رہنا) اور اللہ تو ان ظالموں سے اچھی طرح واقف ہے۔ یہ لوگ پہلے بھی فساد ڈلوانے کیلئے کوشاں رہے ہیں (یہ اب بھی ایسا ہی کرتے) اور (اے رسولؐ) یہ لوگ آپؐ کے خلاف اپنی تدبیروں میں اُلٹ پھیر کرتے رہتے ہیں (لیکن کر کچھ نہیں سکتے، انہوں نے اب تک متعدد سازشیں کیں لیکن ناکام رہے) یہاں تک کہ حق (شباب پر) آگیا اور اللہ کا حکم غالب ہو گیا حالانکہ یہ چیز انہیں ناگوار تھی۔

منافقین کی ایک اور سازش اسی زمانہ میں منافقین نے ایک اور سازش کی وہ یہ کہ

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ
كُفْرًا وَّتَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا
لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ {۱۰۷ تا ۱۱۰}

انہوں نے مؤمنین کو ضرر پہنچانے اور ان میں پھوٹ ڈالنے کی غرض سے ایک مسجد تعمیر کی۔ اس کا یہ بھی مقصد تھا کہ وہ کفر کا مرکز قرار پائے اور اُن لوگوں کیلئے جو اللہ اور رسولؐ سے پہلے سے لڑتے چلے آئے ہیں پناہ گاہ کا کام دے (تاکہ اس میں بیٹھ کر وہ مؤمنین کی گھات میں رہیں)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو اس سازش کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ

وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنٰى ط وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ لَا تَقُمْ فِيْهِ أَبَدًا ط لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ○ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ {۹/۱۰۷تا۱۱۰}

یہ منافق قسمیں کھا کر کہیں گے کہ (اس مسجد کی تعمیر سے) ہمارا مقصد تو بھلائی تھا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں (اے رسولؐ) آپؐ کبھی بھی اس مسجد میں جا کر کھڑے نہ ہوں، البتہ جس مسجد کی بنیاد روزِ اوّل سے ہی تقوے پر رکھی گئی ہے بس وہی حقدار ہے کہ آپؐ اس میں کھڑے ہوں، اس میں ایسے لوگ (مصروفِ عبادت) رہتے ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ پاکیزہ لوگوں ہی سے محبت کرتا ہے (پاکیزہ لوگ ہی اللہ کے ولی ہوتے ہیں) بھلا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف اور اُس کی رضا پر رکھی ہے بہتر ہے یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گرِ جلنے والی کھائی کے کنارہ پر رکھی ہے کہ وہ اُس کو لیکر دوزخ کی آگ میں جا گرے۔ اللہ، ظالم لوگوں کو ہدایت پر نہیں چلاتا (فطری قوانین کے مطابق ہدایت پر وہی چلتے ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں) یہ عمارت جو اُنہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں موجبِ خلجان رہیگی سوائے اس صورت کے کہ ان کے دل ہی پاش پاش ہو جائیں (اور انہیں اپنا ہی ہوش نہ رہے) اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے (وہ خوب جانتا ہے کہ کب تک انہیں ڈھیل دی جائے، اس کی اس ڈھیل میں بھی حکمت ہی حکمت ہے)

حضرت کعب بن مالکؓ کی پریشانی حضرت کعبؓ کو جب یہ خبر ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ تشریف لا رہے ہیں تو ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ کوئی ایسا حیلہ سوچنا چاہیئے جس سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی سے بچ جائیں۔ انہوں نے اِس سلسلہ میں اپنے گھر کے ذی عقل لوگوں سے بھی مشورہ لیا (لیکن وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکے) پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں تو یہ خیالِ باطل اُن کے دل سے جاتا رہا (اُنہوں نے حیلہ و بہانہ بنانے کا خیال ترک کر دیا) انہیں یقین ہو گیا کہ جھوٹ بول کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصّہ سے نہیں بچ سکتے لہٰذا انہوں نے قطعی طور پر یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ سچ ہی بولیں گے[1] (خواہ اس کا انجام کچھ ہی ہو)۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منوّرہ دکھائی دیا تو آپؐ نے فرمایا "یہ طابہ ہے" (یعنی پاکیزہ شہر ہے) پھر جب آپؐ کو اُحد پہاڑ دکھائی دیا تو آپؐ نے فرمایا "یہ پہاڑ ہم سے محبّت کرتا ہے اور ہم اس سے محبّت کرتے ہیں"۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تم کو انصار کے بہترین خاندان نہ بتاؤں"۔ صحابہؓ نے عرض کیا "بتائیے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بنو نجار پھر بنو عبدالاشہل پھر بنو حارث بن خزرج پھر بنو ساعدہ اور ویسے تو انصار کے ہر خاندان میں خیر ہے[2]"۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ عن کعبؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب خرص التمر عن ابی حمیدؓ۔

خلوصِ نیّت کا ثواب | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سفر جاری تھا، اب آپؐ مدینہ منوّرہ کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "مدینہ میں ایسے لوگ ہیں کہ جب تم کوئی سفر کرتے ہو یا کسی وادی کو پار کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں"۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "باوجود اس کے کہ وہ مدینہ میں ہوتے ہیں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، باوجود اس کے کہ وہ مدینہ میں ہوتے ہیں (وہ تمہارے برابر ثواب پاتے ہیں کیونکہ وہ خلوصِ دل سے چاہتے ہیں کہ جہاد کو جائیں لیکن) کسی نہ کسی عُذر کی وجہ سے (مجبوراً) اُنہیں رُکنا پڑتا ہے[1]"۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا استقبال | حضرت سائبؓ اور دوسرے بچے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے استقبال کیلئے مدینہ منوّرہ کے باہر گئے اور ثنیۃُ الوداع کی گھاٹی پر آپؐ سے ملاقات کی[2]۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مدینہ منوّرہ میں داخلہ | صبح کے وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ میں داخِل ہوئے۔ سب سے پہلے آپؐ مسجد میں تشریف لے گئے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر لوگوں سے ملنے کیلئے مسجدِ نبوی میں بیٹھ گئے۔ منافقین بھی آئے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دیا تھا عدم شرکت کیلئے اپنے عُذر پیش کرنے لگے اور قسمیں کھا کھا کر اپنی مجبوری کا اظہار کیا۔ ان لوگوں کی تعداد اسّی سے کچھ زیادہ تھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے عُذر قبول فرمائے۔ ان سے (از سرِ نو) بیعت لی اور (انکی ظاہری توبہ پر) ان کیلئے مغفرت کی دُعا، مانگی اور انکے دل کے بھیدوں کو اللہ کے سپرد کر دیا[3]۔

ان منافقین میں پندرہ آدمی عَقَبہ والے[4] کہلاتے ہیں۔ ان میں سے تین آدمیوں نے یہ عُذر کیا کہ ہم نے منادی کی آواز نہیں سُنی اور نہ ہمیں یہ معلوم ہو سکا کہ لوگوں کا کیا ارادہ ہے (یعنی ہمیں جنگ میں جانے کی کوئی اطلاع نہیں ملی لہٰذا ہمیں معذور سمجھا جائے)[5]۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ	ان سے کہدیجئے کہ تم عمل کرتے رہو، اللہ، اُس کا رسُولؐ اور مُومنین
رَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۚ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ	تمہارے عمل کو دیکھیں گے (اگر تمہارے ظاہری اعمال سے مُومنین
وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (توبہ)	کو دھوکا بھی ہو جائے تو کیا ہوا ایک دن آنے والا ہے کہ) تم عالم الغیب
	والشہادہ کے پاس لوٹائے جاؤ گے (وہ دھوکا نہیں کھا سکتا) وہ تمہیں بتائے گا کہ تم نے کیسے کیسے عمل کئے تھے۔

حضرت کعب بن مالکؓ اور دو مسلم اور بھی غلطی سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے تھے، اُن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ	ان کا فیصلہ اللہ کے حکم پر موقوف ہے (اور ابھی روک لیا گیا ہے)
وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (توبہ)	اللہ چاہے گا تو انہیں عذاب دے گا اور چاہے گا تو معاف کر دیگا
	اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے (ان کے متعلق فیصلہ کو روک لینا اللہ کی مصلحت پر مبنی ہے)

حضرت کعبؓ وغیرہ سے مقاطعہ | حضرت کعب بن مالکؓ بھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور السّلام علیکم کہا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مُسکرائے، آپؐ کے چہرہ سے خفگی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "یہاں آؤ" حضرت کعبؓ سامنے جا کر بیٹھ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم جنگ میں کیوں شریک نہیں ہوئے، کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی؟"

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من حبسہم العذر و کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثواب من حبسہ عن الغزو عن انسؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک عن سائبؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب عن کعبؓ۔
[4] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین۔ [5] چند منافقین نے سازش کی تھی کہ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگِ تبوک سے واپس تشریف لائیں تو آپؐ کو دفعۃً حملہ کر کے شہید کر دیں۔ یہ منافقین عَقَبہ والے کہلاتے ہیں۔

حضرت کعبؓ نے عرض کیا "جی ہاں، میں نے سواری خرید لی تھی۔" پھر کہا "اے اللہ کے رسولؐ، اللہ کی قسم اگر میں دُنیا والوں میں سے آپؐ کے علاوہ کسی اور کے پاس (جو ابدہی کے لئے) بیٹھا ہوتا تو میں ضرور کسی نہ کسی بہانہ سے اُس کے غصّہ سے اپنے آپ کو بچا لیتا۔ اللہ کی قسم مجھے بحث کرنے کا بھی خوب ملکہ ہے لیکن اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں جھوٹ بول کر آج آپؐ کو راضی بھی کر لوں تو عنقریب اللہ آپؐ کو (پھر) مجھ سے ناراض کر دے گا اور اگر میں سچ سچ کہہ دوں تو آپؐ مجھ سے اِس وقت تو ناراض ہو جائیں گے (لیکن پھر عنقریب مجھ سے خوش ہو جائیں گے کیونکہ) میں اس معاملہ میں اللہ سے معافی کی اُمّید رکھتا ہوں۔ مَیں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے کوئی عُذر نہیں تھا۔ اللہ کی قسم میں ایسا قوی اور فارغ البال بھی کبھی نہیں تھا جتنا کہ اس موقع پر تھا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہوں نے بالکل سچ سچ کہہ دیا۔" پھر آپؐ نے حضرت کعبؓ سے فرمایا "تم جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تمہارے معاملہ میں کوئی فیصلہ کرے۔" حضرت کعبؓ اُٹھ کر چلے۔ قبیلہ بنو سلمہ کے چند آدمی بھی اُٹھ کر اُن کے ساتھ چلے۔ راستہ میں وہ حضرت کعبؓ سے کہنے لگے "اللہ کی قسم ہمیں تو علم نہیں کہ اس سے پہلے تم نے کبھی کوئی گناہ کیا ہے جس طرح منافقین نے عُذر پیش کیا اسی طرح عُذر پیش کرنے سے تم عاجز تھے؟ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس گناہ کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دُعائے مغفرت تمہارے لئے کافی ہوگی۔" غرض یہ کہ وہ لوگ برابر انہیں ملامت کرتے رہے یہاں تک کہ اُنہوں نے یہ چاہا کہ واپس جا کر اپنی تکذیب کر دیں (یعنی یہ کہیں کہ جو پہلے کہا تھا وہ صحیح نہیں تھا۔ انہیں یہ وسوسہ آ ہی رہا تھا کہ اسی دَوران) انہوں نے پُوچھا "کیا اِس حال میں کوئی اور بھی میرا شریک ہے؟" ان لوگوں نے کہا "ہاں، دو شخص اور ہیں جنہوں نے وہی کہا ہے جو تم نے کہا ہے اور ان سے بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہی فرمایا ہے جو تم سے فرمایا ہے۔" حضرت کعبؓ نے پُوچھا "وہ دونوں کون ہیں؟" اُنہوں نے کہا "مُرارہ بن ربیع عمریؓ اور ہلال بن اُمیّہ واقفیؓ۔" یہ سُن کر حضرت کعبؓ نے سوچا کہ یہ دونوں تو بڑے صالح آدمی ہیں، جنگِ بدر میں شریک ہو چکے ہیں ان کے رویّہ میں میرے لئے بڑا اچھا نمونہ ہے (ان ہی کے طریقہ پر مجھے بھی سچائی پر قائم رہنا چاہیئے) اس کے بعد وہ اُن لوگوں سے آگے نکل گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمین کو ان تینوں سے بات کرنے کی ممانعت کر دی۔ ممانعت کے بعد تمام مسلمین ان سے دُور رہنے لگے اور بالکل ایسے ہو گئے گویا ان سے شناسائی ہی نہیں تھی۔ حضرت کعبؓ کہتے ہیں "یہاں تک نوبت پہنچی کہ مجھے (اپنی) زمین بھی غیر معلوم ہونے لگی۔" حضرت مُرارہؓ اور حضرت ہلالؓ دونوں نے اپنے گھروں سے نکلنا بند کر دیا۔ اُنہوں نے (رات دن) رونا شروع کر دیا[1]۔ حضرت کعبؓ اپنی قوم کے ایک جوان اور طاقتور آدمی تھے لہٰذا وہ برابر مسلمین کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے (مسجد) آتے رہے اور بازار میں بھی آتے جاتے تھے لیکن اُن سے کوئی بات نہ کرتا تھا۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں بھی حاضر ہوتے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز کے بعد اپنی (نماز کی) جگہ پر بیٹھے ہوتے۔ وہ آتے اور آپؐ کو سلام کرتے اور یہ دیکھتے رہتے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے سلام کے جواب میں اپنے ہونٹ ہلائے یا نہیں۔ پھر وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب ہی نماز پڑھنے لگتے اور کن انکھیوں سے آپؐ کی طرف دیکھتے (کہ آپؐ اُن کی طرف دیکھتے ہیں یا نہیں) حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ جب میں نماز میں ہوتا تو آپؐ میری طرف متوجّہ ہوتے اور جب نماز پڑھ کر میں آپؐ کی طرف دیکھتا تو آپؐ مُنہ پھیر لیتے۔" حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ جب لوگوں کی تُرش رُوئی

---

[1] ان دونوں کے مکان سے مسجد دور ہوگی، اذان کی آواز نہ آتی ہوگی اس لئے نماز گھر پر ہی پڑھتے ہوں گے۔

نے طول کھینچا تو ایک دن میں اپنے چچازاد بھائی ابو قتادہؓ کی دیوار پر چڑھ گیا، وہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھے میں نے اُن کو سلام کیا لیکن اللہ کی قسم اُنہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابو قتادہؓ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوں؟ وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر قسم دیکر پوچھا، وہ پھر خاموش رہے۔ میں نے پھر قسم دے کر پوچھا تو کہا 'اللہ اور اُس کا رسولؐ زیادہ جانتا ہے' یہ سُن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں اُن کے پاس سے چلا آیا۔"

حضرت کعبؓ کی آزمائش ایک دن حضرت کعبؓ بازار میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ شام کا ایک نبطی نصرانی شخص جو غلہ بیچنے آیا تھا اُنہیں ڈھونڈتا پھر رہا ہے لیکن کسی شخص نے ان کا نام لیکر نہیں بتایا جس کسی نے بھی بتایا اشارہ سے بتایا۔ آخرِ کار وہ شخص حضرت کعبؓ کے پاس پہنچا۔ وہ بادشاہ غسّان کا ایک خط لایا تھا۔ اس خط میں بادشاہ نے حضرت کعبؓ کو یہ لکھا تھا "ہم نے سُنا ہے کہ تمہارے دوست نے تم پر ظلم کیا ہے، اللہ نے تمہیں ذلّت کی جگہ اور حق تلفی کے مقام میں رہنے کیلئے پیدا نہیں کیا، تم ہمارے پاس چلے آؤ، ہم بڑی خاطر سے پیش آئینگے۔" خط پڑھ کر حضرت کعبؓ نے خیال کیا کہ یہ اللہ کی طرف سے امتحان ہے۔ انہوں نے فوراً اس خط کو جلا دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے سب سے بڑا غم اس بات کا تھا کہ کہیں میں اسی حال میں نہ مر جاؤں اور رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں یا کہیں ایسا نہ ہو کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتقال ہو جائے اور آپؐ لوگوں کو اسی حالت میں چھوڑ جائیں تو کوئی بھی میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھے۔

بیویوں کو علیٰحدہ کرنے کا حکم جب مقاطعہ کو چالیس دن گذر گئے تو رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت کعبؓ کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ اُس آدمی نے حضرت کعبؓ سے کہا کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی کو علیٰحدہ کر دو۔ حضرت کعبؓ نے پوچھا "کیا طلاق دیدوں اور اگر طلاق نہ دوں تو پھر کیا کروں؟" اُس آدمی نے کہا "بس خلط ملط اور تعلقاتِ زوجیت نہ رکھو۔" حضرت کعبؓ نے اپنی بیوی سے کہا "تم اپنے گھر چلی جاؤ اللہ کے رسولؐ کا یہی حکم ہے اور وہیں رہو جب تک اللہ کی طرف سے کوئی دوسرا حکم نہ ملے۔"

یہی حکم حضرت مُرارہؓ اور حضرت ہلالؓ کو بھی دیا گیا۔ حضرت ہلالؓ کی بیوی رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا "میرا شوہر نہایت ضعیف ہے، اُس کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں، کیا میں اس کی خدمت کر سکتی ہوں، کیا آپؐ اس کو بُرا سمجھتے ہیں؟" رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، بس تعلّقاتِ زوجیت نہ رکھو۔" اُنہوں نے کہا "اللہ کی قسم جس روز سے آپؐ کا عتاب ہوا ہے وہ سوائے رونے کے اور کچھ کرتے ہی نہیں۔"

حضرت کعبؓ سے اُن کے گھر والوں نے (کنایۃً) کہا کہ ان کی بیوی بھی اگر اسی طرح اجازت لے لیتیں تو اچھا ہوتا۔ حضرت کعبؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں کبھی اجازت نہیں لونگا، اگر میں اجازت کیلئے عرض کروں تو معلوم نہیں رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیا فرمائیں، میں جوان آدمی ہوں (میرے لئے اجازت لینے کا کوئی معقول عُذر نہیں)۔"

تینوں کی توبہ قبول ہو گئی بیویوں سے علیٰحدہ رہنے کے حکم کے بعد دس راتیں اور اسی طرح گذر گئیں۔ پچاسویں رات دو تہائی گذر چکی تھی، ایک تہائی رات باقی تھی کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہوئی۔ اللہ

تعالےٰ نے فرمایا:۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ {۹، توبہ ۱۱۷ و ۱۱۸}

بے شک اللہ نے نبیؐ پر اور اُن مہاجرین اور ان
فرمائی جنہوں نے تنگدستی کے موقع پر رسولؐ کا
اور وہ بھی ایسے وقت کہ اُن میں سے بعض لوگوں
پھر جانے کے قریب ہو چلے تھے (وہ جاتے ہوئے
تھے لیکن اللہ نے انہیں ثابت قدم رکھا) اور
مہربانی فرمائی (اور ان کے وسوسہ کو معاف کر
اللہ شفقت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے
تین آدمیوں پر بھی اللہ نے مہربانی فرمائی جن کا
ملتوی کر دیا گیا تھا (مقاطعہ کے دوران) ز
اپنی فراخی کے اُن پر تنگ ہو گئی تھی، انہیں اپنی جانیں بار معلوم ہونے لگی تھیں۔ انہیں یقین تھا کہ ا
والا اللہ کے سوا کوئی نہیں تو اللہ نے (اب) ان کی توبہ قبول فرمائی۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا
والا ہے۔

جس رات کو یہ وحی نازل ہوئی اُس رات کو رسولؐ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زوجۂ مطہرہ حضرت اُمّ
ہاں تھے۔ حضرت اُمّ سلمہؓ حضرت کعبؓ کے حق میں بہت اچھی تھیں، وہ اکثر ان کی بڑی سفارش کیا
رسولؐ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُمّ سلمہؓ سے فرمایا "کعبؓ کی توبہ قبول ہو گئی"۔ یہ سُنتے ہی حضرت
عرض کیا "کیا میں ان کے پاس کسی آدمی کو نہ بھیجدوں جو اُنہیں خوش خبری سُنائے؟" رسولؐ اللہ صلّی ا
نے فرمایا "لوگوں کا اژدحام ہو جائے گا اور پھر تمہیں کوئی سونے بھی نہ دیگا"۔

صبح کو نماز کے بعد رسولؐ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو اطّلاع دی کہ ان تینوں پر اللہ کی مہر
(ان کی توبہ قبول ہو گئی) یہ خوش خبری سُن کر لوگ جُوق در جُوق اُن تینوں کے ہاں بشارت دینے کیلئے رو
ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر تیزی سے اُسے دوڑاتا ہوا روانہ ہوا۔ وہ بلند آواز سے بشارت دیتا چلا
قبیلۂ اسلم کا ایک شخص دوڑ کر کوہِ سَلع پر چڑھ گیا اور بلند آواز سے کہنے لگا "اے کعب بن مالکؓ تمہیں
اُس شخص کی آواز گھوڑے سے زیادہ تیز رفتار تھی۔ حضرت کعبؓ اُس وقت نمازِ فجر[1] پڑھ کر اپنے گھر کی چ
ہوئے تھے، اُن کی وہی حالت تھی جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کی ہے۔ انہیں اپنی زندگی بار
تھی، زمین باوجود فراخی کے اُن پر تنگ ہو چکی تھی۔ حضرت کعبؓ نے کوہِ سلع سے آنے والی آواز سُنی تو
ان کی توبہ قبول ہو گئی اور تنگی دور ہو گئی، فوراً سجدہ میں گر پڑے (اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا)

(اتنے میں لوگ اُن کے پاس آنے شروع ہو گئے) جب وہ شخص جس نے کوہِ سلع پر چڑھ کر بشارت دی
پاس پہنچا تو اُنہوں نے اپنے کپڑے اُتار کر اُسے دیدئے۔ اُس روز اُن کے پاس ان کپڑوں کے علاوہ اور کپ

---

[1] حضرت کعبؓ کا مکان مسجدِ نبوی سے دور تھا۔ انہوں نے نمازِ فجر قریب ہی اپنے محلّہ کی مسجد میں ادا کی ہو گی اور پھر وہاں سے آ
چھت پہ بیٹھے ہوں گے۔ ان کا اپنا بیان پہلے گذر چکا ہے کہ وہ برابر مسلمین کے ساتھ نماز پڑھتے رہے۔

لہٰذا انہوں نے حضرت ابو قتادہؓ سے عاریۃً کپڑے مانگ کر پہنے۔ کپڑے پہن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں فوج در فوج آدمی اُنہیں ملتے اور اُنہیں توبہ قبول ہونے پر مبارکباد دیتے۔ جب وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے چاروں طرف آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے حضرت کعبؓ کو آتے دیکھا تو فوراً اُن کی طرف بڑھے، مصافحہ کیا اور قبولیتِ توبہ کی مبارکباد دی۔ حضرت طلحہؓ کے علاوہ مہاجرین میں سے اور کوئی نہ اُٹھا۔ حضرت کعبؓ کہا کرتے تھے کہ میں ان کے احسان کو عمر بھر نہ بھولوں گا۔ الغرض حضرت کعبؓ سلام کر کے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے بیٹھ گئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُرسرور اور ہنس مُکھ چہرے سے فرمایا "تمہیں بشارت ہو کہ پیدائش سے لیکر اب تک اس سے بہتر دن تمہارے لئے کوئی نہیں گذرا" حضرت کعبؓ نے کہا "یہ بشارت آپؐ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی طرف سے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت خوش معلوم ہوتے تھے، اور جب کبھی آپؐ خوش ہوتے تھے تو آپؐ کا چہرہ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ صحابۂ کرامؓ اس کیفیت کو پہچان لیا کرتے تھے۔ حضرت کعبؓ نے عرض کیا "میں چاہتا ہوں کہ اپنی توبہ کی قبولیت کے شکریہ میں اللہ اور اس کے رسُولؐ کی خدمت میں (اپنا مال) پیش کر دوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کچھ اپنے لئے بھی رہنے دو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے"۔ حضرت کعبؓ نے کہا "جو حصّہ مجھے خیبر میں ملا تھا اُسے اپنے لئے رکھکر باقی خیرات کرتا ہوں"۔ اس کے بعد اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے سچ کی ہی وجہ سے اللہ نے مجھے نجات دی لہٰذا آج سے میں عہد کرتا ہوں کہ کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا اور اللہ کی قسم میں کسی ایسے مسلم کو نہیں جانتا کہ صدق کی وجہ سے اللہ نے اُس کی آزمائش میری آزمائش سے بہتر طریق پر کی ہو"۔ حضرت کعب بن مالکؓ (اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد) کہا کرتے تھے کہ "اُس وقت سے اب تک میں نے کبھی جھوٹ بولنے کا ارادہ نہیں کیا اور آئندہ بھی اللہ سے اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے جھوٹ سے بچائے گا۔ اللہ کی قسم جب سے اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت دی اُس وقت سے اب تک کبھی مجھے اُس صدق سے بہتر کوئی نعمت نہیں ملی (جس صدق سے میں نے جنگِ تبوک میں شریک نہ ہونے کے سلسلہ میں کام لیا اور) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جھوٹ بول کر ہلاک نہیں ہوا جس طرح منافقین جھوٹ بول کر ہلاک ہوئے[1]"۔

جماعتِ المسلمین کو ہدایت اِس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اہلِ اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـــُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ

اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور سچّوں کے ساتھ رہو۔ اہلِ مدینہ اور جو دیہاتی ان کے چاروں طرف آباد ہیں ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو جنگ میں جائیں اور وہ بیٹھے رہیں اور نہ اُن کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ رسُولُ اللہؐ کی جان سے زیادہ اپنی جان کو عزیز رکھیں۔ اللہ کے راستہ میں جو تکلیف انہیں پہنچتی ہے (یا پہنچیگی) خواہ وہ پیاس کی تکلیف ہو یا کوئی اور محنتِ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و کتاب التفسیر سورۃ التوبۃ عن کعبؓ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ۔

نَيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ {۱۱۹ تا ۱۲۱}

شاقہ ہو یا وہ کسی ایسی جگہ سے گذریں (کہ انہیں تکلیف تو نہ ہو لیکن اُنہیں دیکھکر) کافر غصہ میں تلملا اُٹھیں یا وہ دشمن سے کوئی چیز چھین رہے ہوں۔ ان تمام صورتوں میں ان کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں، یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ اسی طرح جب وہ تھوڑا یا بہت خرچ کرتے ہیں یا کوئی میدان طے کرتے ہیں تو یہ بھی ان کے لئے لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ اُنکو اُن کے اِن اعمال کا اچھا بدلہ عنایت کرے۔

علمِ دین حاصل کرنا فرض ہے | علمِ دین کو فرض قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَاۗفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَاۗىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ {۱۲۲ توبہ}

یہ تو ممکن نہیں کہ (علمِ دین حاصل کرنے کیلئے) تمام مسلمین نکل کھڑے ہوں، البتہ ہر ایک قبیلہ کے کچھ لوگ علمِ دین حاصل کرنے کیلئے نکلیں اور جب وہ اپنے قبیلہ کے پاس واپس آئیں تو گھر پر رہنے والوں کو ڈرائیں تاکہ وہ بھی (دینی معلومات کے ذریعہ اللہ کی نافرمانی سے بچ سکیں۔

جہاد کا حکم اور اس کی تاکید | جنگِ تبوک کے موقع پر اگرچہ کُفّار مقابلہ پر نہ آئے لیکن اُن کا زور نہ ٹوٹا تھا اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ کُفّار کا مکمّل استیصال ہو جائے تاکہ وہ پھر کسی موقع پر بھی قوانینِ الٰہیہ کے نفاذ میں رکاوٹ نہ بن سکیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ {۱۲۳ توبہ}

اے ایمان والو اپنے قُربِ جوار کے کافروں سے (یعنی اہلِ روم اور اہلِ فارس سے) جنگ کرو اور اس طرح لڑو کہ وہ سمجھ لیں کہ مسلمین بہت مضبوط اور قوی ہیں اور (اے ایمان والو) اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ متّقیوں کے ساتھ ہے (لہٰذا جنگ میں تقوٰے کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے)۔

منافقین کی ابتلاء و پریشانی | منافقین کے رویّہ پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ۭ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ۭ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝ {۱۲۶ و ۱۲۷ توبہ}

کہ یہ لوگ سال میں ایک دو مرتبہ ضرور کسی نہ کسی آفت میں مبتلا ہوتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ جب کوئی سُورت نازل ہوتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں اور پُوچھتے ہیں کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا، پھر چپکے سے کھسک جاتے ہیں۔ اللہ نے (ان کی بداعمالی اور ہٹ دھرمی کے نتیجہ میں) ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے اور اس لئے بھی کہ یہ لوگ بالکل سمجھ سے کام نہیں لیتے۔

دعوت عامّہ | پھر تمام بنی نوع انسان کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ {۱۲۸:۹ تا ۱۲۹:۹}

تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسولؐ آگئے ہیں (وہ ایسے شفیق ہیں کہ) ان کو تمہاری تکلیف گراں گذرتی ہے، وہ ہمیشہ تمہاری بھلائی کے خواہاں رہتے ہیں اور جو مؤمن ہیں ان کے لئے تو وہ نہایت ہی شفیق اور مہربان ہیں (اگر تم ایمان لے آؤ گے تو ایسے رسولؐ کے دامنِ رحمت میں تمہیں جگہ مل جائے گی) اور اے رسولؐ اگر یہ پھر بھی نہ مانیں تو آپؐ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ کافی ہے (مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں) اس کے سوا کوئی کارساز نہیں، میں اُسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

حضرت سعد بن عبادہؓ کی بے چینی | تبوک سے واپسی کے وقت مدینہ منوّرہ کو دیکھکر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انصار کے بہترین خاندان بنو نجّار پھر بنو عبدالاشہل پھر بنو حارث پھر بنو ساعدہ ہیں۔ حضرت ابو اسیدؓ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو فرماتے کیا میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے غلط بیانی کروں گا۔ اگر میں جھوٹا ہوتا تو سب سے پہلے اپنے خاندان بنو ساعدہ کا نام لیتا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انہیں جب یہ خبر پہنچی کہ ان کے خاندان کا نام رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے آخر میں ذکر فرمایا تو اُنہیں بہت افسوس ہوا۔ کہنے لگے "ہم چاروں خاندانوں کے اخیر میں رہے"۔ یہ کہکر انہوں نے کہا "میرے لئے گدھے پر زین کسو، میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں گا"۔ اُن کے بھتیجے حضرت سہلؓ نے کہا کیا تم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ردّ کرنے جارہے ہو! اُن کی قوم کے اور لوگوں نے بھی کہا بیٹھ جاؤ، کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے گھرانے کو چار بہترین گھرانوں میں شمار کیا اور جن گھرانوں کا نام آپؐ نے نہیں لیا وہ ان گھرانوں سے جن کا آپؐ نے نام لیا کہیں زیادہ ہیں۔ حضرت سہلؓ نے کہا "رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں (کہ کون کس مقام پر ہے) کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تم چوتھے نمبر پر ہو"۔ یہ سُنکر حضرت سعدؓ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے سے رُک گئے، اور زین کھولنے کا حکم دیا اور کہا "اللہ اور اُس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں"[1]۔

پھر جب حضرت سعدؓ کی ملاقات رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ آپؐ نے انصار کے گھرانوں کی فضیلت بتائی تو ہمیں آپؐ نے سب کے آخر میں کر دیا"۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تم بہترین خاندانوں میں سے ہو"[2]۔

متفرّق واقعات

عبداللہ بن اُبیّ منافق کی موت اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدیم النظیر عفو و کرم | تقریباً اسی زمانہ میں (منافقین کے سرغنہ) عبداللہ بن اُبیّ کی وفات ہوئی۔ اس کا لڑکا عبداللہؓ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا "آپؐ اپنی قمیص مجھے عنایت فرمادیں تاکہ میں اپنے باپ کو اس قمیص کا کفن دوں"۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل الانصار عن ابی اسیدؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی اسیدؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی قمیص اُس کو دیدی۔[1]

عبداللہ بن اُبیّ نے جنگِ بدر کے بعد حضرت عبّاس کیلئے اپنی قمیص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دی تھی لہٰذا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے کفن کیلئے اپنی قمیص دے کر اُس کے احسان کا بدلہ اس طرح ادا کر دیا۔[2]

پھر اس کے لڑکے عبداللہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اُس کے جنازہ کی نماز پڑھانے اور مغفرت کی دُعا کرنے کی درخواست کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی درخواست کو منظور فرمایا اور نمازِ جنازہ پڑھانے کیلئے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے آپؐ کا دامن پکڑ کر عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ اس کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن یہ یہ کہا تھا" حضرت عمرؓ نے اس کی کئی ناشائستہ باتیں گِنائیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرائے اور فرمایا "اے عمرؓ ہٹ جاؤ"۔ اُنہوں نے پھر عرض کیا "(اے اللہ کے رسُولؐ) یہ تو منافق ہے اور آپؐ کے ربّ نے منافقین کیلئے دُعا کرنے سے منع فرمایا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے مجھے (دُعا کرنے یا نہ کرنے کا) اختیار دیا ہے (منع نہیں کیا) جیسا کہ اشادِ باری ہے:۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ {توبہ ۸۰}	آپؐ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں، اگر آپؐ ستّر مرتبہ بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ ان کو معاف نہیں کرے گا۔

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر میں یہ سمجھتا کہ اگر میں ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں تو یہ بخش دیا جائے گا تو میں ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا"۔ یہ فرما کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کے جنازہ کی نماز پڑھائی (پھر اُس کو دفن کیا گیا) دفن کرنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر اُسے باہر نکلوایا، وہ آپؐ کے گھٹنوں پر رکھ دیا گیا، آپؐ نے اپنا لعابِ دھن اُس کے لگایا (اور پھر اُسے دفن کرا دیا) اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور فرمایا:۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ {توبہ ۸۴}	(اے رسُولؐ) منافقین میں سے جب کوئی مر جائے تو آئندہ آپؐ کبھی اُس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہوں، انہوں نے اللہ اور اس کے رسُولؐ کے ساتھ کفر کیا اور نافرمانی کی حالت میں مر گئے۔

اس آیت کے نزول کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھنی ترک کر دی، حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مجھے اپنی جُرأت پر تعجّب ہوا حالانکہ اللہ اور اُس کا رسُولؐ ہی زیادہ جانتے ہیں۔[3]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ (۱) جانی دشمن کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عفو و کرم اور اخلاقِ کریمانہ کی بہترین مثال ہے اور اپنی نظیر آپ ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سورۃ التوبۃ) عن ابن عمرؓ و صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الکسوۃ للاسارٰی عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ التوبۃ) وکتابُ اللباس بات لُبس القمیص عن ابنِ عمرؓ وجابرؓ ورواہ مسلم مختصراً فی صحیحہ فی باب من فضائل عمرؓ عن ابنِ عمرؓ وفی کتاب صفات المنافقین عن ابن عمرؓ وجابرؓ۔

(۲) نمازِ جنازہ پڑھانے اور لعابِ دہن لگانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا حکمِ امتناعی نازل ہوا، حالانکہ ان کاموں سے پہلے بھی نازل ہو سکتا تھا اور ہونا چاہیئے تھا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی یہ مصلحت تھی کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کسی ایسے شخص کو جو مغفرت کا مستحق نہ ہو نہ تبرکات کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ دُعائے مغفرت اس کے کام آسکتی ہے۔

(۳) آیتِ مذکورۂ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منافقین کو اچھی طرح پہچانتے تھے ورنہ حکمِ امتناعی سے کوئی فائدہ نہیں۔

ایک سفر کا واقعہ ایک سفر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک سو تیس[۱۳۰] آدمی تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے؟" ایک شخص کے پاس ایک صاع آٹا نکلا۔ (اُس نے وہ آٹا لاکر دیا) آٹا گوندھا گیا (روٹیاں پکائی جارہی تھیں کہ) اسی اثناء میں ایک مشرک دراز قامت، پراگندہ مُو اپنی بکریاں ہنکاتا ہوا وہاں سے گذرا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس سے فرمایا "بکری بیچو گے یا ویسے ہی دیدو گے"۔ اُس نے کہا "بیچوں گا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس سے ایک بکری خریدی۔ پھر وہ بکری ذبح کی گئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کلیجی وغیرہ بھوننے کا حکم دیا۔ پھر آپؐ نے کلیجی کی بوٹیاں تقسیم کیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم ایک سو تیس آدمیوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ بچا جس کو آپؐ نے کلیجی کی بوٹیاں نہ دی ہوں، جو لوگ موجود تھے اُنہیں اُسی وقت دیدیں اور جو لوگ موجود نہیں تھے اُن کیلئے رکھ چھوڑیں"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سالن کے دو پیالے بھرے۔ سب لوگوں نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئے۔ سب کے کھانا کھا چکنے کے بعد دونوں پیالے اُسی طرح بھرے ہوئے تھے۔ صحابۂ کرامؓ نے بچا ہوا کھانا اونٹ پر رکھ لیا[۱]

تقسیمِ مال کا ایک واقعہ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ لوگوں کو مال عطا فرمایا لیکن ایک شخص کو کچھ نہ دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہیں وہ شخص جسے کچھ نہیں ملا تھا بہت محبوب تھا لہٰذا اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ نے فلاں شخص کو کیوں نہیں دیا؟ اللہ کی قسم میں اُسے مؤمن سمجھتا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(مؤمن سمجھتے ہو) یا مسلم"۔ حضرت سعدؓ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر اُس شخص کے (ایمان کے) متعلق جو اُن کو علم تھا اُس نے غلبہ کیا اور اُنہوں نے پھر وہی بات دُہرائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی فرمایا۔ حضرت سعدؓ خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد اُس شخص کے (ایمان کے) متعلق جو اُن کو علم تھا اُس نے پھر غلبہ کیا، اُنہوں نے پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے وہی بات کہی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی بات فرمائی، اس کے بعد فرمایا "اے سعدؓ میں ایک شخص کو (کچھ مال) دیتا ہوں حالانکہ دوسرا شخص مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے (لیکن اس کو کچھ نہیں دیتا) یہ اس لئے کہ مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں اللہ اُس شخص کو اوندھے مُنہ دوزخ میں نہ ڈالدے[۲] (یعنی مفلسی اور ضعفِ ایمانی کی وجہ سے ایمان کو خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص پختہ ایمان ہوتا ہے وہ مفلسی کی حالت میں بھی ایمان پر قائم رہتا ہے لہٰذا اگر اس

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب قبول الہدیۃ من المشرکین عن عبدالرحمٰنؓ۔ [۲] صحیح بخاری کتاب الایمان باب إذا لم یکن الاسلام علی الحقیقۃ و کتاب الزکوٰۃ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب تألف قلب من یخاف علی ایمانہ لضعفہ وکتاب الزکوٰۃ باب اعطاء من یخاف علی ایمانہ عن سعد رضؓ۔

کو نہ دیا جائے تو کوئی خطرہ نہیں ہوتا)"۔

حضرت ضمام بن ثعلبہؓ کی آمد ایک دن کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ساتھ مسجد میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک شخص جو اونٹ پر سوار تھا مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے اپنے اونٹ کو مسجد میں بٹھایا اور باندھ دیا۔ پھر اس نے پوچھا "تم لوگوں میں محمدؐ کون ہیں؟"۔ صحابہ کرامؓ نے کہا "وہ گورے آدمی جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں"۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "اے عبدالمطلب کے بیٹے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جی"۔ اس نے کہا "میں آپ سے کچھ سوال کروں گا اور سوال میں آپ پر سختی کروں گا، آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو چاہو پوچھو"۔ اس نے کہا "میں آپ سے آپ کے رب اور آپ سے پہلے لوگوں کے رب کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو تمام انسانوں کیلئے رسولؐ بنا کر بھیجا ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم ہاں"۔ پھر اس نے کہا "میں آپ سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ دن اور رات میں پانچ نمازیں پڑھیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم ہاں"۔ پھر اس نے کہا "میں اللہ کی قسم دیکر آپ سے پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ سال میں ایک مہینہ کے روزے رکھیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم ہاں"۔ پھر اس نے کہا "میں اللہ کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے مالداروں سے زکوٰۃ لیکر ہمارے غریبوں میں تقسیم کر دیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم ہاں"۔ پھر اس شخص نے کہا "جو چیز آپ لیکر آئے ہیں میں اس پر ایمان لاتا ہوں میں اپنی قوم کے لوگوں کا جن کو میں چھوڑ کر آیا ہوں قاصد ہوں۔ میں ضمام بن ثعلبہ ہوں اور بنو سعد بن بکر کے بھائیوں میں سے ایک فرد ہوں"[1]۔

سریہ[2] اسامہؓ ان ہی ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کی امارت میں قبیلہ جہینہ کی شاخ حرقات سے جنگ کرنے کیلئے ایک لشکر روانہ کیا۔ صبح کے وقت جنگ کا آغاز ہوا۔ مشرکین میں سے ایک شخص تھا کہ جب کسی مسلم کو قتل کرنا چاہتا قتل کر دیتا۔ حضرت اسامہؓ اور ایک انصاریؓ شخص نے موقع پاکر اس پر حملہ کیا۔ جب وہ گھر گیا اور حضرت اسامہؓ نے اس پر تلوار اٹھائی تو اس نے کہا "لا الٰہ الا اللہ" انصاریؓ نے ہاتھ روک لیا لیکن حضرت اسامہؓ نے اس کے نیزہ مارا اور قتل کر دیا۔ قتل کرنے کے بعد دل میں خطرہ لاحق ہوا (اور اس کے قتل کرنے پر نادم ہوئے) مشرکین کو شکست ہوئی (اور مسلمین فتحیاب ہوئے) ایک شخص فتح کی خوشخبری سنانے کیلئے (مدینہ منورہ روانہ کیا گیا۔ جب وہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے اس سے لڑائی کے حالات دریافت کئے، اس شخص نے لڑائی کے حالات بتلائے اور حضرت اسامہؓ کا واقعہ بھی سنایا (جب اسلامی لشکر واپس مدینہ منورہ پہنچا تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کو بلایا اور پوچھا "اے اسامہؓ تم نے اسے کیوں قتل کیا؟" حضرت اسامہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ اس نے مسلمین کو بہت تکلیف پہنچائی فلاں کو اور فلاں کو اس نے قتل کر دیا"۔ حضرت اسامہؓ نے کئی مسلمین کے نام لئے جو اس شخص کے ہاتھ سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم باب القراءۃ والعرض علی المحدث عن انسؓ۔

[2] سریہ لشکر کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس لشکر کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہ ہوں۔

قتل ہوئے تھے۔ پھر حضرت اُسامہؓ نے عرض کیا "جب میں نے اُس پر تلوار اُٹھائی تو اُس نے لا الٰہ الا اللہ کہدیا (مگر میں نے پھر بھی اُسے قتل کر دیا)" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم نے اُسے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کیا؟" حضرت اُسامہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اُس نے ہتھیار کے خوف سے اور اپنے کو بچانے کیلئے کلمہ پڑھا تھا (دل سے مسلم نہیں ہوا تھا)" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم نے اُس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھا کہ تمہیں معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے) کلمہ پڑھا تھا یا نہیں؟" یہ فرما کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سوال کیا "کیا تم نے اُسے لا الٰہ اِلّا اللہ پڑھنے کے بعد قتل کیا؟" پھر آپؐ نے فرمایا "قیامت کے دن جب وہ کلمہ (لیکر) آئے گا تو تم اس کلمہ کا کیا جواب دوگے؟" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ الفاظ دہراتے رہے یہاں تک کہ حضرت اُسامہؓ نے یہ تمنا کی کہ کاش وہ آج سے پہلے مُسلم نہ ہوئے ہوتے [1]

اہل کتاب کا شرک فی الذّات اور شرک فی الحکم | یہودی اور عیسائی اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کرتے تھے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ — یہودی کہتے تھے کہ عُزیر (علیہ السّلام) اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں

وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ — عیسائی کہتے تھے کہ عیسیٰ (علیہ السّلام) اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں

قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ — (اللہ تعالیٰ نے اُن کی تردید کرتے ہوئے فرمایا) یہ ان کے مُنہ

كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ — کی باتیں ہیں (جو چاہتے ہیں کہہ دیتے ہیں) ان سے پہلے بھی کافر ایسی ہی باتیں کہا کرتے تھے، یہ ان ہی کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ اللہ ان کافروں کو ہلاک کرے یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں (اپنے بچنے کی فکر کیوں نہیں کرتے)

شرک فی الذّات کے ساتھ یہودی اور عیسائی دونوں شرک فی الحکم یعنی شرک فی التّشریع کے بھی مرتکب تھے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا — اُنہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کے علاوہ اپنا ربّ

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ — بنا رکھا تھا (یعنی ان کی تقلید کر کے اُن کے احکام اور

اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ — فتووں کو احکامِ الٰہی کا درجہ دیدیا تھا) اور حضرت عیسیٰ

اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ {توبہ ۳۱} — علیہ السّلام کو بھی اُنہوں نے ربّ بنا رکھا تھا (اللہ تعالیٰ نے اُن کی تردید کرتے ہوئے فرمایا) ان کو تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ بس ایک اِلٰہ کی عبادت کریں۔ ایک الٰہ کے علاوہ کوئی اور اِلٰہ نہیں۔ اللہ ان کے اِس شرک سے پاک ہے جو یہ کر رہے ہیں۔

حضرت عدیؓ کی غلط فہمی | (تقریباً اسی زمانہ میں حضرت عدیؓ بن حاتم ایمان لائے) روزہ کا ابتدائی وقت معلوم کرنے کیلئے اُنہوں نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ — (کھاؤ اور پیو) یہاں تک کہ سفید ڈورا سیاہ ڈورے

الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ {بقرہ ۱۸۷} — سے ممتاز نظر آئے

کے ظاہری مفہوم کے مُطابق ایک سیاہ ڈورا لیا اور ایک سفید ڈورا لیا اور اُن کو اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا، پھر وہ انکو بار بار دیکھتے رہے (لیکن ان میں امتیاز نہ کر سکے یہاں تک کہ صبح ہو گئی) جب صبح ہوئی تو وہ رسُول اللہ صلی اللہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الٰہ الا اللہ۔

علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اس بات کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم ڈورے دیکھتے رہے اور سیاہ اور سفید ڈورے تمہارے تکیہ کے نیچے آگئے تو پھر تو تمہارا تکیہ اور تمہاری گدّی بہت ہی وسیع وعریض ہے (کہ مشرق ومغرب ان کے نیچے آگئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں جو تم سمجھے ہو) ڈوروں سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مُراد ہے[1]۔"

عرب میں مکمّل امن وامان کی پیشین گوئی ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حضرت عدیؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں دو شخص آئے۔ ایک نے تنگیٔ معیشت کی شکایت کی۔ دوسرے نے چوری اور ڈاکہ زنی کی شکایت کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ڈاکہ زنی کا تو معاملہ یہ ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں ایسا امن ہو جائے گا کہ مکّہ سے مدینہ جانے والا قافلہ بغیر کسی محافظ کے جائیگا" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عدیؓ سے فرمایا "اے عدیؓ کیا تم نے حیرہ کو دیکھا ہے؟" حضرت عدیؓ نے کہا "دیکھا تو نہیں ہے، نام سُنا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک عورت حیرہ سے چلے گی (مکّہ معظّمہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کریگی (راستہ میں) اُسے سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہ ہوگا۔ رہی تنگیٔ معیشت تو قیامت نہ آنے پائے گی یہاں تک کہ تم میں سے کوئی شخص اپنا صدقہ لیکر پھرے گا لیکن کوئی صدقہ لینے والا نہیں ملے گا (سب خوش حال ہوں گے) اور اے عدیؓ اگر تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو یقیناً تم کِسریٰ کے خزانوں کو فتح کروگے"۔ حضرت عدیؓ نے تعجّب سے پوچھا "کیا کسریٰ بن ہرمز (کے خزانے؟)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(ہاں) کِسریٰ بن ہرمز (کے خزانے)" پھر فرمایا "یقیناً تم میں سے ہر شخص (میدانِ محشر میں) اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا، اس کے اور اللہ کے درمیان نہ کوئی حجاب ہوگا اور نہ کوئی ترجمان ہوگا جو اس کی گفتگو کی ترجمانی کرے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا "کیا میں نے تجھے مال نہ دیا تھا؟" وہ عرض کرے گا "ہاں دیا تھا"۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا "کیا میں نے تیرے پاس رسُولؐ نہیں بھیجا تھا؟" وہ عرض کرے گا "ہاں بھیجا تھا"۔ پھر وہ شخص اپنی داہنی طرف نظر کریگا تو سوائے آگ کے کچھ نظر نہ آئے گا، پھر وہ اپنی بائیں جانب دیکھیگا تو سِوائے آگ کے کچھ نظر نہ آئے گا"۔ اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ آگ سے بچے اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دیکر سہی۔ اگر کھجور کا ٹکڑا بھی میسّر نہ ہو تو اچھّی بات کہہ کر" (ہی دوزخ سے بچے)

اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد حضرت عدیؓ فرمایا کرتے تھے میں نے عورت کو دیکھا کہ وہ حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرتی ہے اور اُسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا اور (دوسری بات بھی ہو چکی ہے یعنی کسریٰ کے خزانے فتح ہو چکے ہیں) اور میں خود اُن لوگوں میں تھا جنہوں نے کِسریٰ کے خزانے فتح کئے تھے اور (اے لوگو!) عنقریب تم تیسری بات بھی دیکھ لوگے (کہ پوری ہوگی یعنی صدقہ لینے والا کوئی نہ ملیگا)[2]

انصار کا ایثار تقریباً ان ہی ایّام میں (اسلامی لشکر نے بحرین پر حملہ کیا) اہلِ بحرین نے صلح کر لی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان پر حضرت علاء بن حضرمیؓ کو امیر مقرّر کیا۔ بحرین کی فتح کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارادہ کیا کہ اس کی زمینوں کو انصار میں تقسیم کر دیں۔ انصار نے کہا "(اے اللہ کے رسُولؐ) جب تک آپؐ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصّوم باب قول اللہ تعالیٰ وکُلوا واشربوا حتّٰی یتبیّن لکم ..... وکتاب التفسیر (سُورۃ البقرۃ) وصحیح مسلم کتاب الصّوم نحوہٗ عن عدیؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصّدقۃ قبل الرّدّ وباب علامات النّبوّۃ فی الاسلام۔

مہاجرین کو بھی ہماری طرح زمینیں نہ دیں ہم لینا نہیں چاہتے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی ایسے موقع پر تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کرو۔"[1]

اعتکاف رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آپؐ کے لئے خیمہ لگایا جاتا تھا، اس میں آپؐ صبح کی نماز پڑھ کر داخِل ہو جایا کرتے تھے۔ اسی دستور کے مُطابق آپؐ کے لئے خیمہ لگایا گیا، پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے لئے خیمہ لگایا گیا۔ حضرت حفصہؓ نے بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اجازت لے کر اپنا خیمہ نصب کرالیا۔ حضرت زینبؓ نے بھی اپنے لئے ایک خیمہ نصب کرالیا۔ جب صبح ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ خیمے دیکھے۔ آپؐ نے پوچھا "یہ کیا ہے؟" لوگوں نے آپؐ کو کیفیت بتائی۔ آپؐ نے فرمایا "کیا ان خیموں سے نیکی کا ارادہ کیا گیا ہے؟" پھر آپؐ نے اس رمضان میں اعتکاف ترک کر دیا اور (اس کے بدلہ) شوّال کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔[2]

نمازِ عیدالفطر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عیدالفطر کے دن دو رکعت نماز ادا کی۔ نہ اس سے پہلے آپؐ نے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد کوئی نماز پڑھی، پھر آپؐ نے ہاتھ کے اشارہ سے لوگوں کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر آپؐ نے خطبہ دیا، پھر عورتوں کی طرف آئے، حضرت بلالؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے (عورتوں کے قریب پہنچکر) یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

اے نبیؐ، جب مؤمن عورتیں آپؐ کے پاس بیعت کرنے کیلئے آئیں کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کریں گی، چوری نہ کرینگی بدکاری نہ کرینگی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، نہ کسی پر تہمت لگائیں گی اور نہ معروف کاموں میں آپؐ کی نافرمانی کرینگی تو ان سے بیعت لے لیا کیجئے، ان کیلئے بخشش کی دُعاء کیا کیجئے۔ یقیناً اللہ بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم اس پر قائم ہو؟" ایک عورت نے جواب دیا "ہاں"۔ پھر آپؐ نے انہیں صدقہ دینے کی ترغیب دی۔ اُنہوں نے صدقہ دینا شروع کیا۔ حضرت بلالؓ کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ عورتیں اپنے چھلّے اور انگوٹھیاں کپڑے میں ڈال رہی تھیں۔[3]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک صاحبزادہ تھے، جن کا نام ابراہیم تھا۔ ان کو ابوسیف نامی لوہار کی بیوی دودھ پلایا کرتی تھیں (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بچّہ کو دیکھنے کیلئے ابوسیف کے ہاں جایا کرتے تھے) ایک دن آپؐ ان کے ہاں تشریف لیگئے آپؐ نے حضرت ابراہیم کو اپنی گود میں لیا، انہیں پیار کیا اور سونگھا (پھر آپؐ واپس چلے آئے) کچھ دن بعد آپؐ پھر ابوسیف کے ہاں تشریف لے گئے۔ ابوسیف اپنی بھٹّی دھونک رہے تھے، مکان میں دھواں ہو رہا تھا

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ عن عمرو بن عوفؓ و صحیح مسلم کتاب الزہد و صحیح بخاری کتاب المزارعۃ باب القطائع و ابواب مناقب الانصار عن انسؓ

[2] صحیح بخاری کتاب الصوم باب اعتکاف النساء و باب الاعتکاف فی شوّال و صحیح مسلم کتاب الصّوم عن عائشہ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب العیدین فی بائین و صحیح مسلم کتاب العیدین عن ابن عباسؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [4] اعتکاف دن رات مسجد میں رہنے کا نام ہے اعتکاف ترک کر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں میں جاگنا بھی آپؐ نے چھوڑ دیا۔ ان راتوں میں بڑی مستعدی سے آپؐ جاگتے اور عبادت کرتے

حضرت انسؓ (آپؐ کے ساتھ تھے انہوں) نے آگے بڑھ کر ابو سیف سے کہا "دھونکنا بند کرو"۔ ابو سیف نے دھونکنا بند کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو منگوایا، پھر اُس کو اپنے گلے لگایا۔ اُس وقت حضرت ابراہیم کا سانس اُکھڑ چکا تھا (اور وہ قریب المرگ تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول، آپؐ بھی روتے ہیں!" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ تو رحمت ہے (یہ نوحہ نہیں ہے)" پھر آپؐ نے فرمایا "آنکھ رو رہی ہے، دل غمگین ہے، لیکن ہم سوائے اس بات کے جس سے اللہ راضی ہو کوئی اور بات منہ سے نہ نکالیں گے اور اے ابراہیم ہم تمہارے فراق میں غمگین ہیں[1]"۔

(حضرت ابراہیم کا شیر خوارگی کے زمانہ ہی میں انتقال ہو گیا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنّت میں ان کیلئے ایک دودھ پلانے والی مقرر کر دی گئی ہے[2]"۔

نمازِ کسوف جس دن حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی (اتفاق سے اُس دن) سورج گرہن ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ مسجد پہنچے۔ تمام لوگ بھی جمع ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ پہلی رکعت میں آپؐ نے بڑا لمبا قیام کیا۔ پھر اسی کے مثل بڑا لمبا رکوع کیا، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہکر دوبارہ قرأت شروع کر دی اور لمبا قیام کیا لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر اسی کے مثل لمبا رکوع کیا، یہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر قیام کیا، پھر قیام کے مثل رکوع کیا، پھر کھڑے ہوئے پھر دو سجدے کئے، پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی۔ اس طرح ہر رکعت میں آپؐ نے تین تین رکوع کئے۔ اسی اثناء میں سورج صاف ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، پھر آپؐ نے خطبہ دیا۔ حمد و ثناء کے بعد آپؐ نے فرمایا "بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان میں کسی کی موت و زیست سے گہن نہیں لگتا بلکہ اللہ (جب چاہتا ہے گرہن لگا دیتا ہے، اس سے اس کی مصلحت یہ ہوتی ہے کہ) ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔" (یعنی جو اللہ گرہن کی صورت میں عارضی طور پر بندوں کو کچھ روشنی سے محروم کر سکتا ہے وہ بندوں کو قیامت تک کیلئے سورج یا چاند کی روشنی سے کلّیتًا محروم کر سکتا ہے اور اس صورت میں وہ اپنے بندوں کو اپنے عذاب کا مزا چکھا سکتا ہے، اس عارضی محرومی کو دیکھکر انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر جائیں) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب گرہن لگا کرے تو نماز پڑھا کرو، دعاء کیا کرو، اللہ کے ذکر میں مشغول رہا کرو یہاں تک کہ گرہن ختم ہو جائے[3]"۔

پھر فرمایا "ایسی کوئی چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے نہیں جو میں نے اپنی اس نماز میں نہ دیکھی ہو۔ میرے سامنے دوزخ لائی گئی اور تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا ہو گا وہ آگ کی لپٹ ہی کی وجہ سے تھا۔ میں نے حاجیوں کا سامان چُرانے والے کو بھی دیکھا وہ اپنی انتڑیوں کو آگ میں گھسیٹ رہا تھا۔ میں نے اُس عورت کو بھی دوزخ میں دیکھا جس نے بلّی کو باندھ رکھا تھا، نہ اُسے چھوڑتی تھی کہ وہ اپنا پیٹ بھرے، نہ خود اسے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا بک لمحزونون عن انسؓ وکتاب الادب باب من سمی باسماء الانبیاء عن ابن ابی اوفی وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان نحوہٗ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق عن براءؓ [3] صحیح مسلم باب صلوٰۃ الکسوف عن عائشۃ صدیقہؓ وباب عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الکسوف عن جابرؓ وصحیح بخاری ابواب الکسوف (نماز کی کیفیت

کھانے کو دیتی تھی یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ میرے سامنے جنّت بھی لائی گئی، تم نے دیکھا ہوگا کہ میں نے اس کا خوشہ توڑنے کیلئے ہاتھ بڑھایا تھا، پھر میں نے توڑنے کا اِرادہ ترک کر دیا۔"[1]

اچھی بات کہو ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دوزخ کا ذکر کیا، آپؐ کے چہرہ کی حالت عجیب ہوگئی۔ آپؐ نے اس سے پناہ مانگی (تھوڑی دیر بعد) پھر دوزخ کا ذکر کیا، پھر آپؐ کی وہی کیفیت ہوگئی، آپؐ نے پھر اس سے پناہ مانگی اور فرمایا دوزخ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی سہی۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اچھی بات کے ذریعہ ہی[2] (دوزخ سے بچو)

شکار کے مسائل حضرت عدیؓ کہتے ہیں میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تیر کے شکار کا مسئلہ دریافت کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر شکار کو اُس کی دھار لگے تو کھالو، اگر تیر شکار پر عرضًا لگے (یعنی دھار شکار پر نہ لگے) تو اُسے نہ کھاؤ اس لئے کہ پھر وہ چوٹ سے مرا ہے"۔ حضرت عدیؓ نے کہا "میں شکار کیلئے اپنا کُتّا چھوڑتا ہوں (تو کیا میں وہ شکار کھا سکتا ہوں؟)"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب تم اپنا کُتّا چھوڑو اور چھوڑتے وقت بسم اللہ کہہ لو تو پھر اُسے کھا سکتے ہو بشرطیکہ اس نے اُسے تمہارے لئے روک رکھا ہو (اس میں سے خود کچھ نہ کھایا ہو) اس کا پکڑ لینا اُس کے ذبح کرنے کے قائم مقام ہے۔ اگر وہ اس میں سے کچھ کھالے تو پھر تم نہ کھاؤ اس لئے کہ پھر اس نے اس شکار کو تمہارے لئے نہیں پکڑا بلکہ اپنے لئے پکڑا ہے"۔ حضرت عدیؓ نے کہا "کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ میرے کُتّے کے ساتھ دوسرا کُتّا بھی شریک ہو جاتا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے نہ کھاؤ اس لئے کہ تم نے اپنے کُتّے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہی تھی دوسرے کُتّے پر بسم اللہ نہیں کہی تھی، اور تمہیں نہیں معلوم کہ کس کُتّے نے اُسے قتل کیا ہے۔ اگر شکار تمہیں ایک دو دن بعد ملے تو اگر اس پر سوائے تمہارے تیر کے اور کوئی نشان نہیں ہے تو اُسے کھا سکتے ہو۔ اگر شکار پانی میں گر کر مر جائے تو اُسے نہ کھاؤ"۔[3]

حلال و حرام کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مزید سوال کئے گئے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَٰتُ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا مِمَّآ أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ {مائدہ ۴}

لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ کونسی چیزیں ان کیلئے حلال ہیں آپؐ کہہ دیجئے کہ پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں اور وہ شکار بھی حلال ہے جو شکاری جانور تمہارے لئے پکڑیں، بشرطیکہ ان شکاری جانوروں کو تم نے اس طریقہ سے سدھا رکھا ہو جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھایا ہے۔ اگر وہ شکار کو تمہارے لئے روکے رکھیں تو تم اس میں سے کھا سکتے ہو۔ شکاری جانور کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہہ لیا کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو، یقینًا اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

سریّۂ انصار رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تقریبًا اسی زمانہ میں ایک اور لشکر روانہ کیا۔ آپؐ نے اس لشکر

---

[1] صحیح مسلم کتاب الکسوف باب ما عرض علی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم فی صلوٰۃ الکسوف عن جابرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الادب باب طیّب الکلام عن عدی رضؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الذبائح والصّید فی ابواب عن عدی رضؓ و صحیح مسلم کتاب الصّید باب الصّید۔

پر ایک انصاری شخص (عبداللہ بن حذافہؓ) کو سپہ سالار مقرر کیا اور اہلِ لشکر کو حکم دیا کہ اپنے سپہ سالار کی اطاعت کریں (لشکر روانہ ہوگیا۔ اثناءِ جہاد میں) سپہ سالار کو کسی بات پر غصّہ آگیا۔ اُس نے کہا "کیا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ میری اطاعت کرنا"۔ لوگوں نے کہا "ہاں"۔ اُس نے کہا "اچھا تو لکڑیاں جمع کرو"۔ لوگوں نے لکڑیاں جمع کیں۔ سپہ سالار نے کہا "آگ جلاؤ"۔ اُنہوں نے آگ جلائی۔ سپہ سالار نے کہا "اس آگ میں داخل ہو جاؤ"۔ بعض لوگوں نے حکم کی تعمیل کا ارادہ کیا اور بعض (نے تعمیل سے انکار کر دیا بلکہ وہ دوسروں کو بھی) تعمیل کرنے سے روکتے رہے۔ انہوں نے کہا ہم آگ ہی سے تو بھاگ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف آئے ہیں (اور اب خودکشی کر کے کیوں دوزخ کی آگ میں چلے جائیں) اس بحث و تمحیص میں آگ ٹھنڈی ہوگئی اور سپہ سالار کا غصّہ بھی ٹھنڈا ہوگیا۔ جب یہ خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا "اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اُس میں سے نہ نکلتے"۔ پھر آپؐ نے اُن لوگوں کی تعریف کی جنہوں نے آگ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے بعد فرمایا "اطاعت تو صرف معروف کاموں میں ہے، اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں"۔ [1]

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝ {نسآء ۵۹}

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو، رسُولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے اُمراء کی (اطاعت کرو) اگر (امراء سے تمہارا) اختلاف ہو جائے تو (اس معاملہ کو) اللہ اور رسُولؐ کی طرف لوٹاؤ۔ یہی بہتر ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔ [2]

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو گورنر بنانا حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ایک دن اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابوموسیٰؓ کے ساتھیوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے درخواست کی کہ انہیں کسی جگہ کا عامل بنا دیا جائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوموسیٰؓ (یہ کیا؟)"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا "اللہ کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اِنہوں نے مجھے نہیں بتایا تھا کہ ان کے دل میں کیا ہے اور نہ مجھے یہ معلوم تھا کہ یہ عامل بننا چاہتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہم اُس کو عامل نہیں بناتے جو عامل بننا چاہے۔ ہاں اے ابوموسیٰؓ تم یمن جاؤ"۔ [3]

الغرض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو یمن کے ایک علاقہ پر گورنر مقرر کیا، یمن کے دوسرے علاقہ پر آپؐ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو گورنر مقرر کیا۔ روانگی سے قبل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان دونوں کو نصیحت کی۔ آپؐ نے فرمایا "آسانی پیدا کرنا تنگی میں نہ ڈالنا۔ خوشخبریاں سُنانا نفرت نہ دلانا (یعنی ایسی مشکلات نہ پیدا کرنا کہ لوگ اسلام سے نفرت کرنے لگیں) آپس میں اتفاق رکھنا، اختلاف

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب سریۃ عبداللہ بن حذافہؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء عن علیؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ النساء) عن ابن عباسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب استتابۃ المرتدین باب اثم من اشرک باللہ۔

نہ کرنا[1]۔"

حضرت معاذؓ کو مزید نصیحتیں حضرت معاذؓ کو مزید ہدایات دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو (جب تم ان کے پاس پہنچو) تو سب سے پہلے انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود و حاکم نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ یہ بات مان لیں تو انہیں خبر دینا کہ اُن پر اللہ نے دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ یہ بات بھی تسلیم کر لیں تو انہیں خبر دینا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائیگی اور ان کے فقراء کو دی جائے گی۔ اگر وہ یہ بات بھی قبول کر لیں تو خبردار ان کا اچھا اچھا مال چھانٹ کر نہ لینا۔ مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا اس لئے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا[2]۔"

حضرت ابو موسیٰؓ کا شراب کے متعلق سوال روانگی سے قبل حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ ہماری زمین میں جَو اور شہد کی شرابیں ہوتی ہیں (کیا وہ حلال ہیں؟)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر نشہ کی چیز حرام ہے[3]۔"

حضرت معاذؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ کا یمن پہنچنا (مختلف قسم کی ہدایات حاصل کرنے کے بعد) حضرت معاذؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ اپنی اپنی ولایتوں کو روانہ ہو گئے (دورہ کرتے ہوئے) جب اُن میں سے کوئی ایک دوسرے کی ولایت کے قریب سے گذرتا تو اُس سے ملاقات کر کے اپنی محبت کو تازہ کرتا اور بوقت ملاقات اُس کو سلام کرتا۔

اتفاق سے ایک دن حضرت معاذؓ دورہ کرتے ہوئے حضرت ابو موسیٰؓ کے علاقہ کے قریب سے گذرے تو حضرت ابو موسیٰؓ سے ملنے کیلئے اُن کے علاقہ میں آئے۔ حضرت معاذؓ اپنے خچر پر سوار تھے۔ جب وہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰؓ بیٹھے ہوئے ہیں اور اُن کے آس پاس بہت سے لوگ جمع ہیں، ان میں ایک شخص تھا جس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت معاذؓ کیلئے ایک گدّا بچھایا۔ حضرت معاذؓ نے اپنی سواری سے اُترنے سے پہلے یہ پوچھا کہ "یہ کیا معاملہ ہے؟ (اس شخص کے ہاتھ کیوں باندھے گئے ہیں؟)" حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "یہ یہودی تھا، پھر (اس نے اسلام قبول کیا اور) مسلم ہو گیا اور اب پھر کافر ہو گیا ہے۔" حضرت معاذؓ نے کہا "میں اُس وقت تک نہیں اُتروں گا جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے۔" حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "آپؓ اُتریں تو سہی، وہ تو اسی لئے گرفتار کر کے لایا گیا ہے (کہ قتل کر دیا جائے)" حضرت معاذؓ نے کہا "نہیں میں اُس وقت تک نہیں اُتروں گا جب تک یہ قتل نہ ہو جائے، اللہ اور اُس کے رسولؐ کا حکم پہلے نافذ کرو (پھر میں اُتروں گا)۔" الغرض حضرت ابو موسیٰؓ نے اُسے قتل کرا دیا۔ اس کے قتل کے بعد حضرت معاذؓ سواری سے اُترے۔ دورانِ گفتگو حضرت معاذؓ نے پوچھا "اے عبداللہؓ، تم قرآن کس طرح پڑھتے ہو؟" حضرت عبداللہ (یعنی ابو موسیٰؓ) نے جواب دیا "ٹھہر

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب استتابۃ المرتدین وکتاب الادب وکتاب الجہاد ۴/۷۹ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامر بالتیسیر عن ابی موسیٰؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث ابی موسیٰؓ ومعاذؓ وکتاب الزکوٰۃ فی ابواب عن ابن عباسؓ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بالایمان باللہ ورسولہ۔

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث ابی موسیٰؓ عن ابی موسیٰؓ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب بیان ان کل مسکر خمر۔

ٹھہر کر تھوڑا تھوڑا پڑھتا رہتا ہوں"۔ پھر حضرت ابو موسیٰؓ نے پوچھا "اے معاذؓ تم کس طرح پڑھتے ہو؟" حضرت معاذؓ نے کہا "میں اوّل رات سو جاتا ہوں پھر نیند کا حصّہ پُورا کرنے کے بعد (نماز کیلئے) کھڑا ہو جاتا ہوں اور جتنا اللہ نے (تقدیر میں) لکھدیا ہے پڑھ لیتا ہوں۔ میں اپنی نیند کو بھی اسی طرح باعثِ ثواب سمجھتا ہوں جس طرح اپنے قیام کو (یعنی سوتا اِس لئے ہوں کہ قیام آسان ہو اور نماز میں اطمینان و نشاط حاصل ہو لہٰذا میرا سونا بھی نیکی ہے)"۔[1]

حضرت اُمّ خالدؓ کا مہرِ نبوّت سے کھیلنا حضرت خالد بن سعیدؓ کی بیٹی اُمّ خالدؓ کہتی ہیں کہ بچپن میں مَیں اپنے والد کے ساتھ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئی، اُس وقت میں زرد قمیص پہنے ہوئے تھی۔ آپؐ نے مجھے ایک سیاہ چادر اُڑھائی پھر فرمایا "(یہ قمیص) بہت اچھی ہے، (یہ قمیص) بہت اچھی ہے"۔ پھر میں (پیچھے جاکر) آپؐ کی مہرِ نبوّت سے کھیلنے لگی۔ میرے والد نے مجھے دھمکایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے چھوڑ دو"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "پہنو اور پُرانا کرو، پھر پہنو اور پُرانا کرو، پھر پہنو اور پُرانا کرو"۔ اُمّ خالدؓ کہتی ہیں کہ وہ قمیص اتنے عرصہ تک باقی رہی کہ اس کا چرچا ہونے لگا۔[2]

اللہ کے بندوں پر مہربانی تقریباً اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے چند قیدی لائے گئے ان قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کی چھاتیاں دودھ سے لبریز تھیں۔ جب کوئی بچّہ اس کے پاس آتا تو اُس کو اپنے پیٹ سے لگا کر دودھ پلاتی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچّہ کو آگ میں ڈال دیگی"۔ صحابہ کرامؓ نے کہا "نہیں، اگر اس کو اس بات کی قُدرت ہو کہ اس کو نہ ڈالے تو نہیں ڈالیگی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جتنی یہ عورت اپنے بچّہ پر مہربان ہے اس سے زیادہ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے"۔[3]

حضرت مالک بن حویرثؓ کی آمد حضرت مالک بن حویرثؓ مع چند نوجوانوں کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور بیسؔ دن آپؐ کی خدمت میں رہے۔ بیسؔ دن کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیال کیا کہ انہیں اپنے اہل و عیال سے ملنے کا اشتیاق ہوگا۔ آپؐ نے اُن سے پوچھا "تم کس کس کو چھوڑ کر آئے ہو؟" اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو (اپنے اہل و عیال کے متعلّق) خبر دی۔ حضرت مالکؓ کہتے ہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑے ہی مشفق اور مہربان تھے (لہٰذا از راہِ شفقت) آپؐ نے فرمایا "اب تم اپنے اہل و عیال کے پاس جا سکتے ہو۔ گھر پہنچ کر ان کو بھی تعلیم دو اور انہیں حکم دو (کہ احکامِ الٰہی کی تعمیل کریں) اور جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اُسی طرح نماز پڑھتے رہنا۔ جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور تم میں جو سب سے بڑا ہو وہ امام بنے"۔[4]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا صحابہؓ کی تفریحات میں شریک ہونا اور نماز عصر کے وقت کی تعیین حضرت رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں "ہم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز عصر پڑھتے، اکثر ایسا ہوتا کہ (واپس جاکر) ہم اُونٹ نحر کرتے، پھر اس کے (گوشت کے) دس حصّے کرتے، پھر اُسے پکاتے اور پختہ گوشت کو غروبِ آفتاب

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب بعث ابی موسیٰؓ و معاذؓ عن ابی موسیٰؓ و کتاب استتابۃ المرتدّین و صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب النہی عن طلب الامارۃ و نحوہ۔

[2] صحیح بخاری کتابُ الادب باب من ترک صبیۃ غیرہ کتاب اللباس۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الادب باب رحمۃ الولد عن عمرؓ۔

[4] صحیح بخاری کتابُ الادب باب رحمۃ النّاس و صحیح مسلم باب من احق بالامامۃ عن مالکؓ۔

سے پہلے کھالیتے[1]۔"

اسی دستور کے مطابق ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ عصر پڑھائی۔ پھر آپؐ نے (مقتدیوں کی طرف) مُنہ پھیرا۔ اتنے میں قبیلۂ بنو سَلِمہ کا ایک آدمی حاضرِ خدمت ہوا۔ اس نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ ہم ایک اونٹ نحر کرنا چاہتے ہیں اور ہماری یہ خواہش ہے کہ آپؐ بھی ہمارے ساتھ شریک ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا"۔ یہ کہکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم روانہ ہوئے۔ صحابۂ کرامؓ بھی آپؐ کے ساتھ چلے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اونٹ ابھی نحر نہیں ہوا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وہاں پہنچنے کے بعد اس اونٹ کو نحر کیا گیا۔ پھر اس کی بوٹیاں کاٹی گئیں۔ پھر اس میں سے کچھ بوٹیاں پکائی گئیں۔ پھر سب نے پختہ بوٹیاں کھائیں اور سورج غروب ہونے سے پہلے کھا کر فارغ ہو گئے[2]۔

مذکورہ بالا احادیث کے مطابق ابتدائے عصر سے مغرب تک کے وقت کو چھ[6] حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:-

(۱) عصر کا وقت شروع ہونے سے اذان تک۔

(۲) اذان سے اقامت تک۔

(۳) ادائیگیِ نماز کا وقت۔

(۴) نماز کے بعد مسجدِ نبوی سے بنو سلمہ کے محلّہ تک جانا جو مسجدِ نبوی سے تقریباً سوا میل کے فاصلہ پر تھا۔

(۵) بنو سلمہ کے محلّہ میں پہنچکر اونٹ کو نحر کرنا، گوشت بنانا، گوشت پکانا، پکا ہوا گوشت کھانا۔

(۶) کھانے سے فارغ ہونے کے بعد غروبِ آفتاب تک۔

مندرجہ بالا اجزائے وقت سے عصر کے ابتدائے وقت کا اندازہ لگا لینا کچھ مشکل نہیں۔ یعنی عصر کا وقت غروبِ آفتاب سے بہت پہلے شروع ہوتا ہے۔

بحرین کا جزیہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو عبیدہؓ کو جزیہ لانے کیلئے بحرین روانہ کیا۔ وہ بحرین سے بہت سا مال لیکر آئے۔ انصار نے ان کے آنے کی خبر سُنی تو سب نے صبح کی نماز (اپنے محلّہ کی مسجد کے بجائے) مسجدِ نبوی میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ادا کی۔ نماز کے بعد جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مقتدیوں کی طرف مُنہ کیا تو انصار سامنے آگئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا "میں سمجھتا ہوں کہ تم کو ابو عبیدہؓ کے مال لانے کی خبر ہو گئی"۔ اُنہوں نے کہا "ہاں یا رسُولَ اللہؐ"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "خوش ہو جاؤ اور اُس چیز کی اُمید رکھو جو تمہیں اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اللہ کی قسم مجھے تمہارے متعلّق فقر کا خوف نہیں ہے بلکہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تم پر دُنیا اسی طرح فراخ کر دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کی گئی تھی۔ پھر تم اس میں ایک دوسرے سے جھگڑو گے جس طرح پہلے لوگ جھگڑے تھے اور پھر وہ تم کو اسی طرح ہلاک کر دے گی جس طرح ان کو ہلاک کیا تھا[3]"۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک خواب ایک رات کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خواب میں دیکھا کہ آپؐ کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ آپؐ کو کنگن دیکھ کر رنج ہوا۔ پھر خواب میں آپؐ پر وحی نازل ہوئی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب التبکیر بالعصر عن رافعؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب التبکیر بالعصر عن انس رضؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ عن عمرو بن عوفؓ و ابواب غزوۃ بدر و صحیح مسلم کتاب الزھد۔

کہ ان پر پھونک ماریئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھونک ماری (پھونک مارتے ہی) وہ کنگن اُڑ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ آپؐ کے بعد دو کذّاب ظاہر ہوں گے (جو نبوّت کا دعویٰ کریں گے) ایک صنعاء کا رہنے والا عَنسی اور دوسرا یمامہ کا رہنے والا مسیلمہ [1]

مسیلمہ کذّاب کی مدینہ منوّرہ میں آمد تقریباً اسی زمانہ میں مسیلمہ کذّاب (جس نے بعد میں نبوت کا دعوے کیا) اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کے ساتھ مدینہ منوّرہ آیا اور یہ کہا کہ اگر محمدؐ اپنے بعد مجھے خلافت دیدیں تو میں اُن کا تابع ہو جاؤں گا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے پاس تشریف لے گئے، آپؐ کے ساتھ آپؐ کے خطیب حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ بھی گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ میں لکڑی کا ایک ٹکڑا تھا جب آپؐ وہاں پہنچے تو مسیلمہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا "اگر تو اس لکڑی کے ٹکڑے کو بھی مجھ سے مانگے تو میں تجھے نہیں دوں گا اور اللہ کا حکم جو تیرے متعلّق ہو چکا ہے تو اُس سے تجاوز نہیں کر سکتا اور اگر تو کچھ دنوں زندہ رہا تو اللہ تجھے ہلاک کر دے گا اور بیشک میں تجھے وہی شخص سمجھتا ہوں جس کی نسبت میں نے خواب میں دیکھا تھا۔" پھر آپؐ نے فرمایا "یہ ثابت بن قیسؓ ہیں جو میری طرف سے تجھے جواب دیں گے"۔ یہ کہکر آپؐ وہاں سے چلے آئے [2]

ختمِ نبوّت کی وضاحت قرآن مجید کی آیت "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط {احزاب: ۴۰} کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) تمام نبیوںؑ کے ختم کرنے والے ہیں۔ اب اس کی مزید وضاحت اور اس مسئلہ پر مزید تنبیہ کرتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَآءُ فَيَكْثُرُوْنَ [3]

بنی اسرائیل کے حکمراں انبیاء ہوتے تھے۔ جب کبھی کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اس کا جانشین نبی ہوتا تھا اور یقیناً میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ لہٰذا میرے جانشین خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔

ختمِ نبوّت پر مزید زور دیتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرٰتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرٰتُ ؟ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ [4]

نبوّت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا سوائے بشّرات کے صحابہؓ نے پوچھا "بشّرات کیا چیز ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نیک خواب"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مؤمنین کو نیک خواب تو نظر آسکتے ہیں لیکن نبوّت کسی کو نہیں مل سکتی۔ پھر نیک خواب کے متعلّق مزید وضاحت کرتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

نیک خواب جو مؤمن دیکھے وہ نبوّت کے چھیالیس اجزاء

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ فی الاسلام وصحیح مسلم کتاب الرّؤیا عن ابی ھریرۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ فی الاسلام عن ابن عباسؓ وکتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب الرؤیا۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل عن ابی ہریرۃ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء۔ [4] صحیح بخاری کتاب التعبیر باب المبشّرات عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ [1] میں سے ایک جزء ہے۔

حدیثِ بالا سے ثابت ہوا کہ نیک خواب ہر مؤمن کو نظر آسکتا ہے۔ بلکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہاں تک فرمایا:-

رُؤْيَا الْمُسْلِمِ يَرَاهَا اَوْ تُرَى لَهٗ [2] یہ نیک خواب خواہ مسلم خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی دوسرا مسلم دیکھے (ہر حالت میں وہ ایک بشارت ہے)

احادیثِ بالا کا خلاصہ یہ ہوا کہ نبوّت ختم ہوگئی۔ اب اس میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے مبشّرات یعنی نیک خوابوں کے اور یہ کہ نیک خواب نبوّت کا چھیالیسواں[۴۶] حصّہ ہے۔ جس طرح جُزء کو کُل نہیں کہہ سکتے اسی طرح جس کو نیک خواب نظر آئیں اُس کو نبی نہیں کہہ سکتے۔ نبی وہ ہوسکتا ہے جس کو نبوّت کے پُورے چھیالیس اجزاء عطاء کئے جائیں۔ ان احادیث کی بناء پر کسی مسلم کو اگر خواب میں بشارت ہو تو اُسے اپنے آپ کو نبی نہ سمجھنا چاہئے اگر وہ نبوّت کا دعوٰی کرے تو اُس کا دعوٰی باطِل ہوگا اور اُس کو نبی ماننے والے گمراہ ہوں گے۔ آیت و احادیثِ بالا کی رُو سے امکانِ نبوّت کا عقیدہ کُفر ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صاف صاف فرمادیا:-

خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ [3] مجھ پر نبی ختم کر دئے گئے۔

اب نبوّت کسی کو نہیں مل سکتی کیونکہ

لَا نُبُوَّةَ بَعْدِيْ [4] میرے بعد نبوّت باقی نہیں رہی (جن کو ملنی تھی مل چکی)

ختمِ نبوّت کا مسئلہ اتنا اہم تھا کہ اس کے متعلّق رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بار بار تنبیہ کی۔ ایک مرتبہ اپنے آخری نبیؐ ہونے کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھاتے ہوئے فرمایا:-

مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَرَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَاَكْمَلَهَا وَاَحْسَنَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ [5] اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ [6] مَا رَاَيْنَا بُنْيَانًا اَحْسَنَ مِنْ هٰذَا اِلَّا هٰذِهِ اللَّبِنَةُ [7] اَلَا وَضَعَتْ هٰهُنَا لَبِنَةً فَيَتِمَّ بُنْيَانُكَ [8] فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخُتِمَتِ الْاَنْبِيَاءُ [9] میری اور انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان بنایا اور ہر طرح سے اس کو مکمّل بنایا۔ اسکی خوبصورتی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، لیکن اس کے ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ آتے ہیں، اس کے گرد چکّر لگاتے ہیں، اندر داخِل ہوتے ہیں۔ پھر آپس میں کہتے ہیں ہم نے اس سے بہتر مکان کبھی نہیں دیکھا غرض یہ کہ اس کی بڑی تعریف کرتے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی کاش یہ جگہ نہ چھوڑی جاتی پھر مالکِ مکان سے کہتے ہیں تم نے اِس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی، اگر تم یہاں بھی اینٹ رکھدیتے تو تمہارا مکان مکمّل ہوجاتا۔ اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التعبیر باب الرّؤیا الصالحۃ عن عبادہؓ وابی ہریرہؓ وابی سعیدؓ وصحیح مسلم عن عبادہؓ وابی ہریرہؓ وانسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الرؤیا عن ابی ہریرہؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب المساجد عن ابی ہریرہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل علیؓ عن سعدؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خاتم النبیین عن جابرؓ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکر کونہ خاتم النبیین [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خاتم النبیین عن ابی ہریرہؓ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکر کونہ خاتم النبیین عن ابی ہریرہؓ وابی سعیدؓ۔ [7] و [8] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکر کونہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیین عن ابی ہریرہؓ۔ [9] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کونہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیین عن جابرؓ

ہیں اس جگہ کو میں نے پُر کر دیا، وہ آخری اینٹ میں ہوں۔ مَیں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں، مَیں آیا نبی ختم کر دئے گئے (اب کوئی نیا نبی نہیں آسکتا نہ کوئی نبی بنایا جاسکتا ہے)

اس حدیث سے بالبداہت ثابت ہو گیا کہ جس طرح اُس عمارت میں اب کسی نئی اینٹ کی گنجائش نہیں اسی طرح اب کسی نئے نبی کے آنے کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ جو اینٹیں عمارت میں لگ چکیں بس وہی عمارت کی اینٹیں ہیں، اسی طرح جو نبی آچکے یا بن چکے بس وہی نبی ہو سکتے ہیں، ان کے علاوہ اب کوئی اور نبی نہیں ہو سکتا اسی لئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزید تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :-

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلٰثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ [1]

قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ تقریباً تیس دجّال کذّاب کھڑے ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعوٰے کریگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا اور جو شخص بھی نبوّت کے ملنے کا دعوٰی کریگا وہ دجّال وکذّاب ہوگا۔

حضرت عمرؓ کا عامل بنایا جانا تقریباً اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو کئی مرتبہ عامل بنا کر روانہ کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر مرتبہ انہیں کچھ معاوضہ دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپؐ نے حضرت عمرؓ کو کچھ مال دیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو اُسے دیدیجئے" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے لے لو، مالدار ہو جاؤ پھر صدقہ اور خیرات کرتے رہو"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "جو مال تمہیں بغیر حرص اور سوال کے ملے اُسے لے لیا کرو اور جو ایسا نہ ہو تو پھر اپنے نفس کو اُس کے پیچھے نہ لگاؤ"[3]

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو قبیلہ طے کی طرف عامل بنا کر بھیجا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں سب سے پہلے جس صدقہ کے مال نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ کے چہروں کو روشن کر دیا وہ بنو طے کے صدقہ کا مال تھا جسے لیکر میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آیا تھا[4]

عبدالمطّلبؓ اور فضلؓ کی درخواست ایک دن حضرت ربیعہ بن حارثؓ اور حضرت عبّاس بن عبدالمطلبؓ (کسی مقام پر) جمع ہوئے۔ دونوں نے آپس میں کہا "اللہ کی قسم، ہم (کیوں نہ) ان دونوں لڑکوں یعنی عبدالمطّلب بن ربیعہؓ اور فضل بن عباسؓ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں بھیجیں، یہ دونوں جاکر آپؐ سے عرض کریں کہ آپؐ ان دونوں کو زکوٰۃ وصُول کرنے پر عامل بنا دیں۔ پھر یہ دونوں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو زکوٰۃ لاکر دیں جس طرح دوسرے زکوٰۃ لاکر آپؐ کو دیتے ہیں۔ پھر اَوروں کی طرح اِنہیں بھی کچھ مال ملجائے"۔ ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں حضرت علیؓ وہاں آگئے۔ ان دونوں نے حضرت علیؓ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا "انہیں نہ بھیجو، اللہ کی قسم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انہیں عامل نہیں بنائیں گے"۔ حضرت ربیعہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا "اللہ کی قسم تم یہ بات حسد کی بنا پر کہہ رہے ہو؟ اللہ کی قسم تمہیں جو رسُول اللہ

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب رزق الحکّام عن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الاخذ لمن اعطی من غیر مسئلۃ
[3] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الاخذ لمن اعطی من غیر مسئلۃ عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح مسلم باب من فضائل غفار عن عمرؓ۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دامادی کا شرف ہے ہم نے تو کبھی اس پر تم سے حسد نہیں کیا"۔ حضرت علیؓ نے کہا "اچھا تو ان دونوں کو بھیجکر دیکھ لو"۔ یہ کہکر حضرت علیؓ نے اپنی چادر بچھائی اور لیٹ گئے (ان دونوں نے اپنے لڑکوں کو روانہ کر دیا) حضرت علیؓ نے کہا "میں ابوالحسن ہوں اور سیّد ہوں، اللہ کی قسم میں یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک تمہارے بیٹے اُس بات کا جواب لیکر نہ لوٹیں جو تم نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہلوائی ہے"۔

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے حجرہ کی طرف چلے تو وہ دونوں آپؐ سے پہلے حجرہ کے پاس جاکر کھڑے ہو گئے اور آپؐ کا انتظار کرنے لگے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو آپؐ نے ان دونوں کے کان پکڑے اور فرمایا "جو کچھ تمہارے دل میں ہے اُسے ظاہر کرو"۔ یہ کہکر آپؐ حجرہ میں تشریف لے گئے، وہ دونوں بھی آپؐ کے ساتھ حجرہ میں چلے گئے۔ اُس دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زوجۂ مطہّرہ حضرت زینب بنت جحش رضؓ کے ہاں مقیم تھے۔ اندر جانے کے بعد ان دونوں نے ایک دوسرے سے بات کرنے کو کہا، کچھ دیر بعد ان میں سے ایک نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ سب سے زیادہ احسان کرنے والے اور سب سے زیادہ صلۂ رحمی کرنے والے ہیں۔ ہم نکاح کے قابل ہو گئے ہیں (لیکن اس کیلئے روپیہ کی ضرورت ہے) ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپؐ ہمیں صدقات وصول کرنے پر عامل بنائیں تاکہ ہم بھی مال وصول کر کے آپؐ کو لاکر دیں جیسا کہ اور لوگ لاکر دیتے ہیں اور جیسے اور لوگوں کو اُس مال میں سے کچھ مل جاتا ہے ہمیں بھی ملجایا کرے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی باتیں سُنیں لیکن ان کو کوئی جواب نہیں دیا۔ آپؐ کو خاموش دیکھ کر انہوں نے دوبارہ عرض کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت زینبؓ پردہ کے پیچھے سے اُنہیں اشارہ کرتی رہیں کہ اب کچھ نہ کہنا۔ کچھ دیر بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "زکوٰۃ کا مال محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے لئے جائز نہیں۔ یہ تو لوگوں کا مَیل ہے"۔ پھر آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا "تم میرے پاس محمیہ بن جزءؓ اور نوفل بن حارث بن عبدالمطلبؓ کو بلا کر لاؤ"۔ محمیہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے خُمس پر عامل تھے۔ جب حضرت محمیہؓ اور حضرت نوفلؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے تو آپؐ نے حضرت محمیہؓ سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کا نکاح اِس لڑکے فضل بن عبّاسؓ سے کر دو"۔ اور حضرت نوفلؓ سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کی شادی اس لڑکے (عبدالمطّلب) سے کر دو"۔ پھر آپؐ نے حضرت محمیہؓ سے فرمایا "ان کی طرف سے مہر مالِ خُمس میں سے ادا کر دو"۔ حضرت محمیہؓ اور حضرت نوفلؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم کی تعمیل کی، اور اپنی لڑکیوں کی شادی کر دی[1]

حاجیوں کو پانی پلانا جہاد کا مقابلہ نہیں کر سکتا ان ہی ایّام میں ایک دن (تین آدمی مسجدِ نبوی میں جمع ہوئے) ایک شخص نے کہا "اگر میں اسلام لانے کے بعد کوئی عمل نہ کروں سوائے حاجیوں کے پانی پلانے کے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں (یہی نیکی کیا کم ہے)" دوسرے نے کہا "اگر میں اسلام لانے کے بعد کوئی عمل نہ کروں سوائے مسجدِ حرام کے آباد کرنے کے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں (یہی عمل کافی ہے، دوسرے عمل اس کا کیا مقابلہ کریں گے)" تیسرے آدمی نے کہا "جہاد فی سبیل اللہ ان دونوں کاموں سے افضل ہے"۔ (وہ لوگ زور زور سے یہ باتیں کر رہے تھے) حضرت عمرؓ نے اُنہیں دھمکایا اور کہا "منبرِ رسُولؐ کے پاس آواز بلند نہ کرو۔ جمعہ کی نماز کے بعد میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلّق دریافت کروں گا"۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علی الصدقۃ عن عبدالمطلبؓ۔

تھیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝[1]

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجدِ حرام کو آباد کرنا اُس شخص کے اعمال کے برابر سمجھ لیا ہے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ یہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ ظالموں کو ہدایت پر نہیں چلاتا جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی اور راہِ الٰہی میں اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کرتے رہے اللہ کے ہاں اُن کے درجے بلند ہیں۔ یہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا ربّ ان کو اپنی رحمت خوشنودی اور جنّت کی بشارت دیتا ہے۔ ان کیلئے جاودانی نعمتیں ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یقیناً ایسے لوگوں کیلئے اللہ کے ہاں بڑا ثواب ہے۔[1]

دجّال کے متعلق رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک خطبہ ایک دن صبح کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دجّال کا ذکر فرمایا۔ کبھی اُس کو بہت حقیر ظاہر کیا (تاکہ مُسلمین مایوس نہ ہو جائیں) اور کبھی اُس کے فتنہ کو بہت بڑا فتنہ بیان کیا (تاکہ مسلمین بے خوف نہ ہو جائیں) آپؐ کی تقریر سے صحابہ کرامؓ اتنے متاثر ہوئے کہ اُنہیں ایسا محسُوس ہونے لگا گویا دجّال نخلستان کے کسی حصّہ میں قریب ہی موجود ہے (صحابہ کرامؓ بہت خوف زدہ ہوئے اور یہ کیفیّت شام تک باقی رہی) شام کو جب صحابۂ کرامؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپؐ اُن کے چہروں سے پہچان گئے کہ وہ بہت خوف زدہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا "تمہارا کیا حال ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ نے دجّال کا کچھ اس طرح ذکر فرمایا کہ ہمیں ایسا محسُوس ہونے لگا کہ دجّال ہمیں کہیں نخلستان میں چھپا ہوا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے دجّال سے زیادہ تم پر اور باتوں کا خوف ہے، اگر دجّال نکلا اور میں موجود ہوا تو مَیں اُس سے جھگڑ لوں گا، تمہاری نوبت ہی نہیں آئے گی۔ اور اگر مَیں موجود نہ ہوا تو پھر ہر مُسلم اُس سے جھگڑ لیگا اور اللہ ہر مُسلم کیلئے میرا خلیفہ ہے (میرے بعد وہ براہِ راست مسلم کی مدد کریگا) دجّال جوان، گھونگریالے بال والا ہے، اُس کی ایک آنکھ پھُولی ہوئی ہے۔ میں اُس کو عبدالعزّٰی بن قطن سے مشابہت دے سکتا ہوں تم میں سے جو شخص دجّال کو پائے وہ سُورۂ کہف کی ابتدائی آیتیں اس پر پڑھے۔ وہ یقیناً شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور اپنے دائیں بائیں فساد مچائے گا، اے اللہ کے بندو ایمان پر قائم رہنا"۔ صحابۂ کرامؓ نے پوچھا "وہ زمین میں کتنے عرصہ رہیگا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "چالیس دن۔ ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا، ایک دن ایک مہینہ کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور بقیّہ دن ایسے ہی ہوں گے جیسے (آجکل) ہوتے ہیں"۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، جو دن ایک سال کا ہوگا کیا اُس میں ایک ہی دن کی نماز کافی ہوگی؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، بلکہ تم اندازہ کر کے نماز پڑھتے رہنا"۔[2] صحابۂ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الشہادۃ عن نعمان بن بشیرؓ۔

[2] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں کئی کئی مہینہ دن اور رات رہتے ہیں وہاں اندازہ کر کے نماز، روزہ ادا کرنا چاہیئے۔

کرامؓ نے پوچھا "اس کی رفتار کیا ہوگی؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُس بارش کی طرح جسے ہوا اُڑا رہی ہو۔ وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور اُسے (اپنے اوپر ایمان لانے کی) دعوت دے گا، وہ قوم اس پر ایمان لے آئے گی اور اُس کی بات مانے گی، پھر وہ آسمان کو (پانی برسانے کا) حکم دیگا۔ آسمان پانی برسائے گا۔ پھر وہ زمین کو (سبزہ وغیرہ اُگانے کا) حکم دیگا، زمین (سبزہ وغیرہ) اُگائے گی، اُس قوم کے چَرنے والے جانور جب شام کو واپس آئیں گے تو پہلے سے زیادہ اُن کے کوہان لمبے ہوں گے، تھن کشادہ ہوں گے اور کوکھیں تنی ہوئی ہوں گی۔ پھر وہ دوسری قوم کے پاس جائے گا، اُسے بھی (اپنے اوپر ایمان لانے کی) دعوت دے گا۔ قوم کے آدمی اس کی بات نہ مانیں گے تو وہ اُن کے پاس سے چلا جائے گا، اُن پر قحط سالی مسلّط ہو جائے گی، مال اُن کے ہاتھوں سے نکل جائیں گے۔ جب دجّال ویران زمین پر سے گذرے گا تو کہے گا 'اے زمین اپنے خزانے نکال'۔ خزانے نکل کر اُس کے پاس اس طرح جمع ہو جائیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پاس جمع ہو جاتی ہیں۔ پھر دجّال ایک جوان کو بلائے گا اور تلوار سے اُس کے دو ٹکڑے کر دے گا، پھر اُسے زندہ کریگا، پھر اُسے پکارے گا، وہ ہنستا ہوا آئے گا، اُس کا چہرہ دمکتا ہوگا۔ دجّال اسی حال میں ہوگا کہ ناگہاں اللہ عیسیٰ بن مریم علیہ السّلام کو نازل فرمائے گا وہ شہر دمشق کے مشرق کی طرف زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے سفید منارہ کے پاس اُتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو (پانی یا پسینہ) قطروں کی شکل میں بہے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ٹپکیں گے۔ جس کافر کو اُن کی خوشبو پہنچے گی وہ مر جائے گا۔ اُن کی خوشبو وہاں تک پہنچیگی جہاں تک اُن کی نظر جائے گی۔ پھر عیسیٰ علیہ السّلام دجّال کو تلاش کریں گے اور بابِ لُد پر اُسے قتل کر دینگے۔ پھر عیسیٰ علیہ السّلام ان لوگوں کے پاس آئیں گے جن (کے ایمان) کو اللہ نے دجّال سے محفوظ رکھا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اُن کے چہروں کو شفقت کے ساتھ صاف کریں گے اور جنّت میں جو درجات انہیں ملنے والے ہیں اُنہیں بیان کریں گے۔ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے پاس وحی بھیجے گا کہ میں اپنے کچھ ایسے بندوں کو باہر چھوڑ رہا ہوں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں۔ تم میرے ان بندوں کو کوہِ طور کی طرف لیجاؤ۔ پھر اللہ یاجوج، ماجوج کو چھوڑ دیگا۔ وہ ہر بلندی سے (اُتر کر زمین پر) پھیلتے چلے جائیں گے، ان کی اگلی جماعتیں بحیرۂ طبرستان پر سے گذریں گی اور سب پانی پی جائیں گی، دوسری جماعتیں جب وہاں سے گذریں گی تو (آپس میں) کہیں گی یہاں کبھی پانی تھا۔ عیسیٰ علیہ السّلام اور اُن کے ساتھی محصور ہو جائیں گے (کھانے کی قلّت ہو جائے گی) یہاں تک کہ بَیل کی ایک سری ان کو اس سے زیادہ اچھّی معلوم ہوگی جتنے اچھّے آجکل تمہیں سَو دینار معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السّلام اور اُن کے ساتھی دُعا کریں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یاجوج، ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا ہوگا، اُس کیڑے کی وجہ سے وہ صبح تک سب مر جائیں گے۔ پھر اللہ کے رسول عیسیٰ علیہ السّلام اور اُن کے ساتھی زمین پر اُتریں گے مگر زمین پر ایک بالشت جگہ بھی اُن کی گندگی سے خالی نہ پائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السّلام اور اُن کے ساتھی پھر اللہ سے دُعا کریں گے (دُعا قبول ہوگی) اللہ تعالیٰ بُختی اُونٹوں کی گردنوں کے مانند کچھ پرندے بھیجے گا، یہ پرندے یاجوج، ماجوج کی لاشوں کو اُٹھا کر اُس مقام پر پھینک دیں گے جہاں پھینکنے کا اللہ حکم دے گا۔ پھر اللہ بارش برسائے گا جس

سے ہر مکان خواہ وہ مٹی کا ہو یا بالوں کا آئینہ کی طرح صاف ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ زمین کو دھو کر مثل ہوض کے صاف کر دے گا، پھر زمین کو حکم دیگا کہ وہ اپنی پیداوار نکالے اور اپنی برکت کو دوبارہ ظاہر کرے (زمین اس حکم کی تعمیل کرے گی. خوب پیداوار ہوگی) ایک انار پوری ایک جماعت کیلئے کافی ہوگا، اس کے چھلکے کا بنگلہ بنا کر لوگ اس کے سایہ میں بیٹھیں گے۔ دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ ایک دودھ والی اونٹنی ایک بڑی جماعت کو کافی ہوگی، ایک دودھ والی گائے پورے خاندان کو کافی ہوگی اور ایک دودھ والی بکری پورے گھر کو کافی ہوگی۔ اسی حال میں ان کو ایک زمانہ گذرے گا کہ اللہ تعالیٰ ایک نہایت پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو اُن کی بغلوں کے نیچے سے نکلے گی جس سے ہر مؤمن و مسلم کی رُوح قبض ہو جائے گی، صرف بدترین لوگ رہ جائیں گے جو علی الاعلان گدھوں کی طرح جماع کریں گے، ان ہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی"۔ [1]

اسی طرح مختلف مواقع پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمین کو دجّال سے خبردار کرتے رہے۔ ایکدن آپؐ نے فرمایا "مکّہ اور مدینہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں جہاں وہ نہ جائے۔ وہ (مدینہ کے قریب) ایک شور زمین میں آکر مقیم ہوگا۔ اُس وقت مدینہ کے تمام راستوں پر فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے اور مدینہ کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے۔ تمام منافقین اور کافر مدینہ سے نکل کر دجّال کے پاس چلے جائیں گے"۔ [2]

حضرت تمیم داری کا قبولِ اسلام اور دجّال کا قصّہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن منادی کرائی "الصّلوٰۃ جامعۃ" (تمام لوگ جمع ہو گئے) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو (نفل) نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپؐ منبر پر بیٹھ گئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا "ہر شخص اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے"۔ پھر فرمایا "تم جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں روکا ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "اللہ اور اُس کا رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں نے رغبت دلانے یا ڈرانے کیلئے تمہیں نہیں بُلایا ہے بلکہ اس لئے بُلایا ہے کہ (تمہیں تمیم داری کا قصّہ سُناؤں) تمیم داری عیسائی تھے لیکن اب وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے ہیں اور اُنہوں نے (میرے ہاتھ پر) بیعت کر لی ہے۔ جس واقعہ کی وجہ سے وہ مسلم ہوئے یہ ہے کہ تمیم داری بنی لخم اور بنی جذام قبیلوں کے تیس آدمیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے، ایک مہینہ تک موجیں ان سے کھیلتی رہیں۔ ایک دن غروبِ آفتاب کے وقت ان کی کشتی (سمندر میں) ایک جزیرہ پر جا کر رُک گئی۔ سب لوگ چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ میں پہنچے۔ وہاں اُنہیں ایک جانور ملا جس کے بال بہت موٹے اور بہت لمبے تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا اور پچھلا حصّہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ان لوگوں نے اس سے کہا "تیری خرابی ہو، تو کون ہے؟" اس نے کہا میں جسّاسہ ہوں۔ لوگوں نے کہا "کیسا جسّاسہ؟" اس نے کہا "اس گرجا میں چلو، وہاں ایک شخص ہے جو تمہاری خبر کا بہت مشتاق ہے"۔ جب اُس نے اُس شخص کا نام لیا تو یہ لوگ ڈرے کہ کہیں وہ جن نہ ہو۔ بہرحال یہ لوگ جلدی جلدی چل کر گرجا میں پہنچے، وہاں انہوں نے اتنا بڑا ایک آدمی دیکھا کہ اس سے پہلے اتنا بڑا آدمی کبھی نہ دیکھا تھا، اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے، اس کی ٹانگیں زانوؤں سے لے کر ٹخنوں تک بیڑیوں سے جکڑی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں نے کہا "تیری

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجّال عن نواس بن سمعان رض۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی خروج الدجّال عن انس رض۔

خرابی ہو، تو کون ہے ؟" اُس نے کہا "میرا حال دریافت کرنے پر تم قادر ہو ہی گئے (پہلے) تم مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو ؟" انہوں نے کہا "ہم عرب کے لوگ ہیں۔ کشتی میں سوار ہوئے تھے اور اِس طرح ہم اس جزیرہ میں پہنچے پھر جسّاسہ کے کہنے سے ہم جلدی جلدی تیرے پاس آگئے"۔ اُس نے کہا "بَیسَان کے نخلستان کا حال بیان کرو"۔ اُنہوں نے کہا "تو کیا پوچھنا چاہتا ہے"۔ اُس نے کہا "میں اُس کی کھجوروں کی حالت دریافت کرنا چاہتا ہوں، کیا کھجور کے درختوں میں پھل آتے ہیں ؟" اُن لوگوں نے کہا "ہاں"۔ اُس نے کہا "سُنو عنقریب اُس میں پھل نہیں آئینگے"۔ پھر اُس نے کہا "مجھے بحیرہ طبریہ کی حالت بتاؤ"۔ اُنہوں نے کہا "تو کیا پوچھنا چاہتا ہے ؟" اُس نے کہا "کیا اُس میں پانی ہے ؟" اُنہوں نے کہا "ہاں اس میں بہت پانی ہے"۔ اُس نے کہا "عنقریب اس کا پانی خشک ہو جائے گا"۔ پھر اس نے کہا "چشمۂ زُغَر کی کیفیت بیان کرو"۔ اُن لوگوں نے کہا "تو کیا معلوم کرنا چاہتا ہے ؟" اُس نے کہا "کیا اس میں پانی ہے ؟ کیا وہاں کے لوگ اس چشمہ کے پانی سے کاشت کرتے ہیں ؟" اُنہوں نے کہا "ہاں اُس میں بہت پانی ہے اور لوگ اُس کے پانی سے کاشت کرتے ہیں"۔ پھر اُس نے کہا "مجھے اُمّیوں کے نبی کی خبر سُناؤ، اُن کی کیا حالت ہے ؟" اُنہوں نے کہا "وہ مکّہ سے نکل کر یثرب میں مقیم ہو گئے ہیں"۔ اُس نے کہا "کیا اہلِ عرب کی ان سے جنگ ہوئی ہے ؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ اُس نے پوچھا "پھر کیا ہوا ؟" اُنہوں نے کہا "وہ عرب پر غالب آگئے ہیں اور اہلِ عرب نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے"۔ اُس نے کہا "کیا واقعی ایسا ہو گیا ہے ؟" اُن لوگوں نے کہا "ہاں واقعی ایسا ہو گیا ہے"۔ اُس نے کہا "سُنو، یہ بات اُن لوگوں کے حق میں بہتر ہے کہ وہ رسُولؐ کی اطاعت کریں"۔ پھر اُس نے کہا "اب میں تم سے اپنا حال بیان کرتا ہوں۔ میں مسیح دجّال ہوں، عنقریب مجھے (یہاں سے) نکلنے کی اجازت مِل جائے گی۔ مَیں زمین میں پھروں گا اور چالیس رات کے عرصہ میں مکّہ اور طَیبہ کے علاوہ ہر بستی میں جا کر قیام کروں گا، مکّہ اور طیبہ کے اندر داخِل ہونا میرے اوپر حرام ہے۔ اگر میں ان دونوں مقاموں میں سے کسی ایک مقام میں داخِل ہونا چاہوں گا تو ایک فرشتہ ننگی تلوار لیکر میرے سامنے آئے گا اور مجھے داخِل ہونے سے روک دیگا۔ اُس کی ہر گھاٹی پر فرشتے پہرہ دار ہوں گے"۔ یہ باتیں بیان کرنے کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے عصا کو منبر سے لگا کر فرمایا "یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ طیبہ ہے"۔ پھر فرمایا "کیا میں نے پہلے ہی یہ سب باتیں تم سے بیان نہیں کر دی تھیں"۔ صحابۂ کرامؓ نے کہا "بے شک آپؐ نے بیان کر دی تھیں"۔ اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے تمیمؓ کا قصّہ پسند آیا۔ دجّال اور مکّہ و مدینہ کے متعلّق جو چیز میں نے بیان کی تھی یہ اس کے موافق ہے۔ خبردار ہو جاؤ، بے شک (میرا خیال تھا کہ) دجّال (اُس وقت) بحرِ شام یا بحرِ یمن میں ہو گا لیکن نہیں وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے"۔ یہ فرماتے وقت آپؐ نے (ہاتھ سے) مشرق کی طرف اشارہ کیا[1]

نوٹ مدینہ کے مشرق میں عراق و روس وغیرہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جزیرہ جس میں دجّال قید ہے بحرِ اسود میں ہو یا بحرِ کاسپین میں۔ یہ جزیرہ ابھی تک دریافت نہیں ہوا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ جزیرہ نظروں سے پوشیدہ ہو یا یہ کہ جزیرہ تو دکھائی دیتا ہو، لوگ وہاں پہنچے بھی ہوں لیکن دجّال کو اللہ تعالیٰ نے اُن کی نظروں سے پوشیدہ کر دیا ہو۔ اِس سائنسی دور میں بھی کبھی کبھی یہ خبریں سُننے میں آتی رہتی ہیں کہ ایک نیا جزیرہ دریافت ہوا ہے یا

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفتن عن فاطمہ بنتِ قیس رضؓ۔

برآمد ہوا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ دجّال کا جزیرہ بھی آئندہ کبھی دریافت ہو جائے یا برآمد ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو نجران روانہ کرنا تقریباً اسی زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو نجران روانہ کیا۔ جب وہ وہاں پہنچے (اور تبلیغ شروع کی) تو لوگوں نے ان سے (بطور اعتراض کے) سوال کیا کہ تم قرآن مجید میں پڑھتے ہو "یٰاُخْتَ هٰرُوْنَ" (یعنی حضرت مریم کو حضرت ہارون علیہ السّلام کی بہن کہا گیا ہے حالانکہ حضرت ہارون علیہ السّلام اور) موسیٰ علیہ السّلام، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام (اور اُن کی والدہ محترمہ حضرت مریم) سے بہت پہلے گذرے ہیں (لہٰذا حضرت مریم، حضرت ہارون علیہ السّلام یا حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی بہن کیسے ہو سکتی ہیں) حضرت مغیرہؓ جب واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو اُنہوں نے یہ سوال آپؐ سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا "یہ لوگ اپنے نام انبیاء اور صلحاء کے نام پر رکھا کرتے تھے"[1] (لہٰذا حضرت مریم کے بھائی کا نام حضرت ہارون علیہ السّلام کے نام پر ہارون رکھا گیا تھا، اس لئے اُنہیں قرآن مجید میں ہارون کی بہن کہا گیا ہے)

عیسائیوں سے خطاب تقریباً اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے اس عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے کہ عیسیٰ علیہ السّلام اللہ کے بیٹے تھے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدائش کا ذکر فرمایا۔ سورۂ آلِ عمران کی کئی آیات اِس سلسلہ میں نازل فرمائیں۔ پھر فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام تو خود کہا کرتے تھے

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝ {آل عمران ۵۱}

بے شک میرا اور تمہارا ربّ اللہ ہے۔ صرف اُسی کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ۝ {آل عمران ۵۸}

ہم آپؐ کو آیاتِ ربّانی اور حکمت کی باتیں سُنا رہے ہیں (اب تو ان لوگوں کو عیسےٰ علیہ السّلام کے متعلق اپنے عقیدہ کی اصلاح کر لینی چاہیئے)

اور اگر اب بھی انہیں شک ہو کہ آخر عیسیٰ علیہ السّلام بغیر باپ کے کیسے پیدا ہو گئے تو ان سے کہئے

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝ فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْكٰذِبِیْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ

بے شک عیسےٰ (علیہ السّلام) کی مثال ایسی ہی ہے جیسے آدم (علیہ السّلام) کی، اللہ نے آدم (علیہ السّلام) کو مٹّی سے پیدا کیا، پھر فرمایا کہ (زندہ انسان) بن جاؤ، تو وہ (زندہ انسان) بن گئے (جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کر دیا تو بغیر باپ کے عیسیٰ علیہ السّلام کا پیدا کرنا اللہ کے لئے کیا مشکل ہے، اللہ سب کچھ کر سکتا ہے) یہ جو کچھ کہا جا رہا ہے آپؐ کے ربّ کی طرف سے بالکل حق ہے لہٰذا آپؐ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا (اور اے رسولؐ) اگر یہ اب بھی نہ مانیں اور آپؐ سے بحث مباحثہ جاری رکھیں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الآداب عن مغیرۃ رضؓ۔

اللّٰہَ عَلِیْمٌۢ بِالْمُفْسِدِیْنَ ○ {آل عمران ۵۹ تا ۶۳} تو ان سے کہئے کہ ہم اپنے بیٹوں اور اپنی عورتوں کو بُلائیں اور تم بھی اپنے بیٹوں اور اپنی عورتوں کو بُلاؤ، ہم خود بھی آجائیں اور تم خود بھی آجاؤ، پھر دونوں فریق اللہ سے دُعا کریں کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو، یہ تمام باتیں بالکل حق ہیں۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبود و حاکم نہیں اور بے شک اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر اب بھی یہ نہ مانیں تو اللہ مفسدوں کو خوب جانتا ہے (وہ ضرور انہیں سزا دے گا)

مباہلہ جب دو فریق آپس میں ایک دوسرے پر لعنت کریں اور ایک دوسرے کے حق میں ہلاکت کی بددُعا کریں تو اس فعل کو مباہلہ کہتے ہیں۔ مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو مُباہلہ کی دعوت دی۔ نجران کے کچھ عیسائی جن میں عاقب اور سید بھی شامل تھے اِس زمانہ میں مدینہ منوّرہ آئے ہوئے تھے اُنہوں نے اس چیلنج کو قبول کرکے مباہلہ کا ارادہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بھی مباہلہ میں شرکت کیلئے بُلایا اور فرمایا "اے اللہ یہ بھی میرے اہلِ بیت ہیں"۔ (انہیں بھی مباہلہ میں شرکت کی اجازت دیدے۔ الغرض دونوں فریق مُباہلہ کیلئے تیّار ہوکر آگئے) عاقب اور سید نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر لعنت کرنے کا ارادہ کیا (پھر کچھ سوچا اور) ایک نے دوسرے سے کہا ایسا نہ کرو، اللہ کی قسم اگر یہ نبی ہوئے اور ہم پر لعنت کردی تو ہم اور ہمارے بعد والے کبھی فلاح نہیں پاسکتے (یہ سوچ کر اُنہوں نے مباہلہ کا ارادہ ترک کر دیا اور) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس شرط پر صلح کرلی کہ جو خراج آپؐ ان سے طلب فرمائیں وہ آپؐ کو ادا کرتے رہیں گے۔ اُنہوں نے یہ بھی درخواست کی کہ ان کے ساتھ ایک امین آدمی کو بھیجدیا جائے (تاکہ وہ خراج وصول کرکے آپؐ کو روانہ کرے) ایسا کوئی آدمی نہ بھیجا جائے جو امین نہ ہو۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں تمہارے ساتھ ایک امین آدمی کو بھیجوں گا، وہ واقعی امین ہے"۔ صحابۂ کرامؓ میں سے ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ یہ فضیلت اس کو مِل جائے (لیکن یہ فضیلت تو حضرت ابو عبیدہؓ کیلئے مقدر تھی) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو عبیدہؓ سے فرمایا "اے ابو عبیدہؓ کھڑے ہوجاؤ"۔ جب حضرت ابو عبیدہؓ کھڑے ہوگئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ اس اُمّت کے امین ہیں"۔ یہ کہکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اُن عیسائیوں کے ساتھ نجران روانہ فرمایا[1]

اہلِ کتاب کی ہٹ دھرمی اہلِ کتاب کو برابر تبلیغ کی جارہی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ ہم دینِ ابراہیمی پر ہیں لہٰذا ہمارے حق پر ہونے میں کیا شک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ

اے اہلِ کتاب، ابراہیمؑ کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو توریت اور انجیل دونوں ابراہیمؑ کے بعد نازل ہوئی ہیں (لہٰذا وہ یہودی یا عیسائی کیسے ہوسکتے ہیں) کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں ہے۔ جن چیزوں کا تمہیں علم ہو ان چیزوں میں تو خیر تم جھگڑ سکتے ہو لیکن ایسی باتوں میں کیوں جھگڑتے ہو جن کا تمہیں علم نہیں، اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔ ابراہیم (علیہ السّلام) نہ یہودی تھے نہ عیسائی اور

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصّۃ اہلِ نجران عن حذیفہؓ و صحیح مسلم باب فضائل علیؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ {آل عمران ۶۵ تا ۶۸}

نہ مشرک، وہ تو ایک اللہ کے ماننے والے مسلم تھے (تمہارا ان سے تعلق کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں) اُن سے تعلق رکھنے والے تو دراصل وہ لوگ ہیں جو اُن کا اتباع کرتے رہے اور یہ نبی ہیں اور یہ ایمان والے ہیں (تمہارا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ اللہ ہمارا دوست ہے) اللہ تو مؤمنین کا دوست ہے۔

اور اے مؤمنو! (تم اِن اہلِ کتاب سے ہوشیار رہنا)

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○ {آل عمران ۶۹}

ان میں ایک گروہ ایسا ہے جو یہ چاہتا ہے کہ تمہیں (پھر) گمراہ کردے لیکن وہ کسی کو گمراہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں لیکن انہیں شعور نہیں۔

اہلِ کتاب کو پھر جھنجھوڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ○ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ {آل عمران ۷۰، ۷۱}

اے اہلِ کتاب، کیوں اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہو حالانکہ تمہارا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ حق ہیں، اے اہلِ کتاب، کیوں سچ کو جھوٹ کے ساتھ خلط ملط کرتے ہو اور تم جانتے ہو (کہ تم ایسا کر رہے ہو)

پھر فرمایا (کہ تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے کہ مسیٰ علیہ السلام یا کسی دوسرے نبی نے تمہیں یہ بات سکھائی ہے کہ تم انہیں ربّ مانو یا اللہ کا بیٹا مانو یا ان کی عبادت کرو)

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ○ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰۗىِٕكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۭ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ {آل عمران ۷۹، ۸۰}

کسی آدمی کے یہ شایانِ شان نہیں کہ اللہ اُسے کتاب، حکم اور نبوّت سے سرفراز فرمائے اور پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے علاوہ میرے بھی بندے بن کر رہو بلکہ وہ تو یہی کہتا ہے کہ تم بس اللہ والے بن جاؤ (صرف اُسی کی عبادت کرو) کتابِ الٰہی جس کی تم درس و تدریس کرتے رہتے ہو اس میں بھی یہی لکھا ہے، اور نہ کوئی نبی یہ کہہ سکتا ہے کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو ربّ بنالو، کیا تمہارے مسلم ہو جانے کے بعد وہ تمہیں کفر کا حکم دے سکتا ہے (ہرگز نہیں)

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا تَعْمَلُوْنَ ○ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَاۗءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ {آل عمران ۹۸، ۹۹}

(اے رسولؐ) ان سے کہئے کہ اے اہلِ کتاب کیوں اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہو، اللہ کو تمہارے تمام اعمال کی خبر ہے اور (اے رسولؐ) ان سے یہ بھی کہئے کہ تم ایمان لانے والوں کو اللہ کے راستہ سے کیوں روکتے ہو اور جان بوجھ کر اس میں کیوں کجی نکالتے ہو (یاد رکھو) اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں (تمہیں اس کی سزا مل کر رہے گی)

اہلِ کتاب مؤمنین کو ورغلایا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو ہوشیار کرتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ {آل عمران ۱۰۰ تا ۱۰۱}

اے ایمان والو، اگر تم اہلِ کتاب کے کسی بھی فریق کا کہنا مان لوگے تو یہ تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر بنادیں گے اور تم کفر کیسے کرسکتے ہو جبکہ اللہ کی آیات تمہیں پڑھ پڑھ کر سنائی جارہی ہیں اور تم میں اللہ کے رسُولؐ موجود ہیں (ایسی حالت میں کفر اختیار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور سُن لو کہ جس نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے سیدھے راستہ کو پالیا۔

فرقہ بندی کی ممانعت اہلِ کتاب کئی فرقوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ ان میں سے کوئی فرقہ بھی اصل دین پر قائم نہ تھا۔ اہلِ کتاب کی اس غلط روش اور فرقہ بندی سے مؤمنین کو ہوشیار کرتے ہوئے بطور تنبیہ کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ {آل عمران ۱۰۲ تا ۱۰۵}

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو (تم فرقہ بندی کا شکار نہ ہونا بلکہ) سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا (یعنی اللہ کے نازل کردہ دین کو مضبوطی سے پکڑے رہنا، خود ساختہ دین اور مذہب بنا کر) فرقے فرقے نہ بن جانا (فرقہ بندی سے تمہاری آپس کی محبت جاتی رہے گی) اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم (ایک زمانہ میں) ایک دوسرے کے دشمن تھے، اللہ نے اپنی رحمت سے تم کو بھائی بھائی بنادیا۔ تم آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے اللہ نے تم کو اس سے بچالیا (تو کیا آئندہ پھر تم ایک دوسرے کے دشمن بن کر دوزخ کے کنارے پر جا کھڑے ہوگے) اللہ بڑی وضاحت کے ساتھ تمہیں سمجھا رہا ہے تاکہ تم سیدھے راستہ پر چلتے رہو (اور خود ساختہ راستوں سے بچو) تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے (اگر لوگ غلط اور خود ساختہ راستوں پر چلنے لگیں تو انہیں واپس سیدھے راستہ پر آنے کی دعوت دے) اچھے کاموں کا حکم دے بُرے کاموں سے روکے اور ایسے ہی لوگ (جو خود اللہ کے راستہ پر چلتے ہوئے دوسروں کو اُس راستہ کی دعوت دیں) درحقیقت فلاح حاصل کرنے والے ہیں اور (اے مؤمنو، تمہیں پھر خبردار کیا جاتا ہے کہ) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے فرقے فرقے بنالئے اور کھُلے دلائل آنے کے بعد بھی اختلاف پر جمے رہے (اور اپنے فرقے قائم رکھے) ایسے لوگوں کیلئے بڑا عذاب ہے۔

فرقہ بندی ایک لعنت ہے۔ جو قوم فرقہ بندی کی لعنت میں گرفتار ہوجائے وہ دوسروں کی اصلاح نہیں کرسکتی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو اُن کے منصب اور ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو)

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ {آل عمران ۱۱۰}

تم بہترین اُمت ہو، تمہارا مقصدِ زندگی یہ ہے کہ لوگوں کی اصلاح کرو، ان کو نیک کاموں کا حکم دیتے رہو، بری باتوں سے روکتے رہو اور تم خود بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھو (دوسروں کو بھی اسی کی دعوت دو) اگر اہلِ کتاب ایمان لے آئیں تو اُن کے حق میں اچھا ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ تو ایمان لے آئے ہیں لیکن اکثر لوگ (ابھی تک) فاسق ہیں۔

اہلِ کتاب میں سے بعض نیک بخت لوگ ایمان لے آئے تھے اُن کی دلجوئی اور تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ○ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ○ {آل عمران ۱۱۳ تا ۱۱۵}

اہلِ کتاب سب ایک جیسے نہیں ہیں، بعض ایسے بھی ہیں جو شریعت پر قائم ہیں۔ رات کے اوقات میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور (اللہ کے سامنے) سجدہ ریز ہوتے ہیں (درحقیقت) یہی لوگ اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، یہ لوگ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں بُری باتوں سے روکتے ہیں اور نیکیوں میں سبقت کرتے ہیں، یہ سب صالحین ہیں جو نیکی یہ کر رہے ہیں اس کی ناقدری نہیں ہوگی، اللہ متقیوں کو اچھی طرح جانتا ہے (وہ متقیوں کے اعمال کی ناقدری نہیں کرتا)

ان لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا:۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ {آل عمران ۱۹۹}

بعض اہلِ کتاب ایسے بھی ہیں جو اللہ پر، اُس کتاب پر جو تم پر نازل کی گئی اور اُس کتاب پر جو اُن پر نازل کی گئی ایمان لاتے ہیں، جو اللہ کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتے ہیں، اللہ کی آیتوں کے بدلہ میں تھوڑا سا فائدہ حاصل نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کیلئے اُن کے رب کے ہاں (بڑا) اجر ہے (جو لوگ اب بھی ایمان نہیں لائیں گے تو وہ خبردار ہو جائیں کہ) بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

نبوّتِ عامّہ | پھر اہلِ کتاب اور اہلِ کتاب کے علاوہ تمام دنیا کے انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ {نساء}

اے لوگو، تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ رسولؐ آگیا ہے، اس پر ایمان لے آؤ تو یہ تمہارے حق میں اچھا ہے۔ اور اگر تم اس رسولؐ کا انکار کرو گے تو (سمجھ لو) آسمانوں میں اور زمین میں سب کچھ اللہ ہی کا ہے (اس سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے، اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے) بے شک وہ جاننے والا ہے (عذاب میں تاخیر اس لئے

کر رہا ہے کہ) وہ حکمت والا ہے (اس کے تمام کام حکمت کے ساتھ ہوتے ہیں، اس کی حکمت کا تقاضہ یہی ہے کہ ابھی تمہیں اور ڈھیل دی جائے)

پھر نصاریٰ کو خصوصی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (نساء)

اے اہلِ کتاب اپنے دین کی باتوں میں حد سے تجاوز نہ کرو (عیسیٰ علیہ السّلام کو بڑھا کر اللہ سے نہ جا ملاؤ) اللہ کے بارے میں حق کے علاوہ کچھ نہ کہو، بے شک عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسُول اور اُس کا کلمہ تھے جس کو اُس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور وہ اللہ کی طرف سے ایک روح تھے (اس سے زیادہ کچھ نہیں) لہٰذا تم اللہ اور اس کے رسولوں پر (صحیح معنوں میں) ایمان لاؤ (رسولوں کو رسُول ہی سمجھو، ان کو اللہ سے نہ ملاؤ) یہ نہ کہو کہ الٰہ تین ہیں، اس سے باز آجاؤ، تمہارے حق میں یہی بہتر ہے، الٰہ تو صرف ایک اللہ ہے، وہ اس چیز سے منزّہ ہے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو، آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اُسی کا ہے (کسی دوسرے کو اس میں کوئی اختیار نہیں) اللہ ہی اکیلا کارساز ہے (دوسرا کوئی کارساز نہیں)

نصاریٰ کو سمجھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا (کہ یہ نہ سمجھو کہ اللہ کا بندہ ہونا عیسیٰ علیہ السّلام کے لئے باعثِ عار ہے۔ نہیں بلکہ

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ (نساء)

عیسیٰ (علیہ السّلام) تو اللہ کا بندہ ہونے کو قطعاً باعثِ عار نہیں سمجھتے اور نہ مقرب فرشتے اِس بات کو اپنے لئے باعث عار سمجھتے ہیں۔ اور جو شخص اللہ کا بندہ ہونے کو اپنے لئے باعث عار سمجھے اور گھمنڈ کرے تو اللہ ان سب کو اپنے پاس جمع کریگا پھر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا بلکہ اللہ اپنے فضل سے کچھ زیادہ ہی دے گا۔ البتہ جن لوگوں نے اللہ کا بندہ ہونے کو باعثِ عار سمجھا اور گھمنڈ کیا تو اللہ اُن کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا وہاں یہ لوگ اللہ کے علاوہ کسی کو اپنا حامی اور مددگار نہ پائیں گے (یعنی اللہ ہی مدد کر سکتا ہے لیکن وہ ناراض ہوگا تو پھر مدد کون کر سکتا ہے)

دعوتِ عامّہ | اس کے بعد پھر دعوتِ عامّہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ

اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس روشن دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیج دیا ہے اب جو لوگ اللہ پر ایمان لے آئیں گے اور اس پر مضبوطی سے

فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ○ {۴، النسآء: ۱۷۵} جمے رہیں گے تو اللہ ان کو اپنے فضل و رحمت میں داخل کریگا اور انہیں اپنی طرف پہنچنے والا سیدھا راستہ بتادے گا۔

ایک مقدمہ اسی زمانہ میں دو شخصوں میں کچھ جھگڑا ہوا۔ ایک اُن میں سے حضرمی تھا، اُس کا نام ربیعہ بن عبدان تھا۔ دوسرا شخص کِندی تھا، اُس کا نام امرؤ القیس بن عابس تھا۔ دونوں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے۔ حضرمی نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ! اِس شخص نے میرے باپ کی زمین پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے"۔ کِندی نے کہا "وہ میری ہی زمین ہے، میرے قبضہ میں ہے، مَیں اُس میں کھیتی باڑی کرتا ہوں، اِس کا اُس زمین میں کوئی حق نہیں ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرمی سے فرمایا "کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟" اُس نے عرض کیا "نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر تمہارا فیصلہ اُس کی قسم پر ہوگا"۔ حضرمی نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، وہ تو فاجر آدمی ہے، وہ پرواہ ہی نہیں کرے گا کہ کس چیز پر قسم کھا رہا ہے، وہ کسی (بُری) چیز سے پرہیز ہی نہیں کرتا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے لئے اِس کے سوا اور کچھ نہیں"۔ (حضرمی اس کی قسم پر فیصلہ کرانے پر رضامند ہوگیا) کِندی قسم کھانے چلا۔ جب اُس نے پیٹھ موڑی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر اس نے اس کے مال کو ناجائز طریقہ سے حاصِل کرنے کیلئے قسم کھائی تو یہ اللہ سے اس حال میں ملیگا کہ اللہ اس سے (بہت) ناراض ہوگا اور جو شخص بھی ناجائز طریقہ سے کسی کی زمین پر قبضہ کرے گا تو وہ اللہ سے اس حال میں ملیگا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا"۔ [1]

حضرت قبیصہؓ کا سوال حضرت قبیصہؓ قرضدار ہوگئے۔ قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور کچھ روپیہ طلب کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کچھ دن ٹھہرو، جب ہمارے پاس زکوٰۃ کا مال آئے گا تو ہم اُس میں سے تمہیں قرضہ کی ادائیگی کیلئے کچھ مال دیدیں گے"۔ اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے قبیصہؓ، سوال کرنا کسی کے لئے حلال نہیں سوائے ان تین آدمیوں کے، ایک وہ شخص جس پر قرضہ (کا بار) ہو تو اُس کو اس حد تک سوال کرنا حلال ہے کہ اس کا قرضہ ادا ہو جائے۔ قرضہ ادا ہونے کے بعد سوال نہ کرے۔ دوسرا وہ شخص جس کا مال کسی ناگہانی آفت سے ضائع ہو جائے تو اُسے سوال کرنا حلال ہے حتّٰی کہ اُسے اتنی رقم مِل جائے کہ اس سے اس کی گذر اوقات ہو جائے۔ تیسرا وہ شخص کہ جو فاقہ کا شکار ہو اور اُس کی قوم کے تین ذی عقل آدمی اِس بات کی گواہی دیں کہ واقعی وہ آدمی فاقہ کی تکلیف سے دوچار ہے۔ پھر اُس کو بھی اتنا ہی سوال درست ہے کہ جس سے اُس کی گذر ہو جائے۔ اِن شخصوں کے علاوہ اے قبیصہؓ کسی اور کو سوال کرنا حرام ہے اور سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے"۔ [2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم عن وائل رضؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب من تحل لہ المسئلۃ عن قبیصہ بن مخارق الھلالی رضؓ۔

حج ۹ھ

۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر مکہ معظمہ روانہ کیا تاکہ اُن کی امارت میں لوگ حج ادا کریں[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ چند قربانی کے جانور روانہ کئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اُن کیلئے پٹے بٹے۔ وہ پٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اُن جانوروں کو پہنا دئے۔ قربانی کے جانور روانہ کرنے کے بعد جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے حلال کر دی تھیں اُن میں سے کوئی چیز آپؐ پر حرام نہیں ہوئی حتّٰی کہ قربانی کے جانور ذبح ہو گئے[2] (اور آپؐ بدستور اسی حال میں رہے۔ حالتِ احرام کی پابندیوں میں سے کوئی پابندی آپؐ نے اپنے اوپر عائد نہیں کی)

سورۂ براءۃ کی متعدد آیات کا نزول اسی زمانہ میں سورۂ توبہ کا کافی حصہ نازل ہوا۔ اگرچہ مکہ فتح ہو چکا تھا لیکن ابھی تک وہاں کافی تعداد میں مشرکین موجود تھے جو اپنی پرانی ضد پر اڑے ہوئے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کے اعلان کو اُنہوں نے اپنے لئے کافی سمجھ رکھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تھا کہ اُس کے حرم میں مشرکین باقی رہیں اور وہ مسجدِ حرام میں داخل ہوتے رہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مندرجۂ ذیل آیات نازل فرما کر مشرکین کو الٹی میٹم دیدیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـــًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ

اب اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے اُن مشرکوں سے جن سے (اے مؤمنو) کبھی تمہارا عہد و پیمان تھا بیزاری کا اعلان کیا جاتا ہے (اے رسولؐ ان سے کہدیجئے کہ) اے مشرکو! تم اِس ارضِ (حرم) میں چار مہینہ اور چل پھر لو اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے، اللہ کافروں کو رسوا کر کے رہے گا۔ حجِ اکبر کے دن (یعنی یوم النحر) کو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے یہ اعلان سُن لو کہ اللہ اور اُس کا رسولؐ مشرکین سے بیزار ہے ہاں اگر تم توبہ کر لو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر منہ موڑو گے تو اچھی طرح سمجھ لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اور (اے رسولؐ) آپؐ ان کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری بھی سُنا دیجئے۔ البتہ جن مشرکین سے تمہارے عہد کی مدت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یستتر من العورۃ وکتاب الحج باب لا یطوف بالبیت عریان وکتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب الحج باب لا یحج البیت مشرک۔ [2] صحیح مسلم باب استحباب بعث الھدی الی الحرم عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ {توبہ}

میں کسی کو مدد دے کر (عہد نامہ کی خلاف ورزی نہ کی ہو) تو اُن کے عہد کو اُس مُدّت تک پُورا کرو (اسی کا نام تقویٰ ہے) اور اللہ تقوے والوں ہی سے محبّت کرتا ہے۔ پھر جب حُرمت کے مہینے گذر جائیں (اور چار مہینہ کی مُدّت ختم ہو جائے) تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر دو، ان کو گرفتار کر لو ان کا محاصرہ کر لو اور ہر جگہ ان کی تاک میں لگے رہو (تاکہ یہ پھر کسی سازش کو ہوا نہ دے سکیں) البتہ اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو (انہیں کچھ نہ کہو) بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔ اور اگر کوئی مُشرک تم سے پناہ طلب کرے تو اُس کو پناہ دیدو یہانتک کہ وہ اطمینان سے اللہ کا کلام سُن لے، پھر اُس کو اُس کی امن کی جگہ پہنچا دو (تاکہ وہ غور کر سکے، یہ مہلت دینا اِس لئے ضروری ہے کہ) یہ لوگ سب کے سب بے علم ہیں (ہدایت کے راستہ سے قطعًا نابلد ہیں)

پھر فرمایا کہ:-

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ {توبہ ۱۲}

اگر یہ لوگ عہد کرنے کے بعد عہد کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر اعتراض کریں تو پھر ان کفر کے سرغنوں سے جنگ کرو ایسے لوگوں کی قسموں کا اعتبار نہ کرو (بلکہ جنگ کرتے رہو) ممکن ہے اس طرح یہ لوگ (اپنی سرکشی سے) باز آجائیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰۗىِٕكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ {توبہ ۱۷، ۱۸}

مشرکین کو کوئی حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں باوجود اِس کے کہ وہ اپنے (کفر) پر خود گواہ ہوں، ان کے اعمال سب بے کار ہیں، یہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ مسجدوں کو آباد کرنا تو اُن لوگوں کا حق ہے جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، نماز قائم کرتے ہوں، زکوٰۃ دیتے ہوں اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرتے ہوں (یعنی خالص توحید کے ماننے والے ہوں) ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہو سکتے ہیں (اور ہدایت یافتہ لوگوں کو ہی مسجدیں آباد کرنے کا حق پہنچتا ہے)

پھر فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ

اے ایمان والو! مشرک ناپاک ہیں لہٰذا اِس سال کے بعد وہ مسجدِ حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں اگر (تمہیں ان کے چلے جانے سے کاروبار کے معطّل ہونے کا خوف ہو اور اس کے

يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ { توبہ ۲۸ }

نتیجہ میں) مفلسی کا اندیشہ ہو تو اللہ اگر چاہے گا تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا، بے شک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے (اس کا یہ حکم علم و حکمت پر مبنی ہے لہٰذا کسی قسم کا معاشی نقصان بھی نہیں ہوگا)

ایامِ جاہلیت میں سوائے قریش کے تمام لوگ برہنہ طواف کیا کرتے تھے۔ البتہ اگر قریش کسی کو طواف کیلئے کپڑا دیدیتے تو وہ اُس کو پہن کر طواف کر لیتا تھا[1] (اپنے کپڑے پہن کر طواف نہیں کر سکتا تھا) حتیٰ کہ عورتیں بھی برہنہ ہو کر ہی طواف کرتی تھیں۔ جب کوئی عورت برہنہ ہو کر طواف کرتی تو یہ کہتی جاتی تھی "کون ہے جو مجھے کپڑا دیدے تاکہ میں اُسے اپنی شرمگاہ پر ڈال لوں"۔ پھر وہ یہ کہتی :-

اَلْيَوْمَ يَبْدُوْ بَعْضُهٗٓ اَوْ كُلُّهٗ فَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَآ اُحِلُّهٗ

آج شرمگاہ کا کچھ حصّہ کُھل جائیگا یا شرمگاہ پُوری کُھل جائیگی تو جو حصّہ شرمگاہ کا کُھل جائے گا میں اُس کو (کسی کے لئے) حلال نہیں کرونگی (کہ اُسے دیکھے)

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات نازل فرما کر اس قبیح رسم کو ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا[2]۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ { اعراف ۳۱ و ۳۲ }

اے بنی آدم، ہر مسجد کے قریب اور ہر نماز کے وقت اپنی زینت کی چیزیں پہن لیا کرو، کھاؤ اور پیو لیکن فضول خرچی نہ کرو، بے شک اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ زینت کی چیزیں اور کھانے پینے کی پاکیزہ اشیاء جو اللہ نے اپنے بندوں کیلئے پیدا کی ہیں اُن کو کس نے حرام کیا ہے؟ (اے رسولؐ) ان سے کہئے کہ یہ چیزیں دُنیا کی زندگی میں تو ایمان والوں کو ملتی ہی ہیں قیامت کے دن یہ چیزیں خالص طور پر ایمان والوں کیلئے ہی ہوں گی۔ اس طرح اللہ علم والوں کے لئے اپنی آیات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے۔

سُورۂ توبہ (اور سُورۂ اعراف) کی مذکورۂ بالا آیات کے نازل ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو مکّہ روانہ کیا اور اُنہیں حکم دیا کہ وہ ان آیات کے حکم کے مُطابق براءۃ (یعنی مُشرکین سے بیزاری) کا اعلان کر دیں[3]۔

حضرت ابو بکر صدّیقؓ نے بحیثیت امیر کے اس حکم پر عمل کرانے کیلئے بہت سے اعلان کرنے والے مقرر کئے جن میں حضرت ابو ہریرہؓ بھی شامل تھے اور حضرت علیؓ بھی۔ یہ لوگ قربانی کے دن (۱۰ ذوالحجہ کو) منیٰ میں یہ اعلان کر رہے تھے کہ اِس سال کے بعد کوئی مُشرک حج نہیں کرے گا اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر طواف کریگا[4]۔

قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنا کیونکہ اس سال اکثر لوگ مفلس تھے لہٰذا رسُولُ اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحج باب الوقوف بعرفۃ و صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نحوہ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب التفسیر عن ابن عباسؓ
[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مایستتر من العورۃ و کتاب الحج باب لایطوف بالبیت عریان و کتاب المغازی باب حج ابی بکرؓ بالناس عن ابی ہریرہؓ
[4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مایستتر من العورۃ و کتاب الحج باب لایطوف بالبیت عریان و کتاب المغازی و صحیح مسلم باب الحج ابو بکرؓ عن ابی ہریرہؓ

علیہ وسلم نے حکم دیدیا تھا کہ کسی شخص کے ہاں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت باقی نہ رہے[1] (آئندہ سال یہ حکم باقی نہ رہا)

حج سے واپسی | حج کے بعد مسلمین واپس ہوئے۔ انصار کا یہ دستور تھا کہ جب وہ حج کرکے آتے تو اپنے گھروں میں پیچھے سے (دیوار پر چڑھ کر) داخل ہوتے (دروازہ سے داخل نہ ہوتے) ایک انصاری جب حج کرکے واپس پہنچے تو اپنے گھر کے دروازہ سے داخل ہوگئے (اپنے قدیم دستور کا لحاظ نہیں کیا) لوگوں نے (بطور اعتراض) ان سے کہا "یہ تم نے کیا کیا!" اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ۱۸۹

یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ گھروں میں پیچھے سے داخل ہو بلکہ نیکی تو تقوٰے کا نام ہے۔ اب تم اپنے دروازوں سے داخل ہوا کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو (تقوٰی حاصل کرو) تاکہ تم فلاح پاؤ[2]

جنگ بنو عبس | اسی زمانہ میں ایک شخص نے ایک انصاری عورت سے شادی کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "تم نے کیا مہر دیا؟" اس نے کہا "چار اوقیہ (یعنی ۱۶۰ درہم) چاندی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "چار اوقیہ! گویا تم اس پہاڑ سے چاندی تراشتے ہو، ہمارے پاس فی الحال تو کچھ نہیں ہے کہ ہم تمہیں کچھ دیدیں البتہ عنقریب ہم تمہیں کسی لشکر کے ساتھ روانہ کردیں گے تاکہ تمہیں کچھ مالِ غنیمت مل جائے"۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبس قبیلہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور اس لشکر میں اس شخص کو بھی شامل کردیا[3]۔

حضرت اُمِّ حبیبہؓ کی درخواست | ایک دن اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، کیا آپؐ کو میری بہن عزّہ کی ضرورت ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارا کیا مطلب ہے؟" انہوں نے کہا "آپؐ اس سے نکاح کرلیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم اسے پسند کرتی ہو؟" انہوں نے کہا "میں اکیلی ہی تو آپؐ کی بیوی نہیں ہوں (جہاں اتنی ہیں وہاں ایک اور سہی) میں تو یہ چاہتی ہوں کہ اس خیر میں میری بہن بھی شریک ہوجائے"۔ (آپؐ کی زوجہ بن کر وہ بھی فضیلت اور درجاتِ علیا حاصل کرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ میرے لئے حلال نہیں"۔ انہوں نے کہا "میں نے سنا ہے کہ آپؐ دُرّہ بنتِ ابی سلمہؓ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُمِّ سلمہؓ کی بیٹی؟" انہوں نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر وہ ربیبہ (یعنی بیوی کی بیٹی) نہ بھی ہوتی تب بھی میرے لئے جائز نہ ہوتی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے، اس کے باپ کو اور مجھے ثویبہ نے دودھ پلایا تھا، تم اپنی بیٹیاں اور بہنیں مجھ پر پیش نہ کیا کرو"[4]۔

حضرت عوف بن مالکؓ اور ان کے ساتھیوں کی بیعت | حضرت عوف بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ایک دن

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاضاحی باب مایؤکل من لحم الاضاحی عن سلمہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب التفسیر عن براء بن عازبؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب النکاح باب النظر الی وجہ المرأۃ عن ابی ہریرہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الرضاع باب تحریم الربیبۃ عن اُمِّ حبیبہؓ۔

جبکہ ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے آپؐ نے فرمایا "تم رسُولُ اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کرتے ؟" ہم کچھ عرصہ پہلے بیعت کر چکے تھے لہٰذا ہم نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم تو بیعت کر چکے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "تم رسُولُ اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کرتے ؟" ہم نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم تو بیعت کر چکے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیسری مرتبہ فرمایا "تم رسُولُ اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کرتے ؟" ہم نے اپنے ہاتھ بڑھا دئے اور عرض کیا "ہم تو بیعت کر چکے ہیں اب کس بات پر بیعت کریں ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِس بات پر کہ اللہ کی عبادت کرو گے، اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کرو گے، پانچوں نمازیں پڑھو گے اور اطاعت کرتے رہو گے"۔ اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آہستہ آواز سے فرمایا "اور لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگو گے" (تمام لوگوں نے بیعت کی) اس کے بعد ان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اگر اُن کا کوڑا بھی گر جاتا تو وہ کسی سے یہ نہیں کہتے تھے کہ اسے اُٹھا دو[1] (بلکہ خود سواری سے اُتر کر اُٹھاتے اور پھر سوار ہو جاتے)

سنہ ۱۰ھ

متفرّق واقعات

ایک دیہاتی کے سوالات | ایک دن ایک دیہاتی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اُس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "اے محمدؐ، آپؐ کا قاصد ہمارے پاس آیا تھا، اُس نے ہم سے یہ کہا کہ آپؐ کا یہ دعویٰ ہے کہ آپؐ کو اللہ نے رسُولؐ بنا کر بھیجا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس نے سچ کہا"۔ پھر اُس نے کہا، "آسمان کو کس نے پیدا کیا ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے"۔ اُس نے پُوچھا "زمین کو کس نے پیدا کیا ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے"۔ اُس نے پوچھا "پہاڑوں کو کس نے نصب کیا اور کس نے ان پہاڑوں میں جو چیزیں پائی جاتی ہیں پیدا کیں ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے"۔ اُس نے کہا "تو آپؐ اُس ہستی کی قسم کھا کر جس نے آسمان کو پیدا کیا، زمین کو پیدا کیا اور ان پہاڑوں کو نصب کیا یہ فرمائیں کہ کیا واقعی اللہ نے آپؐ کو رسُولؐ بنا کر بھیجا ہے ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا "آپؐ کے قاصد نے بیان کیا کہ ہم پر دن اور رات میں پانچ نمازیں ضروری ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس نے سچ کہا"۔ اُس نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو رسُولؐ بنا کر بھیجا ہے کیا اللہ نے آپؐ کو اس کا حکم دیا ہے ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا "آپؐ کے قاصد نے یہ بھی ہم سے کہا ہے کہ ہم پر ہمارے مالوں میں سے زکوٰۃ نکالنا ضروری ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس نے سچ کہا"۔ اُس نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو رسُولؐ بنا کر بھیجا ہے کیا اللہ نے آپؐ کو اس بات کا حکم دیا ہے ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا "آپؐ کے قاصد نے یہ بھی کہا ہے کہ ہر سال ماہِ رمضان کے روزے ہم پر ضروری ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس نے سچ کہا"۔ اُس نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب کراہۃ المسئلۃ للناس عن عوف رضؓ۔

رسولؐ بنا کر بھیجا ہے کیا اللہ نے آپؐ کو اس کا حکم دیا ہے ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا "آپؐ کے قاصد نے یہ بھی بیان کیا کہ ہم میں سے اُس شخص پر بیت اللہ کا حج لازمی ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس نے سچ کہا"۔ پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا اور یہ کہتا جا رہا تھا قسم اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے نہ میں اس سے زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم کرونگا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر اس نے سچ کہا تو ضرور جنّت میں داخل ہوگا"۔[1]

میقات کے متعلّق سوال ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا، اُس نے سوال کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ ہمیں کہاں سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مدینہ والے ذُوالحُلَیفَہ سے احرام باندھیں، شام والے جحفہ سے احرام باندھیں نجد والے قَرن سے احرام باندھیں اور یمن والے یَلَملَم سے احرام باندھیں"۔[2]

اعتکاف ہر سال ماہِ رمضان میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت جبریلؑ قرآن مجید کا ایک دفعہ دورہ کرتے تھے، اِس سال دو مرتبہ دورہ کیا۔ ہر سال رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دس دن اعتکاف کرتے تھے، اس سال آپؐ نے بیس دن اعتکاف کیا۔[3]

حضرت علیؓ کا یمن سے کچھ سونا بھیجنا تقریباً اسی زمانہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو یمن روانہ کیا، اُنہوں نے وہاں پہنچ کر رنگے ہوئے چمڑے (کے ایک ٹکڑے) میں کچھ سونا جس میں سے مٹّی علیٰحدہ نہیں کی گئی تھی روانہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس سونے کو عُیَینَہ بن بَدرؓ، اَقرَع بن حابِسؓ، زَیدُ الخَیلؓ اور علقمہؓ میں تقسیم کر دیا (بعض) قریش اور انصار نے چپکے سے (آپس میں) کہا "نجد کے سرداروں کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیا"۔ آپؐ کو خبر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا "میں ان کی تالیف کر رہا ہوں"۔ ایک شخص نے کہا، (اس سونے کے) ہم زیادہ حقدار تھے۔ اس شخص کی یہ بات رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہنچی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے حالانکہ میں اس کا امین ہوں جو آسمان میں ہے۔ صبح و شام آسمان کی خبریں میرے پاس آتی ہیں (بھلا میں نبی ہو کر حق تلفی کر سکتا ہوں)" پھر قبیلۂ بنو تمیم کا ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن ذی الخویصرہ تھا کھڑا ہوا، اُس کی آنکھیں دھسی ہوئی تھیں، کلّوں کی ہڈّیاں اُبھری ہوئی تھیں پیشانی باہر کو نکلی ہوئی تھی، ڈاڑھی گھنی تھی، سر مُنڈا ہوا تھا، تہ بند اُونچا تھا۔ اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تجھ پر افسوس ! اگر میں انصاف نہ کرونگا تو پھر کون کرے گا، کیا میں تمام رُوئے زمین پر سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے کا حقدار نہیں ہوں"۔ پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اُڑا دوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رہنے دو"۔ پھر حضرت خالدؓ بن ولید نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ کیا میں اس کی گردن نہ اُڑا دوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہو سکتا ہے کہ یہ نماز پڑھتا ہو"۔ حضرت خالدؓ نے کہا "کتنے ہی نمازی ہیں جو زبان سے ایسی بات کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہوتی (یعنی بہت سے نمازی منافق

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الایمان باب فی الایمان باللہ عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ العلم باب ذکر العلم والفتیا فی المسجد عن ابنِ عمرؓ و صحیح مسلم کتابُ الحج (صحیح مسلم میں سوال کرنیوالا ذکر نہیں ہے) [3] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب کان جبریلؑ یعرض القرآن علی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

بھی ہوتے ہیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں اور نہ یہ کہ ان کے پیٹوں کو چیروں"۔ پھر آپؐ نے اُس شخص کی طرف دیکھا اس حال میں کہ وہ پیٹھ پھیرے چلا جا رہا تھا اور فرمایا "اس کی اصل سے ایسے لوگ نکلیں گے کہ اُن کی نماز کے مقابلہ میں تم اپنی نماز کو حقیر سمجھو گے، اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں حقیر جانو گے، وہ مزے لے لے کر قرآن مجید کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، وہ لوگ دینِ اسلام سے اِس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار میں سے نکل جائے اور اُس پر کہیں بھی خون کا نشان نہ ہو۔ وہ لوگ مسلمین کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اُن کی نشانی یہ ہے کہ اُن میں ایک سیاہ فام شخص ہوگا جس کا ایک بازو مثل عورت کے پستان کے ہوگا اور حرکت کرتا ہوگا، ان کی علامت یہ بھی ہوگی کہ وہ سر مُنڈلاتے ہوں گے۔ اگر میں نے ان کو پایا تو میں اُن کو اِس طرح ہلاک کر ڈالوں گا جس طرح عاد و ثمود ہلاک کر دئے گئے تھے"۔[1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ عبداللہ بن ذی الخویصرہ یا تو منافق تھا اور اگر منافق نہیں تھا تو بزعمِ خود اپنے آپ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ متقی اور عادل سمجھتا تھا اور یہ بھی صریح کُفر ہے۔ کلمہ پڑھ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اعتراض کرنا، آپؐ کو امین و عادل نہ سمجھنا ایمان بالرّسولؐ کے قطعاً منافی ہے۔ جو لوگ دین میں تشدّد اختیار کر لیتے ہیں اُن کا شیوہ ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی پر اعتراض کرنے سے نہیں چُوکتے خواہ اَن کے اعتراض کی زد میں کوئی بھی آجائے۔ یہ درحقیقت فریبِ نفس ہوتا ہے۔

اگر وہ شخص منافق تھا تو پھر یہ بات بالبداہت ثابت ہو جاتی ہے کہ اِس قسم کے لوگ اِسلامی معاشرہ میں رہ کر ایمان بالرسُولؐ کو متزلزل کرنے کے مواقع کی تلاش میں رہا کرتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ کا رسُول تسلیم کرنے کے باوجود جب یہ لوگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اعتراض کرنے سے نہیں چُوکتے تو پھر ان سے کیا بعید ہے کہ یہ صحابۂ کرامؓ پر اعتراض نہ کریں، صحابہؓ کے تقوے کے متعلق لوگوں میں شک نہ پیدا کریں۔ اور ہُوا بھی یہی کہ بعد میں بھی ایسے لوگ موجود رہے جو خلفاء اور صحابہؓ پر طعن کرتے رہے، ان پر بددیانتی وغیرہ کا الزام لگاتے رہے۔ مندرجہ بالا واقعہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کو تباہ و برباد کرنے کیلئے ایک سازش برپا کی گئی، اِس سازش کی ابتداء عہدِ رسالت سے ہوئی۔ یہ سازش اگرچہ کامیاب تو نہ ہو سکی لیکن اس سے اتنا نقصان ضرور پہنچا کہ مسلمین میں کچھ عرصہ کیلئے انتشار کی سی کیفیت پیدا ہو گئی اور فتوحات کا سیل رواں کچھ عرصہ کیلئے رُک گیا۔ دوسرا نقصان اس سے یہ پہنچا کہ ہر سُنی سُنائی بات پر یقین کرنے والے اپنے اسلاف سے بدظن ہو گئے۔

بعض وجوہ کی بناء پر کچھ لوگ بظاہر مال کے زیادہ مستحق نظر آتے تھے لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نزدیک سب سے اہم چیز یہ تھی کہ جو شخص مسلم ہو چکا ہے وہ اسلام پر قائم رہے، مُرتد ہو کر دوزخ کا کُندہ نہ بن جائے۔ اسی جذبۂ ہمدردی اور جذبۂ دینی کی بنیاد پر آپؐ تالیفِ قلوب کو باقی تمام وجوہِ استحقاق پر ترجیح دیا کرتے تھے اور اسی تالیفِ قلوب کی خاطر نومسلموں اور کمزور ایمان والوں کو زیادہ مال دیا کرتے تھے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علی ابن ابی طالبؓ عن ابی سعیدؓ و ابواب علامات النبوّۃ فی الاسلام و کتاب التوحید و کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ عاد و کتاب استتابۃ المرتدین و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج وصفاتہم۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ تقسیم وحی الٰہی کے ماتحت ہوا کرتی تھی۔ تقسیمِ مال کے ایک موقع پر آپؐ نے خود فرمایا تھا "نہ میں تمہیں دیتا ہوں نہ تم سے روکتا ہوں، میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہے۔ میں اُسی جگہ پر خرچ کرتا ہوں جہاں خرچ کرنے کا حکم مجھے (اللہ کی طرف سے) ملتا ہے[1]"۔

قیصر و کسریٰ سے جنگ کا حکم | جنگ مُوتہ کے عنوان کے تحت یہ گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور اسی حکم کی تعمیل میں مُوتہ کے مقام پر رومیوں سے ایک جنگ ہوئی۔ اس کے بعد جنگ تبوک بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اہلِ کتاب بلکہ آس پاس کے تمام کافروں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ {توبہ ۱۲۳}

اے ایمان والو، اپنے آس پاس کے کافروں سے جنگ کرتے رہو، کافر تم میں سختی اور قوت محسوس کریں اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

اِس حکم کی تعمیل میں حجۃ الوداع سے آنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اور لشکر ترتیب دیا جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

کلالہ کی میراث | تقریباً اسی زمانہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کلالہ کی میراث کے متعلق سوال کیا گیا۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ {نساء ۱۷۶}

لوگ آپؐ سے کلالہ کے ورثہ کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپؐ کہہ دیجئے کہ اللہ تمہیں کلالہ (کی میراث) کے سلسلہ میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص مرجائے اور اُس کے کوئی اولاد نہ ہو (صرف حقیقی یا علاتی) بہن ہو تو بہن کو بھائی کے ترکہ کا نصف ملیگا، اسی طرح اگر بہن مرجائے اور اُس کے کوئی اولاد نہ ہو تو اُس کا وارث اُس کا (حقیقی یا علاتی) بھائی ہوگا، اگر مرنے والے کی دو بہنیں ہوں تو اُن دونوں کو دو تہائی ملے گا۔ اگر بھائی بہن دونوں ہوں تو بھائی کا حصّہ دو بہنوں کے حصّہ کے برابر ہوگا۔ اِس طرح اللہ اپنے احکام کی وضاحت کر رہا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہوجاؤ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

(احکام کے سلسلہ میں) یہ آخری آیت ہے جو نازل ہوئی[2]۔ (اس آیت نے کلالہ کے متعلق جو آیت پہلے نازل ہوچکی تھی اُس کے حکم سے حقیقی اور علاتی بہنوں کو علیٰحدہ کر دیا، گویا وہ پہلی آیت اب صرف اخیافی بھائی اور بہنوں کے لئے مخصوص ہوگئی)

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب قول اللہ تعالیٰ فان للہ خمسہ عن ابی ہریرۃؓ وکتاب فرض الخمس عن معاویہؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن براءؓ۔

حَجّۃ الوداع سنہ ۱۰ھ

ہجرت کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مدینہ منوّرہ میں نو سال ہو چکے تھے لیکن اس زمانہ میں آپؐ نے کوئی حج نہیں کیا۔ دسویں سال آپؐ نے حج کا ارادہ کیا اور لوگوں میں اس کا اعلان کروا دیا۔ اعلان ہوتے ہی بڑی کثیر تعداد میں مسلمین مدینہ منوّرہ میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ ہر شخص اس بات کا مشتاق تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی (میں حج ادا) کرے[1]

۲۵ یا ۲۶ ذوقعدہ کو ہفتہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر کی چار رکعت پڑھیں[2]۔ نماز کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابۂ کرامؓ نے بالوں میں کنگھی کی اور تیل ڈالا، اس کے بعد مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے[3]۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر آپؐ نے قیام فرمایا اور دو رکعت نمازِ عصر ادا کی[4]۔ اسی مقام پر حضرت اسماء بنتِ عمیسؓ کے ہاں حضرت محمّد بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو بکرؓ کو حکم دیا کہ وہ اُنہیں نہلانے اور لنگوٹ باندھ کر احرام پہننے کا حکم دیں[5]۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خوشبو لگائی، پھر آپؐ نے احرام پہنا۔ آپؐ نے اور صحابۂ کرامؓ نے چادریں اوڑھ لیں اور تہ بند باندھ لئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسی قسم کی چادر اور تہ بند سے منع نہ فرمایا البتہ آپؐ نے زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کو جس سے بدن پر زعفران جھڑے پہننے سے منع فرمایا۔ احرام پہننے کے بعد بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مانگ میں وہ خوشبو نظر آتی رہی جو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے قبلِ احرام آپؐ کے لگائی تھی[6]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رات ذوالحلیفہ میں ہی گذاری۔ صبح کو آپؐ نے فرمایا "آج رات کو میرے ربّ کی طرف سے ایک آنے والا آیا، اُس نے کہا اس وادیِ مبارک یعنی وادیِ عقیق میں نماز پڑھا کیجئے اور یہ کہئے کہ میں حج اور عُمرہ دونوں کا احرام باندھتا ہوں[7]۔"

صبح کو مسجدِ ذوالحلیفہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو رکعت نماز پڑھی۔ مسجد کے قریب ہی آپؐ قصواء اُونٹنی پر سوار ہو گئے، جب اُونٹنی آپؐ کو لیکر کھڑی ہو گئی تو آپؐ نے لبّیک کہنا شروع کر دیا، صحابہؓ نے بھی لبّیک کہنا شروع کر دیا۔ لبّیک کے الفاظ یہ تھے:-

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَاشَرِيْكَ لَكَ۔

"ہم حاضر ہیں، اے اللہ ہم حاضر ہیں۔ ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں ہم حاضر ہیں، بے شک حمد اور نعمت تیری ہے اور بادشاہت تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں"[8]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب مایلبس المحرم من الثیاب عن ابنِ عباسؓ وباب ذبح الرجل البقر عن نسائہ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک عن انسؓ وصحیح مسلم نحوہٗ۔ [5] صحیح مسلم باب احرام النفساء عن عائشہؓ وجابرؓ وباب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الطیب عن عائشہ صدیقہؓ وصحیح مسلم نحوہٗ وصحیح بخاری باب مایلبس المحرم من الثیاب عن انسؓ وباب ذبح الرجل البقر۔ [7] صحیح بخاری کتاب المناسک عن انسؓ وصحیح مسلم نحوہٗ وصحیح بخاری باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم العقیق واد مبارک عن ابنِ عمرؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب المناسک عن عائشہؓ وابن عمرؓ وصحیح مسلم کتاب الحج نحوہٗ وباب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

پھر آپؐ مقام بیداء پر پہنچے۔ لبّیک آپؐ کی زبان پر جاری تھی۔ یہیں آپؐ نے قربانی کے جانوروں کے گلے میں پٹّے ڈالے اور اپنے بالوں کو گوند سے جمالیا، پھر آپؐ نے اللہ کی حمد بیان کی، تسبیح پڑھی، تکبیر کہی اور حج اور عمرہ کے ساتھ لبّیک کہا، صحابۂ کرامؓ نے بھی حج اور عمرہ کے ساتھ لبّیک کہا۔[1]

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس راستہ کو اختیار کیا جس راستہ پر شجرہ نامی مقام آتا ہے۔[2]

حضرت جابرؓ کہتے ہیں "آگے، پیچھے، دائیں بائیں جہاں نظر جاتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے، جن میں سوار بھی تھے، پیادے بھی تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے درمیان میں تھے، آپؐ پر قرآن نازل ہوتا تھا اور آپؐ ہی اُس کے معانی کو خوب جانتے تھے لہٰذا جو کام آپؐ کرتے تھے ہم بھی کرتے جاتے تھے"۔[3]

راستہ میں جب مقام شجرہ آیا تو آپؐ نے مسجدِ شجرہ میں نماز پڑھی۔[4]

پیدل حج کی نذر راستہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان ان دونوں پر سہارا کئے ہوئے چلا جا رہا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کیا معاملہ ہے؟" انہوں نے کہا "اس نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے بوڑھے شخص، تم سوار ہو جاؤ کیونکہ اللہ تم سے اور اس مشقّت سے بے نیاز ہے"۔[5]

حضرت عقبہ بن عامرؓ کی بہن نے بھی ننگے پیر پیدل حج کرنے کی نذر مانی تھی۔ دورانِ سفر اُنہوں نے اپنے بھائی عقبہؓ سے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کریں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پیدل بھی چلیں اور سوار بھی ہو جائیں"۔[6]

حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا احرامِ حج جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقام سرف میں پہنچے تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو اذیّتِ ماہانہ شروع ہو گئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے پاس تشریف لائے تو اُس وقت وہ رو رہی تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیوں رو رہی ہو؟" اُنہوں نے عرض کیا "اللہ کی قسم میں یہ چاہتی ہوں کہ میں اس سال حج نہ کرتی، اب میں عمرہ نہ کر سکوں گی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "شاید تمہیں اذیّتِ ماہانہ شروع ہو گئی"۔ اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ تو ایسی بات ہے کہ اللہ نے آدمؑ کی تمام بیٹیوں پر اسے ضروری قرار دیا ہے، لہٰذا تم وہ سب کام کرو جو حاجی کرتا ہے سوائے اس کے کہ جب تک تم پاک نہ ہو جاؤ کعبہ کا طواف نہ کرنا"۔[7]

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی آمد حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ یمن سے (جہاں وہ گورنر تھے) حج کیلئے روانہ ہوئے اور مقام بطحاء میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "جس چیز کا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے باندھا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تمہارے ساتھ قربانی کا جانور ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب ما یلبس عن ابنِ عباسؓ وباب التحمید عن انسؓ وباب من لبّد راسہ عن حفصہؓ وصحیح مسلم باب تقلید الہدی۔ [2] صحیح بخاری باب خروج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابنِ عمرؓ۔ [3] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب خروج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابنِ عمرؓ۔ [5] صحیح مسلم کتابُ النذر عن انسؓ۔ [6] صحیح مسلم کتابُ النذر عن عقبہؓ۔ [7] صحیح بخاری کتابُ الحیض عن عائشہؓ وکتابُ المناسک باب کیف تہلّ الحائض وباب قولہ الحج اشہر معلومات وصحیح مسلم کتابُ الحج۔

فرمایا "تو پھر تم عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دینا۔" حضرت ابو موسیٰؓ نے ایسا ہی کیا۔[1]

مقامِ اَبطح میں قیام | جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ اَبطح میں پہنچے تو وہاں آپؐ نے قیام فرمایا آپؐ کے لئے چمڑے کا ایک سُرخ خیمہ لگایا گیا (آپؐ نے اُس خیمہ میں آرام فرمایا) خیمہ کے اندر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ حضرت بلالؓ وضو کا (بچا ہوا) پانی لے کر باہر نکلے، لوگ اس پانی کی طرف جھپٹے۔ کچھ لوگوں کو پانی مل گیا، اُنہوں نے اس پانی کو اپنے چہروں پر مَل لیا، کچھ لوگوں کو پانی نہ مل سکا تو اُنہوں نے اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی کو حاصل کر لیا۔ پھر حضرت بلالؓ نے ایک نیزہ گاڑا، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ سے باہر تشریف لائے، اُس وقت آپؐ سُرخ جوڑا پہنے ہوئے تھے۔ آپؐ اپنا تہ بند اُونچا کئے ہوئے تھے۔ آپؐ کی پنڈلیاں نظر آرہی تھیں۔ پھر آپؐ نیزہ کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ پہلے آپؐ نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں، پھر عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں، آدمی اور جانور نیزہ کے اُس طرف سے گذر رہے تھے (نیزہ سُترہ کا کام کر رہا تھا)[2]

ذی طُوٰی میں اقامت | ابطح سے روانہ ہو کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ معظّمہ کے قریب پہنچکر مقامِ ذی طوی میں قیام فرمایا۔ ایک رات وہاں گزاری، صبح کی نماز وہیں ادا کی، نماز کے بعد آپؐ نے غسل فرمایا[3]

مکّہ معظّمہ میں داخلہ | ذی طوی سے روانہ ہو کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثنیّۃ العلیا کی طرف سے ۴ ذوالحجہ کو مکّہ معظّمہ میں داخل ہوئے[4]۔ بنو عبدالمطلب کے بچّوں نے آپؐ کا استقبال کیا، آپؐ نے ایک بچّہ کو اپنے آگے اور ایک کو پیچھے بٹھا لیا[5]۔

مکّہ معظّمہ پہنچکر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور قربانی کا جانور ساتھ نہ لایا ہو اُسے چاہیئے کہ (عمرہ کر کے) احرام کھولدے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور قربانی کا جانور بھی ساتھ لایا ہے تو اُسے چاہیئے کہ جب تک قربانی کا جانور ذبح نہ ہو جائے احرام نہ کھولے۔ اور جس نے صرف حج کا احرام باندھا ہے وہ اُس کو عُمرہ میں تبدیل کر دے۔"[6]

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور دوسرے تمام ذی حیثیت صحابۂ کرامؓ اپنے ساتھ قربانی کے جانور لے گئے تھے (لہٰذا اُنہوں نے عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا)[7]

قربانی کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اُونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں[8]

عمرہ کرنے کا طریقہ | عمرہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعبہ کا طواف کریں، پھر صفا و مروہ کا طواف کریں (پھر جن لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور ہے وہ تو احرام نہ کھولیں لیکن) جن لوگوں کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں ہیں وہ بال مُنڈوائیں[9] یا کتروائیں اور احرام کھول دیں۔ پھر ترویہ کے روز (یعنی ۸ ذوالحجہ کو)

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من اھل فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی موسیٰؓ وکتاب المغازی باب حجۃ الوداع وصحیح مسلم کتاب الحج باب نسخ التحلل۔
[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی الثوب الاحمر عن ابی جحیفہؓ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب سترۃ المصلی (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)
[3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الاغتسال عند دخول مکّۃ وباب دخول مکّۃ عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من این یدخل مکّۃ عن ابن عمرؓ وباب من این یخرج عن عائشہؓ وباب مایلبس المحرم عن ابن عباسؓ وصحیح مسلم باب استحباب المبیت بذی طوی وباب جواز العمرۃ فی اشہر الحج۔ [5] صحیح بخاری ابواب العمرۃ باب استقبال الحاج عن ابن عباس رضؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الحیض عن عائشہؓ وکتاب المناسک باب من لبّی بالحج عن ابن عباسؓ وصحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام نحوہٗ۔ [7] صحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام عن عائشہ صدیقہؓ۔ [8] صحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام عن جابرؓ۔ [9] مُنڈوانے کا ذکر صرف صحیح بخاری باب تقصیر المتمتع میں ہے۔

حج کا احرام باندھیں (درمیانی وقفہ میں وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو کر اس آزادی اور آسانی سے متمتع ہوں) یعنی حج تمتع کریں[1]

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کر کے حجرِ اسود کو بوسہ دیا۔ پھر کعبہ کا طواف کیا۔ تین چکر دوڑ کر لگائے اور چار چکر معمولی چال سے۔ پھر مقامِ ابراہیمؑ پر تشریف لائے اور یہ آیت پڑھی:۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ {۲:۱۲۵} مقامِ ابراہیمؑ کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ۔

اس حکمِ الٰہی کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز ادا کی۔ اِن رکعتوں میں آپؐ نے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد اور قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْن تلاوت فرمائیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپؐ پھر حجرِ اسود کے پاس آئے اور اُس کو بوسہ دیا پھر اُس دروازہ سے آپؐ باہر نکلے جو صفا کی طرف ہے، پھر صفا پر پہنچے اور یہ آیت تلاوت کی:۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ {۲:۱۵۸} بیشک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔

پھر فرمایا ہم طواف کو اُسی (پہاڑی) سے شروع کرتے ہیں جس سے اللہ نے شروع کیا ہے۔ پھر آپؐ کوہِ صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپؐ نے اللہ کی توحید بیان کی، اللہ کی بڑائی بیان کی، پھر یہ ثناء پڑھی:۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ — اللہ کے سوا کوئی حاکم و معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں،

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔ — بادشاہت اُسی کی ہے، سب تعریف اُسی کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی حاکم و معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اُس نے اپنا وعدہ پُورا کر دیا، اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور اُس اکیلے نے تمام لشکروں کو شکست دے دی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا مانگی اور اس طرح آپؐ نے تین دفعہ کیا۔ پھر آپؐ مروہ کی طرف چلے بطنِ وادی میں تیزی سے چلے اور چڑھائی پر آہستہ۔ پھر آپؐ نے مروہ پر بھی وہی کیا جو صفا پر کیا تھا۔ پھر جب آپؐ (ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات دفعہ دوڑ چکے اور) آخری مرتبہ مروہ پر پہنچے تو فرمایا "اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا جو بعد میں معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور اس احرام کو عمرہ میں تبدیل کر دیتا"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو اب وہ احرام کھول دے"۔ سراقہ بن جعشمؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ "یہ (حجِ تمتع) اِسی سال کیلئے ہے یا ہمیشہ کیلئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی اُنگلیاں دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں داخل کیں اور دو مرتبہ فرمایا "عُمرہ ایامِ حج میں داخل ہو گیا اور ہمیشہ کیلئے اس کی اجازت ہے[2]"۔

پھر حج تمتع کرنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی کہ جن کو قربانی کا جانور میسّر نہ ہو وہ ایامِ حج

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من ساق البدن معہ عن ابنِ عمرؓ وابواب اخرٰی وصحیح مسلم کتاب الحج باب وجوب الدم علی المتمتع عن ابن عمرؓ وابواب اخرٰی۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من طاف بالبیت اذا قدم عن ابنِ عمرؓ وباب صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبوعہ وباب الطواف علی وضوء عن عائشۃ صدیقہؓ وباب النزول بذی طوی وصحیح مسلم باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔

میں تین روزے رکھیں اور سات روزے اپنے گھر پہنچ کر رکھیں"۔ صحابہ کرامؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، ہم نے تو حج کا احرام باندھا تھا (اور آپؐ فرماتے ہیں کہ احرام کھول دو، یہ بات سمجھ میں نہیں آئی)"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو میں کہوں وہ کرو، اگر میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا تو میں بھی وہی کرتا جس کا تمہیں حکم دیا ہے، میں اُس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک قربانی کا جانور اپنی جگہ پر پہنچ (کر ذبح) نہ (ہو) جائے"۔ بعض لوگوں کو احرام کھول کر تمام پابندیوں سے آزاد ہونا عجیب سا معلوم ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی اس بات پر غصہ آگیا۔ آپؐ نے فرمایا "تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں، سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ نیکی کرنے والا ہوں، اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی (عمرہ کر کے) احرام کھول دیتا اور جو بات مجھے اب معلوم ہوئی ہے اگر پہلے معلوم ہو جاتی تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا"۔

(پھر آپؐ ازواجِ مطہراتؓ کے پاس تشریف لے گئے) آپؐ نے ازواجِ مطہراتؓ کو بھی حکم دیا کہ وہ احرام کھولدیں۔ حضرت حفصہؓ نے پوچھا "آپؐ کو کیا چیز مانع ہے کہ آپؐ احرام نہیں کھولتے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے سر پر گوند لگایا ہے، قربانی کے جانور کے گلے میں پٹہ ڈالا ہے۔ میں احرام نہیں اُتار سکتا جب تک قربانی کا جانور ذبح نہ ہو جائے"۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ابھی تک غصہ کے آثار پائے جاتے تھے لہٰذا) حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ کو کس نے غصہ دلایا ہے، اللہ اُسے آگ میں داخل کرے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بعض لوگوں کا یہ حال ہے (کہ انہیں احرام کھولنے پر تعجب ہو رہا ہے) مجھے جو بات اب معلوم ہوئی اگر پہلے معلوم ہو جاتی تو میں بھی اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا بلکہ یہیں سے خرید تا۔ الغرض صحابہ کرامؓ نے حکم کی تعمیل کی اور احرام اُتار دیا۔

ایامِ جاہلیت میں لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ جب چاہتے محرم کو صفر قرار دے لیتے اور یہ کہتے کہ جب اونٹ کی پیٹھ کا زخم اچھا ہو جائے (جو سفر میں اکثر ہو جاتا ہے) زخم کا نشان بالکل مٹ جائے اور صفر کا مہینہ گذر جائے تو جو شخص عمرہ کرنا چاہے اُس کیلئے عمرہ کرنا حلال ہو جاتا ہے (یعنی صفر کا مہینہ گذرنے سے پہلے عمرہ حلال نہیں ہوتا) اِس لحاظ سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۴ ذوالحجہ کو عمرہ کرنے کا (اور اسکے بعد احرام کھولدینے کا) حکم دیا تو صحابہ کرامؓ کو یہ بات بڑی (عجیب) معلوم ہوئی۔ انہوں نے (تعجب سے) پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ، اب ہم پر کون کونسی چیزیں حلال ہو گئیں؟"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سب چیزیں حلال ہو گئیں (یعنی حالتِ احرام میں جن حلال چیزوں کے استعمال پر پابندی عائد کر دی گئی تھی وہ احرام کھولتے ہی ختم ہو گئی)"[1]

حضرت اُمِّ سلمہؓ کو سواری پر طواف کرنے کی اجازت

حضرت اُمِّ سلمہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا "تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب مایلبس المحرم عن ابنِ عباسؓ وباب التمتع عن انسؓ وباب التمتع وباب تقضی الحائض المناسک وباب من ساق البدن معہ عن ابنِ عمرؓ وکتاب المغازی باب حجۃ الوداع وصحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام عن جابرؓ وغیرہ وباب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وباب وجوب الدم علی المتمتع عن ابنِ عباسؓ وابواب اُخریٰ (خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التمتع عن ابنِ عباسؓ وصحیح مسلم باب جواز العمرۃ فی اشہر الحج وباب بیان وجوہ الاحرام۔

طواف کرلو۔" اُنہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ وہ طواف کر رہی تھیں اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت کعبہ کے پہلو میں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے اور سُورۂ طور کی تلاوت فرما رہے تھے[1]

ایک دن دورانِ طواف رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے طواف کیلئے اپنا ہاتھ دوسرے آدمی کے ہاتھ سے رسّی سے باندھ رکھا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رسّی کو کاٹ دیا اور فرمایا "اپنے ہاتھ سے پکڑو۔"[2]

ایّامِ حج میں تجارت ایّامِ جاہلیّت میں حج کے موسم میں عُکاظ، مَجنّہ اور ذوالمجاز نامی بازار لگا کرتے تھے۔ صحابۂ کرامؓ نے موسمِ حج میں تجارت کرنے کو (جاہلیّت کی رسم سمجھتے ہوئے) گناہ سمجھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ {بقرہ ۱۹۸} (اگر تم موسمِ حج میں) اپنے ربّ کا فضل تلاش کرو (یعنی تجارت کرو) تو تم پر کوئی گناہ نہیں[3]

زادِ راہ کے متعلق حکمِ ربّانی یمن کے لوگ حج کرتے تھے لیکن زادِ راہ ساتھ لیکر نہیں آتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ہم توکّل کرنے والے ہیں، پھر جب مکّہ میں پہنچتے تو لوگوں سے سوال کرتے، اللہ تعالیٰ نے بطور تنبیہ فرمایا:۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى {بقرہ ۱۹۷} زادِ راہ لے لیا کرو کیونکہ بہترین زادِ راہ تو تقویٰ ہے۔ (اور لوگوں سے سوال کرنا تقوے کے منافی ہے)[4]

حضرت علیؓ کی آمد جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور دوسرے لوگ عمرہ کر چکے اور جو لوگ قربانی ساتھ نہیں لائے تھے اُنہوں نے احرام اُتار دیا تو ایسے وقت میں حضرت علیؓ بھی یمن سے آگئے۔ حضرت علیؓ جب حضرت فاطمہؓ کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُنہوں نے احرام کھول ڈالا ہے اور رنگین کپڑے پہن رکھے ہیں، سُرمہ لگائے ہوئی ہیں۔ حضرت علیؓ نے اسے بہت بُرا سمجھا۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا "میرے والد نے مجھے یہی حکم دیا ہے۔" حضرت علیؓ غصّہ کی حالت میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے سارا حال بیان کیا۔ حضرت علیؓ نے یہ بھی کہا کہ میں نے اس فعل کو بہت بُرا سمجھا (اس لئے تحقیق کرنے آیا ہوں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "فاطمہؓ نے سچ کہا۔ فاطمہؓ نے سچ کہا۔"[5] پھر آپؐ نے حضرت علیؓ سے پوچھا "تم نے کس چیز کا احرام باندھا تھا؟" حضرت علیؓ نے عرض کیا "میں نے تو یہ کہا تھا کہ اے اللہ جس چیز کا احرام نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے باندھا ہے میں بھی اُسی چیز کا احرام باندھتا ہوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرے ساتھ قربانی کا جانور ہے (اور تمہارے ساتھ بھی) لہٰذا تم احرام نہ کھولو۔ اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی (عمرہ کرکے) احرام کھول دیتا۔"[6]

۸ ذوالحجہ کی مصروفیات یومِ ترویہ یعنی ۸ ذوالحجہ کو صحابۂ کرامؓ نے مقامِ اَبطح میں حج کا احرام باندھا۔[7] پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابۂ کرامؓ مکّہ معظّمہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور لبّیک کہنا شروع کر دیا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب طواف النّساء مع الرجال وابواب اُخریٰ وکتاب التفسیر سُورۃ الطور [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الکلام فی الطواف عن ابنِ عباسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابنِ عباسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب قول اللہ عزّ وجلّ وَتَزَوَّدُوا۔ [5] صحیح مسلم کتاب الحج باب حجّۃ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من اھلّ فی زمن النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن انسؓ وکتاب المغازی باب بعث علی ابن ابی طالبؓ وصحیح مسلم باب حجّۃ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [7] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التحمید عن لبنؓ وصحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام

مِنیٰ پہنچکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں (اپنے اپنے وقت پر) ادا کیں۔[1]

عرفہ کی رات | حضرت عائشہ صدّیقہؓ اُن لوگوں میں سے تھیں جو حجِ تمتّع کر رہے تھے۔ وہ عرفہ کی رات تک اذیّتِ ماہانہ سے پاک نہیں ہوئیں تو اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ عرفہ کی رات ہے، میں نے عمرہ کے ساتھ تمتّع کیا تھا (لیکن میں ابھی تک پاک نہیں ہوئی کہ عمرہ کی تکمیل کر سکوں)" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اپنا سر کھولدو، کنگھی کرو اور عمرہ کو چھوڑ دو، اب حج کرو، اللہ تمہیں عنقریب عمرہ بھی نصیب فرمائے گا۔" حضرت عائشہؓ نے حکم کی تعمیل کی (اور حج کا احرام باندھ لیا)۔[2]

۹ ذوالحجہ کی مصروفیات | عرفہ کی رات رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مِنیٰ میں گذاری۔ پھر نو ذوالحجہ کو صبح کی نماز بھی وہیں ادا کی، پھر طلوعِ آفتاب کے بعد آپؐ مِنیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ مقام نَمِرہ میں ایک خیمہ نصب کیا جائے۔ حکم کی تعمیل کی گئی اور بالوں کا ایک خیمہ آپؐ کیلئے نَمِرہ میں نصب کر دیا گیا۔ قریش کو یقین تھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مشعرِ حرام میں وقوف فرمائیں گے جہاں ایّامِ جاہلیّت میں قریش کے لوگ قیام کرتے تھے۔ لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مشعرِ حرام کو چھوڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے یہاں تک کہ عرفات پہنچے۔ عرفات کے میدان میں نمرہ کے مقام پر جو خیمہ نصب کیا گیا تھا آپؐ نے اُس میں قیام فرمایا۔ زوالِ آفتاب تک آپؐ وہیں رہے۔ زوالِ آفتاب کے بعد آپؐ نے قصوٰی اونٹنی کو کَسنے کا حکم دیا۔ اونٹنی کَسی گئی (اس پر سوار ہوکر) آپؐ بطنِ وادی میں تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔[3]

عرفات کے میدان میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تاریخی خطبہ | عرفات کے میدان میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اہم خطبہ ارشاد فرمایا، پہلے آپؐ نے اللہ کی حمد وثنا، بیان کی، پھر دجّال کا ذکر کیا اور بڑی دیر تک آپؐ اُس کا ذکر کرتے رہے۔ آپؐ نے فرمایا "نوحؑ اور تمام نبیوںؑ نے اپنی اپنی اُمّتوں کو دجّال سے ڈرایا تھا۔ یقیناً وہ تم لوگوں میں نکلیگا، اگر تم پر اُس کا حال پوشیدہ ہے تو اللہ کا حال تو پوشیدہ نہیں۔" تین مرتبہ آپؐ نے اس جملہ کو دوہرایا، پھر فرمایا "تمہارا ربّ کانا نہیں ہے اور وہ کانا ہوگا، اُس کی سیدھی آنکھ انگور کی طرح پھولی ہوئی ہوگی۔"[4]

اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے لوگو، اللہ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے، لہٰذا تم حج کرو۔" ایک شخص نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، کیا ہر سال حج کیا کریں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہوگئے۔ اُس نے تین مرتبہ یہی سوال کیا، آپؐ خاموش رہے پھر (تھوڑی دیر بعد) فرمایا "اگر میں کہدیتا 'ہاں' تو ہر سال حج کرنا فرض ہوجاتا اور پھر تم اسے ادا نہ کر سکتے۔ جب میں تمہیں چھوڑے رکھوں تو تم بھی مجھے چھوڑ دیا کرو (سوال نہ کیا کرو) کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ اُنہوں نے اپنے انبیاء سے بکثرت سوال کئے اور (پھر) ان سے اختلاف کیا۔ لہٰذا جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اُسے پُورا کرو، اور جب کسی چیز سے منع کروں تو اُس سے رُک جایا کرو۔"[5]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب این یصلی الظہر یوم الترویۃ عن انسؓ و صحیح مسلم کتابُ الحج باب بیان وجوہ الاحرام و باب حجّۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ و باب التقصیر فی العمرۃ عن ابی سعیدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الحیض فی ابواب عن عائشۃ صدیقہؓ و کتابُ المناسک باب قولہ الحج اشہرٌ معلومات و کتابُ المغازی باب حجّۃ الوداع و صحیح مسلم کتابُ الحج باب بیان وجوہ الاحرام۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الحج باب حجّۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب حجّۃ الوداع عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [5] صحیح مسلم کتابُ الحج باب فرض الحج مرّۃً عن ابی ہریرۃؓ۔

پھر آپؐ نے فرمایا "تمہارے خون اور تمہارے مال ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جیسے کہ آج کے دن کی حرمت اس مہینہ میں اور اس شہر میں حرام ہیں۔ جاہلیّت کے تمام اُمور میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ جاہلیّت کے تمام خون میرے قدموں کے نیچے ہیں (یعنی میں جاہلیّت کے تمام امور اور تمام خون ختم کر رہا ہوں) سب سے پہلا خون جو میں اپنے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں وہ ابنِ ربیعہ بن الحارث کا خون ہے جس کو قبیلۂ ہذیل نے اُس زمانہ میں قتل کیا تھا جبکہ وہ قبیلہ بنی سعد میں دودھ پیتا تھا، اسی طرح ایّامِ جاہلیّت کے تمام سود میرے قدموں کے نیچے ہیں اور سب سے پہلا سود جو ہم اپنے ہاں کے سُود سے چھوڑتے ہیں وہ عبّاس بن عبدالمطلبؓ کا سُود ہے، وہ پُورا کا پُورا معاف کر دیا گیا۔ عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو، تم نے انہیں اللہ کی امان میں (اپنے عقد میں) لیا ہے۔ اور اللہ کے کلمہ کے ساتھ اُن کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ تمہارا حق اُن پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ بیٹھنے دیں جس کا بیٹھنا تمہیں ناگوار ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کو اس طرح مارو کہ ان کے چوٹ نہ لگے۔ اُن کا حق تم پر یہ ہے کہ اُن کو روٹی، کپڑا دستور کے مطابق دیتے رہو۔ میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اُسے مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، یعنی اللہ کی کتاب، تم سے قیامت کے روز میرے متعلق سوال ہو گا، تم کیا جواب دو گے؟" سب نے عرض کیا "ہم گواہی دیں گے کہ بے شک آپؐ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا، رسالت کا حق ادا کر دیا اور اُمّت کی خیر خواہی کی"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی شہادت کی اُنگلی کو آسمان کی طرف اُٹھا کر لوگوں کی طرف جھکایا اور فرمایا "اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ"۔[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خطبہ ختم ہوا۔ بعض لوگ لبّیک کہتے رہے، بعض لوگ اللہ اکبر کہتے رہے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسی کو منع نہیں کیا (اسی طرح عرفہ کا تمام دن تکبیر اور تلبیہ کی صداؤں میں گذرا)[2]

ایک شخص نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا "محرم کون سے کپڑے پہنے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "محرم نہ قمیص پہنے نہ عمامہ باندھے، نہ ٹوپی پہنے اور نہ موزے، اگر کسی کو جوتیاں میسّر نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے لیکن اُن کو کاٹ کر ٹخنوں سے نیچے کر لے۔ اگر تہ بند میسّر نہ ہو تو پیجامہ پہن سکتا ہے، البتّہ ایسا کوئی کپڑا نہ پہنے جس کو زعفران یا ورس سے رنگا گیا ہو"۔[3]

حضرت اُمّ الفضلؓ کے پاس کچھ لوگوں میں اختلاف ہوا۔ بعض کہتے تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم روزے سے ہیں اور بعض کہتے تھے کہ روزے سے نہیں ہیں۔ اس بات کی تحقیق کرنے کیلئے حضرت میمونہؓ اور حضرت اُمّ الفضلؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابھی تک اُونٹ پر سوار تھے، آپؐ نے اُونٹ پر بیٹھے بیٹھے دودھ پی لیا[4] (اب سب کو معلوم ہو گیا کہ آپؐ روزے سے نہیں ہیں) قبیلۂ جُہینہ کی ایک عورت نے پوچھا "(یا رسُولَ اللہ) میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے مر گئیں، کیا میں اُن کی طرف سے حج کر سکتی ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم ان کی

---

[1] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التلبیۃ والتکبیر اذا غدا من منیٰ عن انسؓ و صحیح مسلم باب التلبیۃ والتکبیر عن ابن عمرؓ و انسؓ۔
[3] صحیح مسلم کتاب الحج عن ابنِ عمرؓ و ابنِ عبّاسؓ و صحیح بخاری کتاب المناسک نحوہٗ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصّیام و کتاب المناسک باب الوقوف علی الدّابّۃ عن اُمِّ فضل بنت الحارث و صحیح مسلم کتاب الصّوم باب استحباب الفطر للحاج یوم عرفۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

طرف سے حج کرو۔ بتاؤ اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو تم اُس کو ادا نہ کرتیں ؟ اُن کی نذر پُوری کرو۔ اللہ اپنے حق کی ادائیگی کا زیادہ حقدار ہے[1]۔"

اِسی موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے یہاں وقوف کیا ہے لیکن عرفات سارا وقوف کا مقام ہے[2]۔" (جو جہاں چاہے ٹھہر سکتا ہے)

ایک شخص کی وفات اسی اثناء میں ایک شخص عرفات کے میدان میں اپنے اونٹ سے گر پڑا، اُونٹ نے اُسے کچل دیا (اور اس طرح اُس کی مَوت واقع ہوگئی) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِسے پانی اور بیری سے غسل دو (یعنی پانی میں بیری کے پتّے اُبال کر اس پانی سے غسل دو) اور اس کو ان ہی دونوں کپڑوں کا کفن دو (جو یہ بحالتِ احرام پہنے ہوئے تھا) اس کے خوشبو نہ لگاؤ، نہ اس کا سر ڈھانکو نہ مُنہ۔ بے شک اللہ اس کو قیامت کے دن لبّیک کہتا ہوا اُٹھائے گا۔"[3]

تکمیلِ دین کی بشارت ذوالحجہ کی نُو تاریخ تھی، جمعہ کا دن تھا، ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میدانِ عرفات ہی میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی تکمیل کی خوش خبری سُنائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[4] آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے میں نے اس بات کو پسند کر لیا کہ تمہارا دین، اسلام ہو۔

پھر اذان دی گئی۔ پھر اقامت ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ظہر کی نماز ادا کی۔ پھر اقامت ہوئی اور آپؐ نے عصر کی نماز ادا کی۔ آپؐ نے ان دونوں نمازوں کے درمیان میں کوئی نماز نہ پڑھی[5]۔

نماز کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر سواری پر سوار ہو گئے اور مَوقِف میں تشریف لائے۔ آپؐ نے اپنی اونٹنی کا پیٹ پتھروں کی طرف کر دیا، جبلِ مشاۃ کو اپنے سامنے کر لیا اور قبلہ کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپؐ اسی طرح کھڑے رہے یہاں تک کہ سُورج غروب ہو گیا[6]۔

عرفات سے روانگی پھر آپؐ نے حضرت اُسامہؓ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور عرفات سے روانہ ہوئے۔ آپؐ نے قصواء اونٹنی کی لگام اس قدر کھینچ رکھی تھی کہ اس کا سر کجاوہ کے اگلے حصّہ سے لگ رہا تھا۔ راستہ میں آپؐ داہنے ہاتھ سے اشارہ کرتے جا رہے تھے کہ "اے لوگو، اطمینان سے چلو، اطمینان کے ساتھ چلو۔" جب آپؐ کسی ٹیلہ پر چڑھتے تو لگام ڈھیلی کر دیتے تاکہ اونٹنی آسانی سے چڑھ جائے[7]۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھاٹی میں پہنچے تو سواری پر سے اُترے، وہاں آپؐ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا لیکن کامل وضو نہ کیا۔ جب آپؐ وضو کر چکے تو حضرت اُسامہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، نماز پڑھ لیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نماز آگے جا کر پڑھیں گے۔" یہ کہہ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر سوار

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب الحج والنذور عن المیّت عن ابنِ عبّاسؓ۔ [2] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجنائز ابواب الکفن عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتابُ الحج باب ما یفعل بالمحرم اذا مات (منہ نہ ڈھانکنے کا حکم صرف صحیح مسلم میں ہے) [4] صحیح بخاری کتابُ الایمان باب زیادۃ الایمان عن عمرؓ و کتابُ المغازی باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و کتابُ الاعتصام بالکتاب والسُنّۃ و صحیح مسلم کتابُ التفسیر (حالتِ حج میں نہ جمعہ کی نماز ہے نہ عید الاضحیٰ کی) [5] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ (سفر میں دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے۔ عرفات اور مزدلفہ میں بحالتِ حج دو نمازوں کا جمع کرنا سُنّت ہے) [6] صحیح مسلم کتابُ الحج باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [7] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔

ہوگئے۔ آپؐ کی سواری کی رفتار تیز تھی اور جب آپؐ میدان سے گذرتے تو رفتار کو اور تیز کر دیتے۔ راستہ میں آپؐ نے اپنے پیچھے شور وغُل اور اُونٹوں کے مارنے کی آواز سُنی تو آپؐ نے کوڑے سے اشارہ کیا اور فرمایا "اے لوگو! سکون اختیار کرو، سواری کو دَوڑانا نیکی نہیں ہے"۔ راستہ بھر آپؐ لبّیک کہتے رہے یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچے۔ مزدلفہ پہنچکر آپؐ سواری سے اُترے۔ وضو کیا اور کامل وضوء کیا۔ پھر اذان ہوئی، پھر اقامت ہوئی۔ اقامت کے بعد آپؐ نے مغرب کی تین رکعتیں پڑھائیں۔ پھر ہر شخص نے اپنے اونٹ کو اپنی منزل میں لیجا کر بٹھادیا۔ اس کے بعد عشاء کی اقامت ہوئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عشاء کی دو رکعت پڑھائیں۔ مغرب اور عشاء کے درمیان آپؐ نے کوئی نماز نہیں پڑھی[1]

۱۰ ذوالحجہ کی رات رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزدلفہ میں گذاری۔ زوجۂ مطہّرہ حضرت سودہؓ ذرا سُست اور بوجھل خاتون تھیں لہٰذا اُنہوں نے مزدلفہ سے رات ہی کے وقت منیٰ جانے کی اجازت طلب کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اجازت دیدی۔ پھر آپؐ نے اہلِ بیت کے کمزور افراد کو رات ہی کے وقت منیٰ روانہ کردیا انہیں میں حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ بھی شامل تھے[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے یہاں وقوف کیا ہے (لیکن وقوف کرنا اسی جگہ پر وقوف نہیں) بلکہ جمع (یعنی مزدلفہ) پُورا وقوف کا مقام ہے"۔ (کہیں بھی قیام کیا جاسکتا ہے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب تک مزدلفہ میں رہے برابر لبّیک کہتے رہے[3] پھر آپؐ طلوعِ فجر تک لیٹے رہے۔

فجر کی نماز رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزدلفہ ہی میں ادا کی[4]

مشعرِ حرام میں آمد | نماز کے بعد آپؐ قصواء اُونٹنی پر سوار ہوگئے اور مشعرِ حرام میں تشریف لائے۔ مشعرِ حرام میں آپؐ نے قبلہ کی طرف مُنہ کرلیا پھر اللہ تعالیٰ سے دُعاء کرتے رہے، اللہُ اکبر اور لا الٰہ الّا اللہ پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتے رہے، یہاں تک کہ خوب روشنی ہوگئی[5]

منیٰ کو روانگی | پھر طلوعِ آفتاب سے پہلے ہی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستہ میں آپؐ نے حضرت فضل بن عبّاسؓ کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ بھی آپؐ کے ہمراہ تھیں۔ ہجوم بیحد تھا۔ ہجوم کو دیکھکر اُنہیں یہ خواہش ہوئی کاش وہ بھی حضرت سودہؓ کی طرح اجازت لیکر رات ہی کو منیٰ روانہ ہوجاتیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لوگوں سے فرماتے جارہے تھے "سکون کو لازم پکڑو، سکون کو لازم پکڑو"۔ راستہ بھر آپؐ تلبیہ پڑھتے رہے[6] راستہ میں آپؐ کو عورتوں کی جماعتیں ملیں جو راستہ کے دونوں طرف چلی جارہی تھیں[7]

اِسی اثناء میں قبیلۂ خثعم کی ایک عورت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئی۔ حضرت فضل بن عبّاسؓ اُس کو دیکھنے لگے اور وہ اُن کو دیکھنے لگی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت فضلؓ کا مُنہ دوسری طرف پھیر دیا۔ اُس عورت نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب اسباغ الوضوء عن اُسامہؓ وکتاب المناسک باب الرکوب عن ابن عبّاسؓ وباب السیر اذا دفع من عرفۃ عن اُسامہؓ وباب امر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بالسکینۃ عن ابن عبّاسؓ وباب من جمع بین الصلوٰتین بالمزدلفۃ وباب التلبیۃ والتکبیر غداۃ النحر وصحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وباب استحباب ادامۃ الحاج التلبیۃ وابواب اُخریٰ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من قدّم ضعفۃ اہلہ عن عائشۃ صدیقہؓ وابن عبّاسؓ وصحیح مسلم باب استحباب تقدیم دفع ..... الخ [3] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ وباب استحباب ادامۃ الحاج التلبیۃ عن ابن مسعودؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب متی یصلی الفجر بجمع عن ابن مسعودؓ ومتی یدفع عن جمع عن عمرؓ وصحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ [5] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ واستحباب ادامۃ الحاج التلبیۃ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من قدّم ضعفۃ اہلہ عن عائشۃ صدیقہؓ وابن عباسؓ وباب متی یصلی الفجر بجمع عن ابن مسعودؓ وباب متی یدفع عن جمع عن عمرؓ وباب الرکوب عن ابن عبّاسؓ وباب التلبیۃ والتکبیر غداۃ النحر وصحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ وباب استحباب تقدیم دفع ..... [7] صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے والد پر ایسے وقت میں حج فرض ہوا ہے کہ وہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، سواری پر جم کر نہیں بیٹھ سکتے، کیا میں اُن کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ [1]

راستہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بطنِ مُحَسِّر سے گذرے تو آپؐ نے فرمایا "جمرہ پر کنکریاں مارنے کیلئے یہاں سے کنکریاں اُٹھالو"۔ (لوگوں نے حکم کی تعمیل کی) پھر آپؐ نے اونٹنی کو تیزی سے چلانا شروع کر دیا اور درمیانی راستہ کو اختیار کیا جو جمرۂ کبریٰ پر جا کر نکلتا ہے۔ آپؐ برابر چلتے رہے یہاں تک کہ آپؐ اس جمرہ کے قریب آئے جو درخت کے قریب ہے، (وہاں پہنچکر آپؐ رُک گئے) اُس وقت آپؐ وادی کے نشیب میں تھے۔ کعبہ آپؐ کی بائیں جانب اور منیٰ داہنی جانب تھا۔ پھر آپؐ نے جمرۂ کبریٰ پر سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری مارتے وقت آپؐ اللہ اکبر کہتے جا رہے تھے۔

یہ چاشت کا وقت تھا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُونٹنی پر تشریف فرما تھے اور یہ فرما رہے تھے "مجھ سے اپنے مناسکِ حج سیکھ لو کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ اس حج کے بعد میں حج کر سکونگا"۔ پھر آپؐ وہاں سے روانہ ہوئے (منیٰ پہنچ کر آپؐ رُک گئے) حضرت بِلالؓ اور حضرت اُسامہؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ ان میں سے ایک آپؐ کی سواری کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور دوسرے آپؐ کو دھوپ سے بچانے کیلئے کپڑا تانے ہوئے تھے۔ [2]

۱۰ ذوالحجہ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خطبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابۂ کرامؓ کو مخاطب فرماتے ہوئے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، آپؐ نے فرمایا "زمانہ اپنی اصلی حالت پر آگیا ہے جیسا کہ اُس دن تھا جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں۔ ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین مہینے تو لگاتار آتے ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرّم اور ایک مہینہ جمادی اور شعبان کے درمیان میں ہے یعنی رجب مضر"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اے لوگو! آج کونسا دن ہے؟" صحابۂ کرامؓ خاموش رہے، بس اتنا کہہ دیا کہ "اللہ اور رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ پھر آپؐ کچھ دیر خاموش رہے۔ صحابۂ کرامؓ نے خیال کیا کہ غالباً آپؐ اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟"۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "جی ہاں، یہ یوم النحر ہے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کونسا مہینہ ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "اللہ اور رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ یہ کہکر خاموش ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی کچھ دیر خاموش رہے۔ صحابۂ کرامؓ نے سمجھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس مہینہ کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے کہا "جی ہاں یہ ذوالحجہ کا مہینہ ہے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کونسا شہر ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے کہا "اللہ اور رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ صحابۂ کرامؓ نے یہ خیال کیا کہ غالباً آپؐ اس شہر کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا "کیا یہ حُرمت والا شہر نہیں ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے کہا "بے شک"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری آبروئیں اور تمہاری کھالیں تم میں آپس میں قیامت تک اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اِس مہینہ میں تمہارے اس شہر میں آج کے دن کی حرمت"۔ اس بات کو آپؐ نے کئی مرتبہ دُہرایا پھر فرمایا "عنقریب تم اپنے ربّ سے ملوگے، وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق باز پُرس کریگا، خبردار، میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ اگر

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب وجوب الحج عن ابنِ عباسؓ وباب حج المرأۃ عن الرجل وکتاب المغازی باب حجۃ الوداع۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک فی ابواب عن ابنِ مسعودؓ وابنِ عمرؓ وصحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ وباب اداء متا الحاج التلبیۃ واستحباب رمی الجمرۃ العقبۃ عن ام الحصینؓ (خط کشیدہ عبارت صحیح مسلم میں ہے)

تم پر کوئی کٹا حبشی بھی امیر بنا دیا جائے جو کتابُ اللہ کے مطابق تمہیں چلائے تو تم اُس کی بات سُننا اور اُس کی اطاعت کرنا۔" پھر آپؐ نے فرمایا "کیا میں نے پہنچا دیا؟" صحابہ کرامؓ نے کہا "جی ہاں"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ گواہ رہ، اے اللہ کیا میں نے نہیں پہنچایا، اے اللہ کیا میں نے نہیں پہنچایا؟" پھر آپؐ نے فرمایا "حاضر کو چاہیئے کہ غائب کو یہ بات پہنچا دے، اس لئے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ پہنچانے والا کسی ایسے شخص کو پہنچا دیتا ہے جو اُس سے زیادہ اس کو محفوظ کرنے والا ہوتا ہے"۔ [1]

اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قربانی کے مقام پر تشریف لائے اور سو اُونٹ (اللہ کے نام پر) قربان کئے۔ آپؐ نے اُونٹوں کو کھڑا کیا اور ۶۳ اُونٹ اپنے دستِ مبارک سے نحر کئے، باقی اُونٹ حضرت علیؓ نے نحر کئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو بھی اپنی قربانی میں شریک کر لیا تھا۔ [2] پھر آپؐ نے دو چتکبرے مینڈھے ذبح کئے اور کچھ بکریاں صحابہؓ میں تقسیم کیں۔ [3]

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہر اُونٹ میں سے ایک ٹکڑا لینے کا حکم دیا۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ تمام ٹکڑے ایک دیگ میں ڈال کر پکانے کیلئے ایک چولہے پر رکھ دیئے گئے۔ [4]

۹ھ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے کی ممانعت کر دی تھی۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کیا اِس سال بھی ہم وہی کریں جو گذشتہ سال کیا تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ کرو، گذشتہ سال تو قحط کی وجہ سے میں نے چاہا تھا کہ تم محتاج لوگوں کی مدد کرو (اس لئے ذخیرہ کرنے سے منع کر دیا تھا)"۔ [5]

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مقامِ نحر پر کھڑے ہو کر فرمایا "میں نے اِس جگہ نحر کیا ہے لیکن منیٰ سارا نحر کرنے کی جگہ ہے"۔ [6] پھر آپؐ نے حجّام کو بُلایا اور اس سے بال مونڈنے کیلئے کہا، آپؐ نے پہلے سیدھی طرف کے بال مُنڈوائے پھر اُلٹی طرف کے، پھر بالوں کو حضرت ابو طلحہؓ کے حوالہ کر کے لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ [7] پھر آپؐ نے احرام اُتار دیا۔ صحابہ کرامؓ میں سے بعض نے سر منڈایا اور بعض نے بال چھوٹے کرا دئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ، سر مُنڈانے والوں پر رحم فرما"۔ لوگوں نے کہا "اور کتروانے والوں پر؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اللہ سر مُنڈانے والوں پر رحم فرما"۔ لوگوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اور کتروانے والوں پر؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سر منڈانے والوں پر رحم فرما"۔ لوگوں نے کہا "کتروانے والوں پر بھی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اور کتروانے والوں پر بھی رحم فرما"۔ احرام اُتارنے کے بعد حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے آپؐ کے خوشبو لگائی۔ [8] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی ازواجِ مطہراتؓ کی طرف سے ایک گائے ذبح کی اور اُس میں سے کچھ گوشت ازواجِ مطہراتؓ کو بھی بھیجا۔ [9]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ وہ (نحر شدہ) قربانی کے جانوروں کی نگرانی کریں، گوشت

---

[1] صحیح بخاری کتابُ العلم باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم "رُبّ مبلغ عن ابی بکرہؓ وکتابُ المناسک بابُ الخطبۃ ایّام منیٰ عن ابنِ عباسؓ و ابی بکرہؓ وابنِ عمرؓ وکتابُ التفسیر سُورۃ التوبۃ عن ابی بکرہؓ وکتابُ الفتن باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لاترجعوا بعدی کفارًا و صحیح مسلم باب استحباب رمی الجمرۃ عن ام الحصینؓ وکتابُ القسامۃ باب تغلیظ تحریم الدّمآءِ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے البتہ "کھالوں کے حرام کہنے کا ذکر" صرف صحیح بخاری میں ہے) [2] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ و باب بیان ان السنۃ یوم النحر..... عن ابن عباسؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری کتابُ المناسک باب یتصدق بجلال البدن عن علیؓ اور باب التحمید عن انسؓ میں ہیں) [3] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ [4] صحیح بخاری کتابُ الاضاحی باب مایُوکل من لحم الاضاحی عن سلمۃ بن اکوعؓ۔ [5] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الحج باب بیان ان السنۃ یوم النحر..... عن انسؓ۔ [7] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب الطّیب عن عائشۃ صدیقہؓ وباب الحلق والتقصیر عن ابنِ عمرؓ وباب الطیب بعد رمی الجمار و صحیح مسلم کتابُ الحج۔ [8] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب ذبح الرجل البقر عن نسائہ عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم۔ [9] صحیح مسلم کتابُ القسامۃ باب تغلیظ تحریم الدماءِ۔

جھولوں اور کھالوں کو تقسیم کر دیں۔ آپؐ نے انہیں یہ بھی حکم دیا کہ قصاب کو اُجرت میں کھال، گوشت وغیرہ نہ دیا جائے۔ حضرت علیؓ نے حکم کی تعمیل کی اور گوشت جھولوں اور کھالوں کو تقسیم کر دیا۔[1]

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت علیؓ نے وہ گوشت کھایا جو تمام اونٹوں کے گوشت کے ایک ایک ٹکڑے کو ملا کر پکایا گیا تھا، پھر ان دونوں نے اس کا شوربا بھی پیا۔[2]

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اونٹنی پر سوار ہو گئے تاکہ لوگ آپؐ کو دیکھتے رہیں (کہ آپؐ کیا کرتے ہیں اور کس طرح کرتے ہیں) اور آپؐ سے مسائل بھی پوچھتے رہیں، پھر آپؐ مکّہ معظّمہ تشریف لے گئے۔ کعبہ کا طواف کیا۔ حجرِ اسود کو آپؐ اپنی چھڑی سے چھُوتے اور چھڑی کو بوسہ دیتے، پھر آپؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔[3]

منیٰ پہنچکر حضرت عائشہ صدیقہؓ اذیّتِ ماہانہ سے پاک ہو گئی تھیں، اُنہوں نے بھی مکہ معظمہ آکر کعبہ کا طواف کیا۔[4]

طواف کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سبیل پر تشریف لائے۔ حضرت اُسامہؓ آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پانی مانگا۔ حضرت عبّاسؓ نے کہا "اے فضل، اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور اُن کے پاس سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے پانی لے آؤ۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسی میں سے پلا دو۔" اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس میں لوگ ہاتھ ڈال دیتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسی میں سے پلا دو۔" (انہوں نے پانی دیا) آپؐ نے پانی پیا۔ پھر حضرت عبّاسؓ نے آپؐ کو کھجور کا شربت بھی پلایا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شربت پیا اور باقی بچا ہوا شربت حضرت اُسامہؓ کو پلایا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چاہِ زمزم پر تشریف لائے۔ حضرت عبّاسؓ وغیرہ پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کام کئے جاؤ۔ تم اچھا کام کر رہے ہو۔ اگر تم مغلوب نہ ہو جاتے تو میں اُترتا اور رسّی کو اس پر رکھتا (یعنی رسّی کو کندھے پر رکھ کر میں بھی پانی کھینچتا لیکن میرے ایسا کرنے سے لوگ بھی ایسا کریں گے اور پھر تم کو مغلوب کر کے اس نیکی سے محروم کر دیں گے)" پھر ان لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک ڈول دیا، آپؐ نے اُس میں سے پانی پیا۔ پھر حضرت عبّاسؓ نے منیٰ کی راتوں (یعنی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں ذوالحجہ کی راتوں) میں حاجیوں کو پانی پلانے کیلئے مکّہ معظّمہ میں رہنے کی اجازت طلب کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں مکّہ معظّمہ میں یہ راتیں گذارنے کی اجازت دیدی۔[5]

اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس منیٰ تشریف لے آئے اور (یہاں والوں کو بھی) نمازِ ظہر پڑھائی۔[6]

مناسکِ حج میں تقدیم و تاخیر | شام ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جمرہ کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ لوگ آتے تھے اور آپؐ سے مسائل پوچھتے تھے۔ ایک شخص آیا، اُس نے کہا "مجھے معلوم نہ تھا (کہ پہلے ذبح کرتے ہیں پھر سر مُنڈاتے ہیں) میں نے ذبح سے پہلے سر مُنڈا دیا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا "کوئی حرج نہیں، اب ذبح کر لو۔" دوسرا آدمی آیا۔ اُس نے کہا مجھے معلوم نہ تھا (کہ کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کرتے ہیں) میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کے جانور کو نحر کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب لا یعطی الجزار من نسکہ و صحیح مسلم باب صدقۃ لحوم الھدی [2] صحیح مسلم باب حجّۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔
[3] صحیح بخاری باب قولہ الحج اشھرٌ معلومات عن عائشۃ صدیقۃؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب سقایۃ الحاج عن ابنِ عمرؓ و ابنِ عباسؓ و صحیح مسلم باب حجّۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ و باب وجوب المبیت بمنیٰ عن ابنِ عباسؓ (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں البتہ سبیل پر کر پانی پینے کا ذکر صحیح مسلم میں نہیں ہے) [5] صحیح مسلم باب استحباب طواف الافاضۃ عن ابن عمرؓ۔ [6] صحیح مسلم باب حجّۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ و باب جواز الطواف علی بعیر۔

سے اشارہ کیا اور فرمایا "کوئی حرج نہیں، اب کنکریاں مار لو"۔ تیسرے آدمی نے کہا "میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے کعبہ کا طواف کر لیا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کوئی حرج نہیں"۔ چوتھے شخص نے کہا "میں نے شام ہونے کے بعد کنکریاں ماریں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کوئی حرج نہیں"۔ غرض یہ کہ اُس دن جس چیز کے متعلق آپؐ سے پوچھا گیا خواہ وہ مقدم ہو گئی یا مؤخّر، آپؐ یہی فرماتے رہے "اب کر لو، کوئی حرج نہیں"۔[1]

۱۱ر و ۱۲ر ذوالحجہ کی مصروفیات ۱۱ر و ۱۲ر ذوالحجہ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تینوں جمرات پر کنکریاں ماریں۔ زوال کے بعد آپؐ پہلے قریب والے جمرہ کے پاس آئے اور اس پر سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہا۔ اس کے بعد آپؐ آگے بڑھے یہاں تک کہ نرم ہموار زمین پر پہنچ کر قبلہ رُو کھڑے ہو گئے اور وہاں بڑی دیر تک ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتے رہے، پھر پہلے جمرہ کی طرح آپؐ نے درمیانی جمرہ پر بھی کنکریاں ماریں، اس کے بعد آپؐ بائیں جانب گئے اور نرم ہموار زمین پر پہنچکر قبلہ رُو کھڑے ہو گئے اور بڑی دیر تک ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتے رہے۔ اس کے بعد آپؐ جمرۂ عقبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔[2]

جمرۂ عقبہ پہنچکر آپؐ نے اس جمرہ پر بھی کنکریاں ماریں۔[3]

اس جمرہ پر آپؐ نے وقوف نہیں فرمایا اور واپس چلے آئے۔[4]

منیٰ میں بغیر سترہ کے نماز ان ہی ایّام میں ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے کہ اتنے میں حضرت عبداللہ ابنِ عبّاسؓ ایک گدھی پر سوار ہو کر وہاں پہنچے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے دیوار وغیرہ کچھ نہیں تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اُس وقت قریب البلوغ تھے۔ اُنہوں نے اپنی گدھی کو وہیں چرنے کیلئے چھوڑ دیا اور وہ ایک صف کے کچھ حصّہ کے سامنے سے گذرتے ہوئے صف میں داخل ہو گئے، ان کے اس فعل پر کسی نے ملامت نہیں کی۔[5]

سُورۂ اذا جآء نصر اللہ کا نزول ان ہی ایّام میں سُورۂ اذا جآء نصر اللہ کا نزول ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ {نصر}	(اے رسُولؐ) جب اللہ کی مدد اور فتح آگئی اور آپؐ نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ کے دین میں جُوق در جُوق داخل ہو رہے ہیں تو اب آپؐ اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کیجئے اس سے مغفرت طلب کیجئے بیشک اللہ معافی دینے والا ہے۔[6]

اس سُورۃ کے نازل ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رکوع و سجود میں اس طرح دُعا کیا کرتے تھے:-

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ	اے اللہ، اے ہمارے ربّ۔ تیری تعریف کے ساتھ میں تیری تسبیح پڑھتا ہوں، اے اللہ میری مغفرت فرما۔[7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم باب الفتیا عن عبداللہ بن عمروؓ و ابن عباسؓ و کتاب المناسک باب النحر قبل الحلق و باب اذا رمی بعد ما امسی و صحیح مسلم باب من حلق قبل النحر۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب رفع الیدین عند جمرۃ الدنیا عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب اذا رمی الجمرتین یقوم مستقبل القبلۃ عن عبداللہ بن عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب اذا رمی الجمرتین یقوم مستقبل القبلۃ عن ابن عمرؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب العلم باب متی یصح سماع الصغیر عن ابن عباسؓ و کتاب المغازی باب حجۃ الوداع و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب سترۃ المصلی۔ [6] صحیح مسلم کتاب التفسیر عن ابن عباسؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء فی الرکوع و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ما یقال فی الرکوع عن عائشہؓ۔

حضرت سعد بن خولہؓ کی وفات اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی بیماری ان ہی ایام میں حضرت سعد بن خولہؓ کی وفات ہوگئی اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سخت بیمار ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی عیادت کیلئے تشریف لے گئے، حضرت سعدؓ نے عرض کیا کہ میری حالت نازک ہے اور میں مالدار آدمی ہوں میرا کوئی وارث نہیں سوائے ایک لڑکی کے تو کیا میں اپنا کل مال خیرات کردوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "دو تہائی مال خیرات کردوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں"۔ انہوں نے عرض کیا "نصف خیرات کردوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں" انہوں نے عرض کیا "تہائی مال خیرات کردوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تہائی مال خیرات کردو لیکن تہائی بھی بہت ہے، تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کریں۔ تم جو کچھ اللہ کی خوشنودی کیلئے خرچ کروگے اس پر تمہیں ثواب ملے گا۔ یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں دوگے (اس پر بھی ثواب ملیگا)"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، کیا میں اپنے اصحاب کے بعد (مکہ میں) چھوڑ دیا جاؤں گا (اور مجھے یہاں موت آجائے گی حالانکہ میں یہاں سے ہجرت کرچکا ہوں) آپؐ میرے لئے دعاء کیجئے کہ اپنے شہر نہ لوٹا دیا جاؤں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم (مکہ میں بوجہ بیماری) چھوڑ دئے جاؤگے اور (اس حالت میں بھی) جو نیک کام تم کروگے اس سے تمہارا درجہ اور مرتبہ بلند ہوتا رہے گا، ویسے شاید ابھی تمہاری عمر دراز ہوگی یہاں تک کہ کچھ لوگوں کو تم سے فائدہ پہنچے گا اور کچھ لوگوں کو تم سے ضرر پہنچیگا"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی "اے اللہ، میرے اصحاب کی ہجرت کامل کردے اور انہیں الٹے پیر واپس نہ لوٹا"۔ پھر آپؐ نے حضرت سعد بن خولہؓ کی وفات پر اظہارِ تاسف کیا کہ ان بیچارے کی وفات مکہ میں (اس دعاء سے پہلے ہی) ہوگئی [1]

حضرت صفیہؓ اور طواف افاضہ ان ہی ایام میں زوجۂ مطہرہ حضرت صفیہؓ کو اذیتِ ماہانہ شروع ہوگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا "کیا وہ ہمیں روکینگی؟" (یعنی جب تک وہ پاک نہ ہوں طواف نہیں کرسکتیں، ان کے طواف کی وجہ سے ہمیں رکنا پڑے گا) حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، انہوں نے طواف افاضہ تو کرلیا ہے (یعنی قربانی کے بعد طوافِ کعبہ کرچکی ہیں)"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو پھر (یہاں سے) کوچ کرو"۔ [2]

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے۔ ثنیۃ الوداع کی طرف سے آپؐ مکہ معظمہ سے نکلے [3]۔ واپسی میں آپؐ مقام محصّب میں ٹھہر گئے۔ صحابۂ کرامؓ نے بھی وہاں قیام فرمایا [4]۔ اسی مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں، پھر آپؐ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو بلایا اور فرمایا "اپنی بہن (عائشہؓ) کو حرم کے باہر لیجاؤ، وہاں سے وہ عمرہ کا احرام باندھیں، پھر تم دونوں (اس کام سے) فارغ ہوکر یہیں آجانا، میں تمہارا انتظار کروں گا"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ تنعیم گئے۔ حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب رثاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن خولہؓ عن سعدؓ و کتاب الوصایا و کتاب احادیث الانبیاء ابواب الہجرۃ و کتاب المغازی باب حجۃ الوداع و صحیح مسلم کتاب الوصیۃ باب الوصیۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک و کتاب المغازی باب حجۃ الوداع و صحیح مسلم باب وجوب طواف الوداع عن عائشہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من این یدخل مکۃ عن ابن عمرؓ و باب من این یخرج عن عائشہؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب طواف الوداع۔

عائشہ صدیقہ رضؓ نے وہاں پہنچکر احرام باندھا، پھر عمرہ کیا۔ عمرہ کرنے کے بعد وہ صبح کے وقت واپس ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر محصّب میں سوئے، پھر آپؐ اپنی سواری پر بیت اللہ کے طواف کیلئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ واپس آتی ہوئی ملیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم لوگ فارغ ہوگئے؟" حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کیا "جی ہاں"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف کیلئے چلے گئے۔ آپؐ نے فرمایا "لوگوں کا آخری وقت کعبہ کے ساتھ ہونا چاہیئے" (یعنی مکہ معظمہ میں آخری کام طوافِ بیت اللہ ہو، طوافِ وداع کرکے مکہ معظمہ سے روانہ ہوں) البتہ حائضہ عورتوں کیلئے آپؐ نے اس طواف کو معاف کر دیا تھا۔ طواف کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو کوچ کا حکم دیا لہٰذا صحابہ کرامؓ مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوگئے[1]

مقام اَبطح میں پہنچکر آپؐ نے عصر کی نماز ادا کی[2]۔ پھر آپؐ مقام ذی طوی میں اُترے، رات آپؐ نے وہیں گذاری۔ صبح کو آپؐ وہاں سے روانہ ہوئے[3]

خُم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خُم کے کنویں پر پہنچے تو آپؐ نے ایک خطبہ دیا۔ پہلے آپؐ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر وعظ و نصیحت کی، پھر فرمایا اما بعد، اے لوگو! میں بھی ایک آدمی ہوں، قریب ہے، کہ اللہ کا قاصد آئے اور میں دُنیا سے رخصت ہو جاؤں۔ میں تم لوگوں میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ پہلی ان میں سے اللہ عزّ و جلّ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت ہے، نور ہے، وہ اللہ کی رسّی ہے۔ جس نے اس کی پیروی کی ہدایت پر رہے گا اور جس نے اُسے چھوڑ دیا گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔ اللہ کی کتاب کو پکڑ لو اور اس پر سختی سے عمل کرو۔ اور (دوسری بھاری چیز جو میں چھوڑ رہا ہوں) میرے اہلِ بیت (یعنی ازواجِ مطہرات رضؓ) ہیں، میں اپنے اہلِ بیت کے متعلق تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہلِ بیت کے متعلق تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہلِ بیت کے متعلق تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں[4] (یعنی اللہ سے ڈرنا، ان کے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی نہ کرنا)۔

مدینہ منوّرہ کے قریب پہنچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معرّس نامی مقام کا راستہ اختیار فرمایا۔ پھر آپؐ ذوالحلیفہ پہنچے، وہاں میدان میں آپؐ نے قیام فرمایا، پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور رات وہیں گذاری[5]۔

رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا، خواب میں کسی نے آپؐ سے کہا کہ آپؐ مبارک میدان میں ہیں[6]۔

واپسی میں پُورے راستہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بلندی پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر پڑھتے:۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

اللہ کے علاوہ کوئی معبود و کارساز نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اُسی کی ہے۔ ہر قسم کی تعریف کا وہی مستحق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، اپنے ربّ کی تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اُس نے اپنے بندہ کی مدد کی اور اکیلے اُس نے تمام لشکروں کو شکست دی[7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب قول اللہ تعالیٰ الحج اشہر معلومات عن عائشہ رضؓ و کتاب الحیض باب اذا حاضت المرأۃ بعد ما افاضت باب طواف الوداع و کتاب المغازی باب حجۃ الوداع و صحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام نحوہٗ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من صلی العصر یوم النفر عن انسؓ و صحیح مسلم باب طواف الافاضۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من نزل بذی طوی اذا رجع من مکۃ عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح مسلم باب من فضائل علیؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی طریق الشجرۃ عن ابن عمرؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المناسک باب تی النبی صلی اللہ علیہ وسلم العقیق وادٍ مبارک عن ابن عمرؓ و صحیح مسلم باب التعریس بذی الحلیفۃ۔ [7] صحیح بخاری ابواب العمرۃ باب یقول اذا رجع من الحج و صحیح مسلم باب یقول اذا قفل من سفر الخ عن ابن عمرؓ

۱۱ھ

عاشورۂ محرّم | یہ تو پہلے لکھا جا چکا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ میں ہی عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے ہجرت کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس روزہ کا حکم تاکید کے ساتھ دیا۔ جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو یہ روزہ ضروری نہ رہا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو چاہے رکھ لے اور جو نہ چاہے نہ رکھے"۔

خیبر کے یہودی اس دن روزہ رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اس دن کو عید کی طرح مناتے تھے اور اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ اس دن وہ اپنی عورتوں کو زیورات پہناتے اور ان کا بناؤ سنگھار کراتے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (یہودیوں کی مخالفت کی بنا پر) حکم دیا کہ تم اس دن روزہ رکھا کرو (کیونکہ مسلمین روزہ کی حالت میں عید نہیں مناتے اُن کی عید اُس دن ہوتی ہے جس دن روزہ رکھنا حرام ہے، لہٰذا اگر مُسلمین عاشورہ کا روزہ رکھ لیں گے تو اُس دن عید منانے کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا اور وہ یہودیوں کی مشابہت سے بچ جائیں گے) صحابۂ کرامؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُول، یہود و نصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے ہیں (اور ایک روزہ بھی رکھتے ہیں تو ایک روزہ رکھ کر بھی ان کی کچھ نہ کچھ مشابہت ہو ہی جائیگی)" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو (پہلے ہی سے) نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھتے تھے (یہ سُنکر) آپؐ نے فرمایا "آئندہ سال انشاء اللہ ہم (سب) نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے"۔ لیکن (محرّم آنے سے پہلے ہی) اُسی سال آپؐ کا انتقال ہو گیا۔[1]

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی طرف اشارہ | ایک دن ایک عورت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور آپؐ سے کچھ مانگا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے کسی اور دن آنے کا حکم دیا۔ اُس عورت نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اگر میں آپؐ کو نہ پاؤں (تو کس کے پاس جاؤں؟)"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکرؓ کے پاس جانا"۔[2]

وحی کی کثرت | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انتقال کا زمانہ قریب آتا جا رہا تھا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر اگرچہ دین کی تکمیل ہو گئی تھی لیکن وحی کا سلسلہ بند نہ ہوا تھا، وحی برابر جاری تھی اور جیسے جیسے وفات کا وقت قریب آتا جا رہا تھا وحی کی کثرت ہوتی جا رہی تھی۔[3]

اگر جماعت المسلمین نہ ہو تو تمام فرقوں سے علیٰحدہ ہو جاؤ | عموماً لوگ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے خیر کے متعلق سوالات کرتے تھے لیکن حضرت حذیفہ بن یمانؓ اس خوف سے کہ کہیں بُرائی میں نہ مبتلا ہو جائیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بُرائی کے متعلق سوال کرتے تھے۔ ایک دن اُنہوں نے پُوچھا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم جاہلیّت میں تھے، بُرائیوں میں گھرے ہوئے تھے، اللہ نے اس خیر (یعنی اسلام) سے ہمیں مشرّف فرمایا تو کیا اِس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ انہوں نے کہا "کیا اس شر کے بعد پھر خیر آئے گی؟"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصّوم و صحیح بخاری کتاب الصّوم نحوہٗ عن ابی موسیٰؓ و ابنِ عبّاسؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم باب فضائلِ ابی بکرؓ عن جبیرؓ بن مطعمؓ و صحیح بخاری ابواب الفضائل باب فضائل ابی بکرؓ و کتاب الاحکام۔ [3] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب کیف نزل الوحی عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب التفسیر۔

فرمایا "ہاں، لیکن اُس میں کدورت ہوگی"۔ اُنہوں نے پوچھا "کدورت کیا ہوگی؟"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایسے لوگ ہوں گے جو میرے طریقہ کو چھوڑ کر لوگوں کو ہدایت کریں گے، تم ان کی بعض باتوں کو اچھا سمجھو گے اور بعض باتوں کو بُرا سمجھو گے"۔ اُنہوں نے کہا "کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگی؟"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے جو ان کی پُکار پر لبّیک کہے گا وہ اس کو جہنّم میں ڈالدیں گے"۔ انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، کچھ ان کی صفت بیان فرمائیے"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ ہماری قوم کے لوگ ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں باتیں کریں گے (یعنی بظاہر اسلام کا دعویٰ کریں گے اور اسلام کی باتیں کرینگے)" انہوں نے پوچھا "اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو آپؐ مجھے حکم دیجئے (کہ میں کیا کروں؟)" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جماعت المسلمین اور اُن کے امام سے وابستہ رہنا"۔ اُنہوں نے کہا "اگر جماعت المسلمین نہ ہو اور نہ (اس کا) امام ہو (تو پھر کیا کروں؟)" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایسی حالت میں بھی تم تمام فرقوں سے علیٰحدہ رہنا خواہ تمہیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں حتّٰی کہ اسی حالت میں تمہیں موت آجائے"[1]۔ (یعنی اسی حالت میں مرنا گوارا کر لینا لیکن کسی فرقہ میں شامل نہ ہونا)۔

جنّت میں کون جائے گا ایک دن رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری تمام اُمّت جنّت میں جائیگی سوائے اُن کے جنہوں نے انکار کیا"۔ صحابۂ کرامؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسُولؐ (اُمّت میں ہوتے ہوئے) کون انکار کرے گا؟"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس نے میری اطاعت کی جنّت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے انکار کیا[2]" (یعنی میری نافرمانی کرنے والا جنّت میں نہیں جائے گا)

ایک پیشین گوئی وفات سے چند دن پہلے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عشاء کی نماز پڑھا کر فرمایا "اس رات کے متعلق تم کیا جانتے ہو، آج جو نفوس بھی روئے زمین پر زندہ ہیں سو سال کے اندر ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا[3]" (یعنی سو سال کے بعد کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکیگا کہ میں صحابی ہوں اور جو کہیگا وہ جھوٹا ہوگا)

شہدائے اُحد کے لئے دُعا ایک دن رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لے گئے پھر جنگِ اُحد کے تقریباً آٹھ سال بعد شہدائے اُحد پر آپؐ نے اس طرح نماز پڑھی جیسی کہ میّت پر پڑھی جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا آپؐ مُردوں اور زندوں کو رخصت کر رہے ہیں۔ نماز کے بعد رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم لَوٹ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا "میں تمہارا پیش رَو ہوں اور تم پر گواہ ہوں، اللہ کی قسم میں یقیناً اِس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں، مجھے زمین کے خزانوں کی کُنجیاں دیدی گئی ہیں (میری اُمّت ان پر قابض ہوگی) اور اللہ کی قسم یقیناً مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک کروگے (یعنی شرک کی تم سے توقّع نہیں) البتّہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں تم دُنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے مسابقت نہ کرو[4]"

ازواجِ مطہّراتؓ کا ایک سوال ایک دن ازواجِ مطہّراتؓ نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا "ہم میں سے کون سب سے پہلے آپؐ سے ملیگا؟" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس کا ہاتھ سب سے زیادہ دراز ہے"۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ و صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عن حذیفہؓ [2] صحیح بخاری کتابُ الاعتصام بالکتاب والسنّۃ عن ابی ہریرۃؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ العلم باب السمر فی العلم عن ابن عمرؓ و باب ذکر العشاء والعتمۃ فی ابواب مواقیت الصلوٰۃ و صحیح مسلم باب فضل الصحابۃؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الجنائز بابُ الصلوٰۃ علی الشہید و کتابُ المغازی بلب غزوۃ اُحُد و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب اثبات حوض نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلّم عن عقبۃ بن عامرؓ۔

ازواجِ مطہراتؓ (ایک دن جمع ہوئیں پھر اُنہوں) نے ایک لکڑی سے اپنے ہاتھ ناپے۔ حضرت سودہؓ کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا تھا لیکن (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد سب سے پہلے ان کا انتقال نہیں ہوا بلکہ) اُن زوجۂ مطہرہؓ کا انتقال سب سے پہلے ہوا جو خیرات کو بہت پسند کرتی تھیں[1]۔ اس وقت ازواجِ مطہراتؓ نے سمجھا کہ ہاتھ کی درازی سے مُراد صدقہ اور خیرات کرنا تھی[2]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات

مرض الموت کی ابتداء | وفات سے چند روز پہلے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیمار ہو گئے۔ جس دن بیماری کی ابتداء ہوئی اُس دن آپؐ حضرت میمونہؓ کے ہاں مقیم تھے[3]۔

حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی بیماری | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیماری کے ایّام میں ایک دن حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے سر میں درد ہوا۔ وہ کہنے لگیں ہائے دردِ سر۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسی حالت میں میری زندگی میں تمہارا انتقال ہو جائے تو اچھا ہے کہ میں تمہارے لئے دُعاء واستغفار کروں"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے (بطریقِ ظرافت) کہا "اللہ کی قسم مجھے افسوس ہے کہ آپؐ میرا مرنا چاہتے ہیں تاکہ آج ہی شام کو کسی دوسری بیوی کے ساتھ رات گذاریں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، یہ بات نہیں ہے، میں تو خود دردِ سر میں مبتلا ہوں (اور اب زندگی کی کوئی اُمید نہیں ہے) یہاں تک کہ (ایک دن تو) میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ ابوبکرؓ اور اُن کے بیٹے کو بُلا کر وصیّت کر دوں (یعنی ابوبکرؓ کو اپنا وصی بنا دوں) تاکہ بعد میں کوئی کچھ نہ کہہ سکے اور نہ (وصی و جانشین بننے کی) آرزو کر سکے۔ پھر میں نے سوچا کہ (وصیّت کی ضرورت ہی کیا ہے) نہ اللہ کسی اور کو (جانشین) منظور کریگا اور نہ مسلمین ہی کسی اور کو منظور کریں گے[4] (بہرصورت خلافت ان ہی کو ملیگی لہٰذا میں نے وصیّت کا ارادہ ترک کر دیا)"۔

حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے ہاں مستقل قیام | بیماری کے زمانہ میں بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی ازواجِ مطہراتؓ کے ہاں باری باری سے جاتے تھے البتہ آپؐ یہ پُوچھتے رہتے تھے "میں آج کہاں رہوں گا، کل کہاں رہوں گا"۔ گویا آپؐ حضرت عائشہؓ کی باری کا انتظار کرتے تھے[5]۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیماری نے شدّت اختیار کی تو آپؐ نے اپنی بیویوں سے اجازت چاہی کہ آپؐ کی تیمارداری حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے ہاں کی جائے۔ تمام ازواجِ مطہراتؓ نے آپؐ کو اجازت دیدی[6]۔

قبروں پر مسجد بنانے کی ممانعت | (بیماری کے ایّام میں) ایک دن حضرت اُمِّ سلمہؓ اور حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کو ماریہ کہتے تھے اور جس کو اُنہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، اُنہوں نے بیان کیا کہ اس میں تصاویر تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرجاتا تو اُس کی قبر پر مسجد بنا لیتے تھے اور اُس میں تصویریں بناتے تھے۔ قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہوں گے[7]"۔

---

[1] حضرت زینبؓ بنت جحش کی طرف اشارہ ہے۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب بعد باب فضل صدقۃ الشحیح عن عائشہ صدیقہؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام عن عائشہ صدیقہؓ [4] صحیح بخاری کتاب المرضی باب ما رخص للمریض عن عائشہ صدیقہؓ و صحیح مسلم باب فضائلِ ابی بکرؓ (صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ کی بیماری کا ذکر نہیں ہے) [5] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشہ صدیقہؓ [6] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الغسل والوضوء فی المخضب عن عائشہ صدیقہؓ و باب الصلوٰۃ فی البیعۃ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام۔ [7] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ عن عائشہ صدیقہؓ و صحیح مسلم باب النھی عن بناء المسجد علی القبور۔

وفات سے چند دن پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو وصیت کرنے کا ارادہ کیا، آپؐ نے فرمایا "مجھ پر سات ایسی مشکوں کا پانی ڈالو جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں تاکہ میں باہر جاکر لوگوں کو وصیت کروں"۔ ازواجِ مطہراتؓ نے آپؐ کو حضرت حفصہؓ کے ایک ٹب میں بٹھا دیا اور مشکوں سے پانی لے لے کر آپؐ پر ڈالنا شروع کیا، ازواجِ مطہراتؓ برابر پانی ڈالتی رہیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا "بس"۔ غسل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے، آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو نماز پڑھائی اور پھر ایک خطبہ دیا۔[1]

جیشِ اسامہؓ سورۂ توبہ کی آیت ۲۹ کے حکم کی تعمیل میں رومیوں پر دو مرتبہ لشکر کشی ہو چکی تھی۔ ایک موتہ کے مقام پر اور دوسری تبوک کے مقام پر۔ اس آیت اور سورۂ توبہ کی آیت ۱۲۳ کے حکم کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور لشکر ترتیب دیا۔ اس لشکر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کو سپہ سالار بنایا۔ بعض لوگوں نے حضرت اسامہؓ کی سپہ سالاری پر اعتراض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم ان کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے تم ان کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو، اللہ کی قسم وہ امارت کے اہل تھے اور تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے اور ان کے بعد یہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں"۔[2]

دم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی بیمار ہوتے تو قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کرتے اور ہاتھوں کو تمام جسم پر پھیر لیا کرتے تھے لیکن مرض الموت میں آپؐ کے حکم سے حضرت عائشہ صدیقہؓ یہ تینوں سورتیں پڑھ کر آپؐ کے ہاتھوں پر دم کرتیں اور آپؐ کے ہاتھوں کو بدن پر پھیر دیتیں۔[3]

وفات سے چند دن پہلے ایک اور خطبہ وفات سے چند دن پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپؐ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ آپؐ آکر منبر پر بیٹھ گئے اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا "بے شک اللہ نے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے کہ خواہ وہ دنیا میں رہنا پسند کرے خواہ اس چیز کو پسند کرے جو اللہ کے پاس ہے۔ اس بندہ نے اس چیز کو پسند کر لیا ہے جو اللہ کے پاس ہے"۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ رونے لگے، انہوں نے کہا "ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں"۔ حضرت ابوسعیدؓ اپنے دل میں کہنے لگے یہ بزرگ کیوں رو رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے رونے سے اوروں کو بھی تعجب ہوا، کہنے لگے ان بزرگوار کو دیکھو، اگر کسی بندہ کو اللہ نے اختیار دیا اور اس نے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو پسند کیا (تو آخر اس میں رونے کی کیا بات ہے) ابوسعیدؓ کہتے ہیں (ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے) ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ عالم تھے (لہٰذا وہ ہم سب سے پہلے سمجھ گئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابوبکرؓ روؤ نہیں"۔ پھر فرمایا "یقیناً اپنی صحبت اور اپنے مال کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکرؓ ہیں، اگر اپنی امت میں سے میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اسلامی اخوت اور محبت بھی بہت اچھی چیز ہے۔ جن لوگوں کے گھر کے دروازے مسجد میں کھلتے ہیں وہ سب بند کر دیے جائیں سوائے ابوبکرؓ کے دروازہ کے"۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الغسل والوضوء بالمخضب و کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری باب مناقب زید بن حارثہ و صحیح مسلم باب فضائل زید بن حارثہ عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کتاب الطب و صحیح مسلم کتاب السلام باب رقیۃ المریض بالمعوذات عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الخوخۃ والممر فی المسجد عن ابی سعیدؓ و ابن عباسؓ و ابواب مناقب ابی بکرؓ و باب الہجرۃ و صحیح مسلم باب فضائل ابی بکرؓ۔

حضرت فاطمہؓ سے سرگوشی ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو بلوایا جب وہ آئیں تو آپؐ نے فرمایا "اے بیٹی مرحبا"۔ پھر چپکے سے کہا "ہر سال جبریلؑ مجھ سے قرآن کا ایک مرتبہ دور کرتے تھے اور اس سال دو مرتبہ دور کیا، میں سمجھتا ہوں کہ میری موت قریب آگئی ہے اور میں اسی مرض میں انتقال کرنے والا ہوں"۔ حضرت فاطمہؓ رونے لگیں۔ پھر آپؐ نے دوبارہ حضرت فاطمہؓ سے چپکے سے کہا "تم میرے اہلِ بیت میں سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ اور کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم جنتی عورتوں کی یا مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہو"۔ یہ سن کر حضرت فاطمہؓ ہنسنے لگیں۔

بیماری کے زمانہ میں تمام ازواجِ مطہراتؓ (ہمہ اوقات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی رہتی تھیں کوئی بیوی آپؐ کو چھوڑ کر کہیں نہ جاتی تھیں[1]

وفات سے پانچ دن پہلے وفات سے پانچ دن پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اللہ کے سامنے اس بات سے برئیت کا اظہار کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا خلیل ہو کیونکہ یقیناً اللہ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جس طرح اس نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تھا، اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ خبردار، تم سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں وہ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو مسجد بنالیا کرتے تھے، تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں[2]"

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امامت کا حکم رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا لوگ عشاء کی نماز پڑھ چکے؟" حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ نہیں وہ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ٹب میں پانی بھر دو" (پانی بھر دیا گیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔ پھر آپؐ (باہر جانے کیلئے) کھڑے ہوئے لیکن آپؐ کو غش آگیا۔ کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟" حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا "نہیں، لوگ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ٹب میں پانی بھر دو"۔ (پانی بھر دیا گیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا، پھر آپؐ نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو آپؐ کو غش آگیا، کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو فرمایا "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟" حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا "نہیں، وہ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا "ابوبکرؓ بہت ہی رقیق القلب آدمی ہیں وہ آپؐ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ وہ اتنا روئیں گے کہ لوگ کچھ نہ سن سکیں گے، آپؐ عمرؓ کو حکم دیں کہ وہ نماز پڑھائیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی حکم دیا، حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بھی اپنی معروضات کو دہرایا اور حضرت حفصہؓ سے بھی کہلوایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی حکم دیا اور فرمایا "تم یوسف کی ساتھ والیاں ہو؟" (جیسے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک بُرے کام کی طرف مائل کر رہی تھیں تم بھی ابوبکرؓ کی موجودگی میں دوسرے کی امامت کا مشورہ دیکر مجھے ایک غلط کام کی طرف مائل کر رہی ہو، ابوبکرؓ کی موجودگی میں کسی دوسرے کا امام بنانا بہت ہی بُرا کام ہے) ایک آدمی نے باہر آکر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنایا (انہوں نے اپنے اس حق کو حضرت عمرؓ کی طرف منتقل

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام عن عائشہ صدیقہؓ و کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کتاب الاستئذان باب من ناجی بین یدی الناس و صحیح مسلم باب فضائل فاطمہؓ [2] صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن بناء المسجد علی القبور عن جندبؓ۔

کرنا چاہا) اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا "تم پڑھادو"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں تم اس کے زیادہ حقدار ہو"۔ (الغرض حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی) پھر کئی دن تک وہ نماز پڑھاتے رہے[1]

ظہر کی نماز کیلئے تشریف لیجانا دوسرے دن (بروز جمعرات) مرض میں کچھ افاقہ ہوا تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ظہر کی نماز کے وقت باہر جانے کا ارادہ کیا۔ دو آدمیوں کے سہارے آپؐ باہر تشریف لے گئے۔ آپؐ کے ایک طرف حضرت عباسؓ تھے اور دوسری طرف حضرت علیؓ تھے، آپؐ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جارہے تھے (جب آپؐ باہر پہنچے تو) حضرت ابوبکر صدیقؓ نماز شروع کرچکے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے (محسوس کیا کہ آپؐ تشریف لارہے ہیں تو) پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ سے اُنہیں پیچھے ہٹنے سے منع فرمادیا، پھر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابوبکرؓ کے بائیں پہلو میں جاکر بیٹھ گئے، (رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے نماز پڑھائی) حضرت ابوبکرؓ، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اقتداء کررہے تھے اور باقی لوگ حضرت ابوبکرؓ کی اقتداء کررہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے تھے تاکہ لوگ سُن لیں۔ اس کے بعد پھر جب تک رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم زندہ رہے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی نماز پڑھاتے رہے[2]

تبصرہ پہلے گذر چکا ہے کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ "جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں"۔ مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر امام کسی دوسرے آدمی کو نائب امام بنا کر اپنے پہلو میں کھڑا کرلے تو مقتدی کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ یہ مخصوص صورت اس حکمِ عام سے مستثنیٰ ہے۔ بادشاہ عموماً تختِ شاہی پر بیٹھتے ہیں اور عام لوگ اُن کے سامنے باادب کھڑے رہتے ہیں۔ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی کھڑے ہوکر نماز پڑھیں تو یہ چیز بادشاہوں کے طرزِ عمل سے مشابہ ہے لہٰذا ممنوع ہے۔ لیکن مذکورہ بالا صورت میں امام کسی دوسرے شخص کے قدموں کے برابر بیٹھا ہوتا ہے لہٰذا وہ اندازِ شاہانہ اس میں نہیں پایا جاتا اور اسی لئے یہ صورت جائز ہے۔

انصار کے متعلق وصیت رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات سے (چار یا پانچ دن) پہلے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عباسؓ انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گذرے۔ انصار رورہے تھے۔ اُنہوں نے پوچھا تم کیوں رورہے ہو، انصار نے کہا "رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی مجلس یاد آرہی ہے"۔ (اور اب عنقریب ہم اس سے محروم ہوجائیں گے) حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عباسؓ نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوکر انصار کی کیفیت بیان کی۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ صحابہؓ کے ساتھ آپؐ کی یہ آخری مجلس تھی، اس کے بعد آپؐ منبر پر تشریف فرما نہ ہوسکے۔ اس وقت رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ایک بڑی چادر اپنے شانوں پر ڈالے ہوئے تھے اور اپنے سر پر ایک پٹی باندھ رکھی تھی۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا "لوگو! میرے قریب آجاؤ"۔ لوگ آپؐ کے قریب جمع ہوگئے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا "امّابعد میں تم کو انصار کے معاملہ میں وصیت کرتا ہوں، وہ میرا معدہ اور میری زنبیل ہیں (یعنی میرے لئے ایسے ہیں جیسے جسم کیلئے معدہ اور وہ میری خلافت و امانت کے امین ہیں) جو حق اُن پر تھا وہ ادا کرچکے، ان کا حق (ادا نہیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الغسل والوضوء بالمخضب وکتاب الاذان باب حد المریض ان یشہد الجماعۃ وباب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ وباب انما جعل الامام لیؤتم بہ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام عن عائشۃ صدیقہؓ وابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الغسل والوضوء فی المخضب عن عائشۃ صدیقہؓ وکتاب الاذان باب حد المریض ان یشہد الجماعۃ وباب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ وباب انما جعل الامام لیؤتم بہ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

ہوا) باقی رہ گیا ہے، لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار کم ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ وہ اتنے کم ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ لہٰذا جو شخص محمدؐ کی اُمّت میں کسی چیز کا والی ہو اور اُسے اختیار ہو کہ اُس میں کسی کو ضرر پہنچائے یا کسی کو فائدہ پہنچائے تو اُس کو چاہیئے کہ انصار میں سے نیکی کرنے والوں کی نیکی کو قبول کرے اور ان میں سے برائی کرنے والے کی بُرائی کو درگذر کرے[1]"۔

حدیثِ قرطاس وفات سے چار دن پہلے جمعرات کے روز (شام کے وقت) مرض میں شدّت ہوئی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کوئی کاغذ لے آؤ، میں تمہیں کچھ لکھوا دوں کہ لکھنے کے بعد تم بھُول نہ سکو"۔

حضرت عمرؓ نے کہا "آپؐ ویسے ہی اِس وقت تکلیف میں ہیں (مزید تکلیف کیوں دی جائے) تمہارے پاس قرآن موجود ہے (کیا وہ کافی نہیں؟)"

(اِس بات پر اختلاف ہوا تو) حضرت عمرؓ کہنے لگے "اللہ کی شریعت (یعنی قرآن وحدیث) ہمارے لئے کافی ہے (آپؐ کو کیوں تکلیف دی جائے)"۔

جو لوگ گھر میں موجود تھے اُن میں اختلافِ رائے ہوا۔ بعض کہنے لگے کاغذ وغیرہ لے آؤ تاکہ آپؐ وصیّت لکھوا دیں تو پھر تم اس کی موجودگی میں بھول نہ سکو گے۔ بعض کچھ اور کہنے لگے، بالآخر لوگوں نے آپس میں کہا "رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی کیا کیفیّت ہے، کیا آپؐ رخصت ہو رہے ہیں (اگر واقعی یہ بات ہے تو پھر لکھوا ہی لیں ورنہ پھر کسی اور وقت دیکھا جائے گا اور) یہ بات آپؐ ہی سے کیوں نہ پوچھ لی جائے (کہ کیا اسی وقت لکھوانا ضروری ہے) الغرض (اتفاقِ رائے سے) حاضرین نے آپؐ کو وصیّت لکھوانا یاد دلایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے چھوڑ دو جس حالت میں مَیں اِس وقت ہوں وہ اُس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بُلا رہے ہو (رہ گئیں وصیّتیں تو اُن کو زبانی ہی سُن لو)"۔ پھر آپؐ نے اُن کو تین وصیّتیں کیں۔ آپؐ نے فرمایا "مُشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا، وفود کی اُسی طرح خاطر مدارات کرنا جس طرح میں کرتا تھا"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اب تم میرے پاس سے چلے جاؤ، تمہیں میرے پاس اختلاف کرنا مناسب نہیں تھا"[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کتابُ اللہ یعنی شریعتِ الٰہیہ پر عمل کرنے کی بھی وصیّت فرمائی[3]

آپؐ نے یہ بھی وصیّت کی کہ میرے وارث نہ دینار تقسیم کریں نہ درہم۔ ہم (یعنی انبیاءؑ) اپنی بیویوں کے اخراجات اور اپنے عامل کی اُجرت کے علاوہ جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے[4]

مرض الموت میں تبلیغ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پردہ کھولا، اُس وقت آپؐ کے سر پر پٹّی بندھی ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کی اقتداء میں لوگ صفوں میں کھڑے ہو چکے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے لوگو! مبشّراتِ نبوّت میں سے اب کچھ باقی نہیں رہا (نبوّت اب کسی کو نہیں ملے گی) سوائے اس کے کہ کسی مسلم کو نیک خواب نظر آجائے یا اس کیلئے کسی دوسرے مسلم کو خواب میں کچھ نظر آجائے۔ خبردار ہو جاؤ مجھے رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے کی ممانعت کر دی گئی ہے لہٰذا رکوع میں تو اللہ عزّ وجلّ کی عظمت بیان کیا کرو اور سجدوں

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء اما بعد عن ابن عباسؓ و باب علامات النبوّۃ فی الاسلام و مناقب انصار عن ابن عباسؓ و انسؓ۔
[2] صحیح بخاری کتابُ العلم عن ابن عباسؓ و کتابُ الجہاد باب جوائز الوفود و کتاب فرض الخمس باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب و کتابُ المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلّم و کتاب المرضی و صحیح مسلم کتابُ الوصیّۃ باب ترک الوصیّۃ [3] صحیح بخاری کتابُ الوصایا عن عبداللہ بن ابی اوفی و کتابُ المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلّم و صحیح مسلم کتابُ الوصیّۃ باب ترک الوصیّۃ [4] صحیح بخاری کتابُ الوصایا عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

میں خوب دُعائیں مانگا کرو، اُمّید ہے کہ دُعا قبول ہو جائے۔" پھر تین مرتبہ آپؐ نے فرمایا "اے اللہ کیا میں نے (تیرے احکام کو) پہنچا دیا۔" وفات سے تین دن پہلے آپؐ نے فرمایا "تم میں سے کسی کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ عزّ وجلّ سے حُسنِ ظن رکھتا ہو۔"[1]

مرض میں افاقہ ان ایّام میں ایک دن مرض میں کچھ افاقہ ہوا۔ حضرت علیؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس تھے جب وہ باہر تشریف لائے تو لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مزاج کیسے ہیں؟ حضرت علیؓ نے کہا الحمدللہ آج مرض میں افاقہ ہے۔ اتنے میں حضرت عبّاسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا "اللہ کی قسم تین دن بعد تم دوسرے کے ماتحت بن جاؤ گے اور اللہ کی قسم بے شک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عنقریب اسی مرض میں وفات پا جائیں گے، میں بنو عبدالمطلب کے چہروں سے اُن کی موت کو پہچان لیتا ہوں۔ چلو ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس چلیں اور آپؐ سے دریافت کریں کہ خلافت کس کو ملیگی۔ اگر ہمیں ملیگی تو ہمیں معلوم ہو جائیگا اور اگر کسی اور کو ملیگی تو بھی ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ پھر آپؐ (جیسی) وصیّت ہمیں کریں گے (ہم اس پر عمل کریں گے)" حضرت علیؓ نے جواب دیا "اللہ کی قسم اگر ہم نے سوال کیا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انکار کر دیا تو آپؐ کے بعد لوگ کبھی ہمیں خلافت نہ دیں گے (وہ آپؐ کے انکار کو دلیل بنا کر ہمیں کبھی بھی خلافت کا مستحق نہ سمجھیں گے لہٰذا) اللہ کی قسم یقیناً میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال نہیں کروں گا۔"[2]

(نوٹ:۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ کا یہ عقیدہ تھا کہ بنو ہاشم کے علاوہ دوسرے لوگ بھی خلافت کے اہل ہیں، خلافت کی اہلیت اسلامی اصول پر مبنی ہے نہ کہ نسب پر۔ مزید برآں یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اس واقعہ سے پہلے کبھی کسی موقع پر بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کی امامت و خلافت کا اعلان نہیں فرمایا تھا)

مرض میں شدّت پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مرض نے شدّت اختیار کی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ فرماتی ہیں "مرض کی اتنی شدّت میں نے کسی کی بیماری میں نہیں دیکھی جتنی کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیماری میں تھی۔"[3]

ایک دن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حاضرِ خدمت ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو شدّت کا بخار چڑھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ کو تو بہت سخت بخار ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، جتنا بخار تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے اُتنا مجھے اکیلے کو ہے۔" اُنہوں نے کہا "یہ اس لئے کہ آپؐ کے لئے دوہرا اجر ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، یہ اسی لئے ہے۔" پھر فرمایا "کسی مسلم کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے خواہ وہ کانٹا چبھنے کی تکلیف ہو یا اس سے زیادہ تو اس کی وجہ سے اللہ اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت کے پتّے جھڑتے ہیں۔"[4]

قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت بیماری شدّت سے جاری تھی۔ ایک دن اسی عالم میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے چہرۂ مبارک پر چادر ڈال لی، چادر ڈالنے سے سانس گھٹنے لگا تو آپؐ نے پھر چہرہ کھول لیا۔ اسی طرح آپؐ بار بار کرتے رہے۔ اسی عالم میں آپؐ نے فرمایا "اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، اُنہوں نے اپنے نبیوں کی

---

[1] صحیح مسلم باب النہی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع والسجود عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلّم عن ابن عباسؓ و کتاب الاستئذان باب المعانقۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المرضی باب شدۃ المرض عن عائشہؓ و صحیح مسلم کتاب البر باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المرضی باب اشد الناس بلاء الانبیاء عن ابن مسعودؓ و صحیح مسلم کتاب البر باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب الامر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت۔

قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔" حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں "جو کچھ اُنہوں نے کیا تھا آپؐ اُس سے ڈرا رہے تھے۔"[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مُنہ پر دوا لگانا بیماری کے دَوران گھر والوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مُنہ پر دوا لگانے کا ارادہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منع فرمایا۔ اُنہوں نے یہ سمجھ کر کہ مریض تو دوا کو منع کیا ہی کرتا ہے آپؐ کے مُنہ پر دوا لگا ہی دی۔ جب آپؐ کو ذرا افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا "میں نے تمہیں دوا لگانے سے منع کیا تھا (پھر تم نے دوا کیوں لگائی؟)" گھر والوں نے کہا "مریض تو منع کیا ہی کرتا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیشین گوئی فرمائی کہ تم میں سے کوئی شخص نہیں بچیگا جس کے مُنہ پر دوا نہ لگائی جائے سوائے عباسؓ کے کہ وہ دوا لگانے میں شریک نہیں تھے۔[2]

مغرب کی نماز میں سُورۂ مرسلات ان ہی ایام میں ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (گھر والوں کو) مغرب کی نماز پڑھائی، آپؐ نے اس میں سُورۂ مرسلات کی تلاوت کی۔ اس کے بعد آپؐ (گھر والوں کو بھی) نماز نہ پڑھا سکے۔[3]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ کا آخری دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیماری کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھاتے رہے۔ تین دن (یعنی جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف نہ لاسکے۔ جب پیر کا دن ہوا تو اس حالت میں کہ صحابۂ کرامؓ نمازِ فجر کے وقت صفوں میں کھڑے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدّیقؓ امامت کیلئے آگے آرہے تھے کہ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حجرہ کا پردہ اُٹھایا اور کھڑے ہوکر لوگوں کی طرف دیکھنے لگے، اس وقت آپؐ کا چہرہ ایسا (حَسین) معلوم ہورہا تھا گویا کہ وہ قرآن مجید کا ایک ورق ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں ایسا خوشنما منظر ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ آپؐ مسکرا رہے تھے، صحابۂ کرامؓ نے آپؐ کو دیکھا تو انہیں اتنی خوشی ہوئی کہ انہیں نماز میں بھی آپؐ کے خیال میں کھو جانے کا اندیشہ ہوا۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے آپؐ کو دیکھا تو سمجھے کہ آپؐ نماز پڑھانے باہر تشریف لارہے ہیں۔ وہ پیچھے ہٹے تاکہ صف میں آکر ملجائیں لیکن فوراً ہی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ کیا کہ آگے بڑھو اور نماز پوری کرو۔ آپؐ باہر آنے پر قادر نہ ہوسکے اور پردہ ڈال دیا۔[4] پھر اُس دن آپؐ پر دوسرے ایام کے مقابلہ میں بہت زیادہ وحی نازل ہوئی۔[5] اور اُسی دن کسی وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:-

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ {نساء ۶۹}

اُن لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدّیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ، اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "میں سمجھ گئی کہ آپؐ کو اختیار دیدیا گیا (اور آپؐ نے اللہ والوں کی رفاقت کو پسند کرلیا) کیونکہ میں سنا کرتی تھی کہ نبی کو موت نہیں آتی جب تک اُسے جنّت میں اُس کا مقام نہ دکھا دیا جائے اور اسے دنیا اور آخرت میں اختیار نہ دیا جائے (خواہ وہ زندہ رہنا پسند کرے یا مرنا پسند کرے)" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃ صدیقہؓ وکتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتاب اللباس وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب النہی عن بناء المسجد علی القبور۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وصحیح مسلم کتاب السلام عن عائشہؓ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب القراءۃ فی المغرب وکتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ام الفضلؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاذان باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ عن انسؓ وباب ہل یلتفت لامر وابواب العمل فی الصلوٰۃ باب من رجع القہقری وکتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [5] یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی (فتح الباری) [6] صحیح مسلم کتاب التفسیر

علیہ وسلم بار بار یہ پڑھنے لگے "فی الرفیق الاعلیٰ" (یعنی اعلیٰ رفیق کی قربت میں مجھے جگہ دے)[1]
(وفات کا وقت قریب آتا جا رہا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کمر لگائے بیٹھے تھے اور یہ پڑھ رہے تھے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ" یعنی اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پہ رحم فرما اور مجھے رفیق (اعلیٰ) سے ملا دے۔ اسی اثناء میں مرض نے اور شدت اختیار کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہو گئی۔ یہ دیکھکر حضرت فاطمہؓ رونے لگیں اور کہنے لگیں "ہائے میرے والد کی تکلیف"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج کے بعد تمہارے والد کو کوئی تکلیف نہیں پہنچیگی"۔[2]
(اتنا کہنے کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر غشی طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو آپؐ نے اپنی نظریں چھت کی طرف کر لیں اور فرمایا "اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی"۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ آئے۔ اُن کے پاس ایک مسواک تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی طرف دیکھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا "کیا مسواک لیکر آپؐ کو دیدوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے اشارہ سے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مسواک لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی لیکن کمزوری کی وجہ سے آپؐ مسواک کو نرم نہ کر سکے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا "کیا میں اسے نرم کر دوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مسواک لے لی اور اُس کو چبایا پھر اُس کو نرم کیا اور صاف[3] کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی اچھی طرح مسواک کی کہ اس سے پہلے اتنی اچھی طرح کبھی نہیں کی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں "اللہ نے میرے اور آپؐ کے لعاب کو آپؐ کے دُنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن جمع کر دیا"۔
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوکنے کیلئے ایک طشت منگوایا۔ آپؐ اس میں تھوکتے جاتے تھے، مسواک سے فارغ ہوتے ہی آپؐ نے اپنی اُنگلی آسمان کی طرف کی اور تین دفعہ فرمایا "فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی"۔[4]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا ایک لگن رکھا ہوا تھا، آپؐ اُس میں ہاتھ ڈال کر اپنے چہرۂ مبارک پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، بیشک موت کے وقت جاں کنی ہوتی ہے"۔ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر اذھب الباس رب الناس الخ پڑھنا چاہا، آپؐ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ پھر آپؐ نے ہاتھ کو کھڑا کیا اور آپؐ یہ پڑھنے لگے "فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی"۔ آخری کلمات جو زبان مبارک سے ادا ہوئے یہ تھے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَاَلْحِقْنِیْ مَعَ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی"۔
پیر کے دن کی آخری ساعتیں تھیں، حضرت عائشہ صدیقہؓ کی باری کا دن تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گود میں سر رکھے ہوئے لیٹے تھے کہ آپؐ اُن کی گود میں جھک پڑے، آپؐ کا ہاتھ نیچے ہو گیا (اور آپؐ کی وفات ہو گئی[5]) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے معلوم بھی نہ ہو سکا کہ (کس وقت) آپؐ کی وفات ہو گئی[6]
وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک موٹا تہ بند باندھے ہوئے اور ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے تھے[7]۔ اُس وقت آپؐ کی عمر ۶۳ سال تھی[8]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب التفسیر سورۃ النساء وصحیح مسلم باب فضل عائشہؓ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحیح مسلم باب فضائل عائشہؓ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما جاء فی بیوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاذان باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ وباب ہل یلتفت لامر وابواب العمل فی الصلوٰۃ باب من رجع القہقری عن انسؓ وکتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین عن عائشہؓ وباب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب الوصایا وکتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب الدعوات وکتاب الرقاق (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم کتاب السلام میں ہیں) [5] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب اللباس وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن عائشہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الہجرۃ عن ابن عباسؓ وکتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحیح مسلم عن عائشہؓ۔ [7] صاف کرنے سے مراد دھونا نہیں ہے بلکہ ٹوٹے ہوئے ریشے دور کرنا مراد ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی آمد جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے مکان پر تھے جو مقام سُنح میں واقع تھا، خبر ہوتے ہی وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ سیدھے مسجد میں گئے اور کسی سے بات نہیں کی، پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے مکان میں تشریف لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرہ کی ایک چادر اُڑھا دی گئی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے (چادر ہٹا کر) آپؐ کا چہرۂ مبارک کھولا اور جھک کر آپؐ کا بوسہ لیا، پھر رونے لگے اور کہنے لگے "میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہو جائیں۔ اے اللہ کے نبیؐ، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ آپؐ پر دو موتیں کبھی جمع نہ کریگا بس ایک ہی موت تھی جو آپؐ کیلئے لکھی گئی تھی اور وہ آپؐ کو حاصل ہو چکی، آپؐ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں پاکیزہ ہیں"۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ باہر تشریف لائے۔ اس وقت حضرت عمرؓ لوگوں میں تقریر کر رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے "اللہ کی قسم، اللہ آپؐ کو پھر زندہ کریگا اور آپؐ (مفسد) لوگوں کے ہاتھ پیر کاٹیں گے"۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اُن سے کہا "اے قسم کھانے والے بیٹھ جاؤ"۔ حضرت عمرؓ نے اُن کے اس کہنے پر کوئی توجہ نہیں کی (اور برابر تقریر کرتے رہے) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پھر کہا بیٹھ جاؤ۔ حضرت عمرؓ پھر بھی نہ بیٹھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے تشہد پڑھنا شروع کر دیا، لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور حضرت عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ حضرت عمرؓ بیٹھ گئے (اور تقریر ختم کر دی پھر کچھ دیر بعد کھڑے ہو کر حضرت ابوبکرؓ کی تقریر سُننے لگے) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر کہا "امّا بعد، تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا تو (اُسے معلوم ہو جانا چاہیئے کہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ اور جو شخص اللہ عزّ وجلّ کی پرستش کرتا تھا تو بے شک اللہ عزّ وجلّ زندہ ہے اُسے کبھی موت نہ آئے گی۔ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:-

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ {زمر}	(اے رسولؐ) بیشک آپؐ مرنیوالے ہیں اور یہ بھی مرنیوالے ہیں۔

اللہ تعالیٰ (مزید) فرماتا ہے:-

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۴۴}	اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہی تو ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے رسولؐ گذر چکے ہیں، اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو (کفر کی طرف) اُلٹے پاؤں پھر جائے گا وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اللہ شکر گزار بندوں ہی کو ثواب عظیم دیتا ہے"۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم اُس وقت لوگوں کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ کسی کو یہ یاد ہی نہیں رہا تھا کہ اللہ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ آیت تلاوت کی تو اُن سے سُنکر لوگوں کو یہ آیت یاد آئی، پھر ہر شخص کی زبان پر یہی آیت تھی۔ تمام صحابۂ کرامؓ اس کی تلاوت کر رہے تھے اور بے اختیار رو رہے تھے"۔ [1]

جب حضرت عمرؓ نے یہ آیت سُنی اور اُنہیں یقین ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو وہ کھڑے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت عن عائشۃ صدیقہؓ و باب مناقب ابی بکرؓ و کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نہ رہ سکے اور زمین پر گر گئے۔[1]

حضرت فاطمہؓ بھی رو رہی تھیں (شدّتِ غم سے اُن کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے) اے میرے والد، اللہ نے آپؐ کو بُلایا، آپؐ نے حکم کی تعمیل کی۔ اے میرے والد، آپؐ کا مقام جنّت الفردوس ہے۔ اے میرے والد، میں یہ خبر جبریلؑ کو پہنچاتی (کہ آپؐ کی وفات ہوگئی)"[2]

خلیفہ کا انتخاب | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تجہیز و تدفین سے پہلے اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ امیر کا تقرر ہو جائے اور اس کی امارت میں تمام اُمور انجام پائیں۔ اور کوئی وقت بھی مسلمین پر ایسا نہ گُذرے کہ وہ بے امیر کے زندگی گذاریں۔ لہٰذا اس مقصد کیلئے انصار بنو ساعدہ کے سائبان میں جمع ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی (تو اُنہوں نے بھی اس معاملہ کو اہم سمجھا) وہ خود فرماتے ہیں کہ "اللہ کی قسم جو امور ہمیں درپیش تھے اُن میں ابوبکرؓ کی بیعت سے زیادہ اہم کوئی کام نہ تھا۔" (لہٰذا) تمام مہاجرین حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے پاس جمع ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "ہمیں بھی انصاری بھائیوں کے پاس چلنا چاہئے۔" حضرت ابوبکر صدّیقؓ چلنے کیلئے تیّار ہو گئے۔ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور کچھ اور لوگوں کے علاوہ تمام مہاجرین سقیفۂ بنی ساعدہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں دو نیک بخت انصاریوں سے ملاقات ہوئی، اُنہوں نے انصار کے مطمحِ نظر کی وضاحت کی، پھر پُوچھا "اے مہاجرین کی جماعت، تم لوگ کہاں جا رہے ہو؟" ان لوگوں نے کہا "ہم انصاری بھائیوں کی طرف جا رہے ہیں۔" ان انصاریوں نے کہا "تمہیں وہاں نہیں جانا چاہئے، تم اپنا کام کرلو (یعنی خلیفہ منتخب کرلو وہ بھی راضی ہو جائیں گے)" حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ کی قسم ہم انکے پاس ضرور جائیں گے۔" (اس گفت و شنید کے بعد) مہاجرین سقیفۂ بنی ساعدہ پہنچے۔ اُن لوگوں کے درمیان میں ایک صاحب کمبل اوڑھے بیٹھے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا "یہ کون ہیں؟" لوگوں نے کہا "یہ سعد بن عبادہؓ ہیں۔" حضرت عمرؓ نے کہا "ان کی طبیعت کیسی ہے؟" لوگوں نے کہا "ان کو بخار ہے۔" پھر تھوڑی دیر مہاجرین وہاں بیٹھے رہے۔ کچھ دیر بعد انصار کے خطیب نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثناء کے بعد اُس نے کہا "ہم انصار ہیں، اسلام کے لشکر ہیں، اے مہاجرین، تم قلیل ہو، تمہاری قوم کے چند آدمی یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں (شجرِ خلافت کی) جڑ سے علیٰحدہ کر دیں اور امورِ خلافت سے ہمیں دور رکھیں (ہمیں یہ بات پسند نہیں) ایسا کرلو کہ ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک ہم میں سے ہو۔" انصار کے خطیب نے تقریر ختم کی اور خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے اس کا جواب دینا چاہا۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے انہیں روک دیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم میں نے گفتگو کا ارادہ اس لئے کیا تھا کہ میں نے اپنے دل میں ایسی بات سوچی تھی جو مجھے اچھی معلوم ہو رہی تھی، مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں ابوبکرؓ کی رسائی اس بات تک نہ ہو۔ لیکن میں ابوبکرؓ کو خفا بھی کرنا نہیں چاہتا تھا (لہٰذا میں تقریر کرنے سے رُک گیا)" حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے تقریر شروع کی اور بڑی بلیغ تقریر کی۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں "جو باتیں میں نے سوچی تھیں، ابوبکرؓ نے اُن باتوں کو اُسی طرح یا اس سے زیادہ خوش اسلوبی سے بیان کیا۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ہم امیر ہوں اور تم وزیر ہو۔" حباب بن المنذر نے کہا "واللہ ہم ایسا نہیں کریں گے، بس یہی ٹھیک ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو۔" حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے کہا "نہیں (یہ ٹھیک نہیں، کہیں دو امیر بھی ہو سکتے ہیں) تم نے جو فضیلتیں اپنی بیان کیں یقیناً تم ان کے لائق ہو، مگر یہ امرِ خلافت تو قریش ہی کے واسطے مناسب ہے، کیونکہ قریش باعتبار گھرانے کے عمدہ اور فضائل میں واضح تر ہیں۔ لہٰذا تم عمر بن خطابؓ یا ابوعبیدہؓ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلّم و وفاتہ عن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلّم و وفاتہ

ابن الجراح کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ میں ان دونوں کو تمہارے لئے پسند کرتا ہوں۔" حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں بلکہ ہم آپ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔" ایک انصاری نے کہا "(لیکن) ہم (اسلام کی) جڑ اور اس کے بڑے ستون ہیں۔ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے مناسب ہوگا۔" اس تجویز پر گڑبڑ ہونے لگی، آوازیں بلند ہونے لگیں۔[1] حضرت عمرؓ نے اختلاف کے اندیشہ سے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "اپنا ہاتھ دراز کیجئے"۔ یہ کہکر حضرت عمرؓ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی۔ ان کے بیعت کرتے ہی تمام لوگوں نے بیعت کر لی، ایک شخص نے کہا "تم لوگوں نے سعد بن عبادہؓ (کی بات نہ مان کر ان) کو سوا کر دیا۔" حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ نے انہیں سوا کیا" (ان کی تجویز سیاسی مصلحت کے خلاف تھی، اللہ نے اسے منظور نہیں ہونے دیا) [2]

تبصرہ | کتنے پُرخلوص تھے یہ لوگ! ایک دوسرے کی فضیلت کا اعتراف کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کا نام لیتے ہیں، حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کا نام لیتے ہیں، ان کے فضائل بیان کرتے ہیں۔ اختلافِ رائے تو ہوتا ہے لیکن فوراً ہی سب کو ابوبکرؓ کی شخصیت نمایاں نظر آتی ہے، کوئی اپنی تجویز پر ضد نہیں کرتا، فوراً سب بیعت کر لیتے ہیں۔ خلوص اور للّٰہیت کے ماحول میں امیر کا انتخاب ہو جاتا ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین | خلیفہ کے انتخاب و تقرر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین و تدفین کا کام شروع ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید سوتی کپڑوں کا کفن دیا گیا جو یمن کے ایک گاؤں سحول میں بنے گئے تھے۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں لحد کے اندر دفن کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو گھر میں پوشیدہ رکھا گیا تاکہ کہیں لوگ اس کو سجدہ گاہ نہ بنالیں پھر قبر کو اونٹ کے کوہان کے مشابہ کر دیا گیا اور اس کے چاروں طرف اینٹیں لگا دی گئیں۔[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ درہم چھوڑے نہ دینار۔ نہ لونڈی نہ غلام اور نہ کوئی اور چیز سوائے ایک خچر کے، کچھ ہتھیاروں کے اور ایک زمین کے جس کو آپؐ نے صدقہ کر دیا تھا۔[5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زرہ ایک یہودی کے ہاں ۳۰ صاع جَو کے عوض رہن تھی۔ آپؐ اسے چھڑانے نہ پائے تھے کہ آپؐ کا انتقال ہو گیا۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المظالم باب ما جاء فی التقائف عن عمرؓ و باب مناقب ابی بکرؓ عن عائشہ صدیقہؓ و کتاب الحدود باب رجم الحبلیٰ عن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الثیاب البیض للکفن عن عائشہ صدیقہؓ و صحیح مسلم باب فی کفن المیت۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ صدیقہؓ و سفیان التمار و صحیح مسلم باب النہی عن بناء المسجد علی القبور و باب فی اللحد و نصب اللبن (قبر کو کوہان نما بنانے کا ذکر صرف صحیح بخاری میں ہے۔ لحد اور اینٹوں کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے) [4] صحیح بخاری کتاب الوصایا باب الوصایا عن عمرو بن حارثؓ و کتاب الجہاد باب بغلۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم البیضاء۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی فی باب بعد باب وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ صدیقہؓ۔ [6] اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی بیان کی کہ حکمران قریش میں سے ہونگے۔ حضرت سعدؓ نے کہا تم نے سچ کہا (احمد) اس کے بعد دو امیروں کی تجویز ختم ہو گئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا {سبا ۲۸}

تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔

آپ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے وہ خاص خاص قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اقوامِ عالم کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔[1]

اور اتنا جامع اور کامل رسول بنا کر بھیجا کہ آپ کے فیضان کو کسی زمانہ کے ساتھ محدود نہ رکھا بلکہ اس فیضانِ رسالت کو قیامت تک کیلئے باقی رکھ کر

وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ {احزاب ۴۰}

نبیوں کے سلسلہ کو ختم کر دیا، اب کوئی رسول نہیں بنایا جائے گا۔

لَمۡ يَبۡقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الۡمُبَشِّرٰتُ

نبوت ختم ہوگئی، اب نبوت میں سے کچھ باقی نہ رہا سوائے نیک خواب کے۔[2]

سِرَاجًا مُّنِيۡرًا ۝ {احزاب ۴۶}

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کے لئے روشن چراغ بنایا اور

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ۝ {انشراح ۴}

آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔

اور ایسا بلند کیا کہ دنیا کے کسی انسان کا ذکر اس کثرت اور رفعت کے ساتھ نہیں کیا جاتا۔ آپ کے تذکارِ جلیلہ کو نہ صرف بعثت کے بعد رفعت و بلندی عطا ہوئی بلکہ آپ کی بعثت سے

اَلَّذِىۡ يَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِى التَّوۡرٰىةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ {اعراف ۱۵۷}

پہلے بھی گذشتہ آسمانی کتابوں میں آپ کا ذکر کیا گیا۔

اور اس کثرت اور تفصیل سے کیا گیا کہ اہلِ کتاب

يَعۡرِفُوۡنَهٗ كَمَا يَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ {انعام ۲۰}

آپ کو اس طرح پہچاننے لگے جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے۔

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا {احزاب ۴۵}

آپ کو دنیا میں (حق و صداقت کا) گواہ بنایا اور روزِ قیامت آپ ہی

وَجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيۡدًا ۝ {نساء ۴۱}

تمام انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ و تذکیر کے گواہ ہوں گے۔

عَسٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا {بنی اسرائیل ۷۹}

شفاعتِ کبریٰ اور مقامِ محمود آپ ہی کیلئے مخصوص ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التیمم و صحیح مسلم کتاب المساجد عن جابر رض۔

[2] صحیح بخاری کتاب التعبیر۔

قیامت کے دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام بنی آدم کے سردار ہوں گے[1] سب سے پہلے آپؐ ہی قبر سے باہر تشریف لائیں گے، سب سے پہلے آپؐ ہی شفاعت کریں گے اور سب سے پہلے آپؐ ہی کی شفاعت سُنی جائے گی[2] سب سے پہلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور سب سے پہلے آپؐ ہی کے لئے جنّت کا دروازہ کھولا جائے گا[3] سب سے پہلے آپؐ ہی پُل صراط کو پار کریں گے[4] تمام انبیاء میں سب سے زیادہ متبعین آپؐ ہی کے ہونگے[5] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک خصوصی رعب دیا گیا تھا، یہ ایسا رعب تھا کہ ایک مہینہ کی مسافت سے دشمن مرعوب ہو جاتا تھا[6] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جوامع الکلم دئے گئے تھے (آپؐ کی گفتگو میں الفاظ کم ہوتے تھے لیکن بڑے جامع ہوتے تھے)[7]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے شمائل

چہرۂ مبارک | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک بڑا بارعب تھا[8] اور سورج اور چاند کی طرح گولائی مائل تھا[9] جب آپؐ خوش ہوتے تو چہرۂ مبارک ایسا چمکتا گویا کہ وہ چاند کا ایک ٹکڑا ہے[10] پیشانی کی شکنیں (بجلی کی طرح) چمکتی تھیں[11] ہنستے وقت آپؐ تمام لوگوں سے زیادہ حسین معلوم ہوتے تھے[12]

رنگ اور آواز | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا رنگ گورا تھا لیکن ملاحت آمیز[13]۔ نہ بہت زیادہ سفید تھا، نہ بہت زیادہ گندم گوں، روشن (اور چمکدار) تھا[14] خوش الحانی میں آپؐ کا کوئی ہمسر نہیں تھا[15]

آنکھیں | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھیں (بڑی) دراز شگاف تھیں اور ان میں لال لال ڈورے تھے[16]

دہن مبارک | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دہن مبارک کشادہ تھا[17]

ریش مبارک | ڈاڑھی گھنی اور سیاہ تھی۔ صرف ہونٹ کے نیچے کے چند بال سفید ہو گئے تھے[18]

سر اور موئے مبارک | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سر مبارک بڑا تھا[19] سر مبارک کے تمام بال سیاہ تھے، البتہ سر کے اگلے حصّہ میں چند بال سفید ہو گئے تھے، اگر آپؐ تیل ڈالتے تو سفید بال نظر نہ آتے تھے اور اگر بال پراگندہ ہوتے تو سفید بال نظر آتے تھے[20] سر اور ڈاڑھی کے سفید بالوں کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں تھی[21] اور بآسانی گنے

---

[1] صحیح بخاری تفسیر سورۃ الاسراء و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبیّنا و کتاب الایمان [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبیّنا عن ابی ہریرۃ رضؓ۔
[3] صحیح مسلم کتاب الایمان [4] صحیح بخاری کتاب التیمّم و صحیح مسلم کتاب المساجد عن جابرؓ۔ [5] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب المساجد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
[6] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقۃ والصّدقۃ علی الاقربین عن زینبؓ امرأۃ ابن مسعودؓ۔ [7] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شبیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن سمرۃؓ و صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہٗ۔ [8] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ بن مالک عن کعبؓ۔ [9] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [10] صحیح مسلم کتاب الفضائل عن ابی الطفیلؓ۔ [11] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم کتاب الفضائل عن انسؓ۔ [12] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن سمرۃ رضؓ۔ [13] صحیح مسلم باب فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن سمرۃ رضؓ [14] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی جحیفہؓ و ابن بسرؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شبیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ (خط کشیدہ لفظ صرف صحیح مسلم میں ہے)
[15] صحیح بخاری کتاب اللباس عن انسؓ (مشکوٰۃ باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم) [16] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شبیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ بن سمرۃؓ
[17] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ۔ [18] صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الصراط عن ابی ہریرۃؓ۔ [19] صحیح مسلم کتاب الایمان

Marfat.com

جا سکتے تھے[1] بالوں کو زرد رنگ سے رنگ لیا کرتے تھے[2]

سر کے بال (گھونگر یالے تھے) نہ بہت زیادہ بل کھائے ہوئے اور نہ بالکل سیدھے (اگر چھوٹے ہوتے تو) نصف کانوں تک ہوتے اور اگر بڑھ جاتے تو کندھوں تک پہنچ جاتے[3] سر کے بالوں میں آپؐ مانگ نکالا کرتے تھے۔[4]

سینۂ مبارک | (سینہ فراخ تھا) دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا[5]

پُشتِ مبارک اور مہرِ نبوت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پُشتِ مبارک پر مہرِ نبوت تھی، اس کی شکل چھپر کھٹ کی گھنڈی یا کبوتری کے انڈے کی مثل تھی (یعنی بیضوی) اس کا رنگ وہی تھا جو تمام بدن کا تھا[6]

یہ مُہر دونوں کندھوں کے درمیان بائیں شانہ کی نرم ہڈی کے پاس تھی۔ اور (اردگرد کے مقابلہ میں) مُٹھی (یعنی بیضہ) کے مانند اُبھری ہوئی تھی۔ اس پر مَسّوں کے مانند کچھ تل تھے[7]

ہتھیلیاں | ہتھیلیاں فراخ، پُرگوشت[8] اور ریشم سے زیادہ نرم تھیں[9]

قدمِ مبارک | قدمِ مبارک پُرگوشت تھے[10] البتہ ایڑیاں کم گوشت تھیں[11]

قدِ زیبا | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے نہ پستہ قد، آپؐ کا قد درمیانہ تھا[12]

بُوئے مبارک | جسمِ اطہر کی بُو مُشک اور عنبر سے زیادہ خوشبودار تھی[13]

ہاتھ ٹھنڈے رہتے تھے اور اتنے خوشبودار تھے کہ گویا (ابھی) عطر فروش کے کنٹر میں سے نکالے ہیں[14]

ہاتھوں کی ٹھنڈک برف سے زیادہ تھی اور خوشبو مُشک سے زیادہ اچھی تھی[15]

پسینہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ بہت آتا تھا[16] اور اس طرح ٹپکتا تھا گویا موتی گر رہے ہیں[17] اور اتنا خوشبودار تھا کہ تمام خوشبوئیں اس کے سامنے ہیچ تھیں[18]

چال | (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال عاجزانہ تھی) آپؐ آگے کی جانب جھک کر چلتے تھے[19] منہ موڑ کر اِدھر اُدھر نہیں دیکھتے تھے[20]

حُسن و جمال | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے[21]

حضرت براءؓ فرماتے ہیں "میں نے آپؐ سے زیادہ حسین و جمیل کسی کو نہیں دیکھا"[22]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں "میں نے آپؐ کے مثل نہ آپؐ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد کسی کو دیکھا"[23]

---

[1] صحیح بخاری کتاب اللباس و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شیبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب غسل الرجلین فی النعلین عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب صفۃ شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم [4] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی سدل النبی صلی اللہ علیہ وسلم شعرہ [5] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن براءؓ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شیبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن سمرۃؓ صحیح بخاری کتاب الوضوء عن سائبؓ نحوہ۔ [7] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب اثبات خاتم النبوۃ عن جابرؓ و عبداللہ بن سرجسؓ و صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خاتم النبوۃ عن سائبؓ و صحیح بخاری میں صرف خط کشیدہ عبارت ہے صحیح مسلم میں باقی عبارت بھی ہے اور خط کشیدہ بھی) [8] صحیح بخاری کتاب اللباس عن انسؓ [9] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحتہ عن انسؓ۔ [10] صحیح بخاری کتاب اللباس عن انسؓ۔ [11] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی صفۃ فم النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن سمرۃؓ۔ [12] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ و براءؓ وغیرہ۔ [13] صحیح بخاری کتاب الصیام باب ما یذکر عن صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم باب رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ۔ [14] صحیح مسلم باب طیب رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ بن سمرۃ۔ [15] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ بن سمرۃ۔ [16] صحیح مسلم باب طیب عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [17] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ [18] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم باب طیب عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن اُمِّ سلیمؓ و انسؓ۔ [19] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ [20] صحیح بخاری کتاب الادب عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی شجاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ و براءؓ [21] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم باب فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [22] صحیح بخاری کتاب اللباس باب الجعد عن انسؓ [23] صحیح بخاری باب الاستنجاء بالحجارۃ۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خصائل

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکارمِ اخلاق کے انتہائی بلند مقام پر فائز تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ {قلم ۴} (اے رسولؐ) بیشک آپؐ عظیم الشان اخلاق پر فائز ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں :۔

اِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْاٰنُ [1] وہ تمام اخلاق اور اوصافِ حمیدہ جو قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں آپؐ میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں "رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حسنِ اخلاق کے مالک تھے"۔[2]

تحمّل و بُردباری، عفو و درگذر، رحم و کرم | رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انتہائی حلیم و بُردبار تھے۔ سخت سے سخت تکلیف پہنچنے کے بعد بھی خفگی کا اظہار نہ فرماتے اور باوجود قوّت و اقتدار کے معاف فرما دیتے۔

ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چادر کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ چادر پھٹ گئی اور آپؐ کی گردن پر چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا۔ پھر اس دیہاتی نے کہا "اے محمدؐ، کچھ مال دینے کا حکم دیجئے"۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کی طرف دیکھا، پھر آپؐ مسکرائے، اور اُس کو کچھ دینے کا حکم صادر فرمایا۔[3]

ایک مرتبہ چند دیہاتیوں نے آپؐ کو گھیر لیا اور آپؐ سے مال طلب کیا۔ پھر اُنہوں نے آپؐ کو اِس قدر پریشان کیا کہ آپ ببول کے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہونے پر مجبور ہو گئے، درخت میں آپ کی چادر الجھ گئی (رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انتہائی تحمّل سے کام لیا) آپؐ نے فرمایا "میری چادر تو دیدو، میرے پاس اگر ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی بکریاں ہوتیں تو میں سب بکریاں تم لوگوں میں تقسیم کر دیتا"۔[4]

ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنے قرضہ کے سلسلہ میں بڑی سختی سے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تقاضہ کیا۔ صحابۂ کرامؓ نے چاہا کہ اُسے تنبیہ کریں۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے چھوڑ دو، اس لئے کہ حق والے کو کہنے کا حق ہے"۔[5]

یہودی آپؐ کے پاس آتے اور 'السام علیکم' کہتے (یعنی آپؐ کو موت آئے) آپؐ جواب میں صرف 'وعلیکم' کہہ دیتے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اُنہیں بُرا بھلا کہا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عائشہؓ رہنے دو، بیشک اللہ ہر کام میں نرمی پسند کرتا ہے"۔[6]

ایک مرتبہ ایک یہودی نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جادو کیا لیکن آپؐ نے اُسے کوئی سزا نہیں دی بلکہ یہ فرمایا "میں نہیں چاہتا کہ اس واقعہ کے ذریعہ لوگوں میں (اس کی) برائی پھیلاؤں"۔ (یعنی آپؐ نے اس کو رُسوا کرنا بھی نہ چاہا)[7]

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الصلوٰۃ باب جامع صلاۃ اللیل۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الفضائل۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الادب باب التبسّم وکتاب فرض الخمس وصحیح مسلم کتابُ الفضائل و کتابُ الزکوٰۃ عن انسؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [4] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الشجاعۃ فی الحرب عن جبیر بن مطعمؓ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الوکالۃ باب وکالۃ الشاھد و باب وکالۃ فی قضاء الدیون عن ابی ہریرۃؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الادب باب الرفق۔ [7] صحیح بخاری کتابُ الادب باب قول اللہ تعالیٰ اِنَّ اللہ یأمر بالعدل و کتاب الطب وصحیح مسلم کتابُ السلام باب السحر عن عائشۃ صدیقہؓ۔

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ مال تقسیم کیا۔ ایک منافق نے تقسیم پر اعتراض کرتے ہوئے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو"۔ یہ اعتراض انتہائی اشتعال انگیز تھا لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عفو و درگذر سے کام لیا اور اُسے کوئی سزا نہ دی [1]

کسی شخص کو رسُول تسلیم کرنا اور پھر اُس کو ناانصاف سمجھنا دراصل ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ کیونکہ اجتماعِ ضدّین باطل ہے لہٰذا یہ دونوں باتیں کبھی بھی ایک شخص میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اگر وہ کسی شخص کو رسول تسلیم کرتا ہے تو اُس کو ناانصاف سمجھنا ناممکن ہے، اور اگر وہ اس کو ناانصاف سمجھتا ہے تو پھر اس کو رسُول تسلیم کرنا ناممکن ہے۔ یقیناً اعتراض کرنے والا دل سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو رسُول نہیں سمجھتا تھا، اسی لئے اعتراض کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک بااقتدار حکمراں تھے لیکن اس کے باوجود آپؐ کا اس کو تنبیہ نہ کرنا حلم اور بُردباری کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی گئیں لیکن آپؐ ہمیشہ درگذر فرماتے رہے (اپنی ذاتِ خاص کے سلسلہ میں) کبھی بددُعاء نہیں فرمائی۔

طائف میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سخت تکلیف پہنچائی گئی، پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا "آپؐ مجھے جو چاہیں حکم دیں، اگر آپؐ حکم دیں تو میں اخشبین نامی پہاڑوں کو ان پر رکھ دوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(نہیں) مجھے اُمید ہے کہ اللہ ان کی پُشت سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اللہ اکیلے کی عبادت کریں گے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے"۔ [2]

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا گیا کہ آپؐ مشرکین پر بددُعاء کریں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے اللہ نے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔ [3]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خادموں کی غلطی بھی معاف فرماتے رہتے تھے۔ حضرت انسؓ نے دس سال آپؐ کی خدمت کی لیکن اس طویل عرصہ میں کبھی آپؐ نے ان کو اُف تک نہ کہا۔ اگر انہوں نے کوئی کام کیا تو یہ نہیں پوچھا کہ کیوں کیا، اور اگر نہیں کیا تو کبھی یہ نہ پوچھا کہ کیوں نہیں کیا [4]

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت انسؓ کو کسی کام کیلئے بھیجا۔ اگرچہ ان کے دل میں ارادہ تھا کہ وہ ضرور جائیں گے لیکن انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "اللہ کی قسم، میں نہیں جاؤں گا" (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ نہ فرمایا) کچھ دیر بعد حضرت انسؓ وہاں سے چلدئے۔ بازار میں چند بچے کھیل رہے تھے، حضرت انسؓ وہاں کھڑے ہوگئے اور اُن کا کھیل دیکھنے لگے۔ اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی وہاں پہنچ گئے۔ آپؐ نے پیچھے سے اُن کی گُدی پکڑی۔ حضرت انسؓ نے مُڑکر دیکھا تو آپؐ مسکرا رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (پیار سے) فرمایا "اے انیس، تم اس کام کیلئے ابھی تک نہیں گئے"۔ حضرت انسؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ابھی جاتا ہوں"۔ [5]

عبداللہ بن اُبیّ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا شدید ترین دشمن تھا۔ ہمیشہ آپؐ کے خلاف سازشیں کرتا رہتا تھا۔ لیکن جب اُس کا انتقال ہوا تو آپؐ اُس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کھڑے ہوگئے، اس کے جسم پر اپنا لعابِ دہن لگایا اور اپنی

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ عن ابی سعیدؓ وابواب علامات النبوّۃ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج۔

[2] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ وصحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب البرّ والصلۃ باب النہی عن لعن الدوابّ۔

[4] صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق وصحیح مسلم کتاب الفضائل عن انسؓ۔

[5] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کان رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم احسن الناس خلقا عن انسؓ۔

قمیص اُس کے کفن کیلئے دیدی (غرض یہ کہ تخفیفِ عذاب کیلئے آپؐ نے جو کچھ کر سکتے تھے کیا) [1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہ دیتے بلکہ معاف اور درگذر فرماتے [2] ذاتی صدمہ اور تکلیف پر آپؐ نے کسی سے بدلہ نہیں لیا [3] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہ مارا، نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو۔ البتّہ آپؐ اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے تھے [4]

جب مشرکینِ عرب قحط سالی میں مبتلا ہوئے تو حضرت ابوسفیانؓ نے جو اُس وقت تک مسلم نہیں ہوئے تھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے محمدؐ، آپؐ کی قوم (مُضر وغیرہ) ہلاک ہوئی چلی جارہی ہے، آپؐ دُعا فرمائیں کہ اللہ یہ عذاب دور فرمائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قوم مُضر کیلئے دُعا کرا رہے ہو؟ تم بڑے جَری ہو (کہ ایسی دشمنِ اسلام قوم کیلئے مجھ سے دُعا کرانا چاہتے ہو)" بہرحال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی اور قحط سالی دور ہوگئی [5]

قبیلۂ قریش کے لوگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بجائے محمدؐ کے مُذمّم کہتے، مذمّم پر لعنت بھیجتے اور مذمّم کو بُرا بھلا کہتے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑی خوبصورتی سے یہ کہہ کر درگذر فرماتے "وہ تو مذمّم پر لعنت بھیجتے ہیں اور میں تو محمدؐ ہوں (مذمّم نہیں ہوں)" [6]

سخاوت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بے حد فیّاض تھے۔ فیّاضی جب حدّ سے زیادہ بڑھی تو اللہ تعالیٰ کو کہنا پڑا:۔

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ۝ {اسراء ۲۹}

(اے رسولؐ) ہاتھ کو اتنا نہ کھول دیجئے کہ بعد میں آپؐ کو ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھنا پڑے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود فرمایا کرتے تھے "تم مجھے بخیل نہ پاؤ گے" [7] سخاوتِ بے پایاں کا یہ عالم تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپؐ سے کسی چیز کیلئے سوال کیا گیا ہو اور آپؐ نے اُس کے جواب میں "نہیں" کہا ہو [8]

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیان (بہت بڑی تعداد میں) بکریاں چر رہی تھیں، ایک شخص نے آپؐ سے بکریاں طلب کیں، آپؐ نے وہ تمام بکریاں اُس کو دیدیں۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس جا کر کہنے لگا "اے میری قوم، اللہ کی قسم محمدؐ بے حدّ و حساب دیتے ہیں، فقر سے بالکل نہیں ڈرتے"۔ [9]

ایک مرتبہ ایک عورت نے ایک چادر تحفۃً پیش کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُس وقت اُس کی ضرورت تھی۔ آپؐ نے اُسے زیبِ تن فرمایا۔ ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، یہ چادر تو بہت اچھی ہے، مجھے دیدیجئے"۔ آپؐ نے فوراً وہ چادر اُسے عطا فرمادی۔ صحابہؓ نے اُس شخص سے کہا "تم نے چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا، حالانکہ تم جانتے ہو کہ جب آپؐ سے کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو آپؐ کبھی انکار نہیں فرماتے"۔ [10]

حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے" [11]

ویسے تو ہر زمانہ میں آپؐ سخاوت کرتے تھے لیکن رمضان کے مہینہ میں تو آپؐ سخاوت میں آندھی (کی رفتار) سے زیادہ تیز ہو جاتے تھے [12]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (تفسیر سُورۃ التوبۃ) وکتابُ اللّباس باب لبس القمیص۔ [2] صحیح بخاری کتابُ البیوع باب کراہیۃ السخب فی الاسواق عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المحاربین وصحیح مسلم کتابُ الفضائل باب مباعدتہ للآثام عن عائشہ صدیقہؓ [4] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مباعدتہ للآثام عن عائشہ صدیقہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (تفسیر سُورۃ الدخان) عن ابن مسعودؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما جاء فی اسماء النبیؐ عن ابی ہریرۃؓ۔ [7] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الشجاعۃ فی الحرب عن جبیر بن مطعمؓ۔ [8] صحیح بخاری کتابُ الادب باب حسن الخلق وصحیح مسلم کتابُ الفضائل عن جابرؓ۔ [9] صحیح بخاری کتابُ الفضائل عن انسؓ۔ [10] صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق وکتابُ البیوع باب النّتاج عن سہلؓ۔ [11] صحیح بخاری کتابُ الوحی عن ابنِ عبّاسؓ وکتابُ الادب باب حسن الخلق وصحیح مسلم باب شجاعۃ النبیؐ عن انسؓ۔ [12] صحیح بخاری کتابُ الوحی وصحیح مسلم کتابُ الفضائل عن ابنِ عبّاسؓ۔

شجاعت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم شجاعت اور بہادری میں اپنی مثال آپ تھے[1] انتہائی خطرناک موقعوں پر بھی گھبراہٹ آپؐ پر طاری نہ ہوتی۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ مدینہ منوّرہ میں ایک بہت خوفناک آواز آئی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تنِ تنہا اُس آواز کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور لوگ بھی گھبرا کر اُٹھ بیٹھے اور سب مل کر اُس آواز کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں دیکھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لا رہے ہیں۔ آپؐ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور گلے میں تلوار لٹک رہی تھی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ کو دیکھکر فرمایا "ڈرو نہیں، ڈرو نہیں میں دیکھ آیا ہوں کوئی خطرہ کی بات نہیں ہے"[2]۔

جنگِ اُحد میں کُفّار نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بڑی شدّت سے حملہ کیا (افراتفری میں جنگ کرتے ہوئے صحابۂ کرامؓ کبھی آگے کبھی پیچھے ہو جاتے اور) بعض اوقات رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ گنتی کے چند صحابہؓ رہ جاتے ایسی حالت میں بھی آپؐ اپنی جگہ ڈٹے رہے[3]

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْ اُخْرٰىكُمْ {آل عمران ۱۵۳} اور مسلمین میں سے جو لوگ بھاگ رہے تھے اُن کو میدان جنگ میں پیچھے کھڑے ہوئے آواز دیتے رہے۔

جنگ شدّت سے جاری تھی، آپؐ پر تیروں کی بارش ہو رہی تھی، ایسی حالت میں بھی آپؐ برابر سرِ مبارک اُونچا کر کے میدانِ جنگ کا نقشہ دیکھ رہے تھے[4]

جنگِ حُنین میں مسلمین اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکیلے میدان میں ڈٹے رہے۔ کُفّار آپؐ کی طرف بڑھے، آپؐ نے بھی اپنے خچّر کو کُفّار کی طرف دوڑایا اور بے مثال بہادری اور جنگ جوئی کا مظاہرہ کیا، ایسی نازک حالت میں آپؐ نے اپنا دعویٰ بھی دوہرایا اور اپنا تعارف بھی کرایا۔ آپؐ فرما رہے تھے:۔

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ — مَیں نبی ہوں، اس میں کچھ جھوٹ نہیں
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ — میں عبدالمطّلب کا بیٹا ہوں

اِتنے میں حضرت عبّاسؓ اور حضرت ابوسفیان بن حارثؓ آئے، ایک نے آپؐ کے خچّر کی لگام پکڑ لی اور دوسرے نے رکاب اور آپؐ کو پیش قدمی کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔

اثنائے جنگ میں کُفّار نے چاروں طرف سے آپؐ کو گھیر لیا، لڑائی کا پُورا زور آپؐ کے قریب تھا لیکن آپؐ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ وہ لوگ بہادر تصوّر کئے جا رہے تھے جو میدانِ جنگ میں آپؐ کے قریب تھے[5]

تبلیغ کیلئے تنِ تنہا طائف تشریف لے گئے[6] مکّہ معظّمہ سے اپنے رفقاء کو پہلے حبشہ اور بعد میں مدینہ منوّرہ جانے کی اجازت دیتے رہے لیکن خود بغیر کسی خوف کے کافی عرصہ تک مکّہ معظّمہ میں رہے[7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شجاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق و کتاب الجہاد باب الشجاعۃ و باب الرکوب علی الدابۃ و باب رکوب الفرس العری و باب الحمائل عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی شجاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم [3] صحیح بخاری کتاب المغازی و صحیح مسلم باب غزوۃ اُحد عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی و ابواب المناقب باب مناقب ابی طلحۃؓ و صحیح مسلم باب غزوۃ النساء مع الرجال عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من قاد دابۃ غیرہ و باب البغلۃ البیضاء و باب من صف اصحابہ عند الہزیمۃ و باب من قال خذھا عن براءؓ و کتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب عن ابی قتادۃؓ و کتاب المغازی غزوۃ حُنین و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ و کتاب الجہاد باب غزوۃ حنین عن براءؓ و عباسؓ و سلمہؓ (خط کشیدہ الفاظ (ملخصًا) صرف صحیح بخاری میں ہیں) [6] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ و صحیح مسلم باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلّم من اذی المشرکین عن عائشۃ صدیقۃؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ عن عائشۃ صدیقۃؓ و باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلّم عن براءؓ۔

جنگی قابلیت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر جنگوں میں سپہ سالار رہے۔ بڑی بڑی مشہور جنگیں آپؐ ہی کی امارت میں لڑی گئیں اور آپؐ کی تدبیر سے ہمیشہ فتح ہوئی۔

مدینہ منوّرہ آتے ہی مکّہ معظّمہ کی ناکہ بندی کے انتظامات فرمائے، کُفّارِ مکّہ کے تجارتی قافلوں کی آمد و رفت میں رکاوٹ ڈالنی شروع کردی۔[1]

سوائے جنگِ خندق کے اور کسی موقع پر آپؐ نے دفاعی جنگ نہیں لڑی۔ جنگِ بدر اور جنگِ اُحد میں آگے بڑھ کر مقابلہ کیا، ان جنگوں کے علاوہ تمام جنگوں میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود حملہ کیا اور دشمن کی طاقت کو کچل دیا۔

دشمن کے حالات معلوم کرنے کیلئے آپؐ جاسوس بھی روانہ فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت عاصمؓ کی سرکردگی میں دس آدمیوں کا ایک دستہ جاسوس بنا کر بھیجا۔[2] جنگِ بدر سے قبل حضرت بسبسہؓ کو جاسوس بنا کر بھیجا۔[3] جنگِ خندق میں افواجِ کُفّار کی جاسوسی کیلئے حضرت حذیفہؓ کو روانہ کیا۔[4] یہودیوں کے قبیلہ بنو قریظہ کی جاسوسی کیلئے حضرت زبیرؓ کو روانہ کیا۔[5]

جنگ سے پہلے مجاہدین کی صَف بندی کرتے۔[6]

تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ {آل عمران ۱۲۱} مجاہدین کو مناسب مورچوں پر متعیّن فرماتے۔

جنگِ اُحد میں آپؐ نے پچاس آدمیوں کے ایک دستہ کو ایک مناسب مقام پر متعیّن فرمایا، پھر اُن سے فرمایا "جب تک میں نہ کہوں تم اس جگہ کو نہ چھوڑنا، خواہ ہماری فتح ہو یا شکست"۔ جب مسلمین کی فتح ہوئی تو اُن پچاس آدمیوں میں سے اکثر نے وہ جگہ چھوڑ دی اور اس کے نتیجہ میں مسلمین کو کافی نقصان پہنچا۔[7]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب کسی قوم پر حملہ کرتے تو ظاہر نہ کرتے کہ کس قوم پر حملہ کرنے والے ہیں تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو اور وہ جَم کر مقابلہ نہ کرسکے۔[8] جب دشمن کے مرکز پر رات کو پہنچتے تو حملہ نہ کرتے جب تک صبح نہ ہو جائے۔[9]

فتح کے بعد میدانِ جنگ میں تین دن قیام فرماتے، دشمن کا تعاقب بھی فرماتے۔ جنگِ اُحد کے بعد آپؐ نے کُفّار کا تعاقب کیا۔[10]

جنگِ حُنین کے بعد بھی آپؐ نے صحابۂ کرامؓ کے ہمراہ کُفّار کا تعاقب کیا۔[11]

بچّوں پر شفقت بچّے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے جاتے، آپؐ اُن کو گود میں لے لیتے، بعض اوقات بچّے آپؐ پر پیشاب بھی کردیتے۔ نوزائیدہ بچّوں کو کھجور چبا کر چٹاتے۔[12]

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپؐ کے پاس ایک چھوٹی سی کملی تھی، آپؐ نے حضرت اُمِّ خالدؓ کو جو اس زمانہ میں چھوٹی سی بچّی تھیں بُلوایا اور اپنے ہاتھ سے وہ کملی اُنہیں پہنادی، پھر اُن کی قمیص کے متعلّق فرمایا "پہنو اور پُرانا کرو، پہنو اور پُرانا کرو"۔ پھر فرمایا "یہ کتنا اچھا کپڑا ہے"۔ کچھ دیر بعد حضرت اُمِّ خالدؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے جاکر کھڑی ہوگئیں اور مہرِ نبوّت سے کھیلنے لگیں، اُن کے والد نے اُنہیں منع کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رہنے دو"۔[13]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک عن کعب بن مالکؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد و کتاب المغازی باب غزوۃ بدر و باب غزوۃ الرجیع۔ [3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشّہید عن انسؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ الاحزاب۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد و باب مناقب زبیرؓ و صحیح مسلم باب فضائلِ زبیرؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر عن عبد الرحمٰن و کتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل و باب من صف اصحابہ عند الہزیمۃ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد و کتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع فی الحرب عن براءؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و کتاب الجہاد باب غزوۃ غزاھا وری بغیرھا و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب بن مالکؓ۔ [9] صحیح بخاری کتاب المغازی باب الذین استجابوا للہ۔ [10] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبہم و کتاب الجہاد باب غزوۃ حنین۔ [11] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الہجرۃ عن اسماءؓ و کتاب العقیقۃ و کتاب الوضوء و کتاب الادب باب تحویل الاسم الی اسم احسن منہ عن سہلؓ و صحیح مسلم باب فضائل ام سلیمؓ۔ [12] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من تکلّم بالفارسیّۃ و غیرہ۔ [13] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر۔

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ظہر کی نماز پڑھ کر مسجد کے باہر تشریف لائے تو کچھ بچّے آپؐ کے سامنے آئے، آپؐ نے ہر ایک کے رُخساروں پر ہاتھ پھیرا۔[1]

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ آئے، آپؐ نے اُنہیں گلے سے لگا لیا اور پیار کیا۔[2]

لوگوں پر نرمی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت مہربان اور رحم دل تھے[3] لوگوں سے نرمی سے پیش آتے، سخت دل اور تُند خُو نہیں تھے۔[4]

ایک مرتبہ ایک دیہاتی مسجدِ نبوی میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا، لوگ اس کی طرف دَوڑے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے چھوڑ دو (پیشاب کر لینے دو) تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو نہ کہ سختی کرنے والے"۔[5]

ایک مرتبہ ایک صحابی نے نماز پڑھائی اور بڑی طویل قرأت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں طویل قرأت کرنے پر سخت تنبیہ کی، آپؐ نے فرمایا "تمہارے پیچھے بوڑھے بھی ہوتے ہیں، کمزور بھی ہوتے ہیں، ضرورت مند بھی ہوتے ہیں، لہٰذا مختصر نماز پڑھایا کرو"۔[6]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود بھی ہلکی نماز پڑھاتے، اگر کسی بچّہ کے رونے کی آواز کان میں آتی تو اِس خیال سے کہ اُسکی ماں پریشان ہوگی نماز کو اور مختصر کر دیتے۔[7]

حُسنِ خلق رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خلیق تھے[8] شریر لوگوں سے بھی خندہ پیشانی سے ملتے۔[9] نہ کسی پر لعنت کرتے نہ کسی کو بُرا بھلا کہتے۔[10]

جب آپؐ صبح کی نماز پڑھا کر باہر نکلتے تو مدینہ والوں کے خادم اپنے اپنے برتن لیکر آپؐ کے پاس آتے، برتنوں میں پانی ہوتا تھا، سخت سردی کے دن بھی آپؐ پانی میں ہاتھ ڈبو دیا کرتے تھے (مدینہ والے اس پانی کو باعثِ برکت سمجھتے تھے)[11]

مدینہ منوّرہ میں ایک (کم عمر) لونڈی تھی، وہ آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں کہیں لیجانا چاہتی آپؐ اُس کے ساتھ چلے جاتے (اور اُس کا کام کر دیتے)[12]

ایک مرتبہ ایک عورت جس کی عقل میں کچھ فتور تھا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئی اور عرض کیا مجھے آپؐ سے کچھ (ضروری) کام ہے، آپؐ اُس کے ساتھ چلے گئے اور اُس کا کام کر دیا۔[13]

صحابہؓ نے ایک کافر کو گرفتار کیا اور (کسی سُتون سے اُسے) باندھ دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کے پاس تشریف لائے۔ اُس نے کہا "اے محمدؐ!" آپؐ اُس کے اور قریب چلے گئے، جب آپؐ اُس کی بات کا جواب دے کر واپس ہوئے تو اُس نے پھر آواز دی "اے محمدؐ، اے محمدؐ!" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر اُس کے پاس گئے، آپؐ اُس کی بات کا جواب دے کر واپس ہوئے تو اُس نے پھر آواز دی "اے محمدؐ، اے محمدؐ!" آپؐ پھر اُس کے پاس تشریف لے گئے، اُس نے کہا "میں بھوکا ہوں، کھانا کھلائیے، پیاسا ہوں، پانی پلائیے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فوراً اُسکے کھانے پینے کا انتظام فرما دیا۔[14]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن سمرۃؓ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب ما ذکر فی الاسواق عن ابی ہریرۃؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب النذور عن عمران رضؓ [4] آل عمران [159] وصحیح بخاری کتاب البیوع باب کراہیۃ السخب فی الاسواق عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب صب الماء علی البول فی المسجد۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا طوّل الامام وباب من شکا امامہ عن ابی مسعودؓ وصحیح مسلم باب القراءۃ فی العشاء عن جابر رضؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من اخف الصلوٰۃ عند بکاء الصبی عن انسؓ وابی قتادہؓ۔ [8] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ وکتاب الفضائل عن انسؓ۔ [9] صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشاً عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [10] صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشاً عن انسؓ۔ [11] صحیح مسلم کتاب الفضائل عن انسؓ۔ [12] صحیح بخاری کتاب الادب باب الکبر عن انس رضؓ۔ [13] صحیح مسلم کتاب الفضائل عن انسؓ۔ [14] صحیح مسلم کتاب النذور عن عمران رضؓ۔

حیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے[1] کبھی فحش بات زبان سے نہ نکالتے[2]
عورتوں سے زبانی بیعت لیتے، کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو آپؐ نے ہاتھ نہیں لگایا[3]

تبسّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرایا کرتے تھے، کھل کھلا کر نہیں ہنستے تھے[4]

تکلّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت جلدی جلدی بات نہ کرتے بلکہ اتنی آہستہ آہستہ بات کرتے کہ اگر کوئی آپؐ کی باتوں کو گننا چاہتا تو گن لیتا[5]
اہم باتوں کو آپؐ تین مرتبہ دوہراتے[6]

خدمتِ اہلِ خانہ گھر کے اندر تشریف فرما ہوتے تو اپنی اہلیہ کے کام میں شرکت فرماتے[7]
ہر روز بعد نماز عصر آپؐ تمام بیویوں کے ہاں تشریف لے جاتے[8]

سادگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج میں بہت سادگی اور انکساری تھی۔ آپؐ گدھے پر بھی سوار ہو جایا کرتے تھے۔ آپؐ کے ایک گدھے کا نام عُفیر تھا[9]۔ آپؐ کا مکان بہت تنگ تھا، رات کے وقت جب آپؐ نماز پڑھتے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ آپؐ کے سامنے لیٹی ہوتی تھیں۔ جب آپؐ سجدہ کرتے تو اُن کا پیر دبا دیتے، وہ ٹانگیں سمیٹ لیا کرتی تھیں۔ جب آپؐ سجدہ کر چکتے تو وہ پھر اپنے پیر پھیلا دیا کرتی تھیں[10]۔ آپؐ چٹائی پر بیٹھا کرتے تھے[11]۔ سرکاری اُونٹوں پر خود نشان لگا دیا کرتے تھے[12]۔

تعلیم و تربیت تعلیم و تربیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی قسم کی سختی نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص کو نماز میں چھینک آئی، حضرت معاویہ ابن حکم رضؓ نے "یرحمک اللہ" کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اُن کو بُلایا۔ حضرت معاویہ ابن حکم رضؓ کہتے ہیں "میں نے آپؐ سے بہتر تعلیم دینے والا نہ آپؐ سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد کبھی دیکھا، اللہ کی قسم نہ آپؐ نے مجھے مارا، نہ دھمکایا، نہ بُرا بھلا کہا بلکہ صرف اتنا فرمایا کہ نماز میں گفتگو جائز نہیں، نماز تو بس تسبیح و تکبیر اور قرأۃ قرآن کے لئے ہے"[13]۔

صحابہ رضؓ کے ساتھ محنت و مشقت میں شرکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے کوئی امتیاز پسند نہ فرماتے بلکہ صحابۂ کرام رضؓ کے دوش بدوش تمام کاموں میں شرکت فرماتے۔ مسجدِ نبوی کی تعمیر میں صحابہ رضؓ کے ساتھ آپ بھی اینٹیں اور پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے[14]۔ جنگِ احزاب کے موقع پر آپؐ بھی خندق کھودنے میں شریک تھے[15]۔

کھانا پینا کھانا کھاتے وقت تکیہ نہ لگاتے[16]۔ کھانا تین اُنگلیوں سے کھاتے[17]۔ کھانے کو کبھی بُرا نہیں کہتے، اگر جی چاہتا تو کھا لیتے، اگر جی نہ چاہتا تو چھوڑ دیتے[18]۔
پانی تین سانس میں پیتے[19]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب من لم یواجہ الناس بالعتاب۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل عن ابی سعید رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا عن انس رضؓ وباب مناقب عبداللہ بن مسعود رضؓ وصحیح مسلم کتاب الفضائل عن عبداللہ بن عمرو رضؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الممتحنۃ) عن عائشہ رضؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الادب باب التبسم وصحیح مسلم کتاب صلوٰۃ الاستسقاء عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔ [5] صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب العلم باب من اعاد الحدیث ثلاثا لیفہم عنہ ..... [7] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من کان فی حاجۃ اہلہ وکتاب الادب عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ التحریم) وکتاب الطلاق وکتاب الایمان والنذور وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الکفارۃ علی من حرم امرأتہ۔ [9] صحیح بخاری کتاب المرضی وکتاب الادب باب کنیۃ المشرک وعن اسامہ رضؓ وکتاب الصلح عن انس رضؓ وکتاب الجہاد باب اسم الفرس وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [10] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی الفراش عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔ [11] صحیح بخاری کتاب اللباس باب الجلوس علی الحصیر۔ [12] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ عن معاویہ بن حکم رضؓ۔ [13] صحیح بخاری باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وباب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب الصلوٰۃ [14] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الجہاد باب الرجز وحفر الخندق۔ [15] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ۔ [16] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ۔ [17] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب ما عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاما۔ [18] صحیح بخاری کتاب الاشربۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ۔ [19] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ۔

لباس | لباس بھی آپؐ کا بہت سادہ ہوتا تھا۔ زیادہ تر چادریں استعمال کرتے تھے۔ سُرخ دھاری دار چادر زیادہ پسند فرماتے تھے۔

کبھی کبھی تنگ آستینوں کا جُبّہ پہن لیتے۔

سر پر کپڑا باندھتے، لڑائی کے موقع پر خود پہن لیا کرتے تھے، بے بالوں کی جوتیاں پہنتے جن میں دو تسمے ہوتے تھے۔

چٹائی پر سو جایا کرتے تھے۔ چمڑے کا تکیہ استعمال فرماتے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی۔[1]

مُنکرات سے بیزاری | منکرات سے بہت بیزار تھے۔ جب گھر کی کسی چیز میں صلیب دیکھتے تو اُسے توڑ دیتے۔[2]

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے گھر میں ایک گدّا دیکھا جس میں تصویریں تھیں۔ آپؐ گھر کے باہر ہی دروازہ پر رُک گئے۔ چہرۂ مبارک سے ناپسندیدگی کا اظہار ہو رہا تھا (جب تک تصویریں دُور نہ کی گئیں) آپؐ اندر داخل نہ ہوئے۔[3]

حُسنِ سلوک | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صلۂ رحمی میں تمام لوگوں سے بڑھ کر حصّہ لیتے اور تمام لوگوں سے زیادہ خلق پر احسان کرتے تھے۔ محتاج لوگوں کا نکاح کرا دیتے اور بیت المال سے مہر ادا فرماتے۔[4]

مُومنین سے محبّت | مُومنین سے بڑی محبّت فرماتے تھے۔

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ {توبہ ۱۲۸}

مُومنین کے حق میں بڑے رؤف و رحیم تھے۔ مُومنین کی تکلیف آپؐ پر شاق گذرتی تھی۔ ہمیشہ اُن کی بھلائی کے خواہش مند رہتے۔

وقار | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت باوقار تھے۔ مشکلات و خطرات سے کبھی نہ گھبراتے۔ سفرِ ہجرت میں جب سراقہؓ نے تعاقب کیا اور آپؐ کے قریب پہنچ گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ سوار ہمارے قریب آ گیا۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہایت اطمینان سے فرمایا "ڈرو نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"[5]

جنگوں میں آپؐ کبھی نہ گھبرائے۔ انتہائی خطرناک موقعوں پر تنِ تنہا دشمن کی طرف بڑھتے رہے۔[6]

ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھتے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپؐ جنگل میں سو رہے تھے، ناگہاں ایک شخص تلوار کھینچکر آپؐ کے سامنے کھڑا ہو گیا، آپؐ کی آنکھ کھُل گئی۔ اُس شخص نے کہا اب آپؐ کو مجھ سے کون بچائے گا، آپؐ نے نہایت اطمینان سے فرمایا "اللہ"۔[7]

بازاروں میں آپؐ کبھی آواز بلند نہ کرتے۔[8]

پاسداریٔ عہد | عہد کی پابندی کرتے اور کراتے۔ صلح حدیبیہ کے بعد جو مرد مسلم ہو کر مدینہ منوّرہ پہنچتے آپؐ انہیں صلح کی شرائط کے مطابق واپس کر دیا کرتے تھے۔[9]

---

[1] صحیح بخاری کتاب اللباس۔ [2] صحیح بخاری ابواب التصاویر۔ [3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب ھل یرجع اذا رأی منکرا و صحیح مسلم کتاب اللباس عن عائشہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علی الصدقۃ۔ [5] صحیح بخاری باب ھجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی و صحیح مسلم کتاب الجہاد۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من علق سیفہ بالشجر و کتاب المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع و صحیح مسلم باب صلوٰۃ الخوف۔ [8] صحیح بخاری کتاب البیوع باب کراہیۃ السخب فی الاسواق عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [9] صحیح بخاری کتاب المغازی۔

جنگِ بدر کے موقع پر حضرت یمانؓ اور حضرت حذیفہؓ کو کفّار نے گرفتار کر لیا اور اس شرط پر چھوڑا کہ وہ مؤمنین کی طرف سے جنگ میں شرکت نہ کریں۔ وہ دونوں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم مدینہ چلے جاؤ، ہم ان کا عہد پُورا کریں گے"۔[1]

عُسرت | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھروں میں عُسرت و تنگی کا یہ عالم تھا کہ دو دو مہینے گذر جاتے چولہا نہیں جلتا تھا، کھجور اور پانی پر گذر اوقات تھی۔ آپؐ کی زندگی میں ازواجِ مطہراتؓ نے کبھی دو دن تک متواتر جَو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔[2]

خشیت | اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے تھے، دن میں ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتے تھے۔[3]

عیادت | مسلم اور غیر مسلم سب کی عیادت کرتے۔[4] غیر مسلم کی عیادت کرتے تو اُسے اسلام کی دعوت دیتے۔[5]

تعزیت | جب کسی شخص کی وفات ہوتی تو آپؐ اُس کے ہاں تشریف لے جاتے اگر وہاں کوئی خلافِ شرع بات دیکھتے یا سُنتے تو اُس سے روک دیتے۔[6]

خوشبو سے محبّت | اگر آپؐ کو خوشبو پیش کی جاتی تو آپؐ کبھی ردّ نہ فرماتے۔[7]

خوش طبعی | آپؐ کبھی کبھی ظرافت سے بھی پیش آتے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہم سے خوش طبعی سے اختلاط فرماتے، میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے اے ابو عمیرؓ، تمہارا پرندہ کہاں گیا؟"۔[8]

انتظامِ سلطنت | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رعایا کے آرام و آسائش کا بہت خیال رکھتے تھے۔

راتوں کو گشت کرتے۔[9]

مختلف مقامات پر گورنر مقرر فرماتے۔ زکوٰۃ وغیرہ وصول کرنے کیلئے تحصیلدار مقرر فرماتے۔[10] تحصیلداروں سے باقاعدہ حساب لیتے۔[11]

ڈاکوؤں اور مفسدوں کی گرفتاری یا قتل کا فوراً انتظام کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی حدوں کو فوراً نافذ فرماتے۔[12]

آپؐ نے بیت المال قائم کیا۔ بیت المال پر ایک خزانچی کو مقرر فرمایا۔[13]

اللہ کے قانون کے نفاذ اور فتنوں کو فرو کرنے کے لئے لشکر روانہ فرماتے۔ سپہ سالار کی زیادتیوں کا جائزہ لیتے اور اُنہیں تنبیہ کرتے۔[14]

زراعت کی ترقی کے لئے انتظامات فرماتے۔ ایک مرتبہ یہودیوں سے نصف پیداوار پر معاہدہ کیا۔[15] زراعت کیلئے فاضل زمین کو بغیر کرایہ دینے کی ترغیب دیتے۔[16] درخت اُگانے کی ترغیب دیتے۔[17]

سواری | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اونٹ پر بھی سواری کیا کرتے تھے اور گھوڑے، گدھے اور خچر پر بھی۔ آپؐ کے ایک گھوڑے کا نام لُحَیف تھا جو حضرت سہلؓ کے والد حضرت سعدؓ کے باغ میں بندھا رہتا تھا۔[18] بہت شوخ اور شریر گھوڑے پر سواری کر لیا کرتے تھے۔ بغیر کاٹھی کے بھی سوار ہو جایا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت طلحہؓ کے شریر گھوڑے پر سوار ہو کر گئے آپؐ نے فرمایا "ہم نے تو اس گھوڑے کو دریا کے مثل پایا"۔ پھر وہ گھوڑا کسی گھوڑے سے پیچھے نہ رہتا تھا۔[19] اپنے اُونٹ پر خود روغن مل لیتے۔[20]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الوفاء بالعہد عن حذیفہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الہبۃ و صحیح مسلم کتاب الزہد عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الدعوات باب استغفار النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [4] صحیح بخاری کتاب المرضیٰ و کتاب الادب باب کنیۃ المشرک و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی دعاء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الی اللہ [5] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات عن انسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و کتاب الشہادات و صحیح مسلم کتاب الجنائز عن ام سلمہؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب اللباس باب من لم یرد الطیب عن انسؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب الادب باب الانبساط (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اہلِ بیتؓ

اہلِ بیت میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ازواجِ مطہّراتؓ اور اولاد وغیرہ شامل ہیں۔

① ازواجِ مطہّراتؓ

قرآن مجید اور احادیث کی رُو سے "اہلِ بیت" عموماً ازواجِ مطہّراتؓ ہی کو کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ {احزاب ۳۲ تا ۳۴}

اے نبیؐ کی بیویو! تم کسی ایک عورت کے بھی مثل نہیں، اگر تم تقوے کی خواہاں ہو تو کسی مَرد سے بھی نرم لہجہ میں بات نہ کرو ایسا نہ ہو کہ وہ شخص جس کے دل میں کھوٹ ہے تم سے کسی غلط قسم کی توقعات وابستہ کر لے بلکہ معروف کے مُطابق (سیدھے سادے لہجہ میں) بات کیا کرو، اور (اے نبیؐ کی بیویو!) اپنے گھروں میں بیٹھی رہو، زمانۂ جاہلیّت کی طرح اپنا بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، نماز پڑھتی رہو، زکوٰۃ دیتی رہو اور اے اہلِ بیت اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی گندگی کو دُور کر دے اور تم کو بالکل پاک و صاف کر دے اور (اے اہلِ بیت) تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں تلاوت کی جاتی ہیں اُنہیں یاد رکھو، بیشک اللہ لطیف و خبیر ہے۔

آیتِ بالا سے بغیر کسی شک و شبہ اور بغیر کسی تاویل کے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اہلِ بیت سے مُراد ازواجِ مطہّراتؓ ہیں آیۂ تطہیر میں مذکّر کا صیغہ ازواجِ مطہّراتؓ کی حُرمت کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زوجۂ مطہّرہؓ کے لئے بھی اہلِ بیت اور مذکّر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری ہے:۔

اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ {ہود ۷۳}

(فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زوجۂ مطہّرہ کو مخاطب کر کے کہا) کیا تم اللہ کے حکم پر تعجّب کرتی ہو اے اہلِ بیت تم پر تو اللہ کی رحمت اور برکت ہے۔ بے شک اللہ تعریف والا، بزرگی والا ہے۔

اسی آیۂ تطہیر کی بنیاد پر تمام مسلمین رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیویوں کو ازواجِ مطہّراتؓ کہتے ہیں اور یہ

(حواشی بقیہ صفحۂ گذشتہ) ۹؎ صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتابُ الفضائل عن ابی موسیٰؓ۔ ۱۰؎ صحیح بخاری کتابُ المغازی باب استعمال النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم خیبر و صحیح مسلم باب بیع الطّعام مِثلاً بمِثلٍ عن ابی ہریرۃؓ۔ ۱۱؎ صحیح بخاری کتابُ الایمان والنذور باب کیف کان یمین رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابی حمیدؓ۔ ۱۲؎ صحیح بخاری کتابُ المغازی وغیرہ وغیرہ و صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ ذی قرد وغیرہ۔ ۱۳؎ صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علی الصّدقۃ عن عبد المطلب۔ ۱۴؎ صحیح مسلم کتابُ الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الٰہ الّا اللہ۔ ۱۵؎ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس وکتابُ المغازی و صحیح مسلم باب المساقات والمعاملات بجزءٍ عن ابن عمرؓ۔ ۱۶؎ صحیح بخاری کتابُ الہبۃ عن جابرؓ و ابنِ عبّاسؓ۔ ۱۷؎ صحیح بخاری کتابُ الادب باب رحمۃ النّاس والبہائم عن ابی ہریرۃؓ۔ ۱۸؎ صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب اسم الفرس۔ ۱۹؎ صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الفرس القَطُوف۔ ۲۰؎ صحیح مسلم کتابُ الآداب۔

الفاظ زبان زد خاص و عام ہیں لہٰذا ثابت ہو گیا کہ اس آیت میں اہلِ بیت سے مُراد ازواجِ مطہّراتؓ ہیں۔

قرآن مجید کی طرح احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ازواجِ مطہّراتؓ اہلِ بیت ہیں۔ مثلاً حضرت زینب بنتِ جحش سے نکاح کے دوسرے دن جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام بیویوں کے پاس تشریف لے گئے تو ہر ایک بیوی کو آپؐ نے اس طرح سلام کیا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ — اے اہلِ بیت تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت[1]

سلام کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہر بیوی سے فرمایا:۔

كَيْفَ اَنْتُمْ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ — اے اہلِ بیت! تمہارے مزاج کیسے ہیں[2]

مندرجہ بالا آیات اور ہر دو احادیث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ازواجِ مطہّراتؓ، اہلِ بیت ہیں اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بیویوں کے لئے مذکّر کا صیغہ استعمال ہو سکتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جب تہمت لگائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کے مقابلہ میں جس نے میری اہل بیت کے سلسلہ میں (مجھے) اذیّت پہنچائی ہے کون میری مدد کریگا۔ میں اپنی اہل میں سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتا[3]

الغرض قرآن مجید، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث سے ثابت ہو گیا کہ اہل بیت دراصل ازواج مطہرات ہیں۔

حضرت عائشہؓ بھی اپنے متعلق اہل بیت کے الفاظ استعمال کرتی تھیں[4]

آلِ محمدؐ کون ہیں آل کا لفظ بہت عام ہے، اس میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تمام متّبعین آ سکتے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید کے الفاظ "آل فرعون" سے فرعون کے تمام متّبعین مُراد ہیں نہ کہ فرعون کی اولاد۔

آل کا لفظ بیویوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، مثلاً قرآن مجید میں ہے:۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝ — فرشتوں نے لوط علیہ السّلام سے کہا ہم مجرم قوم پر عذاب نازل

اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا — کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں البتہ آلِ لوط کے تمام افراد کو ہم

امْرَاَتَهٗ ۙ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ (سورہ حجر) — بچالیں گے سوائے اُن کی بیوی کے، ہم نے فیصلہ کر لیا ہے

کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہو گی (اور مجرمین کے ساتھ ہلاک ہو گی)

مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہوا کہ آل کے لفظ میں بیوی بھی شامل ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو آلِ لوطؑ سے اُن کی بیوی کو مستثنیٰ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ "آل" میں بیویاں بھی شامل ہیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "محمدؐ کی آل کو کبھی ایسی حالت میں شام نہیں ہوتی کہ اُن کے پاس ایک صاع گیہوں یا ایک صاع (کوئی اور) غلّہ ہو، حالانکہ اس کی نو بیویاں ہیں"[5]

اس حدیث میں خود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آلِ محمدؐ کی تشریح اپنی ازواج سے فرمائی۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد ازواجِ مطہّراتؓ نے حضرت عثمانؓ کو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجنے کا ارادہ کیا تاکہ حضرت ابوبکرؓ بنو نضیر کے اموال میں سے ان کے حصّہ کی قیمت انہیں دیدیں۔ حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الاحزاب) عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب النکاح باب فضیلۃ اعتاقہ امتہ ثم یتزوجہا عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب البیوع باب شراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالنسیئۃ عن انسؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب النہی عن الانتباذ فی المزفت۔ [5] صحیح بخاری کتاب التفسیر وصحیح

عائشہ صدیقہؓ نے ازواجِ مطہراتؓ سے فرمایا "کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے البتہ اس میں سے آلِ محمدؐ کھا سکتے ہیں"۔ حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث سُننے کے بعد ازواجِ مطہراتؓ نے حضرت عثمانؓ کو بھیجنے کا ارادہ ترک کر دیا۔[1]

حضرت ابوبکرؓ کے پاس جب تقسیم وراثت کا معاملہ پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، البتہ اس مال میں سے آلِ محمدؐ کھا سکتے ہیں"۔[2]

ان دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے متروکہ اموال میں سے آلِ محمدؐ اپنے اخراجات کے لئے لے سکتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس سلسلہ میں آلِ محمدؐ کی کیا تشریح کی ہے۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں "میرے وارث دینار و درہم تقسیم نہ کریں، میری ازواج اور عامل کی اُجرت کے بعد جو کچھ میں چھوڑ جاؤں وہ صدقہ ہے"۔[3]

اس حدیث نے فیصلہ کر دیا کہ آلِ محمدؐ سے مُراد ازواجِ مطہراتؓ ہیں۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خود اس پر کس طرح عمل کیا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "بنو نضیر کے اموال خاص رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے تھے، آپؐ اس میں سے اپنی بیویوں کا سال بھر کا خرچ دینے کے بعد باقی مال کو سامانِ جنگ خریدنے میں صَرف کرتے تھے، آپؐ زندگی بھر ایسا کرتے رہے"۔ یہ کہنے کے بعد حضرت عمرؓ نے قسم دے کر صحابۂ کرامؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے پوچھا "کیا تم اس بات سے واقف ہو"۔ ان سب نے جواب دیا "ہاں"۔[4]

الغرض رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عملاً بھی ثابت کر دیا کہ آلِ محمدؐ سے مراد ازواجِ مطہراتؓ ہیں۔

مندرجۂ بالا احادیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ :-

(۱) آلِ محمدؐ سے مُراد ازواجِ مطہراتؓ بھی ہیں۔

(۲) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ترکہ وارثوں میں تقسیم نہیں ہوگا۔

(۳) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ترکہ ازواجِ مطہراتؓ اور عامل کے اخراجات کے لئے ہے، اس کے بعد جو کچھ بچ جائے وہ صدقہ ہے۔

اب ہم اس سلسلہ میں مزید احادیث اور آثار پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آلِ محمدؐ سے مُراد ازواجِ مطہراتؓ بھی ہیں۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اِس طرح دُعا فرمایا کرتے تھے "اے اللہ آلِ محمدؐ کو اتنا رزق دے جو اُن کی زندگی کیلئے ضروری ہو"۔[5]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "آلِ محمدؐ نے کبھی دو دن متواتر جَو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی"۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "ہم آلِ محمدؐ پر پُورا پُورا مہینہ اِس حالت میں گذر جاتا تھا کہ ہم آگ نہیں جلاتے تھے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن عائشہ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابی بکرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الوصایا باب نفقۃ القیم للوقف وکتاب فرض الخمس عن ابی ہریرہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب المجن عن عمرؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔

ہمارا گذر صرف کھجور اور پانی پر ہوتا تھا۔"

"بلکہ (بعض مواقع پر) دو دو مہینے اس حالت میں گذر جاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلائی جاتی تھی۔" حضرت عروہؒ نے پوچھا "اے خالہ، پھر آپ کی گذر اوقات کس چیز پر ہوتی تھی؟" حضرت عائشہؓ نے فرمایا "کھجور اور پانی پر۔" [1]

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (اس حدیث کی روشنی میں) آلِ محمدؐ جب کسی کام کو کرتے تو اُس کو ہمیشہ کرتے۔"

دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "حضرت عائشہؓ جب کوئی عمل کرتیں تو اُسے ہمیشہ کرتیں۔" [2]

دونوں حدیثوں کو ملا کر یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت عائشہؓ اور اُن کے شاگرد ازواجِ مطہراتؓ کو آلِ محمدؐ میں شمار کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں "آلِ محمدؐ نے تین دن متواتر کبھی پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔" [3]

پھر حضرت ابوہریرہؓ خود ہی آلِ محمدؐ کی تشریح بھی فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی ازواجِ مطہراتؓ نے تین دن تک کبھی گیہوں کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا۔" [4]

حضرت مقدادؓ فرماتے ہیں "ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے اہل کے پاس لے گئے، وہاں تین بکریاں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُن بکریوں کا دودھ دوہ لیا کرو، ہم سب پی لیا کریں گے۔" حضرت مقدادؓ کہتے ہیں "ایک رات کو ایسا ہوا کہ میں نے آلِ محمدؐ کا ایک برتن لیا اور اس میں دودھ دوہا۔" [5]

ازواجِ مطہراتؓ کے لئے صدقہ حرام تھا ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گائے کا گوشت لایا گیا، کسی نے آپؐ سے عرض کیا "یہ تو صدقہ کا گوشت ہے جو بریرہؓ کو ملا ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اسکے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔" (یعنی ہمیں بریرہؓ نے ہدیۃً دیا ہے براہِ راست ہمیں نہیں ملا ہے)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں "لوگ بریرہؓ کو صدقہ دیا کرتے تھے وہ اس میں سے کچھ ہدیۃً ہمیں بھی بھیجدیا کرتی تھیں، میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپؐ نے فرمایا:-

هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُوهُ وہ ان کے لئے صدقہ ہے اور تمہارے لئے ہدیہ ہے لہٰذا تم اُسے کھالو۔" [6]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہؓ کو اُس ہدیہ کے کھانے کا حکم یا اجازت دینا اِس بات کا صریح ثبوت ہے کہ اگر صدقہ براہِ راست آتا تو حضرت عائشہؓ پر اس کا کھانا حرام ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "صدقات محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے لئے حلال نہیں۔" [7]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزہد والرقائق و صحیح بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل وغیرہ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب قول اللہ تعالیٰ کلوا من طیبات ما رزقنکم۔ [4] صحیح مسلم کتاب الزہد والرقائق [5] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الہدیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب العتق باب انما الولاء لمن اعتق۔
[7] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقۃ عن عبد المطلبؓ۔

کیونکہ ازواجِ مطہراتؓ، آلِ محمدؐ ہیں (جیساکہ گذشتہ صفحات میں ثابت کیا جاچکا ہے) لہٰذا صدقات ان پر بھی حرام ہیں۔

ازواجِ مطہراتؓ کے فضائل

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ {احزاب ۳۲} اے نبیؐ کی بیویو! تم کسی ایک عورت کے بھی مثل نہیں یعنی کوئی عورت بھی تمہارے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی۔

اِس آیت سے ثابت ہوا کہ ازواجِ مطہراتؓ تمام عورتوں سے افضل ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝ {احزاب ۳۳} اے نبیؐ کی بیویو! یقیناً اللہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی گندگی کو دور کردے اور تم کو ایسا پاک صاف کردے جیسا کہ پاک صاف کرنے کا حق ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ {احزاب ۲۹} اے نبیؐ کی بیویو! اگر تم اللہ اور رسولؐ اور دار آخرت کی طلبگار ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کیلئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

کیونکہ ازواجِ مطہراتؓ نے اللہ اور رسولؐ کی خاطر دنیا کو ٹھکرا دیا[1] لہٰذا ثابت ہوا کہ تمام ازواجِ مطہراتؓ جنتی ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَہٗ مِنْ بَعْدِہٖٓ اَبَدًا ط اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمًا ۝ {احزاب ۵۳} (اے مؤمنو!) تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ رسولؐ کو تکلیف دو اور نہ یہ جائز ہے کہ اس کے بعد اس کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو، بے شک اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔

تمام بیوہ عورتوں کا نکاح ہوسکتا ہے لیکن ازواجِ مطہراتؓ کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ یہ فضیلت صرف اِس وجہ سے ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص تعلق ہے، ان کی عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ط {احزاب ۵۹} اے نبیؐ، اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمنین کی عورتوں سے کہدیجئے کہ وہ (جب باہر نکلیں) تو اپنے گھونگٹ نکال لیا کریں۔

اِس آیت میں تمام عورتوں سے پہلے ازواجِ مطہراتؓ کا ذکر ان کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

---

[1] ازواجِ مطہراتؓ کے دُنیا کو ٹھکرانے اور اللہ اور رسولؐ کو اختیار کرنے کا ذکر واقعۂ ایلاء میں گذر چکا ہے۔

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ {احزاب}

یہ حکم اِس لئے دیا گیا ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ رنجیدہ نہ ہوں۔

آیتِ بالا سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ازواجِ مطہراتؓ کی خوشی ملحوظ ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ {احزاب}

(اے مُومنو!) نبیؐ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔

کیونکہ ماں کا درجہ تمام عورتوں سے زیادہ ہوتا ہے لہٰذا ازواجِ مطہراتؓ تمام عورتوں سے افضل ہیں۔

(۸) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تم لوگوں میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ایک تو ان میں سے اللہ عزّ وجلّ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت ہے، نور ہے، وہ اللہ کی رسّی ہے۔ جس نے اس کی پیروی کی ہدایت پر رہے گا اور جس نے اسے چھوڑ دیا گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا، اللہ کی کتاب کو پکڑ لو اور اس پر سختی سے عمل کرو اور (دوسری بھاری چیز) میرے اہلِ بیت ہیں، میں اپنے اہلِ بیت کے متعلق تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہلِ بیت کے متعلق تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہلِ بیت کے متعلق تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں"[1]

(یعنی اللہ سے ڈرنا، اہلِ بیت کے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی نہ کرنا)

بیوی، شوہر کی ناموس ہوتی ہے۔ بیوی کی عزّت شوہر کی عزّت ہوتی ہے۔ بیوی کی بے حُرمتی شوہر کی بے حُرمتی ہوتی ہے۔ اسی بناء پر اس حدیث میں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "بھاری" کا لفظ فرما کر اشارہ کر دیا کہ اہلِ بیت سے مُراد ازواجِ مطہراتؓ ہیں۔

انتقال کے وقت مَرد کو اپنی بیوی اور نابالغ، غیر شادی شدہ بچّوں کا فکر ہوتا ہے اُن بچّوں کا فکر نہیں ہوتا جو اپنے گھر کے ہو چکے ہوں۔ کیونکہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کوئی بچّہ آپؐ کی کفالت میں نہ تھا لہٰذا آپؐ کو جو فکر تھا وہ ازواجؓ کے متعلق تھا اور اسی فکر کا تقاضہ تھا کہ آپؐ نے اپنی اُمّت کو اُن سے حُسنِ سلوک کرنے کی وصیّت فرمائی۔

ازواجِ مطہراتؓ کے ساتھ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسنِ معاشرت

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپؐ کی نو بیویاں زندہ تھیں، آپؐ باری باری ہر ایک کے ہاں رہتے تھے، اِس طرح ہر بیوی کی باری آٹھ دن کے وقفہ سے آیا کرتی تھی (کیونکہ یہ وقفہ کافی طویل تھا اس لئے) تمام بیویاں ہر رات کو اُس بیوی کے مکان میں جمع ہو جایا کرتی تھیں جس بیوی کی باری ہوتی تھی[2]

خود رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد تمام بیویوں کے ہاں جایا کرتے تھے اور ہر ایک کے پاس کچھ دیر بیٹھتے تھے[3] اگر کبھی بیویوں میں کچھ تیز کلامی ہو جاتی تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے سُنتے رہتے۔ مثلاً

ایک مرتبہ رات کے وقت تمام بیویاں حضرت عائشہؓ کے مکان میں جمع ہوئیں کسی بات پر حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ میں گرما گرم بحث ہوئی، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے سُنتے رہے[4]

اسی طرح ایک اور موقع پر اِن دونوں میں گرما گرم بحث ہوئی، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے

---

[1] صحیح مسلم باب فضائلِ علیؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ النکاح باب القسم بین الزوجات۔ [3] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ التحریم) وکتابُ الطّلاق وصحیح مسلم کتاب الطّلاق۔ [4] صحیح مسلم کتابُ النکاح باب القسم بین الزوجات۔

سنتے ہے[1]

فطری غیرت کی بناء پر اور وہ بھی خاص طور پر تکمیل تربیت سے پہلے اگرچہ بعض اوقات ازواجِ مطہراتؓ میں کبھی تیز کلامی ہوجاتی تھی لیکن وہ ایک دوسرے کی خوبیوں کا اعتراف کرتی تھیں (جیساکہ آگے ذکر آرہا ہے) اور یہی وہ چیز ہے جو اُن کے صدق وتقوے پر کُھلی دلیل ہے۔

اب ہم فرداً فرداً ہر بیوی کا حال تحریر کرتے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہ بنت خُویلدؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی پہلی زوجۂ مطہرہ ہیں۔ نبوت سے پہلے ہی رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوچکا تھا[2]

نبوّت ملنے سے کچھ عرصہ پہلے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تنہائی پسند کرنے لگے۔ آپؐ غارِ حراء میں تشریف لیجاتے اور مسلسل کئی کئی دن وہاں عبادت کرتے، آپؐ اپنے ساتھ کھانا لیجایا کرتے تھے۔ جب کھانا ختم ہوجاتا تو آپؐ حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے اور مزید کھانا لے جاتے۔

جب رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپؐ خوفزدہ ہوگئے۔ آپؐ کا دل دھڑک رہا تھا، اسی حالت میں آپؐ حضرت خدیجہؓ کے پاس پہنچے اور فرمایا "مجھے کمبل اُڑھادو"۔ انہوں نے کمبل اُڑھادیا۔ جب خوف جاتا رہا تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے کیا ہوگیا۔ مجھے (اتنی بھاری ذمّہ داری کی وجہ سے) اپنی جان کا خوف ہے"۔ پھر آپؐ نے ان کو سارا قصّہ سُنایا۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا "ہرگز نہیں، آپؐ کو خوشخبری ہو، اللہ کی قسم اللہ آپؐ کو رسوا نہیں کرے گا۔ آپؐ رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، معاشرہ پر جو لوگ بار ہیں ان کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کے لیے آپؐ کماتے ہیں، مہمان کی خاطر کرتے ہیں، حق کے کاموں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں"۔ پھر حضرت خدیجہؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے چچازاد بھائی وَرَقَہ بن نَوفَلؓ کے پاس لے گئیں۔ ورقہ عیسائی ہوگئے تھے۔ انہوں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا حال سُننے کے بعد فرمایا "(گھبرانے کی کیا بات ہے) یہ تو وہی فرشتہ ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا"[3]

حضرت خدیجہؓ ہی وہ واحد زوجۂ مطہرہؓ ہیں جن سے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اولاد ہوئی[4]

ہجرت سے تقریباً تین سال پہلے حضرت خدیجہؓ نے انتقال فرمایا[5]

حضرت خدیجہؓ کے فضائل رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم بڑی کثرت سے حضرت خدیجہؓ کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور انکی بڑی تعریف کرتے تھے، ان کی سہیلیوں کو تحفے بھیجتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہؓ کو سلام کہلوایا تھا اور جنّت میں موتی کے محل کی بشارت دی تھی۔ حضرت جبریلؑ بھی ان کو سلام کہلواتے تھے[6] رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "خدیجہؓ اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے بہتر ہیں"[7]۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بیشک مجھے خدیجہؓ کی (بہت) محبّت دیگئی ہے"[8]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المبتدء صحیح مسلم باب فضل عائشہؓ [2] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن عائشہؓ [3] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی وکتاب التفسیر (سورۃ اقرأ) وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی عن عائشۃ صدیقہؓ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب باب تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہؓ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ، عن عائشہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہؓ عن ابی ہریرہؓ وکتاب النکاح باب غیرۃ النساء وصحیح مسلم باب فضائل خدیجہؓ

حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت عائشہ صِدّیقہؓ، حضرت ابوبکر صدّیقؓ کی صاحبزادی تھیں۔ ان کے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی ان کے والد اور ان کی والدہ حضرت اُمِّ رومانؓ مسلم ہو چکے تھے۔

حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ صِدّیقہؓ سے نکاح کیا۔ نکاح سے پہلے آپؐ نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو دو مرتبہ خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے دیکھا کہ وہ ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہیں اور کوئی شخص اُنہیں گود میں اُٹھا کر یہ کہتا ہے "یہ آپؐ کی زوجہ ہیں"۔ آپؐ مُنہ کھول کر دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ حضرت عائشہ صِدّیقہؓ ہیں۔ (خواب ہی میں) آپؐ فرماتے "اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ایسا ہو جائے گا"۔[1]

(اللہ تعالیٰ کے اس اشارہ پر) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ کو پیغامِ نکاح بھیجا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ماہِ شوّال سنہ ۲ قبل ہجرت میں حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کا نکاح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کر دیا۔[2] مہر پانچ سو درہم مقرر ہوا۔[3] حضرت عائشہؓ ہی وہ واحد زوجۂ مطہّرہؓ ہیں جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شادی کے وقت کنواری تھیں۔ نکاح کے وقت ان کی عمر چھ سال تھی، نکاح کے بعد انہیں رخصت نہیں کیا گیا۔[4]

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو حضرت عائشہ صِدّیقہؓ نے سامانِ سفر تیّار کیا، کچھ کھانا چمڑے کے ایک ٹکڑے میں رکھ دیا۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے حضرت عائشہ صِدّیقہؓ وغیرہا کو مکّہ ہی میں چھوڑ دیا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت عائشہ صِدّیقہؓ بھی مدینہ منوّرہ آگئیں اور بنو حارث بن خزرج کے محلّہ میں قیام فرمایا۔ مدینہ منوّرہ پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کو بخار آنے لگا، ایک مہینہ تک بخار کا سلسلہ جاری رہا۔ اس بیماری میں ان کے تمام بال جھڑ گئے۔[5]

بخار سے صحتیاب ہونے کے بعد بال پھر بکثرت آگئے۔ صحتیابی کے کچھ عرصہ بعد ماہِ شوّال سنہ ۱ھ میں ایک دن جبکہ وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل میں مشغول تھیں، ان کی والدہ حضرت اُمِّ رومانؓ نے انہیں پکارا۔ وہ اپنی والدہ کے پاس آگئیں والدہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور اُنہیں ایک مکان کے دروازہ پر لیجا کر کھڑا کر دیا۔ (اور پھر انہیں اندر لے گئیں) اُس وقت حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کا سانس پھُول رہا تھا۔ جب ذرا سکون ہوا تو انہوں نے پانی لے کر اپنے چہرہ اور سر پر ڈالا۔ مکان میں چند انصاری خواتین تھیں۔ حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کو دیکھکر کہنے لگیں "خیر و برکت اور فالِ نیک کے ساتھ آؤ"۔ پھر اُن خواتین نے حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کا بناؤ سنگھار کیا۔ صبح کے وقت جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت اُمِّ رومانؓ نے حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کو ان کے حوالہ کر دیا۔ وداع کے وقت حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کی عمر نو سال تھی۔[6] وداع

(حواشی بقیہ صفحۂ گذشتہ) [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عائشہؓ عن علیؓ و صحیح مسلم باب فضائل خدیجہؓ [5] صحیح مسلم باب فضائل خدیجہؓ

(حواشی صفحۂ ھٰذا) [1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و کتاب النکاح باب نکاح الابکار۔ [2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب تزویج الصغار من الکبار و باب انکاح الرجل ولدہ الصغار و صحیح مسلم کتاب النکاح (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے۔ شوّال کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے) [3] صحیح مسلم کتاب النکاح باب الصداق عن عائشہ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب النکاح باب انکاح الرجل ولدہ الصغار۔ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عائشہؓ (صحیح مسلم کتاب النکاح میں صرف بخار آنے کا ذکر ہے، خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) و کتاب الاطعمۃ وغیرہ۔ [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عائشہؓ و صحیح مسلم نحوہٗ (ماہ شوّال کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے) عہ گرم ممالک میں بلوغ کیلئے یہ عمر کم نہیں اخبار ڈان مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۶۶ء میں یہ خبر چھپی تھی کہ جانس برگ (افریقہ) کے قریب اسپرنگس کے ہسپتال میں ایک نو سالہ لڑکی کے ہاں بچہ پیدا ہوا

کے بعد بھی کچھ عرصہ تک حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیاں کھیلتی رہیں[1]۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے طاق کے دروازہ پر ایک تصویر دار پردہ لٹکا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پردہ کو پھاڑ دیا اور فرمایا۔ "اللہ نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا پہنائیں"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس پردہ کو قطع کر کے دو تکیے بنا لئے اور ان میں کھجور کی چھال بھر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تکیوں کو استعمال فرماتے تھے[2] (اس واقعہ تک گھروں میں تصویر رکھنے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی)

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک گدا خریدا۔ گدے میں چند تصاویر تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدے کو دیکھ کر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا "میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف رجوع کرتی ہوں، میں نے کیا قصور کیا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ گدا کیسا ہے؟" انہوں نے عرض کیا "میں نے اسے آپؐ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپؐ اس پر بیٹھیں اور اس پر تکیہ لگائیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویریں ہوں[3]"۔ (اس طرح بتدریج گھروں میں تصویر رکھنے کی ممانعت ہو گئی)

جنگِ اُحد | جنگِ اُحد میں جب کافی مسلمین زخمی ہو گئے تو دوسری مسلم خواتین کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی اپنی پیٹھ پر مشکیں اٹھا کر لاتیں اور زخمی لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتیں۔ جب مشکیں خالی ہو جاتیں تو پھر جا کر انہیں بھر لاتیں[4]۔

(نوٹ:۔ پردہ کے احکام ابھی تک نازل نہیں ہوئے تھے)

واقعۂ تخییر | ایک مرتبہ ازواجِ مطہراتؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال طلب کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مطالبہ پر ان سے ناراض ہو گئے اور ایک ماہ تک ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی۔ ۲۹ دن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور بحکم الٰہی انہیں اختیار دیا کہ مال و دولت اختیار کر لو یا اللہ اور رسولؐ کو اختیار کر لو۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فوراً جواب دیا "میں اللہ، رسولؐ اور دارِ آخرت کو اختیار کرتی ہوں"[5]

جنگِ بنو مصطلق اور واقعۂ افک | جنگ بنو مصطلق میں حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ وہ ہودج میں سوار ہو کر سفر کرتی تھیں۔ جنگ کے بعد واپسی کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، حضرت عائشہ صدیقہؓ قضائے حاجت کیلئے گئیں، جب واپس آئیں تو انہیں معلوم ہوا کہ ان کا ہار کہیں گر گیا۔ وہ اس کی تلاش میں پھر اسی جگہ گئیں، تلاش میں کافی دیر ہو گئی، اس اثناء میں اسلامی لشکر وہاں سے روانہ ہو گیا، کیونکہ وہ ایک کم سن ہلکی پھلکی لڑکی تھیں اس لئے ہودج اٹھانے والوں نے اسے ہلکا نہ سمجھا اور اسے اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنی منزل پر پہنچیں تو لشکر جا چکا تھا، وہ وہیں لیٹ گئیں اور انہیں نیند آ گئی۔ حضرت صفوانؓ جو اسلامی لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے صبح کے وقت ان کے قریب پہنچے، حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دیکھ کر انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ان کی آواز سن کر حضرت عائشہ صدیقہؓ جاگ گئیں اور فوراً چہرہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب الانبساط الی الناس عن عائشہؓ۔ [2] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب اللباس باب التصاویر۔ [3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب ھل یرجع اذا رأی منکرا و صحیح مسلم کتاب اللباس۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی و باب مناقب ابی طلحہؓ و کتاب الجہاد و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ و کتاب النکاح و باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم کتاب الطلاق باب بیان ان تخییر امرأتہ ..... و باب الایلاء

چھپالیا۔ حضرت صفوانؓ نے اونٹ کو بٹھایا، حضرت عائشہ صدیقہؓ اس پر سوار ہوگئیں اور دوپہر کے وقت اسلامی لشکر سے جا ملیں، منافقین کو موقع ملا، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی اور اس کا چرچا کرنے لگے۔ اسی اثناء میں حضرت عائشہ صدیقہؓ بیمار ہوگئیں۔ جب بیماری سے افاقہ ہوا تو اس تہمت کا علم ہوا۔ وہ اپنی والدہ کے ہاں چلی گئیں اور ان سے دریافت کیا کہ لوگ میرے متعلق کیا کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا "اے بیٹی، گھبراؤ نہیں، ایسی عورتیں بہت کم ہوتی ہیں جو خوبصورت ہوں، شوہر کی محبوب ہوں، ان کی سوکنیں ہوں اور پھر ان پر تہمت نہ لگائی جائے۔" حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا "سبحان اللہ"۔ اتنے میں ایک انصاری عورت آئی اور اس تہمت کا ذکر کرنے لگی حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس سے پوچھا "کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ نے بھی یہ بات سنی ہے؟" اس نے کہا "ہاں"۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہؓ بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ ہوش آیا تو لرزہ کا بخار چڑھا ہوا تھا۔ حضرت اُمِّ رومانؓ نے ان کے اوپر لحاف وغیرہ ڈال دیا، جب بخار سے افاقہ ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ رونے لگیں۔ نہ آنسو تھمتے تھے نہ نیند آتی تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے ان کا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے ان کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت زینبؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتی"۔ حضرت بریرہؓ سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا "میں عائشہؓ کو اس طرح بے عیب جانتی ہوں جس طرح جوہری خالص سونے کی ڈلی کو بے عیب جانتا ہے"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ برابر روتی رہیں یہاں تک کہ روتے روتے دو راتیں اور ایک دن ہو گیا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ نے نصیحت آمیز کچھ کلمات کہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا "اگر میں یہ کہوں کہ میں بری ہوں تو تم لوگ مجھے سچا نہ سمجھو گے اور اگر میں اقرار کر لوں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم لوگ مجھے سچا سمجھو گے، اللہ کی قسم میں اپنی اور تم لوگوں کی مثال یوسف (علیہ السلام) کے باپ کی مثال سمجھتی ہوں جبکہ انہوں نے یہ کہا تھا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔ (میں خوبصورتی سے صبر کرتا ہوں اور جو باتیں تم کہہ رہے ہو اُن پر اللہ ہی میرا مددگار ہے) میں بھی (ان کی طرح) خوبصورتی سے صبر کرتی ہوں اور جو کچھ تم لوگ کہہ رہے ہو اُس پر اللہ ہی میرا مددگار ہے۔" یہ کہکر حضرت عائشہ صدیقہؓ منہ پھیر کر اپنے بچھونے پر لیٹ گئیں۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونی شروع ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی چند آیات نازل فرما کر حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اس تہمت سے بری کر دیا۔[1]

بعض ازواج مطہراتؓ کا رشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بے حد محبت تھی۔ اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے مسلمین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفے اُس دن بھیجا کرتے تھے جس دن حضرت عائشہ صدیقہؓ کی باری ہوتی تھی۔ یہ بات بعض ازواجؓ کو ناگوار گذری۔ اُنہوں نے حضرت اُمِّ سلمہؓ کو نمائندہ بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم عائشہؓ کے بارے میں مجھے نہ ستاؤ۔ سوائے ان کے لحاف کے اور کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی"۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے توبہ کی اور واپس چلی آئیں۔ پھر ان ازواج نے حضرت فاطمہؓ کو بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا "اے بیٹی، کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتیں جس کو میں پسند کرتا ہوں"۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو پھر عائشہؓ سے محبت کرو"۔ یہ سن کر حضرت فاطمہؓ بھی واپس آگئیں۔ پھر حضرت زینبؓ حاضر خدمت ہوئیں۔ انہوں نے سختی سے گفتگو

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و کتاب التفسیر و کتاب الشہادات و کتاب الاعتصام بالکتاب السنۃ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ۔

کی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو برا بھلا کہنے لگیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں کو دیکھ رہی تھیں کہ آپؐ انہیں بولنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف دیکھا۔ وہ سمجھ گئیں کہ آپؐ جواب دینے سے ناراض نہیں ہوں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جواب دینا شروع کیا اور حضرت زینبؓ کو خاموش کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا "آخر وہ ابوبکرؓ کی بیٹی ہی تو ہیں"۔[1]

حضرت عائشہؓ کی غیرت ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہاں تھے، جب آپؐ کو یقین ہو گیا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سو چکی ہیں تو آپؐ چپکے سے نکلے اور قبرستان پہنچے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ جاگ رہی تھیں، انہوں نے چادر اوڑھی اور آپؐ کے پیچھے پیچھے قبرستان پہنچیں۔ کچھ دیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی واپس ہوئیں۔ آپؐ تیز چلے تو وہ بھی تیز چلیں اور جلدی سے آکر بستر پر لیٹ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عائشہؓ کا سانس چڑھا ہوا ہے۔ آپؐ نے پوچھا "سانس کیوں چڑھ رہا ہے"۔ انہوں نے کہا "کچھ نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "بتا دو ورنہ لطیف وخبیر (اللہ) مجھے بتا دے گا"۔ انہوں نے سارا قصہ سنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا "کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ اللہ اور رسولؐ تمہارا حق تلفی کریں گے، بات یہ ہے کہ میرے پاس جبریلؑ آئے تھے، انہوں نے کہا کہ آپؐ کا رب آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ آپؐ بقیع نامی قبرستان جائیں اور ان لوگوں کیلئے جو وہاں مدفون ہیں استغفار کریں، میں نے تمہیں اس لئے نہیں جگایا کہ تم (اکیلی) گھبراؤ گی"۔[2]

حجۃ الوداع حضرت عائشہ صدیقہؓ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے آپؐ کے خوشبو لگائی۔[3]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام سرف میں پہنچے تو حضرت عائشہؓ کو اذیتِ ماہانہ شروع ہو گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچے تو وہ رو رہی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا "یہ تو اللہ نے آدمؑ کی تمام بیٹیوں کی تقدیر میں لکھ دیا ہے۔ تم وہ سب کام کرو جو حاجی کرتا ہے البتہ جب تک پاک نہ ہو جاؤ طواف نہ کرنا"۔[4]

الغرض حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حج کے مناسک ادا کئے۔ جب وہ منیٰ پہنچیں تو پاک ہو گئیں، لہٰذا انہوں نے مکہ معظمہ آکر طواف کیا۔[5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض الموت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت شروع ہوا تو کچھ دن تک آپؐ باری باری سے ازواجِ مطہراتؓ کے ہاں جاتے رہے[6] لیکن جب بیماری نے شدت اختیار کی تو آپؐ نے اپنی ازواجؓ سے اجازت چاہی کہ آپؐ کی تیمارداری عائشہؓ کے ہاں کی جائے۔ تمام ازواجؓ نے اس بات کی اجازت دیدی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہاں تشریف لے آئے اور پھر وفات تک آپؐ انہیں کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الہبۃ وصحیح مسلم باب فضل عائشہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب مایقال عند دخول القبور۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الطیب۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب تہل الحائض باب قولہ الحج اشہر معلومات وکتاب الحیض وصحیح مسلم کتاب الحج۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب قولہ الحج اشہر معلومات۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہؓ۔

ہاں رہے[1]

حضرت عائشہ صدیقہؓ "قُل ہو اللہُ احد"، "قُل اعوذ بربّ الفلق" اور "قل اعوذ بربّ النّاس" پڑھ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھوں پر دَم کرتیں اور آپؐ کے ہاتھوں کو آپؐ کے بدن پر پھیر دیا کرتی تھیں[2]

وفات سے کچھ دیر پہلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہؓ سے کمر لگا کر بیٹھ گئے[3] کچھ دیر بعد آپؐ پر غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو آپؐ نے اپنی نظریں چھت کی طرف کرلیں اور فرمایا "اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی" اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ آئے، اُن کے پاس مسواک تھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسواک کی طرف دیکھا، حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے پوچھا "کیا مسواک لیکر آپؐ کو دوں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سر کے اشارہ سے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عائشہؓ نے مسواک لیکر آپؐ کو دی لیکن (کمزوری کی وجہ سے) آپؐ اُسے نرم نہ کرسکے۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے پوچھا "کیا میں اسے نرم کردوں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ سے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے مسواک لے کر اُسے چبایا، اُس کو نرم کیا، پھر صاف کرکے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیدی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خوب اچھی طرح سے مسواک کی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ اس بات پر فخر کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اُنکے لعابِ دہن کو آپؐ کے دُنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن جمع کردیا[4]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات پیر کا دن تھا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی باری تھی، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے اور اسی حالت میں آپؐ کی وفات ہوگئی[5]

حضرت عائشہ صدّیقہؓ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت عائشہ صدّیقہؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی معیّت میں بصرہ گئیں (اور اس بات کی کوشش کی کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لیا جائے)[6]

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی وفات جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ بیمار ہوئیں اور اُن پر غفلت طاری ہوئی تو حضرت ابن عبّاسؓ ان کی عیادت کے لئے آئے اور اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے اجازت دینے میں اس خیال سے پس وپیش کیا کہ وہ آکر اُن کی تعریف کریں گے۔ کسی نے اُن سے کہا کہ یہ تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچازاد بھائی ہیں اور مسلمین میں ذی وجاہت ہیں (انہیں تو اجازت ملنی چاہیئے) حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا "انہیں اجازت دو"۔ حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ اندر آئے اور پوچھا "آپ اپنے آپ کو کیسا پاتی ہیں؟" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا "اگر مجھ میں تقوٰے ہے تو خیریت سے ہوں"۔ حضرت ابنِ عبّاسؓ نے کہا "آپ انشاءاللہ خیر وعافیت ہی میں رہیں گی، آپ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زوجہ ہیں، آپ کے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح نہیں کیا۔ آپ کی برئیت آسمان سے اُتری، آپ تو سچّے پیش رَو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ابوبکرؓ کے پاس جارہی ہیں" (فکر کس بات کا؟ یہ کہکر وہ چلے گئے) اتنے میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ تشریف لائے۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا "ابن عبّاسؓ آئے تھے، انہوں نے میری تعریف کی، میں تو یہ چاہتی ہوں کہ بھولی بسری ہوجاتی"[7] پھر حضرت عائشہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الغسل فی المخضب وکتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی البیعۃ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام عن عائشہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وصحیح مسلم کتاب السلام باب رقیۃ المریض بالمعوذات [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وصحیح مسلم باب فضائل عائشہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتاب فرض الخمس باب ما جاءَ فی بیوت ازواج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ووفاتہ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الفتن [7] صحیح بخاری باب فضل

صدیقہؓ نے حضرت ابن زبیرؓ کو وصیت کی کہ مجھے دوسری ازواجِ مطہراتؓ کے پاس ہی دفن کر دینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (روضۂ مبارک میں جو ایک جگہ ابھی تک باقی ہے وہاں) دفن نہ کرنا کیونکہ میں یہ بات پسند نہیں کرتی کہ (دوسری ازواج کے مقابلہ میں) مجھے کوئی برتر مقام دیا جائے [1]

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے خصائل

حُبِّ رسولؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باری کے دن کسی دوسری بیوی کے ہاں جانے کی اجازت لیتے تو عرض کرتیں "اگر آپؐ مجھ سے پوچھتے ہی ہیں تو میں آپؐ کا کسی اور کے پاس جانا پسند نہیں کرتی (لیکن آپؐ کو روک بھی نہیں سکتی)" [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا "میں جانتا ہوں تم کب مجھ سے راضی ہوتی ہو اور کب ناراض ہوتی ہو۔" اُنہوں نے پوچھا "کیسے؟" آپؐ نے فرمایا "جب تم راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو محمدؐ کے ربّ کی قسم، اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو ابراہیمؑ کے ربّ کی قسم"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا "بات تو ٹھیک ہے لیکن میں صرف آپؐ کا نام ہی چھوڑتی ہوں (دل میں بدستور محبت ہوتی ہے)" [3]

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ کسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اونٹ کے قریب چلتے۔ ایک دن حضرت حفصہؓ نے کہا "آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہو جاؤں، پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اچھا، الغرض انہوں نے ایسا ہی کیا۔ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس اونٹ کے قریب چلتے رہے جس پر حضرت حفصہؓ سوار تھیں۔ کچھ دور جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قریب نہ پا کر اپنے پیروں کو اِذخر گھاس میں ڈال دیا اور کہنے لگیں "اے ربّ مجھ پر کسی بچھو یا سانپ کو مسلط کر دے کہ وہ مجھے کاٹ کھائے، میں اس بات کی قدرت نہیں رکھتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہوں کیونکہ وہ تو تیرے رسول ہیں" [4]

ایک مرتبہ چند یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اس طرح سلام کیا "السّام علیک" (تم پر موت طاری ہو) حضرت عائشہ صدیقہؓ سمجھ گئیں کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کو بہت غصہ آیا۔ اُنہوں نے اُنکے جواب میں کہا "تم پر موت طاری ہو، تم پر لعنت ہو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عائشہؓ سخت کلامی نہ کرو، اللہ نرمی پسند کرتا ہے"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا "آپؐ نے نہیں سُنا کہ انہوں نے کیا کہا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے وعلیکم کہہ کر اُن کے قول کو اُن پر لوٹا دیا، ہماری بددُعا، اُن کے حق میں قبول ہو سکتی ہے اُن کی بددُعا، ہمارے حق میں قبول نہیں ہو سکتی"۔ [5]

جب حضرت جعفرؓ کا انتقال ہوا تو اُن کی رشتہ دار عورتیں نوحہ کرنے لگیں۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحضّ ..... [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب

[3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب غیرۃ النساء ووجدھن۔ [4] صحیح بخاری کتاب النکاح باب القرعۃ بین النساء وصحیح مسلم باب فضل عائشہؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [5] صحیح بخاری کتاب الاستئذان وکتاب الادب صحیح مسلم کتاب السلام (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

کو اطلاع دی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود اُن کے انتقال کی وجہ سے بہت مغموم تھے۔ آپؐ نے اُس شخص سے کہا "انہیں منع کرو۔" وہ شخص گیا اور اُنہیں نوحہ کرنے سے منع کیا لیکن وہ باز نہ آئیں۔ اُس نے آکر پھر عرض کیا کہ وہ نوحہ کر رہی ہیں۔ (منع کرنے پر بھی باز نہ آئیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "انہیں منع کرو۔" اُس نے پھر جاکر منع کیا لیکن وہ اب بھی باز نہ آئیں۔ اُس نے آکر پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اُن کی شکایت کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کے مُنہ میں خاک ڈالدو۔" حضرت عائشہ صِدّیقہؓ (یہ بات سُن رہی تھیں، غصّہ میں اُنہوں) نے کہا "اللہ تمہاری ناک خاک آلودہ کرے، نہ تو تم وہ کام کرتے ہو جس کا حکم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیا ہے اور نہ آپؐ کو پریشان کرنے سے باز آتے ہو۔"[1]

حجّۃ الوداع کے موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن لوگوں کو جو قربانی لے کر نہیں آئے تھے حکم دیا کہ عُمرہ کرکے احرام کھول دیں۔ بعض لوگوں نے اس بات کو عجیب خیال کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو غصّہ آگیا غصّہ کے آثار چہرۂ مبارک سے ظاہر ہو رہے تھے۔ اسی حالت میں آپؐ حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کے پاس گئے۔ حضرت عائشہ صِدّیقہؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ کو کس نے غصّہ دلایا، اللہ اُسے آگ میں داخل کرے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بعض لوگوں کا یہ حال ہے کہ اُنہیں احرام کھولنے پر تعجّب ہو رہا ہے حالانکہ اگر مجھے پہلے سے معلوم ہو جاتا تو میں بھی قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا (اور عمرہ کرکے احرام کھول دیتا)"[2]

تقوٰے | ایک دن حضرت عائشہ صدیقہؓ کے رضاعی چچا افلح اُن کے پاس آئے۔ حضرت عائشہ صِدّیقہؓ نے انہیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت عائشہ صِدّیقہؓ نے آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں اجازت دیدو۔" حضرت عائشہ صِدّیقہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے تو مرد نے دودھ نہیں پلایا، دودھ تو اُس مرد کی بیوی نے پلایا تھا (اگر اِس کے بھائی نے دودھ پلایا ہوتا تو یہ چچا ہو سکتا تھا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ تمہارے چچا ہیں۔ انہیں اجازت دیدو۔"[3]

اُحبّ فی اللہ | حضرت عائشہ صِدّیقہؓ پر جب تہمت لگائی گئی تو حضرت حسّانؓ بھی اس میں شریک ہو گئے، لیکن جب حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کے سامنے اُنہیں کوئی بُرا بھلا کہتا تو اُسے روک دیا کرتی تھیں[4]۔ وہ فرماتی تھیں کہ حسّانؓ اپنے اشعار کے ذریعہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے کُفّار کا مقابلہ کرتے تھے (اس لئے انہیں بُرا نہ کہو)[5]

ظرافت | ایک دن حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کے سر میں درد ہوا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اس زمانہ میں بیمار تھے اور اسی بیماری میں آپؐ کا انتقال ہوا۔ حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کہنے لگیں "ہائے دردِ سر۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری زندگی میں تمہارا انتقال ہو جائے تو اچھا ہے کہ میں تمہارے لئے دُعا و استغفار کروں۔" حضرت عائشہ صِدّیقہؓ نے کہا "آپؐ میرا مرنا چاہتے ہیں تاکہ آج ہی شام کو کسی دوسری بیوی کے ساتھ رات گذاریں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ بات نہیں ہے، میں تو خود دردِ سر میں مبتلا ہوں۔"[6]

ایثار | حضرت عائشہ صِدّیقہؓ نے روضۂ رسُولؐ میں ایک جگہ اپنے لئے محفوظ کر رکھی تھی لیکن جب حضرت عمرؓ نے اس جگہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من جلس عند المصیبۃ و باب ما ینہی عن النوح و صحیح مسلم کتاب الجنائز باب التشدید فی النیاحۃ۔ [2] صحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام و باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و باب وجوب الدم علی المتمتع۔ [3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب امھٰتکم التی ارضعنکم و صحیح مسلم کتاب الرضاع۔ [4] صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب فی حدیث الافک [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و صحیح مسلم باب فضائل حسانؓ [6] صحیح بخاری کتاب المرضٰی باب ما رخص للمریض ..... عن عائشۃ رضؓ۔

دفن ہونے کی درخواست کی تو ایثار سے کام لیتے ہوئے اُنہوں نے حضرت عمرؓ کو وہاں دفن کئے جانے کی اجازت دیدی۔[1]

تواضع | روضۂ رسولؐ میں اب بھی ایک جگہ باقی رہ گئی تھی لیکن حضرت عائشہ صدیقہؓ نے وہاں دفن ہونا مناسب نہیں سمجھا بلکہ کہنے لگیں "مجھے دوسری ازواج کے پاس ہی دفن کر دینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن نہ کرنا کیونکہ میں یہ بات پسند نہیں کرتی (کہ دوسری ازواج کے مقابلہ میں) مجھے کوئی برتر مقام دیا جائے"۔[2]

خشیت | وفات سے قبل حضرت عائشہؓ بیمار ہوئیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ عیادت کے لئے آئے اور ان کی کچھ تعریف کی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "میں تو یہ چاہتی ہوں کہ بھولی بسری ہو جاتی" (یعنی حساب و کتاب سے بچ جاتی)[3]

فیاضی | حضرت عائشہ صدیقہؓ بہت فیاض تھیں۔ جو کچھ ملتا فوراً خرچ کر دیتیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اُن کی خدمت میں کافی رقم بھیجا کرتے تھے وہ اُسے بہت جلد اللہ کے راستہ میں دیدیا کرتی تھیں۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "ان کے ہاتھ کو روکنا چاہیئے"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سُنا تو فرمایا "کیا میرے ہاتھ روکے جائیں گے، اگر میں اُس سے بات کروں تو مجھ پر نذر واجب ہے"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بڑی مشکل سے معافی حاصل کی حضرت عائشہ صدیقہؓ ان سے بات کرنے لگیں اور اپنی نذر پوری کرنے کیلئے چالیس غلام آزاد کئے[4]

جب حضرت عائشہؓ کے خاندان میں کسی کا انتقال ہو جاتا تو بہت سی عورتیں جمع ہو جاتیں جب گھر والے اور خاص خاص آدمی رہ جاتے تو حضرت عائشہؓ تلبینہ[5] وغیرہ پکواتیں اور پھر ثرید[6] بنواتیں۔ پھر تلبینہ کو اس پر ڈال کر فرماتیں "کھاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تلبینہ مریض کے دل کو آرام پہنچاتا ہے اور غم کو ہلکا کرتا ہے"[7]

شہ سواری | حضرت عائشہؓ اُونٹ پر سوار ہوا کرتی تھیں، بلکہ سرکش اُونٹ پر بھی سوار ہو جاتیں اور اُسے چکر دیا کرتی تھیں[8]

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل

حضرت جبریلؑ کا سلام | حضرت جبریلؑ، حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں تشریف لاتے اور انہیں سلام کہلواتے۔[9]

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے لحاف میں وحی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی سوائے عائشہؓ کے لحاف کے"۔[10]

فیض صحبت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہاں دو دن رہا کرتے تھے، ایک اُن کی باری کے دن اور ایک حضرت سودہؓ کی باری کے دن کیونکہ حضرت سودہؓ نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ہبہ کر دیا تھا[11]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوب بیوی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواجِ مطہراتؓ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سب سے زیادہ محبت تھی۔[12]

تمام مردوں اور عورتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوب شخصیت | ایک مرتبہ حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و باب مناقب عثمانؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ [3] صحیح بخاری باب فضل عائشہؓ و کتاب التفسیر (سورۃ النور) [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مناقب قریش و کتاب الادب باب الھجرۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ۔
[6] صحیح بخاری کتاب الادب باب من دعا صاحبہ فنقص من اسمہ حرفاً عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الھبۃ و کتاب المناقب باب فضل عائشہؓ۔
[8] صحیح بخاری کتاب النکاح باب المرأۃ تھب یومھا من زوجھا لضرتھا و صحیح مسلم کتاب النکاح عن عائشہؓ۔ [9] صحیح بخاری کتاب الھبۃ۔
[10] تلبینہ ایک کھانے کا نام ہے جو آٹے یا بھوسی سے بنتا ہے۔ للعہ شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی کو ثرید کہتے ہیں۔ صحیح مسلم کتاب البر باب فضل الرفق۔

عمرو بن العاصؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عائشہؓ سے"۔ اُنہوں نے پوچھا "مَردوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُن کے والد سے"۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ سے خود ہی محبت نہیں کرتے تھے بلکہ آپ چاہتے تھے کہ دوسرے بھی محبت کریں، مثلاً ایک موقع پر آپ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا "تم بھی عائشہؓ سے محبت کرو"۔[2]

فضیلت خاص | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کی باری کے دن انتقال فرمایا۔ انتقال کے وقت آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گود میں سر رکھے ہوئے لیٹے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری لمحات میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا لعابِ دہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہنِ مبارک میں پہنچا۔[3]

تمام عورتوں میں سب سے افضل | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عائشہؓ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت باقی تمام کھانوں پر"۔[4]

حضرت عائشہؓ حضرت حسانؓ کی نظر میں | حضرت حسانؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں فرماتے ہیں:۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ باوقار، تیز فہم کسی کے شک سے اُن پر تہمت نہیں لگائی جا سکتی
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ وہ صبح کو بے خبر عورتوں کے گوشت سے بھوکی اُٹھتی ہیں (یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں)[5]

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت زینبؓ کی نظر میں | زوجۂ مطہرہ حضرت زینبؓ فرماتی ہیں "میں بجز بھلائی کے ان میں اور کچھ نہیں جانتی"۔[6]

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت عمارؓ کی نظر میں | حضرت عمارؓ فرماتے ہیں "میں جانتا ہوں کہ بے شک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں، دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی"۔[7]

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی نظر میں | حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہا "آپ انشاء اللہ خیر و عافیت میں رہیں گی، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں، آپ کے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی نہیں کی، آپ کی برّیت آسمان سے اُتری"۔[8]

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت اُسید بن حضیرؓ کی نظر میں | حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں، اُن کا ہار کہیں گر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں آس پاس کہیں پانی نہ تھا۔ صحابہؓ کے پاس جو پانی تھا وہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے شکایت کی کہ عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی جگہ روک دیا جہاں آس پاس کہیں پانی نہیں ہے۔ صحابہؓ کے پاس جو پانی تھا وہ بھی ختم ہو چکا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس گئے۔ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ران پر سر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بُرا بھلا کہا اور

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ السلاسل وکتاب المناقب باب مناقب ابی بکرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الہبۃ وصحیح مسلم باب فضل عائشہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب فرض الخمس باب ما جاء فی بیوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب باب فضل عائشہؓ عن ابی موسیٰؓ وانسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک وصحیح مسلم باب فضائل حسانؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک [7] صحیح بخاری ابواب المناقب باب فضل عائشہؓ۔ [8] صحیح بخاری باب فضل عائشہؓ وکتاب التفسیر سورۃ النور۔

اُن کی کوکھ میں اُنگلی چبھوئی لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے احترام میں انہوں نے جنبش تک نہ کی۔ لوگوں نے بے وضو، نماز پڑھ لی اور پھر اس بات کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ اُسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرمائی۔ حضرت اُسید بن حضیرؓ نے کہا "اے عائشہؓ، اللہ تمہیں جزائے خیر دے، اللہ کی قسم جب کوئی بات تمہیں پیش آئی تو اللہ نے تمہارے لئے نکلنے کا راستہ مہیّا فرمادیا اور مسلمین کیلئے اس میں برکت پیدا کردی اور اے آل ابوبکرؓ یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے (بلکہ اس سے پہلے بھی تمہاری وجہ سے بہت سی برکتیں نازل ہوچکی ہیں)" [1]

حضرت سَودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے نکاح کرنے کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سب سے پہلے حضرت سودہ بنتِ زمعہؓ سے نکاح کیا۔ نکاح کے وقت حضرت سودہؓ کافی سن رسیدہ ہوچکی تھیں [2]

حضرت سودہؓ ایک دراز قامت اور جسیم عورت تھیں (اس لئے بآسانی پہچان لی جاتی تھیں) حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ ازواجِ مطہّراتؓ پردہ میں بیٹھیں۔ اس سلسلہ میں اُنہوں نے کئی مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مشورہ دیا لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش رہے۔ ایک رات کو ایسا ہوا کہ حضرت سودہؓ قضائے حاجت کیلئے باہر نکلیں تو حضرت عمرؓ نے اُنہیں پہچان لیا اور مخاطب کرکے اُن سے کہا "اے سودہؓ، ہم نے تمہیں پہچان لیا۔" حضرت عمرؓ نے یہ بات اس لئے کہی کہ شاید یہی بات پردہ کے حکم کا سبب بن جائے [3]

جب پردہ کا حکم نازل ہوگیا تو حضرت سودہؓ پھر کسی کام سے باہر نکلیں، حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ ازواجِ مطہّراتؓ گھر سے باہر ہی نہ نکلیں۔ اسی خواہش کی بناء پر اُنہوں نے پھر حضرت سودہؓ سے کہا "اللہ کی قسم تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں دیکھو تم کس طرح نکلتی ہو۔" حضرت سودہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس بات کی شکایت کی، اُسی وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی۔ وحی کے نزول کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے تمہیں اپنے کام کیلئے باہر نکلنے کی اجازت دیدی ہے۔" [4]

حضرت سودہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خوش کرنے کی جستجو میں رہا کرتی تھیں۔ جب وہ بوڑھی ہوگئیں تو اُنہوں نے محض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی کی خاطر اپنی باری حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو ہبہ کردی [5]

حجّۃ الوداع میں شرکت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ حضرت سودہؓ بھی حجّۃ الوداع میں شریک تھیں، وہ ذرا بھاری ہوگئی تھیں لہٰذا اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مزدلفہ سے رات کے وقت ہی منیٰ جانے کی اجازت طلب کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت مرحمت فرمادی [6]

حضرت سودہؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ کی نظر میں حضرت عائشہ صدّیقہؓ فرماتی ہیں "میں نے ایسی کوئی عورت نہیں دیکھی جس کے طریقہ پر چلنا مجھے سودہؓ کے طریقہ سے زیادہ محبوب ہو۔ البتہ اُن کے مزاج میں ذرا تیزی تھی۔" [7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التیمّم وکتاب احادیث الانبیاء باب فضل عائشہ صدیقہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب النکاح۔ [3] صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب آیۃ الحجاب وصحیح مسلم کتاب السّلام۔ [4] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب۔ [5] صحیح بخاری کتاب الہبۃ، صحیح مسلم کتاب النکاح (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں، خوشنودی حاصل کرنے کا ذکر صرف صحیح بخاری میں ہے) [6] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من قدم ضعفۃ اھلہ وصحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب تقدیم دفع .....عن عائشہؓ وابنِ عباسؓ۔ [7] صحیح مسلم کتاب النکاح باب جواز ھبتھا نوبتھا لضرتھا۔

حضرت حفصہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت حفصہؓ، حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں۔ ان کا نکاح پہلے حضرت خنیس بن حذافہؓ سے ہوا تھا۔ جنگِ بدر کے کچھ عرصہ بعد حضرت خنیسؓ کا انتقال ہوگیا (عدت گذرنے کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کا پیغام بھیجا حضرت عمرؓ نے ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔[1]

جب حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور وہ زخمی ہوگئے تو حضرت حفصہؓ اُن کے پاس تشریف لائیں، اُن کے ساتھ اور بھی خواتین تھیں۔ جب وہ تشریف لائیں تو مرد باہر چلے گئے۔ حضرت حفصہؓ حضرت عمرؓ کے پاس آکر بیٹھ گئیں اور روتی رہیں۔[2]

حضرت ابوبکرؓ نے سرکاری طور پر قرآن مجید کا جو نسخہ تیار کرایا تھا حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد وہ حضرت حفصہؓ کی تحویل میں رہا۔ ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کی نقلیں کرنے کیلئے وہ نسخہ اُن سے منگوایا تھا اور پھر اُسے واپس کر دیا تھا۔[3]

حُبِّ رسولؐ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں چلی جارہی تھیں۔ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اونٹ کے قریب چلتے تھے۔ ایک دن حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہا آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اُونٹ پر سوار ہو جاؤں، پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس بات پر رضامند ہوگئیں۔ دونوں نے اپنے اُونٹ تبدیل کر لئے۔ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس اُونٹ کے قریب چلتے رہے جس پر حضرت حفصہؓ سوار تھیں[4] (اس طرح حضرت حفصہؓ کی خواہش پوری ہوگئی)

حضرت حفصہؓ کی سیاست اور اختلاف سے کراہت (جب قاتلانِ عثمانؓ سے قصاص لینے کے سلسلہ میں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی گفتگو منافقین کے بلوہ کی نذر ہوگئی تو) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو یہ خیال ہوا کہ لوگ مشورہ میں انہیں کوئی خاص اہمیت نہیں دے رہے ہیں تو وہ اپنی بہن حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا "آپ دیکھتی ہیں لوگوں کا کیا حال ہے، اس سلسلہ میں میرا کوئی حق ہی نہیں سمجھتے۔" حضرت حفصہؓ نے فرمایا "تم ان لوگوں کے پاس جاؤ وہ تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے (وہ یقیناً سمجھتے ہوں گے کہ مشورہ میں تمہارا بہت بڑا حق ہے) اور مجھے ڈر ہے کہ تمہارے نہ جانے سے کوئی اختلاف نہ ہو جائے۔" غرض یہ کہ حضرت حفصہؓ نے انہیں اُس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک وہ چلے نہیں گئے۔[5]

حضرت اُمِّ سلمہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت اُمِّ سلمہؓ کا نکاح پہلے حضرت ابوسلمہؓ سے ہوا تھا۔ ہجرت کے کچھ عرصہ بعد مدینہ منورہ میں ابوسلمہؓ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے یہ کلمات پڑھے:-

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰھُمَّ ہم سب اللہ کے ہیں اور ہم سب اُسی کی طرف لوٹ کر جانے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعد باب شہود الملائکۃ فی غزوۃ بدر عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن انسؓ و زید بن ثابتؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب النکاح باب القرعۃ بین النساء، وصحیح مسلم باب فضل عائشۃ صدیقہؓ
[5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خندق عن عکرمۃ بن خالدؓ۔

اُجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا۔ والے ہیں، اے اللہ مجھے میری مصیبت کا اجر دے اور اس سے بہتر چیز مجھے عطا فرما۔

اُنہوں نے یہ دُعا پڑھ تو لی لیکن دل ہی دل میں یہ خیال آرہا تھا کہ ابوسلمہؓ سے بہتر کون ہوگا۔ وہ صحابیِ رسُولؐ تھے سب سے پہلے مہاجر تھے۔ اسی خیال میں وہ حضرت ابوسلمہؓ کے انتقال کی خبر دینے کیلئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ دعا پڑھو:۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلَهٗ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْهُ عُقْبٰی حَسَنَةً۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور انہیں بخش دے۔ اور مجھے ان کے بعد ان کا نعم البدل عطا فرما۔

حضرت اُمّ سلمہؓ نے حکم کی تعمیل کی اور یہ دُعا پڑھ لی۔

حضرت اُمّ سلمہؓ کو اپنے شوہر کے انتقال کا بہت رنج تھا۔ کہنے لگیں "یہ سافر غریب الوطنی کی حالت میں مرگیا، میں اس پر ایسا روؤں گی کہ لوگ اس کا ذکر کریں گے۔" لیکن پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایماء پر انہوں نے اس ارادہ کو ترک کر دیا۔

کچھ عرصہ کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُمّ سلمہؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے کہا "میری ایک بیٹی ہے، پھر میں غیور بہت ہوں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہلوایا "ہم ان کی بیٹی کیلئے دُعا کریں گے کہ اللہ ان کو بیٹی کی طرف سے بے فکر کر دے اور اُن کی (غیر ضروری) غیرت دور[1] ہو جائے۔" (حضرت اُمّ سلمہؓ راضی ہوگئیں) اور ان کا نکاح رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہوگیا۔ حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں اُس دُعا کے اثر سے اللہ تعالیٰ نے ابوسلمہؓ سے بہتر شوہر مجھے عطا فرمایا۔[1]

نکاح کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تین دن اُن کے ہاں رہے۔ جب آپؐ جانے لگے تو اُنہوں نے آپؐ کا دامن پکڑ لیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اپنے شوہر کے نزدیک کم مرتبہ نہیں ہو، اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات دن رہوں، پھر تمام بیویوں کے پاس سات سات دن دورہ کروں۔" حضرت اُمّ سلمہؓ نے کہا "تین دن ہی ٹھیک ہیں۔"[2]

حضرت اُمّ سلمہؓ کا تقویٰ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خوش کرنے کی خاطر صحابہؓ اکثر تحفے آپؐ کو اُس دن بھیجتے تھے جس دن آپؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہاں ہوتے تھے بعض ازواجِ مطہراتؓ پر یہ چیز گراں گذری، اُنہوں نے حضرت اُمّ سلمہؓ کو اپنا نمائندہ بنا کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت اقدس میں بھیجا تاکہ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے امتیاز کو ختم کرنے کے سلسلہ میں آپؐ سے گفتگو کریں۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس سلسلہ میں بات کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم عائشہؓ کے بارے میں مجھے نہ ستاؤ، سوائے اُس کے اور کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نہیں آتی۔" حضرت اُمّ سلمہؓ (نادم ہوئیں، انہوں) نے توبہ کی اور واپس چلی آئیں۔[3]

حضرت اُمّ سلمہؓ کی حضرت کعبؓ بن مالک کے ساتھ ہمدردی حضرت کعبؓ غلطی سے جنگِ تبوک میں شریک نہ ہو سکے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ناراض ہو کر صحابہؓ کو ان سے مقاطعہ کا حکم دیا۔ اس مقاطعہ کے زمانہ میں حضرت اُمّ سلمہؓ اکثر اُن کی سفارش کیا کرتی تھیں، جس رات کو حضرت کعبؓ کی توبہ قبول ہوئی اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنائز عن اُمّ سلمہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الرضاع باب قدر ما تستحقہ البکر عن اُمّ سلمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الہبۃ و صحیح مسلم باب فضل عائشہ صدیقہؓ۔

[1] غیرت سے مُراد وہ غیرت ہے جو ایک سوکن کو دوسری سوکن سے ہوتی ہے۔

نازل ہوئی اُس رات کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت اُمِّ سلمہؓ کے ہاں ہی تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُمِّ سلمہؓ سے فرمایا "کعبؓ کی توبہ قبول ہوگئی"۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے کہا "میں ان کے پاس کسی آدمی کو بھیجدوں جو انہیں خوشخبری سُنائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لوگوں کا ازدحام ہوجائے گا اور پھر تمہیں کوئی سونے بھی نہیں دے گا"۔[1]

صلح حُدیبیہ اور حضرت اُمِّ سلمہؓ کی اِصابتِ رائے جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عمرہ کے ارادہ سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے تو کُفّار نے آپؐ کو مکہ معظمہ میں داخِل ہونے سے روک دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کُفّار سے ایک مدّت کے لئے صلح کرلی اور اِس سال بغیر عمرہ کئے واپس جانے پر آپؐ راضی ہوگئے۔ صلح نامہ کی تکمیل کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا "اُٹھو، قربانی کرو اور سر منڈادو"۔ (صحابۂ کرامؓ کیونکہ اس قسم کی صلح سے بہت مغموم تھے اس لئے) انہوں نے کچھ توقف کیا (اس اُمّید میں کہ شاید اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کرکے مکہ معظمہ میں داخِل ہونے کی اجازت مل جائے صحابۂ کرامؓ کے اس توقّف کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے محسُوس کیا) آپؐ حضرت اُمِّ سلمہؓ کے پاس آئے اور اُن سے یہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے پوچھا "کیا آپؐ کی یہی مرضی ہے (کہ لوگ یہیں قربانی کرکے احرام کھول دیں) اگر ایسا ہی ہے تو آپؐ باہر جاکر پہلے خود قربانی کرکے سر مُنڈادیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے اس مشورہ کو قبول فرمایا۔ آپؐ باہر تشریف لائے، قربانی کرکے آپؐ نے سر منڈادیا۔ صحابۂ کرامؓ (نے جب یہ دیکھا تو مزید توقّعات ختم ہوگئیں لہٰذا انہوں) نے بھی فوراً قربانی کی اور سر منڈادیا۔[2]

حضرت اُمِّ سلمہؓ کی حجّۃ الوداع میں شرکت حجّۃ الوداع میں حضرت اُمِّ سلمہؓ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھیں، اثنائے حج میں وہ بیمار ہوگئیں۔ انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیماری کی شکایت کی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم سوار ہوکر طواف کرلو"۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے سوار ہوکر کعبہ کا طواف کیا۔[3]

حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت زینبؓ کا نکاح پہلے حضرت زید بن حارثہؓ سے ہوا تھا۔ جب حضرت زیدؓ نے انہیں طلاق دی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بحکمِ الٰہی اُنہیں نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت زینبؓ نے کہا "میں کوئی کام نہیں کرتی جب تک اپنے ربّ سے مشورہ نہ کرلوں"۔ یہ کہہ کر وہ نماز پڑھنے کھڑی ہوگئیں۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی:-

زَوَّجْنٰكَهَا {احزاب ۳۷} اے رسُولؐ ہم نے آپؐ کا نکاح ان سے کردیا۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بغیر اجازت ان کے مکان میں تشریف لے گئے۔[4]

حضرت زینبؓ اس نکاح پر فخر کرتی تھیں۔ دوسری ازواج مطہراتؓ سے وہ کہتی تھیں "تمہارا نکاح تمہارے گھر والوں نے کیا اور میرا نکاح اللہ نے ساتوں آسمانوں پر کیا"۔[5]

نکاح کی صبح کو حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے کچھ مالیدہ بناکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں بھیجا۔ ولیمہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الشروط وغیرہ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب طواف النساء مع الرجال و کتاب التفسیر سورۃ النور۔ [4] صحیح مسلم کتاب النکاح باب زواج زینبؓ عن انسؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنّۃ باب کان عرشہ علی الماء عن انسؓ۔

کے لئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی گوشت روٹی کا بندوبست کیا۔ جب حضرت انسؓ مالیدہ لے کر پہنچے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "آدمیوں کو بُلا لاؤ"۔ جب سب آدمی جمع ہو گئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دس دس آدمیوں کو بُلا کر کھانا کھلانا شروع کیا۔ لوگ آتے رہے اور کھانا کھاتے رہے، حضرت زینبؓ بھی اسی مکان میں پیٹھ موڑے بیٹھی رہیں۔ جب سب آدمی کھانا کھا کر چلے گئے تو دسترخوان اُٹھا لیا گیا۔ اس کے کچھ دیر بعد پردہ کی آیت نازل ہوئی۔[1]

حُبِّ رسُولؐ عصر کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام ازواجؓ کے ہاں دورہ فرمایا کرتے تھے۔ جب آپؐ حضرت زینبؓ کے ہاں پہنچتے تو وہ آپؐ کو شہد پلایا کرتی تھیں۔[2]

تقویٰ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی گئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے متعلق استفسار فرمایا حضرت زینبؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو بچاتی ہوں، اللہ کی قسم میں سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتی"۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں "ان کے زہد و تقوے نے ان کو (میری بُرائی سے) بچا لیا"۔[3]

اتباعِ شریعت حضرت زینبؓ بہت متبع شریعت تھیں۔ جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا تو (تین دن بعد) اُنہوں نے خوشبو منگائی اور اُس کو اپنے جسم اور کپڑوں پر لگایا، پھر فرمایا اللہ کی قسم مجھے خوشبو لگانے کی ضرورت تو نہیں تھی (میں نے یہ کام صرف اس لئے کیا ہے کہ) میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے "جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو اُس کیلئے حلال نہیں کہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، البتہ شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا چاہیئے"۔[4]

حضرت زینبؓ کی غیرت صحابہؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے تحفے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی باری کے دن بھیجتے تھے۔ بعض ازواج مطہراتؓ کو یہ بات ناگوار گذری۔ اس سلسلہ میں پہلے حضرت اُمِّ سلمہؓ نے پھر حضرت فاطمہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے گفتگو کی لیکن نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ پھر حضرت زینبؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں۔ اُس وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت زینبؓ نے عرض کیا، "(اے اللہ کے رسُولؐ) آپؐ کی ازواجؓ آپؐ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہیں، آپؐ ابن ابی قحافہؓ کی بیٹی کے معاملہ میں انصاف کرائیں"۔ حضرت زینبؓ نے آواز بلند کی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بُرا بھلا کہنے لگیں۔ پہلے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ خاموش رہیں، پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی منشاء پاکر انہوں نے جواب دینا شروع کیا، حضرت زینبؓ خاموش ہو گئیں۔[5]

صدقہ و خیرات حضرت زینبؓ صدقہ و خیرات بہت کرتی تھیں۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سب سے پہلے مجھ سے وہ بیوی ملے گی جس کا ہاتھ سب سے زیادہ دراز ہے"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت زینبؓ کا ہاتھ (خیرات و صدقات میں) ہم سب سے زیادہ دراز تھا، وہ اپنے ہاتھ سے کام کر کے روپیہ کماتی تھیں اور خیرات کرتی تھیں۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب آیۃ الحجاب و کتاب النکاح باب الھدیۃ للعروس و کتاب التفسیر باب لا تدخلوا بیوت النبی و صحیح مسلم کتاب النکاح۔
[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ التحریم) و کتاب الطلاق و کتاب الایمان والنذور و صحیح مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الکفارۃ علی من حرّم امرأتہ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الاحداد فی عدۃ الوفاۃ عن زینب بنت ابی سلمہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الھبۃ و صحیح مسلم باب فضل عائشۃ رضؓ عن عائشۃ رضؓ۔ [6] صحیح مسلم باب فضائل زینبؓ عن عائشۃ صدیقہ رضؓ۔

حضرت زینبؓ حضرت عائشہؓ کی نظر میں | حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں "زینبؓ مرتبہ میں میری ہمسری کرتی تھیں، میں نے کسی عورت کو ان سے بہتر دیندار، اللہ سے ڈرنے والی، صلۂ رحمی کرنے والی، صدقہ وخیرات کرنے والی، سچ بولنے والی نہیں دیکھا، البتہ اُن کے مزاج میں ذرا تیزی تھی لیکن فوراً نادم ہوجاتی تھیں۔" [1]

حضرت جُوَیرِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت جویریہؓ جنگ بنو مصطلق میں قید ہو کر آئی تھیں [2] ان کے والد کا نام حارث تھا [3] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے نکاح کر کے اپنی ازواج میں شامل کر لیا۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت جویریہؓ کے ہاں تشریف لائے آپؐ نے پوچھا "کیا کھانے کیلئے کوئی چیز ہے؟" انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ کی قسم ہمارے پاس کھانے کیلئے کچھ نہیں ہے سوائے اُن چند ہڈیوں کے جو میری لونڈی کو صدقہ میں ملی ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں لے آؤ، صدقہ تو اپنی جگہ پہنچ گیا" (اب وہ بالواسطہ ہمارے لئے ہدیہ بن گیا) [4]

حضرت جویریہؓ فرماتی ہیں "ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صبح کی نماز کیلئے نکلے میں اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی، پھر دن چڑھے آپؐ تشریف لائے، میں اُسی طرح اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "جب سے مَیں تمہارے پاس سے گیا ہوں تم اُسی طرح بیٹھی ہو"۔ میں نے کہا "ہاں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد تین مرتبہ چار کلمات کہے، اگر وہ تمہارے اس ذکر سے جو تم صبح سے اب تک کرتی رہی ہو وزن کئے جائیں تو اُن کا پلڑا جُھک جائے گا۔ (وہ کلمات یہ ہیں)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ — پاکی ہے اللہ کے لئے، حمد ہے اس کے واسطے اُس کی مخلوقات کی
وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ [5] — گنتی کے برابر، اُس کی رضا کے مُطابق، اُس کے عرش کے وزن کے برابر اور اُس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔

ایک دفعہ جمعہ کے دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت جویریہؓ کے ہاں تشریف لائے، حضرت جویریہؓ روزے سے تھیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے کل روزہ رکھا تھا؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟" انہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "روزہ کھول لو"۔ [6]

حضرت صَفِیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت صفیہ جنگِ خیبر میں قید ہو کر آئیں۔ وہ ابھی نئی دلہن ہی تھیں کہ اُن کا شوہر جنگ میں قتل ہو گیا۔ لوگوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے حضرت صفیہؓ کی خوبصورتی کا ذکر کیا (آپؐ نے کوئی توجہ نہیں فرمائی) اتنے میں حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الہبۃ و صحیح مسلم باب فضل عائشہؓ عن عائشہؓ۔
[2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز الاغارۃ عن ابن عمرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم الجمعۃ۔
[4] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الہدیۃ للنبی صلّی اللہ علیہ وسلّم
[5] صحیح مسلم کتاب الذکر باب التسبیح فی اوّل النہار۔
[6] صحیح بخاری کتاب الصوم۔

دحیہؓ نے عرض کیا "مجھے ایک لونڈی دلوا دیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم ایک لونڈی لے لو"۔ اُنہوں نے حضرت صفیہؓ کو لے لیا۔ ایک شخص نے آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "آپؐ نے قبیلۂ قریظہ اور قبیلۂ بنو نضیر کے سردار کی بیٹی دِحیہؓ کو دیدی حالانکہ وہ آپؐ کے علاوہ کسی اور کیلئے مناسب نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (لوگوں کا نفسیاتی جائزہ لیتے ہوئے) فرمایا "دِحیہؓ کو مع اُس لڑکی کے بُلاؤ"۔ حضرت دِحیہؓ حاضرِ خدمت ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت صفیہؓ کی طرف دیکھا اور حضرت دِحیہؓ سے فرمایا "اے دِحیہؓ دوسری لونڈی لے لو"، پھر آپؐ نے (اُنکی دل جوئی کی خاطر) سات لونڈیوں کے بدلہ میں حضرت صفیہؓ کو ان سے خرید لیا۔ اور انہیں اپنے لئے منتخب فرمالیا۔[1]

خیبر کی فتح کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں بمقام سُدّ الصّہباء حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے حضرت صفیہؓ کو دلہن بنایا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں آزاد کرکے اُن سے نکاح کرلیا اور اُن کی آزادی کو اُن کا مہر قرار دیا۔ دوسرے دن صبح کو آپؐ نے فرمایا "جو چیز جس کے پاس ہو لے آؤ"۔ لوگوں نے اپنے اپنے زادِ راہ لاکر چمڑے کے دسترخوان پر جمع کردئے۔ پھر کھجور، پنیر اور گھی کا مالیدہ تیار کیا گیا اور اسی مالیدہ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ولیمہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین دن وہاں قیام فرمایا، پھر آپؐ مدینہ منوّرہ روانہ ہوگئے حضرت صفیہؓ کے لئے آپؐ نے (اُونٹ پر) بیٹھنے کی جگہ بنائی اور پردہ تان دیا اور اپنی چادر اُڑھا دی۔ راستہ میں جب حضرت صفیہؓ اونٹنی پر سوار ہوتیں تو آپؐ اونٹنی کے پاس بیٹھ جاتے، اپنا گھٹنا (زمین پر) ٹکاتے، حضرت صفیہؓ آپؐ کے گھٹنہ پر اپنا پیر رکھ کر اُونٹنی پر سوار ہوجاتیں، راستہ میں آپؐ نے اونٹنی کو تیزی سے دوڑایا۔ اتفاق سے اونٹنی کو ٹھوکر لگی، آپؐ اور حضرت صفیہؓ اس پر سے گر پڑے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جلدی سے کھڑے ہوگئے اور حضرت صفیہؓ پر پردہ تان دیا اور اونٹنی پر دوبارہ سوار ہوکر مدینہ منوّرہ روانہ ہوگئے۔[2]

ایک مرتبہ رمضان کے آخری عشرہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعتکاف کیا۔ ایک رات کو حضرت صفیہؓ آپؐ سے ملنے آئیں جب وہ جانے لگیں تو آپؐ انہیں پہنچانے کیلئے ان کے ساتھ گئے۔[3]

حجّۃ الوداع حضرت صفیہؓ حجۃ الوداع میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھیں۔ ایامِ حج میں ان کو اذیتِ ماہانہ شروع ہوگئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو معلوم ہوا تو فرمایا "وہ ہمیں روکیں گی"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، انہوں نے طوافِ اِفاضہ تو کرلیا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر کوچ کرو"۔[4]

حضرتِ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(عمرۃ القضاء ادا کرنے کے بعد) حدودِ حرم ہی میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت میمونہؓ سے نکاح کیا۔[5] نکاح کے وقت آپؐ احرام اُتار چکے تھے۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح، کتاب المغازی، کتاب البیوع و صحیح مسلم کتاب النکاح عن انسؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من غزا بصبی للخدمۃ و باب ما یقول اذا رجع و کتاب الصلوٰۃ باب یذکر فی الفخذ و باب التکبیر عند الاغارۃ و کتاب المغازی و کتاب النکاح و کتاب البیوع و صحیح مسلم کتاب النکاح (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [3] صحیح بخاری ابواب الاعتکاف و صحیح مسلم کتاب السلام عن صفیہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک کتاب المغازی باب حجۃ الوداع و صحیح مسلم باب وجوب طواف الوداع عن عائشہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء، و کتاب النکاح باب نکاح المحرم عن ابن عباسؓ۔
[6] صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم نکاح المحرم عن میمونہؓ۔

ایک مرتبہ حضرت میمونہؓ نے ایک لونڈی آزاد کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر نہ کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باری کے دن ان کے ہاں پہنچے تو انہوں نے لونڈی آزاد کرنے کا ذکر آپؐ سے کیا، آپؐ نے فرمایا "اگر تم وہ لونڈی اپنے ماموؤں کو دیدیتیں تو بڑا اجر ملتا۔" [1]

حُبِّ رسولؐ ایک دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو اٹھے تو چپ چپ تھے۔ حضرت میمونہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، آج صبح سے آپؐ کچھ پریشان نظر آتے ہیں۔" آپؐ نے فرمایا "آج رات کو جبریلؑ نے مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا لیکن ملے نہیں، اللہ کی قسم انہوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔" یکایک آپؐ کو کتے کے بچہ کا خیال آگیا جو پلنگ کے نیچے آکر بیٹھ گیا تھا۔ آپؐ نے فوراً اسے نکلوا دیا۔ اسے نکالتے ہی فوراً جبریلؑ تشریف لائے۔ انہوں نے کہا "ہم اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔" [2]

حضرت میمونہؓ نے مقام سَرِف[3] میں انتقال فرمایا۔[4] حضرت ابنِ عباسؓ نے لوگوں سے فرمایا جب تم ان کے جنازہ کو اٹھاؤ تو حرکت نہ دینا (احترام سے جنازہ اٹھانا) اور (جب جنازہ لے کر چلو تو) ہلاتے ہوئے نہ لے جانا بلکہ پُرسکون طریقہ پر لے کر چلنا۔" [5]

حضرت اُمِّ حبیبہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت اُمِّ حبیبہؓ، حضرت ابوسفیانؓ کی صاحبزادی تھیں۔ فتحِ مکّہ کے موقع پر حضرت ابوسفیانؓ نے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسولؐ، میری بیٹی اُمِّ حبیبہؓ عرب کی تمام عورتوں سے زیادہ حسین ہے، میں اس کا نکاح آپؐ سے کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا"۔

ایک دن حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے اس طرح دُعا کی۔ "اے اللہ، مجھے میرے شوہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم، میرے والد ابوسفیانؓ اور میرے بھائی معاویہؓ سے فائدہ اٹھانے کا موقع دے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا "تم نے اللہ سے ایسی باتوں کا سوال کیا جن کی میعادیں مقرر ہیں، قدم تک لکھے ہوئے ہیں، روزیاں مقسوم ہو چکی ہیں، ان میں سے اللہ کسی چیز کو مقدم یا مؤخر نہیں کرے گا، اگر تم اللہ سے یہ مانگتیں کہ اے اللہ مجھے جہنم اور قبر کے عذاب سے عافیت دے تو بہتر ہوتا۔" [5]

حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میری بہن عزّہ سے نکاح کر لیجئے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم اسے پسند کرتی ہو؟" حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے عرض کیا "ایک میں ہی تو آپؐ کی بیوی نہیں ہوں (جہاں اتنی ہیں ایک اور سہی) میں تو یہ چاہتی ہوں کہ اس خیر (وفضیلت) میں میری

---

[1] صحیح بخاری کتاب الھبۃ عن میمونہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب عن میمونہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن ابنِ عباسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب النکاح باب کثرۃ النساء عن ابنِ عباسؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب القدر عن ابن مسعودؓ۔

[1] لونڈی آزاد کرنا نیکی تو ضرور ہے لیکن دوسروں کے ساتھ ہمدردی، اُن کی ضروریات کو پورا کرنا، اُن کی مشکلات کو حل کرنا دوہری نیکی ہے۔ ایسی نیکی سے ہمدردی و مؤاسات کے جذبات قائم رہتے ہیں۔ معاشرہ میں محبت کی فضائیں پیدا ہوتی ہیں، اور پھر جب یہ نیکی اقربا کے ساتھ کیجائے تو ثواب اور بڑھ جاتا ہے۔

[2] سَرِف مکّہ معظّمہ کے باہر ایک مقام کا نام ہے۔

[3] تقدیر کا مسئلہ مشکل مسئلوں میں سے ہے۔ دُعا اور تدبیر سے فائدہ تو ضرور ہوتا ہے لیکن اُتنا ہی جتنا اس دُعا اور تدبیر کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ملتا۔ پھر دُنیوی فائدہ عارضی ہوتا ہے لہٰذا آخرت کے باقی رہنے والے فائدہ کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ مؤمن کو ہمیشہ دنیا کے مقابلہ میں آخرت

بہن بھی شریک ہو جائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ میرے لئے حلال نہیں"۔[1]

اتّباعِ شریعت | حضرت اُمِّ حبیبہؓ بڑی متّبع شریعت تھیں۔ جب اُن کے والد حضرت ابوسفیانؓ کا انتقال ہوا تو (تین دن بعد) اُنہوں نے خوشبو منگائی جس میں زردی تھی۔ پھر وہ خوشبو اپنے (لباس اور جسم پر اور اپنے) رخساروں پر لگائی۔ پھر فرمایا "کسی عورت کے لئے جو اللہ اور رسُولؐ پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، البتہ شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن سوگ کرے"۔[2]

② اولاد

قرآن مجید میں ہے :-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ {احزاب ۴۰} (اے اہلِ اسلام) محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں میں سے کوئی بالغ نہیں ہوا۔ سب کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا۔

ابنائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس تاریخ کے ماخذ میں[3] ہمیں صرف آپؐ کے ایک صاحبزادہ کا ذکر ملتا ہے جن کا نام ابراہیمؓ تھا۔ ایامِ شیرخوارگی میں ابوسیف نامی لوہار کی بیوی انہیں دودھ پلایا کرتی تھیں (بچّہ کو دیکھنے کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابوسیف کے ہاں تشریف لیجایا کرتے تھے) ایک دن آپؐ اُن کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے حضرت ابراہیمؓ کو گود میں لے لیا، اُنہیں پیار کیا اور سُونگھا (پھر واپس تشریف لے آئے) کچھ دن بعد (جب حضرت ابراہیمؓ بیمار ہوئے تو) آپؐ پھر تشریف لے گئے۔ اُس وقت ابوسیف اپنی بھٹی دھونک رہے تھے۔ مکان میں دھواں ہو رہا تھا، حضرت انسؓ (آپکے ساتھ تھے اُنہوں) نے آگے بڑھ کر ابوسیف سے کہا "دھونکنا بند کرو"۔ ابوسیف نے دھونکنا بند کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بچّہ کو منگوایا پھر اُس کو اپنے گلے لگا لیا۔ اُس وقت حضرت ابراہیمؓ کا سانس اُکھڑ چکا تھا (اور وہ قریب المرگ تھے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ بھی روتے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ تو رحمت ہے" (نوحہ نہیں ہے) پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آنکھ رو رہی ہے دل غمگین ہے لیکن ہم سوائے اس بات کے جس سے اللہ راضی ہو کوئی اور بات مُنہ سے نہیں نکالیں گے اور اے ابراہیمؓ، ہم تمہارے فراق میں غمگین ہیں[3]"۔ ایامِ شیرخوارگی ہی میں حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہو گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جنّت میں ان کے لئے دودھ پلانے والی مقرر کی گئی ہے"۔[4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم الربیبۃ عن اُمِّ حبیبہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الاحداد فی عدۃ الوفاۃ عن زینب بنت ابی سلمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلّم انا بک لمحزونون وکتاب الادب و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمتہ صلّی اللہ علیہ وسلّم الصبیان نحوہ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [4] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق عن براءؓ۔

[1] دو حقیقی بہنیں بہ یک وقت جائز نہیں۔ [2] قرآن مجید، صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔

بناتِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

قرآن مجید میں ہے :۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ط { احزاب ۵۹ }

اے نبیؐ، اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمنین کی عورتوں سے کہدیجئے کہ (جب باہر نکلیں تو) اپنی چادروں کے گھونگھٹ نکال لیا کریں۔

"بنات" جمع کا صیغہ ہے، کیونکہ عربی زبان میں جمع کے صیغہ میں کم سے کم تین ہونا لازمی ہے لہٰذا لفظ "بنات" سے ثابت ہوتا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادیوں کی تعداد تین سے کم نہیں تھی۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے ثابت ہوتا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چار صاحبزادیاں تھیں جن کے حالات درجِ ذیل ہیں :۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت زینبؓ کا نکاح حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ سے ہوا تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابوالعاصؓ سے بہت خوش تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا "ابوالعاصؓ نے مجھ سے جو بات کہی اُسے سچ کر دکھایا"۔ [1]

حضرت زینبؓ کے ایک لڑکے کا انتقال حضرت زینبؓ کے ایک لڑکے کا بچپن ہی میں انتقال ہوگیا۔ حضرت زینبؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہلوایا "ہمارے ایک لڑکے کا انتقال ہوگیا ہے، آپؐ تشریف لائیے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں سلام کہلوایا اور کہلوایا کہ "بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ اُس نے لے لیا، اُسی کا ہے جو اُس نے دیدیا۔ ہر ایک کیلئے ایک وقت مقرر ہے لہٰذا صبر کرو اور ثواب کی اُمید رکھو"۔ حضرت زینبؓ نے قسم دے کر کہلوایا کہ آپؐ تشریف لائیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع چند صحابہؓ کے اُن کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے بچّہ کو گود میں لے لیا (آپؐ نے دیکھا کہ بچّہ ابھی زندہ ہے) اس کا سانس اس طرح چل رہا تھا جیسے مشک میں (ہوا حرکت کرتی ہے) کچھ دیر بعد (بچّہ کا انتقال ہوگیا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ حضرت سعدؓ نے پوچھا "یہ کیا؟" (کیا آپؐ رونے کو جائز سمجھتے ہیں) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(ہاں، اس قسم کا رونا) یہ ایک رحمت ہے جو اللہ نے دلوں میں پیدا کی ہے اور اللہ اپنے رحم کرنے والے بندوں ہی پر رحم کرتا ہے"۔ [2]

حضرت زینبؓ کا انتقال کچھ عرصہ بعد حضرت زینبؓ کا بھی انتقال ہوگیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے مکان پر تشریف لے گئے۔ حضرت اُمِّ عطیہؓ اور چند دوسری عورتوں نے انہیں غسل دینے کا ارادہ کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو پانی اور بیری کے پتّوں سے غسل دو، تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا ضرورت سمجھو تو اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو، لیکن (ہر حالت میں) طاق مرتبہ غسل دو، آخری بار نہلاتے وقت (پانی میں) کچھ کافور بھی ڈال دو، غسل

---

[1] صحیح بخاری ابواب الفضائل باب ذکر اصہار النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنتہ وصحیح مسلم باب فضل فاطمہؓ عن مسورؓ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یعذب المیت ببکاء اھلہ علیہ عن اسامہؓ وکتاب المرضیٰ وصحیح مسلم کتاب الجنائز باب البکاء۔ [3] نام کی صراحت صحیحین میں نہیں ہے۔

دیتے وقت سیدھی طرف سے اور وضو کے اعضاء سے ابتداء کرو اور جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے مطلع کرنا۔"
غرض یہ کہ جب وہ خواتین غسل دے کر فارغ ہوئیں تو اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطّلاع دی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا تہ بند اُن کو دیا اور فرمایا "یہ ان پر لپیٹ دو" (خواتین نے ایسا ہی کیا) پھر اُنہوں نے حضرت زینبؓ کی تین چوٹیاں گوندھیں اور ان چوٹیوں کو پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا۔[1]

حضرت زینبؓ کی ایک لڑکی تھیں جن کا نام امامہؓ تھا۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو اپنے کندھے پر بٹھا کر نماز ادا کی۔ جب آپؐ نے سجدہ کیا تو اُن کو اُتار دیا پھر جب آپؐ کھڑے ہوئے تو اُن کو اُٹھا لیا۔[2]

حضرت رقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(حضرت رقیّہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا تھا) جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگِ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو اُس وقت وہ بیمار تھیں۔ حضرت عثمانؓ اُن کی تیمارداری کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔[3]

حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(حضرت اُمِّ کلثومؓ کا نکاح بھی حضرت عثمانؓ سے ہوا تھا) حضرت اُمِّ کلثومؓ کا انتقال بھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی میں ہو گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (دفن کرتے وقت) اُن کی قبر (کے ایک کنارہ) پر بیٹھے ہوئے تھے آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، آپؐ نے فرمایا "کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے آج رات کو کمائی نہ کی ہو؟"[4] حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کیا "میں ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم قبر میں اُترو" وہ قبر میں اُترے اور اُن کو دفن کیا۔[5]

حضرت اُمِّ کلثومؓ (حسبِ حیثیت) سُرخ ریشمی چادر بھی اُوڑھا کرتی تھیں۔[6]

حضرت فاطمہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آغازِ نبوّت کے کچھ عرصہ بعد جب اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حکم دیا کہ:-
وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ {شعراء ۲۱۴} "اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ"۔ تو آپؐ نے اپنے تمام اقارب کو آواز دے کر بُلایا اور ہر ایک کو راہِ راست پر آنے کی دعوت دی۔ اس موقع پر حضرت فاطمہؓ بھی موجود تھیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز و صحیح مسلم کتاب الجنائز (خذا کسیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں۔ صاحبزادی کے نام کی صراحت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا حمل جاریۃ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ادا بعث الامام رسولاً عن ابنِ عمرؓ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یعذب المیت ببکاء اھلہٖ علیہ باب من یدخل قبر المرأۃ [5] صحیح بخاری کتاب اللباس باب الحریر للنساء عن انسؓ۔
[4] کاروبار میں عموماً جھوٹ سچ کا امکان ہوتا ہے لیکن جس نے کاروبار ہی نہ کیا وہ اس سے محفوظ ہوتا ہے، لہٰذا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چاہا کہ قبر میں اُتر کر اُس کی دستی وغیرہ کرنے والا ایسا آدمی ہو جس نے کم از کم ایک رات تو بغیر لغزش گذاری ہو۔ [6] نام کی صراحت صحیح بخاری میں نہیں ہے۔

آپؐ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا "اے فاطمہؓ، محمدؐ کی بیٹی، اپنی جان کو دوزخ سے بچاؤ۔ رشتہ داری کا حق میں یہاں ادا کرسکتا ہوں، جو کچھ مال مجھ سے یہاں مانگنا ہو مانگ لو، آخرت میں مَیں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتا۔" [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس آیت کے نزول کے وقت حضرت فاطمہؓ سنِ شعور کو پہنچ چکی تھیں۔

حضرت فاطمہؓ کی جرأت | ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کے سایہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپؐ سجدہ میں گئے تو کافروں نے آپؐ کی پُشت پر اُونٹ کی اوجھڑی رکھدی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑی دیر تک سجدہ میں رہے۔ کفّار یہ منظر دیکھ کر ہنستے رہے۔ اتنے میں ایک شخص نے جاکر حضرت فاطمہؓ کو خبر دی، وہ ابھی لڑکی ہی تھیں، دوڑتی ہوئی آئیں اور آپؐ کی پیٹھ پر سے اوجھڑی کو ہٹا دیا اور کافروں کو بُرا بھلا کہا۔ [2]

شادی | جنگِ بدر کے کچھ عرصہ بعد حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوگیا۔ [3]

جنگ اُحُد | جنگِ اُحُد کے خاتمہ پر حضرت فاطمہؓ بھی میدانِ جنگ میں پہنچ گئیں۔ اس جنگ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک زخمی ہوگیا تھا۔ حضرت فاطمہؓ نے زخم کو دھویا لیکن جب پانی ڈالنے سے خون بند نہیں ہوا بلکہ اور بڑھ گیا تو حضرت فاطمہؓ نے چٹائی کا ایک ٹکڑا جلاکر اُس کی راکھ کو زخم میں بھر دیا۔ راکھ بھرنے کے بعد خون نکلنا بند ہوگیا۔ [4]

حضرت فاطمہؓ کا لونڈی کیلئے درخواست کرنا | حضرت فاطمہؓ چکّی پیسا کرتی تھیں، چکّی پیستے پیستے اُنہیں کچھ تکلیف ہوگئی۔ ان ہی ایّام میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک لونڈی کہیں سے آئی ہوئی تھی۔ حضرت فاطمہؓ (اس لونڈی کو مانگنے کیلئے) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر تشریف لے گئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت گھر میں نہیں تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے اپنے آنے کا مقصد حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے بیان کردیا اور واپس چلی آئیں۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے حضرت فاطمہؓ کے آنے کا ذکر آپؐ سے کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے۔ حضرت علیؓ اُٹھنے لگے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دونوں اپنی اپنی جگہ پر رہو" (اُنہوں نے حکم کی تعمیل کی) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان دونوں کے درمیان جاکر بیٹھ گئے اور فرمایا "کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو اس چیز سے بہتر ہے جس کا تم نے سوال کیا ہے؟ (وہ یہ کہ) جب تم اپنے بستر پر لیٹا کرو تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ سُبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہہ لیا کرو، یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔" [5]

حضرت فاطمہؓ کی غیرت | ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت فاطمہؓ کو معلوم ہوا تو وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا "آپؐ کی قوم یہ کہتی ہے کہ آپؐ اپنی بیٹیوں کے معاملہ میں کبھی (کسی پر) خفا نہیں ہوتے، دیکھئے یہ علیؓ ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔" [6]

ان ہی ایّام میں بنو ہشام بن مغیرہ بھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور آپؐ سے اپنی لڑکی (یعنی ابوجہل کی بیٹی)

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ الشعراء) عن ابنِ عباسؓ و ابی ہریرۃؓ و سُورۃ السبا و سورۃ تبّت یدا و کتاب احادیث الانبیاء، باب من انتسب الی اٰبائہ عن ابی ہریرۃؓ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب انذر عشیرتک الاقربین۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء علی المشرکین و کتاب الصلوٰۃ باب المرأۃ تطرح عن المصلّی شیئًا و کتاب الوضوء باب اذا القی علی ظہر المصلّی قذر و کتاب احادیث الانبیاء باب مالقی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم واصحابہ من المشرکین و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب مالقی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من اذی المنافقین۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس و کتاب المغازی باب شہود الملائکۃ بدرًا و کتاب البیوع باب ذبح الحطب و الکلأ و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر عن علیؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غسل المرأۃ اباھا الدم و کتاب الجہاد باب المجن و باب لبس البیضۃ و صحیح مسلم کتاب الجہاد (غزوۂ اُحد) عن سہلؓ۔ [5] صحیح بخاری ابواب الفضائل عن علیؓ و صحیح مسلم کتاب الذکر۔

[6] اس وقت تک مشرکہ عورتوں سے نکاح کی ممانعت نہیں ہوئی تھی، ممکن ہے حضرت علیؓ نے یہ سوچا ہو کہ اس نکاح سے کفّارِ قریش کی مخالفت کم ہوجائے گی۔

کا نکاح حضرت علیؓ سے کرنے کی اجازت طلب کی۔ ان دونوں واقعات کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر پر کھڑے ہوئے، آپؐ نے تشہّد پڑھا پھر فرمایا "امّا بعد، میں نے اپنی بیٹی کا نکاح ابو العاص بن ربیعؓ سے کیا، اُس نے جو بات مجھ سے کہی اُسے سچ کر دکھایا، جو وعدہ کیا اُسے پُورا کیا، بے شک فاطمہؓ بھی میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے اور میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ اُسے تکلیف پہنچے، جو تکلیف اُسے پہنچتی ہے وہ (درحقیقت) مجھے پہنچتی ہے۔ بنو ہشام بن مغیرہ مجھ سے اجازت لے رہے ہیں کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علیؓ سے کر دیں۔ میں اجازت نہیں دیتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ علیؓ میری بیٹی کو طلاق دیدیں اور اُن کی بیٹی سے نکاح کر لیں، اللہ کی قسم، رسُولُ اللہ کی بیٹی اور عدوُّ اللہ کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں" اس خطبہ کے بعد حضرت علیؓ نے (ابو جہل کی بیٹی سے) نکاح کا ارادہ ترک کر دیا[1]

حجّۃ الوداع میں شرکت حجّۃ الوداع میں حضرت فاطمہؓ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک تھیں وہ قربانی کا جانور اپنے ساتھ لیکر نہیں گئی تھیں اس لئے اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے عمرہ کر کے احرام اتار دیا، رنگین کپڑے پہن لئے اور آنکھوں میں سُرمہ لگا لیا۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ سے حج کیلئے روانہ ہوئے تو اُس وقت حضرت علیؓ یمن میں تھے۔ وہیں سے وہ سیدھے مکّہ معظّمہ پہنچے۔ جب وہ حضرت فاطمہؓ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ اُنہوں نے احرام اُتار دیا ہے اور رنگین کپڑے پہن لئے ہیں۔ اِس حالت میں اُنہیں دیکھ کر حضرت علیؓ کو بہت غصّہ آیا۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا "میرے والد نے مجھے یہی حکم دیا ہے"۔ یہ سُن کر حضرت علیؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے اور آپؐ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "فاطمہؓ نے سچ کہا، فاطمہؓ نے سچ کہا"۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مرض الموت مرض الموت کے زمانہ میں ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت فاطمہؓ کو بلوایا، جب وہ آئیں تو آپؐ نے فرمایا "اے بیٹی، مرحبا"۔ پھر چپکے سے فرمایا "ہر سال جبریلؑ مجھ سے قرآن کا ایک مرتبہ دَور کرتے تھے اور اس سال دو مرتبہ دَور کیا، میں سمجھتا ہوں کہ میری مَوت قریب آگئی ہے اور میں اسی بیماری میں انتقال کرنے والا ہوں"۔ حضرت فاطمہؓ رونے لگیں۔ پھر آپؐ نے دوبارہ حضرت فاطمہؓ سے چپکے سے فرمایا "تم میرے اہلِ بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملو گی اور کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم جنّتی عورتوں کی یا مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہو"۔ یہ سُن کر حضرت فاطمہؓ ہنسنے لگیں[3]

ورثہ کا مطالبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انتقال کے بعد حضرت فاطمہؓ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئیں اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متروکہ اموال یعنی فَدَک وغیرہ میں سے اپنا حصّہ طلب کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، البتہ آلِ محمدؐ اس میں سے اپنے کھانے وغیرہ کیلئے لے سکتے ہیں"۔ یہ سُن کر حضرت فاطمہؓ خفا ہو گئیں (انہیں غالباً یہ گمان ہوا کہ انہیں اب اس میں سے کچھ نہیں ملیگا) حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "میں اُس کام کو نہیں چھوڑ سکتا جس کام کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیا کرتے تھے، میں وہی کروں گا جو آپؐ کرتے تھے (یعنی اس ترکہ کو اُسی طرح خرچ کروں گا جس طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح بخاری ابواب الفضائل باب ذکر اصہار النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن مسوّرؓ وکتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنتہ وصحیح مسلم باب فضائل فاطمہؓ۔

[2] صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔

[3] صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ فی الاسلام وکتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتاب الاستئذان باب من ناجی بین یدی الناس وصحیح مسلم باب فضائل فاطمہؓ عن عائشہ صدیقہؓ۔

خرچ کرتے تھے) کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں آپؐ کی کسی بھی سُنّت کو چھوڑ دوں تو گمراہ ہو جاؤں گا"۔ یہ سُنکر حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس سے چلی آئیں اور پھر اس سلسلہ میں ان سے کوئی بات نہیں کی (کیونکہ انہیں اطمینان ہو گیا کہ ان کو اس مال میں سے حسبِ دستور ملتا رہے گا اور ان کی کسی قسم کی حق تلفی نہیں ہو گی) [1]

حضرت فاطمہؓ کی وفات | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے چھ مہینے بعد حضرت فاطمہؓ نے رات کے وقت انتقال فرمایا۔ حضرت علیؓ نے حضرتِ ابوبکرؓ کو اطلاع نہ دی (غالباً اس لئے کہ وہ مدینہ کے مضافات میں رہتے تھے) اور خود ہی نمازِ جنازہ پڑھا کر رات ہی کے وقت انہیں دفن کر دیا۔ [2]

حضرت فاطمہؓ کے صاحبزادے | حضرت فاطمہؓ کے دو صاحبزادے تھے، ایک حضرت حسنؓ اور دوسرے حضرت حُسینؓ۔ اِن کے حالات آگے بیان ہونگے۔

حضرت فاطمہؓ کے فضائل | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حُسینؓ کو چادر میں چھپا کر یہ آیت پڑھی:-

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝ {احزاب ۳۳}

اے اہلِ بیت، اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے [3]

آیتِ مذکورہ میں خطاب ازواجِ مطہراتؓ سے ہے خطاب کے لحاظ سے اگرچہ ازواجِ مطہراتؓ حقیقتاً اہلِ بیت ہیں، لیکن حدیثِ بالا سے ثابت ہوا کہ یہ چاروں بھی اہلِ بیت میں شامل ہیں۔ [4]

عیسائیوں سے مباہلہ کے موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان چاروں کو بھی ساتھ لیا اور فرمایا "اے اللہ، یہ بھی میرے اہلِ بیت ہیں"۔ [4]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا "تم جنّتی عورتوں کی یا مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہو"۔ [5]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک فاطمہؓ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے، میں ناپسند کرتا ہوں کہ اُسے تکلیف پہنچے جو تکلیف اسے پہنچتی ہے وہ مجھے پہنچتی ہے"۔ [6]

حضرت فاطمہؓ اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے لیکن (اندر داخل نہیں ہوئے) دروازے ہی سے واپس آ گئے۔ جب حضرت علیؓ آئے تو حضرت فاطمہؓ نے اس بات کا ذکر ان سے کیا۔ یہ سُن کر حضرت علیؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس و کتاب المغازی و کتاب الفرائض و صحیح مسلم کتاب الجہاد عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث عن عائشۃ صدیقہ رضؓ۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل اہلِ بیت عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [4] صحیح مسلم باب فضائل علیؓ۔ [5] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ و کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کتاب الاستئذان باب من ناجی بین یدی الناس و صحیح مسلم باب فضائل فاطمہؓ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [6] صحیح بخاری ابواب الفضائل باب ذکر اصہار النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنتہ و صحیح مسلم باب فضل فاطمہؓ عن مسورؓ۔ [7] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہؓ کے ہاں ان چاروں کے حق میں پاک کرنے کی دعاء کی۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول، اور میں بھی ان کے ساتھ ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم (اس سے) بہتر (مقام) پر ہو" (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل فاطمۃ رضی اللہ عنہا ۲/۶۰۷)

ہوئے اور واپس چلے آنے کا سبب پُوچھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے ان کے دروازہ پر ریشمی پردہ دیکھا تو میں نے کہا "مجھے دنیا سے کیا مطلب؟" حضرت علیؓ نے واپس آکر حضرت فاطمہؓ کو یہ بات بتائی۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا "آپؐ ہمیں حکم دیں کہ اس کے متعلق آپؐ کی کیا خواہش ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کو فلاں شخص کے گھر والوں کے پاس بھیجدو، وہ ضرورتمند ہیں" (وہ اسے بیچ کر اپنی ضرورت پوری کریں گے) [1]

حضرت فاطمہؓ اس چیز سے محبّت کرتی تھیں جس چیز سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم محبّت کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بعض ازواجِ مطہّراتؓ نے ان کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں روانہ کیا اور ان سے یہ کہلوایا کہ آپؐ کی بیویاں آپؐ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہیں کہ آپؐ ابوبکرؓ کی بیٹی (حضرت عائشہؓ) کے معاملہ میں انصاف کریں (یعنی صحابہؓ سے فرمائیں کہ وہ صرف ان کی باری کے دن ہی آپؐ کو تحفے نہ بھیجیں بلکہ بلا امتیاز ہر بیوی کی باری کے دن تحفے بھیجا کریں) حضرت فاطمہؓ نے ازواجِ مطہّراتؓ کا پیغام رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہنچایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے بیٹی کیا تم اُس بات کو پسند کرتی ہو جس کو میں پسند کرتا ہوں؟" حضرت فاطمہؓ نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر تم ان سے (یعنی حضرت عائشہؓ سے) محبّت کیا کرو"۔ یہ سُن کر حضرت فاطمہؓ واپس چلی آئیں اور ازواجِ مطہّراتؓ سے یہ بات بیان کر دی۔ ازواجِ مطہّراتؓ نے کہا "تم پھر جا کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ بات کہو"۔ حضرت فاطمہؓ نے دوبارہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ [2]

حضرت حَسَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حَسَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات آگے "تاریخ الخلفاء" میں بیان کئے گئے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت حُسَین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نواسے ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے متعلّق فرماتے تھے

"دُنیا میں یہ میرے دو پھول ہیں"۔ [3]

حضرت حسینؓ بہت خوبصورت تھے، شکل و شباہت میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بہت مشابہ تھے۔

(جب بال سفید ہو گئے تو) وسمہ کا خضاب لگایا کرتے تھے [4]

حضرت حُسینؓ کی شہادت عراقیوں نے (دھوکا دے کر) حضرت حسینؓ کو شہید کر دیا۔ ایک عراقی شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے (حالتِ احرام میں) مکھی یا مچھّر مارنے کے کفّارہ کے متعلّق

---

[1] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب ہدیۃ ما یکرہ لُبسھا عن ابن عمرؓ [2] صحیح بخاری کتاب الہبۃ و صحیح مسلم باب فضائل عائشہؓ عن عائشۃ صدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
[3] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب الحسنؓ عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب الحسنؓ عن انس رضؓ۔

سوال کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "اہلِ عراق مجھ سے مچھر مارنے کا کفارہ پوچھ رہے ہیں حالانکہ انہوں نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نواسے کو قتل کیا (اُس وقت کفارہ نہیں پُوچھا)" [1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد۔

صحابۂ کرام رضؓ کے فضائل ومناقب

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیاست کے فرائض صحابۂ کرامؓ نے انجام دئے یا اُن کے منتخب کردہ یا منظور کردہ امیروں نے انجام دئے۔ صحابۂ کرامؓ کے فضائل لکھنے کی ضرورت صرف اِس لئے محسُوس نہیں ہوئی کہ عوام وخواص کو اُن کے فضائل سے باخبر کیا جائے، بلکہ اس کی ضرورت اس لئے بھی محسُوس ہوئی کہ عوام وخواص کے ذہن میں یہ بات پیوست کر دیجائے کہ جن لوگوں کے ایسے فضائل ہوں اُن سے کیسے اُمید کی جاسکتی ہے کہ سیاست کے میدان میں للّٰہیت کو چھوڑ کر دُنیا دار اور مکّار بن جائیں گے۔ غیر اسلامی سیاست کو منظور کرلیں گے اور محض دُنیوی مفاد کی خاطر یا بزدلی سے کلمۂ حق کہنے سے گریز کریں گے اور کسی غیر شرعی حاکم اور اس کے غیر شرعی احکام پر خاموش تماشائی بن جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ وہ جماعت جس میں خلوص اور للّٰہیت کی فراوانی ہو، وہ لوگ جو ہر وقت رضائے الٰہی کے طالب رہتے ہوں، جنہوں نے اپنے خون سے اسلام کی آبیاری کی ہو وہ کس طرح اپنی آنکھوں سے اسلام کی پامالی دیکھ کر خاموش رہ سکتے ہیں۔ یہ سب ہمارے دشمنوں اور نادان دوستوں کی کارستانی ہے کہ اُنہوں نے ہماری تاریخ میں صحابۂ کرامؓ کے متعلق ایسے واقعات شامل کردئے جن سے اس مقدّس جماعت کو دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ واقعات قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ سے بھی متصادم ہیں لیکن پھر بھی وہ ہماری تاریخ کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ اصل واقعات پر پردہ ڈالا گیا، غلط اور جعلی واقعات کو اُچھالا گیا اور اُن کو اتنی شہرت دی گئی کہ اب کوئی بیچارہ تاریخ کے اوراق سے پردہ اُٹھا کر حقائق کو سامنے لاتا ہے تو وہ موردِ الزام ٹھہرتا ہے۔ صدیوں سے جو واقعات ہماری رگ وپے میں سرایت کر گئے ہیں اُن کی قلعی کھولنا اور اُن کا ابطال کرنا بھی اب جُرم بن گیا ہے۔ کتنی بھولی ہے یہ قوم جو ایک طرف صحابۂ کرامؓ کے فضائل کی بھی معترف ہے، ان کے خلوص کے گیت گاتی ہے تو دوسری طرف اُن کے متعلق دُنیاداری اور مکّاری کے مخترعہ واقعات کو بھی صحیح تسلیم کرتی ہے۔ ہمارے متدیّن مؤرخین بھی بہت بھولے تھے جنہوں نے بغیر تحقیق وتنقید کے ان فرضی واقعات کو اپنی کتُبِ تاریخ میں سمو دیا، انہیں کیا خبر تھی کہ جن واقعات کو وہ محقّقین کیلئے جمع کر رہے ہیں تاکہ وہ اُن کی تحقیق کر کے حق وباطِل کو علیٰحدہ کردیں وہی واقعات بے تحقیق وتنقید مستند سمجھے جائیں گے اور صحابۂ کرامؓ کے کردار کو داغدار کیا جائے گا۔ دشمنوں کی چال یہ تھی کہ صحابۂ کرامؓ کی مقدّس جماعت کو بدنام کریں اور اس طرح بالواسطہ وہ اس ہستی کو نشانہ بنائیں جس کی صحبت سے یہ جماعت تیار ہوئی تھی۔ گویا وہ اس طرح نبوّت کی عمارت ہی کو منہدم کرنا چاہتے تھے اور جب نبوّت کی عمارت ہی منہدم ہوجائے تو پھر ظاہر ہے کہ نہ اسلام باقی رہے گا اور نہ مسلم، اور یہی اُن کا اصل مقصد تھا۔ اگرچہ وہ اپنے مقصد میں پُوری طرح تو کامیاب نہ ہوسکے لیکن ان کی سازشوں سے اتنا ضرور ہوا کہ مسلمین میں مختلف عقائد و افکار کا ظہور ہوا اور ایسے لوگ پیدا ہوگئے جو نام کے لحاظ سے تو مسلم تھے لیکن عقائد واعمال کے لحاظ سے غیر مسلم، اِن دشمنوں کے دوش بدوش نادان دوستوں نے بھی غیر شعوری طور پر اسلام کو تباہ وبرباد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، انہوں نے اس مثل کو سچ کر دکھایا "نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے"۔

اب ہم صحابۂ کرامؓ کے فضائل بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

① وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ {حجرات ۸}

لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں زینت دی۔ کفر، گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کیا ایسے ہی لوگ تو راہِ ہدایت پر ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کا فضل اور اُس کا انعام ہے، اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

سُورۂ حجرات مدنی ہے لہٰذا اس آیت میں تمام مہاجرین اور انصار شامل ہیں مثلاً حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عمارؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن معاذؓ، حضرت اُسید بن حضیرؓ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آیاتِ بالا سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں:۔

① اللہ تعالیٰ کی گواہی کہ ان لوگوں کو ایمان محبوب ہے۔

② ایمان ان کے قلوب میں مزیّن کر دیا گیا ہے۔

③ کفر ہی سے نہیں بلکہ ہر گناہ سے وہ بیزار ہیں۔

④ یہ لوگ راہِ ہدایت پر ہیں۔

⑤ ان لوگوں پر اللہ کا فضل اور انعام ہے۔

ان آیات کے ہوتے ہوئے بھی ان لوگوں کے ایمان میں شک کرنا، ان کو دُنیا دار، مکّار اور گمراہ سمجھنا یقیناً ان آیات کا انکار کرنا ہے اور آیاتِ قرآنی کا انکار کرنا یقیناً کفر ہے۔ لہٰذا جو لوگ ان کے ایمان میں شک کرتے ہیں یا انہیں بد دیانت سمجھتے ہیں اُنہیں اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیئے۔ ان آیات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان صحابۂ کرامؓ نے جو کچھ کیا اُس میں للّٰہیت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا انہوں نے قطعاً کبھی ارادہ نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

② لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ {فتح ۱۸}

یقیناً اللہ (تعالیٰ) مُومنین سے راضی ہو گیا جب کہ (اے رسُولؐ) وہ آپؐ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے، اللہ کو اُن کے دل کا حال معلوم ہے اللہ نے اُن پر سکینہ نازل فرمائی اور انہیں فتحِ قریب عنایت کی۔

اس آیت میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی بیعت کرنے والوں میں جیسا کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے حوالہ سے سیرۃ النّبی کے بیان میں گذر چکا ہے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ شامل ہیں۔ حضرت عثمانؓ بھی اس بیعت میں شامل ہیں اور ان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے دستِ مبارک کو اُن کا ہاتھ قرار دیا۔ غرض یہ کہ ان صحابۂ کبارؓ سے یقیناً اللہ راضی ہے اور یہ رضامندی اُن کے دلوں کی کیفیت کی بناء پر ہے جس کا اللہ تعالیٰ کو بخوبی علم تھا۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں ذرا بھی کھوٹ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی ان سے راضی نہیں ہوتا۔ بھلا جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ مُومنین کے خطاب سے نوازے، جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہو، جن کے دلوں کی گہرائیوں میں ایمان اُتر چکا ہو، ان کے متعلق کسی بدنیتی یا بے ایمانی کا شبہ کرنا اس آیت کے انکار کے مترادف ہے۔ اس آیت کی روشنی میں ہر مسلم کا یہ عقیدہ ہونا چاہیئے

کہ مذکورہ بالا صحابہؓ اور دوسرے شرکائے بیعت صحابہؓ نے سیاست میں بھی جو کچھ کیا وہ سب خلوص اور نیک نیتی پر مبنی تھا۔ دُنیاداری اور مکّاری کو اس میں ذرا بھی دخل نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ان سے راضی ہونا اس بات کا کھُلا ثبوت ہے کہ ان لوگوں کی مَوت ایمان اور خلوص پر واقع ہوئی۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ کسی ایسے شخص سے راضی ہو جائے جس کا انجام اچھا نہ ہو یا جو بعد میں مُرتد ہو جائے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے علم کے قطعًا منافی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

③ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ {توبہ}

لیکن رسُولؐ اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں وہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے ہیں، ان ہی لوگوں کیلئے بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

آیتِ بالا میں صحابۂ کرامؓ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ یہ آیت جنگِ تبوک کے بعد نازل ہوئی، لہٰذا اس آیت میں نہ صرف حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ شامل ہیں، بلکہ حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت امیر معاویہؓ بھی شامل ہیں جو جنگ تبوک سے بہت پہلے فتح مکّہ کے موقع پر ایمان لا چکے تھے۔

آیتِ بالا سے ثابت ہوا کہ مندرجہ بالا اصحابؓ اور ان کے علاوہ دوسرے اصحابؓ اللہ کے راستہ میں اپنی جان اور اپنے مال کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ جب ان کی قربانی کا یہ عالم تھا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اسلام کو پامال ہوتا دیکھتے اور خاموش بیٹھے رہتے۔ لہٰذا جن حکومتوں کو اُنہوں نے شرفِ قبولیت بخشا وہ یقینًا اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

④ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ {آل عمران ۱۰۳}

جو نعمت اللہ نے تمہیں بخشی ہے اُسے یاد کرو، ایک وہ وقت تھا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں محبّت ڈالدی اور تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔

آیتِ بالا میں اس بات کا کتنا واضح ثبوت ہے کہ صحابۂ کرامؓ آپس میں ایک دوسرے سے بڑی محبّت کرتے تھے۔ اُن کی آپس کی دشمنیاں سب ختم ہو گئی تھیں اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ صحابۂ کرامؓ کی یہ محبّت عارضی تھی، بعد میں وہ پھر ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے تو ظاہر ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ کیا احسان ہوا جس کو اللہ تعالےٰ ان الفاظ میں جتا رہا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فضل عارضی اور غیر مستحکم تھا، ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان میں محبّت پیدا کر دی تو وہ عارضی نہیں ہو سکتی، بھائی بھائی بنا دیا تو اب وہ پھر دشمن نہیں ہو سکتے، اللہ کی خبر سچّی ہے اور تاریخ کے افسانے جھوٹے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے شدید ترین دشمن تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

⑤ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ

محمدؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں اور ان کے ساتھ جو لوگ ہیں وہ ایسے ہیں کہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحیم ہیں (اے رسُولؐ) آپؐ دیکھتے ہیں کہ وہ (اللہ کے

رِضْوَانًا {فتح ۲۹}

سامنے) کبھی رکوع میں ہوتے ہیں اور کبھی سجدہ میں، وہ اللہ کے فضل اور اُس کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں۔

اس آیت سے صحابہ کرامؓ کی مندرجہ ذیل خصوصیات ثابت ہوئیں:۔

① کافروں پہ سخت۔

② آپس میں رحیم۔

③ ان کا اکثر وقت نمازوں میں گذرتا ہے۔

④ وہ ہمہ اوقات اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا تلاش کرتے رہتے ہیں۔

اس آیت کی موجودگی میں کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ایک صحابی دوسرے صحابی پر ظلم کرتا تھا، زدوکوب کرتا تھا، تاریخ کے ایسے تمام واقعات جو قرآن مجید کی اس آیت سے متصادم ہیں یقیناً جھوٹ و افتراء ہیں۔ یہ آیت ایک اٹل حقیقت ہے، اس کی صحت بلاریب ہے۔ یہ اللہ علام الغیوب کی شہادت ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ اسلام کے دشمنوں اور نادان دوستوں کا کارنامہ ہے جنہوں نے واقعات گھڑ گھڑ کر تاریخِ اسلام میں سمو دئے اور صحابہ کرامؓ کو بدنام کیا۔

اس آیت میں اس بات کا کتنا واضح ثبوت ہے کہ صحابہ کرامؓ ہر کام میں اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب تھے۔ لہٰذا انہوں نے جو کام بھی کئے وہ خلوص پر مبنی تھے، ان میں سے کسی میں دنیا داری، مکاری اور بددیانتی نام کو بھی نہیں تھی۔ اگر ہم ایسا فرض کرلیں تو معاذ اللہ آیت کی تکذیب لازم آئے گی، اور یہ یقیناً کفر ہے۔ کیا اس آیت کی روشنی میں کوئی مؤمن یہ کبھی سوچ بھی سکتا ہے کہ فلاں صحابی غاصب تھا، دُنیادار تھا، دُنیوی مفاد کی خاطر جھوٹ بولتا تھا، خوشامد کرتا تھا یا غلط مشورے دیتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ ان لوگوں کے متعلق جن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ وغیرہ شامل ہیں بدگمانی کرنا آیت کا انکار کرنا ہے۔ کاش لوگ غور کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

⑥ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ {فتح ۲۶}

جب کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیّت کے زمانہ جیسی حمیّت کو جگہ دی (اور مؤمنین کو عمرہ کرنے سے روکدیا) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ اور مؤمنین پر سکون و اطمینان نازل فرمایا اور تقوے کے کلمہ کو اُن سے چمٹا دیا اور تقوے کے وہ مستحق بھی ہیں اور اہل بھی اور اللہ (اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کیونکہ وہ) ہر چیز سے باخبر ہے۔

آیتِ بالا سے ثابت ہوا کہ صلح حدیبیہ میں شریک ہونے والے

① مؤمن ہیں۔

② تقویٰ اُن کی رگ و پے میں سرایت کر گیا ہے۔

③ وہ تقوے کے حق دار بھی ہیں اور اہل بھی۔

یعنی صلح حدیبیہ میں شریک ہونے والے تمام صحابہؓ جن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت

علیؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ وغیرہ شامل ہیں مؤمن تھے، نہایت متّقی اور پرہیزگار تھے۔ وہ تقوے اور خلوص کے حقدار بھی تھے اور اہل بھی۔

اس آیت کی موجودگی میں کیا کوئی مؤمن ان صحابۂ کرامؓ کے متعلق بدگمانی کرسکتا ہے، بھلا جن لوگوں کے دلوں میں خلوص و للّٰہیت کو پیوست کر دیا گیا ہو کیا وہ کسی وقت بھی اپنے ہاتھ سے تقوے کا دامن چھوڑ دیں گے اور بجائے رضائے الٰہی کے دُنیا کے جویا بن جائیں گے، غصب کریں گے. حق تلفیاں کریں گے. ہرگز نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

⑦ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ {حدید}

جن لوگوں نے فتح (مکّہ) سے پہلے اللہ کے راستہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا وہ اُن لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے فتح (مکّہ) کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔ فتح (مکّہ) سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے ان لوگوں سے درجہ میں زیادہ بلند ہیں جنہوں نے فتح (مکّہ) کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا، ویسے اللہ کا ان دونوں جماعتوں سے اچھا وعدہ ہے، اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے۔

اس آیت میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت خالدؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ وغیرہ کی بڑی فضیلت ہے، کیونکہ یہ سب لوگ فتحِ مکّہ سے پہلے مُسلم ہو گئے تھے اور جان و مال سے جہاد کرتے رہے تھے۔ دوسرے لوگ جو فتحِ مکّہ کے موقع پر یا فتح مکّہ کے بعد ایمان لائے مثلاً حضرت ابوسفیانؓ، حضرت معاویہؓ وغیرہ اگرچہ درجہ میں کم ضرور ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان سے بھی خوش ہے اور ان کو جنّت کی بشارت دے رہا ہے۔ کیا ایسے لوگوں سے جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہے بُغض رکھنا کسی مؤمن کے شایانِ شان ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

⑧ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۫ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ {احزاب ۲۲، ۲۳}

اور جب مؤمنین نے کفّار کے لشکر کو دیکھا تو فوراً پکار اُٹھے کہ یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اُس کے رسُولؐ نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اُس کے رسُولؐ نے سچ کہا تھا، کفّار کے حملہ سے ان میں کسی اور چیز کا اضافہ نہیں ہوا سوائے ایمان و تسلیم کے مؤمنین میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے اُس وعدہ کو سچ کر دکھایا جو اُنہوں نے اللہ سے کیا تھا، ان میں سے بعض اپنے ایفائے عہد کی ذمّہ داری سے سبکدوش ہو گئے اور بعض ایفائے عہد کیلئے (موقع کے) منتظر ہیں (موقع آنے پر وہ بھی اپنی قربانی پیش کر دیں گے) ان کے ارادہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔

صحابۂ کرامؓ کے ایمان کی یہ کتنی زبردست شہادت ہے، ایمان لانے کے بعد ایمان و تسلیم میں زیادتی کا ثبوت تو ملتا ہے لیکن اس ایمان میں کسی قسم کا نقص، عہد و پیمان کے متعلق تبدیلی یا نفاق کا شائبہ کہیں نظر نہیں آتا۔ بھلا ایسے لوگوں کے متعلق کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ان کے ایمان میں کھوٹ تھا، اُنہوں نے اللہ اور رسُولؐ سے جو وعدے کئے تھے وہ محض ظاہرداری تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

⑨ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝ {نور ۳۷}

یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کا ذکر کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔ وہ اُس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن (خوف اور دہشت کی وجہ سے) دل اُلٹ جائیں گے اور آنکھیں پھری کی پھری رہ جائیں گی۔

آیتِ بالا سے ثابت ہوا کہ صحابۂ کرامؓ کو مال کی خواہش اللہ کی فرمانبرداری سے نہیں روکتی، وہ اللہ کے راستہ میں زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں، دُنیوی مال و متاع کی کوئی طمع اُن میں نہیں پائی جاتی جو اُنہیں ادائیگیِ زکوٰۃ سے روکے اور بخل پر آمادہ کرے۔ کیا اب بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ صحابۂ کرامؓ لالچی تھے، دنیا دار تھے، ہرگز نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

⑩ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ {توبہ ۱۰۰}

جن لوگوں نے ایمان لانے میں سبقت کی، وہ مہاجرین ہوں یا انصار اور جن لوگوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سب سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے۔

ایمان میں سبقت کرنے والے مثلاً حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور مدینہ منوّرہ کے اکثر انصار، یہ سب ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اور نہ صرف ان سے خوش ہے بلکہ ان کی پیروی کرنے والوں سے بھی خوش ہے، اور اللہ تعالیٰ کسی شخص سے جب ہی خوش ہوتا ہے جب اس کا انجام بخیر ہو، اگر کسی شخص کا انجام اچھا نہ ہو تو اللہ اُس سے خوش نہیں ہوتا، اس کی مثالیں سیرۃ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں گذر چکی ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ وغیرہ کے دورِ حکومت میں ان سے ایسا کوئی کام سرزد نہیں ہوا جو للّٰہیت پر مبنی نہ ہو ورنہ اللہ ایسے لوگوں سے خوش نہ ہوتا، جو لوگ اِن صحابہؓ کے کسی کام کو بدنیتی پر محمول کرتے ہیں وہ درحقیقت اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

① رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :۔

"لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جب کوئی جماعت جہاد کرے گی تو لوگ کہیں گے کیا تم میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی صحابی ہے؟ وہ لوگ کہیں گے ہاں ہے، پھر (اس صحابی کی برکت سے) ان کو فتح دی جائے گی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا، لوگ جہاد کریں گے تو کہیں گے کیا تم میں کوئی صحابی کا صحابی ہے؟ جواب ملیگا ہاں ہے، پھر انہیں فتح دی جائے گی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا، لوگ جہاد کریں گے تو دریافت کریں گے کیا تم میں کوئی صحابی کے صحابی کا صحابی ہے؟ جواب ملیگا ہاں ہے، پھر اُنہیں فتح دی جائے گی"[1]

بھلا جن لوگوں کی یہ شان ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے فتح عنایت کرے وہ کبھی بددیانتی کر سکتے ہیں، کیا ایسے لوگوں کے متعلق بدگمانی کی جا سکتی ہے، پھر برکت بھی ایسی کہ ان کے اپنے دَور کے بعد بھی باقی رہے، اُن کے صحابی

---

[1] صحیح بخاری ابواب المناقب و صحیح مسلم باب فضل الصحابۃ عن ابی سعیدؓ۔

بلکہ صحابی کے صحابی بھی بابرکت ہوں۔

غور کیجئے یہ جہاد کس زمانہ میں ہوئے۔ یہ اُسی زمانہ میں ہوئے جس زمانہ کو بدنام کیا گیا ہے۔ یہ بنو اُمیہ اور بنو عباس کا دورِ خلافت ہے۔ پھر یہ بھی غور کیجئے کہ یہ جہاد کرنے والے کون تھے، کیا کوئی مخصوص طبقہ تھا؟ نہیں بلکہ یہ عامۃ المسلمین تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو اس زرّین دَور کی تعریف کریں اور لوگ اسے تاریک ترین دَور قرار دیں۔ کیا یہ ایمان کی علامت ہے؟

② رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

"سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں، پھر جو اِن کے بعد ہیں، پھر جو اُن کے بعد ہیں"۔ [1]

اس حدیث سے صحابۂ کرامؓ اور تابعینِ عظّامؒ کی فضیلت آشکارا ہے۔ اگر یہ لوگ مکّار اور دُنیادار ہوتے تو اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم اس قسم کی فضیلت نہ بیان فرماتے۔ یہ فضیلت بھی کسی خاص طبقہ اور خاندان کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس میں عام صحابہؓ اور تابعینؒ شامل ہیں۔

③ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

"میرے صحابہؓ میری اُمّت کیلئے امان ہیں، جب میرے صحابہؓ ختم ہو جائیں گے تو میری اُمت پر وہ چیز آجائیگی جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے"۔ [2]

خلاصہ غرض یہ کہ صحابۂ کرامؓ بڑے بابرکت لوگ تھے۔ ان کا زمانہ جو تقریباً ۱۱۰ھ تک باقی رہا خیر و برکت کا زمانہ تھا صحابۂ کرامؓ ایمان، خلوص اور للّٰہیّت سے سرشار تھے، تقویٰ شعار تھے۔ لہٰذا ایسی جماعت کے متعلّق کسی قسم کی بدگمانی کرنا شانِ ایمان نہیں، وہ کوئی فعل ایسا نہیں کرتے تھے جس میں رضائے الٰہی کیلئے جستجو نہ ہو، اُنکے تمام افعال نیک نیتی پر مبنی تھے۔ اُن سے کسی غلطی کا ہو جانا تو ممکن ہے لیکن یہ قطعاً ناممکن ہے کہ وہ اس غلطی میں نیک نیت نہ ہوں اور اللہ کی رضا پر دُنیوی مفاد کو ترجیح دیں۔ اگر تلاش سے کوئی غلطی ہمیں اُن کی مل بھی جائے تو ہم قطعی طور پر یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ جس غلطی کو ہم غلطی سمجھ رہے ہیں وہ اُن کے فہم میں بھی غلطی تھی یا نہیں۔

آدابِ خلافت

① رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس نے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی، اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی"۔ [3]

② رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "امارت طلب نہ کرو" [4]

③ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اُس شخص کو والی نہیں بناتا جو اس کی طلب کرے اور نہ اُس کو والی بناتا ہوں جو اس کا حریص ہو"۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری ابواب المناقب عن عبداللہ بن مسعودؓ و عمران بن حصینؓ و صحیح مسلم باب فضل الصحابہؓ عن عبداللہ بن مسعودؓ و عمران بن حصینؓ و عائشہ صدیقہؓ و ابی ہریرہؓ۔
[2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب بیان ان بقاء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم امان لاصحابہ عن ابی موسیٰؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء عن عبدالرحمٰن بن سمرہؓ و صحیح بخاری کتاب الاحکام نحوہٗ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب النہی عن طلب الامارۃ عن عبدالرحمٰن بن سمرہؓ و صحیح بخاری کتاب الاحکام۔ [5] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب النہی عن طلب الامارۃ عن ابی موسیٰ رضؓ۔

④ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ (حکومت دنیا کی زندگی میں تو) ایک امانت ہے اور قیامت کے دن رُسوائی اور ندامت کا باعث ہے مگر ہاں جس نے اس کو حق کے ساتھ قبول کیا اور جو فرائض اس پر عائد ہوتے ہیں ان کو ادا کیا (تو اُس کے لئے رُسوائی اور ندامت کا باعث نہ ہوگی)"[1]

⑤ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص حکمراں ہو اور پھر وہ اس حالت میں مرے کہ اُس نے اپنی رعیت کے ساتھ دھوکے بازی سے کام لیا ہو، نہ اُن کے (آرام و آسائش کے) لئے جدوجہد کی ہو، نہ ان کی خیر خواہی کی ہو تو وہ ان کے ساتھ جنّت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اُس پر اللہ جنّت کو حرام کر دے گا"۔[2]

⑥ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "امیر، لوگوں پر حکمراں ہوتا ہے، اس سے اسکی رعیت کے متعلق باز پُرس ہوگی"۔[3]

⑦ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تنگی اور فراخی کی حالت میں، خوشی اور ناخوشی کی حالت میں، اِس حالت میں کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے، غرض یہ کہ ہر حالت میں تم پر (امیر کا حکم) سُننا اور (اُس کی) اطاعت کرنا لازم ہے"۔[4]

⑧ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم پر کوئی غلام بھی امیر بنا دیا جائے جو کتابُ اللہ کے مُطابق تمہیں چلائے تو اُس کی بات سُنو اور اطاعت کرو"۔[5]

⑨ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ اطاعت تو صِرف معروف کاموں میں ہے"۔[6]

⑩ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابۂ کرامؓ سے مندرجہ ذیل باتوں پر بیعت لی:۔

۱۔۔۔ (امیر کا حکم) سُننا اور (اُس کی) اطاعت کرنا، خواہ تنگی ہو یا خوش حالی، خوشی ہو یا ناخوشی (یہی نہیں بلکہ) ترجیح کی صورت میں بھی (سُننا اور اطاعت کرنا)

۲۔۔۔ امیر سے نہ جھگڑنا سوائے اس صورت کے کہ تم اُسے علی الاعلان صریح کفر کرتے دیکھو جس کے لئے تمہارے ربّ کی طرف سے تمہارے پاس کوئی دلیل موجود ہو۔

۳۔۔۔ حق بات کہو، جہاں کہیں بھی ہو، اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو۔[7]

⑪ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سُنو اور اطاعت کرو، ان کے فرائض ان کے ذمّہ ہیں اور تمہارے فرائض تمہارے ذِمّہ ہیں" (یعنی تم اپنے فرض کو پُورا کرتے رہو)[8]

⑫ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "امیر کی سُنو اور اطاعت کرو، اگر وہ تمہاری پیٹھ پر مارے اور تمہارا مال چھین لے پھر بھی سُنو اور اطاعت کرو"۔[9]

⑬ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص اطاعت نہ کرے اور جماعت چھوڑ دے تو وہ جاہلیت کی موت

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب کراہۃ الامارۃ عن ابی ذرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل عن مَعقِلؓ و صحیح بخاری کتابُ الاحکام نحوہٗ
[3] صحیح بخاری کتابُ الاحکام و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء عن ابی ہریرۃؓ۔
[5] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء عن اُمّ الحصینؓ۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء عن علیؓ [7] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء عن عبادۃؓ بن صامت و صحیح بخاری کتابُ الاحکام۔ [8] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء وان منعوا الحقوق عن وائلؓ۔ [9] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء عن حذیفۃؓ۔

مَرے گا۔" [1]

(۱۴) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص اپنے امیر کی کوئی ایسی بات دیکھے جو اُسے ناپسند ہو تو اُسے چاہئے کہ صبر کرے اس لئے کہ جو شخص بالشت بھر بھی جماعت سے علیٰحدہ ہوا وہ جاہلیّت کی مَوت مَرے گا۔" [2]

(۱۵) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس شخص نے (امیر کی) اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا وہ اللہ سے اس حال میں ملیگا کہ اس کے پاس کوئی حُجّت نہیں ہوگی (یعنی وہ اس کیلئے کوئی وجہ جواز نہ پیش کرسکیگا) اور جو شخص (اس حالت میں) مَرجائے کہ اُس نے (امیر کی) بیعت نہ کی ہو تو اُس کی موت جاہلیّت کی موت ہوگی۔" [3]

(۱۶) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عنقریب (بہت سے) فتنے ہونگے (ان سے ہوشیار رہنا) اگر کوئی شخص اس اُمّت کے امرِ خلافت میں تفریق پیدا کرنے کا ارادہ کرے حالانکہ وہ سب ایک امیر پر مجتمع ہوں تو اُس کو تلوار سے مار ڈالنا خواہ وہ کوئی بھی ہو۔" [4]

(۱۷) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب دو خلیفوں کے ہاتھ پر بیعت کی جائے تو اُن میں سے بعد والے کو قتل کردو۔" [5]

(۱۸) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پر اُمراء ہوں گے، تم اُن کی بعض باتوں کو اچھّا سمجھو گے اور بعض کو بُرا، جو شخص ان بُری باتوں کو پہچان لیگا وہ بچ جائے گا اور جو بُری باتوں کا انکار کریگا وہ سلامت رہے گا لیکن جو بُری باتوں سے راضی ہوگیا اور اُس امیر کی پیروی کی (تو وہ برباد ہوجائے گا) صحابہؓ نے پوچھا "کیا ہم انہیں قتل نہ کردیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں اُنہیں قتل نہ کرنا۔" [6]

(۱۹) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے بہترین اُمراء وہ ہیں جن سے تم محبّت کرو اور جو تم سے محبّت کریں، وہ تمہارے لئے دُعائے رحمت کریں اور تم ان کیلئے دُعائے رحمت کرو، اور تمہارے بدترین اُمراء وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں، تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔" صحابۂ کرامؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، کیا ہم تلوار سے ان کا مقابلہ نہ کریں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، جب تک وہ تم لوگوں میں نماز قائم رکھیں، اگر تم اپنے امیر کی کوئی ایسی بات دیکھو جو تمہیں ناپسند ہو تو اُس کے عمل کو تو ناپسند کرو لیکن اُس کی اطاعت سے اپنے ہاتھ کو نہ کھینچو۔" [7]

(۲۰) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہر مسلم شخص پر خوشی اور ناخوشی، ہر حالت میں (امیر کی بات) سُننا اور (اُس کی) اطاعت کرنا لازم ہے، جب تک گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ جب گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سُنے، نہ اطاعت کرے۔" [8]

(۲۱) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(اے میری اُمّت کے لوگو) بے شک تم امارت کی حرص کروگے حالانکہ وہ قیامت کے دن ندامت کا باعث ہوگی" [9] (یعنی اُس دن آدمی پچھتائے گا کہ کیوں اُس نے حکومت کی

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء عن ابی ہُریرۃؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فی طاعۃ الامر عن ابنِ عباسؓ و صحیح بخاری کتابُ الاحکام۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب حکم من فرق امر المسلمین عن عرفجہؓ۔ [5] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب اذا بویع لخلیفتین عن ابی سعیدؓ۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب وجوب الانکار عن اُمّ سلمہؓ۔ [7] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب خیار الائمۃ عن عوف بن مالکؓ۔ [8] صحیح بخاری کتابُ الاحکام عن ابن عمرؓ۔ [9] صحیح بخاری کتابُ الاحکام باب ما یکرہ من الحرص علی الامارۃ عن ابی ہریرۃؓ۔

ذمّہ داری سنبھالی تھی)

صحابۂ کرامؓ نے ان تمام آدابِ خلافت کی کما حقہٗ پیروی کی۔ وہ نہ تو کبھی امیر سے جھگڑے اور نہ نافرمانی کی بلکہ اطاعت کرتے رہے۔ امیروں سے حق بات کہتے رہے اور کسی ملامت کی پرواہ نہ کی۔ اس قسم کے کئی واقعات صحیحین میں ملتے ہیں۔ بغرض اختصار ہم صرف ایک جامع روایت اپنے ثبوت میں نقل کرتے ہیں۔

کچھ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا "ہم لوگ اپنے امراء کے پاس جاتے ہیں تو اُن کے سامنے ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں جو اُن کے پاس سے چلے آنے کے بعد نہیں کہتے۔" حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "ہم (یعنی صحابۂ کرامؓ) تو اس کو نفاق شمار کرتے تھے۔"[1]

یہ ہے صحابہؓ کی شان! بھلا جو لوگ خوشامدانہ باتوں کو نفاق سمجھتے ہوں اُن سے کیسے توقّع کی جا سکتی ہے کہ وہ خلفاء کی خلافِ شرع باتوں پر اُن کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوں گے تاریخ میں جو حکایتیں بیان کی گئی ہیں وہ قطعاً صحابہؓ کے شایانِ شان نہیں، وہ دشمنانِ اسلام کے شاخسانے ہیں۔

اسلام کے مندرجہ بالا سیاسی آداب پڑھنے کے بعد اُن فتنوں کے سمجھنے میں بڑی آسانی ہوگی جو دَورِ خلافت میں اُٹھتے رہے۔

خلافتِ راشدہ کے متعلّق اللہ تعالیٰ کے وعدے

① اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے مؤمنو!)

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ {فتح ۲۰ و ۲۱}

اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ تم بہت سی غنیمتیں حاصل کرو گے تو اس نے یہ غنیمت (یعنی غنیمتِ خیبر) تو جلدی ہی تمہیں عطاء کر دی۔ اور (صلحِ حُدیبیہ کی وجہ سے یا میدانِ جنگ میں) لوگوں کے دستِ (تعدّی) کو تم سے روک دیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ (واقعات تمام) مؤمنین کیلئے (صداقتِ رسولؐ کی ایک) نشانی ہوں اور اللہ تم کو صراطِ مستقیم پر چلاتا رہے اور (اے مؤمنو!) اس غنیمت کے علاوہ ابھی اور بہت سی غنیمتیں تمہیں ملنے والی ہیں جن پر فی الحال تم قدرت نہیں رکھتے لیکن یقیناً اللہ نے ان غنیمتوں کو تمہارے لئے احاطہ کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ یقیناً وہی غنیمتیں ہیں جو حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ وغیرہ کے دَورِ خلافت میں حاصل ہوئیں۔ لہٰذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ ان لوگوں کی خلافت و حکومت اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ دورِ حکومت میں مالِ غنیمت کے حصول کے وعدے کو پورا کیا۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ تمام جنگیں جو اِن خلفاء کے زمانہ میں لڑی گئیں اللہ کے نزدیک پسندیدہ تھیں،

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب مایکرہ من ثناء السلطان۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان جنگوں میں حاصل شدہ اموال کو مالِ غنیمت میں شمار نہ کرتا اور نہ ان کی خوشخبری دیتا۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ خلفاء جن کی خلافت کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرما کر ان کی خلافت کو اپنے وفائے عہد کے لئے منتخب فرمایا۔

② اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ط {نساء ۹۴} اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔

یہ وعدۂ الٰہی کب پورا ہوا؟ کس کے عہدِ مبارک میں پورا ہوا؟ کس کے عہد میں غنیمتوں کے انبار لگے؟ جن خلافتوں کے دور میں یہ وعدہ پورا ہوا کیا وہ خلافتیں اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تھیں؟ کیا جن جنگوں کے نتیجہ میں یہ غنیمتیں حاصل ہوئیں وہ جنگیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں محمود و پسندیدہ نہیں تھیں؟ ضرور تھیں، وہ خلافتیں بھی برحق اور وہ جنگیں بھی برحق۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

③ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ {نور ۵۶}

اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وعدہ کر لیا ہے کہ اُنہیں زمین میں خلافت عطاء فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے کے لوگوں کو خلافت عطاء کی تھی اور (اللہ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ) ان کے اس دین کو جس کو اللہ نے ان کیلئے پسند کر لیا ہے مستحکم و پائدار کر دے گا اور خوف کے بعد اُن کو امن نصیب فرمائے گا۔ یہ لوگ صرف میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے (یعنی صرف میرے قوانین کو نافذ کریں گے، انسانوں کے خود ساختہ قوانین کو اس میں شامل نہیں کریں گے) اور جو شخص اس (خوشخبری) کے بعد بھی کفر کرے تو بس ایسے ہی لوگ تو فاسق ہوتے ہیں۔

یہ وعدۂ الٰہی پورا ہوا اور ضرور پورا ہوا، اور یقیناً وہ لوگ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے جن کے حق میں یہ وعدۂ الٰہی پورا ہوا۔ یقیناً وہ لوگ جن کو خلافت ملی مؤمن تھے، صالح تھے، ورنہ وعدہ پورا نہ ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء کا جو سلسلہ چلتا ہے وہ اسی وعدۂ الٰہی کا تابناک سلسلہ ہے۔ ان خلفاء کے ذریعہ سے ایک مستحکم حکومت قائم ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا قانون صدیوں تک نافذ رہا۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ یہ تمام خلفاء دیندار تھے اور دین کے سچے خادم تھے ان کے زمانہ میں دین مستحکم تھا، پامال نہیں ہوا تھا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

④ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدیؓ سے فرمایا "عنقریب قافلے مکہ سے مدینہ تک بغیر کسی محافظ کے جائیں گے اور حیرہ مقام سے ایک عورت روانہ ہوگی وہ (مکہ پہنچکر) کعبہ کا طواف کرے گی (راستہ میں) اُس کو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا"۔ حضرت عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں کہ میں نے عورت کو دیکھا ہے کہ وہ حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرتی ہے اور اُسے سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہیں ہوتا۔[1]

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت میں مکمل امن و امان کی خبر دی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل امن و امان

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ و کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔

کی پیشین گوئی فرما کر اس کا انتہائی تابناک واقعہ بیان کر دیا تھا۔ یہ امن و امان قائم ہوا اور اس دور میں قائم ہوا جس دور میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ خلیفہ تھے۔ حضرت عدیؓ نے اس زمانہ کو پایا اور امن و امان کی اس پیشین گوئی کی صداقت کو بچشم خود ملاحظہ فرمایا۔ کیا اب بھی ان خلفائے کرام کی خلافت کو برحق تسلیم کرنے میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے۔ حق و صداقت کی اتنی بڑی دلیل کے باوجود جو لوگ کفر پر اڑے رہیں گے تو آیتِ بالا کے بمصداق ایسے لوگ فاسق ہی ہوں گے۔

⑤ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب کسریٰ فنا ہو جائے گا تو پھر اُس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا، اور جب قیصر فنا ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔"[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ پیشین گوئی بھی حرف بحرف پوری ہوئی، تاریخ شاہد ہے کہ کسریٰ اور قیصر کی حکومت ختم ہو جانے اور ان کے ہلاک ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ ان کی حکومت قائم نہیں ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں جہاد ہوا اور ان دونوں حکومتوں کے تختے اُلٹ دئے گئے۔ ان کے خزانے دارالخلافہ میں لائے گئے۔ مبارک ہیں وہ خلافتیں جن کو یہ سعادت حاصل ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان خلافتوں کی تعریف فرمائی لہٰذا وہ تعریف ہی کی مستحق ہیں، ان کی بُرائی کرنا گویا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انکار ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔

مزید برآں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان خزانوں کے استعمال کی بھی پیشین گوئی فرمائی۔ پہلے آپؐ نے قسم کھائی پھر "لَ" اور مشدّد "ن" استعمال کر کے تگنی تاکید و قوت کے ساتھ فرمایا کہ "تم ان خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے"۔ بھلا جس بات پر قسم کھائی جائے اور پھر تاکید بالائے تاکید، یعنی تین تاکیدوں کے ساتھ خبر دی جائے اور یہ خبر اصح الاسانید کے ساتھ صحیح بخاری میں پائی جائے تو پھر ہم کیسے شبہ کر سکتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ان خزانوں کے استعمال میں بددیانتی سے کام لیا ہوگا۔ اس حدیث کی روشنی میں ہمارا ایمان ہے کہ یقیناً حضرت عمرؓ نے ان خزانوں کو اللہ کے راستہ میں خرچ کیا۔ ہم ایسے لوگوں کے متعلق کبھی بھی بدگمانی نہیں کر سکتے کہ اُنہوں نے کبھی غصب یا بددیانتی سے کام لیا ہوگا۔ اگر ہم ایسا کریں تو تکذیبِ رسالت لازم آئے گی۔

مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ خلافتیں اللہ تعالیٰ کی محبوب خلافتیں تھیں اور ان ہی خلافتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایفائے عہد کیلئے منتخب کیا تھا۔

⑥ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بنی اسرائیل میں سیاست کے فرائض انبیاءؑ انجام دیا کرتے تھے (یعنی وہ نبی بھی ہوتے تھے اور حکمراں بھی) جب کبھی کسی نبی کا انتقال ہو جاتا تو اُس کی جگہ دوسرا نبی مبعوث ہو جاتا لیکن میرے بعد یقیناً کوئی نبی نہیں بنے گا البتہ میرے بعد خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے"۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا "آپؐ ہمیں (اس سلسلہ میں) کیا حکم دیتے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پہلے (خلیفہ) کی بیعت کو پورا کرو، پھر یکے بعد دیگرے اُن کی بیعت پوری کرتے رہو، اُن کا حق اُن کو ادا کرتے رہو (یعنی تم پر اُن کی اطاعت فرض ہے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم احلت لی الغنائم عن ابی ہریرۃؓ وجابر بن سمرۃؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوۃ فی الاسلام وصحیح مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ حتی یمر الرجل ..... الخ

لہٰذا ان کی اطاعت کرتے رہو) اُن کا جو فریضہ ہے اللہ ان سے اس کی بابت باز پُرس کرے گا۔" [1] (یعنی تمہیں انکی کسی کوتاہی کو بہانہ بنا کر اطاعت سے رُوگردانی نہ کرنی چاہیئے)

اس حدیث میں دو باتوں کی خبر دی گئی ہے :-

۱۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد خلفاءِ اسلام، حکمرانی کے فرائض اُسی طرح انجام دیں گے جس طرح بنی اسرائیل کے انبیاءؑ دیا کرتے تھے۔ انبیاء علیہم السّلام کے ذکر اور اُن کی مماثلت سے ان خلفاء کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اگر یہ خلفاء صالحین میں سے نہ ہوتے اور خلافت علےٰ منہاج النّبوّۃ قائم نہ کرتے تو اللہ کے رسُولؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم انبیاء علیہم السّلام کی مقدّس جماعت کے ساتھ ان کا ذکر نہ کرتے بلکہ ان کو قیصر و کسریٰ یا بخت نصر وغیرہ بادشاہوں کے مثل قرار دیتے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہمارے خلفاء اللہ اور اُس کے رسُولؐ کے منظورِ نظر تھے۔

۲۔ دوسری بات جس کی خبر اس حدیث میں دی گئی ہے یہ ہے کہ یہ خلفاء دو چار نہیں ہوں گے بلکہ کثرت سے ہوں گے۔ ان خلفاء کا سلسلۂ دراز ایک عرصہ تک جاری رہا اور اقصائے عالم کو اسلام کے زرّیں اصول اور تابناک قوانین سے منوّر کرتا رہا، اس سلسلۂ زرّین کی درازی خلفاء بنو اُمیّہ سے بھی بہت آگے تک چلی گئی ہے۔

کاش مسلمین دیکھتے کہ اس سلسلۂ عالیہ کی کتنی تعریفیں قرآن و حدیث میں پائی جاتی ہیں۔ تاریخ کے ساتھ ساتھ اگر مسلمین قرآن و حدیث کا بھی مطالعہ کریں تو اُنہیں یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ اس سلسلۂ مبارکہ کو بدنام کرنے کیلئے ہماری تاریخ میں کیسے کیسے خود ساختہ افسانے شامل کر دئے گئے ہیں اور ہمارے سلفِ صالحین سے کس طرح ہم کو بدظن کیا گیا ہے۔

کیا اس حدیث کی موجودگی میں بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ خلفاء، خلفاء نہیں تھے بلکہ جابر و غاصب بادشاہ تھے جو دُنیا لُوٹنے میں لگے ہوئے تھے۔

⑦ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ امرِ خلافت قریش میں رہے گا، جو شخص ان کی مخالفت کریگا اللہ اُسے اَوندھا کر دے گا (اور یہ بات اُس وقت تک باقی رہے گی) جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔" [2]

یہ حدیث اس بات کا کتنا کھُلا ثبوت ہے کہ خلفاءِ اربعہ، خلفاءِ بنو اُمیّہ وغیرہ سب حق پر تھے اور اس پیشین گوئی کا مصداق تھے۔ انہوں نے دین کو قائم رکھا۔ احکامِ الٰہی کے مُطابق حکومت کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مخالفین انکا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور جب وہ دین کو پُوری طرح قائم نہ رکھ سکے تو حکومت کی اصلی باگ ڈور قریش سے نکل کر دوسرے خاندان میں چلی گئی اور وہ لوگ صرف نام کے خلیفہ رہ گئے۔

کیا اس حدیث کی موجودگی میں بھی کہا جا سکتا ہے کہ بنو اُمیّہ کا دَورِ حکومت ظلم و استبداد کا دور تھا۔ اسلامی شریعت کی خلاف ورزی کا دَور تھا۔ ہرگز نہیں۔ تاریخی خرافات کا صحیح بخاری کے ان حقائق سے کیا مقابلہ! چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔ ان حقائق کی موجودگی میں تاریخی خرافات دریا بُرد کرنے کے قابل ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل عن ابی ہریرۃؓ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ ..... الخ

[2] صحیح بخاری کتاب الاحکام عن معاویۃ رضؓ

⑧ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(عنقریب) بارہ امیر ہوں گے۔ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے"۔[1]
یہ حدیث بھی بارہ خلفاء کی تعریف ظاہر کرتی ہے۔ تعریف کی وضاحت اگلی حدیث میں ہے۔

⑨ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دین اسلام بارہ خلفاء تک غالب اور مضبوط رہے گا اور یہ سب قریش میں سے ہوں گے"۔[2]

ان بارہ خلفاء کے نام یہ ہیں:-

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ۲۔ حضرت عمر فاروق رضؓ ۳۔ حضرت عثمان رضؓ ۴۔ حضرت علی رضؓ
۵۔ حضرت حسن رضؓ ۶۔ حضرت معاویہ رضؓ ۷۔ حضرت یزید رحؒ ۸۔ حضرت مروان رحؒ
۹۔ حضرت عبدالملک رحؒ ۱۰۔ حضرت ولید رحؒ ۱۱۔ حضرت سلیمان رحؒ ۱۲۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحؒ

افسوس ہے کہ جن خلفاءؓ کے زمانہ میں اسلام باعزّت، غالب اور مستحکم رہا ان ہی خلفاء کو آج بُرا کہا جاتا ہے۔ ان کے متعلّق یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اسلام کے قوانین کو پامال کیا۔ شریعت اور حرمین کی بے حُرمتی کی اور اس کی بنیاد ان واقعات پر رکھی جاتی ہے جو سراسر کذب افتراء ہیں۔ دشمنانِ اسلام کی سازش کا نتیجہ ہیں، تاریخ کے خرافات ہیں۔ بتائیے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ان ٹکسالی حدیثوں پر ہم اعتماد کریں یا تاریخ کے ان خودساختہ افسانوں پر۔ اللہ اور اُس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شہادت قبول کریں یا سبائی فتنہ پرداز یہودیوں کی شہادت قبول کریں۔ مسلمین خود ہی فیصلہ کریں کہ ان کا ایمان کیا کہتا ہے۔

⑩ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک اِس اُمّت کی عافیت اس کے پہلے حصّہ میں ہے"۔[3]
اس حدیث سے بھی یہ معلوم ہوا کہ شروع کے تمام خلفاء راہِ راست پر تھے اور اُن کی خلافت میں عافیت تھی۔ تِلْکَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

خلفاء ثلاثہ کی فضیلت پر اجماعِ صحابہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم (صحابۂ کرامؓ) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں لوگوں کی بزرگی بیان کرتے تو سب سے بہتر ابوبکرؓ کو سمجھتے، پھر عمرؓ کو، پھر عثمانؓ کو۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاحکام عن جابر بن سمرۃ رضؓ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الناس تبع لقریش عن جابر بن سمرۃ رضؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ ..... عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب باب فضل ابی بکرؓ۔

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قبولِ اسلام | جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسلام کی دعوتِ عام شروع کی تو حضرت ابوبکر صدّیقؓ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تصدیق کی۔[۱]

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "میں نے تو جب سے ہوش سنبھالا یہی دیکھا کہ میرے والدین دینِ حق کے ماننے والے تھے۔"[۲]

حضرت عمّار بن یاسرؓ فرماتے ہیں "میں نے وہ زمانہ دیکھا ہے جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور ابوبکرؓ تھے۔"[۳]

حبِّ رسُولؐ اور جرأتِ صدّیقی | مکّہ معظّمہ میں دورانِ تبلیغ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سخت آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک دن عقبہ بن ابی مُعَیط نے بحالت نماز آپؐ کا گلا گھونٹا، حضرت ابوبکرؓ نے دیکھ لیا، فوراً آئے اور اُسکو ہٹایا، پھر فرمایا "کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے معجزے بھی لیکر آیا ہے۔"[۴]

ہجرتِ حبشہ | کافروں نے جب مؤمنین پر عرصۂ حیات تنگ کیا تو مؤمنین نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنی شروع کردی حضرت ابوبکرؓ بھی حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ مقام برکِ غماد میں پہنچے تو انہیں ابن دغنہ ملا، ابن دغنہ قبیلۂ قارہ کا سردار تھا۔ کہنے لگا "اے ابوبکرؓ، کہاں کا ارادہ ہے؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے تو میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ سفر کرکے کہیں چلا جاؤں اور اپنے ربّ کی عبادت کروں۔" ابن دغنہ نے کہا "اے ابوبکرؓ، تم جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے۔ تم ناداروں کیلئے کماتے ہو، صلۂ رحمی کرتے ہو، معاشرہ پر جو لوگ بار ہیں اُن کا بوجھ اُٹھاتے ہو، مہمان کی خاطر تواضع کرتے ہو اور حق کے کاموں میں (دوسروں کی) مدد کرتے ہو، میں تم کو پناہ دیتا ہوں، واپس چلو اور اپنے شہر ہی میں اپنے ربّ کی عبادت کرو۔" حضرت ابوبکرؓ واپس لوٹ آئے ابن دغنہ بھی ان کے ساتھ مکّہ معظّمہ پہنچا۔ شام کو ابنِ دغنہ اشرافِ قریش کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ ابوبکرؓ جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے، کیا تم ایسے آدمی کو نکالتے ہو جو ناداروں کیلئے کماتا ہے، صلۂ رحمی کرتا ہے، جو لوگ معاشرہ پر بار ہیں اُن کا بوجھ اُٹھاتا ہے، مہمان کی خاطر تواضع کرتا ہے، حق کے کاموں میں (دوسروں کی) مدد کرتا ہے (میں ان کو امان دیتا ہوں)۔" قریش نے ابن دغنہ کی امان کو مسترد نہیں کیا البتہ ابن دغنہ سے اتنا کہا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ "وہ اپنے ربّ کی عبادت اپنے گھر میں کریں، اُسی میں نماز پڑھیں اور جو چاہیں پڑھیں، ہمیں اپنی قرأت سے تکلیف نہ دیں (گھر میں بھی) بلند آواز سے نہ پڑھیں کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور اولاد فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائیں۔" ابن دغنہ نے یہ باتیں حضرت ابوبکرؓ سے کہدیں۔ حضرت ابوبکرؓ کچھ عرصہ تک ان شرائط پر قائم رہے، اپنے گھر میں اپنے ربّ کی عبادت

---

[۱] صحیح بخاری ابواب فضائل الصّدیقؓ عن ابی درداءؓ۔ [۲] صحیح بخاری کتاب المساجد باب المسجد یکون فی الطریق۔ [۳] صحیح بخاری ابواب فضائل الصّدیق رضؓ۔ [۴] صحیح بخاری ابواب مناقب الصّدیق رضؓ عن عبداللہ بن عمروؓ و کتاب التفسیر سُورۃ المؤمن۔

کرتے، نماز میں بلند آواز سے قرأت نہ کرتے اور نہ اپنے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ قرأت کرتے۔ ایک دن اُنہیں کیا سُوجھی کہ اپنے گھر کے باہر میدان میں اُنہوں نے ایک مسجد بنالی، اُسی میں نماز پڑھنے لگے اور (بلند آواز سے) قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے۔ مشرکین کی عورتوں اور بچّوں کو اُن کی قرأت بہت اچھی معلوم ہوتی، حضرت ابوبکرؓ کے پاس ان کا ہجوم ہو جاتا وہ حضرت ابوبکرؓ کو دیکھتے رہتے (اور اُن کی قرأت سُنتے رہتے تھے) حضرت ابوبکرؓ بہت رونے والے آدمی تھے۔ جب قرآن مجید پڑھتے تو اُنہیں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا تھا۔ مشرکین میں سے اشرافِ قریش (نے جب یہ بات دیکھی تو بہت) خوف زدہ ہوئے۔ انہوں نے ابنِ دغنہ کو بلوایا اور اُس سے کہا کہ ہم نے تمہاری امان پر ابوبکرؓ کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے ربّ کی عبادت کریں لیکن انہوں نے اس سے تجاوز کیا اور اپنے گھر کے باہر میدان میں مسجد بنالی ہے اور (اب) علی الاعلان نماز اور قرآن پڑھتے ہیں، ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچّے فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائیں لہٰذا تم انہیں (علی الاعلان نماز پڑھنے اور قرأت کرنے سے) منع کرو۔ اگر وہ اپنے گھر کے اندر رہ کر اپنے ربّ کی عبادت کر سکتے ہیں تو کریں اگر وہ نہ مانیں اور علی الاعلان ہی نماز پڑھیں اور قرأت کریں تو اُن سے کہدو کہ تمہارا ذمّہ تمہیں واپس کر دیں کیونکہ ہمیں یہ بات پسند نہیں کہ تمہاری امان کو ٹھکرادیں کیونکہ ہم ابوبکرؓ کے علی الاعلان نماز پڑھنے کو برقرار نہ رہنے دیں گے۔ ابنِ دغنہ یہ باتیں سُن کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا۔ ابن دغنہ نے کہا "تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کس شرط پر تم سے معاہدہ کیا تھا، اگر تم اس شرط پر قائم ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میرا ذمّہ مجھے واپس کر دو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ اہلِ عرب یہ بات سُنیں کہ میں نے ایک شخص کو امان دی تھی لیکن میری امان کو ٹھکرا دیا گیا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "میں تمہاری امان تمہیں واپس کرتا ہوں اور اللہ عزّ وجلّ کی امان سے راضی ہوں"۔ [1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا نکاح ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عائشہ صدّیقہ مطہرہؓ کو دو مرتبہ خواب میں دیکھا، آپؐ نے دیکھا کہ ایک لڑکی ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہے۔ ایک شخص اُس کو گود میں اُٹھا کر کہتا ہے کہ یہ آپؐ کی بیوی ہیں، آپؐ مُنہ کھول کر دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عائشہؓ ہیں۔ (خواب ہی میں) آپؐ فرماتے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ایسا ہو جائے گا۔ [2]

(اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اشارہ پاکر) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ کو پیغامِ نکاح دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "میں تو آپؐ کا بھائی ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اللہ کے دین اور اُس کی شریعت میں میرے (دینی) بھائی ہو (حقیقی بھائی نہیں ہو لہٰذا) وہ میرے لئے حلال ہیں"۔ [3]

الغرض ماہ شوّال ۱۰ سنہ قبل ہجرت میں (حضرت ابوبکرؓ نے) حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا نکاح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کر دیا [4] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مہر میں پانچ سو درہم ادا کئے۔ [5]

ہجرتِ مدینہ جب کُفّارِ مکّہ کی ایذا رسانیوں میں شدّت ہوئی تو مسلمین نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت شروع کی، حضرت ابوبکرؓ نے بھی ہجرت کی تیاری کی اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت طلب کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوبکرؓ، تم ابھی ٹھہرو، اُمّید ہے کہ مجھے بھی اجازت مل جائے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میرے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ وکتاب النکاح باب نکاح الابکار۔ [3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب تزویج الصغار من الکبار۔ [4] صحیح بخاری کتاب النکاح باب انکاح الرجل ولدہ الصغار وصحیح مسلم کتاب النکاح (شوّال کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے) [5] صحیح مسلم کتاب النکاح باب الصداق عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ۔

ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں کیا آپؐ کو اُمید ہے ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت ابو بکر صدّیق رضؓ رُک گئے، پھر اُنہوں نے سفرِ ہجرت کیلئے دو اونٹنیوں کو چار مہینے تک خوب درخت سمر کے پتّے کھلا کر تیار کیا [1]

نبوّت کے تیرہ سال بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مدینہ منوّرہ ہجرت کرنے کا حکم ملا، ایک دن ٹھیک دوپہر کے وقت آپؐ حضرت ابو بکر صدّیقؓ کے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سر پر کپڑا لپیٹے ہوئے ایسے وقت تشریف لا رہے ہیں کہ اس سے پہلے اس وقت کبھی تشریف نہیں لائے۔ حضرت ابو بکر صدّیق رضؓ نے کہا "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں، اللہ کی قسم آپؐ اِس وقت جو تشریف لا رہے ہیں تو ضرور کوئی اہم کام ہے"۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے آئے۔ آپؐ نے اجازت طلب کی، آپؐ کو اجازت دی گئی۔ پھر آپؐ اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا "یہاں جو لوگ موجود ہیں اُنہیں باہر کر دو"۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپ پر میرا باپ قربان ہو جائے یہ تو آپؐ ہی کے گھر والے ہیں۔ یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں عائشہؓ اور اسماءؓ"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے یہاں سے ہجرت کا حکم مل گیا ہے"۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے مجھے اپنی رفاقت میں لے لیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا"۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے اِن دو اُونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی آپؐ لے لیجئے، ان دونوں کو میں نے سفر کیلئے ہی تیار کیا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا، میں قیمتاً لوں گا"۔ حضرت عائشہؓ وغیرہ نے جلدی سے سفر کیلئے سامان تیار کیا، ایک چمڑے کے تھیلے میں کچھ کھانا رکھ دیا۔ حضرت اسماءؓ نے اپنے ازار بند کا ایک ٹکڑا کاٹا اور اُس سے تھیلے کا مُنہ باندھ دیا۔ اُس دن سے ان کا لقب ذات النّطاقین (دو کمر بند والی) ہو گیا۔

ضروری تیّاری کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابو بکرؓ اپنی سواریوں پر روانہ ہو گئے اور غارِ ثور میں جا کر چھپ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابو بکرؓ اس غار میں تین رات رہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے بیٹے حضرت عبد اللہؓ بھی رات غار ہی میں گذارتے تھے، وہ اس زمانہ میں ایک سمجھدار اور ذہین نوجوان تھے۔ صبح کے وقت (سے پہلے) وہ چلے جاتے اور مکّہ معظّمہ میں قریش کے ساتھ اِس طرح صبح کرتے گویا کہ اُنہوں نے رات بھی وہیں گذاری ہے۔ جو بات وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابو بکرؓ کے خلاف وہاں سُنتے اُسے ذہن میں محفوظ کر لیتے اور اندھیرا ہو جانے کے بعد (غار میں آکر) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بتا دیتے۔ حضرت ابو بکرؓ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہؓ غار کے پاس بکریاں چراتے تھے۔ جب کچھ رات گذر جاتی تو وہ ان بکریوں کو غار کے پاس لے آتے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابو بکرؓ بکریوں کا دودھ پی لیا کرتے۔ پھر صبح کو اندھیرے ہی میں حضرت عامرؓ بکریوں کو وہاں سے ہانک کر غار سے دور چلے جاتے۔ ہر رات کو وہ ایسا ہی کرتے رہے، کسی چرواہے کو اُن کی اس بات کا علم نہ ہو سکا۔

قریش نے ان لوگوں کو تلاش کرنے کیلئے آدمی مقرر کئے۔ وہ تلاش کرتے کرتے غار کے مُنہ تک پہنچ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اُوپر دیکھا تو اُن کے قدم نظر آئے۔ کہنے لگے "اے اللہ کے نبیؐ، اگر ان میں سے کوئی شخص اپنی نظر نیچی کرے تو ہمیں دیکھ لیگا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابو بکرؓ خاموش رہو، ان دو آدمیوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے، ڈرو نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب الھجرۃ عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ۔

ایسے لشکروں سے مدد دی جو نظر نہ آتے تھے (الغرض) اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات کو پست کر دیا[عہ] (اور وہ دونوں بخیر و عافیت غار میں رہے)

اس سفر میں رہنمائی کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلۂ بنو دیل میں سے ایک شخص کو اُجرت پر ملازم رکھا تھا۔ یہ شخص بنو عبد بن عدی کے گھرانے کا ایک فرد تھا اور راستہ بتانے میں بڑا ماہر تھا۔ یہ شخص عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا اور ابھی تک کافر تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اور حضرت ابوبکرؓ نے اُسے اپنا امین بنایا تھا اور (غار پہنچکر) دونوں اُونٹنیاں اُس کے حوالہ کر دی تھیں اور اس سے تین رات کے بعد بوقت صبح اُونٹنیاں لانے کا وعدہ لے لیا تھا (حسبِ وعدہ وہ اُونٹنیاں لے کر آگیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ اندھیرے ہی میں غارِ ثور سے روانہ ہو گئے، حضرت عامرؓ بھی اُن کے ساتھ تھے۔ اُس رہبر نے انہیں ساحل کے راستہ پر لگا دیا۔ یہ لوگ (دن بھر) چلتے رہے، رات کو بھی سفر جاری رہا اور دوسرے دن بھی دوپہر تک جاگتے رہے (اور سفر جاری رکھا) چلتے چلتے راستہ میں ایک پتھر دکھائی دیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس پتھر کے قریب گئے، پتھر کے دامن میں کچھ سایہ تھا، حضرت ابوبکرؓ نے پتھر کو صاف کیا اور اُس پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ایک پوستین بچھا دیا جس کو وہ اپنے ساتھ لیکر چلے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس پر لیٹ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ اِدھر اُدھر گھومتے رہے اور یہ دیکھتے رہے کہ پکڑنے والوں میں سے تو کوئی اِس طرف نہیں آرہا۔ اِتنے میں اُنہیں ایک چرواہا نظر آیا جو کچھ بکریاں لئے ہوئے سایہ کی تلاش میں اسی پتھر کی طرف چلا آرہا تھا جس پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آرام فرما تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سے پوچھا تم کس کے غلام ہو۔ اُس نے کہا میں فلاں شخص کا غلام ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "کیا تمہاری بکریوں (کے تھنوں) میں دودھ ہے؟" اُس نے کہا "ہاں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا "کیا تم (ہمارے لئے) دودھ دوہو گے؟" اُس نے کہا "ہاں"۔ یہ کہکر اُس نے ایک بکری پکڑی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اُس سے کہا "اس کے تھن صاف کرو"۔ (اُس نے ایسا ہی کیا) پھر اُس نے ایک ہانڈی میں دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ بھر گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے برتن میں سے اُس میں پانی ملایا یہاں تک کہ وہ دودھ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر وہ اس دودھ کو لیکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پینے کے لئے آپؐ کو پیش کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ پیا۔ حضرت ابوبکرؓ آپؐ کو دودھ پلا کر بہت خوش ہوئے۔

وہاں سے پھر یہ لوگ آگے روانہ ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ ایک ہی اُونٹنی پر سوار تھے حضرت ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، حضرت ابوبکرؓ بوڑھے معلوم ہوتے تھے اور لوگ اُنہیں پہچانتے تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جوان معلوم ہوتے تھے اور کوئی آپؐ کو پہچانتا نہ تھا۔ مکّہ والوں نے جو آدمی آپؐ کے پکڑنے کیلئے روانہ کئے تھے وہ آپؐ تک پہنچکر حضرت ابوبکرؓ سے پوچھتے "اے ابوبکرؓ، یہ تمہارے آگے کون ہے؟" حضرت ابوبکرؓ یہ کہدیتے "یہ ایک شخص ہے جو مجھے راستہ بتاتا ہے"۔ حضرت ابوبکرؓ کی مُراد راستہ سے راہِ خیر ہوتی تھی اور پوچھنے والا راہِ سفر سمجھ کر واپس ہو جاتا تھا[عہ]

سراقہ کا تعاقب اِسی اثناء میں کُفّارِ قریش کے قاصد سراقہ بن مالک بن جُعشُم کے پاس آئے اور اُنہیں خبر دی کہ کُفّارِ قریش نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ابوبکرؓ کو گرفتار کر کے لانے یا قتل کرنے کے انعام میں ہر ایک کے عوض

عہ "بڑو نہیں" سے "پست کر دیا" تک سُورۂ توبہ کی آیت ۴۰ کا ترجمہ ہے۔

[عہ] ان لوگوں کو یہ علم نہیں تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کو بھی پکڑ کر لانا ہے اور نہ انہیں یہ علم تھا کہ جن کو گرفتار کرنا ہے وہ حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ سفر کر رہے ہیں۔

سَو اُونٹ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ سراقہ اُس وقت اپنی قوم مُدلج کی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آن میں سے آیا اور مجلس کے پاس آکر کھڑا ہوگیا، اُس نے کہا "اے سراقہ، بے شک میں نے ابھی چند لوگوں کو ساحل پر دیکھا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمدؐ اور آپؐ کے ساتھی ہیں۔" سراقہ سمجھ تو گئے کہ بے شک وہ وہی ہیں لیکن اُس سے کہدیا کہ وہ محمدؐ اور آپؐ کے ساتھی نہیں ہیں تم نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہوگا، وہ ابھی ہماری آنکھوں کے سامنے سے گئے ہیں۔ یہ کہکر سراقہ کچھ دیر اور مجلس میں بیٹھے رہے، پھر وہاں سے اُٹھ کر اپنے مکان میں آئے۔ اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ گھوڑا لیکر باہر جائے اور ٹیلے کے پیچھے اُسے لیکر کھڑی ہوجائے۔ پھر سراقہ نے اپنا نیزہ لیا اور گھر کی چھت پر سے باہر نکل گئے۔ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اُسے تیزی سے دوڑاتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچ گئے۔ اتنے میں گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ اُس پر سے گر پڑے۔ پھر اُٹھے، اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا اور فال نکالی، فال میں وہ بات نکلی جو اُنہیں پسند نہیں تھی لیکن اُنہوں نے فال کی پرواہ نہ کی اور گھوڑے پر سوار ہوکر پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف بڑھے اور آپؐ کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ ان کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قرأت سُنائی دینے لگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں دیکھا تو عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ سوار ہمارے قریب آگیا ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ڈرو نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔" پھر آپؐ نے مڑکر دیکھا اور دُعا کی کہ اے اللہ اسے گرادے۔ سراقہ کے گھوڑے کی اگلی ٹانگیں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئیں اور پھر وہ گھوڑے پر سے گر پڑے۔ انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "آپؐ میرے لئے دُعا فرمائیں (اب) میں آپؐ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی، آپؐ کی دُعا سے انہیں نجات ملی۔ اس کے بعد اُنہوں نے گھوڑے کو ڈانٹا۔ بڑی مشکل سے اُس کے پیر باہر نکلے۔ گھوڑا سیدھا کھڑا ہوا اور ہنہنانے لگا، اُس کے پیر باہر نکالنے کی وجہ سے دھوئیں کے مانند بہت سا غبار اُڑا اور آسمان کی طرف بلند ہوگیا سراقہ نے پھر تیروں سے فال نکالی اور پھر وہی چیز نکلی جو اُنہیں پسند نہیں تھی۔ پھر انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو امان کے ساتھ پکارا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے ساتھی ٹھہر گئے۔ سراقہ سوار ہوکر اُن کے پاس پہنچے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے اُن تک پہنچنے میں جو دقّت پیش آئی اُس سے میں نے سمجھ لیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کام ضرور غالب ہوجائے گا۔ پھر سراقہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "آپؐ کی قوم نے آپؐ کیلئے انعام مقرر کیا ہے اور وہ آپؐ کے ساتھ ایسا ایسا کرنا چاہتے ہیں۔" پھر سراقہؓ نے آپؐ کو زادِ راہ اور کچھ سامان پیش کیا، آپؐ نے کچھ نہیں لیا۔ سراقہؓ نے کہا "آپؐ مجھے حکم دیجئے (میں حکم کی تعمیل کروں گا)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم یہیں ٹھہرو اور کسی کو ہم تک نہ آنے دو اور نہ کسی پر ہمارا حال ظاہر کرو۔" سراقہؓ نے کہا "میرے لئے ایک پروانۂ امن لکھ دیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عامرؓ کو حکم دیا کہ وہ پروانۂ امن تحریر کردیں۔ اُنہوں نے چمڑے کے ایک رقعہ میں پروانۂ امن لکھ دیا۔ سراقہؓ اب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دوست بن گئے۔ انہیں جو شخص بھی راستہ میں ملتا اُس سے کہتے کہ وہ ادھر نہیں ہیں اور یہ کہہ کر اُسے واپس کردیتے۔

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ آگے روانہ ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پیاس محسُوس ہوئی، اتنے میں آپؐ کا گذر ایک چرواہے کے پاس سے ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے (چرواہے سے اجازت لیکر) ایک پیالہ میں دودھ دوہا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو لاکر پلایا، دودھ پلاکر حضرت ابوبکرؓ بہت محظوظ ہوئے۔

مدینہ منوّرہ میں آمد اثناءِ راہ میں حضرت زبیرؓ مع چند مسلم تاجروں کے مُلک شام سے آتے ہوئے ملے۔ حضرت

زبیرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو پہننے کیلئے سفید کپڑے پیش کئے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے وہ کپڑے پہن لئے)

مدینہ منورہ کے مسلمین نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے روانہ ہو چکے ہیں تو وہ ہر روز صبح کے وقت مقام حرّہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کیلئے آتے اور دوپہر تک انتظار کرنے کے بعد واپس ہوتے تھے۔ ایک دن جب وہ واپس ہو گئے تو مدینہ کا ایک یہودی کسی کام سے ایک ٹیلہ پر چڑھا، اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو سفید لباس پہنے ہوئے مدینہ کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ دیکھتے ہی وہ بے ساختہ چیخا کہ اے جماعتِ عرب، وہ تمہارا مقصود آپہنچا۔ یہ آواز سنتے ہی تمام مسلمین ہتھیار لے کر اُمنڈ پڑے اور مقام حرّہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف مڑ گئے اور مدینہ کی بلندی پر بنو عمرو بن عوف کے محلّہ میں نزول فرمایا۔ وہ ربیع الاوّل کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن تھا۔

حضرت ابوبکرؓ لوگوں سے ملاقات کیلئے کھڑے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکرؓ کو اللہ کا رسول سمجھ رہے تھے اور اُنہیں سے ملاقات کر رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ آگئی تو حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ پر اپنی چادر سے سایہ کر لیا۔ اُس وقت لوگوں نے سمجھا کہ اللہ کے رسولؐ یہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس محلّہ میں چودہ[14] دن قیام فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ بھی آپؐ ہی کے ساتھ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی اور اُس میں نماز پڑھتے رہے۔ پھر آپؐ نے انصار کو بُلوایا۔ انصار حاضرِ خدمت ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا "آپ دونوں امن کے ساتھ چلئے ہم اطاعت کریں گے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو گئے اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ لوگ بھی آپؐ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ مدینہ منورہ میں ہر طرف یہی چرچا تھا کہ اللہ کے رسولؐ آگئے اور ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے یہاں تک کہ آپؐ کی اُونٹنی اُس جگہ جا کر بیٹھ گئی جہاں بعد میں مسجدِ نبوی تعمیر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انشاء اللہ ہماری منزل یہی ہے" پھر آپؐ نے فرمایا "یہاں سب سے قریب کس کا گھر ہے؟" حضرت ابوایوب انصاریؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرے گھر کا دروازہ ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا تم جاؤ اور ہمارے لیٹنے کا انتظام کرو"۔ حضرت ابوایوبؓ نے عرض کیا "آپ دونوں اللہ کی برکت کے ساتھ اُٹھئے (اور مکان میں آرام فرمائیے)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اُن کے مکان میں تشریف لے گئے۔[1]

حضرت ابوبکرؓ کی بیوی اُمِّ بکر حضرت ابوبکرؓ نے قبیلۂ کلب کی ایک عورت سے جس کو اُمِّ بکر کہتے تھے شادی کی تھی جب انہوں نے ہجرت کی تو اُسے طلاق دیدی۔[2]

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بیماری مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بخار آنے لگا۔ حضرت ابوبکرؓ ان کے

---

[1] سورۂ توبہ آیت ۴۰ و صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الھجرۃ عن ابن عباسؓ و عائشہ صدیقہؓ و اسماءؓ و براءؓ و انسؓ و ابی بکر صدیقیؓ و باب علامات النبوۃ و کتاب البیوع باب اذا اشتری طعاما فوضعہ عند البائع عن عائشہ صدیقہؓ و کتاب احادیث الانبیاء باب خلق آدم و ذریتہ عن عبداللہ بن سلامؓ و باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن براءؓ و باب مناقب المھاجرین و کتاب المغازی و باب غزوۃ الرجیع عن عائشہ صدیقہؓ۔ صحیح مسلم میں بھی بعض جستہ جستہ واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء ابواب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ صدیقہؓ۔

پاس جاتے، اُن کے رخسار پہ پیار کرتے اور پوچھتے "اے بیٹی تم کیسی ہو؟"[1]

حضرت ابوبکرؓ کی بیماری تقریباً اسی زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ کو بھی بخار آنے لگا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اُن کی مزاج پرسی کیلئے تشریف لیجاتیں اور پوچھتیں "اے ابّا جان، کیسے مزاج ہیں؟" حضرت ابوبکرؓ بخار میں یہ شعر پڑھتے :-

كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ — ہر شخص اپنے اہل وعیال میں صبح کرتا ہے

وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ — اور موت اُسکی جوتی کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے[2]

جنگِ بدر میں شرکت جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنگِ بدر کے متعلق مشورہ کیا تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدّیقؓ ہی نے جاں نثاری کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔[3]

جب اسلامی فوج میدانِ جنگ میں پہنچ گئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فوج کو ترتیب دیا۔ پھر آپؐ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے بڑی آہ وزاری کے ساتھ دُعا کی، حتّٰی کہ آپؐ کی چادر شانوں پر سے گر گئی۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدّیقؓ آئے، انہوں نے چادر کو اُٹھا کر آپؐ کے شانوں پر ڈالدیا۔ پھر اپنے ہاتھ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پکڑ کر عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، بس کافی ہے، آپؐ بہت منّت والحاح سے دُعا کر چکے۔ بے شک جو وعدہ اللہ نے آپؐ سے کیا ہے وہ اُسے پُورا کرے گا"۔[4]

مسلمین اور کافروں میں جنگ ہوئی۔ مسلمین فتح یاب ہوئے، ستّر کافر مارے گئے اور ستّر گرفتار ہو گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان قیدیوں کے متعلق مشورہ لیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "یہ ہمارے عزیز ہیں، کچھ مال لیکر انہیں چھوڑ دیجئے اور اس مال سے کُفّار سے مقابلہ کرنے کی تیّاری کیجئے"۔ حضرت عمرؓ نے یہ مشورہ دیا کہ سب کو قتل کر دیجئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت ابوبکرؓ کی رائے پسند آئی، آپؐ نے کافروں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ رائے پسند نہ آئی کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ کُفّار کی طاقت ٹوٹ جائے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس پر خفگی کا اظہار کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ اس خفگی کا علم ہونے کے بعد بہت روئے۔ اللہ تعالیٰ نے خفگی کے ساتھ ہی معافی کا بھی اعلان فرما دیا۔[5]

حضرت ابوبکرؓ کی امامت ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کہیں صلح کرانے کیلئے تشریف لے گئے۔ اِتنے میں نماز کا وقت آگیا۔ مؤذّن نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو میں اقامت کہوں"۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے کہا "ہاں، میں پڑھا دوں گا"۔ (الغرض اقامت کہی گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے نماز شروع کی) اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے آئے، لوگوں نے (حضرت ابوبکرؓ کو مطلع کرنے کے لئے) ہاتھ پہ ہاتھ مارا لیکن حضرت ابوبکرؓ متوجّہ نہیں ہوئے کیونکہ وہ نماز میں کسی طرف متوجّہ نہیں ہوتے تھے۔ جب لوگوں نے بہت زیادہ ہاتھ مارے تو حضرت ابوبکرؓ متوجّہ ہوئے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے آئے ہیں (حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ سے فرمایا "اپنی جگہ پر رہو"۔ حکم کی تعمیل میں وہ کچھ دیر ٹھہرے، پھر دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور (اس بات پر) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں نماز پڑھانے کا حکم دیا (اور انہیں اس قابل سمجھا کہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن براءؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء ابواب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ بدر عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الجہاد باب فی درع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم والقمیص فی الحرب وکتاب التفسیر سورۃ القمر وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملائکۃ عن عمرؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [5] سورۃ التوبۃ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب امداد الملائکۃ فی غزوۃ بدر عن عمرؓ۔

موجودگی میں نماز پڑھائیں) پھر حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹے اور صف میں آکر شامل ہو گئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ سلام کے بعد آپؐ نے فرمایا "اے ابوبکرؓ، جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ اپنی جگہ پر رہو تو کس چیز نے تمہیں اس بات سے روکا۔" حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "ابوقحافہؓ کے بیٹے کی یہ شان نہیں کہ اللہ کے رسُول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے" (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس عُذر کو قبول فرمایا اور کچھ نہ کہا) پھر آپؐ نے لوگوں سے پوچھا "تم نے ہاتھ پر ہاتھ کیوں مارے تھے، جب تم میں سے کوئی ایسی بات دیکھے تو سُبحان اللہ کہے، البتّہ عورتیں ہاتھ پر ہاتھ ماریں۔" [1]

وفد بنو تمیم کی آمد | ایک دن بنو تمیم کا ایک وفد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مشورہ دیا کہ ان پر قَعقاع بن مَعبَدؓ کو امیر بنا دیجئے، حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ ان پر اَقرَعؓ بن حابِس کو امیر بنا دیا جائے (تو زیادہ مناسب ہے،) حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا "تم نے میری مخالفت میں یہ مشورہ دیا ہے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں، میری قطعًا یہ نیّت نہیں تھی"۔ دونوں بحث کرنے لگے اور آوازیں کچھ بلند ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے ایمان والو! اللہ اور رسُولؐ سے آگے نہ بڑھو"۔ یعنی بغیر مشورہ طلب کئے مشورہ نہ دیا کرو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے ایمان والو، نبیؐ کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرو"۔ [2]

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں تلخ کلامی | ایک دن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں کچھ جھگڑا ہو گیا، حضرت ابوبکرؓ نے جلدی میں اُنہیں بُرا بھلا کہدیا۔ اس کے بعد نادم ہوئے اور (معافی مانگنے کی غرض سے) حضرت عمرؓ کے گھر پہنچے اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے معافی مانگی لیکن حضرت عمرؓ نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ سیدھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں دیکھا تو (لوگوں سے) فرمایا "تمہارے دوست کسی سے لڑ کر آرہے ہیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے خدمتِ اقدس میں پہنچکر سلام کیا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوبکرؓ، اللہ تمہیں معاف فرمائے، اللہ تمہیں معاف فرمائے"۔ تھوڑی دیر میں حضرت عمرؓ بھی نادم ہوئے اور (معافی مانگنے کیلئے) حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر گئے، وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ وہاں سے سیدھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (نے حضرت عمرؓ کو دیکھا تو آپؐ) کے چہرہ کا رنگ بدلنے لگا۔ حضرت ابوبکرؓ یہ کیفیت دیکھکر ڈر گئے اور اپنے دونوں گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ کی قسم، میری ہی زیادتی تھی۔ اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ کی قسم میری ہی زیادتی تھی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا، تم لوگوں نے جُھٹلایا اور صرف ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی، انہوں نے اپنی جان اور مال سے میری مدد کی تو کیا تم میری خاطر بھی میرے دوست کو نہ چھوڑو گے؟ کیا میری خاطر بھی تم میرے دوست کو نہ چھوڑو گے"۔ اس واقعہ کے بعد پھر کسی نے حضرت ابوبکرؓ کو نہیں ستایا۔ [3]

حضرت ابوبکرؓ اور فکرِ آخرت | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص اپنا کپڑا تکبّر سے گھسیٹتا ہوا چلیگا اللہ قیامت کے دن اُس کی طرف نظر تک نہ کریگا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "میرے کپڑے کا ایک دامن

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من دخل لیؤم الناس فجاء الامام الاوّل۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الحجرات عن عبداللہ بن زبیرؓ۔
[3] صحیح بخاری باب فضائل الصدیق عن ابی الدرداءؓ۔

لٹک جاتا ہے اگرچہ میں کوشش کرتا رہتا ہوں کہ ایسا نہ ہو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یقیناً تم تکبّر سے ایسا نہیں کرتے۔"[1] (یعنی تمہاری نیت لٹکانے کی نہیں ہوتی لہٰذا اس کا لٹک جانا تکبّر میں شمار نہیں ہوگا)

جنگِ اُحد میں شرکت | حضرت ابوبکرؓ جنگِ اُحد میں شریک تھے۔ جنگ کے بعد جب کُفّار کا تعاقب کیا گیا تو تعاقب کرنے والوں میں بھی وہ شامل تھے۔ ان تعاقب کرنے والوں کے متعلّق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ {آل عمران ۱۷۲}

جن لوگوں نے زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور رسُولؐ کی آواز پر لبّیک کہا (اور کُفّار کا تعاقب کیا) اُن میں سے نیکی کرنے والوں اور ڈرنے والوں کیلئے اجرِ عظیم ہے۔[2]

حضرت عائشہ صدّیقہ طاہرہ مطہّرہؓ پر تہمت | جنگِ مُرَیسیع سے لَوٹتے وقت منافقین نے حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدّیقہؓ پر تہمت لگائی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو ایک مہینہ کے بعد جب اس تہمت کا علم ہوا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت لے کر اپنے والدین کے ہاں آگئیں۔ یہاں آکر اُنہوں نے اپنی والدہ محترمہ حضرت اُمِّ رومانؓ سے اس خبر کی تصدیق کی اور اس کے بعد رونا شروع کر دیا۔ دو رات اور ایک دن مسلسل روتی رہیں۔ نہ آنسو تھمتا تھا نہ نیند آتی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت اُمِّ رومان نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے پاس بیٹھے بیٹھے صبح کر دی۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ اس رونے سے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا جگر پھٹ جائے گا۔ اسی اثناء میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا "اے عائشہؓ تمہارے متعلّق مجھے یہ خبر ملی ہے، اگر تم بَری ہو تو اللہ ضرور تمہاری بریّت نازل فرمائے گا اور اگر تم سے گناہ ہو گیا ہے تو توبہ کرو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب اپنی بات ختم کی تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "آپ میری طرف سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جواب دیجئے۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میں کیا جواب دوں" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے اپنی والدہ سے کہا "آپ میری طرف سے جواب دیجئے۔" اُنہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے ایک مختصر تقریر کی اور "فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ" کہہ کر لیٹ گئیں۔ ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں سے اُٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ آپؐ پر وحی نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو بَری کر دیا۔[3]

حضرت ابوبکرؓ نے یہ پُورا زمانہ جو ایک مہینہ سے تجاوز کر گیا تھا بڑے صبر و تحمّل سے گُذارا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کو بَری کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ اب وہ حضرت مِسطحؓ کو جو تہمت لگانے والوں میں شامل تھے کچھ نہ دیں گے۔ اس قسم کے مُطابق اُنہوں نے حضرت مِسطحؓ کی امداد بند کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ۗ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ {نور ۲۲}

اہلِ فضل اس بات پر قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں، محتاجوں اور ہجرت کرنیوالوں کو کچھ نہ دیں گے، اُن کو چاہیئے کہ معاف کر دیں (اے مؤمنو!) کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تم کو بخش دے، اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آیتِ بالا کے نازل ہوتے ہی حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اللہ کی قسم مجھے اپنی بخشش بہت پسند ہے، اللہ کی قسم

---

[1] صحیح بخاری باب فضائل الصدّیقؓ عن ابن عمرؓ [2] صحیح مسلم باب من فضائل طلحہؓ و زبیرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک کتاب التفسیر کتاب الشہادات و صحیح مسلم کتاب التوبۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

ہیں یہ نفقہ بند نہیں کروں گا"۔ غرض یہ کہ اُنہوں نے حضرت مِسطح رضؓ کا وظیفہ پھر جاری کر دیا۔[1]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے کو مغفرتِ الٰہی کا اہل ثابت کر دیا اور مغفرت کی جو شرط تھی اُسے پُورا کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت اور مغفرت پر یہ ایک کھُلی دلیل ہے۔

تعبیرِ خواب کا ایک واقعہ | ایک دن ایک شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک چھتری ہے۔ اس میں سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے لوگ اُسے اُٹھا رہے ہیں، کوئی کم کوئی زیادہ۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ ایک رسّی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے۔ آپؐ اُس رسّی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے۔ آپؐ کے بعد ایک اور شخص نے اُس کو پکڑا اور وہ بھی چڑھ گیا، پھر ایک اور شخص نے اُس کو پکڑا اور وہ بھی چڑھ گیا۔ پھر ایک اور شخص نے اُس کو پکڑا، پہلے وہ رسّی ٹوٹ گئی اور پھر جُڑ گئی اور وہ بھی اُس رسّی کے ذریعہ اوپر چڑھ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس خواب کی تعبیر بیان کروں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھّا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "وہ چھتری اسلام ہے اور اُس میں سے گھی اور شہد جو ٹپک رہا ہے وہ قرآن اور اُس کی حلاوت ہے، اسکے اُٹھانے والے قرآن کے حاصِل کرنے والے ہیں، کم یا زیادہ۔ اور وہ رسّی جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے وہ حق ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نازل فرمایا ہے۔ اُسی کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ آپؐ کو اُوپر چڑھنے کی توفیق عطاء فرمائے گا۔ آپؐ کے بعد ایک اور شخص اُس کو پکڑ کر اوپر چڑھ جائے گا، پھر ایک اور شخص اُوپر چڑھ جائے گا، پھر ایک اور شخص اُس کو پکڑ کر اُوپر چڑھیگا تو وہ رسّی ٹوٹ جائے گی"۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، بتائیے میں نے ٹھیک تعبیر دی ہے یا غلط؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کچھ ٹھیک کچھ غلط"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ کو اللہ کی قسم جو کچھ میں نے غلط کہا ہے وہ بتا دیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قسم نہ دو"۔[2]

جنگِ فزارہ | تقریباً اسی زمانہ میں بمقام فزارہ سے جنگ ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مقابلہ کیلئے اسلامی فوج روانہ کی اور اس فوج پر حضرت ابوبکرؓ کو سپہ سالار مقرر کیا۔ جب اسلامی فوج قبیلۂ فزارہ کے چشمہ کے قریب پہنچی تو حضرت ابوبکرؓ نے فوج کو اُترنے کا حکم دیا۔ حکم کی تعمیل میں تمام فوج اُتر گئی، پھر حضرت ابوبکرؓ نے ہر طرف سے حملہ کا حکم دیا۔ اسلامی لشکر نے حملہ کیا اور (بڑی آسانی سے) مسلمین چشمہ پر پہنچ گئے۔ کچھ کافروں کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے بڑی ہوشیاری سے دشمن کی عورتوں اور بچّوں کو گھیر کر گرفتار کر لیا اور ان سب کو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت سلمہؓ کو انعام میں ایک لونڈی دی۔[3]

حضرت ابوبکرؓ کے فاقہ کا ایک واقعہ | ایک دن کا ذکر ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر سے نکلے، راستہ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "اِس وقت نکلنے کا کیا سبب ہے؟" حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے عرض کیا "بھوک کی وجہ سے ہم گھر سے نکلے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے نکلنے کا بھی یہی سبب ہے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب حدیث الافک و کتابُ التفسیر و کتابُ الشہادات۔ [2] صحیح بخاری کتاب تعبیر الرؤیا عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتابُ الرؤیا عن ابن عباسؓ و ابی ھریرۃؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [3] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب التنفیل عن سلمۃ بن اکوعؓ رضؓ۔

دونوں کے ہمراہ ایک انصاری کے ہاں تشریف لے گئے، اُنہوں نے گوشت اور کھجوروں سے آپؐ کی اور ان دونوں کی تواضع کی۔[1]

صلح حُدیبیہ | ماہ ذوقعدہ ۶ھ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عمرہ کرنے کیلئے روانہ ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی ساتھ تھے، مشرکین نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مکّہ میں داخِل ہونے سے روکنے کا ارادہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا "کیا تمہاری رائے ہے کہ میں ان کافروں کو غارت کردوں؟" حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ تو بیت اللہ کے ارادہ سے آئے ہیں، آپؐ کا منشاء کسی کو قتل کرنا یا کسی سے لڑنا تو ہے نہیں، آپؐ چلئے تو سہی، اگر کوئی ہمیں روکے گا تو پھر ہم اُس سے لڑیں گے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا تو اللہ کا نام لے کر چلو۔"[2]

الغرض مشرکین نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مکّہ میں داخِل ہونے سے روک دیا۔ طرفین سے گفت وشنید کا سلسلہ شروع ہوا۔ مُشرکین کی طرف سے عروہ بن مسعود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس نے کہا "اے محمدؐ، بتاؤ کیا تم اپنی قوم کو نیست ونابود کردوگے، کیا تم نے کسی عربی شخص کے متعلّق سُنا ہے کہ اُس نے اپنی قوم کو نیست ونابود کیا ہو، اور اگر معاملہ دوسرا ہوا (یعنی تم شکست کھا گئے تو پھر کیا ہوگا) اور آثار تو ایسے ہی نظر آرہے ہیں کیونکہ میں تمہارے ساتھ مختلف قسم کے لوگ دیکھ رہا ہوں اور وہ اسی بات کے اہل ہیں کہ تم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں" اس بات پر حضرت ابوبکرؓ (کو غصّہ آگیا اور اُنہوں) نے عروہ سے کہا "جا اور بیہودہ بکواس کرتا پھر، کیا ہم آپؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟" عروہ نے پوچھا "یہ کون ہیں؟"[3] لوگوں نے کہا "یہ ابوبکرؓ ہیں"۔ عروہ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "اگر مجھ پر تمہارا احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ میں اب تک ادا نہیں کرسکا ہوں تو میں ضرور تمہیں جواب دیتا"۔ یہ کہکر عروہ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بات کرنے لگا۔[4]

یہ واقعہ حضرت ابوبکرؓ کی جرأتِ ایمانی کی کتنی زبردست شہادت ہے۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چھوڑ کر بھاگ جانے کے تصوّر کو بھی برداشت نہ کرسکے۔

مزاج شناسِ رسُولؐ: حضرت ابوبکر صدّیقؓ | عروہ گفت وشنید کے بعد واپس چلا گیا۔ مشرکین کی طرف سے سب کے آخر میں سہیل آیا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور مشرکین کے درمیان ایک مدّت کیلئے صلح کا عہد وپیمان ہوگیا صلح نامہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر مکّہ معظّمہ کا کوئی مرد مسلم ہوکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے گا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسے واپس کردیں گے اور اگر کوئی مسلم مرتد ہوکر مکّہ معظّمہ چلا جائے گا تو کُفّار اُسے واپس نہ کریں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ شرط منظور کرلی لیکن مسلمین پر یہ شرط گراں گذری۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ "کیا آپؐ اللہ کے سچّے نبی نہیں ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں (بے شک میں سچّا نبی ہوں)"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا ہم حق پر اور دشمن باطِل پر نہیں ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں (بے شک ہم حق پر اور کُفّار باطِل پر ہیں)" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا ہمارے مقتول جنّت میں اور اُن کے مقتول دوزخ میں نہیں جائیں گے؟"

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب جواز استتباعہ غیرہ ..... الخ عن ابی ہریرہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن مسورؓ ومروانؓ
[3] صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد۔
[4] چھ سال سے زائد عرصہ کے بعد عروہ نے حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا اس لئے پہچان نہ سکا۔ پھر دوسرے امکانات بھی ہوسکتے ہیں۔ مثلاً ہوسکتا ہے کہ عروہ کی بینائی کمزور ہوگئی ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ عروہ کی پُشت کی طرف ہوں وغیرہ وغیرہ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں" (ایسا ہی ہوگا) حضرت عمرؓ نے عرض کیا " پھر ہم کیوں اپنے دین کے معاملہ میں ان سے دبیں اور واپس چلے جائیں خصوصًا اس حالت میں کہ اللہ ہمارے اور اُن کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " میں اللہ کا رسُولؐ ہوں، میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔ وہی میرا مددگار ہے وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا آپؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک میں نے یہ کہا تھا لیکن کیا میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ اسی سال کریں گے"۔ اُنہوں نے عرض کیا "نہیں یہ تو نہیں کہا تھا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " تو پھر تم ضرور بیت اللہ کا طواف کروگے"۔ اس گفت وشنید کے بعد حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا "کیا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ کے سچّے نبی نہیں ہیں؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "بے شک وہ اللہ کے سچّے نبی ہیں"۔ اُنہوں نے کہا "کیا ہم حق پر اور دشمن باطِل پر نہیں ہیں؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا " تو پھر ہم کیوں اپنے دینی معاملات میں ان سے دبیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اے شخص، بے شک وہ اللہ کے رسُولؐ ہیں اور وہ اپنے ربّ کی نافرمانی نہیں کرسکتے، وہی ان کا مددگار ہے۔ ان کے فیصلہ پر مضبوطی سے جمے رہو، اللہ کی قسم وہ یقینًا حق پر ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم کعبہ کا طواف کریں گے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "بے شک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بات کہی تھی لیکن کیا آپؐ نے یہ فرمایا تھا کہ ہم اسی سال طواف کریں گے؟" حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں یہ تو نہیں فرمایا تھا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا " تو بس پھر تم ضرور بیت اللہ کا طواف کروگے"۔ بعد میں حضرت عمرؓ اس گفتگو (پر بہت نادم ہوئے اور اس) کے کفّارہ میں بہت سے عمل کرتے رہے۔[1]

حضرت ابوبکرؓ نے بالکل وہی جواب دئے جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دئے تھے۔ یہ بات حضرت ابوبکرؓ کی قوّتِ ایمانی کی کتنی زبردست دلیل ہے۔ ان کا مزاج، مزاجِ رسُولؐ میں گم ہوگیا تھا۔ اگر ایسا شخص مؤمن نہ ہو تو پھر کون ہوگا اگر ایسا شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جانشین نہ ہو تو پھر کون ہوگا، یقینًا وہی اس بات کے اہل تھے کہ سب سے پہلے خلیفہ بنائے جائیں۔

حضرت ابوبکرؓ کی خشیت | صلح حدیبیہ کے بعد ایک دفعہ حضرت ابوسفیانؓ (بحالتِ کفر) چند لوگوں کے ساتھ حضرت بلالؓ، حضرت صہیبؓ اور حضرت سلمانؓ کے پاس گئے۔ انہوں نے (حضرت ابوسفیانؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا " اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن پر (ابھی تک) اپنے مقام پر نہیں پہنچیں" (یعنی ابھی تک یہ قتل نہیں ہوا) حضرت ابوبکرؓ نے (ابوسفیانؓ کی تالیف قلوب کرتے ہوئے) کہا "کیا تم قریش کے بزرگ اور اُن کے سردار کے متعلّق ایسی بات کہتے ہو" یہ کہکر حضرت ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو اس بات کی اطّلاع دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوبکرؓ، شاید تم نے اُن کو ناراض کر دیا، اگر تم نے ان کو ناراض کیا تو اپنے ربّ کو ناراض کیا"۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ، حضرت بلالؓ، حضرت صہیبؓ اور حضرت سلمانؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے "اے بھائیو، کیا میں نے تمہیں ناراض کیا"۔ اُنہوں نے کہا "نہیں، اے ہمارے بھائی، اللہ آپکو بخشے"۔[2]

حضرت ابوبکرؓ کا امیرِ حُجّاج بنایا جانا | ۹ھ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ کو امیر بناکر

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد عن مسور بن مخرمہؓ۔ [2] صحیح مسلم باب من فضائل سلمانؓ عن عائذ بن عمرو رضؓ۔

مکّہ معظّمہ روانہ کیا تاکہ لوگ ان کی امارت میں حج ادا کریں۔

حضرت ابوبکرؓ کے روانہ ہونے کے بعد سُورۂ برأۃ کا کچھ حصّہ نازل ہوا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا تاکہ وہ ان آیات کے حکم کے مُطابق مشرکوں سے بیزاری کا اعلان کر دیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی بحیثیت امیر ان احکام پر عمل کرنے کیلئے بہت سے اعلان کرنے والے مقرّر کئے۔ یہ لوگ قربانی کے دن منیٰ میں یہ اعلان کر رہے تھے کہ اِس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکیگا اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر طواف کر سکیگا۔[1]

اصحابِ صفّہ کی دعوت مسجدِ نبوی میں حصولِ دین کی خاطر چند لوگ رہا کرتے تھے۔ یہ سب فقراء تھے۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت ابوبکرؓ ان میں سے چند آدمیوں کو اپنے ساتھ کھانا کھلانے کیلئے گھر لے گئے۔ مہمانوں کو گھر پر چھوڑ کر وہ شام کے وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ جاتے وقت اُنہوں نے اپنے لڑکے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہا کہ مہمانوں کی خبر گیری کرنا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے شام کے وقت اُن کے سامنے کھانا پیش کیا لیکن مہمانوں نے میزبان کے آنے تک کھانے سے انکار کیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُن سے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ سخت گیر آدمی ہیں وہ میری بُری طرح خبر لیں گے لہٰذا آپ کھانا تناول فرمالیجئے۔ مہمانوں نے پھر بھی انکار کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے رات کا کھانا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاں کھایا، پھر وہیں ٹھہر گئے، عشاء کی نماز پڑھی۔ عشاء کی نماز کے بعد پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں ٹھہر گئے، کافی رات گذرنے کے بعد گھر واپس آئے۔ جب گھر پہنچے تو بیوی نے کہا "تم اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں رہ گئے تھے؟" حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا "کیا تم نے اُنہیں کھانا نہیں کھِلایا؟" بیوی نے کہا "کھانا اُن کو پیش کیا گیا تھا لیکن اُنہوں نے جب تک آپ نہ آئیں کھانے سے انکار کر دیا۔" حضرت عبدالرحمٰنؓ ڈر کے مارے کہیں جا کر چھپ گئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اے نالائق!" پھر انہیں خوب بُرا بھلا کہا۔ پھر کہا "میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سُنتا ہے تو آجا۔" حضرت عبدالرحمٰنؓ حاضر ہو گئے اور کہا "اللہ کی قسم میرا کوئی قصور نہیں ہے، آپ ان سے پوچھ لیجئے۔" یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ نے مہمانوں سے کہا "آپ کو گوارا (ہو یا) نہ ہو آپ کھانا کھائیے، اللہ کی قسم میں ہرگز نہیں کھاؤں گا۔" مہمانوں نے کہا "اللہ کی قسم اگر آپ نہیں کھائیں گے تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ایسی بُری رات میں نے کبھی نہیں دیکھی افسوس، آپ مہمانی قبول کیوں نہیں کرتے۔" پھر کچھ دیر بعد فرمایا "لاؤ کھانا لاؤ۔ یہ قسم شیطانی تھی۔" (کھانا لایا گیا) حضرت ابوبکرؓ نے بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کیا، مہمانوں نے بھی کھانا شروع کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم ہم جب کوئی لقمہ لیتے تھے تو اُس کے نیچے کھانا اور بڑھ جاتا تھا۔ مہمان سب سیر ہو گئے اور کھانا جس قدر تھا اُس سے زیادہ بچ گیا۔" حضرت ابوبکرؓ نے کھانے کی طرف دیکھا تو اپنی بیوی سے کہا "اے بنی فراس کی بہن یہ کیا ماجرا ہے۔" اُنہوں نے کہا "اپنی آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یقیناً یہ اس وقت پہلے سے تگنا ہے۔" پھر حضرت ابوبکرؓ اس کھانے کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گئے، وہاں اُس کو آدمیوں کی ایک کثیر تعداد نے کھایا۔[2]

حضرت ابوبکرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مہمانوں کی قسم تو سچّی ہو گئی اور میری قسم

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب ما یستر من العورۃ وکتابُ الحج باب لا یطوف بالبیت عریان وکتابُ المغازی وصحیح مسلم کتابُ الحج باب لا یحج البیت مشرک عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ ابواب مواقیت الصّلوٰۃ باب السمر مع الاھل عن عبدالرحمٰنؓ وباب علامات النبوّۃ وصحیح مسلم باب اکرام الضیف (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

عہ بے ساختہ جو قسمیں زبان سے نکلتی ہیں اُن پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے "لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ"

جھوٹی ہوگئی"۔ یہ کہکر سارا واقعہ بیان کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں تمہاری قسم سب سے زیادہ پوری ہوئی اور تم سب سے بہتر ہو"۔ [1]

حضرت ابوبکرؓ بحیثیت سپہ سالار | تقریباً ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کئی موقعوں پر حضرت ابوبکرؓ کو اسلامی فوج کا سپہ سالار بناکر جہاد کیلئے روانہ فرمایا۔ [2]

حجۃُ الوداع سنہ ۱۰ھ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ بھی حجۃ الوداع میں شریک تھے، وہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے گئے تھے (اس لئے اُنہوں نے حجِ قران کیا [3]، یعنی ایک ہی احرام سے حج اور عمرہ دونوں ادا کئے)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خطبہ | وفات سے چند دن پہلے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خطبہ دیا، آپؐ نے فرمایا "بے شک اللہ نے اپنے ایک بندے کو دُنیا اور آخرت میں (سے کسی ایک کو پسند کرنے کا) اختیار دیدیا ہے، اس نے آخرت کو پسند کرلیا ہے"۔ تمام صحابہؓ میں ابوبکرؓ ہی وہ شخص تھے جو سمجھ گئے کہ وہ بندے خود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ رونے لگے اور عرض کیا "ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا "تمام لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ پر اپنی صحبت اور مال سے احسان کرنے والے ابوبکرؓ ہیں، اگر اپنی اُمّت میں سے مَیں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اسلامی دوستی اور محبّت ہی کیا کم ہے، مسجد میں آنے کیلئے تمام گھروں کے دروازے بند کردئے جائیں سوائے ابوبکرؓ کے دروازہ کے" (صرف ان کا دروازہ مسجد میں کھُل سکتا ہے) [4]

حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جب مرض الموت نے غلبہ کیا تو آپؐ نے حکم دیا کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں۔ اس حکم کی تعمیل میں حضرت ابوبکر صدّیقؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات تک نماز پڑھاتے رہے۔ سب سے پہلی نماز جو حضرت ابوبکرؓ نے پڑھائی وہ عشاء کی نماز تھی [5]

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مرض میں افاقہ محسُوس کیا تو آپؐ دو آدمیوں کے سہارے باہر تشریف لائے حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب اُنہوں نے محسُوس کیا کہ آپؐ تشریف لارہے ہیں تو پیچھے ہٹے تاکہ آپؐ کیلئے جگہ خالی کردیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ سے حکم دیا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ پھر آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں آکر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اقتداء کررہے تھے اور باقی تمام صحابہؓ حضرت ابوبکرؓ کی اقتداء کررہے تھے [6]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ کا آخری دن تھا، صبح کا وقت تھا، حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھانے کھڑے ہوئے کہ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے حجرہ کا پردہ کھولا اور صحابہؓ کی طرف نظر کی۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے محسُوس کیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لارہے ہیں تو پیچھے ہٹے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو (آپؐ باہر تشریف نہ لاسکے) اور پردہ ڈالدیا۔ [7]

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الاشربۃ باب اکرام الضیف عن عبدالرحمٰنؓ (غالباً حضرت ابوبکرؓ نے قسم کا کفّارہ دیدیا ہوگا) [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب بعث النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسامۃ بن زیدؓ عن سلمۃ بن اکوعؓ۔ [3] صحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابی سعیدؓ وابواب المناقب باب قول النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سُدّوا ..... وصحیح مسلم باب من فضائل ابی بکرؓ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب اھل العلم والفضل احق بالامامۃ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب من قام الی جنب الامام لعلّۃ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [7] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب اھل العلم والفضل احق بالامامۃ عن انسؓ۔ [8] نیک کام کرنے کے خیال سے قسم کا کفّارہ ادا کرکے قسم توڑ دینا قسم کے پُورا کرنے کے مترادف ہے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات اور حضرت ابوبکرؓ کی استقامت جس وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات ہوئی اُس وقت حضرت ابوبکر صدّیقؓ اپنے مکان پر تھے جو مقام سُنح میں واقع تھا۔ خبر ہوتے ہی وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ سیدھے مسجد میں گئے، پھر حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے مکان میں داخل ہوئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جسدِ اطہر کے پاس پہنچے۔ حضرت ابوبکرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک کھولا اور آپؐ کا بوسہ لیا پھر رونے لگے اور یہ فرمایا "میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہو جائیں۔ اے اللہ کے نبی، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ آپؐ پر دو موتیں کبھی جمع نہ کرے گا سوائے اُس موت کے جو اللہ نے آپؐ کیلئے لکھ دی تھی اور وہ آپؐ کو حاصل ہو چکی (اب آپؐ دوبارہ زندہ ہوکر نہیں آئیں گے اور نہ دوبارہ موت آئے گی) آپؐ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں پاکیزہ ہیں"۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدّیقؓ باہر تشریف لائے، اُس وقت حضرت عمرؓ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے "اللہ کی قسم، اللہ (تعالیٰ) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پھر زندہ کریگا اور آپؐ (مفسد اور منافقین) لوگوں کے ہاتھ اور پیر کاٹیں گے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس عقیدہ کی تردید گھر کے اندر ہی کر دی تھی۔ باہر آکر اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا "اے قسم کھانے والے بیٹھ جاؤ"۔ حضرت عمرؓ نے تقریر بند نہیں کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے پھر کہا "بیٹھ جاؤ"۔ حضرت عمرؓ پھر بھی نہ بیٹھے۔ یہ دیکھکر حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے تشہد پڑھنا شروع کر دیا۔ لوگ اُن کی طرف متوجّہ ہو گئے اور حضرت عمرؓ کو (تنہا) چھوڑ دیا۔ بالآخر حضرت عمرؓ بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا "امّا بعد، تم میں سے جو شخص محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عبادت کرتا تھا تو (اُسے معلوم ہو جانا چاہیئے کہ) محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم وفات پا گئے، اور جو شخص اللہ عزّ و جلّ کی عبادت کرتا تھا تو (وہ جان لے کہ) بے شک اللہ زندہ ہے، اُسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ اللہ عزّ و جلّ نے فرمایا ہے:-

(۱) اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ○ (الزمر ۳۰) (اے رسُولؐ) بیشک آپؐ بھی مرنیوالے ہیں اور یہ بھی مرنے والے ہیں۔

(۲) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۗىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○ {آل عمران ۱۴۴}

اور محمّدؐ، اللہ کے رسُولؐ ہی تو ہیں۔ (رسُول ہونے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ان کو موت نہ آئے) ان سے پہلے بھی بہت سے رسُول گذر چکے ہیں (اُن کو بھی موت آئی تھی) لہٰذا اگر یہ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم اُلٹے پیر کفر کی طرف واپس ہو جاؤ گے، اور جو شخص ایسا کریگا وہ (اپنا نقصان کریگا) اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اللہ تو شکر گزار بندوں کو ہی کو اجر عطاء فرماتا ہے۔

اُس وقت لوگوں کی وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ آلِ عمران کی یہ آیت کسی کے ذہن میں نہیں تھی۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے اُسے تلاوت کیا (تو سب کو یاد آگئی) پھر ہر شخص کی زبان پر یہی آیت تھی۔ ہر شخص اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا[1]

خلافتِ صدّیقؓ کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اشارے

(۱) وفات سے چند دن پہلے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ دیا کہ مسجد میں کوئی دروازہ نہ چھوڑا جائے سب

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الدخول علی المیّت وباب مناقبِ ابی بکرؓ وکتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ووفاتہ عن عائشہ صدیقہؓ۔

بند کر دئے جائیں سوائے ابو بکرؓ کے دروازے کے۔

نمازِ باجماعت کا مرکز ہونے کے علاوہ مسجد اُس زمانہ میں عدالت بھی تھی۔ ایوان حکومت بھی تھی۔ ظاہر ہے کہ جس شخص کو بار بار سرکاری و عدالتی کاموں کے سلسلہ میں مسجد میں آنا ہو اُسی کو حق پہنچتا ہے کہ اُس کے گھر کا ایک دروازہ مسجد میں کھلتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو بکر صدّیقؓ کے دروازہ کو بند نہ کرایا تاکہ انہیں بار بار مسجد آنے میں تکلیف نہ ہو۔

(۲) مرض الموت میں جب شدّت ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز کیلئے تشریف نہ لا سکے، آپؐ نے فرمایا "ابو بکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا گیا کہ ابو بکرؓ بہت نرم دل آدمی ہیں وہ آپؐ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی حکم دیا، آپؐ سے پھر وہی بات کہی گئی، آپؐ نے تیسری مرتبہ حکم دیا کہ ابو بکرؓ نماز پڑھائیں پھر فرمایا "تمہاری مثال صواحبِ یوسفؑ کی سی ہے"۔ الغرض حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔[۲]

نماز دینی کاموں میں سب سے زیادہ اہم کام ہے۔ جب اس کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو بکرؓ کو منتخب فرمایا تو ظاہر ہے کہ دوسرے کاموں میں بھی اُن ہی کی امامت منظور تھی۔ حضرت ابو بکرؓ کے ہوتے ہوئے دوسرے کی امامت کی ترغیب کو آپؐ نے اتنا بُرا سمجھا جتنا کہ زنانِ مصر کی ترغیب کو۔

(۳) سنہ ۹ھ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو بکرؓ کو حاجیوں کا امیر بنا کر روانہ کیا[۳] گویا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی زندگی میں حضرت ابو بکرؓ کو نماز میں بھی نائب بنایا اور حج میں بھی۔

(۴) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک میدان میں جمع ہیں۔ میں ایک کُنویں پر کھڑا ہوں۔ میں نے اُس میں سے جتنا اللہ نے چاہا پانی کھینچا، پھر ابو بکرؓ نے دو ایک ڈول کھینچے، ان کے کھینچنے میں کچھ ضعف تھا اللہ انہیں معاف فرمائے۔ پھر عمرؓ نے ڈول لے لیا۔ ان کے ہاتھ میں وہ ڈول چرس بن گیا، یہاں تک کہ (ان کے پانی کھینچنے سے) سب سیراب ہو گئے"۔[۴]

اس حدیث میں خلافت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے ضعف سے مُراد مُدّتِ خلافت کا کم ہونا ہے۔ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں ڈول کے چرس بن جانے سے مُراد خلافت اور معاشی وسائل کی زیادتی ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ کی سیرابی اور حضرت ابو بکرؓ کے ضعف سے یہی مُراد ہے جو اُوپر لکھا گیا۔ اس سے استحکامِ سلطنت مُراد نہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت عمرؓ کا انتظامِ سلطنت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابو بکرؓ کے انتظامِ سلطنت سے زیادہ مستحکم تھا اور یہ سراسر باطل ہے۔

(۵) ایک عورت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئی، آپؐ نے اُسے حکم دیا کہ وہ پھر کبھی آئے۔ اُس عورت نے پوچھا اگر میں آؤں اور آپؐ کو نہ پاؤں تو کیا کروں؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکرؓ کے پاس آنا"۔[۵]

---

[۱] صحیح بخاری کتابُ المساجد باب الخوخۃ والممرّ فی المسجد عن ابی سعیدؓ۔ [۲] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب حدّ المریض ان یشہد الجماعۃ عن عائشہؓ
[۳] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب مایستر من العورۃ وکتابُ الحج باب لایطوف بالبیت عریان وکتابُ المغازی وصحیح مسلم کتابُ الحج باب لا یحج البیت مشرکٌ۔
[۴] صحیح بخاری ابواب علامات النّبوّۃ عن عبداللہ بن عمرؓ وابواب فضائل الصّدیق رضؓ۔ [۵] صحیح بخاری ابواب فضائل الصّدیقؓ عن جبیر بن مطعمؓ وکتابُ الاحکام وصحیح مسلم باب من فضائل ابی بکرؓ۔

اس حدیث میں کتنا صاف اشارہ ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بلا فصل ہوں گے۔
(۶) مرض الموت میں ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارادہ کیا کہ حضرت ابو بکرؓ اور اُن کے بیٹے کو بُلا کر وصیّت لکھوا دیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کہنے والے کچھ اور کہیں اور تمنّا کرنے والے تمنّا کریں، لیکن پھر آپؐ نے یہ فرما کر لکھوانے کا ارادہ ترک کر دیا کہ اللہ اور مؤمنین کسی دوسرے کو پسند نہ کریں گے سوائے ابو بکرؓ کے (لہٰذا لکھوانے کی کوئی خاص ضرورت نہیں)[1]

خلافتِ راشدہ کا آغاز

حضرت ابو بکر صدّیقؓ کا انتخاب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تکفین و تدفین سے پہلے اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ امیر کا تقرر ہو جائے اور اُس کی امارت میں تمام امور انجام پائیں اور کوئی بھی وقت اُمّت پر ایسا نہ گذرے کہ وہ بے امیر کے زندگی گذاریں۔ اس مقصد کیلئے انصار سقیفۂ بنو ساعدہ میں جمع ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی (کہ انصار امیر کے انتخاب کیلئے جمع ہو گئے ہیں) تو اُنہوں نے (بھی اس معاملہ کو اہم سمجھا اور) حضرت ابو بکرؓ سے کہا ہمیں بھی (وہاں) چلنا چاہیئے۔ حضرت ابو بکرؓ چلنے کیلئے تیّار ہو گئے، پھر وہ دونوں مع حضرت ابو عبیدہ بن الجرّاحؓ کے وہاں پہنچے۔ انصار نے مشورہ دیا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ حضرت عمرؓ نے اس کا جواب دینا چاہا تو حضرت ابو بکرؓ نے اُنہیں روک دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے تقریر شروع کی اور بڑی بلیغ تقریر کی۔ دورانِ تقریر انہوں نے مشورہ دیا کہ ہم امیر ہوں اور تم وزیر ہو۔ حضرت ابو بکرؓ کی تقریر ختم ہوئی تو حضرت حباب بن المنذرؓ نے کہا "واللہ ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ (بات یہی ٹھیک ہے کہ) ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے"۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "نہیں (یہ مناسب نہیں، کہیں دو امیر بھی ہو سکتے ہیں) امیر تو ہم ہی ہوں گے اور تم ہمارے وزیر ہو گے کیونکہ قریش گھرانے کے لحاظ سے عمدہ اور فضائل میں واضح تر ہیں لہٰذا تم عمر بن خطّابؓ یا ابو عبیدہؓ کی بیعت کر لو"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں، بلکہ ہم آپ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب سے بہتر ہیں اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سب سے زیادہ محبوب ہیں"۔ ایک انصاری نے پھر دو امیروں کی تجویز پر زور دیا، اس پر لوگوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ حضرت عمرؓ نے فوراً حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کر لی۔ ان کا بیعت کرنا تھا کہ تمام لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ایک شخص نے (جو غالباً منافق ہوگا) کہا کہ تم نے سعد بن عبادہؓ (کا مشورہ نہ مان کر اُن) کو رُسوا کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ نے انہیں رسوا کیا (یعنی اُن کی تجویز اسی مصلحت کے خلاف تھی لہٰذا اللہ نے اُسے منظور نہیں ہونے دیا)"[2]

کتنے پُرخلوص تھے یہ لوگ! ایک دوسرے کی فضیلت کے کیسے معترف تھے، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ کا نام لیتے ہیں، وہ حضرت ابو بکرؓ کا نام لیتے ہیں۔ اختلافِ رائے تو ہوتا ہے لیکن فوراً ہی سب کو حضرت ابو بکرؓ کی شخصیّت نمایاں نظر آتی ہے۔ کوئی اپنی تجویز پر ضد نہیں کرتا، اصرار نہیں کرتا، فوراً سب بیعت کر لیتے ہیں، خلوص اور للّٰہیت کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المرضیٰ باب ما رخص للمریض عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم باب من فضائل ابی بکرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المظالم باب ما جاء فی السقائف عن عمرؓ و باب مناقب ابی بکرؓ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] اس موقع پر حضرت ابو بکرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیشین گوئی سنائی کہ "حکمران قریش میں سے ہوں گے"، حضرت سعدؓ نے کہا "تم نے سچ کہا" (مسند احمد) اس کے بعد دو امیروں کی تجویز ختم ہو گئی۔

ماحول میں امیر کا انتخاب ہوجاتا ہے۔ لڑانے والے لڑانا چاہتے ہیں لیکن وہ اللہ کی رضاء کے جویا، لڑنے کا خیال تک نہیں کرتے۔ رضی اللہ عنہم۔

بیعت عامّہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے دوسرے دن حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا۔ اُس وقت حضرت ابوبکرؓ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "مجھے یہ اُمّید تھی کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے بعد انتقال فرمائیں گے لیکن اللہ نے اپنے رسُولؐ کیلئے اس چیز کے مقابلہ میں جو تمہارے پاس ہے اُس چیز کو پسند کیا جو اُس کے پاس ہے۔ بہرصورت اگر محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم انتقال فرماگئے (تو کیا ہوا) اللہ نے تم لوگوں میں ایک نور نازل کردیا ہے جس سے تم ہدایت پاتے رہوگے۔ اسی کے ذریعہ اللہ نے حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہدایت کی ی۔ ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابی ہیں اور وہ غار میں بھی آپؐ کے ساتھی تھے۔ یہ سب مسلمین سے زیادہ تمہارے امور کے والی ہونے کے مستحق ہیں لہٰذا تم سب کھڑے ہوجاؤ اور ان کی بیعت کرلو۔" حضرت عمرؓ نے (تقریر ختم کی اور) حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ منبر پر چڑھئے بڑے اصرار کے بعد وہ منبر پر چڑھے، پھر تمام لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی [1]

مُہرِ نبوی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مُہر بنوائی تھی، آپؐ اُسے اپنے ہاتھ (کی اُنگلی) میں پہنا کرتے تھے۔ آپؐ کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو وہ مُہر اُنہوں نے اپنے ہاتھ (کی اُنگلی) میں پہن لی [2]

حضرت ابوبکرؓ کی معاشی حالت حضرت ابوبکرؓ جب خلیفہ بنائے گئے تو فرمایا "میری قوم جانتی ہے کہ میرا پیشہ میرے اہل وعیال کے اخراجات کیلئے کافی ہے لیکن اب میں مسلمین کے کام میں مشغول ہوگیا ہوں (اب مجھے اتنی فرصت نہیں ملیگی کہ اپنا پیشہ جاری رکھ سکوں) لہٰذا ابوبکرؓ کے اہل وعیال اس مال (یعنی بیت المال) سے اپنی گذر اوقات کیلئے لیا کریں گے اور میں مسلمین کیلئے کام کرتا رہوں گا۔" [3]

بحرین کا خراج حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ ہوجانے کے کچھ عرصہ بعد بحرین کا خراج مدینہ منوّرہ پہنچا۔ حضرت ابوبکرؓ نے منادی کرائی کہ جس شخص سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو یا اُس کا آپؐ پر کچھ قرضہ ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ یہ اعلان سُن کر حضرت جابرؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے اور کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین دفعہ لپ بھر کر مجھ سے فرمایا تھا کہ بحرین کے مال میں سے میں تمہیں اتنا اتنا مال دوں گا۔" حضرت ابوبکرؓ نے انہیں کچھ نہیں دیا (نہ کوئی جواب دیا) حضرت جابرؓ دوبارہ گئے (اور مال کا مطالبہ کیا) حضرت ابوبکرؓ نے اِس مرتبہ بھی کچھ نہیں دیا۔ حضرت جابرؓ تیسری مرتبہ گئے لیکن پھر بھی حضرت ابوبکرؓ نے انہیں کچھ نہیں دیا۔ حضرت جابرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "میں نے آپ سے سوال کیا، آپ نے مجھے کچھ نہیں دیا، پھر سوال کیا، پھر کچھ نہیں دیا۔ پھر سوال کیا، پھر کچھ نہیں دیا۔ اگر دینا ہے تو دے دیجئے، ورنہ میرے ساتھ بخل سے کام لیجئے۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "تم مجھ پر بخل کا الزام لگاتے ہو حالانکہ بخل سے زیادہ بُری کونسی بیماری ہے۔" حضرت ابوبکرؓ نے تین دفعہ اس جملہ کو دوہرایا پھر فرمایا "میں ہر دفعہ تمہیں دینے کا ارادہ کرتا تھا، نہ دینے کا تو مطلق خیال نہ تھا۔" پھر حضرت ابوبکرؓ نے ایک لپ بھر کر انہیں دیا اور اُن سے کہا اسے گِنو، اُنہوں نے اس کو گِنا تو وہ پانچ سَو تھے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اس سے دوگنے اور لے لو۔ [4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف وکتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب اللباس باب ھل یجعل نقش الخاتم ثلاثۃ اسطر عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب البیوع باب کسب الرجل عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاجارۃ باب من تکفل عن میّت دینا عن جابرؓ وکتاب فرض الخمس باب من الدلیل علی ان الخمس ..... وکتاب المغازی باب قصّۃ عمّان وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب ماسُئل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ..... نحوہٗ۔

حضرت فاطمہؓ کا ورثہ طلب کرنا حضرت ابوبکرؓ کی اتباعِ سُنّت میں شدّت جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو حضرت فاطمہؓ اُن کے پاس آئیں اور اُن سے کہا کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی میراث تقسیم کر کے اُن کا حصّہ اُنہیں دیدیں۔ یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی جائداد نہیں چھوڑی تھی سوائے خیبر کی باقی ماندہ آراضی کے اور اُس جائداد کے جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بغیر جنگ کے عطا فرمائی تھی یعنی فدک کی آراضی اور مدینہ منوّرہ کے اموال۔ ان تمام جائدادوں میں سے حضرت فاطمہؓ نے اپنا حصّہ طلب کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے (ورثہ نہیں ہے) ہاں آلِ محمدؐ اس مال میں سے اپنے کھانے وغیرہ کے لئے لے سکتے ہیں" یہ سُنکر حضرت فاطمہؓ خفا ہو گئیں۔ (اُنہیں غالباً یہ گمان ہوا کہ اب اُنہیں اس میں سے کچھ نہیں ملیگا) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "میں اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا جس کام کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیا کرتے تھے، میں وہی کروں گا جو آپؐ کرتے تھے (یعنی اس ترکہ کو اُسی طرح خرچ کروں گا جس طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیا کرتے تھے) کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں آپؐ کی کسی بھی سنّت کو چھوڑ دوں گا تو گمراہ ہو جاؤں گا۔" یہ سُنکر حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس سے چلی آئیں اور پھر (اس سلسلہ میں) کوئی بات نہیں کی (کیونکہ اُنہیں اطمینان ہو گیا کہ ان کو اس مال میں سے حسبِ دستور ملتا رہے گا اور اُن کی کسی قسم کی حق تلفی نہیں ہو گی) [1]

حضرت عمرو بن الحارثؓ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا سوائے ہتھیار کے، ایک سفید خچّر کے اور زمین کے جو بطور صدقہ چھوڑی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے واضح الفاظ میں اعلان کر دیا تھا کہ میرے ورثاء دینار (وغیرہ) تقسیم نہ کریں۔ میری بیویوں کے اخراجات اور عامل کی تنخواہ دینے کے بعد جو کچھ میں چھوڑ جاؤں وہ صدقہ ہے۔ [2]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ حضرت ابوبکر صدّیقؓ اور حضرت عمرو بن الحارثؓ کی بیان کردہ احادیث کی روشنی میں حضرت ابوبکرؓ نے جو کچھ کیا اُس میں وہ حق بجانب تھے۔

ابتداء میں حضرت فاطمہؓ کے خفا ہونے کی وجہ غلط فہمی تھی کیونکہ کسی ادنیٰ مُومن سے بھی یہ توقّع نہیں کی جا سکتی کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فیصلہ سُن کر اُس کو برضاء و رغبت قبول نہ کرے چہ جائیکہ حضرت فاطمہؓ سے جو ایمان کے درجۂ علیا پر فائز ہیں اُن سے کیسے یہ توقّع کی جا سکتی ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فیصلہ سُن کر ناراض ہو جائیں اور اسے برضاء و رغبت قبول نہ کریں۔ جو غلط فہمی انہیں ہوئی تھی وہ بھی حضرت ابوبکرؓ کی مُومنانہ یقین دہانی پر کہ وہ سُنّت کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے دور ہو گئی اور وہ مطمئن ہو گئیں اور پھر کچھ نہ بولیں بلکہ خاموشی سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فیصلہ اور حضرت ابوبکرؓ کے جذبۂ اتّباعِ سُنّت سے راضی ہو کر واپس چلی آئیں۔

حضرت فاطمہؓ کے حضرت ابوبکرؓ سے ترکِ کلام کو بعض مؤرخین اور دشمنانِ اسلام نے بڑی رنگ آمیزی سے بیان کیا ہے۔ ترکِ کلام سے مُراد وہی ہے جو اوپر ہم نے نقل کیا، یعنی ورثہ کی تقسیم کے سلسلہ میں انہوں نے پھر کوئی بات نہیں کی۔ اگر ترکِ کلام سے مطلق ترکِ کلام مُراد ہے تو یہ بھی کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ آخر وہ کیا بات کرتیں اور کیوں کرتیں۔ کیا حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس و کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و کتاب الفرائض و صحیح مسلم کتاب الجہاد عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب نفقۃ نساء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بعد وفاتہ و صحیح مسلم کتاب الجہاد۔

ابو بکرؓ اُن کے محرم تھے کہ بار بار ان کے پاس آتیں اور بات کرتیں۔ نامحرم مرد سے عورت کی ملاقات شرعًا نامناسب ہے لہٰذا حضرت فاطمہؓ کا دوبارہ نہ آنا بالکل مناسب تھا اور اسی طرح بات نہ کرنا بھی عین اصولِ شریعت کے مطابق تھا۔

ازواجِ مطہراتؓ اور تقسیمِ وراثت تقریبًا اسی زمانہ میں ازواجِ مطہراتؓ نے حضرت عثمانؓ کو حضرت ابو بکرؓ کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا تاکہ وہ مالِ فَے میں سے اُن کے حصّہ کی قیمت اُنہیں ادا کر دیں۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے ازواجِ مطہراتؓ کو اس مطالبہ سے روک دیا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا "کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، ہاں اس میں سے آلِ محمدؐ اپنے اخراجات کیلئے لے سکتے ہیں"۔ یہ سُن کر ازواجِ مطہراتؓ نے اپنا ارادہ بدل دیا۔[1]

حضرت عبّاسؓ کا مطالبہ اسی زمانہ میں حضرت عبّاسؓ نے بھی فَدَک میں سے اپنی میراث طلب کی۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، ہاں اس میں سے آلِ محمدؐ اپنے اخراجات کیلئے لے سکتے ہیں"۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قرابت کے ساتھ حُسنِ سلوک اپنی قرابت کے ساتھ صلۂ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے"۔[2]

مسیلمہ کذّاب کا خروج۔ جنگِ یمامہ اسی زمانہ میں مسیلمہ کذّاب نے خروج کیا (حضرت ابو بکرؓ نے اس کی سرکوبی کیلئے ایک لشکر روانہ کیا)

حضرت حمزہؓ کے قاتل حضرت وحشیؓ جو عہدِ رسالت میں مسلم ہو چکے تھے اپنے دل میں کہنے لگے کہ میں مسیلمہ سے لڑنے کیلئے ضرور جاؤں گا شاید میں اُسے قتل کر کے حمزہؓ کے قتل کی تلافی کر سکوں۔ لہٰذا وہ بھی اسلامی لشکر کے ساتھ شامل ہو کر جنگ کیلئے روانہ ہوئے۔ دورانِ جنگ وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص دیوار کی اوٹ میں کھڑا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ وہ خاکستری رنگ کا اُونٹ ہے۔ اس کے بال پراگندہ تھے (حضرت وحشی نے اس پر حملہ کیا) اور اپنے بھالے کو اُس کی دونوں چھاتیوں کے درمیان رکھ کر اُس کے کندھوں کے پار کر دیا۔ اسی اثناء میں ایک انصاری نے دوڑ کر اس کے سر پر ایک تلوار ماری۔ ایک لڑکی (جو مسیلمہ کی عقیدت مند تھی) اپنے مکان کی چھت سے یہ ماجرا دیکھ رہی تھی بطورِ افسوس وہ کہنے لگی "ہائے امیر المؤمنین کو ایک حبشی غلام نے مار ڈالا"۔[3]

قرآن مجید کا سرکاری نسخہ مسیلمہ کذّاب سے لڑائی کے زمانہ میں ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ یمامہ کے مقام پر سخت لڑائی ہو رہی ہے ایسا نہ ہو کہ اس طرح جنگوں میں قرآن مجید کے حافظ شہید ہوتے چلے جائیں اور قرآن مجید کا بہت سا حصّہ ضائع ہو جائے، لہٰذا قرآن مجید کو (کتابی شکل میں) جمع کر لیجئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "وہ کام میں کیسے کر سکتا ہوں جس کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں کیا"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ کی قسم یہ کام بہت اچھا ہے"۔ (حضرت ابو بکرؓ اس کام پر راضی نہیں ہوئے) حضرت عمرؓ بار بار کہتے رہے اور حضرت ابو بکرؓ بار بار انکار کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ کا شرح صدر ہو گیا (وہ سمجھ گئے کہ دین کی خدمت اور علم کی حفاظت تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی کرتے رہے ہیں لہٰذا یہ بدعت نہیں ہے) اور اب وہ حضرت عمرؓ کی رائے سے متفق ہو گئے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لا نورث نحوہٗ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لا نورث نحوہٗ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ احد، باب قتل حمزہؓ عن جعفر بن عمروؓ۔ [4] حضرت فاطمہؓ بیمار ہو گئیں (بیہقی) اسی بیماری میں چھ ماہ بعد ان کی وفات ہو گئی (صحیح بخاری) لہٰذا

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو بلوایا اور اُن سے جنگِ یمامہ کی کیفیت، حضرت عمرؓ کا مشورہ، اپنا انکار اور پھر شرح صدر کا تمام ماجرا بیان کیا۔ پھر فرمایا "تم جوان اور قوی آدمی ہو، تمہاری عقل بھی اچھی ہے، لہٰذا تم پر جھوٹ اور نسیان کا دھبہ نہیں لگایا جا سکتا، تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے وحی لکھا کرتے تھے لہٰذا تم یہ کام سنبھالو اور قرآن مجید کو جمع کر لو۔" زیدؓ کہتے ہیں "اگر مجھے پہاڑ ہٹانے کا حکم دیتے تو یہ میرے لئے قرآن مجید کے جمع کرنے سے زیادہ آسان تھا۔" حضرت زیدؓ نے کہا "آپ وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں کیا۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اللہ کی قسم یہ کام اچھا ہے۔" حضرت عمرؓ بھی موجود تھے لیکن خاموش بیٹھے رہے۔ حضرت ابوبکرؓ بار بار حضرت زیدؓ سے کہتے رہے اور وہ بار بار انکار کرتے رہے حتّٰی کہ اُن کا بھی شرح صدر ہو گیا۔ پھر اُنہوں نے قرآن مجید کو کھالوں، شانہ کی ہڈیوں اور کھجوروں کے پٹھوں سے (جن پر عہدِ رسالت میں قرآن مجید لکھا گیا تھا) جمع کر لیا۔ حضرت زیدؓ کہتے ہیں سُورۂ توبہ کی آخری دو آیتیں مجھے صرف حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے پاس لکھی ہوئی ملیں (اگرچہ دوسری آیتیں متعدد لوگوں کے پاس لکھی ہوئی موجود تھیں) الغرض قرآن مجید کتابی شکل میں جمع ہو گیا۔ قرآن مجید کا یہ نسخہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پاس رکھا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوئی۔ [1]

زکوٰۃ دینے سے انکار اور ارتداد کا فتنہ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتقال ہوتے ہی عرب کے بعض لوگوں نے کفر اختیار کر لیا (یعنی زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا) حضرت عمرؓ نے کہا "آپ ان لوگوں سے کیسے لڑ سکتے ہیں حالانکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اُس وقت تک لڑوں جب تک وہ لا الٰہ الّا اللہ نہ کہیں، پھر جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا تو اُس نے اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے بچا لیا مگر کلمہ کا جو حق ہے وہ اس سے ضرور لیا جائے گا اور اس کا حساب اللہ کے ذمّہ ہوگا۔" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم میں ضرور اُس سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے گا۔ (یعنی جو نماز تو پڑھے گا لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا) اللہ کی قسم اگر ایک بھیڑ کا بچّہ بھی جو وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیا کرتے تھے مجھے نہ دیں گے تو میں ضرور اُن سے اس بچّہ کو روک لینے پر جنگ کروں گا۔" حضرت عمرؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم، اللہ نے ابوبکرؓ کے سینہ کو کھول دیا تھا، بعد میں میں سمجھ گیا کہ یہ حق ہے۔" (یعنی جنگ کرنا ضروری ہے) [2]

وفد بُزاخہ کی آمد | (ارتداد سے توبہ کرنے کے بعد) بُزاخہ کا ایک وفد دربارِ خلافت میں حاضر ہوا اور اپنی غلطی کی معذرت کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "تم اونٹ کی دُموں کو پکڑے رہو (یعنی اپنے کاروبار میں مشغول رہو) یہاں تک کہ اللہ اپنے نبیؐ کے خلیفہ اور مہاجرین کو ایسی بات دکھا دے جس سے وہ تم کو معذور سمجھیں۔" [3]

حضرت اُمِّ ایمنؓ سے مُلاقات | حضرت اُمِّ ایمنؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پرورش کی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (اکثر) ان سے ملاقات کیلئے تشریف لیجایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا "ہمارے ساتھ اُمِّ ایمنؓ کے ہاں چلو، ہم اُن سے ملاقات کریں جیسے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان سے ملاقات کرتے تھے۔" الغرض یہ لوگ حضرت اُمِّ ایمنؓ کے ہاں گئے۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے پوچھا "آپ کیوں روتی ہیں، جو چیز رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے۔" حضرت اُمِّ ایمنؓ نے کہا "میں اِس لئے نہیں رو رہی ہوں کہ میں یہ نہیں جانتی کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسُولؐ کیلئے بہتر ہے بلکہ میں تو اس لئے رو رہی

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ التوبۃ عن زید بن ثابتؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ عن ابی ہریرۃؓ وکتاب استتابۃ المرتدین و المعاندین وقتالہم وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس۔ [3] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف عن طارق رضؓ۔

ہوں کہ آسمان سے وحی آنی بند ہوگئی"۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی بے ساختہ رونے لگے۔[1]

حضرت ابوبکرؓ کی کتاب الزکوٰۃ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت انسؓ کو بحرین کا عامل بنا کر روانہ کیا اور زکوٰۃ کی وصولیابی کے سلسلہ میں انہیں ایک کتاب لکھ کر دی جس کا مضمون یہ تھا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ زکوٰۃ کے فرائض ہیں جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمین پر فرض کئے ہیں اور یہ وہ فرائض ہیں جن کا حکم اللہ نے اپنے رسُولؐ کو دیا تھا۔ مُسلمین میں سے جس شخص سے اس تحریر کے مُطابق زکوٰۃ مانگی جائے وہ زکوٰۃ دیدے اور جس شخص سے اس سے زیادہ مانگی جائے وہ زیادہ نہ دے۔

۲۴ اُونٹوں اور اس سے کم میں ہر پانچ اُونٹوں پر ایک بکری دینا فرض ہے۔ جب ۲۵ اُونٹ ہوجائیں تو ۳۵ تک ایک ایسی اُونٹنی زکوٰۃ میں لی جائے گی جو دوسرے سال میں لگ چکی ہو۔ جب ۳۶ اُونٹ ہوجائیں تو ۴۵ تک ایسی اُونٹنی زکوٰۃ میں لی جائے گی جو تیسرے سال میں لگ چکی ہو۔ جب ۴۶ اُونٹ ہوجائیں تو ۶۰ تک ایک ایسی اُونٹنی زکوٰۃ میں لی جائے گی جو چوتھے سال میں لگ چکی ہو اور نر کی جفتی کے قابل ہو۔ ۶۱ سے ۷۵ تک ایسی اونٹنی لی جائیگی جو پانچویں سال میں لگ چکی ہو۔ ۷۶ سے ۹۰ تک ایسی دو اُونٹنیاں لی جائیں گی جو تیسرے سال میں لگ چکی ہوں۔ پھر ۹۱ سے ۱۲۰ تک ایسی دو اُونٹنیاں لی جائیں گی جو چوتھے سال میں لگ چکی ہوں اور نر کی جفتی کے قابل ہوں۔ جب ۱۲۰ سے زیادہ ہوجائیں تو (جتنی زیادہ ہوں ان میں سے) ہر چالیس پر ایک اُونٹنی جو تیسرے سال میں لگ چکی ہو اور ہر پچاس پر ایک اونٹنی جو چوتھے سال میں لگ چکی ہو۔ جس کے پاس صرف چار اُونٹ ہوں تو ان میں زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی، اگر مالک دینا چاہے تو (اپنی طرف سے) دیدے البتّہ جب پانچ اونٹ ہوں تو پھر اُن میں ایک بکری فرض ہے۔

بکریوں کی زکوٰۃ یہ ہے کہ جب چرنے والی بکریوں کی تعداد چالیس ہوجائے تو ۱۲۰ تک ایک بکری فرض ہے۔ ۱۲۱ سے ۲۰۰ تک دو بکریاں فرض ہیں۔ ۲۰۱ سے ۳۰۰ تک تین بکریاں فرض ہیں۔ جب ۳۰۰ سے زیادہ ہوجائیں تو (جتنی زیادہ ہوں ان میں سے) ہر سَو میں ایک بکری فرض ہے۔ اگر بکریوں کی تعداد چالیس سے کم ہو تو ان میں کوئی زکوٰۃ نہیں، اگر مالک دینا چاہے تو دیدے۔

چاندی میں چالیسواں حصّہ زکوٰۃ میں دینا فرض ہے۔ اگر کسی کے پاس صرف ۱۹۰ درہم ہوں تو اُن میں کوئی زکوٰۃ نہیں اگر مالک دینا چاہے تو دیدے۔

اگر کسی پر ایسی اُونٹنی زکوٰۃ میں دینا فرض ہو جو پانچویں سَال میں لگ چکی ہو لیکن اُس کے پاس ایسی اونٹنی نہ ہو تو اس سے ایسی اونٹنی لے لی جائے گی جو چوتھے برس میں لگ چکی ہو اور اُس کے ساتھ دو بکریاں اگر میسّر ہوں ورنہ ۲۰ درہم لے لئے جائیں گے۔ جس شخص پر ایسی اونٹنی فرض ہو جو چوتھے سَال میں لگ چکی ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو تو اس سے ایسی اونٹنی لے لی جائے گی جو پانچ سال میں لگ چکی ہو اور عامل اُسے ۲۰ درہم یا دو بکریاں دیدیگا۔ جس شخص پر ایسی اونٹنی فرض ہو جو چوتھے سال میں لگ چکی ہو لیکن (اس کے پاس ایسی اونٹنی نہ ہو البتّہ) اُس کے پاس ایسی اونٹنی ہو جو تیسرے سَال میں لگ چکی ہو تو وہی اس سے لے لی جائے گی اور اُس کے ساتھ دو بکریاں یا ۲۰ درہم اور لئے جائیں گے اور جس پر ایسی اونٹنی فرض ہو جو تیسرے سَال میں لگ چکی ہو (لیکن اس کے پاس ایسی اونٹنی نہ ہو تو) اُس سے ایسی اونٹنی لے لی جائے گی جو چوتھے سال میں لگ چکی ہو اور عامل اُسے ۲۰ درہم یا دو بکریاں دیگا۔ اسی طرح اگر کسی پر تیسرے سَال والی اونٹنی فرض ہو اور

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ردّ المہاجرین الی الانصار منائحہم عن انسؓ و کتاب الفضائل باب من فضائل امّ ایمنؓ عن انسؓ۔

وہ اس کے پاس نہ ہو تو اُس سے ایسی اونٹنی لے لی جائے گی جو دوسرے سال میں لگ چکی ہو اور اس کے ساتھ اسے ۲۰ درہم یا دو بکریاں اور دینی ہوں گی۔ زکوٰۃ میں بوڑھی بکری نہ دیجائے نہ عیب دار بکری دیجائے۔ نہ بکرا دیا جائے۔ اگر عامل لینا چاہے تو لے سکتا ہے[1]

کتاب کا مضمون جہاں ختم ہوا وہاں حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر لگا دی[2]

حضرت فاطمہؓ کی وفات اور حضرت علیؓ کا بیعت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ مہینے بعد حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو اطلاع نہ دی اور خود ہی نمازِ جنازہ پڑھا کر رات کے وقت انہیں دفن کر دیا۔

حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں حضرت علیؓ کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو حضرت علیؓ نے لوگوں کے چہروں میں خفگی کے آثار دیکھے کیونکہ انہوں نے ابھی تک بیعت نہیں کی تھی (حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں ان کی تیمارداری کی وجہ سے لوگوں نے ان کو معذور سمجھا تھا لیکن اب یہ بات لوگوں کو ناگوار تھی) لہٰذا حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے صلح و صفائی اور بیعت کرنے کی خواہش کی (تاکہ لوگوں کی ناراضگی کا سبب ختم ہو جائے) حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہلوایا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں اور اپنے ساتھ کسی کو نہ لائیں (غالباً) اس خیال سے کہ حضرت عمرؓ نہ آئیں (تاکہ تنہائی میں بے تکلفی سے بات ہو سکے) حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "واللہ آپ اُن کے پاس اکیلے نہ جائیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "مجھے ان سے کیا خطرہ ہے؟ میں تنہا ہی جاؤں گا"۔ غرض یہ کہ حضرت ابوبکرؓ اُن کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت علیؓ نے تشہّد پڑھا، پھر فرمایا "یقیناً ہم آپ کی فضیلت اور جو کچھ (بزرگی) اللہ نے آپ کو عطا کی ہے اُسے پہچانتے ہیں اور جو خیر (یعنی خلافت وغیرہ) اللہ نے آپ کو دی ہے اُس پر آپ سے حسد نہیں کرتے لیکن (ہمیں اس بات کا ملال ہے کہ) آپ اس (مال کے) معاملہ میں خود مختار ہو گئے (ہم سے مشورہ تک نہیں لیتے) حالانکہ ہم سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے اس میں ہمارا بھی حصّہ ہے (حصّہ اگر نہیں مل سکتا تھا تو مشورہ ہی میں ہمیں شریک کر لیا جاتا)"۔ حضرت علیؓ کی ان باتوں پر حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے بات ختم کی تو حضرت ابوبکرؓ نے اس کے جواب میں فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت (سے حُسنِ سلوک) مجھے اپنی قرابت کے ساتھ صلۂ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے، اور جو کچھ ہمارے اور تمہارے درمیان اس مال کے معاملہ میں اختلاف ہوا (تو بات یہ ہے کہ) میں اس سلسلہ میں جہاں تک کہ نیکی و بھلائی کرنے کا تعلّق ہے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا اور نہ میں اس معاملہ میں اُس سُنّت کو چھوڑتا ہوں جس سُنّت پر کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمل کرتے دیکھا ہے (کیونکہ سُنّت کی پیروی مشورہ سے بے نیاز ہے لہٰذا ملال کی کوئی وجہ نہیں ہے)" حضرت ابوبکرؓ کی اس وضاحت کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا "میں (آج) زوال کے بعد (تمام لوگوں کی موجودگی میں) بیعت کر لوں گا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ تشہّد پڑھا۔ پھر حضرت علیؓ کی کیفیت، بیعت کرنے میں تاخیر اور اُن کی معذرت بیان کی۔ پھر حضرت علیؓ نے (تقریر کی) تشہّد پڑھا، مغفرت کی دُعا کی اور حضرت ابوبکرؓ کی عظمت بیان کی، پھر فرمایا "بیعت کرنے میں اس وجہ سے دیر نہیں ہوئی کہ ہمیں ابوبکرؓ سے اس معاملہ میں کسی قسم کا حسد تھا اور نہ اس وجہ سے کہ ہمیں ان کی فضیلت کا جو اللہ نے انہیں عطا فرمائی ہے انکار تھا، البتہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ فی ابواب عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس (ترکہ) میں ہم اپنے کو حصّہ دار سمجھتے تھے، ابوبکرؓ جب اس (ترکہ کے) معاملہ میں خود مختار ہو گئے (ہمیں مشورہ میں بھی شریک نہیں کیا تو ہمیں ملال تھا)۔" حضرت علیؓ کی اس تقریر (اور بیعت) کے بعد تمام مسلمین ان سے خوش ہو گئے۔ سب نے کہا "تم صحیح بات کو پہنچ گئے۔" الغرض اس نیک کام کی طرف رجوع کرنے کے بعد تمام مسلمین ان سے (حسبِ سابق) محبّت کرنے لگے [1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ اس واقعہ سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں :-

(۱) حضرت علیؓ نے ملال کی وجہ سے بیعت میں دیر کی۔

(۲) حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ سے نہ کسی قسم کا بغض تھا نہ حسد۔

(۳) حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کے معترف تھے۔

(۴) حضرت علیؓ کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہے، انہوں نے اس پر غاصبانہ قبضہ نہیں کیا ہے۔

(۵) حضرت ابوبکرؓ اور تمام صحابۂ کرامؓ قرابتِ رسولؐ کا کتنا احترام کرتے تھے کہ حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں حضرت علیؓ سے خفا نہیں ہوئے بلکہ ان کی قدر و منزلت کرتے رہے۔

(۶) معروف کے خلاف کام کرنے کو صحابۂ کرامؓ اچھا نہیں سمجھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ سے ناخوش رہنے لگے۔

(۷) حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ سے کسی قسم کا خطرہ محسوس نہیں کرتے تھے۔

(۸) حضرت علیؓ کے ملال اور اس کے تذکرہ سے حضرت ابوبکرؓ رونے لگے، گویا وہ حضرت علیؓ کے ملال کو اپنا ملال سمجھتے تھے۔

(۹) حضرت علیؓ اپنے کو خلافت کا حقدار نہیں سمجھتے تھے۔ اس معاملہ میں انہوں نے نہ کوئی شکایت کی نہ حسد کیا، ان کا ملال صرف اموال کی حد تک تھا اور بس۔

(۱۰) حضرت ابوبکرؓ سختی کے ساتھ سُنّت کی پیروی کرتے تھے۔ حضرت علیؓ نے اُن کے اس دعویٰ پر کوئی ردّ و قدح نہیں کی نہ اموال کے خرچ کے سلسلہ میں کوئی اعتراض کیا۔

(۱۱) حضرت علیؓ نے اپنی غلطی تسلیم کر لی اور اپنی تقریر میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی۔

(۱۲) تمام مسلمین نے ان کے عذر کو قبول کر لیا اور پھر بدستور محبّت کرنے لگے۔

کتنے اچھے تھے یہ لوگ جن کے کردار کی ایک جھلک اس واقعہ سے ظاہر ہو رہی ہے، کتنے اچھے ہیں وہ نتائج جو اس واقعہ سے برآمد ہوتے ہیں لیکن افسوس، دشمنانِ اسلام اسی واقعہ سے وہ چیزیں اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو اس میں کہیں نہیں دکھائی دیتیں۔ حضرت علیؓ کو غلط فہمی کی بناء پر جو عارضی ملال تھا وہ دور ہو گیا، ان کے دل بالکل صاف ہو گئے۔ وہ ایکدوسرے کی فضیلت کے معترف تھے لیکن وائے افسوس دشمنانِ اسلام اب بھی یہی کہے جا رہے ہیں کہ وہ ایکدوسرے کے دشمن تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو حضرت فاطمہؓ کے انتقال کی خبر نہ کی۔ اس بات کو بھی بعض لوگوں نے نمک مرچ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث عن عائشۃ صدیقہ رضؓ۔

لگاکر بیان کیا ہے، حالانکہ یہ کوئی عجیب بات نہ تھی۔ شادیاں ہوجاتی تھیں اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع نہ ہوتی تھی۔ ایسا بھی واقعہ پیش آیا کہ ایک شخص کی وفات ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُس کی مَوت کی اطلاع نہیں دی گئی اور رات ہی کو اُسے دفن کر دیا گیا۔ اِس قسم کے اور بھی کئی واقعات ہیں جن کو بغیر کسی رنگ آمیزی کے بیان کیا جاتا ہے۔ رات کا وقت تھا، حضرت ابوبکرؓ اکثر مقام سُنح میں جو مدینہ کے بالائی حصّہ میں واقع تھا رہا کرتے تھے، ہوسکتا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا ہو اور قریب قریب کے لوگوں کی معیّت میں تدفین کا کام سرانجام دیدیا ہو۔[1]

مقدّس جنگیں | مقدس جنگوں کا سلسلہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ سے جاری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں واضح ہدایتیں نازل فرمائی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا (اے مؤمنو!)

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُونَ ۝ (۹/۲۹)

اُن اہلِ کتاب سے جنگ کرو جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اُن چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اُسکے رسُولؐ نے حرام کر دی ہیں اور نہ وہ دینِ حق کو قبول کرتے ہیں۔ (اور اُس وقت تک جنگ کرتے رہو) جب تک وہ ماتحت ہوکر جزیہ نہ ادا کریں۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ (۹/۱۲۳)

اے ایمان والو! اپنے پڑوسی کافروں سے جنگ کرو اور ہونا یہ چاہیئے کہ کافر تم میں سختی (یعنی قوّت و شجاعت) محسُوس کریں اور (اے مؤمنو!) یہ سمجھ لو کہ اللہ متّقیوں کے ساتھ ہے (کسی قسم کی زیادتی نہ کرو اس لئے کہ یہ تقوے کے خلاف ہے)

اسلامی حکومت یا خلافتِ راشدہ ایک اصولی حکومت ہوتی ہے، ایک تحریک ہوتی ہے۔ اُس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی حکومت نہ صرف یہ کہ خود تسلیم کرے بلکہ دوسروں سے بھی تسلیم کرائے۔ اور اگر کوئی شخص یا ریاست اللہ تعالیٰ کی حاکمیّت تسلیم کرنے سے انکار کرے تو اُسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ آزاد رہے، خود مختار اور باعزّت رہے اور جو چاہے کرے۔ عزّت کا تعلّق ایمان باللہ کے ساتھ ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی حاکمیّت پر ایمان نہیں رکھتا وہ کسی عزّت کا مستحق نہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے قوانین کا احترام نہیں کرتا وہ اپنا احترام کھو بیٹھتا ہے۔ پھر اس کے لئے یہی لازمی ہے کہ وہ اپنی کمتری تسلیم کرے، حکومتِ الٰہیّہ کو برتر سمجھے اور اُس کے عملی ثبوت کیلئے حکومتِ الٰہیّہ کو جزیہ ادا کرے، اگر وہ یہ نہیں کرتا تو پھر اسلامی تحریک اپنی ترقی و ترویج کی خاطر، حکومتِ الٰہیّہ کے دفاع، بقاء و تحفّظ کی خاطر راستہ میں آنے والی تمام رکاوٹوں اور خطرات کو صاف کرتی ہے اور یہیں سے جہاد کا آغاز ہوتا ہے۔

یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مندرجہ بالا احکامِ الٰہی کی تعمیل میں پڑوسی حکومت سے

---

[1] یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے پردہ کی وصیّت کر دی تھی لہٰذا حضرت علیؓ نے اس وصیّت پر عمل کرتے ہوئے رات ہی کو دفن کر دیا اور تمام لوگوں کو اطلاع نہ دی (فتح الباری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر)

سب سے پہلی جنگ مُوتہ کے مقام پر لڑی۔ دوسری مرتبہ اسی پڑوسی مُلک سے جنگ کرنے کیلئے آپؐ تبوک روانہ ہوئے پھر تیسری مرتبہ اُسی جنگ کو جاری رکھنے کیلئے آپؐ نے وفات سے چند دن پہلے جیش اُسامہؓ تیار کیا۔ جہادوں کا یہی وہ سلسلۂ زرّیں ہے جو دورِ خلافت میں جاری رہا اور جس کے نتیجہ میں قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے تختے الٹ دئے گئے۔ ان خزانوں کا مال و دولت مسلمین کے قبضہ میں آیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ پُورا ہوا جو اس نے جماعت المسلمین سے کئی سال پہلے کیا تھا اور ایسے وقت میں کیا تھا کہ اس وقت اس قسم کا وعدہ پُورا ہونے کے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے۔ فَلِلّٰہِ الحمد۔

جنگ روم (جنگ یرموک[1]) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رومیوں سے جنگ کیلئے ایک لشکر روانہ کیا اور اس پر حضرت خالد بن ولیدؓ کو سپہ سالار مقرر کیا۔

یرموک کے مقام پر جنگ شروع ہوئی۔ دورانِ جنگ صحابہؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا "آپ حملہ کیوں نہیں کرتے تاکہ ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں۔" حضرت زبیرؓ نے کہا "میں حملہ کروں گا تو تم میرا ساتھ نہ دے سکو گے۔" انہوں نے کہا "ہم ایسا نہیں کریں گے۔" الغرض حضرت زبیرؓ نے حملہ کیا اور کُفّار کی صفوں کو چیرتے ہوئے نکل گئے، کوئی اُن کا ساتھ نہ دے سکا۔ پھر وہ واپس ہوئے اور کُفّار کی طرف مُنہ کیا تو کُفّار نے اُن کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور اُن کے شانہ پر دو ضربیں ماریں۔ ان دونوں ضربوں کے نشان کندھوں پر باقی رہ گئے۔ ان دونوں ضربوں کے درمیان وہ ضرب تھی جو جنگِ بدر میں لگی تھی۔ اُن کے بیٹے عروہؓ کہتے ہیں کہ بچپن میں مَیں ان ضربوں میں اُنگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا اس جنگ میں حضرت زبیرؓ کے بڑے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ بھی اُن کے ساتھ تھے۔ اُس وقت ان کی عمر (تقریباً) دس سال تھی۔ حضرت زبیرؓ نے انہیں گھوڑے پر سوار کر کے ایک شخص کے سپرد کر دیا تھا۔

الغرض مسلمین کی فتح ہوئی اور کُفّار شکست کھا کر بھاگ گئے۔[1]

اسی جنگ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ایک غلام بھاگ کر رومیوں سے جا ملا تھا اور اُن کے ایک گھوڑے پر دشمن نے قبضہ کر لیا تھا۔ جب مسلمین کی فتح ہو گئی تو حضرت خالدؓ نے وہ غلام اور گھوڑا حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو واپس کر دیا۔[2]

حضرت ابوبکرؓ کی ایک عورت سے ملاقات اور نہی عن المنکر ایک دن حضرت ابوبکرؓ قبیلۂ اَحْمس کی ایک عورت کے ہاں جس کا نام زینب بنت مہاجر تھا تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ وہ بات نہیں کرتی۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ وہ بات کیوں نہیں کرتی۔ لوگوں نے بتایا کہ اُس نے خاموش رہ کر حج کرنے کی نیت کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "بات کرو، یہ چیز جائز نہیں ہے۔ یہ جاہلیّت کے اعمال میں سے ایک عمل ہے۔" یہ سُن کر اُس عورت نے بات کی، اُس نے پوچھا "تم کون ہو؟" حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا "میں مہاجرین میں سے ایک شخص ہوں"۔ اُس نے پوچھا "کون سے مہاجرین؟" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "قریش میں سے۔" اُس نے پوچھا "قریش کے کس قبیلہ سے تمہارا تعلق ہے؟" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "تم بہت سوال کرنے والی ہو۔ میں ابوبکرؓ ہوں۔" اُس نے پوچھا "جاہلیّت کے بعد یہ خیر جو اللہ نے بھیجی ہے اس پر ہم کب تک باقی رہیں گے۔" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "تم لوگ اس خیر پر اُس

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا غنم المشرکون مال المسلم عن ابن عمرؓ و مناقب زبیرؓ عن عروہؓ و کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر باب قتل ابی جہل۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا غنم المشرکون مال المسلم عن ابن عمرؓ۔ [1] یرموک شام کے ایک موضع کا نام ہے۔

وقت تک قائم رہو گے جب تک تمہارے امام اس پر قائم رہیں گے۔" اس نے پوچھا "امام سے کیا مراد ہے؟" حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "کیا تمہاری قوم میں رئیس اور شریف نہیں ہوتے تھے جن کے احکام کی اطاعت کیجاتی تھی" اُس نے کہا "ہاں"۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "امام سے وہی لوگ مُراد ہیں جو لوگوں پر حاکم ہوتے ہیں"۔ [1]

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات پیر کا دن تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس گئیں حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا "تم نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں کا کفن دیا تھا"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا "تین سفید سحولی سُوتی کپڑوں میں جن میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ"۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا "رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس دن ہوئی تھی"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "پیر کے دن"۔ حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا "آج کونسا دن ہے"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "آج پیر کا دن ہے"۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "آج رات سے پہلے مجھے اپنی موت کی توقّع ہے"۔ پھر اُنہوں نے اُس کپڑے کو دیکھا جو وہ پہنے ہوئے تھے اور جس میں اُن کی تیمارداری ہو رہی تھی۔ اس میں کچھ زعفران لگی ہوئی تھی۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "اس کپڑے کو دھو ڈالنا اور دو کپڑے اور لے کر مجھے ان کا کفن دے دینا"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا "یہ تو پُرانا کپڑا ہے"۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "نئے کپڑے کا بہ نسبت مُردے کے زندہ زیادہ حقدار ہے، یہ کفن تو یقیناً بوسیدہ ہونے کیلئے ہی ہے"۔ الغرض شام کو اُن کی وفات ہو گئی اور صبح ہونے سے پہلے وہ دفن کر دیئے گئے [2] وفات کے وقت اُن کی عمر ۶۳ سال کی تھی [3]

فضائلِ صدّیقؓ

(۱) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اپنی صحبت اور اپنی دولت سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکرؓ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے اگر اپنے ربّ کے علاوہ اپنی اُمّت میں سے میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا لیکن اسلامی اخوّت اور محبّت (ہی کیا کم ہے) مسجد میں کھُلنے والے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں سوائے ابو بکرؓ کے دروازے کے"۔ [4]

(۲) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنّت کے تمام دروازوں سے لوگوں کو بُلایا جائے گا۔ نمازی کو نماز کے دروازے سے، مجاہد کو جہاد کے دروازے سے، روزہ دار کو باب الرّیان سے، صدقہ دینے والوں کو باب الصّدقہ سے" حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں، ہر دروازے سے بلانے کی کوئی خاص ضرورت تو نہیں پھر بھی کیا کوئی ایسا شخص ہے جو تمام دروازوں سے بلایا جائے گا"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں، اور میں اُمّید کرتا ہوں کہ ان میں سے تم بھی ہو گے"۔ [5]

(۳) ایک دن رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد فرمایا "ایک شخص بیل کو ہانکتا ہوا لے جا رہا تھا کہ اثنائے سفر میں وہ اُس بیل پر سوار ہو گیا اور اُس کو مارا۔ بیل نے کہا ہم اس کام کیلئے نہیں پیدا کئے گئے، ہمیں تو کھیتی کیلئے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ایام الجاہلیۃ عن قیسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین عن عائشۃ صدیقہؓ و ابواب اُخریٰ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کم سن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المساجد باب الخوخۃ والممر فی المسجد عن ابی سعیدؓ و کتاب المناقب و صحیح مسلم باب مناقب ابی بکرؓ عن ابن مسعودؓ و ابی سعیدؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [5] صحیح بخاری کتاب الصوم باب الرّیان عن ابی ہریرۃؓ و ابواب فضائل الصدیقؓ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔ [1] سحول یمن کے ایک قصبہ کا نام ہے۔

پیدا کیا گیا ہے۔" لوگوں نے کہا "سُبحان اللہ، بَیل بات کرتا ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی ایمان لاتے ہیں۔" آپؐ نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کا نام لیا حالانکہ وہ وہاں موجود نہیں تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا "ایک شخص اپنی بکریوں کے پاس تھا کہ اسی اثناء میں ایک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ایک بکری کو لے گیا۔ اُس شخص نے بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لیا۔ بھیڑیے نے کہا درندوں کے دن کون ان کی نگرانی کرے گا جس دن سوائے میرے کوئی ان کا نگراں نہ ہوگا۔" لوگوں نے کہا "سُبحان اللہ، بھیڑیا بات کرتا ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی ایمان لاتے ہیں۔" [1]

یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ کی قوتِ ایمانی اور صدّیقیت کی کتنی زبردست شہادت ہے، یقیناً وہ اس قابل تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد خلیفہ ہوتے۔

(۴) اصحابِ صفّہ میں سے تین آدمیوں کی دعوت کا ایک واقعہ حضرت ابوبکرؓ کے حالات میں پہلے گذر چکا ہے۔ اُس موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا تھا "تم سب سے بہتر ہو۔" [2]

(۵) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لوگو! اللہ نے مجھے تمہاری طرف رسُول بنا کر بھیجا، تم نے تکذیب کی، اور ابوبکرؓ نے تصدیق کی، پھر اپنی جان اور مال سے میری مدد کی، تو کیا تم میری خاطر میرے دوست کو (نہیں) چھوڑو گے" (یعنی میری خاطر اُسے کسی قسم کا رنج و صدمہ نہ پہنچاؤ) یہ فرمان سُننے کے بعد پھر کسی نے حضرت ابوبکرؓ کو تکلیف نہیں پہنچائی۔ [3]

بھلا جو شخص نازک ترین دَور میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اپنی جان اور اپنے مال کو قربان کرے اُس کے ایمان میں بھی شبہ ہو سکتا ہے؟۔

(۶) مَردوں میں سب سے زیادہ محبوب حضرت عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا "لوگوں میں آپؐ کا سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عائشہؓ"۔ پھر میں نے پُوچھا "مَردوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کے والد" (یعنی ابوبکرؓ) [4]

حضرت ابوبکر حضرت عمرؓ کی نظر میں حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکرؓ کو "ہمارے سردار" کہا کرتے تھے اور سب سے بہتر خیال کرتے تھے۔ [5]

حضرت علیؓ کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ کی منزلت حضرت علیؓ سے سوال کیا گیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد سب سے بہتر کون شخص ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا "ابوبکرؓ"۔ [6]

حضرت علیؓ ایک اور موقع پر حضرت ابوبکرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں "یقیناً ہم آپ کی فضیلت اور جو بزرگی اللہ نے آپ کو دی ہے اُس کے معترف ہیں اور جو خیر اللہ نے آپ کو دی ہے اُس پر آپ سے حسد نہیں کرتے۔" [7]

کتنے پُرخلوص ہیں یہ لوگ کہ ایک دوسرے کی فضیلت کے معترف ہیں۔ آپس میں کتنی محبّت و یگانگت ہے، نہ کوئی بغض ہے نہ عداوت، نہ حسد ہے نہ انکارِ فضیلت۔ دشمنانِ اسلام کچھ بھی کہیں، کچھ بھی لکھیں، ان کی تقریروں اور تحریروں کی ان ٹھوس دلائل و حقائق کے مقابلہ میں کیا حقیقت ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب بعد حدیث الغار عن ابی ہریرۃؓ ابواب فضائل الصدیقؓ و صحیح مسلم باب من فضائل ابی بکرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف عن عبدالرحمٰنؓ۔ [3] صحیح بخاری فضائل الصدّیقؓ عن ابی درداءؓ۔ [4] صحیح بخاری باب فضائل الصدیقؓ عن عمروؓ و کتاب المغازی باب غزوۃ السلاسل۔ [5] صحیح بخاری کتاب المظالم و کتاب المناقب باب مناقب بلالؓ۔ [6] صحیح بخاری باب فضائل الصدیق عن محمد بن علی۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لا نورث عن عائشۃ صدیقہؓ۔

آلِ ابوبکرؓ کی برکتیں | حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کا کون معترف نہیں تھا، ایک مرتبہ ایک انصاری صحابی حضرت اُسید بن حضیرؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو مخاطب کر کے کہا تھا "اے آلِ ابوبکرؓ، یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے" (یعنی آلِ ابوبکرؓ کے ذریعہ بہت سی برکتیں حاصل ہوئی ہیں) [1]

حضرت ابوبکرؓ کو جنّت کی بشارت | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چاہِ اریس کی منڈیر پر پیر لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت ابوموسیٰؓ آئے، اُنہوں نے سلام کیا اور واپس جاکر (باغ کے) دروازہ پر بیٹھ گئے اور دربانی کے فرائض انجام دینے لگے۔ تھوڑی دیر میں حضرت ابوبکر صدّیقؓ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے پوچھا "کون ہے؟" اُنہوں نے کہا "ابوبکرؓ"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا "ٹھہریے"۔ یہ کہکر وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ابوبکرؓ آئے ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو اجازت دو اور جنّت کی بشارت دو"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "اندر آئیے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو جنّت کی بشارت دی ہے"۔ حضرت ابوبکرؓ اندر آئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی داہنی جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنے دو پیر اُسی طرح کُنویں میں لٹکا لئے جس طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لٹکا رکھے تھے۔ [2]

دربارِ رسالت سے صدّیقیّت کی سَنَد | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُحد پہاڑ پر چڑھے، آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی تھے، پہاڑ ہلنے لگا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اُحُد ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدّیق اور دو شہید ہیں"۔ [3]

نبوّت کے بعد صدّیقیّت ایمان کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ بھلا جس شخص کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبانِ مبارک سے صدّیقیّت کی سند ملی ہو اُس کے ایمان میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے۔ ان کے ایمان میں شبہ کرنے والا مکذّبِ رسُولؐ ہی ہو سکتا ہے اور کوئی نہیں۔

قربتِ نبوی | حضرت علیؓ فرماتے ہیں "میں اکثر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا کرتا تھا، آپؐ فرماتے تھے میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ تھے۔ میں نے اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے کیا۔ میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ چلے"۔ [4]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے کس قدر پُرخلوص محبّت تھی، دشمنانِ اسلام نے اُس کو کیا سے کیا بنا دیا۔

جنّت کی دوبارہ بشارت | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُوچھا "آج کون روزہ سے ہے؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آج جنازہ کے ساتھ کون گیا؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "مَیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "آج مسکین کو کھانا کس نے کھلایا؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میں نے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "آج بیمار کی عیادت کس نے کی؟" حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "میں نے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس شخص میں یہ چیزیں جمع ہو گئیں وہ جنّت میں داخل ہو گیا"۔ [5]

حضرت ابوبکرؓ، حضرت انسؓ کی نظر میں | حضرت انسؓ کہتے ہیں "میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، ابوبکرؓ اور عمرؓ کے عمل جیسے عمل تو نہیں کئے لیکن کیونکہ میں ان لوگوں سے محبّت کرتا ہوں اس لئے اُمّید کرتا ہوں کہ (آخرت

---

[1] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ عن ابی موسیٰؓ۔ [3] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ عن علیؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ عن ابی ہریرہؓ وباب من فضائل ابی بکرؓ۔

میں) ان کے ساتھ ہوں گا"۔[1]

حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت پر اجماعِ صحابہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں "ہم، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں لوگوں کی فضیلت بیان کرتے تھے تو ہم سب سے افضل ابوبکرؓ کو سمجھتے تھے، پھر عمرؓ کو، پھر عثمانؓ کو"۔[2]

حضرت ابوبکرؓ کا علم اور فقاہت

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وفات سے چند دن پہلے ایک خطبہ دیا، آپؐ نے فرمایا "بے شک اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا تھا کہ وہ خواہ اُس چیز کو پسند کرے جو اللہ کے پاس ہے یا دُنیا میں رہنا پسند کرے تو اس بندے نے اُس چیز کو پسند کر لیا جو اللہ کے پاس ہے"۔ یہ سُنکر حضرت ابوبکر صدّیقؓ رونے لگے اور عرض کیا "آپؐ پر ہمارے ماں باپ قربان ہو جائیں"۔ لوگوں کو یہ بات بہت عجیب معلوم ہوئی، وہ کہنے لگے ان بزرگ کو دیکھو کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو ایک بندے کا ذکر کر رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں۔ حضرت ابوسعید خُدریؓ فرماتے ہیں "میں نے بھی اپنے دل میں یہی سوچا کہ یہ بزرگوار کیوں رو رہے ہیں، اگر اللہ نے اپنے کسی بندے کو دُنیا اور اُس چیز میں جو اللہ کے پاس ہے اختیار دیا اور اُس نے اُس چیز کو اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے (تو اس میں رونے کی کیا بات ہے، ہم اُس وقت تو نہ سمجھ سکے کہ اس کا کیا مطلب ہے لیکن بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ) وہ بندے خود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی تھے۔ ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ عالِم تھے (یہی وجہ ہے کہ وہ فوراً سمجھ گئے کہ اس میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کی طرف اشارہ ہے)"۔[3]

حضرت ابوبکرؓ کے عادات و خصائل

حضرت ابوبکرؓ بہت نرم دل اور رقیق القلب تھے۔[4]

نماز بڑے انہماک سے پڑھتے، کسی طرف متوجّہ نہیں ہوتے تھے۔ نماز میں بہت روتے تھے۔[5]

اپنی غلطی تسلیم کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ سے کچھ جھگڑا ہو گیا تو فوراً اپنی غلطی تسلیم کر لی اور معافی مانگی، پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے بھی اپنی زیادتی کا اعتراف کیا۔[6] ایک مرتبہ اصحابِ صفّہ کی دعوت کے سلسلہ میں کھانا نہ کھانے پر قسم کھالی، پھر اپنی قسم کو توڑ دیا اور فرمایا یہ شیطانی قسم تھی۔

مہمانوں کا بڑا خیال رکھتے، اصحابِ صفّہ کی دعوت کے سلسلہ میں اپنے بیٹے کو خاص طور پر ہدایت کی، پھر جو کوتاہی بظاہر انہیں نظر آئی اس کوتاہی پر اپنے بیٹے پر سخت برہم ہوئے۔[7]

جب تک قسم کا کفّارہ نازل نہ ہوا اپنی قسم نہ توڑتے تھے لیکن جب قسم کا کفّارہ نازل ہو گیا تو کفّارہ دے کر قسم

---

[1] صحیح بخاری مناقب عمرؓ عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی سعیدؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اھل العلم والفضل احق بالامامۃ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من دخل لیؤم الناس فجاء الامام عن سہل بن سعدؓ۔ [6] صحیح بخاری ابواب فضائل الصدیق عن ابی درداءؓ۔ [7] صحیح بخاری ابواب مواقیت الصلوٰۃ باب السمر مع الاھل وباب علامات النبوۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف عن عبدالرحمٰنؓ۔

توڑ دیتے تھے۔ فرماتے تھے "جب میں کسی بات پر قسم کھالیتا ہوں، پھر اُس کے خلاف کرنا بہتر ہوتا ہے تو میں اللہ کی رخصت (یعنی کفّارہ) کو قبول کرتے ہوئے (قسم توڑ دیتا ہوں اور) وہ کام کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔" [1]

احترامِ رسولؐ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بے حد احترام کرتے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی موجودگی میں نماز نہ پڑھا سکے، کہنے لگے "ابو قحافہ کے بیٹے کی یہ شان نہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے نماز پڑھائے"۔ (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بے قدر بتاتے ہوئے ابو قحافہ کا بیٹا کہا، ابو بکرؓ نہ کہا) [2]

احترامِ رسُولؐ کی یہ شان واقعی صدّیق ہی کا حق ہے۔ ایسے شخص کے ایمان کا بھلا کیا ٹھکانہ ہے۔

بُرے کام سے نفرت، عید کے دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملاقات | ایک دفعہ عید کے دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملاقات کیلئے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس دن حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے ہاں مقیم تھے۔ جس وقت حضرت ابو بکرؓ گھر میں داخل ہوئے اُس وقت دو لڑکیاں دف بجا بجا کر گا رہی تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کپڑا اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے گھر میں داخل ہوتے ہی کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر میں یہ شیطانی باجے!" یہ کہکر اُن لڑکیوں کو دھمکایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مُنہ کھول کر فرمایا "اے ابو بکرؓ! انہیں چھوڑ دو، ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے"۔ [3]

حضرت ابو بکرؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کتنا ادب ملحوظ تھا اور منکر کو روکنے میں کتنے مستعد رہتے تھے۔

رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

جہاد اور جنگی مہارت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک ہوئے۔ آپؐ نے متعدد مواقع پر حضرت ابو بکرؓ کو سپہ سالار بنایا اور ان کی امارت میں مسلمین کو فتح ہوتی رہی۔ [4]

خدمتِ رسُولؐ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کے بڑے شائق تھے۔ خدمت کر کے بہت خوش ہوتے تھے۔ سفرِ ہجرت کے بیان میں ایسے کئی واقعات لکھے جا چکے ہیں۔

اتّباعِ سُنّت | اتّباعِ سُنّت میں بہت سخت تھے۔ ترکِ سُنّت کو گمراہی سمجھتے تھے۔ [5]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اقرباء سے محبّت | حضرت ابو بکرؓ فرماتے تھے "محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی چاہتے ہو تو اُسے آپؐ کے اہلِ بیت میں تلاش کرو" (یعنی ازواجِ مطہّراتؓ اور دیگر اقارب سے محبّت کرو) [6]

ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے رشتہ داروں سے صلۂ رحمی مجھے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے"۔ [7]

ایک دن حضرت ابو بکرؓ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد سے چلے تو راستہ میں حضرت حسنؓ کو دیکھا کہ بچّوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں حضرت ابو بکرؓ نے انہیں اپنے کندھے پر سوار کر لیا اور فرمایا "میرے ماں باپ تم پر قربان ہو جائیں تم نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مشابہ ہو۔ علیؓ کے مشابہ نہیں ہو"۔ حضرت ابو بکرؓ یہ فرما رہے تھے اور حضرت علیؓ ہنس رہے تھے۔ [8]

اِس واقعہ سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ آپس میں کتنی محبّت کرتے تھے اور آپس میں کتنے بے تکلّف تھے، دشمنانِ اسلام نے کیا سے کیا بنا دیا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ 'لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم' عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من دخل لیؤم الناس فجاء الامام عن سہلؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب العیدین عن عائشۃ صدیقہؓ فی ابواب غیر واحد۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الفضیل عن سلمہؓ وصحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اسامۃ بن زیدؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس کتاب المغازی غزوۃ خیبر وغیرہ۔ [6] صحیح بخاری باب مناقب قرابۃ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابن عمرؓ۔ [7] صحیح بخاری باب مناقب قرابۃ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب صفۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عقبہ بن حارثؓ۔

تقویٰ | حضرت ابوبکرؓ تقوے کے لحاظ سے بہت بلند مقام پہ تھے۔ اُن کا ایک غلام تھا جو اُنہیں کچھ خراج دیا کرتا تھا، حضرت ابوبکرؓ اُس خراج میں سے کھالیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا، حضرت ابوبکرؓ نے اُس میں سے کچھ کھایا۔ غلام نے کہا آپ کو معلوم ہے یہ کیا چیز ہے۔ اُنہوں نے پوچھا کیا چیز ہے۔ غلام نے کہا ایّامِ جاہلیّت میں میں نے کہانت کی تھی (یعنی کسی کو آئندہ کی خبر دی تھی) حالانکہ میں کہانت اچھی طرح جانتا نہ تھا، میں نے تو اُسے دھوکا دیا تھا، اب وہ مجھ سے ملا اور اُس نے یہ چیز مجھے (بطورِ انعام) دی ہے اور اُسی چیز میں سے آپ نے کھایا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ (اپنے حلق میں) داخل کیا اور پیٹ میں جو کچھ تھا قے کر کے نکال دیا۔[1]

حکمِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا | حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی گئی۔ تہمت لگانے والوں میں حضرت مِسطحؓ بھی تھے جن کے اخراجات ابوبکرؓ برداشت کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بَری کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھالی کہ اب مِسطحؓ کو کچھ نہ دونگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اہلِ فضل کو ایسی قسم نہ کھانی چاہیئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فوراً حکمِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا اور مِسطحؓ کا وظیفہ پھر جاری کر دیا۔[2]

غیرت | ایک دن قبیلۂ بنو ہاشم کے چند آدمی حضرت ابوبکرؓ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیسؓ کے ہاں گئے۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ بھی تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان آدمیوں کو دیکھا تو اُن کو یہ بات ناگوار گذری (کہ اُن کی بیوی کے پاس آدمی آئیں) پھر اُنہوں نے اس بات کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بیشک اللہ نے اسماءؓ کو ایسی باتوں سے بچا لیا ہے۔" پھر آپؐ منبر پر تشریف لے گئے۔ آپؐ نے کھڑے ہو کر ایک خطبہ ارشاد فرمایا آپؐ نے فرمایا "کوئی مَرد ایسی عورتوں کے پاس نہ جائے جن کے شوہر گھر پر موجود نہ ہوں جب تک اُس کے ساتھ ایک یا دو آدمی اور نہ ہوں۔"[3]

نفاق کا خوف اور اُس سے بیزاری | ایک دن حضرت ابوبکرؓ کی ملاقات حضرت حنظلہؓ سے ہوئی، حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اے حنظلہؓ کیا حال ہے؟" حضرت حنظلہؓ نے کہا "حنظلہؓ منافق ہو گیا۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "سُبحان اللہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" اُنہوں نے کہا "جب ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ہوتے ہیں اور آپؐ جنّت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں، پھر جب ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے چلے آتے ہیں تو بیویوں، بچّوں اور مال میں پھنس جاتے ہیں اور بہت سی باتیں بھُول جاتے ہیں۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اللہ کی قسم یہ کیفیت تو ہماری بھی ہوتی ہے۔" الغرض دونوں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ حضرت حنظلہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، حنظلہؓ منافق ہو گیا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا بات ہے؟" حضرت حنظلہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، جب ہم آپؐ کے پاس ہوتے ہیں اور آپؐ جنّت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ ہمارے سامنے ہیں، پھر جب ہم آپؐ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو بیویوں، بچّوں اور مال میں پھنس جاتے ہیں اور بہت سی باتیں بھُول جاتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ہر وقت تمہاری وہی حالت رہے جو میرے پاس ہوتی ہے اور ہر وقت (اُسی چیز کی) یاد رہے تو فرشتے تمہارے بستروں اور راستوں پر تم سے سلام کریں اور مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہؓ کبھی یہ (کیفیّت) اور کبھی وہ (کیفیّت)"، آپؐ نے اس جملہ کو تین دفعہ دوہرایا (یعنی اتنا ہی کافی ہے کہ کبھی تمہاری یہ کیفیّت ہو اور کبھی وہ)[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ایّام الجاھلیۃ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب حدیث الافک و صحیح مسلم کتابُ التوبۃ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [3] صحیح مسلم کتابُ السلام باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [4] صحیح مسلم کتابُ التوبۃ باب فضل دوام الذکر عن حنظلہؓ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمرؓ کا اسلام قبول کرنا ایک دن حضرت عمرؓ اپنے بتوں کے پاس سو رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص گائے کا ایک بچہ لایا اور اُس کو ذبح کیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر ایک شخص کے چیخنے کی آواز آئی اور وہ اس زور سے چیخا کہ اتنی سخت (اور زوردار) آواز میں نے کبھی نہیں سُنی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا "اے دشمن، ایک عجیب بات ہے، ایک فصیح مرد ہے جو یہ کہتا ہے لاالٰہ الّااللہ"۔ یہ آواز سُن کر اور لوگ تو چلے گئے، میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں نہیں جاؤں گا جب تک یہ نہ معلوم کرلوں کہ اس (آواز) کی پشت پر کیا ہے۔ اُس شخص نے پھر اُسی طرح چیخ کر وہی الفاظ دوہرائے"۔ دوبارہ یہ آواز سُن کر میں کھڑا ہوا اور وہاں سے چلا آیا۔ پھر تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ یہ چرچا ہونے لگا کہ یہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہیں [1]

اس واقعہ کے بعد بھی حضرت عمرؓ نے اسلام قبول نہیں کیا، بلکہ اپنی بہن اور بہنوئی حضرت سعید بن زیدؓ کو اسلام لانے کی وجہ سے رسّیوں میں باندھ کر مارا کرتے تھے [2]

بہرحال اسلام کی صداقت نے اُن پر اثر کیا اور وہ مُسلم ہوگئے۔ اُن کا مُسلم ہونا تھا کہ کافروں نے ان کے مکان کو گھیر لیا اور کہنے لگے "عمرؓ بے دین ہوگیا"۔ حضرت عمرؓ ڈر کی وجہ سے گھر میں بیٹھے رہے (باہر نہ نکلے) اتنے میں عاص بن وائل سہمی آیا جو بنو سہم قبیلہ کا ایک فرد تھا۔ ایّامِ جاہلیّت میں یہ قبیلہ حضرت عمرؓ کے قبیلہ کا حلیف (دوست) تھا۔ عاص نے پوچھا "اے عمرؓ تمہارا کیا حال ہے؟" حضرت عمرؓ نے کہا "تمہاری قوم کے لوگ کہتے ہیں کہ اگر میں مُسلم ہوگیا تو مجھے قتل کردیں گے"۔ عاص نے کہا "تم پر کوئی قابو نہیں پا سکتا، تم بے خوف رہو"۔ پھر عاص باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ تمام وادی لوگوں سے پُر ہے۔ عاص نے پوچھا "تم کہاں جارہے ہو؟" اُنہوں نے کہا "ہم ابن خطّاب کے پاس جارہے ہیں کیونکہ وہ بے دین ہوگیا ہے"۔ عاص نے کہا "میں ان کا حمایتی ہوں، کوئی ان پر قابو نہیں پا سکتا"۔ یہ سن کر سب لوگ چلے گئے۔ [3] حضرت عمرؓ (کے خلاف یہ شورش ہنگامی تھی۔ حضرت عمرؓ کا وہ کچھ نہ بگاڑ سکے بلکہ ہوا یہ کہ ان) کے اسلام لانے کے بعد سے اسلام کو غلبہ حاصل ہونا شروع ہوا۔ [4]

ہجرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہجرت سے چند ماہ قبل بیس آدمیوں کی ایک جماعت نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت عمر فاروقؓ بھی اس جماعت میں شامل تھے۔ [5]

اذان کیلئے مشورہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ پہنچے تو آپؐ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ نماز کے لئے لوگوں کو کس طرح بلایا جائے۔ کسی نے کچھ رائے دی اور کسی نے کچھ۔ حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ ایک آدمی مقرر کردیجئے جو اذان دے دیا کرے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا "اُٹھو اور اذان دو"۔ [6]

---

[1] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام عمرؓ عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام عمرؓ عن سعید بن زیدؓ۔ [3] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام عمرؓ عن ابن عمرؓ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام عمرؓ عن ابن مسعودؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عن براءؓ۔ [6] صحیح بخاری ابواب الاذان و صحیح مسلم کتاب الصّلوٰۃ باب بدء الاذان عن عمرؓ و انسؓ۔

جنگ بدر میں شرکت جب جنگِ بدر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ سے مشورہ لیا تو حضرت ابو بکرؓ کے بعد سب سے پہلے آپ ہی نے اپنی جاں نثاری کا یقین دلایا تھا۔[1]

الغرض حضرت عمرؓ جنگِ بدر میں شریک ہوئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پہلے ہی بدر میں قتل ہونے والے کافروں کے گرنے کے مقامات بتادئے تھے، آپؐ فرماتے تھے "انشاء اللہ کل یہاں فلاں شخص گرے گا۔" حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپؐ نے جو حدود معیّن کر دی تھیں اُنہوں نے اُن سے تجاوز نہیں کیا۔ پھر وہ سب ایک کنویں میں ڈالدئے گئے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس آئے اور فرمایا "مجھ سے جو وعدہ میرے ربّ نے کیا تھا میں نے اُسے پالیا۔ کیا تمہیں بھی وہ چیز مل گئی جس کا وعدہ تم سے تمہارے ربّ نے کیا تھا۔" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ آپ بے روح جسموں سے بات کر رہے ہیں!" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم (اِس وقت) ان سے زیادہ میری بات کو نہیں سُن رہے، البتہ یہ مجھے جواب نہیں دے سکتے۔"[2]

اسیرانِ جنگِ بدر کے متعلق حضرت عمرؓ کا مشورہ۔ البغض فی اللہ کا مظاہرہ جنگِ بدر میں ستّر کافر قید ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قیدیوں کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "فدیہ لیکر چھوڑ دیجئے، شاید اللہ انہیں اسلام کی توفیق دے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے خطّاب کے بیٹے تمہاری کیا رائے ہے؟" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "میری رائے تو یہ ہے کہ آپؐ انہیں ہمارے حوالہ کر دیں تاکہ ہم ان کی گردن اُڑا دیں، عقیل کو علیؓ کے حوالہ کیجئے، میرے فلاں عزیز کو میرے حوالہ کیجئے تاکہ میں اس کی گردن اڑا دوں کیونکہ یہ لوگ کفر کے مہرے اور سردار ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور فدیہ لیکر قیدیوں کو چھوڑ دیا۔

دوسرے دن حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ رو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ کیوں رو رہے ہیں، اگر مجھے رونا آیا تو میں بھی روؤنگا ورنہ آپ دونوں کے رونے کی وجہ سے رونے کی صورت ہی بنالوں گا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اس واقعہ کی وجہ سے رو رہا ہوں جو فدیہ لینے کی وجہ سے پیش آیا" (یعنی فدیہ لینا اللہ کو ناپسند ہوا اور اللہ تعالیٰ نے خفگی کا اظہار کیا)[3]

حضرت حفصہؓ کا نکاح حضرت عمرؓ نے اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کا نکاح حضرت خنیس بن حذافہ سہمیؓ سے کر دیا تھا۔ جنگِ بدر کے بعد مدینہ منوّرہ میں حضرت خنیسؓ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت عمرؓ کو حضرت حفصہؓ کی شادی کی فکر ہوئی۔ اُنہوں نے حضرت حفصہؓ کو حضرت عثمانؓ پر پیش کیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "میں غور کروں گا۔" حضرت عمرؓ نے کچھ دن انتظار کیا، پھر حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہؓ کا نکاح آپ سے کر دوں، حضرت ابو بکرؓ خاموش ہوگئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس خاموشی سے حضرت عمرؓ کو حضرت عثمانؓ کے جواب سے زیادہ صدمہ ہوا۔ کچھ ہی دن گذرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے (فوراً) حضرت حفصہؓ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ نکاح کے بعد حضرت ابو بکرؓ ملے، کہنے لگے، تم مجھ سے خفا ہوگئے ہوگے اس لئے کہ میں نے کوئی جواب نہیں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ بدر [2] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر باب قتل ابی جہل و صحیح مسلم کتاب الجنۃ والنار عن عمرؓ (اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ان کافروں کو سنا دیں) [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب امداد الملئکۃ عن عمرؓ۔

دیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میں نے اس لئے جواب نہیں دیا تھا کہ مجھے علم تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حفصہؓ کا ذکر کیا تھا اور میں آپؐ کے راز کو ظاہر نہ کر سکتا تھا (اِس لئے میں نے کوئی جواب نہیں دیا) ہاں اگر آپؐ ارادہ ترک کر دیتے تو میں انہیں قبول کر لیتا"۔ [1]

وفدِ بنو تمیم کی آمد | قبیلۂ بنو تمیم کا ایک وفد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت ابوبکرؓ نے مشورہ دیا کہ ان پر قعقاعؓ کو امیر بنا دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ ان پر اقرعؓ کو امیر بنا دیجئے (تو زیادہ مناسب ہے) حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا "تم نے میری مخالفت میں یہ مشورہ دیا ہے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "میری قطعًا یہ نیّت نہیں تھی"۔ دونوں بحث کرنے لگے اور آوازیں کچھ بلند ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فورًا تنبیہ کی۔ فرمایا "اے ایمان والو، اللہ اور رسُولؐ سے آگے نہ بڑھو (یعنی بغیر مشورہ طلب کئے مشورہ نہ دو) اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سُننے والا جاننے والا ہے، اور اے ایمان والو، نبیؐ کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایکدوسرے سے زور سے بولتے ہو اس طرح ان کے روبرو بلند آواز سے بات نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو"۔ (حجرات ۲) ان آیات کے نزول کے بعد حضرت عمرؓ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بات کرتے تو اس قدر آہستہ بات کرتے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دوبارہ پوچھنا پڑتا۔ [2]

جنگِ اُحد میں شرکت | حضرت عمرؓ جنگِ اُحد میں شریک تھے جنگ کے بعد ابوسفیانؓ (جو اُس وقت کافر تھے) پہاڑی پر چڑھے اور پوچھا "کیا اس قوم میں محمدؐ موجود ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو جواب نہ دو"۔ پھر اُنہوں نے پوچھا "کیا ابوبکرؓ ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جواب نہ دو"۔ پھر اُنہوں نے پوچھا "کیا عمرؓ ہیں؟" پھر خود ہی کہنے لگے "یہ سب قتل ہو گئے" (اس موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جواب دینے کی ممانعت نہیں کی تو) حضرت عمرؓ نے بے ساختہ کہا "اے اللہ کے دشمن تو غلط کہتا ہے اللہ نے تیرے غمگین کرنے والوں کو بچا لیا ہے"۔ [3]

پردہ کا مشورہ | تقریبًا اسی زمانہ میں حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "کاش آپؐ ازواجِ مطہراتؓ کو پردہ کا حکم دیدیتے اس لئے کہ آپؐ کے ہاں اچھے اور بُرے سب ہی قسم کے لوگ آتے جاتے ہیں"۔ [4]

حضرت عمرؓ اس طرح بار بار پردہ کیلئے مشورہ دیتے رہے لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پردہ کا حکم نہیں دیا (آپؐ وحی الٰہی کا انتظار کرتے رہے) ازواجِ مطہراتؓ رات کے وقت بستی کے باہر قضائے حاجت کیلئے جایا کرتی تھیں، ایک رات کو ایسا ہوا کہ زوجۂ مطہرہؓ حضرت سودہؓ بنتِ زمعہ قضائے حاجت کیلئے نکلیں، وہ دراز قامت تھیں لہٰذا حضرت عمرؓ نے انہیں پہچان لیا اور اُنہیں مخاطب کر کے کہا "اے سودہؓ ہم نے تمہیں پہچان لیا"۔ یہ بات اُنہوں نے اس لئے کہی کہ انہیں اس بات کی خواہش تھی کہ کسی طرح پردہ کا حکم نازل ہو جائے۔ [5]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ناموس کا بہت زیادہ احترام ملحوظ تھا۔

حضرت جابرؓ کا قرضہ | حضرت جابرؓ پر بہت قرضہ تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی برکت سے معجزانہ طور پر پُورا قرضہ ادا ہو گیا اور حضرت جابرؓ کیلئے بھی بہت سا (مال) بچ گیا۔ حضرت جابرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر عن ابنِ عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الحجرات) عن ابن زبیرؓ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی عن براءؓ وکتاب الجہاد ما یکرہ من التنازع۔ [4] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الاحزاب) [5] صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب آیۃ الحجاب عن عائشۃ صدیقہؓ وصحیح مسلم کتاب السلام۔

بات کی اطلاع دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابنِ خطّابؓ کو بھی اطلاع کر دو"۔ حضرت جابرؓ نے حضرت عمرؓ کو مطلع کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں تمہارے ہاں) جا رہے تھے میں تو اُسی وقت سمجھ گیا تھا کہ اب (تمہارے) اُس (مال) میں ضرور برکت ہوگی (اور تمہارا قرضہ ادا ہو جائے گا)"[1]

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں تلخ کلامی ایک دن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جلدی میں حضرت عمرؓ کو بُرا بھلا کہہ ڈالا، بعد میں نادم ہوئے اور حضرت عمرؓ کے گھر پہنچے، انہوں نے حضرت عمرؓ سے معافی مانگی لیکن حضرت عمرؓ نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ وہاں سے سیدھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے۔ حضرت ابوبکرؓ نے سلام کیا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تمہیں معاف کرے"۔ اتنے میں حضرت عمرؓ بھی نادم ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر گئے۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ یہ سُن کر وہ بھی سیدھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (نے اُنہیں دیکھا تو آپؐ) کے چہرہ کا رنگ بدلنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ ڈر گئے اور اپنے دونوں گھٹنوں کے بَل بیٹھ کر عرض کیا "اللہ کی قسم اے اللہ کے رسُولؐ، میری ہی زیادتی تھی"۔ دو دفعہ اُنہوں نے یہی جملہ دوہرایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا، تم لوگوں نے جُھٹلایا اور صرف ابوبکرؓ نے تصدیق کی۔ انہوں نے اپنی جان اور مال سے میری مدد کی، تو کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میری ہی خاطر میرے دوست کو چھوڑ دو (اُسے کسی قسم کا رنج نہ پہنچاؤ)" دو مرتبہ آپؐ نے یہی فرمایا۔ اس واقعہ کے بعد پھر کسی نے حضرت ابوبکرؓ کو نہیں ستایا۔[2]

احترامِ رسُولؐ ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت عمرؓ اپنی بیوی پر چِلّائے۔ بیوی نے اُنہیں سخت جواب دیا۔ حضرت عمرؓ کو یہ بات ناگوار گُذری، بیوی نے کہا "تم کو میرا جواب دینا کیوں ناگوار گُذرا، نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیویاں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جواب دیدیتی ہیں اور بعض ان میں سے دن بھر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بات نہیں کرتیں"۔ حضرت عمرؓ یہ سُنکر ڈر گئے، کہنے لگے جس نے ایسا کیا وہ سخت خسارہ میں ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے اپنے کپڑے پہنے اور اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور اُن سے فرمایا "اے حفصہؓ، کیا تم میں سے کوئی دن دن بھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ناراض رکھتی ہے"۔ حضرت حفصہؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "تو وہ خسارہ میں رہے گی اور نامُراد ہوگی۔ کیا اُسے یہ ڈر نہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہو جائے گا اور وہ ہلاک و برباد ہو جائے گی۔ تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ بات نہ کیا کرو، نہ کسی بات میں اُلٹ کر جواب دیا کرو، نہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ترکِ کلام کیا کرو۔ کچھ تمہیں ضرورت ہوا کرے مجھ سے مانگ لیا کرو، اور دیکھو تم دھوکے میں نہ آجانا کیونکہ تمہاری پڑوسن (یعنی عائشہؓ) تم سے زیادہ حسین اور تم سے زیادہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو محبوب ہیں (کہیں ان کی طرح تم بھی ناز کرنے لگو)"۔

حضرت حفصہؓ کو نصیحت کرنے کے بعد حضرت عمرؓ حضرت اُمِّ سلمہؓ کے پاس گئے۔ وہ حضرت عمرؓ کی رشتہ دار تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے بھی اس سلسلہ میں گفتگو کی۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے فرمایا "تم ہر معاملہ میں دخل دیتے ہو اور اب یہ چاہتے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فی الاستقراض باب اذا قاصّ فی الدَّین ثمراً عن جابرؓ۔

[2] صحیح بخاری باب مناقب الصدیق عن ابی الدرداءؓ

ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی ازواجؓ کے معاملہ میں بھی دخل دو۔" حضرت عمرؓ کو ان کی اس بات سے اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ ان کو نصیحت نہ کر سکے اور واپس چلے آئے [1]

واقعۂ ایلاءؔ پر حضرت عمرؓ کی پریشانی ایک دن ایسا ہوا کہ ازواجِ مطہراتؓ نے جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خرچ کا مطالبہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مطالبہ کو ناپسند فرمایا اور خفگی کا اظہار کیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی (پردہ کا حکم ابھی تک نازل نہیں ہوا تھا) حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ آپؐ کے گرد غمگین اور خاموش بیٹھی ہوئی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے سوچا میں کوئی ایسی بات کہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائیں۔ اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، کاش آپؐ خارجہ کی بیٹی (یعنی میری بیوی) کو دیکھتے کہ اگر وہ مجھ سے خرچ کا مطالبہ کرتی تو میں کھڑے ہو کر اس کا گلا گھونٹتا۔" یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا "یہ سب میرے گرد بیٹھی ہوئی ہیں اور مجھ سے خرچ مانگ رہی ہیں۔" حضرت ابوبکرؓ اُٹھے اور حضرت عائشہؓ کا گلا گھونٹنے لگے۔ حضرت عمرؓ اُٹھے اور حضرت حفصہؓ کا گلا گھونٹنے لگے۔ وہ دونوں کہنے لگیں "ہم وہ چیز آپؐ سے کبھی نہ مانگیں گے جو آپؐ کے پاس نہ ہو۔" (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے جانے کے بعد) ازواجِ مطہراتؓ کے اس مطالبہ پر ناراض ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک اُن کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی۔

حضرت عمرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قسم کھانے کی خبر نہ ہوئی۔ وہ مدینہ کی بلندی پر بنو اُمیّہ بن زید کے محلّہ میں رہتے تھے۔ ایک انصاری اُن کے پڑوسی تھے۔ حضرت عمرؓ اور وہ انصاری باری باری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتے تھے۔ جس دن حضرت عمرؓ آتے تو اُس دن کی تمام خبریں وہ انصاریؓ کو سنا دیا کرتے اور جس دن وہ انصاری آتے تو اُس دن کی تمام خبریں وہ واپس جا کر حضرت عمرؓ کو سُنا دیتے۔

ان دنوں میں مدینہ منوّرہ میں اکثر اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ غسّان (امیرِ شام) مسلمین سے جنگ کی تیّاری کر رہا ہے (ہر وقت حملہ کا خطرہ لگا ہوا تھا) ایک دن ایسا ہوا کہ وہ انصاری اپنی باری کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، رات کو جب وہ لَوٹ کر آئے تو حضرت عمرؓ کے دروازہ کو بڑے زور سے کھٹکھٹایا اور کہا "کیا وہ سو رہے ہیں۔" حضرت عمرؓ (ان کی اس بات سے ڈر گئے) باہر نکلے تو انصاری نے کہا "ایک بڑا حادثہ ہو گیا۔" حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیا غسّان آ گیا۔" اُنہوں نے کہا "اس سے بھی بڑا حادثہ ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجؓ کو طلاق دے دی۔" یہ سُنتے ہی حضرت عمرؓ نے کہا "حفصہؓ نقصان میں رہی اور نامراد ہو گئی، میں تو پہلے ہی سمجھ رہا تھا کہ عنقریب ایسا ہو جائے گا۔"

صبح کو حضرت عمرؓ کپڑے وغیرہ پہن کر گھر سے روانہ ہوئے اور فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاخانہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ حجروں کی طرف آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر گھر میں رونا ہو رہا ہے اور ہر بیوی کے گھر والے اُس کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ پردہ کے احکام ابھی

---

[1] صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ عن عمرؓ وکتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ وباب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ عن ابن عباسؓ وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب بیان ان تخییر امرأۃ ..... عن عائشۃ صدیقہؓ وباب الایلاء عن عائشۃؓ وعمرؓ (خط کشیدہ الفاظ طرف صحیح مسلم میں ہیں صحیح مسلم میں کتاب الطلاق دو جگہ ہے) [2] بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کو ایلاء کہتے ہیں۔

تک نازل نہیں ہوئے تھے، لہٰذا حضرت عمرؓ، حضرت عائشہؓ صدیقہؓ کے گھر گئے اور اُن سے کہا "اے صدیقؓ کی بیٹی، تمہارا یہ کیا حال ہوگیا ہے کہ تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایذاء دینے لگی ہو۔" حضرت عائشہؓ نے فرمایا "تم کو مجھ سے اور مجھ کو تم سے کیا مطلب، تم اپنی گھٹڑی (یعنی اپنی بیٹی) کی خبر لو۔" وہاں سے حضرت عمرؓ سیدھے حضرت حفصہؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت حفصہؓ رو رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا "تم کیوں رو رہی ہو، کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نامناسب بات نہ کہنا) اللہ کی قسم تم جانتی ہو کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تم سے (زیادہ) محبت نہیں کرتے، اور اگر میں نہ ہوتا تو ابھی تک تم کو طلاق دے چکے ہوتے۔ اچھا بتاؤ کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہیں طلاق دیدی ہے؟" حضرت حفصہؓ نے کہا "مجھے نہیں معلوم"۔ یہ کہکر وہ زار و قطار رونے لگیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِس وقت کہاں ہیں؟" حضرت حفصہؓ نے کہا "آپؐ اپنے بالاخانہ میں ہیں"۔ حضرت عمرؓ وہاں سے نکل کر منبر کے پاس آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔

حضرت عمرؓ کچھ دیر ان لوگوں کے پاس بیٹھے، پھر ان کی بے چینی نے ان پر غلبہ کیا تو اُنہوں نے سوچا کہ اس معاملہ کی تحقیق کریں۔ وہ بالاخانہ پر چڑھے، بالاخانہ کی چوکھٹ پر ایک حبشی غلام بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے کہا میرے لئے اجازت لو۔ وہ اندر گیا۔ اجازت طلب کی، لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی جواب نہ دیا۔ کچھ دیر بعد غلام نے آکر حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ واپس آکر منبر کے پاس بیٹھ گئے۔ اُن کی بے چینی نے پھر غلبہ کیا۔ وہ پھر گئے اجازت طلب کی لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ پھر منبر کے پاس جاکر بیٹھ گئے۔ اُن کی بے چینی نے پھر غلبہ کیا اور وہ پھر بالاخانہ پر چڑھے۔ اس مرتبہ بھی اجازت نہیں ملی۔ حضرت عمرؓ نے ذرا بلند آواز سے کہا "شاید رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ خیال ہے کہ میں حفصہؓ کیلئے (سفارش کرنے) آیا ہوں، اللہ کی قسم اگر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کی گردن مارنے کا حکم دیں تو میں اُس کی گردن ماردوں۔" یہ کہہ کر وہ واپس روانہ ہوئے ہی تھے کہ یکایک غلام نے آواز دی، غلام نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو اجازت دیدی"۔ حضرت عمرؓ اندر گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا تہ بند اچھی طرح لپیٹ لیا۔ اس تہ بند کے علاوہ آپؐ کے پاس کوئی اور کپڑا نہیں تھا۔ (عُسرت کی وجہ سے عام طور پر صحابہؓ کی بھی یہی حالت تھی) آپؐ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ چٹائی پر کوئی بستر وغیرہ نہیں تھا۔ آپؐ کے پہلو پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے، حضرت عمرؓ اندر پہنچے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چمڑے کے ایک تکیہ سے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے سلام کیا اور کھڑے کھڑے ہی عرض کیا "کیا آپؐ نے اپنی ازواجؓ کو طلاق دے دی؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نظر اُٹھا کر اُنہیں دیکھا اور فرمایا "نہیں، میں نے ایک مہینہ کیلئے ایلاء کیا ہے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ اکبر"۔ پھر کھڑے کھڑے ہی عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ کچھ دل بہلانے کی باتیں کروں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "ہم قریشی مرد، اپنی عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے، پھر ہم ایسے مَردوں کے پاس آئے کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں"۔ یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرائے حضرت عمرؓ نے کہا "آپؐ دیکھئے، میں حفصہؓ کے پاس گیا تھا اور میں نے اُن سے کہا تھا کہ کسی گھمنڈ میں نہ رہنا، تمہاری پڑوسن (یعنی عائشہؓ) تم سے زیادہ حسین اور تم سے زیادہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو محبوب ہیں"۔ یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر مُسکرائے۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت اُمّ سلمہؓ کا واقعہ سُنایا۔ اس کو سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر مُسکرائے جب حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مُسکراتے دیکھا تو بیٹھ گئے۔ اس کے بعد اُنہوں نے نظر اُٹھا کر رسُولُ اللہ

صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر کو دیکھا، اُنہیں ایسی کوئی چیز دکھائی نہیں دی جو نظر کو روکتی سوائے تین کھالوں کچھ جَو کے اور کچھ پتّوں کے جو گھر کے ایک کونہ میں پڑے ہوئے تھے۔ یہ عُسرت دیکھ کر حضرت عمرؓ کی آنکھیں بھر آئیں اور وہ رونے لگے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "کیوں روتے ہو؟" حضرت عمرؓ نے کہا "کیسے نہ روؤں، آپؐ اپنی اُمّت کیلئے فراخی کی دُعا کیجئے۔ آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں اور یہ آپؐ کی کُل کائنات ہے، بازو پر چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں۔ فارس اور رُوم کے لوگ ہیں کہ پھلوں اور نہروں میں عیش کر رہے ہیں۔ ان کو خوب وسعت و فراخی دی گئی ہے، دُنیا کی کونسی نعمت ہے جو انہیں نہ ملی ہو حالانکہ وہ (خالص) اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔" یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا "اے ابنِ خطّابؓ! کیا تمہیں شک ہے کہ انہیں ان کے اعمال کی جزاء دنیوی زندگی میں دیدی گئی ہے۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ ان کیلئے دُنیا ہو اور تمہارے لئے آخرت"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے لئے استغفار کیجئے"۔ اس کے بعد اُنہوں نے عرض کیا "آپؐ کو اپنی بیویوں کے متعلّق پریشانی کی کیا ضرورت ہے۔ اگر آپؐ انہیں طلاق دے دیں تو اللہ، اُس کے فرشتے، مَیں، ابوبکرؓ اور تمام مؤمن آپؐ کے ساتھ ہیں مسجد میں لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی، کیا میں انہیں مطلع کر دوں کہ آپؐ نے اُنہیں طلاق نہیں دی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم چاہو تو مطلع کر دو"۔ حضرت عمرؓ کچھ دیر اور باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا غصّہ بالکل زائل ہو گیا۔ پھر حضرت عمرؓ وہاں سے روانہ ہوئے اور مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قسم کو ۲۹ دن ہو گئے تو حضرت عمرؓ اُن کے پاس گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بالاخانہ پر سے اُترے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "۲۹ دن ہوئے ہیں (ابھی مہینہ پُورا نہیں ہوا)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے"۔ یہ کہہ کر آپؐ ازواجِ مطہّراتؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ [1]

جنگِ مُریسیع میں حضرت عمرؓ کی شرکت حضرت عمرؓ جنگِ مُریسیع میں شریک تھے۔ اسی جنگ میں عبداللہ بن اُبَی منافق نے کہا تھا کہ اب ہم مدینہ جانے کے بعد ان ذلیل لوگوں (یعنی مُسلمین) کو مدینہ سے نکالدیں گے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات کی خبر ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عبداللہ بن اُبَی کو بُلا کر پوچھا، اُس نے انکار کیا اللہ تعالیٰ نے سُورۂ منافقون کی آیتیں نازل فرما کر اس منافق کی تکذیب کر دی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ کیا ہم اس خبیث کو قتل نہ کر دیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، لوگ چرچا کریں گے کہ وہ (یعنی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم) اپنے صحابہ کو بھی قتل کر دیتے ہیں"۔ [2]

جنگِ خندق میں حضرت عمرؓ کی شرکت حضرت عمرؓ جنگِ خندق میں شریک ہوئے۔ ایک دن لڑائی میں اتنے مشغول ہوئے کہ عصر کی نماز فوت ہو گئی (نمازِ خوف کا حکم ابھی تک نازل نہیں ہوا تھا) حضرت عمرؓ کُفّارِ قریش کو بُرا بھلا کہتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مَیں بھی نہیں پڑھ سکا" پھر سب نے پہلے عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب کی۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ عن عمرؓ وکتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ وباب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نساءہٗ عن ابن عباسؓ وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب بیان ان تخییر امرأتہ ..... عن عائشۃ صدیقہؓ وباب الایلاء عن عمرؓ وعائشۃ صدیقہؓ (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ینہٰی من دعوی الجاہلیۃ عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی عن جابرؓ وعلیؓ وکتاب الصلوٰۃ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التغلیظ فی تفویت العصر۔

صلح حُدَیبیہ ماہ ذوقعدہ ۶ھ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عُمرہ کیلئے روانہ ہوئے۔ کُفّارِ مکّہ نے آپؐ کو مکّہ معظّمہ میں داخِل ہونے سے روکدیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حُدیبیہ کے مقام پر فروکش ہوگئے۔ کُفّارِ مکّہ سے گُفت وشُنید کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمانؓ کو مکّہ معظّمہ روانہ کیا۔ ان کے جانے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمین سے بیعت لی۔ پندرہ سَو آدمیوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ پر لڑنے مرنے کی بیعت کی۔ اس بیعت کو بیعۃ الرضوان کہتے ہیں۔ جس وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیعت لینی شروع کی حضرت عمرؓ اپنی منزل میں تھے، انہوں نے دیکھا کہ لوگوں کا رُخ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف ہے (سب اُدھر ہی چلے جارہے ہیں) تو اُنہوں نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ سے کہا جاؤ دیکھو تو کیا معاملہ ہے، واپسی میں فلاں انصاری سے میرا گھوڑا بھی لیتے آنا۔ حضرت عبداللہ بن عُمرؓ خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیعت لے رہے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ نے فوراً بیعت کرلی اور پھر حضرت عمرؓ کو اطلاع دی۔ حضرت عمرؓ اُس وقت ہتھیار پہن رہے تھے (ہتھیار پہنکر) وہ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے اور بیعت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیعت لیتے رہے۔ حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ کو سہارا دیا وہ اسی طرح سہارا دئے رہے یہاں تک سب نے بیعت کرلی۔

کُفّار کے نمائندے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گفت وشنید کیلئے آتے رہے۔ سب کے آخر میں سہیل آیا اُس کے آنے کے بعد مسلمین اور کافروں کے درمیان ایک صلح نامہ تحریر کیا گیا۔ منجملہ اور شرائط کے صلح نامہ میں یہ شرطیں بھی تھیں کہ مسلمین اِس سال عمرہ نہ کریں بلکہ آئندہ سال کریں اور یہ کہ اہلِ مکّہ میں سے اگر کوئی مرد مسلم ہوکر مدینہ منوّرہ چلا جائے تو مسلمین اُسے واپس کردیں گے اور اگر مسلمین میں سے کوئی مُرتد ہوکر مکّہ معظّمہ چلا آئے تو کُفّار اُسے واپس نہیں کرینگے۔

صحابہؓ کرام اس دوسری شرط سے راضی نہیں تھے لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے بھی منظور کرلیا۔ صحابہؓ پر یہ شرط بہت گراں گذری۔ اسی اثناء میں سہیل کے لڑکے ابوجندلؓ جو مسلم ہوچکے تھے بیڑیاں پہنے ہوئے وہاں پہنچے۔ سہیل نے کہا ابوجندلؓ کو واپس کرو۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ابھی صلح نامہ کی تکمیل نہیں ہوئی۔ سہیل نے کہا تو پھر صلح نہیں ہوگی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِس ایک آدمی کو مستثنےٰ کردو۔" سہیل نے صاف انکار کردیا۔ ابوجندلؓ نے کافی ظلم سہے تھے اب ان کا پھر واپس کیا جانا مسلمین پر بہت شاق گذرا۔ حضرت عمرؓ غم اور ایمانی جوش سے بے تاب ہوگئے۔ عرض کیا "کیا آپؐ اللہ کے سچّے نبی نہیں ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا، "کیا ہم حق پر اور دشمن باطل پر نہیں ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ اُنہوں نے عرض کیا "کیا ہمارے مقتول جنّت میں اور اُن کے مقتول دوزخ میں نہیں جائیں گے؟"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "پھر ہم کیوں اپنے دین کے معاملہ میں دبیں اور واپس چلے جائیں خصوصًا اس حالت میں کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے" (یعنی ان کی قوّت توڑنے والا ہے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اللہ کا رسُولؐ ہوں اور میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔ وہ میرا مددگار ہے وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا آپؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم کعبہ جائیں گے اور اُس کا طواف کریں گے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال کعبہ جائیں گے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "جی نہیں، یہ تو نہیں کہا تھا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر تم یقیناً کعبہ جاؤگے اور اُس کا طواف کروگے"۔ حضرت عمرؓ غم میں بھرے ہوئے وہاں سے چلے آئے، اُن سے صبر نہ ہوسکا تو وہ حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا "اے ابوبکرؓ کیا یہ اللہ کے سچّے

نبی نہیں ہیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ہاں"۔ اُنہوں نے پوچھا "کیا ہم حق پر اور دشمن باطل پر نہیں ہیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "پھر ہم کیوں اپنے دین کے معاملہ میں دبیں؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "بے شک وہ اللہ کے رسولؐ ہیں اور وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتے، وہی ان کا مددگار ہے، وہ انہیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا لہٰذا تم ان کے حکم پر مضبوطی سے عمل کرو کیونکہ اللہ کی قسم وہ حق پر ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "کیا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم کعبہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ہاں فرمایا تھا مگر کیا تم سے یہ فرمایا تھا کہ تم اسی سال کعبہ جاؤ گے؟" حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں یہ تو نہیں فرمایا تھا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "تو پھر تم ضرور کعبہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے"۔ حضرت عمرؓ بعد میں اس سوال و جواب پر بہت نادم ہوئے اور اس کے کفّارہ میں بہت سی نیکیاں کیں۔

الغرض صلح نامہ کی تکمیل ہوگئی، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حُدیبیہ ہی میں اپنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کر دیا اور سر منڈا دیا۔ صحابۂ کرامؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | صلح حُدیبیہ کے موقع پر حضرت عمرؓ کا غم و اضطراب۔ پیچ و تاب اور سوال و جواب ان کے جذبۂ احترامِ رسولؐ اور قوّتِ ایمانی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ وہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی شان، عزّت و وقار کیلئے لڑنے، مرنے کیلئے بے چین ہیں۔ جان کی بازی لگانے کیلئے تیّار ہیں لیکن کوئی ایسی شرط منظور کرنے کے لئے تیّار نہیں جس سے شانِ رسالت کو ذرا سی بھی ٹھیس پہنچے۔ ایمان و احترامِ رسولؐ کا ایک بحرِ ذخّار ہے جس کے تلاطم کا یہ ایک مظاہرہ ہے۔ ان کی پوری زندگی میں اسی جذبہ و احترام کی جھلک نظر آتی ہے۔ کہیں ازواجِ مطہّراتؓ کو پردہ کرانے کا مشورہ ہے، کہیں اپنی صاحبزادی اور دوسری ازواجِ مطہّراتؓ کو احترامِ رسولؐ کیلئے نصیحت ہے۔ کہیں کسی منافق کے قتل کی اجازت طلبی ہے، کہیں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آواز کو اتنا پست کر دینا ہے کہ دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ کہیں مسجدِ نبوی میں بلند آواز کرنے پر تنبیہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ پھر صلح حدیبیہ کے موقع پر جو سوال کئے اُس کے متعلق خیال آیا کہ کہیں یہ بھی شانِ رسولؐ کے خلاف نہ ہوں تو اس کے کفّارہ میں بہت کچھ کیا اور ڈرتے رہے کہ کہیں گرفت نہ ہو جائے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

صلح حُدیبیہ کے بعد واپسی کا منظر۔ حضرت عمرؓ کی خشیت | صلح کے بعد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ روانہ ہوگئے۔ اثنائے سفر میں رات کے وقت حضرت عمرؓ نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوچھی، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا۔ پھر پوچھی پھر جواب نہیں دیا، پھر پوچھی پھر جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ اپنے دل میں کہنے لگے "اے عمرؓ، تیری ماں تجھ کو روئے تو نے متواتر تین مرتبہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بھی جواب نہیں دیا"۔ پھر حضرت عمرؓ نے اپنے اونٹ کو تیز کیا اور مسلمین سے آگے نکل گئے وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں اُن کے معاملہ میں قرآن نہ نازل ہو جائے۔ کچھ دیر بعد اُنہوں نے سُنا کہ ایک آدمی اُنہیں آواز دے رہا ہے۔ آواز سُن کر وہ بہت خوف زدہ ہوئے۔ وہ سمجھے کہ ضرور اُن کے سلسلہ میں قرآن نازل ہوا ہے۔ حکم کی تعمیل میں وہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج رات کو مجھ پر ایک سُورت نازل ہوئی ہے وہ مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے، جن پر سورج طلوع ہوتا ہے"۔ یہ کہہ کر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُورۂ فتح تلاوت فرمائی۔

کچھ عرصہ بعد سُورۂ ممتحنہ کی آیتیں نازل ہوئیں جن میں منجملہ اور احکام کے یہ بھی حکم تھا کہ کافر عورتوں کو اپنی زوجیت میں نہ رکھو۔ حضرت عمرؓ نے فوراً حکمِ الٰہی کی تعمیل کی اور اپنی دونوں مشرکہ بیویوں کو طلاق دیدی۔ ایک اُن میں سے فریہ بنتِ ابی اُمیّہ تھی اور دوسری بنتِ جرول خزاعی تھی [1]

جنگِ خیبر میں شرکت | حضرت عمرؓ جنگِ خیبر میں شریک ہوئے خیبر جاتے وقت وہ اپنے اُونٹ پر سَوار تھے۔ راستہ میں حضرت عامرؓ نے حدی خوانی شروع کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عامرؓ سے فرمایا "اللہ تمہاری مغفرت فرمائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب کسی کیلئے استغفار کرتے تو یہ اس بات کی علامت ہوتی تھی کہ وہ شخص عنقریب شہید ہو جائے گا حضرت عمرؓ نے استغفار سُن کر عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ نے ہمیں عامرؓ سے (مزید) فائدہ کیوں نہ اُٹھانے دیا"۔ (یہ بھی اور زندہ رہتے تو اور دین کی خدمت کرتے) [2]

جنگ کے دَوران ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کل میں جھنڈا اُس شخص کو دُوں گا جو اللہ اور رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے"۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں "اُس دن کے علاوہ میں نے کبھی امارت کی خواہش نہیں کی"۔ [3]

حضرت عمرؓ کی فیّاضی | حضرت عمرؓ کو خیبر میں ایک زمین ملی تھی، اُنہوں نے اُس کو صدقہ کرنا چاہا اور اس سلسلہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مشورہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے خیبر میں ایک زمین ملی ہے۔ میرے خیال میں اس سے بہتر کوئی مال مجھے نہیں ملا، آپؐ مجھے (اس کے صدقہ کرنے کے سلسلہ میں) کیا حکم دیتے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم چاہو تو اصل زمین اپنے قبضہ میں رکھو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو"۔ حضرت عمرؓ نے اُس کو اللہ کے راستہ میں مندرجہ ذیل شرائط پر وقف کر دیا۔

(۱) زمین نہ بیچی جائے، نہ ہبہ کی جائے، نہ ورثہ میں تقسیم کی جائے۔

(۲) اس کی پیداوار فقراء، اقرباء، مُسافر، مہمان، غلاموں کی آزادی اور اللہ کے راستہ کے تمام کاموں کیلئے وقف ہوگی۔

(۳) اس کا متولّی معروف کے مطابق اس میں سے کھا سکتا ہے اور کھِلا سکتا ہے لیکن مال جمع نہیں کر سکتا۔ [4]

حضرت عمرؓ کا ایک مشورہ | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوہُریرہؓ کو اپنی دونوں جوتیاں دے کر فرمایا "جاؤ اور ہر اُس شخص کو جو اس بات کی شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور دل میں اُسے اِس بات کا پُورا یقین ہو، جنّت کی بشارت دیدو"۔ حضرت ابوہریرہؓ روانہ ہوئے۔ راستہ میں اُنہیں حضرت عمرؓ ملے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "اے ابوہریرہؓ، یہ جوتیاں کیسی ہیں؟" حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ جوتیاں دیکر بھیجا ہے اور یہ ہدایت کی ہے کہ ہر اُس شخص کو جو دل کے یقین کے ساتھ اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں، جنّت کی بشارت دیدوں"۔ حضرت عمرؓ نے اُن کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا کہ واپس چلو۔ حضرت ابوہریرہؓ واپس رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ پیچھے پیچھے حضرت عمرؓ بھی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت عمرؓ کی شکایت کی اور سارا قصّہ سُنایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ سے اس زیادتی کا سبب دریافت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحج و کتاب الشروط و کتاب الصلح و کتاب فرض الخمس و ابواب المناقب کتاب المغازی و کتاب الجہاد و کتاب التفسیر و صحیح مسلم کتاب الایمان و کتاب الامارۃ و کتاب الحج۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد و غزوۃ خیبر عن سلمہؓ (حضرت عامرؓ جنگ خیبر میں شہید ہو گئے) [3] صحیح مسلم باب فضائل علیؓ
[4] صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الوقف و صحیح مسلم کتاب الہبۃ باب الوقف عن ابن عمرؓ۔

کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں کیا آپؐ نے ابو ہریرہؓ کو خوشخبری کا اعلان کرنے کیلئے بھیجا تھا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، ایسا نہ کیجیے، مجھے ڈر ہے کہ لوگ اسی پر بھروسہ کرلیں گے اور (غلط فہمی کی بناء پر) عمل چھوڑ بیٹھیں گے، لہٰذا آپؐ انہیں عمل کرنے کیلئے چھوڑ دیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا انہیں چھوڑ دو (کہ عمل کرتے رہیں)"[1]

حضرت عمرؓ کا جوشِ ایمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت حاطبؓ نے کفارِ مکہ کو اس بات کی اطلاع دینے کی غرض سے ان کے نام ایک خط روانہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو حضرت حاطبؓ سے جواب طلب کیا۔ حضرت حاطبؓ نے اپنی صفائی پیش کی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، اس نے اللہ اور رسولؐ اور مؤمنین کی خیانت کی ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اُڑا دوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ بدر میں شریک تھے اور کیا خبر اللہ نے اہلِ بدر سے کہہ دیا ہو کہ تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا"۔ (یعنی جس نے بدر جیسے نازک موقع پر ساتھ دیا ہو اُس پر خواہ وہ کچھ بھی کرے غدّاری کا شبہ کرنا صحیح نہیں) یہ سُن کر حضرت عمرؓ رونے لگے اور کہا "اللہ اور رسولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔[2]

اللہ اللہ کتنا ایمان تھا۔ اُدھر اللہ اور رسولؐ کی خیانت پر غم و غصّہ اور قتل کرنے کا ارادہ، اِدھر اللہ اور رسولؐ کی بات سُنتے ہی گریہ وزاری اور سرِ تسلیم خم ہے۔

فتحِ مکّہ فتحِ مکّہ کے موقع پر بھی حضرت عمرؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اسی موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں تو حضرت عمرؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ، آج آپؐ نے ایسا کام کیا ہے جو پہلے کبھی نہیں کیا تھا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے قصداً ایسا کیا ہے"۔[3]

نوٹ:۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر نماز کیلئے نیا وضو کرتے تو یہ کام سُنّت ہو جاتا اور پھر ساری اُمّت کو ایسا ہی کرنا پڑتا، اگر کوئی نہ کرتا تو گنا ہگار ہوتا۔ لیکن

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ[4] — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمین پر تخفیف کو پسند فرماتے تھے۔

اس لئے ایک مرتبہ ترک کر کے اُمّت کیلئے ترک کا جواز فراہم کر دیا، اور اب یہ کام صرف مستحب رہ گیا۔

جنگِ حُنین حضرت عمرؓ جنگِ حُنین میں بھی شریک تھے اور بڑی پامردی کے ساتھ میدانِ جنگ میں ڈٹے رہے۔ دورانِ جنگ جب ایک موقع پر نومسلمین کی غلطی سے مسلمین میں افراتفری پھیل گئی اور نومسلم بھاگنے لگے تو حضرت ابو قتادہؓ حضرت عمرؓ سے ملے۔ حضرت ابو قتادہؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا "لوگوں کا کیا حال ہے؟ (یہ کیوں بھاگ رہے ہیں؟)" حضرت عمرؓ نے فرمایا "اللہ کا حکم اسی طرح ہے"۔[5]

طائف کے محاصرہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ جعرانہ میں قیام فرمایا اور اسی مقام پر آپؐ نے جنگِ حُنین کا مالِ غنیمت تقسیم فرمایا۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان عن ابی ہریرۃ رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجاسوس وفضل من شہد بدرًا وکتاب استتابۃ المرتدین وکتاب المغازی وکتاب التفسیر سورۃ الممتحنۃ وکتاب الاستئذان وصحیح مسلم باب فضائل اہل بدر [3] صحیح مسلم باب جواز الصلوٰت کلّہا بوضوءٍ واحدٍ عن بریدۃؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یصلّی بعد العصر من الفوائت عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس وکتاب المغازی باب غزوۃ حُنین وطائف وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ وکتاب الجہاد باب استحباب القاتل سلب القتیل وباب غزوۃ حنین عن براءؓ وسلمۃ رضؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خمس میں سے حضرت عمرؓ کو ایک لونڈی عنایت فرمائی۔ حضرت عمرؓ نے اُسے مکّہ معظّمہ میں ایک مکان میں ٹھہرا دیا۔

مقامِ جعرانہ میں حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ایّامِ جاہلیّت میں میں نے ایک رات اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی وہ نذر مجھ پر ابھی باقی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس نذر کو پُورا کرو"۔ (حضرت عمرؓ مکّہ معظّمہ چلے گئے اور) مسجدِ حرام میں اعتکاف کیا۔ ابھی وہ اعتکاف ہی میں تھے کہ اُنہیں باہر سے شور و غُل کی آواز سُنائی دی۔ یہ اُن قیدیوں کی آواز تھی جنہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آزاد کر دیا تھا، وہ (خوشی میں) چلّا رہے تھے "ہمیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آزاد کر دیا"۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا "یہ شور و غُل کیسا ہے؟" لوگوں نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (جنگِ حُنین کے) تمام قیدی آزاد کر دئے"۔ یہ سُنتے ہی حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ سے کہا "اے عبداللہ جاؤ اور اُس لونڈی کو آزاد کر دو"۔ [1]

ادائے رسُولؐ پر مٹ جانا اسی کا نام ہے۔ حضرت عمرؓ کو آزاد کرنے کا حکم نہیں ملا ہے پھر بھی آزاد کر رہے ہیں صرف اس لئے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آزاد کر دیا ہے۔ کیا ایسے شخص کے ایمان میں شبہ ہو سکتا ہے؟

ابن صیّاد کو قتل کرنے کی اجازت طلب کرنا صاف ابن صیّاد نے بچپن میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُس سے ملاقات ہوئی۔ وہ ابھی لڑکا ہی تھا۔ کہنے لگا "کیا آپؐ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسُول ہوں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اُڑا دوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر یہ وہی (دجّال) ہے تو تم اس پر قابو نہیں پا سکتے اور اگر یہ وہ نہیں تو پھر اس کے قتل سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا" (کیونکہ بچپن میں دعویٰ نبوّت کی کوئی اہمیّت نہیں) بڑا ہو کر ابن صیّاد مُسلم ہو گیا تھا۔ [2]

حضرت عمرؓ بحیثیت عامل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کئی مرتبہ حضرت عمرؓ کو عامل بنایا۔ آپؐ ہر مرتبہ اُنہیں کچھ نہ کچھ معاوضہ دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپؐ نے اُنہیں کچھ مال دیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو اُسے دے دیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے لے لو، مالدار ہو جاؤ اور پھر صدقہ و خیرات کرتے رہو"۔ [3]

جس شخص کے استغناء کا یہ عالم ہو بھلا اُس سے کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ کسی وقت بھی مال و دولت پر فریفتہ ہو گا، کسی کی حق تلفی کریگا۔ ہرگز نہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ قبیلۂ بنو طے کی طرف عامل بنا کر بھیجے گئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں سب سے پہلا صدقہ کا مال جس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ کے چہروں کو روشن کر دیا تھا بنو طے کے صدقہ کا مال تھا جسے لیکر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا"۔ [4]

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں زکوٰۃ وصول کرنے پر عامل مقرّر کیا۔ حضرت عمرؓ نے تمام لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر لی۔ صرف تین آدمیوں نے یعنی ابن جمیل، حضرت خالدؓ اور حضرت عبّاسؓ نے زکوٰۃ نہیں دی۔ حضرت عمرؓ نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن عمرو بن تغلب، کتاب الصّوم ابواب الاعتکاف و صحیح مسلم کتاب الایمان باب نذر الکافر عن ابن عمرؓ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات و کتاب الادب و کتاب الجہاد و صحیح مسلم کتاب الفتن ذکر ابن صیّاد عن ابن عمرؓ و ابی سعید خدریؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[3] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب رزق الحکّام عن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الاخذ لمن اعطی من غیر مسئلۃ۔ [4] صحیح مسلم باب من فضائل غفار عن عمرؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابنِ جمیل تو اس لئے نہیں دیتا کہ وہ فقیر تھا اللہ نے اُسے غنی کر دیا (اب وہ ناشکری کرتا ہے اور اللہ کے راستہ میں مال نہیں دیتا) اور خالدؓ پر تو تم زیادتی کرتے ہو انہوں نے اپنے ہتھیار اللہ کے راستہ میں دیدئے ہیں رہے عبّاسؓ تو اُن کا صدقہ مجھ پر ہے اور اس کے ساتھ اس کے مثل اور بھی ہے۔ اے عمرؓ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ چچا مثل باپ کے ہوتا ہے (لہٰذا میں ان کی طرف سے زکوٰۃ ادا کروں گا، وہ میرے چچا ہیں)" [1]

منافقین کے معاملہ میں حضرت عمرؓ کی سختی تقریباً اسی زمانہ میں حضرت علیؓ نے یمن سے کچھ سونا بھیجا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک منافق جس کا نام عبداللہ بن ذی الخویصرہ تھا کھڑا ہوا اور کہنے لگا "اے اللہ کے رسُولؐ اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تجھ پر افسوس، اگر میں انصاف نہ کروں گا تو پھر کون انصاف کرے گا، کیا میں تمام رُوئے زمین پر سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے کا حقدار نہیں ہوں" حضرت عمرؓ (کو اس شخص کی اس گستاخی پر غصّہ آیا) کہنے لگے "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اُڑا دوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رہنے دو، اس کی اصل سے ایسے لوگ نکلیں گے کہ تم اُن کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو حقیر سمجھو گے، وہ لوگ مسلمین کو قتل کریں گے، بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں نے ان کو پایا تو اس طرح ان کو ہلاک کر ڈالوں گا جس طرح قومِ عاد و ثمود کے لوگ ہلاک کئے گئے تھے۔" [2]

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان کے خلاف کوئی بات سُننا پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کی بیتابی کا یہ عالم ہوتا تھا کہ گستاخی کرنے والے کو قتل کر دینا چاہتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس شخص کو قتل کرنے کی اجازت اس لئے نہیں دی کہ شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ اس میں یہ بھی مصلحت ہو سکتی ہے کہ خلفاء ذاتی اعتراض کو برداشت کریں اور سُنّتِ نبویؐ سے سبق حاصل کریں۔

جنگِ تبوک میں شرکت حضرت عمرؓ جنگِ تبوک میں بھی شریک ہوئے۔

تبوک کے قیام کے دوران زادِ راہ ختم ہو گیا۔ لوگ فاقہ میں مبتلا ہو گئے، اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "کیا ہم اپنے اونٹ نحر کر لیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُونٹ نحر کرنے کی اجازت دیدی۔ اتنے میں حضرت عمرؓ آئے اور عرض کیا "اگر ایسا کیا گیا تو سواریوں کی قلّت ہو جائے گی، آپؐ ایسا کیجئے کہ باقی ماندہ زادِ راہ منگا کر برکت کی دُعا کیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس مشورہ کو قبول فرمایا، باقی ماندہ زادِ راہ جمع کر کے برکت کی دُعا کی، تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور کھانے سے اپنے برتن بھر لئے۔ [3]

حجّۃ الوداع میں شرکت حضرت عمرؓ حجۃ الوداع میں بھی شریک تھے۔ حضرت عمرؓ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے گئے تھے لہٰذا اُنہوں نے عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا بلکہ دس ذوالحجہ کو قربانی کرنے کے بعد احرام کھولا۔ [4]

حضرت عمرؓ کا اعترافِ حق رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جب مرض الموت کی شدّت ہوئی تو آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہلوایا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے (ازراہِ کسرِ نفسی) حضرت عمرؓ سے کہا "تم پڑھا دو" حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فی تقدیم الزکوٰۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علی ابن ابی طالبؓ عن ابی سعیدؓ و ابواب علامات النبوّۃ فی الاسلام و کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ عاد و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج۔ [3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللہ بالایمان وہو غیر شاک عن ابی ہریرہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام عن عائشۃ صدیقہؓ۔

تم اس کے زیادہ حقدار ہو۔"[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا احساس وفات سے چار دن پہلے جمعرات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں شدت ہوگئی، آپؐ نے فرمایا "کاغذ لے آؤ، میں تمہیں کچھ لکھوا دوں تاکہ لکھنے کے بعد تم بھولو نہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اس وقت آپؐ کو تکلیف ہے (اور مزید تکلیف دینا مناسب نہیں) تمہارے پاس قرآن تو موجود ہی ہے (پھر تحریر کی ضرورت ہی کیا ہے؟) بلکہ اللہ کی (پوری) شریعت (قرآن وحدیث ہمارے پاس موجود ہے وہ) ہمارے لئے کافی ہے"۔ لوگوں میں اختلاف ہوا۔ کسی نے کہا لکھوا لیا جائے کسی نے کہا ایسی کیا ضرورت ہے۔ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کے حق میں نہیں تھے انہوں نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ کیا آپؐ (دنیا سے) رخصت ہو رہے ہیں (اگر یہ بات ہے تو پھر لکھوا ہی لیا جائے)" الغرض (سب کی متفقہ رائے یہی ہوئی کہ لکھوا لینا چاہئے، لہٰذا) انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحریر کرانا یاد دلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانی ہی تین وصیتیں کر دیں اور پھر فرمایا "اب چلے جاؤ"۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت عمرؓ کا صدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر تقریر کرنے لگے۔ کہنے لگے "اللہ کی قسم، اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر اٹھائے گا اور آپؐ (مفسد لوگوں کے) ہاتھ پیر کاٹیں گے"۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا "اے قسم کھانے والے، بیٹھ جاؤ"۔ حضرت عمرؓ برابر تقریر کرتے رہے۔ انہوں نے پھر بیٹھنے کیلئے کہا لیکن حضرت عمرؓ نے تقریر جاری رکھی۔ یہ حالت دیکھکر حضرت ابوبکرؓ نے تشہد پڑھا اور تقریر شروع کر دی، لوگ حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوگئے اور حضرت عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ حضرت عمرؓ بیٹھ گئے (کچھ دیر بعد کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کی تقریر سننے لگے) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور بے شک اللہ زندہ ہے، وہ کبھی نہ مرے گا"۔ پھر یہ آیتیں تلاوت کیں:۔

(۱) اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ {زمر ۳۰}
(اے رسولؐ) بیشک آپؐ مرنیوالے ہیں اور وہ بھی مرنیوالے ہیں۔

(۲) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۗىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ ۭ {آل عمران ۱۴۴}
محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہی تو ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں، تو کیا اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اُلٹے پاؤں کفر کی طرف واپس ہو جاؤ گے؟

آلِ عمران کی اس آیت کو سن کر حضرت عمرؓ کو یقین ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، صدمہ کے باعث حضرت عمرؓ کھڑے نہ رہ سکے اور زمین پر گر گئے۔[3]

حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد خلیفہ کے انتخاب کیلئے انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "ہمیں بھی وہاں چلنا چاہئے"۔ حضرت ابوبکرؓ چلنے کیلئے تیار ہوگئے۔ پھر حضرت ابوعبیدہؓ ابن الجراح کے ہمراہ وہ دونوں سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے (انتخاب کے سلسلہ میں بات شروع ہوئی تو) انصار نے مشورہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الغسل والوضوء بالمخضب عن عائشہؓ وابن عباسؓ وکتاب الاذان باب حدّ المریض ان یشہد الجماعۃ وباب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ وباب انما جعل الامام لیؤتم بہ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام۔ [2] صحیح بخاری کتاب العلم عن ابن عباسؓ وکتاب الجہاد باب جوائز الوفد وکتاب فرض الخمس باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب وکتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب المرضیٰ وصحیح مسلم کتاب الوصیۃ باب ترک الوصیۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت وباب مناقب ابی بکرؓ وکتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ صدیقہؓ۔

دیا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ حضرت عمرؓ نے اس کا جواب دینا چاہا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے انہیں روک دیا حضرت عمرؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم میں نے گفتگو کرنے کا ارادہ اس لئے کیا تھا کہ میرے ذہن میں ایک بہت اچھی بات آئی تھی مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں اس بات تک ابوبکرؓ کی رسائی نہ ہو۔" الغرض حضرت ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی اور بڑی بلیغ تقریر کی حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "ہم امیر ہوں اور تم وزیر ہو۔" حضرت حباب بن المنذرؓ نے کہا "واللہ ہم ایسا نہیں کریں گے۔ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہونا چاہئے (یہی مناسب ہے)" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "نہیں (کہیں دو امیر بھی ہو سکتے ہیں) امیر تو ہم ہی میں سے ہو، تم ہمارے وزیر ہو (امیر کا قریش میں سے ہونا زیادہ مناسب ہے، اس لئے کہ) قریش باعتبار گھرانے کے عمدہ اور فضائل میں واضح تر ہیں، لہٰذا تم عمرؓ یا ابو عبیدہؓ کے ہاتھ پہ بیعت کر لو۔" حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں، بلکہ ہم آپ کے ہاتھ پہ بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔" یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کر لی، پھر تمام لوگوں نے بیعت کر لی [1]

انتخاب کے دوسرے دن حضرت عمرؓ نے عام لوگوں میں خطبہ دیا۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ خاموش بیٹھے ہوئے تھے حضرت عمرؓ نے کہا "مجھے یہ امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بعد انتقال فرمائیں گے لیکن اللہ نے اپنے رسولؐ کیلئے اس چیز کے مقابلہ میں جو تمہارے پاس ہے اس چیز کو پسند کیا جو اس کے پاس ہے۔ اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے (لیکن گھبرانے کی کوئی بات نہیں) اللہ نے تم لوگوں میں ایک نور نازل کر دیا ہے جس سے تم ہدایت پاتے رہو گے، اسی کے ذریعہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی تھی۔ ابوبکرؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، غار کے ساتھی ہیں۔ یہ تمام مسلمین سے زیادہ تمہارے امور کے والی ہونے کے مستحق ہیں۔ لہٰذا کھڑے ہو جاؤ اور ان کی بیعت کرو۔" اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "آپ منبر پر چڑھئے"۔ بڑے اصرار کے بعد وہ منبر پہ چڑھے، پھر تمام لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ [2]

جنگِ یمامہ اور قرآن مجید کا سرکاری نسخہ | حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ ہونے کے بعد جنگوں کا سلسلہ جاری رہا۔ یمامہ کے مقام پہ ایک خونریز جنگ واقع ہوئی حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "یمامہ کے مقام پہ شدت سے جنگ ہو رہی ہے ایسا نہ ہو کہ جنگوں میں قرآن مجید کے حافظ شہید ہوتے چلے جائیں اور اس طرح قرآن مجید کا بہت سا حصہ تلف ہو جائے لہٰذا آپ قرآن مجید کو (تحریری شکل میں) جمع کر لیجئے۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔" حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ کی قسم یہ کام بہت اچھا ہے۔" حضرت عمرؓ بار بار اس کام پر زور دیتے رہے اور حضرت ابوبکرؓ ہر بار انکار کرتے رہے۔ بالآخر حضرت ابوبکرؓ کا شرح صدر ہو گیا اور وہ حضرت عمرؓ کی رائے سے متفق ہو گئے (وہ سمجھ گئے کہ دین کی خدمت اور علم کی حفاظت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کرتے رہے لہٰذا یہ بدعت نہیں ہے)

الغرض قرآن مجید کا ایک سرکاری نسخہ تیار کیا گیا۔ [3]

حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں مرتدین سے جنگ | جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا "آپ ان سے کیسے لڑ سکتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں، پھر جب وہ یہ کلمہ پڑھ لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے مال اور جان کو محفوظ کر لیا، البتہ ان سے کلمہ کا حق لیا جائیگا

---

[1] صحیح بخاری کتاب المظالم باب ما جاء فی السقائف عن عمرؓ و باب مناقب ابی بکرؓ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف عن انسؓ و کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ التوبۃ) عن زید بن ثابتؓ۔

اور اُن کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (لہٰذا وہ ان سے ضرور لیا جائے گا) اللہ کی قسم، اگر وہ ایک بھیڑ کا بچہ بھی جو وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیا کرتے تھے روک لیں گے تو میں اس کے روک لینے پر ضرور ان سے جنگ کروں گا۔" حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم اللہ نے ابوبکرؓ کا شرح صدر کر دیا تھا اور (بعد میں) میں بھی سمجھ گیا کہ وہی حق ہے (جو وہ کہتے ہیں) [1]

نوٹ:۔ حضرت عمرؓ نے حدیث کو بطور حجّت پیش کیا، حضرت ابوبکرؓ نے اسی حدیث کے الفاظ "الا بحقّہ" سے استدلال کر کے مال کا حق وصول کرنے کیلئے جہاد کیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وہ دونوں حدیث کو حجّتِ شرعیہ سمجھتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی خلافت

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کر دیا۔ [2] (حضرت عمرؓ نے ان کے انتقال کے بعد خلافت کا عہدہ سنبھال لیا)

حضرت عمرؓ کی خلافت کی طرف رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اشارے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک میدان میں بہت سے لوگ جمع ہیں، میں ایک کنویں پر کھڑا ہوا ہوں۔ میں نے اُس کُنویں سے جتنا پانی اللہ نے چاہا کھینچا۔ پھر ابوبکرؓ کھڑے ہوئے، اُنہوں نے دو ایک ڈول کھینچے، ان کے کھینچنے میں ضعف تھا (یعنی ان کو حکومت کرنے کا وقت کم ملا) اللہ انہیں معاف فرمائے۔ پھر عمرؓ نے ڈول لیا، ان کے ہاتھ میں وہ ڈول چَرَس بن گیا (پھر انہوں نے پانی کھینچا) یہاں تک کہ سب سیراب ہو کر واپس چلے گئے۔" (یعنی ان کا دورِ حکومت طویل تھا، معاشی وسائل کی فراوانی تھی، انہوں نے سب کو سیراب کر دیا، سب کی معاشی حالت اچھی ہو گئی) [3]

اس حدیث میں حضرت عمرؓ کی خلافت کی طرف واضح اشارہ ہے اور اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رعایا خوش حال و فارغ البال تھی، وہ سیر ہو گئے تھے، اُن کو مزید مال کی ضرورت نہ رہی تھی۔

مندرجہ بالا حدیث کے علاوہ اُس حدیث میں بھی حضرت عمرؓ کی خلافت کی طرف لطیف اشارہ ہے جس میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یہ الفاظ مروی ہیں "میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ"۔ یہ الفاظ آپؐ کی زبانِ مبارک سے بار بار ادا ہوئے ہیں جیسا کہ حضرت علیؓ نے بیان کیا ہے۔ [4]

حضرت عمرؓ کو خلافت کی خواہش نہیں تھی حضرت عمرؓ نے امارت کی خواہش کبھی نہیں کی، وہ خود فرماتے ہیں:-

مَا اَحْبَبْتُ الْاِمَارَۃَ اِلَّا یَوْمَئِذٍ۔ — میں نے امارت کی خواہش کبھی نہیں کی سوائے اُس دن کے (جس دن جنگِ خیبر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا میں کل جھنڈا اُس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے) [5]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الزکوٰۃ وکتاب استتابۃ المرتدین وصحیح مسلم کتابُ الایمان عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الاحکام باب الاستخلاف۔ [3] صحیح بخاری ابواب علامات النبوّۃ فی الاسلام وابواب فضائل الصدیقؓ عن ابن عمرؓ وصحیح مسلم باب من فضائلِ عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری باب مناقبِ ابی بکرؓ وصحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ عن علیؓ۔ [5] صحیح مسلم باب من فضائل علی ابن ابی طالبؓ۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُہر خلیفہ ہونے کے بعد حضرت عمرؓ نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُہر اپنے ہاتھ میں پہن لی [1] اور

قرآن مجید کا سرکاری نسخہ قرآن مجید کے سرکاری نسخہ کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ [2]

حضرت عمرؓ کا آئینِ عدالت ایک دن حضرت عمرؓ نے فرمایا "رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہدِ مبارک میں وحی کے ذریعہ لوگوں کا مواخذہ ہوتا تھا، اب وحی تو منقطع ہوگئی لہٰذا ہم تمہارے ظاہری اعمال کی بنیاد پر مواخذہ کریں گے، جس کا ظاہر اچھا ہوگا ہم اُسے امن دیں گے اور (اپنا) مقرب بنائیں گے۔ ہمیں اس کے پوشیدہ حالات سے کوئی تعلّق نہ ہوگا، اس کی پوشیدہ باتوں کا حساب اللہ لیگا۔ اور جس کی بُرائی ہم پر ظاہر ہوگی تو ہم اس کو امن نہیں دیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے اگرچہ وہ یہ کہے کہ میرے پوشیدہ کام اچھے ہیں (یا میری نیّت اچھی ہے، میری نیّت نافرمانی یا غدّاری کی نہیں تھی)" [3]

حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ کو متولّی بنانا قبیلۂ بنو نضیر کے وہ اموال جو مدینہ منوّرہ میں تھے اور جو اللہ نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بطورِ فَے (یعنی بغیر جنگ کے) عطا فرمائے تھے، آپؐ کی زندگی میں آپؐ کے قبضہ میں رہے، آپؐ کی وفات کے بعد یہ اموال خلفاء کے قبضہ میں رہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے دو سال بعد ان اموال کو حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ کی تولیت میں اس شرط پر دیدیا کہ وہ ان اموال کو اسی طرح خرچ کریں گے جس طرح رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کرتے تھے۔ [4]

خیبر اور فدک کی آراضی وغیرہ کو حضرت عمرؓ نے اپنے قبضہ میں رکھا۔ ان کے متعلّق حضرت عمرؓ نے فرمایا "یہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وقف ہے اسے آپؐ نے اپنے (سرکاری) مصارف اور حوائج کیلئے جو وقتاً فوقتاً آپؐ کو پیش آتے تھے محفوظ کر لیا تھا اور اب یہ خلیفۂ وقت کے قبضہ میں رہے گا (تاکہ وہ ان سے سرکاری ضروریات کو پورا کر سکے)" [5]

حضرت قدامہ بن مظعونؓ کو عامل بنانا حضرت قدامہ بن مظعونؓ بدری صحابی ہیں۔ یہ حضرت حفصہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ماموں تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں بحرین پر عامل مقرر فرمایا۔ [6]

مکّہ معظّمہ میں گورنر مقرّر کرنا حضرت عمرؓ نے حضرت نافع بن عبدالحارث سے کہا کہ مکّہ میں کسی (مناسب آدمی) کو گورنر بنادیں۔ انہوں نے ابن ابزیؓ کو گورنر مقرّر کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب عسفان کے مقام پر حضرت عمرؓ کی ملاقات حضرت نافعؓ سے ہوئی تو حضرت عمرؓ نے اُن سے دریافت کیا کہ اُنہوں نے کس کو گورنر مقرّر کیا۔ حضرت نافعؓ نے کہا "ابن ابزی کو"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کون ابن ابزی؟" انہوں نے کہا "ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک آزاد کردہ غلام ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم نے آزاد کردہ غلام کو ان پر حاکم بنادیا!" انہوں نے کہا "وہ اللہ عزّوجلّ کی کتاب کے قاری ہیں اور فرائض کے عالم ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "بے شک تمہارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ یقیناً اللہ اس کتاب کے ذریعہ بہت سی قوموں کو بلند کرے گا اور بہت سی قوموں کو ذلیل کرے گا"۔ [7]

مزید گورنروں کا تقرّر حضرت عمرؓ نے آذربائیجان میں حضرت عُتبہ بن فَرقَد کو گورنر مقرر کیا۔ [8] ایک اور صوبہ پر حضرت ابنِ ساعدی کو گورنر مقرّر کیا۔ [9]

---

[1] صحیح بخاری کتاب اللباس باب ہل یجعل نقش الخاتم ثلاثۃ اسطر عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن زیدؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الشہادات باب الشہداء العدول عن عبداللہ بن عتبہ۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن مالک بن اوسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [7] صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلّمہ عن عامرؓ۔ [8] صحیح مسلم کتاب اللباس عن ابی عثمان رح۔
[9] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الاخذ..... الخ عن ابن ساعدی۔

کوفہ پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو گورنر مقرر کیا، اہلِ کوفہ نے ان کی شکایت کی تو ان کی جگہ حضرت عمارؓ کو گورنر مقرر کیا۔ پھر حضرت سعدؓ کو بلا کر شکایت کی تحقیق کی، حضرت عمرؓ نے کہا "ان لوگوں کا کہنا ہے کہ تم نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھتے تھے" اُنہوں نے کہا میں بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مطابق نماز پڑھتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "میرا بھی تمہارے متعلق یہی گمان تھا۔" پھر حضرت عمرؓ نے اُنہیں چند لوگوں کے ہمراہ کوفہ روانہ کیا، ان لوگوں نے کوفہ جا کر تحقیقات کی، تحقیقات سے معلوم ہوا کہ حضرت سعدؓ کے خلاف تمام الزامات بے بنیاد تھے[1]

عاملین کو اُجرت دینا حضرت عمرؓ اپنے عاملین زکوٰۃ کو اُجرت دیا کرتے تھے۔ حضرت ابن ساعدی کہتے ہیں "حضرت عمرؓ نے مجھے عامل بنایا، میں نے مال لا کر حضرت عمرؓ کے حوالہ کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے مجھے اُجرت دینے کا حکم دیا۔ میں نے کہا میں نے تو یہ کام اللہ کیلئے کیا ہے (لہٰذا) میری مزدوری تو اللہ کے ذمہ ہے۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "جو تمہیں دیا جائے وہ لے لیا کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہی فرمایا تھا کہ جو چیز بغیر مانگے مل جائے اُسے لے لو (پھر اُس میں سے) کھاؤ اور صدقہ دو۔"[2]

معاشی پالیسی۔ عوام کیلئے معاش و لباس وغیرہ کا انتظام

حضرت عتبہ بن فرقدؓ کو ہدایت ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہ کو جو آذربائیجان میں گورنر تھے لکھا۔ "اے عتبہ بن فرقد جو مال تمہارے پاس ہے یہ نہ تمہاری جانفشانی سے حاصل ہوا ہے نہ تمہارے باپ کی جانفشانی سے حاصل ہوا ہے، نہ تمہاری والدہ کی جانفشانی سے حاصل ہوا ہے۔ لہٰذا مسلمین کو ان کے مکانوں پر بھرپور طریقہ سے وہ چیز پہنچا دو جو بھرپور طریقہ پر تم اپنی قیام گاہ پر دیتے ہو (یعنی مسلمین کو آمد و رفت کی تکلیف نہ دو) تم کو عیش پسندی، مشرکین کے طور طریقے اور ریشم پہننے سے اجتناب کرنا چاہیئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی لباس پہننے سے منع فرمایا ہے البتہ دو (چار) اُنگل حاشیہ کی اجازت دی ہے۔"[3]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کو عوام کی آسائش کا بہت خیال تھا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ حدیث کو حجتِ شرعیہ تسلیم کرتے تھے۔

اقربا نوازی پر دینی خدمات کو ترجیح ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ کی خواتین میں کچھ دوپٹے تقسیم کئے، ایک بہت عمدہ دوپٹہ باقی رہ گیا۔ ایک شخص نے کہا "اس دوپٹہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو جو آپ کی زوجیت میں ہیں دے دیجئے (یعنی حضرت اُمِّ کلثومؓ بنتِ علیؓ کو دیدیجئے)" حضرت عمرؓ نے فرمایا "اُمِّ سلیطؓ اس کی زیادہ حقدار ہیں کیونکہ اُمِّ سلیطؓ وہ انصاری خاتون ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور جنگِ اُحد میں ہمارے لئے پانی کی مشک اُٹھا اُٹھا کر لا رہی تھیں۔"[4]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ شرفِ صحابیت اور دینی خدمات کو دوسری باتوں پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ کہنے والے نے صرف یہ نہیں کہا کہ "آپ اپنی بیوی کو دے دیجئے" بلکہ ساتھ میں یہ بھی کہا "وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں" تاکہ اسی خیال سے اپنی بیوی کو دینے پر مائل ہو جائیں لیکن حضرت عمرؓ کب ایسی باتوں میں آنے والے تھے، اُنہوں نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب وجوب القراءۃ عن جابر بن سمرۃؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الاخذ ..... الخ عن ابن ساعدیؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب اللباس عن ابی عثمانؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب عن ثعلبۃؓ۔

وہی کیا جو حق و عدل کا تقاضہ تھا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک | ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بازار میں چلے جارہے تھے کہ راستہ میں ایک عورت ملی، اس نے کہا "اے امیر المؤمنین، میرا شوہر مرگیا ہے اور ننھے ننھے بچے چھوڑ گیا ہے۔ اللہ کی قسم نہ ان کے پاس اتنی رقم ہے کہ پائے ہی پکا کر پیٹ بھر لیں۔ نہ کھیتی ہے، نہ دودھ والے جانور ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں انہیں بجّو نہ کھا جائے (یعنی بھوک سے ہلاک نہ ہوجائیں) میں خُفاف بن اِیما، غفاریؓ کی بیٹی ہوں جو حدیبیہ میں شریک تھے۔" حضرت عمرؓ ٹھہر گئے۔ فرمایا "مرحبا، تم تو بہت قریب کی قرابت دار نکلیں"۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ اپنے گھر گئے اور ایک قوی اُونٹ پر جو گھر میں بندھا ہوا تھا دو بوجھ غلّہ کے لاد دئے، اُن کے اوپر کچھ درہم اور کچھ کپڑے بھی رکھ دئے۔ پھر اُونٹ کی لگام اُس عورت کے ہاتھ میں دیکر فرمایا "اسے لے جاؤ یہ ہرگز ختم نہ ہوگا یہاں تک کہ اللہ اس سے بہتر تمہیں اور دیدیگا"۔ ایک شخص نے کہا "اے امیر المؤمنین، آپ نے اس عورت کو بہت دے دیا۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "تیری ماں تجھ کو روئے، اللہ کی قسم، میں نے اس کے باپ اور بھائی کو دیکھا ہے وہ ایک قلعہ کو زمانۂ دراز تک گھیرے رہے اور اسے فتح کر کے ہی چھوڑا، پھر ہم نے ان دونوں کی محنت کا ثمرہ اپنے درمیان تقسیم کیا"[1]

حضرت عمرؓ کے الفاظ "یہ ہرگز ختم نہ ہوگا یہاں تک کہ اللہ اس سے بہتر تمہیں اور دے دیگا" سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے نظامِ حکومت میں بیواؤں کی خبر گیری کا مستقل اہتمام تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھا تو اہلِ عراق کی بیوہ عورتوں کو بھی اس حال میں کر دوں گا کہ وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہیں ہونگی[2]

حضرت عمرؓ کے اس قول سے ثابت ہوا کہ عراق کے علاوہ تمام بیواؤں کے معاش کا ایسا مستقل انتظام قائم ہوچکا تھا کہ کوئی بیوہ عورت کسی کی محتاج نہیں تھی۔ اور اگر حضرت عمرؓ کچھ دن اور زندہ رہتے تو عراق کی بیواؤں کو بھی فارغ البال کر دیتے لیکن اس بات کے کہنے کے تین دن بعد ان کا انتقال ہوگیا۔[3]

حضرت عمرؓ کی سادگی، عوام النّاس میں روپیہ کی تقسیم | حضرت مالک بن اوسؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے گھر والوں کے پاس بیٹھا تھا کہ یکایک حضرت عمرؓ کا قاصد آیا۔ اُس نے کہا امیر المؤمنین کے پاس چلو۔ میں اُس کے ہمراہ چلا گیا۔ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ وہ کھجور کی چھال سے بُنے ہوئے ایک پلنگ پر بیٹھے ہیں۔ اُن کے اور پلنگ کے درمیان بستر وغیرہ کچھ نہیں تھا، اُس وقت وہ ایک چمڑے کی مسند سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے اُنہیں سلام کیا سلام کر کے میں بیٹھ گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اے مالک، تمہاری قوم کے کچھ لوگ میرے پاس آئے ہیں اور میں نے اُنہیں کچھ مال دینے کا حکم دیدیا ہے لہٰذا وہ مال تم لیکر ان لوگوں میں تقسیم کر دو"۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین، اگر یہ کام میرے علاوہ آپ کسی اور کے سپرد کرتے تو اچھا ہوتا (لیکن وہ نہ مانے اور) اُنہوں نے مجھ ہی سے کہا "اے شخص اس کو لے لو (اور تقسیم کر دو)"[4]

مالداروں سے زیادہ غرباء کی رعایت | حضرت عمرؓ مالداروں سے زیادہ غریبوں کا لحاظ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے اپنے ایک غلام کو جس کا نام ہُنَیّ تھا ایک چراگاہ پر نگراں مقرر کیا اور اس کو ہدایت کی کہ مسلمین سے بہت عاجزی سے پیش آنا، مظلوم کی بددُعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددُعا مقبول ہوتی ہے اور اس چراگاہ میں ان لوگوں کے مویشی داخل ہونے دینا جن کے پاس تھوڑے سے اونٹ اور تھوڑی سی بکریاں ہیں اور خبردار عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عثمان بن عفانؓ کے گلّے کو اس میں نہ آنے دینا کیونکہ ان کے مویشی اگر ہلاک ہوجائیں گے تو وہ کھیتی اور باغ سے اپنا کام نکال لیں گے لیکن تھوڑے اونٹ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن اسلم۔ [2] صحیح بخاری مناقب عثمانؓ۔ [3] صحیح بخاری مناقب عثمانؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن مالک بن اوس رضؓ۔

اور تھوڑی بکریوں والے کے مویشی اگر ہلاک ہوجائیں گے تو وہ اپنے اہل وعیال کو میرے پاس لے آئے گا اور کہیگا "اے امیر المؤمنین، اے امیر المؤمنین (میں تو مفلس ہوگیا)" یہ کہکر حضرت عمرؓ نے فرمایا "(جب وہ اس حالت میں آئے گا تو) کیا میں اُس کے اہل وعیال کو یونہی چھوڑ دوں گا (کہ وہ بھوکے مرجائیں۔ ہرگز نہیں بلکہ اُن کے اخراجات کی پوری ذمہ داری مجھ پر ہوگی، مجھے انہیں چاندی سونا دینا پڑے گا) لہٰذا پانی اور گھاس دینا میرے نزدیک بہ نسبت سونا اور چاندی دینے کے زیادہ آسان ہے۔ اور اللہ کی قسم لوگ یہ خیال کرتے ہوں گے کہ (سرکاری چراگاہ بناکر) میں نے ان پر ظلم کیا ہے، اس لئے کہ یہ شہر (اور صحرا) سب ان ہی کے ہیں، انہوں نے جاہلیّت میں ان کیلئے جنگیں لڑی ہیں اور زمانۂ اسلام میں ان پر (قبضہ رکھتے ہوئے) اسلام قبول کیا ہے، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر (فوجی ضرورت کے) کچھ جانور میری تحویل میں نہ ہوتے جن کو میں اللہ کے راستہ میں (جہاد وغیرہ کیلئے) سواری کے واسطے دیتا ہوں تو عوام کے شہروں (وغیرہ) کی ایک بالشت زمین کو بھی (سرکاری) چراگاہ نہ بناتا (بلکہ تمام زمینیں عوام الناس کے کام آتیں اور ان ہی میں تقسیم ہوتیں)"[1]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رعایا کے اخراجات کے انتظام کی ذمہ داری حکومت کے ذمہ ہے اور حضرت عمرؓ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے ہر وقت مستعد رہتے تھے۔

آئندہ نسلوں کی معاش کا فکر | حضرت عمرؓ کو آئندہ آنے والی نسلوں کے معاش کا بھی قبل از وقت فکر رہتا تھا، حضرت عمرؓ فرماتے تھے "اگر آئندہ آنے والے مسلمین کا خیال نہ ہوتا تو میں جو گاؤں فتح ہوتا اُس کو مجاہدین میں تقسیم کر دیتا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تھا۔"[2] (کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تمام مفتوحہ علاقے تقسیم نہیں کئے لہٰذا حضرت عمرؓ نے بھی تقسیم نہیں کئے)

اموالِ کعبہ کی تقسیم کا ارادہ اور اتباعِ سُنّت | ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا کہ کعبہ میں جو سونا اور چاندی ہے اُسے لوگوں میں تقسیم کر دیں، ایک شخص نے کہا "آپ ایسا نہیں کر سکتے"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیوں؟" اُس نے کہا "آپ کے ساتھیوں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ) نے تو ایسا نہیں کیا۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "ان ہی دونوں کے نقشِ قدم پر چلنا چاہئے۔" (یہ کہہ کر اپنے ارادہ سے باز رہے)[3]

اِس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ اتباعِ سُنّت میں بہت سخت تھے اور عقل اور مصلحت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کا وظائف مقرر کرنا | حضرت عمرؓ نے (دینی خدمات وغیرہ کے صلہ میں) بیت المال سے لوگوں کے وظیفے مقرر کئے۔ مہاجرین اوّلین میں سے ہر ایک کا وظیفہ چار ہزار (درہم) مقرر کیا لیکن اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار مقرر کیا۔ ایک شخص نے کہا "عبداللہ بن عمرؓ بھی تو مہاجرین (اوّلین) میں سے ہیں پھر آپ نے اُنہیں چار ہزار سے کم کیوں دیا"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "انہوں نے تو اپنے ماں باپ کے ساتھ ہجرت کی تھی (یعنی ان کی ہجرت آزادانہ نہیں تھی اس لئے وہ پورے وظیفہ کے حقدار نہیں ہیں)"[4]

معاش کی فراوانی | الغرض حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگوں کی معاشی حالت بہت اچھی ہوگئی۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ دو کپڑے بھی ہر ایک شخص کو میسّر نہ تھے۔ بعض کو ایک کپڑا ہی میسّر ہوتا تھا اور وہ اسی میں نماز پڑھ لیتا تھا۔ بعض لوگوں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الغنیمۃ لمن شہد الوقعۃ عن اسلم۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب کسوۃ الکعبۃ عن ابی وائلؓ وکتاب الاعتصام بالکتاب والسُّنّۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابن عمرؓ۔

کے پاس ایک کپڑا بھی اتنا چھوٹا ہوتا تھا کہ سجدہ میں شرمگاہ کھل جاتی تھی۔[1]

جب لوگ خوشحال ہو گئے تو ایک دن حضرت عمرؓ نے فرمایا "جب اللہ نے وسعت دی ہے تو تم بھی وسعت دو"۔ اس حکم کی تعمیل میں تمام لوگ دو کپڑوں میں نماز پڑھنے لگے۔[2]

مال و دولت کی اتنی فراوانی ہو گئی کہ ایک دن حضرت عمرؓ فرمانے لگے "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپؐ سارا سارا دن بھوک سے بیقرار رہتے تھے، آپؐ کو ردّی کھجور بھی میسّر نہ آتی تھی کہ اس سے ہی پیٹ بھر لیں (اور اب یہ فراوانی!)"[3]

یہ ہے حضرت عمرؓ کا عہد حکومت! اور یہ ہیں اسلامی نظامِ معیشت کے برکات!

قحط سالی۔ بارش کے لئے دُعاء ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بارش نہ ہونے سے قحط کے آثار نمایاں ہو گئے حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کو دُعاء کیلئے لے گئے اور پھر اس طرح دُعاء کی "اے اللہ (پہلے تو) ہم اپنے نبیؐ (کی دُعاء) کے وسیلہ سے تجھ سے دُعاء کرتے تھے اب (کیونکہ وہ ہم میں موجود نہیں ہیں اس لئے) ہم تجھ سے اپنے نبیؐ کے چچا (کی دُعاء) کے وسیلہ سے دُعاء کرتے ہیں ہم پہ بارش نازل فرما"۔ (اللہ تعالیٰ نے دُعاء قبول فرمائی اور) بارش ہونے لگی۔[4]

حضرت عمرؓ کا ایک خطبہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا، خطبہ میں آپ نے سورۂ نحل پڑھی، جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو منبر سے اُتر کر سجدہ کیا، لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ دوسرے جمعہ کو پھر اسی سورت کو تلاوت کیا لیکن سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ نہیں کیا، فرمایا "ہم سجدوں کی آیتوں پر سے گذرتے ہیں، جس نے سجدہ کر لیا تو اُس نے اچھا کیا اور جس نے سجدہ نہیں کیا تو اُس پر کوئی گناہ نہیں، بے شک اللہ نے ان سجدوں کو لازمی نہیں کیا، لہٰذا جو چاہے سجدہ کرے (اور جو چاہے نہ کرے)"[5]

حج کے مسائل اور حضرت عمرؓ

اہلِ عراق کا میقات جب عراق فتح ہوا تو وہاں کے کچھ لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ نجد کیلئے قرن کو میقات مقرر کیا ہے اور وہ ہمارے راستہ سے ہٹ کر ہے، اگر ہم وہاں جائیں تو مشقت ہوگی"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم اپنے راستہ میں وہ مقام تلاش کرو جو قرن کے محاذی ہے (بس وہی تمہارے لئے میقات ہوگا)" پھر حضرت عمرؓ نے (تحقیق کر کے) ذاتِ عرق کو ان کیلئے میقات مقرر کر دیا۔[6]

حج تمتع اور حضرت عمرؓ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حج تمتع نہ کرنے کی ترغیب دی، حضرت ابو موسیٰؓ نے پوچھا "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" حضرت عمرؓ نے فرمایا "اللہ نے حج اور عمرہ کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی احرام نہیں اُتارا جب تک قربانی کے جانور کو ذبح نہ کر لیا (لہٰذا میں اسے مناسب نہیں سمجھتا کہ عمرہ کر کے احرام کھول دیا جائے) دوسرے یہ کہ یہ کچھ اچھا بھی معلوم نہیں ہوتا کہ رات عورتوں کے ساتھ گذاریں اور صبح کو حج کیلئے روانہ ہو جائیں،

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب الستر باب الصلوٰۃ فی الثوب الواحد عن ابی ہریرۃؓ وباب اذا کان الثوب ضیقاً عن سہلؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب الستر باب الصلوٰۃ فی القمیص والسراویل عن ابی ہریرۃؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الزہد والرقائق۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاستسقاء عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری ابواب سجود القرآن عن ربیعۃ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المناسک (صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق کا میقات ذات عرق ہی کو مقرر کیا تھا شاید حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع نہ ہوئی اور جب اطلاع ہوئی تو اسی کے میقات ہونے کا اعلان کر دیا) [7] عمرہ کر کے احرام اتار دے اور حج کیلئے دوبارہ احرام باندھے۔ ایسے حج کو حج تمتع کہتے ہیں اس شخص کیلئے قربانی واجب ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو۔

(کچھ تو فصل ہونا چاہیئے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ عمرہ کر کے احرام نہ اُتارا جائے۔ اسی احرام سے حج بھی کیا جائے)"[1]

حج تمتّع کے سلسلہ میں حضرت عمرؓ کا رجوع ایک دن حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا۔ دورانِ خطبہ اُنہوں نے فرمایا "اللہ اپنے رسُولؐ کیلئے جو چاہتا ہے اور جس وجہ سے چاہتا ہے حلال کرتا ہے۔ قرآن کا ہر حکم اپنی جگہ پر (حق کے ساتھ) نازل ہوا ہے لہٰذا تم حج اور عمرہ کو جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے پُورا کرو۔ حج کو عمرہ سے علیٰحدہ کرو (یعنی حج تمتّع کرو) اس لئے کہ اس میں حج بھی پُورا ہوتا ہے اور عُمرہ بھی، عورتوں سے مستقل طور پر نکاح کرو (عارضی طور پر نکاح نہ کرو) اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی لایا گیا جس نے ایک خاص مدّت کیلئے کسی عورت سے نکاح کیا ہوگا تو میں اُسے ضرور سنگسار کر دوں گا۔"[2]

حج کی سُنّتیں اور حضرت عمرؓ ایک مرتبہ حج کے دوران حضرت عمرؓ حجرِ اسود کے پاس پہنچے، اُس کا بوسہ لیا، پھر فرمایا "مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے، نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع، اگر میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی بوسہ نہ لیتا (میرا بوسہ لینا سُنّت کی اتباع میں ہے اور بس)"[3]

ایک مرتبہ حجرِ اسود کا بوسہ لیا اور اس سے چمٹ گئے، پھر فرمایا "میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا ہے کہ تجھ سے بہت محبّت کرتے تھے (اس لئے میں بھی محبّت کرتا ہوں)"[4]

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ سُنّت کے بہت سختی سے پابند تھے، خواہ اس سُنّت کی مصلحت انکی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

ایک مرتبہ حج کے دوران کعبہ کا طواف کرتے وقت تین چکّر دوڑ کر لگائے، پھر فرمایا "اس دوڑنے کی اب ہمیں کیا ضرورت ہے، یہ تو ہم نے مشرکین کو (اپنی قوّت) دکھانے کے لئے کیا تھا اور اب مشرکین کو اللہ نے نیست و نابود کر دیا (اب کس کے دکھانے کیلئے دوڑ کر چکّر لگائیں، اب اس کا کوئی مقصد باقی نہیں رہا)" پھر فرمایا "یہ ایک فعل ہے جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا تھا لہٰذا ہم اُسے چھوڑنا نہیں چاہتے۔"[5]

اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ اتباعِ سُنّت میں بہت سخت تھے، اُن سُنّتوں کو بھی نہیں چھوڑتے تھے جن کا مقصد باقی نہیں رہا تھا۔

دورانِ حج حضرت عمرؓ نے ۱۰ ذوالحجہ کو صبح کی نماز بمقام جمع ادا کی، پھر تھوڑی دیر وہاں اور ٹھہرے اور فرمایا "مشرکین اُس وقت تک یہاں سے روانہ نہ ہوتے تھے جب تک سُورج نہ نکل آئے اور بے شک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی مخالفت کی (آپؐ طلوعِ آفتاب سے پہلے اس مقام سے کوچ فرمایا کرتے تھے)" یہ کہکر حضرت عمرؓ طلوعِ آفتاب سے پیشتر وہاں سے روانہ ہو گئے۔[6]

اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ سختی سے سُنّت کی پیروی کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ اور تراویح ایک مرتبہ رمضان کی ایک رات کو حضرت عمرؓ مسجد تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ مسجد میں مختلف جماعتیں ہو رہی ہیں اور کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو اکیلے نماز پڑھ رہے ہیں (ان متفرّق جماعتوں کو دیکھکر) کہنے لگے "اگر میں ان تمام لوگوں کو ایک قاری پر جمع کر دوں تو (سُنّت کے) زیادہ مثل ہوگا۔" آخر اُنہوں نے اس

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الحج باب فی نسخ التحلل عن ابی موسیٰؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحج باب فی المتعۃ بالحج والعمرۃ عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب ما ذکر فی الحجر الاسود عن عابسؓ و صحیح مسلم کتاب الحج عن عابسؓ وابن عمرؓ وعبداللہ بن سرجسؓ۔ [4] صحیح مسلم کتابُ الحج باب استحباب تقبیل الحجر عن سویدؓ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب الرمل فی الحج والعمرۃ عن اسلم۔ [6] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب متی یدفع من جمع عن عمرو بن میمونؒ۔

بات کا پختہ ارادہ کر لیا اور ان سب کو جمع کر کے حضرت اُبَیّ بن کعبؓ کو نمازِ تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

حضرت اُبَیّ بن کعبؓ کی امامت میں اکثر لوگ اوّل شب ہی تراویح پڑھ لیا کرتے تھے (لیکن حضرت عمرؓ آخری شب میں تراویح یعنی تہجّد ادا کرتے تھے) ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت عمرؓ پھر کسی رات کو مسجد تشریف لے گئے، لوگ حسبِ معمول ایک ہی امام کے پیچھے قیام اللّیل میں مصروف تھے۔ حضرت عمرؓ یہ سماں دیکھکر فرمانے لگے "یہ بدعت اچھی ہے" (یعنی متروکہ سُنّت کو از سرِ نو جاری کر دینا ہی اچھی بدعت ہو سکتی ہے نہ کہ کسی نیک کام کا ایجاد کرنا) پھر فرمایا "جس وقت یہ سوتے ہوتے ہیں وہ وقت اس وقت سے افضل ہے جس وقت یہ نماز پڑھتے ہیں یعنی آخری شب میں (قیام اللّیل افضل ہے)"[1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تراویح تین دن پڑھا کر اس خیال سے چھوڑ دی تھی کہ کہیں آپؐ کے ہمیشہ پڑھنے سے اُمّت پر لازمی نہ ہو جائے اور پھر وہ اُسے ادا نہ کر سکے (تو گناہگار ہو)[2] اس واقعہ کے بعد مختلف جماعتیں ہونے لگیں اور بعض اکیلے ہی پڑھ لیا کرتے تھے۔ یہ طریقہ حضرت عمرؓ کے وقت تک جاری رہا۔ کیونکہ لازمی ہونے کا اندیشہ تو اب باقی نہ رہا تھا لہٰذا حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس عمل کو جو آپؐ کو محبوب تھا لیکن آپؐ کو مصلحتاً چھوڑنا پڑا تھا پھر جاری کر دیا۔ بدعت اس فعل کو کہتے ہیں جس کا پہلے سے نمونہ موجود نہ ہو، کیونکہ متروکہ سُنّت کو جاری کرنے کا عمل پہلے کبھی نہیں ہوا تھا لہٰذا متروکہ سُنّت کو جاری کرنے کا نمونہ پہلے سے موجود نہیں تھا۔ اسی بنیاد پر لُغوی اعتبار سے حضرت عمرؓ نے اس کے جاری کرنے کو بدعت کہدیا۔ ورنہ اصطلاحِ شرع میں بدعت اس نیک عمل کو کہتے ہیں جس کا نمونہ سُنّت میں موجود نہ ہو۔ تراویح کا نمونہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت میں موجود تھا لہٰذا تراویح باصطلاحِ شرع بدعت نہیں ہے جس کام کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا اور پھر اس اندیشہ سے چھوڑ دیا کہ اُمّت پر لازمی نہ ہو جائے اُس کام کو مستحب کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے تراویح مستحب ہے نہ کہ سُنّت۔ اگر آپؐ ہمیشہ پڑھتے رہتے تو سُنّت ہو جاتی اور پھر اس کا پڑھنا لازمی ہوتا اور ترک کرنا گناہ ہوتا۔

اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ اتّباعِ سُنّت، ترویجِ سُنّت اور احیائے سُنّت کے بڑے شیدائی تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

جہاد فی سبیل اللہ کا اہتمام

حضرت عمرؓ نے جہاد کا اہتمام بدستور جاری رکھا۔ بڑے بڑے شہروں میں مشرکوں سے لڑنے کیلئے لشکر روانہ کئے ان جنگوں کے نتیجہ میں ایک شخص ہُرمُزان نامی مُسلم ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے جنگوں کے سلسلہ میں اس سے مشورہ کیا۔ ہُرمُزان نے کہا "شہروں کی مثال اور مُسلمین کے ان دشمنوں کی مثال جو ان شہروں میں رہتے ہیں اس پرندے کے مثل ہے جس کا سر ہو، دو بازو ہوں، دو پیر ہوں، اگر ایک بازو توڑ دیا جائے تو اُس کے دونوں پیر ایک بازو اور سر کے ساتھ کھڑے ہو جائیں گے۔ اور اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو دونوں پیر سر کے ساتھ کھڑے ہو جائیں گے اور اگر سر توڑ دیا جائے تو دونوں پیر، دونوں بازو اور سر سب بیکار ہو جائیں گے۔ سر تو کسریٰ ہے، ایک بازو قیصر ہے اور دوسرا بازو فارس ہے۔ لہٰذا آپ مسلمین کو حکم دیجئے کہ کسریٰ کی طرف جائیں۔"

---

[1] صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ التراویح عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ التراویح عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ۔

الغرض حضرت عمرؓ نے حضرت نعمان بن مُقرّن کی امارت میں ایک لشکر کِسریٰ کی طرف روانہ کیا۔ جب اسلامی لشکر دشمن کے مُلک میں پہنچا تو کِسریٰ کا عامِل چالیس ہزار فوج لیکر مقابلہ کیلئے آیا۔ عامل کے ترجمان نے مسلمین سے کہا "تم میں سے ایک آدمی مجھ سے بات کرے۔" حضرت مغیرہؓ نے کہا "(میں بات کرتا ہوں) جو تیرا جی چاہے مجھ سے پوچھ" اُس نے کہا "تم کون لوگ ہو" حضرت مغیرہؓ نے کہا "ہم عرب کے لوگ ہیں، ہم سخت بدبختی اور شدید مصیبت میں مبتلا تھے (تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ) بھوک میں چمڑے اور کھجور کی گٹھلیوں کو چوسا کرتے تھے۔ چمڑے اور بالوں کی پوشاک پہنتے تھے۔ درختوں اور پتھروں کی پرستش کرتے تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ یکایک آسمانوں اور زمین کے مالک نے جس کا ذکر بلند ہے، جس کی عظمت جلیل ہے ہماری طرف ایک نبیؐ بھیجا جن کے ماں باپ کو ہم اچھی طرح جانتے تھے، ہمارے نبیؐ، ہمارے ربّ کے رسُولؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تم سے لڑیں یہاں تک کہ تم اللہ کی پرستش کرو یا جزیہ ادا کرو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہمارے ربّ کا یہ پیغام بھی ہمیں پہنچایا ہے کہ جو شخص ہم میں سے مقتول ہوگا وہ جنّت میں ایسے آرام سے رہیگا کہ اس جیسا آرام اُس نے کبھی نہ دیکھا ہوگا اور جو شخص ہم میں سے باقی رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہو جائے گا۔"

(اس تقریر کے بعد حضرت مغیرہؓ نے چاہا کہ لڑائی فوراً شروع کر دی جائے۔ انہوں نے حضرت نعمانؓ کو مشورہ دیا کہ لڑائی شروع کر دی جائے۔ حضرت نعمانؓ نے کہا کہ ہم فلاں وقت جنگ شروع کریں گے، حضرت مغیرہؓ نے اصرار کیا تو) حضرت نعمانؓ نے کہا تم تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ اکثر جنگوں میں شریک ہوئے ہو اور کبھی تمہیں ندامت و ذلّت سے سابقہ نہیں پڑا (یعنی فتح ہی ہوتی رہی، باوجود اس کے تم جنگ کی سُنّت کو بھول گئے) میں بھی اکثر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا ہوں، آپؐ جب دن میں اوّل وقت جنگ نہیں کرتے تو پھر انتظار کرتے یہاں تک کہ جب ہوائیں چلنے لگتیں اور نمازوں کا وقت آجاتا تو جنگ شروع کرتے [1]

جہاد کے لئے سواریوں کا انتظام جہاد کیلئے حضرت عمرؓ نے سواریوں کا ایک مستقل نظام قائم کیا تھا۔ ان سواریوں کے لئے وہ چراگاہوں کو مخصوص کر لیا کرتے تھے [2]

فوجی کمک کا اہتمام۔ حضرت اُویس قرنیؓ کی آمد (حضرت عمرؓ نے مختلف صوبوں سے فوجی کمک منگوانے کا اہتمام کیا) جب اہلِ یمن کی کمک آتی تو حضرت عمرؓ ان سے دریافت کرتے "کیا تم میں کوئی شخص اویس بن عامرؓ نامی ہے"۔ (جواب ملتا نہیں ہے) آخر ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ یمن کی فوجی کمک کے ساتھ حضرت اُویسؓ بھی مدینہ منوّرہ پہنچے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیا تم اُویس بن عامرؓ ہو؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیا تمہارا تعلّق مراد قبیلہ سے ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیا تمہارا تعلّق قرن سے ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "تم کو برص تھا اور اب اچھے ہو گئے ہو، صرف ایک درہم کی جگہ باقی رہ گئی ہے؟" حضرت اُویسؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "تمہاری والدہ (زندہ) ہیں؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے، آپؐ فرماتے تھے "تمہارے پاس اہلِ یمن کی کمک کے ساتھ اُویس بن عامر قرنی مرادی آئیں گے، انہیں برص ہوگا، وہ اللہ سے دُعا کریں گے تو اللہ انہیں شفا عطا فرمائے گا (جب وہ تمہارے پاس پہنچیں گے تو صرف ایک درہم کے برابر برص باقی ہوگا۔ ان کی والدہ (اس وقت زندہ) ہونگی، وہ اپنی والدہ کے (بہت) فرماں بردار ہوں گے۔ اگر وہ اللہ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اُن کی قسم کو پُورا کرے گا، اگر ہو سکے تو ان سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ عن جبیر بن حیّۃ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب عن اسلم

دُعائے مغفرت کرانا"۔ یہ حدیث سُنا کر حضرت عمرؓ نے ان سے کہا "میرے لئے دُعائے مغفرت کیجئے"۔ اُنہوں نے حضرت عمرؓ کے لئے دُعاء کی۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا "کہاں جانے کا ارادہ ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "کوفہ کا"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "کیا وہاں کے حاکم کو لکھدوں (کہ وہ آپ کی مہمانی کرے)" حضرت اُویسؓ نے کہا "مسکین لوگوں میں رہنا مجھے زیادہ پسند ہے" (حضرت اُویسؓ کوفہ چلے گئے) آئندہ سال سردارانِ کوفہ میں سے ایک سردار حج کرنے کیلئے آئے۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے حضرت اُویسؓ کا حال دریافت کیا۔ اُنہوں نے کہا "میں نے انہیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ گھر شکستہ اور سامان بہت کم تھا"۔ [1]

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیشین گوئی پر کامل یقین تھا، اسی لئے وہ بار بار یمن سے آنے والوں میں حضرت اُویسؓ کو تلاش کرتے رہتے تھے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُویسؓ سے دعائے مغفرت کرانے کا ایک عام حکم دیا تھا لیکن حضرت عمرؓ نے باوجود اس کے کہ وہ حضرت اُویسؓ سے بدرجہا افضل تھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم کی تعمیل میں ان سے اپنے لئے دُعا کرائی۔

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں بھی ثابت ہوئیں :-

(۱) حضرت عمرؓ اہل اللہ کی قدر و منزلت کرتے تھے۔

(۲) حضرت عمرؓ کو آخرت کی بڑی فکر تھی۔ دُعائے مغفرت کیلئے وہ بہت بے چین رہتے تھے۔

(۳) حضرت اُویسؓ کی زندگی راہبانہ نہیں تھی بلکہ وہ ایک مجاہد تھے۔ فوجی کمک کے ساتھ مدینہ منوّرہ پہنچے اور پھر کوفہ کی چھاؤنی میں اقامت اختیار کی۔

حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ کا اختلاف جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے حضرت عمرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متروکہ املاک میں سے وہ املاک جو مدینہ منوّرہ میں تھی حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ کی تولیت میں دیدی تھی، کچھ عرصہ بعد اس کے انتظامات اور اخراجات کے سلسلہ میں ان دونوں کے درمیان کچھ اختلاف ہوگیا۔ دونوں فیصلہ کیلئے حضرت عمرؓ کی خدمت میں پہنچے۔ اس وقت حضرت عمرؓ کے پاس حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ اجازت لیکر (مکان کے) اندر داخل ہوئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت عبّاسؓ نے کہا "میرے اور ان غلط کو، گنہگار، بدعہد اور خائن کے درمیان تصفیہ کر دیجئے"۔ اس کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ حضرت عثمانؓ اور اُن کے ساتھیوں نے کہا "اے امیر المؤمنین، ان دونوں کے درمیان تصفیہ کر ہی دیجئے اور ایک کو دوسرے سے راحت پہنچائیے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اچھا ٹھہرو (میں ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں) میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے"۔ ان سب نے کہا "بے شک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسا ہی فرمایا ہے"۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ سے پُوچھا "میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ کیا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ ارشاد فرمایا تھا؟" ان دونوں نے کہا "بے شک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح مسلم باب من فضائل اُویسؓ۔ [2] حضرت عبّاسؓ حضرت علیؓ کے چچا تھے، غصہ میں اپنے بھتیجے کو جو چاہا کہدیا اگرچہ ان کے نزدیک حقیقتاً حضرت علیؓ ایسے نہیں تھے، ان کا آپس کا اختلاف صرف غلط فہمی کی بنیاد پر تھا اور وہ بھی صرف تنظیمی اُمور کے سلسلہ میں۔

نے یہ ارشاد فرمایا تھا "۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اب میں تم سے اس معاملہ میں گفتگو کرتا ہوں۔ بے شک اللہ نے اس مالِ غنیمت میں سے ایک چیز کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص کر لیا تھا، آپؐ کے علاوہ (اس میں سے اللہ نے) کسی کو کچھ نہیں دیا "۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی :۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ {حشر ۶}

اور وہ چیز جو اللہ نے اپنے رسولؐ کو عطا کی جس پر نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ سوار (وہ رسولؐ ہی کیلئے مخصوص ہے) اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے (بغیر جنگ کے بھی) تسلّط دیدیتا ہے اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا "(اس آیت کی رُو سے) یہ مال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص تھا پھر بھی اللہ کی قسم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال کو اپنی ذات پر ہی صرف نہیں کیا بلکہ تمہیں بھی دیتے رہے، اور نہ آپؐ نے یہ کیا کہ سارا مال تمہیں دے دیا ہو (اپنے لئے کچھ نہ رکھا ہو) رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال میں سے تم سب کو دیا اور بہت کچھ تم لوگوں میں تقسیم بھی کر دیا یہاں تک کہ (تھوڑا سا) مال باقی رہ گیا، اس مال میں سے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچ لے لیا کرتے تھے اور اس کے بعد جو بچتا تھا اُسے اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیا کرتے تھے۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے۔ میں تم سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم اس بات سے واقف ہو؟" لوگوں نے کہا "ہاں"۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے اللہ کی قسم دیکر پوچھا "کیا تم بھی اس بات سے واقف ہو؟" ان دونوں نے کہا "ہاں" اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا "پھر اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی (ابوبکرؓ ان کے جانشین ہوئے) ابوبکرؓ نے کہا "میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہوں (لہٰذا یہ مال اب میرے قبضہ میں رہے گا، الغرض) اُنہوں نے اس مال کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور اس میں اُسی طرح تصرّف کیا جس طرح رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے (یعنی سُنّت کے مُطابق خرچ کرتے رہے) کچھ عرصہ بعد تم دونوں ان کے پاس آئے (اے عباسؓ) تم تو اپنے بھتیجے کا ورثہ طلب کرتے تھے اور یہ اپنی بیوی کا حصّہ طلب کرتے تھے۔ ابوبکرؓ نے فرمایا "رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے"۔ کیا تم نے اُنہیں غلط گو، گنہگار، بدعہد اور خائن سمجھا؟ اللہ جانتا ہے کہ وہ اس میں بے شک سچّے، نیکوکار، ہدایت یافتہ اور تابع حق تھے۔ پھر اللہ نے ابوبکرؓ کو وفات دی تو میں ابوبکرؓ کا جانشین ہوا۔ اپنی خلافت کے ابتدائی دو سال تک میں اس پر قابض رہا اور اس مال میں اسی طرح تصرّف کرتا رہا جس طرح رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کرتے تھے، کیا تم مجھے غلط گو، گنہگار، بدعہد اور خائن سمجھتے ہو، حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں بے شک اس کے تصرّف میں سچّا، نیکوکار، ہدایت یافتہ اور حق کا تابع تھا"۔ دو سال گذرنے کے بعد تم دونوں میرے پاس آئے اور مجھ سے اس سلسلہ میں گفتگو کی۔ تم دونوں کی بات ایک تھی، تم دونوں کا معاملہ ایک تھا، اے عباسؓ تم اپنے بھتیجے کے مال میں سے مجھ سے (ورثہ) طلب کرتے تھے اور یہ یعنی علیؓ اپنی بیوی کا ورثہ طلب کرتے تھے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ پھر میں نے اس بات کو مناسب سمجھا کہ اس کو تمہاری تحویل میں دیدوں، میں نے تم سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اس کو اس شرط پر تمہارے حوالہ کر دوں کہ اللہ کے عہد اور میثاق پر کاربند رہتے ہوئے اس میں اسی طرح تصرّف کرو گے جس طرح رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، ابوبکرؓ نے اور مَیں نے اپنی خلافت میں اب تک کیا ہے۔ تم دونوں نے

کہا کہ اس کو ہمارے حوالہ کر دو (ہمیں یہ شرط منظور ہے) میں نے اس شرط پر اس کو تمہارے حوالہ کر دیا۔" پھر حضرت عمرؓ نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا "میں تم سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں نے یہ مال ان کو اس شرط پر دیا تھا؟" لوگوں نے کہا "ہاں"۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو مخاطب کر کے کہا "میں تم سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں نے یہ مال اس شرط پر تمہارے حوالہ کیا تھا" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "تو کیا اب تم مجھ سے اس کے خلاف فیصلہ کرانا چاہتے ہو، اللہ کی قسم جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں میں قیامت تک اس معاملہ میں اسکے خلاف نہیں کروں گا۔ اگر تم اس کے انتظام سے عاجز ہو گئے تو مجھے واپس کر دو، میں تمہاری طرف سے اس کیلئے کافی ہوں"[1]۔ (اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ حدیث کو قانون سمجھتے تھے اور سُنّت سے سرِ مو انحراف کرنے کو حرام سمجھتے تھے)

حضرت عمرؓ کے دَورے

سفرِ شام | ایک مرتبہ حضرت عمرؓ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مقام سَرغ میں پہنچے تو اُن کی ملاقات حضرت ابو عبیدہؓ کے لشکر کے امیروں سے ہوئی۔ اُنہوں نے بیان کیا کہ شام میں طاعون کی بیماری پھیل رہی ہے (وہاں جانا مناسب نہیں) یہ سُنکر حضرت عمرؓ نے مہاجرین اوّلین کو بُلایا اور ان سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا۔ ان کی رائیں مختلف ہو گئیں بعض کہنے لگے چلنا چاہیئے کیونکہ ہم ایسے کام کیلئے آئے ہیں جس کو بغیر کئے واپس ہونا مناسب نہیں، بعض نے کہا، آپ کے ہمراہ بڑے بڑے مرتبہ کے لوگ اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھی ہیں ان کو ایسی وبا میں نہ لیجائیے حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا "تم لوگ چلے جاؤ"۔ پھر انصار کو بُلایا اور اُن سے مشورہ کیا، اُنہوں نے بھی مہاجرین کی طرح اختلاف کیا، حضرت عمرؓ نے کہا "تم لوگ چلے جاؤ"۔ پھر فرمایا "قریش کے بڑے بڑے لوگ جنہوں نے فتح مکّہ کے بعد (طلب علم اور جہاد کے لئے) ہجرت کی تھی اگر یہاں موجود ہوں تو اُنہیں بُلاؤ"۔ حکم کی تعمیل میں یہ لوگ حاضر ہوئے حضرت عمرؓ نے ان سے بھی مشورہ کیا۔ ان سب نے بالاتفاق یہ رائے دی کہ یہاں سے واپس ہو جانا چاہیئے کیونکہ ایسی وباء (کی موجودگی میں اس) کی طرف پیش قدمی کرنا مناسب نہیں۔ یہ مشورہ سُنتے ہی حضرت عمرؓ نے اعلان کر دیا کہ میں (کل) علی الصباح یہاں سے (واپس) روانہ ہو جاؤنگا تم لوگ بھی واپس چلو۔ حضرت ابو عبیدہؓ (جو اُس وقت وہاں پہنچ چکے تھے) کہنے لگے "کیا آپ تقدیرِ الٰہی سے بھاگتے ہیں؟" حضرت عمرؓ نے کہا "اے ابو عبیدہؓ، کاش یہ بات تمہارے علاوہ اور کسی نے کہی ہوتی"۔ پھر فرمایا "ہاں ہم تقدیرِ الٰہی سے بھاگ کر تقدیرِ الٰہی کی طرف جاتے ہیں، بتاؤ اگر تمہارا اُونٹ ایسے جنگل میں چلا جائے جس میں دو میدان ہوں ایک تر و تازہ، دوسرا خشک، تم اُونٹ کو تر و تازہ میدان میں چراؤ گے تو یہ تقدیرِ الٰہی سے ہوگا یا نہیں اور اگر تم خشک میدان میں چراؤ گے تو یہ تقدیرِ الٰہی سے ہوگا یا نہیں (دونوں میدانوں میں چرانا تقدیرِ الٰہی ہی سے ہوگا باوجود اس کے تم تر و تازہ میدان میں چراؤ گے، خشک میدان کی طرف اپنے اونٹ کو نہیں لیجاؤ گے بالکل اسی طرح دونوں مقامات میں سے ہم اُس مقام کی طرف جا رہے ہیں جس میں عافیت ہے)" حضرت عمرؓ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی آگئے، وہ کسی کام سے گئے ہوئے تھے، وہ کہنے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن مالک بن اوسؓ وکتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر وکتاب النفقات وکتاب الفرائض وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب حکم الفئ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے، اُنہوں نے ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہا یہ صرف صحیح بخاری کتاب الاعتصام میں ہے۔ حضرت عباسؓ کے مذکورہ بالا الفاظ کے بجائے اس میں صرف "ظالم" ہے۔

لگے مجھے اس مسئلہ کا علم ہے، میں نے خود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے، آپؐ نے فرمایا تھا "جب تم یہ سُنو کہ کسی مُلک میں طاعون کی وباء پھیل رہی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر طاعون کی وباء ایسے ملک میں پھیل جائے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے بھاگ کر نہ جاؤ"۔ حضرت عمرؓ نے حدیث سُن کر اللہ کا شکر ادا کیا اور مدینہ منوّرہ کو واپس روانہ ہو گئے[1]

یہ واقعہ حضرت عمرؓ کی فراستِ ایمانی کی کتنی بڑی دلیل ہے۔ اُنہوں نے تقدیر کے مسئلہ کو جو انتہائی دقیق اور پیچیدہ مسئلہ ہے کس خوبصورتی سے سلجھا دیا اور اُس بات کا ارادہ کیا جس کی تائید بعد میں حدیث نے کر دی۔

اس واقعہ سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حضرت عمرؓ حدیث کو حجّت شرعیہ سمجھتے تھے اور اس کی موافقت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔

مقامِ جابیہ میں حضرت عمرؓ کا ورود | ایک مرتبہ دَورہ کرتے ہوئے حضرت عمرؓ جابیہ نامی مقام تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچکر آپ نے خطبہ دیا۔ خطبہ میں فرمایا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ریشمی لباس پہننے سے منع فرمایا ہے البتہ دو، تین یا چار اُنگل تک (ریشمی حاشیہ لگانے کی) اجازت دی ہے"۔[2]

اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ حدیث کو ابدی قانون تسلیم کرتے تھے اور اُس کی اشاعت کرتے تھے۔

سُنّت کی خلاف ورزی پر سزا | حضرت عمرؓ کی شروع خلافت میں دو تین سال تک حسب دستورِ نبوی (ایک مجلس کی) تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں، لوگوں نے پَے در پَے (ایک مجلس میں) تین طلاقیں دینی شروع کر دیں (یہ شریعت کے ساتھ ایک مذاق تھا) حضرت عمرؓ نے فرمایا "جس کام میں لوگوں کو مہلت و آسانی دی گئی تھی اُس کام میں یہ لوگ عجلت سے کام لے رہے ہیں (یعنی طلاق اس طرح ہونی چاہیئے تھی کہ ایک طُہر میں ایک طلاق۔ دوسرے طُہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طُہر میں تیسری طلاق۔ ظاہر ہے کہ اس طرح طلاق دینے میں کم از کم دو مہینے لگتے تھے، اس عرصہ میں طلاق دینے والا اپنی غلطی محسُوس کر کے تیسری طلاق سے پہلے رجوع کر سکتا تھا۔ یہ مہلت ایک قسم کی آسانی تھی، لوگوں نے بہ یک وقت ایک ہی طُہر میں تین طلاقیں دینی شروع کر دیں، پھر حسب قانونِ نبی رجوع بھی کر لیا کرتے۔ حضرت عمرؓ کو شریعت کے ساتھ یہ مذاق پسند نہ آیا۔ اُنہوں نے فرمایا) تو کیوں نہ ہم یہ طلاقیں ان پر نافذ کر دیں"۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے (ایک مجلس میں دی ہوئی) تین طلاقوں کو اُن پر نافذ کر دیا (اور مذاق کی سزا میں رجوع کرنے سے اُن کو روک دیا)[3]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں شرعاً و قانوناً ایک ہی ہوتی ہیں، تین نہیں ہوتیں۔ ایسی تین طلاقوں کے بعد حقِّ رجوع یا حقِّ نکاح باقی رہتا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص شریعت کے ساتھ مذاق کرے تو خلیفۂ وقت کو اختیار ہے کہ وہ ایسا کرنے والے کو مناسب سزا دے۔ حضرت عمرؓ نے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں کی، قانون وہی رہا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوں گی، حضرت عمرؓ بطور سزا کے علیحدہ کر دیا کرتے تھے نہ کہ قانوناً۔

مجلسِ شوریٰ | مشورہ کیلئے حضرت عمرؓ نے ایک مجلسِ شوریٰ کی تشکیل دی۔ یہ مجلس شرکائے بدر میں سے اکابر صحابہؓ پر مشتمل تھی لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو باوجود ان کی کم سنی کے حضرت عمرؓ (مجلسِ شوریٰ میں شریک کرتے اور اُن کو) اپنے قریب بٹھلاتے۔ ایک دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ ان کے مثل ہمارے بھی بیٹے ہیں ان کو تو (باوجود کم سنی کے) آپ ہمارے ساتھ بٹھلاتے ہیں (ہمارے بیٹوں کو شوریٰ میں شریک کیوں نہیں کرتے) حضرت عمرؓ نے کہا اس کی وجہ تو تمہیں بھی معلوم

---

[1] صحیح بخاری کتاب الطب باب ما یذکر فی الطاعون و صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب اللباس عن سوید۔ [3] صحیح مسلم کتاب الطلاق باب الطلاق الثلاث عن ابن عباسؓ۔

ہوگی۔ پھر ایک دن حضرت عمرؓ نے ارکان مجلسِ شوریٰ کو بُلایا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بھی بُلوایا۔ حضرت عمرؓ نے ان لوگوں سے پوچھا "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ الخ کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟" ان میں سے بعض نے کہا "اس میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہمیں نصرت اور فتح دی جائے تو اللہ کی حمد کریں اور اس سے معافی مانگیں"۔ بعض نے کچھ نہ کہا (خاموش رہے) پھر حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا "کیا تم بھی یہی کہتے ہو؟" حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے عرض کیا "(نہیں) اس سورت میں اللہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آپؐ کی موت کی خبر دی ہے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "میں بھی وہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو"۔ [1]

عید کی نماز اور خطبہ | حضرت عمرؓ پہلے عید کی نماز پڑھتے پھر خطبہ دیتے تھے۔ حضرت ابوعبیدؒ کہتے ہیں "ایک دفعہ میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھی۔ حضرت عمرؓ نے پہلے عید کی نماز پڑھی پھر خطبہ دیا۔ خطبہ میں فرمایا "اے لوگو بے شک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان دونوں دنوں کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔ ایک وہ دن جس دن تم اپنے روزوں کے بعد افطار کرتے ہو (یعنی عیدالفطر) اور دوسرا وہ دن جس دن تم قربانی کا گوشت کھاتے ہو (یعنی عیدالاضحیٰ)"۔ [2]

اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ حدیث کی اشاعت کرتے تھے اور اُسے واجب التعمیل سمجھتے تھے۔

وفدِ طَے کی آمد | حضرت عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں "ایک مرتبہ میں ایک وفد کے ساتھ حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ حضرت عمرؓ نے ایک ایک آدمی کو اُس کا نام لیکر بُلایا (لیکن مجھے چھوڑ دیا) میں نے کہا "اے امیرالمؤمنین، کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟" حضرت عمرؓ نے کہا "کیوں نہیں۔ تم اسلام لائے جب اوروں نے کفر کیا، تم آگے بڑھے جبکہ دوسروں نے پیٹھ موڑی۔ تم نے عہد کو پُورا کیا جبکہ دوسروں نے عہد کو توڑ دیا۔ تم نے حق کو پہچان لیا جبکہ دوسروں نے انکار کیا"۔ میں نے کہا تو پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں (اگر آپ میرا نام نہ لیں یا مجھے مؤخر کر دیں) [3]

تعمیرِ مسجدِ نبوی | حضرت عمرؓ کے وقت تک مسجدِ نبوی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی، اس کی چھت لکڑیوں کی تھی اور ستون کھجور کے تنے کے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مسجد میں توسیع کی، عہدِ نبوی کی بنیادوں پر اُسے اینٹوں اور لکڑیوں سے دوبارہ تعمیر کیا اور ستون وہی لگا دئے (جو پہلے سے چلے آرہے تھے) [4]

یہودیوں کی جلاءِ وطنی | ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی جائداد کی دیکھ بھال کیلئے خیبر گئے۔ یہودیوں نے اُنہیں زدوکوب کیا۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے ایک تقریر کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "بے شک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر کے یہودیوں سے اُن کے مالوں کی بابت معاملہ کیا تھا، آپؐ نے یہودیوں سے فرمایا تھا کہ جب تک اللہ تم کو قائم رکھے گا ہم بھی تمہیں قائم رکھیں گے۔ اب یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ عبداللہؓ اپنی جائداد پر گئے تھے، رات کے وقت ان پر ظلم کیا گیا، ان کے دونوں ہاتھ پیر توڑ دئے گئے۔ یہودیوں کے علاوہ اور کون ہمارا دشمن ہے، ہمارا شبہ ان ہی پر ہے۔ لہٰذا اب میں ان کو جلاءِ وطن کر دینا مناسب سمجھتا ہوں"۔ الغرض حضرت عمرؓ نے ان کو نکالنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ (یہودیوں کو معلوم ہوا تو) ابوحقیق کی اولاد میں سے ایک شخص آیا اور اُس نے کہا "اے امیرالمؤمنین کیا آپ ہم کو نکال دیں گے حالانکہ محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ہم کو یہاں قائم کیا تھا اور یہاں کے مالوں کی بابت ہم سے معاملہ کیا تھا"

---

[1] صحیح بخاری ابواب علامات النبوّۃ فی الاسلام وکتابُ المغازی ابواب فتح مکّۃ وکتابُ التفسیر (سورۃ اذا جآء) عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاضاحی باب مایوکل من لحوم الاضاحی وکتابُ العیدین۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی قصّۃ وفد طَیِّیءٍ عن عدیؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب بنیان المسجد عن ابن عمرؓ۔

حضرت عمرؓ نے کہا "کیا تو سمجھتا ہے کہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ قول بھُول گیا ہوں کہ آپؐ نے تجھ سے فرمایا تھا "تیرا کیا حال ہوگا جب تو خیبر سے نکالا جائے گا، تیرا اونٹ تجھے کئی رات لئے پھریگا"۔ اُس نے کہا یہ تو ابوالقاسم کا مذاق تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے"۔ الغرض حضرت عمرؓ نے اُنہیں تیما اور اریحا کی طرف نکال دیا اور اُن کے میوہ جات، اُونٹ اور اسباب، عماریوں اور رسّیوں وغیرہ کی قیمت اُنہیں دیدی۔[1]

یہودیوں کی جلاوطنی کے بعد حضرت عمرؓ نے خیبر کو مسلمین میں تقسیم کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے ازواج مطہراتؓ کو اختیار دیا کہ وہ زمین اور پانی لے لیں یا غلّہ وغیرہ کی مقررہ مقدار جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ملتی تھی لیتی رہیں۔ اس اختیار کی بنیاد پر بعض ازواجِ مطہراتؓ نے زمین اور پانی لے لیا اور بعض نے غلّہ وغیرہ کی وہی مقدار لینا پسند کیا جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ملتی تھی یعنی سالانہ ۸۰ وسق کھجور اور ۲۰ وسق جَو۔[2]

مجوس سے جزیہ | حضرت عمرؓ نے کافی عرصہ تک مجوس سے کوئی جزیہ نہیں لیا۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے شہادت دی کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہَجَر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا تو پھر حضرت عمرؓ نے بھی مجوس سے جزیہ لینا شروع کر دیا۔[3]

اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ حدیث کو واجب التعمیل، حجّتِ شرعیّہ اور ماخذ قانون سمجھتے تھے۔

محرّمات سے نکاح | وفات سے ایک سال پہلے حضرت عمرؓ نے حکم جاری کیا کہ مجوس کے ایسے تمام نکاح جو اُنہوں نے محرم رشتہ داروں سے کئے ہیں (ختم کر دئے جائیں اور میاں بیوی میں) تفریق کرادی جائے۔[4]

تحریم خمر کے متعلق خطبہ | ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت عمرؓ نے فرمایا "بیشک جب شراب کی حُرمت نازل ہوئی تو شراب پانچ چیزوں سے بنتی تھی۔ انگور سے، کھجور سے، گیہوں سے، شہد سے اور جَو سے لیکن (درحقیقت شراب انہی چیزوں پر موقوف نہیں بلکہ) شراب ہر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانک لے (یعنی جس سے عقل میں فتور آجائے)"۔[5]

حضرت عمرؓ کا آخری حج | وفات سے چند روز پہلے حضرت عمرؓ نے حج کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں میں مہاجرین میں سے چند آدمیوں کو جن میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی تھے قرآن شریف پڑھایا کرتا تھا۔ ایک دن جبکہ میں منیٰ میں حضرت عبدالرحمٰنؓ کے خیمہ میں پہنچا تو وہ اُس وقت حضرت عمرؓ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ یکایک وہ وہاں سے واپس ہو کر میرے پاس آئے اور کہنے لگے اگر تم اس آدمی کو دیکھو (تو تمہیں بڑا تعجّب ہو) جو آج امیرالمؤمنین کے پاس آیا اور کہنے لگا "اے امیرالمؤمنین کیا آپ کو فلاں شخص کی ضرورت ہے جو کہتا ہے کہ اگر عمرؓ کی وفات ہو گئی تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا اور اللہ کی قسم ابوبکرؓ کی بیعت یکایک ہو گئی تھی اور پھر خیریت کے ساتھ انجام کو پہنچی (اسی طرح اُس شخص کی بیعت بھی خیریت کے ساتھ انجام کو پہنچیگی)"۔ حضرت عمرؓ اس بات کو سُن کر بہت غضبناک ہوئے اور فرمایا "انشاء اللہ شام کے وقت میں کھڑے ہو کر (تقریر کروں گا اور) تمام لوگوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار کروں گا جو اُمورِ خلافت کو غصب کرنا چاہتے ہیں"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں "میں نے کہا اے امیرالمؤمنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ یہ حج کا موقعہ ہے۔ جاہل اور رذیل ہر قسم کے لوگ یہاں جمع ہیں۔ جب آپ تقریر کرنے کھڑے ہوں گے تو یہی لوگ آپ کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشروط باب اذا اشترط فی المزارعۃ عن ابن عمرؓ وکتاب المزارعۃ (صحیح مسلم باب "المساقاۃ والمعاملۃ بجزءٍ من الثمر" میں صرف تیما اور اریحا کی طرف نکالنے کا ذکر ہے) [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ [4] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ المائدۃ) عن ابنِ عمرؓ وکتاب الاشربۃ۔ [5] صحیح مسلم کتاب البیوع باب المساقاۃ والمعاملۃ بجزءٍ عن ابن عمرؓ

قریب ہوں گے ۔ مجھے ڈر ہے کہ آپ کچھ فرمائیں اور اُڑانے والے اس کو اُڑا کر اس کی حفاظت نہ کریں اور جہاں اُسے رکھنا چاہیئے وہاں نہ رکھیں (آپ کی تقریر کے مفہوم کو بدل کر لوگوں کے سامنے پیش کریں، لوگوں کو دھوکا دیں اور فتنہ پیدا کریں) لہٰذا آپ اتنا انتظار کریں کہ مدینہ پہنچ جائیں، کیونکہ مدینہ دار الہجرۃ والسّنّۃ ہے وہاں آپ سمجھدار اور اہلِ شرف آدمیوں کو چُن کر اُن کے سامنے جو کچھ کہنا ہو کہیں تاکہ اہلِ علم آپ کی بات سُنکر اُس کو اُس کے محل پر رکھیں۔" حضرت عمرؓ نے (اس مشورہ کو قبول فرمالیا اور) فرمایا "اللہ کی قسم میں مدینہ میں سب سے پہلے یہی تقریر کروں گا۔" [1]

حضرت عمرؓ کا اہم خطبہ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ذوالحجہ کے آخر میں ہم مدینہ پہنچے۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو میں آفتاب کے ڈھلتے ہی جلدی سے مسجد پہنچا۔ میں نے سعید بن زیدؓ کو منبر کے پاس بیٹھے ہوئے پایا۔ میں بھی اُن کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ اُن کو آتا ہوا دیکھکر میں نے سعید بن زیدؓ سے کہا آج عمرؓ ایسی بات کہیں گے جو کبھی نہ کہی ہوگی۔ سعیدؓ نے میری بات کا انکار کیا اور کہا مجھے یہ اُمید نہیں ہے کہ عمرؓ (آج) ایسی بات کہیں گے جو کبھی نہ کہی ہوگی۔ الغرض حضرت عمرؓ منبر پر آکر بیٹھ گئے۔ جب مؤذّن اذان دیکر خاموش ہوگئے تو حضرت عمرؓ کھڑے ہوگئے۔ اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا اما بعد میں (اِس وقت) ایسی بات کہہ رہا ہوں جس کا کہنا میرے لئے مقدّر تھا۔ میں نہیں جانتا کہ میرا یہ کہنا میری موت کا پیش خیمہ ہو جو اسے سمجھ لے اور یاد کرلے اُسے چاہیئے کہ جہاں وہ پہنچے اس بات کو بھی پہنچائے اور جس کو یاد نہ رہے تو میں اُس کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ مجھ پر جھوٹ بولے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا تھا اور اپنی کتاب آپؐ پر نازل فرمائی تھی۔ اُسی نازل شدہ کتاب میں آیۂ رجم بھی ہے جس کو ہم نے پڑھا، سمجھا اور یاد کیا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سنگسار کیا ہے اور آپؐ کے بعد ہم نے بھی سنگسار کیا ہے، مجھے یہ ڈر ہے کہ ایک مدّت گذرنے کے بعد کہیں کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ ہم سنگسار کا حکم اللہ کی کتاب میں نہیں پاتے اور اس طرح وہ اللہ کے اس فریضہ کو جس کو اللہ نے نازل فرمایا ترک کر کے گمراہ نہ ہو جائے۔ خبردار سنگسار کی سزا حق ہے اور کتاب یعنی شریعتِ الٰہیّہ میں اب بھی موجود ہے۔ یہ سزا اس مرد یا عورت کے لئے ہے جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے بشرطیکہ اس کے اس فعل پر عینی گواہ موجود ہوں یا حمل ہو یا وہ خود زنا کا اعتراف کرے اور یہ بات بھی اللہ کی کتاب یعنی شریعت میں ہے اور ہم اسے پڑھا کرتے تھے کہ اپنے باپوں سے بیزار نہ ہونا، اپنے باپوں سے بیزار ہونا کفر ہے۔ خبردار رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے میری تعریف حد سے زیادہ نہ کرنا جیسا کہ عیسیٰ بن مریمؑ کی تعریف کی جاتی ہے (میرے متعلّق) بس یہ کہنا کہ اللہ کا بندہ اور اُس کا رسُولؐ، اور مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم میں سے بعض آدمی یہ کہتا ہے کہ اگر عمرؓ مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا اور (خبردار) کوئی شخص یہ کہکر فریب نہ دے کہ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت بھی تو یکایک بغیر مشورہ کے ہوئی تھی اور اس کا انجام بخیر ہوا (لہٰذا بغیر مشورہ کے ہماری اس بیعت کا انجام بھی بخیر ہوگا) بے شک ابوبکرؓ کی بیعت یکایک ہی ہوئی تھی لیکن اللہ نے اس کی بُرائی سے (سب کو) بچالیا (یعنی یکایک بیعت کر لینے سے جن خدشات کا خطرہ تھا وہ ظہور پذیر نہیں ہوئے) تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جس میں ابوبکرؓ جیسی فضیلت ہو۔ اب جس کسی شخص نے مسلمین کے مشورہ کے بغیر کسی دوسرے شخص کی بیعت کر لی تو اُس کی اور اُس کے متّبع کی بیعت نہ کی جائے۔ خصوصًا اس اندیشہ سے بھی ان کی بیعت سے گریز کیا جائے کہ وہ دونوں تو بہر حال قتل کر دئے جائینگے جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات ہوئی تو ابوبکرؓ ہم سب سے بہتر تھے۔ انصار نے ہمیں پیچھے چھوڑ دیا۔ وہ سب بنو ساعدہ کے سائبان میں جمع ہوگئے (اور خلیفہ کے انتخاب کے سلسلہ میں مشورہ کرنے لگے) مہاجرین (کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ) ابوبکرؓ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المحاربین باب رجم الحبلیٰ من الزنا اذا احصنت عن ابن عباس رضؓ۔

کے پاس جمع ہوئے۔ میں نے ابوبکرؓ سے کہا ہم سب انصاری بھائیوں کے پاس چلیں (ابوبکرؓ نے اس رائے کو قبول کرلیا) ہم سب انصار کی طرف روانہ ہوئے۔ علیؓ، زبیرؓ اور ان کے ساتھی ہمارے ساتھ نہ گئے۔ جب ہم انصار کے قریب پہنچے تو ان میں سے دو نیک بخت آدمیوں سے ہماری ملاقات ہوئی، اُنہوں نے انصار کے میلانِ خاطر کا ذکر کیا اور ہم سے کہا "اے گروہِ مہاجرین تم کہاں جارہے ہو"۔ ہم نے کہا "ہم انصاری بھائیوں کے پاس جارہے ہیں"۔ اُنہوں نے کہا "نہیں تم کو وہاں نہیں جانا چاہیئے تم اپنا کام کرلو" (وہ بھی تمہاری بات تسلیم کرلیں گے) میں نے کہا "اللہ کی قسم ہم ضرور ان کے پاس جائیں گے"۔ پھر ہم چلے یہاں تک کہ بنو ساعدہ کے سائبان میں پہنچے۔ اُن لوگوں کے بیچ میں ہم نے ایک شخص کو کمبل اوڑھے دیکھا۔ میں نے پوچھا "یہ کون ہے؟" لوگوں نے کہا "سعد بن عبادہؓ ہیں"۔ میں نے کہا "ان کا کیا حال ہے؟" لوگوں نے کہا "انہیں بخار ہے"۔ پھر ہم تھوڑی دیر بیٹھے رہے، انصار کے خطیب نے کلمۂ شہادت پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا "ہم لوگ انصار ہیں اور اسلام کے لشکر ہیں۔ اے مہاجرین تم قلیل ہو، تمہاری قوم میں سے چند لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو ہماری جڑ سے علیحدہ کردیں اور اُمورِ خلافت سے ہمیں دور رکھیں"۔ جب وہ خطیب خاموش ہوگیا تو میں نے چاہا کہ میں کچھ بولوں، میں نے ایک ایسی بات سوچی تھی جو مجھے بہت اچھی معلوم ہورہی تھی، میں چاہ رہا تھا کہ اس کو ابوبکرؓ کے سامنے بیان کردوں لیکن میں انکا ایک حد تک لحاظ بھی کرتا تھا، جب میں نے بولنا چاہا تو ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا "اپنی جگہ پر (بیٹھے) رہو"۔ میں نے ان کو خفا کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ انہوں نے تقریر شروع کی اور وہ مجھ سے زیادہ حلم اور وقار کے مالک تھے۔ اللہ کی قسم میری سمجھ میں جو جو باتیں آئی تھیں اور جو مجھ کو اچھی معلوم ہورہی تھیں اُن کو اُنہوں نے اسی طرح یا اس سے بھی زیادہ خوش اسلوبی سے بیان کیا۔ ابوبکرؓ نے کہا "اے انصار تم نے جو جو فضیلتیں اپنی بیان کیں بے شک تم ان کے لائق ہو، مگر یہ امرِ خلافت تو قریش ہی کیلئے زیادہ مناسب ہے، کیونکہ قریش از روئے نسب اور گھر کے سارے عرب سے افضل ہیں۔ میں تمہاری امارت کیلئے دو آدمیوں کو پسند کرتا ہوں، ان میں سے تم جس کی چاہو بیعت کرلو"۔ پھر اُنہوں نے میرا اور ابوعبیدہؓ کا جو ہمارے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے ہاتھ پکڑا۔ اُنہوں نے جو کچھ فرمایا اُس میں مجھے بجز اس بات کے اور کوئی چیز بُری نہیں معلوم ہوئی، اللہ کی قسم مجھے اپنی گردن کا مارا جانا اس قوم کی سرداری سے جس میں ابوبکرؓ ہوں بہتر معلوم ہوتا تھا، اے اللہ، (ابھی تک تو یہی حالت ہے) یہ دوسری بات ہے کہ موت کے وقت میرا نفس مجھے وہ چیز اچھی کرکے دکھائے جو اس وقت اچھی نہیں دکھائی دیتی، پھر انصار میں سے ایک شخص نے کہا ہم اُس کی جڑ اور اس کے اہم ستون ہیں لہٰذا ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم میں سے۔ اس تجویز پر کچھ گڑبڑ ہونے لگی، آوازیں بلند ہونے لگیں، مجھے ڈر ہوا کہ کہیں اختلاف نہ ہوجائے، میں نے کہا "اے ابوبکرؓ اپنا ہاتھ تو دراز کیجیے"، انہوں نے ہاتھ دراز کیا۔ میں نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر مہاجرین اور انصار نے بھی (فوراً) بیعت کرلی (اس طرح) ہم سعد بن عبادہؓ پر غالب آگئے (اُن کی تجویز منظور نہیں ہوئی) ایک شخص نے کہا تم نے سعد بن عبادہؓ کو رسوا کردیا (یعنی اُن کی تجویز نہ مان کر انہیں ذلیل کردیا) میں نے کہا اللہ نے انہیں ذلیل کیا ہے (یعنی یہ سب کچھ اللہ کی تقدیر کے مطابق اور اُس کے قانون کے موافق ہوا ہے) اللہ کی قسم جو اُمور ہمیں درپیش تھے اُن میں سے ابوبکرؓ کی بیعت سے زیادہ اہم کوئی کام نہیں تھا، اگر ہم لوگوں کو چھوڑ کر چلے جاتے اور ابوبکرؓ کی بیعت نہ ہوتی تو وہ اپنے میں سے کسی شخص کی بیعت کرلیتے، پھر یا تو ہمیں بھی ان کی متابعت کرنی پڑتی خواہ ہم اس سے راضی (ہوں یا) نہ ہوں یا مخالفت کرتے تو بڑی خرابی ہوتی۔ (اے لوگو) جس نے مسلمین کے مشورہ کے بغیر کسی شخص کی بیعت کی تو نہ اُس کی پیروی کی جائے اور نہ اُس شخص کی جس کی اُس نے بیعت کی ہے (خاص کر)

اس اندیشہ سے کہ وہ دونوں قتل نہ کردئے جائیں" (اور وہ بھی خطرہ میں مبتلا ہو جائے، اس لئے کہ مشورہ سے منتخب کردہ امیر کے ہاتھ پر جب بیعت ہو جائے پھر بھی وہ شخص جس نے بغیر مشورہ بیعت کی تھی اور وہ جس کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تھی دونوں اپنی ضد پہ رہیں تو ازروئے قانونِ اسلامی وہ قتل کردئے جائیں گے) [1]

وفات سے چند دن پہلے خطبہ | وفات سے چند دن پہلے حضرت عمرؓ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر کیا، پھر فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مُرغ نے میرے تین ٹھونگیں ماریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری موت قریب آگئی ہے، بعض لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ آپ اپنا خلیفہ نامزد کر دیجئے (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ اپنے دین اور خلافت اور اُس چیز کو جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تھا ضائع نہ کرے گا، اگر میری موت جلد ہی واقع ہو جائے تو مشورہ کرنے کے بعد خلافت ان چھ آدمیوں[2] میں رہیگی جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ بعض لوگ جن کو میں نے اپنے ہاتھ سے مارا ہے اس کام میں اسلام پر طعن کرتے ہیں، اگر اُنہوں نے (پھر) ایسا کیا تو وہ اللہ کے دشمن اور گمراہ کافر ہیں، میں اپنے بعد اتنا پیچیدہ مسئلہ کوئی نہیں چھوڑ رہا ہوں جتنا پیچیدہ کلالہ کی وراثت کا مسئلہ ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مسئلہ کو اتنا دریافت نہیں کیا جتنا کلالہ کے مسئلہ کو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھ پر کسی مسئلہ میں اتنی سختی نہیں کی جتنی کہ اس مسئلہ میں کی، حتیٰ کہ (ایک دن) آپؐ نے اپنی انگشت مبارک میرے سینہ میں ماری اور فرمایا "اے عمرؓ کیا تمہیں وہ آیت کافی نہیں جو گرمی کے موسم میں اُتری تھی اور جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے"۔ پھر حضرت عمرؓ نے خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا "اگر میں زندہ رہا تو کلالہ کے متعلق ایسی فیصلہ کُن وضاحت کروں گا کہ ہر شخص اس کے مطابق فیصلہ کر سکیگا خواہ اُس نے قرآن پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو"۔ پھر فرمایا "الٰہی میں تجھے ان لوگوں پر گواہ بناتا ہوں کہ جنہیں میں نے شہروں کی حکمرانی دی ہے، میں نے اُنہیں اس لئے مقرر کیا ہے کہ وہ انصاف کریں، لوگوں کو دین سکھائیں اور اپنے نبیؐ کی سُنّت کی تعلیم دیں، مالِ غنیمت ان میں تقسیم کریں اور جس بات میں انہیں کوئی دشواری پیش آئے تو اس بات میں میری طرف رجوع کریں"، پھر فرمایا "اے لوگو! تم دو درختوں کو کھاتے ہو، میں ان کو خبیث سمجھتا ہوں یعنی پیاز اور لہسن کو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپؐ جب کسی شخص سے ان دونوں چیزوں کی بدبو محسوس کرتے تو حکم دیتے (کہ اسے مدینہ سے نکال دیا جائے، آپؐ کے حکم کی تعمیل میں) اسے بقیع کی طرف نکالدیا جاتا تھا، لہٰذا جو شخص ان دونوں چیزوں کو کھائے تو انہیں اچھی طرح پکا کر ان کی بدبو مار دے"۔ [2]

اس خطبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ سیاست کے ساتھ ساتھ مسائل پر بھی روشنی ڈالا کرتے تھے حتیٰ کہ آداب طعام کی بھی تعلیم دیا کرتے تھے۔

وفات سے چار روز قبل | وفات سے چار روز قبل حضرت عمرؓ نے اپنے تحصیل داروں یعنی حضرت حذیفہ بن الیمانؓ اور حضرت عثمان بن حُنیفؓ سے پوچھا "تم لوگوں نے کیا کیا؟ کیا تمہیں اس بات کا اندیشہ (تو نہیں) ہے کہ تم نے زمین پر اتنا بوجھ ڈالدیا ہو جس کی وہ متحمل نہ ہو" (یعنی لگان زیادہ تو مقرر نہیں کر دیا) ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم نے اتنا ہی لگان مقرر کیا ہے جتنا زمین کی استطاعت ہے۔ استطاعت سے زیادہ لگان ہم نے مقرر نہیں کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحدود باب رجم الحبلی من الزنا عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوما عن معدانؓ۔

[2] حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔

"پھر غور کرو کہ کہیں تم نے کسی زمین پر اتنا خراج نہ مقرر کر دیا ہو کہ وہ اس کی طاقت سے باہر ہو"۔ ان دونوں نے کہا "نہیں"۔ [1]

خلیفہ بھی ہمدرد، اُس کے تحصیلدار بھی ہمدرد۔ کتنے اچھے تھے وہ لوگ اور کتنا اچھا تھا وہ زمانہ! کافروں کے ساتھ بھی ہمدردی کرتے تھے، ان پر زیادہ لگان لگانے کو پسند نہیں کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مشورہ ان ہی ایام میں ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی بہن حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا "آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے والد کسی کو خلیفہ نامزد کرنیکا ارادہ نہیں رکھتے"۔ اُنہوں نے کہا "وہ بیشک ایسا کریں گے"۔ یہ سُنکر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے قسم کھائی کہ وہ ضرور اس معاملہ میں حضرت عمرؓ سے گفتگو کریں گے۔ الغرض وہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کا حال دریافت کیا۔ حضرت عبداللہؓ نے لوگوں کا حال بتایا۔ پھر کہا "لوگ کہتے ہیں کہ آپ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کریں گے۔ بتائیے، اگر آپ کا کوئی چرواہا ہو اور وہ آپ کے اُونٹوں یا بکریوں کو چھوڑ کر آپ کے پاس چلا آئے تو کیا آپ یہ نہیں سمجھیں گے کہ اُس نے مویشی کو ضائع کر دیا اور (جب یہ بات ہے تو) لوگوں کی نگہبانی تو مویشی کی نگہبانی سے بھی زیادہ ضروری ہے"۔ حضرت عمرؓ نے ان کے قول سے موافقت کی، پھر کچھ دیر کیلئے سر جھکایا (اور کچھ سوچنے لگے) پھر سر اُٹھایا اور فرمایا "بیشک اللہ عزّ وجلّ اپنے دین کی حفاظت کریگا، اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا، اور اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کر دوں تو ابوبکرؓ نے خلیفہ مقرر کیا تھا"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سمجھ گئے کہ جب انہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ذکر کیا ہے تو پھر اب وہ آپؐ کے برابر کسی کو کوئی درجہ نہیں دینگے اور آپؐ کی اتباع میں کسی کو خلیفہ نہیں بنائینگے۔ [2]

وفات سے تین دن پہلے وفات سے تین دن پہلے حضرت عمرؓ نے فرمایا "اگر میں زندہ رہا تو عراق کی بیوہ عورتوں کو بھی اس حالی میں کر دوں گا کہ وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہیں ہوں گی"۔ [3]

یہ ہے اسلام کا نظامِ معیشت! اسلامی سلطنت میں کوئی محتاج نہ رہنے پائے۔ حضرت عمرؓ نے اس پر عمل کر کے دکھایا۔ پُوری سلطنت میں کوئی محتاج نہیں رہا۔ عراق کیونکہ نیا نیا فتح ہوا تھا لہٰذا وہاں کی عورتوں کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکا تھا، بیواؤں کے اِس ہمدرد کو اُنکا غم گھلائے جا رہا تھا۔

حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ حضرت عمرو بن میمونؒ کہتے ہیں "جس دن حضرت عمرؓ شہید ہوئے میں کھڑا ہوا تھا، میرے اور حضرت عمرؓ کے درمیان سوائے عبداللہ بن عباسؓ کے اور کوئی نہ تھا (حضرت عمرؓ امامت کیلئے آگے بڑھے) اُن کا دستور تھا کہ جب وہ دو صفوں کے درمیان سے گذرتے تو کہتے برابر ہو جاؤ (اسی طرح وہ صفوں کو سیدھا کرتے رہتے تھے) پھر جب وہ دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل باقی نہ رہا تو آگے بڑھتے اور تکبیرِ تحریمہ کہتے، پہلی رکعت میں اکثر سُورۂ یوسف یا سُورۂ نحل یا اسی کے مثل کوئی سُورت پڑھتے تاکہ لوگ جمع ہو جائیں (اور پہلی رکعت میں شامل ہو جائیں) حسبِ معمول اُس دن بھی یہی کیا۔ ابھی وہ تکبیر ہی کہنے پائے تھے کہ اُنہوں نے کہا مجھے کُتّے نے قتل کر دیا۔ آپ پر حملہ کرنیوالا ایک غلام تھا، اُس نے دو دھاری خنجر سے آپ کو زخمی کر دیا، پھر وہ خنجر لئے ہوئے بھاگا، دائیں بائیں جس پر اُس کا گذر ہوتا اُسے وہ خنجر مارتا، یہاں تک کہ اُس نے تیرہ [13] آدمیوں کو زخمی کر دیا۔ ان میں سے سات آدمی مر گئے، مسلمین میں سے ایک شخص نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اُس پر اپنا باران کوٹ ڈال دیا۔ جب اُسے یہ اندیشہ ہوا کہ اب وہ پکڑ لیا جائے گا تو اُس نے اپنے آپ کو ذبح کر ڈالا"۔

حضرت عمرؓ (جب زخمی ہو گئے تو انہوں) نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑ کر اُنہیں آگے کر دیا۔ جو لوگ حضرت عمرؓ کے قریب تھے اُنہیں تو اس بات کا علم تھا (کہ حضرت عمرؓ زخمی ہو گئے) لیکن جو لوگ مسجد کی اطراف میں تھے اُنہیں کچھ نہ معلوم ہوا (کہ کیا واقعہ گذرا) البتہ جب اُنہیں حضرت عمرؓ کی آواز سُنائی نہ دی تو اُن کی زبان سے بیساختہ یہ الفاظ نکلے "سُبحان اللہ، سبحان اللہ"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے بہت ہلکی نماز پڑھائی۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا "اے ابن عباسؓ، دیکھو تو مجھے کس نے قتل کیا ہے"۔ وہ تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر دیکھتے رہے، اس کے بعد آئے اور کہنے لگے "آپ کو مغیرہؓ کے غلام نے قتل کیا ہے"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اس کاریگر نے"؟ حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الاستخلاف وترکہ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔

عمرؓ نے فرمایا "اللہ اُسے غارت کرے میں نے تو اُسے عُمدہ بات کا حکم دیا تھا (اُس کی خیر خواہی کی تھی) اللہ کا شُکر ہے کہ اُس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ پہ نہیں کی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو (اے ابن عباسؓ) بیشک تم اور تمہارے والد اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ میں غلام بہت ہو جائیں اور عباسؓ کے پاس سب سے زیادہ غلام تھے اُنہوں نے مجھ سے ایک مرتبہ کہا تھا کہ اگر آپ چاہیں تو میں ایسا کروں (کہ غلاموں کو اپنے پاس رہنے دوں) اور اگر آپ چاہیں تو میں ان سب کو قتل کر دوں، میں نے کہا تھا کہ یہ بات ٹھیک نہیں اس لئے کہ وہ تمہاری زبان میں گفتگو کرنے لگے ہیں، تمہارے قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور تمہاری طرح حج کرتے ہیں (پھر انہیں قتل کیسے کیا جا سکتا ہے، رہی یہ بات کہ وہ سب منافق ہیں تو ان کے دلوں کا حساب اللہ کے ذمہ ہے، ہم تو صرف ظاہری اعمال کا محاسبہ کر سکتے ہیں)" اِس گفتگو کے بعد حضرت عمرؓ کو اُن کے گھر لیجایا گیا لوگوں کے رنج و غم کا یہ حال تھا کہ گویا اس دن سے پہلے انہیں کوئی مصیبت پہنچی ہی نہ تھی۔ کوئی کہتا تھا "کوئی فکر کی بات نہیں (اچھے ہو جائیں گے)" کوئی کہتا تھا "مجھے ان کی طرف سے اندیشہ ہے (بچنا مشکل ہے)" پھر کھجور کا شربت لایا گیا حضرت عمرؓ نے اُسے پیا تو وہ اُن کے پیٹ سے نکل گیا۔ اس کے بعد دودھ لایا گیا، اُنہوں نے دودھ پیا وہ بھی پیٹ سے نکل گیا جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو سمجھ گئے کہ اب بچ نہیں سکتے۔ اس کے بعد اُن کے پاس لوگوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ لوگ آتے تھے اور اُن کی تعریف کرتے تھے[1]

خشیت اور امر بالمعروف اتنے میں ایک انصاری نوجوان حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ اُس نے کہا "اے امیر المؤمنین اللہ کی بشارت سے آپ خوش ہو جائیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اسلام میں آپ کا کیا مرتبہ ہے، آپ قدیم الاسلام ہیں، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے، پھر آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپنے انصاف کیا، پھر ان تمام (فضائل) کے بعد آپ کو شہادت نصیب ہوئی"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اے بھتیجے کاش یہ چیزیں برابر سرابر ہی ہو جائیں، نہ کوئی عذاب ہو نہ کوئی ثواب[2]"۔ پھر وہ نوجوان واپس ہوا تو حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ اُس کا ازار زمین سے مَس کر رہا ہے۔ فرمایا "اس لڑکے کو واپس بُلاؤ"۔ (لوگوں نے اُسے بُلایا) حضرت عمرؓ نے اس لڑکے سے فرمایا "اے بھتیجے اپنا کپڑا اُونچا کرو کیونکہ اس سے کپڑا بھی صاف رہے گا اور تمہارے رب کے نزدیک یہ پرہیز گاری کی بات بھی ہے۔"[3]

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ سے کہا "دیکھو مجھ پر کس قدر قرض ہے؟" حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ چھیاسی ہزار (درہم) یا اس کے لگ بھگ قرضہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اگر اس قرض کیلئے عمرؓ کی اولاد کا مال کافی ہو جائے تو ان ہی کے مال سے قرضہ ادا کر دینا ورنہ پھر بنو عدی بن کعب سے سوال کرنا۔ اگر ان کے مال بھی کافی نہ ہوں تو پھر قریش سے (مدد) طلب کرنا۔ ان کے علاوہ کسی سے سوال نہ کرنا (بہر صورت) اس قرض کو میری طرف سے ادا کر دینا۔"[4]

(نوٹ:۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس قرض کے ضامن بن گئے لہٰذا حضرت عمرؓ مقروض نہیں رہے۔)

حضرت عمرؓ کے چہرے سے بہت ہی فکر کے آثار نمایاں تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے (ان کو تسلّی دینے کیلئے) عرض کیا "اے امیر المؤمنین، اگر آپ کو موت آ گئی تو غم کیا ہے؟ آپ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت پائی ہے اور حقِ صحبت کو اچھی طرح ادا کیا ہے۔ پھر جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات ہوئی تو وہ آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ نے ابوبکرؓ کی صحبت پائی اور اُن کے حقِ صحبت کو بھی اچھی طرح ادا کیا، جب اُن کی وفات ہوئی تو وہ بھی آپ سے راضی تھے، اس کے بعد آپ نے ان کے صحابہ کی صحبت اُٹھائی اور اُن کا حقِ صحبت اچھی طرح ادا کیا۔ اور اگر آپ اُن سے جُدا ہوں گے تو (اس حال میں جُدا ہوں گے کہ) وہ آپ سے راضی ہوں گے۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم نے جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت اور آپ کی رضامندی کا ذکر کیا تو یہ اللہ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا اور

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلّم وابواب مناقب عثمانؓ۔ [3] صحیح بخاری ابواب مناقب عثمانؓ۔ [4] صحیح بخاری ابواب مناقب عثمانؓ۔

یہ فکر جو تم مجھ میں دیکھ رہے ہو یہ تمہاری وجہ سے ہے اور تمہارے اصحاب کی وجہ سے ہے، اللہ کی قسم اگر میرے پاس دنیا بھر کا سونا ہوتا تو قبل اس کے کہ میں عذابِ الٰہی کو دیکھوں وہ سب فدیہ میں دے دیتا (اور عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرتا)" [1]

اللہ اکبر کتنا خوف ہے، کتنی خشیت ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کو اپنے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا احسان سمجھ رہے ہیں۔

اپنے بعد کے مسلمین کی فکر میں گھلے جا رہے ہیں۔

یہ ہیں عمر فاروقؓ اور یہ ہے ان کا مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی نظر میں!۔ افسوس ہے کہ معاندینِ اسلام نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ پر افترا پردازی کرتے ہوئے کیسے کیسے کلمے حضرت عمرؓ کے حق میں ان کی زبان سے نکلوائے ہیں جو ہماری تاریخ کی زینت بنے ہوئے ہیں، مزید افسوس اِس بات کا ہے کہ ان اکاذیب اور اباطیل پر اکثر لوگ اعتماد کرتے ہیں اور سلفِ صالحین کے متعلق بدگمانی کا شکار ہوتے ہیں۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ تمام صحابۂ کرامؓ حضرت عمرؓ سے خوش تھے اور بنو ہاشم کے چشم و چراغ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی ان سے خوش تھے اور نہ صرف خوش تھے بلکہ ان کے مدّاح تھے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہُ۔

حضرت عمرؓ کی وفات

شہادت اور مدینۃ الرسولؐ میں وفات کی تمنّا حضرت عمرؓ اس طرح دُعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے اپنے راستہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں موت دے۔ [2]

حضرت عمرؓ کی یہ دونوں آرزوئیں پوری ہوئیں۔

جوارِ رسولؐ میں دفن ہونے کی تمنّا ان تمنّاؤں کے علاوہ ایک تمنّا یہ بھی تھی کہ جوارِ رسولؐ میں جگہ مل جائے، لہٰذا حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ سے کہا "اُمّ المؤمنین عائشہؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ عمر بن خطابؓ آپ کو سلام کہتا ہے، امیر المؤمنین نہ کہنا کیونکہ اب میں امیر المؤمنین (کی حیثیت سے بات) نہیں (کر رہا) ہوں۔ پھر ان سے کہنا کہ مجھے میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت دیدیں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں پہنچے۔ وہ اُس وقت رو رہی تھیں۔ حضرت عبداللہؓ نے سلام و پیام پہنچایا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا "وہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھ چھوڑی تھی لیکن اب میں ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (اس خوش خبری کے ساتھ) واپس حضرت عمرؓ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت عمرؓ نے کہا مجھے اُٹھاؤ، ایک شخص نے اُنہیں اپنے سہارے سے بٹھا دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہؓ سے پوچھا "کیا خبر لائے؟" اُنہوں نے کہا "اے امیر المؤمنین حضرت عائشہؓ نے آپ کو اجازت دے دی"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اس جگہ (مدفون ہونے) سے زیادہ مجھے اور کسی بات کا فکر نہ تھا"۔ پھر فرمایا "اے لوگو! جب میں مر جاؤں تو مجھے اُٹھا کر وہاں لیجانا، پھر حضرت عائشہؓ کو سلام کرنا، پھر (اے عبداللہ) ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطابؓ پھر اجازت طلب کرتا ہے۔ اگر وہ اجازت دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مسلمین کے

---

[1] صحیح بخاری ابواب مناقب عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب فی ابواب فضائل المدینۃ

قبرستان میں لاکر دفن کر دینا۔" [1]

مرنے کے بعد دوبارہ اجازت طلب کرنے کا مقصد یہ تھا کہ زندگی میں کہیں مُروّتاً اجازت نہ دیدی ہو، اگر دل سے اجازت دی ہوگی تو مرنے کے بعد اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

اللہ رے تقویٰ اس مردِ مجاہد کا!

زندگی کے آخری لمحات | کچھ دیر بعد اُمّ المؤمنین حضرت حفصہؓ تشریف لائیں، ان کے ساتھ اور بھی عورتیں تھیں جب وہ تشریف لائیں تو مرد باہر آگئے۔ حضرت حفصہؓ حضرت عمرؓ کے پاس آکر بیٹھ گئیں اور روتی رہیں۔ کچھ دیر بعد مَردوں نے اجازت مانگی تو وہ مکان کے اندر چلی گئیں۔ مکان کے اندر بھی روتی رہیں [2]

روتے روتے حضرت حفصہؓ کی آواز بلند ہوگئی۔ حضرت عمرؓ نے آواز سُنی تو فرمایا "اے حفصہؓ کیا تم نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نہیں سُنا کہ آپؐ نے فرمایا ہے "جس پر چیخ کر رویا جائے (اور وہ منع نہ کرے) تو اُس پر (بھی) عذاب ہوتا ہے"۔ [3]

حضرت صہیبؓ کو حضرت عمرؓ کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی تو (فوراً) حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور سامنے کھڑے ہوکر رونے لگے۔ روتے روتے (بے ساختہ) یہ الفاظ منہ سے نکل جاتے "ہائے میرے بھائی"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ اُنہوں نے کہا "اے امیر المؤمنین، اللہ کی قسم آپ پر رو رہا ہوں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم تمہیں علم ہوگا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے جس پر نوحہ کیا جائے اُس پر عذاب ہوتا ہے"۔ [4]

کس قدر فکرِ آخرت ہے، ڈر رہے ہیں کہ اگر بُرے کام سے نہ روکوں گا تو عذاب ہوگا، کیسی حالت ہوچکی ہے لیکن حدیث کی اشاعت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں مشغول ہیں۔ بُرا کام تو کُجا بُرے کام کے پیش خیمہ سے منع کر رہے ہیں۔ "ہائے میرے بھائی" کے الفاظ بھی برداشت نہیں ہوتے کہیں ایسا نہ ہو کہ معاملہ نوحہ تک پہنچ جائے۔

وصیّت | لوگوں نے کہا "اے امیر المؤمنینؓ کچھ وصیّت فرمائیے، کسی کو خلیفہ بنا دیجئے"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "خلافت کا مستحق میں عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقّاصؓ سے زیادہ کسی کو نہیں جانتا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی وفات تک ان سے خوش رہے۔ لہٰذا یہ لوگ جس کو میرے بعد خلیفہ بنا دیں تو بس وہی خلیفہ ہے۔ اسکی بات سُننا اور اطاعت کرنا"۔ [5]

(نوٹ :- مندرجہ بالا واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ اِن لوگوں کی اہلیّت اور بزرگی کے معترف تھے۔
لیکن تاریخ میں ہے کہ وہ ان میں سے کسی کو بھی اہل نہیں سمجھتے تھے، تاریخ کی روایت بالکل جھوٹ ہے)

پھر فرمایا کہ عبداللہ بن عمرؓ تمہارے پاس موجود رہیں گے لیکن خلافت میں ان کا کوئی حصّہ نہیں۔ اگر خلافت سعدؓ کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں ورنہ جو شخص خلیفہ بنایا جائے وہ ان سے مدد لے۔ میں نے جو ان کو معزول کیا تھا تو ناقابلیّت یا خیانت کے سبب سے معزول نہیں کیا تھا [6]

لوگوں نے کہا "آپ خود خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرما دیتے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اگر میں خلیفہ بناؤں تو (یہ کام بُرا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجآء فی قبر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و ابواب مناقب عثمانؓ۔ [2] صحیح بخاری ابواب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ۔
[3] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب المیّت یعذّب ببکاء اہلہ علیہ عن انسؓ وابن عمرؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب المیّت یعذّب ببکاء اہلہ علیہ عن ابی موسیٰؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجآء فی قبر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عمرو بن میمونؒ۔ [6] صحیح بخاری ابواب مناقب عثمانؓ۔

نہیں کیونکہ) خلیفہ اُنہوں نے بنایا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی ابوبکرؓ، اور اگر نہ بناؤں تو اُنہوں نے نہیں بنایا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم"۔ اس جواب پر لوگوں نے ان کی تعریف کی۔ حضرت عمرؓ نے کہا "میں تو رغبت کرنے والا، ڈرنے والا ہوں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ برابر سرابر چھوٹ جاؤں، نہ مجھے ثواب ملے نہ مجھ پر عذاب ہو، میں اس بار کو زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اُٹھانے کیلئے تیار نہیں ہوں"۔ [1]

وصیت کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا "میں اپنے بعد میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ مہاجرینِ اوّلین سے اچھا برتاؤ کرے، اُن کے حق کو پہچانے اور اُن کی عزّت کی حفاظت کرے۔ میں اُس کو انصار کے ساتھ بھی بھلائی کرنے کی وصیّت کرتا ہوں جنہوں نے مہاجرین اور ایمان کو جگہ دی (خلیفہ کو چاہیئے کہ) وہ ان میں سے نیکی کرنیوالوں کی نیکی کو قبول کرے اور ان میں سے خطاء کرنیوالوں کو معاف کرے۔ میں اُسے تمام شہروں کے مُسلمین کے ساتھ بھلائی کی وصیّت کرتا ہوں کیونکہ یہ لوگ اسلام کے پُشت پناہ، مال حاصِل کرنے والے اور دشمن کو جلانے والے ہیں۔ ان سے ان کا مال اُن کی رضامندی سے لیا جائے اور اسی قدر لیا جائے جو ان کی حاجت سے زیادہ ہو۔ اور میں آئندہ ہونے والے خلیفہ کو وصیّت کرتا ہوں کہ وہ اعراب کے ساتھ بھی نیکی کرے کیونکہ وہی اصل عرب اور اسلام کا مادّہ ہیں، ان سے ان کے معمولی قسم کے مال لئے جائیں اور ان کے فقیروں میں تقسیم کر دئے جائیں اور میں اُسے اللہ اور رسُولؐ کے ذمّہ کی بھی وصیّت کرتا ہوں کہ ان کیلئے ان سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو پُورا کرے، ان کی حفاظت کیلئے لڑے اور اُن پر اُن کی طاقت سے زیادہ (جزیہ کا) بوجھ نہ ڈالے [2]۔ وہ تمہارے نبی کا ذمّہ ہیں اور تمہارے متعلّقین کے رزق کا ذریعہ ہیں"۔ [3]

الغرض کچھ دیر بعد ۶۳ سال کی عمر میں حضرت عمرؓ کی وفات ہوگئی۔ [4]

حضرت عمرؓ کا جنازہ | جب حضرت عمرؓ کا جنازہ پلنگ پر رکھدیا گیا تو لوگوں نے چاروں طرف سے جنازہ کو گھیر لیا اور اُن کیلئے دُعائے خیر کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ فرماتے ہیں "میں بھی اُن لوگوں میں کھڑا ہوا تھا کہ یکایک ایک شخص میرے پیچھے آکر کھڑا ہوگیا اور اپنی کُہنی میرے کندھے پر رکھ کر کہنے لگا "اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے، تم نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا کہ اُس کے مثل عمل کر کے مجھے اللہ سے ملنا تمہارے جیسے عمل کر کے ملنے سے زیادہ محبوب ہو، اللہ کی قسم مجھے اُمید تھی کہ اللہ تمہیں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ جمع کر دے گا اس لئے کہ میں اکثر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس طرح فرماتے سُنا کرتا تھا "میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ تھے، میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے کیا۔ میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ نکلے"۔ حضرت ابنِ عبّاسؓ کہتے ہیں "میں نے مُڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص علیؓ ہیں"۔ [5]

کچھ دیر بعد جنازہ کو حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے مکان پر لیجایا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو سلام کیا اور کہا "عمر بن خطّابؓ اجازت مانگتے ہیں"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا "انہیں داخل کرو"۔ جنازہ اندر لیجایا گیا اور حضرت عمرؓ اپنے ساتھیوں کے پاس دفن کر دئے گئے۔ [6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و ابواب مناقب عثمانؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الوصاۃ باہل الذمّۃ عن جویریۃ بن قدامۃؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کم اقام النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بمکّۃ والمدینۃ عن معاویہؓ وغیرہ۔ [5] صحیح بخاری باب مناقب ابی بکرؓ عن ابنِ عبّاسؓ و مناقب عمرؓ و صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ۔ [6] صحیح بخاری ابواب مناقب عثمان رض۔

حضرت عمرؓ کے فضائل

حضرت عمرؓ کا علم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا کہ دودھ کا ایک پیالہ مجھے پیش کیا گیا، میں نے خوب پیا، یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ اس کی سیری میرے ناخنوں میں سے نکل رہی ہے، پھر بچا ہوا دودھ میں نے عمر بن خطابؓ کو دیدیا۔" صحابہؓ نے پوچھا "اس کی تعبیر آپؐ نے کیا لی؟" رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علم"۔ [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علومِ ربانی کا بڑا وافر حصّہ حضرت عمرؓ کو عطا کیا گیا تھا۔ یہ کتنی بڑی فضیلت ہے، کیا ایسے شخص کے ایمان کے متعلّق کوئی شبہ ہو سکتا ہے؟

حضرت عمرؓ کا وجود فتنوں کیلئے رکاوٹ ایک دن صحابہؓ کی مجلس میں حضرت عمرؓ نے فرمایا "رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث جو فتنوں کے متعلّق ہے تم میں سے سب سے زیادہ کسے یاد ہے۔" حضرت حذیفہؓ نے کہا "مجھے یاد ہے۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم بڑے جری ہو۔" حضرت حذیفہؓ نے کہا "آدمی کا فتنہ اُس کی بیوی، اُس کے مال، اُس کی اولاد اور اُس کے پڑوسی میں ہوتا ہے اور اس فتنہ کو نماز، روزہ، صدقہ اور امر و نہی مٹاتے رہتے ہیں۔" حضرت عمرؓ نے کہا "میری مُراد اِس فتنہ سے نہیں بلکہ اُس فتنہ سے ہے جو سمندر کی طرح موجیں مارے گا۔" حضرت حُذیفہؓ نے کہا "اے امیر المؤمنین آپ کو اس کی کیا فکر ہے، آپ کے اور اس کے درمیان تو ایک بند دروازہ ہے۔" حضرت عمرؓ نے پوچھا "وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟" حضرت حذیفہؓ نے کہا "توڑا جائے گا۔" حضرت عمرؓ نے کہا "تو پھر وہ کبھی بند نہ ہوگا؟" حضرت حذیفہؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت حذیفہؓ سے پوچھا گیا وہ دروازہ کون تھا؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا "عمرؓ"۔ پوچھا گیا "کیا عمرؓ بھی دروازہ کو جانتے تھے؟" حضرت حذیفہؓ نے کہا "ہاں، اتنی اچھی طرح جانتے تھے جتنی اچھی طرح دن کے بعد رات کے آنے کو جانتے تھے۔" [2]

جنّت کی بشارت ایک دن رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے، واپس آکر آپؐ نے وضو کیا اور چاہ اریس کی مُنڈیر پر پیر لٹکا کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ آپؐ کو تلاش کرتے ہوئے وہاں پہنچے، آپؐ کو سلام کیا اور واپس آکر (باغ کے) دروازہ پر بیٹھ گئے۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے پوچھا "کون ہے؟" اُنہوں نے کہا "ابو بکرؓ"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا ٹھہریئے، پھر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، ابو بکرؓ آئے ہیں، اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔" رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انہیں اجازت دو اور جنّت کی بشارت دو۔" حضرت ابو بکرؓ اندر تشریف لائے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے بشارت سُنائی، پھر وہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب کُنوئیں میں پیر لٹکا کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے اجازت طلب کی، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انہیں اجازت دو اور جنّت کی بشارت دو۔" حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے انہیں بشارت

---

[1] صحیح بخاری کتابُ العلم باب فضل العلم عن ابنِ عمرؓ و ابواب مناقب عمرؓ و کتاب التعبیر و صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب الصّلاۃ کفّارۃ و کتابُ الزکوٰۃ و کتابُ الصّوم و صحیح مسلم کتابُ الایمان باب بیان ان الاسلام بدأ غریبًا و کتاب الفتن۔

سُنائی۔ حضرت عمرؓ کنوئیں کی مُنڈیر پہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بائیں جانب آکر بیٹھ گئے۔[1]

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنّت میں ہوں، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک محل کے پہلو میں ایک عورت وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ عمر بن خطابؓ کا محل ہے۔ میں نے چاہا کہ میں اندر جا کر محل کو دیکھوں لیکن مجھے عمرؓ کی غیرت یاد آگئی اور میں واپس چلا آیا"۔ حضرت عمرؓ یہ سُن کر رونے لگے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، کیا میں آپؐ پر غیرت کروں گا؟"[2]

بھلا جس کو زندگی میں جنّت کی بشارت مل جائے، اُس کے انجام کا کیا کہنا! کیا ایسے آدمی کے ایمان میں بھی شک ہو سکتا ہے؟

شہادت کی سند | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُحد پہاڑ پر چڑھے، آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی تھے۔ پہاڑ ہلنے لگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس پر پیر مارا اور فرمایا "ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدّیق اور دو شہید ہیں"۔[3]

قربتِ نبوی | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر فرمایا کرتے تھے "میں، ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے۔ میں نے، ابوبکرؓ و عمرؓ نے کیا۔ میں، ابوبکرؓ و عمرؓ چلے"۔[4]

حضرت عمرؓ سے شیطان بھی ڈرتا ہے | ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آپؐ کے گھر میں آنے کی اجازت طلب کی، اُس وقت آپؐ کے پاس کچھ قرشی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اور آپؐ سے بلند آواز سے بات کر رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ کی آواز سُنتے ہی پردہ کے پیچھے جا کر چُھپ گئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو اجازت دی۔ اُس وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ آپؐ کو ہنستا رکھے (آپؐ کیوں مسکرا رہے ہیں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے ان عورتوں پر تعجّب ہے کہ تمہاری آواز سُنتے ہی پردہ کے پیچھے چلی گئیں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ زیادہ مستحق ہیں کہ وہ آپؐ سے ڈریں"۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ان عورتوں سے کہا "اے اپنی جان کی دُشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نہیں ڈرتیں؟" ان عورتوں نے کہا "تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مقابلہ میں سخت مزاج ہو"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عمرؓ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب شیطان تم کو کسی راستہ میں چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ کو اختیار کر لیتا ہے"۔[5]

بھلا کیا ٹھکانہ ہے حضرت عمرؓ کے ایمان کا! کیا ایسے شخص پر شیطان غالب آسکتا ہے۔ کیا شیطان کے غلبہ سے ایسا شخص کوئی غلط کام کر سکتا ہے، افسوس ہے اُن لوگوں پر جو حضرت عمرؓ کے متعلّق بدگمانی کرتے ہیں۔

محدّث (یعنی صاحبِ الہام) ہونے کی بشارت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو اُمّتیں تم سے پہلے گذر چکی ہیں اُن میں محدّث ہوتے تھے (یعنی ان کے دل میں بعض باتیں القاء کی جاتی تھیں) اور اگر اِس اُمّت میں بھی محدّث ہیں تو یقیناً عمر بن خطابؓ ان میں سے ہیں"۔[6]

---

[1] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ و مناقب عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ عن ابی ہریرہؓ و مناقب عمرؓ و کتاب التعبیر و صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ عن علیؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس عن سعد بن ابی وقّاصؓ و مناقب عمرؓ [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب بعد حدیث الغار عن ابی ہریرہؓ و مناقب عمرؓ و صحیح مسلم من فضائل

حضرت عمرؓ کی قوتِ ایمانی ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک شخص بیل کو ہانکتا ہوا لیجا رہا تھا اثنائے راہ میں وہ اُس پر بیٹھ گیا اور اُس کو مارنے لگا۔ بیل نے کہا ہم اس لئے پیدا نہیں کئے گئے، ہم تو کھیتی باڑی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔" لوگوں نے کہا "سبحان اللہ، بیل باتیں کرتا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا کہ اتنے میں ایک بھیڑیئے نے حملہ کیا اور ایک بکری لے گیا۔ اُس شخص نے بھیڑیئے کا پیچھا کیا اور وہ بکری اُس سے چھڑالی۔ بھیڑیئے نے کہا آج تو تم نے چھڑالی لیکن درندوں کے دن ان کا محافظ کون ہوگا، اُس دن میرے علاوہ ان کا کوئی نگراں نہیں ہوگا"۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی"۔ جس وقت آپؐ یہ باتیں فرما رہے تھے اُس وقت حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب۔ حضرت عمرؓ ایک مرتبہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ (اے اللہ کے رسولؐ) آپؐ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عائشہؓ سے"۔ اُنہوں نے پوچھا "مَردوں میں سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کے والد سے (یعنی ابوبکرؓ سے)" اُنہوں نے پوچھا "پھر کس سے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عمر بن خطابؓ سے"۔[2]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ محبوبِ رسولؐ ہیں اور جو شخص محبوبِ رسولؐ ہو اُس سے محبت کرنا ہی ایمان کی نشانی ہے اور اس سے بُغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔

حضرت عمرؓ کی فضیلت اور اجماعِ صحابہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں لوگوں کی فضیلت بیان کرتے تھے تو سب سے افضل ابوبکرؓ کو سمجھتے، پھر عمرؓ کو پھر عثمانؓ کو۔[3]

حضرت عمرؓ حضرت عائشہؓ کی نظر میں حضرت عائشہؓ نے روضۂ رسولؐ میں ایک جگہ اپنے لئے مخصوص کر رکھی تھی جب کوئی صحابی اس بات کی خواہش کرتا تو انکار کر دیتیں لیکن جب حضرت عمرؓ نے وہاں دفن کئے جانے کی اجازت مانگی تو فوراً اجازت دیدی اور فرمایا کہ ان کو اپنے اُوپر ترجیح دیتی ہوں۔[4]

حضرت عمرؓ کی فضیلت اور حضرت علیؓ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر شخص کون ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا "ابوبکرؓ"۔ پھر پوچھا گیا کہ ان کے بعد کون ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا "عمرؓ"۔[5]

حضرت عمرؓ کے جنازہ کو مخاطب کر کے حضرت علیؓ نے فرمایا "تم نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا کہ اس کے مثل عمل کر کے مجھے اللہ سے ملنا تمہارے جیسے عمل کر کے ملنے سے زیادہ محبوب ہو"۔[6]

بھلا کوئی ٹھکانہ ہے حضرت عمرؓ کی نیک عملی کا کہ حضرت علیؓ بھی ان کی پیروی کو اتنا محبوب سمجھتے ہیں کہ کسی دوسرے کو ان کے مقابلہ میں قابلِ پیروی نہیں سمجھتے۔ یہ ہے حضرت عمرؓ کی شان حضرت علیؓ کی نظر میں۔ کاش تمام لوگ حضرت علیؓ کے نقشِ قدم پر چل کر حضرت عمرؓ کی پیروی کو باعثِ سعادت سمجھیں۔

حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی نظر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں "مجھ سے چند صحابہؓ نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء عن ابی ہریرۃؓ باب مناقب ابی بکرؓ و مناقب عمرؓ و صحیح مسلم باب من فضائل ابوبکرؓ۔ [2] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ۔ [3] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و باب مناقب عثمانؓ و کتاب الاعتصام باب ما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و حضّ..... الخ۔ [5] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ۔ [6] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ عن ابن عباسؓ و مناقب عمرؓ و صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ۔

حدیث بیان کی منجملہ ان کے حضرت عمرؓ بھی ہیں اور وہ مجھے ان سب سے زیادہ محبوب ہیں۔" [1]

حضرت انسؓ کے محبوب حضرت عمرؓ حضرت انسؓ فرماتے ہیں "مجھے اُمید ہے کہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ ہونگا اس لئے کہ میں ان سے محبّت کرتا ہوں اگرچہ میں اُن کے مثل عمل تو نہیں کرسکا۔" [2]

حضرت عمرؓ، حضرت اسلمؓ کی نگاہ میں حضرت اسلمؓ فرماتے ہیں "میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد (آپ سے) زیادہ کسی کو نیکوکار اور زیادہ سخی نہیں دیکھا (نیکی اور سخاوت میں جس کو دیکھا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کم ہی پایا) یہاں تک کہ یہ دونوں باتیں حضرت عمرؓ پر آکر ختم ہی ہوگئیں (پھر کسی میں وہ باتیں اس قدر بدرجۂ اتم نہیں پائی گئیں)" [3]

غلبۂ اسلام اور حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں "جب سے عمرؓ اسلام لائے ہم برابر غالب رہے۔" [4]

حضرت عمرؓ کی دین داری رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں "میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جارہے ہیں۔ یہ لوگ کُرتے پہنے ہوئے تھے، کسی کا کُرتہ چھاتی تک تھا کسی کا اور نیچے (اسی طرح لوگ پیش کئے جاتے رہے یہاں تک کہ) پھر میرے سامنے عمرؓ پیش کئے گئے۔ وہ اپنا کُرتہ گھسیٹتے ہوئے جارہے تھے۔" لوگوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ نے اس کی کیا تعبیر لی۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دین"۔ [5]

بھلا جو شخص اتنا دیندار ہو اُس پر دنیا طلبی کا گمان ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ حضرت عمرؓ کی دینداری پر شک کرنا حدیث کی تکذیب ہے، اور یہ صریح کفر ہے۔

حضرت عمرؓ کو تقوے اور اجرِ عظیم کی سند اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۖ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ {حجرات ۳}

جو لوگ اللہ کے رسُولؐ کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں، اللہ نے اُن کے دلوں کو تقوے کیلئے آزمالیا ہے، ان کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔

اس آیت کے نزول کے بعد حضرت عمرؓ اتنی آہستہ بات کرتے تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔ [6]

آیت اور حدیثِ مذکورہ کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت عمرؓ میں تقوے کی فراوانی تھی اور یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ حضرت عمرؓ کیلئے مغفرت بھی ہے اور اجرِ عظیم بھی۔ کیا اب بھی کسی کو ان کے متعلق غلط فہمی ہوسکتی ہے۔

حضرت عمرؓ کے عادات و خصائل

احترامِ رسُولؐ ایک دن لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوالات کی کثرت کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو غصّہ آگیا، آپؐ نے فرمایا جو چاہو پوچھو۔ ایک شخص نے پوچھا "میرا باپ کون ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "حذافہ" دوسرے نے پُوچھا "میرا باپ کون ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سالم"۔ اس کے بعد بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بار بار فرماتے رہے "پوچھو"۔ حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ مبارک پر غصّہ کے آثار دیکھے تو فوراً

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ فیہا و صحیح بخاری ابواب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد الفجر۔ [2] صحیح بخاری مناقب عمرؓ۔
[3] صحیح بخاری باب مناقب عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری باب مناقب عمرؓ۔ [5] صحیح بخاری باب مناقب عمرؓ و کتاب التعبیر و صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ عن ابی سعید رضؓ
[6] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابن زبیرؓ۔

دو زانو بیٹھ کر عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، ہم اللہ عزّ وجلّ سے توبہ کرتے ہیں۔ ہم اللہ کے ربّ ہونے سے اسلام کے دین ہونے سے اور محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے نبی ہونے سے راضی ہیں"۔ یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہو گئے [1]

ایک مرتبہ کسی سفر میں ان کے لڑکے عبداللہؓ کا اُونٹ بار بار رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آگے نکل جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے "اے عبداللہ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آگے کسی کو نہیں بڑھنا چاہیئے"۔ [2]

واقعۂ ایلاء میں جگہ جگہ احترامِ رسُولؐ کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ کہیں اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کو سرزنش ہے، کہیں فہمائش ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ کلام نہ کیا کرو۔ کہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مخاطب کر کے کہتے ہیں "اللہ کی قسم اگر آپؐ حفصہؓ کی گردن مارنے کا حکم دیں تو میں اُس کی گردن مار دوں"۔ [3]

احترامِ عمِّ نبیؐ اور کسرِ نفسی | حضرت عمرؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا حضرت عبّاسؓ کا بھی احترام کرتے تھے۔ جب قحط پڑا تو ان سے دُعا کرائی اور اُن کی دُعا کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے بارش کیلئے دُعا کی۔ [4]

احترامِ مسجدِ نبوی | ایک مرتبہ عید کے دن مسجد کے صحن میں کچھ حبشی اپنے ہتھیاروں سے جنگی کھیلوں کا مظاہرہ کر رہے تھے، اتنے میں حضرت عمرؓ آگئے، اُنہوں نے حبشیوں کو مارنے کیلئے کنکر اُٹھائے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے حُجرہ کے دروازہ پر کھڑے تھے، آپؐ نے فرمایا "اے عمرؓ رہنے دو"۔ [5]

حضرت عمرؓ نے ایک دن دیکھا کہ دو آدمی مسجدِ نبوی میں اپنی آوازیں بلند کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اُنہیں بُلوایا اور پوچھا "تم کہاں کے رہنے والے ہو؟" اُنہوں نے کہا "ہم طائف کے رہنے والے ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اگر تم اِس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے تھے"۔ [6]

احترامِ منبرِ رسُولؐ | کچھ لوگ مسجدِ نبوی میں جمع ہوئے۔ ایک شخص نے کہا "اگر میں اسلام لانے کے بعد اور کوئی کام نہ کروں سوائے حاجیوں کے پانی پلانے کے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں"۔ دوسرے نے کہا "اگر اسلام لانے کے بعد میں کوئی عمل نہ کروں سوائے مسجدِ حرام کو آباد کرنے کے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں"۔ تیسرے نے کہا "جہاد فی سبیل اللہ ان کاموں سے افضل ہے"۔ حضرت عمرؓ نے ان کی یہ گفتگو سُنی تو دھمکایا اور فرمایا کہ منبرِ رسُولؐ کے پاس اپنی آواز بلند نہ کرو، جمعہ کی نماز کے بعد میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ بات دریافت کروں گا، اسی اثناء میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر سُورۂ توبہ کی چند آیات نازل ہوئیں جن میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ جہاد فی سبیل اللہ افضل ہے۔ [7]

اولاد کی ذہانت سے خوش ہونا | ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جسکے پتّے نہیں گرتے۔ وہ درخت مُسلم کے مثل ہے۔ بتاؤ وہ کونسا درخت ہے؟" لوگ جنگلوں کے درختوں کا نام لینے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں "میں سمجھ گیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں کہتے ہوئے شرمایا (اور خاموش رہا)" بالآخر لوگوں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ ہی بتا دیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ کھجور کا درخت ہے"۔ بعد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس بات کا ذکر حضرت عمرؓ سے کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اگر تم بتا دیتے تو وہ مجھے اتنے اور اتنے (مال) سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحلم باب الغضب فی الموعظۃ وباب من برک علیٰ رکبتیہ وکتاب الصلوٰۃ باب وقت الظہر عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الہبۃ عن ابن عمرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ وکتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ، وباب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نساءہ عن ابنِ عبّاسؓ وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب ایلاء وغیرہ عن عمرؓ وعائشہؓ وابن عبّاسؓ۔ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب باب ذکر العبّاسؓ عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری وصحیح مسلم کتاب العیدین۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب رفع الصوت فی المسجد عن سائبؓ۔ [7] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الشہادۃ عن نعمان بن بشیرؓ۔

زیادہ محبوب ہوتا۔"[1]

فکرِ آخرت و خشیتِ الٰہی | حضرت عمرؓ نے ایک دن مسجد کے دروازہ پر ایک ریشمی جوڑا بکتے ہوئے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، کاش آپؐ اس جوڑے کو خرید لیں اور جمعہ، عید اور وفود کی آمد کے وقت اسے پہن لیا کریں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو"۔ کچھ دن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ ریشمی حلّے آئے، آپؐ نے اُس میں سے ایک حلّہ حضرت عمرؓ کو عطاء فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، اُس دن تو آپؐ نے اُس ریشمی حلّہ کے متعلق ایسا ایسا فرمایا تھا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے تمہیں اس لئے نہیں دیا ہے کہ تم پہنو"۔ الغرض حضرت عمرؓ نے وہ جوڑا اپنے ایک مشرک بھائی کو دے دیا۔[2]

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ریشمی قمیص تحفہ میں آئی، آپؐ نے اُسے پہنا۔ پھر وہ قمیص حضرت عمرؓ کو بھیجدی۔ کسی نے اس کی وجہ دریافت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے جبریلؑ نے اس کے پہننے سے منع کر دیا"۔ حضرت عمرؓ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو) روتے ہوئے آئے اور عرض کیا "جس چیز کو آپؐ نے پسند نہ فرمایا اُسے آپؐ نے مجھے دیدیا، اب میرا کیا حال ہوگا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے تمہیں پہننے کیلئے نہیں دی بلکہ اس لئے دی ہے کہ اسے بیچ دو"۔ حضرت عمرؓ نے اسے دو ہزار درہم میں بیچ دیا۔[3]

ایک مرتبہ حضرت حکیم بن حزامؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے"۔ اس حدیث کو سننے کے بعد سے حضرت حکیمؓ اپنا حق بھی کسی سے نہ لیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اُن کو بُلایا تاکہ اُن کا وظیفہ اُنہیں دیں۔ اُنہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ (کی خشیت کا یہ عالم ہوا کہ مسلمین کو مخاطب کر کے اُنہوں) نے فرمایا "اے مسلمو! میں حکیمؓ پر تمہیں گواہ کرتا ہوں۔ میں مالِ فَیٔ میں سے اُن کا حق اُنہیں دیتا ہوں، وہ لینے سے انکار کرتے ہیں"۔[4]

علمی مسائل کی تحقیق | حضرت عمرؓ علمی مسائل کی تحقیق بھی خوب کرتے تھے۔ مثلاً کلالہ کے مسئلہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار دریافت کیا۔[5]

ایک مرتبہ حضرت یعلیٰ بن اُمیہؓ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ قرآن مجید میں تو یہ ہے کہ جب تمہیں کافروں کے فتنہ کا اندیشہ ہو تو نماز میں قصر کر لینے میں کوئی گناہ نہیں لیکن اب تو لوگ امن میں ہیں (اب سفر میں قصر کیوں کیا جائے) حضرت عمرؓ نے فرمایا جس طرح تمہیں تعجب ہوا، مجھے بھی ہوا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اللہ کی طرف سے تم پر ایک صدقہ ہے (یعنی امن کی حالت میں قصر کرنے کی اجازت ایک صدقہ ہے) لہٰذا تم اس صدقہ کو قبول کرو"۔[6]

تعلیم دین کا اہتمام | حضرت عمرؓ نے اپنے گورنروں کو اس بات کی خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ وہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے مطابق اس پر عمل کرنے کا طریقہ سکھائیں۔[7]

حدیث کی حفاظت کا اہتمام | ایک دن حضرت ابو موسیٰؓ حضرت عمرؓ سے ملنے گئے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے اجازت

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم باب الحیاء فی العلم عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب یلبس احسن ما یجد عن ابن عمرؓ وکتاب العیدین وکتاب الجہاد۔ [3] صحیح مسلم کتاب اللباس عن جابرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الاستعفاف عن المسئلۃ عن حکیمؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوماً عن معدانؓ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ عن یعلیٰؓ۔ [7] صحیح مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوماً۔۔۔ عن معدانؓ

[8] اُس وقت تک مَردوں پر ریشمی لباس پہننا حرام نہیں ہوا تھا۔

مانگی، حضرت عمرؓ کسی کام میں بہت زیادہ مشغول تھے، انہیں اجازت نہیں دی۔ جب اس کام سے فارغ ہوئے تو حضرت ابو موسیٰؓ جا چکے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "کیا عبداللہ بن قیسؓ کی آواز میں نے نہیں سُنی تھی؟ اُن کو اندر آنے کی اجازت دو۔" کسی نے کہا "وہ تو چلے گئے"۔ حضرت عمرؓ نے انہیں بُلوایا اور پوچھا "تمہیں انتظار کرنے سے کونسی چیز مانع تھی"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "میں نے تین دفعہ اجازت لی، مجھے اجازت نہیں ملی لہٰذا میں چلا گیا کیونکہ ہمیں اسی بات کا حکم دیا گیا ہے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے جب تم میں سے کوئی تین دفعہ اجازت لے اور اُس کو اجازت نہ ملے تو اُس کو واپس چلا جانا چاہیئے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اِس پر گواہ پیش کرو ورنہ میں تمہیں ایسی سزا دوں گا جو باعث عبرت ہوگی (تاکہ کسی جھوٹے کو فرضی حدیث بیان کرنے کی ہمّت نہ ہو)" حضرت ابو موسیٰؓ گھبرائے ہوئے انصار کی مجلس کی طرف گئے اور اُن سے گواہی کیلئے کہا۔ اُنہوں نے کہا "ہم میں سے کوئی (بڑا) آدمی گواہی نہیں دے گا بلکہ وہ گواہی دے گا جو ہم میں سب سے چھوٹا ہے یعنی ابو سعید خُدریؓ"۔ (مطلب یہ تھا کہ بچّوں کو بھی یہ حدیث معلوم ہے) حضرت ابو سعیدؓ ان کے ساتھ گئے اور گواہی دی۔ حضرت عمرؓ نے ان کی گواہی سُن کر فرمایا "یہ حکم مجھ پر مخفی رہا، بازاروں میں تجارت نے مجھے مشغول رکھا"[1] (اتنے میں حضرت اُبَیّ بن کعبؓ بھی وہاں آگئے) حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "یہ اُبَی بن کعبؓ بھی اس کے گواہ ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "بے شک وہ بھی عادل ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے ابو الطّفیلؓ، یہ ابو موسیٰؓ کیا کہتے ہیں"۔ حضرت اُبَیّ بن کعبؓ نے کہا "میں نے بھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اسی طرح سُنا ہے"۔ اس کے بعد حضرت اُبَیّ بن کعبؓ نے کہا "اے ابن خطّابؓ تم اصحابِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر عذاب نہ بنو"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "سُبحان اللہ (سختی کرنا مقصد نہیں تھا بات صرف اتنی سی تھی کہ) میں نے ایک حدیث سُنی تو میں نے اسے بہتر سمجھا کہ اس کی تحقیق کی جائے (تاکہ کوئی شخص ہر سُنی سُنائی بات کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف منسُوب کرنے کی جُرأت نہ کر سکے)"[2]

مالی جہاد نفس کے جہاد کے ساتھ حضرت عمرؓ مالی جہاد میں بھی حصّہ لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے اللہ کے راستہ میں ایک گھوڑا کسی کو دیا۔ کچھ عرصہ بعد اُس گھوڑے کو بکتا ہوا دیکھا تو چاہا کہ اُسے خرید لیں۔ خریدنے سے پہلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا کہ وہ اس گھوڑے کو خرید سکتے ہیں یا نہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُسے نہ خریدو، اپنے صدقہ کو واپس نہ لو خواہ وہ تمہیں ایک ہی درہم میں کیوں نہ مل رہا ہو"۔[3]

رِقّتِ قلبی ایک دن حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ کے ہمراہ حضرت اُمِّ ایمنؓ سے ملاقات کرنے کو گئے۔ ان دونوں کو دیکھکر وہ رونے لگیں، اُنہوں نے حضرت اُمِّ ایمنؓ سے پوچھا "کیوں روتی ہو؟ جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے (اس دُنیا سے) بہتر ہے"۔ حضرت اُمِّ ایمنؓ نے کہا "میں اس لئے نہیں رو رہی ہوں، میں تو اس لئے رو رہی ہوں کہ (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انتقال سے) آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی"۔ یہ سُن کر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی بے ساختہ رونے لگے[4]

دینی معلومات کیلئے حیاء نہ کرنا ایک دن حضرت عمرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا "مجھے رات کو جنابت ہو جاتی ہے تو کیا بحالتِ جنابت ہم میں سے کوئی سو سکتا ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں،

---

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع باب الخروج فی التجارۃ عن ابی موسیٰؓ وکتاب الاستئذان باب التسلیم والاستئذان ثلاثاً وصحیح مسلم کتاب الآداب باب الاستئذان (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح مسلم کتاب الآداب باب الاستئذان عن ابی موسیٰؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب ہل یشتری صدقتہ عن عمرؓ۔ [4] صحیح مسلم باب من فضائل اُمِّ ایمنؓ عن انسؓ (حضرت اُمِّ ایمنؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پرورش کی تھی صحیح مسلم) [5] حضرت عبداللہ بن قیسؓ

شرمگاہ دھوکر وضو کر لیا کرو اور پھر سو جایا کرو۔" [1]

غیرت اور احکامِ رسولؐ کا احترام | حضرت عمرؓ بہت غیرت دار آدمی تھے، اسی لئے ازواجِ مطہراتؓ کو بھی پردہ کرانے کا بار بار مشورہ دیتے تھے۔ ان کی بیوی مسجد میں آکر صبح و عشاء کی نماز جماعت سے پڑھتی تھیں کسی نے ان سے کہا "تم کیوں گھر سے نکلتی ہو حالانکہ تم جانتی ہو کہ عمرؓ اسے پسند نہیں کرتے، انہیں غیرت آتی ہے"۔ بیوی نے کہا "انہیں مجھے منع کرنے سے کیا چیز مانع ہے؟" اُس شخص نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان انہیں روکتا ہے کہ "اللہ کی بندیوں کو مسجد جانے سے نہ روکو"۔ [2]

حکمِ رسولؐ کا کس قدر احترام ہے، اتنی زیادہ غیرت ہوتے ہوئے بھی اپنی بیوی کو مسجد جانے سے نہیں روکتے۔

اللہ اور رسولؐ کے احکام پر شدت سے عمل | ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سُنا۔ فرمایا "خبردار، اللہ تم کو باپ دادا کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے۔ بس جو شخص قسم کھائے وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے"۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم اس کے بعد میں نے نہ کبھی خود غیر اللہ کی قسم کھائی اور نہ حکایۃً غیر اللہ کی قسم کو بیان کیا"۔ [3]

عدل و انصاف | حضرت عمرؓ عدل و انصاف میں بہت ممتاز تھے۔ وفات کے وقت ایک انصاری نوجوان نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے کہا تھا "آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپ عدل و انصاف کرتے رہے"۔ [4]

امر بالمعروف و نہی عن المنکر | امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بھی بہت سختی سے پابند تھے۔ عین اس عالم میں جبکہ شدید ترین زخموں سے چُور تھے، جو کچھ پلایا جاتا تھا باہر نکل آتا تھا۔ جاں کنی کا عالم تھا کہ ایک نوجوان کے ازار کو لٹکا ہوا دیکھکر بے چین ہو جاتے ہیں، اُس کو بُلا کر ازار اُونچا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ [5]

جاں کنی کا عالم ہے چیخ کر رونے کی آواز سُنتے ہیں تو فوراً منع کرتے ہیں۔ [6]

حضرت عمرؓ نوحہ کرنے والوں کو لکڑی اور پتھر سے مارتے تھے اور اُن کے مُنہ میں خاک ڈالتے تھے۔ [7]

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، ایک مہاجر صحابی تشریف لائے، حضرت عمرؓ نے انہیں پکار کر کہا "یہ کونسا وقت ہے؟" (یعنی اتنی دیر میں کیوں آئے) اُنہوں نے جواب دیا کہ میں کسی کام میں مشغول تھا (دفعۃً) اذان کی آواز سُنائی دی، لہٰذا میں وضو کر کے فوراً آگیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا "صرف وضو کرنا بھی (غلطی ہے) حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم دیا کرتے تھے"۔ [8]

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص آیا اور اُس نے کہا "کون درہموں کو سونے کے عوض فروخت کرتا ہے"۔ حضرت طلحہؓ نے کہا "ہمیں سونا بتاؤ اور پھر دوبارہ آؤ جب ہمارا خادم آجائیگا تو ہم درہم تمہیں دیدیں گے"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہرگز نہیں، یا تو درہم ابھی دو ورنہ سونا واپس کر دو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "چاندی کو سونے کے عوض فروخت کرنا سود ہے سوائے اس صورت کے کہ سودا نقد ہو"۔ [9]

عُجب سے منزّہ۔ اعمالِ نیک پر فخر نہیں کرتے تھے | ایک دن حضرت عمرؓ حضرت ابو موسیٰؓ سے کہنے لگے "کیا تم اسے پسند

---

[1] صحیح بخاری کتاب الغسل باب نوم الجنب باب الجنب یتوضأ، عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب لا تحلفوا آبائکم عن ابن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الایمان۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [5] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الجنائز عن انسؓ وغیرہ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب البکاء عند المریض۔ [8] صحیح بخاری باب فضل الغسل یوم الجمعۃ و صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن ابن عمرؓ۔ [9] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الربا۔

کرتے ہو کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہمارا اسلام، ہجرت، جہاد اور تمام نیک اعمال برقرار رکھے جائیں اور جس قدر اعمال ہم نے بعد میں کئے ہیں اُن سے برابر سرابر چھوٹ جائیں"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم ہم نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد جہاد کئے ہیں۔ نمازیں پڑھی ہیں۔ روزے رکھے ہیں۔ نیکیاں کی ہیں۔ ہمارے ہاتھ پر بہت سے لوگ مسلم ہوئے ہیں۔ ہم بے شک ان اعمال سے بھی ثواب کی اُمید رکھتے ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اُس ہستی کی قسم جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے میں تو اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ ہمارے عہدِ رسالت کے اعمال قائم رہیں اور جس قدر اعمال ہم نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کئے ہیں اُن میں برابر سرابر چھوٹ جائیں"۔ اسی گفتگو کے سلسلہ میں حضرت ابو موسیٰؓ کے صاحبزادہ حضرت ابو بردہؓ نے ایک دن حضرت ابن عمرؓ سے کہا "اللہ کی قسم، آپ کے والد یقیناً میرے والد سے بہتر تھے"۔[1]

جذبۂ ضیافت ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ فاقہ سے تھے۔ جب سخت بھوک لگی تو حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور انہیں قرآن مجید کی ایک آیت سُنائی۔ حضرت عمرؓ گھر میں گئے اور حضرت ابو ہریرہؓ کے اندر آنے کیلئے دروازہ کھولا۔ حضرت ابو ہریرہؓ آگے بڑھے تو بھوک کی وجہ سے مُنہ کے بَل گر پڑے (حضرت عمرؓ دروازہ کھول کر اندر چلے گئے، اُنہیں حضرت ابو ہریرہؓ کے گرنے کی خبر نہیں ہوئی۔ گرنے کے کچھ دیر بعد) حضرت ابو ہریرہؓ نے دیکھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے سرہانے کھڑے ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابو ہریرہؓ کو اپنے ساتھ لے گئے اور اُنہیں دودھ پلایا۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ جب حضرت عمرؓ سے ملے تو اپنی بھوک کا حال سُنایا اور کہا کہ میری بھوک دور کرنے کا ذمّہ اُنہوں نے اُٹھایا جو اس کام کے تم سے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اگر مجھے تمہاری ضیافت نصیب ہوتی تو وہ مجھے سُرخ اُونٹوں سے زیادہ پسندیدہ ہوتی"۔[2]

حضرت عمرؓ کی غیرتِ ایمانی جب منافقین کے سردار عبداللہ بن اُبیّ کی موت واقع ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کھڑے ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دامن پکڑ کر عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ اس کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ فلاں دن اس نے یہ یہ کہا تھا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرائے اور فرمایا "اے عمرؓ ہٹ جاؤ"۔ انہوں نے پھر عرض کیا "یہ تو منافق ہے اور منافق کیلئے استغفار کرنے کی اللہ نے ممانعت فرمائی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "استغفار کرنے کا مجھے اختیار دیا گیا ہے، اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی بخشش ہو سکتی ہے تو میں ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ جنازہ پڑھائی، اللہ تعالیٰ نے آئندہ کیلئے منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھانے کی ممانعت فرما دی۔ اللہ تعالیٰ کی اس تائید کے باوجود حضرت عمرؓ اپنی اس جُرأت پر تعجّب کرتے تھے اور فرماتے تھے (کہ حکمِ الٰہی کی تائید کے باوجود یہ حقیقت ہے) کہ اللہ اور اس کا رسُولؐ ہی زیادہ جانتے ہیں"۔[3]

سُنّت کی جستجو ایک دفعہ (عید کے موقع پر) حضرت عمرؓ نے حضرت ابو واقد لیثیؓ سے دریافت کیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں کونسی سُورتیں پڑھتے تھے؟" حضرت ابو واقدؓ نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (عید کی نماز میں) سُورۂ 'ق' اور سُورۂ قمر تلاوت کرتے تھے"۔[4]

---

[1] صحیح بخاری باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابی بردۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب قول اللہ تعالیٰ کُلُوا من طیّبات عن ابی ہریرہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما یکرہ من الصّلوٰۃ علی المنافقین وکتاب التفسیر سُورۃ التوبۃ وکتاب اللباس ورواہ مسلم فی صحیحہ مختصراً فی باب فضائل عمرؓ وکتاب صفات المنافقین عن ابن عمرؓ وجابرؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب العیدین۔ حضرت عمرؓ نے توثیق کیلئے دریافت کیا یا اس لئے دریافت کیا کہ بعد میں آنے والے خلفاء کو یہ سبق دیں کہ وہ سُنّت کی جستجو اور اُس پر عمل کرنے کے سلسلہ میں کوتاہی نہ کریں۔

سُنّت سے محبّت | ایک مرتبہ مدینہ منوّرہ میں وبا پھیل گئی حضرت عمرؓ کے سامنے سے جنازہ گُذرا۔ لوگوں نے اس کی تعریف کی، حضرت عمرؓ نے فرمایا "واجب ہوگئی"۔ پھر دوسرا جنازہ گُذرا۔ لوگوں نے اس کی بھی تعریف کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "واجب ہوگئی"۔ پھر تیسرا جنازہ گُذرا، لوگوں نے اس کی برائی کی حضرت عمرؓ نے فرمایا "واجب ہوگئی"۔ حضرت ابو الاسوّدؒ نے پُوچھا "اے امیر المؤمنین کیا چیز واجب ہوگئی؟" حضرت عمرؓ نے کہا میں نے تو اسی طرح کہا ہے جس طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہا تھا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں "جس مسلم پر چار آدمی بھلائی کی گواہی دیں اللہ اُسے جنّت میں داخل کریگا"۔ صحابہؓ نے پوچھا "تین؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تین بھی"۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا "دو؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دو بھی"۔ [1]

حجرِ اسود کو محض سُنّت کی اتّباع میں چُوم لیا کرتے تھے۔ طواف کرتے وقت بیان کرتے تھے کہ رمل کا مقصد باقی نہیں رہا لیکن کیونکہ رمل کرنا سُنّت ہے لہٰذا ہم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے۔ [2]

حُبِّ رسُولؐ | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ مجھے اپنی جان کے علاوہ سب سے زیادہ محبوب ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (یہ کافی) نہیں ہے۔ جب تک تم مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ سمجھو (صحیح معنوں میں محبِّ رسُولؐ نہیں بن سکتے)" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اب آپؐ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عمرؓ۔ اب (تم حقیقی معنوں میں محبِّ رسُولؐ ہوئے)" [3]

خلافِ سُنّت قراءت پر غصّہ | ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت ہشام بن حکیمؓ کو سُورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سُنا۔ ان کا طرزِ قراءت اُس طریقہ کے خلاف تھا جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو سکھایا تھا۔ حضرت عمرؓ کو (بہت غصّہ آیا اور) قریب تھا کہ اُن کے ساتھ جلدی کریں لیکن اُنہوں نے اُن کو مُہلت دی یہاں تک کہ اُنہوں نے نماز ختم کی۔ نماز کے بعد حضرت عمرؓ اُن کو کھینچتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ "یہ اس طریقہ سے قراءت نہیں کر رہے تھے جس طریقہ سے آپؐ نے مجھے قراءت سکھائی تھی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو چھوڑ دو" (انہوں نے چھوڑ دیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "سُناؤ"۔ حضرت ہشامؓ نے قراءت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُننے کے بعد فرمایا "اسی طرح نازل ہوئی ہے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا "تم سُناؤ"۔ حضرت عمرؓ نے قراءت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُننے کے بعد فرمایا "اس طریقہ سے بھی نازل ہوئی ہے"۔ پھر فرمایا "بے شک یہ قرآن سات لہجوں میں نازل کیا گیا ہے ان میں سے تمہیں جو لہجہ آسان معلوم ہو اُس لہجہ سے پڑھ سکتے ہو"۔ [4]

سخاوت | اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے بہت زیادہ مشتاق رہتے تھے۔ خیبر کی زمین جو ان کے خیال میں ان کا سب سے بہتر مال تھا اللہ کے راستہ میں خیرات کر دی۔ [5]

اصابتِ رائے اور مردم شناسی | حضرت عمرؓ بڑے صائب الرّائے اور مردم شناس تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں "میں نے حضرت عمرؓ کو جب کسی بات کے متعلّق یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں اُسے ایسا سمجھتا ہوں تو وہ ویسا ہی ہوتا جیسا وہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک۔ [3] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب کیف کان یمین رسُولِ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عبداللہ بن ہشامؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاستقراض باب کلام الخصوم بعضہم فی بعض عن عمرؓ وکتاب فضائل القرآن باب سبعۃ احرف۔
[5] صحیح بخاری کتاب الشروط عن ابن عمرؓ۔

گمان کرتے تھے۔ ایک دن حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی اثنار میں ایک خوبصورت آدمی اُن کے پاس سے گذرا۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اگر میرا خیال غلط (نہیں) ہے تو یہ شخص اپنے اُسی دین پر ہے جو ایّامِ جاہلیّت میں تھا، یا یہ کبھی کاہن تھا"۔ یہ کہکر حضرت عمرؓ نے فرمایا "اس شخص کو میرے پاس لاؤ"۔ وہ شخص آپ کے پاس آیا۔ حضرت عمرؓ نے اُس سے وہی بات کہی۔ اُس نے کہا آج سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ایک مسلم سے اس قسم کی باتیں کی گئی ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا "میں تمہیں قسم دیتا ہوں سچ سچ بتاؤ"۔ اُس نے کہا "ہاں میں ایّامِ جاہلیّت میں کاہن تھا"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "سب سے زیادہ تعجّب انگیز بات جو تم نے اپنی جِنّیہ سے سُنی کونسی تھی؟" اُس نے کہا "ایک دن میں بازار میں چلا جارہا تھا کہ وہ میرے پاس آئی، مجھے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ وہ بہت خوفزدہ ہے۔ وہ یہ کہہ رہی تھی کیا تم نے دیکھا کہ اس وقت جنّات کس حیرت کے عالم میں ہیں، وہ (اپنے غلبہ سے) مایوس ہوچکے ہیں، مغلوبیت ان پر منڈلا رہی ہے اور کیا تم نے یہ بھی دیکھا کہ اب وہ اُونٹ والوں، چادر اوڑھنے والوں کے تابع ہونے والے ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "تم سچ کہتے ہو"۔ [1]

ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی ازواجؓ سے کچھ ناراض ہوگئے۔ حضرت عمرؓ نے ازواجِ مطہّراتؓ کو سمجھایا کہ تمہیں ایسا نہ کرنا چاہئے اللہ تم سے بہتر بیویاں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عطار فرما سکتا ہے۔ ایک زوجۂ مطہّرہؓ نے کہا "اے عمرؓ، کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نصیحت نہیں کرسکتے جو تم اُن کی ازواج کو نصیحت کرتے ہو"۔ حضرت عمرؓ کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے نبیؐ کی بیویو!)

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ الخ {تحریم ۵}

اگر نبیؐ تم کو طلاق دے دے تو اللہ تمہارے بدلہ میں تم سے بہتر مسلمہ مؤمنہ فرمانبردار.... بیویاں ان کو عطار کردے گا۔ [2]

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ مقامِ ابراہیمؑ کو مصلّٰے بنا لیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رائے کو منظور فرما کر مقامِ ابراہیمؑ کو مصلّٰے بنانے کا حکم نازل فرمایا۔ [3]

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اپنی ازواجؓ کو پردہ کرائیے"۔ اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی۔ [4]

جنگِ بدر کے قیدیوں کے متعلّق حضرت عمرؓ نے جو مشورہ دیا اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید فرمائی۔ [5]

عِلمی مشاغِل | حضرت عمرؓ کو علمی باتوں سے گہری دلچسپی تھی۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے صحابۂ کرامؓ سے پوچھا "کیا تم جانتے ہو کہ اس آیت کا کیا مفہوم ہے؟"

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ {بقرہ ۲۶۶}

کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو اچھا سمجھتا ہے کہ اُس کا ایک باغ ہو جس میں کھجور اور انگور کے درخت ہوں، اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں۔ اس میں ہر قسم کے میوے ہوں۔ پھر اُس شخص کو بڑھاپا آجائے اور اُس کی اولاد چھوٹی ہو (ایسی حالت میں) اس باغ کو بُولگ جائے، تمام درخت جل جائیں (تو بتاؤ اُس پر کیا گذرے گی) اللہ اسی طرح آیات بیان کرتا ہے تاکہ تم غور کرو۔

---

[1] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام عمرؓ عن ابنِ عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سورۃ البقرۃ تفسیرُ اتخذوا من مقام ابراہیمؑ مصلّٰی وسُورۃ التحریم) [3] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سورۃ البقرۃ) [4] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سورۃ البقرۃ تفسیرُ اتخذوا من مقامِ ابراہیمؑ مصلّٰی) [5] صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ۔

سب نے کہا اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے غصّہ سے فرمایا "یا تو جاننے کا اقرار کرو یا یہ کہو کہ ہم نہیں جانتے"۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا "مجھے اس کا کچھ علم ہے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے بھتیجے بیان کرو، اپنے کو حقیر نہ سمجھو"۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا "اس میں عمل کی مثال بیان کی گئی ہے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "کس عمل کی؟" حضرت ابن عباسؓ نے کہا "عمل کی"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اس آیت میں اُس شخص کی مثال بیان کی گئی ہے جس نے پہلے تو اچھے اچھے عمل کئے، پھر اللہ نے اُس کی طرف شیطان بھیجا (شیطان کے بہکانے سے) اُس نے بُرے عمل کئے اور نیک عملوں کو غارت کر دیا"[1] (جس طرح باغ والے کو عین ضرورت کے وقت باغ کے پھل کام نہ آئے اسی طرح آخر وقت میں بُرے عمل کرنے والے کو اُس کے اچھے عمل جو اُس نے پہلے کئے تھے کام نہیں آئیں گے)"

حضرت عمرؓ عید کا اضافہ نہ کر سکے ایک مرتبہ یہودیوں نے حضرت عمرؓ سے کہا "تم لوگ ایک آیت پڑھتے ہو، اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کونسی آیت؟" اُنہوں نے کہا:-

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ {مائدہ} آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا "مجھے معلوم ہے کہ یہ آیت کب اور کہاں نازل ہوئی۔ اللہ کی قسم ہم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ عرفہ کے دن بروز جمعہ عرفات میں تھے جب یہ آیت نازل ہوئی"[2] (یعنی حضرت عمرؓ نے باوجود علم کے عرفہ کو عید مقرر نہیں کیا)

حکمِ الٰہی کے سامنے حضرت عمرؓ کا جھک جانا ایک مرتبہ عُیینہ بن حصن بن حذیفہ اپنے بھتیجے حضرت حُر بن قیسؒ کے پاس آئے۔ حضرت حُرؒ اُن لوگوں میں سے تھے جن کو حضرت عمرؓ اپنے پاس بٹھایا کرتے تھے۔ ان ہی لوگوں پر حضرت عمرؓ کی مجلس شوریٰ مشتمل تھی، یہ سب لوگ عالمِ دین تھے، ان میں بوڑھے، جوان ہر قسم کے لوگ شامل تھے۔ عُیینہ نے حضرت حُر سے کہا "حضرت عمرؓ کے ہاں تمہارا بڑا مرتبہ ہے، میرے حاضر ہونے کی بھی اجازت دلوا دو"۔ حضرت حُر نے کہا "میں اجازت دلوا دوں گا"۔ عیینہ (کو اجازت ملی، وہ) جب حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے "اللہ کی قسم نہ تو آپ ہمیں کچھ دیتے ہیں اور نہ ہمارے درمیان آپ انصاف کرتے ہیں"۔ حضرت عمرؓ کو غصّہ آگیا، یہاں تک کہ اُنہوں نے مارنے کا ارادہ کیا۔ حضرت حُرؒ نے کہا "اے امیر المؤمنین، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا ہے:-

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ○ {اعراف ۱۹۹} معاف کر دیا کرو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔

اور (اے امیر المؤمنین) بیشک یہ شخص جاہلوں میں سے ہے"۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں "حضرت عمرؓ نے اُس سے کچھ نہ کہا اور وہ (ہمیشہ) کتابُ اللہ کے مقابلہ میں اپنے ارادہ سے رُک جایا کرتے تھے (کتابُ اللہ کے مطابق عمل کرتے تھے)"[3]

حضرت عمرؓ کے حق میں کہاں حضرت ابنِ عباسؓ کی یہ شہادت اور کہاں وہ تاریخی خرافات جو ان کی طرف منسوب ہیں۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے پُوچھا "اگر میں جُنبی ہو جاؤں اور مجھے پانی نہ ملے تو کیا کروں؟" حضرت عمرؓ نے فرمایا "نماز نہ پڑھو (جب تک نہانہ لو)" حضرت عمارؓ نے جو اُس وقت وہاں موجود تھے کہا "اے امیر المؤمنین کیا آپ کو یاد نہیں کہ آپ اور میں ایک لشکر میں تھے، دونوں جنبی ہو گئے، پانی نہ مل سکا تو آپ نے تو نماز نہیں پڑھی اور میں نے مٹی میں لوٹ لگائی اور نماز پڑھ لی (پھر اس بات کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے کیا گیا)

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ البقرۃ) عن ابن عباسؓ وعبید بن عمرؓ [2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سورۃ المائدۃ) عن طارقؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ الاعراف) عن ابن عباس وکتابُ الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (مجھ سے) فرمایا "تمہارے لئے بس اتنا کافی تھا کہ دونوں ہاتھ زمین پر مارتے پھر (ہاتھوں پر) پھونک مارتے پھر ان دونوں سے اپنے چہرہ پر اور دونوں ہاتھوں پر پہنچوں تک مسح کر لیتے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے عمارؓ (مجھے تو یاد نہیں) اللہ سے ڈرو (یہ تم کیا کہہ رہے ہو)" حضرت عمارؓ نے کہا "آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے بیان نہ کروں!" حضرت عمرؓ نے کہا "(نہیں، ضرور بیان کرو، مگر) تمہاری روایت کی ذمّہ داری تم ہی پر ہوگی (مجھ پر نہیں ہوگی اس لئے کہ مجھے تو یاد ہی نہیں)"[1]

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عمارؓ کی یادداشت اور اُن کی روایت پر اعتماد کرتے ہوئے حدیث کو تسلیم کر لیا اور اپنے فتوے سے رجُوع کر لیا۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قُربت پر حضرت عمرؓ کا فخر کرنا حضرت عمرؓ اس بات پر فخر کرتے تھے کہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معیّت میں رہے۔ آپؐ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔

جب حبشہ کے مہاجرین جن میں حضرت اسماءؓ بنتِ عُمیسؓ بھی تھیں کشتی میں سوار ہو کر مدینہ منوّرہ پہنچے تو ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت اسماءؓ سے کہا "ہم نے ہجرت میں تم پر سبقت کی (یعنی مدینہ منوّرہ ہم تم سے پہلے پہنچے) لہٰذا ہم تم سے زیادہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حقدار ہیں"۔ حضرت اسماءؓ خفا ہو گئیں اور کہنے لگیں "اے عمرؓ ہم نے غلط بات کہی، اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھوکوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے، جاہلوں کو نصیحت کیا کرتے تھے اور ہم حبشہ میں دشمن کے مُلک میں ایک دور دراز مقام پر تھے (وہاں ہمیں تکلیفیں پہنچتی تھیں) اور یہ سب کچھ ہم اللہ اور رسُولؐ کیلئے برداشت کرتے تھے"۔ پھر حضرت اسماءؓ نے اس کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ تم سے زیادہ میرے حقدار نہیں ہو سکتے، ان کی اور اُن کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور اے کشتی والو! تمہاری دو ہجرتیں ہیں"۔[2]

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عثمانؓ کا اسلام قبول کرنا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوتِ اسلام کے آغاز کے کچھ ہی عرصہ بعد حضرت عثمانؓ نے اسلام قبول کر لیا۔[3]

حضرت عثمانؓ کی ہجرت جب کفارِ مکّہ کے مظالم نے شدّت اختیار کی تو حضرت عثمانؓ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ حضرت عثمانؓ نے دو ہجرتیں کیں، ایک مرتبہ حبشہ کی طرف اور دوسری مرتبہ مدینہ منوّرہ کی طرف۔[4]

جنگِ بدر سے غیر حاضری حضرت عثمانؓ جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی زوجہ جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی تھیں ان ایّام میں سخت بیمار ہو گئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (ان کو تیمارداری کے لئے مدینہ منوّرہ میں چھوڑ دیا اور بطور تسلّی کے) اُن سے فرمایا "بے شک تمہیں وہی اجر ملیگا جو بدر میں شریک ہونیوالوں کو ملیگا اور (مالِ غنیمت میں سے تمہیں اُتنا ہی) حصّہ بھی ملیگا (جتنا شریک ہونے والوں کو ملیگا)"[5]

---

[1] صحیح مسلم کتاب التیمم عن عبدالرحمٰن بن ابزیؓ۔ [2] صحیح مسلم باب من فضائل جعفرؓ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ عن عبیداللہ بن عدیؒ۔ [4] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ عن عبیداللہ بن عدیؒ وباب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [5] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب اذا بعث الامام رسولاً فی حاجۃ عن ابن عمرؓ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عثمانؓ حکماً بدری صحابی ہیں۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ جنگِ بدر میں شریک ہوں لیکن مجبوراً نہ ہوسکے۔ شریک نہ ہونے پر وہ غمگین تھے، یہی وجہ ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تسلّی کرنی پڑی۔

جنگِ اُحد میں شرکت | حضرت عثمانؓ جنگِ اُحد میں شریک ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چند لوگوں کو ایک گھاٹی پر متعیّن کر دیا تھا اور اُن سے یہ فرما دیا تھا کہ بغیر میری اجازت کے یہاں سے نہ ہٹنا، لیکن ان میں سے کچھ لوگوں نے فتح ہوتے ہی اس جگہ کو چھوڑ دیا۔ اس نافرمانی کی وجہ سے مسلمین سخت آزمائش میں مُبتلا ہو گئے اور بعض لوگ بھاگنے لگے۔ حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں جب چند منافقین نے ان کے خلاف سازش کی تو ان کی تنقیص میں ایک بات یہ بھی کہی کہ وہ بھی جنگِ اُحد میں بھاگ گئے تھے۔ ایک شخص نے اعتراضاً اس بات کا ذکر حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کیا، اُنہوں نے ان کے بھاگ جانے کو تسلیم کیا اور یہ آیت پڑھی :-

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ {آل عمران ۱۵۵} بیشک اللہ نے ان لوگوں کو (جن کے قدم میدانِ جنگ میں اُکھڑ گئے تھے) معاف کر دیا۔ یقیناً اللہ بخشنے والا، بردبار ہے۔

پھر فرمایا "اللہ نے تو معاف کر دیا لیکن تم معاف کرنے کیلئے تیار نہیں"۔ اس پر وہ لاجواب ہو گیا۔[1]

بیعتِ رضوان | جب کُفّارِ مکّہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عُمرہ کرنے سے روک دیا تو اُن سے گفتگو کرنے کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمانؓ کو اُن کے پاس بھیجا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کام کیلئے حضرت عثمانؓ کو اس لئے منتخب کیا کہ مکّہ والوں میں وہ بہت باعزّت تھے۔ حضرت عثمانؓ کے مکّہ جانے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہاد کیلئے بیعت لی۔ تمام لوگوں نے بیعت کی، حضرت عثمانؓ کیونکہ موجود نہیں تھے اس لئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے"۔ پھر اس کو اپنے (بائیں) ہاتھ پر مار کر فرمایا "یہ عثمانؓ کی بیعت ہے"۔[2]

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ۔ گویا حضرت عثمانؓ بڑے شاندار طریقہ پر بیعتِ رضوان میں شریک تھے کیونکہ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ {فتح ۱۸} کے بمصداق بیعتِ رضوان میں شریک ہونے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہے لہٰذا حضرت عثمانؓ سے بھی اللہ تعالیٰ راضی ہے۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت

حضرت عثمانؓ کا خلیفہ منتخب ہونا | حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا تھا کہ خلافت کا مستحق میں علیؓ، عثمانؓ زبیرؓ، طلحہؓ، سعدؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے زیادہ کسی کو نہیں سمجھتا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی انتقال کے وقت تک ان سے راضی رہے (لہٰذا ایسی کوئی بات نہیں جو ان کی خلافت کے سلسلہ میں مانع ہو) بس جس شخص کو یہ لوگ میرے بعد خلیفہ بنا دیں تو وہی خلیفہ ہے، اس کی بات سُننا اور اس کی اطاعت کرنا۔

الغرض حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد یہ چھ آدمی امارت کا فیصلہ کرنے کیلئے جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد و کتاب الجہاد باب مایکرہ من التنازع فی الحرب و کتاب احادیث الانبیاء باب مناقب عثمانؓ عن ابن عمرؓ۔

[2] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ عن ابن عمرؓ۔

کہا" اس کام میں ہم میں سے تین آدمی باقی تین آدمیوں کے حق میں دستبردار ہوجائیں"۔ حضرت زبیرؓ نے کہا "میں علیؓ کے حق میں دستبردار ہوتا ہوں"۔ حضرت طلحہؓ نے کہا "میں عثمانؓ کے حق میں دستبردار ہوتا ہوں"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے حق میں دستبردار ہوتا ہوں"۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے کہا "تم میں سے کون اس امارت سے دستبردار ہوتا ہے، جو شخص دستبردار ہوجائے گا ہم انتخابِ امیر کا فیصلہ اُسی کے سپرد کردیں گے اور اس پر اللہ اور اسلام کا واسطہ ہوگا کہ وہ اپنے دل میں جس کو بہتر سمجھتا ہو اُسے خلیفہ مقرر کردے" حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے کوئی جواب نہیں دیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا "میں تو تم سے اس معاملہ میں جھگڑنے والا نہیں ہوں (مجھے خلافت کی خواہش نہیں) اگر تم لوگ چاہو تو مَیں تم میں سے ایک کو منتخب کردوں، بتاؤ کیا تم اس کام کو میرے حوالہ کرتے ہو، مجھ پر اللہ کا واسطہ ہوگا کہ میں تم میں سے جو بہتر ہو اُسے خلیفہ بنانے میں کوتاہی نہ کروں"۔ ان دونوں نے کہا "ہاں (ہمیں منظور ہے)" یہ جواب سُنکر حضرت عبدالرحمٰنؓ انتخاب کے کام میں مشغول ہوگئے۔ تین راتیں انہوں نے اس کام میں صَرف کردیں۔ ان راتوں میں وہ بہت کم سوئے۔ لوگ آتے تھے اور اُنہیں مشورہ دیتے تھے۔ تیسری رات کو وہ حضرت مِسوَر بن مخرمہؓ کے مکان پر آئے۔ زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت مِسوَرؓ جاگ گئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان سے کہا جاؤ زبیرؓ اور سعدؓ کو بُلا لاؤ۔ حضرت مِسوَرؓ ان دونوں کو بُلا کر لائے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان دونوں سے مشورہ کیا، پھر حضرت علیؓ کو بُلوایا اور رات گئے تک ان سے بات کرتے رہے۔ حضرت مِسوَرؓ کہتے ہیں "جب علیؓ ان کے پاس سے اُٹھے تو (ایسا محسُوس ہوتا تھا کہ) حضرت علیؓ کے دل میں خلافت کی خواہش تھی اور حضرت عبدالرحمٰنؓ کو ان سے کچھ اندیشہ تھا"۔ حضرت علیؓ کے جانے کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ کو بلوایا۔ جب وہ آگئے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ اُن سے بات کرتے رہے یہاں تک کہ صبح کی اذان ہوگئی۔ صبح کی نماز کے بعد تمام لوگ منبر کے پاس جمع ہوگئے۔ پھر سب مہاجرین و انصار اور کُل اُمرائے لشکر طلب کئے گئے۔ اُمرائے لشکر حضرت عمرؓ کے ساتھ حج میں شریک تھے (اور ابھی مدینہ منوّرہ ہی میں تھے کہ حضرت عمرؓ شہید ہوگئے) جب سب لوگ جمع ہوگئے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا "تمہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے قرابت اور اسلام میں قدامت کی فضیلت حاصل ہے۔ اگر میں تمہیں خلیفہ بناؤں تو تم انصاف کرنا اور اگر میں عثمانؓ کو خلیفہ بناؤں تو تم ان کی بات سُننا اور اطاعت کرنا"۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑا اور اُن سے بھی یہی باتیں کیں۔ جب حضرت عبدالرحمٰنؓ ان سے عہد لے چکے تو ایک خطبہ دیا۔ خطبہ میں اُنہوں نے (حمد و ثنا کے بعد کہا) "امّا بعد، اے علیؓ، میں نے لوگوں کو دیکھا کہ عثمانؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے لہٰذا تم میری طرف سے اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرنا"۔ حضرت علیؓ (سمجھ گئے کہ حضرت عثمانؓ خلیفہ ہونے والے ہیں تو قبل اس کے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ اس بات کا اعلان کریں انہوں) نے حضرت عثمانؓ کو مخاطب کرکے کہا "میں اللہ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اُن کے بعد کے دونوں خلفاء کی سُنّت پر تم سے بیعت کرتا ہوں"۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا "اپنا ہاتھ اُٹھاؤ"۔ (اُنہوں نے ہاتھ اُٹھایا) حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اُن کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی (اگرچہ وہ زبانی بیعت تو پہلے ہی کر چکے تھے) پھر مہاجرین و انصار، امرائے لشکر اور تمام مسلمین نے بیعت کی[1]

کتنی خوبصورتی اور خلوص کے ساتھ یہ معاملہ طے ہوگیا لیکن افسوس ہے کہ دشمنانِ اسلام نے مختلف قسم کی افترا

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب مناقبِ عثمانؓ عن عمرو بن میمونؒ و کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس عن مِسوَر بن مخرمہؓ۔

پردازیاں کرکے اِسے کیا سے کیا بنادیا اور ہمارے مؤرخین نے بھی بغیر تحقیق وتنقید کے ان افتراء پردازیوں کو اپنی اپنی کتابوں میں درج کرلیا۔

حدیث میں حضرت عثمانؓ کی خلافت کی طرف اشارہ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چاہِ اریس پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں جنّت کی بشارت دی۔ پھر حضرت عمرؓ آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں بھی جنّت کی بشارت دی۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں بھی جنّت کی بشارت دی اور ایک آزمائش کی اطلاع دی جو اُنہیں پہنچنے والی تھی۔[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُہر خلیفہ ہونے کے بعد حضرت عثمانؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُہر اپنے ہاتھ میں پہن لی۔[2]

مسجدِ نبوی کی تعمیر وتوسیع مسجدِ نبوی میں کچھ توسیع حضرت عمرؓ نے کی تھی، حضرت عثمانؓ نے اس میں مزید اضافہ کیا اور مسجد کو پہلے سے بہت زیادہ وسیع کردیا۔ دیواریں (چونہ) گچ کی بنوائیں اور اُن میں منقّش پتّھر لگوائے۔ ستون بھی نقشین پتّھروں کے بنوائے اور چھت ساکھو کی لکڑی کی بنوائی۔[3]

حضرت عثمانؓ کی تعمیر پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا، حضرت عثمانؓ نے فرمایا تم لوگوں نے اس سلسلہ میں بہت کچھ کہا ہے اور بے شک میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے "جس نے اللہ (کی رضامندی) کیلئے مسجد بنوائی تو اللہ اُس کیلئے اسی کے مثل جنّت میں مکان بناتا ہے"۔[4] (اس حدیث کی روشنی میں میں نے اس قسم کی مسجد بنوائی ہے لہٰذا اعتراض کی کوئی وجہ نہیں ہے)

تنبیہی اعلان برائے نمازِ جمعہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانوں میں جمعہ کی اذان اُس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو مُسلمین کی تعداد بہت زیادہ ہوچکی تھی (اذان کی آواز سب تک نہیں پہنچتی تھی) اس لئے حضرت عثمانؓ نے زوراء کے مقام پر ایک اعلان کا اضافہ کردیا (تاکہ بازار والے متنبّہ ہوجائیں)۔[5]

حضرت ابوذرؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کا اختلاف حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت ابوذرؓ ملک شام میں اقامت پذیر تھے۔ ان میں اور حضرت امیر معاویہؓ میں (جو وہاں گورنر تھے) مندرجہ ذیل آیت کے سلسلہ میں کچھ اختلاف ہوگیا:-

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ---- (توبۃ ۳۴)

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (ان کو دردناک عذاب ہوگا)

حضرت امیر معاویہؓ کہتے تھے کہ یہ آیت اہلِ کتاب کے حق میں نازل ہوئی ہے حضرت ابوذرؓ کہتے تھے کہ ہمارے اور اہلِ کتاب دونوں کے متعلّق نازل ہوئی ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو ان کی شکایت لکھی (کہ وہ مال جمع کرنے کو قطعًا ناجائز کہتے ہیں) حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذرؓ کو لکھا کہ وہ مدینہ منوّرہ آجائیں۔ حضرت ابوذرؓ مدینہ منوّرہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء ابواب مناقب ابی بکرؓ عن ابی موسیٰؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب اللباس باب ہل یجعل نقش الخاتم ثلاثۃ اسطر عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب بنیان المسجد عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من بنی مسجدًا وصحیح مسلم باب فضل بناء المسجد وکتاب الزہد۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الاذان یوم الجمعۃ عن سائبؓ۔

آگئے۔ مدینہ منورہ میں لوگ ان کے پاس کثرت سے آنے جانے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اُنہوں نے اُن کو پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا (حضرت ابوذرؓ پریشان ہوگئے تو) اُنہوں نے اس کا ذکر حضرت عثمانؓ سے کیا۔ حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا "اگر تم چاہو تو قریب ہی کہیں منتقل ہو جاؤ (تاکہ تمہیں سکون مل جائے)" حضرت ابوذرؓ رَبَذہ مقام میں منتقل ہوگئے۔[1]

حج تمتّع کے سلسلہ میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا اختلاف | حضرت عثمانؓ نے حجِ تمتّع سے منع کیا، ان کا خیال تھا کہ حج اور عمرہ دونوں کو (علیٰحدہ علیٰحدہ احرام کے ساتھ) جمع نہ کیا جائے۔ جب حضرت علیؓ نے ان کی یہ بات سُنی تو کہنا شروع کیا "لَبَّیْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ" یعنی میں حج اور عمرہ دونوں کے لئے حاضر ہوں اور اسی کا حکم دینے لگے حضرت عثمانؓ نے ان کی یہ بات سُنی تو اس سلسلہ میں ان سے گفتگو کی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "کیا آپ اُس چیز سے منع کرتے ہیں جس کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا ہے"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "تم مجھے چھوڑ دو"۔ حضرت علیؓ نے کہا "میں آپ کو نہیں چھوڑ سکتا، اور نہ کسی کے کہنے سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کو چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ کو بھی معلوم ہے کہ ہم نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معیت میں حج تمتّع کیا ہے"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "ہاں یہ تو ٹھیک ہے لیکن ہم اُس وقت خوف کی حالت میں تھے"۔ یہ کہہ کر حضرت علیؓ نے حج اور عمرہ دونوں کیلئے لبّیک کہنا شروع کر دیا (حضرت عثمانؓ خاموش ہوگئے)[2]

ارکانِ حج میں سُنّت کی پیروی | دورانِ حج حضرت عثمانؓ مزدلفہ میں اقامت گزیں ہوئے (دس ذوالحجہ کی رات وہاں گذاری پھر) خوب روشنی ہونے تک وہاں ٹھہرے رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا "اگر امیر المؤمنین اِس وقت چلدیں تو سُنّت کے مطابق ہو"۔ عبدالرحمٰن بن یزیدؒ کہتے ہیں "میں نہیں جانتا کہ ابن مسعودؓ کا یہ قول پہلے واقع ہوا یا حضرت عثمانؓ کا (مزدلفہ سے) کوچ پہلے واقع ہوا (یعنی حضرت عثمانؓ سُنّت کے مطابق ہی وہاں سے روانہ ہوگئے اور) پھر وہ برابر لبّیک کہتے رہے یہاں تک کہ قربانی کے دن جمرۂ عقبہ پر کنکریاں ماریں۔[3]

صدقات کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دستور العمل کی پیروی | محمد بن حنفیہؒ کہتے ہیں "اگر حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کی کچھ بُرائی کرتے تو اُس دن ضرور کرتے جس دن کچھ لوگ آئے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کے عاملوں کی شکایت کی۔ حضرت علیؓ نے مجھ سے فرمایا 'یہ کتاب لیکر عثمانؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ صدقات کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دستور العمل اس کتاب میں ہے (اسے دیکھ لیجئے اور) اپنے عاملوں کو حکم دیجئے کہ اس کے مطابق صدقہ وصول کریں'۔ میں وہ کتاب لیکر حضرت عثمانؓ کے پاس گیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا 'اسے رہنے دو (مجھے اس کے مندرجات کا علم ہے)' میں اسے لیکر حضرت علیؓ کے پاس واپس آگیا اور اُنہیں حضرت عثمانؓ کے جواب سے مطلع کر دیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا 'اس کو وہیں رکھدو جہاں سے تم نے اسے اُٹھایا تھا'۔"[4]

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں :-

(۱) حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ کے خیر خواہ تھے۔ عاملوں کی شکایت کے سلسلہ میں اُنہوں نے چاہا کہ حضرت عثمانؓ لاعلمی کی بناء پر اگر زکوٰۃ زیادہ وصول کر رہے ہیں تو یہ کتاب دیکھکر اپنی اصلاح کرلیں اور عاملوں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ عن زید بن وہبؒ۔ تاریخ کا یہ بیان غلط ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذرؓ کو نظر بند کر دیا یا مدینہ سے نکالدیا تھا۔
[2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التمتع ..... عن مروانؓ ورواہ مسلم نحوہ فی باب جواز التمتع (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)
[3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب متیٰ یصلی الفجر بجمع۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
[5] نسائی کی ایک روایت سے ترجیح ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا۔

کو اسی کے مطابق ہدایت جاری فرمائیں تاکہ حضرت عثمانؓ کے خلاف کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے۔
(۲) حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی کبھی بُرائی نہیں کی، یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے دوست تھے۔ اس صحیح روایت کے مقابلہ میں تاریخی خرافات کی کوئی حیثیت نہیں۔
(۳) حضرت علیؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث کو ایک کتاب میں جمع کر لیا تھا۔
(۴) حضرت علیؓ کے صاحبزادے حضرت محمّد بن حنفیہؓ بھی حضرت عثمانؓ سے خوش تھے۔
(۵) شکایت جھوٹی تھی، وہ اُس سازش کی ابتدا تھی جو اسلام میں رخنہ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت پر منتج ہوئی۔

جِہاد کا اہتمام

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حسب دستور جہاد جاری رہا۔ اِرمینیہ اور آذربیجان کی جنگیں ان ہی کے زمانہ میں ہوئیں ان جنگوں میں اہلِ شام اور اہلِ عراق ایک دوسرے کے دوش بدوش لڑے تھے۔ بالآخر مسلمین کی فتح ہوئی اور دونوں علاقے اسلامی حکومت کے زیرِ نگیں آگئے۔[1]

بحری جنگ | بحری جنگ کا آغاز بھی حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوا۔ پہلی بحری جنگ کے متعلّق جو حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوئی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پہلے ہی سے بشارت دیدی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت اُمّ حرامؓ کے ہاں سو رہے تھے۔ کچھ دیر بعد مسکراتے ہوئے اُٹھے اور فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا کہ میری اُمّت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے۔ وہ سبز سمندر کے وسط میں اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے اس طرح چلے جا رہے تھے کہ گویا وہ تخت نشین بادشاہ ہیں۔" یہ خواب سُنکر حضرت اُمّ حرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے اُن لوگوں میں شامل کر دے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کیلئے دُعا کی۔ اِس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر سو گئے۔ کچھ دیر بعد آپ پھر مسکراتے ہوئے اُٹھے اور آپؐ نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا کہ میری اُمّت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے اس طرح چلے جا رہے تھے گویا کہ بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہیں۔" حضرت اُمّ حرامؓ نے کہا "اللہ سے دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان میں شامل کر دے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پہلے لشکر میں ہو۔" الغرض حضرت امیر معاویہؓ (کی گورنری) کے زمانہ میں مسلمین کا لشکر بحری جہاد کیلئے روانہ ہوا۔ اس لشکر کے سپہ سالار بھی حضرت معاویہؓ ہی تھے۔ جب یہ لشکر جہاد سے واپس آیا تو شام کے ساحل پر اُترا۔ حضرت اُمّ حرامؓ اس لشکر میں شریک تھیں، جب وہ ساحل پر اُتریں تو اُن کے سامنے اُن کی سواری پیش کی گئی، وہ اس پر سوار ہوئیں لیکن (تھوڑی ہی دیر بعد) وہ اس پر سے گر پڑیں (سواری کے پیروں کے نیچے آکر) وہ کچل گئیں اور اُن کا انتقال ہو گیا۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُہر کا غائب ہو جانا | ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ چاہ اریس پر بیٹھے ہوئے تھے، اُن کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن انسؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من یصرع فی سبیل اللہ وباب الدّعاء بالجہاد والشہادۃ وباب غزوۃ المرأۃ فی البحر وباب ماقیل فی قتال الرّوم وکتاب الاستئذان باب من زار قوما فقال عندہم (دوسرا جہاد جس کا ذکر اس حدیث میں ہے حضرت معاویہؓ کی خلافت میں ہوا۔ اسکے سپہ سالار حضرت یزیدؒ تھے صحیح بخاری)

ہاتھ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُہر تھی، وہ اس کو اتارتے تھے پھر پہن لیتے تھے (اتفاق سے ہاتھ سے نکل کر) وہ مُہر کنویں میں گر گئی، حضرت عثمانؓ مع اپنے رفقاء کے تین دن تک اُسے تلاش کرتے رہے۔ کُنویں کا سارا پانی نکال ڈالا لیکن وہ نہیں ملی۔[1]

ولید کو شراب نوشی کی سزا دینا ولید حضرت عثمانؓ کے بھائی تھے۔[2] ایک دن اُنہوں نے صبح کی دو رکعت نماز پڑھانیکے بعد پُوچھا "کیا تمہارے لئے کچھ زیادہ ہوگیا" (لوگوں کو شبہ ہوا کہ اُنہوں نے شراب پی ہے لہٰذا حضرت عثمانؓ سے ان کی شکایت کی) ولید حضرت عثمانؓ کے پاس لائے گئے، ان کی شراب نوشی کے سلسلہ میں دو گواہ پیش ہوئے۔ ایک ان میں حمران تھے۔ حمران نے گواہی دی کہ ولید نے شراب پی تھی۔ دوسرے نے کہا "میں نے ان کو قے کرتے ہوئے دیکھا تھا"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "قے تو جب ہی کی ہوگی جبکہ پی ہوگی"۔[3]

(کیونکہ دوسری گواہی واضح نہیں تھی اس لئے) حضرت عثمانؓ نے ولید کو سزا دینے میں کچھ توقف فرمایا، لوگوں نے باتیں بنانا شروع کر دیں۔ ایک دن حضرت مسوَر بن مخرمہؓ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن یغوث نے عبیداللہ بن عدی بن خیار سے کہا "تمہیں کیا چیز مانع ہے کہ تم ولید کے سلسلہ میں حضرت عثمانؓ سے بات نہیں کرتے، اس لئے کہ لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں (کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے)" عبیداللہ حضرت عثمانؓ کے پاس گئے، حضرت عثمانؓ باہر تشریف لائے تو عبیداللہ نے کہا "مجھے آپ سے کچھ کام ہے اور وہ آپ کی خیر خواہی کی نیّت سے ہے"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "میں تم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں"۔ عبیداللہ (نے مزید کوئی بات نہیں کی اور) واپس چلے آئے۔ وہ حضرت مسوَرؓ اور عبدالرحمٰن کے پاس پہنچے ہی تھے کہ اتنے میں حضرت عثمانؓ کا قاصد پہنچا (اُس نے کہا حضرت عثمانؓ آپ کو بُلا رہے ہیں) عبیداللہ، حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا "تمہاری کیا خیر خواہی ہے"۔ عبیداللہ نے کہا "بے شک اللہ نے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپؐ پر اپنی کتاب نازل کی اور (اے امیر المؤمنین) آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور رسُولؐ کی دعوت پر لبّیک کہا۔ پھر آپ نے پہلی دو ہجرتیں کیں۔ آپ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت میں رہے، آپ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا طریقہ دیکھا ہے (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سزا کے نفاذ میں کوتاہی نہیں کرتے تھے، آپ کیوں کوتاہی کر رہے ہیں) اس سلسلہ میں لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں (آپ انہیں کیوں موقع دیتے ہیں کہ وہ آپ پر بدگمانی کریں)" حضرت عثمانؓ نے کہا "کیا تم نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت پائی ہے؟" عبیداللہ نے کہا "نہیں، بلکہ آپؐ کا علم مجھے اسی طرح پہنچا ہے جس طرح کنواری لڑکی کو اُس کے پردہ میں پہنچتا ہے"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "امّا بعد، بے شک اللہ نے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، میں اُن لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت پر لبّیک کہا اور میں اس چیز پر ایمان لایا جس کو دیکر آپ بھیجے گئے تھے۔ میں نے پہلی دو ہجرتیں کیں جیسا کہ تم نے بیان کیا۔ میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت اُٹھائی ہے اور آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اللہ کی قسم میں نے کبھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی نہیں کی، نہ آپؐ کو کبھی دھوکا دیا یہاں تک کہ اللہ نے آپؐ کو وفات دی، پھر ابوبکرؓ کے ساتھ بھی میں ایسا ہی رہا پھر عمرؓ کے ساتھ بھی ایسا ہی رہا۔ پھر (ان کے بعد) میں خلیفہ بنایا گیا تو کیا تم پر میرا ویسا ہی حق نہیں ہے جیسا اُن کا تھا؟" عبیداللہ نے کہا "بے شک (آپ کا بھی

---

[1] صحیح بخاری کتاب اللباس باب ہل یجعل نقش الخاتم ثلاثۃ اسطر عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الحدود باب حد الخمر عن حضینؓ۔

ویسا ہی حق ہے جیسا ان کا تھا)" حضرت عثمانؓ نے کہا " تو پھر یہ کیا باتیں ہیں جو مجھ تک پہنچ رہی ہیں (یہ لوگ میرے پاس آکر صفائی کیوں نہیں کر لیتے) رہا ولید کی سزا کا معاملہ تو اس میں ہم انشاءاللہ جلد ہی حق کے مطابق عمل کریں گے"۔ یہ کہکر حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بُلایا اور اُنہیں ولید کو کوڑے مارنے کا حکم دیا[1] حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ سے کہا "ان کو کوڑے مارو"۔ حضرت حسنؓ نے کہا :-

وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلّٰى قَارَّهَا جو اس کی ٹھنڈک کا والی ہوا ہے اُسے ہی اس کی گرمی کا والی بنایئے (یعنی جو شخص شکایت کر کے محظوظ ہوا ہے اُسی پر سزا دینے کا بوجھ ڈالئے) حضرت علیؓ نے کہا "اے عبداللہ بن جعفرؓ تم اُٹھو اور کوڑے مارو"۔ عبداللہ بن جعفرؓ نے کوڑے مارے، حضرت علیؓ گنتے رہے۔ جب چالیس کوڑے ہو گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا "بس"۔[2]

حضرت عثمانؓ کی علالت حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ایک سال نکسیر کی وبا پھیل گئی۔ حضرت عثمانؓ کو بھی شدت کے ساتھ نکسیر پھوٹی حتّٰی کہ آپ حج کو بھی نہ جا سکے اور وصیّت بھی کر دی۔ ان ہی ایّام میں قبیلۂ قریش کا ایک شخص حضرت عثمانؓ کے پاس آیا، اُس نے کہا آپ کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کیا لوگ ایسا کہتے ہیں؟ اُس نے کہا ہاں۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا "کس کو (یہ لوگ خلیفہ بنانا چاہتے ہیں)" اُس شخص نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر ایک اور شخص حضرت عثمانؓ کے پاس آیا، اُس نے بھی کہا "آپ کسی کو خلیفہ بنا دیجئے"۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا "کیا لوگ ایسا کہتے ہیں"۔ اُس نے کہا "ہاں"۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا "(وہ) کس کو (خلیفہ بنانا چاہتے ہیں)"۔ اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "شاید وہ زبیرؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے ہوں گے؟" اُس نے کہا "ہاں"۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق وہ ان میں سب سے بہتر ہیں اور اللہ کی قسم تم بھی جانتے ہو کہ وہ تم لوگوں میں سب سے بہتر ہیں"۔ حضرت عثمانؓ نے اس جملہ کو تین دفعہ دُہرایا، پھر فرمایا "اور وہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو محبوب تھے"۔[3]

قرآن مجید کی نقلیں کرانا اور لوگوں کو ایک قرأت پر جمع کرنا حضرت حذیفہ بن یمانؓ ارمینیہ اور اذربیجان کی جنگوں میں شریک تھے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ لوگ قرأت میں اختلاف کرتے ہیں۔ حضرت حذیفہؓ (یہ حالت دیکھ کر) گھبرا گئے۔ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور عرض کیا "اے امیر المؤمنین، اس اُمّت کی خبر لیجئے اس سے پہلے کہ یہ لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب میں اختلاف کریں"۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ سے کہلوایا کہ وہ قرآن مجید کا سرکاری نسخہ جو حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد سے ان کے قبضہ میں تھا بھیج دیں، اس کی نقلیں کرانے کے بعد وہ انہیں واپس کر دیا جائے گا۔ حضرت حفصہؓ نے وہ نسخہ بھیج دیا۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت سعید بن عاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو نقلیں کرنے کا حکم دیا۔ ان لوگوں میں صرف حضرت زید بن ثابتؓ انصاری تھے اور باقی تین قرشی تھے۔ حضرت عثمانؓ نے ان تینوں کو یہ ہدایت کی کہ جب زید بن ثابتؓ سے تمہارا اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھنا کیونکہ قرآن مجید قریش کی زبان میں اُترا ہے۔ الغرض ان لوگوں نے قرآن مجید کی نقلیں کیں (اور کئی نسخے تیّار کر لئے) ان نسخوں میں سے ایک ایک نسخہ ہر صوبہ کو روانہ کیا گیا۔ حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ (ان نسخوں کے مُطابق قرآن مجید پڑھا جائے اور) وہ نسخے (جو اس کے مطابق نہ ہوں) جلا دئے جائیں۔[4]

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب عثمان رضؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحدود باب حدّ الخمر عن حضینؒ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب زبیرؓ عن مروانؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن انسؓ و زید بن ثابتؓ۔

حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی | حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں (کہ جب قرآن مجید کی نقلیں کی جارہی تھیں تو) میں نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا کہ جب اس آیت "وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا" کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا تو پھر آپ اسے کیوں لکھوا رہے ہیں؟ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا "میں قرآن مجید میں سے کسی چیز کو بھی اُس کی جگہ سے بدل نہیں سکتا"۔ [1]

نماز عید | حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں ایک مرتبہ عید جمعہ کے دن واقع ہوئی۔ حضرت عثمانؓ نے عید کی نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا، دورانِ خطبہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا "اے لوگو! آج تمہاری دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں۔ مضافاتی بستیوں کے رہنے والے اگر چاہیں تو جمعہ کا انتظار کریں اور اگر چاہیں تو واپس چلے جائیں۔ میں ان کو اجازت دیتا ہوں"۔ [2]

حضرت عثمانؓ کی شہادت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیشین گوئی فرمائی تھی جس کا مفہوم یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ آزمائش میں مبتلاء ہوں گے۔ [3] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی پیشین گوئی فرمائی تھی کہ حضرت عثمانؓ شہید ہوں گے۔ [4]

مندرجہ بالا پیشین گوئیوں کے مطابق حضرت عثمانؓ مصیبت میں مبتلاء ہوئے اور (چند منافقین کے ہاتھوں) شہید کر دئے گئے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے تأثرات | حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر ملی تو فرمایا "(اے منافقین) تم نے عثمانؓ کے ساتھ جو کچھ کیا اُس پر اگر اُحد پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائے تو یہ اس کیلئے زیبا ہے"۔ [5]

حضرت عثمانؓ کے فضائل

جنّتی ہونے کی بشارت | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چاہِ اریس کی مُنڈیر کے وسط میں کنوئیں میں پیر لٹکا کر بیٹھ گئے۔ حضرت ابو موسیٰؓ بھی وہاں پہنچ گئے اور باغ کے دروازہ پر بیٹھ کر دربانی کے فرائض انجام دینے لگے۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے ان کے لئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت طلب کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں اجازت دو اور جنّت کی خوشخبری دو"۔ خوشخبری سُن کر حضرت ابوبکرؓ نے الحمدللہ کہا پھر باغ کے اندر آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے داہنی جانب کنوئیں میں پیر لٹکا کر مُنڈیر پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو موسیٰؓ سے فرمایا "انہیں اجازت دو اور جنّت کی خوشخبری دو"۔ حضرت عمرؓ نے خوشخبری سُن کر الحمدللہ کہا، پھر اندر آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بائیں جانب کنوئیں کے اندر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت عثمانؓ تشریف لائے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سورۃ البقرۃ) [2] صحیح بخاری کتابُ الاضاحی باب مایؤکل من لحوم الاضاحی عن ابی عبیدؓ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ و صحیح مسلم باب من فضائل عثمانؓ عن ابی موسیٰؓ۔ [4] صحیح بخاری باب مناقب ابی بکرؓ وغیرہ۔ [5] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام سعید بن زیدؓ۔ [6] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھی اس قسم کی اجازت منقول ہے (ابوداؤد)

اُنہوں نے دروازہ ہلایا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے پوچھا کون ہے؟ اُنہوں نے کہا "عثمان بن عفانؓ" حضرت ابوموسیٰؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت طلب کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں اجازت دو اور اُس آزمائش پر جو انہیں پیش آئے گی اُنہیں جنّت کی بشارت دو"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے ان سے کہا "اندر آجائیے، آپ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس آزمائش پر جو آپ کو پیش آئے گی جنّت کی بشارت دی ہے"۔ حضرت عثمانؓ نے الحمدللہ کہا اور پھر فرمایا "اللہ (تُو) ہی مددگار ہے، اے اللہ مجھے صبر کی توفیق عطا فرمائیو"۔ پھر وہ اندر داخل ہوئے، اُنہوں نے دیکھا کہ مُنڈیر پر جگہ خالی نہیں ہے لہٰذا وہ دوسری طرف رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے بیٹھ گئے۔[1]

شہادت کی بشارت | ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کوہِ اُحُد پر چڑھے۔ پہاڑ ہلنے لگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اُحُد ٹھہر جا بے شک تجھ پر (اِس وقت) ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں"۔[2]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ حق پر تھے اور حق کے راستہ میں شہید ہوئے۔ کتبِ تاریخ میں جو نازیبا واقعات ان کے متعلّق بیان کئے گئے ہیں وہ سب بے بنیاد ہیں، وہ سب دشمنانِ اسلام کی افتراء پردازیاں ہیں۔

اجماعِ صحابہؓ سے حضرت عثمانؓ کی فضیلت | حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ہم لوگوں کی فضیلت کے متعلّق گفتگو کرتے تھے تو ہم سب سے بہتر ابوبکرؓ کو سمجھتے تھے پھر عمرؓ کو، پھر عثمانؓ کو۔[3]

حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی نظر میں | ایک (خارجی) شخص حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا اور حضرت عثمانؓ کے متعلّق سوال کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے محاسنِ اعمال کا ذکر کیا، پھر اس شخص سے پُوچھا "شاید تجھے اُن کے محاسن کا تذکرہ بُرا معلوم ہوا ہو"۔ اُس نے کہا "ہاں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے"۔[4]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اسلام اور اساطین اسلام کے خلاف ایک مستقل سازش برپا کی گئی تھی۔ سازشی لوگ صحابۂ کرامؓ کے فضائل تک سُننے کیلئے تیار نہیں تھے۔ ان کا کام بس یہ تھا کہ صحابۂ کرامؓ کو خفیہ طور پر قتل کرنا اور ان کے متعلّق ایسے واقعات گھڑنا جن سے ان کا کردار داغدار ہو جائے کیونکہ وہ براہِ راست تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلّق کچھ نہ کہہ سکتے تھے اس لئے وہ صحابۂ کرامؓ کے کردار کو داغدار کر کے بالواسطہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت پر چوٹ کرتے تھے اور اس طرح وہ اسلام کی عمارت کو منہدم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ اِس قسم کے سینکڑوں واقعات کتبِ تاریخ میں پائے جاتے ہیں۔ لوگ ان کو حقائق سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سب جھوٹ اور بے اصل ہیں۔ اس قسم کا ہم ایک اور واقعہ نقل کرتے ہیں جس سے ثابت ہوگا کہ اس سازشی گروہ کا مقصد صحابۂ کرامؓ کی تنقیص ہی نہ تھا بلکہ وہ ایک صحابی کو دوسرے صحابی سے بدظن کرنے کی بھی کوشش کرتے تھے۔

مصر کا ایک شخص مکّہ معظّمہ آیا۔ اُس نے حج کیا، پھر اُس نے دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھا "یہ کون لوگ ہیں"؟ کسی نے جواب دیا کہ یہ قبیلۂ قریش کے لوگ ہیں۔ اُس نے کہا "ان کے درمیان میں وہ بزرگ کون ہیں"؟ لوگوں نے کہا "عبداللہ بن عمرؓ ہیں"۔ اس شخص نے کہا "اے ابنِ عمرؓ میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا، آپ مجھے ان کا جواب دیں"۔

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ و صحیح مسلم باب من فضائل عثمانؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری باب مناقب ابی بکرؓ وغیرہ۔
[3] صحیح بخاری باب مناقب ابی بکرؓ۔ [4] صحیح بخاری باب مناقب علیؓ۔

پھر اُس نے کہا "کیا آپ کو علم ہے کہ عثمانؓ جنگِ اُحُد میں بھاگ گئے تھے؟" حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا "ہاں"۔ اُس نے کہا "آپ جانتے ہیں کہ عثمانؓ جنگِ بدر میں حاضر نہیں ہوئے بلکہ غائب ہو گئے تھے"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا "ہاں"۔ اُس نے کہا "عثمان بیعت الرضوان میں بھی غائب تھے"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا "ہاں"۔ اس شخص نے (خوش ہو کر طنز کے ساتھ) کہا اللہ اکبر (گویا اُس نے حضرت عثمانؓ کی تنقیص پر مُہر لگا دی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "اِدھر آ میں اس کی وضاحت کروں"۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "جنگِ اُحُد میں اُن کا فرار ہونا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ نے اسے معاف کر دیا اور اُن کی مغفرت فرما دی، جنگِ بدر میں وہ اس لئے نہ آسکے کہ ان کے نکاح میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی تھیں اور وہ اس وقت بیمار تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا تھا (تم یہیں رہو) تم کو بدر کے شرکاء کے برابر اجر اور حصّہ ملیگا۔ رہی یہ بات کہ وہ بیعتِ رضوان میں شریک نہیں تھے تو بات یہ ہے کہ اگر اہلِ مکّہ کے نزدیک عثمانؓ سے زیادہ کوئی باعزّت شخص ہوتا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کو بھیجتے (لیکن ایسا کوئی شخص نہیں تھا) لہٰذا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (گفت وشنید کے لئے) عثمانؓ کو بھیجا۔ بیعت رضوان ان کے مکّہ جانے کے بعد ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے داہنے ہاتھ کے متعلّق فرمایا "یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے"۔ پھر اس ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا "یہ عثمانؓ کی بیعت ہے"۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس شخص سے کہا "اب تو ان جوابات کو بھی ساتھ لیجا"۔ [1]

حضرت عثمانؓ کے خصائل

تعلیمِ سُنّتِ نبوی | انتظامی فرائض کے ہجوم کے باوجود حضرت عثمانؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی اشاعت میں کوشاں رہا کرتے تھے ایک مرتبہ اُنہوں نے فرمایا "کیا میں تمہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وضو کرنے کا طریقہ نہ بتاؤں۔ یہ کہہ کر پانی کا ایک برتن منگایا۔ پھر دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین مرتبہ دھویا، پھر سیدھے ہاتھ میں ایک چلّو پانی لیا اور اُس چلّو سے کُلّی بھی کی اور ناک میں بھی پانی ڈالا، پھر ناک سنکی، پھر چہرہ کو تین دفعہ دھویا، پھر دونوں ہاتھوں کو (کہنیوں تک) تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح کیا۔ پھر پیروں کو ٹخنوں تک تین دفعہ دھویا"۔ پھر فرمایا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "جو شخص میرے اس وضو کے مثل وضو کرے پھر دو رکعت پڑھے اور ان میں اپنے نفس سے بات نہ کرے تو اُس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں"۔ [2]

غلطی کا اعتراف | ایک مرتبہ غلطی سے جمعہ کے دن مسجد میں دیر سے پہنچے۔ حضرت عمرؓ خطبہ دے رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں دیکھا تو آواز دیکر فرمایا "یہ کونسا وقت ہے؟" حضرت عثمانؓ نے کہا "میں کسی کام میں مصروف تھا، دفعتہً اذان کی آواز سُنی تو گھر جا کر وضو کر کے فوراً چلا آیا"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "صرف وضو پر اکتفا کرنا بھی غلطی ہے اس لئے کہ تمہیں معلوم ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم غسل کا حکم دیا کرتے تھے"۔ [3]

حضرت عثمانؓ اور حیاء | حضرت عثمانؓ بہت حیادار تھے۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہؓ کے

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [2] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الوضوء (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [3] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الجمعۃ (خط کشیدہ لفظ صرف صحیح مسلم میں ہے۔ صحیح بخاری میں دیر سے آنے والے کا نام نہیں بیان کیا گیا)

ہاں لیٹے ہوئے تھے، آپؐ کی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں، اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے اور اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور آپؐ اسی طرح لیٹے رہے۔ پھر حضرت عمرؓ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اجازت دی اور آپؐ اسی طرح لیٹے رہے۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے، انہوں نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے ٹھیک کر لئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا "میں کیوں نہ اس آدمی سے حیاء کروں جس سے فرشتے تک حیاء کرتے ہیں۔ بے شک عثمانؓ بہت شرمیلے ہیں، مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں اسی حال میں انہیں اجازت دوں گا تو وہ اپنی مطلب برآری نہ کر سکیں گے"۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علیؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کے لڑکے تھے۔ ابوطالب اگرچہ ایمان نہیں لائے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرتے تھے اور کفارِ قریش پر غیظ و غضب کا اظہار کرتے تھے۔ [2]

حضرت علیؓ کا اسلام | مندرجہ ذیل واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ ابتدائے اسلام ہی میں ایمان لے آئے تھے۔

حضرت ابوذرؓ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٔ نبوت کی خبریں پہنچیں تو وہ آپؐ سے ملنے کی خاطر مکہ معظمہ پہنچے لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے پوچھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا وہ مسجد ہی میں ٹھہر گئے اور زمزم کا پانی پیتے رہے۔ جب رات ہوئی تو اُن کے پاس سے حضرت علیؓ کا گذر ہوا، حضرت علیؓ نے کہا "یہ کوئی مسافر معلوم ہوتا ہے"۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا "ہاں میں مسافر ہوں"۔ حضرت علیؓ نے کہا "گھر چلو"۔ وہ حضرت علیؓ کے ساتھ چلے گئے۔ نہ حضرت علیؓ نے اُن سے کچھ پوچھا نہ اُنہوں نے کچھ کہا۔ جب صبح ہوئی تو وہ پھر مسجد آ گئے۔ دوسری رات کو پھر ایسا ہی ہوا۔ تیسری رات کو پھر حضرت علیؓ ان کے پاس سے گذرے اور کہا "اس شخص کو ابھی تک اپنی منزل معلوم نہیں ہوئی"۔ انہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت علیؓ نے کہا "میرے ساتھ چلو"۔ یہ کہکر حضرت علیؓ نے کہا "تمہارے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟" انہوں نے کہا "اگر تم کسی پر ظاہر نہ کرو تو میں تمہیں بتاؤں"۔ حضرت علیؓ نے کہا "میں کسی پر ظاہر نہ کروں گا"۔ اُنہوں نے کہا "ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہاں ایک شخص ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، میں اُس سے ملاقات کرنے آیا ہوں"۔ حضرت علیؓ نے کہا "تم صحیح جگہ پر پہنچ گئے۔ میں اِس وقت وہیں جا رہا ہوں، تم بھی میرے پیچھے چلے آؤ، جہاں میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ اگر مجھے کسی شخص سے اندیشہ ہوگا تو میں کسی دیوار کے قریب رُک جاؤں گا، گویا میں یہ ظاہر کروں گا کہ میں اپنی جوتی ٹھیک کر رہا ہوں، تم چلتے رہنا"۔ الغرض حضرت ابوذرؓ حضرت علیؓ کے ساتھ چلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پہنچ کر اسلام قبول کر لیا۔ [3]

ہجرت اور جنگ بدر میں شرکت | حضرت علیؓ بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے۔ اسلام اور کفر کے مابین بدر کے مقام پر جو پہلا مقابلہ ہوا اُس میں شریک ہوئے۔ جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہو گئیں تو کافروں کی طرف سے شیبہ بن ربیعہ، عتبہ اور ولید بن عتبہ میدان میں آئے۔ جماعت المسلمین کی طرف سے حضرت حمزہؓ، حضرت

---

[1] صحیح مسلم باب من فضائل عثمانؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ ابی طالب۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ اسلام ابی ذرؓ و صحیح مسلم باب فضائل ابی ذرؓ عن ابن عباسؓ۔

علیؓ اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ مقابلہ کیلئے نکلے۔ ان مقابلہ کرنے والوں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-
هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ.... {ج ۱۹} یہ وہ دو فریق ہیں جو اپنے ربّ کے معاملہ میں ایکدوسرے سے لڑے[1] (ایک ربّ العالمین کی توحید کا قائل، دوسرا ربّ العالمین کی توحید کا منکر)

مالِ غنیمت اور خمس میں سے حضرت علیؓ کا حصّہ | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو مالِ غنیمت میں سے ایک اُونٹنی اور خمس میں سے ایک اُونٹنی عطاء فرمائی۔[2]

حضرت فاطمہؓ سے شادی اور ولیمہ کی تیّاری | تقریباً اسی زمانہ میں حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے نکاح کیا۔ نکاح سے پہلے اُنہوں نے قبیلۂ بنو قینقاع کے ایک سُنار سے وعدہ لیا کہ وہ ان کے ساتھ جائے تاکہ وہ اِذخر گھاس لاکر سُناروں کے ہاتھ فروخت کریں اور اس رقم سے اپنی شادی کے ولیمہ میں مدد لیں۔ انہوں نے اپنی اُونٹنیوں کے لئے ہودہ۔ گھاس کا ظرف اور رسّیاں جمع کیں۔ یہ سب سامان مہیّا کرنے کے بعد وہ اپنی اونٹنیوں کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کے کوہان اور کولہے کاٹ لئے گئے ہیں اور اُن کی کلیجیاں نکال لی گئی ہیں۔ یہ منظر دیکھکر حضرت علیؓ بے اختیار رونے لگے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا یہ کام کس نے کیا ہے۔ لوگوں نے کہا حمزہ بن عبدالمطلبؓ نے اور وہ اس گھر میں چند شرابیوں کے ہمراہ موجود ہیں۔ حضرت علیؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اور حضرت حمزہؓ کو ملامت کی پھر آپؐ واپس چلے آئے۔[3]

حضرت علیؓ کی جنگِ اُحُد میں شرکت | حضرت علیؓ جنگِ اُحُد میں بھی شریک ہوئے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زخمی ہوئے تو حضرت فاطمہؓ نے زخم دھویا اور حضرت علیؓ نے سپر سے پانی ڈالا۔[4]

واقعۂ اِفک | جنگِ مُریسیع سے واپسی کے بعد منافقین نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ پر تہمت لگائی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ اور حضرت اُسامہؓ سے مشورہ لیا۔ حضرت علیؓ نے (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا غم غلط کرنے کے لئے) عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ نے آپؐ پر کوئی تنگی نہیں کی، عورتیں ان کے علاوہ بہت ہیں (لیکن پہلے) آپؐ خادمہ سے تو پوچھیں، وہ ٹھیک ٹھیک بتا دیگی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خادمہ کو بُلاکر پُوچھا۔ اُس نے قسم کھاکر کہا میں نے ایسی کوئی بات نہیں دیکھی کہ میں ان پر تہمت لگا سکوں۔ میں عائشہؓ کو اس طرح (بے عیب) جانتی ہوں جس طرح جوہری خالص سونے کی ڈلی کو بے عیب جانتا ہے۔ غرض یہ کہ حضرت علیؓ تہمت میں شریک نہیں ہوئے بلکہ بقول حضرت عائشہؓ کے وہ ان کے معاملہ میں سلامت رہے (دوسروں کی طرح ہلاک نہیں ہوئے)[5]

حضرت علیؓ کی کُنیت | ایک دن حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ سے کسی بات پر ناراض ہوکر مسجد میں جاکر لیٹ گئے، اسی اثناء میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے ہاں تشریف لائے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت فاطمہؓ سے پُوچھا "تمہارے چچا کے لڑکے کہاں ہیں؟" حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا "مسجد میں ہونگے، میرے اور اُن کے درمیان کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے وہ ناراض ہوگئے اور یہاں قیلولہ نہیں کیا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد تشریف لائے،

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابی ذرؓ وکتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب التفسیر۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن علیؓ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس وکتاب المغازی وکتاب البیوع باب بیع الحطب وکتاب النکاح وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر عن علیؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی عن سہلؓ وکتاب الوضوء وکتاب الجہاد باب المجن ولُبس البیضۃ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ اُحُد۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک عن عائشہؓ وامّ رومانؓ وکتاب التفسیر وکتاب الشہادات وکتاب الاعتصام وصحیح مسلم کتاب التوبۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) عہ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے واقع ہوا۔

حضرت علیؓ لیٹے ہوئے تھے، اُن کی چادر سرک گئی تھی اور پیٹھ پر مٹی لگ گئی تھی، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کی پیٹھ سے مٹّی جھاڑنے لگے اور یہ فرماتے جاتے تھے "اے ابوتراب (اے مٹّی کے باپ) اُٹھو، اے ابوتراب اُٹھو۔" اُس دن سے حضرت علیؓ کی یہی کُنیت ہوگئی۔ حضرت علیؓ اس کُنیت کو بہت پسند کرتے تھے اور جب کوئی انہیں اس کُنیت سے پکارتا تھا تو بہت خوش ہوتے تھے۔[1]

حضرت علیؓ کے ہاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری کا ایک اور واقعہ ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت علیؓ کے مکان پر تشریف لے گئے لیکن اندر داخل نہیں ہوئے۔ حضرت علیؓ گھر پر موجود نہیں تھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر سے ہی واپس چلے گئے۔ جب حضرت علیؓ گھر پہنچے تو حضرت فاطمہؓ نے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت علیؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور واپسی کا سبب پوچھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے دروازہ پر ریشمی پردہ دیکھا تو میں نے کہا مجھے دُنیا سے کیا مطلب" حضرت علیؓ نے واپس آکر حضرت فاطمہؓ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ناراضگی کا سبب بیان کیا۔ حضرت فاطمہؓ نے (خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر) عرض کیا "آپ ہمیں حکم دیں کہ اس کے متعلق آپؐ کی کیا خواہش ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِس پردہ کو فلاں شخص کے گھر والوں کو بھیجدو، وہ ضرورت مند ہیں"۔[2]

حضرت علیؓ کا ریشمی جوڑا اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خفگی ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو ہدیۃً ایک ریشمی حُلّہ دیا۔ اُنہوں نے اس حُلّہ کو پہن لیا۔ حضرت علیؓ نے دیکھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرہ پہ غضب کے آثار ہیں تو اُنہوں نے اُسے پھاڑ کر گھر کی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔[3]

حضرت فاطمہؓ کا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے لونڈی طلب کرنا حضرت فاطمہؓ اپنے گھر میں چکّی پیسا کرتی تھیں اس سے اُنہیں کافی تکلیف ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کچھ قیدی آئے۔ حضرت فاطمہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مکان پر گئیں تاکہ آپؐ سے اپنے لئے ایک خادم طلب کریں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت گھر پر نہیں تھے۔ اُن کی ملاقات حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے ہوئی حضرت فاطمہؓ اپنے آنے کا مقصد حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے کہکر واپس چلی گئیں۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے آپؐ کو حضرت فاطمہؓ کے آنے کی خبر دی (اور آنے کا مقصد بتایا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت فاطمہؓ کے گھر روانہ ہوئے۔ جب آپؐ اُن کے ہاں پہنچے تو وہ اور حضرت علیؓ اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے۔ حضرت علیؓ نے اُٹھنے کا ارادہ کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان دونوں سے فرمایا اپنی جگہ پر (لیٹے) رہو (انہوں نے حکم کی تعمیل کی) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان دونوں کے درمیان میں جاکر بیٹھ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا قدم حضرت علیؓ کے سینہ سے چھو رہا تھا، اُنہیں آپؐ کے قدم کی ٹھنڈک محسُوس ہوئی۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو اُس چیز سے بہتر ہے جس کا تم نے سوال کیا۔ وہ یہ کہ جب تم بستر پر لیٹ جاؤ تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ سُبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہہ لیا کرو۔ یہ تم دونوں کیلئے خادم سے بہتر ہے"۔[4]

---

[1] صحیح بخاری ابواب الفضائل وکتاب الادب باب التکنی بابی تراب وصحیح مسلم باب فضائلِ علیؓ عن سہلؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)۔ [2] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب ہدیۃ مایکرہ لبسہا عن ابنِ عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب ہدیۃ مایکرہ لبسہا عن علیؓ وکتاب النفقات باب کسوۃ المرأۃ وصحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذہب۔ [4] صحیح بخاری باب مناقب علیؓ وکتاب النفقات باب خادم المرأۃ وصحیح مسلم کتاب الدعوات باب التسبیح اول النہار۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علیؓ کے ہاں رات کے وقت تشریف لانا ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے ہاں تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا "تم نماز (تہجد) نہیں پڑھتے؟" حضرت علیؓ نے عرض کیا "ہمارے نفس اللہ کے ہاتھ میں ہیں، جب وہ چاہتا ہے ہمیں اٹھائے تو اٹھا دیتا ہے۔" یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ واپسی کے وقت آپؐ اپنی ران پر ہاتھ مار کر یہ پڑھ رہے تھے "وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا" (بیشک انسان بڑا جھگڑالو واقع ہوا ہے) [1]

حضرت علیؓ کا ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ حضرت فاطمہؓ سے شادی کے کچھ عرصہ بعد حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت فاطمہؓ نے اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور عرض کیا "آپؐ کی قوم کہتی ہے کہ آپؐ اپنی بیٹیوں کے معاملہ میں کبھی خفگی کا اظہار نہیں کرتے۔" اسی اثناء میں ابوجہل کے خاندان والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ آپؐ نے تشہد پڑھا پھر فرمایا "امّا بعد، میں نے اپنی بیٹی کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے کیا تھا، اُس نے جو بات کہی اُسے سچ کر دکھایا، جو وعدہ کیا اُسے پورا کیا۔ بیشک فاطمہؓ بھی میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ اُسے تکلیف پہنچے، جو تکلیف اُسے پہنچتی ہے وہ مجھے پہنچتی ہے۔ بنو ہشام بن مغیرہ اپنی بیٹی کا نکاح علیؓ سے کرنے کی مجھ سے اجازت طلب کر رہے ہیں۔ میں اجازت نہیں دیتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ علیؓ میری بیٹی کو طلاق دیدیں اور پھر اُن کی بیٹی سے نکاح کر لیں، اللہ کی قسم رسول اللہ کی بیٹی اور عدوُ اللہ کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں۔" (کیونکہ یہ فعل ایمان بالرسولؐ کے ہوتے ہوئے مناسب نہیں تھا اس لئے) حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا (اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے خود ہی مشرکہ عورتوں سے نکاح کی ممانعت کر دی) [2]

سفر کا ایک واقعہ حضرت علیؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، اثناءِ سفر میں پانی ختم ہو گیا، لوگوں کو پیاس لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیاس کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی جگہ پڑاؤ کر دیا اور حضرت علیؓ اور ایک اور شخص کو بُلایا اور اُن سے فرمایا "جاؤ پانی تلاش کرو۔" حضرت علیؓ مع اپنے ساتھی کے پانی کی تلاش میں روانہ ہوئے، اُنہیں ایک عورت ملی جو اپنی دونوں ٹانگیں دو پکھالوں کے درمیان لٹکائے ہوئے اپنی سواری پر بیٹھی ہوئی چلی جا رہی تھی۔ انہوں نے اُس عورت سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے؟ اُس نے کہا کہ پانی یہاں کہیں نہیں ہے، اُنہوں نے پوچھا تمہارے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ اُس نے کہا ایک شب و روز کی مسافت، کل میں اسی وقت پانی پر تھی۔ اُنہوں نے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ اُس نے کہا کون رسول اللہ، وہی جن کو بے دین کہا جاتا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہاں، جن کو تم ایسا سمجھتی ہو۔ الغرض وہ اس عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے۔ اُس کی پکھالوں کے پانی سے لوگوں نے اپنے برتن اور مشکیزے بھر لئے اور خوب پانی پیا اور پلایا۔ جب پکھالوں کا مُنہ باندھا گیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پہلے سے زیادہ بھری ہوئی ہیں [3]

صلح حدیبیہ حضرت علیؓ بیعتِ رضوان میں بھی شریک تھے۔ جب صلح نامہ لکھنے کا وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بُلایا اور اُن سے فرمایا لکھو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"۔ کافروں کے نمائندہ سہیل نے کہا "آپ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب التہجد۔ [2] صحیح بخاری ابواب الفضائل باب ذکر اصہار النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن مسورؓ و کتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنتہ و صحیح مسلم باب فضائل فاطمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوۃ فی الاسلام و کتاب التیمم و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ عن عمرانؓ

اس طرح لکھوائیے جس طرح پہلے لکھا کرتے تھے یعنی باسمک اللّٰھم۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسی طرح لکھوادیا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لکھو مِنْ محمّدٍ رّسُولِ اللہ"۔ حضرت علیؓ نے حکم کی تعمیل کی اور اسی طرح لکھ دیا۔ سہیل نے کہا "مِنْ محمد بن عبداللہ لکھوائیے، اس لئے کہ اگر ہم آپ کو رسُولُ اللہ مانتے تو پھر آپ کو کعبہ کی طرف جانے سے نہ روکتے اور نہ آپؐ سے جنگ کرتے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے علیؓ، رسُولُ اللہ مٹا کر ابن عبداللہ لکھدو"۔ حضرت علیؓ نے کہا "واللہ یہ کام مجھ سے نہیں ہوسکتا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ کاغذ لیکر "رسُولُ اللہ" کے الفاظ کو خود مٹا دیا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے پُورا صلح نامہ لکھا جو صلح نامۂ حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔[1]

جنگ خیبر | جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگِ خیبر کیلئے روانہ ہوئے تو حضرت علیؓ کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ حضرت علیؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نہ جاسکے۔ بعد میں اُنہیں خیال آیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو جنگ کیلئے جائیں اور میں پیچھے رہ جاؤں (یہ تو اچھی بات نہیں) لہٰذا وہ بھی روانہ ہوگئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جاکر مل گئے۔[2]

جنگ شروع ہوئی اور کئی دن جاری رہی۔ ایک دن شام کے وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کل میں جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جس سے اللہ اور رسُولؐ محبّت کرتے ہیں اور جو اللہ اور رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے، اللہ اُس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا"۔ اس وقت سے ہر شخص اِسی امّید میں تھا کہ جھنڈا اُسے ملیگا۔ جب صبح ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "علیؓ کہاں ہیں؟" لوگوں نے کہا "ان کی آنکھیں دُکھ رہی ہیں"۔[3]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو حضرت علیؓ کے پاس بھیجا، وہ حضرت علیؓ کو پکڑ کر اپنے ساتھ لائے۔[4] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگادیا اور اُن کی صحت کیلئے دُعا کی۔ حضرت علیؓ اُسی وقت تندرست ہوگئے، گویا اُنہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جھنڈا اُن کے ہاتھ میں دیدیا۔[5]

جانے سے پہلے حضرت علیؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "کیا میں ان سے اُس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ ہماری مثل (مسلم) نہ ہوجائیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم جاؤ، اُن کے میدان میں پڑاؤ کرو پھر اُنہیں اسلام کی دعوت دو۔ پھر (اگر وہ مسلم ہوجائیں تو) انہیں فرائض کی تعلیم دو۔ اللہ کی قسم اگر اللہ تمہارے ہاتھ پر ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو یہ تمہارے لئے سُرخ اُونٹوں سے بہتر ہے"۔[6]

(حضرت علیؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہدایات کے بموجب عمل کیا لیکن یہودیوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا) یہودیوں کا سپہ سالار مَرحب یہ رَجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا:۔

قَدْ عَلِمَتْ خَیْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَب	خیبر جانتا ہے کہ میں مَرحب ہوں۔
شَاکِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّب	میں ہتھیار بند، بہادر اور جنگ آزمودہ ثابت ہوتا ہوں
اِذَا الْحُرُوْبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّب	اُس وقت جب کہ لڑائی کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشروط وکتاب الصلح وکتاب فرض الخمس وابواب المناقب وکتاب المغازی وکتاب الجہاد عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ماقیل فی لواء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن سلمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ماقیل فی لواء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن سلمہؓ وباب فضل من اسلم علی یدیہ رجل عن سہلؓ وکتاب المغازی وصحیح مسلم باب من فضائل علیؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل عن سہلؓ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد وباب فضائل علیؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے) [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل ومناقب علیؓ وکتاب المغازی عن سہلؓ۔

حضرت علیؓ نے اس کے جواب میں یہ رجز پڑھا:۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ	میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا
کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ	اُس شیر کی طرح جو جنگل میں بہت خوفناک نظر آتا ہے
اُوْفِیْھِمْ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہْ	میں دشمن کو ایک صاع کے بدلہ اس سے بڑا پیمانہ دیتا ہوں

مقابلہ شروع ہوا۔ حضرت علیؓ نے مرحب کے سر پر ایک ضرب لگائی اور اُسے قتل کر دیا۔[1] (جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ) اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔[2]

عمرۃ القضاء صلح حدیبیہ میں یہ طے پایا تھا کہ مسلمین اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال آکر عمرہ کریں۔ اس شرط کے بموجب اُس سال تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس چلے آئے پھر آئندہ سال آپؐ نے عمرہ کیا۔ حضرت علیؓ بھی اس عمرہ میں شریک تھے۔

قریش نے صلح نامہ کی شرط کے مُطابق رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مکّہ معظّمہ میں تین دن ٹھہرنے کی اجازت دی تھی جب تین دن گذر گئے تو کُفّار نے حضرت علیؓ سے آکر کہا کہ مقررہ وقت ختم ہو چکا ہے، اب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مکّہ سے چلا جانا چاہیئے، یہ خبر ملتے ہی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ سے روانہ ہو گئے۔[3]

حضرت حمزہؓ کی لڑکی کی پرورش جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہؓ کی لڑکی آپؐ کے پیچھے پیچھے آئی۔ وہ یہ کہتی ہوئی آرہی تھی "اے چچا، اے چچا"۔ حضرت علیؓ نے اُسے گود میں اُٹھا لیا اور حضرت فاطمہؓ کے پاس لے آئے۔ حضرت علیؓ نے ان سے کہا "اپنے چچا کی بیٹی کو سنبھالو"۔ حضرت فاطمہؓ نے اس لڑکی کو گود میں لے لیا۔ اس کے بعد اس لڑکی کی پرورش کے سلسلہ میں حضرت علیؓ، حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت جعفرؓ میں جھگڑا ہوا۔ حضرت علیؓ کہتے تھے "میں اسے اٹھا کر لایا ہوں، یہ میرے چچا کی بیٹی ہے"۔ حضرت جعفرؓ نے کہا "یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے"۔ حضرت زیدؓ نے کہا "یہ میرے (دینی) بھائی کی بیٹی ہے"۔ الغرض یہ معاملہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس لڑکی کی پرورش کا فیصلہ خالہ کے حق میں کیا اور فرمایا "خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے"۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں"۔[4] حضرت جعفرؓ سے فرمایا "تم پیدائش میں اور خلق میں میرے مشابہ ہو"۔ اور حضرت زیدؓ سے فرمایا "تم ہمارے بھائی ہو اور دوست ہو"۔

فتح مکّہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت حاطبؓ نے (غلطی سے) کُفّارِ مکّہ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس ارادہ سے مطلع کرنا چاہا اور ایک بوڑھی عورت کے ذریعہ کُفّارِ مکّہ کو ایک خط روانہ کیا۔ حضرت حاطبؓ کے غلام (کو اس بات کا علم ہو گیا اُنہوں) نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات کی اطلاع دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت مقدادؓ اور حضرت ابو مرثد غنویؓ سے فرمایا "تم جاؤ یہاں تک کہ روضۂ خاخ پہنچو۔ وہاں تمہیں ایک بڑھیا ملے گی۔ اُس کے پاس وہ خط ہے، وہ خط تم اس سے لے لینا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم کی تعمیل میں یہ لوگ روانہ ہوئے اور گھوڑوں کو تیزی کے ساتھ دوڑاتے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی لواء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و مناقب علیؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمۃؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ۔ [5] یہی الفاظ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشعری لوگوں کے متعلق بھی فرمائے تھے (صحیح بخاری کتاب الشرکۃ) حضرت جلیبیبؓ کے متعلق بھی فرمائے تھے (صحیح مسلم باب من فضائل جلیبیبؓ) حضرت دِرّہؓ بنت ابی لہب کے متعلق بھی فرمائے تھے (مسند امام احمد) حضرت عباسؓ کے متعلق بھی یہی الفاظ فرمائے تھے (رواہ

ہوئے روضۂ خاخ پہنچ گئے۔ اُنہیں وہ بُڑھیا اُسی جگہ ملی جہاں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا۔ اُنہوں نے بُڑھیا سے کہا "وہ خط نکال"۔ اُس نے کہا "میرے پاس کوئی خط نہیں ہے"۔ اُنہوں نے اُسے سواری پر سے اُتارا اور اُس کے پالان کی تلاشی لی لیکن اُنہیں کچھ نہ ملا۔ حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے کہا "ہمیں تو وہ خط نہیں ملا"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "میں جانتا ہوں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو غلط بات کہہ ہی نہیں سکتے"۔ یہ کہہ کر حضرت علیؓ نے اُس بُڑھیا سے کہا "اُس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے تو خط نکال ورنہ ہم تیرے کپڑے اُتار کر تلاشی لیں گے"۔ جب اُس بُڑھیا نے یہ سختی دیکھی تو بالوں کے جُوڑے میں سے وہ خط نکال کر اُن کے حوالہ کر دیا۔[1]

الغرض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ پر حملہ کیا۔ حضرت علیؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ فتح کے بعد حضرت علیؓ نے ہبیرہ کے بیٹے کو قتل کرنے کا ارادہ کیا حالانکہ (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اعلانِ امن کے بعد) حضرت علیؓ کی بہن حضرت اُمِّ ہانیؓ اُس کو پناہ دے چکی تھیں۔ حضرت اُمِّ ہانیؓ نے اس بات کی شکایت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کی۔ اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میری ماں کے لڑکے (علیؓ) یہ کہتے ہیں کہ وہ ہبیرہ کے لڑکے کو قتل کریں گے حالانکہ میں اُسے پناہ دے چکی ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اُمِّ ہانیؓ جس کو تم نے پناہ دی اُس کو ہم نے بھی پناہ دی"۔[2]

جنگِ تبوک | جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگِ تبوک کیلئے روانہ ہوئے تو حضرت علیؓ کو مدینہ منوّرہ میں چھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا "آپؐ مجھے عورتوں اور بچّوں میں چھوڑے جا رہے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (تسلّی دیتے ہوئے) فرمایا "کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے۔ البتّہ یہ بات ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا"۔[3] (ہارون علیہ السّلام سے تمہاری مماثلت نبی ہونے میں نہیں ہے، ان سے تمہاری مماثلت اس بات میں ہے کہ جس طرح وہ موسیٰ علیہ السّلام کی غیر حاضری میں عارضی طور پر بنی اسرائیل کے نگراں تھے، تم میری غیر حاضری میں عارضی طور پر اہلِ خاندان پر نگراں ہو)

یمن پر فوج کشی | یمن پر حملہ کرنے کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ کی امارت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو (ایک لشکر پر امیر مقرّر کر کے) روانہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو ہدایت کی کہ خالدؓ کے ساتھیوں میں سے جو تمہارے ساتھ جانا چاہے چلا جائے اور جو مدینہ منوّرہ واپس آنا چاہے تو وہ مدینہ منوّرہ واپس آجائے۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں "میں حضرت علیؓ کے ساتھ چلا گیا اور میرے حصّہ میں کئی اوقیہ (درہم) آئے"۔[4]

حضرت علیؓ کا مالِ خمس لانے کیلئے بھیجا جانا | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک لشکر روانہ کیا اور اُس پر حضرت خالد بن ولیدؓ کو سپہ سالار مقرر کیا (کفّار سے جنگ ہوئی اور وہ شکست کھا کر بھاگے۔ مسلمین کی فتح ہوئی) بہت سا مال غنیمت مسلمین کے ہاتھ آیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا تاکہ وہ خمس کو اپنی تحویل میں لے لیں (اور تقسیم کر دیں۔ حضرت علیؓ نے خمس میں سے ایک لونڈی لے لی) حضرت بریدہؓ (کو یہ بات ناگوار گذری، ان) کے دل میں حضرت علیؓ کی طرف سے بغض پیدا ہو گیا (کچھ دیر بعد) حضرت علیؓ نہا کر آئے تو اُنہوں نے حضرت خالدؓ سے کہا "آپ نے اِن کو دیکھا (انہوں نے اپنے حصّہ سے زائد لے لیا)" جب وہ لشکر واپس مدینہ منوّرہ پہنچا تو حضرت بریدہؓ نے اس بات کا ذکر رسُولُ اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الجاسوس عن علیؓ و باب فضل من شہد بدرًا و کتاب استتابۃ المرتدین و کتابُ المغازی باب غزوۃ الفتح و کتابُ التفسیر (سورۃ الممتحنۃ) و کتابُ الاستئذان و صحیح مسلم باب فضائل اہلِ بدر عن علیؓ و جابرؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب الصّلوٰۃ فی الثوب الواحد و کتاب فرض الخمس و صحیح مسلم باب استحباب صلوٰۃ الضحیٰ عن اُمِّ ہانیؓ [3] صحیح بخاری باب غزوۃ تبوک عن سعدؓ و صحیح مسلم باب فضائل علیؓ۔
[4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب بعث علیؓ عن براءؓ۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم علیؓ سے بغض رکھتے ہو"۔ حضرت بریدہؓ نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان سے بغض نہ رکھو کیونکہ خمس میں ان کا اس سے بھی زیادہ حصہ ہے"۔[1]

حضرت علیؓ سید تھے ایک دن حضرت ربیعہؓ اور حضرت عباسؓ نے آپس میں کہا کہ ہم (اپنے بیٹوں) عبدالمطلبؓ اور فضلؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں تاکہ آپؐ انہیں بھی عامل بنائیں اور پھر انہیں بھی اوروں کی طرح کچھ مال مل جائے"۔ وہ دونوں یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں حضرت علیؓ وہاں آنکلے۔ ان دونوں نے حضرت علیؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "ان (لڑکوں) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ بھیجنا، اللہ کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں کریں گے (کہ انہیں عامل بنا کر روانہ کریں)" حضرت ربیعہؓ نے کہا "یہ بات تم حسد کی وجہ سے کہہ رہے ہو، حالانکہ ہم نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کے شرف پر بھی تم سے کبھی حسد نہیں کیا"۔ حضرت علیؓ نے کہا "اچھا تو ان دونوں کو بھیجکر دیکھ لو"۔ یہ کہکر حضرت علیؓ نے اپنی چادر بچھائی اور لیٹ گئے، پھر فرمایا "میں ابوالحسن ہوں اور سید ہوں، اللہ کی قسم میں یہاں سے نہ ہلوں گا جب تک تمہارے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس نہ آئیں" (پھر وہی ہوا جو حضرت علیؓ نے فرمایا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عامل نہیں بنایا۔[2]

حج ۹ھ ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر الحجاج بنا کر مکہ معظمہ روانہ کیا۔[3]

اسی زمانہ میں سورۂ توبہ کی متعدد آیات نازل ہوئیں۔ ان آیات کے مطابق اعلان کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا، حضرت ابوبکرؓ نے بھی (بحیثیت امیر) بہت سے آدمیوں کو اعلان کرنے کیلئے متعین کیا۔ حضرت علیؓ بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر اعلان کر رہے تھے (کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکیگا اور نہ کوئی شخص برہنہ طواف کر سکیگا)[4]

حضرت علیؓ بحیثیت گورنر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو یمن کے کسی علاقہ میں گورنر بنا کر بھیجا) حضرت علیؓ نے یمن سے ایک رنگے ہوئے چمڑے میں کچھ سونا جس میں سے مٹی علیحدہ نہیں کی گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں روانہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فوراً) اُسے تقسیم کر دیا۔[5]

حجۃ الوداع ۱۰ھ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کیلئے روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ پہنچ کر آپؐ نے اُن لوگوں کو جو قربانی کا جانور ساتھ نہیں لائے تھے عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دینے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ حضرت علیؓ (یمن میں تھے، وہ وہاں سے سیدھے) مکہ معظمہ پہنچے۔ جب وہ حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ انہوں نے احرام اُتار دیا ہے اور رنگین کپڑے پہن رکھے ہیں، سُرمہ لگائے ہوئی ہیں۔ حضرت علیؓ کو یہ چیز بہت بُری معلوم ہوئی۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا "بے شک میرے والد نے یہی حکم دیا ہے"۔ حضرت علیؓ غصہ کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دریافت کرنے کیلئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فاطمہؓ نے سچ کہا، فاطمہؓ نے سچ کہا"۔[6] پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے پوچھا "تم نے کس چیز کا احرام باندھا تھا؟" اُنہوں نے عرض کیا "میں نے تو یہ کہا تھا کہ اے اللہ جس چیز کا احرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے میں بھی اُسی چیز کا احرام

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ عن بریدہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقۃ عن عبدالمطلبؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مالیستر من العورۃ وکتاب المناسک باب لایطوف بالبیت عریان وکتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب الحج۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مالیستر من العورۃ وکتاب الحج وکتاب المغازی۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ عاد وباب علامات النبوۃ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج عن ابی سعیدؓ۔
[6] صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ۔ [7] اس کے بعد حضرت بریدہؓ حضرت علیؓ سے بہت محبت کرنے لگے تھے (مسند احمد)

باندھتا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرے ساتھ قربانی کا جانور ہے (اور تمہارے ساتھ بھی ہے) لہٰذا تم احرام نہ کھولو، اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی (عمرہ کرکے) احرام کھول دیتا۔"[1]

۱۰ ذوالحجہ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ۶۳ اُونٹ خود بہ نفسِ نفیس نحر کئے۔ ۳۷ اُونٹ حضرت علیؓ نے نحر کئے کیونکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اپنی قربانی میں شریک کر لیا تھا۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ وہ قربانی کے جانوروں کی نگرانی کریں اور ان کا گوشت، کھالیں اور جھول سب تقسیم کر دیں۔ قصائی کو اُس کی مزدوری کے عوض میں ان چیزوں میں سے کوئی چیز نہ دیں۔ حضرت علیؓ نے اسی ہدایت کے مطابق عمل کیا۔[3]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ ہر اُونٹ میں سے ایک ایک ٹکڑا لیں اور پھر ان سب کو یکجا جمع کرکے ایک ہی جگہ سب کو پکائیں۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ جب سالن تیار ہو گیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت علیؓ نے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔[4]

خلافت کے متعلق حضرت علیؓ کا خیال | حج سے واپس آنے کے کچھ عرصہ بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیمار ہو گئے بیماری کے دوران ایک دن حضرت علیؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے باہر آئے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسنؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مزاج کیسے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا الحمدللہ آج مرض میں افاقہ ہے۔ اتنے میں حضرت عبّاسؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا "اللہ کی قسم تین دن بعد تم دوسرے کے محکوم بن جاؤ گے۔ بے شک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس مرض میں انتقال فرمائیں گے۔ لہٰذا ہم آپؐ کے پاس چلیں اور آپؐ سے دریافت کریں کہ خلافت کس کو ملیگی۔ اگر ہمیں ملیگی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر کسی اور کو ملیگی تو بھی ہمیں معلوم ہو جائے گا پھر جو وصیّت آپؐ ہمیں کریں گے (ہم اس کے مطابق عمل کریں گے)" حضرت علیؓ نے جواب دیا "اللہ کی قسم، اگر ہم نے آپؐ سے سوال کیا اور آپؐ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ کبھی بھی ہمیں خلافت نہیں دیں گے، لہٰذا میں تو اللہ کی قسم کبھی بھی آپؐ سے یہ سوال نہیں کروں گا۔"[5]

(نوٹ:۔ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو نہ تو خلیفہ بنایا تھا نہ اُن کو وصی بنایا تھا اور نہ اُن کیلئے کسی قسم کی وصیّت کی تھی۔ لہٰذا یہ دعویٰ کرنا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دورانِ سفر بتاریخ ۱۸ ذوالحجہ ۱۰ھ حضرت علیؓ کو خلیفہ بنایا تھا صحیح نہیں)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتقال اور خلیفہ کا انتخاب | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد انصار قبیلۂ بنو ساعدہ کے سائبان میں جمع ہو گئے۔ مہاجرین کو اس بات کا علم ہوا تو وہ سب حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت عمرؓ نے کہا "ہمیں بھی انصاری بھائیوں کے پاس چلنا چاہیئے" (لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا) تمام مہاجرین سقیفۂ بنو ساعدہ روانہ ہو گئے۔ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور کچھ اور لوگ ساتھ نہیں گئے۔ مہاجرین اور انصار کے اجتماع میں حضرت ابوبکر صدیقؓ امیر مقرر کئے گئے اور اُن کے ہاتھ پر بیعت ہو گئی۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من اہل فی زمن النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتاب المغازی باب بعث علیؓ وصحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب المناسک عن علیؓ وصحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وباب بیان ان السُنّۃ یوم النحر ..... عن ابن عبّاسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب یتصدق بجلود الھدی وغیرہ عن علیؓ۔ [4] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتاب الاستئذان باب المعانقۃ عن ابن عبّاسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المظالم باب ما جاء فی السقائف عن عمرؓ وباب مناقب ابی بکرؓ وکتاب الحدود باب رجم المحبلی عن عمرؓ۔

حضرت فاطمہؓ کا میراث طلب کرنا جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو حضرت علیؓ کی زوجۂ محترمہ حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئیں اور اپنا ورثہ طلب کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، ہاں آلِ محمدؐ اس میں سے کھا سکتے ہیں۔" اس کے بعد حضرت فاطمہؓ نے (اس سلسلہ میں) کوئی بات نہیں کی۔[1]

حضرت علیؓ کا بیعت سے تخلّف حضرت علیؓ نے ابتداءً حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی اگرچہ ان کے علاوہ تمام مسلمین بیعت کر چکے تھے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انتقال کے چھ مہینہ بعد حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہو گیا (رات کا وقت تھا) حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو اطلاع نہیں دی اور خود ہی نمازِ جنازہ پڑھا کر رات کے وقت ہی دفن کر دیا۔ حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں حضرت علیؓ کی بڑی قدر و منزلت تھی (غالباً حضرت فاطمہؓ کی تیمارداری کی وجہ سے لوگوں نے حضرت علیؓ کے بیعت نہ کرنے کو نظر انداز کر دیا) لیکن جب ان کا انتقال ہو گیا تو حضرت علیؓ نے لوگوں کے چہرہ پر ناراضگی کے آثار محسُوس کئے لہٰذا انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت اور اُن سے مصالحت کرنے کی خواہش کی (تاکہ لوگ ان سے خوش ہو جائیں) حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہلوایا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں اور اپنے ساتھ کسی کو نہ لائیں (تاکہ بے تکلفی سے بات ہو سکے) حضرت عمرؓ نے کہا "واللہ آپ ان کے پاس اکیلے نہ جائیں۔" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "مجھے ان سے کیا خطرہ ہے؟ میں تنہا ہی جاؤں گا" (حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے) حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ کے ہاں تشریف لے گئے، حضرت علیؓ نے تشہّد پڑھا اور فرمایا "یقیناً ہم آپ کی فضیلت اور جو کچھ (بزرگی) اللہ نے آپ کو دی ہے اُس کے معترف ہیں اور جو خیر (یعنی خلافت وغیرہ) اللہ نے آپ کو دی ہے اُس پر آپ سے حسد نہیں کرتے، لیکن آپ اس (مال کے) معاملہ میں خود مختار ہو گئے (ہم سے مشورہ تک نہیں لیتے) حالانکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قرابت کی وجہ سے ہم اس میں اپنا حصّہ سمجھتے تھے (حصّہ نہیں مل سکتا تھا تو خیر مشورہ ہی لے لیتے لیکن آپ نے یہ بھی نہیں کیا، بس اس کا ہمیں ملال تھا") حضرت علیؓ کی ان باتوں پر حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے (جب حضرت علیؓ خاموش ہو گئے تو) حضرت ابوبکرؓ نے تقریر کی۔ انہوں نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قرابت (سے حسنِ سلوک) مجھے اپنی قرابت کے ساتھ صلۂ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ رہا وہ اختلاف جو تمہارے اور ہمارے درمیان اس مال کے معاملہ میں ہوا (تو آخر اس میں مشورہ کی کیا ضرورت تھی جبکہ) میں خود اس معاملہ میں جہاں تک نیکی کا تعلّق ہے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا اور نہ میں اس معاملہ میں اس سُنّت کو چھوڑتا ہوں جس سُنّت پر کہ میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عمل کرتے دیکھا ہے (سُنّت کی پیروی مشورہ سے بے نیاز ہے)۔" حضرت علیؓ نے کہا "میں زوال کے بعد بیعت کر لوں گا۔" حضرت ابوبکرؓ نے ظہر کی نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر منبر پر تشریف لے گئے۔ تشہّد پڑھا۔ حضرت علیؓ کی کیفیت، ان کا بیعت سے تخلّف اور ان کی معذرت بیان کی۔ پھر حضرت علیؓ نے تشہّد پڑھا، مغفرت کی دُعا کی۔ حضرت ابوبکرؓ کی عظمت بیان کی، پھر فرمایا "بیعت میں اس وجہ سے دیر نہیں ہوئی کہ ہمیں ابوبکرؓ سے اس معاملہ میں کوئی حسد تھا اور نہ اس وجہ سے کہ ہمیں ان کی اس فضیلت کا انکار تھا جو فضیلت کہ اللہ نے ان کو بخشی ہے، البتہ اس (ترکہ کے) معاملہ میں ہم اپنا حصّہ سمجھتے تھے، ابوبکرؓ اس معاملہ میں خود مختار ہو گئے (ہم سے مشورہ بھی نہیں لیا، بس اس کا ہمیں ملال تھا)" پھر (حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس وکتاب المغازی غزوۃ خیبر وکتاب الفرائض وصحیح مسلم کتاب الجہاد عن عائشۃ صدیقہؓ۔

علیؓ نے بیعت کی) تمام مسلمین ان کی اس بات سے خوش ہو گئے، اُنہوں نے کہا "تم نے ٹھیک کہا" اس کے بعد تمام مسلمین ان سے (حسب سابق) محبّت کرنے لگے [1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ کتنے اچھّے تھے یہ لوگ! نہ کسی قسم کا حسد ہے نہ بغض۔ ایک دوسرے کی فضیلت کے معترف ملال میں شریک، غلطی کو فوراً درگذر کرنے والے، نامناسب بات پر ناراض، معذرت کرنے کے بعد پھر اُسی طرح محبّت کرنے والے۔ لیکن وائے افسوس کہ دشمنانِ اسلام نے ان کے کردار کو داغدار بنانے کی کوشش کی، جھوٹے واقعات گھڑے اور ہماری تاریخ میں شامل کر دیئے، پھر اس سے بھی زیادہ افسوس ناک بات یہ ہوئی کہ اکثر مسلمین نے ان جھوٹے واقعات کو صحیح تسلیم کر لیا اور ان حقائق کی موجودگی میں اب بھی انہیں قابلِ اعتماد سمجھتے ہیں۔

حضرت علیؓ کی اولاد سے حضرت ابوبکرؓ کی محبّت ایک دن حضرت ابوبکرؓ مسجد سے نکل کر چلے۔ راستہ میں دیکھا کہ حضرت حسنؓ بچّوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت حسنؓ کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا اور فرمایا "میرے باپ تم پر قربان ہو جائیں، تم نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مشابہ ہو، علیؓ کے مشابہ نہیں ہو"۔ حضرت ابوبکرؓ یہ فرما رہے تھے اور حضرت علیؓ مسکرا رہے تھے۔ [2]

(نوٹ:۔ اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا کہ یہ لوگ آپس میں کتنی محبّت کرتے تھے)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جائداد کی تولیت مدینہ منوّرہ میں بنو نضیر کے وہ اموال جو اللہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بطور فَیٔ (یعنی بغیر جنگ کے) عطا فرمائے تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ میں آپؐ کے قبضہ میں رہے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد وہ اموال حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی تحویل میں رہے۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کے دو سال گذرنے کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ نے اس جائداد کی تولیت کی خواہش کی۔ حضرت عمرؓ نے یہ جائداد ان کی تحویل میں دیدی اور ان سے یہ وعدہ لے لیا کہ وہ اسے اُسی طرح خرچ کریں گے جس طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خرچ کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ میں اختلاف ہو گیا، دونوں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے، اُس وقت حضرت عمرؓ کے پاس حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ اجازت لیکر اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت عبّاسؓ نے کہا "اے امیر المؤمنین میرے اور ان غلط گو، گنہگار، بدعہد اور خائن کے درمیان تصفیہ کر دیجئے" (غرض یہ کہ چچا نے بھتیجے کو غصّہ میں غلط فہمی کی بناء پر جو چاہا کہدیا) پھر وہ دونوں ایکدوسرے کو بُرا بھلا کہنے لگے، حضرت عثمانؓ اور اُن کے ساتھیوں نے کہا "اے امیر المؤمنین ان دونوں کے درمیان تصفیہ کر ہی دیجئے اور ایک کو دوسرے سے راحت پہنچائیے"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اچھا ٹھہرو میں تمہیں اُس اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے"۔ ان لوگوں نے کہا "بے شک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ فرمایا تھا"۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ سے کہا "میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ فرمایا تھا؟" اُن دونوں نے کہا "بے شک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ فرمایا تھا"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اچھا تو اس معاملہ میں اب میں تم سے بات کرتا ہوں۔ بے شک اللہ نے اس مالِ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لا نورث عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب صفۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عقبہ بن حارثؓ۔

غنیمت میں سے ایک چیز کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے مخصوص کر لیا تھا۔ وہ چیز اللہ نے آپؐ کے علاوہ کسی اور کو نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {حشر}

اور جو چیز اللہ نے کفّار سے بطور فَیٔ کے اپنے رسُولؐ کو دلوائی جس کیلئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اُونٹ (وہ خاص طور پر اُسی کی ہے) اللہ جن پر چاہتا ہے اپنے رسولوں کو تسلّط عنایت فرماتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا "یہ مال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے مخصوص تھا مگر اللہ کی قسم یہ مال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہیں محروم کر کے نہیں لیا اور نہ یہ کیا کہ سارا مال تمہیں دیدیا بلکہ (خود بھی لیا اور) تم سب کو دیا اور تم سب میں تقسیم کرتے رہے یہاں تک کہ اب صرف یہ مال باقی رہ گیا ہے (جس کے تم متولّی بنائے گئے ہو) اس مال میں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچ لے لیتے تھے، اس کے بعد جو بچتا تھا اُسے وہاں صَرف کرتے تھے جہاں اللہ کا مال صَرف کیا جاتا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے۔ میں اللہ کی قسم دیکر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم اس بات سے واقف ہو؟" لوگوں نے کہا "ہاں"۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو قسم دیکر پوچھا "کیا تم بھی اس بات سے واقف ہو؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "پھر اللہ نے اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو وفات دی تو ابوبکرؓ (خلیفہ ہوئے انہوں) نے کہا 'میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جانشین ہوں (لہٰذا وہ تمام فرائض جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ادا کرتے تھے اب میں ادا کروں گا)' یہ کہکر اُنہوں نے اس مال کو اپنی تحویل میں لے لیا اور اُس کو اسی طرح صَرف کرتے رہے جس طرح رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صَرف کرتے تھے۔ تم دونوں (ان کی خلافت کے زمانہ میں) اُن کے پاس آئے تو (اے عباسؓ) تم اپنے بھتیجہ کا ورثہ طلب کرتے تھے اور یہ اپنی بیوی کا حصّہ طلب کرتے تھے، ابوبکرؓ نے فرمایا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے 'ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے' تو کیا تم نے انہیں غلط گو، گنہگار، بدعہد اور خائن سمجھا حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں بے شک سچّے، نیکوکار، ہدایت یافتہ اور تابعِ حق تھے۔ اس کے بعد جب اللہ نے ابوبکرؓ کو وفات دی تو میں ابوبکرؓ کا جانشین ہوا۔ اپنی خلافت کے ابتدائی دو سال تک میں اس پر قابض رہا اور میں اس کو اسی طرح خرچ کرتا رہا جس طرح رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ابوبکرؓ خرچ کرتے رہے تھے۔ تم نے مجھے بھی غلط گو، گنہگار، بدعہد اور خائن سمجھا ہوگا حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس معاملہ میں یقیناً سچّا، نیکوکار اور ہدایت یافتہ اور تابعِ حق تھا۔ اس کے بعد تم دونوں میرے پاس آئے اور مجھ سے اس معاملہ میں گفتگو کی۔ تم دونوں کی بات ایک تھی، تم دونوں کا معاملہ ایک تھا، اے عباسؓ تم مجھ سے اپنے بھتیجے کے مال میں سے اپنا حصّہ مانگتے تھے اور یہ یعنی علیؓ اپنی بیوی کا حصّہ ان کے باپ کے مال میں سے مانگتے تھے۔ میں نے (اس وقت) تم سے کہا تھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے 'ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم (یعنی انبیاءؑ) جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے'۔ پھر جب مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ میں اس جائداد کو تمہاری تحویل میں دیدوں تو میں نے تم سے کہا تھا کہ اگر تم چاہو تو میں اس کو اس شرط پر تمہارے حوالہ کرنے کو تیّار ہوں کہ تم اللہ کے عہد و میثاق پر قائم رہتے ہوئے اس میں اسی طرح تصرّف کروگے جس طرح رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے، ابوبکرؓ نے اور میں نے اپنی خلافت میں اب تک کیا ہے۔ تم دونوں نے کہا کہ اس کو ہمارے حوالہ کر دو (ہمیں یہ شرط منظور ہے) الغرض میں نے اُس کو اِس

شرط پر تمہاری تولیت میں دیدیا۔" اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا "اب میں اللہ کی قسم دیکر تم سے پوچھتا ہوں کہ میں نے یہ مال ان کے حوالہ اس شرط پر کیا تھا (یا نہیں)" سب لوگوں نے کہا "ہاں"۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے کہا "میں تم سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میں نے یہ مال تمہارے حوالہ اس شرط پر کیا تھا (یا نہیں)" ان دونوں نے کہا "ہاں"۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا "اچھا تو کیا اب تم مجھ سے اس کے خلاف فیصلہ کرانا چاہتے ہو۔ اللہ کی قسم جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں میں قیامت تک اس معاملہ میں اس کے خلاف فیصلہ نہیں کروں گا، اگر تم اس کے انتظام سے عاجز ہو گئے ہو تو اس کو مجھے واپس کر دو، میں تمہاری طرف سے اس کیلئے کافی ہوں"۔ [1]

(اس واقعہ کے بعد ان دونوں میں مصالحت ہو گئی اور وہ جائداد بدستور ان کے پاس رہی لیکن کچھ عرصہ بعد حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ کو اس کی تولیت سے روک دیا اور خود اس کے واحد متصرف ہو گئے۔ حضرت علیؓ کے بعد وہ حضرت حسنؓ کے قبضہ میں رہی پھر حضرت حسینؓ کے پھر علی بن حسینؒ اور حسن بن حسنؒ کے۔ پھر زید بن حسنؒ کے قبضہ میں رہی۔ [2]

حضرت عمرؓ کا خطبہ اور وصیت | وفات سے چند دن پہلے حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ تم اپنا خلیفہ نامزد کر دو (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ اپنے دین اور خلافت کو اور اس چیز کو جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا ضائع نہیں کرے گا۔ اگر میری موت جلد ہی آجائے تو مشورہ کرنے کے بعد (کسی کو خلیفہ بنا لینا لیکن) خلافت ان چھ آدمیوں ہی میں رہے گی جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے"۔ [3]

پھر وفات سے کچھ دیر پہلے حضرت عمرؓ نے فرمایا "میں خلافت کا مستحق ان لوگوں سے زیادہ کسی کو نہیں جانتا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک راضی رہے یعنی عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ، بس (اپنے میں سے) جس کو یہ لوگ خلیفہ بنا دیں وہی خلیفہ ہے"۔ [4]

حضرت عمرؓ سے حضرت علیؓ کی عقیدت | حضرت علیؓ کو حضرت عمرؓ سے بڑی عقیدت تھی۔ جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا تو اُن کے جنازہ کو مخاطب کر کے حضرت علیؓ نے فرمایا "اللہ تم پر رحمت نازل کرے، تم نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا کہ اس کے مثل عمل کر کے مجھے اللہ سے ملنا تمہارے جیسے عمل کر کے ملنے سے زیادہ محبوب ہو، اللہ کی قسم مجھے اُمید تھی کہ اللہ تمہیں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ جمع کر دے گا اس لئے کہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کرتا تھا کہ آپؐ فرماتے تھے 'میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے میں نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے کیا۔ میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ نکلے'"۔ [5]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کو حضرت عمرؓ سے بہت محبت تھی۔ وہ ان کی فضیلت اور ان کے خلوص و نیک اعمال کے معترف تھے۔ لیکن ولئے افسوس دشمنوں نے جھوٹے قصّے گھڑ گھڑ کر ہماری تاریخ کو مسخ کر دیا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن مالک بن اوسؓ و کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر و کتاب النفقات و کتاب الفرائض و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب حکم الفیٔ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے ایک دوسرے کو بُرا کہا یہ صرف صحیح بخاری کتاب الاعتصام میں ہے۔ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کے متعلق جو الفاظ کہے یہ الفاظ صحیح بخاری میں نہیں ہیں صحیح بخاری میں صرف "ظالم" ہے) [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن عروۃؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوما عن معدان رح۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عمرو بن میمون رح۔ [5] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ و صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ۔

حضرت عثمانؓ کا انتخاب | حضرت عمرؓ کی وصیت کے مطابق وہ چھ صحابی امارت کا فیصلہ کرنے کیلئے جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "اس معاملہ میں ہم میں سے تین آدمی باقی تین آدمیوں کے حق میں دست بردار ہو جائیں"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں"۔ حضرت زبیرؓ نے کہا "میں علیؓ کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں"۔ حضرت طلحہؓ نے کہا "میں عثمانؓ کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں"۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے کہا "تم میں سے کون امارت سے دست بردار ہوتا ہے۔ جو دست بردار ہوگا ہم امارت کا فیصلہ اسی کے سپرد کر دیں گے اور اس پر اللہ اور اسلام کے واسطہ سے یہ فرض ہوگا کہ وہ جس کو بہتر سمجھتا ہو اُسے خلیفہ بنا دے"۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا "میں تم سے اس معاملہ میں جھگڑنے والا نہیں ہوں (یعنی میں خلیفہ بننا نہیں چاہتا) اگر تم چاہو تو میں تم میں سے ایک کو منتخب کر کے خلیفہ بنا دوں۔ کیا تم اس کام کو میرے حوالہ کرنے کیلئے تیار ہو (اگر تم تیار ہو تو) اللہ کے واسطہ سے مجھ پر یہ فرض ہوگا کہ میں تم میں سے جو بہتر ہو اُسے خلیفہ بنانے میں کوتاہی نہ کروں"۔ ان دونوں نے کہا "ہمیں منظور ہے"۔

اس اجتماع کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ انتخابِ امیر کے کام میں مشغول ہو گئے، لوگ ان کے پاس آتے تھے حضرت عبدالرحمٰنؓ ان سے مشورہ کرتے تھے، دو راتیں اسی طرح گذر گئیں۔ تیسری رات کو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت زبیرؓ اور حضرت سعدؓ کو بُلوایا اور ان دونوں سے مشورہ کیا، پھر حضرت علیؓ کو بُلوایا اور بڑی رات تک ان سے باتیں کرتے رہے۔ حضرت علیؓ کی گفتگو سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اُنہیں خلافت کی خواہش ہے، حضرت عبدالرحمٰنؓ کو ان کی طرف سے کچھ اندیشہ تھا۔ حضرت علیؓ کے جانے کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ کو بُلوایا اور صبح کی اذان تک ان سے باتیں کرتے رہے۔ صبح کی نماز کے بعد مہاجرین، انصار اور اُمراءِ لشکر طلب کئے گئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا "تمہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت ہے۔ تمہیں اسلام میں قدامت حاصل ہے، اگر میں تمہیں خلیفہ بناؤں تو تم انصاف کرنا اور اگر میں عثمانؓ کو خلیفہ بناؤں تو تم اُن کی بات سُننا اور اطاعت کرنا"۔ پھر اُنہوں نے حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑا اور اُن سے بھی یہی بات کہی۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ایک خطبہ دیا۔ خطبہ میں اُنہوں نے فرمایا "اے علیؓ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ عثمانؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے لہٰذا تم میری طرف سے اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرنا"۔ حضرت علیؓ نے (فوراً) حضرت عثمانؓ سے فرمایا "میں اللہ، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے بعد کے دو خلفاء کی سُنّت پر تم سے بیعت کرتا ہوں"۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "اے عثمانؓ اپنا ہاتھ اُٹھاؤ"۔ (اُنہوں نے ہاتھ اُٹھایا) حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کی، اُن کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی، پھر تمام مہاجرین، انصار اور اُمراءِ لشکر اور پھر تمام مسلمین نے بیعت کی۔[1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | خلافت کی خواہش ہونا اس نیّت سے کہ اللہ کے دین کی خلوص کے ساتھ خدمت کیجائے کوئی بُری چیز نہیں۔ حضرت علیؓ اس خواہش میں منفرد نہیں تھے بلکہ یہ خواہش تقریباً تمام مؤمنین کو ہوتی ہے۔ اس واقعہ میں جو سب سے زیادہ قابلِ ستائش بات دیکھنے میں آتی ہے وہ حضرت علیؓ کا خلوص ہے جو اُنہیں فوراً مجبور کر دیتا ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ کی بیعت کر لیں اور کسی قسم کا ملال دل میں نہ لائیں۔ جہاں تک زبانی بیعت کا تعلّق ہے حضرت علیؓ نے سب سے پہلے بیعت کی، جہاں تک ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرنے کا تعلّق ہے تو انتخاب کا فیصلہ کرنے والے کے بعد سب سے پہلے اُنہوں نے بیعت کی۔ یہ ہیں تاریخی حقائق نہ کہ وہ جو ہماری کتبِ تاریخ میں مذکور ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری ابواب مناقب عثمانؓ عن عمرو بن میمونؒ و کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس عن مسور بن مخرمہؓ

حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے خیر خواہ تھے ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت علیؓ کے پاس کچھ لوگ آئے اور حضرت عثمانؓ کے عاملوں کی شکایت کی۔ حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت محمدؐ بن حنفیہ سے کہا "اس صحیفہ کو لیکر عثمانؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو یہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دستور العمل ہے، اپنے عاملوں کو حکم دیجئے کہ اس کے مُطابق زکوٰۃ وصول کریں"۔ حضرت محمد بن حنفیہ اس صحیفہ کو لیکر حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ محمد بن حنفیہ اس صحیفہ کو لیکر واپس آگئے اور حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ کے جواب سے مطلع کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "اسے وہیں رکھدو جہاں سے اُٹھایا تھا"۔ [1]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کے عاملوں کے خلاف جو شکایت کی گئی تھی وہ جھوٹی تھی۔ یہ شکایت درحقیقت اس سازش کی ابتدا تھی جس سازش کے نتیجے میں حضرت عثمانؓ کی شہادت واقع ہوئی۔

حضرت علیؓ کی خلافت

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے (لیکن حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو سزا دینے کے سلسلہ میں اختلاف کی صورت پیدا ہوگئی، یہ اختلاف بھی درحقیقت اُسی سازش کا کارنامہ تھا جو اسلامی حکومت کو تباہ کرنے کیلئے کی گئی تھی)

حضرت علیؓ کا خلوص اور اختلاف سے کراہت حضرت علیؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد اپنے امراء اور قاضیوں کو ہدایت کی کہ جس طرح تم اب تک فیصلہ کرتے رہے ہو کرتے رہو کیونکہ میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں (اختلاف ختم کرنا میری سب سے اہم ذمہ داری ہے اور میں اسی کوشش میں لگا رہوں گا) یہاں تک کہ تمام لوگ ایک جماعت بن جائیں یا میں (اسی کوشش اور جدّوجہد میں) مرجاؤں جس طرح میرے ساتھی مرگئے"۔ [2]

بلوۂ جمل (قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینے کا مطالبہ کیا گیا، اس مطالبہ کو قوّت دینے اور قانونِ قصاص کو جلد نافذ کرنے کے سلسلہ میں) حضرت عائشہ صدیقہؓ بصرہ روانہ ہوگئیں۔ ان کے ساتھ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے حضرت علیؓ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں منافقین جو دونوں طرف شریک ہیں کوئی فتنہ نہ کھڑا کردیں اس لئے اُنہوں نے حضرت عمّارؓ اور حضرت حسنؓ کو کوفہ روانہ کیا کہ وہ وہاں کے لوگوں کو مقابلہ کیلئے اُبھاریں (تاکہ بروقت فتنہ کو دبایا جاسکے) الغرض حضرت عمّارؓ کوفہ پہنچے حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت ابومسعودؓ ان سے ملنے آئے، ان دونوں نے حضرت عمّارؓ سے کہا "جب سے تم اسلام لائے ہو ہم نے تمہارے کسی کام کو اتنا ناپسند نہیں کیا جتنا کہ تمہارا اس کام میں جلدی کرنا ہم ناپسند کرتے ہیں"۔ حضرت عمّارؓ نے کہا "جب سے تم اسلام لائے ہو میں نے تمہارے کسی کام کو اتنا ناپسند نہیں کیا جتنا تمہارا اس کام میں دیر کرنا ناپسند کرتا ہوں"۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابومسعودؓ نے دو جوڑے منگائے اور ان دونوں کو ایک ایک جوڑا پہنایا۔ پھر یہ لوگ جمعہ کی نماز کیلئے مسجد روانہ ہوئے۔ حضرت عمّارؓ اور حضرت حسنؓ منبر پر چڑھے، حضرت عمّارؓ نے فرمایا "بے شک عائشہؓ بصرہ روانہ ہوگئی ہیں اور اللہ کی قسم وہ تمہارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زوجہ ہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے تمہاری ایک آزمائش ہے۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کس کی اطاعت کرتے ہو (قانونِ قصاص کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ماذکر من درع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [2] صحیح بخاری باب مناقب علیؓ عن عبیدۃؒ۔

نفاذ میں تاخیر کو پسند کر کے تم) ان کی یعنی علیؓ کی (اطاعت کرتے ہو) یا (قانونِ قصاص کے نفاذ میں عجلت کو پسند کر کے) عائشہؓ کی (اطاعت کرتے ہو)"۔ [1]

(مندرجہ بالا واقعہ کے بعد حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ میں مفاہمت ہو گئی۔ دشمنانِ اسلام کو مفاہمت و مصالحت کب پسند تھی، وہ تو لڑانا چاہتے تھے لہٰذا اُنہوں نے بلوہ کر دیا) بلوہ کے دوران حضرت زبیرؓ نے فرمایا "آج جو شخص بھی قتل ہوگا وہ ظالم ہوگا یا مظلوم اور میں سمجھتا ہوں کہ میں آج مظلوم قتل کیا جاؤں گا"۔ حضرت زبیرؓ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ سچ ثابت ہوا، کچھ دیر بعد (اس باغی گروہ کے ہاتھ سے جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھا) وہ قتل کر دئے گئے۔ [2]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ:-

(۱) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت ابو مسعودؓ طالبینِ قصاص کی موافقت میں تھے، اور اگر موافقت میں نہیں تھے تاہم ان کے خلاف جلد بازی کے ساتھ کسی اقدام کو ناپسند کرتے تھے۔

(۲) حضرت عمارؓ ابتداء میں طالبین قصاص کے خلاف جلدی سے کوئی کارروائی کرنے کے حق میں تھے لیکن بعد میں وہ کسی ایک کا ساتھ دینے پر مطمئن نہیں رہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ زوجۂ مطہرہؐ کی مخالفت ناپسند کرتے تھے بلکہ اُن کی حمایت کی ترغیب دیتے تھے۔ حضرت حسنؓ کا سکوت بھی معنی خیز ہے۔

(۳) حضرت ابو مسعودؓ اور حضرت عمارؓ میں اجتہادی اختلاف تو ضرور ہوا لیکن آپس کی محبت اور حُسنِ سلوک میں کوئی فرق نہیں آیا۔ حضرت ابو مسعودؓ نے حضرت عمارؓ کو ایک جوڑا پیش کیا یہ اُسی محبت اور حُسنِ سلوک کی ایک دلیل ہے۔

(۴) حضرت زبیرؓ خلوص کے ساتھ قصاص کے مطالبہ میں شریک تھے [3]

(۵) عام طور پر واقعۂ جمل کو جنگِ جمل کہا جاتا ہے، حالانکہ یہ جنگ نہیں تھی محض ایک بلوہ تھا۔

بلوۂ صفّین (اسی قسم کا دوسرا بلوہ ان قاتلین عثمانؓ نے صفّین کے مقام پر کیا اور حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی گفت و شنید کو ناکام بنا دیا۔ صحابۂ کرامؓ نے ان فتنوں کو روکنے کی کوشش کی لیکن خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اسی بلوۂ صفّین کے موقع پر) حضرت سہل بن حُنَیفؓ نے فرمایا "اپنی رائے اور اپنے نفس کو الزام دو (ہو سکتا ہے کہ تمہاری رائے غلط ہو اور ان فتنوں ہی میں اللہ کو کوئی بہتری مقصود ہو) جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوا (ہماری رائے کچھ اور تھی اور اللہ کی مصلحت کچھ اور۔ ہماری رائے کے خلاف صلح کے شرائط طے پائے، وہ شرائط ہمیں ناپسند تھے لیکن بعد میں وہی مفید ثابت ہوئے۔ بالکل اسی طرح یہ بلوے ہمیں ناپسند ہیں ہو سکتا ہے کہ بعد میں ان کا کوئی اچھا نتیجہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الفتن۔ [2] صحیح بخاری [illegible] الخمس باب برکۃ الغازی فی مالہ حیا و میتا عن ابن زبیرؓ۔ [3] کیونکہ ہم اپنی اس تاریخ کو صرف قرآن مجید اور صحیحین سے ترتیب دے رہے ہیں لہٰذا بلوۂ جمل کی مزید تفصیل دینے سے قاصر ہیں جس کو تفصیل دیکھنی ہو وہ ہماری مطول تاریخ کا انتظار کرے۔ قارئین کی تشنگی دور کرنے کیلئے ہم اس کا خلاصہ بیان کرتے ہیں جو یہ ہے:- "حضرت عائشہ صدیقہؓ وغیرہ قصاص کا مطالبہ کر رہے تھے، حضرت علیؓ کسی مصلحت سے تاخیر کے حق میں تھے۔ جمل کے مقام پر جانبین میں مصالحت ہو گئی اور قاتلین عثمانؓ کو سزا دینے پر اتفاق ہو گیا۔ سازشی لوگ جو ہر موقع پر کثیر تعداد میں شامل تھے اسے کب گوارا کر سکتے تھے، یہ مصالحت گویا اُن کے خون پر ہوئی تھی لہٰذا رات کی تاریکی میں اُنہوں نے دونوں فریق پر حملہ کر کے بلوہ کی صورت پیدا کر دی۔ اس سازشی گروہ نے دونوں طرف کے اکابر کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ صحابہ کبارؓ نے بلوہ روکنے کی کوشش کی لیکن جب تک بلوہ رُکے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو اُنہوں نے شہید کر دیا۔ بلوہ فرو ہونے کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کو بصد احترام مدینہ منورہ پہنچوا دیا۔

نکلے) ہم نے جب کبھی تلوار اپنے کندھوں پر رکھی کیسا ہی دہشتناک کام کیوں نہ ہو اللہ نے اُسے ہمارے لئے ایسی آسانی میں تبدیل کر دیا جس آسانی کو ہم (اچھی طرح) جانتے پہچانتے تھے لیکن یہ ایک کام (ایسا مشکل درپیش آیا ہے کہ کسی طرح سلجھنے میں نہیں آتا۔ ہم ان سازشیوں کے فتنوں کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن فتنے کسی طرح نہیں رُکتے معلوم نہیں اس میں اللہ کی کیا مصلحت ہے) [1]

(جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی گفت وشنید بلوہ کی نذر ہوگئی تو) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو خیال ہوا کہ لوگ اس معاملہ میں انہیں کوئی خاص اہمیت نہیں دے رہے ہیں۔ وہ (اپنی بہن) حضرت حفصہؓ کے پاس گئے (اور اُن سے لوگوں کی شکایت کی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "آپ دیکھتی ہیں لوگوں کا کیا حال ہے، اس سلسلہ میں میرا کوئی حق ہی نہیں سمجھتے"۔ حضرت حفصہؓ نے فرمایا "تم ان لوگوں کے پاس جاؤ وہ تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے (وہ یقیناً سمجھتے ہوں گے کہ مشورہ میں تمہارا بہت بڑا حق ہے) اور مجھے ڈر ہے کہ تمہارے نہ جانے سے کہیں کوئی اختلاف نہ ہو جائے"۔ غرض یہ کہ حضرت حفصہؓ نے اُنہیں اُس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک وہ چلے نہیں گئے۔

(گفت وشنید کے سلسلہ میں) جو لوگ جمع ہوئے تھے وہ چلے گئے تو حضرت امیر معاویہؓ نے (خاص خاص لوگوں میں) ایک خطبہ دیا۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا "جو شخص اس معاملہ میں بولنا چاہے وہ اپنے آپ کو پیش کرے۔ ہم اس معاملہ میں اس سے اور اُس کے باپ سے زیادہ حقدار ہیں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سوچا کہ میں یہ جواب دوں کہ اس معاملہ میں وہ شخص تم سے زیادہ حقدار ہے جو تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام پر لڑتا رہا لیکن اُنہوں نے اس اندیشہ سے یہ بات نہیں کہی کہ کہیں لوگ ان کی مُراد کو نہ سمجھیں، جماعت میں افتراق پیدا ہو جائے اور خونریزی تک نوبت پہنچ جائے (جیسا کہ سازشی گروہ بار بار کرتا آیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اُمت کی خیر خواہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے خاموش رہے اور حضرت معاویہؓ کی غلط بات کی تردید نہیں کی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے وہ نعمتیں یاد کیں جو اللہ نے (بُردبار لوگوں کے لئے) جنّت میں تیّار کر رکھی ہیں [2]

دشمنانِ اسلام کی تیسری سازش رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ "عنقریب ایک قوم نکلے گی جن کی نماز کے مقابلہ میں تم اپنی نماز کو حقیر سمجھو گے، اُن کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے جو اُن کی ہنسلی سے نیچے نہیں اُترے گا، وہ لوگ مسلمین کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، دینِ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جائے اور اُس پر کہیں بھی خون کا نشان نہ ہو، ان میں ایک سیاہ فام شخص ہوگا جس کا ایک بازو مثل عورت کے پستان کے ہوگا، اُن کی علامت یہ ہوگی کہ وہ سر مُنڈاتے ہوں گے، اگر میں نے ان کو پایا تو میں ان کو اس طرح ہلاک کر ڈالوں گا جس طرح عاد و ثمود ہلاک کر دئے گئے۔ وہ ایسے وقت میں نکلیں گے جب مسلمین میں اختلاف ہوگا اور وہ دو جماعتوں میں تقسیم ہو جائینگے ان کو مسلمین کی وہ جماعت قتل کریگی جو حق کے زیادہ قریب ہوگی۔ (اے مُومنو) جہاں کہیں تم انہیں پاؤ قتل کر دینا کیونکہ ان کے قتل میں بروز قیامت (بڑا) ثواب ہے"۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب بعد باب اثم من عاھد ثم غدر عن ابی وائلؒ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خندق عن عکرمۃ بن خالد رضؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ وابواب علامات النبوۃ وکتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ عاد وکتاب استتابۃ المرتدین باب قتل الخوارج وکتاب التوحید وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

حضرت علیؓ کے عہدِ خلافت میں یہ لوگ نکلے، انہی لوگوں کو خارجی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے لوٹ مار شروع کر دی (اور ملک میں فساد برپا کر دیا) حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد سے یہ تیسری مسلّح سازش تھی جو خلافت کو درہم برہم کرنے کیلئے دشمنانِ اسلام نے برپا کی۔ حضرت علیؓ نے ان کی سرکوبی کا ارادہ کیا (لیکن ان کی اپنی فوج میں بھی یہ سازشی گھسے ہوئے تھے، اُنہوں نے ان کے مقابلہ سے گریز کیا اور حضرت معاویہؓ سے جنگ کرنے پر اصرار کیا تاکہ مسلمین کی قوت پارہ پارہ ہو جائے اور حضرت علیؓ کے اُس طرف چلے جانے کے بعد سازشی گروہ آزادی کے ساتھ ملک میں خون خرابہ کر کے حکومت پر قابض ہو جائے)

حضرت علیؓ نے جب اپنی فوج کی یہ حالت دیکھی تو ایک خطبہ دیا، خطبہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیشین گوئی کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "وہ لشکر جو ان کی سرکوبی کیلئے جائیگا اگر اس ثواب کو جان لے جو اللہ نے اپنے رسُولؐ کی زبان سے بیان فرمایا ہے تو اُسی پر بھروسہ کر بیٹھے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی ہوگا جس کا ایک بازو پستان کے مثل ہوگا، اُس پر سفید بال ہوں گے اور کلائی نہ ہوگی"۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا "تم معاویہؓ اور اہلِ شام کی طرف جانا چاہتے ہو اور اِنہیں چھوڑے جاتے ہو تاکہ تمہارے جانے کے بعد یہ تمہاری اولاد اور تمہارے اموال کو نقصان پہنچائیں، اللہ کی قسم مجھے اُمید ہے کہ یہ وہی قوم ہے (جس کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے) انہوں نے ناحق خون بہایا ہے، لوگوں کی مویشی کو لُوٹ لیا ہے، لہٰذا اللہ کا نام لیکر مقابلہ کیلئے نکلو" (کیونکہ یہ لوگ کھُلّم کھُلا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث کا انکار نہیں کر سکتے تھے لہٰذا خاموش ہو گئے) الغرض خارجیوں سے حضرت علیؓ کا پہلا مقابلہ حروراء کے مقام پر ہوا (لیکن اس جنگ میں ان کا مکمّل استیصال نہ ہوا لہٰذا) حضرت علیؓ مع اپنے لشکر کے ان لوگوں سے (فیصلہ کُن) مقابلہ کیلئے آگے روانہ ہوئے اور ایک پُل پر سے ہوتے ہوئے ان کے سامنے پہنچ گئے۔ ان لوگوں کا سپہ سالار عبداللہ بن وَہب راسبی تھا۔ اُس نے اپنے لشکر سے کہا نیزے پھینک دو اور تلواریں میان سے نکال لو کیونکہ مجھے خوف ہے کہ یہ لوگ تم پر اُسی طرح حملہ کریں گے جس طرح جنگ حَرُوراء میں کیا تھا۔ اُنہوں نے نیزے پھینک دئے اور تلواریں سنبھال لیں۔ حضرت علیؓ کے لشکر نے ان پر نیزوں سے حملہ کیا اور انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ حضرت علیؓ فتحیاب ہوئے۔ ان کے لشکر کے صرف دو آدمی مارے گئے۔

فتح کے بعد حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ اُس شخص کی تلاش کی جائے جس کی خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دی تھی۔ وہ شخص تلاش کیا گیا لیکن نہیں ملا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھ سے جھُوٹ کہا گیا ہے، لہٰذا پھر تلاش کرو"۔ لوگوں نے پھر تلاش کیا لیکن وہ نہیں ملا۔ حضرت علیؓ خود تلاش کرنے کے لئے روانہ ہوئے، آپ ان کے مقتولین کے پاس پہنچے تو (ایک جگہ کھڑے ہو کر) فرمایا ان لاشوں کو اُٹھاؤ۔ لاشوں کو اُٹھایا گیا۔ لاشوں کے نیچے سے وہ شخص نکلا[1] اس شخص کو حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا، اس میں وہ نشانی موجود تھی جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیان کی تھی (یعنی اس کے ایک ہاتھ میں کلائی نہیں تھی اور بازو مثل پستان کے تھا)[2] حضرت علیؓ نے (جب اُسے دیکھا تو فرطِ خوشی سے) اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا "اللہ نے سچ فرمایا اور اُس کے رسُولؐ نے (پیغامِ الٰہی کو ٹھیک ٹھیک) پہنچا دیا"۔ ایک شخص جن کا نام عبیدہ سلمانی تھا کہنے لگے "اے امیرالمؤمنین، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا واقعی یہ حدیث آپ نے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب التحریض علی قتل الخوارج۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب احادیث الانبیاء وکتاب استتابۃ المرتدین وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ نحوہٗ عن علیؓ وابی سعیدؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنی ہے۔" حضرت علیؓ نے فرمایا "ہاں، اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں"۔ عبیدہ سلمانی نے تین دفعہ قسم لی اور حضرت علیؓ نے تین دفعہ قسم کھا کر حدیث سُننے کا اقرار کیا۔[1]

حضرت علیؓ کا اظہارِ حق | ایک دن ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا "وہ کیا چیز ہے جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاص آپ کو خفیہ طور پر بتایا کرتے تھے اور دوسرے لوگوں سے چھپایا کرتے تھے"۔ حضرت علیؓ کو غصّہ آگیا، اُنہوں نے فرمایا "ایسی کوئی چیز نہیں جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے خفیہ طور پر بتائی ہو اور دوسرے لوگوں سے چھپائی ہو۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسی ایسی چیز کو ہمارے لئے مخصوص نہیں کیا جو عام لوگوں کو نہ بتائی ہو سوائے اس کے کہ ایک مرتبہ آپؐ نے مجھ سے چار باتیں فرمائی تھیں"۔ اُس شخص نے پوچھا "وہ کیا باتیں ہیں؟" حضرت علیؓ نے فرمایا "اللہ اُس شخص پر لعنت کرتا ہے جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے۔ اللہ اُس شخص پر لعنت کرتا ہے جو غیر اللہ کیلئے ذبح کرے، اللہ کی اُس شخص پر لعنت ہے جو کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے اور اللہ کی اُس شخص پر بھی لعنت ہے جو زمین کے حدود کو بدل دے"۔ (یعنی دوسرے کی زمین کو اپنی زمین میں شامل کر لے)[2]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | مندرجہ بالا واقعہ سے ثابت ہوا کہ دشمنانِ اسلام نے ایک خاص سازش کے تحت حضرت علیؓ کی زندگی ہی میں حضرت علیؓ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرنا شروع کر دی تھیں جو بالکل بے سروپا تھیں۔ حضرت علیؓ کا ان سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ دشمنانِ اسلام کا منصوبہ یہ تھا کہ اسلام اور اسلامی حکومت میں رخنہ ڈالیں، مسلمین آپس میں لڑنے لگیں اور اُن کی قوّت پارہ پارہ ہو جائے۔ دشمنانِ اسلام کے اس منصوبہ کی صدائے بازگشت آج بھی سُنائی دیتی ہے۔

حضرت علیؓ کے متعلّق غلط بیانی حضرت علیؓ کی کتابُ الاحادیث | حضرت علیؓ کی طرف منسوب کر کے بہت سی باتیں کہی جا رہی تھیں اور اُن کو شہرت دی جا رہی تھی۔ بعض لوگ ایسے بھی تھے جو حضرت علیؓ سے ان باتوں کے متعلّق استفسار کر کے اپنی تسلّی کر لیا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت ابوجُحَیفہ نے حضرت علیؓ سے پوچھا "کیا آپ کے پاس کوئی (خاص) کتاب ہے"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "سوائے قرآن کے اور کوئی کتاب ہمارے پاس نہیں ہے، یا ہمارے پاس وہ فہم ہے جو (ہر) ایک مسلم کو دی جاتی ہے یا ہمارے پاس وہ ہے جو اس صحیفہ میں ہے"۔ حضرت ابوجُحَیفہ نے پوچھا "اس صحیفہ میں کیا ہے؟" حضرت علیؓ نے فرمایا "دیت کے مسائل، قیدی چھڑانے کے مسائل، اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی مسلم کسی کافر کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے، مدینہ فلاں مقام سے فلاں مقام تک حرم ہے، جو اس میں کوئی بدعت نکالے یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے اُس پر اللہ کی، فرشتوں کی، اور تمام لوگوں کی لعنت۔ نہ اس کا فرض قبول ہوگا نہ نفل وغیرہ وغیرہ"۔[3]

حضرت علیؓ نے زکوٰۃ کے مسائل بھی صحیفۂ احادیث میں جمع کئے تھے۔[4]

زندیقوں کو سزائے موت | (حضرت علیؓ کے زمانہ میں منافقین کا فتنہ زوروں پر تھا۔ یہ لوگ اسلامی عقائد کے خلاف کافرانہ عقائد مسلمین میں پھیلا رہے تھے۔ انہوں نے کافی لوگوں کو متأثّر کر کے صحیح اسلام سے برگشتہ کر دیا تھا) حضرت علیؓ نے اس قسم کی ایک جماعت کو زندہ آگ میں جلا دیا۔ جب یہ بات حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ کو معلوم ہوئی تو کہنے لگے اگر میں

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب التحریض علی قتل الخوارج۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الاضاحی باب تحریم الذبح لغیر اللہ تعالیٰ عن ابی الطفیل عامر بن واثلہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ العلم باب کتابۃ العلم عن ابی جُحَیفۃ وکتاب المناسک باب حرم المدینۃ وکتاب الجہاد باب فکاک الاسیر وکتاب فرض الخمس باب ذمۃ المسلمین وکتاب الدیات وصحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما ذکر من درع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

ہوتا تو اُن کو آگ میں نہ جلاتا اس لئے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے " اللہ کے عذاب سے کسی کو سزا مت دو" بلکہ میں ان لوگوں کو قتل کرتا کیونکہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جو اپنے دین کو بدل دے اُسے قتل کر دو"۔[1]

غرض یہ کہ منافقین کا فتنہ زوروں پر تھا۔ ان ہی منافقین کے متعلّق حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے کہا تھا اِس زمانہ کے منافقین رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ کے منافقین سے زیادہ بُرے ہیں۔ وہ (اپنا نفاق) چھپاتے تھے اور یہ ظاہر کرتے ہیں۔[2]

فتنے اُٹھانے والوں پر حضرت علیؓ کی سختی حضرت علیؓ نے خارجیوں کو قتل کیا، زندیقوں کو زندہ جلا دیا، دشمنانِ اسلام کو تہِ تیغ کیا، حتّٰی کہ ایک مرتبہ ابو عبدالرحمٰن عثمانی نے ابن عطیہ علوی سے کہا "میں جانتا ہوں کہ تمہارے صاحب (یعنی علیؓ) خون بہانے میں اتنے بے باک کیوں ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا تمہیں کیا خبر کہ اللہ نے اہلِ بدر سے مخاطب ہو کر کہدیا ہو کہ تم جو چاہو کرو' (کیونکہ وہ بدری صحابی ہیں اگر کسی کو غلطی سے بھی قتل کر دیں گے تو اُن کی گرفت نہیں ہوگی۔ اسی بناء پر وہ قتل کرنے اور سزائے موت نافذ کرنے میں پس و پیش نہیں کرتے)"[3]

خارجیوں کے متعلّق خود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ اگر میرے سامنے نکلے تو میں ان کو اس طرح نیست و نابود کر دوں گا جس طرح قومِ عاد و قومِ ثمود کو نیست و نابود کیا گیا تھا۔ لہٰذا خارجیوں کے ساتھ حضرت علیؓ نے جو کچھ کیا وہ بالکل منشائے الٰہی کے مُطابق تھا۔

غرض یہ کہ حضرت علیؓ نے فتنوں کی سرکوبی اور کافرانہ عقائد کے ابطال کے سلسلہ میں بہت کچھ کیا، وہ اس معاملہ میں بڑے جری واقع ہوئے تھے۔

قبروں کو برابر کرنے کا حکم حضرت علیؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ایک مرتبہ ابو الہیاج الاسدی سے فرمایا "کیا میں تمہیں اس کام پر مامور نہ کروں جس کام پر مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مامور کیا تھا۔ وہ یہ کہ تم جو تصویر دیکھو اُسے مٹا دو اور جو قبر بلند دیکھو اُسے (زمین کے) برابر کر دو"۔[4]

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی اتّباع میں حضرت علیؓ شرک و قبر پرستی کا سدّ باب کرتے تھے اور منکرات کا قلع قمع کرتے تھے۔

حضرت علیؓ کی شہادت اس پُر آشوب زمانہ میں جبکہ حضرت علیؓ بلند پایہ کارنامے انجام دے رہے تھے کہ یکایک کسی (منافق) نے آپ کو شہید کر دیا۔[5]

حضرت علیؓ کے فضائل

حضرت علیؓ کی محبّت ایمان کی علامت۔ حضرت علیؓ سے بغض نفاق کی علامت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "علیؓ سے محبّت نہیں کرتا مگر مؤمن اور علیؓ سے بغض نہیں رکھتا مگر منافق"۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب لا یعذّب بعذاب اللہ عن عکرمہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الفتن۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب اذا اضطرّ الرجل الی النظر فی شعور اہل الذمّۃ عن سعد بن عبیدہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتابُ الجنائز باب الامر بتسویۃ القبر۔ [5] صحیح مسلم باب من فضائل طلحہؓ عن ابی ہریرہؓ۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الایمان باب حبّ الانصار عن علیؓ۔

اللہ اور رسولؐ کے محبوب، حضرت علیؓ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ خیبر میں فرمایا تھا "میں کل جھنڈا اُس شخص کو دونگا جو اللہ اور رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ اور رسولؐ محبت کرتے ہیں"۔ یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا حضرت علیؓ کو عطاء فرمایا [1]

حضرت علیؓ کی مزید فضیلتیں | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت علیؓ سے فرمایا تھا "تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کیلئے ہارونؑ تھے مگر ہاں میرے بعد نبی کوئی نہیں بنے گا"۔ [2]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں"۔ [3]

شہید ہونے کی بشارت | ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ حراء پر چڑھے، آپؐ کے ہمراہ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تھے۔ (جب یہ لوگ پہاڑ پر پہنچ گئے تو) پہاڑ ہلنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے حراء ٹھہر جا، تجھ پر سوائے نبی، صدیق اور شہید کے اور کوئی نہیں ہے"۔ [4]

طہارت | ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ بالوں کی چادر اوڑھے ہوئے (بیٹھے) تھے۔ اتنے میں حضرت حسنؓ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چادر کے اندر کر لیا، پھر حضرت حسینؓ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی چادر کے اندر داخل کر لیا، پھر حضرت فاطمہؓ آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی چادر کے اندر داخل کر لیا پھر حضرت علیؓ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر فرمایا "اے گھر والو، اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کر دے اور تم کو خوب پاک کر دے"۔ [5]

(نوٹ:۔ مذکورہ بالا حدیث میں جس آیت کی طرف اشارہ ہے اُس آیت میں اگرچہ اصل مخاطب تو ازواجِ مطہراتؓ ہیں اور وہی از روئے قرآنِ مجید اصلی اہلِ بیت ہیں لیکن عمومی حیثیت سے یہ لوگ بھی اہلِ بیت میں شامل ہیں)

حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ کی نظر میں | حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "ہم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں"۔ [6]

حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے اور اُن کو اُن لوگوں میں شمار کرتے تھے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے [7]

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جس طرح حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ سے محبت کرتے تھے اور اُن کے قدردان تھے اسی طرح حضرت عمرؓ بھی حضرت علیؓ سے محبت کرتے تھے اور اُن کی قدر کرتے تھے۔

حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی نظر میں | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے محاسن کا ذکر کیا پھر فرمایا (یقیناً) وہ ایسے ہی تھے، اُن کا گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے وسط میں تھا [8]

حضرت علیؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی نظر میں | (جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں قاتلانِ عثمانؓ کے قصاص کے سلسلہ میں اختلاف ہوا تو) حضرت معاویہؓ نے حضرت سعدؓ کو (کسی جگہ یا کسی دستہ کا) امیر مقرر کیا (دورانِ گفتگو) حضرت معاویہؓ نے ان سے پوچھا "آپ علیؓ کو بُرا بھلا کیوں نہیں کہتے (یہ کیوں قصاص کے معاملہ

---

[1] صحیح مسلم باب من فضائل علیؓ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فی لواء النبی صلی اللہ علیہ وسلم و باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل اور کتاب المغازی میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے) [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و صحیح مسلم باب من فضائل علیؓ عن سعدؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ (اس فضیلت میں اور بھی لوگ شریک ہیں جیسا کہ حضرت علیؓ کے حالات میں گذر چکا ہے) [4] صحیح مسلم باب من فضائل طلحہؓ عن ابی ہریرۃؓ۔ [5] صحیح مسلم باب فضائل اہل بیت عن عائشہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ البقرۃ) عن ابن عباسؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عمرو بن میمونؒ۔ [8] صحیح بخاری باب مناقب علیؓ عن سعد بن عبیدہؓ

میں تاخیر کر رہے ہیں) حضرت سعدؓ نے کہا ان کے متعلق میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے تین باتیں سُنی ہیں کہ ان کی بناء پر میں ان کو ہرگز بُرا بھلا نہیں کہہ سکتا، اگر ان میں سے ایک بھی مجھے مل جائے تو وہ مجھے سُرخ اُونٹوں سے زیادہ محبوب ہو۔ ایک موقع پر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ مگر میرے بعد نبوّت کسی کو نہیں ملیگی"۔ جنگِ خیبر کے موقع پر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں (کل) جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جو اللہ اور رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے اور اللہ اور رسُولؐ اس سے محبّت کرتے ہیں"۔ پھر آپؐ نے جھنڈا علیؓ کو دیدیا۔ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوئی تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو بلایا اور فرمایا "اے اللہ یہ بھی میرے اہل ہیں"۔ [1]

(نوٹ:۔ حضرت سعدؓ نے حضرت علیؓ کی تاخیر کا دفاع نہیں کیا البتہ وہ اس سلسلہ میں ان کے فضائل کی بناء پر ان کو کچھ نہ کہہ سکے)

حضرت علیؓ کے عادات و خصائل

اتّباعِ سُنّت حضرت علیؓ اتّباعِ سُنّت میں بہت سخت تھے۔ ایک مرتبہ حج کے موقع پر حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ عمرہ اور حج کو جمع نہ کیا جائے، یہ حکم کیونکہ غلط فہمی پر مبنی تھا حضرت علیؓ نے عملاً اس کی تردید کی۔ وہ بلند آواز سے کہنے لگے "لبّیک بِعُمرۃٍ و حجّۃٍ" پھر فرمانے لگے "میں کسی کے کہنے سے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کو نہیں چھوڑ سکتا"، پھر حضرت عثمانؓ کو مخاطب کر کے کہنے لگے "کیا آپ ایسے کام سے منع کرتے ہیں جو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کیا ہے"۔ [2]

مندرجہ بالا واقعہ سے حضرت علیؓ نے یہ ثابت کر دیا کہ حاکم کی اطاعت اگرچہ فرض ہے لیکن اس کے حکم سے سُنّت کو نہیں چھوڑا جا سکتا، حاکم کا وہی حکم واجب التعمیل ہے جس سے کسی سُنّت کا ترک نہ لازم آتا ہو۔ سُنّت دین کا ایک شعبہ ہے اور دینی معاملات میں صرف اللہ اور رسُولؐ ہی کی بات مانی جاتی ہے۔ کسی سُنّت کا چھوڑنا گویا جزوی طور پر دین کا چھوڑنا ہے اور یہ گناہ ہے، لہٰذا ایسی صورت میں حاکم کی اطاعت حرام ہے۔ [3]

حضرت علیؓ نماز بالکل سُنّت کے مطابق پڑھتے ایک مرتبہ حضرت عمرانؓ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد حضرت عمرانؓ نے فرمایا "انہوں نے بالکل محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کے مُطابق نماز پڑھائی ہے"۔ [4]

احترامِ حدیث حضرت علیؓ حدیث کا بہت احترام کرتے تھے، فرماتے تھے کہ "جب میں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث بیان کروں تو آپؐ کی طرف جھوٹ منسُوب کرنے سے مجھے یہ زیادہ محبوب ہے کہ میں آسمان سے گر پڑوں"۔ [5]

حُبِّ رسُولؐ حضرت علیؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے بے حد محبّت کرتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ ابوتراب کہہ کر آواز دی، حضرت علیؓ کو یہ کنیت ایسی پسند آئی کہ جب کوئی انہیں ابوتراب کہتا تو بہت خوش ہوتے۔ [6]

مہمان نوازی حضرت علیؓ بڑے مہمان نواز تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر غفاریؓ مسافر ہیں تو فوراً انہیں اپنے

---

[1] صحیح مسلم باب فضائلِ علیؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب قول اللہ تعالیٰ الحج اشہر معلومات و باب التمتّع۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب یکبر وھو ینھض من السجدتین عن مطرّفٍ۔ [4] صحیح بخاری ابواب علامات النبوّۃ عن سویدؒ و کتاب استتابۃ المرتدین و صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب التحریض علی قتل الخوارج۔
[5] صحیح بخاری ابوابُ الفضائل و کتابُ الادب و صحیح مسلم باب من فضائل علیؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)
[6] حضرت عثمانؓ نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا (نسائی)

گھر لے گئے (اور اُن کی ضیافت کی) پھر دوسری اور تیسری رات کو بھی ایسا ہی کیا۔[1]

جوشِ ایمانی صلح حدیبیہ کے موقع پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رسُول اللہ" کو مٹا کر "ابن عبداللہ" لکھدو حضرت علیؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ کام مجھ سے نہیں ہوسکتا"۔[2]

شوقِ جہاد جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جنگِ خیبر کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت علیؓ کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں لہٰذا وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نہ جاسکے۔ بعد میں سوچا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تو جنگ کیلئے جائیں اور میں پیچھے رہ جاؤں۔ یہ سوچ کر اسی حالت میں خیبر کی طرف روانہ ہوگئے اور جنگ میں شریک ہوئے۔[3]

جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جنگ تبوک کیلئے روانہ ہوئے اور حضرت علیؓ کو مدینہ منوّرہ میں چھوڑا تو حضرتؓ علیؓ (بے چین ہوگئے) کہنے لگے "کیا آپ مجھے عورتوں اور بچّوں میں چھوڑے جارہے ہیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں تسلّی دی (اور مدینہ میں رُکنے کا حکم دیا)۔[4]

یتیموں اور رشتہ داروں سے محبّت حضرت علیؓ یتیموں اور رشتہ داروں سے محبّت کرتے تھے۔ عمرۃ القضاء کے موقع پر حضرت حمزہؓ کی لڑکی کو گود میں اُٹھالیا اور اس کو حضرت فاطمہؓ کے پاس لاکر کہا "اپنے چچا کی بیٹی کو سنبھالو"۔ پھر اس لڑکی کی پرورش کے سلسلہ میں حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت زیدؓ میں اختلاف ہوا، ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ میں اس کی پرورش کروں۔[5]

ایمان بالرسولؐ حضرت علیؓ کا ایمان بالرسولؐ بڑا قوی تھا۔ فتح مکّہ کے موقع پر حضرت حاطبؓ نے کُفارِ مکّہ کے پاس ایک عورت کے ذریعہ ایک خط روانہ کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو چند آدمیوں کے ساتھ اُس عورت کے پیچھے روانہ کیا اور فرمایا کہ اُس عورت سے وہ خط لے آؤ۔ حضرت علیؓ اُس عورت کے پاس پہنچے۔ تلاشِ بسیار کے بعد بھی وہ خط نہیں ملا تو حضرت علیؓ اُس عورت سے کہنے لگے "میں جانتا ہوں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم غلط بات کہہ ہی نہیں سکتے، تو خط نکال ورنہ ہم تجھ کو برہنہ کرکے تلاشی لینگے"۔ یہ سُن کر اُس عورت نے بالوں کے جُوڑے میں سے وہ خط نکال کر اُنہیں دیدیا۔[6]

خوارج کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ اُن میں ایک شخص ہوگا جس کے (ایک ہاتھ میں) کلائی نہ ہوگی اور بازو مثل پستان کے ہوگا۔ حضرت علیؓ نے ان لوگوں سے حسبِ منشاء نبوی جہاد کیا۔ فتح کے بعد حکم دیا کہ اُس آدمی کی لاش تلاش کی جائے۔ دو دفعہ تلاش کرنے کے بعد بھی اُس کی لاش نہیں ملی تو کہنے لگے "مجھ سے غلط نہیں کہا گیا"۔ یہ کہہ کر خود تلاش کرنے کیلئے روانہ ہوئے اور بالآخر اُس آدمی کی لاش مل گئی۔[7]

حیاء حضرت علیؓ بہت حیاء دار تھے۔ مذی کا مسئلہ حیاء کی وجہ سے وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کرسکے۔[8]

کسرِ نفسی ایک مرتبہ ان کے صاحبزادے حضرت محمدؓ نے ان سے پوچھا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر شخص کون ہے؟" حضرت علیؓ نے فرمایا "ابوبکر" انہوں نے پوچھا "پھر کون ہے؟" فرمایا "پھر عمر" انہوں نے کہا "پھر آپ" حضرت علیؓ نے فرمایا "میں کچھ نہیں، میں مسلمین میں سے ایک شخص ہوں"۔[9]

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ اسلام ابی ذرؓ وصحیح مسلم باب فضائل ابی ذرؓ عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الشروط وکتاب الصلح وکتاب فرض الخمس وابواب المناقب وکتاب المغازی وکتاب الجہاد۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ماقیل فی لواء النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن سلمۃؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک وصحیح مسلم باب من فضائل علیؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ۔
[6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجاسوس عن علیؓ وکتاب استتابۃ المرتدین وکتاب المغازی وکتاب التفسیر وکتاب الاستئذان وصحیح مسلم باب فضائل اہل بدر۔ [7] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج۔ [8] صحیح بخاری کتاب العلم۔ [9] صحیح بخاری ابواب مناقب ابی بکرؓ

حضرت حسنؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایامِ طفولیت۔ فضائل و شمائل | حضرت حسنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے صاحبزادے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے یہاں تک کہ بنی قینقاع کے بازار میں پہنچے، پھر وہاں سے واپس ہوئے اور حضرت فاطمہؓ کے گھر کے سامنے آکر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا "کیا بچہ یہاں ہے؟" حضرت فاطمہؓ نے حضرت حسنؓ کو کچھ دیر کیلئے روک لیا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ انہیں ہار پہنا رہی تھیں یا نہلا رہی تھیں۔ کچھ دیر بعد حضرت حسنؓ دوڑتے ہوئے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے گلے سے لگالیا۔ پیار کیا پھر فرمایا "اے اللہ اس سے محبت کر اور اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے"۔[1]

کبھی ایسا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ اور حضرت اسامہؓ کو گود میں لے لیتے اور فرماتے "اے اللہ ان دونوں سے محبت کر کیونکہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں"۔[2]

ایک دن ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کو اپنے کندھے پر بٹھالیا اور پھر اس طرح دعاء کی "اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر"۔[3]

حضرت حسنؓ کی شباہت | شکل و شباہت میں حضرت حسنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے جلتے تھے۔ کوئی دوسرا شخص ان سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں تھا۔[4]

حضرت حسنؓ کی سیادت | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے، حضرت حسنؓ آپؐ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کبھی آپؐ لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی آپؐ حضرت حسنؓ کی طرف دیکھتے، اسی اثناء میں آپؐ نے فرمایا "میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمین کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا"۔[5]

گل نبوی | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے متعلق فرمایا "یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں"۔[6]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس آتے تو حضرت حسنؓ آپؐ کا استقبال کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنی سواری پر بٹھالیا کرتے تھے۔[7]

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کہیں جاتے تو) حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو اپنے ساتھ خچر پر سوار کر لیتے۔ ایک کو اپنے آگے بٹھاتے اور ایک کو اپنے پیچھے۔[8]

حضرت ابوبکرؓ کی حضرت حسنؓ سے محبت | ایک دن حضرت ابوبکرؓ عصر کی نماز پڑھا کر باہر نکلے۔ راستہ میں حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع باب ماذکر فی الاسواق عن ابی ہریرۃؓ و صحیح مسلم باب فضائل حسنؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ پیار کرنے کا ذکر صرف صحیح بخاری میں ہے) [2] صحیح بخاری باب مناقب اسامہؓ و حسنؓ عن اسامہؓ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب حسنؓ و صحیح مسلم باب فضائل حسنؓ عن براءؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی جحیفہؓ و باب مناقب حسنؓ عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری باب مناقب حسنؓ عن ابی بکرۃؓ۔ [6] صحیح بخاری باب مناقب حسنؓ عن ابن عمرؓ۔ [7] صحیح مسلم باب فضائل عبداللہ بن جعفرؓ عن عبداللہ بن جعفرؓ۔ [8] صحیح مسلم باب فضائل حسنؓ و حسینؓ عن ابی ایاسؓ۔

حسنؓ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے (انہیں اُٹھاکر) اپنے کندھے پر سوار کرلیا اور فرمایا "میرا باپ قربان ہوجائے، یہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں، علیؓ کے مشابہ نہیں ہیں"۔ [1]

طہارت ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ بالوں کی چادر اوڑھے ہوئے (بیٹھے) تھے کہ اتنے میں حضرت حسنؓ آئے، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں اپنی چادر کے اندر داخل کر لیا۔ پھر حضرت حسینؓ آئے، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں بھی چادر کے اندر کرلیا۔ پھر حضرت فاطمہؓ آئیں، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں بھی چادر کے اندر داخل کرلیا۔ پھر حضرت علیؓ آئے، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی چادر کے اندر کرلیا پھر فرمایا "اے گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کردے اور تم کو خوب پاک کردے"۔ [2]

(نوٹ:۔ اس حدیث میں جس آیت کی طرف اشارہ ہے اُس میں اگرچہ مخاطب تو ازواجِ مطہراتؓ ہی ہیں اور وہی درحقیقت اہلِ بیت ہیں لیکن عمومی حیثیت سے یہ لوگ بھی اہلِ بیت میں شامل ہیں)

جب آیۂ مباہلہ نازل ہوئی تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بُلایا اور فرمایا "اے اللہ یہ بھی میرے اہل ہیں"۔ [3]

حضرت حسنؓ کی خلافت

حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ خلیفہ ہوئے۔

خلیفہ ہونے کے کچھ عرصہ بعد وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ حضرت معاویہؓ کی طرف چلے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے (جب اس لشکر کو دیکھا تو) حضرت معاویہؓ سے کہا "میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جب تک وہ اپنے حریفوں کو قتل نہ کرلیں پیٹھ نہ پھیریں گے (کیونکہ ان کا مقصد ہی قتل وخونریزی ہے، فتنہ وفساد برپا کرنا ہے جیسا کہ وہ اس سے پہلے مختلف مقامات مثلاً جمل وصفین میں کرچکے ہیں)" حضرت معاویہؓ نے کہا "اے عمروؓ اگر اِن لوگوں نے اُن کو قتل کرڈالا اور اُن لوگوں نے اِن کو قتل کرڈالا تو پھر میرے پاس رعایا کا انتظام کرنے والا کون باقی رہے گا، ان کی عورتوں کا انتظام کون کریگا، ان کے مالوں کا انتظام کون کریگا"۔ حضرت عمروؓ نے کہا "میں کرسکتا ہوں لیکن صلح بہتر ہے)" حضرت معاویہؓ نے دو قریشی آدمیوں کو جن کا تعلق قبیلۂ بنو عبد شمس سے تھا اور جن کا نام عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر تھا بلایا اور اُن سے کہا کہ تم جاکر حضرت حسنؓ سے صلح کی بات چیت کرو اور اُنہیں صلح کی دعوت دو۔ وہ دونوں حضرت حسنؓ کے پاس گئے اور اُن سے بالمشافہ گفتگو کی اور اُنہیں صلح کی دعوت دی۔ حضرت حسنؓ نے کہا "ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں (ہمیں تو مال کی خواہش نہیں) ہم نے تو اس مال سے تکلیف ہی اُٹھائی ہے لیکن یہ جماعت خونریزی میں مبتلا ہوچکی ہے (ان کو تو مال دیکر ہی خونریزی سے روکا جاسکتا ہے ورنہ یہ پھر کوئی فتنہ اُٹھائیں گے)" ان دونوں نے کہا "معاویہؓ آپ سے صلح چاہتے ہیں اور آپ سے اسی کی درخواست کرتے ہیں (شرائطِ صلح میں یہ چیز بھی شامل کردی جائے گی)" حضرت حسنؓ نے کہا "اس کا ذمہ دار کون ہوگا"۔ ان دونوں نے کہا "ہم آپ کے سامنے اس کے ذمہ دار ہیں"۔ اس کے بعد حضرت حسنؓ نے جو شرط بھی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عقبۃ بن حارثؓ۔ [2] صحیح مسلم باب فضائل اہل بیت۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل علیؓ۔

رکھی ان دونوں نے (اس کو منظور کر لیا اور) کہا ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ الغرض حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی اور اس طرح حضرت حسنؓ کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی کہ "اللہ اس کے ذریعہ مسلمین کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دیگا"۔ [1]

تبصرہ بر واقعۂ بالا حضرت حسنؓ کا فوراً صلح کیلئے تیار ہو جانا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ وہ لڑنا نہیں چاہتے تھے، البتہ مزید فتنہ و فساد کو روکنے کے لئے وہ ان لوگوں کی تالیفِ قلوب چاہتے تھے جو محض فتنہ برپا کرنے کیلئے بھاری تعداد میں اُن کے ساتھ چلے آئے تھے۔ حضرت حسنؓ کی حکمتِ عملی سے منافقین کی اُمیدیں بر نہ آئیں۔

یہ واقعہ حضرت حسنؓ کے خلوص، تقوٰے، سیاست و دانشمندی کی بہترین مثال ہے۔ انہوں نے اُمتِ مسلمہ کے حق میں حضرت معاویہؓ کی قیادت کو بہتر سمجھا لہٰذا برضا و رغبت دست بردار ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہُ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت معاویہؓ کا اسلام قبول کرنا حضرت معاویہؓ، حضرت ابوسفیانؓ کے لڑکے تھے، ان کی والدہ کا نام ہند تھا۔ [2] حضرت ابوسفیانؓ فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے (اور اسی موقع پر حضرت معاویہؓ نے بھی اسلام قبول کیا) حضرت ابوسفیانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ معاویہؓ کو کاتب بنا لیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کو منظور فرما لیا۔ [3]

حضرت ابوذرؓ اور حضرت معاویہؓ کا اختلاف حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں حضرت معاویہؓ شام کے گورنر تھے، حضرت ابوذرؓ بھی وہاں مقیم تھے، ان میں اور حضرت معاویہؓ میں مندرجہ ذیل آیت کے سلسلہ میں اختلاف ہو گیا:۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ {توبہ ۳۴}

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے (اے رسول آپؐ انہیں دردناک عذاب کی خوش خبری سُنا دیجئے)

حضرت معاویہؓ کہتے تھے یہ آیت اہلِ کتاب کے متعلق ہے، حضرت ابوذرؓ کہتے تھے کہ مسلمین اور اہلِ کتاب دونوں کے متعلق نازل ہوئی ہے (حضرت ابوذرؓ کا خیال تھا کہ مال جمع کرنا بالکل ناجائز ہے) حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو ان کی شکایت لکھی، حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذرؓ کو مدینہ منورہ بلوا لیا۔ [4]

حضرت معاویہؓ کی بحری جنگ میں شرکت بحری جنگ کا آغاز حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوا۔ مسلمین کا سب سے پہلا لشکر جو بحری جہاد کیلئے روانہ ہوا اُس کے سپہ سالار حضرت معاویہؓ تھے۔ [5]

حضرت معاویہؓ کی خلافت

حضرت معاویہؓ کا خلیفہ ہونا جب حضرت حسنؓ خلیفہ ہوئے تو ایک بڑے بھاری لشکر کے ساتھ حضرت معاویہؓ کی طرف

[1] صحیح بخاری کتاب الصلح باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسنؓ ..... الخ و کتاب الفتن۔ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب من اجری الامصار علی ما یتعارفون بینہم فی البیوع۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل ابی سفیانؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ عن زید بن وہبؒ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء بالجہاد و باب فضل من یصرع فی سبیل اللہ۔

چلے، حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا "میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جب تک وہ اپنے حریفوں کو قتل نہ کرلیں پلٹیں نہ پھیریں گے (یعنی یہ کوئی منافقین جن کا مقصد ہی قتل وغارتگری اور اسلامی خلافت کو پارہ پارہ کرنا ہے اپنا مقصد حاصل کئے بغیر باز آنے والے نہیں)" حضرت امیر معاویہؓ نے کہا "اگر اُن لوگوں نے اِن کو اور اِن لوگوں نے اُن کو قتل کر دیا تو پھر میرے پاس رعایا کا انتظام کرنے والا کون باقی رہے گا (بیوہ) عورتوں کا انتظام کیسے ہوگا، ان کے مال کا نگراں کون ہوگا۔" حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا "میں (کرسکتا ہوں لیکن صلح بہتر ہے)" حضرت امیر معاویہؓ نے دو قریشی شخصوں کو جو قبیلۂ بنو عبد شمس کے فرد تھے بُلایا۔ اُن میں سے ایک عبدالرحمٰن بن سمرہؓ تھے اور دوسرے عبداللہ بن عامرؓ۔ حضرت معاویہؓ نے ان سے کہا "حضرت حسنؓ سے صلح کی بات چیت کرو اور انہیں صلح کی دعوت دو۔" وہ دونوں حضرت حسنؓ کے پاس گئے اور اُنہیں صلح کی دعوت دی۔ حضرت حسنؓ نے کہا "ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں (ہمیں تو مال کی خواہش نہیں) ہم نے تو اس مال سے تکلیف ہی اُٹھائی ہے لیکن یہ جماعت (جو میرے ساتھ ہے کب ماننے والی ہے یہ تو) خونریزی میں مبتلا ہو چکی ہے (ان کو تو مال دیکر ہی خونریزی سے روکا جا سکتا ہے ورنہ یہ پھر کوئی فتنہ اُٹھائیں گے)" ان دونوں نے کہا "معاویہؓ آپ سے صلح چاہتے ہیں اور آپ سے اسی کی درخواست کرتے ہیں (شرائطِ صلح میں یہ چیز بھی شامل کر دی جائیگی)" حضرت حسنؓ نے کہا "اس کا ذمہ دار کون ہوگا" ان دونوں نے کہا "ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔" اس کے بعد حضرت حسنؓ نے جو شرط بھی رکھی ان دونوں نے (اس کو منظور کرلیا اور) کہا ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ الغرض حضرت حسنؓ نے صلح کرلی (اور حضرت معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے) [1]

تبصرہ | سیدنا حضرت حسنؓ کا فوراً صلح کیلئے رضامند ہو جانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ لڑنا نہیں چاہتے تھے بلکہ ان کی نیت ہی صلح کی تھی، یہ دوسری بات ہے کہ منافقین اسلامی حکومت کی بیخ کنی میں لگے ہوئے تھے اور اسی مقصد کی خاطر وہ بڑی بھاری تعداد میں حضرت حسنؓ کے ساتھ چلے آئے تھے، لیکن حضرت حسنؓ کی دانش مندی، سیاست اور خلوص نے منافقین کو اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہونے دیا اور اس طرح مسلمین خونریزی سے بچ گئے۔ البتہ حضرت حسنؓ کو کچھ خدشات تھے جن کی ذمہ داری ان دونوں نے لے لی اور معاملہ بغیر کسی الجھن کے طے ہو گیا۔

مندرجہ بالا واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہؓ بھی لڑنا نہیں چاہتے تھے۔ البتہ وہ اس بات کو بہتر خیال کرتے تھے کہ قیادت اُن کے ہاتھ میں آجائے تاکہ وہ ان منافقین کی اچھی طرح سرکوبی کرسکیں۔

حضرت معاویہؓ کے عہد میں معاشی حالت۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ حضرت معاویہؓ کی ہمدردی

حضرت زبیرؓ کا جب انتقال ہوا تو ان پر کافی قرضہ تھا، ان کے قرض کی کیفیت یہ تھی کہ جب کوئی ان کے پاس اپنا مال بطور امانت رکھواتا تو حضرت زبیرؓ فرماتے کہ امانت کے ضائع ہونے کا خوف ہوتا ہے لہٰذا میں اس مال کو بطور قرض لیتا ہوں (وہ لوگ اس بات پر رضامند ہو جاتے تھے) اس طرح بوقت وفات ان پر بائیس ۲۲ لاکھ درہم قرض تھے۔ [2]

حضرت زبیرؓ نے ترکہ میں دو زمینیں اور چند مکان چھوڑے تھے، منجملہ اور زمینوں کے ان کی ایک زمین غابہ تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے تمام قرضہ ادا کر دیا پھر وہ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس گئے۔ اُس وقت حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلح باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسنؓ ..... الخ وکتاب الفتن۔ [2] مفلسی کی وجہ سے قرض لینے پر مجبور ہونا اچھا نہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے لیکن تجارت میں لگانے کیلئے امانت کو قرض میں تبدیل کرنا برا نہیں۔ اس میں دونوں کا فائدہ ہے۔ امانت والے کی امانت ضائع نہیں ہوتی، امانت دار اس سے تجارت کرکے نفع حاصل کرتا ہے اور قرض (یعنی امانت) کو عند الطلب ادا بھی کرسکتا ہے۔

معاویہؓ کے پاس عمرو بن عثمانؒ، منذر بن زبیرؒ اور ابن زمعہؒ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت ابن زبیرؓ سے پوچھا "غابہ کی کتنی قیمت لگائی جا چکی ہے؟" حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "ہر حصہ کی ایک لاکھ درہم"۔ حضرت معاویہؓ نے پوچھا "اب کتنے حصے باقی ہیں؟" حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "ساڑھے چار حصے"۔ حضرت منذر بن زبیرؒ نے کہا "ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لیتا ہوں"۔ حضرت عمرو بن عثمانؒ نے کہا "ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لیتا ہوں"۔ حضرت ابن زمعہؒ نے کہا "ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لیتا ہوں"۔ حضرت معاویہؓ نے پوچھا "اب کتنے حصے باقی رہے؟" حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "ڈیڑھ حصہ"۔ حضرت معاویہؓ نے کہا "وہ ڈیڑھ حصہ ڈیڑھ لاکھ میں میں لیتا ہوں"۔ [1]

حضرت معاویہؓ کا حج | حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حج بھی کیا اور مدینہ منورہ بھی تشریف لائے۔ [2]

مدینہ منوّرہ میں سُرخ گیہوں کی آمد | حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں مُلک شام سے کافی مقدار میں سُرخ گیہوں مدینہ منوّرہ آیا۔ حضرت امیر معاویہؓ جب حج یا عُمرہ سے لوٹے تو مدینہ منوّرہ میں قیام کیا۔ اہلِ مدینہ کو خطاب کرتے ہوئے اُنہوں نے فرمایا "میں سمجھتا ہوں کہ شام کے سُرخ گیہوں کا نصف صاع (قیمت میں) کھجور کے ایک صاع کے برابر ہے (لہٰذا فطرہ بجائے ایک صاع کھجور کے نصف صاع گیہوں سے ادا ہو سکتا ہے)" لوگوں نے اسی کو اختیار کر لیا۔ [3]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں فطرہ ایک صاع طعام سے ادا کیا جاتا تھا، اس زمانہ میں اہلِ مدینہ کا طعام کھجور، کشمش، جَو یا پنیر تھا۔ لہٰذا ان چار چیزوں میں سے فی کس کسی ایک چیز کا ایک صاع فطرہ میں ادا کیا جاتا تھا۔ [4] (کیونکہ گیہوں اہلِ مدینہ کا طعام نہیں تھا اور گیہوں کی قیمت اہلِ مدینہ کے طعام سے دوگنی تھی لہٰذا فطرہ میں گیہوں کا نصف کافی سمجھا گیا)

قسطنطنیہ پر حملہ | قسطنطنیہ پر سب سے پہلا حملہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں ہوا۔ حضرت معاویہؓ کے صاحبزادے حضرت یزیدؒ اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے۔ یہی وہ اسلامی فوج ہے جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں تخت نشین بادشاہوں جیسی شان و شوکت کے ساتھ دکھائی گئی تھی۔ ان ہی کے متعلق رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ وہ سب مغفرت یافتہ ہیں۔ اسی جہاد میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی وفات ہوئی۔ [5]

حضرت یزیدؒ کی ولیعہدی | (جب حضرت معاویہؓ نے حضرت یزیدؒ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کرنا چاہا تو) حضرت مروانؓ نے جو اُن کی طرف سے حجاز کے گورنر تھے لوگوں کو ایک خطبہ دیا اور حضرت یزیدؒ بن معاویہؓ کا ذکر کیا اور ترغیب دی کہ حضرت معاویہؓ کے بعد اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے۔ اس سلسلہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے کوئی بات کہی (جو حضرت مروانؓ کو ناگوار گذری) حضرت مروانؓ نے کہا ان کو پکڑو۔ وہ فوراً (اپنی بہن) حضرت عائشہؓ کے مکان میں داخل ہو گئے، لوگ اُن کو پکڑ نہ سکے۔ حضرت مروانؓ نے کہا "یہی تو وہ صاحب ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب برکۃ الغازی فی مالہ عن ابن زبیرؓ۔ [2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب بعد باب حدیث الغار (دو جگہ بیان کی گئی ہے) [3] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ عن ابی سعیدؓ و صحیح بخاری نحوہٗ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ عن ابی سعیدؓ و صحیح مسلم نحوہٗ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء بالجہاد و باب فضل من یصرع و باب رکوب البحر و باب ما جاء فی قتال الروم و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغزو فی البحر عن اُمّ حرامؓ و اُنسؓ و صحیح بخاری کتاب التہجد باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ عن محمود بن ربیعؓ (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح بخاری میں ہیں)

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ○ {احقاف}

اور جس نے اپنے والدین سے کہا تھا "اُف تم مجھے یہ بتاتے ہو کہ میں پھر نکالا جاؤں گا (یعنی مرنیکے بعد پھر زندہ کیا جاؤنگا) حالانکہ بہت سے لوگ مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں (ان میں سے نہ کوئی زندہ ہوا نہ کسی نے یہ بات کہی جو آپ کہہ رہے ہیں)" والدین نے اللہ سے فریاد کی اور اُس سے کہا "تیری خرابی ہو، ایمان لے آ، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے"۔ لڑکے نے کہا "یہ تو اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں" (یعنی قصہ کہانیوں کی طرح ان میں کوئی صداقت نہیں)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پردہ کے پیچھے سے فرمایا "ہمارے (یعنی اولادِ ابوبکرؓ کے) متعلق اللہ نے قرآن میں کچھ بھی نازل نہیں فرمایا سوائے اُن آیات کے جو میری برئیت میں اللہ نے نازل فرمائی ہیں" (یہ سُن کر حضرت مروانؓ خاموش ہو گئے) [1]

حضرت امیر معاویہؓ کے گورنر اور ملکی حالت (حضرت معاویہؓ کے زمانہ کے اُمراء انتہائی فرض شناس تھے) ایک مرتبہ عبداللہ بن شماسہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس گئے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ان سے پُوچھا "تمہارے امیر کا لڑائی میں کیا حال ہوتا ہے؟" اُنہوں نے کہا "میں نے اُن میں کوئی بُری بات نہیں دیکھی، ہم میں سے جب کسی کا اُونٹ مرجاتا ہے تو وہ اُسے دوسرا اُونٹ دیدیتے ہیں، جب کسی کا غلام مرجاتا ہے تو وہ اُسے دوسرا غلام دے دیتے ہیں، اگر کوئی محتاج ہوتا ہے تو وہ اُسے روپیہ پیسہ دیدیتے ہیں"۔ جن امیر کا ذکر عبداللہ بن شماسہ نے کیا اُنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بھائی حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ کچھ زیادتی کی تھی لیکن حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس زیادتی کو نظرانداز کرتے ہوئے فرمایا "اُنہوں نے جو کچھ میرے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ کیا وہ مجھے اُس بات کی اطلاع کرنے سے نہیں روکتا جو بات میں نے اپنے گھر میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنی ہے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا 'الٰہی جو شخص میری اُمّت کا والی ہو اور وہ اُمّت پر سختی کرے تو تُو بھی اُس پر سختی کر اور جو شخص میری اُمّت کا والی ہو اور وہ اُمّت پر نرمی کرے تو تُو بھی اُس پر نرمی کر'" [2]

حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ (کوفہ کے) گورنر تھے (حضرت مغیرہؓ بھی رعایا کے ساتھ بہت ہی نرمی سے پیش آتے تھے) جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت جریر بن عبداللہؓ نے ایک تقریر کی۔ حمد و ثناء کے بعد اُنہوں نے فرمایا "اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ سے ڈرتے رہو، وقار اور سکون کے ساتھ رہو یہاں تک کہ دوسرا امیر تمہارے پاس آئے کیونکہ یقیناً وہ اب تمہارے پاس آنے ہی والا ہے"۔ پھر فرمایا "اپنے (سابق) امیر یعنی حضرت مغیرہؓ کیلئے دُعاء کرو کہ اللہ اُنہیں معاف فرمائے کیونکہ وہ معافی کو بہت پسند کرتے تھے (اور لوگوں کے قصور کو معاف کرتے رہتے تھے)" پھر فرمایا "میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے کہا میں آپؐ سے اسلام کی بیعت کرتا ہوں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے اس بات پر بھی بیعت لی کہ میں ہر مسلم کی خیر خواہی کروں گا۔ میں نے بیعت کرلی اور اس مسجد کے ربّ کی قسم میں تمہارا خیر خواہ ہوں (جو کچھ کہہ رہا ہوں تمہاری خیر خواہی میں کہہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الاحقاف) عن یوسف بن ماہک۔

[2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل۔

رہا ہوں)" پھر اُنہوں نے استغفار پڑھا اور منبر سے اُتر آئے۔ [1]

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدربّ الکعبہ کی غلط فہمی | حضرت عبدالرحمٰن نے ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو کعبہ کے سایہ میں لوگوں کے مجمع میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس آئے اور حضرت معاویہؓ کی شکایت کی۔ اُنہوں نے کہا "آپ کے چچازاد بھائی معاویہؓ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم ناحق طریقہ پر آپس میں ایک دوسرے کا مال کھائیں اور ایک دوسرے کو قتل کریں"۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا "اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو۔ اللہ کی نافرمانی میں ان کی نافرمانی کرو۔" [2]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | حضرت عبدالرحمٰنؓ کی شکایت اُن کی غلط فہمی پر مبنی ہے، اُنہوں نے مجمل بات کہی اگر وہ تفصیل کرتے تو اس کے متعلق کچھ کہا جا سکتا تھا اور غلط فہمی دور کی جا سکتی تھی، کیونکہ لوگوں کا مجمع تھا جس میں ہر قسم کے لوگ تھے، اس لئے حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے صرف اصولی جواب پر اکتفا کی۔ حضرت معاویہؓ کے فضائل اور واقعات جو اس کتاب میں بیان ہو رہے ہیں اس بات کی کھلی شہادت ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ کسی ایسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں جیسی غلط فہمی حضرت عباسؓ کو حضرت علیؓ کے متعلق ہو گئی تھی یا کسی دشمنِ اسلام کی غلط بیانی سے جو ایک باقاعدہ سازش کے تحت جاری تھی متأثر ہو کر یہ سوال کر رہے ہیں جھوٹی شکایتیں اور غلط فہمیاں پھیلانے کا یہ سلسلہ حضرت عمرؓ کے زمانہ ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت سعدؓ پر ناانصافی کا الزام لگایا گیا، حضرت عثمانؓ کے متعلق غلط بیانی سے کام لیا گیا۔ مجملاً اس کا بیان ہو چکا ہے۔ تفصیل کیلئے ہماری مطوّل تاریخ کا انتظار فرمائیے۔

وفات سے پہلے حضرت معاویہؓ کا خطبہ | حضرت معاویہؓ کی عمر ۶۳ سال کی ہوئی تو اُنہوں نے ایک خطبہ دیا۔ اُنہوں نے فرمایا "رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو آپؐ ۶۳ سال کے تھے، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور اب میں بھی ۶۳ سال کا ہو گیا ہوں (میں سمجھتا ہوں کہ میری بھی اب وفات ہونیوالی ہے)" [3]

حضرت امیر معاویہؓ کے عادات و خصائل

امر بالمعروف و نہی عن المنکر | ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو نمازِ عصر کے بعد نماز پڑھتے دیکھکر حضرت معاویہؓ نے فرمایا "تم یہ نماز پڑھتے ہو حالانکہ ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اُٹھائی ہے ہم نے آپؐ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا بلکہ عصر کے بعد ان دو رکعتوں سے آپؐ کو منع فرماتے سُنا ہے۔" [4]

اشاعتِ حدیث | ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے خطبہ دیا۔ خطبہ میں اُنہوں نے فرمایا "میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے 'جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے، میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہی ہے (یعنی میں تقسیم تو کرتا ہوں لیکن اس کا دینے والا اللہ ہی ہے) یہ اُمّت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی جو ان کی مخالفت کریگا وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکیگا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے"۔ [5]

ایک مرتبہ ۱ر محرم کو مدینہ میں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ میں فرمایا "اے اہلِ مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسُول اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان۔ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء الاول۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کم اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ والمدینۃ عن جریرؓ۔ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب باب ذکر معاویہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ خیرًا۔ صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ میں یہ حدیث "ولعطی اللہ" تک ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ یہ یومِ عاشورا ہے، اللہ نے اس کا روزہ تم پر فرض نہیں کیا ہے البتہ میں روزہ سے ہوں لہٰذا جو شخص چاہے روزہ رکھ لے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔" [1]

مدینہ منوّرہ میں حضرت معاویہؓ نے پھر ایک خطبہ دیا۔ اُس وقت اُن کے ہاتھ میں بالوں کا ایک لچھّا تھا۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا "رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چُٹلے سے منع فرمایا ہے۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل اُس وقت ہلاک ہوئے جب اُن کی عورتوں نے بالوں کے چُٹلے استعمال کئے۔" اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے فرمایا "میں نہیں سمجھتا کہ یہودیوں کے علاوہ بھی کوئی چُٹلے استعمال کرتا ہے۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کا نام جھوٹ (وفریب) رکھا ہے۔" [2]

حضرت امیر معاویہؓ کا شوقِ حدیث ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو ایک خط میں لکھا کہ وہ اُنہیں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایسی حدیث لکھکر بھیجیں جو اُنہوں نے خود رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو۔ حضرت مغیرہؓ نے یہ حدیث لکھ کر بھیجی کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "بے شک اللہ تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے۔ قیل[1] وقال، مال[2] کا ضائع کرنا اور سوال[3] زیادہ کرنا۔" [3]

ایک اور مرتبہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہؓ کو لکھا کہ مجھے وہ دُعا لکھکر بھیجو جو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مغیرہؓ نے لکھا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ ثناء پڑھتے تھے:-

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ [4]

اللہ کے سوا کوئی معبود و حاکم و حاجت روا نہیں، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اُسی کی ہے اور ہر قسم کی تعریف اُسی کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو چیز تو دے تو کوئی اُسے روکنے والا نہیں اور جو چیز تو روک لے تو کوئی اُسے دینے والا نہیں اور کسی بزرگی والے کو اس کی بزرگی تیرے ہاں نفع نہیں دے سکتی۔

احترام و حفاظتِ احادیث حضرت معاویہؓ فرمایا کرتے تھے "لوگو، احادیث بیان کرنے سے ڈرا کرو سوائے اُن احادیث کے جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شائع و ذائع تھیں اس لئے کہ حضرت عمرؓ اللہ عزّ وجلّ (کے دین کے معاملہ) میں لوگوں کو ڈرایا کرتے تھے (لہٰذا ان کے زمانہ میں احادیث بڑی صحت کے ساتھ بیان کی گئیں۔ دشمنانِ اسلام کو تحریف اور افترا کا موقع نہ مل سکا)" [5]

حضرت معاویہؓ کے فضائل

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت معاویہؓ کی منزلت حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں "میں بچّوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اتنے میں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں کواڑ کے پیچھے چھپ گیا۔ رسُولُ اللہ

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الصوم۔ [2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب حدیث الغار (دو جگہ) و صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم فعل الواصلۃ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ عزّ وجلّ "لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا" و صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب النہی عن کثرۃ المسائل۔ [4] صحیح بخاری کتاب القدر باب لا مانع لما اعطی اللہ و صحیح مسلم باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب النہی عن المسئلۃ عن عبداللہ بن عامرؒ۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آکر میرے شانوں کے درمیان تھپکی دی اور فرمایا 'جاؤ معاویہؓ کو میرے پاس بُلا لاؤ' میں گیا (حضرت معاویہؓ کھانا کھا رہے تھے) میں نے آکر عرض کیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تھوڑی دیر بعد پھر فرمایا 'جاؤ معاویہؓ کو بُلا کر لاؤ'۔ میں گیا (وہ ابھی تک کھانا کھا رہے تھے) میں نے واپس آکر عرض کیا 'وہ ابھی تک کھانا کھا رہے ہیں'۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا 'اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے'۔" [1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یہ الفاظ "اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے" بطور بد دُعا کے نہ تھے۔ عرب میں اس قسم کے کلمات مثلاً "تیرا باپ نہ رہے" یا "تیری ماں تجھ کو روئے" وغیرہ وغیرہ روزمرّہ استعمال کئے جاتے تھے، کہنے والے کی نیّت بد دعاء کی نہیں ہوتی تھی بلکہ محض اظہارِ تعجّب ہوتا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ان الفاظ کا بھی یہی منشاء ہے۔

اگر ان الفاظ کو بد دُعا ہی پر محمول کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں "میں نے اپنے ربّ سے شرط کر لی ہے کہ اگر میں کسی کو بد دُعا دوں اور وہ اُس کا مستحق نہ ہو تو اُس بد دُعا کو اُس کے حق میں طہارت، پاکیزگی اور اپنے تقرّب کا ذریعہ بنا لے"۔ [2]

کسی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ حضرت معاویہؓ پر اس بد دُعا کا اثر ہوا ان کا پیٹ کسی طرح بھرتا ہی نہ تھا، اور جب یہ چیز ثابت نہیں تو یہ ثابت ہوا کہ حضرت معاویہؓ اس بد دعا کے اہل نہیں تھے لہٰذا یہ بد دعا ان کے لئے تقرّب الی اللہ کا ذریعہ بن گئی، فللہ الحمد۔

حدیثِ بالا سے ثابت ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت معاویہؓ پر کافی اعتماد تھا، بعض خدمات کی انجام دہی کیلئے خاص طور پر انہیں بُلایا جاتا تھا حالانکہ اُس وقت اُن کی عمر تقریباً ۱۲ سال تھی۔ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قاصد نے جاکر حضرت معاویہؓ سے یہ نہیں کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمہیں بلا رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ فوراً حاضر نہیں ہوئے، کھانا کھاتے رہے۔

جنّتی ہونے کی بشارت | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت اُمِّ حرامؓ کے ہاں آرام فرما رہے تھے کہ آپؐ کو نیند آگئی۔ تھوڑی دیر میں آپؐ جاگے تو مسکرا رہے تھے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے پوچھا "آپؐ کیوں مسکرا رہے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے (میرے سامنے) پیش کئے گئے، وہ سبز سمندر میں اس طرح چلے جا رہے تھے گویا وہ تخت نشین بادشاہ ہیں، یہ منظر مجھے بہت اچھا معلوم ہوا (اس لئے مُسکرا رہا ہوں) یہ میری اُمّت کا پہلا بحری لشکر ہے، ان کیلئے (جنّت) واجب ہو گئی"۔

حضرت اُمِّ حرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی اور پھر سو گئے۔ کچھ دیر بعد پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے مسکرانے کا سبب دریافت کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے (میرے سامنے) پیش کئے گئے، گویا وہ تخت نشین بادشاہ ہیں، یہ منظر مجھے بہت اچھا معلوم ہوا"۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پہلے لشکر میں شامل ہو (دوسرے میں نہیں)"

---

[1] صحیح مسلم کتاب البرّ باب من لعنہ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

[2] صحیح مسلم کتاب البرّ باب من لعنہ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن انسؓ

اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد حضرت امیر معاویہؓ (کی گورنری) کے زمانہ میں حضرت اُمِّ حرامؓ اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامتؓ کے ہمراہ بحری جہاد کیلئے روانہ ہوئیں اور اسی سفر میں واپسی کے وقت سواری سے گر کر وفات پا گئیں۔ یہ پہلا بحری لشکر تھا جو حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں حضرت معاویہؓ کی سپہ سالاری میں جہاد کیلئے گیا تھا۔[1]

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں:۔

(۱) حضرت عثمانؓ کے زمانہ کے بحری جہاد کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہاد فی سبیل اللہ فرمایا۔

(۲) حضرت معاویہؓ کی یہ بحری جنگ خالص اللہ کے راستہ میں تھی۔

(۳) حضرت معاویہؓ اور اُن کے ساتھیوں کو جنّت کی بشارت دی گئی۔

(۴) حضرت معاویہؓ اور اُن کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عزّت عطا کی۔ شرف بخشا۔ ان کو بادشاہوں کی سی شان و شوکت دی، پھر ان کی اس شاہانہ شان و شوکت کو بطور خوش خبری کے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے پیش کیا۔ یہ تمام باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت معاویہؓ اور اُن کے ساتھیوں سے صرف خوش ہی نہیں بلکہ اُن پر فخر کرتا ہے۔

(۵) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت معاویہؓ اور اُن کے ساتھیوں کو دیکھکر خوش ہوئے۔

یہ ہیں حضرت معاویہؓ اور یہ ہے اُن کی فضیلت، اللہ بھی ان سے خوش ہے، اللہ کے رسُولؐ بھی ان سے خوش ہیں بلکہ ان پر فخر کرتے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو حضرت معاویہؓ پر اعتراض کرتے ہیں؟ انہیں منافق سمجھتے ہیں؟ کیا منافقوں کی یہی شان ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر کوئی شخص ان سے بغض رکھے تو گویا وہ اللہ اور رسُولؐ کی توہین کرتا ہے بلکہ تکذیب کرتا ہے۔ کیا ایسی حالت میں اُس کا ایمان سلامت رہ سکتا ہے؟ یہ ہیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ٹکسالی حدیثیں ان کے مقابلہ میں تاریخ کے فرضی اور خود ساختہ واقعات کیا حقیقت رکھتے ہیں جو دشمنانِ اسلام کی سازش کا نتیجہ ہیں اور اسلامی تاریخ پر کلنک کا ٹیکہ ہیں۔ افسوس ہے کہ بعض مسلمین بھی ان کو اسلامی تاریخ کا جزء سمجھتے رہے ہیں حالانکہ ان کا اسلامی تاریخ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

حضرت معاویہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب خاندان کے ایک فرد تھے فتح مکّہ کے موقع پر حضرت معاویہؓ کے والد حضرت ابوسفیانؓ اور اُن کی والدہ حضرت ہندؓ بنت عتبہ دونوں مسلم ہو گئے۔ حضرت ہندؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگیں "اے اللہ کے رسُولؐ، ایک وہ وقت تھا کہ رُوئے زمین پر کوئی اہلِ خیمہ ایسے نہیں تھے کہ جن کا ذلیل ہونا مجھے آپؐ کے اہلِ خیمہ کے ذلیل ہونے سے زیادہ محبوب ہو، اور اب آج یہ حالت ہے کہ رُوئے زمین پر کوئی اہلِ خیمہ ایسے نہیں جن کا باعزّت ہونا مجھے آپؐ کے اہلِ خیمہ کے باعزّت ہونے سے زیادہ محبوب ہو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میری بھی یہی حالت ہے۔"[2]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:۔

(۱) حضرت ابوسفیانؓ، حضرت ہندؓ وغیرہ سب صحیح الایمان تھے ورنہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیسے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الدعاء بالجہاد و الشہادۃ عن انسؓ و باب فضل من یصرع فی سبیل اللہ فمات و باب رکوب البحر و باب ماجاء فی قتال الرّوم عن اُمِّ حرامؓ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغزو فی البحر عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الأیمان والنذور باب کیف کانت یمین رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم و صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب قضیۃ ہندؓ عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ۔

ان سے محبّت کر سکتے تھے۔

(۲) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قسم کھا کر فرمایا کہ ہندؓ اور ان کے اہلِ خاندان سب آپؐ کے محبوب ہیں۔ لہٰذا حضرت ابوسفیانؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت یزیدؒ وغیرہ سب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب ہوئے۔

مُومن کی نشانی یہ ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب کو اپنا محبوب سمجھے۔ لہٰذا ہمیں اُمّید ہے کہ اس حدیث کو سُننے کے بعد کوئی مُومن ایسا نہیں ہوگا جو ان لوگوں کو اپنا محبوب نہ سمجھے۔ یہ تاریخ کے خرافات نہیں ہیں کہ جن کی بناء پر ہم یہ بات کہہ رہے ہیں بلکہ یہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ٹکسالی حدیث ہے۔ کیا اس کی موجودگی میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوبین کے متعلّق وہ افسانے صحیح ہو سکتے ہیں جو ہماری تاریخ میں بے سند درج کر دئے گئے ہیں اور اگر کہیں سند ملتی بھی ہے تو کوئی نہ کوئی دشمن اسلام کذّاب راوی اُس کی سند میں ہوتا ہے۔ کاش مسلمین غور کریں کہ ہماری تاریخ کو کس قدر مسخ کیا گیا ہے۔

حضرت معاویہؓ کاتب نبوی تھے | فتح مکّہ کے موقع پر حضرت ابوسفیانؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، معاویہؓ کو کاتب بنا لیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس درخواست کو قبول فرما لیا۔[1]

یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں اپنا کاتب بنا لیا۔ افسوس ہے اُن لوگوں پر جو کاتب نبوی پر اعتراض کرتے ہیں۔ کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی منافق کو کاتب بنایا کرتے تھے؟ ہرگز نہیں، لہٰذا حضرت معاویہؓ کے صحیح الایمان ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔

حضرت معاویہؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی نظر میں | ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ سے کسی نے کہا کہ حضرت معاویہؓ ایک رکعت وتر پڑھتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ نے فرمایا "انہیں چھوڑ دو وہ بے شک فقیہ ہیں، اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت اُٹھائی ہے (لہٰذا اُنہوں نے ضرور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایسا کرتے دیکھا ہے اور صرف دیکھا ہی نہیں بلکہ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے افعال کی حقیقت و مصلحت کو سمجھا بھی ہے کیونکہ وہ فقیہ ہیں)"[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "اللہ جس شخص کیلئے خیر کا ارادہ کرتا ہے اُسے دین میں فقیہ بنا دیتا ہے"[3] بقول ابنِ عبّاسؓ حضرت معاویہؓ فقیہ تھے، لہٰذا اُن کا فقیہ ہونا اس بات کا متقاضی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر خیر کی بارش کی، ان کے افعال و کردار، سیاست و امارت سب میں خیر تھی، فللہ الحمد۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نظر میں حضرت معاویہؓ کی منزلت | ایک دن کا ذکر ہے کہ کچھ لوگ مسجد میں حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے تھے۔ حضرت معاویہؓ ان کے پاس سے گذرے تو پوچھا "تم لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟" لوگوں نے کہا "اللہ کا ذکر کرنے کیلئے"۔ حضرت معاویہؓ نے کہا "اللہ کی قسم اِسی لئے بیٹھے ہو؟" انہوں نے کہا "اللہ کی قسم ہم اِسی لئے یہاں بیٹھے ہیں"۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا "میں نے تم سے اس لئے قسم نہیں لی کہ میں تم کو جھوٹا سمجھتا تھا (بلکہ محض سُنّت کے اتّباع میں مَیں نے ایسا کیا ہے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نظر میں جو میرا مرتبہ تھا اتنے مرتبہ والا کوئی آدمی اتنی کم احادیث بیان کرنے والا نہیں جتنا کہ مَیں ہوں (احادیث کے بیان میں بڑی احتیاط سے کام لیتا

---

[1] صحیح مسلم باب فضائل ابی سفیانؓ عن ابن عبّاسؓ۔ [2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب ذکر معاویہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب العلم و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ

ہوں لہٰذا میں جب کبھی حدیث بیان کروں گا تو وہ بے حد قابلِ اعتماد ہوگی ، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صحابہؓ کے ایک حلقہ کے پاس سے گذرے ۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان صحابہؓ سے پوچھا "تم (یہاں) کس لئے بیٹھے ہو؟" صحابہؓ نے عرض کیا "ہم اللہ کے ذکر کے لئے بیٹھے ہیں ، ہم اس بات پر اللہ کی حمد وثناء کر رہے ہیں کہ اُس نے ہمیں ہدایت دی اور ہم پر بڑا احسان کیا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم کیا تم یہاں اسی لئے بیٹھے ہو؟" اُنہوں نے کہا "اللہ کی قسم ، اس کے سوا ہم اور کسی بات کیلئے یہاں نہیں بیٹھے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے تمہیں قسم اس لئے نہیں دی کہ میں تمہیں (جھوٹ کی) تہمت لگاتا ہوں ، لیکن بات یہ ہے کہ میرے پاس جبریلؑ آئے تھے ، اُنہوں نے مجھے یہ خبر دی کہ بے شک اللہ عزّ وجلّ ملائکہ میں تم پر فخر کرتا ہے"۔[1]

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں :۔

(۱) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نظر میں حضرت معاویہؓ بڑے مرتبہ والے تھے ۔

(۲) حضرت معاویہؓ حدیث کی روایت میں بہت محتاط تھے ۔

(۳) حضرت ابو سعید خدریؓ جو اِس حدیث کے راوی ہیں اُنہوں نے حضرت معاویہؓ پر اعتماد کیا ، ان کے مرتبہ اور ان کی بیان کردہ حدیث کو وثوق کے ساتھ بیان کر دیا۔ اُنہوں نے حضرت معاویہؓ کے کسی بیان کی تردید نہیں کی ، گویا انہیں بھی یقین تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نظر میں حضرت معاویہؓ کا بڑا مرتبہ تھا ۔

(۴) کسی بھی مقام پر اتّفاقاً کسی بھی وقت جمع ہو کر آپس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ، اُس کی حمد وثناء بیان کرنا ، اُس کا شُکر ادا کرنا مستحب ہے ، لیکن ذکر کیلئے کوئی خاص طریقہ ایجاد کرنا یا کوئی دن یا تاریخ مقرّر کر لینا صحیح نہیں ۔ مثلاً کسی شخص کا یہ کہنا کہ سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھو ، پھر یہ کہنا کہ اب سو مرتبہ سُبحان اللہ پڑھو وغیرہ وغیرہ یہ طریقہ خلافِ سُنّت بلکہ بدعت ہے ۔

حضرت یزیدؒ

حضرت معاویہؓ کے انتقال کے بعد حضرت یزیدؒ خلیفہ ہوئے ۔

ان کے زمانہ میں دو اہم واقعات پیش آئے جو درج ذیل ہیں :۔

حضرت حسینؓ کی شہادت عراقیوں نے (دھوکا دیکر) حضرت حسینؓ کو شہید کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے پُوچھا کہ (حالتِ احرام میں) مکھی یا مچھّر مارنے کا کیا کفّارہ ہے ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پُوچھا "تم کہاں کے رہنے والے ہو؟" اُس نے کہا "میں عراق کا رہنے والا ہوں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "اس شخص کو دیکھو ، اہلِ عراق مجھ سے مچھّر مارنے کا کفّارہ پوچھ رہے ہیں حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ اہلِ عراق نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نواسے (حضرت حسینؓ) کو قتل کیا (اس کا کفّارہ نہیں پُوچھا ، مکھی یا مچھّر مارنے کا کفّارہ پوچھ رہے ہیں) اور میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حسنؓ و حُسینؓ کے متعلّق سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے 'یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں'۔"[2]

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الذکر والدعا ، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن عن ابی سعیدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الادب باب رحمۃ الولد۔

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ حضرت حسینؓ کے قتل میں عراق کے (سبائی) لوگوں کا ہاتھ تھا۔ حکومتِ وقت کا اس قتل سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اگر حکومت کے ایماء پر یہ قتل واقع ہوا ہوتا تو حضرت ابن عمرؓ بجائے اہلِ عراق کو ملامت کرنے کے حکومتِ وقت کو بُرا کہتے۔ کیونکہ جب حکومت کسی کام کو انجام دیتی ہے تو وہی موردِ الزام ٹھہرتی ہے نہ کہ رعایا جس کا کام حکومتِ وقت کی اطاعت ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عراقیوں پر غم و غصہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ وہ انہیں ہی حضرت حسینؓ کے قتلِ ناحق کا مجرم سمجھتے تھے۔ اس عراقی شخص نے بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا سکوت اس کے اعترافِ جرم کا کھلا ثبوت ہے۔

حضرت حسینؓ کا سر اور عبیداللہ بن زیاد | حضرت حسینؓ کے قاتلوں نے حضرت حسینؓ کا سر تن سے جدا کیا۔ سر کو ایک طشت میں رکھ کر (کوفہ کے گورنر) عبیداللہ بن زیاد کے سامنے پیش کیا۔ عبیداللہ بن زیاد (حضرت حسینؓ کے چہرہ کو) کُریدنے لگا اور اُن کے حُسن کے متعلق کچھ کہا (ان کی خوبصورتی پر تعجب کا اظہار کیا) حضرت انسؓ جو اُس وقت وہاں موجود تھے فرمانے لگے "یہ تمام لوگوں سے زیادہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے (ان کا حسین ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اِن میں اُن کی شباہت تھی جو دُنیا میں سب سے زیادہ حسین تھے)"[1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | حضرت حُسینؓ کے قتل پر حضرت انسؓ کے کسی غم و غصہ کا اظہار نہ کرنے اور عبیداللہ کی اس نازیبا حرکت کی کوئی توجیہ ہمیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہیں ملتی اِس لئے ہم معذور ہیں کہ اس کتاب میں اس پر روشنی ڈالیں، البتہ صحیح بخاری کی اس روایت سے یہ ضرور اندازہ ہوتا ہے کہ عبیداللہ بن زیاد کے سامنے اس واقعہ کی ترجمانی کچھ ایسے انداز سے کی گئی کہ وہ مشتعل ہوگیا اور حضرت انسؓ بھی اس غلط ترجمانی کی وجہ سے غم و غصہ کا اظہار نہ کر سکے۔ ان کی خاموشی معنٰی خیز ہے غالباً وہ حضرت حسینؓ کی شہادت کو اُن کی طرف منسوب کردہ غلط الزام کا منطقی نتیجہ سمجھے۔ تفصیل کیلئے ہماری مطوّل تاریخ کا انتظار کریں۔

عبیداللہ بن زیاد کا کردار | مندرجہ بالا واقعہ کے ساتھ ہم چند اور واقعات بھی نقل کر رہے ہیں جو عبیداللہ بن زیاد کے کردار کے آئینہ دار ہیں:۔

۱۔ ایک مرتبہ حضرت عائذ بن عمروؓ عبیداللہ کے پاس گئے اور اُس سے کہا "اے بیٹے، میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا "بدترین حاکم وہ ہیں جو ظالم ہوں، خبردار تم ان میں سے نہ ہو جانا"۔ عبیداللہ نے کہا "بیٹھئے، آپ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھُوسی ہیں (یعنی جس طرح چھلنی میں سے آٹا چھن کر نکل جاتا ہے اور صرف بھُوسی باقی رہ جاتی ہے، ایسے ہی آپ بھوسی کی طرح باقی رہ گئے ہیں، اکثر صحابہؓ دُنیا سے رخصت ہو چکے)" حضرت عائذؓ (کو یہ تمثیل پسند نہ آئی انہوں) نے فرمایا "کیا صحابۂ کرامؓ میں بھی بھُوسی تھی، بھوسی تو اُن کے بعد والوں اور اُنکے علاوہ دوسرے لوگوں میں ہے"۔[2]

حضرت عائذؓ کا عبیداللہ کو "بیٹا" کہنا اور پھر یہ فرمانا کہ "تم ظالموں میں سے نہ ہو جانا" غور طلب ہیں۔

۲۔ حضرت معقلؓ بیمار ہوئے تو عبیداللہ عیادت کیلئے گیا۔ حضرت معقلؓ نے فرمایا "میں تمہیں ایک حدیث سُناتا ہوں جو میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سُنی ہے، اگر زندگی کا یقین ہوتا تو نہ بھی سُناتا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس بندے کو اللہ کسی رعیّت کا راعی بنائے پھر وہ اس حال میں مرے کہ وہ اپنی رعیّت کو دھوکا دینے والا ہو تو اللہ اُس پر جنّت کو حرام کر دیتا ہے، اور جو امیر مسلمین کے کسی امر کا والی ہو اور وہ اُن کے لئے

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب الحسنؓ والحسینؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل۔

محنت نہ کرے اور نہ خیر خواہی کرے تو وہ اُن کے ساتھ جنّت میں نہیں جائے گا۔" عبیداللہ نے کہا "آپ نے یہ حدیث مجھے آج سے پہلے کیوں نہ سُنائی۔" [1]

اس واقعہ سے عبیداللہ کی خشیت اور خلوص پر روشنی پڑتی ہے۔ گورنر ہوتے ہوئے اس کا عیادت کے لئے جانا بھی قابلِ غور ہے۔

۳۔ ایک مرتبہ عبیداللہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ایک خط لکھا، خط میں اُس نے لکھا کہ عبداللہ بن عباسؓ یہ کہتے ہیں کہ جو شخص قربانی کا جانور روانہ کرے تو جو باتیں مُحرِم پر حرام ہوتی ہیں اُس پر بھی حرام ہو جاتی ہیں، میں نے قربانی کے جانور بھیجے ہیں آپ مجھے تحریر فرمائیں کہ آپ اِس سلسلہ میں مجھے (از روئے شریعت) کیا حکم دیتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے لکھا کہ ابن عباسؓ جو کچھ کہتے ہیں وہ صحیح نہیں۔ [2]

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبیداللہ میں نیکی کی خواہش، مسائلِ خیر کی جستجو اور پھر اُس کے مُطابق عمل کا جذبہ موجود تھا۔

شہادتِ حسینؓ کے بعد حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت علیؒ حضرت یزیدؒ کے پاس چلے گئے، وہاں سے مدینہ منوّرہ واپس آگئے۔ مدینہ منوّرہ میں اُن کی ملاقات حضرت مسور بن مخرمہؓ سے ہوئی۔ حضرت مسورؓ نے کہا "آپ کو کوئی ضرورت ہو تو فرمائیے"۔ حضرت علی بن حسینؒ نے کہا "کوئی ضرورت نہیں ہے"۔ حضرت مسورؓ نے کہا "کیا آپ مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تلوار (جو آپ کے پاس ہے) دیدیں گے کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ آپ پر غلبہ کریں اور تلوار آپ سے لے لیں، اللہ کی قسم اگر مجھے آپ دیدیں تو وہ مجھ سے کبھی نہیں لے سکتے یہاں تک کہ میری جان نہ نکل جائے"۔ [3]

واقعۂ حرّہ حضرت یزیدؒ کے زمانہ کا دوسرا اہم واقعہ، واقعۂ حرّہ ہے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا۔ اہلِ مدینہ میں سے (بعض لوگوں نے) حضرت یزیدؒ کی بیعت توڑ دی (اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو خلیفہ بنانا چاہا) ابنِ حنظلہ نے (حضرت یزیدؒ کے خلاف) بیعت لینی شروع کی، وہ مَوت پر بیعت لے رہے تھے (اکابرِ اُمّت حضرت یزیدؒ کی بیعت توڑنے کے خلاف تھے) حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے (ابن حنظلہ کی بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا، اُنہوں نے) فرمایا "میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد مَوت پر کسی سے بیعت نہ کروں گا"۔ [4]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی اس بغاوت میں شامل نہیں تھے، اُنہوں نے حضرت یزیدؒ کی بیعت نہیں توڑی بلکہ اُنہوں نے اس سازش کی سخت مخالفت کی۔ اُنہوں نے اپنے تمام رشتہ داروں اور اولاد کو جمع کیا اور فرمایا میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے آپؐ نے فرمایا "قیامت کے دن ہر بدعہد کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا"۔ ہم نے یزیدؒ کے ہاتھ پر اللہ اور رسُولؐ کی سُنّت پر بیعت کی تھی اور اب اس سے قتال شروع کر دیا ہے (بیعت کرنے کے بعد قتال کرنا بدعہدی ہے) اگر مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم میں سے کسی نے یزیدؒ کی بیعت توڑی تو میرے اور اُس کے درمیان کوئی تعلّق باقی نہیں رہے گا۔ [5]

حضرت محمد بن عبدالرحمٰن ابوالاسودؒ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک لشکر تیّار کیا گیا (تاکہ حضرت یزیدؒ کے خلاف بغاوت

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل وکتابُ الایمان وصحیح بخاری کتابُ الاحکام نحوہٗ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الحج باب استحباب بعث الھدی۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ماذکر من درع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب البیعۃ فی الحرب علی ان لایفرّوا عن عباد بن تمیمؒ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الفتن باب اذا قال عند قوم شیئا ثم خرج الخ۔

کی جائے اور اُن کی فوج کا مقابلہ کیا جائے) میرا نام بھی اس میں لکھ لیا گیا (اگرچہ میری مرضی نہیں تھی) میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مولیٰ حضرت عکرمہؒ کے پاس گیا اور ان سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ حضرت عکرمہؒ نے مجھے اس لشکر میں شامل ہونے کی سختی کے ساتھ ممانعت کی اور فرمایا کہ مجھے حضرت ابنِ عباسؓ نے خبر دی کہ بعض مسلم (مجبوراً) کافروں کے ساتھ صحابہؓ کے خلاف میدانِ جنگ میں آگئے تھے اور (اگرچہ وہ لڑنے نہیں آئے تھے لیکن) مشرکین کی تعداد میں اضافہ کا موجب بنے ہوئے تھے (وہ مسلم اگرچہ لڑے نہیں لیکن پھر بھی ان میں سے) بہت سے تیروں کی ضرب سے قتل ہوتے رہے (جو تیر کافروں پر مارے جاتے تھے وہ ان پر بھی لگ جایا کرتے تھے) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :-

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ ط قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ط قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا ط فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ ط وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ○ {نسآء ۹۷}

بے شک جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا (اور کُفّار کی فوج میں شامل رہے) جب فرشتوں نے ان کی جان نکالی تو اُن سے پُوچھا کہ تم کس حال میں تھے (کیوں کُفّار کے ساتھ رہے) انہوں نے جواب دیا ہم مُلک میں بے بس و مجبور تھے (مجبوراً ہمیں کُفّار کا ساتھ دینا پڑا) فرشتوں نے کہا کیا اللہ کی زمین فراخ نہیں تھی کہ اس میں ہجرت کر کے چلے جاتے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔[1]

حضرت عکرمہؒ کا مقصد یہ تھا کہ اگرچہ ان ضعیف مسلمین کی طرح تمہاری بھی نیّت اس باغی لشکر میں شامل ہو کر لڑنے کی نہیں ہے تاہم اس آیت کی رُو سے ایسے لشکر کے ساتھ رہنا اور اُن کی تعداد میں اضافہ کا موجب ہونا گناہ ہے۔ تمہیں ہرگز اس باغی لشکر میں نام بھی نہیں لکھوانا چاہیئے۔

(بہرحال بغاوت ہوئی، سرکاری فوج نے باغیوں کا قلع قمع کیا) بہت سے لوگ مارے گئے (جن میں بہت سے بے قصور بھی تھے) حضرت انسؓ کو اُن لوگوں کے مارے جانے کا بہت صدمہ ہوا۔[2]

واقعۂ حرّہ پر تبصرہ اِس سازش میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن زیدؓ اور دوسرے صحابہؓ و تابعین شریک نہیں ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مندرجہ بالا تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حرّہ کا واقعہ حضرت یزیدؒ اور اسلامی حکومت کے خلاف ایک سازش تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت یزیدؒ کو خلیفۂ برحق تسلیم کرتے تھے اور اُن کے خلاف خروج سے بیزاری کا اظہار کرتے تھے۔ افسوس ہے کہ صحابۂ کرامؓ تو حضرت یزیدؒ کو خلیفۂ برحق مانیں لیکن بعد والے ان سے بیزاری کا اظہار کریں۔ حضرت یزیدؒ کے خلاف طرح طرح کے افسانے گھڑیں اور اُن کے کردار کو داغدار بنانے کی کوشش کریں۔ مزید افسوس اس بات کا ہے کہ یہ من گھڑت افسانے ہماری تاریخ میں سمو دیئے گئے اور اب کوئی تحقیق نہیں کرتا کہ اصل حقیقت کیا ہے بلکہ بعض لوگ تو تحقیق کر کے اصل حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کو بھی بُری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ تاریخ پرستی کا ایسا شکار ہو گئے ہیں کہ اس کے مقابلہ میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث بھی سُننے کیلئے تیار نہیں۔ انہیں یہ بات پسند نہیں کہ اب تک جو باتیں وہ سُنتے آئے ہیں اُنہیں ذہن سے نکالدیں۔ تحقیق کے مقابلہ میں وہ تقلید کو ترجیح دیتے ہیں اور صحیح کے مقابلہ میں غلط کو تسلیم کرتے ہیں، اِنّا لِلّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ النسآء) [2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ المنافقون)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے شامی فوجوں کا مقابلہ۔ کعبہ کی از سرِ نو تعمیر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے حامیوں نے مدینہ منوّرہ میں حضرت یزیدؒ کے خلاف بغاوت کی اور حرّہ کا واقعہ پیش آیا۔ باغیوں کا قلع قمع کر دیا گیا۔ (اس کے بعد حضرت یزیدؒ کی فوجوں نے مکّہ معظّمہ کا رُخ کیا) حضرت ابنِ زبیرؓ کے حامیوں سے شامی فوج کا مقابلہ ہوا۔ اس مقابلہ میں بیت اللہ جل گیا اور اس کی عمارت کو کافی نقصان پہنچا (اس سرسری مقابلہ کے بعد شامی فوج واپس چلی گئی) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کعبہ کو اُسی حال میں رہنے دیا تاکہ جو لوگ حج کو آئیں وہ بھی اپنی آنکھوں سے کعبہ کی بے حُرمتی دیکھ لیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا ارادہ یہ تھا کہ لوگوں کی آزمائش کریں (کہ ان میں کتنی ایمانی حمیّت ہے) اس طریقہ سے وہ لوگوں کو اہلِ شام کے خلاف جرأت دلانا چاہتے تھے۔ جب سب لوگ (حج کیلئے) جمع ہو گئے تو حضرت ابن زبیرؓ نے کہا "اے لوگو! مجھے کعبہ کے متعلّق مشورہ دو کہ میں اسے توڑ کر از سرِ نو بناؤں یا صرف اسی حصّہ کو درست کر دوں جو خراب ہو گیا ہے"۔ حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ نے کہا "میری رائے میں تو یہ بہتر ہے کہ جو حصّہ خراب ہو گیا ہے اسکی مرمّت کر دو اور کعبہ کو اُسی حال پر چھوڑ دو جیسا کہ وہ لوگوں کے اسلام لانے کے وقت تھا اور ان ہی پتّھروں کو رہنے دو جن پر لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم مبعوث ہوئے"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "تم میں سے اگر کسی کا مکان جَل جائے تو اُس کو از سرِ نو تعمیر کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھ سکتا (جب اپنے مکان کیلئے تمہارا یہ حال ہے) تو پھر تمہارے رب کا مکان تو سب سے زیادہ عالی مرتبہ ہے۔ بہرحال میں اللہ سے تین دفعہ استخارہ کروں گا پھر پختہ ارادہ کروں گا (کہ کعبہ از سرِ نو تعمیر کیا جائے یا نہیں)"

الغرض حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے تین دفعہ استخارہ کیا۔ پھر اُن کا پختہ ارادہ یہی ہوا کہ از سرِ نَو تعمیر کریں (جب کعبہ کو توڑنے کا وقت آیا تو) لوگ ڈرے کہ جو شخص سب سے پہلے کعبہ کو توڑنے کیلئے اس پر چڑھے گا کہیں اُس پر کوئی بَلا نازل نہ ہو جائے (ڈرتے ڈرتے) ایک شخص چڑھا اور اُس نے ایک پتّھر گرایا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ اُس پر کوئی بَلا نازل نہیں ہوئی تو سب کعبہ کو ڈھانے میں شریک ہو گئے اور اُس کو ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے چند ستون کھڑے کر کے ان پر پردہ ڈال دیا پھر فرمایا میں نے حضرت عائشہؓ سے سُنا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا "اگر لوگ نیا نیا کفر چھوڑے ہوئے نہ ہوتے اور میرے پاس کعبہ کی از سرِ نو تعمیر کیلئے رقم بھی ہوتی جو اِس وقت نہیں ہے تو میں کعبہ کو منہدم کر کے اُسے از سرِ نو تعمیر کرتا اور مقامِ حجر میں سے پانچ چھ ہاتھ زمین اس میں شامل کر دیتا، کعبہ کے فرش کو زمین سے مِلا دیتا اور اس میں دو دروازے بناتا۔ ایک مشرق کی طرف، دوسرا مغرب کی طرف، ایک دروازہ سے لوگ اندر داخل ہوتے اور دوسرے سے باہر نکل جاتے"۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا "آج ہمارے پاس اس کی تعمیر کیلئے رقم بھی موجود ہے اور لوگوں (کے کُفر کی طرف واپس لَوٹ جانے) کا خوف بھی نہیں ہے (تو پھر ہم کیوں نہ اس کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خواہش کے مُطابق تعمیر کر دیں)"۔

الغرض حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے حجر کی طرف سے پانچ چھ ہاتھ زمین کعبہ میں شامل کر دی۔ زمین کی کھُدائی کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی بنیاد بھی نظر آئی۔ سب لوگوں نے اُسے دیکھا اور پھر اُسی بنیاد پر دیواریں اُٹھانا شروع کر دیں۔ پہلے بیت اللہ کا طُول اَٹھارہ ہاتھ تھا، پھر جب عرض میں زیادتی ہوئی تو طول کم معلوم ہونے لگا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے طول میں دس ہاتھ کا اضافہ کر دیا[1] کعبہ کے چاروں طرف جو دیوار تھی وہ نیچی تھی۔ حضرت

[1] یہ بیت اللہ کی از سرِ نو تعمیر کا واقعہ ہے۔ (خطباتِ محمودیہ)

عبداللہ بن زبیرؓ نے اُسے اُونچا کر دیا۔[1]

حضرت یزید بن رومانؒ کہتے ہیں کہ "میں کعبہ کے انہدام اور اس کی تعمیر کے وقت موجود تھا، میں نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی بنیاد کے پتّھروں کو دیکھا، وہ اُونٹ کے کوہان کے مثل تھے"۔[2]

حضرت یزیدؒ کے فضائل

مغفرت کی بشارت ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت اُمِّ حرامؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ وہاں لیٹ گئے اور آپؐ کو نیند آگئی، کچھ دیر بعد آپؐ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے پُوچھا آپؐ کیوں مسکرا رہے ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے پیش کئے گئے اِس حالت میں کہ وہ سبز سمندر میں چلے جا رہے ہیں، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ تخت نشین بادشاہ ہیں، ان کو دیکھکر میں خوش ہوا، یہ میری اُمّت کا پہلا لشکر ہے جو سمندر میں جہاد کریگا، ان کے لئے (جنّت) واجب ہوگئی"۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ اللہ سے دُعا کیجئے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کیلئے دُعا، فرمائی اور اس کے بعد آپؐ پھر سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپؐ پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مسکراہٹ کی کیا وجہ ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کئے گئے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بادشاہ ہیں جو اپنے تختِ شاہی پر جلوہ افروز ہیں"۔ دو تین مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ کلمات دوہرائے۔ پھر آپؐ نے فرمایا "یہ میری اُمّت کا پہلا لشکر ہے جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا، ان سب کی مغفرت ہوگئی"۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان میں شامل کر دے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پہلے لوگوں میں شامل ہو، دوسرے لوگوں میں شامل نہیں ہو"۔ پھر حضرت امیر معاویہؓ کی سرکردگی میں حضرت اُمِّ حرامؓ بحری جہاد میں شریک ہوئیں اور واپسی میں اپنی سواری سے گر کر مر گئیں۔[3]

دوسرا جہاد ارض روم میں (قیصر کے شہر قسطنطنیہ میں) ہوا۔ حضرت یزیدؒ اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے۔ اسی جہاد میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی وفات ہوئی۔[4]

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں:۔

(۱) حضرت یزیدؒ کی یہ جنگ خالص اللہ کے راستہ میں تھی۔

(۲) حضرت یزیدؒ اور اُن کے ساتھیوں کی مغفرت ہوگئی۔

(۳) حضرت یزیدؒ اور اُن کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑے اعزاز کے ساتھ پیش کیا، ان کو بادشاہوں کی سی شان دی گئی، اس شاہانہ کرّوفرّ اور شان و شوکت کا اللہ تعالیٰ نے بطور خوش خبری کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب بنیان الکعبۃ (یہ باب فضائل اصحاب النبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہے) [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب فضل مکّۃ و بنیانہا۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدّعاء بالجہاد عن انسؓ و باب من یصرع فی سبیل اللہ و باب غزوۃ المرأۃ فی البحر و باب رکوب البحر و باب ما قیل فی قتال الروم عن اُمِّ حرامؓ و کتاب التعبیر باب رؤیا النہار و کتاب الاستئذان و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغزو فی البحر (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح بخاری میں ہیں)

[4] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ عن محمود بن ربیع رضؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مشاہدہ کرایا۔ یہ تمام باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت یزیدؒ اور اُنکے ساتھیوں سے صرف خوش ہی نہیں بلکہ ان پر فخر کرتا ہے۔

(۴) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت یزیدؒ اور اُن کے ساتھیوں کو دیکھکر خوش ہوئے۔ آپؐ جب بیدار ہوئے تو مُسکرا رہے تھے۔

یہ ہیں یزیدؒ اور یہ ہیں اُن کی فضیلتیں۔ ان فضائل کی خبر دینے والا اللہ تعالیٰ، ان کے بیان کرنے والے اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ اور پھر یہ سب کچھ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود جن کی صحت پہ اجماعِ اُمّت۔ مگر افسوس پھر بھی دشمنانِ اسلام ان کے متعلق بدگوئی سے باز نہیں آئے۔ ان کے خلاف جھوٹے قصّے گھڑ گھڑ کر شائع کرتے رہے اور پھر وہ بغیر تحقیق کے ہماری تاریخ میں سمو دئے گئے۔ اب بتائیے ہم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُولؐ کی شہادت مانیں یا تاریخ کے ان خرافات کو صحیح سمجھیں۔

حضرت یزیدؒ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب خاندان کے ایک فرد | حضرت یزیدؒ کی دادی حضرت ہندؓ جب اسلام لائیں تو اُنہوں نے کہا تھا "اے اللہ کے رسُولؐ، اب رُوئے زمین پر کوئی اہلِ خیمہ ایسے نہیں جن کا باعزّت ہونا مجھے آپؐ کے اہلِ خیمہ کے باعزّت ہونے سے زیادہ محبوب ہو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے میری بھی یہی حالت ہے۔"[1]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت یزیدؒ حضرت ہندؓ کے خاندان کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب ہیں۔

حضرت مَروانؒ

حالات قبل خلافت

حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں حضرت مروانؒ مدینہ منوّرہ کے گورنر تھے۔[2]

نمازِ عید اور خطبہ | ایک مرتبہ عید کے دن حضرت مروانؒ عیدگاہ تشریف لائے اور (نماز سے پہلے) منبر پر چڑھنے لگے حضرت ابوسعید خُدریؓ نے ان کا کپڑا پکڑ کر کھینچا لیکن وہ منبر پر چڑھ ہی گئے اور نمازِ عید سے پہلے خطبہ شروع کر دیا۔ حضرت ابوسعیدؓ نے کہا "اللہ کی قسم تم نے تبدیلی کر دی"۔ حضرت مروانؒ نے کہا "جو بات تم جانتے ہو وہ گذر گئی"۔ حضرت ابوسعیدؓ نے کہا "اللہ کی قسم جو کچھ مَیں جانتا ہوں وہ اُس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا"۔ حضرت مروانؒ نے (معذرت کرتے ہوئے) کہا "بات یہ ہے کہ لوگ نمازِ عید کے بعد بیٹھتے نہیں اس لئے میں نے نمازِ عید سے پہلے خطبہ دیدیا" (یعنی جب لوگوں نے تبدیلی کی تو مجھے بھی تبدیلی کرنی پڑی)[3]

روزہ اور جنابت | حضرت عبدالرحمٰن بن حارثؒ نے ایک مرتبہ حضرت مروانؒ سے کہا "حضرت عائشہ صدّیقہؓ اور

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الأیمان والنذور باب کیف کانت یمین رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃ صدّیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ [2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ الاحقاف) عن یوسف بن ماہکؒ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ العیدین وصحیح مسلم کتاب العیدین نحوہٗ۔ [4] نمازِ عید سے پہلے خطبہ دینے کا ثبوت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھی ملتا ہے (مسند احمد عن عبداللہ بن زبیرؓ) اور بعض صحابیوں سے بھی ملتا ہے

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کبھی اِس حال میں صبح[عہ] کرتے کہ آپ جنبی ہوتے، پھر آپؐ غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے۔" حضرت مروانؒ نے کہا "(میں تمہیں قسم دیتا ہوں) کہ تم یہ حدیث ابوہریرہؓ کو ضرور سناؤ (اِس لئے کہ وہ کہتے ہیں ایسی صورت میں روزہ نہیں ہوتا)"

حضرت ابوہریرہؓ ذوالحلیفہ میں اپنی زمین پر تھے کہ اتفاق سے اُن کی مُلاقات حضرت عبدالرحمٰن بن حارثؒ سے ہوئی۔ حضرت عبدالرحمٰنؒ نے کہا "مَیں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور اگر مروانؒ نے قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ سے بیان نہ کرتا۔" یہ کہکر اُنہوں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت اُمّ سلمہؓ کی بیان کردہ حدیث انہیں سُنائی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "یہ بات (کہ اگر حالت جنابت میں صبح ہو جائے تو روزہ نہیں ہوتا) مجھ سے فضل بن عبّاسؓ نے بیان کی تھی، بہرحال وہ دونوں بیویاں زیادہ عالِم ہیں[1]۔ (لہٰذا ان ہی کی بات قابلِ تسلیم ہے نہ کہ فضل بن عبّاسؓ کی)"

حدیث پر عمل ایک دن حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت مروانؒ سے کہا "تم نے سود کی بیع کو حلال کر دیا۔" حضرت مروانؒ نے پوچھا "میں نے کیا کیا۔" حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "تم نے توسند (چٹھیوں) کی بیع جائز کر دی حالانکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے غلّہ کی بیع سے منع فرمایا ہے، جب تک اس پر پوری طرح قبضہ نہ کر لے۔" حضرت مروانؒ نے خطبہ دیا اور لوگوں کو اس بیع سے منع کر دیا[2]۔

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ حضرت مروانؒ کے نزدیک حدیث واجب الاتّباع والاحترام تھی اور یہ کہ وہ حدیث کے خلاف فتوٰی دینے کو بُرا خیال کرتے تھے۔

حضرت مروانؒ کا ایک فیصلہ حضرت صہیبؓ کے بیٹوں نے دعوٰی کیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو مکان اور ایک حجرہ حضرت صہیبؓ کو دیا تھا (یہ جائداد اب ہمیں ملنی چاہیئے کیونکہ ہم اُن کے وارث ہیں) حضرت مروانؒ نے کہا "تمہارا گواہ کون ہے؟" اُنہوں نے کہا "ابنِ عمرؓ"۔ حضرت مروانؒ نے حضرت ابنِ عمرؓ کو بُلوایا۔ حضرت ابن عمرؓ نے شہادت دی کہ واقعی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت صہیبؓ کو دو مکان اور ایک حجرہ عطا فرمایا تھا، حضرت مروانؒ نے اسی گواہی کے مُطابق ان کے حق میں فیصلہ کر دیا[3]۔

حضرت مروانؒ کی خشیت ایک دن حضرت مروانؒ نے اپنے بھائی رافع سے کہا "اے رافع، ابن عباسؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ اگر یہ بات ہے کہ ہر وہ شخص کہ جب اُسے کچھ دیا جائے تو خوش ہو اور کسی کام پر عمل کئے بغیر اس کی تعریف کی جائے تو وہ اُسے پسند کرے عذاب دیا جائے گا تو ہم سب کو ضرور عذاب ہوگا۔" حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا "تمہارا اس آیت سے کیا تعلّق (یہ تو یہودیوں کے متعلّق ہے) ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں کو بُلایا اور اُن سے کوئی بات پُوچھی، اُنہوں نے اس بات کو چھپایا اور اس کے علاوہ کوئی اور بات بتادی اور یہ خیال کیا کہ (ان کی بات کو لوگ اظہارِ حق پر محمول کریں گے اور اس طرح) ان کی تعریف کی جائے گی اور اس چھپانے سے جو کچھ انہیں فائدہ پہنچا اس سے وہ خوش ہوئے (تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسا کر کے وہ دُنیا میں خوش ہو لیں آخرت میں ان کیلئے سخت عذاب ہے)"[4]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصوم باب الصائم یصبح جنبا و صحیح مسلم کتابُ الصّوم (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتابُ البیوع باب بُطلان بیع المبیع قبل القبض۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الھبۃ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سورۃ آل عمران) باب لاتحسبنّ الذین یفرحون بما اتوا۔ عہ صبح سے مراد صبح صادق ہے نہ کہ طلوع آفتاب۔

حضرت یزیدؒ کی ولیعہدی اور حضرت مروانؒ | حضرت معاویہؓ نے حضرت مروانؒ کو حجاز کا گورنر مقرر کر دیا تھا۔ ایک دن حضرت مروانؒ نے اپنی تقریر میں حضرت یزیدؒ کا ذکر کیا تاکہ لوگ حضرت معاویہؓ کے بعد ان سے بیعت کر لیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے (جواباً) کوئی بات کہی (جو حضرت مروانؒ کو ناگوار گذری) حضرت مروانؒ نے کہا "انہیں پکڑنا" حضرت عبدالرحمٰنؓ جلدی سے (اپنی بہن) حضرت عائشہؓ کے گھر میں چلے گئے اور کوئی انہیں پکڑ نہ سکا۔ حضرت مروانؒ نے کہا یہی تو وہ شخص ہیں:

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ○ {احقاف ۱۷}

جنہوں نے اپنے والدین سے کہا تھا اُف تم مجھے یہ بتاتے ہو کہ میں مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت لوگ گذر چکے ہیں (کوئی بھی زندہ نہیں ہوا) والدین نے اللہ سے فریاد کرتے ہوئے کہا تھا "تجھ پر افسوس، ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے"۔ انہوں نے کہا یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں (لوگ بس اسی طرح کہتے آئے ہیں)"

حضرت عائشہؓ نے پردہ کے پیچھے سے فرمایا "ہمارے (یعنی اولادِ ابوبکرؓ کے) متعلق اللہ نے قرآن میں کچھ بھی نازل نہیں فرمایا سوائے میری برأت کے"۔ [1]

اُمّتِ مسلمہ سے محبّت | ایک دن حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے الصّادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ "میری اُمّت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھ سے ہوگی"۔ حضرت مروانؒ نے کہا "ان لڑکوں پر اللہ کی لعنت ہو"۔ [2]

احترامِ حدیث | ایک مرتبہ حضرت مروانؒ نے خطبہ دیا، خطبہ میں مکّہ اور اہلِ مکّہ کا ذکر کیا اور مکّہ معظّمہ کی حرمت بیان کی۔ حضرت رافع بن خدیجؓ نے انہیں پکارا اور فرمایا "کیا بات ہے کہ تم مکّہ، اہلِ مکّہ اور مکّہ کی حُرمت کا ذکر کرتے ہو اور مدینہ اہلِ مدینہ اور مدینہ کی حُرمت کا ذکر نہیں کرتے حالانکہ یقیناً رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ کے) دونوں سنگستانوں کے درمیانی علاقہ کو حرم قرار دیا ہے اور یہ ہمارے پاس خولانی چمڑے پر لکھا ہوا بھی ہے، اگر تم چاہو تو تمہیں پڑھ کر سُناؤں"۔ یہ سُن کر حضرت مروانؒ خاموش ہو گئے، پھر فرمایا "ہاں میں نے بھی کچھ ایسا سُنا ہے"۔ [3]

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابوسعیدؓ سترہ لگائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، اُن کے سامنے سے ایک نوجوان نے گذرنا چاہا حضرت ابوسعیدؓ نے اُس کے سینہ پہ ہاتھ مار کر اُسے روک دیا۔ اُس نے پھر نکلنا چاہا، اُنہوں نے اور زور سے اُسے مارا۔ وہ سیدھا حضرت مروانؒ کے پاس گیا اور اُن کی شکایت کی۔ حضرت مروانؒ نے حضرت ابوسعیدؓ سے کہا "کیا معاملہ ہے؟" حضرت ابوسعیدؓ نے کہا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح حکم دیا ہے (حضرت مروانؒ خاموش ہو گئے) [4]

حضرت عبدالملکؒ بن مروانؒ

حضرت مروانؒ کے بعد اُن کے صاحبزادے حضرت عبدالملکؒ خلیفہ ہوئے۔ تمام لوگوں نے اُن کی بیعت کر لی۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن یوسف بن ماہکؒ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہلاک اُمتی ..... الخ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ عن نافع بن جبیرؒ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب السترۃ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی اپنا بیعت نامہ انہیں لکھکر بھیجدیا۔ اس میں انہوں نے لکھا کہ میں اللہ کی سُنّت اور اُس کے رسُولؐ کی سُنّت کے مطابق اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ مَیں جہاں تک مجھ سے ہوسکیگا سُنوں گا اور اطاعت کروں گا اور میرے بیٹے بھی یہ اقرار کرتے ہیں۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا احترام | حضرت عبدالملکؒ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بڑا احترام کرتے تھے انہوں نے (اپنے گورنر) حجّاج کو لکھا کہ حج کے تمام کاموں میں حضرت ابنِ عمرؓ کی پیروی کی جائے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب عرفہ کا دن ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ مع اپنے صاحبزادے حضرت سالمؒ کے دوپہر ڈھلے حجّاج کے خیمہ کے پاس آئے اور بلند آواز سے کہا "وہ کہاں ہے؟" حجّاج باہر آیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا "اگر سُنّت کی پیروی چاہتا ہے تو چل" اُس نے کہا "اِس وقت؟" حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا "اچھا اتنی مہلت دیدیجئے کہ میں اپنے اوپر پانی بہالوں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (نے کہا اچھا اور پھر) سواری سے اُتر گئے۔ (نہانے کے بعد) حجّاج باہر آیا اور حضرت ابن عمرؓ اور حضرت سالمؒ کے درمیان چلنے لگا۔ حضرت سالمؒ نے کہا "اگر تم سُنّت کی پیروی چاہتے ہو تو خطبہ مختصر دینا اور وقوف کے لئے جلدی کرنا"۔ حجّاج حضرت ابنِ عمرؓ کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "سالمؒ ٹھیک کہتے ہیں"۔[2]

حضرت اُمِّ دردا ءؒ کا احترام | ایک دفعہ حضرت عبدالملکؒ نے حضرت اُمِّ دردا ءؒ کو اپنے پاس سے کچھ خانگی آسائش کا سامان بھیجا۔ (ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت اُمِّ دردا ءؒ حضرت عبدالملکؒ کے ہاں مہمان تھیں) رات کو عبدالملکؒ اُٹھے، خادم کو آواز دی، خادم نے آنے میں دیر کی تو اُنہوں نے اس پر لعنت کی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت اُمِّ دردا ءؒ نے عبدالملکؒ سے کہا "تم نے اپنے خادم پر لعنت کی، میں نے ابودردا ءؓ سے سُنا ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ شفیع ہوں گے نہ گواہ"۔[3]

ایک غلط فیصلہ پر ندامت | ایک مرتبہ حضرت عبدالملکؒ نے قسامہ میں ایک شخص کو قتل کیا (بعد میں معلوم ہوا کہ گواہ جھوٹے تھے تو) حضرت عبدالملکؒ اپنے اس فعل پر بہت نادم ہوئے اور ان پچاس شخصوں کا جنہوں نے (جھوٹی قسم کھائی تھی (وظیفہ پانے والوں کے) دیوان سے نام خارج کر دیا اور مُلکِ شام کی طرف انہیں جلا، وطن کر دیا۔[4]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی پیدائش اور بچپن | حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت اسماءؓ کے بطن سے اُس وقت پیدا ہوئے تھے جب وہ دورانِ ہجرت قبا میں وارد ہوئیں۔ حضرت اسماءؓ ان کو لے کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئیں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو اپنی گود میں لے لیا، پھر کھجور چبا کر اُن کے مُنہ میں ڈالی، سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کیلئے دُعا کی۔ حضرت عبداللہؓ ہجرت کے بعد مسلمین کے ہاں سب سے پہلے مولود تھے۔[5] جنگِ خندق میں یہ خواتین کے ساتھ ایک قلعہ میں محفوظ تھے۔ عمر بن ابی سلمہؓ بھی ساتھ تھے۔ یہ دونوں بچے باری باری سے ایک

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الاعتصام بالکتاب والسنّۃ باب اوّل عن عبداللہ بن دینار وکتابُ الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب قصر الخطبۃ بالعرفۃ وباب التہجر بالرواح یوم عرفۃ۔ [3] صحیح مسلم کتابُ البرّ والصلۃ والآداب باب النہی عن اللعن [4] صحیح بخاری کتاب الدیات باب القسامۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الہجرۃ۔

دوسرے پر چڑھ کر باہر کا نظارہ کرتے تھے۔[1]

جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سات یا آٹھ سال کے ہوئے تو اپنے والد (حضرت زبیرؓ) کے حکم سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کرنے آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں آتے ہوئے دیکھا تو مُسکرائے اور بیعت لی۔[2]

جب اُن کی عمر دس سال کی ہوئی تو اپنے والد کے ساتھ جنگِ یرموک میں گئے۔ حضرت زبیرؓ نے انہیں گھوڑے پر سوار کر کے ایک شخص کے سپرد کر دیا تھا۔[3]

حضرت ابن زبیرؓ کی جوانی | بلوۂ جمل میں بھی اپنے والد کے ساتھ تھے، اسی موقع پر حضرت زبیرؓ نے انہیں اپنے قرضہ کے ادا کرنے کی وصیت کی۔ قرضہ بہت تھا۔ حضرت حکیم بن حزامؓ (کو معلوم ہوا کہ قرضہ بہت ہے تو) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس آئے اور کہا "تم پر قرضہ بہت ہے اور تمہارے پاس مال اتنا نہیں ہے لہٰذا تم اس کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتے تم اس سلسلہ میں مجھ سے مدد لینا"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا بھی بہت روپیہ حضرت زبیرؓ پر قرض تھا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا "اگر تم کہو تو میں قرضہ معاف کر دوں؟" حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "نہیں"۔ اُنہوں نے کہا "اگر تم مُہلت چاہو تو مہلت لے لو"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "نہیں"۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے تمام قرضہ ادا کر دیا۔ قرضہ کی ادائیگی کے بعد ان کے بھائیوں نے کہا "ورثہ تقسیم کر دو"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "میں اُس وقت تک ورثہ تقسیم نہیں کر سکتا جب تک چار سال تک موسمِ حج میں یہ اعلان نہ کروں کہ زبیرؓ پر کسی کا قرضہ ہو تو ہمارے پاس آئے ہم اس کا قرضہ ادا کریں گے"۔ الغرض انہوں نے چار سال تک اعلان کیا پھر ورثہ تقسیم کر دیا۔[4]

حضرت عبداللہؓ کا بیعت سے انکار اور کعبہ کی تعمیر | جب حضرت یزیدؒ خلیفہ ہوئے تو حضرت ابن زبیرؓ نے بیعت نہیں کی۔ واقعۂ حرّہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا مکّہ میں شامی فوجوں سے مقابلہ ہوا جس کے نتیجہ میں کعبہ جل گیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خواہش کے مطابق ابراہیمی بنیادوں پر کعبہ کو از سرِ نَو تعمیر کیا۔ یہ تمام حالات حضرت یزیدؒ کے ضمن میں پہلے بیان کئے جا چکے ہیں۔

(حضرت یزیدؒ کی وفات کے بعد) ابن زیاد اور مروان شام پہنچے، قُرّاء یعنی خارجی بصرہ پہنچے اور حضرت ابن زبیرؓ مکّہ پر قابض ہو گئے (ان حالات میں جبکہ حکومت ایک شخص کے ہاتھ میں نہیں رہی تھی حضرت ابن زبیرؓ نے اُمّت کی بہبودی کے خیال سے حکومت خود سنبھالنے کا ارادہ کر لیا، اُنہوں نے حضرت مروانؒ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اور اسی بنیاد پر) اُنہوں نے حضرت عبدالملکؒ کی بیعت نہیں کی بلکہ اپنی (خلافت کا اعلان کر دیا اور) بیعت لینی شروع کر دی۔

بیعت کے بعد جب عید الفطر قریب آئی تو حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ نے ان سے کہلوایا کہ عید کے دن اذان نہیں ہوتی اور خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے (حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایسا ہی کیا)۔[5]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور نمازِ کسوف | ایک مرتبہ مدینہ میں انہوں نے کسوف (یعنی گرہن) کی نماز

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد و ابواب المناقب باب مناقب زبیرؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاشربۃ باب استحباب تحنیک المولود۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا غنم المشرکون مال المسلم و باب مناقب زبیرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب برکۃ الغازی فی مالہ ملخصًا۔ [5] صحیح بخاری کتاب العیدین باب المشی و الرکوب الی العید و کتاب الفتن باب اذا قال عند قوم شیئًا ثم خرج فقال بخلافہ۔

پڑھائی۔ انہوں نے صبح کی نماز کے مثل دو رکعتیں پڑھیں (ہر رکعت میں کئی کئی رکوع نہیں کئے) ان کے بھائی حضرت عروہؒ نے کہا "یہ سُنّت بھول گئے"۔ [1]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور اشاعتِ حدیث ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے خطبہ میں فرمایا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "اگر ابنِ آدم کو ایک جنگل سونا مل جائے تو دوسرے جنگل کی خواہش کریگا اور اگر دوسرا جنگل مِل جائے تو تیسرے کی خواہش کریگا، اُس کے پیٹ کو تو صرف مٹّی ہی پُر کرسکتی ہے اور جو توبہ کرتا ہے اللہ اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے"۔ [2]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حُبِّ رسُولؐ یہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خواہش کے مطابق کعبہ کو ازسرِ نو تعمیر کیا [3] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بڑی محبّت تھی۔

حدود اللہ کا نفاذ ایک دن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے خطبہ دیا (اور اُس نابینا آدمی کا ذکر کیا جس نے متعہ کے جواز کا فتوٰی دیا تھا) انہوں نے فرمایا "جس طرح بعض لوگوں کی آنکھوں کو اللہ نے نابینا کر دیا ہے اُسی طرح اللہ نے ان کے قلوب کو بھی اندھا کر دیا ہے کہ وہ متعہ کو بھی جائز قرار دیتے ہیں"۔ پھر اُنہوں نے اس فتوٰی دینے والے کو پکار کر کہا "تم بے وقوف، کم علم اور نافہم ہو، میری زندگی گواہ ہے، متعہ بے شک امام المتقین (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے زمانہ میں کیا جاتا تھا (لیکن بعد میں آپؐ نے منع کر دیا) اچھا تم اپنے اوپر تجربہ کرکے دیکھو (کہ میں تمہیں سزا دیتا ہوں یا نہیں) اگر تم نے متعہ کیا تو میں تمہیں سنگسار کردوں گا"۔ [4]

حضرت ابن زبیرؓ اور صلۂ رحمی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (اپنی خالہ) حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے بہت محبوب تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اُن کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آتے تھے (وقتاً فوقتاً وہ انہیں کافی رقم بھیجا کرتے تھے) لیکن جو کچھ وہ اُنہیں بھیجتے وہ اُسے اللہ کے نام پر خرچ کر دیا کرتی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "ان کے ہاتھ کو روکنا چاہیئے"۔ حضرت عائشہؓ نے (ان کا یہ قول سُنا تو) فرمایا "کیا میرے ہاتھ روکے جائیں گے؟ اگر میں اس سے بات کروں تو مجھ پر نذر واجب ہے"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے معافی کی درخواست کی، اس سلسلہ میں اُنہوں نے چند قرشی آدمیوں اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ماموؤں سے سفارش بھی کرائی لیکن حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے معافی سے انکار کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ماموؤں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا "جب ہم اجازت لے لیں (تو تم بھی ہمارے ساتھ اندر آجانا اور پھر) تم پردہ کے اندر چلے جانا"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایسا ہی کیا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے انہیں معاف کر دیا اور نذر پوری کرنے کے لئے (غلام آزاد کرتی رہیں اس طرح) انہوں نے (سب ملاکر) چالیس غلام آزاد کئے۔ [5]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ:-

(۱) حضرت عائشہ صدّیقہؓ بہت سخی تھیں، اللہ کے نام دینا اُنہیں بہت محبوب تھا، اور اس سلسلہ میں انہیں کسی قسم کی رکاوٹ سخت ناپسند تھی، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اگرچہ ان کے محبوب تھے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الکسوف باب الجھر فی الکسوف۔ [2] صحیح بخاری کتاب الرقاق [3] صحیح مسلم کتاب الحج باب نقض الکعبۃ۔ [4] صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مناقب قریش وکتاب الادب باب الھجرۃ۔

لیکن جب وہ اللہ کی محبت میں رکاوٹ بنے تو وہ اُن سے ناراض ہوگئیں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بہت احترام کرتے تھے، ان کے ناراض ہونے کو وہ برداشت نہ کرسکے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت سے تخلّف | ایک دن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ میں بیعت کے سلسلہ میں گفتگو ہوئی (حضرت ابنِ عباسؓ بیعت کرنے پر راضی نہ ہوئے) دوسرے روز حضرت ابن ابی ملیکہؒ حضرت ابن عباسؓ سے ملے۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا کیا تمہیں خلافت کیلئے ابن زبیرؓ کے کھڑے ہونے پر تعجب نہیں۔ مَیں سوچ رہا ہوں کہ ابن زبیرؓ کے معاملہ میں کیا کروں۔ حضرت ابن ابی ملیکہؒ نے پُوچھا کیا آپ ان سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور حرم کو حلال کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "معاذ اللہ یہ کام تو ابن زبیرؓ اور بنو اُمیّہ کی قسمت ہی میں لکھا ہے، میں ایسا کبھی نہیں کروں گا۔" لوگوں نے کہا تو پھر بیعت کرلیجئے حضرت ابن عباسؓ نے کہا "یہ کچھ بعید نہیں، وہ خلافت کے اہل ہیں، ان کے والد زبیرؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حواری تھے، ان کے نانا ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غار کے ساتھی، ان کی والدہ اسماءؓ ذات النطاق ہیں، ان کی خالہ (حضرت عائشہؓ) اُمّ المؤمنین ہیں، ان کی پھوپی حضرت خدیجہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زوجۂ مطہّرہ تھیں۔ ان کی دادی حضرت صفیہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پھوپی تھیں۔ وہ خود بھی اسلام میں بڑے پارسا ہیں، قاریٔ قرآن ہیں، اگر وہ مجھے ملالیں تو میں ان کا رشتہ دار ہوں اور اگر وہ میری نگہداشت کریں تو وہ میرے بزرگ ہیں لیکن وہ تو ان فضائل کی بناء پر مجھ سے کنارہ کش ہیں اور میرے ساتھ سلوک کا ارادہ نہیں رکھتے، انہوں نے تو بنو تویت، بنو اسد اور بنو اسامہ کو اعزاز دے رکھا ہے (خلیفہ) عبدالملک ظاہر ہے کہ آگے بڑھ چکے ہیں (ان کی خلافت تسلیم کی جاچکی ہے) انہوں نے (ازراہِ اخلاق) ابن زبیرؓ کے معاملہ کو مؤخر کر رکھا ہے (کہ شاید یہ خود ہی سنبھل جائیں) اگر ان کے ہاتھ پر بیعت کرنی ہی پڑی تو میں بیعت کرلوں گا۔" [1]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور اہلِ شام | اہلِ شام حضرت عبدالملکؒ کو خلیفہ تسلیم کرچکے تھے (لہٰذا وہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بیعت نہ کرنے کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے) اور ان کو ابن ذات النّطاقین کہکر عار دلاتے تھے۔ ان کی والدہ حضرت اسماءؓ نے کہا "اے بیٹے تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا کہتے ہیں (سُنو) میرا ایک کمر بند تھا، میں نے اُسکے دو ٹکڑے کئے، ایک سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کھانے کی تھیلیوں اور آپؐ کے مشکیزہ کا منہ باندھا تھا (اور ایک سے اپنا تہ بند، اس لئے میرا لقب ذات النّطاقین ہوگیا یعنی دو کمر بند والی)" اس کے بعد جب عبداللہ بن زبیرؓ کو کوئی اس نام سے پکارتا تھا تو بہت خوش ہوتے تھے۔ [2]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ | کیونکہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے متوازی خلافت قائم کرلی تھی اور اپنے ہاتھ پر بیعت لے رہے تھے لہٰذا حجّاج نے جو حضرت عبدالملکؒ کی طرف سے گورنر تھا ان کا محاصرہ کرلیا۔ محاصرہ کے دوران دو شخص حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے "بے شک لوگ ضائع کردئے گئے اور آپ عمرؓ کے بیٹے ہیں، پھر صحابی بھی ہیں، آپ جہاد کے لئے کیوں نہیں نکلتے"۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا "مجھے یہ چیز روکتی ہے کہ اللہ نے میرے بھائی کا خون مجھ پر حرام کردیا ہے۔" ان دو آدمیوں نے کہا کیا اللہ نہیں فرماتا:۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ)

[2] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الخبز المرقق۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ {بقرۃ ۱۹۳} ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "ہم نے قتال کیا یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہا اور صرف اللہ کا دین نافذ ہو گیا اور تم یہ چاہتے ہو کہ لڑو یہاں تک کہ فتنہ پیدا ہو جائے اور غیر اللہ کا دین نافذ ہو جائے (خانہ جنگی سے غیر مسلم حکومت کا فائدہ اور غیر اللہ کا قانون نافذ ہونے کا اندیشہ ہے)" [1]

اسی قسم کا مطالبہ حضرت سعدؓ سے بھی کیا گیا اور مذکورہ بالا آیت پڑھ کر انہیں بھی جنگ کرنے کی طرف مائل کیا گیا۔ حضرت سعدؓ نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیا تھا۔ [2]

اسی زمانہ میں حضرت جندب بن عبداللہ بجلیؓ نے ایک آدمی کو عسعس بن سلامہ کے پاس بھیجا اور اُن سے یہ کہلوایا کہ اپنی برادری کے لوگوں کو میری بات سُننے کیلئے جمع کرو۔ عسعس نے ایسا ہی کیا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت جندبؓ نے فرمایا کہ ایک جنگ میں حضرت اسامہؓ نے ایک کافر کو کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب طلب کیا اور آپؐ بار بار یہ فرماتے رہے کہ قیامت کے دن تم کلمہ کا کیا جواب دو گے (حضرت جندبؓ کا مقصد یہ تھا کہ مسلمین کے خلاف جنگ نہیں کرنی چاہیئے) [3]

مندرجہ بالا واقعات پر تبصرہ دشمنانِ اسلام کی تحریک برابر جاری تھی۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ سے وہ مسلسل اسی کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ مسلمین کو آپس میں لڑایا جائے۔ اگر کوئی شخص لڑنے سے کنارہ کشی اختیار کرتا تو اُسے جنگ کی ترغیب دیتے۔ مندرجہ بالا واقعات اسی دشمنِ اسلام تحریک کی چند کڑیاں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ ہو چکا تھا، وہ مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اُن کی لاش مدینہ کی ایک گھاٹی میں درخت پر لٹکا دی گئی۔ قبیلۂ قریش کے لوگ اور دوسرے آدمی ادھر سے گذرتے تھے (اور اس لاش کو لٹکا ہوا دیکھتے تھے) ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ ادھر سے گذرے۔ حضرت ابن زبیرؓ کی لاش دیکھکر وہاں کھڑے ہو گئے اور کہا "اے ابوخبیبؓ السلام علیک، اے ابوخبیبؓ السلام علیک، اے ابوخبیبؓ السلام علیک۔ اللہ کی قسم میں نے تو پہلے ہی تمہیں اس کام سے منع کیا تھا، اللہ کی قسم میں نے تو پہلے ہی تمہیں اس کام سے منع کیا تھا، اللہ کی قسم میں نے تو پہلے ہی تمہیں اس کام سے منع کیا تھا۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تم بہت روزہ دار، شب بیدار اور صلۂ رحمی کرنے والے تھے۔ اللہ کی قسم وہ اُمت کتنی اچھی ہے جس کا بُرا (بزعمِ دشمن) تم جیسا ہو"۔ حجاج کو جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے وہاں کھڑا ہونے اور کلام کرنے کی خبر پہنچی تو اُس نے حضرت ابن زبیرؓ کی لاش کو درخت سے اُتروا کر یہودیوں کے قبرستان میں ڈلوا دیا۔ پھر اُن کی والدۂ محترمہ حضرت اسماءؓ کو بلوایا۔ حضرت اسماءؓ نے آنے سے انکار کر دیا۔ حجاج نے دوبارہ قاصد بھیجا اور یہ کہلوایا کہ آتی ہو تو آجاؤ ورنہ میں ایسے آدمی کو بھیجوں گا جو تمہارے سر کے بال پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لائیگا۔ حضرت اسماءؓ نے پھر انکار کر دیا اور یہ کہلوایا کہ اللہ کی قسم میں تیرے پاس اُس وقت تک نہ آؤں گی جب تک تو ایسے آدمی کو نہ بھیجے جو میرے بال پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لے جائے۔ حجاج نے یہ سُن کر کہا میری جوتیاں لاؤ (جوتیاں لائی گئیں) جوتیاں پہن کر وہ اکڑتا ہوا حضرت اسماءؓ کے پاس آیا اور اُن سے کہا "تم نے دیکھا کہ میں نے اللہ کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ البقرۃ)۔ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الٰہ الا اللہ۔
[3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الٰہ الا اللہ۔

دشمن کے ساتھ کیا کیا۔" حضرت اسماءؓ نے کہا "تو نے اُن کی دُنیا خراب کردی اور اُنہوں نے تیری آخرت خراب کردی۔ میں نے سُنا ہے کہ تو عبداللہ بن زبیرؓ کو دو کمر بند والی کا بیٹا کہتا ہے، واللہ میں دو کمر بند والی ہوں، ایک کمر بند سے میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ابو بکرؓ کے کھانے (کے تھیلے) کو سواری سے باندھا تھا اور دوسرا کمر بند وہ تھا جس کی ہر عورت کو ضرورت ہوتی ہے۔ سُن، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ قبیلۂ ثقیف میں ایک کذّاب اور ایک ظالم ہوگا، کذّاب کو تو ہم (پہلے ہی) دیکھ چکے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ ظالم تو ہی ہے۔" حجّاج نے کوئی جواب نہیں دیا اور واپس چلا آیا۔[1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | مندرجہ بالا واقعہ سے ثابت ہوا کہ:-

(۱) حضرت اسماءؓ بڑی بے باک اور جری خاتون تھیں۔

(۲) حجّاج، صحابیٔ رسُولؐ اور صحابیۂ رسُولؐ کی بے حُرمتی کرکے ایک فعلِ شنیع کا مرتکب ہوا

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خصائل | حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نہایت متّقی اور پرہیزگار آدمی تھے۔ اپنے والد کے قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں ان کا طرزِ عمل ان کے تقوے کی بہترین مثال ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کثرت سے روزے رکھنے والے، شب بیدار اور صلۂ رحمی کرنے والے تھے۔ بقول حضرت ابن عبّاسؓ وہ خلافت کے اہل تھے۔ خلافت کے اعلان کے سلسلہ میں ان سے اجتہادی غلطی کا امکان تو ہو سکتا ہے لیکن ان کے خلوص میں کوئی شبہ نہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابن عبّاسؓ اور حضرت اسماءؓ نے اُنہیں باغی کی حیثیت نہیں دی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بڑی محبّت تھی اسی وجہ سے ابن ذات النّطاقین کہنے پر خوش ہوتے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مرضی کے مُطابق کعبہ کو از سرِ نو تعمیر کرنے میں اُنہوں نے بڑے جوش و ولولہ کا مظاہرہ کیا (کعبہ کی تعمیر کے مفصّل حالات حضرت یزیدؒ کے عنوان کے تحت لکھے جا چکے ہیں)

حضرت زبیرؓ کی تلوار | جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہو گئے (تو اُن کے والد حضرت زبیرؓ کی تلوار حضرت عبدالملکؒ کو بھیجدی گئی) حضرت عبدالملکؒ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بھائی حضرت عروہ بن زبیرؓ سے پُوچھا "اے عروہ تم زبیرؓ کی تلوار کو پہچانتے ہو۔" حضرت عروہ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عبدالملکؒ نے پوچھا "اس کی کیا پہچان ہے؟" حضرت عروہؒ نے کہا "اس میں دندانے ہیں جو جنگِ بدر میں پڑے تھے۔" حضرت عبدالملکؒ نے کہا "تم سچ کہتے ہو۔" پھر یہ مصرع پڑھا:-

بِهِنَّ فُلُوْلٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ "لشکروں کے مارنے سے ان میں دندانے پڑ گئے ہیں۔" (حضرت عبدالملکؒ کا مطلب یہ تھا کہ واقعی حضرت زبیرؓ بڑے بہادر تھے) یہ مصرع پڑھ کر حضرت عبدالملکؒ نے وہ تلوار حضرت عروہؒ کو دیدی۔[2]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | حضرت عروہؒ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے حقیقی بھائی ہیں لیکن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل کئے جانے پر اُنہیں حضرت عبدالملکؒ سے نہ کوئی ملال ہے نہ عبدالملکؒ کو حضرت عروہؒ سے کوئی دشمنی ہے اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُصولی جھگڑوں میں قتل کی وجہ سے فریقین میں سے کسی کو بھی موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہؓ باب ذکر کذّاب ثقیف۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی شہادت حج کا زمانہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ منیٰ میں تھے کہ کسی شخص نے ان کے تلوے میں نیزہ مارا۔ (خون بہنے لگا اور بالآخر) اُن کا قدم رکاب سے چپک گیا۔ حضرت سعید بن جبیرؓ ساتھ تھے۔ وہ سواری سے اُترے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قدم رکاب سے باہر نکالا۔ حجّاج عیادت کے لئے آیا اور پُوچھا "آپ کیسے ہیں؟" حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "اچھا ہوں"۔ اُس نے پوچھا "آپ کو کس نے زخمی کیا ہے؟" حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "مجھے اُس شخص نے زخمی کیا ہے جس نے اُس دن ہتھیار پہننے کا حکم دیا جس دن ہتھیار پہننا جائز نہیں"۔ اُس نے کہا "کاش میں اُس شخص کا نام جان لیتا"۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "تو نے مجھے زخمی کیا ہے"۔ اُس نے کہا "یہ کیسے؟" حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "تو نے ہی اس دن ہتھیار پہنوائے جس دن ہتھیار نہیں پہنے جاتے تھے اور تو نے ہی حرم میں ہتھیار داخل کئے حالانکہ حرم میں ہتھیار داخل نہیں کئے جاتے تھے"۔[1] (پھر اسی زخم سے حضرت ابن عمرؓ کی وفات ہو گئی)

کعبہ کا انہدام اور دوبارہ تعمیر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے بعد حجّاج نے حضرت عبدالملکؒ کو لکھا کہ حضرت ابن زبیرؓ نے کعبہ کی جو تعمیر کی ہے وہ ان ہی بنیادوں پر کی ہے جن بنیادوں کو مکّہ معظّمہ کے معتبر لوگوں نے دیکھا ہے (یعنی اُنہوں نے کعبہ کو ابراہیم علیہ السّلام کی بنیادوں پر تعمیر کیا ہے لہٰذا اُسے اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے) حضرت عبدالملکؒ نے لکھا کہ "ابن زبیرؓ کے اس تغیّر و تبدّل سے ہمیں کوئی سروکار نہیں، انہوں نے جو زیادتی طول میں کی ہے اُسے تو رہنے دیا جائے اور جو زیادتی حطیم کی طرف کی ہے اُسے نکال دیا جائے اور پھر پہلی بنیادوں پر اُسے بنا دیا جائے۔ جو دروازہ انہوں نے کھولا ہے اُسے بند کر دیا جائے"۔ اِس حکم کی تعمیل میں حجّاج نے کعبہ کو منہدم کر کے اُسے از سرِ نو پہلی بنیادوں پر تعمیر کر دیا۔[2]

حضرت عبدالملکؒ کا حج کرنا اور منشائے نبوی کے پورا نہ ہونے پر افسوس کرنا کعبہ کی دوبارہ تعمیر کے بعد حضرت عبدالملکؒ نے حج کیا۔ دورانِ طواف انہوں نے کہا "اللہ ابن زبیرؓ سے سمجھے انہوں نے حضرت عائشہؓ کی طرف اس بات کو غلط منسوب کر دیا کہ انہوں نے کہا میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اے عائشہؓ، اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ کو ڈھا کر حطیم کی طرف سے اس میں اضافہ کر دیتا کیونکہ تمہاری قوم نے (کعبہ کی تعمیر کرتے وقت حطیم کی طرف سے) کچھ حصّہ کم کر دیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں یہ حدیث ابن زبیرؓ نے حضرت عائشہ سے سُنی نہیں ہے"۔ حضرت حارث بن عبداللہؒ جو ایک وفد کی صورت میں حضرت عبدالملکؒ سے ملنے آئے ہوئے تھے کہنے لگے "اے امیر المؤمنین، یہ بات نہ کہئے، میں نے خود اُمّ المؤمنین سے یہ بات سُنی ہے"۔ حضرت عبدالملکؒ نے کہا "تم نے کیا سُنا ہے، بیان کرو"۔ حضرت حارثؒ نے کہا "حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تمہاری قوم نے کعبہ کی بناء کو چھوٹا کر دیا، اگر تمہاری قوم نے نیا نیا شرک نہ چھوڑا ہوتا تو جتنا انہوں نے اس میں سے چھوڑ دیا ہے میں اُسے شامل کر دیتا۔ اس میں زمین سے ملے ہوئے دو دروازے بنا دیتا، ایک مشرق کی طرف، دوسرا مغرب کی طرف، کیا تم جانتی ہو کہ تمہاری قوم نے دروازہ کیوں اُونچا کر دیا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (انہوں نے) معزّز بننے کیلئے (ایسا کیا) تاکہ کعبہ میں وہی داخل ہو سکیں جنہیں وہ داخل کرنا چاہیں۔ جب کوئی

---

[1] صحیح بخاری کتاب العیدین باب ما یکرہ من حمل السلاح عن سعیدؒ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحج باب نقض الکعبۃ۔

آدمی کعبہ کے اندر جانا چاہتا تو اُسے بُلاتے، جب وہ داخل ہونے کے قریب ہوتا تو اُسے دھکّا دے دیتے، وہ گر پڑتا تھا (اے عائشہؓ) اگر تمہاری قوم کا یہ ارادہ ہو کہ میرے بعد اُسے ویسا ہی بنا دیں تو آؤ میں تمہیں وہ حصّہ دکھا دوں جو اُنہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ یہ فرما کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عائشہؓ کو وہ جگہ دکھائی۔ وہ تقریباً سات ہاتھ تھی۔" حضرت عبدالملکؒ نے کہا "کیا واقعی یہ حدیث تم نے حضرت عائشہؓ سے سُنی ہے؟" حضرت حارثؒ نے کہا "ہاں (میں نے خود سُنی ہے)" یہ سُن کر حضرت عبدالملکؒ کچھ دیر اپنی لکڑی سے زمین کُریدتے رہے پھر کہنے لگے "کاش مَیں ابنِ زبیرؓ کی تعمیر کو اُسی حال پر چھوڑ دیتا، اگر کعبہ کے شہید کرنے سے پہلے میں یہ حدیث سُن لیتا تو پھر ابن زبیرؓ ہی کی بنا، کو قائم رکھتا۔"[1]

عُمریٰ کے متعلق ایک مقدّمہ | مدینہ منوّرہ میں ایک عورت نے اپنے بیٹے کو بطور عُمریٰ[2] ایک باغ دیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد بیٹے کا انتقال ہوگیا، اس کے کچھ عرصہ بعد اُس عورت کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس بیٹے کے بھائی بھی تھے اور اولاد بھی۔ اولاد نے کہا "باغ ہمارے والد کا تھا۔ اُن کی زندگی میں بھی اور اُن کے مرنے کے بعد بھی"۔ (بھائیوں نے کہا کہ تمہارے والد کے مرنے کے بعد یہ باغ پھر ہماری والدہ کی طرف لوٹ آیا اور اب ہم اس کے وارث ہیں) دونوں فریق نے یہ مقدّمہ حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت طارقؒ کی عدالت میں پیش کیا۔ حضرت طارقؒ نے حضرت جابرؓ کو بُلوایا۔ حضرت جابرؓ نے کہا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "عمریٰ اُسی کا ہے جس کو دیا گیا" (واپس نہیں ہوگا) حضرت طارقؒ نے حدیث کے مُطابق فیصلہ کر دیا۔ پھر اس کے بعد حضرت عبدالملکؒ کو تمام کیفیت لکھ کر بھیجدی۔ حضرت عبدالملکؒ نے کہا "جابرؓ نے سچ کہا ہے"۔ حضرت طارقؒ نے وہ حکم جاری رکھا اور باغ اُس کی اولاد کے قبضہ میں رہا۔[2]

حضرت ولیدؒ

حضرت عائشہؓ پر تہمت اور ولیدؒ | ایک مرتبہ حضرت ولیدؒ نے امام زہریؒ سے پُوچھا "کیا تمہیں بھی یہ بات پہنچی ہے کہ علیؓ اُن لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی تھی"۔ حضرت امام زہریؒ نے کہا "نہیں"۔ آپ کی قوم کے دو آدمیوں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارثؒ نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے ان دونوں سے فرمایا تھا "علیؓ میرے معاملہ میں محفوظ رہے" (یعنی تہمت لگا کر گناہگار نہیں ہوئے)[3]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | دشمنانِ اسلام کی یہ بھی ایک سازش تھی کہ صحابۂ کرامؓ کے متعلّق اس قسم کی باتیں پھیلائی جائیں جن سے ثابت ہو کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے بغض رکھتے تھے۔ منجملہ ان کے یہ بھی مشہور کیا گیا کہ حضرت علیؓ تہمت میں شریک تھے۔ اُڑتے اُڑتے یہ خبر حضرت ولیدؒ کو پہنچی۔ حضرت ولیدؒ نے اس معاملہ کی تحقیق کی، حضرت علیؓ اس الزام سے بَری ثابت ہوئے۔

روضۂ رسُولؐ کی تعمیر | حضرت ولیدؒ کے زمانہ میں (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حجرہ کی) دیوار گر پڑی۔ لوگوں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب نقض الکعبۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الہبۃ عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک۔
[2] عمریٰ اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی شخص کو اُس کی زندگی تک استعمال کرنے کیلئے ہبہ کر دی جائے۔

نے اسے بنانا شروع کیا۔ دورانِ تعمیر ایک قدم ظاہر ہوا، لوگ اُسے دیکھکر گھبرا گئے، وہ سمجھے کہ یہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا قدمِ مُبارک ہے۔ اُنہوں نے تحقیق کی کہ یہ قدم کس کا ہے، لیکن حضرت عروہؒ کے علاوہ انہیں کوئی اور آدمی نہ مل سکا جو بتاتا کہ وہ قدم کس کا ہے۔ حضرت عروہؒ نے کہا "اللہ کی قسم یہ قدم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نہیں ہے، یہ قدم حضرت عمرؓ کا ہے۔"[1]

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ لوگوں کے محبوب تھے | حضرت سہیل بن ابی صالحؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی امارت میں حج کیا۔ ہم عرفات میں تھے کہ اتنے میں معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ آنے والے ہیں۔ لوگ اُن کو دیکھنے کیلئے کھڑے ہو گئے۔ میں نے اپنے والد سے کہا میں سمجھتا ہوں اللہ، عمر بن عبدالعزیزؒ سے محبّت کرتا ہے۔ والد نے پوچھا "یہ کیسے؟" میں نے کہا "لوگوں کے دلوں میں ان کی محبّت کی وجہ سے۔" والد نے کہا "تم نے حضرت ابوہریرہؓ کی بیان کردہ حدیث سُنی ہوگی (اس وجہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے یعنی) وہ حدیث جس میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے بے شک جب اللہ کسی بندہ سے محبّت کرتا ہے تو جبریلؑ کو بُلاتا ہے اور اُن سے فرماتا ہے میں فلاں آدمی سے محبّت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبّت کرو۔ جبریلؑ اُس سے محبّت کرنے لگتے ہیں، پھر آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ فلاں شخص سے اللہ محبّت کرتا ہے، تم بھی محبّت کرو۔ پھر آسمان والے اس سے محبّت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس کے لئے زمین میں مقبولیت پیدا کر دی جاتی ہے۔"[2]

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نماز ہمیشہ اوّلی وقت پر پڑھتے تھے، ایک دن نماز میں کچھ دیر کر دی، حضرت عروہ بن زبیرؒ اُن کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ ابومسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریلؑ نے نمازوں کے اوقات کی تعلیم دی تھی، حضرت جبریلؑ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نماز پڑھ کر بتاتے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا "دیکھو کیا کہہ رہے ہو۔ کیا جبریلؑ نے اوقاتِ نماز کی تعلیم دی تھی؟" حضرت عروہؒ نے کہا "ہاں"۔[3]

شامی صاع میں اضافہ | حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے (شام کے مروّجہ) صاع کے پیمانہ میں اضافہ کر دیا اس طرح اُن کے زمانہ میں (شامی) صاع، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے صاع کا تین گنا ہو گیا۔[4]

ایک مسئلہ کی تحقیق | ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے تخت پر بیٹھ کر دربارِ عام کیا۔ لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی، جب لوگ اندر آکر بیٹھ گئے تو اُن سے کہا کہ قسامہ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا "قسامہ کی بنیاد پر قصاص لینا چاہئے، خلفاء نے بھی قصاص لیا ہے" (یعنی اگر پچاس آدمی قسم کھا کر کسی آدمی کو مجرم قرار دیں تو اس مجرم سے قصاص لینا چاہئے) حضرت ابوقلابہؒ، حضرت عمر بن

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [2] صحیح مسلم کتاب البرّ والصلۃ والآداب باب اذا احبّ اللہ عبدا۔
[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب کفّارات الایمان باب صاع المدینۃ۔ صہ گیارھویں خلیفہ سلیمانؒ

عبدالعزیزؒ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان کی طرف مُنہ کیا اور فرمایا "اے ابوقلابہؒ، تم کیا کہتے ہو"۔ یہ کہکر انہوں نے حضرت ابوقلابہؒ کو لوگوں کے مقابل کھڑا کر دیا، حضرت ابوقلابہؒ نے کہا "اے امیرالمؤمنین، آپ کے پاس اِس وقت سردارانِ فوج اور شرفائے عرب موجود ہیں، آپ بتائیے کہ اگر ان لوگوں میں سے پچاس آدمی یہ گواہی دیں کہ دمشق میں ایک شادی شدہ شخص نے زنا کیا ہے لیکن اُنہوں نے اس کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا نہیں ہے تو کیا آپ اُس کو سنگسار کر دیں گے؟" حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا "نہیں"۔ حضرت ابوقلابہؒ نے کہا "اگر ان میں سے پچاس آدمی یہ گواہی دیں کہ حمص میں فلاں شخص نے چوری کی ہے لیکن انہوں نے اُس کو چوری کرتے دیکھا نہیں ہے تو کیا آپ اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے؟" حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا "نہیں" حضرت ابوقلابہؒ نے کہا "اللہ کی قسم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سوائے ان تین مجرموں کے اور کسی مجرم کو قتل نہیں کیا۔ ایک تو وہ شخص جو قاتل ہو، دوسرے وہ شخص جس نے شادی کے بعد زنا کیا ہو، تیسرے وہ شخص جس نے اللہ اور اُس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جنگ اور اسلام سے اِرتداد کیا ہو"۔ لوگوں نے کہا "کیا حضرت انسؓ نے یہ حدیث بیان نہیں کی کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹے، آنکھیں پھوڑیں اور (ڈاکہ ڈالنے والوں کو) دھوپ میں ڈال دیا"۔ حضرت ابوقلابہؒ نے کہا "حضرت انسؓ کی حدیث میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ قبیلۂ عکل کے آٹھ شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی (کچھ دن مدینہ میں رہے) پھر اُن کو وہاں کی آب و ہوا ناموافق ہوئی اور وہ بیمار ہو گئے۔ انہوں نے اپنی بیماری کی شکایت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں سرکاری اونٹوں میں جاکر رہنے کی اجازت دی، وہاں جاکر وہ لوگ تندرست ہو گئے، پھر اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اُونٹوں کو ہنکا کر لے گئے۔ جب یہ خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہنچی تو آپؐ نے اُن کے پیچھے آدمی دوڑائے۔ وہ سب گرفتار کر کے لائے گئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے ہاتھ پیر کٹوا کر اُن کی آنکھوں میں سَلائی پھروا دی[1] اور اُن کو دھوپ میں ڈلوا دیا، یہاں تک کہ وہ مَر گئے"۔ حضرت ابوقلابہؒ نے کہا "ان لوگوں کا اس گناہ سے بڑھ کر اور کونسا گناہ ہوگا، وہ اسلام سے پھر گئے، چرواہے کو قتل کیا اور اُونٹوں کو چُرایا"۔ حضرت عنبسہؒ کہنے لگے "اللہ کی قسم میں نے جیسی حدیث آج سُنی ہے کبھی نہیں سُنی"۔ حضرت ابوقلابہؒ نے کہا "اے عنبسہؒ کیا تم میری حدیث کو ردّ کرتے ہو؟" حضرت عنبسہؒ نے کہا "میں ردّ نہیں کرتا بلکہ یہ کہتا ہوں کہ تم نے یہ حدیث بالکل اُسی طرح بیان کی ہے جس طرح حضرت انسؓ نے مجھ سے بیان کی تھی"۔ پھر حضرت عنبسہؒ نے کہا "اللہ کی قسم یہ لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک یہ شیخ (یعنی ابوقلابہؒ) ان میں زندہ ہیں"۔ پھر حضرت ابوقلابہؒ نے کہا (کہ قسامہ میں قصاص نہ لینا) یہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں چند انصاری آئے اور گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ ایک شخص ان میں سے باہر نکلا، کسی نے اس کو قتل کر دیا، جب وہ انصاری باہر آئے تو انہوں نے اپنے ساتھی کو مقتول پایا، وہ خون میں لتھڑا ہوا تھا۔ وہ لوگ واپس رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہمارا وہ ساتھی جو یہاں بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا ہمارے سامنے باہر گیا اور ہم

[1] ان لوگوں نے چرواہے کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیری تھی لہٰذا اس بات کا ان سے قصاص لیا گیا۔

نے اسے مقتول پایا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم کس کو قاتل سمجھتے ہو"۔ وہ کہنے لگے "ہماری سمجھ میں تو یہودیوں نے اسے قتل کیا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں کو بلوایا اور اُن سے فرمایا "تم نے اس شخص کو قتل کیا ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انصاریوں سے فرمایا "کیا تم اس بات پر رضامند ہو کہ یہودیوں کے پچاس آدمی قسم کھائیں (کہ ان کے کسی آدمی نے قتل نہیں کیا)" انصاریوں نے کہا "یہودیوں کو قسم کی کیا پرواہ ہے۔ یہ تو ہم سب کو قتل کر کے قسم کھالیں گے (کہ ہم نے قتل نہیں کیا)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر تم میں سے پچاس آدمی قسم کھالیں (کہ یہودیوں نے انہیں قتل کیا ہے) تو تم خوں بہا کے مستحق ہو جاؤ گے"۔ وہ کہنے لگے "ہم قسم نہیں کھا سکتے (اس لئے کہ ہم نے دیکھا نہیں)" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں اپنے پاس سے خوں بہا ادا کر دیا۔ پھر حضرت ابو قلابہؒ نے بیان کیا کہ ایّامِ جاہلیّت میں قبیلۂ ہذیل نے اپنے میں سے کسی آدمی کو اپنے سے علیٰحدہ کر دیا تھا۔ مقامِ بطحاء پر یمن کے چند لوگوں نے اس پر حملہ کیا پھر ایک شخص نے تلوار سے اُسے قتل کر دیا۔ ہذیل نے آکر اُس یمنی شخص کو پکڑا اور ایّامِ حج میں اُسے حضرت عمرؓ کے پاس لے گئے، انہوں نے کہا "اس شخص نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے"۔ اس شخص نے کہا "ان لوگوں نے اپنے ساتھی کو چھوڑ دیا تھا (اب ان کا دعویٰ لایعنی ہے)" حضرت عمرؓ نے کہا "ہذیل میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ انہوں نے اس کو اپنے سے علیٰحدہ نہیں کیا تھا"۔ انچاس آدمیوں نے قسم کھائی (ایک آدمی باقی رہ گیا) اس قبیلہ کا ایک شخص شام گیا ہوا تھا جب وہ واپس آیا تو انہوں نے اس سے قسم کھانے کے لئے کہا، اُس نے ایک ہزار درہم دے کر ان سے قسم کی معافی لے لی۔ پھر ہذیل نے ایک اور شخص کو اس کی جگہ داخل کر لیا (اور اُس سے جھوٹی قسم کھلوائی) حضرت عمرؓ نے قاتل کو مقتول کے بھائی کے حوالہ کر دیا۔ پھر قاتل اور مقتول کا بھائی اور وہ پچاس آدمی (جو جھوٹے گواہ بنے تھے) چلے، یہاں تک کہ جب مقام نخلہ میں پہنچے تو وہاں بارش نے اُن لوگوں کو آپکڑا۔ یہ سب آدمی ایک غار میں گھس گئے، وہ غار ڈھے گیا اور وہ پچاس آدمی اُس کے اندر دب کر مر گئے۔ مقتول کا بھائی اور وہ یمنی شخص جو قتل کا مرتکب ہوا تھا بچ گئے۔ پھر ایک پتھر ان کے پیچھے سے آکر مقتول کے بھائی کی ٹانگ میں لگا، اُس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور وہ ایک سال زندہ رہ کر مر گیا۔

اس کے بعد حضرت ابو قلابہؒ نے کہا کہ "عبدالملک بن مروانؒ نے قسامہ میں ایک شخص کو قتل کیا تھا اور اس کے بعد وہ اپنے اس فعل پر نادم ہوئے اور ان پچاس شخصوں کا جنہوں نے (جھوٹی) قسم کھائی تھی (وظیفہ پانے والوں کے) دیوان سے نام خارج کروا دیا اور ملکِ شام کی طرف اُنہیں جلاءِ وطن کر دیا"۔ [1]

حضرت ابو قلابہؒ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ قسامہ کی بنیاد پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قصاص کا حکم نہیں دیا۔ آپؐ نے قسامہ کو صرف خوں بہا کی حد تک تسلیم کیا، کیونکہ پچاس قسموں سے یقین کامل نہیں ہوتا لہٰذا قصاص نافذ نہیں ہوگا۔ مزید برآں قسموں کا کیا اعتبار

---

[1] صحیح بخاری کتاب الدیات باب القسامۃ وکتاب التفسیر (سُورۃ المائدۃ)

ہے جبکہ جھوٹی قسمیں بھی لوگ کھاتے رہے ہیں جس کی مثالیں حضرت ابو قلابہؒ نے بیان کیں۔

مندرجہ بالا واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ حدیث کو قانون سمجھتے تھے اور اس کی تلاش و جستجو فرمایا کرتے تھے۔

اُسوۂ صحابہؓ

اللہ تعالیٰ پر ایمان | صحابۂ کرامؓ صحیح معنوں میں

وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ {آل عمران ۱۱۰} — اللہ پر ایمان لائے تھے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ {حجرات} — ایمان اُن کے نزدیک بہت محبوب تھا، اُن کے قلوب ایمان سے مزیّن اور منوّر تھے

ایمان بالکتاب | صحابۂ کرامؓ حقیقی معنوں میں

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط {بقرہ ۲۸۵} — اُس شریعت پر ایمان لائے تھے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولؐ پر نازل فرمائی تھی۔

اطاعت | صحابۂ کرامؓ، اللہ اور رسولؐ کی اطاعت میں سرشار تھے، ان کا تو یہ قول تھا:۔

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا {بقرہ ۲۸۵} — ہم نے سُنا اور ہم نے اطاعت کی۔

خطرات کے مواقع پر بھی اُن کے ایمان اور اطاعت میں فرق نہیں آتا تھا

وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ○ {احزاب ۲۲} — بلکہ ایمان اور جذبۂ اطاعت میں اور زیادتی ہو جایا کرتی تھی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات کا حکم دیتے تو فوراً اس حکم کو بجالانے کیلئے سبقت کرتے[1]

فکرِ آخرت اور بخشش کیلئے دُعاء | بخشش کے طلبگار رہا کرتے تھے، اِس طرح دُعائیں کرتے تھے:۔

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ {بقرہ ۲۸۵} — اے ہمارے ربّ ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں، تیری ہی طرف (ہمیں) لوٹ کر آنا ہے۔

آپس میں ایک دوسرے سے محبّت | صحابۂ کرامؓ آپس میں ایک دوسرے سے

فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج {آل عمران ۱۰۳} — ایسی محبّت کرتے تھے جیسی محبّت حقیقی بھائیوں میں ہوتی ہے۔

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ {فتح ۲۹} — ایکدوسرے کے ساتھ رحم وکرم کا برتاؤ کرتے تھے

امر بالمعروف ونہی عن المنکر | صحابۂ کرامؓ لوگوں کو

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ {آل عمران ۱۱۰} — اچھّی بات کا حکم دیتے تھے اور بُری باتوں سے روکتے تھے۔

خطرات میں استقامت اور توکّل علی اللہ | خوف اور خطرہ کے موقع پر گھبراتے نہیں تھے۔

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا — بلکہ ایسے موقع پر اُن کا ایمان اور زیادہ ہو جاتا تھا اور وہ اس طرح کہتے تھے ہمارے لئے اللہ کافی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد عن مسورؓ۔

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿آل عمران﴾ ہے اور وہی اچھا کارساز ہے۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿احزاب﴾

ایسے موقع پر وہ یہ بھی کہتے "یہ تو وہی چیز ہے جس کا اللہ اور اُس کے رسولؐ نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اُسکے رسولؐ نے سچ کہا تھا"۔

گویا وہ خطرات سے مقابلہ کرنے کیلئے ہی ایمان لائے تھے۔

وَابْتَغُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ﴿آل عمران﴾

صحابہ کرامؓ وہ کام کرتے تھے جن سے اللہ کی رضا حاصل ہو۔

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ﴿فتح﴾

وہ ہمہ اوقات اللہ کی رضا کے متلاشی رہا کرتے تھے (اسی لئے)

وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ﴿حجرات﴾ کفر و فسق اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اُنہیں سخت نفرت تھی۔

تقویٰ اور خشیت | صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ﴿فتح﴾

اور تقوٰے شعار تھے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ناراضگی سے ڈر جاتے تھے، رونے لگتے تھے۔ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خفگی سے فرمایا "مجھ سے سوال کرو، مجھ سے سوال کرو"۔ صحابہ کرامؓ شدّت سے رونے لگے۔[1]

جب یہ آیت نازل ہوئی اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ[2] تو صحابہؓ بہت پریشان ہوئے اور عرض کیا "ہم میں سے کون ہے جو اپنے نفس پر ظلم نہ کرے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہاں ظلم سے مراد یہ نہیں ہے جو تم سمجھے ہو بلکہ اس سے مُراد شرک ہے"۔[3] اسی طرح جب یہ آیت نازل ہوئی لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ .... قَدِيْرٌ ﴿بقرہ﴾ یعنی "زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے، اپنے دل کی جو باتیں تم ظاہر کرو گے اور جو تم چھپاؤ گے اللہ تم سے ان سب کا حساب لیگا، پھر جس کو چاہے گا معاف کردے گا اور جس کو چاہے گا سزا دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے" تو صحابہ کرامؓ اتنے خوف زدہ ہوئے کہ کسی چیز سے اتنے خوف زدہ نہیں ہوئے تھے۔ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اُنہوں نے عرض کیا "اِس آیت میں جو بات کہی گئی ہے ہم میں اس کی طاقت نہیں ہے (یعنی دل کے خیالات پر ہم کیسے قابو رکھ سکتے ہیں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اِس طرح کہو، ہم نے سُنا، اطاعت کی اور تسلیم کیا"۔ صحابہؓ کرامؓ نے حکم کی تعمیل کی۔[4] اسی طرح جب یہ آیت نازل ہوئی مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ تو صحابہؓ بہت خوفزدہ ہوئے۔[5]

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ آدم (علیہ السلام) کو حکم دیگا کہ ہر ہزار آدمیوں میں سے نوسو ننانوے آدمیوں کو دوزخ کے لئے علیحدہ کرلو"۔ صحابہ کرامؓ پر یہ بات بڑی گراں گذری، کہنے لگے "ہم میں سے وہ ایک کون ہوگا (جو جنّت میں جائے گا)"[6] ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عذابِ قبر کا ذکر کیا تو صحابہ کرامؓ بہت روئے۔[7]

کُفّار کے ساتھ صحابہ کرامؓ کا تعلق | صحابہ کرامؓ

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ ﴿فتح﴾

کُفّار کے حق میں بڑے سخت تھے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب وقت الظہر عند الزوال عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ "ولقد آتینا لقمان الحکمۃ" عن ابن مسعودؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان قولہ "ان تبدوا ما فی انفسکم" عن ابی ہریرۃؓ و ابن عباسؓ۔ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب صدق الایمان واخلاصہ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب قولہ "یقول اللہ لآدم اخرج بعث النار عن ابی سعیدؓ۔ [5] اس آیت کا ترجمہ یہ ہے "جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی ان ہی کیلئے امن ہے اور وہی ہدایت پر ہیں"۔ [6] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ۔ [7] صحیح

عبادتِ الٰہی | عبادتِ الٰہی میں سرشار تھے، ان کے اکثر اوقات
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا {فتح ۲۹} نماز میں گذرا کرتے تھے۔
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ {فتح ۲۹} کثرتِ سجود سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑ گئے تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو ایسے اعمال کا حکم دیتے تھے جو اُن کے لئے قابلِ برداشت ہو لیکن وہ اعمالِ صالحہ کی طرف زیادہ سے زیادہ رغبت کرتے تھے اور یہ کہکر کہ "اے اللہ کے رسول ہم آپؐ کے مثل نہیں ہیں" زیادہ اعمال کی کوشش کرتے تھے اور ان کے کرنے کی اجازت طلب کرتے تھے۔[1]

سجدہ کی آیت تلاوت کرنے کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو تمام صحابۂ کرام سجدہ میں گر پڑتے، کثرتِ اژدحام کی وجہ سے سجدہ میں پیشانی رکھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔[2]

ایک دفعہ رمضان میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح پڑھی، کچھ لوگوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ صبح کو لوگوں میں اس بات کا چرچہ ہوا۔ دوسری رات کو بڑی کثرت سے لوگ جمع ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ تیسری رات کو لوگ اور بھی کثرت سے جمع ہوئے، آپؐ نے نماز پڑھائی۔ چوتھی رات کو اتنے آدمی جمع ہوئے کہ مسجد میں جگہ نہ رہی، اُس رات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھنی ترک کردی آپؐ کو اندیشہ ہوا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ نماز آپؐ کے ہمیشہ پڑھنے سے ان پر لازم ہو جائے۔[3]

علم کی تڑپ | (صحابہ تو صحابہؓ) صحابیات بھی علم حاصل کرنے کی کوشاں رہتی تھیں، ایک مرتبہ اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، مرد تو ہم پر غالب آگئے (وہ علم حاصل کرتے رہتے ہیں) ہمارے لئے بھی کوئی دن مقرر کر دیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن مقرر کر دیا۔[4]

احساسِ فرائض | صحابۂ کرامؓ فرائض کا بڑا خیال رکھتے تھے، ایک دفعہ بحالتِ سفر سوتے میں صبح کی نماز کا وقت نکل گیا تو (بہت پریشان ہوئے اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی (کہ اب کیا کیا جائے)[5]

صحابیات پردہ کا بڑا خیال رکھتی تھیں۔ صبح کی نماز پڑھ کر جب واپس ہوتیں تو اتنا اندھیرا ہوتا تھا کہ پہچانی نہیں جاتی تھیں لیکن اس کے باوجود وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی ہوتی تھیں۔[6]

جب صحابہؓ کے پاس امانت رکھی جاتی تو خیانت نہیں کرتے تھے، نذر مانتے تو اُسے پورا کرتے تھے۔[7]

ایک مرتبہ تیمم کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہیں پانی کہیں نہیں ملا تو اُنہوں نے نماز فوت ہونے نہیں دی بلکہ بے وضو ہی نماز پڑھ لی۔[8]

حصولِ برکت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپؐ کے وضو کا پانی حاصل کرنے کیلئے مسابقت کرتے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو بچے ہوئے پانی کے لئے سب نے مسابقت کی، جس کو پانی مل گیا اُس نے اُس کو اپنے بدن پر مَل لیا اور جس کو نہ مل سکا اُس نے دوسرے آدمی کے ہاتھ کی تری ہی کو حاصل کر لیا صلح حدیبیہ کے موقع پر انہوں نے آپؐ کے لعابِ دہن کو زمین پر نہ گرنے دیا، اپنے ہاتھ میں لیکر اُسے اپنے جسم پر مل لیا۔[9]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا اعلمکم باللہ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری ابواب سجود القرآن باب ازدحام الناس اذا قرأ الامام السجدۃ عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری ابواب التہجد باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اصلوٰۃ اللیل عن عائشۃ صدیقہؓ و کتاب التراویح باب فضل من قام رمضان۔ [4] صحیح بخاری کتاب العلم باب ھل یجعل للنساء یوماً علی حدۃ فی العلم۔ [5] صحیح بخاری کتاب التیمم باب الصعید الطیب وضوء المسلم۔ [6] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب وقت الفجر عن عائشۃؓ۔ [7] صحیح بخاری باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عمرانؓ [8] صحیح بخاری کتاب اللباس (بقیہ آگے)

اتباعِ سُنّت صحابۂ کرامؓ سُنّت کے بے حد متّبع تھے۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سونے کی انگوٹھی پہنی، صحابہ کرامؓ نے بھی سونے کی انگوٹھیاں پہننی شروع کر دیں۔ ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سونے کی انگوٹھی اُتار کر پھینکدی اور فرمایا "اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا"، صحابہ کرامؓ نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تو صحابہؓ نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوالیں [1]

نئے کاموں سے نفرت نئے کاموں سے نفرت کرتے تھے۔ جب حضرت عثمانؓ نے مسجد کی از سرِ نو تعمیر کی تو ان پر سخت اعتراض کیا، بالآخر جب اُنہوں نے اس سلسلہ میں حدیث بیان کی تو خاموش ہو گئے۔ [2]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے محبّت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بے حد محبّت کرتے تھے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی حیات کے آخری دن جب پردہ اُٹھا کر دیکھا تو آپؐ کو دیکھکر اُن کو اتنی خوشی ہوئی کہ نماز میں ان کو اپنی وارفتگی کا اندیشہ ہوا۔ [3]

ایک مرتبہ رات کے وقت ایک شخص کا انتقال ہوا۔ صحابہ کرامؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع نہ دی اور رات ہی کو اسے دفن کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟" صحابہؓ نے عرض کیا "رات کا وقت تھا، اندھیرا ہو رہا تھا، ہمیں یہ چیز گوارا نہیں ہوئی کہ ایسی حالت میں آپؐ کو تکلیف دیں"۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اُس کے ساتھ رہو گے جس سے محبّت کرتے ہو"۔ یہ سُنکر صحابہ کرامؓ اتنے خوش ہوئے کہ اُنہیں اس سے زیادہ خوشی اور کسی بات سے نہیں ہوئی تھی [4] (انہوں نے سمجھ لیا کہ ہمیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت ہے لہٰذا ہمیں آپؐ کی معیّت و رفاقت نصیب ہوگی)

اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا اور مال خرچ کرنا اللہ کے راستہ میں اپنے فاضل مال خرچ کرتے رہتے تھے۔ اگر مال نہ ہوتا تو محنت مزدوری کر کے اللہ کے نام خرچ کرتے [5] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جہاد میں نہ جانا بہت شاق گذرتا۔ صحابہؓ کی دلجوئی کی خاطر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بعض لشکروں میں شریک نہیں ہوتے تھے [6]

اللہ اور رسُولؐ کا محبوب بننے کی خواہش اللہ اور رسُولؐ کا محبوب بننے کی تمنّا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کل میں جھنڈا اُسے دوں گا جو اللہ اور رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے اور جس سے اللہ اور رسُولؐ محبّت کرتے ہیں"۔ صحابہ کرامؓ نے رات اسی فکر میں گذاری کہ جھنڈا کسے ملتا ہے۔ ہر شخص کی تمنّا یہ تھی کہ یہ سعادت اسے مل جائے۔ [7]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ادب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بے حد ادب کرتے تھے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کوئی سوال کرتے تو ازراہِ ادب اس طرح جواب دیتے "اللہ اور اُس کا رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ [8]

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بات کرتے تو اپنی آوازوں کو پست کرتے، نظر بھر کر آپؐ کو نہ دیکھتے۔ [9]

ایک مرتبہ دو جماعتوں میں تیر اندازی کا مقابلہ ہو رہا تھا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان میں سے ایک

(حاشیہ بقیہ گذشتہ صفحہ) باب استعارۃ القلائد عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [9] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی الثوب الاحمر و کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد عن مسورؓ

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] صحیح بخاری کتاب اللباس باب خاتم الفضۃ و باب بعدہ و صحیح مسلم کتاب اللباس باب طرح خاتم الذہب (خط کشیدہ عبارت صحیح بخاری میں ہے)
[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من بنی مسجد [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الاذن بالجنازۃ عن ابن عباسؓ۔ [5] صحیح بخاری باب فضائل اصحاب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم باب مناقب عمرؓ عن انسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ عن ابی مسعودؓ و کتاب الدعوات باب الدعاء بعد الصلوٰۃ عن ابی ہریرہؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن سہلؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الخطبۃ ایام منیٰ عن ابی بکرۃؓ۔ [9] صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد

جماعت کے ساتھ شریک ہو گئے۔ دوسری جماعت نے تیراندازی بند کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "تم تیراندازی کیوں نہیں کرتے؟" اُن لوگوں نے کہا "ہم کیسے تیراندازی کر سکتے ہیں حالانکہ آپؐ اُن کے ساتھ شریک ہیں"۔ (ہم آپؐ کا مقابلہ نہیں کر سکتے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم تیراندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں"۔ [1]

ایامِ جاہلیّت کی چیزوں سے نفرت | ایامِ جاہلیّت کے اعمال سے اجتناب کرتے تھے۔ جاہلیّت میں حج کے زمانہ میں کئی بازار لگا کرتے تھے، لوگ اس میں تجارت کرتے تھے، لیکن جب اسلام کا زمانہ آیا تو صحابۂ کرامؓ نے ان بازاروں میں خرید و فروخت کو گناہ سمجھا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیت نازل فرما کر اس کی اجازت دیدی۔ [2]

چھوٹے بچّوں کی تربیت | اپنے چھوٹوں کی تربیت کرتے، ان کو گواہی (میں عدم احتیاط) پر اور عہد و پیمان کی خلاف ورزی پر مارتے تھے۔ [3]

انتشار سے نفرت | صحابۂ کرامؓ کو انتشار سے نفرت تھی، وہ ایسے آدمی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے جو جماعت سے کشیدہ رہے، اگر کوئی ایسا شخص ہوتا تو اُس کے دوبارہ جماعت سے وابستہ ہو جانے سے بہت خوش ہوتے تھے۔ [4]

گناہوں کا خوف | صحابۂ کرامؓ نہ صرف بڑے گناہوں سے بلکہ چھوٹے گناہوں سے بھی بہت ڈرتے تھے حضرت انسؓ اپنے بعد والوں سے فرماتے تھے "تم لوگ ایسے اعمال کر گذرتے ہو جو تمہاری نگاہ میں بال سے زیادہ باریک ہوتے ہیں لیکن ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کو ہلاک کرنے والے گناہ سمجھتے تھے (لہٰذا اب بھی ان سے اجتناب کرتے ہیں)" [5]

دلیری و بے باکی | صحابۂ کرامؓ حق گوئی میں بے باک تھے۔ اُمراء کی خوشامد نہیں کرتے تھے۔ پیٹھ پیچھے اُنکی بُرائی کرنے اور اُن کے سامنے ان کی تعریف کرنے کو نفاق سمجھتے تھے۔ [6]

انتباہ | افسوس ہے کہ ہماری تاریخوں میں ایسے جھوٹے قصّے بھی شامل ہیں جو صحابۂ کرامؓ کے اس شاندار کردار کے جو قرآن مجید اور صحیح احادیث سے جھلکتا ہے خلاف ہیں۔ افسوس ہے کہ دشمنانِ اسلام کے ان خود ساختہ واقعات کو بھی ہم صحیح سمجھتے ہیں۔ ہماری یہ تاریخ جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اصولاً ان کی تردید کے لئے کافی ہے، مزید کسی تردید کی ضرورت نہیں، البتّہ ہم اپنی مطوّل تاریخ میں ان قصّوں کی نشاندہی کر کے بتائیں گے کہ ان کی سندوں میں کیسے کیسے دشمن چھپے بیٹھے ہیں۔

حضرت ابان بن سعید بن العاصؓ

حضرت ابانؓ اوائلِ اسلام میں کافر رہے۔ مسلمین کے خلاف جنگ میں حصہ لیتے رہے۔ ان ہی کے ہاتھ سے حضرت ابن قوقلؓ شہید ہوئے، کچھ عرصہ بعد یہ مسلم ہو گئے۔ حضرت ابوہریرہؓ کے مذاق کے جواب میں ایک دفعہ انہوں نے کہا "اللہ نے میرے ذریعہ ابن قوقلؓ کو عزّت دی اور مجھے اُن کے ہاتھ سے ذلیل نہ ہونے دیا"۔ [7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب التحریض علی الرمی عن سلمہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب الاسواق التی کانت فی الجاھلیۃ عن ابن عباسؓ۔
[3] صحیح بخاری باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عبداللہ بن مسعودؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن عائشۃ صدیقہؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب الرقاق باب یتقی من محقرات الذنوب۔ [6] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب مایکرہ من ثناء السلطان عن ابن عمرؓ۔
[7] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم وکتاب المغازی باب غزوۃ خیبر۔

حضرت ابن حَدرَدؓ

ایک مرتبہ حضرت ابن حدردؓ نے حضرت کعب بن مالکؓ سے کچھ روپیہ قرض لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت کعبؓ نے مسجدِ نبوی میں قرضہ کی ادائیگی کے لئے اُن سے تقاضہ کیا۔ اس سلسلہ میں دونوں کی آوازیں کچھ بلند ہوگئیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے گھر میں تھے، آپؐ نے دونوں کی آوازیں سُنیں، آپؐ باہر تشریف لائے اور حضرت کعبؓ سے آدھا قرض معاف کرنے کے لئے کہا۔ حضرت کعبؓ نے آدھا قرضہ معاف کردیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابن ابی حدردؓ سے فرمایا "اُٹھو اور قرضہ ادا کرو۔" [1]

حضرت ابن دَحداحؓ

جب حضرت ابن دحداحؓ کا انتقال ہوا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی، پھر آپؐ ان کی تدفین میں شریک ہوئے، واپسی میں آپؐ ایک گھوڑے پر سوار ہوگئے، آپؐ نے فرمایا "ابن دحداحؓ کے لئے جنّت میں کتنے خوشے لٹک رہے ہیں۔" [2]

حضرت ابن قَوقَلؓ

حضرت ابن قَوقَلؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ کی ایک جنگ میں حضرت ابان بن سعید بن العاصؓ کے ہاتھ سے شہید ہوگئے تھے۔ [3]

حضرت ابن لَتبیّہؓ

حضرت ابن لتبیّہؓ قبیلۂ اسد کے ایک فرد تھے۔

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں قبیلۂ بنو سُلَیم کے صدقات وصول کرنے کیلئے بھیجا۔ جب وہ صدقات وصُول کرکے آئے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے حساب لیا۔ انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ آپؐ کا مال ہے اور یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم سچّے ہو تو اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے پھر دیکھتے کہ تمہیں تحفہ ملتا ہے یا نہیں۔" [4]

حضرت ابو ارطاتؓ

حضرت ابو ارطاتؓ ان سواروں میں شامل تھے جو حضرت جریرؓ کے ہمراہ ذوالخلصہ نامی بُت خانہ کو توڑنے کیلئے بھیجے گئے تھے۔ حضرت جریرؓ نے بت خانہ کو توڑ کر جلادیا، پھر حضرت ابو ارطاتؓ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خوش خبری سُنانے کے لئے مدینہ منوّرہ روانہ کردیا۔ حضرت ابو ارطاتؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "اُس ذات

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب التّقاضی والملازمۃ فی المسجد۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجنائز۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الکافر یقتل المسلم ثم یُسلم عن ابی ھریرۃؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ "وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْھَا" عن ابی حمیدؓ وکتاب الایمان وکتاب الحیل وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب تحریم ھدایا العمّال۔

کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس کو ایسی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں گویا وہ خارشتی اونٹ ہے"۔ یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گھوڑوں اور سواروں کیلئے پانچ مرتبہ دُعائے برکت فرمائی۔ [1]

حضرت ابو اسرائیلؓ

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو اسرائیلؓ کو (دھوپ میں) کھڑا ہوا دیکھا، آپؐ نے اُن کے متعلّق لوگوں سے دریافت کیا، لوگوں نے کہا "یہ ابو اسرائیلؓ ہیں، انہوں نے نذر مانی ہے کہ روزہ رکھیں گے کھڑے رہیں گے، اپنے اوپر سایہ نہ کریں گے اور بات نہ کریں گے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو حکم دو کہ بات کریں، اپنے اوپر سایہ کریں، بیٹھ جائیں اور پھر روزہ پُورا کریں"۔ [2]

حضرت ابو اُسیدؓ

حضرت ابو اُسیدؓ انصار کے قبیلہ بنو ساعدہ کے ایک فرد تھے۔

حضرت ابو اسیدؓ کی شادی | جب حضرت ابو اُسیدؓ کی شادی ہوئی تو اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے ولیمہ میں بُلایا۔ حضرت ابو اسیدؓ کی دلہن نے رات کو کچھ کھجوریں بھگو دی تھیں۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھانا کھا چکے تو اُنہوں نے کھجور کا شربت بنا کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پلایا۔ [3]

حضرت ابو اُسیدؓ کے ہاں بچّہ کی ولادت | جب حضرت ابو اُسیدؓ کے ہاں بچّہ پیدا ہوا تو وہ اُس کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کو ران پر بٹھا لیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی کام میں مشغول ہو گئے تو حضرت ابو اُسیدؓ نے کسی کو اشارہ کیا کہ بچّہ کو ران پر سے اُٹھا لیا جائے۔ بچّہ کو گھر بھیجدیا گیا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کام سے فارغ ہوئے تو پُوچھا "بچّہ کہاں ہے؟" حضرت ابو اُسیدؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم نے اُسے گھر بھیجدیا" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس کا نام کیا ہے؟" حضرت ابو اُسیدؓ نے نام بتایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کا نام منذر ہے"۔ حضرت ابو اُسیدؓ نے اُسی دن اُس کا نام منذر رکھ دیا۔ [4]

حضرت ابو اُسیدؓ کا صدق | حضرت ابو اُسیدؓ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا مَیں تم کو انصار کے بہترین خاندان نہ بتاؤں؟" صحابہؓ نے عرض کیا "بتائیے"۔ آپؐ نے فرمایا "بنو نجّار، پھر بنو عبدالاشہل پھر بنو حارث پھر بنو ساعدہ"۔ حضرت ابو اُسیدؓ اس حدیث کو بیان کر کے کہتے تھے "کیا میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے غلط بیانی کروں گا، اگر میں جھوٹا ہوتا تو سب سے پہلے اپنے خاندان بنو ساعدہ کا نام لیتا"۔ [5]

حضرت ابو الطفیلؓ

حضرت ابو الطفیلؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔ [6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حرق الدور وباب البشارۃ وکتاب المغازی وصحیح مسلم باب فضائل جریرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور عن ابن عباسؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب حق اجابۃ الولیمۃ وباب قیام المرأۃ علی الرجال۔ [4] صحیح بخاری کتاب الادب باب تحویل الاسم الی اسم احسن منہ عن سہلؓ وصحیح مسلم کتاب الآداب۔ [5] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر۔ [6] صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز الطواف علی بعیر۔

حضرت ابوالعَاص بن ربیعہ بن عبدشمسؓ

حضرت ابوالعاصؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے داماد تھے۔ آپ کے نکاح میں حضرت زینبؓ تھیں۔
حضرت زینبؓ کے بطن سے حضرت ابوالعاصؓ کی ایک لڑکی تھیں جن کا نام اُمامہؓ تھا۔ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُمامہؓ کو اپنے کندھے پر چڑھا کر نماز ادا کی جب آپؐ نے سجدہ کیا تو اُن کو اُتار دیا اور جب آپؐ کھڑے ہوئے تو پھر ان کو چڑھا لیا۔[1]
حضرت ابوالعاصؓ کے ایک صاحبزادے بھی تھے جن کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔[2]

حضرت ابوالیسرؓ

حضرت ابوالیسرؓ ایک انصاری صحابی ہیں۔

اللہ اور رسُولؐ کی اطاعت | حضرت ابوالیسرؓ اللہ اور اُس کے رسُولؐ کے بڑے فرمانبردار تھے، آخرت کا انہیں بڑا فکر تھا۔ ایک مرتبہ ان کے پاس عبادہ بن ولید بن عبادہ اور ان کے والد ولید طلبِ علم کے لئے آئے۔ اُس وقت حضرت ابوالیسرؓ کے پاس اُن کا غلام بھی تھا جس کے پاس کتابوں کا ایک بستہ تھا۔ حضرت ابوالیسرؓ ایک چادر اوڑھے ہوئے اور ایک مَعافِری پہنے ہوئے تھے۔ ان کا غلام بھی اُسی لباس میں تھا۔ حضرت ولیدؒ نے ان سے پُوچھا "اے چچا مجھے آپ کے چہرہ پر غصّہ کے آثار نظر آرہے ہیں"۔ حضرت ابوالیسرؓ نے فرمایا "ہاں فلاں بن فلاں پر میرا کچھ قرض تھا۔ میں اُس کے گھر گیا اور سلام کیا۔ میں نے پوچھا کیا وہ ہیں، گھر والوں نے کہا نہیں ہیں۔ اتنے میں اُس کا لڑکا جَفر باہر آیا۔ میں نے اُس سے پُوچھا تمہارے والد کہاں ہیں۔ اُس نے کہا وہ آپ کی آواز سُن کر میری والدہ کے چھپر کھٹ کے اندر چھپ گئے۔ میں نے کہا اب نکل آؤ تم جہاں ہو مجھے معلوم ہو گیا۔ وہ شخص باہر آیا، میں نے اُس سے کہا تم کیوں چھپے تھے۔ اُس نے کہا اللہ کی قسم، میں آپ سے (سچ سچ) بیان کرتا ہوں جھوٹ نہیں بولوں گا، اللہ کی قسم آپ سے جھوٹ بولتے ہوئے مجھے خوف محسُوس ہوتا ہے اور وعدہ خلافی کرنے سے بھی مجھے ڈر لگتا ہے کیونکہ آپ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابی ہیں، اللہ کی قسم میں تنگ دست ہوں۔ میں نے کہا اللہ کو گواہ کر کے کہتے ہو۔ اُس نے کہا اللہ گواہ ہے۔ میں نے تین دفعہ اسی طرح سوال کیا، اُس نے ہر مرتبہ وہی جواب دیا۔ میں نے اُس کا کاغذ منگوا کر اپنے ہاتھ سے قرضہ کی تحریر مٹا دی اور اُس سے کہدیا اگر تمہارے پاس ہو تو ادا کر دینا ورنہ تم کو میری طرف سے معافی ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا، میرے ان دونوں کانوں نے سُنا اور میرے اس دل نے یاد رکھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص تنگ دست کو مہلت دے یا اُس کو معاف کر دے تو اللہ اُس کو اپنے سایہ میں جگہ دیگا"۔ پھر حضرت عبادہؒ نے پوچھا "چچا یہ تو بتائیے کہ اگر آپ غلام کی چادر لے لیتے اور اپنی معافری اُس کو دے دیتے یا غلام کی معافری لے لیتے اور اپنی چادر اُس کو دیدیتے تو آپ کا بھی جوڑا پُورا ہو جاتا اور اس کا بھی"۔ حضرت ابوالیسرؓ نے اُن کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا "الٰہی اس کو برکت عطا فرما"۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب اذا حمل جاریۃً وصحیح مسلم باب جواز حمل الصبیان فی الصّلوٰۃ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الجنائز عن اُسامہؓ وکتاب المرضیٰ وصحیح مسلم کتاب الجنائز بابُ البکاء۔

پھر فرمایا "بھتیجے میری اِن دونوں آنکھوں نے دیکھا ہے، ان دونوں کانوں نے سُنا ہے اور اس دل نے یاد رکھا ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اُن (غلاموں) کو وہی کِھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو، لہٰذا دنیا کا سامان دے دینا میرے لئے اس سے زیادہ سہل ہے کہ قیامت کے دن یہ میری نیکیاں لے لے"۔[1]

حضرت ابو ایّوبؓ

حضرت ابوایّوبؓ ایک انصاری صحابی تھے۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو آپؐ نے اپنا سامان حضرت ابوایّوبؓ کے مکان کے سامنے اُتارا۔[2] پھر آپؐ نے فرمایا "ہمارے آدمیوں میں سے کس کا گھر یہاں سے زیادہ قریب ہے"۔ حضرت ابوایوبؓ نے عرض کیا "یارسُولَ اللہ، یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا تم جاؤ اور ہمارے لیٹنے کا انتظام کرو"۔ حضرت ابوایوبؓ نے کہا "آپ دونوں اللہ کی برکت سے اُٹھئے (اور چلئے)" یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ اُن کے مکان میں چلے گئے۔[3]

احترامِ رسُولؐ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوایوبؓ کے مکان میں نیچے قیام فرمایا اور حضرت ابوایّوبؓ بالائی منزل میں رہنے لگے۔ ایک رات کو حضرت ابوایوبؓ کو خیال آیا کہ ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سر کے اُوپر چلتے پھرتے ہیں (یہ تو بڑی بُری بات ہے) یہ خیال آتے ہی وہ ایک کونے میں ہو گئے اور اسی جگہ رات گذاری (صبح کو) اِس بات کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا (اور اُوپر قیام فرمانے کیلئے عرض کیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نیچے سہولت ہے"۔ اُنہوں نے عرض کیا "میں اُس چھت پر نہیں چڑھ سکتا جس کے نیچے آپؐ ہوں"۔ الغرض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اوپر چلے گئے اور حضرت ابوایّوبؓ نیچے رہنے لگے۔[4]

حُبِّ رسُولؐ (ابتداء میں کچھ عرصہ تک) حضرت ابوایّوبؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے کھانا تیار کر کے آپؐ کو بھیجتے تھے۔ بچا ہوا کھانا جب واپس آتا تو دریافت کرتے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُنگلیاں کس جگہ لگی ہیں۔ جب ان کو بتایا جاتا تو اسی جگہ سے کھاتے۔ ایک دن کھانے میں لہسن ڈالا گیا، جب کھانا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے واپس آیا تو اُنہوں نے پُوچھا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کس طرف سے کھایا ہے؟" اُن سے کہا گیا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں کھایا"۔ یہ سُن کر وہ گھبرا گئے، فوراً اوپر گئے اور عرض کیا "کیا یہ حرام ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا"۔ حضرت ابوایوبؓ نے کہا "میں بھی اُسے پسند نہیں کرتا جسے آپؐ پسند نہیں کرتے"۔[5]

جذبۂ اطاعتِ رسُولؐ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ "قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ مُنہ کرو نہ پیٹھ"۔ حضرت ابوایوبؓ جب شام پہنچے تو دیکھا کہ وہاں جو بیت الخلاء بنے ہوئے تھے وہ قبلہ رُخ تھے حضرت ابوایّوبؓ ایک طرف مڑ کر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے۔[6]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزھد باب حدیث جابر الطویل۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ہل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء (باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم) وغیرہ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اباحۃ اکل الثوم۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قبلۃ اہل المدینۃ وصحیح مسلم کتاب الوضوء باب الاستطابۃ۔

حضرت ابو ایوبؓ کی وفات | حضرت یزید بن معاویہؓ کی سپہ سالاری میں جب اسلامی لشکر ارضِ روم میں جہاد کے لئے گیا تو حضرت ابو ایوبؓ بھی اس لشکر میں شامل تھے، اسی جہاد میں ان کی وفات ہوئی۔[1]

حضرت ابو بُردہ بن نیارؓ

حضرت ابو بُردہؓ، حضرت براء بن عازبؓ کے ماموں ہیں۔ ایک دفعہ عید الاضحیٰ کے موقع پر انہوں نے یہ خیال کر کے کہ یہ کھانے پینے کا دن ہے اور اس خیال سے بھی کہ ان کی قربانی سب سے پہلے ہو جائے (تو بہت اچھا ہے) عید کی نماز سے پہلے قربانی کر لی اور اس کا گوشت کھا کر عید گاہ پہنچے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کی اُسے چاہیئے کہ دوبارہ کرے"۔ حضرت ابو بُردہؓ نے کہا "یہ دن ایسا ہے کہ اس دن گوشت کی بڑی خواہش ہوتی ہے اس لئے میں نے نماز سے پہلے قربانی کر لی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہاری بکری صرف گوشت کی بکری ہے" (اس سے گوشت تو حاصل ہو گیا، اللہ کی رضا، حاصل نہیں ہوئی) اُنہوں نے کہا "ہمارے پاس ایک بھیڑ کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے زیادہ محبوب ہے، کیا وہ میرے لئے کافی ہو گا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، لیکن تمہارے علاوہ کسی کے لئے نہیں"۔[2]

حضرت ابو برزہ اسلمیؓ

جہاد | حضرت ابو برزہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ آٹھ جنگوں میں شریک ہوئے۔[3]

نیکی کی حرص | ایک مرتبہ حضرت ابو برزہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے نبیؐ، مجھے کوئی ایسی بات سکھایئے جو مجھے نفع دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم فلاں فلاں کام کیا کرو اور مسلمین کے راستہ سے ایذا پہنچانے والی چیز ہٹا دیا کرو"۔[4]

دین کی آسانیوں سے فائدہ اٹھانا | حضرت ابو برزہؓ اَلدّین یُسر کی زندہ مثال تھے۔ ایک مرتبہ اَہواز کے مقام پر خوارج سے مسلمین کی جنگ ہوئی۔ حضرت ابو برزہؓ اس جنگ میں شریک تھے۔ ایک دن وہ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو اُنہوں نے اپنی سواری کے چوپائے کی لگام ہاتھ میں پکڑ لی۔ چوپائے نے لگام چھڑانے کی کوشش کی۔ حضرت ابو برزہؓ اس کا پیچھا کرتے رہے۔ ایک خارجی کہنے لگا "اے اللہ، اس بوڑھے شخص کو سمجھ لے"۔ جب حضرت ابو برزہؓ نے سلام پھیرا تو کہا "میں نے تمہاری بات سُن لی ہے۔ بے شک میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ چھ، سات بلکہ آٹھ لڑائیوں میں شریک ہوا ہوں اور میں نے آپؐ کی آسانی بخش باتوں کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہے، مجھے یہ چیز زیادہ محبوب تھی کہ میں اپنی سواری کے ساتھ واپس لوٹوں بہ نسبت اس کے کہ میں اسے چھوڑ دوں اور وہ اپنے اصطبل چلی جائے اور میں مشقت میں پڑ جاؤں"۔[5]

فتنوں سے کنارہ کشی | فتنوں کے زمانہ میں وہ قریش سے ناراض تھے اور اس پر انہیں ثواب کی اُمید تھی۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب النوافل باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ عن محمود بن ربیعؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب العیدین باب الاکل یوم النحر عن براءؓ
[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ (ابواب العمل فی الصلوٰۃ) [4] صحیح مسلم کتاب البر باب فضل ازالۃ الاذیٰ عن الطریق۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب العمل فی الصلوٰۃ اذا انفلتت الدابۃ فی الصلوٰۃ۔

وہ فرماتے تھے "اے عرب کے لوگو، تمہیں معلوم ہے کہ تم کس ذلّت، قلّت اور گمراہی میں مبتلا تھے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذریعہ نجات دی اور اب تم دیکھ رہے ہو کہ تم کیسی نعمتیں حاصل کر رہے ہو لیکن اس دُنیا نے تمہارے درمیان فساد ڈلوا دیا ہے۔"[1]

حضرت ابوبَصِیرؓ

صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ابوبصیرؓ مسلم ہو گئے۔ مسلم ہو کر وہ مدینہ منوّرہ پہنچے۔ صلح نامہ حدیبیہ میں ایک شرط یہ تھی کہ جو شخص مُسلم ہو کر مدینہ منوّرہ جائے گا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسے واپس کر دیں گے، اس شرط کے مُطابق کُفّارِ مکّہ میں سے ایک شخص نے جس کا نام اخنس تھا ان کی واپسی کے لئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک خط لکھا۔ کُفّارِ مکّہ نے ان کے تعاقب میں دو آدمی بھی روانہ کئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہلوایا کہ جو عہد آپؐ نے کیا ہے اُس کی پاسداری کیجئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبصیرؓ کو ان دونوں کے حوالہ کر دیا۔ راستہ میں حضرت ابوبصیرؓ نے دھوکا دیکر ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ دوسرا شخص بھاگ کر مدینہ منوّرہ آیا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اللہ کی قسم میرا ساتھی قتل کر دیا گیا"۔ اتنے میں حضرت ابوبصیرؓ بھی وہاں پہنچ گئے، انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، بے شک اللہ نے آپؐ کو ذمّہ داری سے بَری کر دیا ہے، آپؐ تو مجھے کُفّار کی طرف واپس کر چکے ہیں، اب تو اللہ نے مجھے نجات دی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ تو لڑائی کی آگ (بھڑکاتا) ہے"۔ حضرت ابوبصیرؓ سمجھ گئے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انہیں واپس کر دیں گے لہٰذا وہ وہاں سے چل دیئے اور سمندر کے کنارہ پہنچکر مقیم ہو گئے۔ ان کے پاس آہستہ آہستہ اور بھی نومسلم جمع ہو گئے وہ جب سُنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ ادھر سے گذر رہا ہے تو وہ اُسے لُوٹ لیتے۔ قریش بڑے پریشان ہوئے، انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک آدمی بھیجا اور اللہ کا واسطہ دیکر درخواست کی کہ آپ ابوبصیرؓ کو ان باتوں سے منع کر دیں، اب جو شخص مسلم ہو کر آپؐ کے پاس آئے وہ آسکتا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبصیرؓ کو لُوٹ مار کرنے سے منع فرما دیا۔[2]

حضرت ابوبکرہؓ

قبولِ اسلام | اسلام لانے سے پہلے حضرت ابوبکرہؓ طائف میں رہا کرتے تھے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے طائف کا محاصرہ کیا تو حضرت ابوبکرہؓ (شہر کی) فصیل پر چڑھ کر باہر آگئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچکر اسلام قبول کر لیا۔[3]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے احکام کا احترام | جب حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ وغیرہ نے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لینے کا مطالبہ کیا اور حضرت علیؓ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکرہؓ یہ سمجھے کہ طالبینِ قصاص کی امیر حضرت عائشہؓ ہیں۔ فوراً اُن کے ذہن میں یہ حدیث آگئی کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "وہ قوم فلاح نہیں پا سکتی جس کی امیر عورت ہو"۔ لہٰذا وہ اس جماعت میں شامل نہیں ہوئے بلکہ کنارہ کش رہے۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الفتن۔ [2] صحیح بخاری کتاب الشروط و کتاب المغازی وغیرہ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف۔ [4] صحیح بخاری کتاب الفتن۔

جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لینے کے معاملہ میں اختلاف ہوا تو حضرت ابوبکرہؓ ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ نہیں ہوئے، بلکہ حضرت احنفؒ بن قیسؒ کو بھی (محض اس اندیشہ سے کہ کہیں جنگ تک نوبت نہ پہنچ جائے) حضرت علیؓ کا ساتھ دینے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جب دو مسلم تلوار لے کر ایک دوسرے سے مقابلہ کریں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں"۔ [1]

حضرت ابوبکرہؓ فتنوں سے دور رہتے تھے۔ جب جاریہ بن قدامہ نے ابن حضرمی کو جلایا تو اُس نے کہا "ابوبکرہؓ کے پاس جاکر معلوم کرو کہ (وہ کس حال میں ہیں)" لوگوں نے کہا "یہ ابوبکرہؓ موجود ہیں تم کو دیکھ رہے ہیں" حضرت ابوبکرہؓ نے کہا کہ "اگر یہ لوگ میرے پاس آتے تو میں ان کو ایک تنکا بھی نہ مارتا" (یعنی رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہدایت پر عمل کرتا، فتنوں میں شریک نہ ہوتا) [2]

لڑکے کو نصیحت حضرت ابوبکرہؓ نے ایک مرتبہ اپنے لڑکے کو جو سجستان میں تھے لکھا کہ جب تم غصہ میں ہو تو دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا "قاضی ہرگز ایسی حالت میں فیصلہ نہ کرے جبکہ وہ غصہ میں ہو"۔ [3]

نیکی کی حرص حضرت ابوبکرہؓ نیکیوں کے بڑے حریص تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکرہؓ (مسجد میں داخل ہوئے) رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رکوع میں تھے، حضرت ابوبکرہؓ صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع میں چلے گئے۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "اللہ تمہاری حرص زیادہ کرے، آئندہ ایسا نہ کرنا"۔ [4]

حضرت ابوثعلبہ خشنیؓ

حضرت ابوثعلبہ شکاری آدمی تھے۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا "اے اللہ کے نبیؐ، ہم اہلِ کتاب کے مُلک میں رہتے ہیں، کیا ہم ان کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں؟ ہماری زمین میں شکار کی افراط ہے، میں اپنی کمان، اپنے سدھائے ہوئے کُتّے اور غیر سدھائے ہوئے کُتّے سے شکار کرتا ہوں، تو اس میں سے کونسی چیز میرے لئے جائز ہے (اور کونسی ناجائز)" رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تمہیں اہلِ کتاب کے برتن کے علاوہ برتن مل جائے تو اُس میں کھاؤ، اگر نہ ملے تو اُسے دھولو پھر اس میں کھاؤ۔ جب تم کمان سے شکار کرو تو بسم اللہ کہو پھر کھاؤ۔ اگر سدھائے ہوئے کُتّے سے شکار کرو تو (اسے چھوڑتے وقت) بسم اللہ کہو پھر کھاؤ، اگر غیر سدھائے کُتّے سے شکار کرو (تو اُسے نہ کھاؤ البتہ) اگر شکار زندہ ملجائے تو اُسے ذبح کرکے کھا سکتے ہو"۔ [5]

حضرت ابوجَنْدَل بن سُہَیل بن عَمْروؓ

حضرت ابوجندلؓ مکّہ معظّمہ میں مسلم ہوگئے تھے لیکن ان کے باپ سُہیل نے انہیں بیڑیاں ڈال کر قید کر رکھا تھا۔ جس وقت سُہیل، رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھا ہوا صلح نامہ حدیبیہ لکھوا رہا تھا اُس وقت حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان۔ [2] صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لاترجعوا بعدی کفارًا۔ [3] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب ہل یقضی القاضی وہو غضبان۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا رکع دون الصف۔ [5] صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید۔

ابوجندلؓ بیڑیاں پہنے ہوئے وہاں پہنچے۔ صلح نامہ میں ایک شرط یہ تھی کہ مکّہ سے اگر کوئی شخص مسلم ہو کر مسلمین کے پاس آئے گا تو مسلمین اُسے واپس کردیں گے۔ سہیل نے کہا "یہی پہلی شرط ہے کہ آپؐ ابوجندلؓ کو واپس کردیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابھی تحریر ختم نہیں ہوئی"۔ سہیل نے کہا "تو پھر ہم کسی بات پر صلح نہیں کرسکتے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس ایک آدمی کی اجازت دیدو"۔ سہیل نے انکار کیا "حضرت ابوجندلؓ نے کہا "اے مؤمنو! کیا میں مشرکوں کے پاس واپس کردیا جاؤں گا حالانکہ میں مسلم ہو کر آیا ہوں، تم نہیں دیکھتے کہ میں نے کیسی کیسی مصیبتیں اُٹھائی ہیں"۔ بہرحال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجبوراً اُنہیں واپس کردیا۔ مکّہ معظمہ پہنچنے کے بعد وہ کسی نہ کسی طرح سے بھاگ کر حضرت ابوبصیرؓ کے پاس پہنچ گئے جو سمندر کے ایک کنارہ پر مقیم تھے۔ حضرت ابوجندلؓ وہیں رہنے لگے۔ انہی کی طرح مکّہ معظّمہ سے آنے والے نومسلموں کی ایک خاصی تعداد وہاں جمع ہوگئی، ان لوگوں نے کافروں کے قافلوں کی لوٹ مار شروع کردی۔ مجبور ہو کر کفّارِ مکّہ نے صلح نامہ کی اس شرط کو کالعدم کردیا اور اجازت دیدی کہ جو شخص مسلم ہو کر مدینہ منوّرہ جانا چاہے وہ جا سکتا ہے۔ [1]

حضرت ابوجُہیم بن الحارث بن الصّمّہؓ

حضرت ابوجہیمؓ ایک انصاری صحابی ہیں [2]

(ایک مرتبہ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک چادر بطور ہدیہ پیش کی) چادر میں نقش ونگار تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (نے اسے قبول کیا اور) اُسے اوڑھ کر نماز پڑھنے لگے۔ نماز میں آپؐ کی نظر اُس کے نقش ونگار پر پڑی۔ سلام کے بعد آپؐ نے فرمایا "اس کو ابوجہیمؓ کے پاس لے جاؤ اور اُن سے بغیر نقش ونگار کی چادر لے آؤ کیونکہ اس نے تو مجھے نماز میں اپنی طرف متوجہ کرلیا ہوتا۔" [3]

حضرت ابوحُذیفہؓ

حضرت ابوحذیفہؓ جنگ بدر میں شریک تھے۔ انہوں نے حضرت سالمؓ کو جو ایک انصاری عورت کے غلام تھے متبنّٰی بنایا تھا۔ [4]

حضرت ابوحُمیدؓ

حضرت ابوحمیدؓ انصاری صحابی تھے اور قبیلۂ بنوساعدہ کے ایک فرد تھے۔ [5]

جنگِ تبوک میں شرکت | حضرت ابوحمیدؓ جنگِ تبوک میں شریک تھے۔ [6]

نماز کے طریقہ کی حفاظت | حضرت ابوحمیدؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نماز کے طریقہ کو اچھی طرح یاد کر رکھا تھا۔ ایک دن صحابۂ کرامؓ کی ایک مجلس میں کہنے لگے کہ مجھے تم سب سے زیادہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نماز یاد ہے۔ پھر اُنہوں نے نماز کا طریقہ بتایا (کسی نے اس پر انکار نہیں کیا) [7]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الشروط وکتابُ المغازی وغیرہ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ التیمم۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب اذا صلّی فی ثوب لہ اعلام عن عائشۃ صدیقہؓ وصحیح مسلم باب کراہۃ الصّلوٰۃ فی ثوب لہ اعلام۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب سنۃ الجلوس فی التشہد۔ [6] صحیح بخاری کتابُ الزکوٰۃ باب خرص التمر۔ [7] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب سنۃ الجلوس فی التشہد۔

حضرت ابوخَیثمہؓ

حضرت ابوخیثمہؓ ایک انصاری صحابی تھے۔

جنگِ تبوک کی تیاری | جنگِ تبوک کی تیاری کے سلسلہ میں حضرت ابوخیثمہؓ نے ایک صاع کھجور اللہ کے راستہ میں دئے۔ منافقین نے اس قلیل صدقہ پر اُن کو طعنہ دیا، اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ کی آیت ۷۹ نازل فرما کر ان منافقین کو تنبیہ کی۔[1]

جنگِ تبوک میں شرکت | جنگِ تبوک میں یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پیچھے رہ گئے تھے۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچ گئے تو ایک سفید پوش آدمی دور سے ریگستان میں آتا ہوا نظر آیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابوخیثمہؓ ہوں!" کچھ دیر بعد وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پہنچ گئے۔[2]

حضرت ابودُجانہ سِماک بن خرشہؓ

حضرت ابودُجانہ بڑے بہادر اور جانباز مجاہد تھے۔

جنگِ اُحُد | حضرت ابودجانہؓ جنگِ اُحُد میں شریک تھے۔ جب جنگ نے شدت اختیار کی تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار (ہاتھ میں) لے کر فرمایا "یہ تلوار مجھ سے کون لیتا ہے؟" سب نے ہاتھ پھیلا دئے، ہر ایک نے کہا "میں لیتا ہوں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کون اسے لیکر اس کا حق ادا کرے گا؟" یہ سُنکر سب پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت ابودُجانہ نے کہا "میں اسے لیکر اس کا حق ادا کروں گا" (رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اُنہیں دیدی) اُنہوں نے تلوار لیکر کفار پر شدت کے ساتھ حملہ کیا اور بہت سے کافروں کے سر پھاڑ دئے۔[3]

حضرت ابودرداءؓ

حضرت ابودرداءؓ ایک مہاجر صحابی تھے۔

ہجرت کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابودرداءؓ اور حضرت سلمانؓ میں مؤاخات کرادی تھی۔ ایک دن حضرت سلمانؓ حضرت ابودرداءؓ سے ملنے آئے۔ دیکھا کہ اُن کی بیوی حضرت اُمِّ درداءؓ میلے کپڑے پہنے ہوئی ہیں۔ حضرت سلمانؓ نے پوچھا "تمہارا کیا حال ہے؟" اُنہوں نے کہا "تمہارے بھائی ابودرداءؓ کو دُنیا کی حاجت ہی نہیں ہے"۔ اتنے میں ابودرداءؓ بھی آگئے۔ حضرت ابودرداءؓ نے حضرت سلمانؓ کے لئے کھانا پکوایا (جب کھانا سامنے آیا تو) حضرت سلمانؓ نے کہا "آپ بھی کھائیے"۔ اُنہوں نے کہا "میں روزہ سے ہوں"۔ حضرت سلمانؓ نے کہا "میں نہیں کھاؤں گا جب تک تم نہ کھاؤ"۔ یہ سُن کر حضرت ابودرداءؓ نے کھانا کھایا۔ جب رات ہوئی حضرت ابودرداءؓ نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت سلمانؓ نے کہا "ابھی سوتے رہو"۔ وہ سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر اُٹھے۔ حضرت سلمانؓ نے کہا "ابھی سوتے رہو"۔ (وہ سو گئے) جب رات آخر ہوئی تو حضرت سلمانؓ نے کہا "اب اُٹھو"۔ وہ اُٹھے اور پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ حضرت سلمانؓ نے کہا "بیشک

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ عن ابی مسعودؓ وکتاب التوبۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ۔
[3] صحیح مسلم باب فضائل ابی دجانۃ عن انسؓ۔

تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، ہر حق دار کو اس کا حصہ دو۔" پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سلمانؓ نے سچ کہا۔"[1]

سنت سے محبت | حضرت ابو درداءؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے بڑی محبت تھی حضرت ام درداءؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ابو درداءؓ میرے پاس آئے۔ انہیں اس وقت غصہ آرہا تھا۔ میں نے پوچھا "کس بات پر آپ کو غصہ آرہا ہے؟" حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا "میں امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اب کوئی بات (سنت کے مطابق) نہیں پہچانتا سوائے اسکے کہ یہ لوگ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں۔"[2] (یہ اس وقت کا ذکر ہے جب سبائیوں کے فتنے پھیل گئے تھے اور ان فتنوں کی وجہ سے بعض شہروں کے عوام میں سنت کا اہتمام ختم ہو گیا تھا)

کسر نفسی | ایک مرتبہ حضرت علقمہ ان کے پاس پہنچے (تاکہ ان سے کچھ استفادہ کریں) حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا "کیا تم لوگوں میں ابن مسعودؓ نہیں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیاں، تکیہ اور لوٹا اٹھا کر چلتے تھے۔ کیا تم میں عمارؓ نہیں ہیں جن کو اللہ نے شیطان سے محفوظ کر دیا ہے۔ کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار حذیفہؓ نہیں ہیں۔"[3] (ان لوگوں کے ہوتے ہوئے میری شاگردی کی کیا ضرورت ہے)

حضرت ابو ذرؓ

قبول اسلام | حضرت ابو ذرؓ قبیلۂ غفار کے ایک فرد تھے۔ جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٔ نبوت کی خبر پہنچی تو تحقیقِ حال کیلئے اپنے بھائی کو مکہ روانہ کیا۔ انہوں نے مکہ معظمہ پہنچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی پھر واپس آکر حضرت ابو ذرؓ کو آپؐ کے کلام اور تعلیمات کا حال سنایا، حضرت ابو ذرؓ کو ان کے بیان سے تشفی نہ ہوئی لہٰذا وہ خود مکہ معظمہ پہنچے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے نہ تھے اور کسی سے پوچھنا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ لہٰذا وہ مسجد میں ٹھہر گئے۔ رات کے وقت حضرت علیؓ اُن کے پاس سے گذرے اور انہیں اپنے گھر لے گئے۔ صبح کو حضرت ابو ذرؓ واپس مسجد آگئے۔ دوسری اور تیسری رات کو بھی ایسا ہی ہوا۔ حضرت علیؓ نے ان سے آنے کا مقصد پوچھا۔ حضرت ابو ذرؓ نے بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے ہیں۔ حضرت علیؓ اُن کو اپنے ساتھ لے گئے۔ حضرت ابو ذرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلم ہو گئے۔ حضرت ابو ذرؓ نے مکہ میں اپنے اسلام کا اعلان کیا، اس اعلان پر انہیں خوب زدوکوب کیا گیا۔ اتفاق سے حضرت عباسؓ ادھر آنکلے۔ انہوں نے ان کو بچایا۔ دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا۔ پھر حضرت ابو ذرؓ اپنے وطن واپس آگئے اور اپنی قوم سے اپنے اسلام کو چھپایا۔[4]

تبلیغ اسلام | اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابو ذرؓ مع اپنی والدہ اور اپنے بھائی حضرت انیسؓ کے پھر مکہ معظمہ آئے۔ مکہ کے سامنے پہنچکر انہوں نے پڑاؤ کیا۔ پہلے حضرت انیسؓ مکہ میں گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، وہاں سے واپس آکر حضرت انیسؓ نے کہا 'اللہ کی قسم وہ سچے ہیں۔" پھر حضرت ابو ذرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ راستہ میں انہوں نے ایک شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ پوچھا۔ پتہ پوچھنا تھا کہ لوگوں نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصوم باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمارؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ اسلام ابی ذرؓ عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل نحوہٗ۔

اُنہیں مارنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہوگئے۔ ہوش میں آئے تو زمزم کے پاس گئے۔ زخم دھوئے اور ایک مہینہ تک وہیں رہے۔ اتفاق سے ایک رات کو بیت اللہ میں اُن کی ملاقات رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ سے ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ اُنہیں اپنے گھر لے گئے، ان کی مہمان داری کی، پھر وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے۔ آپؐ نے فرمایا "تم ابھی چلے جاؤ اور اپنی قوم میں تبلیغ کرو۔" حضرت ابوذرؓ واپس چلے آئے۔ اپنے بھائی اور اپنی والدہ سے اپنے اسلام لانے کا ذکر کیا، وہ دونوں بھی مسلم ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت ابوذرؓ اپنے وطن آگئے، اُن کی تبلیغ سے اُن کی آدھی قوم مسلم ہوگئی۔[1]

ہجرت جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہجرت کی تو حضرت ابوذرؓ بھی ہجرت کر کے مدینہ آگئے۔ ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کہیں چلے جا رہے تھے۔ حضرت ابوذرؓ بھی ساتھ تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک جگہ اُنہیں بٹھا کر آگے چلے گئے۔ جاتے وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "اسی جگہ رہنا"۔ کچھ دیر بعد حضرت ابوذرؓ نے ایک (خوفناک) آواز سنی۔ انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ پھر انہیں یاد آگیا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا "اسی جگہ رہنا جب تک میں نہ آؤں" لہٰذا وہ اس جگہ سے نہ ہٹے کچھ دیر بعد) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ میں نے ایک آواز سُنی تھی" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے (آواز) سُنی تھی"۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا "ہاں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرے پاس جبریل علیہ السّلام آئے تھے اور وہ یہ کہہ کر گئے ہیں کہ آپؐ کی اُمّت میں سے جو شخص اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرے گا وہ جنّت میں داخل ہو جائے گا۔" میں نے کہا "اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے"۔ جبریلؑ نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت ابوذرؓ نے بھی (از راہِ تعجّب وہی سوال کیا کہ) "اے اللہ کے رسولؐ اگرچہ وہ چوری کرے اور زنا کرے"۔ آپؐ نے فرمایا "اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے"۔[2]

امارت کی خواہش ایک مرتبہ انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "آپ مجھے عامل کیوں نہیں بناتے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا ہاتھ اُن کے شانہ پر مار کر فرمایا۔ "اے ابوذرؓ تم کمزور ہو، اور بے شک یہ ایک امانت ہے اور بے شک قیامت کے دن یہ رسوائی اور ندامت کا باعث ہوگی مگر اس کے لئے نہیں جو اس کو اس کے حق کے ساتھ لے اور جو ذمہ داریاں اس پر عائد ہوتی ہیں اُن کو پورا کرے۔"[3]

حضرت ابوذرؓ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سو رہے تھے (وہ چلے گئے) تھوڑی دیر بعد پھر آئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سو رہے تھے (حضرت ابوذرؓ پھر چلے گئے) تھوڑی دیر بعد پھر آئے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیدار ہو گئے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو بندہ لا الٰہ الّا اللہ کہے پھر اسی پر مر جائے تو وہ جنّت میں داخل ہو جائے گا۔" حضرت ابوذرؓ نے پوچھا "اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگرچہ وہ زنا کرے، چوری کرے"۔ حضرت ابوذرؓ نے تین دفعہ اسی طرح سوال کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہر مرتبہ وہی جواب دیا۔ چوتھی مرتبہ آپؐ نے فرمایا "ابوذرؓ کی ناک خاک آلودہ ہو" (وہ جنّت میں جائے گا) حضرت ابوذرؓ آپؐ کے پاس سے واپس ہوئے اور یہ کہتے جا رہے تھے

---

[1] صحیح مسلم باب فضائل ابی ذرؓ (حضرت ابوذرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ "سیرۃ النبیؐ" کے بیان میں پہلے ذکر کیا جا چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں)

[2] صحیح بخاری کتاب فی الاستقراض عن ابی ذرؓ و کتاب الادب من اجاب بلبیک صحیح مسلم کتاب الزکوۃ مختصراً [3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب کراہۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ۔

"اگرچہ ابوذرؓ کی ناک خاک آلودہ ہو"۔ [1]

حضرت ابوذرؓ اور مال جمع کرنا حضرت ابوذرؓ مال جمع کرنے کے خلاف تھے۔ بہت ہی سادہ لباس پہنتے تھے۔ ایک دن قریش کی ایک جماعت کے پاس پہنچے، اُنہیں سلام کیا پھر کہا "مال جمع کرنے والوں کو بشارت دیدو کہ قیامت کے دن پتھر کا ایک ٹکڑا دوزخ کی آگ میں گرم کرکے اُن کے پستان کے اوپر رکھا جائے گا اور شانہ کی طرف سے نکال لیا جائے گا۔ پھر پیچھے رکھا جائے گا تو پستان میں سے نکال لیا جائے گا۔" یہ کہہ کر وہاں سے چلے آئے اور ایک ستون سے لگ کر بیٹھ گئے۔ حضرت احنف بن قیسؒ بھی ان کے پیچھے پیچھے آئے اور ان کے پاس جاکر بیٹھ گئے۔ حضرت احنفؒ نے ان سے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں نے تمہاری بات کو اچھا نہیں سمجھا" حضرت ابوذرؓ نے کہا یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے (ایک دن) مجھ سے میرے خلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابوذرؓ تمہیں اُحد پہاڑ نظر آرہا ہے؟" میں آفتاب کی طرف دیکھنے لگا کہ کس قدر دن باقی ہے۔ میں یہ سمجھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی کام کیلئے بھیجنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا "جی ہاں" (مجھے اُحد پہاڑ نظر آرہا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نہیں چاہتا کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور میں اُسے خرچ نہ کروں (میں تو چاہتا ہوں کہ) سب خرچ کردوں سوائے تین دینار کے جو قرض کی ادائیگی کیلئے روک لوں۔" اس کے بعد حضرت ابوذرؓ نے کہا "یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ دُنیا جمع کرتے ہیں! اللہ کی قسم میں اُن سے قرض نہیں مانگونگا اور نہ ان سے دینی مسئلہ پوچھونگا یہاں تک کہ میں اللہ سے مل جاؤں"۔ [2]

حضرت معاویہؓ سے اختلاف حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضرت ابوذرؓ ملک شام میں رہا کرتے تھے۔ ایک دن اُن کا اور حضرت امیر معاویہؓ کا وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ (جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اُسے اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہونگے) کے شانِ نزول میں اختلاف ہوگیا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے کہا "یہ آیت اہلِ کتاب کے متعلق نازل ہوئی ہے"۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا "ہمارے اور اہلِ کتاب دونوں کے حق میں نازل ہوئی ہے"۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو اس بات کی اطلاع دی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذرؓ کو مدینہ منوّرہ بلالیا جب وہ مدینہ منوّرہ پہنچے تو لوگ اس کثرت سے اُن کے پاس ملنے کیلئے آنے لگے گویا کہ اُنہوں نے اس سے پہلے انہیں دیکھا ہی نہ تھا۔ حضرت ابوذرؓ نے اس بات کا ذکر حضرت عثمانؓ سے کیا۔ حضرت عثمانؓ نے اُنہیں مشورہ دیا کہ یہیں کہیں قریب میں منتقل ہوجائیں۔ الغرض وہ مدینہ کے قریب رَبذہ نامی مقام میں منتقل ہوگئے۔ [3]

اطاعتِ امیر حضرت ابوذرؓ اپنے امیر کی اطاعت بڑی سختی سے کرتے تھے۔ وہ خود کہا کرتے تھے کہ اگر کسی حبشی کو بھی مجھ پر امیر بنادیا جائے گا تو میں اُس کا حکم سُنونگا اور اطاعت کروں گا۔ [4]

حضرت ابوذرؓ کا جذبۂ اطاعتِ رسولؐ ایک دن حضرت ابوذرؓ نے اپنے غلام کو اُس کی ماں کی (بُرائی کرکے) عار دلائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُن لیا۔ فرمایا "اے ابوذرؓ تم نے اس کی ماں کی (بُرائی کرکے) اسے عار دلائی تم میں ابھی تک جاہلیت کی خصلت باقی ہے۔ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، جس کے پاس غلام ہو اُسے چاہئے کہ جو خود کھائے وہی اُسے کھلائے، جو خود پہنے وہی اُسے پہنائے۔ اُن سے ایسا کام نہ لے جو اُن پر غالب آجائے۔ اگر

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب من مات لا یشرک باللہ شیئًا دخل الجنۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ وکتاب الرقاق وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب ما اُدّی زکاتہ فلیس بکنز۔ [4] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب ما اُدّی زکاتہ فلیس بکنز۔

لے تو ان کی مدد کرے۔" اس حدیث کی روشنی میں حضرت ابوذرؓ جو کپڑا خود پہنتے تھے وہی اپنے غلام کو پہنایا کرتے تھے[1]

حضرت ابورافعؓ

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا احترام | ایک مرتبہ حضرت ابورافعؓ نے اپنا ایک مکان حضرت سعدؓ بن مالک (بن ابی وقاص) کو بیچنا چاہا۔ حضرت سعدؓ نے کہا میں چار سو درہم سے زیادہ نہیں دے سکتا اور وہ بھی متفرق اوقات میں۔ حضرت ابورافعؓ نے کہا مجھ کو پانچ سو درہم نقد مل رہے تھے لیکن میں نے اس کو نہیں بیچا۔ یہ کہہ کر حضرت ابورافعؓ نے وہ مکان حضرت سعدؓ کو چار سو درہم میں بیچ دیا اور پھر یہ فرمایا کہ اگر میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ "پڑوسی اپنے قریب کی چیز کا زیادہ حقدار ہے" تو میں آپ کو کبھی نہ دیتا[2]

حضرت ابورجاء العطاردیؓ

جب رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو حضرت ابورجاءؓ لڑکے تھے اور اپنے گھر کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ پہلے مسیلمہ کذّاب کو نبی تسلیم کرلیا (پھر کچھ عرصہ بعد ایمان لے آئے)[3]

حضرت ابورفاعہؓ

دین کا شوق | حضرت ابورفاعہؓ، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ اُس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میں ایک پردیسی آدمی ہوں، اپنے دین کے متعلق پوچھنے آیا ہوں، میں نہیں جانتا کہ دین کیا ہے۔" رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ دینا بند کردیا۔ پھر آپؐ ان کے پاس تشریف لائے، لوہے کے پایوں کی ایک کرسی لائی گئی، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر بیٹھ گئے اور حضرت ابورفاعہؓ کو دین کی تعلیم دینے لگے، پھر وہاں سے واپس ہوکر آپؐ نے اپنا خطبہ پورا کیا[4]

حضرت ابوزیدؓ

حضرت ابوزیدؓ ایک انصاری صحابی ہیں اور حضرت انسؓ کے چچا ہیں۔ حضرت ابوزیدؓ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے عہدِ رسالت ہی میں قرآن مجید کو جمع کرلیا تھا[5] حضرت ابوزیدؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ انہوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی[6]

حضرت ابوسعید بن مُعلّیٰؓ

حضرت ابوسعیدؓ ایک مرتبہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی اثنا میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں آواز دی۔ اُنہوں نے جواب نہیں دیا (جب نماز پڑھ چکے تو) کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میں نماز پڑھ رہا تھا (اس لئے جواب نہ دے سکا)" رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا اللہ یہ نہیں فرماتا کہ

اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ جب اللہ اور رسولؐ تمہیں بلائیں تو جواب دو۔"

پھر آپؐ نے فرمایا "اِس سے پہلے کہ تم مسجد سے نکلو میں تمہیں ایک سورت بتاؤں گا وہ قرآن مجید کی تمام سورتوں میں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان باب المعاصی من امر الجاہلیۃ عن ابی ذرؓ وکتاب الادب باب ماینہی عن السباب واللعن وصحیح مسلم کتاب الایمان۔
[2] صحیح بخاری کتاب الحیل باب احتیال العامل لیھدی لہ وباب فی الھبۃ والشفعۃ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب زید بن ثابتؓ عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل

سب سے زیادہ عظیم المرتبت ہے۔" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور مسجد کے باہر جانیکا ارادہ کیا تو اُنہوں نے کہا "کیا آپؐ نے نہیں فرمایا تھا کہ آپ مجھے قرآن مجید کی سب سے زیادہ عظیم المرتبت سُورت بتائیں گے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ سورت الحمد للہ رب العالمین' ہے۔ یہی سبع مثانی ہے (یعنی سات دوہرائی جانے والی آیتوں پر مشتمل ہے) اور قرآنِ عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے"۔ [1]

حضرت ابوسعید خدریؓ

حضرت ابوسعید خدریؓ ایک انصاری صحابی تھے۔ [2]

جذبۂ اطاعتِ رسُولؐ | حضرت ابوسعیدؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان پر شدّت سے عمل کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جمعہ کے دن حضرت ابوسعیدؓ اپنے سامنے سُترہ لگا کر نماز پڑھ رہے تھے۔ بنو ابی مُعیط قبیلہ کے ایک نوجوان نے اُن کے سامنے سے گذرنا چاہا۔ حضرت ابوسعیدؓ نے اُس کے سینہ پہ ہاتھ مار کر اُسے روک دیا۔ اُس نوجوان نے دیکھا کہ اور کوئی راستہ نہیں ہے تو اُس نے پھر سامنے سے گذرنا چاہا۔ حضرت ابوسعیدؓ نے پہلے سے زیادہ زور سے اُسے مار کر روک دیا۔ اُس نوجوان کو غصّہ آگیا، وہ سیدھا حضرت مروانؒ کے پاس گیا اور حضرت ابوسعیدؓ کی شکایت کی۔ حضرت ابوسعیدؓ بھی پیچھے پیچھے حضرت مروانؒ کے پاس پہنچے۔ حضرت مروانؒ نے پوچھا "تمہارے اور تمہارے بھتیجے کے درمیان کیا واقعہ پیش آیا؟" حضرت ابوسعیدؓ نے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جب تم میں سے کوئی سُترہ لگا کر نماز پڑھے اور پھر اُس کے سامنے سے کوئی گذرنا چاہے تو اُسے روک دے، اگر وہ نہ مانے تو اُس سے لڑے اس لئے کہ وہ شیطان ہے"۔ [3]

جذبۂ امر بالمعروف ونہی عن المنکر | جب بُرائی دیکھتے تو اُسے روکنے کی کوشش کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت مروانؒ عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ دینے کے لئے منبر پہ چڑھنے لگے۔ حضرت ابوسعیدؓ نے ان کا دامن پکڑ کر کھینچا اور کہا "اللہ کی قسم تم نے تبدیلی پیدا کر دی"۔ حضرت مروانؒ نے کہا "اے ابوسعیدؓ، جو تم جانتے ہو وہ بات اب نہیں رہی"۔ حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم جو میں جانتا ہوں وہ اُس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا"۔ [4]

حدیث کی تعلیم | حدیث کی تعلیم بڑے اہتمام سے دیتے۔ حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ نے ایک مرتبہ اپنے لڑکے علی اور اپنے شاگرد عکرمہ کو ان کے پاس حدیث سننے کے لئے بھیجا۔ جب وہ دونوں ان کے پاس پہنچے تو وہ اپنی دیوار کی مرمّت کر رہے تھے۔ اُنہوں نے فوراً وہ کام چھوڑ دیا، اپنی چادر لپیٹ کر بیٹھ گئے اور حدیث بیان کرنی شروع کر دی۔ [5]

حدیث کی تحقیق | ایک مرتبہ انہیں معلوم ہوا کہ اجناس کے باہمی تبادلہ کے سلسلہ میں حضرت ابنِ عبّاسؓ ان سے مختلف بات بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابوسعیدؓ ان کے پاس پہنچے اور مسئلہ کی تحقیق کی۔ [6]

حضرت ابوسفیان بن حارثؓ

جنگِ بنو نضیر | جنگِ بنو نضیر میں جب صحابہ کرامؓ نے جنگی نقطۂ نظر سے بعض درختوں کو آگ لگائی تو حضرت حسّانؓ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (تفسیر سورۃ الفاتحۃ) [2] صحیح بخاری کتاب الآداب باب الخروج فی التجارۃ وکتاب الاستئذان باب التسلیم والاستئذان ثلاثا وصحیح مسلم کتاب الآداب باب الاستئذان۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب یرد المصلی من مر بین یدیہ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب منع المار بین یدی المصلی [4] صحیح بخاری کتاب العیدین باب الخروج الی المصلی بغیر منبر وصحیح مسلم کتاب العیدین [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التعاون فی بناء المسجد [6] صحیح مسلم کتاب البیوع باب بیع الطعام

نے ایک شعر کہا جس کا مطلب یہ تھا کہ قریش پر افسوس ہے کہ بُوَیرہ میں آگ لگ رہی ہے اور وہ اپنے دوستوں کی مدد نہیں کرتے۔ حضرت ابوسفیانؓ نے جو ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے اس شعر کے جواب میں یہ دو شعر کہے:۔

أَدَامَ اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنْ صَنِيْعٍ — اللہ یہ آگ ہمیشہ جلائے رکھے اور
وَحَرَّقَ فِيْ نَوَاحِيْهَا السَّعِيْرُ — اس کے اطراف آتشِ دوزخ جلتی رہے
سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ — عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کون اِس آگ سے
وَتَعْلَمُ أَيُّ أَرْضِيْنَا تَضِيْرُ — دور ہے اور کونسی زمین کو نقصان پہنچتا ہے[1]

جنگِ حُنین | حضرت ابوسفیانؓ (فتح مکہ کے موقع پر) مسلم ہو گئے اور جنگِ حنین میں برابر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچّر پر تن تنہا کافروں کی طرف پیش قدمی کا ارادہ کیا تو حضرت ابوسفیانؓ نے آپؐ کی رکاب پکڑ لی (اور آپؐ کو تنہا آگے جانے سے روکا)[2]

حضرت ابوسفیان بن حربؓ

حضرت ابوسفیانؓ، حرب کے لڑکے تھے[3]

جنگِ بدر | جنگِ بدر سے پہلے کافروں کا ایک تجارتی قافلہ ملک شام سے مکّہ معظّمہ واپس آ رہا تھا۔ حضرت ابوسفیانؓ اس قافلہ میں شریک تھے۔ مُومنین کو (تجارتی ناکہ بندی کے لئے) اس قافلہ کی تلاش تھی لیکن وہ ہاتھ نہ آیا۔ بالکل اتفاق سے کافروں کا جو لشکر اِس قافلہ کی حفاظت کیلئے آیا تھا اُس سے مُومنین کی مڈبھیڑ ہو گئی۔[4]

جنگِ اُحُد | جنگِ اُحُد میں حضرت ابوسفیانؓ کافروں کی فوج کے سپہ سالار تھے۔ جب جنگ رُک گئی تو حضرت ابوسفیانؓ پہاڑی پر چڑھے اور کہا "کیا اس قوم میں محمدؐ ہیں؟" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کو جواب نہ دو"۔ پھر حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "کیا اس قوم میں ابوبکر بن قحافہؓ ہیں؟" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جواب نہ دو"۔ پھر حضرت ابوسفیانؓ نے سوال کیا "کیا اِس قوم میں عمر بن خطابؓ ہیں؟" پھر حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "بے شک سب لوگ قتل ہو گئے"۔ حضرت عمرؓ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے "اے اللہ کے دشمن، تو غلط کہتا ہے، اللہ نے تیرے غمگین کرنے والوں کو بچا لیا ہے"۔ حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "ہبل نامی بُت کی جے"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کو جواب دو"۔ صحابہؓ نے پوچھا "کیا جواب دیں" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ کہو اللہ بلند و برتر ہے"۔ حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "ہماری (مددگار) عُزّٰی ہے اور تمہاری کوئی عُزّٰی نہیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کو جواب دو" صحابہؓ نے پُوچھا "کیا جواب دیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ کہو کہ ہمارا مولیٰ اللہ ہے تمہارا کوئی مولیٰ نہیں"۔ حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "یہ بدر کا بدلہ ہے، لڑائی مثل ڈول کے ہوا کرتی ہے (کبھی کسی کا نقصان اور کبھی کسی کا) تم مقتولین کے اعضاء کٹے ہوئے پاؤ گے، میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا، البتہ میں اسے بُرا بھی نہیں سمجھتا"۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس کتاب المغازی باب غزوۃ حنین و باب غزوۃ الطائف و کتاب الجہاد من قاد دابۃ غیرہ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ و کتاب الجہاد باب غزوۃ حنین عن براءؓ و عباسؓ و سلمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن ابن عباسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل ببدر۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع فی الحرب عن براءؓ۔

جنگِ خندق | جنگِ خندق میں جن لشکروں نے مدینہ منوّرہ پر حملہ کیا تھا حضرت ابوسفیانؓ بھی ان میں شامل تھے۔ اس جنگ میں بھی انہیں بے نیلِ مرام واپس ہونا پڑا۔[1]

صلح کا زمانہ | صلح حدیبیہ کے زمانہ میں جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نامۂ مبارک، ہرقل شاہِ روم کے پاس پہنچا تو اُس وقت یہ مع چند آدمیوں کے شام میں بغرض تجارت آئے ہوئے تھے۔ ہرقل نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حالات معلوم کرنے کیلئے ان سب کو ایلیا طلب کیا جہاں وہ اس زمانہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ ہرقل نے پُوچھا "تم میں اس شخص کا جس نے نبوّت کا دعوٰی کیا ہے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کون ہے؟" حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "میں" ہرقل نے اُنہیں اپنے قریب کھڑا کر لیا اور پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلّق سوالات کئے۔ حضرت ابوسفیانؓ نے اس خیال سے کہ لوگ ان کو جھوٹ سے ملوّث کریں گے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلّق غلط بیانی سے کام نہیں لیا اور تمام باتیں صحیح صحیح بتادیں۔ اس کے بعد ہرقل نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نامۂ مبارک سُنا۔ دربار میں شور ہونے لگا۔ حضرت ابوسفیان مع اپنے ساتھیوں کے باہر کر دئے گئے۔ باہر نکل کر حضرت ابوسفیانؓ کہنے لگے "ابوکبشہ کے لڑکے (یعنی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا کام بہت بڑھ چکا ہے۔ اب تو روم کا بادشاہ بھی ان سے ڈرتا ہے۔" اس کے بعد اُنہیں یقین ہو گیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ضرور غالب ہوں گے۔[2]

جب مکّہ کے لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے تو حضرت ابوسفیانؓ (جو اُس وقت تک مسلم نہیں ہوئے تھے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "آپؐ صلۂ رحمی کا حکم دیتے ہیں (لہٰذا آپؐ خود بھی صلۂ رحمی کا لحاظ کرتے ہوئے) اللہ سے دعا کیجئے، آپؐ کی قوم مضر وغیرہ ہلاک ہوئی چلی جا رہی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مضر کے لئے دعا (کرا رہے ہو) تم بڑے دلیر ہو"۔ (کہ ایسی قوم کیلئے دُعا کرا رہے ہو) بہرحال رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دعا کی اور قحط دور ہو گیا۔[3]

فتح مکّہ | جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ معظّمہ پر حملہ کیا تو ابوسفیانؓ مکّہ کے باہر نکلے تاکہ آپؐ کی کوئی خبر معلوم کر سکیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چوکیداروں نے انہیں دیکھ لیا اور پکڑ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے آئے۔ حضرت ابوسفیانؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچ کر مسلم ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا "انہیں پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ تاکہ یہ مسلمین کی شوکت کا نظارہ کریں"۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت ابوسفیانؓ کے سامنے سے اسلامی فوج کے دستے گذرتے رہے۔ جب حضرت سعد بن عبادہؓ مع اپنے دستہ کے گذرے تو اُنہوں نے کہا "اے ابوسفیان آج ہلاکت کا دن ہے، آج کعبہ حلال ہو جائے گا (یعنی آج اس کی حرمت کا لحاظ نہ ہوگا)" حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "اے عباس، یومِ ہلاکت بھی خوب ہے"۔ جب اُن کے سامنے سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گذرے تو اُنہوں نے حضرت سعد بن عبادہؓ کے قول کا ذکر آپؐ سے کیا، آپؐ نے فرمایا "سعدؓ نے غلط کہا۔ یہ دن تو وہ ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کعبہ کو بزرگی عطا فرمائے گا"۔[4]

جب مُومنین کا کفّار سے مقابلہ ہوا تو مُومنین نے کافروں کو دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کر دیا۔ حضرت ابوسفیانؓ حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، قریش کی جماعت ختم ہو رہی ہے، آج کے بعد قریش میں سے کوئی

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ الاحزاب عن حذیفہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن ابن عباسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الروم وسورۃ الدخان) وصحیح مسلم کتاب الرقاق باب الدخان نحوہٗ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب این رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرایۃ یوم الفتح۔

باقی نہ رہے گا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے، جو ہتھیار ڈال دے وہ امن میں ہے۔" یہ سُن کر بہت سے کافر حضرت ابوسفیانؓ کے مکان میں داخل ہو گئے۔[1]

فتح کے بعد حضرت ابوسفیانؓ نے دیکھا کہ مسلمین اُن کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے اور نہ اُن کے ساتھ نشست برخاست کرتے ہیں، اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "میری تین درخواستیں قبول فرمائیے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا۔" حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "میری بیٹی اُمِّ حبیبہؓ عرب کی تمام عورتوں سے زیادہ حسین ہے، میں اُس کا نکاح آپؐ سے کرتا ہوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا۔" حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "معاویہؓ کو کاتب بنا لیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا۔" پھر اُنہوں نے کہا "مجھے سپہ سالار بنا دیجئے تاکہ جسطرح میں مسلمین سے لڑتا تھا اب کافروں سے لڑوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا۔"[2]

حضرت ابوسفیانؓ کا انتقال ملکِ شام میں ہوا۔

حضرت ابوسلمہؓ

حضرت ابوسلمہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے رضاعی بھائی تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اور حضرت ابوسلمہؓ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔[3]

وفات حضرت ابوسلمہؓ، حضرت اُمِّ سلمہؓ کے پہلے شوہر تھے۔ یہ وہ خاندان تھا جس نے سب سے پہلے ہجرت کی تھی۔ مدینہ منوّرہ پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابوسلمہؓ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ حضرت ابوسلمہؓ کی آنکھیں کھُلی رہ گئی تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں بند کر دیا۔ اتنے میں گھر والے رونے لگے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بھلائی کی دُعا کرو کیونکہ فرشتے تمہاری دُعا پر آمین کہتے ہیں۔" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس طرح دُعا فرمائی "اے اللہ، ابوسلمہؓ کو بخش دے، ہدایت والوں میں ان کا درجہ بلند فرما، اُن کے پس ماندگان میں تو خلیفہ بن جا، اور اے ربّ العالمین ہم کو اور ان کو بخش دے، ان کی قبر کو کشادہ کر دے اور اس میں ان کیلئے روشنی کر دے۔"[4]

حضرت ابوسنابل بن بعککؓ

حضرت ابوسنابلؓ قبیلہ عبدالدار کے ایک فرد تھے۔[5]

حضرت ابوشاہؓ

حضرت ابوشاہؓ ایک یمنی صحابی ہیں۔ فتح مکّہ کے موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خطبہ دیا۔ حضرت ابوشاہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ خطبہ مجھے لکھوا کر دیدیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابوشاہؓ کو لکھ کر دیدو۔"[6]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکّہ عن ابی ہریرہؓ۔ [2] صحیح مسلم باب فضائلِ ابی سفیانؓ عن ابن عباسؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم الربیبۃ عن اُمِّ حبیبہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجنائز عن اُمِّ سلمہؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الطلاق باب القضاء، عدۃ المتوفی عنہا۔
[6] صحیح بخاری کتاب اللقطۃ وکتاب العلم وصحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکّہ۔ [6] صحیح بخاری ابواب الجنائز باب حد المرأۃ۔

حضرت ابوشُریحؓ عدوی

حضرت ابوشُریحؓ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر جب امیر عمرو بن سعیدؓ نے مکہ معظمہ پر لشکر کشی کا ارادہ کیا تو حضرت ابوشریحؓ نے امیر کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کی، انہوں نے کہا "اے امیر، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کسی آدمی کیلئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو جائز نہیں کہ وہ وہاں خونریزی کرے"۔ عمروؓ نے کہا "اے ابوشریحؓ میں اس بات کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ بے شک حرم گنہگار کو اور خون کرکے بھاگ جانے والے کو اور فساد کرکے فرار ہونے والے کو پناہ نہیں دیتا"۔ [1]

حضرت ابوشعیبؓ

حضرت ابوشعیبؓ انصاری صحابی ہیں۔

ایک دن انہوں نے اپنے غلام سے جو قصاب تھا کہا کہ پانچ آدمیوں کے لئے کھانا تیار کرو میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ میں نے آپؐ کے چہرہ پر بھوک کے آثار دیکھے ہیں۔ (اُس نے کھانا تیار کیا) حضرت ابوشعیبؓ نے ان لوگوں کو بُلایا جب وہ لوگ حضرت ابوشعیبؓ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے تو ایک آدمی اور ساتھ ہوگیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (جب اُن کے گھر پہنچے تو آپؐ) نے حضرت ابوشعیبؓ سے فرمایا "یہ شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے اگر تم چاہو تو اِسے (دعوت میں شریک ہونے کی) اجازت دیدو اور اگر تم چاہو کہ یہ واپس چلا جائے تو یہ واپس چلا جائے گا"۔ حضرت ابوشعیبؓ نے کہا "نہیں بلکہ میں نے اس کو اجازت دی"۔ [2]

حضرت ابوطلحہؓ

حضرت ابوطلحہؓ ایک انصاری صحابی تھے۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہجرت کرکے مدینہ منوّرہ پہنچے تو آپؐ نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کیا۔ بھائی چارہ کی پوری کارروائی حضرت ابوطلحہؓ کے گھر میں ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہؓ کو حضرت ابوطلحہؓ کا بھائی قرار دیا گیا۔ [3]

جنگ بدر حضرت ابوطلحہؓ جنگ بدر میں شریک تھے۔ [4]

جنگ اُحد حضرت ابوطلحہؓ جنگ اُحد میں بھی شریک ہوئے۔ جب مسلمین ادھر اُدھر منتشر ہوگئے تو حضرت ابوطلحہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب آگئے اور آپؐ کے سامنے اپنی ڈھال لگا کر کھڑے ہوگئے۔ حضرت ابوطلحہؓ زبردست تیرانداز تھے، کمان کو بہت زور کے ساتھ کھینچتے تھے۔ اُس دن ان کے ہاتھ سے دو تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ اگر کوئی شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے گذرتا اور اُس کے ترکش میں تیر ہوتے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب لایعضد شجر الحرم وصحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب ما قیل فی اللحام والجزار عن ابی مسعودؓ وکتاب الاطعمۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مؤاخاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری باب غزوۃ بدر عن ابن عباسؓ۔

علیہ وسلّم اُس سے فرماتے کہ ان تیروں کو ابو طلحہؓ کے لئے چھوڑ جاؤ جب کبھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گردن اُونچی کر کے کُفّار کی طرف دیکھتے تو حضرت ابو طلحہؓ عرض کرتے "میرے ماں باپ آپؐ پر فدا، ہو جائیں آپؐ اُونچے ہو کر نہ دیکھئے، ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر آپؐ کو لگ جائے (میں تو یہ چاہتا ہوں کہ) تیر میرے سینہ پر لگے نہ کہ آپؐ کے سینہ پر"۔[1]

دورانِ جنگ اللہ تعالیٰ نے مُومنین پر ایک غنودگی بھیجی، اس غنودگی کے عالم میں حضرت ابو طلحہؓ کے ہاتھ سے دو تین مرتبہ تلوار گر پڑی۔[2]

حضرت ابو طلحہؓ اور شراب کی حرمت | ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ کے گھر میں شراب کا دَور چل رہا تھا۔ اتنے میں حضرت ابو طلحہؓ نے منادی کی آواز سُنی۔ اُنہوں نے حضرت انسؓ سے کہا "باہر جا کر دیکھو یہ کیا اعلان ہے"۔ حضرت انسؓ باہر نکلے، شراب کی حرمت کا اعلان سُنا اور حضرت ابو طلحہؓ کو اس کی اطلاع دی۔ حضرت ابو طلحہؓ نے حضرت انسؓ سے کہا "اس شراب کو باہر لیجا کر بہا دو، اس مٹکے کو توڑ دو"، حضرت انسؓ نے حکم کی تعمیل کی۔[3]

جنگِ خندق سے پہلے | رات کے وقت ایک مرتبہ مدینہ کے باہر ایک خوفناک آواز سُنائی دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فوراً ابو طلحہؓ سے اُن کا گھوڑا عاریۃً لیا جس کا نام مندوب تھا، آپؐ اس پر سوار ہو کر اُس آواز کی طرف گئے۔[4]

جنگِ خیبر | جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صبح کی نماز پڑھ کر خیبر میں داخل ہوئے تو اُس وقت آپؐ کے ساتھ حضرت ابو طلحہؓ بھی تھے۔[5]

حضرت ابو طلحہؓ کا ایثار | ایک دفعہ ایک شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور کہنے لگا میں بھوکا ہوں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تمام ازواج کے ہاں کچھ نہیں نکلا تو آپؐ نے فرمایا "آج رات کو کون اِس شخص کی مہمانداری کریگا، اللہ تعالیٰ مہمانداری کرنے والے پر رحمت نازل فرمائے"۔ حضرت ابو طلحہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں ان کی مہمانداری کروں گا"۔ یہ کہکر حضرت ابو طلحہؓ اُس کو اپنے گھر لے آئے، گھر آکر بیوی سے پُوچھا "کھانے کیلئے کچھ ہے؟" بیوی نے کہا "کچھ نہیں، تھوڑا سا کھانا ہے جو بچّوں کیلئے رکھا ہے"۔ حضرت ابو طلحہؓ نے کہا "بچّوں کو بہلا کر سُلا دو، کھانا مہمان کے سامنے لاکر رکھ دو پھر چراغ کو ٹھیک کرنے کے بہانہ سے بجھا دو، پھر یہ ظاہر کرو کہ ہم بھی کھانا کھا رہے ہیں (لیکن کھاؤ نہیں)" الغرض اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت ابو طلحہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آج رات کو جو کچھ تم نے اپنے مہمان کے ساتھ کیا وہ اللہ کو بہت پسند آیا، اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ {حشر ۹}

اور (انصار میں ایسے لوگ بھی ہیں جو) اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں حالانکہ وہ خود فقر و فاقہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔[6]

(نوٹ:۔ یہ واقعہ پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے واقع ہوا)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت | ایک دن حضرت انسؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی و ابواب المناقب و صحیح مسلم باب غزوۃ النساء مع الرجال۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب التفسیر سورۃ آل عمران و صحیح مسلم باب غزوۃ النساء۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ المائدۃ) و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اسم الفرس و باب الشجاعۃ فی الحرب باب الرکوب علی الدابۃ وغیرہ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی شجاعۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یذکر فی الفخذ عن انسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار عن ابی ہریرہؓ و کتاب التفسیر و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف و فضل ایثارہ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)

شکمِ مبارک پر پٹّی باندھ رکھی ہے۔ انہوں نے اس کا ذکر حضرت ابو طلحہؓ سے کیا۔ وہ (فوراً) مسجد آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ لیٹے ہوئے ہیں، پیٹ پیٹھ سے جا لگا ہے (آواز میں نقاہت ہے) وہ فوراً گھر آئے اور اپنی بیوی حضرت اُمِّ سُلَیمؓ سے کہا "میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آواز میں نقاہت محسُوس کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ بھوکے ہیں، کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟" حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے کہا "ہاں"۔ پھر حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے حضرت انسؓ کو جَو کی چند ٹکیاں دیکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بھیجا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت انسؓ سے پُوچھا "کیا تمہیں ابو طلحہؓ نے بھیجا ہے؟" انہوں نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے فرمایا "(کھانا کھانے) چلو"۔ آپؐ مع صحابہؓ کے روانہ ہوئے۔ حضرت انسؓ نے جا کر حضرت ابو طلحہؓ کو خبر دی۔ حضرت ابو طلحہؓ نے حضرت اُمِّ سُلَیمؓ سے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع اصحابؓ کے تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے"۔ حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے کہا "اللہ اور رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ پھر حضرت ابو طلحہؓ استقبال کیلئے باہر گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اندر تشریف لائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان ٹکیوں کا مالیدہ بنوایا اور برکت کی دُعا کی۔ وہ کھانا سب کو کافی ہو گیا، باقی بچا ہوا کھانا پڑوسیوں کو بھیجدیا گیا۔[1]

لڑکے کی وفات | حضرت ابو طلحہؓ کا ایک لڑکا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا۔ اسی بیماری میں اس کی وفات ہو گئی۔ اس کی وفات کے وقت حضرت ابو طلحہؓ گھر پر نہیں تھے۔ اُن کی بیوی نے اُسے غسل دیکر کفن پہنا کر گھر کے ایک کونہ میں رکھدیا جب حضرت ابو طلحہؓ آئے تو انہوں نے پُوچھا "لڑکا کیسا ہے؟" بیوی نے کہا "اُس کا سانس ٹھہر گیا ہے اور مجھے اُمید ہے کہ اب وہ آرام سے ہے"۔ حضرت ابو طلحہؓ نے یہ سمجھا کہ واقعی اُس کی طبیعت اچھی ہے (وہ تو یہ کو سمجھ نہ سکے) حضرت ابو طلحہؓ نے رات اطمینان سے گذاری، صبح کو نہائے، پھر جب وہ جانے لگے تو بیوی نے لڑکے کے مرنے کی خبر دی۔ حضرت ابو طلحہؓ نے نماز کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس واقعہ کی خبر دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "شاید اللہ تمہاری گذشتہ رات میں برکت عطا فرمائے"۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک صاحبزادی کا انتقال | جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی (حضرت اُمِّ کلثومؓ) کا انتقال ہوا تو اُن کی قبر میں حضرت ابو طلحہؓ ہی اُترے تھے۔[3]

حُبِّ رسُولؐ | حضرت ابو طلحہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بے حد محبت کرتے تھے۔ جنگِ اُحد میں اُن کی جاں نثاری قابلِ دید تھی۔ ایک مرتبہ حضرت ابو طلحہؓ اور حضرت اُمِّ سُلَیمؓ کسی سفر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ گئے۔ واپسی میں مدینہ کے قریب رات کے وقت حضرت اُمِّ سُلَیمؓ کو دردِ زہ شروع ہوا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ روانہ ہو گئے اور حضرت ابو طلحہؓ حضرت اُمِّ سلیمؓ کے پاس ٹھہر گئے (لیکن اُنہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جُدائی شاق گذری) کہنے لگے "اے ربّ تو جانتا ہے کہ مجھے تیرے رسُولؐ کے ساتھ نکلنا کتنا محبوب ہے اور تیرے رسُولؐ کے ساتھ جانا کتنا محبوب ہے، تو جانتا ہے کہ میں یہاں کس وجہ سے رُک گیا ہوں"۔ حضرت اُمِّ سُلَیمؓ کہنے لگیں "اب مجھے ویسا درد نہیں ہے، چلو ہم بھی چلیں"۔ الغرض وہ دونوں بھی مدینہ منوّرہ روانہ ہو گئے۔[4]

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (حج کے موقع پر) بال مُنڈائے تو سب سے پہلے حضرت ابو طلحہؓ نے آپؐ کے

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ وکتاب الایمان والنذور وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجنائز۔ [4] صحیح مسلم باب فضائل اُمِّ سُلَیمؓ عن انسؓ۔

چند بال لئے (اور بطور تبرک اپنے پاس رکھے) [1] پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام بال اُن کو دیدیئے اور فرمایا "ان کو لوگوں میں تقسیم کردو۔" [2]

نیکی کا شوق | حضرت ابوطلحہؓ کو نیکیوں کا بہت شوق تھا، وہ کھجوروں کے لحاظ سے انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے، ان کا سب سے محبوب مال بَیْرُحَاء باغ تھا۔ یہ باغ مسجد کے سامنے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس باغ میں تشریف لیجایا کرتے تھے اور اُس کے کنوئیں کا پاکیزہ پانی پیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی:۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ {آل عمران ۹۲} تم نیکی کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ چیز خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہے۔

تو حضرت ابوطلحہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نیکی کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ چیز خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہے، اور میرا سب سے محبوب مال بیرحاء باغ ہے، میں اُسے اللہ کے راستہ میں صدقہ کرتا ہوں اور اللہ کے ہاں اس کی نیکی اور اس کے ذخیرۂ آخرت ہونے کی اُمید رکھتا ہوں اے اللہ کے رسولؐ، آپ جہاں چاہیں اسے صرف کریں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے، تم نے جو کچھ کہا میں نے سن لیا، تم اس کو اپنے اقرباء میں تقسیم کردو۔" حضرت ابوطلحہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میں ایسا ہی کروں گا۔" پھر حضرت ابوطلحہؓ نے اُسے اپنے اقارب اور چچا کی اولاد میں تقسیم کردیا۔ [3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جہاد کی وجہ سے (نفلی) روزے نہیں رکھتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو بڑی کثرت سے روزے رکھنے لگے۔ [4]

حضرت ابوطلحہؓ کی زوجۂ محترمہ | حضرت ابوطلحہؓ کی بیوی کا نام رُمَیْصَاء یا غُمَیصاء تھا اور کُنیت اُمِّ سُلَیم تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے رُمَیصاء کو جنت میں دیکھا۔" [5]

حضرت ابوعامرؓ

حضرت ابوعامرؓ کا نام عبیدؓ تھا۔

جنگ اوطاس | جنگِ حنین کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعامرؓ کی امارت میں ایک لشکر اوطاس کی طرف روانہ کیا۔ حضرت ابوعامرؓ کا مقابلہ دُرَید بن صمہ اور اُس کے ساتھیوں سے ہوا۔ دُرید قتل ہوگیا اور اُس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ دورانِ جنگ حضرت ابوعامرؓ ایک تیر لگنے سے زخمی ہوگئے جو ایک جشمی شخص نے پھینکا تھا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے پوچھا "اے چچا آپ کو کس نے تیر مارا ہے؟" اُنہوں نے اشارہ سے بتایا کہ فلاں شخص نے۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے اس کا تعاقب کیا۔ دونوں کا مقابلہ ہوا، حضرت ابوموسیٰؓ نے اُسے قتل کردیا، پھر حضرت ابوعامرؓ کو خوشخبری سُنائی۔ حضرت ابوعامرؓ نے کہا "یہ تیر نکالو" انہوں نے تیر نکالا (تیر نکالتے ہی) زخم سے پانی بہنے لگا، حضرت ابوعامرؓ نے کہا "اے بھتیجے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام کہنا اور اُن سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الماء الذی یُغسل بہ شعر الانسان عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحج۔ [3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الاقارب عن انسؓ وکتاب التفسیر سورۃ آل عمران وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من اختار الغزو علی الصوم عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ وصحیح مسلم باب فضائل اُمِّ سُلَیمؓ نحوہ۔

عرض کرنا کہ ابو عامرؓ کیلئے استغفار فرمائیں"۔ یہ کہہ کر انہوں نے حضرت ابو موسیٰؓ کو امیر بنا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ فوت ہو گئے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت ابو عامرؓ کا پیغام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی "اے اللہ، عبید ابو عامرؓ کو بخشدے، اے اللہ، قیامت کے دن ابو عامرؓ کا درجہ بہت سے انسانوں سے بلند تر کیجیو"۔ [1]

حضرت ابو عبیدہ ابن الجراحؓ

حضرت ابو عبیدہؓ مہاجر صحابی ہیں۔ وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے اور حضرت ابو طلحہؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔ [2]

جیش الخبط | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل کی طرف ایک لشکر روانہ کیا۔ اس لشکر پر آپؐ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو سپہ سالار بنایا اور ایک بوری کھجوریں بطور زادِ راہ کے اُن کے ساتھ کر دیں۔ یہ لشکر قریش کے قافلہ کے انتظار میں پندرہ دن تک وہاں مقیم رہا۔ جب زادِ راہ ختم ہو گیا تو لوگ پتے کھانے لگے۔ اسی لئے اس لشکر کا نام جیش الخبط (پتوں کا لشکر) ہو گیا۔ اسی اثنا میں اُنہوں نے ساحل کے قریب پہاڑی کے برابر ایک مچھلی پڑی ہوئی دیکھی حضرت ابو عبیدہؓ کو پہلے تو اس کے کھانے میں تردد ہوا پھر کہنے لگے "ہم اللہ کے راستہ میں ہیں اور بھوکے ہیں، لہٰذا کھاؤ"۔ اہلِ لشکر اٹھارہ دن تک اسے کھاتے رہے۔ پھر حضرت ابو عبیدہؓ کے حکم سے اُس کی دو پسلیاں نصب کی گئیں، پھر اسکے نیچے سے ایک شخص اونٹنی پر بیٹھ کر نکلا، وہ پسلیاں اُس کے نہ لگیں۔ اس مچھلی کا گوشت مدینہ پہنچنے تک باقی رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا"۔ پھر آپؐ نے بھی اس میں سے تناول فرمایا۔ [3]

جب یمن کا وفد اپنے ملک واپس جانے لگا تو اُن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "کسی آدمی کو ہمارے ساتھ کر دیجئے تاکہ وہ ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہؓ کو انکے ہمراہ کر دیا۔ [4]

فتح مکہ | فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابو عبیدہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپؐ نے انہیں پیدل دستہ پر امیر مقرر کر کے روانہ فرمایا تھا۔ [5]

جب نجران کے عیسائیوں نے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ایک امین آدمی کو بھیجدیا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہارے ساتھ ایک امین آدمی کو بھیجوں گا، وہ واقعی امین ہے"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہؓ کو اُن کے ساتھ بھیجدیا اور فرمایا "یہ اس اُمت کے امین ہیں"۔ [6]

فضائل | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے اور اے اِس اُمت کے لوگو! ہمارے امین ابو عبیدہ ابن الجراحؓ ہیں"۔ [7]

حضرت ابو عبیدہؓ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی نظر میں | جب خلیفہ کے انتخاب کیلئے مشورہ ہوا تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "تم عمرؓ یا ابو عبیدہؓ کی بیعت کرنا"۔ [8] حضرت عمرؓ حضرت ابو عبیدہؓ کی رائے کے خلاف کوئی کام کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ [9]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اوطاس و صحیح مسلم باب فضائل ابی موسیٰؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مؤاخاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ و کتاب الجہاد باب حمل الزاد علی الرقاب کتاب المغازی باب غزوۃ سیف البحر وغیرہ و صحیح مسلم کتاب الصید (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[4] صحیح مسلم باب فضائل ابی عبیدۃ عن انسؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکۃ عن ابی ہریرہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصۃ اہل نجران و صحیح مسلم باب فضائل علیؓ عن حذیفہؓ۔ [7] صحیح مسلم باب فضائل ابی عبیدۃؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب المظالم و باب مناقب ابی بکرؓ۔ [9] صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون۔

حضرت ابوعُقَیل رضؓ

جنگِ تبوک کے موقع پر حضرت ابوعقیلؓ نے نصف صاع (طعام) اللہ کے راستہ میں دیا۔ منافقین نے ان کو طعنہ دیا کہ اللہ (اس قلیل) صدقہ سے مستغنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سُورۂ توبہ کی آیت ۷۹ نازل فرما کر منافقین کو سخت تنبیہ کی۔[1]

حضرت ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ رضؓ

حضرت ابوعمروؓ قبیلۂ مخزوم کے ایک فرد تھے۔

انہوں نے اپنی بیوی حضرت فاطمہ بنت قیس کو تین طلاقیں دیدیں۔ طلاق دیکر وہ یمن چلے گئے۔ اُن کے وکیل نے حضرت فاطمہؓ کو کچھ جَو بھیجے۔ حضرت فاطمہؓ ناراض ہوگئیں (وہ سمجھتی تھیں کہ تین طلاقوں کے بعد بھی عدّت کے زمانہ میں نان نفقہ کی پوری ذمّہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے، لہٰذا انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارا نفقہ اب ان پر واجب نہیں۔"[2]

حضرت ابوعمیرؓ

حضرت ابوعمیرؓ، حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی تھے۔ بچپن میں اُنہوں نے ایک پرندہ پال رکھا تھا، اُس سے کھیلا کرتے تھے (جب وہ پرندہ مرگیا تو) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن سے فرمایا کرتے تھے "اے ابوعمیرؓ، تمہارا پرندہ کہاں گیا؟"[3]

حضرت ابوقتادہ رضؓ

صلح حدیبیہ حضرت ابوقتادہؓ صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔ حضرت ابوقتادہؓ کے علاوہ تمام صحابۂ کرامؓ عُمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے۔ ایک مقام پر دورانِ سفر ایسا ہوا کہ حضرت ابوقتادہؓ صحابۂ کرامؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے اپنی جوتی سی رہے تھے کہ اتنے میں صحابۂ کرامؓ کو ایک جنگلی گدھا دکھائی دیا۔ صحابۂ کرام (حالتِ احرام میں نہ شکار کرسکتے تھے نہ کسی قسم کا تعاون کرسکتے تھے اگرچہ وہ) چاہ رہے تھے کہ حضرت ابوقتادہؓ اس شکار کو دیکھ لیں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابوقتادہؓ نے اس گدھے کو دیکھا تو فوراً اپنے گھوڑے پر زین کسا اور گھوڑے پر سوار ہوگئے۔ جلدی میں کوڑا اور نیزہ لینا بھول گئے۔ اُنہوں نے صحابۂ کرامؓ سے کہا "نیزہ اور کوڑا مجھے اُٹھادو۔" صحابۂ کرامؓ نے تعاون سے انکار کردیا۔ حضرت ابوقتادہؓ کو غصہ آگیا، گھوڑے سے اُترے اور خود نیزہ اور کوڑا اٹھالیا، پھر اُنہوں نے گدھے پر حملہ کیا اور اُسے مار ڈالا پھر صحابۂ کرامؓ کے پاس آئے اور کہا "چلو اُسے اُٹھالائیں۔" صحابۂ کرامؓ نے پھر انکار کردیا۔ الغرض وہ خود ہی اُسے لے آئے صحابۂ کرامؓ نے اس کا گوشت کھایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کچھ آگے نکل گئے تھے۔ حضرت ابوقتادہؓ آپؐ کو تلاش کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ آپؐ سے جاکر ملے اور عرض کیا "آپؐ کے اصحابؓ آپؐ پر سلام اور رحمت بھیجتے ہیں۔ انہیں اندیشہ ہے کہ دشمن انہیں آپؐ سے دور نہ کردے، لہٰذا آپؐ انتظار فرمائیے۔" رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے انتظار میں

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحمل اجرۃ یتصدق بہا عن ابی مسعودؓ و کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ۔
[2] صحیح مسلم کتاب الطلاق۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب الکنیۃ للصبی عن انسؓ۔

ٹھہر گئے۔ صحابہ کرامؓ وہاں پہنچے تو اس شکار کا ذکر کیا۔ آپؐ نے حضرت ابو قتادہؓ سے فرمایا "کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی ہے"؟ حضرت ابو قتادہؓ ایک دست آپؐ کے لئے لے آئے تھے، عرض کیا "جی ہاں باقی ہے"۔ حضرت ابو قتادہؓ نے وہ دست آپؐ کو پیش کیا۔ آپؐ نے اُس میں سے کچھ کھایا۔[1]

غزوۂ ذوقرد ایک دن چند مشرکین نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُونٹنیاں لُوٹ لیں۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے تنِ تنہا پیدل اُن کا پیچھا کیا اور اُن کا ناک میں دم کر دیا۔ لٹیروں نے اونٹنیاں بھی چھوڑ دیں اور اپنے کو ہلکا کرنے کے لئے کچھ اور سامان بھی چھوڑ دیا۔ اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع اصحابؓ کے اُن کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت اخرمؓ کا مقابلہ عبدالرحمٰن فزاری سے ہوا۔ اُس نے حضرت اخرمؓ کو شہید کر دیا۔ اتنے میں حضرت ابو قتادہؓ وہاں پہنچ گئے، انہوں نے عبدالرحمٰن فزاری کو قتل کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آج ہمارے سواروں میں سب سے بہتر ابو قتادہؓ ہیں اور پیادوں میں سب سے بہتر سلمہؓ ہیں"۔[2]

جنگِ حنین حضرت ابو قتادہؓ جنگِ حنین میں شریک تھے، انہوں نے دیکھا کہ ایک مسلم ایک مشرک سے لڑ رہا ہے اور وہ مشرک مسلم پر غالب آگیا ہے۔ وہ گھوم کر جلدی سے اُس مشرک کے پیچھے آئے اور اُس کے شانہ پر تلوار ماری، اس ضرب سے اُس کی زرہ کٹ گئی۔ وہ حضرت ابو قتادہؓ کے مقابل ہو گیا اور اُن کو پکڑ کر اس زور سے بھینچا کہ وہ مرنے کے قریب ہو گئے لیکن اسی اثنا میں اُس کی موت واقع ہو گئی، حضرت ابو قتادہؓ اُس کی گرفت سے آزاد ہو گئے۔ اتنے میں اُنکی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی۔ اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا "لوگوں کا کیا حال ہے" (یہ کیا انتشار ہے؟) حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ کا حکم اسی طرح ہے"۔[3]

فتح کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک جگہ آکر بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا "جس شخص نے کسی کافر کو قتل کیا ہے اور اُس کے پاس اس کا ثبوت ہے تو اُس کافر کا سامان اس قتل کرنے والے کو ملیگا"۔ حضرت ابو قتادہؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے "کون میرے لئے گواہی دے گا"۔ کسی نے گواہی نہیں دی تو وہ بیٹھ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی اعلان فرمایا۔ حضرت ابو قتادہؓ نے پھر وہی کہا اور بیٹھ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیسری مرتبہ پھر اعلان فرمایا۔ حضرت ابو قتادہؓ پھر کھڑے ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابو قتادہؓ، کیا معاملہ ہے؟" حضرت ابو قتادہؓ نے واقعہ بیان کیا۔ ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ سچ کہتے ہیں، اُس کافر کا سامان میرے پاس ہے آپؐ ان کو راضی کر دیجئے کہ وہ اسباب میں لے لوں"۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "اللہ کی قسم، آپؐ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کے ساتھ جو اللہ اور رسُولؐ کی طرف سے لڑتا ہے ایسا نہیں کریں گے کہ اس کا اسباب تمہیں دیدیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ سچ کہتے ہیں"۔ پھر وہ اسباب حضرت ابو قتادہؓ کو دیدیا۔ اُنہوں نے زرہ کو بیچ کر بنو سلمہ کے محلّہ میں ایک باغ مول لیا اور یہ سب سے پہلا مال تھا جو زمانۂ اسلام میں انہوں نے حاصل کیا۔[4]

فضیلت حضرت ابو بکرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی موجودگی میں حضرت ابو قتادہؓ کو اللہ کا شیر کہا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ سچ کہتے ہیں"۔ گویا حضرت ابو قتادہؓ اسد اللہ تھے۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الھبۃ باب من استوھب من اصحابہ شیئًا وکتاب المغازی وکتاب الذبائح وکتاب الاطعمۃ وصحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم الصید للمحرم نحوہٗ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس وکتاب المغازی باب غزوۃ حنین وباب غزوۃ الطائف وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ وکتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل وباب غزوۃ حنین عن براءؓ وسلمہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب وکتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنینٍ۔ [5] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس وکتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ

احکامِ رسولؐ کا احترام جنگِ تبوک میں شرکت نہ کرنے کے سلسلہ میں جب حضرت کعب بن مالکؓ کے ساتھ مسلمانوں کے مقاطعہ نے طول کھینچا تو حضرت کعبؓ اپنے چچازاد بھائی حضرت ابوقتادہؓ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ حضرت ابوقتادہؓ حضرت کعبؓ کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھے، حضرت کعبؓ نے ان کو سلام کیا، اُنہوں نے جواب نہیں دیا حضرت کعبؓ نے کہا "مَیں تمہیں اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ مَیں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوں؟" حضرت ابوقتادہؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُنہوں نے پھر قسم دیکر پوچھا تو کہا "اللہ اور رسولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ یہ سُن کر حضرت کعبؓ کے آنسو جاری ہوگئے اور وہ وہاں سے چلے آئے۔[1]

احسان کا شوق ایک دن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دیجئے"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟" لوگوں نے عرض کیا "نہیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا اس پر قرض ہے؟" لوگوں نے کہا "ہاں، تین دینار قرض ہیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم نمازِ جنازہ پڑھو" (میں نہیں پڑھتا) حضرت ابوقتادہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، آپ نمازِ جنازہ پڑھا دیجئے، اس کا قرض میرے ذمّہ ہے"۔ یہ سُن کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔[2]

حضرت ابوقحافہؓ

حضرت ابوقحافہؓ حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے والد ہیں۔ یہ فتح مکّہ کے روز رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے۔ ان کی ڈاڑھی اور سر کے بال ثغامہ گھاس کی طرح بالکل سفید ہوگئے تھے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کے بالوں کو کسی چیز سے رنگ دو لیکن سیاہ رنگ سے بچنا"۔[3]

حضرت ابولُبابہؓ بن عبدالمنذر انصاریؓ

حضرت ابولُبابہؓ بدری صحابی ہیں۔ پہلے ان کا مکان قباء میں تھا، پھر یہ مدینہ منوّرہ میں منتقل ہوگئے تھے۔[4]

حضرت ابومَحذورہؓ

حضرت ابومحذورہؓ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذّن تھے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ترجیع کے ساتھ اذان کے کلمات سکھائے تھے۔[5]

حضرت ابومذکور انصاریؓ

حضرت ابومذکورؓ قبیلۂ بنو عذرہ کے ایک فرد تھے، ایک مرتبہ اُنہوں نے اپنے غلام سے کہا "تم میرے مرنیکے بعد آزاد ہو"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے اُن سے فرمایا "کیا تمہارے پاس کوئی اور مال ہے؟"

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ تبوک و کتابُ التفسیر (سُورۃ التّوبۃ) و صحیح مسلم کتابُ التوبۃ باب حدیث کعبؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الاجارۃ باب اذا أحالَ دینِ المیّت علی رجل جاز عن سلمۃؓ۔ [3] صحیح مسلم کتابُ اللباس۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ بدر و صحیح مسلم کتاب قتل الحیات (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [5] صحیح مسلم باب صفۃ الاذان عن ابی محذورۃ رضؓ۔

انہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس غلام کو مجھ سے کون خریدتا ہے (یہ سن کر) حضرت نُعیم بن عبداللہ عدویؓ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے وہ درہم لیکر حضرت ابو مذکورؓ کو دیدیئے اور فرمایا "اپنے نفس سے ابتدا کرو، پھر بچے تو اپنی بیوی کو دو، پھر بچے تو اپنے رشتہ داروں کو دو، پھر آگے، دائیں بائیں سب کو دو"۔[1]

حضرت ابو مَعْبَدؓ

فتح مکّہ کے موقع پر اپنے بھائی حضرت مجاشعؓ کے ساتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت مجاشعؓ نے کہا "میں اپنے بھائی کو ہجرت کی بیعت کرانے لایا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہجرت کا ثواب تو اہلِ ہجرت لُوٹ چکے، میں ان سے اسلام، ایمان اور جہاد کی بیعت لوں گا"۔[2]

حضرت ابو مسعود انصاریؓ

جنگِ بدر | حضرت ابو مسعودؓ نے جنگِ بدر میں شرکت کی۔[3]

خشیت | ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت ابو مسعودؓ اپنے غلام کو کوڑے مار رہے تھے۔ اتنے میں اُنہوں نے پیچھے سے ایک آواز سُنی "اے ابو مسعودؓ، جان لو کہ اللہ تم پر بہ نسبت اس قدرت کے جو تم اس غلام پر رکھتے ہو زیادہ قدرت رکھتا ہے"۔ انہوں نے مڑکر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہیبت سے کوڑا اُن کے ہاتھ سے گر پڑا۔ اُنہوں نے عرض کیا "میں اب کسی غلام کو نہیں ماروں گا اور اے اللہ کے رسُولؐ، یہ غلام اللہ کیلئے آزاد ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنّم کی آگ تمہیں جلا دیتی"۔[4]

امر بالمعروف | حضرت ابو مسعودؓ، خلفاء کی کوتاہیوں پر بھی تنبیہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ عراق کے گورنر حضرت مغیرہؓ بن شعبہؓ نے نماز میں دیر کردی۔ حضرت ابو مسعودؓ نے جاکر انہیں تنبیہ کی۔[5]

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ

حضرت ابو موسیٰؓ کا نام عبداللہ تھا، ان کے والد کا نام قیس تھا۔[6]

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہجرت کی تو حضرت ابو موسیٰ اشعری یمن میں تھے۔ انہوں نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا۔ وہ قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے۔ کشتی اتفاق سے ساحلِ حبشہ پر جاکر رکی یہ (وہاں اُتر گئے اور) شاہ نجاشی کے پاس چلے گئے۔ وہیں ان کی ملاقات حضرت جعفرؓ سے ہوئی۔ حضرت جعفرؓ نے کہا "ہمیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہاں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے، تم بھی یہیں قیام کرو"۔ حضرت ابو موسیٰؓ رضی اللہ عنہ وہیں ٹھہر گئے۔[7]

حضرت ابو موسیٰؓ اُن لوگوں میں شامل تھے جو بذریعہ کشتی مدینہ منوّرہ آئے تھے۔ یہ لوگ جنگِ خیبر کے بعد مدینہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ و صحیح بخاری کتاب البیوع باب فی الاستقراض۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ فتح مکّۃ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المبایعۃ بعد فتح مکّۃ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المماليک۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ و صحیح مسلم باب اوقات الصلوٰۃ الخمس۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتاب الذکر۔ [7] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ و کتاب المغازی و صحیح مسلم باب فضائلِ جعفرؓ و باب استحباب خفض الصوت بالذکر (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

منورہ پہنچے اور بقیعِ بطحان میں مقیم ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر کے مالِ غنیمت میں سے ان کو بھی حصّہ دیا۔ یہ لوگ باری باری سے عشاء کی نماز میں آیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ مع اپنے ساتھیوں کے آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عشاء کی نماز میں دیر کردی۔ نماز پڑھا کر آپؐ نے فرمایا "اللہ کی نعمت سے خوش ہوجاؤ کہ اِس وقت سوائے تمہارے کسی نے نماز نہیں پڑھی"۔ حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں "یہ سُن کر ہم خوشی خوشی گھر لوٹے"۔[1]

جب حضرت ابو موسیٰؓ کے ہاں پہلا لڑکا تولّد ہوا تو وہ اُس کو لیکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کو کھجور چبائی اور اُس کے لیے برکت کی دُعا کی اور اس کا نام ابراہیم رکھا۔[2]

حضرت ابو موسیٰؓ ایک سفر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے اور لاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ پڑھتے ہوئے چلے جارہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عبداللہ بن قیس!" اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، مَیں حاضر ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں تمہیں ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں، ضرور بتلایئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ"۔[3]

جنگ ذات الرّقاع | حضرت ابو موسیٰؓ جنگ ذات الرّقاع میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک تھے۔ حضرت ابو موسیٰؓ سواریوں کی قلّت کی وجہ سے پیدل چلتے تھے اور باری باری سے اونٹ پر بھی سوار ہوجاتے تھے۔ پیدل چلتے چلتے اُن کے دونوں پیروں میں سُوراخ ہوگئے اور ناخن گر پڑے۔ زخموں کی وجہ سے دوسرے صحابہؓ کرامؓ کی طرح اُنہوں نے بھی اپنے پیروں پر دھجیاں باندھ لی تھیں۔[4]

جنگِ اوطاس | جنگِ حنین کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو عامرؓ کی امارت میں ایک لشکر اوطاس روانہ کیا۔ حضرت ابو موسیٰؓ بھی اس لشکر میں شامل تھے۔ کافروں کو شکست ہوئی لیکن حضرت ابو عامرؓ کو ایک شخص کا تیر لگا اور وہ زخمی ہوگئے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے اس تیر پھینکنے والے کا تعاقب کیا، وہ بھاگا چلا جارہا تھا، کسی طرح ٹھہرتا نہیں تھا، حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "تجھے شرم نہیں آتی، تو ٹھہرتا کیوں نہیں؟" بالآخر وہ ٹھہر گیا۔ دونوں کا مقابلہ ہوا، حضرت ابو موسیٰؓ نے اُسے قتل کردیا اور حضرت ابو عامرؓ کو خوشخبری سُنائی۔ حضرت ابو عامرؓ نے کہا "یہ تیر نکالو"۔ اُنہوں نے تیر نکالا، زخم سے پانی بہنے لگا۔ حضرت ابو عامرؓ نے کہا "اے بھتیجے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے میرا سلام کہنا اور یہ عرض کرنا کہ میرے لئے استغفار فرمائیں"۔ یہ کہہ کر اُنہوں نے حضرت ابو موسیٰؓ کو امیر بنادیا، کچھ دیر بعد ان کی وفات ہوگئی۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت ابو عامرؓ کا پیغام پہنچا دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے لئے دُعا فرمائی۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے لئے بھی دُعا فرمایئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی کہ "اے اللہ، عبداللہ بن قیسؓ کے گناہ بخش دے اور انہیں قیامت کے دن اچھی جگہ داخل کر"۔[5]

جنگِ تبوک | جنگِ تبوک کے موقع پر حضرت ابو موسیٰؓ اپنے اور اپنے دوستوں کیلئے سواری مانگنے کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں انہیں سواری نہیں دے سکتا،

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ وکتابُ الجہاد وکتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر وکتاب فرض الخمس۔ [2] صحیح بخاری کتابُ العقیقۃ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوہ خیبر وصحیح مسلم کتاب الذکر باب استحباب خفض الصوت بالذکر۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذات الرّقاع۔ [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ اوطاس وصحیح مسلم باب فضائل ابی موسیٰؓ۔

میرے پاس سواریاں نہیں ہیں۔" حضرت ابوموسیٰؓ یہ سُن کر غمزدہ حالت میں واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں حضرت بلالؓ نے اُنہیں آواز دی، وہ واپس آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں چھ اُونٹ دئے۔ اس کے کچھ دیر بعد آپؐ نے اُنہیں پانچ اُونٹ اور دیدئے۔ وہ اُونٹ لیکر چلے تو اُنہیں یاد آیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قسم کھائی تھی کہ اُنہیں سواری نہیں دیں گے، اُنہیں خیال ہوا کہ انہوں نے آپؐ کو قسم یاد نہ دلائی لہٰذا (اب) وہ کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔ یہ سوچ کر وہ اپنے دوستوں کے مشورہ سے پھر واپس آئے اور آپؐ کو قسم یاد دلائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں جبؐ قسم کھالیتا ہوں تو بہتر بات کیلئے اُسے توڑ کر کفارہ دیدیتا ہوں"۔ [1]

حضرت ابوموسیٰؓ کا گورنر بنایا جانا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوموسیٰؓ کو یمن کے ایک علاقہ پر گورنر مقرر کیا۔ روانگی سے پہلے آپؐ نے اُن کو بہت سی ہدایتیں دیں۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ ہماری زمین میں جَو اور شہد کی شرابیں ہوتی ہیں (کیا وہ حلال ہیں؟)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہر نشہ کی چیز حرام ہے"۔ [2]

یمن کے دوسرے علاقہ پر حضرت معاذؓ حکمراں تھے، جبؐ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی ولایت کے قریب سے گذرتا تو اُس سے ملاقات کر کے اپنی محبت کو تازہ کرتا۔ ایک مرتبہ حضرت معاذؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس پہنچے، انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں۔ حضرت معاذؓ نے پوچھا "یہ کیا معاملہ ہے؟" حضرت ابوموسیٰؓ نے بتایا کہ یہ شخص مُرتد ہوگیا ہے، حضرت معاذؓ نے کہا "میں اُس وقت تک اپنی سواری سے نہیں اُتروں گا جبؐ تک یہ قتل نہ کردیا جائے"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا "آپ اُتریں تو سہی، وہ تو اسی لئے گرفتار کر کے لایا گیا ہے"۔ لیکن حضرت معاذؓ نہیں اُترے جبؐ تک وہ قتل نہ کردیا گیا۔ [3]

حجۃ الوداع حجۃ الوداع سے کچھ عرصہ پہلے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو یمن بھیجا تھا۔ جبؐ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حج کرنے مکہ معظمہ پہنچے تو حضرت ابوموسیٰؓ بھی یمن سے آگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے پوچھا "تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟" حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا "میں نے اُس چیز کا احرام باندھا ہے جس چیز کا احرام آپؐ نے باندھا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے پاس قربانی کا جانور ہے؟" حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا "نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کعبہ کا طواف کرو، پھر صفا و مروہ کا طواف کر کے احرام کھول دو"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے ایسا ہی کیا۔ پھر انہوں نے اپنے سر میں کنگھی کرائی اور سر دھویا۔ [4]

احکام و سُنن کا احترام ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰؓ، حضرت عمرؓ کے ہاں گئے۔ تین دفعہ سلام کیا، کوئی جواب نہیں ملا تو واپس چلے آئے۔ حضرت عمرؓ نے اُنہیں بلوایا اور پُوچھا "انتظار کرنے سے تمہیں کونسی چیز مانع تھی؟" حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جبؐ تم میں سے کوئی تین دفعہ اجازت لے اور اُس کو اجازت نہ ملے تو اُسے واپس چلا جانا چاہیئے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اس پر گواہ پیش کرو ورنہ میں تمہیں ایسی سزا دونگا جو باعث عبرت ہوگی"۔ حضرت ابوموسیٰؓ گھبرائے ہوئے انصار کی مجالس کی طرف گئے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قدوم الاشعریین وکتاب الایمان وصحیح مسلم کتاب القدر وکتاب الایمان عن ابی موسیٰؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب استتابۃ المرتدین وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامر بالتیسیر وکتاب الاشربۃ باب بیان ان کل مسکر خمر۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث ابی موسیٰؓ ومعاذؓ وکتاب استتابۃ المرتدین وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب النہی عن طلب الامارۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من اہل فی زمن النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کإہلال النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابی موسیٰؓ وصحیح مسلم کتاب الحج باب نسخ التحلل۔

ابو موسیٰؓ کے ساتھ گئے اور جاکر گواہی دی۔ اتنے میں حضرت اُبَیّ بن کعبؓ بھی آگئے، حضرت عمرؓ نے ان سے کہا "یہ ابو موسیٰؓ کیا کہتے ہیں؟" حضرت اُبَیّ بن کعبؓ نے کہا "میں نے بھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِسی طرح سُنا ہے"۔ [1]

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ بیمار ہوئے۔ اثنائے مرض میں ایک دن وہ بے ہوش ہوگئے۔ اُن کا سر اُن کی بیوی اُمِّ عبداللہ کی گود میں تھا۔ اُن کے بے ہوش ہوتے ہی بیوی چیخنے لگیں۔ حضرت ابو موسیٰؓ کو جب افاقہ ہوا تو فرمایا میں بھی اُس چیز سے بیزار ہوں جس سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار تھے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "میں (غم میں) چلّانے والی، (سر) منڈانے والی، (کپڑے) پھاڑنے والی سے بیزار ہوں"۔ [2]

حضرت ابو موسیٰؓ پیشاب (کی چھینٹوں) سے بہت بچتے تھے۔ (اسی مقصد کی خاطر) وہ (اکثر) ایک شیشہ کے برتن میں پیشاب کیا کرتے تھے۔ [3]

ایک مرتبہ مہاجرین اور انصار میں غسل کی فرضیت کے سلسلہ میں اختلاف ہوا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "میں تمہاری شفاء الاسلام کرتا ہوں"۔ یہ کہکر وہ حضرت عائشہؓ کے ہاں گئے اور اُن سے عرض کیا "اے اُمّ المؤمنینؓ میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن پوچھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے"۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "شرم نہ کرو، تم جس طرح اپنی والدہ سے جس نے تمہیں جنا تھا پوچھتے ہو اسی طرح مجھ سے پوچھ سکتے ہو کیونکہ میں بھی تمہاری والدہ ہی ہوں"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "غسل کب فرض ہوتا ہے؟" حضرت عائشہؓ نے فرمایا "جب مرد، عورت کی چاروں شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے اور شرمگاہ شرمگاہ سے چھو جائے تو غسل فرض ہو جاتا ہے"۔ [4]

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ ایک شخص نے نماز میں کہا "نماز فرض کی گئی ہے نیکی اور زکوٰۃ کے ساتھ"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے نماز کے بعد پوچھا "یہ کلمہ کس نے کہا تھا؟" تمام لوگ خاموش رہے۔ انہوں نے پھر پوچھا۔ لوگ پھر خاموش رہے۔ ایک شخص نے کہا "میں نے کہا تھا اور میری نیت سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں تھی"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "تمہیں یہ نہیں معلوم کہ نماز میں کیا پڑھنا چاہیئے"۔ پھر حضرت ابو موسیٰؓ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خطبہ کے ذریعہ نماز کے طریق پر روشنی ڈالی۔ [5]

خوش الحانی | حضرت ابو موسیٰؓ بڑی خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے، ایک رات کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قرأت کو بڑے غور سے سُنتے رہے۔ صبح کو آپؐ نے ان سے فرمایا "تمہیں داؤد (علیہ السلام) کی خوش الحانی میں سے حصّہ ملا ہے"۔ [6]

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ کو بصرہ کے قاریوں کی طرف بھیجا گیا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو تین سو قاری اُن کے پاس آئے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے ان سے فرمایا "تم اہلِ بصرہ میں بہترین لوگ ہو اور اُن کے قاری ہو، تم قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہا کرو، ایسا نہ ہو کہ طویل مدت ہو جانے سے تمہارے دل سخت ہو جائیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں کے دل سخت ہو گئے تھے"۔ [7]

ثواب کی اُمّید۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ کی ایک گفتگو | حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ سے کہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الآداب باب الاستئذان عن ابی موسیٰؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم ضرب الخدود۔ [3] صحیح مسلم کتاب الوضوء باب المسح علی الخفین۔ [4] صحیح مسلم کتاب الحیض باب نسخ الماء من الماء۔ [5] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التشہد فی الصلوٰۃ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن۔ [7] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔

"اے ابو موسیٰؓ کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ ہمارا رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ اسلام لانا، ہمارا آپؐ کے ساتھ ہجرت کرنا اور جہاد کرنا اور وہ تمام اعمال جو ہم نے رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی معیت میں کئے برقرار رہیں اور وہ عمل جو ہم نے رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کئے ان میں ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا:۔ "نہیں، اللہ کی قسم (مجھے یہ پسند نہیں) رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ہم نے جہاد کیا، ہم نے نماز پڑھی، ہم نے روزے رکھے اور (ان کے علاوہ) بہت سے نیک عمل کئے، ہمارے ہاتھ پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا، اور ہمیں تو ان اعمال کے صلہ میں (بہت کچھ) امید ہے" حضرت عمرؓ نے کہا "قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عُمرؓ کی جان ہے، میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ وہ عمل (جو ہم نے رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کئے) برقرار رہیں اور وہ تمام اعمال جو ہم نے آپؐ کے بعد کئے ان میں ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں"۔ [1]

عزتِ نفس | حضرت ابو موسیٰؓ کو عزتِ نفس کا بہت خیال رہتا تھا۔ اپنے متعلق بدگمانی کا موقع نہیں آنے دیتے تھے، ایک مرتبہ وہ اپنے دوستوں کے کہنے سے سواریاں مانگنے کیلئے رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں گئے۔ رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہدیا "میرے پاس سواریاں نہیں ہیں۔ اللہ کی قسم میں انہیں کوئی سواری نہیں دے سکتا"۔ حضرت ابو موسیٰؓ واپس آگئے اور دوستوں سے یہ بات بیان کردی۔ تھوڑی دیر بعد رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں بلاکر چند اُونٹ مرحمت فرمائے۔ اُنہوں نے وہ اُونٹ اپنے دوستوں کو پہنچا دیئے۔ پھر اُنہیں خیال آیا کہ لوگ اُنہیں جھوٹا سمجھیں گے (اس لئے کہ پہلے اُنہوں نے یہ خبر دی تھی کہ رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اُونٹنیاں نہیں ہیں) لہٰذا اُنہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا "اللہ کی قسم میں تمہیں اُس وقت تک نہیں چھوڑونگا جب تک میں تمہیں اُن لوگوں کے پاس نہ لے چلوں جنہوں نے رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو انکار کرتے ہوئے سُنا تھا، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میری بات کو جھوٹ سمجھو"۔ دوستوں نے کہا "تم سچے ہو اور اگر تم تصدیق کرانا بہتر سمجھتے ہو تو ہم ایسا بھی کرلینگے"۔ الغرض حضرت ابو موسیٰؓ اُن لوگوں میں سے ایک آدمی کو لیکر آئے اور اپنی بات کی تصدیق کرائی۔ [2]

حضرت ابو موسیٰؓ ایک دن اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان ساتھیوں نے رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے درخواست کی کہ انہیں کسی جگہ کا عامل بنا دیا جائے۔ حضرت ابو موسیٰؓ (کو خیال ہوا کہ رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یہ سمجھیں گے کہ میں ان کو اسی مقصد کیلئے لیکر آیا ہوں تو صفائی پیش کرتے ہوئے اُنہوں) نے عرض کیا "اللہ کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اِنہوں نے مجھے نہیں بتایا تھا کہ اِن کے دل میں کیا ہے اور نہ مجھے یہ معلوم تھا کہ یہ عامل بننا چاہتے ہیں"۔ رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہم اُس کو عامل نہیں بناتے جو عامل بننے کی درخواست کرے، ہاں اے ابو موسیٰؓ تم یمن جاؤ"۔ [3]

اعترافِ حق و کسرِ نفسی | ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ سے پوچھا گیا کہ ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک بہن میں کس طرح ورثہ تقسیم کیا جائے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "بیٹی کو نصف ملیگا اور بہن کو نصف ملیگا"۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا "تم ابن مسعودؓ کے پاس جاؤ وہ میری تائید کریں گے"۔ لوگوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے سوال کیا اور اُن سے حضرت ابو موسیٰؓ کا قول بھی بیان کردیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "اگر میں اُن کی تائید کروں تو میں گمراہ ہوجاؤنگا

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک وصحیح مسلم کتاب النذر [3] صحیح بخاری کتاب استتابۃ المرتدین باب اثم من اشرک باللہ

اور ہدایت والوں میں سے نہ رہوں گا۔ میں تو وہی فیصلہ کروں گا جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے بیٹی کو نصف ملیگا۔ پوتی کو چھٹا حصہ، یہ پورا دو تہائی ہوگیا۔ اب جو بچا وہ بہن کیلئے ہے۔" وہ لوگ کہتے ہیں ہم پھر حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس گئے اور اُن سے حضرت ابن مسعودؓ کا قول وفیصلہ بیان کر دیا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا "جب تک یہ عالم تم لوگوں میں موجود ہیں مجھ سے نہ پوچھو" (یعنی ابن مسعودؓ حدیث کے بہت بڑے عالم ہیں، اُن سے پوچھا کرو تاکہ تمہیں حدیث کے مطابق فتویٰ مل جائے) [1]

بشارتِ نبوی | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی آیا، آپؐ نے اُس سے فرمایا "بشارت قبول کرو۔" اُس نے کہا "بشارت تو آپؐ بہت دے چکے (کچھ مال دلوائیے)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت بلالؓ سے فرمایا "اس شخص نے بشارت کو قبول نہیں کیا، تم بشارت قبول کرو۔" ان دونوں نے کہا "ہم نے قبول کی۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک پیالہ منگایا، آپؐ نے اُس میں دونوں ہاتھ دھوئے کلی کی اور چہرہ دھویا، پھر آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا "اسے اپنے چہروں اور ہنسلیوں پر مل لو اور خوش خبری حاصل کرو۔" ان دونوں نے حکم کی تعمیل کی۔ [2]

فضیلت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰؓ کے قبیلہ کے متعلق فرمایا تھا "وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔" [3]

حضرت ابو نائلہؓ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے لئے روانہ کیا تو ابو نائلہؓ بھی اُن کے ساتھ گئے تھے۔ حضرت ابو نائلہؓ کعب کے رضاعی بھائی تھے۔ [4]

حضرت ابو واقد لیثیؓ

حفظِ سنّت | ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں کونسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ابو واقدؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عید کی نماز میں) سورۂ ق اور سورۂ قمر تلاوت کرتے تھے۔ [5]

حضرت ابو ہریرہؓ

حضرت ابو ہریرہؓ اسلام قبول کرنے کے ارادہ سے اپنے وطن سے روانہ ہوئے۔ ان کا غلام بھی ساتھ تھا۔ راستہ میں وہ اُن سے علیحدہ ہوگیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ برابر چلتے رہے۔ راستہ میں وہ یہ شعر پڑھتے جا رہے تھے:۔

يَا لَيْلَةً مِنْ طُوْلِهَا وَعَنَائِهَا	اس رات کی درازی اور تکلیف کی شکایت (تو ضرور کرتا ہوں)
عَلَىٰ اِنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتْ	لیکن (وہ رات بڑی مبارک تھی کہ) اُس نے مجھے کفر کے شہر سے نجات دی

حضرت ابو ہریرہؓ جب مدینہ منورہ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ خیبر میں مصروف تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ خیبر پہنچے اور بیعت کی۔ اتنے میں اُن کا غلام آگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابو ہریرہؓ تمہارا غلام آگیا۔"

---

[1] صحیح بخاری کتاب الفرائض باب میراث ابنۃ ابنٍ مع ابنۃٍ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف و صحیح مسلم باب فضائلِ ابی موسیٰؓ۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل الاشعریین۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل کعب بن اشرف۔ [5] صحیح مسلم کتاب العیدین۔

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "مَیں آپؐ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اللہ کے لئے آزاد کر دیا"[1] جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مال غنیمت تقسیم کیا تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "مجھے بھی حصّہ دیجئے"۔ لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صرف اُن لوگوں کو حصّہ دیا جو جنگ میں شریک تھے یا جو حبشہ سے آئے تھے[2] (حضرت ابوہریرہؓ کو کچھ نہیں دیا)

طالب علمی کا زمانہ | مدینہ منوّرہ پہنچ کر حضرت ابوہریرہؓ تحصیل علم میں مشغول ہو گئے۔ طالب علمی کا زمانہ بہت عسرت میں گذرا۔ نہ کھانا میسّر تھا، نہ پہننے کو اچھا کپڑا ملتا تھا، نہ کوئی غلام تھا نہ لونڈی کہ ان کی خدمت کرے۔ پیٹ سے پتّھر باندھے رہتے۔ لوگوں سے آیت کا مطلب پوچھتے تاکہ وہ انہیں اپنے گھر لیجا کر کچھ کھلائیں۔ اکثر حضرت جعفرؓ انہیں اپنے گھر لیجاتے، اگر کچھ نہ ہوتا تو خالی کُپّی ہی دیدیا کرتے۔ حضرت ابوہریرہؓ اُسی کو چاٹ لیا کرتے تھے۔[3]

ایک دن اُنہیں سخت بھوک لگی، وہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے۔ اُنہیں ایک آیت سُنائی، حضرت عمرؓ نے اُنکے آنے کیلئے دروازہ کھولا (حضرت عمرؓ دروازہ کھول کر اندر چلے گئے) حضرت ابوہریرہؓ بھوک کی وجہ سے گر پڑے۔ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سر ہانے کھڑے ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انہیں اپنے ساتھ لے گئے اور اُنہیں خوب دودھ پلایا، یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے۔ پھر جب اُن کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی تو اُنہیں یہ واقعہ سُنایا۔[4]

فراخی کا زمانہ | بعد میں جب فراخی کا زمانہ آیا تو ایک مرتبہ کتّان کے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے، اسی اثنار میں انہوں نے ناک سنکی پھر کہنے لگے واہ واہ ابوہریرہؓ کتّان کے کپڑوں میں ناک صاف کرتا ہے، ایک وہ وقت تھا کہ میں منبر اور حجرہ کے درمیان بے خود پڑا ہوتا تھا، لوگ میری گردن پر پیر رکھدیتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا میں دیوانہ ہوں حالانکہ مجھے دیوانگی نہیں تھی۔ بھوک کی وجہ سے یہ کیفیّت ہوتی تھی۔[5]

حضرت ابوہریرہؓ کھیتی کرتے تھے۔[6]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت | حضرت ابوہریرہؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قضائے حاجت کے لئے باہر گئے، حضرت ابوہریرہؓ بھی ساتھ ہو گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "استنجے کے لئے پتّھر لے آؤ"۔ حکم کی تعمیل میں وہ اپنے کپڑے کے ایک کنارہ میں پتّھر لے آئے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس رکھدیئے۔[7]

ایک دفعہ راستہ میں حضرت ابوہریرہؓ کی ملاقات رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہوئی۔ کچھ دیر بعد وہ چپکے سے چلے گئے اور غسل کر کے پھر آگئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "اے ابوہریرہؓ، تم کہاں (گئے) تھے؟" حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "میں ناپاک تھا، میں نے اسے بُرا سمجھا کہ میں آپؐ کے ساتھ ناپاکی کی حالت میں رہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سُبحان اللہ، بے شک مؤمن ناپاک نہیں ہوتا۔" (یعنی حقیقتاً ناپاک نہیں ہوتا بلکہ حکماً ناپاک ہوتا ہے)[8]

حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ کا قبولِ اسلام | حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ مشرکہ تھیں، وہ انہیں اسلام کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الرہن فی الحضر باب العتق وفضلہ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس وکتاب الجہاد وکتاب المغازی۔ [3] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الحلوی والعسل [4] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب قول اللہ تعالیٰ کلوا من طیبات من ابی ہریرہؓ [5] صحیح بخاری کتاب الاعتصام [6] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الامر بقتل الکلاب [7] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الاستنجاء بالحجارۃ [8] صحیح بخاری کتاب الغسل۔

دعوت دیا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے حسبِ معمول اسلام کی دعوت دی۔ والدہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہُ علیہ وسلّم کے متعلق ایک ایسی بات کہی جو حضرت ابوہریرہؓ کو بہت ہی بُری معلوم ہوئی۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس روتے ہوئے گئے اور آپؐ سے اپنی والدہ کی ہدایت کے لئے دُعا کی درخواست کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہُ علیہ وسلّم نے فرمایا "الٰہی ابوہریرہؓ کی والدہ کو ہدایت دے"۔ حضرت ابوہریرہؓ دُعا سُنکر خوش خوش گھر آئے۔ گھر کے دروازہ پر پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور پانی گرنے کی آواز آرہی ہے۔ اُن کی والدہ غسل کر رہی تھیں۔ غسل کے بعد انہوں نے دروازہ کھولا اور کہا "اشہدان لآ الٰہ الّا اللہ واشہدان محمّداً عبدہٗ ورسولہٗ"۔ حضرت ابوہریرہؓ خوشی میں روتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، خوش ہوجائیے، اللہ نے آپؐ کی دُعا قبول فرمالی"۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے اور میری والدہ کو مسلمین کا محبوب بنادے اور ہمیں ایمانداروں کی محبّت عطا کرے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا فرمائی۔ اس دُعا کے بعد مسلمین ان دونوں سے محبّت کرنے لگے۔[1]

اتّباعِ سُنّت حضرت ابوہریرہؓ سختی سے سنّت کا اتّباع کرتے۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے عشاء کی نماز میں "اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ" پڑھی (جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو) سجدہ کیا، حضرت ابورافعؓ نے پوچھا "یہ آپ نے کیا کیا؟" حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا "میں نے ابوالقاسم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے سجدہ کیا ہے لہٰذا میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں آپؐ سے جا ملوں"۔[2]

حضرت ابوہریرہؓ مہینہ میں تین روزے پابندی سے رکھتے، اشراق کی نماز پڑھتے اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میرے خلیل (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے مجھے یہی وصیت کی ہے۔[3]

ایک مرتبہ حضرت مروانؒ مکّہ گئے اور حضرت ابوہریرہؓ کو مدینہ میں امیر کر گئے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے جمعہ کی نماز پڑھائی تو اس میں سُورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون تلاوت کی۔ ایک شخص نے کہا "حضرت علیؓ بھی کوفہ میں یہی سُورتیں پڑھتے تھے"۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہی سُورتیں پڑھا کرتے تھے"۔[4]

قانونِ الٰہی کی عظمت اور حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابوہریرہؓ نے کچھ لوگوں سے بیان کیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے منع نہ کرے"۔ حضرت ابوہریرہؓ نے دیکھا کہ لوگ اس حکم سے رُوگردانی کر رہے ہیں، کہنے لگے "کیا بات ہے کہ میں تم کو اس حکم سے رُوگردانی کرنے والا پاتا ہوں، اللہ کی قسم (اگر تم رُوگردانی کروگے تو) میں اُس کو تمہارے دونوں کندھوں کے درمیان ٹھونک دوں گا"۔[5]

ایک مرتبہ اُنہوں نے کہا کہ جو شخص ناپاکی کی حالت میں صبح کرے وہ روزہ نہ رکھے، پھر جب اُنہیں خبر دی گئی کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو روزہ رکھ لیا کرتے تھے تو اُنہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا۔[6]

امیر کو نصیحت ایک دن حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت مروانؒ کے گھر میں ایک تصویر دیکھی تو فوراً اُن سے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو میری مخلوق کی طرح چیز پیدا بنائے۔

---

[1] صحیح مسلم باب فضائل ابی ہریرۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب القرأۃ فی العشاء بالسجدۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب النوافل باب صلاۃ الضحیٰ فی الحضر۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المظالم عن ابی ہریرۃؓ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الصوم وصحیح بخاری کتاب الصوم۔

وہ ایک چیونٹی تو بنا کر دکھائے یا ایک دانہ یا ایک جَو ہی پیدا کر کے بتائے"۔[1]

ایک مرتبہ بحرین کے ایک گورنر کو دیکھا جو اپنا تہ بند لٹکائے ہوئے زمین پر پیر مارتا ہوا چلا جا رہا تھا اور یہ کہتا جا رہا تھا امیر آیا۔ امیر آیا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو اِتراتا ہوا اپنے تہ بند کو لٹکائے"۔[2]

حُبِّ رسولؐ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں چلے گئے۔ صحابۂ کرامؓ گھبرائے کہ کہیں دشمن آپؐ کو نقصان نہ پہنچائیں۔ صحابہؓ آپؐ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت ابوہریرہؓ روانہ ہوئے۔ وہ ایک انصاری کے باغ کے قریب پہنچے۔ انہوں نے باغ کا چکر لگایا لیکن کہیں دروازہ نہیں ملا، لہٰذا وہ ایک موری میں سے سکڑ کر اندر داخل ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا "اے ابوہریرہؓ!" عرض کیا "جی"۔ آپؐ نے پوچھا "کیا ماجرا ہے؟" اُنہوں نے واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں جوتیاں دیکر فرمایا "اے ابوہریرہؓ یہ جوتیاں لیکر جاؤ اور جو شخص باغ کے باہر تمہیں ملے اور وہ یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ (حاکم و معبود) نہیں اور اس کا دل اس پر یقین کا مِل رکھتا ہو تو اُسے جنّت کی بشارت دیدو"۔ وہ روانہ ہوئے، راستہ میں حضرت عمرؓ ملے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کی بات پر شک کیا اور اُن کے سینہ پر ہاتھ مارا (وہ افلاس کی وجہ سے کمزور تو تھے ہی) کولہوں کے بَل گر پڑے۔ حضرت عمرؓ نے کہا واپس چلو۔ حضرت ابوہریرہؓ واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے پوچھا "تم نے ایسا کیوں کیا؟" انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہو جائیں، آپؐ نے ان کو بھیجا تھا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں"۔ اُنہوں نے عرض کیا "لوگ (غلط فہمی سے) اسی پر بھروسہ کر لینگے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے فرمایا "اس کا عام اعلان نہ کرو"۔[3]

اجر و ثواب کی حرص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "صالح غلام کیلئے دوہرا اجر ہے"۔ اس حدیث کو روایت کر کے ایک دن حضرت ابوہریرہؓ کہنے لگے "اگر جہاد، حج اور اپنی ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا نہ ہوتا تو میں غلام ہو کر مرنا پسند کرتا (تاکہ مجھے دوہرا اجر ملتا)"۔[4]

شوقِ ضیافت حضرت ابوہریرہؓ کو ضیافت کرنے کا بہت شوق تھا۔ ایک دفعہ کئی جماعتیں رمضان کے مہینہ میں حضرت امیر معاویہؓ کے پاس گئیں، یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کی ضیافت کیا کرتے تھے، لیکن حضرت ابوہریرہؓ سب سے زیادہ لوگوں کی دعوت کیا کرتے تھے (دوسروں کو کم موقع دیتے تھے) ایک دن حضرت عبداللہ بن رباحؒ نے کھانا تیار کرایا اور حضرت ابوہریرہؓ سے کہا "آج رات کو میرے یہاں دعوت ہے"۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا "تم نے مجھ پر سبقت کر لی"۔ انہوں نے کہا "جی ہاں"۔[5]

زہد و ورع ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ ایک جماعت کے پاس سے گذرے جن کے پاس بھُنی ہوئی بکری تھی، انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کو کھانے کیلئے بُلایا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف لے گئے لیکن آپؐ نے جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔[6]

---

[1] صحیح مسلم کتاب اللباس [2] صحیح مسلم کتاب اللباس [3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللہ بالایمان [4] صحیح بخاری کتاب الزہن باب فی العتق وفضلہ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکۃ [6] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ۔

احترامِ حدیث ایک دن کچھ لوگ اُن کے پاس آئے اور کہا "یہ اللہ ہے (جس نے سب کو پیدا کیا لیکن) اللہ کو کس نے پیدا کیا؟" حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے ہاتھ میں کچھ کنکریاں لیں اور اُن کو مارا پھر فرمایا "اُٹھو، اُٹھو، میرے خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا تھا (کہ عنقریب لوگ اس قسم کے سوال کریں گے)"[1]

حفظِ احادیث احادیث کے حفظ کرنے کا بہت شوق تھا۔ بقول اُن کے سوائے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے کوئی صحابی اُن سے زیادہ حدیث کا علم نہیں رکھتا تھا۔ ایک دن انہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "میں حدیثیں بھول جاتا ہوں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنی چادر پھیلاؤ"۔ اُنہوں نے چادر پھیلائی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ ملا کر فرمایا "اس چادر کو لپیٹ لو"۔ اُنہوں نے چادر کو لپیٹ لیا۔ پھر وہ ان احادیث میں سے کچھ نہ بھولے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت کثرت سے حدیثیں بیان کرتے تھے۔ لوگوں نے اعتراضاً کہا کہ ابو ہریرہؓ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں، تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا "لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں، اگر کتاب اللہ میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک بھی حدیث بیان نہ کرتا"۔ پھر اُنہوں نے وہ دونوں آیتیں تلاوت کیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی نازل کردہ ہدایات کو چھپاتے ہیں اُن پہ اللہ کی لعنت ہے (آل عمران) پھر فرمایا "ہمارے بھائی مہاجرین بازاروں میں اپنے کاروبار میں رہا کرتے تھے اور ہمارے بھائی انصار اپنے کھیتوں وغیرہ میں مصروف رہا کرتے تھے اور ابو ہریرہؓ کو پیٹ بھر کر کھانا مل جاتا (تو یہ اس کے لئے کافی تھا) وہ اُس وقت بھی خدمتِ اقدس میں حاضر رہتا تھا جب دوسرے غیر حاضر ہوتے تھے اور وہ باتیں یاد کر لیتا تھا جو دوسرے یاد نہیں کر سکتے تھے"۔ ایک دفعہ اُنہوں نے کہا "میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برتن علم حاصل کیا۔ ایک کو تو میں نے خوب پھیلایا اگر دوسرے کو بھی اسی طرح پھیلاتا تو میری گردن کاٹ دی جاتی" (یعنی اگر فتنہ پرور لوگوں کا حال بیان کرتا تو وہ موقع پا کر مجھے قتل کر دیتے جیسے بعض خلفاء اور صحابہؓ کو اُنہوں نے قتل کیا)[2]

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایک دن حضرت ابو ہریرہؓ نے یہی بات کہی تھی "لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ بڑی کثرت سے حدیثیں بیان کرتے ہیں"۔ پھر وہ ایک شخص سے ملے اور اُس سے پوچھا کہ بتاؤ رات کو عشاء کی نماز میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون کون سی سُورتیں پڑھی تھیں؟ اُس نے کہا "مجھے نہیں معلوم"۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا "کیا تم نمازِ عشاء میں شریک نہیں تھے؟" اُس نے کہا "کیوں نہیں" حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا "لیکن مجھے معلوم ہے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں سُورتیں پڑھی تھیں"[3] (یعنی میں غور سے ہر حدیث سُن کر یاد رکھتا ہوں اس لئے کثرت سے حدیثیں بیان کرتا ہوں)

قیام اللیل حضرت ابو ہریرہؓ، ان کی بیوی اور ان کا خادم تہائی رات باری باری سے نماز پڑھا کرتے تھے جب ایک نماز پڑھ چکتا تو دوسرے کو جگا دیتا (گویا ہر وقت کوئی نہ کوئی عبادت میں مشغول ہوتا)۔[4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الوسوسۃ فی الایمان۔
[2] صحیح بخاری کتاب العلم وکتاب البیوع باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ "فاذا قضیت الصلوٰۃ" وصحیح مسلم باب فضائل ابی ہریرہؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب العمل فی الصلوٰۃ باب تفکر الرجل الشیٔ فی الصلوٰۃ
[4] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب اکل القثاء بالرطب۔

حضرت آبی اللحم رضؓ

ایک مرتبہ حضرت آبی اللحم رضؓ نے اپنے غلام کو کچھ گوشت سکھانے کا حکم دیا۔ اُنہوں نے اس میں سے کچھ گوشت ایک مسکین کو کھلا دیا۔ حضرت آبی اللحم رضؓ کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے غلام کو مارا۔ غلام نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت آبی اللحم رضؓ کو بُلایا اور پُوچھا کہ "تم نے اس کو کیوں مارا؟" اُنہوں نے عرض کیا "اس نے بغیر میرے حکم کے میرا کھانا دیدیا۔" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اجر تم دونوں کے درمیان (تقسیم) ہوگا۔"[1]

حضرت اُبیّ ابن کعب رضؓ

حضرت اُبیّ ابن کعب رضؓ کی کُنیت ابو منذر تھی۔[2]

جنگِ خندق حضرت اُبیّ ابن کعب رضؓ جنگِ خندق میں شریک تھے، اُن کے ہاتھ کی رگ میں تیر لگا اور وہ زخمی ہو گئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے پاس ایک طبیب کو بھیجا۔ طبیب نے ان کی فصد کھولی اور پھر داغ دیا۔[3]

اختلافِ قرأت اور حضرت اُبیّ کی تحقیق ایک مرتبہ انہوں نے دو آدمیوں کو قرأت کرتے سُنا۔ اُنہیں اُن کا اندازِ قرأت ناگوار محسُوس ہوا۔ حضرت اُبیّ ان دونوں کے ساتھ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت اُبیّ رضؓ نے کہا "یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اس شخص نے قرأت کی، میں نے اسے بُرا سمجھا، پھر اس شخص نے پہلے سے اور طریقہ سے قرأت کی (میں نے اس کو بھی بُرا سمجھا)" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کو حکم دیا کہ وہ قرأت کریں۔ دونوں نے قرأت کی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان دونوں کی قرأت کی تحسین فرمائی۔ حضرت اُبیّ رضؓ کے دل میں کچھ تکذیب کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ان کی اِس کیفیت کو سمجھ گئے۔ آپؐ نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا، اُنہیں پسینہ آگیا اور خوف کی وجہ سے انہیں ایسا محسُوس ہونے لگا گویا وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں۔ پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اُبیّ مجھے یہ حکم ملا تھا کہ قرآن کو ایک لہجہ میں پڑھوں۔ میں برابر دُعا کرتا رہا یہاں تک کہ سات لہجوں میں پڑھنے کی اجازت مل گئی۔"[4]

دیانت داری ایک مرتبہ حضرت اُبیّ رضؓ کو ایک تھیلی پڑی ہوئی ملی جس میں سو دینار تھے۔ حضرت اُبیّ رضؓ اُس کو لیکر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک سال تک اس کا اعلان کرو"۔ حضرت اُبیّ رضؓ نے اس کا اعلان کیا لیکن اس کا مالک نہ ملا۔ وہ پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا "ایک سال تک اور اعلان کرو"۔ انہوں نے پھر اعلان کیا لیکن اس کا مالک نہیں ملا۔ وہ پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی فرمایا۔ ایک سال کے بعد وہ پھر آئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کے ظرف، تعداد اور بندھن کو یاد رکھو، اگر اس کا مالک آجائے (تو اسے دیدو) ورنہ خود استعمال کرلو"۔ الغرض (جب اس کا کوئی مالک نہیں آیا تو) وہ دینار انہوں نے خود استعمال کرلئے۔[5]

حضرت اُبیّ کا علم ایک مرتبہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "کیا تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ میں سب سے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب السلام باب لکل داء دواء۔ [3] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ان القرآن علی سبعۃ احرف عن ابی رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب اللقطۃ عن اُبیّ رضؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل سورۃ الکہف۔

زیادہ عظمت والی آیت کونسی ہے ؟" حضرت اُبیؓ نے کہا "اللہ اور اُس کے رسولؐ کو زیادہ علم ہے"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے پھر اُن سے وہی سوال کیا، حضرت اُبیؓ نے جواب دیا کہ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے سینہ پر (ہاتھ) مارا اور فرمایا "اے ابو منذر تمہیں علم مبارک ہو"۔ [1]

فضائل | حضرت اُبیؓ نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی میں پُورا قرآن جمع کر لیا تھا۔ [2]

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قرآن چار آدمیوں سے پڑھو"۔ ان چار آدمیوں میں آپؐ نے حضرت اُبیؓ کا نام بھی لیا۔ [3]

ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُبیؓ سے فرمایا "بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں سُورۂ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تمہیں سناؤں"۔ حضرت اُبیؓ نے پوچھا "کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے ؟" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ یہ سُن کر حضرت اُبیؓ (فرطِ مسرّت سے) رونے لگے۔ [4]

حضرت اُبیؓ حضرت عمرؓ کی نظر میں | حضرت عمرؓ فرماتے تھے "ہم میں سب سے بڑے قاری اُبیؓ ہیں"۔ [5]

حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت اُبیؓ کو تراویح پڑھانے کیلئے مقرر کیا تھا۔ [6]

حضرت اَخرَم اَسَدیؓ

حضرت اَخرَمؓ قبیلۂ اسد کے ایک فرد تھے۔ اِن کو شہادت کا بہت شوق تھا۔ ایک دن چند لٹیروں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اونٹنیاں لوٹ لیں۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے تنہا پیدل ان کا تعاقب کیا اور انہیں پریشان کر دیا۔ مجبوراً بھاگتے بھاگتے وہ بہت سا سامان اور اونٹنیاں چھوڑ گئے۔ حضرت سلمہؓ برابر ان کا پیچھا کرتے رہے۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مع صحابہؓ کے وہاں پہنچ گئے۔ حضرت اَخرَمؓ سب سے آگے تھے۔ حضرت سلمہؓ نے کہا "اے اخرمؓ تم ان لوگوں سے ذرا احتیاط سے رہنا، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں مار ڈالیں"۔ حضرت اخرمؓ نے کہا "اے سلمہؓ اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اور دوزخ، جنت پر یقین رکھتے ہو تو میری شہادت کے درمیان حائل نہ ہو"۔ حضرت سلمہؓ نے اُنہیں چھوڑ دیا۔ ان کا مقابلہ عبدالرحمٰن فزاری سے ہوا۔ حضرت اخرمؓ نے اُس کے گھوڑے کو زخمی کر دیا، اُس نے حضرت اخرمؓ کو برچھی مار کر شہید کر دیا۔ اتنے میں حضرت ابو قتادہؓ وہاں پہنچ گئے انہوں نے عبدالرحمٰن کو قتل کر دیا۔ [7]

حضرت اُسامہؓ

حضرت اُسامہؓ حضرت زید بن حارثہؓ کے لڑکے تھے۔

فتح مکّہ | فتح مکّہ کے موقع پر حضرت اُسامہؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ جب رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فاتحانہ مکّہ معظّمہ میں داخل ہوئے تو حضرت اُسامہؓ اُونٹنی پر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ [8] جب

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل سُورۃ الکہف وآیۃ الکرسی۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب زید بن ثابتؓ عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب سالمؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب اُبیؓ عن انسؓ وصحیح مسلم باب استحباب قراۃ القرآن علی اہل الفضل و باب فضائل اُبیؓ [5] صحیح بخاری کتاب التفسیر (تفسیر سورۃ البقرۃ) عن ابن عباسؓ [6] صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ التراویح عن ابی ہریرہؓ [7] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو حضرت اسامہؓ بھی ساتھ گئے۔[۱]

سریۂ اسامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ جہینہ کی شاخ حرقات سے جنگ کرنے کیلئے ایک لشکر روانہ کیا اور اس پر حضرت اسامہؓ کو سپہ سالار بنایا۔ جنگ ہوئی، ایک کافر نے بہت سے مسلمین کو موقع پاکر شہید کر دیا۔ حضرت اسامہؓ اور ایک انصاری نے اس پر حملہ کیا۔ جب وہ گھر گیا تو اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ حضرت اسامہؓ نے پھر بھی اسے قتل کر دیا۔ مسلمین کی فتح ہوئی۔ حضرت اسامہؓ نے خوش خبری سنانے کیلئے ایک آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے لڑائی کے حالات پوچھے، جب حضرت اسامہؓ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کو بلایا اور پوچھا "اے اسامہؓ تم نے اسے کیوں قتل کیا؟" انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ اس نے کئی مسلمین کو شہید کیا، جب میں نے تلوار اٹھائی تو اس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا (میں نے پھر بھی اسے قتل کر دیا)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم نے اسے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کیا؟" انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ اس نے تو ہتھیار کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھا"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ فرماتے رہے "قیامت کے دن جب وہ کلمہ (لے کر) آئے گا تو تم اس کلمہ کا کیا جواب دوگے" حضرت اسامہؓ نے تمنا کی کہ کاش وہ اس دن سے پہلے مسلم نہ ہوئے ہوتے۔[۲]

حجۃ الوداع حجۃ الوداع میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے مزدلفہ روانہ ہوئے تو حضرت اسامہؓ سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں پہنچے تو آپؐ نے اتر کر پیشاب کیا اور پھر خفیف سا وضو کیا، حضرت اسامہؓ پانی ڈالتے رہے۔ حضرت اسامہؓ نے کہا "نماز (مغرب) پڑھ لیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نماز آگے (یعنی مزدلفہ میں) پڑھینگے"۔[۳] جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طوافِ کعبہ کے بعد سبیل پر تشریف لائے اس وقت بھی حضرت اسامہؓ آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔[۴]

جیش اسامہؓ وفات سے چند دن پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (رومیوں پر حملہ کرنے کی غرض سے) ایک اور لشکر ترتیب دیا اور اس پر حضرت اسامہؓ کو امیر بنایا۔ بعض لوگوں نے حضرت اسامہؓ کی سپہ سالاری پر اعتراض کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتراض کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ آپؐ نے فرمایا "یہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے میں تمہیں اس کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت کرتا ہوں، یہ تمہارے صالح لوگوں میں سے ہے"۔[۵]

حضرت اسامہؓ کی فراست جب حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ سے مشورہ لیا۔ حضرت اسامہؓ نے کہا "وہ آپؐ کی بیوی ہیں (بھلا ان سے یہ کام کیسے ہو سکتا ہے) آپؐ بدستور ان کو اپنے ہی پاس رکھئے۔ ہم بجز بھلائی کے ان کے متعلق کچھ نہیں جانتے"۔[۶]

فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہؓ اور حضرت حسنؓ کو گود میں لے کر فرماتے "اے اللہ! ان دونوں سے محبت کر کیونکہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں"۔[۷] حضرت اسامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کہلاتے

(حاشیہ بقیہ گذشتہ صفحہ) ۵ صحیح بخاری کتاب المناسک کتاب الجہاد باب الردف علی الحمار وکتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب الحج۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱ صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ وغیرہ وصحیح مسلم کتاب الحج وغیرہ۔ ۲ صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الٰہ الا اللہ۔ ۳ صحیح بخاری کتاب الوضوء باب اسباغ الوضوء وباب الرجل یوضئ صاحبہ وصحیح مسلم باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۴ صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وباب وجوب البیت بمنی۔ ۵ صحیح بخاری مناقب بن حارثہؓ وصحیح مسلم فضائل زید بن حارثہؓ عن ابن عمرؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) ۶ صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک وصحیح مسلم کتاب التوبۃ

تھے۔ ایک مخزومی عورت نے جب چوری کی تو لوگوں نے سفارش کے لئے حضرت اُسامہؓ کا انتخاب کیا۔ انہوں نے سوچا کہ سوائے اُسامہؓ کے یہ جرأت اور کون کر سکتا ہے۔ اُن لوگوں کے کہنے سے حضرت اسامہؓ نے سفارش کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرہ متغیّر ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا "اے اُسامہؓ تم اللہ کی حدوں میں سے ایک حدّ میں سفارش کرتے ہو"۔ حضرت اسامہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے"۔ [1]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسامہؓ کے باپ کے بعد اسامہؓ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں"۔ [2]

حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ

حضرت اُسید بن حضیرؓ، حضرت سعد بن معاذؓ کے چچا زاد بھائی تھے۔ یہ (اُن) نقیبوں میں سے ایک تھے (جن کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہجرت سے پہلے مدینہ منوّرہ میں نقیب بنایا تھا) [3]

جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے ہار گم ہو جانے کی وجہ سے صحابہؓ کو ایک ایسے مقام پر رُکنا پڑا جہاں پانی نہیں تھا تو اُس وقت تیمّم کی آیت نازل ہوئی۔ حضرت اُسیدؓ نے حضرت عائشہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا "اے آلِ ابوبکرؓ، یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے (اس سے پہلے بھی تمہاری وجہ سے برکتوں کا نزول ہو چکا ہے)" [4]

جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ پر تہمت لگائی گئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خطبہ دیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے کہا "اگر تہمت لگانے والا قبیلۂ اوس کا آدمی ہے تو میں اُس کی گردن اُتار دوں گا اور اگر قبیلۂ خزرج کا آدمی ہے تو جیسا آپؐ حکم دیں گے ہم تعمیل کریں گے"۔ حضرت سعد بن عبادہؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے تم جھوٹے ہو، تم خزرجی کو قتل نہیں کر سکتے"۔ یہ سُن کر حضرت اُسید بن حضیرؓ کھڑے ہوئے اور کہا "تم جھوٹے ہو، اللہ کی قسم ہم اسے مار ڈالیں گے تم منافق ہو کہ منافقوں کی حمایت کرتے ہو"۔ اس بات پر دونوں قبیلے بھڑک اُٹھے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کو خاموش کر دیا۔ [5] ایک تاریک رات میں یہ مسجد نبوی سے روانہ ہوئے تو ایک روشنی ان کے آگے چلنی رہی۔ [6]

فضیلت ایک رات کو حضرت اُسیدؓ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، اُن کا لڑکا یحییٰ اُن ہی کے پاس لیٹا ہوا تھا اتنے میں اُن کا گھوڑا کودنے لگا (وہ رُک گئے) تھوڑی دیر بعد پھر پڑھنا شروع کر دیا، گھوڑا پھر کودنے لگا، (وہ پھر رُک گئے) تھوڑی دیر بعد انہوں نے پھر پڑھنا شروع کیا، گھوڑا پھر کودنے لگا۔ حضرت اُسیدؓ گھوڑے کے پاس گئے دیکھا کہ ایک بادل اُن کے سر پر ہے جس میں چراغ جل رہے ہیں۔ پھر وہ اُوپر چلا گیا اور غائب ہو گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ فرشتے تھے جو قرآن سُننے آئے تھے"۔ [7]

حضرت اسمٰاءؓ بنت ابی بکرؓ

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہجرت کی تو حضرت اسماءؓ نے اپنے ازار بند کے دو ٹکڑے کئے، ایک سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مشکیزے اور تھیلے کا مُنہ باندھا اور دوسرے ٹکڑے سے اپنے ازار کو باندھ لیا۔ اسی وجہ سے

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب اسامہؓ و کتاب المغازی باب فتح مکّہ و کتاب الحدود و صحیح مسلم کتاب الحدود۔ [2] صحیح بخاری باب مناقب زید بن حارثہؓ و صحیح مسلم باب فضائل زید بن حارثہؓ عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و صحیح مسلم کتاب التوبۃ و کتاب الحیض باب التیمّم (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)
[4] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب ابی بکرؓ و صحیح مسلم کتاب الحیض باب التیمّم۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و صحیح مسلم کتاب التوبۃ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ

ان کا لقب ذات النِّطَاقَین (دو کمر بند والی) ہو گیا۔[1]

ان کا نکاح حضرت زبیرؓ سے ہوا تھا۔ اس زمانہ میں حضرت زبیرؓ کے پاس کچھ نہیں تھا سوائے ایک پانی کھینچنے والے اُونٹ کے اور ایک گھوڑے کے۔ حضرت اسماءؓ گھوڑے کو چَراتی تھیں، پانی پلاتی تھیں، اس کا ڈول سیتی تھیں، آٹا پیستی تھیں لیکن اُنہیں روٹی پکانی نہیں آتی تھی۔ لہٰذا ان کی روٹی اُن کی انصاری پڑوسنیں پکا دیا کرتی تھیں۔ (بعد میں) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ کو ایک زمین دی، حضرت اسماءؓ اُس زمین سے جو دو میل دور تھی اپنے سر پر کھجوروں کی گٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھیں۔ ایک دن ایسا ہوا کہ وہ اپنے سر پر گٹھلیاں لا رہی تھیں کہ اُنہیں راستہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ملے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ چند انصاری اصحاب بھی تھے۔ آپؐ نے حضرت اسماءؓ کو پکارا اور اُونٹ کو بٹھانے کیلئے اِخ اِخ کہا۔ حضرت اسماءؓ کو مَردوں کے ساتھ جاتے ہوئے شرم آئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سمجھ گئے اور آگے نکل گئے۔ حضرت اسماءؓ نے حضرت زبیرؓ سے اس بات کا تذکرہ کیا، حضرت زبیرؓ نے کہا "اللہ کی قسم، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے تمہارے بیٹھ جانے سے زیادہ مجھے اس بات سے غیرت ہے کہ تم گٹھلیاں اُٹھا کر لا رہی تھیں"۔ اِس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ ان کے پاس ایک خادمہ بھیجدی تاکہ وہ گھوڑے کی خدمت کرے۔ اس طرح اُنہیں ایک بہت بڑی مشقّت سے چھٹکارا ملا۔[2]

ایک دن اُن کے پاس ایک آدمی آیا، اُس نے کہا "میں ایک محتاج آدمی ہوں، میرا ارادہ ہے کہ تمہاری دیوار کے سایہ میں دکان لگا لوں"۔ حضرت اسماءؓ نے کہا "اگر میں تمہیں اجازت دیدوں تو شاید زبیرؓ ناراض ہوں لہٰذا جب زبیرؓ موجود ہوں تو اُن کے سامنے پوچھنا"۔ الغرض وہ شخص حضرت زبیرؓ کی موجودگی میں آیا اور اُس نے وہی سوال کیا۔ حضرت اسماءؓ نے کہا "تمہیں مدینہ میں میرے گھر کے علاوہ اور کوئی گھر نہیں ملا"۔ حضرت زبیرؓ نے کہا "تم ایک محتاج کو کیوں بیچنے سے منع کرتی ہو"۔ (انہوں نے اجازت دیدی) اُس شخص نے وہاں دکان لگا لی، پھر اُس نے کافی روپیہ کمایا، حضرت اسماءؓ نے وہ لونڈی اُس کے ہاتھ فروخت کر دی۔ جب حضرت زبیرؓ آئے تو اس کی قیمت ان کی گود میں تھی۔ اُنہوں نے کہا "یہ رقم مجھے دیدو"۔ حضرت اسماءؓ نے کہا "یہ تو میں نے اللہ کے نام دیدی"۔[3]

نمازِ کسوف میں شرکت ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ کسوف پڑھائی۔ حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ کے ہاں آئیں، حضرت عائشہؓ نماز میں مشغول تھیں، حضرت اسماءؓ بھی نماز پڑھنے کھڑی ہو گئیں۔ طویل قیام سے اُنہیں غش آنے لگا تو اُنہوں نے اپنے سر پر پانی ڈالا۔[4]

حضرت اسماءؓ کا ہار حضرت اسماءؓ کے پاس ایک ہار تھا۔ ایک دفعہ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کسی سفر میں روانہ ہوئیں تو اُنہوں نے حضرت اسماءؓ سے عاریۃً ہار لے لیا۔ یہی وہ ہار تھا جس کے کھو جانے پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک ایسے مقام پر رُکنا پڑا جہاں پانی بالکل نہیں تھا۔ اِسی موقع پر تیمّم کی آیت نازل ہوئی۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت عائشہؓ کے اُونٹ کے نیچے سے وہ ہار مل گیا۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکر کذاب ثقیف (خطاب کبیر الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب الغیرۃ و صحیح مسلم کتاب السلام۔ [3] صحیح مسلم کتاب السلام۔ [4] صحیح بخاری کتاب الوضوء۔ [5] صحیح بخاری کتاب التیمّم۔

حجۃ الوداع حضرت اسماءؓ حجۃ الوداع میں شریک تھیں۔ اُن کے شوہر حضرت زبیرؓ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے تھے اس لئے اُنہوں نے احرام نہیں کھولا۔ حضرت اسماءؓ کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا لہٰذا اُنہوں نے عمرہ کر کے احرام کھولدیا۔ پھر وہ جا کر حضرت زبیرؓ کے پاس بیٹھ گئیں۔ حضرت زبیرؓ نے کہا "اُٹھ جاؤ، مجھ سے دور رہو، مجھ سے دور رہو۔" حضرت اسماءؓ نے کہا "کیا تم ڈرتے ہو کہ میں تم پر کود پڑوں گی"[1]

حضرت اسماءؓ کا حج حضرت اسماءؓ ایک مرتبہ حج کرنے گئیں۔ اُن کے آزاد کردہ غلام عبداللہ ان کے ساتھ تھے۔ دس ذوالحجہ کی رات کو وہ مزدلفہ میں رہیں۔ رات کو نماز پڑھتی رہیں۔ کچھ دیر نماز پڑھنے کے بعد عبداللہ سے کہا، "اے میرے بیٹے کیا چاند غائب ہوگیا؟" عبداللہ نے کہا "نہیں"۔ اُنہوں نے پھر نماز شروع کر دی۔ کچھ دیر نماز پڑھنے کے بعد اُنہوں نے پھر پوچھا "کیا چاند غائب ہوگیا؟" عبداللہ نے کہا "ہاں"۔ حضرت اسماءؓ نے فرمایا۔ "تو پھر یہاں سے کوچ کرو۔" ان لوگوں نے کوچ کیا اور جمرہ پر جا کر کنکریاں ماریں، پھر اپنی منزل پر واپس آکر صبح کی نماز پڑھی حضرت عبداللہ نے کہا "میں سمجھتا ہوں ہم نے (کنکریاں) اندھیرے میں ماریں"۔ حضرت اسماءؓ نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو (اندھیرے میں کنکریاں مارنے کی) اجازت دی ہے"[2]۔

مشرکہ ماں کے ساتھ حسنِ سلوک ایک مرتبہ حضرت اسماءؓ کی ماں جو مشرکہ تھیں حضرت اسماءؓ کے پاس آئیں (حضرت اسماءؓ اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہتی تھیں لہٰذا) اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "میری والدہ میرے پاس آئی ہیں، اسلام سے اُنہیں کوئی رغبت نہیں ہے، کیا میں اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کر سکتی ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں، اپنی والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرو"۔[3]

صدقہ وخیرات کا شوق ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگیں "اے اللہ کے رسولؐ، میرے پاس کوئی مال نہیں ہے سوائے اس کے جو (میرے شوہر) زبیرؓ مجھے دیدیں، تو کیا میں (اس میں سے) صدقہ وخیرات کر سکتی ہوں"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صدقہ دو، روک کر نہ رکھو ورنہ تم سے بھی روک دیا جائے گا"۔[4]

دلیری وبے باکی حضرت اسماءؓ بڑی بے باک اور دلیر تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کرنے کے بعد حجاج نے اُنہیں بُلوایا۔ اُنہوں نے اس کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ اُس نے دھمکی دی پھر بھی اُنہوں نے اُس کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ آخر وہ خود اُن کے پاس آیا اور کہا "تم نے دیکھا کہ میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا کیا"۔ حضرت اسماءؓ نے کہا "تو نے ان کی دنیا خراب کر دی، اُنہوں نے تیری آخرت خراب کر دی۔ سُن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قبیلۂ ثقیف میں ایک کذّاب اور ایک ظالم ہوگا۔ کذّاب کو تو ہم دیکھ چکے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ ظالم تو ہی ہے"۔ حجاج نے کوئی جواب نہیں دیا اور واپس چلا آیا۔[5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد حضرت اسماءؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتی تھیں، وہ جب کبھی حجون مقام سے گذرتیں تو کہتیں "اللہ اپنے رسولؐ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے، ہم آپؐ کے ساتھ یہاں اترے تھے"۔[6]

احترامِ حدیث واتباعِ سُنّت ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت ابن عباسؓ نے حج تمتّع کی اجازت دی حالانکہ حضرت ابن

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب مایلزم من طاف بالبیت۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب مَن قَدَّمَ ضَعَفَۃَ اہلہ بلیل۔ [3] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب الہدیۃ للمشرکین وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب ہبۃ المرأۃ لغیر زوجہا عن اسماءؓ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔
[5] صحیح مسلم کتاب فضائل صحابہؓ ذکر کذاب ثقیف۔ [6] صحیح مسلم کتاب الحج باب مایلزم من طاف بالبیت

زبیرؓ اس سے منع کرتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا" یہ ابنِ زبیرؓ کی والدہ موجود ہیں، یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کی اجازت دی ہے ان کے پاس جاؤ۔ ان سے پوچھ لو۔" حضرت اسماءؓ موٹی اور نابینا ہو گئی تھیں (لوگوں نے ان سے پوچھا تو) انہوں نے کہا" بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے"۔[1]

ایک دفعہ حضرت اسماءؓ نے ایک شخص کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم تین چیزوں کو حرام کہتے ہو۔ کپڑے کے ریشمی نقش و نگار کو، سرخ زین پوش کو، رجب کے پورے مہینہ میں روزے رکھنے کو۔ حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا" تم نے رجب کے روزوں کا سوال کیا تو یہ بات اس کیلئے کیسے درست ہو سکتی ہے جو ہمیشہ روزے رکھا کرتا ہو۔ رہے کپڑوں کے نقش و نگار تو میں نے حضرت عمرؓ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریشم وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نقش و نگار بھی ریشم کے نہ ہوں۔ رہا سرخ زین پوش تو خود عبداللہ کا زین پوش سرخ ہے۔" اس شخص نے یہ باتیں حضرت اسماءؓ سے بیان کر دیں۔ انہوں نے کہا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ موجود ہے"۔ یہ کہہ کر حضرت اسماءؓ ایک طیالسی کسروانی جبہ نکال کر لائیں جس کا گریبان دیباج کا تھا اور جس کے دامن پر دیباج کی بیل تھی۔ پھر انہوں نے کہا" یہ جبہ حضرت عائشہؓ کے انتقال تک حضرت عائشہؓ کے پاس رہا۔ پھر جب ان کا انتقال ہو گیا تو میں لے آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے، اب ہم اسے دھو کر اس کا پانی شفاء کیلئے بیماروں کو پلاتے ہیں"۔[2]

جب حضرت اسماءؓ کے پاس کوئی بخار والی عورت لائی جاتی تو وہ پانی منگواتیں اور اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے" اسے پانی سے ٹھنڈا کیا کرو"۔[3]

حضرت اسماء بنتِ عُمَیسؓ

حضرت اسماءؓ ان لوگوں میں شامل تھیں جو ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے، جب وہ مدینہ منورہ آگئیں تو ایکدن حضرت حفصہؓ کے ہاں گئیں۔ اتنے میں حضرت عمرؓ بھی وہاں آگئے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا" یہ کون ہیں؟" حضرت حفصہؓ نے کہا یہ اسماء بنت عمیسؓ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا" حبشہ والی سمندر والی"۔ حضرت اسماءؓ نے کہا" ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا" ہم ہجرت میں تم پر سبقت لے گئے، ہم تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقدار ہیں"۔ حضرت اسماءؓ کو غصہ آگیا۔ انہوں نے کہا" ہرگز نہیں، تم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے جو بھوکا ہوتا اسے کھانا کھلاتے، جو ناواقف ہوتا اسے نصیحت کرتے اور ہم اجنبیوں اور دشمنوں کی زمین میں تھے، ہمیں ایذاء دی جاتی تھی، خوف کے عالم میں دن گذرتے تھے۔ ہماری یہ تکلیف صرف اللہ اور رسول کے راستہ میں تھی۔ اللہ کی قسم مجھ پر کھانا حرام ہے جب تک میں اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کر لوں، اللہ کی قسم میں نہ جھوٹ بولوں گی نہ کج روی کروں گی نہ بڑھا کر کہوں گی"۔ الغرض جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے اس بات کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" عمرؓ تم سے زیادہ میرے حقدار نہیں، کیونکہ عمرؓ اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور اے کشتی والو تمہاری دو ہجرتیں ہیں"۔[4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب متعۃ الحج۔ [2] صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذھب۔ [3] صحیح مسلم کتاب السلام و صحیح بخاری کتاب الطب ماب الحمّی من فیح جھنم۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتاب [illegible]

بعد میں حضرت اسماءؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے نکاح کر لیا۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حجّۃ الوداع کیلئے روانہ ہوئے تو اثنائے سفر میں بمقام ذوالحلیفہ اُن کے بطن سے حضرت محمّدؐ بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ وہ حضرت اسماءؓ کو نہانے اور لنگوٹ باندھ کر احرام باندھنے کا حکم دیں۔[1]

ایک دن بنو ہاشم قبیلہ کے کچھ لوگ حضرت اسماءؓ کے ہاں گئے، اتنے میں حضرت ابوبکرؓ بھی آگئے۔ ان کو اُن لوگوں کا آنا ناگوار گذرا۔ اُنہوں نے اس کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا اور کہا کہ میں نے سوائے خیر کے اور کوئی بات نہیں دیکھی۔ آپؐ نے فرمایا "بے شک اللہ نے انہیں اس چیز سے بَری کر دیا ہے"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا "کوئی شخص آج کے بعد سے کسی ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا شوہر موجود نہ ہو جب تک اُس کے ساتھ ایک یا دو آدمی اور نہ ہوں"۔[2]

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "کیا بات ہے میں اپنے بھائی کے بچّوں کو دُبلا پاتا ہوں کیا وہ بھوکے رہتے ہیں؟" حضرت اسماءؓ نے کہا "نہیں انہیں نظر جلدی لگ جاتی ہے"۔ آپؐ نے فرمایا "انہیں جھاڑ دو" انہوں نے ایک منتر پیش کیا، آپؐ نے فرمایا "انہیں (اس کے ذریعہ) جھاڑ دو"۔[3]

حضرت اشجؓ

حضرت اشجؓ قبیلۂ عبدالقیس کے ایک فرد تھے، قبیلۂ عبدالقیس کے وفد کے ساتھ یہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا تھا "تمہاری (سیرت) میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے۔ بردباری اور تحمّل" (یعنی تم حلیم الطبع ہو اور جلد بازی نہیں کرتے)[4]

حضرت اشعث بن قیسؓ

حضرت اشعثؓ کا ایک کنواں تھا جو اُن کے چچازاد بھائی کی زمین میں واقع تھا (ان کے بھائی نے اس کنویں پر ان کا حقِ ملکیت تسلیم نہیں کیا) دونوں میں اختلاف ہوا تو حضرت اشعثؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس بات کی شکایت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "ثبوت میں دو گواہ پیش کرو، اگر تمہارے پاس گواہ نہیں ہیں تو اُس سے قسم لی جائے گی"۔ حضرت اشعثؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ وہ تو قسم کھا لیگا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلم کا مال حاصل کریگا تو وہ اللہ سے اس حال میں ملیگا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا"۔[5]

حضرت اقرعؓ بن حابس تمیمی

حضرت اقرعؓ قبیلۂ بنو تمیم کے ایک فرد تھے، یہ اپنے قبیلہ کے ایک وفد میں شامل ہو کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔[6]

---

[1] صحیح مسلم باب احرام النفساء عن عائشہؓ وجابرؓ و باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب السّلام۔ [3] صحیح مسلم کتاب السّلام۔ [4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بالایمان عن قتادہؓ وابی سعیدؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ البقرۃ) وکتاب الرہن فی الحضر وکتاب الشہادات وصحیح مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم۔ [6] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ الحجرات)

ایک مرتبہ حضرت اَقرعؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حسنؓ کو پیار کیا۔ حضرت اَقرعؓ نے کہا "میرے دس بچّے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کسی کو بھی کبھی پیار نہیں کیا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا "جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا"۔ [1]

حضرت اُمِّ اُسَیدؓ

جب حضرت اُمِّ اُسیدؓ کی شادی حضرت ابو اُسیدؓ سے ہوئی تو حضرت ابو اُسیدؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کی۔ حضرت اُمِّ اُسیدؓ نے پتّھر کے ایک لگن میں رات کو کچھ کھجوریں بھگو دی تھیں۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھانا کھا چکے تو اُنہوں نے اُن کا شربت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پلایا۔ [2]

حضرت اُمّ العلاء

حضرت اُمّ العلاءؓ ایک انصاری خاتون تھیں۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ ہجرت کے بعد ان ہی کے ہاں رہا کرتے تھے۔ جب حضرت عثمانؓ کی وفات ہوئی تو حضرت امّ العلاءؓ نے ان سے مخاطِب ہو کر کہا "اے ابو السائبؓ، آپ پر اللہ کی رحمت ہو، میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک اللہ نے آپ کو بزرگی دی ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُنا تو فرمایا "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ بے شک اللہ نے انہیں بزرگی دی ہے!" انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے۔ اگر اللہ انہیں بزرگی نہیں دیگا تو پھر کسے دیگا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں موت آ چکی ہے، اللہ کی قسم مجھے ان کیلئے خیر کی اُمّید ہے لیکن اللہ کی قسم، مَیں اللہ کا رسُول ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ اُن کے ساتھ کیا ہونے والا ہے"۔ حضرت اُمّ العلاءؓ نے کہا "اللہ کی قسم، اب ان کے بعد میں کبھی کسی کی بزرگی بیان نہ کروں گی"۔ [3]

حضرت اُمّ الفضلؓ

حجّۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن لوگوں کو شک ہوا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم روزے سے ہیں یا نہیں۔ حضرت اُمّ الفضلؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دودھ کا ایک پیالہ بھیجا، آپؐ نے دودھ پی لیا۔ [4]

حضرت اُمامہ بنت ابی العاصؓ

حضرت امامہؓ، حضرت زینبؓ بنتِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ ان کو اپنے کندھے پر بٹھا کر نماز ادا کی، جب آپؐ نے رکوع کیا تو اُنہیں اُتار دیا اور جب آپؐ (سجدہ سے) اُٹھے تو انہیں پھر کندھے پر بٹھا لیا۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد عن ابی ھریرۃ رضؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب قیام المرأۃ علی الرّجال فی العرس۔
[3] صحیح بخاری کتاب الجنائز عن خارجۃ بن زید وکتاب الشھادات۔
[4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب صوم یوم عرفۃ وباب الوقوف علی الدّابّۃ بعرفۃ وصحیح مسلم کتاب الصّوم۔
[5] صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد عن ابی قتادۃؓ۔

حضرت اُمّ ایمن رضؓ

حضرت اُمّ ایمنؓ حبشہ کی رہنے والی تھیں اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والد عبداللہ کی لونڈی تھیں۔ ایامِ رضاعت کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پرورش کے فرائض انہوں نے ہی انجام دئے تھے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑے ہوئے تو آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا اور ان کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضؓ سے کر دیا، حضرت اُسامہؓ ان ہی کے لڑکے تھے۔ [1]

فضیلت | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کا بہت لحاظ کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد انصار نے اپنے کھجور کے درخت مہاجرین کو ہبہ کر دئے تھے، اُن میں سے بہت سے درخت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنو نضیر کی فتح کے بعد انصار کو واپس کر دئے، جو باقی رہ گئے تھے اُنہیں بنو قریظہ کی فتح کے بعد واپس کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت انسؓ کے گھر والوں کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے اپنے عطیّہ کی واپسی کیلئے حضرت انسؓ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بھیجا۔ یہ عطیّہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُمّ ایمنؓ کو دے رکھا تھا۔ جب حضرت اُمّ ایمنؓ کو معلوم ہوا (کہ حضرت انسؓ اُس عطیّہ کی واپسی کی درخواست لیکر آئے ہیں) تو وہ فوراً رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئیں اور حضرت انسؓ کی گردن میں کپڑا ڈال کر کہنے لگیں "اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہ عطیّہ ہرگز تمہیں واپس نہیں کریں گے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں راضی کرنا چاہا لیکن وہ (راضی نہیں ہوئیں) کہنے لگیں "واللہ میں نہیں دوں گی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس عطیّہ سے دس گنا یا اس کے لگ بھگ دے کر اُنہیں راضی کر لیا (اور وہ عطیّہ حضرت انسؓ کو واپس کر دیا) [2]

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے ہاں تشریف لے گئے، انہوں نے شربت پیش کیا، آپؐ نے اُسے واپس کر دیا تو حضرت اُمِ ایمنؓ غصّہ سے آپؐ پر چلّانے لگیں۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر ان کے ہاں جایا کرتے تھے، آپؐ کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اُن کے ہاں گئے۔ حضرت اُمِ ایمنؓ رونے لگیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے پوچھا "آپ کیوں رو رہی ہیں؟" حضرت اُمِ ایمنؓ نے فرمایا "میں اِس لئے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی آنی بند ہو گئی"۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی رونے لگے۔ [3]

وفات | حضرت اُمِ ایمنؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے پانچ مہینہ بعد انتقال فرمایا۔ [4]

حضرت اُمِّ حبیبہ رضؓ بنتِ جحش

حضرت اُمِّ حبیبہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زوجۂ مطہّرہ حضرت زینبؓ بنت جحش کی بہن ہیں۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی بیوی ہیں۔ حضرت اُمِّ حبیبہؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سات سال تک استحاضہ میں مبتلا رہیں

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب ردّ المہاجرین الی الانصار منائحہم عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من الاحزاب وصحیح مسلم کتابُ الجہاد باب ردّ المہاجرین الی الانصار منائحہم۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل امِّ ایمنؓ۔ [4] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب ردّ المہاجرین الی الانصار منائحہم۔

انہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے اس کے متعلق پُوچھا۔ آپؐ نے فرمایا "یہ تو ایک رَگ کا خون ہے"۔ پھر آپؐ نے انہیں نہانے کا حکم دیا، لہٰذا وہ ہر نماز کے وقت نہایا کرتی تھیں۔ [1]

حضرت اُمِّ حرام بنتِ ملحانؓ

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر حضرت اُمّ حرام بنتِ ملحانؓ کے ہاں جایا کرتے تھے۔ جب آپؐ ان کے ہاں جاتے تو وہ آپؐ کو کھانا کھلاتیں۔ ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے ہاں گئے۔ حسبِ معمول کھانا کھا کر آپؐ سو گئے۔ جب آپؐ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ کیوں مسکرا رہے ہیں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے پیش کئے گئے، گویا وہ تختِ نشین بادشاہ ہیں، یہ میری اُمّت کا پہلا لشکر ہے جو سمندر میں جہاد کرے گا، ان کے لئے (جنّت) واجب ہو گئی"۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ سے دُعا کیجئے کہ مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی اور آپؐ پھر سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپؐ پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے پھر وجہ پوچھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے پیش کئے گئے گویا کہ وہ تختِ نشین بادشاہ ہیں۔ یہ میری اُمّت کا پہلا لشکر ہے جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا، ان سب کی مغفرت ہو گئی"۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے پھر دُعا کیلئے کہا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پہلے لشکر میں ہو"۔ اس واقعہ کے بعد حضرت اُمِّ حرامؓ نے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے نکاح کیا اور ان کے ہمراہ حضرت معاویہؓ کی سپہ سالاری میں سمندر کے جہاد میں شریک ہوئیں۔ واپسی میں وہ اپنی سواری سے گر پڑیں اور ان کا انتقال ہو گیا۔ [2]

حضرت اُمِّ حُفَید بنت الحارث بن حزنؓ

حضرت اُمِّ حفیدؓ حضرت ابن عبّاسؓ کی خالہ ہیں اور حضرت میمونہؓ کی بہن ہیں۔ ایک دفعہ انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے کچھ گھی، پنیر اور سانڈے کا گوشت بھیجا تھا۔ [3]

حضرت اُمِّ خالد بنتِ خالد بن سعیدؓ

بچپن میں جب وہ اپنے والد کے ہمراہ حبشہ سے واپس آئیں تو ایک دن اُن کے والد اُن کو لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، وہ اُس وقت زرد رنگ کی ایک قمیص پہنے ہوئے تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک چادر جس میں بیل بوٹے تھے اُڑھائی۔ پھر آپؐ نے فرمایا "(یہ قمیص تو بہت) اچھّی ہے (یہ قمیص تو بہت) اچھّی ہے"۔ پھر وہ آپکے پیچھے جا کر آپؐ کی مُہرِ نبوّت سے کھیلنے لگیں۔ ان کے والد نے انہیں ڈانٹا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے چھوڑ دو (کھیلنے دو)"۔ پھر اُمِّ خالدؓ کو مخاطب کر کے قمیص کے متعلق فرمایا "پرانا کرو اور پھاڑو، پرانا کرو اور پھاڑو، پرانا کرو اور پھاڑو"۔ [4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحیض باب عرق الاستحاضۃ عن عائشۃ صدیقۃؓ و صحیح مسلم کتاب الحیض (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)
[2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء بالجہاد و باب فضل من یصرع و باب غزوۃ المرأۃ فی البحر و باب رکوب البحر و باب ما قیل فی قتال الروم و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغزو فی البحر (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے) [3] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الخبز المرقق۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من تکلم بالفارسیۃ و کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ و کتاب الادب و غیرہ ۵ حضرت اُمِّ حرامؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رضاعی خالہ تھیں۔

حضرت امرؤالقیس کِندیؓ

ایک مرتبہ حضرت امرؤالقیسؓ اور حضرت ربیعہ بن عبدان حضرمیؓ میں زمین کے معاملہ میں کچھ جھگڑا ہوا۔ دونوں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے۔ حضرت ربیعہؓ نے کہا "اِنہوں نے میرے باپ کی زمین پر زبردستی قبضہ کرلیا ہے"۔ حضرت امرؤالقیسؓ نے کہا "وہ میری ہی زمین ہے اور میرے قبضہ میں ہے، ان کا اس زمین پر کوئی حق نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ربیعہؓ سے فرمایا "تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "تو پھر ان کی قسم پر تمہارا فیصلہ ہوگا"۔ حضرت ربیعہؓ نے کہا "یہ تو پرواہ ہی نہیں کریں گے کہ کس چیز پر قسم کھا رہے ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے لئے اس کے سوا اور کچھ نہیں"۔ پھر حضرت امرؤالقیسؓ قسم کھانے چلے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر انہوں نے اِس مال کو ناجائز طریقہ سے حاصل کرنے کیلئے قسم کھائی تو یہ اللہ سے اس حال میں ملیں گے کہ اللہ ان سے ناراض ہوگا"۔ [1]

حضرت اُمِّ رُبَیِّع بنتِ برَاءؓ

حضرت اُمِّ ربیّعؓ جو اُمِّ حارثہ بن سراقہؓ بھی کہلاتی ہیں جنگ بدر کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں "اے اللہ کے نبیؐ، حارثہؓ جنگِ بدر میں شہید ہوگیا، آپؐ مجھے اس کے متعلّق خبر کیوں نہیں دیتے؟ اگر وہ جنّت میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں، اور اگر کچھ اور معاملہ ہے تو میں اس پر خوب روؤنگی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جنّتیں کئی ہیں، اور وہ تو فردوسِ بریں میں ہے" (جو سب سے اعلیٰ جنّت ہے) [2]

حضرت اُمِّ رومانؓ

حضرت اُمِّ رومانؓ، حضرت ابوبکرؓ صدّیقؓ کی زوجہ اور حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی والدہ ہیں۔

حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا نکاح تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہجرت سے پہلے ہی ہوگیا تھا، لیکن وداع نہیں ہوئی تھی۔ جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ مدینہ منوّرہ آگئیں تو ایک دن جبکہ وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں حضرت اُمِّ رومانؓ نے اُنہیں پکارا، پھر اُن کا ہاتھ پکڑا اور ایک مکان کے دروازہ پر لیجا کر کھڑا کر دیا۔ پھر اُنہیں اندر لے گئیں۔ چند انصاری خواتین نے اُن کا بناؤ سنگھار کیا۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت اُمِّ رومانؓ نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو ان کے حوالہ کر دیا۔ [3]

جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ پر تہمت لگائی گئی تو وہ اپنی والدہ حضرت اُمِّ رومانؓ کے پاس آئیں اور ان سے اس واقعہ کے متعلّق دریافت کیا، حضرت اُمِّ رومانؓ نے جواب دیا "اے بیٹی گھبراؤ نہیں، ایسی عورتیں بہت کم ہیں جو خوبصورت ہوں، کسی محبّت کرنے والے شوہر کے پاس ہوں، پھر اُن کی سوکنیں بھی ہوں اور انہیں تہمت نہ لگائی جائے"۔ حضرت عائشہؓ کو صدمہ سے لرزہ کا بخار چڑھ گیا۔ حضرت اُمِّ رومانؓ نے ان پر رضائی ڈالدی۔ اسی اثناء میں رسُول اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم عن وائلؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من اتاہ سہم غرب عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عائشہؓ و صحیح مسلم کتاب النکاح۔ [4] فیضِ صحبت اور تربیت سے پہلے ایسے گمان کا امکان ہوسکتا ہے۔

علیہ وسلّم تشریف لائے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُوچھا "ان کا کیا حال ہے؟" حضرت اُمِّ رومانؓ نے کہا "سخت لرزہ کا بخار چڑھا ہوا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "شاید تہمت کی خبر سُنکر بخار آگیا ہے" حضرت اُمِّ رومانؓ نے کہا "ہاں"۔

جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی برئیت میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں تو حضرت اُمِّ رومانؓ نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے کہا "اُٹھو اور کھڑی ہو کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا شکریہ ادا کرو"۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم میں اللہ کے سوا کسی کا شکریہ ادا نہیں کرونگی"۔[1]

حضرت اُمِّ زُفرؓ

حضرت اُمِّ زُفرؓ ایک سیاہ رنگ کی طویل القامت خاتون تھیں، اُن کو مرگی کا مرض تھا۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا "مَیں مرگی کے مرض میں مبتلا ہوں، جب مرگی کا دورہ ہوتا ہے تو میرا بدن کُھل جاتا ہے، آپؐ میری صحت کیلئے دُعا کیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمہیں جنّت ملجائے، اور اگر تم چاہو تو میں تمہاری صحت کیلئے دُعا کروں"۔ اُنہوں نے عرض کیا "میں صبر کرتی ہوں لیکن دورہ کے وقت میرا بدن کُھل جاتا ہے آپؐ دُعا فرمائیے کہ بدن نہ کُھلے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا فرمائی۔[2]

حضرت اُمِّ سلیطؓ

جنگِ اُحُد حضرت اُمِّ سلیطؓ جنگِ اُحد میں شریک تھیں، یہ مشکیزوں میں پانی لالاکر زخمیوں کو پلا رہی تھیں۔[3]

حضرت اُمِّ سُلیم بنت مِلحانؓ

حضرت اُمِّ سُلیمؓ کا نام رُمیصاء یا غُمیصاء تھا اور وہ حضرت ابوطلحہؓ کے نکاح میں تھیں۔[4]

جنگِ اُحُد حضرت اُمِّ سلیمؓ جنگِ اُحد میں شریک تھیں، وہ اپنی پیٹھ پر مشکیں اُٹھا اُٹھا کر لاتی تھیں اور (زخمی) لوگوں کے مُنہ میں ڈالتی تھیں۔[5]

جنگِ حُنین حنین کے میدان میں اسلامی لشکر کے ساتھ حضرت اُمِّ سُلیمؓ بھی ایک خنجر لیکر پہنچ گئیں (اُن کے شوہر) ابوطلحہؓ نے انہیں دیکھا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ اُمِّ سُلیمؓ بھی آگئیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُمِّ سلیمؓ سے پُوچھا "یہ خنجر کیسا ہے؟" حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے عرض کیا "اگر کوئی مشرک میرے پاس آئے گا تو اِس خنجر سے اُس کا پیٹ پھاڑ دوں گی"۔ یہ سُنکر رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم مُسکرائے۔[6]

حُبِّ رسُولؐ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح کیا تو دوسرے دن صبح کو حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے دولہا دلہن کیلئے مالیدہ بنا کر بطور تحفہ بھیجا۔[7]

ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت اُمِّ سلیمؓ کے ہاں تشریف لے گئے، وہ آپؐ کیلئے کھجور اور گھی لیکر آئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "گھی مشکیزے میں واپس ڈالدو اور کھجور برتن میں واپس بھر دو اس لئے کہ میں روزہ سے ہوں"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھی اور حضرت اُمِّ سُلیمؓ اور اُن کے اہلِ بیت کیلئے دُعا کی۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ نے صرف میرے ہی لئے دُعا کی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارا کیا مطلب ہے؟" حضرت اُمِّ سلیمؓ نے عرض کیا "اپنے خادم انسؓ (کیلئے بھی دُعا کر دیجئے)" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کیلئے بھی دُعا کی۔[8]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و کتاب التفسیر و کتاب الشہادات و صحیح مسلم کتاب التوبۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحُد و کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب عن عمرؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب جواز استتباعہ غیرہ الی دار من یثق برضاہ بذالک و کتاب الفضائل باب فضائل اُمِّ سُلیمؓ و صحیح بخاری باب فضائل عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی و ابواب المناقب مناقب ابی طلحہؓ و کتاب الجہاد و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال عن انسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الاستئذان و کتاب النکاح باب الہدیۃ للعروس عن انسؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الصوم باب من زار قوماً فلم یفطر عندہم عن انسؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب الطب باب افضل من یصرع من الریح

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ایک دفعہ پھر کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر قیلولہ فرمایا۔ آپؐ کو پسینہ آیا۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے پسینہ کو ایک شیشی میں جمع کرنا شروع کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی تو پوچھا "یہ کیا کر رہی ہو؟" عرض کیا "یہ آپؐ کا پسینہ ہے، ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملا لیتے ہیں کیونکہ یہ تمام عطروں سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے، اور اس سے ہم بچوں کیلئے برکت بھی حاصل کرتے ہیں"۔[1]

مسائل کی جستجو ان کو مسائل کی تحقیقات میں حیاء مانع نہیں ہوتی تھی۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آئیں اور عرض کیا "بے شک اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا، تو کیا جب عورت کو احتلام ہو جائے تو اس پر غسل کرنا ضروری ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں، جب تری دیکھے"۔[2]

حیرت انگیز صبر ایک دن حضرت اُمِّ سلیمؓ کے ایک لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ رات کو جب اُن کے شوہر حضرت ابوطلحہؓ آئے تو اُنہوں نے کھانا لا کر سامنے رکھ دیا۔ پھر حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے اُن کے لئے (حسبِ معمول) بناؤ سنگھار کیا حتّٰی کہ وہ رات کو ان کے ساتھ سوئے۔ (صبح کو) انہوں نے حضرت ابوطلحہؓ سے کہا "اگر کچھ لوگ کسی کے گھر سے کوئی چیز عاریۃً لیں، پھر وہ اپنی چیز مانگیں تو کیا عاریۃً لینے والے وہ چیز روک سکتے ہیں"۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا "نہیں" حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے کہا "تو پھر میں تمہیں تمہارے بیٹے کے انتقال کی خبر دیتی ہوں" (اللہ نے عاریۃً ہمیں دیا تھا، اسکی چیز تھی اُس نے واپس لے لی) یہ سُن کر حضرت ابوطلحہؓ خفا ہوئے اور کہا "تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا"۔ پھر حضرت ابوطلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ سُنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شاید اللہ تمہیں تمہاری گذری ہوئی رات میں برکت عطاء فرمائے"۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ حاملہ ہو گئیں (چند ماہ بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر پر روانہ ہوئے۔ حضرت ابوطلحہؓ اور حضرت اُمِّ سُلیمؓ بھی ساتھ تھیں۔ واپسی میں رات کے وقت مدینہ کے قریب حضرت اُمِّ سُلیمؓ کو دردِ زہ شروع ہوا لیکن کچھ دیر بعد وہ رُک گیا۔ مدینہ پہنچنے کے بعد پھر دردِ زہ شروع ہوا اور ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اُنہوں نے فوراً اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، آپؐ نے اُسے کھجور چبائی اور عبداللہ نام رکھا۔[3]

یتیم لڑکی سے محبت حضرت اُمِّ سُلیمؓ کی پرورش میں ایک یتیم لڑکی تھی۔ جب وہ بڑی ہو گئی تو ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا تو فرمایا "تم ہی وہ لڑکی ہو، تم تو بڑی ہو گئیں، اللہ کرے تمہاری عمر بڑی نہ ہو"۔ وہ لڑکی روتی ہوئی حضرت اُمِّ سُلیمؓ کے پاس آئی، انہوں نے کہا "اے بیٹی، کیا ہوا؟" لڑکی نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بددُعاء دی کہ میری عمر بڑی نہ ہو۔ اب میں کبھی بڑی نہ ہوں گی"۔ یہ سُن کر حضرت اُمِّ سُلیمؓ جلدی سے اپنا دوپٹہ اوڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "اے اُمِّ سُلیمؓ کیا بات ہے؟" انہوں نے کہا "اے اللہ کے نبیؐ، آپؐ نے میری یتیم بچی کو بددُعاء دیدی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ کیا" انہوں نے کہا "آپؐ نے فرمایا کہ اس کی عمر دراز نہ ہو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا "اے اُمِّ سُلیمؓ، تم نہیں جانتیں کہ میں نے اپنے ربّ سے شرط کر لی ہے کہ میں بھی ایک انسان ہوں، خوش ہوتا ہوں جیسے اور انسان خوش ہوتے ہیں۔ ناراض ہوتا ہوں جیسے اور آدمی ناراض ہوتے ہیں۔ اگر میں اپنی اُمّت

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب العلم باب الحیاء فی العلم وکتاب احادیث الانبیاء وصحیح مسلم کتاب الحیض۔ [3] صحیح بخاری کتاب الفضائل باب فضائل امّ سُلیمؓ عن انسؓ۔ وکتاب الجنائز۔

فلاں فلاں مقام میں نہیں جاتی۔" [1]

احکامِ شریعت کی سختی سے پابندی کرتی تھیں۔ جب ان کے لڑکے کا انتقال ہوا تو تیسرے دن زردی منگا کر اپنے اوپر لگائی اور فرمایا "ہمیں سوائے شوہر کے تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔" [2]

حضرت اُمِّ قیس بنت محصنؓ

حضرت اُمِّ قیسؓ اوّلین ہجرت کرنے والوں میں شامل تھیں۔ یہ حضرت عکاشہؓ کی بہن تھیں۔ [3]

حضرت اُمِّ قیسؓ ایک مرتبہ اپنے لڑکے کو جو کھانا نہیں کھاتا تھا لیکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے اپنی گود میں بٹھالیا۔ اُس نے آپؐ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پانی منگایا اور کپڑے پر ڈال دیا اُسے دھویا نہیں۔ [4]

ایک مرتبہ پھر حضرت اُمِّ قیسؓ اپنے لڑکے کو لیکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، لڑکے کے حلق میں درد تھا اِس لئے اُنہوں نے اس کا تالو اُٹھایا تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ دیکھکر فرمایا "اللہ سے ڈرو، اس طرح تالو اُٹھاکر اپنے بچّوں کو کیوں تکلیف دیتی ہو، عُودِ ہندی کا استعمال کیا کرو کیونکہ اس سے سات بیماریوں کو آرام ہوتا ہے: ان میں سے ایک لسپلی کا درد بھی ہے۔" [5]

حضرت اُمِّ کعبؓ

حضرت اُمِّ کعبؓ کا انتقال زچگی کے زمانہ میں ہوگیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے جنازہ کے وسط میں کھڑے ہوئے اور نمازِ جنازہ پڑھائی۔ [6]

حضرت اُمِّ کلثومؓ بنتِ عقبہؓ

حضرت اُمِّ کلثومؓ، عقبہ بن ابی معیط کی لڑکی تھیں، یہ ان خواتین میں سے تھیں جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیعت کی۔ [7]

حضرت اُمِّ کلثومؓ بنتِ علی بن ابی طالبؓ

حضرت اُمِّ کلثومؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی (صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی) بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا تھا۔ [8]

حضرت اُمِّ مالکؓ

حضرت اُمِّ مالکؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک کُپّی میں تحفہ کے طور پر گھی بھیجا کرتی تھیں (رسُول اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب العیدین باب اذا لم یکن لہا جلباب فی العید۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب احداد المرأۃ علی غیر زوجہا۔ [3] صحیح بخاری کتاب الطب باب العذرۃ وصحیح مسلم کتاب السلام۔ [4] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب بول الصبیان عن ام قیسؓ وصحیح مسلم کتاب الوضوء باب حکم بول الطفل الرضیع وکتاب السلام۔ [5] صحیح بخاری کتاب الطب باب العذرۃ وصحیح مسلم کتاب السلام [6] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب این یقوم الامام من المیت عن سمرۃ رض۔ [7] صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الکذب۔ [8] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب عن تعلبۃ۔

میں سے کسی کو بد دُعا دیدوں اور وہ اُس کا اہل نہ ہو تو اُسے اُس شخص کیلئے بروز قیامت طہارت، پاکیزگی اور تقرب کا ذریعہ بنا دے۔[1]

فضائل | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر ان کے ہاں جایا کرتے تھے۔ کسی نے آپؐ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا "ان کا بھائی میری رفاقت میں شہید کیا گیا لہٰذا میں ان کے ساتھ ہمدردی کرتا ہوں"۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں "میں جنّت میں داخل ہوا تو میں نے کسی کے چلنے کی آہٹ سُنی، میں نے پوچھا یہ کون ہے (فرشتوں نے) بیان کیا کہ یہ غمیصاء بنت ملحانؓ، انسؓ کی والدہ ہیں"۔[3]

حضرت اُمِّ سنانؓ

حضرت اُمّ سنانؓ ایک انصاری خاتون تھیں۔ حجّۃ الوداع کے موقع پر ان کے شوہر اور ان کا لڑکا حج کرنے چلے گئے لیکن وہ حج نہ کر سکیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "تم نے ہمارے ساتھ حج کیوں نہیں کیا؟" اُنہوں نے عرض کیا "ہمارے پاس دو اُونٹ ہیں، ایک پر میرا لڑکا اور اُس کے والد حج کرنے چلے گئے اور ایک اونٹ پر ہمارا غلام پانی لیکر آتا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب رمضان آئے تو عُمرہ کر لینا کیونکہ اس مہینہ میں عُمرہ کرنا حج کے برابر ہوتا ہے"۔[4]

حضرت اُمِّ عبدؓ

حضرت اُمّ عبدؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی والدہ تھیں، اُن کی اور حضرت ابن مسعودؓ کی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر میں اتنی آمد و رفت رہتی تھی کہ لوگ ان کو اہلِ بیت میں شمار کرتے تھے۔[5]

حضرت اُمِّ عطیّہؓ

حضرت اُمّ عطیہؓ کا نام نُسَیبَہ تھا اور یہ ایک انصاری خاتون تھیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو ایک بکری بطور صدقہ عنایت کی۔ انہوں نے اس میں سے حضرت عائشہؓ کو کچھ گوشت ہدیۃً بھیجدیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کھانے کیلئے کچھ ہے؟" حضرت عائشہؓ نے کہا "کچھ نہیں سوائے اس گوشت کے جو نُسَیبہؓ نے صدقہ کی بکری میں سے ہمیں بھیجا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لے آؤ وہ اپنی جگہ پہنچ چکا"۔[6]

حضرت اُمّ عطیہؓ ان خواتین میں شامل تھیں جنہوں نے حضرت زینبؓ بنتِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُن کی وفات کے بعد غسل دیا تھا۔[7]

حضرت اُمّ عطیہؓ جب کبھی نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ذکر کرتیں تو یہ ضرور کہتیں "میرا باپ آپؐ پر فدا ہو جائے"۔

حضرت حفصہ بنت سیرینؒ نے ایک مرتبہ ان سے پُوچھا "کیا آپ نے عورتوں کے عید کے دن عید گاہ جانے کے متعلق کچھ سُنا ہے؟" حضرت اُمّ عطیہؓ نے فرمایا "ہاں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے پردہ نشین جوان عورتیں بھی عید گاہ جائیں، جو عورتیں اذیّتِ ماہانہ میں ہوں وہ بھی جائیں، البتہ وہ نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں جائیں، لیکن انہیں (عید کی) خیر (و برکت) اور مؤمنین کی دُعا میں شرکت کرنی چاہیئے"۔ حضرت حفصہؒ نے کہا "کیا جو عورتیں اذیّتِ ماہانہ میں ہوں وہ بھی جائیں؟" حضرت اُمّ عطیہؓ نے فرمایا "ہاں، کیا جو عورت اذیّتِ ماہانہ میں ہوتی ہے وہ عرفات اور

---

[1] صحیح مسلم کتاب البر باب من لعنہ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ولیس ہو أھلًا لذلک کان لہ زکاۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من جہز غازیًا وصحیح مسلم باب فضائل اُمّ سُلیمؓ۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل اُمّ سُلیمؓ وصحیح بخاری باب فضائل عمرؓ نحوہٗ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل العمرۃ فی رمضان۔ [5] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قدر کم یُعطی من الزکوٰۃ وکتاب الہبۃ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الہدیۃ لبنی ہاشم صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجنائز۔ [7] صحیح بخاری باب مناقب ابن مسعودؓ وصحیح مسلم باب فضائل ابن مسعودؓ۔

صلی اللہ علیہ وسلم گھی نکال کر وہ کُپّی واپس کر دیا کرتے تھے) جب کبھی اُن کے بچّے اُن سے سالن مانگتے اور گھر میں کچھ نہ ہوتا تو وہ اُس کُپّی کے پاس جاتیں، کُپّی میں گھی موجود ہوتا تھا (وہ اس میں سے گھی نکال کر بچّوں کو دیدیا کرتی تھیں) اسی طرح ایک عرصہ تک ان کے سالن کا کام چلتا رہا۔ ایک دن انہوں نے اس کو نچوڑ لیا (تو پھر ان کو گھی ملنا بند ہو گیا) وہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں (اور آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم نے اُسے نچوڑ لیا ہوگا"۔ اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم اسے یونہی رہنے دیتیں تو گھی ہمیشہ قائم رہتا"۔ [1]

حضرت اُمِّ مُبَشِّرؓ

حضرت اُمِّ مبشرؓ ایک انصاری خاتون تھیں۔ ان کا ایک کھجوروں کا باغ تھا۔ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس باغ میں تشریف لے گئے تھے [2]

حضرت اُمِّ مِسطَحؓ

حضرت اُمِّ مِسطَحؓ، ابورہم بن عبدالمطلب بن عبدمناف کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ جو صخر بن عامر کی بیٹی تھیں حضرت ابوبکرؓ کی خالہ تھیں۔ حضرت اُمِّ مسطحؓ کے شوہر کا نام اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب تھا۔ ان کے لڑکے کا نام مسطحؓ تھا۔

ایک مرتبہ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ مدینہ کے باہر قضائے حاجت کے لئے گئیں۔ راستہ میں اُن کا پاؤں چادر میں الجھ کر پھسل گیا۔ حضرت اُمِّ مسطحؓ کہنے لگیں "مسطح ہلاک ہو"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "تم بُری بات کہہ رہی ہو وہ تو بدری صحابی ہیں"۔ حضرت اُمِّ مسطحؓ نے کہا "ارے دیوانی کیا تم نے نہیں سُنا مسطحؓ نے کیا کہا ہے؟" حضرت عائشہؓ نے پوچھا "کیا کہا ہے؟" حضرت اُمِّ مسطحؓ نے کہا "مسطح تم پر تہمت لگانے والوں میں شامل ہے"۔ [3]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت اُمِّ مسطحؓ کو زوجۂ مطہرہ پر تہمت لگانے کا بہت صدمہ تھا۔ حُبِّ رسُولؐ میں انہیں اپنے بیٹے کی زندگی تک کی پرواہ نہیں تھی۔

حضرت اُمِّ ہانیؓ بنت ابی طالب

فتح مکّہ کے موقع پر حضرت اُمِّ ہانیؓ، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، آپؐ اُس وقت غسل کر رہے تھے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یہ کون ہے؟" اُنہوں نے کہا "میں اُمِّ ہانیؓ ہوں"۔ پھر حضرت اُمِّ ہانیؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میری ماں کے لڑکے (علیؓ) یہ کہتے ہیں کہ وہ ہبیرہ کے لڑکے کو قتل کر دیں گے، حالانکہ میں انہیں پناہ دے چکی ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اُمِّ ہانیؓ، تم نے جس کو پناہ دی ہم نے بھی اس کو پناہ دی"۔ [4]

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الفضائل باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [2] صحیح مسلم کتابُ البیوع باب فضل الغرس والزرع۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک وکتابُ التفسیر (سُورۃ النّور) وکتاب الشہادات وصحیح مسلم کتابُ التوبۃ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الغسل باب التّستّر فی الغسل وکتابُ الصّلوٰۃ باب الصّلوٰۃ فی الثوب الواحد عن اُمِّ ہانیؓ وصحیح مسلم کتابُ الحیض۔

حضرت اُمِّ ہشام بنت حارثہ بن نعمانؓ

(حضرت اُمِّ ہشامؓ مسجدِ نبوی کے قریب ہی رہتی تھیں) دو سال یا ڈیڑھ سال تک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اور اِن کا تنور ایک ہی تھا۔ حضرت اُمِّ ہشامؓ نے سورۂ 'ق' رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُن سُن کر ہی یاد کی تھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر جمعہ کو جب منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تو سورۂ 'ق' کی تلاوت کیا کرتے تھے۔[1]

حضرت اُمیمہؓ بنت نعمان بن شراحیل

حضرت اُمیمہؓ کو جَوْنیہ اور دختر جَوْن بھی کہتے ہیں۔ لوگوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حضرت اُمیمہؓ کا ذکر کیا (اور نکاح کا مشورہ دیا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح کر لیا۔ حضرت اُمیمہؓ مدینہ منوّرہ آگئیں اور قبیلۂ بنو ساعدہ کی ایک حویلی میں جو کھجوروں کے باغ میں واقع تھی فروکش ہوئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت اُمیمہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نہیں پہچانا۔ کہنے لگیں "کیا ملکہ کسی بازاری آدمی کو اپنا نفس دے سکتی ہے؟ میں تم سے اللہ کی پناہ طلب کرتی ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے بہت بڑے کی پناہ طلب کی ہے، لہٰذا میں نے تمہیں اپنے سے پناہ دی، تم اپنے گھر والوں کے پاس واپس چلی جاؤ"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں کچھ سامان دیکر رخصت کر دیا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ میرے پاس رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تھے تو بڑے افسوس کے ساتھ کہنے لگیں "میں بڑی بدنصیب ہوں" (کہ زوجۂ مطہرہ بننے کا شرف حاصل نہ ہو سکا)[2]

حضرت اَنجشہؓ

حضرت انجشہؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غلام تھے۔ یہ ازواجِ مطہراتؓ اور دوسری خواتین کے اونٹ ہانکا کرتے تھے، ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ ایک دفعہ سفر میں (ایسا ہوا کہ اُنہوں نے اُونٹوں کو تیزی سے ہانکنا شروع کر دیا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے انجشہؓ، آہستہ آہستہ ہانکو، شیشوں کو نہ توڑو" (یعنی نازک خواتین کو نہ گرا دینا کہ کہیں اُن کی ہڈی وغیرہ ٹوٹ جائے)[3]

حضرت اَنَس بن مالکؓ

حضرت انسؓ، حضرت اُمِّ سُلیمؓ کے لڑکے تھے۔ اُن کا نام اُن کے چچا حضرت انس بن نضرؓ کے نام پر رکھا گیا تھا۔[4]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو حضرت ابو طلحہؓ، حضرت انسؓ کو اپنے ساتھ لے کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا "یہ لڑکا بڑا عقلمند ہے، یہ آپؐ کی خدمت کیا کرے گا"۔ الغرض حضرت انسؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کرتے رہے یہانتک

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاشربۃ باب الشرب من قدح وکتاب الطلاق باب من طلق عن عائشۃ صدیقہؓ وابی اُسیدؓ وسہلؓ بن سعدؓ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ میں بھی مختصراً یہ واقعہ موجود ہے) [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب من دعا صاحبہ فنقص من اسمہ حرفاً و باب المعاریض۔ [4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشہید۔

عہ جَوْن، حضرت اُمیمہؓ کے آباء واجداد میں سے کسی کا نام تھا۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔[1]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ کو کسی کام کیلئے کہیں جانے کا حکم دیا۔ حضرت انسؓ نے کہا "میں نہیں جاتا"۔ وہ کہتے ہیں میرے دل میں یہ خیال تھا کہ ضرور جاؤنگا۔ پھر وہ چلے اور بازار میں بچوں کا کھیل دیکھنے لگے۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں پہنچ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا "تم ابھی تک گئے نہیں؟" حضرت انسؓ نے کہا "ابھی جاتا ہوں"۔[2]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کیلئے باہر جاتے تو حضرت انسؓ پانی کا برتن ساتھ لیکر جاتے۔[3]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خیبر کیلئے تشریف لیجا رہے تھے تو آپؐ نے حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا "اپنے لڑکوں میں سے کسی کو میرے ساتھ کر دو تاکہ وہ (سفر میں) میری خدمت کرے"۔ حضرت ابو طلحہؓ، حضرت انسؓ ہی کو اپنے پیچھے بٹھا کر لے آئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سے اترتے تو حضرت انسؓ آپؐ کی خدمت بجا لاتے۔[4]

جنگ خیبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو کر خیبر میں داخل ہوئے تو (حضرت انسؓ کے سوتیلے والد) حضرت ابو طلحہؓ بھی اپنی سواری پر آپؐ کے ساتھ تھے۔ ان کے پیچھے حضرت انسؓ بیٹھے ہوئے تھے۔[5]

فتح مکہ فتح مکہ کے موقع پر حضرت انسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ دوران سفر راستہ میں صحابہؓ نے ایک خرگوش دیکھا، کچھ لوگ اس کے پیچھے دوڑے لیکن تھک گئے اور پکڑ نہ سکے، حضرت انسؓ نے بھی اس کا پیچھا کیا اور اسے پکڑ لائے۔ انہوں نے اسے اپنے والد حضرت ابو طلحہؓ کے حوالہ کیا، حضرت ابو طلحہؓ نے اسے ذبح کیا اور اس کی رانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجدیں۔[6]

حجۃ الوداع حضرت انسؓ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔[7]

حضرت انسؓ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انسؓ کی والدہ حضرت ام سلیمؓ کے ہاں گئے۔ آپؐ نے گھر کے ایک کونہ میں فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز پڑھی اور حضرت ام سلیمؓ اور ان کے گھر والوں کے لئے دعاء کی۔ حضرت ام سلیمؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ نے صرف میرے ہی لئے دعاء کی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارا کیا مطلب ہے؟" حضرت ام سلیمؓ نے عرض کیا "اپنے خادم انسؓ (کیلئے بھی دعاء فرمائیے)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ کے لئے دعاء کی، دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی نہیں جو آپؐ نے ان کیلئے نہ مانگی ہو۔ آپؐ نے دعاء میں یہ بھی فرمایا "اے اللہ اسے مال اور اولاد دے اور اس کو برکت عطاء فرما"۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ "(اس دعاء کے اثر سے) انصار میں میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اور میری بیٹی امینہ نے مجھے بتایا کہ حجاج کی بصرہ میں آمد کے وقت[8] ۱۲۰ سے زیادہ میرے بیٹے پوتے وغیرہ دفن ہو چکے تھے" (یعنی حضرت انسؓ کی اولاد اور اولاد کی اولاد کثرت سے ہوئی اور حضرت انسؓ نے بہت طویل عمر پائی)۔[9]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ کو کسی کام سے بھیجا۔ اس کام کی وجہ سے وہ اپنی والدہ کے پاس دیر سے پہنچے۔ ان کی والدہ نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا "وہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوصایا و کتاب الاطعمۃ و کتاب الادب، صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الاستنجاء بالماء عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من غزا بصبی للخدمۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یذکر فی الفخذ عن انس رض۔ [6] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب قبول ھدیۃ الصید عن انسؓ۔ [7] صحیح مسلم کتاب الحج باب التلبیۃ۔ [8] صحیح بخاری کتاب الصوم باب من زار قومًا فلم یفطر عندہم و صحیح مسلم باب فضائل انسؓ نحوہ عن انسؓ۔ [9] یعنی ۹۳ھ میں۔

راز ہے"۔ ان کی والدہ نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز کسی سے بیان نہ کرنا"۔ انہوں نے وہ راز کسی سے بیان نہیں کیا۔[1]

بحرین کی گورنری | حضرت ابوبکرؓ نے حضرت انسؓ کو بحرین کا گورنر مقرر کیا اور اُن کو زکوٰۃ کی وصولیابی کے سلسلہ میں ایک کتاب لکھ کر دی جس میں اللہ اور رسول کے مقرر کردہ فرائض تحریر تھے۔[2]

احترامِ حدیث | حضرت انسؓ فرماتے تھے "مجھے کثرت سے حدیث بیان کرنے سے یہ بات روکتی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ بولے اُسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کرے"۔[3]

سُنّت سے محبّت | حضرت انسؓ سُنّتوں کے مٹ جانے کا بڑا افسوس کرتے تھے۔ ایک دن کہنے لگے "مجھے (عراق وغیرہ میں) ایسی کوئی چیز نظر نہیں آتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی"۔ لوگوں نے کہا "نماز؟" حضرت انسؓ نے کہا "نماز میں بھی تو تم نے کیا کیا تبدیلیاں کر ڈالیں"۔[4]

(نوٹ:۔ صحابۂ کرامؓ کے آخری دور میں سبائی، خارجی وغیرہ سازشوں کی وجہ سے عوام میں کافی تبدیلی آگئی تھی)

(جب کافی عرصہ کے بعد) حضرت انسؓ مدینہ منورہ آئے تو ان سے پوچھا گیا کہ یہاں کی کونسی چیز تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مختلف نظر آتی ہے۔ حضرت انسؓ نے فرمایا "مجھے کوئی چیز بُری نہیں معلوم ہوئی سوائے اس کے کہ تم صفیں سیدھی نہیں کرتے"۔[5]

حضرت انسؓ جب کبھی بچّوں کے پاس سے گذرتے تو اُنہیں سلام کرتے اور یہ کہتے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچّوں کے پاس سے گذرے تو آپؐ نے اُنہیں سلام کیا۔[6]

اتّباعِ سُنّت | ایک مرتبہ حضرت انسؓ شام گئے، حضرت انس بن سیرینؒ وغیرہ لوگوں نے عین التمر کے مقام پر ان کا استقبال کیا، اس وقت حضرت انسؓ گدھے پر بیٹھے ہوئے کعبہ کی بائیں جانب مُنہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت انس بن سیرینؒ نے ان سے کہا "میں نے آپ کو قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے نہیں دیکھا"۔ حضرت انسؓ نے فرمایا "اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی نہ کرتا"۔[7]

اوّل وقت نماز | حضرت انسؓ ہمیشہ اوّل وقت نماز پڑھتے تھے۔ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں ایک دن ہم ظہر کی نماز پڑھ کر حضرت انسؓ کے ہاں گئے۔ ہم نے ان کو نماز عصر پڑھتے ہوئے پایا۔ ہم نے پوچھا اے چچا یہ کونسی نماز ہے؟ حضرت انسؓ نے فرمایا "عصر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت نمازِ عصر پڑھا کرتے تھے"۔[8]

حُبِّ رسولؐ | حضرت انسؓ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرامؓ کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے اور شکمِ مبارک پر ایک پٹّی باندھ رکھی تھی۔ حضرت انسؓ نے صحابہؓ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ اُنہوں نے کہا "بھوک کی وجہ سے"۔ یہ سُن کر حضرت انسؓ فوراً اپنے (سوتیلے) والد حضرت ابوطلحہؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا "اے ابّا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ شکمِ مبارک پر پٹّی باندھ رکھی ہے میں نے صحابۂ کرامؓ سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ بھوک کی وجہ سے پٹّی باندھ رکھی ہے"۔ (یہ سُن کر) حضرت ابوطلحہؓ مسجد آئے، دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے ہیں اور آپؐ کا پیٹ پیٹھ سے لگ رہا ہے۔ حضرت

---

[1] صحیح مسلم باب فضائل انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب العلم۔ [4] صحیح بخاری ابواب مواقیت الصلوٰۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اثم من لم یتم الصفوف۔ [6] صحیح مسلم کتاب السلام۔ [7] صحیح مسلم باب جواز النافلۃ علی الدابۃ۔ [8] صحیح بخاری باب مواقیت الصلوٰۃ۔

ابو طلحہؓ فوراً گھر واپس آئے اور آپؐ کے لئے کھانا تیار کرایا۔[1]

نہی عن المنکر حضرت انسؓ جب کسی کو برائی کرتے دیکھتے تو منع کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت انسؓ نے چند لڑکوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو باندھ کر تیر مار رہے ہیں۔ حضرت انسؓ نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔"[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے محبت حضرت انسؓ فرماتے ہیں "اگرچہ میرے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے مثل تو نہیں ہیں لیکن میں ان سے محبت کرتا ہوں لہٰذا مجھے اُمید ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے 'آدمی اُس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے'۔"[3] حضرت انسؓ فرماتے تھے "کسی چیز سے ہمیں اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ہوئی۔"[4]

جب حضرت انسؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ جو ایک کُپّی میں رکھا تھا اُن کے کفن کی خوشبو میں ملا دیا جائے۔[5]

حضرت انسؓ کی نظر حضرت انسؓ کی نظر بہت تیز تھی۔ ایک مرتبہ وہ حضرت عمرؓ کے ساتھ مکہ معظمہ چلے جا رہے تھے، لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی لیکن سوائے حضرت انسؓ کے کسی کو نظر نہیں آیا۔ حضرت انسؓ حضرت عمرؓ سے کہنے لگے "آپ کو چاند دکھائی نہیں دیتا؟" حضرت عمرؓ کو چاند دکھائی نہیں دیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا "ہم بھی عنقریب اُسے دیکھ لیں گے۔"[6]

حضرت انس بن نضرؓ

حضرت انس بن نضر، مشہور صحابی حضرت انسؓ کے چچا ہیں۔[7]

ایک مرتبہ حضرت انس بن نضرؓ کی بہن حضرت رُبیّعؓ نے ایک لڑکی کا دانت توڑ دیا۔ حضرت رُبیّعؓ کے رشتہ داروں نے لڑکی والوں سے معافی طلب کی اُنہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا۔ حضرت انسؓ کہنے لگے "اے اللہ کے رسولؐ، کیا رُبیّع کا دانت توڑا جائے گا، اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے انسؓ، اللہ کا قانون تو یہی ہے کہ قصاص لیا جائے۔" کچھ دیر بعد لڑکی والوں نے قصاص معاف کر دیا اور دیت لینے پر راضی ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کے بندوں میں سے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ (کے بھروسہ) پر قسم کھالیں تو اللہ ضرور اُن کی قسم کو پورا کرے۔"[8]

جنگِ اُحُد حضرت انس بن نضرؓ جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے "اگر اللہ نے مجھے مشرکین سے لڑنے کا موقع دیا تو اللہ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔" اس کے بعد وہ جنگِ اُحُد میں شریک ہوئے۔ (افراتفری میں) جب مسلمین میں انتشار کی سی کیفیت پیدا ہوئی تو کہنے لگے "اے اللہ جو کچھ مسلمین نے کیا میں تجھ سے اس کی معذرت چاہتا ہوں اور جو کچھ مشرکوں نے کیا اُس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔" پھر اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے، حضرت سعد بن معاذؓ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت انسؓ نے حضرت سعدؓ سے کہا "اے سعدؓ، تم کہاں جا رہے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب جواز استتباعۃ غیرہ الی دار من یثق برضاہ بذالک۔ [2] صحیح بخاری کتاب الذبائح و صحیح مسلم کتاب الصید۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ و صحیح مسلم کتاب البر باب المرء مع من احبّ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب عرض مقعد المیت من الجنۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ عزّ وجلّ "من المؤمنین رجال صدقوا"۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصلح باب الصلح فی الدیۃ عن انس بن مالکؓ و کتاب الجہاد باب قول اللہ عزّ وجلّ "من المؤمنین رجال صدقوا"۔ [7] صحیح بخاری کتاب الادب باب من زار قوما فقال عندہم۔

ہو، مجھے تو اُحد پہاڑ کے سامنے سے جنّت کی خوشبو آرہی ہے۔" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔[1] ان کے جسم پر اسّی سے زیادہ ضربیں تھیں، کافروں نے ان کے اعضاء کاٹ دیئے تھے، ان کی بہن نے انکے پورے دیکھ کر انہیں پہچانا۔[2]

حضرت اَوس بن حَدثانؓ

حضرت اوسؓ حجّۃ الوداع میں شریک تھے۔ ایّامِ تشریق میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اوسؓ اور حضرت کعب بن مالکؓ کو یہ اعلان کرنے کے لئے مقرر کیا کہ "جنّت میں کوئی نہیں جائے گا سوائے مُومن کے اور منٰی کے ایّام کھانے اور پینے کے دن ہیں" (ان میں روزہ نہ رکھا جائے)[3]

حضرت اُہبان بن اَوسؓ

حضرت اُہبانؓ بیعۃ الرضوان میں شریک تھے، اُن کے گھُٹنے میں کچھ تکلیف تھی اس لئے جب وہ سجدہ کرتے تو اپنے گھُٹنے کے نیچے تکیہ رکھ لیا کرتے تھے۔[4]

حضرت براء بن عازبؓ

جہاد فی سبیل اللہ | حضرت براءؓ جنگِ خندق[5] اور صلح حدیبیہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک تھے۔[6] اس طرح وہ پندرہ جنگوں میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک ہوئے۔[7]

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ اور اُن کے بعد حضرت علیؓ کو لشکر دے کر یمن پر فوج کشی کیلئے روانہ کیا تو ان دونوں لشکروں میں حضرت براء بن عازبؓ شریک تھے۔ حضرت علیؓ کی ماتحتی میں جو جہاد ہوا اُس کے مالِ غنیمت میں سے حضرت براءؓ کو کئی اوقیہ (چاندی) حصّہ میں ملی۔[8]

پیشہ | حضرت براء بن عازبؓ تجارت کیا کرتے تھے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تجارت کے مسائل پوچھا کرتے تھے۔[9] ان کی تجارت میں حضرت زید بن ارقمؓ ان کے شریک تھے۔[10]

خشیت | ایک دن حضرت مسیبؓ نے ان سے کہا "آپ کو مبارک ہو، آپ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت کا شرف حاصل ہے، اور آپ نے درخت کے نیچے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے"۔ حضرت براءؓ کہنے لگے "اے بھتیجے تمہیں نہیں معلوم کہ ہم نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کیا کیا کیا"۔[11]

کسرِ نفسی | ایک مرتبہ حضرت ابو منہالؒ نے حضرت براءؓ سے سونے چاندی کے تبادلہ کے متعلق سوال کیا۔ حضرت براءؓ نے کہا "زید بن ارقمؓ سے پوچھو وہ زیادہ عالم ہیں"۔ اُنہوں نے حضرت زیدؓ سے پُوچھا۔ حضرت زیدؓ نے کہا "براءؓ سے پوچھو وہ زیادہ عالم ہیں"۔ پھر دونوں نے فرمایا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چاندی کو سونے کے عوض قرض پر بیچنے سے منع فرمایا ہے۔[12]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ عزّ وجلّ "من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ" عن انسؓ و کتاب المغازی عن خبابؓ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشہید عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصّوم۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب کم غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علی ابن ابی طالبؓ عن براءؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب البیوع باب التجارۃ فی البرّ عن زید بن ارقمؓ۔ [9] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ باب الاشتراک فی الذّہب۔ [10] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ۔ [11] صحیح مسلم کتاب البیوع باب النہی عن بیع الورق بالذہب دیناً۔ [12] صحیح بخاری کتاب الجہاد

حضرت بُرَیدَہ رضؓ

حضرت بریدہؓ نے سولہ جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی۔[1]
حضرت خالدؓ کی امارت میں جو لشکر روانہ کئے گئے تھے اُن میں سے ایک لشکر میں حضرت بریدہؓ بھی ساتھ تھے۔ اس جنگ میں بہت سا مالِ غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا تاکہ وہ اس اپنی تحویل میں لے لیں۔ حضرت بریدہؓ کو حضرت علیؓ سے بغض تھا۔ حضرت علیؓ نے خمس میں سے ایک لونڈی لے لی تو انہیں ناگوار گذرا۔ مدینہ منورہ پہنچکر اُنہوں نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم علیؓ سے بغض رکھتے ہو؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علیؓ سے بغض نہ رکھو، خمس میں ان کا اس سے بھی زیادہ حصہ ہے"۔[2]

حضرت بَرِیرَہ رضؓ

ابتداء میں حضرت بریرہؓ لونڈی تھیں۔ ان کے مالکوں نے ان کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا اور زرِ مکاتبت مقرر کر دیا۔ حضرت بریرہؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس آئیں اور اُن سے زرِ مکاتبت کے متعلق سوال کیا۔ حضرت عائشہؓ نے زرِ مکاتبت ادا کر دیا اور اُنہیں آزاد کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں بُلایا اور اُنہیں اُن کے شوہر کے ساتھ (جو غلام تھے) رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دے دیا۔ حضرت بریرہؓ نے کہا "اگر وہ مجھے اتنا اتنا مال بھی دے جب بھی میں اسکے ساتھ نہ رہوں گی"۔ الغرض حضرت بریرہؓ نے اپنے شوہر سے قطع تعلق کر لیا۔[3]

جب حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہؓ سے اس سلسلہ میں مشورہ لیا۔ حضرت بریرہؓ نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں نے ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جس کی وجہ سے میں عائشہؓ کو تہمت لگا سکوں"۔ ایک شخص نے انہیں دھمکا کر کہا "سچ سچ بیان کرو"۔ حضرت بریرہؓ نے کہا "سُبحان اللہ، میں تو عائشہؓ کو اس طرح بے عیب جانتی ہوں جس طرح جوہری خالص سونے کی ڈلی کو بے عیب جانتا ہے"۔[4]

حضرت بُسرؓ

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بُسرؓ کے ہاں تشریف لائے۔ اُنہوں نے آپؐ کے سامنے کھانا پیش کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا۔ پھر اُنہوں نے کھجوریں پیش کیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں کھائیں۔ جب آپؐ روانہ ہوئے تو حضرت بُسرؓ نے آپؐ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور عرض کیا "ہمارے لئے دُعا فرمائیے"۔ آپؐ نے دُعا فرمائی "اے اللہ، جو رزق تو نے انہیں دیا ہے اس میں ان کو برکت عطا فرما، ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما"۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب کم غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ عن بریدۃؓ (اس واقعہ کے بعد حضرت بریدہؓ حضرت علیؓ سے بہت محبت کرنے لگے۔ مسند احمد)
[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ذکر البیع والشراء علی المنبر و کتاب الفرائض باب اذا اسلم علی یدیہ رجل و کتاب البیوع باب اذا اشترط و صحیح مسلم کتاب العتق۔
[4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک وغیرہ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[5] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب استحباب وضع النوی خارج التمر۔

حضرت بَسِیسہ رضؓ

جنگِ بدر سے پہلے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کُفّار کے تجارتی قافلہ کے مدینہ منوّرہ کے قریب سے گذرنے کی خبر ہوئی تو آپؐ نے حضرت بسیسہؓ کو اس تجارتی قافلہ کی خبر لانے کے لئے جاسوس بنا کر روانہ کیا۔ جب وہ لوٹ کر آئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے گھر میں تھے۔ آپؐ فوراً باہر تشریف لائے (تمام حالات معلوم کرنے کے بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بدر کی طرف روانہ ہو گئے۔[1]

حضرت بشیر رضؓ

حضرت بشیرؓ مشہور صحابی حضرت نعمانؓ کے والد ہیں۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے اپنی بیوی کے کہنے سے حضرت نعمانؓ کو ایک عطیّہ دیا۔ اُن کی بیوی نے کہا "جب تک تم اس عطیّہ پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گواہ نہ بناؤ میں راضی نہیں ہونگی"۔ حضرت بشیرؓ حضرت نعمانؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گئے اور آپؐ سے گواہ بن جانے کے متعلّق عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا "کیا تم نے اپنے تمام بچّوں کو ایسا عطیّہ دیا ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا مجھے ظلم پر گواہ نہ کرو، اس عطیّہ کو واپس لے لو۔" اُنہوں نے عطیّہ واپس لے لیا۔[2]

حضرت بلال رضؓ

حضرت بلالؓ اوائلِ اسلام ہی میں ایمان لے آئے۔[3]

حضرت بلالؓ غلام تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے انہیں خرید لیا۔ حضرت بلالؓ نے ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ سے کہا "اگر آپ نے مجھے اپنے لئے خریدا تھا تو مجھے (اپنی خدمت کے لئے) روکے رکھئے اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لئے خریدا تھا تو مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں اللہ کیلئے عمل کر سکوں (یعنی جہاد وغیرہ میں شریک ہو سکوں)" حضرت ابو بکرؓ نے انہیں آزاد کر دیا۔[4]

جب مدینہ منوّرہ ہجرت کرنے کا حکم نازل ہوا تو صحابۂ کرامؓ نے مختلف جماعتوں میں مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت شروع کی۔ حضرت بلالؓ دوسری جماعت میں شامل تھے۔[5]

مدینہ منوّرہ پہنچ کر حضرت بلالؓ کو بخار آنے لگا۔ جب بخار سے ذرا افاقہ ہوتا تو حضرت بلالؓ مکّہ معظّمہ کو یاد کر کے دو شعر پڑھتے جن کا ترجمہ یہ ہے:-

"کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ اب میں پھر کسی رات کو اس وادی میں رہوں گا جہاں میرے گرد اذخر اور جلیل نامی گھاسیں ہوں گی، کیا مَیں پھر کبھی مَجنّہ نامی چشمہ پر پہنچوں گا اور کیا مجھے (پھر کبھی) شامہ اور طَفیل نامی پہاڑیاں دکھائی دیں گی۔"[6]

مؤذّنِ رسُولؐ مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مشورہ کیا کہ لوگوں کو نماز کے لئے کس طرح بلایا جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا "آپؐ کسی آدمی کو کیوں نہیں مقرّر فرماتے جو نماز کے لئے اذان دیدیا کرے"۔ رسُولُ اللہ

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشہید عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الہبۃ وکتابُ الشہادات وصحیح مسلم کتابُ الہبات [3] صحیح مسلم باب اسلام عمر وبن عبسۃؓ الحدیث الاوّل [4] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب بلالؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن براءؓ وباب ہجرۃ الحبشۃ۔ [6] صحیح بخاری باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم المدینۃ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے کہا "اُٹھو اور نماز کے لئے اذان دو۔ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہو اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ کہو۔" [1]

حضرت بلالؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صبح صادق سے پہلے اذان دیا کرتے تھے، اس اذان کا مقصد یہ تھا کہ تہجد پڑھنے والا (نمازِ فجر کے لئے) لَوٹ آئے اور سونے والا بیدار ہو جائے۔ جب حضرت بلالؓ اذان دے کر اُترتے تو حضرت ابنِ اُمِ مکتومؓ چڑھتے اور نماز فجر کی اذان دیتے۔ [2]

جنگِ بدر | حضرت بلالؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ کافروں کی طرف سے اُمیہ بھی لڑنے کیلئے آیا ہوا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا اس سے آپس میں ایکدوسرے کی حفاظت کا معاہدہ تھا۔ حضرت بلالؓ نے اُمیہ کو دیکھ لیا اور فوراً انصار کی مجلس میں آکر کہا "اگر اُمیہ بن خلف بچ گیا تو میں نہیں بچ سکتا۔" یہ سُن کر انصار کی ایک جماعت نے اُمیہ کا تعاقب کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حسبِ معاہدہ اُسے بچانے کی حتی الامکان کوشش کی لیکن انصارؓ نے اُسے قتل کر ہی ڈالا۔ [3]

مزید جہادوں میں شرکت | ایک مرتبہ سفرِ جہاد میں رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے کہا "تم رات کو ہمارے لئے پہرہ دو (جب صبح ہو تو نماز کیلئے اٹھا دو)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سو گئے، حضرت بلالؓ نماز پڑھتے رہے۔ جب فجر قریب ہوئی تو اپنی سواری سے تکیہ لگا کر مشرق کی طرف مُنہ کر کے بیٹھ گئے۔ بیٹھے بیٹھے اُنہیں بھی نیند آگئی۔ جب دھوپ نکلی تو اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور بہت ڈرے۔ آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا (یہ تم نے کیا کیا) حضرت بلالؓ نے کہا "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں جس ہستی نے آپؐ کے نفس کو روک لیا اُسی نے میرے نفس کو بھی روک لیا۔" [4]

حضرت بلالؓ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو حضرت بلالؓ نے بچا ہوا پانی لے لیا۔ لوگ اس پانی کی طرف دوڑے، جس کو پانی مل گیا تو اُس نے اُسے اپنے جسم پر مَل لیا اور جس کو پانی نہ مل سکا تو اُس نے دوسرے آدمی کے ہاتھ کی تری حاصل کر لی۔ پھر حضرت بلالؓ نے ایک برچھی اُٹھائی اور اُس کو گاڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس برچھی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ [5]

فتح مکہ | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتحِ مکہ کیلئے روانہ ہوئے تو حضرت بلالؓ بھی ساتھ تھے۔ فتح کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو حضرت بلالؓ بھی اُن لوگوں میں شامل تھے جو اندر داخل ہوئے تھے۔ [6]

حجۃ الوداع | حضرت بلالؓ حجۃ الوداع میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ [7]

فضائل | ایک مرتبہ حضرت ابوسفیانؓ (جو اُس وقت تک مسلم نہیں ہوئے تھے) حضرت سلمانؓ، صہیبؓ اور بلالؓ کے پاس آئے، حضرت بلالؓ وغیرہ نے کہا "اللہ کی قسم، اللہ کی تلواریں ابھی تک اللہ کے دشمن کی گردن تک نہیں پہنچیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے (جو وہاں موجود تھے) کہا "تم قریش کے بوڑھے آدمی اور اُن کے سردار کے متعلق ایسی بات کہتے ہو"۔ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شاید تم نے ان کو ناراض کر دیا اگر تم نے انہیں ناراض کیا تو اپنے رب کو ناراض کیا"۔ حضرت ابوبکرؓ ان کے پاس پھر آئے اور کہا "اے بھائیو! کیا میں نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب الاذان و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ۔ [2] صحیح بخاری ابواب الاذان و صحیح مسلم کتاب الصیام۔ [3] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ [4] صحیح مسلم باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی الثوب الاحمر عن ابی جحیفہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ وغیرہ و صحیح مسلم کتاب الحج وغیرہ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المناسک و صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

تمہیں ناراض کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا "نہیں، اے بھائی، اللہ تمہیں بخشے"۔[1]

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا "اے بلالؓ، مجھے اپنا وہ عمل بتاؤ جو تم نے اسلام میں داخل ہونے کے بعد کیا ہے اور جس کی بنیاد پر تمہیں اللہ سے بہت زیادہ اُمّید ہے کیونکہ میں نے جنّت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سُنی ہے"۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا "میرے پاس ایسا کوئی عمل نہیں جس کی بنیاد پر میں اللہ سے کسی قسم کی اُمّید رکھوں سوائے اس کے کہ میں جب کبھی وضو کرتا ہوں تو میں نماز پڑھ لیتا ہوں"۔[2]

حضرت عمرؓ، حضرت بلالؓ کو "سیّدنا" کہا کرتے تھے۔[3]

بشارتِ نبوی | ایک دن ایک دیہاتی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا، آپؐ نے اُس سے فرمایا "بشارت قبول کرو"۔ اُس نے کہا "بشارت تو آپؐ بہت دے چکے (کچھ مال دلوایئے)" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت بلالؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ سے فرمایا "اس شخص نے بشارت کو قبول نہیں کیا، تم اسے قبول کرو"۔ ان دونوں نے کہا "ہم نے قبول کی" اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پانی کا ایک پیالہ منگایا، پھر آپؐ نے اُس میں اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، کُلّی کی اور مُنہ دھویا۔ پھر فرمایا "تم دونوں اسے اپنے چہروں اور ہنسلیوں پر مَل لو اور خوش خبری حاصل کرو"۔ ان دونوں نے حکم کی تعمیل کی۔[4]

حضرت بنت خفاف بن اِیماء غفاریؓ

حضرت عمرؓ ایک دن کہیں چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں خفافؓ کی صاحبزادی ملیں۔ اُن کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کے ننھے ننھے بچے تھے اور کھانے کیلئے کچھ نہیں تھا۔ اُنہوں نے حضرت عمرؓ کو اپنا حال سُنایا اور کہا "میں خفاف بن ایماءؓ کی بیٹی ہوں جو حدیبیہ میں شریک تھے"۔ حضرت عمرؓ ٹھہر گئے اور فرمایا "مرحبا، تم تو بہت قریب کی قرابت دار نکلیں"۔ حضرت عمرؓ گھر گئے، ایک قوی اُونٹ پر دو بوجھ غلّے کے لادے اور اُن کے اوپر کچھ درہم اور کپڑے بھی رکھ دئے پھر اُونٹ کی لگام ان صاحبزادی کے ہاتھ میں دیکر کہا "لے لے جاؤ، یہ سامان ہرگز ختم نہ ہونے پائے گا کہ اس سے بہتر اللہ تم کو اور دیدے گا"۔ ایک شخص نے کہا "اے امیر المؤمنین، آپ نے ان کو بہت دیدیا"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم، میں نے اس کے باپ اور بھائی کو دیکھا ہے کہ وہ ایک قلعہ کو زمانۂ دراز تک گھیرے رہے اور اُسے فتح کر کے ہی چھوڑا"۔[5]

حضرت بنتِ عبدالرحمٰنؓ

یہ صحابیہ، حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰنؓ کی بڑی بہن ہیں۔ یہ بیان کرتی ہیں کہ "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُن سُن کر میں نے سُورۂ 'ق' یاد کی تھی، آپ ہر جمعہ کو منبر پر اس کی تلاوت کرتے تھے"۔[6]

حضرت تمیم داریؓ

حضرت تمیمؓ پہلے عیسائی تھے۔ اپنے عیسائیت کے زمانہ میں اُنہوں نے چند آدمیوں کے ساتھ ایک بحری سفر کیا

---

[1] صحیح مسلم باب فضائل سلمانؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب فضل الطّہور باللیل و صحیح مسلم باب فضائل بلالؓ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب بلالؓ عن جابرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف و صحیح مسلم باب فضائل ابی موسیٰؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن اسلمؓ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ۔

وہ ایک کشتی میں سوار تھے۔ ایک مہینہ تک موجیں کشتی سے کھیلتی رہیں بالآخر وہ کشتی ایک جزیرہ پر جا کر رک گئی حضرت تمیمؓ مع اپنے ساتھیوں کے اُس جزیرہ میں پہنچے۔ وہاں انہوں نے اتنا بڑا آدمی دیکھا کہ اس سے پہلے اتنا بڑا آدمی کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اُس نے اُن لوگوں سے بہت سی باتیں دریافت کیں، منجملہ ان کے ایک یہ بھی تھی کہ "اُمّیوں کے نبی کی کیا حالت ہے؟" اُنہوں نے کہا "وہ مکّہ سے نکل کر مدینہ میں مقیم ہو گئے ہیں۔" اُس نے کہا "یہ بات لوگوں کے حق میں بہتر ہے کہ وہ اس رسُولؐ کی اطاعت کریں"۔ پھر اُس نے کہا "میں دجّال ہوں، عنقریب مجھے یہاں سے نکلنے کی اجازت مل جائے گی۔ میں مکّہ اور مدینہ کے علاوہ ہر جگہ جاؤں گا۔" جب حضرت تمیمؓ اس سفر سے واپس آئے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ [1]

حضرت ثابت بن ضحّاکؓ

حضرت ثابتؓ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ [2]

حضرت ثابت بن قیسؓ

حضرت ثابت بن قیسؓ خطیبُ الانصار کہلاتے تھے۔

جب مسیلمہ کذّاب مدینہ میں آیا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے کچھ باتیں کیں، پھر آپؐ اُس کے پاس سے یہ کہہ کر چلے آئے کہ "یہ ثابت بن قیس ہیں جو میری طرف سے تجھ کو جواب دیں گے۔" [3]

خشیتِ الٰہی آدابِ رسالت کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ {حجرات}

اے ایمان والو! نبیؐ کی آواز سے اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو اس طرح زور سے رسُولؐ سے بات نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابتؓ نے گھر سے نکلنا بند کر دیا۔ جب کئی دن ہو گئے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سعد بن معاذؓ سے پوچھا کہ ثابتؓ کا کیا حال ہے، حضرت سعدؓ نے کہا "وہ میرے پڑوسی ہیں لیکن مجھے انکی بیماری کا تو کوئی علم نہیں، البتہ میں ابھی جا کر اُن کی کیفیت معلوم کر کے آپؐ کو مطلع کرتا ہوں"۔ حضرت سعدؓ اُن کے گھر گئے وہ سر جھکائے بیٹھے تھے۔ حضرت سعدؓ نے پوچھا "تمہارا کیا حال ہے؟" حضرت ثابتؓ نے کہا "بُرا حال ہے، میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آواز سے زیادہ اپنی آواز کو بلند کرتا تھا لہٰذا میرے تو سب عمل ضائع ہو گئے اور میں دوزخی ہو گیا"۔ حضرت سعدؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مطلع کیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ وہ دوزخی نہیں بلکہ جنّتی ہیں"۔ [4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفتن عن فاطمۃ بنت قیسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ۔ [3] صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ و کتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب الرؤیا۔ [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوّۃ فی الاسلام وکتاب التفسیر وصحیح مسلم کتاب الایمان باب مخافۃ المؤمن ان یحبط عملہ (حضرت سعدؓ کے نام کی صراحت اور خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں حضرت ثابتؓ کے متعلق خطیب الانصار کا خطاب بھی صرف صحیح مسلم میں ہے)

حضرت ثُمامہ بن اُثال رضؓ

حضرت ثمامہؓ، بنو حنیفہ قبیلہ کے ایک فرد تھے اور اہل یمامہ کے سردار تھے۔ یہ عمرہ کرنے جا رہے تھے کہ مسلمین نے انہیں گرفتار کر لیا اور مسجدِ نبوی کے ستون سے لاکر باندھ دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ثمامہؓ کے پاس گئے اور پُوچھا "اے ثمامہؓ کیا حال ہے؟"۔ حضرت ثمامہؓ نے کہا "خیریت ہے، اگر آپؐ مجھے قتل کریں گے (تو ایسے آدمی کو قتل کریں گے) جو خونریزی کی وجہ سے قتل کا مستحق ہے، اور اگر آپؐ مجھے چھوڑ دیں گے تو ایک احسان ماننے والے شخص پہ احسان کریں گے، اگر آپؐ کو مال چاہیئے تو جتنا مال چاہیں طلب فرمائیں"۔ یہ سُن کر آپؐ وہاں سے چلے آئے۔ دوسرے دن آپؐ پھر ان کے پاس گئے اور وہی سوال و جواب ہوئے۔ تیسرے دن آپؐ پھر ان کے پاس گئے۔ انہوں نے پھر وہی کہا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ثمامہؓ کو چھوڑ دو"۔ رہائی کے بعد حضرت ثمامہؓ کھجور کے (باغ میں) جو مسجد کے قریب تھا گئے۔ نہا دھو کر پھر مسجد میں آئے اور کلمۂ شہادت پڑھا اور عرض کیا "اللہ کی قسم روئے زمین پر مجھے آپؐ کے چہرہ سے زیادہ کسی چہرہ سے دشمنی نہیں تھی اور اب میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب آپؐ کا چہرہ ہے۔ آپؐ کے سواروں نے مجھے گرفتار کر لیا، اب میں عُمرہ کروں یا نہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ثمامہؓ کو خوشخبری دی اور عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ثمامہؓ مکّہ معظّمہ پہنچے تو کسی نے اُن سے کہا تم بے دین ہو گئے، انہوں نے کہا "نہیں. بلکہ میں محمّد رسُولُ اللہؐ کے دین کو قبول کر کے مسلم ہو گیا ہوں، اللہ کی قسم اب یمامہ سے تمہارے پاس گیہوں کا ایک دانہ بھی بغیر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اجازت کے نہیں آئے گا"۔ [1]

حضرت ثوبانؓ

حضرت ثوبانؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آزاد کردہ غلام تھے۔

احترامِ رسُولؐ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک یہودی عالم آیا، اُس نے کہا "اے محمّدؐ السّلام علیک"۔ حضرت ثوبانؓ پاس ہی کھڑے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے اس یہودی عالم کو اس زور سے دھکّا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔ یہودی عالم نے پُوچھا "تم نے مجھے کیوں دھکّا دیا؟" حضرت ثوبانؓ نے کہا "تُو یا رسُولَ اللہ کیوں نہیں کہتا" اُس نے کہا "ہم ان کو اُس نام سے پُکارتے ہیں جو نام ان کے گھر والوں نے رکھا ہے"۔ [2]

ایک مرتبہ حضرت ثوبانؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا کہ "مجھے ایسا کوئی عمل بتایئے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مجھے جنّت میں داخل کر دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کے لیے کثرت سے سجدے کرنا اپنے اوپر لازم کر لو"۔ [3]

حضرت جابر بن سَمُرہؓ

حضرت جابرؓ سے کسی نے پُوچھا "کیا آپ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھا کرتے تھے، حضرت جابرؓ نے فرمایا "ہاں کثرت سے بیٹھا کرتا تھا"۔ [4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الاغتسال اذا اسلم، وکتاب المغازی باب وفد بنی حنیفۃ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب ربط الاسیر (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[2] صحیح مسلم کتاب الحیض باب بیان صفۃ منی الرجل والمرأۃ [3] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود. [4] صحیح مسلم باب فضل الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح۔

حضرت جابرؓ

حضرت جابرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ کے صاحبزادے تھے، حضرت عبداللہؓ جنگِ اُحد میں شہید ہوئے شہادت سے پہلے اُنہوں نے حضرت جابرؓ کو وصیّت کی کہ "میرا قرضہ ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا" جب اُن کی شہادت ہوئی تو حضرت جابرؓ رونے لگے اور بار بار کپڑا ہٹا کر اُن کے چہرہ کو دیکھتے رہے [1]

حضرت عبداللہؓ کی شہادت کے بعد اُن کے یہودی قرضخواہوں نے حضرت جابرؓ سے تقاضہ کیا۔ حضرت جابرؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُوچھا "کون ہے؟" حضرت جابرؓ نے کہا "مَیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں میں" (کیا ہوتا ہے، نام بتانا چاہیئے) حضرت جابرؓ نے عرض کیا "آپؐ یہودیوں سے سفارش کر دیں تاکہ وہ کچھ قرضہ معاف کر دیں یا قرضہ کی ادائیگی میں کچھ مہلت دیدیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سفارش کی لیکن یہودی قرضخواہوں نے انکار کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ سے فرمایا "تم جاؤ اور اپنی کھجوروں کی قسمیں علیٰحدہ علیٰحدہ کر دو، پھر مجھے بُلا لینا"۔ حضرت جابرؓ نے حکم کی تعمیل کی اور پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بُلایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے حضرت جابرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کچھ تازہ کھجوریں پیش کیں، آپؐ نے تناول فرمائیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ کی جھونپڑی میں کچھ دیر آرام فرمایا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو حضرت جابرؓ نے پھر کچھ کھجوریں پیش کیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کھجوریں تناول فرمائیں۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دعاءِ برکت کی، پھر آپؐ ایک ڈھیری پر بیٹھ گئے۔ پھر حضرت جابرؓ سے کہا "اب تم ناپ ناپ کر دینا شروع کرو"۔ یہ کہکر آپؐ واپس تشریف لے گئے۔ حضرت جابرؓ نے ناپ ناپ کر دینا شروع کیا۔ تمام قرضہ ادا ہو گیا اور کھجوریں اسی طرح باقی رہیں۔ حضرت جابرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع دی، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسُولؐ ہوں"۔ [2]

ایک مرتبہ حضرت جابرؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ سفر میں تھے۔ وہ کسی کام سے رات کے وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے۔ انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نماز پڑھتے ہوئے پایا لہٰذا وہ بھی آپؐ کے پہلو میں نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ حضرت جابرؓ کے پاس صرف ایک کپڑا تھا، انہوں نے اُس کو لپیٹ لیا۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام پھیرا تو فرمایا "اے جابرؓ، رات کو آنے کا کیا مقصد ہے؟" اُنہوں نے اپنی ضرورت کا ذکر کیا۔ جب وہ اپنی ضرورت بیان کر چکے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "یہ کپڑا تم نے کس طرح لپیٹا ہے؟" حضرت جابرؓ نے کہا "کپڑا (چھوٹا) تھا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب کپڑا کشادہ ہو تو اُسے لپیٹ لیا کرو اور جب کپڑا تنگ ہو تو تہ بند باندھ لیا کرو"۔ [3]

حضرت جابرؓ کی بیماری | ایک مرتبہ حضرت جابرؓ بیمار ہو گئے، اور ان پر غفلت طاری ہو گئی، رسُول اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد و کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت و باب ھل یخرج المیت و کتاب الجہاد باب ضرب المرأۃ غیرہ و صحیح مسلم کتاب الفضائل۔ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب الکیل و کتاب الاستقراض و کتاب الہبۃ و کتاب الصلح و کتاب الوصایا و کتاب المغازی و کتاب الاطعمۃ و کتاب الاستئذان۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا کان الثوب ضیقاً۔

علیہ وسلّم عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپؐ نے وضو فرمایا اور بچا ہوا پانی حضرت جابرؓ پر چھڑکا۔ حضرت جابرؓ ہوش میں آگئے اور کہنے لگے "اے اللہ کے رسولؐ، میری میراث کس کو ملیگی اس لئے کہ میرے نہ والدین ہیں نہ اولاد ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرائض یعنی میراث کے حصّوں کی آیت نازل فرمائی۔ [1]

ایک دن ایسا ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ کو کسی کام سے بھیجا۔ وہ کام کرکے واپس آئے تو اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سلام کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جواب نہیں دیا، انہیں بڑا ملال ہوا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید میرے دیر سے آنے کی وجہ سے آپؐ ناراض ہوگئے۔ اُنہوں نے پھر سلام کیا آپؐ نے پھر جواب نہیں دیا۔ اب تو انہیں اور بھی زیادہ صدمہ ہوا۔ انہوں نے پھر سلام کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جواب دیا اور فرمایا "جواب دینے سے مجھے یہ چیز مانع ہوئی کہ میں نماز پڑھ رہا تھا"۔ [2]

حضرت جابرؓ کی شادی | جنگِ اُحُد کے کچھ عرصہ بعد حضرت جابرؓ نے نکاح کرلیا، نکاح کے بعد وہ ایک غزوہ میں شریک ہوئے۔ واپسی میں وہ اپنے پانی بھرنے والے سُرخ اُونٹ پر سوار تھے۔ اُونٹ بہت تھک گیا تھا، اچھّی طرح چل نہیں سکتا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے اُونٹ کو کیا ہوگیا؟" اُنہوں نے عرض کیا "تھک گیا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے ڈانٹا اور کوڑے سے مار کر دُعا کی، وہ اُونٹ تیزی سے چلنے لگا۔ کچھ دیر بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اسے میرے ہاتھ بیچو گے؟" حضرت جابرؓ کے پاس اُس کے سوا اور کوئی پانی بھرنے والا اُونٹ نہیں تھا لیکن انہیں انکار کرتے ہوئے شرم آئی۔ حضرت جابرؓ نے کہا "یہ آپؐ کے لئے ویسے ہی پیش ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تمہیں معاف کرے تم اسے میرے ہاتھ بیچ دو"۔ حضرت جابرؓ نے کہا "یہ آپؐ ہی کا ہے" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اس کو چار دینار میں خریدتا ہوں"۔ حضرت جابرؓ نے اس شرط پر اُونٹ بیچ دیا کہ وہ اس پر مدینہ تک سوار رہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اس پر سوار ہو سکتے ہو"۔ حضرت جابرؓ نے کہا "میں نے نکاح کیا ہے لہٰذا مجھے جلدی گھر جانے کی اجازت دیدیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے؟" حضرت جابرؓ نے کہا "بیوہ سے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے کنواری لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کیا کہ وہ تم سے کھیلتی اور تم اُس سے کھیلتے"۔ حضرت جابرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میری چھ چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں، مجھے بُرا معلوم ہوا کہ میں اُن ہی جیسی کم سن نادان لڑکی سے نکاح کروں کہ وہ نہ اُن کو ادب سکھا سکے اور نہ اُن کی خدمت کرسکے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے اچھّا کیا"۔

حضرت جابرؓ جلدی سے مدینہ منوّرہ پہنچ گئے، مدینہ میں جب وہ اپنے ماموں سے ملے تو ماموں نے اُونٹ کا حال دریافت کیا۔ حضرت جابرؓ نے کیفیّت بتائی اور بیچنے کا ذکر کیا، ماموں نے اسے بیچنے پر انہیں ملامت کی۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ پہنچے تو دوسرے دن حضرت جابرؓ اُونٹ لیکر حاضرِ خدمت ہوئے، آپؐ نے اُنہیں قیمت ادا کردی اور بعد میں اُونٹ بھی واپس کردیا۔ [3]

ایک مرتبہ حضرت جابرؓ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تمہارے ہاں قالین ہیں؟" حضرت جابرؓ نے کہا "ہمارے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الوضوء وکتابُ التفسیر وصحیح مسلم کتابُ الفرائض۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب تحریم الکلام فی الصّلوٰۃ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب استئذان الرجل الامام وباب من ضرب دابّۃ غیرہ وباب الطّعام عند القدوم وکتابُ الوکالۃ وکتابُ النکاح وصحیح مسلم کتابُ النکاح وکتابُ البیوع (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

ہاں قالین کیسے ہو سکتے ہیں (اتنی وسعت کہاں ہے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عنقریب تمہارے ہاں قالین ہوں گے"۔ (آخر وہ زمانہ آیا، اُن کی بیوی نے قالین بچھائے) حضرت جابرؓ نے اپنی بیوی سے کہا "یہ تمہارے قالین ہم سے دور کر دو"۔ بیوی نے جواب دیا "کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں فرمایا تھا کہ "عنقریب تمہارے ہاں قالین ہوں گے"۔ یہ سُن کر حضرت جابرؓ نے قالینوں کو بچھا رہنے دیا۔[1]

جنگ خندق | حضرت جابرؓ جنگِ خندق میں شریک تھے۔

حضرت جابرؓ نے دیکھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے ہیں تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت لیکر گھر آئے اور بیوی سے کہا "میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ میں صبر نہیں کر سکتا، تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟" بیوی نے کہا "میرے پاس کچھ جَو اور ایک بکری کا بچّہ ہے"۔ یہ کہکر اُنہوں نے جَو نکالے اور اُنہیں پیسنا شروع کر دیا۔ حضرت جابرؓ نے بکری کے بچّہ کو ذبح کیا۔ پھر حضرت جابرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بُلانے گئے۔ جاتے وقت بیوی نے کہا "مجھے رُسوا نہ کرنا"۔ حضرت جابرؓ خدمتِ اقدس میں پہنچے اور چپکے سے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ایک دو آدمیوں کے ساتھ کھانے کیلئے تشریف لے چلئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُوچھا "کتنا کھانا ہے؟" حضرت جابرؓ نے کھانے کی مقدار بتائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اپنی بیوی سے کہو میرے آنے سے پہلے نہ پتیلی اُتاریں نہ روٹی پکائیں"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بلند آواز سے فرمایا "اے خندق والو، جابرؓ نے کھانا پکایا ہے جلدی چلو"۔ حضرت جابرؓ فوراً بیوی کے پاس پہنچے اور کہا "وائے افسوس، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع تمام رفقاء کے تشریف لا رہے ہیں"۔ بیوی نے پوچھا "کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تم سے پُوچھا تھا (کہ کھانا کس قدر ہے)" حضرت جابرؓ نے کہا "ہاں"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ آپؐ نے برتن میں لعابِ دہن ڈالا، برکت کی دُعا کی، پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو کھانا کھلانا شروع کیا۔ ایک ہزار آدمیوں نے کھایا لیکن کھانا پھر بھی بچ گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ کی بیوی سے فرمایا "تم بھی کھاؤ اور تحفۃً اوروں کو بھی بھیجو کیونکہ سب ہی بھوکے ہیں"۔[2]

صلح حدیبیہ | حضرت جابرؓ صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔[3]

جنگِ ذات الرّقاع | حضرت جابرؓ جنگِ ذات الرقاع میں بھی شریک تھے۔[4]

حضرت جابرؓ اور بیع سَلَم | حضرت جابرؓ کے پاس بیر رومہ کے راستہ پر ایک زمین تھی جس میں کھجوروں کے درخت تھے۔ حضرت جابرؓ پیشگی قیمت لے کر اپنی کھجوریں ایک یہودی کو بیچ دیا کرتے تھے اور جب کھجوریں اُترتی تھیں تو مقررہ مقدار میں کھجوریں اُس کو دیدیا کرتے تھے۔ ایک سال کھجوریں بہت کم ہوئیں۔ وہ یہودی کھجوریں اُترنے کے زمانہ میں اُن کے پاس آیا، حضرت جابرؓ نے اُس سے ایک سال کی مہلت مانگی، اُس نے انکار کر دیا۔ یہ خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہنچی۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے کہا "چلو جابرؓ کو یہودی سے مہلت دلادیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع اصحابؓ کے وہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے یہودی سے مہلت دینے کے لئے کہا۔ اُس نے کہا "اے ابوالقاسم، میں جابرؓ کو مہلت نہ دوں گا"۔ یہ سُنکر آپؐ نے باغ کا چکّر لگایا اور یہودی سے پھر دوبارہ گفتگو کی۔ یہودی نے پھر انکار کر دیا۔ حضرت جابرؓ نے کچھ کھجوریں

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوّۃ فی الاسلام و صحیح مسلم کتاب اللّباس۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب جواز استتباعہ غیرہ عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن مسورؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرقاع۔

لاکر آپؐ کی خدمت میں پیش کیں، آپؐ نے تناول فرمائیں، پھر آپؐ نے کچھ دیر چھپّر کے نیچے آرام فرمایا۔ حضرت جابرؓ نے پھر کھجوریں پیش کیں، آپؐ نے کھجوریں تناول فرمائیں اور پھر یہودی سے گفتگو کی۔ وہ پھر بھی نہ مانا۔ آخر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھجور کے درختوں میں جاکر کھڑے ہو گئے اور حضرت جابرؓ سے فرمایا "کھجوریں توڑ توڑ کر ادا کرتے رہو"۔ حضرت جابرؓ نے ایسا ہی کیا، یہودی کا تمام قرضہ ادا ہو گیا اور اُسی قدر کھجوریں باقی بچ گئیں۔ حضرت جابرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خوش خبری سُنائی۔ آپؐ نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسُولؐ ہوں"۔ [1]

جنگِ جہینہ | حضرت جابرؓ جنگ جہینہ میں شریک تھے۔ اس جنگ میں کُفّار نے بہت سخت مقابلہ کیا تھا۔ [2]

جیشُ الخبط | حضرت جابرؓ اس لشکر میں بھی شامِل تھے جو حضرت ابو عبیدہؓ کی امارت میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ساحلِ بحر کی طرف روانہ کیا تھا۔ [3]

جنگ بطن بُواط | حضرت جابرؓ جنگ بطن بُواط میں شریک تھے۔ دورانِ سفر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک کُنویں کے قریب پہنچے۔ آپؐ نے فرمایا "ہم سے آگے جاکر کون اس حوض کو درست کریگا" حضرت جابرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ شخص جائے گا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کے ساتھ کون جائے گا؟" حضرت جبّار بن صخرؓ جانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ وہ دونوں کنویں پر پہنچے، اُنہوں نے دو ایک ڈول حوض میں ڈالے اور اُس پر مٹی لگائی، پھر اُس حوض کو پانی سے بھر دیا۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی وہاں پہنچ گئے۔ آپؐ نے فرمایا "تم دونوں ہمیں (پانی استعمال کرنے کی) اجازت دیتے ہو"۔ اُنہوں نے کہا "جی ہاں۔ اے اللہ کے رسُولؐ"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی اُونٹنی کو چھوڑا، اُس نے پانی پیا، پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وضو کیا۔ حضرت جابرؓ نے بھی اُسی جگہ سے وضو کیا جہاں سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ حضرت جابرؓ بھی آپؐ کی بائیں جانب آکر کھڑے ہو گئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں گھما کر اپنی دائیں طرف کر لیا، حضرت جابرؓ کے پاس ایک چھوٹی سی چادر تھی جس کو اُنہوں نے گردن سے باندھ رکھا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ (اس چادر کا) تہ بند باندھ لو۔ اتنے میں حضرت جبّارؓ بھی آگئے اور بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے ان دونوں کو اپنے پیچھے کر دیا۔ نماز کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے جابرؓ، جب چادر کشادہ ہو تو اس کے دونوں کنارے اُلٹ لیا کرو (یعنی اُسے اُوپر سے اوڑھ لیا کرو) اور جب تنگ ہو تو اُس کا تہ بند باندھ لیا کرو"۔

اتنے میں صحابۂ کرامؓ بھی وہاں پہنچ گئے۔ اسلامی فوج آگے بڑھتی رہی۔ ایک وادی میں پہنچکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قضائے حاجت کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت جابرؓ بھی پانی کا ایک ڈول لے کر چلے، پھر حضرت جابرؓ آپؐ سے دور ہو گئے۔ واپسی میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھوڑی دیر کے لئے ایک جگہ رُک گئے، پھر آپؐ حضرت جابرؓ کے پاس پہنچے اور اُن سے فرمایا "ان دو درختوں کے پاس جاؤ اور ہر ایک درخت میں سے ایک ڈالی کاٹ کر لے آؤ اور جب اس جگہ پہنچو جہاں میں کھڑا ہوا تھا تو داہنے بائیں ایک ایک ڈالی ڈال دو"۔ حضرت جابرؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت جابرؓ نے اس کی وجہ پوچھی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہاں دو قبریں ہیں، ان قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ میں نے چاہا کہ ان کی سفارش کروں کہ جب تک یہ شاخیں ہری رہیں ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے"۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب رطب تمر۔ [2] صحیح مسلم باب صلوٰۃ الخوف۔ [3] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ وکتاب الجہاد وکتاب المغازی باب غزوۃ سیف البحر وغیرہ وصحیح مسلم کتاب الصید۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابرؓ سے کہا "لوگوں سے پکار کر کہدو کہ وضو کریں۔" حضرت جابرؓ نے حکم کی تعمیل کی پھر پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ، ہمارے پاس تو ایک قطرہ بھی پانی نہیں ہے۔" یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مشک منگائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک کو ہاتھ میں لے لیا اور کچھ پڑھا، پھر حضرت جابرؓ کے حوالہ کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا برتن منگایا اور حضرت جابرؓ سے کہا "مشک کو بسم اللہ کہہ کر میرے ہاتھ پر اُلٹ دو۔" حضرت جابرؓ نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مارنے لگا۔ سب نے خوب پانی پیا۔ پھر اسلامی فوج ایک دریا کے کنارہ پہنچی، دریا نے ایک جانور باہر ڈال دیا۔ صحابہ کرامؓ نے اس کا گوشت پکایا اور کھایا، پھر حضرت جابرؓ اور چار آدمی اُس کی آنکھ کے گوشہ میں گھس گئے (وہ اتنا بڑا تھا کہ باہر سے) اُنہیں کوئی نہ دیکھ سکا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حضرت جابرؓ کی دعوت ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابرؓ کے مکان کے پاس سے گذرے، آپؐ نے ان کو اشارہ سے بلایا اور ہاتھ پکڑ کر اُن کو اپنے گھر لے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجۂ مطہرہؓ سے پوچھا "کچھ کھانا وغیرہ ہے؟" زوجۂ مطہرہؓ نے کہا "ہاں"۔ پھر زوجۂ مطہرہ نے تین روٹیاں پیش کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈیڑھ روٹی حضرت جابرؓ کے آگے رکھی اور ڈیڑھ روٹی اپنے آگے رکھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوجۂ مطہرہؓ سے پوچھا "کچھ سالن ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں البتہ سرکہ موجود ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہی لے آؤ، سرکہ تو بہت عمدہ سالن ہے۔"[2]

بحرین کا خراج جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں بحرین کا خراج آیا تو اُنہوں نے منادی کرائی کہ جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو یا اُس کا آپؐ پر کچھ قرضہ ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ حضرت جابرؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لپ بھر کر مجھ سے فرمایا تھا کہ بحرین کے مال میں سے میں تمہیں اِتنا اِتنا مال دوں گا۔" حضرت ابوبکرؓ خاموش رہے، حضرت جابرؓ دوبارہ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پھر بھی کچھ جواب نہیں دیا، پھر تیسری مرتبہ گئے، انہوں نے پھر بھی کچھ جواب نہیں دیا تو حضرت جابرؓ نے اُن سے کہا "میں نے آپ سے سوال کیا آپ نے مجھے کچھ نہیں دیا، پھر سوال کیا، پھر کچھ نہیں دیا۔ پھر سوال کیا، پھر کچھ نہیں دیا۔ اگر دینا ہے تو دیدیجئے ورنہ میرے ساتھ بخل سے کام لیجئے۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "تم مجھ پر بخل کا الزام لگاتے ہو حالانکہ بخل سے زیادہ بُری کونسی بیماری ہے۔" حضرت ابوبکرؓ نے تین دفعہ یہی بات کہی پھر کہا "میں ہر مرتبہ دینے کا ارادہ کرتا تھا۔" پھر حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے مطابق اُنہیں مال دیدیا۔[3]

حضرت مقنعؓ کی عیادت ایک مرتبہ حضرت جابرؓ، حضرت مقنعؓ کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ حضرت جابرؓ نے پوچھا "تمہیں کیا شکایت ہے؟" اُنہوں نے کہا "ایک زخم ہو گیا ہے وہ بہت تکلیف دے رہا ہے۔" حضرت جابرؓ نے کسی لڑکے سے کہا "اے لڑکے، پچھنے لگانے والے کو لے آؤ۔" حضرت مقنعؓ نے کہا "وہ کیا کریگا؟" حضرت جابرؓ نے کہا "میرا ارادہ ہے کہ اس زخم پر پچھنے لگواؤں۔" اُنہوں نے کہا "مکھیاں پر لیٹ کریں گی، کپڑا لگنے سے تکلیف ہوگی۔" حضرت جابرؓ نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اگر تمہاری دواؤں میں کوئی بہترین دوا ہے، تو وہ پچھنے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزہد والرقائق عن جابرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب فضیلۃ الخل عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الاجارۃ و کتاب فرض الخمس و کتاب المغازی باب قصۃ عمان و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ماسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قط فقال لا۔

لگوانا، شہد پینا اور داغ دینا ہے لیکن میں داغ دینے کو پسند نہیں کرتا" (یہ حدیث سُن کر اُنہوں نے پچھنے لگانے والے کو بُلایا) پچھنے لگانے والے نے پچھنے لگائے، اُن کی بیماری جاتی رہی۔ [1]

اتباعِ سُنّت | لوگوں نے حضرت جابرؓ سے پوچھا کہ کتنے پانی سے غسل کرنا چاہیئے۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا ایک صاع پانی کافی ہے۔ ایک شخص نے کہا "مجھے تو کافی نہیں ہے"۔ حضرت جابرؓ نے کہا "یہ مقدار اُن کو کافی ہو جاتی تھی جو تم سے زیادہ بالوں والے تھے اور تم سے بہتر تھے"۔ (یعنی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم) [2]

ایک مرتبہ حضرت جابرؓ کے پاس حضرت حسن بن محمد بن الحَنَفِیّہؒ آئے، انہوں نے پُوچھا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیسے غسل فرماتے تھے؟" حضرت جابرؓ نے فرمایا "سر پر تین دفعہ پانی بہاتے تھے"۔ حضرت حسنؒ نے فرمایا "میرے سر پہ تو بڑی کثرت سے بال ہیں"۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تم سے زیادہ بال تھے"۔ [3]

تبلیغ مسائل | ایک مرتبہ حضرت جابرؓ نے ایک چادر اوڑھ کر نماز پڑھی، اُن کے کپڑے ایک تپائی پر رکھے ہوئے تھے ایک شخص نے پُوچھا "آپ ایک چادر میں نماز پڑھتے ہیں"۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا "میں نے یہ کام صرف اس لئے کیا ہے کہ تم جیسا بے وقوف آدمی دیکھ لے (اور اُسے یہ معلوم ہو جائے کہ ایک کپڑے میں نماز ہو سکتی ہے) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ہم میں سے کس کے پاس دو کپڑے ہوتے تھے؟" (یعنی جب دو کپڑے نہیں ہوتے تھے تو ایک کپڑے ہی میں نماز ہو جاتی تھی اور یہ چیز اب بھی جائز ہے۔ یعنی اگر دو کپڑے نہ ہوں تو ایک کپڑے میں نماز جائز ہے۔ البتہ اگر کپڑا وسیع ہو تو اُسے اُوپر سے نیچے تک لپیٹنا ہوگا جیسا کہ اسی سلسلہ کی ایک حدیث میں پہلے گذر چکا ہے۔ کپڑا وسیع ہو اور پھر بھی اوپر کا بدن کھلا رہے یہ جائز نہیں کیونکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ "تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اُس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو") [4]

فضیلت | ایک مرتبہ (کسی جہاد میں) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مرار کی گھاٹی پر کون چڑھتا ہے، اس کے گناہ اِس طرح معاف ہو جائیں گے جس طرح بنی اسرائیل کے معاف ہوئے تھے"۔ یہ سُن کر جو رسالہ سب سے پہلے اس پر چڑھا وہ حضرت جابرؓ کے قبیلہ خزرج کا رسالہ تھا پھر اور لوگ بھی چڑھ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم سب کی مغفرت ہو گئی سوائے اُس سُرخ اُونٹ والے کے"۔ یہ سُن کر حضرت جابرؓ اُس کے پاس گئے اُس کا اُونٹ کھو گیا تھا وہ اُسے تلاش کر رہا تھا۔ حضرت جابرؓ نے اُس سے کہا "آؤ (شاید) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمہارے لئے بخشش کی دُعاء کریں"۔ اُس نے کہا "اللہ کی قسم میرا اونٹ مجھے مِل جائے یہ مجھے تمہارے ساتھی کی دُعاء سے زیادہ محبوب ہے"۔ [6]

حضرت جبّار بن صخرؓ

حضرت جبّار بن صخرؓ جنگ بطن بُواط میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ دورانِ سفر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک کنویں کے قریب پہنچے۔ آپؐ نے فرمایا "ہم سے آگے جا کر کون اس حَوض کو درست کریگا"۔ حضرت جابرؓ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کے ساتھ کون جائے گا؟" حضرت جبّار بن صخرؓ

---

[1] صحیح مسلم کتاب السلام باب لکلّ داءٍ دواءٌ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الغسل و صحیح مسلم کتاب الحیض۔ [3] صحیح بخاری کتاب الغسل عن جابرؓ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب عقد الازار علی القفا۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا صلی فی الثوب الواحد فلیجعل علی عاتقیہ عن ابی ہریرۃ رضؓ۔ [6] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین۔

جانے کیلئے کھڑے ہوگئے۔ وہ دونوں کنویں پر پہنچے، دو ایک ڈول حوض میں ڈالے اور اس پر مٹّی لگائی، پھر اس حوض کو پانی سے بھر دیا۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی وہاں پہنچ گئے، آپؐ نے فرمایا "تم دونوں ہمیں (پانی استعمال کرنے کی) اجازت دیتے ہو"۔ انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، جی ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑے ہوگئے۔ حضرت جابرؓ نے بھی وضو کیا اور آپؐ کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں گھما کر دائیں طرف کھڑا کر لیا۔ پھر حضرت جبّارؓ آئے اور آپؐ کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان دونوں کو پیچھے کر دیا۔[1]

حضرت جُبَیر بن مُطعِمؓ

حضرت جبیرؓ، مطعم بن عدی کے فرزند ہیں۔ جنگِ بدر کے قیدیوں کے سلسلہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا "اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور پھر مجھ سے ان ناپاک قیدیوں کے متعلّق بات کرتا تو میں اسکی خاطر ان سب کو چھوڑ دیتا"۔[2]

حضرت جبیرؓ نے سب سے پہلے جو چیز سُنی وہ سُورۂ طور تھی جبکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مغرب کی نماز میں اسکی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت جبیرؓ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اُس وقت ایمان میرے دل میں محبوب ہوا۔[3]

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت جبیرؓ کا اُونٹ کھو گیا، عرفہ کا دن تھا، حضرت جبیرؓ اونٹ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے عرفات میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ کہنے لگے "اللہ کی قسم یہ تو قرشی ہیں، پھر یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہیں"۔[4] (نوٹ:۔ ایّامِ جاہلیّت میں قریش کے لوگ مزدلفہ میں ٹھہرا کرتے تھے)

حضرت جَرِیر بن عبداللہؓ

حضرت جریرؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آخری زمانہ میں ایمان لائے تھے۔ حضرت جریرؓ موزوں پر مسح کرنے کی حدیث بیان کیا کرتے تھے، لوگوں کو یہ حدیث بہت پسند تھی اس لئے کہ حضرت جریرؓ نے جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آخری عمر میں موزوں پر مسح کرتے دیکھا تو سُورۂ مائدہ کی وضو کی آیت سے اُس کا منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوا (یعنی موزوں پر مسح اب بھی جائز ہے اور یہ اُمّت کیلئے ایک آسانی ہے)[5]

حضرت جریرؓ جب ایمان لائے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے نماز کو قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلم کی خیر خواہی پر بیعت لی۔[6]

ذوالخلصہ کو تباہ و برباد کرنا یمن میں ذوالخلصہ نامی ایک بت خانہ تھا جس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جریرؓ سے فرمایا "تم مجھے ذوالخلصہ کو تباہ کر کے خوشی کیوں نہیں پہنچاتے"۔ انہوں نے عرض کیا "میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے سینہ پر (ہاتھ) مارا اور اس طرح دُعا

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الزہد والرقائق عن جابرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ بدر۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ بدر۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب الوقوف بِعَرَفَۃَ و صحیح مسلم کتابُ الحج۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب الصّلوٰۃ فی الخفاف۔ [6] صحیح بخاری ابواب مواقیت الصّلوٰۃ۔

کی "اے اللہ ان کو ثابت رکھ اور ان کو ہادی اور مہدی بنادے"۔ اس دُعاء کے بعد وہ کبھی گھوڑے سے نہ گرے۔ حضرت جریرؓ ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور اُس بُت خانہ کو توڑ کر جلا دیا اور حضرت ابو ارطاتؓ کو خوشخبری دینے کیلئے مدینہ منوّرہ روانہ کیا۔[1]

یمن میں ایک دن وہ ایک شخص کے پاس پہنچے جو تیروں سے فال نکال رہا تھا۔ حضرت جریرؓ نے اُس سے کہا "تیروں کو توڑ کر کلمۂ شہادت پڑھو"۔ اُس نے تیروں کو توڑ دیا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مُسلم ہوگیا۔[2]

حضرت جریرؓ کا خطبہ | جس دن حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا انتقال ہوا تو حضرت جریرؓ کھڑے ہوگئے اور ایک خطبہ دیا۔ اُنہوں نے فرمایا "اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کا خوف لازم پکڑو، وقار اور سکون سے رہو یہاں تک کہ (دوسرا) امیر آئے اور وہ اب آتا ہی ہوگا"، پھر فرمایا "اپنے (سابق) امیر (یعنی حضرت مغیرہؓ) کیلئے معافی طلب کرو کیونکہ وہ معاف کرنے کو بہت پسند کرتے تھے۔ اس مسجد کے رب کی قسم میں تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں"۔ پھر استغفار پڑھا اور (منبر سے) اُتر آئے۔[3]

انصار سے محبّت | حضرت جریرؓ کو انصار سے بہت محبّت تھی، جب وہ کسی انصاری کو کوئی کام کرتے دیکھتے تو اسکی عزّت کرتے (اور اس کی خدمت میں لگ جاتے) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ حضرت جریرؓ مجھ سے بڑے تھے لیکن میری خدمت کیا کرتے تھے۔[4]

فضائل | حضرت جریرؓ کہتے ہیں "جب سے میں اسلام لایا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی مجھے آنے سے نہیں روکا، جب مجھے دیکھتے مسکراتے۔ آپؐ نے میرے لئے دُعاء کی اے اللہ اس کو ثابت رکھ اور اسکو ہادی و مہدی بنا"۔[5]

حضرت جعفرؓ

حضرت جعفرؓ نے اوائل اسلام ہی میں اسلام قبول کیا (کفّار کے ظلم سے تنگ آکر) انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔[6] ورمع اپنے ساتھیوں کے کئی سال تک وہاں رہے۔ پھر یہ لوگ کشتی میں سوار ہوکر جنگ خیبر کے بعد مدینہ منوّرہ پہنچے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مالِ غنیمت میں سے ان لوگوں کو بھی حصّہ دیا۔[7]

حضرت جعفرؓ عمرۃ القضاء میں شریک تھے۔ جب حضرت حمزہؓ کی لڑکی کے سلسلہ میں ان میں اور حضرت علیؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ میں جھگڑا ہوا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس لڑکی کی پرورش کے سلسلہ میں حضرت جعفرؓ کے حق میں فیصلہ کیا کیونکہ حضرت جعفرؓ کی بیوی اُس لڑکی کی خالہ تھیں۔[8]

جنگ مُوتہ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رُومیوں پر حملہ کرنے کیلئے ایک لشکر روانہ کیا، اس لشکر پر آپؐ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو سپہ سالار بنایا، پھر آپؐ نے فرمایا "اگر زید بن حارثہؓ شہید ہوجائیں تو جعفرؓ امیر ہوں گے" موتہ کے مقام پر جنگ ہوئی۔ حضرت زید بن حارثہؓ کے شہید ہونے کے بعد حضرت جعفرؓ نے جھنڈا لیا (اور لڑتے لڑتے)

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حرق الدور و باب البشارۃ و کتاب المناقب و کتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصۃ و صحیح مسلم باب فضائل جریرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصۃ عن جریرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الایمان۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الخدمۃ فی الغزو عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من لا یثبت علی الخیل و صحیح مسلم باب فضائل جریرؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء ابواب الفضائل باب ہجرۃ الحبشۃ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجہاد و کتاب المغازی و کتاب فرض الخمس۔ [8] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ۔

شہید ہوگئے۔ [1]

فضیلت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا تھا "تم پیدائش اور خُلق میں میرے مشابہ ہو"۔ [2]

حضرت جعفرؓ ذُوالجَنَاحَین (دو بازو والے) کہلاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب ان کے صاحبزادے سے ملتے تو فرماتے "اے ذوالجناحین کے بیٹے، السّلام علیک"۔ [3]

حضرت جعفرؓ مساکین کے حق میں بہت اچھے تھے، مساکین کو گھر لیجاتے اور کھانا کھلایا کرتے تھے۔ [4]

حضرت جُلَیبِیبؓ

حضرت جُلَیبیبؓ ایک جنگ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک تھے۔ جنگ کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سے کوئی غائب تو نہیں ہے؟" صحابہؓ نے عرض کیا "فلاں وفلاں اور فلاں غائب ہیں (یعنی شہید ہوگئے)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اور کوئی تو غائب نہیں؟" اُنہوں نے عرض کیا "جی نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "میں جلیبیبؓ کو نہیں دیکھتا"۔ یہ سُن کر لوگوں نے اُن کو مقتولین کی لاشوں میں تلاش کیا تو اُن کی لاش اُن سات آدمیوں کے پاس ملی جن کو اُنہوں نے قتل کیا تھا۔ آپؐ لاش کے پاس آئے اور فرمایا "انہوں نے سات آدمیوں کو قتل کیا پھر کُفار نے ان کو شہید کر دیا، یہ مجھ سے ہیں، میں ان سے ہوں۔ یہ مجھ سے ہیں، میں ان سے ہوں"۔ پھر آپؐ نے انہیں اپنی دونوں کلائیوں پر اُٹھایا اور دفن کر دیا۔ [5]

حضرت جُندُب بن عبداللہ بَجلیؓ

حضرت جندبؓ فتنہ کے زمانہ میں لوگوں کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حاضرین نے کہا آپ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھی کچھ سُنا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جو شخص لوگوں کے سُنانے کیلئے نیک عمل کرے گا اللہ تعالیٰ (اُس کی نیتِ فاسدہ کو) قیامت کے دن لوگوں پر ظاہر کریگا اور جو لوگوں پر مشقّت ڈالیگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کو مشقّت میں مبتلا کریگا"۔ لوگوں نے کہا "ہمیں کچھ وصیّت کیجئے"۔ حضرت جندبؓ نے فرمایا "انسان کے بدن میں سے جو چیز سب سے پہلے سڑتی ہے وہ اس کا پیٹ ہے، لہٰذا جو شخص اِس بات کی استطاعت رکھتا ہے کہ سوائے پاکیزہ چیز کے کچھ نہ کھائے تو وہ ضرور ایسا کرے اور جو شخص اس بات کی قدرت رکھتا ہو کہ اس کے اور جنّت کے درمیان ایک چُلّو بھر خون (ناحق) بھی حائل نہ ہو تو وہ ضرور ایسا کرے"۔ [6]

ایک مرتبہ فتنوں کے زمانہ میں ایک آدمی کو حضرت عسعس بن سلامہؒ کے پاس بھیجا اور اُن سے کہلوایا کہ اپنی برادری کے لوگوں کو میری بات سُننے کیلئے جمع کرو۔ حضرت عسعسؒ نے حکم کی تعمیل کی۔ جب سب لوگ جمع ہوگئے تو حضرت جندبؓ نے فرمایا "ایک جنگ میں حضرت اسامہؓ نے ایک کافر کو کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جواب طلب کیا اور آپؐ بار بار یہ فرماتے رہے قیامت کے دن تم کلمہ کا کیا جواب دوگے"۔ [7]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجنائز عن انس رضؓ۔
[2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء۔
[3] صحیح بخاری کتابُ المناقب باب مناقب جعفر رضؓ عن ابن عمر رضؓ۔
[4] صحیح بخاری باب مناقب جعفر رضؓ۔
[5] صحیح مسلم باب فضائل جلیبیبؓ عن ابی برزۃ رضؓ۔
[6] صحیح بخاری کتابُ الاحکام باب من شاق شق اللہ علیہ۔
[7] صحیح مسلم کتابُ الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لاالٰہ الااللہ۔

حضرت حارثہ بن سراقہؓ

جنگِ بدر | حضرت حارثہؓ جنگِ بدر میں شریک ہوئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ یہ ابھی لڑکے ہی تھے جب ان کی والدہ نے شہادت کی خبر سُنی تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "حارثہؓ جنت الفردوس میں ہے جو سب سے اعلیٰ جنت ہے"۔ [1]

حضرت حارثہ بن وہب الخزاعیؓ

حضرت حارثہؓ، حضرت عمرؓ کے صاحبزادے حضرت عبیداللہ کے اخیافی[1] بھائی تھے۔ حضرت حارثہؓ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔ [2]

حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ

حضرت حاطبؓ مہاجر صحابی تھے۔ یہ مکہ میں رہا کرتے تھے اور قبیلۂ قریش کے حلیف تھے۔ [3]

جب حضرت اُمِّ سلمہؓ بیوہ ہو گئیں تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکاح کا پیغام دینے کیلئے حضرت حاطبؓ کو بھیجا۔ حضرت حاطبؓ نے اس خدمت کو انجام دیا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت اُمِّ سلمہؓ سے ہو گیا۔ [4]

حضرت حاطبؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔

جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت حاطبؓ نے غلطی سے کفارِ مکہ کو اس کی اطلاع دینے کیلئے ایک بڑھیا کے ذریعہ ایک خط روانہ کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا۔ آپؐ نے چند آدمی بڑھیا کے پیچھے روانہ کئے۔ ان لوگوں نے اس بڑھیا سے خط لے لیا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطبؓ سے فرمایا "یہ کیا بات ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ جلدی نہ کیجئے، میں قریش کا حلیف تو ضرور ہوں مگر ان سے میرا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ میں نے چاہا کہ رشتہ نہیں تو اُن پر کوئی ایسا احسان کروں جس کے بدلہ میں وہ میرے اقارب کی حفاظت کریں، میں نے یہ بات نہ کفر کی وجہ سے کی ہے نہ ارتداد کی وجہ سے، نہ کفر سے راضی ہو کر"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حاطبؓ نے سچ سچ بیان کر دیا، اب ان سے کچھ نہ کہو"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس نے اللہ، رسُولؐ اور مؤمنین کی خیانت کی ہے لہٰذا مجھے اجازت دے دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ بدر میں شریک ہو چکے ہیں[5]"۔ (ایسے نازک وقت میں شریک ہونے والے کی غلطی کو نظر انداز کر دو)

فضائل | حضرت حاطبؓ کے غلام نے اسی موقع پر کہا تھا "اے اللہ کے رسُولؐ، حاطبؓ ضرور دوزخ میں داخل ہونگے"۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی فی باب فضل من شہد بدرًا وکتاب الجہاد باب من اتاہ سہم غرب عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم باب قصر الصلاۃ بمنی۔
[3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجاسوس وباب من شہد بدرًا وکتاب استتابۃ المرتدین وکتاب المغازی باب غزوۃ الفتح وکتاب التفسیر (سورۃ الممتحنۃ) وکتاب الاستئذان وصحیح مسلم باب فضائل اہلِ بدر۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجنائز عن ام سلمہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجاسوس وباب من شہد بدرًا وکتاب استتابۃ المرتدین وکتاب المغازی باب غزوۃ الفتح وکتاب التفسیر (سورۃ الممتحنۃ) وکتاب الاستئذان وصحیح مسلم باب فضائل اہلِ بدر۔

[1] وہ بھائی جن کی ماں ایک ہو باپ دو ہوں اخیافی کہلاتے ہیں۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم غلط کہتے ہو، وہ دوزخ میں داخل نہیں ہونگے، وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر تھے"۔[1]

حضرت حُبَیش بن الأشعرؓ

حضرت حبیشؓ فتح مکّہ کے موقع پر حضرت خالدؓ کے دستہ میں تھے، اسی موقع پر جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔[2]

حضرت حُذَیفہؓ

جنگ بدر حضرت حذیفہؓ جنگِ بدر میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے (راستہ میں) کُفّار قریش نے اُنہیں گرفتار کرلیا۔ کُفّار نے پوچھا "تم محمدؐ کے پاس جانا چاہتے ہو؟" انہوں نے کہا "ہم تو مدینہ منوّرہ جانا چاہتے ہیں"۔ کُفّار نے اُن سے عہد لیا کہ وہ مدینہ چلے جائیں اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہو کر (ہم سے) جنگ نہ کریں (عہد کرنے کے بعد اُنہیں چھوڑ دیا گیا) وہ سیدھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سُنایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم مدینہ چلے جاؤ، ہم ان کا عہد پُورا کریں گے"۔[3]

جنگِ اُحُد حضرت حذیفہؓ جنگ اُحُد میں شریک ہوئے، مسلمین کی فتح ہوئی، مسلمین نے کافروں کا تعاقب کیا، ابلیس نے چلّا کر کہا "اللہ کے بندو پیچھے کی خبر لو"۔ مسلمین یہ سُن کر پیچھے کی طرف مڑے اور اپنے ہی آدمیوں سے لڑنے لگے، شناخت کرنا مشکل ہوگیا۔ اسی افراتفری میں حضرت حذیفہؓ کے والد یمان شہید ہوگئے، اگرچہ حضرت حذیفہؓ کہتے رہے کہ یہ میرے والد ہیں لیکن کسی نے نہ سُنا۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا "اللہ تمہیں معاف فرمائے"۔[4]

جنگِ خندق حضرت حذیفہؓ جنگِ خندق میں شریک تھے۔ ایک رات کو ایسا ہوا کہ ہوا بہت تیز چل رہی تھی، سردی بہت سخت تھی کہ عین اس عالم میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کون ہے جو جاکر کافروں کی خبر لائے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کو میری معیّت عطا فرمائے گا"۔ سب خاموش رہے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حذیفہؓ سے فرمایا "جاؤ اور کُفّار کی خبر لاؤ اور دیکھو اُنہیں مجھ پر نہ اُکسانا"۔ حضرت حذیفہؓ نے حکم کی تعمیل کی، سخت سردی کے باوجود انہیں ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا وہ گرم حمّام میں چل رہے ہیں۔ وہ کُفّار کی فوجوں تک پہنچ گئے۔ ابوسفیانؓ کو وہ بآسانی مار سکتے تھے لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہدایت تھی کہ پہل نہ کرنا، لہٰذا انہوں نے ابوسفیانؓ کو نہ مارا جب وہ وہاں سے واپس ہوئے اور سارا واقعہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سُنایا تو پھر سردی محسُوس ہونے لگی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں اپنا کمبل اُڑھا دیا۔ حضرت حذیفہؓ صبح تک سوتے رہے۔ جب صبح (صادق) ہوئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لے بہت زیادہ سونے والے اُٹھ جاؤ"۔[5]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تہجّد میں شرکت ایک رات کو حضرت حذیفہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تہجّد میں شریک ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُورۂ بقرہ شروع کی۔ انہوں نے سوچا کہ آپؐ سَو آیتیں پڑھ کر رکوع کریں گے، لیکن آپؐ آگے نکل گئے۔ انہوں نے سوچا آپؐ سورۂ بقرہ پُوری پڑھیں گے لیکن آپؐ نے سُورۂ نساء شروع کردی، اُسے ختم کرنے کے بعد آپؐ نے سورۂ آل عمران شروع کردی اور اُسے ختم کیا۔[6]

---

[1] صحیح مسلم باب فضائل اہلِ بدر۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الوفاء بالعہد عن حذیفۃ رضؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس وکتاب الدیات باب العفو فی الخطأ عن عائشۃ صدیقہ رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب فتح مکّہ باب این رکز النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الرایۃ یوم الفتح [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ الاحزاب۔ [6] صحیح مسلم باب استحباب تطویل قراءۃ فی صلوٰۃ اللیل۔

سرکاری فرائض | حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اُنہیں لگان کی شرح اور لگان کا روپیہ وصول کرنے کیلئے مقرر کیا تھا، انہوں نے حق و انصاف کے ساتھ لگان کی شرح مقرر کی تھی [1]

فتنہ کے متعلق حدیث | فتنوں کے متعلق انہیں کافی حدیثیں یاد تھیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا "تم میں سے کس کو فتنہ کے متعلق رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے؟" حضرت حذیفہؓ نے کہا "مجھ کو" حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم اس معاملہ میں بڑے دلیر ہو" [2]

حضرت حذیفہؓ بڑے بارعب تھے، اُن کے شاگرد بے محابا اُن سے سوال نہیں کر سکتے تھے۔ [3]

فضیلت | حضرت حذیفہؓ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن رازوں کو جانتے تھے جن کو سوائے اُن کے کوئی نہیں جانتا تھا۔ [4] (یعنی فتنوں وغیرہ کے متعلق اکثر احادیث صرف ان ہی کو معلوم تھیں)

امر بالمعروف | ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں رکوع اور سجود کو پُوری طرح ادا نہیں کر رہا ہے۔ جب اس نے سلام پھیرا تو حضرت حذیفہؓ نے اُس سے کہا "تم نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تمہارا اسی حالت میں انتقال ہو جاتا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت پر تمہارا انتقال نہیں ہوتا۔" [5]

ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ نے پانی مانگا، ایک مجوسی نے (چاندی یا سونے کے) برتن میں پانی لاکر دیا۔ انہوں نے اس برتن کو پھینک دیا اور فرمایا "میں نے تم کو کئی بار منع کیا (لیکن تم باز نہیں آتے) میں اس میں پانی نہیں پیتا کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور نہ پیو، یہ دُنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور آخرت میں ہمارے لئے ہیں۔" [6]

حضرت حذیفہؓ فرمایا کرتے تھے "اے قاریو (یعنی علماء) کی جماعت، استقامت اختیار کرو کیونکہ تم بہت پیچھے رہ گئے ہو، اگر تم دائیں بائیں اُتر جاؤ گے تو بالکل گمراہ ہو جاؤ گے۔" [7]

بے باکی | ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ اور عَقَبہ [8] والوں میں سے ایک شخص کے مابین کچھ جھگڑا ہو گیا۔ اُس شخص نے کہا "میں آپ کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں، عَقَبہ والے کتنے تھے؟" (حضرت حذیفہؓ خاموش رہے) لوگوں نے کہا "جب وہ پوچھتا ہے تو بتا دیجئے۔" حضرت حذیفہؓ نے اُس سے فرمایا "ہمیں خبر دی گئی ہے کہ وہ چودہ [14] تھے اور اگر تو بھی ان میں شامل تھا تو پندرہ تھے اور میں اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں کہ ان میں سے بارہ تو (یقیناً) دنیا اور آخرت میں اللہ اور رسُول کے دشمن ہیں، رہ گئے تین تو انہوں نے عُذر کیا تھا کہ ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کی آواز نہیں سُنی اور نہ ہمیں یہ معلوم ہو سکا کہ لوگوں کا کیا ارادہ ہے [9] (یعنی ہمیں جنگِ تبوک کی کوئی اطلاع نہیں ملی)"

ایمان بالحدیث | جَرعَہ [10] کے دن حضرت حذیفہؓ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صاحب نے جن کا نام جُندب تھا اور جو حضرت حذیفہؓ کو نہیں پہچانتے تھے کہا "آج تو یہاں بہت سے خون بہائے جائیں گے۔" حضرت حذیفہؓ بولے "اللہ کی قسم ہرگز خونریزی نہیں ہوگی۔" حضرت جندبؓ نے کہا "اللہ کی قسم ضرور ہوگی۔" حضرت حذیفہؓ نے کہا "اللہ کی قسم

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمانؓ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب مواقیت الصلوٰۃ وکتاب الزکوٰۃ۔ [3] صحیح بخاری ابواب مواقیت الصلوٰۃ وکتاب الزکوٰۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمارؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا لم یتم السجود۔ [6] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الاکل فی اناء مُفضّض۔ [7] صحیح بخاری کتاب الاعتصام۔ [8] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین۔ [9] یہ وہ منافق تھے جنہوں نے سازش کی تھی کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائیں تو آپؐ پر دفعۃً حملہ کر کے شہید کر دیا جائے۔ [10] جَرعَہ، کوفہ کے قریب ایک گاؤں ہے، یومِ جَرعَہ سے مراد وہ دن ہے جس دن کوفہ کے لوگ حضرت عثمانؓ کے گورنر حضرت سعید بن عاصؓ کے خلاف ہو کر اُن سے لڑنے کیلئے جمع ہوئے تھے۔

ہرگز نہیں ہوگی"۔ حضرت جندبؓ نے کہا "اللہ کی قسم ضرور ہوگی"۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا "اللہ کی قسم ہرگز نہیں ہوگی، میں نے اس سلسلہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک حدیث سُنی ہے"۔ حضرت جندبؓ نے کہا "تم بہت بُرے ہمنشیں ہو، میں شروع سے تمہاری مخالفت کر رہا ہوں اور تم سُن رہے ہو اور تم نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک حدیث بھی سُنی ہے مگر مجھے مخالفت سے نہیں روکتے"۔ پھر حضرت جندبؓ نے سوچا غصّہ سے کیا فائدہ (آخر پوچھوں تو سہی کہ یہ کون شخص ہے) اُنہوں نے حضرت حذیفہؓ کی طرف متوجّہ ہوکر پوچھا تو انہیں معلوم ہوا کہ حضرت حذیفہؓ ہیں[1]۔

حضرت حرام بن ملحانؓ

حضرت حرام بن ملحانؓ حضرت اُمِّ سُلیمؓ کے بھائی تھے۔

عرب کے چند قبیلے بظاہر مسلم ہوگئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے ایسے آدمی طلب کئے جو (تبلیغی جدوجہد میں) ان کی مدد کر سکیں اور انہیں تعلیم دے سکیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ستّر قاریوں کو اُن کے ساتھ کر دیا۔ ان میں حضرت حرام بن ملحانؓ بھی شامل تھے۔

جب یہ لوگ بئرِ معونہ مقام پر پہنچے تو کافروں نے بدعہدی کی۔ حضرت حرامؓ کو جب ان کی بدعہدی کا علم ہوا تو دو آدمیوں کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔ کچھ دور جاکر اُنہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا "تم دونوں میرے قریب رہنا جب تک مَیں اُن کے پاس پہنچوں، اگر اُنہوں نے مجھے مار ڈالا تو تم اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جانا"۔ یہ کہکر حضرت حرامؓ کافروں کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا "کیا تم مجھے امن دیتے ہو تاکہ میں تمہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیغام پہنچاؤں" انہوں نے امن دیا، حضرت حرامؓ نے تقریر شروع کی، ان لوگوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا۔ اُس نے پیچھے سے آکر نیزہ مارا اور انہیں شہید کر دیا۔ حضرت حرامؓ نے اپنا خون لے کر اپنے منہ اور سر پر مَلا اور کہا "اللہ اکبر، ربِّ کعبہ کی قسم، مَیں کامیاب ہوگیا"[2]۔

حضرت حسّان بن ثابتؓ

جنگ بنو نضیر | حضرت حسّانؓ جنگِ بنو نضیر میں شریک تھے۔ جنگی نقطۂ نظر کے لحاظ سے جب اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق اسلامی فوج نے بعض درختوں کو جلایا تو حضرت حسّانؓ نے یہ شعر کہا:-

وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ — مَردانِ بنی لوئی (یعنی قریش) کیلئے باعثِ شرم ہے کہ

حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ — بویرہ میں آگ لگ رہی ہے جس کی چنگاریاں دُور دُور تک جا رہی ہیں (لیکن وہ اپنے دوستوں کی مدد نہیں کرتے)[3]

شعر و شاعری | حضرت حسّان بن ثابتؓ بہت اچھے شاعر تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے کُفّار کو جواب دیا کرتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا تھا "اے حسّانؓ، رسُولُ اللہ کی طرف سے جواب دو"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس طرح دُعا فرماتے "اے اللہ، رُوح القدس سے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفتن۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع و بئر معونۃ وکتاب الجہاد باب من ینکب فی سبیل اللہ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ان کی مدد فرما۔" [1] بنو قریظہ سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسانؓ سے فرمایا "کفار کی ہجو بیان کرو، بے شک جبریلؑ تمہارے ساتھ ہیں۔" [2]

اگرچہ حضرت حسانؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگانے والوں میں شامل تھے لیکن جب حضرت عائشہؓ کے سامنے اُنہیں کوئی بُرا کہتا تو روک دیتیں۔ [3] وہ فرماتی تھیں حسانؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار سے جھگڑتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت حسانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میرے نسب کو ہجو سے کیسے بچاؤ گے؟" حضرت حسانؓ نے عرض کیا "میں آپؐ کو مشرکین سے اس طرح علیحدہ کرلوں گا جس طرح آٹے میں سے بال بالکل صاف نکل آتا ہے۔" حضرت عائشہؓ کے متعلق حضرت حسانؓ فرماتے ہیں:۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ — باوقار، تیز فہم، کسی کے شک سے ان پر تہمت نہیں
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ — لگائی جاسکتی وہ صبح کو بے خبر عورتوں کے گوشت سے
بھوکی اُٹھتی ہیں (یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں) [4]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ سے فرمایا "مشرکین کی ہجو میں اشعار کہو۔" اُنہوں نے ایک ہجو کہی لیکن وہ آپؐ کو پسند نہ آئی۔ پھر آپؐ نے حضرت حسانؓ کو بلوایا۔ حضرت حسانؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا "وہ وقت آگیا ہے کہ آپؐ نے اس شیر کو بلایا ہے، قسم اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کافروں کو اپنی زبان سے اس طرح پھاڑ دوں گا جس طرح چمڑے کو پھاڑا جاتا ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے حسانؓ، جلدی نہ کرو، ابوبکرؓ قریش کے نسب کو بخوبی جانتے ہیں (ان سے ملو) جب تک وہ میرے نسب کو تمہیں علیحدہ کر کے نہ بتائیں (کچھ نہ کہو)۔" حضرت حسانؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر حضرت حسانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں اور کفار کی ہجو میں بہت سے اشعار کہے (ان میں سے چند اشعار سیرۃ النبیؐ صفحہ ۳۱۹ پر لکھے جا چکے ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حسانؓ نے قریش کی ہجو کر کے مؤمنین کے قلوب کو تسکین دی اور کافروں کی عزت کو تباہ کر دیا۔" [5]

حضرت حکیم بن حزامؓ

حضرت حکیم بن حزامؓ ایامِ جاہلیت میں بھی بہت نیک تھے۔ صدقہ و خیرات کرتے، رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کرتے، غلام آزاد کرتے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے وہ سو غلام آزاد کر چکے تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا "اے اللہ کے رسولؐ، صدقہ و خیرات، غلاموں کی آزادی اور صلۂ رحمی وغیرہ کے جو کام میں ایامِ جاہلیت میں کیا کرتا تھا اُن کا بھی کوئی ثواب ملیگا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو نیکیاں تم نے پہلے کی ہیں تم ان سب پر اسلام لائے ہو۔" [6] (یعنی وہ نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی)

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الشعر فی المسجد و صحیح مسلم باب فضائل حسانؓ عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب۔ [3] صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث الافک۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک عن عائشہؓ و اُمِّ رومانؓ و صحیح مسلم باب فضائلِ حسانؓ۔ [5] صحیح مسلم باب فضائلِ حسانؓ عن عائشہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب من تصدق فی الشرک ثم اسلم و کتاب البیوع و کتاب الرہن باب العتق و فضلہ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب حکم عمل الکافر اذا اسلم بعدہ۔

حضرت حکیمؓ مسلم ہونے کے بعد بھی صلۂ رحمی اور ہمدردی کرتے رہے۔ حضرت زبیرؓ کا جب انتقال ہوا تو وہ بہت قرضدار تھے۔ حضرت زبیرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ نے ان کے قرضہ کی ادائیگی کا اہتمام کیا۔ حضرت حکیمؓ حضرت عبداللہؓ کے پاس گئے اور کہا "اے بھتیجے میرے بھائی پر کس قدر قرض ہے"۔ حضرت عبداللہ نے قرضہ کی رقم کو ظاہر نہیں کیا۔ حضرت حکیمؓ نے کہا "میں جانتا ہوں تم اس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، اگر تم عاجز ہو تو مجھ سے مدد لینا"۔ [1]

حضرت حکیمؓ کی غیرتِ ایمانی | ایک مرتبہ حضرت حکیمؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال مانگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال دے دیا۔ انہوں نے پھر مانگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دیدیا۔ انہوں نے پھر سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عطاء فرمایا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ مال ایک میٹھی سبزی ہے، جو شخص اسے دل کی لاپرواہی اور بغیر سوال کے لیگا اس کیلئے اس میں برکت دیجائے گی اور جو شخص (سوال کی) ذلت برداشت کرکے اسے لیگا اس کیلئے اس میں برکت نہیں ہوگی، وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص کھائے لیکن اس کا پیٹ نہ بھرے، اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی دینے والا بہتر ہے لینے والے سے)" حضرت حکیمؓ نے کہا "اے اللہ کے رسول، اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپؐ کے بعد میں کسی سے کچھ نہ لوں گا یہاں تک کہ مجھے موت آجائے"۔ حضرت حکیمؓ نے جو کچھ کہا تھا اسے کر دکھایا۔ حضرت ابوبکرؓ انہیں کچھ دینے کیلئے بلاتے تو وہ لینے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمرؓ نے (اپنی خلافت کے زمانہ میں) انہیں بلایا اور کچھ مال دینا چاہا۔ حضرت حکیمؓ نے مال لینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اے جماعت المسلمین میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں مالِ فَیٔ میں سے حضرت حکیمؓ کو ان کا حصہ دیتا ہوں لیکن وہ لینے سے انکار کرتے ہیں"۔ الغرض حضرت حکیمؓ نے اپنی وفات تک کسی سے کچھ نہیں لیا۔ [2]

حضرت حمزہؓ

حضرت حمزہؓ مہاجر صحابی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں۔

جنگِ بدر | حضرت حمزہؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ کافروں کی طرف سے سب سے پہلے تین آدمی نکلے۔ مسلمین کی طرف سے ان کا مقابلہ کرنے کیلئے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ نکلے (تینوں کافر قتل ہوگئے) [3] حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے طُعَیمہ بن عدی بن خیار بھی قتل ہوا۔ [4]

جنگِ بدر کے بعد | حضرت حمزہؓ شراب کے عادی تھے، گانا بھی سُن لیا کرتے تھے، ایک مرتبہ وہ چند لوگوں کے ساتھ گانا سُن رہے تھے کہ گانے والی گاتے گاتے یہ کہنے لگی "اے حمزہؓ ہمارے واسطے فربہ اُونٹنیوں کا قصد کرو" حضرت علیؓ کی دو اُونٹنیاں باہر بندھی ہوئی تھیں۔ حضرت حمزہؓ اُٹھے اور انہوں نے دونوں اُونٹنیوں کی کلیجیاں نکال لیں اور کوہان کاٹ لئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ تشریف لائے اور حضرت حمزہؓ کو ملامت

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب برکۃ الغازی فی مالہ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الاستعفاف عن المسألۃ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ (صحیح مسلم میں صرف خط کشیدہ عبارت ہے)۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الحج) وکتاب المغازی وکتاب فرض الخمس وصحیح مسلم کتاب التفسیر۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد عن وحشیؓ۔

کی، حضرت حمزہؓ نشہ میں تھے، کہنے لگے "تم سب میرے باپ کے غلام ہو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ وہ نشہ میں چور ہیں، لہٰذا آپؐ واپس چلے گئے۔[1] (نوٹ:۔ اس کے کچھ عرصہ بعد شراب حرام ہوگئی)

جنگِ اُحد | حضرت حمزہ جنگِ اُحد میں شریک ہوئے۔ کافروں کی طرف سے سباع نامی ایک شخص مقابلہ کیلئے نکلا۔ اُس نے میدان میں آکر کہا "مجھ سے کون مقابلہ کرے گا"۔ مسلمین کی صف سے حضرت حمزہؓ مقابلہ کیلئے نکلے۔ حضرت حمزہؓ نے کہا "اے سباع، کیا تو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے لڑتا ہے"۔ یہ کہکر اُس پر حملہ کیا اور قتل کر دیا۔

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ حضرت حمزہؓ نے طُعَیمہ بن عدی کو قتل کیا تھا۔ طعیمہ کے بھتیجے جبیر بن مطعم نے چاہا کہ حضرت حمزہؓ سے انتقام لے، اُس نے اپنے غلام سے جس کا نام وحشی تھا کہا "اگر تم حمزہؓ کو قتل کر دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا"۔ آزادی کے لالچ میں وحشی جنگ اُحد میں شریک ہوئے، وہ ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر حضرت حمزہؓ کی گھات میں بیٹھ گئے۔ لڑتے لڑتے حضرت حمزہؓ وحشی کے پاس سے گذرے تو وحشی نے اپنا ہتھیار پھینک کر حضرت حمزہؓ کو مارا اور ان کے ناف کے نیچے بھالا رکھ کر اس زور سے دبایا کہ اُن کے دونوں کولہوں کے پار ہوگیا (زخم اتنا شدید تھا کہ) حضرت حمزہؓ (جانبر نہ ہو سکے اور اُن) کی وفات ہوگئی۔ حضرت حمزہؓ کو ایک چادر کا کفن دیا گیا اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا کفن کیلئے نہ مل سکا۔[2]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے بعد مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہؓ کی لڑکی دوڑتی ہوئی آپؐ کے پیچھے پیچھے آئی۔ وہ پکار رہی تھی "اے چچا، اے چچا"۔ حضرت علیؓ نے اُسے گود میں اُٹھا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس لڑکی کو حضرت جعفرؓ کے حوالہ کر دیا کیونکہ اُن کی بیوی اُس لڑکی کی خالہ تھیں۔[3]

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمیؓ

حضرت حمزہؓ بہت روزے رکھتے تھے، ایک دن انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ میں سفر میں بھی روزہ رکھنے کی قوت رکھتا ہوں، کیا مجھ پر (ایسا کرنے میں) کچھ گناہ ہوگا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اللہ کی طرف سے ایک رخصت ہے، جو اس رخصت پر عمل کرتا ہے وہ اچھا ہے۔ اور جو رکھتا ہے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں"۔[4]

حضرت حنظلہ اسیدیؓ

حضرت حنظلہؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا تذکرہ کیا، حضرت حنظلہؓ اُس وقت موجود تھے، جب گھر آئے، بال بچوں میں دوزخ کا خوفناک منظر ذہن سے اُتر گیا، باہر نکلے تو حضرت ابوبکرؓ ملے حضرت حنظلہؓ نے اُن سے کہا "حنظلہ منافق ہوگیا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "سُبحان اللہ کیا کہہ رہے ہو؟" حضرت حنظلہؓ نے کہا "جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں، آپؐ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو جنت و دوزخ ہمارے سامنے آجاتی ہے، گھر آکر بہت کچھ بھول جاتے ہیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "یہ حالت تو میری بھی ہوتی ہے"۔ پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس و کتاب المغازی باب شہود الملائکۃ و کتاب البیوع باب بیع الحطب و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الکفن فی جمیع المال عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ و کتاب المغازی عن وحشی۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الصوم۔

علیہ وسلّم سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا "اگر تمہاری ہر وقت وہ کیفیت رہتی جو میرے پاس ہوتی ہے تو بستروں پر اور راستوں میں فرشتے تم سے ملاقات کرتے۔ اے حنظلہؓ، یہ کیفیت کبھی کبھی ہوتی ہے (ہمیشہ نہیں رہ سکتی، بس اتنا ہی کافی ہے کہ) کبھی یہ اور کبھی وہ۔" [1]

حضرت حولاءؓ بنت تُوَیت بن حبیب بن اسد بن عبدالعزیٰ

حضرت حولاءؓ بہت عبادت گذار تھیں، رات بھر جاگتی تھیں۔ ایک دن وہ حضرت عائشہؓ کے پاس سے گذریں، اُس وقت حضرت عائشہؓ کے پاس رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی موجود تھے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "یہ حولاءؓ تھیں، یہ رات کو بالکل نہیں سوتیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رات کو نہیں سوتیں؟" پھر فرمایا "اتنے عمل ہی اختیار کرو جن کی تمہیں طاقت ہے کیونکہ اللہ کی قسم اللہ نہیں تھکے گا ہاں تم خود ہی تھک جاؤ گے۔" [2]

حضرت خالد بن سعیدؓ

حضرت خالد بن سعیدؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بہت احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملنے گئے۔ اجازت ملنے کے انتظار میں دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ اندر سے ایک عورت کی آواز آئی جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کی اجازت مانگ رہی تھی، اس کی گفتگو میں حیاء کے منافی کوئی بات تھی۔ حضرت خالدؓ کو یہ بات ناگوار گذری، حضرت ابوبکرؓ اُس وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، حضرت خالدؓ نے ان سے کہا "اے ابوبکرؓ، کیا تم نہیں سُن رہے کہ یہ عورت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا بات کہہ رہی ہے۔" [3]

ایک مرتبہ ان کی لڑکی اُمِّ خالدؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُہرِ نبوت سے کھیلنے لگیں، حضرت خالدؓ نے فوراً اپنی لڑکی کو ڈانٹا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رہنے دو۔" [4]

حضرت خالد بن ولیدؓ

حضرت خالدؓ، زوجۂ مطہرہ، اُمّ المؤمنین حضرت میمونہؓ کے حقیقی بھانجے تھے۔

ایک دن حضرت خالدؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے ہاں گئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے سانڈے کا گوشت رکھا گیا، آپؐ نے ہاتھ روک لیا حضرت خالدؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسُول کیا یہ حرام ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، ہمارے مُلک میں سانڈا نہیں ہوتا اس لئے مجھے کراہت آتی ہے۔" حضرت خالدؓ نے وہ گوشت اپنی طرف کھینچ لیا، وہ کھاتے رہے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دیکھتے رہے۔ [5]

حضرت خالدؓ بہت بہادر مجاہد تھے، وہ بہت سی جنگوں میں شریک ہوئے اور کامیابی حاصل کی۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب فضل دوام الذکر عن حنظلۃؓ۔ [2] صحیح مسلم باب امر من نعس فی صلاتہ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الشہادات باب شہادۃ المختبیٔ عن عائشہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من تکلم بالفارسیۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب کان النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم لا یأکل حتّٰی یُسمّٰی عن خالدؓ۔

جنگ مُوتہ | حضرت خالدؓ جنگِ مُوتہ میں شریک تھے۔ حضرت زیدؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے شہید ہو جانے کے بعد بغیر اس کے کہ کوئی انہیں امیر بنائے اُنہوں نے اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے لیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منوّرہ میں خبر دی "اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا لیا"۔ حضرت خالدؓ مردانہ وار جنگ کرتے رہے، اُس دن اُن کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں، صرف ایک یمنی تلوار باقی بچی (جس سے وہ آخر تک جنگ کرتے رہے)

اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔[1]

فتح کے بعد (شہداء کی لاشوں کو تلاش کیا گیا) حضرت جعفرؓ کی لاش بھی مقتولین میں ملی۔ اُن کے جسم پر نوّے سے زیادہ زخم تھے جن میں سے پچاس صرف آگے کی طرف تھے۔[2]

(حضرت خالدؓ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا) قبیلۂ حِمیَر کے ایک شخص نے ایک کافر کو قتل کیا تھا۔ اُس نے مقتول کا سامان لینا چاہا، حضرت خالدؓ نے دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عوف بن مالکؓ نے کہا "کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قاتل کو (مقتول کا) سامان دیتے ہیں"۔ حضرت خالدؓ نے کہا "بے شک، لیکن مجھے یہ سامان بہت معلوم ہوتا ہے"۔

جب یہ لشکر مدینہ منوّرہ پہنچا تو حضرت عوفؓ نے اس بات کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ سے فرمایا "تم نے سامان کیوں نہیں دیا؟" انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں نے سامان کو بہت زیادہ سمجھا"۔ آپؐ نے فرمایا "دیدو"۔ جب وہ دینے کیلئے چلے تو حضرت عوفؓ نے اُن کی چادر کھینچ کر کہا "جو میں نے کہا تھا وہی ہوا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عوفؓ کی بات سُن لی، آپؐ نے فرمایا "اے خالدؓ (اب) اسے کچھ نہ دو"۔[3] (گویا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عوفؓ کی اشتعال انگیز بات کو ناپسند فرمایا)

فتح مکّہ | فتح مکّہ کے موقع پر حضرت خالدؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے انہیں میمنہ پر امیر مقرّر کر کے روانہ کیا تھا۔[4]

سریّۂ خالدؓ | فتح مکّہ کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر بنو جذیمہ کی طرف روانہ کیا، حضرت خالدؓ نے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی، انہوں نے جواب میں بجائے 'اسلمنا' کے 'صبأنا، صبأنا' کہا (یعنی ہم بے دین ہو گئے یا ہم نے دین بدل دیا) حضرت خالدؓ نے اُنہیں کافر سمجھا اور کچھ کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا اور ایک ایک قیدی ایک ایک مجاہد کے حوالہ کر دیا، پھر ایک دن انہوں نے مجاہدین سے کہا "ہر شخص اپنے اپنے قیدی کو قتل کر دے"۔ بعض لوگوں نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی (کیونکہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ وہ لوگ مسلم ہو چکے ہیں) جب یہ لشکر واپس رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچا تو اس بات کا ذکر آپؐ سے کیا گیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں ہاتھ بلند کئے اور فرمایا "اے اللہ میں اس کام سے جو خالدؓ نے کیا بری الذمّہ ہوں"۔[5]

جنگِ حُنین | جنگِ حنین میں بھی حضرت خالدؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ تھے، آپؐ نے اُنہیں شہ سواروں کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز و کتاب المناقب باب مناقب خالدؓ عن انسؓ و کتاب المغازی باب غزوۃ مُوتۃ۔ [2] صحیح بخاری باب مناقب خالدؓ و کتاب الجہاد و کتاب المغازی۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل عن عوفؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکّۃ عن ابی ہریرۃؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم خالدؓ عن ابن عمرؓ۔

ایک دستہ پر امیر مقرر کر دیا تھا۔[1]

یمن پر حملہ | پھر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے یمن کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور اس پر حضرت خالدؓ کو سپہ سالار بنایا۔ اس کے بعد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اور لشکر روانہ کیا، اس پر بھی حضرت خالدؓ کو امیر بنایا (اسلامی فوج کو فتح ہوئی اور) بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔[2]

پیشگی زکوٰۃ کی ادائیگی | ایک مرتبہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو زکوٰۃ کی وصولیابی کیلئے عامل بنایا۔ انہوں نے آکر آپؐ کو اطلاع دی کہ حضرت خالدؓ نے زکوٰۃ نہیں دی۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم لوگ خالدؓ پر ظلم کرتے ہو، انہوں نے تو اپنی زرہیں اور ہتھیار اللہ کے راستہ میں (پہلے ہی) دیدئے ہیں"۔[3]

شانِ ایمان | ایک مرتبہ ایک منافق نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تقسیم پر اعتراض کیا۔ حضرت خالدؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، کیا میں اس کی گردن نہ اُڑا دوں؟" رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہو سکتا ہے کہ یہ نماز پڑھتا ہو"۔ حضرت خالدؓ نے کہا "کتنے ہی نمازی ہیں جو زبان سے ایسی بات کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہوتی"۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں"۔[4]

فضیلت | رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں "سیف اللہ" کا خطاب دیا۔[5]

حضرت خبّابؓ

حضرت خبّابؓ ایامِ جاہلیت میں لوہار تھے۔ عاص بن وائل پر ان کا کچھ قرضہ تھا۔ اسلام لانے کے بعد حضرت خبّابؓ اُس کے پاس گئے اور تقاضہ کیا۔ اُس نے کہا "میں تمہارا قرضہ اُس وقت تک ادا نہیں کروں گا جب تک تم محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلّم) کا انکار نہ کر دو گے"۔ حضرت خبّابؓ نے کہا "میں انکا انکار نہیں کر سکتا یہاں تک کہ اللہ تجھے وفات دے اور پھر زندہ کرے"۔ اُس نے کہا "مجھے چھوڑ دو یہاں تک کہ میں مروں اور دوبارہ زندہ کیا جاؤں، اُس وقت میرے پاس مال اور اولاد ہوگی، میں تمہارا قرضہ ادا کر دوں گا"۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "(اے رسولؐ) آپؐ نے اُس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ (دوسری زندگی میں) مجھے ضرور مال اور اولاد ملے گی کیا اُسے غیب کا علم ہے، یا اُس نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے"۔[6]

حضرت خبّابؓ نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہجرت کی اور مدینہ منوّرہ آگئے۔ حضرت خبّابؓ فرماتے تھے "ہم نے محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے ہجرت کی، ہمارا اجر اللہ پر واجب ہو گیا"۔[7]

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے نوجوان اصحاب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں حضرت خبّابؓ تشریف لائے، اُنہوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے کہا "کیا یہ نوجوان اُس طرح پڑھ سکتے ہیں جس طرح آپ پڑھتے ہیں"۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "اگر آپ چاہیں تو میں ان میں سے کسی کو حکم دوں کہ وہ آپ کو قرآن مجید سنائے"۔ حضرت خبّابؓ نے کہا

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ وکتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل وباب غزوۃ حُنین۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ بن ابی طالب عن براءؓ وبریدہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب تقدیم الزکوٰۃ عن ابی ہریرہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ وکتاب التوحید وکتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ عاد وابواب علامات النبوۃ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج۔ [5] صحیح بخاری باب مناقب خالدؓ وکتاب المغازی باب غزوۃ موتہ۔ [6] صحیح بخاری کتاب البیوع باب ذکر القین، وکتاب التفسیر سورۃ مریم وصحیح مسلم کتاب صفۃ القیٰمۃ۔ [7] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ ص ۷۷، سورۃ ۱۸ مریم

"ہاں"۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا "اے علقمہؒ، تم قرأت کرو"۔ حضرت علقمہ نے سُورۂ مریم کی پچاس آیتیں تلاوت کیں۔ حضرت ابنِ مسعودؓ نے کہا "اِس قرأت کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟" حضرت خبّابؓ نے کہا "انہوں نے بہت اچھی قرأت کی"۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا "جس طرح میں پڑھتا ہوں اُسی طرح یہ پڑھتے ہیں"۔ پھر اُنہوں نے حضرت خبّابؓ کو دیکھا کہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "کیا ابھی اس انگوٹھی کے اُتارنے کا وقت نہیں آیا" (کیا ابھی تک آپ کو نہیں معلوم کہ مرد کو سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے) حضرت خبّابؓ نے کہا "آج کے بعد آپ اس انگوٹھی کو میرے ہاتھ میں نہیں دیکھیں گے"۔ یہ کہہ کر انگوٹھی کو اُتار دیا۔[1]

حضرت خُبَیبؓ

جنگِ بدر | حضرت خبیبؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ حارث بن عامر کو انہوں نے ہی قتل کیا تھا۔[2]

واقعۂ رجیع | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کافروں کی جاسوسی کیلئے دس صحابیوں کا ایک دستہ روانہ کیا، ان میں حضرت خبیبؓ بھی شامل تھے۔ کافروں کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے دو سَو تیر اندازوں کو ان کے گرفتار کرنے کیلئے روانہ کیا۔ کافروں نے ان مسلمین کا محاصرہ کر لیا، مسلمین اور کافروں میں جنگ ہوئی، آٹھ مسلم شہید ہو گئے۔ حضرت خبیبؓ اور حضرت ابن دثنہؓ باقی بچے، ان دونوں نے کافروں کے امان پر بھروسہ کر کے اپنے آپ کو اُن کے حوالہ کر دیا۔ کافروں نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور مکّہ معظّمہ میں لے جا کر بیچ دیا۔ حضرت خبیبؓ کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے خرید لیا۔ حضرت خبیبؓ ان کے ہاں قید رہے۔ ایک دن حضرت خبیبؓ نے حارث کی بیٹی سے ایک اُسترا مانگا تاکہ زیرِ ناف بال مُونڈیں۔ لڑکی نے اُسترا دیدیا۔ اسی اثناء میں حضرت خبیبؓ نے اُس لڑکی کے بیٹے کو اپنی گود میں لے لیا۔ جب اُس لڑکی نے دیکھا کہ اُس کا بچّہ حضرت خبیبؓ کے زانو پر بیٹھا ہے اور اُن کے ہاتھ میں اُسترا ہے تو وہ خوف زدہ ہو گئی۔ حضرت خبیبؓ پہچان گئے، کہنے لگے "کیا تمہیں اس بات کا خوف ہے کہ مَیں اسے قتل کر دوں گا؟ نہیں میں ایسا نہیں کروں گا"۔ ایّامِ قید و بند میں وہ انگور کھایا کرتے تھے حالانکہ مکّہ معظّمہ میں اُس زمانہ میں کوئی پھل نہیں آ رہا تھا، یہ رزق، اللہ کی طرف سے تھا جو اُنہیں مِل رہا تھا۔ بالآخر ایک دن کافر اُن کے قتل کے لئے جمع ہوئے اور اُنہیں حدودِ حرم کے باہر لے گئے۔ حضرت خبیبؓ نے کہا "مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں"۔ کافروں نے اُنہیں مہلت دی۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر اس طرح دعا کی "اے اللہ ان کو گن لے اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ"۔ پھر دو شعر پڑھے:-

لَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا	جبکہ میں اس حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں کہ میں مسلم ہوں
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ	تو مجھے اِس بات کی پرواہ نہیں کہ میں کس پہلو پر گرتا ہوں
وَ ذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَأْ	یہ مصیبت تو اللہ کی راہ میں پہنچ رہی ہے اور اگر اللہ چاہے
یُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ	تو کٹے ہوئے اعضاء کے ٹکڑوں میں برکت عطا فرمائے۔

اس کے بعد حارث کے بیٹے عقبہ نے اُنہیں شہید کر دیا۔[3]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب قدوم الاشعریّین واھل الیمن۔

[2] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

[3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب ھل یستأسر الرجل وکتابُ المغازی باب غزوۃ بدر و باب غزوۃ رجیع۔

حضرت خِدامؓ

حضرت خِدامؓ نے اپنی بیوہ بیٹی حضرت خَنساءؓ کا نکاح کر دیا۔ وہ اس نکاح سے ناخوش تھیں، وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح مسترد کر دیا۔[1]

حضرت خِرباقؓ

حضرت خرباقؓ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ذوالیدین کہا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عصر کی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیا اور ایک لکڑی کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ حاضرین میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی موجود تھے، لیکن وہ ڈرے اور آپؐ سے بات نہ کر سکے۔ اتنے میں جلدی جانے والے لوگ باہر نکل گئے۔ جو لوگ رہ گئے اُنہوں نے (آپس میں) کہا کیا نماز کم ہو گئی (لیکن کسی کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھنے کی جرأت نہ ہوئی، جب سب خاموش رہے تو) حضرت ذوالیدینؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، کیا نماز کم ہو گئی یا آپؐ بھُول گئے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہ میں بھُولا، نہ نماز کم ہوئی۔" اُنہوں نے عرض کیا "آپؐ بھُول گئے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں سے پُوچھا "کیا ذوالیدین سچ کہتے ہیں؟" لوگوں نے کہا "ہاں"۔ یہ سُن کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو رکعتیں اور پڑھیں، پھر سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کیے۔[2]

حضرت خُزَیمہؓ انصاری

حضرت خزیمہ انصاریؓ ثابت کے لڑکے تھے۔ جب حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں قرآن مجید کو سرکاری طور پر جمع کیا گیا تو سورۂ توبہ کی آخری دو آیتیں ان ہی کے پاس لکھی ہوئی ملی تھیں۔[3]

حضرت خُفاف بن اِیماء الغفاریؓ

حضرت خُفافؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک جہاد میں شریک تھے۔ اُنہوں نے اپنے لڑکے کے ساتھ ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور اُسے فتح کر کے ہی چھوڑا۔ حضرت عمرؓ ان کے اس کارنامہ کے بڑے قدردان تھے۔[4]

حضرت خَنساءؓ بنت خِدام انصاریہؓ

حضرت خَنساءؓ بیوہ ہو گئیں تو اُن کے والد نے کسی شخص سے ان کا نکاح کر دیا حضرت خَنساءؓ اس نکاح سے ناخوش تھیں وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح کو مسترد کر دیا۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح۔
[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب السہو۔
[3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) عن زید بن ثابتؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن عمرؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب النکاح باب اذا زوّج الرجل ابنتہ وھی کارھۃٌ۔

حضرت خُنَیس بن حذافہ سہمی رضؓ

حضرت خنیسؓ کا نکاح حضرت حفصہ بنت عمرؓ سے ہوا تھا۔ حضرت خنیسؓ جنگِ بدر میں شریک ہوئے اور جنگ کے کچھ عرصہ بعد مدینہ منوّرہ میں انتقال فرمایا۔[1]

حضرت خولہؓ بنت حکیم

حضرت خولہؓ ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اپنے نفس کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حوالہ کیا تھا۔[2]

حضرت دِحیہؓ

جنگِ خیبر | حضرت دِحیہؓ جنگ خیبر میں شریک تھے۔ فتح کے بعد انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے نبی مجھے ایک لونڈی دیدیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم ایک لونڈی لے لو"۔ انہوں نے حضرت صفیہؓ کو لے لیا جو قریظہ اور نضیر قبیلوں کی سردار تھیں، ایک شخص نے آکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "آپؐ نے قریظہ اور نضیر قبیلوں کی سردار خاتون کو دِحیہؓ کے حوالہ کر دیا۔ وہ آپؐ کے علاوہ کسی کے لئے زیبا نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت دِحیہؓ کو بلایا اور اُن سے فرمایا "تم دوسری لونڈی لے لو"۔ پھر آپؐ نے (ان کی دلجوئی کی خاطر) سات لونڈیوں کے عوض میں حضرت صفیہؓ کو اُن سے خرید لیا۔[3]

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام تبلیغی خط لکھا تو حضرت دِحیہؓ کے ذریعہ اُسے بُصریٰ کے گورنر کے پاس روانہ کیا۔ حضرت دِحیہؓ نے وہ خط گورنر کے حوالہ کر دیا اور گورنر نے بادشاہ کو بھیجدیا۔[4]

حضرت دِرّہ بنت ابی سلمہؓ

حضرت دِرّہؓ، حضرت ابوسلمہؓ اور اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہؓ کی لڑکی تھیں۔[5]

حضرت رافعؓ

حضرت رافعؓ بیعت عقبہ میں شریک تھے اور اس شرکت پر فخر کرتے تھے۔[6]

حضرت رافعؓ بن خَدِیج بن رافع

پیشہ | حضرت رافعؓ کھیتی کرتے تھے۔ ان کے خاندان کے پاس کافی زمینیں تھیں۔ یہ لوگ اپنی زمین کو کرایہ پر دیدیا کرتے تھے۔ کھیت کے ایک مقرّرہ حصّہ کی پیداوار اپنے لئے اور ایک مقرّرہ حصّہ کی پیداوار کرایہ دار کیلئے مخصوص کر دیتے تھے۔ کبھی ایسا

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب ھل للمرأۃ ان تھب نفسھا وکتاب التفسیر (سُورۃ الاحزاب) عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یذکر فی الفخذ وکتاب النکاح وکتاب المغازی وکتاب البیوع وصحیح مسلم کتاب النکاح (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلّم الی ہرقل۔ [5] صحیح مسلم کتاب الرضاع باب تحریم الربیبۃ عن اُمِّ حبیبہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر۔

ہوتا کہ ایک حصّہ میں تو پیداوار ہوتی اور دوسرے میں نہ ہوتی (ایک آدمی نقصان میں رہتا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِس طرح کرایہ پر دینے سے منع فرما دیا۔[1]

شانِ ایمان ایک دفعہ حضرت رافعؓ کے چچا حضرت ظُہیر نے کہا "ہمیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک کام سے منع کر دیا حالانکہ اُس میں ہمیں بڑی آسانی تھی"۔ حضرت رافعؓ نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کچھ فرمایا وہی حق ہے"۔

شانِ اطاعت حضرت رافعؓ کہتے ہیں ایک دن مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بلایا اور مجھ سے پوچھا "تم اپنے کھیتوں کا کیا کرتے ہو؟" میں نے کہا "ہم اُن کو نالیوں کے قریب کی پیداوار کے عوض میں یا کبھی کھجور اور جَو کے عوض میں کرایہ پر دیدیتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایسا نہ کیا کرو، خود کاشت کرو یا (بغیر معاوضہ) دوسرے کو کاشت کے لئے دیدو ورنہ اسے روکے رکھو"۔ حضرت رافعؓ نے کہا "میں نے سُنا اور میں اطاعت کروں گا"۔ حضرت رافعؓ کہتے ہیں "سونا اور چاندی (یعنی دینار و درہم) تو اُس زمانہ میں تھے ہی نہیں، اگر درہم و دینار کے عوض کرایہ پر دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں"۔[2]

جہاد حضرت رافعؓ جہاد میں بھی جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جنگ کے موقع پر کہنے لگے "اے اللہ کے رسُولؐ! ہمیں اندیشہ ہے کہ کل دشمن سے ہمارا مقابلہ ہوگا، ہمارے پاس کوئی چھُری نہیں ہے تو کیا ہم کھپچّی سے ذبح کر سکتے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو چیز بھی خون نکالدے (اُس سے ذبح ہو سکتا ہے) اور اُسے تم کھا بھی سکتے ہو بشرطیکہ بوقتِ ذبح اُس پر اللہ کا نام لیا جائے"۔[3]

حفاظتِ حدیث ایک مرتبہ حضرت مروانؒ نے خطبہ دیا اور مکّہ کی حُرمت کا ذکر کیا۔ حضرت رافعؓ نے اُنہیں پُکارا اور فرمایا "کیا بات ہے کہ تم مکّہ، مکّہ کی حُرمت اور اہلِ مکّہ کا ذکر کرتے ہو اور مدینہ، مدینہ کی حُرمت اور اہلِ مدینہ کا ذکر نہیں کرتے حالانکہ یقیناً رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (مدینہ کے) دونوں سنگستانوں کے علاقہ کو حرام قرار دیا ہے اور یہ میرے پاس خولانی چمڑے پر لکھا ہوا بھی موجود ہے، اگر تم چاہو تو پڑھ کر سناؤں"۔ حضرت مروانؒ نے کہا "ہاں، میں نے بھی ایسا سُنا ہے"۔[4]

حضرت رباحؓ

حضرت رباحؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غلام تھے، یہ حبشہ کے رہنے والے تھے۔ واقعۂ ایلاء پر جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک بالاخانہ میں مقیم تھے تو یہی دربانی کے فرائض انجام دیتے تھے۔[5]

حضرت رُبَیّع بنت مُعَوِّذؓ

حضرت ربیّع، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتی تھیں، لوگوں کو پانی پلاتی تھیں۔ ان کی خدمت کرتی تھیں، زخمیوں کی مرہم پٹّی کرتی تھیں اور زخمیوں اور مقتولین کو مدینہ منتقل کرتی تھیں۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المزارعۃ عن رافع رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المزارعۃ فی ابواب عن رافع رضؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل مدینۃ عن نافع بن جبیرؒ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ وکتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نساءہٗ وصحیح مسلم کتاب الطّلاق باب بیان ان تخییر امرأتہ ..... الخ وباب الایلاء (خط کشیدہ لفظ صرف صحیح مسلم میں ہے) [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مداواۃ النساء الجرحٰی وباب ردّ النساء الجرحٰی والقتلٰی۔

حضرت ربیعہؓ بن حارث

ایک دن حضرت ربیعہؓ اور حضرت عباسؓ نے آپس میں فیصلہ کیا کہ اپنے لڑکوں عبدالمطلبؓ اور فضل بن عباسؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں، یہ دونوں آپؐ سے عرض کریں کہ انہیں زکوٰۃ وصول کرنے پر عامل بنادیں تاکہ انہیں بھی کچھ اُجرت مل جائے۔ اتنے میں حضرت علیؓ وہاں آنکلے۔ اُنہوں نے حضرت علیؓ سے مشورہ کیا حضرت علیؓ نے فرمایا "انہیں نہ بھیجو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں عامل نہیں بنائیں گے۔" حضرت ربیعہؓ نے کہا "اللہ کی قسم تم یہ بات حسد کی بناء پر کہہ رہے ہو۔ تمہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف حاصل ہے ہم نے تو کبھی اس پر حسد نہیں کیا۔" حضرت علیؓ نے کہا "اچھا تو بھیجکر دیکھ لو۔" الغرض ان دونوں نے اپنے دونوں لڑکوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں عامل بنانے سے انکار کر دیا، آپؐ نے فرمایا "زکوٰۃ کا مال محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے لئے جائز نہیں۔"[1]

حضرت ربیعہؓ بن عبدان حضرمی

ایک مرتبہ حضرت ربیعہؓ کا حضرت امرؤالقیسؓ سے زمین کے معاملہ میں کچھ جھگڑا ہوا۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ حضرت ربیعہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، اس شخص نے میرے باپ کی زمین پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔" حضرت امرؤالقیسؓ نے کہا "وہ میری ہی زمین ہے۔ میرے قبضہ میں ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہؓ سے کہا "تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو پھر تمہارا فیصلہ ان کی قسم پر ہوگا۔" حضرت ربیعہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، وہ تو پرواہ ہی نہیں کریں گے کہ کس چیز پر قسم کھا رہے ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارے لئے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔"[2]

حضرت ربیعہؓ بن کعب اسلمیؓ

حضرت ربیعہؓ (اکثر سفر وغیرہ میں) رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے، ایک مرتبہ وہ آپؐ کے واسطے وضو، اور استنجے کے لئے پانی لے کر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سوال کرو۔" اُنہوں نے کہا "میں آپؐ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ جنّت میں مجھے آپؐ کی رفاقت نصیب ہو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(یہ) یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز مطلوب ہے۔" اُنہوں نے عرض کیا "مجھے تو بس یہی مطلوب ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو پھر تم کثرتِ سجود سے میری مدد کرو۔"[3]

حضرت رفاعہ بن رافعؓ

حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ بدر میں شریک تھے۔[4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقۃ عن عبدالمطلبؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم عن واٰئلؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر۔ [5] صحبتِ رسولؐ اور تربیت سے پہلے اس قسم کا گمان ہو سکتا ہے۔

حضرت زاہر اسلمی رضؓ

حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعتِ رضوان اور جنگِ خیبر میں شریک تھے۔[1]

حضرت زبیر بن عوّام رضؓ

حضرت زبیرؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پھوپھی زاد بھائی تھے، ان کی شادی حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ سے ہوئی تھی۔ اُس وقت اُن کے پاس نہ مال تھا نہ زمین، نہ لونڈی نہ غلام، ایک پانی کھینچنے والا اُونٹ تھا اور ایک گھوڑا (لیکن بعد میں بہت مالدار ہوگئے جیسا کہ آگے اس کا ذکر آئے گا) حضرت اسماءؓ گھوڑے کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ کچھ عرصہ بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ کو ایک زمین عطا فرمائی۔ حضرت اسماءؓ اُس زمین سے کھجور کی گٹھلیاں اُٹھا کر لایا کرتی تھیں۔ حضرت زبیرؓ بہت غیرت دار آدمی تھے، اُنہیں اپنی بیوی کا گٹھلیاں اُٹھا کر لانا بہت بُرا معلوم ہوتا تھا۔[2]

جنگِ بدر | حضرت زبیرؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ ابو ذات الکرش عبیدہ بن سعید بن العاص سے ان کا مقابلہ ہوا۔ عبیدہ آہن پوش تھا۔ حضرت زبیرؓ نے اس کی آنکھوں میں نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔ وہ نیزہ بڑی مشکل سے اُس کے بدن سے نکلا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ سے وہ نیزہ مانگا، اُنہوں نے اُس نیزہ کو آپؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔[3]

جنگِ خندق | حضرت زبیرؓ جنگِ خندق میں شریک تھے۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس قوم (یعنی بنو قریظہ) کی خبر کون لائے گا؟" حضرت زبیرؓ نے کہا "مَیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین مرتبہ یہی سوال کیا ہر مرتبہ حضرت زبیرؓ نے کہا "مَیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں، میرے حواری زبیرؓ ہیں"۔ الغرض حضرت زبیرؓ دو تین مرتبہ بنو قریظہ کی بستی میں گئے، پھر وہاں کے حالات سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آگاہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں"۔[4]

فتح مکّہ | فتحِ مکّہ کے موقع پر حضرت زبیرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے بائیں دستہ پر اُن کو امیر مقرر کر کے مکّہ معظّمہ میں داخل ہونے کیلئے روانہ کیا تھا۔[5]

حضرت زبیرؓ کا ایک منافق سے جھگڑا | حضرت زبیرؓ کا ایک انصاری سے کھیتوں کو پانی پلانے کے سلسلہ میں جھگڑا ہو گیا۔ مقدمہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انصاری کی رعایت کرتے ہوئے فرمایا "اے زبیرؓ، تم اپنے کھیت کو پانی دیکر پھر اپنے پڑوسی کیلئے چھوڑ دیا کرو"۔ اس انصاری کو غصّہ آگیا۔ اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ اس لئے کہ وہ آپؐ کے پھوپی زاد بھائی ہیں"۔ یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک متغیّر ہو گیا، آپؐ نے فرمایا "اے زبیرؓ تم اپنے کھیت کو پانی دو، پھر پانی کو روک لو، یہاں تک کہ پانی مُنڈیروں تک پہنچ جائے، پھر اپنے پڑوسی کیلئے چھوڑ دو"۔ اس فیصلہ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ کو اُن کا پُورا حق دیدیا حالانکہ پہلے آپؐ نے ایسا فیصلہ کیا تھا جس میں

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ النکاح باب الغیرۃ عن اسماءؓ و صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ النّساء) و کتابُ الصّلح۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن زبیرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی و کتابُ الجہاد باب فضل الطلیعۃ عن جابرؓ و ابواب المناقب باب مناقبِ زبیرؓ عن ابن زبیرؓ و صحیح مسلم کتابُ الفضائل۔ [5] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب فتح مکّۃ۔

دونوں کیلئے فراخی تھی۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے رسولؐ، آپؐ کے ربّ کی قسم یہ لوگ اُس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافات میں آپؐ کو منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ آپؐ کریں اُس سے دل میں تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اس فیصلہ کے سامنے برضاء و رغبت سرِ تسلیم خم کر دیں" (نساء ۶۵) [1]

خارش کی بیماری ایک مرتبہ حضرت زبیرؓ کو کھجلی ہو گئی، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دی [2]

جنگِ روم (جنگ یرموک) حضرت زبیرؓ جنگ رُوم (جنگ یرموک) میں شریک تھے۔ دورانِ جنگ ایک مرتبہ انہوں نے کُفّار پر حملہ کیا اور صفوں کو چیرتے ہوئے دوسری طرف نکل گئے، دوسرا کوئی اُن کا ساتھ نہ دے سکا۔ پھر واپس ہوئے اور کُفّار کی طرف مُنہ کیا تو کُفّار نے اُن کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور اُن کے شانہ پر دو ضربیں ماریں۔ ان دونوں ضربوں کے نشان کندھوں پر باقی رہ گئے۔ ان دونوں ضربوں کے درمیان وہ ضرب تھی جو جنگِ بدر میں لگی تھی۔ ان کے بیٹے حضرت عروہؓ بچپن میں ان ضربوں میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے [3]

حضرت زبیرؓ کی وفات اور قرضہ کا فکر بلوۂ جمل میں حضرت زبیرؓ موجود تھے۔ اُنہوں نے اپنے بیٹے عبداللہؓ کو بلایا اور کہا "مَیں سمجھتا ہوں کہ آج مَیں مظلومانہ حیثیت میں مقتول ہونگا (مجھے اندیشہ ہے کہ قاتلینِ عثمانؓ مجھے دھوکہ دیکر مار ڈالینگے) مجھے اپنے قرض کی بڑی فکر ہے، میرا سارا مال قرض کی ادائیگی میں ختم ہو جائے گا، بہرحال تم میرے مال کو بیچ دینا اور میرا قرض ادا کر دینا۔ اگر کچھ مال باقی بچے تو اس کا تہائی تمہارے لڑکوں کے لئے ہے۔ اے بیٹے، اگر تم کسی بات میں عاجز ہو جاؤ تو میرے مَولیٰ سے مدد لینا۔" حضرت عبداللہؓ نے پُوچھا "آپ کا مولیٰ کون ہے؟" کہنے لگے "اللہ"۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم قرضہ کی ادائیگی میں جب کبھی کوئی دقّت پیش آئی تو میں نے یہی کہا "اے زبیرؓ کے مولیٰ اس کی طرف سے قرضہ ادا کر دے۔ اللہ تعالیٰ قرضہ ادا کر دیتا تھا"۔ الغرض حضرت زبیرؓ اس بلوہ میں شہید ہو گئے۔ انہوں نے اپنے بعد دو زمینیں چھوڑیں جن میں سے ایک غابہ میں تھی اور گیارہ مکان مدینہ منوّرہ میں، دو مکان بصرہ میں، ایک مکان کوفہ میں اور ایک مکان مصر میں چھوڑا۔

حضرت زبیرؓ کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی اُن کے پاس اپنی امانت رکھنے کیلئے لاتا تو وہ فرماتے بطور امانت کے نہیں رکھتا بلکہ بطور قرض لیتا ہوں کیونکہ امانت کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ حضرت زبیرؓ پر اسی قسم کا قرضہ تھا (ضرورتاً انہوں نے قرض نہیں لیا تھا) حضرت عبداللہؓ نے حساب لگایا تو کُل قرضہ بائیس ۲۲ لاکھ (درہم) تھا، اور کُل ترکہ کی قیمت پانچ کروڑ دو لاکھ (درہم) تھی۔ حضرت عبداللہؓ نے پورا قرضہ ادا کر دیا۔ پھر موسمِ حج میں چار سال تک اعلان کرتے رہے کہ اگر زبیرؓ پر کسی کا کچھ قرضہ ہو تو ہمارے پاس آئے (جب کوئی قرضخواہ نہیں آیا تو) انہوں نے تہائی مال وصیت کے مطابق محفوظ کر لیا اور باقی ورثاء میں تقسیم کر دیا [4]

حدیثِ رسولؐ کا احترام حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک دن اپنے والد حضرت زبیرؓ سے کہا "کیا بات ہے کہ آپ حدیثیں بیان نہیں کرتے جیسے فلاں اور فلاں صحابی بیان کرتے ہیں"۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا "بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ النساء) و کتاب الصلح و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب وجوب اتباعہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [2] صحیح بخاری کتاب اللباس باب یرخص للرجال من الحریر للحکۃ عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب اللباس۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا غنم المشرکون مال المسلم و کتاب احادیث الانبیاء باب مناقب زبیرؓ و کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب برکۃ الغازی فی مالہ حیًّا و میتًا۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کبھی نہیں چھوڑا (ہر موقع پر ساتھ رہا لہٰذا حدیثیں مجھے بھی خوب یاد ہیں لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں غلطی نہ ہو جائے اس لئے کہ) میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے سُنا ہے کہ 'جو شخص مجھ پر عمدًا جھوٹ بولے اُسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کرے'۔" [1]

فضائل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں، میرے حواری زبیر بن عوامؓ ہیں"۔ [2] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے متعلق شہید ہونے کی بشارت دی تھی۔ [3]

حضرت زبیرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی نظر میں حضرت عمرؓ حضرت زبیرؓ کو اُن چھ آدمیوں میں شمار کرتے تھے جن سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آخر وقت تک راضی رہے۔ حضرت عمرؓ ان کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے۔ جب خلیفہ کے انتخاب کا وقت آیا تو حضرت زبیرؓ حضرت علیؓ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ [4]

حضرت عثمانؓ نے اپنے آخری زمانہ میں حضرت زبیرؓ کے متعلق فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق وہ ان (موجود لوگوں میں) سب سے بہتر ہیں اور اللہ کی قسم تم بھی جانتے ہو کہ وہ تم لوگوں میں سب سے بہتر ہیں اور وہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب تھے"۔ [5]

حضرت زید بن ارقمؓ

پیشہ حضرت زید بن ارقمؓ تجارت کیا کرتے تھے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تجارت کے مسائل پُوچھا کرتے تھے۔ [6]
ان کی تجارت میں حضرت براء بن عازبؓ ان کے شریک تھے۔ [7]

جہاد حضرت زیدؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ سترہ [17] جنگوں میں شریک ہوئے۔ [8]

حضرت زیدؓ جنگ بنو مصطلق میں بھی شریک تھے۔ جنگ کے بعد عبداللہ بن اُبیّ رئیس المنافقین نے منافقین سے کہا "جو لوگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہیں اُنہیں کچھ نہ دیا کرو (جب کچھ نہیں ملیگا تو) یہ خود ہی بھاگ جائیں گے۔ مہاجرین نے ہم سے فریاد رسی کی تھی (لیکن یہ لوگ سر پر چڑھ گئے) اب ہم مدینہ پہنچکر ان ذلیل آدمیوں کو نکالدینگے"۔ حضرت زیدؓ نے یہ باتیں سُن لیں اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عبداللہ بن اُبی اور دوسرے منافقین کو بُلایا۔ منافقین نے قسم کھا کر ان باتوں کا انکار کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو سچّا سمجھ لیا۔ حضرت زیدؓ کو اس بات سے بہت صدمہ ہوا، حضرت زیدؓ وہاں سے آکر اپنی منزل میں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زیدؓ کو بُلایا۔ جب وہ آئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے تمہاری تصدیق کر دی"۔ اللہ تعالیٰ نے سُورۂ منافقون کی آیات نازل فرما کر منافقین کی تکذیب کر دی۔ [9]

تبلیغ ایک مرتبہ انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ اشراق کی نماز (اوّل وقت) پڑھ رہے ہیں۔ کہنے لگے "انہیں یقیناً معلوم ہے کہ یہ نماز اِس وقت کے بعد پڑھنا افضل ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ 'اللہ والوں کی نماز

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب المناقب وغیرہ وصحیح مسلم باب فضائل طلحہؓ وزبیرؓ۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل طلحہ وزبیرؓ۔ [4] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ وکتاب الاحکام عن مسورؓ۔ [5] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب البیوع باب التجارۃ فی البز عن زید بن ارقمؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ باب الاشتراک فی الذہب۔ [8] صحیح بخاری کتاب المغازی باب کم غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحیح مسلم کتاب الحج باب بیان عدد عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [9] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ المنافقون) وکتاب احادیث الانبیاء باب ماینہی عن دعوی الجاھلیۃ۔

اُس وقت ہوتی ہے جب اُونٹ کے بچّے (دھوپ کی گرمی سے) گرم ہو جائیں"۔ [1]

کسرِ نفسی ایک دفعہ حضرت ابو منہالؒ نے حضرت براءؓ سے سونے چاندی کے تبادلہ کے متعلّق سوال کیا۔ حضرت براءؓ نے کہا "زیدؓ سے پوچھو وہ زیادہ عالِم ہیں"۔ اُنہوں نے حضرت زیدؓ سے پُوچھا۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا "براءؓ سے پوچھو وہ زیادہ عالِم ہیں"۔ پھر دونوں نے فرمایا کہ "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سونے کو چاندی کے عوض قرض پر بیچنے سے منع فرمایا ہے"۔ [2]

حضرت زید بن ثابت رضؓ

حضرت زیدؓ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

کتابتِ وحی جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ پہنچے تو آپؐ نے قرآن مجید کی کتابت کا باقاعدہ انتظام فرمایا اور اس کام کیلئے حضرت زید بن ثابتؓ کو مقرّر فرمایا۔ [3]

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ وحی نازل ہوئی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زیدؓ کو لکھنے کیلئے بلوایا۔ حضرت زیدؓ کے پاس دوات اور تختی یا شانہ کی ہڈی رہا کرتی تھی۔ حضرت زیدؓ حاضر ہوئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا لکھو:-

لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ — مُومنین میں سے جو لوگ جہاد نہ کریں اور جو لوگ جہاد
الْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ — کریں دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

اسی اثنار میں حضرت ابن اُمّ مکتومؓ آئے جو نابینا تھے اُنہوں نے اپنا عُذر پیش کیا۔ اُسی وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی آنی شروع ہو گئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ران حضرت زیدؓ کی ران پر تھی۔ حضرت زیدؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ران اتنی بھاری معلوم ہوئی کہ اُنہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں اُن کی ران نہ ٹوٹ جائے۔ جب وحی کی کیفیت زائل ہو گئی تو آپؐ نے فرمایا "اس طرح لکھو":-

لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ — معذورین کے علاوہ جو مُومن جہاد نہ کریں اور جو جہاد
غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ — کریں دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ [4]

ذاتی طور پر قرآن مجید کو جمع کرنا حضرت زیدؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہدِ مبارک میں ذاتی طور پر پُورے قرآن مجید کو جمع کر لیا تھا۔ [5]

قرآن مجید کا سرکاری نسخہ حضرت ابو بکرؓ کے عہدِ خلافت میں جب سرکاری طور پر قرآن مجید جمع کرنیکا فیصلہ ہوا تو حضرت ابو بکرؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ ہی کو اِس کام کیلئے منتخب کیا، حضرت ابو بکرؓ نے ان سے فرمایا "تم جوان اور قوی آدمی ہو، تمہاری عقل بھی اچھی ہے لہٰذا تم پر جھوٹ اور نسیان کا دھبّہ نہیں لگایا جا سکتا۔ تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے وحی لکھا کرتے تھے لہٰذا تم یہ کام سنبھالو اور قرآن مجید کو جمع کر لو"۔ حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ "اگر مجھے پہاڑ ہٹانے کا حکم دیتے تو یہ میرے لئے قرآن مجید جمع کرنے سے زیادہ آسان تھا"۔ اُنہوں نے کہا "آپ اُس کام کو کیسے کر سکتے ہیں جس کام کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں کیا"۔ حضرت ابو بکرؓ بار بار اُن سے کہتے رہے، بالآخر ان کا شرح صدر ہو گیا اور انہوں نے

---

[1] صحیح مسلم باب صلاۃ الاوّابین۔ [2] صحیح مسلم کتابُ البیوع باب النہی عن بیع الورق بالذہب دینًا۔ [3] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب کاتب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن زیدؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ النّسآء) عن زیدؓ و براءؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب زید بن ثابت عن انسؓ

قرآن مجید کو کھالوں، شانہ کی ہڈیوں اور کھجور کے پٹھوں سے جمع کرلیا۔[1]

اعترافِ حق ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ نے فتوٰی دیا کہ جو عورت اذیتِ ماہانہ میں ہو وہ طوافِ وداع کرنے سے پہلے واپس جاسکتی ہے (طوافِ وداع کی ضرورت نہیں) حضرت زید بن ثابتؓ نے کہا، "آپؓ یہ فتوٰی دے رہے ہیں؟" حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا "اگر تم نہیں (مانتے تو) فلاں انصاری خاتون سے جاکر پوچھو کہ ان کو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا تھا یا نہیں"۔ حضرت زید بن ثابتؓ (گئے اور پھر) ہنستے ہوئے واپس آئے اور کہنے لگے "میں سمجھ گیا کہ جو کچھ تم نے کہا تھا وہ ٹھیک ہے"۔[2]

ادائیگی سُنّت کا شوق اور امیر کو نصیحت ادائیگی سُنّت کا بہت شوق تھا۔ اِس معاملہ میں امیر کو بھی ٹوک دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مروانؒ سے کہا "کیا بات ہے کہ تم مغرب میں (ہمیشہ) چھوٹی سُورتیں پڑھتے ہو حالانکہ میں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو بڑی سُورتوں میں سے بڑی سورت پڑھتے سُنا ہے"۔[3]

حضرت زید بن حارثہؓ

حضرت زید بن حارثہؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا بیٹا بنالیا تھا لہٰذا لوگ ان کو زید بن محمدؐ کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو ناپسند فرمایا اور حکم دیا "اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ" {احزاب ۵} لوگوں کو اُن کے باپوں کے نام سے پکارا کرو۔[4] (اس کے بعد لوگ اُنہیں زید بن حارثہؓ کہنے لگے)

حضرت زیدؓ کا نکاح حضرت زینبؓ بنت جحش سے ہوا تھا، کچھ عرصہ بعد حضرت زیدؓ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں مشورہ دیا کہ ایسا نہ کرو (کیونکہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں حکم نہیں دیا تھا اس لئے شرعی اختیار کی بناء پر) اُنہوں نے طلاق دیدی۔ عدّت گذر جانے کے بعد رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کے ذریعہ ہی حضرت زینبؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت زیدؓ، حضرت زینبؓ کے پاس پہنچے وہ اُس وقت آٹے میں خمیر ملا رہی تھیں (پردہ کا حکم ابھی تک نازل نہیں ہوا تھا) حضرت زیدؓ نے اُنہیں دیکھا تو اُن کے دل میں حضرت زینبؓ کی اتنی عظمت بیٹھ گئی کہ وہ اُن کی طرف دیکھ نہ سکے۔ اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں نکاح کا پیغام بھیجا تھا (اور اب وہ زوجۂ مطہرہ بننے والی تھیں) حضرت زیدؓ نے پیٹھ موڑی اور ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ گئے، پھر نکاح کا پیغام پہنچایا۔[5]

عمرۃ القضاء حضرت زیدؓ عمرۃ القضاء میں شریک تھے۔ جب حضرت حمزہؓ کی لڑکی کی پرورش کے سلسلہ میں ان کا حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ سے جھگڑا ہوا تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفرؓ کے حق میں فیصلہ کیا، کیونکہ حضرت جعفرؓ کی بیوی اس لڑکی کی خالہ تھیں۔ پھر آپؐ نے حضرت زیدؓ سے فرمایا "تم ہمارے بھائی اور ہمارے دوست ہو"۔[6]

جنگِ مُوتہ اور حضرت زیدؓ کی شہادت رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُوتہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) عن زید بن ثابت رضؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحج باب وجوب طواف الوداع۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب القراءۃ فی المغرب عن مروانؒ۔ [4] سُورۃ الاحزاب ۳۷ و صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابن عمرؓ [5] صحیح مسلم کتاب النکاح باب زواج زینبؓ عن انسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ۔

اور اس پر حضرت زید بن حارثہؓ کو امیر بنایا، لوگوں نے اس پر طعن کیا (لیکن آپؐ نے کوئی پرواہ نہیں کی) [1]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں فرمایا "زیدؓ نے جھنڈا لیا (وہ لڑے) اور شہید ہو گئے"۔ [2]

فضائل | حضرت زیدؓ کی شہادت کے بعد ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم وہ امارت کے اہل تھے اور تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے"۔ [3]

(ان کے لڑکے حضرت اسامہؓ کے متعلق بعض لوگوں کو شک تھا) ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت زیدؓ اور حضرت اسامہؓ لیٹے ہوئے تھے، وہاں سے ایک قیافہ شناس کا گذر ہوا، اس نے ان دونوں کے قدموں کو دیکھکر کہا "یہ قدم ایکدوسرے سے تعلق رکھتے ہیں" (کیونکہ قیافہ شناس کی یہ بات لوگوں کے شک کیلئے ضرب کاری تھی، اس لئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور اسے بہت پسند کیا اور حضرت عائشہؓ کو بھی اس بات سے مطلع کیا۔ [4]

حضرت زید بن خالدؓ

حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلحِ حدیبیہ میں شریک تھے۔ [5]

حضرت زید بن دَثِنہؓ

حضرت زید بن دَثِنہؓ اُن دس صحابیوں میں شامل تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کی جاسوسی کیلئے روانہ کیا تھا۔ جب کافروں کو ان کی جاسوسی کا علم ہوا تو انہوں نے دوسو تیر اندازوں کو ان کے مقابلہ کیلئے بھیجا۔ باقاعدہ جنگ کے بعد حضرت ابن دثنہؓ اور حضرت خبیبؓ باقی رہے۔ کافروں نے انہیں امان دی اور یہ ان کے عہد و پیمان پر بھروسہ کر کے مقابلہ سے باز آگئے۔ کافروں نے انہیں گرفتار کر لیا اور مکہ معظمہ میں لیجا کر بیچ دیا۔ [6]

حضرت زید بن عمرو بن نُفَیلؓ

حضرت زید بن عمرو بن نُفَیلؓ ایامِ جاہلیت میں ہی شرک سے بیزار تھے۔ غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور اور بُتوں کے آستانوں پر ذبح کئے ہوئے جانوروں کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ ان ذبیحوں کے سلسلہ میں وہ قریش پر بہت سخت تنقید کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے "اللہ نے اسے پیدا کیا، اللہ نے اس کیلئے آسمان سے پانی برسایا، اللہ ہی نے اس کے لئے چارہ اُگایا، پھر تم کیوں اس کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو"۔

ایک مرتبہ بلدح کے نشیب میں حضرت زیدؓ کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی، اُس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منصبِ نبوت پر فائز نہیں ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دسترخوان رکھا گیا جس پر کسی آستانہ پر ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں سے کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر وہ دسترخوان حضرت زیدؓ کے سامنے رکھا گیا۔ حضرت زیدؓ نے کہا "میں بھی تمہارے آستانوں پر ذبح کئے ہوئے

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب زیدؓ بن حارثہ عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب زیدؓ و صحیح مسلم باب فضائل زیدؓ بن حارثہ
[4] صحیح مسلم کتاب الرضاع باب العمل بالحاق القائف الولد۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ھل یستأسر الرجل وکتاب المغازی باب غزوۃ بدر و باب غزوۃ الرجیع عن ابی ہریرۃؓ۔

جانور نہیں کھاتا، میں تو اُس جانور کا گوشت کھاتا ہوں جو صرف اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔"
غرض یہ کہ کُفّار کی ان باتوں سے پریشان ہو کر وہ دینِ حق کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ ملکِ شام پہنچے، وہاں ایک یہودی عالِم سے مُلاقات ہوئی۔ اُس نے کہا "تم ہمارے دین پر نہیں آسکتے جب تک اللہ کا غضب نہ حاصل کرلو۔" حضرت زیدؓ نے کہا "میں اللہ کا ذرا سا غضب بھی برداشت نہیں کرسکتا۔" یہودی عالم نے کہا "تم حنیف ہوجاؤ۔ یعنی دینِ ابراہیمؑ پر عمل کرو۔" حضرت زیدؓ اُس کے پاس سے رخصت ہو کر ایک عیسائی عالِم کے پاس پہنچے۔ اُس نے کہا "تم ہمارے دین میں داخِل نہیں ہوسکتے جب تک اللہ کی لعنت نہ حاصل کرلو۔" حضرت زیدؓ نے کہا "میں اللہ کی ذرا سی بھی لعنت برداشت نہیں کرسکتا۔" عیسائی عالِم نے کہا کہ پھر تم حنیف ہوجاؤ یعنی دینِ ابراہیمؑ پر عمل کرو۔ حضرت زیدؓ اُس کے پاس سے نکل کر باہر چلے آئے اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا "اے اللہ میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں دینِ ابراہیمؑ پر ہوں۔"[1]

حضرت زینبؓ

حضرت زینبؓ بہت زیادہ عبادت کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسجد میں دو ستونوں کے درمیان ایک رسّی لٹکی ہوئی دیکھی۔ آپؐ نے پوچھا "یہ رسّی کیسی ہے؟" لوگوں نے کہا "زینبؓ کی ہے، جب وہ تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک جاتی ہیں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، اسے کھولدو، تم میں سے ہر شخص کو اُس وقت تک نماز پڑھنی چاہیئے جب تک نشاط باقی رہے، جب تھک جائے تو بیٹھ جانا چاہیئے (نماز نہیں پڑھنی چاہیئے)"[2]

حضرت زینبؓ بنتِ حُمَید

حضرت زینبؓ کے ایک لڑکے تھے جن کا نام عبداللہ بن ہشامؓ تھا۔ جب وہ ذرا بڑے ہوئے تو حضرت زینبؓ اُنہیں لیکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں گئیں اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس سے بیعت لے لیجئے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ ابھی چھوٹے ہیں۔" پھر آپؐ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کیلئے دُعاء کی۔[3]

حضرت زینبؓ بنتِ اُمِّ سلمہؓ و ابی سلمہؓ

حضرت زینبؓ، حضرت اُمِّ سلمہؓ کی بیٹی تھیں، یہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ربیبہ تھیں، پہلے ان کا نام برّہ تھا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بدل کر زینبؓ رکھدیا۔ ایک مرتبہ حضرت محمد بن عمرو بن عطاءؒ نے اپنی لڑکی کا نام برّہ رکھا تو حضرت زینبؓ نے اُن سے کہا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔[4]

حضرت زینبؓ زوجہ ابن مسعودؓ

ایک دفعہ عید کے دن حضرت زینبؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اجازت طلب کی، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع دی گئی کہ زینبؓ آئی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا "کونسی زینبؓ؟" کسی نے کہا

---

[1] صحیح بخاری ابواب المناقب باب حدیث زید بن عمرو بن نفیلؓ عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب التہجد باب مایکرہ من التشدید فی العبادۃ عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الآداب۔

"ابنِ مسعودؓ کی بیوی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں اجازت دو"۔ الغرض انہیں اجازت دی گئی۔ انہوں نے کہا "آج (عید کے خطبہ میں) آپؐ نے صدقہ دینے کا حکم دیا تھا۔ میرے پاس کچھ زیور ہے، میں چاہتی ہوں کہ اُس کو اللہ کے راستہ میں دیدوں۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ وہ اور ان کی اولاد اوروں سے زیادہ اِس صدقہ کی مستحق ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابنِ مسعودؓ سچ کہتے ہیں"۔[1]

الغرض حضرت زینبؓ مستقل طور پر اپنے شوہر اور کچھ یتیم بچّوں کو جو اُن کی پرورش میں تھے صدقات دینے لگیں، ایک دن وہ اپنے شوہر سے کہنے لگیں "میں تم پر اور ان یتیم بچّوں پر جو صرف کر رہی ہوں یہ میرے لئے کافی بھی ہے یا نہیں، تم ذرا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کر کے مجھے بتاؤ"۔ حضرت ابن مسعودؓ کہنے لگے "تم ہی دریافت کرو"۔ الغرض وہ دریافت کرنے کیلئے روانہ ہوئیں۔ جب وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مکان پر پہنچیں تو دیکھا کہ ایک انصاری خاتون بھی اسی مقصد سے وہاں کھڑی ہیں۔ ان دونوں نے حضرت بلالؓ سے کہا "ہمارے اس سوال کا جواب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھ کر ہمیں بتادو لیکن آپؐ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں"۔ حضرت بلالؓ نے اندر جا کر دریافت کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کون عورتیں ہیں؟" اُنہوں نے کہا "ایک انصاری خاتون ہیں اور دوسری زینبؓ ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کونسی زینبؓ؟" حضرت بلالؓ نے کہا "عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں (یہ صدقہ دینا کافی ہے) اور ان کے لئے دوہرا اجر ہے، ایک اجر قرابت کا اور ایک اجر صدقہ کا"۔[2]

حضرت سالمؓ

حضرت سالمؓ ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ ہی میں تھے کہ چند مسلمین نے ہجرت کی۔ یہ مہاجرین عُصبہ کے مقام پر جو قُبا میں ایک موضع ہے فروکش ہوئے، ان مہاجرین کی امامت حضرت سالمؓ کرتے تھے کیونکہ یہ ان سب سے زیادہ قرآن کے حافظ تھے۔[3]

حضرت ابوحذیفہؓ نے ان کو متبنّیٰ بنالیا اور ان کی شادی اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ سے کردی۔[4]

فضائل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قرآن چار آدمیوں سے پڑھو"۔ ان چار میں آپؐ نے حضرت سالمؓ کا نام بھی لیا۔[5]

حضرت سائب بن یزیدؓ

بچپن میں ان کی خالہ ان کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میرا یہ بھانجہ درد میں مبتلا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور اُن کیلئے برکت کی دُعا کی۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وضو کیا۔ حضرت سائبؓ نے آپؐ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا، پھر آپؐ کے پیچھے جا کر کھڑے ہو گئے اور مہرِ نبوّت کو دیکھنے لگے۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الاقارب عن ابی سعیدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الزوج عن زینبؓ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب امامۃ العبد والمولیٰ و کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب سالمؓ عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب استعمال فضل وضوء الناس عن سائبؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب اثبات خاتم النبوۃ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت سائبؓ اور دوسرے بچّوں نے مدینہ کے باہر جا کر آپؐ کا استقبال کیا اور ثنیۃ الوداع کی گھاٹی پر آپؐ سے ملاقات کی۔[1]

حضرت سبرہ بن معبد جہنیؓ

حضرت سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتحِ مکّہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔[2]

حضرت سُبَیعہؓ بنتِ حارث

حضرت سُبیعہؓ قبیلۂ اسلم کی ایک خاتون تھیں۔ حجّۃ الوداع کے موقع پر جب اُن کے شوہر حضرت سعد بن خولہؓ کا انتقال ہوا تو وہ حاملہ تھیں۔ حضرت ابوالسنابل بن بَعْکَکؓ نے اُنہیں نکاح کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ کچھ دن بعد اُن کے ہاں بچّہ ہوا (اُنہوں نے نکاح کا ارادہ کیا) حضرت ابوالسنابلؓ نے کہا "واللہ تمہارے لئے نکاح جائز نہیں جب تک عدّت کی دونوں مدّتوں میں سے زیادہ مدّت والی عدّت نہ گذر جائے"۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، آپؐ نے اُن سے فرمایا (حاملہ کی عدّت وضعِ حمل تک ہے) "تم نکاح کر سکتی ہو"۔ الغرض اُنہوں نے نکاح کر لیا۔[3]

حضرت سُراقہ بن مالک بن جعشمؓ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کی تو کفّارِ مکّہ نے انعام مقرّر کیا کہ جو شخص ان دونوں کو گرفتار کر کے لائے گا یا قتل کریگا تو ہر ایک کے عوض اُس کو سَو اُونٹ دیئے جائیں گے۔ حضرت سراقہؓ کو جب اس انعام کی خبر ہوئی تو اُنہوں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ گھوڑا لے کر باہر جائے اور ٹیلے کے پیچھے اُسے لیکر کھڑی ہو جائے۔ پھر حضرت سراقہؓ نے اپنا نیزہ لیا اور گھر کی چھت پر سے نیزہ کے ذریعہ نیچے اُتر گئے (دروازہ سے نہ نکلے تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے جا رہے ہیں، وہ چاہتے تھے کہ انعام ان ہی کو ملے) وہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اُسے تیزی سے دوڑاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچتے ہی اُن کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ اس پر سے گر پڑے۔ پھر اُٹھے اور تیروں سے فال نکالی، فال وہ نکلی جو اُن کی خواہش کے خلاف تھی۔ اُنہوں نے فال کی پرواہ نہ کی اور پھر گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف مڑ کر دیکھا اور دُعا کی کہ "اے اللہ، اِسے گرا دے"۔ حضرت سراقہؓ کے گھوڑے کے اگلے پیر گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے اور وہ پھر اُس پر سے گر پڑے۔ حضرت سراقہؓ نے عرض کیا "آپؐ میرے لئے دُعا کریں ہمیں آپؐ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی، گھوڑا سیدھا کھڑا ہو گیا، حضرت سراقہؓ نے پھر فال نکالی اور پھر وہی چیز نکلی جو اُنہیں ناپسند تھی۔ اب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امان کے ساتھ پکارا اور آپؐ کو زادِ راہ اور کچھ سامان پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں لیا۔ حضرت سراقہؓ نے عرض کیا "آپؐ جو حکم مجھے دیں گے میں تعمیل کروں گا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک عن سائبؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ۔ [3] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الطلاق باب انقضاء عدۃ المتوفی عنہا۔

"تم ابھی یہیں ٹھہرو اور کسی کو ہم تک نہ آنے دو۔" حضرت سراقہؓ نے عرض کیا "آپؐ میرے لئے ایک پروانۂ امن تحریر فرما دیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رقعہ میں تحریرِ امن لکھوا کر ان کے حوالہ کی۔ حضرت سراقہؓ وہیں رہے اور حسبِ ہدایت تلاش کرنے والوں کو واپس کرتے رہے [1]

(چند سال بعد حضرت سراقہؓ مسلم ہو گئے) حجۃ الوداع کے موقع پر انہوں نے ہی سوال کیا تھا کہ "اے اللہ کے رسولؐ، یہ (حج تمتع) صرف ہمارے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے مشروع ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "نہیں ہمیشہ کیلئے مشروع ہے۔" [2]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

قبولِ اسلام | حضرت سعدؓ اوائلِ اسلام ہی میں ایمان لے آئے تھے۔ وہ خود فرماتے تھے "میں اُسی دن اسلام لایا جس دن اور لوگ اسلام لائے، سات دن تک میں تہائی اسلام تھا (یعنی تین مسلمین میں سے ایک تھا)

جب حضرت سعدؓ نے اسلام قبول کیا تو اُن کی والدہ بہت سخت ناراض ہوئیں حتّٰی کہ اُنہوں نے ایک دن قسم کھالی کہ جب تک وہ اسلام کا انکار نہ کریں وہ ان سے نہ بولیں گی، نہ کھائیں گی نہ پئیں گی۔ تین دن اسی حالت میں نکل گئے یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گئیں۔ اُن کے دوسرے بیٹے عمارہ نے ان کو پانی پلایا جب وہ ہوش میں آئیں تو حضرت سعدؓ کو بددعا دینے لگیں۔ اُن کو جب کھانا کھلانا چاہتے تو لکڑی سے اُن کا منہ کھولکر زبردستی منہ میں کھانا ڈال دیتے [3]

جہاد فی سبیل اللہ | اللہ کے راستہ میں سب سے پہلے حضرت سعدؓ نے تیر چلایا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے۔ ان کے پاس کوئی کھانا نہیں تھا سوائے پتّوں کے (وہ پتّے کھاتے تھے اور) اُونٹ یا بکری کی طرح مینگنیاں کرتے تھے [4]

جنگِ بدر | حضرت سعدؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ اس جنگ میں بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ مالِ غنیمت میں ایک تلوار بھی تھی۔ حضرت سعدؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "یہ تلوار مجھے انعام میں دے دیجئے میرے جو حالات ہیں ان کا تو آپؐ کو علم ہی ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے وہیں رکھدو۔" حضرت سعدؓ جب اُسے رکھنے لگے تو اُن کے دل نے اُنہیں ملامت کی۔ لہٰذا اُنہوں نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ "یہ تلوار مجھے دے دیجئے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا سخت لہجہ میں فرمایا "اسے وہیں رکھ دو۔" [5]

جنگِ اُحد | حضرت سعدؓ جنگ اُحد میں شریک تھے جب اسلامی فوج میں انتشار کی سی کیفیت پیدا ہوئی تو حضرت سعدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی کھڑے ہوئے لڑ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر حضرت سعدؓ کو دئے اور فرمایا "اے سعدؓ، تم پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں۔ تیر چلائے جاؤ۔" [6]

دورانِ جنگ بعض اوقات ایسے بھی آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوائے حضرت سعدؓ اور حضرت طلحہؓ کے کوئی نہیں رہا (کوئی لڑتا ہوا کہیں نکل گیا اور کوئی کہیں) [7]

مشرکین میں ایک شخص تھا جس نے چند مسلمین کو آگ میں جلایا تھا (اُس کو دیکھکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحیح مسلم کتاب الزہد باب حدیث الہجرۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ باب الاشتراک فی الہدی۔
[3] صحیح مسلم باب فضائل سعد بن ابی وقاصؓ۔ [4] صحیح بخاری باب مناقب سعدؓ۔ [5] صحیح مسلم باب فضائل سعدؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد عن سعدؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی وابواب المناقب

سعدؓ سے فرمایا "تیر مارو"۔ انہوں نے بے پھل کا ایک تیر مارا، وہ تیر اُس شخص کے پہلو میں لگا۔ وہ گر پڑا اور اُس کا ستر کھل گیا۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس ظالم کے قتل پر بہت خوشی ہوئی) آپؐ مسکرائے، یہاں تک کہ آپؐ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکیداری ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ کے باہر گشت کرتے ہوئے) کافی دیر تک جاگتے رہے۔ جب آپؐ مدینہ منورہ واپس آئے تو فرمایا "کاش آج رات کو میرے اصحاب میں سے کوئی نیک آدمی میری چوکیداری کرتا"۔ حضرت سعدؓ (نے یہ الفاظ سُنے تو فوراً) ہتھیار پہنکر حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار کی آواز سُنی تو فرمایا "یہ کون ہے؟" حضرت سعدؓ نے کہا "میں سعد بن ابی وقاصؓ ہوں، میں آپؐ کی چوکیداری کرنے آیا ہوں"۔ یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے[2]

حجۃ الوداع میں شرکت حضرت سعدؓ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔ ابھی وہ مکہ ہی میں تھے کہ بہت سخت بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لائے۔ حضرت سعدؓ نے کہا "میں بہت سخت بیمار ہوں، میرے پاس کافی مال ہے اور میرا کوئی وارث نہیں سوائے ایک لڑکی کے، کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں"۔ اُنہوں نے کہا "آدھا"۔ آپؐ نے فرمایا "نہیں"۔ اُنہوں نے کہا "تہائی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تہائی کر دو لیکن تہائی بھی بہت ہے، اگر تم اپنے ورثار کو مالدار چھوڑ جاؤ تو یہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں، اگر تم اللہ کی رضا جوئی کے لئے اپنی بیوی کے مُنہ میں لقمہ دو گے تو اس کا بھی ثواب ملیگا"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "کیا میں اپنے اصحاب کے پیچھے رہ جاؤں گا" (یعنی سب چلے جائیں گے اور میں اس مقام پہ مر جاؤں گا جہاں سے ہجرت کر چکا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم ہرگز نہ چھوڑے جاؤ گے (تم ابھی زندہ رہو گے) تم عمل کرو گے اس سے تمہارے درجات بڑھیں گے۔ بلندی ملے گی، بعض لوگوں کو تم سے فائدہ پہنچیگا اور بعض کو تم سے نقصان پہنچیگا" (یعنی اہلِ اسلام کو فائدہ پہنچیگا اور کافروں کو نقصان اور شکست)[3]

حضرت سعدؓ کا گورنر بنایا جانا حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا، کچھ عرصہ بعد اہلِ کوفہ (یعنی سبائیوں) نے حضرت عمرؓ سے ان کی شکایت کی۔ شکایت میں منجملہ اور باتوں کے یہ بات بھی تھی کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کر دیا اور انہیں اپنے پاس بُلا کر پُوچھا "اے ابو اسحٰق، یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے تھے"۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم میں ان کو بالکل اسی طرح نماز پڑھاتا تھا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے، اس میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا تھا (مثلاً) عشاء کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں طویل قرأت کرتا تھا اور آخری دو میں ہلکی قرأت کرتا تھا"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "تمہارے متعلق میرا یہی گمان تھا"۔ پھر حضرت عمرؓ نے ان کے ساتھ چند آدمی کوفہ روانہ کئے، اُنہوں نے شکایت کی تحقیقات کی، وہ تمام مسجدوں میں گئے، تمام لوگوں نے اُنکی تعریف کی۔ یہاں تک کہ جب وہ بنو عَبس کی مسجد میں گئے تو ایک شخص جس کا نام اُسامہ بن قتادہ تھا کھڑا ہوا اور کہنے لگا "حضرت سعدؓ نہ تو لشکر کے ساتھ جاتے تھے، نہ مال کو سب میں برابر تقسیم کرتے تھے، نہ مقدمات میں انصاف کرتے تھے"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "اے اللہ، اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے، صرف ریاء کاری اور نام و نمود کیلئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر طویل کر دے، اس کے افلاس کو دراز کر دے اور اس کو فتنوں میں مبتلا کر دے"۔ حضرت سعدؓ کی بددعا سے وہ فتنہ میں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائلِ سعدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحراسۃ فی الغزو عن عائشہ صدیقہؓ و صحیح مسلم باب فضائلِ سعدؓ بن ابی وقاصؓ
[3] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب رثاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن خولہؓ۔

مبتلا ہوگیا۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی بھویں اُس کی آنکھوں پر آگئی تھیں، راستہ میں لڑکیوں کو چھیڑتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھ کو سعدؓ کی بددُعا لگ گئی۔[1]

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں "مَیں اُن سات آدمیوں میں سے ایک ہوں جو سب سے پہلے ایمان لائے (اس کے باوجود) قبیلۂ بنو اسد کے لوگ مجھے اسلام کی تعلیم دیتے ہیں (اگر میں ان کی تعلیم و تادیب کا محتاج ہوں تو) ایسی حالت میں مَیں نقصان میں رہا اور میری کوشش بیکار گئی۔"[2]

حضرت سعدؓ کی وصیت اور وفات حضرت سعدؓ نے مرض الموت میں وصیت کی کہ میرے لئے لحد بنانا اور اُس کے اُوپر کچی اینٹیں کھڑی کر دینا جس طرح رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا گیا تھا۔[3]

جب حضرت سعدؓ کا جنازہ تیار ہوگیا تو امہات المؤمنین ازواجِ مطہراتؓ نے کہا کہ جنازہ کو مسجد میں لاؤ تاکہ ہم بھی نمازِ جنازہ پڑھیں۔ جنازہ مسجد میں لایا گیا اور ازواجِ مطہراتؓ نے نمازِ جنازہ پڑھی۔[4]

تعلیم و تربیتِ اولاد حضرت سعدؓ، اولاد کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے لڑکے مُصعَب کو رکوع میں دونوں ہتھیلیاں ملا کر رانوں کے درمیان رکھتے ہوئے دیکھا تو اُنہیں منع کیا اور فرمایا "پہلے ہم ایسا ہی کیا کرتے تھے بعد میں ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔"[5]

حضرت سعدؓ اپنی اولاد کو مندرجہ ذیل کلمات اِس طرح سکھاتے تھے جس طرح معلّم بچّوں کو لکھنا سکھاتا ہے، اور فرماتے تھے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعہ پناہ طلب کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔[6]

زہد و تقویٰ ایک مرتبہ حضرت سعدؓ اپنے اُونٹوں میں تھے، اتنے میں اُن کے لڑکے عمر (اپنی سواری پر اُن کے قریب) آئے۔ جب حضرت سعدؓ نے اُنہیں دیکھا تو فرمایا "میں اس سوار کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں"۔ پھر عمر اپنی سواری سے اُترے اور کہنے لگے "تم اپنے اونٹوں اور اپنی بکریوں میں مشغول ہو اور لوگوں کو چھوڑ دیا ہے، وہ سلطنت کے لئے جھگڑ رہے ہیں"۔ حضرت سعدؓ نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا "خاموش رہو، میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپؐ فرماتے تھے بیشک اللہ اس بندے سے محبت کرتا ہے جو متقی ہو، غنی ہو (یعنی اُس کا نفس غنی ہو۔ طمع نہ ہو) اور ایک کونے میں چھپا بیٹھا ہو" (فتنوں میں شریک نہ ہو)[7]

مؤمنین سے محبّت ایک مرتبہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو مال دیا، ایک شخص کو کچھ نہ دیا۔ حضرت سعدؓ نے عرض کیا "یارسُول اللہ آپؐ نے اس شخص کو کیوں نہیں دیا، مَیں تو اُسے مؤمن سمجھتا ہوں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(مؤمن سمجھتے ہو) یا مسلم"۔ حضرت سعدؓ خاموش ہوگئے، کچھ دیر بعد اُنہوں نے پھر عرض کیا، اُنہیں پھر وہی جواب ملا۔ کچھ دیر بعد پھر عرض کیا، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا، اس کے بعد فرمایا "اے سعدؓ، میں جس کو کچھ دیتا ہوں اُس سے زیادہ مجھے وہ محبوب ہوتا ہے جس کو مَیں نہیں دیتا۔ اس کو میں اِس لئے دیتا ہوں کہ (مفلسی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب وجوب القراءۃ عن جابر بن سمرۃؓ و صحیح مسلم مختصراً جداً۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ یاکلون۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب فی اللحد۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجنائز۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب وضع الاکف علی الرکب فی الرکوع و صحیح مسلم کتاب المساجد باب الندب الی وضع الایدی علی الرکب فی الرکوع۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما یتعوذ من الجبن۔ [7] صحیح مسلم کتاب الزہد۔

کی وجہ سے وہ کہیں مُرتد نہ ہو جائے اور) اللہ اُس کو اَوندھے مُنہ دوزخ میں نہ ڈال دے"۔ [1]

حضرت سعدؓ اور شراب کی حُرمت | ایک مرتبہ حضرت سعدؓ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے پاس گئے اُنہوں نے حضرت سعدؓ سے کہا "آؤ تمہیں کچھ کھلائیں اور شراب پلائیں"۔ حضرت سعدؓ ان کے پاس جاکر ایک باغ میں بیٹھ گئے۔ حضرت سعدؓ نے کھایا، پیا۔ آپس کی گفتگو کے دوران حضرت سعدؓ نے کہا "مہاجرین انصار سے افضل ہیں"۔ یہ سُنکر ایک شخص نے سری کا ایک ٹکڑا اُٹھاکر اُنہیں مارا جس سے ان کی ناک زخمی ہوگئی۔ ناک میں شگاف ہوگیا اور وہ ہمیشہ باقی رہا۔ حضرت سعدؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کی شکایت کی، اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت شراب کی حُرمت نازل فرمائی۔ [2]

فضائل | حضرت علیؓ فرماتے ہیں "سعدؓ کے علاوہ میں نے کسی کے متعلق رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سُنا "تیر مارو، میرے ماں باپ تم پر قربان ہو جائیں"۔ [3]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے متعلق شہید ہونے کی بشارت دی تھی۔ [4]

حضرت سعدؓ حضرت عمرؓ کی نظر میں | ایک مرتبہ حضرت سعدؓ نے موزوں پر مسح کرنے کی حدیث سُنائی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عمرؓ سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا "ہاں (یہ ٹھیک ہے) جب سعدؓ تم سے کوئی حدیث بیان کیا کریں تو پھر کسی دوسرے سے نہ پوچھا کرو"۔ [5]

حضرت عمرؓ، حضرت سعدؓ کو اُن لوگوں میں شمار کرتے تھے جن سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وفات تک خوش رہے۔ حضرت عمرؓ ان کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے "میں نے جو اُن کو معزول کیا تھا تو ناقابلیت یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا"۔ [6]

حضرت سعد بن خولہؓ

حضرت سعد بن خولہؓ ایک مہاجر صحابی ہیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر مکّہ معظّمہ میں ان کا انتقال ہوگیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ میں ان کی وفات ہو جانے پر افسوس کا اظہار کیا (کیونکہ مہاجر کا اپنے وطن میں وفات پانا اچھا نہیں سمجھا جاتا) ان کی بیوی کا نام حضرت سبیعہؓ بنت الحارث تھا۔ [7]

حضرت سعد بن ربیعؓ

حضرت سعدؓ انصاری صحابی ہیں۔ یہ انصار میں سب سے زیادہ مالدار آدمی تھے۔ ان کا بھائی چارہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوفؓ سے ہوا تھا۔ حضرت سعدؓ نے ان سے کہا "میرے مال میں سے آدھا آپ لے لیجئے اور میری دو بیویاں ہیں، آپ ان میں سے جس کو پسند کریں میں اُسے طلاق دیدیتا ہوں، آپ اس سے نکاح کرلیں"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "اللہ تمہارے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے، مجھے تو بس یہ بتا دو کہ بازار کہاں ہے"۔ حضرت سعدؓ نے انہیں بنو قینقاع

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان عن سعدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ المائدۃ) و صحیح مسلم باب فضائل سعدؓ و کتاب الاشربۃ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب المجنّ۔ [4] صحیح مسلم باب فضائل طلحہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب المسح علی الخفّین۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و کتاب المناقب باب ابواب مناقب عثمانؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب رثاء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سعد بن خولہؓ و صحیح مسلم کتاب الطلاق باب انقضاء عدۃ المتوفی عنہا (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

کے بازار کا راستہ بتا دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ اس بازار میں تجارت کرنے لگے۔[1]

حضرت سعد بن عبادہ انصاریؓ

حضرت سعد بن عبادہؓ قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے اور خاندانِ بنو ساعدہ کے ایک فرد تھے۔

حضرت سعدؓ کی علالت ایک مرتبہ حضرت سعدؓ بیمار ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عبداللہ بن اُبی کو اسلام کی دعوت دینے کیلئے ٹھہر گئے۔ عبداللہ بن اُبیؓ نے کہا "تم جو کچھ کہتے ہو یہ اچھی چیز نہیں، ہماری مجلس میں آکر ہمیں تکلیف نہ دیا کرو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے حضرت سعدؓ کے ہاں پہنچے اور اُن سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت سعدؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے آپؐ درگذر فرمایئے، اس کو معاف کر دیجئے۔ اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ پر کتاب نازل کی ہے بے شک اللہ نے جو کتاب آپؐ پر نازل کی ہے وہ حق کے ساتھ نازل کی ہے اور جو مرتبہ اللہ نے آپؐ کو دیا ہے وہ (آپؐ کا حق ہے جو آپؐ کو) دیا گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ اس شہر کے لوگوں نے اتفاق کر لیا تھا کہ عبداللہ بن اُبیؓ کو تاج پہنا کر دستار باندھ دیں لیکن اللہ نے یہ حقِ سیادت آپؐ کو عطا فرما دیا، اِس وجہ سے اُسے حسد پیدا ہو گیا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے معاف کر دیا۔[2]

جنگِ بدر کے لئے مشورہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کے سلسلہ میں مشورہ لیا تو حضرت سعدؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آپؐ ہمیں سمندر میں کودنے کا حکم دینگے تو ہم سمندر میں کود پڑیں گے اور اگر آپؐ برکِ غماد مقام تک گھوڑے دوڑانے کا حکم دینگے تو ہم آپؐ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔"[3]

حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہؓ پر تہمت جب حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے کہا "اگر تہمت لگانے والا اَوس قبیلہ کا آدمی ہے تو مَیں اُسے قتل کر دوں گا اور اگر ہمارے بھائی خزرج قبیلہ کا آدمی ہے تو جو حکم آپؐ دیں گے ہم اُس کی تعمیل کریں گے۔" یہ سُنکر حضرت سعد بن عبادہؓ کہنے لگے "تم جھوٹے ہو، تم خزرجی کو قتل نہیں کر سکتے۔" بات زیادہ بڑھ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قبیلوں کے لوگوں کو خاموش کر دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں "سعد بن عبادہؓ بہت اچھے آدمی تھے لیکن اس موقع پر پھسل گئے، قومی حمیّت اور غرور نے اُنہیں بھڑکا دیا۔"[4]

حضرت سعدؓ کی بیماری ایک دفعہ حضرت سعدؓ پھر بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپؐ نے اُن کو اُن کی بیوی کے بستر میں لیٹا ہوا دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا "کیا وفات ہو گئی؟" لوگوں نے کہا "نہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رونا آگیا، لوگ بھی رونے لگے۔ آپؐ نے فرمایا "کیا تم نہیں سُنتے، بیشک اللہ آنکھ کے آنسو اور دل کے رنج پر عذاب نہیں کرتا بلکہ زبان کی وجہ سے عذاب کرتا ہے یا رحمت کرتا ہے۔ اور بے شک میت پر اسکے

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب الانصار عن سعدؓ و انسؓ و باب کیف اخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین انسؓ و کتاب البیوع عن انسؓ و سعدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المرضی و کتاب الادب باب کنیۃ المشرک و کتاب التفسیر سورۃ آل عمران و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ۔ [3] صحیح مسلم باب غزوۃ بدر عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث الافک۔

اہل وعیال کے ماتم کرنے سے عذاب ہوتا ہے (اس لئے کہ اُس نے اپنی زندگی میں اس رسمِ بد کے خلاف کچھ نہ کہا) [1]

والدہ سے محبّت | حضرت سعدؓ کہیں گئے ہوئے تھے۔ اُن کی غیر حاضری میں اُن کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت سعدؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میری عدم موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہوگیا۔ اگر مَیں اُن کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اُس سے اُن کو کچھ فائدہ پہنچیگا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "میں آپؐ کو گواہ کرتا ہوں کہ مَیں مخراف نامی باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کرتا ہوں"۔ [2]

ایک مرتبہ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "میری والدہ کا انتقال ہوگیا اور اُن کے ذمّہ ایک نذر باقی رہ گئی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کی طرف سے تم (نذر) پوری کرو"۔ [3]

خلیفہ کا انتخاب | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد جب صحابہ کرامؓ سقیفۂ بنو ساعدہ میں جمع ہوئے اور خلیفہ کا انتخاب ہوا اُس موقع پر حضرت سعدؓ بھی موجود تھے، اُنہیں بخار تھا اور وہ کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ [4]

فضیلت | ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انصار کے بہترین خاندانوں کا ذکر اِس ترتیب سے کیا: "بنو نجّار پھر بنو عبدالاشہل پھر بنو حارث پھر بنو ساعدہ"، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا "انصار کے ہر خاندان میں خیر ہے"۔ حضرت سعدؓ کو جب یہ حدیث پہنچی تو کہنے لگے۔ "ہم چاروں خاندانوں کے اخیر میں رہے، میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جاتا ہوں"۔ اُن کے بھتیجے سہلؓ نے کہا "کیا تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بات رد کرنے جارہے ہو؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زیادہ جانتے ہیں"۔ حضرت سعدؓ جانے سے رُک گئے اور کہنے لگے "اللہ اور رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ پھر جب حضرت سعدؓ کی ملاقات رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہوئی تو عرض کیا "آپؐ نے ہمیں آخر میں کردیا" آپؐ نے فرمایا "کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تم بہترین خاندانوں میں سے ہو"۔ [5]

حضرت سعدؓ بن معاذؓ

حضرت سعد بن معاذؓ قبیلہ اَوس کے ایک فرد تھے۔

حضرت سعدؓ کا سفرِ مکّہ۔ حضرت سعدؓ کی دلیری | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہجرت کے کچھ عرصہ بعد حضرت سعدؓ بغرضِ عمرہ مکّہ معظّمہ گئے۔ حضرت سعدؓ، اُمیّہ بن خلف کے دوست تھے۔ یہ اُس کے ہاں ٹھہرتے تھے وہ ان کے ہاں ٹھہرا کرتا تھا۔ حضرت سعدؓ اُمیّہ کے ہاں ٹھہرے۔ حضرت سعدؓ نے اُمیّہ سے کہا کوئی ایسا تنہائی کا وقت بتاؤ کہ میں اُس وقت جاکر کعبہ کا طواف کرسکوں۔ اُمیّہ، حضرت سعدؓ کو دوپہر کے وقت لیکر چلا۔ بیت اللہ میں ابوجہل سے ملاقات ہوئی۔ ابوجہل نے حضرت سعدؓ سے کہا "کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم مکّہ میں امن کے ساتھ طواف کررہے ہو حالانکہ تم نے بے دینوں کو پناہ دے رکھی ہے اور تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم ان کی مدد کروگے، اللہ کی قسم اگر تم ابوصفوان (یعنی اُمیّہ) کے ساتھ نہ ہوتے تو کبھی اپنے گھر صحیح سلامت نہ جاتے"۔ حضرت سعدؓ نے بلند آواز سے کہا "ہاں (ہم ان کی مدد کریں گے)" دونوں میں سخت کلامی ہوئی۔ حضرت سعدؓ نے کہا "اگر تو مجھے یہاں آنے سے روکے گا تو میں تیرے لئے شام جانے کا تجارتی راستہ بند کردوں گا اور یہ تیرے لئے بہت نقصان دہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب البکاء عند المریض عن عبداللہ بن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الوصایا عن ابن عباسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الوصایا عن عائشہ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الحدود وباب مناقب ابی بکرؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل الانصارؓ وباب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی اُسیدؓ۔

ہوگا"۔ اُمیّہ بار بار حضرت سعدؓ سے کہتا رہا "اے سعدؓ، اپنی آواز کو وادیٔ مکّہ کے سردار کی آواز سے زیادہ بلند نہ کرو" (یعنی اسکا ادب ملحوظ رکھو، اس کے بار بار کہنے سے) حضرت سعدؓ کو غصّہ آگیا۔ فرمایا "اے اُمیّہ رہنے دے، اللہ کی قسم میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے، آپؐ فرماتے تھے کہ بے شک مسلمین تجھ کو قتل کریں گے"۔ اُمیّہ نے پُوچھا "کیا مجھ کو قتل کریں گے؟" حضرت سعدؓ نے کہا "ہاں"۔ اُمیّہ نے پُوچھا "کیا مکّہ میں قتل کریں گے؟" حضرت سعدؓ نے کہا "یہ مجھے نہیں معلوم"۔ (پھر حضرت سعدؓ وہاں سے چلے آئے) [1]

احترامِ ناموسِ رسُولؐ | جب منافقین نے حضرت عائشہ صدّیقہ مطہرہؓ پر تہمت لگائی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خطبہ دیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اگر تہمت لگانے والا اَوس قبیلہ کا فرد ہے تو میں اسکی گردن اُڑادوں گا اور اگر وہ شخص قبیلۂ خزرج کا فرد ہے تو جیسا آپ حکم دیں گے ہم تعمیل کریں گے"۔ حضرت سعد بن عبادہؓ کہنے لگے "تم جھوٹے ہو، تم خزرجی کو قتل نہیں کرسکتے"۔ دونوں قبیلوں کے لوگ بھڑک اُٹھے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کو خاموش کردیا۔ [2]

جنگِ خندق | حضرت سعدؓ جنگِ خندق میں شریک تھے۔ ان کی رگِ ہفت اندام (یعنی ہاتھ کی رگ) میں زخم لگا۔ جنگِ خندق کے بعد یہودیوں کے قبیلہ بنو قریظہ نے شکست کھائی تو اُنہوں نے اپنے حق میں حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلہ کی خواہش کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سعدؓ کو بلوایا۔ وہ گدھے پر سوار ہوکر آئے۔ جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسُول اللہؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں سے فرمایا "اپنے سردار کو اُتروالاؤ"۔ حضرت سعدؓ آئے، اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ بنو قریظہ کے لڑنے والے قتل کردئے جائیں اور عورتیں اور بچّے قید کرلئے جائیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے بالکل بادشاہ (یعنی اللہ) کے حکم کے مُطابق فیصلہ کیا"۔

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسجد میں اُن کے لئے خیمہ لگادیا تاکہ قریب سے اُن کی عیادت کرسکیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زخم پر داغ دیا، زخم پر ورم آگیا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دوبارہ داغ دیا۔ ایک دن حضرت سعدؓ نے اِس طرح دُعا کی "اے اللہ، تو جانتا ہے کہ مجھے کسی سے جہاد کرنا اتنا محبوب نہیں جتنا کہ اس قوم سے جہاد کرنا جس نے تیرے رسُولؐ کی تکذیب کی اور اُن کو مکّہ سے نکالا، اے اللہ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم میں اور ان کُفّارِ قریش میں اب لڑائی نہیں ہوگی، اگر قریش سے آئندہ لڑائی ہونی ہے تو مجھے باقی رکھ تاکہ میں تیرے راستہ میں جہاد کرسکوں اور اگر تو نے اب لڑائی کو ختم کردیا ہے تو اس زخم کو جاری کردے اور میری مَوت اِسی میں واقع کردے"۔ اِس دُعا کے بعد حضرت سعدؓ کے زخم سے خون بہنے لگا اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہوگیا۔ [3]

فضائل | ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک ریشمی جبّہ ہدیۃً پیش کیا گیا، لوگ اُس کو دیکھکر تعجّب کرنے لگے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے، سعد بن معاذؓ کو جو رومال جنّت میں ملیں گے وہ اس سے بہتر ہیں"۔ [4]

جب حضرت سعدؓ کا انتقال ہوا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سعد بن معاذؓ کی مَوت سے رحمٰن کا عرش ہل گیا"۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من یقتل ببدر عن ابن مسعودؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوّۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک وصحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث الافک۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الخیمۃ فی المسجد عن عائشہ صدیقہؓ وکتاب المناقب باب مناقب سعدؓ وکتاب المغازی باب مرجع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من الاحزاب وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد وکتاب السلام باب لکلّ داءٍ دواء (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [4] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب سعد بن معاذ عن براءؓ۔ [5] صحیح بخاری ابواب المناقب وصحیح مسلم کتاب الفضائل عن جابرؓ

حضرت سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نُفَیل

حضرت سعیدؓ، حضرت عمرؓ کے بہنوئی تھے۔

یہ اور ان کی بیوی اوائل اسلام ہی میں مسلم ہوگئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کے بعد اسلام قبول کیا، حضرت عمرؓ اپنے کفر کے زمانہ میں حضرت سعیدؓ اور اپنی بہن کو رسّیوں سے باندھ کر مارا کرتے تھے۔[1]

حضرت سعیدؓ نے جنگِ بدر میں شرکت کی۔[2]

ایک مرتبہ ان کا ایک عورت سے جس کا نام اَرْوٰی تھا زمین کے سلسلہ میں کچھ اختلاف ہوگیا۔ اَرْوٰی نے حضرت مروانؒ سے شکایت کی۔ حضرت سعیدؓ نے حضرت مروانؒ سے فرمایا "کیا میں اس کے حق میں سے کچھ کم کرسکتا ہوں حالانکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے سُنا ہے کہ جس نے ایک بالشت زمین بھی ناجائز طریقہ سے حاصل کی تو قیامت کے دن اُس کے برابر ساتوں زمینوں کا طوق اُسے پہنایا جائے گا"۔ حضرت مروانؒ نے کہا "اس کے بعد میں تم سے کوئی گواہی طلب نہیں کرتا"۔ حضرت سعیدؓ نے کہا "جانے بھی دیجئے اور یہ زمین اُسے دے دیجئے"۔ پھر فرمایا "اے اللہ، اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کی بینائی چھین لے اور اس کی قبر اس کے گھر میں بنا"۔ الغرض اَرْوٰی اندھی ہوگئی اور دیواروں کو ٹٹول ٹٹول کر چلنے لگی، وہ کہتی تھی مجھے سعیدؓ کی بددُعا لگ گئی، ایک دن وہ گھر کے کُنویں میں گر پڑی اور وہ کُنواں ہی اُس کی قبر بن گیا۔[3]

ایک مرتبہ حضرت سعیدؓ جمعہ کے روز کسی بیماری میں مبتلا ہوگئے۔ حضرت ابن عمرؓ دن چڑھے ان کی تیمارداری کے لئے تشریف لائے۔[4]

حضرت سفیانؓ بن عبداللہ ثقفی

حضرت سفیانؓ نے ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر میں اس کے متعلق کسی سے کچھ نہ پوچھوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کہو میں اللہ پر ایمان لایا، پھر (اس پر) جمے رہو"۔[5]

حضرت سلمان فارسیؓ

حضرت سلمانؓ، رام ہُرمُز[عہ] کے رہنے والے تھے، اسلام سے پہلے انہوں نے دس سے زیادہ آقاؤں کی غلامی میں زندگی گذاری۔[6]

ہجرت کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سلمانؓ اور حضرت ابو درداءؓ میں مؤاخات کرادی تھی۔ ایک دن حضرت سلمانؓ حضرت ابو درداءؓ سے ملنے آئے (حضرت ابو درداءؓ موجود نہیں تھے) ان کی بیوی کو دیکھا کہ بُرے حال میں ہیں۔ پوچھا یہ کیا بات ہے۔ بیوی نے کہا "آپ کے بھائی کو تو دُنیا سے کوئی مطلب ہی نہیں"۔ اِتنے میں حضرت ابو درداءؓ آگئے، انہوں نے حضرت سلمانؓ کیلئے کھانا تیار کرایا (جب کھانا سامنے آیا) تو حضرت سلمانؓ نے کہا "آپ بھی کھائیے"۔ حضرت ابو درداءؓ نے کہا "میں روزے سے ہوں"۔ اُنہوں نے کہا "میں اُس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک آپ نہیں کھائیں گے"۔ یہ سُن کر حضرت ابو درداءؓ

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب اسلام سعید بن زیدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر۔ [3] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق و صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم الظلم و غصب الارض (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [4] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر۔ [5] صحیح مسلم کتاب الایمان باب جامع اوصاف الاسلام [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب اسلام سلمانؓ الفارسیؓ۔ [عہ] رام ہُرمُز فارس کا ایک شہر ہے۔

نے کھانا کھایا جب رات ہوئی تو حضرت ابو درداءؓ نماز تہجد کیلئے اُٹھنے لگے۔ حضرت سلمانؓ نے کہا "ابھی سوتے رہو"۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر اُٹھنے لگے، اُنہوں نے پھر کہا "ابھی سوتے رہو"۔ جب رات آخر ہوئی تو حضرت سلمانؓ نے کہا "اب اُٹھو"۔ وہ اُٹھے اور پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ حضرت سلمانؓ نے کہا "تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، ہر حق دار کو اُس کا حق دیا کرو"۔ پھر حضرت ابو درداءؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سلمانؓ نے سچ کہا"۔[1]

فضائل ایک دن رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ {جمعہ} اللہ تعالیٰ نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے لوگوں کے لئے بھی مبعوث فرمایا ہے جو ابھی مسلمین سے ملے نہیں ہیں۔

تو ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ کون لوگ ہیں؟" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُس نے دو تین مرتبہ یہی سوال کیا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا "اگر ایمان ثریّا میں بھی ہوتا تو فارس کے لوگوں میں سے بعض لوگ اُسے وہاں سے بھی حاصل کر لیتے" (یعنی اس آیت سے بعض اہلِ فارس مراد ہیں)[2]

ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ، حضرت بلالؓ اور حضرت صہیبؓ کے متعلق حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا تھا "اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا تو اپنے رب کو ناراض کر دیا"۔[3]

حضرت سلمہؓ

حضرت سلمہؓ مشہور صحابی حضرت عمرو بن سلمہؓ کے والد ہیں جو چھ سات سال کی عمر میں اپنے قبیلہ کی امامت کرتے تھے۔ حضرت سلمہؓ ایک گذرگاہ پر رہا کرتے تھے۔ مسافروں کے قافلے ادھر سے گذرتے، وہ ان سے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات معلوم کرتے رہتے تھے۔ حضرت سلمہؓ فتح مکہ کے بعد اپنی قوم میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا "اللہ کی قسم، میں سچے نبی کے پاس سے آیا ہوں، اُس نے کہا ہے فلاں فلاں وقت اِس اِس طریقہ سے نماز پڑھو، جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جس کو تم میں سب سے زیادہ قرآن یاد ہو وہ امامت کرے"۔ (پوری قوم مُسلم ہوگئی) ان لوگوں نے حضرت سلمہؓ کے لڑکے عمروؓ کو امام بنا دیا کیونکہ وہی سب سے زیادہ قرآن مجید کے حافظ تھے۔[4]

حضرت سلمہؓ بن اکوع

حضرت سلمہؓ کی کنیت ابو مسلم تھی۔[5]

حضرت سلمہؓ اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ آئے تھے۔ یہ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کی خدمت کرتے تھے۔ اُن کے گھوڑے پر کھریرا پھیرتے اور اُن ہی کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔[6]

جہاد حضرت سلمہؓ نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی، ان کے علاوہ وہ نو ایسے لشکروں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصوم باب من اقسم علیٰ اخیہ لیفطر فی التطوّع۔ [2] صحیح مسلم باب فضائل سلمانؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ فتح مکۃ عن عمرو بن سلمہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ذو المصلّی من السترۃ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذات قرد و باب قول اللہ تعالےٰ ہو الّذی کفّ و کتاب الامارۃ باب استحباب مبایعۃ الامام وغیرہ۔ [6] صحیح مسلم باب فضائل فارس۔

میں شامل تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور کی سپہ سالاری میں روانہ فرمائے تھے۔[1]

جنگ فزارہ | حضرت سلمہؓ جنگِ فزارہ میں شریک تھے۔ اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت ابوبکرؓ تھے۔ کافروں کو شکست ہوئی۔ کافروں کی عورتیں اور بچے بھاگ کر نکل جانا چاہتے تھے۔ حضرت سلمہؓ نے تیر چھوڑا۔ تیر کو دیکھکر وہ سب رُک گئے حضرت سلمہؓ نے اُن سب کو گھیر لیا اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس لے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے بطور انعام کے ایک خوبصورت لڑکی اُنہیں دی۔ پھر اسلامی لشکر مدینہ منورہ آگیا۔ حضرت سلمہؓ کی ملاقات رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا "وہ لڑکی مجھے دیدو"۔ حضرت سلمہؓ نے کہا "وہ مجھے اچھی لگتی ہے، اگرچہ میں نے اُس کا کپڑا ابھی ابھی تک نہیں کھولا ہے"۔ دوسرے دن پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے سلمہؓ، وہ لڑکی مجھے دیدو، تمہارا باپ تو بہت اچھا آدمی تھا"۔ حضرت سلمہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، وہ آپؐ ہی کی ہے، اللہ کی قسم میں نے ابھی تک اُس کا کپڑا نہیں کھولا ہے"۔ حضرت سلمہؓ نے وہ لڑکی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کر دی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو مکّہ والوں کے پاس بھیجدیا اور اُس کے بدلہ میں کئی مسلمین کو چھڑالیا۔[2]

صلح حدیبیہ | حضرت سلمہؓ صلح حدیبیہ میں بھی شریک تھے اور بیعتِ رضوان میں بھی۔ بیعت کرنے کے بعد وہ ایک درخت کے سایہ میں جاکر بیٹھ گئے۔ جب لوگ چھٹ گئے تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اکوع کے بیٹے تم بیعت کیوں نہیں کرتے؟" انہوں نے کہا "میں بیعت کرچکا ہوں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر سہی"۔ اُنہوں نے دوبارہ بیعت کی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اُن کے پاس ہتھیار نہیں ہیں تو آپؐ نے اُنہیں ایک ڈھال عنایت فرمائی۔ اُنہوں نے وہ ڈھال اپنے چچا حضرت عامرؓ کو دیدی۔ اس کے بعد چند اور لوگوں نے بیعت کی۔ جب یہ سلسلہ بالکل ختم ہوگیا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے سلمہؓ، تم بیعت کیوں نہیں کرتے؟" اُنہوں نے کہا "میں تو دو دفعہ بیعت کرچکا ہوں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر سہی"۔ الغرض حضرت سلمہؓ نے تیسری مرتبہ بیعت کی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "اے سلمہؓ وہ ڈھال کہاں گئی؟" اُنہوں نے عرض کیا "میرے چچا کے پاس ہتھیار نہیں تھے میں نے وہ ڈھال اُن کو دیدی"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُسکرائے اور فرمایا "تم اُس شخص کی مثل ہو جس نے دُعا کی تھی کہ الٰہی مجھے ایسا دوست عطا فرما جو مجھے میری جان سے زیادہ پیارا ہو"۔[3]

صلحِ حدیبیہ کے بعد حضرت سلمہؓ ایک درخت کے پاس آئے اور اس کے نیچے لیٹ گئے۔ اتنے میں مشرکینِ مکّہ میں سے چار آدمی آئے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہنے لگے، حضرت سلمہؓ کو اُن پر غصّہ آیا۔ وہ وہاں سے دوسرے درخت کے نیچے آکر لیٹ گئے۔ اسی اثناء میں اُنہیں آواز آئی کہ "ابن زنیم قتل کر دئے گئے"۔ یہ سُنتے ہی اُنہوں نے اپنی تلوار لی اور اُن چار آدمیوں پر حملہ کر دیا۔ وہ سو رہے تھے۔ پہلے اُنہوں نے اُن کے ہتھیار لئے اور جب وہ جاگے تو اُن سے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو عزّت عطا فرمائی ہے تم میں سے جس نے اپنا سر اُٹھایا میں اُس کا سر اُڑادوں گا"۔ پھر وہ ان کو کھینچتے ہوئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو معاف کر دیا اور چھوڑنے کا حکم دیا۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسامۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب التنفیل عن سلمہؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب البیعۃ فی الحرب وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد۔
[4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذات قرد وکتاب الامارۃ باب استحباب مبایعۃ الامام وغیرہ۔

ذوقرد کا ڈاکہ ایک دن کافروں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُونٹنیوں کو جو مقام ذوقرد میں چَرا کرتی تھیں لُوٹ لیا۔ حضرت سلمہؓ کو معلوم ہوا تو فوراً ایک ٹیلہ پر چڑھ کر مدینہ کی طرف مُنہ کر کے چلّائے "یاصباحاہ" اس کے بعد وہ لُٹیروں کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ وہ بڑے اچھے تیر انداز تھے۔ وہ تیر مارتے جارہے تھے اور یہ رجز پڑھتے جارہے تھے۔ "میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے"۔ غرض یہ کہ وہ انہیں تیر مار مار کر زخمی کرتے رہے۔ وہ لوگ بھاگتے بھاگتے پہاڑ کے ایک تنگ راستہ میں گھُس گئے۔ حضرت سلمہؓ پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہاں سے پتّھر مارنے لگے۔ حضرت سلمہؓ برابر اُن کا پیچھا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ تمام اونٹنیوں کو چھوڑ گئے، اُنہوں نے پھر بھی اُن کا پیچھا کرنا نہ چھوڑا۔ مجبوراً اُنہوں نے اپنے کو ہلکا کرنے کیلئے تیس۳۰ چادریں اور تیس۳۰ نیزے پھینک دیئے۔ کافروں میں سے ایک شخص فزاری نے اپنے ساتھیوں سے کہا "تم میں سے چار آدمی جاکر اسے قتل کر دیں"۔ یہ سُن کر چار آدمی پہاڑ پر چڑھے، حضرت سلمہؓ نے کہا "تم مجھے پہچانتے ہو؟" انہوں نے کہا "نہیں"۔ حضرت سلمہؓ نے کہا "مَیں سلمہؓ بن اکوع ہوں، قسم اُس ذات کی جس نے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرہ کو بزرگی دی ہے مَیں تم میں سے جس کو چاہوں گا قتل کر ڈالوں گا اور تم میں سے کوئی مجھے نہیں مار سکتا"۔ یہ سُنکر وہ چاروں آدمی واپس چلے گئے۔ اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع صحابہؓ کے وہاں پہنچ گئے۔ سب سے آگے حضرت اخرمؓ تھے، حضرت سلمہؓ نے اُنہیں ہوشیار رہنے کی ہدایت کی لیکن وہ جذبۂ شوقِ شہادت میں آگے بڑھ گئے اور شہید ہو گئے۔ حضرت سلمہؓ برابر اُن کا پیچھا کرتے رہے۔ شام کے وقت وہ ایک چشمہ کے پاس پہنچے۔ وہ لوگ بہت پیاسے تھے لیکن حضرت سلمہؓ نے اُنہیں پانی نہ پینے دیا اور اُنکا پیچھا کرتے رہے۔ اُن لوگوں نے دو گھوڑے چھوڑ دیئے، حضرت سلمہؓ اُن گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اُسی چشمہ پر پہنچے۔ حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے لشکر میں سے سو آدمی چُن لینے دیجئے تاکہ مَیں ان لٹیروں کا تعاقب کروں اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے سلمہؓ، تم اپنی چیزیں لے چکے، اب رہنے بھی دو"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آج ہمارے پیادوں میں سب سے بہتر سلمہؓ ہیں"۔ پھر جب آپؐ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا تو حضرت سلمہؓ کو دو حصّے دیئے، پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں اپنی اونٹنی پر سوار کر لیا اور مدینہ منوّرہ روانہ ہو گئے۔[1]

حضرت سلمہؓ بہت تیز دوڑتے تھے، وہ دن بھر لُٹیروں کے تعاقب میں پیدل دوڑتے رہے، اگرچہ لٹیرے گھوڑوں پر سوار تھے تاہم وہ حضرت سلمہؓ سے آگے نہ نکل سکے۔ راستہ میں ایک انصاری نے جن سے دوڑ میں کوئی سبقت نہ لیجا تا تھا کہا "کوئی ہے جو مدینہ تک میرے ساتھ دوڑے"۔ حضرت سلمہؓ نے ان سے کہا "تمہیں کسی کی بزرگی کا بھی لحاظ ہے"۔ وہ انصاری کہنے لگے "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ کسی اور کی بزرگی کا لحاظ نہیں"۔ حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں، آپؐ مجھے ان کے ساتھ دوڑنے کی اجازت دے دیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت دیدی۔ وہ اُونٹنی پر سے کود پڑے اور ان انصاری کے پیچھے دوڑنے لگے۔ دو دفعہ راستہ میں کچھ دیر کے لئے دَم لیا اور پھر اُن کا پیچھا کرنے لگے۔ بالآخر اُنہوں نے اُن انصاری کو پکڑ لیا، اُن کے شانوں کے درمیان ایک مُکّا مارا اور کہا "اللہ کی قسم اب مَیں آگے بڑھا"۔ یہ کہہ کر وہ دوڑے اور اُن انصاری سے پہلے مدینہ منوّرہ پہنچ گئے۔[2]

جنگِ خیبر حضرت سلمہؓ جنگِ خیبر میں شریک تھے۔ جب ان کے بھائی حضرت عامرؓ کا اپنی ہی تلوار لگنے سے انتقال ہو گیا

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد۔ صحیح بخاری کتاب المغازی میں یہ واقعہ مختصراً ہے (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد (صحیح بخاری کتاب المغازی میں یہ واقعہ مختصراً ہے)

تو لوگوں نے کہا "عامرؓ کا عمل رائگاں ہوگیا، کیونکہ اُنہوں نے خودکشی کرلی"۔ حضرت سلمہؓ کو اس بات سے بہت صدمہ پہنچا، وہ روتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے اور خاموش کھڑے ہوگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "تمہارا کیا حال ہے؟" عرض کیا "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں، لوگ کہتے ہیں عامرؓ کے سب عمل برباد ہوگئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو ایسا کہتا ہے غلط کہتا ہے، ان کے لئے دوہرا اجر ہے"۔ [1]

حضرت سلمہؓ مقابلہ کے لئے نکلے، اثنائے جنگ اُن کی پنڈلی پر ایک زخم لگا، وہ سمجھے کہ میں اب بچ نہیں سکتا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین دفعہ اس پر دَم کر دیا، زخم بالکل اچھا ہوگیا۔ [2]

جنگ کے بعد سفر کے دوران حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "مجھے اجازت دیجئے کہ مَیں کچھ رجز آپؐ کو سُناؤں"۔ آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت سلمہؓ نے رجز سُنانے شروع کئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "یہ کس کے اشعار ہیں"۔ عرض کیا "میرے بھائی (عامرؓ) کے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ اُن پر رحم فرمائے"۔ [3]

غزوۂ حُنین | حضرت سلمہؓ جنگ حنین میں بھی شریک تھے، مسلمین فتح یاب ہوگئے اور مالِ غنیمت لُوٹنے میں مشغول ہوگئے۔ اسی اثنار میں حضرت سلمہؓ ایک گھاٹی پر چڑھے، ایک دشمن اُن کے سامنے آیا، اُنہوں نے اُس کو تیر مارا، وہ چھپ گیا معلوم نہیں اُس کا کیا حشر ہوا۔ اتنے میں دشمن کی فوج کے متعدد آدمی دوسری گھاٹی سے نمودار ہوئے، انہوں نے مسلمین کو غافل دیکھکر تیروں پر رکھ لیا۔ نوجوان، جلد باز اور دیہاتی لوگ بھاگنے لگے، اس افراتفری میں حضرت سلمہؓ بھی واپس ہونے پر مجبور ہوئے، وہ بھاگ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے گذرے۔ اُن کو دیکھکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اکوع کا بیٹا گھبرا کر لوٹا ہے"۔ [4]

ابھی مسلمین حنین ہی میں تھے کہ ایک دن جبکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور مسلمین صبح کا کھانا کھا رہے تھے کہ ایک شخص لال اُونٹ پر سوار ہوکر آیا اور مسلمین کے ساتھ کھانا کھانے لگا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ شخص تیزی کے ساتھ اپنے اُونٹ پر سوار ہوکر بھاگا۔ ایک مسلم نے اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر اس کا پیچھا کیا، حضرت سلمہؓ کے پاس کوئی سواری نہیں تھی، انہوں نے پیدل ہی اس کا تعاقب کیا۔ وہ اُس کے پیچھے بھاگتے رہے۔ بھاگتے بھاگتے وہ اُس مسلم کی اُونٹنی کے سرین کے پاس پہنچ گئے پھر اور تیز دوڑے اور اُس کافر کے اُونٹ کے سُرین کے پاس پہنچ گئے، پھر اور دَوڑے اور اُس کافر کے اُونٹ کی نکیل کو پکڑ لیا پھر اُونٹ کو بٹھایا اور فوراً ہی اُس کافر کے سر پر وار کیا۔ وہ گر پڑا اور مر گیا۔ حضرت سلمہؓ اونٹ کو مع پالان اور ہتھیار کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے آئے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اسلامی فوج نے ان کا استقبال کیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کافر کا سارا سامان حضرت سلمہؓ کو دیدیا۔ [5]

آخری ایّام | حضرت عثمانؓ کے شہید ہونے کے بعد حضرت سلمہؓ رَبذہ منتقل ہوگئے، وہیں ایک عورت سے نکاح کرلیا جن سے ان کے کئی بچے پیدا ہوئے۔ پھر وہ وہیں رہے۔

ایک مرتبہ وہ حجّاج سے ملنے گئے۔ حجّاج نے کہا "تم اپنی ایڑیوں کے بل واپس ہوگئے (یعنی دارالہجرت کو چھوڑ دیا) تم گاؤں میں کیوں چلے گئے؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "نہیں (جو تم سمجھے ہو وہ صحیح نہیں ہے) بلکہ میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ ذی قرد و باب غزوۃ خیبر و صحیح بخاری کتابُ المغازی۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ خیبر و صحیح بخاری کتابُ الدیات۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس و کتابُ المغازی باب غزوۃ حُنین و باب غزوۃ الطائف و صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ و کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل و باب غزوۃ حنین عن براءؓ و سلمۃ بن اکوعؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [5] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل عن سلمۃ رضؓ۔

سے گاؤں میں رہنے کی اجازت لے لی تھی۔"

وفات سے چند دن پہلے وہ مدینہ منوّرہ واپس آگئے۔[1]

اتباعِ سُنّت | حضرت سلمہؓ مصحف کے مقام پر نوافل پڑھنے کی کوشش کیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اس مقام پہ نماز پڑھنے کے متلاشی رہا کرتے تھے۔[2]

حضرت سُلَیک غَطفانیؓ

حضرت سلیکؓ ایک دن جمعہ کو اُس وقت مسجد میں پہنچے جبکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر پہ بیٹھ چکے تھے حضرت سُلیکؓ آکر بیٹھ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے پوچھا "کیا تم نے دو رکعتیں پڑھ لیں؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "اُٹھو اور دو رکعت پڑھو لیکن ہلکی پڑھو"۔[3]

حضرت سُنَین ابو جمیلہؓ

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فتح مکّہ کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت سُنینؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔[4]

حضرت سُوَید بن مُقرّنؓ

حضرت سویدؓ (مشہور) صحابی ہیں، ان کے چھ بھائی تھے۔ ان کے سب سے چھوٹے بھائی نے اپنے غلام کو ایک طمانچہ مار دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا "اس کو آزاد کر دو"۔ حضرت سُویدؓ نے عرض کیا "ہمارے پاس اس غلام کے علاوہ کوئی اور غلام نہیں ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا فی الحال اس سے خدمت لیتے رہو جب اس کی ضرورت نہ رہے تو اس کو آزاد کر دو"۔[5] ایک مرتبہ اُن کے لڑکے معاویہ نے اپنے غلام کو طمانچہ مار دیا حضرت سویدؓ نے حضرت معاویہ کو اور غلام کو بلایا۔ پھر غلام سے کہا "ان سے بدلہ لو" غلام نے معاف کر دیا۔[6]

حضرت سُوَید بن نعمانؓ

حضرت سُویدؓ بیعتِ رضوان[7] اور جنگِ خیبر[8] میں شریک تھے۔

حضرت سہلؓ اور حضرت سہیلؓ

بوقت ہجرت حضرت سہلؓ اور حضرت سہیلؓ یتیم بچّے تھے، جہاں مسجدِ نبوی تعمیر ہوئی وہ جگہ ان لڑکوں کی ملکیت تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو بُلایا اس زمین کی قیمت دریافت کی۔ اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم ویسے ہی اس کو ہبہ کرتے ہیں"۔[9]

حضرت سَہل بن حُنَیفؓ

جنگ بدر | حضرت سہلؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔[10]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الفتن باب التعرب فی الفتنۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب دنو المصلی من السترۃ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن جابرؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب فتح مکّہ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المالیک۔ [6] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المالیک۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ۔ [8] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر۔ [9] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبیؐ [10] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر

صلح حدیبیہ | حضرت سہلؓ بیعت رضوان میں بھی شریک تھے۔ جب صلح نامہ میں ایک شرط ایسی لکھی گئی جو صحابہ کرامؓ کو ناگوار تھی تو حضرت سہلؓ نے اس کو صرف اس لئے برداشت کیا کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کو ٹالنے کا اختیار نہیں۔ وہ اس بات پر ایمان رکھتے ہوئے خاموش رہے کہ اللہ اور رسولؐ کو زیادہ علم ہے[1]

جب فتنے پھیلے اور دشمنانِ اسلام کی سازش سے جمل اور صفین کے بلوے ہوئے تو حضرت سہلؓ نے فرمایا "اپنی رائے اور اپنے نفس کو الزام دو جیسا کہ صلحِ حدیبیہ کے موقع پر ہوا (ہماری رائے کچھ اور تھی اور اللہ کی مصلحت کچھ اور) ہم نے جب کبھی تلوار کندھوں پر رکھی کیسا ہی دہشت ناک کام کیوں نہ ہو، اللہ نے اُسے ہمارے لئے ایسی آسانی میں تبدیل کر دیا جس آسانی کو ہم جانتے پہچانتے تھے لیکن یہ کام (ایسا اُلجھا ہے کہ سلجھنے میں نہیں آتا۔ دشمنوں کی سازشیں کسی طرح ختم نہیں ہوتیں)"[2]

وفات | جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت علیؓ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی[3]

حضرت سہل بن سعدؓ

جنگِ خندق | حضرت سہلؓ جنگ خندق میں شریک تھے۔ یہ بھی خندق کھودتے تھے اور مٹی کو کندھوں پر اُٹھا اُٹھا کر باہر پھینکتے تھے[4]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بہترین خاندانوں کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا "بنو نجار پھر بنو عبد الاشہل پھر بنو حارث پھر بنو ساعدہ"۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا "ہم چاروں خاندانوں کے اخیر میں رہے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا ہوں"۔ حضرت سہلؓ جو اُن کے بھتیجے تھے کہنے لگے "کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات رد کرنے جا رہے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں"۔ یہ سُنکر حضرت سعدؓ رُک گئے اور کہنے لگے "اللہ اور رسولؐ زیادہ جانتے ہیں"[5]

ایک مرتبہ آلِ مروان میں سے ایک شخص مدینہ منوّرہ کا گورنر بنایا گیا۔ اُس نے حضرت سہلؓ کو بُلایا اور اُن سے کہا کہ وہ حضرت علیؓ کو بُرا بھلا کہیں حضرت سہلؓ نے انکار کر دیا۔ اُس نے کہا "اگر تم اس سے انکار کرتے ہو تو یہ کہو کہ اللہ ابو تراب پر لعنت کرے"۔ حضرت سہلؓ نے کہا "حضرت علیؓ کو اور کوئی نام اس نام سے زیادہ محبوب نہیں تھا جب کوئی اس نام سے انہیں بلاتا تو خوش ہوتے تھے"[6]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے منبر کب اور کیسے بنایا گیا حضرت سہلؓ کو اس کی تفصیلی معلومات تھیں[7]

مدینہ منوّرہ میں یہ آخری صحابی تھے، ان سے پہلے تمام صحابی انتقال فرما چکے تھے (یا مدینہ منوّرہ سے منتقل ہو چکے تھے)[8]

حضرت سَہلہؓ بنت سہیل بن عمرو

حضرت سہلہؓ، حضرت ابو حذیفہؓ کی بیوی تھیں، اِنہیں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابتدائے اسلام میں ضرورتاً) رضاعتِ کبیر کی ہدایت کی تھی[9]

حضرت سہیلؓ بن بیضاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں حضرت سہیلؓ کا انتقال ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھائی[10]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشروط و کتاب التفسیر (سورۃ الفتح) عن سہلؓ وغیرہ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن ابی وائلؒ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق۔ [5] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل الانصار عن ابی اُسیدؓ۔ [6] صحیح مسلم باب فضائل علیؓ [7] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی السطوح۔ [8] صحیح بخاری کتاب النکاح باب ولایبدین زینتہن۔ [9] صحیح مسلم کتاب الرضاع۔ [10] صحیح مسلم کتاب الجنائز۔ [9] رضاعتِ کبیر سے مُراد یہ ہے کہ بچّہ کو محرم بنانے کیلئے بڑی عمر میں دودھ پلایا جائے (بعد میں آپؐ نے اسے منسوخ کر دیا)

حضرت شریدؓ

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شریدؓ کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا، پھر فرمایا "تمہیں اُمیہ بن ابوالصلت کے کچھ اشعار یاد ہیں"، اُنہوں نے کہا "جی ہاں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سناؤ"۔ انہوں نے ایک بیت پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اور سناؤ"۔ انہوں نے پھر ایک بیت پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اور سناؤ"۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے سو بیتیں سنائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُمیہ اپنے اشعار میں اسلام کے قریب نظر آتا ہے"۔ [1]

حضرت صَعب بن جثّامہ لیثیؓ

صلحِ حدیبیہ کے سفر میں حضرت صعبؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیۃً ایک جنگلی گدھا پیش کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے واپس کر دیا۔ پھر جب آپؐ نے اُن کے چہرہ پر ملال کے آثار دیکھے تو فرمایا "ہم نے کسی اور وجہ سے واپس نہیں کیا بلکہ صرف اس وجہ سے واپس کیا ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں"۔ [2]

حضرت صفوان بن اُمیہؓ

(حضرت صفوانؓ فتحِ مکہ کے بعد مسلم ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تالیفِ قلب کی خاطر مالِ غنیمت میں سے) اُنہیں سو اُونٹ دیئے، پھر سو اُونٹ دیئے، پھر سو اُونٹ دیئے۔ وہ کہتے ہیں "آپؐ نے مجھے جو کچھ دیا وہ (خوب) دیا، مجھے آپؐ سے سب سے زیادہ بغض تھا، اس کے بعد مجھے آپؐ سب سے زیادہ محبوب ہو گئے"۔ [3]

حضرت صَفوان بن مُعَطّل سُلَمیؓ

حضرت صفوان سُلَمیؓ جو بعد میں ذکوانی مشہور ہو گئے تھے، جنگوں میں اسلامی لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے۔ جنگِ بنو مصطلق میں بھی وہ اسی طرح اسلامی لشکر کے پیچھے تھے۔ جب اسلامی لشکر نے رات کے وقت کوچ کیا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اسلامی لشکر کے پیچھے رہ گئیں تو صبح کے وقت حضرت صفوانؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس پہنچے، کیونکہ اُنہوں نے پردہ سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دیکھا تھا، اس لئے دیکھتے ہی پہچان گئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ان کلمات کی آواز سے حضرت عائشہ بیدار ہو گئیں۔ اُنہوں نے فوراً اپنا منہ چھپا لیا۔ ان دونوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی۔ حضرت صفوانؓ اپنے اونٹ پر سے اُترے، اونٹ کو بٹھایا اور اُس کے ہاتھ پیر باندھ دیئے۔ حضرت عائشہؓ اس پر سوار ہو گئیں۔ حضرت صفوانؓ اونٹ کی لگام پکڑ کر چلتے رہے یہاں تک کہ دوپہر کے وقت وہ اسلامی لشکر سے جا ملے۔

منافقین نے اس واقعہ کی بنیاد پر حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہؓ پر تہمت لگائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الشعر۔ [2] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب قبول الہدیۃ وصحیح مسلم باب تحریم الصید للمحرم عن صعبؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ماسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط فقال لا عن صفوان رضؓ۔

جب اس واقعہ کو سُنا تو ایک دن آپؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا "اللہ کی قسم میں اپنی بیوی میں سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتا اور جس شخص کا نام اس سلسلہ میں اُنہوں نے لیا ہے اُس کے متعلق بھی میں سوائے بھلائی کے اور کوئی گمان نہیں کر سکتا، وہ کبھی میری عدم موجودگی میں میرے گھر نہیں آیا۔" کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی چند آیات نازل فرما کر ان دونوں کو اس تہمت سے بری کر دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت صفوان اللہ کے راستہ میں شہید ہو گئے۔[1]

حضرت صہیبؓ

حضرت صہیبؓ کو بچپن میں اغوا کر لیا گیا تھا (جب وہ اپنے کو عربی النسل باپ کی طرف منسوب کرتے تو لوگوں کو تعجب ہوتا تھا) ایک دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت صہیبؓ سے کہا "اللہ سے ڈرو، اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف اپنے کو منسوب نہ کرو۔" حضرت صہیبؓ نے کہا "اگر مجھے اتنا اتنا مال بھی مل جائے تب بھی میں اس بات سے خوش نہیں ہونگا کہ میں اپنے نسب کو بدل دوں۔ بات یہ ہے کہ میں بچپن میں اغوا کر لیا گیا تھا۔"[2]

حضرت صہیبؓ ابن جُدعان کے آزاد کردہ غلام تھے۔[3]

جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو حضرت صہیبؓ اُن سے ملنے آئے۔ حضرت صہیبؓ یہ کہہ کر رونے لگے "اے میرے بھائی اے میرے دوست۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "اے صہیبؓ تم مجھ پر روتے ہو، حالانکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ بعض حالات میں مُردے پر اُس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔" (حضرت صہیبؓ خاموش ہو گئے)[4]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں دو مکان اور ایک حجرہ عطا فرمایا تھا۔[5]

فضیلت ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت صہیبؓ، حضرت بلالؓ اور حضرت سلمانؓ کے متعلق حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا تھا "اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا تو اپنے ربّ کو ناراض کر دیا۔"[6]

حضرت ضُباعہ بنت زبیر بن عبدالمطّلبؓ

حضرت ضباعہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چچا زاد بہن تھیں، ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے ہاں تشریف لے گئے اور اُن سے کہا "کیا تمہارا حج کرنے کا ارادہ ہے؟" حضرت ضباعہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ میرا ارادہ تو ہے لیکن ایک عذر ہے، وہ یہ کہ میں بھاری عورت ہوں اور بیمار ہوں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم حج کرو اور شرط کر لو یعنی یہ کہو کہ اے اللہ میرے احرام کھولنے کی جگہ وہی ہے جہاں تو مجھے روک دے۔" الغرض انہوں نے ایسا ہی کیا اور حج کر لیا۔ حضرت ضباعہؓ حضرت مقداد بن اسودؓ کے نکاح میں تھیں۔[7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و کتاب التفسیر و کتاب الشہادات و کتاب الاعتصام و صحیح مسلم کتاب التوبۃ عن عائشہ صدیقہؓ و اُمِّ رومانؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب شراءِ المملوک من الحربی۔ [3] صحیح بخاری کتاب الہبۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز عن ابن عباسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الہبۃ۔ [6] صحیح مسلم باب فضائل سلمانؓ۔ [7] صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض و صحیح بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین عن عائشہ صدیقہؓ (حضرت مقدادؓ کی ولدیت صرف بخاری میں ہے۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

حضرت ضماد رضؓ

حضرت ضمادؓ قبیلۂ اَزْدُ شَنُوءَہ کے ایک فرد تھے۔ یہ آسیب (وغیرہ) کا علاج کیا کرتے تھے۔ اتّفاقاً یہ اُس زمانہ میں مکّہ معظّمہ تشریف لائے جس زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور کُفّار کے درمیان زبردست کشمکش جاری تھی کُفّارِ مکّہ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو (نعوذ باللہ) مجنون کہا کرتے تھے۔ جب حضرت ضمادؓ نے مکّہ معظّمہ کے بیوقوفوں سے سُنا کہ محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) مجنون ہیں۔ تو اُنہوں نے کہا "ذرا میں بھی اُس شخص کو دیکھوں شاید اللہ میرے ہاتھ پر اس شخص کو شفاء عنایت فرمائے"۔ الغرض حضرت ضمادؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا "اے محمّدؐ، میں آسیب کو جھاڑتا ہوں اور بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے میرے ہاتھ سے شفاء عنایت فرماتا ہے، بتلایئے آپؐ کی کیا مرضی ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ"۔ حضرت ضمادؓ نے کہا "ان ہی کلمات کو پھر دوہرا دیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کلمات کو پھر دوہرایا (انہوں نے پھر اسی طرح عرض کیا) آپؐ نے تیسری مرتبہ پھر دوہرایا۔ حضرت ضمادؓ نے کہا "میں نے کاہنوں کا کلام سُنا ہے، جادوگروں کی باتیں سُنی ہیں، شاعروں کے اشعار سُنے ہیں لیکن میں نے ان کلمات کے مثل کبھی کچھ نہیں سُنا، بے شک یہ کلمات تو سمندر کی تہ تک پہنچ گئے ہیں"۔ یہ کہنے کے بعد حضرت ضمادؓ نے کہا "اپنا ہاتھ لائیے میں آپؐ سے اسلام کی بیعت کرتا ہوں" (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ بڑھایا) اُنہوں نے بیعت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اور اپنی قوم (کی طرف سے)" حضرت ضمادؓ نے کہا "میں اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں"۔ [1]

حضرت ضمادؓ نے اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم میں بہت ہی بااثر تھے، اُنہیں اپنی قوم پر اعتماد تھا کہ وہ ان کی بات کو ردّ نہیں کرے گی۔

حضرت ضِمام بن ثَعْلَبَہ رضؓ

حضرت ضمامؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملنے کیلئے مسجدِ نبوی میں داخل ہوئے۔ اپنے اُونٹ کو مسجد (کے صحن) میں بٹھایا اور اُسے باندھ دیا، پھر پوچھا "تم میں محمّدؐ کون ہیں؟" صحابہؓ نے کہا "وہ گورے آدمی جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں"۔ حضرت ضمامؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "اے عبدالمطّلب کے فرزند، میں آپؐ سے کچھ سوال کروں گا لیکن ذرا سختی سے سوال کروں گا لہٰذا آپؐ مجھ سے خفا نہ ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو چاہو پوچھو"۔ اُنہوں نے پوچھا "آپؐ کے اور آپؐ سے پہلے لوگوں کے ربّ کی قسم کھا کر بتایئے کیا اللہ نے آپکو تمام لوگوں کے لئے رسُول بنا کر بھیجا ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم، ہاں"۔ پھر انہوں نے کہا "میں آپؐ کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپؐ کو دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم، ہاں" پھر انہوں نے کہا "میں آپؐ کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا آپؐ کو

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصّلوٰۃ والخطبۃ۔

اللہ نے حکم دیا ہے کہ سال بھر میں اِس ایک مہینہ کے روزے رکھیں ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم، ہاں"۔ پھر اُنہوں نے پوچھا "میں آپؐ کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا آپؐ کو اللہ نے حکم دیا ہے کہ ہمارے مال داروں سے زکوٰۃ لیکر ہمارے فقراء میں تقسیم کریں ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم، ہاں"۔ حضرت ضمامؓ نے کہا "میں اس چیز پر ایمان لایا جس کو لیکر آپؐ آئے ہیں۔ مَیں اپنی قوم کا سفیر ہوں، میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے، مَیں بنو سعد بن بکر کے بھائیوں میں سے ہوں"۔ [1]

حضرت طُفَیل بن عمرو دَوسیؓ

قبولِ اسلام | ہجرت سے قبل حضرت طفیلؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے (اسلام لائے) اور عرض کیا "کیا آپؐ کو کسی مضبوط قلعہ اور لشکر کی ضرورت ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں"۔ پھر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت طفیلؓ بھی مدینہ منوّرہ آگئے۔ [2]

شانِ ایمان | (حضرت طفیلؓ نے اپنے قبیلہ دوس کو تبلیغ کی لیکن اُنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا) حضرت طفیلؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "قبیلہ دوس ہلاک ہوگیا، انہوں نے نافرمانی کی اور اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا۔ آپؐ ان پر بددعا کیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اللہ، دوس کو ہدایت دے اور ان کو لے آ"۔ [3]

حضرت طلحہؓ

جنگِ اُحُد | حضرت طلحہؓ جنگ اُحُد میں شریک تھے (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر تیروں کی بارش ہورہی تھی) حضرت طلحہؓ نے اپنے ہاتھ کو سپر بنالیا تھا (وہ برابر تیروں کو ہاتھ سے روکتے رہے) یہاں تک کہ ہاتھ شل ہوگیا۔ [4] دورانِ جنگ بعض اوقات ایسے بھی آئے کہ ان میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سوائے حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ کے کوئی نہیں رہا (کوئی لڑتا ہوا کہیں نکل گیا اور کوئی کہیں) [5]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے متعلق شہید ہونے کی بشارت دی تھی۔ [6]

حضرت ظُہَیر بن رافعؓ

حضرت ظُہَیرؓ، حضرت رافع بن خدیجؓ کے چچا ہیں۔ ایک دن حضرت رافعؓ سے کہنے لگے "ہمیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک کام سے منع کردیا حالانکہ اُس میں ہمیں بڑی آسانی تھی"۔ حضرت رافعؓ نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کچھ فرمایا وہی حق ہے"۔ [7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علیٰ ان قاتل نفسہ لایکفر۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصۃ دوس عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
[4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحُد عن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابواب المناقب۔
[5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحُد عن سعد وطلحۃ رضی اللہ عنہما وابواب المناقب۔
[6] صحیح مسلم باب فضائل طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
[7] صحیح بخاری کتاب المزارعۃ عن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت عازبؓ

ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عازبؓ سے تیرہ درہم میں ایک پالان خریدا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے اُن سے کہا "اپنے بیٹے کو میرے ساتھ کر دیجئے کہ وہ اسے اُٹھا کر لے جائے"۔ حضرت عازبؓ نے کہا "یہ نہیں ہوگا جب تک تم مجھے ہجرت کا حال نہ سناؤ"۔ (انہوں نے وعدہ کیا) حضرت عازبؓ نے اپنے بیٹے حضرت براءؓ کو ساتھ کر دیا اور خود بھی قیمت لینے کیلئے ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت عازبؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اب مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا حال سُنایئے حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کا حال سُنایا۔[1]

حضرت عاصم بن ثابتؓ

حضرت عاصمؓ انصاری صحابی ہیں اور حضرت عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا ہیں۔

جنگِ بدر | حضرت عاصمؓ جنگِ بدر میں شریک تھے، کفّار کے ایک بہت بڑے سردار کو انہوں نے ہی قتل کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کا ایک دستہ کافروں کی جاسوسی کیلئے روانہ فرمایا۔ ان پر آپؐ نے حضرت عاصمؓ کو امیر بنایا۔ کافروں نے ان لوگوں کو گھیر لیا اور ان سے کہا "تم گرفتار ہو جاؤ، ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے (تمہیں امان دیتے ہیں)"۔ حضرت عاصمؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں کافروں کی امان میں نہیں اُتروں گا"۔ یہ کہکر دُعا کی کہ "اے اللہ ہماری خبر اپنے نبیؐ کو پہنچا دے"۔ باقاعدہ جنگ کے بعد کافروں نے آٹھ آدمیوں کو شہید کر دیا، شہیدوں میں حضرت عاصمؓ بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصمؓ کی دُعا قبول فرمالی اور اپنے نبیؐ کو اُن کی خبر پہنچا دی۔

کفّارِ مکّہ میں سے چند لوگوں نے حضرت عاصمؓ کے قتل کا یقین نہیں کیا لہٰذا انہوں نے چند آدمی روانہ کئے کہ اُن کے جسم کا کوئی حصّہ کاٹ کر لے آئیں تاکہ اُنہیں اطمینان ہو جائے کہ حضرت عاصمؓ قتل ہو گئے، کیونکہ حضرت عاصمؓ نے جنگِ بدر میں اُن کے ایک سردار کو قتل کیا تھا لہٰذا وہ ان کے قتل کے بہت متمنّی تھے۔ جب قریش کے بھیجے ہوئے آدمی وہاں پہنچے تو حضرت عاصمؓ کی لاش پر بھڑیں مثل چھتّہ کے چھا گئیں، بھڑوں نے اُن کی لاش کو محفوظ کر دیا اور وہ کافر اس پر قادر نہ ہو سکے کہ ان کا کوئی عضو کاٹ سکیں۔[2]

حضرت عاصم بن عدیؓ

حضرت عاصمؓ قبیلۂ بنو عجلان کے سردار تھے۔ حضرت عُویمرؓ نے جب اپنی بیوی پر تہمت لگائی تو پہلے ان ہی کے پاس آئے اور ان سے پُوچھا "تم اُس شخص کے متعلق کیا کہتے ہو جو اپنی بیوی کے پاس کسی مرد کو پائے، کیا وہ اُسے قتل کر دے (اگر قتل کر دے تو) کیا تم اُسے بھی (قصاص میں) قتل کر دو گے۔ اگر وہ یہ نہ کرے تو آخر کیا کرے، آپ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر کے مجھے بتائیں"۔ حضرت عاصمؓ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کو ناپسند فرمایا۔ اس کے بعد لعان کی آیتیں نازل ہوئیں۔[3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النّبوّۃ فی الاسلام و باب مناقب المہاجرین و صحیح مسلم کتاب الزھد باب فی حدیث الھجرۃ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ھل یستأسر الرجل و کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر و باب غزوۃ الرّجیع عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ النّور) عن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت عامرؓ

حضرت عامرؓ مشہور صحابی حضرت سلمہ بن اکوعؓ کے چچا ہیں. حضرت عامرؓ صلحِ حدیبیہ میں شریک تھے۔ صلح کے بعد قبیلۂ عَبلات کا ایک آدمی جس کا نام مِکرز تھا ستّر مشرکین کے ساتھ مسلّح ہو کر کوہِ تنعیم میں مسلمین کی گھات میں بیٹھ گیا۔ ان لوگوں کا یہ ارادہ تھا کہ مسلمین پر ناگہانی طور پر حملہ کریں. حضرت عامرؓ (نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور) انہیں گھسیٹ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں معاف کر دیا اور چھوڑنے کا حکم دیا۔[1]

حضرت عامر بن اکوعؓ

حضرت عامرؓ مشہور صحابی حضرت سلمہ بن اکوعؓ کے بھائی ہیں۔ حضرت عامرؓ جنگ خیبر میں شریک تھے۔ دورانِ سفر حضرت عامرؓ نے حدی خوانی شروع کر دی اور بطور رجز کے چند اشعار پڑھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی آواز سُنی تو فرمایا "یہ ہنکانے والا کون ہے؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "یہ عامرؓ ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "اللہ تمہاری مغفرت کرے"۔ حضرت عمرؓ سمجھ گئے کہ اب یہ شہید ہو جائیں گے۔ انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ نے ہمیں عامرؓ سے مزید فائدہ کیوں نہ اُٹھانے دیا"۔ جب جنگ شروع ہوئی تو خیبر کے سپہ سالار مرحب سے ان کا مقابلہ ہوا۔ حضرت عامرؓ نے یہ رجز پڑھا "خیبر جانتا ہے کہ میں عامرؓ ہوں، ہتھیار بند، بہادر اور لڑائیوں میں گھسنے والا ہوں"۔ الغرض دونوں کا مقابلہ ہوا، دونوں کی ضربیں ایک دوسرے پر پڑنے لگیں۔ حضرت عامرؓ کی تلوار چھوٹی تھی اتفاق سے اُن کی تلوار لَوٹ کر اُنہیں کے لگ گئی جس سے اُن کی شہ رگ کٹ گئی اور اُن کا انتقال ہو گیا۔ بعض لوگوں نے کہا "عامرؓ کے عمل رائیگاں ہو گئے، انہوں نے خودکشی کر لی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو ایسا کہتا ہے غلط کہتا ہے، اُن کے لئے دوہرا ثواب ہے، وہ طاعتِ الٰہی میں کوشش کرنے والے اور مجاہد تھے۔ ان جیسے عرب کی زمین پر کم ہی چلے ہوں گے"۔[2]

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگ سے واپس ہوئے تو حضرت سلمہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کچھ رجز سُنائے۔ آپؐ نے پوچھا "یہ کس کے شعر ہیں؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "میرے بھائی کے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ اُن پر رحم کرے"۔ حضرت سلمہؓ نے کہا "لوگ تو اُن کیلئے دُعا کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اس لئے کہ وہ اپنے ہتھیار سے مرے ہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "وہ غلط کہتے ہیں۔ وہ مجاہد مرے ہیں، اُن کے لئے دوگنا ثواب ہے۔ اس قتل سے اور کونسا قتل زیادہ باعثِ ثواب ہو سکتا ہے"۔[3]

حضرت عامر بن ربیعہؓ

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدری صحابی ہیں۔[4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذات قرد و باب قول اللہ تعالیٰ وھو الذی کف ایدیھم عنکم وکتاب الامارۃ باب استحباب مبایعۃ الامام۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذات قرد و غزوۃ خیبر و صحیح بخاری کتاب المغازی۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ خیبر و صحیح بخاری کتاب الدیات۔
[4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔

حضرت عامر بن فُہیرہؓ

حضرت عامرؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام تھے اور (ان کی) بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور غارِ ثور میں پناہ لی تو حضرت عامرؓ غار کے قریب بکریاں چراتے، جب کچھ رات گذر جاتی تو وہ ان بکریوں کو غار کے قریب لے جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ان بکریوں کا دودھ پیتے تھے۔ صبح کو اندھیرے ہی میں حضرت عامرؓ بکریوں کو ہانک کر لیجاتے۔ حضرت عامرؓ نے کسی پر یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ وہ رات کے وقت غار کے پاس پہنچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو دودھ پلاتے ہیں۔ تین رات غارِ ثور میں رہنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ روانہ ہوگئے۔ حضرت عامرؓ بھی ساتھ تھے۔ اثناءِ راہ میں حضرت سراقہؓ نے حملہ کیا۔ سراقہؓ گھوڑے پر سے گر پڑے۔ انہوں نے پھر حملہ کیا، وہ پھر گر پڑے اور گھوڑے کے اگلے پیر زمین میں دھنس گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعاء کی درخواست کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی، گھوڑا کھڑا ہوگیا۔ حضرت سراقہؓ نے عرض کیا "مجھے ایک تحریرِ امن دے دیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عامرؓ کو حکم دیا۔ انہوں نے ایک رقعہ پر تحریرِ امن لکھ کر اُن کے حوالہ کی۔[1]

حضرت عامرؓ واقعہ بئرِ معونہ میں شہید ہوئے۔ حضرت عامرؓ مع دوسرے قاریوں کے مبلغ بنا کر بھیجے گئے تھے، کافروں نے دھوکا دیکر ان کو قتل کر دیا، حضرت عامرؓ کی لاش آسمان کی طرف اٹھائی گئی اور بڑی دیر تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہی پھر زمین پر رکھدی گئی۔[2]

حضرت عائذ بن عمروؓ

حضرت عائذؓ بیعت رضوان میں شریک تھے۔[3] ایک مرتبہ وہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے اور فرمایا اے میرے بیٹے بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپؐ فرماتے تھے۔ "بے شک بدترین حکمراں ظالم حکمراں ہیں، لہٰذا تو اُن میں سے نہ ہونا"۔ عبیداللہ نے کہا "بیٹھ جایئے، آپ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی بھوسی ہیں"۔ حضرت عائذؓ نے پوچھا "کیا صحابہؓ میں بھی بھوسی تھی، بھوسی تو بعد والوں میں ہے"۔[4]

حضرت عباد بن بشرؓ

ایک تاریک رات میں یہ مسجد نبوی سے روانہ ہوئے تو ایک روشنی ان کے آگے چلتی رہی۔[5]

حضرت عُبادہ بن صامتؓ

حضرت عبادہؓ انصاری صحابی ہیں۔ مکہ معظمہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے چند لوگوں سے رات کے وقت ایک گھاٹی میں اسلام کی بیعت لی تھی، حضرت عُبادہؓ بھی ان میں شامل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی مدینہ منورہ میں نقیب مقرر فرمایا تھا۔[6]

جنگِ بدر | حضرت عبادہؓ جنگِ بدر میں شریک ہوئے۔[7]

بحری جہاد | حضرت عبادہؓ نے حضرت اُمِّ حرامؓ سے نکاح کیا، حضرت معاویہؓ کی سپہ سالاری میں حضرت عبادہؓ اور حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع وبئر معونۃ وکتاب الجہاد وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ حدیبیۃ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل۔ [5] صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ الایمان حب الانصار عن عبادۃؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب وفود الانصار۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [7] صحیح بخاری کتاب المناقب باب منقبۃ اسید بن حضیر وعباد بن بشر۔

اُمِّ حرامؓ سب سے پہلے بحری جہاد میں شریک ہوئے۔ اس جہاد کے شرکاء کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خواب میں جہاد کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ "وہ اس طرح پیش کئے گئے گویا وہ تخت نشین بادشاہ ہیں۔ ان کیلئے (جنّت) واجب ہوگئی"۔ واپسی میں حضرت اُمِّ حرامؓ اپنی سواری سے گر پڑیں اور اُن کی وفات ہوگئی [1]

وفات | جب حضرت عبادہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت صنابحیؓ حاضر ہوئے اور ان کو قریب المرگ دیکھکر رونے لگے۔ حضرت عبادہؓ نے فرمایا "کیوں روتے ہو، اگر مجھے گواہ بنایا گیا تو میں تمہارے لئے گواہی دوں گا، اگر مجھے شفاعت کی اجازت ملی تو تمہاری شفاعت کروں گا اور اگر مجھ سے ہوسکا تو میں ضرور تمہیں نفع پہنچانے کی کوشش کروں گا۔" [2]

امر بالمعروف اور حضرت عبادہؓ کی بے باکی | حضرت عبادہؓ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ کی امارت میں کسی جہاد میں شریک ہوئے (اسلامی فوج کی فتح ہوئی اور) بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا، اس میں کچھ چاندی کے برتن بھی تھے حضرت معاویہؓ نے ایک آدمی کو لوگوں کی تنخواہوں کے عوض انہیں فروخت کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے ان کے خریدنے میں جلدی کی اتنے میں یہ خبر حضرت عبادہؓ کو پہنچی، وہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سونے کو سونے کے بدلہ، چاندی کو چاندی کے بدلہ، گیہوں کو گیہوں کے بدلہ، جَو کو جَو کے بدلہ، کھجور کو کھجور کے بدلہ، نمک کو نمک کے بدلہ بیچنے سے منع فرمایا ہے جب تک برابر برابر نہ ہوں اور سودا نقد نہ ہو۔ جس نے زیادہ لیا یا دیا تو وہ سُود ہے"۔ یہ سُن کر لوگوں نے جو لیا تھا وہ واپس کر دیا۔ حضرت معاویہؓ کو اطلاع ہوئی تو اُنہوں نے فرمایا "لوگوں کو کیا ہوگیا ہے، ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جنہیں ہم نے نہیں سُنا حالانکہ ہم نے بھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت اُٹھائی ہے"۔ حضرت عبادہؓ پھر کھڑے ہوئے اور واقعہ بیان کیا پھر فرمایا "ہم تو حدیثیں ضرور بیان کریں گے اگرچہ معاویہؓ کو بُرا لگے میں برداہ نہیں کرتا اگرچہ میں معاویہؓ کے ساتھ تاریک رات میں لشکر میں نہ رہوں"۔ [3]

حضرت عبّاسؓ

حضرت عبّاسؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا تھے۔ انہوں نے کافی عرصہ کے بعد اسلام قبول کیا۔

ایّامِ جاہلیّت میں ایک مرتبہ زبردست سیلاب آیا جس سے کعبہ کی عمارت کو زبردست نقصان پہنچا۔ سیلاب کے بعد کعبہ کو از سرِ نو تعمیر کیا گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ حضرت عبّاسؓ بھی اس تعمیر میں شریک تھے۔ [4]

جنگِ بدر | جنگِ بدر میں حضرت عبّاسؓ کافروں کی طرف تھے۔ اسلامی فوج نے کچھ کُفّار کو قید کر لیا۔ حضرت عبّاسؓ بھی قیدیوں میں شامل تھے، ان پر لباس نہ تھا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عبداللہ بن اُبیّ سے قمیص لے کر ان کو پہنائی۔ [5]

بعد میں تمام قیدی فدیہ لیکر چھوڑ دئے گئے۔ انصار نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اگر آپؐ اجازت دیں تو ہم اپنے بھانجے عبّاسؓ کا فدیہ معاف کر دیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، ایک درہم بھی معاف نہ کیا جائے"۔ [6]

فتحِ مکّہ | حضرت عبّاسؓ فتحِ مکّہ کے موقع پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ حضرت ابوسفیانؓ جب مُسلم ہوئے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدّعاء بالجہاد وباب فضل من یصرع و باب غزوۃ المرأۃ فی البحر وباب رکوب البحر وباب ما قیل فی قتال الرّوم وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغزو فی البحر۔ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اوّل الایمان قول لا الٰہ الّا اللہ۔ [3] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الرّبا۔ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب باب بنیان الکعبۃ وکتاب الصّلوٰۃ باب کراہیۃ التعری فی الصّلوٰۃ وصحیح مسلم کتاب الحیض عن جابرؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الکسوۃ للاساری عن جابرؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب العتق باب اذا اسر اخو الرجل او عمہ ھل یفادی۔

تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبّاسؓ سے فرمایا "ان کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجاؤ تاکہ یہ اسلامی فوج کی شوکت کا نظارہ کریں"۔ حضرت عبّاسؓ نے ایسا ہی کیا۔[1]

جنگِ حُنَین | جنگِ حُنَین میں بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تن تنہا اپنے خچّر کو کافروں کی طرف دوڑایا تو حضرت عبّاسؓ نے لگام پکڑ لی اور خچّر کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔[2]

زکوٰۃ کی ادائیگی | ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو عامل بنایا۔ حضرت عمرؓ نے شکایت کی کہ حضرت عبّاسؓ نے زکوٰۃ نہیں دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عبّاسؓ تو اللہ کے رسُولؐ کے چچا ہیں، ان کا صدقہ میرے ذمّہ ہے۔ اور اس کے مثل اس کے ساتھ اور بھی ہے اور اے عمرؓ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ چچا مثل باپ کے ہوتا ہے"۔[3]

حجّۃ الوداع | حجّۃ الوداع کے موقع پر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم طواف کے بعد سبیل پر تشریف لائے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پانی مانگا۔ حضرت عبّاسؓ نے اپنے لڑکے سے کہا "اے فضل اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور اُن کے پاس سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے پانی لے آؤ"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِسی میں سے پلا دو"۔ انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس میں لوگ ہاتھ ڈال دیتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسی میں سے پلا دو"۔ الغرض آپؐ نے پانی پیا۔ پھر حضرت عبّاسؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کھجور کا شربت بھی پلایا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چاہِ زمزم پر تشریف لائے۔ حضرت عبّاسؓ پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم یہ کام کئے جاؤ، تم اچھا کام کر رہے ہو"۔ حضرت عبّاسؓ نے منیٰ کی راتوں میں حاجیوں کو پانی پلانے کے لئے مکّہ معظّمہ میں رہنے کی اجازت طلب کی، آپؐ نے اجازت دیدی۔[4]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مرض الموت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے مرض الموت میں ایک دن نماز کے لئے باہر تشریف لائے۔ آپؐ دو آدمیوں کے سہارے سے چل رہے تھے جن میں سے ایک حضرت عبّاسؓ تھے۔[5]

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مرض میں کچھ افاقہ ہوا۔ حضرت عبّاسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا "اللہ کی قسم، تین دن بعد تم دوسروں کے ماتحت بن جاؤ گے، اللہ کی قسم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بے شک اسی مرض میں وفات پائیں گے۔ میں بنو عبدالمطلب کے چہروں سے ان کی موت کو پہچان لیتا ہوں، چلو ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس چلیں اور دریافت کر لیں کہ خلافت کس کو ملے گی۔ اگر ہمیں ملیگی تو ہمیں معلوم ہو جائیگا اور اگر کسی اور کو ملیگی تو وہ بھی ہمیں معلوم ہو جائے گا، پھر (جو کچھ) آپؐ ہمیں وصیّت کریں گے (ہم اس کے مطابق عمل کریں گے)" حضرت علیؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس قسم کا سوال کرنے سے انکار کر دیا۔[6]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انتقال کے بعد حضرت عبّاسؓ نے فدک میں سے اپنی میراث طلب کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا" (یہ سنکر حضرت عبّاسؓ خاموش ہو گئے)[7]

حضرت عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں وہ اموال جو مدینہ منوّرہ میں تھے اور جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بغیر جنگ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب این رکز النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الرایۃ یوم الفتح۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ وکتابُ الجہاد باب غزوۃ حُنَین عن براءؓ وعبّاسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الزکوٰۃ وصحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب سقایۃ الحاج وصحیح مسلم باب حجّۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وباب وجوب المبیت بمنیٰ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے، سبیل پر پانی پینے کا ذکر صحیح مسلم میں نہیں ہے)۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الوضوء، باب الغسل والوضوء فی المخضب عن عائشہ صدیقہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتابُ الاستئذان باب المعانقۃ عن ابن عبّاسؓ۔ [7] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب حدیث بنی نضیر وصحیح مسلم کتابُ الجہاد باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لا نورث .....

کے حاصل ہوئے تھے، حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کی تحویل میں دیدئے۔[1]

حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کا بہت احترام کرتے تھے، ایک مرتبہ بارش نہ ہونے سے قحط کے آثار نمودار ہوئے حضرت عمرؓ، حضرت عباسؓ کو دُعا کیلئے لے گئے اور اس طرح دُعا کی "اے اللہ (پہلے تو) ہم اپنے نبیؐ کے وسیلہ سے تجھ سے دُعا کرتے تھے اور اب ہم تجھ سے اپنے نبیؐ کے چچا کے وسیلہ سے دُعا کرتے ہیں، ہم پر بارش نازل فرما"۔[2]

حضرت عبّاس بن مِرداسؓ

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چند لوگوں کو سَو سَو اُونٹ دیئے لیکن حضرت عبّاس بن مِرداسؓ کو کم اُونٹ دیئے۔ حضرت عباسؓ نے کہا:-

أَتَجْعَلُ نَهْبِي وَنَهْبَ الْعُبَيْدِ بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ "آپ میرا اور (میرے گھوڑے) عُبَید کا حصّہ
فَمَا كَانَ بَدْرٌ وَلَا حَابِسٌ يَفُوقَانِ مِرْدَاسَ فِي الْمَجْمَعِ عیینہ اور اقرع کے درمیان مقرر کرتے ہیں
وَمَا كُنْتُ دُونَ امْرِئٍ مِنْهُمَا وَمَنْ يُخْفَضِ الْيَوْمَ لَا يُرْفَعِ حالانکہ یہ دونوں عباس بن مرداسؓ سے
کسی مجمع میں بڑھ نہیں سکتے، میں ان دونوں سے کم نہیں ہوں، آج جو نیچے ہوگیا وہ پھر اُونچا نہ ہوگا"۔

(یہ سُنکر) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو بھی پُورے سَو اُونٹ دیدئے۔[3]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ

حضرت عبدالرحمٰن، حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے تھے اور حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے بھائی تھے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ چند مہمانوں کو کھانا کھلانے کے لئے اپنے ہاں لائے۔ شام کو وہ مہمانوں کو گھر پہ چھوڑ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں چلے گئے اور جاتے وقت حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہہ گئے کہ مہمانوں کی خبرگیری کرنا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کھانا پیش کیا، مہمانوں نے میزبان کے آنے تک کھانا کھانے سے انکار کیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ کافی رات گذرنے کے بعد آئے تو اُن کی بیوی نے کہا "تمہیں مہمانوں کے پاس آنے سے کس نے روک لیا تھا؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "کیا اُنہوں نے کھانا نہیں کھایا؟" اُن کی بیوی نے کہا "اُنہوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔" حضرت عبدالرحمٰنؓ ڈر کر چھپ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں بُرا بھلا کہا پھر کہا "اے نالائق اگر تو میری آواز سُنتا ہے تو آجا"۔ یہ سنکر وہ آگئے اور کہا اللہ کی قسم میرا کوئی قصور نہیں۔ مہمانوں سے پوچھ لیجئے۔[4]

حضرت عبدالرحمٰنؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے، حضرت عائشہؓ کو مقامِ تنعیم سے عمرہ کرایا تھا۔[5]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

ایّامِ جاہلیّت میں ان کا نام عبد عمرو تھا۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن مالک بن اوس رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاستسقاء عن انس رضؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ عن رافع بن خدیج رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب مواقیت الصّلوٰۃ وکتاب احادیث الانبیاء باب علامات النّبوّۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الحج علی الرحل۔ [6] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ۔

ہجرت | حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہاجر اور ایک انصاری کو بھائی بھائی بنایا تو حضرت عبدالرحمٰنؓ کے بھائی حضرت سعد بن ربیعؓ قرار پائے۔ حضرت سعدؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہا "میرے مال میں سے آدھا آپ لے لیجئے اور میری دو بیویاں ہیں، ان میں جس کو آپ پسند کریں میں اُسے طلاق دے دیتا ہوں، آپ اُس سے نکاح کر لیں"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "اللہ تمہارے اہل و مال میں برکت عطاء فرمائے، مجھے تو بس یہ بتا دو کہ بازار کہاں ہے"۔ حضرت سعدؓ نے اُنہیں بنو قینقاع کے بازار کا راستہ بتا دیا، حضرت عبدالرحمٰنؓ اس بازار میں تجارت کرنے لگے۔ کچھ دن بعد اُنہوں نے نکاح کر لیا۔ نکاح کے بعد جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو اُن پر کچھ زردی لگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یہ زردی کیسی ہے؟" حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "میں نے نکاح کیا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا "تم نے مہر کیا دیا؟" اُنہوں نے کہا "ایک گٹھلی کے برابر سونا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی سہی"۔ [1]

ہجرت کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اُمیہ بن خلف سے ایک دوسرے کی حفاظت کا معاہدہ کیا۔ جب انہوں نے معاہدہ میں اپنا نام عبدالرحمٰن لکھا تو اُمیہ نے کہا "میں رحمٰن کو نہیں جانتا، آپ اُسی نام کو لکھئے جو نام آپ کا ایامِ جاہلیت میں تھا"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ایسا ہی کیا۔ اس معاہدہ میں یہ بھی طے پایا کہ امیہ مکہ میں جو سامان حضرت عبدالرحمٰنؓ کا ہے اُس کی حفاظت کرے اور حضرت عبدالرحمٰنؓ مدینہ میں اُمیہ کے سامان کی حفاظت کریں۔ [2]

جنگِ بدر میں شرکت | بدر کے میدان میں مؤمنین کی اور کافروں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل آکر مقیم ہو گئیں۔ مؤمنین کی طرف سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی جنگِ بدر میں شریک تھے۔ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے، حضرت عبدالرحمٰنؓ کا اُمیہ سے ایک دوسرے کی حفاظت کا معاہدہ تھا۔ لہٰذا (رات کو) جب سب سو گئے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ پہاڑ کی طرف چلے گئے تاکہ اُمیہ کی حفاظت کریں۔ حضرت بلالؓ نے اُسے دیکھ لیا اور انصار کی ایک مجلس میں آکر کہا "امیہ بن خلف (یہاں موجود ہے) اگر وہ بچ گیا تو میں نہیں بچ سکتا"۔ الغرض انصار کی ایک جماعت حضرت عبدالرحمٰنؓ اور اُمیہ کے پیچھے پیچھے نکلی۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے جب دیکھا کہ اب وہ بچ نہیں سکتا تو اُمیہ کے لڑکے کو اُن کیلئے پیچھے چھوڑ دیا تاکہ وہ انہیں مشغول کر لے۔ انصار نے اُسے قتل کر دیا۔ اُس کو قتل کرنے کے بعد انہوں نے پھر ان دونوں کا پیچھا کیا۔ اُمیہ بھاری جسم کا آدمی تھا (لہٰذا بھاگ نہ سکا) حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُس سے کہا بیٹھ جا۔ وہ بیٹھ گیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُسے بچانے کیلئے اپنے کو اُس پر ڈال دیا۔ لیکن مسلمین نے اُن کے نیچے سے اُسے تلواروں سے چھید کر قتل کر دیا۔ اُس کو بچانے میں حضرت عبدالرحمٰنؓ کے پُشتِ قدم پر بھی ایک زخم لگ گیا۔ [3]

(دوسرے دن صبح کو) جب صف بندی ہوئی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے دیکھا کہ اُن کے دائیں بائیں دو نوجوان انصاری لڑکے ہیں، انہیں دیکھکر حضرت عبدالرحمٰنؓ کو محسوس ہوا کہ وہ غیر محفوظ ہیں، دونوں لڑکوں نے باری باری سے ایک دوسرے سے چھپا کر چپکے سے اُن سے پوچھا کہ ابوجہل کونسا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے پوچھا "تم اس کا کیا کرو گے؟" ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ "وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ میں اُسے قتل کروں گا یا شہید ہو جاؤنگا"۔ حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں ان کی باتیں سُننے کے بعد مجھے وہ تمنا اچھی نہیں معلوم ہوئی کہ میرے دائیں بائیں دو مرد ہوتے۔ کچھ دیر بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُنہیں اشارہ سے بتایا کہ ابوجہل وہ ہے (یہ سُنتے ہی) وہ دونوں مثل شکرے کے جھپٹے اور اُسے قتل کر دیا۔ [4]

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب الانصار عن سعدؓ و انسؓ و باب کیف آخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کتاب البیوع۔ [2] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ عن عبدالرحمٰنؓ [3] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل۔

جنگِ تبوک | حضرت عبدالرحمٰنؓ جنگِ تبوک میں شریک تھے۔ ایک دن صبح کے وقت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے، آپؐ کو واپس پہنچنے میں کچھ دیر ہوگئی تو لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰنؓ کو امام بنالیا اور نماز شروع کردی۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو حضرت مغیرہؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ کو پیچھے ہٹانے کا ارادہ کیا، آپؐ نے فرمایا "رہنے دو"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے پیچھے ایک رکعت ادا فرمائی جب حضرت عبدالرحمٰنؓ نے سلام پھیرا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور نماز پوری کرلی۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا "تم نے اچھا کیا"۔[1]

حضرت عمرؓ کو مشورہ | حضرت عمرؓ نے جب آخری مرتبہ حج کیا تو ایک شخص نے کہا "اگر عمرؓ کی وفات ہوگئی تو میں فلاں شخص سے بیعت کرلوں گا"۔ حضرت عمرؓ کو اِس بات کی خبر ہوئی تو فرمایا "انشاءاللہ آج شام کو میں تقریر کروں گا اور تمام لوگوں کو ایسے اشخاص سے ہوشیار کروں گا جو اُمورِ خلافت کو غصب کرنا چاہتے ہیں"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "یہاں تقریر نہ کیجئے۔ یہاں ہر قسم کے لوگ جمع ہیں، مجھے ڈر ہے کہ آپ کچھ فرمائیں اور اُڑانے والے اس کو اُڑا کر اس کی حفاظت نہ کریں۔ اور جہاں اس کو رکھنا چاہیئے وہاں نہ رکھیں۔ لہٰذا آپ مدینہ منوّرہ پہنچکر سمجھدار اہلِ شرف لوگوں کو چُن کر اُن کے سامنے جو کچھ کہنا ہو کہیں تاکہ اہلِ علم آپ کی بات کو سُنکر اُس کو اُس کے محل پر رکھیں"۔ حضرت عمرؓ نے اس مشورہ کو قبول فرمایا۔[2]

حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ | جب حضرت عمرؓ پر نماز کی حالت میں قاتلانہ حملہ ہوا اور وہ زخمی ہوگئے تو اُنہوں نے فوراً حضرت عبدالرحمٰنؓ کا ہاتھ پکڑ کر اُنہیں آگے کردیا۔[3]

حضرت عثمانؓ کا انتخاب | حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا تھا کہ خلافت کا مستحق میں علیؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ سعدؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے زیادہ کسی کو نہیں سمجھتا، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کے وقت تک ان سے راضی رہے۔ لہٰذا جس شخص کو یہ لوگ میرے بعد خلیفہ بنادیں وہی خلیفہ ہے، اس کی اطاعت کرنا۔ الغرض یہ چھ آدمی امارت کا فیصلہ کرنے کیلئے جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا "اس کام میں ہم میں سے تین آدمی باقی تین آدمیوں کے حق میں دستبردار ہوجائیں"۔ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعدؓ دستبردار ہوگئے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے کہا "تم میں سے کون امارت سے دستبردار ہوتا ہے، جو دستبردار ہوجائے گا ہم امارت کا فیصلہ اُسی کے سپرد کردیں گے"۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "میں تم سے اس معاملہ میں جھگڑنے والا نہیں، اگر تم لوگ چاہو تو میں تم میں سے ایک کو منتخب کردوں، کیا تم اس کام کو میرے حوالہ کرتے ہو۔ مجھ پر اللہ کا واسطہ ہوگا کہ میں تم میں سے جو بہتر ہو اُسے خلیفہ بنانے میں کوتاہی نہ کروں"۔ ان دونوں نے کہا "ہمیں منظور ہے"۔ اس واقعہ کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ انتخاب کے کام میں مشغول ہوگئے۔ تین راتیں اُنہوں نے اس کام میں صَرف کیں۔ ان راتوں میں وہ بہت ہی کم سوئے۔ اُنہوں نے اکابر صحابہؓ سے مشورہ کیا اور (تین دن بعد) صبح کے وقت مجمع عام میں حضرت عثمانؓ کی خلافت کا اعلان کردیا اور حضرت علیؓ سے معذرت طلب کی۔[4]

علم کا شوق اور انکساری | حضرت عبدالرحمٰنؓ اکابر صحابہؓ میں شمار ہوتے ہیں لیکن علم کا اتنا شوق تھا کہ حضرت عبداللہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تقدیم الجماعۃ من یصلی بھم عن مغیرہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الحدود باب رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت۔
[3] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مناقب عثمان رضؓ وکتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس۔

ابن عباسؓ سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے اور اس کو اپنے لئے باعث عار نہیں سمجھتے تھے۔[1]

خشیت | ایک دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ روزے سے تھے۔ اُن کے سامنے کھانا لایا گیا۔ کہنے لگے "مصعبؓ شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے، اُن کو کفن میں صرف ایک چادر میسّر ہوئی وہ بھی اتنی چھوٹی کہ سر ڈھانکتے تھے تو پیر کھُل جاتے تھے، پیر ڈھانکتے تھے تو سر کھُل جاتا تھا۔ حمزہؓ شہید ہوئے تو اُنہیں بھی ایک کپڑے کا کفن دیا گیا، اور وہ مجھ سے بہتر تھے، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں دُنیا کی زندگی میں پاکیزہ چیزیں دیدی گئی ہوں (اور آخرت میں کچھ نہ ملے)" پھر وہ رونے لگے اور کھانا نہ کھایا۔[2]

خارش کا مرض | ایک دفعہ اُن کو کھُجلی کا مرض ہوگیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دی۔[3]

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گیہوں، جَو، کشمش اور کھجور کی بیع سَلَم کیا کرتے تھے۔[4]

حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ

حضرت عبداللہ، حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے صاحبزادے ہیں۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کی اور غارِ ثور میں پناہ لی تو حضرت عبداللہؓ اس زمانہ میں ایک ذہین اور سمجھدار نوجوان تھے۔ حضرت عبداللہؓ بھی رات کو غار ہی میں رہا کرتے تھے اور صبح کو مکّہ معظّمہ میں واپس چلے جاتے تھے۔ دن کے وقت کُفّارِ مکّہ جو باتیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف کرتے تھے حضرت عبداللہؓ اُنہیں سُنتے اور محفوظ کر لیتے اور رات کے وقت آکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مطلع کر دیتے تھے۔[5] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کیلئے ایک حلہ خریدا گیا لیکن اس میں آپ کو کفن نہیں دیا گیا، عبداللہ نے

حضرت عبداللہ بن ابی طلحہؓ

حضرت عبداللہؓ، حضرت ابوطلحہؓ کے صاحبزادے تھے۔ یہ جب پیدا ہوئے تو حضرت انسؓ انہیں لیکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں آئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت ایک کملی اوڑھے ہوئے اپنے اونٹ کو روغن مل رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت انسؓ سے فرمایا "تمہارے پاس کچھ کھجوریں ہیں؟" انہوں نے کہا "ہاں"۔ آپؐ نے کھجور چبا کر اُن کو چٹائی، وہ کھجور چُوسنے لگے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انصار کو کھجور سے (بہت) محبت ہے"۔ پھر آپؐ نے ان کا نام عبداللہؓ رکھ دیا۔[6]

حضرت عبداللہ بن اُمیّہؓ

حضرت عبداللہؓ، حضرت اُمّ سلمہؓ کے بھائی ہیں، جنگِ طائف میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک تھے۔[7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحدود باب رجم المحبلی من الزنا اذا احصنت عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الکفن من جمیع المال وباب اذا لم یوجد الا ثوب واحد۔ [3] صحیح بخاری کتاب اللباس باب ما یرخص للرجال من الحریر من الحکۃ عن انسؓ وصحیح مسلم کتاب اللباس۔ [4] صحیح بخاری کتاب السلم باب السلم۔ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب استعمال ابل الصدقۃ عن انسؓ وصحیح مسلم کتاب الآداب (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعَیرؓ

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ پھیرا تھا۔ [1]

حضرت عبداللہ بن جُبیرؓ

جنگِ اُحُد میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیراندازوں کا ایک دستہ ایک جگہ متعین فرمایا۔ اس دستہ پر آپؐ نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو امیر بنایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دستہ کے لوگوں سے فرمایا "تم یہاں سے نہ ہٹنا، جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں"۔ جنگ شروع ہوئی، کُفّار شکست کھا کر بھاگے، حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے دستہ کے لوگوں نے (جب کافروں کو بھاگتے دیکھا تو) کہنا شروع کیا "مالِ غنیمت مالِ غنیمت" (یہ کہکر وہ مالِ غنیمت لُوٹنے کے لئے جانے لگے) حضرت عبداللہؓ نے اُنہیں بہت سمجھایا کہ (ایسا نہ کرو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ یہاں سے نہ ہلنا۔ لیکن اُنہوں نے حضرت عبداللہؓ کا کہنا نہ مانا اور مالِ غنیمت لُوٹنے میں مصروف ہو گئے (اور نقصان اُٹھایا) [2]

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا حضرت زبیرؓ پر چار لاکھ (درہم) کا قرضہ تھا۔ جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے والد کے قرضہ کی ادائیگی کا اہتمام کیا تو حضرت عبداللہ بن جعفرؓ ان کے پاس گئے اور کہا "اگر تم چاہو تو میں قرضہ معاف کر دوں"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا "نہیں"۔ انہوں نے کہا "اگر تم مؤخّر کرنا چاہتے ہو تو میں اس کو مؤخّر کر دوں"۔ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے فرمایا "نہیں"۔ یہ کہکر اُنہوں نے قرضہ ادا کر دیا [3]

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں "ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا اور مجھ سے چپکے سے ایک بات کہی، میں وہ بات کسی سے بیان نہ کروں گا"۔ [4]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب کبھی سفر سے واپس آتے تو حضرت عبداللہؓ آپؐ کا استقبال کرتے۔ آپؐ اُنہیں اپنے ساتھ سوار کر لیتے اور اسی طرح مدینہ منورہ میں داخِل ہوتے [5]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب انہیں سلام کرتے تو اس طرح کہتے "اے ذوالجناحین کے بیٹے تم پر سلام ہو"۔ [6]

حضرت عبداللہ بن حُذافہ بن قیس بن عدی سہمیؓ

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں ایک لشکر کے ساتھ سپہ سالار بنا کر روانہ کیا، ان ہی کے سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ" (اللہ کی اطاعت کرو، رسُولؐ کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو امیر ہو اُس کی اطاعت کرو) [7]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الدّعوات باب الدّعاء للصبیان۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ اُحُد وکتابُ الجہاد باب ما یکرہ من التنازع فی الحرب۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب برکۃ الغازی فی مالہ۔ [4] صحیح مسلم باب فضائل عبداللہ بن جعفرؓ۔ [5] صحیح مسلم باب فضائل عبداللہ بن جعفرؓ۔ [6] صحیح بخاری باب مناقب جعفر بن ابی طالبؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ النساء) وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء۔

ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص مجھ سے کوئی بات پُوچھنی چاہے تو وہ مجھ سے پُوچھ لے میں جب تک اس مقام پر کھڑا ہوں تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا"۔ حضرت عبداللہؓ کو بعض لوگ حُذافہ کے کے علاوہ دوسرے کی طرف منسوب کرتے تھے۔ انہوں نے پوچھا "میرا باپ کون ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے باپ حذافہ ہیں" (اِس جواب سے ولدیت کے متعلّق لوگوں کو جو شک تھا وہ دور ہوگیا) [1]

اس واقعہ کے بعد اُن کی والدہ نے ان سے کہا "میں نے تجھ سے زیادہ نالائق کوئی بیٹا نہیں دیکھا، کیا تجھے اس بات کا ڈر نہیں تھا کہ کہیں تیری ماں نے بھی وہ گناہ کیا ہو جو جاہلیّت کے زمانہ میں عورتیں کرتی تھیں، کیا تو مجھے رُسوا کرنا چاہتا تھا"۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "اگر میرا رشتہ ایک حبشی غلام سے بھی جوڑ دیا جاتا تو میں اُس سے وابستہ ہو جاتا"۔ [2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسریٰ کو جو تبلیغی خط روانہ کیا تھا وہ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ لیکر گئے تھے حضرت عبداللہؓ نے حسبِ ہدایت وہ خط بحرین کے حاکم کو پہنچا دیا، اُس نے کسریٰ کو بھیج دیا۔ [3]

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کُفّار کی ہجو میں اشعار کہو"۔ حضرت عبداللہؓ نے ایک ہجو لکھی لیکن وہ ہجو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پسند نہ آئی۔ [4] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قیامِ شب کے متعلّق اُنہوں نے چند اشعار لکھے تھے جو سیرۃ النبیؐ میں صفحہ ۴۳۷ پر بیان کر دئے گئے ہیں۔

ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عبداللہ بن اُبی کی مجلس میں پہنچے، مجلس میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بھی موجود تھے اور یہ مُسلم ہو چکے تھے۔ چند اور مسلم بھی مجلس میں موجود تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عبداللہ بن اُبیّ کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ کہنے لگا "تم گھر واپس جاؤ، جو شخص تمہارے پاس آئے اُسے نصیحت کرو"۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہماری مجلس میں آکر ہمیں غبار آلود کیجئے، ہم اسے پسند کرتے ہیں"۔ اس بات پر مسلمین اور کافروں میں کافی سخت کلامی ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُنہیں خاموش کرتے رہے، جب معاملہ ٹھنڈا ہوگیا تو آپؐ وہاں سے چلے آئے۔ [5]

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بے ہوش ہوگئے، اُن کی بہن عَمرۃ رونے اور اُن کی تعریف کرنے لگیں، جب وہ ہوش میں آئے تو کہنے لگے "جو کچھ تم کہہ رہی تھیں اُس کے متعلّق مجھ سے پوچھا جا رہا تھا کہ کیا تم ایسے ہی تھے؟" [6]

جنگ مُوتہ اور حضرت عبداللہؓ کی شہادت | جنگِ مُوتہ میں حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم کے مطابق اُنہوں نے جھنڈا لیا اور (لڑتے لڑتے) شہید ہوگئے۔ [7]

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصمؓ مازنی انصاری

حضرت عبداللہؓ لوگوں کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وضوء کا طریقہ بتایا کرتے تھے۔ [8] حضرت یزیدؒ کے خلاف

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب توقیرہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب توقیرہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب کتاب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم إلی کسریٰ عن ابن عباسؓ۔ [4] صحیح مسلم باب فضائلِ حسانؓ عن عائشہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المرضیٰ و کتاب الادب باب کُنیۃ المشرک و کتاب التفسیر (سورۃ آل عمران) و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب دعاء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الی اللہ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ موتۃ عن نعمان بن بشیرؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجنائز عن انسؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب الوضوء و صحیح مسلم کتاب الوضوء۔

جب ابن حنظلہ نے موت پر بیعت لی تو حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے صاف انکار کر دیا۔ انہوں نے فرمایا "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد موت پر کسی سے بیعت نہیں کروں گا۔" [1]

حضرت عبداللہ بن سرجسؓ

حضرت عبداللہ بن سرجسؓ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں شریک تھے، انہوں نے آپؐ کے ساتھ ثرید کھایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کیلئے دعائے مغفرت کی، پھر وہ آپؐ کے پیچھے جا کر کھڑے ہو گئے اور مہرِ نبوت کو دیکھنے لگے۔ [2]

حضرت عبداللہ بن سلامؓ

حضرت عبداللہ بن سلامؓ یہودیوں کے قبیلہ بنو قینقاع کے ایک فرد تھے۔ [3] جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو اُس وقت حضرت عبداللہؓ اپنے باغ میں تھے۔ آپؐ کی آمد کی خبر سنتے ہی وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، کچھ دیر آپؐ کی باتیں سنیں اور واپس چلے آئے۔ کچھ دیر بعد پھر حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند سوالات کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوالات کے جوابات دئے۔ وہ جانتے تھے کہ ان سوالات کا جواب سوائے نبی کے اور کوئی نہیں دے سکتا لہٰذا جواب سنتے ہی وہ فوراً مسلم ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "تمام یہودی جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں، ان کے سردار کا بیٹا ہوں، ان سب سے زیادہ عالم ہوں اور ان سب سے زیادہ علم رکھنے والے کا بیٹا ہوں، آپؐ یہودیوں کو بُلوائیے وہ بہت جھوٹے اور بہتان لگانے والے ہیں، اس سے قبل کہ ان کو میرے ایمان لانے کی خبر ہو، آپؐ اُن سے میرا حال دریافت فرمائیے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بُلوایا۔ یہودی حاضر ہوئے۔ حضرت عبداللہؓ گھر کے اندر چھپ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اسلام کی دعوت دی، انہوں نے انکار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پُوچھا "اچھا یہ بتاؤ کہ عبداللہ بن سلامؓ تم لوگوں میں کیسا آدمی ہے؟" انہوں نے کہا "وہ ہمارا سردار ہے ہمارے سردار کا بیٹا ہے، ہم سب سے زیادہ عالم اور ہم سب سے زیادہ عالم کا بیٹا ہے، وہ ہم سب سے بہتر اور ہم سب سے بہتر آدمی کا بیٹا ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر وہ مسلم ہو جائے؟" یہودی کہنے لگے "حاشا للہ، وہ ہرگز مسلم نہیں ہوگا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابن سلامؓ باہر آؤ۔" حضرت عبداللہؓ باہر آئے اور کہا "اے یہودیو! اللہ سے ڈرو، تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسولؐ ہیں اور حق کے ساتھ آئے ہیں۔" یہودیوں نے کہا "تم جھوٹ بولتے ہو، تم سب سے بدتر اور سب سے بدتر آدمی کے بیٹے ہو۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن یہودیوں کو باہر نکلوا دیا۔ [4]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے پُوچھا "کیا سنگسار کرنے کا حکم تمہیں توریت میں نہیں ملتا؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "تم جھوٹ کہتے ہو، اگر تم سچے ہو تو توریت لاؤ۔" یہودی توریت لائے، ان کے مدرس نے آیۂ رجم پر ہاتھ رکھ کر پڑھنا شروع کیا۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "ہاتھ ہٹاؤ۔" اُس نے ہاتھ ہٹایا تو اسکے ہاتھ کے نیچے سے آیۂ رجم نکلی۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب البیعۃ فی الحرب۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب اثبات خاتم النبوۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ وباب خلق آدمؑ عن ابن سلامؓ وباب مناقب المہاجرین وباب مناقب عبداللہ بن سلامؓ وکتاب التفسیر (سورۃ البقرۃ) باب من کان عدوًّا لجبریل عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ آل عمران) وصحیح مسلم کتاب الحدود عن ابن عمرؓ

فضائل | حضرت سعدؓ کہتے ہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی زندگی ہی میں ان کے لئے جنّت کی بشارت دیدی تھی۔[1] حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے چہرہ سے خشوع ظاہر ہوتا تھا۔ ایک دن ان سے کہا گیا "لوگ کہتے ہیں کہ آپ جنّتی ہیں"۔ کہنے لگے "اللہ کی قسم کسی کو یہ سزاوار نہیں کہ وہ ایسی بات کہے جس کا اُسے علم نہ ہو، میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے، ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں۔ جو بہت وسیع اور سرسبز و شاداب تھا۔ اس کے درمیان میں لوہے کا ایک سُتون تھا جس کا اوپر کا حصّہ آسمان میں تھا، اس کے اوپر ایک کڑا لگا ہوا تھا۔ مجھ سے کہا گیا کہ "چڑھو" میں نے کہا 'میں نہیں چڑھ سکتا'، پھر ایک خادم آیا۔ اُس نے پیچھے سے میرے کپڑوں کو اُٹھایا، پھر میں اس پر چڑھ کر اس کی بلندی تک پہنچ گیا اور وہ کڑا پکڑ لیا، پھر مجھ سے کہا گیا 'مضبوطی سے پکڑے رہو'۔ پھر میں جاگ گیا، میں نے یہ خواب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کیا، آپؐ نے فرمایا وہ باغ اسلام ہے، وہ ستون اسلام کا ستون ہے، وہ کڑا مضبوط کڑا ہے، تم اسلام پر قائم رہو گے جب تک تمہیں موت آئے"۔[2]

(نوٹ:۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے وہ حدیث خود نہیں سُنی تھی جو حضرت سعدؓ اُن کے متعلق سُن چکے تھے)

مہمان نوازی اور تقویٰ | ایک مرتبہ حضرت ابوبُردہؓ مدینہ منوّرہ آئے اور حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے ملاقات کی۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "آپ گھر تشریف لے چلیں تاکہ میں آپ کو ستّو پلاؤں اور کھجور کھلاؤں"۔ پھر حضرت عبداللہؓ نے اُن سے فرمایا "آپ ایسی زمین میں ہیں جہاں سود جاری ہو گیا ہے (یعنی مقروض، قرضخواہ کو تحفے بھیجتے ہیں) لہٰذا اگر آپ کا کسی پر قرضہ ہو اور وہ آپ کو کسی قسم کا تحفہ بھیجے تو آپ اُسے نہ لیں کیونکہ یہ بھی سُود ہے"۔[3]

حضرت عبداللہ بن سہلؓ

ایک دن حضرت عبداللہ بن سہلؓ، حضرت محیصہؓ کے ساتھ خیبر گئے۔ اس زمانہ میں خیبر کے یہودیوں سے مسلمین کی صلح تھی، خیبر پہنچ کر وہ دونوں ایک دوسرے سے علیٰحدہ ہو گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت محیصہؓ، حضرت عبداللہؓ کے پاس گئے تو اُنہیں مقتول پایا۔ حضرت محیصہؓ نے یہودیوں سے کہا "تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے"۔ یہودیوں نے انکار کیا۔ حضرت محیصہؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم قسم کھا کر اپنے رشتہ دار کے قاتل کو قتل کرنے کا حق ثابت کرو"۔ انہوں نے کہا "ہم کیسے قسم کھا سکتے ہیں، ہم نے (کسی کو قتل کرتے) نہیں دیکھا" (غرض یہ کہ قاتل کا پتہ نہ چلا تو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبداللہؓ کی دیت اپنے پاس سے ادا کر دی۔[4]

حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ

حضرت عبداللہؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا حضرت عبّاسؓ کے لڑکے تھے۔ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہؓ ان کی خالہ تھیں۔[5] حضرت ابن عبّاسؓ بچپن میں بچّوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے، ایک مرتبہ جبکہ وہ کھیل رہے تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے، حضرت ابنِ عبّاسؓ کواڑ کے پیچھے چھپ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے پاس

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن سلامؓ و صحیح مسلم باب فضائل عبداللہ بن سلامؓ عن سعدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن سلامؓ و صحیح مسلم باب فضائل ابن سلامؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن سلامؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الموادعۃ المصالحۃ مع المشرکین و کتاب الدیات و صحیح مسلم کتاب القسامۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب قراءۃ القرآن بعد الحدث۔

آگئے اور دونوں کندھوں کے درمیان تھپکی دیکر فرمایا "جاؤ معاویہؓ کو بلا لاؤ"۔ حکم کی تعمیل میں وہ فوراً روانہ ہوگئے۔[1]

حضرت عبداللہ کبھی کبھی اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے ہاں جاکر سو جایا کرتے تھے۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہؓ حضرت میمونہؓ کے ہاں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھ کر تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت پڑھیں پھر سو گئے، پھر آپؐ اٹھے اور فرمایا "کیا بچہ سو رہا ہے؟" حضرت ابن عباسؓ (اٹھے اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب جاکر کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی داہنی طرف کرلیا۔ پھر پانچ رکعتیں پڑھیں (پھر جب صبح ہوئی تو) آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں اور پھر باہر تشریف لے گئے۔[2]

ایک دفعہ اور ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ پھر آپؐ کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا داہنا کان پکڑا اور اُن کو اپنی دائیں جانب کرلیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو رکعتیں کرکے بارہ رکعتیں پڑھیں، پھر وتر پڑھا۔[3]

حجۃ الوداع | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو حضرت عبداللہؓ قریب البلوغ تھے۔[4] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ضعیف لوگوں کے ساتھ رات ہی کو مزدلفہ سے منیٰ روانہ کردیا تھا۔[5]

علم | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے لگایا اور فرمایا "اے اللہ انہیں کتاب اور حکمت کا علم دیدے"۔

ایک مرتبہ اُن میں اور حُرّ بن قیس بن حصن فزاری میں اِس بات پر اختلاف ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جن سے ملنے گئے تھے وہ کون تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا "وہ خضر تھے"۔ حضرت حُرّ نے کسی اور کا نام لیا۔ اتنے میں حضرت اُبیّ ابن کعبؓ وہاں سے نکلے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اُنہیں بُلایا اور اُن سے یہ بات دریافت کی۔ حضرت اُبیّ ابن کعبؓ نے حضرت ابن عباسؓ کی تائید کی۔[6]

فقہ | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء تشریف لے گئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے آپؐ کیلئے وضو کا پانی رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یہ پانی کس نے رکھا ہے؟" کسی نے آپؐ کو بتایا کہ ابن عباسؓ نے رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ اسے دین میں سمجھ عطا فرما"۔[7]

تحقیقِ مسائل | حضرت عبداللہ مسائل کی تحقیق کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اُن میں اور حضرت مسور بن مخرمہؓ میں اختلاف ہوا۔ حضرت ابنِ عباسؓ کہتے تھے کہ مُحرِم سر دھو سکتا ہے، حضرت مسورؓ کہتے تھے کہ مُحرم سر نہیں دھو سکتا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت عبداللہ بن حنین کو حضرت ابو ایوبؓ کے پاس بھیجا تاکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ بتائیں۔ حضرت ابوایوبؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ احرام میں سر دھولیا کرتے تھے۔[8]

امر بالمعروف | حضرت ابن عباسؓ نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن حارث کو بالوں کا جُوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا تو کھڑے ہوکر اُن کا جُوڑا کھول دیا۔ جب حضرت عبداللہ بن حارث نے سلام پھیرا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا "تمہیں میرے سر سے کیا مطالب تھا؟" حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اس طرح نماز پڑھنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اُس کے دونوں ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے ہوں"۔[9]

---

[1] صحیح مسلم کتاب البر باب من لعنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولیس ہو اھلاً لذلک کان لہ زکاۃً۔ [2] صحیح بخاری کتاب العلم باب السمر فی العلم [3] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب قراءۃ القرآن بعد الحدث۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب سترۃ الامام۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من قدم ضعفۃ اہلہ بلیل۔ [6] صحیح بخاری کتاب العلم وکتاب المناقب باب ذکر ابن عباسؓ [7] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب وضع الماء عند الخلاء عن ابن عباسؓ وصحیح مسلم باب فضائل ابن عباسؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الاغتسال للمحرم۔ [9] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اعضاء السجود۔

اتباعِ سُنّت | ایک مرتبہ بارش ہو رہی تھی، حضرت ابنِ عبّاسؓ نے اپنے مؤذّن سے کہا کہ "حیّ علی الصّلوٰۃ" نہ کہنا بلکہ اس کی جگہ یہ کہنا کہ "اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو"۔ لوگوں نے اس کو بُرا سمجھا، حضرت ابن عبّاسؓ نے کہا "تم اس کام پر تعجّب کر رہے ہو؟ یہ کام اُنہوں نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے، یعنی نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے"۔[1]

تعلیم و تربیتِ اولاد | اپنی اولاد اور اپنے شاگردوں کی تعلیم و تربیت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ بعض دوسرے صحابیوں کے پاس بھی انہیں جانے کی ہدایت کرتے۔ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے لڑکے علی اور اپنے شاگرد عکرمہ سے کہا کہ حضرت ابوسعیدؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے حدیث سُنو۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نظر میں حضرت ابن عبّاسؓ کی منزلت | ایک مرتبہ حضرت ابنِ عبّاسؓ سے ایک شخص نے پُوچھا "کیا آپ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ عید کی نماز کو گئے ہیں"۔ حضرت ابنِ عبّاسؓ نے فرمایا "ہاں، اگر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نگاہ میں میری قدر نہ ہوتی تو مَیں صغرِ سنی کی وجہ سے آپؐ کے ساتھ نہ جاتا"۔ پھر حضرت ابن عبّاسؓ نے نمازِ عید کی کیفیت بتائی۔[3]

تعلیم دینے کا شوق | ایک مرتبہ حضرت ابوجمرہؒ نے حج تمتّع کیا۔ بعض لوگوں نے انہیں حج تمتّع سے منع کیا تو وہ حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ کے پاس گئے اور ان سے اس کے متعلّق سوال کیا۔ حضرت ابن عبّاسؓ نے انہیں حج تمتّع کا حکم دیا۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابوجمرہؒ نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے "حجِّ مبرور اور عمرۂ مقبول"۔ حضرت ابوجمرہؒ نے یہ خواب حضرت ابنِ عبّاسؓ سے بیان کیا۔ حضرت ابن عبّاسؓ نے فرمایا "یہ تو ابوالقاسم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت ہے" (پھر کیوں نہ مقبول ہو) پھر حضرت ابن عبّاسؓ نے حضرت ابوجمرہؒ سے کہا "تم میرے پاس رہو (اور علم حاصل کرو) میں اپنے مال میں سے کچھ حصّہ تمہیں دیدوں گا"۔[4]

حضرت ابن عبّاسؓ مہاجرین میں سے چند آدمیوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ان مہاجرین میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی شامل تھے۔[5]

اسلامی حمیّت | ایک مرتبہ حضرت ابن عبّاسؓ نے فرمایا "اے جماعتِ مسلمین، تم کیسے اہلِ کتاب سے سوال کر سکتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ نے اپنے نبی پر نازل فرمائی ہے تر و تازہ ہے۔ تم اسے پڑھتے ہو، اس میں کسی قسم کی آمیزش نہیں، اور بے شک اللہ نے تمہیں بتا دیا ہے کہ اہلِ کتاب نے ان فرائض کو جو اللہ نے مقرر فرمائے تھے بدل دیا، اور اپنے ہاتھوں سے اُس کتاب میں تغیّر و تبدّل کیا اور کہنے لگے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ اس کے ذریعہ کچھ دُنیوی فائدہ حاصل کریں۔ تو کیا جو علم تمہارے پاس آچکا ہے وہ تمہیں اس سے نہیں روکتا کہ تم ان سے سوال کرو۔ اللہ کی قسم ہم نے ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ تمہاری طرف نازل شدہ شریعت کے متعلّق کچھ سوال کرے"۔[6]

حضرت عمرؓ کی نظر میں حضرت ابن عبّاسؓ کی منزلت | حضرت ابن عبّاسؓ باوجود کم سِنی کے حضرت عمرؓ کی مجلسِ شوریٰ کے رکن تھے، حضرت عمرؓ ان کو اپنے قریب بٹھاتے تھے۔ ایک دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا "ان کے مثل ہمارے بھی بیٹے ہیں (ان کو مجلسِ شوریٰ کا رکن کیوں نہیں بناتے)" حضرت عمرؓ نے کہا "اس کی وجہ تو تمہیں بھی معلوم ہوگی"۔ پھر ایک دن حضرت

---

[1] صحیح مسلم باب الصّلوٰۃ فی الرحال۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب التعاون فی بناء المسجد۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب وضوء الصبیان۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب التمتّع۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الحدود باب رجم المحبلی من الزنا اذا احصنت۔ [6] صحیح بخاری کتابُ الشہادات باب لایُسأل اہلُ الشرک عن الشہادۃ۔

عمرؓ نے ارکان شوریٰ سے پوچھا کہ "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ الخ کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔" ان میں سے بعض نے کہا "اس میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہمیں نُصرت اور فتح دی جائے تو اللہ کی حمد کریں اور اس سے معافی مانگیں۔" بعض نے کچھ نہ کہا (خاموش رہے) پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابن عبّاسؓ سے پُوچھا، حضرت ابنِ عبّاسؓ نے کہا "اِس سُورت میں اللہ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مَوت کی خبر دی تھی"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "میں بھی وہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو۔"[1]

احترامِ حدیث ایک مرتبہ حضرت ابن عبّاسؓ کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور اُس نے کہا "یہ کیا بات ہے کہ آپ کے چچازاد بھائی لوگوں کو شہد اور دودھ پلاتے ہیں اور آپ نبیذ پلاتے ہیں، یہ بات ضرورتاً ہے یا بخل کی وجہ سے ہے؟" حضرت ابنِ عبّاسؓ نے فرمایا "الحمدللہ، ہمیں نہ اس کی ضرورت ہے اور نہ بخل کی وجہ سے ہم ایسا کرتے ہیں (حجّۃ الوداع میں) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی سواری پر تشریف لائے اور ہم سے پانی مانگا، ہم نے آپؐ کو ایک برتن میں نبیذ دیا، آپؐ نے پیا اور فرمایا 'تم اچھا کام کر رہے ہو، اسی طرح کرتے رہنا'۔ لہٰذا ہم اس چیز کو بدلنا نہیں چاہتے جس چیز کا حکم ہم کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیا ہے۔"[2]

کسرِ نفسی ایک مرتبہ اجناس کے تبادلہ کے سلسلہ میں ان میں اور حضرت ابوسعیدؓ خدریؓ میں کچھ اختلاف ہوا، حضرت ابوسعیدؓ ان کے پاس آئے اور پوچھا "کیا آپ نے صَرف کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کچھ سُنا ہے یا اللہ عزّوجلّ کی کتاب میں پڑھا ہے؟" حضرت ابن عبّاسؓ نے فرمایا "جہاں تک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُننے کا معاملہ ہے تو تم اس کے زیادہ عالم ہو، رہا کتابُ اللہ کا معاملہ تو میں یہ بات نہیں جانتا (کہ اس میں ہو) البتّہ مجھ سے اُسامہؓ نے ایسا ہی بیان کیا تھا۔"[3]

اظہارِ حق ایک مرتبہ نَجدَہ بن عامر خارجی نے حضرت ابن عبّاسؓ کو ایک خط لکھ کر پانچ باتیں دریافت کیں، حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ نے فرمایا "اگر مجھے علم چھپانے (کے گناہ) کا اور اُس کے حماقت میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اُسے جواب نہ لکھتا اور اُس کی آنکھوں کو ٹھنڈک نہ پہنچاتا۔" حضرت ابن عبّاسؓ نے اسے جواب میں لکھا "تو نے پوچھا کہ کیا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عورتوں کو جہاد میں ساتھ رکھتے تھے۔ بے شک ساتھ رکھتے تھے۔ تو نے مجھ سے پُوچھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عورت اور غلام کو مالِ غنیمت میں سے حصّہ دیتے تھے یا نہیں، تو بے شک اُنہیں حصّہ نہیں دیا جاتا تھا البتّہ اُنہیں انعام دیا جاتا تھا۔ تو نے مجھ سے پوچھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بچّوں کو قتل کرتے تھے یا نہیں۔ تو بے شک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بچّوں کو قتل نہیں کرتے تھے، تُو بھی قتل نہ کر سوائے اس صورت کے کہ تجھے ایسا علم ہو جیسا موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھی کو تھا جب کہ اُنہوں نے ایک لڑکے کو قتل کیا تھا۔ تو نے مجھ سے پُوچھا کہ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے، تو یتیم کا نام اس سے اُس وقت تک نہ ہٹے گا جب تک وہ بالغ نہ ہو، اسے عقل نہ آئے۔ بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ڈاڑھی نکل آتی ہے مگر انہیں نہ لینے کا شعور ہوتا ہے نہ دینے کا، لہٰذا جب وہ اپنے فائدہ کیلئے اچھی باتیں کرنے لگیں جیسا کہ اور لوگ کرتے ہیں اور اُن کا مال اُنہیں دیدیا جائے تو اُن کی یتیمی ختم ہوگئی۔ اور تو نے مجھ سے پُوچھا کہ مالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ کس کے لئے ہے اور ذوی القربیٰ کون لوگ ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم سمجھتے تھے کہ ذوی القربیٰ ہم ہیں اور خُمس ہمارے لئے ہے، لیکن ہماری قوم (یعنی مسلمین) نے اسے تسلیم نہیں کیا۔"[4]

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ وکتاب المغازی ابواب فتح مکّۃ وکتاب التفسیر (سُورۃ اذا جآء) [2] صحیح مسلم کتاب الحج باب وجوب المبیت بمنیٰ لیالی ایام التشریق۔ [3] صحیح مسلم کتاب البیوع باب بیع الطعام مثلاً بمثل۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب النساء الغازیات یرضخ لھن ولا یسھم۔

حضرت عبداللہؓ بن عبداللہ بن اُبَیّ

حضرت عبداللہؓ، منافقین کے سردار عبداللہ بن اُبَیّ کے لڑکے تھے۔ جب عبداللہ بن اُبَیّ کا انتقال ہوا تو حضرت عبداللہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور آپؐ سے اپنی قمیص دینے کی درخواست کی تاکہ وہ اپنے باپ کو اس کا کفن دے سکیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قمیص عنایت فرمادی۔ پھر اُنہوں نے نمازِ جنازہ پڑھانے کی درخواست کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھانے کی ممانعت فرمادی۔[1]

حضرت عبداللہ بن عَتِیکؓ

حضرت عبداللہ بن عتیکؓ، ایک انصاری صحابی تھے۔

یہودیوں کا سردار ابورافع، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف (آپؐ کے دشمنوں کو) مدد دیا کرتا تھا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جب اس کی سازشوں کا علم ہوا تو آپؐ نے انصار کے ایک دستہ کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس دستہ پر حضرت عبداللہ بن عتیکؓ کو امیر مقرر کیا۔ ابورافع ایک قلعہ کے اندر رہا کرتا تھا۔ جب یہ دستہ وہاں پہنچا تو سُورج غروب ہو چکا تھا۔ حضرت عبداللہؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا "تم یہیں ٹھہرو، میں جاکر دربان سے کوئی لطیف حیلہ کروں گا، شاید اِس طرح میں اندر داخل ہوجاؤں"۔ یہ کہکر حضرت عبداللہؓ پھاٹک کے قریب پہنچ گئے۔ اتّفاق سے قلعہ والوں کا ایک گدھا گُم ہوگیا تھا، وہ اسے تلاش کرنے نکلے، حضرت عبداللہؓ بھی ان کے ساتھ چلے گئے اور یہ ظاہر کیا کہ گویا وہ بھی تلاش کر رہے ہیں۔ کچھ دیر بعد اُنہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں قلعہ والے اُنہیں پہچان نہ لیں، لہٰذا وہ اپنی چادر اوڑھ کر اس طرح بیٹھ گئے گویا وہ قضائے حاجت کر رہے ہیں۔ اس اثناء میں گدھا مل گیا۔ دربان نے کہا "اے اللہ کے بندے، اگر تم اندر داخل ہونا چاہتے ہو تو آجاؤ، میں پھاٹک بند کر رہا ہوں"۔ حضرت عبداللہؓ قلعہ کے اندر داخل ہوگئے اور گدھوں کے باڑے میں چھپ گئے، دربان نے پھاٹک بند کردیا اور کُنجیوں کو ایک کھونٹی پر لٹکا دیا (کچھ دیر بعد) حضرت عبداللہؓ نے کنجیاں اُتار لیں اور پھاٹک کھول دیا۔

جب بالکل سنّاٹا ہوگیا تو حضرت عبداللہ بالاخانہ پر چڑھے جہاں ابورافع سویا کرتا تھا۔ جب وہ کسی دروازہ میں داخل ہوتے تو اُسے اندر سے بند کردیتے تاکہ لوگ ابورافع کی امداد کو نہ پہنچ سکیں۔ حضرت عبداللہؓ، ابورافع کے پاس پہنچ گئے، وہ اپنے اہل وعیال کے درمیان لیٹا ہوا تھا۔ تاریکی کی وجہ سے وہ دیکھ نہ سکے کہ ابورافع کونسا ہے، لہٰذا انہوں نے اُسے آواز دی، اُس نے کہا "کون ہے"۔ حضرت عبداللہؓ آواز کی طرف بڑھے اور تلوار کا وار کیا لیکن وہ خالی گیا۔ ابورافع چیخا تو وہ کمرے کے باہر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر اندر گئے اور آواز بدل کر اس طرح پوچھا گویا کہ وہ اس کی مدد کو آئے ہیں۔ ابورافع کی آواز سُن کر اُنہوں نے پھر اندازے سے وار کیا لیکن وار خالی گیا۔ اُنہوں نے پھر آواز بدلی اور آگے بڑھ کر تلوار کی دھار اُس کے پیٹ پر رکھ کر اس زور سے دبایا کہ وہ پیٹھ تک پہنچ گئی۔ پھر وہ یکے بعد دیگرے دروازے کھولتے ہوئے زینہ تک پہنچ گئے (گھبراہٹ میں اُنہیں زینہ کا خیال نہیں رہا) وہ یہ سمجھے کہ وہ زمین پر پہنچ گئے ہیں، اُنہوں نے زمین سمجھ کر پیر رکھا وہ گر پڑے اور اُن کی پنڈلی ٹوٹ گئی، انہوں نے پنڈلی پر اپنا عمامہ باندھ لیا، پھر وہ صبح تک وہیں ٹھہرے رہے۔ صبح کو

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) وکتاب اللباس وصحیح مسلم باب فضائل عمرؓ وکتاب صفات المنافقین۔

اس کی موت کا اعلان سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت اقدس میں روانہ ہوئے، سارا واقعہ سُنایا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پنڈلی پہ ہاتھ پھیرا، پنڈلی بالکل ٹھیک ہوگئی۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی کُنیت ابو عبدالرحمٰن تھی[2]۔ یہ حضرت عمر فاروقؓ کے صاحبزادے تھے۔ انہوں نے اپنے والدین کے ساتھ مدینہ منوّرہ ہجرت کی۔[3]

جنگِ اُحُد و جنگِ خندق | حضرت عبداللہ بن عمرؓ جنگِ اُحُد کے موقع پہ ۱۴ سال کے تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو شریکِ جنگ ہونے کی اجازت نہیں دی۔ ایک سال کے بعد اُنہوں نے جبکہ وہ پندرہ سال کے تھے جنگِ خندق کے موقع پر اپنے آپ کو پھر پیش کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دی۔[4]

صلح حدیبیہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ صلح حدیبیہ میں شریک تھے اور بیعتِ رضوان میں بھی۔[5]

جنگِ مُوتہ | حضرت عبداللہؓ جنگِ مُوتہ میں بھی شریک تھے۔[6]

فتح مکّہ اور سریّہ خالدؓ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ فتح مکّہ میں شریک تھے۔ فتحِ مکّہ کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ کی امارت میں، بنو جَذیمہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا، حضرت ابنِ عمرؓ اس لشکر میں بھی شامل تھے۔ حضرت خالدؓ نے بنو جَذیمہ کو پہلے اسلام کی دعوت دی، انہوں نے کہا "صبأنا صبأنا" (ہم بے دین ہوگئے یا ہم نے دین بدل دیا) حضرت خالدؓ سمجھے کہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا، لہٰذا اُنہوں نے کچھ کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا۔ ایک دن حضرت خالدؓ نے حکم دیا کہ قیدیوں کو قتل کر دو۔ حضرت عبداللہؓ کہنے لگے، "نہ مَیں قیدی کو قتل کروں گا نہ میرے ساتھی" (کیونکہ مجھے یقین ہوگیا ہے کہ وہ اسلام قبول کر چکے ہیں) جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اِس واقعہ کی خبر دی گئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اللہ، مَیں اس کام سے جو خالدؓ نے کیا بَری الذّمّہ ہوں"۔[7]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک سفر | ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کسی سفر میں چلے جا رہے تھے۔ حضرت عبداللہؓ اپنے والد حضرت عمرؓ کے ایک تُند مزاج اُونٹ پر سوار تھے۔ وہ اُونٹ بار بار نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آگے نکل جایا کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے "اے عبداللہؓ، نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آگے کسی کو نہیں بڑھنا چاہیئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے میرے ہاتھ فروخت کر دو"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "یہ آپ ہی کا ہے"۔ الغرض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ اُونٹ خرید لیا پھر فرمایا "اے عبداللہؓ یہ تمہارا ہے تم اس کے ساتھ جو چاہو کرو"۔[8]

طلاق | ایک مرتبہ انہوں نے اپنی بیوی کو اذیّتِ ماہانہ کی حالت میں طلاق دیدی۔ حضرت عمرؓ نے اس بات کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا، آپؐ نے فرمایا "انہیں حکم دو کہ اس سے رجوع کریں پھر اُسے چھوڑ دیں یہاں تک کہ وہ پاک ہو

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی رافع بسندین وکتاب الجہاد باب قتل المشرک النائم عن براءؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان عدد عمر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وزمانھن۔ [3] صحیح بخاری باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [4] صحیح بخاری کتاب الشہادات باب بلوغ الصبیان وکتاب المغازی باب غزوۃ الخندق۔ [5] صحیح بخاری کتاب الشروط وغیرہ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ موتۃ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم خالدًا۔ [8] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب من اُھدی لہ ھدیۃ وعندہ جلساؤہ عن ابن عمرؓ۔

پھر اُس کو اذیّت ماہانہ آئے پھر وہ پاک ہو، پھر اگر وہ چاہیں تو اُسے روک لیں یا اُس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدیں۔"[1]

جنگِ رُوم (جنگ یرموک) | حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت میں جب رُومیوں سے جنگ ہوئی تو اسلامی لشکر میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی شامل تھے، ان کا غلام بھاگ کر رُومیوں سے جا ملا اور ان کے ایک گھوڑے پر دشمن نے قبضہ کر لیا جب مسلمین کی فتح ہو گئی تو سپہ سالارِ فوج حضرت خالدؓ نے وہ غلام اور وہ گھوڑا حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو واپس کر دیا۔[2]

حضرت عبداللہؓ کی شہادت اور بے باکی | حج کا زمانہ تھا، حضرت عبداللہؓ منیٰ میں تھے۔ کسی شخص نے اُن کے تلوے میں نیزہ مارا (تلوے سے خون بہنے لگا) قدم رکاب سے چپک گیا۔ حضرت سعید بن جبیرؒ نے قدم باہر نکالا۔ حجّاج عیادت کیلئے آیا "اُس نے پُوچھا" آپ کو کس نے زخمی کیا ہے؟" حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "مجھے اُس شخص نے زخمی کیا ہے جس نے اس دن ہتھیار پہننے کا حکم دیا جس دن ہتھیار پہننا جائز نہیں"۔ اس نے کہا "کاش میں اُس شخص کا نام جان لیتا"۔ فرمایا "تو نے مجھے زخمی کیا ہے"۔ اُس نے کہا "یہ کیسے"۔ فرمایا "تو نے ہی حرم میں ہتھیار داخل کئے حالانکہ حرم میں ہتھیار داخل نہیں کئے جاتے تھے"۔[3]

شہ سواری | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھوڑ دوڑ کی مشق کرایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی اس میں شریک ہوتے تھے۔[4]

ذہانت | ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک درخت ہے جس کے پتّے نہیں جھڑتے۔ وہ مثل مسلم کے ہے بتاؤ وہ کونسا درخت ہے؟" صحابہؓ میں سے کوئی نہ بتا سکا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سمجھ گئے لیکن کیونکہ وہ سب سے چھوٹے تھے لہٰذا شرم کی وجہ سے کچھ نہ بولے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ کھجور کا درخت ہے"۔[5]

اتّباعِ سُنّت | حضرت عبداللہ بن عمرؓ اتباعِ سُنّت میں بہت سخت تھے۔ سُنّت کی اتّباع میں زرد خضاب لگاتے۔ بے بالوں کی جوتیاں پہنتے۔[6] مکّہ اور مدینہ کے درمیان راستہ میں جہاں جہاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز پڑھی تھی حضرت ابن عمرؓ وہاں اُتر کر نماز پڑھتے تھے۔[7] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر ہفتہ کو مسجدِ قبا جاتے تھے حضرت ابن عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔[8]

ایک رات کو سخت سردی تھی، بارش ہو رہی تھی، حضرت عبداللہؓ نے ضجنان کے مقام پر اذان دی۔ اذان کے آخر میں اُنہوں نے دو دفعہ کہا "اپنی اپنی منزلوں میں نماز پڑھ لو"۔ پھر کہا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی ایسے موقع پر اپنے مؤذّن کو حکم دیتے تھے کہ وہ اس طرح اعلان کر دے۔[9]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی بیوی کا نام صفیہ بنت ابی عبیدؓ تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ سفر سے واپس آ رہے تھے کہ اُنہیں اُن کی بیوی کی بیماری کی خبر ملی، اُنہوں نے نمازِ مغرب میں تاخیر کی۔ اُن کے لڑکے حضرت سالمؒ نے کہا "نماز پڑھ لیجئے" حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "چلتے رہو"۔ اُنہوں نے پھر نماز یاد دلائی۔ حضرت ابن عمرؓ نے پھر کہا "چلتے رہو"۔ دو تین میل چلنے کے بعد اُترے اور نماز مغرب نماز عشاء ملا کر پڑھی پھر فرمایا "میں نے دیکھا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو آپؐ ایسا ہی کیا کرتے تھے"۔[10]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الطّلاق و صحیح مسلم کتاب الطّلاق۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا غنم المشرکون مال المسلم۔ [3] صحیح بخاری کتاب العیدین باب مایکرہ من حمل السلاح عن سعیدؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب ھل یُقال مسجد بنی فلان و صحیح مسلم کتاب الامارۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب العلم فی بابین۔ [6] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب غسل الرّجلین فی النّعلین۔ [7] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب المساجد التی علی طرق المدینۃ و صحیح مسلم کتاب الحج۔ [8] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب من اتی مسجد قباء۔ [9] صحیح مسلم کتاب الصّلاۃ باب الصّلوٰۃ فی الرحال فی المطر۔ [10] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب یصلی المغرب ثلاثاً فی السّفر۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم طواف کرتے وقت کعبہ کے یمانی رُکنوں کو چھُوتے تھے، حضرت ابن عمرؓ بھی سُنّت کے اتباع میں سخت سے سخت ہجوم میں ان دونوں رُکنوں کو چھونا نہیں چھوڑتے تھے۔[1]

ایک مرتبہ کسی نے اُن سے حجرِ اسود کو چھونے کے متعلق سوال کیا۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس کو چھُوتے اور اس کا بوسہ لیتے دیکھا ہے۔" اُس شخص نے کہا "اگر مجھ پر ہجوم کا غلبہ ہو تو بتائیے میں کیا کروں"۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "یہ اپنی اگر مگر یمن میں رکھو، میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس کو چھُوتے اور اس کا بوسہ لیتے دیکھا ہے" (لہٰذا ہر حال میں یہ کام کرنا ہے)[2]

جس زمانہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حجّاج میں جنگ ہو رہی تھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حج کا ارادہ کیا۔ ان کے لڑکے عبداللہ ان کے پاس آئے اور اپنے والد سے کہا کہ موقع اچھا نہیں ہے، ممکن ہے وہ آپ کو مکّہ معظّمہ میں داخل ہونے سے روک دیں لہٰذا اِس سال آپ حج نہ کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (عمرہ کرنے کیلئے) مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے، کُفّار نے آپؐ کو روک دیا، تو جو کچھ آپؐ نے کیا تھا وہی میں بھی کروں گا اور بے شک اللہ کے رسُولؐ میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔" الغرض حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس سال حج بھی کیا اور عُمرہ بھی کیا۔[3]

حضرت عبداللہؓ جب خوشبو کی دھونی لیتے تو اُن ہی اشیاء کی دھونی لیتے جن اشیاء کی دھونی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لیا کرتے تھے، یعنی صرف عود کی یا عود اور کافور ملا کر۔[4]

فتوے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جب کوئی فتوٰی پوچھا جاتا تو اُس کے جواب میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت بیان کر دیتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے پُوچھا کیا کوئی مُحرِم صفا اور مروہ کی دوڑ سے پہلے اپنی بیوی کے پاس جا سکتا ہے؟ فرمایا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کعبہ کا طواف کیا، پھر مقامِ ابراہیمؑ پر دو رکعت پڑھیں، پھر صفا و مروہ کا طواف کیا۔ تحقیق تمہارے لئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت میں بہترین نمونہ ہے۔"[5]

ایک دفعہ ایک شخص نے پُوچھا کہ میں نے ایک دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تھی، اتفاق سے اُس دن عید واقع ہو گئی (اب کیا کروں) حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عید کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔"[6]

جستجوئے سُنّت حضرت عبداللہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی جستجو میں رہا کرتے تھے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کے اندر سے باہر تشریف لائے تو فوراً حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت بلالؓ سے پُوچھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی یا نہیں۔ اُنہوں نے کہا ہاں دو رکعتیں پڑھیں۔[7]

تعمیلِ حکم حضرت عبداللہؓ احکامِ شریعت پر سختی سے عمل کرتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا "جب کھانا آجائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ اور جلدی نہ کرو جب تک کھانے سے فارغ نہ ہو جاؤ۔" حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس پر سختی سے عمل کرتے۔ ان کے سامنے کھانا رکھ دیا جاتا، پھر نماز کی اقامت ہوتی تو جب تک کھانے سے فارغ نہ ہوتے نماز کو نہ آتے حالانکہ اُنہیں امام کی قرأت کی آواز آتی رہتی تھی۔[8]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الرمل فی الحج والعمرۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب تقبیل الحجر [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب طواف القارن و صحیح مسلم کتاب الحج [4] صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ 'واتخذوا من مقام ابراہیم مصلّیٰ' [6] صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم النحر [7] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ 'واتخذوا من مقامِ ابراہیم مصلّیٰ' و صحیح مسلم کتاب الحج (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)
[8] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا حضر الطّعامُ واقیمت الصلوٰۃ۔

ایک مرتبہ انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سُنا کہ "جس شخص کو کوئی وصیّت کرنی ہو تو اُس پر تین راتیں بھی ایسی نہ گذرنی چاہئیں کہ اُس کے پاس وصیّت لکھی ہوئی نہ ہو۔" حضرت ابن عمرؓ نے فوراً وصیّت لکھ کر اپنے پاس رکھ لی۔[1]

ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے سے گذرے، ان کا تہ بند کچھ لٹک رہا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عبداللہ اپنا تہ بند اُونچا کرو"۔ اُنہوں نے اُونچا کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اور اُونچا کرو"۔ اُنہوں نے اور اُونچا کیا۔ لوگوں نے کہا "کہاں تک اُونچا کریں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نصف پنڈلیوں تک"۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا "سانپوں کو مار ڈالو"۔ حضرت عبداللہؓ اس حکم پر سختی سے عمل کرتے تھے، جب کبھی سانپ دیکھتے فوراً اُسے مار ڈالتے۔ ایک مرتبہ وہ ایک سانپ کا پیچھا کر رہے تھے، حضرت ابولُبابہؓ اور زید بن خطّابؓ نے اُنہیں دیکھ لیا، اُن دونوں نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے سوائے دُم بریدہ اور دو دھاری والے سانپوں کے"۔ اس حدیث کو سُننے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے گھر میں رہنے والے سانپوں کو مارنا بند کر دیا۔[3]

تقوٰے اور اطاعت | حضرت عبداللہ بن عمرؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ سے حضرت امیر معاویہؓ کے عہد تک اپنی زمین کو کرائے پر دیتے رہے۔ پھر کسی نے ان سے کہا کہ رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ، حضرت رافعؓ کے پاس گئے اور ان سے اس مسئلہ کی تحقیق کی۔ حضرت رافعؓ نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے"۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا "تمہیں معلوم نہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں زمینیں کرایہ پر دی جاتی تھیں"۔ حضرت ابن عمرؓ کو (ان کی بات سے اطمینان تو نہ ہوا لیکن اُنہیں) اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بعد میں اس سے منع فرما دیا ہو اور انہیں اس کا علم نہ ہوا ہو۔ یہ خیال کر کے اُنہوں نے زمین کو کرایہ پر دینا ترک کر دیا۔[4]

خشیت | ایک مرتبہ انہوں نے اپنے غلام کو مارا۔ پھر اُسے بُلایا اور اُس کی پیٹھ پر نشان دیکھ کر فرمایا "میں نے تجھے تکلیف دی"۔ اُس نے کہا "نہیں"۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "تو آزاد ہے"۔ پھر زمین سے ایک تنکا اُٹھا کر فرمایا "مجھے اس کے آزاد کرنے میں اس تنکے کے برابر بھی ثواب نہیں کیونکہ میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے، آپؐ فرماتے تھے 'جو شخص اپنے غلام کو طمانچہ مارے یا ناحق حد لگائے تو اس کا کفّارہ یہ ہے کہ اُسے آزاد کر دے'"۔[5]

احترامِ حدیث | ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جب تمہاری عورتیں تم سے رات کو مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو اُنہیں مسجد جانے سے نہ روکو"۔ اُن کے لڑکے بلال کہنے لگے "ہم تو ضرور روکیں گے ورنہ ان کے لئے تو یہ باہر نکلنے کا ایک بہانہ بن جائے گا"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اُسے دھمکایا، اُس کے سینہ پر (ہاتھ) مارا اور فرمایا "میں کہتا ہوں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اور تو کہتا ہے نہیں"۔ حضرت سالم (ان کے دوسرے صاحبزادے) کہتے ہیں کہ اُس دن اُنہوں نے اس کو اتنا بُرا بھلا کہا کہ میں نے اس سے پہلے ان کو اس طرح

---

[1] صحیح مسلم کتاب الوصیۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب اللباس۔ [3] صحیح مسلم کتاب قتل الحیّات۔ [4] صحیح بخاری کتاب المزارعۃ عن نافعؒ و سالمؒ و صحیح مسلم کتاب البیوع باب کراء الارض۔ [5] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المماليک۔

بُرا بھلا کہتے نہیں سُنا تھا۔[1]

ایک مرتبہ ایک شخص نے پُوچھا "کیا یہ بات میرے لئے جائز ہے کہ میں موقف جانے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کر لوں؟" حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا "ابن عباسؓ تو کہتے ہیں کہ طواف نہ کرو جب تک موقف نہ جاؤ"۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موقف جانے سے پہلے طواف کیا لہٰذا اگر تم سچ کہتے ہو تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانی جائے گی یا ابن عباسؓ کی، اللہ اور رسُولؐ کی سُنّت ان کی سُنّت سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے"۔[2]

کسرِ نفسی ایک مرتبہ ایک شخص نے کہا "آپ ہمارے نزدیک ابن عباسؓ سے زیادہ محبوب ہیں، اُن کو ہم نے دیکھا ہے کہ دُنیا نے انہیں آزمائش میں ڈال دیا ہے"۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "ہم میں اور تم میں سے کون ہے جس کو دُنیا نے آزمائش میں مبتلا نہ کیا ہو"۔[3]

طلباء کا خیال ایک مرتبہ حضرت ابن جبیرؒ آئے، غلام نے کہا ابن عمرؓ سو رہے ہیں، حضرت ابن عمرؓ نے حضرت ابن جبیرؒ کی آواز پہچان لی اور فوراً بُلا لیا۔ پھر فرمایا اس وقت تم کسی ضرورت سے ہی آئے ہو گے۔[4]

غلطی پر اصرار نہ کرنا حضرت عبداللہؓ اپنی غلطی پر اصرار نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عروہؒ نے کہا "اے ابو عبدالرحمٰن، کیا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عُمرہ کیا ہے؟" حضرت عبداللہؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عروہؒ نے حضرت عائشہؓ سے کہا "اے اُمّ المؤمنینؓ، کیا آپ نہیں سُن رہی ہیں کہ ابو عبدالرحمٰن کیا کہہ رہے ہیں"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "کیا کہہ رہے ہیں؟" حضرت عروہؒ نے کہا "وہ کہہ رہے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ کیا ہے"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "اللہ، ابو عبدالرحمٰن کو معاف کرے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کبھی عُمرہ نہیں کیا اور آپؐ نے کوئی عُمرہ ایسا نہیں کیا جس میں عبداللہؓ ان کے ساتھ نہ ہوں"۔ حضرت عبداللہؓ نے یہ باتیں سُنیں لیکن کچھ نہ بولے۔[5]

امر بالمعروف ونہی عن المنکر حضرت عبداللہؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُونٹ کو بٹھا کر نحر کر رہا ہے۔ فرمایا "اسے ایک پیر باندھ کر کھڑا کر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی سُنّت ہے"۔[6]

ایک مرتبہ قحط پڑا تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ لوگوں کو کھجور کھلایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب اُن لوگوں کے پاس سے گذرتے تو فرماتے "بے شک رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو کھجوریں اکھٹی کھانے سے منع فرمایا ہے جب تک دوسرے اجازت نہ دیں"۔[7]

ایک مرتبہ ایک لڑکے کو دیکھا کہ ایک مُرغی کو باندھ کر نشانہ مار رہا ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے مرغی کو کھول دیا اور فرمایا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔[8]

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حج کے موقع پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ مع اپنے بیٹے حضرت سالمؒ کے عرفہ کے روز زوالِ آفتاب کے بعد حجّاج کے خیمہ پر پہنچے اور چلّا کر کہا یہ کہاں ہے؟۔ حجّاج نے باہر نکل کر پُوچھا "اے ابو عبدالرحمٰنؓ کیا معاملہ ہے؟" حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "اگر تم سُنّت کی پیروی کرنا چاہتے ہو تو چلو"۔ حجّاج نے پوچھا "اِس وقت"۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "ہاں"۔ حجّاج نے کہا اچھا اتنی مہلت دیجئے کہ میں نہالوں۔ حضرت عبداللہ سواری سے اُتر گئے۔ حجّاج کے غسل سے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب خروج النساء الی المساجد۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحج باب مایلزم من احرم بالحج ثم قدم مکۃ من الطواف۔ [3] صحیح مسلم کتاب الحج باب مایلزم من احرم بالحج ثم قدم مکۃ من الطواف۔ [4] صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان عدد عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب نحر الابل مقیدۃ وصحیح مسلم کتاب الحج باب نحر البدن قیاماً (ایک پیر باندھنے کا ذکر صرف صحیح بخاری میں ہے) [6] صحیح بخاری کتاب المظالم عن جبلۃؒ [7] صحیح بخاری کتاب الذبائح۔ [8] صحیح مسلم کتاب اللعان۔

فارغ ہونے کے بعد وہ تینوں روانہ ہوگئے۔ حضرت سالمؒ نے حجّاج سے کہا "اگر تم سُنّت کی پیروی کرنا چاہتے ہو تو خطبہ مختصر دینا اور وقوف میں جلدی کرنا۔" حجّاج نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی طرف دیکھا۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "سالمؒ ٹھیک کہتے ہیں۔"[1]

جب حرّہ کا واقعہ رُونما ہوا (یعنی جب حضرت یزیدؒ کے خلاف بغاوت کا منصوبہ بنایا جارہا تھا) تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن مطیع کے پاس گئے (تاکہ اُسے بغاوت سے باز رکھیں) عبداللہ بن مطیع نے کہا "ابوعبدالرحمٰن (یعنی عبداللہ بن عمرؓ) کے لئے گدا بچھاؤ۔" حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "میں تمہارے پاس اس لئے نہیں آیا ہوں کہ بیٹھوں بلکہ تمہیں ایک حدیث سُنانے آیا ہوں جو میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنی ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے جو شخص اطاعت سے ہاتھ کھینچے تو وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حالت میں ملیگا کہ اس کے پاس کوئی حجّت نہیں ہوگی اور جو شخص اس حالت میں مَرے کہ اُس کی گردن میں بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیّت کی مَوت مَرے گا۔"[2]

والد کا احترام | جب کوئی ان سے کہتا کہ اُنہوں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی ہے تو خفا ہوجاتے تھے۔[3]

عیادت | ایک مرتبہ حضرت سعید بن زیدؓ بیمار ہوئے تو حضرت ابن عمرؓ سوار ہوکر (ان کی عیادت و تیمارداری کیلئے) تشریف لے گئے۔[4]

قسم کا احترام | اگر کسی کام کو کرنے کی قسم کھالیتے تو جب تک اُسے کر نہ لیتے اُنہیں ایسا محسُوس ہوتا گویا ہاتھ میں پہاڑ لئے ہوئے ہیں۔[5]

تلاوت | قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو جب تک اس سے فارغ نہ ہوتے بات نہ کرتے۔[6]

جرأت | ایک مرتبہ ایک (خارجی) شخص نے حضرت عبداللہؓ سے حضرت عثمانؓ کے متعلق سوال کیا۔ حضرت عبداللہؓ نے حضرت عثمانؓ کے محاسن بیان کئے، پھر اُس شخص سے پُوچھا "شاید تجھے ان کے محاسن کا تذکرہ بُرا معلوم ہوا۔" اُس نے کہا "ہاں۔" حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے جا اور جو کچھ تو میرے خلاف کرسکتا ہے کر۔"[7]

اسی طرح ایک مرتبہ ایک (سبائی) شخص نے حضرت عثمانؓ پر چند اعتراض کئے۔ حضرت ابن عمرؓ نے ان اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا پھر اس سے فرمایا "یہ جوابات بھی ساتھ لیتا جا۔"[8]

حیاء | حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ہم اپنی بیویوں سے (بے تکلّفی سے) بات کرنے اور ہنسی مذاق کرنے سے بچا کرتے تھے اس خوف سے کہ کہیں ہمارے معاملہ میں کوئی آیت نہ نازل ہوجائے۔ پھر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات ہوگئی تو ہم اپنی بیویوں سے (بے تکلّفی سے) بات چیت اور ہنسی مذاق کرنے لگے۔"[9]

مساکین کو کھانا کھلانا | حضرت عبداللہؓ کھانا نہیں کھاتے تھے جب تک کوئی مسکین ان کے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہو۔ ایک دن حضرت نافع ایک ایسے آدمی کو لیکر آگئے جس نے بہت زیادہ کھانا کھایا۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "اے نافع، اس آدمی کو میرے پاس لیکر نہ آیا کرو، میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے (یعنی کم خوراک ہوتا ہے) اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔"[10]

حج | حضرت عبداللہؓ جب حج یا عمرہ کرتے تو ڈاڑھی کو مُٹھی میں پکڑتے اور جو زیادہ ہوتی اُسے کتر ڈالتے۔[11]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التہجیر بالرواح یوم عرفۃ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر۔ [5] صحیح بخاری کتاب التفسیر (تفسیر سورۃ البقرۃ)۔ [6] صحیح بخاری باب مناقب علیؓ۔ [7] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب النکاح باب الوصاۃ بالنساء۔ [9] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب المؤمن یاکل فی معیً واحدٍ۔ [10] صحیح بخاری کتاب اللباس باب تقلیم الاظفار۔ [11] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الاستخلاف وترکہ۔

افتراق اور خونریزی سے نفرت | حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو افتراق اور خونریزی سے بہت نفرت تھی (جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی گفت وشنید بلوہ کی نذر ہوگئی تو) حضرت عبداللہؓ کو خیال ہوا کہ لوگ مشورہ میں اُنہیں کوئی خاص اہمیت نہیں دے رہے تو وہ (اپنی بہن) حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور اُن سے لوگوں کی شکایت کی۔ حضرت حفصہؓ نے فرمایا "تم ان لوگوں کے پاس جاؤ وہ تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔ اور مجھے ڈر ہے کہ تمہارے نہ جانے سے کہیں کوئی اختلاف نہ ہو جائے۔" الغرض حضرت عبداللہؓ چلے گئے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے خاص خاص لوگوں میں ایک خطبہ دیا۔ انہوں نے کہا "جو شخص اِس معاملہ میں بولنا چاہے وہ اپنے آپ کو پیش کرے، ہم اس معاملہ میں اُس سے اور اُس کے باپ سے زیادہ حقدار ہیں۔" حضرت عبداللہؓ نے سوچا کہ میں جواب دوں کہ اِس معاملہ میں وہ شخص تم سے زیادہ حقدار ہے جو تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام پر لڑتا رہا لیکن اُنہوں نے اس اندیشہ سے یہ بات نہیں کہی کہ کہیں لوگ ان کی مُراد کو نہ سمجھیں اور جماعت میں افتراق اور خونریزی تک نوبت پہنچ جائے۔ اُنہوں نے وہ نعمتیں یاد کیں جو اللہ نے (بُردبار لوگوں کے لئے) جنّت میں تیار کر رکھی ہیں (اور اسی اُمید میں اُنہوں نے بُردباری سے کام لیا) [1]

جب حضرت یزیدؒ کے خلاف مدینہ منوّرہ میں بغاوت ہوئی اور بعض لوگوں نے حضرت یزیدؒ کی بیعت توڑ دی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیعت نہیں توڑی اور انہوں نے اس سازش کی سخت مخالفت کی۔ انہوں نے اپنے تمام رشتہ داروں اور اولاد کو جمع کیا اور اُن سے فرمایا "میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا 'قیامت کے دن ہر بدعہد کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا'۔ ہم نے یزیدؒ کے ہاتھ پر اللہ اور رسُولؐ کی سُنّت پر بیعت کی ہے اور اب ان سے قتال شروع کر دیا ہے، اگر مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم میں سے کسی نے یزیدؒ کی بیعت توڑ دی تو میرے اور اُس کے درمیان کوئی تعلّق باقی نہیں رہے گا۔" [2]

سفر کا اہتمام | حضرت ابن عمرؓ جب مکّہ جاتے تو اُونٹ پر سوار ہو کر جاتے لیکن اپنے ساتھ ایک گدھا بھی رکھتے، جب اُونٹ پر تھک جاتے تو گدھے پر سوار ہو جاتے۔ [3]

حضرت عبداللہؓ کا اپنے والد کے دوست کا اکرام کرنا | ایک دفعہ مکّہ جاتے ہوئے حضرت عبداللہؓ کو ایک دیہاتی ملا۔ حضرت عبداللہؓ نے اسے سلام کیا اور اُس کو اپنا گدھا دے دیا اور اپنا عمامہ جو وہ اپنے سر پر باندھے ہوئے تھے وہ بھی دیدیا۔ ان کے شاگرد حضرت عبداللہ بن دینارؒ نے کہا "اللہ آپ کا بھلا کرے، یہ دیہاتی لوگ ہیں، ان کو تو تھوڑا بھی دیدو تو خوش ہو جاتے ہیں۔" حضرت عبداللہؓ نے کہا "اس کا باپ حضرت عمرؓ کا دوست تھا۔ میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے، آپؐ نے فرمایا بہت بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ باپ کے مرجانے کے بعد حُسن سلوک کرے۔" [4]

شانِ توکّل | نوّاس اور اُن کا ایک شریک ایک اونٹ کے مالک تھے جس کو پیاس کی بیماری تھی۔ نوّاس کی عدم موجودگی میں اُن کے شریک نے وہ اُونٹ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بیچ دیا۔ حضرت نوّاس آئے تو شریک نے کہا "ہم نے وہ اُونٹ بیچ دیا"۔ نوّاس نے پوچھا "کس کو بیچا؟" اُس نے کہا "اِس حُلیہ کے ایک بزرگ کو"۔ نوّاس نے کہا "تم پر افسوس اللہ کی قسم وہ تو ابن عمرؓ تھے"۔ نوّاس فوراً حضرت ابن عمرؓ کے پاس آئے اور کہا "میرے شریک نے آپ کو ایک اونٹ بیچ دیا

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خندق عن عکرمۃ بن خالدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الفتن باب اذا قال عند قوم شیئاً ثم خرج۔ [3] صحیح مسلم کتاب البر باب صلۃ اصدقاء الأب۔ [4] صحیح مسلم کتاب البر۔

جس کو پیاس کی بیماری ہے، اُس نے آپ کو پہچانا نہیں۔" حضرت ابن عمرؓ نے کہا "اِس اُونٹ کو لیجاؤ۔" جب وہ اُونٹ کو لیجانے لگے تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "چھوڑ جاؤ، ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فیصلہ سے راضی ہیں کہ کسی کی بیماری کسی کو نہیں لگتی" (جب تک حکمِ الٰہی نہ ہو) [1]

فضیلت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تو وہ آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کرتا تھا۔ حضرت ابن عمرؓ تمنّا کرتے تھے کہ کاش وہ بھی کوئی خواب دیکھتے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آکر بیان کرتے۔ اس زمانہ میں حضرت ابن عمرؓ جوان لڑکے تھے، مسجد ہی میں سویا کرتے تھے۔ ایک دن اُنہوں نے اپنے دل میں کہا "اگر تجھ میں کوئی بھلائی ہوتی تو تُو بھی اُن لوگوں کی طرح خواب دیکھتا۔" پھر وہ لیٹے تو اِس طرح دُعا کی "اے اللہ اگر تُو مجھ میں بھلائی جانتا ہے تو مجھے بھی خواب دکھا۔" اس کے بعد اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آئے، اُن کے ہاتھ میں لوہے کے آنکس تھے۔ وہ اُنہیں اُٹھا کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ وہ ان دونوں کے بیچ میں تھے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ دوزخ ایک پیچدار کُنویں کی مانند ہے اور اُس میں کئی سُتون ہیں، ہر دو ستونوں کے بیچ میں ایک فرشتہ لوہے کا آنکس لئے ہوئے ہے۔ اس میں اُنہوں نے قریش کے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کو وہ پہچانتے تھے، وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے اُلٹے لٹکے ہوئے تھے (دوزخ کو دیکھکر) اُنہوں نے کہا "میں دوزخ سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔" پھر انہیں ایک اور فرشتہ ملا، اُس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا آنکس تھا، اُس نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا "ڈرو نہیں، اگر تم نماز زیادہ پڑھو تو تم اچھے آدمی ہو۔" پھر اُس نے ان فرشتوں سے کہا "اِنہیں چھوڑ دو۔" (پھر) انہوں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے۔ جنّت میں وہ جہاں جانا چاہتے ہیں وہ ٹکڑا اُنہیں اُڑا کر وہاں پہنچا دیتا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے یہ خواب (اپنی بہن) حضرت حفصہؓ سے بیان کیا، اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عبداللہؓ اچھا آدمی ہے، کاش وہ رات کو نماز پڑھتا۔" اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ رات کو کم سوتے تھے (تہجّد پڑھتے رہتے تھے) [2]

خلیفہ عبدالملکؒ حضرت ابن عمرؓ کا بہت احترام کرتے تھے، اُنہوں نے حجّاج کو لکھا تھا کہ حج کے طریقہ میں ابن عمرؓ کے خلاف نہ چلے۔ [3]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ کے صاحبزادے تھے۔

عبادت کا شوق | ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ نے کہا "اللہ کی قسم مَیں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور ہمیشہ رات بھر نماز پڑھونگا۔" ان کے والد کو اس بات کی خبر ہوئی۔ انہوں نے حضرت عبداللہؓ کی بیوی سے ان کا حال دریافت کیا، اُنکی بیوی نے کہا "اُن کو مجھ سے کوئی مطلب ہی نہیں۔" حضرت عمرو بن العاصؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عبداللہؓ کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت عبداللہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے ایک گدّا بچھایا لیکن آپؐ زمین پر ہی بیٹھ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے قَسَم کے متعلق دریافت کیا، اُنہوں نے کہا "بے شک میں نے قسم کھائی ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایسا نہ کرو، بس تم ہر مہینہ میں تین روزے رکھ لیا کرو۔" اُنہوں نے کہا "مجھ میں اس سے زیادہ قوّت ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پانچ روزے رکھ

---

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع باب شرار الابل الہیم عن عمرو (بن دینارؒ) [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب التہجّد وکتاب التعبیر فی ابواب صحیح مسلم باب فضائل ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التہجیر بالرّواح یوم عرفۃ۔

لیا کرو۔" وہ زیادتی پر اصرار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک دن روزہ رکھو ایک دن افطار کرو، اس سے زیادہ نہ رکھو۔" انہوں نے کہا "مجھ میں اس سے زیادہ قوّت ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس سے افضل روزہ رکھنے کا کوئی اور طریقہ نہیں، اور جس نے ہمیشہ روزے رکھے اُس نے روزے رکھے ہی نہیں"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک مہینہ میں ایک مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرو۔" اُنہوں نے زیادہ پر اصرار کیا یہاں تک کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تین راتوں میں قرآن ختم کرو اور اس سے کم مدّت میں ختم نہ کرو۔" الغرض وہ اسی طرح روزہ نماز ادا کرتے رہے یہاں تک کہ جب ضعیف ہو گئے تو کہنے لگے "کاش میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بات کو قبول کر لیتا (اور زیادتی کی درخواست نہ کرتا)"[1]

مسائل کی تحقیق | حضرت عبداللہؓ نے ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا۔ اُنہوں نے اپنا ہاتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سرِ مبارک پر رکھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عبداللہ بن عمروؓ کیا معاملہ ہے؟" اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ نے تو فرمایا تھا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے نصف ثواب ملتا ہے اور آپؐ خود بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں (میں نے کہا تھا) لیکن مَیں تم میں سے کسی کے مثل نہیں ہوں" (بعض چیزیں میرے لئے مخصوص ہیں)۔[2]

احساسِ ذمّہ داری | ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور عنبسہ بن ابوسفیان میں (مال کے سلسلہ میں) کچھ جھگڑا ہوا۔ حضرت خالد بن عاص انہیں سمجھانے کیلئے گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا "کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے"۔ (یعنی مجھے ہر حال میں اپنے مال کی حفاظت کرنی ہے)[3]

خشیت | ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہؓ کا داروغہ اُن کے پاس آیا۔ حضرت عبداللہؓ نے اُس سے پُوچھا "کیا تم نے غلاموں کو ان کے اخراجات دے دئے"۔ داروغہ نے کہا "نہیں"۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "جاؤ اور انہیں اخراجات دے دو۔ (اس لئے کہ) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے آدمی کیلئے یہی گناہ کافی ہے کہ جن لوگوں کے اخراجات کا وہ مالک ہے اُن لوگوں سے اُن کے اخراجات کو روک لے"۔[4]

صبر و قناعت کی تلقین | حضرت عبداللہؓ سے ایک شخص نے پُوچھا کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "تیری بیوی ہے جس کے پاس تو رہتا ہے"۔ اُس نے کہا "ہاں"۔ اُنہوں نے فرمایا "تیرے پاس گھر ہے جس میں تو رہتا ہے"۔ اُس نے کہا "ہاں"۔ فرمایا "پھر تو تُو مالداروں میں سے ہے"۔ پھر پُوچھا "کیا تیرے پاس خادم بھی ہے؟" اُس نے کہا "ایک خادم ہے"۔ اُنہوں نے فرمایا "پھر تو تُو بادشاہوں میں سے ہے"۔

ایک دن تین آدمی آئے اور کہنے لگے "اے ابو محمّد، اللہ کی قسم ہمارے پاس کچھ نہیں، نہ سواری، نہ خرچ نہ اسباب"۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "ہمارے پاس چلے آؤ، ہم تمہیں وہ دیں گے جو اللہ نے تمہاری تقدیر میں لکھ دیا ہے، اور اگر تم چاہو تو تمہارا ذکر حاکمِ وقت سے کریں اور اگر تم چاہو تو صبر کرو کیونکہ میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ فقراء المہاجرین قیامت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصیام و کتاب فضائل القرآن و کتاب الادب باب حق الضیف و صحیح مسلم کتاب الصیام (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے)
[2] صحیح مسلم باب جواز النافلۃ قائماً و قاعداً [3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من قصد أخذ مال غیرہ بغیر حق۔ [4] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقۃ علی العیال۔

کے دن مالداروں سے چالیس سال پہلے جنّت میں جائیں گے۔" اُنہوں نے کہا "تو پھر ہم صبر کرتے ہیں"۔ [1]

اطاعت | ایک مرتبہ اُنہوں نے کُسم سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا تو فرمایا "یہ کُفار کے کپڑوں میں سے ہیں، انہیں نہ پہنو"۔ اُنہوں نے عرض کیا "میں اسے دھو ڈالوں"۔ فرمایا "اسے جلا دو"۔ (کیونکہ دُھلنے کے بعد بھی پکّا رنگ زائل نہیں ہوتا) [2]

(نوٹ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لباس میں بھی کُفّار کی مشابہت حرام ہے)

کتابتِ حدیث | حضرت عبداللہؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں احادیث لکھا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ "مجھے سب سے زیادہ حدیث کا علم ہے لیکن عبداللہ بن عمروؓ سے زیادہ نہیں کیونکہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔" [3]

حضرت عبداللہؓ کا علم اور حفظِ احادیث | ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت عروہؓ سے فرمایا "اے بھانجے مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن عمروؓ ہماری طرف سے گذریں گے، تم اُن سے مل کر مسائل دریافت کرنا۔ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بہت علم حاصل کیا ہے۔" الغرض حضرت عروہؓ ان سے ملے اور بہت سی احادیث ان سے دریافت کیں۔ منجملہ ان احادیث کے جو اُنہوں نے بیان کیں ایک یہ حدیث بھی بیان کی کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "علم لوگوں کے سینہ سے نہیں کھینچا جائے گا بلکہ علماء انتقال کر جائیں گے، علماء کے ساتھ علم بھی اُٹھا لیا جائے گا، لوگوں کے سردار صرف جُہّال ہی رہ جائیں گے جو اُنہیں بغیر علم کے فتوٰی دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور اُنہیں بھی گمراہ کریں گے۔" حضرت عروہؓ نے تمام احادیث حضرت عائشہؓ کو سُنائیں۔ اُنہیں اِس حدیث پر تعجّب ہوا اور اس کا انکار کیا۔ اُنہوں نے فرمایا "کیا تم سے اُنہوں نے کہا تھا کہ میں نے یہ حدیث خود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنی ہے؟" حضرت عروہؓ نے کہا "ہاں"۔ پھر جب دوسرا سال آیا تو حضرت عائشہؓ نے کہا "عبداللہ بن عمروؓ آئے ہیں، اُن سے ملکر سلسلۂ کلام شروع کرنے کے بعد وہی حدیث ان سے پھر پُوچھو"۔ حضرت عروہؓ ان سے ملے اور وہ حدیث ان سے پھر پوچھی۔ حضرت عبداللہؓ نے بالکل اُسی طرح اس حدیث کو پھر بیان کیا۔ حضرت عروہؓ نے حضرت عائشہؓ کو خبر دی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "میں ان کو سچّا جانتی ہوں، انہوں نے اس میں کسی چیز کی کمی بیشی نہیں کی"۔ [4]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن اُمِّ مکتومؓ

حضرت عبداللہؓ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد حضرت عبداللہؓ وہاں کے مسلمین کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ [5]

حضرت عبداللہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مؤذّن تھے۔ صبح کی نماز کی اذان حضرت بلالؓ وقت سے پہلے دیا کرتے تھے، اُن کے کچھ ہی دیر بعد صبح صادق ہوتے ہی حضرت عبداللہؓ اذان دیا کرتے تھے۔ [6] حضرت عبداللہؓ نابینا تھے۔ [7]

جب مجاہدین کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "جہاد کرنے والے اور جہاد نہ کرنے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزھد۔ [2] صحیح مسلم کتاب اللباس۔ [3] صحیح بخاری کتاب العلم۔ [4] صحیح مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وصحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ نحوہ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن براءؓ وباب ہجرۃ الحبشۃ وصحیح مسلم کتاب الفتن باب فی خروج الدجال۔ [6] صحیح بخاری ابواب الاذان عن ابن مسعودؓ وابن عمرؓ وصحیح مسلم کتاب الصوم۔ [7] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب جواز اذان الاعمٰی۔

والے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔" تو حضرت ابن اُمِّ مکتومؓ نے جو نابینا تھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اللہ کی قسم، اگر مجھے استطاعت ہوتی تو میں ضرور جہاد کرتا" اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی اور معذورین کو مستثنیٰ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "معذورین کے علاوہ جو لوگ جہاد نہ کریں اور جو جہاد کریں دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔" [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ مشہور صحابی حضرت جابرؓ کے والد تھے۔ حضرت عبداللہ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔

جنگِ اُحُد حضرت عبداللہؓ جنگِ اُحُد میں شریک ہوئے۔ جنگ کی رات کو اُنہوں نے اپنے بیٹے جابرؓ کو بُلایا اور فرمایا "میں سمجھتا ہوں کہ میں اس جنگ میں سب سے پہلے شہید ہونے والوں میں سے ہوں۔ میں اپنے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ کسی کو تم سے زیادہ عزیز نہیں سمجھتا۔ مجھ پر کچھ قرضہ ہے اُسے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا۔" جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے وہی شہید ہوئے۔ [2] حضرت جابرؓ بار بار اُن کے چہرہ سے کپڑا ہٹا کر اُن کو دیکھتے رہے اور روتے رہے۔ جب اُن کا جنازہ اُٹھایا گیا تو اُسوقت حضرت عبداللہؓ کی بہن فاطمہؓ (آئیں اور وہ بھی) رونے لگیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا عمرؓو کی بیٹی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم روؤ یا نہ روؤ، فرشتے برابر اپنے بازوؤں سے اُن پر سایہ کئے رہے یہاں تک کہ تم نے اُنہیں اُٹھایا۔" [3]

پھر وہ ایک دوسرے شہید کے ساتھ ایک قبر میں دفن کر دئے گئے۔ حضرت جابرؓ کو یہ بات اچھی نہیں معلوم ہوئی۔ اُنہوں نے چھ مہینہ بعد اُنہیں قبر سے نکالا اور علیحدہ قبر میں دفن کر دیا۔ وہ جس وقت قبر سے نکالے گئے تو بالکل ویسے ہی تھے جیسے کہ اُس دن تھے جس دن وہ دفن کئے گئے تھے سوائے اِس کے کہ اُن کے ایک کان میں معمولی سا تغیّر آگیا تھا۔ [4]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اوائل اسلام ہی میں ایمان لے آئے تھے۔ [5]

ہجرت حبشہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ جب وہاں سے لوٹ کر مدینہ منورہ آئے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سلام کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت نماز میں مشغول تھے۔ آپؐ نے اُنہیں سلام کا جواب نہیں دیا حالانکہ اس سے پہلے آپؐ نماز میں سلام کا جواب دیدیا کرتے تھے۔ فارغ ہو کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بیشک نماز میں شغل ہوتا ہے۔" [6]

جنگِ بدر حضرت ابن مسعودؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ فتح کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کون ہے جو جا کر دیکھے کہ ابوجہل کس حال میں ہے"۔ یہ سُنتے ہی حضرت ابن مسعودؓ روانہ ہوئے، اُنہوں نے دیکھا کہ عفراء کے بیٹوں نے اُسے ضربِ کاری لگائی ہے۔ اُس میں ابھی زندگی کی کچھ رمق باقی تھی۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اُس کی ڈاڑھی پکڑ کر پُوچھا "کیا تو ابوجہل ہے؟" اُس نے کہا "(ہاں) کیا ہوا اگر کسی آدمی کو اُسی کی قوم نے قتل کر دیا۔" [7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ النساء) عن زید بن ثابتؓ و براءؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ہل یخرج المیت من القبر وکتاب البیوع وکتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب وفود الانصار وکتاب الاستقراض وکتاب الہبۃ وکتاب الصلح وکتاب المغازی وکتاب الاطعمۃ وکتاب الاستئذان۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجنائز فی ابواب وصحیح مسلم باب فضائل عبداللہ بن عمروؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ہل یخرج المیت من القبر۔ [5] صحیح مسلم باب فضل سعد بن ابی وقاصؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب العمل فی الصلوٰۃ باب ما ینہی من الکلام فی الصلوٰۃ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل وباب شہود الملائکۃ بدرًا وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب قتل ابی جہل۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت | حضرت عبداللہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کیلئے گئے، آپؐ نے حضرت عبداللہؓ کو تین پتھر لانے کا حکم دیا حضرت عبداللہؓ کو دو پتھر ملے۔ تیسرا تلاش کیا لیکن نہیں ملا۔ لہٰذا وہ گوبر کا ایک ٹکڑا لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر لے لئے اور گوبر کو پھینکدیا۔[1]

تلاوتِ قرآن مجید | ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "مجھے قرآن سناؤ" انہوں نے عرض کیا۔ "آپؐ کو سناؤں، حالانکہ آپؐ پر تو اترا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ دوسرے سے سنوں"۔ انہوں نے سورۂ نساء تلاوت کی۔[2]

تلاوت کے متعلق ہدایت | ایک مرتبہ ایک شخص جس کو نہیک بن سنان کہتے تھے حضرت عبداللہؓ کے پاس آیا، اُس نے پوچھا "مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ہے یا مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ يَاسِنٍ ہے"۔ حضرت عبداللہؓ نے اس سے پوچھا "کیا تو نے اس کے علاوہ پورا قرآن پڑھ لیا ہے؟" اُس نے کہا "(ہاں) میں تو ایک رکعت میں مفصّل کی تمام سورتیں پڑھ لیتا ہوں"۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "یہ تو اشعار پڑھنے کے مثل ہے (اتنی جلدی اور اتنا زیادہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ عنقریب) ایسی قومیں پیدا ہوں گی جو قرآن پڑھیں گی لیکن قرآن ان کی ہنسلی سے نیچے نہیں اُتریگا، البتہ جب (قرآن اس طرح پڑھا جائے کہ) دل میں بیٹھ جائے تو وہ نفع دیتا ہے۔[3]

تعلیم قرأت | حضرت عبداللہؓ بڑے اہتمام سے اپنے شاگردوں کو قرأت کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت خبابؓ نے ان کے ایک شاگرد علقمہ سے قرأت سُنی تو اُن کی قرأت کی تعریف کی حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "جس طرح میں پڑھتا ہوں اُسی طرح یہ پڑھتے ہیں"۔[4]

اہل وعیال کی تربیت | ایک مرتبہ ابووائل مع اپنے ساتھیوں کے صبح کے وقت حضرت ابن مسعودؓ کے ہاں گئے۔ اِن لوگوں نے (ان کے گھر پہنچ کر) دروازے پر کھڑے ہوکر سلام کیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے انہیں اجازت دی یہ لوگ پھر بھی باہر ہی رُکے رہے۔ پھر اندر سے ایک لڑکی آئی، اُس نے کہا تم اندر کیوں نہیں آتے؟ پھر وہ لوگ اندر گئے، دیکھا کہ حضرت ابن مسعودؓ سُبحان اللہ پڑھ رہے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "جب میں نے تم کو اجازت دیدی تھی تو پھر کس چیز نے تمہیں اندر آنے سے روکا"۔ اُنہوں نے کہا "ہمیں یہ خیال ہوا کہ گھر والوں میں سے کوئی سو نہ رہا ہو"۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "کیا میرے اہل وعیال کے متعلق تم نے غفلت کا گمان کیا"۔ یہ کہکر وہ پھر سُبحان اللہ پڑھنے لگے۔ پھر کچھ دیر بعد اُنہوں نے لڑکی سے کہا "دیکھو سُورج طلوع ہوگیا؟" لڑکی نے باہر جاکر دیکھا اور واپس آکر کہا ابھی سُورج طلوع نہیں ہوا۔ یہ سُنکر وہ پھر سُبحان اللہ پڑھنے لگے، کچھ دیر بعد اُنہوں نے پھر لڑکی سے کہا "جاکر دیکھو، سُورج طلوع ہوا یا نہیں"۔ لڑکی نے جاکر دیکھا اور واپس آکر کہا "سُورج طلوع ہوگیا"۔ یہ سُن کر حضرت ابن مسعودؓ نے کہا "سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آج ہمیں معاف کردیا اور ہمارے گناہوں کے بدلہ میں ہمیں (رات کو) ہلاک نہیں کیا"۔[5]

نہی عن المنکر | ایک مرتبہ حضرت خبابؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا تو اُن سے فرمایا کیا ابھی تک اس کے اُتارنے کا وقت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب لا یستنجی بروثٍ عن عبداللہؓ (آپؐ نے پھر انہیں تیسرا پتھر لانے کا حکم دیا۔ مسند احمد) [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ النساء) وصحیح مسلم باب فضل استماع القرآن۔ [3] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ترتیل القراءۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قدوم الاشعریین۔ [5] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ترتیل القراءۃ۔

نہیں آیا (یعنی ابھی تک آپ کو اس کی حُرمت کا علم نہیں ہوا) حضرت خبابؓ نے فوراً انگوٹھی اُتار دی [1]

حضرت ابن مسعودؓ حدیث کو کتابُ اللہ سمجھتے تھے | ایک مرتبہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "اللہ نے لعنت کی ہے گودنے والیوں اور گُدوانے والیوں پر، بال نوچنے والیوں پر حُسن کیلئے دانتوں کو کُشادہ کرنے والیوں پر اور اللہ کی خلقت کو بدلنے والیوں پر۔" حضرت اُمِّ یعقوبؒ نے کہا "آپ نے اس اس طرح لعنت کی ہے"۔ فرمایا "میں کیوں نہ اس پر لعنت کروں جس پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لعنت کی ہے اور وہ کتابُ اللہ میں موجود ہے"۔ وہ خاتون کہنے لگیں "میں نے پُورا قرآن پڑھا ہے اُس میں تو یہ چیز نہیں ہے"۔ فرمایا "اگر تم نے پڑھا ہوتا تو ضرور تمہیں یہ چیز مل جاتی، کیا تم نے یہ نہیں پڑھا کہ جو کچھ رسُولؐ تمہیں دیں اُسے لے لو اور جس سے روکدیں اُس سے رُک جاؤ"۔ اس خاتون نے کہا "ہاں پڑھا ہے"۔ فرمایا "تو بس رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا ہے"۔ خاتون نے کہا "تمہاری بیوی تو ایسا کرتی ہیں"۔ فرمایا "جاؤ دیکھ کر آؤ"۔ وہ دیکھکر آئیں اور کہا کہ "میں نے ایسی کوئی چیز نہیں پائی"۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "اگر یہ بات ہوتی تو میں اُسے اپنے ساتھ نہیں رکھتا (طلاق دے دیتا)" [2]

نصیحت | حضرت عبداللہؓ فرماتے تھے "اے لوگو! جس کو علم ہو وہ اس علم کے مطابق بیان کرے اور جس کو علم نہ ہو تو اُسے چاہیئے کہ یہ کہے اللہ ہی جانتا ہے، کیونکہ جس چیز کو نہ جانتا ہو اُس کے متعلق یہ کہنا کہ اللہ ہی جانتا ہے یہ بھی علم ہی ہے۔ اللہ عزّ وجلّ اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فرماتا ہے "اے رسُولؐ، آپؐ کہدیجئے کہ میں تم سے اس پر اجر طلب نہیں کرتا اور نہ میں تکلّف کرنے والوں میں سے ہوں"۔" [3]

اوقاتِ نماز کی نگہداشت | اگر اُمراء نماز میں دیر کرتے تو وہ گھر ہی میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ جب اُمراء دیر سے پڑھیں تو تم نماز اصلی وقت پر پڑھ لیا کرو اور اُن کے ساتھ نفل پڑھ لیا کرو [4]

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے تھے "جو شخص کل (بروزِ قیامت) اللہ سے مسلم بن کر ملنا چاہے تو اُسے چاہیئے کہ ان نمازوں کی حفاظت کرے"۔ [5]

تہجّد | ایک رات کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز (تہجد) میں شریک ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بڑا طویل قیام کیا۔ حضرت عبداللہؓ نے سوچا کہ بیٹھ جاؤں اور آپؐ کا ساتھ چھوڑ دوں [6]

حفاظتِ حدیث | ایک مرتبہ اُنہوں نے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُود کھانے والے اور کھِلانے والے پر لعنت کی ہے۔ کسی نے کہا "اور کاتب اور شاہد پر؟" فرمایا "ہم تو اتنا ہی بیان کرتے ہیں جتنا ہم نے سُنا"۔ [7]

کسرِ نفسی | فرماتے تھے "اللہ کی قسم صحابہؓ جانتے ہیں کہ میں کتابُ اللہ کو سب سے زیادہ جاننے والوں میں سے ہوں لیکن میں ان سب سے بہتر نہیں ہوں"۔ [8]

فضائل | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جوتیاں، تکیہ، مسواک اور لوٹا اُٹھایا کرتے تھے۔ [9]
رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قرآن چار آدمیوں سے پڑھو"۔ ان چار آدمیوں میں آپؐ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا نام بھی لیا۔ [10]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قدوم الاشعریین۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ الحشر) [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ ص) [4] صحیح مسلم کتاب المساجد باب الندب الی وضع الایدی علی الرکب۔ [5] صحیح مسلم باب صلاۃ الجماعۃ من سُنن الہدیٰ۔ [6] صحیح مسلم باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل [7] صحیح مسلم کتاب البیوع باب لعن آکل الربٰو۔ [8] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن۔ [9] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمارؓ عن ابی الدرداءؓ۔ [10] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب سالمؓ

علم کا شوق | حضرت عبداللہؓ فرماتے تھے "اگر میں جانتا کہ فلاں شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہے تو اگر اونٹ مجھے اُس تک پہنچا سکتا تو میں ضرور اُس پر سوار ہو کر اُس شخص کے پاس جاتا۔" [1]

درس | ہر جمعرات کو درس دیا کرتے تھے۔ [2]

حدیث کا احترام | ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ سے ایک فتویٰ پوچھا گیا۔ آنہوں نے فتویٰ دیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ "ابن مسعودؓ کے پاس جاؤ، وہ میری تائید کریں گے۔" جب حضرت ابن مسعودؓ سے یہ بات کہی گئی تو اُنہوں نے فرمایا "اگر میں ایسا کروں تو گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت والوں میں سے نہیں رہوں گا۔ میں تو وہی فیصلہ کروں گا جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔" [3]

تقویٰ | جب یہ آیت نازل ہوئی :-

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ... {مائدۃ ۹۳}

اُن لوگوں پر جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے۔ اُس چیز کے کھانے پر کوئی گناہ نہیں جو اُنہوں نے (حرام ہونے سے پہلے) کھائی جبکہ وہ ڈرے اور ایمان لائے۔

تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا "مجھ سے کہا گیا ہے کہ تم ان میں سے ہو۔" [4]

حضرت ابن مسعودؓ کی منزلت | رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا "تمہارے لئے اجازت ہے کہ تم پردہ اُٹھاؤ اور میری راز کی باتیں سُن لو سوائے اُس صورت کے کہ (پردہ اُٹھاتے دیکھ کر) میں تمہیں منع کر دوں۔" [5]

وہ اور اُن کی والدہ اس کثرت سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جایا کرتے تھے کہ لوگ انہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں شمار کرتے تھے۔ [6]

شرعی حدّ کا نفاذ | ایک مرتبہ حضرت ابن مسعودؓ حمص میں تھے، بعض لوگوں نے کہا "ہمیں قرآن سُنایئے"۔ حضرت ابنِ مسعودؓ نے سورۂ یوسف کی تلاوت کی۔ ایک شخص کہنے لگا "اللہ کی قسم یہ اس طرح نازل نہیں ہوئی"۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تجھ پر افسوس، میں نے اسی طرح رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کی تھی، آپؐ نے فرمایا تھا "تم نے بہت اچھی طرح پڑھی"۔ اتنے میں اُنہیں اُس کے مُنہ سے شراب کی بُو آئی، اُنہوں نے اُس سے کہا "تو شراب پیتا ہے اور (اللہ کی) کتاب کی تکذیب کرتا ہے، اب تو یہاں سے جا نہیں سکتا جب تک میں تجھے کوڑے نہ مار لوں"۔ یہ کہکر حضرت ابن مسعودؓ نے اُسے کوڑوں کی سزا دی۔ [7]

حضرت ابن مسعودؓ، حضرت حذیفہؓ کی نظر میں | حضرت حذیفہؓ فرماتے تھے کہ "میں کسی کو نہیں جانتا جو طور و طریق میں ابن مسعودؓ سے زیادہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو۔" [8]

حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابو موسیٰؓ کی نظر میں | ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا "جب تک یہ عالِم تم لوگوں میں موجود ہیں مجھ سے نہ پوچھا کرو۔" [9]

حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابو مسعودؓ کی نظر میں | حضرت ابو مسعودؓ کہتے ہیں "میں نہیں جانتا کہ رسُول اللہ صلی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن [2] صحیح بخاری کتاب العلم [3] صحیح بخاری کتاب الفرائض [4] صحیح مسلم باب فضائل ابن مسعودؓ [5] صحیح مسلم کتاب السلام [6] صحیح مسلم باب فضائل ابن مسعودؓ و صحیح بخاری باب مناقب ابن مسعودؓ [7] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل استماع القرآن [8] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن مسعودؓ [9] صحیح بخاری کتاب الفرائض۔

علیہ وسلّم نے اپنے بعد ابن مسعودؓ سے زیادہ وحی الٰہی کا جاننے والا چھوڑا ہو۔" حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "بات یہ ہے کہ وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے جب ہم غائب ہوتے اور انہیں اجازت مل جاتی جبکہ ہم روک دیئے جاتے۔" [۱]

حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی نظر میں | حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں "میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا قرآن چار آدمیوں سے پڑھو، ابنِ اُمِّ عبدؓ (عبداللہ بن مسعودؓ) اُبیّ بن کعبؓ، سالمؓ اور معاذؓ سے۔ لہٰذا میں بر ابر ان سے محبت کرتا رہوں گا۔" [۲]

حُبِّ رسولؐ | حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں "ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہمیں کہیں نہیں ملے، ہم نے وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا۔ پوری رات بڑی بے چینی سے گذری جب صبح ہوئی تو آپؐ جبل حرار کی طرف سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہم نے آپؐ سے اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا 'جنات کی طرف سے ایک بلانے والا آیا تھا، میں اس کے ساتھ گیا اور انہیں قرآن سنایا۔' پھر آپؐ ہمیں وہاں لے گئے اور ہمیں ان کے اور ان کی آگ کے آثار دکھائے۔" [۳]

حضرت عبداللہ بن مُغفّل مُزنیؓ

عبداللہ بن مغفّل مُزنیؓ جنگ خیبر میں شریک تھے۔ اسلامی فوج نے خیبر کے محل کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کے دوران کسی شخص نے چربی کی ایک تھیلی پھینکی۔ حضرت عبداللہؓ اُسے لینے کیلئے آگے بڑھے۔ مُنہ موڑا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہیں۔ آپؐ کو دیکھکر وہ شرما گئے۔ [۴]

حضرت عبداللہؓ بیعت رضوان میں بھی شریک تھے۔ [۵] اور فتح مکّہ میں بھی۔ [۶]

امر بالمعروف ونہی عن المنکر | جب کوئی بُری بات دیکھتے تو منع کرتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کنکری پھینک رہا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا "کنکری نہ پھینک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے نہ شکار ہوتا ہے نہ دشمن زخمی ہو سکتا ہے البتہ دانت ٹوٹ سکتا ہے یا آنکھ پھوٹ سکتی ہے۔" انہوں نے اُس کو دوبارہ کنکری پھینکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا "میں تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث بیان کرتا ہوں کہ آپؐ نے اس سے منع فرمایا اور تو پھر بھی کنکری پھینکتا ہے۔ اب میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گا۔" [۷]

حضرت عبداللہ بن ہشامؓ

حضرت عبداللہؓ کی والدہ زینب بنتِ حُمیدؓ ایک مرتبہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گئیں اور عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، اس سے بیعت لے لیجئے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ (ابھی) چھوٹے ہیں۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور اُن کے لئے برکت کی دُعا کی۔ اس دُعا کی برکت سے ان کو تجارت میں بڑا نفع ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ان سے ملاقات کرتے اور کہتے "ہمیں بھی شریک کر لو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے تمہارے لئے برکت کی دُعا کی ہے۔" حضرت عبداللہ بن ہشامؓ انہیں شریک

---

[۱] صحیح مسلم باب فضائلِ ابن مسعودؓ۔ [۲] صحیح مسلم باب فضائل ابن مسعودؓ۔ [۳] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الجہر بالقراءۃ فی الصبح۔ [۴] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب مایصیب من الطعام فی ارض الحرب۔ [۵] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الفتح)۔ [۶] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ذکر قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ [۷] صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید وصحیح مسلم کتاب الصید۔

کر لیا کرتے تھے [1]

حضرت عبداللہ رضؓ حمار

حضرت عبداللہؓ کا لقب حمار تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتے تھے، ایک مرتبہ شراب پینے کی سزا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ ایک شخص نے کہا "اے اللہ ان پر لعنت کر، یہ بار بار یہی حرکت کرتے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان پر لعنت نہ بھیجو، یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں"۔ [2]

حضرت عبدالمطلبؓ

حضرت عبدالمطلبؓ، حضرت ربیعہؓ بن حارث کے لڑکے تھے۔ جب وہ جوان ہو گئے تو ان کے والد نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کریں کہ انہیں بھی زکوٰۃ وصول کر کے لانے پر مامور کر دیا جائے۔ وہ حسبِ ہدایت خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ ان کے ساتھ حضرت فضل بن عباسؓ بھی تھے۔ ان کا مقصد بھی وہی تھا جو حضرت عبدالمطلبؓ کا تھا۔ ظہر کی نماز کے بعد دونوں حجرہ کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپؐ نے ان دونوں کے کان پکڑے اور فرمایا "جو کچھ تمہارے دل میں ہے اسے ظاہر کرو"۔ انہوں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا "زکوٰۃ محمدؐ اور آلِ محمدؐ کیلئے حلال نہیں"۔ پھر آپؐ نے نوفل بن حارث بن عبدالمطلبؓ سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کی شادی عبدالمطلبؓ سے کر دو"۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ خمس میں سے مہر ادا کروا دیا۔ [3]

حضرت عتبان بن مالکؓ

حضرت عتبانؓ بدری صحابی ہیں۔ [4]

حضرت عتبانؓ اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ جب ان کی بینائی کمزور ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا "میری بینائی کمزور ہو گئی ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو میرے گھر اور مسجد کے درمیان جو گھاٹی ہے اس میں سیلاب آ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں میں مسجد نہیں آ سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپؐ میرے گھر تشریف لائیں اور کسی ایک مقام پر نماز پڑھ دیں تو پھر میں اس جگہ کو نماز کی جگہ بنا لوں گا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا میں انشاء اللہ کسی دن آؤں گا"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کے وقت ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے پوچھا "تم کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟" انہوں نے گھر کے ایک کونہ کی طرف اشارہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے دو رکعت پڑھیں۔ نماز کے بعد حضرت عتبانؓ نے آپؐ کو خزیرہ کھانے کے لئے روک لیا (خزیرہ کھا کر آپؐ واپس تشریف لے آئے) [5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ باب الشرکۃ فی الطعام۔ [2] صحیح بخاری کتاب الحدود باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر عن عمرؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب ترک استعمال آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقۃ عن عبدالمطلبؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المساجد فی البیوت
[5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المساجد فی البیوت وباب صلوٰۃ النوافل جماعۃً وصحیح مسلم کتاب الایمان وکتاب الصلوٰۃ۔

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں بلایا۔ وہ آئے تو اُن کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (اُنہیں دیکھا تو) فرمایا "شاید ہم نے تمہیں جلدی پر مجبور کیا"۔ اُنہوں نے کہا "ہاں" آپؐ نے فرمایا "جب تم جلدی پر مجبور کئے جاؤ تو تم پر صرف وضو لازم ہے"۔ [1]

حضرت عُتبہ بن غزوانؓ

حضرت عتبہؓ ایسے حالات میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رہے ہیں کہ وہ سات آدمیوں میں سے ساتویں تھے۔ ان کا کھانا درخت کے پتّوں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا حتّٰی کہ ان کی باچھیں زخمی ہوگئی تھیں۔ ایک دفعہ اُنہیں ایک چادر ملی تو اُنہوں نے اُس کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کئے، ایک کا تہبند اُنہوں نے خود باندھ لیا اور ایک کا تہبند حضرت سعد بن مالکؓ (یعنی حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ) نے باندھ لیا۔

حضرت عتبہؓ کچھ عرصہ بصرہ کے گورنر رہے۔ اس زمانہ میں اُنہوں نے ایک خطبہ دیا جس میں دنیا کی بے ثباتی، جنّت اور دوزخ کا ذکر کیا۔ پھر عہدِ رسالت میں اپنی عسرت کا ذکر کرکے فرمایا "آج ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جو کسی شہر کا حاکم نہ ہو، اور میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ اپنے کو بڑا سمجھوں اور اللہ کے ہاں چھوٹا ہوں۔ یقیناً کسی نبوت کا اثر ہمیشہ باقی نہیں رہتا یہاں تک کہ انجام اس کا بادشاہت پر ہوتا ہے۔ ہمارے بعد جو امیر آئیں گے اُن کا تجربہ کرکے دیکھ لینا"۔ [2]

حضرت عثمان بن ابو العاص ثقفیؓ

ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا "تم اپنی قوم کی امامت کیا کرو"۔ اُنہوں نے عرض کیا "میں اپنے نفس میں (کمزوری) پاتا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا ہاتھ اُن کے سینہ اور پیٹھ پر رکھا اور فرمایا "اپنی قوم کی امامت کرو"۔ [3]

حضرت عثمان بن حُنَیفؓ

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت عثمانؓ کو لگان کی شرح مقرّر کرنے اور لگان وصول کرنے پر مقرّر کیا تھا، انہوں نے بڑے حق و انصاف کے ساتھ لگان کی شرح مقرّر کی تھی۔ [4]

حضرت عثمان بن طلحہؓ

حضرت عثمان بن طلحہؓ کعبہ کے دربانوں میں سے تھے۔ [5] جب مکّہ فتح ہوا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کے پاس پہنچے، آپؐ نے حضرت عثمان بن طلحہؓ کو بُلایا اور کعبہ کی کُنجی لانے کا حکم دیا۔ وہ اپنی والدہ کے پاس گئے (اور کُنجی طلب کی) والدہ نے کُنجی دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "کُنجی تو بہرحال تمہیں دینی ہوگی ورنہ یہ تلوار میری پیٹھ سے پار ہو جائے گی"۔ یہ سُن کر اُن کی والدہ نے کُنجی دیدی۔ وہ کُنجی لے کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے اور کُنجی آپؐ کے حوالہ کر دی۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو حضرت عثمانؓ بھی اندر گئے۔ [6]

حضرت عثمان بن مظعونؓ

حضرت عثمان بن مظعونؓ کی کنیت ابو السائب تھی۔ جب مہاجرینِ مکّہ، مدینہ منوّرہ پہنچے تو قرعہ اندازی کے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الوضوء۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الزُّھد۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب امر الائمۃ بتخفیف الصّلوٰۃ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المناقب باب قصّۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمانؓ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب دخول النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من اعلٰی مکّۃ وکتابُ الجہاد۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ وغیرہ وصحیح مسلم کتابُ الحج وغیرہ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

ذریعہ اُن کو انصار میں تقسیم کر دیا گیا اُسی قرعہ اندازی کے نتیجہ میں حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت اُمّ العلاء انصاریہؓ کے ہاں رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد وہ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں اُن کا انتقال ہو گیا جب اُنہیں غسل دیکر کفن پہنا دیا گیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے حضرت اُمّ العلاءؓ نے کہا "اے ابو السائب تم پر اللہ کی رحمت ہو میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک اللہ نے تم کو بزرگی دی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ بیشک اللہ نے اِنہیں بزرگی دی ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے اگر اللہ اِنہیں بزرگی نہ دیگا تو پھر کس کو دیگا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے ان کے لئے بہتری کی اُمّید ہے لیکن اللہ کی قسم میں اللہ کا رسُولؐ ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے"۔ حضرت اُمّ العلاءؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں ان کے بعد اب کبھی کسی کی بزرگی بیان نہ کروں گی"۔ کچھ عرصہ بعد حضرت اُمّ العلاءؓ نے خواب میں حضرت عثمانؓ کی ایک نہر دیکھی جو خوب بہہ رہی تھی۔ اُنہوں نے یہ خواب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ اُن کا عمل ہے"۔[1]

حضرت عدی بن حاتمؓ

حضرت عدیؓ جب مُسلم ہوئے تو اُنہوں نے قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھا:

حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ {بقرۃ ۱۸۷}

(رمضان کی راتوں میں کھاؤ اور پیو) یہاں تک کہ سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے ممیّز ہو جائے۔

انہوں نے اس آیت کے ظاہری معنٰی کے مطابق ایک سیاہ اور ایک سفید ڈورا لیا اور اُن کو اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا۔ پھر وہ اُن کو بار بار دیکھتے رہے (لیکن صبح تک ان میں امتیاز نہ کر سکے) پھر وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور اس بات کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر سیاہ اور سفید ڈورے تمہارے تکیہ کے نیچے آ گئے تو تمہارا تکیہ اور تمہاری گدّی بہت وسیع و عریض ہے" (کہ مشرق و مغرب ان کے نیچے آ گئے) پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ڈوروں سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مراد ہے"۔[2]

حضرت عدی بن حاتم شکاری تھے، اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکار کے مسائل دریافت کئے تھے۔[3]

ایک دن حضرت عدیؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں دو شخص آئے۔ ایک نے تنگیٔ معیشت کی شکایت کی، دوسرے نے چوری اور ڈاکہ زنی کی شکایت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عنقریب اتنا امن ہو جائے گا کہ مکّہ سے مدینہ جانے والا قافلہ بغیر کسی محافظ کے جائے گا"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اے عدیؓ کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "میں نے نام سُنا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تمہاری عمر زیادہ ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک عورت حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کریگی، اُسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ حضرت عدیؓ نے اپنے دل میں کہا قبیلۂ طے کے ڈاکو جنہوں نے شہروں میں آگ لگا رکھی ہے کہاں چلے جائیں گے اور قیامت نہ آنے پائے گی کہ ایک شخص اپنا صدقہ لیکر نکلیگا لیکن کوئی صدقہ لینے والا نہیں ملیگا اور اے عدیؓ یقیناً تم کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرو گے"۔ حضرت عدیؓ نے تعجّب سے پُوچھا "کسریٰ بن ہرمز (کے خزانے؟)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کسریٰ بن ہرمز (کے خزانے)" حضرت عدیؓ فرماتے ہیں "میں نے حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرنے والی عورت کو دیکھا

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن اُمّ علاءؓ و کتاب الشہادات باب القرعۃ و کتاب الجنائز عن خارجۃ بن زیدؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب الصوم و کتاب التفسیر (سُورۃ البقرۃ) و صحیح مسلم کتاب الصوم عن عدیؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب البیوع باب تفسیر المشبّہات۔

ہے۔ اُسے ہولائے اللہ کے کسی کا خوف نہیں ہوتا اور میں خود اُن لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانے فتح کئے۔ اور عنقریب تم تیسری بات بھی دیکھ لوگے"۔ (کہ پوری ہوگی) [1]

حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں وفد طے کے ساتھ حضرت عدیؓ کی آمد ایک مرتبہ قبیلہ طے کے وفد کے ساتھ حضرت عدیؓ حضرت عمرؓ کی خدمت میں آئے، حضرت عمرؓ نے ایک ایک آدمی کو اُس کا نام لیکر بُلایا (لیکن حضرت عدیؓ کو چھوڑ دیا) حضرت عدیؓ نے کہا "اے امیر المؤمنین، کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟" حضرت عمرؓ نے کہا "کیوں نہیں، تم اسلام لائے جب اَوروں نے کفر کیا، تم آگے بڑھے جبکہ دوسروں نے پیٹھ پھیری، تم نے عہد کو پُورا کیا جبکہ دوسروں نے عہد کو توڑ دیا، تم نے حق کو پہچان لیا جبکہ دوسروں نے انکار کیا" حضرت عدیؓ نے کہا "تو پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں"۔ (اگر آپ میرا نام نہ لیں یا مجھے مؤخر کر دیں) [2]

حضرت عدیؓ کی سخاوت اور رجوع الی الحق ایک دن حضرت عدیؓ کے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے سَو درہم طلب کئے۔ حضرت عدیؓ نے کہا "میرے پاس اِس وقت دینے کیلئے کچھ نہیں ہے، البتہ میں اپنی زرہ اور اپنا خود تمہیں دیتا ہوں اور اپنے گھر والوں کو لکھتا ہوں کہ وہ تمہیں تمہاری مطلوبہ رقم دیدیں"۔ وہ شخص اس بات پر راضی نہ ہوا۔ حضرت عدیؓ کو غصہ آگیا، فرمایا "میں حاتم کا بیٹا ہوں اور تو مجھ سے سَو درہم مانگتا ہے، اللہ کی قسم میں تجھے کچھ نہیں دوں گا"۔ یہ سُن کر وہ شخص ان چیزوں کے لینے پر راضی ہوگیا جن کا ذکر حضرت عدیؓ نے کیا تھا۔ حضرت عدیؓ نے کہا "میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص کسی بات کے متعلق قسم کھالے اور پھر دوسری بات اس سے زیادہ پرہیزگاری کی دیکھے تو زیادہ پرہیزگاری والی بات اختیار کرلے اور قسم کا کفارہ ادا کردے۔ اگر میں نے یہ نہ سُنا ہوتا تو اپنی قسم نہ توڑتا"۔ (یہ کہکر اُنہوں نے اپنی قسم توڑ دی اور اس سے کہا) "میری عطاء میں سے اب تم چار سَو درہم (میرے گھر والوں سے) لے لینا"۔ [3]

حضرت عُروہ بن اَسماء بن الصَّلت انصاریؓ

حضرت عروہؓ قرآن مجید کے قاری تھے۔ یہ واقعہ بئرِ معونہ میں شہید ہوئے۔ [4]

حضرت عزّہؓ

حضرت عزّہؓ، اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہؓ کی بہن ہیں۔ ایک دن حضرت اُمّ حبیبہؓ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "کیا آپؐ کو میری بہن عزّہ کی ضرورت ہے؟" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارا کیا مطلب ہے؟" اُنہوں نے کہا "آپؐ اُن سے نکاح کرلیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ میرے لئے حلال نہیں، تم اپنی بیٹیاں اور بہنیں مجھ پر پیش نہ کیا کرو"۔ [5]

حضرت عقبہ بن الحارثؓ

حضرت عقبہ کی شادی ابو اِہاب بن عزیز کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ ایک دن ایک عورت آئی، وہ کہنے لگی "میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے"۔ حضرت عقبہؓ نے کہا "مجھے تو علم نہیں کہ تم نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تم نے مجھے (پہلے) بتایا"۔ پھر وہ (فوراً) سوار ہوکر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں مدینہ منوّرہ پہنچے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اب کیسے (تم اُسے اپنی زوجیت میں رکھ سکتے ہو) حالانکہ یہ بات کہی جاچکی ہے"۔ حضرت عقبہؓ نے (فوراً) اپنی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ قبل الرّدّ وکتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوّۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی قصۃ وفد طیئ من عدیؓ
[3] صحیح مسلم کتاب الایمان۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع۔ [5] صحیح مسلم کتاب الرّضاع باب تحریم الربیبۃ عن اُمّ حبیبہؓ

بیوی کو رخصت کر دیا۔ پھر اُس نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیا۔[1]

حضرت عقبہ بن عامرؓ

حضرت عقبہؓ ان لوگوں میں سے تھے جو باری باری سے اُونٹوں کو چرایا کرتے تھے۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عقبہؓ کو تحصیلِ زکوٰۃ وغیرہ کیلئے بھیجا کرتے تھے۔ ایک دن اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ ہمیں بھیجتے ہیں، ہم کسی قوم کے ہاں جاکر اُترتے ہیں لیکن وہ ہماری مہمانداری نہیں کرتے، ایسی صورت میں آپؐ کی کیا رائے ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم کسی قوم کے ہاں جاکر اُترو اور وہ مہمان کے شایانِ شان تمہاری مہمانداری کریں تو اُسے قبول کرو، اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کی حیثیت کے مطابق اُن سے مہمان کا حق وصول کرلو۔"[3]

حضرت عقبہؓ بوڑھے اور ضعیف ہو گئے تھے لیکن تیر اندازی کی مشق اُنہوں نے نہیں چھوڑی تھی۔ وہ کہتے تھے اگر میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک بات نہ سُنی ہوتی تو میں یہ مشقّت نہ اُٹھاتا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص تیر اندازی جانتا ہو پھر وہ اُسے چھوڑ دے تو وہ ہم میں سے نہیں یا تحقیق اُس نے نافرمانی کی۔"[4]

حضرت عُکّاشہ بن محصنؓ

حضرت عکّاشہؓ قبیلہ بنو اسد بن خزیمہ کے ایک فرد تھے۔[5]

ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ستّر ہزار آدمی بغیر حساب و عذاب کے جنّت میں داخل ہوں گے۔" صحابۂ کرامؓ نے ان لوگوں کے متعلق غور و خوض کیا کہ وہ کون ہو سکتے ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ منتر کرتے ہیں نہ منتر کراتے ہیں، نہ بدشگونی لیتے ہیں اور وہ صرف اپنے ربّ پر توکّل کرتے ہیں۔" حضرت عکّاشہؓ نے کہا "اللہ سے دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اُن میں سے ہو۔" پھر ایک اور شخص نے کہا "اللہ سے دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عکّاشہؓ تم سے سبقت لے گئے۔"[6]

حضرت عَلاء بن حَضرمیؓ

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب اہلِ بحرین سے صلح کی تو اُن پر حضرت عَلاء بن حضرمیؓ کو امیر بنایا۔[7]

حضرت عمّار بن یاسرؓ

جب ہجرت کا حکم نازل ہوا تو حضرت عمّار بن یاسرؓ نے بھی مدینہ منوّرہ ہجرت کی۔ مدینہ منوّرہ جانے والی جماعتوں میں سے حضرت عمّارؓ دوسری جماعت میں شامل تھے۔[8]

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم [2] صحیح مسلم کتاب الوضوء باب الذکر المستحب عقب الوضوء۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب اکرام الضیف عن عقبہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرمی۔ [5] صحیح مسلم کتاب الوضوء باب حکم بول الطفل الرضیع۔ [6] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علیٰ دخول طوائف من المسلمین الجنّۃ بغیر حساب و لاعذاب۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر [8] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن براءؓ و باب ہجرۃ الحبشۃ۔

مسجد نبوی کی تعمیر جب مسجدِ نبوی تعمیر ہو رہی تھی تو دوسرے صحابہؓ ایک ایک اینٹ اُٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں دیکھا تو اُن کے بدن پر سے مٹّی جھاڑنے لگے آپؐ فرما رہے تھے "افسوس ہے عمارؓ کو ایک باغی جماعت (یعنی سبائی پارٹی) قتل کرے گی۔ یہ اُن کو جنّت کی طرف بُلا رہے ہوں گے اور باغی لوگ ان کو دوزخ کی طرف بُلا رہے ہوں گے۔" حضرت عمارؓ فرماتے تھے "میں فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔"[1]

تیمّم ایک مرتبہ حضرت عمارؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ حضرت عمارؓ جُنبی ہو گئے۔ پانی کہیں نہیں ملا لہٰذا اُنہوں نے چوپایہ کی طرح زمین میں لوٹ لگا کر نماز پڑھ لی۔ پھر اُنہوں نے اس کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا "تمہیں صرف یہ کافی تھا۔" پھر آپؐ نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور اُن کو پھُونکا پھر چہرہ اور اور پہنچوں تک ہاتھوں کا مسح کر لیا۔[2]

فضیلت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے عمارؓ کو شیطان سے بچا لیا ہے۔"[3]

احقاقِ حق حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت عمارؓ ان کے ساتھ رہے۔ جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ بصرہ روانہ ہوئیں تاکہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لینے کا مطالبہ کریں تو حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ کو کوفہ روانہ کیا تاکہ لوگوں کو نکلنے کی ترغیب دیں (کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمنانِ اسلام کوئی سازش کر بیٹھیں) حضرت عمارؓ کوفہ پہنچے۔ حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت ابو مسعودؓ ان سے ملنے آئے۔ حضرت ابو مسعودؓ نے دو جوڑے منگائے اور ان دونوں کو ایک ایک جوڑا پہنایا۔ جمعہ کے دن حضرت عمارؓ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا "بے شک حضرت عائشہؓ بصرہ روانہ ہو گئی ہیں اور اللہ کی قسم وہ تمہارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زوجہ ہیں، دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش ہے۔ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کس کا ساتھ دیتے ہو، علیؓ کا (کہ قصاص لینے میں تاخیر سے کام لیا جائے) یا عائشہؓ کا (کہ قصاص لینے میں عجلت کی جائے)"[4]

حضرت قیس نے حضرت عمارؓ سے پوچھا "حضرت علیؓ کا ساتھ دینے کے معاملہ میں جو کچھ آپ نے کیا، کیا یہ آپ کی رائے ہے، کیونکہ رائے تو غلط بھی ہو سکتی ہے۔ صحیح بھی ہو سکتی ہے، یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپ سے کوئی عہد لیا تھا۔" حضرت عمارؓ نے کہا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہم سے ایسا کوئی عہد نہیں لیا تھا جو عام لوگوں سے نہ لیا ہو۔"[5]

حضرت عمران بن حُصَینؓ

حضرت عمرانؓ کی کُنیت ابو نجید تھی۔[6]

حضرت عمرانؓ کو بواسیر کا مرض تھا، ایک دن اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نماز کے متعلق دریافت کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر اتنی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو، اگر بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو (سیدھی) کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھو۔"[7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب التعاون فی بناء المسجد عن ابی سعیدؓ و کتاب الجہاد باب مسح الغبار۔ [2] صحیح بخاری کتاب التیمم و صحیح مسلم کتاب الحیض باب التیمم۔ [3] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس و کتاب المناقب باب مناقب عمارؓ عن ابی الدرداءؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الفتن۔ [5] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین۔ [6] صحیح مسلم کتاب الایمان باب شعب الایمان۔ [7] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب اذا لم یُطق قاعدًا.....

حجّت صرف قرآن و حدیث ہے | حضرت عمرانؓ صرف قرآن و سُنّت کو قابلِ حجّت سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے (غلط فہمی سے) حج تمتّع کے خلاف رائے کا اظہار کیا تو حضرت عمرانؓ کہنے لگے "ہم نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں حج تمتّع کیا ہے (آپ نے ہمیں منع نہیں کیا) قرآن اُترتا رہا (اُس میں بھی منع نہیں کیا گیا) تو پھر ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہدیا (اس کی رائے کیسے مانی جاسکتی ہے)"[1]

حدیث سُننے اور سُنانے کا شوق | ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابتدائے آفرینش کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا "پہلے اللہ تھا اور کوئی چیز نہ تھی (پھر) اُس کا عرش پانی پر متمکّن ہوا۔ پھر لوحِ محفوظ میں ہر چیز لکھی گئی اور آسمان و زمین بنائے گئے"۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا "اے ابن حصینؓ تمہاری اُونٹنی بھاگ گئی" (وہ اُس کو پکڑنے کیلئے چلے گئے لیکن بعد میں اُنہیں بڑا افسوس ہوا۔ وہ کہا کرتے تھے) "اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں وہاں سے نہ اُٹھتا اور اُونٹنی کو چھوڑ دیتا" (تاکہ مزید حدیثیں سُنتا رہتا)[2]

حدیثیں بیان کرنے کا بھی بہت شوق تھا۔ مرضِ وفات میں بھی ایک دن حضرت مطرف کو بُلا کر چند احادیث بیان کیں۔[3]

فضیلت | حضرت عمرانؓ کو سلام کی آواز آیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے (کچھ دن تک) داغ لگوایا۔ داغ لگوانے کے زمانہ میں سلام کی آواز آنی بند ہوگئی۔ اُنہوں نے داغ لگوانا بند کر دیا۔ سلام کی آواز پھر آنے لگی۔[4]

حدیث کا ادب و احترام | ایک دن حضرت عمرانؓ نے کہا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "حیاء کچھ نہیں لاتی سوائے خیر کے"۔ بشیر بن کعب کہنے لگے "حکمت (کی کتاب) میں لکھا ہے کہ "حیاء سے وقار پیدا ہوتا ہے، حیاء سے تسکین حاصل ہوتی ہے"۔ حضرت عمرانؓ نے فرمایا "میں تم سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تم (اسکی موجودگی میں) اپنے صحیفہ کی باتیں نقل کرتے ہو"۔[5]

حضرت عمر بن ابو سلمہؓ

حضرت عمر بن ابو سلمہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ربیب ہیں، یعنی حضرت اُمِّ سلمہؓ کے بطن سے اُن کے پہلے شوہر کے بیٹے ہیں۔

ایک دن وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ وہ رکابی کے اطراف میں سے کھانے لگے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اپنے آگے سے کھاؤ"۔[6]

جنگِ خندق کے زمانہ میں حضرت عمر بن ابو سلمہؓ بچّے تھے، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی بچّے تھے۔ یہ دونوں خواتین کے ساتھ ایک قلعہ میں محفوظ تھے، لیکن باری باری سے ایک دوسرے پر چڑھ کر باہر کا نظارہ بھی کرتے تھے۔[7]

ایک دن حضرت عمر بن ابو سلمہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا "کیا روزے دار بوسہ لے سکتا ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان (یعنی اُمِّ سلمہؓ) سے پوچھو"۔ اُنہوں نے حضرت اُمِّ سلمہؓ سے پُوچھا۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے کہا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایسا کر لیتے ہیں"۔ انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ کی تو اگلی پچھلی سب خطائیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التمتّع علی عہد النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و صحیح مسلم کتاب الحج۔ [2] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق۔ [3] صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز التمتّع۔ [4] صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز التمتّع۔ [5] صحیح بخاری کتاب الادب باب الحیاء و صحیح مسلم کتاب الایمان باب شعب الایمان۔ [6] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الاکل مما یلیہ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد باب فضل النفقۃ والابواب المناقب باب مناقب زبیرؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل۔

اللہ نے معاف کر دی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ متّقی اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں"۔[1]

حضرت عمرو بن العاصؓ

اسلام لانے کا واقعہ | اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت عمروؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بہت سخت دشمن تھے انہیں اس سے زیادہ اور کوئی چیز محبوب نہیں تھی کہ کسی طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر قابو پاکر آپؐ کو قتل کر دیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام کی محبّت ڈالدی۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنا داہنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں بیعت کروں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھایا۔ حضرت عمروؓ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عمروؓ کیا بات ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "میں کچھ شرط کرنا چاہتا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا شرط کرنا چاہتے ہو؟" اُنہوں نے عرض کیا "میرے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں نہیں معلوم کہ اسلام قبول کرنا گذشتہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے"۔ یہ سُنتے ہی حضرت عمرو بن العاصؓ نے اسلام قبول کر لیا۔[2]

جنگ ذات السّلاسل | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں جنگ ذات السلاسل میں سپہ سالار بنا کر روانہ کیا تھا۔[3]

وفات | جب حضرت عمروؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو بڑی دیر تک روتے رہے، پھر اپنا منہ دیوار کی طرف کر لیا۔ اُن کے لڑکے نے کہا "کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو فلاں فلاں بشارتیں نہیں دی تھیں"۔ حضرت عمروؓ نے اُنکی طرف مُنہ کیا اور فرمایا "ایک وہ وقت تھا کہ مجھے سب سے زیادہ بغض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تھا۔ اگر مجھے قابو ملتا تو میں آپؐ کو قتل کر دیتا، اس حالت میں اگر مَیں مرجاتا تو دوزخی ہوتا، پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کو داخِل کر دیا، میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور اسلام قبول کر لیا، اگر میں اس حال میں مرجاتا تو مجھے اُمّید ہے کہ میں جنّتی ہوتا۔ اس کے بعد بعض چیزوں کے ہم والی بنائے گئے، مجھے نہیں معلوم کہ اس میں ہماری کیا کیفیت رہی۔ اچھا، جب مَیں مرجاؤں تو کوئی نوحہ کرنے والی میرے ساتھ نہ جائے، نہ آگ ساتھ جائے، پھر جب تم مجھ پر مٹّی ڈال چکو تو میری قبر کے چاروں طرف اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اُونٹ نحر کیا جائے اور تقسیم کیا جائے تاکہ میں تم سے اُنس حاصِل کروں اور مَیں دیکھوں کہ میں اپنے ربّ کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں"۔[4]

حُبِّ رسُولؐ | حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں "اسلام لانے کے بعد میرے نزدیک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں تھا"۔[5]

محبوبِ رسُولؐ بننے کی تمنّا | ایک دن حضرت عمرو بن العاصؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا۔ "آپؐ کو سب سے زیادہ محبّت کس سے ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عائشہؓ سے"۔ حضرت عمروؓ نے پوچھا "مَردوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کے والد (ابوبکرؓ)" حضرت عمروؓ نے پوچھا "پھر کون محبوب ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عمرؓ"۔ اس طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الصّوم۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الایمان باب کونِ الاسلام یھدم ما قبلہ عن عمرو بن العاصؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المناقب باب مناقب ابی بکرؓ۔ [4] صحیح مسلم کتابُ الایمان باب کونِ الاسلام یھدم ما قبلہ۔ [5] صحیح مُسلم کتابُ الایمان باب کونِ الاسلام یھدم ما قبلہ۔

چند آدمیوں کے نام لئے۔ حضرت عمروؓ کہتے ہیں "پھر اس خیال سے میں خاموش ہو گیا کہ کہیں آپؐ مجھے سب کے آخر میں نہ کر دیں۔"[1]

احترامِ رسولؐ حضرت عمرو بن العاصؓ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی جلال والا نہیں تھا اور آپؐ کے جلال کی وجہ سے وہ کبھی نظر بھر کر آپؐ کو نہ دیکھ سکے۔[2]

حضرت عَمرو بن اُمیّہ ضَمریؓ

حضرت عمروؓ ان قاریوں میں شامل تھے جو چند منافقین کے مطالبہ پر مبلّغ بنا کر بھیجے گئے تھے۔ حضرت عمروؓ کو کافروں نے قید کر لیا تھا۔[3]

حضرت عَمرو بن تَغلِبؓ

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں کسی آدمی کو مال دیتا ہوں اور کسی آدمی کو نہیں دیتا اور جس کو میں نہیں دیتا وہ مجھے اُس سے جس کو میں دیتا ہوں زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ میں اُن لوگوں کو دیتا ہوں جن کے دل میں بے صبری دیکھتا ہوں اور جن لوگوں کے دلوں میں اللہ نے استغناء اور بھلائی پیدا کر دی ہے میں اُنہیں اِن صفات کے سپرد کر دیتا ہوں۔ ان لوگوں میں عمرو بن تَغلِبؓ بھی ہیں"۔ حضرت عمرو بن تَغلِبؓ فرماتے ہیں "اللہ کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات مجھے سُرخ اُونٹوں سے زیادہ پسند ہے۔"[4]

حضرت عَمرو بن حارثؓ

حضرت عمروؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت جُویریہؓ بنت حارث کے بھائی تھے۔[5]

حضرت عَمرو بن سَلمہؓ

حضرت عمروؓ اور اُن کی قوم کے لوگ مُسافروں کی گذرگاہ پر رہا کرتے تھے۔ جب مسافروں کے قافلے ان کے پاس سے گذرتے تو وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان سے پُوچھا کرتے تھے۔ مُسافر یہ بیان کرتے کہ اُن کا یہ دعویٰ ہے کہ ان کو اللہ نے رسُول بنا کر بھیجا ہے، ان کی طرف وحی آتی ہے، وہ مسافر وحی کے کلمات بھی ان لوگوں کو سُنا دیا کرتے تھے۔ حضرت عمروؓ اگرچہ اُس وقت بچے تھے لیکن ان کلمات کو حفظ کر لیا کرتے تھے۔ فتح مکّہ کے بعد سب سے پہلے اُن کے والد نے اسلام قبول کیا، اور پھر اپنی قوم کو تبلیغ کی (قوم کے لوگ بھی مُسلم ہو گئے) اُن کے والد نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو تم میں سب سے زیادہ قرآن یاد ہو وہ امامت کرے۔" پُوری قوم میں حضرت عمروؓ سے زیادہ قرآن مجید جاننے والا کوئی نہیں نکلا، لہٰذا اُنہوں نے حضرت عمروؓ کو باوجود اِس کے کہ وہ چھ سات سال کے تھے امام بنا دیا۔ اُن کے پاس ایک چھوٹی سی چادر تھی، جب وہ سجدہ کرتے تو ستر کھُل جاتا۔ قبیلہ کی ایک عورت نے کہا "تم اپنے قاری کا ستر کیوں نہیں ڈھانکتے۔" یہ سُن کر قبیلہ والوں نے اُن کے لئے کپڑا خریدا اور ایک قمیص بنائی۔ قمیص پہن کر اُنہیں بہت ہی

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذات السلاسل وصحیح مسلم باب فضائل ابی بکرؓ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع وبئر معونۃ وکتاب الجہاد وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء امّا بعد۔ [5] صحیح بخاری کتاب الوصایا باب الوصایا۔

خوشی ہوئی۔[1]

حضرت عمرو بن عبسہؓ

حضرت عمرو بن عبسہؓ نے اُس وقت اسلام قبول کیا جب مؤمنین پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ حضرت عمروؓ ایامِ جاہلیت میں ہی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ تمام لوگ گمراہی پر ہیں۔ جب اُنہوں نے سُنا کہ مکّہ میں ایک شخص (آسمانی) خبریں بیان کرتا ہے تو وہ فوراً سوار ہو کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے اور ایمان لے آئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں ضروری احکام کی تعلیم دی اور مشورہ دیا کہ فی الحال وہ اپنے وطن چلے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا "جب تم سُنو کہ میں غالب آگیا ہوں تو پھر تم میرے پاس آجانا"۔ الغرض حضرت عمروؓ اپنے گھر واپس آگئے لیکن ان ایّام میں وہ برابر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلّق خبریں معلوم کرتے رہتے تھے۔ ایک دن مدینہ منوّرہ کے چند لوگ اُن کے پاس پہنچے۔ اُنہوں نے اُن سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حال دریافت کیا، اُنہوں نے بتایا کہ اب لوگ تیزی سے ایمان لا رہے ہیں۔ یہ سُنکر حضرت عمروؓ مدینہ منوّرہ پہنچے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر سوال کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ مجھے پہچانتے ہیں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں تم وہی ہو جو مکّہ میں مجھ سے ملے تھے"۔ حضرت عمروؓ نے کہا "جی ہاں"۔ پھر حضرت عمروؓ نے بہت سے مسائل پُوچھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے جوابات دئے اور اُنہیں اسلامی احکامات کی تعلیم دی۔[2]

حضرت عمرو بن عبسہؓ نے ایک دن حضرت ابو اُمامہؓ کے سامنے وہ حدیث بیان کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب وضو میں اعضاء دھوئے جاتے ہیں تو پانی کے ساتھ اُن اعضاء کی خطائیں نکل جاتی ہیں۔ حضرت ابو اُمامہؓ نے کہا "اے عمرو بن عبسہؓ دیکھو تم کیا کہہ رہے ہو، ایک ہی دفعہ وضو کرنے والے کو یہ سب کچھ مل جاتا ہے؟" حضرت عمروؓ نے کہا "اے ابو اُمامہؓ میری عُمر زیادہ ہو گئی ہے، میری ہڈّیاں کمزور ہو گئی ہیں، میری مَوت کا وقت قریب آگیا ہے، مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں اللہ پر اور اللہ کے رسُولؐ پر جھوٹ بولوں، اگر میں نے اس حدیث کو ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات مرتبہ بھی سُنا ہوتا تو میں اس کو کبھی بیان نہ کرتا، میں نے تو اس کو اس سے بھی زیادہ مرتبہ (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بیان کرتے ہوئے) سُنا ہے"۔[3]

حضرت عَمرَہؓ بنتِ رَواحہؓ

حضرت عَمرَہؓ، حضرت نعمان بن بشیرؓ کی والدہ تھیں۔ ایک مرتبہ ان کے کہنے سے اُن کے شوہر حضرت بشیرؓ نے اپنے بیٹے حضرت نعمانؓ کو کوئی عطیّہ دیا۔ حضرت عمرہؓ نے کہا "اس پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گواہ کر لو، جب میں راضی ہوں گی"۔ حضرت بشیرؓ نے اس بات کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے اپنے سب بچّوں کو ایسا تحفہ دیا ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "تو یہ عطیّہ واپس کر لو"۔ اُنہوں نے واپس کر لیا۔[4]

ایک مرتبہ اُن کے بھائی حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت عَمرَہؓ رونے لگیں اور اُن کی تعریف کرنے لگیں۔ کچھ دیر بعد جب حضرت عبداللہؓ کو ہوش آیا تو کہنے لگے "جو کچھ تم کہہ رہی تھیں اُس کے متعلّق مجھ سے پوچھا جا رہا تھا "کیا تم ایسے ہی تھے؟"[5]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ فتح مکّۃ عن عمرو بن سلمہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصّلوٰۃ باب اسلام عمرو بن عبسہؓ جلد اوّل۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب اسلام عمرو بن عبسہؓ۔
[4] صحیح بخاری کتابُ الھبۃ عن نعمانؓ وکتابُ الشھادات وصحیح مسلم کتابُ الھبات۔ [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ موتۃ عن نعمانؓ۔

حضرت عُمَیرؓ

حضرت عُمیرؓ، حضرت آبی اللحمؓ کے غلام تھے، ایک مرتبہ اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا "کیا مَیں اپنے مالکوں کے مال میں سے صدقہ دے سکتا ہوں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، اجر تم دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہوگا۔"

ایک دن ایسا ہوا کہ اُن کے مالک نے اُنہیں گوشت سُکھانے کا حکم دیا (وہ گوشت سُکھا رہے تھے کہ اتنے میں) ایک مسکین آیا۔ اُنہوں نے اُس گوشت میں سے اُسے بھی کھانے کیلئے دیا۔ جب اُن کے مالک کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے حضرت عمیرؓ کو مارا۔ حضرت عمیرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی۔ آپؐ نے مالک کو بلوایا اور پُوچھا "تم نے اِنہیں کیوں مارا"۔ انہوں نے عرض کیا "اِنہوں نے بغیر میرے حکم کے میرا کھانا دیدیا"۔ آپؐ نے فرمایا "اجر تم دونوں کے درمیان (تقسیم) ہوگا۔"[1]

حضرت عُمَیر بن حمامؓ

حضرت عُمیرؓ انصاری صحابی ہیں۔

جنگِ بدر | حضرت عُمیرؓ جنگِ بدر میں شریک ہوئے، انفرادی مقابلے جاری تھے کہ اتنے میں مشرکین آگے بڑھ کر اسلامی فوج کے قریب آگئے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس جنّت میں جانے کیلئے تیار ہو جاؤ جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے"۔ حضرت عُمیرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ایسی جنّت جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ اُنہوں نے کہا "واہ واہ"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "واہ واہ کہنے کی کیا وجہ ہے؟" حضرت عُمیرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ کی قسم میں نے اِس اُمید میں یہ بات کہی ہے کہ میں جنّتی ہو جاؤں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم بے شک جنّتی ہو"۔ یہ سُن کر حضرت عُمیرؓ نے اپنے ترکش میں سے کچھ کھجوریں نکالیں اور اُنہیں کھانے لگے۔ پھر کہنے لگے "اگر میں ان کھجوروں کے ختم ہونے تک زندہ رہوں گا تو بہت وقت لگ جائے گا"۔ یہ کہکر اُنہوں نے جو کھجوریں اُن کے پاس تھیں اُنہیں (ایک طرف) ڈالدیا۔ پھر کُفّار سے جنگ کرتے رہے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔[2]

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ

حضرت عوفؓ جنگِ مُوتہ میں شریک تھے۔ اس جنگ کے بعد جب حضرت خالدؓ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا تو ایک شخص نے جس نے ایک کافر کو قتل کیا تھا مقتول کا سامان لینا چاہا۔ حضرت خالدؓ نے دینے سے اِنکار کر دیا۔ حضرت عوفؓ نے کہا "کیا آپ کو نہیں معلوم کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قاتل کو (مقتول کا) سامان دیتے ہیں"۔ حضرت خالدؓ نے کہا "بیشک، لیکن یہ سامان بہت معلوم ہوتا ہے"۔ جب یہ لشکر فاتحانہ مدینہ منوّرہ پہنچا تو حضرت عوفؓ نے اس بات کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ آپؐ نے حضرت خالدؓ سے پُوچھا "تم نے سامان کیوں نہیں دیا؟" حضرت خالدؓ نے عرض کیا "میں نے یہ خیال کیا کہ سامان بہت ہے"۔ آپؐ نے فرمایا "دیدو"۔ حضرت عوفؓ نے حضرت خالدؓ کی چادر کھینچ کر کہا "آخر جو میں نے کہا تھا وہی ہوا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ (اشتعال انگیز) بات سُن لی۔ آپؐ نے (خفگی سے) فرمایا "اے خالدؓ (اب)

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ما انفق العبد من مال مولاہ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید عن انسؓ۔

اسے کچھ نہ دو۔"[1]

حضرت عوفؓ جنگ تبوک میں شریک تھے۔[2]

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "تم رسُولُ اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کرتے؟" حضرت عوفؓ اور اُن کے ساتھیوں نے عرض کیا "ہم تو بیعت کر چکے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "تم بیعت کیوں نہیں کرتے؟" اُنہوں نے کہا "ہم تو بیعت کر چکے ہیں"۔ تیسری مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "تم بیعت کیوں نہیں کرتے؟" اُنہوں نے اپنے ہاتھ بڑھا دئے اور عرض کیا "ہم تو بیعت کر چکے ہیں، اب کس بات پر بیعت کریں؟" آپؐ نے فرمایا "اس بات پر کہ اللہ کی عبادت کرو گے، اُس کے ساتھ شرک نہ کرو گے، پانچوں نمازیں پڑھو گے، اطاعت کرتے رہو گے اور لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگو گے"۔ (اُنہوں نے بیعت کی) اس کے بعد اُن کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اگر اُن کا کوڑا بھی گر جاتا تو وہ کسی سے یہ نہیں کہتے تھے کہ اسے اُٹھا دو۔[3]

حضرت عُوَیمرؓ

حضرت عُوَیمرؓ نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لعان کرایا اور ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دی۔ لعان کے بعد حضرت عویمرؓ نے کہا "میرا مال (یعنی مہر) مجھے واپس دلوا دیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم سچے ہو تو تم نے اس مال کے بدلہ میں اس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کر لیا تھا، اور اگر تم نے جھوٹا الزام لگایا ہے تو پھر یہ اور بھی زیادہ نامناسب ہے کہ اس میں سے کچھ لو۔"[4]

حضرت فاطمہ بنتِ ابی حُبَیشؓ

حضرت فاطمہ بنت ابی حُبیشؓ کو استحاضہ کی بیماری تھی۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے استحاضہ کی بیماری ہے، میں پاک ہی نہیں ہوتی، تو کیا میں نماز چھوڑ سکتی ہوں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، یہ تو ایک رگ کا خون ہے یہ اذیتِ ماہانہ نہیں ہے۔ جب اذیتِ ماہانہ ہو تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب اذیتِ ماہانہ کی مدّت گذر جائے تو نماز پڑھا کرو۔"[5]

حضرت فاطمہ بنتِ عَمروؓ

حضرت فاطمہ بنت عمروؓ حضرت جابر بن عبداللہؓ کی پھوپی تھیں۔ جب حضرت جابرؓ کے والد کا جنازہ اُٹھایا گیا تو وہ رونے لگیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کون ہے؟"۔ لوگوں نے کہا "عمروؓ کی بیٹی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم روؤ یا نہ روؤ، فرشتہ برابر ان پر سایہ کئے رہے یہاں تک کہ وہ اُٹھائے گئے۔"[6]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل عن عوف رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما یحذر من الغدر عن عوف رضؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب کراہۃ المسألۃ للناس عن عوف رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ النور) عن سہل رضؓ وابن عباس رضؓ وابن عمر رضؓ وصحیح مسلم کتاب اللعان عن سہل رضؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب غسل الدم۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجنائز فی الباب۔

حضرت فاطمہ بنت قیسؓ

حضرت فاطمہؓ حضرت ضحاک بن قیسؓ کی بہن تھیں۔ پہلے ان کا نکاح حضرت ابو عمرو بن حفص مخزومی سے ہوا تھا۔ حضرت ابو عمروؓ نے انہیں تین طلاقیں دیدیں اور پھر ایک غزوہ میں یمن چلے گئے۔ پھر انہوں نے اپنے وکیل کے ہمراہ حضرت فاطمہؓ کو پانچ صاع کھجوریں اور پانچ صاع جَو بھیجے حضرت فاطمہؓ ناراض ہوگئیں حضرت ابو عمروؓ کے گھر والوں نے کہا "اب تمہارے اخراجات ہمارے ذمہ نہیں ہیں بجز اس صورت کے کہ تم حاملہ ہو"۔ حضرت خالد بن ولید مع چند آدمیوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپؐ سے سوال کیا کہ "کیا اُن کیلئے شوہر کے ذمہ مکان اور نان نفقہ واجب ہے یا نہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کیلئے اب کوئی نان نفقہ نہیں"۔ پھر حضرت فاطمہؓ خود حاضر خدمت ہوئیں۔ آپؐ نے اُن سے بھی وہی فرمایا۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا "ایسی صورت میں مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میرے ساتھ بدسلوکی کریں"۔ یہ کہکر وہ چلی آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہلوایا کہ وہ عدّت اپنے میکہ میں حضرت اُمِّ شریک کے مکان میں گذاریں اور اپنے معاملہ میں بغیر مجھ سے مشورہ کئے کوئی فیصلہ نہ کریں (کچھ دن بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے پاس پھر ایک آدمی بھیجا اور کہلوایا کہ "اُمِّ شریکؓ کے ہاں مہاجرین اوّلین کی آمد و رفت رہتی ہے لہٰذا تم عبداللہ بن عمرو بن اُمِّ مکتومؓ کے ہاں چلی جاؤ وہ نابینا آدمی ہیں لہٰذا تم اُن کے ہاں دوپٹہ وغیرہ اُتار کر بھی رہ سکتی ہو اور جب عدّت ختم ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا"۔ حضرت فاطمہؓ حضرت عبداللہ ابن اُم مکتومؓ کے ہاں چلی گئیں جب اُن کی عدّت ختم ہوگئی تو اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ معاویہ بن ابو سفیانؓ اور ابو جہمؓ نے ان کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابو جہم تو اپنے کندھے سے اپنی لاٹھی کو علیحدہ نہیں کرتے (یعنی سخت آدمی ہیں) معاویہؓ مفلس ہیں اُن کے پاس مال (وغیرہ) کچھ نہیں۔ تم اُسامہؓ بن زیدؓ سے نکاح کر لو"۔ حضرت فاطمہؓ نے پہلے تو اُنہیں ناپسند کیا لیکن جب آپؐ نے دوبارہ فرمایا تو پھر اُن سے نکاح کر لیا۔ حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں "اللہ نے اس نکاح میں بڑی خیر و برکت دی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابن زیدؓ کی وجہ سے شرف بخشا اور ابن زیدؓ کے باعث مجھے عزّت دی اور مجھ پر اس نکاح کے سلسلہ میں رشک کیا جانے لگا"۔

ایک مرتبہ حضرت مروانؒ نے حضرت قبیصہ بن ذُوَیبؒ کو حضرت فاطمہؓ کے پاس اس حدیث کے دریافت کرنے کیلئے بھیجا۔ حضرت فاطمہؓ نے حدیث بیان کی۔ حضرت مروانؒ نے کہا "ہم نے یہ حدیث ایک عورت کے علاوہ کسی اور سے نہیں سُنی (کہ مطلّقہ کو اپنے شوہر کے گھر سے منتقل ہونے کی اجازت ہے) ہم ایسا معتبر امر کیوں نہ اختیار کریں جس پر لوگوں کو پاتے ہیں" (یعنی تین طلاقوں کے بعد بھی مطلّقہ کو عدّت کا زمانہ شوہر کے مکان میں گذارنا چاہئے) حضرت فاطمہؓ نے جب یہ بات سُنی تو کہنے لگیں "ہمارے اور تمہارے درمیان قرآن کافی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہیں ان کے گھر سے نہ نکالو، یہ حکم تو اس کیلئے ہے جس سے رجعت ہو سکتی ہے، تین طلاقوں کے بعد پھر کونسی نئی بات پیدا ہو سکتی ہے، پھر تم کیوں کہتے ہو کہ اس کیلئے نفقہ نہیں جب تک وہ حاملہ نہ ہو، پھر کس بھروسہ پر اُسے روکتے ہو"۔ [1]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الطلاق باب المطلقۃ ثلاثا لا نفقۃ لہا وکتاب الفتن باب فی خروج الدجال۔

حضرت فضل بن عبّاسؓ

حجّۃ الوداع کے موقع پر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی سواری پر مزدلفہ سے منیٰ تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت فضل بن عبّاسؓ آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ راستہ میں قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حج کے متعلق ایک سوال کیا۔ حضرت فضلؓ اُس عورت کی طرف دیکھنے لگے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا مُنہ دوسری طرف پھیر دیا۔[1]

ایک مرتبہ اُن کے والد حضرت عبّاسؓ نے اُن کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں بھیجا اور اُن کو ہدایت کی کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے درخواست کریں کہ اُنہیں زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرّر کر دیا جائے تاکہ اُنہیں بھی کچھ اُجرت مِل جائے۔ حضرت فضلؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت عبدالمطّلب بن ربیعہؓ بھی اُن کے ساتھ تھے جو اسی مقصد سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں گئے تھے۔ نماز ظہر کے بعد یہ دونوں آپؐ سے پہلے حجرہ کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو آپؐ نے ان دونوں کے کان پکڑے اور فرمایا "جو کچھ تمہارے دل میں ہے اُسے ظاہر کرو۔" اُنہوں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "زکوٰۃ کا مال محمدؐ اور آلِ محمدؐ کیلئے جائز نہیں۔" پھر آپؐ نے حضرت مَحمیہؓ سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کا نکاح فضل بن عبّاسؓ سے کر دو اور مہر مالِ خُمس میں سے ادا کر دو۔" اُنہوں نے حکم کی تعمیل کی اور اپنی لڑکی کی شادی کر دی۔[2]

حضرت قبیصہ بن مخارق الہلالیؓ

ایک مرتبہ حضرت قبیصہؓ قرضدار ہو گئے۔ قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور کچھ روپیہ طلب کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کچھ دن ٹھہرو، جب ہمارے پاس زکوٰۃ کا مال آئے گا تو ہم اس میں سے قرضہ کی ادائیگی کیلئے کچھ مال دیدیں گے۔"[3]

حضرت قُدامہ بن مظعونؓ

حضرت قُدامہؓ بدری صحابی ہیں۔ یہ حضرت حفصہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ماموں ہیں، حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں انہیں بحرین کا گورنر مقرّر کیا تھا۔[4]

حضرت قَعقَاع بن مَعبَدؓ

حضرت قعقاعؓ قبیلۂ بنو تمیم کے ایک فرد تھے، یہ اپنے قبیلہ کے وفد کے ساتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب وجوب الحج عن ابن عبّاسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علی الصّدقۃ عن عبدالمطّلبؓ۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب من تحل لہ المسئلۃ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ بدر۔ [5] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ الحجرات) عن ابن عمرؓ وابن زبیرؓ۔

حضرت قیس بن سعد انصاریؓ

حضرت قیسؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے رہا کرتے تھے [1]

حضرت قیس بن صرمہؓ

حضرت قیسؓ ایک انصاری صحابی تھے۔

اوائلِ اسلام میں روزہ کے سلسلہ میں یہ حکم تھا کہ روزہ رکھنے والا اگر افطار کے وقت سو جائے (اور کچھ کھا پی نہ سکے) تو وہ پھر نہ رات کو کھا پی سکتا تھا اور نہ دن کو جب تک دوسرے دن افطار کا وقت نہ آجائے۔ اسی زمانہ میں ایک دن حضرت قیسؓ نے روزہ رکھا۔ جب افطار کا وقت آیا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اُن سے پوچھا "کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں، لیکن میں جاتی ہوں اور کہیں سے کچھ مانگ کر لاتی ہوں"۔ حضرت قیسؓ دن بھر کی محنت کی وجہ سے بہت تھکے ہوئے تھے لہٰذا اُن پر نیند نے غلبہ کیا اور وہ سو گئے۔ جب اُن کی بیوی آئیں اور ان کو (سوتے ہوئے) دیکھا تو کہنے لگیں "تم کھانے سے محروم ہو گئے"۔ (الغرض حضرت قیسؓ کا روزہ جاری رہا) دوسرے دن دوپہر کے وقت اُن کو غش آگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا گیا، اُسی وقت آیت نازل ہوئی کہ اب رات کو بھی کھا پی سکتے ہو۔ لوگ اس آسانی سے بہت زیادہ خوش ہوئے [2]

حضرت کُرز بن جابر الفہریؓ

حضرت کرزؓ فتح مکہ کے موقع پر حضرت خالدؓ کے دستہ میں شامل تھے۔ اور اسی موقع پر مشرکینِ مکہ سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے [3]

حضرت کعب بن عُجرہؓ

حضرت کعبؓ صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔ دورانِ سفر اُن کے سر میں جُوئیں ہو گئیں اور اس کثرت سے ہو گئیں کہ جھڑنے لگیں۔ صحابہ کرامؓ ان کو اُٹھا کر لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا "میں دیکھتا ہوں تم بڑی تکلیف میں ہو، لہٰذا تم سر مُنڈا دو اور فدیہ میں تین روزے رکھو یا ایک فرق پیمانہ کے برابر (طعام) چھ آدمیوں کو بطور صدقہ دیدو یا جو قربانی میسّر ہو وہ قربانی کر دو"۔ [4]

ایک دن حضرت کعبؓ نے ایک شخص سے کہا "کیا میں تمہیں ایک ہدیہ دوں"۔ یہ کہکر اُنہوں نے کہا کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ۔ یہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ آپؐ پر کس طرح سلام بھیجیں اب یہ بتائیے کہ آپؐ پر درود کیسے بھیجیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ماقیل فی لواء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب الاحکام باب الحاکم یحکم بالقتل عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصوم باب قول اللہ جل ذکرہٗ "اُحِلَّ لکم لیلۃ الصیام ..... عن براءؓ وکتاب التفسیر۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب فتح مکۃ باب این رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرایۃ یوم الفتح۔ [4] صحیح بخاری کتاب الشروط وغیرہ وصحیح مسلم کتاب الحج وغیرہ۔

وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝" [1]

حضرت کعب بن مالک رضؓ

حضرت کعبؓ ان انصار میں سے ہیں جنہوں نے (مکّہ معظمہ پہنچ کر) ایک گھاٹی میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور اسلام قبول کیا تھا۔

حضرت کعبؓ سوائے جنگِ بدر اور جنگِ تبوک کے تمام غزوات میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رہے۔ [2]

حضرت ابن ابی حَدْرَدؓ پر ان کے کچھ روپے قرض تھے۔ حضرت کعبؓ نے مسجد میں ان سے تقاضہ کیا۔ ان دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے گھر میں تھے۔ آپؐ نے اُن کی آواز سُنی۔ آپؐ پردہ کھول کر باہر تشریف لائے، آپؐ نے فرمایا "اے کعبؓ!" اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ میں حاضر ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نصف معاف کردو"۔ حضرت کعبؓ نے کہا "میں نے معاف کردیا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابن ابی حَدْرَدؓ سے فرمایا "اُٹھو اور قرضہ ادا کرو"۔ [3]

حضرت کعبؓ کی بکریاں سَلْع پہاڑی پر چرا کرتی تھیں۔ ایک دن اُن کے قبیلہ کی ایک لڑکی نے دیکھا کہ ایک بکری قریب المرگ ہے۔ اُس نے ایک پتھر توڑا اور اُس سے اُس بکری کو ذبح کر دیا۔ حضرت کعبؓ نے قبیلہ کے لوگوں سے کہا "اسے نہ کھاؤ جب تک میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت نہ کرلوں"۔ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ مسئلہ دریافت کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔ [4]

جنگ تبوک حضرت کعبؓ جنگ تبوک میں شریک نہ ہوسکے اگرچہ اُنہوں نے اِس جنگ کیلئے دو سواریاں تیّار کر رکھی تھیں (اور جہاد میں شریک ہونے کا پختہ ارادہ تھا) تمام مؤمنین نے جنگ کی تیّاری مکمّل کرلی لیکن حضرت کعبؓ سُستی سے کام لیتے رہے۔ وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ جب چاہیں گے تیّاری کرلیں گے۔ وہ آج کل، آج کل کرتے رہے یہاں تک کہ کافی وقت گذر گیا۔ درختوں پر بہار آرہی تھی، پھل پختہ ہو چکے تھے اور یہی چیزیں ان کی توجّہ کا مرکز بنی رہیں۔ آخر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع صحابہؓ کے روانہ ہوگئے اور وہ اب بھی آجکل آجکل کرتے رہے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت تیزی کے ساتھ تبوک پہنچ گئے۔ حضرت کعبؓ کہتے ہیں "میں نے قصد کیا اب بھی روانہ ہوجاؤں اور لے کاش میں روانہ ہوجاتا۔" اُنہیں روانہ نہ ہونے کا بڑا صدمہ تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تبوک میں اُن کا ذکر کیا۔ حضرت معاذؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ کی قسم ہم اُن کے متعلق سوائے بہتری کے اور کچھ نہیں جانتے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہوگئے۔ تبوک میں کچھ دن قیام فرمانے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس ہوگئے۔ اب حضرت کعبؓ کی پریشانی اور بڑھی۔ بہرحال اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ سچ ہی بولیں گے (کوئی جھوٹا بہانہ نہ بنائیں گے)۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لے آئے تو اُنہوں نے تمام حال سچ سچ بیان کردیا (بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان پر خفگی کا اظہار کیا اور) رسُولُ اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الدّعوات باب الصّلاۃ علی النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتاب احادیث الانبیاء باب ابراہیم علیہ السّلام۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک وصحیح مسلم کتاب التّوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب ما یذکر فی الاشخاص عن کعبؓ وکتاب الصّلوٰۃ باب التّقاضی والملازمۃ فی المسجد۔ [4] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ عن کعبؓ۔

علیہ وسلّم نے صحابۂ کرامؓ کو ان سے بات کرنے کی ممانعت کر دی۔ حکم کی تعمیل میں صحابۂ کرامؓ نے ان سے بات کرنا بند کر دیا حتّٰی کہ ابو قتادہؓ جو اُن کے بڑے محبوب تھے اُنہوں نے بھی سلام و کلام ترک کر دیا۔

ایک دن اُنہیں شاہ غسّان کا خط ملا جس میں اُس نے لکھا تھا "تمہارے دوست نے تم پر ظلم کیا ہے، تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہم بڑی خاطر سے پیش آئیں گے"۔ اُنہوں نے فوراً خط کو جلا دیا۔

چالیس دن اسی طرح گذر گئے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ اپنی بیوی کو علیٰحدہ کر دو۔ اُنہوں نے بیوی سے کہا تم اپنے گھر چلی جاؤ۔ اِسی طرح دس راتیں اور گذر گئیں۔ پچاسویں رات کو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور اُن کا قصور معاف کر دیا۔ ایک شخص نے پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے کہا "اے کعبؓ تمہیں مبارک ہو"۔ یہ آواز سُنتے ہی وہ سجدہ میں گر پڑے۔ جب وہ شخص اُن کے پاس پہنچا تو اُنہوں نے اپنے کپڑے اتار کر اُسے دیدئے۔ پھر وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں جُوق در جُوق لوگ اُنہیں ملتے اور مبارکباد دیتے۔ حضرت کعبؓ سلام کر کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے بیٹھ گئے اور پُوچھا "یہ بشارت آپؐ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی طرف سے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اُن کی توبہ قبول ہونے سے بہت مسرور تھے (بطور شکرانے کے) حضرت کعبؓ نے خیبر کی جائداد کے علاوہ تمام جائداد کو اللہ کے راستہ میں دیدیا۔ پھر اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، سچ ہی کی وجہ سے اللہ نے مجھے نجات دی، آج سے میں کبھی جھوٹ نہیں بولونگا"۔ [1]

حضرت ماعزؓ

حضرت ماعزؓ کو آخرت کا بڑا فکر تھا۔ ایک مرتبہ اتّفاق سے حضرت ماعزؓ سے زنا ہو گیا۔ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھ سے زنا ہو گیا ہے، مجھے پاک کر دیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ استغفار کرو اور توبہ کرو"۔ یہ کہکر آپؐ نے مُنہ موڑ لیا۔ حضرت ماعز چلے گئے۔ وہ دوسری مرتبہ آئے، آپؐ نے اُنہیں پھر واپس کر دیا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی قوم کے لوگوں سے ان کے متعلّق معلومات کی۔ لوگوں نے کہا وہ اچھی عقل کے آدمی ہیں۔ وہ پھر آئے، آپؐ نے اُنہیں پھر واپس کر دیا۔ وہ چوتھی مرتبہ پھر آئے اور اُسی طرح عرض کیا، آپؐ نے اُنہیں قریب بُلایا اور پُوچھا "کیا تمہیں جنون ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُوچھا "کیا تمہاری شادی ہو گئی ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا "اِنہیں لے جاؤ اور سنگسار کر دو"۔ اُن کو سنگسار کر دیا گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے متعلّق خیر کا کلمہ کہا اور اُن کے جنازہ کی نماز پڑھی، پھر آپؐ نے فرمایا "انہوں نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر پُوری اُمّت پر تقسیم کر دی جائے تو اُس کو کافی ہو جائے"۔ [2]

حضرت مالک ابن الدُّخشنؓ

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عتبان بن مالکؓ کے ہاں گئے۔ محلّہ کے بہت سے لوگ جمع ہو گئے ایک شخص نے کہا "مالکؓ (ابن دخشن) کو کیا ہو گیا ہے، وہ نظر نہیں آرہے"۔ دوسرے آدمی نے کہا "وہ منافق ہیں،

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و کتاب الجہاد و کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) و صحیح مسلم کتاب التّوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب المحاربین من اہل الکفر باب لا یرجم المجنون و باب الرجم فی المصلی و صحیح مسلم کتاب الحدود (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں)

اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت نہیں کرتے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " ایسا نہ کہو، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اُنہوں نے محض اللہ کی رضاء کیلئے لا الٰہ اِلّا اللہ کہا ہے۔" اُس شخص نے کہا " اللہ اور رسُولؐ کو زیادہ علم ہے ہم نے تو یہ بات محض اس وجہ سے کہی تھی کہ وہ منافقین سے محبّت کرتے ہیں، ان کی خیر خواہی کرتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " بے شک اللہ نے اس شخص پر دوزخ کو حرام کر دیا ہے جس نے اللہ کی رضا جوئی کیلئے لا الٰہ اِلّا اللہ کہا ہو۔"[1]

حضرت مالک بن حُوَیرِثؓ

حضرت مالک بن حویرثؓ اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے تھے اور بیس[۲۰] دن آپؐ کے پاس قیام کیا۔ وہ کہتے ہیں " رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑے رحیم و رفیق تھے۔ جب آپؐ نے دیکھا کہ ہمیں اپنے اہل و عیال سے ملنے کا اشتیاق ہے تو آپؐ نے ہمیں واپس جانے کا حکم دیا، اہل و عیال کو تعلیم دینے کی ہدایت کی۔ اور فرمایا کہ ان کو حکم دو کہ اس اس وقت میں اس اس طرح سے نماز پڑھیں اور جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھتے رہو۔"[2]

حضرت مالکؓ ایک مرتبہ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اِس مرتبہ اُن کے ساتھ صرف ایک ساتھی تھے۔ جب حضرت مالکؓ مدینہ منوّرہ سے واپس جانے لگے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب نماز کا وقت آئے تو اذان دو اور اقامت کہو، اور جو تم دونوں میں بڑا ہو وہ امامت کرے۔"[3]

اشاعتِ سُنّت کا شوق حضرت مالکؓ کو اشاعتِ سُنّت کا بڑا شوق تھا۔ حضرت ابو قلابہؓ کہتے ہیں "حضرت مالکؓ (ایک دن) ہماری مسجد میں آئے اور فرمایا میں تمہیں نماز پڑھ کر بتاتا ہوں، حالانکہ (اِس وقت) نماز پڑھنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ مَیں اُسی طرح نماز پڑھوں گا جس طرح میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔" حضرت ابو قلابہؓ کہتے ہیں " (ان کی نماز میں منجملہ اور باتوں کے ایک بات یہ بھی تھی کہ) وہ پہلی رکعت کے دونوں سجدے کرنے کے بعد بیٹھ جایا کرتے تھے پھر کھڑے ہوتے تھے۔"[4]

حضرت مُجاشِعؓ

حضرت مجاشعؓ فتح مکّہ کے موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ وہ اپنے بھائی حضرت ابو معبدؓ کو بھی ساتھ لے کر آئے تھے۔ حضرت مجاشعؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا " میں اپنے بھائی کو ہجرت کی بیعت کرانے لایا ہوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " ہجرت کا ثواب تو اہلِ ہجرت لُوٹ چکے۔" حضرت مجاشعؓ نے کہا " پھر آپؐ کس چیز کی بیعت لیں گے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " مَیں اِن سے اسلام، ایمان اور جہاد کی بیعت لوں گا۔"[5]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب المساجد فی البیوت والبواب النوافل باب صلوٰۃ النوافل جماعۃً وصحیح مسلم باب الرخصۃ فی التخلف عن الجماعۃ بعذر۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ ابواب الاذان وباب اذا استووا فی القراءۃ فلیؤمّھم اکبرھم وصحیح مسلم باب من احق بالامامۃ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے) [3] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب اثنان فما فوقھما جماعۃ وصحیح مسلم باب من احق بالامامۃ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب من صلّی بالنّاس وھو لا یرید الّا ان یعلمھم صلاۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ فتح مکۃ وصحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب المبایعۃ بعد فتح مکّۃ۔

حضرت محمدؐ بن مَسلَمہ رضؓ

ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (یہودیوں کے سردار) کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا۔ اُس نے اللہ اور رسُولؐ کے خلاف سخت سازشیں کی ہیں۔" حضرت محمدؐ بن مَسلمہؓ نے عرض کیا "آپؐ چاہتے ہیں کہ میں اُسے قتل کردوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے کہا "مجھے اجازت دیجئے کہ میں کوئی بات بنا سکوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں اجازت ہے"۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ کعب کے پاس پہنچے اور کہا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ صدقہ مانگا ہے، ہیں تم سے کچھ روپیہ قرض لینے آیا ہوں"۔ کعب نے کہا "ابھی کیا دیکھا ہے، ابھی تو تم اُن کی وجہ سے بہت سی مصیبتیں جھیلو گے"۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے فرمایا "ہم نے بیعت کرلی ہے، ہم یہ نہیں چاہتے کہ انہیں چھوڑ دیں جب تک یہ نہ دیکھ لیں کہ آئندہ کیا ہوتا ہے"۔ کعب نے کہا "کوئی چیز رہن رکھ دو"۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے کہا "تم کیا چیز رہن رکھنا چاہتے ہو"۔ کعب نے کہا "اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو"۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے اسے منظور نہیں کیا۔ اُس نے کہا "اپنے لڑکوں کو رہن رکھ دو"۔ حضرت محمدؐ بن مَسلَمہؓ نے اسے بھی منظور نہیں کیا۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے کہا "ہم اپنے ہتھیار رہن رکھ سکتے ہیں"۔ کعب اس بات پر راضی ہوگیا۔ حضرت محمدؐ بن مَسلمہؓ اس سے وعدہ کرکے چلے آئے۔ رات کو دوبارہ اُس کے پاس گئے۔ اُن کے ساتھ دُو صحابی اور تھے۔ کعب نے ان تینوں کو اپنے قلعہ میں بُلا لیا۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا "میں کعب کے بال پکڑ کر سونگھونگا، جب تم دیکھو کہ میں نے اُسے مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو تم اُسے قتل کردینا"۔ کعب اندر سے آیا اُس کا بدن خوشبو سے مہک رہا تھا۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے کہا "میں نے اس سے پہلے ایسی خوشبو نہیں سونگھی کیا مجھے اجازت ہے کہ میں تمہارا سر سونگھوں"۔ اُس نے کہا "اجازت ہے"۔ اُنہوں نے سر سونگھا، پھر اُن کے ساتھیوں نے سر سونگھا۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے اجازت لیکر دوبارہ سر سونگھا اور سر کو مضبوطی سے پکڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا "وار کرو"۔ اُن کے ساتھیوں نے اُسے قتل کردیا۔ پھر وہ مع اپنے ساتھیوں کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور خوش خبری سُنائی۔[1]

حضرت محمود بن ربیعؓ

جب حضرت محمودؓ پانچ سال کے بچّے تھے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے چہرہ پر لعابِ دہن لگایا تھا۔ حضرت محمودؓ کہا کرتے تھے "مجھے آپؐ کا لعابِ دہن لگانا یاد ہے"۔[2]

حضرت محمودؓ اس جہاد میں شریک تھے جو ارض روم میں حضرت یزیدؒ بن معاویہؓ کی امارت میں ہوا تھا۔[3]

حدیث کی توثیق کیلئے بے چینی | مذکورۂ بالا جنگ میں اُنہوں نے حضرت ابو ایوبؓ کی موجودگی میں حضرت عتبانؓ کے واسطہ سے یہ حدیث بیان کی کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جو شخص اللہ کی رضا جوئی کیلئے لا الٰہ الّا اللہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر دوزخ کو حرام کردیتا ہے"۔ حضرت ابو ایوبؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسا کبھی نہیں فرمایا ہوگا"۔ حضرت محمودؓ پر اُن کی یہ بات بڑی

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل کعب و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قتل کعب عن جابرؓ [2] صحیح بخاری کتاب العلم۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب النوافل باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ۔

گراں گزری۔ اُنہوں نے اللہ کیلئے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا کہ اگر اللہ اس جنگ میں اُنہیں صحیح سلامت رکھے گا تو وہ یہاں سے واپس جا کر حضرت عتبانؓ سے اس کو دوبارہ پوچھیں گے۔ پھر جب وہ لَوٹے تو پہلے حج یا عمرہ کیا پھر مدینہ منوّرہ پہنچے حضرت عتبانؓ زندہ تھے لیکن بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے، وہ اپنی قوم کو اب بھی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت عتبانؓ نے جب سَلام پھیرا تو حضرت محمودؓ نے ان کو سَلام کیا اور اپنا تعارف کرایا۔ پھر اُنہوں نے حضرت عتبانؓ سے وہ حدیث دریافت کی۔ حضرت عتبانؓ نے بالکل اُسی طرح حدیث کو بیان کیا جس طرح پہلی مرتبہ بیان کیا تھا۔[1]

حضرت مُحَیِّصَہ بن جَبَرؓ

حضرت محمیّہؓ قبیلۂ بنو اسد کے ایک فرد تھے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے خُمس پر عامل تھے جب حضرت فضل بن عبّاسؓ اور حضرت عبد المطّلبؓ بن ربیعہؓ نے عامل بنائے جانے کی درخواست کی تو آپؐ نے حضرت محمیّہؓ سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کی شادی فضلؓ سے کر دو" اور حضرت نوفل بن حارثؓ سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کی شادی عبد المطّلبؓ سے کر دو"۔ دونوں نے حکم کی تعمیل کی۔ آپؐ نے حضرت محمیّہؓ سے فرمایا "اُن کا مہر خمس میں سے ادا کر دو"۔[2]

حضرت مُحَیِّصَہ بن مسعودؓ

ایک دن حضرت مُحیّصہؓ اور حضرت عبد اللہ بن سہلؓ خیبر گئے۔ اس زمانہ میں خیبر کے یہودیوں کی مسلمین سے صلح تھی۔ خیبر پہنچ کر حضرت محیّصہؓ حضرت عبد اللہؓ سے علیٰحدہ ہو گئے۔ جب وہ واپس اُن کے پاس پہنچے تو اُنہیں مقتول پایا۔ حضرت محیّصہؓ نے یہودیوں سے کہا "تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا"۔ یہودیوں نے انکار کیا۔ حضرت محیّصہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم قسم کھا کر اپنے رشتہ دار کے قاتل کے قتل کا حق ثابت کرو"۔ حضرت محیّصہؓ نے کہا "میں تو وہاں موجود نہیں تھا لہٰذا میں کیسے قسم کھا سکتا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر پچاس یہودی قسمیں کھا کر اپنی براءت کریں"۔ حضرت محیّصہؓ نے کہا "کافروں کی قسم پر ہم کیسے اعتبار کر سکتے ہیں" (الغرض جب قاتل کا پتہ نہ چلا تو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبد اللہؓ کی دیت اپنے پاس سے ادا کر دی۔[3]

حضرت مُخَرِّمَہؓ

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کچھ قبائیں آئیں۔ آپؐ نے انہیں تقسیم کر دیا۔ حضرت مخرمہ کو معلوم ہوا تو اپنے بیٹے حضرت مِسْوَرؓ سے کہا "چلو، شاید ہمیں بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کوئی قبا عنایت فرمائیں"۔ حضرت مخرمہؓ جا کر دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور کچھ بات کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کی آواز کو پہچان گئے۔ آپؐ باہر تشریف لائے آپؐ کے پاس ایک قبا تھی۔ آپؐ اُس کی خوبیاں بیان کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے "یہ میں نے تمہارے لئے رکھ چھوڑی تھی"۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ ابوابُ النّوافل باب صلوٰۃ النوافل جماعۃً وصحیح مسلم باب الرخصۃ فی التخلف عن الجماعۃ بعذر۔

[2] صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علی الصّدقۃ عن عبد المطّلبؓ۔

[3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الموادعۃ مع المشرکین وکتابُ الدّیات وصحیح مسلم کتابُ القسامۃ۔

[4] صحیح بخاری کتابُ الشہادات باب شہادۃ الاعمٰی۔

حضرت مُرارہ بن ربیعؓ

جنگِ بدر حضرت مُرارہؓ جنگِ بدر میں شریک ہوئے۔

جنگِ تبوک حضرت مُرارہؓ سُستی کی وجہ سے جنگِ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لائے تو آپؐ نے صحابۂ کرامؓ کو ان سے سلام و کلام کرنے سے منع کر دیا، چالیس دن گذرنے کے بعد آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ اپنی بیوی کو علیٰحدہ کر دیں۔ پچاسویں رات کو ان کی توبہ قبول ہونے کے سلسلہ میں وحی نازل ہوئی۔ صبح کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعلان فرمایا۔ لوگ جُوق در جُوق مبارکباد دینے کیلئے ان کے گھر گئے۔

حضرت مُرارہؓ حضرت کعبؓ کی نظر میں حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں "مُرارہؓ بڑے صالح آدمی ہیں، ان کے رویّہ میں میرے لئے بڑا اچھا نمونہ ہے۔"[1]

حضرت مسطحؓ

حضرت مسطحؓ، حضرت ابوبکر صدّیقؓ کی خالہ زاد بہن کے لڑکے تھے۔ حضرت مسطحؓ غریب آدمی تھے، حضرت ابوبکر صدّیقؓ ان کی مفلسی اور رشتہ داری کی بناء پر ان کا خرچ برداشت کیا کرتے تھے۔

حضرت مسطحؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔

جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ پر تہمت لگائی گئی تو حضرت مسطحؓ بھی تہمت لگانے والوں میں شامل ہو گئے جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو اللہ تعالیٰ نے بَری کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اللہ کی قسم، میں مسطحؓ کو اب کچھ نہیں دوں گا۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جو لوگ تم میں سے صاحبِ وسعت ہیں اُنہیں اس بات پر قسم نہیں کھانی چاہئے کہ وہ رشتہ داروں محتاجوں اور ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے، بلکہ اُنہیں چاہئے کہ معاف کر دیں (اے مؤمنو!) کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تم کو بخش دے، اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے" (نور/۲۲) اللہ تعالیٰ کا فرمان سُنتے ہی حضرت ابوبکرؓ نے حضرت مسطحؓ کا وظیفہ جاری کر دیا۔[2]

حضرت مسوَرؓ

حضرت مسوَرؓ، حضرت مَخرمہؓ کے لڑکے ہیں۔ حضرت حُسَینؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت علی بن حسینؒ مدینہ منوّرہ پہنچے تو ان کی ملاقات حضرت مسوَرؓ سے ہوئی۔ حضرت مسوَرؓ نے کہا "کوئی ضرورت ہو تو فرمایئے"۔ حضرت علی بن حسینؒ نے کہا "کوئی ضرورت نہیں ہے"۔ حضرت مسوَرؓ نے کہا "کیا آپ مجھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تلوار دیدینگے، کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ آپ سے تلوار لے لیں۔ اللہ کی قسم اگر آپ مجھے دیدیں تو وہ مجھ سے نہیں لے سکتے یہاں تک کہ میری جان نہ نکل جائے"۔[3]

ایک مرتبہ حضرت مسوَرؓ اور حضرت ابن عبّاسؓ میں اختلاف ہوا۔ حضرت ابن عبّاسؓ کہتے تھے کہ مُحرم اپنا سر دھو سکتا

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب توبۃ کعبؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و کتاب التفسیر کتاب الشہادات و صحیح مسلم کتاب التوبۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما ذکر من درع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

ہے. حضرت مسورؓ کہتے تھے نہیں دھو سکتا۔ اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن حُنین کو حضرت ابو ایوبؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت ابو ایوبؓ نے بتایا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حالتِ احرام میں سر دھویا ہے۔ جب حضرت مسورؓ نے یہ سُنا تو ابنِ عبّاسؓ سے کہنے لگے "اب میں تم سے کبھی بحث نہیں کروں گا۔" [1]

حضرت مسیّبؓ

حضرت مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعتِ رضوان میں شریک تھے۔ [2]

حضرت مُصعَب بن عُمَیرؓ

حضرت مصعب بن عمیرؓ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے مدینہ منوّرہ کی طرف سب سے پہلے ہجرت کی۔ مدینہ منوّرہ پہنچکر حضرت مصعبؓ وہاں کے مسلمین کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ [3]

جنگِ اُحُد | حضرت مصعب بن عمیرؓ جنگِ اُحُد میں شریک ہوئے اور (لڑتے لڑتے) شہید ہو گئے۔ ان کو صرف ایک چادر میں کفنایا گیا۔ وہ چادر بھی اتنی چھوٹی تھی کہ سر ڈھانکتے تو پیر کھُل جاتے اور اگر پیر ڈھانکتے تو سر کھُل جاتا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ "سر کو ڈھانک دو اور پیروں پر گھاس ڈالدو۔" [4]

حضرت مطیعؓ

حضرت مطیعؓ فتح مکّہ کے موقع پر اسلام لائے۔ ان کا نام عاص تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بدل کر مطیعؓ رکھدیا۔ [5]

حضرت مُعاذ بن جبلؓ

حضرت معاذؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھتے۔ پھر وہاں سے واپس آکر اپنی قوم کو نماز پڑھاتے ایک دن اُنہوں نے عشاء کی نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی، ایک شخص جماعت سے علیٰحدہ ہو گیا اور اُس نے تنہا نماز پڑھ لی۔ حضرت معاذؓ اس سے خفا ہو گئے۔ اُس نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت معاذؓ سے تین دفعہ فرمایا "کیا تم فتنہ میں مبتلا کرنے والے ہو؟" پھر آپؐ نے اُنہیں حکم دیا کہ اوساطِ مفصّل میں سے کوئی سی دو سورتیں پڑھا کریں۔ [6]

ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی سواری پر کہیں تشریف لیجا رہے تھے۔ حضرت معاذؓ آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آواز دی "اے معاذ بن جبلؓ!" حضرت معاذؓ نے کہا "لبّیک و سعدیک"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر پکارا۔ اُنہوں نے پھر وہی کہا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر پکارا۔ اُنہوں نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص صدق دل سے اس بات کی گواہی دے کہ کوئی حاکم و معبود نہیں سوائے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز غسل المحرمۃ بدنہ ورأسہ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب مبایعۃ الامام الجیش۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن براءؓ وباب ہجرۃ الحبشۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الکفن فی جمیع المال عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ وفی ابواب اخر۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکّۃ عن مطیعؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا طوّل الامام عن جابرؓ وصحیح مسلم باب القراءۃ فی العشاء۔

اللہ کے، اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں تو اللہ اُس کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔" حضرت معاذؓ نے عرض کیا "کیا میں لوگوں کو اس بات کی خبر نہ دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں"۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر وہ (غلط فہمی سے) اسی پر بھروسہ کر لیں گے۔" حضرت معاذؓ نے اس حدیث کو کسی سے بیان نہیں کیا۔ پھر یہ سمجھکر کہ حدیث کو چھپانے کا ان پہ گناہ ہوگا انہوں نے اپنی وفات کے قریب اُسے بیان کر دیا۔[1]

اسی طرح ایک اور سفر میں حضرت معاذؓ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین مرتبہ پکارا "اے معاذؓ!" وہ ہر مرتبہ یہ کہتے رہے "لبّیک و سعدیک"۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟" عرض کیا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "بندوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ اُس کی عبادت کریں اور کسی کو اُس کا شریک نہ بنائیں"۔ پھر رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین مرتبہ پکارا اور اُنہوں نے ہر مرتبہ اُسی طرح جواب دیا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم جانتے ہو کہ اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے (بندوں کا حق یہ ہے کہ) بندے جب اُس کا حق ادا کریں تو وہ اُن کو عذاب نہ دے"۔[2]

جہاد | حضرت معاذؓ جنگ تبوک (وغیرہ) میں رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔[3]

حضرت معاذؓ کا گورنر بنایا جانا | رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت معاذؓ کو یمن کے ایک علاقہ پر گورنر مقرر فرمایا اور روانگی سے پہلے اُن کو مختلف قسم کی ہدایتیں دیں۔[4]

قانونِ الٰہی کے نفاذ میں حضرت معاذؓ کی بے قراری | یمن کے دوسرے علاقہ پر حضرت ابو موسیٰؓ گورنر تھے۔ جب ان میں سے کوئی دوسرے کے علاقہ کے پاس سے گذرتا تو دونوں آپس میں ملاقات کر کے سلام کرتے اور محبّت کو تازہ کرتے، ایک مرتبہ حضرت معاذؓ حضرت ابو موسیٰؓ کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کے ہاتھ گردن میں بندھے ہوئے ہیں۔ پوچھا "یہ کیا معاملہ ہے؟" حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "یہ مُرتد ہو گیا ہے"۔ حضرت معاذؓ نے کہا "پہلے اِسے قتل کرو پھر میں سواری پر سے اُتروں گا"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "آپ اُتریں تو سہی، وہ تو اسی لئے گرفتار کیا گیا ہے"۔ حضرت معاذؓ نے کہا "میں اُس وقت تک نہیں اُتروں گا جب تک یہ قتل نہ کر دیا جائے، پہلے اللہ اور رسولؐ کا حکم نافذ کرو"۔ الغرض حضرت ابو موسیٰؓ نے اُسے قتل کروا دیا، پھر حضرت معاذؓ سواری پر سے اُترے۔[5]

فضائل | رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قرآن چار آدمیوں سے پڑھو"۔ ان چار آدمیوں میں آپؐ نے حضرت معاذؓ کا نام بھی لیا۔[6] حضرت معاذؓ نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ ہی میں (ذاتی طور پر) پُورا قرآن جمع کر لیا تھا۔[7]

حضرت معاذ بن عفراءؓ اور حضرت معاذ بن عمرو بن الجموحؓ

حضرت معاذ بن عفراءؓ اور حضرت معاذ بن عمروؓ انصاری صحابی تھے اور عفراء کی اولاد میں سے تھے۔

جنگِ بدر | یہ دونوں صحابی جنگِ بدر میں شریک تھے۔ اس وقت یہ بہت ہی کم عمر لڑکے تھے۔ ان دونوں لڑکوں کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم باب من خصّ بالعلم قومًا عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الادب باب من اجاب بلبّیک عن معاذؓ۔ [3] صحیح مسلم باب الجمع بین الصلاتین۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث ابی موسیٰؓ و معاذؓ و کتاب استتابۃ المرتدین و کتاب الزکوٰۃ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامر بالتیسیر و کتاب الایمان باب الامر بالایمان باللہ و رسولہ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث ابی موسیٰؓ و معاذؓ و کتاب استتابۃ المرتدین و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب النہی عن طلب الامارۃ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب سالمؓ عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب زید بن ثابتؓ۔

درمیان میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کھڑے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے جب اپنے دائیں بائیں نظر کی تو ان دو کم عمر لڑکوں کو دیکھ کر اپنے کو غیر محفوظ خیال کیا۔ وہ اسی خیال میں تھے کہ اتنے میں ایک لڑکے نے دوسرے لڑکے سے چھپاتے ہوئے اُن کو ہاتھ سے دبایا اور پوچھا "اے چچا، کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟" حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "ہاں پہچانتا ہوں"۔ اُس نوجوان لڑکے نے کہا "مجھے بتائیے کہ ان میں ابوجہل کونسا ہے؟" حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "اے بھتیجے تم اس کا کیا کروگے"۔ اس نوجوان نے جواب دیا کہ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بُرا بھلا کہتا ہے، لہٰذا میں نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ اگر میں اُسے دیکھونگا تو قتل کر دوں گا یا خود شہید ہو جاؤں گا"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کو اس نوجوان کی بات سے بہت تعجّب ہوا۔ پھر دوسرے لڑکے نے بھی اپنے ساتھی سے چھپا کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے اسی قسم کی باتیں کیں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں "(ان دونوں کی باتیں سُننے کے بعد) اب مجھے وہ تمنّا اچھی نہیں معلوم ہوئی کہ ان دو نوجوانوں کے بجائے میرے دائیں بائیں دو مرد ہوتے"۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ انہیں ابوجہل دکھائی دیا۔ اُنہوں نے اشارہ سے اُن دونوں لڑکوں کو بتایا کہ وہ ابوجہل ہے۔ یہ سُنتے ہی دونوں لڑکے مثلِ شِکرے کے اُس پر جھپٹے اور اُسے قتل کر دیا۔ اُس کو قتل کرنے کے بعد یہ دونوں لڑکے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور آپؐ کو ابوجہل کے قتل کی خوش خبری سُنائی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سے کس نے اُس کو قتل کیا ہے؟" ہر ایک لڑکے نے کہا "میں نے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے اپنی تلواروں کو پونچھ لیا ہے؟" اُنہوں نے جواب دیا "نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کی تلواریں دیکھیں پھر فرمایا "تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے"۔[1]

حضرت معاویہ بن الحکمؓ

ایک دن حضرت معاویہؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، ایک شخص کو چھینک آئی۔ حضرت معاویہؓ نے "یرحمک اللہ" کہا۔ لوگوں نے اُنہیں گھورنا شروع کیا۔ حضرت معاویہؓ کہنے لگے "میری ماں مجھ پر روئے، تم مجھے کیوں گھور رہے ہو"۔ جب اُنہوں نے سمجھ لیا کہ لوگ انہیں خاموش کرنا چاہتے ہیں تو وہ خاموش ہو گئے۔ نماز کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں سمجھایا کہ "نماز میں گفتگو جائز نہیں، نماز تو بس تسبیح، تکبیر اور قراءۃ قرآن کے لئے ہے"۔ حضرت معاویہؓ نے کہا "میں جاہلیّت سے ابھی ابھی نکلا ہوں (اسلام سے پوری طرح واقف نہیں ہوں) ہم میں سے بہت سے آدمی کاہنوں کے پاس جایا کرتے تھے (اب جائیں یا نہیں)" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کے پاس نہ جانا"۔ اُنہوں نے کہا "ہم بدشگونی لیا کرتے تھے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بدشگونی کا وہم لوگوں کے دلوں میں آجایا کرتا ہے، لیکن یہ وہم اُن کیلئے کسی کام سے رُکنے کا سبب نہ بنے"۔ اُنہوں نے پُوچھا "ہم میں سے بعض آدمی لکیریں کھینچتے ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک نبی لکیریں کھینچا کرتے تھے، جس کی لکیریں اُن کی لکیروں کے موافق ہیں وہ ٹھیک ہیں"۔

حضرت معاویہؓ کی ایک لونڈی تھی، وہ ان کی بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن ایک بکری کو بھیڑیا لے گیا۔ اُنہیں اس کا سخت صدمہ ہوا۔ اُنہوں نے لونڈی کے طمانچہ مار دیا۔ پھر وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے (اور اس بات کا ذکر کیا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو بڑا (گناہ) خیال کیا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں اُسے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل عن عبدالرحمٰن بن عوف رضہ۔

آزاد کردوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کو میرے پاس لے آؤ"۔ وہ اُس کو لیکر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا "اللہ کہاں ہے؟" اُس نے کہا "آسمان میں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا "میں کون ہوں؟" اُس نے کہا "آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کو آزاد کردو یہ مؤمنہ ہے"۔[1]

حضرت مَعقِل بن یسارؓ المزنی

حضرت معقلؓ نے اپنی بہن کا نکاح کسی شخص سے کردیا۔ بعد میں اُس شخص نے اُن کی بہن کو طلاق (رجعی) دیدی۔ جب عدّت گذر گئی تو اُس نے پھر نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت معقلؓ نے کہا "میں نے تمہاری عزّت افزائی کی کہ تم سے اپنی بہن کی شادی کی، تم نے اُسے طلاق دیدی اور اب پیغام بھیج رہے ہو، اللہ کی قسم اب وہ کبھی تمہارے پاس واپس نہیں ہوگی"۔ وہ آدمی اچھا تھا، حضرت معقلؓ کی بہن بھی اُس کے پاس واپس جانا چاہتی تھی۔ حضرت معقلؓ نے مزاحمت کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ اس مزاحمت کو ممنوع قرار دیا۔ آیت کے نازل ہوتے ہی حضرت معقلؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ! میں نکاح کرنے کیلئے تیار ہوں"۔ یہ کہکر اُنہوں نے اپنی بہن کا پھر اُس شخص سے دوبارہ نکاح کردیا۔[2]

حضرت معقلؓ، صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے درخت کی ایک شاخ کو ہٹائے ہوئے (کھڑے) تھے۔[3]

وفات جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو عبیداللہ بن زیاد اُن کی عیادت کے لئے آیا۔ حضرت معقلؓ نے فرمایا "اگر مجھے علم ہوتا کہ میری زندگی ابھی باقی ہے تو میں تجھ سے یہ حدیث (اِس وقت) بیان نہ کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص کو اللہ حکمراں بنائے پھر وہ جس دن مَرے تو اس حالت میں مَرے کہ وہ اپنی رعایا کو دھوکا دے رہا ہو تو اللہ اس پر جنّت کو حرام کردے گا"۔[4] اور جس بندے کو اللہ حکمرانی دے اور وہ اپنی رعایا کی خیر خواہی نہ کرے تو وہ جنّت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا"۔[5]

حضرت مَعْن بن عدی انصاریؓ

حضرت معن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدری صحابی ہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "وہ بڑے اچھے آدمی تھے"۔[6]

حضرت مَعْن بن یزیدؓ

حضرت معنؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ اُن کے والد اور دادا نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

حضرت معنؓ کہتے ہیں "(ایک جگہ سے مجھے) نکاح کا پیغام ملا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نکاح کردیا"۔ ایک مرتبہ ان کے والد حضرت یزیدؓ نے کچھ دینار اللہ کے راستہ میں دینے کیلئے نکالے اور اُن کو مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھوا دیا (تاکہ وہ جسے چاہیں دیدیں) اتّفاق سے حضرت معنؓ وہاں پہنچ گئے اور وہ دینار اُن سے لے کر اپنے والد کے

---

[1] صحیح مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب لانکاح الا بولی عن معقلؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب مبایعۃ الامام الجیش۔ [4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل و صحیح بخاری کتاب الاحکام (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔ [5] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔

پاس آئے۔ ان کے والد نے کہا "اللہ کی قسم میرا یہ ارادہ نہیں تھا کہ (یہ دینار) تمہیں دوں (تم انہیں واپس کردو)" حضرت معنؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے یزیدؓ، جس چیز کی تم نے نیت کی تھی وہ تمہیں مل گئی اور اے معنؓ جو تم نے لیا ہے وہ تمہارا ہے"۔[1]

حضرت مُغیثؓ

حضرت مغیثؓ، حضرت بریرہؓ کے شوہر تھے۔ نکاح کے وقت یہ دونوں مملوک تھے۔ حضرت بریرہؓ جب آزاد ہوئیں تو انہوں نے حضرت مغیثؓ سے جو اُس وقت تک غلام ہی تھے قطع تعلق کرلیا۔ حضرت مغیثؓ کو حضرت بریرہؓ سے محبت تھی، وہ اُن کے فراق میں روتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے حضرت بریرہؓ سے فرمایا "کاش تم اُس سے رجوع کرلیتیں"۔ حضرت بریرہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، کیا آپ مجھے حکم دیتے ہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں، میں سفارش کرتا ہوں"۔ حضرت بریرہؓ نے کہا "تو پھر مجھے اس کی (طرف رجوع کرنیکی) ضرورت نہیں (یعنی مجھ پر رجوع کرنا لازمی نہیں اگر آپ حکم دیتے تو لازمی ہوتا)"۔[2]

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ

حضرت مغیرہؓ کا اسلام | ایامِ جاہلیت میں حضرت مغیرہؓ کچھ لوگوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھتے تھے، ایک دن انہوں نے اُن لوگوں کو قتل کرڈالا اور اُن کا مال لے لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر مسلم ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہارا اسلام تو قبول کرتا ہوں لیکن مال کے معاملہ میں مجھے معاف کرنیکا اختیار نہیں ہے"۔[3]

صلح حدیبیہ | حضرت مغیرہؓ صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔ کفارِ مکہ کا نمائندہ عروہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو ہاتھ لگاتا۔ حضرت مغیرہؓ تلوار لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے جب دیکھا کہ عروہ ریشِ مبارک کی طرف ہاتھ بڑھا رہا ہے تو اپنی تلوار کا قبضہ اُس کے ہاتھ پر مارا اور کہا "اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریشِ مبارک سے دور رکھ"۔ عروہ نے اپنا سر اُٹھایا اور پوچھا "یہ کون ہے؟" لوگوں نے کہا "مغیرہؓ"۔[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت | حضرت مغیرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے جنگِ تبوک میں بھی وہ آپؐ کے ساتھ تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو حضرت مغیرہؓ پانی ڈالتے رہے[5]۔ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مونے پہنے ہوئے تھے۔ حضرت مغیرہؓ جھکے تاکہ موزے اُتار دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انہیں رہنے دو، میں نے ان کو ایسی حالت میں پہنا تھا کہ دونوں پیر پاک تھے"[6]۔ وضو کرنے کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی امامت میں نماز شروع ہوچکی ہے۔ حضرت مغیرہؓ نے چاہا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو پیچھے کردیں (تاکہ رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اذا تصدق علی ابنہ وھو لا یشعر۔ [2] صحیح بخاری کتاب الطلاق باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زوج بریرۃ۔ صحیح بخاری کتاب الشروط وکتاب المغازی وغیرہ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الشروط وکتاب المغازی وغیرہ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الوضوء صحیح مسلم کتاب الوضوء۔ [6] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب اذا ادخل رجلیہ وھما طاہرتان وصحیح مسلم کتاب الوضوء۔

علیہ وسلم امامت فرمائیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انہیں چھوڑ دو" (یعنی نماز پڑھانے دو) [1]

مبلغ بنایا جانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مبلغ بنا کر نجران روانہ کیا۔ کسی نے ان سے بطور اعتراض کے پوچھا "تم قرآن میں "یَا اُخْتَ هٰرُوْنَ" پڑھتے ہو، حالانکہ حضرت موسیٰ (و ہارون علیہما السلام) حضرت عیسیٰؑ سے بہت پہلے گذرے ہیں (لہٰذا حضرت مریمؑ حضرت ہارونؑ کی بہن کیسے ہو سکتی ہیں)" جب حضرت مغیرہؓ واپس آئے تو انہوں نے یہ سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ لوگ اپنے نام نبیوں کے نام پر رکھا کرتے تھے۔ [2]

شاہِ ایران سے جنگ جب حضرت عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں ایران پر حملہ کیلئے حضرت نعمانؓ کی امارت میں فوج روانہ کی تو حضرت مغیرہؓ بھی اس فوج میں شامل تھے۔ کسریٰ کی طرف سے جو گورنر مقابلہ کیلئے آیا اس نے مسلم فوج سے کہا "تم میں سے ایک آدمی مجھ سے بات کرے"۔ حضرت مغیرہؓ نے کہا "(میں بات کرتا ہوں) جو تیرا جی چاہے پوچھ"۔ اس نے کہا "تم کون لوگ ہو؟" حضرت مغیرہؓ نے کہا "ہم عرب کے لوگ ہیں، ہم سخت بدبختی اور شدید مصیبت میں مبتلا تھے، مفلسی کا یہ عالم تھا کہ بھوک میں چمڑے اور کھجور کی جھلیوں کو چوسا کرتے تھے، چمڑے اور بالوں کی پوشاک پہنتے تھے درختوں اور پتھروں کی پرستش کرتے تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ یکایک آسمانوں اور زمین کے مالک نے جس کا ذکر بلند ہے، جس کی عظمت جلیل ہے، ہماری طرف ایک نبی بھیجا، جن کے ماں باپ کو ہم اچھی طرح جانتے تھے۔ ہمارے نبی، ہمارے رب کے رسولؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تم سے لڑیں یہاں تک کہ تم ایک اللہ کی پرستش کرو یا جزیہ ادا کرو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے رب کا یہ پیغام بھی پہنچایا ہے کہ جو شخص ہم میں سے مقتول ہوگا وہ جنت میں ایسے آرام سے رہیگا کہ اس جیسا آرام اس نے کبھی نہ دیکھا ہوگا اور جو زندہ رہیگا وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہوگا"۔ [3]

امارت اور وفات حضرت مغیرہؓ اپنے آخری وقت میں عراق کے گورنر رہے۔ اپنی امارت کے زمانہ میں ایک مرتبہ انہوں نے نماز میں دیر کر دی۔ حضرت ابو مسعودؓ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا "کیا آپ کو نہیں معلوم کہ نماز کے اوقات حضرت جبریلؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے تھے۔ وہ ہر نماز کے وقت نازل ہوتے اور نماز پڑھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز پڑھتے تھے" [4] جس دن حضرت مغیرہؓ کا انتقال ہوا، حضرت جریرؓ نے فرمایا "اپنے امیر کے لئے (اللہ سے) معافی طلب کرو اس لئے کہ وہ خود بھی معافی کو بہت پسند کرتے تھے" (یعنی لوگوں کو معاف کر دیا کرتے تھے) [5]

دجّال کے متعلق معلومات دجّال کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنے سوال حضرت مغیرہؓ نے کئے کسی اور صحابی نے نہیں کئے۔ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "اے میرے بیٹے، تم اس سے اتنے کیوں پریشان ہو، وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا"۔ [6]

حفظِ حدیث کا شوق ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہؓ کو لکھا کہ آپ مجھے کوئی حدیث لکھ کر بھیجدیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ حضرت مغیرہؓ نے جواب میں لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "بے شک اللہ تمہارے لئے تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے:۔ قیل وقال کرنا، مال کو ضائع کرنا اور کثرت سے سوال کرنا"۔ [7]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تقدیم الجماعۃ من یصلی بہم۔ [2] صحیح مسلم کتاب الآداب عن مغیرہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ عن جیر بن حیۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الایمان۔ [6] صحیح مسلم کتاب الآداب۔ [7] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ عزّ وجلّ "لا یسئلون الناس الحافا"۔

جب حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ تم میں سے کس نے اِملاص[1] کے بارے میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سُنی ہے تو حضرت مغیرہؓ نے جواب دیا تھا کہ میں نے سُنی ہے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "مارنے والے کو دیت میں ایک لونڈی یا غلام دینا چاہیئے۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "تمہارا چھٹکارا اُس وقت تک نہیں ہوگا جب تک تم گواہ نہ پیش کرو۔" حضرت مغیرہؓ گواہ کی تلاش میں نکلے، اُنہیں حضرت محمّد بن مسلمہؓ ملے اور اُنہوں نے آکر گواہی دی کہ انہوں نے بھی یہ حدیث سُنی ہے۔[1]

حضرت مقداد بن عمرو بن اسود کندی انصاریؓ

حضرت مقدادؓ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (مدینہ منوّرہ) پہنچے تو بھوک کی وجہ سے اُن کی اور اُن کے دو ساتھیوں کی آنکھوں اور کانوں کی قوّت جاتی رہی تھی۔ ان تینوں نے اپنے آپ کو بعض صحابہؓ پر پیش کیا (لیکن کسی کے ہاں کچھ نہیں تھا) کسی نے اُن کو قبول نہیں کیا۔ بالآخر وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنہیں اپنے گھر لے گئے۔ گھر میں تین بکریاں تھیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا "ان کا دودھ نکال لیا کرو، ہم تم سب ہی پیا کریں گے۔" وہ ایسا ہی کرتے رہے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصّہ اُٹھا کر رکھ دیتے۔ آپؐ جب تشریف لاتے تو وہ دودھ پی لیا کرتے۔ ایک رات کو ایسا ہوا کہ حضرت مقدادؓ نے سوچا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ہاں تشریف لے جاتے ہیں، وہ لوگ آپؐ کو تحفہ دیتے ہونگے لہٰذا آپؐ کو اس ایک گھونٹ (دودھ) کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سوچ کر وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصّہ کا دودھ بھی پی گئے۔ پینے کے بعد بہت نادم ہوئے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خیال ہوا کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ نہیں ملیگا تو وہ مجھے بددعا دیں گے جس سے میری دُنیا و آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسبِ معمول اپنے دودھ کے برتن کے پاس آئے۔ برتن میں کچھ نہیں تھا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف اپنا سر اُٹھایا اور اس طرح دُعا کی "الٰہی جو مجھے کھلائے تو اُسے کھلا اور جو مجھے پلائے تو اُسے پلا۔" حضرت مقداد اُٹھے اور ایک بکری کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ بکریوں کے تھن دودھ سے لبریز ہیں۔ اُنہوں نے دودھ دوہا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "(آج) رات کو تم نے اپنے حصّہ کا دودھ نہیں پیا؟" اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ پیجیئے۔" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پی کر حضرت مقدادؓ کو دیا اُنہوں نے کہا "اور پیجیئے۔" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور پیا۔ جب حضرت مقدادؓ کو یقین ہو گیا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیر ہو گئے اور وہ آپؐ کی دُعا کے حقدار ہو گئے تو اُنہیں ہنسی آئی، یہاں تک کہ ہنسی کی وجہ سے وہ زمین پر گر پڑے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے مقدادؓ، تم نے کوئی بُری بات کی ہے۔" اُنہوں نے سارا واقعہ سُنایا۔ آپؐ نے فرمایا "یہ دودھ تو اللہ کی رحمت تھی، تم نے مجھے پہلے کیوں نہ بتایا، ہم اپنے ساتھیوں کو جگاتے وہ بھی پی لیتے۔" حضرت مقدادؓ نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، جب آپؐ نے اور میں نے رحمت حاصل کر لی تو اب مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی دوسرا اسے حاصل کرے یا نہ کرے۔"[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاعتصام۔

[2] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف عن مقدادؓ۔

[1] اِملاص اس کو کہتے ہیں کہ عورت کے پیٹ پر اس طرح مارے کہ اُس کا بچّہ نکل پڑے (اور ضائع ہو جائے)

حضرت مقداد بنو زہرہ کے حلیف تھے۔

ایک مرتبہ حضرت مقدادؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "اگر میں کسی کافر شخص کو پاؤں، پھر میری اور اسکی لڑائی ہو، وہ اپنی تلوار سے میرا ہاتھ کاٹ دے، پھر کسی درخت کی آڑ میں مجھ سے بچنے کے لئے پناہ لے اور یہ کہے کہ میں نے اسلام قبول کیا تو کیا میں اُسے قتل کر سکتا ہوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُسے قتل نہ کرو۔" اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول، اگرچہ اُس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا ہو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُس کو قتل نہ کرو۔ اگر تم نے اُسے قتل کر دیا تو وہ اُس مقام پر ہوگا جہاں تم اُس کے قتل کرنے سے پہلے تھے اور تم اُس مقام پر ہوگے جہاں وہ اِس کلمہ کے کہنے سے پہلے تھا۔"[1]

جنگِ بدر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کیلئے مشورہ لیا تو حضرت مقدادؓ نے کہا "ہم وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ اے موسیٰؑ تم جاؤ اور تمہارا ربّ، تم دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں، بلکہ ہم آپؐ کے ساتھ رہیں گے۔ آپؐ کے دائیں، بائیں، آگے، پیچھے ہر طرف لڑیں گے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تقریر سے بہت خوش ہوئے۔ جب جنگ ہوئی تو حضرت مقدادؓ نے اس میں شرکت کی۔[2]

جب چند مشرکین نے سرکاری اونٹنیاں لوٹ لیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اصحاب کے ساتھ اُن کا تعاقب کیا، ان اصحاب میں حضرت مقدادؓ بھی شامل تھے۔[3]

فرمانِ رسولؐ کا احترام ایک مرتبہ ایک شخص نے اُن کے سامنے حضرت عثمانؓ کی (بہت) تعریف کی۔ حضرت مقدادؓ دوزانو بیٹھ گئے اور اُس کے مُنہ میں خاک ڈالنے لگے۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا "یہ کیا معاملہ ہے؟" حضرت مقدادؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو اُن کے مُنہ میں خاک ڈالو۔"[4]

حضرت مُلَیکہؓ

حضرت ملیکہؓ، حضرت انسؓ کی نانی ہیں۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپؐ نے کھانا تناول فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا "کھڑے ہو جاؤ، میں تمہارے لئے نماز پڑھوں۔" حضرت انسؓ نے ایک چٹائی لی، اُسے دھویا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔ حضرت انسؓ اور ایک یتیم بچہ پہلی صف میں تھے اور حضرت ملیکہؓ اُن کے پیچھے دوسری صف میں کھڑی ہوئیں۔[5]

حضرت منذرؓ

حضرت منذرؓ، حضرت ابو اُسیدؓ کے لڑکے ہیں۔ جب یہ پیدا ہوئے تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر و صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الٰہ الا اللہ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذ تستغیثون ربکم و باب غزوۃ بدر و کتاب التفسیر (سورۃ المائدۃ) عن ابن مسعودؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد۔ [4] صحیح مسلم کتاب الزہد باب النہی عن المدح۔
[5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی الحصیر۔

پاس لایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنی ران پر بٹھا لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام میں مشغول ہو گئے، حضرت منذرؓ کو گھر بھیجدیا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو پوچھا "بچہ کہاں ہے؟" حضرت ابو اُسیدؓ نے عرض کیا "ہم نے اُسے واپس بھیجدیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کا نام کیا ہے؟" حضرت ابو اُسیدؓ نے نام بتایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کا نام منذر ہے"۔ [1]

حضرت مُنذِر بن عمرو انصاریؓ

حضرت منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کے قاری تھے۔ یہ واقعۂ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔ [2]

حضرت نافع بن عتبہؓ

حضرت نافعؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد میں شریک تھے۔ آپؐ کے پاس مغرب کی طرف سے کچھ لوگ بالوں کا لباس پہنے ہوئے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور وہ لوگ کھڑے ہوئے تھے حضرت نافعؓ نے سوچا میں جاؤں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن لوگوں کے درمیان کھڑا ہو جاؤں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ دھوکا دیکر آپؐ پر حملہ کر دیں۔ الغرض حضرت نافعؓ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن لوگوں کے درمیان کھڑے ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے باتیں کرتے رہے (اور یہ آپؐ کی حفاظت کرتے رہے) [3]

حضرت نائلہؓ

حضرت نائلہؓ یہودیوں کے سردار کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ جب کعب کو قتل کرنے گئے تو یہ بھی ساتھ تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کعب کا سر پکڑا اور حضرت نائلہؓ اور اُن کے ساتھی نے کعب کو قتل کر دیا۔ [4]

حضرت نجاشیؓ

حضرت نجاشیؓ کا نام اُصحمہ تھا۔

جب ان کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کی خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا "آج حبش کے ایک صالح آدمی کی وفات ہو گئی، چلو اس کے جنازہ کی نماز پڑھو"۔ پھر آپؐ جنازہ گاہ تشریف لے گئے اور چار تکبیروں سے نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی۔ [5]

حضرت نُعمان بن بشیرؓ

ایک مرتبہ اُن کی والدہ حضرت عمرہؓ کے کہنے سے ان کے والد حضرت بشیرؓ نے ان کو ایک عطیہ دیا۔ حضرت عمرہؓ نے کہا "اس عطیہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کر لو"۔ حضرت بشیرؓ حضرت نعمانؓ کو ساتھ لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب تحویل الاسم الی اسم احسن منہ عن سہل رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفتن باب مایکون من فتوحات المسلمین عن نافع رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل کعب صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قتل کعب عن جابر رضؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجنائز عن ابی ہریرۃؓ وجابرؓ فی ابواب صحیح مسلم کتاب الجنائز۔

کی خدمتِ اقدس میں پہنچے. رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے اپنے تمام بچّوں کو ایسا عطیّہ دیا ہے؟" حضرت بشیرؓ نے کہا "نہیں". آپؐ نے فرمایا "اِس عطیّہ کو واپس لے لو". اُنہوں نے عطیّہ واپس لے لیا۔[1]

حضرت نُعمان بن مُقرّنؓ

حضرت نُعمانؓ اکثر لڑائیوں میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمرکاب رہے۔ حضرت عمرؓ نے جب کسریٰ پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا تو ایک لشکر ترتیب دیا اور اس پر حضرت نعمان بن مُقرّنؓ کو امیر مقرّر کیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے جو اس لشکر میں شامل تھے مشورہ دیا کہ لڑائی فوراً شروع کر دی جائے۔ حضرت نعمانؓ نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب دن میں اوّل وقت جنگ نہیں کرتے تھے تو پھر انتظار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب ہوائیں چلنے لگتیں اور نمازوں کا وقت آجاتا تو جنگ شروع کرتے"۔[2]

حضرت نُعَیم بن عبداللہ عَدَوِیؓ

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ ایک مدبّر غلام کے متعلّق فرمایا "اسے کون خریدتا ہے؟" یہ سُن کر حضرت نُعیم بن عبداللہؓ نے اُسے آٹھ سَو درہم میں خرید لیا۔[3]

حضرت نُعَیمانؓ

ایک مرتبہ غلطی سے حضرت نُعَیمانؓ نے شراب پی لی۔ اُن کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لایا گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گھر میں جو لوگ موجود تھے اُنہیں حکم دیا کہ ان کو مارو۔ لوگوں نے جوتیوں اور چھڑیوں سے انہیں مارا۔[4]

حضرت نَوفَل بن حارِث بن عبدالمطّلبؓ

ایک دن حضرت عبدالمطّلبؓ بن ربیعہ بن حارثؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "مجھے زکوٰۃ پر عامِل بنا دیجئے تاکہ مجھے کچھ اُجرت مل جائے (تو میں نکاح کر سکوں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "زکوٰۃ محمدؐ اور آلِ محمدؐ کیلئے جائز نہیں". پھر آپؐ نے حضرت نوفلؓ سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کی شادی اس لڑکے (عبدالمطلبؓ) سے کر دو". انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔[5]

حضرت وحشیؓ

مُسلم ہونے سے پہلے یہ جبیر بن مطعم کے غلام تھے۔ جبیر بن مطعم کے چچا طعیمہ کو حضرت حمزہؓ نے جنگِ بدر میں قتل کیا تھا جبیر نے وحشی سے کہا "اگر تم نے حمزہؓ کو قتل کر دیا تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا". آزادی کی لالچ میں وحشیؓ جنگِ اُحد میں شریک ہوئے اور چھپ کر بیٹھ گئے۔ جب حضرت حمزہؓ ان کے پاس سے گذرے تو اُنہوں نے اپنا ہتھیار پھینک کر مارا اور اُنہیں شہید کر دیا۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الہبۃ وکتاب الشہادات وصحیح مسلم کتاب الہبات۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ عن جبیر بن حیۃ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ وصحیح بخاری کتاب البیوع وغیرہ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ عن عقبۃ بن حارثؓ [5] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علی الصدقۃ عن عبدالمطلبؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الکفن فی جمیع المال وکتاب المغازی عن وحشیؓ۔

مسلم ہونے کے بعد اُنہوں نے چاہا کہ حضرت حمزہؓ کے قتل کی تلافی کریں، لہٰذا مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے اور بھالا مار کر مسیلمہ کو قتل کر دیا۔[1]

حضرت وحشیؓ آخر عمر میں حمص میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت جعفر بن عمرو بن اُمیہ اور حضرت عُبیداللہ بن عدی بن خیار حمص گئے۔ وہاں پہنچ کر اُنہوں نے حضرت وحشیؓ سے ملنا چاہا۔ اُنہوں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو کسی نے اشارہ سے بتایا کہ وہ اپنے مکان کے سایہ میں بیٹھے ہیں۔ وہ ایسے معلوم ہو رہے تھے گویا کہ وہ ایک بھری ہوئی بڑی مشک ہیں (یعنی بڑے موٹے ہیں) ان دونوں نے حضرت وحشیؓ کے پاس جا کر اُنہیں سلام کیا۔ حضرت وحشیؓ نے سلام کا جواب دیا۔ حضرت عبیداللہ اُس وقت عمامہ اِس طرح باندھے ہوئے تھے کہ حضرت وحشیؓ کو سوائے آنکھوں اور پیروں کے اُن کا کوئی حصّہ نظر نہ آتا تھا۔ حضرت عبیداللہ نے کہا "کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟" حضرت وحشیؓ نے اُنہیں دیکھا اور فرمایا "نہیں، میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا جس کو اُمّ قتال بنت ابوالعیص کہتے تھے۔ اس کے بطن سے عدی کے ہاں ایک لڑکا ہوا تھا، جب وہ پیدا ہوا تو میں ہی اُس کیلئے دودھ پلانے والی تلاش کرنے گیا تھا۔ تمہارے قدم دیکھکر مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے گویا میں اُس بچّہ کے قدم دیکھ رہا ہوں"۔[2]

حضرت وَرَقہ بن نوفلؓ

حضرت ورقہ بن نوفل بن اَسد بن عبدالعُزّیٰ بن قُصَیّ، حضرت خدیجہؓ کے چچازاد بھائی تھے۔ ایّام جاہلیّت میں یہ عیسائی ہو گئے تھے۔ عبرانی زبان میں کتابیں لکھا کرتے تھے، انجیل کا ترجمہ بھی عبرانی زبان میں کیا تھا جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو اُس وقت حضرت ورقہؓ کافی بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو لے کر حضرت ورقہؓ کے پاس گئیں۔ حضرت ورقہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "اے بھتیجے، تم نے کیا دیکھا" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کچھ دیکھا تھا بیان فرمایا۔ حضرت ورقہؓ نے کہا "یہ تو وہی فرشتہ ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السّلام پر نازل فرمایا تھا۔ اے کاش مَیں (اس وقت) جوان ہوتا۔ اے کاش مَیں اُس وقت زندہ ہوتا جب آپؐ کی قوم آپؐ کو نکال دیگی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟" حضرت ورقہؓ نے کہا "ہاں، ہر شخص سے جو ایسی چیز لے کر آیا جیسی آپؐ لیکر آئے ہیں دشمنی کی گئی۔ اگر مجھے آپؐ کا وہ زمانہ نصیب ہوا تو میں بہت زوردار طریقہ سے آپؐ کی مدد کروں گا"۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت ورقہؓ کا انتقال ہو گیا۔[3]

حضرت ہشام بن حکیم بن حزامؓ

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت ہشامؓ کو نماز میں سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سُنا۔ وہ ایسے طریقہ سے تلاوت کر رہے تھے کہ حضرت عمرؓ اُس طریقہ سے ناواقف تھے۔ حضرت عمرؓ نے نماز کے بعد ان سے پُوچھا "تم کو اِس طرح پڑھنا کس نے سکھایا ہے؟" اُنہوں نے کہا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "تم غلط کہتے ہو"۔ یہ کہکر حضرت عمرؓ اُنہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں سے سورۂ فرقان سُنی اور

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد عن جعفر بن عمرو۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ اُحد (باب قتل حمزہؓ) [3] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن عائشہ صدیقہؓ و کتاب التعبیر و صحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی۔

ہر ایک کی قراءت پر فرمایا "اسی طرح نازل ہوئی ہے"۔ پھر فرمایا "بے شک قرآن سات قراءتوں (و لہجوں) پر نازل ہوا ہے۔ لہٰذا تم جس طریقہ سے بآسانی پڑھ سکتے ہو پڑھو"۔[1]

امر بالمعروف ایک مرتبہ حضرت ہشامؓ فلسطین میں ایسے لوگوں کے پاس سے گذرے جن کو دھوپ میں کھڑا کر دیا گیا تھا اور اُن پر تیل ڈالا جا رہا تھا۔ حضرت ہشامؓ نے پوچھا "یہ کیا معاملہ ہے؟" لوگوں نے بتایا کہ جزیہ نہ دینے کی وجہ سے انہیں سزا دی جا رہی ہے۔ حضرت ہشامؓ وہاں کے امیر عمیر بن سعد کے پاس گئے اور اُس سے کہا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں اللہ اُن کو (آخرت میں) عذاب دیگا"۔ یہ سُن کر امیر نے حکم دیا تو وہ سب رہا کر دئے گئے۔[2]

حضرت ہشام بن عامرؓ

حضرت ہشامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ اُحد میں شریک تھے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ حضرت عائشہؓ کے سامنے ایک دفعہ ان کا ذکر آیا۔ اُنہوں نے فرمایا "اللہ ان پر رحمت بھیجے، بڑے اچھے آدمی تھے"۔[3]

حضرت ہلال بن اُمیّہ واقفیؓ

حضرت ہلالؓ جنگ بدر میں شریک تھے۔

حضرت ہلالؓ سُستی کی وجہ سے جنگِ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو ان سے سلام و کلام کرنے کی ممانعت کر دی۔ جب مقاطعہ کو چالیس دن گذر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہلالؓ کو حکم دیا کہ اپنی بیوی کو علیحدہ کر دیں۔ اُن کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا "میرا شوہر نہایت ضعیف ہے، اُس کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں، کیا میں اس کی خدمت کر سکتی ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بس تعلقاتِ زوجیت نہ رکھو"۔ بیوی نے کہا "اللہ کی قسم جس روز سے آپؐ کا عتاب ہوا ہے وہ سوائے رونے کے اور کچھ کرتے ہی نہیں"۔

پچاسویں رات کو اُن کی توبہ قبول ہونے کے سلسلہ میں وحی نازل ہوئی۔ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا، لوگ جوق در جوق ان کو مبارکباد دینے کیلئے ان کے گھر گئے۔

حضرت ہلالؓ حضرت کعب بن مالکؓ کی نظر میں حضرت کعبؓ فرماتے ہیں "ہلالؓ بڑے صالح آدمی ہیں۔ اُن کے رویہ میں میرے لئے بڑا اچھا نمونہ ہے"۔[4]

حضرت ہند بنت عُتبہ بن ربیعہؓ

حضرت ہندؓ حضرت ابو سفیانؓ کی زوجہ محترمہ اور حضرت امیر معاویہؓ کی والدہ تھیں۔[5] فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائیں اور عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، ایک وہ وقت تھا کہ روئے زمین پر کوئی اہلِ خیمہ ایسے نہیں تھے جن کا ذلیل ہونا مجھے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب بیان ان القرآن علی سبعۃ احرف نحوہ۔ [2] صحیح مسلم کتاب البر باب الوعید الشدید لمن عذب الناس۔ [3] صحیح مسلم باب جامع صلاۃ اللیل۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و کتاب التفسیر (سورۃ التوبۃ) و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب البیوع باب من اجری امر الامصار ..... عن عائشۃ صدیقہؓ۔

آپؐ کے خیمہ والوں کے ذلیل ہونے سے زیادہ محبوب ہو اور آج یہ حالت ہے کہ روئے زمین پر کوئی اہلِ خیمہ نہیں جن کا باعزّت ہونا مجھے آپؐ کے اہلِ خیمہ کے باعزّت ہونے سے زیادہ محبوب ہو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری بھی یہی حالت ہے۔"

پھر حضرت ہند کہنے لگیں "اے اللہ کے رسُولؐ، ابو سفیانؓ میں کچھ بخل ہے، وہ اتنی رقم نہیں دیتے جو مجھے اور بچّوں کو کافی ہو، تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہوگا اگر میں اُن کے مال میں سے اپنے بچّوں کیلئے لے لوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم معروف کے مطابق لے کر اپنے بچّوں پر خرچ کرو۔"[1]

حضرت یزیدؓ

حضرت یزیدؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ان کے والد بھی صحابی تھے اور اُن کے بیٹے مَعنؓ بھی صحابی تھے۔

ایک مرتبہ حضرت یزیدؓ نے صدقہ کرنے کیلئے کچھ دینار نکالے اور ان دیناروں کو مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھوا دیا (کہ وہ جس کو چاہیں دیدیں، اتفاق سے) حضرت مَعنؓ اُس شخص کے پاس پہنچے اور وہ دینار اُن سے لے کر اپنے والد حضرت یزیدؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت یزیدؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں نے تمہیں دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا (تم واپس کر دو)" حضرت معنؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس بات کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے یزیدؓ جس چیز کی نیّت تم نے کی تھی وہ تمہیں مل گئی اور اے معنؓ جو تم نے لیا وہ تمہارا ہے۔"[2]

حضرت یَعلیٰ بن اُمیّہؓ

حضرت یَعلیٰؓ کو یہ دیکھنے کا بڑا شوق تھا کہ وحی کس طرح نازل ہوتی ہے۔ ایک دن اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا "جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہو تو آپ مجھے بتائیں۔" الغرض جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جعرانہ کے مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے تو ایک شخص نے سوال کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس شخص کے متعلّق آپؐ کیا فرماتے ہیں جس نے عُمرہ کا احرام باندھا ہو اور اُس کے جسم و لباس سے خوشبو کی مہک آرہی ہو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہوگئے، آپؐ پر وحی آنی شروع ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے حضرت یعلیٰؓ کو اشارہ کیا۔ حضرت یعلیٰؓ آئے اور اُنہوں نے نزول وحی کا منظر دیکھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس شخص سے فرمایا "جسم پر جو خوشبو ہے اُسے تین مرتبہ دھو ڈالو اور جُبّہ اُتار دو۔"[3]

حضرت یعلیٰؓ جنگِ تبوک میں شریک تھے اور اس شرکت کو بہت بڑا عمل شمار کرتے تھے۔[4]

مسائل کی تحقیق ایک مرتبہ حضرت یعلیٰؓ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ قرآن مجید میں تو یہ ہے کہ جب تمہیں کافروں کے فتنہ کا اندیشہ ہو تو نماز میں قصر کر لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن اب تو لوگ امن میں ہیں (اب سفر میں کیوں قصر کیا جائے) حضرت عمرؓ نے فرمایا "جس طرح تمہیں تعجّب ہوا مجھے بھی ہوا تھا، میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا

---

[1] صحیح بخاری کتاب المظالم باب قصاص المظلوم اذا وجد مال ظالمہ عن عائشۃ صدیقہؓ وابواب المناقب ذکر ہندؓ بنت عتبہ وکتاب الایمان والنذور وصحیح مسلم کتاب الاقضیۃ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اذا تصدق علی ابنہ وہو لا یشعر۔
[3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب غسل الخلوق ثلاث مرّات وصحیح مسلم کتاب الحج۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاجارۃ باب الاجیر فی الغزو۔

تو آپؐ نے فرمایا "یہ اللہ کی طرف سے تم پر ایک صدقہ ہے لہٰذا تم اس صدقہ (یعنی رعایت) کو قبول کرو"۔ [1]

حضرت یمانؓ

جنگ بدر حضرت یمانؓ مع اپنے فرزند حضرت حذیفہؓ کے جنگِ بدر میں شرکت کیلئے روانہ ہوئے (راستہ میں) کفّار نے اُنہیں گرفتار کر لیا۔ کفّار نے کہا "تم محمدؐ کے پاس جانا چاہتے ہو؟" اُنہوں نے کہا "ہم تو مدینہ منوّرہ جانا چاہتے ہیں"۔ کفّار نے ان دونوں سے اللہ کی قسم کے ساتھ عہد لیا کہ وہ مدینہ چلے جائیں اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہو کر (ہم سے) جنگ نہ کریں۔ اُنہوں نے عہد کیا اور وہاں سے روانہ ہو کر سیدھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سارا واقعہ سُنایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم مدینہ جاؤ، ہم اُن کا عہد پُورا کریں گے"۔ [2]

جنگ اُحُد حضرت یمانؓ جنگِ اُحد میں شریک ہوئے۔ مسلمین کی فتح ہوئی۔ مسلمین نے کافروں کا تعاقب کیا ابلیس نے چلّا کر کہا "اے اللہ کے بندو! پیچھے کی خبر لو"۔ یہ سُن کر آگے والے پیچھے کی طرف مُڑے اور اپنے ہی آدمیوں سے لڑنے لگے، شناخت کرنا مشکل ہو گیا۔ اسی افراتفری میں حضرت یمانؓ شہید ہو گئے۔ [3]

متفرّق صحابہؓ و صحابیاتؓ کے حالات

چیل والی لڑکی عرب کے کسی قبیلہ کے پاس ایک کالی لونڈی تھی۔ اُنہوں نے اُسے آزاد کر دیا لیکن وہ پھر بھی اُنہی کے پاس رہتی تھی۔ ایک دن اس قبیلہ کی ایک لڑکی گھر کے باہر نکلی، وہ سُرخ چمڑے کا ایک ہار پہنے ہوئے تھی۔ اتفاق سے ہار کہیں گر گیا، ایک چیل آئی اور اُسے گوشت سمجھ کر اُٹھا کر لے گئی۔ قبیلہ والوں کو جب معلوم ہوا تو اُنہوں نے اُس کو تلاش کیا، جب ہار کہیں نہیں ملا تو اُنہوں نے اس لڑکی پر تہمت لگائی۔ اُنہوں نے اس کی تلاشی لی، یہاں تک کہ اُسے برہنہ کر کے تلاش کیا، اسی اثنا میں وہ چیل آئی اور وہ ہار اُس نے وہاں ڈال دیا۔ لونڈی نے کہا "یہی وہ چیز ہے جس کی تہمت تم مجھ لگا رہے تھے حالانکہ میں اس سے بَری تھی"۔ پھر وہ لونڈی اُن لوگوں کے پاس سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس چلی آئی اور مسلم ہو گئی۔ اس کے لئے مسجد نبوی میں خیمہ لگا دیا گیا۔ وہ وقتاً فوقتاً حضرت عائشہؓ کے پاس جایا کرتی تھی اور یہ شعر پڑھا کرتی تھی:۔

وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا	ہار والا دن ہمارے رب کے عجائبات میں سے ہے
أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِي	خبردار ہو جاؤ بیشک اُسی نے مجھے کفر کے شہر سے نجات دی

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک دن پُوچھا "یہ کیا بات ہے کہ تم جب کبھی میرے پاس آ کر بیٹھتی ہو تو یہ شعر ضرور پڑھتی ہو؟" اس سوال پر اُس نے اپنا پُورا قصّہ سُنایا۔ [4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ عن یعلیٰ رضؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الوفاء بالعہد عن حذیفہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس وجنودہ و کتاب الدیات باب العفو فی الخطاء عن عائشہ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب نوم المرأۃ فی المسجد عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔

[5] اِن صحابہؓ اور صحابیاتؓ کے نام اور کنیتیں صحیحین میں نہیں مل سکیں۔

مُسیئُ الصّلوٰۃ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، اُس نے نماز پڑھی پھر آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سلام کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا "تم واپس جاؤ، پھر نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی"۔ اُس نے پھر نماز پڑھی اور پھر آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سلام کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس سے پھر فرمایا "واپس جاؤ، پھر نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی"۔ اُس نے پھر نماز پڑھی، نماز پڑھ کر پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور سلام کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی فرمایا۔ اُس نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا، مجھے نماز سکھا دیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے نماز کا طریقہ بتایا اور ہر رُکن کو اطمینان سے ادا کرنے کا حکم دیا۔[1]

جمعہ کو کھانا کھلانے والی خاتون حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں "ہم مسلمین میں ایک عورت تھی جو اپنے کھیت کی نالیوں میں چقندر بو دیا کرتی تھی۔ جب جمعہ کا دن ہوتا تو وہ چقندر کی جڑیں نکالتی اور اُن کو ایک دیگ میں ڈالدیتی، پھر وہ اس پر ایک مُٹھی جو پیس کر ڈالدیتی (پھر اُن کو پکاتی) چقندر کی جڑیں گوشت کے قائم مقام ہو جایا کرتی تھیں۔ ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر اُس کے پاس جاتے، اُسے سلام کرتے، وہ اُس کھانے کو ہمارے سامنے لاکر رکھتی، ہم اُسے کھا لیا کرتے تھے اور اس کے اس کھانے کے لئے ہم جمعہ کی تمنا کیا کرتے تھے"۔[2]

تمام رات جاگنے والی خاتون حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "میرے پاس بنو اسد کی ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھیں اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا "یہ کون ہیں؟" میں نے کہا "فلاں خاتون ہیں۔ یہ رات کو نہیں سوتیں، نماز پڑھتی رہتی ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں نہیں، بس اتنا عمل کرو جتنی تم میں استطاعت ہے، اس لئے کہ اللہ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا حتّٰی کہ تم ہی تھک (کر عبادت سے رُک) جاؤ"۔[3]

ہدیۃً چادر دینے والی خاتون ایک خاتون نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک چادر جس میں حاشیہ تھا ہدیۃً پیش کی اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ میں نے آپؐ کیلئے بُنی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے قبول فرما کر اس کا تہ بند باندھ لیا۔[4]

بابرکت کفن والا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تحفہ میں آئی ہوئی ایک چادر باندھے ہوئے تھے، ایک شخص نے اس چادر کی بڑی خوبی بیان کی، پھر کہا "یہ مجھے دیدیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ چادر اُسے دیدی۔ لوگوں نے اُس شخص سے کہا "تم نے اچھا نہیں کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چادر کی ضرورت تھی، تم نے وہ مانگ لی اور تمہیں معلوم ہے کہ آپؐ کسی کے سوال کو ردّ نہیں کرتے"۔ اُس شخص نے کہا "اللہ کی قسم میں نے اسے پہننے کیلئے نہیں لیا ہے، میں نے اسے اس لئے مانگا ہے کہ میں اس میں کفنایا جاؤں"۔ الغرض جب اس شخص کی وفات ہوئی تو اُسی چادر میں اُسے کفنایا گیا۔[5]

قبر کے پاس رونے والی عورت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک عورت کو دیکھا کہ قبر کے پاس بیٹھی ہوئی رو رہی ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس سے فرمایا "اللہ سے ڈرو اور صبر کرو"۔ اُس عورت نے آپؐ کو نہیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب وجوب القراءۃ عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ عن سہلؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ ابواب التہجّد [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من استعدّ الکفن عن سہلؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من استعدّ الکفن عن سہلؓ۔

پہچانا، کہنے لگی "تم ہٹ جاؤ، تمہیں وہ مصیبت نہیں پہنچی جو مجھے پہنچی ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلے آئے۔ کسی نے اس سے کہا "یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے"۔ وہ فوراً آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی "میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صبر تو شروع صدمہ کے وقت ہی ہوتا ہے" (پھر تو صبر آ ہی جاتا ہے)[1]

آندھی میں اڑ جانے والا شخص جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچے تو آپ نے فرمایا "آج رات کو سخت آندھی آئے گی لہٰذا تم میں سے کوئی شخص ہرگز کھڑا نہ ہو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کے مطابق رات کو سخت آندھی آئی۔ ایک شخص (اتفاق سے) کھڑا ہو گیا۔ آندھی نے اڑا کر اسے طَیِّئ پہاڑ پر پھینک دیا۔[2]

قربانی کے جانور پر سوار ہونے والا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنی قربانی کے جانور کو ہانکتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس پہ بیٹھ جاؤ"۔ اس نے کہا "یہ قربانی کا جانور ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بیٹھ جاؤ"۔ اس نے کہا "یہ قربانی کا جانور ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم پر افسوس ہے۔ اس پر بیٹھ جاؤ"۔ یہ سن کر وہ شخص اس جانور پر سوار ہو گیا۔[3]

اپنے دو بیٹوں کے سہارے حج کو جانے والا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں پر سہارا کئے ہوئے چلا جا رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "اس کا کیا حال ہے؟" لوگوں نے بتایا کہ اس نے پیدل (حج کرنے) کی نذر مانی ہے۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بے شک اللہ اس شخص کے اپنی جان کو تکلیف پہنچانے سے بے نیاز ہے"۔ پھر آپ نے اسے حکم دیا کہ سوار ہو کر جائے۔[4]

بیت اللہ کو پیدل جانے کی نذر ماننے والی عورت ایک عورت نے نذر مانی کہ وہ بیت اللہ پیدل جائے گی (لیکن جب) اس نے (اس کو مشکل سمجھا تو) اپنے بھائی حضرت عقبہ بن عامرؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ حضرت عقبہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے چاہئے کہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو جائے"۔[5]

محترق (جلنے والے) صحابی اس حال میں کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے کہا "اے اللہ کے رسول میں جل گیا، ہلاک ہو گیا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم کو کیا ہوا ہے؟" اس شخص نے کہا "میں نے روزے میں اپنی بیوی سے قربت کر لی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے کہ تم اسے آزاد کر دو"۔ اس نے کہا "نہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "کیا تم لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو؟" اس نے کہا "نہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟" اس نے کہا "نہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر کیلئے خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ایک عرق تن لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ جلنے والا سائل کہاں ہے؟" اس شخص نے کہا "میں موجود ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے لو اور صدقہ کر دو"۔ اس شخص نے کہا "اے اللہ کے رسول، اس شخص کو دوں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو، اللہ کی قسم، دونوں سنگستانوں کے درمیان (یعنی مدینہ میں) کوئی ایسا گھر نہیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر عن ابی حمیدؓ و صحیح مسلم باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس ہوئے تو یہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر مل گئے) [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب تقلید النعل و فی ابواب اخری عن ابی ہریرۃ و صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز رکوب البدنۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من نذر المشی الی الکعبۃ عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب النذر عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من نذر المشی الی الکعبۃ عن عقبۃؓ

کچلیاں دکھائی دیں۔ آپؐ نے فرمایا "(اچھا) اپنے اہل وعیال کو ہی کھلا دو۔" [1]

منبر والی خاتون ایک انصاری خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میرا ایک غلام بڑھئی ہے، کیا میں آپؐ کیلئے کوئی چیز نہ بنوا دوں جس پر بیٹھ کر آپؐ خطبہ دے سکیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم چاہو تو بنوا دو"۔ الغرض اُس خاتون نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ ایک منبر بنائے۔ جب غلام نے منبر بنا لیا تو وہ اُس کو لیکر اُن انصاری خاتون کے پاس آیا۔ اُس خاتون نے منبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجدیا۔ [2]

سورۂ فاتحہ سے علاج کرنے والا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ صحابۂ کرامؓ کسی سفر میں تھے۔ اثنائے سفر میں انہوں نے کہیں قیام فرمایا۔ وہاں کے لوگوں نے ان کی مہمانداری نہیں کی۔ اتنے میں اس قبیلہ کے سردار کو سانپ نے کاٹ کھایا قبیلہ والوں نے ہر قسم کی کوشش کی لیکن اُسے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اس قبیلہ کا ایک آدمی صحابۂ کرامؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا "کیا تمہارے پاس کوئی دوا ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے کہا "ہاں، لیکن کیونکہ تم نے ہماری مہمانداری نہیں کی لہٰذا ہم بغیر معاوضہ علاج نہیں کریں گے"۔ قبیلہ والوں نے معاوضہ مقرر کر دیا۔ ایک صحابی علاج کیلئے روانہ ہوئے۔ اُنہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھکر پھونکا را، وہ شخص اچھا ہو گیا۔ اُس نے صحابۂ کرامؓ کو تیس[3] بکریاں دیں اور دودھ پلایا۔ علاج کرنے والے صحابی جب واپس آئے تو صحابۂ کرامؓ نے ان سے پوچھا "کیا تم منتر پڑھنا جانتے ہو؟" اُنہوں نے کہا "نہیں، میں نے صرف سورۂ فاتحہ پڑھی ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی خبر دی گئی تو آپؐ مسکرائے اور فرمایا "انہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ منتر ہے"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "تم نے ٹھیک کیا۔ یہ مال تقسیم کرو اور مجھے بھی اس میں سے حصہ دو"۔[4]

ایک اعرابی ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بیان فرما رہے تھے، آپؐ کے پاس ایک دیہاتی بھی بیٹھا ہوا تھا آپؐ نے فرمایا "ایک جنتی شخص اپنے رب سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے ہر وہ چیز نہیں ملی جو تو چاہتا ہے۔ وہ کہیگا ہاں، لیکن مجھے کھیتی کرنا پسند ہے (اللہ تعالیٰ اُس کو اجازت دے گا) وہ بیج ڈالیگا، آناً فاناً میں بیج اُگیگا، پودا سیدھا ہوگا، پھر کٹ کر پہاڑوں کے مانند ڈھیر لگ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے ابنِ آدم لے تیری سیری کسی چیز سے نہیں ہوگی"۔ اُس دیہاتی نے کہا "اللہ کی قسم، یہ شخص قرشی یا انصاری ہوگا کیونکہ یہی لوگ کھیت والے ہیں۔ رہے ہم تو ہمارے پاس کھیت کہاں ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کی یہ بات سُنکر) مسکرائے۔ [5]

یہودی کو طمانچہ مارنے والے انصاری ایک دن ایک انصاری میں اور ایک یہودی میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ انصاری نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر فضیلت دی"۔ یہودی نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے موسیٰؑ کو تمام عالم پر فضیلت دی"۔ انصاری نے کہا "اے خبیث، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی؟" یہ کہکر یہودی کے طمانچہ مار دیا۔ یہودی نے جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن انصاری کو بُلایا اور اُن سے اِس سلسلہ میں جواب طلب کیا۔ اُن انصاری نے تمام حال

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصوم باب اذا جامع فی رمضان عن عائشہؓ وابی ہریرہؓ وکتاب الہبۃ وصحیح مسلم کتاب الصوم۔ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب النجار عن سہلؓ وجابرؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوۃ وکتاب الجمعۃ باب الصلوٰۃ علی السطوح وباب الخطبۃ علی المنبر وصحیح مسلم باب جواز الخطوۃ فی الصلوٰۃ عن سہل بن سعدؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب فضل فاتحۃ وکتاب الطب وکتاب الاجارۃ وصحیح مسلم کتاب السلام۔ [4] صحیح بخاری کتاب المزارعۃ عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

سنایا، اور کہا "اس کی اس بات سے مجھے غصہ آگیا، میں نے طمانچہ مار دیا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے موسیٰؑ پر فضیلت نہ دیا کرو (بلکہ) انبیاءؑ کے درمیان ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دیا کرو۔"[۱]

خوش نصیب لڑکا ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پینے کی کوئی چیز لائی گئی، آپؐ کے داہنی طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں جانب بڑے بڑے بزرگ بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس چیز میں سے کچھ پینے کے بعد لڑکے سے کہا "کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں یہ چیز ان (بزرگ) لوگوں کو دیدوں۔" لڑکے نے کہا "نہیں، اللہ کی قسم جو حصہ مجھے آپؐ کی طرف سے مل رہا ہے اُس کے معاملہ میں میں کسی کو اپنے اوپر ترجیح نہیں دوں گا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن اُس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔[۲]

قلیل عمل کر کے اجرِ کثیر پانے والا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، وہ لوہے کا خود وغیرہ پہنے ہوئے تھا۔ اُس نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میں لڑوں یا اسلام قبول کروں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسلام قبول کرو پھر لڑو۔" الغرض وہ شخص مسلم ہوگیا پھر وہ لڑا یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس نے عمل کم کیا اور ثواب زیادہ پایا۔"[۳]

مذاق کرنے والا آدمی مہاجرین میں ایک شخص بہت ظریف الطبع تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک دن اس نے (مذاق میں) ایک انصاری کی پیٹھ پر تھپڑ مار دیا، انصاری کو غصہ آگیا، اُس نے انصار کو آواز دی۔ اُس مہاجر نے مہاجرین کو آواز دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آوازیں سُن کر اپنے خیمہ سے باہر نکلے، آپؐ نے فرمایا "یہ ایامِ جاہلیت کی سی پکار کیسی؟ یہ کیا لوگوں کا حال ہے؟" لوگوں نے آپؐ کو واقعہ بتایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس پکار کو ترک کر دو، یہ خبیث پکار ہے۔"[۴]

ایک انصاری سپہ سالار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک لشکر روانہ کیا اور اُس پر ایک انصاری صحابی کو سپہ سالار بنایا۔ ان سپہ سالار کو کسی بات پر غصہ آگیا تو اُنہوں نے کہا "لکڑیاں جمع کرو۔" لوگوں نے لکڑیاں جمع کیں پھر اُنہوں نے کہا "آگ جلاؤ" لوگوں نے آگ جلائی، پھر اُنہوں نے کہا "کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میری بات سُننا اور اطاعت کرنا۔" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ ان انصاری نے کہا "اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔" لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہا "ہم تو آگ ہی سے بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے ہیں۔" یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ آگ ٹھنڈی ہوگئی اور انصاری کا غصہ بھی ٹھنڈا ہوگیا۔ جب اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا "اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو پھر اُس میں سے کبھی نہیں نکلتے اطاعت صرف معروف کاموں میں ہے۔"[۵]

---

[۱] صحیح بخاری کتاب فی الاستقراض باب ما یذکر فی الاشخاص وکتاب احادیث الانبیاء وکتاب التفسیر (سورۃ الصّٰفّٰت) عن ابی ہریرہؓ۔ [۲] صحیح بخاری کتاب الہبۃ فی الثواب۔ [۳] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب عمل صالح قبل القتال عن براءؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید نحوہٗ۔ [۴] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ینہیٰ من دعوی الجاہلیۃ وصحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب نصر الاخ ظالمًا او مظلومًا عن جابرؓ۔ [۵] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب اُسید بن حضیرؓ وعباد بن بشرؓ عن انسؓ۔ [۶] صحیح بخاری کتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء۔

ہجرت کے متعلق سوال کرنے والا اعرابی ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ہجرت کے متعلق سوال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم پر افسوس، بے شک ہجرت تو بڑی مشکل چیز ہے (اچھا یہ بتاؤ کہ) کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟" اس نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتے ہو؟" عرض کیا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم انہیں عاریۃً دیتے ہو؟" عرض کیا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو پھر تم سمندروں کے پار عمل کرو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کریگا۔"[1]

جنت کا طالب جنگ اُحد کے دوران ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "اگر میں قتل ہو جاؤں تو میں کہاں جاؤں گا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنت میں" اس شخص کے ہاتھ میں کچھ کھجوریں تھیں۔ اس نے وہ کھجوریں رکھدیں، پھر وہ لڑا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔[2]

صحابی جن کی ٹانگ میں لنگ تھا ایک صحابی کی ٹانگ میں لنگ تھا۔ یہ ان قاریوں میں شامل تھے جن کو چند منافقین کی خواہش پر مبلغ بنا کر بھیجا گیا تھا۔ منافقین نے غداری کی، حضرت حرامؓ کو جو اس جماعت میں شامل تھے ان کی غداری کا علم ہوا تو وہ دو آدمیوں کے ساتھ جن میں ایک یہ لنگڑے صحابی بھی تھے آگے بڑھے۔ کچھ دور چل کر حضرت حرامؓ نے ان دونوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا اور خود کافروں کی مجلس میں اکیلے چلے گئے۔ کافروں نے انہیں شہید کر دیا۔ ان کے بعد کافروں نے ان کے تمام ساتھیوں کو شہید کر دیا صرف یہی صاحب بچ گئے جن کی ٹانگ میں لنگ تھا۔ یہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ (کر چھپ) گئے تھے (اس لئے کافروں کی ان پر نظر نہیں پڑی)[3]

ایک عامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے خاندان بنو عدی کے ایک شخص کو خیبر پر امیر اور عامل بنایا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لے کر آئے جنہیں جنیب کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا خیبر میں تمام کھجوریں اسی قسم کی ہوتی ہیں؟" اس شخص نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، اللہ کی قسم، سب ایسی نہیں ہوتیں ہم ان کھجوروں کا ایک صاع، دوسری قسم کی کھجوروں کے دو یا تین صاع کے عوض لیتے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسا نہ کیا کرو، تمام کھجوروں کو درہموں کے بدلہ بیچ دیا کرو پھر ان دراہم سے جنیب خریدا کرو"۔[4]

ایک صحابی جن کے نکاح میں تعلیم قرآن کو مہر ٹھہرایا گیا ایک دن ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر کہا "میں اپنا نفس اللہ اور اس کے رسولؐ کیلئے ہبہ کرتی ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے تو نکاح کی حاجت نہیں"۔ یہ سن کر وہ عورت وہیں بیٹھ گئی۔ ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، اس عورت کا نکاح مجھ سے کر دیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے (مہر میں) کچھ دو"۔ وہ شخص گھر گیا اور واپس آکر عرض کیا "میرے پاس کچھ نہیں ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر جا کر دیکھو، خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی سہی"۔ وہ شخص گھر گیا اور آکر کہا "اللہ کی قسم لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہے، بس یہ میرا تہ بند ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تہ بند سے کیا ہو گا، اگر تم باندھو گے تو اس کے بدن پر کچھ نہیں ہو گا اور اگر یہ باندھے گی تو تمہارے بدن پر کچھ نہیں ہو گا"۔ پھر وہ شخص بیٹھ گیا۔ کافی دیر بعد وہ کھڑا ہوا اور واپس جانے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المبایعۃ بعد فتح مکۃ نحوہ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع عن انسؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب استعمال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اھل خیبر عن ابی سعیدؓ وابی ہریرۃؓ۔

اُسے بُلایا اور فرمایا "تمہیں کتنا قرآن یاد ہے ؟" اُس نے چند سُورتوں کے نام لئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ مَیں نے بعوض اس قرآن کے جو تمہیں یاد ہے اس عورت کا نکاح تم سے کر دیا، تم ان سُورتوں کی تعلیم اس عورت کو دیدینا"۔ [1]

باغ والے انصاری ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع ایک ساتھی کے ایک انصاری کے باغ میں گئے، وہ اُس وقت باغ میں پانی دے رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے ساتھی نے اُن کو سلام کیا، انصاری نے جواب دیا اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے والدین آپؐ پر قربان ہوں یہ گرمی کا وقت ہے (اِس وقت کیسے آنا ہوا) "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے پاس مشک میں باسی پانی ہے (اگر ہو تو فبہا) ورنہ ہم (حوض کا پانی ہی) اوک سے پی لینگے"۔ انصاری نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے پاس مَشک میں باسی پانی ہے، آپؐ سائبان میں تشریف لے چلئے"۔ پھر انصاری نے پیالہ میں پانی نکالا، پھر بکری کا دودھ اُس میں دوہا اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پیش کیا، آپؐ نے دودھ پی لیا۔ پھر ان انصاری نے دوبارہ یہی کیا اور آپؐ کے ساتھی کو دودھ پلایا۔ [2]

رحمت کو تنگ کرنے والے اعرابی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک اعرابی نے نماز پڑھی۔ اُس نے نماز میں اس طرح دُعا کی "اے اللہ مجھ پر رحم کر اور محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر"۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام پھیرا تو اُس سے فرمایا "تم نے بڑی وسیع چیز کو تنگ کر دیا"۔ [3]

خواب میں سائبان دیکھنے والے صحابی ایک صحابی نے خواب میں دیکھا کہ ایک سائبان ہے اُس میں سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے، لوگ اُس کو اٹھا رہے ہیں، کوئی کم کوئی زیادہ، پھر انہوں نے ایک رسّی دیکھی جو زمین سے آسمان تک چلی گئی تھی، اُنہوں نے دیکھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کو پکڑ کر چڑھ گئے، پھر آپؐ کے بعد ایک اور شخص نے اُسے پکڑا، وہ بھی اوپر چڑھ گئے، پھر ایک اور شخص نے اُسے پکڑا وہ بھی اُوپر چڑھ گئے۔ اس کے بعد ایک اور شخص نے اُسے پکڑا تو وہ رسّی ٹوٹ گئی، پھر وہ رسّی جُڑ گئی۔ [4]

اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت کرنے والے صحابی ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد سے باہر نکلے، دروازہ کے باہر آپؐ کو ایک شخص ملا اُس نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ قیامت کب آئے گی ؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے اس کیلئے کیا تیاری کی ہے ؟" وہ شخص کچھ دیر خاموش رہا پھر کہنے لگا "میں نے اُس کیلئے نماز، روزے نیکیاں وغیرہ تو کچھ زیادہ جمع نہیں کی ہیں البتہ میں اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت کرتا ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم ان کے ساتھ ہو جن سے تم محبّت کرتے ہو"۔ [5]

ایک بدری بہادر جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگِ بدر کیلئے روانہ ہوئے تو راستہ میں آپؐ کو ایک شخص ملا جس کی ہمّت و شجاعت کا شہرہ تھا۔ صحابۂ کرامؓ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اُس نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "میں اس لئے آیا ہوں کہ آپؐ کے ساتھ مِل کر کُفّار سے لڑوں اور (مالِ غنیمت میں سے) حصّہ پاؤں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم اللہ اور رسُولؐ پر ایمان رکھتے ہو ؟" اُس نے کہا "نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن و صحیح مسلم کتاب النکاح باب الصداق وجواز کونہ تعلیم القرآن۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاشربۃ باب الکرع فی الحوض عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس عن ابی ہریرۃؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب التعبیر۔ [5] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب القضاء و الفتیا فی الطریق عن انسؓ و کتاب الادب و صحیح مسلم کتاب البرّ والصلۃ باب المرء مع من احبّ۔ [6] خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔

نے فرمایا "تم واپس چلے جاؤ، میں مشرک سے مدد نہیں لیتا۔" (وہ شخص چلا گیا اور) مقامِ شجرہ پر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ پھر وہی سوال و جواب ہوئے۔ وہ پھر چلا گیا۔ مقامِ بیداء پر وہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی کلمات دوہرائے، اُس نے کہا "مَیں ایمان لاتا ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(اب تم ہمارے ساتھ) چلو"۔ [1]

تعلیم کی شائقہ خاتون ایک دن ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئیں۔ عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، مرد تو خوب آپ کی باتیں سُنتے رہتے ہیں، ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر کر دیجئے کہ ہم اُس دن آپ کے پاس آجایا کریں اور آپ ہمیں بھی وہ باتیں سکھا دیا کریں جو اللہ نے آپ کو سکھائی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم فلاں دن جمع ہو جایا کرو۔" (وہ جمع ہو جاتیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے اور ان کو تعلیم دیا کرتے۔ [2]

ایک نوجوان مجاہد جنگِ خندق میں ایک نوجوان مجاہد بھی شریک تھے، اُن کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، ایامِ جنگ میں وہ روزانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر اپنے گھر آیا کرتے تھے۔ ایک دن حسبِ معمول انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے ہتھیار لے جاؤ مجھے اندیشہ ہے کہ بنو قریظہ (قبیلہ کے یہودی) کہیں تمہیں نقصان نہ پہنچائیں"۔ اُنہوں نے حسبُ الحکم اپنے ہتھیار ساتھ لے لئے۔ جب وہ گھر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کی بیوی دروازہ پر کھڑی ہیں، اُنہوں نے غیرت سے اپنا نیزہ اُنہیں مارنے کیلئے اُٹھایا۔ بیوی نے کہا "اندر جا کر دیکھو"۔ وہ نوجوان صحابی اندر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑا سانپ بستر پر بیٹھا ہے۔ اُنہوں نے اُس کو نیزہ میں پرو لیا پھر اندر سے نکلے اور نیزہ مکان (کے صحن) میں گاڑ دیا۔ وہ سانپ بھی مر گیا اور وہ مسلم نوجوان بھی۔ یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ کون پہلے مرا۔ صحابہؓ کو معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "اللہ سے دُعا کیجئے کہ وہ اسے زندہ کر دے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے ساتھی کیلئے دُعائے مغفرت کرو اور دفن کر دو"۔ [3]

شہد سے شفا پانے والے صحابی ایک دن ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا "میرے بھائی کو دست آرہے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کو شہد پلاؤ"۔ اُس نے اپنے بھائی کو شہد پلایا لیکن دست بند نہیں ہوئے۔ وہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپؐ نے پھر فرمایا "اس کو شہد پلاؤ"۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ دست اور زیادہ آنے لگے۔ وہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا "دست اور زیادہ ہو گئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُس کو شہد پلاؤ، اللہ نے سچ فرمایا ہے (کہ شہد میں شفا ہے) تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے"۔ اُس نے واپس آکر پھر شہد پلایا (اُس کے دست بند ہو گئے اور) وہ اچھا ہو گیا۔ [4]

پکھالوں والی خاتون ایک مرتبہ سفر میں پانی ختم ہو گیا لوگوں کو سخت پیاس لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور ایک اور آدمی کو پانی کی تلاش میں روانہ کیا۔ اُنہیں ایک عورت ملی جو اپنے اُونٹ پر دو پکھالوں کے درمیان اپنی ٹانگیں لٹکائے ہوئے چلی جا رہی تھی۔ اُنہوں نے اُس عورت سے کہا "تم

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کراہیۃ الاستعانۃ بکافر عن عائشہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب العلم و صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ عن ابی سعیدؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب قتل الحیات عن ابی سعید خدری رضؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب السلام باب التداوی بالعسل و صحیح بخاری کتاب الطب باب الدواء بالعسل۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس چلو۔" اُس نے کہا "کون رسُولُ اللہ، وہی جن کو بے دین کہا جاتا ہے ؟" اُنہوں نے کہا "ہاں، وہی جن کو تم ایسا سمجھتی ہو"۔ الغرض وہ دونوں اُسے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان پکھالوں میں کُلّی کی، پھر پکھالوں کے مُنہ پر ہاتھ پھیرا۔ پھر سب نے پانی پیا اور اُونٹوں کو بھی پانی پلایا، پھر پکھالوں کا مُنہ بند کر دیا گیا، پکھالیں پہلے سے زیادہ بھری ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس عورت سے فرمایا "تمہارے پانی میں سے ہم نے کچھ نہیں لیا، ہمیں تو اللہ نے پلایا ہے"۔ پھر آپؐ نے کچھ کھانا وغیرہ ایک کپڑے میں رکھ کر اُسکے اُونٹ پر رکھدیا۔ جب وہ عورت گھر پہنچی تو اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا "دو آدمی مجھے ملے، وہ مجھے اُس کے پاس لے گئے جس کو بے دین کہا جاتا ہے، اُس نے ایسا ایسا کیا۔ اللہ کی قسم وہ آسمان و زمین کے درمیان سب سے بڑا جادوگر ہے یا وہ نبیِّ برحق ہے"۔ اس واقعہ کے بعد جب (مفسدوں کی) سرکوبی کیلئے مسلمین نکلتے تو اس عورت کے گاؤں کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔ ایک دن اُس عورت نے کہا "میں سمجھتی ہوں یہ لوگ عمدًا ہمارے گاؤں کو چھوڑ دیا کرتے ہیں تو کیا تم اسلام قبول کرتے ہو"۔ (انہوں نے اس عورت کی بات مان لی) وہ عورت بھی مُسلم ہو گئی اور تمام گاؤں والے مُسلم ہو گئے۔[1]

ایک مہمان نواز انصاری ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھوکے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "چلو"۔ وہ لوگ روانہ ہوئے اور ایک انصاری کے مکان پر پہنچے۔ اُن کی بیوی نے کہا "مرحبا، خوش آمدید"۔ اِتنے میں وہ انصاری بھی آگئے۔ انصاری نے کہا "الحمدللہ آج میرے مہمانوں سے زیادہ مکرّم کسی کے مہمان نہیں ہیں"۔ یہ کہکر وہ کھجوروں کا ایک خوشہ لے کر آئے، جس میں گدری، سوکھی اور تازہ کھجوریں تھیں۔ اس خوشہ کو اُنہوں نے خدمتِ اقدس میں پیش کر کے عرض کیا "تناول فرمائیے"۔ پھر اُنہوں نے ایک چھُری لی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دودھ دینے والی بکری ذبح نہ کرنا"۔ اُنہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ مہمانوں نے اُس کا گوشت کھایا۔ کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔[2]

موت کے وقت ایمان لانے والا لڑکا ایک یہودی لڑکا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کرتا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے قریب جا کر بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا "اسلام قبول کر لو"۔ لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا" باپ نے کہا "ابو القاسم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی اطاعت کرو"۔ لڑکے نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر آپؐ باہر تشریف لائے اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوئے۔ "ہر قسم کی تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے اس لڑکے کو آگ سے نجات دی"۔[3]

قل ھو اللہ احد سے محبّت کرنے والے صحابی ایک شخص کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک لشکر کا امیر بنا کر جہاد کیلئے روانہ کیا۔ وہ جب نماز پڑھاتے تو قراءت کے آخر میں "قُل ھو اللہ احد" ضرور پڑھتے۔ جب لشکر واپس مدینہ منوّرہ پہنچا تو لوگوں نے اس بات کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا "ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں"۔ لوگوں نے ان سے پُوچھا تو اُنہوں نے کہا "یہ رحمٰن کی صفت ہے، اس لئے مَیں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان سے کہدو کہ بے شک اللہ تعالیٰ ان سے محبّت کرتا ہے"۔[4]

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام وکتاب التیمم و صحیح مسلم کتاب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب جواز استتباعہ غیرہ عن ابی ہریرۃ رض۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات عن انس رض۔ [4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل قل ھو اللہ احد و صحیح بخاری کتاب التوحید۔

ایک انصاری خاتون ایک مرتبہ کافروں نے ایک انصاری خاتون کو گرفتار کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عضباء کو بھی پکڑ کر لے گئے۔ کافروں نے اس خاتون کو باندھ دیا، ایک رات کو وہ خاتون ان کافروں کے اونٹوں کے پاس پہنچیں۔ وہ جس اونٹ کے پاس پہنچتیں وہ آواز کرنے لگتا، یہاں تک کہ وہ عضباء کے پاس آئیں، وہ بڑی سیدھی اونٹنی تھی۔ وہ اس پر سوار ہوئیں اور وہاں سے روانہ ہو گئیں۔ کافروں کو معلوم ہوا تو انہوں نے تعاقب کیا، لیکن عضباء کو وہ نہ پکڑ سکے۔ اس خاتون نے نذر مانی کہ اگر عضباء مجھے بچا کر لیجانے میں کامیاب ہو گئی تو میں اسے قربان کر دوں گی۔ الغرض وہ بخیریت مدینہ پہنچیں، لوگوں نے دیکھا تو کہا "یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ہے"۔ وہ خاتون کہنے لگیں "میں نے تو نذر مانی تھی کہ اگر اللہ مجھے نجات دے دیگا تو میں اسے قربان کر دوں گی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا "انہوں نے عضباء کو کس قدر برا بدلہ دیا، اللہ کی نافرمانی میں نذر پوری نہیں کی جاتی اور نہ اس چیز کی نذر پوری کی جاتی ہے جس کا انسان مالک نہ ہو"۔[1]

بہترین توبہ کرنیوالی خاتون قبیلۂ غامدیہ کی ایک خاتون سے زنا ہو گیا۔ وہ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا۔ "اے اللہ کے رسولؐ، مجھ سے زنا ہو گیا ہے، مجھے پاک کر دیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس کر دیا۔ دوسرے دن وہ پھر آئیں (آپؐ نے پھر واپس کرنے کا ارادہ کیا) وہ کہنے لگیں "آپؐ مجھے کیوں واپس کرتے ہیں، اللہ کی قسم میں تو حاملہ ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جاؤ، جب بچہ ہو جائے تو پھر آنا"۔ جب بچہ پیدا ہوا تو وہ پھر آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کو دودھ پلاؤ، جب اس کا دودھ چھڑا دو تو پھر آنا"۔ جب انہوں نے بچہ کا دودھ چھڑایا تو وہ پھر حاضر ہوئیں۔ بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا، انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے نبیؐ، میں نے بچہ کا دودھ چھڑا دیا ہے اور اب یہ بچہ کھانا کھانے لگا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سنگسار کرا دیا۔ آپؐ نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ناجائز محصول لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے"۔ پھر آپؐ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا آپؐ ان کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انہوں نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دیجائے تو انہیں کافی ہو جائے۔ انہوں نے محض اللہ کی رضاء کی خاطر اپنی جان قربان کر دی، کیا تم نے اس سے بہتر توبہ کبھی دیکھی ہے"۔[2]

ایک مخزومی عورت فتح مکہ کے موقع پر ایک مخزومی عورت نے چوری کی، قریش کو بڑا فکر ہوا (وہ سوچنے لگے کہ) کون اسکی معافی کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرے۔ آخر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ جرأت سوائے حضرت اسامہؓ کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں (انہوں نے حضرت اسامہؓ سے کہا) حضرت اسامہؓ نے سفارش کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہؓ سے ناراض ہو گئے۔ حضرت اسامہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کا ہاتھ کٹوا دیا، پھر اس نے بڑی اچھی توبہ کی اور نکاح کر لیا۔ وہ عورت حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس آیا کرتی تھی اور وہ اس کی بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا کرتی تھیں۔[3]

رشتہ داروں کی بدسلوکی کی شکایت کرنے والا ایک دن ایک شخص نے آکر کہا "میں رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہوں لیکن وہ مجھ سے بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں بردباری سے کام لیتا ہوں وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش

---

[1] صحیح مسلم کتاب النذر عن عمرانؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحدود عن بریدہؓ وعمرانؓ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب اسامہؓ وکتاب المغازی باب غزوۃ فتح مکۃ وکتاب الحدود وصحیح مسلم کتاب الحدود۔

آتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم واقعی ایسا کر رہے ہو جیسا کہ تم نے بیان کیا تو تم اُن کے مُنہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو اور جب تک تم یہ کام کرتے رہو گے اللہ کی طرف سے تمہارے ساتھ اُن کے مقابلہ کیلئے ایک مددگار رہیگا۔"[1]

تیروں سے فال نکالنے والا یمن میں ایک شخص تھا جو تیروں سے فال نکالا کرتا تھا۔ ایک دن حضرت جریرؓ اُس کے پاس پہنچے۔ وہ فال نکال رہا تھا۔ حضرت جریرؓ نے کہا "ان تیروں کو توڑ کر کلمۂ شہادت پڑھ"۔ اُس نے تیروں کو توڑ دیا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلم ہو گیا۔[2]

ایک دیہاتی صحابی ایک دن ایک دیہاتی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور عرض کیا "آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا تھا اُس نے ہم سے یہ کہا کہ آپؐ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپؐ کو اللہ نے رسُولؐ بنا کر بھیجا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس نے سچ کہا"۔ پھر اُنہوں نے پوچھا "آسمان کو کس نے پیدا کیا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے"۔ پھر اُنہوں نے کہا "زمین کو کس نے پیدا کیا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے"۔ پھر اُنہوں نے پُوچھا "پہاڑوں کو کس نے نصب کیا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے"۔ پھر اُنہوں نے کہا "آپؐ اُس ہستی کی قسم کھا کر جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور پہاڑوں کو نصب کیا یہ بتائیں کہ کیا واقعی اللہ نے آپؐ کو رسُول بنا کر بھیجا ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ پھر اُنہوں نے نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور حج کے متعلق اسی قسم کے سوالات کئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہی فرماتے رہے کہ "قاصد نے سچ بیان کیا"۔ پھر وہ دیہاتی واپس روانہ ہوئے اور یہ کہتے جا رہے تھے "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نہ اس سے زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم کرونگا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر انہوں نے سچ کہا تو ضرور جنّت میں داخل ہوں گے۔"[3]

قبیلۂ جُہینہ کی ایک خاتون قبیلۂ جُہینہ کی ایک خاتون نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "(اے اللہ کے رسُولؐ) میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے مر گئیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم ان کی طرف سے حج کرو، بتاؤ اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو تم اُس کو ادا نہ کرتیں۔ ان کی نذر پُوری کرو اللہ اپنے حق کی ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے"۔[4]

قبیلۂ خَثعَم کی ایک خاتون قبیلۂ خثعم کی ایک خاتون نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے والد پر ایسے موقع پر حج فرض ہوا ہے کہ وہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، سواری پر جم کر نہیں بیٹھ نہیں سکتے، کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔[5]

دو نیک بخت انصاری رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیقؓ مع دوسرے مہاجرین کے سقیفۂ بنو ساعدہ کی طرف جا رہے تھے تو دو نیک بخت انصاری ملے۔ اُنہوں نے انصار کے مطمحِ نظر کی وضاحت کی، پھر پُوچھا "اے جماعتِ مہاجرین تم کہاں جا رہے ہو؟" انہوں نے کہا "ہم انصاری بھائیوں کی طرف جا رہے ہیں"۔ اُن دونوں انصاریوں نے کہا "تمہیں وہاں نہیں جانا چاہیئے، تم اپنا کام کرو" (یعنی تم خلیفہ منتخب کرو وہ بھی راضی ہو جائیں گے)[6]

مسجد سے سب سے زیادہ دور رہنے والے انصاری ایک انصاری کا مکان مسجدِ نبوی سے اور سب کے مکانوں کے

---

[1] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب صلۃ الرحم عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصۃ عن جریرؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی الایمان باللہ عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الحج والنذور عن المیت عن ابن عباسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب وجوب الحج عن ابن عباسؓ وکتاب المغازی باب حجۃ الوداع۔ [6] صحیح بخاری کتاب المظالم باب ما جاء فی السقائف و باب مناقب ابی بکرؓ وکتاب الحدود۔

بہ نسبت زیادہ دُور تھا، اُن کی کوئی نماز ایسی نہیں تھی جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نہ ہوتی ہو، حضرت اُبیّ بن کعبؓ کو ان پر ترس آیا اور اُن سے کہا "کاش تم ایک گدھا خرید لیتے اور اس پر سوار ہو کر جایا کرتے، وہ تمہیں گرمی سے اور تاریکیوں میں کیڑے مکوڑے سے محفوظ رکھتا"۔ ان انصاری نے جواب دیا "مجھے یہ چیز پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر سے متّصل ہوتا، میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرے لئے مسجد آنے جانے کے قدم لکھ لئے جائیں"۔ حضرت اُبیّ بن کعبؓ کو یہ بات گراں گذری، اُنہوں نے جاکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن انصاری سے فرمایا "تمہارے لئے اللہ نے یہ سب کچھ جمع کر لیا ہے، جس ثواب کی تمہیں اُمید ہے وہ تمہیں مل جائے گا"۔[1]

اقامت کے بعد سُنّت پڑھنے والے صحابی ایک دن صبح کی نماز کی اقامت ہوئی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک صحابیؓ کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہے تھے، آپؐ نے اُن سے کچھ فرمایا۔ صحابہؓ نہ سمجھ سکے کہ آپؐ نے کیا فرمایا ہے جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہؓ نے اُن کو گھیر لیا اور اُن سے پُوچھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تم سے کیا فرمایا تھا۔ اُن صحابی نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ فرمایا تھا کہ قریب ہے کہ تم میں سے کوئی صبح کی نماز چار رکعت پڑھنے لگے"[2] (یعنی اقامت کے بعد فرض پڑھنے چاہئیں، اقامت کے بعد سُنّتوں کا پڑھنا گویا اُن کو فرض کے مقام تک پہنچانا ہے، اس طرح فرضوں کی تعداد چار ہو جائے گی)

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک شخص مسجد میں داخل ہوئے، انہوں نے مسجد کے ایک کونے میں دو رکعت (سُنّت) پڑھیں، پھر وہ جماعت میں آکر شامل ہو گئے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام پھیرا تو اُن سے فرمایا "اے فلاں، تم نے ان دونوں نمازوں میں سے کونسی نماز کو (فرض) شمار کیا، وہ نماز جو تم نے علیحدہ پڑھی یا وہ نماز جو تم نے ہمارے ساتھ پڑھی"[3]۔ (یعنی اقامت کے بعد تو فرض ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ سُنّت)

زیادہ مہر دینے والے صحابی ایک صحابی نے ایک انصاری عورت سے شادی کی۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "تم نے کیا مہر دیا"۔ اُنہوں نے کہا "چار اوقیہ چاندی (مہر مقرر کیا ہے)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "چار اوقیہ! گویا تم اس پہاڑ سے چاندی تراشتے ہو۔ ہمارے پاس فی الحال تو کچھ نہیں ہے کہ ہم تمہیں کچھ دیں، البتہ عنقریب ہم تمہیں کسی لشکر کے ساتھ روانہ کرینگے تاکہ تمہیں کچھ مالِ غنیمت مل جائے"۔ پھر آپؐ نے کچھ عرصہ بعد بنو عبس قبیلہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور ان صحابی کو بھی اس لشکر میں شامل کر دیا[4]

بچّہ کے حج کے متعلق پوچھنے والی خاتون دورانِ سفر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو روحا مقام پر ایک قافلہ ملا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے پوچھا "کس قوم سے تمہارا تعلق ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہم مسلم ہیں"۔ پھر اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا "آپؐ کون ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کا رسُولؐ"۔ (قافلہ والوں میں سے) ایک خاتون نے ایک بچّہ کو اُٹھا کر پُوچھا "کیا اس کیلئے بھی حج ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، اور اجر تم کو ملیگا"[5]

قصاص معاف کرنے والے صحابی ایک صحابی ایک شخص کو نسمہ سے باندھ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اِس شخص نے میرے بھائی کو قتل کر دیا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے پوچھا

---

[1] صحیح مسلم باب فضل کثرۃ الخطا الی المساجد۔ [2] صحیح مسلم باب کراہۃ الشروع فی نافلۃ بعد شروع المؤذن صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب الجماعۃ باب اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ نحوہ۔ [3] صحیح مسلم باب کراہۃ الشروع فی نافلۃ بعد شروع المؤذن [4] صحیح مسلم کتاب النکاح باب ندب النظر الی وجہ المرأۃ عن ابی ہریرۃؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الحج باب صحۃ حج الصبی۔

"کیا تم نے قتل کیا ہے ؟" (ابھی اُس نے جواب نہیں دیا تھا کہ) وہ صحابی کہنے لگے "اگر اس نے اقرار نہیں کیا تو میں گواہ پیش کروں گا۔" اُس شخص نے کہا "ہاں میں نے قتل کیا ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دریافت فرمایا "تم نے کیسے قتل کیا؟" عرض کیا "میں اور وہ شخص ایک درخت سے پتّے جھاڑ رہے تھے، اس نے مجھے گالی دی، مجھے غصّہ آگیا، میں نے کلہاڑی اس کے سر پر ماری اور اسے قتل کر دیا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے پاس خونبہا ادا کرنے کیلئے مال ہے ؟" اُس نے کہا "میرے پاس کچھ نہیں ہے سوائے ایک چادر اور ایک کلہاڑی کے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تمہاری قوم (فدیہ دیکر) تمہیں چھڑا لیگی؟" اُس نے کہا "میری قوم کے نزدیک میری اتنی وقعت نہیں ہے۔" یہ کہہ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تسمہ مقتول کے بھائی کی طرف پھینک دیا اور فرمایا "تم اسے قتل کر سکتے ہو۔" وہ صحابی اُسے لیکر چلے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(جب دو مسلم لڑتے ہیں تو) قاتل و مقتول دونوں دوزخی ہو جاتے ہیں۔" پھر فرمایا "اگر انہوں نے اسے قتل کر دیا تو یہ دونوں یکساں ہو جائیں گے" (یعنی نیکی، بدی کے لحاظ سے دونوں کیلئے کچھ نہ ہوگا، وہ قصاص میں قتل ہو کر گناہ سے پاک ہو جائیگا لیکن کوئی نیکی اُس کے حصّہ میں نہ آئے گی اور یہ معاف نہ کر کے نیکی نہ کما سکیگا اور اسے قتل کر کے گناہ کا بھی مرتکب نہ ہوگا) کسی شخص نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ بات اُن صحابی کو پہنچائی۔ وہ صحابی واپس آئے اور عرض کیا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ نے اِس اِس طرح فرمایا ہے، حالانکہ میں تو اس کو آپؐ کے حکم سے قتل کرنے کیلئے لیجا رہا ہوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ یہ تمہارا اور تمہارے ساتھی کا گناہ سمیٹ لے۔" (یعنی اس کے معاف کرنے کے صلہ میں تمہارے گناہ معاف ہو جائیں) ان صحابی نے کہا "کیا ایسا ہوگا!" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں۔" اُن صحابی نے کہا "اگر ایسا ہے تو اچھا۔" یہ کہکر اُس کا تسمہ پھینک دیا اور اُس کو آزاد کر دیا۔[1]

ایک فارسی صحابیؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک پڑوسی فارسی تھے، وہ سالن بڑا اچھا پکاتے تھے۔ ایک دن انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے سالن تیار کیا، پھر آپؐ کو بلانے کیلئے آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عائشہؓ کی بھی دعوت ہے ؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں؟" وہ چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر آئے اور آپ کو دعوت دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِن کی بھی ہے ؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں؟" وہ چلے آئے، تھوڑی ہی دیر بعد پھر آئے اور آپؐ کو دعوت دی۔ آپؐ نے پُوچھا "اور اِن کی بھی ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "جی ہاں"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت عائشہ صدّیقہؓ دونوں ان کے مکان تشریف لے گئے۔[2]

(نوٹ:۔ غالباً حضرت عائشہؓ بھی بھوکی ہوں گی اس لئے آپؐ نے تنہا کھانا کھانا پسند نہیں فرمایا)

انگوٹھی پھینکنے والے صحابی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک صحابی کے ہاتھ میں سونے کی ایک انگوٹھی دیکھی آپؐ نے اُسے اُتار کر پھینک دیا اور فرمایا "کیا تم میں سے کوئی شخص دوزخ کے انگارے کو ہاتھ میں لینے کا ارادہ کرتا ہے"۔ (کچھ دیر بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں سے تشریف لے گئے) آپؐ کے جانے کے بعد کسی نے اُس آدمی سے کہا "اپنی انگوٹھی اُٹھالو اور اس سے (کسی اور قسم کا) نفع حاصل کرو"۔ اُنہوں نے کہا "اللہ کی قسم جبکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے پھینکدیا ہے تو میں کبھی اسے نہیں اُٹھاؤں گا۔"[3]

قاسم نام رکھنے والے انصاری ایک انصاری نے اپنے لڑکے کا نام قاسم رکھا۔ انصار نے ان سے کہا "ہم تمہیں

---

[1] صحیح مسلم کتاب القسامۃ باب صحۃ الاقرار بالقتل۔ [2] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب مایفعل الضیف اذا تبعہ غیر من دعاہ صاحب الطعام
[3] صحیح مسلم کتاب اللباس۔

ابو القاسم کہہ کر خوش نہیں کریں گے۔" اُنہوں نے اِس بات کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا، آپؐ نے فرمایا "تمہارے لڑکے کا نام عبد الرحمٰن ہے۔" [1]

محمّد نام رکھنے والے انصاری ایک انصاری نے اپنے لڑکے کا نام محمّد رکھا، انصار نے ان سے کہا ہم تمہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نام نہیں رکھنے دیں گے۔ وہ لڑکے کو اپنی پُشت پر اُٹھا کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے اور آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انصار نے اچھا کیا، تم میرا نام رکھ سکتے ہو لیکن میری کُنیت نہ رکھو کیونکہ میں یقیناً قاسم ہوں، تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔" [2]

بابرکت جَو والے صحابی ایک مرتبہ ایک صحابی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور کچھ کھانا طلب کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں نصف وسق جَو دیئے۔ اس میں سے وہ، اُن کی بیوی اور مہمان ہمیشہ کھاتے رہے، یہاں تک کہ ایکدن اُنہوں نے اُسے ناپ لیا (وہ جَو ختم ہو گئے) پھر وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے (اور اس کا ذکر کیا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم اس کو نہ ناپتے تو تم اُس میں سے کھاتے رہتے اور وہ باقی رہتا۔" [3]

دو جنتی عورتیں ایک عورت حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ کے پاس آئی، اُس کے ساتھ اُس کی دو بیٹیاں تھیں۔ اُس نے حضرت عائشہ رضؓ سے کچھ مانگا۔ حضرت عائشہ رضؓ کے پاس تین کھجوریں تھیں، انہوں نے وہی اسکو دیدیں۔ اُس عورت نے ایک ایک کھجور ہر لڑکی کو دی، تیسری خود کھانا چاہتی تھی کہ لڑکیوں نے وہ کھجور بھی اس سے مانگی۔ اس نے اس کھجور کے ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا ہر لڑکی کو دیدیا۔ اور خود کچھ نہیں کھایا۔ جب وہ چلی گئی تو حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ نے اس عورت کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان دونوں لڑکیوں کی وجہ سے اللہ نے اس عورت کیلئے جنّت کو واجب کر دیا۔" یا یہ فرمایا "دوزخ سے آزاد کر دیا۔" پھر آپؐ نے فرمایا "جس شخص کی لڑکیوں کے ذریعہ آزمائش ہوئی، پھر اُس نے اُن کے ساتھ حُسنِ سلوک کیا تو وہ لڑکیاں اس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائیں گی۔" [4]

ایک عورت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں اپنے ایک بچّہ کو لیکر حاضر ہوئی اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ بیمار ہے، اس کے لئے دُعا کیجئے، مجھے اس کے مرجانے کا اندیشہ ہے، اس سے پہلے میں تین بچّے دفن کر چکی ہوں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تین دفن کر چکی ہو؟" اُس نے کہا "ہاں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے لئے دوزخ سے مضبوط آڑ ہو گئی۔" [5]

آخرت کا فکر رکھنے والے صحابی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک صحابی کی عیادت کی جو بیماری سے چُوزہ کی مثل ہو گئے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے کوئی دُعا کی ہے؟" اُنہوں نے کہا ہاں میں یہ دُعا کرتا تھا "اے اللہ جو کچھ تو مجھے آخرت میں عذاب کرنے والا ہے وہ دُنیا ہی میں کر لے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سُبحان اللہ، تم میں اللہ تعالیٰ کا عذاب برداشت کرنے کی طاقت کہاں ہے۔ تم نے یہ دُعا کیوں نہ کی:۔

اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے اللہ مجھے دُنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور مجھے دوزخ کے عذاب سے بچا۔"

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کیلئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور وہ اچھے ہو گئے۔ [6]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الآداب۔ [2] صحیح مسلم کتاب الآداب۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی المعجزات۔ [4] صحیح مسلم کتاب البر باب فضل الاحسان الی البنات۔
[5] صحیح مسلم کتاب البر باب فضل من یموت لہ ولد۔ [6] صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء۔

ایک تپ زدہ صحابی ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک صحابی کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے، ان صحابی کو شدّت کا بخار چڑھا ہوا تھا۔ ایک شخص اُن کے بدن پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا "اللہ کی قسم میں نے آج تک ایسا آدمی نہیں دیکھا تھا جس کا بدن اتنا گرم ہو"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا مَیں تمہیں ایسے آدمی نہ بتاؤں جو قیامت کے دن ان سے بھی زیادہ تپ رہے ہوں گے"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "وہ دو آدمی جو سواری پر بیٹھ پھیرے چلے جا رہے ہیں"۔ [1]

ایک مخلص صحابی اور ایک اسلمی نوجوان قبیلۂ اسلم کے ایک نوجوان رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس روپیہ نہیں ہے کہ سامانِ جنگ کا بندوبست کر سکوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "فلاں شخص کے پاس جاؤ، اُنہوں نے سامانِ جنگ کا بندوبست کر لیا تھا لیکن وہ بیمار ہو گئے (لہٰذا جہاد میں نہیں جا سکے) تم ان سے میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ وہ سامان تمہیں دیدیں"۔ وہ اسلمی نوجوان اُن صحابی کے پاس گئے اور اُن سے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ وہ سامانِ جنگ آپؐ مجھے دیدیں"۔ اُن صحابی نے فرمایا "اے فلانہ، اِن کو وہ سامانِ جنگ دیدو اور اس میں سے کچھ بھی (گھر میں) نہ چھوڑنا۔ اللہ کی قسم اگر تم نے اس میں سے کچھ بھی روک لیا تو اس میں (کبھی) برکت نہ ہوگی"۔ [2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین (یہ دونوں آدمی غالباً منافق تھے یا کافر)۔ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل اعانۃ الغازی۔

حضرت ابان بن عثمانؒ

حضرت ابانؒ حضرت عثمانؓ کے لڑکے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت ابانؒ امیرِ حج تھے۔ دورانِ حج اُن کو ایک مُحرم شخص نے کسی دوسرے آدمی کے ذریعہ اپنے لڑکے کے نکاح میں شرکت کرنے کی دعوت دی، حضرت ابانؒ نے فرمایا "میں سمجھتا ہوں وہ دیہاتی آدمی ہیں (اس لئے اُنہیں مسئلہ نہیں معلوم) مجھ سے حضرت عثمان بن عفانؓ نے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مُحرم نہ نکاح کرسکتا ہے نہ نکاح کرا سکتا ہے نہ نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے۔"[1]

حضرت ابن ابی عمرہؒ

حضرت ابن ابی عمرہؒ ایک انصاری شخص ہیں۔ ایک دفعہ وہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے جس میں حضرت خالد بن مہاجر بن سیف اللہ بھی موجود تھے۔ ایک شخص نے حضرت خالد سے متعہ کے متعلق سوال کیا، اُنہوں نے اس کی اجازت دیدی۔ حضرت ابن ابی عمرہؒ کہنے لگے ٹھہرو۔ حضرت خالدؒ نے کہا "کیا بات ہے، متعہ تو امام المتقین (رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں ہوتا رہا ہے"۔ حضرت ابن ابی عمرہؒ نے فرمایا "شروع دورِ اسلام میں بے شک اس کی اجازت تھی جیسا کہ مجبوری میں مُردار، خون اور سُوَر کا گوشت کھانے کی اجازت ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مستحکم کر دیا اور اس کی ممانعت فرمادی"۔[2]

حضرت ابن وعلہ سَبَئِیؒ

حضرت ابن وعلہؒ نے ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ سے پُوچھا "ہم مغرب میں رہتے ہیں، ہمارے ساتھ بربر اور مجوس بھی رہتے ہیں، وہ ہمارے پاس مینڈھا لاتے ہیں جس کو وہ خود ذبح کرتے ہیں، ہم اُن کا ذبیحہ نہیں کھاتے۔ وہ مشکیزوں میں پانی اور چربی بھر کر لاتے ہیں (کیا وہ پانی ہم پی سکتے ہیں)" حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "پی لیا کرو"۔ حضرت ابن وعلہؒ نے کہا "کیا آپ اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں؟" حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "ہم نے یہ سوال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا، آپؐ نے فرمایا تھا 'چمڑے کی دباغت چمڑے کو پاک کر دیتی ہے'۔"[3]

حضرت ابو الاسود دِئلیؒ

حضرت ابو الاسودؒ ایک بہت بڑے تابعی عالِم تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمران بن حُصینؓ نے حضرت ابو الاسودؒ سے پُوچھا "آج لوگ جس چیز پر عمل کر رہے ہیں اور محنت و مشقت برداشت کرتے ہیں کیا یہ کوئی ایسی چیز ہے جس کا حکم ہو چکا ہے اور تقدیرِ الٰہی اس پر جاری ہو چکی ہے، یا جو احکام رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اور ان پر حجّت قائم ہو چکی اُن پر عمل ہوتا ہے؟" حضرت ابو الاسودؒ نے کہا "نہیں بلکہ جو کچھ حکم ہو چکا اور جو تقدیرِ الٰہی میں آچکا عمل اُسی کے مُطابق ہوتا ہے"۔ حضرت عمرانؓ نے کہا "تو پھر کیا یہ ظلم نہیں ہوا"۔ یہ سُن کر حضرت ابو الاسود بہت گھبرا گئے۔ کہنے لگے "ہر ایک چیز اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے اور اسی کے دستِ قدرت کی مملوک ہے۔ اللہ سے باز پرس نہیں کی جاسکتی، لوگوں سے باز پرس کی جاسکتی ہے"۔ حضرت عمرانؓ نے کہا "اللہ تم پر رحم کرے سوال کرنے سے میرا مقصد تمہاری عقل کی آزمائش کرنا تھا"۔ پھر حضرت عمرانؓ نے اُن کی تائید میں ایک حدیث بیان کی۔[4]

حضرت ابو العالیہؒ

حضرت ابو العالیہؒ تیر بنایا کرتے تھے۔ ایک دن ابن زیاد نے نماز میں دیر کی تو انہیں بہت ناگوار گذرا جب حضرت

---

[1] صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم نکاح المحرم [2] صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ [3] صحیح مسلم کتاب الحیض باب طہارۃ جلود المیتۃ بالدباغ [4] صحیح مسلم کتاب القدر۔

عبداللہ بن صامتؒ ان کے ہاں آئے تو اُن سے شکایت کی۔[۲]

حضرت ابوالہیاج الاسدیؒ

حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت ابوالہیاجؒ کو اس کام پر مامور کیا تھا کہ جو تصویر دیکھیں اُسے مٹا دیں اور جو قبر بلند دیکھیں اُسے (زمین کے) برابر کر دیں۔[۲]

حضرت ابوتمیمؒ

حضرت ابوتمیمؒ نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پابندی سے پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مَرثَدؒ بن عبداللہؒ نے انہیں یہ دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا "کیا میں آپ کو ابوتمیمؒ (کے عمل) سے تعجب میں نہ ڈالوں، وہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہیں۔" حضرت عقبہؓ نے کہا "ہم یہ دو رکعتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پڑھا کرتے تھے۔" حضرت مَرثَدؒ نے پوچھا "اب پڑھنے سے آپ کو کیا چیز مانع ہے؟" فرمایا "مصروفیت"۔[۳]

حضرت ابوجمرہؒ

حضرت ابوجمرہ نصر، عمران الضُّبَعِی کے لڑکے تھے۔

ایک مرتبہ اُنہوں نے حج تمتّع کیا، لوگوں نے حج تمتّع سے اُنہیں منع کیا۔ اُنہوں نے حضرت ابن عبّاسؓ سے دریافت کیا۔ حضرت ابن عبّاسؓ نے اُنہیں عمرہ کرنے (یعنی حج تمتّع) کا حکم دیا۔ پھر حضرت ابوجمرہؒ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ان سے کہہ رہا ہے "حج مبرور اور عمرۂ مقبول"۔ حضرت ابوجمرہؒ نے یہ خواب حضرت ابن عبّاسؓ سے بیان کیا۔ حضرت ابن عبّاسؓ نے کہا "(مقبول کیوں نہ ہو آخر) یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے"۔ پھر حضرت ابن عبّاسؓ نے حضرت ابوجمرہؒ سے کہا "تم میرے پاس قیام کرو میں تمہیں اپنے مال میں سے ایک حصّہ دیدوں گا" (تاکہ تم دل جمعی سے پڑھ سکو) حضرت شعبہؒ نے پوچھا "یہ کس لئے؟" "حضرت ابوجمرہؒ نے جواب دیا کہ "اُس خواب کی وجہ سے جو میں نے دیکھا تھا"۔[۴]

حضرت ابوحسّانؒ

ایک دن حضرت ابوحسّانؒ، حضرت ابوہریرہؓ کے پاس آئے اور کہا "میرے دو بچے مر گئے ہیں، آپ کوئی ایسی حدیث سُنائیں جس سے ہمارے دل مُردوں کی طرف سے خوشی حاصل کریں"۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "اچھا"۔ یہ کہہ کر فرمایا "چھوٹے بچے جنّت کے کیڑے ہیں، جب ان میں سے کسی کی ملاقات اپنے والد یا والدین سے ہوگی تو اُن کا کپڑا پکڑ لیگا اور جب تک اپنے والد کو جنّت میں نہ لے جائے گا نہ مانے گا"۔[۵]

حضرت ابوسعید مولی المُہریؒ

حضرت ابوسعیدؒ مدینہ منوّرہ میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اہلِ مدینہ قحط اور تنگ حالی میں مبتلا ہوئے تو حضرت ابوسعید مولی المہریؒ (گھبرا کر) حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس آئے اور عرض کیا "میں کثیر العیال اور تنگ حال ہوں، میں چاہتا ہوں کہ کسی سرسبز و شاداب جگہ منتقل ہو جاؤں، مجھے یہاں کی گرانی اور شدائد برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے"۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا افسوس میں تم کو اس بات کی رائے نہیں دے سکتا

---

[۱] صحیح مسلم باب کراہۃ تاخیر الصلوٰۃ۔ [۲] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب الامر بتسویۃ القبر۔ [۳] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب التہجد باب الصلوٰۃ قبل المغرب۔ [۴] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التمتّع وصحیح مسلم کتاب الحج باب جواز العمرۃ فی اشہر الحجّ۔
[۵] صحیح مسلم کتاب البر باب فضل من یموت لہ ولدٌ۔

کیونکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جو مدینہ کے شدائد پر صبر کرتا ہوا مریگا میں قیامت کے دن اُس کا شفیع یا گواہ ہونگا بشرطیکہ وہ مسلم ہو۔" [1]

حضرت ابوسلمہؒ

حضرت ابوسلمہؒ ایسے خواب دیکھتے تھے کہ اُن کو دیکھنے کے بعد اُنہیں بخار چڑھ جاتا تھا لیکن وہ کچھ اوڑھتے نہیں تھے۔ ایکدن اُن کی ملاقات حضرت ابوقتادہؓ سے ہوئی، اُنہوں نے کہا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کوئی بُرا خواب دیکھے تو تین مرتبہ بائیں طرف تھتکارے اور اُس خواب کی بُرائی سے اللہ کی پناہ طلب کرے تو پھر وہ خواب نقصان نہیں پہنچائے گا۔" [2]

حضرت ابوقِلابہؒ

حضرت ابوقِلابہؒ ایک ذی علم تابعی تھے۔ ایک دفعہ خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے دربارِ عام میں کہا "تم قسامہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟" لوگوں نے کہا "قسامہ کی بنیاد پر قصاص لینا چاہئے" حضرت ابوقلابہؒ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، خلیفہ نے ان سے پُوچھا "اے ابوقِلابہؒ تم کیا کہتے ہو؟" حضرت ابوقلابہؒ نے بڑے عالمانہ انداز میں احادیث کی روشنی میں اس مسئلہ پر گفتگو کی اور ثابت کردیا کہ قسامہ کی بنیاد پر قصاص نہیں لیا جاسکتا، صرف دیت لی جاسکتی ہے۔ حضرت عنبسہؒ کہنے لگے "اللہ کی قسم، یہ لوگ اُس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک یہ شیخ (یعنی ابوقِلابہؒ) زندہ ہیں۔" [3]

حضرت ابویونسؒ

حضرت ابویونسؒ، حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے حکم سے ایک قرآن شریف لکھا تھا۔ [4]

حضرت اَزرَق بن قَیسؒ

حضرت ازرقؒ اس لڑائی میں شریک تھے جو خوارج سے بمقام اَہواز ہوئی تھی۔ [5]

حضرت اُمِّ دردارؒ

حضرت اُمِّ دردارؒ ایک تابعیہ خاتون تھیں۔ خلیفہ حضرت عبدالملکؒ حضرت اُمِّ دردارؒ کا بہت احترام کرتے تھے۔ تحفے تحائف بھیجتے رہتے تھے (ایک رات کا ذکر ہے کہ) حضرت عبدالملکؒ اُٹھے، خادم کو آواز دی، خادم نے آنے میں دیر کی تو اُنہوں نے اُس پر لعنت کی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت اُمِّ دردارؒ نے ان سے کہا "تم نے اپنے خادم پر لعنت کی، میں نے ابودردارؓ سے سُنا ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ شفیع ہوں گے نہ گواہ۔" [6]

حضرت انس بن سِیرِینؒ

ایک مرتبہ جب حضرت انسؓ شام آئے تو حضرت انس بن سیرینؒ نے ان کا استقبال کیا اور ان سے عین التمر کے مقام پر ملاقات کی۔ حضرت انسؓ، گدھے پر سوار تھے اور کعبہ کی بائیں جانب مُنہ کرکے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الحج باب فضل المدینۃ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الرؤیا۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الدّیات باب القسامۃ وکتابُ التفسیر سُورۃ المائدۃ۔ [4] صحیح مسلم باب التغلیظ فی تفویت صلاۃ العصر۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ ابواب العمل فی الصّلوٰۃ باب اذا انفلتت الدّابۃ فی الصّلوٰۃ۔ [6] صحیح مسلم کتاب البر والصّلۃ باب النہی عن اللّعن۔ صہ پچاس آدمیوں کا قسم کھاکر گواہی دینا۔

انس بن سیرینؒ نے حضرت انسؓ سے کہا "میں نے آپ کو قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے نہیں دیکھا" حضرت انسؓ نے فرمایا "اگر میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی ایسا نہ کرتا"۔ [1]

حضرت اویس بن عامر قرنی مرادیؒ

حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں ایک مرتبہ جب یمن سے فوجی کمک آئی تو حضرت اُویس بن عامر قرنیؒ بھی اُس میں شامل تھے۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے پُوچھا "کیا تمہارا تعلّق مراد قبیلہ سے ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیا تمہارا تعلق قرن سے ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے پُوچھا "تم کو برص تھا اور اب اس میں سے صرف ایک درہم کی جگہ باقی رہ گئی ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپؐ فرماتے تھے "تمہارے پاس اہلِ یمن کی کمک کے ساتھ اُویس بن عامر قرنی مرادیؒ آئیں گے، اُنہیں برص ہوگا، وہ اللہ سے دعاء کریں گے تو اللہ اُنہیں شفاء عطاء فرمائے گا (جب وہ تمہارے پاس پہنچیں گے تو) صرف ایک درہم کے برابر برص رہ گیا ہوگا وہ اپنی والدہ کو یمن میں چھوڑ کر آئیں گے اور اُن کے (بہت) فرمانبردار ہوں گے، اگر وہ اللہ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اُن کی قسم کو پُورا کریگا، اگر ہو سکے تو اُن سے دُعائے مغفرت کرانا"۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا "میرے لئے دُعائے مغفرت کیجئے"۔ اُنہوں نے دُعائے مغفرت کی۔ پھر حضرت عمرؓ نے پُوچھا "کہاں جانے کا ارادہ ہے؟" اُنہوں نے کہا "کوفہ کا"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "وہاں کے حاکم کو لکھدوں"۔ حضرت اُویسؒ نے کہا "مجھے مسکین لوگوں میں رہنا زیادہ پسند ہے"۔ الغرض وہ کوفہ چلے گئے۔ اُن کا گھر شکستہ تھا اور سامان بہت کم تھا۔ [2]

جب دوسرا سال ہوا تو سرداران کوفہ میں سے ایک شخص حج کیلئے آیا حضرت عمرؓ نے اس سے حضرت اویسؒ کے حالات معلوم کئے اور اُن کے متعلق جو کچھ حدیث میں تھا بیان کیا۔ پھر کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں خیر التابعین فرمایا تھا۔ یہ صاحب جب واپس کوفہ پہنچے تو اُنہوں نے بھی حضرت اُویسؒ سے دُعائے مغفرت کیلئے کہا۔ اُنہوں نے کہا "تم نیک سفر سے آئے ہو، تم میرے لئے دُعائے مغفرت کرو"۔ اس سردار نے پھر کہا "میرے لئے دُعائے مغفرت کرو"۔ اُنہوں نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر کہا کہ تم حضرت عمرؓ سے ملے تھے۔ سردار نے کہا "ہاں"۔ پھر اُنہوں نے دُعائے مغفرت کی، اس کے بعد لوگ حضرت اویسؒ کا مقام پہچانے۔ حضرت اُسیر بن جابرؒ نے اُنہیں ایک چادر اُڑھادی، جب کوئی اُنہیں دیکھتا تو کہتا اویسؒ کے پاس یہ چادر کہاں سے آئی۔ [3]

(نوٹ:۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویسؒ سے دُعاء کرانے کا ایک حکم عام دیا لیکن حضرت عمرؓ نے جو حضرت اویسؒ سے بدرجہا افضل تھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مُطابق اُن سے دُعاء کرائی حضرت اویسؒ فوجی کمک کے ساتھ آئے تھے، وہ ایک مجاہد تھے اور کوفہ کی چھاؤنی میں اقامت گزیں تھے۔)

حضرت اَیمنؒ

حضرت ایمنؒ، حضرت عتبہ بن ابی لہب کے غلام تھے۔ حضرت عتبہؓ کے مرنے کے بعد ان کے بیٹے حضرت ایمنؒ کے وارث ہوئے۔ اُنہوں نے حضرت ایمنؒ کو ابن ابی عمرو کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کر دیا کہ وَلاء کے حقدار وہ ہوں گے۔ حضرت ایمنؒ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے پاس گئے اور اُن سے اس بات کا ذکر کیا حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا کہ "رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ وَلاء کا حقدار وہی ہے جس نے آزاد کیا اگرچہ بیچنے والے سو شرطیں کر لیں" (سب لغو سمجھی جائیں گی) [4]

---

[1] صحیح مسلم باب جواز صلاۃ النافلۃ علی الدابۃ۔ [2] صحیح مسلم باب فضائل اویسؒ۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل اویسؒ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الرھن باب فی المکاتب۔

حضرت بُسر بن سعیدؒ

حضرت بُسرؒ ایک ربانی عالم تھے، اُنہیں بُرائی سے بڑی نفرت تھی۔

ایک دفعہ حضرت زید بن خالد جہنیؓ بیمار ہوئے۔ حضرت بُسرؒ مع عُبیداللہ خولانیؒ کے اُن کی عیادت کیلئے گئے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ حضرت زیدؓ کے ہاں ایک پردہ پڑا ہوا ہے جس میں تصویریں ہیں۔ اُنہوں نے عبیداللہ خولانیؒ سے کہا "کیا اِنہوں نے تصویر کے متعلق حدیث نہیں سُنائی تھی (کہ جہاں تصویریں ہوتی ہیں وہاں فرشتے نہیں آتے)" حضرت عبیداللہ خولانیؒ نے کہا "انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کپڑے کے بیل بوٹے اس سے مستثنیٰ ہیں، کیا تم نے یہ بات نہیں سُنی تھی؟" حضرت بُسرؒ نے کہا "نہیں"۔ حضرت عبیداللہؒ نے کہا "کیوں نہیں۔ اس کا بھی ذکر کیا تھا۔" [1]

حضرت ثابت بُنانیؒ

اتباعِ سُنّت | حضرت ثابتؒ جب بچّوں کے پاس سے گذرتے تو اُنہیں سلام کرتے، وہ کہتے تھے کہ حضرت انسؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے، اور حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بچّوں کے پاس سے گذرے تو آپؐ نے بچّوں کو سلام کیا۔ [2]

حضرت حارث بن عبداللہؒ

حضرت حارثؒ ایک وفد کی صورت میں خلیفہ عبدالملکؒ سے ملنے آئے۔ حج کا زمانہ تھا۔ حضرت عبدالملکؒ نے دورانِ طواف کہا "ابن زبیرؓ نے اس بات کو حضرت عائشہؓ کی طرف غلط منسوب کر دیا کہ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ کو ڈھا کر حطیم کی طرف سے اس میں اضافہ کر دیتا۔" حضرت حارثؒ نے حضرت عبدالملکؒ سے کہا "اے امیر المؤمنین، یہ بات نہ کہئے۔ میں نے خود اُمّ المومنین سے یہ حدیث سُنی ہے۔" حضرت عبدالملکؒ نے کہا "کیا واقعی تم نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے سُنی ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ یہ سُن کر حضرت عبدالملکؒ اپنے (اس) فعل پر (کہ اُنہوں نے حضرت ابن زبیرؓ کی تعمیر کو منہدم کر کے کعبہ کو دوبارہ جاہلیتؔ کے طرز پر تعمیر کر دیا) بہت پچھتائے۔ [3]

حضرت حُر بن قیس بن حِصن

حضرت حُرؒ، حضرت عمرؓ کی مجلسِ شوریٰ کے رُکن تھے۔ یہ اُن لوگوں میں سے تھے جن کو حضرت عمرؓ اپنے قریب بٹھلاتے تھے۔ حضرت عمرؓ کی مجلسِ شوریٰ کے لوگ سب کے سب قُرّاء (یعنی علماء) تھے، ان میں کچھ ادھیڑ تھے اور کچھ جوان۔ [4]

حضرت حفصہ بنت سیرینؒ

حضرت حفصہؒ مشہور تابعیہ ہیں۔

تحقیقِ احکام | حضرت حفصہؒ اپنی لڑکیوں کو عیدگاہ جانے سے منع کیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ ایک صحابیہؓ نے ان سے کہا "ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے، بیماروں کی تیمارداری کرتے اور زخمیوں کی مرہم پٹّی کرتے تھے، ایک دن میں نے کہا اے اللہ کے رسُولؐ اگر کسی کے پاس برقع نہ ہو تو کیا اُس کے عیدگاہ نہ جانے میں کوئی گناہ ہے؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اُس کے ساتھ والی کو چاہئے کہ اپنے برقع میں چھپا کر لیجائے، انہیں (عید کی) خیر (وبرکت) میں حاضر ہونا چاہئے اور مُومنین کی دُعا میں شرکت کرنی چاہئے۔" حضرت حفصہؒ کہتی ہیں جب اُمّ عطیہؓ تشریف

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق۔ [2] صحیح مسلم کتابُ السّلام۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الحج باب نقض الکعبۃ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الاعتصام بالکتاب والسنّۃ۔

لائیں تو میں نے اُن سے جاکر اس بات کی تحقیق کی، اُنہوں نے اس بات کی تصدیق کی۔ [1]

حضرت خالد بن العاصؒ

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور عنبسہ بن ابوسفیان کے مابین مال کے سلسلہ میں کچھ جھگڑا ہوا، حضرت خالدؒ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس گئے اور اُنہیں نصیحت کی (کہ درگذر کرنا چاہیئے۔ جھگڑا اچھی چیز نہیں) [2]

حضرت خالد بن مہاجر بن سیف اللہؒ

ایک دن ایک شخص نے حضرت خالد بن مہاجرؒ سے متعہ کے متعلق سوال کیا، حضرت خالدؒ نے اُسے متعہ کرنیکی اجازت دیدی۔ حضرت ابن ابی عمرہؒ وہاں موجود تھے، کہنے لگے ٹھہرو، حضرت خالدؒ نے کہا "کیا بات ہے؟ متعہ تو امام المتقین (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں کیا گیا ہے"۔ حضرت ابن ابی عمرہؒ نے جواب دیا "شروع دور اسلام میں بے شک اس کی اجازت تھی، بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمادی"۔ [3]

حضرت خرشہ بن حُرؒ

حضرت خرشہؒ نیک لوگوں کی صحبت کے بڑے شائق تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور حضرت خرشہؒ کسی مجلس میں تھے۔ جب حضرت عبداللہؓ مجلس سے اُٹھ کر چلے تو کسی نے کہا "جو شخص جنّتی کو دیکھنا چاہے وہ اِنہیں دیکھ لے"۔ حضرت خرشہؒ نے کہا "اللہ کی قسم میں ضرور ان کے پیچھے جاکر ان کا مکان معلوم کروں گا"۔ جب وہ مکان میں پہنچ گئے تو حضرت خرشہؒ نے اجازت مانگی، حضرت عبداللہؓ نے اجازت دی اور پوچھا اے بھتیجے تمہیں کیا کام ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ میں نے یہ سُنا تھا کہ جو شخص جنّتی کو دیکھنا چاہے وہ ان کو دیکھ لے تو مجھے اچھا معلوم ہوا کہ آپ کے ساتھ رہوں۔ اُنہوں نے کہا "اہلِ جنّت کو تو اللہ ہی جانتا ہے"۔ [4]

حضرت زبیر بن عدیؒ

حضرت زبیرؒ ایک دن حضرت انسؓ کے پاس گئے اور اُن سے حجّاج کی سختیوں کی شکایت کی۔ حضرت انسؓ نے فرمایا "صبر کرو، اس لئے کہ تم پر ایسا کوئی زمانہ نہیں آئے گا مگر یہ کہ اس کے بعد والا زمانہ اس سے بدتر ہوگا[عہ] یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو، یہ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے"۔ [5]

حضرت زُہرہ بن معبدؒ

حضرت زہرہؒ، حضرت عبداللہ بن ہشامؓ کے پوتے ہیں۔ یہ اپنے دادا کے ساتھ اکثر بازار جایا کرتے تھے۔ [6]

حضرت زہریؒ

حضرت زہری ایک تابعی امام ہیں۔ خلفاء کو ان کی غلطی پر تنبیہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ خلیفہ ولید نے اُن سے کہا "تمہیں بھی یہ بات پہنچی ہے کہ علیؓ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی تھی"۔ حضرت زہری نے کہا تمہاری قوم کے دو آدمیوں نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا "علیؓ میرے معاملہ میں محفوظ رہے"۔ (یعنی تہمت لگاکر گناہگار نہیں ہوئے) [7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب العیدین باب اذا لم یکن لها جلباب فی العید۔ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من قصد اُخذ مال غیرہ بغیر حق الخ [3] صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ۔ [4] صحیح مسلم باب فضائل عبداللہ بن سلامؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الفتن باب لا یاتی زمان الخ [6] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک۔ عہ یعنی اچھے لوگوں کی تعداد کم ہوتی جائے گی، حضرت ابن مسعودؓ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ "علماء کم ہوتے چلے جائیں گے" (فتح الباری کتاب الفتن بحوالہ دارمی وغیرہ)

حضرت زینب بنت مہاجرؒ

حضرت زینبؒ قبیلۂ احمس کی ایک خاتون تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ ایک دفعہ اُن سے ملنے کیلئے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ وہ بات نہیں کرتیں۔ لوگوں نے بتایا کہ اُنہوں نے خاموش رہ کر حج کرنے کی نیت کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "بات کرو، یہ جاہلیت کے اعمال میں سے ہے"۔ یہ سُن کر حضرت زینبؒ نے بات کی۔ حضرت زینبؒ نے پُوچھا "تم کون ہو؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میں مہاجرین میں سے ایک شخص ہوں"۔ اُنہوں نے پُوچھا "کون سے مہاجرین؟" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "قریش میں سے"۔ اُنہوں نے پُوچھا "قریش کے کس قبیلہ سے تمہارا تعلق ہے؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "تم بہت سوال کرنیوالی ہو، میں ابوبکرؓ ہوں"۔ اُنہوں نے پُوچھا "جاہلیت کے بعد جو خیر اللہ نے بھیجی ہے اُس پر ہم کب تک باقی رہیں گے؟" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "جب تک تمہارے امام اس پر قائم رہیں گے"۔ اُنہوں نے پُوچھا "امام سے کیا مُراد ہے؟" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "کیا تمہاری قوم میں رئیس و شریف نہیں ہوتے تھے جن کے احکام کی اطاعت کی جاتی تھی"۔ اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "امام سے وہی لوگ مُراد ہیں جو لوگوں پر حاکم ہوتے ہیں"۔[1]

حضرت سالمؒ

حضرت سالمؒ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے ہیں۔[2]

حضرت سالمؒ امر بالمعروف میں بڑے دلیر تھے۔ ایک مرتبہ حج کے دوران اپنے والد کے ہمراہ حجّاج کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں حجّاج سے کہا "اگر تم سُنّت کی پیروی چاہتے ہو تو خطبہ مختصر دینا اور وقوف کیلئے جلدی کرنا"۔ حجّاج حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "سالمؒ ٹھیک کہتے ہیں"۔[3]

اتباعِ سُنّت حضرت سالمؒ اپنے والد کی طرح سُنّت کے بڑے متبع تھے۔ اُن تمام مقامات پر جہاں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ معظّمہ جاتے یا آتے وقت نماز پڑھی تھی حضرت سالمؒ بھی نماز پڑھا کرتے تھے۔[4]

حضرت سائب بن اُختِ نمرؒ

ایک دن حضرت سائبؒ نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ جمعہ کی نماز مقصورہ میں پڑھی۔ جب امام نے سلام پھیرا تو حضرت سائبؒ اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، حضرت امیر معاویہؓ نے اُنہیں بُلایا اور فرمایا "آئندہ ایسا نہ کرنا، جب تم نمازِ جمعہ پڑھ چکو تو نماز نہ پڑھو جب تک بات نہ کر لو یا اُس جگہ سے ہٹ نہ جاؤ، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں یہی حکم دیا ہے کہ ہم نماز (فرض) کے ساتھ کسی نماز کو نہ ملائیں جب تک بات نہ کر لیں یا وہاں سے ہٹ نہ جائیں"۔[5]

حضرت سعد بن ہشام بن عامرؒ

حضرت سعد بن ہشامؒ نے رومی افواج سے اُس وقت تک لڑنے کا فیصلہ کیا جب تک انہیں مَوت نہ آجائے۔ اس فیصلہ کے مُطابق اُنہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور مدینہ منوّرہ آئے تاکہ اپنا باغ وغیرہ بیچ کر ہتھیار اور گھوڑے خریدیں۔ اہلِ مدینہ سے جب ان کی ملاقات ہوئی تو اہلِ مدینہ نے اُنہیں اس کام سے منع کیا اور اُنہیں خبر دی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ میں چھ آدمیوں نے ایسا ہی ارادہ کیا تھا، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں منع کر دیا اور فرمایا "کیا میری زندگی میں تمہارے لئے نمونہ نہیں ہے؟" حضرت سعدؒ نے جب یہ سُنا تو اپنی بیوی سے رجُوع کر لیا

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ایام الجاہلیۃ عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المساجد التی علی طرق المدینۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب قصر الخطبۃ بالعرفۃ و باب التہجر بالرواح یوم عرفۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المساجد التی علی طرق المدینۃ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ

اور اس رجعت پر گواہ بھی کر لئے۔ پھر وہ حضرت ابنِ عبّاسؓ کے پاس آئے اور اُن سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وتر کے متعلّق سوال کیا حضرت ابنِ عبّاسؓ نے فرمایا "کیا میں تمہیں رُوئے زمین پر وتر کے متعلّق سب سے زیادہ علم رکھنے والے کو نہ بتاؤں"۔ حضرت سعدؒ نے کہا "کون؟" حضرت ابن عبّاسؓ نے کہا "(حضرت) عائشہؓ۔ اُن کے پاس جاؤ، ان سے سوال کرو اور پھر مجھے بھی بتاؤ کہ اُنہوں نے کیا جواب دیا"۔ وہاں سے نکل کر حضرت سعدؒ، حکیم بن افلح کے پاس آئے اور اُن کو بھی ساتھ لیجانا چاہا۔ حکیم نے کہا "میں ان کے پاس نہیں جاتا، میں نے ان کو ان دونوں گروہوں کے درمیان بولنے سے منع کیا تھا، لیکن انہوں نے میری بات نہ مانی اور چلی گئیں"۔ حضرت سعدؒ نے انہیں قسم دی تو وہ ساتھ ہو گئے۔ جب وہ دونوں حضرت عائشہؓ کے مکان پر پہنچے تو دونوں نے اجازت لی، اُن کو اجازت دی گئی۔ حضرت عائشہؓ حکیم کو پہچان گئیں، فرمایا "کیا حکیم ہیں؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "تمہارے ساتھ کون ہے؟" اُنہوں نے کہا "سعد بن ہشامؒ"۔ حضرت عائشہؓ نے پُوچھا "کون ہشام؟" اُنہوں نے کہا "ابن عامر"۔ حضرت عائشہؓ نے اُن کیلئے رحمت طلب کی اور کہا "بڑے اچھے آدمی تھے"۔ پھر حضرت سعدؒ نے کہا "اے اُمّ المؤمنین، مجھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خُلق کے متعلّق بتائیے"۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟" حضرت سعدؒ نے کہا "کیوں نہیں"۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خُلق قرآن تھا"۔ حضرت سعدؒ نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا اور یہ ارادہ کیا کہ اب کسی سے کبھی کوئی بات نہیں پوچھیں گے۔ لیکن پھر اُن کے دل میں خیال آیا کہ قیام اللّیل کے متعلّق پُوچھ ہی لوں۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے تفصیل کے ساتھ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قیام اللّیل پر روشنی ڈالی، پھر حضرت سعدؒ وہاں سے اُٹھ کر حضرت ابن عبّاسؓ کے پاس آئے اور اُن سے یہ حدیث بیان کی۔ حضرت ابن عبّاسؓ نے کہا "اگر میں ان کے پاس جاتا تو اُن سے بالمشافہ یہ حدیث سُنتا"۔ حضرت سعدؒ نے کہا "اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ اُن کے پاس نہیں جاتے تو میں اُن کی حدیث آپ سے بیان ہی نہ کرتا"۔ [1]

(نوٹ:۔ حضرت ابن عبّاسؓ کو بھی حضرت عائشہؓ سے اسی قسم کا مَلال تھا جس قسم کا مَلال حکیم بن افلح کو تھا۔ بہرحال حکیم بن افلح بھی گئے اور بعد میں حضرت ابن عبّاسؓ بھی جانے لگے جیسا کہ حضرت عائشہؓ کے حالات میں لکھا جا چکا ہے)

حضرت سعید بن جبیرؒ

احترامِ حدیث | ایک مرتبہ حضرت حصین کے کسی (جانور) نے کاٹ کھایا۔ انہوں نے حضرت سعیدؒ سے اسکا ذکر کیا۔ حضرت سعیدؒ نے پُوچھا "پھر تم نے کیا کیا؟" حضرت حصین نے کہا "میں نے اُس پر منتر پڑھا"۔ حضرت سعیدؒ نے کہا "تمہیں کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا؟" اُنہوں نے کہا کہ حضرت بریدہؓ کا بیان ہے کہ "منتر نہیں ہے مگر نظر کیلئے اور (کسی جانور کے) کاٹنے پر"۔ حضرت سعیدؒ نے کہا "جس نے جو کچھ سُنا اُس حد تک اُس پر عمل کیا تو اُس نے اچھا کیا"۔ [2]

تحقیقِ مسائل | ایک مرتبہ ان سے دریافت کیا گیا کہ لعان کے بعد میاں بیوی میں تفریق کرائی جائے یا نہیں؟ ان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا جواب دیں، لہٰذا وہ مسئلہ دریافت کرنے کیلئے حضرت ابن عمرؓ کے پاس گئے۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم باب جامع صلاۃ اللیل۔ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنۃ بغیر حساب ولا عذاب۔ [3] صحیح مسلم کتاب اللّعان۔

[4] حضرت عائشہ صدّیقہؓ اُن لوگوں کے ساتھ چلی گئی تھیں جو حضرت عثمانؓ کے قتل کا قصاص طلب کرنے کے لئے حضرت علیؓ کے پاس گئے تھے۔ حکیم بن افلح کا ملال صحیح نہیں تھا اس لئے کہ مشورہ کا ماننا ضروری نہیں ہوتا۔

حضرت سُوَید بن غَفَلہؒ

مسئلہ کی تحقیق حضرت سویدؒ ایک مرتبہ حضرت سلمان، ربیعہ اور حضرت زید بن صُوحان کے ساتھ کسی جنگ میں شریک تھے، اُنہیں ایک کوڑا کہیں پڑا ہوا ملا۔ اُنہوں نے اُسے اُٹھالیا۔ کسی نے اُن سے کہا "اسے وہیں ڈالدو"۔ اُنہوں نے کہا "نہیں، اگر اس کا مالک مجھے مل گیا تو میں اُسے دیدوں گا ورنہ میں اسے استعمال کروں گا"۔ پھر جب وہ جہاد سے واپس آئے تو مدینہ منورہ سے گذرے، وہاں اُن کی ملاقات حضرت اُبَیّ بن کعبؓ سے ہوئی۔ حضرت سویدؒ نے یہ مسئلہ اُن سے پُوچھا۔ اُنہوں نے کہا "مجھے ایک تھیلی ملی تھی، مجھ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک سال تک اعلان کرو۔ میں نے اعلان کیا۔ سال گذرنے کے بعد پھر آپؐ نے مجھ سے فرمایا ایک سال اور اعلان کرو، میں نے اعلان کیا۔ ایک سال اور گذرنے کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک سال اور اعلان کرو۔ میں نے اعلان کیا۔ چوتھی مرتبہ جب میں آیا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس کے ظرف، بندھن اور تعداد کو محفوظ کرلو، اگر کوئی مالک آجائے تو اُسے دے دو ورنہ خود استعمال کرلو"۔ [1]

حضرت شُرَحبیل بن سِمطؒ

ایک مرتبہ حضرت شرحبیلؒ حمص سے سترہ یا اٹھارہ میل دور ایک گاؤں گئے جس کا نام دَومین تھا۔ وہاں پہنچکر اُنہوں نے (چار رکعت کے بجائے) دو رکعت نماز پڑھنی شروع کردی۔ حضرت جبیر بن نفیر نے ان سے اس کی وجہ پُوچھی تو فرمایا میں نے حضرت عمرؓ کو ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھتے دیکھا ہے، میں نے اُن سے اس کے متعلق سوال کیا تو اُنہوں نے فرمایا "میں تو اسی طرح کرتا ہوں جس طرح میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کرتے دیکھا ہے"۔ [2]

حضرت شَعبیؒ

حضرت شعبیؒ کی کُنیت ابوعمرو تھی۔

ایک مرتبہ اُنہوں نے ایک شخص کو ایک حدیث سُنائی۔ پھر فرمایا "اس حدیث کو تم بغیر کسی چیز کے لیجاؤ۔ اس سے کم (الفاظ کی) حدیث کیلئے لوگوں کو مدینہ تک کا سفر کرنا پڑتا تھا"۔ [3]

حضرت شیبہؒ

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ مسجد حرام میں حضرت شیبہؒ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ کعبہ میں جو سونا چاندی جمع ہے اُس کو مسلمین کے درمیان تقسیم کردوں"۔ حضرت شیبہؒ نے کہا "آپ ایسا نہیں کرینگے"۔ حضرت عمرؓ نے پُوچھا "کیوں؟"۔ حضرت شیبہؒ نے کہا "آپ کے دونوں ساتھیوں نے ایسا نہیں کیا"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "وہ دونوں ایسی ہستیاں ہیں کہ ان کی پیروی کی جاتی ہے"۔ [4]

حضرت صَنابحیؒ

حضرت صنابحیؒ یمن سے ہجرت کرکے نکلے۔ جب وہ جحفہ پہنچے تو اُنہیں ایک سوار ملا۔ اُنہوں نے اُس سوار سے پُوچھا "کیا خبر ہے؟" اُس سوار نے کہا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تدفین کو آج پانچ دن ہوئے"۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب اللقطۃ۔ [2] صحیح مسلم باب صلاۃ المسافرین۔ [3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسُّنۃ عن ابی وائلؒ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی فی باب بعد باب بعث النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسامۃؓ۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ حضرت صنابحیؒ سے بہت خوش تھے، جب حضرت عبادہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت صنابحیؒ آئے اور ان کو قریب المرگ دیکھکر رونے لگے۔ حضرت عبادہؓ نے فرمایا "کیوں روتے ہو، اگر مجھے گواہی کی اجازت ملی تو میں ضرور تمہاری گواہی دوں گا۔ اگر مجھے شفاعت کرنے کی اجازت ملی تو میں ضرور تمہاری شفاعت کروں گا غرض یہ کہ جہاں تک مجھ سے ہوسکیگا میں ضرور تمہیں نفع پہنچاؤنگا۔" [1]

حضرت طارقؒ

حضرت طارقؒ حضرت عثمان بن عفانؓ کے آزاد کردہ غلام تھے اور حضرت عبدالملک کے زمانہ میں قاضی تھے، ایک مقدمہ کے سلسلہ میں اُنہوں نے حضرت جابرؓ کو بلوایا، پھر حضرت جابرؓ کی بیان کردہ حدیث کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ [2]

حضرت طاؤسؒ

حضرت طاؤسؒ اپنی زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت عمروؒ نے ان سے کہا "کاش آپ بٹائی پر زمین دینا چھوڑ دیں اس لئے کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔" حضرت طاؤس نے فرمایا اے عمروؒ، میں ان کو دیتا ہوں، ان کی اعانت کرتا ہوں اور بے شک مجھے ان سے زیادہ علم رکھنے والے یعنی ابن عباسؓ نے بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں کیا بلکہ آپؐ نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ "مقررہ کرایہ لینے سے بہتر یہ ہے کہ زمین کو بلا معاوضہ کاشت کیلئے کسی مسلم بھائی کو دیدے۔" [3]

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود بن یغوثؒ

حضرت عبدالرحمٰنؒ ایک تابعی بزرگ ہیں، انہی کی ترغیب پر حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیارؒ حضرت عثمانؓ کے پاس گئے تھے اور ولید پر شراب نوشی کی سزا نافذ کرنے کے سلسلہ میں بات کی تھی۔ [4]

حضرت عبدالرحمٰن بن حارثؒ

ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰنؒ نے حضرت مروانؒ سے کہا "حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت اُمّ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس حال میں صبح کرتے کہ آپ جنبی ہوتے، پھر آپؐ غسل کرتے اور روزہ رکھ لیتے۔" حضرت مروانؒ نے کہا "(میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ) تم یہ حدیث ابوہریرہؓ کو ضرور سناؤ (کیونکہ وہ اس کے قائل نہیں)" حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا "میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور اگر مروان نے قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ سے بیان نہ کرتا۔" یہ کہہ کر اُنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت اُمّ سلمہؓ کی بیان کردہ حدیث سُنائی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا "یہ بات مجھ سے فضل بن عباس نے کہی تھی، بہرحال وہ دونوں بیویاں زیادہ عالم ہیں۔" (ان ہی کی بات قابلِ تسلیم ہے) [5]

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؒ

حضرت حسنؓ سے صلح کے شرائط طے کرنے کیلئے حضرت امیر معاویہؓ نے جن دو آدمیوں کو حضرت حسنؓ کے پاس بھیجا تھا اُن میں سے ایک حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؒ تھے، ان دونوں آدمیوں نے شرائط صلح کے پورا کئے جانے کی پوری ذمہ داری لی اور حضرت حسنؓ کو پوری طرح مطمئن کر دیا۔ [6]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اول الایمان قول لا الٰہ الا اللہ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الہبۃ عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المزارعۃ۔
[4] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصوم و صحیح مسلم کتاب الصوم (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[6] صحیح بخاری کتاب الصلح و کتاب الفتن۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدربّ الکعبہؒ

حضرت عبدالرحمٰن ایک تابعی بزرگ ہیں، ایک مرتبہ (دشمنوں کی غلط بیانی سے متأثر ہوکر) اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے حضرت معاویہؓ کی شکایت کی۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے اصولی جواب دیتے ہوئے فرمایا "اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو، اللہ کی نافرمانی میں ان کی نافرمانی کرو۔" [1]

حضرت عبدالرحمٰن بن مُطعِمؒ

حضرت عبدالرحمٰنؒ کی کُنیت ابوالمنہال تھی۔

ایک مرتبہ ان کے ایک شریک نے کچھ درہم اُدھار بیچ دئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؒ نے کہا "سُبحان اللہ، کیا یہ جائز ہے؟" شریک نے کہا "سُبحان اللہ، میں نے ان کو بازار میں بیچا لیکن کسی نے اس کو بُرا نہ سمجھا۔" حضرت عبدالرحمٰنؒ نے حضرت براء بن عازبؓ سے اس سلسلہ میں سوال کیا، انہوں نے فرمایا کہ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (مدینہ منوّرہ) تشریف لائے تو ہم اس طرح کی خرید وفروخت کیا کرتے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو خرید وفروخت دست بدست ہو اُس میں کوئی حرج نہیں اور جو اُدھار پر ہو وہ جائز نہیں۔" پھر حضرت براءؓ نے فرمایا "تم زید بن ارقمؓ سے مل کر اُن سے بھی دریافت کرو اس لئے کہ وہ ہم سب سے زیادہ بڑے تاجر ہیں۔" حضرت عبدالرحمٰنؒ نے حضرت زیدؓ سے پُوچھا۔ اُنہوں نے بھی وہی بات کہی جو حضرت براءؓ نے کہی تھی۔ [2]

حضرت عبداللہ بن جنینؒ

حضرت عبداللہ بن جنینؒ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اصحاب میں سے ہیں۔ جب حضرت ابنِ عباسؓ اور حضرت مِسوَرؓ کے مابین مُحرم کے سر دھونے کے متعلق اختلاف ہوا تو حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عبداللہ بن جنینؒ کو حضرت ابوایوب انصاریؓ کے پاس تحقیق کیلئے بھیجا۔ جب یہ وہاں پہنچے تو ان کو سلام کیا، اُنہوں نے پُوچھا کون ہے؟" حضرت عبداللہ نے کہا "میں عبداللہ بن جنین ہوں، مجھے ابن عباسؓ نے آپ کے پاس یہ معلوم کرنے کیلئے بھیجا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حالتِ احرام میں کس طرح سر دھویا کرتے تھے۔" حضرت ابوایوبؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سر دھونے کی کیفیت بتائی۔ حضرت عبداللہ بن جنینؒ نے جاکر حضرت ابن عباسؓ اور حضرت مِسوَرؓ کو اس کی خبر دی۔ [3]

حضرت عبداللہ بن رباحؒ

ایک مرتبہ رمضان کے مہینہ میں کئی وفود حضرت امیر معاویہؓ کے پاس گئے۔ ان میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن رباحؒ بھی شامل تھے۔ یہ لوگ ایک دوسرے کی ضیافت کیا کرتے تھے، سب سے زیادہ ضیافت حضرت ابوہریرہؓ کرتے تھے۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن رباحؒ نے سوچا کہ میں بھی سب کی دعوت کروں۔ یہ سوچ کر اُنہوں نے کھانا تیار کرایا۔ پھر اُنہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے ملاقات کی اور کہا "آج رات کو میرے ہاں دعوت ہے۔" حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "تم نے مجھ پر سبقت کرلی۔" حضرت عبداللہ بن رباحؒ نے کہا "ہاں۔" پھر سب لوگ ان کے ہاں دعوت میں آئے۔ کھانا تیار نہیں ہوا تھا تو حضرت عبداللہ بن رباحؒ نے کہا "جب تک کھانا تیار ہو کوئی حدیث ہی سُنائیے۔" الغرض حضرت ابوہریرہؓ حدیثیں سُنانے لگے۔ [4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء الاوّل۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب کیف اٰخی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بین اصحابہؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز غسل المحرم بدنہ ورأسہ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکۃ۔

حضرت عبداللہ بن سعدیؒ

حضرت عبداللہ بن سعدیؒ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عامل تھے۔ ایک مرتبہ یہ حضرت عمرؓ سے ملنے گئے۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے فرمایا "کیا مجھ سے یہ نہیں بیان کیا گیا ہے کہ تم لوگوں کے کاموں کو انجام دیتے ہو اور جب اُس کی اُجرت تم کو دیجاتی ہے تو تم اُس کو بُرا سمجھتے ہو۔" حضرت عبداللہؒ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "تمہارا اس سے کیا مقصد ہے؟" حضرت عبداللہؒ نے کہا "میں نے تو یہ کام اللہ کیلئے کیا ہے (لہٰذا) میری مزدوری تو اللہ کے ذمہ ہے (مزید برآں) میرے پاس گھوڑے ہیں، غلام ہیں، میرے پاس مال بھی ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ میری اُجرت مسلمین پر صدقہ کر دی جائے"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "ایسا نہ کیا کرو، میں نے بھی ایسا ہی ارادہ کیا تھا جیسا کہ تم نے کیا ہے لیکن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم اس کو لے لو، اپنے قبضہ میں کرو اور (پھر) صدقہ کرو۔ جو مال بغیر طمع اور بغیر سوال کے تمہیں ملے اُسے لے لیا کرو اور جو مال تمہیں (اس طرح) نہ ملے تو اُس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ لگاؤ"۔ [1]

حضرت عبداللہ بن شقیقؒ

حضرت عبداللہؒ نے ایک دن حضرت ابوذرؓ سے کہا "اگر میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو میں آپؐ سے یہ ضرور پُوچھتا کہ کیا آپؐ نے اپنے ربّ کو دیکھا تھا"۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا "میں نے پُوچھا تھا تو آپؐ نے فرمایا "میں نے ایک روشنی دیکھی تھی، اللہ تو نور ہے اُسے کیسے دیکھا جا سکتا ہے"۔ [2]

حضرت عبداللہ بن صامتؒ

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن صامتؒ، حضرت ابوالعالیہؒ سے ملنے گئے۔ اُنہوں نے اُن کیلئے کُرسی لاکر رکھی، وہ اس پر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوالعالیہؒ نے ابن زیاد کی نماز میں تاخیر کی شکایت کی تو (انہیں بہت افسوس ہوا) اُنہوں نے اپنے ہونٹ کاٹے۔ [3]

حضرت عبداللہ بن عامرؒ

حضرت حسنؓ سے صلح کے شرائط طے کرنے کیلئے حضرت امیر معاویہؓ نے جن دو آدمیوں کو حضرت حسنؓ کے پاس بھیجا تھا اُن میں سے ایک حضرت عبداللہ بن عامرؒ تھے۔ ان دونوں نے شرائط صلح کے پُورا کئے جانے کی پُوری ذمہ داری لی اور حضرت حسنؓ کو پُوری طرح مطمئن کر دیا۔ [4]

حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیارؒ

حضرت عبیداللہؒ ایک تابعی بزرگ ہیں۔ جب ولید پر شراب نوشی کا الزام لگایا گیا اور حضرت عثمانؓ نے سزا نافذ کرنے میں کچھ توقف کیا تو حضرت مسوَر بن مخرمہؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن اسود بن یغوثؒ نے حضرت عبیداللہؒ سے کہا "تمہیں کیا چیز مانع ہے کہ تم ولید کے سلسلہ میں حضرت عثمانؓ سے بات نہیں کرتے اس لئے کہ لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں"۔ حضرت عبیداللہؒ، حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور عرض کیا "مجھے آپ سے کچھ کام ہے اور وہ آپ کی خیر خواہی کی نیت سے ہے"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "میں تم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں"۔ حضرت عبیداللہؒ واپس چلے آئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عثمانؓ نے اُنہیں بُلایا اور پُوچھا "تمہاری کیا خیر خواہی ہے؟" حضرت عبیداللہؒ نے حضرت عثمانؓ کے فضائل بتانے کے بعد کہا "(ولید کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب رزق الحکام وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الاخذ ..... عن ابن ساعدی نحوہٗ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قولہ نورٌ انی اراہ [3] صحیح مسلم باب کراہیۃ تاخیر الصلوٰۃ [4] صحیح بخاری کتاب الصلح وکتاب الفتن۔

سزا کے سلسلہ میں) لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں۔" حضرت عثمانؓ نے پوچھا "کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے؟" حضرت عبید اللہؒ نے کہا "نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مجھے اس طرح پہنچا ہے جس طرح کنواری لڑکی کو اُس کے پردہ میں پہنچتا ہے۔" حضرت عثمانؓ نے اُن کے بیان کردہ فضائل کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا "کیا تم پر میرا ویسا ہی حق نہیں ہے جیسا تم پر ابوبکرؓ و عمرؓ کا حق تھا؟" حضرت عبید اللہؒ نے کہا "بے شک (آپ کا بھی ویسا ہی حق ہے)" حضرت عثمانؓ نے کہا "ولید کے سلسلہ میں انشاء اللہ ہم جلد ہی حق کے مطابق عمل کریں گے۔"[1]

حضرت عُتبہ بن فرقدؒ

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت عتبہؒ کو آذربائیجان کا گورنر مقرر کیا تھا۔[2]

حضرت عروہؒ

حضرت عروہؒ، حضرت زبیرؓ کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ ان کی خالہ تھیں (حضرت عروہؒ ان سے پڑھا کرتے تھے) ایک دن اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں لہٰذا جو شخص حج کرے یا عُمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرلے۔" اِس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صفا و مروہ کا طواف نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا "لے بھانجے تم نے بُری بات کہی۔ جو بات تم کہہ رہے ہو اگر واقعی یہ بات ہوتی تو آیت کے الفاظ اس طرح ہوتے کہ 'جو شخص ان کا طواف نہ کرے اُس پر کوئی گناہ نہیں۔' (اور اس کو بھی جانے دو) طواف کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے لہٰذا کسی کیلئے جائز نہیں کہ ان دونوں کا طواف چھوڑ دے۔"[3]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عروہؒ حضرت عبدالملکؒ کے پاس گئے، انہوں نے پوچھا "تم زبیرؓ کی تلوار کو پہچانتے ہو؟" حضرت عروہؒ نے کہا "ہاں"۔ خلیفہ عبدالملکؒ نے پوچھا "اس کی کیا پہچان ہے؟" حضرت عروہؒ نے کہا "اُس میں دندانے ہیں جو جنگِ بدر میں پڑے تھے۔" عبدالملکؒ نے کہا "تم سچ کہتے ہو۔" پھر وہ تلوار حضرت عروہؒ کو دیدی۔[4]

حضرت ولید کے زمانہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی دوبارہ تعمیر ہوئی تو دورانِ تعمیر ایک قدم ظاہر ہوا۔ لوگ اسے دیکھ کر گھبرا گئے، حضرت عروہؒ نے کہا "اللہ کی قسم یہ قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں یہ قدم عمرؓ کا ہے۔"[5]

ایک عراقی شخص نے حضرت محمد بن عبدالرحمٰنؒ سے کہا کہ میرے لئے حضرت عروہؒ سے یہ پوچھو کہ ایک شخص حج کا احرام باندھتا ہے تو کیا طواف کرنے کے بعد وہ احرام کھول دے، اگر وہ کہیں کہ احرام نہیں کھول سکتا تو کہنا کہ ایک آدمی تو ایسا ایسا کہتا ہے۔ حضرت محمد بن عبدالرحمٰنؒ نے حضرت عروہؒ سے پوچھا تو حضرت عروہؒ نے جواب دیا "وہ احرام نہیں کھول سکتا"، انہوں نے کہا "ایک شخص تو ایسا ایسا کہتا ہے۔" حضرت عروہؒ نے کہا "اُس نے بُری بات کہی ہے۔" پھر حضرت محمد بن عبدالرحمٰنؒ اُس شخص سے ملے تو اُنہوں نے اس سے وہ بات کہدی۔ اُس شخص نے کہا کہ ان سے کہنا کہ ایک شخص خبر دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ایسا کیا ہے اور حضرت زبیرؓ اور حضرت اسماءؓ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ حضرت محمد بن عبدالرحمٰنؒ نے حضرت عروہؒ

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب وجوب الصفا والمروۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

سے یہ بات کہی۔ حضرت عروہؒ نے فرمایا "وہ کون شخص ہے؟" انہوں نے کہا "میں نہیں جانتا"۔ حضرت عروہؒ نے کہا "وہ کیوں نہیں آتا اور خود مجھ سے سوال کیوں نہیں کرتا، میں سمجھتا ہوں کہ وہ عراق کا رہنے والا ہے، اس نے جو کچھ کہا وہ جھوٹ ہے، مجھ سے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو سب سے پہلے آپؐ نے وضو کر کے بیت اللہ کا طواف کیا، پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر حضرت عثمانؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت زبیرؓ، مہاجرین اور انصار کو میں نے خود ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ یہاں موجود بھی ہیں، یہ لوگ ان سے کیوں نہیں پوچھتے، پھر جتنے بھی لوگ اب تک گذر چکے ہیں کوئی بھی طواف کر کے احرام نہیں اُتارتا تھا۔ میں نے اپنی خالہ (حضرت عائشہؓ) اور اپنی والدہ (حضرت اسماءؓ) کو بھی دیکھا ہے انہوں نے بھی طواف کر کے احرام نہیں اُتارا لہٰذا جو کچھ اس شخص نے بیان کیا محض جھوٹ ہے"۔ [1]

(نوٹ:۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اہلِ عراق نہ صرف اکابرِ اُمّت کو شہید کر کے نظامِ خلافت کو ختم کرنا چاہتے تھے بلکہ وہ دین میں بھی تحریف کر کے دین کو مسخ کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ محدثین کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے ایسے تمام لوگوں کی نشاندہی کر کے دین کو محفوظ کر دیا اور ایسے ایسے فنون ایجاد کئے کہ سازشی گروہ کی تمام سازشوں کو ناکام بنا دیا۔ سازشی لوگوں کی یہ کوشش کہ دین مسخ ہو جائے بے شک ناکام ہو گئی لیکن وہ اتنے ضرور کامیاب ہوئے کہ اس اُمّت کو کئی فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ انہوں نے ان فرقوں کو عقائد کے لحاظ سے بھی اصل جماعت المسلمین سے علیحدہ کر دیا اور مسائل کے لحاظ سے بھی علیحدہ کر دیا، اب جو لوگ قرآن مجید اور صحیح احادیث کو دین سمجھتے ہیں اور اس کے علاوہ ہر چیز کو مسترد کر دیتے ہیں وہی صحیح معنوں میں مسلم ہیں۔ اور جو لوگ خود ساختہ مسائل و عقائد، موضوع احادیث کو دین سمجھتے ہیں وہی گمراہ فرقوں میں شامل ہیں۔

یہی وہ سازشی گروہ ہے جس نے اکابرِ اُمّت کے خلاف جھوٹے واقعات گھڑے اور ان کو اتنا مشہور کر دیا کہ وہ اسلامی تاریخ کی زینت بن گئے۔ ایسی ہی تاریخوں نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم ایک صحیح تاریخ لکھیں جو اکابر اُمّت کے شاندار کردار کی صحیح ترجمانی کر سکے اور ان خرافات کے پرخچے اُڑا دے۔ یہ تاریخ اب آپ کے ہاتھوں میں ہے)

امر بالمعروف حضرت عروہؒ خلفاء تک کو تنبیہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے نماز میں دیر کر دی حضرت عروہؒ ان کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ نماز کے اوقات بتانے کیلئے حضرت جبریلؑ آیا کرتے تھے، حضرت جبریلؑ نماز پڑھتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز پڑھتے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت عروہؒ سے کہا "دیکھو کیا کہہ رہے ہو، کیا حضرت جبریلؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اوقاتِ نماز کا تعین کیا ہے؟" حضرت عروہؒ نے کہا "ہاں اسی طرح حضرت ابومسعودؓ نے بیان کیا ہے"۔ [2]

حضرت عسعس بن سلامہؒ

صحابی کا احترام فتنوں کے زمانہ میں ایک مرتبہ حضرت جندب بن عبداللہ بجلیؓ نے حضرت عسعسؒ سے کہلوایا کہ اپنی برادری کے لوگوں کو میری بات سننے کیلئے جمع کرو۔ حضرت عسعسؒ نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب مایلزم من طاف بالبیت [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ [3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الٰہ الا اللہ۔

حضرت عکرمہؒ

حضرت عکرمہؒ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام تھے جب حضرت یزیدؒ کے خلاف ایک لشکر تیار کیا گیا تو حضرت محمد بن عبدالرحمٰن ابوالاسودؒ کا نام بھی اس لشکر میں لکھ لیا گیا، حضرت محمد بن عبدالرحمٰنؒ نے اس کا ذکر حضرت عکرمہؒ سے کیا۔ انہوں نے (طوعًا وکرہًا ہر حالت میں) اس لشکر میں شامل ہونے سے سختی سے منع کیا۔[1]

حضرت علقمہؒ

حضرت علقمہؒ کی کنیت ابوشبل تھی۔[2]

حضرت علقمہؒ ایک مرتبہ شام گئے، وہاں پہنچکر انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر اس طرح دعا کی۔ "اے اللہ ایک صالح ہمنشین مجھے میسر فرما دے"۔ پھر وہ ایک جماعت کے پاس پہنچے اور بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک بزرگ آئے اور ان کے پہلو میں بیٹھ گئے، انہوں نے لوگوں سے پوچھا "یہ کون بزرگ ہیں؟" لوگوں نے کہا "ابودرداءؓ"۔ حضرت علقمہؒ نے ان سے کہا "میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ مجھے صالح ہمنشین میسر فرما تو اس نے آپ کو میرا ہمنشین بنا دیا ہے"۔ حضرت ابودرداءؓ نے پوچھا "تم کہاں کے رہنے والے ہو؟" حضرت علقمہؒ نے کہا "میں کوفہ کا رہنے والا ہوں"۔ حضرت ابودرداءؓ نے کہا "کیا تم لوگوں میں ابن اُمِّ عبدؓ (یعنی حضرت ابن مسعودؓ) نہیں ہیں جو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) جوتیاں، تکیہ، مسواک اور لوٹا لے کر چلتے تھے، کیا تم میں وہ (نہیں) ہیں جن کے متعلق اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ خبر دی کہ اس نے ان کو شیطان سے محفوظ کر دیا ہے یعنی حضرت عمارؓ، کیا تم میں وہ نہیں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار تھے جس راز کو سوائے ان کے کوئی نہیں جانتا تھا یعنی حضرت حذیفہؓ (ایسے لوگوں کی موجودگی میں تمہیں کس استاد کی ضرورت ہے)"[3]

ایک مرتبہ حضرت علقمہؒ نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھائی۔ لوگوں نے کہا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ حضرت ابراہیم بن اسودؒ نے کہا "واقعی آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں"۔ یہ سن کر انہوں نے قبلہ کی طرف منہ کیا، دو سجدے کئے اور پھر سلام پھیرا۔[4]

حضرت علی بن حسینؒ

حضرت علیؒ، حضرت حسینؓ کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؒ حضرت یزیدؒ کے پاس گئے اور وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ مدینہ منورہ میں ان کی ملاقات حضرت مسور بن مخرمہؓ سے ہوئی۔ حضرت مسورؓ نے کہا "آپ کو کوئی ضرورت ہو تو فرمائیے"۔ حضرت علیؒ بن حسینؓ نے کہا "کوئی ضرورت نہیں"۔

حضرت علیؒ بن حسینؓ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار تھی۔[5]

آخرت کی فکر ایک مرتبہ انہوں نے یہ حدیث سنی کہ "جو شخص کسی مسلم کو آزاد کرے اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلہ آزاد کرنے والے کے عضو کو دوزخ سے آزاد کر دے گا"۔ حضرت علیؒ بن حسینؓ نے فورًا ایک غلام آزاد کر دیا جس کو انہوں نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے دس ہزار درہم میں خریدا تھا۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ النساء)
[2] صحیح مسلم باب السہو فی الصلوٰۃ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمارؓ۔
[4] صحیح مسلم باب السہو فی الصلوٰۃ۔
[5] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما ذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
[6] صحیح بخاری کتاب الرھن باب فی العتق وفضلہ۔

حضرت عمر بن عبید اللہ بن معمرؒ

ایک دفعہ حالتِ احرام میں حضرت عمر بن عبید اللہؒ نے اپنے لڑکے طلحہ کے نکاح کا پیغام شیبہ بن جبیر کی لڑکی کیلئے بھیجا اور حضرت نبیہ بن وہب کے ذریعہ حضرت ابان بن عثمانؒ کو شرکت کی دعوت دی جو اس زمانہ میں امیر حج تھے۔ حضرت ابانؒ نے کہا میں سمجھتا ہوں وہ دیہاتی آدمی ہیں (اس لئے انہیں مسئلہ نہیں معلوم) مجھ سے عثمان بن عفانؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "محرم نہ نکاح کر سکتا ہے نہ نکاح کرا سکتا ہے نہ نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے"۔[1]

حضرت عمرو بن سعیدؒ

حضرت عمروؒ کچھ عرصہ تک کسی مقام پر امیر رہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے (فتنہ فرو کرنے کیلئے) کچھ لشکر مکہ معظمہ روانہ کئے حضرت ابو شریحؓ نے فرمایا "اے امیر آپ اجازت دیں تو میں ایک حدیث سناؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے روز بیان فرمائی تھی"، پھر انہوں نے وہ حدیث بیان کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں خونریزی حرام ہے۔ حضرت عمروؒ نے کہا "اے ابو شریح، میں تم سے زیادہ جانتا ہوں، بے شک مکہ، گنہگار، قاتل اور چور کو پناہ نہیں دیتا"۔[2]

حضرت عنبسہؒ

حضرت عنبسہؒ خلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ کی علمی مجالس میں شریک ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ قسامہ کے سلسلہ میں جب حضرت ابو قلابہؒ نے سیر حاصل بحث کی تو حضرت عنبسہؒ نے ان کی تائید کی۔[3]

حضرت کریبؒ

ایک مرتبہ حضرت کریبؒ کو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ وغیرہ نے حضرت عائشہؓ کے پاس عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق دریافت کرنے کیلئے بھیجا۔ حضرت کریبؒ ان کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا "(اس کی ابتداء کے متعلق) تم حضرت ام سلمہؓ سے پوچھو"۔ حضرت کریبؒ حضرت ابن عباسؓ کے پاس واپس آگئے۔ ان لوگوں نے ان کو حضرت ام سلمہؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا تھا "قبیلہ عبد القیس کے لوگ اسلام قبول کرنے آئے تھے (انہیں تعلیم و تربیت دینے میں) میں مشغول ہو گیا اور ظہر کے بعد کی دو رکعتیں رہ گئیں، یہ وہی دو رکعتیں ہیں (جو میں نے پڑھی ہیں)"۔[4]

ایک مرتبہ حضرت ام الفضل بنت الحارثؓ نے انہیں کسی کام سے حضرت امیر معاویہؓ کے پاس ملکِ شام روانہ کیا انہوں نے حضرت ام الفضلؓ کا وہ کام انجام دیا۔ شام میں قیام کے دوران انہوں نے جمعہ کی رات کو رمضان کا چاند دیکھا، پھر وہ مدینہ منورہ واپس آگئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے ان سے پوچھا "تم نے چاند کب دیکھا تھا؟" انہوں نے کہا "شبِ جمعہ کو"۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا "کیا تم نے خود بھی دیکھا تھا"۔ انہوں نے کہا "ہاں (میں نے بھی دیکھا تھا) اور لوگوں نے بھی دیکھا تھا تمام لوگوں نے (جمعہ کو) روزہ رکھا اور حضرت امیر معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا"۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "ہم نے تو ہفتہ کی رات کو چاند دیکھا تھا لہٰذا ہم تو برابر روزے رکھتے رہیں گے جب تک تیس روزے پورے نہ کر لیں یا (اس سے پہلے) چاند نہ دیکھ لیں"۔ حضرت کریبؒ نے کہا "کیا حضرت امیر معاویہؓ کا چاند دیکھنا

---

[1] صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم نکاح المحرم۔ [2] صحیح بخاری کتاب العلم و صحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الدیات باب القسامۃ و کتاب التفسیر (سورۃ المائدۃ) [4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب معرفۃ الرکعتین اللتین کان یصلیہما النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد العصر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرنے سے منع فرمایا تھا۔ مترجم)

اور روزے رکھنا آپ کیلئے کافی نہیں ؟" حضرت ابنِ عبّاسؓ نے کہا "نہیں (اُن کی رویت ہمارے لئے کفایت نہیں کرتی) ہمیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہی حکم دیا ہے"۔[1]

حضرت مالک بن اوسؒ

ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت مالکؒ کو بلایا اور کہا "اے مالکؒ تمہاری قوم کے کچھ لوگ میرے پاس آئے ہیں اور میں نے اُنہیں کچھ مال دینے کا حکم دیدیا ہے، وہ مال تم لے لو اور ان لوگوں میں تقسیم کر دو"۔ حضرت مالکؒ نے عرض کیا "اے امیر المؤمنین، یہ کام میرے علاوہ آپ اور کسی کے سپرد کر دیتے تو اچھا ہوتا"۔ حضرت عمرؓ نے پھر اُنہیں سے کہا "اس مال کو لیلو (اور تقسیم کر دو)"[2]

حضرت محمّد بن ابی بکرؒ

حضرت محمّد بن ابی بکرؒ، حضرت ابو بکرؓ کے فرزند ہیں۔ ان کی والدہ کا نام حضرت اسماء بنت عمیسؓ تھا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حجّۃ الوداع کیلئے روانہ ہوئے تو ذوالحلیفہ کے مقام پر حضرت محمّد بن ابی بکرؒ پیدا ہوئے[3]

(حضرت معاویہؓ کے عہدِ خلافت میں) ایک گورنر نے اُن کے ساتھ کچھ زیادتی کی تھی، حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو جب اُس گورنر کی خوبیاں بتائی گئیں تو اُنہوں نے اس زیادتی کو نظر انداز کر دیا جو اُس گورنر نے اُن کے بھائی حضرت محمّد بن ابی بکرؒ کے ساتھ کی تھی۔[4]

حضرت محمّد بن اُسامہؒ

حضرت عبداللہ بن دینارؒ کہتے ہیں ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مسجد میں ایک شخص کو دیکھا کہ ایک کونہ میں اپنے کپڑے پھیلا رہا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "دیکھو یہ کون شخص ہے، کاش یہ میرے پاس ہوتا"۔ ایک شخص نے کہا "آپ انہیں نہیں پہچانتے ؟ یہ تو محمّد بن اُسامہؒ ہیں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سر جھکا لیا اور دونوں ہاتھوں سے زمین کُریدنے لگے، پھر فرمایا "اگر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انہیں دیکھتے تو ضرور اُن سے محبّت کرتے (کیونکہ یہ اُسامہؓ کے لڑکے ہیں)"[5]

حضرت محمّد بن سیرینؒ

حضرت محمّد بن سیرینؒ ایک مرتبہ تابعین عظّام کی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس مجلس میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ بھی تھے۔ حضرت محمّد بن سیرینؒ نے عبداللہ بن عُتبہ کی روایت کردہ حدیث بیان کی (کہ جب حضرت سُبیعہ بنت حارثؓ بیوہ ہو گئیں تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں وضع حمل کے بعد دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دیدی تھی) حضرت عبدالرحمٰنؒ نے کہا "ان کے چچا تو ایسا نہیں کہتے تھے"۔ حضرت محمّد بن سیرینؒ نے بلند آواز سے کہا "تو پھر میں بڑا دلیر ہوں کہ ایک ایسے شخص پر جھوٹ بول رہا ہوں جو ابھی کوفہ میں زندہ ہے"۔ پھر وہ وہاں سے چلے آئے اور حضرت مالک بن عامرؒ سے ملاقات کی۔ اُنہوں نے ان سے پوچھا کہ "حضرت ابن مسعودؓ بیوہ عورت جو حاملہ ہو اُس کے نکاح کے متعلق کیا کہتے تھے"۔ اُنہوں نے کہا کہ حضرت ابن مسعودؓ کہتے تھے "تم بیوہ پر سختی کرتے ہو اور اُس کو رخصت کی رعایت نہیں دیتے"۔ (یعنی ابن مسعودؓ بھی وضع حمل کے بعد نکاح ثانی کی اجازت دیتے تھے)[6]

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الصّوم۔
[2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن مالک بن اوسؒ۔
[3] صحیح مسلم کتابُ الحج باب احرام النفساء وباب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم
[4] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل۔
[5] صحیح بخاری کتابُ المناقب باب ذکر اسامۃ بن زیدؓ۔
[6] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (تفسیر سُورۃ البقرۃ)

حضرت محمدؒ بن عبدالرحمٰن ابو الاسودؒ

جب مدینہ منورہ میں حضرت یزیدؒ کے خلاف لشکر تیار کیا گیا تو حضرت محمدؒ بن عبدالرحمٰنؒ کا نام بھی اس لشکر میں لکھ لیا گیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؒ حضرت ابن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہؒ کے پاس گئے اور اُن سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت عکرمہؒ نے اُنہیں اس لشکر میں شامل ہونے سے سختی سے منع کیا۔ [۱]

حضرت مسروقؒ

حضرت مسروقؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اُن کی والدہ حضرت اُمِّ رومانؓ سے حدیثیں سُنی تھیں۔ ایک دن حضرت مسروقؒ حضرت عائشہؓ کے ہاں تکیہ لگائے بیٹھے تھے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا "جس نے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کو دیکھا اُس نے اللہ پر بڑا بہتان لگایا۔" حضرت مسروقؒ سیدھے بیٹھ گئے اور کہا "اے اُمّ المؤمنین مجھے مہلت دیجئے مجھ پر جلدی نہ کیجئے، کیا اللہ عزّوجلّ نے یہ نہیں فرمایا ہے "وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ"۔ "وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى" (اور تحقیق اُنہوں نے اُس کو اُفقِ مبین پر دیکھا اور تحقیق انہوں نے اُس کو ایک مرتبہ اور دیکھا) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یہ تو جبریلؑ تھے (جن کو دیکھنے کا ذکر ان آیات میں ہے)" [۲]

حضرت معاذہؒ

ایک دفعہ حضرت معاذہؒ نے حضرت عائشہؓ سے پُوچھا "یہ کیا بات ہے کہ عورت اذیتِ ماہانہ کے زمانہ کے روزوں کی قضا کرتی ہے لیکن نمازوں کی قضا نہیں کرتی۔" حضرت عائشہؓ نے فرمایا "کیا تم خارجی ہو؟" اُنہوں نے کہا "میں خارجی نہیں ہوں میں تو ویسے ہی پُوچھ رہی ہوں۔" حضرت عائشہؓ نے کہا "ہمیں روزہ کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔" [۳]

حضرت مَعدان بن طلحۃ الیعمریؒ

حضرت مَعدانؒ ایک مرتبہ حضرت ثوبانؓ سے ملے اور ان سے کہا "مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مجھے جنّت میں داخل کردے۔" حضرت ثوبانؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُنہوں نے پھر پُوچھا، حضرت ثوبانؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُنہوں نے تیسری مرتبہ سوال کیا تو حضرت ثوبانؓ نے کہا "میں نے بھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اللہ کیلئے کثرت کے ساتھ سجدے کرنے اپنے اوپر لازم کرلو۔" [۴]

حضرت نافع بن عبدالحارثؒ

حضرت نافعؒ، حضرت عمرؓ کے معتمد علیہ لوگوں میں سے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے اُن سے کہا کہ مکّہ مکرّمہ میں کسی کو عامل مقرر کردیں۔ اُنہوں نے ابن ابزٰی کو گورنر بنادیا۔ جب حضرت عمرؓ کی اُن سے مُلاقات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے پُوچھا "تم نے کس کو گورنر بنایا؟" حضرت نافعؒ نے کہا "ابن ابزٰی کو۔" حضرت عمرؓ نے پُوچھا "کون ابن ابزٰی؟" حضرت نافعؒ نے کہا "ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک آزاد کردہ غلام ہیں۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم نے آزاد کردہ غلام کو اُن پر حاکم بنادیا۔" اُنہوں نے عرض کیا "وہ اللہ عزّوجلّ کی کتاب کے قاری ہیں اور فرائض کے عالم ہیں۔" [۵]

---

[۱] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ النساء) [۲] صحیح مسلم کتاب الایمان باب ذکر سدرۃ المنتہیٰ۔ [۳] صحیح مسلم کتاب الحیض باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض۔ [۴] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود۔ [۵] صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمہ عن عامرؓ۔

حضرت ہُنَیؒ

حضرت ہنیؒ، حضرت عمرؓ کے غلام تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں ایک چراگاہ پر نگراں مقرر کیا تھا۔[۱]

حضرت یزید الفقیرؒ

حضرت یزیدؒ پہلے خارجی عقیدہ رکھتے تھے۔ ایک دن اُن کی ملاقات حضرت جابرؓ سے ہوئی۔ حضرت جابرؓ (اُن) دوزخیوں کا ذکر کر رہے تھے (جو دوزخ سے نکالے جائیں گے) اُنہوں نے کہا "اے رسُول اللہؐ کے صحابی، یہ آپ کیا بیان کر رہے ہیں، اللہ تو فرماتا ہے اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ (اے اللہ جس کو تو دوزخ میں داخل کر دے تو تُو نے اُس کو رُسوا کر دیا)"۔ حضرت جابرؓ نے کہا "کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟" حضرت یزیدؒ نے کہا "ہاں"۔ حضرت جابرؓ نے کہا "کیا تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے متعلق بھی کچھ سُنا ہے؟" حضرت یزیدؒ نے کہا "ہاں"۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا "یہی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ محمود ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ (جس کو چاہے گا) دوزخ سے نکالیگا"۔ حضرت یزیدؒ نے جب یہ بات سُنی تو مع اپنے ساتھیوں کے حضرت جابرؓ کے پاس سے واپس آئے اور آپس میں کہنے لگے "تمہاری خرابی ہو، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ بزرگ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط بات کو منسوب کریں گے"۔ غرض یہ کہ حضرت یزیدؒ اور اُن کے ساتھیوں میں سے سوائے ایک شخص کے تمام لوگوں نے خارجیت سے توبہ کر لی۔[۲]

حضرت یزید بن رومانؒ

حضرت یزید بن رومانؒ اس وقت موجود تھے جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کعبہ کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مُطابق از سرِ نو تعمیر کرنے کیلئے منہدم کیا اور پھر دوبارہ تعمیر کیا۔ اُنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بنیاد کے پتھروں کو دیکھا، ان کا بیان ہے کہ وہ پتھر اُونٹ کے کوہان کے مثل تھے۔[۳]

حضرت یزید تیمیؒ

حضرت یزید تیمیؒ اپنے لڑکے حضرت ابراہیم سے مسجد کے باہر بیٹھ کر قرآن مجید سُنا کرتے تھے۔ جب سجدہ کی آیت آتی تو وہیں سجدہ کر لیتے۔ ایک دن حضرت ابراہیم نے پُوچھا "آپ راستہ میں سجدہ کر لیتے ہیں"۔ حضرت یزیدؒ نے فرمایا کہ "رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام رُوئے زمین تمہارے لئے سجدہ گاہ ہے"۔[۴]

متفرّق تابعینؒ کے حالات

تصویر بنانے والا ایک دن ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا "میں اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کماتا ہوں، میں یہ تصویریں بناتا ہوں (اور یہی میرا ذریعہ معاش ہے)"۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "میں تم سے وہی بات بیان کرتا ہوں جو میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ 'جو شخص تصویر بنائے گا اللہ تعالیٰ اُس کو اُس وقت تک عذاب میں مبتلا رکھیگا جب تک وہ اس میں رُوح نہ ڈالے، اور وہ کبھی اُس میں رُوح نہ ڈال سکیگا'۔ یہ سُن کر اُس شخص نے بڑی سرد آہ بھری اور اُس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "تجھ پر افسوس! اگر تو تصویر بنانے پر مجبور ہے تو درخت کی تصویر بنا اور ہر اُس چیز کی تصویر بنا جس میں رُوح نہ ہو"۔[۵]

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب۔ [۲] صحیح مسلم کتاب الایمان باب ادنی اہل الجنۃ منزلۃ فیہا۔ [۳] صحیح بخاری کتاب المناسک باب فضل مکۃ وبنیانہا۔
[۴] صحیح مسلم کتاب المساجد۔ [۵] صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع التصاویر التی لیس فیہا روح۔ [۶] اِن تابعینؒ کے نام اور کُنیتیں صحیحین میں نہیں مل سکیں۔

ایک نوجوان انصاری جب حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور وہ شدید زخمی ہو گئے تو ایک انصاری نوجوان اُن کے پاس آئے اور کہا "اے امیر المؤمنین اللہ کی بشارت سے آپ خوش ہو جائیں، آپ جانتے ہیں کہ اسلام میں آپ کا کیا مرتبہ ہے۔ آپ قدیم الاسلام ہیں، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے، پھر آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے انصاف کیا۔ پھر ان تمام (فضائل) کے بعد آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔" پھر وہ نوجوان واپس ہوئے۔ ان کا ازار زمین سے مس کر رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "ان کو واپس بُلاؤ"۔ جب وہ آئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا "اے بھتیجے اپنا کپڑا اُونچا کرو، اس سے کپڑا بھی صاف رہے گا اور تمہارا رب کے نزدیک یہ پرہیزگاری کی بات بھی ہے۔" [1]

ایک خوبصورت آدمی ایک دن حضرت عمرؓ کے سامنے سے ایک خوبصورت آدمی گُذرا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اگر میرا خیال غلط (نہیں) ہے تو یہ صاحب اپنے اُسی دین پر ہیں جو ایامِ جاہلیت میں تھا یا یہ کبھی کاہن تھے"۔ یہ کہکر آپ نے فرمایا "انہیں میرے پاس لاؤ"۔ وہ آپ کے پاس آئے، حضرت عمرؓ نے ان سے وہی بات کہی۔ وہ کہنے لگے "آج سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ایک مسلم سے اس قسم کی باتیں کی گئی ہوں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "میں تمہیں قسم دیتا ہوں سچ سچ بتاؤ"۔ اُنہوں نے کہا "ہاں ایامِ جاہلیت میں میں کاہن تھا"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "سب سے تعجب انگیز بات جو تم نے اپنی جنیہ سے سُنی وہ کونسی تھی؟" اُنہوں نے کہا "ایک دن میں بازار میں چلا جا رہا تھا کہ وہ میرے پاس آئی، مجھے ایسا محسُوس ہو رہا تھا کہ وہ بہت خوفزدہ ہے۔ وہ یہ کہہ رہی تھی کیا تم نے دیکھا کہ اِس وقت جنات کس حیرت کے عالم میں ہیں، وہ اپنے غلبہ سے مایوس ہو چکے ہیں مغلوبیت ان پر منڈلا رہی ہے۔ اور کیا تم نے یہ بھی دیکھا کہ اب وہ اُونٹ والوں، چادر اُوڑھنے والوں کے تابع ہونیوالے ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "تم سچ کہتے ہو"۔ [2]

ایک گورنر (حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں ایک گورنر تھے) حضرت عبداللہ بن شماسہؒ کہتے ہیں "میں نے ان میں کوئی بُرائی نہیں دیکھی، ہم میں سے جب کسی کا اُونٹ مرجاتا تو وہ اُسے دوسرا اُونٹ دیدیتے، جب کسی کا غلام مرجاتا تو وہ اُسے دوسرا غلام دیدیتے، اگر کوئی محتاج ہوتا تو اُسے روپیہ پیسہ دیدیتے"۔ انہوں نے حضرت محمد بن ابوبکرؓ کے ساتھ کچھ زیادتی کی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جب ان کی یہ خوبیاں سُنیں تو اس زیادتی کو نظر انداز کرتے ہوئے فرمایا "رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ الٰہی جو شخص میری اُمت کا والی ہو اور وہ اُمت پر سختی کرے تو تُو بھی اُس پر سختی کر اور جو شخص میری اُمت کا والی ہو اور وہ اُمت پر نرمی کرے تو تُو بھی اُس پر نرمی کر"۔ [3]

حضرت ابن عمرؓ کی آزاد کردہ لونڈی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر دیا، ایکدن فتنہ کے زمانہ میں وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئیں اور سلام کر کے کہا "اے ابو عبدالرحمٰنؓ، میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں اس لئے کہ یہاں ہم پر زمانہ سخت ہو گیا ہے"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "بے وقوف۔ یہیں رہو، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص یہاں کے شدائد اور مصائب پر صبر کریگا تو میں اُس کیلئے قیامت کے دن گواہ یا شفیع ہوں گا"۔ [4]

ایک خاتون ایک خاتون بیمار ہو گئیں، اُنہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں شفاء عنایت فرمائی تو وہ بیت المقدس جا کر نماز پڑھیں گی۔ جب وہ اچھی ہو گئیں تو اُنہوں نے سفر کی تیاری کی۔ روانگی سے پہلے وہ حضرت میمونہؓ کے پاس گئیں۔ حضرت میمونہؓ نے فرمایا "مسجدِ نبوی میں نماز پڑھ لو کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس مسجد میں نماز دوسری مسجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجدِ حرام کی نماز کے"۔ [5] **وللہ الحمد۔**

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام عمرؓ عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل۔ [4] صحیح مسلم کتاب الحج باب الترغیب فی سکنی المدینۃ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل الصلاۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفسیر قرآنِ عزیز کا تعارف

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، یہ کلام اپنی مثال آپ ہے۔ جس طرح بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا اسی طرح بذریعہ وحی اس کی تشریح اور تفسیر بھی نازل فرمائی جو یا تو خود قرآن مجید میں ملے گی یا صاحبِ قرآن کی زبانِ مبارک سے، چونکہ قرآن مجید منزّل من اللہ ہے لہذا اس کی تشریح اور تفسیر بھی وہی قابلِ عمل اور قابلِ قبول ہوگی جو منزّل من اللہ ہو اور وہ ہے حدیثِ نبوی۔ اسی بنیاد پر یہ تفسیر مندرجہ ذیل امتیازی اوصاف کی حامل ہے۔

ایک مسلم کی نجات کے لئے چونکہ علم و عمل لازم و ملزوم ہے لہذا تفسیر ہذا میں علم و عمل کو یکساں اہمیت دی گئی ہے۔

قرآن مجید کی تفاسیر میں اکثر قال فلاں یعنی فلاں نے یہ کہا۔ فلاں نے یہ کہا کی بھرمار ہوتی ہے۔ ان اقوال الرجال میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم گم ہو کر رہ جاتا ہے لہذا اس تفسیر میں کسی کے قول کو نقل نہیں کیا گیا۔ اللہ کے احکام کی تشریح اللہ تعالیٰ ہی کی نازل کردہ وحی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اپنے اصلی رنگ میں موجود ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق عمل کیا جاسکتا ہے۔

عموماً تفاسیر میں اس بات کا لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ تفسیر میں جو حدیث نقل کی جارہی ہے وہ سنداً صحیح بھی ہے یا نہیں۔ یہ تفسیر ضعیف حدیث تو کجا حسن حدیث سے بھی معرّا ہے اس میں صرف صحیح احادیث کو نقل کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ قرآن مجید کی صحیح ترین تفسیر ہے۔

مسائل اور احکام کی پوری عملی تشریح و توضیح سے تمام تفاسیر خالی ہیں۔ اس تفسیر میں جس جگہ قرآن مجید کے جس حکم کی تشریح کی گئی ہے وہاں اس کی عملی تفسیر بھی بیان کر دی گئی ہے اگر کسی خاص وجہ سے اس جگہ بیان نہیں کی تو کسی دوسری جگہ اس کو تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے اور اس دوسری جگہ کا حوالہ بھی نقل کر دیا گیا ہے۔ الغرض اگر ہر جگہ نہیں تو کسی ایک جگہ مناسب مقام پر کسی خاص مسئلہ کو پوری عملی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے مثلاً طلاق کا ذکر آگیا ہے تو طلاق کے تمام مسائل بیان کر دئے ہیں۔ قرض کا مسئلہ آگیا ہے تو قرض کے تمام احکام بیان کر دئے ہیں۔ نماز کے طریقہ کا ذکر آگیا تو نماز کا پورا طریقہ بیان کر دیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح اگر کسی چیز کی اہمیّت اور فضیلت کا ذکر آگیا ہے تو اسی جگہ اس کی فضیلت اور اہمیت میں جتنی احادیث ملی ہیں ان کو بیان کر دیا گیا ہے اور یہی اس تفسیر کا ایک امتیازی وصف ہے۔

اس تفسیر میں قرآن مجید کی تلمیحات پر جن کے متعلق صحیح معلومات نہیں مل سکیں کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی مثلاً ہاروت ماروت پر کوئی بحث نہیں کی گئی۔ اس بات کی بھی کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ اس فرعون کا نام معلوم کریں جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھا۔ اس بات کی وضاحت بھی نہیں کی گئی کہ وہ لوگ کون تھے جو اپنے گھروں کو چھوڑ کر نکلے ان کو اللہ نے مار دیا اور پھر زندہ کر دیا۔ اوّل تو ان بحثوں سے ہمارے عمل کا کوئی تعلق نہیں۔ البتہ ان تلمیحات کا جو پہلو عبرت انگیز تھا اس کو بیان کر دیا گیا ہے اور بے فائدہ باتوں کو کلیتہً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

اس تفسیر میں کسی مسلک، مکتب فکر اور فرقہ کی تعلیمات کا پرچار نہیں کیا گیا۔ اس میں صرف اور صرف خالص اسلام کی نشاندہی کی گئی ہے۔

یہ تفسیر علماء اور عامۃ المسلمین کے لئے یکساں مفید ہے اور یہ بھی اس کا ایک اعزاز ہے۔

جماعت المسلمین

جماعت المسلمین کی مطبوعات

- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ① سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ)۔
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ② ③ سورۂ آل عمران، سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ)۔
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ④ سورۂ انعام، سورۂ اعراف، سورۂ انفال اور سورۂ توبہ)۔
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑤ سورۂ یونس، سورۂ ہود، سورۂ یوسف، سورۂ رعد، سورۂ ابراہیم، سورۂ حجر اور نحل)
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑥ سورۂ بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ، انبیاء، حج اور سورۂ مؤمنون)
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑦ سورۂ نور تا سورۂ احزاب)
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑧ سورۂ سبا تا سورۂ احقاف)
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑨)
- منہاج المسلمین (مسلمین کے پیدائش سے موت تک کے مسائل۔ قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ماخوذ)
- صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین (مختصر) (ماخذ صرف قرآن مجید، صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔ ضعیف احادیث سے پاک سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین کے حالات۔ ایک ہزار صفحات سے زائد صحیح ترین تاریخ۔
- توحید المسلمین (توحید کے وسیع موضوع پر ایک جامع اور ٹھوس کتاب)۔
- صلوٰۃ المسلمین (نماز کی مکمل کتاب مع اعتراضات وجوابات) ● التحقیق فی جواب التقلید
- زکوٰۃ المسلمین (زکوٰۃ کے شرعی نصاب وشرح کے بارے میں مکمل تفصیلات)
- صوم المسلمین (روزوں کے متفرق مسائل) ● حج المسلمین (حج کا صحیح طریقہ)
- دعوات المسلمین (روزمرّہ پڑھنے والی مسنون دعائیں) ● برہان المسلمین (حدیث بھی کتاب اللہ ہے کے بارے میں جامع دلائل) ● تفہیم الاسلام (ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب "دو اسلام" کا جواب۔ صحیح احادیث پر اعتراضات کا مکمل ومدلل ازالہ)۔
- تلاشِ حق (دینِ حق کے متلاشیوں کے لئے ایک رہنما تصنیف) ● ذہن پرستی (ادیانِ اجداد کا ذہن پر اثر، شرک کی ایک قسم) ● تاریخ مطوّل (جلد ①) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے زمانہ کے مسلمین کے حالات۔ ● تاریخ مطوّل (جلد ②) زیرِ ترتیب۔
- المسلم (مذاہبِ خمسہ کے ابطال پر ایک چیلنج رسالہ)۔

لٹریچر منگوانے کا پتہ :-

جماعت المسلمین۔ مسجد المسلمین، کوثر نیازی کالونی، نارتھ ناظم آباد بلاک جی، کراچی ۳۳